تفسیر الحسنات

پارہ

۲۵۴۲۱

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور ۔ کراچی ۔ پاکستان

Marfat.com

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

جلد پنجم

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ

پارہ
۲۱ تا ۲۵

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان

Marfat.com

تفسیر الحسنات کے جملہ حقوقِ اشاعت بحق جامعہ حسنات العلوم محفوظ ہیں

نام کتاب	تفسیر الحسنات (جلد پنجم)
مفسر	علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ
ناشر	ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور
تاریخ اشاعت	جولائی 2009
تعداد	ایک ہزار
کمپیوٹر کوڈ	QT25

۲۹۷۶۱۶
۱۳۵۱۱ ق
۹۰۹۷۳
جلد ۵

ملنے کے پتے

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

داتا دربار روڈ، لاہور۔ 7221953 فیکس:۔ 042-7238010

9۔ الکریم مارکیٹ، اردو بازار، لاہور۔ 7225085-7247350

14۔ انفال سنٹر، اردو بازار، کراچی

فون:۔ 021-2210212-2212011-2630411

e-mail:- zquran@brain.net.pk

Website:- www.ziaulquran.com

جامعہ حسنات العلوم کے تمام اراکین تہہ دل سے محترم سلیم شاہد صاحب، محترم وسیم حمید، محترم کاشف حمید، شاہد حمید مرحوم، والدین وعزیز واقارب (مبشر الیکٹرک سٹور نشتر روڈ لاہور) کے مشکور ہیں کہ انہوں نے تفسیر الحسنات کے سلسلہ میں جامعہ حسنات العلوم کے ساتھ تعاون کیا اللہ تعالیٰ عزوجل اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقہ میں ان کی اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین۔ دعاگو

ناظم اعلیٰ جامع حسنات العلوم وخلیفہ مجاز
صوفی محمد تنویر حسین قادری نقشبندی اشرفی
و
الحاج عبدالقیوم قادری اشرفی

فہرست مضامین

سورۂ عنکبوت بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع	63
تلاوت کر۔ نماز بے حیائی کوروکتی ہے	63
اللہ عزوجل کا ذکر غالب ہے	63
قرآن کریم آسمانی کتاب ہے	63
حل لغات	64
خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع	65
نماز قائم کرو بے شک نماز روکتی ہے بے حیائی اور بری بات سے	65
حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت	65
انصاری نوجوان کا واقعہ	65
مت جھگڑا کرو	66
شیرینی بیانی	66
قرآن کریم آسمانی کتاب ہے اس میں کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں	66
نبی آخرالزمان کتاب لائے	66
یہ قرآن کھلی اور روشن آیتیں ہیں	66
کافروں کا اعتراض اس کا جواب	67
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزات	67
مختصر تفسیر پانچواں رکوع	67
ذکر اللہ عزوجل جو دن میں پانچ بار بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوکر خشوع وخضوع سے تسبیح وتہلیل کرتا رہے	
بیشک نماز روکتی ہے فواحش سے جب تک نمازی نماز میں مشغول رہے	68
اللہ عزوجل کا ذکر بہت بڑا ہے	68
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کے بارہ قول	69
نہ جھگڑا کرو یہود ونصاریٰ سے مگر ایسے طریقہ سے جو احسن ہو	70
عملوں میں بہترین عمل کون سا ہے	70
ذکر اللہ عزوجل سے مراد نماز ہے	70
ظالموں کا بیان	71
اہل کتاب توریت کی تلاوت عبرانی میں کرتے تھے اور اس کی تفسیر عربی میں سناتے تھے	71
کتابی منکرین کی دشمنی کا اظہار	71
نبی اکرم ﷺ کے معجزات کا انکار	73
حضور علیہ السلام کی تعلیمات پر کسی دوسرے کی تعلیم کو ترجیح دینا بے دینی ہے ہلاکت میں پڑنا ہے	73
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۃ عنکبوت	73
حل لغات	75
خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۂ عنکبوت	76
جو باطل پرست ہیں اور اللہ عزوجل کے ساتھ کفر کرتے ہیں تو نرے نقصان حاصل کریں گے عذاب یقینی ہے	76
بے شک مری زمین فراخ ہے مری ہی پوجا کرو	77
ملک خدا تنگ نیست پائے گدا لنگ نیست	77
ہر جان کو ذائقۂ موت چکھنا ہے	77
کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا	78
اللہ عزوجل رازق ہے۔	78
اللہ عزوجل ہی فراخ فرماتا ہے رزق جسے چاہے	78

Marfat.com

اسی کے یدقدرت میں فراخی وتنگی رزق ہے	79
مختصر تفسیر چھٹا رکوع سورۂ عنکبوت	79
اللہ کافی ہے وہ جو ایمان لائے باطل پر اور اللہ کے منکر ہوئے وہ نقصان میں ہیں	79
وہ جلدی چاہتے ہیں عذاب اجل سے مراد قیامت ہے	80
بعض عذاب امم ماضیہ پر رات میں نازل ہوئے	80
جس دن چھا جائے گا ان پر عذاب	80
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث	80
مفسرین کے اقوال	81
کل نفس ذائقۃ الموت شان نزول	81
اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے	82
مردہ زمین میں زندہ فرما کر سرسبز کرتا ہے	83
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع	83
حل لغات	83
خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع	84
دنیا کھیل کود ہے دنیا فانی ہے	84
اللہ عزوجل کی ناشکری صریح ناشکری کا ذکر	85
جو اللہ عزوجل پر جھوٹ باندھے	85
جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی	86
مختصر تفسیر ساتواں رکوع سورۂ عنکبوت	86
دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی حیثیت نہیں رکھتی	86
جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص طور پر	86
شان نزول	87
بے شک اللہ عزوجل ضرور نیکوں کے ساتھ ہے	88
سورۂ روم	88
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ روم	88
حل لغات	89
خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ روم	90
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی روم کے بارے بحث	91
پختہ پیشینگوئی	91
شان نزول	91
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کفار مکہ میں اعلان	91
سو اونٹ کی شرط	92
امام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کا اس شرط کے بارے میں موقف	92
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سو اونٹ وصول کر لئے اور حضور ﷺ کے حکم کے مطابق صدقہ کر دیئے	92
ساتویں برس میں رومی غالب آئے اور فارس مغلوب ہوا	92
حضور علیہ السلام کی تصدیق نبوت پر بین دلیل	92
اللہ عزوجل کی مدد اللہ عزوجل کا وعدہ ہے	93
دنیا میں ان کا انجام	93
آسمان اور زمین جو کچھ ان میں ہے متعین وقت تک کیلئے بنایا	93
کیا انہوں نے زمین پر سیر نہ کی کہ دیکھتے ان کا انجام؟	93
اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ظلم ہو سکتا ہے نہ اس نے ظلم کیا	93
مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۂ روم	94
روم مغلوب کیئے جائیں گے اس مغلوبیت کے بعد فارس پر عنقریب غالب ہوں گے	94

علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث 94
عہد رسالت مآب ﷺ میں فارس سے ان کا مقابلہ ہوا تو ان پر فارس غالب ہوا 94
متعدد روایات اقوال 94
بضع کے متعلق علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا قول 94
واقعہ کا شان نزول 95
روایت ہے 95
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی پیشینگوئی بشارت دینا 95
رومیوں کا فارس پر فتحیاب ہونے کی بشارت 95
ابی بن خلف کا انکار کرنا 95
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جواب دینا اور شرط لگانا 95
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمانا کہ بضع کا اطلاق تین سو نو سال تک ہوتا ہے 96
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کا دوبارہ ابی بن خلف کی طرف تشریف لانا شرط کی دوبارہ تجدید کرنا 96
حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے ہجرت کے وقت ابی نے ضمانت طلب کیا 96
ابی سے احد میں حضرت عبدالرحمٰن نے ضمانت طلب کی 96
ابی کا احد میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دست مبارک سے زخمی ہونا 96
ترمذی شریف کی روایت 96
یوم بدر پر روم کا فارس پر فتحیاب ہونا 96
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرط کے سو اونٹ حاصل کئے اور بارگاہ رسالت پناہ ﷺ میں حاضر ہوئے 96
حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ یہ اونٹ صدقہ کر دو 96
عقود فاسدہ 96
امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حربی سے ہے 96
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 97
مسلک امام ابوحنیفہ امام محمد رحمہما اللہ کے مطابق 97
دارالحرب میں مسلمین و کفار کے مابین جائز ہیں 97
ناطوس کا قتل 97
خواب میں خسرو پا بجولاں لایا گیا 97
ہرقل نے نو ہزار لشکری قتل کر دیئے 97
رومیوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھ دیئے 97
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث 97
رومی اکثر مسلمان ہوئے 98
اللہ عزوجل کا ہی حکم ہے اول آخر اللہ کا وعدہ 98
حق کی تعریف میں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں 99
مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط سمجھتے تھے 99
کیا سیر نہ کی زمین میں دیکھنے والوں کا کیا انجام ہوا 99
عاد و ثمود کے کھنڈروں کا مشاہدہ 99
تعمیرات میں ماہر تھے 100
معجزات کا انکار 100
ہلاکت موجب ہوا 100
ظلم کی بحث 100
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ روم 100
حل لغات 101
خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ روم 102
رکوع کے مشکل لغات 102
خلاصہ تفسیر 102

Marfat.com

مرنے کے بعد وہی دوبارہ پیدا کرے گا	102	علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں تسبیح سے مراد نماز ہے	109
معاد حشر کا بیان	102	پنجگانہ نماز کا حکم	109
اعتقاد باطلہ	103	نافع بن ارزق کا سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کرنا	109
انبیاء اولیاء شفاعت سفارش کریں گے	103	اس آیت میں نمازوں کے اوقات جمع ہیں	109
فرمانبردار گنہگار علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے	103	حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں صلوٰۃ خمس کی فرضیت مدینہ میں ہوئی	109
اللہ عزوجل کی تسبیح کرو صبح شام ان اوقات میں تسبیح و تحمید کرو	104	امام رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں تسبیح کا محمل تنزیہہ ہے	110
حدیث پاک	104	زبان سے ذکر	110
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک	104	ارکان و اعضا سے عمل صالح کرنا ایمان دل کو منزہ کرتا ہے	110
نزول آیات کے وقت مکہ معظمہ میں ہر نماز میں دو رکعت تھیں	105	مجاہد رحمہ اللہ موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں	111
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث	105	قبروں سے نکلنے پر بحث	111
ان اسرار کی تصریح	105	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ روم	111
تعریف موت	105	حل لغات	112
ازمفردات راغب اصفہانی رحمہ اللہ بیان اللسان	105	خلاصہ تفسیر رکوع سورۂ روم	113
حیات سے موت کی تشریح	105	تخلیق انسانی کی ابتداء	114
صاحب بیان اللسان موت کے معانی لکھتے ہیں	106	ابوالبشر آدم کو اول مٹی سے بنایا پھر اس سے اس کی تمام نسل پیدا کی	114
صاحب منجد معانی لکھتے ہیں	106	عورت مرد کا جوڑا ایک جنس سے پیدا ہوا	114
مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۂ روم	107	ہر ملک کے لوگوں کے رنگ مختلف بنائے	114
تم جزا سزا کیلئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر کئے جاؤ گے	107	قدرت کے نشان واضح ہیں	114
جن و شیاطین روز قیامت سفارش کے قابل نہ ہو سکیں گے	107	سوتے وقت کی دعا	114
قیامت کے دن مومن کافر علیحدہ علیحدہ ہوں گے	108	اس کی نشانیاں آسمان زمین اس کے حکم سے قائم ہیں	115
بیان اللسان میں حبر کی تعریف	108	مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۂ روم	115
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں روضہ وہ زمین ہے جس پر سبزہ پانی ہو	108		
تسبیح و تنزیہ بیان کرو	109		

Marfat.com

تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑا پیدا کیا 116
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انسان کے جنس سے ہی نسوانی طبقہ کی پیدائش ہے 116
مختلف اقوال 116
علامات قدرت سے تیسری شان 117
زبانیں بہتر ہیں 117
تمہارا سونا رات کا اور دن میں طلب معاشی ہے 117
آسمان زمین بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں 118
نشانیوں کا بیان 118
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ روم 118
حل لغات 120
خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ روم 122
ایک مثال 122
اللہ عزوجل کا شریک کیسے ہوسکتا ہے 122
فطرت سے مراد دین اسلام ہے 123
انسان کی فطرت جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرایا 123
پرویزی فرقہ 123
جب انسان پر کوئی مصیبت آتی ہے 123
اللہ عزوجل ہی کشادہ فرماتا ہے رزق کو 124
تو دے رشتہ داروں کو ان کا حق 124
مسکین اور مسافر کی ضرورت پوری کرنا 124
جو چیز زیادہ لینے کو دو 124
خیرات دو اللہ عزوجل کی رضاجوئی میں سو ان کا اجر دوچند ہے 124
اللہ عزوجل ہی وہ ہے جس نے تم کو پیدا کیا 125
مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورۂ روم 125
اے مشرکو اپنے حال پر غور کرو 125
اخروی عذاب سے بے خبر ہیں 125
جسے خالق کل نے گمراہ کیا ہے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا 125
فطرت سے مراد دین اسلام ہے 126
صحابہ کرام کے اقوال 126
کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور فطرت کو بدل سکے 126
ہر فرقہ جس جماعت میں ہے خوش ہے 126
ضر سے مراد شدت وکرب ہے 127
جب تکلیف پہنچتی ہے تو پکارتے ہیں اپنے رب کو پھر ایک گروہ اللہ تعالیٰ کا شریک بنالیتا ہے 127
انتباہ بعض بے دین اولیاء کرام اور انبیاء کرام پر ان آیتوں کو منطبق کرلیتے ہیں 127
توسل کی بحث 127
جب تنگی سختی کربت ونکبت آتی ہے 128
بے شک اللہ عزوجل ہی فراخی رزق کرتا ہے 128
جو اللہ عزوجل کی رضا جوئی کرتے ہیں وہی کامیاب ہیں 128
دستور رواج ایک کی اصلاح کے لئے ارشاد ہے 128
جو چیز تم زیادہ لینے کے لئے دو لوگوں میں یہ رواج تھا کہ شادی بیاہ موت غمی اس نیت سے دیتے تھے کہ جس قدر دیا ہے اس سے دوگنا لیں گے 128
روزی دینا مارنا جلانا سب اللہ کے ہی قبضہ میں ہے 129
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع 129
حل لغات 130
مختصر تفسیر پانچواں رکوع سورۂ روم 132
ظاہر ہوگیا فساد خشکی وتری میں 132
اپنا رخ سیدھا اللہ عزوجل کی عبادت کے لئے رکھو 133

Marfat.com

شیون قدرت سے تین شانیں بیان فرماتا ہے	133
سرد ہواؤں سے بارش اور کثرت پیداوار دریا میں کشتیاں چلیں تا کہ تجارت و معاش حاصل ہو	133
حج میں تجارت کی اجازت ہے	133
ترمذی شریف میں ہے جو بھائی اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ جہنم سے نجات دے گا	134
کیسے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد	134
زمین کا مرنا بنجر ہو جانا ہے زندہ ہونا سرسبز ہونا	134
مؤمن پر جب نعمت پہنچتی ہے شکر کرتا ہے بلا آتی ہے صبر کرتا ہے	135
مردہ دل کبھی ہدایت قبول نہ کریں گے	135
انتباہ	135
مفردات راغب سے موتی کی تعریف	135
اندھوں سے دل کے اندھے مراد ہیں	135
مختصر تفسیر اور پانچواں رکوع	135
فساد ظاہر ہو گیا	135
ظہور فساد سے بر و بحر میں قحط میں غرق ہونا برکتیں کم ہونا	135
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں زمین کا خشک ہونا اور دریاؤں کا انقطاع فساد بر و بحر ہے	136
مختلف اقوال	136
بندوں کی بداعمالیوں سے فساد ظاہر ہوتا ہے	136
ایک قول یہ ہے	137
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	137
سیر کرو تو دیکھو انجام	137
شرک کی وجہ سے عذاب آتا ہے	137
وہ دن جب آئے گا تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے سب	137
اپنا منہ سیدھا کرو سیدھے دین کی طرف	137
مہد کی تعریف پر بحث	138
اللہ سرکش منکر کافر کو پسند نہیں فرماتا	138
عربی محاورہ میں ریاح اور ریح کے خواص	138
ہواؤں کے نام آٹھ ہیں مفصل بحث	138
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے طبرانی اور بیہقی میں روایت	139
محقق قول	139
ریاح کا اطلاق رحمت پر آتا ہے	139
جب نماز جمعہ ہو جائے زمین پر پھیل جاؤ	139
یہ امر تشفقی ہے	139
حج میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر معاش حاصل کرو	139
بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے	140
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	140
اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں	140
ابلاس کے معانی	140
اللہ تعالیٰ زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد	141
کھیتوں کا زرد پڑنا	141
مومن اللہ عزوجل پر ہر حال میں بھروسہ کرتا ہے	141
مشرکین کا معاملہ برعکس ہے	141
سماع موتی پر تفصیل سے بحث	142
اول مخالف کے دلائل	142
پھر سماع موتی پر دلائل	142
پھر علامہ آلوسی رحمہ اللہ کا محاکمہ	142
سورۂ نمل میں ارشاد	142
ترجمہ آیت کریمہ	142

Marfat.com

تیسری آیت کا ترجمہ 142
سماع موتی پر اجلہ علماء نے فرمایا 142
علامہ سفارینی بحور ذاخرہ میں روایت کرتے ہیں 143
ان اکابر علماء محققین کے دلائل جو سماع موتی کے حامی ہیں 143
ابن عبدالبر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اکثر محققین سماع موتی کے قائل ہیں 143
حضرت انس اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے روایت 143
ام محجن کے انتقال کے بعد کا حال 144
حضور علیہ السلام نے دریافت فرمایا 144
حضرت مصعب بن نمیر اور ان کے رفقاء علیہم رضوان کی لاشوں پر تشریف لائے اور زندہ ہونے کی شہادت دی فرمایا کوئی انہیں سلام نہیں کرتا مگر وہ اس کو قیامت تک جواب دیتے ہیں 144
حضور علیہ السلام نے فرمایا 145
بخاری مسلم میں ہے 145
جب بندہ کو قبر میں دفنا کر واپس ہوتے ہیں تو میت قدموں کی آواز سنتی ہے 145
علامہ سہلی نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ سب کچھ قدرت رکھتا ہے وہ سنا سکتا اور راہ بھی دکھا سکتا ہے 145
علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے منکرین کے اقوال لکھے ہیں 145
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ روم 145
حل لغات 146
خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۂ روم 147
جنین کی صورت میں بنایا کیڑے کی طرح کملاتا 147
پھر قوت کے بعد بڑھاپا دیا 147
تین کیفیتیں 147
رحم مادر سے بڑھاپے تک کی مدت اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دی 148
مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۂ روم 148
وہ نطفہ جسے قرآن کریم نے ماء مھین فرمایا 149
حدیث صحیحہ 149
نفخہ اولیٰ اور ثانیہ کے مابین چالیس کی مدت ہے 149
چالیس سال یا چالیس ہزار سال کی 149
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 150
سورۂ لقمان 151
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ لقمان 151
پہلا رکوع سورۂ لقمان حل لغات 152
خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ لقمان 153
مشرکین کی لغویت کا تذکرہ شان نزول 154
یہ تمام توبیخی آیتیں نضر بن حارث اور اس کے متبعین کے حق میں ہیں 154
وقر عربی میں بہرے پن کو کہتے ہیں 154
دنیا کی ہر نعمت میں زوال ہے 154
مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۂ لقمان 155
ربط سورۂ روم، لقمان 155
الف لام میم کی تصریح 155
مومن وہ ہے جو حکمت عملی کے تحت عبادت بدنی اور مالی نماز زکوۃ سے کرے 156
نماز بغیر اتباع رسول ﷺ صحیح نہیں 156
حدیث جبرائیل علیہ السلام 156
ان لوگوں کا ذکر جو عناد اصرار علی الشرک سورۂ روم میں 157
لہو الحدیث کی تعریف و بحث 157

عوارف المعارف اور احیاء العلوم میں تصریح 157
شان نزول 157
عجمیوں کے قصوں کی کتابیں نضر ابن حارث لایا 158
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی لہو الحدیث پر ایک مبسوط
تقریر 158
شان نزول 159
نضر بن حارث نے ایک لونڈی خریدی کا واقعہ 159
قریش نے قرآن کریم سننا ترک کر دیا تو یہ آیت
آیۃ کریمہ نازل ہوئی 160
علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 160
آیۃ کریمہ میں اکثر 160
مفسرین کے نزدیک غنا کی برائی کا بیان ہے 160
شعبی فرماتے ہیں 160
فحاشی بے حیائی اور جملہ امور خلاف شرع ہیں 160
چنانچہ حدیث میں ہے اللہ عزوجل لعنت فرماتا ہے
گانے والے پر اور جس کیلئے گایا جائے 161
غنا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جیسے پانی
چنا اگاتا ہے 161
گانے کے نقصانات 161
اقوال احادیث کی روشنی میں 161
آیات علماء کے اقوال کی روشنی میں 161
خلاصہ مفہوم عبارات منقولہ 162
تحقیق اباحت بالشرط 162
روایت مسلم شریف 163
علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 164
امام حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ کا فیصلہ 165
حضرت سعدی شیرازی رحمہ اللہ کا فیصلہ 165
ترجمہ تشریح 165
وہ سماع جس میں امور آخرت کا ذکر ہو اس میں
حرج نہیں 165
حجۃ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں 165
عارف کامل کے لئے سماع کے ہر پہلو میں رجوع
الی اللہ حاصل ہوتا ہے 166
قاضی حسین حضرت جنید بغدادی رحمہما اللہ سے نقل
فرماتے ہیں 166
عارف لوگ شرکت کرتے ہیں ان کیلئے مستحب ہے 166
علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں 166
سماع کے لئے شرائط ہیں ان سے معرفت اسماء
صفات کا علم ضروری ہے 166
حضرت عطیہ رحمہ اللہ کے نام سے روایت میں
سماع تو ابد کی نسبت پر تعجب اس کا رد 167
حضرت عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ سے رباعی کی
نسبت پر تعجب 167
علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس روایت کی تردید فرماتے
ہیں 167
محدثین اہل سنت بالاجماع اس روایت کو بے اصل
کہتے ہیں 167
تالیاں بجانا عورتوں کا فعل ہے 168
بال نوچنا سینہ کوبی کرنا کپڑے پھاڑنا حرام ہے 168
مزامیر کے متعلق آخر میں یہ فیصلہ ہے 168
حرمت آلات ملاہی پر سید المفسرین ابن عباس اور
حسن رضی اللہ عنہما نے لہو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا 168
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری امت
میں ایسی قوم بھی ہوگی جو ریشم اور شراب اور مزامیر
کو جائز کرے گی 168
وہ کتابیں جو نضر بن حارث نے فارس سے خریدیں

Marfat.com

ان کے مطالعہ کی حرمت	169	اللہ کے نزدیک	182
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	169	والدین کے حقوق میں وصیت	182
جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں تو تکبر سے پھر جاتا ہے	169	جو شخص پنج وقتہ نماز ادا کرے وہ اللہ عزوجل کا شکر گزار ہے	182
مومنوں کا حال	169	حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں	183
جنات نعیم جنات فردوس عدن میں کون رہے گا	170	میں مسلمان ہوگیا	183
عزیز کی تعریف	170	مری ماں نے کھانا پینا ترک کر دیا	183
حکیم کی تعریف	170	شان نزول	184
عمد کی جمع	170	نصائح لقمان علیہ السلام	184
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ لقمان	171	سوم نہی عن المنکر	185
حل لغات	172	چہارم حق گوئی پر جو اذیت پہنچے صبر کرے	185
خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ لقمان	173	آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	185
حضرت لقمان کا نسب	173	علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں	186
مختلف اقوال	173	بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ لقمان	186
حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادہ کو تیرہ نصیحتیں	174	حل لغات	187
مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۂ لقمان	176	خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ لقمان	189
لقمان عجمی نام نہ کہ عربی اس کے متعلق 21 قول	176	آسمانوں میں چاند سورج ستارے ہمارے لئے پیدا کیے	189
منقولہ بالا روایات نقل کر کے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں	178	زمین میں دریا، نہریں سمندر، کانیں	189
حکمت کی عطا جو فرمائی گئی اس کے سات معنی ہیں	178	آیہ کریمہ کا شان نزول	190
آپ کے وعظ و پند ارباب سیر نے انہیں نصائح سے اخذ کر کے لکھے ہیں۔ پچیس ہیں۔	178	اپنے حبیب پاک کو تسلی فرمائی جاتی ہے	191
		آیہ کریمہ کا شان نزول	191
حمید کی تشریح	180	مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ لقمان	192
حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا تذکرہ	181	نعمت باطنہ	193
حضرت لقمان اپنے بیٹے کو ہدایت کرتے رہے حتیٰ کہ انتقال فرمایا	181	نور النور کا ظہور ہونا	193
		اقوال مذکورہ کی وضاحت	194
حاملہ پر تین ضعف طاری ہوتے ہیں	182	جس نے اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے وہ محسن مخلص ہے	195
رضاعت کی مدت امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما			

حدیث میں اضطرار کا مفہوم واضح ہوتا ہے 196
آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اضطرار کی تعریف 196
حمید کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے 196
شان نزول 197
کلمات اللہ سے مراد علم سبحانہ وتعالیٰ ہے اور رحمت الٰہی ہے 197
یہود کا اعتراض 197
حضور علیہ السلام کا جواب 198
علم دو قسم کے ہیں 198
آیہ کریمہ کا شان نزول 198
ایلاج عربی میں داخل کرنے کو کہتے ہیں 199
رات کو دن، پر مقدم فرمانے کی حکمت علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 199
سورج چاند میں شان ابدیت ہے 199
آیہ کریمہ میں تین باتیں الوہیت شان پر واضح فرمائیں 199
یعنی وہی حق اور واجب الوجود ہے 200
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ لقمان 200
حل لغات 201
خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ لقمان 202
صبار سے مراد جو بلاؤں پر صبر کرے 202
آیہ کریمہ کا شان نزول 202
علم خمس والی آیت کا شان نزول 203
حارث بن عمرو کے پانچوں سوالات کا ایک ہی جواب 203
ذاتی علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں 203
بارش کا وقت، حمل میں کیا ہے، کہاں مرنا ہے ان امور کی خبریں بکثرت انبیاء، اولیاء نے دی ہیں اور قرآن حدیث میں مذکور ہیں۔ 204
بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی کو علم غیب نہیں ہوسکتا جب مطلع فرمادے تو نبی، ولی کو علم ہوتا ہے 204
مختصر تفسیر چوتھا رکوع سورۂ لقمان 204
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں موجوں میں پھنسنے والے دو قسم پر منقسم فرمائے 205
جب فتح مکہ ہوئی تو حضور علیہ السلام نے حکم دیا کہ اب اپنے ہاتھ اہل مکہ کے قتل سے روک لئے جائیں مگر چار آدمی ان کو ضرور قتل کیا جائے 206
عکرمہ دریائی سفر میں چل دیئے راستہ میں ریح عاصف نے گھیر لیا تو انہوں نے اسلام لانے کا عہد کیا بقایا اپنے کفر پر جمے رہے 206
حکم تقویٰ خوف قیامت کا ذکر 206
علم قیامت اللہ عزوجل کے پاس ہے 206
شان نزول علامہ آلوسی رحمہ اللہ 206
حارث بن عمرو یا وارث بن عمرو کا حضور علیہ السلام سے قیامت کا سوال 207
خشک زمینوں کے تروتازہ ہونے، لڑکی یا لڑکا ہونے کل کے بارے میں مرنے کے بارے میں سوالات اور شان نزول آیت کی تفصیل 207
آیت کریمہ سے علم خمس کا استنباط 207
احادیث سے علم خمس کی کنجیاں حضور علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عطا کیں 208
علم خمس پر بحث 208
اللہ تعالیٰ نے ان پانچ باتوں کو خصوصیت سے کیوں بیان فرمایا 208
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی بحث 208
ان علوم میں سے علیٰ وجہ الاتم اللہ تعالیٰ جسے محیط

فرمادے 209

شفا شریف مواہب لدنیہ میں مغیبات عطا فرمانے پر بحث 209

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت نے تحریر فرمایا الدولتہ المکیہ میں 210

مشرکین کے نظریات کی قیامت کے بارے میں

بیخ کنی حسابات سے ثابت ہے کہ اگر دنیا باقی رہی تو علوبین قرآن اعظم ۵۸۴ھ کے بعد ضرور واقع ہوگا۔ 211

امام مہدی کا ظہور واقع ہوگا۔ 211

شیخ اکبر محی الدین فرماتے ہیں دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے 212

علم خمس پر بحث العلوم میں 212

لا الٰہ الا اللہ کے معنی عوام کے اندر مسلم ہے۔ 212

ہر شی اللہ تعالیٰ کے سوائے بے حقیقت ہے۔ 212

مفصل بحث 212

رباعی مسند امام احمد رحمہ اللہ میں ہے۔ 212

مفصل بحث 213

خلاصہ بحث جو کچھ جسے جتنا علم عطا ہوا وہ سب بعطاء الٰہی عزوجل ہوا 213

علم قیامت حضور علیہ السلام کو حاصل تھا۔ 214

حضور علیہ السلام اور غلامان حضور علیہ السلام کو بعطائے الٰہی علوم خمسہ حاصل تھے 214

تفسیر روح البیان 215

مشکوٰۃ ترمذی میں مفصل حدیث 215

حضور علیہ السلام نے امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی۔ جو صحیح حدیثوں میں موجود ہے 216

ام فضل کا خواب حضور علیہ السلام نے تعبیر دی۔ 216

شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کے یہاں اولاد زندہ نہ رہتی تھی 216

عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت 216

غدم احادیث مشکوٰۃ میں ہے۔ 217

غزوۂ خیبر پر حضور ﷺ کا ارشاد گرامی مفصل بحث 217

حضور علیہ السلام نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو وصیت فرمائی اور فرمایا اے معاذ قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو 218

شیخ ولی الدین ابوعبداللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام شافعی رحمہ اللہ کی عیادت کے لئے گیا انہوں نے اپنے انتقال کی خبر دی 218

سورۂ سجدہ با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع 219

حل لغات 220

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ سجدہ 221

ربط آیات 221

مشرکین کے خیالات باطلہ کا رد 222

حضور علیہ السلام تمام عالم کے لئے مبعوث ہوئے 222

وہ احکام جن کا پہنچانا رسول معظم پر فرض ہے 222

حدیث سے ثابت ہے کہ قیامت کا دن کافر پر ہزار برس سے پچاس ہزار برس کا معلوم ہوگا 223

یوم قیامت کی ہولناک کیفیت 223

انسان کی پیدائش گارے سے شروع کی 223

مِنْ رُوْحِہٖ کے معنی پر مفصل بحث 224

مشرکین مکہ توہمات باطلہ کے شکار تھے 224

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ سجدہ 225

الم کی تفسیر پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے مزید کہا 225

زمانہ فترت تک کسی نبی کی بعثت نہیں ہوتی 225

بت پرستی کا رواج دینے والا عمرو الخزاعی پیدا ہوا 226

Marfat.com

زید بن عمرو بن نفیل عدوی عبادت کی طرف مائل کرنے والے تھے بعثت نبوت سے پانچ سال قبل کا زمانہ پایا پہلے ہی وصال پایا 226
حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ کعبہ کو پشت لگائے فرماتے تھے کہ قسم اس ذات کی جس کے قدرت میں میری جان ہے 226
حضرت موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا کہ ذبح لغیر اللہ سے روکتے تھے اہلال لغیر اللہ کا مفہوم 226
زید بن عمرو بن نفیل کی طرح قس بن ساعدۃ الایادی بھی مومن تھے اور دعوت توحید دیتے تھے 226
علامہ سجستانی فرماتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو اسی سال کی ہوئی 226
زمانہ فترت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد سے عہد سرور دو عالم ﷺ تک عرب میں کوئی نبی نہیں آیا 227
سِتَّةِ اَیَّامٍ اور استویٰ علی العرش کی بحث 227
اس خیال فاسدہ کا جواب جو مشرکین ظاہر کرتے تھے 227
سماء الی الارض سے مراد ابتداء اور انتہا ہے 228
الف سنۃ کی تشریح 228
عربی میں ذریت کو ہی نسل کہتے ہیں 228
سُلٰلَةٍ عربی میں خلاصہ کو کہتے ہیں 228
ذات واجب الوجود تعالیٰ زمان و مکان سے منزہ ہے 229
روح کے بارے میں ارباب کلام نے تصریح کی علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے تقریباً 100 دلائل بیان کئے 229
وفات عربی میں پورا پورا لینے کے معنی دیتا ہے 230
مشرکین کے بعد وفات کے بارے میں سوالات 230
ایک انصاری کی عیادت کو حضور ﷺ کا تشریف لانا بعد ملک الموت علیہ السلام سے گفتگو 230
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ سجدہ 231
حل لغات 232
خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ سجدہ 233
نکس کے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر عرض کریں گے 233
کفار عرض کریں گے کہ تو دنیا میں دوبارہ بھیج تاکہ تیرے رسولوں کی تعلیم پر عمل کریں 234
سجدہ میں گر جاتے ہیں خشوع خضوع سے 234
شان نزول بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ 234
ایک روایت میں ہے کہ تہجد گزاروں کی فضیلت بیان ہوئی 234
افشو السلام اطعموا الطعام صلو باللیل والناس نیام 235
عبادت کے صلے میں جو راحتیں نعمتیں مومنوں پر ہوں گی 235
شان نزول یہ ہے 235
مومنین صالحین کی جنت الماویٰ میں مہمانداری ہوگی 235
کافر و فاسق کا ٹھکانہ جہنم ہوگا 235
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ سجدہ 236
مجرمین منکرین اپنے رب کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہوں گے 236
شرم و خجالت سے ان کی گردنیں جھکی ہوں گی 236

Marfat.com

ہماری طرف سے فیصلہ حتمی ہو چکا ہے کہ ضرور جہنم کو
جنوں اور انسانوں سے پر کریں گے 236
اب چکھو اس کا بدلہ جو تم نے بھلایا تھا 237
ہماری آیتوں پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب
انہیں نصیحت کی جائے تو وہ سجدہ میں گر جاتے ہیں 237
ابوحیان رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ سجدہ کی آیت قرآن
کریم کی تمام آیات سے زیادہ اہم ہے 237
ابن جریج اور مجاہد رحمہما اللہ کہتے ہیں یہ آیت کریمہ
منافق کے متعلق نازل ہوئی 237
ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں 238
وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف امید سے 238
جنوب جنب کی جمع ہے 238
تتجافی عربی میں بعد کے معنی میں مستعمل ہے 238
مضاجع جمع ہے مضجع کی 238
عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت
پناہ میں نعت پیش کی 238
مجاہد، مالک اور اوزاعی رحمہم اللہ کہتے ہیں تتجافی
سے مراد نوافل یا بالیل کے لئے قیام کرنا ہے 238
احادیث صحیحہ سے بھی اس کی تائید ملتی ہے 238
حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت 238
حسن وعطا سے روایت ہے کہ عشاء پڑھنے سے قبل
نہ سوئے تو تتجافی کی تعریف میں داخل ہے 239
ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت انصار کی تعریف
میں نازل ہوئی 239
کوئی جان نہیں جانتی جو مخفی رکھا ہے 239
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث
روایت بخاری مسلم میں ہے 240
شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم کی تائید میں
آیت 240
حضرت علی اور ولید کے درمیان بدر والے دن جھگڑا 240
ایمان والوں اور نیک عمل کرنے والوں کا مقام 241
ماویٰ وہ مکان ہے جو جنت میں ہے 241
مختلف روایات 241
فاسق کا ٹھکانہ آگ ہے جس سے نکل نہ سکیں گے 241
فاسق کے مقام ومحل کے لئے روایت 241
انہیں کہا جائے گا کہ چکھو اب اس آگ کا عذاب
جسے جھٹلاتے تھے 241
بڑے عذاب سے پہلے دنیا میں عذاب 241
مختلف اقوال 242
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ سجدہ 243
حل لغات 243
خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ سجدہ 244
شب معراج حضور ﷺ کی حضرت موسیٰ علیہ
السلام سے ملاقات ہوئی 244
حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا توریت کو بنی اسرائیل
کے لئے ہدایت کیا 245
بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کرے گا بروز
قیامت جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے 245
جب رحمت الٰہی عزوجل سے پانی چلنے لگتا ہے تو اس
میں سبزہ کھیتی اگتی ہے 245
کفار بطور استہزاء کہتے ہیں۔ اس کا جواب زبان
مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء سے دلایا جاتا ہے 246
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ سجدہ 246
آیت کریمہ کے معنی پر آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں 246
لقاء مصطفیٰ علیہ السلام لیل اسریٰ میں موسیٰ علیہ
السلام سے ہے 247

Marfat.com

حق گوئی پر مخالفین کی طرف سے شدت واکراہ ہوا کرتا ہے　247

محور ایمان سے ان کے قدم متزلزل نہیں ہوتے　247

ایسی زمین میں ہم کھیتی اگاتے ہیں جس سے چارپائے چرتے ہیں اور آدمی اس کا دانہ اپنے کھانے کو لیتے ہیں　248

سورۂ احزاب مدنیہ　249

انا نحن نزلنا الذکر وانا لحافظون　250

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ احزاب　250

حل لغات　251

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ احزاب　253

اتق اللہ میں استمرار ودوام مضمر ہے　253

اس کا شان نزول ایک واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے　253

غزوۂ احد کے بعد مدینہ طیبہ میں عکرمہ بن ابی جہل ابوالاعور سلمی آئے اور حضور علیہ السلام سے امن کی درخواست دی　253

حضور علیہ السلام نے انہیں امن دیدیا یاایھا النبی فرما کر کیوں ندا فرمائی　254

اے محبوب اللہ پر توکل کرو اللہ کافی ہے　254

ایک شخص ابومعمر حمید فہری کا اپنے حافظہ قوی ہونے کا دعویٰ اور بدر کے میدان میں اس طرح بھاگا کہ ایک جوتی پیر میں تھی اور ایک ہاتھ میں　254

ابوسفیان کا اس سے سوال　254

ظہار کی تعریف　255

ظہار کا کفارہ　255

حضرت زید رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے زرخرید غلام تھے　256

حضرت زید کو حضور کا فرزند لوگ کہنے لگے　256

حضور علیہ السلام نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا تو مشرکین منافقین نے طعن تشنیع کی　256

انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو جن سے وہ پیدا ہوئے یہ اللہ عزوجل کے نزدیک زیادہ انصاف ہے　256

منصب مصطفیٰ ﷺ کو ظاہر فرمایا جارہا ہے　256

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اوران کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں باعتبار حرمت و تعظیم　257

متروکہ میں بعد اداء دین تجہیز وتکفین اول ذوی الفروض میں تقسیم ہوگا عصبات میں پھر نسبی ذوی الفروض پر رد ہوگا پھر ذوی الدرحام میں پھر مولیٰ الموالات ہیں　257

اے محبوب یاد فرمایئے جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا　258

یہاں حضور علیہ السلام کا ذکر دوسرے نبیوں سے مقدم کرنا ہے　258

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ احزاب　258

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو منادیٰ کی بالوصف فرمایا نام مبارک تعظیماً نہیں لیا بلکہ یاایھا النبی فرمایا خبر دینے والے　258

یہ ہمارے رسول ہیں جیسے فرمایا محمد رسول اللہ وغیرہ

شان نزول آیہ کریمہ　259

قلب سے مراد وہ مضغہ ہے جو جوف صدر میں بنایا گیا سب سے پہلا عضو جو پیدا کیا جاتا ہے وہ قلب ہے　262

انسان کے جسم میں ایک مضغہ ہے اگر وہ صحیح ہے

Marfat.com

تمام جسم صحیح ہے ... 262
اصلیت ظہار ... 262
ایسے ہی جسے منہ بولا بیٹا کہہ دیا وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہوسکتا یہ رسم مشرکین کی تھی مفصل واقعہ ... 263
حضرت زید رضی اللہ عنہ کی ذہانت حضور ﷺ کو پسند آگئی حضرت ام المومنین خدیجہ الکبری رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس غلام کو ہبہ کردو ... 264
حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے مشروط ہبہ کردیا ... 264
حضرت زید رضی اللہ عنہ کے چچا نے انہیں پہچان لیا ... 265
مفصل واقعہ ... 265
حضور علیہ السلام نے حضرت زید کو آزاد فرمادیا اور فرمایا کہ زید میرے بیٹے کے قائم مقام ہے ... 267
ارشاد ربانی ... 267
مفہوم آیت یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انتساب الی غیر ابیہ کبائر میں ہے ... 268
شیخین اور ابوداؤد سعد بن ابی وقاص سے راوی کہ جو کسی کے باپ کے علاوہ منسوب کرے اور جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے ... 268
حضور علیہ السلام اولیٰ بالمومنین من انفسھم ہیں ... 268
آیت کریمہ کا شان نزول ... 269
ازواج مطہرات کا یہ احترام ہے کہ وہ امت کے لئے ہمیشہ ماں کی طرح حرام ہیں ... 269
حضرت ابی بن کعب کے مصحف میں آیہ کریمہ یوں تھی ... 269
صاحب روح المعانی فرماتے ہیں ... 269
ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے مفصل بحث ... 269
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اولوا الارحام وہ ہیں جو عصبات کے میراث میں شریک ہیں ... 270
تمام نبیوں سے تبلیغ رسالت کا عہد ... 270
حضور علیہ السلام کی فضیلت انبیاء پر ہے ... 270
حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مقدم کیا ... 271
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مخلوق کی ابتداء مجھ سے کی گئی اور میں بعثت میں سب کے آخر میں ہوں ... 271
دیگر احادیث مبارکہ ... 271
بامحاورہ ترجمہ اور دوسرا رکوع سورۃ احزاب ... 271
حل لغات ... 273
خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ احزاب ... 275
جنود جند کی جمع ہے ... 275
نبا خبر کو کہتے ہیں ... 276
غزوہ احزاب ... 276
کفار یہود کی سازش کی اطلاع قبیلہ بنی خزاعہ نے دی ... 277
خندق کنی کی تیاریاں ... 277
مدینہ منورہ کا محاصرہ ... 277
یہ محاصرہ پندرہ یا چوبیس روز رہا ... 277
لشکر ملائکہ علیہم السلام کا آنا ... 277
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو خبر لینے بھیجا دست نوری کے پھیرنے سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ پر سردی کا اثر نہ رہا ... 277
کفار پر گرد پڑ رہی تھی عجیب پریشانی کا عالم تھا ... 277
ابوسفیان گھبرا کر اٹھا گھوڑے اونٹ ہلاک ہوچکے تھے ... 277
ہوا ہر لحظہ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ ہر چیز کو اُلٹ دیتی تھی مفصل تفصیل ... 278

Marfat.com

منافق کے حال کا ذکر فرمایا جا رہا ہے جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا 278
مدینہ منورہ کو یثرب کہنے والے منافق تھے۔ حضور علیہ السلام نے مدینہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا 279
بنی حارثہ اور بنی سلیم اتنے متاثر ہوئے کہ بھاگنے کا ارادہ کر چکے تھے 279
بھاگنے والوں کی سزا اور ان کا حال بیان کیا گیا۔ 279
شان نزول 280
عبداللہ بن سلول منافق اس کے ساتھی حق سے روکنے کی کوشش کرتے تھے 280
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ احزاب 281
وہ لشکر کیا تھے اس کی تشریح 281
بنو قریظہ کی عہد شکنی 281
حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے خندق کھدوانے کا حکم چالیس گز مقرر فرمائی 281
تین ہزار لشکر مسلمانوں کا تھا مفصل واقعہ 282
اللہ عزوجل نے باد صبا بھیجی جو اس قدر سرد تھی ٹھٹھر گئے سب بھاگ پڑے 283
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کا چشم دید واقعہ 283
حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کے حالات 284
کنایۃً فرمایا کہ مدینہ والوں کو منافقین مشرکین نے ہر طرف سے گھیر لیا یعنی خوف سے شدید گھبراہٹ کا حال 285
محاورہ اردو میں کلیجہ منہ کو آنا کہتے ہیں۔ 285
حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حضور کی خدمت میں عرض کیا 285
اللہ تعالیٰ نے آندھی سے دشمن کا منہ پھیر دیا اور انہیں بھگا دیا مومن ثابت قدم رہے۔ 285
اللہ تعالیٰ نے وعدہ پورا کیا۔ 285
بعض وہ تھے جو اس امتحان میں خوفزدہ ہو کر گھبرا گئے۔ 285
منافقین مختلف گمان میں پڑ گئے اور کہنے لگے۔ 285
اس موقعہ پر مومنین کو امتحان میں ڈالا گیا اور انہیں جھنجوڑ دیا۔ 286
مختلف اقوال 286
صحابہ علیہم رضوان جب خندق کھود رہے تھے تو کھدائی میں ایک چٹان ایسی نکلی جو کدال سے نہ ٹوٹتی تھی۔ 286
صحابہ علیہم رضوان نے حضور علیہ السلام سے عرض کی۔ 286
حضور علیہ السلام نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کدال لے کر اس چٹان پر ضرب لگائی تو ایک بجلی نکلی جس نے مدینہ کے کنارے روشن کر دیئے۔ 286
دوسری ضرب میں پھر روشنی نکلی، تیسری ضرب میں چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی حضور ﷺ نے تکبیر فرمائی۔ 286
حضور علیہ السلام نے مختلف بشارتیں دیں 287
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چٹان پر ضرب مارتے ہوئے مختلف مشاہدات کا ذکر فرمایا 287
منافقین کا انکار 287
اس پر آیت کریمہ کا نزول 288
منافق کے بارے میں مختلف اقوال 288
یثرب کے بارے میں تشریح 288
جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے اسے استغفار کرنا چاہیے 288

Marfat.com

مدینہ منورہ کے ناموں پر مفصل بحث 288

منافقین کی حالت 289

آیات کریمہ کی روشنی میں بنو حارثہ اور بنو مسلمہ جنہوں نے لیلۃ العقبہ میں حضور علیہ السلام سے عہد کیا تھا منحرف ہو گئے۔ 290

آیات کریمہ سے اس کے عزائم کا رد 291

شان نزول آیت کریمہ 291

زبان طعن دراز کرنا مال غنیمت کا لالچ 292

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع 293

حل لغات 294

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ احزاب پ 20 295

اتباع مصطفیٰ کی تعلیم 295

صحیح الایمان لوگوں کے ایمان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئے 296

تو اللہ عزوجل کا وعدہ سچا ہوا 296

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشینگوئی 296

صحابہ علیہم السلام نے تصدیق کی 296

حضرت عثمان طلحہ سعید بن زید سیدنا حمزہ، حضرت معصب رضوان اللہ علیہم نے منت مانی اس جہاد میں پوری کی 296

اللہ عزوجل سچوں کو اس کے سچ کا صلہ دے گا اور منافقوں کو عذاب 297

مدینہ منورہ میں بمعہ صحابہ علیہم رضوان حضور ﷺ تشریف لائے ہتھیار کھول دیئے 298

جبرئیل امین حاضر خدمت ہوئے اور بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم پہنچایا۔ 298

نماز عصر بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھنے کا حکم فرمایا

حضور علیہ السلام نے نماز عصر صحابہ بنی قریظہ میں ادا کی 298

بعد صحابہ نے عشاء کی نماز ادا کر کے عصر ادا کی اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت نہ کی لشکر اسلام نے پچیس روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔ 298

یہودیوں نے قبیلہ بنی اوس کے سردار حضرت سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور کیا۔ حضرت سعد نے حکم دیا کہ ان کے مردوں کو قتل کر دیا جائے۔ 298

عورتیں بچے قید کیے جائیں 298

بازار مدینہ خندق کھود کر وہاں قتل کر دیا گیا 298

ان لوگوں میں بنی نضیر کا سردار حیی بن اخطب اور بنی قریظہ کا سردار کعب بنی اسد بھی تھا 298

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ احزاب پ 21 298

صحابہ کرام اس حد تک اسوہ حسنہ کا اتباع کرتے تھے کہ عبادات نافلہ میں بھی حضور ﷺ کی پیروی مقدم رکھتے تھے 299

حفص بن عاصم فرماتے ہیں میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سفر میں فرض نماز کے ساتھ اول آخر نفل نہیں پڑھتے دیکھا 299

آپ نے فرمایا حضور علیہ السلام کو سفر میں فرضوں سے اول آخر نفل پڑھتے نہیں دیکھا 299

عبدالرزاق اپنی مصنف میں قتادہ سے روای ہیں 299

اس پر اجماع ہے کہ ذکر کے جب تک معنی نہ سمجھے ذاکر کو ثواب نہیں ملتا 300

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے صحابہ میں پیشینگوئی فرمائی تھی کہ کفار کا لشکر تمہیں گھیر لے گا نو دس تاریخ تک 300

فی الواقع دشمن نو دس تاریخ میں مدینہ پر آ گیا صحابہ علیہم الرضوان کا ایمان صبر و رضا بڑھ گیا 300
بعض نے استدلال کیا کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں۔ 300
اس جنگ کی وجہ بیان فرمائی جاتی ہے 301
انجام جنگ کا بیان 301
صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ کا شان نزول 301
انس بن نضر رضی اللہ عنہ بدر سے رہ گئے یہ غیر حاضری بہت شاق گزری جنگ احد میں شریک ہوئے اور شہید ہو گئے۔ 302
چند صحابہ علیہم رضوان نے منت مانی کہ حضور کی معیت میں ثابت قدم رہیں گے۔ 302
دو جماعتیں مراد ہیں ایک وہ جو بموجب نذر میدان میں شہید ہو گئے۔ دوسرے میدان میں لڑے اور شہید نہیں ہوئے۔ 302
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اس شخص کو دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کر دی تو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔ 303
اس مشرک کے لئے وعید ہے جو بحالت شرک مر گیا ایسے ہی منافق۔ 303
منافقوں کو اگر عذاب دینا چاہے تو انہیں ان کے نفاق پر ہی مار دے۔ 303
یا توبہ کی توفیق دے کر انہیں نفاق سے ایمان کی طرف حیات دنیا میں لے آئے۔ 303
مومنین کی صداقت سے انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ثابت قدمی کے بدلے ان کے دشمن کو ہزیمت دی۔ 303
حمایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی ہوئی کہ رعب اور ملائکہ کی مدد آ گئی۔ 303
صیاصی جمع ہے صیصہ کی اس پر مفصل بحث 304
بارگاہ رسالت پناہ میں حضرت جبرائیل امین کا حاضر ہونا 304
اللہ عزوجل کے حکم کے مطابق بنی قریظہ کی طرف تشریف لے جانا۔ 305
حضور علیہ السلام نے مدینہ میں اعلان کرا دیا کہ اطاعت کرنے والے مدینہ میں عصر نہ پڑھیں۔ 305
بنی قریظہ میں پہنچ کر عصر ادا کریں۔ 305
حضرت علی رضی اللہ عنہ کا حضور علیہ السلام کی خدمت میں مشورہ۔ 305
حضور علیہ السلام کا یہود سے مکالمہ۔ 305
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کا محاصرہ پچیس رات فرمایا۔ 306
مختلف اقوال 306
کعب بن اسد نے تین تجاویز یہودیوں کے سامنے رکھیں۔ 307
حضرت ابولبابہ بن عبدالمنذر کو گفتگو کرنے کے لئے حضور کی خدمت میں پیغام بھیجا۔ 307
حضور علیہ السلام نے ابولبابہ کو ان کی طرف بھیج دیا۔ 307
تو جب ابولبابہ رضی اللہ عنہ کو انہوں نے دیکھا تو سب مضطربانہ ان کی طرف بڑھے۔ 307
سب نے ابولبابہ سے کہا کہ آپ کی رائے کیا ہے ہم حضور علیہ السلام کی پیروی کریں آپ نے زبان سے ہاں کیا اور حلق کٹنے کا اشارہ کیا۔ 307
بعد میں محسوس کیا کہ میری طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہوئی ہے۔ 307
آپ سیدھے مسجد نبوی میں گئے اور ایک ستون

سے اپنے آپ کو باندھ دیا حتیٰ کہ توبہ قبول کے احکام نازل ہوئے۔ 308

بنی قریظہ اور قبیلہ اوس آپس کے حلیف تھے حضور نے فرمایا اے اوس والو تم اس میں خوش ہو کہ تمہارے قبیلہ کا آدمی فیصلہ کرے۔ 308

سب نے بطیب خاطر منظور کیا۔ 308

حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ سعد بن معاذ ہے جو ایک خیمہ میں تھے یوم خندق میں ابن عرفہ قریشی کا تیر رگ اکحل پر لگا تھا۔ آپ نے دعا کی قریظہ کے فیصلے سے پہلے موت نہ آئے۔ 308

بنی قریظہ سے قلعہ سے بحکم حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ اترنے کا اقرار کرا لیا تھا۔ 308

جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں اور مسلمانوں کے پاس تشریف لائے تو حضور علیہ السلام نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کو کھڑے ہو جاؤ سب تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے۔ 309

اے ابا عمر حضور علیہ السلام نے آپ کے ہاتھ میں حکومت قریظہ دے دی ہے۔ 309

حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم پر اللہ کا عہد اور پیمان ہے تو ان میں حکم وہی ہے جو اللہ کا حکم ہے سب نے سن کر جواب دیا۔ بے شک۔ 309

حضور علیہ السلام نے نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے فرمایا بے شک تم نے اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ دیا۔ 309

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ السلام سے زبیر بن باطا القرظی کو طلب کیا۔ 310

ثابت بن قیس بن شماس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے تیرا خون بخش دیا میں بھی تجھے معاف کرتا ہوں۔ 310

زبیر بن باطا قرظی بولا میں ضعیف ہوں نہ میری بیوی نہ بچہ میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔ مفصل بحث۔ 310

حضرت ثابت بن قیس نے فرمایا اللہ کی قسم انہیں ان کے دوستوں سے ملا دیا اللہ نے جہنم میں ڈال دیا۔ 311

سلمیٰ بنت اقیس ام المنذر نے حضور سے رفاعہ بن سموال قرظی کو مانگا حضور نے عطا فرما دیا۔ 311

یہ حضور کی خالہ ہیں۔ دست حق پرست عورتوں کے ساتھ حضور کی بیعت کی۔ 311

حضور نے ان کے مال عورتیں سب مسلمانوں میں تقسیم فرما دیئے تھے۔ 311

تقاسم غنائم میں حضور ﷺ نے دو صورتیں تقسیم کی رکھیں سواروں کو تین حصہ اور پیادہ پا کو ایک حصہ دیا گیا۔ 311

اس غزوہ میں چھتیس سوار تھے۔ اور قیدی چھ سو پچاسی تھے۔ 311

لونڈیوں میں حضور علیہ السلام نے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب کیا مرتے دم تک وہ حضور کی غلامی میں رہیں۔ 311

غزوہ خندق قریظہ ایک ہی سنہ میں ہوا۔ 311

قریظہ کا انجام پورا ہو گیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وہ زخم جو اکحل انگلی پر جوش دینے لگا اور زخم میں شہید ہوئے۔ 311

اور مالک و قابض کیا تمہیں ان کی مزروعہ زمینوں اور گھروں اور مالوں پر اور قابض کرے گا اس

Marfat.com

زمین پر جس پر تم ابھی پہنچے نہیں۔	311	ازواج مطہرات نے اعلیٰ لباس اور نفقہ میں فراخی	
اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔	312	طلب کی تھی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی	317
مختلف اقوال	312	بارگاہ رسالت میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ	
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ احزاب پ 21	312	عنہ کا حاضر ہونا اور ازواج کے بارے میں گفتگو	
حل لغات	312	فرمانا۔	317
خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ احزاب پ 21	313	حضرت صدیق اکبر نے حضرت عائشہ کو اور حضرت	
شان نزول	313	عمر بن الخطاب نے حضرت سیدہ حفصہ کو فہمائش	
ازواج مطہرات نے دنیوی سامان طلب کیا تو		کرنی چاہی۔ حضور نے منع فرمادیا اور فرمادیا یہ ام	
حضور علیہ السلام کو یہ مطالبہ ناگوار ہوا۔	313	المومنین ہیں۔	317
آیت کریمہ میں ازواج مطہرات کو اختیار دے دیا		تمام ازواج مطہرات نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ وہ	
گیا	313	کوئی ایسا سوال نہ کریں گی جو حضور کے نزدیک	
اس وقت حضور علیہ السلام کی نو بیویاں تھیں۔	313	پسند نہ ہو۔	317
اسماء مبارکہ ازواج مطہرات، حضرت ام المومنین		مفصل بحث	318
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اللہ اور اس کے		ازواج مطہرات کے متعلق مفصل تعارف	318
رسول اور دار آخرت کو ترجیح دی۔	314	ازواج مطہرات کے مطالبات کی تفصیل	319
تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب دیا۔	314	حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے کسی نے	
اس واقعہ سے فقہا نے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط		بخشش کے بارے میں سوال کیا آپ نے اس کا	
کیے۔	314	جواب دیا۔	320
ازواج مطہرات کے درجات اس آیت میں بیان		اور یہ آیت تلاوت فرمائی	320
فرمائے۔	314	بحمدہ تعالیٰ پارہ 21 ختم ہوا	320
ازواج مطہرات کا مطہرات ہونا ضروری ہے۔	315	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع (نصف)	321
نزول آیت قصہ افک پر ہے۔	315	سورۂ احزاب پ 22	321
منافقوں کا رد کیا گیا۔	315	حل لغات	321
نبی علیہ السلام کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے		خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ احزاب پ 22	322
زیادہ افضل ترین ہیں مفصل بحث	315	ایمان والوں فرمانبرداروں کا اجر ثواب۔	322
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ احزاب پ 21	316	ازواج مطہرات کے بیس گنا اجر ہے۔	322
حیات دنیا سے وسعت مراد اور زینتہا سے مال و		تمام جہانوں کی عورتوں پر تمہاری فضیلت ہے۔	322
دولت سونا چاندی مراد ہے پر مفصل بحث۔	316	ازواج مطہرات کے منصب جلیل کو واضح فرمایا یہ	

909 ے ۳

Marfat.com

منصب منصوص قطعی ہے۔	322
ازواج مطہرات میں سے کسی کی شان میں گستاخانہ کلمہ کفر ہے۔	322
پردہ کا حکم	323
قبل اسلام جاہلیت کا زمانہ ہے۔	323
تبرج فرما کر بتا دیا کہ ایسے مظاہرہ حسن وزینت نہ کرو۔	323
جاہلیت کے لباس جن سے جسم کے اعضاء نہ چھپتے تھے۔	324
اللہ عزوجل تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے۔	324
ازواج کے ساتھ اہل بیت میں سب شامل ہیں۔	324
حضرت امام ابومنصور رضی اللہ عنہ نے بھی فرمایا کہ اہل بیت میں سب داخل ہیں۔	324
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ احزاب پ22۔	324
یقنت قنوت سے ہے۔	324
قنوت سکوت کو بھی کہتے ہیں۔	324
اور خشوع خضوع کو بھی	324
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اطاعت الٰہی مع اطاعت سید اکرم ﷺ کی اتباع نہ ہو تو اطاعت لغو ہے۔	324
ازواج مطہرات کی دوسری خصوصیات کا بیان جو تمام عورتوں سے علیحدہ ہے۔	325
روایت ہے کہ بعض ازواج مطہرات امہات المومنین اجنبی سے بات کرتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر آواز بدل لیتی تھیں۔	326
اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں	326
عورت سراپا عورت ہے۔	326
ارشاد نبوی ﷺ	326
ارشاد نبوی ﷺ کہ عورتوں کا جہاد گھروں میں بیٹھنا ہے۔	327
علامہ آلوسی فرماتے ہیں عورتوں پر حرام ہے گناہ کبیرہ ہے گھر سے نکلنا خواہ زیارت قبور کے لئے ہو جب کہ فتنہ کا خطرہ	327
تبرج اس مظاہرہ کو کہتے ہیں جس میں عورت محاسن ظاہر کرے جن کا ستر واجب ہے۔	327
جاہلیت اولیٰ سے مراد ایام جاہلیت کی تہذیب ہے۔	327
حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا میں حج کر چکی ہوں اور عمرہ بھی اب اللہ نے حکم دیا ہے کہ میں اپنے گھر میں قرار پکڑوں۔	328
آپ گھر سے نہ نکلیں حتی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔	328
حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد۔	328
رجس کی تعریف میں مفسرین کے نو قول ہیں	328
ایک چادر میں حضور علیہ السلام نے سیدہ فاطمہ علی حسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو لیا	329
مفصل بحث	329
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ احزاب پ22	330
حل لغات	332
خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۂ احزاب پ22	333
آیت کریمہ کا شان نزول	334
دس مراتب مردوں کے بیان فرمائے دس مراتب عورتوں کے لئے بھی بیان ہوئے۔	334
روایت ہے کہ بندہ ذاکرین میں تب شمار ہوتا ہے جب کہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ عزوجل کا ذکر کرتا ہے۔	335

Marfat.com

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا ان کے بھائی عبداللہ بن جحش ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے واقعہ میں فرمان الٰہی ہے۔ 335

حضور علیہ السلام نے حضرت زینب بنت جحش کے لئے ان کے رشتہ کا پیام دیا۔ 335

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ 335

حکم سنتے ہی رضا مند ہوگئیں۔ 335

حضرت سے آپ کا نکاح کر دیا اور حضرت زینب کا مہر دس دینار ساٹھ درہم ایک جوڑا پچاس مد کھانا تین صاع کھجوریں رکھا۔ 335

حضور علیہ السلام کو وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی۔ 336

آپ اپنے دل میں مخفی رکھے ہوئے ہیں محض اس خوف سے مشرکین متبنیٰ کو بیٹے کے قائم مقام سمجھ کر اس کی بیوی کو پالنے والے پر حرام سمجھتے ہیں۔ 336

اس رسم کو دفع کرنے کے لئے حضرت زینب کا عقد آپ سے کریں گے۔ 336

چنانچہ حضور علیہ السلام نے حضرت زینب سے عقد فرمالیا۔ 337

اس شادی کا ولیمہ حضور سید عالم ﷺ نے اہتمام وسعت سے کیا۔ 337

آیات کریمہ میں اعتراضات کرنے والوں کو جواب دیا جارہا ہے۔ 337

انبیاء کرام کو باب نکاح میں امتیوں سے زیادہ وسعت دی گئی۔ 337

مفصل بحث 337

ہمارے محبوب مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں 337

حضرت قاسم طیب اور طاہر اور ابراہیم حضور کے فرزند تھے مگر اس عمر کو نہیں پہنچے ایام طفولیت میں ہی وفات پاگئے۔ 338

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ احزاب پ 22 338

یہ دس صفات ایسی ہیں جن میں ذکور واناث مساوی ہیں اس کا تذکرہ فرما کر اجر بیان فرمایا 339

آیت کریمہ کا شان نزول 339

دوسری روایت شان نزول 340

شہادت توحید و رسالت شان نزول ایک روایت میں یہ ہے۔ 340

حضور نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا۔ 341

ایک روایت میں ابن ابی حاتم ابن زید سے ہے یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی۔ 341

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کی پھوپھی زاد بہن تھیں۔ 342

تفصیلی بحث 342

حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس پر فخر یہ فرماتی تھیں اور ازواج النبی سے کہتی تھیں تمہارے عقد تمہارے اہل نے کیے اور میرا عقد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا 344

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فخریہ عرض کرتی تھیں 344

حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے عقد کے بارے میں تحریک 344

تفصیلات 344

سابقہ انبیاء کے تحت مہر والی بیویاں اور لونڈیاں تھیں 345

یہودیوں نے حضور پر عیب لگانا چاہا کثرت ازواج کا اللہ تعالیٰ نے ان کا رد فرمایا۔ 346

Marfat.com

اس آیت کریمہ میں نفی فرمادی گئی کہ زید وہ بیٹے نہیں جس کی بیوی کا نکاح حضور پر حرام ہو۔ 346

آیہ کریمہ میں رجال، نساء، والدان علیحدہ علیحدہ فرمایا گیا۔ مفصل بحث 347

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اس ابوت کا سلب فرمایا جس ابوت سے حضور اور متبنیٰ کے درمیان حرمت مصاہرت ہو۔ 347

حضور ﷺ کے جتنے صاحبزادے ہوئے وہ طفولیت میں ہی انتقال کر گئے۔ 348

بچپن میں حضرت ابراہیم کا وصال مفصل واقعہ۔ 348

اگر حضور ﷺ کے بعد نبی ہوتا تو حضور ﷺ کے صاحبزادے انتقال نہ فرماتے۔ 348

حضرت ابراہیم کی نماز جنازہ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات۔ 348

علم الٰہی کا فیصلہ خاتم کی تحقیق 349

اس تحقیق پر اعتراضات کے جوابات 349

علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 349

علامہ نسفی رحمہ اللہ بھی فرماتے ہیں نبی رسول بعد موت باقی رہتے ہیں۔ 350

حدیث نبوی ﷺ نزول عیسیٰ علیہ السلام 350

حضرت عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی زیارت کی۔ 351

حضور علیہ السلام نے فرمایا منہ کھول 351

مولائے کائنات علی المرتضیٰ دیگر واقعات 351

حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب جاگتے دیکھے گا شیطان ہماری صورت میں نہیں آسکتا۔ 351

ایسا ہی طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا متذکرہ حدیث پاک پر مفصل بحث 352

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس قسم کی بہت سی احادیث نقل فرما کر آخر میں فرمایا حضور علیہ السلام زندہ ہیں۔ 352

حضور ﷺ نے اپنی ذات اقدس کے متعلق فرمایا حضور علیہ السلام کا خواب میں دیکھنا صحیح ہے۔ 353

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ احزاب پ22 354

حل لغات 356

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۂ احزاب پ22 358

ذکر کثیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھنا 358

اطراف لیل ونہار کا تذکرہ کرنے سے مداومت ذکر ہے۔ 358

شان نزول درود پاک کی فضیلت 358

مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ علیہم السلام ان پر سلام کہیں گے۔ 359

مفردات راغب ﷺ قیامت تک ہونے والی ہر شئی منکشف ہونی لازمی ہے۔ مبشراً ونذیراً۔ 359

داعیا الی اللہ باذنہ پر بحث سراجاً منیراً 359

عقیدہ محبت کی بات سراج وہاج پر مفصل بحث 360

چند احکام خواتین اسلام کے حق میں نافذ کیے گئے۔ 361

ازواج منکوحہ اور کنیزوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے 361

جہاد میں غنائم جو آئیں ان کنیزیں مملوک بمسلک یمین ہوتی ہیں مفصل بحث 361

اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعاً مہر کی مقدار مقرر ہے اور دس درہم ہیں جس سے کم ممنوع ہیں درہم کی تفصیل 362

ترجی ارجاء سے ماخوذ ہے اور ارجاء موخر کرنے کو کہتے ہیں 363

Marfat.com

عدل وانصاف 363
اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ السلام کو مختار کیا۔ 363
ازواج مطہرات کے حق میں ان کے اس ایثار کے بعد حکم نازل ہوا۔ 363
ازواج مطہرات جو نو تھیں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کر لیا تھا اور وہ تارک دنیا ہو گئی تھیں۔ امت کے لئے چار حضور علیہ السلام کے لئے نو تک رکھ دیا گیا۔ 364
نو ازواج کے علاوہ اور نکاح ممنوع فرما دیا۔ 364
حضرت صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں یہ آیت منسوخ الحکم ہے۔ 364
مملوکہ کی حلت اسی آیہ کریمہ میں بھی موجود ہے۔ 364
حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضور کی ملک میں آئیں ان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ 364
مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۂ احزاب پ 22 364
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس شان سے اس کی یاد کرو جس شان کا وہ اہل ہے۔ 364
ذکر کثیر پر مفصل بحث 364
روح الامین علیہ السلام کا بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہونا اور ذکر کی فضیلت بیان کرنا 365
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں صبح و شام تسبیح کی تخصیص اس لئے ہے کہ ان دونوں وقتوں میں ملائکہ رات دن کے حاضر ہوتے ہیں۔ مفصل بحث 365
ہدایت وضلال اور امت کی حالت پر قیامت کے دن حضور شہادت دیں گے۔ چند احادیث پیش نظر ہیں جس سے علم مصطفیٰ کا ثبوت ملتا ہے۔ 368
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں 368
اہلسنّت کا عقیدہ ہے 368
بعض سادات صوفیہ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا 368
شاہداً سے مراد یہ ہے کہ آپ تمام امم پر بروز قیامت اس امر پر شاہد ہوں گے کہ انبیاء کرام نے تبلیغ رسالت فرمائی۔ اور انہیں توحید الٰہی کی طرف بلایا۔ 368
نص سے ثابت ہے کہ حضور شاہد مطلق ہیں 369
آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں بشارت جنت کی دینے والے اپنے اتباع کرنے والوں کو 369
ایسا روشن آفتاب جو گمراہوں کو ظلمات جہل و گمراہی سے روشنی ایمان کی طرف لانے والا ہے۔ 369
مبشر جنت، نذیر جہنم، داعی الی اللہ، سراج منیر جیسی صفات نبی خاتم امام الکل فی الکل مبعوث فرمایا 369
شان نزول 369
خصوصی احکام طلاق اور اس کا حکم عدت واضح کیا جاتا ہے 370
حضور علیہ السلام سے فرما کر مخصوص حکم دیا جاتا ہے۔ 372
وہ ازواج جو قریشہ ہیں حضور کے عقد میں آئیں چھ ہیں باقی دوسرے قبائل ہیں۔ 373
حضرت خولہ بنت حکیم کو حضور نے قبول نہیں فرمایا 373
مفصل واقعہ حضور علیہ السلام کو اختیار دیا گیا۔ 373
تبدیلی حکم پر آیات 375
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورہ احزاب پ 22 376
حل لغات 377
خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع سورہ احزاب پ 22 379
گھر مرد کا ہوتا ہے۔ داخلہ کی اجازت مرد سے ہی

Marfat.com

لی جائے 379

جن مکانات میں ازواج مطہرات تھیں وصال مبارک کے بعد بھی انہیں میں رہیں ملک حضور علیہ السلام کی ہی تھے 379

غیر مرد کو کسی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔ 379

آیت کریمہ شان نزول 379

مسئلہ کسی کے گھر جائے تو جم کرنہ بیٹھے 380

ازواج مطہرات کے احترام کا حکم 380

جو خاتون حضور علیہ السلام کے عقد میں آچکی وہ بمنزلہ ماں ہوگئی۔ 381

وہ کنیزیں جو باریاب بارگاہ رسالت پناہ ہو چکی ہیں وہ بمنزلہ ماں ہیں 381

شان نزول یہ ہے۔ 381

باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھانجوں سے پردہ ضروری نہیں۔ 381

کافرہ عورت سے پردہ مومنہ عورت پر ضروری ہے۔ 381

صلوا صیغہ امر ہے جو وجوب کا متقاضی ہے اسی بناء پر حضور علیہ السلام پر درود بھیجنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ 381

ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے پر ایک مرتبہ درود شریف پڑھنا واجب ہے 381

التحیات میں السلام علیک یا ایھا النبی پڑھنا واجب ہے 381

اللھم صل علی محمد کے معنی علماء کرام یہ کرتے ہیں۔ 382

حدیث میں ہے حضور نے فرمایا جو مجھ پر درود بھیجتا ہے اس کے لئے فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ 382

مسلم شریف کی حدیث 382

ترمذی شریف کی احادیث 382

یہ ایذا دینے والے جو اللہ تعالیٰ کی شان میں بکواس کرتے ہیں۔ 382

اللہ کے رسول کو ایذا دینے والے وہ ہیں جو تنقیص کرتے ہیں۔ 382

شان نزول 383

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۂ احزاب پ 22 383

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تو ولیمہ کی دعوت میں بلایا دعوتیں کھا، کھا کر چلے گئے تین بیٹھے رہے حضور نے حجرہ پر پردہ ڈال دیا 383

جب تم بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے میں دل نہ بہلاؤ۔ 384

ازواج مطہرات کی حرمت کا اظہار جب تم ازواج مطہرات سے کوئی چیز طلب کرو تو پردہ سے طلب کرو 384

شان نزول 384

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خواہش پر آیات پردہ کا نزول ہوا 384

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پردہ کے معاملہ میں بہت حریص تھے۔ 384

پردہ کے احکام اور نزول آیات حجاب کی تفصیل۔ 385

آیات حجاب کا نزول ۵ ھ میں ہوا۔ 385

حضور علیہ السلام کو ایذا دینا ان کی ازواج مطہرات سے ان کے بعد نکاح خیال کرنا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی ہے 385

Marfat.com

شان نزول، نزول آیات حجاب 386
غلام اور لونڈی دونوں سے حجاب نہیں 387
امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کنیزیں نہ کہ غلام 387
ازواج مطہرات کا پردہ کی پابندی حتی کہ بعد وفات بھی حجاب قائم رکھا 387
گہوارہ سنت فاروقی ہے 387
ایک روایت ہے کہ یہ گہوارہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جنازے کے لئے بنایا گیا 387
حضور علیہ السلام پر درود نئے آداب و القاب کے ساتھ بھیجا جائے۔ 388
درود تاج اور ناریہ جیسے الفاظ آیت کریمہ کے اقتضاء سے مستفاد ہیں۔ 388
اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے اظہار تعلیم اعلاء ذکر کے لئے دنیا میں غلبہ دین اور بقاء عمل شریعت کے واسطے ہے۔ 388
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں سرکار ابد قرار کی شان عظمت میں مبالغہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ 389
صلوٰۃ من جانب اللہ عزوجل اور من ملائکہ علیہم السلام یہ ایک قسم کی تعظیم ہے جو شان مصطفیٰ کے لائق ہے۔ 390
صحابہ علیہم رضوان نے حضور علیہ السلام سے ہی سوال کیا کہ صلوٰۃ حضور ﷺ پر کیونکر پڑھیں۔ 390
اقول و باللہ التوفیق 390
ایک قول ہے کہ ہر مجلس میں درود ایک بار پڑھنا واجب ہے۔ ایک قول ہے کہ ہر دعا میں درود واجب ہے۔ 391
علامہ طحاوی اور احناف رحمہم اللہ کے یہاں واجب ہے جب بھی حضور علیہ السلام کا ذکر آئے 391
ان روایات کو ضعیف کہنے والوں کو جواب۔ 391
ایک حدیث ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا جب تم درود پڑھتے ہو تو مجھ پر تمہارے درود کے ساتھ تمہارے نام اور تم بھی پیش کیے جاتے ہو۔ 393
سوال یہ ہے کہ درود صرف حضور علیہ السلام پر بھیجیں یا دیگر انبیاء علیہم السلام پر بھی اس کا جواب احادیث کی روشنی میں 393
اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کو جو ایذا دیتے ہیں اللہ ان پر لعنت فرماتا ہے۔ 395
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۂ احزاب پ22 396
حل لغات 397
خلاصہ تفسیر آٹھواں رکوع سورۂ احزاب پ22 398
آیہ کریمہ کا منشاء حجاب وستر ہے۔ 398
اللہ تعالیٰ نے لونڈی اور آزاد عورت میں جلباب کو مابہ الامتیاز رکھا۔ 399
منافقین کا ذکر 399
شان نزول 400
وہ کافر و منافق اللہ عزوجل کی رحمت سے بعید کر دیئے گئے 400
مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورۂ احزاب پ22 400
پردہ کا قرآن کریم سے حکم اور پردہ کے اسباب 400
آیت کریمہ کی تفسیر میں ابوحبان کسائی سے ناقل ہیں 401
ایک نفیس نکتہ 401
اگر نہ باز آئے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض فسق ہے۔ 402
مسلمان نما ہی منافق۔ 402

تینوں قسم منافقوں کی ہیں 403
قیامت کے بارے میں سوال 403
اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب آپ جواب دیجئے 404
بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۂ احزاب پ22 404
حل لغات 405
خلاصہ تفسیر نواں رکوع سورۂ احزاب پ22 406
موسیٰ علیہ السلام کی نظیر دے کر مومنین کو تنبیہ کی گئی
کہ نبی کریم ﷺ کا ادب واحترام بجالاؤ۔ 406
بنی اسرائیل نے موسیٰ علیہ السلام پر برص کا عیب
لگایا پتھر کپڑے لے کر چل دیا۔ 406
آپ کا جسد نورہی پاک صاف تھا۔ 406
حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ امانت
سے مراد اطاعت وادائے فرائض ہیں۔ 407
حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امانت
نمازیں ادا کرنا زکوٰۃ ادا کرنا رمضان کے روزے
رکھنا حج بیت اللہ کرنا سچ بولنا وغیرہ وغیرہ۔ 407
امانت کے بعد منافقین کا نفاق مشرکین کا شرک
بآسانی ظاہر ہوجائے گا۔ 408
مختصر تفسیر اردو نواں رکوع سورۂ احزاب پ22 408
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام
بہت زیادہ حیادار تھے۔ 408
پتھر کا کپڑے لے کر چلنے کا مفصل واقعہ۔ 408
ایک قول میں حضرت ہارون علیہ السلام کے قتل کا
الزام لگایا 409
حضرت ہارون علیہ السلام کے وصال کا مفصل
واقعہ 409
بعض روایات میں ہے بہرحال الزام یقیناً بنی
اسرائیل نے لگایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس الزام
سے پاک کیا۔ 409
آپ نے جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کیا وہ ضرور دیا
گیا سوائے رؤیت فی الدنیا کے۔ 410
اتقوا کے معنی ہیں اللہ کا خوف رکھو ہر حرکت وعمل
میں خصوصاً ان باتوں میں جو حضور علیہ السلام کو ایذا
دینے والی ہیں۔ 410
اللہ اور رسول کے اوامر ومناہی میں اتباع کرے وہ
زبردست کامیاب ہے۔ 411
بے شک ہم نے پیش کیا اپنی امانت کو آسمانوں اور
زمین پہاڑوں پر تو وہ انکاری ہوئے۔ 411
امانت کے متعلق جو اقوال ہیں وہ پیش نظر ہیں۔ 411
اللہ تعالیٰ نے جب آسمان زمین اور پہاڑ پیدا
فرمائے تو سب سے ارشاد ہوا کچھ فرائض فرض
کرنے والا ہوں اللہ تعالیٰ نے امانت وفرائض
آسمان دنیا پر پیش کی تو اس نے عاجزی سے انکار
کیا۔ 413
جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان
میں نفخ روح کردیا تو امانت الٰہی کو متمثل بفرح یعنی
ایک چٹان کی صورت میں کرکے 413
سورۃ سبا بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ سبا پ22 414
حل لغات 415
خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ سبا پ22 417
وہ جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو زمین
سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس
میں چڑھتا ہے اور وہی مہربان بخشنے والا ہے۔ 417
مشرکین نے جب قیامت سے انکار کیا تو حضور
ﷺ کی زبان مبارک سے اس کے آنے کو قطعی
یقینی ظاہر فرمایا اور ارشاد ہوا۔ 418

Marfat.com

عزب کے لغوی معنی دور ہونے کے ہیں یا غائب ہونے کے ہیں 418

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ سبا۔ پ22 420

شان نزول علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں 420

ابوسفیان کا مرکر دوبارہ زندہ ہونے سے انکار کرنا آیات سے انکار۔ 420

دنیا میں شکر نعمت واجب ہے۔ 421

اہل سنت کے عقیدہ میں نعم اخروی اللہ تعالیٰ کے فضل سے عطا ہوں گی۔ 421

منکرین قیامت کا رد فرمایا جاتا ہے۔ 422

اے محبوب فرمادیجئے تم انکار کرو یا نہ کرو وہ قیامت ضرور ضرور آئے گی۔ 422

آیات الٰہی پر اعتراضات لایعنی کر کے اس کے ابطال کی جوسعی کرنے والے ہیں ان کے لئے عذاب ہے ذلت کا مصیبتیں اور بلائیں ہیں۔ 423

عزیز وہ ہے جو سب پر غالب ہو اور کسی سے مغلوب نہ ہو حمید وہ ہے جو اپنی تمام شانوں میں قابل ستائش ہو۔ 423

جب تم مرکر اپنے جسموں سے ریزہ ریزہ ہو جاؤ یعنی گل کر مٹی ہو جاؤ گے تو تمہاری نئی پیداوار ہو گی۔ 423

مشرکین کا منہ توڑ جواب 424

بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور عبرت ہے ایمان والے رجوع لانے والے کے لیے۔ 425

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ سبا پ22 425

حل لغات 426

اس رکوع کی نادر لغات 429

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ سبا۔ پ22۔ 429

اے پہاڑو اور پرندو داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاؤ 429

حکم حکیم علی الاطلاق ہے۔ 430

ہم نے نرم کیا اس کے لئے لوہا کہ بناؤ وسیع زرہیں ان کی کڑیاں اندازے سے رکھ۔ 430

حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ لوہا نرم ہو جاتا تھا۔ 430

بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا بیت المال سے بے نیازی۔ 430

حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ اور سلیمان کے لئے ہوا مسخر کی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ ہے۔ 431

ہم نے سلیمان کے لئے پگھلے ہوئے تانبہ کا چشمہ بہایا جو تین روز سرزمین یمن میں پانی کی طرح جاری رہا 431

مختلف اقوال 431

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع کر دیا۔ 431

وہ جن کیا کام کرتے تھے اس کی تفصیل 431

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کی تھی۔ 432

وفات حضرت سلیمان علیہ السلام کا حال جنوں کو معلوم نہ ہوا آپ کا قیام ایک سال تک رہا جنوں کو آپ کی وفات کا علم نہ ہوا ایک سال کے بعد دیمک نے وہ عصا کھا لیا جب سلیمان علیہ السلام زمین پر گر پڑے جنوں کو حال معلوم ہوا۔ 432

جن ایک سال تک مشقت کے ساتھ تعمیر میں مصروف رہے۔ 432

حضرت سلیمان تیرہ سال کی عمر میں سریر آراء

Marfat.com

سلطنت ہو گئے اور چالیس سال سلطنت کی۔ 433

بے شک سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی وہ باغ داہنے اور بائیں سبا عرب کا ایک قبیلہ تھا جو اپنے دادا کے نام سے مشہور ہے۔ 433

اس بستی میں اللہ تعالیٰ نے ایسی نعمتیں عطا کیں کہ ایک جگہ سے خالی ٹوکری لے کر چلتا تو بغیر ہاتھ سے توڑے وہ ٹوکری پھلوں سے بھر جاتی تھی۔ 433

شکر کا حکم ہوا اس پاک بستی میں نہ مچھر، نہ مکھی، نہ موذی جانور تھے۔ 433

انہوں نے ناشکری کی طوفان کا پانی بھیجا۔ 433

حضرت وہب کہتے ہیں کہ اس بستی میں تیرہ نبی دعوت حق دینے کے لئے مبعوث ہوئے۔ انہوں نے انکار کیا۔ 434

سیلاب کا زبردست عذاب آیا باغ سارا مال غرق ہو گیا۔ 434

سزا جب ہی دیتے ہیں جب ناشکر ہو جائے۔ 434

شہر سبا کی نعمتوں کی تشریح۔ 434

اس قوم کے متمول لوگوں کا حسد۔ 434

ان آیات میں ان کا ذکر صبر و شکر صفت مومن ہے جب وہ بلا و مصائب میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور جب نعمت پاتا ہے شکر کرتا ہے۔ 435

شیطان کا گمان اہل سبا کے لئے صحیح ہو گیا کہ انسان کو شہوت اور حرص اور غضب کے ذریعہ آسانی سے گمراہ کیا جا سکتا ہے۔ 435

اہل سبا شیطان کے مکروفریب میں آئے 435

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ سبا پ 22 436

حضرت داؤد وسلیمان علیہ السلام کی معجزانہ شانوں کا تذکرہ۔ 436

ہم نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام کے نغمات تسبیح کی طرف رجوع لاؤ۔ ان کی آواز میں تسبیح کرو۔ 436

کنکریوں نے دست اقدس سرور عالم ﷺ میں تسبیح کی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دست مبارک میں تسبیح کی۔ 437

آپ کے دست اقدس میں لوہا موم کی طرح گرم ہو کر گندھے آٹے کی صورت میں ہو جاتا تھا۔ 437

حضرت داؤد علیہ السلام بغیر جال لگائے کڑیوں کو جوڑتے اور بے جوڑ ہوتی تھیں۔ 437

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے بارے میں تجسس کرتے بھیس بدل کر قوم میں نکلتے اور دریافت کرتے۔ 438

ایک فرشتہ نے کہا کہ وہ بیت المال سے کھاتے ہیں اپنے ہاتھ سے کماتے نہیں۔ 438

آپ نے دعا کی کوئی ایسی صنعت تعلیم فرمادے کہ آسانی سے وہ روزی حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانا تعلیم فرمایا اور آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم کر دیا۔ 438

حکیم ترمذی رحمہ اللہ نوادر الاصول میں اور ابن حاتم ابن شوزب سے راوی ہیں۔ 438

حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے صبح کی سیر کو نکلتے تو اصطخر میں دوپہر کو آرام فرماتے اور اصطخر سے صبح چلتے تو قلعہ خراسان میں آکر قیلولہ فرماتے اس ہوا کی تعریف میں بعض پرانے اشعار جنہیں وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ نے بحر میں نقل کیا۔ 439

حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ

Marfat.com

کا مستقر یعنی ایروڈرم تدمر تھا وہاں جنوں نے میدان میں اونچے اونچے ستون وخام ابیض اور اشقر کے قائم کیے۔ 440

قطر پر روح المعانی میں ہے قطر سے مراد پگھلا ہوا تانبہ لوہے کی دھاتیں ہیں۔ 440

اللہ تعالیٰ نے تانبہ کا چشمہ اس کی کان سے ایسے ہی جاری فرمادیا تھا جیسے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔ 440

حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آگ کا کوڑا لئے ہوتا جب کوئی جن قصور کرتا تو وہ ایسے مارتا کہ جن مارنے والے کو نہیں دیکھ سکتا۔ 441

فقہاء نے محراب کے اندر کھڑے ہوکر نماز پڑھنا مکروہ لکھا ہے بلکہ محراب سے پیر باہر رکھ کر کھڑا ہونا چاہیے تاکہ کراہت لازم نہ آئے۔ 441

ضحاک اور ابوالعالیہ رحمہما اللہ کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ علیہم السلام کی تصاویر اور انبیاء وصلحا کی تصویریں ہوتی تھیں یہ مسجد بناتے تھے تانبہ پیتل اور شیشہ اور سنگ رخام سے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور پوجیں۔ 441

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تانبہ کی صورتیں بنا کر دعا کی کہ الٰہی ان میں نفخ روح فرمادے۔ 442

اور یہ جو روایت ہے کہ آپ کی کرسی کے نیچے جنوں نے دو شیر بنائے تھے اور دو عقاب کرسی کے اوپر بنائے تھے جب بلندی پر چڑھتے تو شیر اپنے بازو پھیلاتے رہتے اور جب اتر کر بیٹھنا چاہتے تو عقاب آپ پر سایہ کرتے بازوؤں سے۔ 442

اس دور کی ترقی 442

فلاسفہ نے طلسمات کے ذریعہ بڑے بڑے حیرت ناک مظاہرے کیے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں باب الطلسم کے نام سے ایک دروازہ بغداد شریف میں ہے۔ 442

شاہ بغداد کی کرامت 443

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ مصورین قیامت کے دن سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اور بھی احادیث موجود ہیں۔ 443

یہ حرمت جو شریعت مطہرہ میں ہے اس کی وجہ وجیہ صحیح ہے اس لئے کہ مرور ایام کے بعد جاہل لوگ اسے پوجنے لگتے ہیں۔ 444

بہت سے مرید اپنے پیروں کی تصاویر کو مرقعہ کہتے ہیں زیارت کرنا عبادت سمجھتے ہیں والعیاذ باللہ۔ 444

جفان جفن کی جمع ہے۔ 444

جفان سلیمان کی وسعت 444

قدور جمع قدر کی ہے۔ قدر وہ جس میں فخریہ طور پر پکاتے ہیں۔ 444

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی کیا کوئی تیری مخلوق میں مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے

اللہ تعالیٰ نے مینڈک کے متعلق وحی فرمائی حکم فرمایا اے داؤد شکر کرتے ہوئے عمل کرو۔ 445

کشاف میں ہے شکر گزار وہ ہے جو ہر حال میں شکر کرے اشعار ذیل سے شکر کی تعریف واضح ہوتی ہے۔ 445

یعنی جب سلیمان علیہ السلام پر موت کا حکم نافذ کیا تو جن اس سے واقف نہ ہوئے اور برابر کام کرتے رہے۔ 446

دابۃ الارض ہر زمین پر چلنے والے کو کہتے ہیں۔ 446

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہاں دابۃ الارض سے مراد رضہ ہے وہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے۔ 446

حیوۃ الحیوان میں ہے دیمک نام ہے۔ 446

تو اس جانور نے جب آپ کا عصا نیچے سے کھالیا اور آپ گر پڑے تو جنوں نے کہا کہ اگر ہم غیب جانتے اس ذلت کے عذاب میں بتلا نہ رہتے۔ 446

حضرت سلیمان علیہ السلام مسجد بیت المقدس میں لمبی مدت اعتکاف فرمایا کرتے تھے محراب میں ایک درخت پایا جسے اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت عطا کی۔ 447

اس درخت سے اپنا عصا بنایا۔ 447

آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب مری روح قبض کرنے کا حکم ہو تو مجھے خبر کر دینا۔ آپ نے ایک گھنٹہ قبل جنوں کو حکم دیا کہ ایک مکان شیشہ کا ایسا بنایا جائے جس میں دروازہ نہ ہو آپ اس میں کھڑے ہوگئے۔ 447

وہ عصا جس کے تکیہ پر آپ کا قیام تھا اسے دیمک کھا چکی ہے۔ 447

ایک سال انتقال کو گزر چکا تھا۔ 448

داؤد علیہ السلام نے بناء بیت المقدس اس جگہ فرمائی جہاں موسیٰ علیہ السلام نے خیمے نصب کیے تھے آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت فرمائی۔ 448

سبا اصل میں ایک آدمی کا نام ہے۔ 448

فروہ بن مسیک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور سبا کے بارے میں سوال کیا حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ عرب کے لوگوں میں سے تھا اس سے دس خاندان نکلے اس میں سے چھ ایمان لائے۔ 449

سبا بن یشجب یمن کے پہلے بادشاہ ہیں۔ 449

وجود الٰہی عزوجل کا جس نے انکار کیا وہ یہی شخص تھا۔ 449

اس کی حکومت چار سو چوراسی سال رہی۔ 449

اس بستی کے لوگوں کیلئے تیرہ نبی مبعوث ہوئے۔ 449

وہ جنگل جس میں سیلاب آیا ایک میدانی پہاڑ کے بیچ تھا اس کی جانب فصیل بنائی تھی۔ 450

مفصل روایت 450

بلقیس نے ملک سبا کا تخت چھوڑ دیا اور وہ ایک مکان میں چلی گئی۔ 450

قوم نے متفق ہو کر کہا کہ اب ہم تیری پیروی کریں گے بلقیس نے پہاڑ سے پہاڑ تک ایک فصیل بنانے کا حکم دیا۔ انہوں نے بڑی چٹانوں سے پتھروں سے اس فصیل کو تیار کیا۔ بارش کا پانی اس میں جمع ہوتا بہت سی نہروں کے لیے راستے رکھے۔ 450

یہ سیلاب عہد ملک ذی الدذعار بن حنان میں آیا جو حضور ﷺ اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بیچ تھا بدل دیا ہم نے ان باغوں کے بدلے دو باغ جو کیسلے کڑوے پھل والے تھے۔ 451

وہ باغ تباہ کر کے ان کی جگہ جنگلی جڑی بوٹیاں اگا دیں۔ 451

ایک اہم سوال 451

جانے آنے کی مقداریں مقرر کیں۔ 452

دونوں آبادیوں کے درمیان ایک میل کا فاصلہ تھا۔ 452

جب سبا والوں پر نعمتیں وسیع ہوئیں اور ان کا جی بھر گیا اور یہ چاہا کہ جنگل اور میدان بیچ میں ہوں تا کہ غریب لوگوں سے امتیاز رہے۔ 453

طریفہ ایک کاہنہ تھی اس نے اپنی کہانت سے دیکھا کہ ملک سبا تباہ ہوگا۔ 454

مفصل واقعہ 454

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ سبا پ22 — 455

حل لغات — 456

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ سبا پ22 — 457

اور نہیں فائدے دے گی اس کے حضور کسی کی شفاعت مگر اس کی جو ماذون بالشفاعت ہو۔ — 458

ایک فرقہ نصیریہ وھو العلی الکبیر سے علی مرتضیٰ مراد لیتے ہیں جو جہالت محض ہے۔ — 458

اللہ تعالیٰ سب کو جمع کرے گا اہل حق کو جنت میں اور اہل باطل کو جہنم میں داخل کرے گا۔ — 459

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ کی رسالت عام ہے۔ اور تمام لوگ آپ کی رسالت کے احاطہ میں ہیں حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ مجھے چھ خصوصیات ایسی عطا ہوئیں مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔ — 459

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ سبا پ22 — 460

اے محبوب ان مشرکوں سے فرمائیے جو قصہ سبا کی مشہور مثال جانتے ہیں۔ — 460

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کوئی شفاعت کسی حال میں نفع بخش نہیں جب تک وہ ماذون بالشفاعت نہ ہو۔ — 461

نبی ہو یا ملک یا مثل اس کے کوئی غوث ولی قطب جو مقام شفاعت کے اہل ہیں۔ — 461

ہمارے رب نے حق فرمایا اجازت شفاعت ہے اس کے لئے جس کے حق میں اس کی رضا ہے۔ — 461

جبرئیل علیہ السلام جب حضور علیہ السلام کی طرف حاضر ہوئے تو ملائکہ علیہم السلام سمجھے قیامت کا حکم لے کر آئے ہیں۔ — 461

علامہ طیبی فرماتے ہیں مشرکین بتوں اور ملائکہ کو شفاعت کے لئے پکاریں گے جواب دیئے جائیں گے کہ ان کو کہو جنہیں تم معبود سمجھے ہوئے ہو۔ — 462

ابن ابی حاتم زید بن اسلم رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ آیہ کریمہ میں جو ارشاد ہے وہ یہ ہے۔ — 462

جب شیاطین کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے گی تو کہیں گے حق فرمایا اور وہ بلند بالا ہے۔ — 462

لکم دینکم ولی دین پر حکم ہے منسوخ الحکم اور مامور التلاوت ہے۔ — 463

یعنی حشر ونشر کے بعد بروز قیامت فیصلہ صحیح ہو جائے گا کہ کون جہنم میں جاتا ہے اور کون جنت میں۔ — 463

پیپل تلسی پتھر لکڑی چاند سورج ستارے وہ ہیں جنہیں تم معبود سمجھے بیٹھے ہو ان کی حقیقت واضح ہے۔ — 463

کافۃ للناس سے مراد تمام لوگوں کے لئے بشیر نذیر ہے۔ — 463

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام کی بعثت عرب وعجم اور تمام امتوں کی طرف ہے۔ — 464

اور کہتے ہیں کہ کفار کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو اس میں مشرکین کا تخاطب حضور علیہ السلام سے ہے۔ — 464

اس کا جواب دیا گیا اے محبوب انہیں کہہ دو کہ تمہارا دن مقرر ہے ایک دن نہ پیچھے ہوگا نہ آگے یہ ان کے سوال کا جواب ہے۔ — 464

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ سبا پ22 — 465

حل لغات — 466

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ سبا پ22 — 467

Marfat.com

کافر بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔ 467
کمزور غرباء متکبر لوگوں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے تو ہم ضرور ہی مومن ہوتے۔ 467
اس پر غرباء جواب دیں گے 467
آیت کریمہ میں ضعیف متمول تابع متبوع کا تذکرہ ہے۔ 467
سید عالم ﷺ کی تسکین خاطر فرمائی گئی۔ 468
شان نزول 468
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ سبا پ22 469
جب وہ محاسبہ کے میدان میں کھڑے ہوں گے تو اے محبوب یا ایمان والو دیکھو۔ 469
وہ شرما کر اپنی ندامت چھپائیں گے عذاب دیکھیں گے پچھتائیں گے مبہوت ہو کر رہ جائیں گے۔ 470
جو بھی بستی ہے اس میں ہم نے اپنا نذیر بھیجا۔ 470
مشرکین و متمول رسالت کے منکر رہے۔ 470
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تسلی دی گئی۔ 470
حدیث ہرقل میں بھی غرباء کا ایمان لانا جب بیان ہوا تو اس نے کہا یہ علامت تو ان کی صداقت و ہدایت کی ہے۔ 470
اہل مکہ کی سرکشی 470
مشرکین کا یہ عقیدہ تھا کہ جو دنیا میں عزت سے بسر کرے گا وہ آخرت میں بھی عزت سے ہی رہے گا۔ 471
قرآن کریم کا ارشاد کفر کرنے والوں کے لئے ہم دنیا اتنی فراخ کرتے ہیں کہ ان کے گھر چاندی کی چھتوں کے ہوتے ہیں آخرت کی نعمتیں امت کے مومنین کے لئے ہیں۔ 471
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ سبا۔ پ22 471
حل لغات 472
خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۂ سبا۔ پ22 474
جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے لئے دو چند بدلہ ہے۔ 474
ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی۔ 474
آخرت کے متعلق ان کا عقیدہ کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں تو عذاب ثواب کیسا۔ 474
جس کے لئے علم اللہ میں وسعت رزق تھی اس پر وسعت اور جس کے لئے تنگی رزق مقدر کی گئی۔ 475
انفاق سبیل اللہ کا بدلہ صرف مسلمان کے لئے ہے۔ 475
صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے۔ 475
جس دن محشور فرمائے گا ان سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کیا یہ لوگ تمہیں پوجتے تھے؟۔ 475
مشرکین مکہ عذاب وثواب کا استہزاء کرتے تھے اور کہتے تھے جب مر کر مٹی ہو جائیں گے تو عقل سے بعید ہے کہ پھر زندہ ہوں۔ 476
اور جب پڑھی جائیں ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے ایک آدمی کی طرف سے کہ دور رکھنا چاہتا ہے تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے اس کا مقابلہ نہ ہوسکا تو جادو سے تشبیہ دے دی۔ 476
کفار مکہ سے پہلے کفار کا حال اجمالاً بیان فرما کر اظہار فرمایا ہے ہم نے ان کو تباہ و ہلاک کر دیا تو ان کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے۔ 476
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ سبا پ22 477

Marfat.com

اس میں کفار کو ارشاد ہے کہ کثرت اموال و اولاد موجب تقرب نہیں ہو سکتے۔ 477
مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اس کے لیے اس عمل کا بدلہ دو چند ہے اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے جنت میں ہوں گے۔ 477
تمہارے مال و اولاد تقرب کے موجب نہیں مگر مومن کے لئے انہیں خیرات وصدقات کا صلہ دو چند سے سات سو گنا تک ملے گا۔ 477
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں وہ لوگ جو ہماری آیتوں کی تکذیب میں سعی کرتے ہیں۔ 478
کبھی وہ اپنے فضل سے رزق فراخ فرما دیتا ہے اور کبھی اس پر تنگ فرما دیتا ہے۔ 478
جو کچھ اس کے لئے خرچ کرو گے تو وہ اس کے بدلے میں تمہیں اجر دے گا۔ 478
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہر صبح دو فرشتے نازل ہو کر دعا کرتے ہیں۔ 478
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے ابن آدم خرچ کر ہم پر، ہم تجھ پر خرچ کریں گے۔ 479
حضور علیہ السلام نے فرمایا خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا توسیع کر تجھ وسعت ملے گی اے زبیر کھا اور کھلا اور مشک کا منہ بند نہ کر کہ تجھ پر رزق بند ہو جائے گا۔ 479
سختی نہ کر تجھ پر سختی ہوگی الیٰ آخر الحدیث 478
تمام مخلوق بعد حشر موقف میں کھڑی ہو اور ان سے سات ہزار برس تک کلام نہ ہوگی حتی کہ حضور شافع یوم النشور ﷺ شفاعت کے لئے کھڑے ہوں گے۔ 479
عرب میں بت پرستی کا بانی عمرو بن لحیی ہے۔ 480
یعنی فرشتے عرض کریں گے الٰہی تو ہی وہ ہے جس سے ہماری دوستی ہے۔ 480
آج کے دن ان میں کا ایک دوسرے کو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان 480
عام کفار بھی کہنے لگے اس کتاب حق کی شان میں جب وہ ان کے سامنے آئی وہ اس کے مقابلہ میں عاجز آئے۔ 481
کفار مکہ کو ہم نے کوئی کتاب بھی نہ دی۔ 481
جو حضور علیہ السلام کا منکر ہو یا کسی غیر کو نبی یا مسیح موعود مانتا ہے وہ عقیدہ اساسی کا منکر قطعی مرتد قرار پاتا ہے۔ 482
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ سبا پ22 482
حل لغات 483
نادر لغات 484
خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورہ سبا پ22 484
اگر تم میری نصیحت پر عامل رہے تو تم پر حق واضح ہو جائے گا۔ 484
تم طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو جنبہ داری اور تعصب قومی سے خالی کر کے اللہ کے لئے قائم ہو جاؤ دو دو تا کہ باہم مشورہ کر سکو۔ 484
تبلیغ رسالت وہدایت پر میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا 485
جاء الحق سے مراد قرآن واسلام ہے۔ 485
کفار مکہ نے حضور علیہ السلام پر گمراہ ہونے کا الزام لگایا اللہ تعالیٰ نے اس کا جواب دلوایا۔ 485
تمام انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ نہیں ہو سکتے تمام خلق کو نیک راہیں آپ کی اتباع سے ملتی ہیں۔ 485

Marfat.com

عرب کے مایہ ناز شاعر جب مسلمان ہو گئے تو کفار نے طعنہ دیا۔ 486

تین آیتیں یہ ہیں جو کلام بشر نہیں۔ 486

نہ کچھ دیکھا نہ دیکھ سکتے ہیں لیکن ہمارے حبیب پاک کی شان میں بے سوچے بکتے تھے۔ 486

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۃ سبا پ 22 487

پھر غور وفکر سے نتیجہ اخذ کرو کہ ایسا عظیم نظام جو دنیا اور آخرت پر حاوی ہو۔ 487

بطور معجزہ بے جان پتھر بھی ان کے آگے جھکتا ہے۔ 487

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں ایسے حال میں مبعوث ہوا کہ قیامت اس طرح سامنے ہے۔ 488

فرما دیجئے کہ میں تم سے اجر تبلیغ میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر مودة فی القربیٰ۔ 488

قربیٰ سے مراد حضور ﷺ کے قریبی مراد ہیں۔ 488

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں۔ 488

قذف بالحق سے مراد علامہ سدی رحمہ اللہ وحی کے ذریعہ حکم دینا مراد لیتے ہیں۔ 488

میرا ہدایت پانا تمہاری ہدایت جیسا نہیں انبیاء علیہم السلام کی ہدایت بذریعہ وحی منیر ہے۔ 490

ایمان کے جہاں مکلف تھے وہاں ایمان نہ لائے اب عذاب دیکھ کر امنا کہتے ہیں اور یہ مقام جزا ہے۔ 490

اس سے پہلے کفر کیا کرتے تھے جن کی حقیقت ان پر ظاہر نہ تھی۔ 491

آج امنا کہہ کر ایمان کہاں حاصل کر سکتے ہیں۔ 491

سورۃ فاطر 491

اس سورۃ کا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے 491

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورہ فاطر پ 22 491

حل لغات 492

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ فاطر پ 22 493

فرشتوں کو رسول کرنے والا (اپنے انبیاء کی طرف) جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں۔ 493

اللہ رحمت کھولتا ہے لوگوں کے لئے اس کو روکنے والا نہیں۔ 494

اس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر ستون کے قائم کیا۔ 494

اپنے محبوب کو تسلی کے لئے ارشاد ہے اگر آپ کو جھٹلائیں آپ کی نبوت رسالت سے انکار کریں تو آپ سے پہلے بھی یہ جھٹلا چکے ہیں۔ وہی اللہ اپنے نبیوں (علیہم السلام) کی مدد فرمائے گا۔ 494

بے شک شیطان تمہارے حق میں دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔ 495

اس کے بعد شیطان کے پیروکاروں کا حال مفصل بیان فرمایا جاتا ہے۔ 495

فاطر فطر سے مشتق ہے فطر کہتے ہیں پھاڑنے کو۔ 495

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورہ فاطر پ 22 495

لغت فطر کی تصریح پر اہل عرب کی طرف سے وضاحت 496

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے ایک کنوئیں پر تو ایک ان میں سے کہنے لگا میں نے اس کا فطر کیا۔ 496

فطر کے اصل معنی چیرنے کے ہیں۔ 496

تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو آسمانوں کو چیرتا ہے بارش کے ساتھ زمین کو چیرتا ہے سبزیوں کے ساتھ۔ 496

Marfat.com

چند اقوال 496

اس سورۂ مبارکہ میں حمد سے اشارہ ہے اس نعمت کی طرف جو آخرت میں باقی ہو۔ 497

سب حمد اللہ عزوجل کو ہے جو آسمان وزمین کا نزول ارواح کے لئے چیرنے والا ہے۔ 497

سورۂ سبا کے مضمون سے سورۂ فاطر کا یہ ربط ہوا۔ 497

مومنین کے لئے ابواب کھول دیئے جائیں گے 497

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے جبرائیل امین علیہ السلام کو چھ سو پر کے ساتھ دیکھا 497

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دوبار ملاحظہ فرمایا 498

فلاسفہ نے ملائکہ علیہم السلام کو عقول مجردہ کا نام دیا۔ 498

یزید فی الخلق سے مراد خلق انسانی ہے۔ 498

سدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رحمت سے مراد بارش ہے۔ 499

ابن منذر عامر بن قیس سے راوی ہیں۔ 499

چار آیتیں قرآن میں ہیں جب میں نے انہیں پڑھا تو اب مجھے پروانہیں رہی شام کیا ہے صبح کیا ہے۔ 499

جب بلاؤں کی شدت ہو تو سورۂ الم نشرح پر غور کرو 499

یاد کرو اللہ عزوجل کی نعمت جو تم پر فرمائی۔ 500

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ فاطر پ22 501

حل لغات 502

حل لغات نادرہ 504

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ فاطر پ22 505

شان نزول 505

اللہ عزوجل وہ ہے جس نے ہوائیں چھوڑیں جو بادل اٹھاتی ہیں 506

بلد میت سے مراد وہ آبادی ہے جس میں سبزہ کھیتی خشک ہوگئی ہو۔ 506

ایک صحابی نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا اللہ تعالیٰ انسان کو مرنے کے بعد کس طرح زندہ فرمائے گا۔ 506

حدیث پاک 506

پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید تسبیح اور تکبیر ہے۔ 506

مکروہ گناہ کرنے والوں سے مراد قریش ہیں جو دار الندوہ میں جمع ہو کر منصوبہ بناتے تھے ان کا مکر برباد ہوگا چنانچہ ایسا ہوا۔ 507

پانی کی بوند سے تمہیں جوڑا جوڑا کیا۔ 507

معمر وہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال تک ہو جائے اور کم عمر وہ ہے جو اس سے قبل انتقال کرے۔ 507

دونوں سمندر یکساں نہیں بلکہ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ یہ میٹھا پانی ہے 507

اور یہ تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ پانی چیرتی ہیں دریا میں چلتے ہوئے آواز کرتی ہیں۔ 507

رات لاتا ہے دن کے حصہ میں تو دن بڑھ جاتا ہے دن لاتا ہے رات کے حصہ میں تو رات بڑھ جاتی ہے مقدار پندرہ گھنٹہ تک ہو جاتی ہے مسخر کیے چاند سورج ہر ایک مقرر میعاد تک چلتا ہے جب قیامت آئے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا۔ 508

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ فاطر پ22 508

کیا وہ کافر اور وہ جو ایمان لایا دونوں مساوی ہیں۔ 508

استفہام انکاری متعدد جگہ ہیں۔ 508

ہدایت و ضلالت مشیت الٰہی عزوجل کے تحت ہے۔ 509

Marfat.com

آپ ان کے مومن ہونے کی حرص نہ فرمائیں اور اپنی جان پاک ان کی حسرت میں ہلاک نہ کریں۔ 509
شان نزول بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے 509
ضحاک سے راویت ہے کہ یہ آیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے متعلق نازل ہوئیں۔ 509
اللہ عزوجل وہ ہیں جو ہوائیں چلاتا ہے اور بادل تو سیراب فرماتا ہے مردہ شہروں کو۔ 510
میت اسے کہتے ہیں جو مر جائے 510
بارش برسنے والی جو بادل سے آتی ہے وہ سبب ہوتی ہے زمین کی زندگی کا جسے سرسبزی کہتے ہیں۔ 510
میت کا نشر بمعنی زندہ کرنا مستعار ہے نشر ثوب سے اس کے معنی کپڑا اچھانا ہے۔ 510
اللہ تعالیٰ روح اور حیات کو بدن انسان کی طرف ہانکے گا۔ 511
ملک صور آسمان و زمین کے مابین کھڑا ہو کر صور پھونکے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق مر جائیں سوا اس ہستی کے جسے اللہ چاہے۔ 511
فرشتہ کھڑا ہو کر نفخ صور کرے تو ہر جان چلنے لگے اپنے جسم کی طرف 511
مسلم شریف کی حدیث 511
ابوزید وقواتی کہتے ہیں کہ ہر مخلوق کے جسم سے ایک جوہر باقی رہتا ہے جو متغیر نہیں ہوتا اس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی۔ 511
جو عزت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے وہ بالذات ہے۔ 512
کلمہ طیبہ اللہ عزوجل کے حضور پہنچتا ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔ 512
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کلمہ طیبہ سے مراد لا الٰہ الا اللہ ہے اور اسی پر مدار نجات ہے۔ 512
ایک حدیث 513
اللہ کسی قول کو قبول نہیں فرماتا مگر عمل کے ساتھ اور کوئی قول و عمل قبول نہیں مگر نیت کے ساتھ۔ 513
مکر السیئات سے مراد ان لوگوں کی چالیں ہیں جو دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور علیہ السلام کے خلاف چلتے تھے۔ 513
ان کا مکر فاسد ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی خفیہ تدبیر ایسی غالب آئی۔ 513
انہیں مکہ معظمہ سے نکالا گیا قتل کیا گیا۔ 513
اللہ عزوجل نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر جوڑا کیا۔ 513
کوئی حاملہ نہیں ہوتی بچہ نہیں جنتی مگر اللہ کے علم میں ہے۔ 513
علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں عمل صالح سے عمر بڑھ سکتی ہے نیک عمل نہ کرے اس تغیر تبدل سے تغیر تقدیر لازم نہیں آتی۔ 514
کعب بن احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دعا فرماتے تو یقیناً ان کی موت کا وقت مؤخر ہو جاتا۔ 514
صدقہ اور صلہ رحمی گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمریں بڑھاتے ہیں۔ 514
صحیفۃ الانسان یہ ہے کہ فرشتے بعد استقرار حمل چالیس پچاس یا پینتالیس رات گزرنے کے بعد نطفہ پر آتا ہے اور بارگاہ رب العزت سے عرض کرتا ہے کہ اسے شقی لکھوں یا سعید، مرد یا عورت۔ 514
جو حکم ہوتا ہے لکھ دیا جاتا ہے۔ 514
دو دریا مساوی نہیں یہ عذب ہے پاک ستھرا ہے۔ 515
فرات مسکن بخشش اور مزیل تشنگی ہے۔ 515

اجاج اسے کہتے ہیں جو شدید الملوحت اور شدید المرارت ہو یعنی وہ پانی ملوحت کی وجہ سے گلا جلا ڈالے۔ 515

کڑوے میٹھے پانی سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت مچھلی وغیرہ۔ 515

لحم طری سے مراد مچھلی ہے۔ لحم سے مراد ذبیحہ گاؤ ہے۔ 515

جو قسم کھائے کہ گوشت نہ کھائے گا اور مچھلی کھالے تو اس پر حنث یمین لازم نہیں آئے گی۔ 515

حلیہ وہ زیور ہے جو کھاری سمندر سے موتی اور مونگا نکال کر زیور کی شکل میں استعمال ہوتا ہے۔ 515

میٹھے اور کھاری پانی کی بحث جب پانی حرکت میں کشتی سے پھٹتا جاتا ہے۔ 515

اسے مخرت السفینہ کہتے ہیں۔ 516

ایک قول ہے مخر کشتی کے چلنے سے جو پانی میں آواز ہوتی ہے اسے کہتے ہیں۔ 516

اس ملک سے اس ملک میں سفر کر کے اپنے تجارتی منافع حاصل کرو۔ 516

داخل کرتا ہے رات کو حصہ دن میں اور داخل کرتا ہے دن کا حصہ رات میں۔ سورج اور چاند مسخر فرمائے سورج کی مدت سیر ایک سال ہے اور چاند کی سیر ایک ماہ مقرر ہے۔ 516

یہ وہ اللہ عزوجل ہے جس کی عظیم شانیں اس کی صنعت کمال سے ظاہر ہیں۔ 516

ہر ایک اپنے اپنے محور پر چل رہا ہے سورج سال میں اپنا دورہ ختم کرتا ہے چاند ایک ماہ میں پورا کرتا ہے۔ 516

قطمیر عربی زبان میں خرمے کی گٹھلی پر جو جھلی ہوتی ہے اسے کہتے ہیں۔ 517

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں جو کھجور کے سر پر ایک ٹوپی ہوتی ہے اسے قطمیر کہتے ہیں۔ 517

مختلف اقوال 517

اگر تم پکارو تو تمہاری پکار نہ سن سکیں۔ 517

آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے ملائکہ کے قول کو بیان فرمایا۔ 517

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ فاطر پ22 518

حل لغات 519

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ فاطر پ22 520

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور فنا کر دے اور نئی مخلوق لے آئے۔ 520

اور کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔ 520

پاکیزگی سے مراد گناہوں سے بچنا ہے۔ 521

نہیں برابر اندھا اور آنکھ والا کافر اور مومن۔ 521

مومن نور ایمان سے زندہ ہے۔ 521

جسے ہدایت دینا منظور ہو اسے توفیق قبول گوش عطا فرمادیتا ہے۔ 521

چند لغات کا حل 522

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ فاطر پ22 522

شدۃ احتیاج میں اللہ عزوجل کے حضور فقیر ہیں 522

انسان کو ضعیف فرمایا۔ 522

وہی مستحق حمد ہے۔ 523

یہاں غنی کو حمید پر مقدم کرنے میں مناسبت خاص ہے 523

شان نزول 523

لے آئے نئی مخلوق 523

اگروہ چاہے تو تم کو دنیا سے لے جائے۔	523
اور کوئی گناہ گار جان نہیں اٹھا سکتی دوسرے گناہ گار کا بوجھ	523
شان نزول	524
اعمال طالحہ کی سزا اعمال صالحہ کی جزا دے گا۔	524
کافر مومن کا فرق دونوں میں عدم تساوی مثالوں سے بیان فرمائی جاتی ہے۔	524
جہالت کی اندھیریاں اور حق کے انوار مساوی نہیں	524
زندہ اور مردے مساوی نہیں	525
حدیث قلیب بدر والی سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام نے مقتولین کفار کو پکارا۔	525
حدیث قلیب بدر یہ ہے	525
حضور نے یہ قسم فرمایا	526
سماع موتی سے انکار غلط ہے	526
بے شک اللہ جسے چاہے گوش قبول عطا فرمادے۔	526
اے محبوب آپ اپنی قوت و ارادے سے کسی کو ہدایت نہیں فرماسکتے۔	527
آپ نہیں مگر ڈرانے والے بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دینا اور ڈر سنانے والا بھیجا۔	527
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ فاطر پ22	528
حل لغات	529
خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ فاطر پ22	531
تو نکالے ہم نے اس سے پھل رنگ برنگ	531
پہاڑوں میں راستے ہیں سفید سرخ کالے	531
اہل علم کی تعریف ہے۔	531
وحی کے ذریعہ جو کتاب کا ذکر ہے وہ قرآن کریم ہے۔	532
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ تین گروہ وہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے۔	533
میانہ روی میں رہنے والا گروہ ہے۔ جس کے عمل ریا سے ملوث ہوں۔	533
ظالم لنفسہ اپنی جان پر ظلم کرنے والا گروہ۔	533
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے امتیوں کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہیں تمام امتوں پر فضیلت حاصل ہے۔	533
دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا۔	533
ام المومنین کا کمال انکسار کا مظاہرہ	533
ہر سہ گروہ کے لئے ارشاد ہے۔	533
ہول قیامت کی فکر تھی کہ وہاں کیا ہوگا۔	534
اس پر وہ بخشش دیکھ کر حمد الٰہی کریں۔	534
جو کافر ہی رہے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے۔ نہ انہیں قضاء آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ان کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے۔	534
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ فاطر پ22	534
چند لغات کا حل	534
چوتھا رکوع شروع ہے۔	535
اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ اس کی قدرت کا یہ مشاہدہ نہ کیا۔	535
اس پانی سے ہم نکالتے ہیں ایسے پھل کہ جن کے رنگ مختلف ہیں۔	536
پہاڑوں سے راستے سفید سرخ مختلف رنگوں والے	536
جدد کی تفصیل	536
غرابیب غربیب کی جمع ہے وہ دور کی سیاہی ہے۔	536
غراب کوئے کو بھی کہتے ہیں۔	536
حدیث میں ہے۔	536

Marfat.com

شیخ غربیب کو بغض سے اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے سیاہ خضاب کرنے والے بڈھے کو شیخ غربیب کہتے ہیں 536
اس کے بندوں میں علماء ہیں 536
علماء سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھیں۔ 537
جو عرفان زیادہ رکھے گا وہ خشیت بھی زیادہ رکھے گا۔ 537
حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کی۔ 537
یہ آیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔ 537
ایمان والوں کا انعام 537
یہ بشارت ہر اس مومن کے لئے ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔ 538
عبادت مالی کا حکم 538
پوشیدہ خرچ کرنے والا 538
اپنے رب سے ایسی تجارت کی جس میں کھوٹ اور نقصان نہ ہو۔ 538
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو توبہ سے قبل معصیت شعاری میں مرجائے وہ ظالم نفسہ ہے
اس کی تفسیر میں تنتالیس اقوال ہیں۔ 540
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا یہ تمام اس امت کے افراد ہیں اور سب جنتی ہیں۔ 541
حضور علیہ السلام نے آیت کریمہ تلاوت فرما کر اس کی تفصیل فرمائی۔ 541
جنتی جنت میں داخل ہو کر کہیں گے۔ 542
حزن خوف عاقبت کو کہتے ہیں۔ 542
اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والا ہمارے گناہ کو اور چشم پوشی کرنے والا۔ 542
جسمانی تکان کو نصب کہتے ہیں اور نفسانی کوفت کو لغوب کہتے ہیں۔ 543
عذاب جہنم میں جہنمی کا یہ حال ہے کہ نہ مرتا نہ جیتا ہے۔ 543
جہنمی جہنم میں پکارتے ہوں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں نکال اس جہنم سے کہ ہم اب نیک عمل کریں گے۔ 543
عمل صالح توحید اور اتباع اور حضور علیہ السلام 543
اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبیخاً جواب ہوگا۔ 543
عمر کا تذکرہ 544
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ فاطر پ22 544
حل لغات 545
خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۂ فاطر پ22 547
ذاتی غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ 547
آسمان اور زمین قدرت الٰہی سے اپنی جگہ قائم ہیں ہل نہیں سکتے۔ 548
آیہ کریمہ کا شان نزول بتاتا ہے کہ قبل بعثت جناب مصطفیٰ ﷺ تمام قریش یہود و نصاریٰ کی مذمت کرتے تھے۔ 548
تو جب ان کے پاس ڈرسنانے والا تشریف لایا تو انہوں نے نفرت کا اظہار کیا۔ 549
اللہ تعالیٰ بندوں کے معاصی پر گرفت فرمائے تو کوئی نہ بچے۔ 550
لغات نادرہ 550
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورہ فاطر پ22 550
حضرت کعب نے کہا آسمان اپنے قطب میں چکی کی طرح پھرتا ہے۔ 552

Marfat.com

فلاسفہ قدیم وجدید کے بہت اختلافات ہیں۔ 552
بعض کے نزدیک مکر سے مراد سازش کرنا مخالفت میں خفیہ چالیں چلنا ہے۔ 553
تو کیا انتظار کر رہے ہیں مگر پہلوں کی طرح عذاب کا تو ہرگز نہ پائے گا عذاب کا ٹلنا 553
اگر اللہ تعالیٰ گرفت فرمانا چاہے تو روئے زمین پر کوئی نہ رہے۔ 554
سورۂ یٰسین شریف با محاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ یٰسین پ22 554
حل لغات 555
خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ یٰسین پ22 556
مختصر فضائل سورۂ یٰسین پ22 556
قرآن کریم کا قلب یاسین ہے۔ 556
احادیث صحیحہ انسان کامل 556
انسان کامل سے مراد حضور ﷺ 556
کفار کا رد 556
شان نزول 557
عزت کے ثواب سے مراد جنت ہے 558
مردوں کو زندہ کرنے کے بعد ان کا محاسبہ ہوگا 558
جو نیک طریقہ جاری کرے گا اسے اس کا اجر ثواب ملے گا اور جتنے اس پر عمل کریں گے ان کا بھی برا طریقہ رائج کرنے والا خود گنہگار ہوگا اور جو اس پر عمل کریں گے ان کا بھی 558
صدہا امور خیر ایسے ہیں کہ اللہ کے بندوں نے جاری کیے انہیں ناجائز کہنا ناجائز ہے۔ 558
شان نزول 558
لغات نادرہ 559
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ یاسین پ22 559
اس سورۂ مبارکہ کے لئے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کریں۔ 559
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ 559
سعید بن منصور رضی اللہ عنہ سے روایت 559
سورۂ یاسین کو پڑھنے والے کو دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں 560
یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے۔ 560
قبیلہ بنی مسلمہ نے جو نواحی مدینہ میں رہتے تھے جب مسجد نبوی کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ کیا اس وقت یہ نازل ہوئی۔ 560
اس کے فضائل میں بہت سی احادیث ہیں علاوہ اس کے جو بیان ہو چکیں 560
صحیح حدیث 560
سورۂ فاطر سے سورۂ یاسین کا ربط 561
حروف مقطعات کی تفسیر 561
سب جگہ یہی ہے کہ ان کی مراد حقیقت اللہ ہی جانتا ہے 561
معنیٰ تصغیر کی وضاحت 561
کفار کی سزا کا ذکر 564
تبلیغی فریضہ کی اہمیت 566
اچھے برے رواج کا تذکرہ 566
متروکہ آثار کا تاثر 566
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ یاسین 568
حل لغات 569
خلاصہ تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ یاسین 570
حبیب نجار وغیرہ کا اسلام لانا 570
شمعون وغیرہ کی مذمت 571
کافروں کا مقابلہ 572

Marfat.com

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۃ یاسین	573	بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ یاسین	605
عیسیٰ علیہ السلام کے تبلیغی فرستادہ	574	حل لغات	606
کافروں کا ٹکراؤ	575	خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ یاسین	608
حواریوں کی کرامات	576	نفخہ اولیٰ وثانیہ کا حال	608
بامحاورہ ترجمہ نصف دوسرا رکوع سورۃ یاسین	580	کفار ومومنین کی عملی جزاء	609
حل لغات	580	بعض لغات نادرہ کی تفصیل	610
خلاصہ تفسیر نصف دوسرا رکوع سورۃ یاسین	581	مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ یاسین	610
حبیب حواری کی شہادت	582	نفخہ اسرافیل پر اجماع وفیصلہ وجزاء	611
بعض لغات نادرہ	583	جنتی اور دوزخی کو جزاء عمل	612
مختصر تفسیر نصف دوسرا رکوع سورۃ یاسین	584	اہل جنت اسباب تلذذ	614
حبیب کے قتل کی نوعیت	586	منکرین کے مونہوں پر بوقت انکار مہر لگا دی جائے	
ہلاکت اعداء کی نوعیت	586	گی	617
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ یاسین	588	بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ یاسین	619
حل لغات	589	حل لغات	620
خلاصہ تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ یاسین	591	خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۂ یاسین	622
مصنوعات الٰہیہ کا تذکرہ	591	لغو شاعری کی مذمت	622
احکام شرع کا مذاق	592	انعامات قدرت	624
عذاب ناقابل برداشت	593	منکرین آخرت کا رد	625
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ یاسین	595	لغات نادرہ	626
انعامات قدرت کا ذکر	595	مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ یاسین	626
تخلیقی فوائد	596	آپ شاعر نہیں ہیں	627
مستقر سورج	597	برے اشعار کی مذمت	628
سیاروں کی حرکات	600	ہدایت آمیز اشعار کا جواز	630
سیاروں کی روشنی کا مبدء	601	شعری اوزان کا تذکرہ	631
ستاروں کی منازل وغیرہ	601	باطل معبودات دربار عدالت میں	632
فلک میں احتمالات اور ستاروں کا مستقر	602	انسان کو چاہیے کہ اپنے مبدأ ومعاد کو ملاحظہ کرے	633
کفار کی سرکشی وتمرد	603	مردہ زندہ ہونے کا مشاہدہ	633
کفار کا احکام شرع سے مذاق	604	حضور علیہ السلام کی نظیر محال ہے	634

Marfat.com

ہر درخت میں آگ ہے	635
روح وانسان کی تحقیق	636
عالم کون وعالم امر کی وضاحت	638
سورۃ الصافات	638
با محاورہ ترجمہ پہلا اردو رکوع سورۃ الصافات	639
حل لغات	640
خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۃ الصافات	641
جو سب کائنات کا مالک ہے	641
تو دوسرا مستحق عبادت نہیں۔	641
شیاطین آسمان تک نہیں جاسکتے	641
کفار ممکن چیز کا تمسخر اڑاتے ہیں۔	642
حل لغات نادرہ	642
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۃ الصافات	643
علامات وحدانیت	644
بعض ستاروں کی تعداد اور حرکات	644
آسمانوں کو شیاطین وغیرہ متمردین سے محفوظ کر دیا گیا ہے	645
دیکھنے والوں کے لئے آسمانوں کو مزین کر دیا گیا ہے۔	645
ایک کافر پہلوان کو حضور علیہ السلام نے بری طرح پچھاڑا مگر وہ باوجود اقرار کرکے ایمان نہ لایا۔	647
کفار کا دوبارہ زندہ ہونے سے انکار	648
با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۃ الصافات	649
حل لغات	652
خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورت صافات پ 23	654
ظلم وشرک کرنے والوں کو جمع کیا جائے گا اور دوزخ کی راہ چلایا جائے گا ہر ایک کافر اپنی ہم قسم کے ساتھ محشور کیا جائے گا (حدیث نبوی)	654
قیامت کے دن اپنی جگہ سے نہ ہل سکے گا جب تک چار باتیں پوچھ نہ لی جائیں	655
وہ باتیں یہ ہیں خازن جہنم کا سوال جہنمیوں سے ہو گا۔	655
کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے جو دنیا میں گمراہ کرتے تھے وہ بے ایمان تھے۔	655
سردار جواب دیں گے ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش تھے۔	655
انبیاء کی تعلیمات کی تصدیق کریں گے جو بے سود ہوگا۔	655
کفار کی ہٹ دھرمی کا بیان۔	656
حضور علیہ السلام کو شاعر مجنون کہنا معاذ اللہ۔	656
شرک و تکذیب انبیاء علیہم السلام کا بدلہ تمہیں آخرت میں ملے گا۔	656
ان مخلصین ایمان والوں کے لئے نفیس و لذیذ میوے نعمتیں خوش منظر ہوں گے عزت کے ساتھ تخت نشین ہوں گے۔	656
شراب سے بیماری، حوران جنت پاک صاف ہوں گی اہل جنت کے حالات۔	656
مرنے کے بعد دوبارہ زندگی سے انکار۔	657
جنتی جہنمیوں کا حال دیکھیں گے جو آگ بھڑکتی میں ہوں گے موت کو موت آجائے گی اہل جنت کی گفتگو ہوگی۔	657
تھوہر کا درخت جو نہایت تلخ انتہا درجہ کا بدمزہ ہے جہنمیوں کے لئے ہوگا کفار کا گمان باطل لغو تھا کا جواب۔	658
کھانے والوں کا حال یہ عذاب گمراہ باپ دادوں کی وجہ سے ہوا۔	658

Marfat.com

لغات نادرہ کا حل 659

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ صافات 660

جمع کرو انہیں جو مشرک ہیں جہنم میں ہانکو یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ کو ہوگا ملائکہ زبانیہ ان فرشتوں کو کہیں گے جو جہنم میں جہنمیوں کو دھکیلیں گے۔ 660

زبانیہ جمع زبنیۃ کی ہے زبن لغت میں دفع کو کہتے ہیں۔ 660

جحیم جہنم کے طبقہ کا نام ہے جس میں شدت سے آگ دھکتی ہے۔ 660

حدیث نبوی ﷺ۔ 661

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کلمہ توحید کے بارے میں سوال ہوگا۔ 661

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ خطاب مشرکین اوران کے معبودوں سے ہوگا۔ 661

روساء مشرکین کا جواب مشرکین کا اعتراف جرم۔ 662

تو بے شک وہ روسائے قوم اوران کے متبعین آج عذاب میں شریک ہیں۔ 662

مشرکین کے لئے یہی قانون حکمت ہے کہ انہیں سزا دی جائے۔ 662

مشرکین کی شان رسالت کی گستاخی پر اللہ تعالیٰ نے جواب دیا ارشاد ہے۔ 663

اللہ کے مخلص بندے وہ ہیں ان کے رزق معلوم الخصائص ہے۔ 663

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رزق معلوم سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں۔ 663

غول بے حسی میں کسی شی کے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔ 664

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں دنیا کی شراب اور جنت کی شراب کا فرق۔ 664

نزف کے معنی نکالنا۔ 664

حوران بہشتی۔ 664

عین جمع ہے عیناء کی یعنی موٹی آنکھ والیاں۔ 664

منکرین کا مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے انکار پر پچھتاوہ۔ 665

حضرت عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ آیہ کریم کے شان نزول پر فرماتے ہیں۔ 665

ہزار دینار پر صدقہ کر کے جنت خرید لی۔ 665

چند اور مثالیں ہیں۔ 665

اہل جنت جھروکوں میں سے اہل جہنم کا حال دیکھیں گے۔ 666

جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو ان کی موت مینڈھے کی شکل میں ذبح کر کے دکھائی جائے گی۔ 667

زقوم ایک درخت کا نام ہے۔ 667

تلخ بدبودار دودھ والا اس کی جڑ جہنم میں ہوگی۔ 668

جہنمیوں کی خوراک۔ 668

اس کے پینے سے جہنمیوں کا حال جھٹلانے والوں کا حشر 668

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ صافات پ23 669

حل لغات 670

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ صافات پ23 673

حضرت نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرمائی دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ 673

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں حضرت نوح علیہ السلام کے کشتی سے اترنے کے

بعد جتنے مرد عورت تھے سبھی مر گئے 673
عرب اور فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں اور سوڈان کے لوگ آپ کے بیٹے یافث سے ہیں۔ 673
حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل۔ 673
ان کی امتوں میں باقی رکھا گیا آپ کی قوم کے بقیہ کافر بھی ہلاک کر دیئے گئے۔ 673
قلب سلیم لے کر حضرت ابراہیم نے اپنے چچا اور قوم سے پوچھا تم کیا پوجتے ہو 673
حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے درمیان دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانہ حائل ہے۔ 673
قوم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ کل ہماری عید ہے۔ 674
یہ زمانہ نجوم پرستی کا تھا آپ نے ایک ستارہ پر نگاہ ڈالی اور فرمایا انی سقیم۔ 674
حضور علیہ السلام نے فرمایا چھوت چھات کچھ نہیں۔ 674
آپ ان کے بت خانہ میں پہنچ گئے ان کے آگے جو کھانے رکھے فرمایا کھاتے کیوں نہیں بولتے کیوں نہیں۔ 674
بت توڑنے شروع کر دیئے پارہ پارہ کر دیا۔ 675
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اپنے گھڑے ہوئے بتوں کو پوجتے ہو 675
کافر بولے ابراہیم کے لئے مکان بناؤ۔ 675
آتش کدہ۔ 675
تیس گز مربع مکان بنایا۔ 675
منجنیق کے ذریعہ آگ میں ڈالا۔ 675
اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو محفوظ کیا۔ 675
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ 675
مقام ارض مقدسہ میں اولاد کے لئے دعا کی۔ 675
حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح کی پیدائش۔ 675
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خواب۔ 675
حضرت اسماعیل علیہ السلام سے مشورہ۔ 675
حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح نے جواب میں حکم الٰہی پر فدا ہونا کمال شوق رغبت سے ظاہر کیا۔ 676
یہ واقعہ منیٰ میں ہوا مفصل واقعہ 676
جنت سے فدیہ کے لئے ذبیحہ بھیجا گیا۔ 676
لغات نادرہ 677
مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورہ صافات پ 23 678
بعض مرسلین کا اجمالاً تذکرہ فرمایا جا رہا ہے۔ 678
قوم نوح سے مایوس ہو کر پکارا تو ہم نے اس کی پکار سنی 678
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت 678
تین بیٹوں کے سوا کوئی نہ بچا یعنی سام، عام، یافث 679
حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ارشاد ہے۔ 679
حضرت ابراہیم علیہ السلام اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو تھے۔ 680
سلیم القلب کی تفسیر میں پانچ قول۔ 680
علم نجوم کی شرعی حیثیت۔ 681
امراض متعدیہ۔ 682
اللہ تعالیٰ نے خلیل علیہ السلام کو اس آگ سے محفوظ رکھا۔ 683
آپ نے فرمایا میں جانے والا ہوں جہاں میرا رب حکم فرمائے 683

Marfat.com

آپ بحکم اس سرزمین شام میں ارض مقدسہ تشریف لے آئے یہاں آپ نے اپنے رب سے دعا فرمائی جس کا ذکر آئندہ آیات میں ہے۔ 683

حضرت اسماعیل علیہ السلام ذبیح کی ولادت کا مژدہ دیا۔ 683

تو جب اسماعیل حضرت ابراہیم علیہما السلام کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو گئے۔ 683

حضرت خلیل نبی تھے نبی کا خواب حق ہوتا ہے۔ 683

حضرت اسماعیل نے جواب دیا کہ آپ مجھے صابر پائیں گے۔ 683

حکم کی تعمیل میں جب جھک گئے۔ مفصل واقعہ۔ 684

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع صافات پ23 684

حل لغات 685

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورہ صفات پ23 687

حضرت موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو نبوت و رسالت عنایت فرمائی۔ 687

فرعون کے مظالم سے انہیں اور بنی اسرائیل کو قبطیوں کے مظالم سے نجات دلا کر انہیں یعنی قوم سبط کو قوم قبط پر غالب فرمایا۔ 687

حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت بیان کی۔ 687

حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک اور اس کے نواح کی طرف مبعوث تھے۔ 687

اس قوم کا ایک بت تھا۔ جس کا نام بعل تھا جو سونے کا تھا یہ بیس گز لمبا تھا اس کے چار منہ تھے۔ 687

حضرت لوط علیہ السلام ان کی قوم کا ذکر فرما کر رکوع ختم کیا 688

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ صافات 688

ہم نے احسان فرمایا موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر۔ 688

حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت فرمائی۔ 689

طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں حضرت الیاس حضرت الیسع علیہما السلام کے چچا کے بیٹے تھے۔ 689

آپ کی بعثت حضرت حزقیل علیہ السلام کے بعد ہوئی۔ 689

وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح عمر ابدی میں ہیں۔ 689

مفصل بحث 689

حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تمہیں عذاب الٰہی کا خوف نہیں تم بعل کو پوجتے ہو۔ 690

بعل کی اصل حقیقت 690

تحقیق الیاسین 691

ال یاسین لغۃً یاس سے ہے جو عربی میں مستعمل ہے۔ 691

اس باب میں سیناء اور سنین ہے۔ 691

یہ تصریح ابن حاجب رحمہ اللہ نے شرح مفصل میں کی۔ 691

یہ تمام اقوال بیان فرما کر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مخفی نہ رہنا چاہیے۔ 691

جب نبوت رسالت حضور ﷺ پر ختم کر دی گئی تو الیاس سے آل یاسین قرار دے کر انہیں لمن المرسلین کہنا خلاف جمہور ہے اور نص کے بھی خلاف ہے۔ 691

حضرت لوح علیہ السلام کی قوم شہر سدوم میں آباد تھی 691

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ صافات پ23 692

حل لغات 694

خلاصہ تفسیر اردو پانچواں رکوع صافات پ23 696

Marfat.com

اس رکوع میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے 696
مچھلی نے نگل لیا 696
مچھلی کے پیٹ میں کتنے عرصہ رہے مختلف روایات
آپ شکم ماہی میں بہت نحیف وضعیف ہو چکے تھے 696
اُگایا ہم نے ایک پودا کدو کا تا کہ سایہ کر لے۔ 696
کدو پر مکھی نہیں آتی بیل کی جگہ سایہ دار درخت بن گیا۔ 697
بحکم الٰہی عزوجل ایک بکری تھن منہ میں دے کر دودھ دے جاتی تھی۔ 697
سرزمین موصل میں قوم نینوا میں مبعوث ہوئے ان کی آبادی ایک لاکھ تھی۔ 697
اے محبوب ان منکروں سے اور کفار مکہ سے انکار کی وجہ معلوم فرمائیں۔ 697
قبیلہ جہینہ اور بنی سلمہ کا یہ عقیدہ تھا کہ معاذ اللہ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں اس کا رد فرمایا گیا۔ 697
تمہارا دعویٰ بے دلیل ہے مشرکین نے اللہ عزوجل اور جنوں کے مابین رشتہ بنایا اللہ تعالیٰ اس قسم کی باتوں سے مبرا ہے۔ 698
فرشتوں کا بیان 698
کفار مکہ کی بہانہ سازیاں واضح فرمائی جارہی ہیں۔ 698
اے محبوب تھوڑی مدت تک ان سے منہ پھیر لیجیے اور انتظار کیجیے وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔ 699
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۃ صافات پ23 699
حضرت یونس علیہ السلام کو 28 برس کی عمر میں نبوت ملی۔ 699
اس میں اختلاف ہے متی ماں کا نام یا باپ کا نام 699
حکم حاصل کیے بغیر ہی وہاں سے چلے گئے۔ 700
جب قوم پر آثار عذاب نمودار ہوئے تو آپ کو تلاش کیا۔ 700
سب چھوٹے بڑے جنگل میں نکلو توبہ کرو عذاب ٹل گیا۔ 700
مفصل واقعہ 700
قرعہ کس طرح ڈالا۔ 701
اس مچھلی کا نام نجم تھا۔ 701
شکم ماہی میں سلامت رہنا تسبیح کی برکت سے تھا۔ 701
حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے رہو فراخی میں وہ تمہیں یاد فرمائے گا۔ 702
علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی توضیح 702
یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا اور اس کے شکم کی گہرائیوں میں پہنچے تو زمین کی تسبیح آپ کو مسموع ہوتی آپ نے ظلمات شکم میں پڑھنا شروع کیا۔ لا الٰہ الا انت سبحنک انی کنت من الظلمین۔ 702
مچھلی ایک میدان میں پہنچی تو وہاں اس نے اگل دیا۔ 703
مختلف روایات واقوال 703
دوپہر کو مچھلی نے لقمہ کیا اور شام کو اگل دیا۔ 704
مختلف اقوال 704
آپ کے جسم کی حالت 704
گھیا حضور علیہ السلام کو مرغوب تھا۔ 705
حضرت یونس علیہ السلام کے سایہ کے لئے جو درخت پیدا کیا اس کا نام یقطین رکھا۔ 706
حضرت یونس علیہ السلام کو سایہ کیا اور اس کے پھل

Marfat.com

سے آپ نے افطار فرمایا۔ 706

حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ایک طویل حدیث 706

مفصل قصہ یونس علیہ السلام 707

اللہ تعالیٰ کے حکم سے درخت خشک ہوگیا۔ 709

عرب میں قبیلہ جہینہ اور سلیم اور خزاعہ اور بنی ملیح کا یہ عقیدہ تھا ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ معاذ اللہ۔ 709

مشرکین کا باطل نظریہ کا رد۔ 710

ملائکہ لطیف نورانی اجسام سے 710

عیسائی یہودی کے باطل نظریات کا رد 710

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ان لوگوں سے سوال 711

مختلف عقائد باطلہ کا رد 711

پاک ہے اللہ اس سے جو وہ صفت کرتے ہیں 712

ملائکہ علیہم السلام کا اعتراف عبودیت ظاہر فرمایا 712

ارشاد نبوی ﷺ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا آسمان میں قدم جگہ نہیں مگر فرشتہ ساجد ہے۔ 713

ملائکہ علیہم السلام عبادت الٰہی عزوجل میں صف بستہ ہیں 713

متعدد اقوال 713

شرافت انبیاء 715

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ ص پ 23 716

حل لغات 717

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورۂ ص پ 23 718

ص اے صادق ومصدوق 719

ذکر قرآن کریم کی قسم 719

کفار نے معجزات دیکھ کر جادوگر کہنا شروع کردیا۔ 719

ولید بن مغیرہ پچیس قریش ابوطالب کے پاس لایا 719

مفصل واقعہ 719

اہل مکہ کو حضور علیہ السلام کے منصب نبوت پر حسد ہوا۔ 720

مشرکین کے اعتراضات۔ 720

فرعون جس کسی پر غضب ناک ہوتا تو اسے لٹا کر ہاتھ پیر بندھوا کر پٹواتا۔ 721

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ ص پ 23 721

ص یہ ایک آیت ہے جیسا کہ بعض سورتوں میں بھی ہیں۔ 722

قرآن کریم میں ذکر سے مراد نصیحت و ہدایت ہے۔ 722

متنبی کہتا ہے۔ 723

شان نزول 724

ابو طالب نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بلایا حضور علیہ السلام تشریف لائے۔ 725

حضور علیہ السلام نے فرمایا وہ کلمہ پڑھ لیں۔ 725

تو گھبرا کر سب کپڑے جھاڑتے کھڑے ہوگئے۔ 725

حضور علیہ السلام نے فرمایا اگر تم میرے ہاتھ میں سورج لا کر رکھ دو بھی میں اس کے سوا کچھ طلب نہ کروں گا۔ 725

ذکر سے مراد قرآن پاک ہے۔ 726

قرآن کریم کے ساتھ اظہار شک کرنا محض اپنے دل کی جلن کی وجہ سے ہے۔ 727

نبوت کسبی نہیں ہوتی بلکہ وہبی ہوتی ہے۔ 727

ہزم لغوی معنی کی تشریح 728

Marfat.com

قوم فرعون ہلاک وغرق نیل ہوئی۔ 728

قوم ہود ریح صرصر سے تباہ ہوئی قوم لوط پر پتھروں اور ہوا کی بارش ہوئی۔ 728

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ ص پ 23 729

حل لغات 730

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ ص پ 23 732

یہ صیحہ چنگھاڑ کے معنی میں ہے۔ 732

بروز قیامت نفخہ اولیٰ مشرکین کے عذاب کے لئے ہوگا۔ 732

حضرت داؤد علیہ السلام کی عبادت۔ 732

ان کے لئے پہاڑ مسخر کیے تسبیح کر کے شام کو سورج چمکتے پرندے جمع کیے ہیں۔ 732

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں روئے زمین کے حکمرانوں میں آپ کی سلطنت مضبوط اور قوی تھی۔ 733

فرشتوں کا فیصلہ حاصل کرنے کے لئے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت واقعہ یہ تھا۔ 733

لغات نادرہ۔ 735

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ ص پ 23۔ 735

لفظ قط اور داود علیہ السلام کی رفعت شان۔ 736

حضرت داؤد علیہ السلام کی نوعیت تسخیر۔ 738

صلوٰۃ اشراق کی اصل۔ 738

رکعات نماز اشراق۔ 739

آپ پر ملائکہ کا...... آپ سے ملائکہ کی گفتگو 742

حضرت داؤد علیہ السلام کا دربار الٰہی عزوجل کی طرف رجوع 743

حضرت داؤد علیہ السلام کے نکاح کی کیفیت 744

داؤد علیہ السلام کی خلافت 745

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورہ ص پ 23 746

حل لغات 747

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورہ ص پ 23 749

حضرت سلیمان علیہ السلام کا انداز حیات 749

خلاصہ تفسیر اور شان نزول 750

ایک حکایت 752

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورہ ص پ 23 755

انسان کو غور وفکر کی اشد ضرورت ہے۔ 756

حضرت سلیمان علیہ السلام کا رجحان طبعی 756

وراثت انبیاء علیہم السلام کی حقیقت 757

غروب شمس کی صورت 759

حضرت سلیمان علیہ السلام اور گھوڑوں کا قتل 760

حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی کا واقعہ 765

حضرت سلیمان علیہ السلام کی ملکی تسخیر 768

آپ کے زمانہ میں ملوک فارس سے کیخسرو تھا۔ 770

داؤد دینوری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں حضرت سلیمان علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت پر زمانہ کیخسرو ابن سیاوش میں قبضہ فرما کر ملک شام کی طرف رخ کیا اور عراق تک فتح کیا۔ 770

یہ خبر جب کیخسرو کو پہنچی تو وہ خراسان کی طرف بھاگ گیا اور چند دن بعد مر گیا۔ 770

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ ص پ 23 771

حل لغات 772

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ ص پ 23 774

ہمارے بندے ایوب کو جب کہ وہ پکارا مجھے چھوا شیطان نے تکلیف ایذا سے 774

Marfat.com

حضرت ایوب کو زمین پر اپنا پاؤں مارنے کا حکم	774
سرد و شیریں چشمہ ظاہر ہونا اس چشمہ میں نہانے کا حکم۔	774
غسل اور پینے سے تمام جسمانی مالی تکالیف رفع ہو گئیں۔	774
حتی کہ مری ہوئی اولاد بھی زندہ ہو گئی فضل و رحمت الٰہی سے بیوی صاحبہ کو سو ضربیں مارنے کی قسم کا واقعہ۔	774
قسم ادا کرنے کا طریقہ بیان کیا گیا۔	775
چند انبیاء کرام کا ذکر	775
نوٹ	775
حضرت ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف ہے	775
فاسق منافق کا ذکر۔	775
حل لغات	776
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ ص پ 23	777
مس شیطان کا واقعہ بتایا جاتا ہے۔	778
ایسے تمام اقوال وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہیں۔	779
محققین کا اس پر اجماع ہے وہ نصب و عذاب جو تھا وہ مرض اور الم کا نہ تھا۔	779
ایک قول ہے کہ یہ وسوسہ غیر ایوب علیہ السلام کی طرف تھا۔	779
غسل کے لئے گرم اور پینے کے لئے سرد چشمہ پھوٹ پڑے۔	779
اس ابتلا میں سات سال چند ماہ رہے۔	780
ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں پیروں سے لے کر سر تک زخم ہی زخم تھے	
آپ کی بیوی نے جو آپ کی خدمت کرتی تھی شکوہ کیا۔	780
آپ نے جواب میں صبر کی تلقین کی۔	780
آپ نے دعا کی اور تمام مصیبتوں سے نجات مل گئی۔	780
سونے کی ٹڈیاں برسیں۔	781
حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام اٹھارہ سال مصائب میں رہے	781
انبیاء کرام پر عوارض بشری کا آنا نہ حرام ہیں نہ مکروہ	781
ایسا مرض جس سے عقل میں فتور آئے۔	781
حضرت شعیب علیہ السلام کے بارے میں نابینا ہونا ثابت نہیں۔	781
حضرت ایوب علیہ السلام صحت یاب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کے بجائے سو ضربیں لگانی ہیں تو حکم الٰہی ہوا کہ ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس کی لے کر انہیں مارو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔	782
علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں یہ رخصت ہماری شریعت میں باقی ہے۔	782
اس پر متعدد حدیثیں نقل کرتے ہیں۔	782
ان احادیث کو دلیل عموم حکم پر نہیں مانا جائے گا۔	783
حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ ابتلاء ہوا تو آپ نے بارگاہ حق میں عرض کی۔	784
تین نبیوں کے اوصاف کا بیان	784
ایک قول یہ ہے کہ دار دنیا میں ان کی ثناء جمیل اور لسان صدق اس شان سے ہو کہ غیر کو ایسی شان سے نہیں فرمایا۔	785

حضرت ذوالکفل حضرت زکریا علیہ السلام ہیں۔ 785
مختلف اقوال۔ 785
عدن مصدر ہے اس مکان کا جس میں استقرار ہو۔ 786
طاغی لاغی افراد کا حال بیان فرمایا ہے۔ 787
طاغین سے مراد کفار ہیں۔ 787
بے شک وہ آگ میں جانے والے ہیں۔ 788
تبعین سرداران کفار کہیں اے رب ہمارے جس نے یہ عذاب ہم پر کرایا تو انہیں عذاب دو چند جہنم میں کر۔ 788
فقراء مومنین جنہیں وہ نہ دیکھیں گے کہیں گے کیا بات ہے کہ ہم نہیں دیکھتے یہ ان کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔ 789
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ ص پ 23 789
حل لغات پانچواں رکوع 790
خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۂ ص پ 23 792
وہی ایک رب ہے آسمانوں کا زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بخشنے والا۔ 792
ملائکہ مقربین حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں جو سوال و جواب دے رہے تھے اس کا مجھے کچھ علم نہ ہوتا۔ 792
دارمی ترمذی کی احادیث ملائکہ کا مخاصمہ 793
حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا۔ 793
حدیث پاک 793
میں نے جان لیا جو کچھ زمین کے مشرق و مغرب میں ہے۔ 793
علامہ خازن رحمہ اللہ اس حدیث پر فرماتے ہیں۔ 793
حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت پر ملائکہ کو بشارت 794
شیطان جسے ابلیس فرمایا گیا وہ قوم جن سے تھا فرشتوں میں سے نہ تھا۔ 794
شیطان نے مہلت طلب کی تاکہ ابنائے آدم کو گمراہ کرتا۔ 795
فرمایا تو مہلت والوں میں ہے جانے ہوئے وقت کے دن تک۔ 795
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ ص پ 23 796
مشرکین مکہ کا رد فرمایا گیا 796
موجودات کی پیدائش اسی ذات سبحانہ وتعالیٰ سے ہوئی اور وہی مدبر جمیع امور ہے۔ 796
فرما دیجئے وہ خبر عظیم ہے جس سے تم بے خبر اور معترض ہو 796
طویل حدیث کا ترجمہ یہ ہے نماز میں دیر سے تشریف لائے۔ 797
حدیث پاک کا ترجمہ۔ 797
عالم بالا کے فرشتہ کس معاملہ میں جھگڑتے ہیں۔ 798
درجات کفارات 798
معنیٰ اختصام ملائکہ 798
تعریف لفظ بشر 799
سجدہ تحیہ و تکریم شریعت آدم میں جائز تھا۔ شریعت مصطفیٰ میں حرام ہے۔ 800
حضور علیہ السلام نے غیر خدا عزوجل کے لئے ہر قسم کا سجدہ حرام فرمایا 800
پھر ہر شئی کے لئے فرمایا ہو جا تو وہ ہوگئی کیا تو نے تکبر کیا۔ 801

Marfat.com

استفہام انکاری 801
ابلیس کا جواب احمقانہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جس جنت سے ابلیس نکالا گیا وہ جنت عدن تھی نہ کہ جنت خلد۔ 801
ابلیس کی خلقت بدل دی رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو شیاطین کے لئے شہاب ثاقب سے۔ 802
لعنت کے معنی ابعاد عن الرحمہ یعنی رحمت سے دور کر دینا قیامت تک لعنت رہے گی اور قیامت یوم جزا ہے۔ 802
ابلیس نے عرض کی الٰہی جب تو مجھے رجم و مردود کر دیا ہے تو کم از کم حیات دنیا میں تو مجھے مہلت دے دے۔ 802
ارشاد ہوا ہاں تجھے مہلت ہے۔ 802
ابلیس بولا الٰہی اب تیری عزت کی قسم ضرور سب کو گمراہ کروں گا سوائے مقبول بندوں کے۔ 803
حضور علیہ السلام نے جہنمیوں اور جنتیوں کی علامات بیان کیں۔ 803
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ زمر پ23 804
حل لغات 805
خلاصہ تفسیر پہلا رکوع سورہ زمر پ23 807
کتاب اتارنا اللہ عزت و حکمت والے کی طرف سے 807
کتاب سے مراد قرآن کریم 807
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطبہ 807
یہاں بیان صرف اور صرف بت پرستوں کیلئے ہے 808
وہ ذات پاک ہے اولاد بیوی سے 808
رام لچھمن مہادیو کے پجاریوں کے توہمات 808
حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ہر قسم کے جوڑے مراد ہیں۔ 809
یہ شانیں ہیں تمہارے رب کی جس کی بادشاہت اور سلطنت ہر شئی پر ہے۔ 809
اگر تم کفران نعمت کرو اطاعت و عبادت چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے۔ 809
مختصر تفسیر پہلا رکوع سورۂ زمر پ23 811
دین کے تین معنی ہیں۔ 812
صرف خلوص پر اجر ملتا ہے۔ 812
توحید کا تذکرہ 813
کفار کی بت پرستی کی وجہ 813
توحید میں قول و فعل 813
بتوں کو جہنم میں ڈالنے کی وجہ 813
اللہ کی اولاد کہنا باطل ہے اور اس کے دلائل 814
کائنات عالم کا سلسلہ تسخیر 815
تخلیق کائنات کی نوعیت 815
اللہ ایمان لانا پسند کرتا ہے اور کفر کو ناپسند 816
انسان نعمت الٰہی بھول جاتا ہے۔ 817
کافر اور مومن کا انجام برابر نہیں۔ 818
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ زمر پ23 819
حل لغات 820
خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۂ زمر پ23 822
صبر کے اجر کی نوعیت 822
احکام شرعیہ کا نفاذ رسول کی طرف سے ہوتا ہے اور اس کی اتباع ضروری ہے۔ 823
جو کان لگا کر میری بات سنے وہی ہدایت یافتہ ہے۔ 823

Marfat.com

اتباع کرنے والوں کے مراتب 824
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ زمر پ23 824
عبد کی نسبت اللہ اور رسول کی طرف جائز اور اس کے شواہد۔ 825
مہاجرین مکہ کے لئے ارض اللہ مدینہ منورہ ہے۔ 825
اخلاص میں حضور علیہ السلام سب سے زیادہ ہیں۔ 826
توحید کے انکار کا انجام اور اثبات کی رفعت شان 826
طاغوت کا تعارف اور نیکی کا ثمرہ۔ 827
مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور مومن ومخلص جنت میں 828
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ زمر پ23 829
حل لغات 830
خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع سورۂ زمر پ23 831
انسان میں چار نفس اور ان کے تاثرات 832
لفظ تقشعر کی تفصیل 833
قرآن کی تاثیر کی وجہ 833
لفظ متشاکسوں کی تشریح 834
سلماً لرجل کی تفسیر 834
انک میت وانهم میتون 835
مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۂ زمر پ23 835
دل پر قرآنی تاثرات 836
نعت اولیاء کرام 837
ذکر الٰہی عزوجل سے اطمینان پاتے ہیں 838
کفر وایمان کا ثمرہ 840
ایمان اور مثالیں 840
معنی موت کی توضیح 841
بارہ اقسام موت کی تشریح 841
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ زمر پ24 845
حل لغات 846
خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع سورۂ زمر پ24 847
کفار پر الزامی حجت 848
ایمان لانے پر دلائل 849
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ زمر پ24 850
الذی صدق بہ کی شرح 850
ایمان پر حسب مراد انعام 851
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ زمر پ24 853
حل لغات 854
خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع سورۂ زمر پ24 856
روح ونفس میں امتیاز 857
شفاعت اللہ کا حق ہے جس کو چاہے عطا کر سکتا ہے 858
اللہ عزوجل وحدانیت سے کفار چڑتے ہیں۔ 858
انسان ناشکر گزار ہے۔ 859
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ زمر پ24 860
مسئلہ شفاعت کی اہمیت 861
مشرکین اور توحید 861
تصرف ذاتی طور پر اللہ عزوجل کا ہے۔ 862
کفار کو عذاب اعمال دیکھ کر بالکل مایوسی ہو جائے گی۔ 864
کفار پر ان کی بداعمالی مفید ثابت نہ ہوگی۔ 864
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورہ زمر پ24 866
حل لغات 867
خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع سورۂ زمر پ24 868
مایوسی کی ممانعت 868
نیک اعمال کی ترغیب 869

Marfat.com

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۂ زمر پ 24	871
امیدوار رہنا چاہیے	871
امید افزا بیان	871
انابۃ اور توبہ میں امتیاز	872
موت سے قبل سوچو	873
دنیا میں دوبارہ آنے کی آرزو	875
بروز حشر بداعمالی کی وجہ سے رنگ بدل جائے گا۔	876
مومنین کے مراتب کا بیان	877
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ زمر پ 24	878
حل لغات	878
خلاصہ تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۂ زمر پ 24	880
اللہ عزوجل کی عبادت کرو اور اس کی قدرت عامہ کا اقرار کرو	880
انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔	881
نمازیں (بطور ذوق) پڑھتے ہیں	881
اور نفحہ صعق کی تشریح	881
قیامت میں حساب و کتاب کی تفصیل	882
مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۂ زمر پ 24	883
خداوند تعالیٰ کے جلال و قدر کا تذکرہ	885
مستحقین عذاب کو اعلان کہ بچ سکتے ہو تو زور لگالو۔	886
اس کی قدرت غیر متصور اور حقیقت صور	886
اور صور سے کون بے ہوش ہوگا	886
دوسرا مرتبہ نفخ صور	887
حضور علیہ السلام کا نور پاک بے مثل ہے	889
قیامت میں زمین سورج چاند کے بغیر کیسے روشن ہو گی۔	890
بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۂ زمر پ 24	891
حل لغات	892
حل لغات نادرہ	893
مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع سورۂ زمر پ 24	893
اسلام میں اکراہ و جبر کی بحث	894
کفر کی دو قسم	894
جنت میں داخل ہونے کی کیفیت	895
سورہ مومن	896
بامحاورہ ترجمہ اردو پہلا رکوع سورۂ مومن پ 24	896
حل لغات	897
حل لغات نادرہ	898
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ مومن پ 24	899
کفار کا طرز حیات	900
قیامت میں انداز حساب و کتاب	901
بامحاورہ ترجمہ اردو دوسرا رکوع سورہ مومن پ 24	902
حل لغات	903
حل لغات نادرہ	904
تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ مومن پ 24	905
کفار کی دنیا میں رجوع کی کیفیت	905
قبر میں سوال و جواب کی کیفیت	906
اعمال جزا کی تفصیل	907
بامحاورہ ترجمہ اردو تیسرا رکوع سورۂ مومن پ 24	908
حل لغات	909
تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ مومن پ 24	910
موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا مکالمہ اور آپ کی پیدائش مبارکہ	911
موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو فرعون سے خطرہ	912
موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت اور فرعون کی	

گود میں پرورش	913	انعامات الٰہی عزوجل اوران کی ناشکری	942
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش کی نوعیت	913	تاکید ثبات توحیداورانسان کی تدریجی نشوونما	942
ضلالت کے آٹھ معنی موسیٰ علیہ السلام اور		قدرت تکوینی کامظاہرہ	942
جادوگروں میں مقابلہ	914	بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع سورۂ مومن پ24	944
فرعون کی پیدائش کی حقیقت	915	حل لغات	945
فرعون نے حکومت کیسے حاصل کی۔	915	حل لغات نادرہ	946
بامحاورہ ترجمہ اردو چوتھارکوع سورۂ مومن پ24	915	مختصر تفسیر آٹھواں رکوع سورۂ مومن پ24	947
حل لغات	917	حضورعلیہ السلام کے عطائی علم کی وسعت	948
حل لغات نادرہ	919	بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع سورۂ مومن پ24	948
مختصر تفسیر چوتھارکوع سورۂ مومن پ24	919	حل لغات	949
فرعون کے ولی عہد کی تفصیل	919	حل لغات نادرہ	950
رجل مومن کی تقریر	919	مختصر تفسیر نواں رکوع سورۂ مومن پ24	950
فرعون نے ہامان کوایک محل تعمیر کرنے کاحکم دیا	921	حلال وحرام جانوروں کاذکر	951
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ مومن پ24	922	کفار نے معجزات کاعمداًوعناداًانکارکیا۔	952
حل لغات	923	سورۂ حم السجدہ	953
مختصر تفسیر پانچواں رکوع پ24	925	بامحاورہ ترجمہ پہلارکوع سورۂ حم السجدہ پ24	953
بامحاورہ ترجمہ چھٹارکوع سورۂ مومن پ24	933	حل لغات	953
حل لغات	934	حل لغات نادرہ	954
حل لغات نادرہ	935	مختصر تفسیر اردو پہلارکوع سورۂ حم السجدہ پ24	954
مختصر تفسیر اردو چھٹارکوع سورۂ مومن پ24	935	کفار نے حقائق قرآن کوعربی فہم کے مالک ہوتے	
موسیٰ علیہ السلام کوتوریت ملی	936	ہوئے نظرانداز کردیااور بے باکی سے کہہ دیا کہ	
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ	937	ہمارے دلوں پرغفلت کے پردے ہیں۔	955
قریش کابلاوجہ جھگڑا	937	حضورعلیہ السلام باوجود بشرہونے کے تبلیغی انداز	
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ مومن پ24	939	مختلف تھے۔	956
حل لغات	940	بامحاورہ ترجمہ دوسرارکوع سورۂ حم السجدہ پ24	958
حل لغات نادرہ	941	حل لغات	959
مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۂ مومن پ24	941	حل لغات نادرہ	961

Marfat.com

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	961
قدرت الٰہیہ کے صنعتی تاثرات	962
آسمانی تحفظات	962
بعض کافروں کی بدنی غیر معمولی قوتوں کا تذکرہ	963
کفار کی قوتیں اور ان کا استعمال غلط طور پر	963
عناصر کا عملی تاثر	964
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	965
حل لغات	966
حل لغات نادرہ	967
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	968
انسان کے اعضاء کا انسان کے خلاف شہادت دینا	969
اعضاء کی مخالفانہ شہادت پر کفار وغیرہ کا اعتراض	969
کفار کی عذرداری کہ ہم کو ایک دفعہ پھر دنیا میں بھیج کر دیکھا جائے جس کو اللہ عزوجل نے رد کر دیا۔	970
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	971
حل لغات	972
حل لغات نادرہ	973
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	973
بروز قیامت کفار کی دنیا میں دوبارہ رجوع کی التجاء	973
مومنین کا بروز قیامت احترام	974
بامحاورہ ترجمہ اردو پانچواں رکوع سورۂ حم السجدہ پ	975
24	976
حل لغات	978
حل لغات نادرہ	979
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	980
ابوسفیان کے ساتھ مراسم	981
کفار کی سرکشی سے کوئی خطرہ نہیں	982
قرآن میں کسی کا انکار یا الحاد بے معنی ہے۔	982
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	983
حل لغات	983
مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 24	984
بامحاورہ ترجمہ بقیہ چھٹا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 25	985
حل لغات	986
لغات نادرہ کامل	987
مختصر تفسیر اردو بقیہ چھٹا رکوع سورۂ حم السجدہ پ 25	988
ضلالت کے تقریباً سات معنی	989
قیامت سے کفار کا عقیدہ فاسد	990
کفار کے معاندانہ رویہ کی مذمت	990
کائنات میں بعض لطائف کا تذکرہ	992
سورۂ شوریٰ	992
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ شوریٰ پ 25	993
حل لغات	994
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ شوریٰ پ 25	995
قرآن کی بے مثل فصاحت وبلاغت	995
قرآن عربی میں نازل کیا ہے	996
دوزخ وجنت کا وجود	997
رحمت وغضب کا مظہر ہے	997
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ شوریٰ پ 25	999
حل لغات	1001
حل لغات نادرہ	1001
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ شوریٰ پ 25	1002
صفات الٰہیہ اسباب کی محتاج نہیں	
احکام شرعیہ کے تغیر وتبدل میں ذاتی طور پر کوئی مجاز نہیں۔	1003

اپنی رائے سے شرع میں اختلاف مذموم ہے۔	1003
مبلغ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مسائل محققہ بیان کرے قصوں اور ناقابل قبول مثالوں سے پرہیز کرے	1005
قرآن کے مقابل افسانے نہیں ہونے چاہئیں۔	1005
قیامت کے حساب و کتاب سے ڈرتے رہو۔	1006
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ شوریٰ پ25	1007
حل لغات	1008
حل لغات نادرہ	1010
مختصر تفسیر اردو سورۂ شوریٰ تیسرا رکوع پ25	1011
وسعت علم رسالت علیہ السلام	1012
ہمارے حضور شاہد کائنات بہ حیات جسمانی ہیں۔	1012
حضور علیہ السلام کے متعلقین کا اعزاز و اکرام	1012
باہمی اتفاق و اتحاد کی ضرورت	1013
اعمال میں خلوص ہو اور توبہ میں تصنع نہیں ہونا چاہیے ورنہ توبہ نہیں	1014
اور اگر اللہ زیادہ رزق دے تو بربادی کا خطرہ ہوتا ہے اکثر تمہیں غرور پیدا ہو جاتا ہے وہ بقدر ضرورت عطا کرتا ہے۔	1014
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ شوریٰ پ25	1015
حل لغات	1016
حل لغات نادرہ	1018
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورہ شوریٰ پ25	1018
تکالیف رفع درجات کے لئے بھی ہوتی ہیں۔	1019
مظاہر قدرت	1020
اللہ عزوجل کی راہ میں صرف کرنا سعادت مندی ہے۔	1020
ایمان کا تقاضا اور ظلم کا تاثر	1021
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورۂ شوریٰ پ25	1022
حل لغات	1024
حل لغات نادرہ	1025
مختصر تفسیر اردو سورۂ شوریٰ پانچواں رکوع پ25	1026
شفاعت کی تشریح	1027
قدرت تخلیقی اور تکوینی قوت کی وضاحت	1028
نور مخلوق سے ہم کلام	1029
علم عطائی کی بحث	1030
سورۂ زخرف	1031
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ زخرف پ25	1031
حل لغات	1032
حل لغات نادرہ	1033
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ زخرف پ25	1034
حقیقت قرآن کی توضیح اور اس سے اعراض کا تاثر	1034
خداوندی انعامات اور انہیں تفکر کی دعوت	1035
حشر و نشر کا بیان	1035
ایجاد کائنات کی تشریح	1036
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ زخرف پ25	1037
حل لغات	1038
حل لغات نادرہ	1039
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورۂ زخرف پ25	1040
زمانہ جاہلیت میں لڑکیوں کو زندہ در گور کرنے کا بیان۔	1040
عورتوں کا ناقص العقل ہونا۔	1041
کفار کا نظریہ کہ نیک و بد سب میں خدا کے ارادے ہیں	4042

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ زخرف پ25	1043
حل لغات	1044
حل لغات نادرہ	1045
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ زخرف پ25	1045
حضرت ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کا قصہ	1045
نبی کی عصمت	1046
انسانی بے اعتدالیاں	1047
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ زخرف پ25	1048
حل لغات	1049
حل لغات نادرہ	1050
مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع سورۂ زخرف پ25	1050
انسانی نفس کے اقسام	1051
کفار کا عنادی انکار	1052
تعلیم کی تصدیق	1052
بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع سورہ زخرف پ25	1053
حل لغات	1054
حل لغات نادرہ	1055
مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع سورۂ زخرف پ25	1056
انبیاء علیہم السلام کی زندگی پر بے معنی اعتراض	1056
فرعونی غرور	1057
بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع سورۂ زخرف پ25	1059
حل لغات	1060
حل لغات نادرہ	1061
مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع سورۂ زخرف پ25	1061
کفار کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے بعض مناقشات اور ان کا رد۔	1062
عیسیٰ علیہ السلام اب تک زندہ ہیں	1063
بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع سورۂ زخرف پ25	1064
حل لغات	1065
حل لغات نادرہ	1067
مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع سورۂ زخرف پ25	1068
اہل جنت اور جہنم کے ٹھکانوں کا بیان	1069
اہل جہنم کے غلط تصورات	1070
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ دخان پ25	1072
حل لغات	1073
حل لغات نادرہ	1075
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ دخان پ25	1076
کفار کے بعض غلط نظریات کا رد	1077
فرعونیوں کا غرق ہونا اور اسرائیل کی نجات	1078
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ دخان پ25	1079
حل لغات	1080
حل لغات نادرہ	1081
مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع سورہ دخان پ25	1081
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت باسعادت کا بیان مبارک	1081
نجات بنی اسرائیل	1082
اسرائیل کا ناگفتہ بہ عقیدہ۔	1082
تبع اکبر حمیری کا نیت بد سے توبہ اور خیرات اور ریشمی غلاف وغیرہ کی نذر	1083
تبع اول مقام مدینہ طیبہ میں ورود اور لشکر کا ڈیرہ	1083
تبع حمیری کا رقعہ حضور علیہ السلام کے نام	1084
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ دخان پ25	1085
حل لغات	1086

Marfat.com

حل لغات نادرہ 1087
مختصر تفسیر تیسرا رکوع سورۂ دخان پ25 1087
مومن کا مقام آخرت 1088
سورہ جاثیہ 1089
بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1089
حل لغات 1090
حل لغات نادرہ 1091
مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1092
کائنات ارضی وسماوی کے تخلیقی اسباب ونتائج 1092
منکرین اسباب کو تنبیہ 1093
کفار کو اخروی خسارہ 1094
بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1095
حل لغات 1096
حل لغات نادرہ 1098
مختصر تفسیر دوسرا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1098
تسخیر کائنات کی تفصیل 1098
قدرت ہونے پر جہاد کا حکم 1100
یہود نے انعامات الٰہیہ کا شکریہ ادا نہ کیا 1100
ایماندار اور مشرک برابر نہیں ہو سکتے۔ 1101
بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1102
حل لغات 1102
مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1103
کفار کے بتوں کی تشریح اور انکار آخرت کے اسباب 1104
بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1105
حل لغات 1106
حل لغات نادرہ 1107
مختصر تفسیر اردو رکوع سورۂ جاثیہ پ25 1108
کفار کے آخرت کا انکار کرنے کا ذکر اور اس پر سزا 1109

Marfat.com

تفسیر الحسنات

تفسیر الحسنات، مفسر قرآن حضرت علامہ ابو الحسنات سید محمد احمد قادری چشتی اشرفی نور اللہ مرقدہٗ کی تصنیف ہے۔ جسے آپ نے آسان اور سلیس اردو میں تحریر کیا ہے۔ علامہ مغفور اپنے دور کے عظیم علماء میں سے تھے۔

تقریر وتحریر، سیاست وتدبر میں یگانہ تھے۔ نامور طبیب بھی تھے اور بے مثل خطیب بھی۔ تاحین حیات مسجد وزیر خاں کے خطیب رہے۔ اور تقریباً نصف صدی تک لوگوں کی علمی تشنگی کو روحانی وایمانی سیرابی سے مالا مال کرتے رہے۔ آپ مرجع خلائق عالم تھے اور اپنے دور میں حنفیوں کی ریاست کے والی تھے۔

فقہ، اصول فقہ (مسائل فقہیہ) تفسیر، اصول تفسیر، تشریح آیات میں آپ اپنا ثانی نہیں رکھتے تھے۔ علم حدیث پر گہری اور عمیق نگاہ تھی۔ طب، فلسفہ، ادب، شعر تو گویا ان کا عمومی مذاق تھا ان کی مجلس پر بہار ہوتی تھی۔

رسول اللہ ﷺ سے بے پناہ عشق تھا۔ مقام مصطفیٰ ﷺ، شان مصطفیٰ ﷺ، احترام مصطفیٰ ﷺ، عظمت اولیاء تصرفات اولیاء اصلاح عقائد اور اصلاح معاشرہ ان کے پسندیدہ موضوعات تھے۔ وہ بیک وقت صاحب نسبت صوفی شیخ طریقت، طبیب حاذق، مفسر قرآن، محدث، فقیہ ومفتی، شاعر وادیب، نثار وقلمکار، شیریں بیان مقرر، بے باک خطیب اور منجھے ہوئے اسلامی ذہن کے بلند پایہ سیاستدان بھی تھے انہوں نے جہاد کشمیر میں عملی حصہ لیا اور تحریک ختم نبوت کے مرکزی صدر اور روح رواں تھے اور جمعیۃ العلماء پاکستان ان کے ہی زیر قیادت وسیاست پروان چڑھی۔

ان کی تصانیف میں طیب الوردہ فی شرح قصیدہ بردہ، کلام المرغوب ترجمہ کشف المحجوب، اوراق غم، شمیم رسالت بہت مشہور ہیں لیکن تفسیر قرآن میں ان کی یادگار تفسیر الحسنات ایک خاص عظمت کی حامل ہے۔ تحریک ختم نبوت کے دوان آپ سکھر جیل میں کچھ عرصہ قید رہے۔ اسی دوان آپ نے اس تفسیر کا آغاز کیا۔ اور تادم آخر اس میں مصروف رہے۔

اس تفسیر کے لکھتے وقت آپ کے پیش نظر وہ تمام حالات وواقعات ومشاہدات تھے جس کا آپ کو نصف صدی سے اوپر کا عملی تجربہ تھا۔ چنانچہ آپ نے اس تفسیر میں اس امر کی طرف خصوصی توجہ دی ہے کہ یہ تفسیر صرف علماء ہی تک محدود نہ رہے بلکہ عوام بھی اس سے کماحقہٗ استفادہ کر سکیں۔ آپ نے اس سلسلہ میں بڑی کامیاب کوشش کی اور آپ کی تفسیر عصر حاضر کی متداول تفاسیر میں سے ایک اہم تفسیر ہے جسے تمام حلقوں میں مکمل پذیرائی حاصل ہوئی ہے اور خدا کے کثیر بندوں کو تفہیم قرآن کے سلسلہ میں مخصوص مدد ملی۔

Marfat.com

پارہ نمبر ۲۱

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع-سورۃ عنکبوت-پ ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اے محبوب پڑھو جو وحی کی گئی تمہاری طرف کتاب اور نماز قائم کرو بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو

وَ لَا تُجَادِلُوْۤا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖۗ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَ قُوْلُوْۤا اٰمَنَّا بِالَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَ اِلٰهُنَا وَ اِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّ نَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور اے مسلمانو! تم کتابیوں سے نہ جھگڑو مگر ایسے طریقے سے جو بہتر ہو مگر وہ جنہوں نے ظلم کیا ان میں سے اور کہو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ جو اترا ہماری طرف اور جو اترا تمہاری طرف اور ہمارا خدا اور تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اس کے حضور جھکے ہوئے ہیں

وَ كَذٰلِكَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ؕ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَ مِنْ هٰۤؤُلَآءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور اے محبوب یونہی اتاری ہم نے تمہاری طرف کتاب تو وہ جنہیں ہم نے کتاب دی ایمان لاتے ہیں اس پر اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ایمان لاتے ہیں اس پر اور نہیں منکر ہوتے مگر کافر

وَ مَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّ لَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور نہیں تھے تم اس سے پہلے کتاب پڑھنے والے اور نہ لکھنے والے اسے اپنے ہاتھ سے یوں ہوتا تو باطل والے ضرور شک لاتے

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَاۤ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا اور نہیں انکار کرتے ہماری آیتوں کا مگر ظالم لوگ

وَ قَالُوْا لَوْ لَاۤ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اِنَّمَاۤ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾

اور بولے کیوں نہ اتریں کچھ نشانیاں ان پر ان کے رب کی طرف سے فرمادیجئے نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں تو یہی صاف ڈر سنانے والا ہوں

اَوَ لَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّ ذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور کیا یہ انہیں بس نہیں کہ ہم نے تم پر کتاب اتاری جو ان پر تلاوت کی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور نصیحت ہے ایمان والوں کے لئے

Marfat.com

حل لغات پانچواں رکوع۔سورۃ عنکبوت۔پ ۲۱

اُتْلُ۔ پڑھو	مَآ۔ جو	اُوْحِیَ۔ وحی کی گئی	اِلَیْكَ۔ آپ کی طرف
مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب سے	وَ۔ اور	اَقِمِ۔ قائم کر	الصَّلٰوةَ۔ نماز
اِنَّ۔ بے شک	الصَّلٰوةَ۔ نماز	تَنْهٰى۔ روکتی ہے	عَنِ الْفَحْشَآءِ۔ بے حیائی
وَ۔ اور	الْمُنْكَرِ۔ برائی سے	وَ۔ اور	لَذِكْرُ۔ یقیناً ذکر
اللّٰهِ۔ اللہ کا	اَكْبَرُ۔ بہت بڑا ہے	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ
يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	تَصْنَعُوْنَ۔ تم کرتے ہو	وَ۔ اور
لَا۔ نہ	تُجَادِلُوْٓا۔ جھگڑو	اَهْلَ الْكِتٰبِ۔ اہل کتاب سے	
اِلَّا۔ مگر	بِالَّتِيْ۔ ایسے طریقہ سے	هِيَ۔ کہ وہ	اَحْسَنُ۔ اچھا ہو
اِلَّا الَّذِيْنَ۔ مگر ان سے	ظَلَمُوْا۔ جو ظالم ہیں	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	وَ۔ اور
قُوْلُوْٓا۔ کہو	اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے	بِالَّذِيْٓ۔ ساتھ اس کے	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا
اِلَيْنَا۔ ہماری طرف	وَ۔ اور	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا	اِلَيْكُمْ۔ تمہاری طرف
وَ۔ اور	اِلٰهُنَا۔ ہمارا خدا	وَ۔ اور	اِلٰهُكُمْ۔ تمہارا خدا
وَاحِدٌ۔ ایک ہے	وَّ۔ اور	نَحْنُ۔ ہم	لَهٗ۔ اسی کے
مُسْلِمُوْنَ۔ فرمانبردار ہیں	وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	اَنْزَلْنَآ۔ اتاری ہم نے
اِلَيْكَ۔ تیری طرف	الْكِتٰبَ۔ کتاب	فَالَّذِيْنَ۔ تو وہ کہ	اٰتَيْنٰهُمُ۔ دی ہم نے ان کو
الْكِتٰبَ۔ کتاب	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِهٖ۔ اس پر	وَ۔ اور
مِنْ هٰٓؤُلَآءِ۔ ان سے	مَنْ۔ وہ بھی ہے جو	يُّؤْمِنُ۔ ایمان لاتا ہے	بِهٖ۔ اس پر
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	يَجْحَدُ۔ انکار کرتے	بِاٰيٰتِنَآ۔ ہماری آیتوں کا
اِلَّا۔ مگر	الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر لوگ	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
كُنْتَ۔ تھا تو	تَتْلُوْا۔ پڑھتا	مِنْ قَبْلِهٖ۔ اس سے پہلے	مِنْ كِتٰبٍ۔ کتاب
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	تَخُطُّهٗ۔ لکھتا اس کو	بِيَمِيْنِكَ۔ اپنے دائیں
ہاتھ سے	اِذًا۔ تو اس وقت	لَّارْتَابَ۔ شک کرتے	الْمُبْطِلُوْنَ۔ باطل پرست
بَلْ۔ بلکہ	هُوَ۔ وہ	اٰيٰتٌۢ۔ آیتیں ہیں	بَيِّنٰتٌ۔ ظاہر
فِيْ۔ بیچ	صُدُوْرِ۔ سینے	الَّذِيْنَ۔ ان کے جو	اُوْتُوا۔ دیئے گئے
الْعِلْمَ۔ علم	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	يَجْحَدُ۔ انکار کرتے
بِاٰيٰتِنَآ۔ ہماری آیتوں کا	اِلَّا۔ مگر	الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم لوگ	وَ۔ اور
قَالُوْا۔ بولے	لَوْلَآ۔ کیوں نہ	اُنْزِلَ۔ اتاری گئیں	عَلَيْهِ۔ اس پر

اٰیٰتٌ۔ نشانیاں	مِّنْ رَّبِّهٖ۔ اس کے رب سے	قُلْ۔ فرمادیں	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ
الْاٰیٰتُ۔ نشانیاں	عِنْدَ۔ نزدیک	اللّٰهِ۔ اللہ کے ہیں	وَ۔ اور
اِنَّمَآ۔ اس کے سوا نہیں	اَنَا۔ میں	نَذِیْرٌ۔ ڈرسنانے والا ہوں	مُّبِیْنٌ۔ ظاہر
اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہیں	یَكْفِهِمْ۔ کافی ان کو	اَنَّآ۔ کہ ہم نے
اَنْزَلْنَا۔ اتاری	عَلَیْكَ۔ تجھ پر	الْكِتٰبَ۔ کتاب جو	یُتْلٰی۔ پڑھی جاتی ہے
عَلَیْهِمْ۔ ان پر	اِنَّ۔ بے شک	فِیْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے
لَرَحْمَةً۔ البتہ رحمت ہے	وَّ۔ اور	ذِكْرٰی۔ نصیحت	لِقَوْمٍ۔ قوم
یُّؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے لئے			

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔ سورۃ عنکبوت۔ پ ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ وَ اَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ ؕ وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

اے محبوب جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے اسے پڑھو کتاب سے اور نماز قائم کرو بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے اور بے شک اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

اس میں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد الٰہی عزوجل ہے کہ ان پر قرآن کریم کی تلاوت کیجئے کہ اس کی تلاوت عبادت بھی ہے اور اس میں پرانی سرکش باغی قوموں کا ذکر بھی ہے جو اپنی بداعمالیوں سے ہلاک ہوئیں جیسے قوم نوح، قوم عاد اور قوم ثمود اور قوم لوط وغیرہ اور اس میں لوگوں کے لئے پندونصیحت بھی ہے اور احکام وآداب ومکارم اخلاق کی بھی تعلیم ہے۔

اور نماز قائم رکھو کہ وہ ممنوعات شرعیہ سے روکنے والی ہے چنانچہ خواص نماز سے یہ بھی ہے کہ جو اسے ادا کرتا ہے وہ ایک نہ ایک دن تمام برائیاں ترک کر دیتا ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک انصاری نوعمر جوان سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھا کرتا تھا اور تمام کبائر کا بھی مرتکب رہتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا حال عرض کیا گیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی نماز اس کے تمام عیب ایک دن چھڑا دے گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ وہ تائب ہو گیا اور تمام کبائر ترک کر دیئے۔

چنانچہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کی نماز بے حیائی اور ممنوعات سے نہ روکے وہ درحقیقت نماز ہی نہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر افضل طاعات سے ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤں جو تمہارے اعمال میں بہتر اور رب تعالیٰ کے نزدیک پاکیزہ تر اور بلند رتبہ ہے حتیٰ کہ تمہارے سونا چاندی دینے سے بھی بہتر ہے صحابہ نے عرض کی حضور وہ کیا عمل ہے فرمایا اللہ تعالیٰ کا ذکر۔

وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾

بیان فرما کر اس طرف اشارہ فرمایا کہ ہر عمل بہ خلوص قلب کرو اس لئے کہ وہ تمہارے ہر کام کا جاننے والا ہے۔ اور جب

Marfat.com

تمہارا دل اور تمہارا باطن صاف ہو جائے گا تو اس میں نور الٰہی عزوجل جلوہ گر ہو گا۔ پھر تمہارے بیان زبان اور کام میں خود بخود برکت ہو گی اور جسے جو تعلیم دو گے اس کے قبول میں کسی کو انکار نہ ہو گا بشرطیکہ اس کی ضلالت مقدر نہ ہو۔

اس کے بعد اہل کتاب کے ساتھ مناظرہ اور ان سے جھگڑا کرنے کو بھی روک دیا گیا۔ عیسائی یہودیوں کا یہ طریقہ ہو گیا تھا کہ مسلمانوں سے الجھا کرتے تھے تو مسلمان بھی انہیں منہ توڑ جواب دینے لگے تو ارشاد الٰہی عزوجل ہوا کہ منہ توڑ جواب درشت بیان سخت کلام موجب ہدایت نہیں ہوتا۔ لہٰذا

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور اے مسلمانو! اہل کتاب سے نہ جھگڑا کرو مگر اس طریقہ سے جو اچھے پہلو سے ہو مگر ان سے جو ظالم و مشرک ہیں (ان سے مقابلہ کرو) اور کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا اور جو تم پر نازل ہوا اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اسی کے آگے نگونسار ہیں۔

یعنی جو تحقیق حق کریں ان سے نرم کلامی، شیریں بیانی سے گفتگو کی جائے اور جو ہٹ دھرم ہیں اور سخن پرور ضدی ہٹیلے، متعصب، زبان دراز تو ان سے مکالمہ و مناظرہ ہی نہ کرو انہیں کہہ دو کہ ابھی ہم پر انوار نبوت جاری ہیں ہم جو کچھ تم پر اترا اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہمارا تمہارا خدا ایک ہی ہے ہم اسی کو سجدہ کرتے ہیں زیادہ جھگڑنے اور طعن و تشنیع کرنے کی ہمیں عادت ہی نہیں ہماری شریعت ممانعت کرتی ہے۔ ہم تورات، زبور، انجیل، قرآن پر ایمان رکھتے ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۷﴾

اور ایسے ہی ہم نے (اے کتابیو!) تمہاری طرف کتاب نازل کی تو جنہیں ہم نے کتاب دی تھی وہ تو اس پر ایمان رکھتے ہیں اور ان میں سے کچھ لوگ اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتے مگر منکر کافر۔

گو یہود و نصاریٰ کو اس طرح ارشاد ہوا کہ تمہیں مسلمانوں کے اہل حق ہونے میں کیا کلام ہے جب کہ بات صاف ہے کہ ہم پر بھی نبی آخر الزمان کتاب لائے چنانچہ تمہارے اندر جو خدا ترس تھے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام وغیرہ علیہم رضوان اور عرب کے منصف لوگ وہ سب ایمان لائے اور جو ازلی کافر و ظالم ہے وہی منکر ہے۔ پھر ارشاد ہے:

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اے محبوب! اس سے پہلے آپ نے ان کی کتاب نہ پڑھی اور نہ اپنے دست اقدس سے لکھی اگر ایسا ہوتا تو بھی شک کی گنجائش تھی باطل پرستوں کے لئے۔

اور وہ کہہ سکتے تھے کہ پہلی کتابیں دیکھ کر ایک کتاب بنالی ہے۔ پھر جب ایسا نہیں ہوا تو سوا الہام الٰہی عزوجل کے ایک نبی امی کس طرح ایک کتاب بنا سکتا ہے۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

بلکہ یہ (قرآن) کھلی اور روشن آیتیں ہیں ان کے دلوں میں جنہیں علم دیا گیا اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتا مگر جبلی

Marfat.com

ظالم مشرک۔

یعنی یہ قرآن ایسی روشن آیتیں ہیں جو حفاظ کے سینوں میں بھی لکھی ہوئی ہیں اور عالم بالا سے ملائکہ کی حفاظت میں ہے۔ اس سے انکار کی جرأت وہی کرسکتا ہے جو جبلی ظالم ومشرک ہو۔ یہ تھا طریقۂ مناظرہ، اس کے بعد ارشاد ہے:

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۭ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

اور منکر بولے کیوں نہ ان پر اللہ کی نشانیاں نازل ہوئیں اے محبوب! فرمادیجئے نشانیاں اللہ کے پاس ہیں اور میں ڈر سنانے والا ہوں صاف اور روشن طرح۔

یعنی ان کا یہ مطالبہ ہوا کہ جیسے موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام ودیگر انبیاء کرام کو کتاب کے ساتھ معجزات بھی ملے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کیوں نہ ملے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی کیوں دعویٰ نہ فرمایا کہ میں کوڑھی کو تندرست اور اندھے کو سوانکھا کر دیتا ہوں، مردے کو باذن الٰہی زندہ کرتا ہوں۔

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہزارہا معجزات ہیں مری ہوئی گوہ کا زندہ ہونا، جماد محض کنکریوں کا کلمہ پڑھنا، درختوں کا حکم سے اپنی جڑیں ڈھیلی کر کے حاضر آنا، نکلی ہوئی آنکھ کا ہتھیلی سے صحیح ہونا۔ ٹوٹی ہڈی، کٹے ہوئے بازو کا جڑنا، ایک پیالہ پانی سے لشکر کا سیراب ہونا، انگشت ہائے مبارک سے پانی کے چشمے جاری ہونا حتیٰ کہ رجعت شمس اور شق قمر اور کیا کیا معجزات ظاہر فرمائے۔

لیکن جیسے عیسیٰ علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام نے عصائے موسوی، ابراء اکمہ وابرص کا دعویٰ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا نہیں کیا۔

اس کی وجہ صرف اور صرف یہی تھی کہ موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کو گنے ہوئے معجزات عطا ہوئے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مختار کل بنایا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنے معجزے گناتے۔

اسی وجہ سے مشرکین کی اندھی آنکھیں نہ دیکھ سکیں اور باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ جب یہ اندھے ہیں تو انہیں اندھا ہی رہنے دیں اور فرمادیں نشانات تو اللہ کے قبضہ میں ہیں اور میں کھلا ڈر سنانے والا ہوں اور میرا بڑا معجزہ ابدی ازلی قرآن کریم ہے کہ میں ہوں تو یہ ہے میں تمہاری آنکھوں سے روپوش ہو جاؤں گا جب بھی یہ رہے گا چنانچہ ارشاد ہوا:

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا انہیں یہ کافی نہیں کہ ہم نے نازل فرمائی آپ پر اے محبوب! وہ کتاب جو ان پر پڑھی جاتی ہے بے شک اس میں رحمت اور تذکیر ہے مومنوں کے لئے۔

اس کے پڑھنے والے کی تسلی وتشفی ہوتی ہے۔ آخرت کی یاد تازہ ہوتی ہے۔ مومن کے لئے تو یہی کافی وافی شافی ہے اور منکر، معجزات دیکھ کر بھی جادوگر کہتا رہتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ عنکبوت۔ پ ۲۱

اُتْلُ مَآ اُوْحِيَ اِلَيْكَ مِنَ الْكِتٰبِ تلاوت کرتے رہو اس میں سے جو وحی کی گئی آپ کی طرف کتاب سے۔

Marfat.com

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ دُمْ عَلٰی تِلَاوَةِ ذٰلِکَ تَقَرُّبًا اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی بِتِلَاوَتِہٖ وَ تَذَاکُرًا لِمَا فِیْ تَضَاعِیْفِہٖ مِنَ الْمَعَانِیْ وَ تَذْکِیْرًا لِلنَّاسِ وَ حَمْلًا لَّھُمْ عَلَی الْعَمَلِ بِمَا فِیْہِ مِنَ الْاَحْکَامِ وَ مَحَاسِنِ الْاٰدَابِ وَ مَکَارِمِ الْاَخْلَاقِ۔ یعنی ہمیشہ سناؤ اور مداومت رکھو تلاوت قرآن اس پر تقرب الی اللہ کے لئے اور مذاکرہ کے لئے اور لوگوں میں تذکیر پھیلانے کے لئے اور اس عمل پر آمادہ کرنے کو جو اس میں احکام اور محاسن آداب و مکارم اخلاق کا بیان ہے۔

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ۔ اور ہمیشہ قیام نماز پر مداومت رکھو۔ اَیْ دَاوِمْ عَلٰی اِقَامَتِھَا۔ یعنی اس کی اقامت ہمیشہ رکھو۔

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ؕ۔ بے شک نماز روکتی ہے بے حیائیوں اور برے افعال سے۔

کَاَنَّہٗ قِیْلَ وَصَلِّ بِھِمْ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْھَاھُمْ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ گویا حکم ہے کہ نماز ان کے ساتھ ادا کرو بے شک یہ نماز انہیں فواحشات و منکرات سے روک دے گی۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر نماز مانع فواحش نہ بھی مانی جائے تو اس حقیقت سے تو انکار نہیں ہو سکتا کہ مصلی جب تک نماز میں تکبیر و تسبیح قرأت وقوف اللہ تعالیٰ کے حضور رکوع و سجود وقعدہ میں رہتا ہے وہ یقیناً خضوع و خشوع اور تعظیم الٰہی عزوجل کرتا ہے تو گویا یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ جو نماز کی طرف آئے گا وہ کم از کم ارتکاب فواحش کا مرتکب نہ ہوگا اور اپنے رب تعالیٰ کی نافرمانی سے باز رہے گا۔

اور جو دن میں پانچ بار بارگاہ الٰہی عزوجل میں حاضر ہو کر خشوع و خضوع سے تسبیح و تہلیل کرتا رہے اسے کبھی نہ کبھی یہ محسوس ہو جائے گا کہ اپنے رب کے حضور سے میں ابھی ابھی آیا ہوں تو فحش و منکرات کیسے کروں۔

چنانچہ ابو حبان ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اور کلبی اور ابن جریج اور حماد بن ابی سلیمان رحمہم اللہ راوی ہیں: اِنَّ الصَّلَاةَ تَنْھٰی عَنْ ذَالِکَ مَا دَامَ الْمُصَلِّیْ فِیْھَا۔ بے شک نماز روکتی ہے فواحش سے جب تک نمازی اس میں مشغول رہے۔

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حسن سے راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ تَنْھَہٗ صَلَاتُہٗ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ فَلَا صَلٰوةَ لَہٗ۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے نماز فواحش و منکرات سے نہ روکے اس کی نماز کامل نہیں۔

احمد و ابن حبان اور بیہقی رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّ فُلَانًا یُصَلِّیْ بِاللَّیْلِ وَاِذَا اَصْبَحَ سَرَقَ قَالَ سَیَنْھَاہُ مَا تَقُوْلُ۔ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ حضور! فلاں شخص رات بھر نماز پڑھتا ہے اور جب صبح کرتا ہے تو چوری کرتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز عنقریب اس سے روک دے گی جو تو کہتا ہے۔ اور

اس کی مؤید ایک اور حدیث ہے کہ ایک انصاری نوجوان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھتے اور فواحشات میں سے کسی فحش کو نہ چھوڑتے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ حال عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ صَلٰوتَہٗ سَتَنْھَاہُ فَلَمْ یَلْبَثْ اِلَّا تَابَ۔ اس کی نماز اسے روک دے گی چنانچہ کچھ دن نہ گزرے کہ وہ تائب ہو گئے۔

وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ؕ۔ اور یقیناً اللہ کا ذکر بہت بڑا ہے۔

اس کے متعلق علامہ آلوسی رحمہ اللہ بارہ قول نقل فرماتے ہیں:

۱- ابن عباس، ابن مسعود، ابن عمر اور ابوقرہ اور مجاہد اور عطیہ علیہم رضوان کہتے ہیں: اَلْمَعْنٰی وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ ذِكْرِكُمْ اِيَّاهُ سُبْحٰنَهٗ۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بڑا ہے تمہارے ذکر کرنے سے جو تم اسے یاد کرتے ہو۔ ثُمَّ قَرَأَ فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ۔

۲- اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِيْ مَالِكٍ اَنَّهٗ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی الْعَبْدَ فِي الصَّلٰوةِ اَكْبَرُ مِنَ الصَّلٰوةِ۔ نماز میں ذکر الٰہی کرنا بندہ کے لئے نماز سے افضل ہے۔

۳- وَجُوِّزَ اَنْ يَّكُوْنَ عَامًّا اَیْ اَكْبَرُ مِنْ كُلِّ شَیْءٍ۔ بعض نے یہ معنی لئے ہیں کہ اللہ کا ذکر ہر شے سے افضل ہے۔

۴- وَقِيْلَ اَلْمَعْنٰی وَلَذِكْرُ الْعَبْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِي الصَّلٰوةِ اَكْبَرُ مِنْ سَائِرِ اَرْكَانِ الصَّلٰوةِ -ذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کے یہ معنی ہیں کہ بندہ کا ذکر اللہ تعالیٰ کے لئے تمام ارکان صلوٰۃ سے بڑا ہے۔

۵- وَ قِيْلَ اَیْ وَلَذِكْرُ الْعَبْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰی فِي الصَّلٰوةِ اَكْبَرُ مِنْ ذِكْرِهٖ اِيَّاهُ سُبْحٰنَهٗ خَارِجَ الصَّلٰوةِ۔ بندہ کا اللہ تعالیٰ کے لئے نماز میں ذکر کرنا خارج نماز میں ذکر سے اکبر و اعلیٰ ہے۔

۶- وَ قِيْلَ اَیْ وَلَذِكْرُ الْعَبْدِ لِلّٰهِ تَعَالٰی اَكْبَرُ مِنْ سَائِرِ اَعْمَالِهٖ۔ بندہ کا ذکر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے بہت بڑی شان رکھتا ہے اس کے تمام اعمال صالح سے۔

۷- امام احمد بن حنبل اور ابن منذر معاذ بن جبل سے راوی ہیں: قَالَ مَا عَمِلَ اٰدَمِیٌّ عَمَلًا اَنْجٰی لَهٗ مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ ذکر اللہ تعالیٰ کا، انسان کا کوئی عمل اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نجات دینے والا نہیں ذکر اللہ کے مقابلہ میں۔

اس پر عرض کیا گیا: وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی؟ قَالَ وَلَا اَنْ يَّضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰی يَنْقَطِعَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی يَقُوْلُ فِيْ كِتَابِهٖ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ اور کیا جہاد بھی اس سے بڑا نہیں؟ فرمایا اگر تلوار سے قتال کرے یہاں تک کہ شہید ہو جائے تو بھی ذکر اللہ سے بڑا عمل نہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

۸- وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِيْ شَيْبَةَ وَابْنُ جَرِيْرٍ عَنْ اَبِي الدَّرْدَآءِ قَالَ اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَحَبِّهَا اِلٰی مَلِيْكِكُمْ وَاَسْمَاهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَ خَيْرٍ مِّنْ اَنْ تَغْزُوْا عَدُوَّكُمْ فَيَضْرِبُوْا رِقَابَكُمْ وَتَضْرِبُوْا رِقَابَهُمْ وَ خَيْرٍ مِّنْ اِعْطَآءِ الدَّنَانِيْرِ وَالدَّرَاهِمِ قَالُوْا وَ مَا هُوَ يَا اَبَا الدَّرْدَآءِ قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ لَا شَیْءَ اَفْضَلَ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔

ابو درداء فرماتے ہیں کیا میں تمہیں تمام اعمال سے بہتر عمل اور اللہ تعالیٰ کا محبوب اور بلند درجہ تمہارے درجات میں جو عمل ہے وہ بتاؤں؟ عرض کیا گیا وہ کون سا عمل ہے؟ فرمایا وہ اللہ کا ذکر ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔ دنیا کی کوئی شے ذکر الٰہی سے بلند و بالا نہیں۔

۹- ابن جریر حضرت سلمان سے راوی ہیں: اَنَّهٗ سُئِلَ اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ اَمَا تَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ

Marfat.com

اَکْبَرُ ط لَاشَیْءَ اَفْضَلَ مِنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے۔ فرمایا کیا تو نے قرآن نہیں پڑھا وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ ط۔ کوئی شے اللہ کے ذکر سے افضل نہیں ہے۔

۱۰- سعید بن منصور اور ابن ابی شیبہ اور ابن المنذ ر اور حاکم و بیہقی عنترہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَیُّ الْعَمَلِ اَفْضَلُ قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ اَفْضَلُ وَمَا قَعَدَ قَوْمٌ فِیْ بَیْتٍ مِّنْ بُیُوْتِ اللّٰہِ یَدْرُسُوْنَ کِتَابَ اللّٰہِ وَیَتَعَاطَوْنَہٗ بَیْنَھُمْ اِلَّا ظَلَّتْھُمُ الْمَلٰئِکَۃُ بِاَجْنِحَتِھَا وَکَانُوْا اَضْیَافَ اللّٰہِ تَعَالٰی مَادَامُوْا فِیْہِ حَتّٰی یُفِیْضُوْا فِیْ حَدِیْثٍ غَیْرِہٖ وَمَا سَلَکَ رَجُلٌ طَرِیْقًا یَّلْتَمِسُ فِیْہِ الْعِلْمَ اِلَّا سَھَّلَ اللّٰہُ لَہٗ طَرِیْقًا اِلَی الْجَنَّۃِ۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال ہوا عملوں میں بہترین عمل کون سا ہے فرمایا اللہ کا ذکر اور کوئی قوم اللہ کے گھر میں نہیں بیٹھتی درس و تدریس کتاب اللہ کے لئے مگر ملائکہ اپنے نورانی پروں سے ان پر سایہ کرتے ہیں اور وہ اس وقت تک اللہ کے مہمان ہوتے ہیں جب تک وہ دوسرے معاملوں میں نہ مشغول ہوں اور کوئی آدمی تحصیل علم کو نہیں نکلتا مگر اللہ اس کے لئے جنت کی راہ سہل اور آسان کر دیتا ہے۔

۱۱- ایک قول ہے کہ ذکر اللہ سے مراد ہی نماز ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ۔

۱۲- وَ قِیْلَ الْمَعْنٰی وَلَذِکْرُ اللّٰہِ تَعَالٰی اَکْبَرُ عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ۔ ایک قول میں ہے کہ فواحش و منکرات کے مقابلہ کے لئے اللہ کا ذکر بلند و بالا ہے۔

وَاللّٰہُ یَعْلَمُ مَا تَصْنَعُوْنَ ﴿۴۵﴾ اور اللہ تعالیٰ خود جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو بھلائی اور اطاعت سے تو وہ اس کا بدلہ دیتا ہے اور جو برائیوں سے کرتے ہو وہ اس کی سزا دیتا ہے۔ (روح المعانی جلد ۲۱)

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَھْلَ الْکِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ ۖ اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْھُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَیْنَا وَاُنْزِلَ اِلَیْکُمْ وَاِلٰھُنَا وَاِلٰھُکُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَہٗ مُسْلِمُوْنَ ﴿۴۶﴾

نہ جھگڑا کرو یہود و نصاریٰ سے مگر ایسے طریقہ سے جو احسن اسلوب سے ہو مگر وہ جو ظالم ہیں ان میں سے ان سے کہہ دو ہم ایمان لائے اس کے ساتھ جو ہم پر اترا اور جو تم پر اترا اور ہمارا اور تمہارا الٰہ ایک ہے اور ہم اس کے لئے نگونسار ہیں۔

یعنی یہود و نصاریٰ یا نصاریٰ نجران سے جھگڑا نہ کرو کہ وہ اہل کتاب ہیں مگر ان سے ایسی گفتگو کرو جس میں اچھے خصائل کا مظاہرہ ہو، خشونت کے مقابلہ میں نرمی ہو، غضب کے بجائے کظم غیظ ہو اور نصیحت و خیر خواہی مد نظر رہے۔

مگر جو اعتداء و عناد میں قبول حق سے منحرف ہوں اور انہیں رفق و لینت فائدہ نہ دے تو پھر ان سے غلظت کرو جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: وَاغْلُظْ عَلَیْھِمْ ط وَمَاْوٰھُمْ جَھَنَّمُ۔

ابن جریر مجاہد رحمہما اللہ سے راوی ہیں: اِنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا ھُمُ الَّذِیْنَ اَثْبَتُوا الْوَلَدَ وَالشَّرِیْکَ اَوْ قَالُوْا یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ اَوْ اَللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ فَقِیْرٌ اَوْ اٰذَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ وہ لوگ جو ظالم ہیں وہ ایسے عیسائی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد مانتے اور اس کا شریک بناتے ہیں یا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ مغلول ہیں یا معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ فقیر ہے یا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتے ہیں ان سے غلظت یعنی سختی جائز ہے۔

Marfat.com

وَهٰذِهِ الْغِلْظَةُ الَّتِیْ تُفْهِمُ الْاٰیَةُ الْاِذْنُ بِهَا لَا تَصِلُ اِلَی الْقِتَالِ۔ اور یہ غلظت اس حد تک مفہوم آیت سے واضح ہے جو قتال تک نہ پہنچے اس لئے کہ وہ ظالم ہیں لیکن اہل کتاب ہیں۔

دوسری توجیہ یہ ہے کہ یہ سورۃ مبارکہ مکی ہے اور حکم جہاد مدینہ میں آیا اس بناء پر اس جگہ حکم قتال نہیں۔

بعض نے تصریح کی کہ اس سورۃ مبارکہ کی بعض آیتیں مدنی ہیں بناء بریں اِلَّا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا کا استثناء مدینہ میں ہی آیا۔

ابن زید فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُرَادَ بِاَهْلِ الْكِتَابِ مُؤْمِنُوْا اَهْلِ الْكِتَابِ وَبِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ مُوَافَقَتُهُمْ فِيْمَا حَدَّثُوْا بِهٖ مِنْ اَخْبَارِ اَوَائِلِهِمْ وَبِالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَنْ بَقِیَ مِنْهُمْ عَلٰی كُفْرِهٖ۔

اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ یہ آیت منسوخ الحکم ہے۔

ابوداؤد سے اس کا نسخ ثابت ہے۔

اور ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری قتادہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ نَهٰی فِیْ هٰذِهِ الْاٰيَةِ عَنْ مُجَادَلَةِ اَهْلِ الْكِتَابِ ثُمَّ نُسِخَ ذٰلِكَ فَقَالَ سُبْحٰنَهٗ وَتَعَالٰی قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ خلاصہ یہ کہ اس آیت کریمہ میں اہل کتاب سے مجادلہ کی ممانعت ہے پھر حکم آ گیا: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ اس سے پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

وَقَالَ فِیْ مَجْمَعِ الْبَيَانِ اَلصَّحِيْحُ اِنَّهَا غَيْرُ مَنْسُوْخَةٍ لِاَنَّ الْمُرَادَ بِالْجِدَالِ الْمُنَاظَرَةُ وَ ذَالِكَ عَلَی الْوَجْهِ الْاَحْسَنِ هُوَ الْوَاجِبُ الَّذِیْ لَا يَجُوْزُ غَيْرُهٗ۔

وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا۔ اور ان سے کہو ہم ایمان لائے اس پر جو ہماری طرف نازل ہوا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ اَیْ بِالَّذِیْ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنَ التَّوْرَاةِ وَالْاِنْجِيْلِ۔

وَ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ غَيْرُهُمَا عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ اَهْلُ الْكِتَابِ يَقْرَءُوْنَ الْكِتَابَ بِالْعِبْرَانِيَّةِ وَيُفَسِّرُوْنَهَا بِالْعَرَبِيَّةِ لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُصَدِّقُوْا اَهْلَ الْكِتَابِ وَلَا تُكَذِّبُوْهُمْ وَقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا بِالَّذِیْٓ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَاُنْزِلَ اِلَيْكُمْ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل کتاب تورات کی تلاوت عبرانی میں کرتے اور اس کی تفسیر مسلمانوں کو عربی میں سناتے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ جو کچھ سنائیں اس کی نہ تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ کہہ دیا کرو ہم اس پر ایمان لائے جو ہم پر اترا اور جو تم پر اترا۔

وَاِلٰهُنَا وَاِلٰهُكُمْ وَاحِدٌ وَّنَحْنُ لَهٗ مُسْلِمُوْنَ ۝ ۔ اور ہمارا تمہارا خدا ایک ہے اور ہم اس کے لئے جھکے ہوئے ہیں۔

یعنی اس کی توحید میں ہم کسی کی شرکت نہیں مانتے اور ہم اسی کے حکم کے مطیع ہیں۔

وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ ۭ فَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ ۚ وَمِنْ هٰٓؤُلَاۗءِ مَنْ يُّؤْمِنُ بِهٖ ۭ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الْكٰفِرُوْنَ ۝

اور ایسے ہی نازل کی ہم نے تمہاری طرف کتاب تو وہ جنہیں ہم نے کتاب عطا فرمائی اس پر ایمان لاتے ہیں اور کچھ ان میں سے ہیں جو اس پر ایمان لاتے ہیں اور ہماری آیتوں سے منکر نہیں ہوتے مگر کافر۔

Marfat.com

یعنی قرآن پاک آپ پر ایسے ہی نازل کیا گیا جیسے یہود کی طرف تورات، نصاریٰ کی طرف انجیل اتاری تھی تو جنہیں تورات دی ان میں سے کچھ ایمان لائے جیسے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں کہ هٰذَا يُؤَيِّدُ الْقَوْلَ بِاَنَّ الْاٰيَاتِ الْمَذْكُوْرَةَ مَدَنِيَّةٌ اِذْ كَوْنُهَا مَكِّيَّةً وَعَبْدُ اللّٰهِ مِمَّنْ اَسْلَمَ بَعْدَ الْهِجْرَةِ بِنَآءً عَلٰى اَنَّهٗ اِعْلَامٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاِسْلَامِهِمْ فِى الْمُسْتَقْبَلِ۔ یہ سورۃ مکی ہے اور حضرت عبداللہ بن سلام اور ان کے اصحاب مدینہ میں ایمان لائے تو اللہ تعالیٰ نے اس سے پہلے ان کو خبر دی یہ غیبی خبروں میں سے ہے جو بہ اعلام الٰہی وقت سے قبل حاصل ہوئی تھی۔

اور اہل مکہ میں بعض ان میں سے ایمان لائے ہیں اور ہماری آیتوں کے منکر نہیں مگر وہ جو کفر میں سخت ہیں۔ عربی میں جحود اس انکار کو کہتے ہیں جو واقف ہونے کے بعد بھی کیا جائے یعنی جان بوجھ کر مکر جانا۔ اور واقعہ بھی یہی تھا کہ یہود اچھی طرح جانتے تھے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے سچے نبی ہیں کَمَا قَالَ تَعَالٰى يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ ؕ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۴۶﴾۔

وَمَا كُنْتَ تَتْلُوْا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۴۸﴾

اور اس سے قبل آپ کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے اور نہ اپنے ہاتھ سے کچھ لکھتے تھے ایسا ہوتا تو باطل پرست ضرور ہی شک کرتے۔

یعنی قرآن کریم کے نزول سے قبل آپ اگر لکھے پڑھے ہوتے تو یہ کتابی منکر و جاحد یہ شک ڈالتے کہ انہوں نے ہماری کتابوں سے لکھ لیا ہے۔ یا کہتے کہ ہماری کتابوں میں نبی آخر الزمان کی یہ صفت ہے کہ وہ امی ہوں گے نہ لکھیں گے نہ پڑھیں گے مگر انہیں اس شک کا بھی موقعہ نہ ملا۔

بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا الظّٰلِمُوْنَ ﴿۴۹﴾

بلکہ وہ روشن آیتیں ہیں ان کے سینوں میں جنہیں علم دیا گیا اور آیتوں کا انکار نہیں کرتے مگر دیدہ دانستہ انکار کرنے والے لوگ۔

یہاں ہو ضمیر کا مرجع قرآن کریم ہے۔ اس صورت میں معنی یہ ہیں کہ قرآن کریم روشن آیتیں ہیں جو علماء اور حفاظ کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ اور روشن آیت ہونے کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ وہ ظاہر الاعجاز ہیں اس لئے کہ یہ دونوں صفتیں قرآن پاک کے ساتھ خاص ہیں اور کوئی کتاب ایسی نہیں جو معجزانہ شان سے اپنا مقابل معدوم کردے اور نہ ایسی کوئی کتاب ہے جو ہر زمانہ میں سینوں میں محفوظ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہو کی ضمیر کا مرجع سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو اب یہ معنی ہوں گے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم ان آیات بینات کے ساتھ موصوف ہیں جو ان لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہیں جنہیں اہل کتاب میں سے علم دیا گیا کیونکہ وہ اپنی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت وصفت پاتے ہیں۔ کما فی الخازن۔

وَقَالُوْا لَوْلَآ اُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيٰتٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ قُلْ اِنَّمَا الْاٰيٰتُ عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاِنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۵۰﴾

اور بولے یہودی کیوں نہ اتاری گئیں ان پر نشانیاں فرما دیجئے نشانیاں اور معجزات تو اللہ کی طرف سے ہیں اور میں تو کھلا

Marfat.com

ڈرانے والا ہوں۔

یعنی جیسے حضرت صالح کی تصدیق ناقہ سے ہوئی اور موسیٰ علیہ السلام کی عصا سے اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں نہ ایسی نشانیاں اتریں۔ حالانکہ شق قمر کا معجزہ تو اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ ۝ میں منصوص ہے اور اس کے علاوہ ہزارہا معجزات احادیث سے ثابت ہیں جیسے حضرت ابو محمد بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَمْ اَبْرَأَتْ وَصَبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهٗ۔

احادیث میں کنکریوں کا ابوجہل کی مٹھی میں کلمہ پڑھنا اور سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ۔ وغیرہ معجزات کا ظاہر ہونا موجود ہے۔

لیکن چونکہ نبوت کی تصدیق کے لئے معجزہ شرط نہیں اس وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق کے لئے انہیں پیش نہیں کیا گیا بلکہ فرمایا:

اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ اَنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ يُتْلٰى عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَرَحْمَةً وَّذِكْرٰى لِقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝

کیا یہ کافی نہیں کہ ہم نے آپ پر نازل فرمادی کتاب جو پڑھی جاتی ہے ان پر بے شک اس میں ضرور نعمت و عظمت ہے اور نصیحت ایمان والوں کے لئے۔

اس کا شان نزول یہ ہے:

فریابی، دارمی، ابوداؤد، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم یحییٰ بن جعدہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ جَآءَ اُنَاسٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ بِكَتِفٍ قَدْ كَتَبُوْا فِيْهَا بَعْضَ مَا سَمِعُوْهُ مِنَ الْيَهُوْدِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَفٰى بِقَوْمٍ حُمْقًا اَوْ ضَلَالَةً اَنْ يَّرْغَبُوْا عَمَّا جَآءَ بِهٖ نَبِيُّهُمْ اِلَيْهِمْ اِلٰى مَا جَآءَ بِهٖ غَيْرُهٗ اِلٰى غَيْرِهِمْ فَنَزَلَتْ۔

کچھ لوگ مسلمانوں میں سے شانہ کی ہڈی پر لکھ کر وہ چیزیں لائے جو انہوں نے یہودیوں سے سنیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ قوم احمق یا گمراہ ہے جو اپنے نبی کی لائی ہوئی تعلیم چھوڑ کر غیروں کی تعلیم کی طرف راغب ہو۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا: اَوَلَمْ يَكْفِهِمْ الخ۔

اس کے علاوہ اور بھی وہ روایتیں ہیں جن میں اس قسم کے مضامین ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مقابلہ میں کسی دوسرے مذہب کی تعلیم کو ترجیح دینا یا پسند کرنا گمراہی اور بے دینی اور ہلاکت میں پڑنا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع۔ سورۃ عنکبوت۔ پ ۲۱

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝

فرما دیجئے اللہ کافی ہے میرے تمہارے مابین گواہ وہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہ جو باطل پر یقین لائے اور اللہ کے منکر ہوئے وہی نقصان و خسران میں ہیں

Marfat.com

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَلَوْلَا أَجَلٌ مُسَمًّى لَجَاءَهُمُ الْعَذَابُ ۚ وَلَيَأْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٥٣﴾

اور تم سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور اگر ایک مقررہ مدت نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا اور ضرور آئے گا ان پر اچانک ایسے حال میں کہ انہیں شعور بھی نہ ہوگا

يَسْتَعْجِلُونَكَ بِالْعَذَابِ ۚ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيطَةٌ بِالْكَافِرِينَ ﴿٥٤﴾

تم سے جلدی کرتے ہیں عذاب کی اور بے شک جہنم گھیرے ہوئے ہے کافروں کو

يَوْمَ يَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ وَيَقُولُ ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٥٥﴾

جس دن ان پر چھائے گا عذاب ان کے اوپر اور ان کے پاؤں تلے سے اور فرمائے گا اللہ چکھو اپنے کرتوت کا مزہ

يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّ أَرْضِي وَاسِعَةٌ فَإِيَّايَ فَاعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾

اے میرے بندو جو ایمان لائے بے شک میری زمین وسیع ہے تو پھر مجھی کو پوجو

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿٥٧﴾

ہر جان کو موت کا مزہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف لوٹ کر آؤ گے

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ نِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِينَ ﴿٥٨﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ضرور ہم انہیں جنت کے بالاخانوں میں جگہ دیں گے جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی ہمیشہ ان میں رہیں گے اور بہترین بدلہ ہے کام کرنے والوں کا

الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾

جنہوں نے صبر کیا اور وہ صرف اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں

وَكَأَيِّنْ مِنْ دَابَّةٍ لَا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللَّهُ يَرْزُقُهَا وَإِيَّاكُمْ ۚ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾

اور بہت سے چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اللہ روزی دیتا ہے انہیں اور تمہیں اور وہ سنتا جانتا ہے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۖ فَأَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾

اور اگر تم ان سے پوچھو کہ کس نے بنائے آسمان اور زمین اور مسخر کیے چاند سورج ضرور کہیں گے کہ اللہ نے تو کہاں اوندھے پڑے ہو

اللَّهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ وَيَقْدِرُ لَهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق جسے چاہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَنْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللَّهُ ۚ قُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾

اور اگر تم ان سے پوچھو کون اتارتا ہے آسمان سے پانی تو اس کے سبب زمین زندہ کرتا ہے مرنے کے بعد ضرور کہیں گے اللہ فرمادیجئے سب خوبیاں اللہ کو بلکہ ان کے

اکثر بے عقل ہیں

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۱

قُلْ۔فرمادو	كَفٰى۔کافی ہے	بِاللّٰهِ۔اللہ	بَيْنِيْ۔میرے
وَ۔اور	بَيْنَكُمْ۔تمہارے درمیان	شَهِيْدًا۔گواہ	يَعْلَمُ۔جانتا ہے
مَا۔جو	فِي۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
بِالْبَاطِلِ۔باطل پر	وَ۔اور	كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	بِاللّٰهِ۔اللہ سے
اُولٰٓئِكَ۔تو یہی	هُمُ۔وہ ہیں	الْخٰسِرُوْنَ۔خسارے والے	وَ۔اور
يَسْتَعْجِلُوْنَكَ۔جلدی چاہتے ہیں آپ سے		بِالْعَذَابِ۔عذاب	وَ۔اور
لَوْ۔اگر	لَآ۔نہ ہوتی	اَجَلٌ۔مدت	مُّسَمًّى۔مقرر
لَّجَآءَ۔تو آتا	هُمُ۔ان کے پاس	الْعَذَابُ۔عذاب	وَ۔اور
لَيَاْتِيَنَّهُمْ۔تو ضرور آجاتا ان کے پاس		بَغْتَةً۔اچانک	وَّ۔اور
هُمْ۔وہ	لَا۔نہ	يَشْعُرُوْنَ۔سمجھتے ہوں گے	يَسْتَعْجِلُوْنَكَ ۔ جلدی
چاہتے ہیں آپ سے	بِالْعَذَابِ۔عذاب	وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک
جَهَنَّمَ۔جہنم	لَمُحِيْطَةٌ۔گھیرنے والی ہے	بِالْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کو	يَوْمَ۔جس دن
يَغْشٰهُمُ۔ڈھانپے گا ان کو	الْعَذَابُ۔عذاب	مِنْ فَوْقِهِمْ۔ان کے اوپر سے	
وَ۔اور	مِنْ تَحْتِ۔نیچے	اَرْجُلِهِمْ۔انکے پاؤں سے	وَ۔اور
يَقُوْلُ۔کہے گا	ذُوْقُوْا۔چکھو	مَا۔جو	كُنْتُمْ۔تم
تَعْمَلُوْنَ۔کرتے تھے	يٰعِبَادِيَ۔اے بندو میرے	الَّذِيْنَ۔جو	اٰمَنُوْٓا۔ایمان لائے ہو
اِنَّ۔بے شک	اَرْضِيْ۔میری زمین	وَاسِعَةٌ۔فراخ ہے	فَاِيَّايَ۔تو میری ہی
فَاعْبُدُوْنِ۔پوجا کرو	كُلُّ۔ہر	نَفْسٍ۔آدمی	ذَآئِقَةُ۔چکھنے والا ہے
الْمَوْتِ۔موت	ثُمَّ۔پھر	اِلَيْنَا۔ہماری طرف	تُرْجَعُوْنَ۔پھیرے جاؤ گے
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور
عَمِلُوا۔عمل کیے	الصّٰلِحٰتِ۔نیک	لَنُبَوِّئَنَّهُمْ۔تو ضرور ضرور ہم ان کو جگہ دیں گے	
مِّنَ الْجَنَّةِ۔جنت کے	غُرَفًا۔بالاخانوں میں	تَجْرِيْ۔چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِهَا۔ان کے نیچے
الْاَنْهٰرُ۔نہریں	خٰلِدِيْنَ۔ہمیشہ رہیں گے	فِيْهَا۔اس میں	نِعْمَ۔اچھا ہے
اَجْرُ۔بدلہ	الْعٰمِلِيْنَ۔عمل کرنے والوں کا		الَّذِيْنَ۔وہ جنہوں نے

Marfat.com

صَبَرُوْا۔صبر کیا	وَ۔اور	عَلٰی۔اوپر	رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے
يَتَوَكَّلُوْنَ۔توکل کرتے ہیں	وَ۔اور	كَاَيِّنْ۔کتنے ہی	مِّنْ دَآبَّةٍ۔جانور ہیں کہ
لَّا۔نہیں	تَحْمِلُ۔اٹھاتے	رِزْقَهَا۔اپنا رزق	اَللّٰهُ۔اللہ
يَرْزُقُهَا۔روزی دیتا ہے ان کو		وَ۔اور	اِيَّاكُمْ۔تم کو بھی
وَ۔اور	هُوَ۔وہ ہے	السَّمِيْعُ۔سننے والا	الْعَلِيْمُ۔جاننے والا
وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر	سَاَلْتَهُمْ۔تو پوچھے ان سے	مَّنْ۔کس نے
خَلَقَ۔پیدا کیے	السَّمٰوٰتِ۔آسمان	وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین
وَ۔اور	سَخَّرَ۔تابع کیے	الشَّمْسَ۔سورج	وَ۔اور
الْقَمَرَ۔چاند	لَيَقُوْلُنَّ۔تو ضرور ضرور کہیں گے		اللّٰهُ۔اللہ نے
فَاَنّٰى۔تو کہاں	يُؤْفَكُوْنَ۔پھیرے جاتے ہیں		اَللّٰهُ۔اللہ
يَبْسُطُ۔فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ۔رزق	لِمَنْ۔جس کا	يَّشَآءُ۔چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ۔اپنے بندوں سے	وَ۔اور	يَقْدِرُ۔تنگ کرتا ہے	لَهٗ۔اس کو
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	بِكُلِّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کو
عَلِيْمٌ۔جانتا ہے	وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر	سَاَلْتَهُمْ۔تو پوچھے ان سے
مَّنْ۔کس نے	نَّزَّلَ۔اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	مَآءً۔پانی
فَاَحْيَا۔تو زندہ کیا	بِهِ۔اس سے	الْاَرْضَ۔زمین کو	مِنْ بَعْدِ۔پیچھے
مَوْتِهَا۔اس کی موت کے	لَيَقُوْلُنَّ۔تو ضرور کہیں گے	اللّٰهُ۔اللہ نے	قُلِ۔فرمایئے
الْحَمْدُ۔سب خوبیاں	لِلّٰهِ۔اللہ کی ہیں	بَلْ۔بلکہ	اَكْثَرُهُمْ۔ان کے اکثر
لَا۔نہیں	يَعْقِلُوْنَ۔سمجھتے		

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع۔سورۃ عنکبوت۔پ ۲۱

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ فرمادیجئے میرے تمہارے مابین اللہ کافی ہے شہادت کے لئے۔

اگر دلائل نبوت اور معجزات کے ذریعہ میری تصدیق نہیں کرتے تو میرے تمہارے مابین اللہ تعالیٰ کی گواہی کافی ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور وہ جو باطل پرست ہیں اور اللہ کے ساتھ کفر کرتے ہیں یہ تو نرے نقصان وخسران میں ہیں۔

یعنی جو بتوں کے پجاری اور باطل کو حق سمجھ رہے ہیں وہ اللہ عزوجل کے منکر ہیں اور جو اس راہ پر لگے ہوئے ہیں وہ سوائے نقصان وخسران کیا حاصل کریں گے۔

پھر وہ تو ایسے ضدی ہٹیلے ہیں کہ عذاب کی پیشگوئی پر ایمان لانے کی بجائے ہٹ دھرمی کرتے اور کہتے ہیں جب عذاب ہم پر آنا ہے تو کب آئے گا اگر آپ سچے ہیں تو عذاب لایئے اس کا جواب دیا گیا:

وَ يَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَ لَوۡ لَاۤ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الۡعَذَابُ ؕ وَ لَيَاۡتِيَنَّهُمۡ بَغۡتَةً وَّ هُمۡ لَا يَشۡعُرُوۡنَ ﴿۵۳﴾

اور جلدی کرتے ہیں عذاب کی آپ سے اور اگر اس کے آنے میں ایک مدت مقرر نہ ہوتی تو ضرور ان پر عذاب آجاتا اور ایسا آتا کہ اچانک آتا کہ انہیں پتہ بھی نہ لگتا۔

مگر حکمت الٰہی عزوجل میں ایک مدت ہے ورنہ ان کی سرکشی پر اچانک عذاب آتا کہ انہیں شعور بھی نہ ہوتا۔ چنانچہ وہ وقت مقررہ پر آیا بھی جیسے بدر کا عذاب اہل مکہ پر قحط عظیم وغیرہ چنانچہ پھر دوبارہ اسی کلمہ کا اعادہ فرمایا گیا:

يَسۡتَعۡجِلُوۡنَكَ بِالۡعَذَابِ ؕ وَ اِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيۡطَةٌۢ بِالۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۵۴﴾ يَوۡمَ يَغۡشٰهُمُ الۡعَذَابُ مِنۡ فَوۡقِهِمۡ وَ مِنۡ تَحۡتِ اَرۡجُلِهِمۡ وَ يَقُوۡلُ ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾

اور آپ سے جلدی مانگتے ہیں عذاب حالانکہ جہنم کافروں پر محیط ہے۔ جس دن چھائے گا ان پر عذاب اوپر سے اور پاؤں کے تلے سے اور (اللہ) فرمائے گا کہ اب چکھو اس کا بدلہ جو تم کرتے تھے۔

یعنی بطور تعجب ارشاد ہے کہ یہ کیا جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنم انہیں گھیرے ہوئے ہے۔ یہ اس وقت ارشاد ہوا جب کفار و مشرکین مکہ اور ان کے ساتھ اہل کتاب بھی اپنے نامحمود طریقے اور حسد اور عناد پر اتر آئے اور عذاب آخرت سے قطعاً نہ ڈرے اور جوش تعصب میں اہل ایمان کو ستانے لگے اور مسلمان اپنی تکالیف کو نہایت استقلال و صبر و استقامت سے برداشت کرتے رہے حتیٰ کہ ادائے ارکان دین سے بھی سختی سے مانع ہونے لگے تو مسلمانوں کو ترک وطن کا حکم ہوا اور مسلمان بموجب حکم حبشہ اور مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر کے جانے لگے تو ارشاد ہوا:

يٰعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ اَرۡضِىۡ وَاسِعَةٌ فَاِيَّاىَ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾

اے میرے بندو! بے شک میری زمین فراخ ہے تو میری ہی پوجا کرو۔

یہاں ایماندار بندوں کو ندا دی گئی ہے اور اشارۃً ارشاد ہے کہ ایسے گندے بندوں میں کیوں پڑے ہوئے ہو میری زمین تنگ نہیں ع

ملک خدا تنگ نیست - پائے گدا لنگ نیست

یہاں سے نکل جاؤ اور اطمینان سے میری ہی عبادت کرو۔ چونکہ ترک وطن نفسیاتی طور پر ہر کس و ناکس پر بار گزرتا ہے پھر ایسی صورت میں جبکہ حبیب مکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مفارقت ہو یہ لازمی طور پر شاق گزرنا ہی تھا۔ پھر مسافرت کی صعوبتیں تنگ دستی کی کلفتیں یہ بھی سامنے تھیں ان سے تسکین و اطمینان دلانے کے لئے دنیا کی بے ثباتی اور حیات انسانی کی بے اعتباری ظاہر فرمانے کو ارشاد ہوا:

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ثُمَّ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۷﴾

ہر جان کو ذائقہ موت چکھنا ہے پھر ہماری طرف ہی تو لوٹ کر آؤ گے۔

گویا ارشاد ہوا کہ اگر تم یہاں رہو گے تو موت سے محفوظ نہیں اور باہر نکلے تو موت لازمی ہے اور مرنے کے بعد وطن ہو یا پردیس دونوں برابر ہیں اور ہمارے پاس پلٹ کر آنا ہے لہٰذا بہتر یہی ہے کہ اللہ عزوجل کی راہ میں مرو اور ہمارے پاس پہنچو کہ

Marfat.com

وہاں نہ غم مفارقت ہے نہ الم مہاجرت۔ یہ دنیا چند روزہ ہے اس کے دن جدائی میں کٹے تو کیا اور مل جل کر رہے تو کیا اسی طرح تمہارے دشمنوں مخالفوں کا زور بھی چند روزہ ہے۔ دوسری بشارت بھی ہمارے متبعین کے لئے ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَنُبَوِّئَنَّهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے انہیں ہم ضرور جگہ دیں گے جنت کے بالا خانوں میں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے۔

یعنی اس ایمان اور ترک وطن کے صلے میں ہم تمہیں ایسا وطن دیں گے لَنُبَوِّئَنَّهُمْ کے معنی اَیْ لَنُرِیَنَّهُمْ ہیں جس میں تم بالا خانوں میں ہمیشہ رہو گے۔ غُرَفًا یَعْنِیْ عَوَالِی الْجَنَّةِ بلند منزلوں میں رہو گے اور یہ رہنا ہمیشہ کے لئے ہو گا اس سے خروج وفنا نہ ہو گا۔

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۵۹﴾

کیا اچھا بدلہ ہے عمل کرنے والوں کا جنہوں نے صبر کیا اور اپنے رب پر بھروسہ کیا۔

یعنی سفر اور ہجرت میں ہر تکلیف صبر واستقلال سے گوارا کرتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں اور حقیقت تو یہ ہے کہ گھر میں بھی بلا امداد الٰہی عزوجل چارہ نہیں تو سفر میں بھی بہر حال وہی سب کا انیس ہے اس کے بعد تین آیتوں میں اس توکل اور رازق حقیقی کی رزاقی کا اظہار ہے۔

اول آیت وَكَاَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا وَاِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۰﴾

اور کتنے ہی زمین پر چلنے والے ایسے ہیں کہ اپنی روزی اٹھا کر نہیں چلتے اللہ انہیں روزی دیتا ہے اور تمہیں بھی دیتا ہے اور وہ سنتا جانتا ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ ہزاروں چار پائے وہ ہیں جو اپنی روزی کا کچھ انتظام نہیں کرتے اور انہیں بھی روزی ملتی ہے۔ پرند ہوائی ایسے ہیں جن کا گھر در نہیں مگر انہیں بھی روزی ملتی ہے تو پھر سمجھ لینا چاہیے کہ جس رزاق نے اپنی مخلوق کی روزی اپنے ذمہ لے رکھی ہے وہ سفر وحضر میں کیا ہمیں روزی نہ دے گا ؏

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب — گبر و ترسا وظیفہ خور داری

دوستاں را کجا کنی محروم — تو کہ با دشمناں نظر داری

دوسری آیت میں اس توکل کو اور بھی مستحکم فرمایا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور سورج چاند کو اس کے محور میں مسخر فرمایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو پھر کہاں بھٹکتے پھرتے ہیں۔

یہ تعریضاً مشرکوں کے متعلق ارشاد ہے۔

تیسری آیت اَللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۶۲﴾

اللہ ہی فراخ فرماتا ہے رزق جسے چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بے شک اللہ ہر شے سے

Marfat.com

خبردار ہے۔

اسی کے یدقدرت میں فراخی وتنگی رزق ہے اور وہی ہر شے کا علم رکھتا ہے۔ پھر ارشاد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ

اور اگر آپ پوچھیں ان سے کہ کون آسمان سے پانی نازل کرتا ہے جس سے مردہ زمین اور بنجر میدان زندہ ہو کر سرسبز و شاداب ہوتے ہیں خشک ہونے کے بعد تو ضرور کہیں گے اللہ۔

ان تینوں آیتوں میں مہاجرین کو اطمینان دلایا گیا اور مشرکین سے تعریض فرمائی پھر ارشاد ہے:

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

فرمادیجئے درحقیقت حمد حقیقی اللہ تعالیٰ ہی کو ہے بلکہ اکثر ان کے بے عقل ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۱

قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ

فرمادیجئے میرے تمہارے مابین اللہ تعالیٰ کافی ہے شاہد یعنی گواہ ہونے میں۔

یعنی عالم میں جو میری طرف سے انذار و تبلیغ میں سعی ہوئی اور جو کچھ تمہاری طرف سے میرے مقابلہ میں تکذیب و انکار رہا اس کا بدلہ ہر ایک کو وہی دے گا۔

يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وہ جانتا ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

یعنی میری شان تبلیغ اور تمہاری کیفیت تکذیب کا اسے علم ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے۔ مروی ہے: اَنَّ كَعْبَ بْنَ اَشْرَفَ وَّ مَعَهٗ قَالُوْا يَا مُحَمَّدُ مَنْ يَّشْهَدُ بِاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ فَنَزَلَتْ۔ کعب بن اشرف اور اس کی ہم خیال جماعت بولی اے محمد (صلی اللہ علیک وسلم) کون اس امر پر گواہ ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو من جانب اللہ جواب ہوا کہ اے محبوب فرمادیجئے كَفٰى بِاللّٰهِ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ شَهِيْدًا ۚ۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ وَكَفَرُوْا بِاللّٰهِ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور وہ جو ایمان لائے باطل پر اور اللہ سے منکر ہوئے وہ نقصان و خسران میں ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اٰمَنُوْا بِالْبَاطِلِ کے یہ معنی ہیں: اَیْ لِغَیْرِ اللّٰهِ عَزَّوَ جَلَّ وَ هُوَ شَامِلٌ لِنَحْوِ عِیْسٰی وَالْمَلٰٓئِكَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ - وَالْبَاطِلُ فِی الْحَقِیْقَةِ عِبَادَتُهُمْ وَلَیْسَ الْبَاطِلُ هٰهُنَا مِثْلُهٗ فِیْ قَوْلِ حَسَّانَ - اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلُ۔

وَ قَالَ مُقَاتِلٌ اَیْ بِعِبَادَةِ الشَّیْطَانِ۔

اللہ عزوجل کے سوا غیر خدا پر ایمان لا کر عبادت کرنا مثل عیسیٰ علیہ السلام اور ملائکہ علیہم السلام کو پوجنا خدا ماننا اور باطل حقیقت میں عبادت غیر اللہ کو ہی کہتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اَلَا كُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلُ۔ خبردار اللہ کے سوا سب باطل ہے (یہ مصرعہ حضرت حسان نے لبید بن ربیعہ کا نقل کیا ہے)

اور كَفَرُوْا بِاللّٰهِ کی مراد ایسے افعال ہیں جو موجبات ایمان لغیر اللہ کو مستلزم ہوں۔

Marfat.com

أُولَٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۵۲﴾ ۔ایسے خیال باطل وفاسد پر رہنے والے نقصان وخسران میں ہیں۔

وَيَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَلَوْلَآ اَجَلٌ مُّسَمًّى لَّجَآءَهُمُ الْعَذَابُ ؕ وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور وہ جلدی چاہتے ہیں عذاب اور اگر نہ ہوتی ایک مدت حکمت الٰہیہ میں مقرر تو آجاتا ان پر عذاب اور آتا بھی ایسا اچانک کہ انہیں خبر بھی نہ ہوتی۔

یعنی لوح محفوظ میں اس کا وقت نہ مقرر کردیا ہوتا تو اچانک عذاب آجاتا۔مگر ایک روایت میں ہے: اِنَّهُ تَعَالٰى وَعَدَ رَسُوْلَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا يُعَذِّبَ قَوْمَهُ بِعَذَابِ الْاِسْتِيْصَالِ وَاَنْ يُّؤَخِّرَ عَذَابَهُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا اپنے رسول پاک سے کہ وہ عذاب استیصال آپ کی قوم پر نہ فرمائے گا اور ایسا عذاب قیامت تک کے لئے مؤخر فرمایا گیا۔

ابن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِالْاَجَلِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ۔اجل سے مراد روز قیامت ہے۔

ابن سلام رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِهٖ اَجَلُ مَا بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ۔اجل سے مراد نفخۂ اولیٰ اور ثانیہ کا درمیان ہے۔

وَ قِيْلَ يَوْمُ بَدْرٍ۔بعض نے کہا اس سے مراد یوم بدر ہے۔

وَلَيَاْتِيَنَّهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۵۳﴾ وران پر ضرور عذاب آئے گا اچانک اور انہیں اس کا پتہ بھی نہ چلے گا۔

كَعَذَابِ بَعْضِ الْعُقُوْبَاتِ النَّازِلَةِ عَلٰى بَعْضِ الْاُمَمِ بَيَاتًا وَّ هُمْ نَائِمُوْنَ اَوْ ضُحًى وَّ هُمْ يَلْعَبُوْنَ۔ مثل بعض عذابوں کے جوامم ماضیہ پر رات میں نازل ہوئے اس حال میں کہ وہ سو رہے تھے یا دن دہاڑے اس حال میں کھیل کود میں مصروف تھے۔

اور یا عذاب بدر کہ انہیں اس کی قطعاً توقع نہ تھی کہ مسلمان ان پر غالب آئیں گے اور خلاف توقع مارے گئے۔

يَسْتَعْجِلُوْنَكَ بِالْعَذَابِ ؕ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۴﴾

آپ سے عذاب کی جلدی کرتے ہیں اور بے شک جہنم ان پر محیط ہے جو کافر ہیں۔

یعنی یہ کیا جلدی کر رہے ہیں حالانکہ جہنم تو ان پر محیط ہے اس لئے کہ جس کے ایسے اعمال ہیں اس کے لئے جہنم کے سوا اور کیا ہوگا۔

يَوْمَ يَغْشٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ وَيَقُوْلُ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۵﴾

جس دن چھا جائے گا ان پر عذاب ان کے اوپر سے اور نیچے سے اور (اللہ فرمائے گا) چکھو بدلہ اس کا جو تم کرتے رہے تھے۔

آلوسی فرماتے ہیں: كَاَنَّهٗ قِيْلَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ وَيَحِلُّ عَلَيْهِمُ الَّذِيْ اُشِيْرَ اِلَيْهِ بِاِحَاطَةِ جَهَنَّمَ بِهِمْ يَكُوْنُ مِنَ الْاَحْوَالِ وَالْاَهْوَالِ مَا لَا يَفِيْ بِهِ الْمَقَالُ۔ گویا فرمایا گیا کہ جس دن عذاب آجائے گا اور ان پر حلول کرے گا اس میں اشارہ ہے احاطہ جہنم کی طرف جو حالات اور پریشانیاں ہوں وہ ایسی ہوں گی کہ وہ بیان سے باہر ہیں۔

وَيَقُوْلُ۔اَيِ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَقِيْلَ الْمَلَكُ الْمُوَكَّلُ بِهِمْ۔اور فرمائے اللہ عزوجل اور ایک قول ہے کہ وہ فرشتہ کہے گا جو ان پر مقرر ہوگا۔

Marfat.com

ذُوۡقُوۡا مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ ﴿۵۵﴾ ۔اَیْ جَزآءَ مَا کُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ فِی الدُّنۡیَا عَلَی الۡاِسۡتِمۡرَارِ مِنَ السَّیِّئَاتِ الَّتِیۡ مِنۡ جُمۡلَتِهَا الۡاِسۡتِعۡجَالُ بِالۡعَذَابِ۔چکھو جو کچھ تم کرتے رہے ہو یعنی اپنے ان اعمال کا بدلہ چکھو جو تم دنیا میں گناہوں سے مسلسل کرتے رہے ہو اور اس پر استعجال عذاب بھی کرتے رہے۔

يٰعِبَادِيَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ اَرۡضِىۡ وَاسِعَةٌ فَاِيَّاىَ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾

اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے ہو میری زمین وسیع ہے تو مجھی کو پوجو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نَزَلَتۡ عَلٰی مَارُوِیَ عَنۡ مُقَاتِلٍ وَالۡکَلۡبِیِّ فِی الۡمُسۡتَضۡعَفِیۡنَ مِنَ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ بِمَکَّۃَ اُمِرُوۡا بِالۡهِجۡرَۃِ عَنۡهَا وَعَلٰی هٰذَا اَکۡثَرُ الۡمُفَسِّرِیۡنَ۔ مقاتل اور کلبی کی روایت کے مطابق یہ آیت کریمہ ضعیف و کمزور مکہ کے مسلمانوں کے حق میں نازل ہوئی اور انہیں مکہ سے ہجرت کا حکم دیا گیا اور اسی قول پر اکثر مفسرین ہیں۔

وَ عَمَّمَ بَعۡضُهُمُ الۡحُکۡمَ فِیۡ کُلِّ مَنۡ لَّا یَتَمَکَّنُ مِنۡ اِقَامَۃِ اُمُوۡرِ الدِّیۡنِ کَمَا یَنۡبَغِیۡ فِیۡ اَرۡضٍ لِمَمَانَعَتِهٖ مِنۡ جِهَۃِ الۡکَفَرَۃِ اَوۡ غَیۡرِهِمۡ فَقَالَ تَلۡزِمُهُ الۡهِجۡرَۃُ اِلَی الۡاَرۡضِ یَتَمَکَّنُ فِیۡهَا مِنۡ ذٰلِکَ وَرُوِیَ هٰذَا عَنِ ابۡنِ جُبَیۡرٍ وَّ عَطَا وَ مُجَاهِدٍ وَ مَالِکِ بۡنِ اَنَسٍ۔

بعض نے اس حکم کو عام مانا وہ کہتے ہیں یہ حکم ہر اس موقعہ کے لئے ہے جبکہ امور دینیہ پر قائم رہنا مشکل ہو جائے اور جیسا چاہیے ویسا عمل نہ کر سکے اور کفار کا زور ہو جائے تو اس وقت ہجرت کرنا لازم ہو جاتا ہے اس مقام کی طرف جہاں اپنے مذہب پر آزادی سے عمل کر سکے اور ایسا ہی ابن جبیر عطا مجاہد اور مالک بن انس رحمہم اللہ کا قول ہے۔

فَاِيَّاىَ فَاعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ کے معنی میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ اَرۡضِىۡ وَاسِعَةٌ فَاِنۡ لَّمۡ تَخۡلُصُوۡا اِلَی الۡعِبَادَۃِ فَاَخۡلِصُوۡهَا لِیۡ فِیۡ غَیۡرِهَا۔ یعنی میری زمین وسیع ہے تو اگر میری عبادت بالاخلاص ایک جگہ کرنا دشوار ہو تو دوسری زمین میں چلے جاؤ۔

كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ ثُمَّ اِلَيۡنَا تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۵۷﴾

ہر جان کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے پھر ہماری طرف ہی پلٹ کر آنا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں بندوں کو اخلاص عبادت اور ہجرت کے لئے برانگیختہ کیا گیا ہے اس لئے کہ اس میں واضح فرمایا ہے کہ دنیا دار بقا نہیں اور اس کے بعد جہاں جانا ہے وہ دار جزا ہے تو گویا فرمایا گیا: كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ یَعۡنِیۡ وَاجِدَۃٌ مُرَارَۃَ الۡمَوۡتِ وَمُفَارَقَۃُ الۡبَدَنِ اَلۡبَتَّۃَ فَلَابُدَّ اَنۡ تَذُوۡقُوۡهُ ثُمَّ تَرۡجِعُوۡنَ اِلٰی حُکۡمِنَا وَ جَزَائِنَا بِحَسۡبِ اَعۡمَالِکُمۡ فَمَنۡ کَانَتۡ هٰذِهٖ عَاقِبَۃٌ فَلَا بُدَّ لَهٗ مِنَ التَّزَوُّدِ وَالۡاِسۡتِعۡدَادِ۔

ہر جان کو ذائقہ موت پانا ہے اور اس کی تلخی چکھنی ہے اور بدن سے مفارقت روح لازمی ہے تو لازمی ہے کہ موت کا مزہ چکھا جائے پھر بعد تراخی زمان یا رتبہ تمہیں سب کو اللہ کے حکم اور جزاء کی طرف لوٹنا ہے جو بحسب عمل سب کو ملے گی تو جو ایسا ہے کہ اس کی عاقبت یہ ہے اسے لازم ہے کہ دار آخرت کا ذخیرہ جمع کرے اور وہاں کی نعمتیں حاصل کرنے کی استعداد پیدا کرے۔

وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَـنُبَوِّئَنَّهُمۡ مِّنَ الۡجَـنَّةِ غُرَفًا تَجۡرِىۡ مِنۡ تَحۡتِهَا الۡاَنۡهٰرُ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَا‌ ؕ نِعۡمَ اَجۡرُ الۡعٰمِلِيۡنَ ﴿۵۸﴾ الَّذِيۡنَ صَبَرُوۡا وَعَلٰى رَبِّهِمۡ يَتَوَكَّلُوۡنَ ﴿۵۹﴾

اور وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ہم ضرور انہیں اتاریں گے جنت کے بلند محلوں میں بہترین بدلہ ہے اچھے عمل والوں کا جو اذیت کفار و مشرکین پر صبر کر کے اپنے رب پر توکل کریں۔

لَنُبَوِّئَنَّهُمْ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ لَنُنْزِلَنَّهُمْ عَلٰی وَجْهِ الْاِقَامَةِ یعنی ہم اتاریں گے انہیں اور سکونت دیں گے۔

مِّنَ الْجَنَّةِ غُرَفًا اَیْ عَلَالِیَّ وَ قُصُوْرًا جَلِیْلَةً لَا قُصُوْرَ فِیْهَا وَ هِیَ عَلٰی مَارُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مِنَ الدُّرِّ وَالزَّبَرْجَدِ وَالْیَاقُوْتِ۔ یعنی بلند محلوں میں کہ اس کے مثل کوئی محل نہ ہو جیسا کہ ابن عباس فرماتے ہیں کہ وہ محل موتی اور زبرجد اور یاقوت کے ہوں گے۔

جن کے نیچے نہریں رواں ہوں گی اور وہ اس محل میں ہمیشہ رہیں۔

نِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۵۸﴾ بہترین بدلہ ہے نیک عمل کرنے والوں کا جو صبر کرتے تھے اذیت مشرکین پر اور شدائد مہاجرت پر کہ اس میں انہیں رنج و محن ہوئے۔

اور اپنے رب عزوجل پر بھروسہ کے لئے تمام مصائب برداشت کرتے رہے۔

وَكَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اور بہت سے زمین پر چلنے والے ہیں کہ وہ اپنی روزی اٹھا کر نہیں چلتے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ہے: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ كَانُوْا بِمَكَّةَ الْمُهَاجَرَةَ اِلَى الْمَدِیْنَةِ قَالُوْا كَیْفَ نَقْدَمُ بَلْدَةً لَیْسَ فِیْهَا مَعِیْشَةٌ فَنَزَلَتْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنین کو مکہ سے ہجرت کا مدینہ کی طرف حکم دیا تو صحابہ نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وسلم ہم کیسے ایسے شہر کی طرف جائیں جہاں ہماری معاش کا نظام نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ جس میں بتایا کہ زمین پر چلنے والے بہت سے ایسے ہیں کہ ادھر سے ادھر جاتے ہیں اور اپنی روزی اٹھا کر نہیں چلتے حتیٰ کہ چیونٹی، چوہا، کوا، بلبل، تو تمہیں بھی اسی بناء پر حکم ہے۔

اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۶۰﴾ اللہ ہی انہیں رزق دیتا ہے اور تمہیں بھی کہ وہ سنتا جانتا ہے۔

چنانچہ ہر حاجت مند کو حالت اضطرار میں وہی اس کی روزی پہنچاتا ہے۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۚ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور اگر آپ پوچھیں ان سے کس نے آسمان اور زمین پیدا کیے اور سورج چاند کو مسخر کیا تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں بھٹک رہے ہو۔

یعنی جب اس سے انکار کسی کو بھی نہیں کہ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ وہی ہے اور خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ بھی وہی ہے اور خلاق عالم وہی ایک ذات ہے۔ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ اس کے سوا کوئی نہیں تو یہ ادھر ادھر بھٹکنا بے عقلی اور جہالت ہے۔

اَللّٰهُ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَیَقْدِرُ لَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۶۲﴾

کشادہ فرماتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور جس پر چاہے تنگ فرماتا ہے بے شک اللہ ہر شے کا علم رکھتا ہے۔

اور اسی کے مطابق بسط رزق اور تنگی اپنی حکمت بالغہ سے فرماتا ہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَیَعْلَمُ اَنَّ كُلًّا مِنَ الْبَسْطِ وَالْقَدْرِ فِیْ اَیِّ وَقْتٍ یُوَافِقُ لَهُ الْحِكْمَةُ وَالْمَصْلِحَةُ فَیَفْعَلُ كُلًّا مِنْهُمَا فِیْ وَقْتِهٖ – اَوْ

Marfat.com

فَیَعْلَمُ مَنْ یَّلِیْقُ بِبَسْطِ الرِّزْقِ فَیَبْسُطُهٗ لَهٗ وَمَنْ یَّلِیْقُ بِقَدْرِهٖ فَیَقْدِرُ لَهٗ۔

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ مِنْۢ بَعْدِ مَوْتِهَا لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ؕ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۳﴾

اور اگر پوچھے تو ان سے کہ کون آسمان سے پانی برساتا ہے کہ اس سے مردہ زمین زندہ فرما کر سرسبز کرتا ہے تو ضرور کہیں گے اللہ ہی کرتا ہے تو فرما دیجئے اللہ کو ہی حمد ہے بلکہ اکثر ان کے بے عقل ہیں۔

یَعْنِیْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْئًا مِّنَ الْاَشْیَآءِ فَلِذٰلِکَ لَا یَعْمَلُوْنَ بِمُقْتَضٰی قَوْلِهِمْ هٰذَا فَیُشْرِکُوْنَ بِهٖ سُبْحٰنَهٗ اَخَسَّ مَخْلُوْقَاتِهٖ۔ یعنی انہیں کسی شے میں عقل نہیں اسی لئے وہ عمل نہیں کرتے اور اللہ کا شریک ذلیل مخلوق کو بناتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۱

وَمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۴﴾

اور کیا ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی ہے زندگی والا کاش وہ لوگ جانتے

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

تو جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے ہیں اسی کو خالص مان کر تو جب وہ انہیں بچا لاتا ہے خشکی کی طرف تو شرک کرنے لگتے ہیں

لِیَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ ۚ وَلِیَتَمَتَّعُوْا ٚ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

تا کہ ناشکری کریں ہماری دی ہوئی نعمتوں سے اور تا کہ تمتع حاصل کریں تو اب عنقریب جان لیں گے

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّیُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے حرم کی زمین پناہ بنائی اور اچک لئے جاتے ہیں ان کے گرد لوگ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے کفران نعمت کرتے ہیں

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾

اور کون بڑا ظالم ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کی تکذیب کرے جب اس کے پاس آئے کیا نہیں جہنم میں ٹھکانہ کافروں کے لئے

وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۶۹﴾

اور وہ جو کوشش کریں ہماری راہ میں ضرور ہم انہیں اپنا راستہ دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ عنکبوت - پ ۲۱

وَ ۔ اور   مَا ۔ نہیں   هٰذِهٖ ۔ یہ   الْحَیٰوةُ ۔ زندگی

Marfat.com

الدُّنْيَآ۔دنیا کی	اِلَّا۔مگر	لَهْوٌ۔کھیل	وَّ۔اور
لَعِبٌ۔کود	وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک	الدَّارَ۔گھر
الْاٰخِرَةَ۔آخرت کا	لَهِيَ۔یقیناً وہی	الْحَيَوَانُ۔زندگی ہے	لَوْ۔کاش
كَانُوْا۔وہ ہوتے	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	فَاِذَا۔تو جب	رَكِبُوْا۔سوار ہوتے ہیں
فِي۔بیچ	الْفُلْكِ۔کشتی کے	دَعَوُا۔پکارتے ہیں	اللّٰهَ۔اللہ کو
مُخْلِصِيْنَ۔خالص کرکے	لَهُ۔اس کے لئے	الدِّيْنَ۔دین	فَلَمَّا۔پھر جب
نَجّٰهُمْ۔نجات دیتا ہے ان کو		اِلَى۔طرف	الْبَرِّ۔خشکی کی
اِذَا۔تو اچانک	هُمْ۔وہ	يُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے ہیں	لِيَكْفُرُوْا۔تاکہ انکار کریں
بِمَآ۔اس کا جو	اٰتَيْنٰهُمْ۔دیا ہم نے ان کو	وَ۔اور	لِيَتَمَتَّعُوْا۔تاکہ فائدہ
اٹھائیں	فَسَوْفَ۔تو جلدی	يَعْلَمُوْنَ۔جان لیں گے	اَوَ۔کیا
لَمْ۔نہ	يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے	اَنَّا۔کہ ہم نے	جَعَلْنَا۔بنایا
حَرَمًا۔حرم	اٰمِنًا۔امن والا	وَّ۔اور	يُتَخَطَّفُ۔اچکے جاتے ہیں
النَّاسُ۔لوگ	مِنْ حَوْلِهِمْ۔ان کے گرداگرد	اَفَبِالْبَاطِلِ۔کیا باطل کے ساتھ	
يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے ہیں	وَ۔اور	بِنِعْمَةِ۔انعام	اللّٰهِ۔خداوندی کا
يَكْفُرُوْنَ۔انکار کرتے ہیں	وَ۔اور	مَنْ۔کون	اَظْلَمُ۔زیادہ ظالم ہے
مِمَّنِ۔اس سے جو	افْتَرٰى۔باندھے	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے
كَذِبًا۔جھوٹ	اَوْ۔یا	كَذَّبَ۔جھٹلائے	بِالْحَقِّ۔حق کو
لَمَّا۔جب	جَآءَ۔آئے	هٗ۔اس کے پاس	اَ۔کیا
لَيْسَ۔نہیں ہے	فِيْ۔بیچ	جَهَنَّمَ۔دوزخ کے	مَثْوًى۔جگہ
لِّلْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے لئے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔جو	جَاهَدُوْا۔کوشش کریں
فِيْنَا۔ہمارے متعلق	لَنَهْدِيَنَّهُمْ۔توضرور دکھائیں گے ہم ان کو		سُبُلَنَا۔اپنی راہیں
وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَمَعَ۔ساتھ
الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کے ہے			

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع۔سورۃ عنکبوت۔پ ۲۱

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ط۔اور کیا ہے یہ دنیا مگر کھیل کود۔

یعنی دنیا ایسے ہی ہے جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں اور ان کا دل اس کھیل میں لگ جاتا ہے۔ پھر سب گھروندے چھوڑ چھاڑ کر چل دیتے ہیں ایسے ہی دنیا ہے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ م لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۝۶۴

اور بے شک آخرت کا گھر وہی حقیقی زندگی کا گھر ہے کاش وہ جانتے۔

یعنی حقیقت دنیا و آخرت جانتے کہ دنیا فانی ہے اور آخرت جاودانی تو فانی زندگی کو دوامی زندگی پر کبھی ترجیح نہ دیتے۔

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

تو جب وہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں (اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک وعناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ) اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی کو خالص مان کر (کہ وہی اس طوفان اور سمندر کے طغیان سے نجات دینے والا ہے۔)

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾

تو جب وہ انہیں بچالاتا ہے خشکی کی طرف تو وہیں شریک کرنے لگتے ہیں۔

یعنی جب اندیشہ غرق نہیں رہتا اور پریشانی خشکی پر آنے سے ختم ہو جاتی ہے اور اطمینان مل جاتا ہے تو شرک کرنے میں دیر ہی نہیں لگاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ مشرکین دریائی سفر میں جاتے ہوئے اپنا بت ساتھ لے جاتے لیکن جب باد مخالف چلنے لگتی اور کشتی کے غرق ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو جاتا تو بتوں کو بھول جاتے بلکہ انہیں دریا میں پھینک دیتے اور رب حقیقی کو رَبَّنَا احْفَظْنَا رَبَّنَا احْفَظْنَا پکارنے لگتے اور جب خشکی پر آجاتے تو وہی پرانا شرک شروع کر دیتے۔

لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ۚۛ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا ٙ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۶۶﴾

تاکہ کفران نعمت کریں ہماری دی ہوئی نعمت کا اور برتیں تو عنقریب جان لیں گے۔

یعنی مصیبت سے نجات پانے کا شکر کرنے کے بجائے ناشکری کرتے ہیں اور اپنی بت پرستی میں مشغول ہو جاتے ہیں برخلاف مومنین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اخلاص کے ساتھ شکر کرتے ہیں۔ تو کافروں کو اس کا انجام معلوم ہو جائے گا۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّ یُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ یُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ یَكْفُرُوْنَ ﴿۶۷﴾

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے بنائی زمین حرم پناہ والی اور اچک لئے جاتے ہیں اس کے گرد کے لوگ تو کیا باطل کے ساتھ ہی ایمان رکھتے اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ناشکری کرتے ہیں۔

یعنی اہل مکہ نے یہ نہ دیکھا کہ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا کے مطابق اہل حرم سکان مکہ معظمہ امن میں رہتے ہیں اور اس کے ماحول میں جو ہیں وہ قتل بھی کیے جاتے ہیں اور گرفتار بھی ہوتے ہیں مگر باوجود اس کے وہ بت پرست ہیں جو بالکل باطل ہے اور نعمت سے مراد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں یا پھر اسلام اور مشرکین اس سے منکر ہیں۔

وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۶۸﴾

اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ترین ہے جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا حق کو جھٹلائے جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانہ نہیں۔

یعنی اس سے زیادہ اظلم کون ہے جو اللہ کا شریک مانے یا قرآن کریم اور نبی رؤف ورحیم کی تکذیب کرے تو یقیناً ایسے مشرک اور کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اَلَیْسَ استفہام انکاری ہے۔

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾ ع

اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنی راہیں دکھائیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یعنی جس نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم اسے ثواب کی راہ دکھائیں گے۔

حضرت سعد بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو اقامت سنت میں سعی کرے گا ہم اسے جنت کی راہ دکھائیں گے اور اللہ نیکوں کے ساتھ ہے یعنی ان کی نصرت و مدد فرماتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع ۔ سورۃ عنکبوت ۔ پ ۲۱

وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾

اور کیا ہے یہ دنیا کی زندگی مگر کھیل کود اور بے شک آخرت کا گھر ہی دار حیات ہے کاش وہ جانتے۔

اس میں دنیا کی زندگی کی حقارت کی طرف اشارہ ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَكَيْفَ لَا وَالدُّنْيَا لَا تَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ۔ اور کیوں نہیں جبکہ دنیا اللہ تعالیٰ کے نزدیک مچھر کے پر کی حیثیت نہیں رکھتی۔

فَقَدْ اَخْرَجَ التِّرْمَذِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَتِ الدُّنْيَا تَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ مَّا سَقٰى كَافِرًا مِّنْهَا شَرْبَةَ مَآءٍ۔ ترمذی شریف میں ہے سہل بن سعد نے کہا کہ فرمایا سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اگر دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی اللہ کے نزدیک حقیقت رکھتی تو کافر کو ایک گھونٹ پانی کا نہ پلایا جاتا۔

"مگر یہ کھیل کود ہے۔" يَعْنِيْ اِلَّا كَمَا يَلْعَبُ بِهِ الصِّبْيَانُ يَجْتَمِعُوْنَ عَلَيْهِ وَيَبْتَهِجُوْنَ بِهٖ سَاعَةً ثُمَّ يَتَفَرَّقُوْنَ عَنْهُ۔ یعنی جیسے بچے کھیل کود میں جمع ہو جاتے ہیں اور اس سے خوش ہوتے ہیں تھوڑی دیر پھر اس سے علیحدہ ہو کر چلے جاتے ہیں۔ یہ حال حیات دنیا کا ہے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ۔ اور بے شک آخرت کا گھر ہی حقیقی حیات کا گھر ہے۔

اِذْ لَا يَعْرِضُ الْمَوْتُ وَالْفَنَاءُ لِمَنْ فِيْهَا۔ اس لئے کہ آخرت کے گھر میں جو ہے اس پر موت اور فنا عارض نہیں ہوتی۔

حیوان اصل میں حییان تھا۔ دوسری یاء کو واو سے بدل دیا اور یہ بدلنا خلاف قیاس ہے۔

لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ اَیْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ لَمَا اٰثَرُوْا عَلَيْهَا الدُّنْيَا الَّتِيْ اَصْلُهَا عَدَمُ الْحَيَاةِ۔ یعنی کاش وہ سمجھتے کہ دنیا سے تعلق کیسا ہے اس لئے کہ دنیا کی اصل ہی عدم حیات ہے۔ اور اس کی ناپائیداری اس سے ثابت ہے کہ جب وہ دریائی سفر کرتے ہیں تو حیات و موت کی کشمکش میں آجاتے ہیں چنانچہ ارشاد باری ہے:

فَاِذَا رَكِبُوْا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

تو جب سوار ہوتے ہیں کشتی میں تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص طور پر۔

يَعْنِيْ لَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَلَا يَدْعُوْنَ سِوَاهُ سُبْحٰنَهٗ لِعِلْمِهِمْ بِاَنَّهٗ لَا يَكْشِفُ الشَّدَائِدَ

Marfat.com

اِلَّا ھُوَ عَزَّوَجَلَّ۔ اس وقت سوائے اللہ عزوجل کے کوئی یاد نہیں رہتا اور اس کے سوا اور کسی کو نہیں پکارتے اس لئے کہ دل میں وہ سمجھتے ہیں کشف شدائد سوا اللہ عزوجل کوئی نہیں کرسکتا۔

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾

تو جب ہم انہیں نجات دیتے ہیں خشکی کی طرف تو شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۚ وَلِيَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾

یہاں لام بمعنی کَیْ ہے یعنی تاکہ وہ کفر کریں ہماری دی ہوئی نعمتوں سے اور حیات دنیا میں متمتع رہیں تو عنقریب جان لیں گے۔

اَیْ یُشْرِکُوْنَ لِیَکُوْنُوْا کَافِرِیْنَ بِمَا اٰتَیْنٰھُمْ مِنْ نِعْمَۃِ النَّجَاۃِ بِسَبَبِ شِرْکِھِمْ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا بِاِجْتِمَاعِھِمْ عَلٰی عِبَادَۃِ الْاَصْنَامِ۔ تاکہ وہ شرک کرکے کافر ہیں ہماری نعمتوں سے اپنے شرک کے سبب اور بت پرستی پر راضی رہ کر چندروزہ زندگی پوری کریں۔ پھر اس کے بعد عنقریب اس کی سزا بروز قیامت پائیں۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ ۭ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے زمین حرم کو جائے امن بنایا اور اس کے گرد لوگ اچک لئے جاتے ہیں تو کیا باطل پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں سے کفر کرتے ہیں۔

یعنی حرم پاک کو ایسا جائے امن بنایا کہ وہاں کے وحوش وطیور بھی مامون ومحفوظ ہیں یہاں حرم سے مراد جائے حرم ہے یہ درحقیقت اس بات کا جواب ہے جو اہل مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کی تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ضحاک رحمہ اللہ راوی ہیں جو آیہ کریمہ کا شان نزول ہے:

اِنَّ اَھْلَ مَکَّۃَ قَالُوْا یَا مُحَمَّدُ مَا یَمْنَعُنَا اَنْ نَّدْخُلَ فِیْ دِیْنِکَ اِلَّا مَخَافَۃَ اَنْ یَتَخَطَّفَنَا النَّاسُ لِقِلَّتِنَا وَالْعَرَبُ اَکْثَرُ مِنَّا فَمَتٰی بَلَغَھُمْ اِنَّا قَدْ دَخَلْنَا فِیْ دِیْنِکَ اُخْتُطِفْنَا فَکُنَّا اُکْلَۃَ رَاْسٍ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی۔

مکہ والوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا ہمیں آپ کے دین میں کوئی وجہ مانع نہیں مگر صرف یہ خوف ہے کہ ہم قلیل ہیں اور عرب کافی ہیں تو جب انہیں خبر پہنچے گی کہ ہم آپ کے دین میں داخل ہوگئے ہیں تو وہ ہمیں اچک لیں گے اور ہلاک وقتل کردیں گے۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ تم ایسی امن والی زمین پاک میں ہو جہاں تم اور وحوش وطیور اور سبزہ گھاس بھی محفوظ ہے پھر تمہارا یہ خوف لغو ہے۔

تو پھر یہ جانتے ہوئے بھی باطل یعنی بتوں کے اوپر ایمان لاتے اور اللہ تعالیٰ پر کفران نعمت کرتے ہو اور شرک میں مبتلا ہو۔ پھر ارشاد ہے:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

اور کون اس سے زیادہ ظالم ہے جو افتراء باندھے اللہ پر جھوٹا یا جھٹلائے حق کو جب وہ ان کے پاس آئے کیا ان کا ٹھکانہ

Marfat.com

جہنم میں نہیں جو کافر ہیں۔ اور جو کوشش کریں ہمارے دین میں ضرور ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت فرمائیں گے اور بے شک اللہ ضرور نیکوں کے ساتھ ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا اور کہنا کہ اس جیسا اور بھی ہے یہ جھوٹ اور افتراء ہے اور اللہ عزوجل پر جھوٹ افتراء کرنے والا ظالم ترین ہے اور ظاہر ہے ایسے لوگوں کا مثویٰ یعنی ٹھکانہ جہنم ہے۔

اور جو اللہ عزوجل کی راہ میں کوشش کرے اور حق پر قائم رہے اس کے لئے وعدہ فرمایا گیا کہ ہم اسے اپنی راہ دکھائیں گے جن کے ذریعہ ہماری جناب تک وہ پہنچ سکے بعض نے اس کے معنی کیے:

اَلْمُرَادُ لَنُرِيَنَّهُمْ هِدَايَةً اِلٰى سُبُلِ الْخَيْرِ وَ تَوْفِيْقًا لِسُلُوْكِهَا فَاِنَّ الْجِهَادَ هِدَايَةٌ اَوْ مُرَتَّبٌ عَلَيْهَا وَقَدْ قَالَ تَعَالٰى وَالَّذِيْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى۔

اور حدیث میں ہے: مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ۔

سدی کہتے ہیں: اَلْمَعْنٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا بِالثُّبَاتِ عَلَى الْاِيْمَانِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا اِلَى الْجَنَّةِ۔

ایک قول ہے: اَلْمَعْنٰى وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِي الْغَزْوِ لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَ الشَّهَادَةِ وَالْمَغْفِرَةِ۔

اور اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کے ساتھ ہے جس کا یہ فائدہ ہوگا کہ ان کی نصرت و اعانت نیکوں کے ساتھ ہے۔

اس سورۃ مبارکہ کے ختم پر وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ فرمایا گیا اور شروع اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْٓا اَنْ يَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ۔ سے فرمایا۔ اس میں تلمیحاً واسطہ عقد ہے موحدین کے لئے۔

سُوْرَةُ الرُّوْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ﴿١﴾ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ﴿٢﴾ فِيْٓ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ﴿٣﴾

الٓمّٓ۔ رومی مغلوب ہوئے پاس کی زمین میں اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے

فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۗ لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿٤﴾

چند سال میں حکم اللہ کا ہے آگے اور پیچھے اور اس دن ایمان والے خوش ہوں گے

بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿٥﴾

اللہ مددگار ہے اور وہ مدد کر دیتا ہے جس کی چاہے اور وہی عزت والا مہربان ہے

وَعْدَ اللّٰهِ ۭ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٦﴾

یہ اللہ کا وعدہ ہے وہ خلاف نہیں کرتا اپنا وعدہ لیکن اکثر لوگ اسے نہیں جانتے

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ښ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٧﴾

وہ جانتے ہیں آنکھوں کے سامنے کی ظاہری زندگی دنیا کی اور وہ آخرت سے غافل ہیں

Marfat.com

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ
اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ
رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ⑧

کیا وہ نہیں سوچتے کہ اللہ نے ہی پیدا نہ فرمائے آسمان اورزمین اور جو کچھ ان میں ہے مگر حق اور ایک مقررہ میعاد سے اور بے شک بہت سے لوگ اپنے رب سے ملنے کے منکر ہیں

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ
قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا
عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۭ فَمَا
كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ
يَظْلِمُوْنَ ⑨ۭ

اور کیا انہوں نے زمین کی سیر نہ کی کہ دیکھتے کہ ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا وہ ان سے زیادہ تھے قوت میں اور انہوں نے زمین جوتی اور آباد کی ان کی آبادی سے زیادہ اور ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر رسول آئے تو نہ تھا اللہ ان پر ظلم کرنے والا لیکن وہ اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ⑩

پھر جنہوں نے برائی کی ان کا انجام برائی سے ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلائیں اور ان سے تمسخر کرتے تھے

حل لغات پہلا رکوع۔سورۃ روم۔پ ۲۱

الٓمٓ۔	غُلِبَتِ۔ مغلوب ہوگئے	الرُّوْمُ۔ رومی	فِيْٓ۔ بیچ
اَدْنَى۔ قریب کی	الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
مِّنْ بَعْدِ۔ بعد	غَلَبِهِمْ۔ اپنے مغلوب ہونے کے		سَيَغْلِبُوْنَ۔ جلدی غالب
آجائیں گے	فِيْ۔ بیچ	بِضْعِ۔ چند	سِنِيْنَ۔ سالوں کے
لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا	الْاَمْرُ۔ حکم ہے	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے بھی	وَ۔ اور
مِنْ بَعْدُ۔ پیچھے بھی	وَ۔ اور	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	يَّفْرَحُ۔ خوش ہوں گے
الْمُؤْمِنُوْنَ۔ مومن	بِنَصْرِ۔ مدد	اللّٰهِ۔ اللہ کی سے	يَنْصُرُ۔ مدد دیتا ہے
مَنْ۔ جسے	يَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ
الْعَزِيْزُ۔ غالب	الرَّحِيْمُ۔ مہربان ہے	وَعْدَ۔ وعدہ ہے	اللّٰهِ۔ اللہ کا
لَا۔ نہیں	يُخْلِفُ۔ خلاف کرنا	اللّٰهُ۔ اللہ	وَعْدَهٗ۔ اپنے وعدے کا
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ
لَا۔ نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں	ظَاهِرًا۔ ظاہری
مِّنَ الْحَيٰوةِ۔ زندگی	الدُّنْيَا۔ دنیا کی	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
عَنِ الْاٰخِرَةِ۔ آخرت سے	هُمْ۔ وہ	غٰفِلُوْنَ۔ غافل ہیں	اَوَ۔ کیا

Marfat.com

لَمۡ۔ نہ	یَتَفَکَّرُوۡا۔ سوچا انہوں نے	فِیۡٓ۔ بیچ	اَنۡفُسِہِمۡ۔ اپنی جانوں کے
مَا۔ نہیں	خَلَقَ۔ پیدا کیا	اللّٰہُ۔ اللہ نے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الۡاَرۡضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَیۡنَہُمَاۤ۔ ان کے درمیان ہے	اِلَّا۔ مگر	بِالۡحَقِّ۔ ساتھ حق کے	وَ۔ اور
اَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّی۔ مقرر	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بے شک
کَثِیۡرًا۔ بہت سے	مِّنَ النَّاسِ۔ لوگ	بِلِقَآئِ۔ ملاقات	رَبِّہِمۡ۔ اپنے رب کی سے
لَکٰفِرُوۡنَ۔ منکر ہیں	اَوَ۔ کیا	لَمۡ۔ نہ	یَسِیۡرُوۡا۔ پھرے وہ
فِی۔ بیچ	الۡاَرۡضِ۔ زمین کے	فَیَنۡظُرُوۡا۔ کہ دیکھتے	کَیۡفَ۔ کیسا
کَانَ۔ ہوا	عَاقِبَۃُ۔ انجام	الَّذِیۡنَ۔ ان کا جو	مِنۡ قَبۡلِہِمۡ۔ ان سے پہلے تھے
کَانُوۡۤا۔ وہ	اَشَدَّ۔ زیادہ تھے	مِنۡہُمۡ۔ ان سے	قُوَّۃً۔ طاقت میں
وَّ۔ اور	اَثَارُوا۔ جوتا انہوں نے	الۡاَرۡضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور
عَمَرُوۡہَاۤ۔ آباد کیا اس کو	اَکۡثَرَ۔ زیادہ	مِمَّا۔ اس سے جو	عَمَرُوۡ۔ آباد کیا انہوں نے
ہَا۔ اس کو	وَ۔ اور	جَآءَتۡہُمۡ۔ آئے ان کے پاس	رُسُلُہُمۡ۔ ان کے رسول
بِالۡبَیِّنٰتِ۔ دلائل لے کر	فَمَا۔ تو نہیں	کَانَ۔ تھا	اللّٰہُ۔ اللہ
لِیَظۡلِمَہُمۡ۔ کہ ظلم کرتا ان پر	وَ۔ اور	لٰکِنۡ۔ لیکن	کَانُوۡۤا۔ تھے
اَنۡفُسَہُمۡ۔ اپنی جانوں پر	یَظۡلِمُوۡنَ۔ ظلم کرتے	ثُمَّ۔ پھر	کَانَ۔ ہوا
عَاقِبَۃَ۔ انجام	الَّذِیۡنَ۔ ان کا جنہوں نے	اَسَآءُوا۔ برائی کی	السُّوۡٓاٰی۔ برا
اَنۡ۔ یہ کہ	کَذَّبُوۡا۔ جھٹلایا	بِاٰیٰتِ۔ آیتوں	اللّٰہِ۔ اللہ کی کو
وَ۔ اور	کَانُوۡا۔ تھے	بِہَا۔ ان سے	یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ۔ ٹھٹھا کرتے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

سورہ روم مکیہ ہے جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور ابن عطیہ وغیرہ سے مروی ہے لَا خِلَافَ فِیۡ مَکِّیَّتِہَا وَلَمۡ یَسۡتَثۡنُوۡا مِنۡہَا شَیۡئًا۔ بلا خلاف یہ سورۃ مبارکہ مکیہ ہے اور اس میں کسی آیت کا بھی استثناء نہیں کیا گیا۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہِیَ مَکِّیَّۃٌ اِلَّا قَوۡلَہٗ تَعَالٰی فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ وَہُوَ خِلَافُ مَذۡہَبِ الۡجُمۡہُوۡرِ وَالتَّفۡسِیۡرِ الۡمُرۡتَضٰی۔ یہ سورۃ مکیہ ہے مگر آیت فَسُبۡحٰنَ اللّٰہِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ الاٰیۃ لیکن یہ قول خلاف مذہب جمہور اور مستند تفاسیر کے ہے۔

اور اس کی آیتیں ساٹھ ہیں اور بعض کے نزدیک پچپن آیات ہیں۔

اور سابقہ سورۃ عنکبوت سے اس کا اتصال بقول جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس حکمت سے ہے کہ اس کے آخر میں وَالَّذِیۡنَ جَاہَدُوۡا فِیۡنَا لَنَہۡدِیَنَّہُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَاِنَّ اللّٰہَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ۔ آیا ہے۔

Marfat.com

اور اس سورۃ مبارکہ میں شروع نصاریٰ اہل کتاب پر مومنین کو نصرت کا وعدہ دیا ہے اور مومنین کو فرح و سرور اس وعدہ سے ہوا اس لئے کہ دولت اہل جہاد کے لئے ہے دین و دنیا کی۔

اس سورۃ مبارکہ میں ۶ رکوع ۶۰ آیتیں، تین ہزار پانچ سو چونتیس حروف ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ﴿۲﴾ ۔ الف، لام، میم، مغلوب ہو گا روم۔

روم کی تحقیق پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هِيَ قَبِيْلَةٌ عَظِيْمَةٌ مِنْ وُلْدِ رُوْمِيِّ بْنِ يُوْنَانَ بْنِ عَلْجَانَ بْنِ يَافِثِ بْنِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ روم ایک زبردست قبیلہ ہے اولاد رومی بن یونان بن علجان بن یافث بن نوح علیہ السلام کا۔

اور ایک قول ہے: مِنْ وُلْدِ يَافَانَ بْنِ يَافِثِ۔ یہ قبیلہ اولاد یافان بن یافث سے تھا۔

اور ایک قول ہے: مِنْ اَوْلَادِ رَعْوِيْلَ بْنِ عِيْصِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔ یہ قبیلہ اولاد رعویل بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام کا تھا۔

اور جوہری رحمہ اللہ کہتے ہیں: مِنْ وُلْدِ رُوْمِ بْنِ عِيْصَ الْمَذْكُوْرِ۔ یہ قبیلہ روم بن عیص سے تھا۔

الٓمّٓ ﴿۱﴾ یہ ابتدائے سورت کے حروف مقطعات ہیں۔ ان کی تشریح اول آچکی ہے۔ یہاں دوسری تصریح مناسبت مضمون سورۃ سے یہ ہے کہ الف سے مراد اسلام اور لام سے مراد اہل کتاب اور میم سے ان کا مغلوب ہونا ظاہر فرمایا گیا۔ گویا اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگرچہ فی الحال رومی ایرانیوں سے مغلوب ہو گئے ہیں لیکن بالآخر رومی ایرانیوں پر غالب آئیں گے اور پھر مسلمان رومیوں اور ایرانیوں دونوں پر غالب آئیں گے۔

غُلِبَتِ الرُّوۡمُ ﴿۲﴾ فِیۡۤ اَدۡنَی الۡاَرۡضِ وَ ہُمۡ مِّنۡۢ بَعۡدِ غَلَبِہِمۡ سَیَغۡلِبُوۡنَ ﴿۳﴾ فِیۡ بِضۡعِ سِنِیۡنَ ۬

اس کا شان نزول یہ ہے کہ

فارس اور روم کے مابین جنگ تھی اور چونکہ اہل فارس مجوسی تھے اس لئے مشرکین عرب ان کا غالب ہونا پسند کرتے تھے۔

اور رومی اہل کتاب تھے مسلمان ان کا غلبہ پسند کرتے تھے۔

خسرو پرویز فارس کا تاجدار تھا اس نے رومیوں پر لشکر کشی کی اور قیصر روم جسے ہرقل کہتے تھے اور انگریز مورخ ہرکلس لکھتا ہے اس نے بھی لشکر دفاع کے لئے بھیجا۔

یہ لشکر سرزمین شام کے قریب مقابل ہوئے۔ مختصر یہ کہ اہل فارس ان پر غالب ہوئے۔ مسلمان یہ خبر سن کر غمگین ہوئے اور کفار مکہ بہت خوش ہوئے اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ تم بھی اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب تم دونوں مذہبی بھائی ہو۔ اور ہم بھی امی اور اہل فارس بھی امی لہٰذا وہ ہمارے بھائی ہیں۔

چونکہ اہل فارس ہمارے بھائی کتابیوں پر غالب ہوئے تو جب ہماری جنگ ہوگی تو ہم بھی یقیناً تم پر غالب ہوں گے۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی ان میں خبر دی گئی کہ چند سال گزرتے ہیں کہ رومی اہل فارس پر غالب آجائیں گے۔ تو یہ آیتیں سن کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کفار مکہ میں اعلان فرمادیا کہ خدا کی قسم رومی ضرور اہل فارس پر غلبہ پائیں گے اے مکہ والو تم اس نتیجہ جنگ سے خوش نہ ہو ہمیں ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔

Marfat.com

اس پر ابی بن خلف آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور سو سو اونٹ کی شرط ٹھہرانے لگا۔

آپ نے فیصلہ فرمایا کہ اگر نو سال میں اہل فارس غالب آ جائیں تو ہمارے ذمہ ہو گا کہ ہم ابی کو سو اونٹ دیں گے اور اگر رومی فارس پر غالب آ جائیں تو ابی کے ذمہ ہو گا کہ وہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے۔

یہ وہی سٹہ تھا جس پر آج لندن کے نرخ پر شرطیں کر کے لاکھوں روپیہ ادھر ادھر ہو جاتا ہے۔ اس وقت تک اس کی حرمت کا حکم نہ تھا۔ بعد میں عقود فاسدہ ربوا وغیرہ حرام ہو گیا۔

بعض ائمہ مثل امام ہمام ابو حنیفہ اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہما اس طرف ہیں کہ اس قسم کے عقود حربی کفار وغیرہ کے ساتھ جائز ہیں اور اسی واقعہ کو اس کی حلت پر دلیل لاتے ہیں۔

چنانچہ سات سال بعد یہ پیشگوئی صحیح ہوگئی اور صلح حدیبیہ یا بدر کے دن رومی اہل فارس پر غالب آ گئے اور رومیوں نے مدائن میں اپنے گھوڑے باندھ دیے۔ اور عراق میں رومیہ نامی ایک شہر کی بناء رکھ دی۔

اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے شرط کے سو اونٹ ابی کی اولاد سے وصول کر لئے اس لئے کہ اس مدت کے پورے ہونے سے پہلے ابی مر چکا تھا۔

پھر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہ شرط کے حاصل کیے ہوئے اونٹ صدقہ کر دیں تو آپ نے صدقہ کر دیئے۔

اس پیشگوئی کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تصدیق نبوت پر بین دلیل کہا گیا جو قرآن اور سید انام کی مصدق ہیں۔

(خازن، مدارک)

فِيٓ اَدْنَى الْاَرْضِ۔ پاس کی زمین میں۔

یعنی شام کی اس سرزمین میں جو فارس کے قریب ہے۔

وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۙ﴿۳﴾ فِيْ بِضْعِ سِنِيْنَ ۭ

اور وہ اپنی مغلوبی کے بعد عنقریب غالب ہوں گے چند سال میں۔

عربی میں بضع کا اطلاق نو برس پر ہوتا ہے۔ چنانچہ اس نو سال کی مدت کے اندر ساتویں ہی برس رومی غالب آ گئے اور فارس مغلوب ہو گئے۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ۭ۔ اللہ کا ہی حکم ہے پہلا اور بعد کا۔

یعنی رومیوں کے غلبہ سے پہلے بھی اور اس کے بعد بھی حکم الٰہی عزوجل کا ہی ظہور تھا۔

اہل فارس کا غلبہ بھی بحکم الٰہی عزوجل تھا اور اہل روم کا پھر غلبہ یہ دونوں بحکم الٰہی عزوجل تھے جو قضا و قدر کے ماتحت ہیں۔

گویا اس قادر و قیوم نے اول فارسیوں کو غالب کیا اور اسی نے کتابیوں کو ان پر غالب فرمایا۔ یوم بدر میں مسلمانوں کو مشرکوں پر اور اہل فارس پر غلبہ دے کر۔

وَيَوْمَىِٕذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ﴿۴﴾ بِنَصْرِ اللّٰهِ ۭ۔ اس دن ایمان والے خوش ہیں اللہ کی مدد سے۔

يَنْصُرُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾۔

Marfat.com

وہ مدد کرتا ہے جس کی چاہے اور وہی عزت والا مہربان ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو اس دن فرح وسرور بخشا۔

وَعْدَ اللّٰهِ ۖ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝٦

اللہ کا وعدہ ہے اور وہ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

چنانچہ جو اس نے وعدہ کیا اسے پورا فرمایا مگر جاہل لوگ اس کی حکمتوں سے بے خبر ہیں۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۖ وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝٧

وہ تو ظاہری زندگی دنیا کو جانتے ہیں اور آخرت سے غفلت میں پڑے ہوئے ہیں۔

یعنی ان کی نظر میں صرف اور صرف دنیا کی زندگی ہے اور بعث ونشر سے اتنے بے خبر ہیں کہ اسے مانتے بھی نہیں چنانچہ ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ۗ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ۝٨

کیا انہوں نے غور وفکر اپنے جی میں نہ کیا کہ اللہ نے ہی یہ پیدا کیے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے اللہ تعالیٰ نے عبث اور باطل نہیں بنائی ان کی تخلیق میں بے شمار حکمتیں ہیں اور یہ سب کچھ ہمیشہ کے لئے نہیں بنایا بلکہ ایک مدت معین کر دی ہے جب وہ مدت پوری ہو جائے گی تو یہ سب کچھ فنا ہوں گے اور وہ مدت قیامت کے قائم ہونے تک ہے اور یہ کافر اسے کیا سمجھیں یہ تو بعث بعد الموت پر بھی ایمان نہیں رکھتے۔ پھر ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۗ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّ اَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۗ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝٩

اور کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ دیکھتے کہ ان سے پہلے لوگوں کا کیا انجام ہوا جو ان سے زیادہ زوردار اور طاقتور تھے اور زمین جوت کر انہوں نے آباد کی ان سے زیادہ زمینیں اور ان کے پاس رسول آئے روشن نشانیاں لے کر تو اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

یعنی وہ قوم ان سے پہلے گزر چکی جو ان سے زیادہ دنیاوی معاملات میں ترقی کر چکی تھی۔ انہوں نے ان سے زیادہ زمینیں آباد کیں اور ان سے زیادہ قوت والی تھیں اور جب ان کے پاس ہمارے رسول نشانیاں لے کر آئے تو اپنی عقل کج خرام سے ان کی تکذیب پر اتر آئے آخر اسی تکذیب کی سزا میں ہلاک کیے گئے ان کے اجڑے دیار اور ان کی بربادی کے آثار دیکھنے والوں کے لئے موجب عبرت ہیں اور یہ ان کے کیے کی سزا ہے جیسا انہوں نے کیا ویسا ہی بدلہ پایا اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ ظلم ہو سکتا ہے نہ اس نے ظلم کیا بلکہ انہوں نے اپنی جانوں پر بداعمالی کر کے ظلم کیا اس کی سزا پائی۔ اور وہ ہلاک ہوئے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

ثُمَّ كَانَ عَاقِبَةَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓاٰى اَنْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَكَانُوْا بِهَا يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝١٠

پھر جنہوں نے حد سے بڑھ کر برائی کی ان کا انجام یہ ہوا کہ اللہ کی آیتیں جھٹلانے لگے اور ان کے ساتھ وہ تمسخر کیا

Marfat.com

کرتے تھے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ روم - پ ۲۱

الٓمّٓ ۝ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ وَ هُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ

الف، لام، میم اس کی تصریح اول آ چکی ہے۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ باب الاشارات میں فرماتے ہیں: اَلْاَلِفُ اِشَارَةٌ اِلٰی اُلْفَةِ طَبْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَاللَّامُ اِلَی اللُّؤْمِ طَبْعِ الْکَافِرِیْنَ وَالْمِیْمُ اِلٰی مَغْفِرَةِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

یعنی روم مغلوب کیے جائیں گے فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ اَیْ اَقْرَبِهَا۔ قریب کی زمین میں اور وہی یعنی روم اس مغلوبیت کے بعد فارس پر عنقریب غالب ہوں گے چند سالوں میں۔

غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝ - اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هِیَ قَبِیْلَةٌ عَظِیْمَةٌ مِّنْ وُّلْدِ رُوْمِیِّ بْنِ یُوْنَانَ بْنِ عَلْجَانَ بْنِ یَافِثِ بْنِ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ رومی ایک بہت بڑے قبیلے کا نام ہے جو رومی بن یونان بن علجان بن یافث بن نوح علیہ السلام کی اولاد سے تھا۔

وَ قِیْلَ مِنْ وُّلْدِ رَعْوِیْلَ بْنِ عِیْصِ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔ ایک قول ہے کہ یہ اولاد رعویل بن عیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام سے تھا۔

وَ قِیْلَ مِنْ وُّلْدِ یَافَانَ بْنِ یَافِثٍ۔ ایک قول ہے کہ وہ یافان بن یافث کی اولاد سے ہے۔

وَ قَالَ الْجَوْهَرِیُّ مِنْ وُّلْدِ رُوْمِ بْنِ عِیْصٍ۔ جوہری کی تحقیق میں وہ اولاد روم بن عیص سے ہے۔

صَارَتْ لَهَا وَاقِعَةٌ مَّعَ فَارِسَ عَلٰی عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَغَلَبَتْهَا وَ قَهَرَتْهَا فَارِسُ۔ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں فارس سے ان کا مقابلہ ہوا تو ان پر فارس غالب ہوا اور یہ مغلوب ہو گئے تھے۔

فِیْۤ اَدْنَی الْاَرْضِ - اَیْ اَقْرَبِهَا وَالْمُرَادُ بِالْاَرْضِ اَرْضُ الرُّوْمِ - اَدْنَی الْاَرْضِ سے مراد قریب کی زمین ہے اور وہ ارض روم ہے۔

وَقَدْ جَآءَ مِنْ طُرُقٍ عَدِیْدَةٍ اِنَّ الْحَرْبَ وَقَعَ بَیْنَ اَذْرُعَاتٍ وَّ بُصْرٰی۔ متعدد روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ جنگ اذرعات اور بصریٰ کے مابین واقع ہوئی ہے۔

وَ قَالَ مُجَاهِدٌ بِالْجَزِیْرَةِ یَعْنِی الْجَزِیْرَةَ الْعُمْرِیَّةَ لَا جَزِیْرَةَ الْعَرَبِ۔ مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ جنگ جزیرہ عمریہ میں ہوئی تھی نہ کہ جزیرہ عرب میں۔

ابن حجر مکی رحمہ اللہ پہلے قول کو صحیح فرماتے ہیں۔

وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَیَغْلِبُوْنَ ۝ - اور وہ یعنی روم والے فارس کے غلبہ کے بعد فارس پر غالب آئیں گے۔

فِیْ بِضْعِ سِنِیْنَ - چند سالوں میں۔

وَالْبِضْعُ مَا بَیْنَ الثَّلَاثِ اِلَی الْعَشْرِ۔ بضع کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تین سے دس سال کے لئے مستعمل ہوتا ہے بقول اصمعی۔

اور مجمل میں ہے: مَا بَیْنَ الْوَاحِدِ اِلَی التِّسْعَةِ۔ ایک سے نو تک کو بضع کہتے ہیں۔

Marfat.com

وَقَالَ الْمُبَرِّدُ مَا بَيْنَ الْعَقْدَيْنِ فِيْ جَمِيْعِ الْاَعْدَادِ۔ مبرد کہتے ہیں تمام دہائیوں میں دو عددوں کے مابین کو بضع کہتے ہیں۔

اس کا واقعہ نزول اس طرح ہے

رُوِیَ اَنَّ فَارِسَ غَزَوُا الرُّوْمَ فَوَافَوْهُمْ بِاَذْرُعَاتٍ وَّ بُصْرٰی فَغَلَبُوْا عَلَيْهِمْ فَبَلَغَ ذَالِكَ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اَصْحَابَهٗ وَ هُمْ بِمَكَّةَ فَشَقَّ ذَالِكَ عَلَيْهِمْ وَكَانَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَكْرَهُ اَنْ يَّظْهَرَ الْاُمِّيُّوْنَ مِنَ الْمَجُوْسِ عَلٰى اَهْلِ الْكِتَابِ مِنَ الرُّوْمِ وَ فَرِحَ الْكُفَّارُ بِمَكَّةَ وَ شَتَمُوْا فَلَقُوْا اَصْحَابَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا اِنَّكُمْ اَهْلُ كِتَابٍ وَالنَّصَارٰی اَهْلُ كِتَابٍ وَّ ظَهَرَ اِخْوَانُنَا مِنْ اَهْلِ فَارِسَ عَلٰى اِخْوَانِكُمْ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَاِنَّكُمْ اِنْ قَاتَلْتُمُوْنَا لَنَظْهَرَنَّ عَلَيْكُمْ اَلْبَتَّةَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى الٓمّٓ غُلِبَتِ الرُّوْمُ الْاٰيَاتِ۔

روایت ہے کہ فارس نے رومیوں پر چڑھائی کی اور وہ اذرعات و بصریٰ تک پہنچ گئے اور رومیوں پر غالب آ گئے اس واقعہ کی اطلاع جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اصحاب کرام رضی اللہ عنہم تک پہنچی اور یہ سب مکہ معظمہ میں تھے تو یہ خبر صحابہ کرام کو شاق معلوم ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اسے پسند نہ فرماتے تھے کہ امی یعنی اہل فارس جو مجوسی ہیں وہ اہل کتاب پر غالب آئیں اور اس خبر سے مشرکین مکہ خوش ہوئے اور طعنہ دینے لگے مسلمانوں کو۔ تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ملے اور بولے تم اہل کتاب اور نصاریٰ بھی اہل کتاب۔ اس وقت ہمارے بھائی جو اہل فارس ہیں تمہارے بھائی اہل کتاب پر غالب آ گئے ہیں۔ اور اگر تم ہمارے ساتھ مقابلہ کرو گے تو اللہ تعالیٰ ہمیں تم پر فتح یاب فرمائے گا، تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا:

الٓمّٓ ۝۱ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ۝۲ فِیْۤ اَدْنَى الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُوْنَ ۝۳ فِیْ بِضْعِ سِنِيْنَ

فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلَى الْكُفَّارِ فَقَالَ اَفَرِحْتُمْ بِظُهُوْرِ اِخْوَانِكُمْ عَلٰى اِخْوَانِنَا فَلَا تَفْرَحُوْا وَلَا يُقِرَّنَّ اللّٰهُ عَيْنَكُمْ فَوَاللّٰهِ لَيَظْهَرَنَّ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ اَخْبَرَنَا بِذٰلِكَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کفار کی طرف تشریف لائے اور فرمایا کیا تم اپنے مشرک بھائیوں کی فتح پر خوش ہو کہ ہمارے بھائیوں پر وہ غالب آ گئے تو میں تمہیں کہتا ہوں کہ اس پر نہ اتراؤ اللہ تعالیٰ اس فتح پر تمہاری آنکھیں ٹھنڈی نہ کرے گا قسم بخدا عنقریب رومی فارس پر فتح یاب ہوں گے یہ غیبی اطلاع ہمیں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔ یہ سن کر

فَقَامَ اِلَيْهِ اُبَیُّ بْنُ خَلْفٍ فَقَالَ كَذَبْتَ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْبَكْرٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْتَ اَكْذَبُ يَا عَدُوَّ اللّٰهِ تَعَالٰی اُنَاصِبُكَ عَشْرَ قَلَائِصَ مِنِّیْ وَعَشْرَ قَلَائِصَ مِنْكَ فَاِنْ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰی فَارِسَ غَرِمْتَ وَاِنْ ظَهَرَتْ فَارِسُ غَرِمْتُ اِلٰی ثَلَاثِ سِنِيْنَ فَنَاحَبَهٗ۔

آپ کی طرف ابی بن خلف کھڑا ہو کر بولا آپ غلط کہتے ہیں تو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو بڑا جھوٹ بولنے والا ہے اے اللہ کے دشمن آ میں دس اونٹ اپنی طرف سے شرط رکھتا ہوں اور دس تو اپنی طرف سے رکھ دے۔ اگر روم

فارس پر تین سال تک غالب آ گیا تو تیرے دس اونٹ میں لے لوں گا اور فارس رومیوں پر غالب آ گیا تو میرے دس اونٹ تیرے ہو جائیں گے۔ چنانچہ یہ فیصلہ ہو گیا۔

ثُمَّ جَآءَ اَبُوْبَكْرٍ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَا هٰكَذَا ذَكَرْتَ اِنَّمَا الْبِضْعُ مَا بَيْنَ الثَّلَاثِ اِلَى التِّسْعِ فَزَايِدْهُ فِي الْخَطْرِ وَ مَادِّهٖ فِي الْاَجَلِ۔

پھر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور جو گفتگو ابی بن خلف سے ہوئی تھی وہ سنائی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صدیق تین سال نہیں اس لئے کہ بضع کا اطلاق تین سے نو تک ہوتا ہے لہٰذا مدت میں زیادتی کرلو اور اس پر یہ طے کرلو۔

فَخَرَجَ اَبُوْبَكْرٍ فَلَقِيَ اُبَيًّا فَقَالَ لَعَلَّكَ نَدِمْتَ قَالَ لَا تَعَالَ اُزَايِدُكَ فِي الْخَطْرِ وَاُمَادُّكَ فِي الْاَجَلِ فَاجْعَلْهَا مِائَةَ قَلُوْصٍ اِلٰى تِسْعِ سِنِيْنَ۔

تو حضرت صدیق ابی بن خلف کی طرف پھر تشریف لے گئے تو ابی کہنے لگا شاید آپ اپنے عہد سے نادم ہیں آپ نے فرمایا نہیں بلکہ آؤ ہم زیادہ اونٹوں کی شرط کرتے ہیں یعنی سو سو اونٹ نو سال تک۔

قَالَ قَدْ فَعَلْتُ فَلَمَّا اَرَادَ اَبُوْبَكْرٍ الْهِجْرَةَ طَلَبَ مِنْهُ اُبَيٌّ كَفِيْلًا فَاَعْطَاهُ كَفِيْلًا بِالْخَطْرِ اِنْ غَلَبَ فَكَفَلَ بِهٖ اِبْنَهٗ عَبْدَالرَّحْمٰنِ فَلَمَّا اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلٰى اُحُدٍ طَلَبَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بِالْكَفِيْلِ فَاَعْطَاهُ كَفِيْلًا ۔ وَ مَاتَ اُبَيٌّ مِنْ جُرْحٍ جَرَحَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ ظَهَرَتِ الرُّوْمُ عَلٰى فَارِسَ لَمَّا دَخَلَتِ السَّنَةُ السَّابِعَةُ۔

ابی بولا مجھے منظور ہے تو جب حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہجرت کے ارادہ سے مدینہ روانہ ہونے لگے تو ابی بن خلف نے ضمانتی طلب کیا آپ نے ضمانت عبدالرحمٰن اپنے بیٹے کی دے دی تو جب ابی غزوۂ احد کے لئے نکلا تو حضرت عبدالرحمٰن نے اس سے ضمانت مانگی اس نے بھی ضمانت دے دی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے وہ احد میں زخمی ہو کر مر گیا۔ پھر رومی ساتویں سال فارس پر غالب آ گئے تو اس کے ورثاء نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سو اونٹ دے دیئے۔

بعض روایتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ رومی یوم حدیبیہ میں غالب آئے۔

اور ترمذی کی روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ جب یوم بدر آیا تو اسی دن روم فارس پر فتح یاب ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ شرط کے اونٹ لے کر بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے تو

فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ تَصَدَّقْ بِهٖ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا کہ یہ سب اونٹ صدقہ کردو۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ اونٹ کس لئے صدقہ کیے گئے؟ اگر یہ شرط قبل تحریم قمار تھی کہ جائز تھی اور چونکہ یہ سورۃ مکی ہے اور تحریم خمر اور میسر آخر نزول قرآن پر آئی تو یہ مال مشکوک بھی نہ تھا اور اگر بعد تحریم یہ شرط کی گئی تھی تو مال حرام کا صدقہ بھی جائز نہیں تھا۔

اگر کہا جائے کہ یہ مال حربی کا تھا اور عقود فاسدہ امام ابوحنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک حربی سے ہیں تو اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مصلحت اسی میں دیکھی کہ یہ صدقہ کر دیے جائیں تو مال حلال کا صدقہ ہی ہوا۔

Marfat.com

اور مسلک امام ابوحنیفہ اور امام محمد کے مطابق عقود فاسدہ دار الحرب میں مسلمین و کفار کے مابین جائز ہیں۔ بناء بریں اس کے حلال و مباح ہونے میں کوئی تامل نہیں بشرطیکہ وہ دار الحرب میں کسی حربی سے کیا جائے جیسا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ابی بن خلف کے ساتھ کیا تھا۔ کما فی روح المعانی و تفسیر النسفی۔

خلاصہ یہ کہ یہ رومیوں کو فتح فارس پر سلطنت خسرو پرویز میں ہوئی۔ کَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیُّ۔

وَ كَانَتْ كِلْتَا الْغَلَبَتَيْنِ فِيْ سَلْطَنَةِ خُسْرُوْ پَرْوِيْزَ۔ اور یہ دونوں غلبہ خسرو پرویز کے عہد میں ہوئے۔

چنانچہ صاحب روضۃ الصفا فرماتے ہیں: اَنَّهُ لَمَّا مَضٰى مِنْ سَلْطَنَةِ خُسْرُوْ اَرْبَعَةَ عَشَرَ سَنَةً غَدَرَ الرُّوْمِيُّوْنَ بِمُلْكِهِمْ وَ قَتَلُوْهُ مَعَ اِبْنِهٖ بِنَاطُوْسَ وَهَرَبَ اِبْنُهُ الْاٰخَرُ اِلٰى خُسْرُوْ فَجَهَّزَ مَعَهٗ ثَلَاثَةَ رُؤُسٍ اُوْلِيْ قَدْرٍ رَفِيْعٍ مَعَ عَسْكَرٍ عَظِيْمٍ فَدَخَلُوْا بِلَادَ الشَّامِ وَفَلَسْطِيْنَ وَبَيْتَ الْمُقَدَّسِ وَاَسَرُوْا مَنْ فِيْهَا مِنَ الْاَسَاقِفَةِ وَ غَيْرِهِمْ وَاَرْسَلُوْا اِلٰى خُسْرُوالصَّلِيْبَ الَّذِيْ كَانَ مَدْفُوْنًا عِنْدَهُمْ فِي التَّابُوْتِ مِنْ ذَهَبٍ وَ كَذٰلِكَ اِسْتَوْلُوْا عَلَى الْاَسْكَنْدَرِيَّةِ وَبِلَادِ النُّوْبَةِ اِلٰى اَنْ وَصَلُوْا اِلٰى نَوَاحِي الْقُسْطُنْطُنِيَّةِ وَ اَكْثَرُوا الْخَرَابَ وَ جَهَدُوْا عَلٰى اِطَاعَةِ الرُّوْمِيِّيْنَ لِاِبْنِ قَيْصَرَ فَلَمْ تَحْصِلْ۔

جبکہ سلطنت خسرو کو چودہ برس گزر گئے تو رومیوں نے ان کے ملک پر چڑھائی کی اور انہیں مع اس کے بیٹے ناطوس کے قتل کر دیا اور دوسرا بیٹا خسرو کی طرف بھاگ گیا۔ پھر اس کے ساتھ تین رئیس بڑے معزز تیار ہوئے اور ایک بھاری لشکر کے ساتھ بلاد شام اور فلسطین اور بیت المقدس میں داخل ہوئے اور جتنے وہاں سردار تھے سب کو قید کر کے خسرو کی طرف بھیج دیئے اور وہ صلیب جو سونے کے صندوق میں بند کر کے دفن کر رکھی تھی وہ بھی خسرو کی طرف بھیج دی حتیٰ کہ اسکندریہ اور بلاد نوبہ پر قبضہ کرتے کرتے نواحِ قسطنطنیہ تک پہنچ گئے اور خوب جنگ رہی۔ اور رومیوں کے مطیع کرنے میں کافی جدوجہد کی گئی لیکن اس میں کامیابی نہ ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ رومیوں نے اس وقت ایک شخص کو اپنا حاکم بنا لیا تھا جس کا نام ہرقل تھا جسے انگریزی تواریخ میں ہرکلس کہتے ہیں یہ نہایت عادل اور خدا ترس تھا۔ اس نے جب فارس کی تخریبی کیفیت یہاں تک دیکھی کہ روم میں قتل و غارت عام ہونے لگا۔

تو یہ رویا اور بارگاہ الٰہی میں تخلیص روم کی دعا کی چنانچہ تیر دعا نشانۂ اجابت پر لگا اور اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کے آگے خسرو پا بجولاں لایا گیا ہے۔ اور اسے کوئی کہتا ہے کہ پرویز کے مقابلہ میں جلدی کر تجھے فتح و ظفر حاصل ہوگی چنانچہ ہرقل نے لشکر جمع کیا اور قسطنطنیہ سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا جب خسرو نے سنا تو اس نے بھی بارہ ہزار کا لشکر جمع کیا جس میں اس کی قوم کے امراء بھی شامل تھے۔

پھر ہرقل نے ان سے مقابلہ کر کے ان کے نو ہزار لشکری اور رؤسا قتل کر دیئے۔ بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ رومیوں نے اپنے گھوڑے مدائن میں باندھ دیئے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَرَاَيْنَا فِيْ بَعْضِ الْكُتُبِ اَنَّ سَبَبَ ظُهُوْرِ الرُّوْمِ عَلٰى فَارِسَ اَنَّ كِسْرٰى بَعَثَ اِلٰى اَمِيْرِهٖ شَهْرَيَارَ وَ هُوَ الَّذِيْ وَلَّاهُ عَلٰى مُحَارَبَةِ الرُّوْمِ اَنِ اقْتُلْ اَخَاكَ فَرْخَانَ لِمَقَالَتِهٖ قَالَهَا وَ

Marfat.com

هُوَ قَوْلُهُ لَقَدْ رَأَيْتُنِي جَالِسًا عَلٰى سَرِيْرِ كِسْرٰى فَلَمْ يَقْتُلْهُ فَبَعَثَ اِلٰى فَارِسَ اَنِّيْ قَدْ عَزَلْتُ شَهْرَيَارَ وَوَلَّيْتُ اَخَاهُ فَرْخَانَ فَاطَّلَعَ فَرْخَانُ عَلٰى حَقِيْقَةِ الْحَالِ فَرَدَّ الْمُلْكَ اِلٰى اَخِيْهِ وَ كَتَبَ شَهْرَيَارُ اِلٰى قَيْصَرَ مَلِكِ الرُّوْمِ فَتَعَاوَنَا عَلٰى كِسْرٰى فَغَلَبَتِ الرُّوْمُ فَارِسَ وَجَاءَ الْخَبَرُ فَفَرِحَ الْمُسْلِمُوْنَ وَ كَانَ ذٰلِكَ مِنَ الْاٰيَاتِ الْبَيِّنَاتِ الْبَاهِرَةِ الشَّاهِدَةِ بِصِحَّةِ النُّبُوَّةِ وَكَوْنِ الْقُرْاٰنِ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِمَا فِيْ ذٰلِكَ مِنَ الْاَخْبَارِ عَنِ الْغَيْبِ الَّذِيْ لَا يَعْلَمُهُ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ۔

میں نے بعض کتابوں میں دیکھا کہ روم کے غلبہ کا سبب فارس پر یہ ہوا کہ کسریٰ نے اپنے امیر شہر یار کو حکم بھیجا کہ وہ اپنے بھائی فرخان کو قتل کر دے اور اسی وجہ میں اسے محاربۂ روم پر والیٔ حرب مقرر کیا تھا۔ تو اس نے چونکہ ایسا نہ کیا تو اس نے لشکر کو لکھا اور حکم دیا کہ میں شہر یار کو معزول کر کے اس کے بھائی فرخان کو مقرر کرتا ہوں۔ فرخان نے ان واقعہ کی اطلاع شہر یار کو دے دی۔ اس نے اپنے بھائی فرخان کو بھیجا اور قیصر روم کو لکھا کہ ہم تمہاری اعانت کریں گے چنانچہ اس طرح روم فارس پر غالب آ گیا اور اس کی خبر جب مسلمانوں کو ملی تو وہ مسرور ہوئے۔ اس واقعہ میں آیات بینات سے باہر و ظاہر مشاہدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحت نبوت کا ہوا اور قرآن کریم کی پوری تصدیق ہوئی کہ وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور اس میں اخبار بالغیب ایسی ایسی ہیں جنہیں سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی بالذات نہیں جانتا اور وہ علیم وخبیر ہے جسے چاہے عطا فرماتا ہے۔

اور اس کے بعد صحیح روایات سے ثابت ہے کہ رومی اکثر مسلمان ہوئے۔ روح المعانی

اور یہ بھی روایت ہے کہ یہ آیۂ کریمہ دوبار نازل ہوئی۔

ایک بار مکہ معظمہ میں اور ایک بار یوم بدر میں۔

لِلّٰهِ الْاَمْرُ مِنْ قَبْلُ وَمِنْۢ بَعْدُ ؕ۔ اللہ کا ہی حکم ہے اول اور آخر۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ مِنْ قَبْلِ هٰذِهِ الْحَالَةِ وَمِنْ بَعْدِهَا۔ یعنی موجودہ حالت سے قبل بھی اللہ کا ہی حکم تھا اور موجودہ حال کے بعد بھی اللہ کا ہی حکم ہوگا۔

یعنی زمانۂ متقدم اور زمانۂ متاخر میں بہر حال حکم الٰہی عزوجل نافذ وصادر ہے۔

وَيَوْمَئِذٍ يَّفْرَحُ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝۴ لا بِنَصْرِ اللّٰهِ ؕ يَنْصُرُ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۵ لا

اللہ کا وعدہ وہ ہے کہ وہ وعدہ کے خلاف نہیں کرتا لیکن بہت سے لوگ نہیں جانتے۔

اور وہ اپنے جہل کی وجہ میں اس کی شیون قدرت نہیں سمجھتے۔

يَعْلَمُوْنَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ۔ وہ تو ظاہری حیات دنیا ہی کو جانتے ہیں۔

یعنی دنیا کی سجاوٹ اور اس کی لذتوں ہی کو سمجھتے ہیں کہ یہی سب کچھ ہے اور اس پر مٹے ہوئے ہیں اور اسی کے لئے کوشاں ہیں۔

وَهُمْ عَنِ الْاٰخِرَةِ هُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۷۔ اور وہ آخرت کے درجات سے بالکل غافل ہیں۔

آخرت کا تو ان کے دل میں خیال ہی نہیں گزرتا ان کے ذہن میں صرف اور صرف حیات دنیا ہے سب کچھ ہی اسی کے عیش وعشرت پر مٹا ہوا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

Marfat.com

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ۗ مَا خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

(یہ استفہام انکار واستقباح ہے) کیا وہ اپنے دل میں سوچتے نہیں کہ اللہ نے آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے مابین ہے یوں ہی پیدا نہ فرمائے مگر حق اور ایک مقررہ مدت کے لئے۔

جیسے دوسری جگہ ایمان والوں کی شان بیان فرماتے ہوئے ارشاد ہوا: وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ۔ وہ فکر وتدبر کرتے ہیں خلق سما وارض میں اور کہتے ہیں اے ہمارے رب! تو نے سب کچھ عبث پیدا نہ فرمایا۔ بلکہ اپنی حکمت کا اظہار اس کے ذریعہ فرمایا ہے۔

حق کی تعریف میں صاحب روح المعانی فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِالْحَقِّ هُوَ الثَّابِتُ الَّذِىْ يَحِقُّ اَنْ يَّثْبُتَ لَا مُحَالَةَ۔ حق اس ثابت شے کو کہتے ہیں جو موجب ثبوت ہوسکے۔

اور اَجَلٍ مُّسَمًّى کا عطف حق پر ہے یعنی ایک وقت معین کے لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں مقدر فرمایا کہ ان کی بقا اس وقت تک لازمی ہوگی اور وہ وقت معین قیامت ہے اور اس کے بعد يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ کا ظہور ہوگا۔

یعنی اس دن اس زمین کو دوسری زمین سے بدل دیا جائے گا اور آسمان لپیٹ لئے جائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے: يَوْمَ نَطْوِى السَّمَآءَ كَطَىِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ۔

لیکن جو حضور الٰہی عزوجل میں حاضر ہونا ہی نہ مانتے ہوں وہ اس اعتقاد پر کیسے رہ سکتے ہیں اسی وجہ میں ارشاد ہے:

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ لَكٰفِرُوْنَ ⑧

اور بے شک بہت آدمیوں سے ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ملنے کے بھی منکر ہیں۔

یعنی مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط سمجھتے ہیں اور بعث بعد الموت کو نہیں مانتے۔ حالانکہ وہ اس امر کے قائل ہیں کہ دنیا ابدی ہے نہ قدیم جیسے فلاسفہ ابدیت دنیا کے قائل ہیں انہیں توبیخاً ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِى الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ وَعَمَرُوْهَآ اَكْثَرَ مِمَّا عَمَرُوْهَا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ؕ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ؕ ⑨

کیا نہ سیر کی انہوں نے زمین میں تو دیکھتے کہ کیسا ہوا ان کا انجام جو ان سے پہلے تھے اور ان سے قوت میں سخت اور آبادی میں زیادہ اور زمین کاشت کرنے میں ان سے کہیں زیادہ قوی ان کے پاس رسول آئے دلائل وبینات کے ساتھ تو اللہ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرتا لیکن وہ خود اپنی جانوں پر ظلم کرتے تھے۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا۔ میں جو ہمزہ ہے یہ انکار توبیخی ہے یا ابطالی ہے۔

تو اس کے معنی یہ ہوئے: اِنَّهُمْ قَدْ سَارُوْا فِىْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَ شَاهَدُوْا مِنَ الْاُمَمِ الْمُهْلَكَةِ كَعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ۔ وہ یقیناً اقطار ارض میں پھرے ہیں اور انہوں نے ہلاک شدہ قوموں کے انجام دیکھے ہیں عاد وثمود کی آبادی کے کھنڈروں کا مشاہدہ کیا ہے اور انہیں معلوم ہے کہ وہ ان سے کہیں زیادہ حیات دنیاوی میں متمتع تھے۔

وَّاَثَارُوا الْاَرْضَ۔ یعنی زراعت اور کاشتکاری میں بہت بلند ہمت تھے۔

بعض نے کہا: کنوئیں کھودنے میں بہت طاقتور تھے۔
بعض نے کہا: کانیں کھودنے میں بہت زور آور تھے۔

ابوحیوۃ رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَّ اٰثَارُوا الْاَرْضَ اَیْ اَلْقَوْا فِیْھَا اٰثَارًا۔ یعنی زمین میں اپنی یادگاریں چھوڑ گئے۔ وَعَمَرُوْھَآ۔ یعنی تعمیرات میں سب سے زیادہ تھے۔ آلوسی فرماتے ہیں: اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ کَانُوْا قَبْلَھُمْ یَصْنَعُوْنَ الْعِمَارَاتِ مِنَ الزِّرَاعَةِ وَالْغَرْسِ وَالْبِنَآءِ۔ یہ لوگ جو ان سے پہلے تھے اور فنون عمارت اور زراعت اور چاہ کنی اور تعمیر میں ان سے کہیں زیادہ دستگاہ رکھتے تھے۔

اور یہ اس اعتبار سے بھی صحیح ہے کہ اہل مکہ ان سے ہر صورت میں کمزور تھے اور وہ تو ایسی وادی کے رہنے والے تھے جو غیر ذی زرع ہے پھر انہیں اپنے دشمن کا ہر دم خطرہ تھا یَخَافُوْنَ اَنْ یَّتَخَطَّفَھُمُ النَّاسُ۔ اور ان میں بھی رسل کرام معجزات باہرہ اور آیات واضحہ کے ساتھ تشریف لائے لیکن انہوں نے ان کو جھٹلایا تو ہلاک کیے گئے۔

فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ۔ یَعْنِیْ فَمَا کَانَ اللّٰہُ تَعَالٰی شَانُہٗ لِیُھْلِکَھُمْ مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ یَّسْتَدْعِیْہِ مِنْ قِبَلِھِمْ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی یہ شان نہیں کہ ان پر ظلم کرے یعنی بلا ایسے جرم کے جو سزا کا موجب ہو جسے ظلم کہا جائے۔

حالانکہ اہل سنت کے اعتقاد میں ہے کہ

اِنَّ اِھْلَاکَہٗ تَعَالٰی مِنْ غَیْرِ جُرْمٍ لَیْسَ مِنَ الظُّلْمِ فِیْ شَیْءٍ لِاَنَّہٗ عَزَّوَجَلَّ مَالِکٌ وَالْمَالِکُ یَفْعَلُ بِمِلْکِہٖ مَا یَشَآءُ۔ اللہ تعالیٰ کا بغیر جرم ہلاک کرنا بھی جرم نہیں ہوسکتا اس لئے کہ وہ عزوجل مالک مطلق ہے اور مالک اپنی ملک میں جو چاہے کرسکتا ہے اسے ظلم نہیں کہا جاسکتا۔

تو یہاں فَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ کمال نزاہت ذات واجب تعالیٰ کے لئے ارشاد ہوا۔ اور پھر وہ اقوام تو پہلے ہی مرتکب کبائر تھیں چنانچہ وَلٰکِنْ کَانُوْٓا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ۔ فرمایا گیا اور آگے ارشاد ہوا:

ثُمَّ کَانَ عَاقِبَةَ الَّذِیْنَ اَسَآءُوا السُّوْٓآٰی اَنْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰہِ وَکَانُوْا بِھَا یَسْتَھْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾

پھر ہوا انجام ان کا برا برائی کے بدلے یہ کہ جھٹلایا انہوں نے آیات اللہ کو اور وہ اس کے ساتھ استہزاء کرتے تھے۔
یعنی وہ سب سے بڑا گناہ یہ کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کی تکذیب اور استہزاء کرتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔سورۃ روم۔پ ۲۱

اَللّٰہُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُہٗ ثُمَّ اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾	اللہ ہی ابتدا فرماتا ہے مخلوق کی پھر وہی اسے دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف لوٹو گے
وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾	اور جس دن قیامت ہوگی تو مایوس ہوں گے مجرم لوگ
وَلَمْ یَکُنْ لَّھُمْ مِّنْ شُرَکَآئِھِمْ شُفَعٰٓؤُا وَکَانُوْا بِشُرَکَآئِھِمْ کٰفِرِیْنَ ﴿۱۳﴾	اور نہ ہوگا ان کے معبودوں میں سے کوئی سفارشی اور ہوں گے یہ بھی اپنے معبودوں سے منکر
وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾	اور جس دن قیامت ہوگی اس دن سب جدا جدا ہوں گے
فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَھُمْ فِیْ	لیکن وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے وہ باغوں میں

Marfat.com

رَوۡضَةٍ يُّحۡبَرُوۡنَ ﴿۱۵﴾	جشن کریں گے
وَاَمَّا الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا وَكَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَلِقَآئِ الۡاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِى الۡعَذَابِ مُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۶﴾	اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور آخرت کے ملنے کے منکر رہے وہ عذاب میں گرفتار ہوں گے
فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِيۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِيۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾	اور اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو
وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَعَشِيًّا وَّحِيۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾	اور اسی کے لئے حمد ہے آسمان اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب دن ڈھلے
يُخۡرِجُ الۡحَىَّ مِنَ الۡمَيِّتِ وَيُخۡرِجُ الۡمَيِّتَ مِنَ الۡحَىِّ وَيُحۡىِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِهَا ؕ وَكَذٰلِكَ تُخۡرَجُوۡنَ ﴿۱۹﴾ ع	نکالتا ہے زندہ کو میت سے اور نکالتا ہے مردہ زندہ سے اور تر و تازہ کرتا ہے زمین کو بعد بنجر ہو جانے کے اور ایسے ہی تم نکالے جاؤ گے

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ روم۔پ ۲۱

اَللّٰهُ۔اللہ	يَبۡدَؤُا۔پہلی بار پیدا کرتا ہے		الۡخَلۡقَ۔مخلوق کو
ثُمَّ۔پھر	يُعِيۡدُهٗ۔دوبارہ پیدا کرے گا اس کو		ثُمَّ۔پھر
اِلَيۡهِ۔اس کی طرف	تُرۡجَعُوۡنَ۔لوٹائے جاؤ گے	وَ۔اور	يَوۡمَ۔جس دن
تَقُوۡمُ۔قائم ہوگی	السَّاعَةُ۔قیامت	يُبۡلِسُ۔مایوس ہوجائیں گے	الۡمُجۡرِمُوۡنَ۔مجرم لوگ
وَ۔اور	لَمۡ۔نہ	يَكُنۡ۔ہوں گے	لَّهُمۡ۔ان کے لئے
مِّنۡ شُرَكَآئِهِمۡ۔ان کے شریکوں سے		شُفَعٰٓؤُا۔سفارشی	وَ۔اور
كَانُوۡا۔ہوں گے	بِشُرَكَآئِهِمۡ۔اپنے شریکوں سے		كٰفِرِيۡنَ۔منکر
وَ۔اور	يَوۡمَ۔جس دن	تَقُوۡمُ۔قائم ہوگی	السَّاعَةُ۔قیامت
يَوۡمَئِذٍ۔اس دن	يَّتَفَرَّقُوۡنَ۔جدا ہو جائیں گے		فَاَمَّا۔تو پھر
الَّذِيۡنَ۔وہ جو	اٰمَنُوۡا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کیے
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	فَهُمۡ۔تو وہ	فِىۡ۔بیچ	رَوۡضَةٍ۔باغوں کے
يُّحۡبَرُوۡنَ۔عیش کریں گے	وَ۔اور	اَمَّا۔وہ	الَّذِيۡنَ۔جو
كَفَرُوۡا۔کافر ہوئے	وَ۔اور	كَذَّبُوۡا۔جھٹلایا	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کو
وَ۔اور	لِقَآئِ۔ملاقات	الۡاٰخِرَةِ۔آخرت کو	فَاُولٰٓئِكَ۔تو یہ
فِىۡ۔بیچ	الۡعَذَابِ۔عذاب کے	مُحۡضَرُوۡنَ۔حاضر ہوں گے	فَسُبۡحٰنَ۔تو پاکی بولو
اللّٰهِ۔اللہ کی	حِيۡنَ۔جب	تُمۡسُوۡنَ۔شام کرو	وَ۔اور
حِيۡنَ۔جب	تُصۡبِحُوۡنَ۔صبح کرو	وَ۔اور	لَهُ۔اسی کی

اَلْحَمْدُ۔ تعریف ہے	فِی۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور
الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	عَشِیًّا۔ پچھلے پہر	وَّ۔ اور
حِیْنَ۔ جب	تُظْهِرُوْنَ۔ دن ڈھلے	یُخْرِجُ۔ نکالتا ہے	الْحَیَّ۔ زندہ کو
مِنَ الْمَیِّتِ۔ مردہ سے	وَ۔ اور	یُخْرِجُ۔ نکالتا ہے	الْمَیِّتَ۔ مردہ کو
مِنَ الْحَیِّ۔ زندہ سے	وَ۔ اور	یُحْیِ۔ زندہ کرتا ہے	الْاَرْضَ۔ زمین کو
بَعْدَ۔ بعد	مَوْتِهَا۔ اس کی موت کے	وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
تُخْرَجُوْنَ۔ نکالے جاؤ گے تم			

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

اس رکوع میں مشکل لغات یہ ہیں:

یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲۔ ابلیس بھی اس سے مشتق ہے۔ مادہ بلس ہے۔ اس کے معنی یَسْكُتُوْنَ مُتَحَیِّرِیْنَ اٰیِسِیْنَ۔ محاورہ میں بولتے ہیں: نَاظَرْتُهٗ فَاَبْلَسَ اِذَا سَكَتَ وَاَیِسَ مِنْ اَنْ یَّحْتَجَّ۔

وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِیْنَ ۝۱۳۔ اَیْ یَكْفُرُوْنَ بِاٰلِهَتِهِمْ حِیْنَ یَئِسُوْا مِنْهُمْ۔ یعنی خاموش، متحیر اور مایوس ہوں گے اس لئے کہ ان کے عقائد فاسدہ کی حقیقت منکشف ہو جائے گی۔

یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ۝۱۴۔ اس دن علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

خلاصہ تفسیر

اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱

اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کی خلق فرمانے میں ابتداء فرماتا ہے پھر مرنے کے بعد وہی دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تم سب کو لوٹ کر جانا ہے۔

یہاں سے معاد یعنی حشر کا بیان ہے اور اسے مدلل کرنے کے لئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہی مخلوق کو شروع سے پیدا کرتا ہے جبکہ تم بے جان ایک قطرہ کی صورت میں بنائے گئے تو اسی نے تم میں جان ڈالی۔ پھر یہ نہیں کہ پہلی بار پیدا کر کے پھر فارغ ہو گیا۔ بلکہ یہ شان تخلیق کی نئی شان سے ظاہر فرماتا ہے۔ اس عالم کی بھاری بھاری چیزیں مثل آسمان و زمین اور کواکب و عناصر اربعہ کے اور علاوہ ازیں انسان و نباتات و حیوان وغیرہ کے بے شمار اشیاء پیدا فرماتا ہے اور یہ وہ ہیں جن کا نام و نشان بھی اول نہیں ہوتا وہی خالق ذوالجلال ہی ان کی ابتدائی تخلیق فرماتا ہے اور جو ابتداء خلق پر قادر ہے وہ ان کے فنا ہونے کے بعد ہر شے کو دوبارہ فرمادے۔ حتیٰ کہ دوبارہ پیدا ہو کر عدالت الٰہی میں حاضری بھی ہوگی۔ چنانچہ ارشاد خداوندی عزوجل ہے:

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ۝۱۲

جس دن قیامت قائم ہوا اس دن مجرمین و مشرکین مایوس ہو جائیں گے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہاں مجرمین سے کون مراد ہیں مشرک کافر اور اہل اسلام میں سے فاسق و بدکار سب یا

Marfat.com

مخصوص فرقہ؟

تو غور کرنے سے سیاق مضمون خود ہی اس امر کی تصریح کرتا ہے کہ اس سے مراد وہی ہیں جن کے یہ اعتقاد ہیں کہ گائے کی دم پکڑ کر دریائے عذاب سے پار ہو جائیں گے اور برہمن پنڈتوں نے اس عقیدہ کو مشرکین ہنود کے دل میں مرکوز کر دیا ہے۔

چنانچہ وہ دہرم آسماء اور بلونت سانڈ کا دان اپنی نجات کے لئے لازمی سمجھتے ہیں۔ اور بعض مہاراجہ یہ سمجھتے تھے کہ بیل پر سوار ہو کر پار ہو جائیں گے۔

بعض کا یہ گمان تھا کہ ہنومان جی بچالیں گے۔

بعض عیسائی یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہمارے مسیح ہیں وہ ہمارے ہر قسم کے گناہوں کا کفارہ ہو چکے ہیں ان کا بپتسمہ یعنی اصطباغ لینے کے بعد مر کر خدا تعالیٰ کے داہنے طرف تخت رب العالمین کا کنارہ دبا کر بیٹھ جائیں گے۔

ایسے ہی کفار مکہ لات و منات، عزیٰ نائلہ، صائلہ پر تکیہ کیے ہوئے تھے۔ صابی جماعت ملائکہ، عناصر اربعہ اور آفتاب کو قاضی الحاجات دافع مشکلات جانتے تھے۔

آج بھی مسلمانوں کا جاہل طبقہ تعزیہ، دلدل، ذوالجناح اور شہزادہ گلگوں قبا شہید دشت کربلا کے گھوڑے کی نعل کو پوجتا اور اسے دافع کرب و بلا جانتا ہے اور کوئی علم اور استھان کو حاجت روا کہتا ہے۔ یہ سب جب میدان حشر میں ان کی کسمپرسی مشاہدہ کریں گے اور

وَلَمْ يَكُنْ لَّهُمْ شُفَعَاءُ۔ اور ان کی سفارش و شفاعت نہ کریں گے تو

وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۱۳﴾ وہ ان سفارشیوں سے مایوس ہو کر منکر ہو جائیں گے۔

اور کہیں گے کہ ہم دنیا میں حماقت کرتے تھے جو انہیں ایسا حمایتی جانتے تھے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے:

سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ۔ قریب ہے کہ وہ ان کی عبادت سے منکر ہو جائیں گے۔

سَيَكْفُرُوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ البتہ حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام علی الخصوص سید اکرم رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے متبعین کاملین اپنے پیرؤں اور مریدوں کی سفارش کریں گے اس لئے وہ جنہیں سیہ کاران امت کہا جاتا ہے یہ بارگاہ کبریائی کے باغی نہیں ہیں بلکہ باقتضاء بشریت ان سے خطائیں سرزد ہوئی ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو معبود نہیں مانا اور جن کے لئے آیہ کریمہ نازل ہوئی ہے وہ وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو بھی پوجتے یا اسے متصرف بالذات جانتے ہیں۔ چنانچہ آگے ارشاد خداوندی عزوجل ہے:

وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جس دن قیام قیامت ہو اس دن یہ علیحدہ کر دیئے جائیں گے۔

اور فرمانبردار گنہگار علیحدہ ہو جائیں گے۔

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾

تو وہ جو ایمان لائے اور اچھے عمل کیے وہ بہشت میں چین کریں گے۔

اس لئے کہ مدار نجات ایمان اور نیک اعمال پر ہے۔

Marfat.com

وَاَمَّا الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِكَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور وہ جو کافر ہوئے اور ہماری آیتوں کی تکذیب کی اور آخرت میں ملنے کے منکر ہوئے وہ عذاب میں پھنسے ہوئے ہوں گے۔

اس میں شرک سے لے کر اصرار علی الکبائر، مستحل حرام وغیرہ سب داخل ہیں۔ چنانچہ کفار و مشرکین تکذیب آیات الٰہی عزوجل کرتے اور انکار قیامت اور منکر حشر و نشر تھے اور حرام کو حلال سمجھتے تھے وہ عذاب میں محضر ہوں گے۔ محضر کہتے ہیں جبراً کسی کو عذاب میں پکڑ کر حاضر کرنے کو یعنی یُجْبَرُوْنَ وَ یُسْرُوْنَ بِاَنْوَاعِ الْمَسَآءِ لَحْظَةً فَلَحْظَةً۔ نیشاپوری۔

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ﴿۱۷﴾۔ تو اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو اور جب تم صبح کرو۔

اس میں مومنوں کی شان ظاہر فرمائی جس سے اس امر کی وضاحت ہے کہ کافر تکذیب آیات اور انکار لقاء آخرت کرتے ہیں اور مومن بہ پابندئ وقت ہماری تسبیح و تہلیل کرتے ہیں۔ اگرچہ بہ ظاہر جملہ خبریہ ہے لیکن باعتبار معنی امر ہے۔ اس سے یہ حکم واضح ہوتا ہے کہ صبح سے شام تک اوقات عبادت میں تسبیح کرو۔ اور اس طرز بیان سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تسبیح کرانے کا محتاج نہیں بلکہ یہ مطیعین کی شان میں داخل ہے کہ وہ تسبیح کرتے ہیں اور منکرین کا حال یہ ہے کہ وہ تکذیب کرتے ہیں۔ تو اس صورت میں اسے جملہ خبریہ بھی مان لینا صحیح ہو سکتا ہے اگرچہ جمہور اسے بہ معنی امر ہی لیتے ہیں۔ یعنی اس کے معنی یہ ہیں کہ ان اوقات میں تسبیح و تحمید کرو۔

شام کے وقت اور صبح کے وقت اور اس کے درمیانی اوقات ظہر و عصر کے وقت۔ گویا اس میں پانچوں نمازوں کے اوقات بہ اقتضاء نص بیان کیے گئے۔ اور آگے اس کی وضاحت اس طرح کی گئی:

وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِیًّا وَّحِیْنَ تُظْهِرُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور اس کے لئے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور پچھلے پہر اور جب دن ڈھلے۔

گویا فرمایا اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے۔ پھر عَشِیًّا کا عطف فِی السَّمٰوٰتِ پر کیا گیا جس سے یہ معنی مستفاد ہوئے: کہ صبح اور شام اس کی تسبیح کرو اور ظہر و عصر کے وقت اس کی حمد بیان کرو اور اس کی خوبیاں بیان کرنا اس کے انعام و اطاعت کا شکر ادا کرنا ہے۔ چنانچہ

نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتکریم نے فرمایا کہ جو صبح و شام سو بار سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ پڑھے اس روز اس کے برابر کسی کی نیکیاں نہ ہوں گی یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

علماء محققین کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ آیت مکہ میں نازل ہوئی اور اس وقت مسلمانوں پر نماز پنجگانہ فرض نہ تھی صرف اوقات مذکورہ صبح و شام میں تسبیح کر لینا ہی کافی تھا۔

مگر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے مراد پنجگانہ نماز ہے اور قرآن کریم کا اسلوب بیان ایسا ہے کہ نماز میں جو کچھ ہوتا ہے اسے بیان فرما کر بھی پنجگانہ مراد لیتا ہے۔

چنانچہ نماز میں تسبیح بھی ہے اور تحمید بھی رکوع بھی ہے اور سجود بھی، اس لئے کہیں تسبیح سے کہیں تحمید سے کہیں رکوع سے اور کہیں سجدہ سے تعبیر فرما کر بیان کیا گیا اور اس سے مراد عموماً نماز ہی ہے۔

Marfat.com

حِيْنَ تُمْسُوْنَ۔ فرما کر مغرب اور عشا کا حکم دیا گیا۔
اور حِيْنَ تُصْبِحُوْنَ فرما کر صبح کی نماز فجر کا حکم دیا گیا۔
اور عَشِيًّا فرما کر نماز عصر مراد لی۔
اور تُظْهِرُوْنَ فرما کر ظہر کا حکم دیا گیا۔
البتہ یہ صحیح ہے کہ اول جبکہ نزول آیات ہوا اس وقت مکہ معظمہ میں ہر وقت کی نماز میں صرف دو دو رکعت ہی تھیں۔
پھر جب مدینہ منورہ تشریف آوری ہوئی تو چار تین اور دو رکعتوں کی تفصیل فرمائی گئی۔
چنانچہ حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کی وہ حدیث جسے بخاری و مسلم نے نقل کیا اس امر کی مؤید ہے: فُرِضَتِ الصَّلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ هَاجَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَفُرِضَتْ اَرْبَعًا وَ تُرِكَتْ صَلٰوةُ السَّفَرِ عَلٰى فَرِيْضَةِ الْاُوْلٰى - مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔
مزید برآں ان اسرار کی تصریح یہ بھی ہے کہ
اول جو اوقات شغل و غفلت اور کاروبار دنیاوی تھے ان میں اللہ تعالیٰ کی یاد رکھنے کے لئے یہ اوقات مقرر فرمائے گئے۔
دوم اس وجہ سے کہ یہی اوقات تجدد نعماء الٰہی کے ہیں اس لئے ہر نعمت کی تجدید پر شکر نعمت کے لئے یہ مقرر کیے گئے۔
سوم یہ کہ عالم غیب میں یہ اوقات اہل زمین کی عبادت و دعا و استغفار کے لئے مقبولیت و قبولیت کے خاص وقت تھے۔
اس کے بعد مزید برآں خود قرآن کریم بھی اس پر چند دلائل بیان فرماتا ہے جس سے بت پرستی کی مذمت اور وہ انعام الٰہی عزوجل جن کا حیات انسانی اور آرام و آسائش سے تعلق ہے ظہور ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ

وہی اللہ تعالیٰ ہے جو نکالتا ہے زندہ کو میت سے اور میت کو زندہ سے خارج فرماتا ہے۔
یہ بت اور غیر خدا کی طاقت نہیں لہٰذا اس کے لائق حمد و تسبیح و عبادت ہے۔
وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔ اور وہی زندہ فرماتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔
یعنی جب زمین بنجر ہو چکی ہو تو اس پر سبزہ اگا کر اسے سرسبز شاداب کرتا ہے۔ یہاں موت کی مختصر تفصیل ہم پھر بیان کر دیتے ہیں اگرچہ اول بھی ہم بیان کر چکے ہیں۔

تعریف موت

از مفردات راغب اصفہانی و بیان اللسان و منجد۔
علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَيٰوةِ۔ موت کی اقسام بہ حسب اقسام حیات ہیں:
فَالْاَوَّلُ مَا هُوَ بِاِزَآءِ الْقُوَّةِ النَّامِيَةِ الْمَوْجُوْدَةِ فِي الْاِنْسَانِ وَالْحَيْوَانَاتِ وَالنَّبَاتَاتِ۔ پہلی قسم موت کی قوت نامیہ کے ازالہ کی صورت میں ہے جو انسان و حیوان اور نباتات میں ہوتی ہے۔
جیسے يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۔ وَاَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا۔ یہاں ازالہ قوت نامیہ کے معنی میں موت استعمال

Marfat.com

فرمایا گیا۔

زمین زندہ فرماتا ہے اس کے مرنے کے بعد اس سے مراد سبزہ نہ ہونا۔ سرسبز زمین کا بنجر ہو جانا مراد ہے جسے موت سے تعبیر کیا گیا۔

دوسری قسم اَلثَّانِیْ زَوَالُ الْقُوَّۃِ الْحَاسَّۃِ۔ زوالِ قوت حسیہ کو بھی موت سے تعبیر کیا گیا جیسے یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا ۔ ءَاِذَا مَامِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا۔ کفار کو مرنے کے بعد زندہ ہونے کا حس نہ ہوا اس بنا پر وہ مردہ بصورت زندہ بنائے گئے۔

تیسری قسم زَوَالُ الْقُوَّۃِ الْعَاقِلَۃِ وَ هِیَ الْجِهَالَۃُ۔ عقل کی قوت کا ازالہ بھی موت کے معنی میں فرمایا گیا جیسے فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی۔ ان بے عقلوں کو آپ اپنی نصیحت اور ہدایت کی آواز نہیں سنا سکتے۔ یہاں عدم سماع موتی جو مراد لیتے ہیں وہ غلط ہے بلکہ محاورہ اور عرف میں جاہل اور بے عقلوں کے حق میں فرمایا گیا کہ وہ آپ کی ہدایت قبول کرنے کی طرف مائل نہیں ہو سکتے۔

چوتھی قسم موت کی حزن مکدر للحیات بھی ہے یعنی ایسا زندگی سے تنگ آ جانا کہ اپنے کو مردہ تصور کرنا چنانچہ ارشاد ہے: وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ۔

پانچویں قسم موت کی نیند ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِیْفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِیْلٌ۔ نیند ہلکی موت ہے اور موت بھاری نیند ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اسے وفات سے تعبیر فرمایا۔

وَهُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ۔ اور اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۔ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ۔

فَقَدْ قِیْلَ نَفْیُ الْمَوْتِ هُوَ عَنْ اَرْوَاحِهِمْ فَاِنَّهٗ نَبَّهَ عَلٰی تَنْعِیْمِهِمْ وَ قِیْلَ نَفَا عَنْهُمُ الْحُزْنَ الْمَذْكُوْرَ فِیْ قَوْلِهٖ وَ یَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَ قَوْلُهٗ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ فَعِبَارَةٌ عَنْ زَوَالِ الْقُوَّةِ الْحَیْوَانِیَّةِ وَاِبَانَةِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ۔

چھٹی قسم:- اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ۔ قِیْلَ مَعْنَاهُ سَتَمُوْتُ تَنْبِیْهًا اِنَّهٗ لَا بُدَّ لِاَحَدٍ مِنَ الْمَوْتِ كَمَا قِیْلَ الْمَوْتُ ضَمٌّ فِیْ رِقَابِ الْعِبَادِ۔

وَ قِیْلَ بَلِ الْمَیِّتُ هٰهُنَا لَیْسَ بِاِشَارَةٍ اِلٰی اِبَانَةِ الرُّوْحِ عَنِ الْجَسَدِ بَلْ هُوَ اِشَارَةٌ اِلٰی مَا یَعْتَرِی الْاِنْسَانَ فِیْ كُلِّ حَالٍ مِنَ التَّحَلُّلِ وَالنَّقْصِ فَاِنَّ الْبَشَرَ مَادَامَ فِی الدُّنْیَا یَمُوْتُ جُزْءً ا فَجُزْءً ا ۔ وَ قَدْ عَبَّرَ قَوْمٌ عَنْ هٰذَا الْمَعْنٰی بِالْمَائِتِ وَ فَصَلُوْا بَیْنَ الْمَیِّتِ وَالْمَائِتِ فَقَالُوْا اَلْمَائِتُ هُوَ الْمُتَحَلِّلُ ۔ اِنْتَهٰی۔

صاحب بیان اللسان موت کے معنی پر لکھتے ہیں:

مَوات۔ بے جان چیز، مردہ، بنجر ویران زمین۔

صاحب منجد کہتے ہیں:

اَلْمُنٰی اَلْمَوْتُ - اَلْقَصْدُ - قَدَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَیْ یُقَدِّرُہٗ۔ منی اور موت وہ قصد ہے جسے اللہ تعالیٰ نے مقرر فرمایا۔ یعنی وقت مقررہ۔ چنانچہ امثلہ مذکورہ کے بعد ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۹﴾۔ اور ایسے ہی تم زمین سے نکالے جاؤ گے۔

یعنی جیسے جڑی بوٹیاں بنجر زمین سے فنا ہونے کے بعد نکلتی ہیں ایسے ہی تم بھی نکالے جاؤ گے جسے حشر ونشر سے تعبیر کیا گیا اور مسئلہ حشر ونشر واضح فرمایا۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع -سورۃ روم- پ ۲۱

اَللّٰهُ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

اللہ ہی ابتداءً خلق فرماتا ہے پھر وہ دوبارہ پیدا کرے گا پھر اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے۔

یَبْدَؤُا الْخَلْقَ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ یُنْشِئُهُمْ جس کے معنی ابتداءً پیدا کرنا ہے۔ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ پر بِالْبَعْثِ فرماتے ہیں۔ جس کے یہ معنی ہوتے ہیں پھر مرنے کے بعد تمہاری دوبارہ بعثت فرمائے گا۔

ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ پھر تم جزاء وسزا کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر کیے جاؤ گے۔

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۲﴾۔ اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم اس دن مایوس ہوں گے۔

یُبْلِسُ الْمُجْرِمُوْنَ کے معنی اگرچہ انقطاع حجت اور سکوت کے ہیں لیکن اس سے ملتے جلتے متعدد معانی ارباب لغت نے بھی کیے ہیں چنانچہ علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْاِبْلَاسُ الْحُزْنُ الْمُعْتَرِضُ مِنْ شِدَّةِ الْیَاسِ وَ مِنْهُ اشْتُقَّ اِبْلِیْسُ۔ ابلاس وہ حزن ہے جو انتہاء مایوسی پر عارض ہوتا ہے اور اسی سے ابلیس مشتق ہے۔

چنانچہ محاورہ میں بولتے ہیں: اَبْلَسَ الرَّجُلُ آدمی ابلس ہوگیا اِذَا یَئِسَ مِنْ كُلِّ خَیْرٍ۔ جبکہ وہ ہر بھلائی سے مایوس ہو جائے چنانچہ حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے منصب تقرب کے اظہار میں فرمایا: وَ اَنَا مُبَشِّرُهُمْ اِذَا یَئِسُوْا۔ میں خوشخبری دینے والا ہوں ان کو جب کہ وہ مایوس ہو جائیں گے۔

وَلَمْ یَكُنْ لَّهُمْ مِّنْ شُرَكَآئِهِمْ شُفَعٰٓؤُا وَكَانُوْا بِشُرَكَآئِهِمْ كٰفِرِیْنَ ﴿۱۳﴾

اور ہرگز نہ ہوں گے ان کے معبودوں سے سفارشی اور وہ خود اپنے معبودوں سے منکر ہوں گے۔

یعنی جنہیں وہ لوگ اللہ عزوجل کا شریک گمان کرتے تھے یعنی بت اور بقول مقاتل رحمہ اللہ ملائکہ علیہم السلام یا جن و شیاطین وہ بروز قیامت ان کی سفارش کے قابل نہ ہوسکیں گے یا ان کے سردار جن کی طرف ان کا خیال تھا کہ ہمارے آڑے آئیں گے جب ان سے مایوس ہو جائیں گے تو اس دن وہ ان سے منحرف ومنکر ہو جائیں گے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْمَعْنٰی اَنَّهُمْ لَمْ یَشْفَعُوْا لَهُمْ مَعَ اَنَّهُمْ سَبَبُ كُفْرِهِمْ فِی الدُّنْیَا۔ آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوئے کہ جو بروز قیامت شفاعت کا منصب بھی رکھتے ہوں جیسے ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام واولیاء رحمہم اللہ وہ سب ان کے کفر کے سبب جو وہ دنیا میں کرتے رہے ان کی شفاعت ہرگز نہ کریں گے۔

اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت کا منصب تو حق ہے لیکن کفار ومشرکین کے لئے وہ ہرگز شفاعت نہ کریں گے۔

اور یہ امر بھی اس سے ثابت ہوا کہ شفاعت وسفارش انہی کی ہوگی جو سرکش نہیں تھے۔ اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ

Marfat.com

کسی کو شریک نہ مانا تھا اور جو اس آیت کریمہ سے عام منصب شفاعت کا انکار کرے وہ وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ اور مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ کا منکر ہے اور آگے کی آیت کریمہ میں اور وضاحت ہے:

وَیَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یَوْمَئِذٍ یَّتَفَرَّقُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور جس دن قیام قیامت ہو اس دن مومن و کافر علیحدہ علیحدہ ہوں گے۔

جیسا کہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یَتفرَّقُوْنَ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَالْکَافِرِیْنَ۔

چنانچہ ابن ابی حاتم حسن رحمہما اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ فِیْ ذٰلِکَ هٰؤُلَآءِ فِیْ عِلِّیِّیْنَ وَ هٰؤُلَآءِ فِیْ اَسْفَلِ السَّافِلِیْنَ وَالتَّفْصِیْلُ یُؤْذِنُ بِذٰلِکَ اَیْضًا۔

منصور رحمہ اللہ نے فرمایا اس وقت اعلان ہو جائے گا کہ یہ جماعت اعلیٰ علیین والی ہے اور یہ جماعت اسفل السافلین کے لئے ہے اس کی مزید توضیح آگے آئے گی۔

فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ ﴿۱۵﴾

تو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے وہ باغیچوں میں ممتاز ہو۔

بیان اللسان میں حبر کی تعریف یہ ہے حبر یہود کا عالم۔ عیسائیوں کا پاپ۔ نیک آدمی۔

مفردات راغب میں ہے: اَلْحِبْرُ الْاَثَرُ الْمُسْتَحْسَنُ۔ حبر اچھے نشان والے کو کہتے ہیں وَمِنْهُ مَا رُوِیَ یُخْرَجُ مِنَ النَّارِ رَجُلٌ قَدْ ذَهَبَ حِبْرُهٗ وَ سِبْرُهٗ اَیْ جَمَالُهٗ وَ بَهَآؤُهٗ وَ مِنْهُ سُمِّیَ الْحِبْرُ شَاعِرٌ مُحَبَّرٌ وَ ثَوْبٌ حِبْرٌ مُسْتَحْسَنٌ وَ مِنْهُ اَرْضٌ مِحْبَارٌ وَالْحِبْرُ مِنَ النَّاسِ وَ حِبْرُ فُلَانٍ بَقِیَ بِحَارُهٗ اَثَرٌ مِنْ قَرْحٍ وَالْحِبْرُ الْعَالِمُ لِمَا یَبْقٰی مِنْ اَثَرِ عُلُوْمِهِمْ فِیْ قُلُوْبِ النَّاسِ وَ مِنْ اٰثَارِ اَفْعَالِهِمُ الْحَسَنَةِ الْمُقْتَدٰی بِهَا قَالَ تَعَالٰی اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاِلٰی هٰذَا الْمَعْنٰی اَشَارَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ بِقَوْلِهٖ اَلْعُلَمَآءُ بَاقُوْنَ مَا بَقِیَ الدَّهْرُ اَعْیَانُهُمْ مَفْقُوْدَةٌ وَاٰثَارُهُمْ فِی الْقُلُوْبِ مَوْجُوْدَةٌ وَ قَوْلُهٗ عَزَّوَجَلَّ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ اَیْ یَفْرَحُوْنَ حَتّٰی یَظْهَرَ عَلَیْهِمْ حِبَارُ نَعِیْمِهِمْ۔

اور علامہ آلوسی کہتے ہیں: اَلرَّوْضَةُ الْاَرْضُ ذَاتُ النَّبَاتِ وَالْمَآءِ۔ روضہ وہ زمین ہے جس پر سبزہ اور پانی ہو۔ اس میں وہ فرح وانبساط سے رہیں گے۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَکَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآئِ الْاٰخِرَةِ فَاُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

اور وہ جنہوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور آخرت کے ملنے سے منکر ہوئے یہ وہ ہیں جو ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

مُحْضَرُوْنَ کے معنی عَلَی الدَّوَامِ لَا یَغِیْبُوْنَ عَنْهُ اَبَدًا۔ ہیں یعنی وہ عذاب میں ہر آن اس طرح رہیں گے کہ ان سے عذاب کبھی مخفی نہ ہو۔

اور وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْفَسَقَةَ مِنْ اَهْلِ الْاِیْمَانِ غَیْرُ دَاخِلِیْنَ فِیْ اَحَدِ الْفَرِیْقَیْنِ۔ ایمان والوں سے فاسق فاجر اس فرقہ میں داخل نہیں ہیں۔

Marfat.com

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ وَ حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ لَهُ الۡحَمۡدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ عَشِیًّا وَّ حِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ ﴿۱۸﴾

تو تسبیح وتنزیہ بیان کرو اللہ کی جب شام کرو اور جب صبح کرو اور اسی کے لئے حمد ہے آسمانوں اور زمین میں اور جب دن ڈھلے اور جب دو پہر کرو۔

اس آیہ کریمہ میں گویا یہ فرمایا کہ جب تم نے یہ جان لیا کہ انجام کفر وشرک کیا ہے اور جزاء اطاعت کیا تو اب تم پر لازم ہے کہ صبح وشام اللہ عزوجل کی تسبیح نماز سے کرو اور اللہ عزوجل کی حمد دو پہر اور دن ڈھلے کرو۔

وَلَهُ الۡحَمۡدُ اگرچہ جملہ خبریہ ہے لیکن اِنَّ الۡاِخۡبَارَ بِثُبُوۡتِ الۡحَمۡدِ لَهٗ تعَالٰی وَ وُجُوۡبُهٗ عَلَی الۡمُمَیِّزِیۡنَ مِنۡ اَهۡلِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ۔ یہ جملہ اگرچہ خبریہ ہے لیکن ثبوت حمد الٰہی عزوجل کی خبر وجوب کی دلیل ہے اہل فہم کے لئے زمین وآسمان میں جو بھی ہیں۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کَاَنَّهٗ قِیۡلَ اِذَا صَحَّ وَاتَّضَحَ عَاقِبَةُ الۡمُطِیۡعِیۡنَ وَالۡعَاصِیۡنَ فَقُوۡلُوۡا نُسَبِّحُ سُبۡحَانَ اللّٰهِ وَالۡمَعۡنٰی فَسَبِّحُوۡهُ تَسۡبِیۡحًا فِی الۡاَوۡقَاتِ وَقِیۡلَ الۡمُرَادُ بِالتَّسۡبِیۡحِ الصَّلٰوةُ۔

اور ایک قول ہے کہ تسبیح سے مراد نماز ہے اور اس آیت کریمہ میں نماز پنجگانہ کا حکم ہے۔

چنانچہ عبدالرزاق اور فریابی اور ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم ابی رزین رحمہم اللہ سے راوی ہیں:

قَالَ جَآءَ نَافِعُ بۡنُ الۡاَزۡرَقِ اِلَی ابۡنِ عَبَّاسٍ فَقَالَ هَلۡ تَجِدُ الصَّلٰوةَ الۡخَمۡسَ فِی الۡقُرۡاٰنِ فَقَالَ نَعَمۡ فَقَرَأَ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ – صَلٰوةُ الۡمَغۡرِبِ۔ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ – صَلٰوةُ الصُّبۡحِ۔ وَعَشِیًّا – صَلٰوةُ الۡعَصۡرِ۔ وَّحِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ – صَلٰوةُ الظُّهۡرِ۔

نافع بن ازرق سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر آئے اور پوچھا کہ کیا آپ پنجوقتہ نمازوں کا حکم قرآن پاک میں پاتے ہیں تو آپ نے فرمایا ہاں یہ آیہ کریمہ فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ تلاوت فرما کر نماز مغرب ثابت کی۔ اور حِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ پڑھ کر نماز فجر، وَعَشِیًّا پڑھ کر نماز عصر، وَّحِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ سے نماز ظہر ثابت فرمائی۔

اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن المنذر سے مروی ہے: قَالَ جَمَعَتۡ هٰذِهِ الۡاٰیَةُ مَوَاقِیۡتَ الصَّلٰوةِ۔ فرمایا اس آیت میں نمازوں کے اوقات جمع ہیں۔

فَسُبۡحٰنَ اللّٰهِ حِیۡنَ تُمۡسُوۡنَ میں مغرب وعشاء ہے۔ وَحِیۡنَ تُصۡبِحُوۡنَ میں نماز فجر ہے اور وَعَشِیًّا میں عصر ہے وَّ حِیۡنَ تُظۡهِرُوۡنَ میں نماز ظہر ہے۔

وَذَهَبَ الۡحَسَنُ اِلٰی ذٰلِکَ حَتّٰی اَنَّهٗ ذَهَبَ اِلٰی اَنَّ الۡاٰیَةَ مَدَنِیَّةٌ لِمَا اَنَّهٗ یَرٰی فَرۡضِیَّةَ الۡخَمۡسِ بِالۡمَدِیۡنَةِ وَاَنَّهٗ کَانَ الۡوَاجِبُ بِمَکَّةَ رَکۡعَتَیۡنِ فِیۡ اَیِّ وَقۡتٍ اِتَّفَقَتِ الصَّلٰوةُ فِیۡهِ – وَ الصَّحِیۡحُ اِنَّهَا فُرِضَتۡ بِمَکَّةَ وَدَلَّ عَلَیۡهِ حَدِیۡثُ الۡمِعۡرَاجِ دَلَالَةً بَیِّنَةً۔

حضرت حسن ہی اس طرف ہیں حتیٰ کہ وہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت مدنی ہے اس لئے کہ صلوۃ خمس کی فرضیت مدینہ میں ہوئی اور مکہ میں دو رکعت ہی فرض تھیں اوقات نماز میں جس وقت بھی اتفاق ہوا اور صحیح قول یہ ہے کہ پنجگانہ مکہ میں ہی فرض ہوئی

Marfat.com

جس پر حدیث معراج دلیل بین ہے۔

امام رازی فرماتے ہیں کہ تسبیح کا حمل تنزیہ پر ہے: وَ ذٰلِکَ لِاَنَّ التَّنْزِيهَ الْمَاْمُوْرَ بِهٖ يَتَنَاوَلُ التَّنْزِيهِ بِالْقَلْبِ وَ هُوَ الْاِعْتِقَادُ الْجَازِمُ وَبِاللِّسَانِ مَعَ ذٰلِکَ وَ هُوَ الذِّكْرُ الْحَسَنُ وَبِالْاَرْكَانِ مَعَهُمَا جَمِيْعًا وَ هُوَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ۔ یہ اس لئے فرمایا گیا کہ تنزیہ مامور بہ تنزیہ قلب ہے اور یہی اعتقاد ہے کہ کنج قلب سے سوائے عظمت الٰہی کچھ نہ رہے۔ اور اس کے ساتھ زبان سے ذکر حسن اور ارکان واعضاء سے اعمال صالحہ لازمی ہیں۔

لِاَنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا اعْتَقَدَ شَيْئًا ظَهَرَ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ وَاِذَا قَالَ ظَهَرَ صِدْقُهٗ فِیْ مَقَالِهٖ مِنْ اَحْوَالِ اَفْعَالِهٖ وَاللِّسَانُ تَرْجُمَانُ الْجَنَانِ وَالْاَرْكَانُ بُرْهَانُ اللِّسَانِ لٰكِنِ الصَّلٰوةُ اَفْضَلُ اَعْمَالِ الْاَرْكَانِ وَ هِیَ مُشْتَمِلَةٌ عَلَى الذِّكْرِ بِاللِّسَانِ وَالْقَصْدِ بِالْجَنَانِ فَهُوَ تَنْزِيْهٌ فِی التَّحْقِيْقِ۔

اس لئے کہ جب انسان کسی چیز کو مان لیتا ہے اور اس کا دل اسے قبول کر لیتا ہے تو اس کی زبان پر اس کا ظہور ہو جاتا ہے اور جب وہ زبان سے اس کا اظہار کرتا ہے تو دل کی تصدیق واضح ہو جاتی ہے اس لئے کہ افعال اور زبان ہی ترجمان جنان ہوتے ہیں تو یہ تنزیہ ذات واجب تعالیٰ ہے اور اعضاء سے اس کا ظہور وصدور یہ برہان زبان ہے اس میں سب سے افضل نماز ہے اس لئے کہ یہ عبادت مشتمل ہے ذکر لسان وقصد بالجنان اور عمل بالارکان پر۔ یقیناً۔ تو اب فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَهُمْ فِیْ رَوْضَةٍ یُّحْبَرُوْنَ کا یہ مطلب نکلا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِذَا عَلِمْتُمْ اَنَّ ذٰلِکَ الْمَقَامَ لِمَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ الصّٰلِحٰتِ۔ جب یہ جان لیا کہ اس مقام پر جو پہنچا وہ ایمان اور عمل صالح کرے گا۔ اس لئے کہو وَالْاِيْمَانُ تَنْزِيْهٌ بِالْجَنَانِ وَ تَوْحِيْدٌ بِاللِّسَانِ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ اِسْتِعْمَالُ الْاَرْكَانِ فَالْكُلُّ تَنْزِيْهَاتٌ وَ تَحْمِيْدَاتٌ۔ ایمان دل کو منزہ کرتا ہے اور توحید زبان سے اور عمل صالح اعضاء کا استعمال ہے تو سب مل کر تنزیہات و تحمیدات ہیں۔

چنانچہ امام احمد، ابن جریر ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن السنی رحمہم اللہ عمل یوم ولیل میں اور طبرانی ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ دعوات میں معاذ بن جبل اور انس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلَا اُخْبِرُكُمْ لِمَ سَمَّى اللّٰهُ تَعَالٰى اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا الَّذِیْ وَفّٰى لِاَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ كُلَّمَا اَصْبَحَ وَ اَمْسٰى فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ وَلَهُ الْحَمْدُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ۔ تمہیں معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شان ابراہیم علیہ السلام میں وَاِبْرٰهِیْمَ الَّذِیْ وَفّٰۤی کیوں فرمایا اس لئے کہ وہ صبح وشام فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَاتِ فرمایا کرتے تھے۔

اور ابوداؤد وطبرانی، ابن السنی، ابن مردویہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ اَدْرَکَ مَا فَاتَهٗ فِیْ يَوْمِهٖ وَ مَنْ قَالَهَا حِيْنَ يُمْسِیْ اَدْرَکَ مَا فَاتَهٗ مِنْ لَيْلَتِهٖ۔ جو صبح وشام فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ سے لے کر وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ تک پڑھے جو کچھ دن رات میں اس سے جو عبادات نفلی فوت ہوئے سب پا لئے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

Marfat.com

يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١٩﴾
نکالتا ہے زندہ انسان نطفہ بے جان سے اور نکالتا ہے بے جان نطفہ زندہ انسان سے اور سرسبز و شاداب کرتا ہے بنجر زمین اس کے مرنے کے بعد اسی طرح تم بھی گھاس کی طرح مر کر زندہ ہو کر نکلو گے۔

موت کی تحقیق خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ آلوسی رحمہ اللہ نے مختصر اور جامع تعریف کی چنانچہ فرمایا: يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ الْإِنْسَانَ مِنَ النُّطْفَةِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ النُّطْفَةَ مِنَ الْإِنْسَانِ وَ هُوَ التَّفْسِيْرُ الْمَاثُوْرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ۔

اور مجاہد رحمہ اللہ موت اور زندگی سے مراد کفر و اسلام لیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: يُخْرِجُ الْمُؤْمِنَ مِنَ الْكَافِرِ وَ يُخْرِجُ الْكَافِرَ مِنَ الْمُؤْمِنِ۔

وَيُحْيِ الْأَرْضَ (بِالنَّبَاتِ) بَعْدَ مَوْتِهَا (يُبْسِهَا وَالْإِحْيَاءُ وَالْمَوْتُ مَجَازَانِ) وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ (اَىْ مِثْلَ ذَالِكَ الْإِخْرَاجِ الْبَدِيْعِ الشَّانِ) تُخْرَجُوْنَ (مِنْ قُبُوْرِكُمْ)۔ یعنی زندہ مومن مردہ کافر سے نکالتا ہے اور مردہ کافر زندہ مومن سے اور زمین زندہ کرتا ہے سبزہ سے بعد موت یعنی خشک ہو جانے کے بعد ایسے ہی تم اپنی اپنی قبروں سے نکلو گے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ روم - پ ۲۱

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿٢٠﴾

اللہ تعالیٰ کے نشان ہائے قدرت سے یہ بھی ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بشر ہو کر منتشر و متصرف ہو

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿٢١﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ تمہارے لئے پیدا کیے تمہیں میں سے جوڑے تا کہ تم سکون حاصل کرو اور آپس میں تمہارے اندر محبت و میلان ہو اور کیا ہم نے تمہارے جوڑوں میں مرد و عورت کے اندر محبت و رحم بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سمجھنے والی قوم کے لئے

وَ مِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَ اَلْوَانِكُمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿٢٢﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ آسمان اور زمین کو پیدا کر کے ان میں زبانوں کے اختلاف اور رنگوں کے اختلاف رکھے بے شک اس میں جاننے والوں کے لئے علامات و نشان ہیں

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿٢٣﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ تمہارے سونے کے لئے رات اور استراحت و کسب معاش کے لئے دن بنایا جس میں تم اللہ کا فضل تلاش کرتے ہو بے شک اس میں نشانی ہے اس قوم کے لئے جو سنے

Marfat.com

وَمِنْ اٰیٰتِہٖ یُرِیْکُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی اور کڑک ڈرانے اور امید دلانے کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی تو سرسبز وشاداب کرتا ہے اس سے زمین کو خشک اور بنجر ہو جانے کے بعد بے شک اس میں عقل والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖ مِّنَ الْاَرْضِ ۖ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس کے حکم سے آسمان وزمین قائم ہیں پھر جب تمہیں ندا فرمائے گا زمین سے جبھی تم نکل آؤ گے

وَ لَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور اسی کے لئے ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں سب کے سب اس کے زیر حکم ہیں

وَ هُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَ هُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾

اور وہی ہے کہ اول بناتا ہے پھر اسے دوبارہ (مٹا کر) بنائے گا اور یہ (تمہارے نزدیک) اول پیدا کرنے سے زیادہ آسان ہونا چاہئے اور اس کے لئے بڑی بڑی مثالیں ہیں آسمان وزمین میں اور وہی عزت وحکمت والا ہے

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ روم۔پ ۲۱

وَ۔اور	مِنْ اٰیٰتِہٖ۔اس کی نشانیوں سے ہے		اَنْ۔یہ کہ
خَلَقَكُمْ۔پیدا کیا تم کو	مِّنْ تُرَابٍ۔مٹی سے	ثُمَّ۔پھر	اِذَآ۔ناگہاں
اَنْتُمْ۔تم	بَشَرٌ۔انسان ہو	تَنْتَشِرُوْنَ۔چلتے پھرتے	وَ۔اور
مِنْ اٰیٰتِہٖ۔اس کی نشانیوں سے ہے		اَنْ۔یہ کہ	خَلَقَ۔پیدا کیں
لَكُمْ۔تمہارے لئے	مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔تمہاری اپنی جانوں سے		اَزْوَاجًا۔بیویاں
لِّتَسْكُنُوْٓا۔تاکہ تم سکون حاصل کرو		اِلَیْهَا۔اس کی طرف	وَ۔اور
جَعَلَ۔بنائی	بَیْنَكُمْ۔تم میں	مَّوَدَّةً۔محبت	وَّ۔اور
رَحْمَةً۔شفقت	اِنَّ۔بے شک	فِیْ۔بیچ	ذٰلِكَ۔اس کے
لَاٰیٰتٍ۔نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ۔ان کے لئے	یَّتَفَكَّرُوْنَ۔جو سوچیں	وَ۔اور
مِنْ اٰیٰتِہٖ۔اس کی نشانیوں سے ہے		خَلْقُ۔پیدائش	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کی	وَ۔اور	اخْتِلَافُ۔اختلاف
اَلْسِنَتِكُمْ۔تمہاری زبانوں کا وَ۔اور		اَلْوَانِكُمْ۔تمہارے رنگوں کا	اِنَّ۔بے شک

Marfat.com

فِیْ۔بیچ	ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشان ہیں	لِّلْعٰلِمِیْنَ۔ جاننے والوں
کے لئے	وَ۔اور	مِنْ اٰیٰتِهٖ۔اس کی نشانیوں سے ہے	
مَنَامُكُمْ۔تمہارا سونا	بِالَّیْلِ۔رات کو	وَ۔اور	النَّهَارِ۔دن کو
وَ۔اور	ابْتِغَآؤُ۔تلاش کرنا	كُمْ۔تمہارا	مِّنْ فَضْلِهٖ۔اس کا فضل
اِنَّ۔بے شک	فِیْ۔بیچ	ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشان ہیں
لِّقَوْمٍ۔ان کے لئے جو	یَّسْمَعُوْنَ۔سنیں	وَ۔اور	مِنْ اٰیٰتِهٖ۔اس کی نشانیوں
سے ہے کہ	یُرِیْكُمُ۔دکھاتا ہے تم کو	الْبَرْقَ۔بجلی	خَوْفًا۔ڈر
وَّ۔اور	طَمَعًا۔امید سے	وَّ۔اور	یُنَزِّلُ۔اتارتا ہے
مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	مَآءً۔پانی	فَیُحْیٖ۔پھر زندہ کرتا ہے	بِهٖ۔اس کے ساتھ
الْاَرْضَ۔زمین کو	بَعْدَ۔بعد	مَوْتِهَا۔اس کی موت کے	اِنَّ۔بے شک
فِیْ۔بیچ	ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشان ہیں	لِّقَوْمٍ۔ان کے لئے جو
یَّعْقِلُوْنَ۔سوچیں	وَ۔اور	مِنْ اٰیٰتِهٖٓ۔اس کی نشانیوں سے ہے	
اَنْ۔یہ کہ	تَقُوْمَ۔کھڑے ہیں	السَّمَآءُ۔آسمان	وَ۔اور
الْاَرْضُ۔زمین	بِاَمْرِهٖ۔اس کے حکم سے	ثُمَّ۔پھر	اِذَا۔جب
دَعَا۔بلائے گا	كُمْ۔تم کو	دَعْوَةً۔بلانا	مِّنَ الْاَرْضِ۔زمین سے
اِذَآ۔تو ناگہاں	اَنْتُمْ۔تم	تَخْرُجُوْنَ۔نکل آؤ گے	وَ۔اور
لَهٗ۔اسی کا ہے	مَنْ۔جو	فِی۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	كُلٌّ۔ہر ایک	لَّهٗ۔اس کے لئے
قٰنِتُوْنَ۔فرمانبردار ہے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جو
یَبْدَؤُا۔پہلی بار پیدا کرتا ہے		الْخَلْقَ۔مخلوق کو	ثُمَّ۔پھر
یُعِیْدُهٗ۔دوبارہ پیدا کرے گا اس کو		وَ۔اور	هُوَ۔وہ
اَهْوَنُ۔زیادہ آسان ہے	عَلَیْهِ۔اس پر	وَ۔اور	لَهُ۔اس کی
الْمَثَلُ۔مثال	الْاَعْلٰی۔بلند ہے	فِی۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ ہے
الْعَزِیْزُ۔غالب	الْحَكِیْمُ۔حکمت والا		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ روم۔پ ۲۱

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور اس کے نشان ہائے قدرت سے یہ بھی ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم جبھی انسان بن کر پھیل رہے ہو۔

Marfat.com

اس میں ابتدائے تخلیق کا بیان ہے کہ تمہیں مٹی سے پیدا کیا یعنی آدم ابوالبشر کو اول مٹی سے بنایا پھر اس سے اس کی تمام نسل پیدا ہوئی تو سب کی پیدائش مٹی سے ہی ہوئی۔ اگر چہ انسان نطفہ سے بنا مگر وہ مٹی سے ہی مانا جائے گا اس لئے کہ اغذیہ ترابی سے سب کی نشو ونما ہے اور وہ تمام غذائیں اصل میں مٹی ہیں اور آخر میں مٹی ہی ہوں گی بناء بریں سب کی تخلیق مٹی سے مانی گئی۔ پھر دوسری نشانی کا بیان ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور اس کے نشان ہائے قدرت سے یہ ہے کہ تمہارے لئے پیدا کیں تم ہی میں سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کرو ان سے اور تم میں باہمی محبت پیدا کی اور رحمت بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں غور کرنے والوں کے لئے۔

یعنی عورت مرد کا جوڑا ایک جنس سے پیدا فرمایا اگر غیر جنس سے پیدا کیا جاتا تو مودت و محبت نہ ہوتی اور غیر جنس ہونے سے نظام خانہ داری بھی صحیح نہ رہتا پھر تیسری نشانی بیان فرمائی:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾

اور اس کے نشان ہائے قدرت سے ہے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور زبانوں کا اختلاف اور رنگوں کا اختلاف (یعنی تمہارے رنگوں کا علیحدہ علیحدہ ہونا) بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں اہل علم کے لئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنا نشان قدرت آسمان و زمین بنا کر اس کے بسنے والوں کی زبانیں مختلف رکھیں اور ہر ملک کے لوگوں کے رنگ مختلف بنائے جیسے چینی، ترکی، حبشی، سندھی، حجازی، مصری، شامی، نجدی میں زبان اور رنگ سے امتیاز ہوتا ہے پھر چوتھی نشانی کا اظہار ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور اس کے نشان ہائے قدرت سے ہے تمہارا رات کو سونا اور دن میں اس کے فضل سے روزی تلاش کرنا بے شک اس میں بڑی نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

اور یہ قدرت کے نشان واضح ہیں کہ رات کو اگر نہ سویا جائے تو دن میں تلاش معاش میں دماغ معطل ہو جائے تمام کاروبار کا نظام بگڑ جائے اور اگر ہمیشہ شب ہی رہتی اور دن نہ ہوتا تو نظام معاش خراب ہو جاتا اور دن ہی رہتا اور رات نہ ہوتی تو اعضاء میں وہ کسل ہوتا کہ نظام معاش اور استراحت صحیح نہ رہتا علاوہ اس کے مرنے جینے کا جو روزانہ سبق انسان حاصل کرتا ہے وہ بھی بھول جاتا۔

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سوتے وقت بِاسْمِکَ اَحْيَا وَ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ پڑھ کر سویا کرو یعنی یہ کہا کرو الٰہی تیرے ہی نام کے ساتھ زندہ تھا اور تیرے ہی نام کے ساتھ مر رہا ہوں اور جب جاگو تو کہا کرو: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانِیْ بَعْدَ مَا اَمَاتَنِیْ۔ سب حمد اس کے لئے ہے جس نے مجھے مار کر زندہ کیا۔

یہاں لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ بھی اسی لئے فرمایا گیا کہ یہ حال سن کر وہ سمجھ سکیں کہ جیسے اب مر کر زندہ ہوئے ایسے ہی مر کر ایک دن حشر میں اٹھیں گے۔ پھر پانچواں نشان قدرت بیان فرمایا:

Marfat.com

وَمِنْ اٰیٰتِهٖ یُرِیْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ یُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ تمہیں بجلیاں دکھاتا ہے خوف اور امید کے لئے اور اتارتا ہے آسمان سے پانی تو زندہ فرماتا ہے اس سے زمین کو خشک ہونے کے بعد بے شک اس میں عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

اس میں بجلی کا ذکر فرما کر اپنی قدرت کی نشانی بیان کی اس لئے کہ بجلی انسان کو خوفزدہ بھی کرتی ہے اور امید باران رحمت بھی دلاتی ہے پھر اس کے بعد جو بارش ہوتی ہے اس سے خشک زمین جو خاک اڑاتی تھی سرسبز و شاداب ہو جاتی ہے۔ فَیُحْیٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا میں موت کی تصریح ہم پہلے کر چکے ہیں اس کے بعد چھٹی اپنی شان قدرت بیان فرمائی:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَ الْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ؕ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ۖۗ مِّنَ الْاَرْضِ ۖۗ اِذَاۤ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَلَهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ آسمان و زمین اس کے حکم سے قائم ہیں پھر جب تمہیں وہ زمین سے بلائے گا تو جبھی تم نکل آؤ گے اور اسی کا ہے جو آسمان اور زمین میں ہے سب اس کے آگے جھکے ہوئے ہیں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ آسمان و زمین محض اس کے حکم سے قائم ہیں اس میں انسانی دماغ اور تصرف افعال کو کچھ دخل نہیں اس میں نہ بنیادیں ہیں نہ آسمان کے لئے کوئی ستون ہے دوسری آیت کریمہ میں بھی حشر کا اعادہ فرمایا گیا کہ جب وہ قادر علی الاطلاق تمہیں زمین میں سے بلائے گا تو فوراً تم سب نکل آؤ گے اس لئے کہ جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کی ملک ہے اور اسی کے آگے نگونسار ہے اس کے بعد ساتویں شان قدرت میں بدءِ خلق کو ظاہر فرمایا:

وَهُوَ الَّذِیْ یَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ یُعِیْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَیْهِ ؕ وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰی فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾

اور وہی ذات ہے جو خلق کو ابتداءً پیدا کرتی ہے پھر اسے مار کر دوبارہ اٹھاتی ہے اور وہ اس کے لئے بہت آسان ہے اور اس کی شان بلند و بالا ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔

یہ بھی اظہر من الشمس ہے کہ سب سے اول اسی نے سب کچھ بنایا اور وہی مٹا کر پھر زندہ کریگا۔ اور جسے اول بنانا مشکل نہ ہوا سے دوبارہ بنانا تو بہرحال آسان ہے اور اس کی شیون قدرت کی بڑی بلند و بالا مثالیں ہیں اس لئے کہ وہ زبردست حکمت والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ روم - پ ۲۱

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ﴿۲۰﴾

اور اس کے نشان ہائے قدرت سے یہ ہے کہ تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بصورت بشر پھیل گئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی روشن نشانیوں سے یہ ایک نشانی ہے کہ تمہیں زندہ پیدا فرمایا مٹی سے اور بے جان کو زندہ سے نکالا جسے نطفہ کہتے ہیں پھر اس سے زندہ انسان نکالا جسے طفل کہتے ہیں یہ صریح دلیل ہے جماد کو جاندار کرنے کی اور احیاء ارض بعد الموت کی۔

Marfat.com

اور تخلیق آدم علیہ السلام مٹی سے کی گئی پھر عام طور پر نطفہ کے ذریعہ پیدائش ہوئی تو وہ نطفہ درحقیقت مٹی سے ہی بنا، پھر اس سے عام مخلوق اور بشر بنے جو زمین میں پھیل گئے اور اپنی معاش وضروریات کے لئے پھرنے لگے۔

یہاں اذا فجائیہ ہے۔ یہ پہلا نشان قدرت ظاہر فرمایا اس کے بعد چھ آیات قدرت کاملہ ظاہر فرمائے چنانچہ دوسرا نشان قدرت اس طرح ظاہر فرمایا:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمہارے لئے تم ہی میں سے جوڑا پیدا کیا تاکہ تم سکون پکڑو ان کی طرف اور کیا تم میں آپس میں محبت ورحمت کا رابطہ بے شک اس میں بھی غور وفکر والوں کے لئے نشان ہیں۔

یہاں بھی من تبعیضیہ ہے یعنی نشانیاں تو اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کی لاکھوں بلکہ بے گنتی ہیں لیکن ان میں سے بعض یہ ہیں کہ تمہاری اصلی تخلیق حضرت حوا سے ہے اور وہ حضرت آدم علیہ السلام کی پسلی سے پیدا ہوئیں جیسا کہ آلوسی بھی فرماتے ہیں:

فَاِنَّ خَلْقَ اَصْلِ اَزْوَاجِكُمْ حَوَّا مِنْ ضِلْعِ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مُتَضَمِّنٌ بِخَلْقِهِنَّ مِنْ اَنْفُسِكُمْ۔ تو ثابت ہوا کہ انسان کی جنس سے ہی نسوانی طبقہ کی پیدائش ہے نہ کہ غیر چیز سے اور یہ اس لئے بھی ضروری تھا تاکہ لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا سکون حاصل ہو یُقَالُ سَكَنَ اِلَیْهِ اِذَا مَالَ فَاِنَّ الْمُجَانَسَةَ مِنْ دَوَاعِی النِّظَامِ وَالتَّعَارُفِ كَمَا اَنَّ الْمُخَالَفَةَ مِنْ اَسْبَابِ التَّفَرُّقِ وَالتَّنَافُرِ۔

محاورہ میں سکن میلان کے معنی میں مستعمل ہے اور میلان مقتضیٰ نظام وتعارف ہے جیسے مخالفت اسباب تفرق وتنافر سے ہے۔ اسی لئے فرمایا:

وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً ؕ ۔ اور کیا تمہارے اندر مودت ومحبت اور رحمت۔

یعنی ازواج میں مرد عورتوں کے اندر محبت والفت پیدا فرمادی تاکہ امور خانہ داری کا نظام پورا رہے حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور مجاہد وعکرمہ رحمہما اللہ بھی یہی کہتے ہیں: اَلْمَوَدَّةُ كِنَایَةٌ عَنِ النِّكَاحِ وَالرَّحْمَةُ كِنَایَةٌ عَنِ الْوَلَدِ۔ مودت کنایہ ہے نکاح سے اور رحمت سے کنایہ ہے اولاد کی طرف۔

اور ایک قول ہے: كَوْنُ الْمَوَدَّةِ بِمَعْنَى الْمَحَبَّةِ كِنَایَةٌ عَنِ النِّكَاحِ اَیِ الْجِمَاعِ۔ مودت بمعنی محبت کنایہ نکاح سے ہے۔ اور نکاح بمعنی جماع ہے۔

ایک قول ہے: مَوَدَّةٌ لِلشَّابَّةِ وَ رَحْمَةٌ لِلْعُجُوْزِ۔ محبت جوان عورت کے لئے ہوتی ہے اور رحمت بڑھیا عورت کے ساتھ۔

ایک قول یہ بھی ہے: مَوَدَّةٌ لِلْكَبِیْرِ وَ رَحْمَةٌ لِلصَّغِیْرِ۔ مودت بڑے سے ہوتی ہے اور رحم چھوٹے کے ساتھ چنانچہ حدیث میں ہے: مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ كَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾ ۔ بے شک اس میں سوچنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

Marfat.com

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَمَّا كَانَ الْقَصْدُ مِنْ خَلْقِ الْاَزْوَاجِ وَالسُّكُوْنِ اِلَيْهَا وَالْقَآءِ الْمَحَبَّةِ بَيْنَ الزَّوْجَيْنِ لَيْسَ مُجَرَّدُ قَضَآءِ الشَّهْوَةِ الَّتِيْ يَشْتَرِكُ بِهَا الْبَهَائِمُ بَلْ تَكْثِيْرُ النَّسْلِ وَ بَقَآءُ نَوْعِ الْمُتَفَكِّرِيْنَ فَاصِلَةٌ هُنَا۔

جبکہ خلق ازواج اوران کے ساتھ سکون اور آپس میں میاں بیوی کی محبت رکھی گئی تو یہ مجرد قضاء شہوت کے لئے ہی نہیں ہے اس لئے کہ اس میں تو بہائم بھی شریک ہیں بلکہ اس سے مقصود تکثیر نسل اور بقاء نوع متفکرین بھی ہے آگے ارشاد ہے جو علامات قدرت سے تیسری شان ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّلْعٰلِمِيْنَ ﴿۲۲﴾۔

اوراس کے نشان ہائے قدرت سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا ہےاورزبانوں اور رنگوں کا اختلاف ہے بے شک اس میں اہل علم کے لئے نشانیاں ہیں۔

زمین وآسمان میں رہنے والوں کے لئے اختلاف لسان والوان رکھ کر کسی کو عربی میں بولنے والا بنایا کسی کو فارس میں کسی کو رومی میں وغیرہ وغیرہ۔

چنانچہ وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الْاَلْسِنَةَ اِثْنَانِ وَ سَبْعُوْنَ لِسَانًا فِيْ وُلْدِ حَامٍ سَبْعَةَ عَشَرَ وَ فِيْ وُلْدِ سَامٍ تِسْعَةَ عَشَرَ وَ فِيْ وُلْدِ يَافِثَ سِتَّةٌ وَّ ثَلَاثُوْنَ۔

زبانیں بہتر ہیں۔

حام کی اولاد میں سترہ، سام کی اولاد میں انیس اور یافث کی اولاد میں چھتیس زبانیں ہیں۔

ایسے ہی رنگ الوان کا حال ہے۔ گورا رنگ اور کالا رنگ اور متوسط گندمی رنگ مختلف قوموں میں رکھے گئے ہیں۔

اس میں بھی اس خالق مطلق کی شان قدرت کا مظاہرہ اہل علم کے لئے ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعٰلِمُوْنَ۔ حقیقت شان کو اہل علم ہی سمجھتے ہیں۔

اس کے بعد چوتھی شان کا اظہار ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ مَنَامُكُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَآؤُكُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّسْمَعُوْنَ ﴿۲۳﴾

اوراس کی نشانیوں سے تمہارا سونا رات کا ہے اور دن میں طلب معاش ہے اس کے فضل سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں سننے والوں کے لئے۔

اس میں قادر مطلق کی شان نظر آتی ہے کہ لیل ونہار کو دو مفاد میں منقسم فرمایا۔ دن کو تلاش معاش کے لئے اور شب کو اس تلاش میں جو محنت ہوتی ہے اور اس سے انسان فطرتاً تھک جاتا ہے اس کے دور کرنے کو رات بنا دی اور رات آ جانے کے بعد انسان کو سونے کی طرف مائل کر دیا یہ اس کی آیات قدرت ہیں لیکن ان کے لئے جو سنیں اور سمجھیں۔ اب پانچویں شان کا بیان شروع فرمایا:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ يُرِيْكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَّطَمَعًا وَّيُنَزِّلُ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَيُحْيٖ بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۴﴾

Marfat.com

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ وہ دکھاتا ہے تمہیں بجلی ڈرانے والی اور امید دلانے والی اور نازل کرتا ہے آسمان سے پانی تو سرسبز و شاداب کرتا ہے اس سے زمین کو خشک ہو جانے کے بعد بے شک اس میں بہت سی نشانیاں ہیں عقل والوں کے لئے۔

اس سے یہ بھی روشن اور واضح ہو جاتا ہے کہ جب خشک اور خاک شدہ گھاس سرسبز کر دی جاتی ہے تو انسان کو اس کے مرنے کے بعد دوبارہ زندہ کر دینا اس کی قدرت سے کیوں بعید ہو لیکن اس نظریہ کو عقل مند ہی سمجھ سکتے ہیں۔

اور فَيُحْيِ بِهِ الْاَرْضَ کی تفسیر خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔ پھر چھٹی شان کا بیان ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ تَقُوْمَ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ بِاَمْرِهٖ ۭ ثُمَّ اِذَا دَعَاكُمْ دَعْوَةً ڰ مِّنَ الْاَرْضِ ڰ اِذَآ اَنْتُمْ تَخْرُجُوْنَ ۝ وَلَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ ۝

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ آسمان و زمین قائم ہیں اس کے حکم سے پھر جب تمہیں زمین سے ندا کرے گا جبھی تم نکل پڑو گے اور اسی کی ملک ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور سب اس کے زیر فرمان ہیں۔

یعنی آسمان اور زمین بغیر کسی سہارے کے قائم ہیں اس میں صرف اور صرف اسی کا حکم ہے اور جب وہ تمہیں ایک ندا دے گا تو تم اپنی اپنی قبروں سے نکل پڑو گے اور وہ آواز صور اسرافیل کی آواز ہو گی۔ اس پر کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

وَ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ لَّهٗ اٰیَةٌ * تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اب ساتویں شان کی نشانی کا بیان ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَهُوَ اَهْوَنُ عَلَيْهِ ۭ

اور وہی ہے تمام خلق کی ابتداء فرما کر اس کے فنا ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ بنائے گا اور وہ تمہاری سمجھ میں بھی آسان ہے۔

اسی لئے تمہاری عقل ابتدائے ایجاد کو مشکل سمجھتی ہے اور دوبارہ اسے بنانا آسان جانتی ہے لیکن یہ بے عقل جاہل ہماری ابتدائے تخلیق کو مان کر دوبارہ بنانے کو مشکل بلکہ محال سمجھتے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

وَلَهُ الْمَثَلُ الْاَعْلٰى فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

اور اسی کے لئے ہیں سب سے برتر شانیں آسمانوں اور زمین میں اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ روم - پ ۲۱

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ۭ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَاۗءَ فِيْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِيْهِ سَوَاۗءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِيْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ۝

مثال دیتا ہے تمہارے لئے تمہارے ہی حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے ہاتھ کی ملکیت غلاموں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس کے برابر ہو ایسے کہ ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ایسے ہی تفصیل سے ہم نشانیاں بیان کرتے ہیں عقل والوں کے لئے

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَاۗءَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ يَّهْدِيْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ۭ وَمَا لَهُمْ مِّنْ

بلکہ وہ ظالم جو اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لئے اپنی جہالت سے تو کون اس کو ہدایت کرے جسے اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نّٰصِرِيْنَ ﴿٢٩﴾

نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۭ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِيْ
فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ
الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ڎ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا
يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾

تو قائم کرو اپنا رخ دین کے لئے خالص اسی کے ہو کر یہ اللہ کی بنائی ہوئی فطرت ہے جس پر لوگوں کو قائم کیا نہیں بدل سکتا اللہ کی بنائی ہوئی چیز کو یہی سیدھا دین ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا
تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾

رجوع لائے ہیں اسی کی طرف اور اس سے ڈرتے ہیں اور قائم رکھو نماز اور نہ ہو مشرکوں سے

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ
حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٣٢﴾

اور ان میں سے جنہوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اپنے دین کو اور ہو گئے گروہ گروہ ہر جماعت اپنی تعلیم پر ہی خوش ہے

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ
اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ
مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾

اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع ہو کر پھر جب ذائقہ آتا ہے اس کی طرف رحمت کا تو جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک بنالیتا ہے

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۫ فَسَوْفَ
تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾

تاکہ ناشکری کرے اس کی جو ہم نے دیا تو برائے چندے عیش کرو عنقریب جان لو گے

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا
بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٥﴾

کیا ہم نے اتاری ہے ان پر کوئی سند کہ وہ بتاتی ہے ہمارے شریک

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ
تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ
يَقْنَطُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت کا مزہ تو خوش ہوتے ہیں اس سے اور اگر کوئی برائی پہنچے ان کے ہاتھوں کے کرتوت سے جبھی مایوس ہو جاتے ہیں

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَ
يَقْدِرُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿٣٧﴾

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ اللہ وسیع کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان لانے والوں کے لئے

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ۭ
ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۡ وَاُولٰۗىِٕكَ
هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٣٨﴾

تو دو رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین اور مسافر کو یہ بہتر ہے ان کے لئے جو چاہتے ہیں اللہ کی رضا اور یہی کامیاب ہیں

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَا۟ فِيْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا
يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ

اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو نہ بڑھے گا وہ اللہ کے یہاں اور جو تم خیرات دو اللہ کی

Marfat.com

تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿٣٩﴾ اَللهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ۭ هَلْ مِنْ شُرَكَاۗىِٕكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَيْءٍ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٤٠﴾

رضا چاہتے ہوئے توان لوگوں کے لئے دو چندا جر ہے اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا۔کیا تمہارے شریکوں میں سے بھی کوئی ایسا ہے جو یہ کام کر سکے پاکی اور برتری ہے اسے ان کے شریکوں سے

حل لغات چوتھا رکوع۔سورۃ روم۔پ ۲۱

ضَرَبَ۔بیان کی	لَكُمْ۔تمہارے لئے	مَّثَلًا۔مثال	مِّنْ اَنْفُسِكُمْ۔تمہاری اپنی
جانوں سے	هَلْ۔کیا	لَّكُمْ۔تمہارے لئے ہے	مِّنْ مَّا۔اس سے جو
مَلَكَتْ۔مالک ہیں	اَيْمَانُكُمْ۔تمہارے ہاتھ	مِّنْ شُرَكَآءَ۔کوئی شریک	فِيْ۔بیچ
مَا۔اس کے جو	رَزَقْنٰكُمْ۔دیا ہم نے تم کو		فَاَنْتُمْ۔تو تم
فِيْهِ۔اس میں	سَوَآءٌ۔برابر ہو	تَخَافُوْنَهُمْ۔ڈروتم ان سے	كَخِيْفَتِكُمْ۔جیسے ڈرتے
ہوتم	اَنْفُسَكُمْ۔آپس میں	كَذٰلِكَ۔ایسے ہی	نُفَصِّلُ۔بیان کرتے ہیں ہم
الْاٰيٰتِ۔آیتیں	لِقَوْمٍ۔ان کے لئے جو	يَّعْقِلُوْنَ۔سوچیں	بَلِ۔بلکہ
اتَّبَعَ۔پیروی کی	الَّذِيْنَ۔انہوں نے جو	ظَلَمُوْٓا۔ظالم ہیں	اَهْوَآءَ۔خواہشات
هُمْ۔اپنی کی	بِغَيْرِ۔بغیر	عِلْمٍ۔علم کے	فَمَنْ۔تو کون
يَّهْدِيْ۔ہدایت دے	مَنْ۔اس کو جسے	اَضَلَّ۔گمراہ کیا	اللهُ۔اللہ نے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	لَهُمْ۔ان کے لئے	مِّنْ نّٰصِرِيْنَ۔کوئی مددگار
فَاَقِمْ۔تو قائم رکھ	وَجْهَكَ۔اپنا چہرہ	لِلدِّيْنِ۔دین کے لئے	حَنِيْفًا۔خالص
فِطْرَتَ۔پیدائش	اللهِ۔اللہ کی	الَّتِيْ۔وہ جو	فَطَرَ۔پیدا کیا
النَّاسَ۔لوگوں کو	عَلَيْهَا۔اس پر	لَا۔نہیں ہے	تَبْدِيْلَ۔تبدیلی
لِخَلْقِ۔واسطے پیدائش	اللهِ۔اللہ کے	ذٰلِكَ۔یہ	الدِّيْنُ۔دین ہے
الْقَيِّمُ۔سیدھا	وَ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن	اَكْثَرَ۔اکثر
النَّاسِ۔لوگ	لَا۔نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	مُنِيْبِيْنَ۔رجوع کرتے
ہوئے	اِلَيْهِ۔اس کی طرف	وَ۔اور	اتَّقُوْهُ۔ڈرو
هُ۔اس سے	وَ۔اور	اَقِيْمُوا۔قائم کرو	الصَّلٰوةَ۔نماز
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَكُوْنُوْا۔ہو جاؤ تم	مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں
میں سے	مِنَ الَّذِيْنَ۔ان سے جنہوں نے		فَرَّقُوْا۔ٹکڑے کیا
دِيْنَهُمْ۔اپنے دین کو	وَ۔اور	كَانُوْا۔ہو گئے	شِيَعًا۔فرقے فرقے

Marfat.com

كُلُّ۔ہر	حِزْبٍ۔فرقہ	بِمَا۔اس سے جو	لَدَيْهِمْ۔ان کے پاس ہے
فَرِحُوْنَ۔خوش ہیں	وَ۔اور	اِذَا۔جب	مَسَّ۔پہنچتی ہے
النَّاسَ۔لوگوں کو	ضُرٌّ۔کوئی تکلیف	دَعَوْا۔پکارتے ہیں	رَبَّهُمْ۔اپنے رب کو
مُنِيْبِيْنَ۔رجوع کرتے ہوئے		اِلَيْهِ۔اس کی طرف	ثُمَّ۔پھر
اِذَآ۔جب	اَذَاقَهُمْ۔چکھاتا ہے ان کو	مِّنْهُ۔اپنی طرف سے	رَحْمَةً۔رحمت
اِذَا۔تو اچانک	فَرِيْقٌ۔ایک فرقہ	مِّنْهُمْ۔ان میں سے	بِرَبِّهِمْ۔اپنے رب کے ساتھ
يُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے ہیں	لِيَكْفُرُوْا۔تا کہ ناشکری کریں		بِمَآ۔اس کی جو
اٰتَيْنٰهُمْ۔دیا ہم نے ان کو	فَتَمَتَّعُوْا۔تو فائدہ اٹھاؤ	فَسَوْفَ۔جلدی	تَعْلَمُوْنَ۔جانو گے تم
اَمْ۔کیا	اَنْزَلْنَا۔اتاری ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ان پر	سُلْطٰنًا۔کوئی دلیل
فَهُوَ۔تو وہ	يَتَكَلَّمُ۔بیان کرتی ہے	بِمَا۔جو	كَانُوْا۔تھے
بِهٖ۔اس کے ساتھ	يُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے	وَ۔اور	اِذَآ۔جب
اَذَقْنَا۔ہم چکھاتے ہیں	النَّاسَ۔لوگوں کو	رَحْمَةً۔رحمت	فَرِحُوْا۔خوش ہوتے ہیں
بِهَا۔اس سے	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	تُصِبْهُمْ۔پہنچے ان کو
سَيِّئَةٌ۔کوئی تکلیف	بِمَا۔بسبب اس کے جو	قَدَّمَتْ۔آگے بھیجا	اَيْدِيْهِمْ۔ان کے ہاتھوں نے
اِذَا۔تو اچانک	هُمْ۔وہ	يَقْنَطُوْنَ۔مایوس ہوتے ہیں	اَوَ۔کیا
لَمْ۔نہ	يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے	اَنَّ۔کہ بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
يَبْسُطُ۔فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ۔رزق	لِمَنْ۔جس کے لئے	يَّشَآءُ۔چاہے
وَ۔اور	يَقْدِرُ۔تنگ کرتا ہے	اِنَّ۔بے شک	فِيْ۔بیچ
ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰيٰتٍ۔نشان ہیں	لِّقَوْمٍ۔ان کے لئے جو	يُّؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائیں
فَاٰتِ۔تو دو	ذَا الْقُرْبٰى۔رشتہ دار کو	حَقَّهٗ۔اس کا حق	وَ۔اور
الْمِسْكِيْنَ۔مسکین	وَ۔اور	ابْنَ السَّبِيْلِ۔مسافر کو	ذٰلِكَ۔یہ
خَيْرٌ۔بہتر ہے	لِّلَّذِيْنَ۔ان کے لئے جو	يُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہیں	وَجْهَ۔رضامندی
اللّٰهِ۔اللہ کی	وَ۔اور	اُولٰٓئِكَ۔یہی	هُمُ۔وہ ہیں
الْمُفْلِحُوْنَ۔نجات پانے والے		وَ۔اور	مَآ۔جو
اٰتَيْتُمْ۔دو تم	مِّنْ رِّبًا۔زیادہ لینے کے لئے		لِّيَرْبُوَا۔تا کہ زیادتی ہو
فِيْٓ۔بیچ	اَمْوَالِ۔مال	النَّاسِ۔لوگوں کے لئے	فَلَا۔تو نہیں
يَرْبُوْا۔بڑھتا	عِنْدَ۔نزدیک	اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور
مَآ۔جو	اٰتَيْتُمْ۔دو تم	مِّنْ زَكٰوةٍ۔زکوۃ کہ	تُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہو

Marfat.com

وَجْهَ۔ رضامندی اللّٰہِ۔ اللہ کی فَاُولٰٓئِکَ۔ تو یہی
هُمُ۔ وہ ہیں الْمُضْعِفُوْنَ۔ دگنا پانے والے اَللّٰہُ۔ اللہ الَّذِیْ۔ وہ ہے جس نے
خَلَقَکُمْ۔ پیدا کیا تم کو ثُمَّ۔ پھر رَزَقَکُمْ۔ رزق دیا تم کو ثُمَّ۔ پھر
یُمِیْتُکُمْ۔ مارے گا تم کو ثُمَّ۔ پھر یُحْیِیْکُمْ۔ زندہ کرے گا تم کو هَلْ۔ کیا ہے کوئی
مِنْ شُرَکَآئِکُمْ۔ تمہارے شریکوں سے مَّنْ۔ جو یَّفْعَلُ۔ کر سکے
مِنْ ذٰلِکُمْ۔ اس میں سے مِّنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز سُبْحٰنَهٗ۔ پاک ہے وہ وَ۔ اور
تَعٰلٰی۔ بلند ہے عَمَّا۔ اس سے یُشْرِکُوْنَ۔ جو وہ شریک کرتے ہیں

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع ۔ سورۃ روم ۔ پ ۲۱

ضَرَبَ لَکُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِکُمْ ؕ ۔ تمہارے لئے ایک مثال دیتا ہے تمہارے اپنے حال سے (اور وہ مثال یہ ہے کہ)

هَلْ لَّکُمْ مِّنْ مَّا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ مِّنْ شُرَکَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰکُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ

تمہارے لئے کیا تمہارے ہاتھ کی ملک غلاموں میں سے کچھ شریک ہیں اس میں جو ہم نے تمہیں روزی دی تو تم سب اس میں برابر ہو۔

یعنی کیا تمہارے غلام تمہارے ساجھی ہیں اور مال ومتاع وغیرہ میں تم اور تمہارے غلام یکساں حق رکھتے ہیں اور تم ان کی اجازت کے بغیر اپنے مال میں تصرف کرنے سے قاصر ہو۔ اور تم اور وہ برابر ہیں حتیٰ کہ

تَخَافُوْنَهُمْ کَخِیْفَتِکُمْ اَنْفُسَکُمْ ؕ ۔ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو۔

مدعا یہ ہے کہ تم جس طرح اپنے غلاموں مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملوک اور مقتدر بندوں کو اس کا شریک اور برابر قرار دیتے ہو۔ گویا ارشاد ہے کہ اے مشرکو! تم اللہ کے سوا جنہیں اپنا معبود بنا رہے ہو وہ سب اس کے بندے اور مملوک ہیں۔

تو اگر تم اپنے غلاموں مملوکوں کو اپنے برابر ہونا پسند نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے مساوی قرار دینا کتنی بے انصافی اور ظلم ہے یہ اتنی واضح مثال ہے کہ خود ہی ارشاد فرمایا:

کَذٰلِکَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿۲۸﴾

ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان کرتے ہیں عقل مندوں کے لئے۔ آگے ارشاد ہے:

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ

بلکہ اتباع کرتے ہیں ظالم لوگ اپنی خواہشات کا اپنی جہالت سے۔

فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰہُ ؕ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ﴿۲۹﴾

تو اسے کون ہدایت کر سکتا ہے جس کو اللہ نے گمراہ کیا اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

یعنی جو پیدائشی گمراہ ہوا سے کسی کی ہدایت فائدہ نہیں دے سکتی اور عذاب آخرت سے بچانے میں اس کا کوئی مددگار نہیں ہو سکتا اب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ عام حکم ہے۔

Marfat.com

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ تو اپنا منہ سیدھا رکھو اللہ کی اطاعت کے لئے صرف اسی کے ہو کر۔
یعنی خلوص کے ساتھ دین الٰہی عزوجل پر استقامت واستقلال سے قائم رہو۔
فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ
فطرت الٰہی وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا کوئی نہیں بدل سکتا اس کی پیدا کی ہوئی شان کو۔
فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ آیہ کریمہ کے یہ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو ایمان پر پیدا کیا۔ جیسا کہ بخاری ومسلم میں ہے: كُلُّ مَوْلُوْدٍ يُوْلَدُ عَلَى الْفِطْرَةِ ثُمَّ اَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ۔ ہر پیدا ہونے والا فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی کرلیں یا نصرانی یا مجوسی بنائیں۔
تو لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کے یہ معنی ہوئے کہ پیدائش کے وقت ہر ایک اپنی فطرت کے مطابق ہی ہوتا ہے اس وقت کسی کو بدلنے کا حق نہیں لہٰذا تم کو چاہئے کہ اسی اپنی پیدائش پر قائم رہو۔ اس لئے کہ
ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ ۙ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ۔ یہی سیدھا دین ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے۔
یعنی دین قیم ہی پر قائم رہو اور جاہل اس حقیقت سے نابلد ہیں۔
مُنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ وَ اتَّقُوْهُ وَ اَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَ لَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ ﴿۳۱﴾
اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں سے نہ ہو۔
انابت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور اطاعت کے ساتھ رجوع ہو اور اس کے ساتھ کسی غیر کی پوجا اور عبادت نہ کرو اور مشرک نہ بنو۔
مِنَ الَّذِیْنَ فَرَّقُوْا دِیْنَهُمْ وَ كَانُوْا شِیَعًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۭ بِمَا لَدَیْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿۳۲﴾
ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور فرقہ فرقہ ہو گئے ہر گروہ جس فرقہ کے پاس ہے اس پر خوش ہے۔
کوئی چکڑالوی ہے اور کوئی نجدی، کوئی نیچری ہے اور کوئی وہابی، کوئی غیر مقلد ہے کوئی رافضی خارجی، کوئی معتزلی ہے اور کوئی اپنی جماعت کے سوا کسی کو اسلامی ہی نہیں مانتا۔ کوئی پرویزی ہے۔ یہ فرقہ بھی ابھی موجود ہے۔
غرضیکہ وجود الٰہی عزوجل اور معبود حقیقی کی عبادت میں بھی اختلاف کر کے اپنے اپنے گروہ کے ساتھ خوش ہے۔ کوئی تین نمازیں مانتا ہے کوئی دو ہی پر اکتفاء کرتا ہے کوئی موجودہ نماز کو مولوی کی گھڑی ہوئی بتاتا ہے۔ حج کو ہندو یاترا بتاتا ہے۔ اور لطف کی بات یہ ہے کہ سب اپنی اپنی جماعت میں خوش ہیں۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:
وَ اِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِیْبِیْنَ اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَاۤ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَاۤ اٰتَیْنٰهُمْ ؕ فَتَمَتَّعُوْا ٙ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۴﴾
اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے تو جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے کی ناشکری کریں تو عیش کرلو چندروز عنقریب جان لوگے۔

Marfat.com

یعنی جب کسی مرض یا قحط یا اور کسی تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں تو صرف اللہ عزوجل ہی کو پکارتے ہیں۔ اور جب رحمت الٰہی عزوجل سے وہ آرام اور فراخی پاتے ہیں تو پھر وہی شرک کرنے لگتے ہیں تو انہیں فرما دیجئے کہ چند دنیوی نعمتوں سے عیش کر لو پھر جان لوگے کہ تمہارا انجام کیا ہے اور آج اللہ کی نعمتوں سے ناشکری کا کیا صلہ ملتا ہے۔

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَیْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ یَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ یُشْرِكُوْنَ ۝۳۵

یا ہم نے ان پر کوئی سند اتاری کہ وہ انہیں ہمارا شریک بتارہی ہے۔

یعنی ان پر کوئی کتاب یا حجت نازل کی گئی ہے جو انہیں شرک کرنے کا حکم دیتی ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے نہ کوئی حجت ہے نہ کوئی سند محض اپنے توہمات باطلہ فاسدہ کے شکار ہیں۔

وَ اِذَاۤ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ؕ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَیِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَیْدِیْهِمْ اِذَا هُمْ یَقْنَطُوْنَ ۝۳۶

اور جب ہم لوگوں کو رحمت کا مزہ دیتے ہیں اس پر خوش ہوتے ہیں اور اگر انہیں کوئی برائی پہنچے ان کی بداعمالیوں سے تو وہ ناامید ہو جاتے ہیں۔

رحمت حق سے تندرستی اور وسعت رزق کا جب انہیں مزہ آتا ہے خوش ہوتے ہیں، اتراتے ہیں۔ اور جب ان کے کرتوت کے بدلے کوئی مصیبت آئے تو مایوس ہو جاتے ہیں اور یہ مومن کی شان سے بعید ہے وہ جب فراخی ہو شکر کرتا ہے اور تنگی ہو تو صبر کرتا ہے۔

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۝۳۷

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ ہی کشادہ فرماتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے اس میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

یعنی حقیقت یہی ہے کہ فراخی اور تنگی دونوں من جانب اللہ ہیں اور مومن دونوں شانوں سے اللہ تعالیٰ کو ہی یاد کرتا ہے لہٰذا

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَ الْمِسْكِیْنَ وَ ابْنَ السَّبِیْلِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ لِّلَّذِیْنَ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۖ وَ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝۳۸

تو دے رشتہ داروں کو ان کا حق اور مسکین و مسافر کی خبر گیری کر، یہ ان کے لئے بہتر ہے جو اللہ کی رضا چاہتے ہیں، اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

یعنی صلہ رحمی اعزاء و اقرباء کے ساتھ اور مسکین اور مسافر کی ضرورت پوری کرنا یہ کامیابی کی نشانی ہے اور چونکہ یہاں امر ہے اس لئے صلہ رحمی واجب ہوئی کما فی المدارک۔ اس کے بعد باہمی لین دین کے متعلق حکم نافذ ہوا:

وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّیَرْبُوَاۡ فِیْۤ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا یَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَ مَاۤ اٰتَیْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِیْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ۝۳۹

اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کے مال بڑھیں تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا جوئی میں سو ان کا اجر دو چند ہے۔

لوگوں میں رواج تھا کہ وہ دوسرے احباب عزیز و آشنا کو کچھ دیتے تو یہ نیت رکھتے کہ یہ ہمیں اس سے زیادہ دے گا۔ یہ

Marfat.com

رواج اگر چہ جائز ہے لیکن اس قسم کا لین دین ثواب آخرت سے خالی ہے اور اس میں برکت نہیں البتہ اللہ کے لئے کسی کی خدمت کرنا اس میں اجر دو چند ہے بلکہ دس گنا۔ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ یُمِیْتُكُمْ ثُمَّ یُحْیِیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآىٕكُمْ مَّنْ یَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَیْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعٰلٰى عَمَّا یُشْرِكُوْنَ ۝۴۰

اللہ ہی وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہیں رزق دیا پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں جلائے گا۔ کیا تمہارے معبودوں میں بھی کوئی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کرے پاکی ہے اسے اور بلندی ہے اسے تمہارے اس شرک سے۔

یعنی پیدا کرنا، رزق دینا، مارنا، جلانا یہ سب کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے مخلوق میں سے کسی کے اندر یہ قوت نہیں۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ روم - پ ۲۱

ضَرَبَ لَكُمْ مَّثَلًا مِّنْ اَنْفُسِكُمْ ؕ هَلْ لَّكُمْ مِّنْ مَّا مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ مِّنْ شُرَكَآءَ فِیْ مَا رَزَقْنٰكُمْ فَاَنْتُمْ فِیْهِ سَوَآءٌ تَخَافُوْنَهُمْ كَخِیْفَتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۲۸

تمہارے لئے ایک مثال بیان کرتا ہے خود تمہارے اپنے حال سے کیا تمہارے لئے تمہارے اپنے ملک غلام تمہارے شریک ہیں اس میں جو ہم نے بخشش کی تمہیں تو تم سب اس میں برابر ہو کہ تم ان سے ڈرو جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو ہم نشانیاں مفصل بیان کرتے ہیں عقل والوں کے لئے۔

اس میں مشرکین کو مخاطب کر کے ارشاد ہے کہ اے مشرکو تم اپنے حال پر غور کرو کہ تمہارے غلام جو تمہاری ملک ہیں کیا تمہارے ساجھی ہیں مال و متاع میں یکساں مساوی استحقاق رکھتے ہیں اور ایسے ہی مختار ہیں جیسے تم۔ اگر ایسا ہے تو تم اپنے ملوکات میں بغیر ان غلاموں کی اجازت کے کچھ تصرف کرنے کا حق نہ رکھتے ہو گے۔

اس بیان سے یہ ثابت کرنا مقصود ہے کہ تم اپنے غلاموں کو کسی طرح اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کس قدر جہالت وحماقت ہے کہ اپنے عارضی مملوک تو تم اپنے مساوی ماننے کو تیار نہیں اور اللہ تعالیٰ جس کی ہر شے مملوک حقیقی ہے اسے تم اس کے وا اپنا معبود بنا کر اس مالک حقیقی کا ساجھی اور شریک بناتے ہو حالانکہ تم بھی سمجھتے ہو کہ کائنات میں جو بھی ہے اس کا بندہ اور اس کی ملک ہے تو یہ شرک کرنا ان کا اپنی جانوں پر ظلم عظیم کرنا ہے۔ یہ ایک ایسی مثال ہے کہ جس میں ذرہ بھر بھی عقل ہے وہ اسے تسلیم کریگا اور جو لوگ اپنی خواہشوں کے پیرو ہو کر اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں وہ درحقیقت اخروی عذاب سے بے خبر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْۤا اَهْوَآءَهُمْ بِغَیْرِ عِلْمٍ ۚ فَمَنْ یَّهْدِیْ مَنْ اَضَلَّ اللّٰهُ ؕ وَ مَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝۲۹

بلکہ یہ ظالم اپنی خواہشات کے پیرو ہو کر جہالت اور عذاب آخرت سے بے خبر ہونے کی بناء پر لگے ہوئے ہیں تو اسے کون ہدایت کرے جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ ہی پیدا فرمایا اور ان کا کوئی بھی آخرت میں مددگار نہیں ہوگا۔

یعنی جنہیں خالق کل مالک کل نے گمراہ پیدا کیا اسے کوئی ہدایت نہیں کر سکتا اور ان کو عذاب آخرت سے بچانے میں کوئی مددگار نہیں اس کے بعد بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ فرما کر اپنے بندوں کو حکم دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّیْنِ حَنِیْفًا ؕ فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِیْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیْهَا ؕ لَا تَبْدِیْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ

Marfat.com

الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾

تو اپنا رخ سیدھا کر دین الٰہی کے لئے صرف اسی ایک ذات کی طرف، اللہ تعالیٰ کی فطرۃ وہ ہے جس پر لوگوں کو پیدا کیا ہے، اسے کوئی نہیں بدلے یہی سیدھا دین ہے مگر بہت لوگ نہیں جانتے۔

یعنی خلوص کے ساتھ دین حق پر استقامت اور استقلال سے قائم رہو اور فطرت سے مراد دین اسلام ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ حماد بن الصفار رحمہما اللہ سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے اس آیت کریمہ کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فِطْرَتَ اللّٰهِ الَّتِىْ فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا دِيْنُ اللّٰهِ تعالٰى۔

وَالْمُرَادُ بِفِطْرَتِهِمْ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ خَلَقَهُمْ قَابِلِيْنَ لَهٗ غَيْرَ نَابِيْنَ عَنْهُ وَلَا مُنْكِرِيْنَ لَهٗ لِكَوْنِهٖ مُجَاوِبًا لِلْعَقْلِ مُسَاوِقًا لِلنَّظَرِ الصَّحِيْحِ۔ اور اس سے مراد یہ ہے کہ دین اسلام پر سب کی پیداوار ہے اسے مانتے ہوئے ہر ایک پیدا ہوا۔

فَفِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مَّوْلُوْدٍ يُوْلَدُ اِلَّا عَلَى الْفِطْرَةِ فَاَبَوَاهُ يُهَوِّدَانِهٖ اَوْ يُنَصِّرَانِهٖ اَوْ يُمَجِّسَانِهٖ۔

بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی پیدا ہونے والا نہیں ہوتا مگر فطرت اسلامیہ پر تو پھر اس کے ماں باپ اسے یہودی کر لیں یا نصرانی اور مجوسی۔

ایک حدیث میں یہ بھی ارشاد ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَشْقٰى شَقِيٌّ فِىْ بَطْنِ اُمِّهٖ۔

اور لَا تَبْدِيْلَ لِخَلْقِ اللّٰهِ کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: قِيْلَ الْمَعْنٰى لَا يَقْدِرُ اَحَدٌ عَلٰى اَنْ يُّغَيِّرَ خَلْقَ اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ وَ فِطْرَتَهٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ یعنی کسی کو یہ قدرت نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق اور فطرت کو بدل سکے۔

ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٠﴾۔

یہ دین ایسا سیدھا اور مستوی ہے کہ اس میں کوئی کجی نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اور اگر جانتے تو ان پر لازم تھا کہ

مُنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ وَاتَّقُوْهُ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٣١﴾

رجوع رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور اخلاص کے ساتھ اور اس سے ڈرتے اور نماز قائم رکھتے اور مشرکوں سے نہ ہوتے۔

مِنَ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا ۭ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ﴿٣٢﴾

بے دین اور مشرکوں سے وہ ہیں جنھوں نے دین کے ٹکڑے ٹکڑے کئے اور فرقہ فرقہ ہو گئے۔ ہر فرقہ جس جماعت میں ہے خوش ہے اور اتراتا ہے۔

یعنی وہ فرقے جس طریقہ پر ہیں سمجھتے ہیں کہ ہم حق پر ہیں۔

وَاِذَا مَسَّ النَّاسَ ضُرٌّ دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ

Marfat.com

يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٣﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾

اور جب پہنچتی ہے لوگوں کو تکلیف تو پکارتے ہیں اپنے رب کو اس کی طرف جھکتے رجوع لاتے پھر جب وہ انہیں اپنے پاس سے رحمت کا مزہ دیتا ہے جبھی ان میں سے ایک گروہ اپنے رب کا شریک ٹھہرانے لگتا ہے تاکہ کفران نعمت کرے ہماری دی ہوئی نعمت سے تو متمتع ہولو برائے چندے پھر عنقریب اس کا انجام جان لوگے۔

ضر سے مراد شدت وکرب ہے۔

دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ يَعْنِىْ رَاجِعِيْنَ اِلَيْهِ تَعَالٰى مِنْ دُعَاءِ غَيْرِهٖ عَزَّوَجَلَّ مِنَ الْاَصْنَامِ وَغَيْرِهَا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاتے ہیں اور اسی کو پکارتے ہیں پھر بت وغیرہ سب بھول جاتے ہیں ثُمَّ اِذَآ اَذَاقَهُمْ مِّنْهُ رَحْمَةً خَلَاصًا مِّنْ تِلْكَ الشِّدَّةِ۔ پھر جب انہیں اس شدت ونکبت سے خلاصی مل جاتی ہے اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ بِرَبِّهِمْ يُشْرِكُوْنَ تو انہیں مخلصانہ پکارنے والوں کا ایک گروہ اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرالیتا ہے اور اس نجات کو بتوں ستاروں اور مثل اس کے کسی مخلوق کی طرف منسوب کرلیتا ہے اور مشرک ہوجاتا ہے۔

انتباہ

ان آیتوں کو بعض مسلمان نما بے دین، اولیاء کرام اور انبیاء عظام پر منطبق کرلیتا ہے اور کہہ دیتا ہے کہ اولیاء وانبیاء کے توسل سے جو لوگ اپنی مشکلات میں استمداد کرتے ہیں وہ بھی اسی شمار میں ہیں یہ غلط اور بالکل غلط ہے۔

اس لئے کہ بتوں سے توسل کرنا جماد اور لایعقل سے توسل کرنا ہے اور ان سے توسل ان کے تقرب اور محبوبیت کے طفیل ہے یہ دونوں برابر نہیں ہوسکتے لہٰذا یہ تشدد بے جا ہے کہ جائز امور کو بھی اسی شرک کے مساوی قرار دیا جائے۔

پھر ان کا بتوں ستاروں پتھروں سے توسل اس لئے ہے کہ

لِيَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَيْنٰهُمْ ۭ۔ تاکہ ہمارے دیئے ہوئے کے ساتھ کفر کریں۔ (چنانچہ توبیخاً ارشاد ہے:)

فَتَمَتَّعُوْا ۪ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿٣٤﴾۔ اچھا برائے چندے برت لو متمتع ہولو عنقریب تم جان لوگے۔

پھر دوبارہ التفات توبیخی فرما کر ارشاد ہے:

اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ ﴿٣٥﴾۔

یا ہم نے ان پر اس پوجا پاٹ کی کوئی سند اتاری ہے یعنی حجت یا کتاب علیحدہ نازل کی ہے کہ وہ انہیں ہمارے شریک بتا رہے ہیں۔

لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ سب کچھ ان کے اوہام باطلہ فاسدہ کاسدہ رذیلہ خبیثہ ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سند اور حجت نہیں آئی پھر ان کے تذبذب کا نقشہ اس طرح کھینچ کر بیان فرمایا گیا:

وَاِذَآ اَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً فَرِحُوْا بِهَا ۭ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ اِذَا هُمْ يَقْنَطُوْنَ ﴿٣٦﴾

اور جب ہم چکھاتے ہیں لوگوں کو رحمت سے تو خوش ہوتے اور اتراتے ہیں اور اگر پہنچے ان کو برائی ان کے اعمال کا بدلہ تو جبھی مایوس ہوجاتے ہیں۔

یعنی صحت، فراخی رزق دیکھ کر اتراتے اور خوش ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم جس طریقہ پر ہیں وہی صحیح ہے۔

اور جب تنگی قحط امساک باراں یا کوئی بیماری کی شکل میں ان پر مصیبت نازل ہوتی ہے تو علی الفور مایوس ہو جاتے ہیں حالانکہ یہ سب کچھ ان کے عملوں کا نتیجہ ہوتا ہے اور مومن کی شان اس کے برعکس ہوتی ہے اسے جب نعمت ملتی ہے تو بجائے اترانے کے اللہ عزوجل کے حضور سجدہ شکر بجالاتا ہے اور جب تنگی، سختی، کربت ونکبت آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کا امیدوار ہو کر اسی کے حضور اپنی دعا میں اس کے مقربین کے توسل سے فراخی طلب کرتا ہے آگے ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِىْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ بے شک اللہ ہی فراخی رزق فرماتا ہے جسے چاہے اور تنگی بھی وہ کرتا ہے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

اس کے بعد ارشاد ہے کہ جب تم یہ سمجھ چکے ہو تو اب تم پر لازم ہے کہ

فَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ ۫ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۳۸﴾

رشتہ داروں کو ان کا حق دو اور مسکین غریب کی مدد کرو اور مسافر بے وطن کی خدمت کرو۔ یہ بہتر ہے ان کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کرتے ہیں اور وہی کامیاب ہیں۔

صاحب مدارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس آیہ کریمہ سے محارم کے نفقہ کا وجوب ثابت ہوتا ہے اس لئے کہ امر وجوب کے لئے آتا ہے۔

اور ذوی القربیٰ، مساکین اور ابن السبیل کی خدمت میں احسان رکھنے کی بجائے رضائے الٰہی عزوجل کا طالب رہنا مسلمان کا مقتضیٰ ہے۔ اور جو مخمور ایمان پر ہے وہی کامیاب اور فلاح یافتہ ہیں۔

اس کے بعد ایک دستور اور رواج کی اصلاح کے لئے ارشاد ہے جو لوگوں میں مروج تھا کہ وہ دوست احباب اور برادری میں شادی بیاہ موت غمی میں اس نیت سے دیتے تھے کہ جتنا دیا ہے اس سے زائد حاصل کریں تو اگرچہ یہ جائز ہے لیکن اس قسم کا لین دین آخرت میں کسی ثواب کا موجب نہیں لہٰذا مومن جو کام کریگا وہ خالصۃً لوجہ اللہ عزوجل ہی کرے گا چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ رِّبًا لِّيَرْبُوَاۡ فِىْٓ اَمْوَالِ النَّاسِ فَلَا يَرْبُوْا عِنْدَ اللّٰهِ ۚ وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ ﴿۳۹﴾

اور تم جو چیز زیادہ لینے کو دو کہ دینے والے کا مال بڑھے تو وہ اللہ کے یہاں نہ بڑھے گی (یعنی اس نیت سے دینا لینا مناسب نہیں، اس کا اجر آخرت میں کچھ نہیں ہے) اور جو تم خیرات دو اللہ کی رضا جوئی میں تو وہ تمہارے لئے دونا ہے۔

اور دونا ہی نہیں بلکہ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا دس گنا بھی ہوگا اور وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ اور ضعف در ضعف بھی ہو گا جسے اللہ چاہے۔ اب آخر رکوع میں اپنی قدرت مطلقہ کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے۔

اَللّٰهُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ ثُمَّ رَزَقَكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يُحْيِيْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّفْعَلُ مِنْ ذٰلِكُمْ مِّنْ شَىْءٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۴۰﴾

اللہ وہ اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا، پھر تمہیں رزق دیا، پھر تمہیں موت دے گا، پھر تمہیں زندہ کرے گا۔

گویا فرمایا گیا کہ پیدا کرنا، روزی دینا، مارنا جلانا یہ سب کام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ میں ہیں تم جنہیں اللہ کے سوا معبود بنائے بیٹھے ہو اور انہیں اللہ کا شریک ٹھہراتے ہو ذرا بتاؤ تو کہ تمہارے معبودوں بتوں میں کوئی بھی ایسا ہے جو ان کاموں میں سے کچھ کر سکے۔ سُبْحٰنَهٗ پاکی ہے اس کی ذات کے لئے وَتَعٰلٰى اور بلندی و برتری ہے اسے شرک سے۔ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

اور اس قسم کی خیر خیرات کی فضیلت میں کسی نے ایک شاندار رباعی کہی ہے جسے آلوسی نقل فرماتے ہیں:

اِذَا جَادَتِ الدُّنْيَا عَلَيْكَ فَجُدْ بِهَا	عَلَى النَّاسِ طُرًّا اِنَّهَا تَتَقَلَّبُ
فَلَا الْجُوْدُ يُفْنِيْهَا اِذَا هِيَ اَقْبَلَتْ	وَلَا الْبُخْلُ يُبْقِيْهَا اِذَا هِيَ تَذْهَبُ

جب تجھ پر دنیا فراخ ہو تو تو بھی اس کے ذریعے احسان کر لوگوں پر کافی اور فراخ دلی سے اس لئے کہ وہ جانے والی ہے۔
جب دنیا آ رہی ہو تو سخاوت سے ختم نہیں ہوتی اور جب جانے لگے تو بخل اسے باقی نہیں رکھ سکتا۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع-سورۃ روم-پ ۲۱

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ۝۴۱

ظاہر ہوا فساد خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں کے ہاتھوں نے کیں تا کہ انہیں ان کے بعض اعمال بد کا مزہ چکھائے شاید کہ وہ باز آئیں

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ۝۴۲

آپ فرمائیں زمین میں سیر کرو دیکھو کیا انجام ہوا تم سے پہلوں کا ان میں اکثر مشرک تھے

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَىِٕذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ۝۴۳

تو اپنا منہ سیدھا کر عبادت کے لئے قبل اس کے کہ آئے وہ دن جسے کوئی نہیں ٹال سکتا اللہ کے مقابلہ میں اس دن الگ پھٹ جائیں گے

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ۝۴۴

جو کفر کرے اس پر اس کے کفر کا وبال ہے اور جو اچھا کام کرے وہ اپنی جان کے لئے تیاری کرتے ہیں

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ۝۴۵

تا کہ صلہ دے ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۴۶

اور اس کی نشانیوں سے ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ دینے کو اور تا کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لئے کہ کشتی چلے اس کے حکم سے اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو اور تا کہ شکر گزار بنو

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول بھیجے ان کی قوم کی طرف تو وہ لائے ان کے پاس کھلی نشانیاں تو ہم

Marfat.com

اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَیْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿٤٧﴾

نے بدلہ لیا ان سے جو مجرم تھے اور ہمارے ذمہ حق کرم ہے مومنوں کی مدد کرنا

اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَیَبْسُطُهٗ فِی السَّمَآءِ كَیْفَ یَشَآءُ وَ یَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ یَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَاۤ اَصَابَ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿٤٨﴾

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جب چاہے اور کرتا ہے اسے پارہ پارہ تو تو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکل رہا ہے تو جب اسے پہنچاتا ہے جسے چاہے اپنے بندوں میں سے تو جبھی وہ خوشی کرتے ہیں

وَ اِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ یُّنَزَّلَ عَلَیْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِیْنَ ﴿٤٩﴾

اگر چہ اس کے اتارنے سے پہلے آس توڑے ہوئے تھے

فَانْظُرْ اِلٰۤى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَیْفَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿٥٠﴾

تو دیکھو اللہ کی رحمت کے آثار کیسے زمین جلاتا ہے اس کے مرنے کے بعد بے شک اس طرح وہ مردوں کو زندہ کرے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے

وَ لَىِٕنْ اَرْسَلْنَا رِیْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ یَكْفُرُوْنَ ﴿٥١﴾

اور اگر ہم بھیجیں کوئی ہوا جس سے وہ کھیتی پیلی کردے تو ضرور اس کے بعد کفران نعمت کریں

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَ لَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِیْنَ ﴿٥٢﴾

تو بے شک آپ مردوں کو نہیں سناتے اور نہ بہروں کو پکارنا سناؤ جب وہ پشت پھیر کر لوٹیں

وَ مَاۤ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْیِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ؕ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ یُّؤْمِنُ بِاٰیٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿٥٣﴾ ع

اور نہ تم اندھوں کو ان کی گمراہی سے راہ پر لاؤ تم تو اسی کو سناتے ہو جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے تو وہ جھکے ہوئے مسلمان ہیں

حل لغات پانچواں رکوع ۔سورۃ روم ۔پ ۲۱

ظَهَرَ۔ظاہر ہوا	اَلْفَسَادُ۔فساد	فِیْ۔بیچ	اَلْبَرِّ۔خشکی
وَ۔اور	اَلْبَحْرِ۔تری کے	بِمَا۔بسبب اس کے جو	كَسَبَتْ۔کمایا
اَیْدِی۔ہاتھوں	النَّاسِ۔لوگوں کے نے	لِیُذِیْقَهُمْ۔تاکہ چکھائے ان کو	
بَعْضَ۔بعض	الَّذِیْ۔اس کا جو	عَمِلُوْا۔کیا انہوں نے	لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
یَرْجِعُوْنَ۔لوٹیں	قُلْ۔فرمادیں	سِیْرُوْا۔سیر کرو	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	فَانْظُرُوْا۔تو دیکھو	كَیْفَ۔کیسا	كَانَ۔ہوا
عَاقِبَةُ۔انجام	الَّذِیْنَ۔ان کا جو	مِنْ قَبْلُ۔پہلے	كَانَ۔تھے
اَكْثَرُ۔اکثر	هُمْ۔ان میں سے	مُّشْرِكِیْنَ۔مشرک	فَاَقِمْ۔تو قائم رکھ

Marfat.com

وَجْهَكَ۔ اپنا چہرہ	لِلدِّيْنِ۔ دین	الْقَيِّمِ۔ سیدھے کے لئے	مِنْ قَبْلِ۔ پہلے
اَنْ۔ اس سے کہ	يَّاْتِيَ۔ آئے	يَوْمٌ۔ ایسا دن	لَّا۔ کہ نہیں
مَرَدَّ۔ واپس ہونا	لَهٗ۔ اس کو	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن
يَّصَّدَّعُوْنَ۔ الگ الگ ہو جائیں گے		مَنْ۔ جو	كَفَرَ۔ کفر کرے
فَعَلَيْهِ۔ تو اس پر ہے	كُفْرُ۔ کفر	هٗ۔ اس کا	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	عَمِلَ۔ کام کرے	صَالِحًا۔ نیک	فَلِاَنْفُسِهِمْ۔ تو ان کے اپنے
لئے ہے	يَمْهَدُوْنَ۔ تیاری کرتے ہیں		لِيَجْزِيَ۔ تاکہ بدلے دے
الَّذِيْنَ۔ ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	لَا۔ نہیں
يُحِبُّ پسند کرتا	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو	وَ۔ اور	مِنْ اٰيٰتِهٖ۔ اس کی نشانیوں
سے ہے	اَنْ۔ یہ کہ	يُّرْسِلَ۔ بھیجتا ہے	الرِّيَاحَ۔ ہواؤں کو
مُبَشِّرٰتٍ۔ خوشخبری دینے والیاں		وَّ۔ اور	لِيُذِيْقَكُمْ۔ تاکہ چکھائے
تم کو	مِّنْ رَّحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت سے		وَ۔ اور
لِتَجْرِيَ۔ تاکہ چلیں	الْفُلْكُ۔ کشتیاں	بِاَمْرِهٖ۔ اس کے حکم سے	وَ۔ اور
لِتَبْتَغُوْا۔ تاکہ ڈھونڈو	مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کے فضل سے		وَ۔ اور
لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ۔ شکر کرو	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک
اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	مِنْ قَبْلِكَ۔ تم سے پہلے	رُسُلًا۔ رسولوں کو	اِلٰى۔ طرف
قَوْمِهِمْ۔ ان کی قوم کے	فَجَآءُوْ۔ تو لائے وہ	هُمْ۔ ان کے پاس	بِالْبَيِّنٰتِ۔ روشن دلائل
فَانْتَقَمْنَا۔ تو بدلہ لیا ہم نے	مِنَ الَّذِيْنَ۔ ان سے جو	اَجْرَمُوْا۔ مجرم تھے	وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے	حَقًّا۔ واجب	عَلَيْنَا۔ ہم پر	نَصْرُ۔ مدد کرنا
الْمُؤْمِنِيْنَ۔ مومنوں کی	اَللّٰهُ۔ اللہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے	يُرْسِلُ۔ بھیجتا ہے
الرِّيٰحَ۔ ہواؤں کو	فَتُثِيْرُ۔ تو اٹھاتی ہیں	سَحَابًا۔ بادل	فَيَبْسُطُهٗ۔ تو پھیلاتا ہے
فِي۔ بیچ	السَّمَآءِ۔ آسمان کے	كَيْفَ۔ جیسا	يَشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	يَجْعَلُهٗ۔ بناتا ہے اس کو	كِسَفًا۔ ٹکڑے ٹکڑے	فَتَرَى۔ تو تو دیکھتا ہے
الْوَدْقَ۔ بارش کو	يَخْرُجُ۔ نکلتی ہے	مِنْ خِلٰلِهٖ۔ اس کے اندر سے	فَاِذَآ۔ تو جب
اَصَابَ۔ پہنچاتا ہے	بِهٖ۔ وہ	مَنْ۔ جس کو	يَّشَآءُ۔ چاہے
مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں میں سے		اِذَا۔ تو اچانک	هُمْ۔ وہ
يَسْتَبْشِرُوْنَ۔ خوش ہوتے ہیں		وَ۔ اور	اِنْ۔ بے شک

Marfat.com

كَانُوْا۔ تھے وہ	مِنْ قَبْلِ۔ پہلے	اَنْ۔ اس سے کہ	يُّنَزَّلَ۔ اتارا جائے
عَلَيْهِمْ۔ ان پر	مِّنْ قَبْلِهٖ۔ اس سے پہلے	لَمُبْلِسِيْنَ۔ ناامید	فَانْظُرْ۔ تو دیکھ
اِلٰٓى۔ طرف	اٰثٰرِ۔ نشان	رَحْمَتِ۔ رحمت	اللّٰهِ۔ اللہ کے
كَيْفَ۔ کیسے	يُحْيِ۔ زندہ کرتا ہے	الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَعْدَ۔ بعد
مَوْتِهَا۔ اس کی موت کے	اِنَّ۔ بے شک	ذٰلِكَ۔ یہ ہے	لَمُحْيِ۔ زندہ کرنے والا
الْمَوْتٰى۔ مردوں کو	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	عَلٰى۔ اوپر
كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ چیز کے	قَدِيْرٌ۔ قادر ہے	وَ۔ اور
لَئِنْ۔ اگر	اَرْسَلْنَا۔ بھیجیں ہم	رِيْحًا۔ ہوا	فَرَاَوْ۔ تو دیکھیں
هُ۔ اس کو	مُصْفَرًّا۔ زرد	لَّظَلُّوْا۔ تو ہو جائیں	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد
هٖ۔ اس کے	يَكْفُرُوْنَ۔ کفر کرتے ہیں	فَاِنَّكَ۔ بے شک تو	لَا۔ نہیں
تُسْمِعُ۔ سنا سکتا	الْمَوْتٰى۔ مردوں کو	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
تُسْمِعُ۔ سنا سکتا	الصُّمَّ۔ بہروں کو	الدُّعَآءَ۔ پکار	اِذَا۔ جب
وَلَّوْا۔ پھر جائیں	مُدْبِرِيْنَ۔ پیٹھ دے کر	وَ۔ اور	مَآ۔ نہیں
اَنْتَ۔ تو	بِهٰدِ۔ راہ دکھانے والا	الْعُمْيِ۔ اندھوں کو	عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ۔ ان کی
گمراہی سے	اِنْ۔ نہیں	تُسْمِعُ۔ سنا تا تو	اِلَّا۔ مگر
مَنْ۔ اس کو جو	يُّؤْمِنُ۔ ایمان لائے	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں پر	فَهُمْ۔ تو وہ
مُّسْلِمُوْنَ۔ فرمانبردار ہیں			

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔ سورۃ روم۔ پ ۲۱

جب مشرکین متمردین ان قدرتوں میں سے کسی قدرت کا جواب نہ دے سکے اور ساکت و عاجز ہو کر رہ گئے دم مارنے کی مجال نہ رہی تو اب ارشاد ہے:

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾

ظاہر ہو گیا فساد خشکی اور تری میں ان برائیوں سے جو لوگوں نے اپنے ہاتھوں سے کیں (یعنی کفر و شرک اور معاصی کے سبب ان پر قحط پڑا اور امساک باراں ہوا جس سے قلت پیداوار اور کاشت میں خرابیاں، تجارتوں میں نقصان اور جانوں کی اضاعت، جانوروں کی موت، آتش زدگی، غرق اور بے برکتی ہر شے میں ظاہر ہوئی یہی فساد بر و بحر ہے)

تاکہ انہیں ہم ان کے بداعمال کا ذائقہ چکھائیں شاید وہ آئندہ کے لئے باز آ جائیں۔ (اور کفر و شرک سے تائب ہوں)

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ۭ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

انہیں فرمائیے کہ زمین میں چل پھر کر دیکھو کہ کیسا انجام ہوا تم سے پہلوں کا ان میں اکثر مشرک تھے۔

اور اسی شرک کے سبب ہلاک کئے گئے ان کے مساکن و منازل آج ویران پڑے ہیں، مکان ہیں مگر مکین نہیں اور زینت

Marfat.com

المکان بالمکین ہوتی ہے اس سے عبرت حاصل کرو۔اس کے بعد ارشاد ہے جو بظاہر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہے اور اس میں قوم کو ہدایت فرمائی گئی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾

تو اپنا رخ سیدھا اللہ کی عبادت کے لئے رکھو اس سے قبل کہ وہ دن آئے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ٹلنا نہیں (یعنی قیامت کا دن جو اللہ تعالیٰ نے مقرر فرما دیا ہے اور اسے کوئی ٹال نہیں سکتا) اس دن سب الگ الگ پھٹ جائیں گے۔

یعنی حساب کے بعد متفرق ہو کر جنتی جنت کی طرف اور دوزخی دوزخ کی طرف بھیج دیے جائیں گے اور اس دن

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

جس نے کفر کیا اس کے کفر کا وبال اس کی جان پر ہوگا اور جو نیک کام کرے وہ اپنے ہی لئے تیاری کر رہے ہیں۔

یعنی کافر جہنم میں جا کر عذاب پائیں گے اور مومن نیک عمل کرنے والے منازل جنت میں راحت و آرام عیش و عشرت میں جائیں گے یہ صلہ ہے۔

لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۵﴾

تا کہ دے اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو اچھے عملوں کا بدلہ اپنے فضل سے بے شک وہ کافروں کو دوست نہیں رکھتا۔

نیکوں کو ثواب اور اجر عظیم اپنے فضل سے دیتا ہے اور کافروں پر غضب و عتاب کرتا ہے۔اس کے بعد اپنی شیون قدرت سے بعض شانیں ظاہر فرماتا ہے چنانچہ اس آیت کریمہ میں تین شانیں بیان فرمائیں۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖۤ اَنْ يُّرْسِلَ الرِّيَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾

اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ ہوائیں بھیجتا ہے مژدہ سناتی (یعنی سرد ہواؤں سے بارش اور کثرت پیداوار کی بشارت ملتی ہے)

اور یہ کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے (فراخی و فراوانی سے)

اور اس لئے کہ کشتی اس کے حکم سے چلے (دریاؤں میں ان ہواؤں سے)

اور اس لئے کہ اس کا فضل تلاش کرو۔

یعنی سرد ہواؤں سے بارش اور بارش سے دریا اور دریا میں کشتیاں چلیں تا کہ اس کا فضل یعنی تجارت و معاش دریائی سفروں سے حاصل کرو۔اس آیت کریمہ میں کسب معاش کو فضل فرمایا اور جمعہ کے احکام میں بھی فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فرمایا جس سے تجارت اور کسب معاش ہی مراد ہے اور حج کے احکام میں بھی ارشاد ہے: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔اس میں بھی حج کے ساتھ تجارت کرنے کی اجازت ہے۔

اور یہ اس لئے کہ تم شکر گزار بنو (یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر کرو اور اس کی توحید کو قبول کرو۔

اس کے بعد انبیاء کرام پر ایمان نہ لانے والوں کا حال پھر بیان کیا گیا۔

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ

Marfat.com

حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے کتنے رسول ان کی قوم کی طرف بھیجے تو وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لائے (جو ان رسولوں کی صدق رسالت پر دلیل واضح تھیں تو اس قوم میں سے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا تو جنہوں نے کفر کیا۔

فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

تو ہم نے بدلہ لیا مجرموں سے اور ہمارے ذمہ کرم پر ہے مومنین کی مدد کرنا۔

یعنی یہ ہم پر حق کرم ہے کہ مومنین کو عذاب سے محفوظ رکھیں اور یہ ہمارا انتقام ہے کہ مجرموں کو دنیا میں ہی عذاب سے ہلاک کر دیں۔ آیہ کریمہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت کی کامیابی اور عدو پر فتح و نصرت کی بشارت ہے۔

ترمذی شریف میں ہے کہ جو بھائی اپنے مسلمان بھائی کی آبرو بچائے گا اللہ تعالیٰ اسے بروز قیامت جہنم کی آگ سے محفوظ کرے گا اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا گیا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾ فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

اللہ وہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں کہ ابھارتی ہیں بادل پھر اسے پھیلا دیتا ہے آسمان میں جیسے چاہے (کم یا زیادہ اور جس طرف چاہے ان بادلوں کو ہانکتا ہے) اور انہیں پارہ پارہ کرتا ہے (یعنی کبھی ابر محیط بھیجتا ہے جس سے کالی گھٹا چھا جاتی ہے اور کبھی متفرق ٹکڑے لکہ ہائے ابر کے نظر آتے ہیں) تو تم دیکھتے ہو کہ ان بادلوں میں سے مینہ نکل رہا ہے پھر جب اسے پہنچاتا ہے اپنے بندوں میں جس کی طرف چاہے تو وہ خوشی مناتے ہیں اگرچہ اس بارش سے پہلے وہ مایوس بیٹھے ہوئے تھے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے آثار دیکھو (یعنی وہ بارش رحمت الٰہی کے آثار دکھاتی ہے اور بندوں کو دکھاتی ہے کہ) اس نے کس طرح بوندیاں برسا کر زمین کو سرسبز و شاداب کیا جسے قرآنی زبان میں ارشاد فرمایا:

كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ کیسے زندہ کیا زمین کو اس کے مرنے کے بعد۔

زمین کا مرنا خشک و بنجر ہو جانا ہے اور زندہ ہونا سرسبز و شاداب ہو کر کہیں پھل کہیں پھول اگانا ہے۔ یہ بیلا، چمبیلی، نسرین، ونسترن، گلاب اور نرگس کا مہکنا۔ امرود، سیب، سنگترہ، مالٹا، انگور، آم اور انواع و اقسام کے پھلوں سے متمتع کرنا زمین زندہ کر کے اپنے بندوں پر اپنی رحمت کے آثار دکھانا ہے اور اس میں فلسفہ نشر بعد الموت کو بھی واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

اس میں یہ بھی ہے کہ ایسے ہی وہ مردوں کو زندہ کرے گا۔ اس لئے کہ وہ قادر مطلق سب کچھ کر سکتا ہے۔

اور یہ ہوائیں بارشیں لازمی طور پر سرسبز و شاداب کرنے والی نہیں ہوتیں بلکہ ان سے اگر مشیت الٰہی عزوجل میں نقصان پہنچانا ہو تو سرسبز کھیتیاں زرد پڑ جاتی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا لَّظَلُّوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ يَكْفُرُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور اگر ہم کوئی ہوا بھیجیں (جو کھیتیوں کو مضر پڑے تو سرسبز وشاداب کھیتیوں کو) تم دیکھو گے کہ زرد پڑ گئی ہیں (تو اس میں تم اپنا کچھ زور نہیں لگا سکتے سوا اس کے کہ) اس حال کو دیکھ کر ناشکری کرنے لگو (اور پہلی نعمت سے بھی منکر ہو جاؤ)

حالانکہ ایمان کا مقتضیٰ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ پر ہر صورت میں بھروسہ کیا جاتا چنانچہ مومن کو جب نعمت پہنچتی ہے تو شکر بجالاتا ہے اور جب بلا آتی ہے تو صبر کرتا ہے اور دعا واستغفار کر کے اس کے دفعیہ کی سعی کرتا ہے۔

اس کے بعد اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو بطور تسلیہ فرمایا جاتا ہے کہ آپ لوگوں کی محرومی اور ان کے بے ایمان ہونے پر غم نہ فرمائیں ہم نے کسی کے دل زندہ رکھے ہیں اور کسی کے مردہ دل ہیں۔ جن کے دل مردہ ہو چکے ہیں وہ آپ کی ہدایت کبھی نہ سنیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾

تو بے شک اے محبوب! آپ ان مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنائیں جبکہ وہ پیٹھ پھیر کر جائیں۔

یعنی جو مردہ دل ہیں اور جن کے کان قبول حق سے بہرے ہو چکے ہیں ان سے کسی طرح کے سمجھنے کی کوئی امید نہ رکھیے۔

انتباہ

اس کے معنی بعض جاہل ارباب قبور کو اپنی آواز نہ پہنچنا مراد لیتے ہیں حالانکہ مفردات راغب میں لفظ موتی بمعنی عدم تعقل بھی لیا گیا ہے جو تفصیل کے ساتھ ہم اول بیان کر چکے ہیں تو یہاں موتی کا عدم سماع قبول ہدایت کا عدم مراد ہے جیسے اصم بہرہ سے مراد ضدی ہٹیلا ہے۔ چنانچہ سیاق آیت بھی اسی کا مؤید ہے۔ حَيْثُ قَالَ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ اور آپ حق دیکھنے سے اندھے کو ان کی گمراہی سے راہ پر نہیں لا سکتے۔

اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

آپ تو اسی کو سنانے والے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور وہی گردن رکھنے والے مسلمان ہیں۔

یہاں اندھوں سے بھی نافہم دل کے اندھے مراد ہیں۔

غرضیکہ آیات بینات میں مردوں سے کفار مراد ہیں جو دنیوی زندگی رکھتے ہیں مگر وعظ ونصیحت سے منتفع نہیں ہو سکتے اس میں وہ مردہ ہیں۔

پھر بکثرت احادیث ہیں جن سے مردوں کا سننا اور ان کی قبروں پر زائرین کا پہچاننا ثابت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۂ روم۔ پ ۲۱

ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾

فساد ظاہر ہو گیا خشکی اور تری میں بسبب لوگوں کی کرنیوں کے تاکہ چکھائیں ان کو ان کے عمل کا بدلہ شاید وہ باز آ جائیں۔

ظہور فساد بر و بحر میں قحط اور موتیں اور آگ لگنا، غرق ہونا، لوٹ مار عام ہونا، برکتیں کم ہو جانا، منافع کی قلت اور نقصانات کی کثرت ہے۔

Marfat.com

سیدالمفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَجْدَبَتِ الْاَرْضُ وَانْقَطَعَتْ مَادَةُ الْبَحْرِ۔ زمین خشک ہونا اور دریاؤں کا انقطاع فساد بر و بحر ہے۔

وَ قَالُوْا اِذَا انْقَطَعَ الْمَطَرُ عَمِيَتْ دَوَابُّ الْبَحْرِ۔ ایک قول یہ ہے کہ جب بارش بند ہو جاتی ہے تو دریائی جانور اندھے ہو جاتے ہیں۔

وَ قَالَ مُجَاهِدٌ ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ بِقَتْلِ ابْنِ اٰدَمَ اَخَاهُ وَ فِي الْبَحْرِ بِاَخْذِ السُّفُنِ غَصْبًا۔ مجاہد کہتے ہیں: ظہور فساد فی البر ابن آدم کا قتل اپنے بھائی کو ہے اور فساد فی البحر کشتیاں غاصبانہ طور پر پکڑنا ہے۔

قَالَ الضَّحَّاكُ كَانَتِ الْاَرْضُ خَضِرَةً مُوْنِقَةً لَا يَاتِيْ ابْنُ اٰدَمَ شَجَرَةً اِلَّا وَجَدَ عَلَيْهَا ثَمَرَةً وَكَانَ مَاءُ الْبَحْرِ عَذْبًا وَكَانَ لَا يَفْتَرِسُ الْاَسَدُ الْبَقَرَ وَلَا الذِّئْبُ الْغَنَمَ فَلَمَّا قَتَلَ قَابِيْلُ هَابِيْلَ اِقْشَعَرَّ مَا فِي الْاَرْضِ وَشَاكَتِ الْاَشْجَارُ وَصَارَ مَاءُ الْبَحْرِ مِلْحًا زُعَاقًا وَ قَصَدَ الْحَيَوَانُ بَعْضُهُ بَعْضًا۔
ضحاک کہتے ہیں کہ زمین سرسبز و شاداب تھی انسان کسی درخت پر نہ جاتا مگر پھل حاصل کرتا اور سمندر کا پانی شیریں تھا۔ اور شیر گاؤ کا شکار نہ کرتا تھا اور بھیڑیا بکری پر نہ پڑتا تو جب قابیل نے ہابیل کو قتل کر دیا تو روئے زمین کی ہر شے لرز گئی اور درخت خشک ہو گئے اور سمندر کا پانی کھاری کڑوا ہو گیا اور حیوانات ایک دوسرے پر پڑنے لگ گئے۔

وَ ذُكِرَ اَنَّ اَوَّلَ مَعْصِيَةٍ فِي الْبَحْرِ غَصْبُ جَلَنْدِيِّ كُلَّ سَفِيْنَةٍ تَمُرُّ عَلَيْهِ فَكَانَ تَخْصِيْصُ الْاَمْرَيْنِ بِالذِّكْرِ لِذٰلِكَ وَاَيًّا مَا كَانَ۔ روایت ہے کہ پہلی معصیت دریا میں گزرنے والی کشتیوں کا جلندی کے ہاتھوں غصب تھا جس کا ذکر قرآن کریم میں ہے:

وَكَانَ وَرَآءَهُمْ مَّلِكٌ يَّاْخُذُ كُلَّ سَفِيْنَةٍ غَصْبًا۔ بہرحال بہ اختلاف رواۃ فساد بحر و بر اس طرح شروع ہوا کہ بندوں نے بداعمالیاں شروع کیں۔

بِمَا كَسَبَتْ اَيْدِي النَّاسِ يَعْنِيْ بِسَبَبِ مَا فَعَلَهُ النَّاسُ مِنَ الْمَعَاصِيْ وَالذُّنُوْبِ۔ یعنی لوگوں کے افعال معصیت کے سبب فساد ظاہر ہوا۔

لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۴۱﴾
تاکہ چکھائیں بعض ان لوگوں کو ان کی کرنی کا بدلہ اس لئے کہ شاید وہ باز آجائیں۔

ابن جریر اور ابن ابی حاتم قتادہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: كَانَ قَبْلَ اَنْ يُّبْعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا بُعِثَ عَلَيْهِ السَّلَامُ رَجَعَ مَنْ رَجَعَ مِنَ النَّاسِ عَنِ الضَّلَالِ وَالظُّلْمِ۔ یہ تمام فساد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت سے پہلے ہوا پھر جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہوئی تو لوگوں میں سے جو لوٹ کر آئے وہ گمراہی و ظلم سے لوٹ کر ہدایت پر آگئے۔

وَ قِيْلَ كَانَ اَوَائِلَ الْبِعْثَةِ وَذٰلِكَ اَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ فَعَلُوْا مَا فَعَلُوْا مِنَ الْمَعَاصِيْ وَالْاِصْرَارِ عَلَى الشِّرْكِ وَاِيْذَاءِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُقْحِطُوْا وَحَلَّ بِهِمْ مِنَ الْبَلَاءِ مَا حَلَّ فَاَخْبَرَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَنَّ ذٰلِكَ بِسَبَبِ مَعَاصِيْهِمْ لِيُذِيْقَهُمْ بَعْضَ الَّذِيْ عَمِلُوْا لَعَلَّهُمْ

يَرْجِعُوْنَ۔

ایک قول یہ ہے کہ اول زمانہ بعثت میں کفار قریش نے جو کچھ سیاہ کاریاں کیں اور شرک پر مصر رہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذائیں پہنچائیں تو حضور نے ان کے لئے دعا فرمائی تو ان پر قحط پڑا اور بلائیں نازل ہوئیں اور اس کی اطلاع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دی کہ یہ ان مشرکین کی معاصی کے سبب فساد آیا ہے کہ یہ اپنے افعال ذمیمہ کا مزہ چکھیں اور ان میں سے بعض باز آجائیں اور برے اعمال ترک کردیں آگے ارشاد ہے:

قُلْ سِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَانْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلُ ؕ كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّشْرِكِيْنَ ﴿۴۲﴾

فرمایئے انہیں کہ سیر کرو زمین میں تو دیکھو کیسا ہوا انجام ان کا جو پہلے گزر گئے جن کے اکثر مشرک تھے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَسُوْقٌ لِتَاكِيْدِ سَبَبِ الْمَعَاصِيْ لِغَضَبِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَكَالِهٖ حَيْثُ اُمِرُوْا بِاَنْ يَّسِيْرُوْا فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ اَهْلَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْاُمَمَ وَاَذَاقَهُمْ سُوْءَ الْعَاقِبَةِ لِمَعَاصِيْهِمْ۔

یہ سلسلہ بیان ہے معاصی کے سبب اللہ تعالیٰ کے غضب اور عذاب کی وضاحت کا جس کے لئے حکم کئے گئے تھے کہ سیر کرو تو دیکھو کس طرح ہلاک کیا اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو اور ان کے معاصی کا کیسا برا انجام ہوا اور ان میں کم مشرک نہ تھے بلکہ اکثریت مشرکین کی تھی جو تدمیر کی موجب ہوئی۔

اس کے بعد گویا یہ فرما کر ارشاد ہے: اِذَا كَانَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ جب بات یہ ہے کہ شرک کی وجہ سے عذاب و نکال آتا ہے اور تدمیر مشرک بذریعہ عذاب ہوتی ہے تو تمہیں چاہئے کہ

فَاَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ الْقَيِّمِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ ﴿۴۳﴾

اب اپنا منہ سیدھا کرو سیدھے دین کی طرف قبل اس کے کہ آئے وہ دن کہ کوئی اللہ تعالیٰ کے مقابل اس دن کو نہیں ٹال سکتا اس دن سب علیحدہ علیحدہ ہو جائیں گے۔

يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ۔ میں مَرَدَّ مصدر ہے بمعنی رد۔ تو اس کے معنی یہ ہوتے: لَا يَرُدُّهٗ سُبْحٰنَهٗ بَعْدَ اَنْ يَّجِيْءَ بِهٖ۔ اس دن کو اللہ تعالیٰ دفع نہ کرے گا جبکہ وہ آجائے گا وَلَا رَدَّ لَهٗ مِنْ جِهَتِهٖ عَزَّوَجَلَّ فَيُفِيْدُ اِنْتِفَآءَ رَدِّ غَيْرِهٖ تَعَالٰى۔ اور چونکہ وہ دن اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ ہے اس لئے بندہ بھی اسے رد نہ کر سکے گا جب کہ وہ آجائے گا۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ۔ کوئی نہیں روک سکتا جسے اے اللہ تو عطا فرمائے۔ اور

يَوْمَئِذٍ يَّصَّدَّعُوْنَ کے یہ معنی ہیں: يَوْمَ اِذْ يَاْتِيْ يَتَفَرَّقُوْنَ تَفَرُّقَ الْاَشْخَاصِ وہ دن جب آجائے تو علیحدہ علیحدہ ہو جائیں سب جیسے قرآن پاک میں ہے دوسرے مقام پر يَوْمَ يَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ۔ اور

يَّصَّدَّعُوْنَ اصل میں يَتَصَدَّعُوْنَ ہے ت صاد کے ساتھ بدل کر ص کا ص میں ادغام کیا گیا ہے اور تصدع کے معنی تَفَرُّقُ اَجْزَاءِ الْاَوَانِيْ کے ہیں برتنوں کا ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔ پھر یہ مطلق تفرق کے معنی میں استعمال ہونے لگا تو یہاں بھی وہی تفرق کے معنی دے گا يَعْنِيْ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ۔ ایک فریق جنت میں جائے گا اور ایک فریق جہنم میں۔ پھر ارشاد ہے:

مَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ۚ وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِاَنْفُسِهِمْ يَمْهَدُوْنَ ﴿۴۴﴾

Marfat.com

جو کفر کرے تو اس پر اس کا وبال نکال ہے اور جو نیک عمل کرے تو وہ اپنی جان کے لئے عیش کی تیاری کرے گا۔
اَیْ وَبَالُ كُفْرِهٖ وَ هِیَ النَّارُ الْمُؤَبَّدَةُ۔ یعنی وبال کفر دوامی ابدی آگ ہے۔
اور نیکوں کا بدلہ یَمْهَدُوْنَ سے ظاہر فرمایا۔
یَمْهَدُوْنَ مِنْ مَهَدَ فِرَاشَهٗ وَطَّأَهٗ اَیْ یُوَطِّئُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ كَمَا یُوَطِّئُ الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ فِرَاشَهٗ لِئَلَّا یُصِیْبَهٗ فِیْ مَضْجَعِهٖ مَا یُنِیْبُهٗ وَ یُنَغِّصُ عَلَیْهِ مَرْقَدَهٗ مِنْ نُتُوْءٍ اَوْ قَضَضٍ اَوْ بَعْضِ مَا یُؤْذِی الرَّاقِدَ۔
یَمْهَدُوْنَ۔ مہد سے ہے اور وہ وہ بستر ہے جس پر سونے والا اپنے لئے آرام چاہتا ہے کہ اس کے لیٹنے میں کنکر کانٹا کچھ نہ چبھے، نرم و گداز ہو۔ تو خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ اعمال صالحہ کرنے والا اپنے لئے آرام حاصل کرے گا۔
اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۴۵﴾۔ اور بے شک اللہ سرکش منکر کافر کو پسند نہیں کرتا۔
اور اس عدم محبت میں کنایہ ہے بغض کی طرف عرف عام میں گویا فرمایا گیا کہ اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ عِنْدَهٗ تَعَالٰی اِلَّا الْمُؤْمِنُ الصَّالِحُ۔ اس کے بعد شیون قدرت سے اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرمایا جاتا ہے:۔
وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ یُّرْسِلَ الرِّیَاحَ مُبَشِّرٰتٍ وَّ لِیُذِیْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ وَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾
اور اس کی نشانیوں سے یہ ہے کہ بھیجتا ہے ہوائیں بشارت دیتی اور اس لئے کہ تمہیں اپنی رحمت کا ذائقہ دے اور اس لئے کہ جاری کرے کشتی اپنے حکم سے اور اس لئے کہ تلاش کرو تم اللہ کے فضل سے اور اس لئے کہ تم شکر گزار بنو۔
عربی محاورہ میں ریاح اور ریح دونوں کے خواص جدا جدا ہیں اور ہواؤں کے نام آٹھ ہیں۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں:
رِیَاحُ الْجَنُوْبِ وَ مَهَبُّهَا مِنْ مَطْلَعِ سُهَیْلٍ اِلٰی ثُرَیَّا۔ ریاح جنوب اور اس کی حرکت مطلع سہیل سے مطلع ثریا تک ہے۔
وَالصَّبَا وَ مَهَبُّهَا مِنْ مَطْلَعِ الثُّرَیَّا اِلٰی بَنَاتِ نَعْشٍ۔ اور صبا اور اس کی حرکت مطلع ثریا سے بنات النعش تک ہے۔
وَرِیَاحُ الشَّمَالِ وَ مَهَبُّهَا مِنْ بَنَاتِ النَّعْشِ اِلٰی مَسْقَطِ النَّسْرِ الطَّائِرِ فَاِنَّهَا رِیَاحُ الرَّحْمَةِ۔ اور ریاح شمال اس کی حرکت بنات نعش سے شروع ہے اور نسر پرند کے گرنے کے مقام تک ہے اور یہ تینوں ہوائیں ریاح رحمت ہیں۔
وَ اَمَّا الدَّبُوْرُ وَ مَهَبُّهَا مِنْ مَسْقَطِ النَّسْرِ الطَّائِرِ اِلٰی مَطْلَعِ سُهَیْلٍ فَرِیْحُ الْعَذَابِ۔ دبور کی حرکت نسر طائر کے گرنے سے مطلع سہیل تک ہے۔ یہ ہوا عذاب والی ہے۔
اور پہلی تین ہوائیں برسنے والے بادل لا کر جمع کرتی ہیں اس لئے انہیں رحمت فرمایا۔
اور ابو عبیدہ کہتے ہیں: اَلشَّمَالُ عِنْدَ الْعَرَبِ لِلرَّوْحِ۔ ہوا شمال عرب کے نزدیک تازگی لانے والی ہے۔
وَالْجَنُوْبُ لِلْاَمْطَارِ۔ اور ہوا جنوب بارشوں کے لئے ہے۔
وَالْاَنْدَاءُ وَالصَّبَا لِاِلْقَاحِ الْاَشْجَارِ۔ اور انداء و صبا درختوں کے پھل لاتی ہیں۔
وَالدَّبُوْرُ لِلْبَلَاءِ وَاَهْوَنُهٗ اَنْ تُثِیْرَ غُبَارًا عَاصِفًا یَقْذِی الْعَیْنَ وَهِیَ اَقَلُّهُنَّ هُبُوْبًا۔ اور دبور بلا کے لئے

Marfat.com

ہے اور دبور میں ہلکی بلا یہ ہوتی ہے کہ غبار اڑ کر آنکھوں میں جاتا ہے اور یہ ادنیٰ درجہ اس کی حرکت کا ہے۔

اور طبرانی اور بیہقی رحمہما اللہ اپنی سنن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ جب آندھیاں چلتیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرماتے: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَّلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا وَهُوَ مَبْنِيٌّ عَلٰى اَنَّ الرِّيَاحَ لِلرَّحْمَةِ وَ الرِّيْحَ لِلْعَذَابِ۔ الٰہی اس ہوا کو ریاح کر دے اور ریح نہ کر۔ یہ اس بنا پر دعا فرمائی کہ ریاح رحمت کے لئے ہوتی ہے اور ریح عذاب کے لئے۔

صاحب نہایہ کہتے ہیں: اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ لَاتَلْقَحُ السَّحَابُ اِلَّا مِنْ رِيَاحٍ مُّخْتَلِفَةٍ فَكَاَنَّهٗ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لِقَاحًا لِلسَّحَابِ وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا۔ عرب کہتے ہیں ابر نہیں برستا مگر مختلف ہواؤں سے تو گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی محاورہ میں اپنی دعا میں فرمایا: الٰہی! اس ہوا کو ابر برسانے والی کر اور اسے عذاب نہ کر۔

اور محقق قول یہی ہے کہ ریاح کا اطلاق رحمت پر آتا ہے۔

اور ریح بھی عذاب و رحمت دونوں میں استعمال ہوتی ہے جیسے عذاب کے قصوں میں ہے۔ الرِّيْحَ الْعَقِيْمَ اور رِيْحًا صَرْصَرًا۔ اور ریح بلا عذاب والی ہوا پر بھی بولا گیا قرآن پاک میں فرمایا وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ اور وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ آگے ارشاد ہے:

مُبَشِّرٰتٍ اَیْ بِالْمَطَرِ۔ خوشخبری دینے والی بارش کی۔

وَّلِيُذِيْقَكُمْ مِّنْ رَّحْمَتِهٖ - يَعْنِي الْمَنَافِعَ التَّابِعَةَ لَهَا كَتَذْرِيَةِ الْحُبُوْبِ وَتَخْفِيْفِ الْعُفُوْنِ وَسَقْيِ الْاَشْجَارِ اِلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ اللُّطْفِ وَالنِّعَمِ۔ اور تا کہ ذائقہ دے تمہیں اپنی رحمت سے یعنی ان منافع سے متمتع کرے جو بارش کے تابع ہیں مثل دانہ کا بالوں میں بھرنا، عفونت موسمی کا کم ہو جانا، درختوں کا تر و تازہ ہونا وغیرہ وغیرہ لطف و رحمت سے۔

وَلِتَجْرِيَ الْفُلْكُ بِاَمْرِهٖ فِي الْبَحْرِ عِنْدَ هُبُوْبِهَا بِاَمْرِهٖ عَزَّوَجَلَّ۔ اور تا کہ چلائے کشتی دریا میں ہوا چلتے وقت حکم الٰہی عزوجل سے۔

وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ۔ اور تا کہ تلاش کرو تم اللہ کے فضل سے۔

اپنے معاش اس کشتی کے ذریعہ بِتِجَارَةِ الْبَحْرِ دریائی تجارت کے ذریعہ۔ اور ابتغاء فضل سے مراد تلاش معاش اور تجارت ہی ہے چنانچہ جمعہ کے روز اذان خطبہ کے بعد بیع و شراء کی ممانعت فرماتے ہوئے فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ فرمایا گیا جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ جب نماز جمعہ ہو جائے تو زمین میں پھیل جاؤ یہ امر تشفیقی ہے کہ اگر معاش چاہو تو پھیل کر اللہ کا فضل تلاش کرو یعنی معاش تلاش کرو۔ اسی طرح حج کے احکام میں دوسرے پارہ کے اندر ارشاد ہے: لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ حج میں تم پر کوئی گناہ نہیں اگر تجارت کے ذریعہ معاش حاصل کرو۔

گویا یہ عقیدہ اسلام میں اہل اسلام کا ہرگز نہیں کہ حج کے ایام میں رہبانیت میں رہ کر تلاش معاش بالکل نہ کی جائے بلکہ ارکان حج ادا ہوں اور خالی اوقات میں تجارت وغیرہ بھی کی جائے تو گناہ نہیں۔

Marfat.com

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۴۶﴾ ۔اور تا کہ اللہ کی نعمتوں سے متمتع ہو کر اس کا شکر ادا کرو۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اقدس کی تسکین کے لئے ارشاد ہے کہ اے محبوب! آپ سے قبل ہم نے پہلی قوموں میں ان کی ہی برادری سے رسول بھیجے اور وہ معجزات باہرہ لے کر آئے تھے تو لوگوں نے انہیں بھی جھٹلایا پھر ہم نے انہیں عذاب سے ہلاک کر دیا البتہ یہ ہمارے ذمہ حق کرم ہے کہ ہم مومنین کی مدد فرماتے ہیں: حیث قال تعالیٰ:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ؕ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۴۷﴾

اور بے شک ہم نے تم سے پہلے رسول بھیجے ان کی قوم کی طرف تو وہ معجزات ودلائل کے ساتھ ان میں تشریف لائے (تو بعض ان میں سے ایمان لائے اور اکثر نے تکذیب کی) تو ہم نے انتقام لیا ان سے جو مجرم تھے اور یہ ہم پر حق کرم تھا ایمان والوں کی مدد کرنا۔

اور یہ انتقام حق وعدل خالص تھا چنانچہ آلوسی بھی فرماتے ہیں: وَ كَانَ الْاِنْتِقَامُ حَقًّا وَّ عَدْلًا لَا ظُلْمًا وَ جَوْرًا۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی فرمائی گئی کہ اے محبوب! اگر یہ ہدایت قبول نہیں کرتے تو آپ اس پر غم نہ فرمائیں آپ سے پہلے رسولوں کی بھی سرکشوں نے تکذیب کی اور وہ ہلاکت کو پہنچے اور مومن محفوظ رہے۔ پھر اپنی شیون قدرت کے بیان کی طرف استیناف فرمایا گیا۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ يُرْسِلُ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَيَبْسُطُهٗ فِي السَّمَآءِ كَيْفَ يَشَآءُ

اللہ وہ ہے جو بھیجتا ہے ہوائیں کہ وہ ابر حرکت میں لاتی ہیں تو وہ پھیل جاتے ہیں آسمان میں جیسے وہ چاہے۔

کبھی پھیلے ہوئے کبھی گھٹا کی طرح چھائے ہوئے کبھی ٹھہرے کبھی ادھر سے ادھر جاتے ہوئے۔

وَيَجْعَلُهٗ كِسَفًا۔ اور کرتا ہے اس ابر کو کسف یعنی ٹکڑے ٹکڑے کسف قطعہ کو کہتے ہیں۔

فَتَرَى الْوَدْقَ يَخْرُجُ مِنْ خِلٰلِهٖ ۚ

تو تو دیکھتا ہے ودق یعنی بارش کہ ان میں سے برستی ہے اور ابر کے تخلخل سے پانی گرنے لگتا ہے۔

فَاِذَآ اَصَابَ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۸﴾ ۚ

تو جب پہنچتا ہے کسی زمین پر اس ابر سے جسے چاہے اپنے بندوں سے تو وہ خوشیاں کرتے ہیں۔

وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْهِمْ مِّنْ قَبْلِهٖ لَمُبْلِسِيْنَ ﴿۴۹﴾

اگرچہ وہ ہوتے ہیں اس سے قبل اس کے برسنے سے مایوس وبددل۔

ابلاس کے معنی ایاس کے ہیں اور ایاس ناامیدی کو کہتے ہیں۔ اور یہ حقیقت ہے کہ قلب انسان سرعت کے ساتھ منقلب ہو جاتا ہے ابلاس میں ہوتا ہے تو استبشار کی طرف بدل جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ انسان کے دل کو قلب کہا جاتا ہے يَتَقَلَّبُ سَاعَةً بَعْدَ سَاعَةٍ چنانچہ ارشاد ہے:

فَانْظُرْ اِلٰٓى اٰثٰرِ رَحْمَتِ اللّٰهِ كَيْفَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾

Marfat.com

تو دیکھ اللہ کے آثار رحمت کی طرف کہ کس طرح زندہ فرمایا زمین کو اس کے مرنے کے بعد بے شک ایسے ہی ضرور زندہ کرے گا مرے ہوؤں کو اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

گویا ارشاد ہے: فَانْظُرْ لِاِحْيَائِهٖ تَعَالٰى الْبَدِيْعَ لِلْاَرْضِ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ تو دیکھو اللہ تعالیٰ کا زندہ فرمانا زمین کو اس کے مرجانے کے بعد۔ یعنی جبکہ زمین سرسبز و شاداب تھی اسے خشک کر کے بنجر بنا کر اس کی قوت نامیہ کو ضائع فرما کر پھر اسے زندہ کیا اس بدائع صنائع کے ساتھ سمجھ لو کہ اِنَّ ذٰلِكَ لَمُحْيِ الْمَوْتٰى ایسے ہی انسان وحیوان کی قوت نامیہ مٹا کر اسے خاک کر کے پھر زندہ کیا جائے گا وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اور وہ قادر علی الاطلاق سب کچھ کرنے پر قادر ہے آگے ارشاد ہے:

وَلَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا

اور اگر ہم بھیجیں ریاح کے بدلہ ریح یعنی ایسی ہوا جو پانی برسانے کی بجائے سبزیوں کو زرد کر کے سکھا دے۔

گویا مقصود بیان یہ ہے کہ وَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى لَئِنْ اَرْسَلْنَا رِيْحًا حَارَّةً اَوْ بَارِدَةً فَضَرَبَتْ زَرْعَهُمْ بِالصَّفَارِ فَرَاَوْهُ مُصْفَرًّا بَعْدَ خُضْرَتِهٖ وَ نَضَارَتِهٖ لَيَظَلَّ مِنْ بَعْدِهٖ اَیْ مِنْ بَعْدِ الْاِرْسَالِ اَوْ مِنْ بَعْدِ اِصْفِرَارِ زَرْعِهِمْ اَوْ مِنْ بَعْدِ كَوْنِهِمْ رَاجِيْنَ مُسْتَبْشِرِيْنَ يَكْفُرُوْنَ۔

اللہ تعالیٰ میں یہ قدرت ہے کہ اگر وہ ریح حار یا بارد ایسی بھیج دے کہ وہ کھیتوں کو زرد کر دے جیسے سرد ہوا بھی ایسی ہوتی ہے کہ کاشت کو زرد کر دیتی ہے جیسے کہتے ہیں دہا مار گیا اور گرم تو گرم ہوتی ہی ہے تو سرسبز و شاداب کاشت سے خوشیاں منائی جا رہی تھیں اور کاشتکار خوش تھا کہ اس سال پیداوار خوب ہوگی کہ دہا مار گیا یا لو لگ گئی اور کھیتیاں زرد پڑ گئیں تو فوراً ناشکری کرنے لگتے ہیں۔ حالانکہ

حَيْثُ كَانَ الْوَاجِبُ عَلَيْهِمْ اَنْ يَّتَوَكَّلُوْا عَلَى اللّٰهِ سُبْحٰنَهٗ فِيْ كُلِّ حَالٍ وَّ يُلْجِئُوْا اِلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ بِالْاِسْتِغْفَارِ اِذَا احْتَبَسَ عَنْهُمُ الْمَطَرُ وَلَا يَيْاَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَيُبَادِرُوْا اِلَى الشُّكْرِ بِالطَّاعَةِ اِذَا رَخَاهُمْ جَلَّ وَعَلَا بِرَحْمَتِهٖ وَلَا يُفْرِطُوْنَ بِالْاِسْتِبْشَارِ وَاَنْ يَّصْبِرُوْا عَلٰى بَلَائِهٖ تَعَالٰى اِذَا اعْتَرَضَ زَرْعَهُمْ اٰفَةٌ وَلَا يَكْفُرُوْا بِنَعْمَائِهٖ جَلَّ شَانُهٗ فَعَكَسُوا الْاَمْرَ وَاَبَوْا مَا يُجْدِيْهِمْ وَاَتَوْا بِمَا يُؤْذِيْهِمْ وَلَا يَخْفٰى مَا فِي الْاٰيَاتِ مِنَ الدَّلَالَةِ عَلٰى تَرْجِيْحِ جَانِبِ الرَّحْمَةِ عَلٰى جَانِبِ الْعَذَابِ فَلَا تَغْفَلْ۔

حالانکہ مومن پر یہ واجب تھا کہ اللہ پر ہر حال میں بھروسہ کرتا اور امساک باراں یا گرم ہوا یا دہا پڑنے پر اس کے حضور استغفار کرتا اور اس کی رحمت سے مایوس نہ ہوتا اور ہر حال میں شکر کی طرف مبادرت کرتا اور اطاعت کی طرف مائل رہتا اور جب اللہ تعالیٰ کی رحمت آئے تو خوشی منانے میں افراط نہ ہو اور بلا آئے تو صبر لازم ہے جب کھیتی پر کوئی آفت آئے تو اس کی نعمتوں سے ناشکر نہ بنیں۔

لیکن ان مشرکین کا معاملہ برعکس ہے کہ جب فراخی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ سے منکر ہوتے ہیں اور جب بلا آتی ہے تو ناشکری کرتے ہیں۔ غرضکہ آیات کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ فراخی و نعمت میں اللہ تعالیٰ کو بھول کر عیش میں نہ پھولے اور عذاب و بلا میں ناشکری نہ کرے۔ آگے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو مزید تسلی فرمانے کے لئے ارشاد ہوا کہ لَا تَحْزَنْ لِعَدَمِ اِهْتِدَائِهِمْ بِتَذْكِيْرِكَ۔

Marfat.com

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى

کہ اے محبوب! ان کی ہدایت نہ قبول کرنے پر آپ غم نہ فرمائیں اس لئے کہ آپ ان مردوں کو اپنی آواز ہدایت نہیں سنا سکتے۔ یہاں موتی سے مراد بے عقل جاہل مشرکین ہیں۔

سیاق مضمون میں اول تسلی فرمائی گئی وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فرما کر فَانْتَقَمْنَا مِنَ الَّذِيْنَ اَجْرَمُوْا ۗ وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ فرما کر اور پھر فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ فرما کر مزید تسلی فرمائی گئی۔

اور اس کے بعد مفہوم کو واضح لائح اور روشن فرمانے کے لئے پھر ارشاد ہوا۔

وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سماع موتی پر تفصیل سے بحث کی جائے۔ اس لئے کہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى سے مخالف اپنی مقصد تائید حاصل کرنے کی سعی بے حاصل کرتا ہے اور قائل سماع موتی اپنا مقصد واضح کرتا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے اس مقصد میں آیۂ کریمہ کے ماتحت اول مخالف کے دلائل نقل فرمائے پھر قائل سماع موتی کے دلائل دیئے اس کے بعد محاکمہ فرمایا ہے۔

ہم یہاں اول مخالف کے دلائل نقل کر کے پھر سماع موتی پر دلائل نقل کریں گے اس کے بعد محاکمۂ آلوسی رحمہ اللہ پیش کریں گے۔ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ۔

فَاِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۵۲﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِ الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۵۳﴾

اور سورۂ نمل میں بھی ارشاد ہے جو فاء تعقیب کے بغیر بعینہٖ یہی آیت ہے:

اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَآءَ اِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِيْنَ ﴿۸۰﴾ وَمَآ اَنْتَ بِهٰدِي الْعُمْيِ عَنْ ضَلٰلَتِهِمْ ۭ اِنْ تُسْمِعُ اِلَّا مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۱﴾

اور ایک جگہ ارشاد ہے: وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ۔

ترجمہ آیۂ کریمہ یہ ہے: بے شک تمہارے سنائے نہیں سنتے مردے اور نہ تمہارے سنائے بہرے پکار سنیں جب پھریں پیٹھ پھیر کر اور تم نہیں اندھوں کو گمراہی سے ہدایت کرنے والے۔ تمہارے سنائے تو وہی سنتے ہیں جو ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں اور وہ مسلمان ہیں۔

اور تیسری آیت کا ترجمہ یہ ہے: اور نہیں آپ سنانے والے انہیں جو قبروں میں ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہاں میں وہ نقل کرتا ہوں جو سماع موتی کی بحث میں اجلہ علماء نے فرمایا۔

نُقِلَ عَنِ الْعَلَّامَةِ ابْنِ الْهُمَامِ اَنَّهٗ قَالَ اَكْثَرُ مَشَائِخِنَا عَلٰى اَنَّ الْمَيِّتَ لَا يَسْمَعُ۔ اول علامہ ابن الہمام نے جو فرمایا وہ نقل کرتا ہوں کہ ہمارے اکثر مشائخ اسی پر متفق ہیں کہ میت خود نہیں سنتی۔ اور ان کی دلیل اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ہے۔

Marfat.com

وَلِذَالِکَ لَمْ یَقُوْلُوْا بِتَلْقِیْنِ الْقَبْرِ۔ اسی لئے انہوں نے تلقین علی القبر کے لئے نہیں کہا۔
وَ قَالُوْا لَوْحَلَفَ لَا یُکَلِّمُ فُلَانًا فَکَلَّمَهٗ مَیِّتًا لَا یَحْنِثُ۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ یہ فقہ کا مسئلہ ہے کہ اگر کوئی قسم کھائے کہ میں فلاں سے بات نہ کروں گا اوراس کے مرنے کے بعد اس کی میت سے بولا تو حنث یمین لازم نہ آئے گا۔
وَ حَکَی السَّفَارِیْنِیُّ فِی الْبُحُوْرِ الزَّاخِرَةِ اَنَّ عَائِشَةَ ذَهَبَتْ اِلٰی نَفْیِ سِمَاعِ الْمَوْتٰی وَوَافَقَتْهَا طَائِفَةٌ مِّنَ الْعُلَمَآءِ عَلٰی ذٰلِکَ۔ علامہ سفارینی بحور زاخرہ میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نفی سماع موتی کی طرف گئیں اوران کے ساتھ علماء کی ایک جماعت نے موافقت کی۔
اوراس قول کو قاضی ابویعلی اکابر اصحاب حنابلہ نے ترجیح دی چنانچہ جامع کبیر میں ان کا یہ قول موجود ہے اوروہ آیہ کریمہ اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی سے حجت لیتے ہیں۔
یہ ہیں مختصر سے دلائل عدم سماع موتی پر اب ان اکابر علماء محققین کے دلائل ملاحظہ فرمائیں جو سماع موتی کے حامی ہیں وھو ھذا۔
قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اِنَّ الْاَکْثَرِیْنَ عَلٰی ذٰلِکَ۔ ابن عبد البر فرماتے ہیں اکثر محققین سماع موتی کے قائل ہیں ان میں سے ابن جریر، طبری اور ابن قتیبہ رحمہم اللہ وغیرہ ہیں۔
وَاحْتَجُّوْا بِمَا فِی الصَّحِیْحَیْنِ عَنْ اَنَسٍ عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ لَمَّا کَانَ یَوْمُ بَدْرٍ ظَهَرَ عَلَیْهِمْ یَعْنِیْ مُشْرِکِیْ قُرَیْشٍ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِبِضْعَةٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَجُلًا وَ فِیْ رِوَایَةٍ اَرْبَعٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَجُلًا مِنْ صَنَادِیْدِ قُرَیْشٍ فَاُلْقُوْا فِیْ طُوَیٍ اَیْ بِئْرٍ مِنْ اَطْوَآءِ بَدْرٍ وَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَادَاهُمْ یَا اَبَاجَهْلِ بْنَ هِشَامٍ یَا اُمَیَّةَ بْنَ خَلْفٍ یَا عُتْبَةَ بْنَ رَبِیْعَةَ اَلَیْسَ قَدْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ رَبُّکُمْ حَقًّا فَاِنِّیْ قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَ رَبِّیْ حَقًّا فَقَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا تُکَلِّمُ مِنْ اَجْسَادٍ لَّا اَرْوَاحَ لَهَا فَقَالَ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِهٖ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْهُمْ۔
ابن جریر اور طبری اور ابن قتیبہ رحمہم اللہ بخاری و مسلم کی اس حدیث سے سند لیتے ہیں جو حضرت انس اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا اور مشرکین قریش پر مسلمان غالب آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند اور بیس مقتولین مشرکین کے لئے حکم دیا اور ایک روایت میں ہے کہ چوبیس مشرکین کے مقتولوں کے متعلق حکم دیا کہ انہیں بدر کے کنوئیں میں ڈال دیا جائے چنانچہ وہ ڈال دیئے گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے نام لے کر آواز دی:
اے اباجہل بن ہشام!
اے امیہ بن خلف!
اے عتبہ بن ربیعہ!
کیا تم نے نہ پالیا وہ جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا سچ اور پورا ہم نے تو پالیا جو ہمارے رب نے وعدہ فرمایا تھا حق حق۔
تو حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے حضور! آپ ان جسموں سے کلام فرما رہے ہیں جن میں روح نہیں

Marfat.com

ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ید قدرت میں محمد کی جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سنتے جو میں کہہ رہا ہوں۔

زَادَ فِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ عَنْ اَنَسٍ وَلٰکِنَّھُمْ لَا یَقْدِرُوْنَ اَنْ یُجِیْبُوْا۔ مسلم کی روایت میں یہ اور زائد ہے لیکن ان میں جواب کی طاقت نہیں۔

وَ بِمَا اَخْرَجَهٗ اَبُو الشَّیْخِ مِنْ مُرْسَلِ عَبْدِ بْنِ مَرْزُوْقٍ قَالَ کَانَتْ اِمْرَاَۃٌ بِالْمَدِیْنَةِ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ فَمَاتَتْ فَلَمْ یَعْلَمْ بِھَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمَرَّ عَلٰی قَبْرِھَا فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مَا ھٰذَا الْقَبْرُ فَقَالُوْا اُمُّ مِحْجَنٍ قَالَ النَّبِیُّ اَلَّتِیْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ قَالُوْا نَعَمْ فَصَفَّ النَّاسَ فَصَلّٰی عَلَیْھَا فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْعَمَلِ وَجَدْتِّ اَفْضَلَ ؟ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَتَسْمَعُ قَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْھَا فَذَکَرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّھَا اَجَابَتْهُ قُمَّ الْمَسْجِدِ۔

ایک عورت مدینہ منورہ کی مسجد میں جھاڑو دیتی تھی وہ انتقال کر گئی۔ ایک روز اس کی قبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزرے تو قبر دیکھ کر فرمایا یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کیا گیا ام محجن کی۔ فرمایا: وہ ام محجن جو مسجد کی صفائی کیا کرتی تھی؟ عرض کیا گیا: جی ہاں۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کی صفیں بنائیں اور اس پر نماز پڑھی پھر اسے مخاطب کر کے فرمایا، کون سا عمل تم نے افضل پایا؟ صحابہ نے عرض کی حضور! کیا ام محجن سنتی ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سن سکتے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے جواب دیا ہے کہ مسجد کو صاف کرنا۔

اور بیہقی اور حاکم حضرت ابو ہریرہ سے راوی ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَفَ عَلٰی مُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ وَ عَلٰی اَصْحَابِهٖ حِیْنَ رَجَعَ مِنْ اُحُدٍ فَقَالَ اَشْھَدُ اَنَّکُمْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ اللّٰهِ فَزُوْرُوْھُمْ وَسَلِّمُوْا عَلَیْھِمْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا یُسَلِّمُ عَلَیْھِمْ اَحَدٌ اِلَّا رَدُّوْا عَلَیْهِ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم احد سے واپس تشریف لا کر حضرت مصعب بن عمیر اور ان کے ساتھیوں کی لاشوں پر تشریف لائے اور فرمایا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک تم زندہ ہو اللہ کے پاس تو ان پر حاضر ہو کر ان کی زیارت کیا کرو اور ان پر سلام کرو قسم بخدا کوئی انہیں سلام نہیں کرتا مگر وہ اس کو قیامت تک جواب دیتے رہیں گے۔ اس حدیث کی تصحیح حاکم و بیہقی نے کی۔

اور ابن عبداللہ نے جو حدیث نکالی اس پر عبدالحق نے فرمایا کہ اس کی سند صحیح ہے اور وہ ابن عباس سے مرفوعاً راوی ہیں:

مَا مِنْ اَحَدٍ یَمُرُّ بِقَبْرِ اَخِیْهِ الْمُؤْمِنِ کَانَ یَعْرِفُهٗ فِی الدُّنْیَا یُسَلِّمُ عَلَیْهِ اِلَّا عَرَفَهٗ وَ رَدَّ عَلَیْهِ۔

کوئی تم میں سے نہیں جو اپنے مومن بھائی کی قبر سے گزرے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور صاحب قبر کو سلام کہے مگر وہ اسے پہچانتا ہے اور اسے سلام کا جواب دیتا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ عبیداللہ بن ابی جعفر نے فرمایا کہ میت کو لے کر جب چلتے ہیں تو اس کی روح ایک فرشتہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے جو ہمراہ چلتا ہے جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس روح کو واپس جسم میں کر دیتا ہے۔ تاکہ فرشتے سوال و جواب کریں۔ سوال و جواب کے بعد فرشتہ کو حکم ہوتا ہے کہ وہ اس کی روح کو جہاں اللہ کا حکم ہے پہنچا دے۔

Marfat.com

اور بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْعَبْدَ اِذَا وُضِعَ فِیْ قَبْرِہٖ وَتَوَلّٰی عَنْہُ اَصْحَابُہٗ اِنَّہٗ لَیَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِھِمْ۔ بندہ کو جب قبر میں دفنا کر واپس ہوتے ہیں تو میت قدموں کی آواز سنتی ہے۔

اس پر اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَھْدِی الْعُمْیَ پیش کی گئی تو علامہ سہیلی نے جواب دیا کہ بالذات کوئی نہیں سنا سکتا اور ہدایت اندھے کو نہیں دے سکتا مگر اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی ھُوَ الَّذِیْ یُسْمِعُ وَ یَھْدِیْ۔ اللہ تعالیٰ میں سب کچھ قدرت ہے وہ سنا بھی سکتا ہے اور راہ بھی دکھا سکتا ہے۔ انتہی مختصراً۔

علامہ آلوسی نے منکرین سماع موتی کے اور اقوال بھی لکھے ہیں ہم نے بخوف طوالت انہیں چھوڑ دیا ہے آخر میں جو محاکمہ فرمایا ہے وہ تمام قضیہ کے فیصلہ کو کافی ہے:

وَالْحَقُّ اِنَّ الْمَوْتٰی یَسْمَعُوْنَ فِی الْجُمْلَةِ وَ ھٰذَا عَلٰی اَحَدِ وَجْھَیْنِ۔ صحیح یہی ہے کہ میت ضرور سنتی ہے وراس پر دو وجہوں سے ایک وجہ ہے۔

اُوْلٰھُمَا اَنْ یَّخْلُقَ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ بَعْضِ اَجْزَآءِ الْمَیِّتِ قُوَّةً یَّسْمَعُ بِھَا مَتٰی شَآءَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَ نَحْوَہٗ مِمَّا یَشَآءُ اللّٰہُ سُبْحٰنَہٗ سِمَاعَہٗ اِیَّاہُ وَلَا یَمْنَعُ مِنْ ذٰلِکَ کَوْنُہٗ تَحْتَ اَطْبَاقِ الثَّرٰی۔

پہلی وجہ تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بعض اجزاء میت کو وہ قوت پیدا فرما سکتا ہے جس کے ذریعہ وہ سن سکے جب اللہ چاہے اور ایسے ہی جو اللہ چاہے تو اسے سماعت دے دے اور اس سے اس کے تحت الثریٰ میں بھی ہونا مانع نہیں۔

وَ ثَانِیْھِمَا اَنْ یَّکُوْنَ ذٰلِکَ السَّمَاعُ لِلرُّوْحِ بِلَاوَاسِطَةِ قُوَّةٍ فِی الْبَدَنِ وَلَا یَمْتَنِعُ اَنْ تَسْمَعَ بَلْ اَنْ تُحِسَّ وَتُدْرِکَ مُطْلَقًا بَعْدَ مُفَارَقَتِھَا الْبَدَنَ بِدُوْنِ وِسَاطَةِ قُوًی فِیْہِ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ یہ سماع روحانی ہو بلا واسطہ قوت بدنیہ کے اور یہ ممتنع نہیں کہ روح مفارقت بدن کے بعد سن لے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ روم - پ ۲۱

اَللّٰہُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ ضَعْفٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ ضَعْفٍ قُوَّةً ثُمَّ جَعَلَ مِنْۢ بَعْدِ قُوَّةٍ ضَعْفًا وَّ شَیْبَةً ؕ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ ھُوَ الْعَلِیْمُ الْقَدِیْرُ ﴿۵۴﴾	اللہ وہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا کمزوری سے پھر تمہیں ناتوانی کے بعد توانائی بخشی پھر توانائی کے بعد کمزوری اور بڑھاپا دیا وہ پیدا کرتا ہے جو چاہے اور وہ جاننے والا قدرت والا ہے
وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ یُقْسِمُ الْمُجْرِمُوْنَ ۙ مَا لَبِثُوْا غَیْرَ سَاعَةٍ ؕ کَذٰلِکَ کَانُوْا یُؤْفَکُوْنَ ﴿۵۵﴾	اور جس دن قیامت قائم ہوگی مجرم قسم کھائیں گے کہ نہ رہے تھے مگر ایک ساعت اور ایسے ہی اوندھے جاتے ہیں
وَ قَالَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِیْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِیْ کِتٰبِ اللّٰہِ اِلٰی یَوْمِ الْبَعْثِ ؗ فَھٰذَا یَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰکِنَّکُمْ کُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾	اور بولے وہ جن کو علم اور ایمان ملا بے شک تم رہے اللہ کے لکھے میں اٹھنے کے دن تک تو یہ ہے وہ دن اٹھنے کا لیکن تم نہ جانتے تھے
فَیَوْمَئِذٍ لَّا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُھُمْ وَلَا	تو اس دن نہ نفع دے گی ظالموں کو معذرت ان کی اور نہ

Marfat.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور کہیں گے وہ جنہیں علم وایمان ملا کہ (تم جھوٹ بول رہے ہو) بے شک تم رہے اللہ کی لکھی ہوئی مدت دنیا وقبر میں بعثت کے دن تک (جس کا تم انکار کرتے تھے) تو یہ یوم بعث وحشر ہے لیکن تم جہالت میں تھے۔

یعنی تمہاری دنیا کی عمر قبر کے اندر رہنے کی مدت اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں لکھ دی تھی اس کے مطابق تم قبروں میں رہے اور دنیا میں جئے اور وہ دن جسے یوم بعث کہا جاتا ہے تم اسے جھٹلاتے اور کہتے تھے:

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ۔ (جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اس کے بعد لوٹنا عقلاً بعید ہے) تو یہ دن بعث کا ہے مگر وہ جہالت سے نہیں جانتے۔ آگے ارشاد ہے:

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾

تو اس دن نفع نہ دے گی ظالموں کو ان کی معذرت اور نہ ان کی طرف سے توبہ منظور۔

اِسْتِعْتَاب: اِزَالَةُ الْعَتَبِ كَالْعَطَا وَالْاِسْتِعْطَاءِ۔ عتاب پر بخشش مانگنے کی تحریک بھی انہیں کوئی نہ پڑے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ ۭ وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور بے شک ہم نے دیں اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں اور اگر تم ان کے پاس کوئی نشان لاؤ تو ضرور کافر کہیں گے تم تو نرے باطل پر ہو۔

ہر قسم کی مثالیں اس لئے دی گئیں تا کہ انہیں تنبیہ ہو مگر وہ اپنی سیاہ باطنی اور قساوت قلبی سے کسی نصیحت سے فائدہ نہیں اٹھاتے بلکہ ہدایت کرنے والے کو باطل پر بتاتے ہیں۔

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾ ایسے ہی مہر کر دی اللہ نے جاہلوں کے دلوں پر لہذا

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلَا يَسْتَخِفَّنَّكَ الَّذِيْنَ لَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۶۰﴾ ع

تو صبر کرو (منکروں کی ایذا وعداوت پر) بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور نہ برانگیختہ کرے آپ کو (انکار ان کا) ان پر جو ایمان نہیں لاتے۔

یعنی یہ لوگ جنہیں آخرت کا یقین نہیں ہے اور بعث وحساب کے منکر ہیں ان کی شدتیں اور ان کے انکار و نالائق حرکات آپ کو طیش میں نہ لے آئے۔ ایسا نہ ہو کہ آپ ان کے حق میں عذاب کی دعا فرمانے میں عجلت فرمائیں اور اس سے وہ ہلاک ہو جائیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع — سورۃ روم — پ ۲۱

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ ضَعْفٍ۔ اللہ وہ ہے جس نے پیدا کیا تمہیں ضعف سے۔

یہ مبتدا و خبر ہے اس کے معنی یہ ہوئے کہ تمہاری ابتداء ضعف سے ہے اور کمزوری اور ضعف کو انسان کی اساس قرار دیا گیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔

Marfat.com

مِّنۡ ضُعۡفٍ۔ میں من ابتدائیہ ہے اور ضعف سے ضعیف شے مراد ہے اور وہ نطفہ ہے جسے قرآن کریم نے ماءِ مہین فرمایا پھر تدریجی ترقی کا ذکر فرمایا۔

ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ ضُعۡفٍ قُوَّۃً۔ پھر اس قادر مطلق نے حالت ضعف سے قوت کی طرف بڑھایا۔
اس بیان میں بلوغ سے حلم تک اور تعلق روح بالابدان کو واضح فرمایا اس کے بعد ترقی سے تنزل کی حالت کا بیان فرمایا چنانچہ ارشاد فرمایا:

ثُمَّ جَعَلَ مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ ضُعۡفًا وَّ شَیۡبَۃً ؕ
پھر کیا قوت کے بعد جوان کر کے انحطاط میں حتیٰ کہ شباب کے بعد شیب طاری کیا جسے بڑھاپا کہتے ہیں۔

گویا انسان ابتداءً کمزور تھا اور پھر اس کی انتہا کو بھی کمزور فرمایا۔

لفظ ضعف۔ بفتح ضاد اور بضم ضاد مستعمل ہے۔ اس پر ارباب لغت کہتے ہیں: اِنَّ الضُّعۡفَ بِالضَّمِّ مَا کَانَ فِي الۡبَدَنِ۔ ضاد کے پیش کے ساتھ ضعف اس کمزوری کے لئے مستعمل ہے جس کا تعلق بدن سے ہو۔
اور ضعف بفتح ضاد اس کمزوری کے معنی میں مستعمل ہے جس کا تعلق عقل سے ہو اور اس کی دونوں قراء تیں ہیں لغت قریش میں بضم ضاد پڑھتے ہیں اور عاصم بھی بضم ضاد پڑھتے ہیں اور ابی عبد الرحمٰن اور جحدری بھی ایسے ہی پڑھتے اور ضحاک پہلے ضعف کو ضمہ سے اور باقی ضعف کو فتح سے پڑھتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

یَخۡلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ وَ ہُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡقَدِیۡرُ ﴿۵۴﴾ ۔ وہ پیدا فرماتا ہے جسے چاہے وہ علم وقدرت والا ہے۔
اس کی مشیت وقدرت میں کسی کو دخل دینے کی مجال ہی نہیں اس کے بعد کیفیت قیامت کا اظہار شروع ہے۔

وَ یَوۡمَ تَقُوۡمُ السَّاعَۃُ یُقۡسِمُ الۡمُجۡرِمُوۡنَ ۬ۙ مَا لَبِثُوۡا غَیۡرَ سَاعَۃٍ ؕ کَذٰلِکَ کَانُوۡا یُؤۡفَکُوۡنَ ﴿۵۵﴾
اور جب قیام قیامت ہوگی تو مجرمین مشرکین قسم کھائیں گے کہ ہم دنیا اور قبر میں ایک گھڑی سے زیادہ نہیں رہے۔ ایسے ہی سچ بولنے سے منحرف ہو کر جھوٹ بکیں گے۔

عربی میں ساعت زمان قلیل کے بھی ایک کو کہتے ہیں یا اچانک کسی امر کے ظاہر ہونے کو۔
وَ رَوٰی غَیۡرُ وَاحِدٍ عَنۡ قَتَادَۃَ اَنَّھُمۡ یَعۡنُوۡنَ مَا لَبِثُوۡا فِي الدُّنۡیَا غَیۡرَ سَاعَۃٍ۔ وہ دنیا کے قیام کو مراد لے کر کہیں گے کہ ہم ایک گھڑی سے زیادہ نہ رہے اور بغۡتَۃً مَا بَیۡنَ النَّفۡخَتَیۡنِ کو کہتے ہیں۔ چنانچہ حدیث صحیح میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مَا بَیۡنَ النَّفۡخَتَیۡنِ اَرۡبَعُوۡنَ۔ نفخۂ اولیٰ اور ثانیہ کے مابین چالیس کی مدت ہے قِیۡلَ اَرۡبَعُوۡنَ یَوۡمًا یَا اَبَا ھُرَیۡرَۃَ قَالَ اَبَیۡتُ قِیۡلَ اَرۡبَعُوۡنَ شَھۡرًا قَالَ اَبَیۡتُ قِیۡلَ اَرۡبَعُوۡنَ سَنَۃً قَالَ اَبَیۡتُ۔ آپ سے پوچھا گیا چالیس دن یا چالیس ماہ یا چالیس سال۔ چالیس سے کیا مراد ہے؟ آپ نے اَبَیۡتُ فرمادیا وَ عَنٰی بِقَوۡلِہٖ رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُ اَبَیۡتُ اَیۡ اُمۡتُنِعۡتُ مِنۡ بَیَانِ ذٰلِکَ لَکُمۡ۔ میں منع کیا گیا ہوں اس امر کی وضاحت کرنے کے لئے۔

یا اس کے معنی یہ ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تصریح معلوم کرنے میں رہ گیا۔
اسی لئے کہا گیا ہے کہ لَا یُعۡلَمُ اَھِیَ اَرۡبَعُوۡنَ سَنَۃً اَمۡ اَرۡبَعُوۡنَ اَلۡفُ سَنَۃٍ کوئی نہیں جانتا کہ مابین النفختین

Marfat.com

چالیس سال ہیں یا چالیس ہزار سال۔

وَ جُوِّزَ اَنْ یَّکُوْنُوْا عَدُّوْا مُدَّةَ لِقَائِهِمْ فِي الدُّنْيَا سَاعَةً لِعَدَمِ اِنْتِفَاعِهِمْ بِهَا وَالْكَثِيْرُ بِلَا نَفْعٍ قَلِيْلٌ كَمَا اَنَّ الْقَلِيْلَ مَعَ النَّفْعِ كَثِيْرٌ۔ اور یہ بھی جائز رکھا ہے کہ مشرکین نے ساعت کہہ کر دنیا کے قیام کی مدت مراد لی ہو اس لئے کہ اس قیام دنیا میں وہ نفع اخروی حاصل نہ کر سکے اور کثیر بلا نفع قلیل ہے جیسے قلیل نفع کے ساتھ کثیر ہوتا ہے تو مَالَبِثُوْا غَيْرَ سَاعَةٍ تاسف وتحسر میں وہ کہیں گے کہ ایام حیات دنیا ضائع گئے۔

كَذٰلِكَ كَانُوْا يُؤْفَكُوْنَ ﴿۵۵﴾ ایسے ہی جھوٹ یہ دنیا میں گھڑتے تھے۔

اس پر منجانب اللہ عزوجل ارباب حشر کے مجمع میں انہیں رسوا کیا جائے گا اور ان کے آگے کہا جائے گا کہ مفتریان کذاب یہ بک رہے ہیں کہ ہم گھڑی بھر ہی دنیا میں رہے تھے تو اس پر اہل علم و ایمان ان کے اس قول کا رد کریں گے حیث قال:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ وَالْاِيْمَانَ لَقَدْ لَبِثْتُمْ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ اِلٰى يَوْمِ الْبَعْثِ ۡ فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ وَ لٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۵۶﴾

اور کہیں گے وہ جنہیں ایمان وعلم دیا گیا دنیا میں ان مشرکوں سے کہ بے شک تم رہے دنیا میں علم اللہ اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی مدت تک (اور تم بعث ونشر کے وہاں منکر تھے) تو آج دیکھ لو فَهٰذَا يَوْمُ الْبَعْثِ کہ یہ دن ہے بعث ونشر کا وَلٰكِنَّكُمْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۔ لیکن تم اپنی جہالت کے اندر رہ کر ان سے سچ نہیں جانتے تھے۔

فَيَوْمَئِذٍ لَّا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَعْذِرَتُهُمْ

تو یہ دن وہ ہے کہ ظالموں کو ان کی معذرت نفع نہ دے گی (یعنی وہ عذر جہالت اگر کریں تو وہ بھی ان کے لئے سودمند نہیں ہوسکتا)

وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿۵۷﴾۔ اور ان سے عتاب الٰہی کا دفع بھی نہ چاہا جائے گا۔ آلوسی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

اَيْ لَا يُقَالُ لَهُمْ اَرْضُوْا رَبَّكُمْ بِالتَّوْبَةِ وَالطَّاعَةِ كَمَا كَانَ يُقَالُ لَهُمْ ذٰلِكَ فِي الدُّنْيَا۔ یعنی ان سے جیسے دنیا میں کہا جاتا تھا کہ اپنے رب کو توبہ وطاعت سے خوش کر لو آج وہ بھی موقعہ نہیں۔ اور استعتاب، طاب عتبی ہے جو ازالۂ عتاب کو چاہ کر عطاو بخشش چاہنے کے معنی دیتا ہے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ

اور بے شک دیں ہم نے لوگوں کو اس قرآن میں بہت سی مثالیں ہر قسم کی۔

وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا مُبْطِلُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور اگر آپ لائیں ان پر کوئی معجزہ یا نشان تو اسے قبول کرنے کی بجائے یہی کہیں گے تم تو کچھ نہیں مگر باطل پر ہو اس لئے کہ

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۹﴾۔ ان کے دلوں پر اللہ نے ایسے ہی مہر کر دی ہے جہالت کی۔

اَيْ لَا يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ وَلَا يَتَحَرَّوْنَ الْحَقَّ بَلْ يُصِرُّوْنَ عَلٰى خُرَافَاتِ اِعْتِقَادِهَا۔ یعنی وہ اپنی جہالت میں رہ کر علم نہیں چاہتے اور حق نہیں ڈھونڈتے بلکہ مصر ہیں اپنی انہیں خرافات پر جن کے ساتھ یہ عقیدہ کر چکے ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

فَاصۡبِرۡ اِنَّ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقٌّ۔ اے محبوب! صبر فرمائیں بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

اور وہ وعدہ نصرت کا اور غلبۂ دین کا اور اعلاء کلمۃ الحق کا اور اس کا انجام لازم ہے کہ انہیں ان کی بداعمالیوں اور بدکرداریوں کی سزا دی جائے۔

وَّلَا یَسۡتَخِفَّنَّکَ الَّذِیۡنَ لَا یُوۡقِنُوۡنَ ؏ ۶۰

اور آپ کو ان کی سرکشی آمادہ نہ کردے ان کے لئے عذاب کی دعا پر کہ جب یہ یقین نہیں لاتے۔

سُوۡرَۃُ لُقۡمٰنَ

مَکِیَّۃٌ وَّ ھِیَ اَرۡبَعٌ وَّ ثَلَاثُوۡنَ اٰیَۃً وَّاَرۡبَعُ رَکُوۡعَاتٍ۔ اس میں چونتیس آیتیں اور چار رکوع اور پانچ سو اڑتالیس کلمے اور دو ہزار ایک سو دس حرف ہیں۔

ایک روایت ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں دو آیتیں مدنی ہیں وَلَوۡ اَنَّ مَا فِی الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَۃٍ اَقۡلَامٌ سے

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ لقمان - پ ۲۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓمّٓ ۚ﴿۱﴾ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ۙ﴿۲﴾

الٓمّٓ۔ یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں

ہُدًی وَّرَحۡمَۃً لِّلۡمُحۡسِنِیۡنَ ۙ﴿۳﴾

ہدایت اور رحمت ہیں نیکوں کے لئے

الَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ وَہُمۡ بِالۡاٰخِرَۃِ ہُمۡ یُوۡقِنُوۡنَ ؕ﴿۴﴾

وہ جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں

اُولٰٓئِکَ عَلٰی ہُدًی مِّنۡ رَّبِّہِمۡ وَ اُولٰٓئِکَ ہُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ﴿۵﴾

یہی اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور انہی کا کام بنا ہوا ہے

وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ یَّشۡتَرِیۡ لَہۡوَ الۡحَدِیۡثِ لِیُضِلَّ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ بِغَیۡرِ عِلۡمٍ ٭ۖ وَّ یَتَّخِذَہَا ہُزُوًا ؕ اُولٰٓئِکَ لَہُمۡ عَذَابٌ مُّہِیۡنٌ ﴿۶﴾

اور کچھ وہ ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی بات کہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں بغیر جانے بوجھے اور اسے ہنسی بنالیں یہ ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے

وَ اِذَا تُتۡلٰی عَلَیۡہِ اٰیٰتُنَا وَلّٰی مُسۡتَکۡبِرًا کَاَنۡ لَّمۡ یَسۡمَعۡہَا کَاَنَّ فِیۡۤ اُذُنَیۡہِ وَقۡرًا ۚ فَبَشِّرۡہُ بِعَذَابٍ اَلِیۡمٍ ﴿۷﴾

اور جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں تو تکبر کرتا ہوا پھرے جیسے اس نے وہ سنی ہی نہیں جیسے اس کے کان بند ہیں تو اسے دردناک عذاب کا مژدہ دو

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَہُمۡ جَنّٰتُ النَّعِیۡمِ ۙ﴿۸﴾

بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے باغ نعمتوں والے ہیں

خٰلِدِیۡنَ فِیۡہَا ؕ وَعۡدَ اللّٰہِ حَقًّا ؕ وَہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۹﴾

کہ ہمیشہ رہیں اس میں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے

Marfat.com

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاۗءِ مَاۗءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩

اسی نے آسمان بنائے بے ستونوں کے کہ تم دیکھ رہے ہو اور ڈالے زمین میں لنگر کہ نہ کانپے مع تمہارے اور پھیلائے اس نے زمین میں ہر قسم کے چوپائے اور اتارا ہم نے آسمان سے پانی تو اگائے ہم نے اس میں ہر قسم کے جوڑے

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ۭ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ⑪

یہ تو اللہ کا بنایا ہوا ہے تو وہ بھی مجھے دکھاؤ کہ کیا پیدا کیا انہوں نے جو اس کے سوا ہیں بلکہ ظالم کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ لقمان - پ ۲۱

الٓمٓ ۔	تِلْكَ ۔ یہ	اٰيٰتُ ۔ آیتیں ہیں	الْكِتٰبِ ۔ کتاب
الْحَكِيْمِ ۔ حکمت والی کی	هُدًى ۔ ہدایت	وَّ ۔ اور	رَحْمَةً ۔ رحمت
لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۔ نیکوں کے لئے	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	يُقِيْمُوْنَ ۔ قائم کریں	الصَّلٰوةَ ۔ نماز
وَ ۔ اور	يُؤْتُوْنَ ۔ دیں	الزَّكٰوةَ ۔ زکوٰۃ	وَ ۔ اور
هُمْ ۔ وہ	بِالْاٰخِرَةِ ۔ آخرت پر	هُمْ ۔ وہ	يُوْقِنُوْنَ ۔ یقین رکھیں
اُولٰۗىِٕكَ ۔ یہی لوگ	عَلٰى ۔ اوپر	هُدًى ۔ ہدایت کے ہیں	مِّنْ رَّبِّهِمْ ۔ اپنے رب سے
وَ ۔ اور	اُولٰۗىِٕكَ ۔ یہی	هُمُ ۔ وہ ہیں	الْمُفْلِحُوْنَ ۔ کامیاب
وَ ۔ اور	مِنَ النَّاسِ ۔ بعض لوگوں سے	مَنْ ۔ ایسے ہیں جو	يَّشْتَرِيْ ۔ خریدتے ہیں
لَهْوَ ۔ کھیل کی	الْحَدِيْثِ ۔ بات	لِيُضِلَّ ۔ تاکہ گمراہ کرے	عَنْ سَبِيْلِ ۔ راہ
اللّٰهِ ۔ خدا سے	بِغَيْرِ ۔ بغیر	عِلْمٍ ۔ علم کے	وَّ ۔ اور
يَتَّخِذَ ۔ پکڑتا ہے	هَا ۔ اس کو	هُزُوًا ۔ ٹھٹھا	اُولٰۗىِٕكَ ۔ یہ ہیں
لَهُمْ ۔ کہ ان کے لئے ہے	عَذَابٌ ۔ عذاب ہے	مُّهِيْنٌ ۔ ذلیل کرنے والا	وَ ۔ اور
اِذَا ۔ جب	تُتْلٰى ۔ پڑھی جاتی ہیں	عَلَيْهِ ۔ اس پر	اٰيٰتُنَا ۔ ہماری آیتیں
وَلّٰى ۔ پھرتا ہے	مُسْتَكْبِرًا ۔ تکبر کرتا	كَاَنْ ۔ گویا کہ	لَّمْ ۔ نہیں
يَسْمَعْهَا ۔ سنا اس کو	كَاَنَّ ۔ گویا کہ	فِيْٓ ۔ بیچ	اُذُنَيْهِ ۔ اس کے کانوں کے
وَقْرًا ۔ بوجھ ہے	فَبَشِّرْهُ ۔ تو خوشخبری دو اس کو	بِعَذَابٍ ۔ عذاب	اَلِيْمٍ ۔ دردناک کی
اِنَّ ۔ بے شک	الَّذِيْنَ ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا ۔ ایمان لائے	وَ ۔ اور
عَمِلُوا ۔ عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ ۔ نیک	لَهُمْ ۔ ان کے لئے	جَنّٰتُ ۔ باغ ہیں
النَّعِيْمِ ۔ نعمتوں کے	خٰلِدِيْنَ ۔ ہمیشہ رہیں	فِيْهَا ۔ اس میں	وَعْدَ ۔ وعدہ

Marfat.com

اللّٰہِ۔اللہ کا	حَقًّا۔سچا ہے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
الْعَزِیْزُ۔غالب ہے	الْحَکِیْمُ۔حکمت والا	خَلَقَ۔پیدا کیا اس نے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کو
بِغَیْرِ۔بغیر	عَمَدٍ۔ستون کے	تَرَوْنَهَا۔کہ دیکھتے ہو تم اس کو	
وَ۔اور	اَلْقٰی۔ڈالے	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے
رَوَاسِیَ۔لنگر	اَنْ۔یہ کہ	تَمِیْدَ۔نہ حرکت کرے	بِکُمْ۔تمہارے ساتھ
وَ۔اور	بَثَّ۔پھیلائے	فِیْهَا۔اس میں	مِنْ کُلِّ۔ہر طرح کے
دَآبَّةٍ۔چار پائے	وَ۔اور	اَنْزَلْنَا۔اتارا ہم نے	مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے
مَآءً۔پانی	فَاَنْۢبَتْنَا۔تو اگائے ہم نے	فِیْهَا۔اس میں	مِنْ کُلِّ۔ہر طرح کے
زَوْجٍ۔جوڑے	کَرِیْمٍ۔بارونق	هٰذَا۔یہ ہے	خَلْقُ۔پیدائش
اللّٰہِ۔اللہ کی	فَاَرُوْنِیْ۔تو دکھاؤ مجھے	مَاذَا۔کیا	خَلَقَ۔پیدا کیا ہے
الَّذِیْنَ۔انہوں نے	مِنْ دُوْنِهٖ۔جو اس کے سوا ہیں		بَلِ۔بلکہ
الظّٰلِمُوْنَ۔ظالم	فِیْ۔بیچ	ضَلٰلٍ۔گمراہی	مُّبِیْنٍ۔کھلی کے ہیں

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ لقمان۔پ ۲۱

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳﴾ الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ یُوْقِنُوْنَ ﴿۴﴾ اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

الٓمّٓ۔یہ حروف مقطعات سے ہے۔جس کی تصریح بیان ہو چکی ہے اور چونکہ اس کے معنی تاویلی منقولات کے تتبع میں کئے جا سکتے ہیں لہٰذا یہ تیسرا الٓمّٓ ہے۔یہاں تیسرے پہلو سے یہ معنی اشارات میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے یہ کئے ہیں۔الف سے مراد آلاء الٰہی اور لام سے مراد لطف جل شانہ اور میم سے مراد مجد عز و جل ہے۔

تو گویا فرمایا گیا جو اس کتاب حکیم پر عمل کرے گا۔نماز قائم رکھے گا۔زکوٰۃ دے گا اس پر آلاء الٰہی اور لطف جلت پناہی اور مجد سبحانہ وتعالیٰ حاصل ہے پھر ارشاد ہے:

تِلْكَ اٰیٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِیْمِ ﴿۲﴾۔یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں جو

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳﴾۔ہدایت و رحمت ہیں نیکوں کے لئے۔

وہ نیک جو نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں اور آخرت پر یقین لائیں۔

اُولٰٓىٕكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵﴾

یہ وہ ہیں جو اپنے رب کی ہدایت پر ہیں اور یہی لوگ کامیاب ہیں۔

اس کے بعد مشرکین کی لغویت مآبی کا تذکرہ اور قصے کہانی سے دلچسپی رکھنے کا حال شروع فرمایا گیا۔

شانِ نزول

سورۃ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ نضر بن حارث کلدہ تجارت کے سلسلہ میں دوسرے ملکوں کی طرف جاتا تھا اسے اس سفر میں عجمیوں کی کتابیں مل گئیں یہ انہیں خرید لایا اور ان کا مطالعہ کر کے قریش کو قصے کہانیاں سناتا اور کہتا کہ رب کائنات اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عاد و ثمود کے واقعات سناتے ہیں۔

اور میں تمہیں رستم و اسفندیار اور شاہانِ فارس کی کہانیاں سناتا ہوں اس کی لغویت میں کچھ لوگ آ گئے اور ان کہانیوں کے سننے میں مشغول ہو گئے اور قرآن کریم سننے سے رہ گئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ۚ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝٧

اور کچھ لوگ ایسے ہیں کہ خریدتے ہیں کھیل کی باتیں کہ گمراہ کریں اللہ کی راہ سے بے سمجھے بوجھے اور اسے ہنسی بنالیں یہ وہ ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے اور جب پڑھی جائیں اس پر ہماری آیتیں تو تکبر کرتا ہوا پھر جائے جیسے اس نے انہیں سنا ہی نہیں گویا اس کے دونوں کان بند ہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دو۔

یہ تمام توبیخی آیتیں نضر بن حارث اور اس کے اتباع کے حق میں ہیں یعنی یہ خود بھی دین سے جاہل اور اپنی جہالت سے دوسروں کو بھی اسلام میں داخل ہونے اور قرآن کریم سننے سے روکتا اور آیاتِ الٰہی عزوجل کے ساتھ تمسخر کرتا ہے تاکہ اور لوگ بھی التفات نہ کریں۔

وقر عربی میں بہرے پن کو کہتے ہیں یعنی اگرچہ سنتا ہے مگر آیاتِ الٰہی عزوجل کے سننے سے بہرا ہے تو ایسے خبیث کو عذاب کی بشارت دیجئے۔

آگے بموجب اسلوب بیان قرآن پاک مومنین کا مقام ظاہر فرمایا گیا اس لئے کہ قرآن پاک میں عام طور پر یہی طریقہ بیان ہے کہ اگر اول جہنمیوں کا ذکر لایا گیا ہے تو اس کے بعد جنتیوں کا تذکرہ ضرور فرمایا گیا اور اگر اول اہل جنت کا ذکر لایا گیا تو اس کے بعد اہل جہنم کا بیان فرمایا گیا چنانچہ اب اہل جنت کو بشارت ہے حیث قال:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝٨ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٩

بے شک وہ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے نعمتوں والے باغیچے ہیں ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ کا وعدہ حق ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

اس آیہ کریمہ میں اس طرف اشارہ فرمایا گیا کہ دنیا کی ہر نعمت میں زوال ہے اور ہر آسائش میں دوام نہیں لیکن اخروی نعمت میں خوف، زوال و نکال نہیں جو نعمت جنتی بھی جسے ملے گی وہ دوامی ہوگی۔ دنیا کی صحت و عافیت جوانی و فراخی و وسعت رزق و دولت سب عارضی ہیں برائے چندے ہیں اور آخرت میں جنت کے پھل پھول اور تمام نعمتیں فصل و موسم کے ساتھ نہیں ہوں گی، بلکہ ہمیشہ ہوں گی۔ جب جنتی جس نعمت کی خواہش کرے گا اسے بلا تاخیر و تعویق حاصل ہوگی۔ اب اپنی قدرت مطلقہ کا

Marfat.com

مظاہرہ تخلیق سما سے فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ؕ وَ اَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ۝۱۰

اللہ تعالیٰ شانہ نے آسمان بنائے بغیر ایسے ستون کے جو تمہیں نظر آئیں (یعنی اس کے نیچے کوئی ستون نہیں تمہاری نظر خود اس کی شاہد ہے) اور زمین میں لنگر ڈالے (بلند پہاڑوں کے) (رَوَاسِيَ جمع ہے راسیہ کی راسیہ لنگر کو کہتے ہیں جن سے سمندر میں جہاز قائم رہتے ہیں) کہ تمہیں لے کر نہ کانپے (اس لئے کہ اگر زمین ڈانواں ڈول ہوتو جو اس پر ہوں وہ بھی ہچکولے کھائیں گے اس لئے بلند پہاڑوں کے لنگر قائم فرما دیئے گئے کہ وہ قائم رہے) اور اس زمین میں ہر طرح کے جانور پھیلا دیئے (تاکہ ان سے دودھ، دہی، گھی حاصل کرو ان میں سے حلال جانوروں کے گوشت کھاؤ، سواری کرو، سامان لے جاؤ) اور ہم نے اپنے فضل سے آسمان سے پانی اتارا تو اس سے زمین میں ہر نفیس جوڑا اگایا (عمدہ عمدہ قسم کے نباتات پیدا کیے جو تم دیکھ رہے ہو) تو یہ اللہ کا بنایا ہوا ہے (تو اے مشرکو منکرو!) مجھے دکھاؤ جو اس کے سوا اوروں نے بنایا (یعنی وہ بت جنہیں تم پوج رہے ہو اور مستحق عبادت قرار دیتے ہو ان کی بھی کوئی تخلیق دکھاؤ) بلکہ ظالم کھلی گمراہی میں ہیں۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ لقمان - پ ۲۱

الٓمّٓ ۝۱ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝۲ هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝۳ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝۴

الف، لام، میم، کی تصریح و تاویل خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی۔

یہ آیتیں ہیں حکمت والی کتاب کی جو ہدایت اور رحمت ہے نیک لوگوں کے لئے وہ جو نماز ادا کرتے اور زکوۃ دیتے اور آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

ربط سورۂ روم ولقمان

چونکہ آخر سورۃ روم میں وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فرما کر اعجاز و جامعیت قرآن پاک کی طرف۔ اشارہ تھا، اس کے بعد قوم کی سرکشی بیان فرما کر سورۃ ختم فرما دی تھی۔

اس سورۃ مبارکہ میں شروع سورۃ میں مقطعات کے ساتھ ابتداء فرما کر دعویٰ حقانیت قرآن کو مؤکد فرمایا گویا ارشاد ہوا:

اَلف – اَنَا اللّٰهُ۔ اور ل سے جبریل مراد لے کر فرمایا: اُرْسِلَ بِوَسَاطَةِ جِبْرِيْلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ۔ م سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کا اول لے کر فرمایا اِلٰى مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ گویا فرمایا۔

یہ کتاب اللہ تعالیٰ نے جبریل کے واسطہ سے اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف نازل فرمائی۔ پھر اس کی صفت کی تصریح فرمائی۔

تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝

یہ آیات کتاب حکمت والی کی ہیں۔ (پھر اس کتاب کے مفاد ظاہر فرمائے گئے)

Marfat.com

هُدًى وَّرَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝
یہ ہدایت اور رحمت ہے نیکوں کے لئے (پھر نیکوں کی تین صفات بیان فرمائی گئیں)
الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ
اور نیک وہ ہیں جو نماز قائم رکھتے اور زکوٰۃ دیتے ہیں۔
وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ ۔اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

گویا یہ فرمایا کہ مومن وہ ہے جو حکمت عملی کے ماتحت عبادت بدنی اور مالی نماز وزکوٰۃ کے ساتھ کرے اور حکمت نظری بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ کے ساتھ پوری ہو جاتی ہے اس لئے کہ دار آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات پر ایمان رکھتا ہے جو دار آخرت میں سزا و جزا دینے والا ہے اور اسی طرح ملائکہ اور انبیاء علیہم السلام اور کتب منزلہ پر بھی اس کا ایمان صحیح ہوگا جو دار آخرت کے لئے سعادت حاصل کرنے کے ہادی اور شقاوت سے مانع ہیں۔

اور چونکہ ایمان اور عمل صالح دونوں کا ہونا مومن ومحسن میں ضروری ہے تو دار آخرت پر بھی مومن کا ایمان لازمی ہے اس لئے کہ نماز، زکوٰۃ، اعمال صالحہ توشۂ آخرت ہیں تو جو آخرت کو نہ مانے اسے توشۂ آخرت کی کیا ضرورت ہے۔

پھر متقی اور محسن کی شان بھی واضح فرما دی چنانچہ پہلے پارہ کے پہلے رکوع میں هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ فرما کر الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝ فرمایا:

یعنی متقی کو یہ ہدایت فرماتا ہے اور وہ کون ہیں:

۱- غائبانہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والے۔
۲- نماز قائم رکھنے والے۔
۳- اور ظاہر ہے نماز بغیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کے صحیح نہیں تو تیسری شرط حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ہوئی۔
۴- اللہ عزوجل کے دیئے سے خرچ کرنا۔
۵- بِمَا نُزِّلَ عَلٰى مُحَمَّدٍ پر ایمان رکھنا۔
۶- بِمَا اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِهٖ پر ایمان رکھنا۔
۷- آخرت پر یقین رکھنا۔
۸- پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اور بِمَآ اُنْزِلَ پر ایمان لانے کے ساتھ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ پر بھی ایمان ضروری ہوا تو یہ آٹھویں شرط ہوگئی۔

پھر یہ امر بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ تقویٰ سے احسان کا مرتبہ بالا ہے چنانچہ حدیث جبریل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روح الامین علیہ السلام نے اول اسلام کی تعریف پوچھی پھر ایمان کی تعریف پر سوال کیا پھر تیسری بار احسان کے متعلق

Marfat.com

جس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ احسان یہ ہے کہ اللہ کی عبادت یہ سمجھ کر کی جائے کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر یہ نہ ہو تو کم از کم یہ سمجھ لو کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ جب وہ محسنین میں شمار ہوگا۔ تو اس کے بعد بشارت یہ ہے:

اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝

یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر قائم ہیں اور پھر مؤکد فرمایا کہ یہی لوگ فلاح یافتہ کامیاب ہیں۔

اس کے بعد ان لوگوں کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے جن کے عناد و اصرار علی الشرک کا ذکر سورہ روم میں وَلَئِنْ جِئْتَهُمْ بِاٰيَةٍ لَّيَقُوْلَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا میں فرمایا یہاں شروع سورت میں یہی ارشاد کیا گیا:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

اور بعض لوگوں میں وہ ہیں جو لہو ولعب کی باتیں خریدتے ہیں تا کہ اللہ کی راہ سے بہکائیں۔

لہو الحدیث کی تفسیر بیضاوی شریف میں یہ ہے کہ مَا يُلْهِيْ وَلَا يَعْنِيْ كَالْاَحَادِيْثِ الَّتِيْ لَا اَصْلَ لَهَا وَالْاَسَاطِيْرُ الَّتِيْ لَا اِعْتِبَارَ فِيْهَا وَالْمَضَاحِكُ وَ فُضُوْلُ الْكَلَامِ۔ لہو الحدیث لایعنی اور بے فائدہ کلام کو کہتے ہیں جس کی کوئی اصل نہ ہو اور وہ قصے کہانیاں جن میں کچھ عبرت نہ ہو اور ہنسانے والے لطیفے اور فضول گفتگو کو کہتے ہیں۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم نے قسم کھا کر فرمایا کہ لہو الحدیث سے مراد راگ ہے۔

(مدارک)

علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں لہو الحدیث کی بہترین تفسیر راگ رنگ ہے، اور یہی صحابہ و تابعین کا قول ہے۔

امام احمد و بخاری رحمہما اللہ نے الادب المفرد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ اس سے مراد غنا یعنی راگ ہے۔

علامہ طبری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد راگ ہے اور علماء و امصار راگ کے ممنوع و مکروہ ہونے پر سب متفق ہیں۔

البتہ ابراہیم بن مسعود اور عبداللہ عنبری رحمہما اللہ طبل جنگ اور عید میں شادیوں میں دف کے ساتھ اعلان کو جائز کہتے ہیں۔

باقی شہوت انگیز مضامین کا گانا اس کی حرمت میں وہ بھی متفق ہیں۔ مگر ان اشعار کے مجوز ہیں جن میں دنیا سے نفرت اور اللہ تعالیٰ کی محبت ہو ان کے کہنے اور سننے کے مجوز ہیں خواہ وہ بہ الحان دلربا پڑھے جائیں یا بغیر الحان کے۔

عوارف المعارف اور احیاء العلوم وغیرہ میں اس کی اباحت پر تصریح ہے کہ یہ اہل اللہ کے لئے خصوصیت سے جائز ہے لیکن وہ اہل اللہ جن پر غلبہ حاصل ہو اور شوق وصال جمیل حقیقی غالب ہے ایسے لوگوں کے لئے مکان و زمان اور اہل مجلس کے اہل ہونے کی بھی قید ہے۔

برخلاف موجودہ صوفیہ کی مجالس سماع جن میں عوام کالانعام کا اجتماع ہوتا ہے اور ستار و سارنگی اور طبلہ سب ہی کچھ ہوتا ہے اس کے ممنوع ہونے میں کسی اہل علم نے انکار نہیں کیا۔ (تفسیر احمدی)

شانِ نزول

میں ابن جریر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ آیت ایک قریشی کے متعلق نازل ہوئی جو گانے والی

Marfat.com

لونڈیاں خرید کر لاتا اور انہیں گانے پر رکھتا۔

ایک روایت میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے حق میں نازل ہوئی یہ مغنیات خرید کر لاتا اور ان کے ذریعہ ان لوگوں کو گمراہ کرتا جو اسلام کی طرف مائل ہوتے تھے۔ انہیں شراب پلاتا گانا سنواتا اور کہتا بتاؤ یہ بہتر ہے یا وہ جس کی طرف تمہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم بلاتے ہیں ان کی تعلیم میں نماز پڑھنا روزہ رکھنا اور جہاد کرنا ہے اور یہاں عیش ہی عیش ہے۔

بعض روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ نضر بن حارث بغرض تجارت سفر میں گیا تو وہاں سے عجمیوں کے قصوں کی کتابیں خرید لایا جس میں اسفندیار اور رستم کے قصے تھے اور لوگوں کو وہ سنا کر کہتا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم عاد و ثمود کے قصوں کے سوا اور کیا سناتے ہیں۔

اور میں تمہیں رستم و اسفندیار کے حالات بتاتا ہوں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی (مدارک) چنانچہ ارشاد ہے کہ یہ جاہل جو لہو الحدیث کے ساتھ تمہیں گمراہ کر کے اپنی جہالت کے ماتحت ایسی بے اصل باتیں کرتے ہیں اور آیات الٰہی کے ساتھ تمسخر کرتے ہیں۔

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝٦

تاکہ اللہ کی راہ سے گمراہ کریں اور اپنی جہالت سے اس کا مذاق اڑاتے ہیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے لہو الحدیث پر ایک مبسوط تقریر کی ہے حسب موقع ہم اسے پیش کرتے ہیں جس سے روایات سیر اور احادیث غنا وغیرہ کی تصریح ملتی ہے اور وہ لوگ جو شادی بیاہ میں گانے بجانے کے مجوز ہیں ان کے دماغ کا تنقیہ کرتی ہے۔ وھو ھذا

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ۔ كَاَنَّهٗ قِيْلَ مِنَ النَّاسِ هَادٍ وَ مَهْدِيٌّ وَ مِنْهُمْ ضَالٌّ وَّ مُضِلٌّ لَهْوَ الْحَدِيْثِ۔ گویا ارشاد ہے کہ لوگوں میں سے ہدایت یافتہ ہیں اور انہیں میں ضال و مضل ہیں تو جو ضال و مضل ہیں وہ خریدتے ہیں لغو باتیں۔

اور لہو الحدیث پر فرماتے ہیں: عَلٰى مَا رُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ كُلُّ مَا يُشْغِلُكَ عَنْ عِبَادَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔
بروایت حسن تعریف لہو الحدیث میں ہے کہ ہر وہ بات جو اللہ عزوجل کی عبادت سے غافل کرے وہی لہو الحدیث ہے۔

وَ ذِكْرَهٗ مِنَ السَّمَرِ وَالْاَضَاحِيْكِ وَالْخُرَافَاتِ وَالْغِنَا وَنَحْوِهَا۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ لہو الحدیث رات میں افسانہ گوئی کرنا، مذاق کرنا، خرافات بکنا، گانا بجانا اور مثل اس کے ایسے لغو افعال میں پڑنا یہ سب لہو الحدیث ہے۔

اور لہو کی اضافت حدیث کی طرف اس لئے ہے کہ ہر منکر بات دنیا والوں کی گفتگو اس میں شامل ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اَلْحَدِيْثُ فِي الْمَسْجِدِ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ الْبَهِيْمَةُ الْحَشَاشَ۔ مسجد میں دنیا کی باتیں نیکیوں کو ایسے کھا جاتی ہیں جیسے جانور چارہ چر جاتا ہے۔

اسی بناء پر مِنَ النَّاسِ میں جو مِنْ ہے اسے بعض نے بیانیہ کہا ہے اور بعض نے تبعیضیہ بتایا ہے۔

وَ عَنِ الضَّحَّاكِ اَنَّ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الشِّرْكُ وَ قِيْلَ السِّحْرُ۔ ضحاک لہو الحدیث شرک کو کہتے ہیں۔ اور

Marfat.com

ایک قول ہے کہ اس سے مراد سحر جادو ٹونا ٹوٹکا ہے۔

اور ابن ابی شیبہ اور ابن ابی الدنیا اور ابن جریر اور ابن منذر اور حاکم اور بیہقی شعب الایمان میں ابو الصہبا رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ سَالْتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ مَسْعُوْدٍ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی
وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ الْغِنَا وَبِهٖ فَسَّرَ كَثِيْرٌ۔ فرماتے ہیں میں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ وَمِنَ النَّاسِ کے متعلق سوال کیا تو فرمایا خدا کی قسم لہو الحدیث غنا ہے اور یہی تفسیر بہت سے مفسرین نے کی۔

وَ مَا اَخْرَجَهُ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَابْنُ اَبِی الدُّنْيَا وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ سُنَنِهٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ لَهْوُ الْحَدِيْثِ هُوَ الْغِنَاءُ وَاَشْبَاهُهٗ۔ لہو الحدیث وہ غنا ہے اور اس جیسی چیزیں۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ مَكْحُوْلٍ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَالْحَدِيْثِ قَالَ الْجَوَارِی الضَّارِبَاتُ۔ لہو الحدیث خریدنے والی لونڈیاں گانے بجانے والی ہیں۔

اور آدم ابن جریر اور بیہقی اپنی سنن میں مجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اَنَّهٗ قَالَ فِيْهِ هُوَ اشْتِرَاؤُهُ الْمُغَنِّیْ وَالْمُغَنِّيَةِ وَالْاِسْتِمَاعُ اِلَيْهِ وَاِلٰی مِثْلِهٖ مِنَ الْبَاطِلِ۔ گانے والی لونڈیاں خریدنا اور ان سے گانا سننا اور مثل اس کے ایسے ہی باطل افعال مراد ہیں۔

اور ایک روایت میں بیہقی نے اپنی سنن میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کریمہ کا شان نزول یوں بیان فرمایا هُوَ رَجُلٌ يَشْتَرِیْ جَارِيَةً لَيْلًا اَوْ نَهَارًا۔ وہ ایک آدمی تھا جس نے ایک لونڈی خریدی جو دن رات اسے گانا سناتی تھی۔
وَاشْتَهَرَ اَنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ فِی النَّضْرِ بْنِ الْحَارِثِ۔ اور مشہور یہ ہے کہ یہ آیت نضر بن حارث کے متعلق نازل ہوئی۔

اور بروایت جریر ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یوں ہے کہ اِنَّهُ اشْتَرٰی قَيْنَةً فَكَانَ لَا يَسْمَعُ بِاَحَدٍ يُرِيْدُ الْاِسْلَامَ اِلَّا انْطَلَقَ بِهٖ اِلٰی قَيْنَةٍ فَيَقُوْلُ اَطْعِمِيْهِ وَاسْقِيْهِ وَ غَنِّيْهِ وَيَقُوْلُ هٰذَا خَيْرٌ مِّمَّا يَدْعُوْكَ اِلَيْهِ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالصِّيَامِ وَاَنْ يُّقَاتَلَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَنَزَلَتْ۔
نضر بن حارث نے ایک لونڈی خریدی تو جب وہ سنتا کہ فلاں مسلمان ہوا چاہتا ہے تو یہ اس لونڈی کو اس کے پاس بھیجتا اور کہہ دیتا کہ اسے خوب کھلا پلا اور گانا گا کر اسے فریفتہ کر دے پھر خود جا کر کہتا کہ یہ بہتر ہے یا وہ جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نماز، روزہ اور جہاد وغیرہ پیش کرتے ہیں جس میں محنت وفکر کے سوا اور کچھ نہیں۔
اور اس کے اسباب نزول واحدی، کلبی اور مقاتل سے یہ نقل فرماتے ہیں: اِنَّهٗ كَانَ يَخْرُجُ تَاجِرًا اِلٰی فَارِسَ فَيَشْتَرِیْ اَخْبَارَ الْاَعَاجِمِ وَ فِیْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ كُتُبَ الْاَعَاجِمِ فَيَرْوِيْهَا وَ يُحَدِّثُ بِهَا قُرَيْشًا وَّ يَقُوْلُ لَهُمْ اِنَّ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ يُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثِ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَاَنَا اُحَدِّثُكُمْ بِحَدِيْثِ رُسْتُمَ وَاِسْفَنْدِيَارَ وَاَخْبَارِ الْاَكَاسِرَةِ فَيَسْتَمِعُوْنَ حَدِيْثَهٗ وَيَتْرُكُوْنَ اِسْتِمَاعَ الْقُرْاٰنِ فَنَزَلَتْ۔

نضر بن حارث تجارت کے لئے فارس کو گیا تو اخبار اعاجم وہاں سے خرید لایا اور بعض روایات میں ہے کہ عجمیوں کی تاریخ کی کتابیں لے آیا اور اس سے قریش کو سناتا اور ان سے کہتا محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں عاد وثمود کا قصہ سناتے ہیں اور میں رستم واسفندیار کا حال اور اکاسرۂ فارس کے حالات سناتا ہوں۔ تو یہ چٹ پٹے اور نمکین افسانے سن کر قریش نے قرآن کریم سننا ترک کر دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

وَ قِيلَ اِنَّهَا نَزَلَتْ فِي ابْنِ خَطَلٍ اِشْتَرٰى جَارِيَةً تُغَنِّيْ بِالسِّبَابِ۔ ایک قول ہے کہ یہ آیت کریمہ ابن خطل کے حق میں نازل ہوئی اس نے ایک لونڈی خریدی تھی جو گالیاں گایا کرتی تھی۔

اور یہ نا قابل انکار حقیقت ہے کہ نزول آیت کریمہ اس قسم کے گانے بجانے والیوں کے حق میں ہی ہے اس لئے کہ عورتوں کے حق میں زُيِّنَ لِلنَّاسِ حُبُّ الشَّهَوٰتِ مِنَ النِّسَآءِ بھی فرمایا گیا ہے۔

بحر میں ہے: اِنْ اُرِيْدَ بِلَهْوِ الْحَدِيْثِ مَا يَقَعُ عَلَيْهِ الشِّرَآءُ كَالْجَوَارِي الْمُغَنِّيَاتِ وَ كَكُتُبِ الْاَعَاجِمِ فَالْاِشْتِرَآءُ حَقِيْقِيَّةٌ۔ لہو حدیث میں جو شراء واقع ہوا وہ گانے والی لونڈیاں ہیں یا افسانوں کے مجموعہ ہیں تو اشتراء حقیقی لہو حدیث کا صحیح ہے۔

اَیْ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ يَعْنِيْ ذَاتَ لَهْوِ الْحَدِيْثِ۔ تو جو لہو ولعب کی باتوں کو کتاب کی شکل میں خریدے یا گانے بجانے کا سامان خریدے تو وہ اشتراء لہو حدیث ہوگا۔

علامہ خفاجی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں: لَمَّا اُشْتُرِيَتِ الْمُغَنِّيَةُ لِغِنَائِهَا فَكَانَ الْمُشْتَرٰى هُوَ الْغِنَآءُ نَفْسُهٗ فَتَدَبَّرْ۔ جب گانے والی گانے کے لئے خریدی تو خریدار نفس غنا کا ہوا۔ اب تو لہو الحدیث سے اشتراء غنا ہی لازم آیا۔

وَ فِي الْاٰيَةِ عِنْدَ الْاَكْثَرِيْنَ ذَمٌّ لِلْغِنَآءِ بِاَعْلٰى صَوْتٍ وَقَدْ تَضَافَرَتِ الْاٰثَارُ وَ كَلِمَاتٌ كَثِيْرٌ مِّنَ الصُّلَحَآءِ وَالْاَخْيَارِ عَلٰى ذَمِّهٖ مُطْلَقًا لَا فِيْ مَقَامٍ دُوْنَ مَقَامٍ۔

آیہ کریمہ میں اکثر مفسرین کے نزدیک غنا کی برائی کا بیان ہے جبکہ وہ بلند آواز سے کیا جائے اور اس پر بہت سی حدیثیں واضح آرہی ہیں اور علماء کے اقوال بھی اس کی مخالفت میں مطلقاً وارد ہیں نہ یہ کہ کسی مقام پر ممنوع اور کسی جگہ جائز ہو۔

وَ اَخْرَجَا اَيْضًا عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْغِنَاءِ فَقَالَ لِلسَّائِلِ اَنْهَاكَ عَنْهُ وَ اَكْرَهُهٗ لَكَ۔ شعبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قاسم بن محمد سے غنا کے متعلق سوال ہوتو آپ نے سائل کو جواب دیا تجھے اس سے روکا گیا ہے اور تیرے لئے یہ مکروہ ہے۔

تو سائل نے عرض کیا: اَحَرَامٌ هُوَ؟ حضور کیا وہ حرام ہے قَالَ اُنْظُرْ يَا ابْنَ اَخِيْ اِذَا مَيَّزَ اللّٰهُ تَعَالٰى الْحَقَّ مِنَ الْبَاطِلِ فِيْ اَيِّهِمَا يَجْعَلُ سُبْحٰنَهُ الْغِنَآءَ۔ آپ نے فرمایا اے بھتیجے! جب اللہ تعالیٰ نے حق کو باطل سے متمیز کر دیا تو غناء کو حق میں رکھا یا باطل میں؟

اور یہ جواب نہایت جامع ہے اس لئے کہ حق عبادات وریاضیات ومجاہدات ہیں اور باطل عیاشی فحاشی بے حیائی اور جملہ امور خلاف شرع ہیں تو اب خود ہی غور کر لیا جائے کہ مزامیر وغنا عبادات میں ہیں یا عیاشی فحاشی میں۔

ظاہر ہے کہ یہ افعال فحاشی میں داخل ہیں اور وہ باطل ہے تو غنا باطل میں داخل ہے نہ کہ حق میں۔ چنانچہ حدیث میں ہے:

لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْمُغَنِّیَ وَ الْمُغَنّٰی لَهٗ۔ اللہ لعنت فرماتا ہے گانے والے پر اور جس کے لئے گایا جائے اس پر۔

وَ فِی السُّنَنِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْغِنَآءُ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَآءُ الْبَقَلَ۔ غنا دل میں نفاق اس طرح پیدا کرتا ہے جیسے پانی چنا اگاتا ہے۔

ابن ابی الدنیا اور بیہقی ابی عثمان لیثی رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ یزید بن ولید الناقص نے کہا: یَا بَنِیْ اُمَیَّةَ اِیَّاکُمْ وَالْغِنَآءَ فَاِنَّهٗ یُنْقِصُ الْحَیَآءَ وَیَزِیْدُ فِی الشَّهْوَةِ وَیَهْدِمُ الْمُرُوَّةَ وَاِنَّهٗ لَیَنُوْبُ عَنِ الْخَمْرِ وَیَفْعَلُ مَا یَفْعَلُ السُّکْرُ فَاِنْ کُنْتُمْ لَا بُدَّ فَاعِلِیْنَ فَجَنِّبُوْهُ النِّسَآءَ فَاِنَّ الْغِنَآءَ دَاعِیَةُ الزِّنَا۔

یزید بن ولید ناقص نے فرمایا: اے بنی امیہ اپنے کو گانے بجانے سے مجتنب رکھو اس لئے کہ وہ حیاء میں نقص لاتا اور شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو گرا کر شراب کی طرف لے جاتا ہے اور اس کا سننے والا وہی کام کرتا ہے جو نشہ میں کئے جاتے ہیں تو اگر لازمی طور پر ایسا کرنا ہے تو کم از کم عورتوں کو اس سے الگ رکھو اس لئے کہ گانا بجانا زنا کی طرف بلاتا ہے۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْغِنَا مُنْفِدَةٌ لِّلْمَالِ مُسْخِطَةٌ لِّلرَّبِّ مُفْسِدَةٌ لِّلْقَلْبِ۔ گانا مال ختم کرتا اور اللہ تعالیٰ کا غضب پیدا کرتا اور دل میں فساد لاتا ہے۔

سعید بن منصور اور احمد و ترمذی اور ابن ماجہ ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم، احمد، طبرانی وغیرہ ابی امامہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لَا تَبِیْعُوا الْقَیْنَاتِ وَلَا تَشْتَرُوْهُنَّ وَلَا تُعَلِّمُوْهُنَّ وَلَا خَیْرَ فِیْ تِجَارَةٍ فِیْهِنَّ وَ ثَمَنُهُنَّ حَرَامٌ فِیْ مِثْلِ هٰذَا اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ۔ الخ

گانے والی لونڈیوں کی تجارت نہ کرو نہ انہیں خریدو نہ انہیں تعلیم دو ان کی تجارت میں بھلائی نہیں اور ان کی قیمت حرام ہے اسی کے بارہ میں وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِیْثِ الآیہ نازل ہوئی ہے۔

وَ قِیْلَ الْغِنَاءُ جَاسُوْسُ الْقَلْبِ وَسَارِقُ الْمُرُوَّةِ وَالْعُقُوْلِ بِتَغَلْغُلٍ فِیْ سُوَیْدَآءِ الْقُلُوْبِ وَ یَطَّلِعُ عَلٰی سَرَائِرِ الْاَفْئِدَةِ وَیَدُبُّ عَلٰی اِلٰی بَیْتِ التَّخْیِیْلِ فَیُنْشِرُ مَا غَرَزَ فِیْهَا مِنَ الْهَوٰی وَالشَّهْوَةِ وَالسَّخَافَةِ وَالرَّعُوْنَةِ فَبَیْنَمَا تَرَی الرَّجُلَ وَعَلَیْهِ سِمَةُ الْوَقَارِ وَ بَهَآءُ الْعَقْلِ وَ بَهْجَةُ الْاِیْمَانِ وَ وَقَارُ الْعِلْمِ کَلَامُهٗ حِکْمَةٌ وَسُکُوْتُهٗ عِبْرَةٌ فَاِذَا سَمِعَ الْغِنَآءَ نَقَصَ عَقْلُهٗ وَ حَیَآؤُهٗ وَ ذَهَبَتْ مُرُوَّتُهٗ وَ بَهَآؤُهٗ فَیَسْتَحْسِنُ مَاکَانَ قَبْلَ السَّمَاعِ یَسْتَقْبِحُهٗ وَ یَبْدَأُ مِنْ اَسْرَارِهٖ مَا کَانَ یَکْتُمُهٗ وَ یَنْتَقِلُ مِنْ بَهَآءِ السُّکُوْتِ وَالسُّکُوْنِ اِلٰی کَثْرَةِ الْکَلَامِ وَالْهَذْیَانِ وَالْاِهْتِزَازِ کَاَنَّهٗ جَآنٌّ وَ رُبَمَا صَفَقَ بِیَدَیْهِ وَدَقَّ الْاَرْضَ بِرِجْلَیْهِ وَ هٰکَذَا تَفْعَلُ الْخَمْرُ اِلٰی غَیْرِ ذَالِکَ۔

اب اس کے حکم میں علماء کا اختلاف ہے ہمارے امام ہمام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور قاضی ابو الطیب اور قرطبی اور ماوردی اور علامہ قاضی عیاض رحمہم اللہ تو اس کی حرمت کا فتویٰ دیتے ہیں۔

اور ان کے اتباع میں صاحب فتاویٰ تاتارخانیہ کہتے ہیں: اِعْلَمْ اَنَّ التَّغَنِّیَ حَرَامٌ فِیْ جَمِیْعِ الْاَدْیَانِ۔

وَ صَاحِبَا الْهِدَایَةِ وَالذَّخِیْرَةِ سَمَّیَاهُ کَبِیْرَةً هٰذَا فِی التَّغَنِّیْ لِلنَّاسِ فِیْ غَیْرِ الْاَعْیَادِ وَالْاَعْرَاسِ وَیَدْخُلُ فِیْهِ التَّغَنِّی الصُّوْفِیَّةِ فِیْ زَمَانِنَا فِی الْمَسَاجِدِ وَالدَّعْوَاتِ بِالْاَشْعَارِ وَالْاَذْکَارِ مَعَ اِخْتِلَاطِ

Marfat.com

اَهْلِ الْاَهْوَآءِ وَالْاَمْرَدِ بَلْ هٰذَا اَشَدُّ مِنْ كُلِّ تَغَنٍّ لِاَنَّهٗ مَعَ اِعْتِقَادِ الْعِبَادَةِ۔

وَ اَمَّا التَّغَنِّيْ وَحْدَهٗ بِالْاَشْعَارِ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ اَوْ فِي الْاَعْيَادِ وَالْاَعْرَاسِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَالصَّوَابُ مَنْعُهٗ مُطْلَقًا فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ۔

وَ فِي الدُّرِّ الْمُخْتَارِ اَلتَّغَنِّيْ لِنَفْسِهٖ لِدَفْعِ الْوَحْشَةِ لَابَاْسَ بِهٖ عِنْدَ الْعَامَّةِ عَلٰى مَا فِي الْعِنَايَةِ وَصَحَّحَهُ الْعَيْنِيُّ وَغَيْرُهٗ قَالَ وَلَوْ كَانَ فِيْهِ وَعْظٌ وَ حِكْمَةٌ فَجَائِزٌ۔

وَ قَوْلُهٗ لَابَاْسَ بِهٖ -- لِمَا جَآءَ عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ اَنَّهٗ دَخَلَ عَلٰى اَخِيْهِ الْبَرَآءِ بْنِ مَالِكٍ وَكَانَ مِنْ زُهَّادِ الصَّحَابَةِ وَكَانَ يَتَغَنّٰى -- وَاُجِيْبَ بِاَنَّهٗ يَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ مُغَنِّيًا بِتَغَنِّيْ بِنَشِيْدِ الْاَشْعَارِ اَيِ الْمُبَاحَةِ -- وَ مِنْهُمْ مَنْ اَجَازَهٗ فِي الْعُرْسِ كَمَا جَاءَ ضَرْبُ الدَّفِّ فِيْهِ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَبَاحَهٗ مُطْلَقًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ كَرِهَهٗ مُطْلَقًا اِنْتَهٰى۔

امام ابوبکر طرطوسی رحمہ اللہ اپنی کتاب تحریم السماع میں فرماتے ہیں: اِنَّ الْاِمَامَ اَبَاحَنِيْفَةَ يَكْرَهُ الْغِنَا وَ يَجْعَلُهٗ مِنَ الذُّنُوْبِ وَ كَذٰلِكَ مَذْهَبُ اَهْلِ الْكُوْفَةِ سُفْيَانَ وَ حَمَّادٍ وَ اِبْرَاهِيْمَ وَالشَّعْبِيِّ وَ غَيْرِهِمْ لَا اِخْتِلَافَ بَيْنَهُمْ فِيْ ذٰلِكَ وَلَا نَعْلَمُ خِلَافًا بَيْنَ اَهْلِ الْبَصْرَةِ فِيْ كَرَاهَةِ ذٰلِكَ وَالْمَنْعِ مِنْهُ وَكَانَ مُرَادُ بِالْكَرَاهَةِ الْحُرْمَةَ وَالْمُتَقَدِّمُوْنَ كَثِيْرًا مَّا يُرِيْدُوْنَ بِالْمَكْرُوْهِ الْحَرَامُ كَمَا فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا۔

خلاصہ

مفہوم عبارات منقولہ یہ ہے کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک غنا مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد حرام ہے اور یہی مذہب اہل کوفہ اور اہل بصرہ کا ہے۔ حضرت سفیان و حماد اور ابراہیم اور علامہ شعبی اسی مذہب پر ہیں۔

وَ نَقَلَ عَلَيْهِ الرَّحْمَةُ فِيْهِ اَيْضًا عَنِ الْاِمَامِ مَالِكٍ اَنَّهٗ نَهٰى عَنِ الْغِنَآءِ وَعَنْ اِسْتِمَاعِهٖ۔ اور امام مالک علیہ الرحمۃ نے بھی غنا کو منع فرمایا اور حنابلہ بھی حرمت کے قائل ہیں۔

اور علامہ طرطوسی رحمہ اللہ نے کتاب الرویۃ الفقہاء میں فرمایا: اِنَّ الْاِمَامَ الشَّافِعِيَّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قَالَ اِنَّ الْغِنَا لَهْوٌ مَكْرُوْهٌ يُّشْبِهُ الْبَاطِلَ وَ مَنِ اسْتَكْثَرَ مِنْهُ فَهُوَ سَفِيْهٌ تُرَدُّ شَهَادَتُهٗ۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں غنا لہو اور مکروہ ہے اور اس میں زیادتی کرنے والا سفیہ ہے اور اس کی شہادت مردود ہے۔

اور شرح کبیر للجامع الصغیر میں علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ مَذْهَبَ الشَّافِعِيِّ اِنَّهٗ مَكْرُوْهٌ تَنْزِيْهًا عِنْدَ اَمْنِ الْفِتْنَةِ۔ غنا بلا مزامیر مکروہ تنزیہی ہے جبکہ فتنہ سے امن ہو یعنی لہو ولعب یا لغو باتوں سے نہ ہو۔

منہاج میں ہے: يُكْرَهُ الْغِنَا بِلَا اٰلَةٍ۔ بلا مزامیر بھی غنا مکروہ ہے۔

گزشتہ اقوال فقہاء محققین سے تو واضح ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک نفس غنا میں بھی حرمت کراہت اور کراہت تنزیہی ہے۔ رہا بالمزامیر اس کی حرمت میں سب متفق ہیں۔

اب وہ تحقیق بھی نقل کرنا ضروری ہے جس سے اباحت بالشرط نکلتی ہے۔

Marfat.com

وَ مَثَلُ الْاِخْتِلَافِ فِی الْغِنَآءِ الْاِخْتِلَافُ فِی السَّمَاعِ فَاَبَاحَ قَوْمٌ کَمَا اَبَاحُوا الْغِنَا وَاسْتَدَلُّوْا عَلٰی ذٰلِکَ بِمَا رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا قَالَتْ دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عِنْدِیْ جَارِیَتَانِ تُغَنِّیَانِ بِغِنَاءِ بُعَاثٍ فَاضْطَجَعَ عَلَی الْفِرَاشِ وَ حَوَّلَ وَجْھَہٗ۔

جیسے غنا میں اختلاف ہے۔ سماع میں بھی اختلاف ہے۔ جو اباحت کے قائل ہیں وہ حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا سے استدلال کرتے ہیں جو بخاری شریف میں ہے۔ فرماتی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور میرے پاس دو کنیزک تھیں جو گاتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کروٹ لے کر آرام فرما ہو گئے اور ان کی طرف سے منہ پھیر لیا۔

وَ فِیْ رِوَایَۃٍ لِّمُسْلِمٍ تَسَجّٰی بِثَوْبِہٖ وَدَخَلَ اَبُوْبَکْرٍ فَانْتَھَرَنِیْ وَ قَالَ مِزْمَارُ الشَّیْطَانِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ بروایت مسلم یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کپڑا لپیٹ کر آرام گزین تھے کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حاضر آئے اور انہوں نے مجھے روکا (یعنی حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو) اور فرمایا شیطان کا راگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں!!!؟

فَاَقْبَلَ عَلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ دَعْھُمَا فَلَمَّا غَفَلَ غَمَزْتُھُمَا فَخَرَجَتَا وَ کَانَ یَوْمُ عِیْدٍ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف رخ کر کے فرمایا چھوڑ دو انہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پھر ادھر سے بے توجہ ہو گئے تو (حضرت سیدہ) نے ان لونڈیوں کو کچوکا لگایا تو وہ دونوں چلی گئیں اور وہ دن عید کا تھا۔

اس سے اباحت غناء و سماع کے حامی استدلال کرتے ہیں کہ یہاں غناء یا سماع تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو ان کے مشغلہ سے روکنے کو منع فرمایا اس سے یہ ثابت بھی ہوتا ہے کہ مرد لونڈی کا گانا سن سکتا ہے اگرچہ وہ اس کی مملوکہ نہ ہو اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا گانا سنا اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو منع کرنے سے روکا اور وہ گاتی رہیں حتیٰ کہ حضرت سیدہ رضی اللہ عنہا کے اشارہ سے وہ گئیں۔

وَ اِنْکَارُ اَبِیْ بَکْرٍ عَلٰی اِبْنَتِہٖ عَنْھُمَا مَعَ عِلْمِہٖ بِوُجُوْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَظُنُّ اَنَّ ذٰلِکَ لَمْ یَکُنْ بِعِلْمِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ لِکَوْنِہٖ دَخَلَ فَوَجَدَہٗ مُغَطًّی بِثَوْبِہٖ فَظَنَّہٗ نَائِمًا۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا منع فرمانا جب ہی جائز مانا جا سکتا ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو چادر لپیٹے آرام گزین پایا تھا تو آپ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خواب استراحت میں ہیں۔

وَ فِیْ فَتْحِ الْبَارِیْ اِسْتَدَلَّ جَمَاعَۃٌ مِّنَ الصُّوْفِیَّۃِ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ عَلٰی اِبَاحَۃِ الْغِنَآءِ وَ سَمَاعِہٖ بِاٰلَۃٍ وَ بِغَیْرِ اٰلَۃٍ۔ فتح الباری میں ہے کہ ایک جماعت صوفیہ اس حدیث سے اباحت غناء اور سماع باآلہ اور بلا آلۃ کا استدلال کرتی ہے۔

اور بخاری میں جو روایت ہے وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہے: قَالَتْ دَخَلَ عَلَیَّ اَبُوْبَکْرٍ وَعِنْدِیْ جَارِیَتَانِ مِنْ جَوَارِی الْاَنْصَارِ تُغَنِّیَانِ بِمَا تَقَاوَلَتِ الْاَنْصَارُ یَوْمَ بُعَاثٍ قَالَتْ وَلَیْسَتَا بِمُغَنِّیَتَیْنِ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ فِیْ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ ذٰلِکَ یَوْمَ عِیْدٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَابَکْرٍ اِنَّ لِکُلِّ قَوْمٍ عِیْدًا وَ ھٰذَا عِیْدُنَا فَنَفَتْ فِیْہِ عَنْھُمَا مِنْ طَرِیْقِ الْمَعْنٰی مَا اَثْبَتَہٗ لَھُمَا بِاللَّفْظِ لِاَنَّ الْغِنَآءَ یُطْلَقُ عَلٰی رَفْعِ الصَّوْتِ وَعَلَی التَّرَنُّمِ الَّذِیْ تُسَمِّیْہِ الْعَرَبُ

Marfat.com

النَّصِيْبَ بِفَتْحِ النُّوْنِ وَسُكُوْنِ الْمُهْمَلَةِ وَعَلٰى وَ لَا يُسَمّٰى فَاعِلُهٗ مُغَنِّيًا وَ اِنَّمَا يُسَمّٰى بِذٰلِكَ مَنْ يُّنْشِدُ بِتَمْطِيْطٍ وَ تَكْسِيْرٍ وَ تَهْيِيْجٍ وَّ تَشْوِيْقٍ بِمَا فِيْهِ تَعْرِيْضٌ بِالْفَوَاحِشِ اَوْ تَصْرِيْحٌ بِذٰلِكَ۔

اس پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

قَوْلُهَا - لَيْسَتَا بِمُغَنِّيَتَيْنِ - اَیْ لَيْسَتَا مِمَّنْ يَّعْرِفُ الْغِنَا كَمَا تَعْرِفُهُ الْمُغَنِّيَاتُ الْمَعْرُوْفَاتُ بِذٰلِكَ وَ هٰذَا مِنْهُمَا تَجَوُّزٌ عَنِ الْغِنَا الْمُعْتَادِ عِنْدَ الْمُشْتَهِرِيْنَ بِهٖ وَ هُوَ الَّذِیْ يُحَرِّكُ السَّاكِنَ وَ يَبْعَثُ الْكَامِنَ۔

وَ هٰذَا النَّوْعُ اِذَا كَانَ فِیْ شِعْرٍ فِيْهِ وَصْفُ مَحَاسِنِ النِّسَآءِ وَالْخَمْرِ وَ غَيْرِهِمَا مِنَ الْاُمُوْرِ الْمُحَرَّمَةِ لَا يُخْتَلَفُ فِیْ تَحْرِيْمِهٖ۔

وَ اَمَّا مَا ابْتَدَعَهُ الصُّوْفِيَّةُ فِیْ ذٰلِكَ فَمِنْ قَبِيْلِ مَا لَا يُخْتَلَفُ فِیْ تَحْرِيْمِهٖ لٰكِنِ النُّفُوْسُ الشَّهَوَانِيَّةُ غَلَبَتْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ يُنْسَبُ اِلَى الْخَيْرِ حَتّٰى لَقَد ظَهَرَتْ فِیْ كَثِيْرٍ مِّنْهُمْ فَعَلَاتُ الْمَجَّانِيْنِ وَالصِّبْيَانِ حَتّٰى وَ قَصُوا الْحَرَكَاتِ مُتَطَابِعَةً وَ تَقْطِيْعَاتٍ مُتَلَاحِقَةً - وَانْتَهٰى - يَقُوْمُ مِنْهُمْ اِلٰى اَنْ جَعَلُوْهَا مِنْ بَابِ الْقُرَبِ وَصَالِحِ الْاَعْمَالِ وَاَنَّ ذٰلِكَ يُثْمِرُ سَيِّءَ الْاَحْوَالِ وَ هٰذَا عَلَى التَّحْقِيْقِ مِنْ اٰثَارِ الزَّنْدَقَةِ وَ قَوْلِ اَهْلِ الْمَخْرَفَةِ وَاللّٰهُ تَعَالَى الْمُسْتَعَانُ اِنْتَهٰى كَلَامُ الْقُرْطَبِیِّ۔

وَ قَالَ بَعْضُ الْاَجِلَّةِ

لَيْسَ فِی الْخَبَرِ الْاِبَاحَةُ مُطْلَقًا فَيُصَارُ اِلٰى مَا فِيْهِ اِبَاحَةٌ فِیْ سُرُوْرٍ شَرْعِیٍّ كَمَا فِی الْاَعْيَادِ وَ الْاَعْرَاسِ فَهُوَ دَلِيْلٌ لِّمَنْ اَجَازَهٗ فِی الْعُرْسِ كَمَا اَجَازَ ضَرْبَ الدَّفِّ فِيْهِ۔

وَ مَعَ هٰذَا اَشَارَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْتِفَافِهٖ بِثَوْبِهٖ وَ تَحْوِيْلِ وَجْهِهِ الشَّرِيْفِ اِلٰى اَنَّ الْاِعْرَاضَ عَنْ ذٰلِكَ اَوْلٰى۔

وَ سِمَاعُ صَوْتِ الْجَارِيَةِ الْغَيْرِ الْمَمْلُوْكَةِ بِمِثْلِ هٰذَا الْغِنَاءِ اِذَا اَمِنَتَ الْفِتْنَةَ مِمَّا لَا بَاسَ بِهٖ فَلْيَكُنِ الْخَبَرُ دَلِيْلًا عَلٰى جَوَازِهٖ۔

وَ نَحْوُهُ التَّغَنِّیْ فِیْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْاٰنِ۔

وَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ وَ اَبُوْعُبَيْدَةَ فَسَّرَا التَّغَنِّیْ فِیْ هٰذَا الْحَدِيْثِ بِالْاِسْتِغْنَآءِ فَكَاَنَّهٗ قِيْلَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَسْتَغْنِ بِالْقُرْاٰنِ عَنْ غَيْرِهٖ وَ هُوَ مَعَ هٰذَا الْغِنٰى لِذَاتِهِ الْوَحْشَةَ عَنْ نَفْسِهٖ فِیْ عُقْرِ دَارِهٖ وَ مِثْلُهٗ مَا رُوِیَ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَوْفٍ اِنْتَهَيْتُ اِلٰى بَابِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَسَمِعْتُهٗ يُغَنِّیْ۔

فَكَيْفَ ثَوَائِیْ بِالْمَدِيْنَةِ بَعْدَ مَا قَضٰى وَطَرًا مِّنْهَا جَمِيْلُ بْنُ مَعْمَرِ

اَرَادَ بِهٖ حِيْنَئِذٍ الْجُمَعِیَّ وَ كَانَ خَاصًّا بِهٖ فَلَمَّا اسْتَاذَنْتُ عَلَيْهِ قَالَ لِیْ اَسَمِعْتَ مَا قُلْتُ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ اِنَّا اِذَا خَلَوْنَا قُلْنَا مَا يَقُوْلُ النَّاسُ فِیْ بُيُوْتِهِمْ۔

وَ حَرَّمَ جَمَاعَةُ السِّمَاعَ مُطْلَقًا۔

Marfat.com

اور امام حجۃ الاسلام غزالی رحمہ اللہ نے اس کے متعلق یہ فیصلہ کیا:

اَلسِّمَاعُ اِمَّا مَحْبُوْبٌ بِاَنْ غَلَبَ عَلَى السَّامِعِ حُبُّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ لِقَاؤُهٗ لِيَسْتَخْرِجَ بِهٖ اَحْوَالًا مِنَ الْمُكَاشَفَاتِ وَالْمُلَاطَفَاتِ۔ سماع اس صورت میں محبوب ہے اگر سامع پر حب الٰہی عزوجل کا غلبہ ہو اور اس سے ملنے کا مشتاق ہو تا کہ مکاشفات و ملاطفات کے برازخ میں اس پر احوال ظاہر ہوں۔

وَاِمَّا مُبَاحٌ بِاَنْ كَانَ عِنْدَهٗ عِشْقٌ مُّبَاحٌ لِحَلِيْلَةٍ اَوْلَمْ يَغْلِبْ عَلَيْهِ حُبُّ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَا الْهَوٰى۔ اور دوسری جائز ہے اگر اس کے دل میں اپنی بیوی کا عشق مباح ہو اگرچہ اس پر حب اللہ غالب نہ ہو اور نہ خواہشات نفسانیہ کا غلبہ ہو۔

وَاِمَّا مُحَرَّمٌ بِاَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ هَوًى مُحَرَّمٌ۔ اور اس صورت میں حرام ہے کہ اس سے خواہشات شہوانیہ کا غلبہ ہو۔

چنانچہ سعدی علیہ الرحمۃ نے بھی اسی نظریہ کے ماتحت فرمایا ہے:

ندانم سماع اے برادر کہ چیست — مگر مستمع را بدانم کہ کیست
اگر مرد لہو است بازی دلاغ — قوی تر شود لہوش اندر دماغ
وگر برج معنی بود طیر او — فرشتہ فروماند از سیر او
جہاں پر سماع است مستی و شور
و لیکن چہ داند در آئینہ کور

ترجمہ

سماع کو تو میں نہیں جانتا کہ کیا ہے مگر سننے والے کو سمجھتا ہوں کہ وہ کیسا ہوتا ہے۔
اگر وہ لہو ولعب اور کھیل کود کا شکار ہے تو اس محفل میں اس کا لہو اس کے دماغ پر مستولی ہو جائے گا۔
اور اگر مرد حق نوش حقیقت نیوش ہے تو فرشتہ اس کے طیران و سیران سے پیچھے رہ جائے گا۔
اور حقیقت تو یہ ہے کہ دنیا جہان میں سماع و مستی کا شور ہے۔ مگر جس کا آئینہ قلب اندھا ہو وہ اسے کیا جانے۔

وَ سُئِلَ الْعِزُّ بْنُ عَبْدِالسَّلَامِ عَنْ اِسْتِمَاعِ الْاِنْشَادِ فِى الْمَحَبَّةِ وَالرَّقْصِ فَقَالَ الرَّقْصُ بِدْعَةٌ لَا يَتَعَاهَدُهٗ اِلَّا نَاقِصُ الْعَقْلِ فَلَايُصْلِحُ اِلَّا لِلنِّسَآءِ۔ عز بن عبدالسلام سے استفسار کیا گیا محبت میں اشعار سننے اور رقص کرنے کے متعلق تو آپ نے جواب دیا کہ رقص بدعت ہے اس کی طرف مائل نہ ہو گا مگر ناقص العقل یہ مناسب نہیں مگر مستورات میں رواج ہے۔

وَاَمَّا اسْتِمَاعُ الْاِنْشَادِ الْمُحَرِّكِ لِلْاَحْوَالِ السَّنِيَّةِ وَذِكْرِ اُمُوْرِ الْاٰخِرَةِ فَلَا بَاْسَ بِهٖ بَلْ يُنْدَبُ عِنْدَ الْفُتُوْرِ وَسَامَةِ الْقَلْبِ وَلَا يَحْضُرُ السِّمَاعَ مَنْ فِىْ قَلْبِهٖ هَوًى خَبِيْثٌ فَاِنَّهٗ يُحَرِّكُ مَا فِى الْقَلْبِ۔ اور وہ سماع جس میں احوال سنیہ اور ذکر امور آخرت کی تحریک ہو اس میں حرج نہیں بلکہ وہ مستحسن ہے ایسی حالت میں جب کہ اخلاق میں فتور اور دلوں میں ناشائستگی پیدا ہو چکی ہو۔ اور وہ شخص محفل سماع میں نہ جائے جس کے دل میں خبیث خواہشات ہوں اس لئے کہ وہ جو دل میں ہوتا ہے اسی کو حرکت میں لاتا ہے۔

چنانچہ حجۃ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

اَلسَّمَاعُ يَخْتَلِفُ بِاخْتِلَافِ السَّامِعِيْنَ وَالْمَسْمُوْعِ مِنْهُمْ۔ سماع کا حکم سامع اور مسموع منہم کی کیفیت پر مختلف ہے۔

وَ هُمْ اِمَّا عَارِفُوْنَ بِاللّٰهِ۔ اور کیفیات مختلفہ عارف باللہ افراد میں بھی مختلف ہوتی ہیں۔

فَمَنْ غَلَبَ عَلَيْهِ الْخَوْفُ اَثَّرَ فِيْهِ السَّمَاعُ عِنْدَ ذِكْرِ الْمَخْرَفَاتِ نَحْوَ حُزْنٍ وَ بُكَاءٍ وَ تَغَيُّرِ لَوْنٍ۔ جس پر خوف الٰہی غالب ہو اس پر وہ سماع جس میں خرافات ہی ہوں حزن و بکاء لاتا ہے اور رنگ چہرہ کا متغیر ہو جاتا ہے۔

وَ هُوَ اِمَّا خَوْفُ عِقَابٍ اَوْ فَوَاتُ ثَوَابٍ اَوْ اُنْسٍ اَوْ قُرْبٍ۔ وہ خوف عذاب یا فوات ثواب کے غم سے ایسا ہوتا ہے یا اس سے ان کا دل انس و قرب کی طرف مائل ہوتا ہے۔

مختصر یہ کہ عارف کامل کے لئے سماع کے ہر پہلو میں رجوع الی اللہ ہی حاصل ہوتا ہے برخلاف عوام کالانعام کے کہ ان میں اثر ان کے خیالات فاسدہ کاسدہ رذیلہ خبیثہ کا ہی ہوتا ہے۔

وَلِهٰذَا لَمْ يَشْتَغِلِ النَّبِيُّوْنَ وَالصِّدِّيْقُوْنَ وَاَصْحَابُهُمْ سِمَاعَ الْمَلَاهِيْ وَالْغِنَا وَاقْتَصَرُوْا عَلٰى كَلَامِ رَبِّهِمْ سُبْحَانَهٗ۔ اسی وجہ میں ایسے لہو ولعب کی طرف انبیاء اور صدیقین اور ان کے اصحاب مشغول نہیں ہوئے وہ کلام اللہ کے سوا اور کسی کلام کو سننا پسند نہیں کرتے۔

غرضکہ خلاصہ کلام غزالی رحمہ اللہ وہی ہے جو ہم شیخ سعدی رحمہ اللہ کی رباعی میں بیان کر چکے ہیں۔

چنانچہ قاضی حسین حضرت شیخ الطائفہ جنید بغدادی قدس سرہ سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

اَلنَّاسُ فِى السَّمَاعِ اِمَّا عَوَامٌ وَ هُوَ حَرَامٌ عَلَيْهِمْ لِبَقَا نُفُوْسِهِمْ۔ سماع میں شرکت کرنے والے یا عوام ہوتے ہیں ان پر وہ حرام ہے اس لئے کہ ان میں نفسانیت کا غلبہ ہوتا ہے۔

وَ اِمَّا زُهَّادٌ وَهُوَ مُبَاحٌ لَّهُمْ لِحُصُوْلِ مُجَاهَدَتِهِمْ۔ یا زاہد لوگ شریک ہوتے ہیں ان کے لئے مباح ہے کہ اس سے مجاہدہ حاصل ہوتا ہے۔

وَ اِمَّا عَارِفُوْنَ وَ هُوَ مُسْتَحَبٌّ لَّهُمْ لِحَيَاةِ قُلُوْبِهِمْ۔ یا عارف لوگ شرکت کرتے ہیں ان کے لئے مستحب ہے کہ انہیں حیات قلب اور زندہ دلی حاصل ہوتی ہے۔

ایک قول حضرت جنید بغدادی رحمہ اللہ علیہ سے یہ بھی ہے جبکہ آپ سے سماع کے متعلق سوال ہوا تو آپ نے فرمایا: هُوَ ضَلَالٌ لِّلْمُبْتَدِئ وَالْمُنْتَهِىْ لَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ۔ وہ مبتدی کے لئے گمراہی ہے اور منتہی اس کا محتاج نہیں۔

علامہ قشیری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ لِلسَّمَاعِ شَرَائِطُ - مِنْهَا مَعْرِفَةُ الْاَسْمَاءِ وَالصِّفَاتِ لِيَعْلَمَ صِفَاتَ الذَّاتِ مِنْ صِفَاتِ الْاَفْعَالِ وَ مَا يَمْتَنِعُ فِىْ نَعْتِ الْحَقِّ سُبْحَانَهٗ وَ مَا يَجُوْزُ وَصْفُهٗ تَعَالٰى بِهٖ وَمَا يَجِبُ وَمَا يَصِحُّ اِطْلَاقُهٗ عَلَيْهِ عَزَّ شَانُهٗ مِنَ الْاَسْمَاءِ وَ مَا يَمْتَنِعُ۔

سماع کے لئے شرائط ہیں ان میں سے معرفت اسماء اور صفات کا علم ضروری ہے تاکہ سامع صفات ذات وصفات افعال کا جاننے والا ہو اسماء میں سے اور سمجھتا ہو کہ اس لفظ میں کیا ممنوع ہے اور کیا نعت حق سبحانہ وتعالیٰ کے لئے صحیح ہے۔

ثُمَّ قَالَ فَهٰذِهٖ شَرَائِطُ صِحَّةِ السَّمَاعِ عَلٰى لِسَانِ اَهْلِ التَّحْصِيْلِ مِنْ ذَوِى الْعُقُوْلِ۔ پھر فرمایا یہ

Marfat.com

شرائط صحت سماع ذوی العقول اور اہل تحصیل کی زبان پر ہیں۔

وَ اَمَّا عِنْدَ اَهْلِ الْحَقَائِقِ فَالشَّرْطُ فَنَاءُ النَّفْسِ بِصِدْقِ الْمُجَاهَدَةِ ثُمَّ حَيَاةُ الْقَلْبِ بِرُوْحِ الْمُشَاهَدَةِ فَمَنْ لَّمْ تَتَقَدَّمْ بِالصِّحَّةِ مُعَامَلَتُهٗ وَلَمْ تَحْصِلْ بِالصِّدْقِ مَنَازِلَتُهٗ فَسِمَاعُهٗ ضِيَاعٌ۔ اور اہل حقائق کے لئے فناء نفس صدق مجاہدہ کے ساتھ شرط ہے پھر روح مشاہدہ کے ساتھ ولی کا زندہ ہونا بھی لازمی ہے اور جو اس مقام پر اپنے معاملہ میں صحیح نہیں اور منازل صدیق سے اسے حاصل نہیں اس کا سماع محض اضاعت ہے۔

اس کے بعد آخر بحث میں صاف فرماتے ہیں:

وَ بِهٖ يَتَبَيَّنُ تَحْرِيْمُ السِّمَاعِ عَلٰى اَكْثَرِ مُتَصَوِّفَةِ الزَّمَانِ لِفَقْدِ شُرُوْطِ الْقِيَامِ بِاَدَآئِهٖ ۔ اور اس سے ظاہر ہے کہ اکثر متصوفۂ زمانہ کے لئے سماع کی حرمت واضح ہے اس لئے کہ ان میں شروط قیام اداء مفقود ہے۔ پھر فرماتے ہیں:

وَ مِنَ الْعَجَبِ اَنَّهُمْ يُنْسِبُوْنَ السِّمَاعَ وَالتَّوَاجُدَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَرْوُوْنَ عَنْ عَطِيَّةَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلٰى اَصْحَابِ الصُّفَّةِ يَوْمًا فَجَلَسَ بَيْنَهُمْ وَ قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ هَلْ فِيْكُمْ مَّنْ يُّنْشِدُنَا فَقَالَ وَاحِدٌ۔

لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِىْ　　فَلَا طَبِيْبَ لَهٗ وَلَا رَاقٍ
اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّذِىْ شُغِفْتُ بِهٖ　　فَعِنْدَهٗ رُقْيَتِىْ وَ تِرْيَاقٍ

فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ تَمَايَلَ حَتّٰى سَقَطَ الرِّدَاءُ الشَّرِيْفُ عَنْ مَنْكِبِهٖ فَاَخَذَهٗ اَصْحَابُ الصُّفَّةِ فَقَسَّمُوْهُ فِيْمَا بَيْنَهُمْ بِاَرْبَعِمِائَةِ قِطْعَةٍ۔

سخت تعجب ہے ان صوفیوں نے سماع و تواجد کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کر ڈالی اور حضرت عطیہ کے نام سے روایت کر ڈالی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اصحاب صفہ پر تشریف لائے اور ان میں جلوہ افروز ہو کر فرمایا تم میں کوئی ہے جو ہمیں کچھ اشعار سنائے تو ایک ان میں سے کھڑے ہوئے اور مذکورہ رباعی سنائی جس کا ترجمہ علامہ نامی مولانا عبدالرحمٰن جامی کی طرف سے رباعی میں منسوب ہے وہ یہ ہے:

بگزید مار عشقت جگر کباب ما را　　نہ طبیب می شناسد نہ فسونگرے دوا را
مگر آں حبیب دلبر کہ ربود دل ز دستم　　بفسونگری گر آید بکند علاج ما را

اور اس روایت کو متاخرین صوفیہ نے سند میں نقل کیا۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اصحاب صفہ میں سے کسی دل سوختہ نے مذکورہ رباعی سنائی اور اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا تواجد ہوا کہ رداء مبارک دوش اقدس سے گر گئی اصحاب صفہ نے اسے اٹھالیا اور تبرکاً چار سو ٹکڑے کر کے آپس میں تقسیم کر لیا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس روایت کو غلط لکھتے ہیں چنانچہ کہتے ہیں: وَ هُوَ لَعَمْرِىْ كِذْبٌ صَرِيْحٌ وَاِفْكٌ قَبِيْحٌ لَا اَصْلَ لَهٗ بِالْاِجْمَاعِ مُحَدِّثِىْ اَهْلِ السُّنَّةِ وَمَا اَرَاهُ اِلَّا مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ۔

یہ روایت قسم بہ خدا صاف جھوٹ اور من گھڑت ہے اس کی کوئی اصل نہیں محدثین اہل سنت بالا جماع اسے بے اصل فرماتے ہیں اور میں اسے زنادقہ کی گھڑی ہوئی روایت سمجھتا ہوں۔

فَهٰذَا الْقُرْاٰنُ الْعَظِيْمُ يَتْلُوْهُ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَتْلُوْهُ هُوَ اَيْضًا اَلْبَتَّةَ۔ یہ قرآن کریم وہ محبوب ترین کلام ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تلاوت کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جبریل کو سنایا۔ باقی یہ قصے جو تم نے سنے سُبْحٰنَكَ هٰذَا بُهْتَانٌ عَظِيْمٌ۔

وَ قَدْ حَرَّمَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ التَّصْفِيْقَ لِقَوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا التَّصْفِيْقُ لِلنِّسَآءِ وَلَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَآءِ بِالرِّجَالِ وَالْمُتَشَبِّهِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَآءِ۔ تالیاں بجانا عورتوں کا فعل ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں سے مشابہت مرد کی اور عورتوں کو مشابہت مردوں کی کرنے والوں پر لعنت فرمائی۔

وَ كَذٰلِكَ نَتْفُ الشُّعُوْرِ وَضَرْبُ الصُّدُوْرِ وَ تَمْزِيْقُ الثِّيَابِ مُحَرَّمٌ۔ ایسے ہی بال نوچنا سینہ کوبی کرنا کپڑے پھاڑنا یہ بھی حرام ہے۔

وَ اَيُّ ثَمْرَةٍ لِضَرْبِ الصُّدُوْرِ وَ نَتْفِ الشُّعُوْرِ وَشَقِّ الْجُيُوْبِ اِلَّا رُعُوْنَاتٍ صَادِرَةٍ عَنِ النُّفُوْسِ۔ اور ضرب صدور، نتف شعور اور شق جیوب سے کیا حاصل ہوتا ہے سوائے رعونت نفسانیہ کے۔

اور مزامیر کے متعلق آخر میں یہ فیصلہ ہے:

وَ مِمَّا ذَكَرْنَا يُعْلَمُ مَا فِى الْاِسْتِدْلَالِ بِهَا عَلٰى حُرْمَةِ الْمَلَاهِىْ كَالرُّبَابِ وَالْجَنْكِ وَالنَّطِيْرِ وَ الْكَمَنْجَةِ وَالْمِزْمَارِ وَ غَيْرِهَا مِنَ الْاٰلَاتِ الْمُطْرِبَةِ بِنَاءً عَلٰى مَارُوِىَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالْحَسَنِ اَنَّهُمَا فَسَّرَا لَهْوَ الْحَدِيْثِ بِهَا نَعَمْ اِنَّهٗ يُحَرَّمُ اِسْتِعْمَالُهَا وَاِسْتِمَاعُهَا لِغَيْرِ مَا ذُكِرَ فَقَدْ صَحَّ مِنْ طُرُقٍ خِلَافًا لِمَا وَهِمَ فِيْهِ ابْنُ حَزْمٍ الضَّالُّ وَالْمُضِلُّ۔

فَقَدْ عَلَّقَهُ الْبُخَارِىُّ وَوَصَلَهُ الْاِسْمَاعِيْلِىُّ وَاَحْمَدُ وَابْنُ مَاجَةَ وَاَبُوْنُعَيْمٍ وَاَبُوْدَاؤُدَ – وَ بِاَسَانِيْدَ صَحِيْحَةٍ لَا مَطْعَنَ فِيْهَا وَ صَحَّحَهُ جَمَاعَةٌ اٰخَرُوْنَ مِنَ الْاَئِمَّةِ كَمَا قَالَهٗ بَعْضُ الْحُفَّاظِ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَيَكُوْنُ مِنْ اُمَّتِىْ قَوْمٌ يَّسْتَحِلُّوْنَ الْخَزَّ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ وَ هُوَ صَرِيْحٌ فِىْ تَحْرِيْمِ جَمِيْعِ اٰلَاتِ اللَّهْوِ الْمُطْرِبَةِ وَ مِمَّا يُشْبِهُ الصَّرِيْحَ فِىْ ذَالِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ اَبِى الدُّنْيَا فِىْ كِتَابِ ذَمِّ الْمَلَاهِىْ عَنْ اَنَسٍ وَاَحْمَدُ وَالطَّبْرَانِىُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبِىْ اُمَامَةَ مَرْفُوْعًا لَيَكُوْنَنَّ فِىْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ خَسْفٌ وَقَذْفٌ وَّ مَسْخٌ وَ ذٰلِكَ اِذَا شَرِبُوا الْخُمُوْرَ وَاتَّخَذُوا الْقَيْنَاتِ وَضَرَبُوْا بِالْمَعَازِفِ۔

اور حرمت آلات ملاہی پر سید المفسرین ابن عباس اور حسن رضی اللہ عنہما نے لہو الحدیث کی تفسیر میں فرمایا کہ ان کا استعمال واستماع حرام ہے اور اس پر بخاری نے تعلیقاً حدیث نقل کی اور احمد اور ابن ماجہ، ابونعیم اور ابو داؤد رحمہم اللہ نے باسانید صحیحہ حدیث نقل کی اور اس کی صحت دوسرے محدثین وائمہ نے تسلیم کی۔

وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ایسی قوم بھی ہوگی جو ریشم اور شراب اور مزامیر کو جائز کرے گی۔ اس سے صراحتاً تمام مزامیر وآلات لہو مطربہ کی حرمت واضح ہے۔ اور ابن ابی الدنیا نے کتاب ذم الملاہی میں انس واحمد اور طبرانی نے ابن عباس سے اور ابوامامہ سے مرفوعاً نقل کی ہے کہ میری اس امت میں خسف اور مسخ ہوگا یہ جب ہوگا جب کہ

Marfat.com

شرابیں پی جائیں اور کنجریوں سے تعلقات قائم کئے جائیں اور گانے بجانے کے آلات رکھے جائیں۔

اور عز بن عبد السلام اور ابن دقیق العید نے جو روایت کہ يَوْمُ الْعِيْدِ كَانَا يُسْمَعَانِ ذَالِكَ وَ الظَّاهِرُ اِنَّهٗ كِذْبٌ لَّا اَصْلَ لَهٗ۔ کہ عید بقر میں یہ چیزیں سنی جاتی تھیں یہ روایت خالص کذب ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

اس کے بعد آخر میں وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِيْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ پر فرماتے ہیں:

وَ اسْتَدَلَّ بَعْضُهُمْ بِالْاٰيَةِ عَلَى الْقَوْلِ بِاَنَّ لَهْوَ الْحَدِيْثِ الْكُتُبُ الَّتِيْ اِشْتَرَاهَا نَضْرُ بْنُ الْحٰرِثِ عَلٰى حُرْمَةِ مُطَالَعَةِ كُتُبِ تَوَارِيْخِ الْفُرْسِ الْقَدِيْمَةِ وَسِمَاعِ مَا فِيْهَا وَقِرَاءَتِهٖ۔

آیت کریمہ میں جو اشتراء لہو حدیث ہے اس سے وہ کتابیں مراد ہیں جو نضر بن حارث نے فارس سے خریدیں ان کے مطالعہ کی حرمت اور اسے سننا حرام فرمایا گیا۔ اس لئے کہ ان کتابوں میں کذب کا طومار ہے اور کذب کے طومار کو پڑھنا اضاعت وقت اور تشغل لغیر اللہ ہے اور تشغل لغیر اللہ پر اس آیہ کریمہ سے حکم حرمت ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے:

لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ وَّيَتَّخِذَهَا هُزُوًا ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝

تا کہ گمراہ کرے اللہ کی راہ سے اور اس دین کا مذاق اڑائے یہ وہ ہیں جن کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ لِيَثْبُتَ عَلٰى ضَلَالِهٖ وَ يَزِيْدَ فِيْهِ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ لہو الحدیث کا اشتراء اس لئے کرتا ہے کہ وہ اپنی گمراہی پر قائم و ثابت رہ کر یہ زیادتی اور کرے اور لوگوں کو گمراہ کرے اور آیات اللہ کا مذاق اڑائے ایسے لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

مُّهِيْنٌ۔ اہانت سے ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا وَلّٰى مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا كَاَنَّ فِيْٓ اُذُنَيْهِ وَقْرًا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

اور جب پڑھی جاتی ہیں اس پر ہماری آیتیں تو تکبر سے پھر جاتا ہے گویا اس نے وہ سنی ہی نہیں گویا اس کے کانوں میں ٹینٹ ہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دو۔

عربی میں وقر صمم کو کہتے ہیں اور صمم بہرا اس ثقل کو کہتے ہیں جو مانع سماع ہو۔ تو گویا اس کا تکبر اسے ایسا بہرا بنا دیتا ہے گویا وہ سنتا ہوا بہرا ہے تو اسے دردناک عذاب کی خبر کا حکم ہے۔

اب جبکہ جہنمیوں کا ذکر ہو چکا تو اس کے بعد لازمی ہوا کہ مومنوں کا حال بھی بیان ہو اس لئے کہ کلام پاک کا یہی اسلوب بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝

بے شک وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے باغیچے ہیں نعمتوں کے ہمیشہ اس میں رہیں وعدہ اللہ کا سچا ہے اور وہ عزت والا حکمت والا ہے۔

یہاں جنت نعیم کا بالخصوص تذکرہ اس وجہ میں ہے کہ ابن ابی حاتم مالک بن دینار رحمہما اللہ سے راوی ہیں: جَنَّاتُ النَّعِيْمِ بَيْنَ جَنَّاتِ الْفِرْدَوْسِ وَ بَيْنَ جَنَّاتِ عَدْنٍ وَ فِيْهَا جَوَارٍ خُلِقْنَ مِنْ وَرْدِ الْجَنَّةِ قِيْلَ وَمَنْ يَّسْكُنُهَا

قَالَ الَّذِيْنَ هَمُّوْا بِالْمَعَاصِيْ فَلَمَّا ذَكَرُوْا عَظْمَتِيْ رَاقَبُوْنِيْ وَالَّذِيْنَ انْثَنَتْ اَصْلَابُهُمْ فِيْ خَشْيَتِيْ۔
جنات نعیم جنات الفردوس اور جنات عدن کے بیچ میں ہے اس میں وہ کنیز کیں ہوں گی جن کی پیدائش جنت کے گلاب سے ہوئی۔ عرض کیا گیا اس میں کون رہے گا فرمایا وہ جو گناہ کے لئے تیار ہو تو جب اس کے آگے میری عظمت کا ذکر کیا جائے تو میری طرف جھک جائے اور وہ جن کی صلب میں تخمیر میرے خوف کی ہو۔

اور عزیز کی تعریف یہ ہے: اَلَّذِيْ لَا يَغْلِبُهٗ شَيْءٌ لِيَمْنَعَ مِنْ اِنْجَازِهٖ۔ عزیز وہ ہے جس پر کوئی غالب آ کر سزا و جزا سے مانع نہ ہو سکے۔ اور

حکیم وہ ہے: اَلَّذِيْ لَا يَفْعَلُ اِلَّا مَا تَقْتَضِيْهِ الْحِكْمَةُ وَالْمَصْلِحَةُ۔ جو کوئی کام حکمت و مصلحت کے مقتضا کے خلاف نہ کرے۔ جیسے کہتے ہیں: فَعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْ عَنِ الْحِكْمَةِ۔ آگے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت عالیہ کا ذکر ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ وَبَثَّ فِيْهَا مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ ۭ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا مِنْ كُلِّ زَوْجٍ كَرِيْمٍ ⑩

(وہ عزیز و حکیم وہ ہے) کہ اس نے آسمانوں کو بلاستون پیدا فرمایا جو تم دیکھ رہے ہو اور زمین میں میخیں قائم کیں تا کہ تمہیں جھکولے نہ دے اور پھیلایا ہر قسم کا جانور زمین میں اور اتارا آسمان سے پانی تو اگایا ہم نے اس زمین میں ہر قسم کے منافع والا جوڑا۔

عَمَدٍ جمع ہے عِمَادٌ کی جیسے اَهَبٌ جمع ہے اِهَاب کی یعنی کھال۔ عمد ہر اس سہارے کو کہتے ہیں جس پر چھت قائم رہ سکے۔

تَرَوْنَهَا۔ یعنی تم دیکھ رہے ہو۔ اگر ستون ہوتا تو تم دیکھتے۔
رَوَاسِيَ۔ شَوَامِخُ۔ ثَوَابِتُ۔ یہ تمام میخ کے معنی میں مستعمل ہے۔
تَمِيْدَ۔ اضطراب کے معنی دیتا ہے یَعْنِيْ لِئَلَّا تَمِيْدَ بِكُمْ اَيْ تَضْطَرِبَ یعنی اگر پہاڑوں کی میخیں نہ ہوتیں تو تم زمین پر قائم نہ رہ سکتے۔ سعدی رحمہ اللہ نے خوب کہا ہے:

زمین از تپ و لرزه آمد ستوه فرد کوفت بر دامنش میخ کوه

وَبَثَّ۔ کے معنی اَوْجَدَ وَاَظْهَرَ کے ہیں۔ وَاَصْلُ الْبَثِّ الْاِثَارَةُ وَالتَّفْرِيْقُ اور بث کے اصلی معنی پھیلانے اور متفرق کرنے کے ہیں۔

وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً۔ سے مراد مطر بارش ہے اور آسمان سے برسانا بلندی کی بنا پر فرمایا کہ ہر بلند سما ہے اور بارش بلندی سے آتی ہے اسی بناء پر وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فرمایا۔
فَاَنْۢبَتْنَا فِيْهَا۔ یعنی اس پانی کے ذریعہ زمین سے ہم نے اگایا ہر قسم کے سبزہ کا جوڑا۔
كَرِيْمٍ۔ یعنی شریف۔ کثیر المنفعت۔
اس کے بعد آسمان و زمین پر اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرما کر ارشاد ہے:

هٰذَا خَلْقُ اللّٰهِ فَاَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ بَلِ الظّٰلِمُوْنَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۱﴾

یہ تو اللہ تعالیٰ کی شان تخلیق ہے تو کون ہے ان میں سے جو اللہ کے سوا تمہارے معبود ہیں جو اس قسم کی تخلیق کر سکیں بلکہ ظالم و مشرک دور کی گمراہی میں ہیں۔ (کہ ہدایت پر نہیں آتے)

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ ؕ وَمَنْ یَّشْكُرْ فَاِنَّمَا یَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾

اور بے شک ہم نے لقمان کو حکمت عطا کی کہ اللہ کا شکر کر اور جو شکر کرے وہ اپنے بھلے کو شکر کرتا ہے اور جو کفران نعمت کرے تو بے شک اللہ بے پروا سب خوبیوں سے سراہا ہوا ہے

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ یَعِظُهٗ یٰبُنَیَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِیْمٌ ﴿۱۳﴾

اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے کو کہا اور وہ اس کو نصیحت کرتا تھا اے بیٹے اللہ کا کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے

وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰی وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْكُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْكَ ؕ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ ﴿۱۴﴾

اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اس کے ماں باپ کے حق میں اس کی ماں نے اپنے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے اور اس کا دودھ دو برس میں چھوٹتا ہے یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا آخر میری ہی طرف آنا ہے

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤی اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۖ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور اگر وہ تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے ایسی چیز کو جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان اور ان کا ساتھ دے دنیا میں اچھی طرح اور اس کی راہ کی پیروی کر جو میری طرف رجوع لایا پھر میری طرف ہی تمہیں واپس آنا ہے تو میں تم کو بتاؤں گا جو تم کرتے تھے

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾

اے میرے بیٹے! گناہ اگر رائی کے برابر ہو پھر وہ ہو پتھر کی چٹان میں یا آسمان میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ سے لے آئے گا بے شک اللہ ہر باریکی کا جاننے والا خبردار ہے

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰی مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ ﴿۱۷﴾

اے میرے بیٹے! نماز قائم رکھ اور اچھی بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت تجھ پر آئے اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں

وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ ﴿۱۸﴾

اور کسی کے ساتھ گفتگو میں رخسارہ نہ پھلا اور زمین میں اتراتا نہ چل بے شک اللہ کو اتراتا تکبر کرتا اچھا نہیں لگتا

Marfat.com

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ۭ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۝19

اور درمیانہ روی اختیار کر اور پست رکھ اپنی آواز بے شک مکروہ آوازوں میں گدھے کی آواز ہے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ لقمان - پ ۲۱

وَ ۔ اور	لَقَدْ ۔ بے شک	اٰتَيْنَا ۔ دی ہم نے	لُقْمٰنَ ۔ لقمان کو
الْحِكْمَةَ ۔ حکمت	اَنِ ۔ یہ کہ	اشْكُرْ ۔ شکر کرے	لِلّٰهِ ۔ اللہ کا
وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	يَّشْكُرْ ۔ شکر کرے	فَاِنَّمَا ۔ تو وہ
يَشْكُرُ ۔ شکر کرے گا	لِنَفْسِهٖ ۔ اپنے لئے	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو
كَفَرَ ۔ کفر کرے	فَاِنَّ ۔ تو بے شک	اللّٰهَ ۔ اللہ ہے	غَنِيٌّ ۔ بے پروا
حَمِيْدٌ ۔ تعریف کیا گیا	وَ ۔ اور	اِذْ ۔ جب	قَالَ ۔ کہا
لُقْمٰنُ ۔ لقمان نے	لِابْنِهٖ ۔ اپنے بیٹے کو	وَ ۔ اور	هُوَ ۔ وہ
يَعِظُهٗ ۔ نصیحت کرتا تھا اس کو	يٰبُنَيَّ ۔ اے بیٹا	لَا ۔ نہ	تُشْرِكْ ۔ شرک کرنا
بِاللّٰهِ ۔ اللہ کے ساتھ	اِنَّ ۔ بے شک	الشِّرْكَ ۔ شرک	لَظُلْمٌ ۔ ظلم ہے
عَظِيْمٌ ۔ بہت بڑا	وَ ۔ اور	وَصَّيْنَا ۔ نصیحت کی ہم نے	الْاِنْسَانَ ۔ انسان کو
بِوَالِدَيْهِ ۔ اس کے ماں باپ کے متعلق		حَمَلَتْهُ ۔ اٹھایا اس کو	اُمُّهٗ ۔ اس کی ماں نے
وَهْنًا ۔ کمزوری	عَلٰى ۔ اوپر	وَهْنٍ ۔ کمزوری کے ساتھ	وَّ ۔ اور
فِصٰلُهٗ ۔ دودھ چھڑانا اس کا	فِيْ ۔ بیچ	عَامَيْنِ ۔ دو سال کے	اَنِ ۔ یہ کہ
اشْكُرْ ۔ حق مان	لِيْ ۔ میرا	وَ ۔ اور	لِوَالِدَيْكَ ۔ اپنے ماں باپ کا
اِلَيَّ ۔ میری طرف ہی	الْمَصِيْرُ ۔ پھرنا ہے	وَ ۔ اور	اِنْ ۔ اگر
جَاهَدٰ ۔ جھگڑیں	كَ ۔ تجھ سے	عَلٰٓى ۔ اوپر	اَنْ ۔ اس کے کہ
تُشْرِكَ ۔ تو شریک بنائے	بِيْ ۔ میرا	مَا ۔ اس کو جو	لَيْسَ ۔ نہیں ہے
لَكَ ۔ تجھے	بِهٖ ۔ اس کا	عِلْمٌ ۔ کوئی علم	فَلَا ۔ تو نہ
تُطِعْهُمَا ۔ کہا مان ان کا	وَ ۔ اور	صَاحِبْهُمَا ۔ ساتھ دے ان کا	فِي ۔ بیچ
الدُّنْيَا ۔ دنیا کے	مَعْرُوْفًا ۔ بھلائی سے	وَّ ۔ اور	اتَّبِعْ ۔ پیروی کر
سَبِيْلَ ۔ راستے	مَنْ ۔ اس آدمی کے جو	اَنَابَ ۔ رجوع ہوا	اِلَيَّ ۔ میری طرف
ثُمَّ ۔ پھر	اِلَيَّ ۔ میری طرف ہے	مَرْجِعُكُمْ ۔ تمہارا لوٹنا	فَاُنَبِّئُكُمْ ۔ تو میں بتاؤں گا
تم کو	بِمَا ۔ جو	كُنْتُمْ ۔ تم تھے	تَعْمَلُوْنَ ۔ کرتے
يٰبُنَيَّ ۔ اے بیٹا	اِنَّهَا ۔ وہ	اِنْ ۔ اگر	تَكُ ۔ ہوگا
مِثْقَالَ ۔ برابر	حَبَّةٍ ۔ ایک دانے	مِّنْ خَرْدَلٍ ۔ رائی کے	فَتَكُنْ ۔ پھر ہو وہ

Marfat.com

فِیْ۔بیچ	صَخْرَةٍ۔پتھر کے	اَوْ۔یا	فِی۔بیچ
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے	اَوْ۔یا	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے
یَاْتِ۔تولائے گا	بِهَا۔اس کو	اللّٰهُ۔اللہ	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	لَطِیْفٌ۔باریک بین	خَبِیْرٌ۔خبردار ہے	یٰبُنَیَّ۔اے بیٹا
اَقِمِ۔قائم کر	الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور	اْمُرْ۔حکم کر
بِالْمَعْرُوْفِ۔بھلائی کا	وَ۔اور	انْهَ۔روک	عَنِ الْمُنْكَرِ۔برائی سے
وَ۔اور	اصْبِرْ۔صبر کر	عَلٰی۔اوپر	مَآ۔اس کے جو
اَصَابَكَ۔تکلیف آئے تجھ کو	اِنَّ۔بے شک	ذٰلِكَ۔یہ	مِنْ عَزْمِ۔ہمت کے
الْاُمُوْرِ۔کاموں سے ہے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تُصَعِّرْ۔چڑھا
خَدَّكَ۔اپنا رخسارہ	لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	وَ۔اور	لَا۔نہ
تَمْشِ۔چل	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	مَرَحًا۔اکڑ کر
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	لَا۔نہیں	یُحِبُّ۔پسند کرتا
كُلَّ۔ہر	مُخْتَالٍ۔اکڑنے والے	فَخُوْرٍ۔متکبر کو	وَ۔اور
اقْصِدْ۔درمیانہ رہ	فِیْ۔بیچ	مَشْیِكَ۔اپنی چال کے	وَ۔اور
اغْضُضْ۔نیچی رکھ	مِنْ صَوْتِكَ۔اپنی آواز	اِنَّ۔بے شک	اَنْكَرَ۔بدترین
الْاَصْوَاتِ۔آوازوں سے	لَصَوْتُ۔آواز	الْحَمِیْرِ۔گدھے کی ہے	

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔سورۃ لقمان۔پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ۔اور بے شک ہم نے عطا کی لقمان کو حکمت۔

محمد بن اسحاق رحمہ اللہ حضرت لقمان کا نسب اس طرح بیان کرتے ہیں لقمان بن باعور بن ناحور بن تارخ۔

وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں: حضرت لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کے بھانجے ہیں۔

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں: لقمان حضرت ایوب علیہ السلام کی خالہ کے صاحبزادے ہیں۔

واقدی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں قاضی تھے۔

اور ایک قول سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ آپ کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی۔آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ پایا اور آپ نے انہیں سے تعلیم لی اور اس زمانہ میں آپ نے منصب افتاء ترک فرمایا، اس سے قبل آپ فتویٰ دیتے تھے۔

لقمان علیہ السلام کی نبوت میں اختلاف ہے۔

علماء کی ایک جماعت اس طرف ہے کہ آپ حکیم تھے نبی نہ تھے۔

اور حکمت عقل وفہم کو ہی کہتے ہیں۔

ایک قول ہے کہ حکمت وہ علم ہے جس کے مطابق عمل کیا جائے۔

Marfat.com

بعض نے کہا حکمت معرفت اور اصابت رائے فی الامور کو کہتے ہیں۔
بعض نے کہا کہ حکمت ایسی شے ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کے دل میں وہ ڈالتا ہے اس سے اس کا دل روشن ہو جاتا ہے۔
اَنِ اشْكُرْ لِلّٰهِ۔ تاکہ شکر کرے اللہ کا۔
کہ اس نے حکمت کی دولت عطا کی اور جو شکر کرتا ہے اللہ عزوجل اس کے لئے نعمت زیادہ فرماتا ہے جیسا کہ ارشاد ہے:
لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ چنانچہ ارشاد ہے:
وَمَنْ يَّشْكُرْ فَاِنَّمَا يَشْكُرُ لِنَفْسِهٖ۔ اور جو شکر کرتا ہے وہ اپنی ہی جان کے بھلے کو شکر کرتا ہے۔
وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ حَمِيْدٌ ۝١٢ ۔ اور جو کفران نعمت کرے تو بے شک اللہ بے پروا سب خوبیوں سے سراہا گیا ہے۔

اس کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے کو جن کا نام انعم یا اشکم تھا تیرہ نصیحتیں فرمائی ہیں ان کو مفصل بیان فرمایا گیا ہے۔
اس لئے کہ انسان کا اعلیٰ مرتبہ یہ ہے کہ وہ کامل ہو اور دوسرے کو کامل بنائے۔
چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام کا کامل ہونا اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ سے واضح ہو رہا ہے۔
اور صاحبزادہ کی تکمیل وَهُوَ يَعِظُهٗ سے ظاہر ہے۔
اور اس طریقہ نصیحت سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نصیحت اول گھر والوں اور قرابت والوں سے شروع ہونی چاہئے۔
چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یہی حکم ہوا جو وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ سے واضح ہے۔
دوسرے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نصیحت کی ابتداء اکبر الکبائر شرک سے روکنے میں کی جائے۔ اس کے بعد اور نصیحتیں ہوں۔ چنانچہ حضرت لقمان علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرنے میں سب سے اول شرک سے روکنے پر زور دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:
نصیحت اول: وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۭ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ۝١٣
اور یاد کرو جب لقمان نے اپنے بیٹے سے وعظ و پند فرماتے ہوئے کہا اے میرے بیٹے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا بے شک شرک بڑا ظلم ہے۔
اس لئے کہ اس میں غیر مستحق عبادت کو مستحق ماننا ہے اور ظلم وَضْعُ الشَّيْءِ عَلٰى غَيْرِ مَحَلِّهٖ کو کہتے ہیں تو شرک ظلم عظیم ہوا۔
نصیحت دوم: وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ
اور ہم نے آدمی کو تاکید فرمائی اس کے ماں باپ کے حق میں اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری برداشت کر کے۔
لہٰذا ان کے حقوق بہرحال ملحوظ رکھے جائیں اس لئے کہ ایام حمل میں اس کا ضعف دن بدن ترقی پر ہوتا ہے جتنا حمل بڑھتا ہے اتنا ہی ضعف ترقی کرتا ہے حتیٰ کہ دردزہ سب سے زیادہ سخت ہے۔

نصیحت سوم: وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾

اس کا دودھ چھڑانا دو سال میں ہے اس حکمت میں میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا شکر گزار رہو۔

کہ ہم نے ان کے دل میں تیری محبت ڈالی اور انہوں نے تجھے پرورش کیا آخر مجھی تک آنا ہے۔

نصیحت چہارم: وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ ثُمَّ اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵﴾

اور اگر وہ دونوں تجھ سے کوشش کریں کہ میرا شریک ٹھہرائے اسے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کی پیروی نہ کر اور دنیا میں اچھی طرح ان کا ساتھ دے اور اس کے راہ کی پیروی کر جو میری طرف لائے پھر میری ہی طرف تمہیں پھر آنا ہے تو میں بتا دوں گا جو تم کرتے تھے۔

سفیان بن عیینہ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: جس نے پنجگانہ نمازیں ادا کیں اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر لیا اور جس نے پنجگانہ نمازوں کے بعد والدین کی خدمت کی اور ان کے حق میں دعا کی اس نے والدین کا شکر بھی ادا کر لیا۔

اور مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ علم کے یہ معنی ہیں کہ جان بوجھ کر تو کوئی کسی کو میرا شریک ٹھہرا ہی نہیں سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا شریک محال ہے اب جو کسی کو میرا شریک بنائے گا تو بے علمی سے ہی ٹھہرائے گا اور ماں باپ بھی اگر کہیں گے تو جہالت سے ہی کہیں گے لہٰذا ان کی پیروی جائز نہیں۔

علامہ نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ والدین کی اطاعت واجب ہے لیکن اگر وہ شرک کا حکم کریں تو اس میں ان کی اطاعت حرام ہے۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلَا لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِيْ مَعْصِيَةِ الْخَالِقِ۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت روا نہیں۔

اور شرک کے حکم سے مخالفت کے باوجود وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۫ کے یہ معنی ہیں کہ حسن اخلاق اور حسن سلوک اور تحمل و بردباری سے ان کی خدمت پھر بھی کی جائے۔

اور وَّاتَّبِعْ سَبِيْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَيَّ ۚ سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب علیہم رضوان کی راہ ہے اس کو مذہب سنت و جماعت کہتے ہیں۔

آیہ کریمہ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ سے اِلَيَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ تک نصیحت ضروری ہے لیکن یہ حضرت لقمان علیہ السلام کا بیان نہیں ہے بلکہ انہوں نے جب اپنے صاحبزادے کو اللہ تعالیٰ کی شکر نعمت کا وعظ فرمایا اور شرک سے منع کیا تو اللہ تعالیٰ نے والدین کی اطاعت کی حد بیان فرما دی۔ اس لئے یہ بھی نصائح لقمان میں شمار کیا گیا۔ اب پھر وعظ لقمان علیہ السلام شروع ہے۔

نصیحت پنجم: يٰبُنَيَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ﴿۱۶﴾

اے میرے بیٹے! گناہ اگر چہ رائی کے برابر ہو اور وہ پتھر کی چٹان میں ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں کہیں ہو اللہ اسے لے آئے گا بے شک وہ ہر باریک کا جاننے والا اور خبردار ہے۔

یعنی گناہ اور برائی کیسی ہی پوشیدہ جگہ میں ہو اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں رہ سکتی وہ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اور عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ہے۔

نصیحت ششم: یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ۔ اے میرے بیٹے نماز قائم رکھ۔

نصیحت ہفتم: وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ۔ اور اچھی بات کا حکم دے۔

نصیحت ہشتم: وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ۔ اور بری بات سے منع کر۔

نصیحت نہم: وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۚ﴿۱۷﴾

اور جو کچھ تم پر افتاد ہو اس پر صبر کر بے شک یہ ہمت کے کام ہیں۔

خلاصہ یہ کہ ہر چیز صغیر و کبیر اس کے احاطہ علم میں ہے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنے میں مصائب و آلام بھی آئیں گے ان پر صبر کرنا ہمت کا کام ہے۔

نصیحت دہم: وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ۔ اور کسی سے بات کرنے میں کج رخی نہ کر۔

نصیحت یازدہم: وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ۔ اور زمین پر اتراتا ہوا نہ چل اس لئے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ﴿۱۸﴾۔ بے شک اللہ اترانے والے اور متکبر کو پسند نہیں کرتا۔

نصیحت دوازدہم: وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِكَ۔ اپنی چال نرم عاجزانہ رکھ۔

نصیحت سیزدہم: وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ۔ اور اپنی آواز کچھ نیچی رکھ۔

یعنی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ایذا اگر پہنچے تو اس پر صبر ضروری ہے۔

اور غنی و فقیر امیر و کبیر منشی و دبیر جوان و پیر سب کے ساتھ یکساں عاجزانہ برتاؤ کیا جائے۔ رفتار نہ بہت تیز ہو نہ بالکل نرم اور آواز اونچی کر کے شور و شغب مناسب نہیں آخر میں فرمایا:

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِیْرِ ﴿۱۹﴾ ع

بے شک آوازوں میں بری آواز گدھے کی ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بلند آواز سے کلام ناپسند فرماتے تھے۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ۔ اور بے شک عطا فرمائی ہم نے لقمان کو حکمت۔

لقمان عجمی نام ہے نہ کہ عربی۔ یہ لقم سے مشتق ہے اس کے متعلق ۲۱ قول ہیں:

اول: آپ باعورا کے بیٹے ہیں۔ هُوَ ابْنُ بَاعُوْرَةَ۔

دوسرا قول: وہب رحمہ اللہ کہتے ہیں: بھانجے ہیں حضرت ایوب علیہ السلام کے۔ قَالَ وَهْبٌ وَ كَانَ ابْنُ اُخْتِ اَیُّوْبَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔

تیسرا قول: مقاتل رحمہ اللہ کا ہے: كَانَ ابْنُ خَالَتِهٖ۔ آپ ایوب علیہ السلام کی خالہ کے صاحبزادے ہیں۔

چوتھا قول: قَالَ عَبْدُالرَّحْمٰنِ السُّهَیْلِیُّ هُوَ ابْنُ عُنْقَا بْنُ سَرُوْنَ۔ آپ عنقا بن سرون کے بیٹے ہیں۔

پانچواں قول: كَانَ مِنْ اَوْلَادِ اٰزَرَ وَ عَاشَ اَلْفَ سَنَةٍ وَاَدْرَكَ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ اَخَذَ مِنْهُ الْعِلْمَ

Marfat.com

وَ کَانَ یُفْتِیْ قَبْلَ مَبْعَثِهٖ فَلَمَّا بُعِثَ قَطَعَ الْفَتْوٰی فَقِیْلَ لَهٗ فَقَالَ اَلَا اَکْتَفِیْ اَوْ اُکْتُفِیْتُ۔ آپ آزر کی اولاد میں سے ہیں آپ کی عمر ایک ہزار سال کی ہوئی آپ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو پایا اور آپ سے علم سیکھا آپ فتویٰ دیا کرتے تھے جب آپ کی بعثت ہوئی تو فتویٰ دینا ترک کر دیا لوگوں نے وجہ پوچھی فرمایا کیا میں کافی نہیں ہوں۔

چھٹا قول: کَانَ قَاضِیًا فِیْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ۔ آپ بنی اسرائیل کے قاضی تھے۔

ساتواں قول: وَ نُقِلَ ذٰلِکَ عَنِ الْوَاقِدِیِّ اِلَّا اَنَّهٗ قَالَ وَ کَانَ فِیْ زَمَانِهٖ بَیْنَ مُحَمَّدٍ وَ عِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔ واقدی نے گزشتہ خیال بیان کر کے یہ کہا کہ آپ کا زمانہ عیسیٰ علیہ السلام اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین کا ہے۔

آٹھواں قول: قَالَ عَکْرِمَةُ وَالشَّعْبِیُّ کَانَ نَبِیًّا۔ عکرمہ اور شعبی کہتے ہیں آپ نبی تھے وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ کَانَ فِیْ زَمَنِ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اکثر اس طرف ہیں کہ آپ زمانہ داؤد علیہ السلام میں تھے وَلَمْ یَکُنْ نَبِیًّا۔ اور آپ نبی نہیں تھے۔

اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ غلام تھے یا آزاد؟

گیارہواں قول: وَالْاَکْثَرُوْنَ عَلٰی اَنَّهٗ کَانَ عَبْدًا۔

بارہواں قول: وَاخْتَلَفُوْا فَقِیْلَ کَانَ حَبَشِیًّا۔ بعض نے کہا آپ حبشی تھے وَ رُوِیَ ذٰلِکَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ مُجَاهِدٍ۔

تیرہواں قول: وَاَخْرَجَ ذٰلِکَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا وَ ذَکَرَ مُجَاهِدٌ فِیْ وَصْفِهٖ اِنَّهٗ کَانَ غَلِیْظَ الشَّفَتَیْنِ مِصْفَحَ الْقَدَمَیْنِ۔

چودہواں قول: وَ قِیْلَ کَانَ نُوْبِیًّا مُشَقَّقُ الرِّجْلَیْنِ ذَامَشَافِرٍ وَجَآءَ ذٰلِکَ فِیْ رِوَایَةٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ ابْنِ الْمُسَیِّبِ وَ مُجَاهِدٍ۔

پندرہواں قول: وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ قَالَ قُلْتُ لِجَابِرِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ مَا انْتَهٰی اِلَیْکُمْ مِّنْ شَاْنِ لُقْمَانَ قَالَ کَانَ قَصِیْرًا اَفْطَسَ مِنَ النُّوْبَةِ۔

سولہواں قول: وَاَخْرَجَ هُوْدُ بْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ الْمُسَیِّبِ اِنَّهٗ قَالَ اِنَّ لُقْمَانَ کَانَ اَسْوَدَ مِنْ سُوْدَانِ مِصْرَ ذَا مَشَافِرِ اَعْطَاهُ الْحِکْمَةَ وَ مَنَعَهُ النُّبُوَّةَ۔

سترہواں قول: وَاخْتُلِفَ فِیْمَا کَانَ یُعَانِیْهِ مِنَ الْاَشْغَالِ فَقَالَ خَالِدُ بْنُ الرَّبِیْعِ کَانَ نَجَّارًا۔

اٹھارہوں قول: وَ فِیْ مَعَانِی الزُّجَاجِ کَانَ نَجَّادًا بِالدَّالِ عَلٰی وَزْنِ کَتَّانَ مَنْ یُّعَالِجُ الْفُرُشَ وَالْوَسَائِدَ وَ یُخِیْطُهُمَا۔

انیسواں قول: وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَاَحْمَدُ فِی الزُّهْدِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنِ ابْنِ الْمُسَیِّبِ اَنَّهٗ کَانَ خَیَّاطًا۔

بیسواں قول: وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ کَانَ رَاعِیًا۔

اکیسواں قول: وَ قِیْلَ کَانَ یَحْتَطِبُ لِمَوْلَاهُ کُلَّ یَوْمٍ حَزْمَةً۔

Marfat.com

منقولہ بالا روایات نقل کرکے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں ہمیں وثوق سے کوئی بات ان روایات سے حاصل نہیں ہوئی سوا اس ایک روایت کے جو مفسرین نے نقل کی۔

بائیسواں قول: اِنَّهٗ كَانَ رَجُلًا صَالِحًا حَكِيْمًا وَلَمْ يَكُنْ نَبِيًّا۔ کہ لقمان ایک نیک آدمی تھے اور حکیم تھے اور نبی نہیں تھے۔ اور

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ۔ میں حکمت کی عطا جو فرمائی گئی اس کے سات معنی ہیں:

۱- اَلْحِكْمَةُ عَلٰى مَا اَخْرَجَ ابْنُ مَرْدَوَيْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلْعَقْلُ وَ الْفَهْمُ وَالْفِطْنَةُ۔ حکمت سے مراد عقل اور فہم رسا اور ذہن ہے۔

۲- وَ اَخْرَجَ الْفِرْيَابِيُّ وَاَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ وَابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ اَبِيْ حَاتِمٍ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهَا الْعَقْلُ وَالْفِقْهُ وَالْاِصَابَةُ فِي الْقَوْلِ۔ حکمت عقل، تفقہ اور اصابت رائے کو کہتے ہیں۔

۳- وَ قَالَ الرَّاغِبُ هِيَ مَعْرِفَةُ الْمَوْجُوْدَاتِ وَ فِعْلُ الْخَيْرَاتِ۔ حکمت نام ہے موجودات کی معرفت اور نیک کاموں کی توفیق کا۔

۴- وَ قَالَ الْاِمَامُ هِيَ عِبَارَةٌ عَنْ تَوْفِيْقِ الْعَمَلِ بِالْعِلْمِ۔ حکمت سے مراد توفیق عمل اور علم ہے۔

۵- وَ قَالَ اَبُوْحِبَّانَ هِيَ الْمَنْطِقُ الَّذِيْ يَتَّعِظُ بِهٖ وَ يُنَبَّهُ وَيَتَنَاقَلُهُ النَّاسُ لِذٰلِكَ۔ وہ منطق ہے جس کے ساتھ لوگوں کو وعظ اور تنبیہ کی جائے۔

وَ قِيْلَ اِتْقَانُ الشَّيْءِ عِلْمًا وَّ عَمَلًا۔ حکمت اس یقین کا نام ہے جو علم و عمل میں حاصل ہو۔

وَ قِيْلَ كَمَالٌ حَاصِلٌ بِاسْتِكْمَالِ النَّفْسِ الْاِنْسَانِيَّةِ بِاقْتِبَاسِ الْعُلُوْمِ النَّظَرِيَّةِ وَاكْتِسَابِ الْمَلَكَةِ التَّامَّةِ عَلَى الْاَفْعَالِ الْفَاضِلَةِ عَلٰى قَدْرِ طَاقَتِهَا۔ وہ کمال حاصل ہے نفس انسانیت کا اقتباس علوم نظریہ سے اور اکتساب ملکہ تامہ کا افعال فاضلہ میں بحد قدرت وطاقت۔

اور آپ کے وعظ پند وحکمت جو آپ نے اپنے صاحبزادے کو فرمائے قرآن کریم کے علاوہ پچیس ارباب سیر نے انہیں نصائح سے اخذ کرکے لکھے ہیں وہ یہ ہیں:

۱- يَا بُنَيَّ اِنَّ الدُّنْيَا بَحْرٌ عَمِيْقٌ وَقَدْ غَرِقَ فِيْهَا نَاسٌ كَثِيْرٌ فَاجْعَلْ سَفِيْنَتَكَ فِيْهَا تَقْوَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ حَشْوَهَا الْاِيْمَانَ وَشَرَائِعَهَا التَّوَكُّلَ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لَعَلَّكَ اَنْ تَنْجُوَ وَلَا اَرَاكَ نَاجِيًا۔ اے میرے بیٹے دنیا ایک گہرا دریا ہے اس میں بہت لوگ ڈوب چکے ہیں تجھے چاہئے کہ اس میں اپنی کشتی اللہ تعالیٰ کے خوف کی بنا اور اس کے حشو میں ایمان رکھ اور اس کے تختے ایمان کے ہوں اور اس کی لکڑی توکل کی ہو تو امید ہے کہ تو نجات پا جائے گا۔

۲- مَنْ كَانَ لَهٗ مِنْ نَّفْسِهٖ وَاعِظٌ كَانَ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ حَافِظٌ۔ جو اپنے نفس کے لئے واعظ ہو اللہ تعالیٰ اس کا محافظ ہے۔

۳- مَنْ اَنْصَفَ النَّاسَ مِنْ نَّفْسِهٖ زَادَهُ اللّٰهُ بِذٰلِكَ عِزًّا۔ جو اپنے لئے انصاف پسند کرے اللہ اس کی عزت

Marfat.com

زیادہ فرماتا ہے۔

۴- وَالَّذِیْ فِیْ طَاعَۃِ اللّٰہِ اَقْرَبُ مِنَ التَّعَزُّزِ بِالْمَعْصِیَۃِ۔ اللہ کی اطاعت میں اپنے کو ذلیل سمجھنا معصیت سے علیحدہ رکھنے میں زیادہ قوت دیتا ہے۔

۵- ضَرْبُ الْوَالِدِ لِوَلَدِہٖ کَالسَّمَادِ لِلزَّرْعِ۔ باپ کی مار اولاد کو مثل نلائی (گوڈی) کے جو کاشتکار اپنی کھیتی کو کرتا ہے۔

۶- یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالدَّیْنَ فَاِنَّہٗ ذُلُّ النَّھَارِ وَ ھَمُّ اللَّیْلِ۔ اے میرے بیٹے قرض سے اپنے کو بچا کہ وہ دن کی ذلت اور رات کا غم ہے۔

۷- یَا بُنَیَّ اُرْجُ اللّٰہَ عَزَّوَجَلَّ رِجَآءً لَا یُجْرِیْکَ عَلٰی مَعْصِیَتِہٖ تَعَالٰی۔ اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ سے امید رکھ ہر مقصود کی تو تو معصیت الٰہی کی طرف نہ جا سکے گا۔

۸- وَ خَفِ اللّٰہِ سُبْحَانَہٗ خَوْفًا لَا یَیْئَسُکَ مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔ اور اللہ سے ڈرتا رہ رحمت الٰہی سے تجھے مایوسی نہ ہوگی۔

۹- مَنْ کَذَبَ ذَھَبَ مَآءُ وَجْھِہٖ۔ جو جھوٹ بولے اس کے چہرے کی آبرو جاتی رہتی ہے۔

۱۰- مَنْ سَآءَ خُلُقُہٗ کَثُرَ غَمُّہٗ۔ جس کا خلق برا ہو اس پر غم زیادہ رہتا ہے۔

۱۱- نَقْلُ الصُّخُوْرِ مِنْ مَّوَاضِعِھَا اَیْسَرُ مِنْ اِفْھَامِ مَنْ لَّا یَفْھَمُ۔ بھاری چٹانوں کا اپنی جگہ سے ہٹانا آسان ہے اس کے سمجھانے سے جو نہ سمجھنا چاہے۔

۱۲- یَا بُنَیَّ حَمَلْتُ الْجُنْدَ وَالْحَدِیْدَ وَکُلَّ شَیْءٍ ثَقِیْلٍ فَلَمْ اَحْمِلْ شَیْئًا ھُوَ اَثْقَلُ مِنْ جَارِ السُّوْءِ۔ اے میرے بیٹے لشکر اور لوہا اور ہر بھاری چیز اٹھائی جا سکتی ہے مگر برے ہمسایہ کی زیادتیاں سب سے بھاری ہوتی ہیں۔

۱۳- وَذُقْتُ الْمُرَارَ فَلَمْ اَذُقْ شَیْئًا ھُوَ اَمَرُّ مِنَ الْفَقْرِ۔ میں نے بہت سی کڑوی چیزیں چکھیں مگر تنگدستی سے زیادہ میں نے تلخ کسی نہ کو پایا۔

۱۴- یَا بُنَیَّ لَا تُرْسِلْ رَسُوْلَکَ جَاھِلًا فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ حَکِیْمًا فَکُنْ رَسُوْلَ نَفْسِکَ۔ اے میرے بیٹے جاہل پیامبر کبھی نہ بھیج اگر تجھے عقل مند ذی فہیم نہ ملے تو اپنے دل ہی کو اپنا پیامبر کر۔

۱۵- یَا بُنَیَّ اِیَّاکَ وَالْکِذْبَ فَاِنَّہٗ شَھِیٌّ کَلَحْمِ الْعُصْفُوْرِ عَمَّا قَلِیْلٍ یُغْلِیْ صَاحِبَہٗ۔ اے میرے بیٹے اپنے کو دروغ گوئی سے بچا جیسے چڑیا کا گوشت لذیذ ہوتا ہے اس کے باوجود کہ کم ہوتا ہے اور کھانے والے کو جوش میں لاتا ہے۔

۱۶- یَا بُنَیَّ اُحْضُرِ الْجَنَائِزَ وَلَا تَحْضُرِ الْعُرْسَ فَاِنَّ الْجَنَائِزَ تُذَکِّرُکَ الْاٰخِرَۃَ وَالْعُرْسَ یُشْھِیْکَ الدُّنْیَا۔ اے میرے بیٹے جنازوں میں ضرور شریک ہوا کر اور شادیوں میں نہ شریک ہو اس لئے کہ جنازہ آخرت یاد دلاتا ہے اور شادی بیاہ دنیا کی حرص بڑھاتے ہیں۔

۱۷- یَا بُنَیَّ لَا تَاْکُلْ شِبْعًا فَاِنَّ اِلْقَآءَکَ اِیَّاہُ لِلْکَلْبِ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَاْکُلَہٗ۔ اے میرے بیٹے شکم سیر ہو کر نہ کھایا کر اس لئے کہ تجھے لقمہ تر ڈالنے سے کتے کو ڈالنا بہتر ہے کہ وہ کھالے اور اپنے مالک کی حفاظت کرے۔

Marfat.com

۱۸- یَا بُنَیَّ لَا تَکُنْ حُلْوًا فَتُبْلَعَ وَلَا مُرًّا فَتُلْفَظَ۔ بیٹے نہ اتنا میٹھا بن کہ تجھے ہر کوئی نگل جائے اور نہ اتنا کڑوا ہو کہ ہر ایک تھوک دے۔

۱۹- لَا یَاْکُلْ طَعَامَکَ اِلَّا الْاَتْقِیَاءُ وَشَاوِرْ فِیْ اَمْرِکَ الْعُلَمَاءَ۔ تیرا کھانا سوا اتقیاء کے کوئی نہ کھا سکے اور اپنے معاملہ میں علماء سے مشورہ کیا کر۔

۲۰- لَا خَیْرَ لَکَ فِیْ اَنْ تَتَعَلَّمَ مَا لَمْ تَعْلَمْ وَلَمَّا تَعْمَلْ بِمَا قَدْ عَلِمْتَ فَاِنَّ مَثَلَ ذٰلِکَ رَجُلٌ اِحْتَطَبَ حَطَبًا فَحَمَلَ حُزْمَةً وَ ذَھَبَ یَحْمِلُھَا فَعَجَزَ عَنْھَا فَضَمَّ اِلَیْھَا اُخْرٰی۔ تیرا تعلیم حاصل کرنا جاہل سے بہتر نہیں اور جب تو اس تعلیم پر عمل کرے گا جو تو نے جاہل سے لی تو وہ مثل ایسے آدمی کے ہوگا کہ لکڑیوں کا گٹھا بغیر اندازہ کئے لے کر چل دیا راستہ میں تھک گیا تو دوسرے آدمی اسے اٹھا لے گئے۔

۲۱- یَا بُنَیَّ اِذَا تُوَاخِیْ رَجُلًا فَاَغْضِبْہُ قَبْلَ ذٰلِکَ فَاِنْ اَنْصَفَکَ عَنْہُ غَضَبُہٗ وَاِلَّا فَاحْذَرْہُ۔ بیٹے جب تو برادرانہ رابطہ کسی سے کرے تو وہ اس سے پہلے غضب ناک ہو تو اگر انصاف کرے اس کے غصہ پر تو مناسب ہے ورنہ علیحدہ رہنے میں ہی بہتری ہے۔

۲۲- لِتَکُنْ کَلِمَتُکَ طَیِّبَةً وَّلْیَکُنْ وَجْھُکَ بَسْطًا تَکُنْ اَحَبَّ النَّاسِ مِمَّنْ یُعْطِیْھِمُ الْعَطَا۔ تیرے کلمات پاک ستھرے ہوں اور تو خندہ جبین ہو تو لوگوں میں محبوب ترین ہوگا اس سے جو بہت کچھ بخششیں دیتا ہو۔

۲۳- یَا بُنَیَّ اَنْزِلْ نَفْسَکَ مِنْ صَاحِبِکَ مَنْزِلَةَ مَنْ لَّا حَاجَةَ لَہٗ بِکَ وَلَا بُدَّ لَکَ مِنْہُ۔

۲۴- یَا بُنَیَّ کُنْ کَمَنْ یَبْتَغِیْ مَحْمَدَةَ النَّاسِ وَلَا یَکْسِبُ ذَمَّھُمْ فَنَفْسُہٗ مِنْہُ فِیْ عَنَاءٍ وَالنَّاسُ مِنْہُ فِیْ رَاحَةٍ۔ بیٹے ایسی زندگی بسر کر کہ کسی سے اپنی مدح نہ چاہ اور برائی کسی سے لے کہ اس سے اس کی جان غم میں ہو اور لوگ اس سے راحت میں ہوں۔

۲۵- یَا بُنَیَّ اِقْنَعْ بِمَا یَخْرُجُ مِنْ فِیْکَ فَاِنَّکَ مَا سَکَتَّ تَسْلَمْ وَاِنَّمَا یَنْبَغِیْ لَکَ مِنَ الْقَوْلِ مَا یَنْفَعُکَ۔ خاموشی میں سلامتی ہے اور بولے اتنا ہی جو نفع رساں ہو۔

اَنِ اشْکُرْ لِلّٰہِ ؕ۔ ان تفسیر یہ ہے زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ان مصدر یہ ہے۔

وَمَنْ یَّشْکُرْ فَاِنَّمَا یَشْکُرُ لِنَفْسِہٖ ۚ۔ اور جو شکر گزار ہوگا وہ اپنے بھلے کے لئے ہوگا۔

اور وہ بھلا اس کے حق میں یہ ہوگا کہ یہ شکر موجب رحمت اور مزید نعمت اور جنت الخلد میں فائزی کا سبب ہوگا۔

وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ ﴿۱۲﴾۔ اور جو کفران نعمت کرے تو اللہ بے پروا ہے سراہا گیا۔

یعنی وہ تمام اشیاء سے غنی ہے اسے شکر کی بھی احتیاج نہیں کہ کفر اسے نقصان دے کفران نعمت کرنے والا اپنا بدلہ لے گا اور شکر گزار اپنا صلہ پائے گا۔

اور حمید ایسا حمید ہے کہ اگر کوئی بھی اس کی حمد نہ کرے تو جمیع مخلوقات زبان حال سے اس کی حمد کرتی ہے یہ حمید بروزن فعیل ہے جس کے معنی ہوتے ہیں محمود کے۔

جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَلْحَمْدُ رَاْسُ الشُّکْرِ، لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ تَعَالٰی عَبْدٌ لَمْ یَحْمَدْہُ۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت لقمان علیہ السلام کی نصیحتوں کا تذکرہ ہے۔

وَاِذْ قَالَ لُقْمٰنُ لِابْنِهٖ وَهُوَ يَعِظُهٗ۔ اور جب کہا لقمان نے اپنے بیٹے کو نصیحت کرتے ہوئے۔

ابن لقمان کا نام طبری اور قتیبی نے تاران بتایا ہے۔

ایک قول ہے کہ ماثان نام تھا۔

ایک قول ہے کہ انعم تھا۔

ایک قول ہے کہ اشکم تھا۔

ایک قول ہے کہ مشلم تھا۔

اور وہ وعظ کرتے تھے۔ وعظ بقول راغب زَجْرٌ مُقْتَرِنٌ بِتَخْوِيفٍ کو کہتے ہیں یعنی خوف دلانا اور نصیحت کرنا۔

وَ قَالَ الْخَلِيْلُ هُوَ التَّذْكِيْرُ بِالْخَيْرِ فِيْمَا يَرِقُّ لَهُ الْقَلْبُ۔ علامہ خلیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں وعظ تذکیر بالخیر کو کہتے ہیں جس کے سننے سے انسان کا دل نرم ہو۔

تو آپ نے پہلی نصیحت جو فرمائی وہ اجتناب عن الشرک کی فرمائی اس لئے کہ اکبر کبائر شرک ہی ہے چنانچہ فرمایا:

يٰبُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللّٰهِ ۖ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾

اے میرے بیٹے اللہ کا شریک نہ ٹھہرانا بے شک شرک ظلم عظیم ہے۔

اس لئے کہ ظلم وَضْعُ الشَّيْءِ عَلٰى غَيْرِ مَحَلِّهٖ۔ کو کہتے ہیں تو غیر خدا کو خدا ماننا بے محل فعل ہے اسی لئے اسے ظلم عظیم فرمایا۔

بعض نے کہا کہ كَانَ ابْنُهٗ كَافِرًا وَلِذَا نَهَاهُ عَنِ الشِّرْكِ فَلَمْ يَزَلْ يَعِظُهٗ حَتّٰى اَسْلَمَ وَكَذَا قِيْلَ لِامْرَاَتِهٖ۔ تاران یا ماثان کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ کافر تھا تو آپ نے اسے شرک سے روکا اور نصیحت ہی فرماتے رہے حتیٰ کہ وہ مسلمان ہوگیا اور یہی آپ کی بیوی کا حال تھا۔

وَ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِي الدُّنْيَا فِيْ نَعْتِ الْخَائِفِيْنَ عَنِ الْفَضْلِ الرَّقَاشِيِّ قَالَ مَازَالَ لُقْمَانُ يَعِظُ ابْنَهٗ حَتّٰى مَاتَ۔ فضل رقاشی سے مروی ہے کہ حضرت لقمان اپنے بیٹے کو ہدایت کرتے رہے حتیٰ کہ اس حال میں انتقال فرمایا۔

وَاَخْرَجَ عَنْ حَفْصٍ الْكِنْدِيِّ قَالَ وَضَعَ لُقْمَانُ جِرَابًا مِنْ خَرْدَلٍ وَجَعَلَ يَعِظُ ابْنَهٗ مَوْعِظَةً وَيُخْرِجُ خَرْدَلَةً فَنَفِدَ الْخَرْدَلُ فَقَالَ يَا بُنَيَّ لَقَدْ وَعَظْتُكَ مَوْعِظَةً لَوْ وَعَظْتُهَا جَبَلًا لَانْفَطَرَ فَانْفَطَرَ ابْنُهٗ۔ حضرت لقمان نے ایک تھیلی میں رائی بھر لی اور اپنے بیٹے کو وعظ فرماتے اور ایک دانہ رائی کا نکالتے حتیٰ کہ تمام دانے رائی کے ختم ہوگئے تو آپ نے فرمایا بیٹے! میں نے تجھے اتنا وعظ سنایا کہ اگر میں پہاڑ کو اتنا وعظ کرتا تو وہ لرز جاتا تو بیٹا لرز گیا۔

وَ قِيْلَ كَانَ مُسْلِمًا وَالنَّهْيُ عَنِ الشِّرْكِ تَحْذِيْرٌ لَهٗ عَنْ صُدُوْرِهٖ مِنْهُ فِي الْمُسْتَقْبَلِ۔ ایک قول ہے کہ وہ مسلمان تھا اور لقمان علیہ السلام اسے شرک سے حفظ ماتقدم کے لئے منع فرماتے تھے۔

اور اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿١٣﴾ یہ لقمان علیہ السلام کا ہی ارشاد تھا اور شرک ظلم عظیم بایں معنی ہی ہے کہ ظلم کہتے ہیں وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِهٖ۔ کو اور اللہ تعالیٰ کے برابر کسی غیر کو ماننا ظلم عظیم ہے کہ اس کے برابر کسی کا ہونا محالات سے ہے۔

Marfat.com

اس کے بعد کلام مستانف ہے جو اثناء وصیت لقمان میں علیٰ نہج الاستطراد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ۔ اور ہم نے انسان کو تاکید فرمائی اس کے والدین کے حقوق میں۔

اس لئے کہ مَنْ لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللّٰهَ جو لوگوں کا شکر گزار نہیں اللہ کا بھی شکر گزار نہیں۔

حَمَلَتْهُ أُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ۔ اس کی ماں اسے اٹھائے رہتی ہے کمزوری پر کمزوری میں۔

وہن سے مراد تَضْعُفُ ضَعْفًا مُّتَزَائِدًا بِازْدِيَادِ ثِقْلِ الْحَمْلِ اِلٰى مُدَّةِ الطَّلْقِ۔ کمزوری کا بڑھنا حمل کے بڑھنے میں وضع حمل تک۔

حاملہ پر تین ضعف طاری ہوتے ہیں اول ضعف حمل پھر ضعف دردزہ پھر ضعف نفاس۔

صاحب قاموس وہن کے معنی ضعف کرتے ہیں۔ حَيْثُ قَالَ الْوَهْنُ الضَّعْفُ فِي الْعَمَلِ۔

وَفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ۔ اور اس کا دودھ پلانا دو سال میں ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ اَنَّ مُدَّةَ الرِّضَاعِ عَامَانِ۔ ظاہر آیت کا مفہوم یہی ہے کہ رضاعت کی مدت دو سال ہے وَاِلٰى ذٰلِكَ ذَهَبَ الشَّافِعِيُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ وَاَبُوْيُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَهُوَ مُخْتَارُ الطَّحَاوِيِّ۔ اسی طرف امام شافعی امام احمد بن حنبل اور ابو یوسف اور محمد بھی ہیں اور علامہ طحاوی رحمہم اللہ بھی ایسے ہی مانتے ہیں۔

وَ رُوِيَ عَنْ مَالِكٍ وَذَهَبَ الْاِمَامُ اَبُوْحَنِيْفَةَ اِلٰى اَنَّ مُدَّةَ الرِّضَاعِ الَّذِيْ يَتَعَلَّقُ بِهِ التَّحْرِيْمُ هُوَ ثَلَاثُوْنَ شَهْرًا لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَحَمْلُهٗ وَفِصٰلُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا۔ امام مالک اور ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دودھ حرام تیس ماہ میں ہوتا ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ حمل اور رضاعت تیس ماہ میں ہے۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اَلْوَلَدُ لَا يَبْقٰى فِيْ بَطْنِ اُمِّهٖ اَكْثَرَ مِنْ سَنَتَيْنِ۔ بچہ ماں کے پیٹ میں دو سال سے زائد نہیں رہ سکتا۔

بہرحال اقل مدت حمل چھ ماہ اور اکثر مدت حمل دو سال ہو سکتی ہے۔ اور رضاعت دو سال کے بعد ختم کر دینی چاہئے اور تیس ماہ کے بعد اسے پلانا حرام ہے۔

اب وصیت و تاکید جو حقوق والدین میں ہے اسے فرمایا گیا:

اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ۔ یہ کہ شکر میرا بھی مانے اور اپنے والدین کا بھی۔

گویا یہ ارشاد ہوا: وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ شُكْرَهُمَا وَذَكَرَ شُكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَنَّ صِحَّةَ شُكْرِهِمَا تَتَوَقَّفُ عَلٰى شُكْرِهٖ عَزَّوَجَلَّ كَمَا قِيْلَ فِيْ لَا يَشْكُرُ اللّٰهَ تَعَالٰى مَنْ لَا يَشْكُرُ النَّاسَ۔ گویا ہمارا شکر والدین کا شکر ادا کئے بغیر مکمل نہیں۔ جو والدین کا مشکور نہیں وہ اللہ تعالیٰ کا بھی مشکور نہیں ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا شکر تو صلوٰۃ و صیام ہوا اور حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: مَنْ صَلَّى الصَّلٰوةَ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ وَ مَنْ دَعَا لِوَالِدَيْهِ فِيْ اَدْبَارِهَا فَقَدْ شَكَرَهُمَا۔ جو شخص پنج وقتہ نماز ادا کرے وہ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہے اور جو بعد صلوٰۃ الخمس اپنے والدین کے لئے دعا کرے وہ والدین کا شکر گزار ہے۔

اِلَيَّ الْمَصِيْرُ ﴿۱۴﴾ ۔ آخر میری طرف ہی ان کا لوٹنا ہے۔

Marfat.com

اَیْ اِلَیَّ الرُّجُوْعُ لَا اِلٰی غَیْرِیْ فَاُجَازِیْکَ عَلٰی مَا صَدَرَ عَنْکَ مِمَّا یُخَالِفُ اَمْرِیْ۔ یعنی میری طرف آنا ہے کسی اور طرف تو جا نہیں سکتے تو میں ہی جو کچھ تم میرے حکم کی خلاف ورزی کرو گے اس کا بدلہ دوں گا۔

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰۤى اَنْ تُشْرِكَ بِیْ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِی الدُّنْیَا مَعْرُوْفًا ۫ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ ۚ ثُمَّ اِلَیَّ مَرْجِعُكُمْ فَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۱۵

اور اگر وہ تجھ سے اصرار کریں اس پر کہ میرے ساتھ شریک کرے اسے جس کا تجھے علم نہیں تو اس معاملہ میں ان کی اطاعت نہ کر اور ان کی خدمت کر جو دنیا میں کی جاتی ہے اور اس کی راہ کا پیرو رہ جو میری طرف لوٹا کر لائے پھر تمہارا لوٹنا میری طرف ہی ہے تو میں بتاؤں گا جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

یہ آیت کریمہ حضرت سعد بن ابی وقاص کی شان میں نازل ہوئی۔ چنانچہ ابویعلیٰ اور طبرانی اور ابن مردویہ اور ابن عساکر ابی عثمان نہدی سے راوی ہیں: اَنَّ سَعْدَ بْنَ اَبِیْ وَقَّاصٍ قَالَ اُنْزِلَتْ فِیَّ هٰذِهِ الْاٰیَةُ وَاِنْ جَاهَدٰكَ الْاٰیَةَ۔

كُنْتُ رَجُلًا بَرًّا بِاُمِّیْ فَلَمَّا اَسْلَمْتُ قَالَتْ یَا سَعْدُ وَمَا هٰذَا الَّذِیْ اَرَاکَ قَدْ اَحْدَثْتَ لَتَدَعَنَّ دِیْنَکَ هٰذَا اَوْ لَا اٰکُلُ وَلَا اَشْرَبُ حَتّٰی اَمُوْتَ فَتُعَیَّرُ فِیَّ فَیُقَالُ یَا قَاتِلَ اُمِّهٖ۔

قُلْتُ لَا تَفْعَلِیْ یَا اُمَّهْ فَاِنِّیْ لَا اَدَعُ دِیْنِیْ هٰذَا لِشَیْءٍ - فَمَكَثَتْ یَوْمًا وَّلَیْلَةً لَا تَاْكُلُ فَاَصْبَحَتْ قَدْ جَهِدَتْ فَمَكَثَتْ یَوْمًا وَّلَیْلَةً لَا تَاْكُلُ فَاَصْبَحَتْ قَدِ اشْتَدَّ جَهْدُهَا فَلَمَّا رَاَیْتُ ذٰلِکَ قُلْتُ یَا اُمَّهْ تَعْلَمِیْنَ وَاللّٰهِ لَوْ كَانَتْ لَکِ مِائَةُ نَفْسٍ فَخَرَجَتْ نَفْسًا نَفْسًا مَا تَرَكْتُ دِیْنِیْ هٰذَا لِشَیْءٍ فَاِنْ شِئْتِ فَكُلِیْ وَاِنْ شِئْتِ لَا تَاْكُلِیْ فَلَمَّا رَاَتْ ذٰلِکَ اَكَلَتْ فَنَزَلَ هٰذِهِ الْاٰیَةُ۔

حضرت سعد بن ابی وقاص فرماتے ہیں یہ آیت کریمہ وَاِنْ جَاهَدٰكَ الخ میرے حق میں نازل ہوئی۔

میں اپنی والدہ کا خدمت گزار بیٹا تھا تو جب میں مسلمان ہو گیا تو میری والدہ بولیں اے سعد! میں یہ کیا دیکھ رہی ہوں کہ تو نے تو نئی بات کر ڈالی۔ یا ضرور تو یہ دین ترک کر دے گا یا میں کھانا پینا ترک کر دوں گی۔ حتیٰ کہ مر جاؤں۔ تو پھر تجھے لوگ ملامت کرتے ہوئے ماں کا قاتل کہیں گے۔

میں نے اپنی والدہ سے کہا ایسا نہ کرو اس لئے کہ میں یہ دین کبھی نہ چھوڑوں گا اور کسی وجہ سے مرتد نہ بنوں گا۔

غرضکہ رات اور دن فاقہ سے گزرا صبح جب دیکھا تو ماں کی حالت کمزور ہو گئی تھی پھر ایک رات دن اور گزر گیا کہ نہ کچھ کھایا نہ پیا اور حالت اور سخت کمزوری ہو گئی۔

تو میں نے کہا اماں جان! تمہیں سمجھنا چاہئے کہ میں قسم بخدا اگر تم میں سو جانیں ہوں اور وہ ایک ایک کر کے نکلے تو بھی میں اپنا یہ دین کبھی ترک نہ کروں گا آپ کی مرضی ہے کھائیں یا نہ کھائیں۔

جب ماں نے دیکھا کہ سعد مذہب اسلام ترک نہ کرے گا تو آخر کھانا پینا شروع کر دیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

یہ پہلا مرن برت (بھوک ہڑتال) تھا جو ام سعد نے رکھا جسے آج کانگرسی رکھتے ہیں۔

وَذَكَرَ بَعْضُهُمْ اِنَّ هٰذِهٖ وَمَا قَبْلَهَا اَعْنِیْ قَوْلَهٗ تَعَالٰی وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْهِ ۚ۔ نَزَلَتَا فِیْهِ۔ بعض کا قول ہے کہ یہ آیت اور اس سے پہلی آیت وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ۔ یہ دونوں حضرت سعد کے حق میں نازل ہوئیں۔

Marfat.com

بعض نے کہا کہ یہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی فَاِنَّ اِسْلَامَ سَعْدٍ کَانَ بِسَبَبِ اِسْلَامِہٖ۔ اس لئے کہ سعد کا اسلام لانا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر ہوا۔ چنانچہ

واحدی عطا سے اور ابن عباس سے راوی ہیں کہ قَالَ اِنَّہٗ یُرِیْدُ بِمَنْ اَنَابَ اَبُوْبَکْرٍ وَّذٰلِکَ اَنَّہٗ حِیْنَ اَسْلَمَ رَاٰہُ عَبْدُالرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ وَسَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ وَعُثْمَانُ وَطَلْحَۃُ وَالزُّبَیْرُ فَقَالُوْا لِاَبِیْ بَکْرٍ اٰمَنْتَ وَ صَدَّقْتَ مُحَمَّدًا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَبُوْبَکْرٍ نَعَمْ فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰمَنُوْا وَصَدَّقُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی یَقُوْلُ لِسَعْدٍ وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ یَعْنِیْ اَبَابَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔ سے مراد حضرت صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور یہ واقعہ یوں ہے کہ جب ابوبکر اسلام لے آئے تو عبدالرحمن بن عوف اور سعید بن زید اور عثمان، طلحہ اور زبیر آئے اور حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ کیا تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آئے ہو؟ آپ نے فرمایا ہاں۔

تو یہ پانچوں دربار رسالت میں حاضر آئے اور ایمان قبول کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَّاتَّبِعْ سَبِیْلَ مَنْ اَنَابَ اِلَیَّ۔

اس کے بعد نصائح لقمان علیہ السلام پھر شروع ہیں۔

یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ اَوْ فِی السَّمٰوٰتِ اَوْ فِی الْاَرْضِ یَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ ﴿۱۶﴾

اے بیٹے! اگر وہ گناہ رائی کے دانہ کے برابر ہو اور وہ کسی چٹان میں ہو یا آسمان میں یا زمین میں تو اسے اللہ لے آئے بے شک اللہ لطیف و خبیر ہے۔

اس کے متعلق یہ روایت ہے کہ لقمان علیہ السلام سے ان کے بیٹے نے دریافت کیا تھا: اَرَاَیْتَ الْحَبَّۃَ تَقَعُ فِیْ مَغَاصِ الْبَحْرِ اَیَعْلَمُھَا اللّٰہُ تَعَالٰی۔ تو آپ نے فرمایا: یٰبُنَیَّ اِنَّهَاۤ اَیِ الَّتِیْ سَاَلْتَ عَنْهَا اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ۔ الخ

ابا جان اگر ایک دانہ دریا کی گہرائی میں ڈال دیا جائے تو کیا اللہ تعالیٰ اسے بھی جانتا ہے تو آپ نے فرمایا بیٹے تو جس کے متعلق سوال کر رہا ہے وہ ایسا خبیر و لطیف ہے کہ اگر رائی کے دانہ کے برابر تیری کوئی خصلت و معصیت ہو اور وہ کسی چٹان میں یا آسمانوں اور زمین میں ہو تو اللہ تعالیٰ اسے بھی پکڑ لے گا۔

گویا یہ فرمایا کہ وہ رائی کے برابر عالم علوی میں ہو یا سفلی میں یا زمین کی اندھیریوں میں ہو یا آسمانوں کی پنہائیوں میں تو اللہ تعالیٰ سے وہ بھی مخفی نہیں ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّ ھٰذِہِ الصَّخْرَۃَ ھِیَ الَّتِیْ عَلَیْھَا الْاَرْضُ

– فَتَكُنْ فِیْ صَخْرَةٍ۔ سے مراد یہ وہ صخرہ اولیٰ ہے جس پر زمین قائم ہے جیسا کہ ابن مردویہ رحمہ اللہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں: اَلْاَرْضُ عَلٰی نُوْنٍ وَالنُّوْنُ عَلٰی بَحْرٍ وَالْبَحْرُ عَلٰی صَخْرَۃٍ خَضْرَآءَ وَ خُضْرَۃُ الْمَآءِ مِنْھَا وَالصَّخْرَۃُ عَلٰی قَرْنِ ثَوْرٍ وَذٰلِکَ الثَّوْرُ عَلَی الثَّرٰی وَلَا یَعْلَمُ مَا تَحْتَ الثَّرٰی اِلَّا اللّٰہُ تَعَالٰی۔

زمین مچھلی پر ہے اور مچھلی دریا پر ہے اور دریا سبز صخرہ پر ہے اور سمندر کی سبزی اسی صخرہ سے ہے اور صخرہ ایک گاؤ کے

Marfat.com

سینگ پر ہے اور وہ گاؤ ثری پر ہے اور سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو یہ علم نہیں کہ ثری کس چیز پر ہے۔

ایک قول ہے کہ صخرہ ہوا پر ہے۔

ایسی روایتوں کے متعلق ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کُلُّ ذٰلِکَ ضَعِیۡفٌ لَا یَثۡبُتُ سَنَدُہٗ۔ ایسی سب روایات ضعیف ہیں ان کی سند ثابت نہیں۔

اگر یہ روایتیں تسلیم بھی کر لی جائیں تو وَالۡاَقۡوٰی عِنۡدِیۡ وُضِعَ هٰذِهِ الۡاَخۡبَارُ وَنَحۡوُهَا فَلَیۡسَتِ الۡاَرۡضُ اِلَّا فِیۡ حَجۡرِ الۡمَآءِ وَلَیۡسَ الۡمَآءُ اِلَّا فِیۡ جَوۡفِ الۡهَوَآءِ وَیَنۡتَهِی الۡاَمۡرُ اِلٰی عَرۡشِ الرَّحۡمٰنِ جَلَّ وَعَلَا وَالۡکُلُّ فِیۡ کَفِّ قُدۡرَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ سب سے زیادہ قوی یہ روایت بنالی جائے تو ٹھیک ہے کہ زمین پانی کی گود میں ہے اور پانی جوف ہوا میں ہے اور اس کی انتہا عرش رحمٰن تک ہو اور اس سے اونچے تک اور یہ سب کچھ ید قدرت الٰہی میں ہے۔

اور یَاۡتِ بِهَا اللّٰهُ بھی اسی توجیہ کی تائید میں ہے اس لئے کہ جب سب کچھ ید قدرت میں ہے۔ تو اس کا لے آنا کیا مشکل ہے چنانچہ یُحۡضِرُهَا وَیُحَاسِبُ عَلَیۡهَا اس کے معنی آلوسی رحمہ اللہ نے کئے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَطِیۡفٌ خَبِیۡرٌ ﴿۱۶﴾ ۔یَعۡنِیۡ یَصِلُ عِلۡمُهٗ تَعَالٰی اِلٰی کُلِّ خَفِیٍّ خَبِیۡرٌ عَالِمٌ بِکُنۡهِهٖ۔

ایک روایت ہے کہ رائی کا دانہ حضرت لقمان نے وعظ کہتے ہوئے اٹھایا اور یرموک میں لائے یہ ایک جنگل ہے ملک شام میں اور آپ نے اسے اس میدان میں ڈالا اور ایک مدت بعد اسے یاد کیا اور ہاتھ پھیلایا تو ایک مکھی اڑ کر آئی اور وہ دانہ اس نے آپ کی ہتھیلی میں ڈال دیا۔ یہ بھی سیر کی ایک روایت ہے۔ وَاللّٰهُ اَعۡلَمُ بِحَقِیۡقَةِ الۡحَالِ۔

بہر کیف ہم ایسا ہونا تحت قدرت قادر مانتے ہیں رہا یہ کہ ہوا یا نہیں یہ اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔

یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاۡمُرۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَانۡهَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ وَاصۡبِرۡ عَلٰی مَاۤ اَصَابَکَ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ مِنۡ عَزۡمِ الۡاُمُوۡرِ ﴿۱۷﴾ۚ

اے بیٹے نماز قائم رکھ اور حق بات کا حکم دے اور بری بات سے منع کر اور جو مصیبت و ایذا پہنچے اس پر صبر کر بے شک یہ بہت بلند درجہ کا کام ہے۔

اس آیت کریمہ میں چار نصیحتیں فرمائی گئیں:

اول نماز قائم رکھنا۔

دوم امر بالمعروف کرنا۔

سوم نہی عن المنکر۔

چہارم حق گوئی پر جو اذیت و مصائب آئیں ان پر صبر کرنا نہیں برداشت کرنا۔

یہ چاروں کام بلند ہیں۔

نماز کے لئے تو وَاِنَّهَا لَکَبِیۡرَةٌ ارشاد قرآنی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَلَا تُصَعِّرۡ خَدَّکَ لِلنَّاسِ۔ اور نہ پھلا اپنا منہ تکبر سے لوگوں کے دکھانے کو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یَعۡنِیۡ لَا تُمِلۡهُ عَنۡهُمۡ وَلَا تُوَلِّهِمۡ صَفۡحَةَ وَجۡهِکَ کَمَا یَفۡعَلُهٗ

Marfat.com

الْمُتَكَبِّرُوْنَ۔ لوگوں سے بے التفاتی نہ کراوران سے منہ پھیر کر نہ چل جیسے متکبر لوگ کرتے ہیں۔

صعر ایک مرض ہے جو اونٹ کو ہوتا ہے جس سے وہ گردن اونچی کر لیتا ہے تو اس لفظ سے استعارہ تکبر سے کیا گیا۔

وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا ؕ۔ اور نہ چل زمین میں اتراتا ہوا۔

مرح۔ فرح وبطر کو کہتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ ۚ﴿۱۸﴾ ۔ بے شک اللہ نہیں پسند فرماتا ہر اترانے والے متکبر کو۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلتَّكَبُّرُ عَنْ تَخَيُّلِ فَضِيْلَةٍ تُرَاْتُ لِلْاِنْسَانِ مِنْ نَفْسِهٖ۔ تکبر وہ گھمنڈ ہے جو انسان اپنی بڑائی کے لئے لوگوں کو دکھلائے۔

وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ۔ اپنی رفتار درمیانی کر۔

شرح جامع صغیر للمناوی میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے: سُرْعَةُ الْمَشْيِ تُذْهِبُ بَهَآءَ الْمُؤْمِنِ۔ رفتار کی تیزی مومن کا وقار لے جاتی ہے۔ علامہ مناوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ هَيْبَتَهٗ وَجَمَالَهٗ اَیْ تُوْرِثُهٗ حَقَارَةً فِیْ اَعْيُنِ النَّاسِ۔ یعنی تیز رفتاری ہیبت و جمال ختم کر دیتی ہے اور لوگوں کی نظروں میں وہ حقیر ہو جاتا ہے۔ یعنی تکبر کے ساتھ چلنا حقارت کا موجب ہے۔

وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ ؕ۔ اَیْ اُنْقُصْ مِنْهُ وَاقْصِرْ۔ یعنی آواز میں چیخ اور سیٹی نہ ہو جیسے کسی شاعر نے کہا:

جَهِيْرُ الْكَلَامِ جَهِيْرُ الْعُطَاسِ　　جَهِيْرُ الرُّوَاءِ جَهِيْرُ النِّعَمِ

اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ۧ﴿۱۹﴾ ۔ بے شک منکر و مکروہ آواز یقیناً گدھے کی آواز ہے۔

کہ اس کی نہیق میں یکسانیت نہیں ہوتی بلکہ نیچی اونچی چیخ سے بدنمائی ہو جاتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ لقمان۔ پ ۲۱

اَلَمْ تَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿۲۰﴾

کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر کئے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں اور تمہیں پوری دیں اپنی نعمتیں ظاہر و باطن اور بعض آدمی اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بغیر علم کے اور نہ ہدایت اور روشن کتاب کے

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

اور جب ان سے کہا جائے کہ پیروی کرو اس کی جو اللہ نے اتارا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اتباع کریں گے اس کی جس پر پایا ہم نے اپنے باپ دادا کو کیا اگرچہ شیطان ہی بلاتا ہو انہیں جہنم کے عذاب کی طرف

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ

اور جو جھکائے اپنا منہ اللہ کی طرف اور وہ نیکوکار تو بے شک اس نے مضبوط تھامی گرہ اور اللہ کی طرف ہے سب

الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾

کاموں کی انتہا

وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ۭ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۳﴾

اور جو کفر کرے تو تم اس کے کفر سے غم نہ کرو انہیں ہماری طرف ہی لوٹنا ہے تو ہم انہیں بتادیں گے جو وہ کرتے تھے بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کی بات کو

نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۲۴﴾

ہم انہیں کچھ متمتع کریں گے پھر انہیں بے بس کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے

وَلَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ۭ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور اگر پوچھو ان سے کس نے بنائے آسمان اور زمین ضرور کہیں گے اللہ نے فرمادیجئے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۲۶﴾

اللہ کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ ہی غنی ہے سراہا گیا

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۲۷﴾

اور اگر زمین میں جتنے درخت ہیں سب قلم ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے بعد سات سمندر اور تو نہ ختم ہوں گی اللہ کی باتیں بے شک اللہ عزت وحکمت والا ہے

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ اِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۸﴾

تم سب کا پیدا کرنا نہیں اور نہ تمہیں قیامت میں اٹھانا مگر ایسا ہے جیسا ایک جان کا اٹھانا بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۡ كُلٌّ يَّجْرِيْٓ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۲۹﴾

کیا تو نے نہ دیکھا کہ بے شک اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن لاتا ہے رات کے حصے میں اور مسخر کئے سورج اور چاند ہر ایک اپنی مقررہ میعاد تک چلتے ہیں اور بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۳۰﴾ ع

یہ اس لئے کہ اللہ ہی حق ہے اور اس کے سوا جنہیں پوجتے ہو سب باطل ہیں اور اللہ ہی بلند اور بڑائی والا ہے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ لقمان - پ ۲۱

اَ - کیا	لَمْ - نہ	تَرَوْا - دیکھا تم نے	اَنَّ - بے شک
اللّٰهَ - اللہ نے	سَخَّرَ - تابع کیا	لَكُمْ - تمہارے لئے	مَّا - جو کچھ
فِي - بیچ	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے ہے	وَ - اور	مَا - جو
فِي - بیچ	الْاَرْضِ - زمین کے ہے	وَ - اور	اَسْبَغَ - پوری کیں
عَلَيْكُمْ - تم پر	نِعَمَهٗ - اپنی نعمتیں	ظَاهِرَةً - ظاہری	وَّ - اور

Marfat.com

بَاطِنَةً۔باطنی	وَ۔اور	مِنَ النَّاسِ۔بعض لوگوں میں سے	
مَنْ۔جو	يُّجَادِلُ۔جھگڑتا ہے	فِي۔بیچ	اللّٰهِ۔اللہ کے
بِغَيْرِ۔بغیر	عِلْمٍ۔علم کے	وَّ۔اور	لَا۔نہ
هُدًى۔ہدایت	وَّ۔اور	لَا۔نہ	كِتٰبٍ۔کتاب
مُّنِيْرٍ۔روشن کے	وَ۔اور	اِذَا۔جب	قِيْلَ۔کہا جاتا ہے
لَهُمُ۔ان کو	اتَّبِعُوْا۔پیروی کرو	مَآ۔اس کی جو	اَنْزَلَ۔اتارا
اللّٰهُ۔اللہ نے	قَالُوْا۔کہتے ہیں	بَلْ۔بلکہ	نَتَّبِعُ۔پیروی کریں گے ہم
مَا۔اس کی جو	وَجَدْنَا۔پایا ہم نے	عَلَيْهِ۔اس پر	اٰبَآءَنَا۔اپنے باپ دادا کو
اَوَ۔کیا	لَوْ۔اگرچہ	كَانَ۔ہو	الشَّيْطٰنُ۔شیطان
يَدْعُوْ۔بلاتا	هُمْ۔ان کو	اِلٰى۔طرف	عَذَابِ۔عذاب
السَّعِيْرِ۔دوزخ کی	وَ۔اور	مَنْ۔جو	يُّسْلِمْ۔فرمانبردار کرے
وَجْهَهٗٓ۔اپنا چہرہ	اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	وَ۔اور
هُوَ۔وہ ہو	مُحْسِنٌ۔نیک	فَقَدِ۔تو بے شک	اسْتَمْسَكَ۔تھاما اس نے
بِالْعُرْوَةِ۔کڑا	الْوُثْقٰى۔مضبوط	وَ۔اور	اِلَى۔طرف
اللّٰهِ۔اللہ کی ہے	عَاقِبَةُ۔انجام	الْاُمُوْرِ۔سب کاموں کا	وَ۔اور
مَنْ۔جو	كَفَرَ۔کفر کرے	فَلَا۔تو نہ	يَحْزُنْكَ۔غمگین کرے تجھ کو
كُفْرُهٗ۔اس کا کفر	اِلَيْنَا۔ہماری طرف ہے	مَرْجِعُهُمْ۔ان کا لوٹنا	فَنُنَبِّئُهُمْ ۔ تو ہم خبر دیں
گے ان کو	بِمَا۔اس کی جو	عَمِلُوْا۔عمل کئے انہوں نے	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	عَلِيْمٌۢ۔جانتا ہے	بِذَاتِ۔جو راز	الصُّدُوْرِ۔سینوں میں ہے
نُمَتِّعُهُمْ۔ہم فائدہ دیں گے ان کو		قَلِيْلًا۔تھوڑا	ثُمَّ۔پھر
نَضْطَرُّ۔بے بس کریں گے	هُمْ۔ان کو	اِلٰى۔طرف	عَذَابٍ۔عذاب
غَلِيْظٍ۔سخت کی	وَ۔اور	لَئِنْ۔اگر	سَاَلْتَهُمْ۔تو ان سے پوچھے
مَّنْ۔کس نے	خَلَقَ۔پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضَ۔زمین کو	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	هُوَ۔وہ ہے
الْغَنِيُّ۔بے پروا	الْحَمِيْدُ۔تعریف کیا گیا	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
اَنَّ۔بے شک	مَا۔جو	فِي۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے
مِنْ شَجَرَةٍ۔درخت	اَقْلَامٌ۔قلمیں ہوں	وَّ۔اور	الْبَحْرُ۔سمندر
يَمُدُّ۔سیاہی ہوں	هٗ۔اس کی	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	هٖ۔اس کے

سَبۡعَةُ-سات	اَبۡحُرٍ-سمندر اور بھی	مَّا-تو نہ	نَفِدَتۡ-ختم ہوں
كَلِمٰتُ-کلمات	اللّٰهِ-اللہ کے	اِنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ
عَزِيۡزٌ-غالب ہے	حَكِيۡمٌ-حکمت والا	مَا-نہیں	خَلۡقُكُمۡ-تمہاری پیدائش
وَ-اور	لَا-نہ	بَعۡثُكُمۡ-تمہارا اٹھنا	اِلَّا-مگر
كَنَفۡسٍ-مانند جان	وَّاحِدَةٍ-ایک کی	اِنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ
سَمِيۡعٌ-سننے والا	بَصِيۡرٌ-دیکھنے والا ہے	اَ-کیا	لَمۡ-نہ
تَرَ-دیکھا تو نے کہ	اَنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ	يُوۡلِجُ-داخل کرتا ہے
الَّيۡلَ-رات کو	فِى-بیچ	النَّهَارِ-دن کے	وَ-اور
يُوۡلِجُ-داخل کرتا ہے	النَّهَارَ-دن کو	فِى-بیچ	الَّيۡلِ-رات کے
وَ-اور	سَخَّرَ-تابع کیا	الشَّمۡسَ-سورج	وَ-اور
الۡقَمَرَ-چاند کو	كُلٌّ-ہر ایک	يَّجۡرِىۡۤ-چلتا ہے	اِلٰٓى-طرف
اَجَلٍ-مدت	مُّسَمًّى-مقرر کی	وَّ-اور	اَنَّ-بے شک
اللّٰهَ-اللہ	بِمَا-جو	تَعۡمَلُوۡنَ-تم کرتے ہو اس سے	
خَبِيۡرٌ-خبردار ہے	ذٰلِكَ-یہ	بِاَنَّ-اس لئے کہ	اللّٰهَ-اللہ
هُوَ-وہی	الۡحَقُّ-حق ہے	وَ-اور	اَنَّ-بے شک
مَا-جس کو	يَدۡعُوۡنَ-پکارتے ہیں	مِنۡ دُوۡنِهٖ-اس کے سوا	الۡبَاطِلُ-وہ باطل ہے
وَ-اور	اَنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ	هُوَ-وہی ہے
الۡعَلِىُّ-بلند	الۡكَبِيۡرُ-بڑا		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ لقمان - پ ۲۱

اَلَمۡ تَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمۡ مَّا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَاَسۡبَغَ عَلَيۡكُمۡ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ؕ

کیا تم نے نہ دیکھا کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر فرمائے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور تمہیں پوری پوری دیں اپنی نعمتیں ظاہری و باطنی۔

آسمانوں میں چاند سورج ستارے ہمارے لئے پیدا فرما کر ایسے مسخر کئے کہ اپنے اپنے محور میں کام کر رہے ہیں اور ہم ان سے فائدہ حاصل کرتے ہیں۔

اور زمین میں دریا، نہریں، سمندر کانیں پہاڑ درخت پھل پھول چوپائے وغیرہ ہیں جو ہمارے کام آتے ہیں اور اسباغ نعم ظاہرہ یہ کہ تندرستی اور اعضاء کی سلامتی حواس کی صحت حسن صورت وغیرہ۔

اور باطنی نعمتوں سے مراد علم معرفت و ملکات فاضلہ ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نعمت ظاہرہ سے مراد اسلام و قرآن ہے۔ اور نعمت باطنہ یہ کہ

Marfat.com

ہمارے معاصی پر پردہ ڈالا ہوا ہے کہ ہم رسوائی سے محفوظ ہیں اور سزائے اعمال میں کوئی عجلت نہیں فرمائی۔

بعض نے نعمت ظاہری سے رزق مراد لیا اور باطنی سے حسن خلق۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے احکام شرعیہ میں نرمی مراد لی اور باطنہ سے شفاعت۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے غلبہ اسلام، دشمنوں پر فتح یابی مراد لی اور نعمت باطنہ سے ملائکہ علیہم السلام کے امور و کام۔

بعض نے نعمت ظاہرہ سے غلبہ اسلام اور اتباع رسول اکرم مراد لیا اور باطنہ سے ان کی محبت۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّجَادِلُ فِي اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِيْرٍ ﴿٢٠﴾

اور بعض لوگوں میں سے وہ ہیں جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بغیر علم اور عقل کے اور کسی روشن کتاب کے بغیر۔

اور ظاہر ہے کہ جب بغیر علم و عقل اور دلیل روشن کے کوئی بات کہی جائے وہ جہل اور نادانی ہی ہوگی۔ اور جہل و نادانی سے شان الٰہی عزوجل میں لب کشائی کرنا ظلم خالص اور بے جا بکواس ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نضر بن حارث اور ابی بن خلف وغیرہ سرکش باوجود جہالت اور لاعلمی کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات وصفات پر جھگڑتے اور بکواس کرتے تھے اس پر ارشاد ہوا:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾

اور جب ان سے کہا جائے کہ پیروی کرو اس کی جو اللہ نے نازل کیا تو کہتے ہیں بلکہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

یعنی ہم اپنے آباء واجداد کے طریقہ پر رہیں گے اس کے سوا ہمیں کوئی تعلیم منظور نہیں حالانکہ یہ ان کی جہالت تھی۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿٢١﴾

(یہ اندھی تقلید غلط ہے) کیا اگرچہ شیطان ان کو جہنم کے عذاب کی طرف بلاتا ہو جب بھی بلا غور و تامل اسی گمراہی پر جمے رہیں گے۔

وَمَنْ يُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿٢٢﴾ وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿٢٣﴾ نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿٢٤﴾

اور جو جھکائے اپنا منہ اللہ کی طرف حالانکہ ہو وہ نیکو کار تو بے شک اس نے مضبوط گرہ تھامی اور اللہ کی طرف ہے سب کاموں کا انجام اور جو کفر کرے تو تمہیں ان کا کفر غمگین نہ کرے انہیں ہماری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تو ہم انہیں بتا دیں گے جو کچھ وہ کرتے تھے بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کی باتوں کو ہم متمتع ہونے دیتے ہیں کچھ دن پھر انہیں مضطر کر کے سخت عذاب کی طرف لے جائیں گے۔

یعنی باپ دادا اگر شیطان ہیں تو بھی ان کی ہی پیروی کرتے رہیں گے سن لو جو دین خالص اللہ کے لئے قبول کرے گا اور

Marfat.com

اس کی عبادت واطاعت میں مشغول رہے گا اور اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھے گا وہی محسن ہے اور جو محسن یعنی نیکوکار ہے وہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی مضبوط گرہ تھامنے والا ہے۔

آگے اپنے حبیب جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی جاتی ہے کہ اے محبوب! جو آپ کی تعلیم سے انحراف کر کے کافر ہو تو اس کا کفر آپ کو کیوں غمگین کرے فیصلہ تو ہمارے ہاتھ میں ہے اور انہیں آخر ہماری طرف ہی آنا ہے اس وقت ہم انہیں ان کے عملوں کا بدلہ دے کر بتا دیں گے کہ یہ برے عمل تھے۔

ابھی برائے چندے ہم دنیا سے متمتع ہونے کے لئے ان کو مہلت دیتے ہیں تا کہ دنیا کے مزے لیں پھر وہ اس عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے جس سے رہائی نہیں پاسکیں گے۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلِ الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ ؕ بَلۡ اَكۡثَرُهُمۡ لَا يَعۡلَمُوۡنَ ﴿۲۵﴾

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے بنائے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ فرمایئے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ اکثر ان کے نہیں جانتے۔

گویا فرمایا جس چیز کے وہ اقراری ہیں اسی اقرار پر انہیں الزام دیجئے کہ جب اللہ تعالیٰ کو خالق السماء والارض مانتے ہو تو وہی لاشریک لہ ہے اس لئے کہ اس کی شیون قدرت میں کوئی مماثل نہیں ہے تو لازم آیا کہ اسی کی حمد کی جائے اسی کا شکر ادا ہو اس کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کی جائے مگر عقل کج خرام انہیں اندھے راستے لے جارہی ہے اور یہ نہیں سمجھتے۔ آگے ارشاد ہے:

لِلّٰهِ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۶﴾

اللہ کی ملک ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ بے نیاز ہے اور سب خوبیوں سے سراہا گیا۔

یعنی آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کی ملک ہے جتنی مخلوق ہے سب اس کے مملوک اور بندے ہیں تو اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور اس کی شیون قدرت اتنی ہیں کہ ارشاد ہے:

وَلَوۡ اَنَّ مَا فِى الۡاَرۡضِ مِنۡ شَجَرَةٍ اَقۡلَامٌ وَّالۡبَحۡرُ يَمُدُّهٗ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ سَبۡعَةُ اَبۡحُرٍ مَّا نَفِدَتۡ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيۡزٌ حَكِيۡمٌ ﴿۲۷﴾

اور اگر زمین کے سب درخت قلمیں ہو جائیں اور سمندر اس کی سیاہی ہو اس کے پیچھے سات سمندر اور بھی ہو جائیں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں بے شک اللہ عزت والا حکمت والا ہے۔

یعنی تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کے کلمات لکھے اور وہ تمام قلم اور سمندروں کی سیاہی لکھتے لکھتے ختم ہو جائے تو بھی کلمات الٰہی عزوجل ختم نہ ہوں اور وہ ایسا عزت و حکمت والا ہے کہ اس کی معلومات غیر متناہی ہیں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ:

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ طیبہ تشریف لائے تو علماء یہود و احبار نصاریٰ آپ کی خدمت میں حاضر آئے اور بولے ہم نے سنا ہے آپ فرماتے ہیں: وَمَاۤ اُوۡتِيۡتُمۡ مِّنَ الۡعِلۡمِ اِلَّا قَلِيۡلًا۔ یعنی تمہیں تھوڑا علم دیا گیا ہے تو اس سے آپ کی مراد ہم لوگ ہیں یا صرف آپ اپنی قوم کو فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس مخاطبہ میں تم لوگ اور میری قوم سب شریک ہیں تو وہ بولے کیا آپ کی کتاب میں یہ

Marfat.com

نہیں کہ ہمیں توریت دی گئی ہے اور اس میں ہر شے کا علم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک ہے لیکن ہر شے کا علم بھی علم الٰہی کے حضور قلیل ہے۔

اور تمہیں تو اللہ تعالیٰ نے اتنا علم دیا ہے کہ اس پر عمل کرو اور نفع پاؤ۔

علماء یہود کہنے لگے آپ یہ کیسے فرما رہے ہیں آپ کا تو یہ قول بھی ہے کہ وَمَنْ يُؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ أُوتِيَ خَيْرًا كَثِيرًا ۔ جسے حکمت دی گئی اسے خیر کثیر دی گئی تو علم قلیل اور خیر کثیر دونوں کیسے مساوی ہو سکتے ہیں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ مدنی ہوگی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہود نے قریش سے کہا کہ مکہ میں جا کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال کریں، تو اس تقدیر پر یہ آیت کریمہ مکی ہوگی۔

ایک قول یہ ہے کہ مشرکین نے کہا تھا کہ قرآن اور جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وسلم لاتے ہیں عنقریب تمام ہو جائے گا پھر قصہ ختم اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں ارشاد فرمایا۔ آگے ارشاد ہے:

مَا خَلْقُكُمْ وَلَا بَعْثُكُمْ إِلَّا كَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ۗ إِنَّ اللّٰهَ سَمِيعٌۢ بَصِيرٌ ﴿٢٨﴾

تم سب کا پیدا کرنا اور قیامت کے دن اٹھانا ایسا ہے جیسا ایک جان کا بنانا بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ پر کچھ مشکل نہیں اس کی قدرت یہ ہے کہ ایک کن سے سب کچھ پیدا کر دے۔

أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَجْرِيٓ إِلَىٰٓ أَجَلٍ مُّسَمًّى وَّأَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿٢٩﴾

کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ رات لاتا ہے دن کے حصے میں اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں اور اس نے سورج اور چاند مسخر کئے ہر ایک ایک مقررہ وقت اور میعاد تک چلتا ہے اور بے شک اللہ تمہارے کاموں سے خبردار ہے۔

یعنی رات دن اور چاند سورج کی رفتار ایک کی گھٹا کر دوسرے میں بڑھاتا ہے جس سے رات دن چھوٹے بڑے ہوتے ہیں اور پھر انہیں ایک معین وقت میں مسخر کیا جس کے ذریعہ تم لیل ونہار کے حساب رکھتے ہو۔ اور یہ سب ایک مقررہ مدت قیامت تک یہ نظام ہے اور وہ تمہارے ہر فعل سے خبردار ہے یہ سب مظاہر قدرت ہیں۔

ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٣٠﴾

اس لئے کہ (تم سمجھ سکو) کہ اللہ ہی حق ہے (اور وہی قادر علی الاطلاق ہے اور وہی مستحق عبادت ہے) اور اس کے سوا تم جسے پوجتے ہو وہ باطل ہے (اور فنا ہونے والا ان میں سے کوئی مستحق عبادت نہیں) اور بے شک اللہ ہی بلند و بڑائی والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔سورۃ لقمان۔پ ۲۱

أَلَمْ تَرَوْا أَنَّ اللّٰهَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَأَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً ۗ

کیا نہیں دیکھتے کہ اللہ نے تمہارے لئے مسخر کئے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور پورا کیا تم پر اپنی نعمتوں کو ظاہری طور پر اور باطنی طریقہ سے۔

Marfat.com

سورۂ لقمان سے قبل جو مشرکین سے مخاطبہ تھا اور جس طرح توبیخاً انہیں ان کے اصرار شرک پر ارشاد تھا وہی بیان پھر شروع فرمایا تاکہ دلائل توحید اور واضح ہوں۔

سَخَّرَ لَكُمْ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ تسخیر سے ہے اور تسخیر کے معنی راغب رحمہ اللہ یہ کرتے ہیں کہ وہ کسی شے پر ایسا قبضہ ہونا ہے جو اپنی غرض مخصوص پر کامیاب کردے قہراً ہو یا انقیاداً۔

اور ارشاد العقل السلیم میں اس کے معنی یہ ہیں: اَلْمُرَادُ بِهٖ اِمَّا جَعْلُ الْمُسَخَّرِ بِحَيْثُ يَنْفَعُ الْمُسَخَّرَ لَهٗ اَعَمُّ مِنْ اَنْ يَّكُوْنَ مُنْقَادًا لَّهٗ يَتَصَرَّفُ فِيْهِ كَيْفَ يَشَاءُ وَيَسْتَعْمِلُهٗ كَيْفَ يُرِيْدُ كَعَامَّةِ مَا فِي الْاَرْضِ مِنَ الْاَشْيَاءِ الْمُسَخَّرَةِ لِلْاِنْسَانِ الْمُسْتَعْمَلَةِ لَهٗ مِنَ الْجَمَادِ وَالْحَيْوَانِ اَوْ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ بَلْ يَكُوْنُ سَبَبًا لِحُصُوْلِ مُرَادِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ دَخْلٌ فِيْ اِسْتِعْمَالِهٖ كَجَمِيْعِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ مِنَ الْاَشْيَآءِ الَّتِيْ نِيْطَتْ بِهَا مَصَالِحُ الْعِبَادِ مَعَاشًا اَوْ مَعَادًا۔

اور لَكُمْ کے معنی یہ ہیں: اَیْ لِاَجْلِكُمْ فَاِنَّ جَمِيْعَ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مِنَ الْكَائِنَاتِ مُسَخَّرَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى مُسْتَتْبِعٌ لِمَنَافِعِ الْخَلْقِ وَمَا يَسْتَعْمِلُهُ الْاِنْسَانُ حَسْبَمَا يَشَاءُ۔

اَسْبَغَ۔ اَیْ اَتَمَّ وَ اَوْسَعَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ۔ اَسْبَغَ۔ کے معنی ہیں بھرپور اور واسع طور پر اپنی نعمتیں تمہیں عطا کیں اور نعم جمع نعمت کی ہے۔

ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً۔ یعنی محسوس طریقہ سے اور عقل میں آنے والی صورت سے اور غیر محسوس طریقہ سے۔

وَ عَنْ مُجَاهِدٍ اَلنِّعْمَةُ الظَّاهِرَةُ ظُهُوْرُ الْاِسْلَامِ وَالنُّصْرَةُ عَلَى الْاَعْدَآءِ۔ نعمت ظاہرہ غلبۂ اسلام اور دشمن پر مدد ملنا ہے۔

اور نعمت باطنہ اَلْاِمْدَادُ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ نعمت باطنی ملائکہ علیہم السلام کے ذریعہ مدد ہے۔

وَ عَنِ الضَّحَّاكِ اَلظَّاهِرَةُ حُسْنُ الصُّوْرَةِ وَامْتِدَادُ الْقَامَةِ وَتَسْوِيَةُ الْاَعْضَاءِ۔ نعمت ظاہری اچھی صورت ملنا، قد و قامت عطا ہونا اعضاء کا مناسب عطا ہونا ہے۔

وَالْبَاطِنَةُ الْقَلْبُ وَالْعَقْلُ وَالْفَهْمُ۔ اور نعمت باطنی قلب اور عقل اور سمجھ کا عطا ہونا ہے۔

ایک قول یہ ہے: اَلظَّاهِرَةُ نِعَمُ الدُّنْيَا وَالْبَاطِنَةُ نِعَمُ الْاٰخِرَةِ۔ ظاہری نعمت دنیا کے لذائذ ہیں اور باطنی آخرت کے انعامات۔

ایک قول یہ ہے: اَلظَّاهِرَةُ نَحْوُ اِرْسَالِ الرُّسُلِ وَاِنْزَالِ الْكُتُبِ وَالتَّوْفِيْقِ لِقَبُوْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِتْيَانِ بِهٖ وَالثَّبَاتِ عَلٰى قَدَمِ الصِّدْقِ وَ لُزُوْمِ الْعُبُوْدِيَّةِ۔ نعمت ظاہری رسولوں کا بھیجنا کتب سماوی کا نازل کرنا ان کے قبول کی توفیق دینا ان کی اطاعت پر آکر ثابت قدم رہنا اور اپنی عبودیت کو لازم جاننا ہے۔

اور باطنی نعمت یہ ہے کہ ارواح پر نور لم یزلی کا ورود ہونا اور نور النور کا ظہور۔

اَخْرَجَ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِ الْاِيْمَانِ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً قَالَ هٰذِهٖ مِنْ كُنُوْزِ عِلْمِيْ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

Marfat.com

عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ:

اَمَّا الظَّاهِرَۃُ فَمَا سَوّٰی مِنْ خَلْقِکَ وَاَمَّا الْبَاطِنَۃُ فَمَا سَتَرَ مِنْ عَوْرَتِکَ وَلَوْ اَبْدَاھَا لَقَلَاکَ اَھْلُکَ فَمَنْ سِوَاھُمْ۔

اور بروایت ابن مردویہ اور دیلمی اور بیہقی اور ابن النجار ابن عباس سے ہے کہ اَنَّهٗ قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ وَاَسْبَغَ عَلَیْكُمْ نِعَمَهٗ الخ قَالَ اَمَّا الظَّاهِرَۃُ فَالْاِسْلَامُ وَ مَا سَوّٰی مِنْ خَلْقِکَ وَمَا اَسْبَغَ مِنْ اَرْزَقِهٖ وَالْبَاطِنَۃُ فَمَا سَتَرَ مِنْ مَسَاوِیْ عَمَلِکَ۔

اقوال مذکورہ کی وضاحت جو بعض حدیثوں سے ملتی ہے وہ ابن ابی حاتم اور بیہقی مقاتل وغیرہ سے یہی ہے کہ نعمت ظاہرہ اسلام ہے اور نعمت باطنہ یہ ہے کہ وہ ستار العیوب ہمارے معاصی کا ستر فرماتا ہے۔

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ یُّجَادِلُ فِی اللّٰهِ بِغَیْرِ عِلْمٍ وَّلَا هُدًى وَّلَا كِتٰبٍ مُّنِیْرٍ ﴿۲۰﴾

اور بعض آدمی وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں بلا علم و عقل اور بلا دلیل کتاب منیر جھگڑتے ہیں۔

یعنی بعض آدمیوں سے مراد وہ انسان نما حیوان نضر بن حارث اور ابی بن خلف ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جھگڑتے تھے توحید اور صفات الٰہی میں جہالت سے انہیں نہ علم تھا نہ عقل اور نہ کوئی کتاب روشن جس سے دلیل پیش کرتے بلکہ

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ

جب ان سے کہا جائے کہ اللہ کے نازل کئے کی پیروی کرو تو بولتے ہیں ہم تو اسی کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔

اس کا جواب ارشاد ہے:

اَوَلَوْ كَانَ الشَّیْطٰنُ یَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۲۱﴾

اگرچہ تمہارے باپ دادا کو شیطان جہنم کی طرف ہی کیوں نہ بلاتا ہو۔

مگر تم ایسے اندھے مقلد ہو کہ بغیر سوچے سمجھے اسی جہالت کے گڑھے میں جاؤ گے۔ ایسے ہی توبیخاً دوسری جگہ ارشاد ہوا:

اَوَلَوْ كَانَ اٰبَآؤُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَهْتَدُوْنَ۔ یہ مشرکین کے اس بیان کا رد ہے جو انہوں نے کہا تھا بَلْ نَتَّبِعُ مَا اَلْفَیْنَا عَلَیْهِ اٰبَآءَنَا ؕ۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَمَنْ یُّسْلِمْ وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾

اور جو اپنے کو سپرد کر دے اللہ تعالیٰ کی طرف اور ہو وہ نیک نیت نیکوکار تو یقیناً اس نے تھام لی مضبوط رسی دین کی اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف تمام عملوں کا انجام ہے۔

وَمَنْ یُّسْلِمْ۔ کے معنی ہیں: بِاَنْ فَوَّضَ اِلَیْهِ تَعَالٰی جَمِیْعَ اُمُوْرِهٖ وَاَقْبَلَ عَلَیْهِ سُبْحَانَهٗ بِقَلْبِهٖ وَقَالِبِهٖ فَالْاِسْلَامُ كَالتَّسْلِیْمِ وَالتَّفْوِیْضِ۔ یعنی ایسا جھکے کہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سونپ دے اور اس کی طرف قلب اور قالب یعنی جسم سے متوجہ ہو جائے تو اس کا اسلام صحیح اسلام ہے۔

وَجْهَهٗۤ اِلَى اللّٰهِ۔ سے مراد اپنی ذات ہے یعنی جس کا وجود دل اور جسم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف جھک گیا۔

Marfat.com

وَهُوَ مُحْسِنٌ۔ واو حالیہ ہے یعنی دراں حالیکہ وہ محسن یعنی نیکوکار رہوا اپنے عمل میں۔
تو بے شک اس نے تھامی رسی اللہ کے دین کی۔
فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ؕ۔ تَعَلَّقَ ثُمَّ تَعَلَّقَ بِاَوْثَقِ مَا يَتَعَلَّقُ بِهٖ مِنَ الْاَسْبَابِ۔ وہ مضبوطی سے متعلق ہوگیا اللہ کے ساتھ۔

آگے فرماتے ہیں: هٰذَا تَشْبِيْهٌ مُرَكَّبٌ حَيْثُ شَبَّهَ حَالَ الْمُتَوَكِّلِ عَلَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ الْمُفَوِّضِ اِلَيْهِ اُمُوْرَهٗ كُلَّهَا الْمُحْسِنِ فِيْ اَعْمَالِهٖ كَمَنْ تَرَقّٰى فِيْ جَبَلٍ شَاهِقٍ اَوْ تَدَلّٰى مِنْهُ فَتَمَسَّكَ بِاَوْثَقِ عُرْوَةٍ مِنْ حَبْلٍ مَّتِيْنٍ مَّامُوْنِ الْقَطَاعَةِ۔

گویا یہ ایسی تشبیہ ہے جو مرکب ہے جو متوکل علی اللہ کے حال پر پوری صادق آتی ہے یعنی جس نے اپنے تمام امور اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیئے اور وہ محسن یعنی مخلص ہے اپنے اعمال میں اس جیسا ہے جو بلند پہاڑ پر چڑھنا اترنا بھی اسی کے بھروسہ پر رکھتا ہے تو یقیناً اس نے مضبوط رسی اللہ عزوجل کی تھام لی جو منقطع ہونے سے مامون و محفوظ ہے۔

وَاِلَى اللّٰهِ عَاقِبَةُ الْاُمُوْرِ ۝۲۲ ۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ ہر کام کا انجام اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے۔
الْاُمُوْرِ۔ میں جو الف لام ہے وہ استغراقی ہے۔ یعنی انسان کا کوئی فعل ایسا نہیں جس کا انجام اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں نہیں۔

اس کے بعد کفار کی سرکشی پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی فرمائی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:
وَمَنْ كَفَرَ فَلَا يَحْزُنْكَ كُفْرُهٗ ؕ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۳
اور جو کفر کرتے ہیں تو آپ کو ان کا کفر غمگین نہ کرے۔ انہیں سب کو ہماری ہی طرف آنا ہے تو ہم انہیں ان کے عملوں کا بدلہ دے کر بتا دیں گے۔

آلوسی رحمہ اللہ اسی مفہوم کو اس طرح فرماتے ہیں: اَیْ فَلَا یَهُمَّنَّکَ ذَالِکَ اِلَيْنَا لَا اِلٰى غَيْرِنَا مَرْجِعُهُمْ رُجُوْعُهُمْ بِالْبَعْثِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَنُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا اَیْ بِعَمَلِهِمْ اَوْ بِالَّذِیْ عَمِلُوْهُ فِی الدُّنْيَا مِنَ الْكُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ بِالْعَذَابِ وَالْعِقَابِ۔

وَ قِيْلَ اِلَيْنَا مَرْجِعُهُمْ فِی الدَّارَيْنِ فَنُجَازِيْهِمْ بِالْاِهْلَاکِ وَالتَّعْذِيْبِ۔ ایک قول یہ ہے کہ ہماری طرف انہیں لوٹ کر آنا ہے تو ہم بدلہ دیں گے ان کے عملوں کا ہلاک کر کے یا عذاب میں مبتلا کر کے۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۲۳ ۔ بے شک اللہ جانتا ہے ان کے دلوں کا حال۔
لِاَنَّهٗ عَزَّوَجَلَّ عَلِيْمٌ بِالضَّمَائِرِ فَمَاظَنُّکَ بِغَيْرِهَا۔
نُمَتِّعُهُمْ قَلِيْلًا۔ برائے چندے انہیں ہم مہلت دیتے ہیں۔
يَعْنِیْ تَمْتِيْعًا قَلِيْلًا اَوْ زَمَانًا قَلِيْلًا۔ چند دن انہیں دنیا میں لذائذ دنیا سے متمتع کرتے ہیں۔
ثُمَّ نَضْطَرُّهُمْ اِلٰى عَذَابٍ غَلِيْظٍ ۝۲۴ ۔ پھر ہم انہیں اضطرار کی حالت میں سخت عذاب میں ڈالیں گے۔
وَالْمُرَادُ بِالْاِضْطِرَارِ اَیِ الْاِلْجَاءُ اِلْزَامِهِمْ ذٰلِکَ الْعَذَابِ الشَّدِيْدِ۔ اضطرار سے یہ مراد ہے کہ ان کی

بداعمالیاں ان پر ثابت کر کے انہیں ایسے عذاب میں مبتلا کریں گے اَلَّذِیْ لَا یَقْدِرُ عَلَی الْاِنْفِکَاکِ مِمَّا اُلْجِیَ اِلَیْہِ۔ جس سے ان کا بچنا ممکن ہی نہ ہو اور وہ اس سے علیحدہ ہونے کی قدرت ہی نہ رکھیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے جس سے اضطرار کا مفہوم واضح ہوتا ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ فِی الْاِنْتِصَافِ تَفْسِیْرُ ھٰذَا الْاِضْطِرَارِ مَا فِی الْحَدِیْثِ مِنَ الْھَمِّ لِشِدَّۃِ مَا یُکَابِدُوْنَ مِنَ النَّارِ یَطْلُبُوْنَ الْبَرْدَ فَیُرْسَلُ عَلَیْھِمُ الزَّمْھَرِیْرُ فَیَکُوْنُ اَشَدُّ عَلَیْھِمْ مِنَ اللَّھَبِ فَیَتَمَنَّوْنَ عَوْدَ اللَّھَبِ اِضْطِرَارًا فَھُوَ اِخْتِیَارٌ عَنْ اِضْطِرَارٍ – وَ بِاَذْیَالِ ھٰذِہِ الْبَلَاغَۃِ تَعَلَّقَ الْکُنْدِیُّ حَیْثُ قَالَ۔

یَرَوْنَ الْمَوْتَ قُدَّامًا وَ خَلْفًا فَیَخْتَارُوْنَ وَالْمَوْتُ اِضْطِرَارٌ

یعنی اضطرار اس حال کو کہتے ہیں کہ جہنمی جب آگ سے گھبرا جائیں اور ان کے کلیجے بھن جائیں تو وہ ٹھنڈک طلب کریں تو ان پر زمہریر ڈالا جائے تا کہ حرارت سے اشد برودت محسوس کریں تو وہ پھر اسی آگ کی تمنا کریں یہ ہے اضطرار کا مفہوم اسے کندی نے بلاغت کلام سے بیان کیا چنانچہ کہتا ہے:

دیکھیں گے جہنمی آگے پیچھے موت تو موت ہی اضطرار میں اختیار کریں گے۔

لیکن قرآن کریم میں ارشاد ہے: ثُمَّ لَا یَمُوْتُ فِیْھَا وَلَا یَحْیٰی۔

آگے پھر اپنی شان قدرت پر مشرکوں کا اعتراف جبلی ظاہر کیا گیا۔

وَلَئِنْ سَاَلْتَھُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰہُ ؕ قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ؕ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

اور جب ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو بنایا تو ضرور کہیں گے اللہ نے فرما دیجئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

یعنی کوئی مشرک بت پرست اس عقیدہ سے منکر نہیں سب اس بات کو مانتے ہیں کہ آسمان اور زمین کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے لیکن اپنی جہالت سے غیر کے پجاری بنے ہوئے ہیں تو اے محبوب!

قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ ؕ بَلْ اَکْثَرُھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۵﴾

فرما دیجئے کہ سب تعریف اللہ تعالیٰ کو ہے بلکہ اکثر ان کے جہالت میں ہیں۔ پھر ارشاد ہے:

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ ھُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۶﴾

اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک اللہ بے نیاز حمد کیا گیا ہے۔

یعنی سب کائنات بنانے اور اس میں ہر قسم کا تصرف فرمانے میں سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی مختار و مجاز نہیں تو اسی وجہ میں اس کے سوا کوئی مستحق عبادت بھی نہیں اور اسی وجہ میں اس کا شریک محال ہے اور وہ غنی اور ہر شے سے بے پروا ہے۔ اور وہی مستحق حمد کامل ہے۔

حمید کی مزید تفسیر روح المعانی میں یہ ہے جو نہایت ہی جامع ہے: اَلْمُسْتَحِقُّ لِلْحَمْدِ وَاِنْ لَّمْ یَحْمَدْہُ جَلَّ وَعَلَا اَحَدٌ اَوِ الْمَحْمُوْدُ بِالْفِعْلِ یَحْمَدُہٗ کُلُّ مَخْلُوْقٍ بِلِسَانِ الْحَالِ۔ مستحق حمد وہ ایسا ہے کہ اگرچہ اس کی حمد کوئی بھی نہ کرے تو وہ پھر بھی محمود بالفعل ہے اور مخلوق کا ذرہ ذرہ زبان حال سے اس کی حمد میں رطب اللسان ہے:

ہر گیاہے کہ از زمیں روید　　وحدہ لا شریک لہ گوید

اور کسی نے کہا

برگ درختاں سبز در نظر ہوشیار　　ہر ورق دفتریست از معرفت کردگار

اور ابن الصلت رحمہ اللہ کی زبان سے بھی یہی نکلا:

وَ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ　　تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

اب مشرکین کے سرغنے اور یہودیوں کے علماء کا ایک خاص اعتراض تھا اس کے جواب کی طرف رجوع فرمایا گیا۔

چنانچہ شان نزول آیہ کریمہ سے پتہ چلتا ہے جیسے ابن جریر رحمہ اللہ عکرمہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:

قَالَ سَاَلَ اَهْلُ الْكِتَابِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الرُّوْحِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّيْ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔ اہل کتاب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روح کے متعلق سوال کیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور آپ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں فرما دیجئے روح میرے رب کے امر سے ہے اور تمہیں علموں میں سے تھوڑا سا دیا گیا ہے۔ یہ سن کر یہود بارگاہ رسالت میں حیی بن اخطب کو لے کر آئے۔

اس نے عرض کیا: تَزْعَمُ اِنَّا لَمْ نُوْتَ مِنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا وَقَدْ اُوْتِيْنَا التَّوْرَاةَ وَهِيَ الْحِكْمَةُ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا۔ حیی بن اخطب نے عرض کیا حضور آپ کا یہ دعویٰ ہے کہ ہمیں جو علم دیا گیا ہے وہ تھوڑا ہے اور ہمیں توریت ملی جو حکمت ہی حکمت ہے اور جسے حکمت مل گئی اسے خیر کثیر عطا ہو گئی تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ ؕ

اور اگر جو کچھ زمین میں درخت ہیں سب قلم ہوں اور دریا اس کی سیاہی اور اس کے بعد ساتوں دریا بھی ہوں تو اللہ کے کلمات ختم نہ ہوں۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے کلمات اس قدر غیر متناہی ہیں کہ ساتوں دریا سیاہی بن جائیں اور دنیا کے تمام درخت قلم ہو جائیں تب بھی وہ ختم نہ ہوں۔

وَالْمُرَادُ بِكَلِمَاتِهٖ تَعَالٰى كَلِمَاتُ عِلْمِهٖ سُبْحَانَهٗ وَحِكْمَتِهٖ جَلَّ شَانُهٗ۔ اور کلمات اللہ سے مراد علم سبحانہ و تعالیٰ ہے اور حکمت الٰہی عزوجل ہے۔

ایک روایت یہ ہے کہ قریش کا ایک وفد مدینہ گیا اور اس نے یہود کا یہ سوال پیش کیا تو اس سے یہ آیت کریمہ مکی ثابت ہوتی ہے۔

پہلی روایت کے ماتحت یہ آیت کریمہ مدنی معلوم ہوتی ہے۔

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهٗ نَزَلَ بِمَكَّةَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَيَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ فَلَمَّا هَاجَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَتَاهُ اَحْبَارُ الْيَهُوْدِ فَقَالُوْا بَلَغَنَا اَنَّكَ تَقُوْلُ وَمَاۤ اُوْتِيْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِيْلًا۔

اَفَعَنَيْتَنَا اَمْ قَوْمَكَ؟ فَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلًّا عَنَيْتُ – فَقَالُوْا اَلَسْتَ تَتْلُوْا فِيْمَا

Marfat.com

جَاءَکَ اِنَّا اُوْتِیْنَا التَّوْرَاۃَ وَ فِیْهَا عِلْمُ کُلِّ شَیْءٍ فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ هُوَ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ قَلِیْلٌ وَقَدْ اٰتَاکُمْ مَا اِنْ عَمِلْتُمْ بِهٖ نَجَوْتُمْ۔

ایک روایت میں ہے کہ آیہ وَ یَسْـَٔلُوْنَکَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ وَ مَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا۔ مکہ میں نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے آئے تو احبار یہود حاضر ہوئے اور کہنے لگے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ وَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلًا فرماتے ہیں یعنی تم علم نہیں دیئے گئے مگر تھوڑا تو اس سے آپ کی مراد اپنی قوم سے ہے یا ہم سے؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس سے میری مراد تم اور میری قوم سب ہیں۔

تو وہ کہنے لگے کیا آپ نے اپنے قرآن میں یہ نہ پڑھا کہ ہمیں توریت عطا ہوئی اور اس میں تمام اشیاء کا علم ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ علم اللہ کے علم میں کم ہے اور تمہیں جو دیا تو وہ اتنا ہے کہ اگر تم اس پر عمل کرتے نجات پا جاتے۔

قَالُوْا یَا مُحَمَّدُ کَیْفَ تَزْعَمُ هٰذَا وَاَنْتَ تَقُوْلُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا - فَکَیْفَ یَجْتَمِعُ۔ احبار یہود بولے، یہ آپ کا دعویٰ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے جبکہ آپ یہ بھی کہتے ہیں: مَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَةَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا۔ جسے حکمت دی گئی بے شک اسے خیر کثیر دے دی گئی۔ تو یہ دونوں باتیں کیسے جمع ہوں گی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: هٰذَا عِلْمٌ قَلِیْلٌ وَ خَیْرٌ کَثِیْرٌ۔ یہ علم کے اعتبار سے قلیل ہے اور خیر کے اعتبار سے کثیر ہے۔ اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ مشرکین مکہ کا یہ گمان باطل تھا کہ کلام اللہ اب ختم ہو جائے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بھی ختم ہو جائے گی اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اس آیت کریمہ میں جس کے اندر روح کا جواب دیا گیا اس میں یہ بھی بتا دیا کہ عالم دو قسم کے ہیں:

ایک عالم امر۔

دوسرا عالم کون۔

عالم کون میں نشو و نما ترقی و تنزل تغیر و تبدل سب کچھ ہے جیسے انسان حیوان چرند پرند وغیرہ اور عالم امر میں نشو و نما تنزل و تغیر نہیں اس میں ابدیت ہے جیسے آسمان زمین چاند سورج سیارہ روح کہ ان کی ایک حالت رہتی ہے اسے ابدیت حاصل ہے۔

چنانچہ موت کا طیران بھی روح پر نہیں ہوتا بلکہ اجسام تک محدود رہتا ہے۔ روح کا صرف انتقال من المکان الی المکان ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

مَا خَلْقُکُمْ وَلَا بَعْثُکُمْ اِلَّا کَنَفْسٍ وَّاحِدَةٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۸﴾

نہیں تمہارا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا مگر ایسا جیسے ایک جان کا پیدا کرنا اور اٹھانا بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ، پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا سب کا ایسا ہی آسان ہے جیسے ایک جان کا پیدا کرنا اور مرنے کے بعد اٹھانا اس لئے کہ اس کی قدرت کمال یہ ہے کہ لفظ کن فرما کر سب پیدا کر دے اور لم تکن فرما کر سب کو فنا کر دے وہ سمیع مطلق ہے ہر مسموعات کا سننے والے اور بصیر مطلق ہے کہ سب مبصرات اس کی نظر میں ہیں۔

یہ جواب ہے مشرکین کا جبکہ انہوں نے دین پر طعن کر کے کہا: وَاَسِرُّوْا قَوْلَکُمْ لِئَلَّا یَسْمَعَ اِلٰهُ مُحَمَّدٍ۔ اپنی

Marfat.com

باتیں مخفی رکھو کہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خدانہ سن لے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا: وَاَسِرُّوْا قَوْلَكُمْ اَوِاجْهَرُوْا بِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ

وَ عَنْ مُقَاتِلٍ اَنَّ كُفَّارَ قُرَيْشٍ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَنَا اَطْوَارًا نُطْفَةً عَلَقَةً مُضْغَةً لَحْمًا فَكَيْفَ يَبْعَثُنَا خَلْقًا جَدِيْدًا فِيْ سَاعَةٍ وَّاحِدَةٍ فَنَزَلَتْ۔ مقاتل سے ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چار طور پر پیدا کر کے انسان بنایا۔ اول نطفہ، پھر علقہ، پھر مضغہ، پھر تخم تو اب جب ہم خاک ہو جائیں گے تو یہ چاروں کیفیات ایک آن واحد میں کیسے بدلیں گی۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں یہ بھی بتایا کہ تمہاری پیدائش اور بعث بعد الموت ہمارے لئے آسان ہے اور انہوں نے جو کہا تھا کہ ان باتوں کو مخفی رکھو کہیں الہ محمد نہ سن لے اس کا جواب بھی دے دیا کہ اِنَّهٗ تَعَالٰى سَمِيْعٌ بِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ بَصِيْرٌ بِمَا يُضْمِرُوْنَهٗ۔ وہ سمیع تمہارے خفیہ علانیہ اقوال کا ہے اور جو کچھ تم دل میں چھپائے ہوئے ہو اس کا بھی دیکھنے والا ہے۔

اس کے بعد اَلَمْ تَرَ فرما کر سید المخاطبین سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطبہ ہوا ہے یا عام خطاب ہے اسے جس میں بھی صلاحیت ہو خطاب کی اَلَمْ تَرَ بمعنی اَلَمْ تَعْلَمْ ارشاد ہے کہ

اَنَّ اللّٰهَ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِى النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيْلِ

اِيْلَاج۔ عربی میں داخل کرنے کو کہتے ہیں تو یہ معنی ہوئے:

بے شک اللہ داخل کرتا ہے رات کو دن میں اور داخل فرماتا ہے دن کو رات میں۔

آیہ کریمہ میں رات کو دن پر مقدم فرمانے کی حکمت علامہ آلوسی رحمہ اللہ یہ بتاتے ہیں: وَ قَدَّمَ اللَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ لِمُنَاسَبَتِهٖ لِعَالَمِ الْاِمْكَانِ الْمُظْلِمِ مِنْ حَيْثُ اِمْكَانِهِ الذَّاتِيْ۔ رات کو دن پر مقدم کرنا مناسبت عالم امکان سے کہ وہ امکان ذاتی میں مظلم تھا۔

وَ فِيْ بَعْضِ الْاٰثَارِ كَانَ الْعَالَمُ فِيْ ظُلْمَةٍ فَرَشَّ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ مِّنْ نُّوْرِهٖ۔ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ عالم ظلمت میں تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنا نور اس پر چھڑکا تو اس وجہ میں اصل ظلمت کو روشنی پر مقدم فرمایا۔

وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْۤ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى وَّاَنَّ اللّٰهَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿٢٩﴾

اور مسخر کیا سورج اور چاند ہر ایک اپنی معینہ مدت میں چل رہے ہیں ایک مقررہ مدت تک اور اللہ تعالیٰ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

یعنی ان میں شان ابدیت ہے یہ بالاستمرار مقررہ مدت قیامت تک یکساں چلتے رہیں گے اور وہ چونکہ واجب الوجود بناء بریں وہ تمہارے ہر قسم کے اعمال سے خبردار ہے۔

ذٰلِكَ بِاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَاَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿٣٠﴾

یہ اس لئے کہ تمہیں ثابت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ ہی حق ہے اور اس لئے کہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ جسے اس کے سوا پوجتے ہو باطل ہے اور اس لئے کہ تم سمجھ لو کہ بے شک اللہ ہی بلند اور سب سے بڑا ہے۔

آیہ کریمہ میں تین باتیں الوہیت شان پر واضح فرمائیں۔

Marfat.com

اول هُوَالْحَقُّ۔ یعنی وہی حق اور واجب الوجود ہے۔

دوسرے اَنَّ مَایَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الْبَاطِلُ۔ اور جسے تم الٰہ مانتے ہو وہ معدوم فی حد ذاتہ ہے اور وہ ممکنات سے ہے اور معدوم فی حد ذاتہ اور ممکن فی الوجود واجب الوجود نہیں ہوسکتا تو اللہ تعالیٰ ہی واجب الوجود اور قدیم ازلی سرمدی ہے۔

تیسرے وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَالْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ۔ یہ وہی اللہ تعالیٰ ہے جو تمام اشیاء سے بلند اور سب سے بڑا ہے تو اس کے سوا کوئی متصف بصفات الوہیت نہیں ہوسکتا۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں:

وَوَجْهُ سَبَبِيَّةِ الْاُوْلٰى لِمَا ذُكِرَ اَنَّ كَوْنَهٗ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ فِيْ حَدِّ ذَاتِهٖ يَسْتَلْزِمُ اَنْ يَكُوْنَ هُوَ سُبْحَانَهٗ وَحْدَهُ الْمُوْجِدُ لِسَآئِرِ الْمَصْنُوْعَاتِ الْبَدِيْعَةِ الشَّانِ فَيَدُلُّ عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَحْدَهٗ وَالْاِيْجَابُ قَدْ اَبْطَلَ الْاُصُوْلَ وَمَنْ صَدَرَتْ عَنْهُ جَمِيْعُ هَاتِيْكَ الْمَصْنُوْعَاتِ لَا بُدَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ كَامِلَ الْعِلْمِ عَلٰى مَا بُيِّنَ فِي الْكَلَامِ۔

وَوَجْهُ سَبَبِيَّةِ الثَّالِثِ لِذٰلِكَ اَنَّ كَوْنَهٗ تَعَالٰى وَحْدَهٗ عَلِيًّا عَلٰى جَمِيْعِ الْاَشْيَآءِ مُتَسَلِّطٌ عَلَيْهَا مُتَنَزِّهًا عَنْ اَنْ يَكُوْنَ لَهٗ سُبْحٰنَهٗ شَرِيْكٌ اَوْ يُتَّصَفُ بِنَقْصٍ عَزَّوَجَلَّ يَسْتَلْزِمُ كَوْنُهٗ تَعَالٰى وَحْدَهٗ وَاجِبُ الْوُجُوْدِ فِيْ ذَاتِهٖ وَقَدْ سَمِعْتُ الْكَلَامَ فِيْهِ۔

چنانچہ لبید رحمہ اللہ نے بھی یہی شان الوہیت مانی

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللّٰهِ بَاطِلٌ وَ كُلُّ نَعِيْمٍ لَّا مُحَالَةَ زَائِلٌ

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع – سورۃ لقمان – پ ۲۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ دکھائے وہ تمہیں اپنی کچھ نشانیاں بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے

وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَ مَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

اور جب انہیں گھیر لیتی ہے کوئی موج مثل پہاڑوں کے تو اللہ کو ہی خالص عقیدہ سے پکارتے ہیں تو جب انہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو ان میں سے کوئی اعتدال پر رہتا ہے اور نہ انکار کرے گا ہماری آیتوں کا مگر وہی جو بڑا انہونا ناشکرا ہے

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۫ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ٚ وَ لَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ

اے لوگو ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن کا جس میں کوئی باپ اپنی اولاد کے کام نہ آئے اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو نفع دے سکے بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں زندگی دنیا کی اور نہ دھوکہ دے تمہیں کوئی

Marfat.com

الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ — اللہ کے حلم پر بڑا فریبی

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ ۚ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ؕ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾

بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت اور اتارتا ہے وہی بارش اور جانتا ہے جو کچھ ماں کے پیٹ میں ہے اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کل کیا کرے گی اور نہیں جانتی کوئی جان کہ کس زمین میں مرے گی بے شک اللہ جاننے والے بتانے والا ہے

حل لغات چوتھا رکوع — سورۃ لقمان — پ ۲۱

اَ۔کیا	لَمْ۔نہ	تَرَ۔دیکھا تو نے کہ	اَنَّ۔بے شک
الْفُلْكَ۔کشتیاں	تَجْرِیْ۔چلتی ہیں	فِی۔بیچ	الْبَحْرِ۔دریا کے
بِنِعْمَتِ۔احسان	اللّٰهِ۔خداوندی سے	لِیُرِیَكُمْ۔تاکہ دکھائے تم کو	مِّنْ اٰیٰتِهٖ۔اپنے نشان
اِنَّ۔بے شک	فِیْ۔بیچ	ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشانیاں ہیں
لِّكُلِّ۔واسطے ہر ایک	صَبَّارٍ۔صبر کرنے والے	شَكُوْرٍ۔شکر گزار کے	وَ۔اور
اِذَا۔جب	غَشِیَهُمْ۔ڈھانپتی ہے ان کو	مَّوْجٌ۔موج	كَالظُّلَلِ۔مانند پہاڑوں کی
دَعَوُا۔تو پکارتے ہیں	اللّٰهَ۔اللہ کو	مُخْلِصِیْنَ۔خالص کر کے	لَهُ۔اس کے لئے
الدِّیْنَ۔دین	فَلَمَّا۔پھر جب	نَجّٰهُمْ۔نجات دیتا ہے	ان کو
اِلَی۔طرف	الْبَرِّ۔جنگل کی	فَمِنْهُمْ۔تو بعض ان سے	مُّقْتَصِدٌ۔میانہ رو ہیں
وَ۔اور	مَا۔نہیں	یَجْحَدُ۔انکار کرتا	بِاٰیٰتِنَاۤ۔ہماری آیتوں کا
اِلَّا۔مگر	كُلُّ۔ہر ایک	خَتَّارٍ۔بے وفا	كَفُوْرٍ۔ناشکرا
یٰۤاَیُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو	اتَّقُوْا۔ڈرو	رَبَّكُمْ۔اپنے رب سے
وَ۔اور	اخْشَوْا۔ڈرو	یَوْمًا۔اس دن سے کہ	لَّا۔نہ
یَجْزِیْ۔کام آئے گا	وَالِدٌ۔باپ	عَنْ وَّلَدِهٖ۔اپنے بیٹے کے	وَ۔اور
لَا۔نہ	مَوْلُوْدٌ۔بچہ	هُوَ۔وہ	جَازٍ۔کام آنے والا ہے
عَنْ وَّالِدِهٖ۔اپنے باپ کے	شَیْـًٔا۔کچھ بھی	اِنَّ۔بے شک	وَعْدَ۔وعدہ
اللّٰهِ۔اللہ کا	حَقٌّ۔سچا ہے	فَلَا۔تو نہ	تَغُرَّنَّكُمُ۔دھوکہ دے تم کو
الْحَیٰوةُ۔زندگی	الدُّنْیَا۔دنیا کی	وَ۔اور	لَا۔نہ
یَغُرَّنَّكُمْ۔دھوکہ دے تم کو	بِاللّٰهِ۔اللہ کے متعلق	الْغَرُوْرُ۔دھوکے باز	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	عِنْدَهٗ۔اس کے پاس ہے	عِلْمُ۔علم	السَّاعَةِ۔قیامت کا
وَ۔اور	یُنَزِّلُ۔اتارتا ہے	الْغَیْثَ۔بارش	وَ۔اور

Marfat.com

يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	فِي۔ بیچ	الْاَرْحَامِ۔ رحموں کے ہے
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	تَدْرِيْ۔ جانتا	نَفْسٌ۔ کوئی آدمی
مَّاذَا۔ کیا	تَكْسِبُ۔ کرے گا	غَدًا۔ کل	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	تَدْرِيْ۔ جانتا	نَفْسٌ۔ کوئی آدمی	بِاَيِّ۔ کون سی
اَرْضٍ۔ زمین میں	تَمُوْتُ۔ مرے گا	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
عَلِيْمٌ۔ جاننے والا	خَبِيْرٌ۔ خبر والا ہے		

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔سورۃ لقمان۔پ ۲۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کے فضل سے تاکہ وہ تمہیں دکھائے اپنی نشانیاں بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے۔

نعمت اللہ سے مراد اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کا فضل واحسان ہے اور مِنْ اٰيٰتِهٖ سے قدرت کی کچھ نشانیاں دکھانا بحر و بر میں ظاہر ہے اور صَبَّارٍ سے مراد وہ ہے جو بلاؤں پر صبر کرے اور اللہ عزوجل کی نعمتوں کا شکر گزار ہو اور صبر و شکر دونوں صفتیں مومن کی ہیں تو شیون قدرت کا مشاہدہ مومن ہی کر سکتا ہے۔

وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

اور جب انہیں ڈھانپ لیتی ہیں موجیں مثل ابروں کے تو پکارتے ہیں اللہ کو خالص مخلص طریقہ سے۔

یعنی جب کفار پر دریا کی موجیں آتی ہیں اس وقت بت وغیرہ سب کو چھوڑ کر صرف اور صرف اللہ عزوجل کو ہی پکارتے ہیں اور اس کے حضور تضرع وزاری کرتے ہوئے اور اس سے الحاء و دعا کرتے ہیں اور ماسوی اللہ عزوجل کو بھول جاتے ہیں۔

فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ؕ وَمَا يَجْحَدُ بِاٰيٰتِنَآ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾

تو جب وہ انہیں نجات دیتا ہے خشکی کی طرف تو ان میں سے کوئی اعتدال پر رہتا ہے اور نہیں انکار کرتا ہماری آیتوں کا مگر ہر بڑا بے وفا ناشکرا۔

مُّقْتَصِدٌ اعتدال پسند کو کہتے ہیں یہاں اس کے یہ معنی ہیں کہ بعض تو اپنے ایمان واخلاص پر قائم رہتے ہیں اور کفر نہیں کرتے اور بعض ایسے ناشکرے بے وفا ہو۔ تے ہیں کہ خشکی پر آتے ہی پھر وہی نانہجاری اور بدکرداری پر اتر آتے ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

عکرمہ بن ابی جہل جس سال مکہ فتح ہوا تو وہ سمندر کی طرف بھاگ گئے وہاں انہیں باد مخالف نے گھیر لیا اور جان خطرے میں پڑ گئی تو عکرمہ نے کہا اگر اللہ مجھے اس خطرے سے نجات دے تو میں ضرور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت اسلام کروں گا چنانچہ فضل الٰہی ہوا۔ ہوا کا رخ بدل گیا آپ اس بلا سے نجات پاتے ہیں بارگاہ رسالت ﷺ میں حاضر آئے اور مخلصانہ ایمان لے آئے۔

اور بعض وہ تھے جنہوں نے حضرت عکرمہ کے ساتھ عہد کیا لیکن بعد میں اپنی اسی جہالت پر رہے تو یہ آیت کریمہ نازل

Marfat.com

ہوئی۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۖ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۳۳

اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن سے جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے اور نہ کوئی بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع پہنچا سکے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں زندگی دنیا کی اور نہ دھوکہ دے تمہیں اللہ کے حلم پر فریب کار۔

يَاَيُّهَا النَّاسُ میں اہل مکہ مخاطب ہیں انہیں فرمایا جاتا ہے کہ وہ دن قیامت کا ہے اس دن ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کی حمایت نہ کر سکے گا اور بیٹا باپ کی خدمت کرنے سے معذور ہوگا نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کی حمایت کر سکیں گے۔

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ۔ یہ وعدہ ضرور پورا ہوگا۔ اور بعث و حساب و جزا کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے تو دنیا کی فانی نعمتوں اور لذتوں کے دھوکہ میں نہ آنا اور ان پر اگر شیفتہ ہو گئے تو شیطان ایسا مفتری ہے کہ دور دراز کی امیدوں میں تمہیں معصیت شعار کر دے گا۔

اس کے بعد علم خمس والی آیہ کریمہ ہے جس کا شان نزول یہ ہے کہ

حارث بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا قیامت کب ہوگی۔

اور میں نے کھیتی بوئی ہے فرمائیں مینہ کب برسے گا۔

میری عورت حاملہ ہے بتائیں اس کے پیٹ میں کیا ہے، لڑکا ہے یا لڑکی۔

یہ بھی فرمائیں کل کیا ہوگا۔ اور میں کل کیا کروں گا۔

میں یہ جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا آپ مجھے فرمائیں کہ میں کہاں مروں گا۔

اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۳۴

بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا۔ اور برساتا ہے وہی مینہ۔ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی۔ بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

آیہ کریمہ میں حارث بن عمرو کے پانچوں سوالات کا صرف ایک ہی جواب دیا کہ کوئی نبی ولی غوث قطب ملائکہ بالذات کسی چیز کا علم نہیں رکھتے۔ اور جب یہ واضح ہے کہ ذاتی علم سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو حاصل نہیں تو حارث کا ہمارے حبیب ﷺ سے سوال کرنا محض بے معنی ہے۔

اگرچہ یہ ضروری ہے کہ جسے چاہے اللہ تعالیٰ اپنے نبی، ولی اور محبوبوں کو جب چاہے جتنا چاہے جیسے چاہے خبردار کر سکتا ہے اس لئے کہ وہ قادر علی الاطلاق ہے۔

چنانچہ حارث بن عمرو کو جواب دینے میں اس کی مسئولہ پانچ چیزوں کے متعلق فرما دیا کہ

قیامت کب ہوگی اسے اللہ عزوجل جانتا ہے۔

Marfat.com

بارش برسانے والا وہی ہے اس کے سوا کوئی نہیں برسا سکتا تو وہی اس کا وقت اور کمیت و کیفیت کو جانتا ہے۔
ماں کے رحم میں کیا ہے لڑکی ہے یا لڑکا اس کا علم ذاتی اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔
کل کیا ہوگا اور انسان کیا کمائے گا اس پر کیا گزرے گی یہ بھی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔
وہ کہاں اور کب اور کس زمین پر مرے گا کہاں دفن ہوگا یہ بھی علم الٰہی میں ہے اگرچہ مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ

دو چیز آدمی را کشد زور زور یکے آب و دانہ دوم خاک گور

اور مذکورہ علوم خمس اور اس کے علاوہ سب کچھ اللہ عزوجل کے ہی علم میں ہے اور وہی جانتا ہے اور وہی بندوں کو بتاتا ہے۔ چنانچہ سورۃ جن میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے بلا استثنٰی علوم خمس ارشاد فرمایا: عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ ہم ہی تمام غیوب کے عالم ہیں خواہ علوم خمس ہوں یا اس کے علاوہ اور ہم اپنے غیب کسی پر ظاہر نہیں کرتے مگر جس کے ساتھ راضی ہو جائیں اپنے رسولوں میں سے محبوبوں میں سے اسے بتا دیتے ہیں۔
تو خلاصہ مفہوم آیۂ کریمہ یہ نکلا کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اپنے محبوبوں مقربوں نبیوں رسولوں میں سے جسے پسند فرمالے اس کو بتانے پر قادر ہے۔
اس سے یہ عقیدہ مستنبط ہوا کہ علم غیب ذاتی اللہ تعالیٰ شانہ کے ساتھ خاص ہے۔ اور انبیاء اولیاء کو غیب کا علم بعطاء الٰہی بطریق معجزہ وکرامت عطا ہوتا ہے۔ اور بعطاء الٰہی کسی نبی ولی کو بطریق معجزہ وکرامت علم غیب ہونا اس اختصاص کے منافی نہیں اس پر آیات کثیرہ اور احادیث دلالت کرتی ہیں۔
چنانچہ بارش کے وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کو کیا کرنا ہے اور کہاں مرنا ہے ان امور کی خبریں بکثرت انبیاء واولیاء نے دی ہیں اور قرآن وحدیث میں وہ مذکور ہیں۔
حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم علیہ السلام کو فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ کی بشارت ملی۔
حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحیٰ علیہ السلام کی بشارت ملی: يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨاسْمُهٗ يَحْيٰى۔ سے قرآن کریم میں ثبوت موجود ہے۔
حضرت مریم علیہا السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ ۖ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا۔
تو ملائکہ علیہم السلام کو بھی ان چیزوں کا علم ہوتا ہے کہ فلاں حمل میں کیا ہے۔
اور ان کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے۔
تو آیۂ کریمہ کے قطعاً یہی معنی ہوں گے کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کسی کو علم غیب نہیں ہوسکتا اور جب وہ مطلع فرمادے تو نبی ولی کو علم ہوتا ہے (منتخب از خان، بیضاوی، احمدی، روح البیان)
یہ مبحث تفصیل سے ہم اول بیان کر چکے ہیں۔ اب مفصل بقدر ضرورت تفسیر میں آگے ملاحظہ کیجئے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع ۔ سورۃ لقمان ۔ پ ۲۱

اَلَمْ تَرَ اَنَّ الْفُلْكَ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ لِيُرِيَكُمْ مِّنْ اٰيٰتِهٖ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۱﴾

کیا نہ دیکھا تو نے کہ کشتی دریا میں چلتی ہے اللہ کی رحمت اور احسان سے تا کہ تمہیں دکھائے اپنی نشانیوں سے بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے۔

یہ دوسرا استشہاد قدرت ہے اور اللہ عزوجل کی حکمت غایت، یہاں نعمۃ اللہ سے مراد احسان الٰہی ہے اور لِیُرِیَکُمۡ مِّنۡ اٰیٰتِہٖ سے مراد بعض دلائل الوہیت اور قدرت مطلقہ کا مظاہرہ ہے۔

اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ۔ بے شک اس میں نشانیاں ہیں صبار وشکور کے لئے۔ صبار سے کنایہ ہے اس مومن سے جو بہ مقتضائے ایمان بہت صبر کرنے والا اور شکر گزار ہو۔

وَ اِذَا غَشِیَہُمۡ مَّوۡجٌ کَالظُّلَلِ۔ اور جب ڈھانپ لے انہیں موج مثل ابر کے۔

یہاں ظلل جو جمع ہے ظلۃ کی اس سے مراد مَا اَظَلَّ مِنَ السَّحَابِ اَوۡ جَبَلٍ ہے یعنی جو گھیر لے مثل ابر یا پہاڑ کے وہ مراد ہے۔

راغب رحمہ اللہ کے نزدیک اَلظُّلَّۃُ السَّحَابَۃُ تُظِلُّ۔ ظلۃ سے مراد ابر ہے جو سایہ کر کے گھیر لیتا ہے۔

دَعَوُا اللّٰہَ مُخۡلِصِیۡنَ لَہُ الدِّیۡنَ۔ پکارتے ہیں اللہ کو خالص و مخلص طریقہ سے۔

فَلَمَّا نَجّٰہُمۡ اِلَی الۡبَرِّ فَمِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ

پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو ان میں سے کچھ لوگ قائم رہتے ہیں۔

وَ مَا یَجۡحَدُ بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ کَفُوۡرٍ ﴿۳۲﴾

اور ہماری آیتوں سے انکار نہیں کرتا مگر بے وفا وعدہ شکن اور ناشکرا۔ اور

مُّقۡتَصِدٌ سے مراد سالک القصد ہے اپنے ارادہ پر قائم رہنے والا اَیِ الطَّرِیۡقُ الۡمُسۡتَقِیۡمُ لَا یَعۡدِلُ عَنۡہُ لِغَیۡرِہٖ وَاسۡتِقَامَۃُ الطَّرِیۡقِ۔ یعنی سیدھے راستہ پر مضبوطی سے قائم رہنے والا کہ اس سے منحرف ہو کر کسی دوسرے طریقہ کی طرف نہ آجائے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: موجوں میں پھنسنے والے دو قسم پر منقسم فرمائے۔ فَمِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ایک تو مقتصد دوسرا جاحد تو مقتصد وہ جس کا بیان ہو چکا۔

اور جاحد وہ جو اپنے عہد سے منحرف ہو کر دھوکہ کرنے والا ہو۔ چنانچہ فرماتے ہیں: اَلۡخَتۡرُ الۡغَدۡرُ اور وَمَا یَجۡحَدُ کے معنی وَمَا یَکۡفُرُ ہیں۔ اِلَّا کُلُّ خَتَّارٍ یَعۡنِیۡ اِلَّا کُلُّ غَدَّارٍ کَفُوۡرٍ یَعۡنِیۡ مُبَالِغٌ فِیۡ کُفۡرَانِ نِعَمِ اللّٰہِ تَعَالٰی۔

فَمِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ۔ میں من تبعیضیہ ہے۔ یہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ عکرمہ بن ابی جہل کا واقعہ سدی مصعب بن سعید اپنے والد سے راوی ہیں:

قَالَ لَمَّا کَانَ فَتۡحُ مَکَّۃَ اَمَرَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ النَّاسَ اَنۡ یَّکُفُّوۡا عَنۡ قَتۡلِ اَہۡلِہَا اِلَّا اَرۡبَعَۃَ نَفَرٍ مِنۡہُمۡ قَالَ اقۡتُلُوۡہُمۡ وَاِنۡ وَجَدۡتُّمُوۡہُمۡ مُتَعَلِّقِیۡنَ بِاَسۡتَارِ الۡکَعۡبَۃِ عِکۡرَمَۃَ بۡنَ اَبِیۡ جَہۡلٍ وَعَبۡدَ اللّٰہِ بۡنَ خَطَلٍ وَ قَیۡسَ بۡنَ جَنَابَۃٍ وَعَبۡدَ اللّٰہِ بۡنَ سَرۡحٍ۔

فَاَمَّا عِکۡرَمَۃُ فَرَکِبَ الۡبَحۡرَ فَاَصَابَتۡہُمۡ رِیۡحٌ عَاصِفَۃٌ فَقَالَ اَہۡلُ السَّفِیۡنَۃِ اَخۡلِصُوۡا فَاِنَّ اٰلِہَتَکُمۡ لَا

تنجي منكم فيها فنهما فقال عكرمة لئن لم ينجني في البحر الا الاخلاص ما ينجيني في البر غيره۔

اللهم ان لك علي عهدا ان انت عافيتني مما انا فيه ان اتي محمدا صلى الله عليه وسلم

حتى اضع يدي في يده فلاجدنه عفوا كريما فجاء واسلم۔

جب فتح مکہ ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو امن دے دیا کہ اب اپنے ہاتھ قتل وغارت سے روک لئے جائیں مگر چار آدمیوں کے لئے ارشاد ہوا کہ انہیں قتل کر دیا جائے اگرچہ انہیں کعبے کے پردوں میں پاؤ۔ عکرمہ بن ابی جہل، عبداللہ بن خطل، مقیس بن صبابہ اور عبداللہ بن ابی سرح۔

عکرمہ بھاگ کر دریائی سفر میں نکل گئے۔ راستے میں انہیں ریح عاصف نے گھیر لیا تو کشتی والے کہنے لگے اب خالص ومخلص طور پر اللہ کو پکارو۔ اس لئے کہ تمہارے یہ بت تمہیں اس بلا سے نجات نہیں دے سکتے۔

تو عکرمہ کہنے لگے اگر یہ بت یہاں دریا میں نجات نہیں دے سکتے سوا اللہ تعالیٰ شانہ کے تو یہ بت خشکی میں بھی نجات نہیں دے سکتے سوا اللہ تعالیٰ کے۔

الٰہی! میرا تجھ سے یہ عہد ہے کہ اگر تو مجھے اس بلا سے نجات دے دے تو میں بارگاہ رسالت میں حاضر آکر ان کے دست حق پرست میں ہاتھ دے کر قلادۂ غلامی ڈالوں گا اور میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مجسم عفو وکرم پایا ہے۔

چنانچہ اس طوفان سے نجات پائی اور وہ جب مکہ حاضر آکر شرف اسلام سے مشرف ہوگئے یہ تو فَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ہیں۔

اور بقیہ تین یا اپنی خباثت پر ثابت رہے یہ جاحد اور ختار کفور ہیں۔

اس کے بعد علم تقویٰ فرمایا جا رہا ہے اور یوم قیامت کا خوف دلایا جا رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَّا يَجْزِيْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ ۡ وَلَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَيْـًٔا ۭ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۪ وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۳۳

اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے اور خوف کرو اس دن کا جب کہ نہ کافی ہو کوئی باپ اپنی اولاد کے لئے اور نہ کوئی اولاد کچھ اپنے باپ کو کافی ہو بے شک اللہ کا وعدہ حق ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ دھوکہ میں ڈالے تم کو اللہ کے متعلق وہ بڑا دھوکے باز۔

یہ علم تقویٰ علی سبیل الموعظۃ اور بطریق تذکیر ہے اس میں یوم عظیم کا ذکر فرما کر دلائل وحدانیت واضح فرمائے اور لَا يَجْزِيْ جزی سے بمعنی قضی ہے یعنی کوئی اپنی مصیبت میں والد سے اعانت نہ لے گا اور

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۭ وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌۢ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ ۳۴

بے شک اللہ تعالیٰ کے پاس ہے علم قیامت۔ اور وہی مینہ برساتا ہے۔ اور جانتا ہے جو کچھ رحموں میں ہے۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کرے گی۔ اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین پر مرے گی۔ بے شک اللہ ہی جاننے والا اور بتانے والا ہے۔

اس کا شان نزول علامہ آلوسی رحمہ اللہ یہ بتاتے ہیں:

Marfat.com

اَخْرَجَ ابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ عِكْرَمَةَ اَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ الْوَارِثُ بْنُ عَمْرٍو جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ مَتٰى قِيَامُ السَّاعَةِ۔

وَقَدْ اُجْدِبَتْ بِلَادُنَا فَمَتٰى تَخْصِبُ۔

وَ قَدْ تَرَكْتُ اِمْرَاَتِيْ حُبْلٰى فَمَا تَلِدُ۔

وَ قَدْ عَلِمْتُ مَا كَسَبْتُ الْيَوْمَ فَمَاذَا اَكْسِبُ غَدًا۔

وَقَدْ عَلِمْتُ بِاَيِّ اَرْضٍ وُلِدْتُّ فَبِاَيِّ اَرْضٍ اَمُوْتُ۔

فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ۔

مشرکوں میں سے ایک شخص تھا جسے حارث بن عمرو یا وارث بن عمرو کہتے تھے۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور بولا حضور! (صلی اللہ علیک وسلم) قیامت کب قائم ہوگی؟

اور زمینیں ہمارے شہروں کی خشک ہو چکی ہیں اب یہ کب تر و تازہ ہوں گی یعنی بارش کب ہوگی؟

اور میں اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر آیا ہوں تو اس سے کیا ہوگا لڑکا یا لڑکی؟

اور میں جانتا ہوں کہ آج میں نے کیا کیا تو فرمایئے کل میں کیا کروں گا؟

اور مجھے معلوم ہے کہ میں کس جگہ پیدا ہوا فرمایئے میں کس زمین پر مروں گا۔

تو اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور اس میں واضح فرمایا کہ ایسے بے معنی اور لایعنی سوالات ہمارے حبیب سے کیوں کئے جاتے ہیں سنو اور کان کھول کر سن لو کہ علم قیامت اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

اور وہی بارش برساتا ہے۔

اور وہی خوب جانتا ہے کہ حاملہ کے حمل میں لڑکی ہے یا لڑکا مومن ہے یا کافر اس کی زندگی کتنی ہے۔

اس کا رزق کس قدر ہے۔

اور وہی اپنے علم ذاتی میں جانتا ہے کہ انسان کل کیا کرے گا۔

اور وہی جانتا ہے کہ انسان کس زمین پر مرے گا۔

اور وہی جاننے والا خبر دینے والا ہے۔

اس آیہ کریمہ سے علم خمس کا استنباط کیا جاتا ہے۔

اور اس پر وہ احادیث پیش کی جاتی ہیں جن میں یہ مضمون ملتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان پانچ باتوں کی ہر شے کے علم کی کنجیاں اللہ عزوجل نے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیں۔

جیسے احمد طبرانی رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُوْتِيْتُ مَفَاتِيْحَ كُلِّ شَيْءٍ اِلَّا الْخَمْسَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الاية

اور احمد ابویعلیٰ، ابن جریر، ابن المنذر، ابن مردویہ رحمہم اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اُوْتِيَ نَبِيُّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَفَاتِيْحَ كُلِّ شَيْءٍ غَيْرَ الْخَمْسِ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الاية

Marfat.com

اور ابن مردویہ رحمہ اللہ علی کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں: قَالَ لَمْ يَغُمَّ عَلٰى نَبِيِّكُمْ اِلَّا الْخَمْسُ مِنْ سَرَائِرِ الْغَيْبِ هٰذِهِ الْاٰيَةُ فِيْ اٰخِرِ لُقْمَانَ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ مخفی نہ کیا گیا مگر پانچ اسرار غیبیہ یہ آیت سورۃ لقمان کے آخر میں آخر سورۃ تک ہے اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ الخ

اور ایک حدیث ابن جریر ابن ابی حاتم میں قتادہ رحمہم اللہ سے ہے جو مفصل اور واضح ہے۔ قَالَ فِي الْاٰيَةِ خَمْسٌ مِّنَ الْغَيْبِ اِسْتَاْثَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهِنَّ فَلَمْ يُطْلِعْ عَلَيْهِنَّ مَلَكًا مُّقَرَّبًا وَّلَا نَبِيًّا مُّرْسَلًا اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَلَا يَدْرِيْ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ فِيْ اَيِّ سَنَةٍ وَّلَا فِيْ شَهْرٍ اَلَيْلًا اَمْ نَهَارًا۔

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ فَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَتٰى يَنْزِلُ الْغَيْثُ اَلَيْلًا اَمْ نَهَارًا۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ فَلَا يَعْلَمُ اَحَدٌ مَّا فِي الْاَرْحَامِ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى اَحْمَرُ اَوْ اَسْوَدُ۔

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا اَخَيْرًا اَمْ شَرًّا۔

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ ط لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَدْرِيْ اَيْنَ مَضْجَعُهٗ مِنَ الْاَرْضِ اَفِيْ بَحْرٍ اَمْ فِيْ بَرٍّ فِيْ سَهْلٍ اَمْ فِيْ جَبَلٍ۔

فرماتے ہیں آیہ کریمہ میں پانچ چیزیں وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے مخصوص فرمائیں تو ان پر کسی ملک مقرب اور نبی مرسل کو مطلع نہیں کرتا وہ یہ ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ

بے شک اللہ کے پاس ہے علم قیامت کا تو نہیں جانتا کوئی کہ قیامت کب قائم ہوگی کس سنہ میں ہوگی اور کس مہینہ میں رات میں ہوگی یا دن میں۔

وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ۔ اور وہی مینہ برساتا ہے تو کوئی نہیں جان سکتا کہ کب بارش ہوگی رات میں ہوگی یا دن میں۔

وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ

اور وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں جو کچھ ہے اس کے سوا کوئی نہیں جان سکتا کہ لڑکا ہے یا لڑکی گورا ہے یا کالا۔

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا۔ اور کوئی نہیں جان سکتا کہ کل کیا کرے گا بھلی بات یا بری بات نیکی یا بدی؟

وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ بِاَيِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ

اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا۔ لَيْسَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ يَدْرِيْ اَيْنَ مَضْجَعُهٗ مِنَ الْاَرْضِ اَفِيْ بَحْرٍ اَمْ فِيْ بَرٍّ فِيْ سَهْلٍ اَمْ فِيْ جَبَلٍ۔ کوئی نہیں جانتا لوگوں میں سے کہ اس کی خواب گاہ کہاں ہے زمین میں ہے یا دریا میں خشکی میں ہے یا جنگل میں یا پہاڑ میں۔

اس کے بعد آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالَّذِيْ يَنْبَغِيْ اَنْ يُّعْلَمَ اَنَّ كُلَّ غَيْبٍ لَا يَعْلَمُهٗ اِلَّا اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ وَلَيْسَ الْمُغَيَّبَاتُ مَحْصُوْرَةً بِهٰذَا الْخَمْسِ۔ اور بات تو یہ ہے کہ ہمارے عقیدے میں تمام غیوب وہ ہیں جسے اللہ تعالیٰ کے سوا ذاتی طور پر کوئی نہیں جانتا اور

مغیبات صرف ان پانچ علوم میں محصور نہیں۔

تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ ہی کو خصوصیت سے کیوں بیان فرمایا۔ اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں: وَاِنَّمَا خُصَّتْ بِالذِّکْرِ لِوُقُوْعِ السُّوَالِ عَنْهَا اَوْ لِاَنَّهَا کَثِیْرًا مَّا تَشْتَاقُ النُّفُوْسُ اِلَی الْعِلْمِ بِهَا۔

یہ خصوصی مذاکرہ علم خمس کا اس وجہ میں فرمایا گیا کہ وارث بن عمرو یا حارث بن عمرو نے انہیں باتوں کا سوال اٹھایا تھا تو اس کے سوال کا جواب دے دیا گیا کہ یہ چیزیں وہ ہیں جن کا علم بالذات اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے البتہ وہ جسے چاہے عطا فرما سکتا ہے۔ یا اس وجہ میں ان پانچ باتوں کا ذکر فرمایا کہ اکثر لوگ ان چیزوں کے شائق ہوتے ہیں۔

وَ ذَکَرَ الْقُسْطَلَانِیُّ ذَکَرَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَمْسًا وَاِنْ کَانَ الْغَیْبُ لَا یَتَنَاهٰی لِاَنَّ الْعَدَدَ لَا یَنْفِیْ زَائِدًا عَلَیْهِ۔ علامہ قسطلانی نے ذکر فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پانچ علموں کا ہی ذکر فرمایا اگرچہ غیب تو اتنے ہیں کہ ان کی انتہاء ہی نہیں ہے اور چونکہ ایک عدد معین منافی زوائد نہیں ہوتا اس لئے اس میں حصر فی الخمس لازم نہیں آتا۔

پھر فرماتے ہیں:

وَاِنَّهٗ یَجُوْزُ اَنْ یَّطَّلِعَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَعْضَ اَصْفِیَائِهٖ عَلٰی اِحْدٰی هٰذَا الْخَمْسِ وَیَرْزُقَهٗ عَزَّوَجَلَّ الْعِلْمَ بِذٰلِکَ فِی الْجُمْلَةِ وَعِلْمُ الْخَاصِ بِهٖ جَلَّ وَعَلَا مَا کَانَ عَلٰی وَجْهِ الْاِحَاطَةِ وَالشُّمُوْلِ لِاَحْوَالِ کُلِّیٍّ مِنْهَا وَ تَفْضِیْلِه عَلٰی وَجْهِ الْاَتَمِّ۔

اور یہ یقیناً جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بعض اولیاء کو کسی غیب سے مطلع فرما دے عام اس سے کہ وہ علم خمس میں سے ہو یا دوسرے علوم سے اور اللہ تعالیٰ قادر ہے اس پر کہ ان علموں میں سے یا علوم خاص میں سے علیٰ وجہ الاتم مطلع فرما کر اس پر جسے چاہے محیط فرما دے۔

پھر شرح مناوی کبیر للجامع الصغیر میں اسی حدیث بریدہ پر جس میں خَمْسٌ لَّا یَعْلَمُهُنَّ اِلَّا اللّٰهُ ہے، بحث کرتے ہوئے مذکور ہے:

فَلَا یُنَافِیْهِ اِطِّلَاعُ اللّٰهِ تَعَالٰی بَعْضَ خَوَاصِّهٖ عَلٰی بَعْضِ الْمَغِیْبَاتِ حَتّٰی مِنْ هٰذِهِ الْخَمْسِ لِاَنَّهَا جُزْئِیَّاتٌ مَّعْدُوْدَةٌ وَاِنْکَارُ الْمُعْتَزِلَةِ لِذٰلِکَ مُکَابَرَةٌ۔ یہ منافی نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض اپنے خواص کو بعض مغیبات سے اطلاع دے دے۔ حتیٰ کہ علم خمس میں سے بھی اس لئے کہ وہ جزئیات معدودہ ہیں اور اس سے معتزلہ کا انکار محض مکابرہ ہے۔

اور اس قسم کے مغیبات کا عطا فرمانے کی روایتیں شفا شریف اور مواہب لدنیہ میں موجود ہیں جن سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ طریق معجزہ بہت سے مغیبات سے اطلاع دی۔

پھر جس چیز کا علم بہ عطاء الٰہی عزوجل حاصل ہو سکتا ہے وہ علم انبیاء کرام کو بطریق اولیٰ حاصل ہونا چاہئے۔ جیسے بخاری شریف میں ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ وَکَّلَ بِالرَّحِمِ مَلَکًا یَقُوْلُ یَا رَبِّ نُطْفَةٌ یَا رَبِّ عَلَقَةٌ یَا رَبِّ مُضْغَةٌ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْ یَّقْضِیَ خَلْقَهٗ قَالَ اَذَکَرٌ اَمْ اُنْثٰی شَقِیٌّ اَمْ سَعِیْدٌ فَمَا الرِّزْقُ وَالْاَجَلُ فَیُکْتُبُ فِیْ بَطْنِ اُمِّهٖ – فَحِیْنَئِذٍ یَّعْلَمُ الْمَلَکُ بِذٰلِکَ وَمَنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْ خَلْقِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَهٰذَا لَا یُنَافِی الْاِخْتِصَاصَ

وَالْاِسْتِئْثَارَ۔

اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ کو رحم پر مقرر فرماتا ہے وہ عرض کرتا ہے الٰہی! اب نطفہ ہے الٰہی! اب علقہ ہے الٰہی! اب مضغہ ہے جب اللہ تعالیٰ ارادہ فرماتا ہے کہ اس کی تخلیق فرمائے تو فرشتہ عرض کرتا ہے لڑکی ہو یا لڑکا، شقی ہو یا نیک، اس کا رزق کتنا ہو، اس کی زندگی کتنی ہو تو یہ تمام باتیں ماں کے پیٹ میں ہی بچے کی پیشانی پر لکھ دی جاتی ہیں۔ تو اس وقت ان تمام امور سے فرشتہ واقف ہوتا ہے اور جسے اپنی مخلوق سے اللہ عزوجل چاہے واقف کرتا ہے تو یہ چیزیں اختصاص کے منافی نہیں ہیں اس لئے کہ تمام معلومات بعطاء الٰہی ہیں۔

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ الدولۃ المکیۃ میں فرماتے ہیں کہ ان پانچ غیوب کے سوا غیب اور بہت کثرت سے ہیں حتیٰ کہ ان پانچ کے جملہ افراد سب مل کر بھی اور غیبوں کا ہزارواں حصہ ہیں تو اللہ تعالیٰ غیب کا غیب ہے اور وہ ہر چیز پر شاہد ہے اور اس کی ہر صفت غیب ہے۔ اور برزخ غیب ہے۔ بہشت غیب ہے۔ دوزخ غیب ہے۔ جنت غیب ہے۔ حساب غیب ہے۔ نامۂ اعمال غیب ہے۔ قیامت کے میدان میں جمع کیا جانا غیب ہے۔ قبروں سے اٹھانا غیب ہے۔ فرشتے غیب ہیں۔ ان کے سوا اللہ تعالیٰ کے لشکر غیب ہیں۔ ان کے سوا اور ایسے ایسے غیب ہیں جن کی جنسیں تک ہم نہیں گنا سکتے۔ غرضکہ بے گنتی وہ غیب ہیں جو ان پانچ سے بڑھ کر ہیں۔

مگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس آیت کریمہ میں ان کا ذکر نہیں فرمایا صرف یہی پانچ غیب کا بیان کیا اس کی وجہ بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ یہ پانچ غیب وخفا کے اندر زیادہ داخل ہیں۔

حالانکہ یہ وجہ نہیں بلکہ بات یہ ہے کہ وہ زمانہ کاہنوں کا تھا۔

اور اس زمانہ کے کافر علم غیب جاننے کا دعویٰ رکھتے تھے۔

رمل سے، نجوم سے، قیافہ سے، عیافہ سے، زجر سے، طیر سے، پانسوں سے اور ان کے سوا اپنی ہوسوں سے جو اندھیریوں میں مخفی تھیں جن کا تعلق آخرت اور ملائکہ سے کچھ نہ تھا۔

اور نہ ان چیزوں کے جاننے کی ان گمراہ فنون میں کوئی راہ تھی اندھے تھے اور اندھیریوں میں ٹکراتے پھرتے تھے وہ یہی کہا کرتے تھے کہ مینہ کب ہوگا کہاں ہوگا۔ پیٹ کا بچہ لڑکی ہے یا لڑکا۔ اور کل کیا کمایا جائے گا تجارت کا کیا حال ہوگا۔ اور مسافر گھر واپس آئے گا یا وہاں ہی کسی جگہ مر جائے گا۔

یہ چار چیزیں خاص طور پر وہ لوگ اپنی مرکز بحث میں لاتے اور سوالات کرتے تھے۔

اور ان کے ساتھ علم قیامت کو بھی شامل فرما کر کہا کہ یہ بھی ان باتوں کی جنس سے تھا۔ چنانچہ یَسْــَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا۔ عَمَّ یَتَسَآءَلُوْنَ ① عَنِ النَّبَاِ الْعَظِیْمِ ② الَّذِیْ هُمْ فِیْهِ مُخْتَلِفُوْنَ میں ان کی پریشان خیالیاں ظاہر کی گئیں۔

اس لئے کہ جس کی موت ان کے سوالات میں تھی وہ فرداً فرداً تھی اور قیامت تمام اہل زمین کی موت ہے۔

اور جو فن نجوم سے واقف ہے وہ خوب سمجھتا ہے کہ اس فن کے زعم پرستاروں کی دلالت عام حادثوں کی بہ نسبت خاص کی بہت زائد ہے۔

اور کسی ایک گھر کی خرابی یا ایک شخص کی موت کے لئے ان کے پاس کوئی ایسا قاعدہ نہیں جس پر وہ اپنے زعم میں بھی یقین کر سکیں۔

اس لئے کہ ستاروں کی نظریں اور جوگ اور باہمی نسبتیں جزئی باتوں میں اکثر ایک دوسرے کے خلاف پڑتی ہیں بلکہ سب کے زائچہ پیدائش یا عمر کے زائچہ سال میں بہت کم ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ جو ستارہ کسی گھر میں ہو یا اس کی طرف دیکھ رہا ہو وہ ضعف وقوۃ کی باہمی مزاحمت سے خالی ہو۔

تو اگر ایک طرف سے وہ بدی پر دلالت کرتا ہے تو دوسری جانب سے بھلائی پر اور اس فن والے صرف انکل دوڑاتے ہوئے ایک جانب کو ترجیح دے دیتے ہیں اور جدھر کا پلہ ان کے نزدیک جھکتا ہے اس پر حکم لگا دیتے ہیں۔

مگر ظاہر ہے کہ عالم میں انقلاب عام کے لئے ان کے یہاں ایک قاعدہ مقرر ہے اسے قران اعظم کہتے ہیں یعنی دونوں اونچے ستارے زحل اور مشتری کا تینوں بروج آتشی حمل، اسد، قوس سے کسی کے اول میں جمع ہونا۔

جیسا کہ زمانہ طوفان نوح علیہ السلام میں ہوا۔

اور حساب سے ظاہر ہے کہ آنے والے قران بھی یوں ہی معلوم ہو سکتے ہیں اور یہ کہ وہ کتنے برس کے بعد ہوگا اور کیا ہوگا۔

اور یہ کہ کس برج کے کس درجہ دقیقہ میں ہوگا اور کس طرف ہوگا اور کتنے دن رہے گا اور ایک ستارہ دوسرے کو چھپا لے گا یا کھلا رہے گا اور اس کے سوا اس سے اور کیا باتیں پیش ہوں گی۔

اس لئے کہ نجوم مسخرات بہ حساب قویم ہیں جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ۔ یہ ایک مضبوط حساب کے باندھے ہوئے ہیں۔ یہ زبردست جاننے والے کا اندازہ مقرر فرمایا ہوا ہے۔

تو گویا ذکر قیامت فرما کر ان کے دلائل کی بیخ کنی فرما دی گئی اور بتایا کہ تمہارے علموں اور وہموں کی اگر کچھ حقیقت ہوتی جیسا کہ تم اپنے اوہام میں سمجھے ہوئے ہو تو کسی ایک شخص کی موت جاننے سے تمہیں قیامت کا علم زیادہ آسانی سے حاصل ہوتا۔

مگر تم نہیں جانتے محض انکل سے جو ذہن میں آتا ہے لکھتے ہو۔

اور حسابات کے تحت یہ امر ثابت ہے کہ اگر دنیا باقی رہی تو علوبین کا قران اعظم ۱۵۸۴ھ کے بعد ضرور واقع ہوگا جو ہماری اس تاریخ سے ۲۳ ذی قعدہ ۱۲۱۸ھ کی آدھی رات کے قریب حمل کے تیسرے درجہ میں ہوگا۔

پھر ظہور امام مہدی علیہ الرحمہ اسی صدی کے آخر میں ہونا چاہئے چنانچہ لسان الحقائق سید المکاشفین امام اجل شیخ اکبر محی الدین بن عربی اپنی کتاب الدر المکنون والجواہر المصئون میں فرماتے ہیں:

اِذَا دَارَ الزَّمَانُ عَلٰى حُرُوْفٍ بِبِسْمِ اللّٰهِ فَالْمَهْدِيُّ قَامَا
وَ يَخْرُجُ بِالْحَطِيْمِ عَقِيْبَ صَوْمٍ اَلَا فَاقْرَاْهُ مِنْ عِنْدِی السَّلَامَا

یعنی جب زمانہ دور بسم اللہ کے حروف پر ہوگا تو امام مہدی علیہ الرحمۃ قائم ہوں گے۔

اور حطیم میں بعد روزہ کے خروج فرمائیں گے تو میری جانب سے انہیں سلام عرض کرنا۔

لیکن جو حدیث میں ہے: اِنَّ عُمَرَ الدُّنْيَا سَبْعَةُ الْاٰفِ سَنَةٍ اَنَا فِیْ اٰخِرِهَا اَلْفًا - رَوَاهُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّةِ عَنِ الضَّحَّاكِ بْنِ اَمَلِ الْجُهَنِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی

Marfat.com

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

دنیا کی عمر سات ہزار برس ہے پچھلے ہزار میں ہم ہیں۔

پھر یہ امر بھی قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: خَمسٌ لَا یَعْلَمُھُنَّ اِلَّا اللّٰہُ پانچ باتیں ایسی ہیں جنہیں اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لَّا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اے محبوب آپ فرما دیں کہ آسمان وزمین میں کوئی غیب نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔

تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص پانچ چیزوں کو فرمایا اور اللہ عزوجل نے عام حکم فرمایا اور ہم دونوں فرمانوں پر ایمان رکھتے ہیں اس لئے کہ

خاص عام کی نفی نہیں کرتا

تو ان پانچ کو کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے اور اس کے سوا اور غیب جو ان علوم خمسہ سے علو وشرف میں دقت ولطافت میں کہیں زائد ہیں انہیں بھی کوئی نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔

بلکہ میں تو یہ عقیدہ رکھتا ہوں کہ کوئی کچھ نہیں جانتا سوا اللہ تعالیٰ کے۔ بلکہ حقیقی وجود کسی کے لئے نہیں سوا واجب الوجود جلت وعظمت کے۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل عرب کے تمام مقولوں میں سب سے زیادہ سچا قول لبید کو فرمایا جو اس نے کہا:

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہِ بَاطِلُ

خبردار رہو ہر شے اللہ تعالیٰ کے سوا بے حقیقت ہے۔

اور اسلام میں عوام کے اندر مسلم ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کے معنی یہ ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔

اور خواص میں اس کے معنی یہ ہیں: لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ۔ اللہ کے سوا کوئی مقصود ہی نہیں۔

اور اخص الخواص کے نزدیک اس کے معنی ہیں: لَا مَشْھُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ اللہ کے سوا کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

اور منتہی درجات عرفان کے نزدیک لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ معنی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی موجود ہی نہیں اور اہل اسلام میں یہ سب معنی حق ہیں۔

مگر ایمان کا مدار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔

اور صلاح کا مدار لَا مَعْبُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔

اور سلوک کا مدار لَا مَقْصُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔

اور وصول الی اللہ کا مدار لَا مَوْجُوْدَ اِلَّا اللّٰہُ پر ہے۔

رَزَقَنَا اللّٰہُ مِنْ جَمِیْعِھَا حَظًّا وَافِیًا بِمَنِّہٖ وَ کَرَمِہٖ اٰمِیْن۔

اور حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ اشعار پڑھے:

فَاَشْھَدُ اَنَّ اللّٰہَ لَا رَبَّ غَیْرُہٗ وَاَنَّکَ مَاْمُوْنٌ عَلٰی کُلِّ غَائِبِ

Marfat.com

وَاَنَّکَ اَدْنَی الْمُرْسَلِیْنَ شَفَاعَةً اِلَی اللّٰہِ یَا بْنَ الْاَکْرَمِیْنَ الْاَطَائِبِ
فَکُنْ لِیْ شَفِیْعًا یَوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ
سِوَاکَ بِمُغْنٍ عَنْ سَوَادِ بْنِ قَارِبِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک اللہ ہی اللہ ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں اور بے شک آپ تمام مغیبات کے امین ہیں۔
اور بے شک آپ اے طیب وطاہر آباء وامہات کے فرزند تمام رسولوں سے زیادہ شفاعت میں اللہ کے قریب ہیں۔
تو آپ میرے سفارشی بن جائیں اس دن جس دن کوئی سفارشی نہ ہوگا اور کوئی سواد بن قارب کو نفع نہیں پہنچا سکتا۔
یہ رباعی مسند امام احمد رحمہ اللہ میں ہے۔ اب اس کی شرح لطیف بھی ملاحظہ فرمائیں:
اول:- حضرت سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے اپنی شہادت میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کے وجود کی نفی فرمائی۔
دوم:- حضور عالم غیوب کی ذات گرامی کے لئے غیبوں کا علم ثابت کیا بلکہ علوم غیبیہ کا امین بتایا۔ اور جسے تمام غیوب میں سے یہ پانچ نہیں معلوم اسے علوم غیبیہ کیسے ہو سکتے ہیں۔
سوم:- اس عقیدہ کا اعتراف فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو منصب شفاعت عطا ہو چکا جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا جو مسلم شریف میں ہے: وَاُعْطِیْتُ الشَّفَاعَةَ۔ مجھے شفاعت کا منصب عطا ہوا۔ اور وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ۔ کسی کی شفاعت نفع نہیں دے گی مگر اس کی جسے اذن دے دیا گیا۔
اور ارشاد ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا۔ اور وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ اور اپنے خاص علاقہ والوں اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے بخشش طلب فرمائیں۔
چہارم:- یہ کہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ کے عقیدہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سب سے قریب تر ہے۔
پنجم:- یہ کہ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کی اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فریاد کرنا سنت صحابہ علیہم رضوان ہوئی۔
ششم:- یہ کہ حضرت سواد بن قارب کے نزدیک شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی منحصر ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کسی کو شفاعت کا حق نہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَنَا صَاحِبُ شَفَاعَتِهِمْ وَلَا فَخْرَ۔ میں ہی تمام انبیاء کی شفاعت کا مالک ہوں اور یہ میں فخر کے طور پر نہیں فرماتا۔
ہفتم:- یہ کہ سواد بن قارب رحمہ اللہ کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن ہی پکڑنا کام آئے گا۔
ان تمام فضائل وفواضل کا خلاصہ پھر بھی یہی نکلتا ہے کہ جو کچھ جسے جتنا عطا ہوا وہ سب بعطاء الٰہی عزوجل ہوا۔ تو مسئلہ واضح ہو گیا کہ بموجب تحقیق ائمہ کرام آیۂ کریمہ میں نفی اس کی ہے کہ کوئی بذات خود بے عطائے الٰہی اپنے لئے علم غیب مانے۔
بحث مذکورہ سے بحمدہ تعالیٰ واضح ہو گیا۔ لیکن اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ الخ پر یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ جسے چاہے یہ علم دے سکتا ہے مگر اس کا ثبوت کہاں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ علم کسی کو دیا بھی ہے۔
اور یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے لئے خاص دستاویز ہے جو تنقیص علم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کرنے میں ہی اسلام سمجھتے ہیں اور بے

Marfat.com

سمجھے بوجھے پڑھ دیتے ہیں اور اس سے وہ اپنے خیال کے مطابق یہ ثابت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ عالم جمیع اشیاء نہیں ہیں۔

حالانکہ اصولاً یہ امر ثابت ہے کہ قرآن کریم اور احادیث میں جہاں ایسے کلام ہیں ان سے نفی اس علم کی مقصود ہے جو بلا عطاءِ الٰہی ہو اور جو علم حق سبحانہ وتعالیٰ خود تعلیم فرمادے اس کی نفی ہرگز نہیں۔ عٰلِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلٰى غَيْبِهٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ میں الاحرف استثناء اسی طرف مشیر ہے کہ بلا عطاءِ الٰہی کسی پر علم غیب ظاہر نہیں اور بہ عطائے الٰہی جس پر اللہ عزوجل راضی ہو اس پر غیوب کا انکشاف فرمادیتا ہے۔

اب ہم مذکورہ علوم خمس پر احادیث سے استشہاد کرتے ہیں اور علیحدہ علیحدہ حدیث پیش کرتے ہیں۔ وَهَا اَنَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُوْدِ بِعَوْنِ الْمَعْبُوْدِ۔

علم قیامت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل تھا

مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان کی پہلی حدیث ہے۔

کہ جب روح الامین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ فَاَخْبِرْنِيْ عَنِ السَّاعَةِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کب ہوگی تو فرمایا: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ جبریل! اس سے جتنے تم واقف ہو میں بھی اتنا ہی واقف ہوں دریافت کرنا زائد ہے۔ اور آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ تلاوت فرمائی۔

اس پر صاحب اشعۃ اللمعات شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مراد آن ست کہ بے تعلیم الٰہی بحساب عقل اینہا را نہ داند آنہا از امور غیب اند کہ جز خدا آنرا کسے نداند مگر آنکہ وے تعالیٰ از نزد خود کسے را بوحی والہام بداناند۔"

اس کا مفہوم ایک فارسی داں ہی سمجھ سکتا ہے کہ جسے جناب حق سبحانہ نے یہ علم تعلیم فرمادیا اس سے اس آیت میں علم کی نفی نہیں ہے بلکہ صرف اس شخص سے نفی کی گئی ہے جو اٹکل سے ان علوم کے جاننے کا دعوے دار ہو۔

علامہ ابراہیم بیجوری رحمہ اللہ شرح قصیدہ بردہ میں فرماتے ہیں: وَلَمْ يَخْرُجْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بَعْدَ اَنْ عَلَّمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٰذِهِ الْاُمُوْرِ الْخَمْسَةِ۔ حضور دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ امور خمسہ بھی تعلیم فرمادیئے۔

ابریز شریف میں ہے: قُلْتُ لِلشَّيْخِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاِنَّ عُلَمَآءَ الظَّاهِرِ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ وَ غَيْرِهِمْ اخْتَلَفُوْا فِي النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هَلْ كَانَ يَعْلَمُ الْخَمْسَ الْمَذْكُوْرَاتِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ فَقَالَ كَيْفَ يَخْفٰى اُمُوْرُ الْخَمْسِ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْوَاحِدُ مِنْ اَهْلِ التَّصَرُّفِ مِنْ اُمَّتِهِ الشَّرِيْفَةِ لَا يُمْكِنُهُ التَّصَرُّفُ اِلَّا بِمَعْرِفَةِ هٰذِهِ الْخَمْسِ۔

میں نے اپنے شیخ عبدالعزیز عارف رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ علماء ظاہر محدثین وغیرہ کا اس مسئلہ میں اختلاف ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ان پانچ چیزوں کا علم تھا جس کا تذکرہ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ۔ میں ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ان پانچوں کا علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر کیسے مخفی ہوسکتا ہے جب کہ ایک صاحب تصرف امتی کو بغیر ان پانچوں کے علم کے تصرف کرنا ممکن نہیں۔

Marfat.com

اس جواب سے واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور ﷺ کے خدام ان پانچوں پر بعطاء الٰہی عزوجل عالم تھے۔

تفسیر روح البیان میں ہے: یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا کے تحت قَدْ ذَهَبَ بَعْضُ الْمَشَائِخِ اِلٰی اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَعْرِفُ وَقْتَ السَّاعَةِ بِاِعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ هُوَ لَایُنَافِیْ الْحَصْرَ فِی الْاٰیَةِ۔ بعض مشائخ کرام اسی طرف گئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم وقت قیامت جانتے تھے اللہ تعالیٰ کے بتائے سے اور یہ اس حصر کے منافی نہیں جو آیہ کریمہ میں ہے۔

فتوحات وہبیہ شرح اربعین نووی میں ہے: فَاِنْ قِیْلَ قَوْلُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَیْنِ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ عِنْدَهٗ مِنْهَا عِلْمًا وَالْاٰیَاتُ تَقْتَضِیْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی تَفَرَّدُ بِعِلْمِهَا فَالْجَوَابُ كَمَا قَالَ الْحَلِیْمِیُّ اَنَّ مَعْنَاهُ اَنَا النَّبِیُّ الْاٰخِیْرُ فَلَا یَلِیْنِیْ نَبِیٌّ اٰخَرُ وَ اِنَّمَا تَلِیْنِی الْقِیٰمَةُ وَالْحَقُّ كَمَا قَالَ جَمْعٌ اِنَّ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ وَ تَعَالٰی لَمْ یَقْبِضْ نَبِیَّنَا عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ حَتّٰی اِطَّلَعَهٗ عَلٰی كُلِّ مَا اُبْهِمَ عَنْهُ اِلَّا اَنَّهٗ اَمَرَهٗ بِكَتْمِ بَعْضٍ وَالْاِعْلَامِ بِبَعْضٍ۔

عبارات مذکورہ سے واضح ولائح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو باعلام الٰہی وقت قیامت کا علم تھا مگر اس کے کتمان کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم تھا۔

اور حضور کے دنیا سے تشریف لے جانے سے قبل اللہ تعالیٰ نے ان تمام علوم پر مطلع فرمادیا تھا جو آپ پر مبہم تھے ان میں سے بعض علوم ظاہر فرمانے کا اذن تھا اور بعض کے مخفی رکھنے کا۔

اب وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ (بارش کے علم کے) متعلق بھی حدیث ملاحظہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف میں ترمذی میں ایک طویل حدیث نواس بن سمعان کی روایت سے باب العلامات بین یدی الساعۃ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَرًا لَا یَكُنُّ مِنْهُ بَیْتُ مَدَرٍ وَّ لَا وَبَرٍ۔ پھر اللہ تعالیٰ ایک مینہ بھیجے گا جس سے کوئی گھر شہر اور گاؤں کا خالی نہ رہے گا۔

اور اسی مشکوٰۃ میں بَابُ لَا یَقُوْمُ السَّاعَةُ اِلَّا عَلٰی شِرَارِ النَّاسِ میں عبداللہ بن عمر کی روایت ہے جس میں یہ الفاظ ہیں: ثُمَّ یُرْسِلُ اللّٰهُ مَطَراً كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَیَنْبُتُ مِنْهُ اَجْسَادُ النَّاسِ۔ پھر اللہ تعالیٰ مثل شبنم ایک بارش بھیجے گا جس سے تمام مردہ جسم دوبارہ اگ آئیں گے۔

ان ہر دو احادیث سے واضح ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبل از وقت بارش کی خبر دی اور اس کا اثر ظاہر فرمایا۔ اور یہ علم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خدام کو بھی حاصل تھا۔

تفسیر عرائس البیان میں ہے جو اسی آیہ کریمہ کے ماتحت منقول ہے:

وَلٰكِنْ كَثِیْرًا مَّا سَمِعْتُ مِنَ الْاَوْلِیَآءِ یَقُوْلُ تُمْطِرُ السَّمَاءُ غَدًا وَلَیْلًا فَیُمْطِرُ كَمَا قَالَ كَمَا سَمِعْنَا اَنَّ یَحْیٰی بْنَ مُعَاذٍ كَانَ عَلٰی رَأْسِ قَبْرِ وَلِیٍّ وَقْتَ دَفْنِهٖ وَقَالَ لِعَامَّةِ مَنْ حَضَرَ اَنَّ هٰذَا الرَّجُلَ مِنْ اَوْلِیَآءِ اللّٰهِ اِلٰهِیْ اِنْ كُنْتُ صَادِقًا فَاَنْزِلْ عَلَیْنَا الْمَطَرَ قَالَ الرَّاوِیْ فَنَظَرْتُ اِلَی السَّمَآءِ وَمَا رَاَیْتُ

Marfat.com

فِيهَا رَاحَةَ سَحَابٍ فَانْشَأَ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ سَحَابَةً مِثْلَ تُرْسٍ فَمَطَرَتْ فَرَجَعْنَا مُبْتَلِّينَ۔

میں نے اکثر اولیاء سے سنا کہ کل مینہ برسے گا یارات کو تو وہ برسا اور اس روز برسا جس کی بابت فرمایا اور ہم نے سنا کہ یحییٰ بن معاذ ایک ولی کے دفن کے وقت قبر پر تشریف فرما تھے آپ نے حاضرین جنازہ سے فرمایا یہ جو دفن کیا گیا ہے اللہ کا ولی ہے۔

(پھر بارگاہ خداوندی عزوجل میں دعا کرتے ہوئے عرض کی) یا الٰہی اگر میں سچا ہوں تو مینہ برسا دے۔ راوی کہتے ہیں میں نے آسمان پر نظر ڈالی تو بادل کا پتہ نہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے بادل پیدا کیا اور مینہ برسایا ہم لوگ بھیگتے ہوئے وہاں سے لوٹے۔

اب وَيَعْلَمُ مَا فِي الْاَرْحَامِ۔ پر رحموں کے اندر جو ہے اس پر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطلع باعلام الٰہی تھے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام مہدی کے پیدا ہونے کی خبر دی جو صحیح حدیثوں سے ثابت ہے اور یہ خبر اس وقت دی گئی ہے جبکہ نطفہ بھی پشت پدر سے رحم مادر میں نہ آیا۔

ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سید الشہداء امام حسین علی جدہ وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی ولادت کی خبر پیدا ہونے سے قبل دی۔ چنانچہ مشکوٰۃ باب مناقب اہل البیت میں بروایت ام فضل وارد ہے:

کہ ام فضل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا آج میں نے نہایت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ کیا دیکھا ہے؟

عرض کی حضور! (صلی اللہ علیک وسلم) میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم پاک سے ایک ٹکڑا کاٹا گیا اور میری گود میں رکھ دیا گیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ خواب تو نہایت مبارک ہے انشاء اللہ سیدہ زہراء کے لڑکا ہوگا اور وہ تمہاری گود میں دیا جائے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا حدیث مبارک کے یہ الفاظ ہیں: تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ غُلَامًا يَكُوْنُ فِيْ حَجْرِكِ۔

صاحب تفسیر عرائس البیان آیہ کریمہ کے تحت فرماتے ہیں:

وَ سَمِعْتُ اَيْضًا مِنْ بَعْضِ اَوْلِيَاءِ اللّٰهِ اَنَّهُ اَخْبَرَ مَا فِي الرَّحِمِ مِنْ ذَكَرٍ وَّ اُنْثٰى وَرَاَيْتُ بِعَيْنِيَّ مَا اَخْبَرَهُ۔ میں نے بعض اولیاء کرام سے جو کچھ رحم میں تھا اس کی پیشگوئی سنی کہ لڑکا ہوگا یا لڑکی اور میں نے حسب پیشگوئی اس کی ولادت آنکھوں سے دیکھی۔

پھر ڈاکٹر لوگ ایکس ریز (اور موجودہ دور میں الٹرا ساؤنڈ) کے ذریعہ بتا دیتے ہیں کہ لڑکی ہے یا لڑکا ایک بچہ ہے یا دو۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی بستان المحدثین میں فرماتے ہیں:

"نقل میکنند کہ والد شیخ ابن حجر را فرزند نمی زیست کشیدہ خاطر بحضور شیخ رسید فرمود از پشت تو فرزندے خواہد برآمد کہ بعلم خود دنیا را پر کند۔"

شیخ ابن حجر عسقلانی کے والد کی اولاد زندہ نہ رہتی تھی ایک روز آپ رنجیدہ ہو کر اپنے شیخ کے حضور حاضر ہوئے شیخ نے فرمایا تیری پشت سے ایسا فرزند ارجمند پیدا ہوگا جس کے علم سے دنیا پر ہوگی چنانچہ حسب پیشگوئی علامہ ابن حجر عسقلانی پیدا ہوئے۔

اور وَمَا تَدْرِيْ نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا اسے کل کی بات پر بھی ملاحظہ ہو۔

مشکوٰۃ شریف باب معجزات میں عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

Marfat.com

صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَوْمًا الْفَجْرَ وَصَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الظُّھْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتّٰی حَضَرَتِ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلّٰی ثُمَّ صَعِدَ عَلَی الْمِنْبَرِ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَاَخْبَرَنَا بِمَا ھُوَ کَائِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ قَالَ فَاَعْلَمُنَا اَحْفَظُنَا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک دن فجر کی نماز پڑھا کر منبر پر چڑھ کر خطبہ دیا حتیٰ کہ ظہر ہوگئی آپ منبر سے اترے، نماز پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوگئے اور ہمیں خطاب فرمایا حتیٰ کہ عصر ہوگئی آپ منبر سے اترے نماز ادا کی اور پھر منبر پر جلوہ افروز ہوئے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک جو ہونا تھا وہ سب بیان کیا۔ فرماتے ہیں اب ہم میں زیادہ عالم وہ ہیں جس نے وہ خطبہ زیادہ یاد رکھا۔

اس حدیث سے کل کی خبر ہی نہیں بلکہ قیامت تک کی خبر دینا ثابت ہے۔

اور اگر غدا کے ماتحت ہی سند مطلوب ہے تو مشکوٰۃ باب مناقب علی بن ابی طالب میں یہ حدیث ہے:

قَالَ یَوْمَ خَیْبَرَ لَاُعْطِیَنَّ ھٰذِہِ الرَّایَۃَ غَدًا رَجُلًا یَفْتَحُ اللّٰہُ عَلٰی یَدَیْہِ یُحِبُّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور ﷺ نے فرمایا یہ جھنڈا کل ہم ایک ایسے شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ سے اللہ فتح عطا فرمائے گا۔ اللہ اور اس کا رسول اسے محبوب رکھتے ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہے چنانچہ دوسرے دن وہ جھنڈا حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو عطا فرمایا اور خیبر فتح ہوا اس روایت کے راوی سہل بن سعد رضی اللہ عنہ ہیں۔

یہاں بطور دفع دخل مقدر اس امر کا صاف کر دینا بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لڑکیوں کو جنہوں نے اپنے مقتول آباء پر یوم بعاث کا مرثیہ کرتے ہوئے جب گایا:

وَ فِیْنَا نَبِیٌّ یَّعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ

تو منع فرمایا کہ یہ مصرعہ چھوڑ کر باقی گاؤ۔ اس پر بعض یہ شبہہ ڈالتے ہیں کہ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ گانے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا اور یہ روکنا نفی تقریری ہے لہٰذا یہ کہنا جائز نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کل کا علم ہے۔

اس کا جواب مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ میں ہے جو ملاحظہ فرمائیں:

وَ اِنَّمَا مَنَعَ الْقَائِلَۃَ بِقَوْلِھَا وَ فِیْنَا نَبِیٌّ یَعْلَمُ مَا فِیْ غَدٍ لِکَرَاھَۃِ نِسْبَۃِ عِلْمِ الْغَیْبِ اِلَیْہِ لِاَنَّہٗ لَا یَعْلَمُ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ وَاِنَّمَا یَعْلَمُ الرَّسُوْلُ مِنَ الْغَیْبِ مَا اَعْلَمَہٗ اَوْلِکَرَاھَتِہٖ اَنْ یُذْکَرَ فِیْ اَثْنَاءِ ضَرْبِ الدَّفِّ اَوْاَثْنَاءِ مَرْثِیَّۃِ الْقَتْلٰی لِعُلُوِّ مَنْصَبِہٖ عَنْ ذٰلِکَ۔

لڑکیوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس واسطے منع فرمایا کہ انہوں نے غیب کی نسبت مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کردی تھی حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام علوم بتعلیم الٰہی حاصل ہوئے تھے۔

یا اس واسطے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات سے کراہت کی کہ دف بجاتے ہوئے آپ کا ذکر کیا جائے۔

یا مرثیہ گانے میں آپ کی ثناء کی جائے اس لئے کہ یہ آپ کے علو منصب کے خلاف ہے۔

اور وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ (کس زمین میں مرے گا) اس کے متعلق بھی معلوم کیجئے۔

Marfat.com

مشکوٰۃ المصابیح۔ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ لَمَّا بَعَثَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوْصِيْهِ وَ مُعَاذٌ رَاكِبٌ وَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْشِيْ تَحْتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ يَا مُعَاذُ اِنَّكَ عَسٰى اَنْ لَّا تَلْقَانِيْ بَعْدَ عَامِيْ هٰذَا وَ لَعَلَّكَ اَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِيْ هٰذَا وَ قَبْرِيْ فَبَكٰى مُعَاذٌ خَشْيًا لِفِرَاقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

فرماتے ہیں جب حضرت معاذ کو یمن کی طرف بھیجا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کے ساتھ وصیت فرماتے تشریف لائے اور جب وصیت فرما چکے تو فرمایا اے معاذ! قریب ہے کہ اس سال کے بعد ہماری تمہاری ملاقات نہ ہو اور شاید کہ تم میری اس مسجد اور قبر پر گزرو۔

حضرت معاذ یہ کلمات جانگداز سن کر فراق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خیال سے بے قرار ہو کر رونے لگے۔

حدیث مذکورہ سے بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ کی تصریح واضح ہے۔

شیخ ولی الدین ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ خطیب تبریزی اکمال فی اسماء الرجال میں امام شافعی رحمہ اللہ کے حال میں لکھتے ہیں:

قَالَ الْمُزَنِيُّ دَخَلْتُ عَلَى الشَّافِعِيِّ فِيْ عِلَّتِهِ الَّتِيْ مَاتَ فِيْهِ فَقُلْتُ كَيْفَ اَصْبَحْتَ قَالَ اَصْبَحْتُ مِنَ الدُّنْيَا رَاحِلًا وَلِاِخْوَانِيْ مُفَارِقًا وَلِكَاسِ الْمَنِيَّةِ شَارِبًا وَ بِسُوْءِ اَعْمَالِيْ مُلَاقِيًا وَعَلَى اللّٰهِ وَارِدًا۔

مزنی فرماتے ہیں میں حضرت امام شافعی رضی اللہ عنہ کی عیادت کو آیا جبکہ آپ اس مرض میں تھے جس میں آپ نے انتقال فرمایا۔ میں نے عرض کی آج کیسی صبح فرمائی تو ارشاد ہوا ایسی صبح کی ہے کہ میں دنیا سے سفر کرنے والا ہوں، اپنے بھائیوں سے جدا ہونے والا ہوں، موت کا جام پینے والا ہوں اپنے سوء اعمال سے ملنے والا ہوں، اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونے والا ہوں۔

فَلَا اَدْرِيْ اَرُوْحِيْ يَقِرُّ اِلَى الْجَنَّةِ فَاُهَنِّيْهَا اَوْ اِلَى النَّارِ فَاُعَزِّيْهَا ثُمَّ بَكٰى وَ اَنْشَا يَقُوْلُ:

وَلَمَّا قَسَا قَلْبِيْ وَ ضَاقَتْ مَذَاهِبِيْ — جَعَلْتُ رِجَائِيْ نَحْوَ عَفْوِكَ سُلَّمَا
تَعَاظَمَنِيْ ذَنْبِيْ فَلَمَّا قَرَنْتُهُ — بِعَفْوِكَ رَبِّيْ كَانَ عَفْوُكَ اَعْظَمَا
فَمَا زِلْتَ ذَا عَفْوٍ عَنِ الذَّنْبِ لَمْ تَزَلْ — تَجُوْدُ وَتَعْفُوْا مِنَّةً وَ تَكَرُّمَا
فَلَوْلَاكَ لَمْ يَسْلَمْ مِنْ اِبْلِيْسَ عَابِدٌ — وَ كَيْفَ وَقَدْ اَغْوٰى صَفِيَّكَ اٰدَمَا

ترجمہ

تو اب میں نہیں جانتا کہ میری روح جنت میں جائے گی کہ میں اسے مبارک دوں یا آگ میں جائے گی کہ میں اس سے تعزیت کروں۔ پھر آپ رونے لگے اور یہ شعر پڑھنے لگے:

جب میرا دل سخت ہو گیا اور میرے راستے تنگ ہو گئے تو میں نے تیری معافی کی طرف اپنی امید کو سیڑھی بنایا۔

مجھے میرے گناہ بڑے نظر آئے جب میں نے ان کو تیرے عفو کے مقابل رکھا تو تیری بخشش بہت بڑی نظر آنے لگی۔

تو ہمیشہ سے معاف کرنے والا ہے اور اپنے کرم اور احسان سے ہمیشہ سے لوگوں کے گناہ معاف کرتا رہا ہے۔

اگر تیری مدد شامل حال نہ ہو تو شیطان سے کوئی عابد نہ بچے اور کس طرح بچ سکتا ہے جب کہ اس نے آدم صفی اللہ کو دھوکہ

Marfat.com

دے دیا۔

اس روایت سے ثابت ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اپنی وفات کی اطلاع امام مزنی (اپنے شاگرد) کو دی۔

سُوْرَةُ السَّجْدَة

مکی ہے۔ اس میں تین رکوع اور تیس آیت ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ سجدہ - پ ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓمّٓ ۟ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۟

الٓمّٓ۔ کتاب کا اتارنا بلاشک رب عالم کی طرف سے ہے

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِيْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۟

کیا کہتے ہیں یہ ان کی بنائی ہوئی ہے بلکہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ اس قوم کو جس کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا تاکہ وہ راہ پر آئیں

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۟

اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پھر استویٰ فرمایا عرش پر نہیں تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم ہوش نہیں کرتے

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۟

کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک پھر اسی کی طرف عروج فرمائے گا اس دن جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۟

یہ ہے عالم غیب وشہادت کا عزت ورحمت والا

الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۟

جس نے بنائی ہر شے بہترین اور ابتداء انسان کی پیدائش کی مٹی سے

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۟

پھر بنائی اس کی نسل ذلیل پانی کے خلاصہ سے

ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۟

پھر اسے ٹھیک کیا اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور تمہیں کان اور آنکھیں اور دل دیئے بہت ہی کم شکر گزار ہو

وَقَالُوْۤا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۟

اور بولے کیا جب ہم مٹی میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئے بنیں گے بلکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر ہونے

Marfat.com

سے منکر ہیں

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾ ع

فرما دیجئے تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کی طرف واپس جاؤ گے

حل لغات پہلا رکوع ۔ سورۃ سجدہ ۔ پ ۲۱

الٓمّٓ ۔	تَنْزِيْلُ ۔ اتاری گئی ہے	الْكِتٰبِ ۔ کتاب	لَا ۔ نہیں
رَيْبَ ۔ شک	فِيْهِ ۔ اس میں	مِنْ رَّبِّ ۔ پروردگار	الْعٰلَمِيْنَ ۔ جہانوں کی طرف سے
اَمْ ۔ کیا	يَقُوْلُوْنَ ۔ کہتے ہیں	افْتَرٰ ۔ بنالیا ہے	هُ ۔ اس کو
بَلْ ۔ بلکہ	هُوَ ۔ وہ	الْحَقُّ ۔ حق ہے	مِنْ رَّبِّكَ ۔ تیرے رب سے
لِتُنْذِرَ ۔ کہ تو ڈرائے	قَوْمًا ۔ اس قوم کو	مَّآ ۔ کہ نہیں	اَتٰىهُمْ ۔ آیا ان کے پاس
مِّنْ نَّذِيْرٍ ۔ کوئی ڈرانے والا	مِّنْ قَبْلِكَ ۔ تجھ سے پہلے	لَعَلَّهُمْ ۔ تاکہ وہ	يَهْتَدُوْنَ ۔ ہدایت پائیں
اَللّٰهُ ۔ اللہ	الَّذِيْ ۔ وہ ہے جس نے	خَلَقَ ۔ پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمانوں
وَ ۔ اور	الْاَرْضَ ۔ زمین کو	وَ ۔ اور	مَا ۔ جو
بَيْنَهُمَا ۔ ان کے درمیان ہے	فِيْ ۔ بیچ	سِتَّةِ ۔ چھ	اَيَّامٍ ۔ دن کے
ثُمَّ ۔ پھر	اسْتَوٰى ۔ قرار پکڑا	عَلَى ۔ اوپر	الْعَرْشِ ۔ عرش کے
مَا ۔ نہیں	لَكُمْ ۔ تمہارے لئے	مِّنْ دُوْنِهٖ ۔ اس کے سوا	مِنْ وَّلِيٍّ ۔ کوئی دوست
وَّ ۔ اور	لَا ۔ نہ	شَفِيْعٍ ۔ سفارشی	اَفَلَا ۔ کیا پھر نہیں
تَتَذَكَّرُوْنَ ۔ نصیحت لیتے تم	يُدَبِّرُ ۔ تدبیر کرتا ہے	الْاَمْرَ ۔ کام کی	مِنَ السَّمَآءِ ۔ آسمان سے
اِلَى ۔ طرف	الْاَرْضِ ۔ زمین کی	ثُمَّ ۔ پھر	يَعْرُجُ ۔ چڑھتا ہے
اِلَيْهِ ۔ طرف اس کی	فِيْ ۔ بیچ	يَوْمٍ ۔ ایسے دن کے	كَانَ ۔ کہ ہے
مِقْدَارُهٗ ۔ اندازہ اس کا	اَلْفَ ۔ ہزار	سَنَةٍ ۔ سال	مِّمَّا ۔ اس سے جو
تَعُدُّوْنَ ۔ تم گنتے ہو	ذٰلِكَ ۔ یہ ہے	عٰلِمُ ۔ جاننے والا	الْغَيْبِ ۔ غیب
وَ ۔ اور	الشَّهَادَةِ ۔ حاضر کا	الْعَزِيْزُ ۔ غالب	الرَّحِيْمُ ۔ مہربان
الَّذِيْٓ ۔ وہ جس نے	اَحْسَنَ ۔ اچھا کیا	كُلَّ شَيْءٍ ۔ ہر شے کی	خَلَقَهٗ ۔ پیدائش کو
وَ ۔ اور	بَدَاَ ۔ شروع کیا	خَلْقَ ۔ پیدائش	الْاِنْسَانِ ۔ انسان کو
مِنْ طِيْنٍ ۔ مٹی سے	ثُمَّ ۔ پھر	جَعَلَ ۔ بنایا	نَسْلَهٗ ۔ اس کی نسل کو
مِنْ سُلٰلَةٍ ۔ خلاصہ	مِّنْ مَّآءٍ ۔ پانی	مَّهِيْنٍ ۔ ذلیل سے	ثُمَّ ۔ پھر
سَوّٰىهُ ۔ برابر کیا اس کو	وَ ۔ اور	نَفَخَ ۔ پھونکی	فِيْهِ ۔ اس میں
مِنْ رُّوْحِهٖ ۔ اپنی روح	وَ ۔ اور	جَعَلَ ۔ بنائے	لَكُمُ ۔ تمہارے لئے

Marfat.com

السَّمْعَ۔کان	وَ۔اور	الْاَبْصَارَ۔آنکھیں	وَ۔اور
الْاَفْئِدَةَ۔دل	قَلِيْلًا۔تھوڑا	مَّا۔جو	تَشْكُرُوْنَ۔شکر کرتے ہو تم
وَ۔اور	قَالُوْٓا۔بولے	ءَاِذَا۔کیا جب	ضَلَلْنَا۔مل جائیں گے ہم
فِي۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	ءَاِنَّا۔کیا ہم	لَفِيْ۔بیچ
خَلْقٍ۔پیدائش	جَدِيْدٍ۔نئی کے ہوں گے	بَلْ۔بلکہ	هُمْ۔وہ
بِلِقَآئِ۔ملاقات	رَبِّهِمْ۔اپنے رب کی سے	كٰفِرُوْنَ۔منکر ہیں	قُلْ۔فرما دو
يَتَوَفّٰكُمْ۔فوت کرتا ہے تم کو	مَّلَكُ۔فرشتہ	الْمَوْتِ۔موت کا	الَّذِيْ۔جو
وُكِّلَ۔مقرر کیا گیا ہے	بِكُمْ۔تم پر	ثُمَّ۔پھر	اِلٰى۔طرف
رَبِّكُمْ۔اپنے رب کی	تُرْجَعُوْنَ۔پھیرے جاؤ گے		

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ سجدہ۔پ ۲۱

ال م۔الف میں اشارہ الاء الٰہی کی طرف ہے۔

لام سے اشارہ لطف حق جل شانہ کی طرف ہے۔

میم۔سے مجد الٰہی کی طرف اشارہ ہے۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲

اتارنا کتاب کا جس میں کوئی شک وشبہ نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے۔

یہ سورۃ مبارکہ سورۃ السجدہ میں ہے۔مکی ہے سوا تین آیتوں کے اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا سے جو شروع ہیں۔اس سورت میں تیس آیتیں اور تین سو اسی کلمے اور ایک ہزار پانچ سو اٹھارہ حروف ہیں۔

اس میں قرآن کریم کی معجزانہ شان کا اظہار ہے کہ یہ کلام پاک ایسا معجزانہ ہے کہ اس میں شک کرنے والا اس کے مثل ایک سورت یا چھوٹی سی آیت بھی بنا کر نہیں لاسکتا اور بڑے بڑے فصحاء و بلغاء اس کے مقابلہ سے عاجز ہیں۔

ربط ایات

اس سے پہلی سورت میں توحید اور حشر ونشر کے دلائل بیان فرمائے تھے اب اس سورۃ مبارکہ میں رسالت کا تذکرہ فرمایا گیا چنانچہ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔فرما کر ارشاد ہوا کہ یہ اس کتاب کا نزول جس کے برحق ہونے میں کسی عاقل فہیم کو غور وتامل کے بعد کسی قسم کا شبہ نہیں ہوسکتا اور اسے ماننا پڑتا ہے کہ یہ کلام اس بے مثل ذات کا کلام ہے جس کی مثل کوئی نہیں تو اس کلام کا مثل بھی محال ہے۔

اور رب العالمین فرما کر اس طرف اشارہ فرما دیا گیا کہ اللہ تعالیٰ شانہ جیسے تمام جہان کا پالنے والا ہے اور نشو ونما جسمانی کرنے والا ہے ایسے ہی وہ روحانیت کا بھی رب ہے اور اس کی حکمت کا یہ مقتضا تھا کہ انسانی شائستگی کے لئے وہ ایک ایسی کتاب نازل فرماتا جو اظہر من الشمس اور ابین من الامس ہوتی اور اس میں معاش و معاد کی مکمل تعلیم ہوتی اور اپنی صداقت میں

Marfat.com

آپ ہی گواہ ہوتی۔ چنانچہ قرآن پاک ان تمام صفات سے متصف ہے۔

اگر چہ قسی القلب ختار وکفور جاحد وجاہل اپنی تیرہ بختی سے اسے تسلیم نہ کریں اور کہتے پھریں کہ یہ کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی بنالی ہے اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں فرمائی انہیں بھی لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ فرما کر اگر چہ جواب دے دیا مگر جن کے حصہ میں ایمان نہیں وہ اس کی تابانی اس کے لمعات کے آگے خفاش چشم ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۚ بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۳

کیا کہتے ہیں مشرکین یہ کتاب مقدس ان کی گھڑی ہوئی ہے (یعنی سید الانبیاء محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تصنیف فرمایا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے) کہ وہی حق ہے تمہارے رب کی طرف سے کہ تم ڈراؤ ایسے لوگوں کو جن کے پاس تم سے پہلے کوئی ڈر سنانے والا نہ آیا۔

یعنی جو لوگ زمانہ فترت کے ہیں یہ زمانہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد سے سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تک تھا اس زمانہ میں اللہ عزوجل کی طرف سے کوئی رسول نہیں آیا۔

اس لئے یہ غلط فہمی پیدا کرنا غلط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب ہی کے لئے مبعوث ہوئے تھے بلکہ لِتُنْذِرَ قَوْمًا اس لئے فرمایا کہ سب سے اول انہیں کی طرف سے اعتراض ہوا تھا۔ ورنہ دوسری آیت میں ارشاد ہے: وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا۔ اے محبوب! ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے بشیر ونذیر بنا کر بھیجا ہے۔

اور تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرَا ۙ۔ اس سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت تمام عالم کے لئے ثابت ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا کہ میں تمام عالم کے لئے نبی کیا گیا ہوں۔

البتہ آیت کریمہ سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل اور بعد عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی بھی نبی مبعوث نہیں ہوا۔

اس کے بعد وہ باتیں ارشاد ہیں جن کا پہنچانا رسول پر فرض ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا شَفِیْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴

اللہ ہی وہ ہے جس نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے بیچ میں ہے چھ دن میں بنائے پھر عرش پر استویٰ فرمایا (جیسا استواء اس کی شایان شان ہے) تمہارا اس کے سوا کوئی حمایتی وسفارشی نہیں (یعنی اے گروہ کفار! جب تم اللہ کی راہ رضا اختیار نہ کرو اور ایمان نہ لاؤ تو نہ تمہیں کوئی مددگار ملے گا جو تمہاری مدد کر سکے نہ کوئی سفارشی جو تمہاری شفاعت کرے) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے۔

یُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ یَعْرُجُ اِلَیْهِ فِیْ یَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵

کام کی تدبیر فرماتا ہے آسمان سے زمین تک (یعنی دنیا میں قیامت تک ہونے والے کاموں کی اپنے حکم وامر اور قضاء قدر سے تدبیر فرماتا ہے) پھر رجوع فرمائے گا اس کی طرف اس دن کہ جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

Marfat.com

یعنی امر و تدبیر فناء دنیا کی بعد اس دن فرمائے گا جو دن تمہاری گنتی کے حساب سے ایک ہزار برس کے برابر ہوگا اور وہ دن قیامت ہے اور اس دن کی درازی ہزار برس اور خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ پچاس ہزار برس جو فرمائی گئی وہ بعض کافروں پر ہزار برس معلوم ہوگی اور بعض کو پچاس ہزار برس کے برابر چنانچہ سورۂ معارج میں ہے: تَعْرُجُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗ خَمْسِيْنَ اَلْفَ سَنَةٍ۔

حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ یہی دن کافر پر ہزار برس سے پچاس ہزار برس تک کا معلوم ہوگا اور مومن پر یہ دن اتنا ہلکا ہوگا کہ ایک نماز فرض ادا کرنے کے برابر بلکہ اس سے بھی ہلکا۔ اس کی حقیقت اس شعر کے مطابق ہے جو کسی نے کہا:

ایام مصیبت کے تو کاٹے نہیں کٹتے! . دن عیش کے گھڑیوں میں گزر جاتے ہیں کیسے

درحقیقت یہ یوم قیامت کی ہولناک کیفیت کی مثال دی ہے۔

اور ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ کے یہ معنی ہیں کہ جب عالم فنا ہو جائے گا اور نیا عالم پیدا ہوگا جیسا کہ ارشاد ہے: يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔ پھر يَعْرُجُ اِلَيْهِ يَعْنِيْ يَرْجِعُ اِلَيْهِ ہوگا۔ یعنی التفات مشیت اس طرف ہوگا اور اس دن کی حقیقی مقدار اللہ عزوجل ہی جانتا ہے۔ باعتبار کرب و اضطراب یہ دن کسی پر ایک ہزار برس کے برابر ہوگا کسی پر پچاس ہزار برس کے برابر اور کسی مومن مطیع پر دو رکعت فرض ادا کرنے کے برابر۔ یہ ساری مقداریں سختی اور وحشت و دہشت و ہیبت و کربت کے اعتبار سے ہیں۔ پھر ارشاد ہے:

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝٦ الَّذِيْٓ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝٧ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝٩

''یہ ہے ہر غائب و حاضر کا جاننے والا عزت و رحمت والا وہ جس نے جو چیز بنائی خوب بنائی۔''

اور حسب اقتضاء حکمت بنائی اور ہر جاندار کو وہ صورت عطا کی جو اس کے لئے بہتر ہے اور اسے ایسے اعضاء دیئے جو اس کی معاش کے لئے مناسب ہیں۔

''اور انسان کی پیدائش ابتداء مٹی سے فرمائی۔'' چنانچہ آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا۔ ''پھر اس کی نسل رکھی ایک بے قدر پانی کے خلاصہ سے۔''

یعنی نطفہ سے اور آدم علیہ السلام کی پیدائش گارے سے شروع کی اور انہیں کسی فرد بشر کے نطفہ سے نہیں بنایا بلکہ انہیں خاک سے بنایا اگرچہ خاک کے ساتھ پانی وغیرہ اور بھی اجزاء عنصری تھے مگر چونکہ مٹی کا عنصر غالب تھا اس اعتبار سے تغلیباً مِنْ طِيْنٍ فرما دیا۔

اور لفظ بدا سے یہ بھی دفع دخل مقدر کر دیا کہ فلاسفہ کا یہ وہم غلط ہے کہ انواع اور مادیات قدیم نہیں ہیں حکماء یونان اس توہم کے شکار ہیں چنانچہ اس کا رد علم کلام کی بڑی کتابوں میں زور کے ساتھ کر دیا گیا ہے۔

ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝٨

اس میں اجراء نسل کا دستور بنایا کہ پھر ہم نے اس کی نسل کو نکھرے ہوئے بے قدر پانی سے جاری کیا جسے منی کہتے ہیں۔

منی ایک ایسا پانی ہے جو انسانی اخلاط کا نچوڑ ہے اور اتنا بے قدر ہے کہ انسان اس سے نفرت کرتا ہے بدن یا کپڑے پر لگ جاتی ہے تو بغیر دھوئے اسے ناپاک سمجھتا ہے۔

اور نسل کو نسل اس لئے کہتے ہیں کہ وہ انسان سے نکلتی ہے۔ نَسَلَ الصُّوْفُ نُسُوْلًا سَقَطَ (قاموس) نسل۔ ذریت سُمِّيَتْ بِهٖ لِاَنَّهَا تُنْسَلُ مِنْهُ اَیْ تَنْفَصِلُ ۔ سُلَالَه - سَلَّ سے ہے جس کے معنی کھینچنے کے ہیں سَيْف مَسْلُول۔ تلوار کھینچی ہوئی۔

وَالسُّلَالَةُ مَا اسْتُخْرِجَ مِنْ اٰدَمَ۔ (مجمع البحار) منی کو سلالہ اسی بناء پر کہتے ہیں کہ وہ انسان کے جسم میں سے کھنچتی ہے۔ مہین کے معنی ضعیف کے ہیں یا حقیر کے یا قلیل کے۔ (قاموس)

ثُمَّ سَوّٰىهُ۔ پھر اسے شکم مادر میں ٹھیک کیا۔

سر کی جگہ سر گوشت کے مضغہ میں سے بنایا کان کی جگہ کان آنکھ کی جگہ آنکھ ناک کی جگہ ناک ہڈی پٹھے بال کھال ایک تناسب سے بنائے اور ہر چیز کو اس انداز سے بنایا کہ علم تشریح کے واقف ہونے کے بعد عاقل کو اس بات کا اقرار ہی کرنا پڑتا ہے یہ اس مدبر حکیم باکمال کی صنعت کاری ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ۔

وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ۔ اور اس میں اپنی طرف کی روح پھونکی۔

اور بے جان و بے حس ہونے کے بعد اسے حساس اور جاندار بنا دیا۔

مِنْ رُّوْحِهٖ کے یہ معنی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی یا اپنی جان کا کوئی ٹکڑا اس میں ڈال دیا بلکہ یہ معنی ہیں کہ وہ روح جو اللہ تعالیٰ کی عمدہ اور لطیف چیزوں میں کی ایک چیز ہے وہ اس میں ڈال دی اور روح کو اپنی طرف اس کی خوبی و لطافت اور شرافت کے لئے مضاف کر دیا۔ جیسے حاکم بادشاہ اپنے خاص ملازم کو عزت دینے کے لئے کہہ دیا کرتے ہیں کہ یہ ہمارا آدمی ہے۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ

اور کی تمہارے لئے شنوائی و بینائی یعنی حواس ظاہری عطا فرمائے اور وَالْاَفْـِٕدَةَ دل دیا یعنی قوائے باطنیہ و مدرکات عطا کئے مگر باوجود اس کے کہ ہم نے ان نعمتوں سے تمہیں نوازا پھر بھی۔

قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹۔

تم بہت ہی کم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہو۔ اور ان تمام نعمتوں کو اپنے گھر کی باتیں خیال کرتے ہو۔

آیۂ کریمہ میں روح پھونکنے سے پہلے تک تو غائب کے صیغوں سے تعبیر کیا اور ثُمَّ سَوّٰىهُ فرمایا۔ اور روح پھونکنے کے بعد جَعَلَ لَكُمُ خطاب کے صیغے سے مخاطبہ فرمایا۔ اس لئے کہ قبل نفخ روح بے جان سے مخاطبہ نہیں تھا جب روح آ گئی تو قابل خطاب سے خطاب فرمایا۔

مشرکین مکہ مندرجہ ذیل توہمات باطلہ کاسدہ فاسدہ کے شکار تھے۔

اول ان کا گمان تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلام خود گھڑا ہے۔

دوسرے ان کے گمان فاسد میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور چیزیں بھی شریک تھیں۔ ان دونوں کا جواب شافی کافی دے دیا گیا۔

Marfat.com

اب تیسری بات یہ تھی کہ حشر ممکن نہیں اس کا جواب ان کے شبہہ کو نقل کر کے دیا گیا۔

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِی الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ

مشرکین کہتے ہیں کہ کیا ہم جب مر کر زمین میں گم ہو جائیں گے یعنی بدن کے اجزاء متفرق و منتشر ہو کر فنا ہو جائیں گے تو کیا پھر دوبارہ زندہ ہوں گے اس پر ارشاد ہے کہ یہی نہیں۔

بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۝۱۰ ۔ بلکہ یہ تو اپنے رب سے ملنے کے بھی منکر ہیں۔ پھر جواب دیا گیا۔

قُلْ یَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِیْ وُكِّلَ بِكُمْ

اے محبوب! انہیں فرما دیجئے کہ ایک روز ملک الموت فرشتہ جو تمہاری جان قبض کرنے پر متعین کیا گیا ہے تمہاری جان قبض کر لے گا اور اس پر تو تمہارا ابھی یقین ہے یعنی مرنا تو یقینی سمجھتے ہیں۔

اب رہا دوبارہ زندہ ہونا اس کے متعلق یہ سمجھ لو کہ جس نے نیست و نابود کیا ہے وہ بار دگر زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں اسی لئے فرمایا:

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۱ ۔ پھر تم اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤ گے۔

بعث بعد الموت کے منکر شہوات نفسانیہ کی اسی وجہ میں شمار ہوتے ہیں کہ انہیں آخرت کی فکر ہی لاحق نہیں ہوتی۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع ۔ سورۃ سجدہ ۔ پ ۲۱

الٓمّٓ ۝۱ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝۲

اتارنا کتاب کا جس میں کوئی شک نہیں رب العالمین کی طرف سے ہے۔

الٓمّٓ ۔ کی تفسیر تو خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکی ۔ آلوسی رحمہ اللہ نے مزید یہ بھی کہا کہ

الٓمّٓ ۔ اِنْ جُعِلَ اِسْمًا لِلسُّوْرَةِ اَوِ الْقُرْاٰنِ اَیْ هٰذَا الٓمّٓ ۔ اور تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ فرما کر خبر اول بعد خبر ثانی فرمائی اور لَا رَیْبَ فِیْهِ خبر ثالث ہے مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ خبر رابع ہے۔

گویا اس کا مفہوم یوں ہوا: اَیِ الْمُسَمّٰی بِالٓمّٓ الْكِتَابُ الْمُنَزَّلُ لَا رَیْبَ فِیْهِ كَائِنٌ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ یا اس کی یوں عبارت بنے گی: كَوْنُهٗ مُنَزَّلًا مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ لَا لِلتَّنْزِیْلِ وَلِلْكِتَابِ كَاَنَّهٗ قِیْلَ لَا رَیْبَ فِیْ ذٰلِكَ اَیْ فِیْ كَوْنِهٖ مُنَزَّلًا مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۔ کیا کہتے ہیں کہ یہ گھڑ لیا ہے۔

فَاِنَّ قَوْلَهُمْ هٰذَا مُفْتَرًی اِنْكَارٌ لِاَنْ یَكُوْنَ مِنْ رَّبِّ الْعَالَمِیْنَ اَیْ فَالْاَنْسَبُ اَنْ یَكُوْنَ نَفْیُ الرَّیْبِ عَمَّا اَنْكَرُوْهُ۔

بَلْ هُوَ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ ۔ بلکہ وہ حق ہے تمہارے رب کی طرف سے۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اَتٰىهُمْ مِّنْ نَّذِیْرٍ مِّنْ قَبْلِكَ لَعَلَّهُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۳ ۔ تاکہ ڈرائیں آپ اپنی اس قوم کو جس کے پاس آپ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا۔

یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے بعد بعثت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک زمانہ فترت رہا کہ اس میں کسی نبی کی بعثت نہ ہوئی اور

Marfat.com

یہ قوم قریشی ہی تھی۔ اِنَّهٗ لَمْ یُبْعَثْ اِلَیْهِمْ رَسُوْلٌ مِّنْهُمْ قَبْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَکَانُوْا مُلَازِمِیْنَ بِشَرَائِعِ الرُّسُلِ مِنْ قَبْلُ وَاِنْ کَانُوْا مُقَصِّرِیْنَ فِی الْبَحْثِ عَنْهَا لَاسِیَّمَا دِیْنِ اِبْرَاهِیْمَ وَ اِسْمَاعِیْلَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔ کہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل کوئی رسول مبعوث نہ ہوا۔ اور یہ دین ابراہیم و اسماعیل کے پیرو تھے۔

وَاَنَّهُمْ لَمْ یَزَالُوْا عَلٰی ذٰلِکَ اِلٰی اَنْ فَشَتْ فِی الْعَرَبِ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ الَّتِیْ اَحْدَثَهَا فِیْهِمْ عَمْرُو الْخُزَاعِیُّ لَعَنَهُ اللّٰهُ فَلَمْ یَبْقَ مِنْهُمْ عَلَی الْمِلَّةِ الْحَنِیْفِیَّةِ اِلَّا قَلِیْلٌ اَوْ اَقَلُّ مِنَ الْقَلِیْلِ۔

اور یہ لوگ اسی مذہب حنیف پر تھے یہاں تک کہ ان میں بت پرستی کا رواج دینے والا ایک شخص عمرو الخزاعی لعنہ اللہ پیدا ہوا اور اس نے بت پرستی کو ایسے رواج دیا کہ اس سے اقل قلیل ہی لوگ بچے۔

اور ان میں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف مائل کرنے والے زید بن عمرو بن نفیل عدوی تھے جو حضرت سعید کے والد تھے جو عشرہ مبشرہ میں سے ایک تھے۔ اور انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر قبل بعثت ہی ایمان قبول کیا تھا اور اظہار نبوت سے قبل ہی انتقال فرما گئے تھے اور یہ وہ زمانہ تھا جب کہ قریش بناء کعبہ کر رہے تھے اور یہ زمانہ بعثت سے پانچ سال قبل تھا اور اس زمانہ میں ملت ابراہیم واسماعیل جاری تھی۔ چنانچہ

ہشام بن عروہ اپنے باپ سے اور وہ اسماء بنت ابی بکر سے راوی ہیں: قَالَتْ لَقَدْ رَاَیْتُ زَیْدَ بْنَ عَمْرِو بْنِ نُفَیْلٍ مُسْنِدًا ظَهْرَهٗ اِلَی الْکَعْبَةِ یَقُوْلُ یَا مَعْشَرَ قُرَیْشٍ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اَصْبَحَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ عَلٰی دِیْنِ اِبْرَاهِیْمَ غَیْرِیْ۔ حضرت اسماء فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت زید بن عمرو بن نفیل کو دیکھا کہ کعبۃ اللہ سے پشت لگائے فرما رہے تھے اے قریشیو! قسم اس ذات مقدس کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے میں تم میں سے کسی کو اپنے سوا دین ابراہیم پر نہیں پاتا۔

اور حضرت موسیٰ بن عقبہ نے مغازی میں ذکر کیا: اَنَّ زَیْدَ بْنَ عَمْرٍو کَانَ یَعِیْبُ عَلٰی قُرَیْشٍ ذَبْحَهُمْ لِغَیْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔ زید بن عمرو قریش کو ملامت کرتے اور ذبح لغیر اللہ سے روکتے۔

وَ صَحَّ اَنَّهٗ کَانَ لَا یَاْکُلُ مِنْ ذَبَائِحِ الْمُشْرِکِیْنَ الَّتِیْ اُهِلَّ بِهَا لِغَیْرِ اللّٰهِ۔ اور یہ صحیح ہے کہ آپ مشرکین کے وہ ذبیحہ نہیں کھاتے تھے جس پر عند الذبح غیر اللہ کا نام لیا جاتا تھا۔

یعنی اہلال لغیر اللہ کا یہ مفہوم ہے:

کہ بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کی بجائے بتوں کے نام لئے جائیں اور کہیں بِسْمِ مَنَاتٍ بِسْمِ لَاتٍ بِسْمِ عُزّٰی بِسْمِ نَائِلَةَ بِسْمِ صَائِلَةَ۔ وغیرہ اسے طیالسی نے بھی ذکر کیا۔

اور زید بن عمرو بن نفیل کی طرح قس بن ساعدۃ الایادی بھی مومن تھے اور دعوت توحید دیتے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں قبل بعثت حاضر رہے اور قبل بعثت ہی انتقال فرما گئے ان کا دین ملت حنیف پر تھا یہ معمر تھے۔

علامہ سجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ان کی عمر تین سو اسی سال کی ہوئی۔

اور مرزبانی رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ چھ سو سال کی عمر پا کر مرے۔

Marfat.com

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں فرماتے ہیں: قَدْ اَفْرَدَ بَعْضُ الرُّوَاةِ طَرِيْقَ قِسٍّ وَ فِيْهِ شِعْرُهٗ وَ خُطْبَتُهٗ وَ هُوَ فِي الطِّوَالَاتِ لِلطَّبْرَانِيِّ وَ غَيْرِهَا۔

وَاَمَّا الْعَرَبُ غَيْرَ الْمُعَاصِرِيْنَ فَلَمْ يَاْتِهِمْ مِنْ عَهْدِ اِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ مِنْهُمْ – بَلْ لَمْ يُرْسَلْ اِلَيْهِمْ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ وَ مُوْسٰى وَ عِيْسٰى وَ غَيْرُهُمَا مِنْ اَنْبِيَآءِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُبْعَثُوْا اِلَيْهِمْ عَلَى الْاَظْهَرِ۔

وَ خَالِدُ بْنُ سِنَانَ الْعَبَسِيُّ عِنْدَ الْاَكْثَرِيْنَ لَيْسَ بِنَبِيٍّ وَ خَبَرُ وُرُوْدِ بِنْتٍ لَهٗ عَجُوْزٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَهَا مَرْحَبًا بِابْنَةِ نَبِيٍّ ضَيَّعَهٗ قَوْمُهٗ وَ نَحْوُهٗ مِنَ الْاَخْبَارِ مِمَّا لِلْحُفَّاظِ فِيْهِ مَقَالٌ لَا يَصِحُّ مَعَهُ الْاِسْتِدْلَالُ۔

خلاصہ یہ کہ زمانہ فترت میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بعد سے عہد سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تک عرب میں ان کے معاصرین کے علاوہ کوئی نبی نہیں آیا۔

اور خالد بن سنان عبسی اکثر محققین کے نزدیک نبی نہ تھا اور وہ حدیث جس میں اس کی بیٹی بڑھیا کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانا کہ مبارک ہے وہ بیٹی نبی کی جسے اس کی قوم نے ضائع کر دیا اور اس قسم کی اور اخبار ان سے استناد صحیح نہیں۔

لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُوْنَ ۝۳ ۔اَیْ لِاَجْلِ اَنْ يَّهْتَدُوْا بِاِنْذَارِكَ اِيَّاهُمْ اَوْ رَاجِيًا لِاِهْتِدَائِهِمْ۔ یعنی ان کے سبب سے وہ ہدایت پائیں گے اور آپ کی تنذیر سے امید ہے کہ وہ ہدایت پا جائیں۔

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا شَفِيْعٍ ؕ اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴

اللہ وہ ہے جس نے پیدا فرمائے آسمان و زمین اور جو کچھ ان میں ہے چھ دن میں پھر عرش پر استواء فرمایا نہیں تمہارے لئے اس کے سوا کوئی حمایتی نہ سفارشی تو کیا تم نہیں سنتے۔

سِتَّةَ اَيَّامٍ اور اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ کی بحث سلف و خلف کے مذہب کی روشنی میں اول بیان ہو چکی آیہ کریمہ میں اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرماتے ہوئے ارشاد ہے کہ مَا لَكُمْ مُجَاوِزِيْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ اَیْ رِضَاهُ سُبْحٰنَهٗ وَ طَاعَتَهٗ تَعَالٰى وَلِيٌّ وَلَا شَفِيْعٌ اَیْ لَا يَنْفَعُكُمْ هٰذَانِ مِنَ الْخَلْقِ عِنْدَهٗ دُوْنَ رِضَاهُ جَلَّ جَلَالُهٗ۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا کے بغیر ان کافروں کا حمایتی اور سفارشی نہیں ہو سکتا تو آیہ کریمہ کے حاصل معنی یہ ہوئے: مَا لَكُمْ وَلِيٌّ وَلَا نَاصِرٌ غَيْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ تمہارا کوئی حمایتی اور مددگار سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں۔ یہ اس خیال فاسد کا جواب ہے جو مشرکین ظاہر کرتے اور کہتے تھے اپنے معبودوں کے لئے۔

يَقُوْلُوْنَ فِيْ اٰلِهَتِهِمْ هٰؤُلَاءِ شُفَعَآؤُنَا وَيَزْعُمُوْنَ اِلٰهُ كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهَا شَفِيْعٌ لَّهُمْ۔ کہ یہ ہمارے سفارشی ہیں اللہ کے حضور اور ان کا گمان باطل تھا کہ ہر ایک بت ان کی سفارش کرے گا تو ارشاد ہوا:

اَفَلَا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۴ ۔اَیْ اَفَلَا تَسْمَعُوْنَ هٰذِهِ الْمَوَاعِظَ۔ کیا تم یہ نصیحتیں نہیں سنتے اور وہ دھیان ہی نہیں کرتے۔

Marfat.com

يُدَبِّرُ الْاَمْرَ مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵

تدبیر فرماتا ہے کام کی آسمان سے زمین تک پھر چڑھتا ہے اس کام کو بعد تدبیر کے ایک دن میں جس کی مقدار ہزار برس ہے تمہاری گنتی میں۔

اور مِنَ السَّمَآءِ اِلَى الْاَرْضِ سے مراد ابتداء اور انتہاء ہے۔ یعنی اپنی حکمت بالغہ سے زمین وآسمان کے نظام میں تدبیر فرماتا ہے۔

اور تدبیر الامر سے مراد امر دنیا اور شیون قدرت ہیں۔ اور تدبیر اصل میں نظر کو کہتے ہیں جس سے عاقبت امر محمود ہو جائے۔

ثُمَّ يَعْرُجُ اِلَيْهِ۔ اَیْ یَصْعَدُ وَ یَرْتَفِعُ ذٰلِکَ الْاَمْرُ بَعْدَ تَدْبِیْرِہٖ۔ پھر ان کاموں کو چڑھاتا ہے اور بلند فرماتا ہے بعد اس کی تدبیر کے۔ حقیقت میں یہ عروج وصعود مجازاً فرمائے گئے۔

فِيْ يَوْمٍ كَانَ مِقْدَارُهٗۤ اَلْفَ سَنَةٍ مِّمَّا تَعُدُّوْنَ ۝۵

ایک دن میں جس کی مقدار تمہاری گنتی میں ایک ہزار برس ہے

یہاں الف سنۃ سے مراد ہزار برس حقیقی نہیں ہیں بلکہ اس دن کی شدت وکربت اور کیفیت عذاب سے وہ ہزار برس کے برابر معلوم ہوگا اور ایسے ہی کسی کو پچاس ہزار برس کے برابر اور مومنین کو وہ دن اتنا ہی معلوم ہوگا جتنی دیر میں ایک وقت کا فرض ادا کیا جائے یا دو نفل پڑھے جائیں اس کے بعد ارشاد ہے:

ذٰلِكَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ۝۶ الَّذِيْۤ اَحْسَنَ كُلَّ شَيْءٍ خَلَقَهٗ وَبَدَاَ خَلْقَ الْاِنْسَانِ مِنْ طِيْنٍ ۝۷ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۝۸ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْـِٕدَةَ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝۹

یہ تو ہے پوشیدہ اور علانیہ کا جاننے والا غالب رحم فرمانے والا جس نے ہر شے اچھی صورت کی شان میں پیدا کی اور انسان کی پیدائش کی ابتداء مٹی سے فرمائی پھر اس کی نسل بڑھائی ناپاک پانی کے خلاصہ سے یعنی منی سے پھر برابر کیا اس کے اعضاء کو مناسب طور پر رحم مادر میں اور پھونکی اس میں اپنی روح اور کیا تمہارے لئے ساعت اور بصارت اور دل (مگر باوجود ان نعمتوں کے عطا کرنے کے) تم بہت کم شکر ادا کرتے ہو۔

عربی میں ذریت کو ہی نسل کہتے ہیں اور نسل کو نسل اس وجہ میں کہا جاتا ہے کہ تَنَسَّلُ وَ تَنْفَصِلُ وہ علیحدہ ہو کر پھیلتی ہے۔

سُلٰلَةٍ۔ عربی میں خلاصہ کو کہتے ہیں اور اصل میں اس کا استعمال نکھارنے کے موقعہ پر ہوتا ہے۔

مَّآءٍ مَّهِيْنٍ۔ اس پانی کو کہتے ہیں جو کسی کام آنے والا نہ ہو اس سے مراد منی ہے۔

ثُمَّ سَوّٰىهُ۔ اَیْ عَدَلَهٗ بِتَکْمِیْلِ اَعْضَائِهٖ فِی الرَّحِمِ وَ تَصْوِیْرِھَا فِی الرَّحِمِ عَلٰی مَا یَنْبَغِیْ۔ یعنی پھر برابر کیے رحم مادر میں اور تصویر شکل وشباہت کی جیسی اس کے لئے مناسب تھی۔

علامہ ابوبکر رازی رحمہ اللہ اس تسویہ پر غور کرنے کو عرفان کا ایک درجہ قرار دیتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ۔

Marfat.com

اور نفخ روح میں روح کو اپنی طرف مضاف کرنا تعظیماً ہے جیسے بیت الکعبہ کو بیت اللہ کہا گیا حالانکہ ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ زمان و مکان سے منزہ ہے۔ اعلیٰ حضرت امام اہل سنت بریلوی رحمۃ اللہ نے اس عقیدہ کو اپنے ایک شعر میں نہایت لطیف پہلو سے واضح کیا فرماتے ہیں:

وہی لامکاں کے مکیں ہوئے سرعرش تخت نشیں ہوئے

وہ نبی ہیں جن کے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جس کا مکاں نہیں

چنانچہ روح کے متعلق ارباب کلام نے تصریح کی: اِنَّ الرُّوْحَ جِسْمٌ لَطِيْفٌ كَالْهواءِ سَارٍ فِي الْبَدَنِ سِرْيَانَ مَاءِ الْوَرْدِ فِي الْوَرْدِ وَالنَّارِ فِي الْجَمْرِ۔ روح ایک جسم لطیف ہے مثل ہوا کے جو بدن انسان میں ایسے سیران کرتی ہے جیسے گلاب کا پانی گلاب میں یا انگاروں میں آگ۔

اور اس میں علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ نے تقریباً سو دلائل بیان کئے ہیں۔

وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ۔ یہاں عجیب لطافت بیان کا مظاہرہ ہے جو اہل علم کے لئے موجب لطف ہے۔ اول ارشاد ہوا جس میں ضمائر غائب کے ہیں ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهٗ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ مَّآءٍ مَّهِيْنٍ ۞ ثُمَّ سَوّٰىهُ وَنَفَخَ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِهٖ تک سب ضمیر غائب کے ہیں۔

اور بعد نفخ روح جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ فرما کر مخاطب کی ضمیر سے مکالمہ فرمایا یہ التفات خطاب بعد نفخ روح ہوا یعنی نفخ روح سے اول اہلیت مخاطبہ نہ تھی اسی وجہ میں غائب کی ضمیریں لائی گئیں اور نفخ روح ہو گیا تو انسان قابل مخاطبہ ہوا تو وَجَعَلَ لَكُمُ ارشاد ہوا اس لئے کہ اب انسان میں صلاحیت تخاطب آ گئی۔ آخر میں قَلِيْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۞ فرما کر انسان کے کفران نعمت کو ظاہر فرمایا گیا اور بتایا کہ او انسان! تجھ پر ہم نے یہ یہ احسان فرمائے مگر تو شکر گزار نہ بنا الا ماشاء اللہ۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَالُوْٓا ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۬ؕ بَلْ هُمْ بِلِقَآئِ رَبِّهِمْ كٰفِرُوْنَ ۞

اور مشرک بولے کیا جب ہم خاک میں مل جائیں گے کیا ہم پھر نئی پیداوار میں ہوں گے بلکہ وہ تو اپنے رب کے حضور حاضری سے ہی منکر ہیں۔

یہ کلام مستانف ہے مشرکین کے اباطیل کے اظہار میں ضَلَّ يَضِلُّ کی تحقیق ہم اول بیان کر چکے ہیں یہاں اتنا ظاہر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ وَلَا الضَّآلِّيْنَ اور ءَاِذَا ضَلَلْنَا - وَّاَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ - اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ - وَوَجَدَكَ ضَآلًّا - تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ - اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ۔ ان تمام مقامات پر ہر جگہ علیحدہ علیحدہ معنی مراد ہیں۔ کہیں گمراہ کے کہیں خاک میں ملنے کے کہیں از خود رفتہ محبت کے کہیں اپنی قوت سے کمزور ہونے کے۔

چنانچہ ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ میں ضِعْنَا فِيْهَا بِاَنْ صِرْنَا تُرَابًا مَّخْلُوْطًا کے ہیں یعنی مشرکین کہتے تھے کہ جب ہم خاک میں مل جائیں گے یا مٹی میں غائب ہو جائیں گے تو کیا پھر نئی پیداوار میں آئیں گے۔ یہی استبعاد نہیں کرتے تھے۔

بَلْ هُمْ۔ بلکہ وہ تو اپنے کفر کی اندھیریوں میں اتنے گم ہیں کہ بعث بعد الموت کے بھی منکر ہیں۔ چنانچہ ءَاِذَا استفہام انکاری میں استعمال کیا اور جواب میں ارشاد ہوا:

Marfat.com

قُلْ يَتَوَفّٰىكُمْ مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِيْ وُكِّلَ بِكُمْ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾

فرمادیجئے اے محبوب! کہ (اے لوگو!) تمہاری روح قبض کرتا ہے وہ فرشتہ جو تم پر مقرر ہے پھر اپنے رب کے حضور لوٹ کر جاؤ گے۔

وَفَات۔ عربی میں پورا پورا لینے کے معنی دیتا ہے تو یہاں یہ معنی ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرشتہ تمہاری جان پوری طرح لیتا ہے کہ ذرہ بھر تمہارے اجسام میں نہیں رہتی اور اس وفات میں تم میں سے کوئی باقی نہ رہے گا چنانچہ وفات کے معنی میں ارباب لغت کہتے ہیں: اَصْلُ التَّوَفِّيْ اَخْذُ الشَّيْءِ بِتَمَامِهٖ۔

ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ ابوجعفر محمد بن علی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَعُوْدُهٗ فَاِذَا مَلَكُ الْمَوْتِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عِنْدَ رَاْسِهٖ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا مَلَكَ الْمَوْتِ ارْفَقْ بِصَاحِبِيْ فَاِنَّهٗ مُؤْمِنٌ فَقَالَ اَبْشِرْ يَا مُحَمَّدُ فَاِنِّيْ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ رَفِيْقٌ وَاعْلَمْ يَا مُحَمَّدُ اِنِّيْ لَا اَقْبِضُ رُوْحَ ابْنِ اٰدَمَ فَيَصْرُخُ اَهْلُهٗ فَاَقُوْمُ فِيْ جَانِبٍ مِّنَ الدَّارِ فَاَقُوْلُ وَاللّٰهِ مَا لِيْ مِنْ ذَنْبٍ وَاِنَّ لِيْ لَعَوْدَةً وَعَوْدَةً اَلْحَذَرُ اَلْحَذَرُ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ اَهْلِ بَيْتٍ وَلَا مَدَرٍ وَّ لَا شَعْرٍ وَّ لَا وَبَرٍ فِيْ بَرٍّ وَّ لَا بَحْرٍ اِلَّا وَ اَنَا لَا اَقْدِرُ اَقْبِضُ رُوْحَ بَعُوْضَةٍ حَتّٰى يَكُوْنَ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى الَّذِيْ يَاْمُرُ بِقَبْضِهٖ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی عیادت کو تشریف لائے تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ ملک الموت سرہانے کھڑا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اے ملک الموت! میرے اس صحابی کے ساتھ نرمی کرنا کہ یہ مومن ہے۔

ملک الموت نے عرض کی حضور! خوش ہو جائیں کہ میں ہر مومن کے ساتھ نرمی کرتا ہوں۔ اور حضور! میں کسی ابن آدم کی روح قبض نہیں کرتا کہ اس کے اہل رونے لگتے ہیں تو میں گھر کی ایک جانب کھڑا ہو جاتا ہوں اور کہتا ہوں قسم بخدا یہ میری زیادتی نہیں ہے سوا اس کے کہ میں بار بار آتا اور ڈراتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے کوئی گھر میدان یا جنگل میں کوئی پیدا نہ فرمایا اور نہ دریا میں کوئی جاندار چھوڑا۔ حضور! صلی اللہ علیک وسلم قسم بخدا میں مچھر کی جان بھی نکالنے پر قادر نہیں جبکہ تک اللہ تعالیٰ مجھے حکم نہ دے۔

اور ایسا ہی طبرانی اور ابونعیم اور ابن منذر رحمہم اللہ نے آیہ کریمہ اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ کی تصریح میں فرمایا: اِنَّ اَفْعَالَ الْعِبَادِ كُلَّهَا مَخْلُوْقَةٌ لَهٗ جَلَّ وَ عَلَا لَا مَدْخَلَ لِلْعِبَادِ فِيْهَا۔ بندوں کے تمام افعال اللہ تعالیٰ کے پیدا کئے ہوئے ہیں بندوں کا ان میں دخل نہیں۔

اپنے بھیجے ہوؤں کی طرف تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا یا ملائکہ کی طرف الَّذِيْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ظَالِمِيْٓ اَنْفُسِهِمْ وغیرہ جو ارشاد ہے یہ سب بامر الٰہی عزوجل ہے۔

ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۱﴾۔ پھر تم اپنے رب کی طرف ہی لوٹو گے۔

یعنی حساب وکتاب جزا وسزا کے لئے تمہیں اپنے رب کے حضور پیش ہونا ہے۔

ءَ اِذَا ضَلَلْنَا فِي الْاَرْضِ۔ کہہ کر استبعادِ عقلی کرنا یہ ان مشرکوں کی جہالت ہے اس لئے کہ اِنَّ الْقَادِرَ عَلَى الْاِمَاتَةِ قَادِرٌ عَلَى الْاِحْيَآءِ۔ جسے مارنے کی قدرت ہے وہ زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ آگے ارشاد ہے:

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔سورۃ سجدہ۔پ ۲۱

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ﴿۱۲﴾

اور اگر تم دیکھو جبکہ مجرم سر نیچے ڈالے ہوں گے اپنے رب کے حضور اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے دیکھا اور سنا تو ہمیں بھیج دے دنیا میں کہ ہم نیک کام کریں بے شک اب ہم یقین لائے

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ضرور دیتے ہر جان کو ہدایت لیکن بات قرار پا چکی کہ ضرور میں جہنم بھروں گا جنوں اور آدمیوں سے سب سے

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

تو اب چکھو بدلہ اس کا جو تم اس دن کی حاضری بھولے ہوئے تھے ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا تو چکھو عذاب ہمیشہ کا اپنے کئے کا بدلہ

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

ہماری آیتوں پر وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب ان کو یاد دلائی جائے تو سجدہ میں گر جاتے ہیں اور تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی اس کی پاکی کہتے ہوئے اور وہ تکبر نہیں کرتے

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۫ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

ان کی کروٹیں جدا رہتی ہیں خواب گاہوں سے اور پکارتے ہیں اپنے رب کو ڈرتے اور امید رکھتے اور ہمارے دیئے میں سے خیرات کرتے ہیں

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّاۤ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

تو کوئی جان نہیں جانتی جو چھپا رکھی ہے ان کی آنکھ کی ٹھنڈک بدلہ ان کے کاموں کا

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ؕ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

تو کیا جو ہے مومن وہ اس جیسا ہے جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۫ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

لیکن جو ایمان لائے اور نیک کام کئے تو ان کے لئے جنت بسنے کو ہے ان کے عملوں کے بدلے مہمانی

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ

رہے وہ جو فاسق ہیں ان کا ٹھکانا آگ ہے جب اس میں سے نکلنا چاہیں پھر لوٹا دیئے جائیں اس میں اور کہا جائے

Marfat.com

لَهُمْ ذُوقُوا عَذَابَ النَّارِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢٠﴾

انہیں چکھو عذاب جہنم جسے تم جھٹلاتے تھے

وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَى دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٢١﴾

اور ہم انہیں ضرور چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ ابھی باز آئیں گے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِآيَاتِ رَبِّهِ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَا ۚ إِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِينَ مُنْتَقِمُونَ ﴿٢٢﴾ ع

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے منہ پھیرا بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ سجدہ - پ ۲۱

وَ۔اور	لَوْ۔اگر	تَرٰی۔دیکھے تو	اِذِ۔جب
الْمُجْرِمُوْنَ۔مجرم	نَاكِسُوْا۔جھکائے ہوں گے	رُءُوْسِهِمْ۔اپنے سر	عِنْدَ۔پاس
رَبِّهِمْ۔رب اپنے کے	رَبَّنَآ۔اے ہمارے رب	اَبْصَرْنَا۔ہم نے دیکھا	وَ۔اور
سَمِعْنَا۔ہم نے سنا	فَارْجِعْنَا۔تو لوٹا ہم کو	نَعْمَلْ۔ہم کام کریں گے	صَالِحًا۔اچھے
اِنَّا۔بے شک ہم	مُوْقِنُوْنَ۔یقین لائے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
شِئْنَا۔ہم چاہتے	لَاٰتَيْنَا۔تو دیتے	كُلَّ۔ہر	نَفْسٍ۔جان کو
هُدٰىهَا۔اس کی ہدایت		وَ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن
حَقَّ۔حق ہوئی	الْقَوْلُ۔بات	مِنِّيْ۔مجھ سے کہ	لَاَمْلَئَنَّ۔ضرور بھروں گا میں
جَهَنَّمَ۔دوزخ	مِنَ الْجِنَّةِ۔جنوں	وَ۔اور	النَّاسِ۔آدمیوں سے
اَجْمَعِيْنَ۔سب سے	فَذُوْقُوْا۔تو چکھو	بِمَا۔بدلہ اس کا جو	نَسِيْتُمْ۔بھولے تم
لِقَآءَ۔ملاقات	يَوْمِكُمْ۔اپنے دن	هٰذَا۔اس کی	اِنَّا۔بے شک ہم
نَسِيْنٰكُمْ۔بھلادیں گے تم کو	وَ۔اور	ذُوْقُوْا۔چکھو	عَذَابَ۔عذاب
الْخُلْدِ۔ہمیشہ کا	بِمَا۔بدلہ اس کا جو	كُنْتُمْ۔تھے تم	تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں	يُؤْمِنُ۔ایمان لاتے ہیں	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں پر	الَّذِيْنَ۔وہ کہ
اِذَا۔جب	ذُكِّرُوْا۔نصیحت کیے جائیں	بِهَا۔ان کے ساتھ	خَرُّوْا۔تو گر پڑیں
سُجَّدًا۔سجدے میں	وَ۔اور	سَبَّحُوْا۔تسبیح کہتے ہیں	بِحَمْدِ۔ساتھ حمد
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کے	وَ۔اور	هُمْ۔وہ	لَا۔نہیں
يَسْتَكْبِرُوْنَ۔تکبر کرتے	تَتَجَافٰى۔الگ رہتے ہیں	جُنُوْبُهُمْ۔ان کو پہلو	عَنِ الْمَضَاجِعِ۔بستروں
سے	يَدْعُوْنَ۔پکارتے ہیں	رَبَّهُمْ۔اپنے رب کو	خَوْفًا۔خوف

وَّ۔اور طَمَعًا۔امید سے وَّ۔اور مِمَّا۔اس سے جو
رَزَقْنٰهُمْ۔ہم نے ان کو دیا ہے يُنْفِقُوْنَ۔وہ خرچ کرتے ہیں فَلَا۔تو نہیں
تَعْلَمُ۔جانتا نَفْسٌ۔کوئی آدمی مَّآ۔جو اُخْفِيَ۔چھپائی گئی ہے
لَهُمْ۔ان کے لئے مِّنْ قُرَّةِ۔ٹھنڈک اَعْيُنٍ۔آنکھوں کی جَزَآءً۔بدلہ
بِمَا۔اس کا جو كَانُوْا۔تھے يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے اَفَمَنْ۔تو کیا جو
كَانَ۔ہو مُؤْمِنًا۔مومن كَمَنْ۔وہ اس جیسا ہے جو كَانَ۔ہو
فَاسِقًا۔فاسق لَا۔نہیں ہیں يَسْتَوٗنَ۔برابر اَمَّا۔پھر وہ
الَّذِيْنَ۔جو اٰمَنُوْا۔ایمان لائے وَ۔اور عَمِلُوا۔عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے فَلَهُمْ۔توان کے لئے جَنّٰتُ۔جنت میں الْمَاْوٰى۔رہنے کے
نُزُلًا۔مہمانی ہے بِمَا۔اس کی جو كَانُوْا۔تھے وہ يَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے
وَ۔اور اَمَّا۔رہے الَّذِيْنَ۔وہ جو فَسَقُوْا۔فاسق ہیں
فَمَاْوٰىهُمُ۔توان کی جگہ النَّارُ۔آگ ہے كُلَّمَآ۔جب بھی اَرَادُوْٓا۔ارادہ کریں گے
اَنْ۔یہ کہ يَّخْرُجُوْا۔نکل جائیں مِنْهَآ۔اس سے اُعِيْدُوْا۔لوٹائے جائیں گے
فِيْهَا۔اس میں وَ۔اور قِيْلَ۔کہا جائے گا لَهُمْ۔ان کو
ذُوْقُوْا۔چکھو عَذَابَ۔عذاب النَّارِ۔آگ کا الَّذِيْ۔وہ جس کو
كُنْتُمْ۔تھے تم بِهٖ۔اس کو تُكَذِّبُوْنَ۔جھٹلاتے وَ۔اور
لَنُذِيْقَنَّهُمْ۔ضرور چکھائیں گے ہم ان کو مِّنَ الْعَذَابِ۔عذاب الْاَدْنٰى۔ہلکا
دُوْنَ۔پہلے الْعَذَابِ۔عذاب الْاَكْبَرِ۔بڑے سے لَعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ
يَرْجِعُوْنَ۔لوٹ آئیں وَ۔اور مَنْ۔کون اَظْلَمُ۔زیادہ ظالم ہے
مِمَّنْ۔اس سے جو ذُكِّرَ۔نصیحت دیا گیا بِاٰيٰتِ۔ساتھ آیات رَبِّهٖ۔اپنے رب کے
ثُمَّ۔پھر اَعْرَضَ۔منہ پھیرا عَنْهَا۔اس سے اِنَّا۔بے شک ہم
مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ۔مجرموں سے مُنْتَقِمُوْنَ۔بدلہ لینے والے ہیں

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔سورۃ سجدہ۔پ ۲۱

وَلَوْ تَرٰٓى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ۔اگر آپ دیکھیں جب مجرم (یعنی کفار و مشرکین)
نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ۔اپنے رب کے حضور سر نیچے کئے ہوں گے۔
نکس۔کا معنی آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مُطْرِقُوْهَا مِنَ الْحَيَآءِ وَالْخِزْيِ۔اپنے افعال و کردار سے شرمندہ و نادم ہو کر عرض کرتے ہوں گے:

رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ⑫

Marfat.com

اے ہمارے رب! ہم نے دیکھا اور سنا ہمیں پھر بھیج کہ نیک عمل کریں ہمیں یقین آ گیا۔

یعنی جن باتوں سے ہم انکار کرتے تھے اور مرنے کے بعد اٹھنے کو غلط جانتے تھے آج ہم نے دیکھ لیا کہ تیرے تمام وعید حق ہیں ہم اپنی جہالت سے دنیا میں منکر تھے اور تیرے رسولوں کی تکذیب کرتے تھے۔ اور وہ جو کہتے تھے اسے غلط سمجھتے تھے تو اب چونکہ ہم ایمان لے آئے ہیں تو اب ہمیں دنیا میں بھیج تا کہ تیرے رسولوں کی تعلیم کے مطابق ہم نیک عمل کریں۔ لیکن اس وقت کا ایمان لانا اور اعتراف صداقت کرنا انہیں کچھ کام نہ دے گا۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّيْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝١٣

اور اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو ہدایت عطا فرماتے لیکن میرا فیصلہ ہو چکا ہے کہ ضرور میں جہنم بھر دوں گا جنوں اور آدمیوں سے سب سے۔

یعنی اگر ہماری مشیت ہوتی تو ہم ایسا لطف و کرم فرماتے کہ سب ہدایت قبول کر لیتے لیکن ہم نے جبلی کافروں پر وہ لطف نہ فرمایا اور ہمارا فیصلہ ان کے حق میں یہی ہو چکا کہ ہم ان سے جہنم پر کریں خواہ جنوں سے ہوں یا انسانوں سے۔

پھر جب وہ جہنم میں پہنچ کر عذاب میں مبتلا ہو جائیں گے تو انہیں خازنین جہنم کہیں گے:

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝١٤

اب چکھو بدلہ اس کا کہ تم اس دن کو اپنی حاضری بھولے ہوئے تھے (اور دنیا میں تمہارا یقین تھا کہ یہی سب کچھ ہے مرنے کے بعد کچھ نہیں) لہٰذا ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا تو اب عذاب کے مزے لیتے رہو جو ہمیشہ ہمیش تم پر رہے گا بدلہ تمہاری کرنی کا۔

اور تمہاری پکار پر التفات نہ ہوگا۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۝١٥
تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۡ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۝١٦

ایمان تو ہماری آیتوں پر وہی لاتے ہیں کہ جب وہ انہیں یاد دلائی جائیں سجدہ میں گر جاتے ہیں (اور خشوع و خضوع سے نعمت اسلام پر شکر گزار ہوتے ہیں) اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے اور ان کی کروٹیں خواب گاہوں سے جدا رہتی ہیں (یعنی پچھلی رات استراحت کو چھوڑ کر اللہ کی یاد کی طرف رجوع ہو جاتے ہیں اور تہجد میں) اپنے رب کو پکارتے ہیں ڈرتے اور امید کرتے (یعنی عذاب سے خائف رحمت کے امیدوار رہتے ہیں) اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے کچھ خیرات بھی کرتے ہیں۔

اس آیہ کریمہ کا شان نزول

بروایت انس بن مالک رضی اللہ عنہ یہ ہے کہ یہ آیت انصاریوں کے حق میں نازل ہوئی اور میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ ہمارا یہ طریقہ تھا کہ مغرب کے بعد ہم لوگ گھر نہ آتے تھے جب تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں عشاء کی نماز ادا نہ کر لیتے۔

ایک روایت میں ہے کہ اس آیت کریمہ میں تہجد گزاروں کی فضیلت بیان ہوئی۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ تہجد ایک ایسی مقبول عبادت ہے کہ اس میں بندے کا اور رب تعالیٰ کا خاص تعلق ہوتا ہے اسی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اَفْشُوا السَّلَامَ وَاَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَصِلُوا الْاَرْحَامَ وَ صَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ۔ سلامت روی پھیلاؤ، کھانے کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور رات میں عبادت کرو جبکہ لوگ سو رہے ہوں۔

اس پچھلی شب کی دعا شی پر کسی عارف باللہ نے خوب فرمایا:

دلا بسوز کہ سوز تو کارہا بکند   دعاء نیم شبی دفع صد بلا بہ کند

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۷﴾

تو کوئی جان نہیں جانتی جو آنکھ کی ٹھنڈک ان کے لئے مخفی رکھی گئی ہے بدلہ ان کے اعمال صالحہ کا۔

یعنی عبادت کے صلہ میں جو راحتیں نعمتیں بخششیں مومنوں پر ہوں گی جن سے ان کی آنکھیں ٹھنڈی اور کلیجے سکھ میں ہوں گے اسے دنیا کی کسی شے سے نظیر نہیں دی جا سکتی ہے وہاں کی نعمتوں کی صفت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لفظوں میں فرمائی:

مَا لَا عَيْنٌ رَأَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ۔

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۭ لَا يَسْتَوٗنَ ﴿۱۸﴾

تو کیا جو ایمان لایا ہے وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو بے حکم ہے یہ برابر نہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضرت اسد اللہ شیر خدا رضی اللہ عنہ سے ولید بن عقبہ بن ابی معیط کسی بات میں جھگڑ پڑا باتیں بڑھ گئیں ولید بگڑ کر کہنے لگا کہ صاحبزادے خاموش رہو تم ابھی بچے ہو میں تم سے بڑھ کر جوان، کوڑے مارنے میں طاقتور، زبان آور ہوں میری سنان زبان تم سے تیز تر ہے اور میں تم سے زیادہ بہادر ہوں، میرا جثہ تم سے طاقتور ہے۔

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم خاموش رہو کہ تم فاسق ہو۔ مومن اور فاسق مساوی نہیں ہو سکتے۔ گویا آپ نے فرمایا جن باتوں پر تو نازاں ہے انسان کے لئے وہ قابل مدح نہیں انسان کا شرف ایمان و تقویٰ میں ہے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی تائید میں یہ آیہ کریمہ نازل فرمائی۔

اَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰى ۡ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾

جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بسنے والے باغ ہیں ان کے اعمال کے صلہ میں مہمان داری ہوگی۔

یعنی مومنین صالحین کی جنت الماویٰ میں مہمان داری ہوگی۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ۭ كُلَّمَآ اَرَادُوْٓا اَنْ يَّخْرُجُوْا مِنْهَآ اُعِيْدُوْا فِيْهَا وَقِيْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰى دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

رہے وہ جو کافر و فاسق ہیں ان کا ٹھکانہ جہنم ہے جب بھی وہ اس میں سے نکلنا چاہیں گے اسی میں لوٹا دیئے جائیں گے اور ان سے فرمایا جائے گا چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے اور ہم ضرور ان کو چکھائیں گے کچھ نزدیک کا عذاب اس

بڑے عذاب سے پہلے جسے دیکھنے والا امید کرے کہ شاید ابھی واپس کر دیئے جائیں گے۔ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جسے اس کے رب کی آیتوں سے نصیحت کی گئی پھر اس نے ان سے انحراف کیا بے شک ہم مجرموں سے بدلہ لینے والے ہیں۔

فاسق سے مراد نافرمان کافر ہیں۔

اور قریب کے عذاب سے دنیا کا عذاب مراد ہے یعنی وہ قتل بھی کیے جائیں گے اور گرفتار بھی ہوں گے۔ قحط و امراض وغیرہ میں مبتلا کیے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے قبل قریش امراض و مصائب اور قحط میں مبتلا ہوئے اور بعد ہجرت مقتول و گرفتار ہوئے پھر سات برس قحط کی ایسی مصیبت میں مبتلا رہے کہ ہڈیاں اور مردار کتے تک کھا گئے۔

اور عذاب اکبر سے مراد عذاب آخرت ہے۔

اور ظالم وہ لوگ ہیں جنہوں نے آیات الٰہی عزوجل پر غور نہ کیا اور ان سے فائدہ نہ اٹھایا انہیں ضرور سزا دی جائے گی۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ سجدہ۔ پ ۲۱

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الْمُجْرِمُوْنَ نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ

اور اگر آپ دیکھیں جبکہ مجرمین منکرین اپنے رب کے حضور گردن جھکائے ہوئے ہوں گے۔

یہ مجرمین وہی مشرکین ہوں گے جو دنیا میں کہتے تھے: ءَاِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ ءَاِنَّا لَفِىْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ یا جنس مجرمین مراد ہیں۔

نَاكِسُوْا رُءُوْسِهِمْ۔ کے معنی مُطْرِقُوْهَا مِنَ الْحَيَاءِ وَالْخِزْيِ ہیں۔ یعنی شرم و خجالت سے ان کی گردنیں جھکی ہوں گی۔

عِنْدَ رَبِّهِمْ۔ اللہ تعالیٰ کے حضور جبکہ حساب لیا جائے گا اور ان پر ان کے اعمال کی قباحتیں ظاہر ہو جائیں گی جنہیں وہ دنیا میں اچھا سمجھتے تھے تو بارگاہ حق میں عرض کریں گے۔

رَبَّنَاۤ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ⑫

اے ہمارے رب! ہم نے دیکھ لیا اور سنا یعنی اب ہم دیکھنے سننے والے ہو گئے اس سے قبل ہم فی الواقع اندھے بہرے تھے کسی شے کا ہمیں ادراک ہی نہ تھا لہٰذا

فَارْجِعْنَا فِى الدُّنْيَا۔ ہم کو اب دنیا میں بھیج دیجئے کہ نیک عمل کریں اس لئے کہ

اِنَّا مُوْقِنُوْنَ ⑫۔ اب ہمیں یقین آ گیا۔ اس پر ارشاد ہوا:

وَلَوْ شِئْنَا لَاٰتَيْنَا كُلَّ نَفْسٍ هُدٰىهَا وَلٰكِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ⑬

اگر ہم چاہتے تو ہر جان کو اس کی ہدایت پر ہی مبعوث فرماتے لیکن ہماری طرف سے فیصلہ حتمی ہو چکا ہے کہ ضرور ہم جہنم کو جنوں اور انسانوں سے سب سے پر کریں گے۔

گویا آیہ کریمہ کی یہ عبارت ہوئی: وَلَوْ شِئْنَا اِيْتَاءَ كُلِّ نَفْسٍ هُدَاهَا لَاٰتَيْنَاهَا اِيَّاهُ لٰكِنْ تَحَقَّقَ الْقَوْلُ مِنِّىْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ فَبِمُوْجَبِ ذَالِكَ الْقَوْلِ لَمْ نَشَأْ اِعْطَاءَ الْهُدٰى عَلَى الْعُمُوْمِ بَلْ مَنَعْنَاهُ مِنْ اِتِّبَاعِ بِاِبْلِيْسَ الَّذِيْنَ اَنْتُمْ مِنْ جُمْلَتِهِمْ حِيْنَ صَرَّفْتُمْ اِخْتِيَارَكُمْ اِلَى الْبَغْيِ بِاِغْوَائِهٖ وَ مَشِيَّتُنَا لِاَفْعَالِ الْعِبَادِ

Marfat.com

مَنُوْطَةٌ بِاِخْتِيَارِهِمْ اِيَّاهَا فَلَمَّا لَمْ تَخْتَارُوا الْهُدٰى وَاخْتَرْتُمُ الضَّلَالَ لَمْ نَشَأْ اِعْطَاءَهٗ لَكُمْ۔

یعنی اگر ہم چاہتے ہر جان کو ہدایت فرمانا تو ضرور اسے ہدایت بخشتے لیکن ہمارا فیصلہ قطعی ہو چکا تھا کہ ضرور ہم جہنم کو بھی مملو فرمائیں گے تو بموجب اس فیصلہ کے ہم نے ہدایت سب کو عطا نہیں کی بلکہ اتباع ابلیس سے منع فرمایا پھر ان میں سے جو اپنے خیال واختیار سے گمراہی کی طرف گیا وہ گمراہ ہوا یہ گمراہی ان کی اپنے اختیار کے ماتحت ہوئی اور ضلالت ان کے حصہ میں آئی انہیں ہم نے ہدایت نہیں دی لہٰذا

فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۚ اِنَّا نَسِيْنٰكُمْ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْخُلْدِ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

اب چکھو اس کا بدلہ جو تم نے بھلایا آج کے دن کا ملنا ہم نے بھی تمہیں بھلا دیا اور چکھو مزہ عذاب دوامی کا بدلہ اس کا جو کچھ تم کرتے رہے دنیا میں۔

یہ بطریق تہدید وتوبیخ ارشاد ہے کہ اب شرمندگی سے نکس رءوس کرنا سر جھکانا خجالت وانفعال کا مظاہرہ کرنا بیکار ہے جبکہ تم اول ہمارے ملنے کے خلاف تھے تو آج تمہارا تسلیم کرنا بے کار ہے آج ہم نے تمہیں بھلا دیا اور ترک فرما دیا تمہیں عذاب میں جو دوامی ہے تو اب عذاب چکھتے رہو جیسے دنیا میں تم انکار لقاء پر قائم تھے۔

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾

ہماری آیتوں پر تو وہی ایمان لاتے ہیں کہ جب انہیں نصیحت کی جائے تو سجدہ کرتے گر جاتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کے ساتھ تنزیہ الٰہی بیان کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔

آیہ کریمہ میں گویا مشرکین ومجرمین کو فرمایا ہے: اِنَّكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاٰيٰتِنَا الدَّالَّةِ عَلٰى شُئُوْنِنَا وَلَا تَعْمَلُوْنَ بِمُوْجِبِهَا عَمَلًا صَالِحًا وَلَوْ اَرْجَعْنَاكُمْ اِلَى الدُّنْيَا۔

تم کبھی ایمان لانے والے نہیں ہماری ان آیتوں پر جو ہمارے شیون قدرت پر دلالت کرتی ہیں اور تم کبھی ان کے موجبات پر عمل نہیں کرو گے اگرچہ تمہیں دنیا میں لوٹایا جائے۔

اور جو ہماری آیتوں پر ایمان لانے والے ہیں وہ وہ ہیں کہ جب انہیں تذکیر ونصیحت اور وعظ کیا جائے تو سَقَطُوْا سَاجِدِيْنَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ تَعَالٰى وَ خُشُوْعًا وَ خَوْفًا مِّنْ عَذَابِهٖ عَزَّوَجَلَّ۔ گر جاتے ہیں وہ سجدہ کرتے ہوئے اللہ کے حضور متواضع اور خشوع وخوف عذاب الٰہی عزوجل سے۔

ابوحبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: هٰذِهِ السَّجْدَةُ مِنْ عَزَائِمِ سُجُوْدِ الْقُرْاٰنِ۔ یہ سجدہ کی آیت قرآن کریم کے تمام آیات سے زیادہ اہم ہے۔

اور ابن جریج اور مجاہد رحمہما اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الْاٰيَةَ نَزَلَتْ بِسَبَبِ قَوْمٍ مِّنَ الْمُنَافِقِيْنَ كَانُوْا اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ خَرَجُوْا مِنَ الْمَسْجِدِ۔ یہ آیت کریمہ منافقین کے متعلق نازل ہوئی تو وہ لوگ ایسا کرتے کہ جب جماعت کھڑی ہوتی تو مسجد سے باہر نکل جایا کرتے اور اس سے یہ بھی لازم آتا ہے کہ یہ آیت کریمہ مدنیہ ہے۔ اور

وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۱۵﴾ کے یہ معنی ہیں کہ وَ نَزَّهُوْهُ تَعَالٰى عِنْدَ ذٰلِكَ عَنْ كُلِّ مَا لَا يَلِيْقُ بِهٖ سُبْحٰنَهٗ۔ اور اللہ تعالیٰ کی ذات کی تنزیہ کرتے ہیں ہر اس صفت سے جو اس کے لائق نہیں ہے۔ اور ایمان واطاعت

Marfat.com

سے تکبر نہیں کرتے اس لئے کہ جو متکبر ہوتا ہے وہ آیات الٰہی ایسے سنتا ہے گویا سنی ہی نہیں۔

تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؗ وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

ان کے پہلو خواب گاہوں سے الگ رہتے ہیں وہ پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف اور امید سے اور ہمارے دیئے ہوئے سے خرچ کرتے ہیں۔

یہاں سے جملہ مستانفہ شروع فرمایا گیا تا کہ بقیہ محاسن مومنین کا بھی بیان ہو جائے۔

تجافی۔ عربی میں بُعد کے معنی میں مستعمل ہے چونکہ یہاں پہلوئے مومنین کی خوابگاہوں سے دوری بتانا مقصود ہے اس لئے تَتَجَافٰى فرمایا گیا۔

اور جنوب۔ جنب کی جمع ہے۔ راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں: اَصْلُ الْجَنْبِ الْجَارِحَةُ ثُمَّ يُسْتَعَارُ فِي النَّاحِيَةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا۔ جب کے اصلی معنی جارحہ کے ہیں پھر استعارۃً اسے ایک طرف کے معنی میں لے لیا جو قریب کی سمت ہو۔

اور مضاجع۔ جمع ہے مضجع کی اور مضجع اَمَاكِنُ الْاِتِّكَاءِ۔ یعنی تکیہ لینے کی جگہ کو کہتے ہیں جو سونے کے وقت لی جائے تو خلاصہ معنی یہ ہوئے: تَنَحّٰى وَ تَرْفَعُ جُنُوْبُهُمْ عَنْ مَوَاضِعِ النَّوْمِ وَ هٰذَا كِنَايَةٌ عَنْ تَرْكِهِمُ النَّوْمَ۔

اپنے پہلو ہٹا لیتے ہیں نیند کے مقام سے اور یہ کنایہ ترک نوم سے ہے چنانچہ عبداللہ بن رواحہ نے حضور کی نعت میں کہا:

نَبِيٌّ تَجَافٰى جَنْبُهٗ عَنْ فِرَاشِهٖ ۞ اِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِيْنَ الْمَضَاجِعُ

وہ نبی ہے جس کے پہلو بستر سے اس وقت بھی الگ رہتے ہیں جب کہ مشرکین کے بستر بھی بوجھل ہو جاتے ہیں۔

اور مشہور اس کے معنی یہ ہیں: اَلتَّجَافِي الْقِيَامُ لِصَلٰوةِ النَّوَافِلِ بِاللَّيْلِ وَ هُوَ قَوْلُ حَسَنٍ وَ مُجَاهِدٍ وَ مَالِكٍ وَ الْاَوْزَاعِيِّ۔ حسن، مجاہد اور مالک اور اوزاعی کہتے ہیں تجافی سے مراد نوافل باللیل کے لئے قیام کرنا ہے۔

اور احادیث صحیحہ سے بھی اسی کی تائید ملتی ہے۔

احمد اور ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ اور محمد بن نصر اپنی کتاب الصلوٰۃ میں اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور امام حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ

قَالَ كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ فَاَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيْبًا مِنْهُ وَ نَحْنُ نَسِيْرُ فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اَخْبِرْنِيْ بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَ يُبَاعِدُنِيْ مِنَ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَاَلْتَ عَنْ عَظِيْمٍ وَاِنَّهٗ لَيَسِيْرٌ عَلٰى مَنْ يَسَّرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا وَ تُقِيْمُ الصَّلٰوةَ وَ تُؤْتِي الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمُ رَمَضَانَ وَ تَحُجُّ الْبَيْتَ ط

ثُمَّ قَالَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى اَبْوَابِ الْخَيْرِ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ وَالصَّدَقَةُ تُطْفِئُ الْخَطِيْئَةَ وَصَلٰوةُ الرَّجُلِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ ثُمَّ قَالَ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ۔

فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ایک سفر میں تھا تو ایک دن صبح کے قریب ہم سفر کر رہے تھے تو میں نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وسلم کوئی ایسا عمل فرمایئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور رکھے۔

Marfat.com

تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا معاذ! تم نے بڑا بھاری سوال کیا اور وہ اس پر آسان ہے جس پر اللہ آسان فرمادے۔
اللہ کی عبادت ایسی کر کہ اس میں کسی غیر کو ذرہ بھر شریک نہ کرے۔
اور نماز قائم رکھ۔
اور زکوٰۃ دیتا رہ۔
اور رمضان کے روزے رکھ۔
اور حج بیت اللہ کر۔
پھر فرمایا معاذ تجھے ابواب خیر کی راہ نمائی کیوں نہ کروں یاد رکھ۔
روزہ ڈھال ہے جہنم سے۔
اور صدقہ خطاؤں کی شدت اور حرارت سرد کر دیتا ہے۔
اور مومن کا شب کے درمیان نفل ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔
پھر آپ نے آیت کریمہ تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ آخر تک تلاوت فرمائی۔
اور ابو درداء فرماتے ہیں اور قتادہ وضحاک یہ کہتے ہیں: اس سے مراد یہ ہے کہ مومن عشاء اور فجر کی نماز ادا کرے اور جماعت سے پڑھے۔

اور حسن وعطا سے مروی ہے کہ اَنْ لَّا يَنَامَ الرَّجُلُ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْعِشَآءَ۔ آدمی عشا پڑھنے سے قبل نہ سوئے تو تَتَجَافٰى جُنُوْبُهُمْ کی تعریف میں داخل ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آیۂ کریمہ انصار کی تعریف میں نازل ہوئی چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نَزَلَتْ فِيْنَا مَعَاشِرَ الْاَنْصَارِ كُنَّا نُصَلِّي الْمَغْرِبَ فَلَا نَرْجِعُ اِلٰى رِحَالِنَا حَتّٰى نُصَلِّيَ الْعِشَاءَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ آیت ہم انصار کے حق میں نازل ہوئی اس لئے کہ ہم مغرب پڑھ کر اپنی خواب گاہوں کی طرف نہ جاتے جب تک ہم عشاء حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہ پڑھ لیتے۔

وَالْجُمْهُوْرُ عَوَّلُوْا عَلٰى مَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ فِيْ فَضْلِ التَّهَجُّدِ مَا لَا يُحْصٰى مِنَ الْاَخْبَارِ۔ اور جمہور اس طرف ہیں کہ اس آیت کریمہ میں تہجد کی فضیلت بیان کی گئی ہے اور اس پر بے گنتی احادیث وارد ہیں۔

يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۖ وَّمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ⑯

پکارتے ہیں اپنے رب کو خوف عقاب سے اور امید رحمت سے اور جو ہم انہیں دیں اس سے خرچ کرتے ہیں۔
یعنی بے نیازی سے خوف کرتے ہوئے رحمت کی امید رکھتے ہوئے ہمارے دیئے ہوئے میں سے نیکی کے کاموں میں خرچ کرتے ہیں۔

فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ ۚ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ⑰

تو کوئی جان نہیں جانتی جو مخفی رکھا ہے ہم نے ان کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بدلہ ان کے نیک عملوں کا۔
یعنی جو ان نیک بندوں کے لئے ہم نے نعمتیں مخفی رکھی ہیں اسے کوئی جان نہیں جانتی۔ البتہ ملک مقرب اور نبی مرسل اس

سے واقف ہیں اس لئے کہ یہ جانوں سے بلند ہیں وہ نعمتیں وہ ہیں جن کے ظاہر ہونے پر آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث بخاری و مسلم میں ہے: عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَعْدَدْتُّ لِعِبَادِيَ الصَّالِحِيْنَ مَا لَا عَيْنٌ رَاَتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَ لَا خَطَرَ عَلٰى قَلْبِ بَشَرٍ بَلْ مَا اِطَّلَعْتُكُمْ عَلَيْهِ اِقْرَأُوْا اِنْ شِئْتُمْ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں نے اپنے صالحین بندوں کے لئے وہ نعمتیں تیار رکھی ہیں جو نہ کسی آنکھ نے دیکھیں نہ کسی کان نے سنیں نہ کسی کے دل میں ان کا خطرہ آیا بلکہ وہ نعمتیں وہ ہیں جن کی میں تمہیں اطلاع دیتا ہوں اور اگر چاہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو: فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِيَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْيُنٍ الخ

اس کے بعد جو آیت کریمہ ہے وہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم کے ایک واقعہ کی تائید میں ہے چنانچہ

عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے ابن ابی حاتم اور سدی راوی ہیں: اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ مَاجَرٰى۔ یہ آیت کریمہ علی کرم اللہ وجہہ اور ولید بن عقبہ کے معاملہ میں نازل ہوئی آگے واقعہ بیان نہیں کیا۔

اور ایک روایت میں ہے:

اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ رَجُلٍ مِّنْ قُرَيْشٍ وَلَمْ يُسَمِّ۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ایک قریشی کے معاملہ میں نازل ہوئی اس میں نام اس قریشی کا نہیں بتایا۔

اور تفسیر کشاف میں ہے کہ اس کا نزول یوں ہے:

اِنَّهٗ شَجَرَ بَيْنَ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْوَلِيْدِ بْنِ عُقْبَةَ يَوْمَ بَدْرٍ كَلَامٌ فَقَالَ لَهُ الْوَلِيْدُ اُسْكُتْ فَاِنَّكَ صَبِيٌّ اَنَا اَشَبُّ مِنْكَ شَبَابًا وَاَجْلَدُ مِنْكَ جَلْدًا وَ اَذْرَبُ مِنْكَ لِسَانًا وَ اَحَدُّ مِنْكَ سِنَانًا وَ اَشْجَعُ مِنْكَ جَنَانًا وَ اَمْلَأُ مِنْكَ حَشْوًا فِيْ اَهْلِ بَيْتِهٖ۔

فَقَالَ لَهٗ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ اُسْكُتْ فَاِنَّكَ فَاسِقٌ فَنَزَلَتْ۔

حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ اور ولید کے مابین بدر والے دن جھگڑا ہوا تو ولید بولا تم خاموش رہو کہ ابھی بچے ہو اور میں تم سے بڑھ کر جوان ہوں اور کوڑے مارنے میں طاقتور ہوں اور زبان میں چرب لسان ہوں اور نیزہ میں بھی تم سے بہتر ہوں اور دل کے لحاظ سے بھی تمہارے مقابلہ میں قوی ہوں اور جماعت بھی زیادہ ہوں۔

تو حضرت شیر خدا نے فرمایا خاموش رہ کہ تو فاسق ہے تو اس کی تصدیق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۗ لَا يَسْتَوٗنَ ۝١٨

کیا جو مومن ہے وہ مثل اس کے ہے جو فاسق ہے دونوں برابر نہیں ہیں۔

اَصْلُ الْفِسْقِ الْخُرُوْجُ۔ فسق کے معنی ہیں خروج کے فَسَقَتِ الثَّمَرَةُ اِذَا خَرَجَتْ مِنْ قِشْرِهَا۔ محاورہ میں فَسَقَتِ الثَّمَرَةُ جب بولتے ہیں جبکہ اس کا گودا گٹھلی اس کے چھلکے سے نکل آئے۔

اس آیت کریمہ میں واضح فرمایا کہ مومن کے اوصاف حسنہ فاسق کے احوال قبیحہ سے مساوی نہیں ہو سکتے۔

Marfat.com

اَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ جَنّٰتُ الْمَاْوٰی٘ نُزُلًۢا بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾
جو ایمان والے ہیں اور نیک عمل کرنے والے ان کے لئے جنت الماوٰی ہے اس میں وہ رہیں گے اپنے نیک کاموں کے بدلے میں۔

یہاں جنت کو ماویٰ کے ساتھ مضاف اس لئے کیا گیا کہ ماوٰی اس مکان مخصوص کا نام ہے جو جنت میں ہے جیسے جنت عدن۔

وَ قِیْلَ جَنَّةُ الْمَاوٰی لِمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اِنَّهَا تَاْوِیْ اِلَیْهَا اَرْوَاحُ الشُّهَدَآءِ۔ ابن عباس فرماتے ہیں جنت الماوٰی وہ ہے جہاں ارواح شہداء سکون لیں۔

وَرُوِیَ اَنَّهَا مِنْ یَمِیْنِ الْعَرْشِ۔ ایک روایت ہے کہ جنت الماویٰ عرش کی داہنی جانب ہے۔

نُزُلًا۔ اَیْ ثَوَابًا وَ هُوَ فِی الْاَصْلِ مَا یُعَدُّ لِلنَّازِلِ مِنَ الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ۔ نزلاً کے معنی مہمان داری اور ثواب کے ہیں اصل میں نزل وہ ہے جو طعام وشراب کی تیاری سے متعلق ہے یعنی اطعمہ وانعمہ لذیذہ نفیسہ نظیفہ ان کے لئے ہوں گی۔ یعنی اعلیٰ نعمتوں سے ان کی مہمان داری ہوگی۔

بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾۔ اَیْ بِسَبَبِ الَّذِیْ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَهٗ فِی الدُّنْیَا مِنَ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ۔ یعنی ان کے نیک اعمال کے سبب انہیں یہ نعمتیں عطا ہوں گی۔

وَ اَمَّا الَّذِیْنَ فَسَقُوْا فَمَاْوٰىهُمُ النَّارُ ؕ كُلَّمَاۤ اَرَادُوْۤا اَنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَاۤ اُعِیْدُوْا فِیْهَا
اور فاسق ان کا مسکن وماویٰ آگ میں ہے جب کبھی وہ نکلنا چاہیں گے اس سے دھکیل دیئے جائیں گے اسی آگ میں۔

یَعْنِیْ كُلَّمَا شَارَفُوا الْخُرُوْجَ مِنْهَا وَقَرُبُوْا مِنْهُ اُعِیْدُوْا فِیْهَا وَ دُفِعُوْا اِلٰی قَعْرِهَا۔ جب وہ نکلنے کے لئے اوپر کی طرف آئیں اور نکلنا چاہیں تو واپس اس میں ڈال دیئے جائیں اور جہنم کے گڑھے میں دفع کردیئے جائیں گے۔

فَقَدْ رُوِیَ اَنَّهُمْ یَضْرِبُهُمْ لَهَبُ النَّارِ فَیَرْتَفِعُوْنَ اِلٰی اَعْلَاهَا حَتّٰی اِذَا قَرُبُوْا مِنْ بَابِهَا وَاَرَادُوْا اَنْ یَّخْرُجُوْا عَنْهَا یَضْرِبُهُمُ اللَّهَبُ فَیَهْوُوْنَ اِلٰی قَعْرِهَا وَهٰكَذَا یَفْعَلُ بِهِمْ اَبَدًا۔ روایت ہے کہ انہیں جہنم کی لپٹ اوپر کو لائے گی حتیٰ کہ جب وہ باب جہنم کے قریب آئیں گے اور نکلنے کا ارادہ کریں گے تو دوسری لپٹ انہیں جہنم کے گڑھے کی طرف لے جائے گی ایسا ہی ان کے لئے ہوتا رہے گا۔

وَقِیْلَ لَهُمْ ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّذِیْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۰﴾
اور انہیں کہا جائے گا کہ چکھو اب اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

یہ فرمانا بغرض توبیخ ہوگا اور اس میں استمرار کا اقتضاء بھی ہے تاکہ دوام وابدیت بھی واضح ہو۔

وَلَنُذِیْقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾۔
اور ہم ضرور انہیں پہلا عذاب دنیا میں دیں گے بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ دنیا میں راہ پر آجائیں۔

الْعَذَابِ الْاَدْنٰی۔ سے مراد عذاب اقرب ہے۔

Marfat.com

وَ قِيلَ الْاَقَلُّ وَ هُوَ عَذَابُ الدُّنْيَا وَ هُوَ اَقْرَبُ مِنْ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ وَاَقَلُّ مِنْهُ۔ عذاب ادنیٰ سے مراد بڑے عذاب سے کم عذاب ہے اور وہ عذاب دنیا ہے جو عذاب آخرت سے پہلے ہے اور اس سے کم ہے۔

اور اس میں مختلف اقوال ہیں چنانچہ نسائی اور ایک جماعت کے نزدیک بروایت ابن مسعود اس سے مراد تنگی اور قحط ہے۔

اور نخعی مقاتل اور طبرانی ابن مسعود سے راوی ہیں کہ اس سے مراد یوم بدر کا عذاب ہے۔

اور حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ وہ عذاب قتل بالسیف اور بھوکا مرنا ہے۔

اور مسلم اور عبداللہ بن احمد اپنی مسند میں اور ابوعوانہ اپنی صحیح میں ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ اس سے مراد مصائب دنیا اور ردم اور بطشہ ودخان ہے۔

اور ابن المنذر، ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں: هُوَ مَصَائِبُ الدُّنْيَا وَاَسْقَامُهَا وَ بَلَايَاهَا۔

اور ابن مردویہ ابی ادریس خولانی سے راوی ہیں: قَالَ سَأَلْتُ عُبَادَةَ بْنَ الصَّامِتِ عَنْ قَوْلِ وَ لَنُذِيقَنَّهُمْ فَقَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْهَا فَقَالَ هِيَ الْمَصَائِبُ وَ الْاَسْقَامُ وَالْاَضَارُ عَذَابٌ لِلْمُسْرِفِ فِي الدُّنْيَا دُوْنَ عَذَابِ الْاٰخِرَةِ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا هِيَ لَنَا قَالَ زَكَاةٌ وَّ طُهُوْرٌ۔

عبادۃ بن صامت فرماتے ہیں کہ میں نے وَلَنُذِيقَنَّهُمْ کی آیت کریمہ کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو فرمایا وہ مصائب دنیا اور امراض وتکالیف ہیں اس کے لئے جو معاصی میں حد سے زیادہ ہو گیا ہو۔ اسے دنیا میں عذاب آخرت سے پہلے عذاب ہوگا۔

میں نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وسلم ہمارے اس سے بچے رہنے کا کیا طریقہ ہے؟ فرمایا زکوٰۃ اور طہارت۔

اور اکبر سے مراد عذاب یوم قیامت ہے جہنم میں۔

بعض کے نزدیک اخروی عذاب سے قبل خروج دجال، خروج دابۃ الارض، خروج مہدی وغیرہ ہے۔

لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۱﴾ کے یہ معنی ہیں: اَیْ لَعَلَّ مَنْ بَقِيَ مِنْهُمْ يَتُوْبُ قَالَهُ ابْنُ مَسْعُوْدٍ۔ شاید وہ دین کی طرف لوٹ آئیں جو اس عذاب سے بچیں کما قال ابن مسعود۔

اور زمخشری کہتے ہیں: لَعَلَّهُمْ يُرِيْدُوْنَ الرُّجُوْعَ وَيَطْلُبُوْنَهُ۔ شاید وہ واپس آنا چاہیں اور اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ۭ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور اس سے زیادہ ظالم کون ہے جسے نصیحت کی جائے ہماری آیتوں سے پھر وہ اس سے انحراف کرے ہم مجرمین سے انتقام لیں گے۔

ظاہر ہے کہ آیات الٰہی سن کر بھی جو اپنی گمراہی پر اڑا رہے وہ اظلم ترین خلائق ہے اس کے لئے وعید شدید ہے کہ اس پر عذاب شدید ہوگا۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ سجدہ - پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآىٕهٖ وَ جَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ ﴿۲۳﴾ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَىٕمَّةً یَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ؕ۫ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب عطا فرمائی تو تم اس سے ملنے میں شک نہ کرو اور ہم نے اسے بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا اور ہم نے ان میں سے کچھ امام بنائے کہ ہدایت کریں ہمارے حکم سے جبکہ انہوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیتوں پر پورا یقین رکھتے ہیں

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ یَفْصِلُ بَیْنَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فِیْمَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾

بے شک تمہارا رب فیصلہ کرے گا ان میں قیامت کے دن جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے

اَوَ لَمْ یَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ یَمْشُوْنَ فِیْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ ؕ اَفَلَا یَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور کیا انہیں ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے کتنی ہی بستیاں ہلاک کر دیں ان سے پہلے کہ آج ان کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں

اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَ اَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا یُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

اور کیا نہیں دیکھتے کہ ہم پانی بھیجتے ہیں خشک زمین کی طرف تو نکالتے ہیں اس سے کھیتی کہ اس میں سے ان کے چوپائے کھائیں اور وہ خود بھی تو کیا انہیں نظر نہیں آتا

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۸﴾

اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو

قُلْ یَوْمَ الْفَتْحِ لَا یَنْفَعُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اِیْمَانُهُمْ وَ لَا هُمْ یُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

فرما دیجئے فیصلہ کا دن وہ ہے کہ کافروں کو اس دن ایمان نفع نہ دے گا اور انہیں مہلت نہ ملے گی

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَ انْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾

تو ان سے منہ پھیر لو اور انتظار کرو بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ سجدہ - پ ۲۱

وَ - اور	لَقَدْ - بے شک	اٰتَیْنَا - دی ہم نے	مُوْسٰى - موسیٰ کو
الْكِتٰبَ - کتاب	فَلَا - تو نہ	تَكُنْ - ہو تو	فِیْ - بیچ
مِرْیَةٍ - شک کے	مِّنْ لِّقَآىٕهٖ - اس کی ملاقات سے		وَ - اور
جَعَلْنٰهُ - بنایا ہم نے اس کتاب کو		هُدًى - ہدایت	لِّبَنِیْٓ - واسطے اولاد
اِسْرَآءِیْلَ - یعقوب کے	وَ - اور	جَعَلْنَا - بنائے ہم نے	مِنْهُمْ - ان میں سے

Marfat.com

اَئِمَّةً۔ امام جو	يَهْدُوْنَ۔ ہدایت دیتے	بِاَمْرِنَا۔ ہمارے حکم سے	لَمَّا۔ جب
صَبَرُوْا۔ صبر کیا	وَ۔ اور	كَانُوْا۔ تھے	بِاٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں کا
يُوْقِنُوْنَ۔ یقین کرتے	اِنَّ۔ بے شک	رَبَّكَ۔ تیرا رب	هُوَ۔ وہ
يَفْصِلُ۔ فیصلہ کرے گا	بَيْنَهُمْ۔ ان میں	يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے
فِيْمَا۔ جس میں	كَانُوْا۔ وہ تھے	فِيْهِ۔ اس میں	يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے
اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	يَهْدِ۔ ہدایت ہوئی	لَهُمْ۔ ان کو
كَمْ۔ کتنے	اَهْلَكْنَا۔ ہلاک کیے ہم نے	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے	مِّنَ الْقُرُوْنِ۔ کئی زمانے
يَمْشُوْنَ۔ کہ چلتے ہیں	فِيْ۔ بیچ	مَسٰكِنِهِمْ۔ ان کے گھروں کے	اِنَّ۔ بے شک
فِيْ۔ بیچ	ذٰلِكَ۔ اس کے	لَاٰيٰتٍ۔ نشانیاں ہیں	اَفَلَا۔ تو کیا نہیں
يَسْمَعُوْنَ۔ سنتے	اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	يَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے
اَنَّا۔ کہ ہم	نَسُوْقُ۔ چلاتے ہیں	الْمَآءَ۔ پانی کو	اِلَى۔ طرف
الْاَرْضِ۔ زمین	الْجُرُزِ۔ خشک کی	فَنُخْرِجُ۔ تو نکالتے ہیں ہم	بِهٖ۔ اس سے
زَرْعًا۔ کھیتی کہ	تَاْكُلُ۔ کھاتے ہیں	مِنْهُ۔ اس سے	اَنْعَامُهُمْ۔ ان کے مویشی
وَ۔ اور	اَنْفُسُهُمْ۔ وہ خود بھی	اَفَلَا۔ تو کیا نہیں	يُبْصِرُوْنَ۔ وہ دیکھتے
وَ۔ اور	يَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	مَتٰى۔ کب ہے	هٰذَا۔ یہ
الْفَتْحُ۔ فیصلہ	اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِيْنَ۔ سچے
قُلْ۔ فرمادیں	يَوْمَ۔ دن	الْفَتْحِ۔ فیصلے کا وہ ہے کہ	لَا۔ نہ
يَنْفَعُ۔ نفع دے گا	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	اِيْمَانُهُمْ۔ ان کا ایمان
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	هُمْ۔ وہ	يُنْظَرُوْنَ۔ مہلت دیے جائیں
فَاَعْرِضْ۔ تو منہ پھیر	عَنْهُمْ۔ ان سے	وَ۔ اور	انْتَظِرْ۔ انتظار کر
اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ بھی	مُّنْتَظِرُوْنَ۔ انتظار میں ہیں		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع ۔ سورۃ سجدہ ۔ پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ۔ اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو کتاب (یعنی توراۃ)

فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ۔ تو نہ ہو تو شک میں اس کے ملنے سے۔

یعنی اس میں شک نہ کر کہ موسیٰ کو توراۃ ملی یا نہ ملی۔ دوسرے معنی یہ ہو سکتے کہ تمہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ملنے اور ان سے ملاقات ہونے میں شک نہ کرنا چاہئے جیسا کہ شب معراج حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی جس کا تذکرہ احادیث میں آتا ہے۔

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۝۲۳ وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۗ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا

Marfat.com

يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور ہم نے اسے (یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یا توراۃ کو) بنی اسرائیل کے لئے ہدایت کیا اور کیے ہم نے ان میں سے (یعنی بنی اسرائیل میں سے کچھ) امام کہ ہمارے حکم سے ہدایت کریں (اور لوگوں کو خدا کی فرمانبرداری واطاعت اور اللہ تعالیٰ کے دین اور اس کی شریعت کا اتباع توراۃ کے احکام کی تعمیل کرائیں اور یہ امام انبیاء بنی اسرائیل تھے یا انبیاء بنی اسرائیل کے متبع تھے۔

اور لَمَّا صَبَرُوْا جبکہ انہوں نے صبر کیا۔

ان مصائب پر جو انہیں دین پر چلنے پر دشمنوں سے پہنچے۔ اس آیت کریمہ سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ طاعت حق پر صبر کرنے کا ثمرہ امامت اور پیشوائی ہے۔

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾ ۔ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾

بے شک تمہارا رب ان میں فیصلہ کرے گا بروز قیامت جس بات میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

یعنی امور دین میں سے حق و باطل کی جماعتیں علیحدہ علیحدہ ممتاز فرمادے گا۔ یا جو منکر ہیں ان پر واضح کردے گا جن کے وہ منکر تھے (وہی حق پر تھے اور یہ باطل پر تھے)

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ؕ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور کیا انہیں اس پر ہدایت نہ ہوئی کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیاں ہلاک کردیں کہ آج یہ ان کے گھروں میں چل پھر رہے ہیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں تو کیا وہ سنتے نہیں ہیں۔

یعنی کیا اہل مکہ کو اس سے ہدایت نہیں ہوئی کہ ان سے پہلے قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط اور کتنی سنگتیں ہم نے ان کی گمراہی سرکشی کی وجہ میں ہلاک کردیں کہ آج یہ اہل مکہ جب تجارت کے سلسلہ میں ملک شام کو سفر کرتے ہیں تو ان ہلاک شدہ اقوام کے منازل و بلاد پر سے گزرتے ہیں اور ان کے کھنڈر اور محلوں کے آثار کو ان پر مرثیہ خواں پاتے ہیں یہ ایسی چیزیں ہیں جن میں نشانیاں ہیں مگر یہ سن کر عبرت حاصل نہیں کرتے اور پند پذیر نہیں ہوتے۔

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ؕ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی چلاتے ہیں ارض جرز یعنی خشک زمین میں تو ہم اس سے کھیتی نکالتے ہیں کہ اس میں سے ان کے چوپائے اور وہ خود بھی کھاتے ہیں تو کیا انہیں کچھ سوجھتا نہیں ہے۔

یعنی وہ زمین جسے بنجر کہتے ہیں عربی میں اسے ارض جرز بولتے ہیں جس پر سبزہ کا نام و نشان بھی نہ ہو اس پر جب رحمت الٰہی سے پانی چلنے لگتا ہے تو اس میں سبزہ کھیتی اگتی ہے جس سے ان کے جانوروں کو بھوسہ چارہ میسر آتا ہے اور لوگوں کے لئے اس سے گندم، جو، چنا نکل جاتا ہے اس پر بھی وہ ایسے اندھے ہوگئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت کا اعتراف نہیں کرتے اور

Marfat.com

نہیں سمجھتے کہ وہ قادر برحق جو خشک زمین سے سبزہ نکالنے پر قادر ہے ایسے ہی مردوں کو زندہ کر دینا اس کی قدرت سے بعید نہیں۔لیکن بجائے اعتراف کے معترضانہ طور پر کہتے ہیں۔

وَيَقُولُونَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾ اور کہتے ہیں یہ فیصلہ کب ہوگا اگر تم سچے ہو

چونکہ مسلمانوں کی طرف سے یہ جواب مشرکین کو ملتا تھا کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ہم میں اور تم میں فیصلہ کرے گا اور مطیع و سرکش کا امتیاز ہوگا۔

یعنی بروز قیامت جب ہم پر رحمت و بخشش ہوگی اور تم پر عذاب جہنم تو تمہیں واضح ہو جائے گا کہ کون باطل پر تھا اور کون حق پر۔تو کفار بطور استہزاء و تمسخر کہتے: مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔ ان کا جواب زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے دلایا جاتا ہے۔

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾ فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ وَانْتَظِرْ اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

فرما دیجئے فیصلہ کے دن کافروں کو ان کا ایمان لانا نفع نہ دے گا اور نہ انہیں مہلت ملے تو ان سے اعراض فرمائیں اور انتظار کیجئے بے شک انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

یعنی جب یوم فتح یعنی عذاب کا دن آئے گا تو اس وقت یہ لوگ توبہ و معذرت ہی نہیں کریں گے بلکہ کہیں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ تو اس دن کا یہ ایمان ان کے حق میں نفع نہ دے گا بلکہ جواب ملے گا: قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ بات نہ کرو اور اپنے نقصان و خسران میں پڑے رہو۔

اور اگر یوم فتح سے مراد فتح مکہ ہے یا فتح بدر تو جب اس میں یہ قتل کر دیئے گئے تو اب یہ توبہ بے کار ہوگی اس لئے کہ توبہ بحسین حیات دنیا مفید ہے اور بعد قتل کسی کی توبہ مفید نہیں۔

تو انہیں چھوڑ یئے ان کی باتوں کی طرف التفات نہ فرمائیں اور ان پر عذاب کا انتظار کیجئے اور انہیں بھی انتظار کرنا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع-سورۃ سجدہ-پ ۲۱

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَلَا تَكُنْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَآئِهٖ

اور بے شک ہم نے عطا فرمائی موسیٰ کو کتاب تو نہ ہو تو شک میں اس کے ملنے سے۔

اس سے مراد توراۃ کے ملنے میں شک کرنا بھی ہے۔

اور بعض نے اس سے مراد قرآن کریم لیا۔

اور آیت کریمہ کے معنی پر آلوسی رحمہ اللہ یہ کہتے ہیں: اِنَّا اٰتَيْنَا مُوْسٰى مِثْلَ مَا اٰتَيْنَاكَ مِنَ الْكِتَابِ وَ لَقِيْنَاهُ مِنَ الْوَحْيِ مِثْلَ مَا لَقِيْنَاكَ مِنَ الْوَحْيِ فَلَا تَكُنْ فِيْ شَكٍّ مِنْ اَنَّكَ لَقِيْتَ مِثْلَهٗ۔

اور بعض اس طرف گئے مثل ابن عباس رضی اللہ عنہما اور طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ کے اِنَّهٗ قَالَ فِي الْاٰيَةِ اَیْ مِنْ لِّقَآءِ مُوْسٰى۔ موسیٰ علیہ السلام کی ملاقات میں شک نہ کر۔

Marfat.com

اور ابن ابی حاتم ابو العالیہ رحمہما اللہ سے بھی اسی قول کی تائید میں ہیں بلکہ یہ بھی کہتے ہیں: فَقِيلَ لَهُ اَوَ لَقِيَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُوسٰى قَالَ نَعَمْ اَلَا تَرٰى اِلٰى قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ وَاَرَادَ بِتِلْكَ لِقَآءَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِيَّاهُ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ كَمَا ذَكَرَهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ۔ آپ سے پوچھا گیا کیا موسیٰ علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات ہوئی؟ تو ابو العالیہ نے فرمایا ہاں کیا تجھے نظر نہیں آتا فرمان الٰہی وَسْئَلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی مراد لقاء مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام لیل اسراء میں موسیٰ علیہ السلام سے ہے جیسا کہ صحیحین میں مذکور ہے۔

وَجَعَلْنٰهُ هُدًى لِّبَنِيٓ اِسْرَآءِيْلَ ﴿۲۳﴾

اور کیا ہم نے اس کتاب تورات کو ہدایت بنی اسرائیل کے لئے۔

یعنی تورات بنی اسرائیل کے لئے ہادی بنائی گئی ضلالت سے۔

وَجَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا ۣ وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾

اور بھیجے ان میں سے ہم نے امام کہ ہدایت کریں ہمارے حکم سے اور صبر کریں مصائب پر اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے تھے۔

اس پر قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ بنی اسرائیل میں سے بعض رؤساء خیر تھے نہ کہ انبیاء کرام۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ اس سے مراد وہ نبی ہیں جو بنی اسرائیل میں گزرے۔

اور بِاَمْرِنَا سے مراد وہی ہیں جو نبی نہ تھے بلکہ تبلیغ احکام تورات کرنے والے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں بھی امت مرحومہ میں سے چنے گئے اور فرمایا: وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

لَمَّا صَبَرُوْا۔ اس لئے ارشاد ہوا کہ حق گوئی پر مخالفین کی طرف سے شدت و اکراہ ہوا کرتا ہے لیکن حق نوش حق نیوش افراد ان سختیوں کو برداشت کرتے ہیں اور محور ایمان سے ان کے قدم متزلزل نہیں ہوتے چنانچہ ارشاد ہے:

وَكَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ ﴿۲۴﴾۔ اور وہ ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہیں۔

اس کے بعد ارشاد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی گئی چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۲۵﴾۔

بے شک تیرا رب حق و باطل والوں میں فیصلہ فرمائے گا بروز قیامت جن باتوں میں وہ اختلاف کرتے تھے۔

یہ فیصلہ مومنین و مشرکین میں کیا جائے گا یا انبیاء کرام اور مشرکین کے مابین ہوگا۔

اَوَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ ۭ اَفَلَا يَسْمَعُوْنَ ﴿۲۶﴾

کیا انہیں ہدایت نہ ہوئی اس سے کہ ہم نے کتنی بستیاں ان سے پہلے ہلاک کر ڈالیں کہ گزرتے ہیں ان کے مساکن و اماکن سے بے شک اس میں ہماری نشانیاں ہیں تو کیا سنتے نہیں۔

گویا یوں ارشاد ہے: اَيْ اَغَفَلُوْا وَلَمْ يَفْعَلِ الْهِدَايَةَ لَهُمْ اَوْ وَلَمْ يُبَيِّنْ لَهُمْ مَالَ اَمْرِهِمْ اَوْ طَرِيْقَ الْحَقِّ

Marfat.com

كَثْرَةَ مَنْ اَهْلَكْنَا اَوْ كَثْرَةَ اِهْلَاكِ مَنْ اَهْلَكْنَا مِنَ الْقُرُوْنِ الْمَاضِيَةِ مِثْلَ عَادٍ وَ ثَمُوْدَ وَ قَوْمِ لُوْطٍ۔

اَوَلَمْ۔ میں ہمزہ انکار کے لئے ہے۔ یعنی یہ غافل ہلاک اقوام ماضیہ سے بھی ہدایت نہیں لیتے اور ان پر شرک وکفر کا مآل ظاہر نہ ہوا۔ باآنکہ یہ لوگ جب شام کی طرف تجارت کو سفر کرتے ہیں تو قوم عاد وثمود اور قوم لوط کی بستیاں ویران دیکھتے ہیں اور ان پر سے گزرتے ہیں اور ان کے مکانوں کے کھنڈرات دیکھتے ہیں بے شک ان تمام بستیوں کی ہلاکت میں زبردست نشان ہیں تو ان سے وہ نصیحت حاصل نہیں کرتے آگے دوسرا نشان قدرت بیان فرمایا:

اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَسُوْقُ الْمَآءَ اِلَى الْاَرْضِ الْجُرُزِ فَنُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا تَاْكُلُ مِنْهُ اَنْعَامُهُمْ وَاَنْفُسُهُمْ ۭ اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ ﴿۲۷﴾

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ ہم پانی چلاتے ہیں ارض جرز یعنی بنجر زمین میں تو نکالتے ہیں اس پانی سے کھیتی کہ کھاتے ہیں اس سے ان کے چوپائے اور وہ خود کیا انہیں سجھائی نہیں دیتا۔

نَسُوْقُ الْمَآءَ۔ کے معنی ہیں: نَسُوْقُ السَّحَابَ بادلوں کے ذریعہ پانی چلایا جاتا ہے یا بذریعہ سیل وانہار یا چشموں سے۔

اور اَرْضٌ جُرُزٌ اَیِ الَّتِیْ جَرَزَ نَبَاتُهَا اَیْ قَطَعَ۔ وہ زمین جس سے سبزہ منقطع ہوگیا ہو کذا فی الکشاف۔

اور مجمع البیان میں ہے: اَلْاَرْضُ الْجُرُزُ الْيَابِسَةُ الَّتِیْ لَيْسَ فِيْهَا نَبَاتٌ لِاِنْقِطَاعِ الْاَمْطَارِ عَنْهَا۔ ارض جرز وہ ہے جو بوجہ بارش نہ ہونے کے خشک ہوکر بنجر ہوجائے۔

اور رجل جروز بہت کھانے والے آدمی کو بھی کہتے ہیں۔

راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں: اَلْجُرُزُ مُنْقَطِعُ النَّبَاتِ۔ ارض جرز منقطع النبات کو کہتے ہیں۔

بعض اس طرف گئے ہیں مثل ابن ابی حاتم اور حسن کے: اِنَّهَا قُرًى بَيْنَ الْيَمَنِ وَ الشَّامِ۔ یہ ایک بستی ہے یمن اور شام کے مابین۔

اور ابن جریر ابن المنذر اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّهَا اَرْضٌ بِالْيَمَنِ۔ یہ زمین یمن میں ہے۔

تو ایسی زمین میں ہم کھیتی اگاتے ہیں جس سے چارپائے چرتے ہیں اور آدمی اس کا دانہ اپنے کھانے کو لیتے ہیں۔

اَفَلَا يُبْصِرُوْنَ۔ اَیْ اَلَا يُبْصِرُوْنَ ذٰلِكَ لِيَسْتَدِلُّوْا بِهٖ عَلٰى كَمَالِ قُدْرَتِهٖ تَعَالٰى وَ فَضْلِهٖ عَزَّوَجَلَّ۔ کیا وہ نہیں دیکھتے اور انہیں سجھائی نہیں دیتا تاکہ کمال قدرت وفضل الٰہی عزوجل پر استدلال کریں۔

اس کے بعد چونکہ مشرکین علیٰ وجہ التکذیب والاستہزاء مومنین سے پوچھتے تھے کہ وہ وقت کب آئے گا جبکہ حق وباطل واضح ہوگا تو اس کا جواب ان کا قول نقل کرکے دیا جاتا ہے۔

وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۸﴾

اور کہتے ہیں مشرکین بطور استہزاء کہ کب یہ معاملہ کھلے گا اگر تم سچے ہو۔ یہ استہزاء آیت کریمہ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ يَفْصِلُ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ کا کرتے تھے۔

Marfat.com

اور ابن جریر، ابن ابی حاتم قتادہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ لَنَا يَوْمًا يُوْشِكُ اَنْ تُسْتَرْجَعَ فِيْهِ وَ تُنْتَقَمَ فِيْهِ۔ صحابہ رضی اللہ عنہم مشرکین سے فرمایا کرتے تھے کہ ایک دن ہمارے لئے وہ آئے گا کہ تم لوٹ کر دنیا میں آنا چاہو گے اور اس دن تم سے بدلہ لیا جائے گا۔

فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْفَتْحُ۔ تو مشرکین کہتے کہ وہ دن کب آئے گا کہ جب اللہ تعالیٰ ہمارا تمہارا فیصلہ کرے گا۔ اس کا جواب ارشاد ہوا:

قُلْ يَوْمَ الْفَتْحِ لَا يَنْفَعُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِيْمَانُهُمْ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۲۹﴾

فرمادیجئے وہ فتح کا دن وہ ہوگا کہ کافروں کو اس دن ان کا ایمان لانا فائدہ نہ دے گا اور نہ وہ مہلت دیئے جائیں گے۔

ابن ابی شیبہ اور ابن جریر اور ابن منذر، ابن ابی حاتم مجاہد رحمہم اللہ سے ناقل ہیں: قَالَ يَوْمُ الْفَتْحِ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ۔ یوم فتح سے مراد یوم قیامت ہے۔

گویا مفہوم عبارت یہ ہوا: قِيْلَ لَهُمْ لَا تَسْتَعْجِلُوْا بِهٖ وَلَا تَسْتَهْزِءُ وا مَكَانِيْ بِكُمْ وَقَدْ حَصَلْتُمْ فِيْ ذَالِكَ الْيَوْمِ وَ اٰمَنْتُمْ فَلَمْ يَنْفَعُكُمْ اِيْمَانُكُمْ وَاسْتَنْظَرْ تُمْ فِيْ اِدْرَاكِ الْعَذَابِ فَلَمْ تُنْظَرُوْا۔

مشرکین کو فرمایا گیا ہے کہ جلدی نہ کرو اور مذاق نہ اڑاؤ تم گویا اس دن میں ہی ہو اور تمہیں وہ دن ملے برابر ہے اور تم ایمان لاچکے مگر تمہیں ادراک عذاب کے بعد تمہارا ایمان نفع نہیں دے گا تم مہلت چاہ رہے ہو مگر تمہیں مہلت نہیں مل رہی ہے۔

بعض مفسرین نے یوم فتح سے مراد فتح مکہ لیا ہے۔

بعض نے یوم بدر بھی کہا ہے لیکن وَ هٰذَا قَرِيْبٌ مِّنْ اُسْلُوْبِ الْحُكْمِ۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

فَاَعْرِضْ عَنْهُمْ۔ ان سے اعراض کیجیو وَ لَا تُبَالِ بِتَكْذِيْبِهِمْ۔ اور ان کی تکذیب کی پروانہ کیجئے۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کو آیات سیف سے منسوخ قرار دیتے ہیں۔

وَانْتَظِرْ۔ اور انتظار فرمایئے نصرت الٰہی کا اور ان کی ہلاکت کا۔

اِنَّهُمْ مُّنْتَظِرُوْنَ ﴿۳۰﴾۔ وہ بھی اپنے گمان میں منتظر ہیں۔ یہ ایسے ہی ارشاد ہے جیسے دوسری جگہ فرمایا: فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ یا جیسے ارشاد ہے: هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيَهُمُ اللّٰهُ فِيْ ظُلَلٍ مِّنَ الْغَمَامِ۔ گویا یوں ارشاد ہوا: وَانْتَظِرْ عَذَابَنَا لَهُمْ اِنَّهُمْ مُنْتَظِرُوْنَ۔

سورۃ الاحزاب مدنیۃ

بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں بروایت ابن عباس نَزَلَتْ سُوْرَةُ الْاَحْزَابِ بِالْمَدِيْنَةِ۔ یہ سورۃ مدینہ میں نازل ہوئی۔

اور ابن مردویہ ابن زبیر رحمہما اللہ سے بھی روایت نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اس سورت میں ۷۳ آیات ہیں طبری رحمہ اللہ نے بھی اسی قول کو اجماعی لکھا ہے۔

اور بعض روایات ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں جن میں یہ واقعہ موجود ہے کہ زر بن حبیش نے کہا کہ احزاب کی ۷۳ آیات ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: اُقْطُرُ وَلَقَدْ رَاَيْتُهَا وَاِنَّهَا لَتُعَادِلُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَ لَقَدْ قَرَاْنَا فِيْهَا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوْهُمَا اَلْبَتَّةَ نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ۔

Marfat.com

اسے بعض نے منسوخ قرار دیا۔ اور بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے: كَانَتْ فِي صَحِيفَةٍ عِنْدَ عَائِشَةَ فَاكَلَهَا الدَّاجِنُ۔ ان روایتوں سے متعلق آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: فَمِنْ وَضْعِ الْمَلَاحِدَةِ وَ كِذْبِهِمْ۔ ایسی روایتیں ملاحدہ کی گھڑی ہوئی ہیں جو خالص کذب ہیں۔

غرضکہ ایسی جتنی روایتیں مروی ہیں جن سے قرآن کریم پر تحریف کا الزام آئے یا ثابت ہو کہ فلاں آیت ضائع ہوگئی فلاں آیت بکری چر گئی یہ سب روایات موضوع اور کذب اور ملاحدہ شیعہ رافضیہ کی گھڑی ہوئی ہیں۔ قرآن کریم وہ ہے جس کی محافظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی اور فرمایا:

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَ اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ۔ ہم نے ہی اس قرآن کو نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ وَ اِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ لَا مِنْ خَلْفِهٖ یہ عزت والی کتاب ہے اس کے آگے پیچھے سے باطل نہیں آسکتا۔

اس میں ۷۳ آیات اور ۹ رکوع ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ﴿۱﴾

اے غیبی خبریں بتانے والے اللہ کا خوف رکھو اور کافروں اور منافقوں کی نہ سننا بے شک اللہ علم و حکمت والا ہے

وَّ اتَّبِعْ مَا يُوْحٰۤى اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرًا ۙ﴿۲﴾

اور پیروی رکھنا اس کی جو تمہیں وحی ہوتی ہے تمہارے رب کی طرف سے بے شک اللہ اے لوگو تمہارے کام دیکھ رہا ہے

وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۳﴾

اور اے محبوب! اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَيْنِ فِيْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔيْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾

اللہ نے نہیں رکھے کسی آدمی کے اندر دو دل اور نہیں کیا تمہاری بیبیوں کو جنہیں تم ماں کے برابر کہہ دو تمہاری ماں اور نہ تمہارے لے پالک بچے کو تمہارا بیٹا بنایا یہ تمہارا اپنے منہ کا کہنا ہے اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْۤا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَ مَوَالِيْكُمْ ؕ وَ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَاۤ اَخْطَاْتُمْ

انہیں پکارو ان کے باپ کا ہی کہہ کر یہ اللہ کے نزدیک بہت منصفانہ بات ہے اور اگر تم نہ جانو ان کے والدین کو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور بشر ہونے کے لحاظ

Marfat.com

بِهٖ ۙ وَ لٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝۵

سے تمہارے چچازاد اور نہیں گناہ تم پر جو نادانستہ تم سے سرزد ہوا لیکن وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

یہ نبی زیادہ مالک ہے مومنین کا ان کی جانوں سے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں اور رشتہ والے بعض سے بعض قریب ہیں کتاب اللہ میں بہ نسبت مومنین اور مہاجرین کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۝۷

اور جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا وہ وقت اے محبوب! یاد کیجئے اور تم سے بھی عہد لیا اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم سے اور ہم نے ان سے یہ عہد سخت لیا

لِّیَسْــٴَـلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝۸

تا کہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اللہ نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

یٰۤاَیُّهَا - اے	النَّبِیُّ - نبی	اتَّقِ - ڈر	اللّٰهَ - اللہ سے
وَ - اور	لَا - نہ	تُطِعِ - کہا مان	الْكٰفِرِیْنَ - کافروں
وَ - اور	الْمُنٰفِقِیْنَ - منافقوں کا	اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ
كَانَ - ہے	عَلِیْمًا - جاننے والا	حَكِیْمًا - حکمت والا	وَّ - اور
اتَّبِعْ - پیروی کر	مَا - اس کی جو	یُوْحٰۤى - وحی کی گئی	اِلَیْكَ - تیری طرف
مِنْ رَّبِّكَ - تیرے رب سے		اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ
كَانَ - ہے	بِمَا - اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ - تم کرتے ہو	خَبِیْرًا - خبردار
وَّ - اور	تَوَكَّلْ - بھروسہ کر	عَلَى - اوپر	اللّٰهِ - اللہ کے
وَ - اور	كَفٰى - کافی ہے	بِاللّٰهِ - اللہ	وَكِیْلًا - کارساز
مَا - نہیں	جَعَلَ - بنائے	اللّٰهُ - اللہ نے	لِرَجُلٍ - کسی آدمی کے
مِّنْ قَلْبَیْنِ - دو دل	فِیْ - بیچ	جَوْفِهٖ - پیٹ اس کے	وَ - اور
مَا - نہیں	جَعَلَ - بنایا	اَزْوَاجَكُمُ - تمہاری بیویوں کو	
الّٰٓـِٔیْ - وہ	تُظٰهِرُوْنَ - کہ ظہار کرو تم	مِنْهُنَّ - ان سے	اُمَّهٰتِكُمْ - تمہاری مائیں

وَ۔اور مَا۔نہیں جَعَلَ۔بنایا اَدْعِيَآءَكُمْ۔تمہارے لے
پالکوں کو اَبْنَآءَ۔بیٹے كُمْ۔تمہارے ذٰلِكُمْ۔یہ
قَوْلُكُمْ۔بات ہے بِاَفْوَاهِكُمْ۔تمہارے مونہوں کی وَ۔اور
اللّٰهُ۔اللہ يَقُوْلُ۔کہتا ہے الْحَقَّ۔حق وَ۔اور
هُوَ۔وہ يَهْدِي۔دکھاتا ہے السَّبِيْلَ۔راستہ اُدْعُوْ۔پکارو
هُمْ۔ان کو لِاٰبَآئِهِمْ۔ان کے باپوں کے نام پر هُوَ۔وہ
اَقْسَطُ۔بہت انصاف کی بات ہے عِنْدَ۔نزدیک اللّٰهِ۔اللہ کے
فَاِنْ۔پھر اگر لَّمْ۔نہ تَعْلَمُوْٓا۔جانو تم اٰبَآءَ۔باپ
هُمْ۔ان کے فَاِخْوَانُكُمْ۔تو بھائی ہیں تمہارے فِي۔بیچ
الدِّيْنِ۔دین کے وَ۔اور مَوَالِيْكُمْ۔دوست ہیں تمہارے
وَ۔اور لَيْسَ۔نہیں عَلَيْكُمْ۔تم پر جُنَاحٌ۔گناہ
فِيْمَآ۔ان میں جو اَخْطَاْتُمْ۔غلطی سے کہو بِهٖ۔تم وَ۔اور
لٰكِنْ۔لیکن مَّا۔اس پر جو تَعَمَّدَتْ۔جان بوجھ کر کریں قُلُوْبُكُمْ۔تمہارے دل
وَ۔اور كَانَ۔ہے اللّٰهُ۔اللہ غَفُوْرًا۔بخشنے والا
رَّحِيْمًا۔مہربان اَلنَّبِيُّ۔نبی اَوْلٰى۔زیادہ خیر خواہ ہے بِالْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کا
مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔ان کی اپنی جانوں سے وَ۔اور اَزْوَاجُهٗٓ۔اس کی بیویاں
اُمَّهٰتُهُمْ۔ان کی مائیں ہیں وَ۔اور اُولُوا الْاَرْحَامِ۔قرابت والے
بَعْضُهُمْ۔بعض ان کے اَوْلٰى۔زیادہ حقدار ہیں بِبَعْضٍ۔بعض کے فِيْ۔بیچ
كِتٰبِ۔کتاب اللّٰهِ۔اللہ کے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں سے
وَ۔اور الْمُهٰجِرِيْنَ۔مہاجروں سے اِلَّآ۔مگر اَنْ۔یہ کہ
تَفْعَلُوْٓا۔کرو تم اِلٰٓى۔طرف اَوْلِيٰٓئِكُمْ۔اپنے دوستوں کی مَّعْرُوْفًا۔بھلائی
كَانَ۔ہے ذٰلِكَ۔یہ فِي۔بیچ الْكِتٰبِ۔کتاب کے
مَسْطُوْرًا۔لکھا ہوا وَ۔اور اِذْ۔جب اَخَذْنَا۔لیا ہم نے
مِنَ النَّبِيّٖنَ۔نبیوں سے خاص مِيْثَاقَهُمْ۔ان کا عہد وَ۔اور
مِنْكَ۔تجھ سے وَ۔اور مِنْ نُّوْحٍ۔نوح سے وَّ۔اور
اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم وَ۔اور مُوْسٰى۔موسیٰ وَ۔اور
عِيْسَى۔عیسیٰ ابْنِ۔بیٹے مَرْيَمَ۔مریم سے وَ۔اور
اَخَذْنَا۔لیا ہم نے مِنْهُمْ۔ان سے مِّيْثَاقًا۔عہد غَلِيْظًا۔مضبوط

Marfat.com

لِّيَسْـَٔلَ۔تا کہ پوچھے الصّٰدِقِيْنَ۔سچوں کو عَنْ صِدْقِهِمْ۔ان کے سچ کے متعلق
وَ۔اور اَعَدَّ۔تیار کیا لِلْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کیلئے عَذَابًا۔عذاب
اَلِيْمًا۔دردناک

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ احزاب۔پ ۲۱

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۙ۝

اے غیب کی خبریں دینے والے اللہ کا بدستور خوف رکھنا اور کافروں منافقوں کی باتوں میں نہ آنا بے شک اللہ علم وحکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ۔میں منادیٰ نبی ہے اور نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے ہیں یعنی مقصود ندایہ ہے کہ آپ ہماری طرف سے خبریں دینے والے اور ہمارے تمام اسرار کے امین ہیں لہٰذا آپ ہمارا خطاب ہمارے محبوب بندوں کو پہنچانے والے ہیں۔

یہاں یَا مُوْسٰی یَا عِیْسٰی یا یحییٰ کی مثل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد نہیں کہا بلکہ نام کی بجائے محض منصب مصطفٰی سے خطاب فرمایا اس سے مقصود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم اور احترام اور آپ کی فضیلت ظاہر کرنا ہے۔
(مدارک،نسفی،روح المعانی،خازن)

اور اتَّقِ اللّٰهَ میں استمرار ودوام مضمر ہے اس وجہ میں اس کے معنی یہ ہی صحیح ہیں کہ جیسا خوف آپ کے قلب اقدس میں ہے ویسا ہی خوف رکھیں اور مشرکین ومنافقین کی بات نہ سنیں۔

اس کا شان نزول ایک واقعہ پر روشنی ڈالتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ابوسفیان بن حرب اور عکرمہ بن ابوجہل اور ابوالاعور سلمی غزوۂ احد کے بعد مدینہ طیبہ آئے اور منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی بن سلول (لعنہ اللہ) کے گھر مقیم ہوئے۔
پھر حضور سے گفتگو کی درخواست کی اور امن طلب کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں امن دے دیا۔
پھر یہ بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور عرض پیرا ہوئے کہ لات ومنات اور عزیٰ وغیرہ بتوں کی جنہیں ہم پوجتے ہیں برائی نہ کہیں بلکہ یہ اعلان کردیں کہ ان کی شفاعت ان کے پجاریوں کے لئے ہے۔تو ہم لوگ آپ کی اور آپ کے رب کی شان میں کچھ نہ کہیں گے۔
یہ سن کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبیدہ خاطر ہوئے اور صحابہ کرام ان کے قتل پر آمادہ ہوگئے۔
لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قتل کرنے کی اجازت نہ دی اور فرمایا جسے ہم امان دے چکے انہیں تم قتل نہیں کر سکتے البتہ انہیں مدینہ سے نکال دو۔
چنانچہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے انہیں شہر بدر کردیا۔
اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔اس میں اگرچہ خطاب حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے لیکن اس مخاطبہ میں اہمیت حکم مقصود ہے اور حکم عامۂ امت مرحومہ کو ہے کہ جب ہمارے حبیب نے ان مشرکین کو امن دے دیا ہے تو تمہیں اس کی پاسداری کرنا لازم ہے اور نقض عہد تمہارے لئے روا نہیں ہاں اس پر پابند رہو کہ کفار ومشرکین اور منافقین کی

Marfat.com

خلاف شرع بات نہ مانی جائے۔

پھر یَآیُّھَاالنَّبِیُّ فرما کر کیوں ندا فرمائی؟ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ کیوں نہ فرمایا اس پر ارباب نحو و معانی نے یہ تصریح فرمائی جو ایک لطیف مفہوم واضح کرتی ہے۔

یہ قاعدہ ہے کہ جب منادیٰ معرف باللام ہو تو اس پر حرف ندا کا داخل کرنا ممنوع ہے اس لئے کہ یا بھی آلہ تعریف ہے اور الف لام بھی معرفہ بناتا ہے لہٰذا دونوں کا اجتماع جائز نہیں اس کے جواز کے لئے منادیٰ اور حرف ندا یا کے مابین اَیُّھَا مذکر کے لئے فاصل لاتے ہیں اور مؤنث کے لئے ایتہا لاتے ہیں اس پر اعتراض تھا کہ یَااَللّٰہُ بھی یَآاَیُّھَا اللّٰہُ کہنا ضروری تھا۔اس پر کافیہ وغیرہ میں تصریح ہے کہ یَااَللّٰہُ خصوصی طور پر مستثنیٰ ہے۔

اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ﴿۱﴾ بے شک اللہ تعالیٰ علم والا حکمت والا ہے۔

یہ فرما کر اس امر کا اظہار فرمادیا کہ تم اسباب ظاہر کے ماتحت جو خیال کرتے ہو کہ مصلحتاً اس وقت ہمیں جھک جانا چاہئے یا اس وقت مشرکین کی قوت کے مقابلہ کی ہم میں سکت نہیں یہ سب تخیلات باطل ہیں حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے اور وہی حکمت و علم پر محیط ہے۔پھر ارشاد ہوا:

وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰٓی اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ ؕ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۲﴾

اور پیروی کرتے رہو اس کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہیں وحی ہوتی ہے اور اے لوگو! بے شک اللہ تمہارا ہر عمل دیکھ رہا ہے۔

یعنی تمہارا یہی فرض ہے کہ جو ہم اپنے حبیب پر وحی کریں تم اس کا اتباع کرو اور اچھی طرح سمجھ لو کہ تمہارے ظاہر باطن تمام عمل اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خصوصی مخاطبہ ہے اور ارشاد ہے:

وَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ؕ وَکَفٰی بِاللّٰہِ وَکِیْلًا ﴿۳﴾

اور اے محبوب! اللہ پر توکل کرو اور اللہ کافی ہے تمہارے کام بنانے میں۔

تمہیں علل و اسباب ظاہری پر نظر ڈالنے کی ضرورت نہیں تمہارا کارساز صرف وہی تمہارا رب ہے۔

اس کے بعد جو آیۂ کریمہ ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ

ایک شخص ابو معمر حمید فہری تھا جس کا حافظہ اتنا قوی تھا کہ جو کچھ سنتا تھا یاد کر لیتا تھا قریش اس کے متعلق عقیدہ رکھتے تھے کہ اس کے دو دل ہیں اور وہ خود بھی یہ دعویٰ کرتا تھا کہ میرے دو دل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجھ میں زیادہ دانش و بینش ہے۔

لیکن جب بدر میں ہزیمت مشرکین ہوئی تو ابو معمر بھی اس شان سے بھاگا کہ ایک جوتی پاؤں میں تھی اور ایک جوتی ہاتھ میں۔

اسی حال میں ابوسفیان سے ملا۔ابوسفیان نے پوچھا کیا حال ہے۔گھبرایا ہوا کہنے لگا لوگ بھاگ گئے اور میں بھی اس افراتفری میں بھاگ نکلا ہوں۔

ابوسفیان بولا تیری جوتی ایک ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں ہے۔اس کی کیا وجہ ہے؟

Marfat.com

یہ سن کر ابومعمر نے دیکھا اور بولا میں ایسی بدحواسی میں بھاگا ہوں کہ مجھے اس کا ہوش ہی نہ رہا کہ ایک جوتی ہاتھ میں اور ایک پاؤں میں ہے۔ میں تو دونوں جوتیاں پاؤں میں ہی سمجھ رہا تھا۔

اس سے قریش کو معلوم ہوا کہ اس کے دو دل نہیں اگر ہوتے تو یہ اتنا بدحواس نہ ہوتا۔

ایک قول یہ ہے کہ منافقین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دو دل مانتے تھے اور کہتے تھے کہ ان کا ایک دل ہمارے ساتھ ہے اور ایک دل اپنے اصحاب کے ساتھ۔

نیز زمانہ جاہلیت میں جب کوئی اپنی بیوی سے ظہار کرتا اور اسے یہ لوگ طلاق مانتے تھے اور اس بیوی کو ظہار کرنے والے کی ماں قرار دیتے تھے۔

ایسے ہی جب کوئی کسی غیر کی اولاد کو بیٹا کہہ دیتا تو اسے حقیقی بیٹا مان لیتے تھے۔

اور اسے شریک میراث قرار دیتے تھے۔

اور اس کی بیوی کو صلبی بیٹے کی طرح فرضی باپ پر حرام جانتے تھے ان عقائد کی رد میں یہ آیات بینات نازل ہوئیں

حیث قال:

مَا جَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنْ قَلْبَیْنِ فِیْ جَوْفِهٖ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَزْوَاجَكُمُ الّٰٓـِٔیْ تُظٰهِرُوْنَ مِنْهُنَّ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ وَ مَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ یَقُوْلُ الْحَقَّ وَ هُوَ یَهْدِی السَّبِیْلَ ④

نہیں کئے اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی میں دو دل (کہ ایک میں خوف الٰہی ہو اور دوسرے میں کچھ اور) اور نہیں کیں تمہاری وہ بیویاں جنہیں تم ماں کہہ دو تمہاری مائیں (یعنی ظہار سے عورت ماں کی مثل حرام نہیں ہو جاتی)۔

تعریف ظہار

ظہار کہتے ہیں اپنی منکوحہ کو کسی ایسی عورت سے تشبیہ دینے کو جو اس کے لئے ہمیشہ کے واسطے حرام ہو اور یہ تشبیہ ایسے عضو میں ہو جس کا دیکھنا چھونا جائز نہیں مثلاً

کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ تو میری ماں کی پیٹھ یا پیٹ کی مثل ہے تو ایسا کہنے والا مظاہر ہو گیا۔

مسئلہ: ظہار سے نکاح پر اثر نہیں پڑتا لیکن مظاہر پر کفارہ ادا کرنا لازم ہوتا ہے۔

اور کفارہ ادا کرنے سے پہلے مظاہر کو اپنی بیوی سے علیحدہ رہنا اور اس سے متمتع نہ ہونا لازم ہے۔

ظہار کا کفارہ

مظاہر کو دو مہینہ متواتر روزہ رکھنا لازم ہے۔

اگر یہ نہ کر سکے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا لازم ہے۔

سب سے اول اور آسان یہ تھا کہ ایک غلام آزاد کرے لیکن آج کل غلام شرعی میسر ہی نہیں تو آزاد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کفارہ کے بعد عورت سے قربت اور تمتع حلال ہے (ہدایہ)

وَمَا جَعَلَ اَدْعِیَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ۔ اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارے بیٹے۔

Marfat.com

اگر چہ لوگ اسے تمہارا بیٹا کہیں جیسے حضرت زید رضی اللہ عنہ کہ مشرکین مکہ آپ کو حضور ﷺ کا بیٹا کہتے تھے۔
یہ قول تمہارا اپنے منہ کا کہا ہوا ہے۔ یعنی بیوی کو ماں کے مثل کہہ دینا یا لے پالک کو بیٹا کہہ دینا بے حقیقت بات ہے نہ بیوی ماں ہو سکتی ہے نہ دوسرے کی اولاد بیٹا بیٹی ہو سکتی ہے۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب حضرت زینب بنت جحش سے نکاح کیا تو یہود و منافقین میں چہ میگوئیاں ہونے لگیں اور ان کی زبان طعن کھلی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے شادی کر لی۔
اس لئے کہ حضرت زینب بنت جحش حضرت زید کے نکاح میں تھیں اور حضرت زید ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے زرخرید غلام تھے آپ نے انہیں حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو آزاد کر دیا لیکن وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی خدمت میں رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر شفقت فرماتے اور اولاد کی طرح ان کی نگرانی فرماتے۔ لوگ حضرت زید کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرزند کہنے لگے۔
پھر حضرت زید اور حضرت زینب کی موافقت نہ رہی تو انہوں نے طلاق دے دی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اپنے عقد میں لے لیا تو مشرکین اپنے رواج کے مطابق طعن کرنے لگے اس کا رد اس آیت کریمہ میں فرمایا گیا۔

وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾۔ اور اللہ حق فرماتا ہے اور وہی راہ دکھاتا ہے حق کی
لہٰذا واضح ہو گیا کہ لے پالک کو ان کے والدین کے ساتھ منسوب کیا جائے اور کسی پالنے والے کی طرف منتسب نہ کیا جائے بلکہ

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ
انہیں ان کے باپ کا ہی کہہ کر پکارو (جن سے وہ پیدا ہوا) یہ اللہ کے نزدیک زیادہ انصاف ہے۔

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ
تو اگر تمہیں ان کے باپ معلوم نہ ہوں (اور انہیں تم اس وجہ سے ان کے باپ کی طرف نسبت نہ کر سکو تو)

فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ۔
تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں (تو تم انہیں دینی بھائی کہو اور وہ جس کے متبنیٰ یا لے پالک ہیں اس کا بیٹا نہ کہو۔)

وَمَوَالِيْكُمْ ۭ۔ اور چچازاد۔

وَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ ۙ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۵﴾
اور تم پر اس میں گناہ نہیں جو نادانستہ تم سے سرزد ہو لیکن وہ گناہ ہے جو دل کے قصد سے کرو (یعنی ہمارے حکم کے نفاذ سے قبل تم نے جو متبنیٰ یا لے پالک کو بلا ارادہ پالنے والے کا بیٹا کہہ دیا یا کسی کی اولاد کو غیر کی اولاد بنا دیا تو اس صورت میں تم پر گناہ نہیں البتہ ممانعت کے بعد بھی ایسا ہی کرو گے تو تم پر جرم گناہ عائد ہوگا) اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔
اس کے بعد منصب مصطفیٰ اور مقام شان اعلیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ظاہر فرمایا تاکہ منافقین و معاندین وحاسدین کی زبان بند ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ
كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ
مَسْطُوْرًا ۝ 1

یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے۔

یعنی دنیا و دین میں تمام امور میں ان کا حکم سب پر نافذ و صادر ہے اور سب پر ان کی اطاعت واجب ہے اسی لئے وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا دوسرے مقام پر فرما کر ان کی اطاعت کو اطاعت مطلقہ قرار دے دیا اور ان کے حکم کے مقابل خواہشات نفسانیہ کی پیروی واجب الترک ہے۔

دوسرے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ یہ نبی کریم مومنین پر ان کی جانوں سے زیادہ راحت و رحمت اور لطف و کرم فرماتے ہیں اور سب سے زیادہ تمہارے لئے نافع اور تمہاری ترقی مدارج میں حریص ہیں جیسا کہ ارشاد ہے: حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔

بخاری و مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہر مومن کے لئے دنیا و آخرت میں سب سے اولیٰ ہوں اگر چاہو تو اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ پڑھو۔ چنانچہ

قرأت ابن مسعود میں اَوْلٰی مِنْ اَنْفُسِهِمْ کے ساتھ وَ هُوَ اَبٌ لَّهُمْ بھی ہے۔

اور بقول مجاہد یہ بھی ہے کہ تمام انبیاء کرام اپنی امت کے باپ ہوتے ہیں اور اس رشتہ سے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ۔

اور وہ اپنے نبی کی دینی اولاد قرار پاتے ہیں اور اسی وجہ میں آگے ارشاد ہے:

وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ۔ اور ان کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔ (باعتبار حرمت تعظیم اور نکاح کے ہمیشہ کے لئے حرام ہیں۔ باقی دیگر امور میں مثل وراثت اور پردہ وغیرہ کے ان کا وہی حکم ہے جو اجنبی عورتوں کا۔ اور ان کی بیٹیوں کو مومنین کی بہن اور ان کے بھائیوں کو اور بہنوں کو مومنین کے ماموں اور خالہ نہیں کہا جائے گا۔)

وَ اُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝

اور رشتہ والے ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہیں اللہ کی کتاب میں بہ نسبت مسلمانوں اور مہاجروں کے مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں پر کوئی احسان کرو یہ کتاب میں لکھا ہے۔

یعنی اور رشتہ دار بہ اعتبار توارث ایک دوسرے سے قریب ہیں مگر اجنبی کتنا ہی محبوب و مرغوب ہو دینی برادری کے ذریعہ ورثہ کا حقدار نہیں ہو سکتا اور اگر کسی دوست کی مورث اعلیٰ مدد کرنا چاہے تو بطور احسان وہ اسے ہبہ کر سکتا ہے اور اگر وصیت کر جائے تو تہائی متروکہ پر نفاذ وصیت ہو سکتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ متروکہ میں بعد اداء دین و تجہیز و تکفین اول ذوی الفروض میں تقسیم ہوگا پھر عصبات میں پھر نسبی ذوی الفروض پر رد ہوگا پھر ذوی الارحام میں پھر مولی الموالات میں کما فی تفسیر احمدی۔

اور كَانَ ذٰلِكَ فِی الْكِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝ سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں سب سے پہلے مسطور و منضبط ہے۔

Marfat.com

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۙ۝۷ لِّیَسْــٴَـلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَ اَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۝۸

اور اے محبوب یاد فرمایئے جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا اور تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ بن مریم سے اور ہم نے ان سے مضبوط عہد لیا تا کہ سچوں سے ان کے سچ کا سوال کرے اور اس نے کافروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

انبیاء علیہم السلام سے جو عہد لیا وہ تبلیغ رسالت اور دین حق کی دعوت کا تھا۔

اور خصوصیت سے اپنے حبیب پاک جناب سید الانبیاء سے بھی یہی عہد لیا۔

یہاں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر دوسرے انبیاء پر مقدم کرنا اس سبب سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت سب پر ظاہر رہے۔

اور نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، موسیٰ کلیم اللہ اور عیسیٰ روح اللہ کے نام لے کر وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا وہ مضبوط عہد ان سے یا ان کی تصدیق کرنے والوں سے لینا مراد ہے۔

لِّیَسْــٴَـلَ الصّٰدِقِیْنَ میں یہ سوال انہیں انبیاء سے کیا جائے گا جو انہوں نے اپنی قوم سے فرمایا اور تبلیغ کی یا مومنین سے ان کی تصدیق کا سوال ہوگا۔

یا انبیاء کرام کو جو ان کی امتوں نے جواب دیئے وہ پوچھے جائیں گے اور اس کے بدلہ میں منکرین کی تذلیل ہوگی اور آخر میں فرمایا کہ کفار ومشرکین کے لئے دردناک عذاب تیار کیا ہوا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَ الْمُنٰفِقِیْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ۝۱

اے غیب کی خبریں بتانے والے محبوب اللہ سے ڈرتے رہو اور کافروں منافقوں کی نہ سننا بے شک وہ سب کچھ جاننے والا حکمت والا ہے۔

اس سورۃ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو منادیٰ بالوصف فرمایا اور نام مبارک تعظیماً وتفخیماً نہیں لیا یعنی یا محمد نہیں کہا بلکہ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ فرمایا۔ نبی حضور کی صفت ہے جو نبأ سے مشتق ہے نبأ خبر کو کہتے ہیں تو نبی کے معنی خبر دینے والے ہوئے اور خبر وہی خبر ہوتی ہے جس کا علم سننے والے کو نہ ہو اور وہ اس سے مخفی ہو تو معنی صحیح یہی ہوئے کہ اے غیب کی خبریں بتانے والے۔

اور اللہ تعالیٰ نے حضور کو ہی منادی بالوصف کیا برخلاف دیگر انبیاء کرام کہ انہیں نام لے کر مخاطب کیا جیسے یَا مُوْسٰى، یَا یَحْیٰى یَا اٰدَمُ، یَا عِیْسٰى وغیرہ بقول شاعر

یا آدم ست بہر خطاب ابوالبشر یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ خطاب محمد است

اور جہاں قرآن کریم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک ہے وہ بطور اخبار ہے جس میں لوگوں کو تعلیم مقصود ہے کہ یہ ہمارے رسول ہیں جیسے فرمایا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

وَ مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ ہمارے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسول ہیں۔

Marfat.com

وَاٰمَنُوْا بِمَا نُزِّلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ۔ اس میں بھی حکم ہے کہ ایمان لاؤ اس پر جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا۔
یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ۔ عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی کہ میرے بعد جو تشریف لائیں گے ان کا نام مبارک احمد ہے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ

بہرحال قرآن پاک میں یہ پانچ ہی مقام ہیں جہاں بطور تعلیم یا بطریق خبر نام پاک لیا گیا باقی تمام مقامات پر تعظیماً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعارف کرایا گیا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ
لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلًا۔
وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا۔
اَلنَّبِیُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ۔
یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللّٰهَ۔
یٰۤاَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ۔
یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ۔
یٰسٓ ۚ ① وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ
طٰهٰ ۚ ① مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى
عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ۔
وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ – وَ غَیْرِ ذٰلِکَ۔

اور اتَّقِ اللّٰهَ جو یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ کے بعد فرمایا اس سے مراد دوام وثبات علی الایمان ہے حَیْثُ قَالَ وَالْمَقْصُوْدُ الدَّوَامُ وَالثَّبَاتُ عَلَیْهَا – وَ قِیْلَ الْاِزْدِیَادُ مِنْهَا فَاِنَّ لَهَا بَابًا وَعَرَضًا عَرِیْضًا لَا یُنَالُ مُرَادُهٗ۔

آگے ارشاد ہے:

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ۔ اور نہ اتباع کرنا کافرین مجاہرین کا کفر میں۔
وَالْمُنٰفِقِیْنَ۔ اور نہ منافقوں کی سننا۔

شان نزول

آیہ کریمہ کا یہ ہے کہ ابن جریر ضحاک رحمہما اللہ سے اور وہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ فرماتے ہیں:

اِنَّ اَهْلَ مَكَّةَ مِنْهُمُ الْوَلِیْدُ بْنُ مُغِیْرَةَ وَ شَیْبَةُ بْنُ رَبِیْعَةَ دَعَوُا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّرْجِعَ عَنْ قَوْلِهٖ عَلٰۤى اَنْ یُّعْطُوْهُ شَطْرَ اَمْوَالِهِمْ وَ فِیْ رِوَایَةٍ وَ یُزَوِّجَهٗ شَیْبَةُ بِنْتَهٗ وَ خَوَّفُوْهُ الْمُنَافِقِیْنَ وَالْیَهُوْدَ بِالْمَدِیْنَةِ اِنْ لَّمْ یَرْجِعْ قَتَلُوْهُ فَنَزَلَتْ۔

Marfat.com

اہل مکہ میں سے ولید بن مغیرہ اور شیبہ بن ربیعہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا کہ وہ اپنے فرمان سے رجوع کرلیں تو ہم اپنے مال سے حصہ مقرر کردیں گے اور ایک روایت میں ہے کہ شیبہ نے اپنی بیٹی دینے کا بھی لالچ دیا اور منافقین و یہود مدینہ کا خوف بھی دلایا کہ اگر وہ ہمارے معبودوں کی مخالفت ترک نہ فرمائیں گے تو وہ قتل پر آمادہ ہوجائیں گے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور بروایت ثعلبی اور واحدی رحمہما اللہ شان نزول بلا اسناد اس طرح مروی ہے کہ

اَنَّ اَبَاسُفْیَانَ بْنَ حَرْبٍ وَ عِکْرَمَةَ ابْنَ اَبِیْ جَهْلٍ وَاَبَا الْاَعْوَرِ السَّلَمِیَّ اِسْمُهٗ اَبُوْعَمْرِو بْنُ اَبِیْ سُفْیَانَ قَدِمُوْا عَلَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ زَمَانِ الْمُوَادَعَةِ الَّتِیْ کَانَتْ بَیْنَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ بَیْنَهُمْ وَ قَامَ مَعَهُمْ عَبْدُاللّٰهِ بْنُ اُبَیٍّ وَ مُعْتَبُ بْنُ قُشَیْرٍ وَالْجَدُّ بْنُ قَیْسٍ فَقَالُوْا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ارْفُضْ ذِکْرَ اٰلِهَتِنَا وَ قُلْ اِنَّهَا تَشْفَعُ وَ تَنْفَعُ وَ نَدَعُکَ وَرَبَّکَ فَشَقَّ ذٰلِکَ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُؤْمِنِیْنَ وَ هَمُّوْا بِقَتْلِهِمْ فَنَزَلَتْ۔

ابوسفیان اور عکرمہ اور ابوالاعور جس کا نام عمرو بن ابوسفیان تھا یہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور ان کے ساتھ عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر اور جد بن قیس بھی شامل ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی آپ ہمارے معبودوں کی مخالفت چھوڑ کر اتنا فرمادیں کہ یہ بھی شفاعت کریں گے اور نفع دیں گے تو ہم بھی آپ کو اور آپ کے خدا کو برا کہنا چھوڑ دیں گے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ مطالبہ ناگوار گزرا اور صحابہ علیہم رضوان پر بھی شاق ہوا حتیٰ کہ وہ ان کے قتل پر آمادہ ہو گئے تو پھر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی:

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۙ﴿۱﴾

بے شک اللہ خوب جاننے والا مصالح و مفاسد دین و دنیا کو تو آپ کو وہ حکم نہیں دیتا مگر مصالح و مفاسد کے علم کے ماتحت تو وہ آپ کو نہیں روکتا مگر اس کے فسادات کی وجہ میں اور آپ کو حکم نہیں دیتا مگر بہ مقتضاء حکمت بالغہ۔

وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰۤى اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ۙ﴿۲﴾۔

بے شک اور پیروی کیجئے اس کی جو آپ کی طرف وحی ہوئی آپ کے رب کی طرف سے۔

یعنی یہ عبارت یوں بنے گی: اِتَّبِعْ فِیْ کُلِّ مَا تَأْتِیْ وَ تَذَرُ مِنْ اُمُوْرِ الدِّیْنِ مَا یُوْحٰی اِلَیْکَ مِنَ الْاٰیَاتِ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِهَا۔

چنانچہ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں: هٰذِهِ الْاٰیَةُ الْاٰمِرَةُ بِتَقْوَی اللّٰهِ تَعَالٰی النَّاهِیَةِ عَنْ اِطَاعَةِ الْکَفَرَةِ وَالْمُنَافِقِیْنَ۔ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے ساتھ تقویٰ کا حکم کرتی اور اطاعت کفار سے مانع ہے اور منافقین سے احتراز کا حکم دیتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا ﴿۲﴾ ۔ بے شک اللہ جو کچھ تم کرتے ہو اس سے خبردار ہے۔

قِیْلَ الْخِطَابُ لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْجَمْعُ لِلتَّعْظِیْمِ۔ ایک قول تو اس کے متعلق یہ ہے کہ یہ خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے اور صیغہ جمع تعظیم کے لئے لایا گیا ہے۔

Marfat.com

اور ابو البقاء رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّمَا جَآءَ بِالْجَمْعِ لِاَنَّهٗ عَنٰی بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی اتَّبِعْ مَا یُوْحٰی - یَعْنِیْ اِتَّبِعْ اَنْتَ وَ اَصْحَابُکَ۔ یہ صیغہ جمع کے لئے ہے اس لئے کہ اس میں وَّاتَّبِعْ مَا یُوْحٰی کی طرح یہ حکم ہے۔ یعنی پیروی کیجئے آپ اور آپ کے اصحاب۔

وَّ تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ - اور اللہ پر بھروسہ کیجئے۔ یَعْنِیْ فَوِّضْ جَمِیْعَ اُمُوْرِکَ اِلَیْهِ عَزَّوَجَلَّ - وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا۔ اور کافی ہے اللہ ہر امر میں تمہارا محافظ۔

اس کے بعد جو آیت کریمہ ہے اس کا شان نزول احمد، ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، حاکم، ابن مردویہ اور ضیا مختار میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ قَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمًا یُصَلِّیْ فَخَطَرَ خَطْرَةً فَقَالَ الْمُنَافِقُوْنَ الَّذِیْنَ یُصَلُّوْنَ مَعَهٗ اَلَا تَرٰی اِنَّ لَهٗ قَلْبَیْنِ قَلْبًا مَّعَكُمْ وَ قَلْبًا مَّعَهُمْ فَنَزَلَتْ۔ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک دن نماز کے لئے کھڑے ہوئے تو کوئی خطرہ لاحق ہو گیا منافقین جو نماز کے اندر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے تھے بولے حضور کے دو قلب ہیں ایک قلب تمہارے ساتھ ہے اور دوسرا مسلمانوں کے ساتھ تو یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور مقاتل اپنی تفسیر میں اور اسماعیل بن ابی زیاد الشامی وغیرہ کہتے ہیں: نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ مَعْمَرِ الْفِهْرِیِّ كَانَ اَهْلُ مَكَّةَ یَقُوْلُوْنَ لَهٗ قَلْبَانِ مِنْ قُوَّةِ حِفْظِهٖ وَ كَانَتِ الْعَرَبُ تَزْعَمُ اَنَّ كُلَّ لَبِیْبٍ اَرِیْبٍ لَهٗ قَلْبَانِ حَقِیْقَةً - اَبُوْ مَعْمَرٍ هٰذَا اشْتَهَرَ بَیْنَ اَهْلِ مَكَّةَ بِذِی الْقَلْبَیْنِ وَ هُوَ عَلٰی مَا فِی الْاِصَابَةِ جَمِیْلُ بْنُ اُسَیْدٍ مُصَغَّرُ الْاَسَدِ۔

یہ آیت کریمہ ابی معمر الفہری کے حق میں نازل ہوئی یہ مکہ والوں میں سے تھا وہ کہتے تھے کہ اس کے دو قلب ہیں قوت حافظہ کی وجہ سے اور عرب یہی گمان کرتے تھے کہ ہر لبیب ذہین کے دو دل ہوتے ہیں اور ابو معمر اہل مکہ میں ذوالقلبین مشہور تھا۔ اور اصابہ فی معرفۃ الصحابۃ میں ہے کہ یہ جمیل بن اسید کے متعلق مشہور تھا کہ وہ ذی القلبین ہے۔ اسید تصغیر ہے اسد کی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ ابی معمر یا جمیل بن اسید خود کہا کرتا تھا کہ اِنَّ لِیْ قَلْبَیْنِ اَفْهَمُ بِاَحَدِهِمَا اَكْثَرَ مِمَّا یَفْهَمُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَرُوِیَ اَنَّهُ انْهَزَمَ یَوْمَ بَدْرٍ فَمَرَّ بِاَبِیْ سُفْیَانَ وَ هُوَ مُعَلِّقٌ اِحْدٰی نَعْلَیْهِ بِیَدِهٖ وَالْاُخْرٰی فِیْ رِجْلِهٖ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْ سُفْیَانَ مَا فَعَلَ النَّاسُ فَقَالَ هُمْ بَیْنَ مَقْتُوْلٍ وَّ هَارِبٍ فَقَالَ لَهٗ مَا بَالُ اِحْدٰی نَعْلَیْکَ فِیْ رِجْلِکَ وَالْاُخْرٰی فِیْ یَدِکَ فَقَالَ مَا ظَنَنْتُ اِلَّا اَنَّهُمَا فِیْ رِجْلَیَّ فَاَكْذَبَ اللّٰهُ تَعَالٰی قَوْلَهٗ وَ قَوْلَهُمْ۔

ابی معمر یا جمیل بن اسید کہا کرتا تھا کہ میرے دو قلب ہیں ایک دل کے ذریعہ (معاذ اللہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔

روایت کہ جب یوم بدر میں ہزیمت ہوئی تو ابی معمر ابو سفیان کے پاس سے ایسے حال میں گزرا کہ ایک جوتی ہاتھ میں لٹکائی ہوئی تھی اور ایک جوتی پاؤں میں پہنے ہوئے تھا تو ابو سفیان نے پوچھا اے ابو معمر یہ کیا حال ہے کہ ایک جوتی ہاتھ میں ہے اور ایک پہن رکھی ہے۔ ابو معمر کہنے لگا میرا خیال تو یہی تھا کہ میں دونوں جوتیاں پہنے ہوئے ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت

Marfat.com

کریمہ میں تکذیب کی اور فرمایا:

مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ مِّنۡ قَلۡبَيۡنِ فِىۡ جَوۡفِهٖ ۚ نہیں کیے اللہ نے کسی آدمی کے اندر دو دل۔

حسن سے مروی ہے کہ ایک جماعت اس خیال پر تھی کہ اَلْوَاحِدُ مِنْهُمْ نَفْسٌ تَامُرُنِىْ وَنَفْسٌ تَنْهَانِىْ۔ ایک دل انسان میں وہ ہے جو کسی فعل کے کرنے کا حکم دیتا ہے اور ایک دل وہ ہے جو منع کرتا ہے۔

یہاں لفظ جَعَلَ بمعنے خَلَقَ ہے وَالْمُرَادُ مَا خَلَقَ سُبْحٰنَهٗ لِاَحَدٍ اَوْ لِذِىْ قَلْبٍ مِّنَ الْحَيَوَانِ مُطْلَقًا قَلْبَيْنِ۔ مَاجَعَلَ اللّٰهُ لِرَجُلٍ کے معنی مَا خَلَقَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ ہیں۔ یعنی نہیں پیدا کیے اللہ تعالیٰ نے کسی ذی قلب میں دو قلب۔

حقیقت یہ ہے کہ قلب سے مراد وہ مضغہ صنوبر یہ ہے جو جوف صدر میں بنایا گیا۔

اور نفس ناطقہ وہ ہے جسے نفس حیوانیہ کہتے ہیں اس سے لازمی طور پر روح متعلق ہے اور روح ایک جسم لطیف بخاریہ ہے جو اجزاء اغذیہ کے لطیف جزوں سے متکون ہوتی ہے۔

وَ قَدْ ذَكَرَ غَيْرُ وَاحِدٍ اَنَّ اَوَّلَ عُضْوٍ يُّخْلَقُ هُوَالْقَلْبُ فَاِنَّهُ الْمَجْمَعُ لِلرُّوْحِ۔ اکثر اس طرف ہیں کہ سب سے پہلا عضو جو پیدا کیا جاتا ہے وہ قلب ہے۔ اور وہی روح کا مقام ہے فَيَجِبُ اَنْ يَّكُوْنَ التَّعَلُّقُ اَوَّلًا بِهٖ ثُمَّ بِوَاسِطَتِهٖ بِالدِّمَاغِ وَالْكَبِدِ وَبِسَائِرِ الْاَعْضَآءِ - فَمَنْبَعُ الْقُوٰى بِاَسْرِهَا مِنْهُ وَ ذٰلِكَ يَمْنَعُ التَّعَدُّدَ۔ تو لازم ہوا کہ تمام اعضاء کا اول تعلق قلب سے ہو پھر قلب کے واسطہ سے دماغ کا اور جگر کا پھر تمام اعضاء کا تو منبع قوی اسی کو مانا گیا ہے اور یہی مسلم ہے کہ وہ ایک ہے اور اس کا دو ہونا ممنوع ہے۔

اور یہ فرمان حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے حَيْثُ قَالَ۔

اِنَّ فِىْ جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً اِنْ صَلُحَتْ صَلُحَتِ الْجَسَدُ كُلُّهٗ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِىَ الْقَلْبُ۔ انسان کے جسم میں ایک مضغہ ہے اگر وہ صحیح ہے تو تمام جسم صحیح ہے اور اگر اس میں فساد ہو جائے تو تمام جسم میں فساد ہو جاتا ہے، خبردار رہو وہ قلب ہے۔

وَمَاجَعَلَ اَزۡوَاجَكُمُ الّٰٓـىِٴۡ تُظٰهِرُوۡنَ مِنۡهُنَّ اُمَّهٰتِكُمۡ ۚ

اور نہ تم لوگوں کی بیبیوں کو جن سے تم ظہار کر لیتے ہو تمہاری ماں بنایا۔

تُظٰهِرُوْنَ۔ جمع مذکر حاضر ہے اور صیغہ مضارع کا ہے اس کا مصدر ظہار ہے۔ ظہار کے معنی شرعی کسی کا اپنی بیوی سے کہہ دینا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں کی پشت۔ یہ لفظ ظہر سے مشتق ہے اور ظہر پشت کو کہتے ہیں۔

اصلیت ظہار

اسلام سے قبل عرب کا ایک رواج تھا جسے ظہار کہتے ہیں۔

وہ اس قسم کے الفاظ سے واقع ہوتا تھا جب مرد عورت کو کہہ دے کہ تیری پیٹھ مجھے اپنی ماں کی جگہ ہے جس کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تو میری ماں کی جگہ ہے۔

اس جملہ کے کہہ دینے سے ان کے نزدیک عورت مرد سے جدا ہو جاتی تھی۔ اور آج بھی بے علم طبقہ ایسا ہی سمجھتا ہے۔

Marfat.com

لیکن قانون اسلام میں اسے طلاق کی جگہ نہیں مانا گیا۔

بلکہ اس کا کفارہ مقرر کیا گیا جو اٹھائیسویں پارہ کی سورۂ مجادلہ میں مذکور ہے۔ جس میں ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُظٰهِرُوْنَ مِنْ نِّسَآئِهِمْ ثُمَّ يَعُوْدُوْنَ لِمَا قَالُوْا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ؕ ذٰلِكُمْ تُوْعَظُوْنَ بِهٖ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۳﴾ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّتَمَآسَّا ۚ فَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَاِطْعَامُ سِتِّيْنَ مِسْكِيْنًا ؕ

اور جو لوگ اپنی بیویوں سے ظہار کرتے ہیں پھر لوٹ کر اسے اپنی بیوی رکھتے ہیں یا وہی کام کرتے ہیں جو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کریں گے تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے ایک غلام آزاد کرے۔ مسلمانوں تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے کہ اس پر کاربند ہو اور اللہ تمہارے عملوں سے خبردار ہے تو جسے غلام میسر نہ ہو (جیسا کہ فی زمانا شرعی غلام معدوم ہے) تو ایک دوسرے کو چھونے سے پہلے مسلسل ساٹھ روزے رکھے اور جسے اس کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے۔

یہ آیت کریمہ ہے جس سے فقہاء نے ظہار کے جزئیات نکالے۔ اور

دوسری رسم قبیح یہ بھی تھی کہ لے پالک کو عام طور پر پالنے والے کی اولاد تصور کرتے تھے آگے اس کا بھی ردفرمایا اور ارشاد ہوا:

وَمَا جَعَلَ اَدْعِيَآءَكُمْ اَبْنَآءَكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ قَوْلُكُمْ بِاَفْوَاهِكُمْ ؕ وَاللّٰهُ يَقُوْلُ الْحَقَّ وَهُوَ يَهْدِي السَّبِيْلَ ﴿۴﴾ اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَهُمْ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ وَمَوَالِيْكُمْ ؕ

اور نہیں کیا تمہارے لے پالکوں کو تمہارا بیٹا یہ بات تمہارے اپنے منہ کی ہے اور اللہ تو حق بات فرماتا ہے اور وہی لوگوں کو سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

اَدْعِيَآءَ جمع دعیّ کی ہے جیسے اتقیاء جمع تقی کی ہے۔ دَعِیٌّ منہ بولے بیٹے کو کہتے ہیں جسے ہماری زبان میں متبنٰی کہا جاتا ہے۔

هُوَ اَقْسَطُ۔ ہو ضمیر راجع ادعوا کے مصدر کی طرف جس طرح اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی میں ہو راجع ہے عدل کی طرف جو مصدر ہے اعدلوا کا۔

اَقْسَطُ۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے جو مشتق ہے قسط سے اس کے معنی عدل کے ہیں۔

خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا کہ اپنی بیوی کو ماں کے برابر کہنے والا ظہار کرنے والا ہے اس سے بیوی کے نکاح پر اثر نہیں پڑتا بلکہ اس کہنے پر کفارہ ادا کرنا لازمی ہے۔ غلام شرعی اگر میسر ہو تو اسے آزاد کرے یا ساٹھ روزے رکھے یا ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے اس سے قبل بیوی سے قربت حرام ہے۔

ایسے ہی جسے منہ بولا بیٹا کہہ دیا وہ درحقیقت بیٹا نہیں ہوسکتا یہ رسم مشرکین میں تھی۔ اسلام میں اس کی کچھ اصل نہیں ہے۔ چنانچہ

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ ۚ

میں وضاحت ہے کہ اسے اپنے باپ کی طرف ہی منسوب کرو یہی انصاف ہے۔

Marfat.com

اَخرَجَ الشَّیخَانِ وَالتِّرمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ وَ غَیرُھُم عَنِ ابنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنھُمَا اَنَّ زَیدَ بنَ حَارِثَۃَ مَولٰی رَسُولِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ مَا کُنَّا نَدعُوہُ اِلَّا زَیدُ بنُ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ القُراٰنُ اُدعُوھُم لِاٰبَآئِھِم

ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم زید بن حارثہ کو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آزاد شدہ غلام تھے انہیں زید بن محمد ہی کہتے تھے حتیٰ کہ آیت کریمہ میں ممانعت آ گئی اور ارشاد ہوا: اُدعُوھُم لِاٰبَآئِھِم

فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ اَنتَ زَیدُ بنُ حَارِثَۃَ بنِ شَرَاحِیلَ۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا تم زید بن حارثہ بن شراحیل ہو۔

اس کا مفصل واقعہ نزول

یہ ہے کہ ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں:

اِنَّہٗ کَانَ فِی اَخوَالِہٖ بَنِی مَعنٍ مِّن بَنِی ثُعَلٍ مِن طَیٍّ فَاُصِیبَ فِی نَھبٍ مِّن طَیٍّ فَقُدِمَ بِہٖ سُوقَ عُکَاظٍ وَانطَلَقَ حَکِیمُ بنُ حِزَامِ ابنِ خُوَیلَدٍ اِلٰی عُکَاظٍ یَتَسَوَّقُ بِھَا فَاَوصَتہُ عَمَّتُہٗ خَدِیجَۃُ اَن یَّبتَاعَ لَھَا غُلَامًا ظَرِیفًا عَرَبِیًّا اِن قَدَرَ عَلَیہِ فَلَمَّا قَدِمَ وَجَدَ زَیدًا یُبَاعُ فِیھَا فَاَعجَبَہٗ ظَرفُہٗ فَابتَاعَہٗ فَقَدِمَ بِہٖ عَلَیھَا وَقَالَ لَھَا اِنِّی قَدِ ابتَعتُ لَکِ غُلَامًا ظَرِیفًا عَرَبِیًّا فَاِن اَعجَبَکِ فَخُذِیہِ وَاِلَّا فَدَعِیہِ فَاِنَّہٗ قَد اَعجَبَنِی۔

وہ اپنے ننہال بنی معن میں تھے اور بنی معن جو بنی ثعل سے تھے ان کی شاخ بنی طے پر کسی جنگ میں ایسی افتاد پڑی کہ زید اس میں غلام بنا کر سوق عکاظ میں لائے گئے۔

اور حکیم بن حزام بن خویلد بطور سیر سوق عکاظ میں آئے انہیں ان کی پھوپھی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کہہ رکھا تھا کہ کوئی اچھا عقلمند غلام عربی میرے لئے اگر ممکن ہو تو خرید لو۔

حکیم بن حزام جب اس بازار عکاظ میں آئے تو حضرت زید کو بکتا ہوا دیکھا آپ کو وہ پسند آ گئے اور خرید کر حضرت خدیجہ کی خدمت میں لائے اور کہا میں نے تمہارے لئے ایک غلام خریدا جو ذہین اور عربی ہے اگر تمہیں پسند ہو تو رکھ لو ورنہ رہنے دو۔

فَلَمَّا رَاٰتہُ خَدِیجَۃُ اَعجَبَھَا فَاَخَذَتہُ۔ حضرت خدیجہ نے جب انہیں دیکھا پسند کر لیا اور اپنے پاس رکھ لیا۔

فَتَزَوَّجَھَا رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ وَ ھُوَ عِندَھَا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے ہو گیا اور زید ان کے پاس تھے۔

فَاَعجَبَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمَ ظَرفُہٗ فَاستَوھَبَہٗ مِنھَا اِنَّہٗ کَانَ اِبنُ ثَمَانٍ حِینَ وُھِبَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت زید کی ذہانت پسند آ گئی اور حضرت ام المومنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے فرمایا اس غلام کو ہمیں ہبہ کر دو۔ اس وقت ان کی عمر آٹھ سال تھی۔

فَقَالَت اَھَبُہٗ لَکَ فَاِن اَرَدتَّ عِتقَہٗ فَالوَلَاءُ لِی۔ حضرت ام المومنین نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہبہ تو میں کرتی ہوں لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے آزاد فرمانے کا ارادہ فرمائیں تو اس کی ولا میرے حق میں

ہوگی۔

فَاَبٰی عَلَیْهَا عَلَیْهِ السَّلَامُ۔اس سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرمایا آخرش ام المومنین نے بلا شرط ہبہ کر دیا۔

فَاَوْهَبَتْهُ لَهٗ اِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَآءَ اَمْسَکَ۔اور کہہ دیا حضور چاہیں آزاد کریں اور چاہیں تو غلام بنا کر ہی رکھیں۔

فَشَبَّ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔پھر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں ہی جوان ہوئے۔

ثُمَّ اِنَّهٗ خَرَجَ فِیْ اِبِلٍ لِاَبِیْ طَالِبٍ بِاَرْضِ الشَّامِ فَمَرَّ بِاَرْضِ قَوْمِهٖ۔پھر ایک بار حضرت زید ابو طالب کے اونٹوں کے ساتھ ارض شام کی طرف گئے اور اپنی قوم کی زمین پر گزرے۔

فَعَرَفَهٗ عَمُّهٗ۔تو حضرت زید کے چچا نے انہیں پہچان لیا۔

فَقَامَ اِلَیْهِ۔پس وہ آپ کے پاس کھڑا ہوا

فَقَالَ مَنْ اَنْتَ یَا غُلَامُ۔چچا نے پوچھا اے لڑکے تو کون ہے؟

قَالَ غُلَامٌ مِنْ اَهْلِ مَکَّةَ۔حضرت زید نے کہا میں اہل مکہ سے ہوں۔

قَالَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔چچا نے کہا کیا انہیں میں سے ہو؟

قَالَ لَا۔زید نے کہا نہیں۔

قَالَ فَحُرٌّ اَنْتَ اَمْ مَمْلُوْکٌ۔چچا نے کہا تو آزاد ہے یا غلام؟

قَالَ بَلْ مَمْلُوْکٌ۔حضرت زید نے کہا نہیں میں غلام مملوک ہوں۔

قَالَ لِمَنْ۔چچا نے پوچھا کس کا غلام ہے؟

قَالَ لِمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ۔حضرت زید نے کہا میں محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام مملوک ہوں۔

فَقَالَ لَهٗ اَعَرَبِیٌّ اَنْتَ اَمْ عَجَمِیٌّ۔چچا نے پوچھا تو عربی ہے یا عجمی؟

قَالَ عَرَبِیٌّ۔زید نے فرمایا عربی النسل ہوں۔

قَالَ مِمَّنْ اَصْلُکَ۔چچا نے پوچھا کس قبیلہ سے تیری اصل ہے؟

قَالَ مِنْ کَلْبٍ۔زید نے فرمایا میں قبیلہ بنی کلب سے ہوں۔

قَالَ مِنْ اَیِّ کَلْبٍ۔چچا نے پوچھا کون سا بنی کلب تیرا قبیلہ ہے؟

قَالَ مِنْ بَنِیْ عَبْدِ وَدٍّ۔زید نے کہا بنی عبدود سے۔

قَالَ وَیْحَکَ اِبْنُ مَنْ اَنْتَ۔چچا نے کہا ہائے افسوس تو کس کا بیٹا ہے؟

قَالَ ابْنُ حَارِثَةَ بْنِ شَرَاحِیْلَ۔حضرت زید نے کہا میں حارثہ بن شراحیل کا بیٹا ہوں۔

قَالَ وَاَیْنَ اُصِبْتَ۔چچا نے کہا تو کہاں گرفتار ہوا؟

Marfat.com

قَالَ فِیْ اَخْوَالِیْ۔ زید نے کہا اپنے ننھیال میں۔

قَلَ وَ مَنْ اَخْوَالُکَ۔ چچا نے پوچھا تیرے ننھیال کون ہیں؟

قَالَ طَیٌّ۔ زید نے کہا بنی طے۔

قَالَ مَا اسْمُ اُمِّکَ۔ چچا نے کہا تیری ماں کا کیا نام ہے؟

قَالَ سُعْدٰی۔ حضرت زید نے کہا میری ماں سُعدیٰ ہے۔

فَالْتَزَمَهٗ وَ قَالَ ابْنُ حَارِثَةَ وَدَعَا اَبَاهُ فَقَالَ یَا حَارِثَةُ هٰذَا ابْنُکَ۔ تو چچا نے حضرت زید کو گلے لگایا اور کہا حارثہ کا بیٹا اوران کے باپ کو بلا کر کہا اے حارثہ یہ تمہارا بیٹا ہے۔

فَاَتَاهُ حَارِثَةُ فَلَمَّا نَظَرَ اِلَیْهِ عَرَفَهٗ۔ حارثہ جب آئے اور دیکھا تو اپنے لخت جگر زید کو پہچان لیا۔

قَالَ کَیْفَ صُنْعُ مَوْلَاکَ اِلَیْکَ۔ باپ نے پوچھا کیسا برتاؤ ہے تیرے مولیٰ کا تیرے ساتھ۔

قَالَ یُؤْثِرُنِیْ عَلٰی اَهْلِهٖ وَوَلَدِهٖ۔ حضرت زید نے فرمایا میرے ساتھ بیوی بچوں سے زائد محبت کرتے ہیں۔

فَرَکِبَ مَعَهٗ اَبُوْهُ وَ عَمُّهٗ وَاَخُوْهُ حَتّٰی قَدِمُوْا مَکَّةَ فَلَقُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ پھر حضرت زید کے ساتھ حارثہ اور زید کے چچا اور بھائی سوار ہو کر مکہ آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔

فَقَالَ لَهٗ حَارِثَةُ یَا مُحَمَّدُ اَنْتُمْ اَهْلُ حَرَمِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ جِیْرَانِهٖ وَ عِنْدَ بَیْتِهٖ تَفُکُّوْنَ الْعَانِیَ وَ تُطْعِمُوْنَ الْاَسِیْرَ ابْنِیْ عِنْدَکَ فَامْنُنْ عَلَیْنَا وَاَحْسِنْ عَلَیْنَا فِیْ فِدَائِهٖ فَاِنَّکَ ابْنُ سَیِّدِ قَوْمِهٖ وَ اِنَّا سَنَرْفَعُ اِلَیْکَ فِی الْفِدَاءِ مَا اَحْبَبْتَ۔ اور حارثہ نے بارگاہ رسالت میں عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ اللہ کے حرم والے اوراس کے ہمسایہ ہیں اور اللہ کے گھر کے پاس آپ قیدیوں کو آزاد فرماتے اور اسیروں کو کھلاتے ہیں میرا بیٹا حضور (صلی اللہ علیک وآلک وسلم) کے پاس ہے تو آپ ہم پر احسان فرمائیں اور اچھا سلوک کریں اس کے آزاد کرنے میں آپ ابن سید قوم ہیں اور ہم لوگ دست سوال بخشش کے لئے بلند کیے ہوئے ہیں اور وہ مانگتے ہیں جو مجھے محبوب ہے (یعنی اپنا بیٹا آپ سے طلب کرتا ہوں) اوراس کا زرفدیہ آپ کی بارگاہ میں پیش کر دیں گے۔

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُعْطِیْکُمْ خَیْرًا مِّنْ ذٰلِکَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم اس سے بہتر آپ کو عطا فرماتے ہیں۔

قَالُوْا وَ مَا هُوَ۔ انہوں نے عرض کی وہ کیا ہے؟

قَالَ اُخَیِّرُهٗ فَاِنِ اخْتَارَکُمْ فَخُذُوْهُ بِغَیْرِ فِدَآءٍ وَاِنِ اخْتَارَنِیْ فَکُفُّوْا عَنْهُ۔ فرمایا میں زید کو مختار کرتا ہوں۔ اگر وہ تمہیں اختیار کرے تو بغیر فدیہ ادا کیے لے جاؤ اور اگر وہ مجھے منظور کرے تو تم اس کے لے جانے سے باز آجاؤ۔

فَقَالَ جَزَاکَ اللّٰهُ تَعَالٰی خَیْرًا فَقَدْ اَحْسَنْتَ۔ حارثہ خوش ہو کر عرض کرنے لگے حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم اللہ آپ کو جزائے خیر عطا کرے آپ نے بڑا احسان فرمایا۔

فَدَعَاهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا زَیْدُ اَتَعْرِفُ هٰؤُلَاءِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زید کو بلا کر فرمایا کیا تم انہیں جانتے ہو۔

Marfat.com

قَالَ نَعَمْ هٰذَا اَبِیْ وَ عَمِّیْ وَ اَخِیْ۔ زید نے عرض کی: حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں انہیں جانتا ہوں یہ میرا باپ ہے اور یہ چچا اور بھائی ہیں۔

فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَھُمْ مَّنْ قَدْ عَرَفْتَھُمْ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تو یہ وہ ہیں جنہیں تم جانتے ہو۔

فَاِنِ اخْتَرْتَھُمْ فَاذْھَبْ مَعَھُمْ وَاِنِ اخْتَرْتَنِیْ فَاَنَا مَنْ تَعْلَمُ۔ تو اگر تو انہیں چاہتا ہے تو ان کے ساتھ جا اور اگر مجھے چاہتا ہے تو میں وہ ہوں جسے تو جانتا ہے۔

قَالَ لَہٗ زَیْدٌ مَا اَنَا بِمُخْتَارٍ عَلَیْکَ اَحَدًا اَبَدًا اَنْتَ مَعِیْ بِمَکَانِ الْوَالِدِ وَالْعَمِّ۔ حضرت زید نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں کسی کو آپ کے مقابلہ میں کبھی نہیں چاہتا آپ میرے حق میں باپ چچا کے برابر ہیں۔

یہ سنتے ہی حارثہ اور چچا حضرت زید سے کہنے لگے:

اَیَا زَیْدُ اَتَخْتَارُ الْعُبُوْدِیَّۃَ۔ اے زید کیا تجھے غلامی پسند ہے؟

قَالَ مَا اَنَا بِمُفَارِقِ ھٰذَا الرَّجُلَ۔ حضرت زید نے جواب دیا غلامی ہو یا کچھ اور میں اس ہستی کی جدائی کبھی گوارا نہیں کر سکتا۔

فَلَمَّا رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِرْصَہٗ عَلَیْہِ قَالَ اَشْھَدُوْا اِنَّہٗ حُرٌّ وَاِنَّہٗ اِبْنِیْ یَرِثُنِیْ وَاَرِثُہٗ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید میں حرص فیض صحبت پائی تو فرمایا تم گواہ رہو زید آزاد ہے اور وہ میرے بیٹے کے قائم مقام ہے اور میرے فیوض کا وہ وارث ہے اور میں اس کے جذبات حاصل کروں گا۔

فَطَابَتْ نَفْسُ اَبِیْہِ وَعَمِّہٖ لَمَّا رَاَوْا مِنْ کَرَامَتِہٖ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ۔ یہ سن کر باپ اور چچا کا دل خوش ہو گیا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کرم اس شان کا دیکھا۔

فَلَمْ یَزَلْ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ یُدْعٰی زَیْدُ بْنُ مُحَمَّدٍ حَتّٰی نَزَلَ الْقُرْاٰنُ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ۔ تو زمانہ جاہلیت میں عموماً حضرت زید کو زید بن محمد ہی کہا جاتا رہا حتیٰ کہ آیۂ کریمہ اُدْعُوْھُمْ لِاٰبَآئِھِمْ نازل ہوئی۔ اس کے بعد

فَدُعِیَ زَیْدُ بْنُ حَارِثَۃَ۔ زید بن حارثہ آپ کو پکارا گیا۔ اس پر حکم کے بعد ارشاد ہے:

ھُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰہِ ۚ۔ یہی عین انصاف ہے اللہ کے نزدیک۔

فَاِنْ لَّمْ تَعْلَمُوْٓا اٰبَآءَھُمْ فَاِخْوَانُکُمْ فِی الدِّیْنِ وَمَوَالِیْکُمْ ؕ

تو تم اگر نہیں جانتے ان کے آباء واجداد کو تو وہ دین میں تمہارے بھائی ہیں اور دوست۔

اس کے معنی یہ ہیں: وَاَوْلِیَآءُ کُمْ فِیْہِ فَادْعُوْھُمْ بِالْاَخُوَّۃِ وَالْمَوْلَوِیَّۃِ بِتَاوِیْلِھِمَا بِالْاَخُوَّۃِ وَالْوَلَایَۃِ فِی الدِّیْنِ۔

وَلَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ فِیْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِہٖ ۙ وَلٰکِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُکُمْ ؕ وَکَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ۝

اور تم پر کوئی گناہ نہیں جو غلطی سے ایسا کہہ دو لیکن دل کے قصد سے گناہ ہے۔ یعنی غلطی سے کسی کی اولاد کو کسی کی طرف منسوب کر دیا تو گناہ نہیں البتہ قصداً کسی کی اولاد کو کسی کی طرف منتسب کر دیا تو وہ گناہ ہے۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ لَسْتُ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الْخَطَأَ وَلٰکِنْ اَخَافُ عَلَیْکُمُ الْعَمَدَ۔ میں تم سے تمہاری خطا پر خائف نہیں لیکن قصداً جو تم سے سرزد ہوا اس کا خوف ہے۔

ایک حدیث میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وُضِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَأُ وَالنِّسْیَانُ وَ مَا اُکْرِھُوْا عَلَیْہِ۔ میری امت سے خطاونسیان اور اکراہاً جو کرایا جائے وہ معاف کیا گیا۔

بہر حال قصداً کسی غیر کی طرف کسی کو منسوب کرنا شرعاً ممنوع اور سخت ممنوع ہے اور سہواً معاف ہے۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ اسی لئے فرمایا کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَ یُعْلَمُ مِنَ الْاٰیَةِ اَنَّهٗ لَا یَجُوْزُ اِنْتِسَابُ الشَّخْصِ اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَعَدَّ ذَالِکَ بَعْضُھُمْ مِنَ الْکَبَائِرِ۔ مفہوم آیت سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ انتساب الیٰ غیر ابیہ کبائر میں ہے۔

چنانچہ شیخین اور ابوداؤد رحمہما اللہ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ وَ هُوَ یَعْلَمُ اَنَّهٗ غَیْرُ اَبِیْهِ فَالْجَنَّةُ عَلَیْهِ حَرَامٌ۔ جو کسی کو کسی کے باپ کے علاوہ منسوب کرے اور جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں تو اس پر جنت حرام ہے۔

دوسری حدیث شیخین سے ہے: مَنِ ادَّعٰی اِلٰی غَیْرِ اَبِیْهِ اَوْ اِنْتَمٰی اِلٰی غَیْرِ مَوَالِیْهِ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰئِکَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ لَایَقْبَلُ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَّ لَا عَدْلًا۔

بہر حال انتساب الیٰ الغیر سخت گناہ ہے اس سے اجتناب لازمی ہے۔ اس کے بعد حضور سید یوم النشور کا منصب جلیل واضح کیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ؕ

یہ نبی زیادہ احق واقرب ہیں مومنین کے ساتھ ان کی جانوں سے اور ان کی بیویاں مومنین کی مائیں ہیں۔

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام احق واقرب بلکہ اس سے بھی ازروئے ولایت ونصرت ان سے قریب تر ہیں فَاِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَا یَاْمُرُھُمْ وَلَا یَرْضٰی مِنْهُمْ اِلَّا بِمَا فِیْهِ صَلَاحُھُمْ وَ نَجَاحُھُمْ۔ اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے مومنین کو کوئی حکم نہیں ہوتا مگر وہی جس میں ان کی اصلاح اور نجات ہو برخلاف نفس کے کہ وہ امارۃ بالسوء بھی ہوتا ہے۔

بناء بریں ظاہر ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ ہیں اور اَوْلٰی مِنْ کُلِّ النَّاسِ بھی ہیں۔

وَقَدْ اَخْرَجَ الْبُخَارِیُّ وَغَیْرُهٗ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُؤْمِنٍ اِلَّا اَنَا اَوْلَی النَّاسِ بِهٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ اِقْرَءُ وْا اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَیُّمَا مُؤْمِنٍ تَرَکَ مَالًا فَلْیَرِثْهُ عُصْبَتُهٗ مَنْ کَانُوْا فَاِنْ تَرَکَ دَیْنًا اَوْضَیَاعًا (اَیْ عَیَالًا) فَلْیَاْتِنِیْ فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہر مومن کے لئے اولی الناس ہوں دنیا وآخرت میں اگر پڑھنا چاہو تو اَلنَّبِیُّ

Marfat.com

اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ پڑھ لوتو جو مومن مال چھوڑے تو اس میں اس کے عصبات متصرف ہیں اور اگر قرض یا عیال چھوڑے تو اسے میرے پاس لاؤ میں اس کا کفیل ہوں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے: اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَرَادَ غَزْوَةَ تَبُوْکَ فَاَمَرَ النَّاسَ بِالْخُرُوْجِ فَقَالَ اُنَاسٌ مِّنْهُمْ نَسْتَاْذِنُ اٰبَآءَ نَا وَ اُمَّهَاتِنَا فَنَزَلَتْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوہ تبوک کا ارادہ فرمایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ تیاری کریں تو بعض لوگوں نے عرض کیا ہم والدین سے اجازت لیں تو چلیں گے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں تنبیہ فرمائی گئی کہ سرکار کے حکم کے مقابل باپ بھائی ماں کیا چیز ہیں ہمارے یہ نبی تمہاری جانوں تمہارے مالوں اولادوں سب سے زیادہ احق ہیں۔

اور ان کی ازواج مطہرات کا یہ احترام ہے کہ وہ ہمیشہ کے لئے امت پر ماں کی طرح حرام ہیں اور نظر ڈالنا ان کی خلوت میں جانا ان کے ورثہ میں حق طلب کرنا یہ سب وہ امور ہیں جن میں ان کا حکم اجنبی کا ہے یَعْنِیْ مُنَزَّلَاتٌ مَنْزِلَةَ اُمَّهَاتِهِمْ فِیْ تَحْرِیْمِ النِّکَاحِ وَاسْتِحْقَاقِ التَّعْظِیْمِ۔

چنانچہ فریابی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ اپنی سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے متعلق راوی ہیں: اِنَّهٗ کَانَ یَقْرَأُ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ هُوَ اَبٌ لَّهُمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ۔ حضرت ابن عباس آیت کریمہ اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ میں یہ جملے اور پڑھتے ہیں وَ هُوَ اَبٌ لَّهُمْ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور امت کے حق میں باپ ہیں اور آپ کی ازواج مائیں ہیں)

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے مصحف میں آیہ کریمہ یوں تھی: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ وَ هُوَ اَبٌ لَّهُمْ۔

صاحب روح المعانی اس پر فرماتے ہیں: وَاِطْلَاقُ الْاَبِ عَلَیْهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ سَبَبٌ لِلْحَیَاةِ الْاَبَدِیَّةِ کَمَا اَنَّ الْاَبَ سَبَبٌ لِلْحَیَاةِ بَلْ هُوَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحَقُّ بِالْاُبُوَّةِ مِنْهُ۔

اور باپ کا اطلاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس لئے کیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیات ابدیہ کے سبب ہیں جیسے عام باپ اولاد کے پیدا ہونے کا سبب ہے بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باپ سے زیادہ اپنی امت پر حق رکھتے ہیں۔

اور مجاہد کہتے ہیں: کُلُّ نَبِیٍّ اَبٌ لِّاُمَّتِهٖ۔ ہر نبی اپنی امت کا باپ ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت لوط علیہ السلام نے امت کی لڑکیوں کو هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ فرمایا تھا۔

(ابن سعد حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: اَنَا اُمُّ الرِّجَالِ مِنْکُمْ وَالنِّسَآءِ وَعَلَیْهِ یَکُوْنُ مَا ذُکِرَ وَجْهُ التَّشْبِیْهِ بِالنِّسْبَةِ اِلَی الرِّجَالِ وَ اَمَّا بِالنِّسْبَةِ اِلَی النِّسَآءِ فَهُوَ اِسْتِحْقَاقُ التَّعْظِیْمِ۔ ہم لوگوں کی مائیں ہیں اس میں جو تشبیہ دی گئی ہے وہ بالنسبۃ الی الرجال ہے اور بالنسبۃ الی النساء وہ استحقاق تعظیم ہے۔)

وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِیْ کِتٰبِ اللّٰهِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهٰجِرِیْنَ اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤی اَوْلِیٰٓئِکُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ کَانَ ذٰلِکَ فِی الْکِتٰبِ مَسْطُوْرًا ۝۶

اور رشتہ دار کتاب اللہ کی رو سے تمام مومنین اور مہاجرین سے بڑھ کر ایک دوسرے کے حق دار ہیں مگر یہ کہ تم اپنے

دوستوں کے ساتھ سلوک کرنا چاہو تو یہ علیحدہ بات ہے۔ یہی حکم کتاب اللہ میں مسطور ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اُولُوا الْاَرْحَامِ بِحَقِّ قَرَابَت اَوْلٰی بِالْمِیْرَاثِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِحَقِّ الدِّیْنِ وَ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ بِحَقِّ الْهِجْرَةِ۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اُولُوا الْاَرْحَامِ اَیْ ذَوِی الْقَرَابَاتِ الشَّامِلُوْنَ لِلْعَصَبَاتِ لَا مَا یُقَابِلُهُمْ بَعْضُهُمْ اَوْلٰی بِبَعْضٍ فِی النَّفْعِ بِمِیْرَاثٍ وَغَیْرِهٖ مِنَ النَّفْعِ الْمَالِیِّ اَوْ فِی التَّوَارُثِ۔ اولوالارحام وہ رشتہ دار ہیں جو عصبات کے ساتھ میراث میں شریک ہیں نہ یہ کہ مراتب ایمان میں محض رشتہ کے سبب ایک دوسرے سے افضل ہو۔

اور مومنین ومہاجرین پر اس آیت کریمہ میں فضیلت نہیں بلکہ بحق القرابت اولی فی کل نفع وبالمیراث۔

اِلَّاۤ اَنْ تَفْعَلُوْۤا اِلٰۤى اَوْلِیٰٓىِٕكُمْ مَّعْرُوْفًا ؕ مگر یہ کہ تم اپنے دوستوں کی طرف سلوک کرنا چاہو۔

یہ حکم کتاب اللہ یعنی لوح محفوظ یا قرآن کریم میں مسطور ہے۔ گویا یہ ارشاد ہے:

اَلْقَرِیْبُ اَوْلٰی مِنَ الْاَجْنَبِیِّ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُهَاجِرِیْنَ فِیْ کُلِّ نَفْعٍ مِّنْ مِیْرَاثٍ وَ صَدَقَةٍ وَ هَدِیَّةٍ وَ نَحْوِ ذٰلِکَ اِلَّا فِی الْوَصِیَّةِ۔

وَ اِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ وَ مِنْكَ وَ مِنْ نُّوْحٍ وَّ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسَى ابْنِ مَرْیَمَ ۪ وَ اَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا ۙ

اور یاد فرمائیں اے محبوب! اس وقت کو جب ہم نے تمام نبیوں سے تبلیغ رسالت کا عہد لیا اور خاص طور پر تم سے اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ اور مریم کے بیٹے عیسیٰ سے اور ان سے پکا عہد لیا۔

وَ اِذْ۔ اَیْ اُذْکُرْ وَقْتَ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ کَافَّةً عُهُوْدَهُمْ تَبْلِیْغَ الرِّسَالَةِ وَالشَّرَائِعِ وَالدُّعَآءِ اِلَی الدِّیْنِ الْحَقِّ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ سُبْحٰنَهٗ اَخَذَ مِنَ النَّبِیّٖنَ عُهُوْدَهُمْ بِتَصْدِیْقِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَاِتِّبَاعِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا۔

وَ فِیْ رِوَایَةٍ اُخْرٰی عَنْهُ اَنَّهٗ اَخَذَ اللّٰهُ تَعَالٰی مِیْثَاقَهُمْ بِتَصْدِیْقِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَاِتِّبَاعِ بَعْضِهِمْ بَعْضًا وَ بِاِعْلَانِ بِاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِعْلَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَهٗ۔

یعنی اس عہد کو یاد فرمائیں جو تمام انبیاء سے تبلیغ رسالت وتصدیق بعض کو بعض کے لئے اور دوسری روایت میں وہی عہد اور مزید یہ کہ اس امر کا اعلان کریں کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور حضور سے یہ عہد مزید لیا گیا کہ وہ اعلان فرمائیں کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

اس آیہ کریمہ میں مِنْكَ فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کو مخصوص فرمانے کی وجہ وجیہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فضیلت تمام مشاہیر انبیاء پر بھی ہے باآنکہ وہ رسولوں میں اولوالعزم ہیں اس کے علاوہ بزار حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث بھی لاتے ہیں: اِنَّهُمْ خِیَارُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔ یہ انبیاء میں اور اولاد آدم میں بہترین ہستی ہیں۔

Marfat.com

وَ تَقْدِیْمُ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَعَ اَنَّهٗ اٰخِرُهُمْ بِعْثَةً لِلْاِیْذَانِ بِمَزِیْدِ خَطْرِهِ الْجَلِیْلِ اَوْ لِتَقَدُّمِهٖ فِی الْخَلْقِ۔ اور ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقدم کیا باآنکہ بعثت کے اعتبار سے حضور آخر انبیاء ہیں لیکن پیدائش میں خلق اللہ سے اول۔

چنانچہ ابن ابی عاصم اور ضیاء مختارہ میں حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بُدِئَ بِیَ الْخَلْقُ وَ کُنْتُ اٰخِرُهُمْ فِی الْبَعْثِ۔ مخلوق کی ابتداء مجھ سے کی گئی اور میں بعثت میں سب سے آخر ہوں اسی وجہ میں جامی کہتے ہیں:

اے ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ ز راہ دور آمدہ!

اور ایسی بہت سی احادیث ہیں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کُنْتُ نَبِیًّا وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ میں اس وقت نبی تھا جب آدم روح وجسد میں تھے۔

اور ابن مردویہ رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قِیْلَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَتٰی اُخِذَ مِیْثَاقُکَ قَالَ وَ اٰدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ۔ عرض کیا گیا حضور! آپ سے یہ میثاق کب لیا گیا فرمایا جب کہ آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام روح و جسد میں تھے۔

اور وَاَخَذْنَا مِنْهُمْ مِّیْثَاقًا غَلِیْظًا۔ اور ان سے ہم نے پکا عہد لیا۔

یہاں میثاق غلیظ سے مراد یمین اللہ ہے یعنی قسمیں لے لی گئیں۔

لِّیَسْئَلَ الصّٰدِقِیْنَ عَنْ صِدْقِهِمْ ۚ وَاَعَدَّ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابًا اَلِیْمًا ۸

تاکہ آخرکار اللہ سچوں یعنی پیغمبروں سے ان کے سچ یعنی تبلیغ رسالت پر سوال کرے اور ان سے منکروں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اَلْمُرَادُ مِنَ الصَّادِقِیْنَ النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اُخِذَ مِیْثَاقُهُمْ۔ صادقین سے مراد وہ نبی ہیں جن سے عہد لیا گیا۔ گویا ان سے سوال ہوگا کہ انہوں نے تبلیغ فرمائی اس سے کفار و منکرین بھری محفل میں رسوا و ذلیل کئے جائیں گے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۹

اے ایمان والو اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کیا تھا جبکہ تم پر لشکر کے لشکر آ چڑھے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجا جو تمہیں دکھائی نہ دیتا تھا اور اللہ جو کچھ تم کر رہے تھے دیکھ رہا تھا

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ۱۰

جب دشمن آ پڑے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے کے رخ سے اور خوف سے تمہاری آنکھیں پھرا گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تمہارے گمان اللہ کے ساتھ بدل گئے

هُنَالِكَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا

اس موقعہ پر امتحان کیا اللہ نے مومنوں کا اور خوب ہی سخت

Marfat.com

شَدِیۡدًا (١١)

سے ہلا یا

وَ اِذۡ یَقُوۡلُ الۡمُنٰفِقُوۡنَ وَ الَّذِیۡنَ فِیۡ قُلُوۡبِهِمۡ
مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗۤ اِلَّا غُرُوۡرًا (١٢)

اور جب بولے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا کہ جو وعدہ اللہ نے اور اس کے رسول نے کیا وہ کچھ نہ تھا مگر دھوکہ

وَ اِذۡ قَالَتۡ طَّآئِفَةٌ مِّنۡهُمۡ یٰۤاَهۡلَ یَثۡرِبَ لَا مُقَامَ
لَكُمۡ فَارۡجِعُوۡا ۚ وَ یَسۡتَاۡذِنُ فَرِیۡقٌ مِّنۡهُمُ النَّبِیَّ
یَقُوۡلُوۡنَ اِنَّ بُیُوۡتَنَا عَوۡرَةٌ ؕ وَ مَا هِیَ بِعَوۡرَةٍ ۚ
اِنۡ یُّرِیۡدُوۡنَ اِلَّا فِرَارًا (١٣)

اور جب کہنے لگی ایک جماعت ان میں سے اے اہل یثرب! تم نہیں ٹھہر سکو گے دشمن کے مقابلہ میں تو لوٹ جاؤ اور اجازت طلب کرنے لگے ایک گروہ والے ان میں سے نبی سے اور کہنے لگے بے شک ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے مگر ان کا ارادہ اس بہانے بھاگ جانے کا تھا

وَ لَوۡ دُخِلَتۡ عَلَیۡهِمۡ مِّنۡ اَقۡطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا
الۡفِتۡنَةَ لَاٰتَوۡهَا وَ مَا تَلَبَّثُوۡا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیۡرًا (١٤)

اور اگر ایسے ہی لشکر آگھسیں اطراف مدینہ سے پھر ان سے وہ فتنہ کفر چاہیں تو ضرور وہ ادھر آجائیں اور نہ کریں اس میں دیر مگر تھوڑی

وَ لَقَدۡ كَانُوۡا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنۡ قَبۡلُ لَا یُوَلُّوۡنَ
الۡاَدۡبَارَ ؕ وَ كَانَ عَهۡدُ اللّٰهِ مَسۡـُٔوۡلًا (١٥)

اور بے شک وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے اس سے پہلے کہ نہ پیٹھ دیں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا

قُلۡ لَّنۡ یَّنۡفَعَكُمُ الۡفِرَارُ اِنۡ فَرَرۡتُمۡ مِّنَ الۡمَوۡتِ
اَوِ الۡقَتۡلِ وَ اِذًا لَّا تُمَتَّعُوۡنَ اِلَّا قَلِیۡلًا (١٦)

فرما دیجئے تمہارا بھاگنا نفع نہ دے گا اگر بھاگو گے موت سے یا قتل سے اور اب دنیا میں نفع نہ دیئے جاؤ گے مگر تھوڑا

قُلۡ مَنۡ ذَا الَّذِیۡ یَعۡصِمُكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَ بِكُمۡ
سُوۡٓءًا اَوۡ اَرَادَ بِكُمۡ رَحۡمَةً ؕ وَ لَا یَجِدُوۡنَ لَهُمۡ
مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیۡرًا (١٧)

فرما دیجئے کون ہے جو تمہیں اللہ کے حکم سے بچائے اگر وہ تمہارے ساتھ برائی کا ارادہ کرے یا تم پر رحم فرمائے اور نہ پائیں گے وہ اللہ کے سوا حامی اور نہ مددگار

قَدۡ یَعۡلَمُ اللّٰهُ الۡمُعَوِّقِیۡنَ مِنۡكُمۡ وَ الۡقَآئِلِیۡنَ
لِاِخۡوَانِهِمۡ هَلُمَّ اِلَیۡنَا ۚ وَ لَا یَاۡتُوۡنَ الۡبَاۡسَ اِلَّا
قَلِیۡلًا ۙ (١٨)

بے شک اللہ جانتا ہے جہاد سے روکنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے ہماری طرف چلے آؤ اور جنگ کی تکلیف میں نہیں پڑتے مگر تھوڑے

اَشِحَّةً عَلَیۡكُمۡ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الۡخَوۡفُ رَاَیۡتَهُمۡ
یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡكَ تَدُوۡرُ اَعۡیُنُهُمۡ كَالَّذِیۡ یُغۡشٰی
عَلَیۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الۡخَوۡفُ سَلَقُوۡكُمۡ
بِاَلۡسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَی الۡخَیۡرِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَمۡ
یُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰهُ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَی

تمہارے معاملہ میں بخل کرتے ہیں تو جب آتا ہے خوف تو دیکھتے ہیں تمہاری طرف ان کی آنکھیں پھر رہی ہوتی ہیں مثل اس کے جسے موت نے گھیرا ہو تو جب یہ خوف چلا جاتا ہے طعنہ دیتے ہیں تمہیں سخت زبان سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان

Marfat.com

اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۱۹﴾
يَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ يَذْهَبُوْا ۚ وَ اِنْ يَّاْتِ
الْاَحْزَابُ يَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِي الْاَعْرَابِ
يَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَ لَوْ كَانُوْا فِيْكُمْ مَّا
قٰتَلُوْٓا اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲۰﴾

کے اعمال اکارت کر دیئے اور یہ اللہ پر آسان ہے
کیا وہ سمجھ رہے ہیں کہ لشکر کفار ابھی نہیں گیا اور اگر لشکر
دوبارہ آ جائے تو چاہیں گے کہ کسی طرح گاؤں میں جا کر
دیہقانی بستی میں پہنچ کر تمہاری خبر پوچھیں اگر وہ تم میں
رہتے بھی تو نہ لڑتے مگر کم

حل لغات دوسرا رکوع-سورۃ احزاب-پ ۲۱

یَاَیُّھَا-اے	الَّذِیْنَ-وہ جو	اٰمَنُوْا-ایمان لائے ہو	اذْکُرُوْا-یاد کرو
نِعْمَۃَ-احسان	اللّٰہِ-اللہ کا	عَلَیْکُمْ-تم پر	اِذْ-جبکہ
جَآءَتْکُمْ-آئے تمہارے پاس	جُنُوْدٌ-لشکر	فَاَرْسَلْنَا-تو بھیجی ہم نے	عَلَیْھِمْ-ان پر
رِیْحًا-ہوا	وَّ-اور	جُنُوْدًا-ایسے لشکر کہ	لَّمْ-نہ
تَرَوْ-دیکھا تم نے	ھَا-ان کو	وَ-اور	کَانَ-ہے
اللّٰہُ-اللہ	بِمَا-اس کو جو	تَعْمَلُوْنَ-کرتے ہو تم	بَصِیْرًا-دیکھنے والا
اِذْ-جب	جَآءُوْ-آئے	کُمْ-تم پر	مِّنْ فَوْقِکُمْ-تمہارے
اوپر سے	وَ-اور	مِنْ اَسْفَلَ-نیچے کے رخ سے	
مِنْکُمْ-تم سے	وَ-اور	اِذْ-جب	زَاغَتْ-پتھرا گئیں
الْاَبْصَارُ-آنکھیں	وَ-اور	بَلَغَتْ-پہنچے	الْقُلُوْبُ-دل
الْحَنَاجِرَ-ہنسلی کو	وَ-اور	تَظُنُّوْنَ-خیال کیا تم نے	بِاللّٰہِ-اللہ کے متعلق
الظُّنُوْنَا-برا گمان کرنا	ھُنَالِکَ-اس وقت	ابْتُلِیَ-آزمائے گئے	الْمُؤْمِنُوْنَ-مومن
وَ-اور	زُلْزِلُوْا-ہلائے گئے	زِلْزَالًا-ہلانا	شَدِیْدًا-سخت
وَ-اور	اِذْ-جب	یَقُوْلُ-کہنے لگے	الْمُنٰفِقُوْنَ-منافق
وَ-اور	الَّذِیْنَ-وہ کہ	فِیْ-بیچ	قُلُوْبِھِمْ-ان کے دلوں کے
مَّرَضٌ-بیماری ہے	مَّا-نہیں	وَعَدَ-وعدہ کیا	نَا-ہم سے
اللّٰہُ-اللہ نے	وَ-اور	رَسُوْلُہٗ-اس کے رسول نے	
اِلَّا-مگر	غُرُوْرًا-دھوکے کا	وَ-اور	اِذْ-جب
قَالَتْ-کہا	طَّآئِفَۃٌ-ایک جماعت نے	مِّنْھُمْ-ان میں سے	یٰۤاَھْلَ یَثْرِبَ-اے یثرب
کے رہنے والو	لَا-نہیں	مُقَامَ-مقابلہ ہو سکے گا	لَکُمْ-تم سے
فَارْجِعُوْا-تو واپس ہو جاؤ	وَ-اور	یَسْتَاْذِنُ-اجازت مانگتا تھا	فَرِیْقٌ-ایک فرقہ
مِّنْھُمْ-ان میں سے	النَّبِیَّ-نبی سے	یَقُوْلُوْنَ-کہتے تھے	اِنَّ-بے شک

Marfat.com

بُیُوْتَنَا۔ہمارے گھر	عَوْرَۃٌ۔غیر محفوظ ہیں	وَ۔اور	مَا۔نہیں تھے
هِیَ۔وہ	بِعَوْرَۃٍ۔غیر محفوظ	اِنْ۔نہیں	یُّرِیْدُوْنَ۔چاہتے تھے
اِلَّا۔مگر	فِرَارًا۔بھاگنا	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
دُخِلَتْ۔داخل ہوں	عَلَیْھِمْ۔ان پر	مِّنْ اَقْطَارِھَا۔اس کے کناروں سے	
ثُمَّ۔پھر	سُئِلُوا۔ان سے مطالبہ ہو	الْفِتْنَۃَ۔فتنے کا	لَاٰتَوْھَا۔تو ارتکاب کریں
اس کا	وَ۔اور	مَا۔نہ	تَلَبَّثُوْا۔ٹھہریں
بِھَآ۔اس کے مقابل	اِلَّا۔مگر	یَسِیْرًا۔تھوڑے	وَ۔اور
لَقَدْ۔بے شک	کَانُوْا۔تھے	عَاھَدُوا۔عہد کر چکے	اللّٰہَ۔اللہ سے
مِنْ قَبْلُ۔اس سے پہلے	لَا۔کہ نہ	یُوَلُّوْنَ۔پھیریں گے	الْاَدْبَارَ۔پیٹھ
وَ۔اور	کَانَ۔ہے	عَھْدُ۔عہد	اللّٰہِ۔اللہ کا
مَسْئُوْلًا۔پوچھا گیا	قُلْ۔فرمائیے	لَّنْ۔ہرگز نہ	یَّنْفَعَکُمُ۔فائدہ دے گا تم کو
الْفِرَارُ۔بھاگنا	اِنْ۔اگر	فَرَرْتُمْ۔تم بھاگو	مِّنَ الْمَوْتِ۔موت سے
اَوِ۔یا	الْقَتْلِ۔قتل سے	وَ۔اور	اِذًا۔اس وقت
لَّا۔نہ	تُمَتَّعُوْنَ۔فائدہ دیئے جاؤ گے		اِلَّا۔مگر
قَلِیْلًا۔تھوڑا	قُلْ۔فرمائیے	مَنْ۔کون ہے	ذَاالَّذِیْ۔وہ جو
یَعْصِمُکُمْ۔بچائے تم کو	مِّنَ اللّٰہِ۔اللہ سے	اِنْ۔اگر	اَرَادَ۔ارادہ کرے
بِکُمْ۔تمہارے متعلق	سُوْٓءًا۔برائی کا	اَوْ۔یا	اَرَادَ۔ارادہ کرے
بِکُمْ۔تمہارے متعلق	رَحْمَۃً۔رحمت کا	وَ۔اور	لَا۔نہیں
یَجِدُوْنَ۔پائیں گے وہ	لَھُمْ۔اپنے لئے	مِّنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰہِ۔اللہ کے
وَلِیًّا۔دوست	وَّ۔اور	لَا۔نہ	نَصِیْرًا۔مددگار
قَدْ۔بے شک	یَعْلَمُ۔جانتا ہے	اللّٰہُ۔اللہ	الْمُعَوِّقِیْنَ ۔ دیر کرنے
والوں کو	مِنْکُمْ۔تم میں سے	وَ۔اور	الْقَآئِلِیْنَ۔کہنے والوں کو
لِاِخْوَانِھِمْ۔اپنے بھائیوں سے		ھَلُمَّ۔آجاؤ	اِلَیْنَا۔ہماری طرف
وَ۔اور	لَا۔نہیں	یَاْتُوْنَ۔آتے	الْبَاْسَ۔لڑائی کو
اِلَّا۔مگر	قَلِیْلًا۔تھوڑے	اَشِحَّۃً۔بخیل ہیں	عَلَیْکُمْ۔تم پر
فَاِذَا۔پھر جب	جَآءَ۔آتا ہے	الْخَوْفُ۔خوف	رَاَیْتَھُمْ۔دیکھتا ہے تو ان کو
یَنْظُرُوْنَ۔دیکھتے ہیں	اِلَیْکَ۔تیری طرف	تَدُوْرُ۔پھرتی ہیں	اَعْیُنُھُمْ۔ان کی آنکھیں
کَالَّذِیْ۔جیسے اس کی جس پر یُغْشٰی۔غشی ہو		عَلَیْہِ۔اس پر	مِنَ الْمَوْتِ۔موت کی

فَاِذَا۔ پھر جب	ذَھَبَ۔ چلا جاتا ہے	الْخَوْفُ۔ خوف	سَلَقُوْكُمْ۔ طعنہ دیتے ہیں
تم کو	بِاَلْسِنَةٍ۔ ساتھ زبانوں	حِدَادٍ۔ تیز کے	اَشِحَّةً۔ بخیل ہیں
عَلَى۔ اوپر	الْخَيْرِ۔ بھلائی کے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ لوگ	لَمْ۔ نہیں
يُؤْمِنُوْا۔ ایمان لائے	فَاَحْبَطَ۔ تو ضائع کر دیئے	اللهُ۔ اللہ نے	اَعْمَالَهُمْ۔ ان کے عمل
وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	ذٰلِكَ۔ یہ	عَلَى۔ اوپر
اللهِ۔ اللہ کے	يَسِيْرًا۔ آسان	يَحْسَبُوْنَ۔ خیال کرتے ہیں	الْاَحْزَابَ۔ لشکروں کو کہ
لَمْ۔ نہیں	يَذْهَبُوْا۔ گئے	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
يَّاْتِ۔ آجائیں	الْاَحْزَابُ۔ لشکر	يَوَدُّوْا۔ پسند کرتے ہیں	لَوْ۔ کاش
اَنَّهُمْ۔ وہ	بَادُوْنَ۔ رہنے والے ہوں	فِي۔ بیچ	الْاَعْرَابِ۔ دیہاتوں کے
يَسْاَلُوْنَ۔ پوچھیں	عَنْ اَنْبَآئِكُمْ۔ خبریں تمہاری	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
كَانُوْا۔ ہوتے	فِيْكُمْ۔ تم میں تو	مَّا۔ نہ	قٰتَلُوْٓا۔ لڑتے
اِلَّا۔ مگر	قَلِيْلًا۔ تھوڑے		

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ احزاب۔ پ ۲۱

جُنُوْدٌ۔ جُند کی جمع ہے اور جند لشکر کو کہتے ہیں۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ۔

فوق سے مراد وادی کے اوپر کا حصہ ہے اور اَسْفَلَ سے مراد اس کا عکس یعنی نیچے کا حصہ۔

زَاغَتْ۔ کے معنی مَالَتْ ہیں۔ زَاغَتِ الشَّمْسُ مَالَتِ الشَّمْسُ بولتے ہیں۔ پھرنا اس کے معنی بنتے ہیں۔

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔

حناجر۔ حنجرہ کی جمع ہے اور حنجرہ انتہاء حلقوم کو کہتے ہیں یعنی اردو میں کلیجہ منہ کو آنا یا ناک میں دم آنا۔

وَتَظُنُّوْنَ بِاللهِ الظُّنُوْنَا ⑩۔ یہاں قیاس کا مقتضی تھا کہ ظُنُوْنَا کی جگہ ظن بولا جائے اس لئے کہ ظن مصدر ہے اور مصدر جمع نہیں ہوتا مگر چونکہ دراصل یہ مصدر نہیں بلکہ اسم ہے اس لئے جمع لایا گیا اور مراعات فواصل کی وجہ سے اس پر الف لام زیادہ کر دیا اور الظُّنُوْنَا فرمایا گیا۔

يُغْشٰى۔ غِشَا سے ہے کسی چیز پر چھا جانا۔ يُغْشٰى عَلَيْهِ الْمَوْتِ موت نے اسے گھیرا ہوا ہے۔

سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ۔ سَلَقُوْا مشتق ہے سلق سے اور سلق اصل میں گھوڑے کے اس زخم کو کہتے ہیں جو خشک ہو کر جلد پر سخت نشان چھوڑ جائے لیکن اب عرف میں زبان درازی طعن و تشنیع کے معنی میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ بدزبان عورت کو سَلِيْقَه بولتے ہیں جب کہ درشت زبانی کرے تو سَلَقَهٗ بِالْكَلَامِ بولتے ہیں۔

حِدَادٍ۔ جمع حدید کی ہے یہ بھی چرب زبانی بولتے ہیں رَجُلٌ حَدِيْدٌ تیز فہم۔ زود خشم اور دلاور۔

اَشِحَّةً۔ جمع ہے شحیح کی اور شحیح بخیل کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ۔ بَادُوْنَ کے معنی خَارِجُوْنَ کے ہیں جو بدو کی طرف یعنی دیہات جنگل میں ہو یعنی خَارِجُوْنَ اِلَى الْبَدْوِ۔ گاؤں میں نکلنے والے۔

عَنْ اَنْۢبَآىِٕكُمْ ؕ۔ یہ نبأ سے مشتق ہے۔ نبا خبر کو کہتے ہیں۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرًا ۟ۚ ⑨

اے ایمان والو اللہ کا وہ احسان یاد کرو جو تم پر اس نے فرمایا جب تم پر کچھ لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی بھیجی اور وہ لشکر بھیجے جو تمہیں نظر نہ آئے اور اللہ تمہارے کام دیکھتا ہے۔

یہ احسان جو یاد دلایا گیا وہ جنگ احزاب میں ہوا یعنی جنگ احزاب جنگ خندق کے نام سے مشہور ہے یہ جنگ احد کے غزوہ سے ایک سال بعد میں ہوئی اس جنگ میں مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں کا مدینہ طیبہ میں محاصرہ کر لیا تھا اور اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ سے مراد قریش اور غطفان اور یہود قریظہ اور بنی نضیر کے لشکر ہیں۔

اس حال میں مسلمان گھرے ہوئے خندقوں میں بلا آب و دانہ پڑے ہوئے تھے کہ یکا یک ایک زبردست آندھی آئی جس سے ان لشکروں کے گھوڑے بدک گئے ان کے خیمے الٹ گئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لشکر ملائکہ بھی امداد کے لئے بھیجا گیا جسے جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا فرمایا گیا۔ کہ وہ مسلمانوں اور مشرکوں کو نظر نہیں آتا تھا۔

غزوۂ احزاب

کا مختصر بیان یہ ہے کہ

یہ غزوہ شوال ۴ یا ۵ ہجری میں ہوا۔ یہود بنی نضیر کو جب جلاوطن کیا گیا تو ان کے سرغنے مکہ معظّمہ میں مشرکین قریش کے پاس پہنچے اور انہیں حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف اکسایا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور ان سے وعدہ کیا کہ ہم تمہارے ساتھ جنگ میں ہوں گے اور تمہارا ساتھ دیں گے حتیٰ کہ اس جنگ میں مسلمانوں کو مٹا کر چین لیں گے۔

ابوسفیان نے ان کی یہ تحریک قدر کی نگاہ سے دیکھی اور چونکہ بے دین وقت پر اسلام کے مقابلہ کے لئے ہمیشہ ایک ہو جایا کرتے ہیں اَلْكُفْرُ مِلَّةٌ وَّاحِدَةٌ اسی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ابوسفیان نے غیر مبہم الفاظ میں کہا کہ ہمیں دنیا میں وہ سب سے زیادہ محبوب ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دشمنی میں ہمارا ہمنوا ہو۔

پھر قریش نے ان یہودیوں سے پوچھا کہ تم پہلی کتاب والے ہو بتاؤ ہم حق پر ہیں یا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یہود نے اپنے حسد و عناد میں مداہنت کی اور کہا تم ہی حق پر ہو اس جواب پر قریش بہت خوش ہوئے اور آیہ کریمہ نازل ہوئی:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ یُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَ الطَّاغُوْتِ وَ یَقُوْلُوْنَ لِلَّذِیْنَ كَفَرُوْا هٰۤؤُلَآءِ اَهْدٰى مِنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سَبِیْلًا ۟ ⑤١

کیا نہ دیکھا تم نے انہیں جن کو کتاب کا ایک حصہ ملا ایمان لاتے وہ بت اور شیطان پر اور کافروں کو کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں سے زیادہ ہدایت پر ہیں۔

غرضکہ یہ یہودی قبائل بنی غطفان اور بنی قیس اور بنی غیلان وغیرہ میں گئے۔ اور وہی تحریک پیش کی اور سب کو اپنے

Marfat.com

موافق کرلیا۔علاوہ اس کے انہوں نے جابجا دورے کئے اور عرب کے قبائل کو اسلام کے مقابلہ کے لئے برانگیختہ کرلیا۔

جب سب کو اپنی حمایت میں تیار کرلیا تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور کفار و یہود کی اس خفیہ سازش کی اطلاع دی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی بہ مشورہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ تیاری شروع کی اور خندق کھدوائی شروع کردی۔

اس خندق کنی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی مسلمانوں کے ساتھ رہے۔

اس کے بعد جب مسلمان فارغ ہوگئے تو اچانک مشرکین نے چوبیس ہزار کی تعداد میں مدینہ منورہ کا محاصرہ کرلیا۔صرف وہ خندق ہی ان کافروں اور مسلمانوں میں حائل تھی۔

مشرکین چونکہ خندق کنی سے ناواقف تھے یہ طریقۂ حفاظت دیکھ کر متحیر ہوئے۔آخر کار انہوں نے تیراندازی شروع کی اور یہ محاصرہ پندرہ یا چوبیس روز رہا۔مسلمانوں پر مشرکین کا خوف غالب آگیا اور وہ گھبرائے اور سخت پریشان ہوگئے تو اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد اس صورت میں ہوئی کہ ان پر تیز آندھی آئی اور وہ نہایت سرد تھی ادھر اندھیری رات اس میں مشرکین کے خیمے اڑنے لگے، طنابیں ٹوٹ گئیں، میخیں اکھڑ گئیں، برتن اور بھانڈے الٹ گئے لشکر کے آدمی آدمی پر گرنے لگے اور گھوڑے اپنی پچھاڑیاں توڑ کر بھاگنے لگے۔

اس پر وہ لشکر ملائکہ علیہم السلام آیا جو انہیں نظر نہ آیا مگر انہوں نے انہیں چکرا دیا۔ان کے دل بلیوں اچھلنے لگے ان پر دہشت و وحشت اتنی مسلط ہوئی کہ وہ بھاگ پڑے جس کا جدھر منہ آیا بھاگ پڑا۔

اس جنگ میں ملائکہ علیہم السلام نے مقاتلہ نہیں کیا مگر مشرکین کو جھنجھوڑ ڈالا۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ کو خبر لینے کے لئے بھیجا۔رات نہایت سرد تھی مگر آپ بہ تعمیل ارشاد مسلح ہوکر روانہ ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بوقت روانگی آپ کے چہرے اور بدن پر دست نوری پھیرا جس سے آپ پر سردی کا اثر نہ ہوسکا۔

غرضکہ آپ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے۔یہاں تیز ہوا کے ساتھ سنگریزے اڑاڑ کر لوگوں کے اوپر لگ رہے تھے۔ان کی آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی۔عجیب پریشانی کا عالم تھا۔لشکر کفار کا سردار ابوسفیان ہوا کا یہ حال دیکھ کر اٹھا اور قریش کو پکار کر متنبہ کرنے لگا کہ جاسوس سے ہوشیار رہو ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے۔

یہ اعلان سن کر ہر شخص نے اپنے برابر والے کو دیکھنا جانچنا شروع کردیا۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے دانائی سے اپنے برابر والے سے پوچھ لیا تو کون ہے اس نے جواب دیا میں فلاں فلاں کا بیٹا ہوں۔

اس کے بعد ابوسفیان نے کہا اے گروہ قریش! تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہوچکے ہیں۔بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر چکے ہیں اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں۔

ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ رہے ہو میری رائے میں یہی بہتری ہے کہ اب یہاں سے کوچ کرلو اور میں تو جاتا ہوں یہ کہہ کر ابوسفیان اپنی اونٹنی پر سوار ہوا اور لشکر میں الرحیل الرحیل یعنی اب کوچ کرو کوچ کرو کا شور ہر طرف مچ گیا۔

Marfat.com

اور ہوا ہر لمحہ اتنی تیز ہو رہی تھی کہ ہر چیز کو الٹے دیتی تھی۔
مختصر یہ کہ یہ لشکر بھاگ پڑا اور ایسی سراسیمگی میں بھاگا کہ اپنا سامان لاد کر لے جانا بھی میسر نہ ہوا۔ اور بہت کچھ سامان چھوڑ گیا۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ﴿۹﴾ ۔ اور اللہ تعالیٰ تمہاری تدابیر اور عمل دیکھ رہا تھا۔
یعنی تمہارا خندق کھودنا اور ہمارے حبیب کی فرمانبرداری میں ثابت قدم رہنا یہ سب علم اللہ ہے۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ﴿۱۰﴾

جب کافر تم پر آئے تمہارے اوپر سے اور تمہارے نیچے سے اور جبکہ ٹھٹک کر رہ گئیں نگاہیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور تم اللہ پر طرح طرح کے گمان کرنے لگے امید و یاس کے۔

یعنی وادی مدینہ کی بالائی جانب مشرق سے قبیلہ اسد اور غطفان کے لوگ زیر قیادت مالک بن عوف نضری اور عیینہ بن حصن فزاری ایک ہزار کی جمعیت لے کر آ گئے اور ان کے ساتھ طلیحہ بن خولید اسدی بنی اسد کی جمعیت لے کر اور حیی بن اخطب یہود بنی قریظہ کی جمعیت لے کر آ چڑھے۔

اور وادیٔ زیریں مغربی سے قریش اور بنی کنانہ بسر کردگی ابوسفیان بن حرب آ گئے۔

اور اس وقت لوگوں کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور شدت رعب و ہیبت سے حیرت میں آ گئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے اور خوف و اضطراب کی حد ہو گئی اور تم اللہ تعالیٰ پر طرح طرح کے گمان امید و یاس میں کرنے لگے اور منافق تو اس خیال میں جم گئے کہ اب مسلمانوں کا نام و نشان نہ رہے گا اس لئے کہ کفار کی اتنی بڑی جمعیت کا مقابلہ مسلمان نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ نصرت یونہی مسلمانوں کو امیدوار بنائے ہوئے تھا اور نہ بات کچھ نہ تھی۔

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾
وہ جگہ تھی کہ مسلمانوں کی جانچ ہوئی اور خوب زبردستی سے جھنجھوڑے گئے۔

اور ان کا صبر و اخلاص محک امتحان پر لایا گیا۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾
اور جب منافق کہنے لگے اور جن کے دلوں میں مرض نفاق تھا جو وعدہ دیا ہمیں اللہ و رسول نے وہ کچھ نہ تھا سوائے فریب کے۔

یعنی جن کا ایمان ضعف اعتقاد اور مرض نفاق سے خراب ہو چکا تھا وہ بکنے لگے اور یہ کہنے والا معتب بن قشیر تھا اس نے یہ دس بارہ پندرہ ہزار کا لشکر جرار دیکھ کر کہا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے خدا کی طرف سے تو ہمیں فتح فارس و روم کا وعدہ ہے۔ اور حال یہ ہے کہ ہم میں سے کسی کی مجال ہی نہیں کہ اپنے ڈیرہ سے باہر نکل سکے تو یہ وعدہ نرا دھوکہ ہی تھا۔

وَاِذْ قَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ يٰٓاَهْلَ يَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ
اور جب منافقین کے ایک گروہ نے کہا کہ اے اہل یثرب یہاں تمہارے قیام کی جگہ نہیں تم گھروں کو واپس چلو۔

Marfat.com

مدینہ منورہ کو یثرب کہنے والے منافق تھے اس بناء پر اسلام میں مدینہ طیبہ کو طِیْبَہ طَابَہ مدینہ منورہ کہنے کا حکم ہے اور یثرب کہنے کی ممانعت ہے۔

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ طیبہ کو یثرب کہنے سے منع فرمایا اس لئے کہ لفظ یثرب کے معنی اچھے نہیں ہیں۔ علی قاری رحمہ اللہ نے تو یہاں تک کہا کہ جو مدینہ منورہ کو یثرب کہے اسے چاہئے کہ ستر بار استغفار کرے۔

وَيَسْتَاْذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُيُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَمَا هِيَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ يُّرِيْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

اور مسلمانوں میں سے بھی ایک گروہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اذن مانگنے لگا یہ بہانہ بنا کر کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے وہ نہ چاہتے تھے مگر بھاگنا۔

منافقوں کی باتوں میں آکر بنی حارثہ اور بنی سلمہ اتنے متاثر ہو گئے کہ دونوں قبیلہ بہانہ سازی سے لشکر اسلام سے بھاگنے کا ارادہ کر چکے تھے۔ اس پر ان کی کیفیت کا اظہار فرمایا گیا اور ارشاد ہوا:

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَيْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَآ اِلَّا يَسِيْرًا ﴿۱۴﴾

اور اگر اطراف مدینہ سے ان پر فوجیں داخل ہو جائیں پھر ان سے فتنہ یعنی کفر کرانا چاہیں تو ضرور وہ ان کے کفر پر آ جائیں گے اور نہ دیر کریں مگر تھوڑی۔

یعنی ایسے کچے خیال والے جیسے قبیلہ بنی حارثہ اور بنی سلمہ اتنے متلون مزاج ہیں کہ اگر ان پر فوجیں ٹوٹ پڑیں اور ان سے کفر کا مطالبہ کریں تو ضرور وہ کفر میں آ جائیں۔ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ میں فتنہ سے مراد کفر ہے۔ جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے: حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ۔ یہاں بھی فتنہ سے مراد کفر و شرک ہے۔

اور کچھ دیر نہ لگائیں اور اسلام سے منحرف ہو جائیں با آنکہ

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْئُوْلًا ﴿۱۵﴾

اور بے شک وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ نہ پلٹیں گے ایڑیوں کے بل اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔

یعنی اول وہ عہد کر چکے تھے کہ اسلام سے منحرف نہ ہوں گے تو بروز قیامت اللہ تعالیٰ ان سے دریافت فرمائے گا کہ تم نے ایفائے عہد کیوں نہ کیا۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ لَّنْ يَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۶﴾

اے محبوب فرما دیجئے تمہیں یہ بھاگنا ہرگز نفع نہ دے گا اگر موت یا قتل کے خوف سے بھاگو تم بھاگ کر بھی دنیا سے متمتع نہ ہو سکو گے مگر تھوڑے وقت کے لئے۔

اس لئے کہ اگر ان کے لئے قتل مقدر ہے تو بھاگنا بے سود ہے اور اگر موت مقدر ہے تو اس سے بچنا ناممکن ہے رہا دنیا کی زندگی میں رہنا یہ چند روزہ ہوتی ہے۔ قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيْلٌ۔

اور اگر چاہو کہ بھاگنے سے قتل یا موت سے بچ جاؤ گے یہ ناممکن ہے۔ البتہ اگر وقت نہیں آیا ہے تو بھاگ کر بھگوڑے کیوں بنتے ہو گھمسان میں بھی نہیں مر سکتے اور اگر وقت آ گیا ہے تو وَلَوْ كُنْتُمْ فِيْ بُرُوْجٍ مُّشَيَّدَةٍ اگر چہ تم مضبوط برجوں میں کیوں نہ محفوظ ہو موت وہاں بھی نہ چھوڑے گی۔

Marfat.com

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾

فرما دیجئے وہ کون ہے جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارے لئے برا ارادہ فرما چکا ہے یا تمہارے ساتھ مہربانی کا ارادہ کر چکا ہے اور وہ اللہ کے سوا کسی کو اپنا حامی نہ پائیں گے اور نہ مددگار۔

یعنی جسے اللہ عزوجل ہلاک کرنا چاہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا اور اگر مشیت الٰہی میں امن و عافیت ہو تو اسے کوئی نقصان نہیں دے سکتا۔

قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْكُمْ وَ الْقَآىٕلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ وَ لَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾

بے شک اللہ جانتا ہے تم میں سے ان کو جو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ اور لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے۔

یعنی ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو مسلمانوں کو کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو چھوڑ کر علیحدہ ہو جاؤ اور ان کا ساتھ چھوڑ دو جہاد میں شرکت نہ کرو اسلئے کہ اس میں جان کا خطرہ ہے۔

شان نزول

سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ منافقین کے حق میں نازل ہوئی انہیں یہود نے پیغام دیا تھا کہ تم کیوں اپنی جائیں ابوسفیان کے لشکر کے ہاتھوں ہلاک کرا رہے ہو اس کے لشکری اس مرتبہ اگر تمہیں پا گئے تو تم میں سے کسی کو باقی نہ چھوڑیں گے۔ ہمیں تمہارا اندیشہ ہے کیونکہ تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے ہمسایہ لہٰذا تم ہمارے پاس آ جاؤ یہ خبر پا کر عبداللہ بن ابی بن سلول منافق اور اس کے ساتھی مومنین کو ابوسفیان اور اس کے ساتھیوں سے ڈرا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دینے سے روکنے لگے اور انہوں نے بہت کوشش کی لیکن جس قدر انہوں نے کوشش کی مومنین کا ثبات و استقلال اور بڑھتا گیا۔

اَشِحَّةً عَلَیْكُمْ ۚۖ فَاِذَا جَآءَ الْخَوْفُ رَاَیْتَهُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْكَ تَدُوْرُ اَعْیُنُهُمْ كَالَّذِیْ یُغْشٰى عَلَیْهِ مِنَ الْمَوْتِ ۚ فَاِذَا ذَهَبَ الْخَوْفُ سَلَقُوْكُمْ بِاَلْسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَى الْخَیْرِ ؕ اُولٰٓىٕكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ﴿۱۹﴾

تم میں ٹال بال کرتے ہیں تو جب ڈر کا وقت آئے تم انہیں دیکھو گے کہ تمہاری طرف یوں نظر کرتے ہیں کہ ان کی آنکھیں پھر رہی ہیں جیسے کسی پر موت چھائی ہو تو جب ڈر کا وقت نکل جائے تمہیں طعنے دینے لگیں تیز زبانوں سے مال غنیمت کے لالچ میں یہ لوگ ایمان لائے ہی نہیں تو اللہ نے ان کے عمل اکارت کر دیئے اور یہ اللہ کو آسان ہے۔

یعنی لشکر کفار کا غلبہ دیکھ کر مذبذب ہونے لگے اور جب امن اور غنیمت حاصل ہونے لگی تو زوردار لفظوں میں کہتے ہیں کہ ہمیں حصہ زیادہ دو اس لئے کہ تم ہماری ہی وجہ سے کفار پر غالب ہوئے ہو یہ لوگ مومن نہیں اگرچہ زبانوں سے ایمان کا اظہار کرتے رہیں اس لئے کہ حقیقت میں وہ مومن نہ تھے اس لئے ان کے تمام ظاہری عمل اور جہاد وغیرہ کے اجر سب باطل کر دیئے گئے اور اللہ تعالیٰ پر یہ سب آسان ہے۔

یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْهَبُوْا ۚ وَ اِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ

Marfat.com

أَنْبَآئِكُمْ ۖ وَلَوْ كَانُوا فِيكُم مَّا قَاتَلُوا إِلَّا قَلِيلًا ﴿٢٠﴾

وہ سمجھ رہے ہیں کہ کافروں کے لشکر ابھی نہیں گئے اور اگر لشکر دوبارہ آئیں تو ان کی خواہش ہوگی کہ کسی طرح کسی گاؤں میں نکل کر تمہاری خبریں پوچھتے اور اگر وہ تم میں رہتے جب بھی نہ لڑتے مگر تھوڑے۔

یعنی منافقین کا اپنی بزدلی کے باعث یہ گمان ہے کہ کفار قریش قبیلہ غطفان و یہود میدان چھوڑ کر بھاگے نہیں اگرچہ فی الواقع وہ بھاگ چکے ہیں اور ان کی یہ آرزو ہے کہ جنگل میں کسی گاؤں کے اندر روپوش ہو کر مدینہ طیبہ کے آنے جانے والوں سے خبریں لیں کہ مسلمانوں کا کیا انجام ہوا اور کفار کے مقابلہ میں ان کی کیا حالت رہی اور اگر وہ تم میں ریاکاری سے رہتے تو عذر رکھنے کے لئے ملے رہیں تاکہ کہہ سکیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ جنگ میں شریک تھے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا نِعْمَةَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ

اے ایمان والو یاد کرو اس نعمت کو جو اللہ نے تمہیں دی۔ یہاں سے قصۂ احزاب شروع کیا گیا اور وہی واقعۂ خندق ہے۔

یہ بقول ابن اسحاق رحمہ اللہ شوال ۵ ہجری میں ہوا۔

وَ قَالَ مَالِكٌ سَنَةَ أَرْبَعٍ۔ بقول مالک ۴ ہجری تھا۔

اور نعمت بمعنی انعام ہے۔

إِذْ جَاءَتْكُمْ جُنُودٌ۔ جب آگئے تم پر لشکر۔

جنود سے مراد لشکر ہیں اور وہ لشکر کیا تھے اس کی تصریح یہ ہے:

(۱) وَ هُمْ قُرَيْشٌ يَقُودُهُمْ أَبُو سُفْيَانَ۔ وہ قریش مکہ تھے جن کا قائد ابوسفیان تھا۔

(۲) وَ بَنُو أَسَدٍ يَقُودُهُمْ طُلَيْحَةُ۔ اور قبیلہ بنی اسد جسے طلیحہ لے کر چڑھا تھا۔

(۳) وَ غَطْفَانُ يَقُودُهُمْ عُيَيْنَةُ۔ اور قبیلہ غطفان کو عیینہ لے کر آیا تھا۔

(۴) وَ بَنُو عَامِرٍ يَقُودُهُمْ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ۔ قبیلہ بنی عامر کو عامر بن طفیل لایا تھا۔

(۵) وَ بَنُو سُلَيْمٍ يَقُودُهُمْ أَبُو الْأَعْوَرِ السُّلَيْمِيُّ۔ اور قبیلہ سلیم کو ابوالاعور سلیمی لے آیا۔

(۶) وَ بَنُو النَّضِيرِ رُؤَسَاءُ هُمْ۔ اور قبیلہ بنی نضیر کو ان کے سردار لے آئے جو حیی بن اخطب اور ابناء ابی الحقیق تھے۔

(۷) وَ بَنُو قُرَيْظَةَ سَيِّدُهُمْ كَعْبُ بْنُ أَسَدٍ۔ بنی قریظہ کو ان کا سردار کعب بن اسد لے آیا۔

اور بنو قریظہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاہدہ بھی تھا۔ مگر حیی بن اخطب کی کوشش سے انہوں نے نقض عہد کیا اور یہ اسلام کی مخالفت پر شریک ہو گئے۔

وَ كَانَ مَجْمُوعُهُمْ عَشَرَةُ الْآفٍ فِي قَوْلٍ۔ ان کی مجموعی تعداد ایک قول میں دس ہزار تھی۔

وَ خَمْسَةَ عَشَرَ أَلْفًا فِي أُخَرَ۔ ایک قول ہے کہ تقریباً پندرہ ہزار تھی۔

فَلَمَّا سَمِعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِإِقْبَالِهِمْ حَضَرَ خَنْدَقًا قَرِيبًا مِنَ الْمَدِينَةِ مُحِيطًا بِهَا بِإِشَارَةِ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے آنے کا علم ہوا تو آپ نے بمشورہ سلمان فارسی

Marfat.com

مدینہ کے چاروں طرف خندق کھدوائی اور اس کی کھدائی دس آدمیوں میں چالیس گز مقرر فرمائی یعنی دس دس آدمی مل کر چالیس گز خندق کھودیں۔

ثُمَّ خَرَجَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي ثَلٰثَةِ الٰافٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ فَضَرَبَ مَعَسْكَرَهُ وَالْخَنْدَقُ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْقَوْمِ۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تین ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے اور لشکر بنایا اور خندق دشمن (یعنی کفار) اور مسلمانوں کے مابین حائل تھا۔

وَاَمَرَ بِالذَّرَارِيِّ وَالنِّسَآءِ فَدُفِعُوْا فِي الْاٰطَامِ۔ اور بچوں اور عورتوں کو خیموں میں محفوظ کرلیا۔

وَاشْتَدَّ الْخَوْفُ وَظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ كُلَّ ظَنٍّ وَ نَجَمَ النِّفَاقُ كَمَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ اور مسلمانوں پر شدید خوف مستولی ہوگیا اور مسلمانوں میں طرح طرح کے گمان پیدا ہوگئے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا: وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝

توبھیجی ہم نے ان پر آندھی اور لشکر ملائکہ جسے تم نہ دیکھتے تھے اور اللہ تمہاری تدبیریں دیکھ رہا تھا۔

یہ واقعہ ایک ماہ تک رہا دونوں فریق سوائے تیراندازی اور سنگباری کے مقابلہ پر نہیں آئے دشمن خندق کے پرے سے تیر اندازی اور سنگباری کرتا رہا اور مسلمان ادھر سے جواب دیتے رہے۔

اِلَّا اَنَّ فَوَارِسَ مِنْ قُرَيْشٍ۔ مگر کچھ قریشی گھوڑے سوار۔

مِنْهُمْ عَمْرُو بْنُ عَبْدِ وُدٍّ وَ كَانَ يُعَدُّ بِاَلْفِ فَارِسٍ۔ ان میں سے عمرو بن عبدود ایک ہزار کا رسالہ لے کر نکلا ہوا تھا۔

وَ عِكْرَمَةُ بْنُ اَبِيْ جَهْلٍ۔ عکرمہ ابوجہل کا بیٹا۔

وَ ضِرَارُ بْنُ الْخَطَّابِ۔ ضرار خطاب کا بیٹا۔

وَ هُبَيْرَةُ بْنُ اَبِيْ وَهْبٍ۔ ہبیرہ ابووہب کا بیٹا۔

وَ نَوْفَلُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ۔ نوبل عبداللہ کا بیٹا۔

قَدْ رَكِبُوْا خُيُوْلَهُمْ وَ تَيَمَّمُوْا مِنَ الْخَنْدَقِ مَكَانًا ضَيِّقًا فَضَرَبُوْا بِخُيُوْلِهِمْ فَاقْتَحَمُوْا فَجَالَتْ بِهِمْ فِي السَّبْخَةِ بَيْنَ الْخَنْدَقِ وَسَلْعٍ۔ یہ سب گھوڑوں پر سوار ہوکر تنگ راستوں سے چلے اور گھوڑوں کو ایڑ لگائی جس سے خندق میں ان کے لئے خندق اور سلع کے درمیان راہ بن گئی۔

فَخَرَجَ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ فِيْ نَفَرٍ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ حَتّٰى اَخَذَ عَلَيْهِمُ الثُّغْرَةَ الَّتِي اقْتَحَمُوْا مِنْهَا فَاَقْبَلَتِ الْفُرْسَانُ مَعَهُمْ وَقَتَلَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَمْرًوا فِي قِصَّةٍ مَّشْهُوْرَةٍ فَانْهَزَمَتْ خَيْلُهُ حَتّٰى اِقْتَحَمَتْ مِنَ الْخَنْدَقِ هَارِبَةً وَ قُتِلَ مَعَ عَمْرٍو مُنَبَّهُ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ عَبْدِالدَّارِ وَ نَوْفَلُ بْنُ عَبْدِالْعُزّٰى۔

توحضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے اور ان کے سردار کو پکڑ لیا جو مسلمانوں

Marfat.com

پر چڑھائی کرتا ہوا خندق سے پار آ گیا تھا پھر گھوڑے سوار آ گئے۔ چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا تو ان کے گھوڑے بھاگے حتیٰ کہ خندق پر بھاگتے ہوئے جمع ہو گئے اور عمرو بن عبدد کے ساتھ منبہ بن عثمان بن عبد الدار اور نوفل بن عبدالعزی بھی مارے گئے۔

ایک روایت ہے کہ نوفل کو خندق میں پایا تو مسلمانوں نے تیر اور پتھر مار کر اسے قتل کر دیا تو مشرکین میں شور ہوا کہ اجل قوم ہمارا مار دیا ہمیں چاہیئے کہ ہم اس کا بدلہ لیں۔

اور ابن اسحاق راوی ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے نوفل کو دیکھ کر اس کی ہنسلی پر نیزہ مارا حتیٰ کہ وہ خندق میں ہی مر گیا۔

اور مشرکین نے اس کی لاش خریدنے کا ارادہ کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں دس ہزار بھیجے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ لاش تمہارے آدمی کی ہے لے جاؤ ہم مردار کی قیمت نہیں لیتے۔ آگے ارشاد ہے:

فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا وَجُنُودًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَكَانَ اللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرًا ﴿٩﴾

تو بھیجی اللہ نے ان پر آندھی اور وہ لشکر جسے تم ہرگز نہ دیکھ سکتے تھے اور اللہ جو تم تدابیر کر رہے تھے، سب دیکھ رہا تھا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے ان پر آندھی بھیجی اور لشکر ملائکہ علیہم السلام جس کی تعداد ایک ہزار تھی۔

رُوِیَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی بَعَثَ عَلَیْهِمْ صَبَا بَارِدَةً فَاخْفَرَهُمْ وَ سَفَّتِ التُّرَابَ فِیْ وُجُوْهِهِمْ وَ اُمِرَ الْمَلٰئِكَةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَقَلَعَتِ الْاَوْتَادَ وَ قَطَعَتِ الْاَطْنَابَ وَاَطْفَاَتِ النِّیْرَانَ وَ اَكْفَاءَ تِ الْقُدُوْرَ وَ مَاجَتِ الْخَیْلُ بَعْضًا فِیْ بَعْضٍ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ وَ كَبَّرَتِ الْمَلٰئِكَةُ فِیْ جَوَانِبِ عَسْكَرِهِمْ فَقَالَ طُلَیْحَةُ بْنُ خُوَیْلِدِ الْاَسَدِیُّ۔

روایت ہے اللہ تعالیٰ نے ان پر باد صبا بھیجی جو اتنی سرد تھی کہ انہیں ٹھٹھرایا اور اتنی تیز تھی کہ ان کے چہروں پر مٹی چڑھ گئی اور ملائکہ کو حکم ہوا کہ ان کی میخیں اکھاڑ دیں اور خیموں کی طنابیں کاٹ دیں اور آگ سرد کر دیں اور ان کے کھانے کی ہنڈیاں الٹ دیں اور گھوڑوں کو ایسا بدکائیں کہ ایک گھوڑا دوسرے گھوڑے کو لات مارتا ہوا بھاگے۔ اور مشرکین کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب ڈال دیا اور ملائکہ لشکر کی ایک سمت سے نعرۂ تکبیر بلند کرنے لگے یہاں تک کہ گھبرا کر طلیحہ بن خویلد بول پڑا۔

اَمَّا مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَدْ بَدَاكُمْ بِالسِّحْرِ فَالنَّجَاةُ النَّجَاةُ فَانْهَزَمُوْا۔ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے تمہارے مقابلہ کے لئے جادو سے ابتدا کی۔ خدارا ہمیں نجات دو ہمیں نجات دو اور وہ سب بھاگ پڑے۔

وَ قَالَ حُذَیْفَةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَقَدْ ذَهَبَ لِیَاْتِیَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِخَبَرِ الْقَوْمِ خَرَجْتُ اِذَا دَنَوْتُ مِنْ عَسْكَرِ الْقَوْمِ نَظَرْتُ فِیْ ضَوْءِ نَارٍ لَهُمْ تُوْقَدُ وَاِذَا رَجُلٌ اَدْهَمُ ضَخْمٌ یَقُوْلُ بِیَدِهٖ عَلَی النَّارِ وَ یَمْسَحُ خَاصِرَتَهٗ وَ یَقُوْلُ الرَّحِیْلُ الرَّحِیْلُ لَامُقَامَ لَكُمْ وَاِذَا الرَّجُلُ فِیْ عَسْكَرِهِمْ مَا یُجَاوِزُ عَسْكَرَهُمْ شِبْرًا فَوَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْمَعُ صَوْتَ الْحِجَارَةِ فِیْ رِحَالِهِمْ وَ فُرُشِهِمْ وَالرِّیْحُ تَضْرِبُهُمْ ثُمَّ خَرَجْتُ نَحْوَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا صِرْتُ فِیْ نِصْفِ الطَّرِیْقِ اَوْ نَحْوِ ذٰلِكَ اِذَا اَنَا بِنَحْوِ عِشْرِیْنَ فَارِسًا مُتَعَمِّمِیْنَ فَقَالُوْا اَخْبِرْ صَاحِبَكَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی كَفَاهُ الْقَوْمَ۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ دشمن کے لشکر میں تشریف لے گئے تا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

کو وہاں کا حال آ کر سنائیں فرماتے ہیں جب میں گیا تو دشمن کے لشکر کے قریب جب ہوا تو میں نے ایک روشنی دیکھی جو مشرکین نے تاپنے کے لئے الاؤ کی صورت میں روشن کر رکھی تھی اور ان میں ایک سیاہ فام گیم وشحیم آدمی کو دیکھا کہ آگ ہاتھ میں لے کر الٹ پلٹ کر رہا ہے اور اپنی کمر پر مل رہا ہے اور پکار رہا ہے یہاں سے کوچ کرو تم یہاں نہیں رہ سکتے اور وہ آدمی ابھی ایک بالشت نہ بڑھا تھا کہ میں نے پتھروں کی آواز ان کے کجاووں اور بستروں میں سنی اور ہوا اتنی تیز تھی کہ انہیں مار رہی تھی۔

پھر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف واپس آ رہا تھا اور آدھا راستہ عبور کیا تھا کہ بیس سوار عمامہ باندھے ہوئے میں نے دیکھے۔انہوں نے مجھ سے کہا اپنے صاحب وآقا کو خبر دو کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اور آپ کی قوم کے لئے کافی ہے۔

یہ حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ ان صحابہ علیہم رضوان میں سے ہیں جو حضور ﷺ کے معتمدین خاص سے تھے۔

اِکْمَالُ فِی اَسْمَاءِ الرِّجَالِ – هُوَ حُذَیْفَةُ بْنُ الْیَمَانِ وَاِسْمُ الْیَمَانِ حُسَیْلٌ بِالتَّصْغِیْرِ وَالْیَمَانُ لَقَبُهٗ وَ کُنْیَتُهٗ حُذَیْفَةُ وَ اَبُوْعَبْدِاللّٰهِ الْعَبْسِیُّ بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَسُکُوْنِ الْبَآءِ۔

هُوَ صَاحِبُ سِرِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَوٰی عَنْهُ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ عَلِیُّ بْنُ اَبِیْ طَالِبٍ وَاَبُوالدَّرْدَآءِ وَ غَیْرُهُمْ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِیْنَ مَاتَ بِالْمَدَآئِنِ وَ بِهَا قَبْرُهٗ سَنَةَ خَمْسٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ وَ قِیْلَ سِتٍّ وَ ثَلٰثِیْنَ – بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ بِاَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً۔

حضرت حذیفہ بن یمان۔یمان کا نام حسیل ہے اور یمان ان کا لقب ہے اور حذیفہ کنیت اور ابو عبداللہ عبسی۔

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاص راز داں تھے ان سے عمر فاروق، حضرت علی اور ابو الدرداء وغیرہ صحابہ وتابعین نے روایات کیں۔

آپ کا انتقال مدائن میں ہوا اور ۳۵ ہجری میں وہیں مدفون ہوئے۔اور ایک روایت میں ہے کہ آپ کا انتقال ۳۶ ہجری میں ہوا۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۟ۚ ۔اور اللہ تمہارے کام دیکھ رہا تھا۔

مِنْ حَفْرِ الْخَنْدَقِ وَ تَرْتِیْبِ مَبَادِی الْحَرْبِ وَ اِعْلَآءِ لِکَلِمَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔خندق کھودنے، لڑائی کے مبادیات کی ترتیب اور اعلاء کلمۃ الحق کے لئے تمہارا یہ مرتب کرنا یہ سب کام اللہ تعالیٰ دیکھ رہا تھا۔

اِذْ جَآءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ۔جب وہ آ گئے تمہارے اوپر کی سمت سے۔

یَعْنِیْ مِنْ اَعْلَی الْوَادِیْ مِنْ جِهَةِ الْمَشْرِقِ وَالْجَائِیْ مِنْ ذٰلِکَ بَنُوْغَطْفَانَ وَ مَنْ تَابَعَهُمْ مِنْ اَهْلِ نَجْدٍ وَ بَنُوْ قُرَیْظَةَ وَ بَنُو النَّضِیْرِ۔بالائی سمت سے آنے والے قبیلہ غطفان اور ان کے متبع اہل نجد سے تھے اور یہود میں سے بنو قریظہ اور قبیلہ بنی نضیر کے لوگ تھے۔

وَمِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ۔اور نیچے سے تمہارے۔

یَعْنِیْ مِنْ اَسْفَلِ الْوَادِیْ مِنْ قِبَلِ الْمَغْرِبِ۔وادی کے نیچے کی سمت مغربی سے۔

وَالْجَائِیْ مِنْ ذٰلِکَ قُرَیْشٌ وَ مَنْ شَایَعَهُمْ مِنَ الْاَحَابِیْشِ وَ بَنِیْ کِنَانَةَ وَاَهْلِ تِهَامَةَ۔

یہ آنے والے قریش تھے اور جنہیں اعلان کر کے بلایا حبشیوں سے اور قبیلہ بنی کنانہ اور اہل تہامہ یعنی مکہ والے تھے۔

Marfat.com

ایک قول یہ بھی ہے کہ اوپر کی طرف سے آنے والے بنوقریظہ تھے اور نیچے کے رخ سے آنے والے قریش اور بنی اسد اور قبیلہ غطفان اور سلیم تھے

اور اس بیان سے مقصود یہ ہے کہ کِنَايَةٌ عَنِ الْإِحَاطَةِ مِنْ جَمِيعِ الْجَوَانِبِ۔ کہ کنایۃً بتایا کہ ہر طرف سے گھیر لیا گیا تھا مدینہ والوں کو اور منافقین اور مشرکین نے گھیرا جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا یَغْشَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ فَوْقِهِمْ وَ مِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔

وَ اِذْ زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَ تَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا ⑩

اور جب آنکھیں پتھرا گئیں اور دہشت سے حیرت میں محو ہو گئیں اور کلیجہ منہ کو آ گیا اور لوگ طرح طرح کی بدظنی کرنے لگے۔

زَاغَتِ کا ترجمہ آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں: اَیْ حِيْنَ مَالَتْ عَنْ كُلِّ شَيْءٍ فَلَمْ تَلْتَفِتْ اِلَّا اِلٰى عَدُوِّهَا۔ اس کے حاصل معنی بھی وہی ہیں جو ہم نے ترجمہ میں لکھ دیئے۔

وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ۔ يَعْنِيْ خَافَتْ خَوْفًا شَدِيْدًا اَوْ فَزِعَتْ فَزَعًا عَظِيْمًا۔ یعنی خوف شدید اور انتہائی گھبراہٹ کا حال۔ محاورہ اردو میں کلیجہ منہ کو آنا کہتے ہیں۔

مسند احمد بن حنبل میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے ہے: قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ وَ قَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ ہم نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا ہمیں ایسی حالت میں کچھ کہنا چاہئے جبکہ کلیجہ منہ کو آ رہا ہو اور پریشانی کی شدت ہو فرمایا ہاں اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَ اٰمِنْ رَوْعَاتِنَا۔ کہنا چاہئے۔

قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى وُجُوْهَ اَعْدَائِهٖ بِالرِّيْحِ فَهَزَمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِالرِّيْحِ ۔ فرماتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آندھی سے دشمن کا منہ پھیر دیا اور انہیں بھگا دیا۔

وَتَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا۔ اور تم اللہ کے ساتھ مختلف گمان کرنے لگے۔

مخلصین تو وہ تھے جو اپنے محور ایمان پر ثابت رہے اور وہ یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اور وہ رکن دین کو بلند کرے گا اور اپنے حبیب پاک کی نصرۃ فرمائے گا تو مومن تو جب نصرت آئی تو بول پڑے: هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ۔

اور بعض وہ تھے جو اس امتحان میں خوفزدہ ہو کر اپنے قدم متزلزل کر بیٹھے تھے اور تکالیف کے متحمل نہیں ہو رہے تھے۔

ظنون جمع ظن کی ہے یہ وہ مصدر ہے جو قلیل وکثیر پر شامل ہے۔

اور منافقین مختلف ظن میں پڑ گئے اور کہنے لگے : اَنَّ مُحَمَّدًا (صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) وَ اَصْحَابَهٗ يُسْتَاْصَلُوْنَ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو یہ لشکر جڑ سے اکھاڑ دے گا۔

وَ اَيْقَنَ الْمُؤْمِنُوْنَ اِنَّ مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ حَقٌّ وَ اِنَّهٗ سَيُظْهِرُهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ۔ اور مومنین اس یقین پر قائم تھے کہ جو اللہ اور اس کے رسول کا وعدہ ہے وہ حق ہے اور وہ عنقریب تمام ادیان پر اسلام کو غالب کرے گا۔

البتہ بعض مسلمانوں کا یہ گمان بھی ہو گیا کہ شائد اللہ تعالیٰ اپنی بے نیازی دکھائے اور کفار کی مدد کردے۔ آگے ارشاد ہے:

هُنَالِكَ ابْتُلِيَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾

اس موقعہ پر مومنین کو امتحان میں ڈالا گیا اور انہیں جھنجھوڑ دیا۔

یعنی یہ وہ موقعہ تھا جس میں مومن اور منافق مخلص و راسخ سب ظاہر ہو گئے تو یہ امتحان بقول ضحاک بھوک میں ہوا۔

وَ عَلٰى مَارُوِیَ عَنْ مُجَاهِدٍ بِشِدَّةِ الْحِصَارِ۔ بقول مجاہد رحمہ اللہ حصار کی سختی میں یہ امتحان ہوا۔

وَ عَلٰى مَا قِيْلَ بِالصَّبْرِ عَلَى الْإِيْمَانِ۔ ایک قول یہ ہے کہ ایمان پر استقلال و صبر کے ذریعہ امتحان ہوا۔

وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِيْدًا ﴿۱۱﴾۔ اور جھنجھوڑے گئے سخت جھنجھوڑ میں۔

يَعْنِيْ اُضْطُرِبُوْا اِضْطِرَابًا شَدِيْدًا مِنْ شِدَّةِ الْفَزَعِ وَ كَثْرَةِ الْاَعْدَآءِ۔ یعنی وہ مضطرب کر دیئے گئے سخت اضطرار و اضطراب میں شدۃ فزع اور دشمن کی کثرت سے۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهُمْ زُلْزِلُوْا عَنْ اَمَاكِنِهِمْ حَتّٰى لَمْ يَكُنْ لَّهُمْ مَوْضَعُ الْخَنْدَقِ۔ وہ اپنے رہنے کی جگہ سے ہلا دیئے گئے حتیٰ کہ سوا خندقوں کے کوئی جگہ نہ تھی۔

وَاِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

اور یاد فرمایئے وہ واقعہ جبکہ منافقوں اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں نفاق کا مرض تھا کہا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ نہ کیا مگر نرا باطل۔

یعنی ہماری فتوحات اور کفار پر غالب ہونے کی جو بشارتیں دی گئیں وہ نری باطل اور دھوکہ ہی تھیں غرور کا اطلاق باطل پر ہوتا ہے۔

روایت ہے کہ صحابہ کرام جب خندق کھود رہے تھے تو کھدائی میں ایک چٹان گول ایسی نکلی جو نہایت سخت پتھر کی تھی اور معول یعنی کدال سے وہ ٹوٹتی نہ تھی فَشَكَوْا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔

فَاَخَذَ الْمِعْوَلَ مِنْ سَلْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَضَرَبَهَا ضَرْبَةً بَرَقَتْ مِنْهَا بَرْقَةٌ اَضَآءَ مِنْهَا مَا بَيْنَ لَابَتَيِ الْمَدِيْنَةِ حَتّٰى لَكَاَنَّ مِصْبَاحًا فِيْ جَوْفِ لَيْلٍ مُّظْلِمٍ فَكَبَّرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے لے کر اس چٹان پر ماردی تو اس چٹان سے ایک بجلی سی چمکی جس نے مدینہ کے کنارے تک روشن کر دیئے گویا اندھیری رات میں چراغ روشن ہو گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر لگایا اور صحابہ نے بھی تکبیر کہی۔

پھر وہی کدال دوبارہ ماری تو وہ چٹان ٹوٹی اور اس سے اتنا تیز نور نکلا کہ مدینہ کے اندر تیز روشنی ہو گئی۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر نعرۂ تکبیر فرمایا اور صحابہ نے نعرہ لگایا۔

ثُمَّ ضَرَبَهَا الثَّالِثَةَ فَكَسَّرَهَا وَ بَرَقَتْ بَرْقَةٌ اَضَآءَ مِنْهَا مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا فَكَبَّرَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَبَّرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔ پھر تیسری بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کدال ماری تو وہ چٹان ریزہ ریزہ ہو گئی اور اس سے اتنا نور

Marfat.com

نکلا کہ مدینہ کے کنارے خوب روشن ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تکبیر فرمائی اور صحابہ کرام نے بھی تکبیر کہی۔ پھر صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا۔

فَقَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَضَآءَ لِیْ فِی الْاَوَّلِ قُصُوْرُ الْحِیْرَةِ وَ مَدَائِنُ کِسْرٰی کَاَنَّهَا اَنْیَابُ الْکِلَابِ فَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِنَّ اُمَّتِیْ ظَاهِرَةٌ عَلَیْهَا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر پہلی ضرب میں اللہ نے حیرہ کے محل اور کسریٰ کی بستیاں روشن فرمائیں گویا کہ وہ کتوں کے کچلے چمکتے ہیں اور جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میرے امتی ان مقامات پر غالب آئیں گے۔

وَاَضَآءَ لِیَ الثَّانِیَةَ قُصُوْرَ الْحِمْیَرِ مِنْ اَرْضِ الرُّوْمِ کَاَنَّهَا اَنْیَابُ الْکِلَابِ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَنَّ اُمَّتِیْ ظَاهِرَةٌ عَلَیْهَا فَاَبْشِرُوْا بِالنُّصْرَةِ فَاسْتَبْشَرَ الْمُسْلِمُوْنَ۔

وَ اَضَآءَ لِیْ فِی الثَّالِثَةِ قُصُوْرَ صَنْعَآءَ کَاَنَّهَا اَنْیَابُ الْکِلَابِ وَاَخْبَرَنِیْ جِبْرِیْلُ اَنَّ اُمَّتِیْ ظَاهِرَةٌ عَلَیْهَا۔

دوسری ضرب میں مجھ پر روم کے قبیلہ حمیر کے محل روشن ہوئے جیسے کتے کے کچلے چمکتے ہیں اور جبریل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میری امت اس پر غالب آئے گی تم اللہ کی مدد سے خوش ہو جاؤ تو مسلمان خوش ہو گئے۔

اور تیسری ضرب میں قصور صنعاء ایسے روشن ہوئے جیسے کتے کے کچلے چمکتے ہیں اور جبریل علیہ السلام نے بشارت دی کہ میری امت یہاں بھی غالب آئے گی۔

تو ایک شخص انصار میں سے تھا جسے معتب بن قشیر کہتے تھے اور یہ منافق تھا کہنے لگا: اَیَعِدُنَا مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) اَنْ یُّفْتَحَ لَنَا مَدَائِنُ الْیَمَنِ وَیُبْصِرُ الْمَدَائِنَ وَ قُصُوْرَ الرُّوْمِ وَاَحَدُنَا لَا یَسْتَطِیْعُ اَنْ یَّقْضِیَ حَاجَتَهٗ اِلَّا قُتِلَ هٰذَا وَاللّٰهِ الْغُرُوْرُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ۔ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم سے وعدہ تو یہ فرما رہے ہیں کہ ہمارے لئے یمن کی بستیاں اور سفید محل مدائن کے اور روم کے قصور فتح ہوں گے اور حال یہ ہے کہ ہم میں کسی کو اتنی طاقت نہیں کہ قضائے حاجت کو بھی نکل سکے کہ علی الفور قتل ہی ہو خدا کی قسم یہ محض دھوکہ اور باطل دعویٰ ہے اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی:

وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ مَّا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲﴾

ایک روایت یہ ہے کہ منافقین نے جب یہ سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیرہ اور مدائن کسریٰ کی فتوحات کی بشارت دی ہے تو وہ کہنے لگے:

اَلَا تَعْجَبُوْنَ یُحَدِّثُکُمْ وَیَعِدُکُمْ وَ یُمَنِّیْکُمُ الْبَاطِلَ اَنَّهٗ یُبْصِرُ مِنْ یَثْرِبَ قُصُوْرَ الْحِیْرَةِ وَ مَدَائِنَ کِسْرٰی وَ اَنَّهَا تُفْتَحُ لَکُمْ وَاَنْتُمْ تَحْفِرُوْنَ الْخَنْدَقَ وَلَا تَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ تَبْرُزُوْا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَوَجْهُ الْجَمْعِ عَلَی الْقَوْلِ بِاَنَّ الْقَائِلَ وَاحِدٌ وَاَنَّ الْبَاقِیْنَ رَاضِیْنَ بِذٰلِکَ وَقَابَلُوْهُ مِنْهُ۔

کیا تم یہ باتیں پسند کرتے ہو جو تم سے کی جا رہی ہیں اور تمہیں وعدے دیئے جا رہے ہیں اور تمہیں باطل طریقہ پر امیدوار بنایا جا رہا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یثرب سے قصور حیرہ اور مدائن کسریٰ دیکھ لیتے ہیں اور تمہیں بشارت دیتے

Marfat.com

ہیں کہ وہ تمہارے لئے فتح ہوں گے اور حال یہ ہے کہ تم خندق کھود کر اپنی جانیں بچا رہے ہو اور تم میں اتنی بھی طاقت نہیں کہ خندقوں سے باہر بھی نکل سکو تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور وَ اِذْ یَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ میں جو جمع کے ساتھ فرمایا گیا با آنکہ کہنے والا صرف ایک تھا جس کا نام معتب بن قشیر تھا اور یہی ایک منافق کہنے والا تھا۔ اس کی وجہ جمع کی یہ ہے کہ اگرچہ کہنے والا ایک تھا مگر تمام منافق اس کے کہنے پر خوش تھے اور اس کی بات قبول کر رہے تھے۔

اور سب منافقین استہزاء میں شریک تھے۔

وَ اِذْ قَالَتْ طَّآىِٕفَةٌ مِّنْهُمْ یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَكُمْ فَارْجِعُوْا ۚ وَ یَسْتَاْذِنُ فَرِیْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِیَّ یَقُوْلُوْنَ اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۛؕ وَ مَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۚۛ اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ﴿۱۳﴾

اور وہ واقعہ یاد فرمایئے جبکہ ایک جماعت منافقین نے کہا: اے اہل یثرب تمہارا یہاں ٹھہرنا مناسب نہیں تو تمہیں چاہیے کہ واپس جاؤ اس پر ایک جماعت نے ان سے اجازت طلب کی اور کہا ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں اور وہ غیر محفوظ نہ تھے اور ان کا ارادہ ہی اس جگہ سے بھاگنے کا تھا۔

یہ جماعت رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول کی تھی کما قال السدی۔

اور بقول مقاتل رحمہ اللہ یہ قبیلہ بنوسلمہ تھا۔

ایک قول ہے اوس بن رومان تھا جو اوس بنی قیظی کے قبیلہ اور بنو حارثہ سے تھا۔

آیہ کریمہ میں منہم کی ضمیر منافقین کی طرف ہے۔

اور یٰۤاَهْلَ یَثْرِبَ کہنے والے منافق تھے اور یہ نام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے قبل مدینہ منورہ کا تھا بقول ابوعیسیٰ رحمہ اللہ یثرب کے کنارہ ایک بقعہ تھا اسے یثرب کہا جاتا تھا۔

وَ قِیْلَ اِسْمُ اَرْضِهَا وَ هُوَ عَلَیْهَا مَمْنُوْعٌ وَلَا یَنْبَغِیْ تَسْمِیَةُ الْمَدِیْنَةِ بِذٰلِکَ۔ ایک قول ہے کہ مدینہ کی زمین کو یثرب کہا جاتا تھا اور اب اسے یثرب کہنا ممنوع ہے اور وہ مسلمان کو چاہئے بھی نہیں کہ مدینہ پاک کو یثرب کہے۔ چنانچہ

احمد اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمَّى الْمَدِیْنَةَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ تَعَالٰى هِیَ طَابَةٌ هِیَ طَابَةٌ هِیَ طَابَةٌ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہئے کہ استغفار کرے یہ مدینہ طابہ ہے یہ مدینہ طابہ ہے یہ مدینہ طابہ ہے۔

اور ابن مردویہ ابن عباس سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا تَدْعُوْنَهَا یَثْرِبَ فَاِنَّهَا طِیْبَةٌ یَعْنِی الْمَدِیْنَةَ وَ مَنْ قَالَ یَثْرِبَ فَلْیَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ تَعَالٰى ثَلَاثَ مَرَّاتٍ هِیَ طِیْبَةٌ هِیَ طِیْبَةٌ هِیَ طِیْبَةٌ۔ اسے یثرب کہہ کر نہ پکارو اس لئے کہ وہ طیبہ ہے یعنی مدینہ اور جو اس مدینہ کو یثرب کہے اسے چاہئے کہ تین بار استغفار کرے وہ طیبہ ہے وہ طیبہ ہے وہ طیبہ ہے۔

وَ فِی الْحَوَاشِی الْخَفَاجِیِّ اِنَّ تَسْمِیَتَهَا بِهٖ مَکْرُوْهَةٌ کَرَاهَةً تَنْزِیْهِیَّةً۔ حواشی خفاجی میں ہے کہ مدینہ پاک کو یثرب کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔

وَ ذُکِرَ فِیْ وَجْهِ ذٰلِکَ اِنَّ هٰذَا الْاِسْمَ یُشْعِرُ بِالتَّثْرِیْبِ وَ هُوَ اللَّوْمُ وَ التَّعْیِیْرُ۔ اور اس کی وجہ یہ بتائی

Marfat.com

گئی کہ یثرب مشعر بہ تثریب ہے اور تثریب ملامت اور شرمندہ کرنے کو کہتے ہیں۔ جیسے قرآن پاک میں ارشاد ہے: لَا تَثۡرِیۡبَ عَلَیۡکُمُ الۡیَوۡمَ۔ آج کے دن تمہیں ملامت نہیں۔

علامہ راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں: اَلتَّثۡرِیۡبُ التَّقۡرِیۡعُ بِالذَّنۡبِ وَالثَّرۡبُ شَحۡمَۃٌ رَقِیۡقَۃٌ۔ تثریب گناہ کے الزام پر مستعمل ہے اور ثرب پتلی جھلی کو کہتے ہیں۔

وَ قِیۡلَ یَثۡرِبُ اِسۡمُ رَجُلٍ مِنَ الۡعَمَالِقَۃِ وَ بِہٖ سُمِّیَتِ الۡمَدِیۡنَۃُ وَکَانَ یُقَالُ لَھَا اَثۡرَبُ۔ ایک قول ہے کہ یثرب ایک شخص کا نام تھا جو قوم عمالقہ سے تھا اور اسی کے نام پر یہ نام رکھا گیا اور اسے اثرب کہتے تھے۔

اور طبرسی شریف مرتضیٰ سے ناقل ہے کہ مدینہ کے متعدد نام تھے اس میں سے یثرب، طیبہ، طابہ، دارسکینہ، جائزہ، مجبورہ، محبہ، محبوبہ، عذراء، مرحومہ، قاصمہ، منبہ بھی ہیں۔

تو منافقین نے ان ناموں میں سے یثرب پسند کیا مُخَالَفَۃً بِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ بِمَا عَلِمُوۡا مِنۡ کِرَاھَتِہٖ عَلَیۡہِ السَّلَامُ لِھٰذَا الۡاِسۡمِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مخالفت کرنے کے لئے جبکہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نام سے کراہت فرماتے ہیں۔

لَا مُقَامَ لَکُمۡ فَارۡجِعُوۡا۔ یعنی یہاں تمہیں ٹھہرنا مناسب نہیں یا۔ لَا یُمۡکِنُ لَکُمُ الۡاِقَامَۃُ۔ یا تمہارا قیام یہاں ممکن نہیں۔ لہٰذا

فَارۡجِعُوۡا اِلٰی مَنَازِلِکُمۡ بِالۡمَدِیۡنَۃِ لِیَکُوۡنَ ذٰلِکَ اَسۡلَمُ لَکُمۡ مِنَ الۡقَتۡلِ۔ اپنے گھروں میں جا کر محفوظ ہو جاؤ تاکہ قتل وغیرہ سے سلامت رہو۔

اس مشورہ سے ان کی مراد جنگ سے فرار ہونا تھا۔

وَ قِیۡلَ الۡمَعۡنٰی لَا مُقَامَ لَکُمۡ فِیۡ دِیۡنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَارۡجِعُوۡا اِلٰی مَا کُنۡتُمۡ عَلَیۡہِ مِنَ الشِّرۡکِ اَوۡ فَارۡجِعُوۡا عَمَّا بَایَعۡتُمُوۡہُ عَلَیۡہِ۔ ایک قول یہ ہے کہ لَا مُقَامَ لَکُمۡ سے یہ مراد تھی کہ تمہارا دین محمدی میں رہنا مناسب نہیں لہٰذا اپنے شرک پر لوٹ آؤ یا منحرف ہو جاؤ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت سے۔

غرضکہ منافق تو تھے ہی اتنا سہارا پا کر پلٹ گئے اور

وَ یَسۡتَاۡذِنُ فَرِیۡقٌ مِّنۡھُمۡ۔ تو ان میں کا ایک فریق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جانے کی اجازت مانگنے لگا۔ یہ اجازت مانگنے والا گروہ بقول ابن عباس اور جابر بن عبداللہ بنو حارث بن حرث کے لوگ تھے۔

اور ایک قول ہے کہ اوس بن قیظی نے ایک آدمی اول بھیجا کہ اجازت لے۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں اوس بن قیظی اور ابا عرابہ بن اوس نے سب سے پہلے اجازت طلب کی۔

وَ قِیۡلَ الۡمُسۡتَاۡذِنُ بَنُوۡحَارِثَۃَ وَ بَنُوۡ سَلۡمَۃَ اسۡتَاۡذَنُوۡہُ عَلَیۡہِ السَّلَامُ فِی الرُّجُوۡعِ مُتَمَثِّلِیۡنَ بِاَمۡرِ اُوۡلٰئِکَ الۡقَائِلِیۡنَ یَا اَھۡلَ یَثۡرِبَ۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ اجازت مانگنے والے منافقین میں سے بنوحارثہ اور بنوسلمہ تھے جو تبع بھی اپنے کو ظاہر کرتے تھے اور اجازت بھی طلب کر رہے تھے یہی وہ تھے جنہوں نے یٰۤاَھۡلَ یَثۡرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمۡ کہا تھا اور بہانہ یہ تراشا کہ

Marfat.com

اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ ۔ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں خطرہ ہے کہ چور نہ آ جائیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
وَمَا هِیَ بِعَوْرَةٍ ۔ اور حال یہ ہے (کہ یہ سب بہانہ تھا) ان کے گھر غیر محفوظ نہ تھے لیکن
اِنْ یُّرِیْدُوْنَ اِلَّا فِرَارًا ۝۱۳ ۔ وہ نہیں چاہتے تھے مگر بھاگنا۔
اَیْ هَرَبًا مِّنَ الْقِتَالِ وَ نُصْرَةِ الْمُؤْمِنِیْنَ ۔ یعنی وہ بھاگنا چاہتے تھے جہاد سے اور مومنین کی مدد سے۔ چنانچہ ان کی اندرونی کیفیت بیان فرمائی جاتی ہے۔

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَاٰتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوْا بِهَاۤ اِلَّا یَسِیْرًا ۝۱۴

اور اگر داخل ہو جائیں فوجیں مدینہ کے اطراف سے پھر ان سے فتنہ یعنی کفر چاہیں تو ضرور آ جائیں ان کے کفر میں اور اس میں دیر نہ کریں مگر تھوڑی۔

اَقْطَارِ ۔ قطر کی جمع ہے یعنی مدینہ کے کناروں سے باہر جانب سے ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ ۔ فتنہ کے معنی ضحاک قتال کرتے ہیں یعنی پھر وہ مقاتلہ مسلمانوں سے چاہیں تو لَاٰتَوْهَا فوراً وہ سب آمادہ ہو جائیں اور دیر نہ کریں مگر تھوڑی تاکہ اسلحہ وغیرہ سے چاق چوبند ہو جائیں تو آیت کریمہ کی عبارت یہ ہوئی:

وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ مِّنْ اَقْطَارِهَا وَاشْتَدَّ الْحَرْبُ الْحَقِیْقِیُّ ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ وَالْحَرْبَ لِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَسَارُوْا اِلَیْهَا وَلَمْ یَلْبَثُوْا فِیْ بُیُوْتِهِمْ لِحِفْظِهَا اِلَّا یَسِیْرًا ۔ قِیْلَ قَدْرَ مَا یَاْخُذُوْنَ سِلَاحَهُمْ ۔

یعنی اگر وہ داخل ہو جائیں مدینہ میں چاروں طرف سے اور لڑائی زور پکڑ جائے پھر ان سے قتل و قتال کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلہ کے لئے کہا جائے تو اڑ کر اس طرف جائیں اور اپنے گھروں میں نہ ٹھہریں مگر تھوڑی دیر تاکہ آلات حرب جمع کر لیں۔

اور حسین اور مجاہد اور قتادہ رحمہم اللہ فتنہ کے معنی شرک کرتے ہیں۔
ایک قول میں فتنہ کے معنی ردۃ اور کفر کی طرف پلٹنے کے ہیں۔
یَعْنِیْ وَلَوْ دُخِلَتْ عَلَیْهِمْ ثُمَّ سُئِلُوا الشِّرْکَ لَاَشْرَکُوْا وَ مَا اَخَّرُوْهُ اِلَّا یَسِیْرًا
اگر وہ ان پر داخل ہوں پھر ان سے وہ شرک طلب کریں تو یہ مشرک ہو جائیں اور تاخیر نہ کریں مگر تھوڑی تیاری کر لیں۔

وَلَقَدْ كَانُوْا عَاهَدُوا اللّٰهَ مِنْ قَبْلُ لَا یُوَلُّوْنَ الْاَدْبَارَ ؕ وَكَانَ عَهْدُ اللّٰهِ مَسْـُٔوْلًا ۝۱۵

اور بے شک وہ اس سے پہلے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے اور اللہ کا عہد پوچھا جائے گا۔
یعنی بنو حارثہ اور بنو سلمہ آج اجازت لے کر بھاگنا چاہتے ہیں یہ عہد کر چکے تھے یوم خندق سے پہلے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ان لوگوں نے لیلۃ العقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عہد کیا تھا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع کریں گے مگر آج یہ پھر منحرف ہو گئے۔ تو اس عہد کے متعلق ان سے سوال کیا جائے گا اور قیامت کے دن پوری باز پرس ہوگی۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ لَّنْ یَّنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ اِنْ فَرَرْتُمْ مِّنَ الْمَوْتِ اَوِ الْقَتْلِ وَاِذًا لَّا تُمَتَّعُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ۝۱۶

Marfat.com

اے محبوب! آپ فرمادیں کہ ہرگز تمہیں نفع نہ دے گا بھاگنا اگر تم بھاگے موت سے یا قتل سے تو ایسی صورت میں تم متمتع نہ ہو گے مگر تھوڑے۔

یعنی یہ جنگ وقتل سے بھاگنا نفع نہیں دے سکتا اور قضاوقدر الٰہی پر غالب نہیں آسکتا جسے جس حال میں مرنا ہے وہ اسی حال میں مرے گا اگر قتل ہونا مقدر ہے تو بہر حال قتل ہوگا اور اگر کسی اور صورت میں مرنا ہے بہر حال مرے گا حیلہ جوئی اور موت سے بچنے کے پہلو نکالنا اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہوسکتے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَعْصِمُکُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِکُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِکُمْ رَحْمَةً ؕ وَ لَا یَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۱۷﴾

فرمادیجئے کون ہے جو تمہیں بچالے اگر اللہ چاہے تمہارے ساتھ برائی اور کون ہے جو تکلیف دے اگر اللہ چاہے تم پر رحم فرمانا۔ نہیں پائیں گے وہ اپنے لئے اللہ کے سوا اپنا حمایتی نہ مددگار۔

مَنْ ذَا الَّذِیْ استفہام انکاری ہے یعنی کوئی نہیں اللہ کے سوا تمہارا برا بھلا کرنے والا یعنی اللہ تعالیٰ ہی تم پر سے بلا ٹال سکتا ہے اور وہی تم پر رحم فرما سکتا ہے اور اس کے سوا کوئی نہیں جو تمہاری تکلیف دفع کرسکے یا تمہیں بلا سے بچاسکے۔

قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الْمُعَوِّقِیْنَ مِنْکُمْ وَ الْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ اِلَیْنَا ۚ

اللہ خوب جانتا ہے نافرمانی کرنے والوں کو تم میں سے اور کہنے والوں کو اپنے بھائیوں سے آجاؤ ہماری طرف۔

معوقین کے معنی اَلْمُثَبِّطِیْنَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ہیں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نافرمانوں (منافقین) کو اللہ خوب جانتا ہے۔ اور

اَلْقَآئِلِیْنَ لِاِخْوَانِهِمْ۔ اپنے بھائیوں سے کہنے والوں کو جانتا ہے۔ هَلُمَّ اِلَیْنَا یَعْنِی اَقْبِلُوْا اِلَیْنَا اور قَرِّبُوْا اَنْفُسَکُمْ اِلَیْنَا۔

شان نزول آیت کریمہ

ابن سائب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت عبداللہ بن ابی اور معتب بن قشیر اور ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی جو منافقین میں سے خندقوں سے نکل کر مدینہ چلے گئے تھے۔

انہیں منافقوں نے کہا تھا: وَیْحَکَ اِجْلِسْ وَلَا تَخْرُجْ وَیَکْتُبُوْنَ اِلٰی اِخْوَانِهِمْ فِی الْعَسْکَرِ اَنِ ائْتُوْنَا فَاِنَّا نَنْتَظِرُکُمْ۔ جو ان کے پاس آیا اس سے کہا تجھ پر افسوس ہے تو کہاں جا پھنسا بیٹھ جا اور گھر سے باہر نہ نکل۔ اور انہوں نے اپنی برادری کے لوگوں کو لکھ کر بھیجا جو لشکر میں تھے کہ آجاؤ ہمارے پاس ہم تمہارے منتظر ہیں۔ ایک قول ہے کہ

هٰٓؤُلَاءِ الْیَهُوْدُ کَانُوْا یَقُوْلُوْنَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ تَعَالَوْا اِلَیْنَا وَ کُوْنُوْا مَعَنَا۔ یہ لوگ یہودی تھے جو اہل مدینہ میں سے انہیں کہتے تھے کہ ہماری طرف آجاؤ اور ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ اس لئے کہ وہ ان کے نفاق کو جانتے تھے۔

اور معوقین سے مراد وہی ہیں جو صفت نفاق میں مشترک تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کفر کرنا پسند کرتے تھے۔ اور هَلُمَّ کا معنی اَقْبِلُوْا اِلَیْنَا ہے۔

وَلَا یَاْتُوْنَ الْبَاْسَ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۱۸﴾ۙ۔ اور نہیں آئیں گے وہ حرب وقتال میں مگر تھوڑے۔

Marfat.com

یعنی اس جماعت کے لوگ نہیں آئیں گے مگر دکھاوے کے لئے تھوڑے آ جائیں گے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور سمجھیں کہ یہ بھی آئے ہوئے ہیں۔

اَشِحَّةً عَلَیۡکُمۡ ۔ بخل کرنے والا تمہارے اوپر۔

اشحہ جمع ہے شحیح کی یہ خلاف قیاس بروزن فعیل ہے۔ تنگ نظر کے معنی میں آتا ہے۔ جیسے ضنین و اضنّا اور خلیل و اخلّاء۔

فَاِذَا جَآءَ الۡخَوۡفُ رَاَیۡتَهُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ تَدُوۡرُ اَعۡیُنُهُمۡ کَالَّذِیۡ یُغۡشٰی عَلَیۡهِ مِنَ الۡمَوۡتِ ۚ

تو جب دشمن کا خوف آتا ہے اور توقع ہوتی ہے کہ اہل مدینہ کا استیصال ہو جائے گا تو دیکھو گے انہیں کہ آنکھیں پھر رہی ہیں شدت خوف سے گویا کہ ان پر موت چھائی ہوئی ہے۔

اس کی عبارت یہ ہے: اَیۡ یَنۡظُرُوۡنَ نَظَرًا کَائِنًا کَنَظَرِ الۡمَغۡشِیِّ عَلَیۡهِ مِنۡ مُعَالَجَةِ سَکَرَاتِ الۡمَوۡتِ حَذَرًا وَّ خَوۡفًا۔ یعنی وہ دیکھنے لگتے ہیں نشہ والی آنکھ سے جبکہ نشہ میں مخمور ہو سکرات موت میں ڈرتے ہوئے اور خوفزدہ حالت میں۔

وَ قِیۡلَ مَعۡنَی الۡاٰیَةِ اِذَا جَاءَ الۡخَوۡفُ مِنَ الۡقِتَالِ وَ ظَهَرَ الۡمُسۡلِمُوۡنَ عَلٰی اَعۡدَآئِهِمۡ رَاَیۡتَهُمۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَیۡکَ تَدُوۡرُ اَعۡیُنُهُمۡ فِیۡ رُؤۡیَتِهِمۡ وَ تَجُوۡلُ وَتَضۡطَرِبُ رِجَاءَ اَنۡ یَّلُوۡحَ مِنۡهُمۡ مَضۡرَبٌ لِاَنَّهُمۡ یَحۡضُرُوۡنَ عَلٰی نِیَّةِ شَرٍّ لَاعَلٰی نِیَّةِ خَیۡرٍ۔

مگر پہلا قول ظاہر آیت سے منطبق ہے۔

فَاِذَا ذَهَبَ الۡخَوۡفُ سَلَقُوۡکُمۡ بِاَلۡسِنَةٍ حِدَادٍ اَشِحَّةً عَلَی الۡخَیۡرِ ؕ اُولٰٓئِکَ لَمۡ یُؤۡمِنُوۡا فَاَحۡبَطَ اللّٰهُ اَعۡمَالَهُمۡ ؕ وَکَانَ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیۡرًا ⑲

تو جب وہ خوف جاتا رہے تو طعنہ زنی کرتے ہوئے زبان درازی کرتے ہیں اور بخل کے ساتھ مال غنیمت کے حریص بنتے ہیں یہ لوگ وہ ہیں جو ہرگز ایمان نہیں لائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا کفر ظاہر فرما کر ان کے سب عمل ضائع کر دیئے اور احباط عمل اس کے لئے آسان ہے کہ وہ بے نیاز ہے۔

سَلَقُوۡکُمۡ کے معنی اٰذَوۡکُمۡ بِالۡکَلَامِ وَ خَاصَمُوۡکُمۡ تمہیں گفتگو سے اذیت دیتے اور جھگڑتے ہیں۔

فراء اور قتادہ کہتے ہیں: بَسَطُوۡا اَلۡسِنَتَهُمۡ فِیۡکُمۡ وَقۡتَ قِسۡمَةِ الۡغَنِیۡمَةِ یَقُوۡلُوۡنَ اَعۡطُوۡنَا اَعۡطُوۡنَا فَلَسۡتُمۡ اَحَقُّ بِهَا مِنَّا۔ زبان پھیلا کر مال غنیمت تقسیم ہوتے وقت بولتے ہیں ہمیں دو ہمیں دو اس لئے کہ تم ہم سے زیادہ حقدار نہیں۔

وَ قَالَ یَزِیۡدُ بۡنُ رُوۡمَانَ بَسَطُوۡا اَلۡسِنَتَهُمۡ فِیۡ اَذَاکُمۡ وَ سَبِّکُمۡ وَ تَنۡقِیۡصِ مَا اَنۡتُمۡ عَلَیۡهِ مِنَ الدِّیۡنِ۔

یزید بن رومان کہتے ہیں مسلمانوں کی اذیت کے لئے زبان کھولتے اور برا کہتے ہیں اور ان کے دین کی تنقیص کرتے ہیں۔

وَ قَالَ بَعۡضُ الۡاَجِلَّةِ اَصۡلُ السَّلۡقِ بَسۡطُ الۡعُضۡوِ سَوَاءٌ کَانَ یَدًا اَوۡلِسَانًا فَسَلۡقُ اللِّسَانِ بِاِعۡلَانِ الطَّعۡنِ وَالذَّمِّ۔ بعض اجلہ نے کہا اصل میں سلق عضو کھولنا ہے عام اس سے کہ وہ ہاتھ ہو یا لسان تو سلق اللسان طعن اور برائی کرنا ہے۔

Marfat.com

ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی معنی کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: اَلسَّلْقُ فِی الْاٰیَةِ الطَّعْنُ بِاللِّسَانِ سلق جو آیت میں ہے وہ زبان سے طعن کرنا ہے۔

اور اشحۃ کے معنی اَیْ بُخَلَاءَ حَرِیْصِیْنَ عَلٰی مَالِ الْغَنَائِمِ۔

چنانچہ ان کی بدخصلت ظاہر فرما کر فیصلہ فرما دیا۔

اُولٰٓئِكَ لَمْ یُؤْمِنُوْا۔ یہ لوگ ہرگز ایمان نہیں لائے اس لئے کہ فَاِنَّهُمْ مُّنَافِقُوْنَ وہ منافق ہیں ظاہری ایماندار بنتے ہیں اور دل میں کفر دبائے ہوئے ہیں۔

فَاَحْبَطَ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ ؕ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کی باطل پرستی ظاہر فرما کر ان کے سب عمل حبط کر دیئے اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے آسان ہے اس لئے کہ وہ بے نیاز ہے۔

یَحْسَبُوْنَ الْاَحْزَابَ لَمْ یَذْهَبُوْا ۚ وَاِنْ یَّاْتِ الْاَحْزَابُ یَوَدُّوْا لَوْ اَنَّهُمْ بَادُوْنَ فِی الْاَعْرَابِ یَسْاَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ ؕ وَلَوْ كَانُوْا فِیْكُمْ مَّا قٰتَلُوْۤا اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۲۰﴾

گمان کرتے ہیں کہ دشمن کے لشکر نہیں گئے حالانکہ وہ چلے بھی گئے اور اگر دشمن کے لشکر پھر آموجود ہوں تو یہ لوگ اسی کو پسند کریں گے کہ کاش کسی طرف کو جنگل میں نکل جائیں اور بستیوں میں رہیں اور وہاں سے ان کے جانبازوں کی خبر معلوم کریں اور اگر کسی مجبوری سے انہیں تم میں رہنا بھی پڑے تو دشمن سے نہ لڑیں مگر تھوڑی چھدا اتارنے کو تھوڑی دیر۔

اس آیت کریمہ میں ان کی بزدلی ظاہر کی گئی ہے کہ جب تک لڑائی رہی اپنے نفاق اور بزدلی کے سبب بھاگوں بھاگ کرتے رہے اور جب دیکھا کہ مسلمان فتحیاب ہوگئے تو مال غنیمت میں اپنا حق جتانے کے لئے جل کٹی باتیں بنانے لگے کہ تم نے ایسا کون سا کارنمایاں کیا ہے جو ہم نے نہیں کیا ہم نہ ہوتے تو تم فتحیاب ہی نہ ہوسکتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ؕ﴿۲۱﴾

بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں بہترین نمونہ ہے اس آدمی کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور قیامت کے دن کی ملاقات کا یقین رکھتا ہو اور اللہ کو بہت زیادہ یاد کرے

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ؕ﴿۲۲﴾

اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو پکار اٹھے یہ وہی ہے جو وعدہ دیا تھا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے اور ان کا ایمان اور فرمانبرداری اور زیادہ بڑھ گئی

مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ وَ مِنْهُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ ۖ٘ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا ۙ﴿۲۳﴾

مومنوں میں سے کچھ مرد ایسے ہیں کہ انہوں نے سچ کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے عہد کیا تھا تو بعض ان میں سے وہ ہیں جو اپنا کام پورا کر چکے اور بعض ان میں سے انتظار میں ہیں اور انہوں نے اپنے ارادہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی

Marfat.com

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَ يُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿۲۴﴾

تا کہ اللہ سچے لوگوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور سزا دے منافقوں کو اگر چاہے یا ان کی توبہ قبول فرمائے بے شک اللہ ہے بخشنے والا مہربان

وَ رَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ؕ وَ كَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ۚ﴿۲۵﴾

اور اللہ نے کافروں کو واپس کر دیا کہ وہ اپنا غصہ نہ نکال سکے اور نہ انہیں کوئی بھلائی ملی اور اللہ نے مومنوں کو لڑائی سے بچالیا اور ہے اللہ طاقتور غالب

وَ اَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَ قَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَ تَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ۚ﴿۲۶﴾

اور اہل کتاب کے ان آدمیوں کو ان کے قلعوں سے اتار لایا جنہوں نے کافروں کی مدد کی تھی اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا تم کچھ لوگوں کو قتل کرتے تھے اور کچھ لوگوں کو قید کرتے تھے

وَ اَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَ دِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَ اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

اور تمہیں ان کی زمینوں اور گھروں اور مالوں کا وارث بنا دیا اور ان زمینوں کا بھی جن پر تمہارے قدم نہ لگے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے

حل لغات تیسرا رکوع-سورۃ احزاب-پ ۲۱

	لَقَدْ۔بے شک	كَانَ۔ہے	لَكُمْ۔تمہارے لئے
فِيْ۔بیچ	رَسُوْلِ۔رسول	اللّٰهِ۔اللہ کے	اُسْوَةٌ۔نمونہ
حَسَنَةٌ۔اچھا	لِّمَنْ۔اس کے لئے جو	كَانَ۔ہے	يَرْجُوا۔امید رکھتا
اللّٰهَ۔اللہ کی	وَ۔اور	الْيَوْمَ۔دن	الْاٰخِرَ۔آخرت کی
وَ۔اور	ذَكَرَ۔یاد کرے	اللّٰهَ۔اللہ کو	كَثِيْرًا۔بہت
وَ۔اور	لَمَّا۔جب	رَاَ۔دیکھا	الْمُؤْمِنُوْنَ۔مومنوں نے
الْاَحْزَابَ۔لشکروں کو	قَالُوْا۔بول اٹھے	هٰذَا۔یہ	مَا۔وہ ہے جو
وَعَدَ۔وعدہ دیا	نَا۔ہم کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور
رَسُوْلُهٗ۔اس کے رسول نے	وَ۔اور	صَدَقَ۔سچ کہا	اللّٰهُ۔اللہ نے
وَ۔اور	رَسُوْلُهٗ۔اس کے رسول نے	وَ۔اور	مَا۔نہ
زَادَ۔زیادہ ہوا	هُمْ۔ان کو	اِلَّا۔مگر	اِيْمَانًا۔ایمان
وَ۔اور	تَسْلِيْمًا۔فرمانبرداری	مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں میں سے کچھ	
رِجَالٌ۔مرد ہیں جنہوں نے	صَدَقُوْا۔سچ کر دکھایا	مَا۔جو	عَاهَدُوا۔عہد کیا تھا انہوں نے
اللّٰهَ۔اللہ سے	عَلَيْهِ۔اس کا	فَمِنْهُمْ۔تو بعض ان سے	مَّنْ۔وہ ہیں جو

Marfat.com

قَضٰی۔ پورا کر چکے	نَحْبَهٗ۔ اپنا کام	وَ۔ اور	مِنْهُمْ۔ بعض ان سے
مَّنْ۔ وہ ہیں جو	یَّنْتَظِرُ۔ منتظر ہیں	وَ۔ اور	مَا۔ نہ
بَدَّلُوْا۔ تبدیل کیا انہوں نے	تَبْدِیْلًا۔ کوئی تبدیلی	لِّیَجْزِیَ۔ تاکہ بدلہ دے	اللّٰهُ۔ اللہ
الصّٰدِقِیْنَ۔ سچوں کو	بِصِدْقِهِمْ۔ ان کے سچ کا	وَ۔ اور	یُعَذِّبَ۔ سزا دے
الْمُنٰفِقِیْنَ۔ منافقوں کو	اِنْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہے	اَوْ۔ اور
یَتُوْبَ۔ توبہ قبول کرے	عَلَیْهِمْ۔ ان کی	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
كَانَ۔ ہے	غَفُوْرًا۔ بخشنے والا	رَّحِیْمًا۔ مہربان	وَ۔ اور
رَدَّ۔ لوٹا دیا	اللّٰهُ۔ اللہ نے	الَّذِیْنَ۔ ان کو	كَفَرُوْا۔ جو کافر ہیں
بِغَیْظِهِمْ۔ ان کے غصے کے ساتھ	لَمْ۔ نہ	یَنَالُوْا۔ پائی انہوں نے	خَیْرًا۔ کوئی بھلائی
وَ۔ اور	كَفَى۔ کفایت کی	اللّٰهُ۔ اللہ نے	الْمُؤْمِنِیْنَ۔ مومنوں سے
الْقِتَالَ۔ لڑائی کی	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
قَوِیًّا۔ طاقت ور	عَزِیْزًا۔ غالب	وَ۔ اور	اَنْزَلَ۔ اتارا
الَّذِیْنَ۔ ان کو جنہوں نے	ظَاهَرُوْ۔ مدد کی	هُمْ۔ ان کی	مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ۔ اہل
کتاب میں سے	مِنْ صَیَاصِیْهِمْ۔ ان کے قلعوں سے		وَ۔ اور
قَذَفَ۔ ڈالا	فِیْ۔ بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ ان کے دلوں کے	الرُّعْبَ۔ رعب
فَرِیْقًا۔ ایک گروہ کو	تَقْتُلُوْنَ۔ تم قتل کرتے تھے	وَ۔ اور	تَاْسِرُوْنَ۔ قید کرتے تھے
فَرِیْقًا۔ ایک گروہ کو	وَ۔ اور	اَوْرَثَكُمْ۔ وارث بنایا تم کو	اَرْضَهُمْ۔ ان کی زمین کا
وَ۔ اور	دِیَارَ۔ گھروں	هُمْ۔ ان کے کا	وَ۔ اور
اَمْوَالَهُمْ۔ ان کے مالوں کا	وَ۔ اور	اَرْضًا۔ اس زمین کا کہ	لَّمْ۔ نہ
تَطَئُوْ۔ روندا تم نے	هَا۔ اس کو	وَ۔ اور	كَانَ۔ ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	عَلٰی۔ اوپر	كُلِّ۔ ہر	شَیْءٍ۔ چیز کے
قَدِیْرًا۔ قادر			

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ احزاب۔ پ ۲۱

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُوا اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِیْرًا ﴿۲۱﴾

بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں تمام اچھے خصائل ہیں اس کے لئے جو اللہ کے حضور حاضری کا امیدوار ہو اور قیامت کے دن کا یقین رکھے اور اللہ کی یاد کثرت سے کرے۔

آیۂ کریمہ میں اتباع مصطفیٰ کی تعلیم ہے چنانچہ فرمایا کہ دین حقہ کی اعانت اسی میں ہے کہ ہمارے رسول کی اداؤں پر مٹ جاؤ اور ان کی تعلیم پر پوری طرح کاربند رہو اور ان کی اتباع میں کوتاہی نہ کرو ان کا ساتھ نہ چھوڑو مصائب پر صبر کرو

Marfat.com

ہمارے حبیب کے طریقوں پر چلو اور ہر موقع پر اللہ عزوجل کا ذکر کرو خوشی کا موقع ہو یا غمی کا، تنگی میں ہو یا فراخی میں، اس کی یاد سے غافل نہ ہو۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا ﴿۲۲﴾

اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے تو بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے ان کا اس سے ایمان بھی بڑھا اور تسلیم و رضا پر قائم رہے۔

یعنی جب صحابہ کرام پر مشرکین و منافقین کے لشکر چڑھے تو صحیح الایمان لوگوں کے ایمان اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئے اور کہنے لگے یہ اللہ اور اس کے رسول کے وعدہ کے مطابق سختی آئی جیسا کہ فرمایا تھا کہ کچھ بلا آئے تو صبر کرنا دشمن کے لشکر تم پر ٹوٹ پڑیں تو اللہ کا ذکر کرنا انجام کار تم ہی فتح یاب ہو گے۔

تو اللہ کا وعدہ سچا ہوا اب فتح یابی ہماری ہونی ہے کیونکہ اس کے بعد وعدہ ہے کہ تمہاری مدد کی جائے گی جیسا کہ ارشاد ہے:

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ۔

یہ وہ پیش گوئی تھی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دس یوم پہلے کی تھی چنانچہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو فرمایا تھا کہ نو یا دس راتوں میں تم پر دشمن لشکر لے کر آئے گا اس وقت تمہیں ثابت قدم رہنا ہوگا تو صحابہ نے دیکھا کہ اس مدت میں دشمن کا لشکر آ چڑھا تو سب بولے کہ

هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ یہ وہ ہے جس کا ہمیں وعدہ اللہ اور اس کے رسول نے دیا۔

وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ۔ اور بے شک اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔ یعنی جو اس کے وعدے ہیں سب سچے ہیں اور سب یقیناً پورے ہوں گے۔ اب دشمن تو آ گیا اب ہماری مدد بھی ہوگی اور ہم ضرور دشمن پر فتح یاب ہوں گے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

مومنین میں سے کچھ وہ مرد ہیں جنہوں نے سچا کر دیا جو عہد انہوں نے اللہ سے کیا تھا تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی منتظر ہے اور وہ ذرہ بھر نہیں بدلے۔

جو لوگ اپنا وعدہ پورا کر چکے یہ حضرت عثمان غنی، حضرت طلحہ، حضرت علی حضرت سعید بن زید حضرت حمزہ سید الشہداء حضرت مصعب وغیرہ ہیں رضوان اللہ علیہم اجمعین۔

انہوں نے نذر مانی تھی کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جہاد کا موقع ملے گا تو ثابت قدم رہیں گے حتیٰ کہ شہید ہو جائیں گے اور پیچھے نہ پلٹیں گے۔ ان کی شان میں ارشاد ہے: فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔

نَحْبَ۔ عربی میں نذر و منت کو کہتے ہیں۔ یعنی انسان کا اپنے اوپر کسی عمل کو واجب کر لینا۔

تو یہ لوگ جہاد پر ثابت قدم رہے حتیٰ کہ بعض ان میں سے شہید بھی ہو گئے جیسے حمزہ اور مصعب رضی اللہ عنہما اور وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ سے مراد وہ ہیں جو ابھی منتظر شہادت ہیں جیسے حضرت عثمان حضرت علی حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم۔

اور یہ ذرہ بھر نہ بدلے بلکہ اپنے عہد پر ویسے ہی ثابت قدم رہے گویا شہید ہو جانے والے اور شہادت کا انتظار کرنے والے دونوں محبوبان حق سے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں منافقین پر اور جو مریض القلب لوگ تھے ان پر تعرض بھی ہے کہ تم اپنے عہد پر قائم نہ رہے اور اِنَّ بُیُوْتَنَا عَوْرَةٌ کا بہانہ بنا کر جنگ سے فرار ہوئے۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۲۴﴾ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا ۭ وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

تاکہ اللہ سچوں کو ان کے سچ کا صلہ دے اور منافقوں کو عذاب کرے اگر چاہے یا انہیں توبہ کی توفیق بخشے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ نے کافروں کو ان کے دلی غیظ و غضب کے ساتھ رد فرمایا حتیٰ کہ کچھ بھلائی نہ پائی اور اللہ مسلمانوں کے لئے لڑائی میں کفایت فرماتا ہے اور اللہ زبردست عزت والا ہے۔

آیۂ کریمہ وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا میں قبیلہ غطفان اور قریش کی طرف اشارہ ہے جن کا اوپر ذکر ہو چکا اور لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا میں ان کے ناکام بے نیل مرام واپس ہونے کی طرف اشارہ ہے۔

اور وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ میں اللہ تعالیٰ کی غیبی حمایت کی طرف اشارہ ہے جو ملائکہ علیہم السلام کی تکبیروں سے دشمن کے پاؤں اکھڑے اور وہ بھاگ پڑے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

اور جو ان مشرکین کی مدد کے لئے اہل کتاب میں سے آئے تھے انہیں ان کے صیاصی سے یعنی قلعوں سے اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈالا ان میں کا ایک گروہ تم نے قتل کیا اور ایک گروہ قیدی بنایا اور ہم نے تمہیں وارث بنایا ان کی زمینوں کا اور ان کے گھروں کا اور ان کے مالوں کا اور وہ زمین بھی تمہیں ملے گی جس پر تم نے ابھی قدم نہیں رکھا ہے اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ۔ سے مراد وہ اہل کتاب ہیں جو بنی قریظہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل کفار کی اعانت کو آئے اور غطفان وغیرہ انہوں نے بھی کفار کی مدد کی تھی۔

صَيَاصِيْ۔ صیصۃ کی جمع ہے اسے استعارۃً قلعے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں دراصل صیصہ کہتے ہیں اس چیز کو جس کی وجہ سے حفاظت ہو سکے۔

جیسے بیل کے سینگ اور مرغ کے پنجہ کے اوپر کے کانٹے کو صیصہ کہتے ہیں کہ ان چیزوں کے ذریعے وہ اپنی حفاظت کرتے ہیں۔

یہاں مِنْ صَيَاصِيْهِمْ فرما کر غزوۂ بنی قریظہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا یہ غزوہ آخر ذیقعدہ ۴ یا ۵ ہجری میں ہوا جب غزوۂ خندق میں راتوں رات دشمنوں کے لشکر بھاگ گئے تھے جن کا ذکر اس سے پہلے رکوع میں ہو چکا ہے۔ اسی شب کی صبح کو حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مع صحابہ علیہم رضوان مدینہ طیبہ تشریف لے آئے اور ہتھیار کھول دیئے اسی روز ظہر کے وقت حضور ﷺ سر اقدس دھو رہے تھے کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور عرض کیا: حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ نے ہتھیار کھول دیئے مگر فرشتوں نے تو چالیس روز سے ہتھیار نہیں رکھے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بنی قریظہ کی طرف جانے کا حکم فرماتا ہے۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ فوراً اعلان کر دو جو ہمارا فرمانبردار ہے وہ نماز عصر بنی قریظہ میں پہنچ کر پڑھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ اعلان کروا کر بنی قریظہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

اور مسلمان اعلان سنتے ہی بنی قریظہ کی طرف روانہ ہونے لگے حتیٰ کہ بعض نماز عشاء کے بعد پہنچے لیکن انہوں نے بہ تعمیل حکم نبوی نماز عصر ادا نہ کی تھی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تھا کہ نماز عصر بنی قریظہ میں جا کر ادا کی جائے۔

چنانچہ اس روز صحابہ علیہم رضوان میں سے اکثر نے عشاء پڑھ کر عصر ادا کی اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کی گرفت نہ کی اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باز پرس فرمائی۔

غرضکہ لشکر اسلام نے پچیس روز تک بنی قریظہ کا محاصرہ رکھا اور آخر وہ تنگ آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا۔

حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: تم میرے حکم پر قلعہ سے اترنے کے لئے آمادہ ہو یا نہیں؟ تو یہود نے انکار کیا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا قبیلہ اوس کے سردار سعد بن معاذ کے حکم پر اترو گے یا نہیں؟ تو انہوں نے اقرار کیا چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سعد بن معاذ کو ان کے بارے میں حکم دینے پر مامور فرمایا۔

حضرت سعد نے حکم دیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور عورتیں بچے قید کئے جائیں۔

مختصر یہ کہ بازار مدینہ میں خندق کھودی گئی اور ان سب کو وہاں لا کر قتل کیا گیا۔

ان لوگوں میں بنی نضیر کا سردار حیی بن اخطب اور بنی قریظہ کا سردار کعب بن اسد بھی تھا۔ ان کی کل تعداد چھ سو یا سات سو تھی۔ (مدارک، جمل)

فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿٢٦﴾ ۔ میں مقاتلین اور عورتیں اور بچے مراد ہیں جو قید کئے گئے۔

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ

میں نقد اور سامان اور مواشی مراد ہیں جو بطور غنیمت مسلمانوں کے قبضہ میں آئے۔

اور وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا سے مراد خیبر ہے جو فتح قریظہ کے بعد مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔

یا قیامت تک جو فتوحات ہوں وہ سب مراد ہیں۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ احزاب۔ پ ۲۱

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾

بے شک تمہارے لئے اللہ کے رسول میں خصلت حسنہ ہے اس کے لئے جو خوف رکھتا ہے اللہ کے حضور حاضری کا اور قیامت کے دن کا اور یاد کرتا ہو اللہ کی بہت۔

ظاہر عبارت میں مومنین مخلصین سے خطاب ہے گویا ارشاد ہے: وَاللّٰهِ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ خَصْلَةٌ

Marfat.com

حَسَنَةٌ مِنْ حَقِّهَا اَنْ يُؤْنَسَ وَ يُقْتَدٰى بِهَا كَالثُّبَاتِ فِي الْحَرْبِ وَ مُقَاسَاةِ الشَّدَآئِدِ۔ یعنی بے شک تمہارے لئے اس اللہ کے رسول میں خصائل حسنہ ہیں اور وہ مستحق ہیں اس کے کہ ان سے موانست کرو اور ان کی ہی اقتداء کرو جیسے میدان جنگ میں ثابت قدمی اور ہر قسم کی شدید تکالیف کی برداشت۔

اور یہ اتباع عام ہے تمام افعال میں جب تک اس امر کا علم نہ ہو جائے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے جیسے چار سے اوپر نکاح وغیرہ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کا اتباع صحابہ کرام اس حد تک کرتے تھے کہ عبادات نافلہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی مقدم رکھتے تھے۔

ابن ماجہ، ابن ابی حاتم حفص بن عاصم رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ قُلْتُ لِعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا رَاَيْتُكَ فِي السَّفَرِ لَا تُصَلِّيْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا فَقَالَ يَا ابْنَ اَخِيْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا وَ كَذَا فَلَمْ اَرَاهُ يُصَلِّيْ قَبْلَ الصَّلٰوةِ وَلَا بَعْدَهَا وَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

حفص بن عاصم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا حضرت میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ نے سفر میں فرض نماز سے اول اور آخر نوافل نہیں پڑھے۔

تو آپ نے فرمایا اے بھتیجے! میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں کہاں کہاں رہا تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر میں فرضوں سے اول اور آخر نوافل پڑھتے نہیں دیکھا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

اور عبدالرزاق اپنی مصنف میں قتادہ سے راوی ہیں قَالَ هَمَّ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنْ يَنْهٰى عَنِ الْحَبِرَةِ فَقَالَ رَجُلٌ اَلَيْسَ قَدْ رَاَيْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا قَالَ عُمَرُ بَلٰى قَالَ الرَّجُلُ اَلَمْ يَقُلِ اللّٰهُ تَعَالٰى لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فَتَرَكَ ذٰلِكَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

فرماتے ہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حبرہ لباس کی ممانعت فرمانے کا ارادہ کیا تو ایک شخص بولے کیا آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حبرہ پہنتے نہیں دیکھا حضرت عمر نے فرمایا ہاں بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پہنا ہے تو وہ آدمی کہنے لگا کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ یہ سن کر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے منع کا ارادہ ترک فرما دیا۔

لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ

یہ اس کے لئے ہے جو اپنے دل میں اللہ تعالیٰ سے امید ثواب رکھتا ہے اور قیامت کو حق جانتا ہے۔

صاحب فرائد فرماتے ہیں: يُمْكِنُ اَنْ يَّكُوْنَ التَّقْدِيْرُ يَرْجُوْا رَحْمَةَ اللّٰهِ اَوْ رِضَا اللّٰهِ وَ ثَوَابَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ۔ اس کے معنی ممکن ہیں یہ ہوں جو امیدوار رحمت الٰہی اور رضا کا ہو اور ثواب یوم آخرت کا امیدوار ہو۔

وَالظَّاهِرُ اِنَّ الرِّجَآءَ عَلٰى هٰذَا بِمَعْنَى الْخَوْفِ۔ اور ظاہر معنی یہ ہیں کہ رجا بمعنی خوف ہو۔

Marfat.com

وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ﴿٢١﴾۔ اور اللہ کی یاد کثرت سے کرے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ ذِكْرَ اللّٰهِ تَعَالٰى الْمُعْتَبَرَ شَرْعًا مَا يَكُوْنُ فِيْ ضِمْنِ جُمْلَةٍ مُّفِيْدَةٍ - كَسُبْحَانَ اللّٰهِ - وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر اس حال میں معتبر ہے جبکہ مفید جملوں میں کیا جائے جیسے سُبْحَانَ اللّٰهِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ اور لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ یا مثل اس کے۔

وَ اِنَّهُمْ قَدْ اَجْمَعُوْا عَلٰى اَنَّ الذِّكْرَ الْمُتَعَبَّدَ بِمَعْنَاهُ لَايُثَابُ صَاحِبُهٗ مَا لَمْ يَسْتَحْضِرْ مَعْنَاهُ فَالْمُتَلَفِّظُ بِنَحْوِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِذَا كَانَ غَافِلًا عَنِ الْمَعْنٰى غَيْرُ مُلَاحِظٍ لَّهٗ وَ مُسْتَحْضِرًا اِيَّاهُ لَايُثَابُ اِجْمَاعًا - وَالنَّاسُ عَنْ هٰذَا غَافِلُوْنَ۔

اور اس پر اجماع ہے کہ ذکر جب تک اس کے معنی نہ سمجھے ذاکر کو اس کا ثواب نہیں ملتا مثلاً سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کہنے والا اگر معنی سے غافل ہے تو اسے اجماعاً ثواب نہیں ملتا۔

اور عوام اس سے غافل ہیں۔

وَلَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ ۙ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَصَدَقَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ ۫ وَمَا زَادَهُمْ اِلَّآ اِيْمَانًا وَّتَسْلِيْمًا۔ اور جب دیکھا ایمان والوں نے لشکروں کو بولے یہ ہے وہ جس کا وعدہ ہم سے اللہ اور اس کے رسول نے فرمایا تھا اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے اور نہ بڑھا انہیں مگر ایمان وتسلیم۔

یہ ایمان والوں کی شان رضا وتسلیم تھی جو قرآن پاک میں سورۃ بقرہ میں ارشاد ہوئی: اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَلَمَّا يَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ ۭ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَالضَّرَّآءُ۔ یہ پیش گوئی اس واقعہ سے قبل فرمائی گئی۔

اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کافر تمہارا نرغہ کریں گے اور تمہیں ان سے مقابلہ کرنا پڑے گا اور جنگ کی تکالیف برداشت کرنی ہوں گی اس سے گھبرانا نہیں اس لئے کہ انجام کار خدا تمہیں فتح دے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور سچے مسلمان اس پر مطمئن تھے۔

اور بحر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَصْحَابِهٖ اِنَّ الْاَحْزَابَ سَائِرُوْنَ اِلَيْكُمْ تِسْعًا اَوْ عَشْرًا اَىْ فِىْ آخِرِ تِسْعِ لَيَالٍ اَوْ عَشْرٍ اَىْ مِنْ وَقْتِ الْاِخْبَارِ اَوْ مِنْ غُرَّةِ الشَّهْرِ فَلَمَّا رَاَوْهُمْ قَدْ اَقْبَلُوا الْمِيْعَادَ قَالُوْا ذٰلِكَ فَمُرَادُهُمْ بِذٰلِكَ مَا وَعَدَ بِهٰذَا الْخَبَرِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب کو مطلع فرما دیا تھا کہ لشکر دشمن کے تمہیں گھیر لیں گے نو یا دس تک یعنی یہ خبر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مہینہ کی پہلی تاریخ دی اور فی الواقع دشمن نو دس تاریخ میں مدینہ پر آ گیا تو صحابہ نے یہ دیکھ کر کہا کہ یہ بموجب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیش گوئی کے ظہور ہوا اس سے ثابت ہو گیا کہ اللہ اور اس کا رسول صادق الوعد ہے تو اس اطلاع کو دیکھ کر صحابہ کا ایمان صبر ورضا بڑھ گیا۔

اس سے بعض نے استدلال کیا کہ ایمان کم زیادہ ہوتا ہے لیکن یہ صحیح نہیں اور ایمان گھٹنے بڑھنے کے جو منکر ہیں وہ کہتے ہیں:

اِنَّ الزِّيَادَةَ فِىْ مَا يُؤْمَنُ بِهٖ لَا فِىْ نَفْسِ الْاِيْمَانِ وَالْبَحْثُ فِىْ ذٰلِكَ مَشْهُوْرٌ وَ فِىْ كُتُبِ عِلْمِ

Marfat.com

الْكَلَامِ عَلٰى وَجْهِ الْبَسْطِ مَسْطُوْرٌ۔

زیادتی اس میں ہوتی ہے جس پر ایمان لایا جائے نہ کہ نفس ایمان میں اور اس مبحث پر کتب علم الکلام میں بسیط بحث مسطور ہے۔ اور اہل سنت وجماعت ارباب احناف کا یہی عقیدہ ہے۔

مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ ۚ

ایمان والوں میں سے بعض آدمی وہ ہیں کہ انہوں نے جو اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا اس میں سچے نکلے۔

یعنی عہد کے مطابق پورے اترے اور شہید ہو گئے جس کا تذکرہ آگے ہے:

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ ۖ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا ﴿۲۳﴾

اور ان میں سے بعض وہ تھے کہ جنہوں نے اپنی منت پوری کر دی اور شہید ہو گئے۔ اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو شہادت کے منتظر ہیں اور وہ اپنے عہد میں ذرہ بھر نہیں بدلے۔

آگے اس جنگ کی وجہ بیان فرمائی گئی:

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۚ﴿۲۴﴾

(یہ لڑائی اس لئے پیش آئی) کہ خدا سچے مسلمانوں کو ان کے سچ کا بدلہ دے اور منافقوں کو چاہے سزا دے یا چاہے ان کو توبہ کی توفیق دے اور وہ توبہ کریں اور اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کر لے بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آگے انجام جنگ کا بیان ہے:

وَاَنْزَلَ الَّذِيْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَيَاصِيْهِمْ وَقَذَفَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِيْقًا ﴿۲۶﴾ وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿۲۷﴾

اور اہل کتاب سے جو لوگ (یعنی یہودی) مشرکین کے مددگار ہوئے تھے خدا نے انہیں ان کی گڑھیوں سے نیچے اتار دیا اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب اور دھاک بٹھا دی کہ تم بے دھڑک ان کے بعض کو قتل کرو اور بعض کو قیدی بناؤ اور ان کی زمین اور ان کے گھروں اور ان کے مالوں کا اور نیز اس سرزمین کا جس میں تم نے ابھی قدم تک نہ رکھے (یعنی خیبر) تمہیں مالک کر دیا اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

نَحْبَهٗ اور نَحْبٌ بقول امام راغب رحمہ اللہ اَلنَّذْرُ الْمَحْكُوْمُ بِوُجُوْبِهٖ ہے یعنی ایسی نذر جو اپنے ذمہ واجب کر لی جائے۔ محاورہ میں بولتے ہیں: فُلَانٌ نَحَبَهٗ اَیْ وَفٰی بِنَذْرِهٖ۔ فلاں نے نحب کر دیا یعنی اپنی نذر پوری کر دی۔

صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ کا شان نزول

امام احمد اور مسلم اور ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں: قَالَ غَابَ عَمِّیْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ عَنْ بَدْرٍ فَشَقَّ عَلَيْهِ وَقَالَ اَوَّلُ مَشْهَدٍ شَهِدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غِبْتُ عَنْهُ لَئِنْ اَرَانِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی مَشْهَدًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا بَعْدُ لَيَرَيَنَّ اللّٰهُ تَعَالٰی مَا اَصْنَعُ

Marfat.com

فَشَهِدَ يَوْمَ اُحُدٍ فَاسْتَقْبَلَهُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَالَ يَا اَبَا عَمْرٍو اَيْنَ قَالَ وَاهًا لِرِيحِ الْجَنَّةِ اَجِدُهَا دُوْنَ اُحُدٍ فَقَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ فَوُجِدَ فِيْ جَسَدِهٖ بِضْعٌ وَ ثَمَانُوْنَ مِنْ ضَرْبَةٍ وَّ طَعْنَةٍ وَ رَمْيَةٍ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ میرے چچا انس بن نضر بدر سے رہ گئے تو ان پر یہ غیر حاضری بہت شاق گزری اور فرمایا پہلا میدان جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شریک تھے اس سے میں علیحدہ رہا اب اگر اللہ نے کوئی میدان دکھایا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت ہو اس کے بعد تو میں دکھادوں گا کہ کیا کرتا ہوں تو احد کا معرکہ جب ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ بھی شریک ہوئے تو سعد بن معاذ نے آپ کو دیکھ کر فرمایا اے ابا عمرو کہاں آ گئے تو آپ نے فرمایا آہا میں احد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔اور پھر میدان احد میں آپ نے مشرکین سے مقاتلہ فرمایا حتیٰ کہ شہید ہو گئے تو آپ کے جسم پر چند اوپر اسی زخم تھے تلوار، نیزے اور تیر کے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ۔

اور تفسیر کشاف میں یوں ہے: نَذَرَ رِجَالٌ مِّنَ الصَّحَابَةِ اَنَّهُمْ اِذَا لَقُوْا حَرْبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَبَتُوْا وَقَاتَلُوْا حَتّٰى يُسْتَشْهَدُوْا اَىْ نَذَرُوا الثَّبَاتَ التَّامَّ وَ الْقِتَالَ الَّذِىْ يُفْضِىْ بِحَسْبِ الْعَادَةِ اِلَى نَيْلِ الشَّهَادَةِ وَ هُمْ عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ وَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ وَ سَعِيْدُ بْنُ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ وَ حَمْزَةُ وَ مُصْعَبُ بْنُ عُمَيْرٍ وَ غَيْرُهُمْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

صحابہ کرام میں سے چند لوگوں نے منت مانی کہ اگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں کسی جنگ میں گئے تو ثابت قدمی کے ساتھ دشمن سے مقاتلہ کریں گے یہاں تک کہ شہید ہو جائیں گے یہ نذر ماننے والے حضرت عثمان بن عفان اور طلحہ بن عبید اللہ اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل اور حمزہ سید الشہداء اور مصعب بن عمیر وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے۔

اور بقول کلبی رحمہ اللہ یہ نذر ماننے والے وہ ستر بیعت عقبہ کرنے والے اصحاب تھے۔

اور صَدَقُوْا کے معنی اَتَوْا بِالصِّدْقِ کے ہیں یعنی سچائی اور صداقت ایمان کے ساتھ جنہوں نے شرکت کی اور۔

فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ سے دو جماعتیں مراد ہیں ایک وہ جو بموجب نذر میدان میں شہید ہو گئے اور دوسرے وہ جو میدان میں لڑے اور شہادت کی آرزو میں گھمسان کرتے رہے اور شہید نہیں ہوئے۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن عساکر اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَتْ دَخَلَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا طَلْحَةُ اَنْتَ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے طلحہ! تم ان میں سے ہو جنہوں نے اپنا عہد پورا کر دیا۔

اور ترمذی رحمہ اللہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے راوی ہے: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ طَلْحَةُ مِمَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ۔ طلحہ وہ ہیں جنہوں نے اپنی نذر پوری کر دی۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے تھے: ذَاكَ امْرُؤٌ نَزَلَ فِيْهِ كِتَابُ اللّٰهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ

مَّنْ یَّنْتَظِرُ۔ طلحہ ان میں سے ہیں جن کی شان میں فِیْهِمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ نازل ہوا۔

ابو نعیم اور ابو مردویہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَجُلٍ يَّمْشِيْ عَلَى الْاَرْضِ قَدْ قَضٰى نَحْبَهٗ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى طَلْحَةَ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جو چاہے کہ زمین پر چلتا ہوا اس شخص کو دیکھے جس نے اپنی نذر پوری کر دی ہے تو وہ طلحہ کو دیکھ لے۔

وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ کے معنی یہ ہیں کہ وہ اپنے عہد میں منافقوں کی طرح نہیں بدلے۔

لِّيَجْزِيَ اللّٰهُ الصّٰدِقِيْنَ بِصِدْقِهِمْ۔ تاکہ بدلہ دے اللہ سچوں کو ان کی سچائی کا اور وہ بدلہ جنت ہے۔

وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ۔ اور عذاب دے منافقوں کو ان کے نفاق کا۔

اِنْ شَآءَ۔ اگر اللہ چاہے انہیں عذاب دینا۔

اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ۔ یا انہیں توفیق دے کر ان کی توبہ قبول کرلے اور عذاب نہ دے بلکہ رحم فرمائے۔

اور اس میں اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ معارض نہیں اس لئے کہ یہ مقام یوم آخرت کا ہے اور توبہ حین حیات دنیا میں ہوتی ہے۔

ایسے ہی اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ میں ہے اس مشرک کے لئے وعید ہے جو بحالت شرک مر گیا۔ اس کی بخشش نہیں ایسے ہی منافق ہے جو بحالت نفاق مر گیا اس کو نجات نہیں لیکن اگر مشیت الٰہی میں اس کے لئے توبہ ہو تو بعد توبۃ النصوح وہ منافق نہیں رہتا اس کی توبہ قبول اور اس کا نفاق معاف ہو سکتا ہے۔

گویا مفہوم آیہ کریمہ یہ ہے: وَيُعَذِّبَ الْمُنٰفِقِيْنَ اِنْ شَآءَ اِنْ يُّمِيْتَهُمْ عَلٰى نِفَاقِهِمْ اَوْ يَتُوْبَ عَلَيْهِمْ بِنَقْلِهِمْ مِنَ النِّفَاقِ اِلَى الْاِيْمَانِ۔ یعنی منافقوں کو اگر عذاب دینا چاہے تو انہیں ان کے نفاق پر ہی مار دے یا توبہ کی توفیق دے کر انہیں نفاق سے ایمان کی طرف حیات دنیا میں ہی لے آئے۔

اور آگے اپنی صفت ظاہر فرما دی کہ

اِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا۔ جو توبہ کی توفیق سے متمتع ہو گیا اس کے لئے اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَرَدَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوْا خَيْرًا

اور رد کر دیا اللہ نے کفر والوں کو ان کے دلوں کی جلن کے ساتھ وہ ہرگز کچھ بھلائی حاصل نہ کر سکے۔

اور بے نیل مرام انہیں ہزیمت ہوئی گویا یہ ارشاد ہے کہ فَكَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اَنْ جَزَاهُمُ اللّٰهُ بِصِدْقِهِمْ وَرَدَّ اَعْدَائَهُمْ۔ مومنین کی صداقت سے انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کی ثابت قدمی کے بدلہ میں ان کے دشمن کو ہزیمت دی اور وہ اپنے دل کا غیظ و غضب لئے ایسے لوٹے کہ اپنے مقصد میں ذرہ بھر کامیاب نہ ہوئے اور بے نیل مرام بھاگے اور مسلمان ان کے ظلم و استبداد سے بچ گئے۔ آگے ارشاد ہے:

وَكَفَى اللّٰهُ الْمُؤْمِنِيْنَ الْقِتَالَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ قَوِيًّا عَزِيْزًا ﴿۲۵﴾

اور کافی ہو گیا اللہ مومنوں کے لئے قتل و قتال سے اور اللہ قوت والا اور غالب علی کل شیٔ ہے۔

اور وہ کفایت و حمایت اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی ہوئی کہ ریح اور ملائکہ کی مدد آ گئی۔ چنانچہ ابن جریر ابن ابی حاتم

Marfat.com

حضرت قتادہ سے راوی ہیں: بِالرِّیْحِ وَالْمَلٰئِکَةِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وہ اعانت حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ہاتھ سے عمرو بن عبدود کا قتل تھا۔ یا فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا سے اعانت الٰہی تھی۔

وَكَانَ اللّٰهُ قَوِیًّا عَزِیْزًا ﴿۲۵﴾۔ اور اللہ تعالیٰ قوت والا غالب ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَاَنْزَلَ الَّذِیْنَ ظَاهَرُوْهُمْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ مِنْ صَیَاصِیْهِمْ وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا ﴿۲۶﴾

اور جو مدد کو آئے اہل کتاب اب حزب مردودہ کو (یعنی بنی قریظہ یا بنی نضیر) ان کے اپنے قلعوں سے اتار دیا اور ڈال دیا اللہ نے ان کے دلوں میں رعب، تو ایک جماعت کو تم نے قتل کیا اور ایک جماعت کو قیدی بنایا۔

صَیَاصِیْ جمع ہے صِیصَہ کی وَهِیَ كُلُّ مَا یُمْتَنَعُ بِهٖ تو صیصہ ہر وہ چیز ہے جو محافظت کرے۔

چنانچہ یُقَالُ لِقَرْنِ الثَّوْرِ وَالظَّبَاۤ وَ شَوْكَةِ الدِّیْكِ الَّتِیْ فِیْ رِجْلِهٖ كَالْقَرْنِ الصَّغِیْرِ۔ گائے کے سینگ کو بھی صیصہ کہتے ہیں اور مرغ کے کانٹے کو جو پہنچے کے اوپر مثل سینگ کے ہوتا ہے اسے بھی صیصہ بولتے ہیں اور صیصہ کا اطلاق جولاہوں کے اس آلہ کو بھی کہتے ہیں جو لوہے کے تاروں کا سوت سلجھانے کے لئے ہوتا ہے اور درخت کی جڑ کو بھی صیصہ بولتے ہیں۔

وَقَذَفَ فِیْ قُلُوْبِهِمُ الرُّعْبَ۔ اور ڈال دیا دشمن کے دل میں رعب۔

یعنی خوف شدید حتیٰ کہ انہوں نے اپنی جانیں قتل کے لئے پیش کر دیں اور اپنے اہل و اولاد کو قتل کرانا منظور کر لیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَرِیْقًا تَقْتُلُوْنَ وَتَاْسِرُوْنَ فَرِیْقًا۔ ایک فریق کو تم نے قتل کیا اور ایک فریق کو قیدی بنایا۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ

لَمَّا كَانَتْ صَبِیْحَةَ اللَّیْلَةِ الَّتِیْ انْهَزَمَ فِیْهَا الْاَحْزَابُ وَقَدْ رَجَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ اِلٰی دَاخِلِ الْمَدِیْنَةِ اَتٰی جِبْرَئِیْلُ مُعْتَجِرًا بِعِمَامَةِ اِسْتَبْرَقٍ عَلٰی بَغْلَةٍ عَلَیْهَا رِحَالَةٌ عَلَیْهَا قَطِیْفَةٌ مِنْ دِیْبَاجٍ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ عِنْدَ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ تَغْسِلُ رَاْسَهُ الشَّرِیْفَ وَقَدْ غَسَلَتْ شِقَّهٗ فَقَالَ اَوَ قَدْ وَضَعْتَ السِّلَاحَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ نَعَمْ فَقَالَ عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ مَا وَضَعَتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ السِّلَاحَ بَعْدَ مَا رَجَعْتُ اِلَی الْاٰنِ فِیْ طَلَبِ الْقَوْمِ۔ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَاْمُرُكَ بِالْمَسِیْرِ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَةَ وَاِنِّیْ عَامِدٌ اِلَیْهِمْ فَمُزَلْزِلٌ بِهِمْ حُصُوْنَهُمْ۔

جب اس شب کی صبح ہوئی جس میں احزاب مشرکین بھاگ پڑے اور حضور ﷺ مع صحابہ مدینہ کے اندر آ گئے تو روح الامین عمامہ استبرق باندھے ایک خچر پر جس پر زین کسا ہوا تھا اس پر دیبا کی جھولی تھی سوار ہو کر بارگاہ رسالت میں حاضر آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر اقدس حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا دھو رہی تھیں۔ اور پہلوئے مبارک کو دھو لیا تھا۔ تو جبریل امین نے عرض کیا: حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا اسلحات اتار دیئے فرمایا ہاں۔ عرض کیا: اللہ معاف فرمائے

Marfat.com

ملائکہ علیہم السلام نے تو اب تک ہتھیار نہیں رکھے۔اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ بنی قریظہ کی طرف تشریف لے جائیں اور میں بھی اسی طرف جا رہا ہوں تا کہ ان کے قلعے ہلا دوں۔

20 فَاَمَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُؤَذِّنًا فَاَذَّنَ فِي النَّاسِ مَنْ كَانَ سَامِعًا مُطِيْعًا فَلَا يُصَلِّيَنَّ الْعَصْرَ اِلَّا فِيْ بَنِيْ قُرَيْظَةَ وَاسْتَعْمَلَ عَلَى الْمَدِيْنَةِ اِبْنَ اُمِّ مَكْتُوْمٍ وَقَدَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ بِرَايَةِ اِلَيْهِمْ وَابْتَدَرَهَا النَّاسُ فَسَارَ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ حَتّٰى اِذَا دَنٰى مِنَ الْحُصُوْنِ سَمِعَ مِنْهَا مَقَالَةً قَبِيْحَةً لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَجَعَ حَتّٰى لَقِيَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَا عَلَيْكَ اَنْ تَدْنُوَ مِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَخَابِثِ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی والے کو حکم دیا تو اس نے اعلان کیا کہ جو حکم سننے والا اور اطاعت کرنے والا ہے وہ مدینہ میں عصر نہ پڑھے، بنی قریظہ پہنچ کر عصر ادا کرے اور مدینہ پر عامل مدینہ حضرت ابن ام مکتوم کو مقرر فرمایا اور جھنڈا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو دے کر آگے بھیجا اور لوگوں نے اعلان سنتے ہی بنی قریظہ کی طرف روانگی شروع کر دی۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ راستہ عبور کرتے ہوئے بنی قریظہ کے قلعوں سے ایک قلعہ پر سے گزرے تو وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کچھ قبیح الفاظ سنے تو آپ وہاں سے لوٹے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر آ کر عرض کی حضور! ان خبیثوں کی طرف سے نہ گزریں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرا خیال ہے کہ تم نے ان سے کچھ اذیت آمیز باتیں سنی ہیں۔

حضرت علی نے عرض کیا حضور! یہ صحیح ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ادھر ہی سے چلو اگر مجھے دیکھیں گے تو ایسی بیہودہ باتیں نہ کریں گے۔

فَلَمَّا دَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ حُصُوْنِهِمْ قَالَ يَا اِخْوَانَ الْقِرَدَةِ هَلْ اَخْزَاكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ اَنْزَلَ بِكُمْ نِقْمَتَهٗ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے قلعوں کے قریب سے گزرے تو فرمایا اے بندروں کے بھائیو! کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں ذلیل کر دیا اور تم پر عذاب نازل فرمایا۔

یہ لفظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے پہلوں کے حال پر فرمائے تھے جو قرآن پاک میں ہیں: كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ۔ تو چونکہ یہ بھی اسی برادری سے تھے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اخوان القردۃ فرمایا۔ تو اس پر قلعہ سے یہودی بولے:

يَا اَبَا الْقَاسِمِ مَا كُنْتَ جَهُوْلًا وَ فِيْ رِوَايَةٍ فَحَّاشًا وَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدْ مَرَّ بِنَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ بِالصُّوْرَيْنَ قَبْلَ اَنْ يَصِلَ اِلَيْهِمْ۔ اے ابو القاسم آپ تو ایسے الفاظ فرمانے والے نہیں تھے۔

اور حضور اپنے اصحاب کو ان سے علیحدہ راستے پر لے جا رہے تھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

هَلْ مَرَّبِكُمْ اَحَدٌ۔ کیا تمہارے ساتھ کوئی اور بھی اس راہ سے گزرا۔

قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ مَرَّبِنَا دِحْيَةُ الْكَلْبِيُّ عَلٰى بَغْلَةٍ بَيْضَآءَ عَلَيْهَا رِحَالَةٌ عَلَيْهَا قَطِيْفَةُ دِيْبَاجٍ۔ عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہماری راہ سے دحیہ کلبی سپید خچر پر گزرے اس پر زین کسا ہوا تھا اور زین پر دیبا کی

Marfat.com

روئیں دار جھول پڑی ہوئی تھی۔

فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ ذٰلِکَ جِبْرِیْلُ عَلَیْہِ السَّلَامُ بُعِثَ اِلٰی بَنِیْ قُرَیْظَۃَ یُزَلْزِلُ بِھِمْ حُصُوْنَھُمْ وَ یَقْذِفُ الرُّعْبَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جبریل تھے بنی قریظہ کے قلعوں میں زلزلہ ڈالنے اور ان کے دلوں میں مسلمانوں کا رعب پیدا فرمانے کے لیے تشریف لے گئے ہیں۔

غرضکہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے اس کنویں پر پہنچے جسے وہ بیرانا کہتے تھے اور لوگ وہاں جمع ہو رہے تھے چنانچہ اجتماع عشاء کے بعد تک ہوتا رہا اور بموجب حکم رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی نے عصر ادا نہیں کی مگر بنی قریظہ پہنچ کر تو جب سب آ پہنچے تو عشاء کے بعد عصر پڑھی۔

فَمَا عَابَھُمُ اللّٰہُ تَعَالٰی بِذٰلِکَ فِیْ کِتَابِہٖ وَلَا عَنَفَھُمْ رَسُوْلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ تو اس تاخیر و قضاء عصر پر نہ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ان پر عیب لگایا نہ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی سختی فرمائی۔

وَ حَاصَرَھُمْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَمْسَۃً وَّ عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا محاصرہ پچیس رات فرمایا۔

وَ قِیْلَ اِحْدٰی وَ عِشْرِیْنَ۔ ایک قول ہے کہ اکیس دن محاصرہ رکھا۔

وَ قِیْلَ خَمْسَ عَشَرَۃَ۔ ایک قول میں پندرہ دن ہیں۔ اور ایک قول ہے پچیس دن۔

اور یہ حصار ان پر سخت رہا وَ خَافُوْا اَشَدَّ الْخَوْفِ۔ اور یہودی بہت سخت خائف ہو گئے۔

اور اس حصار میں حیی بن اخطب بھی پھنس گیا جب کہ قریش اور غطفان کعب بن اسعد کے ساتھ عہد کر چکے تھے۔

فَلَمَّا اَیْقَنُوْا بِاَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ غَیْرُ مُنْصَرِفٍ عَنْھُمْ حَتّٰی یُنَاجِزَھُمْ قَالَ لَھُمْ کَعْبُ بْنُ اَسَدٍ یَا مَعْشَرَ یَھُوْدَ قَدْ نَزَلَ بِکُمْ مِّنَ الْاَمْرِ مَا تَرَوْنَ وَاِنِّیْ عَارِضٌ عَلَیْکُمْ خِلَالًا ثَلَاثًا فَخُذُوْا اَیَّھَا شِئْتُمْ۔

جب انہیں یقین ہو گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر فیصلہ کئے واپس نہ لوٹیں گے تو کعب بن اسد نے کہا اے یہودیو! تم پر جو مصیبت آئی ہے تم دیکھ رہے ہو اب میں تین باتیں تمہارے سامنے رکھتا ہوں ان میں سے جو چاہو قبول کر لو۔

قَالُوْا وَمَا ھِیَ؟۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا تجویزیں ہیں؟

قَالَ لَھُمْ کَعْبٌ نُتَابِعُ ھٰذَا الرَّجُلَ وَتُصَدِّقُوْہُ فَوَاللّٰہِ لَقَدْ تَبَیَّنَ لَکُمْ اَنَّہٗ نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ وَ اَنَّہُ الَّذِیْ تَجِدُوْنَہٗ فِیْ کِتَابِکُمْ فَتَاْمَنُوْنَ عَلٰی دِمَائِکُمْ وَ اَمْوَالِکُمْ وَ اَبْنَاءِ کُمْ وَ نِسَآئِکُمْ۔ کعب بن اسد نے کہا پہلی تجویز تو یہ ہے کہ ہم اس نبی صادق و مصدوق کا اتباع کریں اور خدا کی قسم تم پر روشن ہو چکا ہے کہ یہ نبی مرسل ہیں اور وہی ہیں جن کی نعت تمہاری کتاب میں موجود ہے ایسی صورت میں تم مامون الدم رہو گے تمہارا مال تمہاری اولاد اور عورتیں سب محفوظ رہیں گی۔

یہ سن کر بدبخت یہودی کہنے لگے: لَانُفَارِقُ حُکْمَ التَّوْرَاۃِ اَبَدًا وَلَا نَسْتَبْدِلُ بِہٖ غَیْرَہٗ۔ ہم حکم توراۃ سے کبھی علیحدہ نہ ہوں گے اور اس کے سوا کسی اور کتاب کو نہ مانیں گے۔

Marfat.com

یہ سن کر کعب بن اسعد نے کہا:

فَاِذَا اَبَیْتُمْ عَلٰی هٰذِهٖ فَلْنَقْتُلْ اَبْنَآءَ نَاوَنِسَآئَنَا ثُمَّ نَخْرُجُ اِلٰی مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَ اَصْحَابِهٖ مُصْلِتِیْنَ بِالسُّیُوْفِ لَمْ نَتْرُکْ وَرَآئَنَا ثِقْلًا حَتّٰی یَحْکُمَ اللّٰهُ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ فَاِنْ نَهْلِکْ نَهْلِکْ وَلَمْ نَتْرُکْ وَرَآئَنَا نَسْلًا نَخْشٰی عَلَیْهِ وَاِنْ نَّظْهَرْ فَلَعَمْرِیْ لَنَتَّخِذَنَّ النِّسَآءَ وَالْاَبْنَآءَ قَالُوْا نَقْتُلُ هٰؤُلَآءِ الْمَسَاکِیْنَ فَمَا خَیْرُ الْعَیْشِ بَعْدَهُمْ۔

کعب بن اسد نے کہا اگر تمہیں یہ منظور نہیں تو پھر ہمیں چاہئے کہ اول اپنے بیٹے اور عورتیں قتل کر دیں پھر ہم حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب پر تلواریں سونت کر نکلیں اور پھر ہمارے پیچھے کوئی بوجھ تو ہوگا نہیں پھر جو اللہ تعالیٰ کی مرضی ہو وہ ہو اگر ہم ہلاک ہو گئے تو ہلاک ہو گئے ہم اپنے پیچھے کوئی نسل تو چھوڑ نہیں رہے جس کا ہمیں خوف ہو اور اگر ہم فتح یاب ہو گئے تو اپنی جان کی قسم ہم عورتیں اور بیٹے پکڑ لیں گے۔ تو انہوں نے کہا:

نَقْتُلُ هٰؤُلَآءِ الْمَسَاکِیْنَ فَمَا خَیْرُ الْعَیْشِ بَعْدَهُمْ۔ ہم ان بھوکوں مسکینوں کو قتل کر دیں بھی تو ہماری زندگی میں کیا بھلائی ہوگی؟

تو کعب بولا:

فَاِنْ اَبَیْتُمْ عَلٰی هٰذِهٖ فَاِنَّ اللَّیْلَةَ لَیْلَةُ السَّبْتِ وَاِنَّهٗ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ مُحَمَّدٌ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) وَاَصْحَابُهٗ قَدْ اَمِنُوْنَا فِیْهَا۔ اگر یہ تجویز بھی منظور نہیں تو آج رات ہفتہ کی ہے اور ممکن ہے اس رات حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے اصحاب کو ہماری طرف سے امن ہو۔

ثُمَّ اِنَّهُمْ بَعَثُوْا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنِ ابْعَثْ اِلَیْنَا اَبَالُبَابَةَ بْنَ عَبْدِالْمُنْذِرِ اَخَا بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ وَ کَانَ حُلَفَآءَ الْاَوْسِ نَسْتَشِیْرُهٗ فِیْ اَمْرِنَا۔ پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بھیج دیجئے۔ یہ اوس قبیلہ کے حلیف تھے ہم ان سے اپنے معاملہ میں مشورہ کر لیں۔

فَاَرْسَلَهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلَیْهِمْ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابولبابہ کو ان کی طرف بھیج دیا۔

فَلَمَّا رَاَوْهُ قَامَ اِلَیْهِ الرِّجَالُ وَجَنَّ اِلَیْهِ النِّسَآءُ وَالصِّبْیَانُ یَبْکُوْنَ۔ تو جب انہوں نے ان کو دیکھا تو ان کی طرف سب مرد کھڑے ہو گئے اور عورتیں مضطربانہ ان کی طرف بڑھیں اور سب بچے روتے ہوئے آئے۔

وَ قَالُوْا لَهٗ یَا اَبَالُبَابَةَ اَتَرٰی اَنْ نَّنْزِلَ عَلٰی حُکْمِ مُحَمَّدٍ (صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ) قَالَ نَعَمْ وَاَشَارَ بِیَدِهٖ اِلٰی حَلْقِهٖ اَنَّهُ الذَّبْحُ۔ سب نے حضرت ابولبابہ سے کہا کیا آپ کی رائے ہے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف جا کر ان کے حکم کی پیروی کر لیں آپ نے زبان سے تو ہاں کہا اور اشارہ سے حلق کٹنے کا اور ان کے ذبح ہونے کا ایماء فرمایا۔

فَعَرَفَ اَنَّهٗ قَدْ خَانَ اللّٰهَ تَعَالٰی وَ رَسُوْلَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَلَمْ یَرْجِعْ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ ذَهَبَ اِلَی الْمَدِیْنَةِ وَ رَبَطَ نَفْسَهٗ بِجِذْعٍ فِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی نَزَلَتْ تَوْبَتُهٗ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ۔

آپ نے بعد میں محسوس کیا کہ یہ میری طرف سے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ خیانت ہوئی تو آپ بارگاہ رسالت

میں آنے کی بجائے مدینہ منورہ گئے اور مسجد نبوی کے ایک ستون سے اپنے کو باندھ دیا حتیٰ کہ آپ کے لئے توبہ نازل ہوئی۔ رضی اللہ عنہ

مختصر یہ کہ بنی قریظہ اور قبیلہ اوس آپس میں حلیف تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اَلاَ تَرْضَوْنَ یَا مَعْشَرَ الْاَوْسِ اَنْ یَحْکُمَ فِیْهِمْ رَجُلٌ مِّنْکُمْ۔ اے اوس والو! کیا تم اس میں خوش ہو کہ ان میں تمہارے قبیلہ کا آدمی ہی فیصلہ کرے۔

قَالُوْا بَلٰی۔ یہ سن کر سب نے بطیّبِ خاطر منظور کیا۔

قَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَاکَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَدْ جَعَلَهٗ فِیْ خَیْمَةٍ لِاِمْرَاَةٍ مِنْ اَسْلَمَ یُقَالُ لَهَا رُفَیْدَةُ فِیْ مَسْجِدِهٖ وَ کَانَتْ تُدَاوِی الْجَرْحٰی وَ تَحْتَسِبُ بِنَفْسِهَا عَلٰی خِدْمَةِ مَنْ کَانَتْ بِهٖ صَنِیْعَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِیْنَ وَقَدْ کَانَ سَعْدٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَدْ اُصِیْبَ یَوْمَ الْخَنْدَقِ رَمَاهُ رَجُلٌ مِّنْ قُرَیْشٍ یُقَالُ لَهٗ اِبْنُ الْعَرِقَةِ بِسَهْمٍ فَاَصَابَ اَکْحَلَهٗ فَقَطَعَهٗ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰی فَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا تُمِتْنِیْ حَتّٰی تُقِرَّ عَیْنِیَّ مِنْ بَنِیْ قُرَیْظَةَ۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو یہ سعد بن معاذ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو ایک عورت کے خیمہ میں ٹھہرایا ہوا تھا ان کا نام رفیدہ تھا یہ مسلمان ہو چکی تھی اور مسجد میں زخمیوں کی مرہم پٹی کی خدمت انجام دیتی تھیں اور اس خدمت سے اپنے لئے امید ثواب رکھتی تھیں اور حضرت سعد بن معاذ کو یوم خندق میں ابن عرقہ قریشی کے تیر سے رگ اکحل پر تیر لگا تھا تو آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کی تھی کہ الٰہی مجھے اس وقت تک موت نہ آئے جب تک بنو قریظہ کے انجام سے میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہوں۔

اور بنی قریظہ سے قلعہ سے بحکم حضرت سعد بن معاذ اترنے کا اقرار کرالیا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے تقرر پر رضامندی کا اظہار فرمادیا تھا چنانچہ آپ مسجد سے اپنی قوم اوس کی طرف گدھے پر سوار ہو کر تشریف لائے اور انہوں نے آپ کے لئے چمڑے کی کترنوں سے بھرا ہوا گدہ بچھایا۔

آپ جمیل وجسیم تھے پھر یہ لوگ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر آئے اور کہنے لگے: یَا اَبَا عَمْرٍو اَحْسِنْ فِیْ مَوَالِیْکَ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّمَا وَلَّاکَ لِتُحْسِنَ فِیْهِمْ۔ اے ابا عمرو (یہ حضرت سعد کی کنیت ہے) اپنے دوستوں پر احسان کیجئے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمہیں ان پر حاکم مقرر فرمایا ہے تاکہ تم ان میں حسن سلوک سے پیش آؤ۔

فَلَمَّا اَکْثَرُوْا عَلَیْهِ قَالَ لَقَدْ اٰنَ لِسَعْدٍ اَنْ لَّا تَاْخُذَهٗ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی لَوْمَةُ لَائِمٍ فَرَجَعَ بَعْضُ مَنْ کَانَ مَعَهٗ مِنْ قَوْمِهٖ اِلٰی دَارِ بَنِی الْاَشْهَلِ فَنَعٰی اِلَیْهِمْ رِجَالُ بَنِیْ قُرَیْظَةَ قَبْلَ اَنْ یَّصِلَ اِلَیْهِمْ سَعْدٌ عَنْ کَلِمَةِ الَّتِیْ سَمِعَ مِنْهُ۔

جب اکثریت جمع ہوگئی تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا بے شک اب سعد پر یہ لازم ہے کہ حقوق اللہ میں اسے کسی ملامت کا خطرہ نہ ہو۔ یہ سن کر قوم کے بعض افراد دار بنی اشہل میں گئے اور موت کی خبر بنی قریظہ کو سنادی قبل اس کے کہ حضرت

سعد ان تک پہنچتے ان کلمات کے ماتحت جو انہوں نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی زبان سے سنے۔

یعنی لَقَدْ اٰنَ لِسَعْدٍ اَنْ لَّا تَاْخُذَهٗ فِي اللّٰهِ تَعَالٰى لَوْمَةُ لَائِمٍ ۔جس کے معنی صاف تھے کہ حقوق اللہ کے مقابلہ میں سعد پر کسی قسم کی ملامت کا اثر نہیں ہو سکتا۔

فَلَمَّا اَتٰى سَعْدٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمِيْنَ قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ ۔تو جب حضرت سعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اور مسلمانوں کے پاس تشریف لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے سردار کی تعظیم کو کھڑے ہو جاؤ۔

یہ حکم سن کر مہاجرین قریش یہ سمجھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار کو تعظیم کرنے کا حکم دیا ہے اور انصاری سمجھے کہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام دیا ہے چنانچہ سب تعظیم کو کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے:

يَا اَبَا عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ وَلَّاكَ اَمْرَ قُرَيْظَةَ مَوَالِيْكَ لِتَحْكُمَ فِيْهِمْ ۔اے ابا عمرو! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے ہاتھ میں حکومت قریظہ دے دی ہے اب آپ کو اختیار ہے جو چاہیں فیصلہ فرمائیں۔

فَقَالَ سَعْدٌ عَلَيْكُمْ عَهْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ مِيْثَاقَهٗ اِنَّ الْحُكْمَ فِيْهِمْ لَمَا حَكَمْتُ ۔حضرت سعد نے فرمایا تم پر اللہ تعالیٰ کا عہد اور پیمان ہے تو ان میں حکم وہی ہے جو اللہ کا حکم ہے سب نے یہ سن کر جواب دیا بے شک۔ آپ نے فرمایا:

وَعَلٰى مَنْ هٰهُنَا فِي النَّاحِيَةِ الَّتِيْ فِيْهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ مُعْرِضٌ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔اور ان پر جو لوگ اس جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد و نواح میں ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منحرف ہیں وہی حکم ہوگا جو منحرف کا ہوتا ہے۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک یہ صحیح ہے۔

قَالَ سَعْدٌ فَاِنِّيْ اَحْكُمُ فِيْهِمْ اَنْ تُقْتَلَ الرِّجَالُ وَ تُقْسَمَ الْاَمْوَالُ وَتُسْبَى الذَّرَارِيُّ وَالنِّسَآءُ ۔حضرت سعد نے فرمایا تو میں حکم دیتا ہوں کہ ان کے مرد قتل کئے جائیں ان کا مال بطور غنیمت تقسیم ہو اور ان کی ذریت قید کی جائے ان کی عورتیں لونڈیاں بنائی جائیں۔

فَكَبَّرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ لَقَدْ حَكَمْتَ فِيْهِمْ بِحُكْمِ اللّٰهِ ۔یہ فیصلہ بہترین فیصلہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے فرمایا بے شک تم نے اللہ کے حکم کے موافق فیصلہ دیا۔

پھر وہ سب دار بنت الحرث میں قید کر دیئے گئے۔ اور بنت الحرث بنی نجار میں سے ایک مسلمان عورت تھیں۔

ثُمَّ خَرَجَ اِلٰى سُوْقِ الْمَدِيْنَةِ هِيَ سُوْقُهَا الْيَوْمَ فَخَنْدَقَ بِهَا خَنَادِقَ ثُمَّ بَعَثَ اِلَيْهِمْ تُضْرَبُ اَعْنَاقُهُمْ فِيْ تِلْكَ الْخَنَادِقِ وَ فِيْهِمْ عَدُوُّ اللّٰهِ حُيَيُّ بْنُ الْاَخْطَبِ وَ كَعْبُ بْنُ اَسَدٍ رَاْسُ الْقَوْمِ وَ هُمْ سِتُّمِائَةٍ وَالْمُسْتَكْثِرُ لَهُمْ يَقُوْلُ كَانُوْا بَيْنَ الثَّمَانِ مِائَةٍ وَالتِّسْعِ مِائَةٍ ۔پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار مدینہ میں تشریف لائے یہ وہی بازار ہے جو آج بھی مدینہ میں ہے اور خندق کھدوا کر ان قریظہ والوں کو قتل کیا گیا انہیں میں حیی بن اخطب اور کعب بن اسعد بھی تھے جو اس قوم کے سردار بنے ہوئے تھے ان کی کل تعداد، چھ سو تھی اور جو زیادہ بتانے والے

ہیں ان کے بیان کے مطابق آٹھ سو نو سو کے مابین تھی۔

ایک روایت ہے کہ

حضرت ثابت بن قیس بن شماس رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زبیر بن باطا القرظی کو طلب کیا اس لئے کہ انہوں نے زمانہ جاہلیت میں یوم بعاث میں ان پر احسان کیا تھا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ثابت بن قیس وہ تمہارے لئے ہے۔

چنانچہ ثابت بن قیس بن شماس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرا خون بخش دیا ہے اور وہ میں تجھے معاف کرتا ہوں۔

زبیر بن باطا قرظی بولا: شَيْخٌ كَبِيرٌ فَمَا يَصْنَعُ بِالْحَيَاةِ وَلَا اَهْلَ لَهُ وَلَا وَلَدَ۔ میں ضعیف العمر بڈھا ہو چکا نہ میری بیوی ہے نہ بچہ میں زندہ رہ کر کیا کروں گا۔

فَاَتٰى ثَابِتٌ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ فِدَاکَ اَبِیْ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ هَبْ اِمْرَاَتَهُ وَوَلَدَهُ۔ حضرت ثابت بن قیس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور عرض کیا میرے ماں باپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نثار زبیر بن باطا قرظی کے بیوی بچے بھی عطا ہوں۔

قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ هُمْ لَکَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بیوی بچے بھی عطا فرما دیئے۔

تو حضرت ثابت بن قیس زبیر کے پاس آئے اور فرمایا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے بیوی بچے بھی بخش دیئے ہیں اب میں تجھے بخشتا ہوں۔

تو زبیر بن باطا قرظی بولا: اَهْلُ بَيْتٍ فِي الْحِجَازَةِ لَا مَالَ لَهُمْ فَمَا بَقَاءُ هُمْ عَلٰى ذٰلِکَ۔ میرے گھر والے پریشان و بدحال ہیں ان کے پاس کچھ مال نہیں تو ان کی جان بخشی کا کیا فائدہ ہے۔

تو حضرت ثابت بن قیس نے اس کا مال طلب کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بھی عطا فرما دیا۔ آپ نے زبیر سے فرمایا تیرا مال بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بخش دیا ہے وہ میں تجھے دیتا ہوں۔

تو زبیر بن باطا قرظی کہنے لگا: اَیْ ثَابِتُ مَا فَعَلَ الَّذِیْ كَانَ فِیْ وَجْهِهٖ مِرْاٰةٌ صَيِّنَةٌ يَتَمَرَّاءُ فِيْهَا عَذَارَا يَعْنِیْ كَعْبَ بْنَ اَسَدٍ۔ اے ثابت! کعب بن اسد کا کیا کیا گیا؟

آپ نے فرمایا: وہ قتل ہو چکا۔

پھر زبیر نے پوچھا: عزال بن سموال کا کیا ہوا؟

آپ نے فرمایا: وہ بھی قتل ہو گیا۔

پھر زبیر نے کہا: بنی کعب بن قریظہ اور بنی عمرو بن قریظہ کا کیا حشر ہوا؟

آپ نے فرمایا: وہ بھی قتل کر دیئے گئے۔

یہ سن کر زبیر بن باطا قرظی کہنے لگا: اے ثابت! اب تجھے اختیار ہے کہ مجھے بھی انہیں سے ملا دے خدا کی قسم اب زندگی کا مزہ نہیں اور مجھے ان کی جدائی پر صبر نہیں۔

Marfat.com

چنانچہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ اسے لائے اور قتل کر دیا۔

جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان کی باتیں سنیں تو فرمایا اسے اس کے دوستوں نے ہلاک کیا۔

حضرت ثابت بن قیس نے فرمایا: يَلْقَاهُمْ وَاللّٰهِ فِي جَهَنَّمَ خَالِدِيْنَ مُخَلَّدِيْنَ۔ اللہ کی قسم ان کے دوستوں سے ملا دیا اللہ نے جہنم میں ڈال دیا ہمیشہ ہمیش کے لئے۔

ایسے ہی سلمٰی بنت اقیس ام المنذر نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ رفاعہ بن سموال قرظی کو مجھے عطا فرما دیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بخش دیا۔

یہ وہ سلمٰی ہیں جو سلیط بن قیس کی بہن اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خالہ ہیں۔ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دونوں قبلوں کی طرف نماز ادا کی اور دست حق پرست پر عورتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیعت کی۔

ان کے کنبہ میں سے اولاد ذکور مارے جا چکے تھے مگر عورتیں باقی تھیں۔ سوا ایک عورت کے جسے لبابہ زوجۂ الحکم قرظی کہا جاتا تھا۔ اسے خلاد بن سوید نے چکی اٹھا کر ماری تھی اس سے وہ مر گئی۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان کے مال ان کی عورتیں اور ان کی اولادیں سب مسلمانوں میں تقسیم فرما دیں۔

اس دن تقاسم غنائم میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو صورتیں تقسیم کی رکھیں۔

دو حصہ گھوڑوں کے لئے اور ایک حصہ پیادہ فوج کے لئے گویا سواروں کو تین حصے اور پیادہ پا کو ایک حصہ دیا گیا۔

اور اس میں سے خمس علیحدہ نکالا گیا۔

گویا گھوڑے دو حصہ اور گھوڑے والے کا ایک حصہ اور پیادہ پا جس کے پاس گھوڑا نہیں تھا ایک ہی حصہ رکھا گیا۔

اور اس غزوہ میں چھتیس سوار تھے۔

اور قیدی چھ سو پچاس تھے۔

اور لونڈیوں میں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے ریحانہ بنت عمرو کو منتخب کیا۔

اور یہ مرتے دم تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں رہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زندگی میں انہیں چند بار فرمایا کہ اس کا عقد کر دیا جائے۔

تو انہوں نے عرض کر دیا کہ اپنی ملک سے مجھے حضور رد نہ فرمائیں یہ میرے لئے ذلت کا موجب ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی کا شرف میرے لئے بہت بڑی نعمت ہے تو پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں نکاح کے لئے فرمانا ترک کر دیا۔

اور جب ان کے اسلام کی خبر ابن شعبہ لائے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بڑی مسرت ہوئی۔

مختصر یہ کہ قریظہ کی جنگ سے فتح یابی آخر ذیقعدہ میں ہوئی گو غزوۂ خندق اور قریظہ ایک ہی سنہ میں ہوا۔ اور جب قریظہ کا انجام پورا ہو گیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کا وہ زخم جو اکحل پر تھا جوش دینے لگا اور اسی زخم سے آپ شہید ہوئے۔ آگے ارشاد ہے:

وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَــُٔوْهَا ۚ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴿٢٧﴾

اور مالک و قابض کیا تمہیں ان کی مزروعہ زمینوں اور گھروں اور مالوں پر اور قابض کرے گا اس زمین پر جس پر تم ابھی

Marfat.com

پہنچے نہیں اور اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

اس ملکیت سے مراد قریظہ کی ارض مزروعہ اور ان کے قلعے ہیں اور مال سے مراد ان کی نقدیاں اور ان کے مواشی وغیرہ ہیں اس سلسلہ میں ایک طویل حدیث میں ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کے قتل کا حکم دے کر ان کی عورتوں کے قید کا حکم دیا پھر ان کی اراضی مزروعہ صرف مہاجرین کے لئے تقسیم فرمائی۔

اور جب انصار نے عرض کیا کہ یہ زمین ہمیں کیوں نہیں دی گئی تو آپ نے فرمایا: اِنَّكُمْ ذَوُوْا عِقَارٍ وَاِنَّ الْمُهَاجِرِيْنَ لَا عِقَارَ لَهُمْ۔ تم صاحب زراعت ہو اور مہاجرین کے پاس مزروعہ زمین نہیں ہے۔

وَاَمْضٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حُكْمَهٗ۔ اور حضور ﷺ نے ان کے فیصلہ کو منظور فرمایا۔

اور اَرْضًا لَّمْ تَطَـُٔوْهَا سے مراد زمین خیبر ہے جو بعد فتح بنی قریظہ حاصل ہوئی۔

اور قتادہ کہتے ہیں اس سے مراد زمین مکہ ہے۔

حسن کہتے ہیں اس سے مراد ارض روم و فارس ہے۔

ایک قول ہے کہ اس سے مراد یمن ہے۔

عکرمہ کہتے ہیں اس سے مراد قیامت تک جتنی زمین مسلمان فتح کریں گے سب ہے۔

آخر میں اپنی قدرت مطلقہ کا اظہار فرمانے کو وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا فرمادیا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾	(اے غیب بتانے والے) نبی! اپنی بیبیوں سے فرما دیجئے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں
وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾	اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو اللہ نے نیکی والیوں کے لئے تم میں سے بڑا درجہ تیار کیا ہے
يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿۳۰﴾	اے نبی کی بیبیو! جو تم میں صریح حیا کے خلاف کوئی حرکت کرے اس پر اوروں سے دگنا عذاب ہوگا اور یہ اللہ پر آسان ہے

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

يٰۤاَيُّهَا۔ اے	النَّبِيُّ۔ نبی	قُلْ۔ فرمادیں	لِّاَزْوَاجِكَ۔ اپنی بیویوں سے
اِنْ۔ اگر	كُنْتُنَّ۔ ہو تم	تُرِدْنَ۔ چاہتی	الْحَيٰوةَ۔ زندگی
الدُّنْيَا۔ دنیا کی	وَ۔ اور	زِيْنَتَهَا۔ اس کی زینت	فَتَعَالَيْنَ۔ تو آجاؤ

Marfat.com

أُمَتِّعْكُنَّ۔ میں سامان دوں تم کو		وَ۔ اور	أُسَرِّحْكُنَّ۔ چھوڑوں تم کو
سَرَاحًا۔ چھوڑنا	جَمِيلًا۔ اچھا	وَ۔ اور	إِنْ۔ اگر
كُنْتُنَّ۔ ہو تم	تُرِدْنَ۔ چاہتی	اللّٰهَ۔ اللہ کو	وَ۔ اور
رَسُولَهُ۔ اس کے رسول کو	وَ۔ اور	الدَّارَ۔ گھر	الْآخِرَةَ۔ پچھلے کو
فَإِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ نے	أَعَدَّ۔ تیار کیا	لِلْمُحْسِنٰتِ۔ نیک عورتوں
کے لئے	مِنْكُنَّ۔ تم میں سے	أَجْرًا۔ اجر	عَظِيمًا۔ بڑا
يٰنِسَآءَ۔ اے عورتو	النَّبِيِّ۔ نبی کی	مَنْ۔ جو	يَّأْتِ۔ ارتکاب کرے
مِنْكُنَّ۔ تم میں سے	بِفَاحِشَةٍ۔ بے حیائی	مُّبَيِّنَةٍ۔ کھلی کا	يُّضٰعَفْ۔ دگنا ملے
لَهَا۔ اس کو	الْعَذَابُ۔ عذاب	ضِعْفَيْنِ۔ کئی گنا	وَ۔ اور
كَانَ۔ ہے	ذٰلِكَ۔ یہ	عَلَى۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے
يَسِيرًا۔ آسان			

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ احزاب۔ پ ۲۱

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾

(اے غیب بتانے والے محبوب! اپنی بیویوں سے فرمادیجئے اگر تم دنیا کی زندگی اور اس کی آرائش چاہتی ہو تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح چھوڑ دوں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دنیوی ساز و سامان طلب کئے اور اپنے نفقوں میں زیادتی کی درخواست کی اس لئے کہ یہاں تو کمال زہد تھا اور سامان دنیا اور اس کا جمع کرنا قصداً گوارہ نہ تھا اگرچہ آپ کی شان اقدس تو یہ تھی کہ

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں　　دو جہاں کی نعمتیں ہیں ان کے خالی ہاتھ میں

تو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواج کا یہ مطالبہ ناگوار ہوا۔ اس پر آیہ کریمہ نازل ہوئی اور ازواج مطہرات کو اختیار دے دیا گیا۔

اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں۔ ان میں پانچ قریشیہ تھیں:

حضرت عائشہ بنت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما۔

حضرت حفصہ بنت عمر فاروق رضی اللہ عنہما۔

حضرت ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہما۔

حضرت ام سلمہ بنت امیہ رضی اللہ عنہا۔

Marfat.com

حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

اور چار غیر قریشیہ تھیں:

حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت میمونہ بنت حارث ہلالیہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت صفیہ بنت حیی بن اخطب خیبریہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت جویریہ بنت حارث مصطلقیہ رضی اللہ عنہا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نزول آیۂ کریمہ کے بعد سب سے پہلے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ آیت سنا کر اختیار دیا اور فرمایا جواب میں جلدی نہ کرو اور اپنے والدین سے مشورہ کر کے جو رائے ہو اس پر عمل کرو۔

حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں مشورہ کیسا۔ میں عرض کرتی ہوں کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو اور دار آخرت کو چاہتی ہوں۔

اس کے بعد تمام ازواج مطہرات نے بھی یہی جواب عرض کیا۔

اس واقعہ سے فقہاء نے مندرجہ ذیل مسائل مستنبط کئے:

اول جس عورت کو اس کا خاوند اَمْرُکِ بِيَدِكِ کہہ کر مجاز کر دے اور وہ اپنے خاوند کو ہی اختیار کر لے تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

اور اگر وہ اپنے نفس کو اختیار کر لے تو احناف کے نزدیک طلاق بائن واقع ہوگی بعد میں بتراضی طرفین عقد ہو سکتا ہے۔

دوسرا مسئلہ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيلًا سے یہ مستنبط ہوا کہ

جو عورت بعد نکاح مدخولہ ہو چکی یا خلوت صحیحہ کے بعد طلاق دی گئی تو اسے کچھ کپڑا دینا مستحب ہے جسے تسریح باحسان کہتے ہیں۔

اور کپڑوں کی تعداد تین تک ہے دوپٹہ، کرتہ، پاجامہ۔

تیسرا مسئلہ یہ بھی نکلتا ہے کہ

جس عورت کا مہر مقرر نہ کیا گیا ہو اور اسے قبل دخول یا خلوت صحیحہ سے قبل طلاق دی جائے تو یہ جوڑا دینا واجب ہے اور نصف مہر مثل دینا بھی لازم ہے۔

اور سَرَاحًا جَمِيلًا سے یہ حکم بھی مستفاد ہوا کہ اسے بغیر ضرر کے علیحدہ کیا جائے آگے ارشاد ہے:

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿٢٩﴾ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ يُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَيْنِ ۭ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرًا ﴿٣٠﴾

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے تمہاری نیکی والیوں کے لئے۔ اے نبی کی بیویو! جو تم میں سے صریح حیاء کے خلاف کوئی حرکت کرے اس پر اوروں سے دونا عذاب ہوگا اور یہ اللہ کو

Marfat.com

آسان ہے۔

اختیار سپرد کرنے میں ایک پہلو مخالف ایک موافق ہوتا ہے تو پہلی آیت میں مخالف پہلو ظاہر فرمایا گیا اور اس آیت کریمہ میں موافق پہلو دکھایا یعنی اتباع سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اس کا بدلہ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا۔ میں ظاہر فرمادیا۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کی خصوصیات کا بیان ہے جو تمام دنیا کی عورتوں سے علیحدہ ہیں حَيْثُ قَالَ يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ مَنْ يَّاْتِ مِنْكُنَّ الخ۔ آیہ کریمہ میں فاحشۂ مبینہ سے مراد اطاعت زوج میں کوتاہی کرنا ہے خواہ اس کے اندر خاوند کے ساتھ کج خلقی ہو خواہ بدکاری۔ تو اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ ازواج انبیاء کو اس سے پاک رکھتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ ازواج مطہرات کا مطہرات ہی ہونا ضروری ہے اس لئے کہ جب انبیاء مطہر ہیں۔ تو ازواج کا مطہرات ہونا اصول قرآن کریم سے لازمی ہے جیسا کہ ارشاد ہے:

اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَالْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ ۚ وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ وَالطَّيِّبُوْنَ لِلطَّيِّبٰتِ۔ خبیث عورتیں خبیث مردوں کے لئے ہیں اور خبیث مرد خبیث عورتوں کے لئے ایسے ہی پاک عورتیں پاک مردوں کے لئے ہیں اور پاک مرد پاک عورتوں کے لئے۔

چونکہ نزول آیت قصۂ افک پر ہے اسی بنا پر آگے ارشاد ہے:

اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ۔ یہ عورتیں منافقوں کی بکواس سے بری ہیں۔

اب یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ مورد آیت جب خاص ہو تو اس کا حکم ہمیشہ عام ہوا کرتا ہے جب تک مخصص نہ ہو بنا بریں اگرچہ قصۂ افک پر آیہ کریمہ کا نزول ہے مگر اس کا حکم ہمیشہ کے لئے عام ہے۔ اور ظاہر ہے۔

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

جس کی فضیلت زیادہ ہوتی ہے اس سے اگر قصور واقع ہو تو وہ قصور بھی اوروں کے قصور سے اہم اور سخت قرار دیا جاتا ہے۔ جیسے ایک عالم کا گناہ جاہل کے گناہ سے زیادہ قبیح ہوتا ہے۔ اسی وجہ میں آزادوں کی سزا شریعت میں غلاموں سے زیادہ مقرر ہے۔

اور یہ حقیقت ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ازواج تمام جہان کی عورتوں سے زیادہ افضل ترین ہیں اس لئے ان کی ادنیٰ لغزش بھی سخت گرفت کے قابل ہے۔

اب یہ سوال اشتباہ پیدا کرتا ہے کہ لفظ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ اس جگہ کیوں فرمایا گیا اس لئے کہ عام طور پر فاحشہ کا لفظ زنا و لواطت پر استعمال ہوتا ہے۔

حالانکہ معانی میں اس کی تصریح ہے اس قاعدہ سے اس کے معنی تین طرح لئے جاتے ہیں:

لفظ فاحشہ جب معرفہ ہو کر وارد ہو تو اس سے زنا و لواطت مراد ہوتی ہے۔

اور اگر نکرہ غیر موصوفہ ہو کر لایا جائے تو اس سے ہر قسم کے گناہ مراد ہوتے ہیں۔

اور جب نکرہ موصوف ہو کر وارد ہو تو اس سے شوہر کی نافرمانی اور فساد معاشرت مراد ہوتا ہے۔

Marfat.com

آیہ کریمہ میں فاحشہ نکرہ موصوفہ ہے اس لئے یہاں مراد شوہر کی اطاعت میں کوتاہی اور کج خلقی مراد ہے۔ کما قال ابن عباس رضی اللہ عنہما۔ (جمل)

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۱

يَآاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ اِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَ زِيْنَتَهَا فَتَعَالَيْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَ اُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۲۸﴾

اے غیب بتانے والے فرمادیجئے اپنی بیویوں کو اگر تم چاہتی ہو آسائش وفراخی دنیا کی زندگی میں اور اس کا مال ودولت تو آؤ میں تمہیں مال دوں اور اچھی طرح رخصت کردوں۔

حیات دنیا سے وسعت وتنعم مراد ہے اور وَ زِيْنَتَهَا سے مال ودولت سونا چاندی مراد ہے اور فَتَعَالَيْنَ کے یہ معنی ہیں کہ آؤ اپنے ارادہ واختیار کے ساتھ۔

اُمَتِّعْكُنَّ يَعْنِيْ اُعْطِكُنَّ مُتْعَةَ الطَّلَاقِ۔ یعنی آؤ میں تمہارے مطالبہ کے مطابق تمہیں مال بھی دے دوں اور آرام سے بلا کسی اذیت کے رخصت بھی کردوں۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَالْمُتْعَةُ لِلْمُطَلَّقَةِ الَّتِيْ لَمْ يُدْخَلْ بِهَا وَلَمْ يُفْرَضْ لَهَا فِي الْعَقْدِ وَاجِبَةٌ عِنْدَ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ۔ متعہ، ایسی مطلقہ عورت کے لئے جو مدخولہ بھی نہیں ہوئی اور اس کا مہر بھی عقد میں مقرر نہ ہوا، واجب ہے امام صاحب کے نزدیک۔

وَلِسَائِرِ الْمُطَلَّقَاتِ مُسْتَحَبَّةٌ۔ اور باقی تمام مطلقہ عورتوں کے لئے مستحب ہے۔

اور متعہ کی کتنی مقدار ہے اس پر فرماتے ہیں:

وَالْمُتْعَةُ دِرْعٌ وَّ خِمَارٌ وَّ مِلْحَفَةٌ۔ متعہ ایک قمیص ایک ڈوپٹہ اور پاجامہ وغیرہ ہے جو حسب استطاعت دینا چاہئے۔ جو قیمت میں شرعی مہر کی نصف قیمت کا ہو۔

وَلَا يُنْقَصُ مِنْ خَمْسَةِ دَرَاهِمَ۔ اور پانچ درہم سے کم کا لباس نہ ہو اس لئے کہ کم سے کم مقدار مہر دس درہم ہے کما فی الکشاف۔

اور درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے جو اس زمانہ کے حساب سے ۹ کا تقریباً ہوا تو چار پانچ روپیہ کے اندر تینوں کپڑے دینے واجب یا مستحب ہیں۔

اور اُسَرِّحْكُنَّ۔ اور رخصت کردوں تم کو

وَالتَّسْرِيْحُ فِي الْاَصْلِ مُطْلَقُ الْاِرْسَالِ ثُمَّ كُنِّيَ بِهٖ عَنِ الطَّلَاقِ اَيْ وَ اُطَلِّقْكُنَّ سَرَاحًا اَيْ طَلَاقًا جَمِيْلًا اَيْ ذَا حُسْنٍ كَثِيْرٍ بِاَنْ يَّكُوْنَ سُنِّيًّا لَا ضِرَارَ فِيْهِ كَمَا فِي الطَّلَاقِ الْبِدْعِيِّ الْمَعْرُوْفِ عِنْدَ الْفُقَهَآءِ۔

تسریح اصل میں مطلق چھوڑنے کو کہتے ہیں پھر اس سے طلاق مراد لی جانے لگی تو اسرحکن کے معنی یہ ہوئے کہ طلاق دوں تمہیں اچھی طرح بلا ضرر وغصہ کے جسے طلاق بدعی فقہاء کے نزدیک کہتے ہیں۔

بعض نے کہا: وَالسَّرَاحُ الْاِخْرَاجُ مِنَ الْبُيُوْتِ۔ سراح گھروں سے نکال دینے کو کہتے ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے: اَنَّ اَزْوَاجَهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ سَاَلْتُهٗ ثِيَابَ الزِّيْنَةِ وَ زِيَادَةَ النَّفَقَةِ کہ ازواج مطہرات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اچھا لباس اور نفقہ میں فراخی طلب کی تھی اس پر یہ آیہ کریمہ نازل ہوئی۔

اور احمد و مسلم اور نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ بطریق ابی الزبیر جابر رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ اَقْبَلَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالنَّاسُ بِبَابِهٖ جُلُوْسٌ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ فَلَمْ يُؤْذَنْ لَهٗ ثُمَّ اُذِنَ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فَدَخَلَا وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ وَ حَوْلَهٗ نِسَاءُهٗ وَ هُوَ سَاكِتٌ فَقَالَ عُمَرُ لَاُكَلِّمَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّهٗ يَضْحَكُ۔

فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لَوْرَاَيْتَ اِبْنَةَ زَيْدٍ يَعْنِيْ اِمْرَاَتَهٗ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا سَاَلَتْنِي النَّفَقَةَ اٰنِفًا فَوَجَاْتُ عُنُقَهَا فَضَحِكَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَا نَاجِذُهٗ وَ قَالَ هُنَّ حَوْلِيْ سَاَلْنَنِي النَّفَقَةَ فَقَامَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰى عَائِشَةَ لِيَضْرِبَهَا وَ قَامَ عُمَرُ اِلٰى حَفْصَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا وَ كِلَاهُمَا يَقُوْلَانِ تَسْاَلَانِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ فَنَهَاهُمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئے اور لوگ باب عالی پر جمع تھے اور حضور اندر جلوہ افروز تھے تو آنے کی اجازت نہ ملی پھر سیدنا صدیق رضی اللہ عنہ نے اجازت طلب کی تو صدیق اور فاروق رضی اللہ عنہما کو اجازت مل گئی۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں رونق افروز تھے وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ازواج حاضر تھیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاموش تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متبسم کرنے کی غرض سے عرض کیا اور ازواج کی طرف تخاطب فرماتے ہوئے فرمایا تمہیں کوئی بات نہیں کرنی چاہیے۔

پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میری بیوی اگر مجھ سے نفقہ کی وسعت طلب کرے تو میں اس کی گردن توڑ دوں۔

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تبسم فرمایا حتی کہ دندان مبارک روشن ہو گئے۔

پھر فرمایا یہ سب ہمارے گرد جمع ہیں اور ہم سے نفقہ میں زیادتی طلب کر رہی ہیں۔

تو حضرت صدیق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی فہمائش کو اٹھے اور حضرت عمر سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اور فرمایا تم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ سوال کرتی ہو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل میں ناپسند ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیق و فاروق کو روک دیا کہ انہیں کچھ نہ کہو یہ ازواج مطہرات ہیں اور امہات المومنین۔

اس کے بعد تمام ازواج نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا اور فَقُلْنَ نِسَاؤُهٗ وَاللّٰهِ لَانَسْئَلُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ هٰذَا الْمَجْلِسِ مَا لَيْسَ عِنْدَهٗ۔ تمام ازواج نے عرض کیا خدا کی قسم ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس مجلس کے بعد کوئی ایسا سوال نہ کریں گی جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک پسند نہ ہو۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ازواج مطہرات پر اختیار نازل فرمایا اور ارشاد ہوا: وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ۔

Marfat.com

تو یہ حکم اول حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا پر ظاہر فرمایا اور حکم دیا کہ میں تمہیں جو حکم الٰہی سناتا ہوں اسے میں چاہتا ہوں کہ جواب میں عجلت نہ کرو جب تک اپنے والدین سے مشورہ نہ کرلو۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ تو یہ سن کر سیدہ نے بلاتامل جواب دیا:

اُفِیکَ اَسْتَامِرُ اَبَوَیَّ - بَلْ اَخْتَارُ اللّٰہَ تَعَالٰی وَرَسُوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ - وَاَسَاَلُکَ اَنْ لَّا تَذْکُرَ لِاِمْرَاَۃٍ مِّنْ نِّسَائِکَ مَا اخْتَرْتُ۔ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کے معاملہ میں والدین سے استشارہ کس لئے۔ بلکہ میں بلاتامل عرض کرتی ہوں کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا۔ اب حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ایک سوال ہے وہ یہ کہ ازواج میں میرا یہ جواب ظاہر نہ فرمایا جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی لَمْ یَبْعَثْنِیْ مُتَعَنِّتًا وَلٰکِنْ بَعَثَنِیْ مُعَلِّمًا مُبَشِّرًا لَا تَسْاَلُنِیْ اِمْرَاَۃٌ مِنْھُنَّ عَمَّا اَخْبَرْتِنِیْ اِلَّا اَخْبَرْتُھَا۔ اللہ نے مجھے رنج میں ڈالنے والا مبعوث نہیں فرمایا بلکہ مجھے معلم و مبشر بنا کر بھیجا ہے مجھ سے کوئی بیوی اس معاملہ میں اگر سوال کرے گی تو میں اسے صاف بتادوں گا۔

ایک روایت میں ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت قتادہ اور حسن سے راوی ہیں: اَنَّہٗ لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَۃُ التَّخْیِیْرِ کَانَ تَحْتَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ تِسْعُ نِسْوَۃٍ خَمْسٌ مِّنْ قُرَیْشٍ عَائِشَۃُ وَ اُمُّ حَبِیْبَۃَ بِنْتُ اَبِیْ سُفْیَانَ وَ سَوْدَۃُ بِنْتُ زَمْعَۃَ وَ اُمُّ سَلَمَۃَ بِنْتُ اَبِیْ اُمَیَّۃَ۔ جب آیت تخییر نازل ہوئی اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نو بیویاں تھیں جن میں پانچ قریشی تھیں۔

حضرت عائشہ صدیقہ بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما۔

حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما۔

حضرت ام حبیبہ بنت ابی سفیان رضی اللہ عنہما۔

حضرت سودۃ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا۔

حضرت ام سلمہ بنت ابوامیہ رضی اللہ عنہا۔

اور چار متعدد قبائل سے تھیں وَ کَانَ تَحْتَہٗ صَفِیَّۃُ بِنْتُ حُیَیِّ الْخَیْبَرِیَّۃُ - وَ مَیْمُوْنَۃُ بِنْتُ الْحَارِثِ الْھِلَالِیَّۃُ وَ زَیْنَبُ بِنْتُ جَحْشٍ الْاَسَدِیَّۃُ وَجُوَیْرِیَۃُ بِنْتُ الْحٰرِثِ مِنْ بَنِی الْمُصْطَلِقِ۔

چنانچہ خیبر سے حضرت صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا تھیں۔

اور قبیلہ ہلالیہ سے حضرت میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا تھیں۔

اور قبیلہ بنی اسد سے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا تھیں۔

اور قبیلہ مصطلق سے حضرت جویریہ بنت الحرث رضی اللہ عنہا تھیں۔

سب سے پہلے آیہ تخییر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو سنائی۔

فَلَمَّا اخْتَارَتِ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَۃَ رُءِیَ الْفَرَحُ فِیْ وَجْہِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَتَتَابَعْنَ كُلُّهُنَّ عَلٰى ذٰلِكَ۔ جب سیدہ نے اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو قبول کر لیا تو روئے اقدس پر آثار فرحت دیکھے گئے پھر تمام ازواج نے اسی پر اتفاق کیا۔

فَلَمَّا خَيَّرَهُنَّ وَ اخْتَرْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ شَكَرَهُنَّ اللّٰهُ جَلَّ شَانُهٗ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ قَالَ سُبْحٰنَهٗ - لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ۔

تو جب ازواج مطہرات نے اللہ اور اس کے رسول اور دار آخرت کو بطیب خاطر اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے ساتھ یہ کرم فرمایا کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہیں نو ازواج کے ساتھ پابند فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا: ''اب اے محبوب! آپ کے لئے اس کے بعد کوئی عورت حلال نہیں اور نہ آپ طلاق دے کر کسی اور کو اس کے بدلے لیں اگرچہ آپ کو اس کا حسن پسند بھی ہو۔''

گویا اللہ تعالیٰ نے نو ازواج میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہل بیت محصور فرما دیئے۔

یہ واقعہ اس وقت کا ہے جبکہ مدینہ سے احزاب مشرکین کا رد ہو گیا اور نضیر وقریظہ پر فتح حاصل ہو گئی۔ تو ازواج مطہرات یہ سمجھیں کہ یہود کی نفیس اشیاء اور خزائن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ آ چکے ہیں تو ہمیں بھی ان سے متمتع ہونا چاہئے۔ اس طرف خیال نہ گیا کہ انبیاء کرام خزائن دنیا سے بے نیاز ہوتے ہیں چنانچہ تمام ازواج حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد حاضر آئیں اور عرض کرنے لگیں:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بَنَاتُ كِسْرٰى وَ قَيْصَرَ فِي الْحُلِيِّ وَالْحُلَلِ وَالْإِمَاءِ وَالْخَوَلِ وَ نَحْنُ عَلٰى مَا تَرَاهُ مِنَ الْفَاقَةِ وَالضِّيْقِ وَاَلَحْنَ قَلْبَهُ الشَّرِيْفَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمُطَالَبَتِهِنَّ لَهٗ بِتَوْسُعَةِ الْحَالِ وَاَنْ تَعَامَلَهُنَّ بِمَا تَعَامَلَ بِهِ الْمُلُوْكُ وَاَبْنَاءُ الدُّنْيَا اَزْوَاجَهُمْ فَاَمَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَنْ يَتْلُوَ عَلَيْهِنَّ مَا نَزَلَ فِيْ اَمْرِهِنَّ۔

حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم قیصر وکسریٰ کی لڑکیاں زیورات ومکلّف لباس سے مزین ہیں اور ہم جس حال میں ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ملاحظہ فرما رہے ہیں اور اس گفتگو میں اتنا زور دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاطر اقدس پر گراں گزرا۔

گویا انہوں نے یہ خواہش کی کہ جب معمولی عارضی ارباب سلطنت میں یہ فراخی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ شہنشاہ کونین ہیں تو ہمارے لئے شاہانہ فراخیاں کیوں نہ ہوں۔

اور حقیقت بھی یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر پسند فرماتے تو سب کچھ ممکن تھا لیکن وہاں تو غایت زہد وقناعت تھا دنیا اور دنیا کی نعمتوں سے تنفر وتجنب تھا۔ آگے ارشاد ہے:

وَاِنْ كُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ فَاِنَّ اللّٰهَ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنٰتِ مِنْكُنَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۲۹﴾

اور اگر تم اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کرتی ہو اور آخرت کا گھر چاہتی ہو تو بے شک اللہ نے نیکوکاروں کے لئے تم میں سے زبردست بدلہ رکھا ہے۔

یعنی اگر تم اللہ اور اس کے رسول کی محبت میں تم عقبیٰ چاہتی ہو تو وہ اجر وہ ہے جس کی حد نہیں۔

اب اس میں غور طلب امر یہ ہے کہ اس تخییر میں تفویض طلاق تھی یا کیا۔ اس پر علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

اِنَّهٗ لَمْ یَكُنْ تَفْوِیْضَ الطَّلَاقِ وَاِنَّمَا كَانَ تَخْیِیْرًا لَهُنَّ بَیْنَ الْاِرَادَتَیْنِ عَلٰى اَنَّهُنَّ اِنْ اَرَدْنَ الدُّنْیَا فَارَقَهُنَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَمَا یُنْبِئُ عَنْهُ قَوْلُهٗ تَعَالٰى فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْكُنَّ وَاُسَرِّحْكُنَّ سَرَاحًا جَمِیْلًا۔

یہ تفویض طلاق نہیں تھی بلکہ تخییر تھی ازواج مطہرات کو کہ اگر وہ دنیا چاہتی ہیں تو حضور انہیں علیحدہ کر دیں جیسا کہ آیۂ کریمہ میں ہے: فَتَعَالَیْنَ تو آؤ میں تمہیں رخصت کر دوں آرام سے بلا اذیت پہنچائے۔

اور اگر تم اللہ و رسول اور دار آخرت چاہتی ہو تو اللہ نے تمہارے لئے عقبیٰ میں بڑے درجات رکھے ہیں اس کے بعد ازواج مطہرات کا منصب جلیل ظاہر فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ مَنْ یَّاْتِ مِنْكُنَّ بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ ؕ وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝۳۰

اے نبی کی بیویو! جو بھی تم میں سے کسی کبیرہ کی مرتکب ہو تو بروز قیامت اسے دوچند عذاب ہوگا اور یہ اللہ پر آسان ہے۔

بِفَاحِشَةٍ مُّبَیِّنَةٍ سے مراد زوج کی نافرمانی ہے جس سے معاشرہ میں خرابی پڑے۔

بعض اس طرف گئے ہیں: كَمَا اَخْرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی السُّنَنِ عَنْ مُقَاتِلِ بْنِ سُلَیْمَانَ۔ فاحشہ مبینہ سے مراد عام معصیت ہے اور ایسے مطالبات جو خاوند پر شاق گزریں۔

بعض نے اس سے مراد زنا لیا۔

لیکن زنا ازواج سے جزماً ممنوع الوقوع ہے فَاِنَّ الْاَنْبِیَآءَ صَانَ اللّٰهُ تَعَالٰى زَوْجَاتِهِمْ عَنْ ذٰلِكَ۔ اس لئے کہ انبیاء کرام کی ازواج کو اس سے اللہ تعالیٰ نے مصون و محفوظ رکھا ہے۔

اور یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ان کے علو مرتبت کے لحاظ سے فرمایا گیا۔ چنانچہ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں:

وَسَبَبُ تَضْعِیْفِ الْعَذَابِ اِنَّ الذَّنْبَ مِنْهُنَّ اَقْبَحُ فَاِنَّ زِیَادَةَ قُبْحِهٖ تَابِعَةٌ لِزِیَادَةِ فَضْلِ الْمُذْنِبِ وَالنِّعْمَةِ عَلَیْهِ وَ تِلْكَ ظَاهِرَةٌ فِیْهِنَّ۔ دوچند عذاب اس لئے کہ ان سے کوئی گناہ قبیح نہیں بلکہ اقبح ہے اس لئے کہ قبح کی زیادتی مذنب کی زیادۃ فضل و نعمت پر موقوف ہے اور یہ ازواج مطہرات میں ظاہر ہے اس لئے کہ وہ ازواج نبی ہیں۔

وَ لِذَالِكَ جُعِلَ حَدُّ الْحُرِّ ضِعْفَ حَدِّ الرَّقِیْقِ۔ اسی لئے آزاد کی حد غلام سے دوچند ہوتی ہے۔

اور یہی حال عالم کا ہے بمقابلہ جاہل کے۔

وَرُوِیَ عَنْ زَیْنِ الْعَابِدِیْنَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ رَجُلٌ اِنَّكُمْ اَهْلُ بَیْتٍ مَغْفُوْرٌ لَكُمْ فَغَضِبَ وَ قَالَ نَحْنُ اَحْرٰى اَنْ یُجْرٰى فِیْنَا مَا اَجْرَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِیْ اَزْوَاجِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَنْ نَكُوْنَ كَمَا نَقُوْلُ اِنَّا نَرٰى لِمُحْسِنِنَا ضِعْفَیْنِ مِنَ الْاَجْرِ وَلِمُسِیْئِنَا ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَقَرَاَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے کہا آپ تو اہل بیت سے ہیں آپ کے لئے تو بخشش ہی بخشش ہے تو آپ اس پر غضب ناک ہوئے اور فرمایا ہم آزاد بھی ایسے ہیں جیسے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثواب کے معاملہ میں۔

ہمیں جہاں دوچند ثواب ہے وہاں ہم پر عذاب بھی دوچند ہے پھر یُّضٰعَفْ لَهَا الْعَذَابُ ضِعْفَیْنِ آیۂ کریمہ تلاوت فرمائی۔

وَكَانَ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرًا ۝۳۰۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے لئے آسان ہے

Marfat.com

پارہ نمبر ۲۲

بامحاورہ ترجمہ نصف چوتھا رکوع-سورۃ احزاب-پ ۲۲

وَ مَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَاۤ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَ اَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور رسول کی اور عمل کرے نیک ہم اسے اوروں سے دونا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی رکھی ہے

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

(اے نبی کی بیویو تم اور عورتوں کی طرح نہیں اگر اللہ سے ڈرو تو نہ نرمی کرو بات میں کہ دل کا بیمار کچھ علاج کرے اور اچھی بات کرو)

وَ قَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَ لَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى وَ اَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَ اٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَ اَطِعْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور بے پردہ نہ پھرو زمانہ جاہلیت کی بے پردگی کی طرح اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور پیروی کرو اللہ ورسول کی اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کردے

وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ ہر باریکی جانتا خبردار ہے

حل لغات چوتھا رکوع-سورۃ احزاب-پ ۲۲

وَ-اور	مَنْ-جو	يَّقْنُتْ-فرمانبردار رہے	مِنْكُنَّ-تم میں سے
لِلّٰهِ-اللہ کی	وَ-اور	رَسُوْلِهٖ-اس کے رسول کی	وَ-اور
تَعْمَلْ-عمل کرے	صَالِحًا-اچھے	نُّؤْتِهَآ-ہم دیں گے اس کو	اَجْرَهَا-اس کا اجر
مَرَّتَيْنِ-دگنا	وَ-اور	اَعْتَدْنَا-تیار کیا ہم نے	لَهَا-اس کے لئے
رِزْقًا-رزق	كَرِيْمًا-اچھا	يٰنِسَآءَ-اے بیویو	النَّبِيِّ-نبی کی
لَسْتُنَّ-نہیں ہو تم	كَاَحَدٍ-دوسری	مِّنَ النِّسَآءِ-عورتوں جیسی	اِنِ-اگر
اتَّقَيْتُنَّ-تم پرہیزگار رہو	فَلَا-تو نہ	تَخْضَعْنَ-نرم کرو	بِالْقَوْلِ-بات
فَيَطْمَعَ-کہ لالچ کرے گا	الَّذِيْ-وہ کہ	فِيْ-بیچ	قَلْبِهٖ-اس کے دل کے
مَرَضٌ-بیماری ہے	وَّ-اور	قُلْنَ-کہو	قَوْلًا-بات
مَّعْرُوْفًا-بھلی	وَ-اور	قَرْنَ-ٹھہری رہو	فِيْ-بیچ
بُيُوْتِكُنَّ-اپنے گھروں کے	وَ-اور	لَا-نہ	تَبَرَّجْنَ-بے پردہ نکلو

Marfat.com

تَبَرُّجَ۔ بے پردہ نکلنا	الْجَاهِلِيَّةِ۔ جاہلیت	الْاُوْلٰى۔ پہلی کا	وَ۔ اور
اَقِمْنَ۔ قائم کرو	الصَّلٰوةَ۔ نماز	وَ۔ اور	اٰتِيْنَ۔ دو
الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور	اَطِعْنَ۔ کہا مانو	اللّٰهَ۔ اللہ کا
وَ۔ اور	رَسُوْلَهٗ۔ اس کے رسول کا	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	يُرِيْدُ۔ چاہتا ہے
اللّٰهُ۔ اللہ	لِيُذْهِبَ۔ کہ لے جائے	عَنْكُمُ۔ تم سے	الرِّجْسَ۔ گندگی
اَهْلَ۔ اے اہل	الْبَيْتِ۔ بیت	وَ۔ اور	يُطَهِّرَ۔ پاک کرے
كُمْ۔ تم کو	تَطْهِيْرًا۔ پاک کرنا	وَ۔ اور	اذْكُرْنَ۔ یاد کرو
مَا۔ جو	يُتْلٰى۔ پڑھا جاتا ہے	فِيْ۔ بیچ	بُيُوْتِكُنَّ۔ تمہارے گھروں
کے	مِنْ اٰيٰتِ۔ آیات	اللّٰهِ۔ الٰہی سے	وَ۔ اور
الْحِكْمَةِ۔ حکمت سے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	كَانَ۔ ہے
لَطِيْفًا۔ باریک بین	خَبِيْرًا۔ خبردار		

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ احزاب۔ پ ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

اور جو تم میں فرمانبردار رہے اللہ اور اس کے رسول کی اور اچھے عمل کرے ہم اسے اوروں سے دگنا ثواب دیں گے اور ہم نے اس کے لئے عزت کی روزی تیار کر رکھی ہے۔

یہاں مَنْ عام ہے مگر مذکورہ عنہ کے زمرہ میں ہے اس لئے سیاق مضمون کے لحاظ سے مِنْكُنَّ میں مخاطب ازواج نبی ہیں تو مَنْ کی عمومیت زمرۂ ازواج طیبات تک ہے۔ گویا یوں ارشاد ہے کہ اے نبی علیہ السلام کی بیویو! عام طور پر ہماری طرف سے ایک نیکی کے بدلے دس نیکیاں مقرر ہیں لیکن یہ تمہاری خصوصیت ہے بلکہ تمہارے لئے ایک نیکی پر بیس گنا اجر ہے۔ اسی لئے تمہارا اشرف تمہاری فضیلت تمام جہان کی عورتوں پر ہے۔ اسی لئے تمہارے عمل میں بھی دو جہتیں ہیں۔ ایک ادائے فریضہ وطاعت۔

دوسرے ہمارے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا جوئی میں قناعت اور حسن معاشرت کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خوش رکھنا۔ اور جو رزق کریم کا تمہارے ساتھ وعدہ ہے وہ انعمہ واطعمہ جنت ہیں۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کے منصب جلیل کو واضح فرمایا اور یہ منصب منصوص قطعی ہے اس کے خلاف جو بھی کسی زوجہ مطہرہ کی شان میں کسی قسم کی گستاخی کرے گا وہ منکر قرآن حکیم قرار پائے گا اور ظاہر ہے کہ منکر قرآن مسلمان نہیں رہتا۔

پھر ازواج مطہرات میں کسی زوجہ مکرمہ کی شان میں گستاخانہ کلمہ کہنا اسی لئے کفر ہے کہ آیۂ کریمہ ان کی فضیلت میں مطلقاً ناطق ہے۔ اس کے ساتھ ہی ان کے لئے گفتگو کرنے کا قانون بھی نافذ کر دیا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا بیمار کچھ لالچ کرے اور اچھی بات کہو۔

آیۂ کریمہ میں ازواج مطہرات کو منادیٰ فرما کر لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ فرمایا جس کے صریح معنی یہ ہوئے کہ تم عام عورتوں کی طرح نہیں بلکہ تمہارا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ اسی وجہ میں تمہیں امہات المومنین بنایا اور وَاَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ فرمایا۔

لیکن یہ امویت اعزازاً ہے نہ کہ حقیقتاً اس لئے ماں ہو جانے کے معنی یہ نہیں ہیں کہ تم پردہ بھی امتیوں سے نہ کرو بلکہ تم جب پس پردہ کسی غیر سے گفتگو بھی کرو تو ایسی طرح کرو کہ تمہارے لہجہ میں نزاکت کا اظہار اور گفتگو میں لوچ نہ ہو بلکہ گفتگو میں سادگی ہو عفت مآب خواتین کے لئے یہی شایاں ہے۔

اور تمہاری گفتگو جس سے بھی ہو اس میں پند و نصائح اور دین و دیانت اور اسلام کی تعلیم ہونی چاہئے۔ نیکی و سعادت کی تلقین ہونی چاہئے۔

اور آج ہم تمہیں حجاب کا بھی حکم دیتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى

اور اپنے گھروں میں قرار پکڑو اور بے پردہ نہ رہو جیسے پہلے ایام جاہلیت میں بے پردہ تھیں۔

اگلی جاہلیت سے مراد اسلام سے قبل کا زمانہ ہے۔ یہ وہ زمانہ تھا جس زمانہ میں عورتیں بناؤ سنگار کر کے اتراتی نکلتیں اور اپنے حسن و زینت کا ایسے ہی مظاہرہ کرتی تھیں جیسے آج چودھویں صدی میں مغرب زدہ خواتین اور جدید تہذیب کی لڑکیاں کرتی ہیں۔

یورپ میں تو سرخی پاؤڈر شریف لیڈی نہیں کرتیں بلکہ وہاں کی آوارہ عورتیں اس کے استعمال کی خوگر ہیں۔ مگر یہاں تو ہماری بہو بیٹیاں بیویاں عام طور پر اسے ضروریات معاشرت میں داخل کر چکی ہیں پھر گھر میں رہ کر اپنی تزئین اس حال میں بھی کر لیں تو شکوہ نہیں، ہمارا تو یہ حال ہے کہ باہر نکلتے وقت اسے لازمۂ حیات قرار دیتی ہیں۔

اسی بناء پر تبرج فرما کر بتا دیا کہ ایسے مظاہرہ حسن و زینت نہ کرو جیسے زمانۂ جاہلیت میں غیر مردوں کو اپنی زینت دکھائی جاتی تھی۔

ان کی جاہلیت کے لباس بھی ایسے ہوتے تھے جن سے جسم کے اعضاء نہ چھپتے تھے گویا جاہلیت اولیٰ کا اثر جاہلیت اخریٰ میں لوٹ کر آ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخر زمانہ کی عورتوں کا حال بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا کہ وہ اَلْكَاسِيَاتُ الْعَارِيَاتُ ہوں گی یعنی کپڑے پہنے ہوئے ننگے جسم والیاں۔

تو ازواج مطہرات سے ابتدائے امر فرمائی گئی تاکہ عامۂ امت کی خواتین سمجھ لیں کہ جب اخص الخواص خواتین امہات المومنین پر یہ قانون نافذ ہے تو ہم تو ان کی باندیاں ہیں ہمارے لئے یہ قانون زیادہ اہمیت رکھتا ہے جیسے حضرت مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو مخاطب فرما کر لَكَ الْاُوْلٰى وَ عَلَيْكَ الثَّانِيَةَ فرمایا یعنی علی! غیر عورت پر پہلی نظر تو تمہیں معاف ہے کہ وہ بلا قصد پڑتی ہے مگر دوسری نظر تمہارے لئے گناہ ہے۔

حضرت شیر خدا پر یہ حکم اس لئے نہ تھا کہ آپ معاذ اللہ غیر عورتوں کو گھورتے تھے بلکہ اس لئے آپ کو مخاطب فرما کر یہ حکم

Marfat.com

دیا گیا تا کہ عوام کی آنکھیں غیر عورت پر نظر ڈالنے سے خود بخود رک جائیں اور وہ سمجھ لیں کہ جب قاتل مرحب فاتح خیبر اسد اللہ شیر خدا کو یہ حکم ہے تو ہم پر اس کا اتباع سب سے زیادہ لازم ہے۔

اسی طرح ازواج مطہرات کو یہ حکم دے کر عامۂ خواتین پر اہمیت حکم واضح فرما دی آگے ارشاد ہے:

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرو۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ﴿۳۳﴾

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمائے اے نبی کے گھر والو اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

سیاق مضمون ازواج مطہرات کے ساتھ تخاطب ظاہر کر رہا ہے لیکن یہاں لِيُذْهِبَ عَنْكُنَّ الرِّجْسَ کی بجائے عَنْكُمُ الرِّجْسَ ارشاد ہوا اور يُطَهِّرَكُنَّ کی بجائے يُطَهِّرَكُمْ جمع مذکر مخاطب کے ساتھ تخاطب کیا۔

اس کی وجہ سوا اس کے اور کوئی معلوم نہیں ہوتی کہ اہل بیت میں صرف ازواج ہی نہیں ہیں۔ بلکہ شہزادۂ کونین سیدنا حسنین اور بنات وبنین رسول اور شیر خدا اسد اللہ اور سیدنا صدیق وفاروق سب گھر والے ہیں اس لئے تغلیباً سب کے حق میں تطہیر کا وعدہ دینے کے لئے يُطَهِّرَكُمْ اور لِيُذْهِبَ عَنْكُمْ فرما دیا تا کہ مرد عورت سب شامل ہو جائیں اور ازواج کے ساتھ اہل بیت اطہار میں سب ہی شمار ہوں۔

یہی حضرت امام ابو منصور ماتریدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اہل بیت میں سب داخل ہیں۔ اب آگے ارشاد ہے:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿۳۴﴾

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت بے شک اللہ لطیف وخبیر ہے۔

اس سے مراد قرآن کریم اور سنت رسول رحیم علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التسلیم کی تعلیم دینا مراد ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ ۙ وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾

اور جو خشوع وخضوع کرے تم میں سے اللہ اور اس کے رسول کے لئے اور نیک عمل کرے ہم اسے دیں گے اس کا بدلہ دو چند اور اس کے لئے ہم نے تیار کر رکھا ہے عزت والا رزق۔

يَّقْنُتْ۔ قنوت سے ہے اور قنوت سکوت کو بھی کہتے ہیں اور خشوع اور خضوع کو بھی اس سے مراد امتثال اوامر اور اجتناب نواہی ہے۔

اور مِنْكُنَّ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فرما کر اس امر کا اظہار فرما دیا کہ تعظیم وتکریم سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غیر منفک ہے اطاعت الٰہی سے۔ (یعنی جدا نہیں ہے)۔

اگر اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع نہ ہو تو وہ اطاعت لغو اور بے معنی اور بے فائدہ ہے۔

لِلّٰهِ کا عطف رسول پر جو ہے اس میں واو معیت کا ہے۔ ایسے ہی اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ میں بھی واو معیت کا ہے اطاعت الٰہی بلا اطاعت رسالت پناہی بے کار ہے علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ ذِكْرُ اللّٰهِ اِنَّمَا هُوَ لِتَعْظِيْم

Marfat.com

الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِجَعْلِ طَاعَتِهٖ غَيْرَ مُنْفَكَّةٍ عَنْ طَاعَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

توجب اطاعت الٰہی مع اطاعت سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہو تو نُّؤْتِهَآ اَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ تو وعدہ کیا گیا کہ ہم اسے اس اطاعت الٰہی اور امتثال امر رسالت پناہی کے سبب دہرا اجر دیں گے۔

ابن ابی حاتم ربیع بن انس سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ فِيْ حَاصِلِ مَعْنَى الْاٰيَتَيْنِ اَنَّهٗ مَنْ عَصٰى مِنْكُنَّ فَاِنَّهٗ يَكُوْنُ الْعَذَابُ عَلَيْهَا الضِّعْفُ مِنْهُ عَلٰى سَائِرِ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَاِنَّ الْاَجْرَ لَهَا الضِّعْفُ عَلٰى سَائِرِ نِسَآءِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

آیت کریمہ کے حاصل معنی یہ ہوئے کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نافرمانی کرے گی تم میں سے اس پر عذاب بھی دنیا کی مومنہ عورتوں سے دوچند ہے اور جو نیک عمل کرے اس کا اجر بھی تمام مسلم خواتین سے دوچند ہے۔

تو عام اعمال صالحہ پر فی عمل جہاں دس نیکیاں مسلمان مرد عورت کے لئے ہیں وہاں خصوصی طور پر ازواج مطہرات کے لئے بیس گنا اجر کا وعدہ ہوا۔

اور اگر دس سے زیادہ کسی کو اجر ملا تو ازواج مطہرات کو اس سے دوچند اجر لازمی ہے اور اس تضعیف کی وجہ صاف ہے کہ ازواج کے علو مرتبت اور خصوصیت کی بناء پر یہ تخصیص ہے گویا یہ بتانا مقصود ہے کہ ازواج مطہرات اور عام مومنہ عورتیں برابر نہیں۔

اور چونکہ بشارت مطلق ہے تو یہ بھی نہیں کہا جاسکتا کہ اعمال ازواج حین حیات سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک دوچند درجہ پر ہوں گے نہیں بلکہ ان کے اعمال صالحہ کا اجر بعد وفات بھی بالضعف ہوتا رہے گا کما قال الآلوسی فی روح المعانی۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ بِالنِّسْبَةِ اِلٰى اَعْمَالِهِنَّ الصَّالِحَةِ الَّتِيْ عَمِلْنَهَا فِيْ حَيَاتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَطْ بَلْ يُضَاعَفُ اَجْرُهُنَّ عَلَيْهَا وَ عَلَى الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الَّتِيْ يَعْمَلْنَهَا بَعْدَ وَ فَاتِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

وَاَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيْمًا ﴿۳۱﴾ ۔اور ہم نے تیار کر رکھا ہے ان کے لئے عزت والا رزق۔

يَعْنِيْ فِي الْجَنَّةِ زِيَادَةً عَلٰى اَجْرِهَا الْمُضَاعَفِ رِزْقًا كَرِيْمًا – عَظِيْمُ الْقَدْرِ رَفِيْعُ الْخَطَرِ مَرْضِيًّا لِصَاحِبِهٖ۔ جنت میں ان کا اجر دوچند سہ چند ہو جو نہایت عظیم القدر رفیع الخطر ہو۔

آگے ازواج مطہرات کی دوسری خصوصیت کا بیان ہے جو تمام عورتوں سے علیحدہ ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ﴿۳۲﴾

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں جیسی نہیں اگر تم تقویٰ کرو تو نرم کلام کرو کہ اس کے دل میں طمع پیدا ہو جس کا دل بیمار ہے اور جو کچھ کہو قول معروف پر از نصیحت کہو۔

اِنِ اتَّقَيْتُنَّ سے مراد حکم الٰہی عزوجل کی مخالفت سے ڈرنا اور رضا حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رہنا ہے۔

Marfat.com

اور لَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ کے یہ معنی ہیں: لَا تَلِنَّ الْكَلَامَ وَلَا تُرَقِّقْنَهٗ۔ نہ نرمی کرو اپنی گفتگو میں اور نہ نزاکت دکھاؤ بات کرنے میں چنانچہ مروی ہے: عَنْ بَعْضِ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِنَّهَا كَانَتْ تَضَعُ يَدَهَا عَلٰى فِمِهَا اِذَا كَلَّمَتْ اَجْنَبِيًّا تُغَيِّرُ صَوْتَهَا بِذٰلِكَ خَوْفًا مِنْ اَنْ يَّسْمَعَ رَجِيْمًا لِيْنًا۔

بعض امہات المومنین جب اجنبی سے کلام فرماتیں تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھ کر اپنی آواز بدل لیتیں اس خوف سے کہ سننے والا آواز باریک اور نرم نہ سن لے۔

فَيَطْمَعَ الَّذِيْ فِيْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ۔ تا کہ جو بیمار دل منافق ہیں ان کی نیت گندی نہ ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس کی تفسیر میں اعشی کے قول کو پیش کیا ہے:

حَافِظٌ لِلْفَرْجِ رَاضٍ بِالتُّقٰى وَلَيْسَ مِمَّنْ قَلْبُهٗ مَرَضٌ

ازواج کی یہ شان تھی کہ باعظمت باعفت تھیں اور تقویٰ کے ساتھ راضی وہ ان سے نہ تھیں جن کے دل بیمار ہوں۔

یعنی جن کے دل میں شہوت و زنا کا مرض ہو۔

قتادہ رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں جن کے دل میں نفاق ہو۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم زید بن علی رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: اَلْمَرَضُ مَرَضَانِ فَمَرَضُ زِنَا وَ مَرَضُ نِفَاقٍ۔ مرض دو ہیں مرض زنا اور مرض نفاق۔

وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا کے معنی پر روح المعانی میں یوں ہے: وَّقُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا حَسَنًا بَعِيْدًا عَنِ الرِّيْبَةِ غَيْرُ مُطْمِعٍ لِاَحَدٍ۔ اور گفتگو کرو تو اچھی نصیحت کی جو کسی قسم کے شک اور خواہش سے بعید ہو۔

اس کے بعد تیسرا حکم اول ازواج کے لئے نافذ ہے جو بعد میں عامہ مومنات کے لئے بھی عام ہو گیا حیث قال تعالیٰ۔

وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ۔ اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں۔

اس کے معنی اِقْرَرْنَ بنتے ہیں۔ یہ قَرَّيَقِرُّ سے ہے اس میں یہ تعلیل ہوئی کہ پہلی راء حذف ہوئی اور قاف پر فتح لا کر ہمزہ حذف کر دیا اس لئے کہ حرکت قاف کی وجہ سے ہمزہ زائد تھا۔ قَرْنَ ہو گیا۔

چنانچہ ترمذی، بزار ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں: اِنَّ الْمَرْاَةَ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ مِنْ بَيْتِهَا اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ وَ اَقْرَبَ مَا تَكُوْنُ مِنْ رَحْمَةِ رَبِّهَا وَ هِيَ فِيْ قَعْرِ بَيْتِهَا۔

عورت سراپا عورت ہے تو جب وہ اپنے گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس کے پیچھے اچکتا ہے اور رحمت الٰہی کے قریب وہ ہوتی ہے جو اپنے گھر کے گوشہ میں رہے۔

وَ اَخْرَجَ الْبَزَّارُ عَنْ اَنَسٍ قَالَ جِئْنَ النِّسَآءُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ذَهَبَ الرِّجَالُ بِالْفَضْلِ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهَلْ لَّنَا عَمَلٌ نُدْرِكُ بِهٖ فَضْلَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ قَعَدَتْ مِنْكُنَّ فِيْ بَيْتِهَا فَاِنَّهَا تُدْرِكُ عَمَلَ الْمُجَاهِدِيْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

حضرت انس فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں عورتیں حاضر ہوئیں اور عرض کیا حضور! صلی

اللہ علیک وآلک وسلم مردتو جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعہ بڑھ گئے کیا ہمارے لئے بھی کوئی ایسا عمل ہے جس سے ہم مجاہدین کی فضیلت حاصل کرسکیں فرمایا جوتم میں سے اپنے گھر میں بیٹھے وہ عمل مجاہدین فی سبیل اللہ کا اجر پائے گی۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ قَدْ يَحْرُمُ عَلَيْهِنَّ الْخُرُوْجُ بَلْ قَدْ يَكُوْنُ كَبِيْرَةً كَخُرُوْجِهِنَّ لِزِيَارَةِ الْقُبُوْرِ اِذَا عَظُمَتْ مَفْسَدَتُهٗ وَ خُرُوْجُهُنَّ وَلَوْ اِلَى الْمَسْجِدِ وَقَدِ اسْتَعْطَرْنَ وَ تَزَيَّنَّ اِذَا تَحَقَّقَتْ اَمَّا اِذَا ظَنَّتْ فَهُوَ حَرَامٌ غَيْرُ كَبِيْرَةٍ۔ بے شک عورتوں پر حرام بلکہ کبیرہ گناہ ہے گھر سے نکلنا جیسا ان کا زیارت قبور کے لئے جانا جبکہ فتنہ کا خطرہ ہو اور مسجد کی طرف جانا بھی ممنوع ہے جبکہ خوشبو سے معطر ہوکر اور زیورات ولباس سے مزین ہوکر نکلیں تو حرام ہے اور اگر مفسدہ ومظنہ فتنہ نہ ہو تو تب بھی ممنوع ہے اگرچہ کبیرہ نہیں۔

البتہ حج اور زیارت والدین یا عیادت مریض جو رشتہ میں ہو اور تعزیت اموات اقارب وغیرہ کے لئے خروج جائز ہے بشرطیکہ زینت وتعطر نہ ہو۔

وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى۔ اور نہ اتراتی نکلو جہالت کے زمانہ کی طرح۔

عربی میں تبرج اور خروج میں فرق ہے۔ خروج گھر سے سادگی کے ساتھ بضرورت نکلنا ہے اور تبرج بقول مجاہد اور قتادہ اور ابن ابی نجیح مشی تبختر ہے یعنی بناؤ سنگار کر کے اتراتے ہوئے نکلنا تبرج ہے مبرد کہتے ہیں: اَلتَّبَرُّجُ اَنْ تُبْدِيَ مِنْ مَّحَاسِنِهَا مَا يَجِبُ عَلَيْهَا سِتْرُهٗ۔ تبرج اس مظاہرہ کو کہتے ہیں جس میں عورت اپنے وہ محاسن ظاہر کرے جن کا ستر اس پر واجب ہے۔

قَالَ اللَّيْثُ يُقَالُ تَبَرَّجَتِ الْمَرْاَةُ اِذَا اَبْدَتْ مَحَاسِنَهَا مِنْ وَّجْهِهَا وَ جَسَدِهَا۔ لیث فرماتے ہیں: تبرج یہ ہے کہ عورت اپنے چہرے اور جسم کے محاسن اغیار پر ظاہر کرے۔

اور جاہلیت اولیٰ سے مراد ایام جاہلیت کی تہذیب ہے جو زمانہ اولیٰ میں تھی اور موجودہ زمانہ میں لوٹ کر پھر آگئی۔

اور ابن جریر، ابن ابی حاتم اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اَلْجَاهِلِيَّةُ مَا بَيْنَ نُوْحٍ وَّ اِدْرِيْسَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ وَ كَانَتْ اَلْفَ سَنَةٍ۔ جاہلیت کا زمانہ نوح اور ادریس علیہما السلام کے زمانہ کے مابین ایک ہزار سال کا زمانہ ہے۔

قَالَ وَاِنَّ بَطْنَيْنِ مِنْ وُّلْدِ اٰدَمَ كَانَ اَحَدُهُمَا يَسْكُنُ السَّهْلَ وَالْاٰخَرُ يَسْكُنُ الْجِبَالَ۔ اولاد آدم علیہ السلام میں سے ایک قبیلہ میدان میں رہتا اور ایک پہاڑوں میں۔

وَ كَانَ نِسَآءُ السَّهْلِ وَ رِجَالُهٗ عَلَى الْعَكْسِ فَاتَّخَذَ اَهْلُ السَّهْلِ عِيْدًا يَجْتَمِعُوْنَ اِلَيْهِ فِي السَّنَةِ فَتَبَرَّجَ النِّسَآءُ لِلرِّجَالِ وَالرِّجَالُ لَهُنَّ وَاِنَّ رَجُلًا مِّنْ اَهْلِ الْجَبَلِ هَجَمَ عَلَيْهِمْ فِيْ عِيْدِهِمْ فَرَاَى النِّسَآءَ وَ صَبَاحَتَهُنَّ فَاَتٰى اَصْحَابَهٗ وَ اَخْبَرَهُمْ بِذٰلِكَ فَتَحَوَّلُوْا اِلَيْهِنَّ فَنَزَلُوْا لَهُنَّ فَظَهَرَتِ الْفَاحِشَةُ فِيْهِنَّ۔

تو میدان میں رہنے والی عورتیں اور مرد سالانہ پہاڑ پر عید کرتے یعنی میلہ بناتے تو عورتیں مردوں کے لئے اور مرد عورتوں کے لئے بے حیائی کا مظاہرہ کرتے۔

پھر ایک پہاڑی آدمی اس میلے میں آیا اور اس نے ہجوم کیا تو عورتوں کی صباحت وتزئین دیکھی اور اس نے اوروں کو خبر کی

Marfat.com

وہ بھی اس طرف رجوع ہو گئے حتیٰ کہ بے حیائی ان میں عام ہو گئی۔ اس طرف آیہ کریمہ میں تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى فرما کر اشارہ فرمایا۔

بعض اس پر زور دیتے ہیں کہ مشرکین مکہ میں زمانہ جاہلیت کی بے حیائی اور بے پردگی مراد ہے۔

غرضکہ اس حکم حجاب کے بعد ازواج مطہرات حج کے لئے بھی گھر سے نہ نکلیں۔

چنانچہ عبداللہ بن حمید اور ابن المنذر محمد بن سیرین سے راوی ہیں: قَالَ نُبِّئْتُ اَنَّهُ قِيْلَ لِسَوْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَالَكِ لَا تَحُجِّيْنَ وَلَا تَعْتَمِرِيْنَ كَمَا يَفْعَلُ اَخَوَاتُكِ فَقَالَتْ قَدْ حَجَجْتُ وَ اعْتَمَرْتُ وَ اَمَرَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ اَقِرَّ فِيْ بَيْتِيْ فَوَاللّٰهِ لَا اَخْرُجُ مِنْ بَيْتِيْ حَتّٰى اَمُوْتَ۔

حضرت ام المومنین سودہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا حضور آپ نہ حج کرتی ہیں نہ عمرہ جیسے اور کرتی ہیں آپ نے فرمایا میں حج کر چکی ہوں اور عمرہ بھی، اب اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے گھر میں قرار پکڑوں تو قسم بخدا اب میں گھر سے باہر نہ نکلوں گی حتیٰ کہ مر جاؤں۔

راوی فرماتے ہیں: فَوَاللّٰهِ مَا خَرَجَتْ مِنْ بَابِ حُجْرَتِهَا حَتّٰى اُخْرِجَتْ جَنَازَتُهَا۔ خدا کی قسم آپ گھر کے دروازے سے باہر نہ تشریف لائیں یہاں تک کہ جنازہ ہی نکلا۔

اور یہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا اجتہاد تھا۔

اس لئے کہ دیگر ازواج مطہرات حج کو تشریف لے گئیں سوائے حضرت زینب بن جحش اور حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہما کے۔

وَاَقِمْنَ الصَّلٰوةَ وَاٰتِيْنَ الزَّكٰوةَ وَاَطِعْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ؕ

اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دیتی رہو اور اللہ و رسول کی پیروی کرتی رہو۔

اس میں عبادت بدنی اور عبادت مالی کی پابندی کا حکم دیا گیا۔

آگے ارشاد ہے جو ازواج مطہرات اور اہل بیت اطہار کے لئے مشترک خصوصیت کی دلیل ہے حیث قال۔

اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا ۚ﴿۳۳﴾

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے ہر قسم کی برائی لے جائے اے اہل بیت اور تمہیں پاک کر دے حق پاک کرنے کا۔

رجس کی تعریف میں مفسرین کے نو قول ہیں:

(۱) وَالرِّجْسُ فِي الْاَصْلِ الْقَذَرُ وَ اُرِيْدَ بِهٖ هٰهُنَا عِنْدَ كَثِيْرٍ الذَّنْبُ مَجَازًا۔ رجس اصل میں گندی شے کو کہتے ہیں اور اس جگہ اس سے مراد اکثر کے نزدیک مجازاً گناہ ہے۔

(۲) وَ قَالَ السُّدِّيُّ الْاِثْمُ۔ سدی کہتے ہیں کہ رجس سے مراد اثم یعنی ہر گناہ ہے۔

(۳) وَ قَالَ الزَّجَّاجُ الرِّجْسُ الْفِسْقُ۔ زجاج کے نزدیک رجس سے مراد فسق ہے۔

(۴) وَ قَالَ ابْنُ زَيْدٍ الشَّيْطَانُ۔ ابن زید کہتے ہیں اس سے مراد شیطان ہے۔

(۵) وَ قَالَ الْحَسَنُ الشِّرْكُ۔ حسن کے نزدیک رجس شرک ہے۔

(۶) وَ قِیلَ الشَّکُّ۔ ایک قول ہے کہ رجس شک ہے۔
(۷) وَ قِیلَ الْبُخْلُ وَ الطَّمَعُ۔ ایک قول ہے کہ رجس بخل ہے اور طمع۔
(۸) وَ قِیلَ الْاَهْوَاءُ وَ الْبِدَعُ۔ ایک قول ہے کہ رجس حرص وہوا اور ارتکاب بدعات ہے۔
(۹) وَ قِیلَ اِنَّ الرِّجْسَ یَقَعُ عَلَی الْاِثْمِ وَ عَلَی الْعَذَابِ وَ عَلَی النَّجَاسَةِ وَ عَلَی النَّقَائِصِ۔ ایک قول ہے کہ رجس کا اطلاق اثم اور عذاب پر بھی ہوتا ہے اور نجاست پر بھی اور ہر قسم کی ناقص باتوں پر بھی رجس کہہ دیتے ہیں۔

وَالْمُرَادُ بِهٖ هٰهُنَا مَا یَعُمُّ کُلَّ ذٰلِکَ۔ احسن قول یہ ہے کہ یہاں رجس سے مراد گناہ، فسق، توسوس شیطانی اور شرک وشک اور بخل وطمع اور حرص وہوا وبدعات سب ہی سے پاک کرنا ہے۔

اب اہل بیت میں الف لام کون سا ہے اس کی تحقیق یہ ہے کہ
وَالْ فِیهِ لِلْجِنْسِ اَوْ لِلْاِسْتِغْرَاقِ وَ الْمُرَادُ بِالتَّطْهِیْرِ۔
قِیلَ التَّحْلِیَةُ بِالتَّقْوٰی۔
وَ قِیلَ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الذُّنُوْبَ وَ الْمَعَاصِیَ فِیْمَا نَهَاکُمْ وَ یُحَیِّیَکُمْ بِالتَّقْوٰی تَحْلِیَةً بَلِیْغَةً فِیْمَا اَمَرَکُمْ۔ یہ الف لام جنسی ہے یا استغراقی۔ اور تطہیر سے مراد ایک قول کے مطابق تزئین بالتقویٰ ہے اور ایک قول میں اس کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ تم سے تمام گناہ جن سے تمہیں منع کیا ہے دور کر دے اور تمہیں تقویٰ کی زینتوں سے مزین کرے جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے۔

اور آیہ کریمہ کا خلاصہ یہ نکلتا ہے گویا ارشاد ہے: یُرِیْدُ اللّٰهُ اِذْهَابَ الرِّجْسِ عَنْکُمْ وَ یُطَهِّرُکُمْ اللہ تم سے ہر قسم کی گندگی دور کر کے تمہیں پاک اور ستھرا کرنا چاہتا ہے۔

اب یہ بحث کہ ازواج مطہرات اہل بیت میں ہیں یا نہیں؟

اس کے متعلق روح المعانی میں آلوسی رحمہ اللہ نے مختلف فیہ اقوال نقل کر کے واضح کیا ہے کہ اکثر نے ازواج کو داخل اہل بیت مانا ہے اور بعض نہیں مانتے۔

نہ ماننے والے حدیث ثقلین سے استناد کرتے ہیں اس میں ایک چادر کے اندر ایک گھر میں حضرت ام سلمہ کے یہاں سیدہ فاطمہ زہراء اور علی اور حسن وحسین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور نے لیا اور فرمایا: اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰؤُلَاءِ اَهْلُ بَیْتِیْ فرمایا تو معلوم ہوا کہ اہل بیت صرف سیدہ اور حسن وحسین اور حضرت علی ہی ہیں، باقی ازواج مطہرات نہیں۔

لیکن یہ سب اخبار آحاد ہیں نص قطعی جو آیت قرآنی ہے اس میں سیاق وسباق یہی کہتا ہے کہ اہل بیت میں ازواج امہات المومنین اور سیدہ زہراء وحسنین اور حضرت علی سب داخل ہیں۔ چنانچہ بعض روایتیں وہ بھی ہیں جن سے ازواج کا اہل بیت سے ہونا ثابت ہے۔

اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ ضَمَّ اِلٰی اَهْلِ الْکِسَاءِ عَلِیًّا وَ فَاطِمَةَ وَ الْحَسَنَیْنِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چادر میں صرف حضرت زہراء وحسنین اور حضرت علی کو ہی لیا تو بقیہ بنات اس چادر میں نہ تھیں تو اگر چادر میں لینا ہی مستلزم اہل بیت ہے تو بقیہ بنات کے متعلق کیا کہا جائے گا۔

Marfat.com

پھر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: اَمَا اَنَا مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ فَقَالَ بَلٰى اِنْشَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا میں ازواج اہل بیت سے نہیں فرمایا کیوں نہیں انشاء اللہ۔

ایک روایت میں ہے: اَنَّهَا قَالَتْ لَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَسْتُ مِنْ اَهْلِكَ قَالَ بَلٰى وَاِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَدْخَلَهَا الْكِسَآءَ بَعْدَ مَا قَضٰى دُعَائَهُ لَهُمْ۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا میں آپ کے اہل سے نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کو بھی چادر میں لے لیا دعا فرمانے کے بعد۔

پھر آل نسبی اور آل سببی کے فرق کے ساتھ تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی اہل بیت میں ہیں جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَلْمَانُ مِنَّا اَهْلَ الْبَيْتِ۔

اور حضرت واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا: اَنَا مِنْ اَهْلِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْتَ مِنْ اَهْلِيْ۔ واثلہ رضی اللہ عنہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کیا میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل سے ہوں۔ فرمایا ہاں تم میرے اہل سے ہو۔

اور لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اور وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيْرًا کی بجائے عَنْكُنَّ الرِّجْسَ وَ يُطَهِّرَكُنَّ نہ فرمانے کی وجہ ظاہر کی گئی اَلْمُرَادُ هُوَ وَنِسَاؤُهُ الْمُطَهَّرَاتُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُنَّ وَ ضَمِيْرُ جَمْعِ الْمُذَكَّرِ لِتَغْلِيْبِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْهِنَّ۔ اسے ہم اول خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

آخر میں تمام روایات کے نقل کے بعد علامہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَ يَدْخُلُ فِيْ ذٰلِكَ اَزْوَاجُهٗ وَالْاَرْبَعَةُ اَهْلُ الْكِسَآءِ وَ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ مَعَ مَا لَهٗ مِنَ الْقَرَابَةِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اس میں ازواج مطہرات اور چاروں اہل کساء اور علی کرم اللہ وجہہ معہ اس قرابت کے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے رکھتے ہیں سب داخل ہیں۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا ﴿٣٤﴾

اور ذکر کرو بطور وعظ ونصیحت اس کا جو پڑھا جاتا ہے تمہارے گھروں میں قرآن کریم سے اور سنت نبی رحیم سے بے شک اللہ لطیف وخبیر ہے۔

یہاں آیات اللہ (عزوجل) سے مراد قرآن حکیم ہے اور حکمت سے مراد سنت نبی کریم ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع ۔ سورۃ احزاب ۔ پ ۲۲

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ وَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآئِمِيْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ	بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومنہ عورتیں اور فرمانبردار مرد اور فرمانبردار عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور صابر مرد اور صابرہ عورتیں اور عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی

Marfat.com

الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ ۙ
اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝٣٥

عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں اور محافظت کرنے والے شرم گاہوں کی اور محافظت کرنے والیاں اور اللہ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور اللہ کو بہت یاد کرنے والی عورتیں ان کے لئے اللہ نے بخشش اور بڑا اجر تیار کر رکھا ہے

وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ
رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ
اَمْرِهِمْ ؕ وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ
ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ؕ ۝٣٦

اور نہ کسی مومن مرد کو اور نہ کسی مومنہ عورت کو یہ اختیار ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرمائیں تو انہیں اپنے معاملہ میں کچھ اختیار ہے اور جو نافرمانی کرے اللہ اور رسول کی وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا

وَ اِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ
عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَ اتَّقِ اللّٰهَ وَ
تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَ تَخْشَى
النَّاسَ ۚ وَ اللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ فَلَمَّا قَضٰى
زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى
الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْۤ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا
قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَ كَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ۝٣٧

اور اے محبوب! وہ واقعہ یاد کیجئے جب آپ فرما رہے تھے اسے جسے اللہ نے نعمت دی اور آپ نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈر اور آپ اپنے دل میں مخفی رکھتے تھے وہ جسے اللہ کو ظاہر کرنا تھا اور آپ لوگوں کے طعن سے خائف تھے اور اللہ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے خوف کیا جائے تو جب زید کی غرض اس سے نکل گئی تو وہ ہم نے تمہارے نکاح میں دے دی تاکہ نہ ہو مومنین پر کچھ حرج ان کے لے پالکوں کی بیویوں میں جب ان سے ان کا کام ختم ہو جائے اور اللہ کا حکم ہو کر رہنا تھا

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ
لَهٗ ؕ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَ كَانَ
اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ۙ ۝٣٨

نہیں ہے نبی پر کوئی حرج اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر فرما دی اللہ کا دستور چلا آ رہا ہے ان میں جو پہلے گزر گئے اور اللہ کا کام مقرر شدہ ہے

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَ لَا
يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ۝٣٩

وہ جو پہنچاتے ہیں اللہ کے پیام اور اس سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَ لٰكِنْ
رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ
شَيْءٍ عَلِيْمًا ۧ ۝٤٠

محمد تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول ہیں اور سب سے آخری نبی اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

Marfat.com

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

اِنَّ ۔ بے شک　الْمُسْلِمِيْنَ ۔ فرمانبرداری کرنے والے مرد　وَ ۔ اور
الْمُسْلِمٰتِ ۔ فرمانبرداری کرنے والی عورتیں　وَ ۔ اور　الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ ایمان لانے والے مرد
وَ ۔ اور　الْمُؤْمِنٰتِ ۔ ایمان لانے والی عورتیں
وَ ۔ اور　الْقٰنِتِيْنَ ۔ عاجزی کرنے والے مرد　وَ ۔ اور
الْقٰنِتٰتِ ۔ عاجزی کرنے والی عورتیں　وَ ۔ اور　الصّٰدِقِيْنَ ۔ سچ بولنے والے مرد
وَ ۔ اور　الصّٰدِقٰتِ ۔ سچ بولنے والی عورتیں
وَ ۔ اور　الصّٰبِرِيْنَ ۔ صبر کرنے والے مرد　وَ ۔ اور
الصّٰبِرٰتِ ۔ صبر کرنے والی عورتیں　وَ ۔ اور　الْخٰشِعِيْنَ ۔ ڈرنے والے مرد
وَ ۔ اور　الْخٰشِعٰتِ ۔ ڈرنے والی عورتیں
وَ ۔ اور　الْمُتَصَدِّقِيْنَ ۔ صدقہ کرنے والے مرد　وَ ۔ اور
الْمُتَصَدِّقٰتِ ۔ صدقہ کرنے والی عورتیں　وَ ۔ اور　الصَّآئِمِيْنَ ۔ روزہ رکھنے والے مرد
وَ ۔ اور　الصّٰٓئِمٰتِ ۔ روزہ رکھنے والی عورتیں
وَ ۔ اور　الْحٰفِظِيْنَ ۔ حفاظت کرنے والے مرد　فُرُوْجَهُمْ ۔ اپنی شرمگاہوں کی
وَ ۔ اور　الْحٰفِظٰتِ ۔ حفاظت کرنے والی عورتیں　وَ ۔ اور
الذّٰكِرِيْنَ ۔ ذکر کرنے والے　اللّٰهَ ۔ اللہ کا　كَثِيْرًا ۔ بہت　وَّ ۔ اور
الذّٰكِرٰتِ ۔ ذکر کرنے والیاں　اَعَدَّ ۔ تیار کیا　اللّٰهُ ۔ اللہ نے
لَهُمْ ۔ ان کے لئے　مَّغْفِرَةً ۔ بخشش　وَّ ۔ اور　اَجْرًا ۔ اجر
عَظِيْمًا ۔ بڑا　وَ ۔ اور　مَا ۔ نہیں　كَانَ ۔ ہے
لِمُؤْمِنٍ ۔ واسطے کسی مومن مرد　وَّ ۔ اور　لَا ۔ نہ　مُؤْمِنَةٍ ۔ کسی مومن عورت کیلئے
اِذَا ۔ جب کہ　قَضَى ۔ فیصلہ کردے　اللّٰهُ ۔ اللہ　وَ ۔ اور
رَسُوْلُهٗٓ ۔ اس کا رسول　اَمْرًا ۔ کسی کام کا　اَنْ ۔ یہ کہ　يَّكُوْنَ ۔ ہو
لَهُمُ ۔ ان کے لئے　الْخِيَرَةُ ۔ اختیار　مِنْ اَمْرِ ۔ کام　هِمْ ۔ ان کے کا
وَ ۔ اور　مَنْ ۔ جو　يَّعْصِ ۔ نافرمانی کرے　اللّٰهَ ۔ اللہ کی
وَ ۔ اور　رَسُوْلَهٗ ۔ اس کے رسول کی　فَقَدْ ۔ تو بے شک　ضَلَّ ۔ گمراہ ہوا
ضَلٰلًا ۔ گمراہی　مُّبِيْنًا ۔ کھلی　وَ ۔ اور　اِذْ ۔ جب
تَقُوْلُ ۔ آپ کہتے تھے　لِلَّذِيْٓ ۔ اس کو کہ　اَنْعَمَ ۔ انعام کیا　اللّٰهُ ۔ اللہ نے
عَلَيْهِ ۔ اس پر　وَ ۔ اور　اَنْعَمْتَ ۔ انعام کیا آپ نے　عَلَيْهِ ۔ اس پر

Marfat.com

اَمْسِكْ۔روک رکھ	عَلَيْكَ۔اپنے لئے	زَوْجَكَ۔اپنی بیوی	وَ۔اور
اتَّقِ۔ڈر	اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور	تُخْفِیْ۔چھپاتے تھے آپ
فِیْ۔بیچ	نَفْسِكَ۔اپنے دل کے	مَا۔جو	اللّٰهُ۔اللہ
مُبْدِيْهِ۔ظاہر کرنے والا تھا	وَ۔اور	تَخْشَى۔آپ ڈرتے تھے	النَّاسَ۔لوگوں سے
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	اَحَقُّ۔زیادہ حقدار ہے	اَنْ۔یہ کہ
تَخْشٰهُ۔ڈریں آپ اس سے	فَلَمَّا۔تو جب	قَضٰى۔پوری کرلی	زَيْدٌ۔زید نے
مِّنْهَا۔اس سے	وَطَرًا۔حاجت	زَوَّجْنٰكَهَا۔تو نکاح کردیا ہم نے اس کا تجھ سے	
لِكَیْ لَا۔تاکہ نہ	يَكُوْنَ۔ہو	عَلَى۔اوپر	الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کے
حَرَجٌ۔تنگی	فِیْ۔بیچ	اَزْوَاجِ۔بیویوں	اَدْعِيَآئِهِمْ۔لے پالکوں
ان کے میں	اِذَا۔جب کہ	قَضَوْا۔پوری کرلیں	مِنْهُنَّ۔ان سے
وَطَرًا۔حاجت	وَ۔اور	كَانَ۔ہے	اَمْرُ۔حکم
اللّٰهِ۔اللہ کا	مَفْعُوْلًا۔پورا ہونے والا	مَا۔نہیں	كَانَ۔ہے
عَلَى۔اوپر	النَّبِیِّ۔نبی کے	مِنْ حَرَجٍ۔کوئی حرج	فِيْمَا۔اس میں جو
فَرَضَ۔مقرر کردیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	لَهٗ۔اس کے لئے	سُنَّةَ۔طریقہ
اللّٰهِ۔اللہ کا	فِیْ۔بیچ	الَّذِيْنَ۔ان کے جو	خَلَوْا۔گزرے
مِنْ قَبْلُ۔پہلے	وَ۔اور	كَانَ۔ہے	اَمْرُ۔حکم
اللّٰهِ۔اللہ کا	قَدَرًا۔اندازہ	مَّقْدُوْرَا۔کیا ہوا	الَّذِيْنَ۔وہ جو
يُبَلِّغُوْنَ۔پہنچاتے ہیں	رِسٰلٰتِ۔پیغامات	اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور
يَخْشَوْنَهٗ۔ڈرتے ہیں اس سے		وَ۔اور	لَا۔نہیں
يَخْشَوْنَ۔ڈرتے	اَحَدًا۔کسی سے	اِلَّا۔سوا	اللّٰهَ۔اللہ کے
وَ۔اور	كَفٰى۔کافی ہے	بِاللّٰهِ۔اللہ	حَسِيْبًا۔حساب لینے والا
مَا۔نہیں	كَانَ۔ہیں	مُحَمَّدٌ۔محمد	اَبَآ۔باپ
اَحَدٍ۔کسی کے	مِّنْ رِّجَالِكُمْ۔تمہارے مردوں میں سے		وَ۔اور
لٰكِنْ۔لیکن	رَّسُوْلَ۔رسول ہیں	اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور
خَاتَمَ۔ختم کرنے والے	النَّبِيّٖنَ۔نبیوں کے	وَ۔اور	كَانَ۔ہے
اللّٰهُ۔اللہ	بِكُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کو	عَلِيْمًا۔جاننے والا

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔سورۃ احزاب۔پ ۲۲

اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ

Marfat.com

وَالصّٰبِرِیْنَ وَالصّٰبِرٰتِ وَالْخٰشِعِیْنَ وَالْخٰشِعٰتِ وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ وَالصَّآىِٕمِیْنَ وَالصّٰٓىِٕمٰتِ وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ وَالذّٰكِرِیْنَ اللّٰهَ كَثِیْرًا وَّالذّٰكِرٰتِۙ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِیْمًا ﴿۳۵﴾

مسلمین ومسلمات، مومنین ومومنات، قانتین وقانتات، صادقین وصادقات، صابرین وصابرات، خاشعین وخاشعات، متصدقین ومتصدقات، صائمین وصائمات، حافظین فروج وحافظات، ذاکرین وذاکرات۔

یہ دس مراتب مرد وعورت کے برابر بیان فرمائے گئے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

حضرت اسماء بنت عمیس جب اپنے شوہر جعفر بن ابی طالب کے ساتھ حبشہ سے واپس آئیں تو ازواج مطہرات سے مل کر انہوں نے دریافت کیا کہ عورتوں کے حق میں بھی کوئی آیت نازل ہوئی یا نہیں؟

سب نے جواب دیا کہ نہیں۔

تو حضرت اسماء نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ عورتیں بڑے خسران ونقصان میں ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیوں؟

اسماء نے عرض کیا مردوں کے ذکر تو ہر پہلو سے آتے ہیں لیکن عورتوں کا ذکر خیر کے ساتھ قرآن پاک میں کہیں نہیں آیا۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اس میں جہاں دس مراتب مردوں کے بیان فرمائے وہاں وہی دس مراتب عورتوں کے بھی بیان ہوئے۔

ان مراتب میں سب سے اول درجہ اسلام کا ہے جو بلا اطاعت خدا عزوجل ورسول ﷺ کے مکمل نہیں ہوتا۔

دوسرا درجہ ایمان کا ہے کہ وہ عقائد صحیحہ اور ظاہر وباطن کے موافق ہوئے بغیر پورا نہیں ہوتا۔

تیسرا درجہ قنوت کا ہے جو خالص اطاعت ہے۔

چوتھا درجہ صدق کا ہے جو صدق نیت وصدق کلام وصدق اعمال سے پورا ہوتا ہے۔

پانچواں درجہ صبر کا ہے جس کے ذریعہ احکام کی پابندی اور منہیات سے احتراز کیا جاتا ہے خواہ نفس پر وہ کتنا ہی شاق گزرے مگر رضا الٰہی عزوجل کے لئے وہ ضرور کیا جائے۔

چھٹا درجہ خشوع کا ہے جس کے ذریعہ طاعتوں عبادتوں میں قلوب وجوارح کے ساتھ مومن متواضع بن جاتا ہے۔

ساتواں درجہ صدقہ کا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی روزی سے اس کی راہ میں بطریق فرض زکوٰۃ اور بطور نفل خیرات دینا ہے۔

آٹھواں درجہ صوم کا ہے یہ بھی فرض ونفل دونوں کو شامل ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ جو ہر ہفتہ ایک درہم صدقہ کرے وہ متصدقین سے ہے اور جو ہر مہینہ ایام بیض کے تین روزے رکھے وہ صائمین میں شمار کیا جاتا ہے۔

نویں درجہ میں عفت وعصمت کا بیان ہوا وہ یہ ہے کہ مرد وعورت اپنی عصمت محفوظ رکھے اور جو حرام ہے اس سے اجتناب کرے۔

Marfat.com

دسواں مرتبہ ذکر کا ہے۔ یہ تسبیح وتہلیل، تحمید وتکبیر وقراءت کلام پاک اور علم دین پڑھنا پڑھانا اور نماز پنجگانہ ادا کرنا، وعظ و نصیحت، ذکر ولادت رحمت مجسم ﷺ کرنا وہ نعت خوانی جو حدود شریعت میں ہو، کرنا یہ سب ذکر الٰہی عزوجل میں داخل ہیں۔

چنانچہ روایت میں ہے کہ بندہ ذاکرین میں جب شمار ہوتا ہے جب کہ وہ کھڑے بیٹھے لیٹے ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتا رہے ایسی صفات سے متصف انسان کے لئے اللہ تعالیٰ نے بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

اس کے بعد حضرت زینب بنت جحش اسدیہ رضی اللہ عنہا اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش اور ان کی والدہ امیمہ بنت عبدالمطلب کے واقعہ میں فرمان الٰہی عزوجل ہے۔ امیمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿۳۶﴾

اور نہیں حق کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کو جبکہ اللہ اور اس کا رسول کچھ حکم فرمائے اپنے معاملہ میں کسی قسم کے اختیار کا اور جو حکم نہ مانے اللہ اور اس کے رسول کا وہ بے شک صریح گمراہی میں بہکا۔

واقعہ یہ تھا کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد کیا مگر وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فیض صحبت سے علیحدگی پسند نہ کرتے ہوئے خدمت اقدس میں ہی رہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی یہ محبوب تھے۔

جب یہ خدمت والے (مخدوم) سے علیحدہ نہ ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے لئے ان کے رشتہ کا پیام دیا۔ اس پیام کو اول حضرت زینب اور ان کے بھائی عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہما نے منظور نہیں کیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چنانچہ جب حضرت زینب اور ان کے بھائی نے یہ حکم سنا فی الفور راضی ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید رضی اللہ عنہ سے آپ کا نکاح کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا مہر دس دینار ساٹھ درہم اور ایک جوڑا اور پچاس مد کھانا تیس صاع کھجوریں رکھا۔

اس مقدار پر حساب کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور ﷺ نے مہر کی یہ مقدار بھی رکھی جو آج کل کے حساب سے دس دینار چار سو کے تخمیناً ہوتے ہیں۔ ساٹھ درہم تیس روپے کے ہوتے ہیں۔ جوڑا تقریباً بیس روپیہ کا۔ ڈیڑھ من کھانا تین دیگ ۲۰ ھ کے۔ تیس صاع کھجور پونے دو من اسی روپیہ کی۔ تو موجودہ زمانے کی قیمت کے لحاظ سے نو سو کے قریب مہر ہوا۔

اس آیت کریمہ سے مندرجہ ذیل احکام مستنبط ہوئے:

مومن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہر امر میں لازم ہے۔

مومن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے مقابلہ میں اپنی خواہش کا مختار نہیں۔

اس کے بعد دوسرا واقعہ بیان فرمایا گیا:

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِيْۤ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيْهِ وَتَخْشَى النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ

اور یاد فرمائیں اے محبوب! جب آپ نے فرمایا اسے جسے اللہ نے نعمت دی اور آپ نے اسے نعمت دی کہ اپنی بیوی کو

Marfat.com

اپنے پاس رہنے دے اور اللہ سے ڈرا اور آپ اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھے وہ جسے اللہ ظاہر کرنا چاہتا تھا اور آپ کو لوگوں سے طعن و تشنیع کا خطرہ تھا اور اللہ زیادہ حق دار ہے کہ اس سے ڈریئے۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ

حضرت زید رضی اللہ عنہ کا عقد زینب رضی اللہ عنہا سے ہو چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وحی آئی کہ زینب آپ کی ازواج مطہرات میں داخل ہوں گی اللہ تعالیٰ کو یہی منظور ہے۔ اس کے متعلق سیر کی روایتیں متعدد ہیں جو قطعاً بے احتیاطی کی بناء پر مروی ہیں۔ اصلیت اتنی اور صرف اتنی ہے کہ مشیت الٰہی میں حضرت زینب کا ازواج میں داخل ہونا تھا اس کے اسباب یہ ہوئے کہ زید اور حضرت زینب میں موافقت نہ ہوئی حضرت زید نے بارگاہ رسالت میں شکایت کی کہ زینب سخت کلامی اور تیز زبانی کرتی ہے اور میری اطاعت سے منحرف رہتی ہے اور باعتبار خاندان اپنے کو مجھ سے بڑا کہتی ہے ایسا بارہا اتفاق ہوا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت زید کو سمجھاتے رہے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ زینب پر تکبر و ایذائے شوہر کا الزام جو زید لگا رہے ہیں اس پر آپ انہیں اللہ کا خوف دلاتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ۔

اور جو حقیقت ہم نے وحی سے واضح کر دی ہے اسے آپ اپنے دل میں مخفی رکھے ہوئے ہیں اور یہ اخفاء محض اس خوف سے آپ فرما رہے ہیں کہ مشرکین متبنیٰ کو بیٹے کے قائم مقام سمجھ کر اس کی بیوی کو پالنے والے پر حرام سمجھتے ہیں اور ہم اس رسم کو دفع کرنے کے لئے زینب کا عقد آپ سے کریں گے تاکہ قیامت تک مومنین میں یہ رکاوٹ نہ رہے۔

آپ صرف اللہ سے ڈریں اور ان جاہلوں کے طعن و تشنیع کی پروا نہ کریں۔

اور اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَيْهِ میں اللہ تعالیٰ کا انعام وہ اسلام ہے جو حضرت زید کو دیا اور اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ انعام ہے جو حضرت زید پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آزاد کر کے اپنی پرورش میں لیا اور ان کی اتنی ہمدردی اور نگہداشت فرمائی کہ عرب میں آپ زید بن محمد مشہور تھے۔ اسے اَدْعِيَآءَ کہتے ہیں یعنی منہ بولا بیٹا یا لے پالک یا متبنیٰ۔

اور تُخْفِيْ فِيْ نَفْسِكَ کے یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں کہ جب آپ کو معلوم ہے کہ زینب سے زید کا نباہ نہیں ہو سکتا اس لئے کہ وہ مشیت الٰہی میں آپ کی بیوی بننے والی ہے۔

تو آپ اسے چھپا رہے ہیں اور زید کو فرما رہے ہیں: اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ وَاتَّقِ اللّٰهَ۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس حقیقت کو واضح فرمائے گا کہ وہ آپ کی ازواج میں آئیں گی۔

چنانچہ آگے ارشاد ہے:

فَلَمَّا قَضٰى زَيْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا لِكَيْ لَا يَكُوْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ حَرَجٌ فِيْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِيَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

تو جب پورا کر دیا زید نے اپنا ارادہ (یعنی زینب کو طلاق دے دی) تو بعد عدت ہم نے اسے تمہارے نکاح میں دے دیا کہ مسلمانوں میں یہ رسم نہ رہے اور ان میں اس سے حرج نہ واقع ہو اور یہ تو اللہ کا حکم پورا ہی ہونا تھا۔

کہ لے پالک ادعیاء یعنی منہ بولا بیٹا حقیقی بیٹے کے برابر نہ ہو اور اس کی بیوی پالنے والے پر حرام نہ رہے۔ چنانچہ جو

اندیشہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت زینب سے نکاح کر لینے میں عوام کے طعن کا تھا کہ منہ بولے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا اسے دفع فرمادیا کہ امر مباح میں طعن عوام کی پروانہ کرنی چاہئے ایسے ہی آج بھی مریدہ سے پیر اگر نکاح کرلے تو عوام اسے بھی قابل اعتراض قرار دیتے ہیں حالانکہ شرعاً مریدہ سے پیر کا نکاح شاگردہ سے استاد کا عقد مباح ہے۔ چنانچہ حضرت سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد فرمالیا۔

اس رشتہ کا پیام حضرت زید ہی لے کر گئے حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے سن کر گردن جھکالی اور جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر میری رائے کو کوئی دخل نہیں اس لئے کہ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ حکم قرآن حکیم ہے۔ پھر آپ نے نوافل پڑھنے شروع کردیئے کہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اس شادی کا ولیمہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت اہتمام و وسعت کے ساتھ کیا اس کے بعد عوام کی زبان اعتراض بند کرنے کو ارشاد باری تعالیٰ ہوا:

مَا كَانَ عَلَى النَّبِيِّ مِنْ حَرَجٍ فِيْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ۭ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۭ وَكَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَۨا ﴿۳۸﴾ الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

نہیں کوئی حرج نبی پر اس بات میں جو اللہ نے اس کے لئے مباح و جاری فرمائی اللہ کا قانون چلا آرہا ہے ان میں جو پہلے گزر چکے اور اللہ کا حکم مقرر کیا ہوا معمول بہ ہے وہ جو اللہ کے پیام لاتے اور اس سے ڈرتے ہیں اور اس کے سوا کسی کا خوف نہیں کرتے ور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

آیۂ کریمہ میں اس امر کی وضاحت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو امور مباح ہیں اور باب نکاح میں جو وسعتیں رکھ دی گئی ہیں ان پر عمل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

چنانچہ انبیاء کرام کو باب نکاح میں امتیوں سے زیادہ وسعت دی گئی ہے امتی چار سے زیادہ نکاح بیک وقت کرنے کا مجاز نہیں مگر نبی اس سے زیادہ نکاح کرنے کا مجاز ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں تھیں اور حضرت سلیمان علیہ السلام کی تین سو اور یہ ان کی خصوصیات تھیں اور ان کے سوا اوروں کو جائز نہیں نہ کسی کو ان کے اس اقدام پر کسی قسم کے اعتراض کا حق ہے اس لئے کہ احکام الٰہی عزوجل اس کی حکمت کے ماتحت ہوتے ہیں۔ آیۂ کریمہ میں یہود کا رد ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر چار سے زیادہ نکاح کرنے پر طعن کیا تھا۔

آیۂ کریمہ میں انہیں بتایا گیا کہ یہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص اجازت ہے جیسے انبیاء سابقہ کے لئے متعدد ازواج میں خاص احکام تھے۔

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

نہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے مردوں میں کسی کے باپ ہاں اللہ کے رسول اور سب نبیوں میں آخری نبی ہیں۔

اس سے یہ ثابت کیا کہ جب ہمارے محبوب، مردوں میں کسی کے باپ نہیں تو حضرت زید کے باپ وہ کیسے ہو سکتے ہیں اور جب زید بیٹے ہی نہیں تو ان کی منکوحہ بعد طلاق آپ کے لئے کیوں حلال نہیں۔

یہ صحیح ہے کہ قاسم اور طیب اور طاہر اور ابراہیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند تھے مگر اس عمر کو نہیں پہنچے جس میں انہیں رجال یعنی مردوں میں شمار کیا جاتا بلکہ وہ ایام طفولیت میں ہی وفات پا گئے۔

اور یہ صحیح ہے کہ سب رسول ناصح شفیق اور واجب التوقیر لازم الطاعۃ ہونے کے لحاظ سے اپنی امت کے باپ کہلائے جاتے ہیں بلکہ ان کے حقوق حقیقی باپ سے کہیں زیادہ ہیں لیکن اس لحاظ سے ان کی امت حقیقی اولاد نہیں ہو سکتی۔ اور نہ حقیقی اولاد کے تمام احکام وراثت وغیرہ ان کے لئے ثابت۔

اور وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ آخر میں اس لئے فرمایا گیا کہ علم اللہ عزوجل میں مدعیان کذاب کا ظہور تھا تو یہ بتا کر تمام راہیں بند فرمادیں اور مطلقاً خاتم نبوت ذات گرامی کو قرار دے کر دروازۂ نبوت بند کر دیا اور بتا دیا کہ اب جو بھی دعویٰ نبوت کرے اور خاتم الانبیاء کے بعد اپنے کو مورد وحی مانے اور منصب نبوت پر متمکن ہو وہ مرتد خارج از اسلام ہے۔

مسیلمہ، اسود عنسی، طلیحہ، محمد بن تومرت حتیٰ کہ کذاب قادیاں وغیرہ سب اسلام میں مرتد اور خارج از اسلام ہیں اور ان کے متبعین کا بھی وہی حکم ہے جو مدعیان کذابین کا ہے۔

حتیٰ کہ جو جماعت ایسے مدعی مفتری کو مجدد یا ولی بھی کہے وہ بھی خارج از اسلام ہے۔

اس لئے کہ وہ اسے مجدد کہنے والے ہیں جو کذاب و مفتری مدعی نبوت ہے تو جیسے شیطان کو نیک ماننے والا بھی شیطان ہے ایسے ہی مدعی نبوت کو مجدد تو مجدد بھلا مانس ماننے والا بھی بے انجام ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

(۱) اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ۔ بے شک مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں۔

تو جو اسلام میں داخل ہو کر حکم الٰہی عزوجل کے آگے جھکے ہوئے ہیں خواہ وہ مرد ہوں یا عورتیں۔

(۲) وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ۔ اور ایمان والے مرد اور ایمان والی عورتیں۔

یعنی جو تصدیق فرض ہے اس کے مصدق مرد ہوں یا عورتیں۔

(۳) وَالْقٰنِتِيْنَ وَالْقٰنِتٰتِ۔ اور ہمیشگی رکھنے والے اطاعت الٰہی میں مرد ہو یا عورتیں۔

اور اس پر قائم رہیں۔

(۴) وَالصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقٰتِ۔ اور سچ بولنے والے اور سچ بولنے والیاں۔

اپنے اقوال میں جن میں سچ بولنا واجب ہے قول و عمل میں۔

(۵) وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرٰتِ۔ اور صبر کرنے والے اور صبر کرنے والیاں۔

ہر قسم کے مکارہ پر اور عبادات میں ترک معاصی پر۔

(۶) وَالْخٰشِعِيْنَ وَالْخٰشِعٰتِ۔ تواضع کرنے والے اور تواضع کرنے والیاں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دل اور اعضاء سے۔

Marfat.com

(۷) وَالْمُتَصَدِّقِیْنَ وَالْمُتَصَدِّقٰتِ۔ اور صدقہ دینے والے اور صدقہ دینے والیاں۔

زکوٰۃ مفروضہ اور صدقہ نافلہ سے۔

(۸) وَالصَّآئِمِیْنَ وَالصّٰٓئِمٰتِ۔ اور روزہ رکھنے والے اور روزہ رکھنے والیاں۔

یعنی صوم مشروع فرض ہو یا نفل۔

وَ قِیْلَ مَنْ تَصَدَّقَ فِیْ کُلِّ اُسْبُوْعٍ بِدِرْهَمٍ فَهُوَ مِنَ الْمُتَصَدِّقِیْنَ وَ صَامَ الْبِیْضَ مِنْ کُلِّ شَهْرٍ فَهُوَ مِنَ الصَّائِمِیْنَ۔ جو ہر ہفتہ میں ایک درہم صدقہ دیتا رہے وہ متصدقین سے ہے اور ہر مہینہ ایام بیض یعنی تیرہ چودہ پندرہ قمری تاریخ میں روزہ رکھتا ہے وہ صائمین سے ہے۔

(۹) وَالْحٰفِظِیْنَ فُرُوْجَهُمْ وَالْحٰفِظٰتِ۔ اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے اور محافظت کرنے والیاں۔

ہر اس طریقہ سے جس سے اللہ عزوجل راضی نہ ہو۔

(۱۰) وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والے اور ذکر کرنے والیاں۔

عبدالرزاق اور سعید بن منصور اور عبد بن حمید اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم مجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ لَا یُکْتَبُ الرَّجُلُ مِنَ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا حَتّٰی یَذْکُرَ اللّٰهَ تَعَالٰی قَائِمًا وَّ قَاعِدًا وَّ مُضْطَجِعًا یعنی انسان وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا میں نہیں لکھا جاتا حتیٰ کہ اللہ عزوجل کا ذکر کھڑے بیٹھے اور لیٹے نہ کرے۔

اور ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ رحمہم اللہ ابی سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِذَا اَیْقَظَ الرَّجُلُ اِمْرَاَتَهٗ مِنَ اللَّیْلِ فَصَلَّیَا رَکْعَتَیْنِ کَانَا تِلْکَ اللَّیْلَةَ مِنَ وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَالذَّاکِرَاتِ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنی بیوی کو جگائے اور رات میں دونوں دو رکعت پڑھیں تو دونوں اس رات میں الذّٰکِرِیْنَ اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّالذّٰکِرٰتِ میں ہوں گے۔

وَ قِیْلَ الْمُرَادُ بِذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی ذِکْرُ الَائِهٖ وَ نِعَمِهٖ۔ اور ایک قول ہے کہ ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کی بخششوں اور نعمتوں کا ذکر ہے۔

یہ دس صفات ایسی ہیں جن میں ذکور واناث مساوی ہیں ان کا تذکرہ فرما کر اس کا اجر بیان فرمایا:

اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا

تیار کر رکھا ہے اللہ نے ان کے لئے ان کے ان اعمال کے بدلے میں زبردست اجر۔

آیت کریمہ کا شان نزول

اَخْرَجَ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَ غَیْرُهُمَا عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قُلْتُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَنَا لَا نُذْکَرُ فِی الْقُرْاٰنِ کَمَا یُذْکَرُ الرِّجَالُ فَلَمْ یَرُعْنِیْ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِلَّا نِدَائَهٗ عَلَی الْمِنْبَرِ وَ هُوَ یَقُوْلُ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ۔

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ! ہمارے لئے کیا بات ہے کہ قرآن پاک میں ویسے ذکر نہیں جیسے مردوں کا ذکر ہوتا ہے۔

Marfat.com

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز منبر پر بلا رعایت فرمایا: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ الخ

دوسری روایت کا شان نزول۔

اَخْرَجَ التِّرْمِذِیُّ وَ حَسَّنَهٗ وَالطَّبْرَانِیُّ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَ اٰخَرُوْنَ عَنْ اُمِّ عُمَارَةَ الْاَنْصَارِیَّةِ اَنَّهَا اَتَتِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ مَا اَرٰی کُلَّ شَیْءٍ اِلَّا لِلرِّجَالِ وَ مَا اَرَی النِّسَآءَ یُذْکَرْنَ بِشَیْءٍ فَنَزَلَتْ اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ الخ

حضرت ام عمارہ انصاریہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کوئی بات نہیں مگر مردوں کے لئے ہے اور عورتوں کا ذکر قرآن پاک میں کسی فضیلت کے ساتھ نہیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اِنَّ الْمُسْلِمِیْنَ وَ الْمُسْلِمٰتِ الخ

اور اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ میں جو ضمیر مذکر لائی گئی وہ تغلیب ذکور کی وجہ سے اناث پر لائے۔

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ

اور نہیں کوئی حق مومن مرد اور مومنہ عورت کو جب کہ حکم دے اللہ اور اس کا رسول کسی کام کا یہ کہ ہو انہیں اس میں کچھ اختیار۔

کہ جو چاہیں جیسے چاہیں کریں بلکہ ان پر واجب ہے کہ امتثال امر کریں اور انقیاد حکم میں جھک جائیں اس آیت کریمہ میں حکم الٰہی عزوجل اور حکم رسالت ﷺ پناہی کو جمع کر کے اس لئے ظاہر فرمایا کہ اِنَّهٗ لِلرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اور وَ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ کہ درحقیقت اطاعت رسول اکرم ہی اول ہے اور اطاعت الٰہی عزوجل تو برائے تعظیم لائی گئی ہے۔

اور حقیقت بھی یہی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کے ماننے میں ہمارے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی واسطہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل زمانہ فترت میں چھ سو سال ہم بتوں کے ہی پرستار تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بتانے سے ہی ہم نے اللہ تعالیٰ کو مانا۔ قرآن کریم ہم نے نازل ہوتے نہ دیکھا نہ دیکھ سکتے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی فرمان سے قرآن کو کلام الٰہی مانا تو کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی تعلیم کے ماتحت ہم پڑھ رہے ہیں۔

اگر ہم اپنی عقل سے پڑھتے تو اول مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ پڑھتے پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے۔

لیکن جن کا اتباع ہم نے کیا ان کی تعلیم ہی یہ ہوئی کہ اول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہو پھر مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ پڑھو۔ اس لئے ہمارے کلمہ میں اول شہادت توحید ہے اس کے بعد شہادت رسالت۔

آگے ارشاد ہے:

وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِيْنًا ﴿٣٦﴾

اور جو نافرمانی کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ کھلی گمراہی میں بہکا۔

اس کا شان نزول ایک روایت میں یہ ہے جس کو ابن عباس اور قتادہ اور مجاہد علیہم رضوان وغیرہ سے روایت کیا۔

نَزَلَتْ فِیْ زَیْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ مِّنْ عَمَّتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُمَیْمَةَ بِنْتِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ وَ اَخِیْهَا عَبْدِاللّٰهِ خَطَبَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِمَوْلَاهُ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ وَ قَالَ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ

Marfat.com

اُزَوِّجَکِ زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَاِنِّی قَدْ رَضِیْتُهُ لَکِ فَاَبَتْ وَ قَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ لٰکِنِّی لَا اَرْضَاهُ لِنَفْسِی وَاَنَا قَوْمِی وَ بِنْتُ عَمَّتِکَ فَلَمْ اَکُنْ لِاَفْعَلَ۔

یہ آیہ کریمہ حضرت زینب بنت جحش کے معاملہ میں نازل ہوئی یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں۔ ان کے بھائی عبداللہ تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں پیام دیا اپنے آزاد شدہ غلام حضرت زید بن حارثہ کے لئے اور فرمایا میں چاہتا ہوں کہ تمہیں زید بن حارثہ سے منسوب کروں اور میں اس میں خوش ہوں۔

تو حضرت زینب نے اس سے انکار کیا اور عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں اپنے لئے زید بن حارثہ کو پسند نہیں کرتی میں بلند خاندان سے ہوں اور آپ کی پھوپھی کی لڑکی ہوں میں تو اس رشتہ کے لئے تیار نہیں۔

ایک روایت میں یہ اور زیادہ ہے قَالَتْ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ حَسَبًا وَ وَافَقَهَا اَخُوْهَا عَبْدُاللّٰهِ عَلٰی ذٰلِکَ فَلَمَّا نَزَلَتِ الْاٰیَةُ رَضِیَا وَسَلَّمَا فَاَنْکَحَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ اَنْ جَعَلَتْ اَمْرَهَا بِیَدِهٖ وَ سَاقَ عَلَیْهَا عَشْرَةَ دَنَانِیْرَ وَ سِتِّیْنَ دِرْهَمًا مَهْرًا وَّ خِمَارًا وَّ مِلْحَفَةً وَّ دِرْعًا وَ اَزَارًا وَّ خَمْسِیْنَ مُدًّا مِّنْ طَعَامٍ وَّ ثَلَاثِیْنَ صَاعًا مِّنْ تَمْرٍ۔

حضرت زینب نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں زید سے حسب میں افضل ہوں اور اس پر آپ کے بھائی عبداللہ نے بھی موافقت کی جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو دونوں راضی ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے آگے جھک گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ عقد حضرت زید رضی اللہ عنہ سے کر دیا اور ان کا مہر دس دینار اور ساٹھ درہم رکھا اور ایک دوپٹہ اور چادر، پاجامہ اور پچاس مد کھانا (عرب میں مد سوا سیر کا ایک پیمانہ ہے) اور تیس صاع کھجوریں دیں۔

ایک روایت میں ابن ابی حاتم ابن زید سے ہے:

قَالَ نَزَلَتْ فِیْ اُمِّ کُلْثُوْمِ بِنْتِ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَیْطٍ وَ کَانَتْ اَوَّلَ اِمْرَاَةٍ هَاجَرَتْ مِنَ النِّسَآءِ فَوَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَهَا زَیْدَ بْنَ حَارِثَةَ فَسَخِطَتْ هِیَ وَ اَخُوْهَا وَ قَالَتْ اِنَّمَا اَرَدْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَزَوَّجَهَا عَبْدَهٗ۔

یہ آیت حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط کے حق میں نازل ہوئی اور یہ پہلی خاتون ہیں جنہوں نے خواتین کے ساتھ ہجرت کی اور اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیار میں دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا عقد زید بن حارثہ سے کر دیا تو یہ اور ان کے بھائی ناراض ہوئے اور حضرت ام کلثوم نے کہا ہم نے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا تھا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلام سے یہ رشتہ کر دیا تو ہمیں کیا عذر ہو سکتا ہے۔

وَاِذْ تَقُوْلُ لِلَّذِیْٓ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْهِ اَمْسِکْ عَلَیْکَ زَوْجَکَ وَاتَّقِ اللّٰهَ وَتُخْفِیْ فِیْ نَفْسِکَ مَا اللّٰهُ مُبْدِیْهِ وَتَخْشَی النَّاسَ ۚ وَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰىهُ ؕ

اور وہ وقت یاد فرمایئے جب آپ نے اسے فرمایا جس پر اللہ تعالیٰ نے انعام کیا اور آپ نے انعام کیا، روکے رہ اپنے اوپر اپنی بیوی کو اور اللہ سے ڈر اور مخفی رکھا آپ نے اپنے دل میں وہ راز جسے اللہ ظاہر فرمانے والا ہے اور خطرہ محسوس کیا آپ

Marfat.com

نے لوگوں کے طعن کا اور اللہ زیادہ حقدار ہے اس کا کہ اس سے ڈریں۔

یہ واقعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا اہم واقعہ ہے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ حضرت زینب بن جحش رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن تھیں ان کی والدہ کا نام امیمہ تھا یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدامجد حضرت عبدالمطلب کی صاجزادی تھی۔

دوسری طرف حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ تھے اگر چہ یہ شریف گھرانے کی اولاد تھے مگر بچپن میں ان کو کسی نے پکڑ لیا اور غلام بنا کر فروخت کر دیا۔ حضور ﷺ نے انہیں خرید لیا اور آزاد کر کے اپنے پاس رکھا حتیٰ کہ متبنیٰ کر لیا۔ ابھی تک متبنیٰ کے متعلق کوئی حکم من جانب اللہ نافذ نہیں ہوا تھا۔ اور رسم کے مطابق متبنیٰ کے ساتھ حقیقی بیٹوں کے سے برتاؤ کئے جاتے تھے۔

قصہ مختصر یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا نکاح حضرت زینب کے ساتھ کرنا پسند فرمایا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ انعام تھا جس پر وَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِ ارشاد ہوا اور اَنۡعَمَ اللّٰهُ عَلَیۡهِ سے مراد ان کا ایمان لانا ہے اور اس کے علاوہ انعام متبنیٰ بھی ہے۔

اگر چہ حضرت زینب کو یہ رشتہ پسند نہ تھا مگر حکم سرکار کے لئے تسلیم کر لیا۔ حضرت زینب کے مقابلہ میں حضرت زید اتنے وجیہ نہ تھے جتنی حضرت زینب تھیں۔

قصہ مختصر باہمی موافقت نہ ہوئی اور زید زینب کو چھوڑنے اور طلاق دینے پر آمادہ ہو گئے بارگاہ رسالت میں یہ بات پہنچی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو فرمایا: اَمۡسِكۡ عَلَیۡكَ زَوۡجَكَ۔

اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھ۔ مگر جب میاں بیوی کے تعلقات ناموافق ہو جاتے ہیں اور دلوں میں فرق آجاتا ہے تو لطف نہیں رہتا۔ آخر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے زینب کو طلاق دے دی۔

اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیش نظر کئی باتیں تھیں۔

سب سے پہلے حضرت زینب رضی اللہ عنہا اپنی پھوپھی زاد بہن کی دلجوئی کہ انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید سے بیاہا تھا اور اب طلاق ہو گئی تھی۔

دوسرے بذریعہ وحی یہ اطلاع بھی سامنے تھی کہ متبنیٰ کی بیوی سے عقد نہ کرنے کی رسم بدمٹائی جائے۔

پہلے عرب میں متبنی کرنا ممنوع نہیں تھا بلکہ متبنیٰ کے حقوق مشرکین میں حقیقی بیٹے کے برابر سمجھے جاتے تھے اسے مٹانا بھی منظور تھا اور اس کے لئے لازمی تھا کہ متبنیٰ کی بیوی سے بعد اتمام عدت عقد کیا جائے تا کہ عوام اسے حقیقی بیٹے کی طرح نہ سمجھیں۔

اس کا یہی بہترین طریقہ ہوسکتا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اس پر عمل فرما کر نمونہ بنیں اور لَقَدۡ کَانَ لَکُمۡ فِیۡ رَسُوۡلِ اللّٰهِ اُسۡوَۃٌ حَسَنَۃٌ۔ کا بھی یہ مقتضیٰ تھا۔

اور اس ذریعہ سے دلجوئی بھی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ہو جاتی تھی۔

اگر چہ مخالفین کی طرف سے انواع واقسام کے الزامات بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لگائے جانے یقینی تھے۔

لیکن امور مباح میں عوام کی لسانی طعنہ زنی اور بدزبانی کی پروا نہیں کی جاتی اگر چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی باقتضاء بشری یہ محسوس ہوتا تھا کہ لوگ کیا کہیں گے۔

Marfat.com

چنانچہ بعض روایات اسرائیلی سے واقعات پر کچھ رنگ آمیزی بھی کی گئی جو محض خرافات ہیں۔

بہر حال پہلوئے اصلاح غالب رہا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کرلیا تاکہ قیامت تک کے لئے یہ نظیر قائم ہوجائے اور کوئی اپنے متبنیٰ کی بیوی سے بعد طلاق وعدت نکاح کرنے میں نہ ہچکچائے اور متبنیٰ جسے عربی زبان میں ادعیاء فرمایا وہ صلبی بیٹے کی جگہ نہ پائے۔

چنانچہ مَا اللّٰہُ مُبْدِیْہِ وَتَخْشَی النَّاسَ کے معنی پر روح المعانی میں ہے: اَیْ تَخَافُ مِنْ اِعْتِرَاضِهِمْ آپ عوام کے طعنوں سے خائف ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ تَسْتَحْيِيْ مِنْ قَوْلِهِمْ اَنَّ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَزَوَّجَ زَوْجَةَ اِبْنِهٖ وَالْمُرَادُ بِالنَّاسِ الْجِنْسُ وَالْمُنَافِقُوْنَ۔ آپ شرماتے ہیں ان کے اس کہنے سے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے کی بیوی سے نکاح کرلیا اور ناس سے مراد عام لوگ ہیں اور منافقین۔ آگے ارشاد ہے:

وَاللّٰہُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشٰہُ۔ یَعْنِیْ وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَحْدَهٗ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَاهُ فِیْ كُلِّ اَمْرٍ فَتَفْعَلُ مَا اَبَاحَهٗ سُبْحٰنَهٗ لَكَ وَاَذِنَ لَكَ فِیْهِ۔ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے کہ اس سے ہر کام میں خوف کیا جائے اور آپ بے خوف ہوکر وہ کام کریں جسے اللہ تعالیٰ نے آپ پر مباح کیا اور اجازت دی۔

اور اس پر پہلوئے عتاب دکھایا کہ آپ نے باوجود اس کے کہ آپ جانتے تھے کہ زینب مطلقہ ہوں گی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے عقد کریں گے پھر آپ نے اَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ کیوں فرمایا اس عتاب میں ترک اولیٰ کے پہلو پر عتاب ہے۔

یا اس بناء پر ارشاد ہے کہ اے محبوب! جبکہ آپ کا رابطہ بلاواسطہ اللہ تعالیٰ سے ہے تو آپ کو کسی غیر کا خطرہ لانے کی کیا حاجت تھی آپ کو تو اپنے رب سے ہی ڈرنا چاہئے اور کسی کے طعن وتشنیع سے بے نیاز رہنا چاہئے۔

پھر آپ کو جب ہم نے شارع بنا کر بھیجا ہے تو آپ کا جاری کردہ اسوہ حسنہ ہے اور دوسروں کے رواج محض رواج ہیں لہٰذا بلا خوف لومۃ لائم آپ اپنا اسوہ حسنہ جاری فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا۔ تو جب زید زینب سے قطع تعلق کر چکے اور طلاق دے دی۔

عربی میں وطر حاجت کو کہتے ہیں اس کی جمع اوطار ہے اور قضاء وطر کنایہ ہے طلاق سے یعنی جب زید طلاق دے چکے اور عدۃ گزر گئی چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں: اَیْ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا وَ نَقَضَتْ عِدَّتُهَا۔ تو پھر زَوَّجْنٰكَهَا۔ نکاح کیا ہم نے آپ سے اس کا۔

اَیْ جَعَلْنٰهَا زَوْجَةً لَّكَ بِلَا وَاسِطَةِ عَقْدٍ اَوْ وِكَالَةٍ۔ یعنی ہم نے زینب کو بلاواسطہ عقد ووکالت آپ کی بیوی بنایا۔

فَقَدْ صَحَّ مِنْ حَدِيْثِ الْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ اَنَّهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا كَانَتْ تَفْخَرُ عَلٰى اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَقُوْلُ زَوَّجَكُنَّ اَهَالِيْكُنَّ وَ زَوَّجَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ۔

بخاری وترمذی کی روایت سے اس دعویٰ کی تصحیح ہوتی ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا اس پر فخر یہ فرماتی تھیں اور ازواج

Marfat.com

النبی سے کہتی تھیں تمہارے عقد تمہارے اہل نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئے اور میرا عقد اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا۔

اور ابن جریر شعبی سے راوی ہیں: قَالَ كَانَتْ تَقُوْلُ لِلنَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّیْ لَاَدَلُّ عَلَيْکَ بِثَلَاثٍ مَا مِنْ نِّسَائِکَ اِمْرَاَةٌ تَدَلُّ بِهِنَّ۔

اِنَّ جَدِّیْ وَجَدَّکَ وَاحِدٌ

وَ اِنِّیْ اَنْكَحَکَ اللّٰهُ اِیَّایَ مِنَ السَّمَآءِ

وَالسَّفِیْرُ جِبْرِیْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فخریہ عرض کرتی تھیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ازواج مطہرات میں تین طرح سے افضل ہوں۔

اول میرے جد اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد ایک ہیں۔

اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے آسمان پر کیا۔

اور میرا سفیر جبریل علیہ السلام ہے۔

وَ لَعَلَّهَا اَرَادَتْ بِسَفَارَتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ اللّٰهِ وَ بَيْنَ رَسُوْلِهٖ۔ اور یہ سفارت اللہ تعالیٰ اور حضور علیہ السلام کے مابین ہی ہوگی۔

ورنہ یہ عقد بظاہر سفارت زید رضی اللہ عنہ سے ہی ہوا تھا۔ جیسا کہ احمد اور مسلم اور نسائی وغیرہ رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ لَمَّا انْقَضَتْ عِدَّةُ زَيْنَبَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِزَيْدٍ اِذْهَبْ فَاذْكُرْهَا عَلَیَّ - فَانْطَلَقَ قَالَ فَلَمَّا رَاَيْتُهَا عَظُمَتْ فِیْ صَدْرِیْ فَقُلْتُ يَا زَيْنَبُ اَبْشِرِیْ اَرْسَلَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُکِ قَالَتْ مَا اَنَا بِصَانِعَةٍ شَيْئًا حَتّٰى اُوَامِرَ رَبِّیْ فَقَامَتْ اِلٰى مَسْجِدِهَا وَ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ دَخَلَ بِغَيْرِ اِذْنٍ۔

فرماتے ہیں جب حضرت زینب کی عدۃ گزر گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید کو فرمایا تم جاؤ اور میرا تذکرہ کرو۔ آپ تشریف لے گئے اور جب حضرت زینب کو دیکھا تو فرماتے ہیں میرے دل میں ان کی عظمت پیدا ہوگئی۔ میں نے کہا زینب! آپ کو بشارت ہو کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ سے مذاکرۂ عقد کے لئے بھیجا ہے۔ حضرت زینب نے فرمایا:

"میں کچھ نہیں کروں گی جب تک میرا رب مجھے کوئی حکم نہ دے۔"

اور آپ مصلّٰی پر اٹھ کر تشریف لے گئیں اور آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اور وحی کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا اجازت حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اس لئے کہ زَوَّجْنٰكَهَا وحی میں آچکا تھا۔

چنانچہ طبرانی اور بیہقی اپنی سنن میں اور ابن عساکر بطریق ابن زید الاسدی رحمہم اللہ راوی ہیں:

Marfat.com

عَنْ مَذْکُوْرٍ مَوْلٰی زَیْنَبَ قَالَتْ طَلَّقَنِیْ زَیْدٌ فَبَتَّ طَلَاقِیْ فَلَمَّا انْقَضَتْ عِدَّتِیْ لَمْ اَشْعُرْ اِلَّا وَالنَّبِیُّ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ دَخَلَ عَلَیَّ وَ اَنَا مَکْشُوْفَةُ الشَّعْرِ فَقُلْتُ هٰذَا مِنَ السَّمَآءِ دَخَلْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ بِلَا خِطْبَةٍ وَ لَا شَهَادَةٍ فَقَالَ اَللّٰهُ الْمُزَوِّجُ وَجِبْرِیْلُ الشَّاهِدُ۔

آپ اپنے غلام آزادشدہ سے تذکرہ فرمارہی تھیں کہ مجھے زید نے طلاق دے دی تھی۔تو جب میری عدت پوری ہوگئی تو میرا خیال کچھ نہ تھا نہ کوئی ارادہ تھا کہ اچانک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بلا اجازت مانگے تشریف لے آئے اور میں بال کھولے بیٹھی تھی۔

تو میں نے عرض کیا کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم یہ آسمانی حکم کے ماتحت ہے کہ حضور بلا خطبہ و اجازت اور شہادت شاہدین تشریف لے آئے اور فرمایا اللہ نے یہ نکاح تم سے کیا ہے اور جبریل شاہد ہیں۔

اسی بناء پر بعض نے زَوَّجْنٰکَهَا کے معنی اَمَرْنَاکَ بِتَزَوُّجِهَا کیے ہیں۔چنانچہ اس کی حکمت آگے بیان کی:

لِکَیْ لَا یَکُوْنَ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ حَرَجٌ فِیْٓ اَزْوَاجِ اَدْعِیَآئِهِمْ اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ مَفْعُوْلًا ﴿۳۷﴾

تا کہ نہ رہے مومنین پر حرج ادعیاء منہ بولے بیٹوں کی بیویوں سے نکاح کرنے میں جبکہ وہ بعد طلاق و عدت فارغ ہو چکی ہوں اور اللہ کا حکم تو پورا ہی ہونے والا ہوتا ہے۔

حَرَجٌ کے معنی ضِیْقٌ و اِثْمٌ ہیں۔

اَدْعِیَآئِهِمْ۔ اَلَّذِیْنَ تَبَنَّوْهُمْ وہ جنہیں متبنی کیا جائے۔

اِذَا قَضَوْا مِنْهُنَّ وَطَرًا ؕ۔ یَعْنِیْ اِذَا طَلَّقَهُنَّ الْاَدْعِیَاءُ وَانْقَضَتْ عِدَّتُهُنَّ فَاِنَّ لَهُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

مَا کَانَ عَلَی النَّبِیِّ مِنْ حَرَجٍ فِیْمَا فَرَضَ اللّٰهُ لَهٗ ؕ

نہیں ہے نبی پر کوئی حرج یعنی گناہ اس میں جو اللہ نے اس کے لئے مقرر کر دیا۔

فِیْمَا فَرَضَ کے معنی قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: فِیْ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ۔ جو اللہ نے حلال فرمایا اسے۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ؕ وَکَانَ اَمْرُ اللّٰهِ قَدَرًا مَّقْدُوْرَا ﴿۳۸﴾

اللہ کا طریقہ ان میں یہی جاری تھا جو تم سے پہلے گزر رے (خَلَوْا بمعنی مَضَوْا ہیں جو گزر چکے) اور اللہ کے احکام مقرر شدہ ہیں جو ہو کر ہی رہتے ہیں۔

یعنی وہ انبیاء جو اول گزر چکے ان میں بھی یہ احکام جاری تھے۔چنانچہ وَ قَدْ کَانَتْ تَحْتَهُمُ الْمَهَائِرُ وَالسَّرَارِیْ وَ کَانَتْ لِدَاوُدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ مِائَةُ اِمْرَاَةٍ وَ ثَلٰثُمِائَةِ سَرِیَّةٍ وَ لِسُلَیْمَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ ثَلٰثُمِائَةِ اِمْرَاَةٍ وَسَبْعُ مِائَةِ سَرِیَّةٍ۔

سابقہ انبیاء کے تحت مہر والی بیویاں اور لونڈیاں تھیں۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کی سو بیویاں اور تین سو لونڈیاں تھیں۔

اور سلیمان علیہ السلام کی تین سو بیویاں اور سات سو لونڈیاں تھیں۔

Marfat.com

اور ابن سعد محمد بن کعب قرظی سے راوی ہیں: اِنَّهُ كَانَ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْفُ اِمْرَأَةٍ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی ایک ہزار بیوی تھی۔

وَ يُرْوٰى اَنَّ الْيَهُوْدَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ عَابُوْهُ وَ حَاشَاهُ مِنَ الْعَيْبِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَثْرَةِ النِّكَاحِ وَ كَثْرَةِ الْاَزْوَاجِ فَرَدَّ اللّٰهُ بِقَوْلِهٖ سُبْحٰنَهٗ سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ۔

روایت ہے کہ یہودیوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عیب لگانا چاہا کثرۃ نکاح اور کثرۃ ازواج کا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اس سے منزہ ہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا رد کیا اور فرمایا ہمارے حبیب پر نو بیویاں کرنے پر تم ان پر عیب لگاتے ہو۔ ان سے قبل کے نبی تو وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اس سے کہیں زیادہ نکاح حلال فرمائے اور اس میں ننانوے بکریوں کے کنایہ کی طرف اشارہ ہے۔

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِيْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ۔ تو وہ سویں بیوی جس کا نام اوریا یا سبیہ تھا۔ اگرچہ محققین کے نزدیک یہ ایسے قصے ہیں کہ لَا اَصْلَ لَهَا۔

اور بعض نے کہا: سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا میں اشارہ ہے اس قصہ کی طرف جس میں حضرت سیدنا داؤد علیہ السلام کا ایک عورت اوریا کا واقعہ ہے۔ جس کی تفصیل تیئیسویں پارہ سورۃ ص میں آئے گی۔

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَيَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا ﴿۳۹﴾

وہ گزرے ہوئے انبیاء پہنچاتے تھے پیام الٰہی اور اس سے ڈرتے تھے اور کسی سے نہ ڈرتے تھے مگر اللہ سے اور اللہ کافی ہے حساب لینے والا۔

یعنی ان کا طریقہ بھی یہی تھا کہ حکم الٰہی عزوجل پہنچانے میں کسی کا خوف نہ کرتے تھے اور اللہ تعالیٰ کو ہی حساب لینے والا اور سزا و جزا میں کافی سمجھتے تھے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیت خاتمیت پر ارشاد ہے:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿ع﴾

نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کسی کے باپ تمہارے مردوں میں سے لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اول ابویت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مردوں کے حق میں انکار فرمایا گیا:

اس لئے کہ مشرکین یہ بکواس کرتے تھے: اِنَّ مُحَمَّدًا عَلَيْهِ السَّلَامُ تَزَوَّجَ زَوْجَةَ اِبْنِهٖ زَيْدٍ بِنَفْيِ كَوْنِ زَيْدٍ اِبْنَهُ الَّذِيْ يُحَرِّمُ نِكَاحَ زَوْجَتِهٖ عَلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بیٹے زید کی بیوی سے نکاح کرلیا۔

اس آیت کریمہ میں نفی فرمادی گئی کہ زید وہ بیٹے نہیں جس کی بیوی کا نکاح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حرام ہو اس لئے کہ تمہارے رسم و رواج میں لے پالک متبنیٰ منہ بولا بیٹا ہوتا ہے لیکن شریعت مطہرہ میں وہ بیٹا نہیں ہوتا بلکہ ہمارے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی مرد کے تم میں سے باپ نہیں تو زید کے لئے وہ کیسے باپ ہو سکتے ہیں۔

Marfat.com

رِجَال۔ جمع ہے رَجُلٌ کی۔

اور قاموس میں ہے: اَلذَّکَرُ اِذَا احْتَلَمَ وَ شَبَّ اَوْ هُوَ رَجُلٌ سَاعَةَ يُوْلَدُ۔ ذکر جب کہ بالغ ہو کر جوان ہو جائے اسے کہتے ہیں یا وہ رجل ہوتا ہے پیدا ہونے کے بعد سے بلوغ پر۔

اور لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ اور وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً میں میراث کے لئے لفظ رجال عام لایا گیا۔ لیکن اگر اس کے معنی بالغ و نابالغ کے لئے عام مان لئے جائیں تو وَالْعٰفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ وَالْوِلْدَانِ کے کیا معنی ہوں گے۔

اس لئے آیہ کریمہ میں رجال، نساء، ولدان علیحدہ علیحدہ فرمایا گیا۔ یعنی بالغ مرد اور عورتیں اور بچے۔ تو معلوم ہوا کہ رجال بالغ پر صحیح مستعمل ہے۔

پھر علامہ زمخشری رحمہ اللہ جو امام لغت ہیں اور علوم عربیہ میں بڑے راسخ مانے گئے ہیں وہ بھی یہی فرماتے ہیں: يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ الرَّجُلَ هُوَ الذَّكَرُ الْبَالِغُ۔ رجل ذکر بالغ کو ہی کہتے ہیں۔ پھر استدراک فرمایا گیا:

وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ۔ باپ تو کسی بالغ مرد کے نہیں البتہ اللہ کے رسول ہیں۔

روح المعانی میں ہے: اِسْتِدْرَاكٌ مِّنْ نَّصِّ كَوْنِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِهِمْ عَلٰى وَجْهٍ يَّقْتَضِيْ حُرْمَةَ الْمُصَاهَرَةِ وَ نَحْوِهَا اِلٰى اِثْبَاتِ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَبًا لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنَ الْاُمَّةِ فِيْمَا يَرْجِعُ اِلٰى وُجُوْبِ التَّوْقِيْرِ وَالتَّعْظِيْمِ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ وُجُوْبِ الشَّفْقَةِ وَالنَّصِيْحَةِ لَهُمْ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَاِنَّ كُلَّ رَسُوْلٍ اَبٌ لِّاُمَّتِهٖ فِيْمَا يَرْجِعُ اِلٰى ذٰلِكَ۔

استدراک ہے اس امر کی نفی کے بعد کہ حضور کسی بالغ مرد کے باپ ہیں اور ایسے باپ ہیں جو مقتضی حرمت مصاہرت ہو پھر اثبات فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کے ہر فرد کے باپ ہیں جس کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توقیر و تعظیم ہر امتی پر واجب ہے اور شفقت و نصیحت ہر امتی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ ہے اس لئے کہ ہر رسول اپنے امتی کا باپ ہوتا ہے۔ تو اس استدراک سے یہ فائدہ ہوا کہ حقیقی باپ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی بالغ مرد کے نہیں مگر مجازی باپ شان رسالت کے لحاظ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے باپ ہیں۔

اور یہ ابوت، ابوت کاملہ ہے جو تمام رسل کرام کی ابوت سے بلند ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ایک ذات ہے جو آخر النبیین ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ۝

اور وہ آخر ہیں تمام نبیوں کے اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اس ابوت کا سلب فرمایا جس ابوت سے حضور اور متبنیٰ کے درمیان حرمت مصاہرت ہو۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابوت عام ہے كَانَ اَبَا كُلِّ وَاحِدٍ مِّنْكُمْ وَاَبَا اَبْنَآئِكُمْ وَ اَبْنَآءِ اَبْنَآءِكُمْ وَ هٰكَذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ بِحَيْثُ يَجِبُ لَهٗ عَلَيْكُمْ وَ عَلٰى مَنْ تَنَاسَلَ مِنْكُمْ اِحْتِرَامُهٗ وَ تَوْقِيْرُهٗ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے سب کے باپ اور بیٹے پوتوں کے باپ ہیں قیامت تک جو بھی پیدا ہوں سب کے باپ ہیں اس

حیثیت سے کہ سب پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام ووقار لازم ہے۔

اور مِّنۡ رِّجَالِكُمۡ اس لئے ارشاد ہوا تاکہ یہ وہم بھی اٹھ جائے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحبزادوں میں سے ان کے بھی باپ نہیں جو مبلغ رجال تک پہنچ گئے ہوں بلکہ جتنے صاحبزادے ہوئے وہ طفولیت میں انتقال فرما گئے تو جب حقیقی صلبی صاحبزادہ بھی طفولیت میں انتقال فرما گئے تو لے پالک متبنیٰ کا بیٹا ہونا کیسے صحیح ہوسکتا ہے۔ اسی بناء پر بعض روایتیں اس کی شاہد ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر النبیین نہ ہوتے تو آپ کے صاحبزادے جوان ہونے پر ضرور نبی ہوتے۔

جیسے ابراہیم اسدی حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ كَانَ اِبۡرَاهِيۡمُ يَعۡنِى ابۡنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَدۡ مَلَأَ الۡمَهۡدَ وَلَوۡ بَقِىَ لَكَانَ نَبِيًّا لٰكِنۡ لَّمۡ يَبۡقَ لِاَنَّ نَبِيَّكُمۡ اٰخِرُ الۡاَنۡبِيَآءِ عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ۔

فرماتے ہیں ابراہیم علیہ السلام ابن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گود بھری اور اگر وہ زندہ رہتے تو ضرور نبی ہوتے لیکن نہیں رہے اس لئے کہ تمہارے نبی آخر انبیاء ہیں۔

بخاری میں بطریق محمد بن بشر بن اسماعیل بن ابی خالد سے مروی ہے: قُلۡتُ لِعَبۡدِ اللّٰهِ بۡنِ اَبِىۡ اَوۡفٰى اَرَاَيۡتَ اِبۡرَاهِيۡمَ ابۡنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَاتَ صَغِيۡرًا وَّ لَوۡ قُضِىَ بَعۡدَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ نَبِيٌّ عَاشَ اِبۡنُهٗ اِبۡرَاهِيۡمُ وَلٰكِنۡ لَّا نَبِيَّ بَعۡدَهٗ۔

فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ سے میں نے عرض کیا آپ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت کی فرمایا وہ تو طفولیت میں ہی انتقال فرما گئے اور ان کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد رہنا مقدر ہوتا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تک وہ نبی ہوتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہونا ہی نہ تھا۔

پھر احمد وکیع سے بروایت اسماعیل راوی ہیں: سَمِعۡتُ ابۡنَ اَبِىۡ اَوۡفٰى يَقُوۡلُ لَوۡ كَانَ بَعۡدَ النَّبِيِّ نَبِيٌّ مَا مَاتَ اِبۡنُهٗ۔ میں نے ابن ابی اوفیٰ سے سنا کہ فرماتے تھے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے انتقال نہ فرماتے۔

ابن ماجہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے: لَمَّا مَاتَ اِبۡرَاهِيۡمُ ابۡنُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى عَلَيۡهِ وَ قَالَ اِنَّ لَهٗ مُرۡضِعًا فِى الۡجَنَّةِ وَ لَوۡ عَاشَ لَكَانَ صِدِّيۡقًا نَبِيًّا۔

جب حضرت ابراہیم صاحبزادہ والاتبار نے انتقال فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر نماز جنازہ پڑھی اور فرمایا ان کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی مقرر ہے اور اگر یہ زندہ رہتے تو ضرور صدیق نبی ہوتے۔

اور بعض محدثین نے ان تمام روایتوں کو باطل قرار دیا۔

قسطلانی انہیں ضعیف کہتے ہیں۔

اور ابن مندہ بھی انہیں غریب بتاتے ہیں۔

اور نووی تہذیب الاسماء واللغات میں ان کی صحت میں توقف کرتے ہیں۔

بعض متقدمین لَوۡ عَاشَ اِبۡرَاهِيۡمُ لَكَانَ نَبِيًّا بَاطِلٌ۔ فرماتے ہیں اور آگے کہتے ہیں: فَقَدۡ وَلَدَ نُوۡحٌ عَلَيۡهِ السَّلَامُ غَيۡرَ نَبِيٍّ وَلَوۡ لَمۡ يَلِدِ النَّبِيُّ اِلَّا نَبِيًّا لَكَانَ كُلُّ اَحَدٍ نَبِيًّا۔ نوح علیہ السلام کی اولادیں ہوئیں اور وہ نبی نہ

Marfat.com

تھیں اور اگر نبی سے نبی ہی ہوتا تو سب کے سب نبی ہونے ضروری تھے۔

لٰكِنَّ الظَّاهِرَ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ خَاصَّةً بِاَنْ يَكُوْنَ قَدْ سَبَقَ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّهٗ لَوْعَاشَ لَجَعَلَهٗ جَلَّ وَعَلَا نَبِيًا لَا لِكَوْنِهٖ اِبْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَلْ لِاَمْرٍ هُوَ جَلَّ شَانُهٗ بِهٖ اَعْلَمُ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ۔

بظاہر یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ حکم لَكَانَ صِدِّيْقًا نَبِيًّا کا علی الخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام کے حق میں ہے اس صورت میں کہ علم اللہ میں یہ تھا کہ اگر وہ زندہ رہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں نبی بنائے گا۔ نہ یہ کہ ابن النبی ہونے کی وجہ سے آپ صدیق نبی ہیں بلکہ حکم الٰہی کا ان کے حق میں یہ فیصلہ علم الٰہی میں پہلے ہی تھا۔ واللہ اعلم۔

آگے خاتم کی تحقیق ملاحظہ ہو

وَالْخَاتَمُ اِسْمُ اٰلَةٍ لِمَا يُخْتَمُ بِهٖ كَالطَّابِعِ لِمَا يُطْبَعُ بِهٖ فَمَعْنٰى خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ الَّذِيْ خُتِمَ النَّبِيُّوْنَ بِهٖ وَ مَآلُهٗ اٰخِرُ النَّبِيِّيْنَ۔ خاتم اسم آلہ ہے جس سے کسی کو ختم (مہر لگانا) کیا جائے جیسے طابع جس سے طبع کیا جائے تو معنی خاتم النبیین یہ ہیں کہ ان پر نبی و نبوت ختم ہو گئے یہ حاصل معنی آخر النبیین ہوئے۔

اور جمہور خاتم بکسر تاء کہتے ہیں تو اس سے اسم فاعل ہوتا ہے تو معنی یہ ہوئے کہ خاتم وہ ہے جو نبیوں کو ختم کرے اور اس سے مراد نبیوں کا آخر نبی ہے۔

اور ابن مسعود فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِالنَّبِيِّ مَا هُوَ اَعَمُّ مِنَ الرَّسُوْلِ فَيَلْزَمُ مِنْ كَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ كَوْنُهٗ خَاتَمَ الْمُرْسَلِيْنَ وَالْمُرَادُ بِكَوْنِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَهُمْ اِنْقِطَاعُ حُدُوْثِ وَصْفِ النُّبُوَّةِ فِيْ اَحَدٍ مِنَ الثَّقَلَيْنِ بَعْدَ تَحَلِّيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهَا فِيْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ۔

خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا خاتم المرسلین کے معنی میں ہے تو اس سے لازم آیا کہ وصف نبوت کا حدوث ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نبی ہونے کے بعد منقطع ہو گیا۔

اور اس تحقیق کے بعد اس امر پر یہ بات نہیں ہو سکتی کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام بھی نہ ہو اس لئے کہ وہ پہلے ہی نبی ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اول ہی تھے۔

اور حضرت خضر علیہ السلام کی بقاء پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اور جیسا کہ صحیح حدیث میں صحیحین میں ہے: اِنَّ عِيْسٰى يَنْزِلُ حَكَمًا عَدْلًا يُكْسِرُ الصَّلِيْبَ وَ يَقْتُلُ الْخِنْزِيْرَ وَ يَضَعُ الْجِزْيَةَ۔ تو یہ نزول سابقہ نبوت کے ساتھ ہوگا نہ کہ جدید نبوت کے ساتھ۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ مِنْ كَوْنِهٖ عَلٰى دِيْنِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِنَّمَا يَحْكُمُ بِمَا يَتَلَقّٰى عَنْ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَا لَمْ يَتَقَدَّمْ لِاِمَامَةِ الصَّلٰوةِ مَعَ الْمَهْدِيِّ۔ آپ کا نزول ہمارے حضور کے دین پر ہوگا اور آپ وہی احکام جاری کریں گے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آپ کو ملیں گے اسی وجہ میں آپ حضرت امام مہدی علیہ الرحمۃ والرضوان پر امام نہ ہوں گے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: اِمَامُكُمْ مِنْكُمْ تَكْرِمَةً لِهٰذِهِ الْاُمَّةِ۔

Marfat.com

اور یہ عقیدہ خالص الحاد ہے کہ کسی نبی یا رسول کا عزل ہو اور کسی وقت نبی رسول نہ رہے البتہ وصف تبلیغ احکام وحی سے نہیں رہتے جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قبل رفع الی السماء نبی رسول تھے اور آسمان میں بھی نبی رسول ہیں اور بعد نزول الی الارض بھی نبی رسول ہیں حتیٰ کہ بعد وفات بھی نبی و رسول رہیں گے۔

كَمَا قَالَ الْخَفَاجِيُّ – وَلَعَلَّهُ اَرَادَ اَنَّهُ لَايَبْقٰى لَهُ وَصْفُ تَبْلِيْغِ الْاَحْكَامِ عَنْ وَحْيٍ كَمَا كَانَ لَهُ قَبْلَ الرَّفْعِ فَهُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ رَسُوْلٌ قَبْلَ الرَّفْعِ وَفِي السَّمَآءِ وَ بَعْدَ النُّزُوْلِ وَ بَعْدَ الْمَوْتِ اَيْضًا۔

آگے فرماتے ہیں:

وَ بَقَاءُ النُّبُوَّةِ وَالرِّسَالَةِ بَعْدَ الْمَوْتِ فِيْ حَقِّهٖ وَ حَقِّ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حَقِيْقَةً مِمَّا ذَهَبَ اِلَيْهِ غَيْرُ وَاحِدٍ فَاِنَّ الْمُتَّصِفَ بِهِمَا وَ كَذَا بِالْاِيْمَانِ هُوَ الرُّوْحُ وَهِيَ بَاقِيَةٌ لَّا تَتَغَيَّرُ بِمَوْتِ الْبَدَنِ۔

نَعَمْ ذَهَبَ الْاَشْعَرِيُّ كَمَا قَالَ النَّسَفِيُّ اِلٰى اَنَّهُمَا بَعْدَ الْمَوْتِ بَاقِيَانِ حُكْمًا۔ ابوالحسن اشعری بھی اسی طرف ہیں علامہ نسفی بھی یہی کہتے ہیں کہ نبی و رسول بعد موت باقی رہتے ہیں حکم کی حیثیت میں

علامہ اسفارینی رحمہ اللہ اپنی کتاب بحور الذاخرہ میں فرماتے ہیں جو نسفی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

وَ قِيْلَ اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَاْخُذُ الْاَحْكَامَ مِنْ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شِفَاهًا بَعْدَ نُزُوْلِهٖ وَ هُوَ فِيْ قَبْرِهِ الشَّرِيْفِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ ایک قول ہے کہ حضرت علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے احکام بالمشافہ لیں گے جبکہ آپ نازل ہوں گے اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر مبارک میں جلوہ فرما ہوں گے۔

اور اس پر حدیث ابویعلیٰ رحمہ اللہ بھی مؤید ہے: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَيَنْزِلَنَّ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ ثُمَّ لَئِنْ قَامَ عَلٰى قَبْرِيْ وَ قَالَ يَا مُحَمَّدُ لَاُجِيْبَنَّهٗ۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قسم اس ذات کی جس کے ید قدرت میں میری جان ہے یقیناً عیسیٰ بن مریم نازل ہوں گے پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد کہیں گے تو ضرور میں انہیں جواب دوں گا۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد وفات جاگتے ہوئے کاملین امت نے مکالمہ بھی کیا۔ چنانچہ شیخ سراج الدین بن الملقن رحمہ اللہ طبقات الاولیاء میں فرماتے ہیں:

قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ الْكِيْلَانِيُّ قُدِّسَ سِرُّهٗ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ الظُّهْرِ فَقَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ يَا اَبَتَاهُ اَنَا رَجُلٌ اَعْجَمُ كَيْفَ اَتَكَلَّمُ عَلٰى فُصَحَآءِ بَغْدَادَ فَقَالَ افْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتُهٗ فَتَفَلَ فِيْهِ سَبْعًا وَقَالَ تَكَلَّمْ عَلَى النَّاسِ وَادْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔

فَصَلَّيْتُ الظُّهْرَ وَجَلَسْتُ وَحَضَرَنِيْ خَلْقٌ كَثِيْرٌ فَارْتُجَّ عَلَيَّ فَرَاَيْتُ عَلِيًّا كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهٗ قَائِمًا بِاِزَائِيْ فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ لِيْ يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ يَا اَبَتَاهُ قَدِ ارْتُجَّ عَلَيَّ فَقَالَ افْتَحْ فَاكَ فَفَتَحْتُهٗ فَتَفَلَ فِيْهِ سِتًّا فَقُلْتُ لِمَ لَا تُتِمُّهَا سَبْعًا فَقَالَ اَدَبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَوَارٰى عَنِّيْ فَقُلْتُ غَوَّاصُ الْفِكْرِ يَغُوْصُ فِيْ بَحْرِ الْقَلْبِ عَلٰى دُرَرِ الْمَعَارِفِ فَيَسْتَخْرِجُهَا اِلَى

Marfat.com

سَاحِلِ الصَّدْرِ۔

حضور سیدی عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی ظہر سے قبل مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے بیٹے! تم تقریر کیوں نہیں کرتے۔

میں نے عرض کیا ابا جان! میں عجمی ہوں فصحاء بغداد کے روبرو کیسے کلام کروں؟

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا منہ کھول میں نے منہ کھولا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سات بار میرے منہ میں تھتکارا اور فرمایا اب تم تقریر کرو اور لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلاؤ حکمت اور اچھی طرح وعظ کرکے۔

میں نے ظہر پڑھی اور بیٹھ گیا کہ میرے گرد مجمع کثیر آ گیا جس سے میرا دل ہل گیا۔

تو میں نے شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کو دیکھا کہ میرے برابر قیام فرما ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹے! کیوں نہیں بولتے میں نے عرض کیا ابا جان میرا دل مجمع سے ہل گیا ہے۔

تو آپ نے فرمایا منہ کھولو میں نے منہ کھولا آپ نے چھ بار میرے منہ میں تھتکارا میں نے عرض کی ابا جان! سات بار آپ نے کیوں نہیں تھتکارا۔

حضرت اسد اللہ نے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب میں سات پورے نہیں کئے پھر آپ نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں بولا اور ایسا بولا کہ غواص فکر بحر قلب میں غوطہ لگا کر معارف کے موتی ساحل صدر پر لا رہا تھا۔ انتہیٰ

ایسے ہی ترجمہ شیخ میں خلیفہ بن موسیٰ النہرملکی رحمہ اللہ جو شرف زیارت سرور عالم سے بارہا مشرف ہوئے ہیں اور جاگتے سوتے آپ کی زیارت ہوئی ہے فرماتے ہیں۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت جاگتے سوتے ایک رات میں سترہ بار بھی ہوئی ہے۔

اور ایک بار مجھے ارشاد ہوا: يَا خَلِيْفَةُ لَا تَفْخَرْ مِنِّيْ فَكَثِيْرٌ مِّنَ الْاَوْلِيَآءِ مَاتَ بِحَسْرَةِ رُؤْيَتِيْ۔ اے خلیفہ! میری کثرت زیارت پر فخر نہ کرنا بہت سے اولیاء وہ ہیں جو ہماری ایک جھلک کی آرزو میں مر گئے ہیں۔

شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ رحمہ اللہ لطائف المنن میں فرماتے ہیں: لَوْ حَجَبَ عَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرْفَةَ عَيْنٍ مَا عَدَدْتُّ نَفْسِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔ اگر مجھ سے جمال مصطفیٰ ایک پلک جھپکنے تک محجوب ہو تو میں اپنے کو مسلمان بھی نہ سمجھوں۔

جامی علیہ الرحمۃ بھی یہی فرماتے ہیں:

گرچہ صد مرحلہ دور است ز پیش نظرم — وَجْهُهٗ فِيْ نَظَرِيْ كُلَّ غَدَاةٍ وَّ عَشِيّ

اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی کتاب تنویر الحالک میں منکرین رویت سرور عالم جاگتے ہوئے پر دلائل دیتے ہیں اور استدلال میں ابتداء حدیث بخاری و مسلم اور ابوداؤد پیش کرتے ہیں جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہے:

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ رَاٰنِيْ فِي الْمَنَامِ فَسَيَرَانِيْ فِي الْيَقْظَةِ وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ لِيْ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب جاگتے ہوئے بھی دیکھے گا اور شیطان

Marfat.com

ہماری صورت میں متمثل ہو کر نہیں آسکتا۔

اور ایسا ہی طبرانی نے حدیث مالک بن عبداللہ خثعمی اور حدیث ابی بکرہ سے روایت کیا اور دارمی نے حدیث ابی قتادہ سے ایسا ہی کیا۔

اور امام ابومحمد بن ابی جمرہ اپنی تعلیقات میں صحیح بخاری کی حدیث پر فرماتے ہیں: هٰذَا الْحَدِیْثُ یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ مَنْ یَرَاهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَسَیَرَاهُ فِی الْیَقْظَةِ وَهَلْ هٰذَا عَلٰی عُمُوْمِهٖ فِیْ حَیَاتِهٖ وَ بَعْدَ مَمَاتِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَوْ هٰذَا كَانَ فِیْ حَیَاتِهٖ وَ هَلْ ذٰلِكَ لِكُلِّ مَنْ رَاٰهُ مُطْلَقًا اَوْ خَاصٌّ بِمَنْ فِیْهِ الْاَهْلِیَّةُ وَالْاِتِّبَاعُ بِسُنَّتِهٖ عَلَیْهِ السَّلَامُ - اَللَّفْظُ یُعْطِی الْعُمُوْمَ وَ مَنْ یَّدَّعِی الْخُصُوْصَ فِیْهِ بِغَیْرِ مُخَصِّصٍ مِنْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَمُتَعَسِّفٌ وَالْحَالُ الْكَلَامُ فِیْ ذٰلِكَ۔

یہ حدیث اس امر پر دال ہے کہ جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف خواب میں حاصل کیا وہ یقیناً جاگتے ہوئے بھی مشرف ہوگا اب چند سوالات اس پر آتے ہیں وھو ھذا۔

کیا یہ مژدہ زیارت عموماً تحسین حیات کے لئے ہے یا بعد وفات بھی ہے۔

اور کیا یہ بشارت صرف حین حیات تک ہے۔

اور کیا یہ ہر اس شخص کے لئے ہے جس نے زیارت کی یا خاص ہے اس کے لئے جو متبع سنت ہو اور اس شرف کا اہل ہو۔

اس کا جواب صرف اور صرف یہ ہے کہ حدیث کے الفاظ عموم کا فائدہ دے رہے ہیں۔

اور جو اس میں تخصیص کرتا ہے وہ بغیر مخصص تخصیص کر رہا ہے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عموماً بلا مخصص جس امر کی بشارت دی اس میں تخصیص کرنے والا متعسف ہے۔ اس مبحث پر امام محمد بن ابی جمرہ نے بہت طویل بحث فرما کر پھر فرمایا:

وَ قَدْ ذُكِرَ عَنِ السَّلَفِ وَالْخَلَفِ وَ هَلُمَّ جَرًّا مِمَّنْ كَانُوْا رَاَوْهُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ وَ كَانُوْا مِمَّنْ یُّصَدِّقُوْنَ بِهٰذَا الْحَدِیْثِ فَرَاَوْهُ بَعْدَ ذٰلِكَ فِی الْیَقْظَةِ وَسَاَلُوْهُ عَنْ اَشْیَآءَ كَانُوْا مُشَوِّشِیْنَ فَاَخْبَرَهُمْ بِتَفْرِیْجِهَا۔

اور ان سلف وخلف نے مسلسل بیان کیا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت خواب میں کی انہوں نے اس حدیث کی تصدیق کی اور انہوں نے بحالت بیداری بھی اس کے بعد زیارت کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان چیزوں کے متعلق سوال کیا جس میں انہیں تشویش تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی تفریح خاطر فرمادی۔

چنانچہ امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اس قسم کی بہت سی احادیث نقل فرما کر آخر میں فرماتے ہیں:

فَحَصَلَ مِنْ مَجْمُوْعِ هٰذَا الْكَلَامِ وَالنُّقُوْلِ وَالْاَحَادِیْثِ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِجَسَدِهٖ وَ رُوْحِهٖ وَاِنَّهٗ یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ حَیْثُ شَآءَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَ فِی الْمَلَكُوْتِ وَ هُوَ بِهَیْئَتِهِ الَّتِیْ كَانَ عَلَیْهَا قَبْلَ وَفَاتِهٖ لَمْ یَتَبَدَّلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَاِنَّهٗ مَغِیْبٌ عَنِ الْاَبْصَارِ كَمَا غُیِّبَتِ الْمَلٰئِكَةُ مَعَ كَوْنِهِمْ اَحْیَآءً بِاَجْسَادِهِمْ فَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ تَعَالٰی رَفْعَ الْحِجَابِ عَمَّنْ اَرَادَ اِكْرَامَهٗ بِرُؤْیَتِهٖ رَاٰهُ عَلٰی هَیْئَتِهِ الَّتِیْ هُوَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَیْهَا لَا مَانِعَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَا دَاعِیَ اِلَی التَّخْصِیْصِ بِرُؤْیَتِهِ الْمِثَالِ۔

Marfat.com

تو ان تمام بحثوں اور نقول احادیث کے بعد نتیجہ کلام یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بجسد العنصری زندہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اس سے وابستہ ہے اور بے شک وہ ہستی مقدس متصرف ہے اور جہاں چاہے اور جب چاہے جیسے چاہے جس طرح چاہے اقطار ارض اور ملکوت میں سیر فرماتی ہے۔ 23A

اور حضور اسی ہیئت میں آج بھی ہیں جیسے قبل وفات تھے ہرگز آپ کا کچھ متبدل نہیں ہوا البتہ اب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام نظروں سے مخفی ہیں جیسے ملائکہ کہ باوجود جسم وحیات کے مخفی ہیں تو جب اللہ چاہتا ہے اس سے رفع حجاب فرما دیتا ہے جس سے رؤیت وزیارت کا اکرام فرمادے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسی ہیئت میں زیارت کرتا ہے کہ جس حال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ اس میں کوئی مانع نہیں اور نہ اس پر داعیہ تخصیص ہے رؤیت مثال کا۔

وَ ذَهَبَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی نَحْوِ هٰذَا فِیْ سَائِرِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَقَالَ اِنَّهُمْ اَحْیَآءٌ رُدَّتْ اِلَیْهِمْ اَرْوَاحُهُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا وَ اُذِنَ لَهُمْ فِی الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِهِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِی الْمَلَكُوْتِ الْعَلْوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ تمام انبیاء کرام کی بھی شان ہے کہ وہ زندہ ہیں ان کی روحیں بعد قبض روح لوٹا دی جاتی ہیں اور انہیں اپنی قبروں سے نکل کر تصرف ملکوت علوی وسفلی کا اختیار ہوتا ہے۔

اس پر بہت سی احادیث نقل فرماتے ہیں جو ان کے اس دعوی پر شاہد ہیں چنانچہ ابن حبان اپنی تاریخ میں اور طبرانی کبیر میں اور ابونعیم نے حلیہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ نَبِیٍّ یَمُوْتُ فَیُقِیْمُ فِیْ قَبْرِهٖ اِلَّا اَرْبَعِیْنَ صَبَاحًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کوئی نبی اپنی قبر میں چالیس دن سے زیادہ نہیں رہتا۔

عبدالرزاق اپنی مصنف میں سفیان ثوری سے اور وہ ابی المقدام سعید بن مسیب سے راوی ہیں: قَالَ مَا مَكَثَ نَبِیٌّ فِی الْاَرْضِ اَكْثَرَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا۔ کوئی نبی چالیس دن سے زیادہ وفات کے بعد زمین میں نہیں رہتا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات اقدس کے متعلق فرمایا: اَنَا اَكْرَمُ عَلٰی رَبِّیْ مِنْ اَنْ یَّتْرُكَنِیْ فِیْ قَبْرِیْ بَعْدَ ثَلَاثٍ۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے یہ عزت عطا فرمائی کہ میں اپنی قبر میں تین دن سے زیادہ نہ رہوں گا اور بعض نے تین کے بجائے یَوْمَیْنِ دو دن بھی بتائے۔

اور شیخ صفی الدین بن ابی منصور اور شیخ عبدالقادر شیخ ابوالعباس طنجی سے راوی ہیں: اَنَّهٗ رَاَی السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَالْعَرْشَ وَالْكُرْسِیَّ مَمْلُوْءَةً مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اور پھر آپ نے یہ شعر پڑھا

كَالشَّمْسِ فِیْ كَبِدِ السَّمَآءِ وَضَوْءُ هَا   یُغْشِی الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَّ مَغَارِبَا

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ ریزی سے زمین، آسمان، عرش وکرسی سب مملو ہیں۔

جیسے سورج آسمان پر ہوتا ہے اور اس کی روشنی تمام آبادیوں کو مشرق ومغرب میں گھیرے ہوئے ہے۔

اور اس حدیث میں اختلاف الفاظ بھی ہے۔ جیسے مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاٰنِیْ اور مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی الْحَقَّ اس کے یہی معنی نکلتے ہیں: كَانَ رُؤْیَاهُ صَحِیْحَةً۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب میں دیکھنا یقیناً صحیح ہے۔

اور جب شہداء کے حق میں قرآن پاک میں ارشاد ہے. بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ - فَرِحِیْنَ اور بَلْ

اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ تو حَيَاةُ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْمَلُ وَاَتَمُّ مِنْ حَيَاةِ سَائِرِهِمْ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ – وَ هِيَ فَوْقَ حَيَاةِ الشُّهَدَآءِ بِكَثِيْرٍ ۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اکمل واتم ہے سب کی حیات سے حتیٰ کہ وہ حیات شہداء کی حیات سے بھی بلند ہے۔ (روح المعانی)

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَكَوْنُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ مِمَّا نَطَقَ بِهِ الْكِتَابُ وَصَدَعَتْ بِهِ السُّنَّةُ وَاَجْمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ فَيُكَفَّرُ مُدَّعِيْ خِلَافِهٖ وَ يُقْتَلُ اِنْ اَصَرَّ۔

اور حدیث میں اس مسئلہ پر احمد، بخاری، مسلم، نسائی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں:
اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَثَلِيْ وَ مَثَلُ الْاَنْبِيَآءِ مِنْ قَبْلِيْ كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنٰى دَارًا بِنَاءً فَاَحْسَنَهٗ وَاَجْمَلَهٗ اِلَّا مَوْضَعُ لَبِنَةٍ مِّنْ زَاوِيَةٍ مِّنْ زَوَايَاهَا فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوْفُوْنَ بِهٖ وَ يَتَعَجَّبُوْنَ لَهٗ وَ يَقُوْلُوْنَ هَلَّا وُضِعَتْ هٰذِهِ اللَّبِنَةُ فَاَنَا اللَّبِنَةُ وَاَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّيْنَ وَ صَحَّ عَنْ جَابِرٍ مَّرْفُوْعًا نَحْوَ هٰذَا ۔ وَكَذَا عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ وَّ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

وَ لِلشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ الْعَرَبِيِّ قُدِّسَ سِرُّهٗ كَلَامٌ فِيْ حَدِيْثِ اللَّبِنَةِ قَدِ انْتَقَدَهٗ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِّنَ الْاَجِلَّةِ فَعَلَيْكَ بِالتَّمَسُّكِ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاللّٰهُ تَعَالٰى الْحَافِظُ مِنَ الْوُقُوْعِ فِي الْفِتْنَةِ۔

وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ۔ اور اللہ ہر شے کا جاننے والا ہے۔

عام اس سے کہ وہ موجود ہو یا معدوم اس کا وہ علیم ہے فَيَعْلَمُ سُبْحٰنَهُ الْاَحْكَامَ وَالْحِكَمَ الَّتِيْ بُنِيَتْ فِيْمَا سَبَقَ وَالْحِكْمَةَ فِيْ كَوْنِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ ۔ تو اللہ تعالیٰ تمام احکام کی حکمت کا بھی عالم ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں جو حکمت ہے اسے بھی وہی جانتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع – سورۃ احزاب – پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾	اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کرو اور صبح وشام اس کی پاکی بولو
هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۭ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾	وہی ہے کہ درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں نکالے اندھیریوں سے روشنی کی طرف اور وہ مومنین پر مہربان ہے
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾	ان کے لئے ملتے وقت کی تواضع سلام ہے اور تیار کر رکھا ہے ان کے لئے عزت کا ثواب
يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾	اے غیب کی خبریں بتانے والے بے شک ہم نے بھیجا تمہیں شاہد اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا
وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾	اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکا دینے

Marfat.com

والا چراغ

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا
كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾

اور خوشخبری دو ایمان والوں کو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے

وَ لَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ دَعْ اَذٰىهُمْ وَ
تَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

اور نہ مانو کافروں اور منافقوں کی بات اور درگزر فرماؤ ان کی ایذاؤں سے اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور اللہ کافی ہے کارساز

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ
طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ
عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَ
سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

اے ایمان والو جب تم نکاح کرو مومنہ خاتون سے پھر انہیں طلاق دو بے ہاتھ لگائے تو نہیں تم پر کچھ عدت جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور حسن سلوک سے انہیں چھوڑ دو

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْۤ
اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ
اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ
خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۫
وَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ
اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ
دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا
عَلَيْهِمْ فِيْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا
يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا ﴿۵۰﴾

(اے غیب دان نبی ہم نے تمہارے لئے حلال کیں وہ بیویاں جنہیں تم مہر دو اور وہ کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے ہاتھ کا مال اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تیرے ساتھ ہجرت کی اور وہ عورت مومنہ جو اپنے کو نبی کے حضور نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہیں یہ خاص تمہارے لئے ہے اور مومنوں کو نہیں ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کے ہاتھ کے مال (یعنی) کنیزوں میں تاکہ نہ ہو تم پر کوئی تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے)

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَ تُـْٔوِيْۤ اِلَيْكَ مَنْ
تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ
عَلَيْكَ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَ لَا
يَحْزَنَّ وَ يَرْضَيْنَ بِمَاۤ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ؕ وَ اللّٰهُ
يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿۵۱﴾

پیچھے ہٹاؤ جسے چاہو ان میں سے اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم چاہو ان میں سے کنارے کر دو تو نہیں گناہ تم پر یہ اس کے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور راضی رہیں اس پر جو کچھ تم انہیں عطا فرماؤ اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَ لَاۤ اَنْ تَبَدَّلَ
بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّ لَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا

نہیں حلال ان کے بعد تمہیں اور عورتیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیویاں بدلو اگرچہ پسند آئے تمہیں ان کا

Marfat.com

مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ۝٥٢ ع

حسن مگر کنیز تمہارے ہاتھ کا مال ہے اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

يَاَيُّهَا - اے	الَّذِيْنَ - وہ جو	اٰمَنُوا - ایمان لائے ہو	اذْكُرُوا - ذکر کرو
اللّٰهَ - اللہ کا	ذِكْرًا - ذکر	كَثِيْرًا - بہت	وَّ - اور
سَبِّحُوْهُ - پاکی بولو اس کی	بُكْرَةً - صبح	وَّ - اور	اَصِيْلًا - شام
هُوَ - وہ	الَّذِيْ - وہ ہے جو	يُصَلِّيْ - درود بھیجتا ہے	عَلَيْكُمْ - تم پر
وَ - اور	مَلٰٓئِكَتُهٗ - اس کے فرشتے	لِيُخْرِجَكُمْ - تاکہ تم کو نکالے	مِّنَ الظُّلُمٰتِ - اندھیروں سے
اِلَى - طرف	النُّوْرِ - روشنی کی	وَ - اور	كَانَ - ہے وہ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں پر	رَحِيْمًا - مہربان	تَحِيَّتُهُمْ - ان کا تحفہ	يَوْمَ - جس دن
يَلْقَوْنَهٗ - ملیں گے اسے	سَلٰمٌ - سلام ہوگا	وَ - اور	اَعَدَّ - تیار کیا
لَهُمْ - ان کے لئے	اَجْرًا - اجر	كَرِيْمًا - اچھا	يَاَيُّهَا - اے
النَّبِيُّ - نبی	اِنَّآ - بے شک	اَرْسَلْنٰكَ - بھیجا ہم نے تجھ کو	
شَاهِدًا - شاہد	وَّ - اور	مُبَشِّرًا - خوشخبری دیتا	وَّ - اور
نَذِيْرًا - ڈرسناتا	وَّ - اور	دَاعِيًا - بلانے والا	اِلَى - طرف
اللّٰهِ - اللہ کی	بِاِذْنِهٖ - اس کے حکم سے	وَ - اور	سِرَاجًا - چراغ
مُّنِيْرًا - روشن	وَ - اور	بَشِّرِ - خوشخبری دے	الْمُؤْمِنِيْنَ - مومنوں کو
بِاَنَّ - کہ بے شک	لَهُمْ - ان کے لئے ہے	مِّنَ اللّٰهِ - اللہ سے	فَضْلًا - فضل
كَبِيْرًا - بڑا	وَ - اور	لَا - نہ	تُطِعِ - کہا مان
الْكٰفِرِيْنَ - کافروں کا	وَ - اور	الْمُنٰفِقِيْنَ - منافقوں کا	وَ - اور
دَعْ - درگزر کر	اَذٰى - تکلیف	هُمْ - ان کی سے	وَ - اور
تَوَكَّلْ - بھروسہ کر	عَلَى - اوپر	اللّٰهِ - اللہ کے	وَ - اور
كَفٰى - کافی ہے	بِاللّٰهِ - اللہ	وَكِيْلًا - کارساز	يَاَيُّهَا - اے
الَّذِيْنَ - وہ جو	اٰمَنُوْٓا - ایمان لائے ہو	اِذَا - جب	نَكَحْتُمُ - نکاح کرو تم
الْمُؤْمِنٰتِ - مومن عورتوں سے	ثُمَّ - پھر	طَلَّقْتُمُوْ - طلاق دو	هُنَّ - ان کو
مِنْ قَبْلِ - پہلے	اَنْ - اس سے کہ	تَمَسُّوْ - ہاتھ لگاؤ تم	هُنَّ - ان کو
فَمَا - تو نہیں	لَكُمْ - تمہارے لئے	عَلَيْهِنَّ - ان پر	مِنْ عِدَّةٍ - کوئی عدت
تَعْتَدُّوْنَهَا - کہ تم ان کی عدت شمار کرو		فَمَتِّعُوْ - تو فائدہ دو	هُنَّ - ان کو

Marfat.com

وَ۔اور	سَرِّحُوْ۔چھوڑو	هُنَّ۔ان کو	سَرَاحًا۔چھوڑنا
جَمِيْلًا۔اچھا	يٰٓاَيُّهَا۔اے	النَّبِيُّ۔نبی	اِنَّآ۔بے شک ہم نے
اَحْلَلْنَا۔حلال کیں	لَكَ۔تیرے لئے	اَزْوَاجَكَ۔تیری بیویاں	الّٰتِيْٓ۔وہ کہ
اٰتَيْتَ۔دیا تو نے	اُجُوْرَ۔حق مہر	هُنَّ۔ان کا	وَ۔اور
مَا۔جو	مَلَكَتْ۔ملک میں آئیں	يَمِيْنُكَ۔تیرے ہاتھ میں	مِمَّآ۔اس سے جو
اَفَآءَ۔غنیمت دی	اللّٰهُ۔اللہ نے	عَلَيْكَ۔تجھ کو	وَ۔اور
بَنٰتِ۔بیٹیاں	عَمِّكَ۔تیرے چچا کی	وَ۔اور	بَنٰتِ۔بیٹیاں
عَمّٰتِكَ۔تیری پھوپھیوں کی	وَ۔اور	بَنٰتِ۔بیٹیاں	خَالِكَ۔تیرے ماموں کی
وَ۔اور	بَنٰتِ۔بیٹیاں	خٰلٰتِكَ۔تیری خالاؤں کی	الّٰتِيْ۔وہ جنہوں نے
هَاجَرْنَ۔ہجرت کی	مَعَكَ۔تیرے ساتھ	وَ۔اور	امْرَاَةً۔عورت
مُّؤْمِنَةً۔مومن	اِنْ۔اگر	وَّهَبَتْ۔بخش دے	نَفْسَهَا۔اپنا نفس
لِلنَّبِيِّ۔نبی کو	اِنْ۔اگر	اَرَادَ۔چاہے	النَّبِيُّ۔نبی
اَنْ۔یہ کہ	يَّسْتَنْكِحَهَا۔ نکاح کرے اس سے		خَالِصَةً۔یہ خاص اجازت ہے
لَّكَ۔تیرے لئے	مِنْ دُوْنِ۔سوائے	الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومنوں کے	قَدْ۔بے شک
عَلِمْنَا۔ہم نے جانا	مَا۔جو	فَرَضْنَا۔فرض کیا ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ان پر
فِيْٓ۔بیچ	اَزْوَاجِهِمْ۔ان کی بیویوں کے	وَ۔اور	مَا۔جو
مَلَكَتْ۔مالک ہیں	اَيْمَانُهُمْ۔ان کے ہاتھ	لِكَيْلَا۔تاکہ نہ	يَكُوْنَ۔ہو
عَلَيْكَ۔تجھ پر	حَرَجٌ۔تنگی	وَ۔اور	كَانَ۔ہے
اللّٰهُ۔اللہ	غَفُوْرًا۔بخشنے والا	رَّحِيْمًا۔مہربان	تُرْجِيْ۔دور کرے تو
مَنْ۔جسے	تَشَآءُ۔چاہے	مِنْهُنَّ۔ان میں سے	وَ۔اور
تُـْٔوِيْٓ۔قریب کرے	اِلَيْكَ۔اپنی طرف	مَنْ۔جسے	تَشَآءُ۔چاہے
وَ۔اور	مَنِ۔جسے	ابْتَغَيْتَ۔چاہے	مِمَّنْ۔ان سے جنہیں
عَزَلْتَ۔دور کیا	فَلَا۔تو نہیں	جُنَاحَ۔گناہ	عَلَيْكَ۔تجھ پر
ذٰلِكَ۔یہ	اَدْنٰٓى۔بہت قریب ہے	اَنْ۔یہ کہ	تَقَرَّ۔ٹھنڈی رہیں
اَعْيُنُهُنَّ۔ان کی آنکھیں	وَ۔اور	لَا۔نہ	يَحْزَنَّ۔غم کھائیں
وَ۔اور	يَرْضَيْنَ۔خوش رہیں	بِمَآ۔اس پر جو	اٰتَيْتَهُنَّ۔تو ان کو دے
كُلُّهُنَّ۔سب کو	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	يَعْلَمُ۔جانتا ہے
مَا۔جو	فِيْ۔بیچ	قُلُوْبِكُمْ۔تمہارے دلوں کے ہے	

وَ-اور	کَانَ-ہے	اللّٰہُ-اللہ	عَلِیْمًا-جاننے والا
حَلِیْمًا-حلم والا	لَا-نہیں	یَحِلُّ-حلال	لَكَ-تیرے لئے
النِّسَآءُ-عورتیں	مِنْۢ بَعْدُ-ان کے بعد	وَ-اور	لَآ-نہ
اَنْ-یہ کہ	تَبَدَّلَ-تبدیل کرے تو	بِهِنَّ-ان کے ساتھ	مِنْ اَزْوَاجٍ-بیویاں
وَّ-اور	لَوْ-اگرچہ	اَعْجَبَكَ-پسند آئے تجھ کو	حُسْنُهُنَّ-ان کا حسن
اِلَّا-مگر	مَا-جو	مَلَكَتْ-مالک ہو	یَمِیْنُكَ-تیرا ہاتھ
وَ-اور	کَانَ-ہے	اللّٰہُ-اللہ	عَلٰی-اوپر
کُلِّ-ہر	شَیْءٍ-شے کے	رَّقِیْبًا-نگہبان	

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع-سورۃ احزاب-پ ۲۲

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِیْلًا ﴿۴۲﴾

اے ایمان والو اللہ کی یاد کثرت سے کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرو۔

ذکر کثیر سے مراد اللہ تعالیٰ کی یاد دل میں رکھنا ہے اور تسبیح بکرۃ یعنی صبح وَّاَصِیْلًا یعنی شام اس لئے خصوصیت سے کرنے کا حکم ہے کہ صبح و شام کے اوقات ان ملائکہ علیہم السلام کے جمع ہونے کے اوقات ہیں جو روز و شب جمع ہوتے ہیں یعنی جو فرشتے عصر کے بعد سے صبح تک رہتے ہیں وہ صبح دوسرے فرشتوں سے ملتے ہیں اور صبح کے فرشتے عصر تک رہ کر جاتے ہیں۔ تو فجر اور عصر کی عبادت ایسی ہے جس پر ملائکہ علیہم السلام گواہی دیتے ہیں۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ اطراف لیل و نہار کا تذکرہ کرنے سے مداومت ذکر کی طرف اشارہ ہے۔

هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾

وہ ذات وہ ہے کہ درود بھیجتی ہے تم پر اور اس کے فرشتے تاکہ تمہیں نکالے اندھیریوں سے اجالے کی طرف اور وہ مسلمانوں پر مہربان ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آیۂ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ الخ نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم جب آپ کو اللہ تعالیٰ کوئی شرف و فضل عطا فرماتا ہے تو آپ کے نیازمندوں کو بھی بطفیل سامی نوازتا ہے مگر اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ میں غلاموں کو کوئی شرف نہیں عطا ہوا اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی۔

اور ارشاد ہوا کہ ہم اپنے حبیب پر درود بھیج کر تمہیں کفر و معصیت اور ناخداشناسی کی اندھیریوں سے نور حق و ہدایت اور معرفت الٰہی کی روشنی کی طرف ہدایت فرماتے ہیں اور ہم تو ایمان والوں پر مہربان ہی مہربان ہیں۔

تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾

ان کی دعا ملنے والے دن سلام ہے اور ان کے لئے عزت کا ثواب تیار کر رکھا ہے۔

Marfat.com

ملنے کے دن سے مراد یا یوم انتقال ہے یا قبروں سے نکلنے کا دن یا جنت میں داخل ہونے کا دن۔
روایت ہے کہ جب ملک الموت قبض روح مومن کرنے آتے ہیں تو فرماتے ہیں تیرا رب تجھے سلام فرماتا ہے۔
اور یہ بھی روایت ہے کہ مومنین جب قبروں سے نکلیں گے تو ملائکہ علیہم السلام ان پر سلام کہیں گے کما قال تعالیٰ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ (جمل-خازن)

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ﴿۴۵﴾ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا ﴿۴۶﴾

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی بے شک ہم نے تمہیں بھیجا شاہد مطلق اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور بلانے والا اللہ کی طرف اس کے حکم سے اور چمکا دینے والا آفتاب۔

شاہد کا ترجمہ گواہ بھی ہے اور شاہد اسی وجہ میں گواہ کو کہتے ہیں کہ موقعہ کا مشاہدہ کئے ہوتا ہے۔ تو شاہد کا ترجمہ حاضر و ناظر ہی ہوگا۔

مفردات راغب میں ہے ہمارے اس دعویٰ پر تائید ہے وہ فرماتے ہیں: اَلشُّهُوْدُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُوْرُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ اِمَّا بِالْبَصَرِ اَوْ بِالْبَصِیْرَةِ۔ شہود اور شہادت کے معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے ہیں عام اس سے کہ بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چونکہ شاہد مطلق ہیں اس لئے اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا تنوین تنکیر کے ساتھ فرمایا یعنی آپ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں كَمَا قَالَ تَعَالٰى وَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا۔ تو جب آپ کی رسالت رسالت عامہ ہے جیسے کہ سورۃ فرقان کی پہلی آیت میں لِیَكُوْنَ لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا فرمایا۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قیامت تک ہونے والی ہر شے منکشف ہونی لازم ہوئی تا کہ آپ شاہد خلق ہوں اور ایسے شاہد ہوں کہ ہر مشہود کے اعمال و افعال اور احوال تصدیق و تکذیب ہدایت و ضلال پر آپ واقف ہوں اور فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِیْدًا کے مصداق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہوں۔ تفسیر ابوالسعود و جمل میں یہی تصریح ہے۔

اور مُبَشِّرًا میں یہ امر واضح ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایمان والوں کو جنت کی خوشخبری اور وہاں کے عیش و آرام کی تصریح فرمانے والے ہیں۔

وَّ نَذِیْرًا میں کفار نابکار کو جہنم کا ڈر سنانے والے ہیں اور وہاں کی تکالیف کی وضاحت فرمانے والے ہیں۔

اور وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ سے اس امر کو واضح فرمایا کہ خلق کو طاعت الٰہی عز وجل کی دعوت بحکم رب الارباب آپ دینے والے ہیں۔

وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا کے لفظی ترجمہ سے چراغ معنی بنتے ہیں لیکن تفسیر القرآن بالقرآن کے ماتحت سراج کے معنی آفتاب ہی صحیح ہیں تَبٰرَكَ الَّذِیْ جَعَلَ فِی السَّمَآءِ بُرُوْجًا وَّ جَعَلَ فِیْهَا سِرٰجًا وَّ قَمَرًا مُّنِیْرًا۔ اس آیت کریمہ میں سراج آفتاب کو فرمایا اور وَّ جَعَلْنَا سِرَاجًا وَّهَّاجًا سورج کے لئے فرمایا بہرحال سراج سے مراد آفتاب ہی ہے سورۃ نوح میں تو صاف وَّ جَعَلَ الشَّمْسَ سِرَاجًا ہی ارشاد ہے لہٰذا سِرَاجًا مُّنِیْرًا کے معنی چمکا دینے والا آفتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی ذات بابرکات کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے قصیدہ میں فرمایا:

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا ۔۔۔ اَبَدًا عَلٰی اُفُقِ الْعُلٰی لَا تَغْرُبُ

اور شیخ صفی الدین ابن ابی منصور نے شیخ ابوالعباس طنجی رحمہ اللہ کا جو شعر فرمایا اس میں بھی یہی ہے:

کَالشَّمْسِ فِیْ کَبَدِ السَّمَآءِ وَ ضَوْءُ ھَا ۔۔۔ یُغْشِی الْبِلَادَ مَشَارِقًا وَ مَغَارِبًا

اور میرا تو یہ عقیدہ ہے کہ سراج وہاج تو آفتاب عالمتاب کی تعریف میں ارشاد ہوا ہے لیکن نور مجسم تاجدار عرب وعجم رحمت دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو درحقیقت وہ نور ہیں کہ ایسے ایسے ہزار ہا آفتاب اس نبوت کے نور سے مستنیر ہوئے اور اس آفتاب حق نے تو کفروشرک کے ظلمات شدیدہ کو اپنے نور حقیقت افروز سے مٹا دیا اور خلق میں معرفت توحید الٰہی تک پہنچنے کی راہیں روشن کردیں اور وادیٔ ضلالت کی تاریک راہوں میں گم ہونے والوں کو اپنے انوار ہدایت سے راہ پر قائم کر دیا اور اپنے نور نبوت سے ۔۔۔ و بصائر اور قلوب وارواح کو روشن ومنور فرما دیا۔

حقیقت یہ ہے کہ یہ وجود جسے سراج منیر فرمایا وہ وجود ہے جس نے ہزار ہا سراج وہاج بنا دیئے اس لئے منیر آپ کی شان میں ارشاد ہوا تاکہ سمجھنے والا سمجھ لے کہ یہی وہ منور کائنات ہے جس کے نور کی تیزی بارگاہ احدیت کا مشاہدہ کرا سکتی ہے یہی وہ منیر ہے جس کا استنار حقیقت کی حقیقت کو ہم پر روشن وواضح کرتا ہے چنانچہ انہی کو ارشاد ہوا کہ

وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِیْرًا ﴿۴۷﴾

اے محبوب ایمان والوں کو بشارت دو کہ ان کے لئے اللہ کا بڑا فضل ہے۔

کہ اس نے اس سراج منیر کو اس غیب کی خبریں دینے والے کو اس شاہد کائنات کو اس مبشر اعظم کو اس نذیر عالم کو اس داعی الی اللہ کو اس سراج منیر کو تم پر مبعوث فرمایا۔ جس کی ادنیٰ صفت یہ ہے جو بوصیری نے کی:

کَالزَّهْرِ فِیْ تَرَفٍ وَالْبَدْرِ فِیْ شَرَفٍ ۔۔۔ وَالْبَحْرِ فِیْ کَرَمٍ وَالدَّهْرِ فِیْ هِمَمٖ

جس کے حضور تمام انبیاء کرام اور بارگاہ قدس کے تمام ملک عظام جھولیاں پھیلائے ہوئے ہیں۔

وَ کُلُّهُمْ مِّنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ مُلْتَمِسٌ ۔۔۔ غَرْفًا مِّنَ الْبَحْرِ اَوْ رَشْفًا مِّنَ الدِّیَمٖ

اشعار منقولہ کی شرح ہماری شرح قصیدہ "الطیب الوردہ علی قصیدۃ البردۃ" میں ملاحظہ فرمائیں۔ اب آگے ارشاد ہے:

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِیْنَ وَالْمُنٰفِقِیْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِیْلًا ﴿۴۸﴾

اور نہ پیروی کرنا کافروں اور منافقوں کی اور ان کی ایذا رسانی سے درگزر فرمائیں اور اللہ پر بھروسہ رکھیں اور وہ اللہ کافی ہے تمہارا کارساز۔

اس لئے کہ ابھی ہم نے حکم جہاد نافذ نہیں فرمایا تو جب تک حکم جہاد نہ آئے ان کی ایذا رسانی سے درگزر فرمائیں پھر جب حکم قتال آجائے اس وقت اس پر عمل فرمائیں۔

یہ حکم دینا نہ دینا حکمت الٰہی عزوجل کے ماتحت ہے جسے اللہ عزوجل اور اس کا حبیب ﷺ جانتا ہے ہمارا کام اتباع اور محض اتباع ہے۔ اس کے بعد چند احکام خواتین اسلام کے حق میں مومنوں پر نافذ کئے گئے چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

اے ایمان والو! جب تم مسلمان عورتوں سے نکاح کرو پھر انہیں بلا خلوت صحیحہ طلاق دے دو تو تمہارے لئے کچھ عدت نہیں جسے گنو تو انہیں کچھ فائدہ دو اور اچھی طرح حسن سلوک سے چھوڑ دو۔

سَرِّحُوْهُنَّ کی تفسیر پہلے ہم کر چکے ہیں۔ اس آیہ کریمہ میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ اگر عورت کو قبل قربت وخلوت صحیحہ طلاق دی جائے تو اس پر عدت واجب نہیں۔

خلوت صحیحہ قربت ومجامعت کے حکم میں ہے۔ لہٰذا اگر میاں بیوی تخلیہ میں ایک جگہ ہو گئے تو عدت واجب ہو گئی اگرچہ مباشرت ہو یا نہ ہو۔

دوسرے یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ حکم مومنہ کے لئے ہے اور کتابیہ کے لئے بھی تبعاً یہی حکم ہے اور یہ بھی اس حکم سے مستفاد ہوا کہ نکاح مومنہ سے کرنا بہتر ہے اگرچہ کتابیہ سے بھی جائز ہے۔ اور

سَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا کے تحت یہ تصریح ہے کہ اگر مہر مقرر ہو چکا ہو تو نصف یعنی آدھا مہر قبل خلوت صحیحہ واجب ہے اور اگر مہر کا تعین نہیں ہوا تھا تو ایک جوڑا تین کپڑوں کا دینا واجب ہے۔

اور سَرِّحُوْهُنَّ سے یہ مفہوم ہوا کہ اسے اچھی طرح چھوڑ دو کا یہ مطلب ہے کہ ان کے حقوق ادا کر دو اور ان کو کوئی ضرر نہ پہنچاؤ نہ انہیں روکو اس لئے کہ ان پر عدت نہیں ہے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص احکام نافذ کئے گئے چنانچہ ارشاد ہے:

يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَيْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِيْ هَاجَرْنَ مَعَكَ ۡ

اے غیب بتانے والے نبی! ہم نے حلال فرمائیں تمہارے لئے تمہاری وہ بیویاں جن کو تم مہر دو اور تمہاری مملوکہ کنیزیں جو اللہ نے تمہیں غنیمت میں دیں اور تمہارے چچا کی بیٹیاں اور پھوپھیوں کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جنہوں نے تمہارے ساتھ ہجرت کی۔

اٰتَيْتَ اُجُوْرَهُنَّ سے ثابت ہوا کہ مہر کی تعجیل اور عقد میں تعین افضل ہے۔

اور یہ کہ مہر شرط حلت ہوا ایسا نہیں۔ اسی وجہ میں مہر کو معجل طریقہ پر دینا یا مہر معجل مقرر کرنا افضل اور اولیٰ ہے واجب نہیں کما فی تفسیر احمدی ملا جیون علیہ الرحمۃ۔

اور مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ سے یہاں مراد حضرت صفیہ اور حضرت جویریہ ہیں جنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آزاد فرما کر ان سے نکاح کر لیا۔ یہاں ازواج منکوحہ اور کنیزوں کا علیحدہ علیحدہ حکم ہے اس کی تفصیل یہ ہے کہ

جہاد میں غنائم جو آئیں ان میں کنیزیں مملوک بملک یمین ہوتی ہیں خواہ وہ خریدی جائیں یا ہبہ کے طور پر آئیں یا وراثت میں ملیں یا وصیت سے حاصل ہوں سب حلال ہیں۔

یہاں ان کا تذکرہ فضیلت کے لئے ہے۔ ایسے ہی هَاجَرْنَ مَعَكَ بھی بطور فضیلت بیان کیا گیا اس لئے کہ ہجرت کے

علاوہ بھی جو مملوکات ہیں وہ بھی حلال ہیں۔

اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ حکم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہو اور وہ حلت اس قید کے ساتھ ہو کہ وہ ہجرت کرنے والیاں ہوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں جیسے ام ہانی بنت ابوطالب تھیں۔

اور بنات عم چچا کی لڑکی بنات عمات پھوپھیوں کی لڑکیاں اور بنات خال ماموں کی بیٹیاں بنات خالات خالاؤں کی اولاد تو عموماً شریعت مطہرہ میں حلال ہیں یعنی ان سے نکاح جائز ہے ھَاجَرْنَ مَعَكَ کی تصریح برائے فضیلت ہے۔

آگے ارشاد ہے۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۚ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ

اور ہر ایمان والی خاتون اگر وہ اپنے کو نبی کی نذر کرے اگر نبی اسے نکاح میں لانا چاہیں حلال ہے یہ خاص آپ کے لئے ہے امت کے لئے نہیں۔

اس کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اس مومنہ عورت کو بھی حلال فرمایا جو بغیر مہر اور بغیر شروط نکاح اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ہبہ کرے اور حضور اسے نکاح میں لانا منظور فرمائیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس میں آئندہ کے حکم کا بیان ہے اس لئے کہ وقت نزول آیت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں سے کوئی بھی ایسی نہ تھیں جو ہبہ کے ذریعہ سے مشرف بہ زوجیت ہوئی ہوں اور جن مومنہ عورتوں نے اپنے کو حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر کردیا وہ حضرت میمونہ بنت حارث اور حضرت خولہ بنت حکیم اور حضرت ام شریک اور حضرت زینب بنت خزیمہ ہیں۔ (تفسیر احمدی)

اور اس قسم کا نکاح بے مہر خاص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جائز ہے امت کے لئے نہیں۔ امت پر بہر حال مہر واجب ہے خواہ مہر معین نہ کریں یا قصداً مہر کی نفی کردیں۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

ہمیں معلوم ہے جو ہم نے مسلمانوں پر فرض کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کی مملوکہ کنیزوں میں تاکہ نہ ہو تم پر کوئی تنگی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی بیویوں کے حق میں جو کچھ مقرر فرمایا ہے مہر اور گواہ اور باریاں یہ سب واجب ہیں اور چار حرہ عورتوں تک نکاح کرنا جائز ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرعاً مہر کی مقدار مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم کرنا ممنوع ہے۔

نوٹ

درہم ساڑھے تین ماشہ چاندی کا ہوتا ہے تو ۳۵ ماشہ چاندی مہر میں لازمی ہے اس سے کم کرنا جائز نہیں اور زیادہ جتنا چاہے بتراضی طرفین جائز ہے جیسا کہ احادیث میں ہے۔

Marfat.com

لِکَیۡلَا یَکُوۡنَ عَلَیۡکَ حَرَجٌ۔ اور وہ خصوصیت جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہی محدود ہے اور وہ یہ کہ محض ہبہ سے بغیر مہر حلال ہیں۔ دوسروں کے لئے نہیں۔

تُرۡجِیۡ مَنۡ تَشَآءُ مِنۡہُنَّ وَ تُــٔۡوِیۡۤ اِلَیۡکَ مَنۡ تَشَآءُ ؕ وَ مَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیۡکَ ؕ ذٰلِکَ اَدۡنٰۤی اَنۡ تَقَرَّ اَعۡیُنُہُنَّ وَ لَا یَحۡزَنَّ وَ یَرۡضَیۡنَ بِمَاۤ اٰتَیۡتَہُنَّ کُلُّہُنَّ ؕ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ ؕ وَ کَانَ اللّٰہُ عَلِیۡمًا حَلِیۡمًا ﴿۵۱﴾

پیچھے ہٹاؤ ان میں سے جسے چاہو اور اپنے پاس جگہ دو جسے چاہو اور جسے تم نے کنارے کر دیا تھا اسے تمہارا جی چاہے تو اس میں بھی تم پر کچھ گناہ نہیں یہ حکم اس لئے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور تم انہیں جو کچھ عطا فرماؤ اس پر وہ سب راضی رہیں اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے۔

تُرۡجِیۡ۔ اِرۡجَاء سے ماخوذ ہے اور ارجاء کہتے ہیں مؤخر کرنے کو یعنی پیچھے ہٹانے کو۔ یہاں ترجی سے مراد مضاجعت ترک کرنا ہے یعنی ہم بستری میں کسی کو علیحدہ کر دینا۔

وَ تُــٔۡوِیۡۤ اِلَیۡکَ۔ تُؤۡوِیۡ مشتق ہے اِیۡوَاء سے اور ایواء کہتے ہیں جگہ دینے کو

وَ مَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ۔ ابۡتَغَیۡتَ کے یہاں معنی طَلَبۡتَ کے ہیں اور عَزَلۡتَ کے معنی تَرَکۡتَ ہیں۔

خلاصہ تفسیر آیت یہ ہوا کہ اے محبوب! آپ کو اختیار دیا گیا ہے کہ جس بیوی کو چاہیں پاس رکھیں اور ازواج میں باری مقرر کریں یا نہ کریں۔

لیکن باوجود اس کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ ازواج مطہرات کے ساتھ عدل فرماتے اور سب کی باریاں برابر رکھتے سوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ آپ نے اپنی باری کا دن حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا اور بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر امہات المومنین میں ہو۔

چنانچہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ آیت ان خواتین کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد کر دیا تھا اور منجانب اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مختار کیا گیا کہ ان میں سے جسے چاہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبول فرمائیں تزوج کریں اور جس سے چاہیں انکار فرما دیں۔

وَ مَنِ ابۡتَغَیۡتَ مِمَّنۡ عَزَلۡتَ۔ کے یہ معنی ہیں کہ جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج میں سے معزول یا ساقط القسمۃ کر دیں اسے جب چاہیں اپنے پاس بلا لیں اور اسے نوازیں اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مختار ہیں۔

اور وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا فِیۡ قُلُوۡبِکُمۡ۔ کا یہ مفہوم ہے کہ جب وہ یہ جان لیں گی کہ یہ تفویض اور اختیار آپ کو منجانب اللہ عطا ہوا ہے جو اِنۡ کُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ اللّٰہَ اور اِنۡ کُنۡتُنَّ تُرِدۡنَ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا میں ہے۔

تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے یا یہ معنی ہیں کہ عزل و نصب کا ازواج میں جو اختیار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملا ہے وہ من جانب اللہ عزوجل ملا ہے۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کے حق میں ان کے اس ایثار کے بعد یہ حکم نازل ہوا اور نصاب ''نو'' کے اندر ختم فرما دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿۵۲﴾

ان کے بعد اور عورتیں تمہیں حلال نہیں اور نہ یہ کہ ان کے عوض اور بیویاں بدلو اگرچہ تمہیں ان کا حسن پسند آئے مگر کنیز جو آپ کی مملوک ہو اور اللہ ہر چیز پر نگہبان ہے۔

بعد ان نو بیویوں کے جن کے اسماء گرامی ہم پہلے لکھ چکے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نکاح میں تھیں جنہوں نے اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کو اختیار کر لیا تھا اور تارک دنیا ہو گئی تھیں۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ کے لئے ازواج کا نصاب نو تک رکھ دیا گیا جیسے امت کے لئے چار کا نصاب ہے۔

اور وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ کے یہ معنی ہیں کہ انہیں طلاق دے کر ان کی جگہ دوسری عورتوں سے نکاح بھی ممنوع فرما دیا۔ یہ احترام تھا ازواج مطہرات کا۔ اس لئے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بحکم الٰہی انہیں اختیار دیا تھا کہ اللہ و رسول اور یوم آخرت قبول کرو یا دنیا لے لو۔ تو انہوں نے بہ طیب خاطر ترک دنیا کر کے اللہ و رسول اور دار آخرت قبول کیا تھا اس پر ان کا یہ احترام ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے علاوہ اور رشتہ کی بھی ممانعت ہو گئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی انہیں نو پر قناعت فرمائی اور آخر تک یہی نو بیویاں رہیں۔

حضرت صدیقہ اور ام سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال کر دیا گیا تھا کہ جتنی عورتیں چاہیں ان سے نکاح فرما لیں۔ اس روایت کے لحاظ سے یہ آیۂ کریمہ منسوخ الحکم ہے اور اس کی ناسخ وہی آیت ہے: اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِيْٓ الخ

اور مملوکہ کی حلت اس آیۂ کریمہ میں بھی موجود ہے۔

چنانچہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملک میں آئیں اور ان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی جنہوں نے طفولیت میں ہی وفات پائی۔

اور وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا فرما کر اس امر کی وضاحت فرمائی کہ نگہبانی سب کی ہمارے ہی ہاتھ میں ہے۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾

اے ایمان والو اللہ کی یاد بہت کرو اور اس کی تسبیح صبح و شام کرو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بِمَا هُوَ جَلَّ وَ عَلَا اَهْلُهٗ مِنَ التَّهْلِيْلِ وَالتَّحْمِيْدِ وَالتَّمْجِيْدِ وَالتَّقْدِيْسِ

اس شان سے اس کی یاد کرو جس شان کا وہ اہل ہے تہلیل و تحمید و تمجید و تقدیس میں۔

ذِكْرًا كَثِيْرًا - يَعُمُّ اَغْلَبَ الْاَوْقَاتِ وَالْاَحْوَالِ۔ ہر وقت اور ہر حال میں اس کا ذکر کرو۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَلذِّكْرُ الْكَثِيْرُ اَنْ لَّا يَنْسٰى جَلَّ شَانُهٗ۔ ذکر کثیر سے یہ مراد ہے کہ اپنے رب کو کسی حال میں نہ بھولے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اسماء حسنٰی کے ساتھ اس کی یاد کرے اور جو امور اس کے لائق نہیں ان سے اسے منزہ جانے۔

Marfat.com

مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں ذکر سے مراد یہ ہے کہ ہروقت کہتا رہے: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ – مَنْ قَالَ ذٰلِكَ ثَلَاثِيْنَ مَرَّةً فَقَدْ ذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى ذِكْرًا كَثِيْرًا۔ جو تیس بار یہ پڑھ لے وہ ذکر کثیر کرنے والوں میں ہے۔

اور مجمع البیان میں واحدی سے بسند ضحاک بن مزاحم ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: قَالَ جَاءَ جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَ مَا عَلِمَ وَزِنَةَ مَا عَلِمَ وَ مِلْءَ مَا عَلِمَ۔
فَاِنَّهٗ مَنْ قَالَهَا كُتِبَ لَهٗ سِتُّ خِصَالٍ۔

كُتِبَ(١) مِنَ الذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ تَعَالٰى كَثِيْرًا (٢) وَ كَانَ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِهٖ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ (٣) وَ كُنَّ لَهٗ غَرْسًا فِي الْجَنَّةِ (۴) وَ تَحَاتَتْ عَنْهُ خَطَايَاهُ كَمَا تَحَاتَتْ وَرَقُ الشَّجَرِ الْيَابِسَةِ (۵) وَ يَنْظُرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ (٦) وَمَنْ نَظَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ لَمْ يُعَذِّبْهُ – كَذَا رَاَيْتُهٗ فِيْ مُدَوَّنِهٖ فَلَا تَغْفَلْ۔

فرماتے ہیں حضرت روح الامین حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا آپ فرمائیں: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ عَدَدَمَا عَلِمَ وَ زِنَةَ مَا عَلِمَ وَ مِلْءَ مَا عَلِمَ۔

جو یہ پڑھے اسے چھ خصلتیں عطا ہوں گی:

(۱) اللہ کے بہت ذکر کرنے والوں میں اس کا نام لکھا جائے گا۔

(۲) اور وہ رات دن کے ذاکروں سے افضل ہوگا۔

(۳) اور اس کے ذکر کا جنت میں ایک پودا اگایا جائے گا۔

(۴) اور اس کی تمام خطائیں گر جائیں گی جیسے سوکھے درخت کے پتے گرتے ہیں۔

(۵) اور اللہ اس کی طرف بہ نظر رحمت دیکھے گا۔

(۶) اور جس کی طرف اللہ بہ نظر رحمت دیکھ لے وہ عذاب سے محفوظ رہے گا۔

وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔ اور اس کی تسبیح وتنزیہ صبح وشام کرو۔ یعنی اول انہار سے آخر نہار تک۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَضْلُهُمَا عَلٰى سَائِرِ الْاَوْقَاتِ لِكَوْنِهِمَا تَحْضُرُ لَهُمَا مَلَائِكَةُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ۔ یہ صبح وشام کی تسبیح کی تخصیص محض اس لئے ہے کہ ان دونوں وقتوں میں ملائکہ لیل ونہار موجود ہوتے ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ الْمُرَادَ بِالتَّسْبِيْحِ الصَّلٰوةُ اَیْ بِاِطْلَاقِ الْجُزْءِ عَلَى الْكُلِّ وَالتَّسْبِيْحِ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا صَلٰوةُ الْفَجْرِ وَالْعِشَآءِ۔ تسبیح سے مراد نماز ہے یہاں جز کا اطلاق کل پر کیا گیا ہے اور صبح کی تسبیح سے مراد فجر کی نماز ہے اور شام کی تسبیح سے مراد عشاء کی نماز ہے۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول میں دو وقت جو رکھے ہیں اس سے نماز صبح اور نماز عصر مراد ہے بعض نے کہا صبح وشام کی نماز کہہ کر تمام نمازیں مراد لی گئی ہیں۔

Marfat.com

نماز فجر نماز عصر یا فجر اور عشاء یہ نمازیں اور نمازوں سے افضل ہیں اور طاعت بدنیہ میں یہ خاص ہیں آگے ارشاد ہے:
هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ۔ وہی ہے جو درود بھیجتا ہے تم پر اور اس کے ملائکہ۔
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے بمعنی رحمت ہے اور ملائکہ کی طرف سے بخشش طلب کرنا اور مؤمنین جن وانس کی طرف سے دعا کرنا ہے۔
وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا سے اس امر کی طرف دلالت ہے کہ اِنَّ الْمُرَادَ بِالصَّلٰوةِ الرَّحْمَةُ۔ کہ صلوٰۃ سے مراد رحمت ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے: مَا اَخْرَجَهٗ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَ ابْنُ الْمُنْذِرِ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْكَ خَیْرًا اِلَّا اَشْرَكَنَا فِیْهِ فَنَزَلَتْ هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ۔ جب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓىٕكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم جب اللہ تعالیٰ نے آپ پر کوئی فضیلت نازل کی تو ہمیں اس میں شریک فرمایا لیکن اس آیت کریمہ میں ہمیں شریک نہیں کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی: هُوَ الَّذِیْ یُصَلِّیْ عَلَیْكُمْ وَ مَلٰٓىٕكَتُهٗ۔

لِیُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ؕ تا کہ تمہیں نکالے ظلمات سے نور کی طرف۔
یعنی ظلمات کفر ومعاصی سے نور ایمان وطاعت کی طرف۔
وَ قَالَ الطَّبَرْسِیُّ مِنَ الْجَهْلِ بِاللّٰهِ اِلٰی مَعْرِفَتِهٖ عَزَّوَجَلَّ فَاِنَّ الْجَهْلَ اَشْبَهُ شَیْءٍ بِالظُّلْمَةِ وَالْمَعْرِفَةُ اَشْبَهُ شَیْءٍ بِالنُّوْرِ۔ طبرسی کہتے ہیں لِیُخْرِجَكُمْ سے مراد جہل سے نکالنا ہے معرفت الٰہی عزوجل کی طرف اس لئے کہ جہل زیادہ تر مشابہ ہے ظلمت سے اور معرفت اشبہ ہے نور کے ساتھ۔
وَ قَالَ مُقَاتِلٌ مِنَ الْكُفْرِ اِلَى الْاِیْمَانِ۔ مقاتل کہتے ہیں کفر سے نکال کر ایمان کی طرف مراد ہے۔
وَ قِیْلَ مِنَ النَّارِ اِلَى الْجَنَّةِ۔ ایک قول ہے کہ جہنم سے جنت کی طرف لے جانا مراد ہے۔
وَ كَانَ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَحِیْمًا ﴿۴۳﴾ ۔ اور اللہ ایمان والوں پر مہربان ہے۔
یَعْنِیْ كَانَ سُبْحٰنَهٗ بِكَافَّةِ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ اَنْتُمْ مِنْ زُمْرَتِهِمْ كَامِلَ الرَّحْمَةِ۔ اللہ تعالیٰ تمام مومنین پر جو ایمان والوں کے زمرہ میں ہیں کامل الرحمۃ ہے۔
تَحِیَّتُهُمْ یَوْمَ یَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَ اَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِیْمًا ﴿۴۴﴾
ان کے لئے اکرام ہے، جس دن وہ خدا سے ملیں گے، سلام کا۔ اور ان کے لئے عزت والا اجر ہے۔
تحیۃ۔ مصدر ہے جو مضاف ہے مفعول کی طرف۔ تو اس کے معنی ہوئے: مَا یُحَیَّوْنَ بِهٖ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ یعنی وہ اکرام جس سے تمہاری زندگی تازہ ہو بروز قیامت۔
تحیہ۔ محاورہ میں حَیَّاكَ اللّٰهُ کے معنی دیتا ہے جس کے معنی ہوتے ہیں اللہ تجھے عمر دے۔ جیسے اردو میں ''عمرت دراز باد'' فارسی کا مقولہ بول دیتے ہیں یا عمر دراز ہو کہہ دیتے ہیں۔

Marfat.com

پھر ہر دعائیہ جملہ تحیہ کہلانے لگا۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: رُوِیَ اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ عِبَادِیْ اَنَا عَنْکُمْ رَاضٍ فَھَلْ اَنْتُمْ عَنِّیْ رَاضُوْنَ فَیَقُوْلُوْنَ بِاَجْمَعِھِمْ یَا رَبَّنَا رَاضُوْنَ کُلَّ الرِّضَا۔ روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ فرمائے گا اے میرے بندو! تم پر سلام ہو تم سے ہم راضی ہیں تو کیا تم بھی ہم سے راضی ہو تو سب عرض کریں اے ہمارے رب! ہم راضی ہیں پوری رضا کے ساتھ۔

اور ایک روایت میں ہے: اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ مَرْحَبًا بِعِبَادِی الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ اَرْضَوْنِیْ فِیْ دَارِ الدُّنْیَا بِاتِّبَاعِ اَمْرِیْ۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا السلام علیکم مبارک ہو میرے ان بندوں کو جنہوں نے مجھے دنیا میں راضی رکھا اور میرے حکم کا اتباع کیا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ تَحِیَّتُھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ بِذٰلِکَ اِذَا دَخَلُوا الْجَنَّۃَ کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُوْنَ عَلَیْھِمْ مِّنْ کُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَیْکُمْ۔ کہ ملائکہ علیہم السلام کی طرف سے مومنین پر تحیہ سلام کے ساتھ ہوگا جب وہ جنت میں داخل ہوں گے جیسا کلام پاک میں ارشاد ہے کہ ملائکہ اہل جنت پر دروازے سے داخل ہوں گے اور سلام علیکم کہیں گے۔

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے: اِنَّہٗ قَالَ اِذَا جَآءَ مَلَکُ الْمَوْتِ لِقَبْضِ الرُّوْحِ الْمُؤْمِنِ قَالَ رَبُّکَ یُقْرِئُکَ السَّلَامَ۔ جب ملک الموت مومن کی روح قبض کرنے آئیں گے تو کہیں گے تیرے رب نے تجھے سلام فرمایا ہے۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: یَوْمَ یَلْقَوْنَہٗ سے مراد ملاقات الٰہی عزوجل ہے بروز قیامت۔

طبرسی رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ ملاقات اجر ہے من جانب اللہ عزوجل۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّھُمْ یَوْمَ دُخُوْلِھِمْ یُحَیِّیْ بَعْضُھُمْ بَعْضًا بِالسَّلَامِ اَیْ سَلِمْنَا وَ سَلِمْتَ مِنْ کُلِّ مَخُوْفٍ۔ یہ تحیہ جنت میں داخل ہونے کے دن ہوگی جب جنتی آپس میں سلام سلام کہیں گے جس کے معنی یہ ہوں گے کہ ہم بھی سلامت رہے اور تم بھی ہر خوف سے سلامتی میں رہے۔

وَاَعَدَّ لَھُمْ اَجْرًا کَرِیْمًا ﴿۴۴﴾ ۔اور تیار ہے ان کے لئے بھاری اجر۔

اَیْ وَھَیَّأَ لَھُمْ عَزَّوَجَلَّ ثَوَابًا حَسَنًا۔

یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا۔ اے غیب بتانے والے نبی بے شک ہم نے بھیجا تمہیں شاہد۔

آیہ کریمہ پر روح المعانی میں ہے: عَلٰی مَنْ بُعِثْتَ تُرَاقِبُ اَحْوَالَھُمْ وَ تُشَاھِدُ اَعْمَالَھُمْ وَ تَتَحَمَّلُ عَنْھُمُ الشَّھَادَۃَ بِمَا صَدَرَ عَنْھُمْ مِنَ التَّصْدِیْقِ وَالتَّکْذِیْبِ وَسَائِرِ مَا ھُمْ عَلَیْہِ مِنَ الْھُدٰی وَالضَّلَالِ وَ تُؤَدِّیْھَا یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ اَدَآءً مَّقْبُوْلًا فِیْمَا لَھُمْ وَ مَا عَلَیْھِمْ وَ ھُوَ حَالٌ مُّقَدَّرَۃٌ وَاِنِ اعْتُبِرَ الْاِرْسَالُ اَمْرًا مُّمْتَدًّا لِاِعْتِبَارِ التَّحَمُّلِ وَالْاَدَاءِ فِی الشَّھَادَۃِ۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدس کی بعثت ان کے احوال پر عبور رکھنے اور ان کے اعمال کے مشاہدہ کے لئے کی گئی اور آپ کی ذات ان کی گواہی پر متحمل ہے جو ان سے تصدیق وتکذیب کا صدور ہوا اور جس طرح وہ ہدایت وضلال

Marfat.com

پر ہیں ان کی حالت پر بروز قیامت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شہادت دیں گے۔

چنانچہ حضرت ابوبکر، انس، حذیفہ، سمرہ اور ابوالدرداء علیہم رضوان سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَیَرِدَنَّ عَلَیَّ نَاسٌ مِّنْ اَصْحَابِی الْحَوْضَ حَتّٰی اِذَا رَأَیْتُھُمْ وَ عَرَفْتُھُمْ اِخْتَلَجُوْا دُوْنِیْ فَاَقُوْلُ یَا رَبِّ اَصْحَابِیْ اَصْحَابِیْ فَیُقَالُ لِیْ اِنَّکَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ۔ ایک جماعت حوض پر گزرے گی حتیٰ کہ جب میں انہیں دیکھوں گا اور پہچان لوں گا تو مجھ سے علیحدہ کئے جائیں گے تو میں عرض کروں گا اے میرے رب! یہ میرے لوگ ہیں تو مجھ سے کہا جائے گا: حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔

اس سے بعض حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عدم مشاہدہ ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہ نہیں سمجھتے کہ جس ہستی کو قیام قیامت سے قبل یہ علم ہے کہ فرشتے یہ کہیں گے اور ہم یہ فرمائیں گے انہیں اس چیز کا علم کیوں نہ ہو جو بعد میں امت کی طرف سے حدوث میں آئے۔

مگر بعض مسلمان اس قسم کی تنقیص شان کو اپنے ایمان کی جلا کا موجب جانتے ہیں و اللہ الھادی۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: نَعَمْ قَدْ یُقَالُ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَعْلَمُ بِطَاعَاتٍ وَّ مَعَاصِیْ تَقَعُ بَعْدَہٗ مِنْ اُمَّتِہٖ لٰکِنْ لَّا یَعْلَمُ اَعْیَانَ الطَّائِعِیْنَ وَ الْعَاصِیْنَ۔ ہاں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضور علیہ السلام ان طاعات و معاصی کا علم رکھتے ہیں جو آپ کی امت سے آپ کی وفات کے بعد واقع ہوئے لیکن فرمانبرداروں اور نافرمانوں کو نہیں جانتے۔

لیکن یہ عقیدہ بھی اہل سنت و جماعت کا ہے۔

اِنَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیٌّ بِرُوْحِہٖ وَ جَسَدِہٖ یَسِیْرُ حَیْثُ شَآءَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَ الْمَلَکُوْتِ فَمَبْنٰی عَلٰی مَا عَلِمْتَ حَیَاتُہٗ۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روح و جسم کے ساتھ زندہ ہیں اور مجاز ہیں جہاں چاہیں جیسے چاہیں جب چاہیں اقطار ارض وملکوت کی سیر فرمائیں تو اس پر مبنی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب کے حال سے ان کے اعمال سے بھی واقف ہیں۔

وَاَشَارَ بَعْضُ سَادَاتِ الصُّوْفِیَّۃِ اِلٰی اَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدِ اطَّلَعَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَعْمَالِ الْعِبَادِ فَنَظَرَ اِلَیْھَا وَ لِذٰلِکَ اُطْلِقَ عَلَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَاھِدٌ۔ اور بعض سادات صوفیہ نے اس امر کی طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اعمال عباد پر مطلع فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کا معائنہ کیا اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شاہد فرمایا گیا۔

اور مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے بھی اپنی مثنوی میں فرمایا:

در نظر بودش مقامات العباد زاں سبب نامش خدا شاہد نہاد

وَ قِیْلَ الْمُرَادُ شَاھِدًا عَلٰی جَمِیْعِ الْاُمَمِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بِاَنَّ اَنْبِیَآءَ ھُمْ قَدْ بَلَّغُوْھُمُ الرِّسَالَۃَ وَ دَعَوْھُمْ اِلَی اللّٰہِ وَ شَھَادَتُہٗ بِذٰلِکَ بِمَا عَلِمَہٗ مِنْ کِتَابِہِ الْمَجِیْدِ۔ ایک قول ہے کہ شاہداً سے مراد یہ ہے کہ آپ تمام امم پر بروز قیامت اس امر کے شاہد ہوں گے کہ انبیاء کرام نے تبلیغ رسالت فرمائی اور انہیں توحید الٰہی کی طرف بلایا اور یہ شہادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قرآن کریم کے ذریعہ ہوگی۔

Marfat.com

بعض نے کہا شہادت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلمۂ شہادت ہے۔

بہر حال اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب جلیل کے لئے بنص صریح قرآن کریم میں ہے اب اس کے معنی تاویلی کئے جائیں یا حقیقی معنی کی طرف رجوع ہوں۔

معنی حقیقی جو نص سے ثابت ہیں وہ یہی ہیں کہ حضور شاہد مطلق ہیں اور شاہد وہی ہے جو مشاہدہ کر کے شہادت دے اب وہ مشاہدہ کسی صورت میں ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ثابت ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاہد علی الاطلاق ہیں۔

وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

اور بشارت دینے والے مومنین کو اور ڈر سنانے والے کفار و مشرکین و منافقین کو اور اللہ کی طرف بلانے والے اس کے حکم سے اور چمکا دینے والے آفتاب۔

آلوسی فرماتے ہیں: وَّمُبَشِّرًا۔ تُبَشِّرُ الطَّائِعِيْنَ بِالْجَنَّةِ۔ بشارت جنت کی دینے والے اپنے اتباع کرنے والوں کو وَّنَذِيْرًا۔ تُنْذِرُ الْكَافِرِيْنَ وَالْعَاصِيْنَ بِالنَّارِ۔ ڈر سنانے والے کافروں اور عاصیوں کو جہنم کا۔

وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ۔ اور بلانے والے اللہ کے اقرار کی طرف اس کی واحدانیت کی طرف اس کے حکم سے اور تمام ان احکام کی طرف دعوت دینے والے جو ایمان لانے کے بعد اس پر واجب ہوتے ہیں۔

وَّسِرَاجًا مُّنِيْرًا۔ يَسْتَضِيْئُ بِهِ الضَّالُّوْنَ فِيْ ظُلُمٰتِ الْجَهْلِ وَالْغَوَايَةِ وَيَقْتَبِسُ مِنْ نُّوْرِهٖ اَنْوَارَ الْمُهْتَدِيْنَ اِلٰى مَنَاهِجِ الرُّشْدِ وَالْهِدَايَةِ۔ یعنی ایسا روشن آفتاب جو گمراہوں کو ظلمت جہل و گمراہی سے روشنی ایمان کی طرف لانے والا ہے اور اس نور سے عالم میں انوار ہدایت اور بھلائی کا اقتباس کیا جاتا ہے۔

وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا ﴿۴۷﴾

اور ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

کہ ان پر شاہد علی الاطلاق، مبشر جنت، نذیر جہنم، داعی الی اللہ اور سراج منیر جیسی صفات والا نبی خاتم الانبیاء امام الکل فی الکل ہادی سبل مبعوث فرمایا اسی بناء پر امت مرحومہ کی فضیلت میں ارشاد ہوا: وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔ دوسری جگہ فرمایا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ وَ قِيْلَ الْمَعْنٰى فَضْلًا عَلٰى سَائِرِ الْاُمَمِ فِى الرُّتْبَةِ وَالشَّرْفِ اَوْ زِيَادَةً عَلٰى اُجُوْرِ اَعْمَالِهِمْ بِطَرِيْقِ الْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ۔

اور شان نزول میں ہے:

اَخْرَجَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَ ابْنُ عِكْرَمَةَ عَنِ الْحَسَنِ قَالَ لَمَّا نَزَلَ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا مَا يُفْعَلُ بِكَ فَمَاذَا يُفْعَلُ بِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا۔

عکرمہ و حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں جب آیۂ کریمہ لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ نازل ہوئی تو صحابہ نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کا تو ہمیں معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے کیا رابطہ ہے تو اب

Marfat.com

ہمارا حال بھی معلوم ہونا چاہئے کہ آخرت میں کیا حشر ہوگا تو وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِاَنَّ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ فَضْلًا كَبِيْرًا کی بشارت نازل ہوئی کہ اے محبوب! ایمان والوں کو بشارت دیجئے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑا فضل ہے۔

وَلَا تُطِعِ الْكٰفِرِيْنَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَدَعْ اَذٰىهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾

اور نہ اتباع کرو کافروں اور منافقوں کی خواہشات کا اور نہ ارادہ کروان کی ایذاؤں کا۔

روح المعانی میں ہے: نَهْىٌ عَنْ مُدَارَاتِهِمْ فِي اَمْرِ الدَّعْوَةِ وَنَهْىُ الْجَانِبِ فِي التَّبْلِيْغِ وَالْمُسَامَحَةِ فِي الْاِنْذَارِ۔

وَدَعْ اَذٰىهُمْ – اَىْ لَا تُبَالِ بِاِيْذَائِهِمْ اِيَّاكَ بِسَبَبِ اِنْذَارِكَ اِيَّاهُمْ وَاصْبِرْ عَلٰى مَا يَنَالُكَ مِنْهُمْ۔ آپ کی حق گوئی پر ان کی طرف سے جو ایذا اور تکالیف پہنچیں ان پر صبر کریں۔

یہ اول حکم تھا پھر آیات سیف سے منسوخ الحکم ہوگیا۔

وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ﴿۴۸﴾ ۔اور اللہ پر بھروسہ رکھو اور وہ کافی ہے تمہارا کارساز

اس پر علامہ طیبی طیب اللہ ثراہ فرماتے ہیں: مَا رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَالْاِمَامُ اَحْمَدُ عَنْ عَطَاءِ بْنِ يَسَارٍ قَالَ لَقِيْتُ عَبْدَاللّٰهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ فَقُلْتُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ وَاللّٰهِ اِنَّهٗ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ – يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا وَ حِرْزًا لِلْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَ لَا غَلِيْظٍ وَلَا صَخَّابٍ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلٰكِنْ يَعْفُوْا وَ يَصْفَحُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى حَتّٰى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ وَ يَفْتَحُ بِهٖ اَعْيُنًا عُمْيًا وَاٰذَانًا صُمًّا وَ قُلُوْبًا غُلْفًا۔

اور یہی روایت حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے ہے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خصوصی احکام طلاق اور اس کا حکم عدۃ واضح کیا جاتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا ۚ فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴿۴۹﴾

اے ایمان والو! جب تم مؤمنہ خواتین سے نکاح کرو پھر انہیں قبل خلوت صحیحہ طلاق دو توان پر کوئی عدت نہیں جو گنی جائے توانہیں کچھ دے کر آرام سے اچھی طرح رخصت کردو۔

یہاں نکاح سے بالاتفاق عقد مراد ہے اور مفہوم نکاح میں اختلاف ہے۔

بعض کہتے ہیں نکاح وطی اور عقد کے معنی میں مشترک ہے۔

بعض کہتے ہیں نکاح حقیقتاً عقد کے معنی دیتا ہے اور مجازاً وطی کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

اور راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ حَقِيْقَةٌ فِي الْعَقْدِ ثُمَّ اسْتُعِيْرَ لِلْجِمَاعِ۔ نکاح کے معنی حقیقت میں عقد ہیں اور استعارۃً اسے جماع کے معنی میں لیا گیا۔

صرف علامہ زمخشری کہتے ہیں: اَلنِّكَاحُ الْوَطْئُ وَتَسْمِيَةُ الْعَقْدِ نِكَاحًا لِمُلَابَسَتِهٖ بِهٖ مِنْ حَيْثُ اِنَّهٗ

Marfat.com

طَرِيقٌ لَهُ۔ نکاح بمعنی وطی مستعمل ہے اور عقد کو نکاح اس بنا پر کہتے ہیں کہ وہ ذریعہ وطی ہے۔

اس کی مثال فرماتے ہیں: وَنَظِيرُهُ تَسمِيَةُ الْخَمرِ اِثْمًا لِاَنَّهَا سَبَبٌ فِي اقْتِرَافِ الْاِثْمِ۔ خمر کو اثم بولتے ہیں جیسے:

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ قُلْ فِيْهِمَآ اِثْمٌ كَبِيْرٌ۔ اس لئے کہ وہ سبب ہے اقتراف اثم میں۔

آگے فرماتے ہیں: وَ لَمْ يَرِدْ فِي كِتَابِ اللّٰهِ لَفْظُ النِّكَاحِ اِلَّا فِي مَعْنَى الْعَقْدِ لِاَنَّهُ فِي حَقِّ الْوَطْي۔ اور کتاب اللہ میں لفظ نکاح کہیں نہیں آیا مگر عقد کے معنی میں اس لئے کہ وہ وطی کی حلت کے لئے ہوتا ہے۔ جیسے فرمایا حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ یہاں حاصل معنی وطی ہیں۔

تو آیہ کریمہ کے معنی یہ ہوئے: يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اِذَاعَقَدْ تُمْ عَلَى الْمُؤْمِنَاتِ وَ تَزَوَّجْتُمُوْهُنَّ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُجَامِعُوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ بِاَيَّامٍ يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ فِيْهَا تَسْتَوْفُوْنَ عَدَدَهَا عَلٰى اَنْ تَعْتَدُّوْنَ مُطَاوِعُ عَدَّ۔

اور فَمَا لَكُمْ اس لئے فرمایا اِنَّ الْعِدَّةَ حَقُّ الْاَزْوَاجِ کہ عدۃ زوج کے حق میں ہے۔ اسی وجہ میں ایام عدۃ کا نان ونفقہ خاوند کے ذمہ ہے۔

بعض کے نزدیک عدۃ حق شرع ہے چنانچہ ہدایہ میں ہے: اِنَّهَا حَقُّ الشَّرْعِ وَلِذَا لَا تَسْقُطُ لَوْ اَسْقَطَهَا الزَّوْجُ وَلَا يَحِلُّ لَهَا الْخُرُوْجُ وَلَوْ اَذِنَ۔ عدۃ حق شرع ہے اسی وجہ میں یہ ساقط نہیں ہوتی اگرچہ خاوند ساقط کردے اور عورت کو گھر سے نکلنا جائز نہیں اگرچہ خاوند اسے نکلنے کی اجازت دے دے۔

اور پھر اگر طلاق مباح ہے لیکن ابوداؤد، ابن ماجہ، حاکم، طبرانی، ابن عدی رحمہم اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً راوی ہیں: اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى اللّٰهِ الطَّلَاقُ۔

اس پر ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ طلاق بلا وجہ دینا مکروہ ہے مگر کسی وجہ معقول کے باعث دے سکتا ہے۔ اس لئے کہ طلاق درحقیقت کفران نعمت نکاح ہے۔

اسی وجہ میں ابوداؤد کی روایت میں ہے: مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضَ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حلال فرمایا اس میں مبغوض ترین طلاق ہے اور جب کسی وجہ سے طلاق دے دی گئی تو ارشاد ہے:

فَمَتِّعُوْهُنَّ۔ تو انہیں مالی اعانت سے متمتع کرو اَیْ فَاَعْطُوْهُنَّ وَهِيَ فِي الْمَشْهُوْرِ دِرْعٌ اَیْ قَمِيْصٌ وَ خِمَارٌ وَ هُوَ تُغَطِّي بِهِ الْمَرْاَةُ رَاسَهَا وَ مِلْحَفَةٌ هِيَ مَا تَلْتَحِفُ بِهٖ مِنْ قَرْنِهَا اِلٰى قَدَمِهَا وَلَعَلَّهَا مَا يُقَالُ لَهُ اِزَارُ الْيَوْمَ۔ یعنی اسے قمیص اوڑھنی اور پاجامہ دو۔

اور بدائع میں ہے: اَدْنٰى مَا تَكْتَسِيْ بِهِ الْمَرْاَةُ وَتَسْتُرُ عِنْدَ الْخُرُوْجِ۔ کم سے کم اتنا لباس دیا جائے کہ وہ گھر سے نکلتے وقت مستور ہو سکے۔

وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ۝۴۹

اور انہیں اپنے گھروں سے اچھی طرح رخصت کرو۔ اس لئے ان پر تمہارے لئے عدۃ نہیں ہے۔

Marfat.com

تسریح محاورہ عرب میں اونٹ چرانے کو کہتے ہیں اور سرح اس درخت کو کہتے ہیں جس میں پھل ہوں پھر ہر جانور کے چرانے اور آزاد چھوڑ دینے کے معنی میں مستعمل ہو گیا۔

یہاں اس کے معنی ہیں اچھے الفاظ کے ساتھ انہیں اپنے گھروں سے نکالو جو اذیت وغیرہ سے خالی ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ سراح جمیل یہ ہے کہ اَنْ لَّا تَطْلُبُوْهُنَّ بِمَا اٰتَیْتُمُوْهُنَّ جو کچھ اسے ایام زوجیت میں دے دیا ہے اسے واپس نہ لو۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ عیہ وآلہ وسلم کو مخاطبہ فرما کر مخصوص حکم دیا جاتا ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَ بَنٰتِ عَمِّكَ وَ بَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَ بَنٰتِ خَالِكَ وَ بَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ٘

اے غیب کی خبریں دینے والے نبی! ہم نے تمہارے لئے حلال کیں وہ بیویاں جن کا مہر تم نے ادا کر دیا اور جو آپ کی مملوک ہیں اللہ کے دیئے ہوئے غنیمت سے اور آپ کی چچا کی بیٹیاں اور آپ کی پھوپھی کی بیٹیاں اور ماموں کی بیٹیاں اور خالاؤں کی بیٹیاں جو آپ کے ساتھ ہجرت میں آئیں۔

اور ملک یمین میں اول اسلام شراء ثابت نہیں اسی بناء پر بعض متورعین نے شراء کے بعد عقد کیا۔

لیکن حضرت ماریہ بنت شمعون قبطیہ رضی اللہ عنہا خریدی نہ گئیں بلکہ انہیں امیر قبط جریج بن مینا نے ہدیہ پیش کیا یہ اسکندریہ اور مصر کا حکمران تھا اور اہل حرب کے ہدایا امام کے لئے حکم فے میں داخل ہیں۔

ایسے ہی ایک سریہ میں زینب بنت جحش ہبہ میں آئیں رضی اللہ عنہا۔

اور بنات العم اور بنات العمات اور بنات خال و بنات خالات کا تذکرہ اس لئے فرمایا کہ اَفْضَلُ مِنْ غَیْرِهِنَّ۔ یہ غیروں سے افضل ہیں۔

اور هَاجَرْنَ مَعَكَ کی قید مقارنت کے لئے ہے جیسے اَسْلَمْتُ مَعَ سُلَیْمٰنَ فرمایا گیا حالانکہ بلقیس تبلیغ سلیمان علیہ السلام سے اسلام میں آئیں اور سلیمان علیہ السلام نبی تھے۔

ابوحیان محاورہ بتاتے ہیں: یُقَالُ دَخَلَ فُلَانٌ مَّعِیْ وَ خَرَجَ مَعِیْ اَیْ کَانَ عَمَلُهٗ کَعَمَلِیْ وَاِنْ لَّمْ یَقْتَرِنَا فِی الزَّمَانِ۔

اور بعض نے تحریم نکاح غیر مہاجرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اول اول مانا بعد میں اس حکم کو منسوخ قرار دیا۔

اور قتادہ کہتے ہیں: هَاجَرْنَ مَعَكَ کے یہ معنی ہیں: اَیْ اَسْلَمْنَ مَعَکَ وَعَلٰی هٰذَا لَایَحْرُمُ عَلَیْهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ اِلَّا الْکَافِرَاتُ۔

هَاجَرْنَ مَعَكَ۔ یعنی جو آپ پر ایمان لائیں وہ حلال ہیں اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کافرات حلال نہ تھیں اور اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ کے یہ معنی ہیں کہ وہ ازواج جن کے مہر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا کر دیئے تھے۔ جیسے حضرت عائشہ اور حفصہ اور سودہ رضی اللہ عنہن تھیں۔

وَ مَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ میں حضرت ریحانہ رضی اللہ عنہا ہیں۔

Marfat.com

محمد بن اسحٰق رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا فَتَحَ قُرَيْظَةَ اِصْطَفَاهَا لِنَفْسِهٖ فَكَانَتْ عِنْدَهٗ حَتّٰى تُوُفِّيَتْ عِنْدَهٗ وَهِيَ فِيْ مِلْكِهٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب قریظہ فتح فرمایا تو حضرت ریحانہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے چن لیا تھا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس انتقال تک رہیں۔

اور وہ ازواج جو قرشیہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آئیں چھ ہیں۔ باقی دوسرے قبائل سے ہیں۔

وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا ۗ خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۭ

اور کوئی مومنہ عورت اگر ہبہ کرے اپنے نفس کو نبی کے لئے اگر نبی چاہیں اس سے نکاح کرنا یہ خالص آپ کے لئے ہے سوا مومنین کے۔

تو آیت کریمہ کی یہ عبارت ہوئی: وَيَحِلُّ لَكَ امْرَاَةٌ اور اَحْلَلْنَا لَكَ امْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اور حلال ہے آپ کے لئے یا حلال کی ہم نے آپ کے لئے ہر مومنہ عورت۔ اگر وہ آپ کو اپنا نفس ہبہ کرے اور آپ بھی اسے نکاح میں لانا پسند فرمائیں یہ حکم صرف آپ کے لئے ہے مومنین امت کے لئے نہیں۔

اِنْ اَرَادَ النَّبِيُّ اَنْ يَّسْتَنْكِحَهَا کے معنی ہیں نبی قبول فرمائیں۔ طلب النکاح کنایہ ہے قبول سے اس میں واہبہ کے متعلق اختلاف ہے۔

ابن عباس اور قتادہ اور عکرمہ علیہم رضوان فرماتے ہیں: یہ ہبہ فرمانے والی حضرت میمونہ بنت الحارث ہلالیہ تھیں۔ یہ ہجرت کے ساتویں سال خیبر کے بعد کا واقعہ ہے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے لئے مکہ معظمہ سے دس میل کے فاصلہ پر مقام سرف میں مکان بنایا۔

علی بن حسین رضی اللہ عنہما اور ضحاک و مقاتل سے ہے ام شریک غزیہ بنت جابر بن حکم الدوسی اور عروہ اور شعبی کہتے ہیں هِيَ زَيْنَبُ بِنْتُ خُزَيْمَةَ مِنَ الْاَنْصَارِ كَانَتْ تُدْعٰى فِي الْجَاهِلِيَّةِ اُمُّ الْمَسَاكِيْنِ لِاِطْعَامِهَا اِيَّاهُمْ وَ كَانَ ذٰلِكَ فِيْ سَنَةِ ثَلَاثٍ وَلَمْ تَثْبُتْ عِنْدَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا قَلِيْلًا حَتّٰى تُوُفِّيَتْ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا۔

وہ حضرت زینب بنت خزیمہ انصاریہ تھیں یہ زمانہ جاہلیت میں ام المساکین مشہور تھیں اس لئے کہ آپ غرباء کے لئے کھانا بنوا کر تقسیم کرتی تھیں اور یہ ۳ ہجری کا واقعہ ہے اور آپ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس زیادہ نہ رہیں یہاں تک کہ انتقال فرما گئیں رضی اللہ عنہا۔

اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ اپنی سنن میں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں: قَالَتِ الَّتِيْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَوْلَةُ بِنْتُ حَكِيْمٍ وَقَدْ اَرْجَاهَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فَتَزَوَّجَهَا عُثْمَانُ بْنُ مَظْعُوْنٍ بِاِذْنِهٖ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں وہ جنہوں نے اپنے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہبہ کیا وہ خولہ بنت حکیم تھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں قبول نہ کیا اور حضرت عثمان بن مظعون نے باجازت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو اپنے عقد میں لے لیا۔

چنانچہ حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خولہ بنت حکیم نے جب حضور ﷺ کو اپنے نفس کا ہبہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبول نہ فرمایا تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سفارش کرتے ہوئے عرض کیا: اَمَا تَسْتَحِي الْمَرْاَةُ اَنْ تَهَبَ نَفْسَهَا لِلرِّجَالِ۔ کیا اس عورت کو غیرت نہیں آتی کہ وہ اپنا نفس ہبہ کرے کسی کو اور وہ قبول نہ کرے۔

فَلَمَّا نَزَلَتْ تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ۔ جسے آپ چاہیں علیحدہ کریں یا اپنے قرب کے شرف سے نوازیں تو صدیقہ نے عرض کیا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا اَرٰى رَبَّكَ اِلَّا يُسَارِعُ لَكَ فِيْ هَوَاكَ۔ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں آپ کے رب کو نہیں دیکھتی مگر وہ آپ کی مرضی پر عجلت فرماتا ہے۔

ابن سعد ابن ابی عون سے راوی ہیں کہ لیلیٰ بنت الحطیم نے اپنا نفس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہبہ کیا اور بہت سی خواتین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اپنے کو پیش کیا فَلَمْ نَسْمَعْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبِلَ مِنْهُنَّ اَحَدًا۔ مگر ہم نے نہیں سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی کو بھی قبول فرمایا ہو۔

ابن ابی حاتم، ابن جریر اور طبرانی اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ سنن میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی فرماتے ہیں: لَمْ يَكُنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِمْرَاَةٌ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لَهٗ يَحْتَمِلُ نَفْيَ الْقُبُوْلِ وَ يَحْتَمِلُ نَفْيَ الْهِبَةِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کسی خاتون نے اپنے کو پیش نہیں کیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نفی قبول ہی رہا۔

خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف خدمت کے لئے تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تقدس مآب ہی اس شرف کے ساتھ مختص تھی۔ گو مقصود ارشاد ہی یہ تھا: اَيْ خَالِصٌ لَكَ اِحْلَالُهَا خَالِصَةً — خَالِصَةً اَيْ خُلُوْصًا۔

اور زجاج بھی یہی کہتے ہیں: اَيْ اَحْلَلْنَاهَا خَالِصَةً لَّكَ لَا يَحِلُّ لِاَحَدٍ غَيْرِكَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ۔

قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَيْهِمْ فِيْٓ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ لِكَيْلَا يَكُوْنَ عَلَيْكَ حَرَجٌ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۵۰

بے شک ہم جانتے ہیں جو ہم نے مسلمانوں پر مقرر کیا ہے ان کی بیویوں اور ان کی مملوکات کنیزوں میں اور آپ کی خصوصیت یوں ہے کہ تم پر کوئی تنگی نہ ہو اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی بیویوں کے حق میں جو کچھ مہر مقرر کیا ہے اور گواہ اور باری کا واجب ہونا اور چار حرہ عورتوں تک کو نکاح میں لانا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مہر کی مقدار شرعاً اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقرر ہے اور وہ دس درہم ہیں جس سے کم مہر مقرر کرنا ممنوع ہے جس کا حکم احادیث سے ثابت ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جو حلال کی گئیں وہ محض بطور ہبہ بلا مہر حلال تھیں۔ آگے ارشاد ہے:

تُرْجِيْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ وَتُـْٔوِيْٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ ؕ وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكَ ؕ

علیحدہ کرو جسے چاہو اور اپنے سایہ میں رکھو جسے چاہو ان میں سے علیحدہ کردو تو آپ پر کچھ گناہ نہیں۔

تُرْجِيْ لیا گیا ہے ارجاء سے اور ارجاء کہتے ہیں تاخیر کو یہاں ترک معیت مراد ہے۔

Marfat.com

حاصل معنی آیہ کریمہ کے یہ ہیں کہ آپ کو اختیار دیا گیا ہے جس بیوی کو چاہیں پاس رکھیں اور باری مقرر کریں یا نہ کریں۔
لیکن باوجود اس اختیار کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ازواج مطہرات میں عدل فرماتے تھے۔ سوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے کہ انہوں نے اپنی باری کے دن حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کو دے دیا تھا۔ اور بارگاہ رسالت میں عرض کر دیا تھا کہ میرے لئے یہی کافی ہے کہ میرا حشر آپ کی ازواج میں ہو۔

تُرْجِیْ کے معنی ہیں اَیْ تُؤَخِّرُ مَنْ تَشَآءُ مِنْ نِسَآئِکَ وَ تَتْرُکُ مَضَاجِعَهَا۔
وَتُـْٔوِيٓ اِلَيْكَ مَنْ تَشَآءُ یَعْنِیْ وَ تَضُمُّ اِلَیْکَ مَنْ تَشَاءُ مِنْهُنَّ وَ تُضَاجِعُهَا۔
وَ قَالَ بَعْضُهُمُ الْاِرْجَآءُ وَالْاِیْوَاءُ لِاِطْلَاقِهِمَا یَتَنَاوَلَانِ۔
اس کے معنی حسن فرماتے ہیں: مِنْهُنَّ لِنِسَآءِ الْاُمَّةِ وَالْمَعْنٰی تَتْرُکُ النِّکَاحَ مَنْ تَشَآءُ مِنْ نِسَآئِکَ فَلَا تَنْکِحُ وَ تَنْکِحُ مِنْهُنَّ مَنْ تَشَآءُ (روح المعانی)۔
وَ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ وَالطَّبْرِیِّ اَنَّهٗ لِلْوَاهِبَاتِ اَنْفُسَهُنَّ اَیْ تَقْبَلُ مَنْ تَشَآءُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ اللَّاتِیْ یَهَبْنَ اَنْفُسَهُنَّ لَکَ فَتُؤْوِیْهَا اِلَیْکَ وَتَتْرُکُ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ فَلَا تَقْبَلُهَا۔
وَمَنِ ابْتَغَيْتَ مِمَّنْ عَزَلْتَ۔ اور جسے آپ چاہیں ان میں سے علیحدہ کر دیں تو آپ پر کچھ گناہ نہیں۔
یعنی جس سے چاہیں مضاجعت فرمائیں اور جس سے چاہیں علیحدگی اختیار کریں اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کچھ گناہ نہیں۔

ذٰلِكَ اَدْنٰٓى اَنْ تَقَرَّ اَعْيُنُهُنَّ وَلَا يَحْزَنَّ وَيَرْضَيْنَ بِمَآ اٰتَيْتَهُنَّ كُلُّهُنَّ ۭ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَلِيْمًا ﴿٥١﴾

یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کریں اور راضی رہیں اس پر جو کچھ تم انہیں عطا فرماؤ اور اللہ جانتا ہے جو تم سب کے دلوں میں ہے اور اللہ علم و حلم والا ہے۔
یعنی جب وہ سمجھ لیں گی کہ یہ حکم تفویض کا اختیار جو بھی دیا گیا ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے تو ان کے دل مطمئن ہو جائیں گے۔
اس کے بعد تبدیل حکم پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ حَیْثُ قَالَ

لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ وَّلَوْ اَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ اِلَّا مَا مَلَكَتْ يَمِيْنُكَ ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ رَّقِيْبًا ﴿٥٢﴾

اب کوئی عورت عورتوں میں سے ان کے بعد آپ کو حلال نہیں اور نہ یہ حلال کہ ان کے عوض اور بیویاں بدلیں اگرچہ ان کا حسن آپ کو پسند آئے مگر وہ مملوکہ کنیزیں کہ وہ حلال ہیں اور اللہ ہر چیز پر نگران و محافظ ہے۔
یعنی ان نو بیویوں کے بعد جو آپ کے نکاح میں ہیں حلال نہیں جنہیں آپ نے اختیار دے دیا تھا کہ دنیا پسند کریں یا اللہ اور اس کے رسول کو تو انہوں نے دنیا کے مقابل اللہ اور اس کے رسول کو اختیار کیا اور نہ یہ اختیار ہے کہ کسی بیوی کے بدلے اور بیوی کرو اگرچہ وہ کتنی ہی حسین ہو یعنی ان کے لئے طلاق بھی ممنوع ہے کہ انہیں طلاق دے کر دوسری بیوی کرو اور اللہ آپ کا

Marfat.com

نگہبان ہے۔

یہ ازواج مطہرات کی اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کو ترجیح دینے کے احترام میں حکم آیا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بقیۃ العمر انہیں پر اکتفاء فرمایا۔

بلکہ بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے حلال بھی کر دیا گیا جیسا کہ حضرت عائشہ اور ام سلمہ سے مروی ہے کہ آپ جتنی عورتوں سے چاہیں نکاح فرمائیں اور اس آیت کریمہ کی ناسخ آیت اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ ہے۔

اب رہا یہ کہ یہ آیت قرآن کریم میں پہلے ہے اور لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ بعد میں ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ترتیب نزول علیحدہ ہے اور ترتیب جمع قرآن علیحدہ لہٰذا ترتیب جمع میں یہ مقدم مؤخر ہے ترتیب نزول میں پہلی آیت لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَآءُ ہے پھر اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ ہے۔

اَخْرَجَ الشَّیْخَانِ وَاَبُوْدَاوٗدَ وَ النَّسَائِیُّ وَ غَیْرُهُمْ عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَسْتَأذِنُ فِیْ یَوْمِ الْمَرْاَةِ مِنَّا بَعْدَ اَنْ اُنْزِلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ تُرْجِیْ مَنْ تَشَآءُ مِنْهُنَّ فَقِیْلَ لَهَا مَا كُنْتِ تَقُوْلِیْنَ قَالَتْ كُنْتُ اَقُوْلُ لَهٗ اِنْ كَانَ ذَاكَ اِلَیَّ فَاِنِّیْ لَا اُرِیْدُ اَنْ اُوْثِرَ عَلَیْكَ اَحَدًا فَتَاَمَّلْهُ مَعَ حِكَایَةِ الْاِنْفَاقِ السَّابِقِ۔

وَ عَنْ عَلِیٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَّ اُمِّ سَلْمَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا وَالضَّحَّاكِ اَنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ وَرُوِیَ ذٰلِكَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

اَخْرَجَ اَبُوْدَاوٗدَ فِیْ نَاسِخِهٖ وَالتِّرْمِذِیُّ وَ صَحَّحَهٗ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاكِمُ وَ صَحَّحَهٗ اَیْضًا وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَغَیْرُهُمْ عَنْهَا قَالَتْ لَمْ یَمُتْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى اَحَلَّ اللّٰهُ لَهٗ اَنْ یَتَزَوَّجَ مِنَ النِّسَآءِ مَاشَآءَ اِلَّا مُحَرَّمٌ۔

اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ شَیْبَةَ وَعَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ وَابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ عَبْدِاللّٰهِ بْنِ شَدَّادٍ اَنَّهٗ قَالَ فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ الخ ذٰلِكَ لَوْ طَلَّقَهُنَّ لَمْ یَحِلَّ لَهٗ اَنْ یَّسْتَبْدِلَ وَقَدْ كَانَ یَنْكِحُ بَعْدَ مَا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ مَاشَآءَ وَنَزَلَتْ وَ تَحْتَهٗ تِسْعُ نِسْوَةٍ ثُمَّ تَزَوَّجَ بَعْدُ اُمَّ حَبِیْبَةَ بِنْتَ اَبِیْ سُفْیَانَ وَ جُوَیْرِیَةَ بِنْتَ الْحَرْثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ۫ وَ اللّٰهُ

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ داخل ہو مگر جب کھانے کی طرف بلائے جاؤ تو اس کے پکنے کی راہ نہ دیکھو لیکن جب بلائے جاؤ تو داخل ہو تو جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ باتیں کرنے میں دل بہلاؤ، بے شک اس میں ہمارے نبی کو تکلیف ہوتی ہے وہ تمہارا لحاظ

لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ وَ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

فرماتے ہیں اور اللہ حق بات کہنے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے سے مانگو یہ تمہارے لئے زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور تمہیں نہیں چاہئے کہ اللہ کے رسول کو تکلیف دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد ان کی بیویوں سے کبھی نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

اگر تم کچھ ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ سب کچھ جانتا ہے

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْۤ اٰبَآئِهِنَّ وَلَاۤ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَاۤ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَ لَاۤ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَ لَا نِسَآئِهِنَّ وَ لَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَ اتَّقِيْنَ اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

ہاں گناہ نہیں ان پر ان کے باپوں سے اور بیٹوں سے اور نہیں گناہ ان کے بھائیوں سے اور بھتیجوں سے اور بھانجوں سے اور اپنی مذہبی عورتوں سے بے پردہ رہیں اور مملوک کنیزوں سے اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک اللہ پر ہر شے سامنے ہے

اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی پر اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور خوب سلام بھیجو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿۵۷﴾

بے شک وہ لوگ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر لعنت ہے اللہ کی دنیا اور آخرت میں اور تیار کیا ہے ان کے لئے ذلت کا عذاب

وَ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾ ع

اور وہ جو ایذا دیتے ہیں مومن مردوں کو اور مومنہ عورتوں کو بغیر اس کے کہ وہ کچھ کریں تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا - اے	الَّذِيْنَ - وہ جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے ہو	لَا - نہ
تَدْخُلُوْا - داخل ہو	بُيُوْتَ - گھروں میں	النَّبِيِّ - نبی کے	اِلَّاۤ - مگر
اَنْ - یہ کہ	يُّؤْذَنَ - اجازت ہو	لَكُمْ - تم کو	اِلٰى - طرف
طَعَامٍ - کھانے کی	غَيْرَ - نہ	نٰظِرِيْنَ - انتظار کرنے والے	اِنٰىهُ - اس کے پکنے کا
وَ - اور	لٰكِنْ - لیکن	اِذَا - جب	دُعِيْتُمْ - بلائے جاؤ
فَادْخُلُوْا - تو داخل ہو	فَاِذَا - تو جب	طَعِمْتُمْ - کھالو	فَانْتَشِرُوْا - تو چلے جاؤ

Marfat.com

وَ۔اور	لَا۔نہ	مُسْتَاْنِسِيْنَ۔دل بہلانے والے	
لِحَدِيْثٍ۔باتوں میں	اِنَّ۔بے شک	ذٰلِكُمْ۔یہ	كَانَ۔ہے
يُؤْذِي۔تکلیف دیتا	النَّبِيَّ۔نبی کو	فَيَسْتَحْيٖ۔تو وہ شرماتا ہے	مِنْكُمْ۔تم سے
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ	لَا۔نہیں	يَسْتَحْيٖ۔شرماتا
مِنَ الْحَقِّ۔حق سے	وَ۔اور	اِذَا۔جب	سَاَلْتُمُوْهُنَّ۔ مانگو تم ان
سے کوئی	مَتَاعًا۔سامان	فَسْئَلُوْ۔تو مانگو	هُنَّ۔ان سے
مِنْ وَّرَآءِ۔پیچھے	حِجَابٍ۔پردے کے	ذٰلِكُمْ۔یہ	اَطْهَرُ۔بہت پاکیزہ ہے
لِقُلُوْبِكُمْ۔تمہارے دلوں کے لئے		وَ۔اور	قُلُوْبِهِنَّ۔ ان کے دلوں
کے لئے	وَ۔اور	مَا۔نہیں	كَانَ۔ہے
لَكُمْ۔تمہارا حق	اَنْ۔یہ کہ	تُؤْذُوْا۔تکلیف دو	رَسُوْلَ۔رسول
اللّٰهِ۔خدا کے کو	وَ۔اور	لَآ۔نہ	اَنْ۔یہ کہ
تَنْكِحُوْٓا۔نکاح کرو	اَزْوَاجَهٗ۔اس کی بیویوں سے	مِنْۢ بَعْدِهٖٓ۔اس کے بعد	اَبَدًا۔کبھی بھی
اِنَّ۔بے شک	ذٰلِكُمْ۔یہ	كَانَ۔ہے	عِنْدَ۔نزدیک
اللّٰهِ۔اللہ کے	عَظِيْمًا۔بڑی بات	اِنْ۔اگر	تُبْدُوْا۔تم ظاہر کرو
شَيْئًا۔کسی چیز کو	اَوْ۔یا	تُخْفُوْهُ۔چھپاؤ اس کو	فَاِنَّ۔تو بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	كَانَ۔ہے	بِكُلِّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کو
عَلِيْمًا۔جاننے والا	لَا۔نہیں	جُنَاحَ۔گناہ	عَلَيْهِنَّ۔ان پر
فِيْ۔بیچ	اٰبَآئِهِنَّ۔ان کے باپوں کے		وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَبْنَآئِهِنَّ۔ان کے بیٹوں کے		وَ۔اور
لَآ۔نہ	اِخْوَانِهِنَّ۔ان کے بھائیوں کے		وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَبْنَآءِ۔بیٹوں	اِخْوَانِهِنَّ۔ان کے بھائیوں کے	
وَ۔اور	لَآ۔نہ	اَبْنَآءِ۔بیٹوں	اَخَوٰتِهِنَّ۔ان کی بہنوں کے
وَ۔اور	لَا۔نہ	نِسَآئِهِنَّ۔ان کی عورتوں کے	وَ۔اور
لَا۔نہ	مَا۔جو	مَلَكَتْ۔مالک ہیں	اَيْمَانُهُنَّ۔ان کے ہاتھ
وَ۔اور	اتَّقِيْنَ۔ڈرو	اللّٰهَ۔اللہ سے	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	كَانَ۔ہے	عَلٰى۔اوپر	كُلِّ۔ہر
شَيْءٍ۔چیز کے	شَهِيْدًا۔گواہ	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ
وَ۔اور	مَلٰٓئِكَتَهٗ۔اس کے فرشتے	يُصَلُّوْنَ۔درود بھیجتے ہیں	عَلَى۔اوپر

Marfat.com

النَّبِیِّ۔ نبی کے	یٰٓاَیُّھَا۔اے	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے ہو
صَلُّوْا۔درود بھیجو	عَلَیْہِ۔اس پر	وَ۔اور	سَلِّمُوْا۔سلام کہو
تَسْلِیْمًا۔سلام کہنا	اِنَّ۔بے شک	الَّذِیْنَ۔وہ جو	یُؤْذُوْنَ۔تکلیف دیتے ہیں
اللّٰہَ۔اللہ کو	وَ۔اور	رَسُوْلَہٗ۔اس کے رسول کو	لَعَنَھُمُ۔لعنت ہے ان پر
اللّٰہُ۔اللہ کی	فِی۔بیچ	الدُّنْیَا۔دنیا	وَ۔اور
الْاٰخِرَۃِ۔آخرت کے	وَ۔اور	اَعَدَّ۔تیار کیا	لَھُمْ۔ان کے لئے
عَذَابًا۔عذاب	مُّھِیْنًا۔ذلیل کرنے والا	وَالَّذِیْنَ۔اور وہ جو	یُؤْذُوْنَ۔تکلیف دیتے ہیں
الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کو	وَ۔اور	الْمُؤْمِنٰتِ۔مومن عورتوں کو	بِغَیْرِ۔بغیر
مَا۔اس کے جو	اکْتَسَبُوْا۔کمایا انہوں نے	فَقَدِ۔تو بے شک	احْتَمَلُوْا۔اٹھایا انہوں نے
بُھْتَانًا۔بہتان	وَّ۔اور	اِثْمًا۔گناہ	مُّبِیْنًا۔ظاہر

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع۔سورۃ احزاب۔پ ۲۲

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّآ اَنْ یُّؤْذَنَ لَکُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰکِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ط

اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تمہیں اجازت نہ ملے کھانے کی بلائے جاؤ تو اس کے پکنے کی گھڑیاں نہ گنو لیکن جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو جاؤ اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ اور باتوں میں بیٹھے دل نہ بہلاؤ۔

آیہ کریمہ سے واضح ہوا کہ گھر مرد کا ہوتا ہے اس لئے اس میں داخلہ کی اجازت مرد سے ہی لینی چاہئے شوہر کے گھر کو اگرچہ عورت کا گھر بھی کہہ دیتے ہیں مگر یہ محض اس لحاظ سے کہ وہ اس میں سکونت کا حق رکھتی ہے اسی لحاظ سے دوسری جگہ گھر کی نسبت عورت کی طرف بھی کی گئی ہے کَمَا قَالَ تَعَالٰی وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکانات جن میں ازواج مطہرات کی سکونت تھی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی وہ اپنی حین حیات تک انہیں میں رہیں لیکن وہ ملک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہی تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے کوئی حجرہ کسی زوجہ مطہرہ کو ہبہ بھی نہیں فرمایا بلکہ انہیں ان حجرات میں سکونت کی اجازت تھی۔

اسی وجہ میں ان کے انتقال کے بعد ازواج کے ورثاء کو نہیں دیئے بلکہ مسجد نبوی میں ملا دیئے تاکہ وقف میں او پر اس کے حکم میں آ کر لَا نَرِثُ وَ لَا نُوْرَثُ والی حدیث صادق آ جائے اور اس کا نفع عام مسلمانوں کو پہنچے۔

اور لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ فرما کر یہ بھی ظاہر فرما دیا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مرد کو کسی گھر میں بلا اجازت داخل ہونا جائز نہیں۔

اگرچہ مورد حکم ازواج مطہرات اور بیوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خاص ہے لیکن اس کا حکم عام ہے تو تمام مسلمان عورتوں پر یہ حکم عائد ہوتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو ولیمہ

Marfat.com

کی عام دعوت فرمائی تو لوگ کھانے آئے اور کھا کر چلے گئے آخر میں تین آدمی ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بھی نہ گئے اور طویل سلسلہ گفتگو کا شروع کر دیا۔

مکان تنگ تھا مستورات کو ان کی وجہ سے تکلیف ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں جانے کا حکم اپنے وسعت خلق سے نہیں دیتے تھے۔ آخرش حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ازواج مطہرات کے حجروں میں تشریف لے گئے تھوڑی دیر بعد جب تشریف لائے تو وہ تینوں بدستور مصروف گفتگو تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تشریف لے گئے اور وہ بعد میں چلے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دولت سرائے میں تشریف لائے۔ اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اگلی آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمال حیاء اور شان کرم کو واضح فرمایا گیا۔

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِي النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا يَسْتَحْيٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ

اس میں بے شک ہمارے نبی کو تکلیف ہوئی اور وہ اپنے خلق سے تمہارا لحاظ فرماتے رہے اور اللہ حق فرمانے میں کسی کا لحاظ نہیں فرماتا۔

جیسے ہمارے حبیب کو باوجود ضرورت کے اپنے اصحاب کو جانے کا حکم نہیں فرماتے بلکہ حسن آداب سے انہیں اشارہ جانے کا فرمایا کہ خود تشریف لے گئے اور زبان مبارک سے نہیں فرمایا کہ "نان کہ خوردی خانہ برد"۔ نہ بتو کردم خانہ گرد۔" یہ وسعت خلق کا اعلیٰ ترین مظاہرہ تھا۔

اس سے یہ مسئلہ بھی نکلا کہ گھر کھانے جائے تو وہاں جم کر نہ بیٹھے بلکہ فارغ ہونے کے بعد واپس ہو جائے اس لئے کہ وہاں بیٹھا رہنا اہل خانہ کے لئے تکلیف کا موجب ہوتا ہے۔

اور صاحب خانہ آئے ہوئے کو باقتضائے خلق اگرچہ جانے کو نہیں کہتا مگر مسلمان کو خود خیال کرنا چاہئے۔ اس کے بعد ازواج مطہرات کے احترام پر ارشاد ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ

اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز طلب کرو تو پردے کے باہر سے طلب کرو اس میں تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی ستھرائی ہے۔

اس لئے کہ انسان کی جبلت میں وساوس و خطرات لازم ہوتے ہیں اس کا سدباب پردہ سے ہی ہو سکتا ہے اور یہی صورت امن کی ہے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَآ اَنْ تَنْكِحُوْٓا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖٓ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

اور تمہیں یہ مناسب نہیں کہ اللہ کے رسول کو ایذا دو (اور کوئی ایسا کام کرو جو ہمارے حبیب اقدس کی خاطر پر گراں گزرے) حتیٰ کہ تم انہیں اپنی ماں برابر سمجھتے ہوئے (ان سے کبھی نکاح بھی نہ کرنا) بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔

Marfat.com

اس لئے کہ یہ حق انبیاء کرام ہے کہ جو خاتون حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد میں آچکی وہ بمنزلہ ماں ہوگئی اور ظاہر ہے کہ ماں سے عقد نہیں ہوسکتا۔ اسی لئے ازواج مطہرات امت پر ہمیشہ کے لئے حرام ہیں اسی طرح وہ کنیزیں جو باریاب بارگاہ رسالت ہوچکی ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قربت سے سرفراز ہوچکی ہیں وہ بھی بمنزلہ ماں ہیں ان سے بھی عقد حرام اور ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔

اس حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا مظاہرہ فرمانا مقصود ہے تاکہ ہر مسلمان سمجھ لے کہ آپ کی عزت و عظمت امت پر واجب ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْـًٔا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

اگر تم کوئی کام ظاہر کرو یا چھپاؤ تو بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ علام الغیوب والشہادۃ ہے اس کا علم ہر شے پر محیط ہے۔

اب جو ارشاد ہے اس کا شان نزول یہ ہے کہ جب احکام حجاب نازل ہوئے تو خواتین کے باپ بیٹے بھائی اور قریبی رشتہ والوں کو خیال ہوا کہ جب پردہ اور حجاب کا حکم عام ہے تو اس کا اثر ہم پر بھی پڑتا ہے چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اب پردہ کا حکم آچکا ہے تو کیا ہم بھی اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں سے پردہ کے ساتھ بات کریں گے اس پر یہ آیۂ کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا:

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

کوئی مضائقہ نہیں ان کے باپ اور بیٹوں اور بھائیوں اور بھتیجوں اور بھانجوں کے سامنے آنے میں اور اپنی دینی عورتوں اور اپنی کنیزوں میں اور اللہ سے ڈرتی رہو بے شک ہر چیز اللہ کے سامنے ہے۔

یعنی باپ بیٹے بھائی بھتیجے بھانجوں سے پردہ ضروری نہیں اور مسلمان عورتوں سے اور اپنی مملوکہ کنیزوں سے بھی پردہ نہیں اور کافرہ عورت سے پردہ مومنہ عورت پر ضروری ہے اس لئے کہ وہ مثل مرد اجنبی کے ہے (جمل)

اور حقیقی چچا، ماموں کی یہاں صراحت اس لئے نہیں کی گئی کہ وہ باپ کے حکم میں ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰۗىِٕكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَي النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے نبی پر اے ایمان والو! درود بھیجو ان پر اور خوب سلام کہو۔

صَلُّوْا۔ صیغہ امر ہے جو وجوب کا متقاضی ہے اسی بناء پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجنا ہر مسلمان پر واجب ہے بلکہ بقول معتمد مسلمانوں پر ہر مجلس میں آپ کا ذکر کرنے والے اور سننے والے پر ایک مرتبہ درود واجب ہے اور ایک بار سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے۔

اسی وجہ میں التحیات کے اندر اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ پڑھنا واجب ہے۔

اور اس کے بعد جو درود پڑھا جاتا ہے وہ سنت ہے اس درود میں آل پاک پر بھی درود ہوتا ہے۔ اور اس کے ماتحت اصحاب

Marfat.com

اور مومنین واولیاء کاملین پر درود بھیجا جائے تو مستحسن ہے۔ البتہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام پاک لے کر درود بھیجے بغیر ان پر اگر درود بھیجا جائے تو مکروہ ہے۔ اور درود میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آل واصحاب کا ذکر متوارث ہے۔

بلکہ بعض نے تو یہ کہا کہ جس درود میں آل پاک کا ذکر نہ ہو وہ مقبول نہیں۔

اور درود شریف میں چند پہلو ہیں۔

ایک درود اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم ہے۔

اور اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کے معنی علماء کرام یہ کرتے ہیں:

کہ الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عظمت عطا فرما اور دنیا میں ان کا دین غالب اور بلند فرما کر ان کی شریعت کو بقا دے اور آخرت میں ان کی شفاعت قبول کر کے اولین وآخرین پر ان کی فضیلت کا اظہار فرما کر انبیاء ومرسلین اور ملائکہ مقربین اور تمام خلائق پر ان کی شان بلند فرما۔

حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درود خواں جب مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اس کے لئے فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

مسلم شریف میں ہے: مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مَرَّۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا جو مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔

ترمذی شریف میں: اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَہٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔ بخیل وہ ہے جس کے آگے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

عام اس سے کہ درود کے لفظ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ہوں یا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ ہوں یا درود تاج ہو یا بعد کے تصنیف کئے ہوئے ہوں اس لئے کہ سب کے الفاظ عظمت شان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کم یا زیادہ ہیں۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ﴿۵۷﴾

بے شک وہ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا وآخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

یہ ایذا دینے والے کفار ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شان میں وہ بکواس کرتے ہیں جس سے وہ منزہ ہے مثلاً عیسیٰ علیہ السلام وعزیر علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہنا ملائکہ علیہم السلام کو خدا عزوجل کی بیٹیاں قرار دینا۔

اور اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والے وہ ہیں جو شان مصطفیٰ ﷺ کی تنقیص کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے مقابلہ میں شیطان اور ملک الموت کے علم کو نصوص قطعی سے مانتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وہ علم منصوص نہیں جانتے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی شان میں گستاخیاں کرنے والے۔ صدیق وفاروق و ذوالنورین علیہم رضوان کو غاصب وغادر کہنے والے یہ سب اللہ عزوجل کے رسول ﷺ کو ایذا دینے والے ہیں۔

اس قسم کی جماعتوں پر اللہ کی لعنت دنیا اور آخرت میں ہے اور ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار ہے۔

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا ﴿۵۸﴾

اور جو ایذا دیتے ہیں مومنین اور مومنات کو بغیر کچھ کیے تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلا ہوا گناہ سر لیا۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ منافقین کی جماعت میں ایسے لوگ بھی تھے جو حضرت شیر خدا اسد اللہ کی بدگوئی کر کے انہیں ایذا دیتے تھے۔

حضرت فضیل فرماتے ہیں کہ جانوروں کو ایذا دینا بھی بلا کسی قصور کے جائز نہیں تو مومنین و مومنات کو ایذا دینا کس قدر بدترین جرم ہے۔

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَيْرَ نٰظِرِيْنَ اِنٰىهُ

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں بلا اجازت داخل نہ ہو کھانے کا انتظار نہ کرتے رہو۔

اکثر مفسرین کے نزدیک یہ حکم اس دن نازل ہوا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تھا۔

چنانچہ امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم، نسائی اور ابن جریر ابن المنذر اور ابن ابی حاتم ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ اپنی سنن میں بطریق انس بن مالک رضی اللہ عنہ راوی ہیں:

قَالَ لَمَّا تَزَوَّجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ زَيْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ دَعَا الْقَوْمَ فَطَعِمُوْا ثُمَّ جَلَسُوْا يَتَحَدَّثُوْنَ وَ اِذَا هُوَ كَاَنَّهٗ تَهَيَّأَ لِلْقِيَامِ فَلَمْ يَقُوْمُوْا فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ قَامَ فَلَمَّا قَامَ قَامَ مَنْ قَامَ وَ قَعَدَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَدْخُلَ فَاِذَا الْقَوْمُ جُلُوْسٌ ثُمَّ اِنَّهُمْ قَامُوْا فَانْطَلَقْتُ فَجِئْتُ فَاَخْبَرْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّهُمْ قَدِ انْطَلَقُوْا فَجَاءَ حَتّٰى دَخَلَ فَذَهَبْتُ اَدْخُلُ فَاَلْقَى الْحِجَابَ بَيْنِيْ وَ بَيْنَهٗ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا - الخ

فرماتے ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے عقد فرمایا تو قوم کو ولیمہ میں بلایا تو وہ آئے اور کھانا کھا کر بیٹھے باتیں کرتے رہے۔ اتفاق سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنگی مکان کی وجہ میں انہیں رخصت کرنا چاہتے تھے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ملاحظہ کیا کہ وہ ابھی نہیں جا رہے ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود اٹھے تو بہت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور تین پھر بھی بیٹھے رہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیوت ازواج میں دوبارہ دورہ فرما کر تشریف لائے تو بدستور بیٹھے ہوئے تھے حضور پھر تشریف لے گئے تو وہ بھی اٹھے اور چلے گئے انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم خاص فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں اطلاع دی کہ وہ چلے گئے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور دروازۂ حجرہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس وقت یہ آیت کریمہ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّآ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ نازل ہوئی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلنَّهْيُ لِلتَّحْرِيْمِ یہ نہی حرمت کے لئے کی گئی۔

گویا مفہوم آیت یہ ہوا: لَا تَدْخُلُوْهَا فِيْ وَقْتٍ مِّنَ الْاَوْقَاتِ اِلَّا وَقْتَ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ۔

اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ ۙ ۔اور کھانے کا انتظار نہ کرو۔

یَعْنِیْ غَیْرَ مُنْتَظِرِیْنَ لِنُضْجِهٖ۔ یعنی کھانا پکنے کا انتظار نہ کرو جب تک تمہیں دعوت طعام نہ دی جائے۔

وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ ؕ

لیکن جب تم بلائے جاؤ تو حاضر آؤ اور جب کھانے سے فارغ ہو جاؤ تو وہاں سے منتشر ہو جاؤ اور باتیں کرنے میں دل نہ بہلاؤ۔

اَیْ لِحَدِیْثِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا اَوْ لِحَدِیْثِ اَهْلِ الْبَیْتِ۔ یعنی ادھر ادھر کی باتوں میں یا گھر کے قضیہ سنانے میں وقت ضائع نہ کرو۔ اس لئے کہ

اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ ۫ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ ؕ

یہ تمہارا طریقہ ہمارے نبی کی تکلیف کا موجب ہے اور وہ اپنی وسعت خلق سے تمہیں صاف طور پر فرماتے شرم کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ (اپنے حبیب کی حمایت حق سے) نہیں شرم کرتا۔

اس کے بعد ازواج مطہرات کی حرمت کا اظہار ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ

اور جب تم ازواج مطہرات سے کوئی برتنے کی چیز طلب کرو تو پردہ سے طلب کرو۔

یعنی اگرچہ ازواج مطہرات تمہاری مائیں ہیں لیکن حقیقی ماں کی طرح نہیں بلکہ احترام میں وہ ماں کے بجائے ہیں مگر ان کا احترام یہ ہے کہ ان سے جو کچھ طلب کرو پردہ سے کرو۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے جسے بخاری اور ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: قَالَ قَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَدْخُلُ عَلَیْكَ الْبَرُّ وَالْفَاجِرُ فَلَوْ اَمَرْتَ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْحِجَابِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی اٰیَةَ الْحِجَابِ۔ فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ پر نیک اور فاجر آتے ہیں لہٰذا اگر امہات المومنین کو حجاب کا حکم فرما دیا جائے تو بہتر ہے تو آیۂ کریمہ حجاب نازل ہوئی۔

وَ كَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَرِیْصًا عَلٰی حِجَابِهِنَّ وَ مَا ذَاكَ اِلَّا حُبًّا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ پردہ کے معاملہ میں بہت حریص تھے اور اس کی وجہ صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت تھی۔

ابن جریر حضرت عائشہ ام المومنین سے راوی ہیں رضی اللہ عنہا: اِنَّ اَزْوَاجَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كُنَّ یَخْرُجْنَ بِاللَّیْلِ اِذْ یَزُرْنَ اِلَی الْمَنَاصِعِ وَ هُوَ صَعِیْدٌ اَفْیَحُ وَ كَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ یَقُوْلُ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَحْجِبْ نِسَآءَكَ فَلَمْ یَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَفْعَلُ فَخَرَجَتْ سَوْدَةُ بِنْتُ زَمْعَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا لَیْلَةً مِّنَ اللَّیَالِیْ عِشَاءً وَ كَانَتْ اِمْرَاَةً طَوِیْلَةً فَنَادَاهَا عُمَرُ بِصَوْتِهِ الْاَعْلٰی قَدْ عَرَفْنَاكِ یَا سَوْدَةُ حِرْصًا اَنْ یُنَزَّلَ الْحِجَابُ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰی

الْحِجَابَ وَ ذٰلِکَ اَحَدُ مُوَافِقَاتِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ۔

صدیقہ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات رات میں قضاء حاجت کو نکلا کرتی تھیں اور وہ جنگل میں جاتی تھیں اور حضرت فاروق رضی اللہ عنہ اسے پسند نہ فرماتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پردہ کے لئے عرض کرتے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بغیر نزول حکم پردہ ازواج مطہرات کو پردہ کا حکم نہ دیتے۔ 25

ایک دن ام المومنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا عشاء کے وقت رات میں نکلیں آپ قد میں طویل تھیں تو فاروق اعظم نے انہیں دیکھ کر باآواز بلند فرمایا میں نے سودہ تمہیں پہچان لیا ہے اس غرض سے کہ حکم حجاب نازل ہو جائے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آیہ حجاب نازل فرمائی اور یہ منجملہ ان آیات کے ایک آیت ہے جو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی موافقت میں نازل ہوئی۔

اور آیات حجاب کا نزول ۵ ہجری میں ہوا کَمَا قَالَ ابْنُ سَعْدٍ عَنْ اَنَسٍ سَنَةَ خَمْسٍ مِّنَ الْهِجْرَةِ اور صالح بن کیسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ فِیْ ذِی الْقَعْدَةِ۔ یہ حکم ۵ ہجری ذیقعد میں نازل ہوا۔

ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَقُلُوْبِهِنَّ ؕ۔ یہ تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کے لئے بہترین تطہیر ہے۔

خواطر شیطانیہ سے جو انسان کے دل میں توسوس پیدا کرتا ہے اور اس قسم کے توسوسات ایذا قلب مبارک کا موجب ہیں۔ چنانچہ حدیث میں بھی ہے: اَلنَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ اِبْلِيْسَ۔ نظر ایک زہریلا تیر ہے شیطانی تیروں سے۔

وَمَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اور تمہیں زیبا نہیں کہ ایذا دو کسی قسم کی اللہ کے رسول کو

یعنی ایسی کوئی بات کرو حین حیات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جو آپ کو مکروہ محسوس ہو۔ یا جس سے آپ کو اذیت پہنچے اور حین حیات میں ہی اس کی احتیاط نہ ہو بلکہ بعد وفات بھی نبی کا پاس ادب رکھنا ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَاۤ اَنْ تَنْكِحُوْۤا اَزْوَاجَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِيْمًا ﴿۵۳﴾

اور نہ نکاح کرو تم ازواج مطہرات سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد بھی یہ تمہاری حرکت اللہ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی ہے۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینا ان کی ازواج مطہرات سے ان کے بعد نکاح کا خیال کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت بھاری گستاخی اور ایذا رسانی ہے۔ اور اس قسم کا خیال کفر ہے۔

وَ فِيْهِ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ تَعَالٰى لِشَانِ رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ اِيْجَابِ حُرْمَتِهٖ حَيًّا وَ مَيِّتًا مَا لَا يَخْفٰى۔ اس حکم میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے شان حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کا مظاہرہ اور آپ کی حرمت حیات و وفات سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں واجب کی گئی ہے۔

اِنْ تُبْدُوْا شَيْئًا اَوْ تُخْفُوْهُ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا ﴿۵۴﴾

اگر تم ظاہر کرو کچھ یا مخفی طور پر تو بے شک اللہ سب جاننے والا ہے۔

یعنی ازواج مطہرات کے متعلق نکاح وغیرہ کی باتیں علانیہ کرو یا اپنے دل میں اس کا خیال مخفی رکھو دونوں قسم کے خیال اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اس کا شان نزول یہ ہے کہ بعض منافقین نے کہا جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ اور حضرت

Marfat.com

حفصہ سے عقد فرمایا تو وہ کہنے لگے: مَا بَالُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَزَوَّجُ نِسَاءَ نَا وَاللّٰهِ لَوْ قَدْ مَاتَ لَجَعَلْنَا السِّهَامَ عَلٰى نِسَائِهٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے خاندان کی عورتیں نکاح میں لی ہیں خدا کی قسم اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی تو ہم حصہ ڈالیں گے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج پر۔ معاذ اللہ

اور ابن جریر ابن عباس سے راوی ہیں: اِنَّ رَجُلًا اَتٰى بَعْضَ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَلَّمَهَا وَ هُوَ ابْنُ عَمِّهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمَنَّ هٰذَا الْمَقَامَ بَعْدَ يَوْمِكَ هٰذَا فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّهَا اِبْنَةُ عَمِّيْ وَاللّٰهِ مَا قُلْتُ لَهَا مُنْكَرًا وَ لَا قَالَتْ لِيْ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ عَرَفْتُ ذٰلِكَ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ اَنَّهٗ لَيْسَ اَحَدٌ اَغْيَرَ مِنِّيْ فَمَضٰى ثُمَّ قَالَ مَنَعَنِيْ مِنْ كَلَامِ ابْنَةِ عَمِّيْ لَاَتَزَوَّجَنَّهَا مِنْ بَعْدِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَاَعْتَقَ ذٰلِكَ الرَّجُلُ رَقَبَةً وَحَمَلَ عَلٰى عَشْرَةِ اَبْعِرَةٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ حَجَّ مَاشِيًا مِنْ كَلِمَتِهٖ۔

ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعض ازواج کے پاس آ کر گفتگو کر رہا تھا اور وہ چچازاد بھائی تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے فرمایا آج کے بعد تم اس جگہ نہ کھڑے ہونا اس نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم وہ میرے چچا کی بیٹی ہے خدا کی قسم میں نے اس سے کوئی بات ایسی نہیں کی اور نہ اس نے مجھ سے کوئی خاص گفتگو کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں جانتا ہوں کہ تو نے کوئی گفتگو ایسی نہیں کی لیکن کوئی اللہ سے زیادہ غیرت والا نہیں اور مجھ سے زیادہ غیرت والا تم میں نہیں۔ پھر وہ چلا گیا اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے سختی کی میرے چچا کی لڑکی سے بات کرنے میں۔ اب میں ضرور اس سے رشتہ کروں گا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ آیت کریمہ سن کر اس نے ایک غلام آزاد کیا اور دس اونٹ اللہ کی راہ میں دیئے اور پا پیادہ حج کیا۔

اور یہ ایک شخص طلحہ نامی تھا جس نے یہ کہا۔ اور وہ طلحہ وہ نہیں جو عشرہ مبشرہ سے تھے۔ بلکہ یہ دوسرے طلحہ ہیں۔ اب ان کا استثناء فرمایا جاتا ہے جن سے حجاب واجب نہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

لَا جُنَاحَ عَلَيْهِنَّ فِيْٓ اٰبَآئِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآئِهِنَّ وَلَآ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اِخْوَانِهِنَّ وَلَآ اَبْنَآءِ اَخَوٰتِهِنَّ وَلَا نِسَآئِهِنَّ وَلَا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ۚ وَاتَّقِيْنَ اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدًا ﴿۵۵﴾

نہیں گناہ خواتین پر اپنے باپوں کے سامنے آنے میں نہ اپنے بیٹوں سے نہ اپنے بھائیوں سے اور نہ بھائیوں کی اولاد سے اور نہ اپنی ہم مذہب عورتوں سے اور نہ مملوک غلاموں سے اور اللہ سے ڈریں بے شک اللہ تعالیٰ ہر شے دیکھنے والا ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے:

• لَمَّا نَزَلَتْ اٰيَةُ الْحِجَابِ قَالَ الْاٰبَآءُ وَالْاَبْنَآءُ وَالْاَقَارِبُ اَوَ نَحْنُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ نُكَلِّمُهُنَّ اَيْضًا مِنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ۔ جب آیت حجاب نازل ہوئی تو باپ بیٹے اور اقارب بولے حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا ہم بھی اپنی بیٹیوں بہنوں سے پردہ کے ساتھ بات کریں گے۔

فَنَزَلَتْ۔ تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ جلباب کے بغیر تم ان کے سامنے ہو سکتی ہو اور ابداء زینت ان پر ممنوع نہیں۔ گویا حکم ہو گیا کہ

كُلُّ ذِیْ رَحِمٍ مَّحْرَمٍ مِّنْ نَسَبٍ اَوْ رَضَاعٍ۔ ہر وہ ذی رحم جس سے نسب کے ماتحت نکاح حرام ہے یا رضاعت سے وہ حرام ہو اس سے پردہ ضروری نہیں۔

اور آیت کریمہ میں چچا ماموں کا ذکر اس لئے ضروری نہ تھا کہ یہ بمنزلۂ والدین ہیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَلَمْ یَذْکُرِ الْعَمَّ وَالْخَالَ لِاَنَّھُمَا بِمَنْزِلَةِ الْوَالِدَیْنِ اَوْ لِاَنَّہٗ اِکْتَفٰی عَنْ ذِکْرِھِمَا بِذِکْرِ اَبْنَاءِ الْاِخْوَةِ وَاَبْنَآءِ الْاَخَوَاتِ۔

وَلَا نِسَآئِهِنَّ سے یہ مراد ہے: اَیِ النِّسَآءِ الْمُؤْمِنَاتِ یعنی مومنہ عورتوں سے پردہ ضروری نہیں۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ابن زید و مجاہد فرماتے ہیں: وَالْاِضَافَةُ اِلَیْھِنَّ بِاِعْتِبَارِ اِتِّھِنَّ عَلٰی دِیْنِھِنَّ فَیَحْتَجِبْنَ عَلَی الْکَافِرَاتِ وَلَوْ کِتَابِیَاتٍ۔ نِسَآئِهِنَّ میں اضافت ان کی طرف بایں وجہ ہے کہ وہ ان کے دین پر ہیں اور کافرات سے پردہ ضروری ہے اگرچہ کتابیہ ہی کیوں نہ ہوں۔

وَلَا مَامَلَكَتْ اَيْمَانُهُنَّ ج میں ظاہر ہے کہ غلام اور لونڈی دونوں سے حجاب نہیں لیکن علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مَذْھَبُ اَبِیْ حَنِیْفَةَ اَنَّہٗ مَخْصُوْصٌ بِالْاِمَآءِ۔ مذہب امام ابوحنیفہ میں اس سے مراد صرف کنیزیں ہیں نہ کہ غلام۔

اور قاضی عیاض رحمہ اللہ حجاب کے احکام میں فرماتے ہیں: فَرْضُ الْحِجَابِ مِمَّا اخْتَصَّھُنَّ بِہٖ فَھُوَ فَرْضُ عَیْنٍ بِلَا خِلَافٍ فِی الْوَجْهِ وَالْکَفَّیْنِ فَلَا یَجُوْزُ لَھُنَّ کَشْفُ ذٰلِکَ فِیْ شَھَادَةٍ وَلَا غَیْرِھَا۔ جن سے حجاب فرض ہے ان پر بلا خلاف منہ اور ہاتھوں کا چھپانا فرض ہے اور ان کا کھولنا شہادت وغیرہ میں بھی ممنوع ہے۔ چنانچہ موطا میں ہے:

اِنَّ حَفْصَةَ لَمَّا تُوُفِّیَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سَتَرَتْھَا النِّسَآءُ عَنْ اَنْ یُّرٰی شَخْصُھَا وَاِنَّ زَیْنَبَ بِنْتَ جَحْشٍ جُعِلَتْ لَھَا الْقُبَّةُ فَوْقَ نَعْشِھَا لِتُسْتَرَ شَخْصُھَا۔ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے بعد وفات فاروق اعظم رضی اللہ عنہ مستورات سے بھی پردہ شروع کیا ایسی صورت میں کہ آپ کے قد وقامت کوئی بھی نہ دیکھے۔

اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا نے آپ کے جنازہ کے لئے گہوارہ بنایا تھا تا کہ آپ کا قد بھی مستور رہے جیسا کہ زنانہ جنازہ پر آج بھی قمچیوں کا گہوارہ بناتے ہیں یا بعض جگہ لکڑی کا گہوارہ ہوتا ہے جس سے میت کا قد وقامت مستور رہتا ہے۔

اور بحر میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ارادہ فرمایا کہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے جنازہ میں سوائے محرموں کے کوئی شریک نہ کیا جائے تو حضرت اسماء بنت عمیس نے مشورہ دیا کہ گہوارہ بنا دیا جائے چنانچہ انہوں نے اس کا طریقہ بتایا جیسا کہ بلاد حبشہ میں آپ نے دیکھا تھا چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے وہ گہوارہ بنوایا اور یہ سنت فاروقی آج تک مسلمانوں میں رائج ہے۔

وَ رُوِیَ اَنَّہٗ صَنَعَ ذَالِکَ فِیْ جَنَازَةِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ گہوارہ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے جنازہ کے لئے بنایا گیا۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۭ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝۵۶

Marfat.com

بے شک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی درود بھیجو اور سلام۔

آیت کریمہ کا طریق بیان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر رفعت وعظمت کی وہ شان دکھا رہا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی۔

اور جملہ اسمیہ سے تعبیر کرنا اس امر کی طرف دلالت کرتا ہے کہ اس درود کو دوام واستمرار کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا جائے۔

اور جملہ اسمیہ باعتبار یُصَلُّوْنَ فعل مضارع کے مؤید تجدد بھی ہوتا ہے تو اس سے بھی مستفاد ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود نئے آداب والقاب کے ساتھ بھیجا جائے۔

تو درود تاج پڑھنے میں صَاحِبُ التَّاجِ وَالْمِعْرَاجِ وَالْبُرَاقِ وَالْعَلَمِ – دَافِعُ الْبَلَاءِ وَ الْوَبَاءِ وَ الْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْاَلَمِ میں القاب وآداب شاہی کا تجدد ہوا۔

درود ناریہ پڑھتے ہوئے: صَلِّ صَلَاةً كَامِلَةً عَلٰى سَيِّدِنَا وَ نَبِيِّنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّدٍ تَنْحَلُّ بِهِ الْعُقَدُ وَتَنْفَرِجُ بِهِ الْكُرَبُ وَ تُقْتَضٰى بِهِ الْحَوَائِجُ وَ تُنَالُ بِهِ الرَّغَائِبُ وَ حُسْنُ الْخَوَاتِمِ وَ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ۔ جیسے الفاظ کے ساتھ کیا گیا جو آیت کریمہ کے اقتضاء سے مستفاد ہوتا ہے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

اِنَّ الْجُمْلَةَ تُفِيْدُ الدَّوَامَ نَظْرًا اِلٰى صَدْرِهَا مِنْ حَيْثُ اِنَّهَا جُمْلَةٌ اِسْمِيَّةٌ وَتُفِيْدُ التَّجَدُّدَ وَ نَظْرًا اِلٰى عَجُزِهَا مِنْ حَيْثُ اِنَّهٗ جُمْلَةٌ فِعْلِيَّةٌ فَيَكُوْنُ مَفَادُهَا اِسْتِمْرَارُ الصَّلٰوةِ وَتَجَدُّدُهَا وَ قْتًا فَوَقْتًا۔

اور پھر یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ فرمایا یُصَلُّوْنَ عَلٰى مُحَمَّدٍ نہیں کہا اس لئے کہ یہ درود مختص کرنا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تمام انبیاء کرام میں سے جن میں فخامت وکرامت اور علو قدر آپ کی ذات اقدس کی پوری طرح واضح ہو جائے۔

اور وَمَلٰٓئِكَتَهٗ فرمایا یہ ملائکہ عظمت کے لئے ہے اس لئے کہ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ عام ہے اور ملائکہ میں اضافت الی اللہ ہے اس سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان واضح ہے۔

اب صلوٰۃ کے معنی میں اختلاف ہے۔ اس لئے کہ ایک صلوٰۃ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور ایک ملائکہ کی طرف سے اس پر

ایک قول تو یہ ہے کہ هِيَ مِنْهُ عَزَّوَجَلَّ ثَنَاؤُهٗ عَلَيْهِ عِنْدَ مَلَائِكَتِهٖ وَ تَعْظِيْمُهٗ یعنی اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ ملائکہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت شان کے اظہار کے لئے ہے۔

اور بخاری ابوالعالیہ وغیرہ سے اور ربیع بن انس سے اور بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں: وَ تَعْظِيْمُهٗ تَعَالٰى اِيَّاهُ فِي الدُّنْيَا بِاِعْلَاءِ ذِكْرِهٖ وَاِظْهَارِ دِيْنِهٖ وَاِبْقَاءِ شَرِيْعَتِهٖ وَ فِي الْاٰخِرَةِ بِتَشْفِيْعِهٖ فِيْ اُمَّتِهٖ وَ اِجْزَالِ اَجْرِهٖ وَ مَثُوْبَتِهٖ وَاِبْدَاءِ فَضْلِهٖ لِلْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ بِالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ تَقْدِيْمِهٖ عَلٰى كَافَّةِ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ۔

اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اظہار تعظیم اعلاء ذکر کے لئے دنیا میں اور غلبہ دین وابقاء عمل شریعت کے واسطے ہے۔

اور آخرت میں امت کی شفاعت اور جزاء اجر اور ثواب اعمال اور ابداء فضیلت اولین وآخرین پر مقام محمود اور حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقدیم تمام مقربین پر فرمانے کے لئے ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے دعا مقصود ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمت۔

اور بعض نے کہا: اَلصَّوَابُ اِنَّ الصَّلٰوۃَ لُغَۃً بِمَعْنًی وَاحِدٍ وَ ھُوَ الْعَطْفُ ثُمَّ ھُوَ بِالنِّسْبَۃِ اِلَیْہِ تَعَالٰی الرَّحْمَۃُ وَاِلَی الْمَلَائِکَۃِ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ الْاِسْتِغْفَارُ وَاِلَی الْاٰدَمِیِّیْنَ الدُّعَاءُ۔

صحیح یہ ہے کہ صلوٰۃ از روئے لغت ایک معنی میں ہے۔

اور وہ عطف ہے ایک دوسرے پر لیکن بالنسبۃ الی اللہ وہ بمعنی رحمت ہے۔

اور بالنسبۃ الی الملائکۃ علیہم السلام بمعنی استغفار ہے۔

اور بالنسبۃ الی الانسان بمعنی دعا ہے۔

اب آگے ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴿۵۶﴾ ۔اے ایمان والو درود بھیجو ان پر اور سلام۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ عَظِّمُوْا شَانَہٗ عَاطِفِیْنَ اِلَیْہِ فَاِنَّکُمْ اَوْلٰی بِذٰلِکَ یعنی سرکار ابد قرار کی شان عظمت میں مبالغہ کرو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

چنانچہ عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ اور امام احمد اور عبد بن حمید اور بخاری اور مسلم اور ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ رحمہم اللہ کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَمَّا السَّلَامُ عَلَیْکَ فَقَدْ عَلِمْنَا فَکَیْفَ الصَّلٰوۃُ عَلَیْکَ قَالَ قُلْ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

فرماتے ہیں ایک صحابی نے عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم سلام تو ہمیں معلوم ہے لیکن صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیسے ہو تو فرمایا یوں کہو: اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ الخ

امام مالک امام احمد اور بخاری و مسلم ابوداؤد دو نسائی اور ابن ماجہ وغیرہ رحمہم اللہ ابو حمید ساعدی سے راوی ہیں کہ صحابہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہم آپ پر درود کس طرح بھیجیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّاتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کہا کرو۔

ایسی بہت سی حدیثیں ہیں منجملہ اس کے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰھُمَّ صَلٰوتَکَ وَ رَحْمَتَکَ وَ بَرَکَاتِکَ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا جَعَلْتَھَا عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

اب صلوٰۃ کے معنی کے اعتبار سے روح المعانی میں یہ تصریح ہے:

وَ فَھِمُوْا اَنَّ الصَّلٰوۃَ مِنْہُ عَزَّوَجَلَّ وَ مِنْ مَلٰئِکَتِہٖ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ نَوْعٌ مِنْ تَعْظِیْمٍ

Marfat.com

لَائِقٍ بِشَانِ ذٰلِکَ النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ عَلَیْهِ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی اَفْضَلُ الصَّلٰوۃِ وَاَکْمَلُ التَّسْلِیْمِ لَمْ یَدْرِ وَ اللَّائِقُ مِنْهُمْ مِنْ کَیْفِیَّاتِ تَعْظِیْمِ ذَالِکَ الْجُنَابِ وَسَیِّدِ ذَوِی الْاَلْبَابِ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا یَسْتَغْرِقَانِ الْحِسَابَ فَسَأَلُوْا عَنْ کَیْفِیَّاتِ ذَالِکَ التَّعْظِیْمِ فَاَرْشَدَهُمْ عَلَیْهِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ اِلٰی مَا عَلِمَ اَنَّهٗ اَوْلٰی اَنْوَاعِهٖ وَ هُوَ بِهِمْ رَؤُفٌ رَّحِیْمٌ - فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ - اِلٰی اٰخِرِهٖ مَا فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ الصَّحِیْحَةِ وَ فِیْهِ اِیْمَاءٌ اِلٰی اَنَّکُمْ عَاجِزُوْنَ عَنِ التَّعْظِیْمِ اللَّائِقِ بِیْ فَاطْلُبُوْهُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لِیْ ۔

تو یہ سمجھا گیا کہ صلوٰۃ من جانب اللہ اور من ملائکہ علیہم السلام یہ ایک قسم کی تعظیم ہے جو شان مصطفیٰ کے لائق ہے اور کامل تسلیم ہے اس لئے کہ کوئی نہیں جانتا کہ تعظیم سرورعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا کیفیت ہے اس لئے کہ آپ کی تعظیم وتکریم میں تو حساب ہی گم ہے تو صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی سوال کیا کہ صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیوں کر ہو تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں راہ نمائی فرمائی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین کے لئے رؤف ورحیم ہیں چنانچہ فرمایا تم کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اِلٰی اٰخِرِهٖ ۔ جیسا کہ صحیح روایات سے منقول ہے۔

اور اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ تم عاجز ہو اس تعظیم سے جو شان والا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائق ہے تو تم اللہ تعالیٰ سے ہی میرے لئے صلوٰۃ طلب کرلیا کرو۔

اور ایک قول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب ہے آپ نے فرمایا: اَلْعَجْزُ عَنْ دَرْکِ الْاِدْرَاکِ اِدْرَاکٌ ۔ ادراک ذات مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عاجزی ادراک ہے۔

چنانچہ الفاظ صلوٰۃ میں اس قسم کے الفاظ بھی جائز کئے گئے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَنْتَ عَلٰی رَسُوْلِکَ لِاَنَّکَ اَعْلَمُ بِمَا یَلِیْقُ بِهٖ وَ بِمَا اَرَدْتَّهٗ لَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔

وَ یَکْفِیْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ۔ اور یہ بھی کافی ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ - لِاَنَّهٗ اتَّفَقَتْ عَلَیْهِ الرِّوَایَاتُ فِیْ بَیَانِ الْکَیْفِیَّةِ ۔ اس لئے کہ روایات بیان کیفیت میں اس پر متفق ہیں۔

چنانچہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ اور صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔

اَقُوْلُ وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

تشہد میں چونکہ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ آیا ہے اور یہ نماز میں واجب ہے تو اس کے معنی میں اگر باختلاف الفاظ درود ہو تو افضل ہے جیسے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ یَا خَیْرَ خَلْقِ اللّٰهِ - صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔ اور خوب سلام بھیجو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ وَقُوْلُوْا اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ نَحْوَهٗ - اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا

Marfat.com

النَّبِیُّ یا اس کے مثل درود پڑھو۔

علامہ شہاب خفاجی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ درود کے وجوب کی وجہ مجھ پر یہ ظاہر ہوئی کہ

اِنَّ السَّلَامَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ یُسْلِمُهٗ عَمَّا یُؤْذِیْهِ فَلَمَّا جَآءَ تْ هٰذِهِ الْاٰیَةُ عَقَبَ ذِکْرَ مَا یُؤْذِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام سلامتی کے لئے وارد ہوا ان اذیتوں سے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچائی جاتی تھیں۔

پھر جب ان ایذا پہنچانے والوں پر لعنتیں آئیں اور آیہ کریمہ اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ کے نزول کے بعد اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِکَتَهٗ یُصَلُّوْنَ نازل ہوئی۔

وَالْاَذِیَّةُ اِنَّمَا هِیَ مِنَ الْبَشَرِ وَقَدْ صَدَرَتْ مِنْهُمْ فَنَاسَبَ التَّخْصِیْصَ بِهِمْ وَالتَّاکِیْدَ۔ اور اذیت انسان کی طرف سے ہے اور اسی سے صادر ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ہی یہ تخصیص ہوئی اور تاکید مومنین کو فرما دی گئی۔

اسی بناء پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ درود کو کلمہ کے موافق عمر میں ایک بار واجب کہتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں: وَاجِبَةٌ فِی الْعُمُرِ کَکَلِمَةِ التَّوْحِیْدِ۔

لیکن جمہور جن میں امام ابوحنیفہ اور مالک رحمہما اللہ وغیرہ ہیں وہ کہتے ہیں: وَاجِبَةٌ فِی التَّشَهُّدِ مُطْلَقًا۔ تشہد میں درود واجب ہے۔

ایک قول ہے: وَاجِبَةٌ فِیْ مُطْلَقِ الصَّلٰوةِ۔ درود ہر نماز میں مطلقاً واجب ہے۔

اور قاضی ابوبکر بن کبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں: یَجِبُ الْاِکْثَارُ مِنْهَا مِنْ غَیْرِ تَعْیِیْنٍ بِعَدَدٍ۔ درود کی کثرت کرنی بلا تعیین عدد واجب ہے۔

ایک قول ہے کہ تَجِبُ فِیْ کُلِّ مَجْلِسٍ مَرَّةً وَاِنْ تَکَرَّرَ ذِکْرُهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِرَارًا ہر مجلس میں درود ایک بار پڑھنا واجب ہے۔

ایک قول ہے: تَجِبُ فِیْ کُلِّ دُعَآءٍ۔ ہر دعا میں درود واجب ہے۔

ایک قول ہے: تَجِبُ کُلَّمَا ذُکِرَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَبِهٖ قَالَ جَمْعٌ مِّنَ الْحَنَفِیَّةِ مِنْهُمُ الطَّحَاوِیُّ۔ علامہ طحاوی اور حنفیوں کے نزدیک واجب ہے جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آئے۔

اور جو درود ذکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت نہ پڑھے وہ بخیل ہے اَلْبَخِیْلُ الَّذِیْ مَنْ ذُکِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ عَلَیَّ۔

اور جنہوں نے ان روایات کو ضعیف کہا وہ غلط اس لئے کہ اصولاً صَلُّوْا امر ہے اور اطلاق امر مفید تکرار و وجوب ہے اس کے علاوہ حدیث کے دلائل بھی وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

چنانچہ حدیثوں میں درود نہ پڑھنے والے کو بخیل فرمایا اور فَقَدْ جَفَانِیْ بھی ارشاد ہوا وَ هُوَ عِنْدَ الْاَکْثَرِ مِنْ عَلَامَاتِ الْوُجُوْبِ۔ اسی وجہ میں اکثر فقہاء اسے واجب کہتے ہیں۔

Marfat.com

اور صحابہ علیہم رضوان میں سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نماز تشہد پڑھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجے پھر اپنے لئے دعا کرے۔

اور ابو مسعود بدری اور ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا تَكُوْنُ صَلٰوةٌ اِلَّا بِقِرَاءَتِهٖ وَتَشَهُّدٍ وَ صَلٰوةٍ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ نماز ہی نہیں ہوتی مگر قراءت اور تشہد اور درود کے ساتھ

بلکہ فرماتے ہیں: فَاِنْ نَسِيْتَ مِنْ ذٰلِكَ شَيْئًا فَاسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ السَّلَامِ۔ اگر ان میں سے کچھ بھی بھول جائے تو اسے بعد سلام سجدہ سہو کرنا چاہئے۔

اور بیہقی رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَنْ لَّمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي التَّشَهُّدِ فَلْيُعِدْ صَلٰوةً اَوْ قَالَ لَمْ تُجْزِئْ صَلٰوتُهٗ۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود تشہد میں نہ پڑھے اسے اپنی نماز دہرانی ضروری ہے یا فرمایا اس کی نماز پوری نہیں ہوئی۔

اور یہ بھی ایک قول ہے: اِذَا تَرَكَهَا عَمَدًا بَطَلَتْ صَلٰوتُهٗ اَوْ سَهْوًا رَجَوْتُ اَنْ تُجْزِئَهٗ۔ اگر قصداً درود التحیات میں ترک کر دے تو نماز باطل ہوگی اور اگر بھولے سے رہ گیا تو میں امید کرتا ہوں کہ پوری ہو جائے۔

علامہ نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب روضہ میں کیفیت درود بیان کرتے ہیں کہ درود میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بہترین طریقہ سے درود پیش کیا جائے۔

چنانچہ امام رافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ علامہ مروزی رحمہ اللہ نے کہا کہ درود میں اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ كُلَّمَا ذَكَرَكَ الذَّاكِرُوْنَ وَ كُلَّمَا سَهَا عَنْهُ الْغَافِلُوْنَ کہا جائے۔

قاضی حسین رحمہ اللہ فرماتے ہیں درود میں اچھا طریقہ یہ ہے کہ جامع ہو جیسے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ كَمَا هُوَ اَهْلُهٗ وَ مُسْتَحِقُّهٗ۔

علامہ بارزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں افضل درود یہ ہے: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اَفْضَلَ صَلَوَاتِكَ وَ عَدَدَ مَعْلُوْمَاتِكَ۔

کمال ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَللّٰهُمَّ صَلِّ اَبَدًا اَفْضَلَ صَلٰوتِكَ عَلٰى سَيِّدِنَا عَبْدِكَ وَ نَبِيِّكَ وَرَسُوْلِكَ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ تَسْلِيْمًا وَّ شَرَفًا وَّ تَكْرِيْمًا وَاَنْزِلِ الْمَنْزَلَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

غرضکہ درود میں جتنے الفاظ بھی جامع جمع کر لئے جائیں وہ افضل و بہتر ہیں یہی وجہ ہے کہ درود تنجینا، درود تاج، درود ناریہ اور متاخرین نے جتنے درود لکھے وہ سب انہی منقولہ روایات کے تتبع میں تالیف کئے اور یہ تالیف مبارک و مستحسن ہے۔

چنانچہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ قَالُوْا فَعَلِّمْنَا قَالَ قُوْلُوْا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَ رَحْمَتَكَ وَ بَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَ اِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَ رَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَ قَائِدِ الْخَيْرِ وَ رَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا

Marfat.com

مَّحْمُوْدًا یَغْبِطُہٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَاٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اور در منثور میں ایک حدیث ہے، جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تُعْرَضُ عَلَیَّ صَلٰوتُكُمْ وَاَسْمَائُكُمْ وَ مُسَمَّاكُمْ۔ جب تم درود پڑھتے ہو تو مجھ پر تمہارے درود کے ساتھ تمہارے نام اور تم بھی پیش کئے جاتے ہو۔

علاوہ اس کے درود خواں کی آواز آپ تک پہنچنا حدیث سے ثابت ہے جیسے فرمایا: بَلَغَنِيْ صَوْتُهٗ حَيْثُ كَانَ۔ درود خواں کی آواز مجھ پر پہنچتی ہے جہاں بھی وہ ہو۔

یعنی وہ شرق میں ہو یا غرب میں، جنوب میں ہو یا شمال میں ہند میں، ہو یا سندھ میں مصر میں ہو یا چین میں۔ غرضکہ حَيْثُ كَانَ فرما کر قرب و بعد اپنی نسبت سے مساوی فرمادیا۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ درود صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہی بھیجا جائے یا دیگر انبیاء علیہم السلام پر بھی بھیجا جا سکتا ہے؟

اس کا جواب احادیث سے یہ ہے کہ سب پر درود بھیجا جائے چنانچہ عبد بن حمید اور ابن المنذر رمجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں: لَمَّا نَزَلَتِ الْاٰيَةُ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَّا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ خَيْرًا اِلَّا اَشْرَكْنَا فِيْهِ جب آیہ کریمہ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ نازل ہوئی تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ پر کوئی بھلائی نہیں آئی مگر اس میں ہمیں شریک کیا گیا لیکن یہاں ہم شریک نہیں کئے گئے۔

فَنَزَلَتْ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ۔ اللہ تعالیٰ کی وہ ذات ہے کہ درود بھیجتی ہے تم پر بھی اور اس کے ملائکہ بھی۔

بناء بریں وَالصَّلٰوةُ فِيْمَا عَلَى الْاَنْبِيَآءِ مَا عَدَا نَبِيِّنَا عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ جَائِزَةٌ بِلَا كَرَاهِيَةٍ۔ ثابت ہوا کہ ہماری طرف سے درود تمام انبیاء پر بھی حضور علیہ السلام کے علاوہ بلا کراہت جائز ہے۔

چنانچہ بسند صحیح علامہ مجد اللغوی رحمہ اللہ ناقل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ فَصَلُّوْا عَلَيَّ مَعَهُمْ فَاِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ جب تم مرسلین کرام پر درود پڑھو تو مجھ پر بھی ان کے ساتھ درود بھیجو اس لئے کہ میں بھی ایک رسول ہوں مرسلین کرام سے۔

اور عبد الرزاق اور قاضی اسماعیل اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صَلُّوْا عَلٰٓى اَنْبِيَآءِ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَنِيْ كَمَا بَعَثَهُمْ۔ تمام انبیاء الٰہی اور مرسلین پر درود بھیجو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بھی مبعوث فرمایا ہے جیسے مجھے مبعوث کیا۔

اور غیر نبی پر درود نہ پڑھنے پر صرف مالک سے ایک روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں: لَا يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ سوائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی پر درود نہ پڑھا جائے۔

اس کے جواب میں اقوال علماء مضطرب ہیں۔

بعض کہتے ہیں مطلقاً جائز ہے۔

چنانچہ قاضی عیاض رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور اس پر عامہ علماء بھی متفق ہیں اور اس کا استدلال آیۂ کریمہ هُوَ الَّذِيْ يُصَلِّيْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ سے ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان بھی اس کا مؤید ہے جیسے کہ فرمایا: اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى اٰلِ اَبِيْ اَوْفٰى۔

اور ہاتھ اٹھا کر حضور ﷺ نے فرمایا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَ رَحْمَتَكَ عَلٰى اٰلِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَةَ۔

اور ابن حبان بخبر صحیح راوی ہیں: اِنَّ امْرَاَةً قَالَتْ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلِّ عَلَيَّ وَعَلٰى زَوْجِيْ فَفَعَلَ۔ ایک خاتون نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے التجا کی کہ مجھ پر اور میرے خاوند پر درود فرمایئے یعنی رحمت کی دعا کیجئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔

اور مسلم شریف میں ہے: اِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَقُوْلُ لِرُوْحِ الْمُؤْمِنِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَ عَلٰى جَسَدِكَ ملائکہ روح مومن کو فرماتے ہیں اللہ کی رحمت تجھ پر اور تیرے جسم پر۔

لیکن یہ تمام درود غیر نبی پر تبعاً ہیں اتباع مصطفیٰ ﷺ میں پڑھے جاتے ہیں اور بالاستقلال جائز نہیں ہے۔

چنانچہ تنویرالابصار میں ہے: وَلَا يُصَلّٰى عَلٰى غَيْرِ الْاَنْبِيَاءِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ اِلَّا بِطَرِيْقِ التَّبَعِ۔

چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے اپنے عمال کو حکم لکھا تھا کہ لوگ اپنے حلفاء اور موالی کو درود میں برابری دیتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جب تمہیں ہمارا حکم ملے تو سب کو حکم دے دو کہ ان کا درود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر خاص ہو اور مسلمانوں کے لئے عام طور پر دعا ہو۔

اور جو لوگ غیر نبی پر درود کے مانع ہیں ان کا استدلال یہ ہے کہ۔

لَفْظُ الصَّلٰوةِ صَارَ شِعَارًا لِتَعْظِيْمِ الْاَنْبِيَآءِ وَتَوْقِيْرِهِمْ فَلَا تُقَالُ لِغَيْرِهِمْ اِسْتِقْلَالًا۔ لفظ صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شعار ہو چکا ہے عظمت انبیاء کے لئے اور ان کے وقار کے لئے لہٰذا غیر نبی پر درود نہ ہو بالاستقلال بلکہ تبعاً۔

جیسے مُحَمَّدٌ عَزَّوَجَلَّ کہنا ممنوع ہے اس لئے کہ لفظ عزوجل خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہے ایسے ہی لفظ صلوٰۃ مخصوص ہے انبیاء کرام کے لئے۔

حالانکہ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ حضور عزوجل جلیل ہیں لیکن چونکہ عزوجل اللہ تعالیٰ کے لئے شعار ہو چکا ہے ایسے ہی صلوٰۃ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے شعار ہے فَلَا يُشَارِكُ فِيْهِ غَيْرُهٗ۔

اور ایسا ہی ابوالیمن بن عساکر رحمہ اللہ کہتے ہیں: حَيْثُ قَالَ لَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّصَلِّيَ عَلٰى غَيْرِهٖ مُطْلَقًا لِاَنَّهٗ حَقُّهٗ وَ مَنْصَبُهٗ فَلَهُ التَّصَرُّفُ فِيْهِ كَيْفَ شَآءَ بِخِلَافِ اُمَّتِهٖ اِذْ لَيْسَ لَهُمْ اَنْ يُّؤْثِرُوْا غَيْرَهٗ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار تھا اس لئے کہ یہ ان کا حق اور منصب ہے تو آپ کو اختیار تصرف ہے درود میں جس طرح چاہیں برخلاف امت کے کہ اسے حق نہیں کہ جسے چاہے شریک کر سکے۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا: اَلْقَوْلُ بِالْمَنْعِ عَلٰى مَا اِذَا جُعِلَ ذٰلِكَ تَعْظِيْمًا وَ تَحِيَّةً وَ بِالْجَوَازِ عَلَيْهَا اِذَا كَانَ دُعَاءً وَ تَبَرُّكًا۔ منع کا قول بھی صحیح ہے اگر وہ درود تعظیم و تحیہ کے لئے کیا جائے اور جواز بھی ہے اگر اس

Marfat.com

درود کو بہ نیت تبرک و دعا پڑھے۔

اور حنابلہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الصَّلٰوۃَ عَلَی الْاٰلِ مَشْرُوْعَۃٌ تَبعًا وَ جَائِزَۃٌ اِسْتِقْلَالًا وَ عَلَی الْمَلٰئِکَۃِ وَ اَھْلِ الطَّاعَۃِ عُمُوْمًا جَائِزَۃٌ۔ درود آل اطہار پر مشروع ہے بہ تبعیت سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بالاستقلال اگر آل پاک پر پڑھا جائے تو جائز ہے اور ملائکہ اور اہل طاعت پر بھی عموماً جائز ہے۔

اور صحیح حدیث سے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَ بَرَکَاتُہٗ چونکہ مروی ہے بناء بریں ندا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ درود خوانی ممنوع نہیں آگے ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ لَعَنَھُمُ اللّٰہُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَاَعَدَّ لَھُمْ عَذَابًا مُّھِیْنًا ﴿۵۷﴾

بے شک وہ جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو لعنت فرماتا ہے اللہ ان پر دنیا و آخرت میں اور تیار کیا ہے ان کے لئے ذلت کا عذاب۔

یہاں اللہ تعالیٰ کو ایذا پہنچانے سے یہ مراد ہے کہ اس کی شان میں ایسے ناپسندیدہ الفاظ کہیں جیسے یہود و نصاریٰ نے کہے اور مشرکین نے بکواس کی کہ یَدُ اللّٰہِ مَغْلُوْلَۃٌ اور اَلْمَسِیْحُ ابْنُ اللّٰہِ ہے اور ملائکہ خدا تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں اور بت اللہ کے شریک ہیں سُبْحٰنَہٗ وَتَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے سے یہ مراد ہے کہ آپ کو شاعر ساحر کاہن مجنون کہا اور یہ صفتیں ایسی رکیک ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان سے واسطہ ہی نہیں۔

ایک قول ہے کہ ایذا سے مراد کسر رباعیات چہرہ اقدس پر پتھر مارنا ہے جیسا کہ غزوۂ احد میں ہوا۔

ایک قول ہے کہ ایذا سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نکاح صفیہ بنت حیی پر طعن کرنا ہے۔

ان سب پر اللہ کی لعنت ہے جس کی وجہ سے وہ رحمت حق سے بعید ہیں اور دنیا و آخرت میں ذلیل ہیں اور راہ ہدایت سے محروم اور آخرت میں عذاب جہنم میں ذلیل ہوں گے۔

وَالَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُھْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِیْنًا ﴿۵۸﴾

اور وہ جو ایذا دیتے ہیں مومنین و مومنات کو بغیر کسی گناہ کے تو بے شک وہ بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیتے ہیں۔

یعنی مومنین و مومنات پر ایسے الزام تراشنے جس کا ان سے دور کا بھی واسطہ نہ ہو یہ ایذاء دینا ہے چنانچہ اسی لئے بِغَیْرِ مَا اکْتَسَبُوْا فرمایا یعنی ناکردہ گناہ کسی کے ذمہ لگانا۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ اس کے ماتحت فرماتے ہیں: اَیْ بِغَیْرِ جَنَایَۃٍ۔ بغیر کسی گناہ کے انہیں گناہ گار قرار دینا ہے یہ اذیت ہے اور جو اذیت دینے والا ہے اس نے

فَقَدِ احْتَمَلُوْا۔ یقیناً اٹھایا فعل شنیع یا مَا ھُوَ کَالْبُھْتَانِ اَیِ الْکِذْبِ یا جھوٹا اتہام لگایا جو سخت گناہ ہے۔

شان نزول آیت کریمہ یہ ہے:

نَزَلَتْ فِیْ مُنَافِقِیْنَ کَانُوْا یُؤْذُوْنَ عَلِیًّا کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ۔ یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی وہ حضرت اسد اللہ کرم اللہ وجہہ پر اتہامات لگا کر ایذا دیتے تھے۔

Marfat.com

اورابن جریر ضحاک سے اوروہ ابن عباس سے راوی ہیں: قَالَ نَزَلَتْ فِی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ اُبَیٍّ وَنَاسٍ مَّعَہٗ قَذَفُوْا عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنہَا فَخَطَبَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ قَالَ مَنْ یَّعْذِرُنِیْ مِنْ رَّجُلٍ یُّؤْذِیْنِیْ وَ یَجْمَعُ فِیْ بَیْتِہٖ مَنْ یُّؤْذِیْنِیْ فَنَزَلَتْ ۔فرمایا یہ آیت عبداللہ بن ابی اوراس کی جماعت کے لئے نازل ہوئی جبکہ اس نے سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر الزام لگایا جواس سے قبل قصہ افک میں مفصل بیان ہو چکا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خطبہ دیا اور فرمایا کون مجھے اس شخص سے معذور رکھے گا جو مجھے ایذ ادیتا ہے اوراس کے گھر مجتمع ہوتا ہے جو مجھے اذیت پہنچاتا ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اورابن جریر، ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ نَزَلَتْ فِی الَّذِیْنَ طَعَنُوْا عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ اَخْذِ صَفِیَّۃَ بِنْتِ حُیَیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا۔ جب منافقین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر طعن کی حضرت صفیہ بنت حیی کے عقد پر تو یہ آیت نازل ہوئی۔

غرضکہ آیت کریمہ کے شان نزول میں متعدد روایات ہیں۔

خلاصہ یہ کہ کسی آیت کا مورد خاص ہونے سے حکم خاص نہیں ہوتا بلکہ جب تک مخصص نہ ہو حکم ہمیشہ عام ہی ہوتا ہے۔ بناء بریں کسی پر بہتان تراشی کرنا بنص صریح سخت گناہ اور فعل شنیع ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع-سورۃ احزاب-پ ۲۲

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ ؕ ذٰلِكَ اَدْنٰۤی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ﴿۵۹﴾

اے غیب دان نبی اپنی بیبیوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرمادو کہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۰﴾

اگر نہ باز آئے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض ہے اور جھوٹ اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور تمہیں ان پر غالب کریں گے پھر وہ مدینہ میں تمہارے پاس نہ رہیں گے مگر تھوڑے دن

مَّلْعُوْنِیْنَ ۛۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْۤا اُخِذُوْا وَ قُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴿۶۱﴾

ملعون ہیں جہاں بھی ملیں پکڑے جائیں اور گن گن کر قتل کئے جائیں

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾

اللہ کا دستور ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور ہرگز نہ پاؤ گے اللہ کی سنت کا بدلنا

یَسْــٴَـلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِیْبًا ﴿۶۳﴾

لوگ تم سے قیامت کو پوچھتے ہیں تم فرمادو اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور تم کیا جانو شاید قیامت پاس ہی ہو

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا ﴿۶۴﴾

اللہ نے کافروں پر لعنت کی اور ان کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے

خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّ لَا نَصِیْرًا ﴿۶۵﴾

ہمیشہ اس میں رہیں گے نہ پائیں گے کوئی حمایتی اور نہ مددگار

یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾

جس دن منہ الٹ پلٹ ہو کر آگ میں ڈالے جائیں کہیں گے اے کاش ہم اطاعت کر لیتے اللہ کی اور اطاعت کر لیتے رسول کی

وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا ﴿۶۷﴾

اور کہیں گے اے ہمارے رب بے شک ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کر دیا

رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَیْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا ﴿۶۸﴾

اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے اور انہیں اپنی رحمت سے دور کر

حل لغات آٹھواں رکوع۔سورۃ احزاب۔پ ۲۲

یٰاَیُّهَا۔اے	النَّبِیُّ۔نبی	قُلْ۔فرمایئے	لِّاَزْوَاجِكَ۔اپنی بیویوں سے
وَ۔اور	بَنٰتِكَ۔اپنی بیٹیوں سے	وَ۔اور	نِسَآءِ۔عورتوں
الْمُؤْمِنِیْنَ۔مومنوں کی سے	یُدْنِیْنَ۔لٹکا کر رکھیں	عَلَیْهِنَّ۔اپنے اوپر	مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ۔اپنی چادریں
ذٰلِكَ۔یہ	اَدْنٰۤی۔بہت قریب ہے	اَنْ۔یہ کہ	یُّعْرَفْنَ۔پہچانی جائیں
فَلَا۔تو نہ	یُؤْذَیْنَ۔تکلیف دی جائیں	وَ۔اور	كَانَ۔ہے
اللّٰهُ۔اللہ	غَفُوْرًا۔بخشنے والا	رَّحِیْمًا۔مہربان	لَئِنْ۔اگر
لَّمْ۔نہ	یَنْتَهِ۔باز آئے	الْمُنٰفِقُوْنَ۔منافق	وَ۔اور
الَّذِیْنَ۔وہ کہ	فِیْ۔بیچ	قُلُوْبِهِمْ۔ان کے دلوں کے	مَّرَضٌ۔بیماری ہے
وَّ۔اور	الْمُرْجِفُوْنَ۔افواہیں اڑانے والے		فِی۔بیچ
الْمَدِیْنَةِ۔مدینہ کے	لَنُغْرِیَنَّكَ۔تو غلبہ دیں گے ہم آپ کو ضرور		بِهِمْ۔ان پر
ثُمَّ۔پھر	لَا۔نہ	یُجَاوِرُوْنَكَ۔پاس رہ سکیں گے آپ کے	
فِیْهَاۤ۔اس میں	اِلَّا۔مگر	قَلِیْلًا۔تھوڑے	مَّلْعُوْنِیْنَ۔لعنتی ہیں
اَیْنَمَا۔جہاں بھی	ثُقِفُوْۤا۔پائے جائیں	اُخِذُوْا۔پکڑے جائیں	وَ۔اور
قُتِّلُوْا۔قتل کئے جائیں	تَقْتِیْلًا۔گن گن کر	سُنَّةَ۔طریقہ ہے	اللّٰهِ۔اللہ کا
فِی۔بیچ	الَّذِیْنَ۔ان کے جو	خَلَوْا۔گزر چکے	مِنْ قَبْلُ۔پہلے
وَ۔اور	لَنْ۔ہرگز نہ	تَجِدَ۔پائے گا تو	لِسُنَّةِ۔طریقہ

اللّٰہِ۔خداوندی میں	تَبۡدِیۡلًا۔کوئی تبدیلی	یَسۡـَٔلُكَ۔پوچھتے ہیں آپ سے	النَّاسُ۔لوگ
عَنِ السَّاعَةِ۔قیامت کے متعلق		قُلۡ۔فرمادیں	اِنَّمَا۔اس کے سوانہیں
عِلۡمُهَا۔اس کا علم	عِنۡدَ۔پاس	اللّٰہِ۔اللہ کے ہے	وَ۔اور
مَا۔کیا	یُدۡرِیۡكَ۔معلوم تمہیں	لَعَلَّ۔شاید	السَّاعَةَ۔قیامت
تَكُوۡنُ۔ہو	قَرِیۡبًا۔قریب	اِنَّ۔بے شک	اللّٰہَ۔اللہ نے
لَعَنَ۔لعنت کی	الۡكٰفِرِیۡنَ۔کافروں پر	وَ۔اور	اَعَدَّ۔تیار کیا
لَهُمۡ۔ان کے لئے	سَعِیۡرًا۔بھڑکتا جہنم	خٰلِدِیۡنَ۔ہمیشہ رہیں	فِیۡهَاۤ۔اس میں
اَبَدًا۔ہمیشہ تک	لَا۔نہیں	یَجِدُوۡنَ۔پائیں گے کوئی	وَلِیًّا۔دوست
وَّ۔اور	لَا۔نہ	نَصِیۡرًا۔مددگار	یَوۡمَ۔جس دن
تُقَلَّبُ۔الٹ پلٹ ہوں	وُجُوۡهُهُمۡ۔ان کے چہرے	فِی۔بیچ	النَّارِ۔آگ کے
یَقُوۡلُوۡنَ۔کہیں گے	یٰلَیۡتَنَاۤ۔اے کاش	اَطَعۡنَا۔ہم کہا مانتے	اللّٰہَ۔اللہ کا
وَ۔اور	اَطَعۡنَا۔کہا مانتے	الرَّسُوۡلَا۔رسول کا	وَ۔اور
قَالُوۡا۔کہیں گے	رَبَّنَاۤ۔اے ہمارے رب	اِنَّاۤ۔ہم نے	اَطَعۡنَا۔کہا مانا
سَادَتَنَا۔اپنے سرداروں	وَ۔اور	كُبَرَآءَنَا۔اپنے بڑوں کا	فَاَضَلُّوۡنَا۔تو گمراہ کیا انہوں
نے ہم کو	السَّبِیۡلَا۔راہ سے	رَبَّنَاۤ۔اے ہمارے رب	اٰتِهِمۡ۔دے ان کو
ضِعۡفَیۡنِ۔دگنا	مِنَ الۡعَذَابِ۔عذاب	وَ۔اور	الۡعَنۡهُمۡ۔لعنت کر ان پر
لَعۡنًا۔لعنت	كَبِیۡرًا۔بڑی		

خلاصہ تفسیر آٹھواں رکوع۔سورۃ احزاب۔پ ۲۲

یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلۡ لِّاَزۡوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ یُدۡنِیۡنَ عَلَیۡهِنَّ مِنۡ جَلَابِیۡبِهِنَّ ؕ

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مومنین کی عورتوں کو حکم دیجئے کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔

اور سر اور چہرے کو چھپائے رہیں جب کسی حاجت کے لئے وہ نکلیں۔

عربی میں جلباب مقنع چادر یا ایسے کپڑے کو کہتے ہیں جو سر سے پیر تک جسم کو چھپالے چنانچہ برقعہ بھی اس میں آسکتا ہے اور ترکی برقعہ پر بھی اس کا اطلاق ہوسکتا ہے بشرطیکہ وہ بدن ڈھانپنے اور ستر قائم رکھنے کے لئے بنایا جائے۔

آیۂ کریمہ کا منشا حجاب وستر ہے لہٰذا ہر وہ کپڑا جو ملبوسات پر ڈالا جائے اور اسے پوری طرح چھپالے وہ جلباب ہے۔

ذٰلِكَ اَدۡنٰۤی اَنۡ یُّعۡرَفۡنَ فَلَا یُؤۡذَیۡنَ ؕ وَكَانَ اللّٰہُ غَفُوۡرًا رَّحِیۡمًا ﴿۵۹﴾

یہ اس سے نزدیک تر ہے کہ ان کی پہچان ہو تو یہ نہ ستائی جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یعنی حرہ اور کنیز میں اس سے قریب تر اور پہچان نہیں چونکہ منافقین کنیزوں لونڈیوں کی طرف آوازے کستے تھے اور پردہ

Marfat.com

میں کوئی امتیازی شان نہ تھی تو وہ آواز حرہ خواتین پر کس دیتے اور جب معلوم ہوتا کہ یہ لونڈی نہ تھی تو شرمندہ ہو کر رہ جاتے تو اللہ تعالیٰ نے لونڈی اور آزاد عورت میں جلباب کو مابہ الامتیاز رکھا تا کہ وہ ستائے جانے آوازے لگنے سے محفوظ رہیں اور اس سے پہلی بے پردگی معاف ہے اس لئے کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِي الْمَدِيْنَةِ لَنُغْرِيَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا يُجَاوِرُوْنَكَ فِيْهَآ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۶۰﴾

اگر باز نہ آئے منافق اور وہ لوگ جن کے دلوں میں بداخلاقی کی بیماری ہے اور وہ جو مدینہ میں دل ہلا دینے والے فتنے اٹھاتے ہیں تو ضرور ہم ان پر مسلمانوں کو غلبہ دیں گے پھر وہ تمہارے پاس مدینہ میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

یہاں منافقوں کو تین قسموں پر ظاہر فرمایا۔

ایک تو وہ جو بظاہر مسلمان ہیں اور بباطن دشمن ہیں۔

دوسرے منافق وہ جو گندے خیالات زنا و فسق و فجور کے ساتھ اپنے دلوں میں روگ بڑھائے ہوئے ہیں اور ہیں بھی منافق۔

تیسرے وہ جو اپنی بدباطنی سے اسلامی لشکروں کے متعلق جھوٹی خبریں اڑا کر مومنین کے دل ہلا دینے میں کوشش کرتے ہیں بلاوجہ بک دیتے ہیں کہ فلاں جگہ مسلمانوں کو ہزیمت ہوگئی فلاں جگہ مسلمان قتل کر دیئے گئے فلاں جگہ مسلمانوں پر لشکر آیا اس سے ان کا منشا مسلمانوں میں کمزوری اور انتشار اور پریشانی بڑھانا ہوتا ہے چنانچہ فرمایا اور زجراً و توبیخاً فرمایا:

لَئِنْ لَّمْ يَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ

اگر یہ منافق باز نہ آئے اور ایسی ہی ناشائستہ حرکات کرتے رہے تو تمہیں اے مسلمانو! ہم ان پر ضرور غلبہ دیں گے بلکہ پھر وہ مدینہ میں تھوڑے ہی دن رہ سکیں گے وہاں سے نکال دیئے جائیں گے اور مدینہ کی زمین کو ان سے پاک اور خالی کرا لیا جائے گا اس لئے کہ

مَّلْعُوْنِيْنَ ۚ اَيْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِيْلًا ﴿۶۱﴾

وہ دھتکارے ہوئے لعنت کئے گئے ہیں جہاں کہیں بھی وہ ملیں گے پکڑے جائیں گے اور چن چن کر قتل ہوں گے۔

اس لئے کہ وہ فتنہ پرداز اور اسلام کے دشمن ہیں۔ اور

سُنَّةَ اللّٰهِ فِي الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ﴿۶۲﴾

اللہ تعالیٰ کا یہی دستور چلا آ رہا ہے ان لوگوں میں جو پہلے گزر گئے اور تم اللہ کا دستور بدلتا نہ پاؤ گے۔

یعنی امم ماضیہ میں بھی منافقین تھے اور جب انہوں نے ایسی ناشائستگی کی تو اللہ تعالیٰ کا یہی عمل رہا کہ انہیں جہاں وہ ملے ہلاک کر دیا گیا اب بھی ایسا کیا جائے گا اللہ عزوجل کے اس طریقہ کو کوئی بدلنے کی طاقت ہی نہیں رکھتا۔

يَسْـَٔلُكَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾

آپ سے لوگ قیامت کو پوچھتے ہیں فرما دیجئے اس کا علم بالذات اللہ تعالیٰ کو ہی ہے اور تم کو کیا معلوم شاید قیامت عنقریب ہی ہو جائے۔

Marfat.com

شان نزول آیۂ کریمہ یہ ہے کہ مشرکین تو بطریق استہزاء وتمسخر قیامت کا سوال کرتے تھے کہ کب ہوگی۔اور اہل کتاب یہودی اس سوال کو امتحاناً لائے تھے اس لئے کہ توراۃ میں انہیں معلوم تھا کہ علم قیامت مخفی رکھا گیا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب نبی کریم ﷺ کو حکم دیا کہ ان پر کوئی بات ظاہر نہ کریں تا کہ یہود کی دہن دوزی اور مشرکین پر تہدید ہو جائے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَ اَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّ لَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾

بے شک اللہ نے لعنت فرمائی کافروں پر اوران کے لئے بھڑکتی آگ تیار کر رکھی ہے اوراس میں ہمیشہ رہیں گے اس میں نہ کوئی حمایتی پائیں گے نہ مددگار۔

یعنی وہ کافرومنافق اللہ عزوجل کی رحمت سے بعید کر دیئے گئے اب اس جماعت کا نہ کوئی مددگار ہے نہ حمایتی ہے جوانہیں خدائی عذاب سے بچاسکے آگے ارشاد ہے:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾

جس دن ان کے منہ الٹ کر کے آگ میں تلے جائیں گے تو کہہ رہے ہوں گے ہائے ہم نے کسی طرح اللہ کا حکم مانا ہوتا اوررسول کی پیروی کی ہوتی۔

اورہم اس عذاب میں مبتلا نہ ہوتے اور کہیں گے:

وَ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾

اور کہیں گے اے ہمارے رب ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں اورقوم کے بڑوں کی تو انہوں نے ہمیں گمراہ کیا۔

یعنی قوم کے سرداروں اورقوم کے بڑی عمر والے لوگوں اوراپنی جماعت کے عالموں نے ہمیں کفر کی تعلیم دے کر بہکا دیا اور گمراہ کر دیا۔

رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَ الْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

اے ہمارے رب انہیں آگ کا دونا عذاب دے اوران پر بڑی لعنت کر۔

اس لئے کہ یہ خود گمراہ تھے اورانہوں نے ہی ہمیں گمراہ کیا لہٰذا ان پر عذاب بھی ہم سے دوچند کیا جائے۔

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع -سورۃ احزاب- پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَ بَنٰتِكَ وَ نِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ؕ

اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی فرمادیجئے اپنی بیویوں اور بیٹیوں کواور مومنین کی عورتوں کو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے اوپر رکھیں۔

آیت کریمہ کے ماتحت آلوسی نقل کرتے ہیں: اِنَّهُ كَانَتِ الْحُرَّةُ وَ الْاَمَةُ تَخْرُجَانِ لَيْلًا لِقَضَاءِ الْحَاجَةِ فِى الْغِيْطَانِ وَ بَيْنَ النَّخِيْلِ مِنْ غَيْرِ اِمْتِيَازٍ بَيْنَ الْحَرَائِرِ وَ الْاِمَاءِ وَ كَانَ فِى الْمَدِيْنَةِ فُسَّاقٌ يَتَعَرَّضُوْنَ لِلْاِمَاءِ وَ رُبَمَا يَتَعَرَّضُوْنَ لِلْحَرَائِرِ۔ مدینہ میں فساق کی ایک جماعت تھی کہ لونڈیوں سے متعرض ہوتی تھی اوراس حکم سے پہلے آزاد خواتین اور لونڈیاں قضاء حاجت کے لئے کھجوروں کے جھنڈوں میں جایا کرتی تھیں اورلباس میں آزاد اور لونڈیوں کے اندر کوئی امتیاز نہ ہوتا تھا تو فساق مدینہ جہاں باندیوں سے چھیڑ چھاڑ کرتے کبھی آزاد خواتین سے بھی متعرض ہو

جاتے تھے تو آزاد خواتین کو حکم ہوا کہ وہ جلباب کے ساتھ اپنے کو ممتاز کریں تا کہ فساق ان کی طرف جرأت نہ کریں۔

وَالْجَلَابِیْبُ جَمْعُ جِلْبَابٍ – وَ هُوَ عَلٰى مَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلَّذِیْ یَسْتُرُ مِنْ فَوْقَ اِلٰى اَسْفَلَ۔

جلابیب جلباب کی جمع ہے اور وہ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما وہ کپڑا ہے جو سر سے لے کر پاؤں تک عورت کو چھپا لے۔ 2

وَ قَالَ ابْنُ جُبَیْرٍ اَلْمُقْنِعَةُ۔ ابن جبیر رحمہ اللہ کہتے ہیں وہ مقنع ہے۔

وَ قِیْلَ اَلْمِلْحَفَةُ۔ ایک قول ہے کہ جلباب ملحفہ ہے جسم کو لپیٹ دینے والا لباس۔

وَ قِیْلَ کُلُّ ثَوْبٍ تَلْبَسُهُ الْمَرْاَةُ فَوْقَ ثِیَابِهٖ۔ ایک قول ہے کہ یہ ہر وہ کپڑا ہے جسے عورت اپنے کپڑوں کے اوپر پہنے وہ جلباب ہے۔

وَ قِیْلَ کُلُّ مَا تَسْتُرُ بِهٖ مِنْ کِسَآءٍ اَوْ غَیْرِهٖ۔ ایک قول ہے کہ ہر وہ چیز جس سے پردہ کیا جائے مثلاً چادر ہو یا کچھ اور۔

وَ قِیْلَ هُوَ ثَوْبٌ اَوْسَعُ مِنَ الْخِمَارِ دُوْنَ الرِّدَآءِ۔ ایک قول ہے کہ وہ کپڑا ہے جو دوپٹہ سے بڑا چادر کی طرح ہو وہ جلباب ہے۔

آیت کریمہ کی تفسیر میں ابو حیان کسائی سے ناقل ہیں: اَیْ یَتَقَنَّعْنَ بِمَلَاحِفِهِنَّ مُنْضَمَّةً عَلَیْهِنَّ یعنی کپڑا اوڑھے رہیں اپنی چادر سے اور اس میں لپٹی رہیں چنانچہ قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

تَلْوِی الْجِلْبَابَ فَوْقَ الْجَبِیْنِ وَ تَشُدُّهٗ ثُمَّ تَحْطِفُهٗ عَلَى الْاَنْفِ وَاِنْ ظَهَرَتْ عَیْنَاهَا وَلٰکِنْ تَسْتُرُ وَ مُعْظَمَ الْوَجْهِ۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ کہتے ہیں: تُغَطِّیْ وَ جْهَهَا مِنْ فَوْقِ رَاْسِهَا بِالْجِلْبَابِ وَ تُبْدِیْ عَیْنًا وَّاحِدَةً۔ منہ سارا ڈھکا رہے سر کے اوپر سے جلباب کے ساتھ اور ایک آنکھ راستہ دیکھنے کو کھلی ہو۔

عبدالرزاق ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں کہ جب یُدْنِیْنَ عَلَیْهِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِهِنَّ نازل ہوئی تو انصار کی عورتیں نکلتیں ان پر سیاہ چادر ہوتی۔

اور ایک نفیس نکتہ اس آیت کریمہ سے بیان فرماتے ہیں: فِی الْاٰیَةِ رَدٌّ عَلٰى مَنْ زَعَمَ مِنَ الشِّیْعَةِ اَنَّهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ مِنَ الْبَنَاتِ اِلَّا فَاطِمَةُ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى اَبِیْهَا وَ عَلَیْهَا وَسَلَّمَ وَ اَمَّا زَیْنَبُ وَ رُقَیَّةُ وَ اُمُّ کُلْثُوْمٍ فَرَبِیْبَاتُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ اس آیت کریمہ میں شیعوں کے اس زعم باطل کا رد بھی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادیاں نہ تھیں سوا حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے اور حضرت زینب اور رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن یہ تینوں ربیبہ تھیں۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج پہلے خاوندوں کی بیٹیاں لائی تھیں۔

تو آیہ کریمہ میں یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ کیوں فرمایا وَ بِنْتِکَ فرمانا تھا۔

اور بنات کے بعد عامہ مومنین کی خواتین کے لئے وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِیْنَ ارشاد ہوا۔

تو ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متعدد صاحبزادیاں تھیں کم از کم تین ضرور تھیں اس لئے کہ جمع مَا فَوْقَ

Marfat.com

الْاِثْنَیْنِ پر آتی ہے تو ثابت ہوا کہ حضرات شیعہ کا خیال غلط ہے بلکہ بنات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار تھیں۔ سیدہ زہراء، سیدہ زینب، سیدہ رقیہ، سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔

فَلَا یُؤْذَیْنَ۔ تو جلباب لینے کے بعد وہ نہ ستائی جائیں گی۔

اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ یعنی اس سے پہلے فروگزاشت معاف ہے اللہ عزوجل کثیر الرحمۃ ہے۔

لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ وَ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۰﴾

اگر نہ باز آئے منافق اور وہ جن کے دلوں میں مرض فسق ہے اور جھوٹی باتیں اڑانے والے مدینہ میں تو ضرور ہم ان پر غلبہ دیں گے تمہیں اور آپ کے وہ قریب نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے ہی دن۔

یعنی منافقین اگر ایذا دینے والے کاموں سے باز نہ آئے اور وہ لوگ جو ضعیف الایمان ہونے کی وجہ سے بیدینی کے کاموں کی طرف مائل ہیں اور وہ یہودی جو لشکر اسلام کے متعلق بری خبریں اڑانے والے ہیں جن سے مومنین کے دل ہل جائیں تو ہم عنقریب ان پر مسلمانوں کو غالب کر کے انہیں مدینہ سے نکال دیں گے۔ رجف و ارجاف اصل میں زلزلہ کو کہتے ہیں یا اس حرکت کو جس سے زلزلہ آئے یہاں اس سے اخبار کاذبہ اڑانا مقصود ہے جس سے دلوں میں تزلزل واقع ہو اور مسلمان مضطرب ہوں۔

ابن منذر، مالک بن دینار رحمہما اللہ سے راوی ہیں: قَالَ سَاَلْتُ عِكْرَمَةَ عَنِ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَقَالَ هُمْ اَصْحَابُ الْفَوَاحِشِ۔ فرماتے ہیں میں نے حضرت عکرمہ سے الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا وہ بے حیائی کے عادی لوگ ہیں۔

وَ عَنْ عَطَآءٍ اَنَّهٗ فَسَّرَ هُمْ بِذٰلِكَ۔ عطا نے بھی یہی تفسیر کی۔

اور عبد بن حمید رحمہ اللہ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْمُرْجِفُوْنَ جَمِیْعًا هُمُ الْمُنَافِقُوْنَ فَیَكُوْنُ الْعَطْفُ مَعَ الْاِتِّحَادِ بِالذَّاتِ لِتَغَایُرِ الصِّفَاتِ عَلٰی حَدٍّ۔

وہ لوگ جن کے دل مریض ہیں اور مرجفین یہ سب منافقین کی جماعت تھی اسی وجہ میں اتحاد کے لئے عطف کیا گیا اور ان میں صفات متغایر تھیں اس لئے علیحدہ علیحدہ بیان فرمایا۔

گویا ان میں وہ بھی ہیں جو بظاہر نیک اور بباطن بے ایمان ہیں۔

اور وہ بھی ہیں کہ مسلمان بنے ہوئے ہیں اور فسق و فجور اور بے دینی پر مائل ہیں۔

اور وہ بھی ہیں جو مسلمان بن کر مسلمانوں میں ایسی باتیں اڑاتے ہیں جن سے ان کے دل ہل جائیں مثلاً خبر اڑا دی کہ مسلمانوں کا فلاں لشکر مارا گیا فلاں جگہ مسلمان ہزیمت کا شکار ہو گئے وغیرہ وغیرہ یہ تینوں درحقیقت یکساں منافق ہیں تو اگر یہ ایسی حرکتوں سے باز نہ آئے تو

لَنُغْرِیَنَّكَ بِهِمْ ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَكَ فِیْهَاۤ اِلَّا قَلِیْلًا ﴿۶۰﴾

ہم یقیناً مسلمانوں کو ان پر غلبہ دیں گے پھر یہ اے محبوب! آپ کے پاس نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

Marfat.com

لَنُغْرِيَنَّكَ پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَیْ لَنَدْعُوَنَّکَ اِلٰی قِتَالِھِمْ وَاِجْلَائِھِمْ اَوْ فِعْلٍ مَّا یَضْطَرُّھُمْ اِلَی الْجَلَاءِ۔ یعنی ہم تمہیں ان سے مقابلہ کے لئے بلائیں گے اور انہیں تمہارے ہاتھوں جلاوطن کر دیں گے یا ایسی کوئی تحریک اٹھائیں گے جس سے وہ مدینہ چھوڑنے پر مضطر ہو جائیں۔

محاورہ میں بولتے ہیں: اَغْرَاہُ بِکَذَا اِذَا اِدَّعَاہُ اِلٰی تَنَاوُلِہٖ بِالتَّحْرِیْضِ عَلَیْہِ۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: غَرَا بِکَذَا اَیْ ھَیَّجَ بِہٖ وَ حَضَّ۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَیْ لَنُسَلِّطَنَّکَ عَلَیْھِمْ ہم تمہیں ان پر مسلط کر دیں گے اور یہی معنی قریب قریب پہلی عبارتوں کے ہیں۔

ثُمَّ لَا یُجَاوِرُوْنَکَ۔ پھر وہ آپ کے جوار رحمت میں نہ رہیں گے۔

اور جوار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بعد اشد ترین مصیبت ہے۔

فِیْھَآ اِلَّا قَلِیْلًا۔ یعنی مدینہ پاک میں نہ رہ سکیں گے مگر تھوڑے دن۔

اِلَّا قَلِیْلًا کے معنی زَمَانًا اَوْ جِوَارًا قَلِیْلًا۔ پھر ارشاد ہے یہ سب اس لئے کہ

مَّلْعُوْنِیْنَ ۚ اَیْنَمَا ثُقِفُوْٓا اُخِذُوْا وَقُتِّلُوْا تَقْتِیْلًا ﴿۶۱﴾

وہ لعنت کئے گئے اور رحمت سے دور ہیں جہاں بھی وہ پکڑیں جائیں گرفتار کر کے قید کئے جائیں اور قتل کر دیئے جائیں۔

کہ یہ لوگ فتنہ پرداز منافق ہیں۔

سُنَّةَ اللّٰهِ فِی الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلُ ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِیْلًا ﴿۶۲﴾۔

اللہ کا دستور ہے امم ماضیہ میں ایسا ہی ہوتا رہا کہ جب انہوں نے فساد کی کوشش کی تو ہلاک کئے گئے تو اے حبیب! آپ اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پائیں گے۔

گویا یہ ارشاد ہوا: اَیْ لَیْسَتْ ھٰذِہِ السُّنَّةُ مِثْلَ الْحُکْمِ الَّذِیْ یَتَبَدَّلُ وَ یُنْسَخُ فَاِنَّ النَّسْخَ یَکُوْنُ فِی الْاَحْکَامِ اَمَّا الْاَفْعَالُ وَالْاَخْبَارُ فَلَا تُنْسَخُ۔ یعنی یہ دستور ان احکام کی طرح نہیں کہ وقتاً فوقتاً بدلتے اور نسخ ہوتے ہیں اس لئے کہ نسخ احکام میں ہوتا ہے لیکن افعال واخبار میں کوئی نسخ نہیں۔

چنانچہ ابن ابی حاتم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کَانَ النِّفَاقُ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَوْجُہٍ نِفَاقٌ مِثْلُ نِفَاقِ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ سَلُوْلٍ وَ نِفَاقِ الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مَّرَضٌ وَ نِفَاقِ الْمُرْجِفِیْنَ وَ ھُمْ مُنَافِقُوْنَ یُکَابِرُوْنَ النِّسَآءَ یَقْتَفُوْنَ اَثَرَھُمْ فَیَغْلِبُوْھُنَّ عَلٰی اَنْفُسِھِنَّ فَیَفْخَرُوْنَ بِھِنَّ۔ یہ تینوں قسم منافقوں کی ہیں۔

بڑا منافق رأس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول ہے۔

اور اس کی ذریت میں وہ دل کے روگی۔

اور تیسرے منافق الْمُرْجِفُوْنَ فِی الْمَدِیْنَةِ وہ ہیں جو عورتوں پر غلبہ کرتے اور ان کے پیچھے لگتے ہیں پھر انہیں مرتکب فجور بناتے ہیں آگے ارشاد ہے:

یَسْـَٔلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ؕ۔ آپ سے اے محبوب! قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں۔

Marfat.com

یہ سوال مشرکین کا تھا بطریق استہزاء واستعجال اور منافق یہی سوال بطور تعنت کرتے اور یہودی یہی سوال کرتے مگر بطور امتحان اس لئے کہ وہ تورات میں پڑھ چکے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے وقت ساعت اور اس کی مدت قیام کے اظہار کو مخفی رکھنے کا حکم دیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ امتحاناً پوچھتے تھے کہ دیکھیں بتاتے ہیں یا نہیں۔

اگر بتادیں گے تو ہم انکار نبوت کرنے میں حق بجانب ہوں گے اور نہ بتائیں گے تو اگر چہ وہ سچے ہوں گے لیکن عوام میں ان کی مخالفت کر سکیں گے کہ نبی ہو کر قیامت کی خبر بھی نہیں بتا سکے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو فرمایا کہ اے حبیب! آپ انہیں جواب دیجئے:

قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ تَكُوْنُ قَرِيْبًا ﴿۶۳﴾

فرمادیجئے اس کا علم تو اللہ کے پاس ہے اور تمہیں کیا خبر شاید قیامت قریب ہو۔

اس طرز بیان و جواب میں مشرکین و منافقین اور یہود کو تہدید ہے کہ تم میں ایک جماعت ہمارے حبیب کا امتحان لینا چاہتی ہے جیسے یہود۔ ایک منکر قیامت ہونے کی وجہ میں عجلت چاہتی ہے اور ایک استہزاءً سوال کر رہی ہے جیسے منافقین و مشرکین ان سب کے لئے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِيْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِيْرًا ﴿۶۴﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَاۤ اَبَدًا ۚ لَا يَجِدُوْنَ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ﴿۶۵﴾

بے شک اللہ نے لعنت کی ہے کافر ہوں یا ان کے ہمنوا اور ان کے لئے تیار کر رکھا ہے بھڑکتا ہوا جہنم جس میں ہمیشہ رہیں گے اور نہ پائیں گے اس وقت اپنا کارساز نہ کوئی مددگار۔

جو انہیں اس عذاب سے بچائے یا مدد کرے۔ اس کے بعد اس دن کی اجمالی تعریف بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِى النَّارِ يَقُوْلُوْنَ يٰلَيْتَنَاۤ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا ﴿۶۶﴾

جس دن وہ اوندھے منہ جہنم میں ڈالے جائیں گے تو کہیں گے ہائے افسوس ہم اللہ کی اطاعت اور رسول کی پیروی کر لیتے۔

تو اس کے شکار نہ ہوتے اور مبتلائے مصیبت ہونے سے بچ جاتے۔

وَقَالُوْا رَبَّنَاۤ اِنَّاۤ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا ﴿۶۷﴾ رَبَّنَاۤ اٰتِهِمْ ضِعْفَيْنِ مِنَ الْعَذَابِ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِيْرًا ﴿۶۸﴾

اور کہیں گے اے ہمارے رب! ہم نے پیروی کی اپنے سرداروں اور قوم کے بڑے بوڑھوں کی تو انہوں نے ہماری راہ ماری اور گمراہ کر دیا اے ہمارے رب! ان پر دو چند عذاب کر اور ان پر بڑی لعنت فرما۔

کہ انہوں نے ہمیں گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے بھٹکایا۔

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورۃ احزاب۔ پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

اے ایمان والو ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے اسے بری فرمایا اس بات سے جو انہوں نے کہی اور وہ اللہ کے نزدیک آبرو والا ہے

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿٧٠﴾

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کرو

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿٧١﴾

تمہارے اعمال تمہارے لئے سنوارے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو فرمانبرداری کرے اللہ اور اس کے رسول کی تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿٧٢﴾

بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں پر اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور اٹھا لیا اسے انسان نے بے شک وہ ناعاقبت اندیش اور نادان ہے

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿٧٣﴾

تا کہ اللہ عذاب دے منافق مردوں کو اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مومن مردوں اور مومن عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے

حل لغات نواں رکوع - سورۃ احزاب - پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا - اے	الَّذِيْنَ - وہ جو	اٰمَنُوْا - ایمان لائے ہو	لَا - نہ
تَكُوْنُوْا - ہو جاؤ	كَالَّذِيْنَ - ان کی طرح جنہوں نے		اٰذَوْا - تکلیف دی
مُوْسٰى - موسیٰ کو	فَبَرَّاَهُ - تو بری کیا اسے	اللّٰهُ - اللہ نے	مِمَّا - اس سے جو
قَالُوْا - انہوں نے کہا	وَ - اور	كَانَ - ہے وہ	عِنْدَ - پاس
اللّٰهِ - اللہ کے	وَجِيْهًا - عزت والا	يٰۤاَيُّهَا - اے	الَّذِيْنَ - وہ جو
اٰمَنُوا - ایمان لائے ہو	اتَّقُوا - ڈرو	اللّٰهَ - اللہ سے	وَ - اور
قُوْلُوْا - کہو	قَوْلًا - بات	سَدِيْدًا - سیدھی	يُّصْلِحْ - درست کرے گا
لَكُمْ - تمہارے لئے	اَعْمَالَكُمْ - تمہارے عمل	وَ - اور	يَغْفِرْ - بخشے گا
لَكُمْ - تم کو	ذُنُوْبَكُمْ - تمہارے گناہ	وَ - اور	مَنْ - جو
يُّطِعِ - فرماں برداری کرے	اللّٰهَ - اللہ کی	وَ - اور	رَسُوْلَهٗ - اس کے رسول کی
فَقَدْ - تو بے شک	فَازَ - کامیاب ہوا	فَوْزًا - کامیابی	عَظِيْمًا - بڑی
اِنَّا - بے شک ہم نے	عَرَضْنَا - پیش کیا	الْاَمَانَةَ - امانت کو	عَلَى - اوپر
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضِ - زمین کے	وَ - اور
الْجِبَالِ - پہاڑوں کے	فَاَبَيْنَ - تو انکار کیا انہوں نے	اَنْ - یہ کہ	يَّحْمِلْنَهَا - اٹھائیں اس کو

Marfat.com

وَ۔اور اَشْفَقْنَ۔ڈر گئے مِنْهَا۔اس سے وَ۔اور
حَمَلَهَا۔اٹھالیا اس کو الْاِنْسَانُ۔انسان نے اِنَّهٗ۔بے شک وہ كَانَ۔ ہے
ظَلُوْمًا۔ظالم جَهُوْلًا۔نادان لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ۔تا کہ سزا دے اللہ
الْمُنٰفِقِيْنَ۔منافق مردوں وَ۔اور الْمُنٰفِقٰتِ۔منافق عورتوں وَ۔اور
الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرک مردوں وَ۔اور الْمُشْرِكٰتِ۔مشرک عورتوں کو وَ۔اور
يَتُوْبَ۔توبہ قبول کرے اللّٰهُ۔اللہ عَلَى۔اوپر الْمُؤْمِنِيْنَ۔مومن مردوں
وَ۔اور الْمُؤْمِنٰتِ۔مومن عورتوں کے وَ۔اور
كَانَ۔ہے اللّٰهُ۔اللہ غَفُوْرًا۔بخشنے والا رَّحِيْمًا۔مہربان

خلاصہ تفسیر نواں رکوع۔سورۃ احزاب۔پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ﴿۶۹﴾

اے ایمان والو! ان جیسے نہ ہونا جنہوں نے موسیٰ کو ستایا تو اللہ نے انہیں بری کیا اس بات سے جو انہوں نے کہی اور موسیٰ علیہ السلام اللہ کے نزدیک آبرو والے ہیں۔

آیت کریمہ میں موسیٰ علیہ السلام کی نظیر دے کر مومنین کو تنبیہ کی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام بجالاؤ اور کوئی ایسا کام نہ کرو جو ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رنج وملال کا باعث ہو۔

اور كَالَّذِيْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى میں اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو بنی اسرائیل نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی حیاء وشرم کی وجہ سے اپنا جسم اطہر کسی پر ظاہر نہ فرماتے تھے۔بنی اسرائیل کا یہ حال تھا کہ سب ننگے آپس میں نہاتے رہتے تھے۔ جب انہوں نے دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ بدن کھول کر غسل نہیں فرماتے تو انہوں نے عیب لگایا اور کہا موسیٰ علیہ السلام کو برص ہے اسی وجہ میں وہ ہمارے ساتھ نہیں نہاتے اور الگ رہتے ہیں۔

تو اس الزام سے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس طرح بری کیا کہ آپ لب دریا اوٹ میں کپڑے اتار کر غسل فرمارہے تھے کپڑے ایک پتھر پر رکھ دیئے تھے جب آپ غسل سے فارغ ہوئے کپڑے لینے کے لئے بڑھے تو پتھر وہاں سے چل دیا آپ اس کے پیچھے دوڑے اور ثَوْبِیْ حَجَرُ ثَوْبِیْ حَجَرُ فرماتے رہے بنی اسرائیل نے آپ کو دیکھ لیا اور جو الزام آپ پر لگایا تھا اس سے شرمندہ ہوئے اس لئے کہ آپ کا جسد نوری ہر قسم کے عیب اور داغ سے پاک تھا۔

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا۔اور موسیٰ اللہ کے نزدیک آبرو والے ہیں۔

یعنی آپ صاحب جاہ ومنزلت ہیں اور مستجاب الدعوات ہیں۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ﴿۷۰﴾

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو۔

یعنی سچی اور حق وانصاف کے ساتھ گفتگو کرو اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو جو بھلائی اور اصلاح کی جڑ ہے۔

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

اگر ایسا کرو گے تو تمہارے اعمال سنوار دے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اللہ اور اس کے رسول کی اتباع کریگا اس نے بڑی کامیابی پائی۔

یعنی تمہیں نیکیوں کی توفیق دے گا اور تمہاری عبادتیں قبول فرمائے گا اور تم کامیابی کے مدارج حاصل کرو گے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ الْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَ حَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ﴿۷۲﴾

بے شک ہم نے امانت پیش کی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اٹھالی بے شک وہ اپنی جان مشقت میں ڈالنے والا ناعاقبت اندیش اور نادان ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں امانت سے مراد اطاعت و ادائے فرائض ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان، زمین، پہاڑوں پر پیش کیا کہ اگر وہ اطاعت کرتے ہوئے انہیں ادا کریں گے تو ثواب دیئے جائیں گے نہ ادا کریں گے تو عذاب کئے جائیں گے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امانت نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا، حج بیت اللہ کرنا، سچ بولنا، ناپ تول کو ایمان داری سے پورا کرنا لوگوں کی امانتوں میں عدل و دیانت ملحوظ رکھنا ہے۔

بعض نے کہا امانت سے مراد وہ تمام قانون ہیں جن کا حکم دیا گیا اور جن کی ممانعت کی گئی۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں امانت سے مراد اعضاء کان ہاتھ پاؤں وغیرہ ہیں۔

اور صوفیہ کرام رحمہم اللہ کے نزدیک امانت محبت و عشق کی تھی۔

بہر حال یہ امانت جو بھی تھی جس قسم کی بھی تھی اللہ تعالیٰ نے اعیان سماوات وارض و جبال پر پیش فرما کر ارشاد کیا تم ان امانتوں کی حفاظت کرو گے سب نے عرض کیا الٰہی! ذمہ داری کیا ہے فرمایا یہ کہ اگر تم ان کی ذمہ داری لے کر ادا کرو گے تمہیں اس کا اجر ملے گا نافرمانی کرو گے تو سزا دی جائے گی تو سب خوفزدہ ہو کر بولے الٰہی ہم تیرے حکم کے مطیع ہیں نہ ثواب چاہتے ہیں نہ عذاب۔

ان کا یہ عرض کرنا بر بناء خوف تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ امانت بطور تخییر پیش کی گئی تھی انہیں اختیار تھا قبول کریں یا نہ کریں تو انہوں نے اپنے میں یہ قوت نہ پائی۔ اور اگر ان پر لازم کیا جاتا تو ان کو مجال انکار نہ تھی۔

تو اللہ تعالیٰ نے یہ امانت آدم صفی علیہ السلام کو پیش کی اور فرمایا آسمان، زمین اور پہاڑ اس کا بار نہ اٹھا سکے کیا تم اس کا بار اٹھاؤ گے حضرت آدم علیہ السلام نے اقرار کر لیا۔

آسماں بار امانت نتوانست کشید قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَ الْمُنٰفِقٰتِ وَ الْمُشْرِكِيْنَ وَ الْمُشْرِكٰتِ وَ يَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۷۳﴾

تا کہ اللہ عذاب دے منافق مردوں اور منافق عورتوں کو اور مشرک مردوں اور مشرک عورتوں کو اور اللہ توبہ قبول فرمائے مسلمان مردوں اور مومنہ عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

گویا فرمایا کہ اس امانت کے بعد منافقین کا نفاق مشرکین کا شرک بآسانی ظاہر ہو جائے گا اور اللہ تعالیٰ ان پر حجت قائم فرما کر عذاب دے گا اور مومنین کو مقبول فرمائے گا (خازن)

مختصر تفسیر اردو نواں رکوع ۔ سورۃ احزاب ۔ پ ۲۲

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ اٰذَوْا مُوْسٰى فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا ؕ وَ كَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِیْهًا ﴿۶۹﴾

اے ایمان والو! نہ ہونا ان کی طرح جنہوں نے اذیت دی موسیٰ کو تو اللہ نے انہیں بری فرمایا اس سے جو وہ کہتے تھے اور موسیٰ عند اللہ بڑے مرتبہ والے تھے۔

اس کے متعلق ایک قول تو یہ ہے کہ آیہ کریمہ حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عقد فرمایا اور منافقین نے اعتراضات کئے اس وقت نازل ہوئی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جسم اطہر پر بنی اسرائیل نے عیب لگایا تھا اس کی نظیر یہاں دی گئی ہے۔ چنانچہ امام احمد اور بخاری و ترمذی اور ایک جماعت بطریق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ رَجُلًا حَيِيًّا سِتِّيْرًا لَا يُرٰى مِنْ جِلْدِهٖ شَيْءٌ اِسْتِحْيَاءً مِّنْهُ فَاٰذَاهُ مَنْ اٰذَاهُ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَقَالُوْا مَا يَسْتَتِرُ هٰذَا سِتْرًا اِلَّا مِنْ عَيْبٍ بِجِلْدِهٖ اِمَّا بَرَصٌ وَ اِمَّا اُدْرَةٌ وَاِمَّا اٰفَةٌ وَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَرَادَ اَنْ يُبَرِّاَهٗ مِمَّا قَالُوْا وَاَنَّ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ خَلَا يَوْمًا وَحْدَهٗ فَوَضَعَ ثِيَابَهٗ عَلٰى حَجَرٍ ثُمَّ اغْتَسَلَ فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ اِلٰى ثِيَابِهٖ لِيَاْخُذَهَا وَاِنَّ الْحَجَرَ عَدَا بِثَوْبِهٖ فَاَخَذَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ عَصَاهُ وَ طَلَبَ الْحَجَرَ فَجَعَلَ يَقُوْلُ ثَوْبِيْ حَجَرُ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَى الْمَلَاءِ مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ فَرَاَوْهُ عُرْيَانًا اَحْسَنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ بَرَّاَهُ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ وَ قَامَ الْحَجَرُ فَاَخَذَ ثَوْبَهٗ فَلَبِسَهٗ وَ طَفِقَ بِالْحَجَرِ ضَرْبًا بِعَصَاهُ فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى۔

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام بہت زیادہ حیادار تھے نہایت پردہ پوش تھے حتیٰ کہ کوئی آپ کی جلد اقدس کا کوئی حصہ نہ دیکھ سکتا تھا آپ کے انتہائی حیاء کی وجہ سے تو بنی اسرائیل نے بہ نیت ایذا کہنا شروع کر دیا کہ موسیٰ علیہ السلام اتنی حیاء جو کرتے ہیں وہ درحقیقت آپ کے جسم میں کوئی عیب ہے اسے مخفی رکھنا چاہتے ہیں یا آپ کو برص یعنی پھلبہری ہے یا خصیے بڑھے ہوئے ہیں یا کوئی سخت مرض ہے اور اللہ نے چاہا کہ ان کا یہ الزام دفع ہو اور آپ اس سے بری ہوں۔

چنانچہ ایک روز آپ تنہائی میں غسل کے لئے تشریف لائے کپڑے اتار کر پتھر پر رکھے اور غسل فرما کر کپڑے لینے کو پتھر کی طرف آئے تو پتھر آپ کے کپڑے لے کر چلا۔ موسیٰ علیہ السلام عصا لے کر اس کی طرف چلے اور فرماتے جاتے تھے اے پتھر! میرے کپڑے اے پتھر! میرے کپڑے حتیٰ کہ آپ اس کے تعاقب میں وہاں تک تشریف لائے جہاں ایک جماعت بنی اسرائیل کی موجود تھی انہوں نے آپ کو عریاں دیکھ لیا اور جن عیبوں سے آپ کو ملوث کہتے تھے ان سے آپ کو پاک پایا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے الزام سے اس بہانہ آپ کو پاک فرما دیا۔ پتھر ٹھہر گیا آپ نے اس پتھر کو مارا۔ یہ ہے وہ واقعہ جس کی طرف فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا فرمایا۔

ایک قول یہ ہے کہ حضرت ہارون علیہ السلام کی وفات پر بنی اسرائیل نے آپ کے ذمہ ان کا قتل لگایا اور کہا کہ ہارون

Marfat.com

چونکہ ہمارے محبوب تھے اس لئے موسیٰ علیہ السلام نے انہیں مار دیا جیسا کہ ابن منیع، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور حاکم بسند صحیح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ آیہ کریمہ اس واقعہ کی طرف اشارہ کر رہی ہے کہ

صَعِدَ مُوْسٰی وَ هٰرُوْنُ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ الْجَبَلَ فَمَاتَ هٰرُوْنُ فَقَالَ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لِمُوْسٰی اَنْتَ قَتَلْتَهٗ كَانَ اَشَدُّ حُبًّا لَنَا مِنْكَ وَاَلْیَنَ فَاٰذَوْهُ مِنْ ذٰلِكَ فَاَمَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی الْمَلٰٓئِكَةَ عَلَیْهِمْ فَحَمَلُوْهُ فَمَرُّوْا بِهٖ عَلٰی مَجَالِسِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَتَكَلَّمَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ بِمَوْتِهٖ فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی فَانْطَلَقُوْا بِهٖ فَدَفَنُوْهُ وَلَمْ یُعْرَفْ قَبْرُهٗ اِلَّا الرَّخَمُ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَهٗ اَصَمَّ وَاَبْكَمَ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِابْنِ عَبَّاسٍ وَّاُنَاسٍ مِّنَ الصَّحَابَةِ اِنَّ اللّٰهَ اَوْحٰی اِلٰی مُوْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفٍّ هٰرُوْنَ فَاْتِ جَبَلَ كَذَا فَانْطَلَقَا نَحْوَ الْجَبَلِ فَاِذَا هُمْ بِشَجَرَةٍ وَّ بَیْتٍ فِیْهِ سَرِیْرٌ عَلَیْهِ فُرُشٌ وَّرِیْحٌ طَیِّبَةٌ فَلَمَّا نَظَرَ هٰرُوْنُ اِلٰی ذٰلِكَ الْجَبَلِ وَالْبَیْتِ وَ مَا فِیْهِ اَعْجَبَهٗ فَقَالَ یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اُحِبُّ اَنْ اَنَامَ عَلٰی هٰذَا السَّرِیْرِ قَالَ نَمْ عَلَیْهِ قَالَ نَمْ مَعِیْ فَلَمَّا نَامَا اَخَذَ هٰرُوْنَ الْمَوْتُ فَلَمَّا قُبِضَ دُفِعَ ذَالِكَ الْبَیْتُ وَ ذَهَبَ تِلْكَ الشَّجَرَةُ وَرُفِعَ السَّرِیْرُ اِلَی السَّمَآءِ فَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰی اِلٰی بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ قَالُوْا قَتَلَ هٰرُوْنَ وَحَسَدَهٗ لِحُبِّ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَهٗ وَ كَانَ هٰرُوْنُ اَكَفَّ عَنْهُمْ وَ اَلْیَنَ لَهُمْ وَكَانَ فِیْ مُوْسٰی بَعْضُ الْغِلْظَةِ عَلَیْهِمْ فَلَمَّا بَلَغَهٗ ذٰلِكَ قَالَ وَیْحَكُمْ اَفْتَرَوْنِیْ اَقْتُلُهٗ فَلَمَّا كَثُرُوْا عَلَیْهِ قَامَ فَصَلّٰی رَكْعَتَیْنِ ثُمَّ دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰی فَنَزَلَ بِالسَّرِیْرِ حَتّٰی نَظَرُوْا اِلَیْهِ بَیْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَصَدَّقُوْهُ۔

پہلی روایت سے دوسری روایت زیادہ واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو وحی کی کہ ہارون کو وفات ہوگی لہٰذا تم فلاں پہاڑ پر آؤ۔

چنانچہ موسیٰ و ہارون دونوں اس پہاڑ پر چلے کہ وہاں ایک درخت نظر آیا اور ایک گھر جس میں ایک مسہری نفیس بستر سے سجی ہوئی ملی جو خوشبو سے معطر تھا جب ہارون علیہ السلام نے پہاڑ پر سامان دیکھا تو بہت پسند کیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا جی چاہتا ہے کہ میں اس پر سو جاؤں۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا سو جاؤ تو حضرت ہارون نے عرض کیا آپ بھی میرے ساتھ سوئیں آپ بھی لیٹ گئے کہ اچانک ہارون علیہ السلام پر موت آگئی جب آپ کی روح قبض ہوگئی تو وہ گھر اٹھا اور وہ درخت بھی چلا گیا اور وہ مسہری بھی آسمان کی طرف اٹھ گئی۔

موسیٰ علیہ السلام تنہا بنی اسرائیل میں جب واپس تشریف لائے تو وہ وفات ہارون کا سن کر بولے آپ نے انہیں مار ڈالا۔

موسیٰ علیہ السلام نے یہ سن کر انہیں کہا افسوس ہے تم پر کیا مجھ پر افتراء کرتے ہو کہ میں نے انہیں مار دیا۔

وہ بولے چونکہ ہارون ہمیں محبوب تھے اور ہم سے نرم برتاؤ فرماتے تھے اس لئے آپ نے ایسا کیا اور موسیٰ علیہ السلام ان کے ساتھ کچھ غلظت اور سختی فرماتے تھے تو انہوں نے آپ پہ الزام لگایا کہ حضرت ہارون کو موسیٰ علیہ السلام نے قتل کر دیا ہے۔

آپ نے کھڑے ہو کر دوگانہ ادا فرمایا پھر بارگاہ الٰہی میں دعا کی چنانچہ وہ مسہری اتری اور آسمان و زمین میں معلق ٹھہر گئی

Marfat.com

اور سب نے دیکھ کر آپ کی تصدیق کی کہ فی الواقع ہارون علیہ السلام کی وفات ہوگئی ہے تو فَبَرَّاَهُ اللّٰهُ مِمَّا قَالُوْا میں اسی طرف اشارہ ہے۔

اس کے علاوہ بعض روایات میں ہے کہ آپ پر الزام زنا لگایا گیا معاذ اللہ تو اللہ تعالیٰ نے بری فرمایا۔

بعض نے قصہ قارون جس کا مفصل حال سورہ قصص میں بیان ہو چکا اس طرف اسے منسوب کیا۔

بعض نے آپ کے ذمہ سحر اور جنون کا الزام رکھا۔

بہر حال الزام یقیناً بنی اسرائیل نے لگایا اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس الزام سے پاک کیا۔ اور کیوں نہ کرتا جب کہ وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ۝۶۹ ۔ آپ اللہ کے نزدیک جاہ و منزلت رکھتے تھے۔

وَجِيْهًا کے معنی آلوسی رحمہ اللہ کرتے ہیں: كَانَ ذَاجَاهٍ وَّ مَنْزِلَةٍ عِنْدَهٗ عَزَّ وَجَلَّ ۔ آپ اللہ کے نزدیک ذی جاہ و منزلت تھے۔

اور قطرب رحمہ اللہ بھی ایسا ہی کہتے ہیں: كَانَ رَفِيْعَ الْقَدْرِ ۔ موسیٰ علیہ السلام بلند عزت تھے۔

ابن زید رحمہ اللہ کہتے ہیں: كَانَ مَقْبُوْلًا ۔ آپ اللہ کے مقبول تھے۔

اور ابن ابی حاتم حسن سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ وَجِيْهًا مُسْتَجَابُ الدَّعْوَاتِ ۔ وَجِيْهًا کے معنی مستجاب الدعوات ہے۔

بعض نے کہا: مَا سَاَلَ شَيْئًا اِلَّا اُعْطِيَ اِلَّا الرُّؤْيَةُ فِي الدُّنْيَا ۔ آپ نے جو بھی اللہ تعالیٰ سے طلب کیا وہ ضرور دیا گیا سوا رویت فی الدنیا کے۔ جب کہ آپ نے عرض کیا: رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ تو اس کا جواب لَنْ تَرٰىنِيْ ملا۔

بعض نے کہا وَجِيْهًا کے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ سے کلام فرما کر کلیم اللہ بنایا آگے ارشاد ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝۷۰ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝۷۱

اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور جب بات کرو تو نرم طریقہ سے بولو تمہارے اعمال درست کرے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ یقیناً دین و دنیا میں کامیاب ہوا۔

اتَّقُوا اللّٰهَ کا معنی ہے اللہ کا خوف رکھو ہر حرکت و عمل میں خصوصاً ان باتوں میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذا دینے والی ہیں اور اپنا کلام نرم رکھو اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینے والے مکالمہ سے اجتناب کرو۔

چنانچہ قتادہ اور مقاتل رحمہما اللہ کہتے ہیں: اِنَّ الْمَعْنٰى وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا فِيْ شَانِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ زَيْدٍ وَ زَيْنَبَ ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں اور حضرت زید و زینب کے معاملہ میں اپنی زبان روکو اور نا ملائم الفاظ سے اجتناب کرو۔

اور قول سدید سے بعض نے کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مراد لیا۔

اور اس کے بعد اس کا اجر و ثواب فرمایا:

يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۭ

Marfat.com

تمہارے اعمال میں صلاحیت قبول بخشی جائے گی اور اس کا ثواب دیا جائے گا۔

جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اور تمہارے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تمہاری استقامت اور اعمال صالحہ کفارہ ہوں گے تمہارے گناہوں کے۔ اور

مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

اور جو اطاعت کرے اللہ اور اس کے رسول کی وہ دارین میں کامیاب ہے۔

یعنی اللہ و رسول کے اوامر و مناہی میں جو اتباع کرے وہ زبردست کامیاب ہے۔

اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝

بے شک ہم نے پیش کیا اپنی امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو وہ انکاری ہوئے اس کے اٹھانے سے اور ڈرے اس سے اور اٹھا لیا اسے انسان نے بے شک وہ اپنے اوپر زیادتی کرنے والا ناعاقبت اندیش تھا۔

اس سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عظمت شان اطاعت الٰہی اور اتباع رسالت پناہی ظاہر فرمائی تھی پھر عذاب الیم سے نجات پانے والوں اور احکام کی رعایت کرنے والوں کی زبردست کامیابی بیان کی اس کے بعد امانت کا ذکر فرمایا۔

یہ دراصل مصدر ہے جیسے امن اور امان۔

گویا تنبیہ کی گئی کہ حقوق اللہ عزوجل کی حفاظت اور اس امانت کا خاص خیال رکھا جائے۔

اس کی استعداد اجرام فلکیہ اور اعیان ارضیہ و جبال میں بھی نہیں تھی اسی وجہ میں اس کی طرف سے اباء و معذرت ظاہر کی گئی اس لئے کہ تکالیف شرعیہ اور صعوبت اوامر کے یہ قابل ہی نہ تھے یہی وجہ تھی کہ ان پر امر تخییری ہوا اور اگر یہ امانت اٹھانا ان پر بطریق تکلیف ہوتا تو انہیں شعور و ادراک بھی دیا جاتا اسی بناء پر ارشاد ہے:

وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ؕ - اس امانت کو انسان نے اٹھالیا۔

اس لئے کہ وہ ذی شعور و ادراک تھا اور اس میں ظلوم و جہول بھی تھے یا اس کی فطرت میں تھا کہ وہ مفرط فی الظلم اور مبالغ فی الجہل بھی ہے۔

تو جوان میں اپنی فطرت سلیمہ اور قبول امر میں سابق ہوگا اس سے ان کا امتیاز ہو جائے گا جو اوامر و نواہی پر عمل نہ کریں گے۔ چنانچہ فرمایا:

لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝

تاکہ عذاب دیئے جائیں اللہ کی طرف سے منافق مرد اور منافق عورتیں اور مشرک مرد اور مشرک عورتیں اور توبہ قبول فرمائے اللہ مومن مردوں کی اور مومنہ عورتوں کی اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لِيُعَذِّبَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَعْضَ اَفْرَادِ الَّذِيْنَ لَمْ يُرَاعُوْهَا وَلَمْ يُقَابِلُوْهَا بِالطَّاعَةِ بعض ان افراد کو اللہ تعالیٰ عذاب دے گا جو اطاعت اوامر و مناہی کی رعایت نہیں کریں گے۔

Marfat.com

اور وَيَتُوْبَ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ۔توبہ قبول کرے گا اللہ تعالیٰ مومنین ومومنات کی اور وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اب امانت کے مفہوم کے متعلق جو اقوال ہیں وہ پیش خدمت ہیں:

پہلا قول: اَلْاَمَانَةُ الطَّاعَةُ لِاَنَّهَا لَازِمَةُ الْوُجُوْدِ كَمَا اَنَّ الْاَمَانَةَ لَازِمَةُ الْاَدَاءِ۔ امانت سے مراد طاعت ہے اس لئے کہ وہ لازمہ وجود ہے جیسے امانت لازمہ ادا ہے۔

دوسرا قول: اَلْاَمَانَةُ الْفَرَائِضُ۔ امانت سے مراد فرائض ہیں۔

تیسرا قول: اَلْاَمَانَةُ الصَّلٰوةُ۔ امانت سے مراد نماز ہے چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ہے: اِنَّهُ اِذَا دَخَلَ وَقْتُ الصَّلٰوةِ اِصْفَرَّ وَجْهُهُ الشَّرِيْفُ وَ تَغَيَّرَلَوْنُهُ فَسُئِلَ عَنْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهُ دَخَلَ عَلَيَّ وَقْتُ اَمَانَةٍ عَرَضَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَقَدْ حَمَلْتُهَا اَنَا مَعَ ضُعْفِيْ فَلَا اَدْرِيْ كَيْفَ اُؤَدِّيْهَا۔

آپ کا یہ حال تھا کہ جب نماز کا وقت ہوتا آپ کے چہرۂ اقدس کا رنگ زرد ہو جاتا اور رنگ بدل جاتا تو آپ سے پوچھا گیا کہ یہ کیا بات ہے حضرت! تو آپ فرماتے کہ یہ وقت اداء امانت کا ہے اور اس امانت کا جسے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر جب پیش کیا تو وہ صاف خائف ہو کر انکاری ہو گئے اب میں نے باوجود ضعف کے اسے اٹھالیا پس میں نہیں جانتا کہ اس امانت فرضی کو کیسے ادا کروں۔

چوتھا قول یہ ہے: اَلصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ امانت سے مراد نماز روزہ اور غسل جنابت ہے۔

چنانچہ عبدالرزاق، عبد بن حمید، زید بن اسلم رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْاَمَانَةُ ثَلَاثٌ اَلصَّلٰوةُ وَالصِّيَامُ وَالْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ۔ امانت سے مراد تین چیزیں ہیں نماز، روزہ اور غسل جنابت۔

پانچواں قول سدی اور ضحاک رحمہما اللہ سے ہے: اِنَّهَا اَمَانَاتُ النَّاسِ الْمَعْرُوْفَةُ وَالْوَفَاءُ بِالْعُهُوْدِ۔ اس سے مراد امانات مشہورہ اور ایفاء عہود ہیں۔

چھٹا قول ہے: هِيَ كَلِمَةُ التَّوْحِيْدِ لِاَنَّهَا الْمَدَارُ الْاَعْظَمُ لِلتَّكْلِيْفَاتِ الشَّرْعِيَّةِ۔ امانت سے مراد کلمہ توحید ہے اس لئے کہ اس پر تمام تکلیفات شرعیہ کا مدار ہے۔ اگر کلمہ توحید نہیں تو کوئی بھی عبادت نہیں ہے۔

ساتواں قول ہے کہ امانت سے مراد اعضاء انسان ہیں جس نے اعضاء کی محافظت کی وہ امین امانت ہے اور جس نے ان اعضاء کو بے جا استعمال کیا وہ خائن ہے۔ اعضاء میں شرمگاہ عورت و مرد بھی داخل ہیں۔ چنانچہ حکیم ترمذی رحمہ اللہ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے راوی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الْاِنْسَانِ فَرْجُهُ ثُمَّ قَالَ هٰذِهٖ اَمَانَتِيْ عِنْدَكَ فَلَا تَضَعْهَا اِلَّا فِيْ حَقِّهَا فَالْفَرْجُ اَمَانَةٌ وَالسَّمْعُ اَمَانَةٌ وَالْبَصَرُ اَمَانَةٌ۔

اور اباء سے مراد اظہار عجز ہے۔ چنانچہ

ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور ابن الانباری ابن جریج سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ

Marfat.com

لَمَّا خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَالْجِبَالَ قَالَ اِنِّیْ فَارِضٌ فَرِیْضَةً وَ خَالِقٌ جَنَّةً وَّ نَارًا وَ ثَوَابًا لِّمَنْ اَطَاعَنِیْ وَ عِقَابًا لِمَنْ عَصَانِیْ فَقَالَتِ السَّمٰوٰتُ خَلَقْتَنِیْ فَسُخِّرَتْ فِیَّ الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَ النُّجُوْمُ وَالسَّحَابُ وَالرِّیْحُ فَاَنَا مُسَخَّرَةٌ عَلٰی مَا خَلَقْتَنِیْ لَا اَتَحَمَّلُ فَرِیْضَةً وَّ لَا اَبْغِیْ ثَوَابًا وَ لَا عِقَابًا وَ نَحْوِ ذٰلِکَ قَالَتِ الْاَرْضُ وَالْجِبَالُ۔

اللہ تعالیٰ نے جب آسمان زمین اور پہاڑ پیدا فرمائے تو سب سے ارشاد ہوا میں کچھ فرائض فرض کرنے والا ہوں اور جنت و دوزخ اور ثواب و عذاب بھی مقرر کروں گا۔ ثواب مطیع کے لئے عذاب نافرمان کے لئے تو اس پر آسمان و زمین اور پہاڑوں نے عرض کیا الٰہی تو نے ہمیں پیدا کر کے مسخر فرمایا ہے اور سورج چاند ستارے بھی مسخر کیے بادل اور ہوائیں بھی مسخر فرمائیں تو ہم سب اپنی خلقت میں تیرے مسخر ہیں مگر ایسے فرائض کی ہم میں استعداد و قوت نہیں ہے اور ہم ثواب اور عذاب کے بھی طالب نہیں ہیں۔

وَ یُعْلَمُ مِمَّا ذُکِرَ اَنَّ الْاِبَآءَ لَمْ یَکُنْ مَّعْصِیَةً لِاَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ هُنَاکَ تَکْلِیْفٌ بَلْ تَخْیِیْرٌ۔ اور جو کچھ فرمایا گیا ظاہر ہے کہ اس میں اباء و انکار ہرگز معصیت و نافرمانی نہ تھا اس لئے کہ یہاں انہیں مکلف نہیں کیا گیا تھا بلکہ تخییر دے کر ارشاد ہوا تھا کہ اگر تم چاہو تو تم پر بھی یہ فرض مقرر کر دیا جائے تو انہوں نے عاجزانہ طور پر انکار کر دیا۔ اس کی تصریح

ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ اس طرح روایت کرتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی عَرَضَ الْاَمَانَةَ عَلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا فَاَبَتْ ثُمَّ الَّتِیْ تَلِیْهَا۔ فَاَبَتْ حَتّٰی فَرَغَ مِنْهَا ثُمَّ الْاَرَضِیْنَ ثُمَّ الْجِبَالَ ثُمَّ عَرَضَهَا عَلٰی اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقَالَ نَعَمْ بَیْنَ اُذُنِیْ وَعَاتِقِیْ۔ الخ

اللہ تعالیٰ نے امانت فرائض آسمان دنیا پر پیش کی تو اس نے عاجزی سے انکار کیا پھر اس کے قریب والے آسمان پر پیش کی اس نے اپنی نااہلی ظاہر کر دی غرضکہ پھر زمین پر پیش کیا پھر پہاڑوں پر پیش کیا جب سب نے اپنی عدم استعداد کا اظہار کر دیا تو حضرت آدم علیہ السلام پر پیش کیا آپ نے عرض کیا ہاں یہ امانت میرے سر اور کندھوں پر ہے۔

اور ابن جوزی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لَمَّا خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اٰدَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَ نَفَخَ فِیْهِ الرُّوْحَ مُثِّلَتْ لَهُ الْاَمَانَةُ بِصَخْرَةٍ۔ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور ان میں نفخ روح کر دیا۔ تو امانت الٰہی کو متمثل بصخرہ یعنی ایک چٹان کی صورت میں کر کے۔

ثُمَّ قَالَ لِلسَّمٰوٰتِ احْمِلِیْ هٰذِهٖ فَاَبَتْ وَقَالَتْ اِلٰهِیْ لَا طَاقَةَ لِیْ بِهَا۔ پھر آسمانوں کو فرمایا کیا تم یہ اٹھا سکتے ہو انہوں نے انکار کرتے ہوئے عرض کیا الٰہی ہمیں اس کی طاقت نہیں۔

وَ قَالَ سُبْحٰنَهٗ لِلْاَرْضِ احْمِلِیْهَا فَقَالَتْ لَاطَاقَةَ لِیْ بِهَا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے زمین کو فرمایا اسے اٹھا اس نے بھی عرض کی الٰہی مجھ میں طاقت نہیں۔

وَ قَالَ تَعَالٰی لِلْجِبَالِ احْمِلِیْهَا فَقَالَتْ لَاطَاقَةَ لِیْ بِهَا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو فرمایا کہ اس امانت کو اٹھاؤ انہوں نے عرض کیا الٰہی مجھ میں اس کی طاقت نہیں۔

فَاَقْبَلَ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَحَرَّکَهَا بِیَدِهٖ۔ تو آدم علیہ السلام آئے اور اس چٹان کو ہاتھ سے ہلایا پھر عرض کیا:

Marfat.com

لَوْشِئْتَ لَحَمَلْتُهَا فَحَمَلَهَا حَتّٰى بَلَغَتْ حِقْوَيْهِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى عَاتِقِهٖ فَلَمَّا اَهْوٰى لِيَضَعَهَا نُوْدِىَ مِنْ جَانِبِ الْعِزِّ يَا اٰدَمُ مَكَانَكَ لَا تَضَعْهَا فَهٰذِهِ الْاَمَانَةُ قَدْ بَقِيَتْ فِيْ عُنُقِكَ وَ عُنُقِ اَوْلَادِكَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَكُمْ عَلَيْهَا ثَوَابٌ فِيْ حَمْلِهَا وَ عِقَابٌ فِيْ تَرْكِهَا۔

الٰہی اگر تیری مشیت ہوتو میں اسے اٹھالوں غرضکہ اٹھالیا حتیٰ کہ وہ آپ کی کمر تک پہنچا پھر اسے کندھوں پر رکھا تو جب آپ اس کے بوجھ سے جھکا چاہتے تھے کہ اسے اتار دیں تو اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئی اے آدم! اپنی جگہ رہو اور اب اس امانت کو اٹھانے کے بعد نہ گراؤ۔ یہ وہ امانت ہے جو آپ کی اور آپ کی اولاد کی گردن پر قیامت تک رہے گی اور اس کا ثواب اتباع میں ملے گا اور عذاب اس کے ترک میں ہوگا۔

اور مثل بصخرہ ہونا ایسا ہی ہے جیسے موت کے متعلق ہے کہ وہ مینڈھے کی صورت میں لائی جائے گی اور ذبح کردی جائے گی۔

اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝۷۲ یعنی اسے ملائکہ مزید ظلم وجہل کا مجسمہ جانتے تھے۔

یا یہ معنی ہیں: كَانَ ظَلُوْمًا لِنَفْسِهٖ حَيْثُ حَمَلَهَا عَلٰى ضُعْفِهٖ وہ اپنی جان پر باوجود ضعف زیادتی کرنے والا تھا اور

جَهُوْلًا۔ بایں معنی کہ جس کی برداشت سے اجسام قویہ عاجز ہوئے اسے ناعاقبت اندیش انسان نے اٹھالیا۔

آٹھواں قول امانت کے معنی میں یہ بھی ہے: اَلْمُرَادُ بِالْاَمَانَةِ مُطْلَقُ الْاِنْقِيَادِ۔ امانت سے مراد مطلق انقیاد و اتباع ہے۔

اور نواں قول یہ ہے: اَلْاَمَانَةُ تَجَلِّيَاتُهٗ عَزَّوَجَلَّ بِاَسْمَآئِهِ الْحُسْنٰى وَ صِفَاتِهِ الْعُلْيَا۔ امانت سے مراد تجلیات عزوجل ہیں اسماء حسنیٰ اور اس کی بلند صفات کے ساتھ۔

وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝۷۳ ۔ اور اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔

باب الاشارات میں آلوسی شیخ اکبر ابن عربی رحمہما اللہ کا قول نقل کرتے ہیں: اِنَّ الْاَمَانَةَ الَّتِىْ عُرِضَتْ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا هِىَ السَّعَةُ لِمَعْرِفَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ یہ امانت عرفان، عرفان الٰہی ہے جس کا بار سوا انسان کوئی نہ اٹھا سکا۔

سورۃ سبا

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِى الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ۝۱

سب تعریفیں اللہ ہی کو ہیں کہ اس کی ملک ہیں جو آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں اور وہی حکمت والا خبردار ہے

Marfat.com

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْأَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَ مَا يَعْرُجُ فِيهَا ؕ وَ هُوَ الرَّحِيمُ الْغَفُورُ ﴿٢﴾	جانتا ہے جو کچھ جاتا ہے زمین میں اور جو کچھ اس سے نکلتا ہے اور جو برستا ہے آسمان سے اور جو چڑھتا ہے اس میں اور وہی مہربان بخشنے والا ہے
وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَأْتِينَا السَّاعَةُ ؕ قُلْ بَلَىٰ وَرَبِّي لَتَأْتِيَنَّكُمْ ۙ عَالِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَلَا أَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا أَكْبَرُ إِلَّا فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ﴿٣﴾	اور بولے وہ جو کافر ہیں نہیں آئے گی ہم پر قیامت فرما دیجئے ضرور آئے گی میرے رب کی قسم جو غیب بالذات جاننے والا ہے نہیں پوشیدہ اس سے ذرہ بھر آسمانوں اور زمین میں اور نہ ذرہ سے چھوٹی نہ بڑی مگر صاف بتانے والی کتاب میں ہے
لِّيَجْزِيَ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيمٌ ﴿٤﴾	تا کہ صلہ دے ایمان والوں کو اور نیک عمل کرنے والوں کو، یہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت والا رزق
وَالَّذِينَ سَعَوْ فِيٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِينَ أُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ أَلِيمٌ ﴿٥﴾	اور وہ جو ہماری آیتوں میں کوشش کرتے ہیں عاجز کرنے کی یہ وہ ہیں جن کے لئے عذاب ہے سخت دردناک
وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيٓ إِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ﴿٦﴾	اور دیکھتے ہیں وہ جنہیں علم ملا جو کچھ تمہاری طرف نازل ہوا تمہارے رب کے پاس سے وہی حق ہے اور وہ بتاتا ہے راہ سب خوبیوں والے سراہے گئے کی
وَ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ﴿٧﴾	اور کافر بولے کیا ہم ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں خبر دے کہ جب تم ٹکڑے ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تم پھر نئی پیداوار میں آؤ گے
أَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا أَمْ بِهِ جِنَّةٌ ؕ بَلِ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِيدِ ﴿٨﴾	کیا اللہ پر اس نے جھوٹ باندھا یا اسے جنون ہے بلکہ وہ ایمان نہیں لاتے آخرت پر وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں
أَفَلَمْ يَرَوْا إِلٰى مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْأَرْضِ ؕ إِنْ نَّشَأْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْأَرْضَ أَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيبٍ ﴿٩﴾	تو کیا نہ دیکھا جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان و زمین میں اگر ہم چاہیں تو انہیں دھنسا دیں زمین میں یا ان پر ٹکڑا گرا دیں آسمان سے بے شک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے متبرک کے لئے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

اَلْحَمْدُ - سب تعریفیں   لِلّٰهِ - اللہ ہی کو ہیں   الَّذِیْ - وہ کہ   لَهٗ - اسی کا ہے

مَا - جو   فِی - بیچ   السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے ہے   وَ - اور

Marfat.com

مَا۔جو	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	وَ۔اور
لَهُ۔اسی کی	الْحَمْدُ۔تعریف ہے	فِی۔بیچ	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے
وَ۔اور	هُوَ۔وہ ہے	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا	الْخَبِيْرُ۔خبردار
يَعْلَمُ۔جانتا ہے	مَا۔جو	يَلِجُ۔داخل ہوتا ہے	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	وَ۔اور	مَا۔جو	يَخْرُجُ۔نکلتا ہے
مِنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	مَا۔جو	يَنْزِلُ۔اترتا ہے
مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	وَ۔اور	مَا۔جو	يَعْرُجُ۔چڑھتا ہے
فِيْهَا۔اس میں	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الرَّحِيْمُ۔رحم کرنے والا
الْغَفُوْرُ۔بخشنے والا ہے	وَ۔اور	قَالَ۔کہا	الَّذِيْنَ۔انہوں نے جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	لَا۔نہیں	تَاْتِيْنَا۔آئے گی ہمارے پاس	السَّاعَةُ۔قیامت
قُلْ۔فرمائیے	بَلٰى۔کیوں نہیں	وَ۔قسم ہے	رَبِّیْ۔میرے رب کی
لَتَاْتِيَنَّكُمْ۔ضرور آئے گی تمہارے پاس		عٰلِمِ۔وہ جاننے والا ہے	الْغَيْبِ۔غیب کا
لَا۔نہیں	يَعْزُبُ۔چھپی رہتی	عَنْهُ۔اس سے	مِثْقَالُ۔برابر
ذَرَّةٍ۔ایک ذرہ کے	فِی۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
لَا۔نہ	فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَصْغَرُ۔چھوٹی	مِنْ ذٰلِكَ۔اس سے	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَكْبَرُ۔بڑی	اِلَّا۔مگر	فِی۔بیچ
كِتٰبٍ۔کتاب	مُّبِيْنٍ۔روشن کے ہے	لِّيَجْزِيَ۔تاکہ بدلہ دے	الَّذِيْنَ۔ان کو
اٰمَنُوْا۔جو ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔نیک
اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	لَهُمْ۔ان کے لئے	مَّغْفِرَةٌ۔بخشش ہے	وَّ۔اور
رِزْقٌ۔رزق	كَرِيْمٌ۔اچھا	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو
سَعَوْا۔کوشش کریں	فِیٓ۔بیچ	اٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کے	مُعٰجِزِيْنَ۔عاجز کرنے والے
اُولٰٓئِكَ۔یہ وہ ہیں کہ	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	مِّنْ رِّجْزٍ۔سخت
اَلِيْمٌ۔دردناک	وَ۔اور	يَرَى۔دیکھتے ہیں	الَّذِيْنَ۔وہ جنہیں
اُوْتُوا۔دیا گیا	الْعِلْمَ۔علم	الَّذِیٓ۔وہ جو	اُنْزِلَ۔اتارا گیا
اِلَيْكَ۔آپ کی طرف	مِنْ رَّبِّكَ۔تمہارے رب سے		هُوَ الْحَقَّ۔وہی حق ہے
وَ۔اور	يَهْدِیٓ۔راہ دکھاتا ہے	اِلٰی۔طرف	صِرَاطِ۔راہ
الْعَزِيْزِ۔غالب	الْحَمِيْدِ۔تعریف کئے گئے کی	وَ۔اور	قَالَ۔کہا

Marfat.com

الَّذِیۡنَ۔انہوں نے جو	كَفَرُوۡا۔کافر ہیں	هَلۡ۔کیا	نَدُلُّكُمۡ۔بتائیں ہم تم کو
عَلٰى رَجُلٍ۔وہ آدمی جو		یُنَبِّئُكُمۡ۔بتاتا ہے تم کو	اِذَا۔جب
مُزِّقۡتُمۡ۔ٹکڑے ہوجاؤ گے تم	كُلَّ۔پوری طرح	مُمَزَّقٍ۔ٹکڑے	اِنَّكُمۡ۔بے شک تم
لَفِىۡ۔بیچ	خَلۡقٍ۔پیدائش	جَدِیۡدٍ۔نئی کے ہوگے	اَفۡتَرٰى۔کیا باندھا
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	كَذِبًا۔جھوٹ	اَمۡ۔یا
بِهٖ۔وہ	جِنَّةٌ۔دیوانہ ہے	بَلِ۔بلکہ	الَّذِیۡنَ۔وہ جو
لَا۔نہیں	یُؤۡمِنُوۡنَ۔ایمان لاتے	بِالۡاٰخِرَةِ۔آخرت پر	فِى۔بیچ
الۡعَذَابِ۔عذاب	وَ۔اور	الضَّلٰلِ۔گمراہی	الۡبَعِیۡدِ۔دور میں ہیں
اَفَلَمۡ۔کیا نہ	یَرَوۡا۔دیکھا انہوں نے	اِلٰى۔طرف	مَا۔اس کی جو
بَیۡنَ۔آگے	اَیۡدِیۡهِمۡ۔ان کے ہے	وَ۔اور	مَا۔جو
خَلۡفَهُمۡ۔پیچھے ان کے ہے	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	وَ۔اور	الۡاَرۡضِ۔زمین سے
اِنۡ۔اگر	نَّشَاۡ۔ہم چاہیں تو	نَخۡسِفۡ۔دھنسا دیں	بِهِمُ۔ان کو
الۡاَرۡضَ۔زمین میں	اَوۡ۔یا	نُسۡقِطۡ۔گرادیں	عَلَیۡهِمۡ۔ان پر
كِسَفًا۔ٹکڑا	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	اِنَّ۔بے شک	فِىۡ۔بیچ
ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰیَةً۔نشانی ہے	لِّكُلِّ۔ہر	عَبۡدٍ۔بندے
مُّنِیۡبٍ۔رجوع کرنے والے کے			

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

سورہ سبا مکی ہے سوا ایک آیت وَیَرَى الَّذِیۡنَ اُوۡتُوا الۡعِلۡمَ کے۔

اس میں چھ رکوع ۵۴ آیتیں، آٹھ سو بیس کلمے ایک ہزار پانچ سو بارہ حرف ہیں۔

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِىۡ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الۡاَرۡضِ وَلَهُ الۡحَمۡدُ فِى الۡاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡخَبِیۡرُ ①

سب تعریفیں ہیں اس ذات جل وعلا کو جس کی ملک میں ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور اسی کی تعریف ہے آخرت میں۔

یعنی ہر چیز کا مالک وخالق اور حاکم ومتصرف وہی اللہ تعالیٰ ہے اور ہر خوبی اسی کو زیبا ہے تو وہی حمد وثناء کا مستحق وسزاوار ہے اور جس حمد کا دنیا میں مستحق ہے ایسا ہی آخرت میں بھی وہی مستحق حمد وثناء ہے چنانچہ دنیا میں تو بندوں پر اس کی حمد واجب ہے اس لئے کہ یہ دار عمل ہے اور آخرت میں اہل جنت نعمتوں کے سرور اور راحت کی خوشی میں اس کی حمد کریں گے۔

اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔

یَعۡلَمُ مَا یَلِجُ فِى الۡاَرۡضِ وَمَا یَخۡرُجُ مِنۡهَا وَمَا یَنۡزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا یَعۡرُجُ فِیۡهَا ؕ وَهُوَ الرَّحِیۡمُ الۡغَفُوۡرُ ②

جانتا ہے جو کچھ زمین میں جاتا ہے اور جو زمین سے نکلتا ہے اور جو آسمان سے اترتا ہے اور جو اس میں چڑھتا ہے اور وہی

ہے مہربان بخشنے والا۔

زمین میں داخل ہونے والا بارش کا پانی اور مردے اور دفینے ہیں یہ سب اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں اور زمین سے نکلنے والا سبزہ اور درخت چشمے اور کانیں اور یوم حشر مردے ہیں ان کا علم بھی اس علیم وخبیر کو ہے اور زمین سے آسمان کی طرف جانے والا ابر ہے جو شعاع شمسی سے سمندر سے بخار بن کر اڑتا ہے اس سے اولے بھی بنتے ہیں پھر اس سے انواع واقسام کی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور بندے کی دعائیں اور ملائکہ علیہم السلام بھی اس میں داخل ہیں کہ وہ زمین سے بندوں کی دعائیں لے کر چڑھتے ہیں اور وہ مہربان بھی ہے اور بخشنے والا بھی۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ۖ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ

اور کافر بولے ہم پر قیامت نہ آئے گی آپ فرمادیں کیوں نہیں قسم بخدا ضرور تم پر آئے گی۔

یعنی مشرکین نے جب قیامت سے انکار کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اس کے آنے کو قطعی یقینی ظاہر فرمایا اور ارشاد ہوا:

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾

غیب جاننے والا ہے اس سے مخفی نہیں ذرہ بھر کوئی چیز آسمانوں میں اور نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی اور نہ بڑی مگر ایک بتانے والی کتاب میں ہے۔

یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ بالذات غیب جاننے والا ہے اس سے کوئی چیز مخفی نہیں تو قیامت کا آنا اور اس کے قائم ہونے کا وقت بھی اس کے علم میں ہے اور یہ تمام امور روشن کتاب یعنی لوح محفوظ میں ہیں۔ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ۔ عزب کے لغوی معنی دور ہونے کے ہیں یا غائب ہونے۔ محاورہ میں بولتے ہیں: عَزَبَ عَنِّي فُلَانٌ اَيْ بَعُدَ وَ غَابَ فلاں مجھ سے دور ہو گیا یا غائب ہو گیا۔

اور اونٹ چراگاہ میں دور چلا جائے تو عَزَبَتِ الْاِبِلُ فِي الْمَرْعٰى بولتے ہیں۔

اور عزب بفتحتین تجرد کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ عَزَبَ الرَّجُلُ۔ مرد مجرد ہے: عَزَبَتِ الْمَرْاَةُ عورت بلا مرد ہے تَعَزَّبَ فُلَانٌ اَيْ تَاَهَّلَ کے معنی میں بھی آتے ہیں۔

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

تاکہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش ہے اور عزت کا رزق۔

یعنی ان کے لئے جنت ہے اور وہاں کی نعمتیں۔

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾

اور جنہوں نے ہماری آیتوں میں ہرانے کی کوشش کی ان کے لئے سخت عذاب دردناک ہے۔

یعنی آیات الٰہی عزوجل میں طعن کر کے انہیں شعر وسحر وغیرہ بتا کر لوگوں کو ان سے روکنا چاہتے ہیں آیہ کریمہ کی تفصیل اس سورۃ مبارکہ کے رکوع پنجم میں مذکور ہوئی ہے۔

Marfat.com

وَ يَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ الَّذِيْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَ يَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ
الْحَمِيْدِ ۞

یعنی اصحاب رسول یا مومنین اہل کتاب جنہیں علم ملا مثل عبداللہ بن سلام اور ان کے ساتھیوں علیہم رضوان کے وہ دیکھتے ہیں کہ جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کے پاس سے اترا وہی حق ہے اور ہدایت کرتے ہیں اس راہ کی جو عزت والے خوبیوں والے کی ہے۔

یعنی یہودی اور مومنین اہل کتاب اور صحابہ کرام کو معلوم ہے کہ قرآن کریم سچا راہ نما اور حق ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ يُّنَبِّئُكُمْ اِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ اِنَّكُمْ لَفِيْ خَلْقٍ جَدِيْدٍ ۞

اور کافر بولے کہ کیا ہم تمہیں ایسا آدمی بتائیں جو تمہیں مطلع کرے جب تم پرزہ پرزہ ہو کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تمہیں پھر نئی پیداوار میں آنا ہے۔

اور یہ کفار کا متعجبانہ قول تھا جو آپس میں کہتے تھے کہ تم نے وہ مرد عجیب بھی دیکھا یعنی حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ جو فرماتے ہیں کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو پھر دوبارہ بنائے جاؤ گے یعنی وہ ایسی عجیب وغریب باتیں کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ آگے اس کا رد فرماتا ہے۔

مُمَزَّقٍ۔ مصدر ہے اور تمزیق اور فرق ایک معنی دیتا ہے۔ کپڑے کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینے کے لیکن تمزیق میں مبالغہ ہے۔

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ۭ بَلِ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِي الْعَذَابِ وَالضَّلٰلِ الْبَعِيْدِ ۞

کیا اللہ پر اس نے یعنی حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ باندھا ہے (معاذ اللہ) جنون ہے بلکہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہ عذاب اور دور کی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ہمارے حبیب کی ان باتوں کو کیا کافر افتراء سمجھتے ہیں یا انہیں جنون اور سودا کا مریض سمجھتے ہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ منکرین گمراہ ہیں اور عذاب آخرت میں مبتلا ہونے والے ہیں بعث وحساب کا انکار ہی انہیں عذاب میں مبتلا کرے گا۔

اَفَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۭ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَيْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِيْبٍ ۞

تو کیا نہ دیکھا انہوں نے جو ان کے آگے اور پیچھے ہے آسمان اور زمین میں ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا گرا دیں بے شک اس میں نشانی ہے ہر رجوع لانے والے بندے کے لئے۔

یعنی کیا وہ اندھے ہیں کہ انہوں نے آسمان اور زمین کی طرف نگاہ نہیں ڈالی اور اپنے آگے پیچھے دیکھا ہی نہیں کہ انہیں معلوم ہوتا کہ وہ ہر سمت سے احاطہ میں ہیں اور اقطار زمین و آسمان سے باہر نہیں جا سکتے اور خدا کی ملکیت سے باہر نہیں نکل سکتے انہیں ان پاؤں سے نکل کر کہیں بھاگنے کی راہ نہیں۔ انہوں نے کس قدر جرأت کی ہے کہ آیات اور اللہ کے رسول کی تکذیب کی اور یہ ایسا خطرناک جرم کیا ہے کہ اگر انہیں اس جرم میں زمین میں دھنسا دیا جائے یا آسمان کا ٹکڑا ان پر ڈال دیا جائے تو وہاں کہاں بچ کر جائیں گے ان کے سامنے قارون کا انجام موجود ہے انہیں سوچنا چاہئے انہیں موجودات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں

ہیں نظر و فکر والوں کے لئے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

بروایت ابن عباس قتادہ رضی اللہ عنہما یہ سورۃ مکی ہے اور اس کے مکی ہونے پر اجماع ہے۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَكِّيَّةٌ اِلَّا قَوْلَهُ تَعَالٰى وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ تمام سورۃ مکی ہے مگر آیہ کریمہ وَيَرَى الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مکی نہیں ہے۔

اور ابن الحصباء رحمہ اللہ کہتے ہیں: هٰذَا مَا يَدُلُّ عَلٰى اَنَّ هٰذِهِ الْقِصَّةَ مَدَنِيَّةٌ لِاَنَّ مُهَاجِرَ فَرْوَةَ بَعْدَ اِسْلَامِ ثَقِيْفٍ سَنَةَ تِسْعٍ۔ یہ قصہ مدنی ہے اس لئے کہ مہاجر فروہ بعد اسلام قبیلہ ثقیف ۹ ھ میں تھے۔

اس کے شان نزول پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اَنَّ سَبَبَ نُزُوْلِهَا اَنَّ اَبَاسُفْيَانَ قَالَ لِكُفَّارِ مَكَّةَ لَمَّا سَمِعُوْا لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْمُشْرِكِيْنَ وَالْمُشْرِكٰتِ كَاَنَّ مُحَمَّدًا مُّتَوَعِّدُنَا بِعَذَابٍ بَعْدَ اَنْ نَّمُوْتَ وَ يَتَخَوَّفُنَا بِالْبَعْثِ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى لَاتَاْتِيْنَا السَّاعَةُ اَبَدًا وَّ لَا نُبْعَثُ۔

فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى قُلْ يَا مُحَمَّدُ بَلٰى وَ رَبِّىْ لَتُبْعَثُنَّ قَالَهُ مُقَاتِلٌ وَ بَاقِى السُّوْرَةِ تَهْدِيْدٌ وَتَخْوِيْفٌ وَ مِنْ هٰذَا ظَهَرَتِ الْمُنَاسَبَةُ بَيْنَ هٰذِهِ السُّوْرَةِ وَالَّتِىْ تَلِيْهَا۔

ابوسفیان نے کفار مکہ سے کہا جب یہ آیت سنی: لِّيُعَذِّبَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ کہ یہ آیتیں سنا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو عذاب کا وعدہ دے رہے ہیں ہمارے مرنے کے بعد بعث ونشر سے ڈرا رہے ہیں اور قسم ہے لات وعزیٰ کی ہم پر قیامت کبھی نہ آئے گی۔ نہ ہم مر کر اٹھیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوبؐ! انہیں فرما دیجئے بے شک یقیناً تم مر کر اٹھائے جاؤ گے یہ قول مقاتل کا ہے۔ اور باقی سورۃ میں تہدید وتخویف ہے اور اس سے پہلی سورت اور اس سورت مبارکہ میں مناسبت بھی پائی جاتی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ لَهٗ مَا فِى السَّمٰوٰتِ وَمَا فِى الْاَرْضِ وَلَهُ الْحَمْدُ فِى الْاٰخِرَةِ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ①

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس کی ملک میں وہ سب کچھ ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں ہے اور اس کے لئے حمد آخرت میں بھی ہے اور وہ حکمت والا خبردار ہے۔

یعنی اس عزوجل کے لئے جو تعریفیں ہیں وہ ازروئے تخلیق وتملیک اور تصرف وایجاد واعدام اور احیاء واماتت میں ہیں اور وہ محمود نعیم دنیا کے ساتھ ہے اور وہ ایسا ہی محمود نعیم آخرت پر بھی ہے چنانچہ جنتی جنت میں داخل ہو کر اس طرح حمد کریں گے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۟ الَّذِىْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ۔

اور نعیم دنیوی حاصل کرنے پر ان کی یہ حمد ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ هَدٰىنَا لِهٰذَا چنانچہ حدیث میں ہے: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ يُلْهَمُوْنَ التَّسْبِيْحَ كَمَا يُلْهَمُوْنَ النَّفَسَ۔

چنانچہ علامہ زمخشری فرماتے ہیں: اِنَّ الْاَوَّلَ وَاجِبٌ لِاَنَّهٗ عَلٰی نِعْمَةٍ مُتَفَضَّلٍ بِهَا وَالثَّانِیْ لَیْسَ بِوَاجِبٍ لِاَنَّهٗ عَلٰی نِعْمَةٍ وَاجِبَةِ الْاِیْصَالِ اِلٰی مُسْتَحِقِّهَا۔ دنیا میں شکر نعمت واجب ہے اس لئے کہ دنیا میں اسے اپنے فضل سے نعمتیں عطا کی گئیں اور آخرت کی نعمتیں واجبۃ الایصال ہیں مستحق نعمت کے لئے اور یہ معتزلہ کا خیال ہے۔

اور اہل سنت کے عقیدہ میں نعم اخروی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی عطا ہوں گی۔

وَهُوَ الْحَكِيْمُ۔ اور وہ حکمت والا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ امور دارین کا مدبر حقیقی وہی ذات سبحانہ وتعالیٰ ہے اور اس کے تمام کام حکمت سے خالی نہیں۔

الْخَبِيْرُ۔ اور تمام عالم کے بواطن اور مکنونات سے وہی خبر دار ہے۔

يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ ۝

وہ جانتا ہے جو زمین کے اندر جاتا ہے اور جو اس سے نکلتا ہے اور جو کچھ آسمان سے اترتا ہے اور جو چڑھتا ہے آسمان میں اور وہ مہربان و بخشش فرمانے والا ہے۔

اس میں حکیم و خبیر کی مزید توضیح ہے گویا ارشاد ہے کہ وہ ایسا خبردار ہے کہ جو زمین میں جانے والی چیزیں مثل بارش وغیرہ کے ہیں انہیں بھی خوب جانتا ہے کہ یہ پانی بارش کا زمین میں پہنچ کر کیا کرے گا مکانات کی بنیادیں ڈھیلی کرے گا یا سبزہ اگائے گا دلدل کرے گا یا باغ و بہار لائے گا اور زمین سے جو کچھ نکلتا ہے اس سے بھی خبردار ہے کہ کتنی گھاس اگے گی کتنے پھول اور پھل آئیں گے۔ کتنا غلہ پیدا ہوگا اور آسمان سے کتنا مینہ برسا اور اس سے کتنا برف بنا اور کتنے اولے بن کر ژالہ باری کے موجب ہوئے کتنی برودت بڑھی کتنی بجلیاں گریں اور تمام مقادیر اس کے احاطہ علم میں ہیں۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ۔ زمین سے کتنے ابخرات اور دخان اٹھے کتنے اعمال عباد میں سے نیک عمل گئے اور کتنے بدعمل، کتنی دعائیں مقبول ہونے کو چڑھیں، کتنی رد کی گئیں، کتنے ملائکہ علیہم السلام زمین پر آئے ہوئے چڑھے۔

اور وہ مہربان بخشنے والا ہے۔

روح المعانی میں ہے: مَا يَخْرُجُ مِنْهَا مِنَ النَّبَاتِ قَالَهُ السُّدِّيُّ وَ مَا يَدْخُلُ فِيْهَا مِنَ الْاَمْوَاتِ وَ مَا يَخْرُجُ مِنْ جَوَاهِرِ الْمَعَادِنِ۔

ولوج کے معنی دخول کے ہیں اور خروج کے معنی نکلنے کے ہیں۔

اور مَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا اَیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ قَالَهُ السُّدِّيُّ۔

مَا يَنْزِلُ – الْمَطَرُ وَالثَّلْجُ وَالْبَرْدُ وَالصَّاعِقَةُ وَالْمَقَادِيْرُ وَ نَحْوُهَا اَيْضًا۔

وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ۭ – اَیْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْاَبْخِرَةِ وَالْاَدْخِنَةِ وَاَعْمَالِ الْعِبَادِ وَاَدْعِيَتِهِمْ وَ نَحْوِهَا اَيْضًا۔

وَ يُرَادُ بِالسَّمَآءِ جِهَةُ الْعُلُوِّ مُطْلَقًا۔ آسمان سے مراد بلندی کی جہت مطلقاً ہے۔

وَهُوَ الرَّحِيْمُ الْغَفُوْرُ۔ رحیم وغفور ہے لِلْمُفْرِطِيْنَ فِیْ اَدَآءِ مَوَاجِبِ شُكْرِهَا۔ اب منکرین قیامت کا رد فرمایا جاتا ہے۔

Marfat.com

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَاْتِيْنَا السَّاعَةُ ؕ اور کافر بولے ہم پر کبھی قیامت نہ آئے گی۔

اس میں ان کا انکار جنس بشر سے قاطبة قیامت آنے پر تھا اور اتیان قیامت کی نفی سے وجود قیامت کا انکار مقصود تھا اور یہ استہزاءً و تمسخراً وہ یہ کہتے تھے۔ جیسے مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ بھی کہا یہ بھی استہزاءً ہی کہا گیا اس کا جواب زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے دیا گیا اور ارشاد ہوا:

قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتَاْتِيَنَّكُمْ ۙ

اے محبوب! فرمادیجئے تم انکار کرو یا نہ کرو وہ قیامت ضرور ضرور آئے گی میرے رب کی قسم۔

گو اس پر تاکید علیٰ اتم الوجوہ فرما کر اس کا آنا یقینی اذعانی حتمی ظاہر فرمایا۔

اور اس کا وقت اور دن تمہیں معلوم نہیں ہو سکتا اس لئے کہ

عٰلِمِ الْغَيْبِ ۚ لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَلَآ اَصْغَرُ مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرُ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ۙ﴿۳﴾

غیب کا بالذات جاننے والا وہی ہے اس سے رائی کے دانہ برابر کچھ مخفی نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ اس سے چھوٹی کوئی شے اور نہ بڑی کوئی شے مگر روشن کتاب میں ہے۔

لَا يَعْزُبُ کے ترجمہ میں مفسرین کہتے ہیں: اَیْ لَا يَبْعُدُ وَ مِنْهُ رَوْضٌ عَزِيْبٌ اَیْ بَعِيْدٌ مِنَ النَّاسِ یعنی اس سے کچھ بعید اور مخفی نہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں: رَوْضٌ عَزِيْبٌ۔ باغیچہ عزیب ہے یعنی بعید ہے لوگوں سے (آبادی سے)

مِثْقَالُ ذَرَّةٍ۔ یعنی سرخ چیونٹی سے کم مقدار۔ آسمانوں اور زمین میں اور ذرہ سے کم مقدار یا بڑی مقدار سب اس کے حیطہ علم میں یعنی کتاب مبین یعنی لوح محفوظ میں مسطور ہے لان الکتاب هو علم الله تعالٰی۔

یہاں جیسے لَا يَعْزُبُ عَنْهُ مِثْقَالُ ذَرَّةٍ ارشاد ہے دوسری جگہ فرمایا: وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَّلَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ۔

لِّيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾

تا کہ صلہ دے انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کریں یہ وہ ہیں جن کے لئے بخشش ہے اور عزت کا رزق۔

اس فرق کا نتیجہ یہ ہے کہ جنتی جہنمی دونوں کے مابین امتیاز ہوگا اس کے بعد ایمان والوں کو جنت میں عزت کا رزق اور نعمتیں ملیں گی اور بخشش کے مستحق ہوں گے۔ آگے منکرین کا تذکرہ ہے:

وَالَّذِيْنَ سَعَوْ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِيْمٌ ﴿۵﴾

اور وہ لوگ جو ہماری آیتوں کی مخالفت میں کوشش کرتے ہیں اور دلائل قرآنی کو کمزور بنانا چاہتے ہیں ان کے لئے ذلت کا عذاب ہے۔

مُعٰجِزِيْنَ پر آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَیْ مُسَابِقِيْنَ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُعْجِزُوْنَنَا۔

عکرمہ کہتے ہیں: مُرَاغِمِيْنَ۔

ابن زید کہتے ہیں: مُجَاهِدِيْنَ فِيْ اِبْطَالِهَا۔

Marfat.com

جن کا خلاصہ مفہوم یہی ہے کہ آیات الٰہی پر اعتراضات لایعنی کرکے اس کے ابطال کی جو سعی کرنے والے ہیں ان کے لئے عذاب ہے ذلت کا مصیبتیں اور بلائیں ہیں۔

رجز کے معنی بقول قتادہ مطلق عذاب کے ہیں۔

اس کے بعد اہل کتاب اور مومنین کی شہادت پیش کی گئی چنانچہ ارشاد ہے:

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِيٓ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ هُوَ الْحَقَّ ۙ وَيَهْدِيٓ إِلَىٰ صِرَاطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ ۞

اور دیکھتے جانتے ہیں وہ جنہیں علم دیا گیا کہ جو آپ پر نازل ہوا آپ کے رب کی طرف سے وہی حق ہے اور راہنمائی کرتا ہے عزت والے تعریف کئے گئے کی راہ کی طرف۔

اس کی تفسیر میں صاحب روح المعانی لکھتے ہیں: اَیْ وَیَعْلَمُ اُولُوا الْعِلْمِ مِنْ اَصْحَابِ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ مَنْ يَّطَأُ اَعْقَابَهُمْ مِنْ اُمَّتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ مَنْ اٰمَنَ مِنْ عُلَمَآءِ اَهْلِ الْكِتَابِ كَمَا رُوِىَ عَنْ قَتَادَةَ كَعَبْدِاللّٰهِ بْنِ سَلَامٍ وَ كَعْبٍ وَ اَحْزَابِهِمَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ۔

الَّذِيٓ أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ۔ اَیِ الْقُرْاٰنُ۔

هُوَ الْحَقَّ۔ مَعْطُوْفٌ عَلٰى مَا قَبْلَهٗ مَسُوْقٌ لِلْاِسْتِشْهَادِ بِاُولِى الْعِلْمِ عَلَى الْجَهَلَةِ السَّاعِيْنَ فِى الْاٰيَاتِ۔ یعنی اہل علم اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے متبعین امت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہیں یا وہ علماء اہل کتاب جو ایمان لائے جیسے بقول قتادہ مثل عبداللہ بن سلام اور حضرت کعب احبار اور ان کی مثل رضی اللہ عنہم جو کتاب یعنی قرآن کریم کو حق جانتے تھے۔

اس پر عطف کرکے سیاق مضمون میں استشہاد کیا گیا اہل علم کا ان جاہلوں پر جو آیات کلام اللہ کے ابطال میں ساعی ہیں۔

چونکہ جہلاء عرب کا یہ وہم تھا کہ قیامت نہیں آئے گی لیکن اہل علم جانتے تھے کہ وہ حق ہے اور قیامت ضرور آئے گی اور منکرین حشر ونشر باطل پر ہیں۔

اور وہ قرآن پاک کو جانتے تھے کہ یہ قطعی ہدایت کرنے والی ہے اس عزیز حمید کی راہ کی طرف۔

عَزِيز کی صفت یہ ہے اَلَّذِىْ يَقْهَرُ وَلَا يُقْهَرُ۔

اور حمید کے معنی اَلْمَحْمُوْدُ فِىْ جَمِيْعِ شُيُوْنِهٖ عَزَّوَجَلَّ۔

عزیز وہ ہے جو سب پر غالب ہو اور کسی سے مغلوب نہ ہو اور حمید وہ ہے جو اپنی تمام شانوں میں قابل ستائش ہو جل جلالہ۔

اور صراط سے مراد توحید وتقویٰ کی راہ ہے آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا هَلْ نَدُلُّكُمْ عَلَىٰ رَجُلٍ يُنَبِّئُكُمْ إِذَا مُزِّقْتُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۙ إِنَّكُمْ لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۞

اور کافر بولے کیا تمہیں وہ آدمی بتائیں جو خبر دیتا ہے کہ جب تم ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو نئی پیدا وار میں آؤ گے۔

کفار مکہ آپس میں بہ طریق تعجب واستہزاء کہتے کہ وہ آدمی یعنی جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی بھی تم نے سنی وہ کہتے ہیں جب تم مر کر ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے تو تمہاری بعثت اور تم پر حشر ہوگا اور تم دوبارہ اٹھو گے۔ ان کی مُزِّقْتُمْ سے مراد تھی اِذَا مُتُّمْ وَ فَرَّقْتُ اَجْسَادُكُمْ۔ جب تم مر کر اپنے جسموں سے ریزہ ریزہ ہو جاؤ گے۔ یعنی جب تم گل کر مٹی ہو جاؤ گے۔

Marfat.com

اِنَّكُمْ لَفِیْ خَلْقٍ جَدِیْدٍ۔ تو تمہاری نئی پیداوار ہوگی۔

اَفْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَمْ بِهٖ جِنَّةٌ ؕ

کیا تمہارا یہ گمان ہے کہ وہ اللہ پر افتراء فرمار ہے ہیں یا انہیں جنون ہے۔

یعنی انہوں نے کہا نہ معلوم یہ شخص یعنی (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ پر جھوٹ افتراء کرتے ہیں یا انہیں کوئی جنون ہے اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔

بَلِ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ فِی الْعَذَابِ وَ الضَّلٰلِ الْبَعِیْدِ ⑧

بلکہ جولوگ آخرت کا یقین نہیں رکھتے وہ عذاب اور پرلے درجہ کی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ہمارے حبیب نے نہ افترا باندھا ہے نہ انہیں جنون ہے بلکہ یہ خود گمراہی جنون اور بداعتقادی کی گمراہی کے شکار ہیں پھر توبیخا ارشاد ہے:

اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّكُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ⑨

تو کیا ان لوگوں نے وہ چیزیں نہ دیکھیں جو ان کے آگے پیچھے ہیں آسمان اور زمین سے ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں یا ان پر آسمان کے ٹکڑے گرادیں۔ یہ وہ نشانیاں ہیں جن میں ایمان والے اور خدا کی طرف رجوع لانے والے کے لئے بڑی عبرت ہے۔

آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ان کے وہم وگمان اور اقوال واہیہ کا ابطال فرمایا چنانچہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں:

كَاَنَّهٗ قِیْلَ لَیْسَ الْاَمْرُ كَمَا زَعَمُوْا بَلْ هُمْ فِیْ كَمَالِ اِخْتِلَالِ الْعَقْلِ وَ غَایَةِ الضَّلَالِ عَنِ الْفَهْمِ وَالْاِدْرَاکِ الَّذِیْ هُوَ الْجُنُوْنُ حَقِیْقَةً وَ فِیْمَا یُؤَدِّیْ اِلَیْهِ ذَالِکَ مِنَ الْعَذَابِ حَیْثُ اَنْكَرُوْا حِكْمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْ خَلْقِ الْعَالَمِ وَ كَذَّبُوْهُ عَزَّوَجَلَّ فِیْ وَعْدِهٖ وَ وَعِیْدِهٖ وَ تَعَرَّضُوْا سُخْطَهٗ سُبْحَانَهٗ۔

گویا اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا مشرکین نے جو کہا کہ وہ افتراء کرتے ہیں یا انہیں جنون ہے یہ بات قطعاً نہیں بلکہ وہ خود اپنے اختلال عقل اور غایت گمراہی میں ہیں۔ فہم سلیم اور ادراک میں مجنون ہیں اور یہی حقیقتاً جنون ہے اور اس سے جو ان کے لئے صلہ ہے وہ عذاب ہے اس لئے کہ وہ حکمت الٰہیہ عزوجل سے انکار کرتے ہیں اور تخلیق عالم کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کی تکذیب کرتے ہیں اور اس کے وعدہ وعید سے منحرف ہیں تو ان پر اللہ تعالیٰ کا غیظ وغضب ہے اسی وجہ میں آگے ارشاد ہے:

اَفَلَمْ یَرَوْا اِلٰى مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ

یہ اندھے کیا نہیں دیکھتے کہ ان کے آگے پیچھے آسمان اور زمین ہے جو انہیں گھیرے ہوئے ہے۔

اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ اَوْ نُسْقِطْ عَلَیْهِمْ كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ ؕ

اگر ہم چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسادیں یا ان پر آسمان کا ٹکڑا ڈال کر انہیں کچل دیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمَعْنٰی اَعَمُوْا فَلَمْ یَنْظُرُوْا اِلٰی مَا اَحَاطَ بِجَوَانِبِهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَفَكَّرُوْا اَنَّهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ هِیَ وَاِنَّا اِنْ نَّشَاْ نَخْسِفْ بِهِمُ الْاَرْضَ كَمَا خَسَفْنَاهَا

Marfat.com

بِقَارُوْنَ اَوْ نُسْقِطُ عَلَیْھِمْ کِسَفًا اَیْ قِطَعًا مِّنَ السَّمَآءِ کَمَا اَسْقَطْنَا عَلٰی اَصْحٰبِ الْاَیْکَۃِ لِتَکْذِیْبِھِمْ بِالْاٰیَاتِ بَعْدَ ظُھُوْرِ الْبَیِّنَاتِ۔

آیۂ کریمہ کامفہوم منطوق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا یہ اندھے ہیں انہیں نظر نہیں آتا کہ ان کے چاروں جانب جس نے گھیر رکھا ہے وہ آسمان وزمین ہے یہ اتنا نہیں سوچتے کہ ان سے کہیں زیادہ شدید ترین مخلوق ہے اور اس کے مقابل کچھ نہیں اور ہم وہ قادر وقیوم ہیں کہ اگر چاہیں تو انہیں زمین میں دھنسا دیں۔ جیسے قارون کو دھنسایا تھا یا ان پر کسف ساویہ یعنی آسمان کا ٹکڑا ڈال دیں جیسے اصحاب ایکہ پر ڈالا اور یہ سب تکذیب آیات الٰہی عزوجل کی سزا تھی جبکہ ان پر دلائل روشن آئے تو ماننے کی بجائے تکذیب کرنے کی جرأت کر بیٹھے ایسا ہی ان کا حشر ہوگا۔

اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَۃً لِّکُلِّ عَبْدٍ مُّنِیْبٍ ﴿۹﴾ ع

بے شک اس میں اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے اور عبرت ہے ایمان والے رجوع لانے والے کے لئے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

وَلَقَدْ اٰتَیْنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضْلًا ؕ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَهٗ وَالطَّیْرَ ۚ وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ ﴿۱۰﴾

اور بے شک ہم نے دیا داؤد کو اپنا بڑا فضل اے پہاڑو! اس کے ساتھ اللہ کی طرف رجوع کرو اور اے پرندو! اور ہم نے نرم کیا اس کے لئے لوہا

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِی السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۱۱﴾

تاکہ وسیع زرہیں بنائے اور اس کی کڑیاں اندازے سے بنائے اور تم سب نیکی کرو بے شک میں جو کچھ تم کرتے ہو دیکھتا ہوں

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ یَّعْمَلُ بَیْنَ یَدَیْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ یَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ ﴿۱۲﴾

اور سلیمان کے لئے ہوا مسخر کی اس کی صبح کی سیر ایک مہینہ کی راہ اور شام کی منزل ایک مہینہ کی راہ سے تھی اور بہایا ہم نے اس کے لئے چشمہ پگھلے ہوئے تانبے کا اور جنوں میں سے وہ جو اس کے آگے کام کرتے اس کے رب کے حکم سے اور جو منحرف ہو ان میں سے ہمارے حکم سے ہم اسے بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے

یَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا یَشَآءُ مِنْ مَّحَارِیْبَ وَتَمَاثِیْلَ وَجِفَانٍ کَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِیٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُکْرًا ؕ وَقَلِیْلٌ مِّنْ عِبَادِیَ الشَّکُوْرُ ﴿۱۳﴾

بناتے اس کے لئے جو وہ چاہتا اونچے اونچے محل اور تصویریں اور لگن بڑے حوضوں کے برابر اور لنگردار دیگیں عمل کرو اے داؤد! شکر کے ساتھ اور بہت کم ہیں میرے بندوں میں شکرگزار

فَلَمَّا قَضَیْنَا عَلَیْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰی مَوْتِهٖۤ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْکُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا

تو جب حکم بھیجا ہم نے اس پر موت کا نہیں بتایا ہم نے جنوں کو اس کی موت کا حال مگر زمین کی دیمک نے کہ

Marfat.com

خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

اس کا عصا کھاتی تھی تو جب سلیمان زمین پر گر پڑے ظاہر ہوا جنوں پر تو پکارے کہ اگر وہ غیب جانتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَاشْكُرُوْا لَهٗ ۭ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّرَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

بے شک ملک سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ دائیں بائیں اپنے رب کا رزق کھاؤ اور شکر کرو اس کا پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾

تو انہوں نے منہ پھیرا تو ہم نے بھیجا ان پر زور کا بہاؤ پانی کا اور بدل دیا ہم نے ان دو باغوں کے بدلے دو باغ جن میں بکھٹا میوہ اور جھاؤ اور کچھ بیریاں تھیں

ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ۭ وَهَلْ نُجٰزِيْٓ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

یہ ہم نے بدلہ دیا انہیں ان کی ناشکری کا اور ناشکری کی سزا ہی یہ ہے

وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا قُرًى ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِيْهَا السَّيْرَ ۭ سِيْرُوْا فِيْهَا لَيَالِيَ وَاَيَّامًا اٰمِنِيْنَ ﴿۱۸﴾

اور ہم نے کئے ان میں اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سرراہ کتنے شہر اور مقرر کیا ہم نے منزل کے اندازے پر چلو ان میں راتوں اور دنوں میں امن و امان سے۔

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

تو بولے اے ہمارے رب! ہمارے سفر میں دوری ڈال اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے انہیں افسانہ کر دیا اور انہیں ہم نے پراگندہ کر دیا پریشان کر کے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر پورے صابر شکر گزار کے لئے

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾

اور بے شک سچ کر دکھایا ان پر ابلیس نے اپنا گمان تو اس کے پیرو ہو گئے مگر ایک گروہ مومنین میں سے

وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ۭ وَرَبُّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾ ع

اور نہیں تھا ان پر شیطان کا قابو مگر اس لئے کہ ہم دکھا دیں کہ کون ایمان لایا آخرت پر ان میں سے جو شک میں ہیں اور تمہارا رب ہر شے پر نگہبان ہے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

وَ - اور	لَقَدْ - بے شک	اٰتَيْنَا - دیا ہم نے	دَاوٗدَ - داؤد کو
مِنَّا - اپنی طرف سے	فَضْلًا - فضل	يٰجِبَالُ - اے پہاڑو	اَوِّبِيْ - رجوع کرو

Marfat.com

مَعَهٗ۔اس کے ساتھ	وَ۔اور	الطَّیۡرَ۔اے پرندو	وَ۔اور
اَلَنَّا۔نرم کیا ہم نے	لَهُ۔اس کے لئے	الۡحَدِیۡدَ۔لوہا	اَنِ۔یہ کہ
اعۡمَلۡ۔بنا	سٰبِغٰتٍ۔کھلی درعیں	وَّ۔اور	قَدِّرۡ۔اندازہ رکھ
فِی۔بیچ	السَّرۡدِ۔پرونے کے	وَ۔اور	اعۡمَلُوۡا۔عمل کرو
صَالِحًا۔نیک	اِنِّیۡ۔بے شک میں	بِمَا۔اس سے جو	تَعۡمَلُوۡنَ۔کرتے ہو تم
بَصِیۡرٌ۔دیکھنے والا ہوں	وَ۔اور	لِسُلَیۡمٰنَ۔سلیمان کے لئے	الرِّیۡحَ۔ہوا تابع کی
غُدُوُّ۔پہلا پہر	هَا۔اس کا رستہ	شَهۡرٌ۔ایک مہینے کا	وَّ۔اور
رَوَاحُهَا۔پچھلا پہر	شَهۡرٌ۔ایک مہینہ	وَ۔اور	اَسَلۡنَا۔بہادیا ہم نے
لَهٗ۔اس کے لئے	عَیۡنَ۔چشمہ	الۡقِطۡرِ۔تانبے کا	وَ۔اور
مِنَ الۡجِنِّ۔جنوں میں سے	مَنۡ۔وہ بھی تھے جو	یَّعۡمَلُ۔کام کرتے	بَیۡنَ۔آگے
یَدَیۡهِ۔اس کے	بِاِذۡنِ۔حکم	رَبِّهٖ۔اس کے رب سے	وَ۔اور
مَنۡ۔جو	یَّزِغۡ۔ٹیڑھا ہو	مِنۡهُمۡ۔ان میں سے	عَنۡ اَمۡرِنَا۔ہمارے حکم سے
نُذِقۡهُ۔چکھاتے ہم اس کو	مِنۡ عَذَابِ۔عذاب	السَّعِیۡرِ۔جلنے کا	یَعۡمَلُوۡنَ۔بناتے
لَهٗ۔اس کے لئے	مَا۔جو	یَشَآءُ۔چاہتا	مِنۡ مَّحَارِیۡبَ۔اونچے
اونچے محل	وَ۔اور	تَمَاثِیۡلَ۔تصویریں	وَ۔اور
جِفَانٍ۔لگن	کَالۡجَوَابِ۔حوضوں جیسے	وَ۔اور	قُدُوۡرٍ۔دیگیں
رّٰسِیٰتٍ۔لنگر دار	اِعۡمَلُوۡٓا۔کرو	اٰلَ۔اے آل	دَاوٗدَ۔داود
شُکۡرًا۔شکر	وَ۔اور	قَلِیۡلٌ۔تھوڑے ہیں	مِّنۡ عِبَادِیَ۔میرے بندے
الشَّکُوۡرُ۔شکر گزار	فَلَمَّا۔پھر جب	قَضَیۡنَا۔بھیجا ہم نے	عَلَیۡهِ۔اس پر
الۡمَوۡتَ۔موت کو	مَا۔نہ	دَلَّهُمۡ۔خبر ہوئی ان کو	عَلٰی۔اوپر
مَوۡتِهٖۤ۔موت اس کی کے	اِلَّا۔مگر	دَآبَّةُ۔دیمک	الۡاَرۡضِ۔زمین کی کو
تَاۡکُلُ۔کھاگئی	مِنۡسَاَتَهٗ۔اس کی لاٹھی	فَلَمَّا۔تو جب	خَرَّ۔وہ گرا
تَبَیَّنَتِ۔تو معلوم ہوا	الۡجِنُّ۔جنوں کو	اَنۡ۔یہ کہ	لَّوۡ۔اگر
کَانُوۡا۔وہ ہوتے	یَعۡلَمُوۡنَ۔جانتے	الۡغَیۡبَ۔غیب کو	مَا۔تو نہ
لَبِثُوۡا۔ٹھہرے رہتے	فِی۔بیچ	الۡعَذَابِ۔عذاب	الۡمُهِیۡنِ۔رسوا کرنے والے
کے	لَقَدۡ۔بے شک	کَانَ۔تھی	لِسَبَاٍ۔سبا کے لئے
فِیۡ۔بیچ	مَسۡکَنِهِمۡ۔ان کے گھروں کے		اٰیَةٌ۔نشانی
جَنَّتٰنِ۔دو باغ تھے	عَنۡ یَّمِیۡنٍ۔دائیں	وَّ۔اور	شِمَالٍ۔بائیں

Marfat.com

كُلُوْا-کھاؤ	مِنْ رِّزْقِ-رزق	رَبِّكُمْ-اپنے رب کا	وَاشْكُرُوْا-اور شکرو کرو
لَهٗ-اس کا	بَلْدَةٌ-شہر ہے	طَيِّبَةٌ-پاکیزہ	وَّ-اور
رَبٌّ-رب	غَفُوْرٌ-بخشنے والا	فَاَعْرَضُوْا-تو منہ پھیرا انہوں نے	
فَاَرْسَلْنَا-تو بھیجا ہم نے	عَلَيْهِمْ-ان پر	سَيْلَ-سیلاب	الْعَرِمِ-پانی کا
وَ-اور	بَدَّلْنٰهُمْ-بدل دیئے ہم نے ان کو		بِجَنَّتَيْهِمْ-دو باغوں کے
بدلے	جَنَّتَيْنِ-دو باغ	ذَوَاتَىْ-جن میں	اُكُلٍ-پھل تھے
خَمْطٍ-کسیلے	وَّ-اور	اَثْلٍ-جھاؤ	وَّ-اور
شَیْءٍ-کچھ	مِّنْ سِدْرٍ-بیریاں	قَلِيْلٍ-تھوڑی سی	ذٰلِكَ-یہ
جَزَيْنٰهُمْ-بدلہ دیا ہم نے ان کو	بِمَا-اس کا جو	كَفَرُوْا-کفر کیا انہوں نے	وَ-اور
هَلْ-ایسا نہیں	نُجٰزِيْ-بدلہ دیتے ہم	اِلَّا-مگر	الْكَفُوْرَ-ناشکروں کو
وَ-اور	جَعَلْنَا-بنائیں ہم نے	بَيْنَهُمْ-ان کے درمیان	وَ-اور
بَيْنَ-درمیان	الْقُرَى-ان بستیوں	الَّتِيْ-کے جو	بٰرَكْنَا-برکت رکھی ہم نے
فِيْهَا-اس میں	قُرًى-بستیاں	ظَاهِرَةً-سرراہ	وَّ-اور
قَدَّرْنَا-اندازہ کیا ہم نے	فِيْهَا-اس میں	السَّيْرَ-چلنے کا	سِيْرُوْا-چلو
فِيْهَا-ان میں	لَيَالِيَ-رات	وَاَيَّامًا-اور دن	اٰمِنِيْنَ-امن سے
فَقَالُوْا-تو بولے	رَبَّنَا-اے ہمارے رب	بٰعِدْ بَيْنَ-دوری کر درمیان	اَسْفَارِنَا-ہمارے سفروں
کے	وَ-اور	ظَلَمُوْا-ظلم کیا انہوں نے	اَنْفُسَهُمْ-اپنی جانوں پر
فَجَعَلْنٰهُمْ-تو بنایا ہم نے ان کو	اَحَادِيْثَ-افسانے	وَ-اور	مَزَّقْنٰهُمْ-توڑا ہم نے ان کو
كُلَّ-پوری طرح	مُمَزَّقٍ-توڑنا	اِنَّ-بے شک	فِيْ-بیچ
ذٰلِكَ-اس کے	لَاٰيٰتٍ-نشان ہیں	لِّكُلِّ-ہر ایک	صَبَّارٍ-صبر کرنے والے
شَكُوْرٍ-شکر کرنے والے کے	وَ-اور	لَقَدْ-بے شک	صَدَّقَ-سچ کر دکھایا
عَلَيْهِمْ-ان پر	اِبْلِيْسُ-ابلیس نے	ظَنَّهٗ-اپنا گمان	فَاتَّبَعُوْهُ-تو پیروی کی انہوں
نے اس کی	اِلَّا-مگر	فَرِيْقًا-ایک جماعت	مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ-مومنوں
کی نے	وَ-اور	مَا-نہیں	كَانَ-تھا
لَهٗ-اس کا	عَلَيْهِمْ-ان پر	مِّنْ سُلْطٰنٍ-کوئی غلبہ	اِلَّا-مگر
لِنَعْلَمَ-تاکہ ظاہر کریں ہم	مَنْ-اس کو جو	يُّؤْمِنُ-ایمان رکھے	بِالْاٰخِرَةِ-آخرت پر
مِمَّنْ-اس سے کہ	هُوَ-وہ	مِنْهَا-اس سے	فِيْ-بیچ
شَكٍّ-شک کے ہے	وَ-اور	رَبُّكَ-تیرا رب	عَلٰى-اوپر

Marfat.com

کُلِّ۔ ہر	شَیۡءٍ۔ چیز کے	حَفِیۡظٌ۔ نگران ہے

اس رکوع کی نادر لغات

اَوِّبِیۡ۔ رجوع لاؤ	اَلَنَّا۔ نرم کیا ہم نے
الۡحَدِیۡدَ۔ لوہا	اعۡمَلۡ سٰبِغٰتٍ۔ فراخ بناؤ
وَّقَدِّرۡ فِی السَّرۡدِ۔ کڑیاں برابر کی	غُدُوُّهَا۔ صبح اس کی
وَّرَوَاحُهَا۔ اور شام اس کی	وَاَسَلۡنَا لَهٗ۔ جاری کیا ہم نے اس کے لئے
عَیۡنَ الۡقِطۡرِ۔ چشمہ پگھلے ہوئے تانبہ کا	وَمَنۡ یَّزِغۡ۔ اور جو کجی کرے
السَّعِیۡرِ۔ بھڑکتی آگ	مَّحَارِیۡبَ۔ اونچے محل
تَمَاثِیۡلَ۔ تصاویر	جِفَانٍ۔ لگن
کَالۡجَوَابِ۔ مثل حوض کے	وَّقُدُوۡرٍ رّٰسِیٰتٍ۔ دیگیں لنگر دار
دَآبَّةُ الۡاَرۡضِ۔ زمین کی دیمک	مِنۡسَاَتَهٗ۔ اس کی لکڑی کو
خَرَّ۔ گر گیا	الۡعَذَابِ الۡمُهِیۡنِ۔ خواری کا عذاب

لِسَبَاٍ۔ بلاد یمن کا ایک شہر جس کی ملکہ بلقیس تھی اور وہ بعد میں سیلاب سے تباہ ہوگیا

سَیۡلَ الۡعَرِمِ۔ بہاؤ مصیبت کا	ذَوَاتَیۡ اُکُلٍ خَمۡطٍ۔ بکھٹے میوے
اَثۡلٍ۔ جھاؤ کا درخت	سِدۡرٍ۔ بیری
الۡکَفُوۡرَ۔ ناشکرا	قَدَّرۡنَا۔ اندازہ کردیا ہم نے
سَیۡرَ۔ منزل کا مقام	مَزَّقۡنٰهُمۡ۔ ریزہ ریزہ کردیا یا منتشر کردیا

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ سبا۔ پ ۲۲

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا۔ اور بے شک ہم نے داؤد کو اپنا بڑا فضل دیا۔

یعنی نبوت اور کتاب زبور عطا کی۔

ایک قول ہے کہ فضل سے مراد ملک اور حکومت ہے۔

ایک قول ہے اس سے مراد صوت حسن ولحن دل افروز ہے اور اس کے ساتھ آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم ہونا ہے۔

یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَهٗ وَالطَّیۡرَ۔ اے پہاڑو اور پرندو داؤد علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع لاؤ۔

اور جب وہ تسبیح الٰہی عزوجل کی نغمہ سنجی کریں تو تم بھی ان کی ہمنوائی میں نغمہ سنج ہوجاؤ۔ چنانچہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح فرماتے تو پہاڑوں سے بھی تسبیح کی آواز سنی جاتی اور پرند و مرغان خوش الحان دل ربا میں شریک ہوتے تھے۔

اگرچہ موجودہ دور آزادی کا مسلمان ان چیزوں کو گوش تو ہم واشتباہ سے سن کر تاویلات کی دلدل میں پھنس جاتا ہے لیکن جبکہ ہمارے سامنے لاؤڈ سپیکر کا مائیکروفون اور ریڈیو زندہ شہادت ہے کہ بے جان جماد محض ہماری آواز کی طرف رجوع ہوکر

Marfat.com

اس آواز کو برقی قوت سے دوبالا بلکہ دس گنا کر دیتے ہیں قوت برقیہ نبوت تو اس سے کہیں زیادہ اقوی ہے اس کے ذریعہ اگر ایسا ہوا تو استبعاد عقلی کیوں واللہ الھادی ٹیلیفون ہماری آواز لے کر یہاں سے لندن جا سکے تو نبوت کی قوت باطن سے کیوں مستبعد ہو۔

فلاسفہ اس کے قائل ہیں کہ مادی قوت کے مقابل روحانی قوت بہت قوی ہے تو پھر عقل کے پیروؤں کو گنجائش انکار نہیں ہونی چاہئے۔

یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ۔ میں حکم حکیم علی الاطلاق ہے اور اسپیکر میں، ریڈیو میں اور ٹیلیفون میں حکم برق مادی ہے اور دونوں کا فرق اتنا ہے جتنا خالق ومخلوق میں ہے۔ ایسے ہی آگے جو ارشاد ہے وہ بھی ماننے کے قابل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ۝١٠ اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ۭ اِنِّىْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝١١

اور ہم نے نرم کیا اس کے لئے لوہا کہ بناو وسیع زرہیں اور ان کی کڑیاں اندازے سے رکھو اور تم سب نیکی کرو۔ بے شک میں تمہارے سب کام دیکھ رہا ہوں۔

سَرد۔ عربی میں چمڑا جوڑنا، سوراخ کرنا، زرہ بننا، مسلسل باتیں کرنا، لگاتار روزے رکھنا کے معنی دیتا ہے یہاں سرد، زرہ بننے کے معنی میں لایا گیا۔

وَّقَدِّرْ فِي السَّرْدِ۔ زرہ کی کڑیاں مساوی رکھنے کے معنی میں لایا گیا۔

اور سَابِغَه فراخ زرہ کو کہتے ہیں۔ سَابِغَات اس کی جمع ہے۔

آگے نیک عمل کرنے کی ہدایت کی گئی۔

اس کے ماتحت مفسرین رحمہم اللہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ معجزہ عطا فرمایا تھا کہ آپ کے دست مبارک میں لوہا موم کی طرح نرم ہو جاتا تھا اور آپ اس سے جو چاہتے بغیر آگ کی مدد اور بغیر ٹھونکے پیٹے بنا لیتے۔ اس کا سبب یہ بیان کیا گیا کہ جب آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ ہوئے تو آپ کا طریقہ یہ تھا کہ آپ لوگوں کے تاثرات وجدانیات کی جستجو فرمانے کو لوگوں میں ایسی شان سے نکلتے کہ آپ کو کوئی نہ پہچان سکے پھر آپ کو جب کوئی ملتا تو دریافت فرماتے کہ داؤد علیہ السلام کیسا ہے تو سب لوگ تعریف کرتے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بصورت انسان بھیجا حضرت داؤد علیہ السلام نے اس سے دریافت فرمایا تو اس نے کہا داؤد علیہ السلام ہیں تو بہت اچھے مگر کاش ان میں یہ خصلت نہ ہوتی کہ وہ اپنے اہل وعیال کا خرچ بیت المال سے کرتے ہیں۔

تو آپ کو محسوس ہوا کہ فی الواقع یہ نہ ہونا چاہئے آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کی کہ کوئی ایسا سبب کر دے کہ جس کے ذریعہ آپ بیت المال سے بے نیاز ہو جائیں۔

دعا مستجاب ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے لوہا نرم کر دیا اور صنعت زرہ سازی کا علم عطا فرمایا۔ چنانچہ آپ ہی پہلے ہیں جنہوں نے زرہ سازی شروع کی۔

آپ دن میں ایک زرہ بنا لیتے وہ چار ہزار درہم کو فروخت ہوتی اس سے آپ اپنے اور اہل وعیال کے اخراجات پورے فرما کر فقراء ومساکین پر بچا ہوا خرچ فرماتے۔ اسی کی طرف آیت کریمہ میں ارشاد ہے: وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ۔

Marfat.com

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ شروع ہے۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ

اور سلیمان کے لئے ہوا مسخر کی جس کی صبح کی منزل ایک ماہ کی راہ اور شام کی منزل ایک ماہ کی راہ ہے۔

آپ دمشق سے روانہ ہوتے تو دوپہر کو قیلولہ اصطخر میں فرماتے جو ملک فارس میں ہے اور دمشق سے ایک مہینہ کی راہ پر ہے۔ پھر شام کو اصطخر سے روانہ ہو کر رات کابل میں آرام فرماتے یہ بھی تیز سوار کے لئے ایک ماہ کا راستہ ہے۔

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ۔ اور ہم نے اس کے یعنی سلیمان کے لئے پگھلے ہوئے تانبہ کا چشمہ بہایا۔

جو تین روز سرزمین یمن میں پانی کی طرح جاری رہا۔

ایک قول یہ ہے کہ ہر مہینہ میں تین روز یہ چشمہ جاری رہتا تھا۔

ایک قول ہے کہ جیسے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے لوہے کو نرم کیا ایسے ہی حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے تانبہ پگھلایا۔

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾

اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو سلیمان علیہ السلام کے آگے اللہ کے حکم سے کام کرتے تھے اور وہ بھی تھے جو اللہ کے حکم سے نافرمانی کرتے ہم انہیں بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جنات کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تابع کر دیا تھا اور بعض وہ تھے جو نافرمان تھے ان کے لئے وعید شدید عذاب جہنم کا بھڑکتی آگ کا سنایا۔

يَّزِغْ۔ زیغ سے ہے اور زیغ کجی اور نافرمانی کے معنی میں مستعمل ہے۔

آگے یہ تصریح ہے کہ وہ جن کیا کام کرتے تھے اور اس کی تفصیلات ارشاد ہیں:

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ

مَّحَارِيْبَ۔ محراب کی جمع ہے۔

اور تَمَاثِيْلَ۔ تمثال کی یعنی تصویر کے معنی میں ہے۔

اور جِفَانٍ لگن کو کہتے ہیں۔

اور جَوَاب۔ بڑا حوض اور کسی سوال کے مقابل جواب دینا۔

قُدُوْرٍ۔ قدر کی جمع ہے۔ ہانڈی۔ دیگچی لیکن جب وہ رّٰسِيٰتٍ کے ساتھ موصوف ہوگئی جو سر کے معنی میں ہے تو وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ۔ اونچے سر کے دیگچے جو لنگر دار دیگ پر بولی جائے۔ تو آیہ کریمہ کا ترجمہ یہ ہوا۔ سلیمان کے لئے بناتے جو وہ (سلیمان علیہ السلام) چاہتے اونچے اونچے محراب اور عمارتیں اور تصویریں اور بڑے بڑے لگن مثل حوض کے اور دیگیں لنگر دار۔

تو خلاصہ یہ نکلا کہ وہ جن بحکم سلیمان علیہ السلام عالی شان محرابوں والی عمارتیں اور مسجدیں بناتے۔

چنانچہ بیت المقدس بھی اسی زمانہ کی عمارت ہے۔

Marfat.com

اور تصاویر درندوں پرندوں وغیرہ کی تانبے اور بلور اور پتھر وغیرہ سے بناتے جو شریعت سلیمان علیہ السلام میں حرام نہ تھا آج شریعت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ صنعت حرام ہے۔

اور صنعت کاری میں وہ اتنے بڑھ چکے تھے کہ ایک ایک لگن مثل حوض کے بنا ڈالتے جس پر ایک ایک ہزار آدمی بیٹھ کر کھا سکیں۔

اور دیگیں ایسی شان کی بناتے کہ ایک جگہ سے ان کا ہٹانا دشوار تھا۔ سیڑھیاں لگا کر ان پر چڑھتے اس کا ایک نمونہ تو اجمیر شریف میں غریب نواز کے آستانہ پر ملتا ہے کہ یہاں دو دیگیں ہیں ایک دیگ میں قریباً ڈیڑھ سو بوری چاول پکتا ہے اور دوسری میں تقریباً پچاس بوری۔

یہ دیگیں یمن میں تھیں اس پر ارشاد ہے کہ ہم نے فرمایا:

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

اے داؤد علیہ السلام کے گھر والو! شکر کرو شکر کرتے ہوئے اور میرے بندوں میں کم ہیں شکر گزار۔

اس کے بعد جو تذکرہ ہے اس کا واقعہ یہ ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کی تھی کہ ان کی وفات کا حال جنوں پر ظاہر نہ ہو تا کہ لوگوں کو پتہ چل جائے کہ جن علم غیب نہیں جانتے۔ پھر آپ محراب میں داخل ہوئے اور حسب عادت نماز کے لئے اپنے عصا پر تکیہ لگا کر کھڑے ہو گئے جنات حسب دستور اپنی خدمتوں میں مشغول رہے اور یہ سمجھتے رہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زندہ ہیں۔ ایسے حال میں ایک مدت تک کھڑے رہے۔ اور جنات کے لئے یہ تمدد زمانہ اس وجہ میں موجب حیرت نہ ہوا کہ وہ بارہا دیکھ چکے تھے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام دو دو ماہ بلکہ اس سے بھی زیادہ مدت تک مسلسل عبادت فرمایا کرتے تھے اور آپ کی دعا بہت ہی دراز ہوتی تھی۔

اس بار آپ کا قیام عصا کے ساتھ ایک سال تک رہا جنات وفات پر مطلع نہ ہوئے اور اپنی خدمت میں مشغول رہے حتیٰ کہ بحکم الٰہی عزوجل دیمک نے آپ کا عصا کھا لیا اور آپ کا جسم مبارک جو عصا کے سہارے پر کھڑا تھا زمین پر آیا اور انہیں آپ کی وفات کا علم ہوا چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾

تو جب ہم نے اس پر موت کا حکم بھیجا جنوں کو اس کی موت نہ بتائی مگر زمین کی دیمک نے کہ اس نے وہ عصا کھا لیا پھر جب سلیمان زمین پر گر پڑے جنوں کو وہ حال ظاہر ہو گیا (کہ کہنے لگے) اگر ہم غیب جانتے ہوتے تو اس خواری کے عذاب میں نہ ہوتے۔

گویا اس بے خبری سے جنوں کو علم ہوا کہ وہ غیب نہیں جانتے اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو ضرور وفات سلیمان علیہ السلام سے باخبر ہوتے۔

غرضکہ بعد وفات سلیمان علیہ السلام بھی وہ ایک سال تک مشقت کے ساتھ تعمیر میں مصروف رہے۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے بیت المقدس کی بناء اس مقام پر رکھی تھی جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے

خیمہ نصب کیا تھا۔

پھر داؤد علیہ السلام کی وفات ہوگئی اور بناء بیت المقدس ناتمام رہ گئی۔ لیکن بوقت وفات آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس عمارت کی تکمیل کی وصیت فرمائی۔ 28

مختصر یہ کہ آپ نے اجنہ کو اس عمارت کی تکمیل کا حکم دیا حتیٰ کہ آپ کی وفات کا وقت بھی آ گیا اور تعمیر ناتمام رہی تو آپ نے دعا کی کہ میری وفات کا انہیں علم نہ ہوتا کہ یہ عمارت مکمل ہو جائے اور انہیں جو علم غیب کا دعویٰ ہے وہ بھی باطل ہو جائے اور یہ مصروف تعمیر رہیں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر جب تیرہ سال کی تھی تو آپ سریر آرائے سلطنت ہوئے اور چالیس سال آپ نے سلطنت فرمائی آپ کی کل عمر مبارک ترپن سال کی ہوئی تھی۔

اس کے بعد ملک سبا کا تذکرہ شروع فرمایا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِيْ مَسْكَنِهِمْ اٰيَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ يَّمِيْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَيِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

بے شک سبا کے لئے ان کی آبادی میں نشانی تھی دو باغ داہنے اور بائیں (ہم نے انہیں فرمایا) اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو پاکیزہ شہر اور بخشنے والا رب۔

سبا عرب کا ایک قبیلہ ہے جو اپنے دادا کے نام سے مشہور ہے اور دادا سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان ہے۔

ان کی آبادی حدود یمن میں تھی۔

ان کی بستی میں اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسی نعمتیں عطا کی تھیں کہ ہر رہنے والے کے دائیں بائیں دو باغ اور ایسے بارآور کہ اگر کوئی ایک جگہ سے خالی ٹوکری لے کر چلتا تو بغیر ہاتھ سے توڑے پھلوں سے وہ ٹوکری بھر جاتی اور اس میں قسم قسم کے میوے بھر جاتے۔

تو انہیں حکم ہوا کہ ہماری بخشی ہوئی نعمت کا شکر کرو ہم نے تمہیں پاک بستی دی جس میں نہ مچھر نہ مکھی نہ موذی جانور۔ لطیف آب و ہوا صاف ستھری زمین جس میں کھٹمل نہ پسو، سانپ نہ بچھو۔ غرضکہ عجیب و غریب صحت افزا جگہ تھی۔ بلکہ ہوا میں وہ لطافت کہ اگر کوئی باہر کا مسافر جوؤں سے لدا ہوا آ جاتا تو اس بستی میں آتے ہی سب جوئیں مر جاتیں۔ جیسے کشمیر جاتے ہوئے پیر پنجال کی گھاٹی سے عبور کرتے ہوئے تمام لالیاں گرمی والے رفع دفع ہو جاتے ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ شہر صنعاء سے تین فرسخ کے فاصلہ پر تھا۔

غرضکہ انہوں نے ناشکری کی چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَعْرَضُوْا فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ وَ بَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَيْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَيْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ ﴿۱۶﴾ ذٰلِكَ جَزَيْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِيْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

تو انہوں نے اعراض کیا اور منہ پھیرا تو ہم نے ان پر زور کا طوفان پانی کا بھیجا اور ان کے باغوں کو بدل کر دو باغ ایسے بدل دیئے جن میں کسیلا بکھٹا میوہ اور جھاؤ اور کچھ تھوڑی سی بیریاں چھوڑ دیں۔

Marfat.com

توانہوں نے شکر گزاری سے اتنا اعراض کیا کہ انبیاء کرام کی تکذیب شروع کر دی۔

حضرت وہب کہتے ہیں اس بستی میں تیرہ نبی دعوت حق دینے کے لئے مبعوث ہوئے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انہیں یاد دلائیں اور اس کے عذاب سے ڈرایا مگر انہوں نے ان کی تکذیب میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا بلکہ صاف کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ ہم پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت ہے یہ جو کچھ ہے ہماری حسن تدبیر سے ہے آپ اپنے خدا سے کہہ دیں کہ وہ اگر ایسی قوت رکھتا ہے تو ہم سے ان نعمتوں کو روک دے۔

سَیۡلَ الۡعَرِمِ۔ عظیم سیلاب یا زبردست پانی کا بہاؤ اللہ تعالیٰ نے ان پر بھیجا جس سے ان کے تمام باغ اور سارا مال غرق ہو گیا اور ان کے رہنے کی وہ نفیس کوٹھیاں ریت کے اندر دفن ہو گئیں۔

غرضکہ ایسے تباہ ہوئے کہ ملک سبا ایک افسانہ بن کر رہ گیا اور اہل عرب کے لئے وہ مثل بن گیا۔

اُکُلٍ خَمۡطٍ۔ بدمزہ نہایت بدمزہ کو کہتے ہیں۔

اَثۡلٍ۔ عربی میں جھاؤ کے درخت کو کہتے ہیں جو نہ پھلے نہ پھول دے نہ اس کا سایہ ہو۔

سِدۡرٍ۔ عربی میں بیری کی جھاڑی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ یہ ان کی ناشکری کا نتیجہ تھا حیث قال

ذٰلِکَ جَزَیۡنٰہُمۡ بِمَا کَفَرُوۡا ؕ وَ ہَلۡ نُجٰزِیۡۤ اِلَّا الۡکَفُوۡرَ ﴿۱۷﴾

یہ بدلہ ہم نے انہیں ان کی ناشکری کا دیا اور کسی کو نقصان نہیں دیتے اور سزا جب ہی دیتے ہیں جب وہ ناشکر ہو جائے۔

یہاں بَدَّلۡنٰہُمۡ بِجَنَّتَیۡہِمۡ جَنَّتَیۡنِ فرما کر بہ طریق مشاکلت ارشاد ہوا کہ ان کے دو باغ ایسے باغ ہو گئے جیسے ویرانوں میں جھاڑیاں جم جاتی ہیں اور وحشت ناک جنگل ہوتے ہیں اس قسم کے باغ بنا دیئے۔ یہ ان کے کفر کی سزا دی گئی۔

وَ جَعَلۡنَا بَیۡنَہُمۡ وَ بَیۡنَ الۡقُرَی الَّتِیۡ بٰرَکۡنَا فِیۡہَا قُرًی ظَاہِرَۃً وَّ قَدَّرۡنَا فِیۡہَا السَّیۡرَ ؕ سِیۡرُوۡا فِیۡہَا لَیَالِیَ وَ اَیَّامًا اٰمِنِیۡنَ ﴿۱۸﴾

اور ہم نے کئے تھے ان میں (یعنی ملک سبا میں) اور ان شہروں میں جن میں ہم نے برکت رکھی سر راہ کتنے شہر اور ان میں سے ایک سے دوسری بستی تک اندازے سے بستیاں رکھیں ان میں چلو راتوں میں اور دنوں میں امن وامان سے۔

یعنی شہر سبا سے شام تک رہنے والوں کو اتنی وسیع نعمتیں اور پانی اور سایہ دار درخت اور چشمے عنایت کئے گئے تھے کہ سبا سے شام کے ملک تک جانے والے کو راستے کے لئے ناشتہ اور پانی ہمراہ لے جانے کی حاجت نہ تھی اور بستیاں ایسی قریب قریب رکھی تھیں کہ سفر کرنے والا صبح چلے تو دوپہر کو کسی بستی میں پہنچ جائے جہاں سے اپنی تمام ضروریات مل سکتی تھیں اور آسانی سے سفر تمام ہو جائے غرضکہ یمن سے ملک شام تک تمام سفر آسانی سے پورا ہوتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں جتایا کہ تم سفر امن و امان سے کرتے ہو یہ ہماری بخشش ہے۔

اس پر متمولوں کے اندر حسد پیدا ہو کہ ایسی آبادی کی صورت میں ہمارے اور غریبوں کے درمیان کوئی امتیاز ہی نہیں رہا۔ پاس پاس بستیاں ہیں جو چاہے خراماں خراماں ہوا خوری کرتا چلا جاتا ہے۔ چند قدم پر دوسری بستی آجاتی ہے وہاں آرام کر کے پھر ہر کس و ناکس آگے چل دیتا ہے نہ تکان سفر محسوس ہوتی ہے نہ منزل کی کوفت۔

اگر منزلیں دور دور ہوتیں تو مدت سفر بھی دراز ہوتی ہم متمول لوگ جنگلوں بیابانوں سے گزرتے ہمارے ساتھ ناشتہ ہوتا

Marfat.com

پانی بھی ساتھ ہوتا سواریاں اور خدام ہمراہ ہوتے لطف سیر کے علاوہ امیر وغریب میں امتیاز ہوتا۔

یہ سوچ کر انہوں نے کہا جس کا تذکرہ ان آیتوں میں ہے:

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِيْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

تو بولے اے ہمارے رب! ہماری منزلوں میں دوری ڈال دے اور انہوں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا تو ہم نے ان کی (یہ پرافزا آبادی) افسانہ بنادی اور انہیں ایسا منتشر کیا کہ پورے پریشان ہوگئے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صبر کرنے والے اور پورے شکر گزار کے لئے۔

گویا انہوں نے چاہا کہ یمن اور شام کے درمیان جنگل اور بیابان اور دشوار گزار راہ ہوجائے کہ بغیر توشہ اور پانی کے سفر ہی نہ ہوسکے۔ چنانچہ عذاب الٰہی آیا عزوجل اور ان کی ناشکری کا انہیں بدلہ ملا ان بیانوں میں بعد والوں کے لئے نشانیاں ہیں کہ ان کے احوال سن کر عبرت حاصل کریں کہ کیسی منظم اور خوش حال بستیاں تھیں اب قبیلہ قبیلہ منتشر ہوگیا اور تمام بستیاں ایک ہی سیلاب میں غرق ہوگئیں اور لوگ بے خانماں ہوکر جدا جدا آبادیوں سے جا بسے۔

تاریخ سے ثابت ہوتا ہے کہ قبیلہ غسان شام میں اور قبیلہ ازل عمان میں اور خزاعہ تہامہ میں اور آل خزیمہ عراق میں اور اوس وخزرج کا دادا عمرو بن عامر مدینہ میں جا بسے۔

ان آیات کے آخیر میں لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ جو ارشاد ہے اس سے مومن کی صفت بیان فرمائی ہے کہ صبر و شکر صفت مومن ہے جب وہ بلا و مصائب میں مبتلا ہوتا ہے صبر کرتا ہے اور جب نعمت پاتا ہے شکر کرتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ شیطان کا گمان اہل سبا پر صحیح ہوگیا کہ انسان کو شہوت اور حرص اور غضب کے ذریعہ آسانی سے گمراہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ اہل سبا کو اس نے اس ذریعہ سے تباہ وبرباد کردیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ اِبْلِيْسُ ظَنَّهٗ فَاتَّبَعُوْهُ اِلَّا فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَمَا كَانَ لَهٗ عَلَيْهِمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يُّؤْمِنُ بِالْاٰخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِيْ شَكٍّ ؕ وَرَبُّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۲۱﴾

اور بے شک سچ کردکھایا شیطان نے اپنا گمان تو وہ اس کے پیچھے ہولئے مگر ایک جماعت جو مسلمانوں میں سے تھی اور شیطان کا ان پر کچھ گمان نہ تھا مگر ہم نے (گمراہ اور ایمان والوں میں) یہ فرق یوں دکھایا کہ ہم دکھادیں کہ کون آخرت پر ایمان لاتا ہے اور کون اس سے شک میں ہے اور تمہارا رب ہر شے پر نگہبان ہے۔

گویا یہ فرمایا کہ اہل سبا شیطان کے مکروفریب میں آئے اور اس کی پیروی کرنے سے تباہ ہوئے اور جو مومن تھے اس کے دام تزویر میں نہ آئے۔

حسن فرماتے ہیں کہ شیطان نے نہ کسی پر تلوار کھینچی نہ کوڑے مارے صرف جھوٹے وعدوں اور باطل امیدوں پر اہل باطل کو گمراہ کردیا اور وہ اس کے متبع ہوگئے مگر مومن اس کے اتباع سے مجتنب رہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی شان بے نیازی کا اظہار فرما کر مؤمنین کو دکھادیا کہ شک میں پڑنے والے شیطان کے یوں متبع ہوتے ہیں اور ایمان والے اس حال میں بھی اپنے ایمان پر قائم رہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

وَلَقَدۡ اٰتَیۡنَا دَاوٗدَ مِنَّا فَضۡلًا ؕ ۔ بے شک ہم نے اپنا فضل داؤد علیہ السلام پر فرمایا۔

اس کے ایک معنی تو یہ ہیں کہ اٰتَیۡنَاهُ بِحُسۡنِ اِنَابَتِهٖ وَ صِحَّةِ تَوۡبَتِهٖ فَضۡلًا اَیۡ نِعۡمَةً وَّ اِحۡسَانًا ان کے رجوع خالص اور صحیح رجوع پر اللہ تعالیٰ نے نعمت کا احسان فرمایا۔

وَ قِیۡلَ فَضۡلًا وَّ زِیَادَةً عَلٰی سَائِرِ الۡاَنۡبِیَآءِ الۡمُتَقَدِّمِیۡنَ عَلَیۡهِ۔ دوسرا قول یہ ہے کہ آپ کو فضیلت اور زیادہ مرتبت آپ سے پہلے انبیاء پر عطا ہوئی۔

اور انبیاء بنی اسرائیل۔ تیسرا قول یہ ہے کہ انبیاء بنی اسرائیل پر آپ کو فضیلت عطا ہوئی۔

اَوۡ مَا عَدَا نَبِیِّنَا عَلَیۡهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لِاَنَّهٗ مَا مِنۡ فِضۡیلَةٍ فِیۡ اَحَدٍ مِّنَ الۡاَنۡبِیَآءِ عَلَیۡهِمُ السَّلَامُ اِلَّا وَ قَدۡ اُوۡتِیَ عَلَیۡهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِثۡلَهَا بِالۡفِعۡلِ اَوۡ تَمَکَّنَ مِنۡهَا فَلَمۡ یَعۡتَرِ لِاِظۡهَارِهَا۔

چوتھا قول یہ ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا سب پر فضیلت دی اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے جتنی فضیلتیں کسی نبی کو انبیاء میں سے عطا ہوئیں وہ سب ان جیسی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملیں عام اس سے کہ وہ بالفعل ہوں یا بالقوۃ تو ان کے اظہار کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اجازت نہ ہو۔

اور یہاں حضرت داؤد اور سلیمان علیہما السلام کی معجزانہ شانوں کا تذکرہ پہلے رکوع کی مناسبت سے فرمایا گیا اس کے آخر میں لَاٰیَةً لِّکُلِّ عَبۡدٍ مُّنِیۡبٍ ارشاد تھا اس وجہ میں داؤد و سلیمان علیہما السلام کی انابت کی بنا پر ان کا تذکرہ فرمایا گیا۔ گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تَسۡتَبۡعِدُوۡا هٰذَا فَقَدۡ تَفَضَّلۡنَا عَلٰی عَبِیۡدِنَا قَدِیۡمًا هٰکَذَا وَ کَذَا - فَلَمَّا فَرَغَ التَّمۡثِیۡلَ لَهٗ عَلَیۡهِ السَّلَامُ رَجَعَ التَّمۡثِیۡلَ بِهِمۡ بِسَبَاً وَ مَا کَانَ مِنۡ هِلَاکِهِمۡ بِالۡکُفۡرِ وَالۡعُتُوِّ۔ اے منکرو! ہماری شان قدرت پر استبعاد عقل نہ کرو بے شک ہم نے اپنے بندوں کو بڑی بڑی فضیلتیں عطا فرمائی ہیں جو پہلے گزرے ہیں منجملہ اس کے داؤد علیہ السلام کو یہ اور سلیمان علیہ اسلام کو یہ۔

جب ان دو ہستیوں کی فضیلت سے مثال دے دی تو پھر ملک سبا کو مثال میں پیش فرمایا اور جو کچھ ان کی ہلاکت ان کے کفر اور نافرمانی سے ہوئی۔

پھر ارشاد ہے کہ ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ داؤد علیہ السلام کے نغمات تسبیح کی طرف تم بھی رجوع لاؤ چنانچہ ارشاد ہوا:

یٰجِبَالُ اَوِّبِیۡ مَعَهٗ وَالطَّیۡرَ ۚ ۔ اے پہاڑو! رجوع لاؤ ان کے ساتھ اور اے پرندو!۔

اس کی تفسیر میں آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اے پنچھیو! تم بھی داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرو۔

ابن عباس، قتادہ، ابن زید اور ابن جریر ابی میسرہ رحمہم اللہ سے فرماتے ہیں: وَالظَّاهِرُ اَنَّهٗ عَرَبِیٌّ مِنَ التَّاوِیۡبِ وَالۡمُرَادُ رَجِّعِیۡ مَعَهُ التَّسۡبِیۡحَ۔ اور یہ اوبی لغت عربی ہے تاویب سے اور اس سے مراد ہے رجوع کرنا ان کے ساتھ تسبیح میں گویا حکم ہوا کہ اے پہاڑو اور پرندو! تم ان کی آواز پر تسبیح کرو۔

چنانچہ مروی ہے کہ اَنَّهٗ عَلَیۡهِ السَّلَامُ کَانَ اِذَا سَبَّحَ سَبَّحَتِ الۡجِبَالُ مِثۡلَ تَسۡبِیۡحِهٖ بِصَوۡتٍ یُّسۡمَعُ

Marfat.com

مِنهَا۔ جب داؤد علیہ السلام تسبیح کرتے تو پہاڑ بھی آپ کے ساتھ تسبیح کرتے ایسی آواز سے کہ وہ سنی جاتی۔

وَ لَا یَعجِزُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ اَن یَّجعَلَھَا بِحَیثُ تُسَبِّحُ بِصَوتٍ یُسمَعُ وَقَد سَبَّحَ الحَصٰی فِی کَفِّ نَبِیِّنَا عَلَیہِ السَّلَامُ وَ سُمِعَ تَسبِیحُہٗ وَ کَذَا فِی کَفِّ اَبِی بَکرٍ رَّضِیَ اللّٰہُ عَنہُ۔ اور اس میں اللہ تعالیٰ قادر ہے جس سے چاہے جیسے چاہے جب چاہے جتنی چاہے تسبیح کی قوت دے کر اس سے تسبیح کرا سکتا ہے۔

اور ایسی تسبیح جس کی آواز دوسرے سنیں ورنہ وَاِنْ مِّنْ شَیْءٍ اِلَّا یُسَبِّحُ بِحَمْدِہٖ وَلٰکِنْ لَّا تَفْقَہُوْنَ تَسْبِیْحَہُمْ تو صاف قرآن مجید میں موجود ہے۔

اور کنکریوں نے دست اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تسبیح کی اور ایسے ہی دست صدیق اکبر میں تسبیح کی۔ رضی اللہ عنہ۔

آگے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ لَا یَبعُدُ عَلٰی ھٰذَا اَن یُّقَالَ اِنَّہٗ تَعَالٰی خَلَقَ فِیھَا الفَھمَ اَوَّلًا فَنَادَاھَا کَمَا یُنَادٰی اُولُو الفَھمِ وَ اَمَرَھَا۔ اور یہ مستبعد نہیں اگر مان لیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ اور طیر میں اول فہم پیدا فرمایا ہو پھر انہیں حکم دیا ہو جیسے اہل فہم کو حکم دیا جاتا ہے۔

اور اس کے نظائر عقلی ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔ اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے ایک طویل بحث کی ہے: فَلیَنظُر فِیہِ مَن شَاءَ۔

وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِيْدَ ⑩ ۔اور نرم کیا ہم نے ان کے لئے لوہا۔

اَی وَجَعَلنَاہُ فِی یَدِہٖ کَالشَّمعِ وَالعَجِینِ یُصَرِّفُہٗ کَمَا یَشَآءُ مِن غَیرِ نَارٍ وَّلَا ضَربِ مِطرَقَۃٍ۔ یعنی آپ کے دست اقدس میں لوہا موم کی طرح نرم ہو کر گندھے آٹے کی صورت ہو جاتا تو آپ جس صورت میں چاہتے اسے بناتے بغیر آگ کی تپائی اور ہتھوڑے کی ضرب کے۔

اَنِ اعْمَلْ سٰبِغٰتٍ۔ یہ کہ بنائیں اس سے زرہ۔

گویا معنی یہ ہوئے: اَلَنَّا الْحَدِيْدَ لِعَمَلِ سَابِغَاتٍ۔ لوہا ہم نے دست داؤد علیہ السلام میں زرہ بنانے کو نرم فرمایا۔ اور سٰبِغٰتٍ لغت عرب میں زرہ کو کہتے ہیں کَمَا قَالَ الاٰلُوسِی وَالسَّابِغَاتُ الدُّرُوعُ۔

وَقَدِّرْ فِي السَّرْدِ۔ اور اندازہ رکھو اس کی بنائی میں۔

سرد عربی میں بننے کو کہتے ہیں اَلسَّردُ نَسجٌ فِی الاَصلِ اور زرہ میں چونکہ کڑیاں بنی جاتی ہیں اس لئے قَدِّرْ فِي السَّرْدِ فرمایا یَعنِی اِقتَصِد فِی نَسجِ الدُّرُوعِ بِحَیثُ تَتَنَاسَبُ حَلَقُھَا۔ زرہ بنانے میں اس کا خیال رکھ کہ کڑیاں برابر کی ہوں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ فرماتے ہیں: اَی اِجعَل حِلَقَھَا عَلٰی مَقَادِیرَ مُتَنَاسِبَۃٍ۔ اس کی کڑیوں کو ایک اندازہ پر رکھو مروی ہے:

اِنَّہٗ عَلَیہِ السَّلَامُ کَانَ یَعمَلُ الحِلَقَ مِن غَیرِ فَرجٍ۔ حضرت داؤد علیہ السلام بغیر جھال لگائے کڑیوں کو جوڑتے اور وہ بے جوڑ ہوتی تھیں۔

Marfat.com

وَ حُكِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوَّلُ مَنْ صَنَعَ الدِّرْعَ حِلَقًا وَ كَانَتْ قَبْلُ صَفَائِحَ - رُوِيَ ذٰلِكَ عَنْ قَتَادَةَ۔ قتادہ فرماتے ہیں اول جس نے زرہ کڑیوں سے بنائی وہ داؤد علیہ السلام ہیں اس سے پہلے لوہے کے پترے جوڑے جاتے تھے۔

زرہ کی ابتداء کا حال یہ ہے کہ جسے مقاتل رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

اِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حِيْنَ مَلَكَ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ يَخْرُجُ مُتَنَكِّرًا فَيَسْأَلُ النَّاسَ عَنْ حَالِهٖ فَعَرَضَ لَهٗ مَلَكٌ فِيْ صُوْرَةِ اِنْسَانٍ فَسَأَلَهٗ فَقَالَ نِعْمَ الْعَبْدُ لَوْلَا خُلُقُهٗ فِيْهِ فَقَالَ وَ مَا هِيَ قَالَ يَرْزُقُ مِنْ بَيْتِ الْمَالِ وَلَوْ اَكَلَ مِنْ عَمَلِ يَدِهٖ تَمَّتْ فَضَائِلُهٗ فَدَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّعَلِّمَهٗ صَنْعَةً وَّيُسَهِّلَهَا عَلَيْهِ فَعَلَّمَهٗ صَنْعَةَ الدِّرْعِ وَاَلَانَ لَهُ الْحَدِيْدَ وَ كَانَ يُنْفِقُ ثُلُثَ الْمَالِ فِيْ مَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ وَ كَانَ يَفْرُغُ مِنَ الدِّرْعِ فِيْ بَعْضِ يَوْمٍ اَوْ فِيْ بَعْضِ لَيْلٍ وَ ثَمَنُهَا اَلْفُ دِرْهَمٍ۔

حضرت داؤد علیہ السلام اپنے عیب کے تجسس میں بھیس بدل کر قوم میں نکلتے اور پوچھتے داؤد علیہ السلام کیسے آدمی ہیں تو سب تعریف ہی کرتے۔

ایک روز ایک فرشتہ انسانی صورت میں آپ کو ملا آپ نے اس سے بھی دریافت کیا اس نے کہا داؤد علیہ السلام بندہ تو اچھا ہے اور بالکل ہی اچھا ہوتا اگر ایک کمی بھی نہ ہوتی آپ نے فرمایا وہ کیا کمی ہے؟ اس نے کہا وہ بیت المال سے کھاتا پیتا ہے۔ اگر وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا تو یہ اس کی فضیلت پوری طرح مکمل ہو جاتی۔

آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں دعا کی کہ کوئی ایسی صنعت تعلیم فرمائے کہ آسانی سے وہ روزی حاصل کریں۔

تو اللہ تعالیٰ نے زرہ بنانا تعلیم فرمایا اور آپ کے ہاتھ میں لوہا نرم کر دیا۔

تو آپ یہی کام کرتے اور دن کے کچھ حصہ میں یا رات کی کسی ساعت میں زرہ تیار کر لیتے اور اس زرہ کی قیمت ایک ہزار درہم ہوتی اس میں سے آپ تہائی مال مصالح مسلمین میں خرچ فرماتے۔

اور حکیم ترمذی نوادر الاصول میں اور ابن ابی حاتم ابن شوزب رحمہم اللہ سے راوی ہیں:

قَالَ كَانَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَرْقَعُ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ دِرْعًا فَيَبِيْعُهَا بِسِتَّةِ اٰلَافِ دِرْهَمٍ - اَلْفَانِ لَهٗ وَلِاَهْلِهٖ وَاَرْبَعَةُ اٰلَافٍ يُطْعِمُ مِنْهَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ الْخُبْزَ الْحَوَارِيَّ۔ حضرت داؤد علیہ السلام ہر روز ایک زرہ تیار کرتے وہ چھ ہزار درہم کو بکتی اس میں سے دو ہزار اپنے لئے اور اہل وعیال کے لئے صرف کرتے اور چار ہزار اپنے لشکریوں خدمت گزاروں کے کھانے میں صرف فرماتے۔

مجمع البیان میں ایک روایت ہے کہ آپ نے تین سو ساٹھ زرہیں تیار کر کے تین لاکھ ساٹھ ہزار درہم میں فروخت کر دیں اور آپ بیت المال سے مستغنی ہو گئے۔

وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱﴾ ۔ اور عمل صالح کرو ہم تمہارے عمل دیکھ رہے ہیں۔

یہ داؤد علیہ السلام اور بنی اسرائیل سب کے لئے حکم ہے۔ اس کے بعد سلیمان علیہ السلام کا تذکرہ شروع فرمایا:

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ ۔ اور سلیمان کے لئے مسخر کی ہوا کہ اس سے سیر صبح کی ایک ماہ کے

Marfat.com

راستہ پر تھی اور شام کی سیر ایک ماہ کے راستہ کی تھی۔

آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَیْ فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ یعنی جیسے اَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ داؤد علیہ السلام کے لئے فرمایا تھا ایسے ہی فَسَخَّرْنَا لِسُلَیْمَانَ الرِّیْحَ ارشاد ہوا۔

روح المعانی میں ہے: فَکَاَنَّهٗ قِیْلَ مَا ذَکَرْنَا لِدَاوٗدَ وَ سُلَیْمَانَ الرِّیْحَ فَاِنَّهَا کَانَتْ لَهٗ کَالْمَمْلُوْکِ الْمُخْتَصِّ بِالْمَالِکِ یَاْمُرُهَا بِمَا یُرِیْدُ وَیَسِیْرُ عَلَیْهَا حَیْثُمَا شَآءَ۔ گویا ارشاد ہے کہ جیسے ہم نے داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ طیر مسخر کئے اور لوہا نرم فرمایا ایسے ہی سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا مسخر کی جو آپ کی مملوک خاص تھی آپ اسے جو حکم فرماتے وہ اس کی تعمیل کرتی جہاں چاہتے تھے اس کے ذریعہ تشریف لے جاتے۔

گویا جیسے ایروپلین پٹرول اور گیس کے ذریعہ اڑتا ہے بلاتشبیہ ایسے ہی سلیمانی سواری بلا پٹرول اور مشین اور گیس کے اتنی تیز روانہ ہوتی کہ صبح کی سیر میں ایک ماہ کی مسافت قطع فرماتے اور شام کی سیر میں بھی ایک ماہ کی مسافت قطع کرتے۔ چنانچہ احمد زہد میں حسن سے راوی ہیں:

اِنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ کَانَ سُلَیْمَانُ عَلَیْهِ السَّلَامُ یَغْدُوْ مِنْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فَیَقِیْلُ بِاِصْطَخَر ثُمَّ یَرُوْحُ مِنْ اِصْطَخَرَ فَیَقِیْلُ بِقَلْعَةِ خُرَاسَانَ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بیت المقدس سے صبح کی سیر کو نکلتے تو اصطخر میں دوپہر کو آرام فرماتے اور اصطخر سے صبح چلتے تو قلعہ خراسان میں آکر قیلولہ فرماتے۔

اس ہوا کی تعریف میں بعض پرانے اشعار جنہیں وہب بن منبہ نے بحر میں نقل کیا۔ وہب فرماتے ہیں: وَجَدْتُّ اَبْیَاتًا مَنْقُوْرَةً فِیْ صَخْرَةٍ بِاَرْضِ کَسْکَرَ لِبَعْضِ اَصْحَابِ سُلَیْمَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَهِیَ۔ میں نے چند بیت ایک پتھر پر کندہ پائے ارض کسکر میں جو بعض اصحاب سلیمان علیہ السلام کے تھے اور وہ یہ ہیں:

وَ نَحْنُ وَلَا حَوْلَ سِوٰی حَوْلَ رَبِّنَا — نَرُوْحُ مِنَ الْاَوْطَانِ مِنْ اَرْضِ تَدْمُرٖ
اِذَا نَحْنُ رُحْنَا کَانَ رَیْثُ رَوَاحِنَا — مَسِیْرَةُ شَهْرٍ وَالْغُدُوُّ لِاٰخَرٖ
اُنَاسٌ شَرَوْا لِلّٰهِ طَوْعًا نُفُوْسَهُمْ — بِنَصْرِ ابْنِ دَاوٗدَ النَّبِیِّ الْمُطَهَّرٖ
لَهُمْ فِیْ مَعَالِی الدِّیْنِ فَضْلٌ وَرِفْعَةٌ — وَاِنْ نُّسِبُوْا یَوْمًا فَمِنْ خَیْرِ مَعْشَرٖ
مَتٰی نَرْکَبُ الرِّیْحَ الْمُطِیْعَةَ اَسْرَعَتْ — مُبَادَرَةً عَنْ شَهْرِهَا لَمْ تَقْصُرٖ
تَظِلُّهُمْ طَیْرٌ صُفُوْفٌ عَلَیْهِمْ — مَتٰی رَفْرَفَتْ مِنْ فَوْقِهِمْ لَمْ تَنْفُرُوْا

(۱) اور ہم بغیر پناہ کے سوا اپنے رب کی پناہ کے چلتے ہیں اپنے وطن وزمین تدمر سے۔

(۲) جب ہم چلتے ہیں تو چلنے کی ہماری مدت ایک ماہ کے بعد مسافت پر صبح کی ہوتی۔ (ریث مدة سفر)

(۳) لوگ خوشی سے اپنی جانیں اللہ کے سپرد کر کے ابن داؤد سلیمان نبی کی مدد سے چلتے تھے۔

(۴) ان کی زندگی دین کی بلندیوں کے ساتھ تھی اور اگر دنوں کی طرف منسوب کریں تو وہ بلحاظ زمانہ بہترین جماعت تھی۔

(۵) جب ہم مطیع ہوا پر سوار ہوں تو اس کی سرعت سیر ایک ماہ سے کم نہیں ہوتی۔

(۶) پرند صف بستہ اس پر سایہ کئے ہوئے ہیں جب وہ اترتی ہے بلندی سے تو ناگوار نہیں گزرتا۔

Marfat.com

اور حضرت وہب رضی اللہ عنہ نے یہ بھی فرمایا کہ آپ کا مستقر یعنی ایروڈرام تدمر تھا اور وہاں جنوں نے میدان میں اونچے اونچے ستون رخام ابیض اور اشقر کے قائم کئے تھے۔

اور تدمر یہ عوام میں مشہور ہے اور علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں یہی نام ایک رباعی کے ساتھ ظاہر فرمایا وہ رباعی یہ ہے:

اَلَا سُلَیْمَانُ اِذْ قَالَ الْاِلٰهُ لَهٗ قُمْ فِی الْبَرِیَّةِ فَاصْدُدْھَا عَنِ الْفَنَدِ

وَ جَیْشُ الْجِنِّ اِنِّیْ قَدْ اَذِنْتُ لَھُمْ یَبْنُوْنَ تَدْمُرَ بِالصُّفَّاحِ وَالْعَمَدِ

قاموس میں تدمر بروزن تنصر ہے اور تنصر بنت حسان ابن اذینہ ہے اور اسی کے نام کے ساتھ اس شہر کا نام رکھا گیا۔

وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ - اور جاری کیا ہم نے اس کے لئے چشمہ تانبہ کا۔

قطر پر روح المعانی میں ہے: اَیِ النُّحَاسُ الذَّائِبُ۔ قطر سے مراد پگھلا ہوا تانبہ ہے یہ قَطَرَ یَقْطُرُ قِطْرًا وَ قِطْرَانًا بِسُکُوْنِ الطَّآءِ ہے۔

وَ قِیْلَ الْفِلِزَّاتُ النُّحَاسِ وَالْحَدِیْدِ وَ غَیْرِھِمَا۔ ایک قول ہے اس سے مراد تانبہ لوہے کی دھاتیں ہیں۔

وَ اُرِیْدَ بِعَیْنِ الْقِطْرِ مَعْدَنُ النُّحَاسِ۔ بعض نے کہا عین القطر تانبہ کی کان ہے۔

مگر وَاَسَلْنَا لَهٗ عَیْنَ الْقِطْرِ سے مراد بہانا ہے پگھلا کر جیسے وَاَلَنَّا لَهُ الْحَدِیْدَ فرمایا گیا۔ فَنَبَعَ کَمَا یَنْبُعُ الْمَآءُ مِنَ الْعَیْنِ فَلِذٰلِکَ سُمِّیَ عَیْنُ الْقِطْرِ۔ وہ ابلتا تھا جیسے پانی چشمہ سے ابلتا ہے اسی لئے اسے عین القطر یعنی تانبہ کا چشمہ فرمایا۔

روح المعانی میں ہے: وَ مَعْنٰی اَسَلْنَا اَذَبْنَا۔ اسلنا کے معنی پگھلانا ہی ہیں۔

فَالْمَعْنٰی اَذَبْنَا لَهُ النُّحَاسَ عَلٰی نَحْوِمَا کَانَ الْحَدِیْدُ یَلِیْنُ لِدَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَکَانَتِ الْاَعْمَالُ تُتَاتّٰی مِنْهُ بَارِدٌ دُوْنَ نَارٍ وَلَمْ یَلِیَّنْ وَلَاذَابَ لِاَحَدٍ قَبْلَهٗ۔ تو معنی یہ ہوئے کہ اَسَلْنَا یَعْنِیْ اَذَبْنَا النُّحَاسَ جاری کیا ہم نے یعنی پگھلا دیا ہم نے تانبہ اس طرح جیسے لوہا یاد داؤد علیہ السلام میں نرم کر دیا تھا تو اس سے کام ہوتا رہا وہ ٹھنڈا بغیر آگ کے ہی کام میں آتا اسے نہ نرم کیا جاتا نہ پگھلایا جاتا۔

آخر میں لکھتے ہیں: وَالظَّاهِرُ الْمُؤَیِّدُ بِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی جَعَلَهٗ فِیْ مَعْدَنِهٖ عَیْنًا تَسِیْلُ کَعُیُوْنِ الْمَاءِ۔ بیان کا قرینہ یہ ظاہر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تانبہ کا چشمہ اس کی کان سے ایسے ہی جاری فرما دیا تھا جیسے پانی کا چشمہ جاری ہوتا ہے۔

ابن منذر رحمہ اللہ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ اَسَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهُ الْقِطْرَ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ یَسِیْلُ کَمَا یَسِیْلُ الْمَاءُ۔ اللہ تعالیٰ نے تین دن یہ چشمہ تانبہ کا ایسے جاری کیا جیسے پانی کا چشمہ بہتا ہے۔

وَ قِیْلَ اِلٰی اَیْنَ قَالَ لَا اَدْرِیْ۔ اور پوچھا گیا کہ یہ چشمہ کہاں تک جاری تھا تو جواب دیا معلوم نہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور سدی اور مجاہد رحمہم اللہ فرماتے ہیں: قَالُوْا اُجْرِیَتْ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ بِلَیَالِیْھِنَّ وَکَانَتْ بِاَرْضِ الْیَمَنِ۔ یہ چشمہ سلیمان علیہ السلام کیلئے تین رات دن جاری کیا گیا اور یہ یمن میں تھا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ارض صنعاء میں یہ چشمہ تھا۔

اور یہ قول بھی ہے کہ کَانَ یَسِیْلُ فِی الشَّھْرِ ثَلَاثَةَ اَیَّامٍ۔ ہر مہینہ میں تین دن یہ چشمہ چلتا تھا۔

Marfat.com

وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِإِذْنِ رَبِّهِ ۖ وَمَنْ يَزِغْ مِنْهُمْ عَنْ أَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيرِ ﴿۱۲﴾

اور جنوں میں سے وہ بھی تھے جو بحکم الٰہی آپ کے سامنے کام کرتے اور جو کج رو تھے اور حکم الٰہی سے سرتابی کرتے تھے انہیں ہم بھڑکتی آگ کا عذاب چکھائیں گے۔

يَزِغْ کے معنی پر ایک قول یہ ہے کہ وَ مَنْ يَعْدِلُ مِنْهُمْ عَمَّا اَمَرْنَاهُ بِهٖ مِنْ طَاعَةِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔
اور جو ان میں سے نافرمانی کرتا اس حکم کی جو اسے دیا جاتا اطاعت سلیمان علیہ السلام پر۔

دوسرا قول یہ ہے: وَ مَنْ يُمِلَّ وَيَصْرِفْ نَفْسَهٗ۔ جو منہ پھیرتا اور من مانی کرتا تو ہم اسے عذاب نار کا ذائقہ آخرت میں چکھائیں گے۔

بعض نے کہا: اَلْمُرَادُ تَعْذِيْبُهٗ فِي الدُّنْيَا۔ اس سے مراد دنیا میں ہی عذاب دینا ہے۔

سدی رحمہ اللہ راوی ہیں: اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ مَعَهٗ مَلَكٌ بِيَدِهٖ سَوْطٌ مِّنْ نَّارٍ كُلَّ مَا اسْتَعْصٰى عَلَيْهِ جِنِّيٌّ ضَرَبَهٗ مِنْ حَيْثُ لَايَرَاهُ الْجِنُّ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے ساتھ ایک فرشتہ آگ کا کوڑا لئے ہوتا جب کوئی جن قصور کرتا وہ اسے ایسے مارتا کہ جن مارنے والے کو نہ دیکھ سکتا۔

ایک قول ہے کہ جو جن حکم کے خلاف کرتا جلا دیا جاتا۔

اور یہ عقلاً مستبعد نہیں اس لئے کہ جن آگ کی مخلوق ہے تو عنصر نار سے انہیں سزا دینا قرین عقل ہے۔

يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۭ
بناتے وہ جو چاہتے بلند محرابیں اور تصویریں اور لگن حوض جیسے اور لنگر دار دیگیں۔

مَّحَارِيْبَ۔ محراب کی جمع ہے وہ بقول عطیہ قصر کے معنی میں مستعمل ہے۔ وَ يُطْلَقُ عَلَى الْمَكَانِ الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ يَقِفُ بِحَذَائِهِ الْإِمَامُ۔ اور اس کا اطلاق اس حصہ معروف پر ہوتا ہے جہاں امام کھڑا ہوتا ہے۔ وَ هُوَ مَا اُحْدِثَ فِي الْمَسَاجِدِ وَلَمْ يَكُنْ فِي الصَّدْرِ۔ اور وہ عموماً مساجد میں بنائی جاتی ہے اور یہ طریقہ صدر اول میں نہ تھا۔

اسی بناء پر فقہاء نے محراب کے اندر کھڑے ہوکر نماز گزارنا مکروہ لکھا ہے بلکہ محراب سے پیر باہر رکھ کر کھڑا ہونا چاہئے تاکہ کراہت لازم نہ آئے۔

اور ابن منذر اور قتادہ کہتے ہیں: تَفْسِيْرُ هَا بِالْقُصُوْرِ وَالْمَسَاجِدِ۔ محل اور مساجد پر اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

وَتَمَاثِيْلَ۔ اور تصویریں۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: كَانَتْ صُوَرُ حَيْوَانَاتٍ۔ وہ جانوروں کی تصویریں ہوتی تھیں۔

وَ قَالَ الزَّمَخْشَرِيُّ صُوْرَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالْاَنْبِيَآءِ وَالصُّلَحَاءِ كَانَتْ تُعْمَلُ فِي الْمَسَاجِدِ مِنْ نُّحَاسٍ وَ صُفْرٍ وَزُجَاجٍ وَ رُخَامٍ لِيَرَاهَا النَّاسُ فَيَعْبُدُوْا نَحْوَ عِبَادَتِهِمْ وَ كَانَتْ اِتِّخَاذُ الصُّوَرِ فِيْ ذٰلِكَ الشَّرْعِ جَائِزًا۔

زمخشری اور ضحاک اور ابو العالیہ کہتے ہیں کہ وہ ملائکہ کی تصاویر اور انبیاء و صلحاء کی تصویریں ہوتی تھیں اور یہ مسجد میں بناتے تھے تانبہ پیتل اور شیشہ اور سنگ رخام سے تاکہ لوگ انہیں دیکھیں اور ان کی پوجا کی طرح پوجیں اور یہ تصاویر بنانا اس شرع

میں جائز تھی۔

چنانچہ حکیم ترمذی رحمہ اللہ نوادر الاصول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ فِی الْاٰیَةِ اِتَّخَذَ سُلَیْمَانُ عَلَیْهِ السَّلَامُ تَمَاثِیْلَ مِنْ نُّحَاسٍ فَقَالَ یَا رَبِّ انْفُخْ فِیْهَا الرُّوْحَ فَاِنَّهَا اَقْوٰی عَلَی الْخِدْمَةِ فَیَنْفُخُ اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْهَا الرُّوْحَ فَکَانَتْ تَخْدِمُهٗ وَاِسْفَنْدْیَار مِنْ بَقَایَاهُمْ۔

سلیمان علیہ السلام نے تانبہ کی صورتیں بنا کر دعا کی الٰہی ان میں نفخ روح فرما دے کہ یہ خدمت میں زیادہ قوی ہوگی تو اللہ تعالیٰ نے نفخ روح فرما دیا تو وہ خدمت کرتی تھیں اس کے بقایا میں اسفندیار بھی ہے۔ اس کے بعد آلوسی فرماتے ہیں:

هٰذَا مِنَ الْعَجَبِ الْعُجَابِ وَلَا یَنْبَغِیْ اِعْتِقَادُ صِحَّتِهٖ۔ یہ اسفندیار کہ اسی کے بقایا سے ہے یہ عجیب ترین چیز ہے اس پر اعتقاد صحت روایت نازیبا ہے۔

وَاَمَّا مَا رُوِیَ مِنْ اَنَّهُمْ عَمِلُوْا لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَسَدَیْنِ فِیْ اَسْفَلِ کُرْسِیِّهٖ وَ نَسْرَیْنِ فَوْقَهٗ فَاِذَا اَرَادَ اَنْ یَّصْعَدَ بَسَطَ الْاَسَدَ اِنْ لَهٗ ذِرَاعَیْهِمَا وَاِذَا قَعَدَ اَظَلَّهُ النَّسْرَانِ بِاَجْنِحَتِهَا فَاَمْرٌ غَیْرُ مُسْتَبْعَدٍ فَاِنَّ ذٰلِکَ یَکُوْنُ بِالْاٰلَاتِ تَتَحَرَّکُ عِنْدَ الصُّعُوْدِ وَعِنْدَ الْقُعُوْدِ فَتَحَرَّکُ الذِّرَاعَیْنِ وَ الْاَجْنِحَةِ وَقَدْ اِنْتَبَتَ صَنَائِعُ الْبَشَرِ اِلٰی مِثْلِ ذٰلِکَ فِی الْغَرَابَةِ۔

اور یہ جو روایت ہے کہ آپ کی کرسی کے نیچے جنوں نے دو شیر بنائے تھے اور وہ دو عقاب جسے باز کہتے ہیں کرسی کے اوپر بنائے تھے۔

تو جب آپ بلندی کی طرف چڑھنے کا ارادہ فرماتے تو وہ شیر اپنے بازو پھیلا دیتے اور جب آپ اتر کر بیٹھنا چاہتے تو عقاب آپ پر سایہ کرتے اپنے بازوؤں سے۔

یہ روایت ایسی ہے جو عقلاً مستبعد نہیں اس لئے کہ ایسے آلات ہو سکتے ہیں جو صعود و ہبوط میں حرکت کریں اور دور موجودہ میں دور انسانی کی ایجادات اس حد کو پہنچ چکی ہیں۔

ایروپلین جب اترتا ہے تو اس کے جوف سے بڑے بڑے پٹھے باہر نکل آتے ہیں اور اڑنا چاہتا ہے تو وہ پٹھے خود بخود اس کے جوف میں داخل ہو جاتے ہیں۔

پھر وہ تین تین سو آدمیوں کو معہ سامان لے کر پندرہ ہزار فٹ بلندی پر پرواز کرتا ہے اور دس دن کی راہ چار گھنٹہ میں قطع کر لیتا ہے۔

لاہور سے ڈھاکہ جانے کے لئے ہم رات کے ۱۲ بجے سوار ہوئے اور ساڑھے تین بجے ڈھاکہ کے ایروڈرام میں جا اترے یہ راستہ اہل جہاز کے ذریعہ تقریباً دس دن کا ہے۔

پھر فلاسفہ نے طلسمات کے ذریعے بڑے بڑے حیرت ناک مظاہرے کئے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ عَلَی الْبَابِ الشَّهِیْرَةِ بِبَابِ الطِّلَسْمِ مِنْ اَبْوَابِ بَغْدَادَ تِمْثَالُ حَیَّةٍ یَّزْعُمُوْنَ اَنَّهٗ لَمَنَعَ الْحَیَّاتِ عَنِ الْاِیْذَاءِ دَاخِلَ بَغْدَادَ وَنَحْنُ قَدْ شَاهَدْنَا مِرَارًا اُنَاسًا لَسَعَتْهُمُ الْحَیَّاتُ فَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ یَتَاَذَّ وَ مِنْهُمْ مَّنْ تَاَذّٰی یَسِیْرًا وَّ لَمْ نُشَاهِدْ مَوْتَ اَحَدٍ مِّنْ ذٰلِکَ۔

باب الطلسم کے نام سے ایک دروازہ منجملہ اور دروازوں کے بغداد شریف میں ہے اس پر ایک سانپ کی تصویر ہے لوگوں کا یہ خیال ہے کہ وہ وہاں کے سانپوں کو بغداد کے اندر ایذا رسانی سے مانع ہے اور آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں نے بارہا مشاہدہ کیا کہ لوگوں کو جب سانپ ڈستا تو ان میں سے بہت ایسے ہیں جن پر کوئی اثر نہیں ہوتا اور بعض کو اگر اثر ہوا بھی تو معمولی سا ہوتا ہے اور میں نے سانپ سے کسی کو وہاں مرتے نہ دیکھا۔

اس کے بعد کہتے ہیں کہ ممکن ہے کہ بغداد کے اندر ایسی قسم کے سانپ ہوں جن میں زہر کم ہوتا ہو۔

اور میں کہتا ہوں۔

کہ یہ اثر کرامت شاہ بغداد کا ہوسکتا ہے کہ آپ کی برکت سے وہاں کا سانپ ڈستا ہی نہ ہو۔ اور اگر ڈس بھی لیتا ہو تو وہ زہر کی پوٹلی جو اس کے گلے میں ہوتی ہے اس سے زہر نہ ڈال سکتا ہو اور اثر نہ طلسمیات ہے نہ ان کے ضعف زہر کا۔ بلکہ حضور غوث الثقلین شاہ بغداد کا تصرف ہے جسے کرامت کہا جاسکتا ہے۔ اس لئے کہ کرامت اولیاء حق ہے اور وہاں سلیمانی معجزہ سے وہ تماثیل یہ کام کرتی ہوں۔ بہر حال تصرفات انبیاء و اولیاء بھی مسلم ہیں اور ایجادات اہل مادہ بھی اپنے وجود میں موثر ہیں۔

یہ کام حسن عقیدہ اور مادہ پرستی کی لعنت کے مابین ہے۔

اور ایک قول ہے کہ کَانَتْ تَمَاثِيْلُ صُوْرَةِ شَجَرٍ اَوْ حَيَوَانَاتٍ مَحْذُوْفَةِ الرَّءُ وسِ مِمَّا جُوِّزَ فِيْ شَرْعِنَا۔ وہ تصویریں درختوں اور مقطوع الراس حیوانوں کی بناتے تھے اور ایسی تصویریں بنانا ہماری شریعت میں بھی جائز ہے۔

اور اس میں ہماری شریعت مطہرہ میں کوئی فرق نہیں عام اس لئے کہ تصویر سایہ دار ہو یا بلا سایہ جیسے کاغذ پر یا دیوار پر نقش کی جاتی ہے دونوں حرام ہیں حیث قال روح المعانی۔

وَ لَا فَرْقَ عِنْدَنَا بَيْنَ اَنْ تَكُوْنَ الصُّوْرَةُ ذَاتَ ظِلٍّ وَاَنْ لَّا تَكُوْنَ كَذٰلِكَ كَصُوْرَةِ الْفَرَسِ الْمَنْقُوْشَةِ عَلٰى كَاغَذٍ اَوْ جِدَارٍ مَّثَلًا۔

اور اس حرمت کی علت اور مجوزین تصاویر کی حیثیت آگے فرماتے ہیں:

وَ حَكٰى كَلْبِيٌّ فِى الْهِدَايَةِ اَنَّ قَوْمًا اَجَازُوا التَّصْوِيْرَ۔

وَ حَكَاهُ النَّحَّاسُ اَيْضًا وَ كَذَا ابْنُ الْفَرَسِ وَاحْتَجُّوا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَاَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ وَرَدَ فِيْ شَرْعِنَا مِنْ شَدِيْدِ الْوَعِيْدِ عَلَى الْمُصَوِّرِيْنَ (كَمَا قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُصَوِّرِيْنَ اَشَدُّ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ – وَسِوٰى ذَالِكَ اَحَادِيْثُ شَتّٰى) فَلَا يُلْتَفَتُ اِلٰى هٰذَا الْقَوْلِ وَلَا يَصِحُّ الْاِحْتِجَاجُ بِالْاٰيَةِ۔

وَ كَاَنَّهٗ حُرِّمَتِ التَّمَاثِيْلُ لِاَنَّهٗ بِمُرُوْرِ الزَّمَانِ اتَّخَذَهَا الْجَهَلَةُ مِمَّا يُعْبَدُ وَظَنُّوْا وَضْعَهَا فِى الْمَعَابِدِ لِذٰلِكَ فَشَاعَتْ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ اَوْ سَدًّا الْبَابِ التَّشْبِيْهِ بِمُتَّخِذِى الْاَصْنَامِ بِالْكُلِّيَّةِ۔

کلبی ہدایہ سے حاکی ہیں کہ ایک جماعت مجوز تصویر ہے۔

اور نحاس بھی یہی کہتے ہیں اور ایسا ہی ابن الفرس نے کہا اور ان کا احتجاج اس آیت سے ہے۔ لیکن تمہیں معلوم ہے کہ ہماری شریعت میں اس کی حرمت پر وعید شدید ہے۔

جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مصورین قیامت کے روز سخت عذاب میں مبتلا ہوں گے اس کے سوا اور

Marfat.com

بھی احادیث موجود ہیں۔

تو ہمیں چاہئے کہ ہم ایسے اقوال کی طرف التفات نہ کریں اور آیت کریمہ سے اس کے جواز پر احتجاج بھی صحیح نہیں ہے۔

اور یہ حرمت جو شریعت مطہرہ میں ہے اس کی وجہ وجیہ صحیح ہے۔ اس لئے کہ مرور ایام کے بعد جاہل لوگ اسے پوجنے لگتے ہیں اور عبادت گاہوں میں اسے بغرض عبادت رکھتے ہیں پھر بت پرستی شائع وضائع ہو جاتی ہے۔

یا اس کی حرمت کی وجہ سد باب تشبیہ متخذی الاصنام ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ

موجودہ دور میں قائداعظم محمد علی جناح کی تصویر کو میں نے خود سلام کرتے اور ہار پھول چڑھاتے دیکھا حالانکہ مرحوم جناح کے وہم میں بھی یہ بات نہ تھی حتیٰ کہ ان کا مجسمہ بنانا بھی تجویز ہوا ہے جس پر مرکزی جمعیت نے مخالف آواز اٹھائی اور وہ ارادہ ملتوی ہوا۔

بہت سے مرید اپنے پیروں کی تصاویر کو مرقعہ شریف کہتے اور صبح اٹھتے ہی اس کی زیارت کرنا ہی عبادت سمجھتے ہیں والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ اور لگن مثل حوض کے۔

جِفَان۔ جفن کی جمع ہے وَهِيَ مَا يُوْضَعُ فِيْهِ الطَّعَامُ مُطْلَقًا۔ جفنہ اس برتن کو کہتے ہیں جس میں کھانا نکالا جائے اردو میں اسی کو لگن کہتے ہیں۔

وَ قَالَ بَعْضُ اللُّغَوِيِّيْنَ اَلْجَفْنَةُ اَعْظَمُ الْقِصَاعِ وَ يَلِيْهَا الْقَصْعَةُ وَ هِيَ مَا تُشْبِعُ الْعَشَرَةَ وَيَلِيْهَا الصَّحْفَةُ وَ هِيَ مَا تُشْبِعُ الْخَمْسَةَ وَيَلِيْهَا الْمِيْكَلَةُ وَهِيَ مَا تُشْبِعُ الْاِثْنَيْنِ وَالثَّلَاثَةَ وَ يَلِيْهَا الصَّحِيْفَةُ وَ هِيَ مَا تُشْبِعُ الْوَاحِدَ۔

اور بعض نے کہا ارباب لغت سے جفنہ بڑی رکابی ہے اس کے عرض وطول کی یہ شان ہے کہ اس پر دس آدمی بیٹھ کر کھا سکیں جیسے سینی۔ اس سے ادنیٰ وہ ہے جس پر پانچ بیٹھ سکیں اس سے ادنیٰ متکلہ ہے جس پر دو آدمی کھا سکیں یا تین اور اس سے ادنیٰ صحیفہ ہے جس پر ایک کھا سکے جسے پلیٹ یا رکابی بولتے ہیں۔

لیکن یہ جفان وہ تھے جن کی تشبیہ کالجواب ہے۔ اور جواب جمع ہے جابیہ کی جو جبایہ سے ہے یہ حوض جیسے تھے چنانچہ اس کی وسعت پر فرماتے ہیں: وَذُكِرَ فِيْ سَعَةِ جِفَانِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّهَا كَانَ عَلَى الْوَاحِدَةِ مِنْهَا اَلْفُ رَجُلٍ۔ جفان سلیمانی کی وسعت پر مروی ہے کہ وہ اتنا لمبا چوڑا ہوتا تھا کہ ایک ایک لگن پر ہزار ہزار بیٹھ کر کھاتے تھے۔

وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ۔ اور دیگیں لنگر دار

قدور جمع قدر کی ہے اور قِدر هُوَ مَا يُطْبَخُ فِيْهِ مِنْ فِخَارٍ اَوْ غَيْرِهَا وَ هُوَ عَلٰى شُكْلٍ مَّخْصُوْصٍ قدر وہ ہے جس پر فخریہ طور پر پکاتے ہیں اور وہ مخصوص طرز پر بنتی ہیں۔

رّٰسِيٰتٍ ۔ ثَابِتَاتٍ عَلَى الْاَثَافِيِّ لَا تُنْزَلُ عَنْهَا لِعَظْمَتِهَا قَالَهُ قَتَادَةُ۔ بقول قتادہ راسیات کے معنی ہیں قائم رہنے والی اپنے چولہوں پر۔

Marfat.com

اَثَافِي۔ چولہے کو کہتے ہیں اتنی بلند دیگیں اپنے عریض وطویل ہونے کی وجہ سے اس سے انسان چڑھ کر نہ اتر سکے جیسی غریب نواز کے آستانہ پر اجمیر شریف میں دیگیں ہیں۔

ایک قول ہے: كَانَتْ عَظِيمَةً كَالْجِبَالِ۔ وہ پہاڑ کی طرح بھاری اور بڑی ہوتی تھیں۔

وَ قُدِّمَتِ الْجِفَانُ عَلَى الْقُدُوْرِ مَعَ اَنَّ الْقُدُوْرَ اٰلَةُ الطَّبْخِ وَالْجِفَانُ اٰلَةُ الْاَكْلِ وَالطَّبْخ قَبْلَ الْاَكْلِ۔ یہ اعتراض پیدا ہوتا ہے کہ جفان کو قدر پر مقدم کیوں کیا حالانکہ قدر پکانے کا آلہ ہے اور جفان کھانا کھانے کا آلہ ہے اور کھانے سے پہلے طبخ ہوتا ہے۔

اس کا جواب روح المعانی میں یہ دیا کہ

لَمَّا بَيَّنَ الْجِفَانَ اِشْتَاقَ اِلٰى حَالِ الْقُدُرِ فَذُكِرَ لِلْمُنَاسَبَةِ۔ جب لگنوں کی کیفیت بیان کی گئی تو دیگوں کی کیفیت معلوم کرنے کا اشتیاق پیدا ہوا کہ جن لگنوں میں وہ کھانا اتارا گیا اس کی دیگیں کیسی ہوں گی تو مناسبت بیان سے قدور کو مؤخر کیا گیا۔

اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾

عمل کرواے داؤد علیہ السلام والو! اور میرے بندوں میں شکر گزار کم ہیں۔

اس میں اس امر کا اظہار ہے کہ عمل بندہ کا حق ہے تا کہ وہ شکر کے لئے ہو نہ کہ امید وخوف کے لئے

احمد زہد میں اور ابن منذر اور بیہقی شعب الایمان میں منیرہ بن عتبہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں۔

قَالَ قَالَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ هَلْ بَاتَ اَحَدٌ مِّنْ خَلْقِكَ اَطْوَلُ ذِكْرًا مِّنِّيْ فَاَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ الضِّفْدَعُ وَاَنْزَلَ سُبْحٰنَهٗ عَلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا فَقَالَ دَاوٗدُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَيْفَ اُطِيْقُ شُكْرَكَ وَاَنْتَ الَّذِيْ تُنْعِمُ عَلَيَّ ثُمَّ تَرْزُقُنِيْ عَلَى النِّعْمَةِ الشُّكْرُ فَالنِّعْمَةُ مِنْكَ وَالشُّكْرُ مِنْكَ فَكَيْفَ اُطِيْقُ شُكْرَكَ فَقَالَ جَلَّ وَ عَلَا يَا دَاوٗدُ اَلْاٰنَ عَرَفْتَنِيْ حَقَّ مَعْرِفَتِيْ۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! کیا کوئی تیری مخلوق میں مجھ سے زیادہ ذکر کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے مینڈک کے متعلق وحی فرمائی اور حکم فرمایا اے داؤد! والو شکر کرتے ہوئے عمل کرو تو داؤد علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! شکر میں کیسے مقابلہ کر سکتا ہوں تو وہ منعم حقیقی ہے کہ مجھ پر انعام بھی فرماتا ہے اور رزق بھی دیتا ہے اور حقیقتاً شکر بھی تیری عطا و توفیق سے ہے اور نعمت بھی تیری طرف سے ہے تو میں ان نعمتوں سے شکر میں کیسے مقابلہ کروں؟

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد! اب تو نے مجھے پہچانا جو پہچاننے کا حق ہے۔

وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ ۔اور میرے بندوں میں کم شکر گزار ہیں۔

شکر گزار وہ ہے کہ يَشْكُرُ عَلٰى اَحْوَالِهٖ كُلِّهَا۔ شکر گزار تو وہ ہے جو ہر حال میں شکر کرے۔

کشاف میں ہے: شکر گزار وہ ہے کہ ادائے شکر میں متوفر ہو اور اس کا دل، زبان، اعضاء سب اعترافاً اور اعتقاداً شکر کریں۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ مَنْ يَّشْكُرُ عَلَى الشُّكْرِ شُكْرًا۔ شکر گزار وہ ہے کہ اس کا شکر کرے کہ اس نے

Marfat.com

توفیق شکر بخشی ہے۔ اشعار ذیل سے شکر کی تعریف واضح ہوتی ہے۔

اِذَا كَانَ شُكْرِىْ نِعْمَةَ اللّٰهِ نِعْمَةٌ عَلَىَّ لَهٗ فِىْ مِثْلِهَا يَجِبُ الشُّكْرُ
فَكَيْفَ بُلُوْغُ الشُّكْرِ اِلَّا بِفَضْلِهٖ وَاِنْ طَالَتِ الْاَيَّامُ وَاتَّسَعَ الْعُمُرُ
اِذَا مَسَّ بِالنَّعْمَآءِ عَمَّ سُرُوْرُهَا وَاِنْ مَسَّ بِالضَّرَّآءِ اَعْقَبَهَا الْاَجْرُ

ترجمہ

میرا شکر جب اللہ کی نعمت پر ہو تو وہ بھی نعمت ہے اس شکر پر اس کے مثل شکر واجب ہے۔
تو کیسے پہنچ سکتا ہے شکر تک مگر اس کے فضل سے اگرچہ دن طویل ہو جائیں اور عمر وسیع۔
جب نعمتیں پہنچتی ہیں اُن کا سرور عام ہوتا ہے اور اگر تکلیفیں آتی ہیں تو اس کے بعد اجر ہے۔

فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ

جب ہم نے نافذ کیا اس پر حکم موت کا نہ مطلع کیا ان کی موت پر مگر زمین کے کیڑے دیمک نے کہ کھالیا اس نے سلیمان کا عصا۔

قَضَيْنَا کے معنی اَوْقَعْنَا عَلٰى سُلَيْمَانَ الْمَوْتَ۔ یعنی سلیمان علیہ السلام پر موت کا حکم نافذ کیا تو جن اس سے واقف نہ ہوئے اور برابر کام کرتے رہے۔

اور دَآبَّةُ الْاَرْضِ۔ ہر زمین پر چلنے والے کو بولتے ہیں لیکن آلوسی روح المعانی میں لکھتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِدَابَّةِ الْاَرْضِ الْاَرَضَةُ بِفَتْحَاتٍ وَهِىَ دُوَيْبَةٌ تَاْكُلُ الْخَشَبَ وَتُسَمّٰى سُرْفَةٌ بِضَمِّ السِّيْنِ وَاِسْكَانِ الرَّآءِ وَ بِالْفَآءِ۔ یہاں دابۃ الارض سے مراد ارضہ ہے وہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جو لکڑی کو اندر ہی اندر کھاتا ہے اسے سرفہ کہتے ہیں۔

وَ فِىْ حَيَاةِ الْحَيَوَانِ عَنِ ابْنِ السَّكِّيْتِ اَنَّهَا دُوَيْبَةٌ سَوْدَاءُ الرَّأْسِ وَ سَائِرُهَا اَحْمَرُ تَتَّخِذُ لِنَفْسِهَا بَيْتًا مُّرَبَّعًا مِنْ دِقَاقِ الْعِيْدَ اِنْ تَضُمُّ بَعْضَهَا اِلٰى بَعْضٍ بِلُعَابِهَا ثُمَّ تَدْخُلُ فِيْهِ وَ تَمُوْتُ۔

حیوٰۃ الحیوان میں ابن سکیت سے ہے کہ وہ ایک چھوٹا سا کیڑا ہے جس کا سر سیاہ اور باقی سرخ رنگ ہوتا ہے وہ اپنے لئے مربع گھر کھجور کے درخت میں اس کے بورے سے بناتا ہے۔ عیدان کھجور کے تنا کو کہتے ہیں پھر وہ اس کا منہ بند کرتا ہوا اندر چلا جاتا ہے اور مر جاتا ہے۔

اور دیمک کا نام بحر میں سوسۃ الخشب لکھا ہے۔

مِنْسَاَتَهٗ ۚ - پر لکھتے ہیں: وَالْمِنْسَاةُ الْعَصَا۔ منساۃ عصا۔ لکڑی۔ سوٹی کو کہتے ہیں۔

تو اس جانور نے جب آپ کا عصا نیچے سے کھالیا جس کے سہارے آپ قیام فرماتے تھے تو آپ زمین پر آئے یعنی گر پڑے۔

فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِى الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ؕ ﴿۱۴﴾

تو جب ظاہر ہوا جنوں نے کہا کہ اگر ہم غیب جانتے اس ذلت کے عذاب میں مبتلا نہ رہتے۔

چونکہ جنوں کو اس امر کا زعم تھا کہ ہم غیب جانتے ہیں اگر وہ جانتے ہوتے تو ایک سال تک مصیبت میں مبتلا نہ رہتے۔

واقعہ یہ ہے کہ

Marfat.com

اِنَّهٗ كَانَ مِنْ عَادَةِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّعْتَكِفَ فِيْ مَسْجِدِ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ الْمُدَدَ الطِّوَالِ فَلَمَّا دَنَا اَجَلُهٗ لَمْ يُصْبِحْ اِلَّا رَاٰى فِيْ مِحْرَابِهٖ شَجَرَةً ثَابِتَةً قَدْ اَنْطَقَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى فَيَسْاَلُهَا لِاَيِّ شَيْءٍ اَنْتِ فَتَقُوْلُ هٰكَذَا حَتّٰى اَصْبَحَ ذَاتَ يَوْمٍ فَرَاَى الْخُرْنُوْبَةَ فَسَاَلَهَا فَقَالَتْ نَبَتُّ لِخَرَابِ هٰذَا الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُخْرِبَهٗ وَاَنَا حَيٌّ – اَنْتِ الَّتِيْ عَلٰى وَجْهِكِ هَلَاكِيْ وَ خَرَابُ بَيْتِ الْمُقَدَّسِ۔ فَنَزَعَهَا وَ غَرَسَهَا فِيْ حَائِطٍ لَّهٗ وَاتَّخَذَ مِنْهَا عَصًا وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَعْمِ عَلَى الْجِنِّ مَوْتِيْ حَتّٰى يَعْلَمَ اَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ كَمَا يُمَوِّهُوْنَ وَ قَالَ لِمَلَكِ الْمَوْتِ اِذَا اُمِرْتَ بِيْ فَاَعْلِمْنِيْ فَقَالَ اُمِرْتُ بِكَ وَ قَدْ بَقِيَ مِنْ عُمْرِكَ سَاعَةٌ فَدَعَا الْجِنَّ فَبَنَوْا عَلَيْهِ صَرْحًا مِّنْ قَوَارِيْرَ لَيْسَ لَهٗ بَابٌ فَقَامَ يُصَلِّيْ مُتَّكِئًا عَلٰى عَصَاهُ فَقُبِضَ رُوْحُهٗ وَ هُوَ مُتَّكِئٌ عَلَيْهَا وَ كَانَتِ الْجِنُّ تَجْتَمِعُ حَوْلَ مِحْرَابِهِ الَّذِيْ صَلّٰى فِيْهِ فَلَمْ يَكُنْ جِنِّيٌّ يَنْظُرُ اِلَيْهِ فِيْ صَلَاتِهٖ اِلَّا احْتَرَقَ۔

فَمَرَّ جِنِّيٌّ فَلَمْ يَسْمَعْ صَوْتَهٗ ثُمَّ رَجَعَ فَلَمْ يَسْمَعْ فَنَظَرَ اِذَا سُلَيْمَانُ قَدْ خَرَّ مَيِّتًا فَفَتَحُوْا عَنْهُ فَاِذَا عَصًا قَدْ اَكَلَتْهَا الْاَرَضَةُ فَاَرَادُوْا اَنْ يَّعْرِفُوْا وَقْتَ مَوْتِهٖ فَوَضَعُوا الْاَرَضَةَ عَلَى الْعَصَا فَاَكَلَتْ مِنْهَا فِيْ يَوْمٍ وَّ لَيْلَةٍ مِقْدَارًا فَحَسَبُوْا عَلٰى ذٰلِكَ النَّحْوِ فَوَجَدُوْهُ قَدْ مَاتَ مُنْذُ سَنَةٍ وَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَحْسَبُوْنَهٗ حَيًّا فَتَبَيَّنَ اَنَّهُمْ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ لَمَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ سَنَةً۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کی عادت کریمہ تھی کہ مسجد میں بیت المقدس کے لمبی لمبی مدت تک اعتکاف فرمایا کرتے تھے تو جب مدت قریب آئی تو صبح آپ نے محراب میں ایک درخت قائم ہوا پایا جسے اللہ تعالیٰ نے بولنے کی طاقت عطا فرمائی تھی آپ نے اس سے دریافت کیا کس لئے تو ظاہر ہوا تو اس نے کہا میں اس لئے ظاہر ہوا ہوں۔

حتیٰ کہ ایک دن آپ نے صبح کی تو آپ نے خرنوب کو دیکھا یعنی کانٹے دار جھاڑی آپ نے اس سے پوچھا تو بولی یہ درخت مسجد کے خراب کرنے کو اگی ہے۔ تو سلیمان علیہ السلام نے فرمایا اللہ کی یہ شان نہیں کہ اسے خراب کرے اور میں یہاں زندہ ہوں۔ تو وہ درخت ہے کہ تیری صورت میں میری ہلاکت اور بیت المقدس کی خرابی نظر آتی ہے تو اسے اکھاڑ دیا اور اس کے ارد گرد کے کانٹوں کو کاٹا اور اس سے آپ نے اپنا عصا بنایا اور دعا کی الٰہی! مجھ سے جنوں کو ایسا اندھا کر کہ وہ میری موت سے بے خبر ہیں اور جو انہیں یہ وہم ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں وہ انہیں معلوم ہو جائے کہ فی الواقع یہ غیب نہیں جانتے۔

اور آپ نے ملک الموت سے فرمایا کہ جب تجھے میری روح قبض کرنے کا حکم ہو تو مجھے خبر کر دینا تو ملک الموت بولے حضور! مجھے حکم ہو چکا ہے اب آپ کی عمر میں ایک گھنٹہ باقی ہے تو آپ نے جنوں کو بلا کر حکم دیا کہ ایک مکان شیشہ کا ایسا بنایا جائے جس میں کوئی دروازہ نہ ہو اور آپ اس عصا کے سہارے قیام میں کھڑے ہو گئے اسی حالت میں آپ کی روح قبض ہو گئی۔ آپ اسی طرح تکیہ لگائے کھڑے رہ گئے اور جن اس شیشہ کی عمارت کے چاروں طرف جمع ہوتے اور جب دیکھتے تو جل جاتے۔

آخر ایک جن وہاں سے گزرا تو اس نے سلیمان علیہ السلام کی آواز نہ سنی پھر واپس ہو گیا اور پھر آیا تو آواز نہ سنی اور دیکھا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام زمین پر ہیں سب جنوں نے مل کر وہ عمارت کھولی تو دیکھا کہ وہ عصا جس کی تکیہ پر آپ قیام پذیر

Marfat.com

تھے اسے دیمک کھا چکی ہے۔

اب انہوں نے یہ جاننے کی کوشش کی کہ اس عصا کو دیمک نے کب سے کھایا اس کی مدت کا حساب کرنے کو ایک دیمک اس عصا پر چھوڑی اس نے رات اور دن میں جتنا کھایا اس سے حساب کیا تو معلوم ہوا کہ آپ کو انتقال فرمائے ایک سال گزر چکا ہے اور وہ آپ کو زندہ سمجھ کر ایک سال تک کام کرتے رہے ہیں۔ اس وقت ان جنوں پر ظاہر ہوا کہ اگر وہ غیب جانتے ہوتے تو اس مشقت میں ایک سال تک نہ رہتے۔

ایک روایت ہے: اِنَّ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَسَّسَ بِنَاءَ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ فِیْ مَوْضِعِ فُسْطَاطِ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ یُتِمَّ فَوَصّٰی بِهٖ اِلٰی سُلَیْمَانَ فَاَمَرَ الْجِنَّ بِاِتْمَامِهٖ فَلَمَّا بَقِیَ مِنْ عُمُرِهٖ سَنَةٌ سَاَلَ اَنْ یُعْمٰی عَلَیْهِمْ مَوْتُهٗ حَتّٰی یَفْرُغُوْا مِنْهُ وَتَبْطُلُ دَعْوَاهُمْ عِلْمَ الْغَیْبِ۔

داؤد علیہ السلام نے بناء بیت المقدس اس جگہ فرمائی جہاں موسیٰ علیہ السلام کے خیمے نصب تھے۔ تو آپ کا انتقال قبل اتمام ہوا تو آپ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو وصیت کی کہ وہ اسے پورا کریں تو جب آپ کی عمر میں سے ایک سال باقی رہ گیا تو آپ نے دعا کی کہ میری موت کا علم جنوں کو نہ ہو حتیٰ کہ وہ بیت المقدس مکمل کر دیں اور ان کا دعویٰ علم غیب بھی باطل ہو جائے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کعبۃ اللہ عزوجل مکمل فرمانے کے چالیس سال بعد بیت المقدس کی تعمیر شروع کی پھر وہ خراب ہو گیا۔ پھر حضرت داؤد علیہ السلام نے دوبارہ تعمیر شروع کی اور اتمام سے قبل آپ کی وفات ہو گئی تو سلیمان علیہ السلام نے تکمیل فرمائی۔

اس کے علاوہ بہت سی روایتیں ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کیں۔

مختصر یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کی عمر مبارک ۵۳ سال کی ہوئی۔

وَمَلَکَ بَعْدَ اَبِیْهِ وَ عُمُرُهٗ ثَلَاثَةَ عَشَرَ سَنَةً۔ اور سریر آرائے سلطنت ۱۳ سال کی عمر میں بعد وفات حضرت داؤد علیہ السلام ہوئے۔

وَابْتَدَاَ فِیْ بَیْتِ الْمُقَدَّسِ لِاَرْبَعِ سِنِیْنَ مَضَیْنَ مِنْ مُلْکِهٖ۔ اور تعمیر بیت المقدس بادشاہ ہونے کے چار سال بعد شروع کی۔

اب بعد ذکر داؤد و سلیمان علیہما السلام اور ان کے شکر اور فضل کے اسلوب بیان کے مطابق ضروری تھا کہ منکرین اور کفران نعمت کرنے والوں کا بھی ذکر ہوتا چنانچہ سبا کا تذکرہ شروع فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لِسَبَاٍ فِیْ مَسْكَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّ شِمَالٍ ۬ؕ كُلُوْا مِنْ رِّزْقِ رَبِّكُمْ وَ اشْكُرُوْا لَهٗ ؕ بَلْدَةٌ طَیِّبَةٌ وَّ رَبٌّ غَفُوْرٌ ﴿۱۵﴾

بے شک سبا والوں کو ان کے رہنے کی جگہ میں ہماری نشانی تھی۔ دو باغ دائیں بائیں کھاؤ اپنے رب کا رزق اور اس کا شکر کرو پاک بستی اور رب بخشنے والا۔

سبا اصل میں ایک آدمی کا نام ہے سبا بن یشجب تھا۔

اور بعض احادیث میں ہے: عَنْ فَرْوَةَ ابْنِ مُسَیْکٍ قَالَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ یَا

Marfat.com

رَسُوْلَ اللّٰهِ اَخْبِرْنِیْ عَنْ سَبَا اَرَجُلٌ هُوَ اَمْ اِمْرَأَةٌ فَقَالَ هُوَ رَجُلٌ مِّنَ الْعَرَبِ وَلَدَ عَشْرَةً تَیَامَنَ مِنْهُمْ سِتَّةٌ وَتَشَاءَ مَ مِنْهُمْ اَرْبَعَةٌ – فَاَمَّا الَّذِیْنَ تَیَامَنُوْا فَالْاَزْدُ وَ کِنْدَهُ وَ مُذْحِجُ وَالْاَشْعَرِیُّوْنَ وَاَنْمَارُ وَمِنْهُمْ بُجَیْلَةُ۔

وَاَمَّا الَّذِیْنَ تَشَاءَ مُوْا فَعَامِلَةُ وَغَسَّانُ وَلَخْمُ وَ جُذَامُ۔

فروہ بن مسیک فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر آیا اور عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم سبا کے متعلق مجھے فرمائیں کہ وہ مرد تھا یا عورت؟

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ عرب کے لوگوں میں سے تھا اس سے دس خاندان نکلے اس میں سے چھ ایمان لائے اور چار کافر ہوئے۔

جو ایمان لائے وہ قبیلہ ازد، کندہ، مذحج ،اشعریون، انمار اور بجیلہ ہیں۔

اور وہ چار جو کافر ہوئے وہ قبیلہ عاملہ اور غسان اور لخم اور جذام ہیں۔

اور شرح قصیدہ عبدالمجید بن عبدون میں ہے جو عبدالملک بن عبداللہ بن بورون حضرمی اللیثی سے ہے: اِنَّ سَبَا بْنِ یَشْجَبَ اَوَّلُ مُلُوْکِ الْیَمَنِ فِیْ قَوْلٍ وَاِسْمُهُ عَبْدُ شَمْسٍ وَاِنَّمَا سُمِّیَ سَبَا لِاَنَّهُ اَوَّلُ مَنْ سَبَی السَّبْیَ مِنْ وُلْدِ قَحْطَانَ وَ کَانَ مُلْکُهُ اَرْبَعْمِائَةٍ وَّ اَرْبَعًا وَّ ثَمَانِیْنَ سَنَةً ثُمَّ سُمِّیَ بِهِ الْحَیُّ۔ سبا بن یشجب یمن کے پہلے بادشاہ ہیں اور ایک قول ہے کہ اس کا نام عبدشمس تھا اور سبا اس لئے کہا جانے لگا کہ سب سے اول جس نے وجود الٰہی عزوجل کا انکار کیا وہ یہی شخص قبیلہ قحطان کی اولاد سے تھا اس کی حکومت چار سو چوراسی سال رہی پھر یہ گاؤں کے امراء کہلانے لگے۔

ان کی بستی اور مکانات کی تعریف میں ہے۔

فِیْ مَسْکَنِهِمْ اٰیَةٌ ۚ ۔ان کے رہنے والی جگہوں میں نشانی تھی۔

اور یہ مقام بلاد یمن میں صنعاء سے تین میل کے فاصلہ پر تھا یا تین دن کی بعد مسافت تھی اور نشانی سے مراد علامات قدرت الٰہی عزوجل ہیں جس سے وجود صانع مطلق معلوم ہو۔

جَنَّتٰنِ عَنْ یَّمِیْنٍ وَّشِمَالٍ ۬ ۔دو باغ دائیں بائیں۔

اس سے مراد یا تو یہ ہے کہ جَمَاعَتَانِ مِنَ الْبَسَاتِیْنِ جَمَاعَةٌ عَنْ یَمِیْنِ بَلَدِهِمْ وَ جَمَاعَةٌ عَنْ شِمَالِهٖ۔ آبادی کے دائیں بائیں باغات تھے۔

یا اس سے مراد بُسْتَانُ کُلِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ عَنْ یَمِیْنِ مَسْکَنِهٖ وَ شِمَالِهٖ دو باغ ہیں ہر ایک مکان کے دائیں بائیں جیسے کہ کوٹھیوں میں ہوتے ہیں۔

بہر حال وہ بستی نہایت سرسبز و شاداب تھی اور ارشاد تھا کہ اپنے رب کا دیا ہوا رزق کھاؤ اور اس کا شکر کرو پاک بستی اور ستھرے رزق اور رب غفور کی نعمتیں۔

اس بستی کے لوگوں کی ہدایت واصلاح کے لئے تیرہ نبی مبعوث ہوئے جو انہیں دعوت الی اللہ دیتے رہے اور نعماء الٰہی یاد دلاتے رہے تو انہوں نے صاف جواب دے دیئے مَا نَعْرِفُ لِلّٰهِ نِعْمَةً۔ ہم اللہ کی طرف سے کوئی نعمت نہیں مانتے۔

جیسے آج بھی طبقۂ جہلاء میں سے بعض کہہ دیتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے ہمیں کیا دیا محنت کی تو ہم نے پیدا کیا یہ نہیں سمجھتے کہ یہ محنت کی قوت بھی تو منجانب اللہ عزوجل ہے ورنہ اگر ہاتھ پیر شل ہو جائیں تو کمانے والا کیا کما سکتا ہے۔

اور اس قسم کے انکار کفر ہی نہیں بلکہ اعظم کفر ہیں۔

ابوحیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَعْرَضُوْا مِمَّا جَاءَ بِهٖ اِلَيْهِمْ اَنْبِيَاءُ هُمُ الثَّلَاثَةَ عَشَرَ حَيْثُ دَعَوْهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ ذَكَّرُوْهُمْ نِعْمَتَهٗ فَكَذَّبُوْهُمْ وَ قَالُوْا مَا نَعْرِفُ لِلّٰهِ نِعْمَةً۔ تو پھر ان پر عذاب آیا چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ سَيْلَ الْعَرِمِ۔ تو بھیجا ہم نے ان پر سیل عرم۔

یعنی سخت سیلاب۔ وَ قِيْلَ الْعَرِمُ الْمَطَرُ الشَّدِيْدُ۔ عرم سخت بارش کو کہتے ہیں۔

وَ قِيْلَ هُوَ اِسْمٌ لِلْجُرَذِ الَّذِىْ نَقَّبَ عَلَيْهِمْ سَدَّهُمْ فَصَارَ سَبَبًا لِتَسَلُّطِ السَّيْلِ عَلَيْهِمْ وَ هُوَ الْفَارُ الدُّهَمِيُّ الَّذِىْ يُقَالُ لَهُ الْخُلْدُ۔ ایک قول ہے کہ عرم اس فصیل کا نام ہے جس میں سوراخ کیا اور وہ ان کے لئے سیل کا سبب ہوا اور وہ اندھے چوہے تھے جنہیں چھچھوندر کہتے تھے۔

ضحاک اور قتادہ کہتے ہیں: هُوَ اِسْمُ الْوَادِىْ الَّذِىْ كَانَ يَاْتِى السَّيْلُ مِنْهُ وَ بُنِيَ السَّدُّ فِيْهِ۔ وہ جنگل جس میں سیلاب آیا یہ ایک میدان پہاڑوں کے بیچ میں تھا اس کے جانب فصیل بنائی تھی پانی پہاڑوں سے بند کر کے جمع ہوا اور اس سے باغات سیراب ہوں۔

اس فصیل کو چھچھوندر نے نیچے سے کھوکھلا کر دیا اور ان سوراخوں میں سے پانی جو چلا تو تمام فصیل کو بہا کر لے گیا اور باغات ویران کر دیئے۔

مفصل روایت یہ ہے کہ جب بلقیس ملک سبا کی ملکہ ہوئی تو قوم اتنی غیر مستعلق تھی کہ جنگل کے پانی پر باہمی مقاتلہ کرتی تو بلقیس نے تخت چھوڑ دیا اور ایک مکان میں چلی گئی تو قوم نے یہ چاہا کہ یہ واپس آ کر تخت نشین ہو۔ بلقیس نے کہا تم بے وقوف بے عقل لوگ ہو اور میرا کہا بھی نہیں سنتے تو پھر میں تخت نشینی کس پر کروں؟

سب نے متفق ہو کر کہا کہ اب ہم تیرے حکم کی پیروی کریں گے چنانچہ ایک جنگل تھا پہاڑوں کے بیچ میں جس کا عرض و طول تین دن کی مسافت پر تھا بلقیس نے حکم دیا کہ اس وادی پر پہاڑ سے پہاڑ تک ایک فصیل بناؤ۔

چنانچہ انہوں نے بڑی چٹانوں سے پتھروں سے اس فصیل کو تیار کیا اور جو پانی بارش کا اترا وہ سب اس میں جمع ہوا اس فصیل میں بہت سی نہروں کے لئے راستے رکھے جو شہر میں پانی پہنچاتیں جو بارہ نہروں پر مشتمل تھی غرضکہ خوب شادابی ہوئی ہر طرف سبزہ ہی سبزہ تھا پھل پھول کافی ہونے لگے۔

اس فصیل کا انجینئر حمیر تھا جو یمنیوں کا ابوالقبائل بھی تھا۔

بعض کہتے ہیں: اس کا بنانے والا لقمان الاکبر ابن عاد تھا جس نے چنائی میں پتھروں کے اندر سکہ پگھلایا تھا اور لوہا ڈالا تھا اور یہ ایک فرسخ لمبی چوڑی فصیل بنی تھی۔

اور اس فصیل سے اس قدر فراوانی ہوئی کہ حَتّٰى اِنَّ الْمَرْاَةَ تَخْرُجُ وَ عَلٰى رَاْسِهَا الْمِكْتَلُ فَتَعْمَلُ بِيَدَيْهَا وَ تَسِيْرُ فَيَمْتَلِىُ الْمِكْتَلُ مِمَّا يَتَسَاقَطُ مِنْ اَشْجَارِ بَسَاتِيْنِهِمْ اِلٰى اَنْ اَعْرَضُوْا عَنِ الشُّكْرِ وَ كَذَّبُوْا

Marfat.com

الْاَنْبِیَآءَ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ فَسَلَّطَ اللّٰہُ عَلٰی سَدِّھِمُ الْخُلْدَ فَوَلَدَ فِیْہِ فَخَرَقَہٗ فَاَرْسَلَ سُبْحٰنَہٗ سَیْلًا عَظِیْمًا فَحَمَلَ السَّدَّ وَ ذَھَبَ بِالْجَنَّاتِ وَ کَثِیْرٌ مِّنَ النَّاسِ۔

عورت اپنے سر پر ٹوکری لے کر نکلتی ور چلتی تو پھل گر گر کر اس ٹوکری کو بھر دیتے حتیٰ کہ انہوں نے اللہ کی ان نعمتوں سے اعراض کیا اور انبیاء کرام کی تکذیب کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس پانی پر جسے فصیل بھی کہتے ہیں چھچھوندریں مسلط فرما دیں انہوں نے وہاں بچے دیئے اور فصیل میں چھید کر ڈالے پھر ایک زبردست سیلاب جسے سیل عرم فرمایا ہے بھیج دیا اس نے فصیل کو اٹھا کر پھینک دیا اور وہ پانی جو ان کے لئے موجب رحمت تھا زحمت وعذاب بن گیا اس نے تمام باغ بہا دیئے اور بہت سی آبادی ہلاک کر ڈالی۔ جس کا مختصر سا نمونہ اس سال اور اس سے گزشتہ سال ۵۵ء میں سیالکوٹ، لاہور اور سندھ وٹھٹھہ وکراچی میں ظہور پذیر ہوا۔

یہ سیلاب عہد ملک ذی الاذعار بن حسان میں آیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ کے بیچ میں تھا۔ اس کے بعد جو حشر ہوا اس کا بیان ہے۔

وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَیْهِمْ جَنَّتَیْنِ ذَوَاتَیْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّ اَثْلٍ وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ ﴿۱۶﴾

اور بدل دیا ہم نے ان باغوں کے بدلے دو باغ جو کسیلے کڑوے پھل والے تھے اور جھاؤ کے درخت اور کچھ جھڑ بیری کی جھاڑیاں۔

یَعْنِیْ اَذْھَبْنَا جَنَّتَیْھِمْ وَ اٰتَیْنَا بَدَلَھَا۔ وہ باغ تباہ کر کے اس کی جگہ جنگلی جڑی بوٹیاں اگا دیں چنانچہ کسیلے کڑوے پھل والے درخت جیسے اثل یعنی جھاؤ اور خرفہ بھی جھاؤ کے درخت کا دوسرا نام ہے اور اسمر بھی جھاؤ ہی کو کہتے ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَلْخَمْطُ الْاَرَاکُ سیٹے ذائقہ والا درخت اراک ہے اور وہ پیلو کا درخت ہے جو اکثر قبرستانوں میں ہوتا ہے جس کی مسواک بھی بناتے ہیں اور اسے پنجاب میں ون کہتے ہیں۔ ان درختوں کے باغ بدل دیئے۔

اور حکماء میں داؤد انطا کی رحمہ اللہ نے بھی کہا: لَہٗ ثَمَرٌ کَالْحِمْصِ۔ اس کا پھل چنے جیسا ہوتا ہے۔

وَّ شَیْءٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِیْلٍ۔ اور کچھ بیری کی جھاڑیاں۔

یہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک بیری ہے جسے ضال کہتے ہیں اور دوسری وہ ہے جسے بق کہتے ہیں۔

اس کے پتے سے کپڑے دھوتے ہیں اور اس کا پھل عناب کی طرح ہوتا ہے۔

بہر حال یہ حال اس جنت ارضی کا اعمال طالح اور تکذیب انبیاء سے ہوا چنانچہ ارشاد ہے:

ذٰلِكَ جَزَیْنٰهُمْ بِمَا كَفَرُوْا ؕ وَ هَلْ نُجٰزِیْۤ اِلَّا الْكَفُوْرَ ﴿۱۷﴾

یہ بدلہ دیا ہم نے ان کے کفر کا اور ہم سزا نہیں دیتے مگر ناشکروں منکروں کو۔

یعنی ان میں تیرہ انبیاء تبلیغ وہدایت کے لئے مبعوث فرمائے اور ہر قسم کی نعمتوں سے متمتع فرمایا مگر وہ سرکشی اور انحراف سے باز نہ آئے تو پھر ہم نے انہیں یہ سزا دی۔

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام اور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین کا زمانہ زمانہ فترۃ ہے اور اس پر

Marfat.com

جمہور کا اتفاق ہے کہ لَا نَبِیَّ بَیْنَ نَبِیِّنَا وَ عِیْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیانی زمانہ میں کوئی نبی نہیں لیکن

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ قَالَ بَیْنَهُمَا عَلَیْهِمَا السَّلَامُ اَرْبَعَةُ اَنْبِیَآءَ ثَلَاثَةٌ مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَوَاحِدٌ مِّنَ الْعَرَبِ وَ هُوَ خَالِدُ الْعَبَسِیُّ وَ هُوَ قَدْ بُعِثَ لِقَوْمِهٖ وَ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یُبْعَثُوْا لِلْعَرَبِ۔

بعض نے کہا کہ زمانہ فترۃ میں چار نبی آئے ہیں تین بنی اسرائیل سے اور ایک عرب سے خالد العبسی اور وہ اپنی قوم کی طرف مبعوث ہوئے اور بنی اسرائیل عرب میں مبعوث نہیں ہوئے۔

اور یہ تیرہ نبی ان کی قوم سبا بن یشجب سے تشریف لائے تھے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی گمراہی کی وجہ سے اسے ہلاک فرمایا۔ اسی لئے هَلْ نُجْزِیٓ فرما کر ہل بمعنی نفی ظاہر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ الْقُرَی الَّتِیْ بٰرَكْنَا فِیْهَا قُرًی ظَاهِرَةً وَّقَدَّرْنَا فِیْهَا السَّیْرَ ؕ

اور کئے ہم نے ان کے اندر مسلسل شہر کہ ان میں کھلی آبادیاں تھیں اور جانے آنے کی مقداریں مقرر۔

یَعْنِیْ جَعَلْنَا نِسْبَةَ بَعْضِهَا اِلٰی بَعْضٍ عَلٰی مِقْدَارٍ مُّعَیَّنٍ مِّنَ السَّیْرِ - قِیْلَ مَنْ سَارَ مِنْ قَرْیَةٍ صَبَاحًا وَصَلَ اِلٰی اُخْرٰی وَقْتَ الظَّهِیْرَةِ وَالْقَیْلُوْلَةِ وَ مَنْ سَارَ بَعْدَ الظُّهْرِ وَصَلَ اِلٰی اُخْرٰی عِنْدَ الْغُرُوْبِ فَلَا یَحْتَاجُ لِحَمْلِ زَادٍ وَّ لَا مَبِیْتٍ فِیْ اَرْضٍ خَالِیَةٍ وَلَا یَخَافُ مِنْ عَدُوٍّ وَ نَحْوِهٖ۔

یعنی ہم نے آبادیاں مناسبت کے حساب سے مقدار معین پر رکھی تھیں۔

چنانچہ ایک قول ہے کہ جو ایک گاؤں سے صبح روانہ ہوتو ظہر کے وقت دوسری آبادی میں جا کر قیلولہ کرتا اور جو بعد ظہر روانہ ہوتا تو مغرب کے وقت دوسری آبادی میں پہنچ جاتا۔ تو ناشتہ اور راحلہ اور بستر لے جانے کی حاجت نہ ہوتی اور کثرت آبادی کی وجہ سے کسی چور اور ڈاکو کا بھی خطرہ نہ ہوتا۔

وَ قِیْلَ كَانَ بَیْنَ قَرْیَتَیْنِ مِیْلٌ۔ ایک قول ہے کہ دونوں آبادیوں کے مابین ایک میل کا فاصلہ ہوتا تھا۔ گویا بوجہ قرب منزل کسی کو یہ محسوس نہ ہوتا تھا کہ سفر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

سِیْرُوْا فِیْهَا لَیَالِیَ وَاَیَّامًا اٰمِنِیْنَ ﴿۱۸﴾

سفر کرو ان شہروں میں راتوں اور دنوں میں امن وامان سے۔

یہاں رات کو مقدم کرنا اس حکمت سے ہے کہ دن کی بہ نسبت رات میں مظنۂ خوف زیادہ ہوتا ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: كَانُوْا یَسِیْرُوْنَ مَسِیْرَةَ اَرْبَعَةِ اَشْهُرٍ فِیْ اَمَانٍ۔ چار ماہ کی مدت سفر ایسے ہی امان سے گزرتی تھی تو یہ نعمت بھی گوارہ نہ ہوئی اور بنی اسرائیل کی طرح انہوں نے بھی کفران نعمت کیا چنانچہ انہوں نے لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰی طَعَامٍ وَّاحِدٍ کہہ کر مشقت اور مصیبت مول لی انہوں نے مسلسل آبادیوں کو پسند نہ کیا اور کہا:

فَقَالُوْا رَبَّنَا بٰعِدْ بَیْنَ اَسْفَارِنَا وَظَلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ فَجَعَلْنٰهُمْ اَحَادِیْثَ وَمَزَّقْنٰهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۱۹﴾

تو وہ بولے اے ہمارے رب ہمارے سفروں میں بعد کر دے اور انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تو ہم نے ان کی یہ

Marfat.com

بستیاں افسانہ کردیں اور علیحدہ علیحدہ کردیں بے شک اس میں نشانیاں ہیں ہماری ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے۔

علامہ صاحب روح المعانی فرماتے ہیں: لَمَّا طَالَ بِهِمْ مُدَّةُ النِّعْمَةِ بَطِرُوْا وَمَلَاوُ وَ اَكْثَرَ الَّذِيْنَ هُوَ اَدْنٰى عَلٰى اِتِّصَالِ الْعُمْرَانِ وَ فَصْلِ الْمَفَاوِزِ الْقِفَارِ وَ فِيْ ضِمْنِ ذٰلِكَ اِظْهَارُ الْقَادِرِيْنَ مِنْهُمْ عَلٰى قَطْعِهَا بِرُكُوْبِ الرَّوَاحِلِ وَتَزَدُّدِ الْاَزْوَادِ وَ الْفَخْرِ وَالْكِبْرِ عَلَى الْفُقَرَآءِ الْعَاجِزِيْنَ عَنْ ذٰلِكَ فَجَعَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهُمُ الْاِجَابَةَ بِتَخْرِيْبِ الْقُرَى الْمُتَوَسِّطِ وَ جَعَلَهَا بِلْقَاءَ لَا يُسْمَعُ فِيْهَا دَاعٍ وَّلَا مُجِيْبٌ۔

جب سباوالوں پر نعمتیں وسیع ہوئیں اوران سے ان کا جی بھر گیا تو انہیں ان تنگیوں کی طرف التفات ہوا جو ان نعمتوں کے مقابل ادنیٰ تھیں آبادیوں کے قرب سے گھبرائے اور یہ چاہا کہ جنگل اور میدان بیچ میں ہوں اور ہم جب چلیں تو سواریاں، خیمے اور کھانے پینے کے سامان ہمراہ ہوں تاکہ غریب لوگوں میں ہمارا امتیاز رہے۔

یہ جو کچھ انہوں نے کہا وہ بلسان الْقال ہی کہا لیکن لَعَجَّلَ اللّٰهُ لَهُمُ الْاِجَابَةَ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کو جلد منظور فرما کر ان کی آبادیاں خراب کر ڈالیں اور جہاں مسلسل بستیاں اور گاؤں آباد تھے وہاں جنگل و بیابان ہو گئے اور ایسے بیابان ہوئے کہ کوئی کسی کی آواز بھی نہ سن سکے اور کوئی مصیبت میں پھنس جائے تو کوئی اس کی مدد بھی نہ کر سکے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَظَلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ۔ انہوں نے کفران نعمت کر کے خود ہی اپنی جانوں پر ظلم کیا اور نعمائے الٰہی عزوجل سے محروم ہوئے۔

اوران کی یہ سرسبزی شادابی افسانہ بن کر رہ گئی۔ اور تمام قبائل متفرق ہو گئے۔

تمزیق کے معنی خلاصہ تفسیر میں بیان ہو چکے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہاں تمزیق سے مراد ان کی تفریق ہے یعنی بعید بعید آبادیاں ہو گئیں۔

چنانچہ کشاف میں ہے: لَحِقَ غَسَّانُ بِالشَّامِ۔ قبیلہ بنی غسان شام سے جا ملے۔

وَ اَنْمَارُ بِيَثْرِبَ۔ اور قبیلہ انمار مدینے والوں سے مل گیا۔

وَ جُذَامُ بِتِهَامَةَ۔ اور قبیلہ جذام تہامہ سے جا ملا۔

وَ الْاَزْدُ بِعُمَّانَ۔ اور قبیلہ ازد عمان میں چلا گیا۔

اور تحریر میں ہے:

وَ قَعَ مِنْهُمْ قُضَاعَةُ بِمَكَّةَ۔ بنی قضاعہ مکہ چلا گیا۔

وَ الْاَسَدُ بِالْبَحْرِيْنِ۔ اور قبیلہ اسد بحرین میں آ گیا۔

علامہ میدانی کلبی سے اور وہ ابوصالح رحمہم اللہ سے راوی ہیں:

اِنَّ طَرِيْفَةَ الْكَاهِنَةَ قَدْ رَاَتْ فِيْ كِتَابِهَا اَنَّ سَدَّ مَارِبَ سَيَخْرَبُ وَاَنَّهُ سَيَاْتِيْ سَيْلُ الْعَرِمِ فَيَخْرُبُ الْجَنَّتَيْنِ فَبَاعَ عَمْرُو بْنُ عَامِرٍ اَمْوَالَهُ وَ سَارَ هُوَ وَقَوْمُهُ حَتّٰى انْتَهَوْا اِلٰى مَكَّةَ فَاَقَامُوْا بِهَا وَ بِمَا حَوْلَهَا فَاَصَابَتْهُمُ الْحُمّٰى وَ كَانُوْا بِبَلَدٍ لَا يَدْرُوْنَ فِيْهِ الْحُمّٰى فَدَعَوْا طَرِيْفَةَ فَشَكَوْا اِلَيْهَا الَّذِيْ اَصَابَهُمْ فَقَالَتْ لَهُمْ اَصَابَنِي الَّذِيْ تَشْكُوْنَ وَ هُوَ مُفَرِّقٌ بَيْنَنَا قَالُوْا فَمَاذَا تَاْمُرِيْنَ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ ذَاهَمٍّ بَعِيْدٍ وَ جَمَلٍ شَدِيْدٍ وَ مَزَادٍ جَدِيْدٍ فَيَلْحَقُ بِقَعْرِ عُمَّانَ الْمُشَيَّدِ فَكَانَتْ اَزْدُ بِعُمَّانَ۔

Marfat.com

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنكُمْ ذَاجَلَدٍ وَ قَسْرٍ وَّ صَبْرٍ عَلٰى اَزَمَاتِ الدَّهْرِ فَعَلَيْهِ بِذَاتِ اَرَاكٍ مِنْ بَطْنِ مُرٍّ فَكَانَتْ خُزَاعَةُ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنكُمْ يُرِيْدُ الرَّاسِيَاتِ فِي الْوَحَلِ الْمُطْعِمَاتِ فِي الْمَحَلِ فَلْيَلْحَقْ بِيَثْرَبَ فَكَانَتِ الْاَوْسُ وَالْخَزْرَجُ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنكُمْ يُرِيْدُ الْخَمْرَ وَالْخَمِيْرَ وَالْمُلْكَ وَالتَّاسِيْرَ وَيَلْبَسُ الدِّيْبَاجَ وَالْحَرِيْرَ فَلْيَلْحَقْ بِبُصْرٰى وَغَدِيْرٍ وَ هُمَا مِنْ اَرْضِ الشَّامِ۔

فَكَانَ الَّذِيْ سَكَنُوْهَا اٰلُ جَفْنَةَ مِنْ غَسَّانَ۔

ثُمَّ قَالَتْ مَنْ كَانَ مِنكُمْ يُرِيْدُ الثِّيَابَ الرِّقَاقَ وَالْخَيْلَ الْعِتَاقَ وَكُنُوْزَ الْاَرْزَاقِ وَالدَّمَ الْمُهْرَاقَ فَلْيَلْحَقْ بِاَرْضِ الْعِرَاقِ فَكَانَ الَّذِيْ سَكَنُوْهَا اٰلُ جُذَيْمَةَ الْاَبْرَشِ وَ مَنْ كَانَ بِالْحِيْرَةِ وَ اٰلِ مُحَرِّقٍ۔

وَالْحَقُّ اَنَّ تَمْزِيْقَهُمْ وَ تَفْرِيْقَهُمْ فِي الْبِلَادِ كَانَ بَعْدَ اِرْسَالِ السَّيْلِ۔

طریفہ ایک کاہنہ تھی اس نے اپنی کہانت سے دیکھا کہ ملک سبا کی سد مآرب عنقریب خراب ہو جائے گی اور اس پر زبردست سیلاب آئے گا اور وہ ان باغوں کی تباہی کا موجب ہوگا جو سکان ملک سبا کے دائیں بائیں سرسبز وشاداب ہیں۔

چنانچہ جب ان کے خاوند عمرو بن عامر کو معلوم ہوا اس نے اپنا سب مال بیچ ڈالا اور مع اپنی قوم کے وہاں سے نکل کر مکہ اور اس کے مضافات میں جا بسا۔ یہاں انہیں بخار کی وبا پڑی اور چونکہ یہ ایسی بستی سے آئے تھے جو بخار وغیرہ سے واقف ہی نہ تھے تو انہوں نے طریفہ کو بلا کر یہ شکوہ کیا اس نے کہا تمہیں تنہا یہ بخار نہیں آیا مجھے بھی اس بخار نے گھیر رکھا ہے اور یہ ہمارے تمہارے مابین جدائی اور مفارقت کا موجب ہے تو قوم نے کہا اب تیرا کیا مشورہ ہے۔

طریفہ بولی تم میں سے جو صابر اور بلاکش ہے اسے چاہئے کہ پیلو کے پھلوں پر قناعت کرے اور بطن مر میں رہے چنانچہ خزاعہ نے یہ گوارہ کرلیا۔

اور جو دور دراز راہ اور اونٹوں کا سفر منظور کرے اسے چاہئے کہ قعر عمان میں چلا جائے۔ چنانچہ ازد کا قبیلہ وہاں چلا گیا۔

پھر کہنے لگی اور جو چاہتا ہے کہ پہاڑوں میں رہے اور کیچڑ گارے میں کھائے پئے اسے چاہئے کہ کھجوروں کے علاقہ یثرب میں رہے چنانچہ اوس اور خزرج وہاں آباد ہو گئے۔

پھر بولی جو تم میں شراب اور خمیر اور حکومت چاہتا ہے اور دیبا اور ریشم پہننا پسند کرتا ہے اسے چاہئے کہ بصریٰ میں رہے اور یہ بستی شام میں ہے یہاں آل جفنہ قبیلہ غسان سے جا کر آباد ہو گئے۔

پھر کہنے لگی جو تم میں باریک لباس اور تیز گھوڑے اور خزانوں کا خواہشمند ہو اور خون بہنے کی بہاریں دیکھنا چاہے اسے عراق میں چلا جانا چاہئے چنانچہ آل جذیمہ الابرش یہاں آ بسے۔

غرضکہ یہ تمزیق وتفریق قبائل بعد سیل عرم ہوئی۔

ان کے ساتھ روح المعانی میں اس قصہ کو ذرا طویل کر کے بھی لکھا ہے۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿١٩﴾

اس تمزیق وتفریق میں البتہ نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے۔

وَلَقَدْ صَدَّقَ عَلَيْهِمْ إِبْلِيسُ ظَنَّهُ فَاتَّبَعُوهُ إِلَّا فَرِيقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٢٠﴾

اور بے شک سچ کر دکھایا ان پر شیطان نے اپنا گمان تو متبع ہو گئے اس کے مگر ایک جماعت ایمان والوں کی۔

روح المعانی میں ہے: اَیْ حَقَّقَ عَلَیْھِمْ ظَنَّہٗ اَوْوَجَدَ ظَنَّہٗ صَادِقًا۔ یعنی شیطان نے اپنا گمان سچ کر دکھایا یا اس نے اپنا گمان سچا پایا۔ یعنی اہل سبا پر شیطان کا گمان سچا ہو گیا اور اہل سبا اس کے متبع ہو گئے مگر ایک جماعت جو مومن تھی اس نے شیطان کی پیروی نہ کی۔

وَمَا كَانَ لَهُ عَلَيْهِم مِّن سُلْطَانٍ

اور نہیں اس شیطان کا کوئی تسلط وامتیاز اپنے توسوس کا ان پر۔

إِلَّا لِنَعْلَمَ مَن يُؤْمِنُ بِالْآخِرَةِ مِمَّنْ هُوَ مِنْهَا فِي شَكٍّ ۗ وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾

مگر یہ کہ ہم دکھا دیں جو ایمان لائے آخر پر اور کون ان میں سے شک میں ہے اور تیرا رب ہر شے کا محافظ ہے۔

گویا ارشاد ہوا کہ یہ سب کچھ ضروری نہ تھا مگر یہ دکھانے کو کہ ایمان پر کون ہے اور گمراہ کون ہے۔

وَرَبُّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ حَفِيظٌ ﴿٢١﴾ ۔

اور اے محبوب! تیرا رب ہر شے کا محافظ اور وکیل ہے جو قائم ہے تمام احوال وشیون پر۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ ۖ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمَاوَاتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيهِمَا مِن شِرْكٍ وَمَا لَهُ مِنْهُم مِّن ظَهِيرٍ ﴿٢٢﴾

اے محبوب فرما دیجئے پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہیں ان دونوں میں ان کا کچھ حصہ اور نہ ان میں سے کوئی مددگار

وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ ۚ حَتَّىٰ إِذَا فُزِّعَ عَن قُلُوبِهِمْ قَالُوا مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ ۖ قَالُوا الْحَقَّ ۖ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ ﴿٢٣﴾

اور نہ نفع دے گی شفاعت اللہ کے حضور کسی کی مگر جس کے لئے اس کا اذن ہو حتیٰ کہ جب ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور ہو جائے کہیں ایک دوسرے سے تمہارے رب نے کیا فرمایا کہیں جو فرمایا حق فرمایا اور وہی بلند وبالا ہے

قُلْ مَن يَرْزُقُكُم مِّنَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۖ قُلِ اللَّهُ ۖ وَإِنَّا أَوْ إِيَّاكُمْ لَعَلَىٰ هُدًى أَوْ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ﴿٢٤﴾

فرمائیں انہیں کون تمہیں رزق دیتا ہے آسمانوں اور زمین میں فرما دیجئے اللہ اور ہم یا تم یا تو ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں

قُل لَّا تُسْأَلُونَ عَمَّا أَجْرَمْنَا وَلَا نُسْأَلُ عَمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٢٥﴾

فرما دیجئے تم ہمارے گناہ میں اگر ہم نے کوئی جرم کیا تو نہ پوچھے جاؤ گے اور تمہارے عمل سے ہم نہ پوچھے جائیں گے

Marfat.com

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ؕ وَ هُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾

فرما دیجئے اللہ ہمیں تمہیں سب کو جمع کرے گا پھر ہمارے تمہارے مابین فیصلہ کرے گا حق اور وہی بڑا فیصلہ کرنے والا جاننے والا ہے

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾

فرما دیجئے مجھے وہ شریک دکھاؤ جو تم اس سے ملاتے ہو ہرگز نہیں بلکہ وہی ہے عزت والا حکمت والا

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں مگر ایسی رسالت سے جو تمام لوگوں کے لئے ہے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾

اور کہتے ہیں یہ وعدہ کب آئے گا اگر تم سچے ہو

قُلْ لَّكُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع

فرما دیجئے تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے کہ جس سے تم ایک ساعت نہ ہٹ سکو گے اور نہ آگے بڑھ سکو گے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

قُلِ - کہو	ادْعُوا - بلاؤ	الَّذِیْنَ - ان کو جن کو	زَعَمْتُمْ - تم نے خیال کر
رکھا ہے	مِّنْ دُوْنِ - سوا	اللّٰهِ - اللہ کے	لَا - نہیں
یَمْلِكُوْنَ - مالک ہیں	مِثْقَالَ - برابر	ذَرَّةٍ - ایک ذرہ کے	فِی - بیچ
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں کے	وَ - اور	لَا - نہ	فِی - بیچ
الْاَرْضِ - زمین کے	وَ - اور	مَا - نہیں	لَهُمْ - ان کی
فِیْهِمَا - ان میں	مِنْ شِرْكٍ - کوئی شراکت	وَّ - اور	مَا - نہیں
لَهٗ - اس کا	مِنْهُمْ - ان میں سے	مِّنْ ظَهِیْرٍ - کوئی مددگار	وَ - اور
لَا - نہیں	تَنْفَعُ - نفع دیتی	الشَّفَاعَةُ - سفارش	عِنْدَهٗ - اس کے پاس
اِلَّا - مگر	لِمَنْ - اس کو کہ	اَذِنَ - اجازت دے	لَهٗ - اس کو
حَتّٰی - یہاں تک کہ	اِذَا - جب	فُزِّعَ - گھبراہٹ دور ہوتی ہے	عَنْ قُلُوْبِهِمْ - ان کے
دلوں سے	قَالُوْا - کہتے ہیں	مَاذَا - کیا	قَالَ - فرمایا
رَبُّكُمْ - تمہارے رب نے	قَالُوْا - کہتے ہیں	الْحَقَّ - حق	وَ - اور
هُوَ - وہ ہے	الْعَلِیُّ - بلند	الْكَبِیْرُ - بڑا	قُلْ - فرمادو
مَنْ - کون	یَرْزُقُكُمْ - رزق دیتا ہے تم کو	مِّنَ السَّمٰوٰتِ - آسمانوں سے	وَ - اور

الْاَرْضِ۔زمین سے	قُلِ۔فرمایئے	اللّٰهُ۔اللہ	وَ۔اور
اِنَّآ۔ہم	اَوْ۔یا	اِیَّاکُمْ۔تم	لَعَلٰی۔اوپر
هُدًى۔ہدایت کے ہیں	اَوْ۔یا	فِيْ۔بیچ	ضَلٰلٍ۔گمراہی
مُّبِيْنٍ۔ظاہر کے	قُلْ۔فرمادیں	لَّا۔نہ	تُسْئَلُوْنَ۔پوچھے جاؤ گے تم
عَمَّآ۔اس سے جو	اَجْرَمْنَا۔ہم نے جرم کیا	وَ۔اور	لَا۔نہ
نُسْئَلُ۔پوچھے جائیں گے ہم	عَمَّا۔اس سے جو	تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	قُلْ۔فرمادیں
يَجْمَعُ۔جمع کرے گا	بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان	رَبُّنَا۔ہمارا رب	ثُمَّ۔پھر
يَفْتَحُ۔فیصلہ کرے گا	بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان	بِالْحَقِّ۔ساتھ حق کے	وَ۔اور
هُوَ۔وہ ہے	الْفَتَّاحُ۔فیصلہ کرنے والا	الْعَلِيْمُ۔جاننے والا	قُلْ۔فرمایئے
اَرُوْنِيَ۔دکھاؤ مجھے	الَّذِيْنَ۔وہ جنہیں	اَلْحَقْتُمْ۔تم ملاتے ہو	بِهٖ۔اس کے ساتھ
شُرَكَآءَ۔شریک	كَلَّا بَلْ۔ہرگز نہیں بلکہ	هُوَ۔وہ ہے	اللّٰهُ۔اللہ
الْعَزِيْزُ۔غالب	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا	وَ۔اور	مَآ۔نہیں
اَرْسَلْنٰكَ۔بھیجا ہم نے تجھ کو		اِلَّا۔مگر	كَآفَّةً۔تمام
لِّلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	بَشِيْرًا۔خوش خبری دینے والا	وَّ۔اور	نَذِيْرًا۔ڈرسنانے والا
وَّ۔اور	لٰكِنَّ۔لیکن	اَكْثَرَ۔اکثر	النَّاسِ۔لوگ
لَا۔نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	وَ۔اور	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
مَتٰى۔کب ہوگا	هٰذَا۔یہ	الْوَعْدُ۔وعدہ	اِنْ۔اگر
كُنْتُمْ۔ہوتم	صٰدِقِيْنَ۔سچے	قُلْ۔کہو	لَّكُمْ۔تمہارے لئے
مِّيْعَادُ۔وعدہ ہے	يَوْمٍ۔ایک دن کا کہ	لَّا۔نہ	تَسْتَاْخِرُوْنَ۔پیچھے رہو گے
عَنْهُ۔اس سے	سَاعَةً۔ایک گھڑی	وَّ۔اور	لَا۔نہ
تَسْتَقْدِمُوْنَ۔آگے بڑھو گے			

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ

آپ فرمادیں (اے محبوب! مکہ معظمہ کے کافروں سے) جو اللہ کے سوا غیروں کو اپنا معبود گمان کئے ہوئے ہیں۔

لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں اور زمین میں اور نہ ان کا ان میں کوئی حصہ ہے اور نہ اللہ کی طرف سے ان کا کوئی مددگار ہوگا بلکہ وہ بت اپنی مصیبتوں میں پھنسے ہوئے ہوں گے۔

Marfat.com

باذن الٰہی عزوجل انبیاء اولیاء گناہگاروں کے مددگار ہوں گے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ ۭ حَتّٰٓى اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ۭ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ﴿۲۳﴾

اورنہیں فائدہ دے گی اس کے حضور کسی کی شفاعت مگر اسی کو جو ماذون بالشفاعت ہو حتیٰ کہ جب اذن دے کر ان کے دلوں کی گھبراہٹ دور فرمادی جائے تو ایک دوسرے سے کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو کہیں جو فرمایا وہ حق فرمایا اور وہی بلندی اور بڑائی کا مالک ہے۔

یعنی بہ طریق استبشار مشرکین کہیں کہ تمہارے لئے تو شفاعت کا حکم مل گیا اس لئے کہ تم ایمان والے ہو ایمان والوں کی شفاعت کروگے تو اس پر مومن صالحین جواب دیں گے کہ جو حکم دیا وہ حق ہے اور وہ بلند و بالا ہے۔

یہاں وَهُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ارشاد ہے دوسری جگہ اَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ ہے۔

ایک فرقہ نصیریہ اس کے معنی کرتا ہے کہ اس سے مراد حضرت علی ہیں کرم اللہ وجہہ۔ حالانکہ آیت کریمہ کا مفہوم منطوق واضح کررہا ہے کہ یہاں سیاق وسباق میں حضرت شیر خدا سے کوئی بھی تعلق نہیں مگروہ یہ معنی کرتے ہیں کہ بے شک اللہ وہ علی زبردست ہے اور یہ جہالت واضح ہے جو کفر ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ قُلِ اللّٰهُ ۙ

فرمادیجئے کون ہے جو تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے بتادیجئے وہ اللہ ہی ہے۔

یعنی آسمان سے بارش کرکے اور زمین سے سبزہ اگا کر رزق دینے والا اللہ تعالیٰ ہے۔

وَاِنَّآ اَوْ اِيَّاكُمْ لَعَلٰى هُدًى اَوْ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾ ۔ اور بے شک ہم یا تم یا تو ضرور ہدایت پر ہیں یا کھلی ہوئی گمراہی میں۔

اس لئے کہ اس سوال کا بجز اس کے اور کوئی جواب نہیں اس لئے کہ کافر و مومن دو فریق ہیں ان میں سے ایک ہدایت پر ہے۔ یا تم ہدایت پر ہو یا ہم اور یہ امر اظہر من الشمس ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کو رزق دینے والا پانی برسانے ولا مخلوق کا پالنے والا سبزہ اگانے والا جانتا ہے وہ بے جان جماد محض کی پوجا کیوں اور کس لئے کرے گا وہ تو دنیا میں سے کسی ذرہ کو بھی کسی چیز کا مالک و مختار نہیں سمجھ سکتا اور جو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی غیر کو متصرف بالذات سمجھتا ہے وہ یقیناً کھلی گمراہی میں ہے۔

قُلْ لَّا تُسْـَٔــلُوْنَ عَمَّآ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔــلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

انہیں فرمادیجئے کہ ہم نے تمہارے وہم باطل میں اگر کوئی جرم کیا ہے تو اس کی تم سے پرسش نہ ہوگی اور نہ تمہارے کرتوتوں کی ہم سے باز پرس ہوگی۔

بلکہ ہر شخص سے اس کے عمل کا سوال ہوگا اور ہر ایک اپنے اپنے عمل کی جزا و سزا پائیگا جیسا کہ ارشاد ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى کوئی جان دوسرے کی ذمہ دار نہ ہوگی۔

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ﴿۲۶﴾

فرما دیجئے ہمارا رب تمہیں ہمیں جمع فرما کر تمہارا ہمارا صحیح فیصلہ کرے گا اور وہی بڑا انصاف کرنے والا سب کچھ جانتا ہے۔
یعنی اللہ تعالیٰ سب کو جمع فرما کر فیصلہ سنائے گا اور اہل حق کو جنت میں اور سب اہل باطل کو جہنم میں داخل کرے گا۔

قُلْ اَرُوْنِیَ الَّذِیْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَآءَ كَلَّا ؕ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ ﴿۲۷﴾

فرما دیجئے مجھے دکھاؤ وہ شریک جنہیں تم اللہ تعالیٰ سے ملائے ہوئے ہو بالکل غلط بات ہے بلکہ وہی اللہ ہے عزت والا اور حکمت والا۔

یعنی ان بتوں کو ہمیں دکھاؤ جن کو تم پوجتے ہو اور اللہ عزوجل کی عبادت میں شریک کرتے ہو تاکہ میں دیکھوں کہ وہ کس قابل ہیں کیا پیدا کر سکتے ہیں کس طرح روزی دیتے ہیں کیسے آسمان سے مینہ برساتے اور زمین سے سبزہ اگاتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ نہیں کر سکتے اور جب یہ صحیح ہے تو اس وحدہ لاشریک کا انہیں شریک ٹھہرانا کہاں کی عقلمندی ہے اور کہاں کی انسانیت ہے یہ خطائے عظیم اور صریح گمراہی اور ضلال مبین ہے آگے ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

اور اے محبوب! ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر تمام آدمیوں کے لئے خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

اس آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت عام ہے۔ تمام لوگ آپ کی رسالت کے احاطہ میں ہیں گورے ہوں یا کالے عجمی ہوں یا عربی پہلے ہوں یا پچھلے سب کے لئے آپ رسول ہیں اور وہ سب آپ کے امتی۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی فرمایا کہ مجھے چھ خصوصیات ایسی عطا کی گئی ہیں کہ مجھ سے پہلے کسی نبی کو نہ ملیں۔

اول ایک ماہ کی مسافت کے رعب سے میری مدد کی گئی۔

دوسرے جُعِلَتْ لِیَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّ طَهُوْرًا۔ تمام زمین میرے لئے مسجد اور پاک کی گئی تاکہ میرا امتی جہاں نماز کا وقت پائے ادا کرلے۔

تیسرے اُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ۔ تمام غنیمتیں مجھ پر حلال کیں جو مجھ سے پہلے کسی پر حلال نہ تھیں۔

چوتھے مجھے شفاعت کا مرتبہ عطا ہوا۔

پانچواں ہر نبی اپنی قوم کے لئے مبعوث ہوا اور میں تمام انسانوں کے لئے مبعوث ہوا۔

چھٹے مجھے ختم نبوت کا تاج پہنایا گیا۔

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل خصوصی کا بیان ہے جن میں سب سے بڑی فضیلت یہ ہے کہ آپ کی رسالت عام رسالت عامہ ہے۔

وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۸﴾

لیکن کافر اسے نہیں جانتے اور آپ کی مخالفت اپنی جہالت سے کرتے ہیں۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾۔

اور کافر کہتے ہیں یہ وعدہ قیامت کب آئے گا اگر تم سچے ہو تو قیامت قائم کر کے دکھاؤ۔

Marfat.com

قُلْ لَّكُمْ مِّيْعَادُ يَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

اے محبوب! انہیں فرما دیجئے تمہارے لئے ایک ایسے دن کا وعدہ ہے جس سے تم نہ ایک گھڑی پیچھے ہٹ سکو نہ آگے بڑھ سکو۔ وہ تمہارے لئے لازمی ہے۔

یعنی اس وقت اگر تم مہلت چاہو تو تاخیر ممکن نہیں اور اگر جلدی چاہو تو تقدم ممکن نہیں بہر صورت ایسے وعدہ کا اپنے وقت پورا ہونا لازمی ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ سبا۔ پ ۲۲

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾

فرما دیجئے تم پکارو انہیں جنہیں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور نہ وہ شریک ہیں زمین و آسمان میں اور نہ اللہ کی طرف سے انہیں کوئی مددگار۔

روح المعانی میں ہے: قُلْ يَا مُحَمَّدُ لِلْمُشْرِكِيْنَ الَّذِيْنَ ضُرِبَ لَهُمُ الْمَثَلُ بِقِصَّةِ سَبَا الْمَعْرُوْفَةِ عِنْدَهُمْ بِالنَّقْلِ فِيْ اَخْبَارِهِمْ وَاَشْعَارِهِمْ تَنْبِيْهًا عَلٰى بُطْلَانِ مَا هُمْ عَلَيْهِ وَ تَبْكِيْتًا لَّهُمْ۔

ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ۔ اَیْ زَعَمْتُمُوْهُمْ اٰلِهَةً۔

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ۔ رُوِیَ اَنَّ ذٰلِکَ نَزَلَ عِنْدَ الْجُوْعِ اَصَابَ قُرَيْشًا لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ خَيْرٍ وَ شَرٍّ وَّ نَفْعٍ وَّ ضُرٍّ كَيْفَ يَكُوْنُوْنَ اٰلِهَةً تُعْبَدُ۔

فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ۔ ذِكْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ لِلتَّعْمِيْمِ عُرْفًا فَيُرَادُ بِهِمَا جَمِيْعُ الْمَوْجُوْدَاتِ وَمَا لَهُمْ اَیْ لِاٰلِهَتِهِمْ۔

فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ۔ اَیْ شِرْكَةٍ مَالًا خَلْقًا وَ لَا مِلْكًا وَ لَا تَصَرُّفًا۔

وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ۔ اَیْ مِنْ اٰلِهَتِهِمْ مُعِيْنٌ يُعِيْنُهٗ سُبْحَانَهٗ فِيْ تَدْبِيْرِ اَمْرِهَا۔

اے محبوب! ان مشرکوں سے فرمائیے جو قصہ سبا کی مشہور مثال جانتے ہیں ان کے خیال کے بطلان اور تبکیت کے لئے انہیں پکارو جنہیں تم اپنے زعم میں الٰہ کہتے ہو اللہ کے سوا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس آیہ کریمہ کا نزول اس وقت ہوا جبکہ قریش مکہ پر قحط آیا اور وہ بھوکوں مرنے لگے تو ارشاد ہوا کہ جو ذرہ بھر نفع و ضرر کے مالک نہیں وہ کیسے الٰہ ہو سکتے ہیں جو پوجے جائیں۔ آسمانوں اور زمین میں ان کی کہیں ملکیت نہیں۔

یہاں آسمان اور زمین کو بطور تعمیم فرمایا ورنہ اس سے مراد جمیع موجودات ہے کہ اس میں وہ کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کے شریک نہیں حتیٰ کہ تمہارے معبودوں کی طرف سے کوئی بھی اللہ تعالیٰ کا تدبیر امور میں معاون بھی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے۔

اس لئے کہ خالق کل مالک کل تو ایک ہی ہو سکتا ہے اور اسے نہ کسی کی اعانت کی احتیاج اور نہ کوئی اس کے تدبیر امور میں معین ہو سکتا ہے۔ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ۔

Marfat.com

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ

اور کسی کی سفارش اس کے حضور نفع نہیں دے سکتی مگر جسے اجازت ہو۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ نَفْيُ الشَّفَاعَةِ اٰلِهَتِهِمْ لَهُمْ لٰكِنْ ذُكِرَ ذٰلِكَ عَلٰى وَجْهٍ عَامٍ لِيَكُوْنَ طَرِيْقًا بُرْهَانِيًّا - اَیْ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ فِیْ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ اَوْ كَائِنَةٍ لِمَنْ كَانَتْ اِلَّا كَائِنَةً لِشَافِعٍ اُذِنَ لَهٗ فِيْهَا مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَالْمَلٰئِكَةِ وَ نَحْوِهِمْ مِنَ الْمُسْتَاهِلِيْنَ بِمَقَامِ الشَّفَاعَةِ۔

یہاں لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ میں جونفی شفاعت ہے اس سے مراد مشرکین کے معبودانِ باطلہ ہیں لیکن یہاں علیٰ وجہ العام جوذکر فرمایا وہ اس لئے کہ طریقہ برہان واضح ہوجائے یعنی آیۂ کریمہ کا مفہوم عام ہوکہ کوئی شفاعت کسی حال میں نفع بخش نہیں جب تک وہ ماذون بالشفاعت نہ ہو نبی ہو یا ملک یا مثل اس کے کوئی ولی غوث قطب جو مقام شفاعت کے اہل ہیں۔

اور اس سے یہ امر بھی واضح اور بین ہوگیا کہ لَا يُؤْذَنُ لَهُمْ فِي الشَّفَاعَةِ لِلْكُفَّارِ۔ کہ کفار کے لئے شفاعت کا کبھی اذن نہ ہوگا اس لئے کہ وہ اہل شفاعت نہیں۔

حَتّٰٓی اِذَا فُزِّعَ عَنْ قُلُوْبِهِمْ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ ؕ قَالُوا الْحَقَّ ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۲۳﴾

فُزِّعَ۔ صیغہ ہے باب تفعیل سے جو سلب کے لئے آتا ہے تو یہاں تفزیع بمعنی ازالہ فزع ہے تو اس کے معنی یہ ہوئے۔

یہاں تک کہ جب ان کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے تو کہیں تمہارے رب نے کیا فرمایا تو کہیں سچ اور حق فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے۔

یعنی جب شفاعت کرنے والوں کے دلوں سے پریشانی رفع ہوجائے اور جن کی شفاعت ہوگی وہ مطمئن ہوں تو وہ آپس میں ایک دوسرے سے کہیں گے مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ فِیْ شَاْنِ الْاِذْنِ بِالشَّفَاعَةِ تمہارے رب نے اجازت شفاعت میں کیا حکم دیا تو شفعاء جواب دیں گے قَالَ رَبُّنَا الْقَوْلَ الْحَقَّ وَ هُوَ الْاِذْنُ بِالشَّفَاعَةِ لِمَنِ ارْتَضٰى۔ ہمارے رب نے حق فرمایا اور اجازت شفاعت ہے اس کے لئے جس کے حق میں اس کی رضا ہے۔

وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ ﴿۲۳﴾ ۔ اور وہ بلند و بالا ہے۔

قَالُوْهُ اِعْتِرَافًا بِعَظْمَةِ جُنَابِ الْعِزَّةِ جَلَّ جَلَالُهٗ۔ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْكَبِیْرُ بطور اعتراف کہیں گے جو عظمت رب العزۃ جل جلالہ کے لئے ہے۔

زجاج کہتے ہیں: اس کی تفسیر یہ ہے کہ اَنَّ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا نَزَلَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْوَحْيِ ظَنَّتِ الْمَلٰئِكَةُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ اَنَّهٗ نَزَلَ بِشَیْءٍ مِّنْ اَمْرِ السَّاعَةِ فَفَزِعَتْ لِذٰلِكَ فَلَمَّا انْكَشَفَ عَنْهَا الْفَزَعُ قَالُوْا مَاذَا ۙ قَالَ رَبُّكُمْ سَاَلَتْ لِاَیِّ شَیْءٍ نَزَلَ جِبْرَائِيْلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالُوا الْحَقَّ۔

جبریل علیہ السلام جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نازل ہوئے وحی لے کر تو ملائکہ علیہم السلام نے گمان کیا کہ قیامت کا حکم لے کر جبریل حاضر آئے ہیں تو اس سے ملائکہ گھبرائے تو جب انہیں منکشف ہوا کہ قیامت کا حکم لے کر نہیں آئے تو ان کی گھبراہٹ رفع ہوگئی تو انہوں نے سوال کیا کہ کیا حکم الٰہی لائے تو جبریل علیہ السلام فرمائیں گے جو حکم بھی ملا وہ حق ہے۔

اور قتادہ اور مقاتل ابن السائب رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ ملائکہ گھبرا جائیں گے تو جبریل علیہ السلام ہر آسمان پر گزر کر

Marfat.com

ان کی گھبراہٹ رفع کرنے کو فرمائیں کہ وہ وحی تھی۔

علامہ طیبی فرماتے ہیں: وَ ذٰلِکَ اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ لَمَّا ادَّعُوْا شَفَاعَةَ الْاٰلِهَةِ وَالْمَلَائِکَةِ وَ اُجِیْبُوْا بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی قُلِ ادْعُوا الَّذِیْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنَ الْاَصْنَامِ وَالْمَلٰئِکَةِ وَ یُسَمُّوْنَهُمْ بِاِسْمِهٖ تَعَالٰی وَالْتَجَأُوْا اِلَیْهِمْ فَاِنَّهُمْ لَا یَمْلِکُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ وَ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ مِنْ هٰؤُلَاءِ اِلَّا لِلْمَلٰئِکَةِ لٰکِنْ مَّعَ الْاِذْنِ وَالْفَزَعِ الْعَظِیْمِ وَ هُوَ لَا یَشْفَعُوْنَ اِلَّا لِلْمَرْضِیِّیْنَ۔

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب مشرکین بتوں اور ملائکہ کو شفاعت کے لئے پکاریں گے اور جواب دیئے جائیں گے کہ ان سے کہو کہ انہیں پکارو جنہیں تم اپنے زعم میں اللہ کے سوا معبود سمجھے ہوئے ہو بتوں اور فرشتوں میں سے اور انہیں خدا کے نام سے موسوم کرتے ہو۔ وہ بت جن کو تم اپنا معبود سمجھتے ہو وہ حقیقتاً ذرہ برابر بھی آسمانوں اور زمین میں اختیار نہیں رکھتے اور نہ ان کی شفاعت نفع دے سکتی ہے مگر ملائکہ کہ وہ باذن الٰہی شفاعت کریں گے اور بعد رفع فزع اکبر شفاعت کریں گے انہیں کی جن کی شفاعت مرضیٔ الٰہی سے ہو۔

وَ عَنِ ابْنِ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَسْلَمَ۔ اور ابن ابی حاتم زید بن اسلم سے راوی ہیں کہ آیۂ کریمہ میں جو ارشاد ہے وہ یہ ہے کہ حَتّٰۤی اِذَا فُزِّعَ الشَّیْطَانُ عَنْ قُلُوْبِهِمْ فَفَارَقَهُمْ وَ اَمَانِیْهِمْ وَ مَا کَانَ یُضِلُّهُمْ بِهٖ قَالُوْا مَاذَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوا الْحَقَّ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْکَبِیْرُ ثُمَّ قَالَ هٰذَا فِیْ بَنِیْ اٰدَمَ اَیْ کُفَّارُهُمْ عِنْدَ الْمَوْتِ اَقَرُّوْا حِیْنَ لَا یَنْفَعُهُمُ الْاِقْرَارُ۔

جب شیاطین کے دلوں سے گھبراہٹ جاتی رہے گی تو ان باتوں سے جن سے کہ وہ گمراہ کرتے تھے اور اپنی آرزوؤں سے تو کہیں گے تمہارے رب نے کیا فرمایا تو وہ کہیں حق فرمایا اور وہ بلند و بالا ہے۔ فرماتے ہیں یہ کفار بنی آدم کہیں گے موت کے وقت جبکہ انہیں ان کا اقرار فائدہ مند نہ ہوگا۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ قُلِ اللّٰهُ وَ اِنَّاۤ اَوْ اِیَّاکُمْ لَعَلٰی هُدًی اَوْ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾

فرمادیجئے کون تمہیں روزی دیتا ہے آسمانوں اور زمین سے فرمائیے اللہ ہی دیتا ہے اب ہم یا تم ہدایت پر ہیں یا کھلی گمراہی میں۔

یہ امر ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تبکیت للمشرکین کے لئے کہ تم سمجھتے ہو کہ تمہارے معبود ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں نہ زمین میں اور تم سمجھتے ہو کہ رازق مطلق اللہ عزوجل ہے اس سے کسی کو انکار کی جرأت نہیں۔

تو اب دونوں فریقوں میں سے یعنی مومنین و موحدین اور مشرکین وملحدین میں سے کون ہدایت پر ہے۔ یا ہم ہدایت پر ہیں یا تم۔ بہرحال ایک ہدایت پر ہے اور ایک کھلی گمراہی کا شکار ہے اور صاف ظاہر ہے کہ ہدایت پر وہی فرقہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی رزاقی اور وحدانیت کو مان رہا ہے اور وہ یقیناً گمراہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا پتھر بت جماد لایعقل کی الوہیت کا معترف ہے۔

قُلْ لَّا تُسْـَٔلُوْنَ عَمَّاۤ اَجْرَمْنَا وَلَا نُسْـَٔلُ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۵﴾

لہٰذا فرمادیجئے کہ جو جرم ہم کریں اس پر تم سے باز پرس نہیں اور جو تم کر رہے ہو اس کے متعلق ہم سے سوال نہ ہوگا۔

یہ آخر فیصلہ اور ابلغ انصاف ہے کہ تمہارے گمان باطل میں اگر ہم جرم کریں گے تو تم سے اس کی باز پرس نہ ہوگی اسی کی

Marfat.com

طرح تمہارے کرتوت اور بداعمالی کا ہم سے جواب طلب نہ ہوگا۔ یہ آیۂ کریمہ ایسے ہی حکم میں ہے جیسے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ پر حکم ہے کہ منسوخ الحکم اور ماموراالتلاوت ہے چنانچہ روح المعانی میں ہے:

وَزَعَمَ بَعْضُهُمْ اَنَّهَا مِنْ بَابِ الْمُتَارَكَةِ وَاِنَّهَا مَنْسُوْخَةٌ بِاٰيَةِ السَّيْفِ۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ يَجْمَعُ بَيْنَنَا رَبُّنَا ثُمَّ يَفْتَحُ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ ۭ وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ ۝۲۶

انہیں فرمادیجئے کہ ہمیں تمہیں اللہ تعالیٰ جمع فرمائے گا بروز قیامت پھر فیصلہ دے گا ہمارے تمہارے مابین اور وہ بہترین فیصلہ دینے والا اور علم والا ہے۔

یعنی حشر ونشر کے بعد بروز قیامت فیصلہ صحیح ہوجائے گا کہ کون جہنم میں جاتا ہے اور کون جنت میں اور اس کا فیصلہ ہی صحیح ہوجائے گا اس لئے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے۔

قُلْ اَرُوْنِيَ الَّذِيْنَ اَلْحَقْتُمْ بِهٖ شُرَكَاۗءَ كَلَّا ۭ بَلْ هُوَ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲۷

اے محبوب! انہیں یہ تو فرمایئے کہ مجھے ان کی حیثیت تو دکھاؤ جنہیں تم اللہ کے ساتھ ملا کر اس کا شریک بنارہے ہو افسوس ہے تم پر بلکہ وہ اللہ سب پر غالب زبردست ہے اور حکمت والا ہے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمَعْنٰى مَا زَعَمْتُمُوْهُ شَرِيْكًا اَبْرِزْ لِلْعُيُوْنِ وَ هُوَ حَجَرٌ وَّ خَشَبٌ تَمَّتْ فَضِيْحَتُكُمْ گویا فرمایا کہ ان سے فرمایئے کہ جن پر تمہارا گمان شریک الٰہی ہونے کا ہے ان کی حقیقت آنکھوں پر ظاہر ہے کہ وہ لکڑی اور پتھر ہیں تو تمہارے گمان کی فضیحت تو واضح ہوگئی۔

پیپل، کیلہ، تلسی، کنیر، پتھر، روڑا، چٹان، چاند، سورج اور ستارے یہی تو وہ ہیں جنہیں تم معبود سمجھے بیٹھے ہو اور ان کی حقیقت واضح ہے کہ وہ اپنی مکھی اڑانے کی استعداد نہیں رکھتے تو کتنی جہالت اور کس قدر حماقت ہے کہ ایسے جماد بے جان کو اس قادر ذوالجلال کے برابر شریک کرتے ہو۔

یہاں لفظ كَلَّا فرما کر ردع زعم مشرکین کیا گیا جیسے ابراہیم علیہ السلام نے اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فرما کر ملامت فرمائی تھی۔ ایسے ہی یہاں كَلَّا فرما کر انہیں جھڑک دیا۔ اس کے معنی ہشت کے بھی ہوسکتے ہیں جیسے بے سمجھ کی بات کا جواب ہشت کہہ کر دے دیتے ہیں ایسے ہی عربی میں كَلَّا اور اُفٍّ لَّكُمْ بولتے ہیں۔

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝۲۸

اور نہیں بھیجا ہم نے تمہیں اے محبوب! مگر لوگوں کے لئے بشارت دیتا اور ڈر سناتا اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

كَاۗفَّةً لِّلنَّاسِ سے مراد ابن ابی شیبہ اور ابن المنذر رمجاہد رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ فِي الْاٰيَةِ اَيْ اِلَى النَّاسِ جَمِيْعًا کہ اس سے مراد تمام لوگوں کے لئے بشیر ونذیر ہے۔

اور ابن ابی حاتم محمد بن کعب رحمہما اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ اَيْ لِلنَّاسِ كَافَّةً۔

اور ایسا ہی عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم قتادہ سے راوی ہیں: اَرْسَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَى الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ فَاَكْرَمُهُمْ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى اَطْوَعُهُمْ لَهٗ۔ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب وعجم کی طرف بھیجا پس وہ اللہ کے نزدیک ان میں سب سے زیادہ مکرم اور اس کے سب سے زیادہ اطاعت گزار ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اِلَی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَسَائِرِ الْاُمَمِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت عرب وعجم اور تمام امتوں کی طرف ہے۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَاَصْلُهٗ مَا اَرْسَلْنَاکَ لِشَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَاءِ اِلَّا لِتَبْلِیْغِ النَّاسِ کَافَّةً۔ اصل معنی یہ ہیں کہ ہم نے تمہیں نہیں بھیجا کسی شے کی طرف مگر تمام لوگوں کو تبلیغ کے لئے۔

اور ابوحیان رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا کَافًّا وَ مَانِعًا لِلنَّاسِ عَنِ الْکُفْرِ وَالْمَعَاصِیْ۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے نہیں بھیجا آپ کو مگر روکنے والا اور منع کرنے والا لوگوں کو کفر ومعاصی سے۔

اور علامہ زمخشری رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیْ مَا اَرْسَلْنَاکَ اِلَّا رِسَالَةً کَافِیَةً اَیْ عَامَّةً لَهُمْ مُحِیْطَةً بِهِمْ لِاَنَّهَا اِذَا شَمِلَتْهُمْ فَقَدْ کَفَتْهُمْ عَنْ اَنْ یَّخْرُجَ مِنْهَا اَحَدٌ مِّنْهُمْ۔ ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر بھیجنا عام کہ آپ کی رسالت ان پر محیط ہے اس لئے کہ جب سب پر محیط ہوگی تو ہر ایک کو روکا جاسکے گا اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ کا اثر عام ہے۔

گویا یہ حکم ایسا ہے کہ دوسری جگہ فرمایا: قُلْ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا۔

تو حضور متبعین کو بشارت دیتے اور ڈرسناتے تشریف لائے۔ لیکن جو مصر علی الغی والضلال ہیں وہ نہیں جانتے۔

وَیَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۲۹﴾

اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو۔

اس میں مشرکین کا تخاطب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین سے ہے اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ دیا گیا:

قُلْ لَّکُمْ مِّیْعَادُ یَوْمٍ لَّا تَسْتَاْخِرُوْنَ عَنْهُ سَاعَةً وَّلَا تَسْتَقْدِمُوْنَ ﴿۳۰﴾

کہ اے محبوب! اور اے ایمان والو! انہیں کہہ دو کہ تمہارا دن مقرر ہے جو ایک دن نہ پیچھے ہوگا نہ آگے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هُوَ مِنْهُ سَاَلُوْا عَنْ وَقْتِ اِرْسَاءِ السَّاعَةِ وَاُجِیْبُوْا عَنْ اَحْوَالِهِمْ فِیْهَا۔ یہ ان کے سوال کا جواب ہے جو انہوں نے قیامت کے وقت کے متعلق پوچھا تھا اس کا جواب دیا گیا۔ گویا ارشاد ہوا:

دَعُوا السُّوَالَ عَنْ وَقْتِ اِرْسَائِهَا فَاِنَّ کَیْنُوْنَتَهٗ لَا بُدَّ مِنْهُ بَلْ سَلُوْا عَنْ اَحْوَالِ اَنْفُسِکُمْ حَیْثُ تَکُوْنُوْنَ مَبْهُوْتِیْنَ مُتَحَیِّرِیْنَ فِیْهَا مِنْ هَوْلِ مَا تُشَاهِدُوْنَ فِیْهِ اَلْیَقُ بِحَالِکُمْ مِنْ اَنْ تَسْئَلُوْا عَنْهُ وَ هُوَ کَمَا تَرٰی۔

گویا ارشاد ہوا کہ چھوڑو اس کا سوال کہ وہ کب آئے گی اس لئے کہ وہ تو ضرور آنی ہے جسے قیامت کہتے ہیں بلکہ تمہیں یہ پوچھنا چاہئے کہ اس وقت تمہاری جانوں پر کیا بنے گی جب کہ تم مبہوت ومتحیر ہوگے ان احوال واہوال سے جو دیکھوگے تو یہ زیادہ مناسب ہے کہ اس کی بابت پوچھے اس سے کہ اس کا وقت پوچھ رہے ہو۔

وَتَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی - وَتَرَی الْاَرْضَ هَامِدَةً فَاِذَآ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ - وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً وَّهِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ - یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ کَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْکُتُبِ - یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَغَیْرُهٗ وَغَیْرُهٗ۔

اِذَا الشَّمْسُ کُوِّرَتْ ﴿۱﴾ وَاِذَا النُّجُوْمُ انْکَدَرَتْ ﴿۲﴾ وَاِذَا الْجِبَالُ سُیِّرَتْ ﴿۳﴾ وَاِذَا الْعِشَارُ عُطِّلَتْ ﴿۴﴾ وَ

Marfat.com

اِذَا الْوُحُوْشُ حُشِرَتْ ۝۵ وَ اِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ ۝۶ وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ ۝۷ وَ اِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ ۝۸ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ
قُتِلَتْ ۝۹ وَ اِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ۝۱۰ وَ اِذَا السَّمَآءُ كُشِطَتْ ۝۱۱ وَ اِذَا الْجَحِیْمُ سُعِّرَتْ ۝۱۲ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ –
اِلٰی غَیْرِ النِّهَایَةِ۔ ان تمام نقشوں کو بھلا کر اپنی ڈھٹائی سے کہتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ سبا۔ پ ۲۲

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ وَ لَوْ تَرٰۤی اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضِ ﹰالْقَوْلَ ۚ یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ۝۳۱

اور کافر بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے آگے تھیں اور اگر تم دیکھو کہ جب ظالم اپنے رب کے پاس کھڑے کئے جائیں گے ان میں سے ایک دوسرے پر بات ڈالے گا وہ جو کمزور تھے ان سے کہیں گے جو متکبر تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰی بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ۝۳۲

اور جو متکبر لوگ تھے وہ ان سے کہیں گے جو کمزور تھے کیا ہم نے تمہیں روک رکھا تھا ایمان و ہدایت سے بعد اس کے کہ آئی تمہارے پاس وہ ہدایت بلکہ تم خود مجرم تھے

وَ قَالَ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ نَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَ اَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَ جَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِیْۤ اَعْنَاقِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝۳۳

اور کہیں گے وہ جو کمزور تھے ان سے جو متکبر تھے کہ یہ تو لیل و نہار کے انقلاب کا داؤ تھا جبکہ تم ہمیں حکم دیتے تھے کہ ہم اللہ کا انکار کریں اور اس کے برابر دوسرا معبود مانیں اور دل ہی دل میں پچھتانے لگے جب عذاب دیکھا اور ہم نے ڈال دیئے طوق ان کی گردنوں میں جو منکر تھے ان کا کوئی بدلہ نہیں مگر وہی جو کچھ وہ کرتے تھے

وَ مَاۤ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ۝۳۴

اور ہم نے کسی بستی میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے متمول آسودہ حالوں نے یہی کہا کہ تم جو دے کر بھیجے گئے ہو ہم اس کے منکر ہیں

وَ قَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّ اَوْلَادًا ۙ وَّ مَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ۝۳۵

اور بولے ہم مال اور اولاد میں سب سے زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہیں آسکتا

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ۝۳۶ ع

اے محبوب! آپ فرمادیں میرا رب بے شک رزق وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی کرتا ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے

Marfat.com

حل لغات چوتھا رکوع-سورۃ سبا-پ ۲۲

وَ-اور	قَالَ-بولے	الَّذِیْنَ-وہ جو	کَفَرُوْا-کافر تھے
لَنْ-ہرگز نہ	نُّؤْمِنَ-ایمان لائیں گے ہم	بِھٰذَا-اس	الْقُرْاٰنِ-قرآن پر
وَ-اور	لَا-نہ	بِالَّذِیْ-ان کتابوں پر جو	بَیْنَ یَدَیْهِ-اس سے پہلے ہیں
وَ-اور	لَوْ-اگر	تَرٰٓی-دیکھے تو	اِذِ-جب
الظّٰلِمُوْنَ-ظالم	مَوْقُوْفُوْنَ-کھڑے ہوں گے	عِنْدَ-نزدیک	رَبِّهِمْ-اپنے رب کے
یَرْجِعُ-لوٹائے گا	بَعْضُهُمْ-بعض ان کا	اِلٰی-طرف	بَعْضِ-بعض کی
الْقَوْلَ-بات کو	یَقُوْلُ-کہیں گے	الَّذِیْنَ-وہ جو	اسْتُضْعِفُوْا-کمزور تھے
لِلَّذِیْنَ-ان کو جو	اسْتَکْبَرُوْا-متکبر تھے	لَوْ-اگر	لَآ-نہ
اَنْتُمْ-ہوتے تم	لَکُنَّا-تو ہوتے ہم	مُؤْمِنِیْنَ-مومن	قَالَ-کہیں گے
الَّذِیْنَ-وہ جو	اسْتَکْبَرُوْا-متکبر تھے	لِلَّذِیْنَ-ان کو جو	اسْتُضْعِفُوْا-کمزور تھے
اَ-کیا	نَحْنُ-ہم نے	صَدَدْنٰکُمْ-روکا تھا تم کو	
عَنِ الْهُدٰی-ہدایت سے	بَعْدَ-بعد اس کے کہ	اِذْ-جب	جَآءَ-آئی
کُمْ-تمہارے پاس	بَلْ-بلکہ	کُنْتُمْ-تھے تم	مُّجْرِمِیْنَ-مجرم
وَ-اور	قَالَ-کہیں گے	الَّذِیْنَ-وہ جو	اسْتُضْعِفُوْا-کمزور تھے
لِلَّذِیْنَ-ان کو جو	اسْتَکْبَرُوْا-متکبر تھے	بَلْ-بلکہ	مَکْرُ-تدبیریں
الَّیْلِ-رات	وَ-اور	النَّهَارِ-دن کی	اِذْ-جب
تَاْمُرُوْنَنَآ-حکم دیتے تھے تم ہم کو		اَنْ-یہ کہ	نَّکْفُرَ-کفر کریں ہم
بِاللّٰهِ-اللہ کے ساتھ	وَ-اور	نَجْعَلَ-بنائیں ہم	لَهٗٓ-اس کے لئے
اَنْدَادًا-شریک	وَ-اور	اَسَرُّوا-چھپائیں گے	النَّدَامَةَ-ندامت کو
لَمَّا-جب کہ	رَاَوُا-دیکھیں گے	الْعَذَابَ-عذاب	وَ-اور
جَعَلْنَا-کئے ہم نے	الْاَغْلٰلَ-طوق	فِیْٓ-بیچ	اَعْنَاقِ-گردنوں
الَّذِیْنَ-ان کے جو	کَفَرُوْا-کافر ہیں	هَلْ-نہیں	یُجْزَوْنَ-بدلہ دیئے جاؤ گے
اِلَّا-مگر	مَا-جو	کَانُوْا-تھے	یَعْمَلُوْنَ-وہ عمل کرتے
وَ-اور	مَآ-نہ	اَرْسَلْنَا-بھیجا ہم نے	فِیْ-بیچ
قَرْیَةٍ-کسی بستی کے	مِّنْ نَّذِیْرٍ-کوئی ڈرانے والا	اِلَّا-مگر	قَالَ-کہا
مُتْرَفُوْ-دولت مندوں	هَآ-اس کے نے	اِنَّا-بے شک ہم	بِمَآ-اس کے ساتھ جو
اُرْسِلْتُمْ-بھیجے گئے ہو تم	بِهٖ-اس کے ساتھ	کٰفِرُوْنَ-انکار کرتے ہیں	وَ-اور

Marfat.com

قَالُوْا ۔ بولے	نَحْنُ ۔ ہم	اَکْثَرُ ۔ زیادہ ہیں	اَمْوَالًا ۔ مال میں
وَّ ۔ اور	اَوْلَادًا ۔ اولاد میں	وَّ ۔ اور	مَا ۔ نہ
نَحْنُ ۔ ہم	بِمُعَذَّبِيْنَ ۔ سزا دیئے جائیں	قُلْ ۔ فرمایئے	اِنَّ ۔ بے شک
رَبِّیْ ۔ میرا رب	يَبْسُطُ ۔ فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ ۔ رزق	لِمَنْ ۔ جس کے لئے
يَّشَآءُ ۔ چاہے	وَ ۔ اور	يَقْدِرُ ۔ تنگ کرتا ہے	وَ ۔ اور
لٰكِنَّ ۔ لیکن	اَكْثَرَ ۔ اکثر	النَّاسِ ۔ لوگ	لَا ۔ نہیں
يَعْلَمُوْنَ ۔ جانتے			

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع ۔ سورۃ سبا ۔ پ ۲۲

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَلَا بِالَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ ؕ

اور کافر بولے ہم ہرگز ایمان نہ لائیں گے اس قرآن پر اور نہ ان کتابوں پر جو اس سے پہلے نازل ہوئیں۔

یعنی توریت وانجیل اور زبور گویا وہ اپنے حسد باطنی کے ماتحت نہ قرآن کریم مانتے تھے نہ توریت وانجیل وزبور پر ایمان لاتے تھے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۖۚ يَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ۨ الْقَوْلَ ۚ

اور اگر دیکھو جب ظالم کھڑے ہوں اپنے رب کے پاس ان میں ایک دوسرے پر باتیں لوٹائے گا۔

یعنی جو لوگ گمراہ ہوئے وہ گمراہ کرنے والوں پر بات ڈالیں گے اور گمراہی کی ذمہ داری ان پر تھوپیں گے اور کہیں گے۔

يَقُوْلُ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْلَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۳۱﴾

کمزور غرباء متکبر لوگوں سے کہیں گے اگر تم نہ ہوتے اور ہمیں گمراہ نہ کرتے تو ہم ضرور ایمان لانے والوں میں ہوتے۔

یعنی غرباء قوم اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ اگر تم ہمیں ایمان لانے سے نہ روکتے تو ہم ضرور ہی مومن ہوتے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۲﴾

وہ جو متکبر تھے ان سے کہیں گے جو کمزور تھے کیا ہم نے تمہیں روکا تھا ہدایت قبول کرنے سے بعد اس کے کہ وہ ہدایت تمہارے پاس آئی۔ بلکہ تم خود مجرم تھے۔

اس پر غرباء ضعیف جواب دیں گے:

وَقَالَ الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا بَلْ مَكْرُ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ اِذْ تَاْمُرُوْنَنَاۤ اَنْ نَّكْفُرَ بِاللّٰهِ وَنَجْعَلَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْاَغْلٰلَ فِيْۤ اَعْنَاقِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور کہیں گے ضعیف لوگ متکبر سرداروں سے (کہ اگر تم ہمیں گمراہ نہ کرتے تو تمہارے شب وروز کے مکر اور ہمیں شرک پر ابھارنے والے کون تھے) یہی تمہارے لیل ونہار کے مکر تھے جس سے تم ہمیں شرک کی طرف بلاتے اور حکم کرتے کہ اللہ سے

Marfat.com

کفر کریں اور اس کے برابر بتوں کو معبود ٹھہرائیں۔ اب دل ہی دل میں اپنی ندامت کئے ہوئے موجب عذاب دیکھا اور ہم نے ڈال دیئے ان کے گلوں میں طوق آگ کے جو منکر تھے کیا ایسے منکروں کا سوا اس کے اور کیا ہے یہی کہ جیسا کیا ویسا پایا۔

آیۂ کریمہ میں ضعیف و متمول متکبر تابع و متبوع کا تذکرہ ہے۔ ان میں بہکانے والے اور بہک کر ایمان نہ لانے والوں کا ذکر ہے اور کافر لوگوں کی سزا جہنم فرمائی ہے اور اس امر کا بھی اظہار فرمایا ہے کہ بہکانے والے اور بہکنے والے دونوں کی سزا یہی ہے کہ وہ جہنم میں جائیں گے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۴﴾

اور ہم نے جب کبھی کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے مالدار آسودہ حال یہی بولے کہ تم جو لے کر بھیجے گئے ہم اس سے منکر اور کفر کرتے ہیں۔

اس میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسکین خاطر فرمائی گئی کہ آپ ان منکروں کی تکذیب و انکار سے رنجیدہ نہ ہوں کفار کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ یہی طور طریقہ رہا ہے اور مالدار لوگ یہی اپنے مال و اولاد کے غرور میں تکذیب انبیاء کرتے رہے ہیں۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول

دو شخص آپس میں شریک تجارت تھے ان میں سے ایک ملک شام کو گیا اور ایک مکہ مکرمہ میں رہا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے اور اس نے ملک شام میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کی خبر سنی تو اپنے شریک کو خط لکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مفصل حال معلوم کیا اس کے شریک نے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعلان نبوت لکھ کر بتایا کہ ان کی پیروی ابھی تک چھوٹے درجے کے غریب و حقیر لوگوں نے کی ہے بڑے متمول اور صنادید ابھی پیرو نہیں ہوئے۔

جب یہ جواب شام میں اسے ملا وہ علی الفور تجارتی کام چھوڑ کر مکہ مکرمہ آیا اور آتے ہی اپنے شریک سے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں جانا ہے چنانچہ پتا لے کر وہ حاضر دربار ہوا اور عرض کی حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ دنیا کو کیا دعوت دیتے ہیں اور جو آپ کی پیروی کرے اس سے کیا چاہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو انہیں فرمایا وہ یہ تھا کہ بت پرستی چھوڑ کر ایک وحدہ لاشریک کی عبادت چاہتا ہوں پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے احکام اسلام بتائے۔

یہ گفتگو اس کے دل میں اثر کر گئی وہ تورات وانجیل کا عالم تھا بے ساختہ عرض کرنے لگا میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ بے شک اللہ کے رسول ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے کیسے جانا کہ ہم سچے رسول ہیں۔

اس نے عرض کی کہ جب کبھی کوئی نبی آیا اس کی اتباع کے لئے اول غریب لوگ ہی آگے آتے ہیں یہ سنت اللہ ہمیشہ سے جاری رہی ہے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور منکروں کا بیان بھی فرمایا:

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۳۵﴾

اور منکر لوگ بولے ہم اولاد اور مال میں زیادہ ہیں اور ہم پر عذاب نہیں ہو سکتا۔

یعنی جب دنیا میں ہم خوش حال ہیں تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمارے افعال سے خوش ہے تو آخرت میں بھی ہم پر عذاب نہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ان کے اس خیال کا جواب دیتا ہے:

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

اے محبوب! فرما دیجئے کہ بے شک میرا رب رزق کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس پر چاہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

یعنی فراخی و وسعت بھی بطور ابتلاء و امتحان ہوتی ہے تو کشادگی رزق رضاء الٰہی عزوجل کی دلیل نہیں ایسے ہی تنگی و عسرت اللہ تعالیٰ کی ناراضگی پر دلیل نہیں۔ فراخی گنہگار پر بھی ہوتی ہے اور متبع احکام پر بھی یہ سب اس کی حکمت ہے اسے ثواب آخرت پر قیاس کرنا جہالت ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

وَ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ بِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ لَا بِالَّذِیْ بَیْنَ یَدَیْهِ

اور کافر بولے ہم ہرگز اس قرآن اور اس سے پہلے جو کتابیں ہیں ان پر ایمان نہیں لاتے۔

یعنی زبور کو مانتے ہیں نہ انجیل اور توارت کو نہ قرآن کریم کو چنانچہ ارشاد ہے:

وَ لَوْ تَرٰۤى اِذِ الظّٰلِمُوْنَ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ﹰالْقَوْلَ

اور اگر تم دیکھو جبکہ ظالم مشرک اپنے رب کے حضور کھڑے ایک دوسرے پر بات ڈال رہے ہوں گے۔

یہ مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا ہر اس مومن سے جو وہاں حاضر ہو تو خلاصہ مفہوم آیت یہ ہوا: وَلَوْ تَرٰی اِذْ هُمْ مَوْقُوْفُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ اَیْ فِیْ مَوْقَفِ الْمُحَاسَبَةِ۔ یعنی جب وہ محاسبہ کے میدان میں کھڑے ہوں تو اگر آپ اے محبوب یا ایمان والو دیکھو کہ

یَرْجِعُ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضِ ﹰالْقَوْلَ ۔ اَیْ یَتَحَاوَرُوْنَ وَیَتَرَاجَعُوْنَ الْقَوْلَ۔ یعنی ایک دوسرے پر بات ڈالیں گے وہ کیا بات ڈالیں گے اسے آگے ظاہر فرمایا جاتا ہے:

یَقُوْلُ الَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لَوْ لَاۤ اَنْتُمْ لَكُنَّا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۳۱﴾

کمزور کہیں گے اپنے متکبر سرداروں سے جو دنیا میں تھے اگر تم نہ ہوتے تو ہم ضرور ایمان لے آتے۔

یعنی تمہاری طرف سے اگرغی و ضلالت کی تحریک نہ ہوتی اور تم ہمیں ہدایت قبول کرنے سے نہ روکتے تو ہم جو تعلیم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے تھے ضرور مانتے اور ایمان لے آتے تو متکبر کہیں گے اور متمولین قوم کے سردار جواب میں کہیں گے:

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْۤا اَنَحْنُ صَدَدْنٰكُمْ عَنِ الْهُدٰى بَعْدَ اِذْ جَآءَكُمْ بَلْ كُنْتُمْ مُّجْرِمِیْنَ ﴿۳۲﴾

بولیں گے متکبر ضعیف لوگوں سے کیا ہم نے تمہیں ہدایت سے روکا بعد اس کے کہ جب تمہیں ہدایت آئی بلکہ تم خود ہی مجرم تھے۔

گویا وہ اس سے صاف انکار کر دیں گے اور بطریق استفہام انکار کہیں گے ہم نے تمہیں کب روکا تھا۔ بلکہ تم خود ہی جرم وشرک کے عادی وخوگر تھے تو اس پر غرباء وکمزور جواب دیں گے۔

وَقَالَ الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا لِلَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا بَلْ مَكْرُ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ إِذْ تَأْمُرُونَنَا أَنْ نَّكْفُرَ بِاللهِ وَنَجْعَلَ لَهٗٓ أَنْدَادًا ؕ

اور کہیں گے وہ جو ضعیف تھے ان سے جو متکبر اور سردار تھے کہ تمہاری چالیں ہمارے ساتھ دن رات رہیں جب تم ہمیں حکم کرتے تھے کہ ہم اللہ کی نافرمانی کریں اور اس کے مقابل غیر کو خدا مانیں۔

اس قسم کی باہمی باتیں ہوں گی اس کے بعد آخری نتیجہ بیان فرمایا جاتا ہے:

وَأَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَأَوُا الْعَذَابَ ؕ وَجَعَلْنَا الْأَغْلٰلَ فِيٓ أَعْنَاقِ الَّذِينَ كَفَرُوا ؕ هَلْ يُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۳۳﴾

اور وہ چھپائیں گے اپنی ندامت جبکہ عذاب دیکھیں گے اور کیا ہم نے طوق ان کی گردنوں میں جو کافر ہوئے کیا بدلہ دیا جاتا نہیں مگر وہی جو انہوں نے کیا۔

یعنی وہ شرما کر اپنی ندامت چھپائیں گے اور عذاب دیکھ کر پچھتائیں گے اور مبہوت ہو کر رہ جائیں گے اس وقت ان میں بولنے جواب دینے کی طاقت ہی نہ رہے گی۔ تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هَلْ يُجْزَوْنَ۔ یہاں ہل نافیہ ہے جس کے معنی ہوتے ہیں: اَیْ لَا یُجْزَوْنَ اِلَّا مِثْلَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ مِنَ الشَّرِّ۔ یعنی ہماری طرف سے کوئی بدلہ نہیں مگر وہی جیسا وہ عمل کرتے رہے وَ حَاصِلُهٗ لَا یُجْزَوْنَ اِلَّا شَرًّا۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَآ أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيرٍ إِلَّا قَالَ مُتْرَفُوهَآ ۙ إِنَّا بِمَآ أُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُونَ ﴿۳۴﴾

اور جو بھی بستی ہے اس میں ہم نے اپنا نذیر بھیجا مگر متمول یہی کہتے رہے کہ ہم تمہاری رسالت سے منکر ہیں۔

یعنی مشرکین و مجرمین آج ہی انکار نہیں کر رہے بلکہ ہمیشہ سے ہی یہ ایسے ہی منکر وجود رہے ہیں اور ان کے مالدار خصوصیت سے انکاری رہے ہیں چنانچہ آیت کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی کہ اے محبوب! ان صنادید مکہ کی مخالفت پر کچھ غم نہ فرمائیں یہ آپ کے اگر مخالف ہیں تو آپ سے پہلے انبیاء کرام کے پہلے لوگ مخالف رہے ہیں اور مترفین یعنی متمولین کو خاص طور پر اس لئے بیان کیا کہ وہ عموماً آفت مال سے متاثر ہو کر اپنی شہوات اور طمع دنیا میں منہمک رہے ہیں۔ برخلاف غرباء اور فقراء قوم کے کہ ان میں قبولیت کا مادہ ہوتا ہے۔ چنانچہ حدیث ہرقل میں بھی غرباء کا ایمان لانا جب بیان ہوا تو اس نے کہا یہ علامت تو ان کی صداقت وہدایت کی ہے پہلے نبیوں پر بھی غرباء ہی کثرت سے ایمان لائے اور متمولین تو برسر پرخاش ہی رہے۔

چنانچہ اہل مکہ قریش کا یہی قول تھا کہ ہم مال واولاد کے اعتبار سے زیادہ ہیں ہمیں عذاب نہیں ہو سکتا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَّأَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ ﴿۳۵﴾

اور مالدار قریش بولے ہم مال واولاد میں زیادہ ہیں لہٰذا ہم معذب نہیں ہوں گے۔

Marfat.com

اس لئے کہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ جو دنیا میں عزت سے بسر کرے گا وہ آخرت میں بھی عزت سے ہی رہے گا۔ وہ یہ بھی کہتے تھے کہ اِنَّ الْمَالَ وَالْوَلَدَ یَدْفَعُ الْعَذَابَ عَنْھُمْ۔ اور عام مشرکین بھی کہتے تھے کہ اِنَّ الْمُنْعَمَ عَلَیْہِ فِی الدُّنْیَا مُنْعَمٌ عَلَیْہِ فِی الْاٰخِرَۃِ۔ دنیا میں عیش و عشرت سے رہنے والا آخرت میں بھی عیش ہی کرے گا۔

حالانکہ قرآن کریم کا ارشاد ہے کہ ہم سے کفر کرنے والوں کے لئے ہم دنیا اتنی فراخ کر دیتے ہیں کہ ان کے گھر چاندی کی چھتوں کے ہوتے ان کے مکانوں کی سیڑھیاں سونے کی اور ان کے بیٹھنے کے تخت سونے کے ہوتے ہیں اور یہ سب دنیا ہی دنیا کے لئے ہے اور آخرت کی نعمتیں امت کے مومنین کے لئے ہیں۔

وَلَوْلَآ اَنْ یَّکُوْنَ النَّاسُ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ یَّکْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُیُوْتِھِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّۃٍ وَّ مَعَارِجَ عَلَیْھَا یَظْھَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُیُوْتِھِمْ اَبْوَابًا وَّ سُرُرًا عَلَیْھَا یَتَّکِـُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ؕ وَاِنْ کُلُّ ذٰلِکَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا ؕ وَالْاٰخِرَۃُ عِنْدَ رَبِّکَ لِلْمُتَّقِیْنَ ﴿۳۵﴾

چنانچہ آخر میں ارشاد ہے کہ اے محبوب انہیں مطلع کر دیجئے اور

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

فرما دیجئے کہ میرا رب فراخ کرتا ہے رزق جسے چاہے اور تنگ کرتا ہے جس پر چاہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یہ فراخی و تنگی اس کی حکمت کے ماتحت ہے ایک احمق فارغ البال وسیع الحال ہوتا ہے اور ایک عالم دانہ دانہ کو ترستا ہے کسی نے خوب کہا ہے:

وَ مِنَ الدَّلِیْلِ عَلَی الْقَضَآءِ وَ حُکْمِہٖ ... بُؤْسُ اللَّبِیْبِ وَ طِیْبُ عَیْشِ الْاَحْمَقِ

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع ۔ سورۃ سبا ۔ پ ۲۲

وَ مَآ اَمْوَالُکُمْ وَ لَآ اَوْلَادُکُمْ بِالَّتِیْ تُقَرِّبُکُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓی اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا ؗ فَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَ ھُمْ فِی الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور نہیں تمہارے مال اور اولاد اس قابل کہ تمہیں ہمارے قریب پہنچا سکیں مگر وہ جو ایمان لائیں اور عمل صالح کریں تو وہی اس قابل ہیں کہ ان کے لئے دو چند بدلہ ہے ان کے عملوں کا صلہ اور وہ بالا خانوں میں امن سے ہیں

وَ الَّذِیْنَ یَسْعَوْنَ فِیْٓ اٰیٰتِنَا مُعٰجِزِیْنَ اُولٰٓئِکَ فِی الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور وہ جو کوشش کریں ہماری آیتیں کمزور کرنے کی وہ یہ ہیں کہ عذاب میں حاضر کئے جائیں گے

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَ یَقْدِرُ لَہٗ ؕ وَ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ ۚ وَھُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ ﴿۳۹﴾

فرما دیجئے میرا رب بے شک وسیع کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اپنے بندوں میں اور تنگی فرماتا ہے اس کے لئے اور جو تم خرچ کرتے ہو کسی چیز کو اللہ کے لئے وہ اس کے بدلے میں دے گا اور وہ بہتر رزاق ہے

وَ یَوْمَ یَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ یَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِکَۃِ

اور جس دن ان سب کو اٹھائے گا پھر فرشتوں سے فرمائے

Marfat.com

اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿٤٠﴾

گا کیا یہ تمہیں پوجتے تھے

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿٤١﴾

کہیں گے پاکی ہے تجھے تو ہمارا مالک ہے نہ وہ بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے اکثر ان کے انہیں پر ایمان رکھتے تھے

فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ وَ نَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿٤٢﴾

۔تو آج نہیں قوت رکھتے تم میں بعض بعض کے نفع کی نہ نقصان کی اور ہم فرمائیں گے ان مشرکوں کو کہ اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم جھٹلاتے تھے

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٤٣﴾

اور جب ان پر پڑھی جائیں ہماری آیتیں روشن تو کہتے ہیں یہ نہیں مگر ایک آدمی کہ تمہیں روکتا ہے اس سے جو پوجتے تھے تمہارے باپ دادا اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر ٹھہرا ہوا افتراء اور کافر بولے سچائی سے جب ان کے پاس آیا یہ کیا ہے مگر کھلا جادو

وَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿٤٤﴾

اور جو ہم نے کتابیں انہیں دیں جنہیں پڑھتے ہوں نہ تم سے قبل ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا آیا

وَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿٤٥﴾

۔اور جھٹلایا ان سے اگلوں نے اور یہ اس کے دسویں حصہ کو بھی نہ پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا تو انہوں نے ہمارے رسولوں کو جھٹلایا تو کیسا ہوا میرے انکار کر بدلہ

حل لغات پانچواں رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اَمْوَالُكُمْ۔تمہارے مال	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَوْلَادُكُمْ۔تمہاری اولاد	بِالَّتِیْ۔ایسی کہ	تُقَرِّبُكُمْ۔نزدیک کرے
تمہیں	عِنْدَنَا۔ہمارے	زُلْفٰی۔قریب	اِلَّا۔مگر
مَنْ۔جو	اٰمَنَ۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلَ۔عمل کرے
صَالِحًا۔اچھے	فَاُولٰٓئِكَ۔تو یہ لوگ	لَهُمْ۔ان کے لئے	جَزَآءُ۔بدلہ ہے
الضِّعْفِ۔دگنا	بِمَا۔جو	عَمِلُوْا۔عمل کئے	وَ۔اور
هُمْ۔وہ	فِی۔بیچ	الْغُرُفٰتِ۔بالاخانوں کے	اٰمِنُوْنَ۔امن میں ہوں گے
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	یَسْعَوْنَ۔کوشش کرتے ہیں	فِیْ۔بیچ
اٰیٰتِنَا۔ہماری آیتوں کے	مُعٰجِزِیْنَ۔عاجز کرنے والے	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	
فِی۔بیچ	الْعَذَابِ۔عذاب کے	مُحْضَرُوْنَ۔حاضر کئے جائیں گے	

Marfat.com

قُلْ۔ فرمادیں	اِنَّ۔ بے شک	رَبِّیْ۔ میرا رب	یَبْسُطُ۔ فراخ کرتا ہے
الرِّزْقَ۔ رزق	لِمَنْ۔ جس کے لئے	یَّشَآءُ۔ چاہے	مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں
میں سے	وَ۔ اور	یَقْدِرُ۔ تنگ کرتا ہے	لَهٗ۔ اس کے لئے
وَ۔ اور	مَآ۔ جو	اَنْفَقْتُمْ۔ تم خرچ کرو	مِّنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز
فَهُوَ۔ تو وہ	یُخْلِفُهٗ۔ اس کا بدلہ دیتا ہے	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ ہے
خَیْرُ۔ بہتر	الرّٰزِقِیْنَ۔ رزق دینے والا	وَ۔ اور	یَوْمَ۔ جس دن
یَحْشُرُ۔ اکٹھا کرے گا	هُمْ۔ ان کو	جَمِیْعًا۔ سب کو	ثُمَّ۔ پھر
یَقُوْلُ۔ کہے گا	لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔ فرشتوں کو	اَ۔ کیا	هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ وہ ہیں
اِیَّا۔ خاص	كُمْ۔ تمہاری	كَانُوْا۔ ہی	یَعْبُدُوْنَ۔ پوجا کرتے تھے
قَالُوْا۔ کہیں گے	سُبْحٰنَكَ۔ تو پاک ہے	اَنْتَ۔ تو	وَلِیُّنَا۔ ہمارا مالک ہے
مِنْ دُوْنِهِمْ۔ ان کے سوا	بَلْ۔ بلکہ	كَانُوْا۔ وہ تھے	یَعْبُدُوْنَ۔ پوجتے
الْجِنَّ۔ جنوں کو	اَكْثَرُ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے	بِهِمْ۔ ان پر
مُّؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لانے والے ہیں		فَالْیَوْمَ۔ تو آج	لَا۔ نہیں
یَمْلِكُ۔ مالک ہوگا	بَعْضُكُمْ۔ بعض تمہارا	لِبَعْضٍ۔ بعض کے	نَّفْعًا۔ نفع
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	ضَرًّا۔ نقصان کا	وَ۔ اور
نَقُوْلُ۔ کہے گا	لِلَّذِیْنَ۔ ان کو جو	ظَلَمُوْا۔ ظالم ہیں	ذُوْقُوْا۔ چکھو
عَذَابَ۔ عذاب	النَّارِ۔ آگ کا	الَّتِیْ۔ وہ کہ	كُنْتُمْ۔ تھے تم
بِهَا۔ اس کو	تُكَذِّبُوْنَ۔ جھٹلاتے	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب
تُتْلٰی۔ پڑھی جاتی ہیں	عَلَیْهِمْ۔ ان پر	اٰیٰتُنَا۔ ہماری آیتیں	بَیِّنٰتٍ۔ روشن
قَالُوْا۔ کہتے ہیں	مَا۔ نہیں	هٰذَآ۔ یہ	اِلَّا۔ مگر
رَجُلٌ۔ ایک آدمی جو	یُّرِیْدُ۔ چاہتا ہے	اَنْ۔ یہ کہ	یَّصُدَّ۔ روک دے
كُمْ۔ تم کو	عَمَّا۔ اس سے کہ	كَانَ۔ تھے	یَعْبُدُ۔ عبادت کرتے
اٰبَآؤُكُمْ۔ تمہارے باپ دادا	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	مَا۔ نہیں
هٰذَآ۔ یہ	اِلَّآ۔ مگر	اِفْكٌ۔ جھوٹ	مُّفْتَرًی۔ گھڑا ہوا
وَ۔ اور	قَالَ۔ بولے	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
لِلْحَقِّ۔ حق کے متعلق	لَمَّا۔ جب	جَآءَ۔ آیا	هُمْ۔ ان کے پاس
اِنْ۔ نہیں	هٰذَآ۔ یہ	اِلَّا۔ مگر	سِحْرٌ۔ جادو
مُّبِیْنٌ۔ ظاہر	وَ۔ اور	مَآ۔ جو	اٰتَیْنٰهُمْ۔ دیں ہم نے ان کو

Marfat.com

مِّنْ كُتُبٍ - کتابیں　يَدْرُسُوْنَهَا - کہ پڑھیں ان کو　وَ - اور
مَآ - نہ　اَرْسَلْنَآ - بھیجا ہم نے　اِلَيْهِمْ - ان کی طرف　قَبْلَكَ - تم سے پہلے
مِنْ نَّذِيْرٍ - کوئی ڈرانے والا　وَ - اور　كَذَّبَ - جھٹلایا　الَّذِيْنَ - انہوں نے جو
مِنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے تھے　وَ - اور　مَا - نہ
بَلَغُوْا - پہنچے وہ　مِعْشَارَ - دسویں حصہ کو　مَآ - جو　اٰتَيْنٰهُمْ - دیا ہم نے ان کو
فَكَذَّبُوْا - تو جھٹلایا انہوں نے　رُسُلِيْ - میرے رسولوں کو　فَكَيْفَ - تو کیسا
كَانَ - ہوا　نَكِيْرِ - میرا جھٹلانا

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰۤى اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝۳۷

اور نہیں تمہارے مال اور اولاد اس قابل کہ تمہیں ہمارے قرب تک پہنچائیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرے ان کے لئے دو چند بدلہ ہے ان کے عمل کا اور وہ بالا خانوں میں امن سے ہوں گے۔ تو اسے ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی۔

مطلب صاف ہے کہ تم نے جو کہا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا۔ تو یہ خیال خام ہے مال و اولاد کسی کے لئے تقرب الٰہی عزوجل کا موجب نہ ہوا نہ ہو سکتا ہے سوائے اس کے کہ مومن صالح کا ایمان موجب تقرب ہوتا ہے اور اس کا مال بھی سبب قرب بن جاتا ہے کہ وہ اسے راہ خدا عزوجل میں خرچ کرتا ہے ایسے ہی اولاد کہ مومن اسے نیک تعلیم دیتا ہے علم دین سکھاتا ہے متقی متورع بناتا ہے ورنہ مال و اولاد دونوں سبب عذاب بھی ہو سکتے ہیں جب کہ اسے لہو و لعب میں خرچ کرے اس سے حرام حاصل کرے اور اولاد کو برے راستہ پر چلائے چنانچہ ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ۝۳۸

اور وہ جو ہماری آیتوں میں سعی کرے کمزور کرنے کی وہ عذاب میں پھنسے گا۔

اور يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا سے مراد قرآن کریم پر زبان طعن دراز کرنا مراد ہے اور اس سے یہ خیال کرنا کہ ہم اسے لغو اور باطل طریقہ سے لوگوں کو ایمان لانے سے روک لیں گے اور ہمارا یہ مکر اسلام پر چل جائے گا اس سے ہم اسلام کو کمزور کر لیں گے۔

مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ ؕ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ؕ۔ مثال اس کی جو اللہ کی راہ میں خرچ کرے تو اسے ایک ایک نیکی کے بدلے دس دس نیکیاں ملیں گی اور ضعف فرما کر سات سو تک کی مثال دے کر اس سے بھی زیادہ کا امیدوار بنانا اور وہ جنت کے جھروکوں میں امن و امان سے ہوں۔

پھر آخرت کے متعلق ان کا یہ عقیدہ کہ مرنے کے بعد اٹھنا ہی نہیں ہے تو عذاب ثواب کیسا یہ محض باطل اور لغو ہے ایسے لوگ عذاب میں پھنسیں گے اور ان کی مکاریاں اور عیاریاں ان کے کسی کام نہ آئیں گی۔

Marfat.com

قُلۡ اِنَّ رَبِّیۡ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ وَ یَقۡدِرُ لَہٗ ؕ وَ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَہُوَ یُخۡلِفُہٗ ۚ وَ ہُوَ ١
خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۳۹﴾

فرمادیجئے بے شک میرا رب وسیع رزق فرماتا ہے جس پر چاہے اپنے بندوں میں سے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لئے چاہے۔

اپنی حکمت سے یعنی جس کے لئے علم اللہ عزوجل میں وسعت رزق تھی اس پر وسعت اور جس کے لئے تنگی رزق مقدر کی گئی اس کے لئے تنگی رزق ہوتی ہے۔

وَ مَاۤ اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَیۡءٍ فَہُوَ یُخۡلِفُہٗ ۚ وَ ہُوَ خَیۡرُ الرّٰزِقِیۡنَ ﴿۳۹﴾

اور جو کچھ خرچ کرو اللہ کی راہ میں وہ اس کا بدلہ دے گا اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

اور یہ بدلہ دنیا میں بھی ملتا ہے اور آخرت میں تو ضرور ہی ملے گا۔ پھر یہ انفاق فی سبیل اللہ کا بدلہ صرف مسلمان کے ہی لئے ہے کافر کو نہیں اس لئے کہ کافر جو بھی خرچ کرتا ہے اس پر صاف وعید شدید ہے: فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡ اَحَدِہِمۡ مِّلۡءُ الۡاَرۡضِ ذَہَبًا وَّ لَوِ افۡتَدٰی بِہٖ وہ ہرگز ہرگز قبول نہ ہوگا اگر چہ روئے زمین سونے سے بھر کر بھی بدلہ دے مومن کے لئے بخاری و مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خرچ کرو تم پر خرچ کیا جائے گا۔

دوسری حدیث میں ہے۔ صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا۔ معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے اور تواضع سے مرتبہ بلند ہوتا ہے اور وہ خیر الرازقین بہ این معنی ہے کہ جو کوئی کسی کو دیتا ہے جیسے بادشاہ لشکر کو۔ آقا غلام کو یا صاحب خانہ اپنے عیال کو وہ سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اس کی بخشی ہوئی روزی سے دیتا ہے۔ رزق اور اس سے منتفع ہونے کے اسباب وہی پیدا فرماتا ہے اسی بناء پر رزاق حقیقی وہ ہے یوں مجازاً کسی کا رزق کسی کے ذریعہ ہو۔ سعدی علیہ الرحمۃ نے خوب کہا ہے۔

نہ کس میدہاند نہ کس میدہد ۔۔۔ خدا مے دہاند خدا میدہد

وَ یَوۡمَ یَحۡشُرُہُمۡ جَمِیۡعًا ثُمَّ یَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اَہٰۤؤُلَآءِ اِیَّاکُمۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ ﴿۴۰﴾

اور جس دن محشور فرمائے گا ان سب کو پھر فرمائے گا فرشتوں سے کیا یہ لوگ تمہیں کو پوجتے تھے۔

یعنی مشرکین کو محشور فرما کر اللہ تعالیٰ ملائکہ سے فرمائے گا کہ یہ لوگ تمہیں اپنا معبود بناتے تھے تو کیا تمہیں معلوم ہے کہ یہ تمہاری پوجا کرتے تھے تو ملائکہ کرام عرض کریں گے جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ اَنۡتَ وَلِیُّنَا مِنۡ دُوۡنِہِمۡ ۚ بَلۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ۚ اَکۡثَرُہُمۡ بِہِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۱﴾ فَالۡیَوۡمَ لَا
یَمۡلِکُ بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ نَّفۡعًا وَّ لَا ضَرًّا ؕ وَ نَقُوۡلُ لِلَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡا ذُوۡقُوۡا عَذَابَ النَّارِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ بِہَا تُکَذِّبُوۡنَ ﴿۴۲﴾

فرشتے عرض کریں تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے تو ہمارا ولی اور دوست نہ کہ وہ بلکہ وہ جنوں کو پوجتے تھے ان میں کے اکثر انہیں پر ایمان لائے ہوئے تھے تو آج تم میں سے ایک دوسرے کے بھلے برے کا کچھ اختیار نہ رکھے گا اور ہم فرمائیں گے ظالموں سے اس آگ کا عذاب چکھو جسے تم دنیا میں جھٹلاتے تھے۔

ملائکہ جواب میں عرض کریں گے الٰہی! ہم تیرے چاہنے والے ہیں ہماری ان سے کوئی دوستی نہیں پھر ہم ان کی پوجا پاٹ سے کیسے خوش ہو سکتے تھے ہم ان سے اور ان کی پوجا سے بری ہیں البتہ یہ شیاطین کے پجاری تھے ان ہی کے یہ مطیع تھے اور یہ

غیر خدا کو پوج کر مشرک ہوئے آج وہ جھوٹے معبود اپنے پجاریوں کو کچھ نفع ونقصان پہنچانے کے مالک نہیں اور اپنی پوجا پاٹ کرنے والوں کی کوئی مدد نہیں کر سکتے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے کہ تم عذاب جہنم کی بھی تکذیب کرتے تھے لہٰذا آج عذاب جہنم کا مزہ چکھو اور دیکھو کہ وہ عذاب سچا تھا یا نہیں۔

مشرکین مکہ عذاب وثواب کا استہزاء کرتے اور کہتے تھے: ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ۔ جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے تو عقل سے بعید ہے کہ پھر زندہ ہوں اور یہ بھی کہتے کہ یہ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ہیں ایک آدمی ہی تو ہیں جس کا تذکرہ آگے ہے:

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَ قَالُوْا مَا هٰذَاۤ اِلَّاۤ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ؕ وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

اور جب پڑھی جائیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہیں ایک آدمی کی طرح کہ وہ روکنا چاہتا ہے تمہیں تمہارے باپ دادا کے معبودوں سے اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر صرف جوڑا ہوا بہتان ہے اور کافروں نے کہا حق کے لئے جب ان کے پاس آیا یہ کچھ نہیں مگر کھلا ہوا جادو ہے۔

یعنی جب دنیا میں ان پر آیات قرآنیہ زبان مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے سنائی گئیں تو اپنے حسد وعناد باطنی سے بکنے لگے کہ حضور کیا ہیں ایک آدمی اور یہ آیتیں جنہیں وہ خدا کا کلام بتاتے ہیں یہ سب گھڑے ہوئے افتراء و بہتان ہیں معاذ اللہ کلام اللہ نہیں ہیں۔

حالانکہ انہوں نے اپنی کفر کی ظلمت میں یہ بھی بک دیا اور کلام حق کی شان میں کہہ دیا جب کہ ان سے اس کا مقابلہ نہ ہو سکا تو جادو سے تشبیہ دے دی اور کلام حق تعالیٰ کو سحر مبین کہہ دیا۔ چنانچہ آگے اس کا جواب ارشاد ہے:

وَ مَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَ مَاۤ اَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ؕ﴿۴۴﴾

اور حال یہ ہے کہ ہم نے انہیں کتابیں نہیں دیں جنہیں وہ پڑھتے ہوں اور اے محبوب! آپ سے قبل ہم نے ان کے پاس کوئی ڈر سنانے والا بھی نہیں بھیجا۔

یعنی مشرکین عرب کو نہ کتاب الٰہی سے کچھ ملا نہ آپ سے قبل ان میں کوئی رسول آیا جس کے ذریعہ وہ اپنے دین کی نسبت دین الٰہی سے کرتے۔ تو یہ بلا شبہ اپنے خیال کی پیروی کر رہے ہیں جو ان کا فریب نفس اور اتباع ہوا ہے۔

اس کے بعد کفار مکہ سے پہلے کفار کا حال اجمالاً بیان فرما کر اظہار فرمایا ہے کہ یہ ان کے مقابل کیا ہیں ہم نے انہیں تباہ و ہلاک کر دیا تو ان کا ہلاک کرنا کیا دشوار ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَ مَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَاۤ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۫ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾

اور ان سے پہلوں نے بھی نبیوں کو جھٹلایا تھا اور یہ ان کے دسویں کو بھی نہیں پہنچے جو ہم نے انہیں دیا تھا تو انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی تو اس انکار کا انجام کیا ہوا۔

یعنی پہلے مشرکوں نے بھی قریش مکہ کی طرح ہمارے رسولوں کی تکذیب کی اور انہیں ہم نے جو قوت و کثرت مال و اولاد عطا کی تھی ان کے مقابل تو یہ قریش مکہ دسواں حصہ بھی نہیں ان سے پہلے جو تھے وہ عمر و مال و اولاد اور دولت میں ان سے دس گنا

Marfat.com

سے بھی زیادہ تھے تو جب انہوں نے میرے رسولوں کی تکذیب کی تو اس انکار کے بدلہ میں میرے عذاب کو ان کی کوئی قوت نہ روک سکی اور ان کے کام ان کا کفر و شرک نہ آسکا تو ان کی کیا حقیقت ہے۔

زُلْفٰی بروزن بُشریٰ ہے قربت کے معنی میں مصدر ہے۔

یُخْلِفُهٗ یہ اخلاف سے لیا گیا ہے ایک چیز کے جانے کے بعد دوسری چیز اس کے قائم مقام کرنے کے معنی دیتا ہے۔

کُتُبٍ۔ کتب کتاب کی جمع ہے اور یَدْرُسُوْنَهَا۔ درس سے مشتق ہے جو پڑھنے کے معنی میں آتا ہے۔

مِعْشَارَ۔ عشر سے لیا گیا ہے اور عشر دسویں حصہ کو کہتے ہیں جیسے مرباع ربع سے لے کر چوتھے حصہ کے معنی دیتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ سبا - پ ۲۲

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِالَّتِيْ تُقَرِّبُكُمْ عِنْدَنَا زُلْفٰٓى

اور تمہارے مال اولاد ذریعہ نہیں ہو سکتے ہمارے حضور قریب کرنے کا۔

یہ جملہ مستانفہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اس میں عامۃ الناس مخاطب ہیں اور اس میں اس امر کی نفی کی گئی ہے جس وہم میں مشرکین تھے اور کہتے تھے: نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ہم مال و اولاد میں زیادہ ہیں اور ہم معذب نہیں ہو سکتے۔ وَ هٰذَا النَّفْيُ اَنْ تَكُوْنَ كَثْرَةُ الرِّزْقِ سَبَبًا لِلْقُرْبِ وَالْكِرَامَةِ وَ يَكُوْنَ الْخِطَابُ لِلْكَفَرَةِ۔ اس میں کفار کو ارشاد ہے کہ کثرت اموال و اولاد موجب تقریب نہیں ہو سکتے۔

زُلْفٰی سے مراد تقرب ہے۔ زلفۃ التقرب۔

چنانچہ آگے استثناء فرما کر مومنین کا درجہ ظاہر کیا۔

اِلَّا مَنْ اٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ۡ فَاُولٰٓئِكَ لَهُمْ جَزَآءُ الضِّعْفِ بِمَا عَمِلُوْا وَهُمْ فِي الْغُرُفٰتِ اٰمِنُوْنَ ۝

مگر جو ایمان لایا اور نیک عمل کئے اس کے لئے اس عمل کا بدلہ دو چند ہے اور وہ بالا خانوں میں امن و امان سے جنت میں ہوں گے۔

یہ اگر استثناء متصل لیا جائے تو خطاب مومن و کافر کے لئے عام مانا جائے گا اور اگر خطاب خاص کفار سے لیا جائے تو استثناء منقطع لیا جاسکتا ہے تو آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوں گے: لٰكِنْ مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَاِيْمَانُهٗ وَ عَمَلُهٗ يُقَرِّبَانِهٖ۔ تو خلاصہ معنی یہ ہوئے۔

وَمَآ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ بِتَقْوٰى اِلَّا الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ تمہارے مال و اولاد تقرب کے موجب نہیں مگر مومن کے لئے کہ انہیں خیرات و صدقات کا صلہ دو چند سے سات سو گنا تک ملے گا۔

اَیْ لَهُمْ اَنْ يُجَازِيَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى الضِّعْفَ اَيِ الثَّوَابَ الْمُضَاعَفَ فَيُجَازِيْهِمْ عَلَى الْحَسَنَةِ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اَوْ بِاَكْثَرَ اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ۔ یعنی وہ حقدار ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں ثواب مضاعف دس گنا سے زائد سات سو گنا تک عطا فرماوے۔

اور یہ بدلہ ان کے ایمان اور عمل صالح کا ہے اور وہ غرفات جنت میں اور بلند محلوں میں ہر قسم کی تکالیف و مکروہات سے مامون و مصئون ہوں گے۔

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا مُعٰجِزِيْنَ اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور وہ جو ہماری آیتوں کی تکذیب میں سعی کرتے ہیں اس زعم باطل سے کہ آیات الٰہی اور انبیاء پر غالب آجائیں گے یہ لوگ عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالَّذِيْنَ يَسْعَوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا بِالرَّدِّ وَالطَّعْنِ فِيْهَا۔ وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں طعن اور رد کی سعی کرتے ہیں۔

مُعَاجِزِيْنَ بِحَسْبِ طَعْنِهِمُ الْبَاطِلِ۔ اللہ عزوجل اور انبیاء علیہم السلام کو ہرانا چاہتے ہیں اپنے زعم باطل میں اللہ تعالیٰ یا انبیاء علیہم السلام کو۔

وَ حَاصِلُهٗ زَاعِمِيْنَ سَبْقَهُمْ وَعَدَمَ قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَوْ اَنْبِيَاءِ السَّلَامُ۔ خلاصہ یہ کہ ان کا گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ اور انبیاء علیہم السلام کو ان پر کوئی قدرت حاصل نہیں۔

اُولٰٓئِكَ فِي الْعَذَابِ مُحْضَرُوْنَ۔ لَا يَجِدُ مِنْهُمْ مَا ...... نَفْعًا۔ ایسے لوگ عذاب میں ایسے پھنسیں گے کہ اس سے نجات پانے کا کوئی ذریعہ بھی نہ ملے گا۔

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ؕ

فرمادیجئے بے شک میرا رب کشادہ فرماتا ہے رزق جس پر چاہے اپنے بندوں سے اور تنگ کرتا ہے جس کے لئے چاہے۔

اَیْ يُوَسِّعُهٗ سُبْحَانَهٗ عَلَيْهِ تَارَةً وَّ يُضَيِّقُهٗ عَلَيْهِ اُخْرٰى فَلَا تَخْشَوُا الْفَقْرَ وَ اَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ تَقَرَّبُوْا لَدَيْهِ عَزَّوَجَلَّ بِاَمْوَالِكُمْ وَ تَعَرَّضُوْا لِنَفَحَاتِهٖ جَلَّا وَ عَلَا۔

یعنی کبھی وہ اپنے فضل سے رزق فراخ فرمادیتا ہے اور کبھی اس پر تنگ فرمادیتا ہے تو تمہیں چاہئے فقر و فاقہ کا خوف نہ کرو اور اللہ عزوجل کی راہ میں خرچ کرکے تقرب الی اللہ اپنے مالوں کے ذریعہ حاصل کرکے نفحات رحمت سے متمتع ہو۔ اس لئے کہ

وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهٗ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ﴿۳۹﴾

جو کچھ اس کے لئے خرچ کروگے تو وہ اس کے بدلہ میں تمہیں اجر دیگا۔

اِمَّا فِي الدُّنْيَا بِالْمَالِ كَمَا هُوَ الظَّاهِرُ اَوْ بِالْقَنَاعَةِ الَّتِيْ هِيَ كَنْزٌ لَّا يَفْنٰى۔ خواہ وہ چیز دنیا میں ملے جیسا کہ ظاہر ہے یا قناعت سے کہ وہ ایسا خزانہ ہے کہ کبھی فنا ہی نہیں ہوتا۔ اور وہ بہترین رزاق ہے۔

بخاری مسلم میں ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عِبَادٍ يُصْبِحُ الْعِبَادُ فِيْهِ اِلَّا مَلَكَانِ يَنْزِلَانِ فَيَقُوْلُ اَحَدُهُمَا اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا وَ يَقُوْلُ الْاٰخَرُ اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِكًا تَلَفًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر صبح دو فرشتے نازل ہوکر دعا کرتے ہیں الٰہی! تیری راہ میں خرچ کرنے والے کو بہتر بدلہ دے دوسرا دعا کرتا ہے الٰہی! بخیل و ممسک کا مال تلف کردے۔

اور بیہقی رحمہ اللہ شعب الایمان میں جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: كُلُّ مَا اَنْفَقَ الْعَبْدُ لِنَفَقَتِهٖ فَعَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى خَلَفًا ضَامِنًا اِلَّا نَفَقَتُهٗ فِيْ بُنْيَانٍ اَوْ مَعْصِيَةٍ۔ ہر صدقہ اور خرچ کا بدلہ دینے کا اللہ تعالیٰ ذمہ لیتا ہے مگر مکان بنانے یا گناہ کرنے میں جو خرچ کیا جائے وہ بے اجر ہے۔

Marfat.com

اور بخاری شریف میں۔ ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:
قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَنْفِقْ یَا ابْنَ اٰدَمَ اُنْفِقْ عَلَیْکَ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم، خرچ کر ہم تجھ پر خرچ کریں گے۔

نوادر الاصول میں حکیم ترمذی راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الْمَعُوْنَةَ تَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ عَلٰی قَدْرِ الْمَئُوْنَةِ۔

اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَیْکَ وَوَسِّعْ اُوَسِّعْ عَلَیْکَ وَلَا تُضَیِّقْ اُضَیِّقْ عَلَیْکَ وَلَا تَصُرَّ فَاَصُرَّ عَلَیْکَ وَلَا تَخْزَنْ فَاَخْزَنْ عَلَیْکَ اِنَّ بَابَ الْاَرْزَاقِ مَفْتُوْحٌ مِّنْ فَوْقِ سَبْعِ سَمٰوٰتٍ مُتَوَاصِلٌ اِلَی الْعَرْشِ لَا یُغْلَقُ لَیْلاً وَّ لَا نَهَارًا یُنَزِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰی مِنْهُ الرِّزْقَ عَلٰی کُلِّ امْرِئٍ بِقَدْرِ نِیَّتِهٖ وَ عَطِیَّتِهٖ وَ صَدَقَتِهٖ وَ نَفَقَتِهٖ فَمَنْ اَکْثَرَ اُکْثِرَ لَهٗ وَ مَنْ اَقَلَّ اُقِلَّ لَهٗ وَ مَنْ اَمْسَکَ اُمْسِکَ عَلَیْهِ یَا زُبَیْرُ فَکُلْ وَاَطْعِمْ وَلَا تُوْکِ فَیُوْکٰی عَلَیْکَ وَلَا تُحْصِیْ فَیُحْصٰی عَلَیْکَ وَلَا تَقْتِرْ فَیُقْتَرَ عَلَیْکَ وَلَا تُعْسِرْ فَیُعْسَرَ عَلَیْکَ الْحَدِیْثَ۔

خلاصہ مفہوم حدیث یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خرچ کر تجھ پر خرچ کیا جائے گا توسیع کر تجھے وسعت ملے گی تنگی نہ کر ورنہ تجھ پر تنگی ہوگی۔ صدقہ کر کہ کہیں تجھ پر سختی نہ ہو جمع نہ کر کہیں تیری بداعمالیاں جمع نہ ہو جائیں بے شک رزق کا دروازہ ساتویں آسمان سے عرش تک کھلا ہوا ہے اور وہ رات دن میں بند نہیں ہوتا جو کثرت سے خرچ کرے اللہ اس کے مال میں برکت دیتا ہے جو خرچ میں کمی کرے اللہ اس کے مال میں کمی کرتا ہے۔

جو ممسک ہو اس پر رزق میں امساک ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہر بندے پر اس کی نیت اور خیرات وصدقات کے مطابق رزق عطا فرماتا ہے جو خوب خرچ کرے اللہ اس کے مال میں کثرت کرتا ہے جو کم خرچ کرے اللہ اس کے رزق میں کمی کرتا ہے۔
اے زبیر کھا اور کھلا اور مشک کا منہ بند نہ کر کہ تجھ پر رزق بند ہو جائے گا اور گن گن کر نہ رکھ کہ تجھ کو گن کر ہی دیا جائے گا اور تنگی سے خرچ نہ کر کہ تجھ پر تنگی ہوگی۔ سختی نہ کر کہ تجھ پر سختی ہوگی۔ الیٰ آخر الحدیث

اور وَهُوَ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ۔ فرمانے سے یہ مسئلہ بھی حل ہو گیا کہ رزق دینے ہبہ کرنے والے کو مجازاً رازق کہا جا سکتا ہے۔ مگر حقیقتاً رزاق مطلق سوا ذات واجب تعالیٰ کے کوئی نہیں ہو سکتا اور غیر خدا کو رازق بایں اعتبار کہا جا سکتا ہے کہ وہ ایصال رزق کا واسطہ ہے۔

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝

اور جس دن محشور کریں گے ہم سب کو پھر کہیں گے فرشتوں سے کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔
یعنی متکبرین اور مستضعفین اور جو غیر اللہ کے پجاری ہیں سب یوم حشر میں جمع کئے جائیں۔
یہاں یَوْمَ۔ ظرف ہے مضمر کے لئے جو متقدم ہے تو گویا اس کے معنی یہ ہوئے: وَاذْكُرْ يَوْمَ نَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا۔ یاد فرمائیں اس دن کو جب ہم سب کو محشور فرما کر ملائکہ سے فرمائیں۔ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ۔
چنانچہ مروی ہے کہ تمام مخلوق بعد حشر موقف میں کھڑی ہوگی اور ان سے سات ہزار برس تک کلام نہ ہوگی حتیٰ کہ حضور شافع

Marfat.com

یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت کے لئے کھڑے ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ ملائکہ سے یہ فرمائے گا جس کا ذکر ہو چکا۔

جیسے عیسیٰ علیہ السلام سے ارشاد ہوگا: ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِیْ وَاُمِّیَ اِلٰهَیْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

اور اہل عرب میں شرک کی ابتداء یہ ہے جسے علامہ ابن الوردی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ

اِنَّ سَبَبَ حُدُوْثِ عِبَادَةِ الْاَصْنَامِ فِی الْعَرَبِ اَنَّ عَمْرَو بْنَ لُحَیٍّ مَرَّ بِقَوْمٍ بِالشَّامِ فَرَاٰهُمْ یَعْبُدُوْنَ الْاَصْنَامَ فَسَاَلَهُمْ فَقَالُوْا لَهٗ هٰذِهٖ اَرْبَابٌ نَتَّخِذُهَا عَلٰی شَكْلِ الْهَیَاكِلِ الْعَلَوِیَّةِ فَنَسْتَنْصِرُ بِهَا وَ نَسْتَسْقِیْ فَتَبِعَهُمْ وَاَتٰی بِصَنَمٍ اِلَی الْحِجَازِ وَ سَوَّلَ لِلْعَرَبِ فَعَبَدُوْهُ وَاسْتَمَرَّتْ عِبَادَةُ الْاَصْنَامِ فِیْهِمْ اِلٰی اَنْ جَاءَ الْاِسْلَامُ۔

وَحَدَثَتْ عِبَادَةُ عِیْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ بَعْدَ ذٰلِكَ بِزَمَانٍ كَثِیْرٍ فَبِظُهُوْرِ قُصُوْرِهِمْ عَنْ رُتْبَةِ الْمَعْبُوْدِیَّةِ وَ تَنَزُّهِهِمْ عَنْ عِبَادَتِهِمْ یَظْهَرُ حَالُ سَائِرِ الشُّرَكَاءِ بِطَرِیْقِ الْاَوْلَوِیَّةِ۔

عرب میں بت پرستی جاری ہونے کا بانی عمرو بن لحی ہے وہ اپنی قوم کے ساتھ ملک شام گیا تو اس نے دیکھا کہ وہ بت پوج رہے ہیں اس نے ان سے پوچھا ان لوگوں نے کہا کہ یہ ہمارے رب ہیں جنہیں ہم نے اختیار کیا ہے اور ان کی شکلیں بلند اور لطیف بنائی ہیں تو ان سے ہم مدد مانگتے اور بارش طلب کرتے ہیں۔

عمرو بن لحی اور اس کی قوم نے ان کی پیروی کی اور اپنے ساتھ ایک بت حجاز میں لے آیا اور عرب لوگ بھی اسے پسند کرنے لگے۔

مختصر یہ کہ وہ بھی بت پرستی کرنے لگ گئے اور اس طرح بت پرستی ان میں جاری ہوگئی حتیٰ کہ عہد اسلام آیا اور ان کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پرستاری عیسائیوں میں پیدا ہوئی الیٰ آخرہ۔ غرضکہ ملائکہ جناب باری میں عرض کریں گے جس کا تذکرہ آگے آتا ہے:

قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِیُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾

ملائکہ عرض کریں گے الٰہی تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے تو ہی ہمارا والی ہے ان سے ہمارا کیا واسطہ بلکہ وہ جنوں اور شیاطین کو پوجتے تھے اکثر ان کے ان پر ایمان رکھتے تھے۔

اس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے: اَیْ اَنْتَ الَّذِیْ نُوَالِیْهِ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا مُوَالَاةَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ كَاَنَّهُمْ بَیَّنُوْا بِذٰلِكَ بَرَاءَتَهُمْ مِنَ الرِّضَا بِعِبَادَتِهِمْ۔ یعنی فرشتے عرض کریں گے الٰہی تو ہے جس سے ہماری دوستی ہے نہ کہ یہ لوگ ان سے ہمارا کوئی واسطہ نہیں گویا ان سے اور ان کی عبادت سے براءت ظاہر کریں گے اور عرض کریں گے۔

بَلْ كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ۔ بلکہ وہ تو جن و شیاطین کو پوجتے تھے اور انہی پر ایمان رکھتے تھے ان میں سے ایک جماعت انہیں بنات اللہ کہتی تھی جیسا کہ ارشاد ہے: وَجَعَلُوْا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا اس پر ارشاد ہے:

فَالْیَوْمَ لَا یَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ

آج کے دن ان میں کا ایک دوسرے کو نہ نفع دے سکتا ہے نہ نقصان۔

یعنی نہ ملائکہ سے انہیں نفع پہنچ سکتا ہے نہ نقصان بلکہ جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوگا جیسا کہ فرمایا:

Marfat.com

وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور ہم فرمائیں گے انہیں جو ظالم و مشرک ہیں چکھو اس آگ کا عذاب جسے تم جھٹلاتے تھے۔

اور کہتے تھے عذاب وثواب مرنے کے بعد کچھ نہیں آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ قَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّا رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّصُدَّكُمْ عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُكُمْ ۚ وَقَالُوْا مَا هٰذَآ اِلَّآ اِفْكٌ مُّفْتَرًى ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ ۙ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۴۳﴾

اور جب پڑھی جاتی ہیں ان پر ہماری روشن آیتیں تو کہتے ہیں یہ کیا ہے ایک آدمی جو چاہتا ہے کہ تمہیں روک دے اس سے جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے اور مشرک بولے یہ قرآن کیا ہے مگر نرا دھوکہ اور بہتان اور کافر بولے اس حق سے جو ان کے پاس ہمارا حبیب لایا یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو۔

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے آیات قرآن مشرکین نے سنیں جن میں بطلان شرک اور احقاق توحید ہے تو وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بکنے لگے (قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ) یہ کچھ نہیں مگر ایک آدمی ہیں اور ان کا منشا یہ ہے کہ تمہیں اپنے پرانے مذہب سے روک دیں اور جنہیں تمہارے باپ دادا پوجتے تھے ان کی پرستش سے باز رکھیں اور ساتھ ہی کلام پاک کی شان میں بولے کہ یہ قرآن بھی کچھ نہیں مگر گھڑا ہوا بہتان ہے جسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

اور عام کفار بھی کہنے لگے اس کتاب حق کی شان میں جب وہ ان کے سامنے آئی اور وہ اس کے مقابلہ سے عاجز آ گئے تو بول پڑے یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

اس پر جناب باری تعالیٰ عزاسمہ فرماتا ہے کہ یہ بکواس تو وہ جب کرتے جب کہ ان کے پاس ہماری بھیجی ہوئی کوئی کتاب آچکی ہوتی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَمَآ اٰتَيْنٰهُمْ مِّنْ كُتُبٍ يَّدْرُسُوْنَهَا وَمَآ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمْ قَبْلَكَ مِنْ نَّذِيْرٍ ﴿۴۴﴾

اور نہ دی ہم نے انہیں کوئی کتاب کہ اسے پڑھتے اور نہ بھیجا ہم نے ان کی طرف تم سے قبل کوئی ڈر سنانے والا۔

یعنی کفار مکہ کو ہم نے کوئی کتاب بھی نہ دی اور ان کے پاس آپ سے پہلے کوئی رسول بھی نہ آیا ایسے الزامی جواب قرآن پاک میں اور بھی دیئے ہیں: چنانچہ اشاد ہے: اَمْ اَنْزَلْنَا عَلَيْهِمْ سُلْطٰنًا فَهُوَ يَتَكَلَّمُ بِمَا كَانُوْا بِهٖ يُشْرِكُوْنَ۔ ایک جگہ ارشاد ہے: اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ۔

یہ اس لئے الزام دیا گیا کہ ہر منکر کسی دلیل سے انکار کرتا ہے لیکن ان کے پاس کوئی دلیل ہی نہیں سوا اپنے عناد اور حسد کے کہ اس سے ہی جو چاہتا ہے وہ بک دیتے ہیں۔

دوسری بات یہ کہ مشرکین مکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کوئی رسول بھی نہ آیا کہ اس کے بیانات وہدایات کے خلاف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم قرار دے سکتے تو ان کے انکار پر ان کے پاس کوئی وجہ وجیہ موجود نہیں۔

وَكَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۙ وَمَا بَلَغُوْا مِعْشَارَ مَآ اٰتَيْنٰهُمْ فَكَذَّبُوْا رُسُلِيْ ۣ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۴۵﴾

ان سے پہلے جنہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی (اور اس کی سزا میں وہ ہلاک ہوئے) ان کی قوت وتمول اور

Marfat.com

درازئ عمر میں یہ مکہ والے تو دسویں درجہ کو بھی نہیں پہنچے تو انہوں نے ہمارے رسولوں کی تکذیب کی تو کیا ہوا ان کے انکار کا نتیجہ۔
یہی کہ وہ تباہ و برباد ہو گئے اور ان کی تدمیر ایسی ہوئی کہ وہ افسانہ بن کر رہ گئے تو انہیں ڈرنا چاہئے۔ اس لئے کہ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں ان کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا اور ان کی تکذیب تمام انبیاء کرام کی تکذیب ہے تو مشرکین مکہ اگر ہمارے نبی آخر الزمان کی تکذیب کر رہے ہیں تو یہ مکذب جمیع انبیاء ہیں تو ان پر عذاب بھی سب سے زیادہ ہوگا اور یہ اشد ترین کفار ہیں۔

ایسے ہی جو خاتم الانبیاء علیہ التحیۃ الثناء کا منکر ہو کر کسی غیر کو نبی یا مسیح موعود مانتا ہے وہ عقیدۂ اساسی کا منکر ہو کر قطعی مرتد قرار پاتا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع-سورۃ سبا-پ ۲۲

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

فرما دیجئے میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے کھڑے ہو دو دو یا اکیلے پھر سوچو کہ تمہارے ان صاحب میں کوئی بات جنون کی ہے یا نہیں وہ تو تمہیں ڈرسنانے والے ہیں کہ تمہارے آگے سخت عذاب ہے

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾

اے محبوب! فرما دیجئے کہ میں نے تم سے اس تعلیم پر کچھ بدلا مانگا ہو تو تمہارے لئے ہے میرا بدلہ نہیں مگر اللہ تعالیٰ پر اور وہی ہر چیز پر گواہ ہے

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾

انہیں فرما دیجئے کہ بے شک میرا رب القاء فرماتا ہے حق کا وہ بہت جاننے والا ہے غیبوں کا

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ ﴿۴۹﴾

فرما دیجئے حق آیا اور باطل نہ پلٹ کر آئے اور نہ واپس لوٹے

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِيْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَيْتُ فَبِمَا يُوْحِيْٓ اِلَيَّ رَبِّيْ ؕ اِنَّهٗ سَمِيْعٌ قَرِيْبٌ ﴿۵۰﴾

فرما دیجئے اگر میں بہکا تو اپنے ہی لئے بہکا اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے ذریعہ جو مجھے وحی کی میرے رب نے بے شک وہ سننے والا قریب ہے

وَلَوْ تَرٰٓى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِيْبٍ ۙ﴿۵۱﴾

اور تو دیکھے جب گھبراہٹ میں مبتلا ہوں تو کوئی بچنے کی راہ نہیں اور پکڑے جائیں گے قریب سے

وَّقَالُوْٓا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ۚ﴿۵۲﴾

اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے لیکن حال یہ ہوگا کہ اب وہ ایمان حاصل نہیں کر سکتے دور سے

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَيَقْذِفُوْنَ بِالْغَيْبِ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۳﴾

اور بے شک وہ کفر کر چکے ہیں اللہ سے پہلے ہی اور اب دور سے غیب کی بات پھینک رہے ہیں

Marfat.com

وَ حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِیْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۴ ع

اور حائل ہو چکی ہے ان میں اور اس ایمان میں جسے چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلے گروہوں سے کیا گیا بے شک وہ شک میں اور دھوکے میں ہیں

حل لغات چھٹا رکوع۔سورۃ سبا۔پ ۲۲

قُلْ۔فرمائیے	اِنَّمَآ۔اس کے سوا نہیں	اَعِظُكُمْ۔میں نصیحت کرتا ہوں تم کو	
بِوَاحِدَةٍ۔ایک بات کی	اَنْ۔یہ کہ	تَقُوْمُوْا۔کھڑے ہو تم	لِلّٰهِ۔اللہ کے لئے
مَثْنٰی۔دو دو	وَ۔اور	فُرَادٰی۔اکیلے	ثُمَّ۔پھر
تَتَفَكَّرُوْا۔سوچو کہ	مَا۔نہیں ہے	بِصَاحِبِكُمْ۔تمہارا صاحب	مِّنْ جِنَّةٍ۔دیوانہ
اِنْ۔نہیں	هُوَ۔وہ	اِلَّا۔مگر	نَذِيْرٌ۔ڈرانے والا
لَّكُمْ۔تمہارے لئے	بَيْنَ يَدَیْ۔پہلے	عَذَابٍ۔عذاب	شَدِيْدٍ۔سخت کے
قُلْ۔فرمائیے	مَا۔جو	سَاَلْتُكُمْ۔مانگوں میں تم سے	مِّنْ اَجْرٍ۔کوئی مزدوری
فَهُوَ۔تو وہ	لَكُمْ۔تمہارے ہی لئے ہے	اِنْ۔نہیں	اَجْرِیَ۔میرا اجر
اِلَّا۔مگر	عَلَی۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	وَهُوَ۔اور وہ
عَلٰی۔اوپر	كُلِّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کے	شَهِيْدٌ۔گواہ ہے
قُلْ۔فرمائیں	اِنَّ۔بے شک	رَبِّیْ۔میرا رب	يَقْذِفُ۔ڈالتا ہے
بِالْحَقِّ۔حق کو	عَلَّامُ۔جاننے والا ہے	الْغُيُوْبِ۔غیبوں کا	قُلْ۔فرما دیجئے
جَآءَ۔آیا	الْحَقُّ۔حق	وَ۔اور	مَا۔نہیں
يُبْدِئُ۔شروع ہوگا	الْبَاطِلُ۔باطل	وَ۔اور	مَا۔نہ
يُعِيْدُ۔لوٹے گا	قُلْ۔فرمائیں	اِنْ۔اگر	ضَلَلْتُ۔میں گمراہ ہوں
فَاِنَّمَآ۔تو	اَضِلُّ۔میری گمراہی	عَلٰی۔اوپر	نَفْسِیْ۔میرے ہے
وَ۔اور	اِنِ۔اگر	اهْتَدَيْتُ۔میں ہدایت پر ہوں	فَبِمَا۔تو اس سے جو
يُوْحِیْٓ۔وحی کرتا ہے	اِلَیَّ۔میری طرف	رَبِّیْ۔میرا رب	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
سَمِيْعٌ۔سننے والا	قَرِيْبٌ۔قریب ہے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
تَرٰٓی۔تو دیکھے	اِذْ۔جب	فَزِعُوْا۔وہ گھبرائیں	فَلَا۔تو نہ
فَوْتَ۔بچنا ہے	وَ۔اور	اُخِذُوْا۔پکڑے جائیں گے	مِنْ مَّكَانٍ۔جگہ
قَرِيْبٍ۔قریب سے	وَّ۔اور	قَالُوْٓا۔کہیں گے	اٰمَنَّا۔ہم ایمان لائے
بِهٖ۔اس پر	وَ۔اور	اَنّٰی۔کہاں ہے	لَهُمُ۔ان کے لئے
التَّنَاوُشُ۔حاصل کرنا	مِنْ مَّكَانٍ۔جگہ	بَعِيْدٍ۔دور سے	وَّ۔اور

قَدْ۔ بے شک	كَفَرُوْا۔ کفر کیا انہوں نے	بِهٖ۔ اس کا	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے
وَ۔ اور	يَقْذِفُوْنَ۔ پھینکتے ہیں	بِالْغَيْبِ۔ غیب کی باتیں	مِنْ مَّكَانٍ۔ جگہ
بَعِيْدٍ۔ دور سے	وَ۔ اور	حِيْلَ۔ حائل ہوگا	بَيْنَهُمْ۔ ان کے
وَ۔ اور	بَيْنَ۔ درمیان	مَا۔ اس کے جو	يَشْتَهُوْنَ۔ وہ چاہیں گے
كَمَا۔ جیسا کہ	فُعِلَ۔ کیا گیا	بِاَشْيَاعِهِمْ۔ ان کے ساتھیوں سے	
مِّنْ قَبْلُ۔ پہلے	اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ	كَانُوْا۔ تھے	فِيْ۔ بیچ
شَكٍّ۔ شک	مُّرِيْبٍ۔ دھوکے والے کے		

نادر لغات

اس رکوع کی لغات نادرہ اول سمجھ لینی چاہئیں:

اَعِظُكُمْ۔ وعظ سے ہے۔ اس کے معنی نصیحت کے ہیں۔

مَثْنٰى وَفُرَادٰى۔ مثنیٰ کے معنی دو دو کے ہیں اور فرادیٰ کے معنی ایک ایک کے۔

يَقْذِفُ۔ قذف سے ہے اور قذف کہتے ہیں کسی چیز کے پھینکنے مارنے کو یہاں حق کو باطل پر پھینک مارنا مراد ہے۔

وَمَا يُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا يُعِيْدُ۔ یہ عربی کا ایک محاورہ ہے جو ایسی جگہ بولتے ہیں جہاں ایک چیز اس درجہ ہٹ جائے کہ اس کا اثر و نشان بھی نہ رہے جیسے کسی شاعر نے کہا:

اِنْقَرَضَ اَهْلُهٗ عَبِيْدُ لَيْسَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ

تو اس جگہ یہ بتانا مقصود ہے کہ دین باطل ایسا مٹا کہ اس کا مطلقاً اثر ہی نہ رہا۔

وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ۔ تناوش کہتے ہیں کسی چیز کو آسانی سے لینے کو تو معنی ہوئے: مِنْ اَيْنَ لَهُمْ اَنْ يَّتَنَاوَلُوا الْاِيْمَانَ تَنَاوُلًا سَهْلًا۔ کہاں ان کے لئے اب وہ وقت آسکتا ہے کہ وہ ایمان آسانی سے حاصل کر سکیں۔

كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ۔ اشیاع کہتے ہیں اشباہ کو اور اشباہ ہم جنس کے معنی دیتا ہے۔

مُّرِيْبٍ۔ ریب سے ہے اور ریب کہتے ہیں شک و شبہہ کو۔

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع ۔ سورۃ سبا ۔ پ ۲۲

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى

اے محبوب! فرما دیجئے میں تو تمہیں نصیحت کرتا ہوں اور وہ صرف ایک ہی نصیحت ہے یہ کہ تم اللہ کے لئے کھڑے ہو دو دو اور ایک ایک۔

یعنی اگر تم میری اس ایک نصیحت پر عامل رہے تو تم پر حق واضح ہو جائے گا اور تم توسوس شیطانی اور توہم و گمراہی سے نجات پا جاؤ گے وہ نصیحت یہ ہے کہ تم طلب حق کی نیت سے اپنے آپ کو جنبہ داری اور تعصب قومی سے خالی کر کے اللہ عزوجل کے لئے قائم ہو جاؤ۔ دو دو تاکہ باہم مشورہ کر سکو اور تنہا ایک ایک تاکہ متوحش نہ ہو اور اطمینان سے دل میں انصاف کرو۔

ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

Marfat.com

ثُمَّ پھرتم غور کرواور سوچو کہ تمہارے اس سردار میں جنون کی کوئی بات ہے کہ نہیں وہ تو نہ جنون کے مریض ہیں نہ کچھ اور مگر تمہیں ڈرسنانے والے ہیں ایک سخت عذاب کا جو تمہارے آگے ہے۔

اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت غور کرو کہ کیا جیسا کفار کہتے ہیں اور آپ پر جنون کی نسبت کرتے ہیں اس میں کسی پہلو سے بھی شائبہ صداقت ہے یا محض حسد ورزی وعناد پروری ہے اور قریش کے اونچے دماغوں سے توازن کرو کہ ان میں ایک بھی سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عقل ونظر کے مساوی ہے ایک بھی ان میں ان جیسا صاحب الرائے اور ذہین ہے کوئی، ان کے مقابلے کا صادق وامین ہے۔ دنیا میں کوئی بھی ان جیسا پاک نفیس ہے۔

جب تمہارا ضمیر فیصلہ کر دے اور تمہارے ذہن میں مرکوز ہو جائے کہ حضور تو حضور ہی ہیں اور اپنی صفات میں یکتا اور بے نظیر ہیں تو تم انہیں نبی اللہ مانو اور وہ جس آنے والے عذاب سے ڈراتے ہیں یعنی عذاب قیامت سے اس کا یقین کرو۔ پھر اپنے حبیب پاک کو ارشاد ہے:

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ ۝

فرما دیجئے میں نے تم سے اس تعلیم پر کچھ اجر مانگا ہو تو وہ تمہیں مبارک رہے میرا اجر تو اللہ پر ہی ہے اور وہ ہر شے پر گواہ ہے۔

یعنی تبلیغ رسالت وہدایت پر میں تم سے کوئی اجر طلب نہیں کرتا اور جو کچھ تم دیتے ہو وہ تمہارے لئے ہے اور وہ ذات پاک شہید علی کل شیءٍ ہے۔

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ۝ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ۝

فرما دیجئے بے شک میرا رب حق کا القاء فرماتا ہے بہت جاننے والا سب غیبوں کا فرما دیجئے حق آ گیا اور باطل کی نہ ابتداء ہو نہ پھر کر آئے۔

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی طرف بذریعہ وحی القاء فرماتا ہے کہ وہ سب غیبوں کا جاننے والا ہے اور جَآءَ الْحَقُّ سے مراد قرآن واسلام ہے اور جب نور اسلام آ گیا تو اس کے بعد نہ کفر کی ابتداء رہی اور نہ اس کا اعادہ ہو سکتا ہے۔

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰى نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ۝

انہیں فرما دیجئے کہ اگر میں بہکا تو اپنے پر بہکا اور اگر میں نے راہ پائی تو اس کے سبب کہ میرا رب میری طرف وحی فرماتا ہے بے شک وہ سننے والا قریب ہے۔

کفار مکہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہتے تھے کہ (معاذ اللہ) آپ گمراہ ہو گئے ہیں اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے حضور سے دلوایا کہ انہیں فرما دیجئے کہ اگر تمہارے گمان باطل میں میں بہکا ہوا ہوں تو اس کا وبال میرے اوپر ہے اور اگر میں راہ پر ہوں تو اس کا سبب وحی الٰہی عزوجل ہے جو مجھے کی جاتی ہے جس میں حکمت وبیان حق ہے اس لئے کہ راہ یاب ہونا اللہ تعالیٰ کی توفیق وہدایت پر ہے۔

اور متفقۃ الامر یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام معصوم ہوتے ہیں ان سے گناہ نہیں ہو سکتا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو سید الرسل افضل الکل ہیں تمام خلق کو نیک راہیں آپ کی ہی اتباع سے ملتی ہیں باوجود جلالت منزلت ورفعت مرتبت آپ کو حکم الٰہی

Marfat.com

عزوجل ہوا کہ نسبت علیٰ سبیل الفرض اپنے نفس کی طرف فرمائیں تاکہ لوگ سمجھ لیں کہ ضلالت کا منشاء نفس انسان ہے جبکہ اسے اس پر چھوڑ دیا جاتا ہے تو ضلالت پیدا ہوتی ہے اور ہدایت حضرت حق کی رحمت وموہبت سے حاصل ہوتی ہے اس کا مبدأ و منشا نفس نہیں اور وہ اتنا قریب اور سمیع ہے کہ ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ کو جانتا ہے اور اس کے عمل و کردار سے پوری طرح باخبر ہے۔

کوئی کتنا ہی چھپ کر کوئی عمل کرے مگر اللہ تعالیٰ سے وہ مخفی نہیں ہو سکتا۔

عرب کے ایک مایہ ناز شاعر جب اسلام لے آئے تو کفار مکہ نے انہیں طعنہ کیا اور کہا کہ تم اپنے دین سے پھر گئے باآنکہ تم بڑے شاعر اور ماہر لسان تھے۔

انہوں نے کہا ہاں یہ صحیح ہے کہ میں ماہر زبان اور شاعر تھا مگر وہ کلام مجھ پر غالب آ گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب میں نے تین آیتیں سنیں تو میں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا کہ اس کے قافیہ پر میں تین شعر کہوں۔ لیکن نہ کہہ سکا تو مجھے یقین آ گیا کہ فی الواقع یہ کلام بشر نہیں ہے وہ تین آیتیں یہ ہیں:

قُلْ اِنَّ رَبِّیْ یَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ ﴿٤٨﴾ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ﴿٤٩﴾ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَاۤ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْۤ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿٥٠﴾ (روح البیان)

وَلَوْ تَرٰۤی اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿٥١﴾

اور اگر تو دیکھے جب وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں گے تو پھر بچ کر نہ نکل سکیں گے اور پکڑ لئے جائیں گے قریب سے۔

یہاں فَزِعُوْا سے مراد کفار کا مرنے کے بعد کا وقت ہے یا قبر سے اٹھنے کا یا میدان بدر میں ذلیل ہونے کا۔

اور فَلَا فَوْتَ محاورہ میں ایسے موقعہ پر بولتے ہیں جب بھاگنے بچنے اور چھپنے کی کوئی جگہ نہ مل سکے۔ چنانچہ کفار جہاں بھی ہوں اس دن انہیں چھپنے کی کوئی جگہ نہ ملے گی۔

اور فَزِعُوْا کے معنی اضطراب واضطرار کے ہیں تو اس وقت وہ گھبرائے ہوئے ہوں گے اور گھبراہٹ میں پکڑے جائیں گے اس وقت وہ معترف ہوں گے اور ایمان کی طرف میلان کریں گے جیسا کہ ارشاد ہے:

وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰی لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ﴿٥٢﴾

اور کہیں گے ہم اس پر ایمان لائے (یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر) حالانکہ اب وہ ایمان کہاں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ اب تو وہ دور ہو چکے۔

یعنی توبہ کا دروازہ بند ہو چکا۔ دار العمل سے نکل کر دار الجزاء میں آ چکے۔ اب نہ توبہ ہے نہ ایمان، اب تو جیسا کیا اس کا بدلہ ملے گا۔ یہ سب کچھ عذاب دیکھنے سے پہلے پہلے تھا۔

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍ بَعِیْدٍ ﴿٥٣﴾

بے شک وہ کفر کر چکے اس وقت سے پہلے اور بے دیکھے غیب کی ڈینگ مارتے تھے دور سے۔

یعنی نہ کچھ دیکھا نہ دیکھ سکتے تھے لیکن ہمارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں بے سوچے سمجھے بکتے تھے کہ وہ شاعر ہیں ساحر ہیں کاہن ہیں حالانکہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شعر وسحر اور کہانت کا کبھی صدور نہ دیکھا مگر حقیقت آشنائی کے مقام سے بعید رہ کر دور سے ہی بولیاں ٹھولیاں پھینکتے تھے۔

Marfat.com

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِيْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ؏

اور روک کردی گئی ان میں اور توبہ وایمان میں جسے وہ اب چاہتے ہیں جیسے ان کے پہلوں سے کیا گیا تھا۔

اشیاع سے مراد ان جیسے لوگ ہیں جو پہلے گزر چکے وہ ہیں وہ بھی دھوکہ ڈالنے والے اور شک میں تھے یہ بھی ایسے ہی ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع ۔سورۃ سبا ۔پ ۲۲

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ ۔فرمادیجئے میں تو تمہیں ایک ہی نصیحت کرتا ہوں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ مَا اُرْشِدُکُمْ وَاَنْصَحُ لَکُمْ اِلَّا بِخَصْلَةٍ وَّاحِدَةٍ۔ میری نصیحت و ہدایت تمہارے لئے صرف ایک ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ

اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ۔تم اللہ کے لئے دو دو ایک ایک ہو کر قائم ہو جاؤ۔

روح المعانی میں اس کی تفسیر یہ ہے: اَنْ تَجِدُّوْا وَ تَجْتَهِدُوْا فِی الْاَمْرِ بِاِخْلَاصٍ لِوَجْهِ اللّٰهِ تَعَالٰی یہ کہ تم سعی وکوشش کرو امور اسلامی میں خالصا لوجہ اللہ۔

مَثْنٰى وَفُرَادٰى سے مراد یہ ہے کہ مُتَفَرِّقِیْنَ اِثْنَیْنِ اِثْنَیْنِ وَوَاحِدًا وَّ وَاحِدًا فَاِنَّ فِی الْاِزْدِحَامِ عَلَی الْاَغْلَبِ تَشْوِیْشُ الْخَاطِرِ وَالْمَنْعُ مِنَ الْفِکْرِ وَ تَخْلِیْطُ الْکَلَامِ وَ قِلَّةُ الْاِنْصَافِ کَمَا هُوَ مُشَاهَدٌ فِی الدُّرُوْسِ الَّتِیْ یَجْتَمِعُ فِیْهَا الْجَمَاعَةُ فَاِنَّهٗ لَا یَکَادُ یُوَقَّفُ فِیْهَا عَلٰی تَحْقِیْقٍ۔

دو دو ایک ایک متفرق ہو کر غور کرو اس لئے کہ اکثر اژدحام متوحش خاطر ہو جاتا ہے اور غور کرنے میں رکاوٹ ڈال دیتا ہے اور مخلط گفتگو سے انصاف پر نظر نہیں رہتی جیسے اکثر دیکھا گیا ہے کہ اکثر مدرسوں میں کہ اس میں جماعتیں ہوتی ہیں تو تحقیق کا موقف نہیں رہتا۔

ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۫ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ؕ

پھر غور وفکر سے نتیجہ اخذ کرو کہ ایسا عظیم نظام جو دنیا اور آخرت پر حاوی ہو اس کا دعویٰ ایک مجنون کیسے کرسکتا ہے۔

پھر دلائل وبراہین ایسے مسکت کیوں کردے سکتا ہے۔

اور جب سب نے دیکھ بھی لیا کہ اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَرْجَحُ النَّاسِ عَقْلًا وَ اَصْدَقُهُمْ قَوْلًا وَّ اَذْکَاهُمْ نَفْسًا وَاَفْضَلُهُمْ عِلْمًا وَاَحْسَنُهُمْ عَمَلًا وَ اَجْمَعُهُمْ لِلْکَمَالَاتِ الْبَشَرِیَّةِ وَجَبَ اَنْ تُصَدِّقُوْهُ فِیْ دَعْوَاهُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم از روئے عقل سب سے زیادہ عقیل وفہیم ہیں سب سے زیادہ کلام میں سچے ہیں سب سے اپنی ذات میں اذکیٰ ہیں سب سے زیادہ علم میں افضل ہیں سب سے زیادہ عمل میں بہتر ہیں اور سب سے زیادہ کمالات بشری کے جامع ہیں تو تم پر واجب ولازم ہے کہ ان کے دعویٰ کی تصدیق کرو۔

پھر اس کے ساتھ یہ فضائل بھی ان میں ہیں کہ بطور معجزہ بے جان پتھر بھی ان کے آگے جھکتا ہے۔

سَلَکَ الشَّجَرُ ۔نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ

اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے اپنے نعتیہ کلام میں خوب فرمایا:

چاند شق ہو پیڑ بولیں جانور سجدے کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے!

Marfat.com

جن کو سوئے آسمان پھیلا کے جل تھل کر دیئے
صدقہ ان ہاتھوں کا پیارے ہم کو بھی درکار ہے

اسی لئے ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا فرمایا کہ غور کرو تا کہ تم سمجھ سکو کہ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ اس تمہارے صاحب کی طرف جنون کی نسبت کرنا غلط ہے بلکہ تم پر واضح اور روشن ہو جائے گا کہ

اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ لَّكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ ﴿۴۶﴾

وہ مجنون نہیں مگر روشن طریقہ سے ڈرسنانے والے ہیں کہ تمہارے آگے شدید عذاب آ رہا ہے۔

اور عذاب شدید سے مراد هُوَ عَذَابُ الْاٰخِرَةِ فَاِنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَبْعُوْثٌ فِيْ نَسَمِ السَّاعَةِ وَجَاءَ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ وَ ضَمَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْوُسْطٰى وَالسَّبَابَةَ۔ عذاب قیامت ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آثارات ساعۃ کے مخبر ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ایسے حال میں مبعوث ہوا کہ قیامت اس طرح سامنے ہے اور یہ فرماتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سبابہ اور وسطی ملا کر دکھائیں۔ یعنی فرمایا جیسے کلمہ کی انگلی اور بڑی انگلی تمہارے سامنے ہے اور ساتھ ساتھ ہیں آگے ارشاد ہے:

قُلْ مَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ فَهُوَ لَكُمْ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۚ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۴۷﴾

یعنی جب بھی میں تم سے تبلیغ رسالت پر کچھ مانگوں تو وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہے۔ اَيِ الَّذِيْ سَاَلْتُكُمُوْهُ مِنَ الْاَجْرِ فَهُوَ لَكُمْ وَ ثَمْرَتُهٗ لِنَجُوْدَ اِلَيْكُمْ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِشَارَةٌ اِلَى الْمَوَدَّةِ فِي الْقُرْبٰى فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ اجر تبلیغ کا تم سے مطالبہ صرف مودۃ فی القربیٰ ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے محبوب! انہیں فرمادیجئے کہ میں تم سے اجر تبلیغ میں کوئی بدلہ نہیں چاہتا مگر مودۃ فی القربیٰ۔

اس میں قربیٰ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریبی مراد ہیں اور دوسری آیت کریمہ میں ہے: مَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ اِلَّا مَنْ شَآءَ اَنْ يَّتَّخِذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مودۃ فی القربیٰ اتخاذ سبیل الی اللہ میں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ محبت قربیٰ جزو ایمان ہے اور جزو ایمان مومن کے لئے ہی فائدہ دے گا اور چونکہ اللہ تعالیٰ ہر شے پر مطلع ہے تو وہ صدق وخلوص نیت سے واقف ہے اسی لئے فرمایا: وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ اور قربیٰ میں صدیق وفاروق عثمان و علی وحسنین امہات المومنین سب داخل ہیں۔

اور حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ بھی یہی فرماتے ہیں:

سِتٌّ يُرَاجِعُ مُفْرَدًا بَلْ اَقْرَبَائِيْ كُلُّهُمْ
فِي الْقَبْرِ اشْفَعْ يَا شَفِيْعُ بِالصَّادِ وَالنُّوْنِ وَالْقَلَمِ۔

آگے ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَقْذِفُ بِالْحَقِّ ۚ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۴۸﴾

اے محبوب! آپ فرمادیں میرا رب وحی فرماتا ہے حق کے ساتھ اور وہ غیوب کا خوب جاننے والا ہے۔

قذف بالحق سے مراد علامہ سدی رحمہ اللہ وحی کے ذریعہ حکم دینا مراد لیتے ہیں۔

Marfat.com

اور قتادہ رحمہ اللہ اس سے مراد قرآن کریم لیتے ہیں۔

اور قذف کی تعریف یہ ہے: اَلرَّمْیُ بِدَفْعٍ شَدِیْدٍ – وَ ھُوَ ھٰھُنَا مَجَازٌ عَنِ الْاِلْقَآءِ۔ قذف بمعنی رمی شدید آتا ہے لیکن اس کے معنی مجازی القاء کے ہیں۔

اور اس میں یَقْذِفُ بِالْحَقِّ جو فرمایا یہاں ب زائد ہے تو معنی یہ ہوئے: اِنَّ رَبِّیْ یُلْقِی الْوَحْیَ وَیُنَزِّلُہٗ عَلٰی قَلْبِ مَنْ یَجْتَبِیْہِ مِنْ عِبَادِہٖ سُبْحَانَہٗ وَ تَعَالٰی۔ بے شک میرا رب وحی فرماتا ہے اور اپنا حکم ہر اس شخص کے قلب پر نازل کرتا ہے جسے اپنے بندوں میں سے چن لے۔

ایک قول ہے کہ قذف متضمن بمعنی امر ہے ایسی صورت میں ب زائد نہیں ہوگی تو معنی یہ ہوں گے: اِنَّ رَبِّیْ یُلْقِیْ مَایُلْقِیْ اِلٰی اَنْبِیَآئِہٖ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ مِنَ الْوَحْیِ بِالْحَقِّ لَا بِالْبَاطِلِ۔

عَلَّامُ الْغُیُوْبِ۔ یہ خبر ثانی ہے یعنی ھو علام الغیوب وہ خوب جاننے والا ہے غیبوں کا۔ اب آگے ارشاد ہے:

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَمَا یُبْدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ ﴿۴۹﴾

فرما دیجئے حق یعنی اسلام آ گیا اور توحید عام ہوگئی یا قرآن آ گیا اور توحید کا سکہ جم گیا اور باطل یعنی کفر و شرک گیا اور اس کے دلائل مضمحل ہو گئے اور ایسے ہو گئے کہ ان کا اثر بھی باقی نہ رہا۔

یہ محاورہ میں ہلاکت حی پر بولا جاتا ہے تو جیسے زندہ ہلاک ہو کر ہمیشہ کے لئے معدوم ہو جاتا ہے ایسے ہی دلائل قرآن و اسلام اور براہین توحید کے مقابل اب کفر و شرک زندہ نہیں ہو سکتا اور اس سے دنیا و آخرت میں نفع نہیں پہنچ سکتا۔

بعض نے اس سے مراد بت لیا چنانچہ ابی سلیمان کہتے ہیں: اِنَّ الْمَعْنٰی اِنَّ الصَّنَمَ لَا یَبْتَدِئُ مِنْ عِنْدِہٖ کَلَامًا۔ باطل سے مراد صنم ہے اس لئے کہ صنم بولنے کے لئے بنا ہی نہیں اور اس سے کلام ہو ہی نہیں سکتا پھر ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ ۚ وَاِنِ اهْتَدَیْتُ فَبِمَا یُوْحِیْٓ اِلَیَّ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ ﴿۵۰﴾

انہیں فرما دیجئے کہ اگر میں بہکا حق سے تو اس کا بار مجھ پر ہے اور اگر میں ہدایت پر رہا تو اس وحی کی نسبت سے جو میرے رب نے مجھے کی اور وہ بے شک سننے والا قریب ہے۔

یعنی اگر تمہارے گمان باطل میں میں ہدایت سے ہٹا ہوا ہوں تو یہ ہٹنا میرے اوپر ہی ہے اور اگر میں ہدایت پر ہوں تو یہ ہدایت منجانب اللہ عزوجل ہے جو وحی کے ذریعہ میرے رب نے کی اور وہ سننے والا اور قریب ہے۔

گویا مقصد ارشاد یہ ہے کہ قُلْ اِنْ ضَلَلْتُ فَاِنَّمَآ اَضِلُّ عَلٰی نَفْسِیْ اَیْ بِسَبَبِ نَفْسِیْ وَ اِنِ اهْتَدَیْتُ فَاِنَّمَا اَھْتَدِیْ لِنَفْسِیْ بِھِدَایَۃِ اللّٰہِ وَ تَوْفِیْقِہٖ سُبْحَانَہٗ۔

علامہ زمخشری رحمہ اللہ اس کا حکم عام فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: وَاِنَّمَا اُمِرَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّسْنِدَہٗ اِلٰی نَفْسِہٖ لِاَنَّ الرَّسُوْلَ اِذَا دَخَلَ تَحْتَہٗ مَعَ جَلَالَۃِ مَحَلِّہٖ وَسَدَادِ طَرِیْقَتِہٖ کَانَ غَیْرُہٗ اَوْلٰی بِہٖ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی ذات اقدس کی طرف ضلالت کا منسوب کرنا بحکم الٰہی ہے اس لئے کہ رسول بھی جبکہ اس میں مع جلالۃ محل وسداد طریقت کے داخل ہو سکتا ہے تو غیر بطریق اولیٰ داخل ہے۔

علامہ رازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ ضَلَالَ نَفْسِیْ کَضَلَالِکُمْ لِاَنَّہٗ صَادِرٌ مِّنْ نَفْسِیْ وَ وَبَالُہٗ عَلَیْھَا

Marfat.com

وَاَمَّا اِهْتِدَائِیْ فَلَیْسَ کَاهْتِدَائِکُمْ بِالنَّظْرِ وَالْاِسْتِدْلَالِ وَاِنَّمَا هُوَ مِنْ وَحْیِ الْمُنِیْرِ۔ میرے نفس کی گمراہی تمہارے جیسی ہے کیونکہ وہ میرے نفس سے ہے اور اس کا وبال اسی پر ہے اور میرا ہدایت پانا تمہاری ہدایت جیسا نہیں اس لئے کہ تمہاری ہدایت نظر و استدلال سے ہے اور ہدایت انبیاء کرام بذریعہ وحی منیر ہے۔

اِنَّهٗ سَمِیْعٌ قَرِیْبٌ۔ اس لئے فرمایا کہ ذات واجب تعالیٰ شانہ سے کوئی شے مخفی نہیں وہ ہر ہدایت یافتہ اور گمراہ کو جانتا ہے۔

وَلَوْ تَرٰۤى اِذْ فَزِعُوْا فَلَا فَوْتَ وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۵۱﴾

اور آپ دیکھیں جب کہ وہ گھبراہٹ میں ڈالے جائیں تو وہ بچ کر نہ جاسکیں گے اور جہنم کے لئے پکڑے جائیں گے قریب سے۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے خطاب ہے یا ہر اس سے مخاطبہ ہے جس کی رویت صحیح ہو اور اِذْ فَزِعُوْا سے مراد کفار کی گھبراہٹ ہے۔

ابن ابی حاتم مجاہد رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ اس سے مراد یوم قیامت ہے۔

ابن منذر رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهٗ فِی الدُّنْیَا عِنْدَ الْمَوْتِ حِیْنَ عَایَنُوا الْمَلَائِکَةَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ۔ اس سے مراد دنیا میں مرنے کا وقت ہے جب وہ ملائکہ علیہم السلام کو دیکھیں گے۔

اور عبد بن حمید ضحاک سے راوی ہیں: اِنَّهٗ یَوْمُ بَدْرٍ فَقِیْلَ هُوَ فَزَعُ الْحَرْبِ۔ اس سے مراد یوم بدر میں جنگ کی گھبراہٹ ہے۔

اور فَلَا فَوْتَ کے معنی یہ ہیں: فَلَا یَفُوْتُوْنَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی وہ اللہ تعالیٰ سے بھاگ نہیں سکتے اور وَاُخِذُوْا مِنْ مَّكَانٍ قَرِیْبٍ ﴿۵۱﴾۔ وہ قریب سے پکڑے جائیں گے جہنم کی طرف

وَّقَالُوْۤا اٰمَنَّا بِهٖ ۚ وَاَنّٰى لَهُمُ التَّنَاوُشُ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۲﴾

اور کافر کہیں ہم ایمان لائے اللہ عزوجل پر یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لیکن کہاں حاصل ہوسکتا ہے انہیں ایمان اب دور سے۔

یعنی ایمان کے جہاں مکلّف تھے وہاں ایمان نہ لائے اب عذاب دیکھ کر اٰمَنَّا کہتے ہیں اور یہ مقام جزا ہے موقع جزا پر ایمان حاصل نہیں ہوسکتا۔

تناوش کے معنی راغب اصفہانی رحمہ اللہ تناول کرتے ہیں یعنی ایمان حاصل کرنا۔

زمخشری مجاہد رحمہما اللہ سے ناقل ہیں: هُوَ تَنَاوُلُ سَهْلِ الشَّیْءِ۔ تناوش کا معنی آسانی سے کسی چیز کا حاصل کرنا۔ تو فرمایا: وَاَنّٰى کہاں آسان ہے انہیں اب ایمان کا حاصل کرنا مقام بعید سے یعنی وہ وقت جب کہ ایمان مل سکتا تھا وہ اب دور چلا گیا اور جب وقت توبہ اور ایمان کا تھا اس وقت انہوں نے کیا کیا اسے فرمایا جاتا ہے۔

وَّقَدْ كَفَرُوْا بِهٖ مِنْ قَبْلُ ۚ وَیَقْذِفُوْنَ بِالْغَیْبِ مِنْ مَّكَانٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۵۳﴾

اور اس سے پہلے یہ کفر کیا کرتے تھے اور غیب پر بولیاں ٹھولیاں پھینکتے تھے دور سے۔

يَعْنِىْ كَانُوْا يَرْجُمُوْنَ بِالْمَظْنُوْنِ وَ يَتَكَلَّمُوْنَ بِمَا لَمْ يَظْهَرْ لَهُمْ۔ اپنے گمان باطل سے وہ باتیں کرتے تھے جن کی حقیقت ان پر ظاہر نہ تھی۔ یعنی کبھی کہتے اللہ کے شریک یہ بت ہیں کبھی بولتے یہ رسول (معاذ اللہ) جادوگر اور کاہن اور شاعر ہیں کبھی کہتے کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

آج اٰمَنَّا بِهٖ کہتے ہیں تو آج اٰمَنَّا کہہ کر ایمان کہاں حاصل کر سکتے ہیں بلکہ

وَحِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ كَمَا فُعِلَ بِاَشْيَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا فِىْ شَكٍّ مُّرِيْبٍ ۝۵۴

اور حائل ہو گیا ان میں اور اس میں جو وہ چاہ رہے ہیں جیسا کہ ان کے مشابہ پہلے کافروں پر حائل ہوا بے شک وہ شک و شبہہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں: حِيْلَ بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ مَا يَشْتَهُوْنَ سے مراد حشر کے دن رجوع الی الدنیا کی آرزو ہے۔

حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس سے مراد ایمان مقبول ہے۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں طاعۃ اللہ مراد ہے۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں توبہ مراد ہے۔

مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں اس سے مراد اہل و مال اور اولاد کے ذریعہ نجات چاہنا ہے۔

اور اشیاع بمعنی اشباہ ہے اور اس سے اصحاب فیل کے ساتھ جو ہوا وہ ہے۔

سورۃ فاطر

وَ تُسَمّٰى سُوْرَةُ الْمَلٰٓئِكَةِ۔ اس سورۃ کا نام سورۃ ملائکہ بھی ہے۔

یہ بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکیہ ہے۔

اور مجمع البیان میں حسن فرماتے ہیں کہ یہ مکی ہے مگر دو آیتیں اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ اور ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ یہ مکی نہیں ہیں۔

اس میں بروایت شامی ۴۵ آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔سورۃ فاطر۔پ ۲۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِىْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَ ثُلٰثَ وَ رُبٰعَ ؕ يَزِيْدُ فِى الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۝۱

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے آسمان و زمین پیدا کئے اور فرشتوں کو رسول کرنے والے جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں بڑھاتا ہے آفرینش میں جو چاہے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَ

جو کھولے اللہ لوگوں کیلئے رحمت سے اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک لے تو نہیں کوئی چھوڑنے والا اس

هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ﴿۲﴾

کے بعد اور وہی عزت وحکمت والا ہے

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْکُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰی تُؤْفَکُوْنَ ﴿۳﴾

اے لوگو! یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر کی گئی کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے کہ روزی دے تمہیں آسمان وزمین سے نہیں کوئی معبود اس کے سوا تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو

وَ اِنْ یُّکَذِّبُوْکَ فَقَدْ کُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِکَ ؕ وَ اِلَی اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۴﴾

اور اگر یہ تمہیں جھٹلائیں تو بے شک جھٹلائے گئے کتنے رسول آپ سے پہلے اور اللہ کی طرف ہی سب کام پھرتے ہیں

یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّکُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٚ وَ لَا یَغُرَّنَّکُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۵﴾

اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچ ہے تو نہ دھوکہ دے تمہیں دنیا کی زندگی اور نہ فریب دے تمہیں اللہ کے نام پر وہ بڑا فریبی

اِنَّ الشَّیْطٰنَ لَکُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ اِنَّمَا یَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِیَکُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِیْرِ ؕ ﴿۶﴾

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن سمجھو وہ بلاتا ہے اپنے گروہ کو تاکہ ہو جائیں وہ دوزخیوں میں سے

اَلَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ؕ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ کَبِیْرٌ ﴿۷﴾ ع

کافروں کے لئے سخت عذاب ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے

حل لغات پہلا رکوع ـ سورۃ فاطر ـ پ ۲۲

اَلْحَمْدُ۔تمام تعریفیں	لِلّٰهِ۔اللہ ہی کی ہیں جو	فَاطِرِ۔پیدا کرنے والا ہے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کا	جَاعِلِ۔بنانے والا ہے	الْمَلٰٓئِکَةِ۔فرشتوں کو
رُسُلًا۔پیغام رساں	اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ۔پروں والے	مَّثْنٰی۔دودو	وَ۔اور
ثُلٰثَ۔تین تین	وَ۔اور	رُبٰعَ۔چارچار	یَزِیْدُ۔بڑھاتا ہے
فِی۔بیچ	الْخَلْقِ۔پیدائش کے	مَا۔جو	یَشَآءُ۔چاہے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	عَلٰی۔اوپر	کُلِّ۔ہر
شَیْءٍ۔چیز کے	قَدِیْرٌ۔قادر ہے	مَا۔جو	یَفْتَحِ۔کھولے
اللّٰهُ۔اللہ	لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	مِنْ رَّحْمَةٍ۔اپنی رحمت سے	
فَلَا۔تونہیں	مُمْسِکَ۔کوئی روکنے والا	لَهَا۔اس کو	وَ۔اور
مَا۔جو	یُمْسِکْ۔روک لے	فَلَا۔تونہیں کوئی	مُرْسِلَ۔بھیجنے والا
لَهٗ۔اس کو	مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد	وَ۔اور	هُوَ۔وہ

Marfat.com

الْعَزِيْزُ۔غالب ہے	الْحَكِيْمُ۔حکمت والا	يٰۤاَيُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو
اذْكُرُوْا۔یاد کرو	نِعْمَتَ۔نعمت	اللّٰهِ۔اللہ کی	عَلَيْكُمْ۔اپنے اوپر
هَلْ۔کیا کوئی	مِنْ خَالِقٍ۔پیدا کرنے والا ہے		غَيْرُ۔سوا
اللّٰهِ۔اللہ کے جو	يَرْزُقُكُمْ۔رزق دے تم کو	مِّنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین سے	لَآ۔نہیں	اِلٰهَ۔کوئی معبود	اِلَّا۔مگر
هُوَ۔وہی	فَاَنّٰى۔تو کہاں	تُؤْفَكُوْنَ۔پھیرے جاتے ہو	وَ۔اور
اِنْ۔اگر	يُّكَذِّبُوْ۔جھٹلائیں	كَ۔آپ کو	فَقَدْ۔تو بے شک
كُذِّبَتْ۔جھٹلائے گئے	رُسُلٌ۔رسول	مِّنْ قَبْلِكَ۔آپ سے پہلے	وَ۔اور
اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	تُرْجَعُ۔لوٹائے جاتے ہیں	الْاُمُوْرُ۔سب کام
يٰۤاَيُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو	اِنَّ۔بے شک	وَعْدَ۔وعدہ
اللّٰهِ۔اللہ کا	حَقٌّ۔سچا ہے	فَلَا۔تو نہ	تَغُرَّنَّكُمُ۔دھوکہ دے تمہیں
الْحَيٰوةُ۔زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا کی	وَ۔اور	لَا۔نہ
يَغُرَّنَّكُمْ۔دھوکہ دے تم کو	بِاللّٰهِ۔اللہ کے متعلق	الْغَرُوْرُ۔دھوکے باز	اِنَّ۔بے شک
الشَّيْطٰنَ۔شیطان	لَكُمْ۔تمہارا	عَدُوٌّ۔دشمن ہے	فَاتَّخِذُوْهُ۔تو بناؤ اسے
عَدُوًّا۔دشمن	اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں	يَدْعُوْا۔کہ بلاتا ہے وہ	حِزْبَهٗ۔اپنے لشکر کو
لِيَكُوْنُوْا۔تاکہ ہوں وہ	مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ۔دوزخ والوں سے		اَلَّذِيْنَ۔وہ جو
كَفَرُوْا۔کافر ہوئے	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	شَدِيْدٌ۔سخت
وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور
عَمِلُوا۔عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	لَهُمْ۔ان کے لئے	مَّغْفِرَةٌ۔بخشش ہے
وَّ۔اور	اَجْرٌ۔اجر	كَبِيْرٌ۔بڑا	

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ فاطر۔پ ۲۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کو جو آسمانوں اور زمین کو بنانے والا ہے۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا اُولِيْٓ اَجْنِحَةٍ مَّثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ

فرشتوں کو رسول کرنے والا (اپنے انبیاء کی طرف) جن کے دو دو تین تین چار چار پر ہیں۔

يَزِيْدُ فِي الْخَلْقِ مَا يَشَآءُ ؕ۔زیادہ کرے آفرینش میں جو چاہے۔

ان فرشتوں میں اور ان کے سوا اور مخلوق میں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ①

Marfat.com

بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ

اللہ جو رحمت کھولتا ہے لوگوں کے لئے اس کا کوئی روکنے والا نہیں۔

جیسے بارش کہ اسے کوئی نہیں روک سکتا ایسے ہی رزق اور صحت وغیرہ۔

وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۲

اور جو کچھ وہ روک لے تو اس کے روکنے کے بعد اس کا کوئی چھوڑنے والا نہیں اور وہی عزت اور حکمت والا ہے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۭ

اے لوگو اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو۔

کہ اس نے تمہارے لئے زمین کو فرش بنایا آسمان کو بغیر کسی ستون کے قائم کیا۔ راہ مستقیم دکھائی اور دعوت الی اللہ دینے کے لئے اپنے رسولوں کو بھیجا اور تم پر رزق کے دروازے کھولے کیا ایسا احسان کرنے والا سوا اللہ تعالیٰ کے ہے؟

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ يَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَاۗءِ وَالْاَرْضِ ۭ

کیا ہے کوئی خالق اللہ کے سوا جو تمہیں رزق دے آسمان اور زمین سے۔

مینہ برسا کر انواع واقسام کے نباتات پیدا کر کے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ڮ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳

نہیں کوئی معبود مگر وہی اللہ تو تم کہاں اوندھے جاتے ہو۔

باآنکہ تم جانتے ہو کہ وہی خالق ورازق ہے پھر ایمان سے اور اس کی توحید سے کیوں منحرف ہو کر اوندھے راستے چل رہے ہو۔

اس کے بعد اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تسلی کے لئے ارشاد ہے:

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴

اے محبوب! اگر یہ تمہیں جھٹلائیں اور آپ کی نبوت ورسالت کو نہ مانیں اور ہماری توحید اور بعث وحساب اور عذاب آخرت کا انکار کریں تو آپ سے پہلے جتنے رسول آئے انہیں بھی یہ جھٹلا چکے ہیں۔

مگر انہوں نے صبر کیا آپ بھی صبر فرمائیں۔ کفار کا دستور انبیاء کرام کے ساتھ ہمیشہ سے ایسا ہی رہا ہے بلکہ آپ کے خاتم الانبیاء ہونے کی تکذیب کرنے والے اور خاتم النبیین کے معنی میں تاویلات بعیدہ بھی کرنے والے پیدا ہوں گے جو آپ کے منصب کے خلاف ہی نہ ہوں گے بلکہ قرآن میں بھی دست اندازی کریں گے۔ اور کہیں گے کہ آپ کا خاتم النبیین ہونا بایں معنی ہے کہ آپ ہر مدعی نبوت کی تصدیق کریں گے خواہ وہ آپ سے پہلے نبی ہوئے یا آپ کے بعد۔ خاتم کے معنی آخر نبی کے نہ لیں گے جیسے محمد بن تومرت، اتیق اخرس، طلیحہ، مسیلمہ کذاب۔ اسود عنسی حتیٰ کہ غلام احمد قادیانی جو مرزا تھا اور قادیاں میں پیدا ہوا اعاذنا اللہ تعالیٰ۔

اور سب کام اللہ عزوجل کی طرف پھرتے ہیں۔ جس سے تکذیب کرنے والے سزا پائیں گے اور وہی اللہ عزوجل اپنے

Marfat.com

نبیوں کی مدد فرمائے گا۔ اب ارشاد عام ہے:

یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۔ اے لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے۔

اور قیامت ضرور آئے گی مرنے کے بعد تم ضرور اٹھائے جاؤ گے اور آخرت میں تمہارے اعمال کا حساب ضرور ہوگا اور ہر ایک کو اس کے اعمال صالحہ کی جزا اور اعمال طالحہ کی سزا ضرور ملے گی۔

فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۔ تمہیں دھوکہ نہ دے دنیا کی زندگی۔

کہ اس کی لذتوں میں مشغول رہ کر آخرت کو بھول جاؤ۔

وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝ ۔ اور تمہیں اللہ کے حکم کے ساتھ شیطان فریب نہ دے۔

یعنی وہ لعین ابلیس تمہارے دلوں میں یہ وسوسہ نہ ڈال دے کہ خوب گناہ کرو، اللہ تعالیٰ رحیم کریم حلیم ہے وہ تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔ اور یہ یقینی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ رحیم کریم حلیم ہے لیکن شیطان کی فریب کاری یہ ہے کہ وہ بندوں کو اس سے صالح اعمال سے روکتا ہے اور عصیان شعاری پر جرأت دلاتا ہے لہٰذا اس سے ہوشیار رہو اس لئے کہ

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ۔ بے شک شیطان تمہارے حق میں دشمن ہے تو تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو۔

اور ظاہر ہے کہ دشمن کے فریب میں آنے والا خراب ہی ہوتا ہے لہٰذا اس کا فریب نظر میں رکھو اور اپنے ارحم الراحمین کی اطاعت میں مشغول رہو اور وہ اپنے متبع گروہ کو کفر کی طرف بلاتا ہے۔

اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۝

اور اس کا بلانا اپنے متبعین کو کفر کی طرف اس لئے ہے کہ وہ جہنم والے ہو جائیں۔

اس کے بعد شیطان کے پیروکاروں اور اس کے مخالفین کا حال مفصل بیان فرمایا جاتا ہے:

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۔ وہ جو کافر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

یعنی متبعین شیطان خدا کے منکر کافر ہیں وہ سخت عذاب کے مستحق ہیں۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝

اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

فَاطِرِ۔ فطر سے مشتق ہے اور فطر کہتے ہیں مطلق شق کو یعنی پھاڑنے کو خواہ طولاً کوئی چیز پھاڑ دی جائے یا عرض میں تو فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ آسمانوں کو پھاڑنے والا تا کہ وہاں سے روحیں اتریں۔ اور زمین کا پھاڑنے والا تا کہ اس سے اجسام کا خروج ہو آیہ کریمہ میں فاطر سے مراد مبدع اور موجد ہے یعنی کتم عدم سے منصۂ شہود پر لانے والا اور فاطر اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ فاطر۔ پ ۲۲

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو ہیں جو موجد سما و ارض ہے۔

آلوسی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَیْ مُوْجِدٌ لَّهُمَا مِنْ غَيْرِ مِثَالٍ يَحْتَذِيْهِ وَلَا قَانُوْنٍ يَنْتَحِيْهِ۔ یعنی آسمان و زمین کا موجد بلا ایسی مثال کے جو مقابلہ میں ہو اور نہ کسی قانون کے جو اس کے مقابل ہو۔ فَالْفِطْرُ الْاِبْدَاعُ۔ وَقَالَ الرَّاغِبُ هُوَ اِيْجَادُهٗ تَعَالٰى الشَّيْءَ وَاِبْدَاعُهٗ عَلٰى هَيْئَتِهٖ مُتَرَشِّحَةً لِفِعْلٍ مِّنَ الْاَفْعَالِ۔ فطریہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی ایجاد ہے کسی شے کی اور اس کی ابداع اس کی ہیئت پر جو افعال الٰہی کے کسی فعل سے ہو۔

لغت فطر کی تصریح پر اہل عرب کی طرف سے وضاحت

عبد بن حمید اور بیہقی رحمہما اللہ شعب الایمان میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ نَسِيتُ لَا اَدْرِیْ مَا فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ حَتّٰی اَتَانِیْ اَعْرَابِيَّانِ يَخْتَصِمَانِ فِیْ بِئْرٍ فَقَالَ اَحَدُهُمَا اَنَا فَطَرْتُهَا يَعْنِیْ اِبْتَدَأْتُهَا وَاَصْلُ الْفَطْرِ الشَّقُّ۔ فرماتے ہیں مجھے معلوم نہ تھا کہ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کا کیا مفہوم ہے تو دو اعرابی جھگڑتے ہوئے آئے ایک کنویں پر تو ایک ان میں سے کہنے لگا میں نے اس کا فطر کیا تھا جس کے یہ معنی مراد لئے کہ میں نے اس کی ابتدء کی تھی۔

اور فطر کے اصل معنی چیرنے کے ہیں۔

وَ قَالَ الرَّاغِبُ اَلشَّقُّ طُوْلًا ثُمَّ تَجَوَّزَ فِيْهِ عَمَّا تَقَدَّمَ وَ شَاعَ فِيْهِ حَتّٰی صَارَ حَقِيْقَةً اَيْضًا۔

وَقِيْلَ فِیْ ذٰلِکَ كَاَنَّهٗ تَعَالٰی شَقَّ الْعَدَمَ بِاِخْرَاجِهِمَا مِنْهُ۔ اس میں یہ بتایا گیا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے عدم کو چیر کر زمین و آسمان خارج فرمائے۔

وَ يَكُوْنُ اِشَارَةٌ اِلَی الْاَمْطَارِ وَالنَّبَاتِ۔ اور اس میں اشارہ ہے بارشوں کی طرف آسمان سے اور نبات کی طرف زمین سے۔

تو گویا آیہ کریمہ میں ارشاد ہے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ بِالْاَمْطَارِ وَ فَاطِرِ الْاَرْضِ بِالنَّبَاتِ۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جو آسمانوں کو چیرتا ہے بارش کے ساتھ اور زمین کو چیرتا ہے سبزیوں کے ساتھ۔

جَاعِلِ الْمَلٰٓئِكَةِ رُسُلًا۔ کرنے والا ہے فرشتوں کو رسول۔

اس پر دو قول ہیں: يَحْتَمِلُ اَنْ يَّكُوْنَ مَعْنَاهُ جَاعِلِ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَسَائِطَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ اَنْبِيَائِهٖ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِهٖ يُبَلِّغُوْنَ اِلَيْهِمْ رِسَالَتَهٗ سُبْحٰنَهٗ بِالْوَحْيِ وَالْاِلْهَامِ وَالرُّؤْيَا الصَّادِقَةِ۔ ایک قول تو یہ ہے کہ ملائکہ علیہم السلام کو ذریعہ بناتا ہے اپنے اور انبیاء کرام کے مابین اور اپنے صالح بندوں کو ان کی رسالت پہنچاتا ہے جو انہیں وحی اور الہام اور رویا صادقہ سے پہنچی۔

دوسرا قول یہ ہے کہ جَاعِلُهُمْ وَسَائِطَ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ خَلْقِهٖ عَزَّوَجَلَّ يُوْصِلُوْنَ اِلَيْهِمْ اٰثَارَ قُدْرَتِهٖ وَ صُنْعِهٖ كَالْاَمْطَارِ وَالرِّيَاحِ وَ غَيْرِهِمَا وَ هُمُ الْمَلٰئِكَةُ الْمُوَكَّلُوْنَ بِاُمُوْرِ الْعَالَمِ۔ ذریعہ بناتا ہے ان میں اور اللہ عزوجل کی مخلوق میں کہ انہیں آثار قدرت اور صنعت کمال مثل بارش اور ہوا وغیرہ کے پہنچاتے ہیں اور وہی ملائکہ ہیں جو موکل ہیں امور عالم پر۔ جن کا تذکرہ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا فرما کر سورہ نازعات میں بتایا گیا ہے۔

وَ قَالَ الْاِمَامُ اِنَّ الْحَمْدَ يَكُوْنُ عَلَی النِّعَمِ وَ نِعَمُهٗ تَعَالٰی عَاجِلَةٌ وَاٰجِلَةٌ وَ هُوَ فِیْ سُوْرَةِ سَبَا اِشَارَةٌ اِلٰی نِعْمَةِ الْاِيْجَادِ وَالْحَشْرِ وَدَلِيْلُهٗ يَعْلَمُ مَا يَلِجُ فِی الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا۔

حمد اللہ کی نعمتوں پر اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عاجل اور آجل یعنی فوراً اور دیر سے ظاہر ہوتی ہیں اور وہ جو سورۃ سبا میں ہے وہ

اشارہ ہے نعمت ایجاد اور حشر کی طرف اور اس کی دلیل آیہ کریمہ یَعْلَمُ مَا یَلِجُ فِی الْاَرْضِ الخ ہے۔

اور اس سورۃ مبارکہ میں حمد سے اشارہ ہے اس نعمت کی طرف جو آخرت میں باقی ہو اور جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا کے یہ معنی ہیں کہ یَجْعَلُهُمْ سُبْحٰنَهٗ رُسُلًا یَتَلَقَّوْنَ عِبَادَ اللّٰهِ تَعَالٰی کَمَا قَالَ سُبْحَانَهٗ تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ فَیَجُوْزُ اَنْ یَّکُوْنَ الْمَعْنٰی اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ شَاقِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لِنُزُوْلِ الْاَرْوَاحِ مِنَ السَّمَآءِ وَ خُرُوْجِ الْاَجْسَادِ مِنَ الْاَرْضِ وَ جَاعِلِ الْمَلٰٓئِکَةِ رُسُلًا فِیْ ذَالِکَ الْیَوْمِ یَتَلَقَّوْنَ عِبَادَهٗ۔

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کو رسول بنایا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے ملیں جیسے ارشاد تَتَلَقّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ملیں گے ان سے فرشتے تو یہ معنی جائز ہوں گے جو کئے جائیں الحمد للہ الخ۔

سب حمد اللہ کو ہیں جو آسمان وزمین کا نزول ارواح کے لئے چیرنے والا ہے بروز قیامت کہ وہ آسمان سے اتریں اور زمین کا چیرنے والا ہے خروج اجساد کے لئے کہ وہ زمین سے نکلیں گے اور ملائکہ کو رسول اس دن بنایا جائے گا کہ وہ بندوں سے مل کر کہیں گے هٰذَا یَوْمُکُمُ الَّذِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ۔

تو پہلی سورۃ سبا کے مضمون سے سورۃ فاطر کا یہ ربط ہوا کہ

سبا میں ارشاد ہوا: وَحِیْلَ بَیْنَهُمْ وَبَیْنَ مَا یَشْتَهُوْنَ کَمَا فُعِلَ بِاَشْیَاعِهِمْ مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ کَانُوْا فِیْ شَکٍّ مُّرِیْبٍ بروز قیامت اللہ تعالیٰ مشرکوں اور قبولیت توبہ کے مابین آڑ فرمائے گا اور مشرک مشرکوں میں ہی رہ جائیں اس لئے کہ وہ ریب وشک میں ہی رہتے تھے تو ان آنے والوں میں انقطاع رجا قبولیت فرمادیا گیا۔

اب سورۃ فاطر میں حال مومنین بیان کرنے سے اول ارسال ملائکہ کی بشارت دی اس لئے یُفْتَحُ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ لَهُمْ۔ مومنین کے لئے ابواب کھول دیئے جائیں گے۔

اسی وجہ سے مفسرین نے فاطر اللہ تعالیٰ کی صفت فرمائی۔ اور اضافت اضافت محضہ رکھی آگے ارشاد ہے جو صفت ہے ملائکہ کی۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اُولِیْٓ اَجْنِحَةٍ۔ وہ ملائکہ جو رسول بنائے جائیں گے وہ پر اور بازو والے ہوں گے۔

مَّثْنٰی وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ؕ۔ دو دو تین تین چار چار اس سے یہ مراد ہے کہ هم ذواجنحة متعددة متفاوتة فی العدو حسب تفاوت مَا لَهُمْ مِّنَ الْمَرَاتِبِ یَنْزِلُوْنَ بِهَا وَ یَعْرُجُوْنَ اَوْ یُسْرِعُوْنَ بِهَا حِیْنَ یُؤْمَرُوْنَ

وہ فرشتے پر والے ہوں گے اور وہ پر متفاوت ہوں گے گنتی میں بموجب تفاوت مرتبہ کے ان کے ذریعہ وہ اتریں گے اور چڑھیں گے اور تیزی سے جائیں گے جب کہ وہ حکم کئے جائیں اور یہ ایسی مخلوق ہے جس کے دو پر بھی ہیں اور تین بھی اور چار بھی حسب مراتب۔

چنانچہ شیخین اور ترمذی ابن مسعود سے راوی ہیں کہ لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّهِ الْکُبْرٰی کی تفسیر میں ہے: رَاٰی جِبْرِیْلَ لَهٗ سِتُّ مِائَةِ جَنَاحٍ۔ حضور نے جبریل امین کو دیکھا ان کے چھ سو پر تھے۔

اور ترمذی مسروق سے اور وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَمْ یَرَ جِبْرِیْلَ فِیْ صُوْرَتِهٖ اِلَّا مَرَّتَیْنِ مَرَّةً عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی وَ مَرَّةً فِیْ جِیَادٍ لَهٗ سِتُّمِائَةِ جَنَاحٍ

قَدْ سَدَّ الْاُفُقَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دو بار ملاحظہ فرمایا ایک بار سدرۃ المنتہیٰ پر اور ایک بار جیاد میں۔ آپ کے چھ سو پر تھے جنہوں نے افق سما کو ڈھانپ رکھا تھا (روح المعانی)

اِنَّ الْمَلٰئِکَةَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ اَجْسَامٌ لَطِیْفَةٌ نُوْرِیَّةٌ یَقْدِرُوْنَ عَلَی التَّشَکُّلِ بِالصُّوَرِ الْمُخْتَلِفَةِ وَ عَلَی الْاَفْعَالِ الشَّاقَّةِ۔ بے شک ملائکہ علیہم السلام اجسام لطیفہ نوریہ ہیں انہیں قدرت دی گئی ہے کہ وہ صور مختلفہ پر متشکل ہوں اور سخت سے سخت مشکل کاموں پر غالب ہوتے ہیں۔

اور فلاسفہ اپنے عقل کے خرلنگ پر جب تحقیق کو نکلے تو انہوں نے یہ کہا: اِنَّ الْمَلٰئِکَةَ هِیَ عُقُوْلٌ مُجَرَّدَةٌ۔ ملائکہ عقول مجردہ کا نام ہے۔

ایسے ہی اشراقیین نے بھی اپنے عقلی چکر سے بہت لمبی بحث کر ڈالی ہے۔ مختصر یہ کہ اس کے بعد ارشاد الٰہی عزوجل ہے:

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ①

اپنی خلق میں جو چاہے بڑھا دے بے شک اللہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہاں زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: هٰذَا فِی الْاَجْنِحَةِ الَّتِی الْمَلَائِکَةِ اَیْ یَزِیْدُ فِیْ خَلْقِ الْاَجْنِحَةِ لِلْمَلَائِکَةِ مَا یَشَآءُ فَیَجْعَلُ لِکُلٍّ سِتَّةَ اَجْنِحَةٍ اَوْ اَکْثَرَ۔ یہاں یزید فرما کر ملائکہ کے لئے ارشاد ہوا یعنی خلق اجنحہ میں ملائکہ کے لئے جو چاہے زیادہ کر دے تو ان میں چھ پر یا اس سے زائد بھی پیدا کرے۔

اور حسن فرماتے ہیں یزید دفع توہم کے لئے ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ اللہ تعالیٰ چار سے زائد نہیں فرما سکتا۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ وَالْاَجْنِحَةِ مَا یَشَآءُ۔ اللہ تعالیٰ ملائکہ کے پیدا فرمانے میں جیسے زیادہ کرنے پر قادر ہے ایسے ہی پر جتنے چاہے فرما دے۔

بعض نے یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ کی یوں تفسیر کی:

اَلْخَلْقُ خَلْقُ الْاِنْسَانِ مَا یَشَآءُ اَلْخَلْقَ الْحَسَنَ اَوِ الصَّوْتَ الْحَسَنَ اَوِ الْخَطَّ الْحَسَنَ اَوِ الْمَلَاحَةَ فِی الْعَیْنِ اَوْ فِی الْاَنْفِ اَوْ فِی الْوَجْهِ اَوْ حِصَّةِ الرُّوْحِ اَوْ جُعُوْدَةِ الشَّعْرِ وَ حُسْنِهٖ اَوِ الْعَقْلِ اَوِ الْعِلْمِ اَوِ الصَّنْعَةِ اَوِ الْعِفَّةِ فِی الْفُقَرَآءِ وَ حَلَاوَةِ النُّطْقِ۔

یَزِیْدُ فِی الْخَلْقِ سے مراد خلق انسانی ہے وہ چاہے خلق حسن بڑھا دے یا خوش آواز کر دے یا ناک نقشہ کے حسن سے نوازے یا چشم سرگیں بخش دے یا ناک سے حسن دوبالا فرما دے یا خدوخال سے حسین کر دے یا روح لطیف میں مزید لطافت بخش دے یا بال گھنگھریالے کر دے یا حسن عقل یا جوہر علم عطا فرما دے یا عفت کی دولت سے مالا مال کر دے یا حلاوۂ نطق بخش دے اور آخر میں اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ فرما دیا۔ پھر ارشاد ہے:

مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَهَا ۚ وَمَا یُمْسِکْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ②

جو کچھ اللہ کھولے اپنی رحمت سے لوگوں کے لئے تو اسے روکنے والا کوئی نہیں اور جو کچھ روکے تو کوئی اسے چھوڑنے والا نہیں اس کے بعد اور وہ غالب اور حکمت والا ہے۔

Marfat.com

اس کے معنی علامہ آلوسی رحمہ اللہ یہ کررہے ہیں: اَیْ اَیُّ شَیْءٍ یَفْتَحُ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِہٖ اَیُّ رَحْمَۃٍ کَانَتْ مِنْ نِّعْمَۃٍ وَ صِحَّۃٍ وَ اَمْنٍ وَّ عِلْمٍ وَ حِکْمَۃٍ اِلٰی غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا لَا یُحَاطُ بِہٖ۔ یعنی جو شے بھی اللہ تعالیٰ اپنے خزانہ رحمت سے کھولے خواہ وہ نعمت صحت ہو یا امن وعمل اور حکمت وغیرہ سے جس کی حد نہیں۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ السُّدِّیْ اَلرَّحْمَۃُ الْمَطَرُ۔ سدی فرماتے ہیں رحمت سے مراد بارش ہے۔

وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَلتَّوْبَۃُ۔ ابن عباس فرماتے ہیں رحمت سے مراد قبولیت توبہ ہے۔

فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ۔ تو اسے کوئی نہیں روک سکتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی قسم کی رحمت کو کوئی روکنے پر قادر نہیں۔

وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ②

اور جو رحمت اللہ تعالیٰ روک دے تو اسے کوئی جاری نہیں کرسکتا اور اللہ تعالیٰ غالب حکمت والا ہے۔

کہ وہ اپنی حکمت ومصالح سے جو چاہے کرے۔

آیہ کریمہ پر ابن منذر عامر بن عبدقیس رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: اَرْبَعُ آیَاتٍ فِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی اِذَا قَرَاْتُھُنَّ فَمَا اُبَالِیْ مَا اَصْبَحُ عَلَیْہِ وَاَمْسٰی۔

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ۔

سَيَجْعَلُ اللّٰهُ بَعْدَ عُسْرٍ يُّسْرًا۔

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

وَ بَعْدَ مَا بَیَّنَ سُبْحَانَہٗ اَنَّہُ الْمُوْجِدُ لِلْمُلْکِ وَالْمَلَکُوْتِ وَالْمُتَصَرِّفُ فِیْھِمَا عَلَی الْاِطْلَاقِ اَمَرَ النَّاسَ قَاطِبَۃً اَوْ اَھْلَ مَکَّۃَ۔

چار آیتیں ہیں قرآن کریم میں جب میں نے انہیں پڑھا تو اب مجھے پروا نہیں رہی کہ شام کیا ہوتی ہے اور صبح کیسی۔

پہلی آیت مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ۔

اور دوسری آیت وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ۔

اور تیسری آیت سَیَجْعَلُ اللّٰہُ بَعْدَ عُسْرٍ یُسْرًا۔

اور چوتھی آیت وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا۔

اس کے علاوہ آیتیں اور بھی ہیں مثلاً فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۙ⑤ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔ اس پر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اِذَا اشْتَدَّتْ بِکَ الْبَلْوٰی فَفَکِّرْ فِیْ اَلَمْ نَشْرَحْ

فَعُسْرٌ بَیْنَ یُسْرَیْنِ اِذَا فَکَّرْتَہٗ فَافْرَحْ

یعنی جب تجھ پر بلاؤں کی شدت ہو تو سورۃ الم نشرح میں غور کر۔ اس لئے کہ ایک تنگی دو آسانیوں کے درمیان ہے جب تو اس پر غور کرے گا تو خوش ہوگا۔

یعنی جب الم نشرح کی تلاوت کی جائے گی تو فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا میں غور کرنے کے بعد واضح ہوگا کہ مَعَ الْعُسْرِ یُسْرًا کے ساتھ مَعَ الْعُسْرِ آیا ہے تو اس کے اول میں عسر یسرا کے بعد عسر ہے پھر یسر ہے تو ایک عسر یعنی سختی اول آخر کے دو یسر یعنی آسانی کے بیچ میں ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ ان اپنی نعمتوں کو یاد دلاتا ہے جو بندوں پر فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ ؕ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَیْرُ اللّٰهِ یَرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۖؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۳

اے لوگو! اللہ کی وہ نعمت یاد کرو جو اس نے تمہیں دی کیا ہے کوئی پیدا کرنے والا اسوا اللہ کے جو تمہیں رزق دیتا ہے آسمان اور زمین سے نہیں کوئی معبود مگر وہی تو کہاں اوندھے جا رہے ہو۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: وَ قَدْ جَعَلَ الْخِطَابَ لِمَنْ سَمِعَ اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ حَیْثُ اَسْكَنَكُمْ حَرَمَهٗ وَ مَنَعَكُمْ مِّنْ جَمِیْعِ الْعَالَمِ وَ النَّاسُ یُتَخَطَّفُوْنَ مِنْ حَوْلِكُمْ۔ یہ خطاب ہر اس شخص کو ہے جو اس خطاب کو سنے کہ یاد کرو اللہ کی نعمت جو تم پر فرمائی اور تمہیں حرم میں ٹھہرایا اور تمہیں محفوظ کیا تمام عالم سے حالانکہ لوگ تمہارے گرد اگرد اچک لئے جاتے ہیں۔

تو کیا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ایسا خالق ہے جو تمہیں رزق دے آسمان سے بارشوں کے ذریعہ اور زمین سے سبزہ اگا کر یہاں استفہام انکاری سے یہ ثابت ہوا کہ لَا خَالِقَ اِلَّا اللّٰهُ تَعَالٰی۔ کوئی خالق نہیں مگر اللہ تعالیٰ۔ پھر ارشاد ہے:

فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ۔ تو کہاں اوندھے پھر رہے ہو۔

گویا ارشاد ہے: اِذَا تَبَیَّنَ تَفَرُّدُهٗ تَعَالٰی بِالْاُلُوْهِیَّةِ وَ الْخَالِقِیَّةِ وَ الرَّازِقِیَّةِ فَمِنْ اَیِّ وَجْهٍ تُصْرَفُوْنَ عَنِ التَّوْحِیْدِ اِلَی الشِّرْكِ۔ جب تفرد ذات واجب تعالیٰ الوہیت اور خالقیت و رازقیت کے دلائل سے واضح ہو چکی تو پھر کس وجہ سے تم توحید سے شرک کی طرف پلٹ رہے ہو۔ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے:

وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ۝۴

اے محبوب! اگر وہ تمہاری تکذیب کریں (تو انوکھی بات نہیں) آپ سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی ہے اور آخر سب کے کام اللہ کی طرف لوٹیں گے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ اِنِ اسْتَمَرُّوْا عَلٰی اَنْ یُّكَذِّبُوْكَ فِیْمَا بَلَّغْتَ اِلَیْهِمْ مِّنَ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ بَعْدَ مَا اَقَمْتَ عَلَیْهِمُ الْحُجَّةَ وَ اَلْقَمْتَهُمُ الْحَجَرَ فَتَاَسَّ بِاُولٰٓئِكَ الرُّسُلِ فِی الصَّبْرِ فَقَدْ كَذَّبَهُمْ قَوْمُهُمْ وَ صَبَرُوْا۔ اور اگر یہ اس بات پر جمے رہیں کہ تکذیب ہی کریں اس کی جو روشن حق انہیں پہنچا بعد قیام حجت ساطعہ کے تو پہلے رسول بھی صبر فرماتے رہے اور ان کی قوم ان کی تکذیب کرتی رہی اور وہ صبر ہی کرتے رہے۔ آپ بھی صبر فرمائیں۔

آخرش یہ کہاں جائیں گے ان کا مرجع کسی غیر معبود کی طرف نہیں بلکہ ہماری طرف ہی انہیں آنا ہے پھر ہم انہیں وہی بدلہ دیں گے جو ان کے قابل ہوگا اور وہ عذاب ہے۔ اب عام مخاطبہ کے ساتھ عوام کو تخاطب ہے چنانچہ ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا ٚ وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ۝۵

اے غفلت شعار لوگو! بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو تمہیں دنیا کی زندگی اور اس کے لذائذ دھوکہ نہ دیں اور شیطان تمہیں اللہ کی طرف سے دھوکے میں ڈالے۔

گویا آیۂ کریمہ میں خطاب عام فرما کر ارشاد ہوا تم دنیا کی عیش و عشرت سے دھوکے میں نہ پڑنا کہ بس جو کچھ ہے یہی ہے اور حیات دنیوی کے کھیل میں مشغول نہ ہو جانا اور اس وہم میں نہ پڑنا کہ اللہ تعالیٰ غفور و کریم اور رؤف و رحیم ہے۔

یہ تو ہمات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت سے شیطان تم میں پیدا کرتا ہے کہ وہ غفور و رحیم رؤف و کریم ہے جو چاہو کرو وہ بخش دے گا۔ بلکہ وہ جبار و قہار و منتقم بھی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا ؕ

بے شک شیطان تمہارا دشمن ہے تو تم بھی اسے اپنا دشمن ہی جانو۔

اس کے اس توسوس میں نہ مبتلا ہونا با آنکہ وہ غفور بھی ہے کریم بھی ہے رؤف بھی ہے رحیم بھی ہے۔ لیکن صرف انہی صفتوں پر بھروسہ کر کے گناہ کرنے والے مرجیہ ہیں۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلْاِیْمَانُ بَیْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَا۔ مومن کا ایمان خوف بے نیازی اور امید بخشش کے مابین ہے۔

اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ؕ ۝٦

شیطان تو اپنی جماعت اور اپنے متبعین کو ایسے ہی راہ پر بلاتا ہے کہ وہ اسی راہ چل کر جہنم والے ہو جائیں۔

اور تلذذ دنیا اور اتباع ہوی میں تباہ رہیں۔ لہٰذا یاد رکھو دو فرقے ہیں ایک کافر دوسرے مومن۔ لہٰذا

اَلَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۬ؕ۔ جو کافر فرقہ ہے اس کے لئے عذاب شدید ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ۝٧

اور جو مومن ہیں اور نیک عمل کرنے والے ان کے لئے بخشش ہے اور بڑا ثواب۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ فاطر - پ ۲۲

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ فَاِنَّ اللّٰهَ يُضِلُّ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝٨

تو کیا وہ جسے اس کا عمل بد (اغوائے شیطانی سے) اچھا کر دکھایا اور وہ خواہش نفسانی کی پیروی کر کے اسے اچھا سمجھتا ہے بات یہ ہے کہ اللہ جسے چاہے گمراہ کر دے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے تو نہ جائے تمہاری جان ان پر افسوس کرتے کرتے بے شک اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۝٩

اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں چلاتا ہے پھر ہوائیں بادل ابھارتی ہیں تو ہانکتے ہیں ہم اس کو مردہ شہر کی طرف تو زندہ کرتے ہیں ہم اس سے زمین کو مرنے یعنی بنجر ہونے کے بعد ایسے ہی مردوں کا نشر ہوگا

Marfat.com

مَنۡ كَانَ يُرِيۡدُ الۡعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الۡعِزَّةُ جَمِيۡعًا ؕ اِلَيۡهِ يَصۡعَدُ الۡـكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالۡعَمَلُ الصَّالِحُ يَرۡفَعُهٗ ؕ وَالَّذِيۡنَ يَمۡكُرُوۡنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمۡ عَذَابٌ شَدِيۡدٌ ؕ وَمَكۡرُ اُولٰٓـئِكَ هُوَ يَبُوۡرُ ﴿۱۰﴾

جو عزت چاہتا ہے تو تمام عزت اللہ کے لئے ہے اسی کی طرف پہنچتی ہیں پاک باتیں اور نیک عمل اور جو مکر گانٹھتے ہیں گناہوں کے لئے ان کے لئے سخت سزا ہے اور ان کا مکر تمام کا تمام ملیامیٹ ہوگا

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمۡ مِّنۡ تُرَابٍ ثُمَّ مِنۡ نُّطۡفَةٍ ثُمَّ جَعَلَـكُمۡ اَزۡوَاجًا ؕ وَمَا تَحۡمِلُ مِنۡ اُنۡثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلۡمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنۡ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنۡقَصُ مِنۡ عُمُرِهٖۤ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰ لِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۱۱﴾

اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تمہیں کیا جوڑا جوڑا اور جس عورت کو حمل ہوتا ہے وہ نہیں جنتی مگر اللہ کے علم میں ہے اور جو کسی کی عمر زیادہ ہوتی ہے یا کم مگر سب کتاب میں ہے اور یہ سب اللہ پر مشکل نہیں بلکہ آسان ہے

وَمَا يَسۡتَوِى الۡبَحۡرٰنِ ۖ هٰذَا عَذۡبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلۡحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنۡ كُلٍّ تَاۡكُلُوۡنَ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡنَ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا ۚ وَتَرَى الۡـفُلۡكَ فِيۡهِ مَوَاخِرَ لِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۲﴾

اور برابر نہیں سمندر دونوں قسم کے، ایک میٹھا خوش ہضم خوشگوار ہے اس کا پانی ایک کھاری کڑوا اور باوجود اس کے تم کھاتے ہو دونوں سمندروں سے مچھلی جس کا تازہ گوشت ہوتا ہے اور اس میں سے زیور موتیوں کے نکالتے ہو جو پہنتے ہو اور کشتیاں تو دیکھتا ہے کہ سمندر میں پانی پھاڑتی چلی جاتی ہیں تاکہ تم خدا کا فضل تلاش کرو اور اللہ کے شکر گزار بنو

يُوۡلِجُ الَّيۡلَ فِى النَّهَارِ وَيُوۡلِجُ النَّهَارَ فِى الَّيۡلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجۡرِىۡ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ ذٰ لِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمۡ لَـهُ الۡمُلۡكُ ؕ وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ مَا يَمۡلِكُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِيۡرٍ ؕ ﴿۱۳﴾

داخل کرتا ہے رات کے حصہ کو دن میں اور دن کو رات میں اور سورج اور چاند کو اپنی تسخیر میں لے رکھا ہے یہ سب ایک مقرر وقت تک ہیں یہ ہے اللہ تمہارا رب جس کی سب ملک ہے اور وہ جو پوجتے ہیں اس کے سوا وہ کھجور کی جھلی پر بھی قبضہ نہیں رکھتے

اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡا دُعَآءَكُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَـكُمۡ ؕ وَيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ يَكۡفُرُوۡنَ بِشِرۡكِكُمۡ ؕ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثۡلُ خَبِيۡرٍ ﴿۱۴﴾ ع

اگر تم انہیں بلاؤ تو نہ سنیں گے تمہاری آواز اور اگر خود وہ سنیں تو جواب نہ دے سکیں گے اور قیامت کے دن انکار کریں گے تمہارے شرک سے اور وہ تمہیں نہیں بتاسکتے مثل اس خبیر کے

حل لغات دوسرا رکوع ـ سورۃ فاطر ـ پ ۲۲

اَ ـ کیا	فَمَنۡ ـ پھر جو آدمی کہ	زُيِّنَ ـ خوشنما معلوم ہوئے	لَهٗ ـ اس کو
سُوۡٓءُ ـ برے	عَمَلِهٖ ـ عمل اس کے	فَرَاٰهُ ـ تو دیکھا ان کو	حَسَنًا ـ اچھے

Marfat.com

فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ	یُضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے	مَنْ۔ جسے
یَّشَآءُ۔ چاہے	وَ۔ اور	یَھْدِیْ۔ ہدایت دیتا ہے	مَنْ۔ جسے
یَّشَآءُ۔ چاہے	فَلَا۔ تو نہ	تَذْھَبْ۔ چلی جائے	نَفْسُكَ۔ تیری جان
عَلَیْھِمْ۔ ان پر	حَسَرٰتٍ۔ افسوس کرتے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ
عَلِیْمٌ۔ جانتا ہے	بِمَا۔ جو وہ	یَصْنَعُوْنَ۔ کرتے ہیں	وَ۔ اور
اللّٰہُ۔ اللہ	الَّذِیْٓ۔ وہ ہے جس نے	اَرْسَلَ۔ بھیجا	الرِّیٰحَ۔ ہواؤں کو
فَتُثِیْرُ۔ تو اٹھاتی ہیں	سَحَابًا۔ بادل	فَسُقْنٰهُ۔ پھر لے جاتے ہیں ہم اس کو	
اِلٰی۔ طرف	بَلَدٍ۔ شہر	مَّیِّتٍ۔ مردہ کے	فَاَحْیَیْنَا۔ تو زندہ کیا ہم نے
بِهٖ۔ اس سے	الْاَرْضَ۔ زمین کو	بَعْدَ۔ بعد	مَوْتِهَا۔ اس کے مرنے کے
كَذٰلِكَ۔ اسی طرح ہے	النُّشُوْرُ۔ اٹھنا	مَنْ۔ جو	كَانَ۔ ہے
یُرِیْدُ۔ چاہتا	الْعِزَّةَ۔ عزت	فَلِلّٰهِ۔ تو اللہ ہی کے لئے ہے	الْعِزَّةُ۔ عزت
جَمِیْعًا۔ ساری	اِلَیْهِ۔ اسی کی طرف	یَصْعَدُ۔ چڑھتے ہیں	الْكَلِمُ۔ کلمات
الطَّیِّبُ۔ پاکیزہ	وَ۔ اور	الْعَمَلُ۔ عمل	الصَّالِحُ۔ نیک
یَرْفَعُهٗ۔ اٹھاتا ہے اس کو	وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَمْكُرُوْنَ۔ مکر کرتے ہیں
السَّیِّاٰتِ۔ برے	لَهُمْ۔ ان کے لئے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	شَدِیْدٌ۔ سخت
وَ۔ اور	مَكْرُ۔ مکر	اُولٰٓئِكَ۔ ان کا	هُوَ۔ وہ
یَبُوْرُ۔ برباد ہوگا	وَ۔ اور	اللّٰهُ۔ اللہ نے	خَلَقَكُمْ۔ پیدا کیا تم کو
مِّنْ تُرَابٍ۔ مٹی سے	ثُمَّ۔ پھر	مِنْ نُّطْفَةٍ۔ نطفہ سے	ثُمَّ۔ پھر
جَعَلَكُمْ۔ بنایا تم کو	اَزْوَاجًا۔ جوڑے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
تَحْمِلُ۔ حاملہ ہوتی	مِنْ اُنْثٰی۔ کوئی مادہ	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
تَضَعُ۔ جنتی	اِلَّا۔ مگر	بِعِلْمِهٖ۔ اس کے علم میں ہے	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	یُعَمَّرُ۔ عمر دیا جاتا	مِنْ مُّعَمَّرٍ۔ کوئی عمر رسیدہ	وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ۔
اور نہیں جو کسی کی عمر زیادہ ہوتی ہے یا کم		اِلَّا۔ مگر	فِیْ۔ بیچ
كِتٰبٍ۔ کتاب کے ہے	اِنَّ۔ بے شک	ذٰلِكَ۔ یہ	عَلَی۔ اوپر
اللّٰهِ۔ اللہ کے	یَسِیْرٌ۔ آسان ہے	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
یَسْتَوِی۔ برابر ہیں	الْبَحْرٰنِ۔ دو دریا	هٰذَا۔ یہ	عَذْبٌ۔ میٹھا ہے
فُرَاتٌ۔ خوش ہضم	سَآئِغٌ۔ خوشگوار ہے	شَرَابُهٗ۔ اس کا پانی	وَ۔ اور
هٰذَا۔ یہ	مِلْحٌ۔ نمکین ہے	اُجَاجٌ۔ کڑوا	وَ۔ اور

Marfat.com

مِنْ۔ ہر	كُلِّ۔ ایک میں سے	تَأْكُلُوْنَ۔ تم کھاتے ہو	لَحْمًا۔ گوشت
طَرِيًّا۔ تازہ	وَّ۔ اور	تَسْتَخْرِجُوْنَ۔ تم نکالتے ہو	حِلْيَةً۔ زیور کہ
تَلْبَسُوْنَهَا۔ پہنتے ہو اس کو	وَ۔ اور	تَرَى۔ دیکھتا ہے تو	الْفُلْكَ۔ کشتی کو
فِيْهِ۔ اس میں	مَوَاخِرَ۔ پانی پھاڑتی	لِتَبْتَغُوْا۔ تاکہ تم ڈھونڈو	مِنْ فَضْلِهٖ۔ اس کا فضل
وَ۔ اور	لَعَلَّكُمْ۔ تاکہ تم	تَشْكُرُوْنَ۔ شکر کرو	يُوْلِجُ۔ داخل کرتا ہے
الَّيْلَ۔ رات کو	فِي۔ بیچ	النَّهَارِ۔ دن کے	وَ۔ اور
يُوْلِجُ۔ داخل کرتا ہے	النَّهَارَ۔ دن کو	فِي۔ بیچ	الَّيْلِ۔ رات کے
وَ۔ اور	سَخَّرَ۔ تابع کیا	الشَّمْسَ۔ سورج	وَ۔ اور
الْقَمَرَ۔ چاند کو	كُلٌّ۔ ہر ایک	يَّجْرِيْ۔ چلتا ہے	لِاَجَلٍ۔ مدت
مُّسَمًّى۔ مقرر تک	ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے تمہارا	اللّٰهُ۔ اللہ	رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب
لَهُ۔ اسی کی	الْمُلْكُ۔ بادشاہی ہے	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جنہیں
تَدْعُوْنَ۔ تم پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا	مَا۔ نہیں	يَمْلِكُوْنَ۔ مالک ہیں
مِنْ قِطْمِيْرٍ۔ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے		اِنْ۔ اگر	تَدْعُوْ۔ تم پکارو
هُمْ۔ ان کو	لَا۔ نہ	يَسْمَعُوْا۔ سنیں گے	دُعَآءَ۔ پکار
كُمْ۔ تمہاری	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	سَمِعُوْا۔ سن بھی لیں تو
مَا۔ نہ	اسْتَجَابُوْا۔ جواب دیں	لَكُمْ۔ تم کو	وَ۔ اور
يَوْمَ۔ دن	الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	يَكْفُرُوْنَ۔ کفر کریں گے	بِشِرْكِكُمْ۔ تمہارے شرک کا
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	يُنَبِّئُكَ۔ بتائے گا تجھ کو	مِثْلُ۔ مثل
خَبِيْرٍ۔ خبر والے کے			

حل لغات نادرہ

اس رکوع میں بعض لغات دقیق ہیں انہیں اول سمجھ لینا ضروری ہے۔

لَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَيْهِمْ حَسَرٰتٍ۔ حَسَرٰتٍ مفعول لہ ہے تَذْهَبْ کا ای لِلْحَسَرَاتِ اور عَلَيْهِمْ صلہ ہے تَذْهَبْ کا۔ محاورہ ہے هَلَكَ عَلَيْهِ حُبًّا وَ مَاتَ عَلَيْهِ حُزْنًا۔ تو اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے: اے محبوب! ان کی جہالت پر افسوس کرتے کرتے کہیں آپ جان نہ دے دیں۔ بلکہ آپ صبر سے انتظار فرمائیں۔

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ

يَصْعَدُ بمعنی يَصِلُ ہے یعنی پہنچتا ہے۔

اور اَلْكَلِمُ چونکہ اسم جنس ہے اسی لئے اس کی صفت اَلطَّيِّبُ کا مذکر لانا جائز ہوا۔ اور یرفع کا فاعل محذوف اللہ ہے اور ضمیر منصوب راجع ہے اَلْعَمَلُ الصَّالِحُ کی طرف۔

Marfat.com

وَ الَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ۔ میں السَّیِّاٰتِ صفت ہے مفعول مطلق محذوف کی تو اس کے معنی یہ ہوں گے:
یَمْكُرُوْنَ مَكْرَ السَّیِّاٰتِ

هُوَ یَبُوْرُ کے معنی یَهْلِكُ وَ یَفْسُدُ۔ کے ہیں بمعنی رائیگاں۔

هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ۔ عَذْبٌ شیریں فُرَاتٌ وہ پانی جس سے تشنگی رفع ہو اور تشنگی کی تیزی مٹے سَآئِغٌ وہ جو اپنی شیرینی اور باذائقہ ہونے کی وجہ سے آسانی کے ساتھ گلے میں اتر جائے۔

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ۔ مِلْحٌ کھاری۔ اُجَاجٌ نہایت تلخ جو اپنے کھاری پنے کی وجہ سے گلا جلا دے۔

لَحْمًا طَرِیًّا۔ لحم گوشت طری تازہ اور یہاں لحم طری سے مراد مچھلی کا گوشت ہے۔

فِیْهِ مَوَاخِرَ۔ مَوَاخِرَ ماخرہ کی جمع ہے اور ماخراس کشتی کو کہتے ہیں جو چلنے میں آواز کرتی ہے۔ یا جو اپنے سینہ سے پانی پھاڑتی ہے یہ مشتق ہے مخر سے اور مخر کہتے ہیں پھاڑنے کو محاورہ ہے تَمْخَرُ الْبَحْرَ اَیْ تَشُقُّ۔

مِنْ قِطْمِیْرٍ۔ قِطْمِیْرٍ اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور کی گٹھلی پر ہوتی ہے اور عرب نے اس حقیر چیز پر ضرب المثل بنالیا جیسے اردو میں تل، رائی، رتی بولتے ہیں۔ اب مختصراً خلاصہ ملاحظہ کیجئے۔

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع - سورۃ فاطر - پ ۲۲

اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ؕ

تو کیا وہ جس کی نظر میں اس کا برا کام اچھا دکھایا گیا تو اس نے اسے بھلا سمجھا۔

ہدایت یافتہ کے برابر ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں برے کام کو اچھا سمجھنے والا ہدایت یافتہ کی طرح کیسے ہو سکتا ہے اس لئے کہ وہ تو بدکار سے بدرجہا بدتر ہے۔

اس لئے کہ برا کام کرنے والا اپنے اس کام کو برا جانتا ہے اور یہ اس برے کام کو اچھا سمجھتا ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول

یہ آیت کریمہ ابو جہل وغیرہ مشرکین مکہ کے حق میں نازل ہوئی جو اپنے مشرکانہ اور کفریہ جیسے قبیح افعال کو توسوس شیطانی سے اچھا سمجھتے تھے۔

ایک قول یہ ہے کہ آیہ کریمہ اصحاب بدعت گمراہ طریقہ پر چلنے والوں کے حق میں نازل ہوئی جن میں روافض وخوارج وغیرہ گمراہ فرقے داخل ہیں جو اپنی بداطواریوں کو اچھا جانتے تھے اور آج بھی جو ایسے ہیں وہ بھی انہیں میں داخل ہیں حتیٰ کہ مرزائی نجدی لامذہب۔ چکڑالوی پرویزی نیچری دہریئے اور شرابی جواری بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ البتہ وہ اس حکم میں داخل نہیں جو مرتکب کبائر تو ہیں مگر انہیں گناہ سمجھتے ہیں۔

فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ

اللہ جسے چاہے گمراہ کرے اور ہدایت دے جسے چاہے تو (اے حبیب! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان کی حالت پر) افسوس کرتے کرتے آپ اپنی جان نہ دیں۔

Marfat.com

اور اس کا رنج نہ فرمائیں کہ فلاں ایمان نہیں لایا اور حق قبول نہیں کیا اور ہدایت سے محروم رہا۔ خلاصہ یہ کہ آپ ان کے کفر و گمراہی سے ہلاک ہونے کا غم نہ فرمائیں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ⑧ ۔ اللہ ان کے کرتوت اور کوتک خوب جانتا ہے۔

اس کا بدلہ ہم ہی انہیں دیں گے۔ اس کے بعد اپنی کمال قدرت کا بیان فرما کر اپنا تعارف فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ الرِّيٰحَ فَتُثِيْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰى بَلَدٍ مَّيِّتٍ فَاَحْيَيْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨

اور اللہ وہ ہے جس نے ہوائیں چھوڑیں جو بادل اٹھاتی ہیں پھر اسے رواں کرتا ہے کسی مردہ خزاں رسیدہ شہر کی طرف (بلد میت سے مراد وہ آبادی ہے جس میں سبزہ اور کھیتی خشک ہوگئی ہو اور خشکی کی وجہ سے وہاں کی زمین بنجر اور مردہ ہو چکی ہو)

فَاَحْيَيْنَا بِهِ تو اس کے سبب ہم زندہ فرماتے ہیں زمین کو اس کے مردہ اور بنجر ہو جانے کے بعد۔ یعنی اس کا میت ہونا عدم تخضر اور سبزہ نہ رہنا ہے اور زندہ کرنا سرسبز و شاداب فرمانا ہے اور اسی شان قدرت کا نقشہ دکھا کر آگے ارشاد ہے:

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ۔ یونہی حشر میں تمہارا نشر یعنی مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے۔

چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک صحابی نے سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ انسان کو مرنے کے بعد کس طرح زندہ فرمائے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تیرا کبھی ایسے جنگل سے بھی گزر ہوا جو سرسبز و شاداب تھا اور وہاں سبزہ کا نشان بھی نہ رہا پھر دوبارہ جب وہاں سے گزرا تو اسے لہلہاتا ہوا اور سرسبز و شاداب پایا۔ عرض کیا بے شک ایسا دیکھنے میں آیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایسے ہی اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ فرمائے گا یہی اس کی شان قدرت کا مظاہرہ ہے۔ آگے ارشاد ہے:

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ۭ ۔ جو عزت کا خواہش مند ہے تو عزت تمام اللہ تعالیٰ کے ید قدرت میں ہے۔

دنیا و آخرت کی تمام عزتیں اس کے قبضہ قدرت میں ہیں جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ ۭ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۔ تو عزت کے طلبگار کو ہر قسم کی عزت اللہ عزوجل سے مانگنی چاہئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت رب العزت تبارک وتعالیٰ ہر روز فرماتا ہے کہ جسے عزت دارین کی خواہش ہے اسے چاہئے کہ وہ رب العزت کی اطاعت کرے اس لئے کہ ذریعہ عزت ایمان اور اعمال صالح ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے:

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ۭ

اسی کی طرف پہنچتا ہے پاکیزہ کلام اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔

یعنی نیک کلام اور نیک عمل محل قبول و رضا تک پہنچتا ہے اور پاکیزہ کلام سے مراد کلمہ توحید اور تسبیح و تحمید اور تکبیر ہے كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا۔

وَالَّذِيْنَ يَمْكُرُوْنَ السَّيِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ۭ وَمَكْرُ اُولٰۗىِٕكَ هُوَ يَبُوْرُ ⑩

اور وہ جو بری چالیں اور گناہ کرتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

Marfat.com

ایسے مکرو گناہ کرنے والوں سے مراد قریش ہیں جو دارالندوہ میں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے قید کرنے کے منصوبے کرتے اور قتل کے مکر اور داؤ چلاتے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جلاوطن کرنے کی تدابیر سوچتے تھے ان کا مفصل بیان سورۃ انفال میں ہو چکا ہے۔

وَمَكْرُ أُولَٰٓئِكَ هُوَ يَبُوْرُ ﴿١٠﴾ ۔ اور ان کا مکر برباد و رائیگاں ہوگا اور وہ اپنی چالوں میں کامیاب نہ ہوں گے۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی چالوں شرارتوں سے محفوظ رہے اور انہوں نے اپنے کرتوت کی بدر میں سزائیں پائیں قید بھی ہوئے اور قتل بھی کیے گئے اور مکہ معظمہ سے نکالے بھی گئے اس کے بعد تخلیق انسانی کی کیفیت کا بیان ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا ؕ

اور اللہ نے تمہیں بنایا مٹی سے (یعنی تمہاری اصل حضرت آدم صفی علیہ السلام سے ہے) اور وہ مٹی سے ہی مخلوق کیے گئے ہیں اور تم بھی مٹی سے پیدا کیے گئے (مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ) پھر پانی کی بوند یعنی نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا جوڑا کیا یعنی مرد اور عورت بنایا۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَمَا يُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ ؕ

اور جو بھی حمل رہے اور نہیں جنتی کوئی عورت مگر اس کے علم میں ہے اور جس بڑی عمر والے کو عمر دی جائے یا کسی کی عمر کم رکھی جائے یہ سب ایک کتاب میں ہے۔

یعنی لوح محفوظ میں۔ حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ معمر وہ ہے جس کی عمر ساٹھ سال تک ہو جائے اور کم عمر وہ ہے جو اس سے قبل انتقال کرے۔

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿١١﴾ ۔ بے شک اللہ کو آسان ہے۔

یعنی عمر بڑھانا گھٹانا اسے لوح محفوظ میں اجل و عمل کے ساتھ مکتوب فرمانا اس کی کمال قدرت کا ادنیٰ سا کرشمہ ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهٗ وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ؕ وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ

اور دونوں سمندر یکساں نہیں (بلکہ دونوں میں اتنا فرق ہے کہ) یہ میٹھا خوشگوار پینے والا ہے اور یہ کھاری کڑوا اور ہر ایک سمندر سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت مچھلی کا اور انہیں سمندروں میں سے نکالتے ہو گہنا، زیور موتیوں کا اور مرجان کا جو پہنے جاتے ہیں۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٢﴾

اور تو کشتیوں کو دیکھتا ہے کہ پانی چیرتی ہیں (دریا میں چلتے ہوئے آواز کرتی ہیں اور ایک ہی ہوا میں آتی ہیں اور جاتی بھی ہیں) تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو (اور اپنی تجارت کے ذریعہ نفع حاصل کرو) اور تاکہ تم شکر گزار ہو (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو مانو)

يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ

Marfat.com

رات لاتا ہے دن کے حصہ میں (تو دن بڑھ جاتا ہے) اور دن لاتا ہے رات کے حصہ میں (تو رات بڑھ جاتی ہے حتیٰ کہ بڑھنے والے دن یا رات کی مقدار پندرہ گھنٹے تک پہنچ جاتی ہے اور گھٹنے والا نو گھنٹہ کا رہ جاتا ہے) اور مسخر کئے اس نے چاند سورج۔ ہر ایک مقررہ میعاد تک چلتا ہے (یعنی روز قیامت تک تو جب قیامت آئے گی تو ان کا چلنا موقوف ہو جائے گا اور یہ نظام باقی نہ رہے گا)

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۭ﴿۱۳﴾

یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ملکیت مطلقہ ہے اور اس کے سوا جنہیں تم پوجتے ہو (بت وغیرہ) وہ دانہ خرما کی گٹھلی کی جھلی تک کے مالک نہیں۔

اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ

تم انہیں پکارو تو وہ تمہاری پکار نہ سنیں (کیونکہ وہ بے جان جماد محض ہیں)

وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ﴿۱۴﴾ۧ

اور بالفرض سن بھی لیں تو تمہاری حاجت روانہ کر سکیں (کیونکہ وہ اصلاً قدرت واختیار نہیں رکھتے) اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک اور پکارنے سے منکر ہوں گے) اور اظہار بیزاری کریں گے (اور کہہ دیں گے کہ ہم انہیں جانتے ہی نہیں) اور تمہیں کوئی خبر نہ دے سکے گا اس خبردار کی طرح (جو عَلِيْمٌۢ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ہے اسے دارین کے احوال اور بت پرستوں کی پرستش سب معلوم ہے)

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع ۔ سورۃ فاطر ۔ پ ۲۲

اَفَمَنْ زُيِّنَ لَهٗ سُوْۗءُ عَمَلِهٖ فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ ۔ کیا وہ جسے پسندیدہ ہوئے اس کے برے عمل

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیْ حُسِّنَ لَهُ عَمَلُهُ السَّیِّئُ۔

فَرَاٰهُ حَسَنًا ۭ ۔ تو وہ انہیں اچھا جانتا ہے فَاعْتَقَدَهُ بِسَبَبِ التَّزْيِيْنِ تو شیطان کے بہکائے سے برے افعال کو اچھا سمجھتا ہے خلاصہ مفہوم آیت یہ ہے:

اَ هُمَا اَیِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مُتَسَاوِیَانِ فَالَّذِیْ زُیِّنَ لَهُ الْکُفْرُ مِنْ جِهَةِ عَدُوِّهِ الشَّیْطَانِ فَاعْتَقَدَهُ حَسَنًا وَانْهَمَکَ فِیْهِ کَمَنْ اِسْتَقْبَحَهُ وَ اجْتَنَبَهُ وَاخْتَارَ الْاِیْمَانَ وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ اَیْ مَا هُمَا مُتَسَاوِیَانِ لِیَکُوْنَ الَّذِیْ زُیِّنَ لَهُ الْکُفْرُ کَمَنْ اِسْتَقْبَحَهُ۔

کیا وہ جو کافر ہوا اور وہ جو ایمان لایا اور عمل صالح کرتا رہا دونوں مساوی ہو سکتے ہیں تو جسے کفر اچھا معلوم ہوا شیطان کے توسوس سے اور اس نے اس کفر کے ساتھ اچھا اعتقاد کر لیا اور اسی میں منہمک ہو گیا اس جیسا نہیں ہو سکتا جو کفر کو قبیح جان کر اس سے مجتنب رہا اور اس نے ایمان اختیار کیا اور عمل صالح کئے۔ یعنی دونوں مساوی نہیں جسے کفر اچھا نظر آیا اور وہ جس نے کفر کو قبیح سمجھا۔

اور ایسی استفہام انکاری آیات قرآن کریم میں متعدد جگہ ہیں۔

جیسے اَفَمَنْ كَانَ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهٖ وَيَتْلُوْهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهٖ كِتٰبُ مُوْسٰٓى اِمَامًا وَّرَحْمَةً ۭ

Marfat.com

اَفَمَنْ یَّعْلَمُ اَنَّمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ اَعْمٰى ؕ-
اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ كَمَنْ مَّثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ۔
فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَیَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ ۖ٘

تو بے شک اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور ہدایت دیتا ہے جسے چاہے۔

تو جب ہدایت وضلالت مشیت الٰہی عزوجل کے ماتحت ہے تو اے حبیب! صلی اللہ علیک وآلک وسلم

فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ ؕ- آپ اپنی جان ان پر حسرت وافسوس کرتے ہوئے نہ دیں۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ حَرِیْصًا عَلٰی اِیْمَانِ الْقَوْمِ وَ اَنْ یُّسْلِکَ الضَّآلِّیْنَ فِیْ زُمْرَةِ الْمُهْتَدِیْنَ فَقِیْلَ لَهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِنْكَارِ - اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ مِنْ هٰذَیْنِ الْفَرِیْقَیْنِ كَمَنْ لَّمْ زُیِّنَ لَهٗ فَلَا بُدَّ اَنْ یَّقِرَّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِالنَّفْیِ بِالتَّقُّیِ وَ یَقُوْلُ لَا - فَحِیْنَئِذٍ یُّقَالُ لَهٗ فَاِذَا كَانَ كَذٰلِکَ فَلَا تَذْهَبْ نَفْسُكَ عَلَیْهِمْ حَسَرٰتٍ - فَاِنَّ اللّٰهَ یُضِلُّ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ فَقُدِّمَ وَ اُخِّرَ۔

بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حریص تھے اپنی قوم کے ایمان لانے پر اور آپ چاہتے تھے کہ ان گمراہوں کو ہدایت یافتہ لوگوں کے طریقہ پر چلائیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بر سبیل انکار ارشاد ہوا: اَفَمَنْ زُیِّنَ لَهٗ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ الخ ان دو فرقوں میں سے جس کا ایک ہدایت پر ہے دوسرا کافر کیا یہ دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔

تو لازمی طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے نفی میں ''لا'' ہی عرض کیا گیا تو اس موقع پر ارشاد ہوا کہ جب یہ بات ہے تو آپ ان کے مومن ہونے کی حرص نہ فرمائیں اور اپنی جان پاک ان کی حسرت میں ہلاک نہ کریں۔ اس لئے کہ جسے اللہ چاہے ہدایت پر لائے اور جسے چاہے گمراہ بنائے یہ تقدم وتاخر بطریق لف ونشر غیر مرتب کے ہے۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌۢ بِمَا یَصْنَعُوْنَ ۝۸ - بے شک اللہ ان کے کرتوت خوب جانتا ہے۔

لہٰذا اَلَّذِیْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ۔ جو کافر ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ كَبِیْرٌ۔ اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا اجر ہے۔

اس کا شان نزول بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ہے:

نَزَلَتْ فِیْ اَبِیْ جَهْلٍ وَّ مُشْرِكِیْ مَكَّةَ۔ یہ آیت مشرکین مکہ اور ابوجہل کے حق میں نازل ہوئی۔

وَ اَخْرَجَ جَرِیْرٌ عَنِ الضَّحَّاکِ اَنَّهَا نَزَلَتْ فِیْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَاَبِیْ جَهْلٍ حَیْثُ هَدَی اللّٰهُ عُمَرَ وَ اَضَلَّ اَبَا جَهْلٍ۔ جریر ضحاک سے راوی ہیں کہ یہ آیات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ابوجہل کے متعلق نازل ہوئیں کہ حضرت عمر کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور ابوجہل کو گمراہ کیا۔ آگے اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کا بیان ہے:

وَاللّٰهُ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨

اور اللہ وہ ہے جو ہوائیں بھیجتا ہے تو بادل چلاتا ہے تو سیراب فرماتا ہے مردہ شہروں کو کہ ہم اس کے ذریعہ زندہ کرتے ہیں زمین اس کے مرنے بنجر اور خشک ہو جانے کے بعد ایسے ہی مردوں کا نشر ہے۔

اس قسم کا بیان سورۃ روم میں بھی ہے: اَللّٰهُ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ فَتُثِیْرُ سَحَابًا۔

اور سورۃ اعراف میں بھی ہے: وَهُوَ الَّذِیْ یُرْسِلُ الرِّیٰحَ بُشْرًاۢ بَیْنَ یَدَیْ رَحْمَتِهٖ ؕ۔

فَسُقْنٰهُ اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ۔ سے مراد قطعہ زمین ہے جس پر سبزہ نہ ہو۔

میت کی تعریف کلیات ابو البقا کفوی میں ہے: اَلْمَیْتُ بِالتَّخْفِیْفِ هُوَ الَّذِیْ مَاتَ وَالْمَیِّتُ بِالتَّشْدِیْدِ وَالْمَائِتُ هُوَ الَّذِیْ لَمْ یَمُتْ بَعْدُ۔ میت اسے کہتے ہیں جو مر جائے اور میت اسے کہتے ہیں جو بعد میں نہ مرے جیسے سبزہ گھاس وغیرہ اس پر کسی شاعر نے بھی کہا ہے:

وَ مَنْ یَکُ ذَارُوْحٍ فَذَالِکَ مَیِّتٌ　　وَ مَا الْمَیْتُ اِلَّا مَنْ اِلَی الصَّبْرِ یُحْمَلُ

تو اِلٰی بَلَدٍ مَّیِّتٍ بِالتَّشْدِیْدِ اسی لئے ارشاد ہوا کہ وہ سرسبز ہو کر ہرا ابھرا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کی تفصیلی تحقیق ہم اول بیان کر چکے ہیں۔

فَاَحْیَیْنَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ؕ۔ تو ہم زندہ کرتے ہیں اس سے زمین کو اس کے مرنے کے بعد یعنی خشک ہونے کے بعد

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ بِالْمَطَرِ النَّازِلِ مِنْهُ الْمَدْلُوْلُ عَلَیْهِ السَّحَابُ فَاِنَّ بَیْنَهُمَا تَلَازُمًا فِی الذِّهْنِ کَمَا فِی الذِّهْنِ کَمَا فِی الْخَارِجِ اَوْ بِالسَّحَابِ فَاِنَّهٗ سَبَبُ السَّبَبِ وَاِحْیَآءُ الْاَرْضِ اِنْبَاتُ الشَّجَرِ وَالْکَلَاءِ فِیْهَا۔ یعنی بارش برسنے والی جو بادل سے آتی ہے وہ سبب ہوتی ہے زمین کی زندگی کا جسے سرسبزی کہتے ہیں جس سے چارہ گھاس پیدا ہوتا ہے۔

كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ ⑨ ۔ ایسے ہی تم زمین سے اٹھو گے۔

آیہ کریمہ میں پہلے اَحْیَیْنَا فرما کر اپنی ذات پاک کا تعارف کرایا اور اپنے افعال میں سے ایک فعل ارسال ریاح ظاہر کیا پھر گویا ارشاد ہوا:

اَنَا الَّذِیْ عَرَفْتَنِیْ سُقْتُ السَّحَابَ وَاَحْیَیْتُ الْاَرْضَ۔ اس کے پہلے جملہ میں اپنی تعریف فعل عجیب کے ساتھ فرمائی اور دوسرے جملہ میں تذکیر نعمت کی گئی۔ اور فرمایا اِنَّ کَمَا نِعْمَتَیِ الرِّیَاحُ وَالسُّحُبُ بِالسَّوْقِ وَالْاِحْیَاءِ۔

اور نہایہ ابن اثیر میں ہے: یُقَالُ نَشَرَ الْمَیِّتُ یَنْشُرُ نُشُوْرًا اِذَا عَاشَ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَنْشَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰی اَحْیَاهُ۔ نشر میت پر جب کہا جاتا ہے تو بعد موت زندہ کرنے کے معنی ہی ہوتے ہیں۔

وَ قَالَ الرَّاغِبُ قِیْلَ نَشَرَ اللّٰهُ تَعَالَی الْمَیِّتَ وَاَنْشَرَهُ بِمَعْنًی وَالْحَقِیْقَةُ اَنَّ نَشْرَ اللّٰهِ تَعَالَی الْمَیِّتَ یُسْتَعَارُ مِنْ نَشْرِ الثَّوْبِ اَیْ بَسْطِهٖ۔ نشر اللہ تعالیٰ کا میت کے لئے معنی میں مستعمل ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میت کا نشر بمعنی زندہ کرنا مستعار ہے نشر ثوب سے یعنی اس کے معنی کپڑا بچھانے کے ہیں۔

Marfat.com

وَالْمُرَادُ بِالنُّشُوْرِ هٰهُنَا اِحْيَاءُ الْاَمْوَاتِ فِيْ يَوْمِ الْحِسَابِ اور كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ سے مراد اس جگہ مردوں کا یوم قیامت زندہ کرنا ہے۔

گویا فرمایا کہ جیسے بادلوں کو اللہ تعالیٰ بنجر اور مردہ زمین کی طرف ہانکتا ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ روح اور حیات کو بدن انسان کی طرف ہانکے گا اور بدن مٹی میں ملا ہوا ہوگا جیسے گھاس وغیرہ خشک ہوکر زمین میں مل جاتی ہے اسی وجہ میں بعض کے نزدیک یہ باعتبار کیفیت تشبیہ ہے۔

چنانچہ ابن جریر وغیرہ عبداللہ بن مسعود سے راوی ہیں: قَالَ يَقُوْمُ مَلَكُ الصُّوْرِ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ فَيَنفُخُ فَلَا يَبْقٰى خَلْقٌ لِلّٰهِ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ تَعَالٰى اِلَّا مَاتَ ثُمَّ يُرْسِلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مَاءً كَمَنِيِّ الرِّجَالِ فَتَنْبُتُ اَجْسَامُهُمْ مِنْ ذٰلِكَ الْمَآءِ وَ قَرَءَ الْاٰيَةَ ثُمَّ يَقُوْمُ مَلَكٌ فَيَنفُخُ فِيْهِ فَتَنْطَلِقُ كُلُّ نَفْسٍ اِلٰى جَسَدِهَا۔

ملک صور آسمان وزمین کے مابین کھڑا ہوکر صور پھونکے گا جس سے اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے سب مر جائیں گے سوا اس ہستی کے جسے اللہ چاہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تحت عرش سے پانی مثل منی کے بھیجے گا تو اس سے اجسام اگیں گے پھر آیہ کریمہ تلاوت فرمائی پھر فرشتہ کھڑا ہوکر نفخ صور کرے گا تو ہر جان چلنے لگے گی اپنے جسم کی طرف۔

اور مسلم شریف کی حدیث میں مرفوعاً اس طرح ہے: يُنَزِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَطَرًا كَاَنَّهُ الطَّلُّ فَيَنْبُتُ اَجْسَادُ النَّاسِ وَ نَبَاةُ الْاَجْسَادِ مِنْ عُجْبِ الذَّنْبِ عَلٰى مَاوَرَدَ فِي الْاٰثَارِ۔ اللہ تعالیٰ مثل شبنم بارش فرمائے گا جس سے لوگوں کے اجسام اگیں گے اور اجساد کے اگنے کی ابتدا عجب ذنب یعنی ریڑھ کی ہڈی سے ہوگی جیسا کہ اکثر احادیث سے ثابت ہے۔

وَ قَالَ اَبُوْزَيْدِ الْوَقْوَاقِيُّ هُوَ جَوْهَرٌ فَرْدٌ يَبْقٰى مِنْ هٰذِهِ النَّشْاَةِ لَايَتَغَيَّرُ۔ ابوزید وقواقی کہتے ہیں کہ ہر مخلوق کے جسم سے ایک جوہر باقی رہتا ہے جو متغیر نہیں ہوتا۔ اس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی۔

اس کے علاوہ فلاسفہ کے بہت سے اقوال عجیب عجیب ہیں۔ منجملہ

ایک قول فلسفیوں کا یہ بھی ہے: هُوَ الْعَقْلُ الْهَيُوْلَانِيُّ۔ جس پر نشاۃ ثانی ہوگی وہ ہیولانی ہے۔ اور بعض نے کہا وہی ہیولا ہے۔

غزالی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّمَا هُوَ النَّفْسُ وَ عَلَيْهَا تَنْشَاُ النَّشْاَةُ الْاٰخِرَةُ۔ وہ نفس ہی ہے جس پر نشاۃ ثانیہ ہوگی وغیرہ وغیرہ بہت سے اقوال ہیں لیکن علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ اَيُّ حَاجَةٍ اِلَى التَّاوِيْلِ بَعْدَ التَّصْدِيْقِ بِقُدْرَةِ الْمَلِكِ الْوَهَّابِ جَلَّ شَانُهٗ۔ ان تاویلات بعیدہ کی کیا حاجت ہے جبکہ قدرت قادر کی ہم تصدیق کر چکے ہیں۔

لہٰذا بہرحال جیسے جس طرح اور جب چاہے وہ كَذٰلِكَ النُّشُوْرُ فرما چکا ہے لہٰذا مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے آگے ارشاد ہے جس میں عبدۃ الاوثان مشرکین کے اوہام باطلہ کا رد ہے کہ تم جن بتوں سے عزت حاصل کرنا چاہتے ہو یہ تمہارا وہم باطل ہے حیث قال سبحانہ

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا ؕ۔ جو عزت چاہے تو ہر قسم کی عزت اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

Marfat.com

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْعِزَّةُ الشَّرْفُ وَالْمَنَعَةُ مِنْ قَوْلِهِمْ اَرْضٌ عِزَازٌ اَیْ صَلْبَةٌ۔ عزت شرف دولت کو کہتے ہیں جیسے محاورہ میں اَرْض عِزاز بولتے ہیں یعنی سخت زمین۔

آیت کا شان نزول

یہ ہے کہ مشرکین بتوں سے عزت مانگتے تھے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لِّيَكُوْنُوْا لَهُمْ عِزًّا۔

اورارشاد ہے: الَّذِيْنَ يَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ؕ اَيَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا۔

یہاں بھی مشرکین کو فرمادیا گیا: فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا۔ گویا تنبیہ فرمادی گئی اور ارشاد ہوا مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ فَلْيَطْلُبْهَا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلِلّٰهِ وَحْدَهٗ لَا لِغَيْرِهِ الْعِزَّةُ فَهُوَ سُبْحَانَهٗ يَتَصَرَّفُ فِيْهَا كَمَا يُرِيْدُ۔ جو بھی عزت چاہے اسے چاہئے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہی ایک ذات ہے نہ کہ کوئی اور۔ اور وہی متصرف ہے جسے چاہے جسے چاہے عزت دے۔

اور اس بیان سے اس فرمان الٰہی عزوجل کی نفی نہیں ہوتی جو ارشاد ہے: وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ لِاَنَّ مَا لِلّٰهِ تَعَالٰی وَحْدَهُ الْعِزَّةُ بِالذَّاتِ وَ مَا لِلرَّسُوْلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْعِزَّةُ بِوَاسِطَةِ قُرْبِهٖ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ مَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ الْعِزَّةُ بِوَاسِطَةِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اس لئے کہ جو عزت صرف اللہ تعالیٰ کی وہ بالذات ہے۔

اور جو عزت حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے وہ بواسطہ قرب الٰہی عزوجل ہے۔

اور جو عزت مومنین کو ہے وہ بواسطہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ ؕ

اسی کی طرف چڑھتا ہے کلام طیب اور عمل صالح اسے بلند کرتا ہے۔

کلمہ طیبہ اللہ عزوجل کے حضور پہنچتا ہے اور نیک عمل اسے بلند کرتا ہے۔

اور کلمہ طیبہ سے کیا مراد ہے اس کے متعلق متعدد رائے ہیں۔

کشاف میں ہے: ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: کلمہ طیبہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور اسی پر مدار نجات ہے اور یہی وسیلہ نعیم مقیم ہے۔

اور ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی رحمہم اللہ وغیرہ کلمہ طیبہ کی تفسیر میں ذکر اللہ مطلقاً فرماتے ہیں۔

اور ایک قول ہے کلمہ طیبہ سے مراد سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا ہے۔

اور یہی ابن مردویہ، دیلمی ابو ہریرہ سے مروی ہے۔

ابن ابی حاتم شہر بن حوشب سے راوی ہیں کہ کلمہ طیبہ سے مراد قرآن کریم ہے۔

قول ہے کہ اس سے مراد ثناء حسن ہے جو مومنین صالحین کی کی جائے۔

Marfat.com

ایک قول ہے کہ کلمہ طیبہ سے وہ دعا مراد ہے جس میں کسی پر ظلم نہ ہو۔
اور صعود سے مراد قبول ہے۔
اور وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ کے یہ معنی ہیں کہ کلمہ طیب کو عمل صالح بلند کرتا ہے۔
اور ایک قول ہے کہ وَاللّٰهُ تَعَالٰی یَتَقَبَّلُ مِنْ کُلِّ مَنِ اتَّقَی الشِّرْکَ۔ اللہ تعالیٰ ہر اس کلمہ کو قبول فرماتا ہے جس میں شرک سے اجتناب ہو۔

اور ایک حدیث میں ہے: لَا یَقْبَلُ اللّٰهُ قَوْلًا اِلَّا بِعَمَلٍ وَلَا یَقْبَلُ قَوْلًا وَ عَمَلًا اِلَّا بِنِیَّةٍ وَ لَا یَقْبَلُ قَوْلًا وَّ عَمَلًا وَ نِیَّةً اِلَّا بِاِصَابَةِ السُّنَّةِ۔ اللہ کسی قول کو قبول نہیں فرماتا مگر عمل کے ساتھ اور کوئی قول و عمل قبول نہیں مگر نیت کے ساتھ اور قول و عمل اور نیت مقبول نہیں مگر اتباع سنت سے۔

وَالَّذِیْنَ یَمْكُرُوْنَ السَّیِّاٰتِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ
اور وہ جو برائی کے داؤ گانٹھتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

مکر السیئات سے مراد بقول ابو العالیہ ان لوگوں کی چالیں ہیں جو وہ دار الندوہ میں جمع ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف چلتے تھے جس کا تذکرہ دوسری جگہ فرمایا گیا: وَاِذْ یَمْكُرُ بِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِیُثْبِتُوْكَ اَوْ یَقْتُلُوْكَ اَوْ یُخْرِجُوْكَ۔ اس آیت کریمہ میں حکایت حال ماضیہ ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَمَكْرُ اُولٰٓئِكَ هُوَ یَبُوْرُ ⑩ ۔ اور ان کا مکر ہی برباد ہوگا۔
بوار کے اصل معنی انتہا کساد ہے یا ہلاک ہے۔ یہاں فساد سے استعارہ کیا گیا یعنی ان کا مکر فاسد ہوگا۔

اور وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ وَاللّٰهُ خَیْرُ الْمٰكِرِیْنَ میں اس امر کا اظہار ہے کہ ان کا مکر فاسد ہو جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کا مکر جو خفیہ تدبیر کے معنی میں ہے ایسا غالب آیا کہ انہیں مکہ معظمہ سے نکالا گیا قتل کیا گیا قید کیا گیا ان کی لاشیں قلیب بدر میں ڈالی گئیں۔ اب تخلیق انسانی پر کلام فرمایا گیا:

وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ جَعَلَكُمْ اَزْوَاجًا
اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر نطفہ سے پھر تمہیں جوڑا کیا۔

یہ دلیل ہے مسئلہ بعث و نشر پر اس میں فرمایا گیا کہ خلق آدم علیہ السلام کے ساتھ تمہاری تخلیق اجمالی فرما کر پھر تخلیق تفصیلی نطفہ سے فرمائی پھر تمہاری قسمیں ذکور و اناث میں بنائیں جیسا کہ دوسری جگہ میں ارشاد ہے: اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا۔

اور ابن ابی حاتم سدی سے اور قتادہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَدَّرَ بَیْنَكُمُ الزَّوْجِیَّةَ وَ زَوَّجَ بَعْضَكُمْ بَعْضًا۔ زوجیت مقدر فرما کر بعض کو بعض کا جوڑا بنایا۔

وَمَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَلَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ۔ اور کوئی حاملہ نہیں ہوتی اور بچہ نہیں جنتی مگر اللہ کے علم میں ہے۔
وَمَا یُعَمَّرُ مِنْ مُّعَمَّرٍ وَّلَا یُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖٓ اِلَّا فِیْ كِتٰبٍ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ یَسِیْرٌ ⑪
اور نہیں عمر پاتا کوئی معمر اور نہیں کمی ہوتی کسی کی عمر میں مگر وہ کتاب میں ہے اور اللہ تعالیٰ پر یہ آسان ہے۔
معمر کی تعریف میں آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَالْمُعَمَّرُ هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ عُمُرًا طَوِیْلًا اَوْ قَصِیْرًا۔ معمر

وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ عمر طویل دے یا قصیر وَ لَا مَانِعَ اَنْ یَّكُوْنَ الْمُعَمَّرُ وَ مَن یُّنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ شَخْصًا وَّاحِدًا۔ اوراس میں کوئی مانع نہیں کہ کوئی طویل عمر ہو یا جس کی عمر میں کمی ہو اس سے مراد یہ ہے کہ ایک شخص کی عمر سو سال کی لکھی گئی پھر اس کے نیچے لکھ دیا گیا کہ ایک دن یا دو دن اس پر گزریں۔

ایک قول یہ ہے کہ کمی یا زیادتی عمر میں باعتبار اسباب مختلفہ ہوتی ہے اور یوں لوح محفوظ میں لکھی ہوتی ہے چنانچہ ایسا ہی حدیث میں ہے: اَلصَّدَقَةُ تَزِيْدُ فِي الْعُمُرِ۔ صدقہ عمر میں ترقی کر دیتا ہے یہ اسباب مختلفہ کی صورت ہے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ اَحَدٌ مُّعَمَّرًا اَیْ مُزَادًا فِيْ عُمُرِهٖ اِذَا عَمِلَ عَمَلًا وَّ يُنْقَصُ مِنْ عُمُرِهٖ اِذَا لَمْ يَعْمَلْهُ وَ هٰذَا لَا يَلْزَمُ مِنْهُ تَغْيِيْرُ التَّقْدِيْرِ لِاَنَّهٗ فِيْ تَقْدِيْرِهٖ تَعَالٰى مُعَلَّقٌ۔ یہ جائز ہے کہ ایک شخص کی عمر بڑی ہو تو اس کی عمر اور بڑی ہو سکتی ہے جبکہ وہ عمل صالح کرے اور عمر میں نقص آسکتا ہے اگر وہ نیک عمل نہ کرے اور اس تغیر و تبدل سے تغییر تقدیر لازم نہیں آتی اس لئے کہ اس کے لئے تقدیر اللہ میں ایسا ہی معلق تھا۔

وَ لِذَا جَازَ الدُّعَآءُ بِطُوْلِ الْعُمُرِ۔ اسی لئے طول عمر کی دعا جائز ہے۔

وَ قَالَ كَعْبٌ لَّوْ اَنَّ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ دَعَا اللّٰهَ تَعَالٰى اَخَّرَ اَجَلَهٗ۔ کعب احبار فرماتے ہیں کہ اگر عمر رضی اللہ عنہ دعا کرتے تو یقیناً ان کی موت کا وقت مؤخر ہو جاتا۔ اور فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّ لَا يَسْتَقْدِمُوْنَ کے خلاف بھی نہ ہوتا اس لئے کہ اجل مشیت الٰہی عزوجل پر موقوف ہے اور یہی تقدیر ہے تو اگر مشیت میں طوالت عمر دعا پر معلق ہوتی تو آپ دعا کرتے اور طوالت عمر معلق بالدعا نہ تھی تو دعا بھی نہیں کی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ الصَّدَقَةَ وَ الصِّلَةَ تَعْمُرَانِ الدِّيَارَ وَ تَزِيْدَانِ فِي الْاَعْمَارِ۔ صدقہ اور صلہ رحمی گھروں کو آباد کرتے ہیں اور عمریں بڑھاتے ہیں۔ یعنی عمر میں برکت ہوتی ہے۔

اور اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ سے مراد لوح محفوظ ہے كَمَا قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا هُوَ اللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ۔ اور بعض نے کہا کتاب سے مراد صحیفہ انسان ہے۔

چنانچہ ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ سے مروی ہے کہ حضرت حذیفہ بن اسید الغفاری فرماتے ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُ الْمَلَكُ عَلَى النُّطْفَةِ بَعْدَ مَا تَسْتَقِرُّ فِي الرَّحِمِ بِاَرْبَعِيْنَ اَوْ بِخَمْسِيْنَ اَوْ بِخَمْسٍ وَّ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ اَشَقِيٌّ اَمْ سَعِيْدٌ اَذَكَرٌ اَمْ اُنْثٰى فَيَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ يَكْتُبُ ثُمَّ يُكْتَبُ عَمَلُهٗ وَ رِزْقُهٗ وَ اَجَلُهٗ وَاَثَرُهٗ وَ مُصِيْبَتُهٗ ثُمَّ تُطْوَى الصَّحِيْفَةُ فَلَا يُزَادُ فِيْهَا وَ لَا يُنْقَصُ مِنْهَا۔

ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ حضرت حذیفہ بن اسید غفاری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ (صحیفة الانسان) یہ ہے کہ فرشتہ بعد استقرار حمل کے چالیس دن یا پچاس یا پینتالیس رات گزر جانے کے بعد نطفہ پر آتا ہے اور وہ بارگاہ رب الارباب میں عرض کرتا ہے الٰہی اسے شقی لکھوں یا سعید، مرد لکھوں یا عورت تو جو حکم ہوتا ہے وہی وہ لکھ دیتا ہے پھر اس کا عمل اس کا رزق اور عمر اور اثرات زندگی اور مصائب وغیرہ سب لکھ دیتا ہے پھر وہ صحیفہ لپیٹ دیا جاتا ہے اس سے کم زیادہ کچھ نہیں ہوتا اور اس نظام حیات کو بیان فرما کر ارشاد ہوا:

اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ﴿۱۱﴾ بے شک یہ اللہ پر آسان ہے۔

Marfat.com

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ علل واسباب سے مستغنی ہے اور ایسے بعث ونشر بھی اس پر آسان ہے اب آگے ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرٰنِ ۖ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ

اور دو دریا مساوی نہیں یہ عذب ہے پاک ستھرا ہے۔ فرات مسکن عطش اور مزیل تشنگی ہے۔

علامہ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْفُرَاتُ الْمَآءُ الْعَذْبُ۔ فرات اور ماء عذب ایک ہی چیز ہے۔

سَآئِغٌ شَرَابُهٗ۔ سَهْلُ الْاِنْحِدَارِ۔ جو حلق میں آسانی سے اترنے والا ہے۔

وَهٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ ۔ اور یہ نمکین ہے کڑوا۔ ارباب لغت مِلْحٌ اور مَالِحٌ میں فرق کرتے ہیں۔ ملح وہ پانی ہے جو قدرتی طور پر سمندر کے پانی کی طرح کھاری اور کڑوا ہو اور مالح وہ پانی ہے جس میں نمک ڈال کر اس کا ذائقہ بدلا جائے۔

اور اُجَاجٌ اسے کہتے ہیں جو شدید الملوحۃ اور شدید المرارت ہو یعنی وہ پانی جو اپنی ملوحت سے گلا جلا ڈالے۔ یہ مثال اللہ تعالیٰ نے کافر اور مومن پر دی آگے ارشاد ہے:

وَمِنْ كُلٍّ تَاْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا۔ اور کڑوے میٹھے پانی سے تم کھاتے ہو تازہ گوشت۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیْ غَضًّا جَدِیْدًا وَ هُوَ السَّمَکُ۔ تازہ بتازہ گوشت یعنی مچھلی۔

اس پر مالک اور ثوری رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ آیہ کریمہ سے یہ استدلال ہوتا ہے کہ لحم طری اور لحم البقر دونوں علیحدہ ہیں اس لئے کہ لحم طری سے مراد مچھلی ہے اور لحم سے مراد ذبیحہ گاؤ اور دابہ ہے بناء بریں مَنْ حَلَفَ لَا یَاْکُلُ لَحْمًا وَ اَکَلَ السَّمَکَ لَا یَحْنِثُ۔ جو قسم کھائے کہ گوشت نہیں کھائے گا اور مچھلی کھالے تو اس پر حنث یمین لازم نہیں آئے گا۔

وَ لِذٰلِکَ لَا یَحْنِثُ مَنْ حَلَفَ لَا یَرْکَبُ دَابَّةً فَرَکِبَ کَافِرًا مَعَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی سَمَّاهُ دَابَّةً فِیْ قَوْلِهٖ اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ اسی وجہ میں حانث نہ ہوگا جو قسم کھائے کہ دابہ پر سوار نہ ہوگا اور کافر پر سوار ہو جائے باآنکہ اللہ تعالیٰ نے کافر کو فرمایا: اِنَّ شَرَّ الدَّوَآبِّ عِنْدَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تو دابہ کافر بھی ہے مگر قسم میں مراد کافر نہیں بنابریں حانث نہ ہوگا۔

وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا ۚ۔ اور نکالتے ہو اس دریا سے زیورات کہ اسے پہنتے ہو۔

وَالْحِلْیَةُ الَّتِیْ تُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ الْمِلْحِ اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ وَ یَلْبَسُ ذٰلِکَ الرِّجَالُ وَالنِّسَآءُ وَ اِنِ اخْتَلَفَتْ کَیْفِیَّةُ اللُّبْسِ۔ اور حلیہ وہ زیور ہے جو کھاری سمندر سے موتی اور مونگا نکال کر زیور کی شکل میں استعمال ہوتا ہے اگرچہ ان کے پہننے کے طریقے علیحدہ ہیں۔

وَ لَا نَعْلَمُ حِلْیَةً تُسْتَخْرَجُ مِنَ الْبَحْرِ الْعَذْبِ۔ اور میٹھے سمندر سے یہ زیور موتی مونگا ہم نے نکالتے نہیں دیکھا حالانکہ اللہ تعالیٰ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ فرما رہا ہے یہ بطور مقاربت ارشاد ہے یا جیسے مچھلی کی ہڈی سے تلوار کا قبضہ بھی بنتا ہے اور وہ میٹھے کھاری دونوں دریاؤں سے نکالی جاتی ہے اور مچھلی کی ہڈی سے زیورات بھی بنتے ہیں۔

اور علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا مَانِعَ مِنْ اَنْ یَّخْرُجَ اللُّؤْلُؤُ مِنَ الْمِیَاهِ الْعَذْبِ وَاِنْ لَّمْ یُرَهٗ۔ ناممکن تو یہ بھی نہیں کہ موتی میٹھے پانی سے بھی نکلتے ہوں اگرچہ دیکھے نہیں گئے۔

وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۱۲﴾

Marfat.com

اور تو کشتی دیکھتا ہے کہ اس میں اس کے چلتے وقت پانی چیرے جانے کی آواز ہے (جسے عربی میں شواق الماء کہتے ہیں)
راغب کہتے ہیں: یُقَالُ مَخَرَتِ السَّفِیْنَۃُ مَخْرًا وَّ مُخُوْرًا اِذَا شَقَّتِ الْمَاءَ بِجُؤْجُئِھَا۔ جب پانی اپنی حرکت میں کشتی سے پھٹتا جاتا ہے اسے مَخَرَتِ السَّفِیْنَۃَ کہتے ہیں۔
اور صاحب کشاف رحمہ اللہ کہتے ہیں: یُقَالُ مَخَرَتِ السَّفِیْنَۃُ الْمَآءَ وَ یُقَالُ لِلسَّحَابِ لِیَأت مَخْرًا لِاَنَّھَا تَمْخَرُ الْھَوَآءَ وَالسُّفُنَ الَّذِیْ اِشْتَقَّتْ مِنْہُ السَّفِیْنَۃُ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمَخْرِ لِاَنَّھَا لَتَضُنُّ الْمَآءَ کَاَنَّھَا تُقَشِّرُہٗ کَمَا تَمْخَرُہٗ۔

اور ایک قول ہے کہ اَلْمَخْرُ صَوْتُ جَرْیِ الْفُلْکِ۔ مخر کشتی کے چلنے سے جو پانی میں آواز ہوتی ہے اسے کہتے ہیں چنانچہ سورہ نحل میں بھی ہے: وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ
وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ۔ اور تاکہ ڈھونڈ و اس کے فضل سے۔
اس ملک سے اس ملک میں سفر کر کے اپنے تجارتی منافع حاصل کرو۔ اور
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ۔ اور تاکہ تم شکر کرو ہماری نعمتوں پر آگے ارشاد ہے:
يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ۔
داخل کرتا ہے رات کا حصہ دن میں اور داخل کرتا ہے دن کا حصہ رات میں۔ یعنی کبھی دن بڑا کر دیتا ہے کبھی رات طویل فرما دیتا ہے۔
وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ڮ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
اور سورج اور چاند مسخر فرمائے کہ ہر ایک چل رہا ہے ایک مقررہ مدت تک۔
یعنی ان کا طلوع و غروب قیامت تک کے لئے ہے یا سورج کی مدت سیر ایک سال ہے اور چاند کی سیر ایک ماہ مقرر ہے
آگے ارشاد ہے:
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ؕ ⑬
یہ تمہارا اللہ ہے جو رب ہے تمہارا اسی کی ملک ہے اور وہ جو اس کے سوا پوجتے ہو وہ مالک نہیں خرما کی گٹھلی کے چھلکے برابر
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ کے یہ معنی ہیں: ذٰلِکُمُ الْعَظِیْمُ الشَّانِ الَّذِیْ اَبْدَعَ ھٰذِہِ الصَّنَائِعَ الْبَدِیْعَۃَ۔ یہ وہ اللہ ہے جس کی عظیم شانیں اس کی صنعت کمال سے ظاہر ہیں کہیں میٹھے کڑوے سمندر بنائے اور کہیں ان میں سے موتی اور مرجان نکال کر پہننے کے زیور پیدا کیے کہیں سمندر میں کشتی جہاز چلائے جو آوازیں دیتے ہیں پانی چیرتے چلتے ہیں جس کے ذریعہ تم اپنی تجارتوں میں ترقی کر رہے ہو کہیں اپنی شیون قدرت سے رات دن میں داخل کر کے دن بڑا کیا کہیں دن رات میں ڈال کر رات بڑھائی۔
پھر چاند سورج ایسے مسخر کیے کہ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ۔ ہر ایک اپنے اپنے محور پر چل رہا ہے۔ چنانچہ سورج سال بھر میں اپنا دورہ ختم کرتا ہے اور چاند وہی دورہ ایک ماہ میں پورا کر لیتا ہے اور ان کے دورے ایک مقررہ وقت تک ہیں جو قیامت تک ہے جب وہ دن آئے گا ختم ہو جائیں گے۔

یہ سب شانیں تمہارے رب جل مجدہ کی ہیں جو لائق پرستش ہے اور جنہیں مشرک پوجتے ہیں ان میں شان مالکیت کھجور

Marfat.com

کی گٹھلی کی جھلی پر بھی نہیں۔

قِطۡمِیۡرٍ۔ عربی زبان میں خرمے کی گٹھلی پر جو جھلی ہوتی ہے اسے کہتے ہیں مَا اَخۡرَجَ ابۡنُ جَرِیۡرٍ وَغَیۡرُہٗ عَنۡ مُجَاھِدٍ لِفَافَۃُ النَّوَاۃِ وَ ھِیَ الۡقِشۡرُ الۡاَبۡیَضُ الرَّقِیۡقُ الَّذِیۡ بَیۡنَ التَّمۡرِ وَالنَّوَاۃِ۔

اور ابن جریر، ابن منذر رحمہما اللہ کہتے ہیں: قطمیر وہ ہے جو کھجور کے سر پر ایک ٹوپی ہوتی ہے اِنَّہُ الۡقَمۡعُ الَّذِیۡ ھُوَ عَلٰی رَأۡسِ التَّمۡرَۃِ۔

اور عبد بن حمید قتادہ رحمہما اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ چھلکا ہے جو کھجور کی گٹھلی کے سر پر ہوتا ہے۔

ایک قول ہے کہ وہ لہسن کا چھلکا ہے ھُوَ قِشۡرُ الثُّوۡمِ۔

بہر حال اس سے مراد کم سے کم مقدار و مالیت کی چیز ہے گویا جیسے اردو میں بولتے ہیں وہ تو ذرہ بھر کا بھی مالک نہیں ایسے ہی مَا یَمۡلِکُوۡنَ مِنۡ قِطۡمِیۡرٍ فرما کر یہ بتانا مقصود ہے کہ معبودان باطل باطل محض ہیں ان کی پوجا پاٹ بھی باطل ہے۔ معبود حقیقی وہی ذات ہے جو منفرد بالالوہیت ہے جو ایک اور صرف ایک ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے۔

اِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ لَا یَسۡمَعُوۡا دُعَآءَکُمۡ ۚ وَلَوۡ سَمِعُوۡا مَا اسۡتَجَابُوۡا لَکُمۡ ؕ وَیَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ یَکۡفُرُوۡنَ بِشِرۡکِکُمۡ ؕ وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثۡلُ خَبِیۡرٍ ﴿۱۴﴾

اور اگر تم انہیں پکارو تو تمہاری پکار نہ سن سکیں (اور اگر پوجو تو تمہاری پوجا سے وہ بے خبر ہیں) اور اگر سن بھی لیں تو تمہاری حاجت پوری نہ کر سکیں اور بروز قیامت تمہاری پوجا پاٹ شرک سے وہ منکر ہوں گے۔

یعنی اگر بروز قیامت اللہ تعالیٰ بتوں کو بولنے کی استعداد دے بھی دے تو وہ کہیں مَّا کُنۡتُمۡ اِیَّانَا تَعۡبُدُوۡنَ۔ تم ہماری پوجا ہی نہ کرتے تھے۔

آیہ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ملائکہ علیہم السلام کے قول کو بیان فرمایا جو پچھلی سورت سبا میں آچکا ہے۔

وَیَوۡمَ یَحۡشُرُهُمۡ جَمِیۡعًا ثُمَّ یَقُوۡلُ لِلۡمَلٰٓئِکَةِ اَهٰۤؤُلَآءِ اِیَّاکُمۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ اَنۡتَ وَلِیُّنَا مِنۡ دُوۡنِهِمۡ ۚ بَلۡ کَانُوۡا یَعۡبُدُوۡنَ الۡجِنَّ ۚ اَکۡثَرُهُمۡ بِهِمۡ مُّؤۡمِنُوۡنَ ﴿۴۱﴾

جس دن ہم سب کو محشور فرمائیں گے پھر فرمائیں گے ملائکہ سے کیا یہ تمہیں پوجتے تھے۔ سب ملائکہ عرض کریں گے الٰہی! تیرے وجہ منیر کو پاکی ہے تو ہی ہمارا مالک ہے بلکہ یہ تو جنوں کی پوجا کرتے تھے اور انہی پر ان کا ایمان تھا۔

وَلَا یُنَبِّئُکَ مِثۡلُ خَبِیۡرٍ ﴿۱۴﴾۔

اور یہ اس خبیر و بصیر کی طرح تجھے اے سننے والے خبر نہیں دے سکتے۔ یُنَبِّئُکَ میں خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی ہو سکتا ہے۔

اور لَا یُخۡبِرُکَ اَیُّھَا السَّامِعُ بھی جائز ہے۔

بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے ہی عطا ہوا اور ہر سننے والے کو جو کچھ معلومات ہوتی ہیں وہ تمام اس خبیر و علیم بصیر و سمیع کی طرف سے ہی ہیں۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع-سورۃ فاطر-پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾
اے لوگو! تم محتاج ہو اللہ کے اور اللہ ہی غنی ہے اور سراہا گیا

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ ۚ
اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور لے آئے نئی مخلوق

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾
اور یہ اللہ پر دشوار نہیں

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ۭ اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَيْبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَمَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا يَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ۭ وَاِلَى اللّٰهِ الْمَصِيْرُ ﴿۱۸﴾
اور نہیں کوئی بوجھ اٹھانے والی جان جو دوسرے کا بوجھ اٹھائے اور اگر بلائے اپنا بوجھ اٹھانے کو اپنے بوجھ کی طرف تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ اٹھائے گا اگر چہ وہ قریبی رشتہ دار ہو اے محبوب تمہارا ڈر سنانا انہیں کے لئے مفید ہے جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا ہو تو اپنی جان کے لئے ستھرا ہو اور اللہ کی طرف پھرنا ہے

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ﴿۱۹﴾ ۙ
اور نہیں برابر اندھا اور آنکھ والا

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ ۙ
اور نہیں برابر اندھیریاں اور نور

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ ۚ
اور نہیں سایہ اور تیز دھوپ

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾
اور نہیں برابر زندہ اور مردے بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور نہیں تم اپنی قوت سے سنانے والے قبر والوں کو۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِيْرٌ ﴿۲۳﴾
تو تم ڈر ہی سنانے والے ہو

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا ۭ وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ﴿۲۴﴾
بے شک ہم نے بھیجا تمہیں حق کے ساتھ خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور کوئی گروہ نہیں مگر ہم نے ان میں ڈر سنانے والا بھیجا

وَاِنْ يُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِيْرِ ﴿۲۵﴾
اور اگر تمہیں یہ جھٹلائیں تو تم سے پہلے بھی جھٹلائے گئے ہیں جب ان میں ان کے رسول آئے روشن دلیلیں لے کر اور صحیفے اور چمکتی کتاب لے کر

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ ﴿۲۶﴾ ع
پھر میں نے کافروں کو پکڑا تو کیسا ہوا ان کے انکار کا انجام

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ فاطر۔پ ۲۲

يٰۤاَيُّهَا۔اے	النَّاسُ۔لوگو	اَنْتُمُ۔تم	الْفُقَرَآءُ۔محتاج ہو
اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ
هُوَ۔وہی ہے	الْغَنِيُّ۔بے نیاز	الْحَمِيْدُ۔تعریف کیا گیا	اِنْ۔اگر
يَّشَاْ۔چاہے	يُذْهِبْكُمْ۔لے جائے تم کو	وَ۔ اور	يَاْتِ۔لے آئے
بِخَلْقٍ۔مخلوق	جَدِيْدٍ۔نئی	وَ۔اور	مَا۔نہیں
ذٰلِكَ۔یہ	عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	بِعَزِيْزٍ۔مشکل
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَزِرُ۔اٹھائے گی	وَازِرَةٌ۔کوئی جان
وِّزْرَ۔بوجھ	اُخْرٰى۔دوسرے کا	وَ۔اور	اِنْ۔اگر
تَدْعُ۔پکارے	مُثْقَلَةٌ۔کوئی بوجھل	اِلٰى۔طرف	حِمْلِهَا۔اپنے بوجھ کی
لَا۔نہ	يُحْمَلْ۔اٹھایا جائے	مِنْهُ۔اس سے	شَيْءٌ۔کچھ
وَّ۔اور	لَوْ۔اگرچہ	كَانَ۔ہو وہ	ذَا قُرْبٰى۔رشتہ دار
اِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں	تُنْذِرُ۔تو ڈراتا ہے	الَّذِيْنَ۔ان کو جو	يَخْشَوْنَ۔ڈرتے ہیں
رَبَّهُمْ۔اپنے رب سے	بِالْغَيْبِ۔بن دیکھے	وَ۔اور	اَقَامُوا۔قائم کرتے ہیں
الصَّلٰوةَ۔نماز	وَ۔اور	مَنْ۔جو	تَزَكّٰى۔پاک ہوا
فَاِنَّمَا۔تو وہ	يَتَزَكّٰى۔پاک ہوا	لِنَفْسِهٖ۔اپنی جان کے لئے	وَ۔اور
اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	الْمَصِيْرُ۔لوٹنا ہے	وَ۔اور
مَا۔نہیں	يَسْتَوِي۔برابر	الْاَعْمٰى۔اندھا	وَ۔اور
الْبَصِيْرُ۔دیکھنے والا	وَ۔اور	لَا۔نہ	الظُّلُمٰتُ۔اندھیرے
وَ۔اور	لَا۔نہ	النُّوْرُ۔روشنی	وَ۔اور
لَا۔نہ	الظِّلُّ۔سایہ	وَ۔اور	لَا۔نہ
الْحَرُوْرُ۔گرمی	وَ۔اور	مَا۔نہیں	يَسْتَوِي۔برابر
الْاَحْيَآءُ۔زندے	وَ۔اور	لَا۔نہ	الْاَمْوَاتُ۔مردے
اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	يُسْمِعُ۔سناتا ہے	مَنْ۔جسے
يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	مَآ۔نہیں	اَنْتَ۔تو
بِمُسْمِعٍ۔سنانے والا	مَّنْ۔اسے جو	فِي۔بیچ	الْقُبُوْرِ۔قبروں کے ہیں
اِنْ۔نہیں	اَنْتَ۔تو	اِلَّا۔مگر	نَذِيْرٌ۔ڈرانے والا
اِنَّآ۔بے شک ہم نے	اَرْسَلْنٰكَ۔بھیجا تجھ کو		بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ

Marfat.com

بَشِيْرًا۔ خوش خبری دیتا	وَّ۔ اور	نَذِيْرًا۔ ڈرسناتا	وَ۔ اور
اِنْ۔ نہیں	مِّنْ اُمَّةٍ۔ کوئی امت	اِلَّا۔ مگر	خَلَا۔ گزرا
فِيْهَا۔ اس میں	نَذِيْرٌ۔ ڈرانے والا	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر
يُّكَذِّبُوْ۔ جھٹلائیں	كَ۔ تجھ کو	فَقَدْ۔ تو بے شک	كَذَّبَ۔ جھٹلایا
الَّذِيْنَ۔ انہوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے		جَآءَتْهُمْ۔ آئے ان کے پاس
رُسُلُهُمْ۔ ان کے رسول	بِالْبَيِّنٰتِ۔ روشن دلائل	وَ۔ اور	بِالزُّبُرِ۔ صحیفوں
وَ۔ اور	بِالْكِتٰبِ۔ کتاب	الْمُنِيْرِ۔ روشن لے کر	ثُمَّ۔ پھر
اَخَذْتُ۔ پکڑا میں نے	الَّذِيْنَ۔ ان کو جو	كَفَرُوْا۔ کافر تھے	فَكَيْفَ۔ تو کیسا
كَانَ۔ ہوا	نَكِيْرِ۔ میرا انکار		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ فاطر۔ پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾

اے لوگو! تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ غنی سراہا گیا ہے۔

یہاں اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ سے یہ مراد ہے کہ تم سب اللہ کے فضل واحسان کے حاجت مند ہو اور تمام مخلوق اسی کی محتاج ہے۔ حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلق اس کی ہر طرح محتاج ہے اور حقیقت یہی ہے کہ سب کی ہستی و بقا اسی کے کرم سے ہے۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ﴿۱۶﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾

اگر وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور فنا کردے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ تعالیٰ پر کچھ دشوار نہیں۔

یعنی اگر وہ چاہے تو تمہیں معدوم اور فنا کردے کیونکہ وہ بے نیاز ہے اور غنی بالذات ہے اور تمہارے بجائے جو مطیع و فرمانبردار ہو، اسے لے آئے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ۔ اور کوئی جان بوجھ اٹھانے والی دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی۔

مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن ہر ایک کا گناہ اسی کے ذمہ ہوگا جو اس نے کیے اور کوئی جان کسی دوسرے کے عوض گرفتار نہ ہوگی۔ البتہ جو گمراہ کرنے والے ہیں یا کسی کو غلط راہ پر لگانے والے ہیں وہ اپنی تبلیغ گمراہی کے سبب ماخوذ ہوں گے اور جتنے ان کے سبب گمراہ ہوئے سب کا باران پر ہوگا جیسا کہ کلام پاک میں ہے: وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ۔ یہ درحقیقت ان کے اپنے کیے کی سزا ہے نہ کہ دوسروں کے اعمال کی۔

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَيْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ

اور اگر کوئی بوجھ بٹانے کو بلائے تو اس کے بوجھ میں سے کوئی کچھ نہ بٹا سکے گا اگرچہ قریبی رشتہ دار ہو۔

یعنی قریبی رشتہ میں باپ، ماں، بیٹا، بھائی کوئی ہو وہ گناہوں کا بوجھ نہ بٹا سکے گا۔ چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں بیٹے ماں باپ سے لپٹیں گے اور ماں باپ بیٹے سے لپٹیں گے کہ ہمارے گناہوں کا کچھ بوجھ بٹالیں تو وہ

Marfat.com

جواب دیں گے کہ ہمارے امکان اور قوت سے یہ بات بلند ہے اس لئے کہ ہمارا اپنا بوجھ ہی کم نہیں ہے۔

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ وَ مَنْ تَزَكّٰى فَاِنَّمَا یَتَزَكّٰى لِنَفْسِهٖ ؕ وَ اِلَى اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾

اے محبوب! تمہارا ڈر سنانا انہیں کو کام دے گا جو بے دیکھے اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور نماز قائم رکھتے ہیں اور جو ستھرا اور پاکیزہ رہا تو وہ اپنے ہی بھلے کو ستھرا ہوا اور ان کو اللہ ہی کی طرف لوٹنا ہے۔

یعنی جو بدیوں سے بچا اور نیک عمل کئے اس نیکی کا فائدہ اسے ہی ملے گا بہر حال پاکیزگی سے مراد گناہوں سے بچنا ہے کہ انجام کار یہی ہے کہ سب کو اللہ عزوجل کے حضور حاضر ہونا ہے۔

وَ مَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰى وَ الْبَصِیْرُ ﴿۱۹﴾ وَ لَا الظُّلُمٰتُ وَ لَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾ وَ لَا الظِّلُّ وَ لَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾

اور نہیں برابر اندھا اور آنکھ والا (اس سے مراد عالم اور جاہل، کافر اور مومن ہے) اور نہ اندھیریاں (یعنی کفر کی ظلمتیں) اور نہ روشنی (یعنی ایمان کا اجالا) اور نہ سایہ (یعنی جنت یا حق دلائل) اور نہ تیز دھوپ (یعنی جہنم یا باطل) پھر ارشاد ہے:

وَ مَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَ لَا الْاَمْوَاتُ ؕ۔ اور نہیں برابر زندہ اور مردے۔

یعنی مومن کہ نور ایمان سے زندہ ہیں اور نہ کافر کہ جہالت کفر سے مرے ہوئے ہیں یا علماء و جہال مراد ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ مَاۤ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾

بے شک اللہ جسے چاہے سنا دے (یعنی جسے ہدایت دینا منظور ہو اسے توفیق گوش قبول عطا فرما دیتا ہے) اور تم خود اپنی قوت سے نہیں سنا سکتے انہیں جو قبروں میں پڑے ہیں (یعنی وہ کفار جو مردوں کی طرح اپنے دل کی میت لئے قبر جسم میں پڑے ہیں انہیں آپ کی نصیحت اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ یہاں مردہ سے تشبیہ کفار کو دی گئی گویا فرمایا جیسے مردہ سنی ہوئی بات سے نفع نہیں اٹھا سکتا اور پند پذیر ہونے سے محروم رہتا ہے ایسے ہی یہ کافر ہیں)

اس آیت کریمہ سے مردوں کے نہ سننے پر استدلال کرنا جہل ہے یہ تمام مثالیں مسلمانوں اور کافروں اور اسلام اور کفر کی ہیں چنانچہ آگے فرمایا۔

اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ﴿۲۳﴾ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ؕ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ﴿۲۴﴾

اے محبوب! تم تو عذاب الٰہی سے ڈرانے والے ہو (آگے لوگوں کو اختیار ہے کہ سنیں یا نہ سنیں) ہم نے بے شک آپ کو خوشنودی خدا کی خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے والا بنا کر بھیجا ہے اور کوئی گروہ نہیں جس میں ڈرانے والا نہ گزرا ہو چنانچہ ارشاد الٰہی عزوجل ہے:

وَ اِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَ بِالزُّبُرِ وَ بِالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۲۵﴾

اور اگر یہ منکرین کفار آپ کو جھٹلائیں تو جو لوگ ان سے پہلے ہو گزرے وہ بھی اپنے وقت میں اپنے پیغمبروں کو جھٹلا چکے ہیں (باآنکہ) ان کے پیغمبران کے پاس معجزے اور صحیفے اور ایسی کتابیں لے کر آئے جن میں نور ہدایت تھا مگر اس پر بھی جھٹلاتے رہے۔

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۲۶﴾

Marfat.com

پھر ہم نے بھی ان کو پکڑ لیا (جو تم نے اے محبوب! دیکھ لیا) کہ ہماری ناخوشی ان کے حق میں کیسی زبوں حالی کا موجب ہوئی۔

اب چند لغات کا حل بھی سمجھ لیں

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾ ۔لغت میں عزیز غالب کو کہتے ہیں۔ محاورہ میں بولتے ہیں: مَنْ عَزَّبَزَّ اَیْ مَنْ غَلَبَ سَلَبَ۔ تو وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ کے یہ معنی ہوئے کہ موجود لوگوں کو فنا کر دینا اور نئی مخلوق کا لے آنا اللہ تعالیٰ پر غالب نہیں اس لئے کہ اللہ غالب سب پر غالب ہے۔

مُثْقَلَةٌ۔ صفت ہے موصوف محذوف کی اَیْ نَفْسٌ مُثْقَلَةٌ۔ اور مُثْقَلَةٌ وہ ہے جسے گناہوں کے بوجھ نے گراں بار کر دیا ہو۔

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾ ۔ ظل سایہ، حرور بروزن فعول یہ حر سے مشتق ہے اور حر گرمی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ محاورہ میں جو گرم ہوا دن میں چلے اسے سموم کہتے ہیں اور جو شب میں چلے اسے حرور بولتے ہیں۔ مگر یہاں ظل کا تقابل ہے جو دھوپ سے کیا گیا۔

اِلَّا خَلَا۔ خلا مضی کے معنی دیتا ہے اس کی اصل خلو تھی واو متحرک اپنے ماقبل کے مفتوح ہونے کی وجہ سے الف کے ساتھ بدل گیا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع - سورۃ فاطر - پ ۲۲

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾

اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج ہو اور اللہ غنی حمد کیا گیا ہے۔

یہاں اَلْفُقَرَآءُ پر الف لام جنس ہے یا استغراقی۔ كَاَنَّهُمْ لِكَثْرَةِ اِفْتِقَارِهِمْ وَ شِدَّةِ اِحْتِيَاجِهِمْ هُمُ الْفُقَرَآءُ۔ گویا تمام کے تمام کثرت افتقار اور شدۃ احتیاج میں اللہ کے حضور فقیر ہیں۔

اس لئے کہ قرآن کریم میں انسان کو ضعیف فرمایا گیا: وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا۔ اور جنوں پر یہ حکم نہیں آتا اس لئے کہ وہ محتاج مطاعم وملابس نہیں ہیں جیسے انسان وہ مطاعم وملابس میں محتاج الی اللہ عزوجل ہے اسی وجہ سے جن قوم کو لوگوں میں داخل نہیں فرمایا لیکن تغلیبا جن اور انسان سب ہی مفتقر الی اللہ ہیں۔

چنانچہ علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلَّذِیْ يَقْتَضِيْهِ النَّظْمُ الْجَلِيْلُ اَنْ يُّحْمَلَ التَّعْرِيْفُ فِی النَّاسِ عَلَى الْعَهْدِ وَ فِی الْفُقَرَآءِ عَلَى الْجِنْسِ لِاَنَّ الْمُخَاطَبِيْنَ هُمُ الَّذِيْنَ خُوْطِبُوْا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ - اَیْ ذٰلِكُمُ الْمَعْبُوْدُ هُوَ الَّذِیْ وُصِفَ بِصِفَاتِ الْجَلِيْلِ لَا الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ وَاَنْتُمْ اَشَدُّ الْخَلَائِقِ اِحْتِيَاجًا اِلَيْهِ عَزَّ وَجَلَّ۔

آیہ کریمہ کا مقتضی یہ ہے کہ الناس کا الف لام عہد ذہنی ہو اور الفقراء کا الف لام جنسی ہو اس لئے کہ مخاطبہ میں جن وانس سب ہی داخل ہیں جیسے ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ کے یہی معنی ہیں یہ ہے تمہارا سب کا معبود جس کی صفت جلیل بیان ہوئی نہ کہ وہ جسے تم پوجتے ہو اس کے سوا اور تم سخت ترین خلائق ہو کر بھی محتاج الی اللہ عزوجل ہو۔

وَهُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر شے سے غنی ہے اور سراہا گیا۔ منعم جمیع موجودات ہے اور وہی مستحق حمد ہے۔
اور یہاں غنی کو حمید پر مقدم کرنے میں مناسبت خاص ہے اس لئے کہ غنی فقیر کو اس وقت تک نفع نہیں دے سکتا جب تک جواد اور منعم نہ ہو تو ذات واجب تعالیٰ شانہ غنی ہی نہیں بلکہ جواد اور حمید بھی ہے اور ایسی صفت والا ہی مستحق حمد ہے۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

اَنَّهُ لَمَّا كَثُرَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الدُّعَاءُ وَ كَثْرَةُ الْاِصْرَارِ مِنَ الْكُفَّارِ قَالُوْا لَعَلَّ اللّٰهَ تَعَالٰى مُحْتَاجٌ لِعِبَادَتِنَا فَنَزَلَتْ۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دعا کرنے اور اللہ کے حضور سوال کرنے پر اصرار ہوا تو کفار کہنے لگے شائد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی دعا کا محتاج ہے تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا۔

اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ۔ اگر وہ چاہے تو تمہیں دنیا سے لے جائے اَیْ اِنْ يَّشَاْ سُبْحَانَهٗ اِذْهَابَكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ۔
وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ۔ اور لے آئے نئی مخلوق اَیْ بِعَالَمٍ غَيْرِ النَّاسِ لَا تَعْرِفُوْنَهٗ هٰذَا اِذَا كَانَ الْخِطَابُ عَامًا اَوْ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا الْمُشْرِكُوْنَ اَوِ الْعَرَبُ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ لَيْسُوْا عَلٰى صِفَتِكُمْ بَلْ مُسْتَمِرُّوْنَ عَلٰى طَاعَتِهٖ وَ تَوْحِيْدِهٖ۔
یعنی وہ مخلوق لے آئے لوگوں کے علاوہ جنہیں تم نہ جانتے ہو۔ یہ معنی اس صورت میں ہیں جب کہ خطاب عام ہو یا اس کے یہ معنی ہیں کہ اگر وہ چاہے تو اے مشرکو یا اے عرب والو! تمہیں فنا کر دے اور تمہاری جگہ ایسی مخلوق لے آئے جو تمہاری طرح ہٹیلی ضدی نہ ہو بلکہ وہ ہمیشہ ہماری اطاعت اور توحید پر قائم رہے۔

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ﴿۱۷﴾۔ اور ایسا کر دینا اللہ تعالیٰ پر دشوار نہیں۔
اس لئے کہ اس کے کمال قدرت سے یہ ہے کہ اِذَآ اَرَادَ شَيْئًا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔ جب وہ ارادہ فرمائے کسی شے کے ہونے کا تو کُنْ حکم دیتا ہے تو وہ علی الفور ہو جاتی ہے لہٰذا اس کی مشیت اگر تمہارے فنا کرنے اور دوسری مخلوق لانے کی طرف منعطف ہو جائے تو اس کے کمال قدرت سے یہ کیا بعید ہے۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ۔ اور کوئی گناہ گار جان نہیں اٹھا سکتی دوسرے گناہ گار کا بوجھ۔
آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ لَا تَحْمِلُ نَفْسٌ اٰثِمَةٌ اِثْمَ نَفْسٍ اُخْرٰى بَلْ تَحْمِلُ كُلُّ نَفْسٍ وِزْرَهَا۔
اور سورۃ عنکبوت میں جو ارشاد ہے وہ اس کے منافی نہیں حیث قال وَلَيَحْمِلُنَّ اَثْقَالَهُمْ وَاَثْقَالًا مَّعَ اَثْقَالِهِمْ فَاِنَّهٗ فِي الضَّالِّيْنَ الْمُضِلِّيْنَ وَ هُمْ يَحْمِلُوْنَ اِثْمَ اِضْلَالِهِمْ مَعَ اِثْمِ ضَلَالِهِمْ وَ كُلُّ ذٰلِكَ اٰثَامُهُمْ فِيْهَا شَیْءٌ مِّنْ اٰثَامِ غَيْرِهِمْ۔ وہ ضرور اٹھائیں گے ان کے بوجھ اپنے بوجھوں کے ساتھ اس لئے کہ وہ گمراہ ہو کر گمراہ کرنے والے ہیں تو وہ گمراہ کرنے کا بوجھ بھی اپنی گمراہی کے گناہ کے ساتھ اٹھائیں گے اور یہ ان کا اپنا ہی بار گناہ ہے نہ کہ دوسروں کے گناہ کا بوجھ۔

وَاِنْ تَدْعُ مُثْقَلَةٌ اِلٰى حِمْلِهَا لَا يُحْمَلْ مِنْهُ شَیْءٌ وَّلَوْ كَانَ ذَا قُرْبٰى ؕ
اور اگر بلائے بوجھ والا اپنے گناہوں کے بوجھ کے لئے کسی کو تو وہ کچھ بوجھ نہ اٹھائے اگرچہ وہ قریبی رشتہ دار ہی ہو۔

Marfat.com

اس آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ

اِنَّ الْوَلِیْدَ بْنَ الْمُغِیْرَۃَ قَالَ لِقَوْمٍ مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اُکْفُرُوْا بِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عَلَیَّ وِزْرُکُمْ۔ ولید بن مغیرہ مومنین سے کہتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انکار کرو اور اس کا گناہ میرے ذمہ ہے۔

اس کے جواب میں ارشاد ہوا: وَ اِنْ تَدْعُ مُثْقَلَۃٌ اِلٰی حِمْلِهَا الخ اور وَلَا تَزِرُ وَازِرَۃٌ وِّزْرَ اُخْرٰی بھی اسی مضمون کا حامل ہے۔

گویا خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ اِنَّهٗ لَا مُسْتَغَاثَ مِنْ هَوْلِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ۔ کہ اس دن کوئی مستغاث نہ ہوگا ہول قیامت پر۔

وَّلَوْ کَانَ ذَا قُرْبٰی ؕ۔ اگر چہ جسے پکارے وہ قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہو اس کے بعد ارشاد ہے:

اِنَّمَا تُنْذِرُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَیْبِ

آپ تو اے محبوب! انہیں اپنے رب کے عذاب سے ڈرانے والے ہیں جو اپنے رب سے غائبانہ ڈرتے۔

وَاَقَامُوا الصَّلٰوۃَ ؕ۔ اور نماز قائم رکھتے ہیں۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ یَخْشَوْنَهٗ تَعَالٰی غَائِبِیْنَ عَنْ عَذَابِهٖ سُبْحٰنَهٗ۔ جو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں عذاب غائبانہ سن کر اور نماز قائم رکھتے ہیں اَیْ رَاعُوْهَا کَمَا یَنْبَغِیْ۔

وَمَنْ تَزَکّٰی فَاِنَّمَا یَتَزَکّٰی لِنَفْسِهٖ ؕ وَاِلَی اللّٰهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾

اور جو گناہوں سے پاکی حاصل کرے آپ کے انذار و تنذیر سے تو وہ اپنے بھلے کے لئے پاکی حاصل کرے گا اور ماننے نہ ماننے والے سب کو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی پہنچنا ہے۔

کسی اور جگہ تو ٹھکانہ نہیں تو وہی اعمال طالحہ کی سزا دے گا اور اعمال صالحہ کی جزا عطا فرمائے گا۔

اس کے بعد کافر و مومن کا فرق اور دونوں میں عدم تساوی مثالوں سے بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد الٰہی ہے:

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ﴿۱۹﴾

اور برابر نہیں اندھا اور آنکھ والا یعنی اندھا کافر اور آنکھ والا مومن مساوی المراتب نہیں ہو سکتا جیسے پہلے فرمایا تھا: وَمَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ میٹھا کڑوا دریا برابر نہیں۔ وَالْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ مَثَلَانِ لِلْکَافِرِ وَالْمُؤْمِنِ کَمَا قَالَ قَتَادَۃُ وَالسُّدِّیُّ وَ غَیْرُهُمَا۔

ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ تشبیہ بت اور اللہ تعالیٰ کی ہے گویا فرمایا گیا جس جماد بے جان کے تم پجاری ہو وہ اور اللہ تعالیٰ کی ذات دونوں مساوی نہیں ہو سکتے دوسری مثال میں پھر ارشاد ہے:

وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ﴿۲۰﴾۔ اور تاریکی اور نور برابر نہیں ہو سکتے۔

یعنی جہالت کی اندھیریاں اور حق کے انوار مساوی نہیں۔ تیسری مثال فرمائی گئی:

وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ﴿۲۱﴾۔ اور ثواب عمل کا سایہ اور گرمی عذاب بھی برابر نہیں۔

یا جنت اور جہنم برابر نہیں۔ صاحب کشاف رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْحَرُوْرُ السَّمُوْمُ اِلَّا اَنَّ السَّمُوْمَ یَکُوْنُ

بِالنَّهَارِ وَالْحَرُوْرُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ — وَ قِيْلَ بِاللَّيْلِ الْحَرُوْرُ۔ بادسموم ہے جو دن میں چلتی ہے اور حرورات دن میں برابر چلتی ہے اور ایک قول ہے کہ حرورات میں گرم ہوا جو چلتی ہے اسے کہتے ہیں اور سموم دن میں ہوا گرم جو چلتی ہے جسے لو بھی کہتے ہیں وہ ہے۔

اس کے بعد چوتھی مثال ارشاد فرمائی گئی:

وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ ۔ اور زندے اور مردے مساوی نہیں۔

یہ مثال بھی مومن اور کافر کی ہے احیاء وہ مومن ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے بعد دین اسلام میں داخل ہوئے اور اموات وہ ہیں جو مصر علی الشرک رہے اور تکبر میں مر گئے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں اور بعض مفسرین کرام فرماتے ہیں یہ مثال علماء اور جہلاء کے لئے ہے علماء سے مراد وہ ہیں جو علم کی چاشنی حاصل کر کے زندہ ہیں اور جہلا وہ اموات ہیں جو زہر جہالت سے مر گئے۔

اِنَّ اللّٰهَ يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ ۔ بے شک اللہ ہدایت سنا دیتا ہے جسے چاہے اور گوش قبول کھول دیتا ہے۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ ۔ اور آپ اے محبوب! اسے ہدایت کی آواز نہیں سنا سکتے جو اپنے جسم کی قبر میں ہے۔

یہ ترشیحاً مثال ہے ان کی جو مصر علی الشرک ہیں اور اپنے کفر میں مرے ہوئے ہیں اور اشباعاً ان کے ایمان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرما دیا کہ ان کے ایمان لانے کی امید نہ فرمائیں چنانچہ روح المعانی میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

تَرْشِيْحٌ لِتَمْثِيْلِ الْمُصِرِّيْنَ عَلَى الْكُفْرِ بِالْاَمْوَاتِ وَاِشْبَاعٌ فِيْ اِقْنَاطِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِنْ اِيْمَانِهِمْ۔

وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ پر کہتے ہیں: وَالْمُرَادُ بِالسِّمَاعِ هٰهُنَا مَا اُرِيْدَ بِهٖ فِيْ سَابِقَةٍ وَلَا يَاْبٰى اِرَادَةَ سِمَاعِ الْمَعْرُوْفِ مَا وَرَدَ فِيْ حَدِيْثِ التَّقْيِيْدِ لِاَنَّ الْمُرَادَ نَفْيُ الْاِسْمَاعِ بِطَرِيْقِ الْعَادَةِ۔

یہاں سماع سے مراد وہی مثالوں کے مطابق ہے اور اس سے ہرگز سماع موتی مراد نہیں اس لئے کہ حدیث قلیب بدر والی سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقتولین کفار کو پکارا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے جب عرض کیا کہ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کسے ندا فرما رہے ہیں اَجْسَادٌ لَا اَرْوَاحَ فِيْهِمْ یہ تو جسم ہی جسم ہیں ان میں روح نہیں جو سننے کی استعداد رکھتی ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَسْتُمْ بِاَسْمَعَ مِنْهُمْ۔ قسم بخدائے لایزال تم ان سے زیادہ نہیں سنتے۔

چنانچہ حدیث قلیب بدر یہ ہے جو مشکوۃ المصابیح فی المعجزات میں منقول ہے:

يَقُوْلُ عُمَرُ يُحَدِّثُنَا عَنْ اَهْلِ بَدْرٍ قَالَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُرِيْنَا مَصَارِعَ اَهْلِ بَدْرٍ بِالْاَمْسِ يَقُوْلُ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَ هٰذَا مَصْرَعُ فُلَانٍ غَدًا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالَّذِيْ بَعَثَهٗ بِالْحَقِّ مَا اَخْطَاُوا الْحُدُوْدَ الَّتِيْ حَدَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجُعِلُوْا فِيْ بِئْرٍ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ فَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى انْتَهٰى اِلَيْهِمْ فَقَالَ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ وَ يَا فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ هَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ

Marfat.com

حَقًّا فَاِنِّی قَدْ وَجَدْتُّ مَا وَعَدَنِیَ اللّٰہُ حَقًّا - فَقَالَ عُمَرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ تُکَلِّمُ اَجْسَادًا لَّا اَرْوَاحَ فِیْھَا فَقَالَ مَا اَنْتُمْ بِاَسْمَعَ لِمَا اَقُوْلُ مِنْھُمْ غَیْرَ اَنَّھُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ اَنْ یَّرُدُّوْا عَلَیَّ شَیْئًا رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

حضرت فاروق اعظم فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بدر میں کفار کے گرنے کی جگہ رات میں ہمیں دکھائی اور فرمایا یہ فلاں کے تڑپنے کا مقام ہے یہ فلاں کے تڑپنے کی جگہ ہے تو قسم اس ذات پاک کی جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا کہ جو حدیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتائیں اسی جگہ وہ لاشیں تڑپیں پھر انہیں اس کنویں میں ایک پر ایک لاش ڈال دی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کنویں پر تشریف لائے (جسے قلیب بدر کہتے ہیں) اور وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لے کر ندا فرمائی اے فلاں فلاں کے بیٹے اے فلاں فلاں کے بیٹے! کیا تم نے پالیا جو تم سے اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ کیا پورا پورا تو ہم نے بے شک پالیا جو ہم سے ہمارے رب نے وعدہ کیا۔

تو حضرت عمر نے عرض کی حضور! جسموں سے کیسے کلام فرما رہے ہیں ان میں تو روحیں نہیں ہیں۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم ان سے زیادہ نہیں سنتے جو میں ان سے کہہ رہا ہوں سوا اس کے کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔ یہ حدیث مسلم میں ہے۔

اور دوسری حدیثوں میں وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ بھی آیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ قسم فرمایا۔

مختصر یہ کہ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ سے سماع موتی سے انکار غلط ہے اور یہ عقیدہ فاسدہ ہے اور جو لطیف ونفیس طرز سے مومن کافر کی تشبیہات دی گئیں وہ کلام پاک ہی کا حصہ ہے۔

اول تشبیہ مومن اور کافر کی بحرین سے دی گئی اور اس میں عذب فرات کو ملح اجاج پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔

پھر اعمیٰ وبصیر سے تمثیل دی گئی۔ پھر ظلمات اور نور سے پھر ظل اور حرور سے اور پھر احیاء واموات سے اور یہ ظاہر ہے کہ کافر اعمیٰ نہیں اور ہر مومن بصیر نہیں دونوں بظاہر اعمیٰ وبصیر ہوتے ہیں ایسے ہی ہر جگہ ظلمت نہیں ہوتی اور ہر مقام پر نور نہیں ہوتا ایسے ہی ہر وقت ظل یا ثوران حرور نہیں ہوتا ایسے ہی ہر مومن احیاء نہیں اور ہر کافر بظاہر اموات نہیں ہوتا اس میں ترقیات کی نسبتیں ہیں۔

جو اعمیٰ وبصیر سے بڑھتے بڑھتے ظلمات ونور اور ظل وحرور تک تشبیہی ترقی کی اور انتہا احیاء واموات پر فرمائی۔

اور آخر میں وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِی الْقُبُوْرِ فرما کر ظاہر فرمایا کہ

حق وباطل ایسے ہے آنکھ والا اور اندھا۔

اور ظلمات ونور ایسے ہے جیسے جہالت اور علم

اور ظل وحرور ایسے ہے جیسے ثواب وعقاب

تو ظلمات منافی نور ہے ایسے ہی کافر وجاہل مخالف مومن ہے وقس علی ھذا۔

اور جیسے احیاء میں اشارہ مومنین کی طرف ہے اور اموات میں اشارہ کافر کی طرف اور آخر میں فیصلہ ہے کہ اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ بے شک اللہ جسے چاہے گوش قبول عطا فرمادے۔

اور آپ بلا مشیت الٰہی اور بغیر عطائے اذن کسی کافر مردہ دل کو ہدایت کی طرف نہیں لا سکتے۔ جیسا کہ ارشاد ہو چکا ہے:
اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ یَهْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ۔ اے محبوب! آپ اپنی قوت وارادے سے کسی کو ہدایت نہیں فرماتے بلکہ جسے اللہ چاہے اسے آپ کے ذریعہ ہدایت ملتی ہے۔
ورنہ ابوجہل، ابولہب، امیہ بن خلف، ابن سلول سب ہدایت پر ہوتے اس لئے کہ آپ کے وجود باوجود کو ہم نے رحمت عالم بنایا ہے اور صرف اور صرف مظہر رحمت ہیں اور ہماری ذات مظہر رحمت وزحمت ہے ہم رحمٰن ورحیم بھی ہیں اور جبار وقہار بھی لیکن آپ رؤف ورحیم اور حریص علی الایمان ہیں اس لئے کہ ہم آپ کی نعت میں فرماتے ہیں:
اِنْ اَنْتَ اِلَّا نَذِیْرٌ ﴿۲۳﴾ آپ نہیں مگر ڈرانے والے۔
اسی وجہ میں مَا عَلَیْکَ اِلَّا اَنْ تُبَلِّغَ وَ تُنْذِرَ۔ آپ پر یہ بار نہیں کہ آپ تبلیغ وتنذیر کے بعد ہدایت وعدم ہدایت کے بھی ذمہ دار ہوں بلکہ آپ جسے ڈرائیں ہدایت فرمائیں اس کے لئے اگر اللہ عزوجل چاہے کہ ہدایت ہو تو وہ سن کر ہدایت پر آجائے گا۔
اور جسے اللہ عزوجل نہ چاہے کہ اسے ہدایت ہو وہ گمراہ ہی رہے گا بلکہ اس کے دل پر مہر ضلالت ہوگی لہٰذا آپ پر یہ بار نہیں ہوگا کہ آپ اس کی ضلالت کے متعلق مسئول ہوں اس لئے کہ
اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّنَذِیْرًا ؕ۔ بے شک ہم نے آپ کو حق کے ساتھ بشارت دیتا اور ڈرسناتا بھیجا ہے۔
اور یہی ہماری عادت مستمرہ ہے۔ چنانچہ
وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ ﴿۲۴﴾۔ اور کوئی جماعت زمانہ ماضیہ میں ایسی نہ گزری مگر اس میں ہمارا نذیر گزرا۔
یہاں خلا بمعنی مضی ہے۔
اب یہ کہ وہ نذیر نبی ہی آیا یا عالم۔
اس پر صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مِنْ نَّبِیٍّ اَوْ عَالِمٍ یُّنْذِرُهَا۔
وَ قِیْلَ خُصَّ النَّذِیْرُ بِالذِّكْرِ لِاَنَّ الْبَشَارَةَ لَا تَكُوْنُ اِلَّا بِالسَّمْعِ فَهُوَ مِنْ خَصَائِصِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ فَالْبَشِیْرُ نَبِیٌّ اَوْ نَاقِلٌ عَنْهُ بِخِلَافِ النَّذَارَةِ فَاِنَّهَا تَكُوْنُ سَمْعًا وَّ عَقْلًا فَلِذَا وَجَّهَهُ النَّذِیْرُ فِیْ كُلِّ اُمَّةٍ۔
ایک قول یہ ہے کہ نذیر فرما کر ارشاد فرمایا گیا: وَاِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ اس لئے کہ بشارت نہیں ہوسکتی جب تک بشیر سمع وطاعت کا اہل نہ ہو اسی وجہ میں بشیر ہونا خصائص انبیاء سے ہے تو بشیر یا نبی ہوسکتا ہے یا نبی کے احکام کا ناقل۔
برخلاف نذارت کے کہ وہ سن کر بھی ہوسکتی ہے اور عقل کی روشنی سے بھی۔
اسی لئے ہر جماعت میں نذیر کا آنا فرمایا۔
اور یہ عقیدہ باطل ہے کہ تمام حیوانات و بہائم میں بھی انبیاء یا علماء آئے ہیں: وَرَاَیْتُ فِیْ بَعْضِ الْكُتُبِ اِنَّ الْقَوْلَ بِذٰلِكَ كُفْرٌ وَالْعِیَاذُ بِاللّٰهِ۔
وَاِنْ یُّكَذِّبُوْكَ فَقَدْ كَذَّبَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۚ جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَیِّنٰتِ وَبِالزُّبُرِ وَبِالْكِتٰبِ الْمُنِیْرِ ﴿۲۵﴾

Marfat.com

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۲۶﴾

اور اگر یہ سرکش آپ کی تکذیب کریں تو فَلَا تَحْزَنْ مِنْ تَكْذِیْبِ هٰۤؤُلَآءِ اِیَّاكَ۔ تو آپ غمگین نہ ہوں ان کے جھٹلانے سے یہ تو ہمیشہ سے اپنے نبیوں کی تکذیب کرتے ہیں اور جب تکذیب کی ہے جبکہ وہ نبی معجزات باہرہ اور صحف ساطعہ مثل ابراہیم علیہ السلام کے لائے اور روشن کتاب مثل توریت وانجیل وقرآن کریم کے لائے یہ تکذیب ہی کرتے رہے۔ آخرش

ثُمَّ اَخَذْتُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فَكَیْفَ كَانَ نَكِیْرِ ﴿۲۶﴾

میں نے ان کافروں کی گرفت کی تو ان کا انکار ان کے لئے ان پر ہی وبال ہوا۔

اس آیہ کریمہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیۃً ارشاد ہوا کہ ان کی تکذیب کی آپ پروا نہ کریں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ فاطر - پ ۲۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا ؕ وَ مِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَ غَرَابِیْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی تو ہم نے اس سے نکالے پھل جن کے رنگ مختلف ہیں اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ مختلف رنگوں کے اور بہت سے بہرے سیاہ کالے۔

وَ مِنَ النَّاسِ وَ الدَّوَآبِّ وَ الْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾

اور لوگوں میں اور چوپایوں میں اور جانوروں میں مختلف رنگ ایسے ہی رکھے اللہ سے تو ڈرتے ہیں اس کے بندوں میں وہی جو علم والے ہیں بے شک اللہ عزت والا بخشنے والا ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّ عَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾

بے شک وہ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور نماز قائم رکھتے ہیں اور خرچ کرتے ہیں ہمارے دیئے ہوئے میں سے پوشیدہ اور علانیہ امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ٹوٹا نہ ہو

لِیُوَفِّیَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَ یَزِیْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۰﴾

تا کہ پورا دیا جائے انہیں بدلہ ان کا اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا کرے بے شک وہ بخشنے والا قدر کرنے والا ہے

وَ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۳۱﴾

اور وہ کتاب جو ہم نے وحی فرمائی تمہاری طرف وہ حق ہے تصدیق کرتی ہے اس کی جو اس سے پہلے آئی بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبر دار دیکھنے والا ہے

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ

پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا انہیں جنہیں چنا ہم نے اپنے بندوں سے تو ان میں کوئی ظلم کرتا ہے اپنی جان پر اور ان میں سے کوئی درمیانہ چال پر ہے اور ان میں سے

Marfat.com

اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ؕ ﴿۳۲﴾

کوئی بھلائیوں میں سبقت لے جاتا ہے اللہ کے حکم سے یہ ہے بڑا فضل

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

بسنے کے باغ ہیں داخل ہوں گے وہ ان میں سونے کے کنگن اور موتی پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس ریشم کا ہوگا

وَ قَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْۤ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ ۙ ﴿۳۴﴾

اور کہیں گے سب حمد اللہ کے لئے جس نے ہمارا غم ہم سے دور کیا بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے

الَّذِيْۤ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

وہ جس نے اتارا ہمیں آرام کی جگہ اپنے فضل سے نہیں پہنچتی ہمیں اس میں کوئی تکلیف اور نہ آپس میں کوئی تکان

وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَ لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ ﴿۳۶﴾

اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لئے ہے آگ جہنم کی نہ موت آئے انہیں کہ مر جائیں اور نہ تخفیف ہو ان کے عذاب میں ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم ہر سرکش کو

وَ هُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَاۤ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَ جَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ؕ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾

اور وہ چیختے ہوں گے اس میں اے ہمارے رب! ہمیں نکال کہ نیک عمل کریں سوا ان عملوں کے جو کرتے تھے اور کیا ہم نے تمہیں عمر نہ دی تھی کہ سمجھنا ہوتا اس میں سمجھ لیں اور آئے تم میں نذیر تو چکھو اب عذاب کہ ظالموں کا کوئی مددگار نہیں

حل لغات چوتھا رکوع۔ سورۃ فاطر۔ پ ۲۲

اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	تَرَ۔ دیکھا تو نے	اَنَّ۔ بے شک
اللّٰهَ۔ اللہ نے	اَنْزَلَ۔ اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مَآءً۔ پانی
فَاَخْرَجْنَا۔ تو نکالے ہم نے	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	ثَمَرٰتٍ۔ پھل	مُّخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں
اَلْوَانُهَا۔ ان کے رنگ	وَ۔ اور	مِنَ الْجِبَالِ۔ پہاڑوں کی	جُدَدٌ۔ دھاریاں ہیں
بِيْضٌ۔ سفید	وَّ۔ اور	حُمْرٌ۔ سرخ	مُّخْتَلِفٌ۔ مختلف ہیں
اَلْوَانُهَا۔ ان کے رنگ	وَ۔ اور	غَرَابِيْبُ۔ گہری	سُوْدٌ۔ سیاہ
وَ۔ اور	مِنَ النَّاسِ۔ لوگوں میں سے		وَ۔ اور
الدَّوَآبِّ۔ جانوروں	وَ۔ اور	الْاَنْعَامِ۔ چوپایوں سے	مُخْتَلِفٌ۔ مختلف ہیں

Marfat.com

اَلْوَانُهٗ۔ اس کے رنگ	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح ہیں	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	یَخْشَی۔ ڈرتے ہیں
اللّٰهَ۔ اللہ سے	مِنْ عِبَادِهِ۔ اس کے بندوں میں سے		الْعُلَمٰٓؤُا۔ علم والے
اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	عَزِیْزٌ۔ غالب ہے	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا
اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَتْلُوْنَ۔ پڑھتے ہیں	كِتٰبَ۔ کتاب
اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَ۔ اور	اَقَامُوا۔ قائم رکھیں	الصَّلٰوةَ۔ نماز
وَ۔ اور	اَنْفَقُوْا۔ خرچ کریں	مِمَّا۔ اس سے	رَزَقْنٰهُمْ۔ جو ہم نے ان کو دیا
سِرًّا۔ پوشیدہ	وَّ۔ اور	عَلَانِیَةً۔ ظاہر	یَّرْجُوْنَ۔ امید رکھتے ہیں
تِجَارَةً۔ ایسی تجارت کی جو		لَّنْ۔ ہرگز نہ	تَبُوْرَ۔ برباد ہو
لِیُوَفِّیَهُمْ۔ تاکہ پورا دے ان کو		اُجُوْرَ۔ اجر	هُمْ۔ ان کے
وَ۔ اور	یَزِیْدَ۔ زیادہ دے	هُمْ۔ ان کو	مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	غَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	شَكُوْرٌ۔ قدردان ہے	وَ۔ اور
الَّذِیْٓ۔ وہ جو	اَوْحَیْنَآ۔ وحی کی ہم نے	اِلَیْكَ۔ تیری طرف	مِنَ الْكِتٰبِ۔ کتاب
هُوَ۔ وہ	الْحَقُّ۔ حق ہے	مُصَدِّقًا۔ تصدیق کرتی ہے	لِّمَا۔ اس کی جو
بَیْنَ یَدَیْهِ۔ پہلے اس سے ہے		اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
بِعِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں سے	لَخَبِیْرٌ۔ خبردار	بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا ہے	ثُمَّ۔ پھر
اَوْرَثْنَا۔ وارث بنایا ہم نے		الْكِتٰبَ۔ کتاب کا	الَّذِیْنَ۔ ان کو جنہیں
اصْطَفَیْنَا۔ چنا ہم نے	مِنْ عِبَادِنَا۔ اپنے بندوں سے		فَمِنْهُمْ۔ تو بعض ان سے
ظَالِمٌ۔ ظالم ہیں	لِّنَفْسِهٖ۔ اپنی جان کے لئے	وَ۔ اور	مِنْهُمْ۔ کچھ ان سے
مُّقْتَصِدٌ۔ میانہ رو ہیں	وَ۔ اور	مِنْهُمْ۔ کچھ ان سے	سَابِقٌ۔ بڑھنے والے ہیں
بِالْخَیْرٰتِ۔ نیکیوں کی طرف		بِاِذْنِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ خدا سے
ذٰلِكَ۔ یہ	هُوَ۔ وہ ہے	الْفَضْلُ۔ فضل	الْكَبِیْرُ۔ بڑا
جَنّٰتُ۔ باغ ہیں	عَدْنٍ۔ ہمیشہ کے	یَّدْخُلُوْنَهَا۔ داخل ہوں اس میں	
یُحَلَّوْنَ۔ پہنائے جائیں	فِیْهَا۔ اس میں	مِنْ اَسَاوِرَ۔ کنگن	مِنْ ذَهَبٍ۔ سونے کے
وَّ۔ اور	لُؤْلُؤًا۔ موتی	وَ۔ اور	لِبَاسُهُمْ۔ لباس ان کا
فِیْهَا۔ اس میں	حَرِیْرٌ۔ ریشم ہوگا	وَ۔ اور	قَالُوا۔ کہیں گے
الْحَمْدُ۔ سب تعریفیں	لِلّٰهِ۔ اللہ کو ہیں	الَّذِیْٓ۔ وہ جو	اَذْهَبَ۔ لے گیا
عَنَّا۔ ہم سے	الْحَزَنَ۔ غم	اِنَّ۔ بے شک	رَبَّنَا۔ ہمارا رب
لَغَفُوْرٌ۔ بخشنے والا	شَكُوْرُ۔ قدردان ہے	الَّذِیْٓ۔ وہ جس نے	اَحَلَّنَا۔ اتارا ہمیں

Marfat.com

دَارَ۔ گھر	الْمُقَامَةِ۔ قیام میں	مِنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے	لَا۔ نہیں
يَمَسُّنَا۔ پہنچے گی ہمیں	فِيْهَا۔ اس میں	نَصَبٌ۔ بھوک	وَّ۔ اور
لَا۔ نہ	يَمَسُّنَا۔ پہنچے ہمیں	فِيْهَا۔ اس میں	لُغُوْبٌ۔ تکان
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	لَهُمْ۔ ان کے لئے
نَارُ۔ آگ ہے	جَهَنَّمَ۔ جہنم کی	لَا۔ نہ	يُقْضٰى۔ فیصلہ ہو
عَلَيْهِمْ۔ ان کا کہ	فَيَمُوْتُوْا۔ مرجائیں	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
يُخَفَّفُ۔ کم کیا جائے گا	عَنْهُمْ۔ ان سے	مِّنْ عَذَابِهَا۔ اس کا عذاب	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح
نَجْزِيْ۔ بدلہ دیتے ہیں ہم	كُلَّ۔ ہر	كَفُوْرٍ۔ ناشکرے کو	وَ۔ اور
هُمْ۔ وہ	يَصْطَرِخُوْنَ۔ چیختے ہوں گے	فِيْهَا۔ اس میں	رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب
اَخْرِجْنَا۔ نکال ہم کو	نَعْمَلْ۔ ہم عمل کریں گے	صَالِحًا۔ نیک	غَيْرَ۔ سوا
الَّذِيْ۔ اس کے جو	كُنَّا۔ تھے ہم	نَعْمَلُ۔ عمل کرتے	اَوَ۔ کیا
لَمْ۔ نہ	نُعَمِّرْ۔ عمر دی ہم نے	كُمْ۔ تم کو	مَّا۔ اتنی کہ
يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت لیتا	فِيْهِ۔ اس میں	مَنْ۔ جو	تَذَكَّرَ۔ نصیحت لینا چاہتا
وَ۔ اور	جَآءَ۔ آیا	كُمُ۔ تمہارے پاس	النَّذِيْرُ۔ ڈرانے والا
فَذُوْقُوْا۔ تو چکھو	فَمَا۔ کہ نہیں ہے	لِلظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کا	مِنْ نَّصِيْرٍ۔ کوئی مددگار

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ فاطر۔ پ ۲۲

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً

کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا۔ یعنی بارش نازل فرمائی۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا

تو نکالے ہم نے اس سے پھل رنگ برنگ۔

یعنی سبز، سرخ، زرد مثل انار، سیب، انجیر، انگور، کھجور، کیلا، سنگترہ، ناشپاتی، چکوتہ یعنی بگوگوشہ، بیر، فالسے، موسمی آم، خربوزہ، تربوز، لوکاٹ، خوبانی، لیچی، ارنڈ، ککڑی، سرداوغیرہ وغیرہ کے بے شمار۔

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِيْضٌ وَّحُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِيْبُ سُوْدٌ ۝۲۷

اور پہاڑوں میں راستے ہیں سفید اور سرخ مختلف الدلوان اور کالے بھوچنگ۔

یعنی پھلوں میں جیسے مختلف الالوان ہیں ایسے ہی پہاڑوں میں راستے سفید سرخ پتھر والے سفید سرخ پتھر والے سرخ رنگ کے اور سیاہ پتھر والے پہاڑوں میں سیاہ رنگ کے راستے۔ یہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے نشانہائے قدرت اور آثار صنعت ظاہر فرمائے تا کہ اس کی ذات وصفات پر استدلال کیا جا سکے۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ ؕ اِنَّمَا يَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا ؕ اِنَّ

Marfat.com

اللّٰہَ عَزِیۡزٌ غَفُوۡرٌ ﴿۲۸﴾

اور بعض آدمیوں اور جانوروں اور چوپایوں کے رنگ ایسے ہی مختلف ہیں اللہ سے ڈرنے والے بندوں میں وہی ہیں جو علم رکھتے ہیں بے شک اللہ عزت والا اور بخشنے والا ہے۔

علماء پر خوف وخشیت کا حصر اس وجہ میں فرمایا کہ وہ صفات الٰہی عزوجل اور عظمت کو جانتے ہیں اسی سے علم کا تفاوت کچھ زیادہ کی نسبت سے ہے جتنا علم زیادہ ہوا اتنا ہی خوف بھی زیادہ ہوا ہے۔ اسٹیج پر بولنے والے واعظ قسم کے علماء اس تعریف میں داخل نہیں کہ وہ محض پیشہ ور کاسب اموال ہیں۔

وہ علماء جو خشیت الٰہی عزوجل کے ماتحت اپنے لیل ونہار گزارتے ہیں اور اخص الخواص ہیں موجودہ دور میں پیشہ ور زیادہ ہیں اور خوف وخشیت والے معدوم نہیں لیکن نادر ہیں اور اللہ تعالیٰ عزت والا بخشنے والا ہے جسے چاہے معاف فرمادے:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَتۡلُوۡنَ کِتٰبَ اللّٰہِ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنۡفَقُوۡا مِمَّا رَزَقۡنٰہُمۡ سِرًّا وَّ عَلَانِیَۃً یَّرۡجُوۡنَ تِجَارَۃً لَّنۡ تَبُوۡرَ ﴿ۙ۲۹﴾

بے شک وہ جو پڑھتے ہیں اللہ کی کتاب اور قائم رکھتے ہیں نماز اور ہمارے دیئے سے خرچ کرتے ہیں پوشیدہ اور ظاہر امید رکھتے ہیں ایسی تجارت کی جس میں ہرگز نقصان نہیں۔

یہ ان اہل علم کی تعریف ہے جو کتاب اللہ عزوجل پڑھتے نماز قائم رکھتے اور واللہ عزوجل کے دیئے ہوئے رزق میں سے تنہا خوری کی بجائے غرباء ومساکین اور یتامیٰ پر خرچ کرتے ہیں اور یہ خرچ علانیہ و پوشیدہ کرتے ہیں اور کتاب اللہ عزوجل سے مراد قرآن کریم ہے جسے وہ سمجھ کر اللہ تعالیٰ کی جبروت اور اس کی عزت وشان جانتے ہیں پھر ان میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس خیرات میں ایسی تجارت کی امید ہے جس میں نقصان وخسران کا احتمال نہیں آگے ارشاد ہے:

لِیُوَفِّیَہُمۡ اُجُوۡرَہُمۡ وَ یَزِیۡدَہُمۡ مِّنۡ فَضۡلِہٖ ؕ اِنَّہٗ غَفُوۡرٌ شَکُوۡرٌ ﴿۳۰﴾

تاکہ ان کے نیک عمل کا پورا پورا ثواب دے اور اپنے فضل سے اور زیادہ عطا فرمائے بے شک وہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

جس کی وہ امید رکھتے ہیں تو ان کی امید سے بھی زیادہ انہیں بخشا جائے۔

وَ الَّذِیۡۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ مِنَ الۡکِتٰبِ ہُوَ الۡحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیۡنَ یَدَیۡہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بِعِبَادِہٖ لَخَبِیۡرٌۢ بَصِیۡرٌ ﴿۳۱﴾

اور وہ جو ہم نے تمہاری طرف وحی فرمائی کتاب وہی حق ہے اور پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے بے شک وہ اپنے بندوں سے خبردار اور دیکھنے والا ہے۔

وحی کے ذریعہ جو کتاب کا ذکر ہے اس سے مراد قرآن کریم ہے اور کاف تخاطب کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے یعنی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت کو یہ کتاب عطا فرمائی جسے تمام کتابوں پر فضیلت ہے۔ اور جن کی امت تمام امم ماضیہ سے اشرف ہے اور اللہ تعالیٰ تمام کے تمام لوگوں کے ظاہر وباطن کو جاننے والا ہے۔

ثُمَّ اَوۡرَثۡنَا الۡکِتٰبَ الَّذِیۡنَ اصۡطَفَیۡنَا مِنۡ عِبَادِنَا ۚ فَمِنۡہُمۡ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِہٖ ۚ وَ مِنۡہُمۡ مُّقۡتَصِدٌ ۚ وَ مِنۡہُمۡ سَابِقٌۢ بِالۡخَیۡرٰتِ بِاِذۡنِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ ﴿ؕ۳۲﴾

Marfat.com

پھر ہم نے وارث کیا کتاب کا اپنے چنے ہوئے بندوں کو (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتیوں کو یہ کتاب عطا فرمائی جنہیں تمام امتوں پر فضیلت ہے اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بلندی اور نیازمندی کی شرافت سے وہ نوازے گئے ان کے مختلف مدارج ومراتب ہیں) تو ان میں کوئی اپنی جان پر ظلم کرتا ہے اور ان میں کوئی درمیانہ روی میں ہے اور ان میں کوئی وہ ہے جو بھلائیوں میں سبقت لے گیا یہی وہ فضیلت ہے جو اللہ کا بڑا فضل ہے۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہ تین گروہ وہ ہیں جن کی تفصیل یہ ہے:

سبقت لے جانے والا گروہ مؤمن ومخلص ہے۔

اور مقتصد گروہ یعنی میانہ روی میں رہنے والا گروہ وہ ہے جس کے عمل ہیں مگر ریا سے ملوث ہیں۔

اور ظالم لنفسہ یعنی اپنی جان پر ظلم کرنے والا وہ گروہ ہے جو نعمات الٰہی کا منکر تو نہیں لیکن شکر بھی بجا نہ لائے۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ہمارا سابق بالخیرات تو سابق ہی ہے۔ اور مقتصد ناجی ہے۔ اور ظالم مغفور۔

دوسری حدیث میں فرمایا:

نیکیوں میں سبقت لے جانے والا بے حساب جنت میں جائے گا۔

اور مقتصد سے حساب ہوگا لیکن اس کے حساب میں آسانی ہوگی۔

اور ظالم حساب میں روکا جائے گا جس سے اسے پریشانی ہو مگر وہ بھی جنت میں داخل ہوگا۔

حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

سابق عہد رسالت کے وہ عشرہ مبشرہ ہیں جن کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بشارت جنت دی۔

اور مقتصد وہ اصحاب ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر عامل رہے۔

اور ظالم لنفسہ ہم تم لوگ ہیں۔ یہاں ام المومنین کا یہ فرمانا کمال انکسار کا مظاہرہ ہے کہ اپنے کو آپ تیسرے طبقہ میں شمار فرما رہی ہیں۔

باآنکہ آپ جلالت ومرتبت میں وہ ہیں جو آیت تطہیر بتا رہی ہے اس لئے کہ سیاق آیہ تطہیر ازواج مطہرات کے لئے ہے جو یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسۡتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ سے شروع ہو کر اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡھِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَھۡلَ الۡبَیۡتِ پر ختم ہے اور اس کے علاوہ مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے جو مختصر تفسیر میں بیان ہوگا۔

پھر ہرسہ گروہ کے لئے ارشاد ہے:

جَنّٰتُ عَدۡنٍ یَّدۡخُلُوۡنَهَا یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ مِنۡ ذَهَبٍ وَّ لُؤۡلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمۡ فِیۡهَا حَرِیۡرٌ ﴿۳۳﴾

ہمیشہ آباد رہنے کے باغیچے ہیں جن میں یہ (ہرسہ گروہ) داخل ہوں (اور ان ہرسہ گروہ کو) سونے کے کنگن اور موتی کے زیور پہنائے جائیں گے اور ان کا لباس وہاں ریشم ہوگا۔

اور جنت میں داخل ہونے کے بعد ان کا یہ بیان ہوگا جس کا تذکرہ فرمایا گیا:

وَ قَالُوا الۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡۤ اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ ؕ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوۡرٌ شَکُوۡرُ ﴿۳۴﴾ الَّذِیۡۤ اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ مِنۡ

Marfat.com

فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿۳۵﴾

اور کہیں گے سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کو جس نے ہمارا غم دور کیا (اور ہمیں اپنے فضل وکرم سے بخش دیا) بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔

(یعنی ہمیں عذاب جہنم کا خوف اور گناہوں کا غم تھا یا جو ہم نے عمل کئے ان کا فکر تھا کہ قبول ہوں گے یا نہیں اور ہول قیامت کی فکر تھی کہ وہاں کیا ہوگا اس پر وہ بخشش دیکھ کر حمد الٰہی عزوجل کریں گے اور کہیں گے کہ)

وہ جس نے ہمیں آرام کی جگہ اتارا اور یہ سب اس کے فضل سے ہے کہ ہمیں نہ کوئی تکلیف پہنچی اور نہ ہمیں اس میں کوئی ناپسندیدگی محسوس ہوئی۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ۚ ﴿۳۶﴾

اور وہ جو کافر ہی رہے ان کے لئے آگ جہنم کی ہے نہ انہیں قضا آئے کہ مر جائیں اور نہ ان پر ان کا عذاب کچھ ہلکا کیا جائے ہم ایسی ہی سزا دیتے ہیں ہر ناشکرے کو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ پھر وہ نہ مریں نہ زندہ رہیں مرنا تو یوں نہیں کہ اگر مر جائیں تو عذاب سے نجات پائیں اور جینا یوں نہیں کہ وہاں کی تکالیف سے موت پسند کریں اور عذاب جہنم میں ان کی چیخ وپکار سے تخفیف بھی نہ ہو چنانچہ آگے ارشاد ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ

وہ اس جہنم میں چیخیں اور پکاریں گے اے ہمارے رب! ہمیں نکال تا کہ ہم اچھے عمل کریں ان اعمال کے خلاف جو ہم پہلے کر چکے ہیں۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوگا:

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿۳۷﴾ ع

کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لیتا جسے سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تم میں تشریف لایا تو اب چکھو عذاب کہ ظالم کے لئے کوئی مددگار نہیں۔

یعنی ہم نے تمہیں عمریں دیں اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم میں بھیجے مگر تم نے ان کی دعوت قبول نہ کی ان کی فرمانبرداری کی طرف تم نہ جھکے۔ لہٰذا اب عذاب اپنے اعمال کے بدلے قبول کرو اور سزا کا مزہ چکھو ہمارے یہاں ظلم کی مدد نہیں ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ فاطر - پ ۲۲

تفسیر سے پہلے چند لغات کا حل سمجھ لینا ضروری ہے وھو ھذا:

جُدَدٌ۔ جمع جُدَّةٌ کی ہے جُدَه خط اور راستے کو کہتے ہیں۔ گدھے کی پشت پر جو ریڑھ کی ہڈی دم تک ہوتی ہے اس پر ایک خط سیاہ ہوتا ہے اسے جُدَّةُ الحِمَار کہتے ہیں۔

چادر پر جو دھاریاں ہوتی ہیں اسے عربی میں کِسَاءٌ مُجَدَّدٌ بولتے ہیں۔

آیہ کریمہ میں جُدَدٌۢ بِیۡضٌ جوفرمایا اس سے پہاڑوں کے طبقے مراد ہیں۔
بِیۡضٌ جمع ہے اَبۡیَضُ کی اور اَبۡیَض سفید رنگ کو کہتے ہیں۔اس کی اصل بُیۡضٌ ہے یاء سلامت رکھنے کو باء کے ضمہ کو کسرہ سے بدل دیا۔ بِیۡضٌ اس لئے پڑھا گیا۔
حُمۡرٌ جمع ہے حَمۡرَآءُ کی اور حَمۡرَاء مؤنث ہے احمر کا اور احمر کے معنی سرخ رنگ کے ہیں۔
غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ۔ غَرَابِیۡب جمع ہے غِرۡبِیۡب کی اور غربیب سخت سیاہ کو کہتے ہیں جسے اردو میں کالا بھوچنگ بولتے ہیں اور تیز سرخ کو لال کچند کہتے ہیں تو یہاں غَرَابِیۡبُ سُوۡدٌ فرما کر غرابیب تاکید کے لئے لایا گیا اور بطور مبالغہ تاکید کو مؤکد پر مقدم کیا گیا۔
کَذٰلِکَ۔ کا کاف مختلف کے مصدر محذوف کی صفت کے متعلق ہے تو عبارت یوں ہوئی: مُخۡتَلِفٌ اِخۡتِلَافًا کَائِنًا کَذٰلِکَ اَیۡ کَاخۡتِلَافِ الثِّمَارِ وَالۡجِبَالِ۔
اِنَّمَا یَخۡشَی اللّٰہَ مِنۡ عِبَادِہِ الۡعُلَمٰٓؤُا۔ یہاں الۡعُلَمٰٓؤُا۔ یَخۡشٰی کا فاعل ہے اور اللہ مفعول ہے۔
جَنّٰتُ عَدۡنٍ۔ یہ بدل ہے الۡفَضۡلُ الۡکَبِیۡرُ سے یا مبتداء ہے اور خبر یَدۡخُلُوۡنَهَا ہے۔
یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ میں یُحَلَّوۡنَ دوسری خبر ہے جنت عدن کی یا حال۔ اَسَاوِرَ جمع ہے اسورہ کی اور اسورہ کا مفرد سوار ہے۔سوار زیور کو کہتے ہیں۔
وَّلُؤۡلُؤًا۔ اس کا عطف یُحَلَّوۡنَ فِیۡهَا مِنۡ اَسَاوِرَ پر ہے۔
اَذۡهَبَ عَنَّا الۡحَزَنَ۔ حَزَن بِفَتۡحَتَیۡنِ اور حُزۡن بِضَمِّ خَاء وَ سُکُوۡنِ زَاء۔ دونوں کے معنی رنج وغم کے ہیں۔
اَحَلَّنَا دَارَ الۡمُقَامَةِ۔ مُقَامَة صیغہ مفعول ہے بمعنی اقامہ مستعمل ہے۔اس لئے کہ صیغہ اسم مفعول اکثر مصدر کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔خواہ کسی باب سے ہو جیسے رَّبِّ اَدۡخِلۡنِیۡ مُدۡخَلَ صِدۡقٍ وَّ اَخۡرِجۡنِیۡ مُخۡرَجَ صِدۡقٍ اور مُزِّقۡتُمۡ کُلَّ مُمَزَّقٍ۔ اور یہ اس لئے کہ مصدر حقیقت میں مفعول ہی ہوتا ہے اسی وجہ سے مفعول کا مصدر قائم مقام ہونا جائز ہے۔
لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا نَصَبٌ وَّ لَا یَمَسُّنَا فِیۡهَا لُغُوۡبٌ۔ نَصَبٌ بمعنی تعب اور مشقت آتا ہے اور لُغُوۡبٌ بمعنی تکان اور درماندگی مستعمل ہے۔
فَیَمُوۡتُوۡا۔ دراصل فَیَمُوۡتُوۡنَ تھا۔فاء کے بعد اَن ناصبہ جو مقدر ہے اس کی وجہ سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے۔
وَ هُمۡ یَصۡطَرِخُوۡنَ۔ اِصۡطِرَاخ مصدر ہے باب افتعال کا مشتق ہے۔صراخ کہتے ہیں چیخنے کو یا چلانے کو چونکہ مستغیث بھی بوقت استغاثہ بلند آواز سے فریاد کرتا ہے اسی لئے اسے اصطراخ کہتے ہیں۔اور اس کے معنی ہیں: یَسۡتَغِیۡثُوۡنَ۔

اب مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔سورۃ فاطر۔پ ۲۲ شروع ہے

اَلَمۡ تَرَ اَنَّ اللّٰہَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً
کیا نہ دیکھا تو نے بے شک اللہ نے نازل فرمایا آسمان سے پانی۔یعنی اس کی قدرت کا یہ مشاہدہ نہ کیا کہ اس قادر و قیوم نے آسمان سے بارش کی۔
یہ استفہام تقریری ہے جو رؤیت قلبی کے بعد ہر انسان پر واضح ہے یعنی بارش ہونا اگرچہ آنکھ بھی دیکھتی ہے لیکن دل کی

آنکھ اس کی قدرت کا مشاہدہ کرتی ہے کہ بلندی سے اسفال کی طرف پانی برسانا اسی قادر علی الاطلاق کا کام ہے اور پھر وہ بیکار نہیں بلکہ۔

فَاَخْرَجْنَا بِهٖ ثَمَرٰتٍ مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهَا

اس پانی سے ہم نکالتے ہیں ایسے پھل کہ جن کے رنگ مختلف ہیں۔

اَیْ اَنْوَاعٌ مِنَ التُّفَّاحِ وَالرُّمَّانِ وَالْعِنَبِ وَالتِّیْنِ وَ غَیْرِهَا مِمَّا لَا یُحْصٰی۔ یعنی اقسام سیب، انار، انگور اور انجیر وغیرہ اور پھر ان کے ذائقوں کا اختلاف اور ان کے رنگ زرد، سرخ، سبز وغیرہ۔ یعنی ایک پانی سے کتنے رنگ پھلوں میں رنگے۔ ایسے ہی۔

وَمِنَ الْجِبَالِ جُدَدٌۢ بِیْضٌ وَّ حُمْرٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهَا وَغَرَابِیْبُ سُوْدٌ ﴿۲۷﴾

اور پہاڑوں سے راستے سفید سرخ مختلف رنگوں والے۔

جُدَدٌ۔ جُدّہ کی جمع ہے وَ هِیَ الطَّرِیْقَةُ مِنْ جَدَّهٗ اِذَا قَطَعَهٗ۔ وہ راستہ ہے۔ جَدَّهٗ کہتے ہیں جب راستہ کاٹ لیا جائے۔

وَ قَالَ اَبُو الْفَضْلِ هِیَ مِنَ الطَّرَائِقِ مَا یُخَالِفُ لَوْنُهٗ لَوْنَ مَا یَلِیْهِ وَ مِنْهُ جُدَّةُ الْحِمَارِ لِلْخَطِّ الَّذِیْ فِیْ وَسْطِ ظَهْرِهٖ یُخَالِفُ لَوْنَهٗ۔ ابوالفضل کہتے ہیں وہ راستوں میں جو مختلف رنگ ہوتے ہیں اسے جدہ بولتے ہیں۔ اور گدھے کی پشت پر جو ایک خط ہوتا ہے اسے بھی جدہ بولتے ہیں۔

اور ابن الازرق نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جدہ کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا: طَرَائِقُ طَرِیْقَةٌ بَیْضَآءُ وَ طَرِیْقَةٌ خَضْرَآءُ۔ وہ راستے ہیں ایک راستہ سپید ہے کہیں راستہ سبز ہے۔

صاحب لوامع کہتے ہیں هُوَ جَمْعُ جَدِیْدٍ بِمَعْنٰی آثَارٍ جَدِیْدَةٍ وَاضِحَةِ الْاَلْوَانِ۔

اور غَرَابِیْبُ غربیب کی جمع ہے وہ دور کی سیاہی ہے هُوَ الَّذِیْ اَبْعَدُ فِی السَّوَادِ وَاَغْرَبُ مِنْهُ وَ مِنْهُ الْغَرَائِبُ۔ خلاصہ یہ کہ سخت سیاہ جسے کالا بھجنگ کہتے ہیں اور اسی وجہ میں غراب کوے کو کہتے ہیں۔

چنانچہ حدیث میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ یُبْغِضُ الشَّیْخَ الْغِرْبِیْبَ وَ هُوَ الَّذِیْ یَخْضِبُ بِالسَّوَادِ۔ اللہ تعالیٰ شیخ غربیب کو بغض سے دیکھتا ہے اور شیخ غربیب وہ ہے جو بڈھا ہو کر بالوں پر سیاہ خضاب کرے اور مَنْ سَوَّدَ شَعْرَهٗ سَوَّدَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ یَوْمَ الْقِیَامَةِ بھی فرمایا گیا۔

وَمِنَ النَّاسِ وَالدَّوَآبِّ وَالْاَنْعَامِ مُخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ كَذٰلِكَ

اور لوگوں سے اور دواب اور چوپایوں سے بھی مختلف رنگ ہیں ایسے ہی۔

جیسے پھلوں اور پھولوں میں اور یہ سب صناع مطلق کی صنعت و رنگ آمیزی ہے بقول شاعر

رنگ وہ رنگتے ہیں جس رنگ کا رنگنا مشکل
روپ وہ بھرتے ہیں جس روپ کا بھرنا ہے کٹھن

ان تمام علامات قدرت کا بیان فرما کر ارشاد ہے:

اِنَّمَا یَخْشَى اللّٰهَ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ اللہ سے ڈرنے والے اس کے بندوں میں علماء ہی ہیں۔

یعنی جیسے رنگ اور طبائع کا اختلاف ہے ایسے ہی بندوں میں خشیۃ اللہ عزوجل کے درجات کا بھی اختلاف ہے۔ ایسے ہی ابن منذر ابن جریج رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں: اِنَّهٗ قَالَ فِی الْاٰیَةِ کَمَا اخْتَلَفَتْ هٰذِهِ الْاَنْعَامُ تَخْتَلِفُ النَّاسُ فِیْ خَشْیَةِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔

وَالْمُرَادُ بِالْعُلَمَآءِ الْعَالِمُوْنَ بِاللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ لَا الْعَارِفُوْنَ بِالنَّحْوِ وَالصَّرْفِ مَثَلًا فَمَدَارُ الْخَشْیَةِ ذٰلِکَ الْعِلْمُ لَا هٰذِهِ الْمَعْرِفَةُ فَکُلُّ مَنْ کَانَ اَعْلَمُ بِهٖ تَعَالٰی کَانَ اَخْشٰی۔

علماء سے مراد وہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھیں نہ کہ وہ جو نحو وصرف کے عالم ہیں تو مدار خشیت علم وعرفان الٰہی ہے نہ کہ وہ معرفت جو صرف ونحو وغیرہ منطق وتاریخ سے متعلق ہو تو ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کا عرفان زیادہ رکھتا ہے وہی اللہ تعالیٰ کی خشیت زیادہ رکھتا ہے۔

رَوَی الدَّارِمِیُّ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ قَالَ مُوْسٰی عَلَیْهِ السَّلَامُ یَا رَبِّ اَیُّ عِبَادِکَ اَحْکَمُ قَالَ الَّذِیْ یَحْکُمُ لِلنَّاسِ کَمَا یَحْکُمُ لِنَفْسِهٖ۔

قَالَ یَا رَبِّ اَیُّ عِبَادِکَ اَغْنٰی قَالَ اَرْضَاهُمْ بِمَا قَسَمْتُ لَهٗ۔

قَالَ یَا رَبِّ اَیُّ عِبَادِکَ اَخْشٰی قَالَ اَعْلَمُهُمْ بِیْ۔

دارمی حضرت عطا سے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! تیرے کون سے بندے صحیح حکم دینے والے ہیں فرمایا جو لوگوں پر وہی حکم کریں جو اپنے نفس پر حکم کرتے ہیں۔

عرض کیا اے میرے رب! کون سے بندے سب سے زیادہ بے پروا (غنی) ہیں فرمایا جو میری تقسیم پر راضی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی الٰہی! کون سے تیرے بندے زیادہ تجھ سے خوف کرتے ہیں فرمایا جو میری شیون قدرت کو زیادہ جاننے والے ہیں۔

اس روایت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ علماء وہ ہیں جو دین کا علم رکھتے ہیں اور اسی مفہوم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَنَا اَخْشَاکُمْ لِلّٰهِ وَاَتْقَاکُمْ لَهٗ۔ میں سب سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا اور منہیات سے اجتناب کرنے والا ہوں۔

اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ غَفُوْرٌ ﴿۲۸﴾ ۔ بے شک اللہ غالب اور بخشنے والا ہے۔

یہ آیت کریمہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی اور آپ کی خشیت عام طور پر ظاہر ہو چکی ہے۔

آگے ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَةً یَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ ﴿۲۹﴾

وہ لوگ جو اللہ کی کتاب کی تلاوت کرتے اور نماز قائم رکھتے اور ہمارے دیئے سے خفیہ وعلانیہ خرچ کرتے ہیں اور امیدوار ہیں ایسی تجارت کے جس میں ہرگز ٹوٹا نہیں۔

یَتْلُوْنَ کِتٰبَ اللّٰهِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ۔ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یُدَاوِمُوْنَ عَلٰی قِرَاءَتِهٖ حَتّٰی صَارَتْ سِمَةً لَّهُمْ۔ یعنی کتاب کی تلاوت اور نماز ادا کرتے ہیں حتیٰ کہ ان کی پیشانیوں پر نشان ہیں۔

Marfat.com

علامہ عبدالغنی بن سعید ثقفی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّهَا نَزَلَتْ فِيْ حُصَيْنِ بْنِ الْحٰرِثِ بْنِ عَبْدِالْمُطَّلِبِ الْقُرَشِيِّ ثُمَّ اِنَّ الْعِبْرَةَ بِعُمُوْمِ اللَّفْظِ۔ یہ آیت حضرت حصین بن حارث کی شان میں نازل ہوئی لیکن عبرت عموم لفظ کے ساتھ ہوتی ہے۔

بنا بریں یہ بشارت ہر اس مومن کے لئے عام ہے جو ان صفات سے متصف ہو۔

اور سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُمْ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

اور عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اس تعریف میں عامۂ مومنین داخل ہیں اور یہی قول راجح ہے۔ کہ اس میں اول درجہ کے اندر صحابہ کرام ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ سے مراد يَتَّبِعُوْنَ فَيَعْمَلُوْنَ بِمَا فِيْهِ - اِنَّ الَّذِيْنَ يَتْلُوْنَ كِتٰبَ اللّٰهِ سے مراد یہ ہے کہ اتباع کتاب کرتے ہوئے جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کریں۔

گو مفہوم آیت سے یہ معنی متبادر ہوتے ہیں کہ کتاب اللہ عزوجل پڑھتے ہوئے اس کے مخارج وحقوق کا لحاظ رکھنے والے اسی تعریف میں داخل ہیں اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: رُبَّ قَارِئٍ لِلْقُرْاٰنِ وَالْقُرْاٰنُ يَلْعَنُهٗ۔ بہت سے قرآن ایسے پڑھتے ہیں کہ قرآن ان پر لعنت کرتا ہے۔

اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے اول خشیۃ الٰہی عزوجل کا ذکر فرمایا جو عمل بالقلب ہے اس کے بعد عمل اللسان اور عمل جوارح ہے پھر عبادت مالی ہے۔

اور اَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً سِرًّا وَّعَلَانِيَةً سے یہ امر واضح ہوا کہ اخلاص کے ساتھ خرچ کرنے والا پوشیدہ خرچ کرے یا علانیہ دونوں میں ماجور ہے البتہ یہ فرق ضرور ہے کہ

اَلسِّرُّ فِي الْاِنْفَاقِ الْمَسْنُوْنِ وَالْعَلَانِيَةُ فِي الْاِنْفَاقِ الْمَفْرُوْضِ۔ صدقات مسنونہ پوشیدہ کرنے مسنون ہیں اور صدقات مفروضہ مثل زکوٰۃ وغیرہ کے علانیہ دینے بہتر ہیں مگر اسراف سے بچتے ہوئے وَلَمْ يَبْسُطُوْا اَيْدِيَهُمْ كُلَّ الْبَسْطِ۔ آگے ارشاد ہے:

يَّرْجُوْنَ تِجَارَةً لَّنْ تَبُوْرَ۔ امید رکھتے ہیں اپنے رب کے ساتھ ایسی تجارت کی جس میں کھوٹ اور نقصان نہیں ہے۔

اَيْ مُعَامَلَةً مَّعَ اللّٰهِ لِنَيْلِ رِبْحِ الثَّوَابِ۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے معاملہ رکھنا ثواب کا نفع حاصل کرنے کو اسی بناء پر روح المعانی میں ہے: اِنَّ التِّجَارَةَ مَجَازٌ عَمَّا ذُكِرَ۔ یہاں مجازاً تجارۃ فرمایا گیا۔ اور

لَّنْ تَبُوْرَ۔ کے یہاں معنی ہیں: لَنْ تَكْسِدَ وَلَنْ تَهْلِكَ بِالْخُسْرَانِ۔ اللہ سے جو معاملہ کیا جائے وہ نیت کے کھوٹ سے نہ ہو تو وہ ضائع نہیں ہوتا اور اس میں نقصان وخسران کا احتمال نہیں۔

چنانچہ قتادہ رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَلتِّجَارَةُ بِالْجَنَّةِ اَنَّهَا مَجَازٌ عَنِ الرِّبْحِ۔ آگے ارشاد ہے:

لِيُوَفِّيَهُمْ اُجُوْرَهُمْ وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ اِنَّهٗ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ۝۳۰

تاکہ پورا پورا دیا جائے ان کا بدلہ اور زائد عطا ہو اس کے فضل سے بے شک وہ بخشنے والا قدردان ہے۔

وَيَزِيْدَهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ پر مفسرین نے متعدد پہلو بیان فرمائے:

Marfat.com

مِنْ فَضْلِهٖ عَلٰی ذَالِکَ مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَتِهٖ مَا یَشَآءُ۔

ابی وائل رحمہ اللہ کہتے ہیں: زِیَادَتُهٗ تَعَالٰی اِیَّاهُمْ بِتَشْفِیْعِهِمْ فَمَنْ اَحْسَنَ اِلَیْهِمْ۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: بِتَفْسِیْحِ الْقُلُوْبِ۔ کشادگی دلوں میں پیدا فرمانا۔

حدیث میں ہے: بِتَضْعِیْفِ حَسَنَاتِهِمْ نیکیوں میں ضعف فرمانا وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ہے۔

ایک قول ہے: بِالنَّظْرِ اِلٰی وَجْهِهِ الْكَرِیْمِ۔ جمال الٰہی حاصل ہونا۔

وَالَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ مِنَ الْكِتٰبِ هُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝۳۱

اور وہ کتاب جو وحی فرمائی ہم نے وہ حق ہے تصدیق کرتی ہے ان کتابوں کی جو آپ سے پہلے آئیں بے شک اللہ اپنے بندوں کے احوال سے خبردار ہے اور ہر ایک کو دیکھنے والا۔

یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اور من برائے تبیین ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تخاطب میں وحی کا تذکرہ مخصوص قرآن کریم کے لئے هُوَ الْحَقُّ وہ حق ہے یعنی لَا رَیْبَ فِیْهِ اس کے سچ ہونے میں کوئی شک وشبہ نہیں اور مُصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیْهِ ؕ تصدیق فرماتا ہے ان کتابوں کی جو پہلے اتریں۔

اَیْ لِمَا تَقَدَّمَ مِنَ الْكُتُبِ السَّمَاوِیَّةِ۔ اور مُصَدِّقًا پر نصب اس لئے آیا کہ وہ حالیہ ہے یعنی یہ کتاب حق ہے درآنحالیکہ پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ بِعِبَادِهٖ لَخَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ۝۳۱۔ اور بے شک اللہ محیط ہے بواطن امور اور ظواہر امور عباد سے اور خبردار ہے اور دیکھنے والا جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَعْمَالِكُمْ وَ اِنَّمَا یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِكُمْ۔

ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا ۚ

پھر وارث کیا ہم نے کتاب کا ان بندوں کو جنہیں ہم نے چنا۔

اس جگہ بھی کتاب سے مراد عندالجمہور قرآن کریم ہے اور ثُمَّ اَوْرَثْنَا سے مراد ہے: ثُمَّ اَعْطَیْنَا مِنْ غَیْرِ كَدٍّ وَ تَعَبٍ فِیْ طَلَبِهٖ۔ پھر ہم نے بلامحنت وتعب وہ قرآن کریم عطا فرمایا اپنے چنے ہوئے بندوں کو۔

اس سے مراد بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما امت مرحومہ ہے اس لئے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے تمام امتوں میں سے چنا ہے اور اسے امت وسط فرمایا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَی النَّاسِ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو اکرم الرسل اور افضل الرسل فرمایا اور یہاں ثم اگرچہ تراخی کے لئے ہے لیکن یہ تراخی رتبی ہے۔ جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ میں ارشاد ہے اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ بِالْحَقِّ بَشِیْرًا وَّ نَذِیْرًا ؕ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِیْهَا نَذِیْرٌ۔ اور دوسری جگہ ارشاد ہے: وَ اِنَّهٗ لَفِیْ زُبُرِ الْاَوَّلِیْنَ۔

گویا اس امر کا بیان ہے کہ امم سابقہ کو بھی ہم نے کتاب دی اور بعد میں اپنے چنے ہوئے بندوں کو جو عطا فرمائی وہ امت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جسے قرآن کریم عطا کیا۔

فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ وَ مِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ ۚ وَ مِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَیْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ

پھر ان میں متعدد فرقے ہوگئے۔ بعض وہ ہوئے جو اپنی جان پر ظلم کرنے والے ہیں۔ اور بعض درمیانہ رو ہیں۔ اور بعض

Marfat.com

بھلائیوں میں سبقت لے گئے۔

اس پر مفسرین کے متعدد قول ہیں:

ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ۔ وہ ہے جو کتاب پر عمل کرنے میں کوتاہی کرے اور اپنی جان پر ظلم کرے۔

اور مُّقْتَصِدٌ وہ جو متردد ہو عمل کرنے اور مخالفت میں تو کبھی عمل کرے کبھی مخالفت کرے۔ اور اصل میں معنی اقتصاد توسط کے ہیں اتباع احکام میں۔

اور سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ ثواب اور جنت حاصل کرنے میں مسابقت کرنے والے یعنی بھلائیوں کے سبب اور اعمال صالحہ کے ذریعہ جنت کے مستحق ہوں۔

اور ایک قول ہے: ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ سے مراد معصیت شعار ہے۔

اور مُّقْتَصِدٌ درمیانہ رو۔

اور سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ اعمال صالحہ میں آگے نکلنے والے۔

اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهٖ مَنْ خَفَّتْ حَسَنَاتُهٗ۔ جو اعمال صالحہ میں کم ہو۔

وَالْمُقْتَصِدُ مَنِ اسْتَوَتْ۔ جس کی نیکی اور گناہ برابر ہوں۔

وَالسَّابِقُ مَنْ رَجَحَتْ۔ جس کی نیکیاں زیادہ ہوں۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

وَالظَّالِمُ لِنَفْسِهِ الَّذِیْ مَاتَ عَلٰی کَبِیْرَةٍ لَمْ یَتُبْ مِنْهَا۔ جو توبہ سے قبل معصیت شعاری میں مرجائے وہ ظالم لنفسہ ہے۔

وَالْمُقْتَصِدُ مَنْ مَّاتَ عَلٰی صَغِیْرَةٍ وَلَمْ یُصِبْ کَبِیْرَةً لَمْ یَتُبْ مِنْهَا۔ مقتصد وہ ہے جو صغائر کے ارتکاب میں مرجائے اور کبائر کی حد تک نہ پہنچا ہو اور صغیرہ سے توبہ بھی نہ کی ہو۔

وَالسَّابِقُ مَنْ مَّاتَ تَائِبًا مِّنْ صَغِیْرَةٍ وَّ کَبِیْرَةٍ اَوْ لَمْ یُصِبْ ذٰلِکَ۔ سابق بالخیرات وہ ہے جو صغیرہ و کبیرہ سے توبہ کرکے مرے یا اسے صغائر و کبائر کا اتفاق ہی نہ ہوا ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ اَلظَّالِمُ لِنَفْسِهِ الْعَاصِیْ الْمُسْرِفُ۔ ظالم لنفسہ وہ ہے جو عصیان شعار ہو۔

اور مقتصد وہ ہے جو کبائر سے پرہیز کرے۔

اور سابق وہ ہے جو مطلقاً متقی اور پرہیزگار ہو۔

اور ایسے ایسے بہت سے اقوال ہیں۔

بعض نے اس کی تفسیر میں تینتالیس اقوال تک لکھے ہیں۔

لیکن تفاسیر کے تتبع سے یہ واضح ہوتا ہے اِنَّ الْاَصْنَافَ الثَّلَاثَةَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ کہ تینوں قسم اہل جنت کی ہیں۔

چنانچہ امام احمد اور طیالسی اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور بیہقی اور ترمذی رحمہم

Marfat.com

اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ هٰٓؤُلَاءِ كُلُّهُمْ بِمَنْزِلَةٍ وَّاحِدَةٍ وَّ كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ۔ آیت کریمہ کی تلاوت فرما کر بتایا کہ یہ سب جنتی ہونے میں بمنزلہ واحد ہیں اور سب جنتی ہیں۔

اور طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آیت کریمہ پر فرمایا یہ تمام اس امت کے افراد ہیں اور سب جنتی ہیں۔

اور ابن النجار رحمہ اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَابِقُنَا سَابِقٌ وَ مُقْتَصِدُنَا نَاجٍ وَّ ظَالِمُنَا مَغْفُوْرٌ۔ ہمارے سابق تو سابق ہیں اور مقتصد نجات یافتہ اور ہمارے ظالم بخشے ہوئے ہیں۔

اور امام احمد، عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم اور ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ابی درداء سے راوی ہیں فرماتے ہیں: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا فَمِنْهُمْ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ وَمِنْهُمْ مُّقْتَصِدٌ وَمِنْهُمْ سَابِقٌۢ بِالْخَيْرٰتِ بِاِذْنِ اللّٰهِ فَاَمَّا الَّذِيْنَ سَبَقُوْا فَاُولٰٓئِكَ يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ اقْتَصَدُوْا فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يُحَاسَبُوْنَ حِسَابًا يَّسِيْرًا وَّ اَمَّا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ فَاُولٰٓئِكَ يُحْبَسُوْنَ فِيْ طُوْلِ الْمَحْشَرِ ثُمَّ هُمُ الَّذِيْنَ يَتَلَقَّاهُمُ اللّٰهُ بِرَحْمَتِهٖ فَهُمُ الَّذِيْنَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

حضور ﷺ نے آیت کریمہ ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا۔ تلاوت فرما کر اس کی تفصیل فرمائی۔

وہ لوگ جو سابق ہیں وہ تو جنت میں بلا حساب داخل ہوں گے۔

اور مقتصدین یہ ہلکا حساب دے کر جنت میں جائیں گے۔

اور ظالم لنفسہ ان کا حساب طول محشر تک ہوگا پھر اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت سے ملے گا۔

تو وہ یہی لوگ ہیں جو کہیں گے: الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۳۴﴾

اور طبری کہتا ہے: اِنَّ هٰذَا التَّرْتِيْبَ عَلٰى مَقَامَاتِ النَّاسِ فَاِنَّ اَحْوَالَ الْعِبَادِ ثَلَاثٌ مَّعْصِيَةٌ ثُمَّ تَوْبَةٌ ثُمَّ قُرْبَةٌ فَاِذَا عَصَى الْعَبْدُ فَهُوَ ظَالِمٌ فَاِذَا تَابَ فَهُوَ مُقْتَصِدٌ فَاِذَا صَحَّتْ تَوْبَتُهٗ وَ كَثُرَتْ مُجَاهَدَتُهٗ فَهُوَ سَابِقٌ۔

اس ترتیب میں مقامات ہیں لوگوں کے اس لئے کہ احوال عباد تین ہیں:

پہلے معصیت۔ پھر توبہ۔ پھر قربت۔

تو جب بندہ معصیت کرے تو وہ ظالم ہے تو جب توبہ کرے تو وہ مقتصد ہے اور جب اس کی توبہ صحیح ہوگئی اور مجاہدہ کثرت سے ہوگیا تو وہ سابق ہے۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۳۲﴾ ۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل۔

جس میں بندے کے عمل اور کسب کو دخل نہیں ہے۔

جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا يُحَلَّوْنَ فِيْهَا مِنْ اَسَاوِرَ مِنْ ذَهَبٍ وَّ لُؤْلُؤًا ۚ وَ لِبَاسُهُمْ فِيْهَا حَرِيْرٌ ﴿۳۳﴾

Marfat.com

بسنے والے باغ ان میں داخل ہوں گے زیور پہنائے جائیں گے ان میں کنگن سونے کے اور موتیوں کے اور ان کا لباس اس میں ریشم ہوگا۔

حَرِيْرٌ۔ ابریشم کو کہتے ہیں جو ریشمی کیڑا شہتوت کے پتے کھا کر بناتا ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو موجودہ ریشم ہے مثلاً دل کی پیاس، آنکھ کا نشہ وغیرہ چائنا سلک سن کگرہ انڈا بوسکی، فلش، لیڈی منٹن وغیرہ کا ہوتا ہے وہ ریشم نہیں بلکہ یہ درختوں کی چھال اور سن وغیرہ سے بنتا ہے یہ وہ نہیں جو مردوں کے لئے حرام ہے۔ ابریشم کا بنا ہوا سلک صرف مرد پر حرام ہے۔

اور سونے کے کنگن اور موتیوں کا جڑاؤ زیور جنت میں جنتیوں کو ملے گا دنیا میں یہ مردوں پر حرام ہے کما صرح فی مجمع البیان۔

اور جنتی جنت میں داخل ہونے کے بعد کہیں گے جس کا ذکر آگے فرمایا جاتا ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿٣٤﴾ الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ لَا يَمَسُّنَا فِيْهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيْهَا لُغُوْبٌ ﴿٣٥﴾

(اور جنت میں داخل ہونے والے کہیں گے) سب ہی تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو ہم سے حزن وملال لے گیا (اور ہمیں بے فکر کیا) بے شک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے جس نے ہمیں اتارا ہمیشہ کے مقام والے گھر میں اپنے فضل سے جس میں ہمیں نہ تکلیف پہنچی اور نہ کوئی قلبی کوفت۔

حزن۔ تقلب قلب اور خوف عاقبت کو کہتے ہیں۔

اور قاسم بن محمد رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا حزن سے مراد اہوال قیامت ہے اور جو کچھ ظلم نفس سے مصیبتیں آئیں۔

اور حاکم اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ حزن سے مراد آگ ہے۔

ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں حزن سے مراد حزن الموت ہے تو اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اس وقت کہیں گے جب موت ذبح کردی جائے۔

اور قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں حزن یہ ہے کہ اَنْ لَّا تُقْبَلَ اَعْمَالُهُمْ حزن اس وقت ہوگا جب کہ اعمال قبول نہ ہوں۔

اس کے علاوہ اور بہت سے اقوال ہیں بہرحال جس چیز کا فکر تھا جب وہ ٹل گیا تو کہیں گے: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ ۭ۔

اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُۨ ﴿٣٤﴾ کے یہ معنی ہیں کہ بے شک ہمارا رب بخشش فرمانے والا ہے مطیعوں کی۔

ابن منذر رحمہ اللہ ابن عباس سے اس کی تفسیر فرماتے ہیں: غَفَرَ لَنَا الْعَظِيْمَ مِنْ ذُنُوْبِنَا وَ شَكَرَ لَنَا الْقَلِيْلَ مِنْ اَعْمَالِنَا۔ اللہ تعالیٰ بخشش فرمانے والا ہے ہمارے گناہ کو اور چشم پوشی کرنے والا ہے ہمارے عملوں کی کمی سے۔

الَّذِيْٓ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۚ۔ جس نے ہمیں اتارا رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے۔

جس سے کبھی نکلنا نہ ہو اور وہ جنت ہے۔ اور مِنْ فَضْلِهٖ سے مراد انعام الٰہی عزوجل ہے۔ اس لئے کہ عمل اگرچہ

سبب ہیں دخول جنت کے لیکن بغیر فضل الٰہی عزوجل کوئی عمل کامیاب نہیں ہوسکتا۔

لَا يَمَسُّنَا فِيهَا نَصَبٌ وَّلَا يَمَسُّنَا فِيهَا لُغُوبٌ ﴿٣٥﴾

نہیں پہنچتی ہے ہمیں کوئی تکان اور نہیں چھوتی ہمیں اس میں کوئی آفت۔

اس کی تفسیر میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مَلَالٌ وَّ فُتُوْرٌ وَّ هُوَ نَتِيْجَةُ النَّصَبِ وَ قَالَ بَعْضُهُمُ النَّصَبُ الْجِسْمَانِيُّ وَاللُّغُوْبُ التَّعَبُ النَّفْسَانِيُّ۔ جسمانی تکان کو نصب کہتے ہیں اور نفسانی کوفت کو لغوب کہتے ہیں اور ابن جریر حضرت قتادہ رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ نصب درد کو کہتے ہیں۔

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ ۚ لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِّنْ عَذَابِهَا ۭ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ كُلَّ كَفُوْرٍ ﴿٣٦﴾

اور وہ جو کافر ہوئے ان کے لئے جہنم کی آگ ہے ان پر دوسری موت کا حکم نہ دیا جائے کہ وہ مریں تاکہ عذاب سے استراحت حاصل کریں اور نہ تخفیف ہو ان کے عذاب میں ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں ہم ہر سرکش منکر کو۔

یعنی جیسا کہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے: ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى۔ عذاب جہنم میں جہنمی کا یہ حال ہوتا ہے کہ نہ مرتا ہے نہ جیتا ہے۔

یہاں اسے واضح الفاظ میں فرمایا کہ کافروں کے لئے جہنم ہے وہاں وہ چاہیں گے کہ مر جائیں لیکن مرنے کے بعد پھر مرنا کہاں اگر موت کے بعد پھر موت آتی تو کافر کے لئے عذاب کی کوئی اہمیت ہی نہ ہوتی اسی لئے فرمایا: لَا يُقْضٰى عَلَيْهِمْ فَيَمُوْتُوْا۔ ان پر موت کا حکم نہیں کیا جائے گا کہ وہ مر کر عذاب سے نجات پالیں بلکہ ان کا عذاب ابدالآباد تک رہے گا اور جہنمی جہنم میں پکارتے ہوں گے جس کی تفصیل آگے آتی ہے:

وَهُمْ يَصْطَرِخُوْنَ فِيْهَا ۚ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ ۭ

وہ چیختے ہوں گے جہنم میں کہ اے ہمارے رب! ہمیں نکال اس جہنم سے کہ اب ہم نیک عمل کریں ان عملوں کے سوا جو ہم پہلے کرتے تھے۔

اس سے ان کی مراد یہ ہوگی کہ وہ پکاریں اَخْرِجْنَا مِنَ النَّارِ وَرُدَّنَا اِلَى الدُّنْيَا نَعْمَلْ صَالِحًا وَ كَاَنَّهُمْ اَرَادُوْا بِالْعَمَلِ الصَّالِحِ التَّوْحِيْدَ وَامْتِثَالَ اَمْرِ الرَّسُوْلِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالْاِنْقِيَادَ لَهٗ۔ یعنی الٰہی ہمیں جہنم سے نکال کر دنیا میں واپس بھیج دے کہ وہاں عمل صالح کریں گویا وہ چاہیں گے عمل صالح یعنی اعتراف توحید اور اتباع امر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کا پیرو ہونا اور کلمۂ توحید پڑھنا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے توبیخاً جواب ہوگا:

اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَّا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ۭ فَذُوْقُوْا فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ﴿٣٧﴾

کیا تمہیں ہم نے عمر نہیں دی دنیا میں کہ جو تم میں ہدایت قبول کرنا چاہے وہ کرلے اور تم میں ہماری طرف سے نذیر یعنی انبیاء کرام تشریف لائے (تو جب ان کی تذکیر سے تم پند پذیر نہ ہوئے) تو اب چکھو عذاب کا مزہ آج ظالم یعنی کافر کا کوئی مددگار نہیں۔

يَصْطَرِخُوْنَ۔ باب افتعال سے ہے اس کا مبدأ اشتقاق صراخ ہے اس کے معنی شِدَّةُ الصِّيَاحِ سختی سے چیخنا اور یہ

Marfat.com

اصل میں اصتراخ تھا تو یصترخون پڑھا جاتا۔لیکن ت کو ط سے بدل لیا گیا یَصْطَرِخُوْنَ ہو گیا اس کا استعمال اکثر استغاثہ کے معنی میں ہے اور مستغیث ہمیشہ پکارتا اور چیختا ہے۔

چنانچہ قتادہ رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں یَسْتَغِیْثُوْنَ فرماتے ہیں۔

اور وہ عمر جس کا تذکرہ فرمایا گیا۔اس کی مقدار بقول سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ساٹھ سال ہے۔

اور احمد و بخاری اور نسائی سہل بن سعد رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اَعْذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلٰی امْرِءٍ اَخَّرَ عُمُرَهٗ حَتّٰی بَلَغَ سِتِّیْنَ سَنَةً۔اللہ تعالیٰ بندہ کو اس کی آخر عمر تک مہلت دیتا ہے حتیٰ کہ ساٹھ سال تک پہنچے۔

ایک قول ہے وہ مدت پچاس سال تک ہے۔

ایک روایت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے: اِنَّهٗ سِتٌّ وَّ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔یہ عمر چھیالیس سال تک ہے۔

عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم حسن رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ وہ چالیس سال تک عمر ہے۔

گویا یہ ارشاد ہوا: عَمَّرْنَاكُمْ وَجَآءَكُمُ النَّذِیْرُ۔تمہیں عمر دی اور اپنا نذیر تم میں بھیجا۔

اور اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ کے یہ معنی ہیں کہ اَلَمْ نُمْهِلْكُمْ وَ نُعَمِّرْكُمْ کیا ہم نے تمہیں مہلت نہ دی اور عمر نہ عطا فرمائی۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع-سورۃ فاطر-پ ۲۲

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

بے شک اللہ جاننے والا غیب آسمانوں اور زمین کے بے شک وہ جانتا ہے دلوں کی باتوں کو

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾

وہی اللہ ہے جس نے تمہیں جانشین کیا زمین میں پہلوں کا تو جو کفر کرے تو وہ کفر اسی پر ہے اور نہیں بڑھائے گا کافروں کو ان کا کفر مگر ان کے رب کے حضور بیزاری اور نہیں بڑھائے گا اللہ ان کو مگر نقصان

قُلْ اَرَءَیْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِیْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِی السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰی بَیِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ یَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۴۰﴾

انہیں فرمایئے بھلا کیا تم دیکھتے ہو اپنے ان شریکوں کو جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ انہوں نے زمین میں کون سا حصہ بنایا یا ان کا ساجھا ہے آسمانوں میں کیا ہم نے دی ہے انہیں کوئی کتاب تو وہ اس کی روشن دلیل پر ہیں بلکہ وعدہ دیتے ہیں ظالم ایک دوسرے کو اور یہ محض دھوکہ ہے

اِنَّ اللّٰهَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِیْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

بے شک اللہ روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ نہ ہل سکیں اور اگر وہ ہل جائیں تو انہیں کون روک سکتا ہے اللہ کے سوا بے شک وہ حلم والا اور بخشنے والا ہے

Marfat.com

وَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ ﴿۴۲﴾

اور قسم کھائی انہوں نے اللہ کی اپنی قسموں میں حد کی کوشش کی کہ اگر آئے کوئی ڈرسنانے والا ان کے پاس تو وہ ضرور سب میں یگانے راہ پر ہوں گے تو جب آیا ان کے پاس نذیر تو نہ بڑھایا انہوں نے مگر نفرت کرنا

اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَ مَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَ لَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

تکبر سے اپنے کو اونچا کرنا زمین میں اور برائی کے داؤ گانٹھنا اور نہیں پڑتا برا مکر مگر برائی کرنے والے پر تو کیا انتظار میں ہیں مگر پرانی طرح کی ہلاکت کے تو ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز اللہ کا قانون تم ٹلتا نہ پاؤ گے

اَوَ لَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَ كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَ لَا فِي الْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾

کیا نہ سیر کی تم نے زمین میں کہ دیکھتے ان کے پہلوں کا کیا انجام ہوا اور وہ ان سے سخت تھے زور میں اور اللہ وہ نہیں کہ جس کے قابو سے کوئی نکل سکے آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم وقدرت والا ہے

وَ لَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّ لٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

اور اگر اللہ لوگوں کے کرتوت پکڑے تو نہ چھوڑے زمین پر چلنے والے کو لیکن اس نے چھوڑا ہے ایک مقرر میعاد تک تو جب وقت آئے گا تو بے شک اللہ کی نگاہ میں سب بندے ہیں

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ فاطر - پ ۲۲

اِنَّ - بے شک	اللّٰهَ - اللہ	عٰلِمُ - جاننے والا ہے	غَيْبِ - غیب
السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَ - اور	الْاَرْضِ - زمین کے	اِنَّهٗ - بے شک وہ
عَلِيْمٌ - جاننے والا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ - سینوں کی باتیں		هُوَ - وہ
الَّذِيْ - وہ ہے جس نے	جَعَلَكُمْ - بنایا تم کو	خَلٰٓئِفَ - جانشین	فِي - بیچ
الْاَرْضِ - زمین کے	فَمَنْ - تو جو	كَفَرَ - کفر کرے	فَعَلَيْهِ - تو اس پر ہے
كُفْرُهٗ - اس کا کفر	وَ - اور	لَا - نہیں	يَزِيْدُ - بڑھاتا
الْكٰفِرِيْنَ - کافروں کو	كُفْرُ - کفر	هُمْ - ان کا	عِنْدَ - نزدیک
رَبِّهِمْ - ان کے رب کے	اِلَّا - مگر	مَقْتًا - ناراضگی	وَ - اور
لَا - نہیں	يَزِيْدُ - بڑھاتا	الْكٰفِرِيْنَ - کافروں کو	كُفْرُ - کفر

Marfat.com

هُمْ-ان کا	اِلَّا-مگر	خَسَارًا-نقصان	قُلْ-فرمادیں
اَ-کیا	رَءَیْتُمْ-دیکھا تم نے	شُرَكَآءَ-شریکوں	كُمُ-اپنے کو
الَّذِیْنَ-وہ جن کو	تَدْعُوْنَ-تم پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِ-سوا	اللّٰهِ-اللہ کے
اَرُوْ-دکھاؤ	نِیْ-مجھ کو	مَاذَا-کیا	خَلَقُوْا-پیدا کیا انہوں نے
مِنَ الْاَرْضِ-زمین سے	اَمْ-یا	لَهُمْ-ان کا	شِرْكٌ-ساجھا ہے
فِی-بیچ	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں کے	اَمْ-کیا	اٰتَیْنٰهُمْ-دی ہم نے ان کو
كِتٰبًا-کتاب کوئی	فَهُمْ-تو وہ	عَلٰی-اوپر	بَیِّنَتٍ-دلیل کے ہیں
مِّنْهُ-اس سے	بَلْ-بلکہ	اِنْ-نہیں	یَّعِدُ-وعدہ دیتے
الظّٰلِمُوْنَ-ظالم	بَعْضُهُمْ-بعض ان کے	بَعْضًا-بعض کو	اِلَّا-مگر
غُرُوْرًا-دھوکے کا	اِنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ	یُمْسِكُ-روکے ہوئے ہے
السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضَ-زمین کو	اَنْ-یہ کہ
تَزُوْلَا-ٹل جائیں	وَ-اور	لَئِنْ-اگر	زَالَتَا-ٹل جائیں تو
اِنْ-نہ	اَمْسَكَهُمَا-روک سکے ان کو	مِنْ اَحَدٍ-کوئی بھی	مِّنْۢ بَعْدِهٖ-اس کے بعد
اِنَّهٗ-بے شک وہ	كَانَ-ہے	حَلِیْمًا-حوصلے والا	غَفُوْرًا-بخشنے والا
وَ-اور	اَقْسَمُوْا-قسمیں کھائیں انہوں نے		بِاللّٰهِ-اللہ کی
جَهْدَ-مضبوط	اَیْمَانِهِمْ-قسمیں	لَئِنْ-اگر	جَآءَ-آئے
هُمْ-ان کے پاس	نَذِیْرٌ-ڈرانے والا	لَّیَكُوْنُنَّ-تو ضرور ہوں گے	اَهْدٰی-زیادہ ہدایت والے
مِنْ اِحْدَی-ایک	الْاُمَمِ-امتوں سے	فَلَمَّا-تو جب	جَآءَ-آیا
هُمْ-ان کے پاس	نَذِیْرٌ-ڈرانے والا	مَّا-نہ	زَادَ-زیادہ کیا
هُمْ-ان کو	اِلَّا-مگر	نُفُوْرًا-نفرت	اسْتِكْبَارًا-تکبر سے
فِی-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے	وَ-اور	مَكْرَ-تدبیر
السَّیِّئِ-بری سے	وَ-اور	لَا-نہیں	یَحِیْقُ-گھیرتی
الْمَكْرُ-تدبیر	السَّیِّئُ-بری	اِلَّا-مگر	بِاَهْلِهٖ - اس کے کرنے
والے کو	فَهَلْ-تو نہیں	یَنْظُرُوْنَ-انتظار کرتے	اِلَّا-مگر
سُنَّتَ-طریقے	الْاَوَّلِیْنَ-پہلوں کا	فَلَنْ-تو ہرگز نہ	تَجِدَ-پائے گا تو
لِسُنَّتِ-طریقے	اللّٰهِ-اللہ کے میں	تَبْدِیْلًا-کوئی تبدیلی	وَ-اور
لَنْ-ہرگز نہ	تَجِدَ-پائے گا تو	لِسُنَّتِ-طریقے	اللّٰهِ-اللہ کے میں
تَحْوِیْلًا-ٹلنا	اَوَ-کیا	لَمْ-نہ	یَسِیْرُوْا-چلے پھرے

Marfat.com

فِیْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	فَیَنْظُرُوْا۔ کہ دیکھیں	کَیْفَ۔ کیسا
کَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الَّذِیْنَ۔ ان کا جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے
تھے	وَ۔ اور	کَانُوْٓا۔ تھے وہ	اَشَدَّ۔ زیادہ سخت
مِنْهُمْ۔ ان سے	قُوَّةً۔ قوت میں	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
کَانَ۔ ہے	اللّٰهُ۔ اللہ کہ	لِیُعْجِزَهٗ۔ عاجز کرے اس کو	مِنْ شَیْءٍ۔ کوئی چیز
فِیْ۔ بیچ	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
فِیْ۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	کَانَ۔ ہے
عَلِیْمًا۔ جاننے والا	قَدِیْرًا۔ قدرت والا	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر
یُؤَاخِذُ۔ پکڑے	اللّٰهُ۔ اللہ	النَّاسَ۔ لوگوں کو	بِمَا۔ بدلے
کَسَبُوْا۔ ان کی کمائی کے تو	مَا۔ نہ	تَرَكَ۔ چھوڑے	عَلٰی۔ اوپر
ظَهْرِ۔ پیٹھ	هَا۔ اس کی کے	مِنْ دَآبَّةٍ۔ کوئی جاندار	وَّ۔ اور
لٰکِنْ۔ لیکن	یُؤَخِّرُ۔ مہلت دیتا ہے	هُمْ۔ ان کو	اِلٰٓی۔ طرف
اَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّی۔ مقرر کی	فَاِذَا۔ تو جب	جَآءَ۔ آئے گی
اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت	فَاِنَّ۔ تو بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ	کَانَ۔ ہے
بِعِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں کو	بَصِیْرًا۔ دیکھنے والا		

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔سورۃ فاطر۔پ ۲۲

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَیْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

بے شک اللہ جاننے والا ہے پوشیدہ امور آسمانوں اور زمین کے بے شک وہ جانتا ہے دل کی باتیں۔

اس جگہ غیب ذاتی مراد ہے اس لئے کہ غیب ذاتی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا اور غیب عطائی جسے جتنا اللہ تبارک و تعالیٰ دے وہ انبیاء و اولیاء کو حاصل ہے۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ فِی الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَیْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا یَزِیْدُ الْكٰفِرِیْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ﴿۳۹﴾

وہ ذات وہ ہے جس نے تمہیں زمین میں پہلوں کا جانشین کیا (اور ان کی متروکہ زمین و جائیداد اور مقبوضات کا مالک و متصرف بنایا اور ان کی آمدنی اور منافع تمہارے لئے مباح کئے تا کہ تم ایمان و طاعت کر کے شکر گزار بنو) تو جو کفر کرے اور سرکش رہے تو اسی پر اس کے کفر کا بار ہے (یعنی جو شکر گزار نہ بنے اور ہماری نعمتوں پر سر نہ جھکائے تو اس پر اس کفر کی مار اور سزا ہے) اور کافروں کو نہ بڑھائے گا ان کے رب کے حضور مگر بیزاری (یعنی ان کے کفر کا وبال انہیں پر پڑے گا جس سے بیزار ہو کر کہیں گے: رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا نَعْمَلْ صَالِحًا غَیْرَ الَّذِیْ كُنَّا نَعْمَلُ ؕ اور یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا اللّٰهَ وَاَطَعْنَا الرَّسُوْلَا) پھر دوبارہ ارشاد ہے۔ کہ کافروں کو ان کا کفر نہ بڑھائے گا مگر نقصان و خسران۔ یعنی آخرت میں ان پر غضب الٰہی عزوجل ہوگا

اوراپنے کئے پر افسوس اور حسرت کریں گے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ

انہیں فرمایئے کیا تم دیکھتے ہو کہ تمہارے شرکاء بت جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انہوں نے زمین میں سے کون سا حصہ پیدا کیا یا ان کے لئے آسمانوں میں کوئی ساجھا یا شرکت ہے۔

اگر ساجھا ہے تو آسمانوں میں ان کا دخل عمل ہوگا اور اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو انہیں مستحق عبادت کیسے سمجھتے ہو اگر یہ نہیں تو دوسری بات یہ ہے کہ

اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝

کیا ہم نے انہیں دی ہے کوئی کتاب کہ وہ اس کی روشنی اور براہین پر ہیں۔

اور جب یہ بھی نہیں اور یقیناً نہیں تو ہم فرماتے ہیں:

بلکہ بات یہ ہے کہ یہ ظالم آپس میں ایک دوسرے کو جو وعدہ دیتے ہیں وہ نرا فریب ہے۔

یعنی ان میں جو سرکش ہیں وہ بہکانے کے لئے اپنے متبعین کو دھوکہ دیتے ہیں اور اپنے بتوں کی طرف سے انہیں باطل اور لایعنی بے اصل امیدیں دلاتے ہیں۔ اور حقیقت یہی ہے کہ

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ

بے شک اللہ اپنی قدرت سے روکے ہوئے ہے آسمانوں اور زمین کو کہ اپنی جگہ سے نہ ہلیں۔

یعنی آسمان اور زمین قدرت الٰہی عزوجل سے اپنی جگہ قائم ہیں اور ہل نہیں سکتے۔

وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ۝

اور اگر وہ ہل جائیں تو انہیں کوئی نہیں روک سکتا اللہ تعالیٰ کے سوا بے شک وہی حلیم وغفور ہے۔

یعنی آسمان وزمین کا قیام قبضۂ قدرت الٰہی عزوجل میں ہے اور یہ اس کا حلم وشان غفاری ہے ورنہ ہمارے اعمال و افعال پر اگر وہ غضب فرمادے تو زمین وآسمان ہل جائیں اور یہ بت اور معبودان باطلہ دھرے کے دھرے رہ جائیں اور کچھ نہ کرسکیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ

اور انہوں نے اللہ کی قسمیں کھا کھا کر اپنی قسموں کو پختہ دکھایا (اور کہا) اگر ان کے پاس کوئی ڈرسنانے والا آیا تو ضرور وہ ہدایت پر ہوں گے کسی نہ کسی گروہ سے زیادہ۔

آیہ کریمہ کا شان نزول بتاتا ہے کہ قبل بعثت جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تمام قریش، یہود ونصاریٰ کی مذمت کرتے تھے کہ انہوں نے بڑی غلطی کی کہ اپنے رسولوں کو جھٹلایا اور مضبوط قسمیں کھا کر کہا کہ اللہ عزوجل ان پر لعنت کرے جنہوں نے اپنے رسول کا اتباع نہیں کیا خدا کی قسم اگر ہمارے پاس خدا کا بھیجا ہوا کوئی رسول آئے تو ہم ضرور ان کی پیروی کریں گے اور اتنا اتباع کریں گے کہ یہود ونصاریٰ کے متبع گروہ پر سبقت لے جائیں گے لیکن ان کی یہ قسمیں بھی رکھی رہ گئیں اور جب سید

Marfat.com

الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں تشریف لائے تو متکبرانہ صورت میں منحرف ہو گئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِي الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ

تو جب ان کے پاس ڈر سنانے والا تشریف لایا (یعنی سید المرسلین حبیب رب العالمین جب ان میں جلوہ آرائے ہدایت ہوئے تو بموجب اپنی قسم کے اتباع کرنے کے بجائے) انہوں نے نفرت کا اظہار کیا اور اپنی ضد پر اڑے رہے اور ایمان نہ بڑھایا (حق وہدایت قبول کر کے بلکہ اپنے کو زمین میں اونچا کرنا چاہا اور برے داؤ چلنے کی ٹھانی)۔

یعنی شرک وکفر کو فروغ دینا چاہا یا مکر اور فریب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ برائیاں کرنے کی ٹھانی "مگر چاہ کن را چاہ درپیش" کے مطابق ہوا کیا اسے یہاں بیان فرمایا جاتا ہے۔

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ۔ برے مکر اور فریب اسی کو گھیرتے ہیں جو وہ چالیں چلے۔

چنانچہ یہ مکار میدان بدر میں مارے گئے اور قید کئے گئے چنانچہ آگے ارشاد ہے:

فَهَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا سُنَّتَ الْاَوَّلِيْنَ ۚ فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا ۚ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيْلًا ﴿۴۳﴾

تو کیا انتظار کر رہے ہیں یہ کافر مگر اسی عذاب کا جو ان سے اگلوں اور پہلوں پر آیا (جس کا نقشہ شام وعراق اور یمن کے سفروں میں یہ دیکھتے ہیں کہ ان سے پہلی قوموں پر کیسے ہلاکت آئی چنانچہ ارشاد ہے:) فَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ تو ہرگز تم اللہ کے دستور کو بدلتا نہ پاؤ گے اور ہرگز قانون الٰہی ٹلتا نہ دیکھو گے۔

جس قوم نے بھی انبیاء ومرسلین کی تکذیب کی ان کا جو حشر ہوا وہی ان کا ہوگا۔

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَكَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً

کیا یہ زمین میں سفر نہیں کرتے کہ دیکھتے ان سے پہلوں کا کیا انجام ہوا باآنکہ وہ ان سے قوت وطاقت میں بہت اشد اور سخت تھے۔

یعنی تباہ شدہ آبادیاں اور ان کے کھنڈر سفر کرنے والوں کی نظر میں ہیں کہ ان مکہ والوں سے قوت اور زور میں سخت تھے مگر جب بطش الٰہی عزوجل آیا تو بھاگ کر بھی جان نہ بچا سکے اور کسی جگہ انہیں پناہ نہ ملی۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعْجِزَهٗ مِنْ شَيْءٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَلِيْمًا قَدِيْرًا ﴿۴۴﴾

اور اللہ وہ نہیں کہ جس کی گرفت سے کوئی شے نکل سکے آسمانوں میں اور نہ زمین میں بے شک وہ علم وقدرت والا ہے۔

یعنی جسے اللہ عزوجل عذاب دینا چاہے یا جس پر اپنا قہر نازل فرمائے تو اس سے بچ کر نکل جانے والا کوئی نہیں اس کی شان وسیع القدرت ہے۔

وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿۴۵﴾

اور اگر گرفت فرمائے اللہ لوگوں کی کرنیوں پر تو پشت زمین پر کوئی چلنے والا نہ چھوڑے لیکن خدائی گرفت ایک مقررہ میعاد پر ہے اسی لئے اس وقت تک انہیں ڈھیل دی جارہی ہے تو جب وہ وقت مقرر آئے گا تو بے شک اللہ کے سب بندے اس کی نگاہ میں ہیں۔

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ بندوں کے معاصی پر گرفت فرمائے تو کوئی بھی نہ بچے۔

لیکن اجل مسمی یعنی قیامت کا دن اس کے لئے مقرر ہے اس دن ان کے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا جو عذاب کا مستحق ہے وہ عذاب پائے گا اور جو لائق کرم ہے اس پر رحم و کرم ہوگا۔ غرضکہ کائنات کا ذرہ ذرہ اس کے آگے ہے۔

اس رکوع کی لغات نادرہ کی تصریح اول سمجھ لیں پھر تفسیر عرض ہوگی۔

لغات نادرہ

مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ اسْتِكْبَارًا۔ اسْتِكْبَارًا مفعول لہ ہے اس کے معنی یہ ہیں: اَیْ لِلْاِسْتِكْبَارِ فِی الْاَرْضِ۔ زمین میں تکبر کرنا۔

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ۔ مَكْرَ کی اضافت السَّيِّئِ کی طرف اضافت جنس کی ہے نوع کی طرف جیسے علم الفقہ۔ یہاں السَّيِّئِ فعل مقدر کی وجہ سے منصوب ہے جس کے معنی یہ ہوں گے: وَ مَكَرُوْا مَكْرَ السَّيِّءِ۔

مَقْتًا۔ اَشَدُّ الْاِحْتِقَارِ وَالْبُغْضِ وَالْغَضَبِ۔

اَرُوْنِیْ۔ یَعْنِیْ اَخْبِرُوْنِیْ مجھے بتاؤ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ۔ اَیْ اَنَّ اللّٰهَ يَحْفَظُ السَّمٰوَاتِ۔ اللہ حفاظت فرما رہا ہے آسمانوں اور زمین کی گرنے اور ہلنے سے۔

بعض نے زوال کی تفسیر اِنْتِقَالٌ عَنِ الْمَكَانِ کی ہے۔ گویا انہوں نے یوں تفسیر کی: اِنَّ اللّٰهَ يَمْنَعُ السَّمٰوَاتِ مِنْ اَنْ تَنْقُلَ عَنْ مَكَانِهَا فَتَرْتَفِعَ اَوْ تَنْخَفِضَ وَ يَمْنَعُ الْاَرْضَ اَيْضًا مِنْ اَنْ تَنْقُلَ كَذَالِكَ۔

مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ۔ تَبَاعُدًا عَنِ الْحَقِّ وَ هَرَبًا مِّنْهُ۔ حق سے دوری اور ہدایت سے بھاگنا

وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ۔ هُوَ الْخِدَاعُ الَّذِیْ يَرْمُوْنَهٗ رَسُوْلَ اللّٰهِ۔

وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ۔ اَیْ لَا يُحِيْطُ۔ نہیں گھیرتا مکر مگر مکار کو۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: لَا يُصِيْبُ وَ لَا يَنْزِلُ۔ نہیں پہنچتا مکر کا اثر مگر اسی کو جو مکر کرے۔

اس کی اصل حاق ہے۔ عربی میں اس پر مثال ہے: مَنْ حَفَرَ بِيْرًا لِاَخِيْهِ وَقَعَ فِيْهِ۔ فارسی میں اس کا ترجمہ ہے۔ چاہ کن را چاہ درپیش۔ یعنی جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودتا ہے خود آپ اس میں گرتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ فاطر۔ پ ۲۲

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۳۸﴾

بے شک اللہ جانتا ہے مخصیات سماوی وارضی کو بے شک وہ دلوں کے مخفی امور جانتا ہے۔

یعنی غیب سماوی وارضی اللہ تعالیٰ سے مخفی نہیں اور وہ مضمرات صدور کا بھی جاننے والا ہے اس سے یہ امر بھی ثابت ہو گیا کہ جس کے دل میں کفر متمکن ہے اسے بھی اللہ تعالیٰ جانتا ہے تو فَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ فرمانا صحیح ہے کہ ظالم یعنی مشرک و کافر جس کے دل میں کفر کے سوا ایمان نہیں وہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا مستحق نہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کا علم محیط بالاشیاء ہے تو جس کا

Marfat.com

وہ نصیر ہے وہ وہی ہے جس کے دل میں ایمان آسکتا ہے اور جو علم الٰہی عزوجل میں مشرک اور کافر ہے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے نفی نصرت کا اعلان ہے۔

هُوَ الَّذِيْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓىِٕفَ فِي الْاَرْضِ ؕ فَمَنْ كَفَرَ فَعَلَيْهِ كُفْرُهٗ ؕ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ اِلَّا مَقْتًا ۚ وَلَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ اِلَّا خَسَارًا ۝۳۹

وہ ذات وہ ہے جس نے بنایا تمہیں خلیفہ زمین میں تو جو کفر کرے اس پر اس کا کفر ہے اور کافروں کو نہیں بڑھاتا ان کا کفر ان کے رب کے حضور مگر سخت ذلت اور غضب اور کافر کے لئے اس کا کفر نقصان ہی بڑھاتا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمہیں زمین میں تم سے پہلی امتوں کی متروکہ جائیداد اور مال پر وارث بنایا تاکہ تم شکرگزاری کرو۔ تو جو اس عطاء نعمت پر بھی سرکشی اور کفر کرے تو اس پر اس کے کفر کا وبال ہے۔ یہ مخاطبہ عام ہے یا اہل مکہ کے لئے اور خلائف جمع خلیفہ کی ہے۔ یہاں لَا يَزِيْدُ الْكٰفِرِيْنَ كُفْرُهُمْ کی تکرار ہے یہ اس لئے کہ پہلا کفر دنیا میں موجب اشد احتقار اور بغض اور غضب کا موجب ہے اور دوسرے کفر سے آخرت کا بدلہ نقصان وخسران مراد ہے آگے ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ شُرَكَآءَكُمُ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۚ اَمْ اٰتَيْنٰهُمْ كِتٰبًا فَهُمْ عَلٰى بَيِّنَتٍ مِّنْهُ ۚ بَلْ اِنْ يَّعِدُ الظّٰلِمُوْنَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا اِلَّا غُرُوْرًا ۝۴۰

انہیں فرمائیں بھلا بتاؤ تو تمہارے وہ شریک جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا تو مجھے دکھاؤ انہوں نے کیا پیدا کیا زمین سے یا ان کا کچھ ساجھا ہے آسمانوں میں یا لائے ہیں ہم ان کے پاس وہ کتاب جس کی روشنی پر وہ ہیں بلکہ وہ ظالم ایک دوسرے کو جھوٹا وعدہ دیتے ہیں۔

قُلْ اَرَءَيْتُمْ۔ کے معنی میں حقیقت استفہام عن الرؤیۃ ہے یعنی اَخْبِرُوْنِیْ یا یہ معنی ہیں اَعَلِمْتُمْ کیا تم جانتے ہو هٰذِهِ الَّتِیْ تَدْعُوْنَهَا مَا هِیَ انہیں جن کی تم پوجاپاٹ کرتے ہو یہ کیا ہیں۔ انہوں نے آسمان وزمین میں کون سا حصہ بنایا ہے یا وہ آسمانوں میں سے کسی حصہ کے شریک ہیں جس کی وجہ سے وہ بھی مستحق عبادت ہوگئے اور جب ایسا نہیں اور یقیناً نہیں تو یقیناً کوئی کتاب ناطق تمہارے پاس ہوگی جس کے اوپر تمہارا عمل ہوگا۔

اور حقیقت یہ ہے کہ یہ کچھ بھی نہیں بلکہ یہ وعدہ ایک دوسرے کو دیتے ہیں کہ یہ بت اللہ عزوجل کے ہاں شفاعت کرنے والے ہیں ان تمام عبدۃ الاصنام کو ایسے ہی جھوٹے وعدہ دیتے ہیں وَ هُوَ تَقْرِیْرُ الْاَسْلَافِ لِلْاَخْلَافِ وَ اِضْلَالُ الرُّؤُسَآءِ لِلْاَتْبَاعِ بِاَنَّهُمْ شُفَعَآءُ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی یَشْفَعُوْنَ لَهُمْ بِالتَّقَرُّبِ اِلَیْهِمْ۔

اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا ۚ۬

بے شک اللہ محافظت کرتا ہے آسمانوں اور زمین کی ان کے ملنے اور ہٹنے سے۔

یُمْسِكُ کے معنی زجاج رحمہ اللہ کے نزدیک یَمْنَعُ کے ہیں۔ یعنی اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَمْنَعُ السَّمٰوٰتِ مِنْ اَنْ تَنْقُلَ عَنْ مَکَانِهَا فَتَرْتَفِعَ اَوْ تَنْخَفِضَ وَ یَمْنَعُ الْاَرْضَ اَیْضًا مِنْ اَنْ تَنْقُلَ کَذٰلِکَ۔

اور عبد بن حمید اور ایک جماعت رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ زوال سے روکنا ہے جیسا بھی بمقتضاء حرکت ہو۔

Marfat.com

اور ایک قول ہے: زَوَالُهُمَا دَوْرَانُهُمَا فَهُمَا سَاكِنَانِ وَالدَّائِرَةُ بِالنُّجُومِ اَفْلَاكُهَا وَهِيَ غَيْرُ السَّمَاوَاتِ۔ ان کا زوال ان کا چکر ہے اس لئے کہ زمین وآسمان ساکن ہیں اور دائرہ نجوم فلکی ہیں جو آسمانوں کے علاوہ ہیں۔

چنانچہ سعید بن منصور اور ابن جریر اور ابن منذر اور عبد بن حمید شقیق رحمہم اللہ سے راوی ہیں: قَالَ قِيلَ لِابْنِ مَسْعُودٍ اَنَّ كَعْبًا يَّقُوْلُ اِنَّ السَّمَآءَ تَدُوْرُ فِيْ قُطْبِهٖ مِثْلَ قُطْبَةِ الرَّحٰى فِيْ عُمُوْدٍ عَلٰى مَنْكَبِ مَلَكٍ۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ حضرت کعب نے کہا آسمان اپنے قطب میں چکی کی طرح پھرتا ہے اور اس کا کیلہ ایک فرشتے کے کندھے پر ہے۔ تو آپ نے فرمایا غلط ہے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اِنَّ اللّٰهَ يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا۔

اس میں فلاسفہ قدیم وجدید کے بہت اختلافات ہیں بہر حال قرآن کریم يُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فرما رہا ہے بناء بریں جو اپنی باطل قیاس آرائیاں کر کے زمین کا پھرنا مانتے ہیں ہمارے یہاں یہ مسلم نہیں اس لئے خلاف نص ہے۔

وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ﴿۴۱﴾

اور اگر وہ ہل جائیں تو کون انہیں روک سکتا ہے اس کے سوا بے شک وہ حلیم وغفور ہے۔

یعنی اگر اس کا زلزلہ ساعت آجائے تو کون ہے جو انہیں سنبھال سکے اور جب وہ وقت آئے گا تو کوئی سنبھال ہی نہ سکے گا جبکہ طی سماوات اور نسف جبال ہوگا یہ اس کا حلم اور بخشش ہے کہ تمہارے اعمال پر چشم پوشی فرماتا ہے۔

آگے ارشاد ہے کہ قریش مکہ نے قبل مبعث نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام جب ایک جماعت کو اہل کتاب سے دیکھا کہ وہ اپنے رسولوں کی تکذیب کرتے ہیں تو وہ کہنے لگے:

لَعَنَ اللّٰهُ تَعَالَى الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَتَتْهُمُ الرُّسُلُ فَكَذَّبُوْهُمْ فَوَاللّٰهِ لَئِنْ جَآءَ نَا رَسُوْلٌ لَنَكُوْنَنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ۔ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو یہود ونصاریٰ پر کہ ان کے پاس رسول آئے تو انہوں نے تکذیب کی خدا کی قسم اگر ہمارے اوپر رسول آیا تو ہم سب سے زیادہ ہدایت اور اتباع میں ثابت ہوں گے۔

چنانچہ جب سید الابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو یہ بھی انہیں کی طرح منحرف ہو گئے۔ اب اس کا ذکر فرمایا جاتا ہے۔

وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ لَّيَكُوْنُنَّ اَهْدٰى مِنْ اِحْدَى الْاُمَمِ ۚ

اور انہوں نے مضبوط قسمیں کھائیں کہ اگر ان میں کوئی نذیر تشریف لایا تو وہ ہدایت قبول کرنے میں پہلی امتوں سے زیادہ ہوں گے۔

فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِيْرٌ مَّا زَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۙ﴿۴۲﴾ اسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ ؕ وَلَا يَحِيْقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ اِلَّا بِاَهْلِهٖ ؕ

تو جب ان میں ہماری طرف سے نذیر تشریف لائے تو ان میں کچھ زیادہ نہ بڑھا مگر تباعد عن الحق اور اس سے بھاگنا اور تکبر سے اپنے کو اونچا کرنا زمین میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے لوگوں میں مکاری کر کے اپنی خداع اور چالیں چلنا اور مکر نہیں گھیرتا مگر مکار کو۔

یعنی ان میں حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نذیر بن کر تشریف لائے تو وہ اپنی پختہ قسمیں سب فراموش کر بیٹھے

Marfat.com

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم سے بھاگنے لگے اور نئی نئی چالیں چلنے لگے۔

مکر کی تعریف قتادہ رحمہ اللہ کے نزدیک شرک ہے۔

اور بعض کے نزدیک مکر سے مراد سازش کرنا مخالفت میں خفیہ چالیں چلنا ہے۔

وَلَا یَحِیۡقُ الۡمَکۡرُ السَّیِّیُٔ اِلَّا بِاَہۡلِہٖ ؕ۔ اور مکر نہیں گھیرتا مگر مکر کرنے والے کو۔ اَیْ لَا تُحِیۡطُ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں اَیْ لَا یُصِیۡبُ وَ لَا یَنۡزِلُ۔ گویا خلاصہ یہ ہے جو عربی فارسی کی ضرب المثل سے واضح ہوتا ہے: مَنْ حَفَرَ لِاَخِیۡہِ جُبًّا وَقَعَ فِیۡہِ مُکِبًّا۔ جو اپنے بھائی کے لئے کنواں کھودے وہ منہ کے بل اس میں جائے جیسے فارسی والے بولتے ہیں چاہ کندہ را چاہ درپیش۔

اسی بناء پر ارشاد الٰہی عزوجل ہے: اِنَّمَا بَغۡیُکُمۡ عَلٰۤی اَنۡفُسِکُمۡ - لَا تَبۡغُوۡا وَلَا تُعِیۡنُوۡا بَاغِیًا۔

وَ قَدْ حَاقَ مَکْرُ ھٰؤُلَاءِ بِھِمْ یَوْمَ بَدْرٍ۔ اور اس مکر نے ان کفار کو بدر والے دن گھیر اقتل ہوئے اور قیدی بنائے گئے۔

وَالْاٰیَۃُ عَامَّۃٌ عَلَی الصَّحِیۡحِ وَاللّٰہُ تَعَالٰی یُمْھِلُ وَلَا یُھْمِلُ وَرَآءَ الدُّنْیَا الْاٰخِرَۃُ وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا اَیَّ مُنۡقَلَبٍ یَّنۡقَلِبُوۡنَ۔ اور بقول صحیح چونکہ آیہ کریمہ عام ہے اور اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے دنیا میں اس کے بعد پھر نہ چھوڑے جائیں گے اور وہ یوم آخرت ہے جیسا کہ ارشاد ہے: وَسَیَعۡلَمُ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوۡۤا۔ الخ

اَسْاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی بِحُرْمَۃِ حَبِیْبِہِ الْاَعْظَمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّدْفَعَ وَ یَرْفَعَ عَنَّا مَکْرَ الْمَاکِرِیْنَ وَاَنْ یُّعَامِلَھُمْ فِی الدَّارَیْنِ بِعَدْلِہٖ اِنَّہٗ سُبْحٰنَہُ الْقَوِیُّ الْمَتِیْنُ۔

فَہَلۡ یَنۡظُرُوۡنَ اِلَّا سُنَّتَ الۡاَوَّلِیۡنَ ۚ فَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَبۡدِیۡلًا ۬ۚ وَلَنۡ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰہِ تَحۡوِیۡلًا ﴿۴۳﴾

تو کیا انتظار کر رہے ہیں مگر پہلوں کی طرح عذاب کا تو ہرگز نہ پائے گا تو پہلے طریقہ میں تبدیلی یعنی عذاب کا ٹلنا اور نہ پائے گا تو اللہ کے دستور میں کوئی تحویل۔

کہ عذاب مکذبین سے پلٹ کر کسی اور کی طرف چلا جائے۔

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِہِمۡ وَکَانُوۡۤا اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً ؕ

کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ انہوں نے دیکھا ہو کہ کیا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے اور وہ قوت میں ان سے سخت تھے۔

ان میں جریان سنۃ اللہ پر استشہاد ہے تعذیب مکذبین پر جو وہ سیر شام اور یمن وعراق کرتے ہوئے امم ماضیہ کی عمارتوں کے کھنڈرات اور ان کی ہلاکت کی علامتیں دیکھیں۔ یہاں اَوَلَمۡ میں ہمزہ استفہام انکاری ہے اور وہ قوم اہل مکہ سے زیادہ قوی تھے۔

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعۡجِزَہٗ مِنۡ شَیۡءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ اِنَّہٗ کَانَ عَلِیۡمًا قَدِیۡرًا ﴿۴۴﴾

اور اللہ وہ نہیں کہ اس کی گرفت سے کوئی نکل جائے آسمانوں اور زمین میں بے شک وہ علم والا اور قدرت والا ہے۔

وَلَوۡ یُؤَاخِذُ اللّٰہُ النَّاسَ بِمَا کَسَبُوۡا مَا تَرَکَ عَلٰی ظَہۡرِہَا مِنۡ دَآبَّۃٍ وَّلٰکِنۡ یُّؤَخِّرُہُمۡ اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی ۚ فَاِذَا

Marfat.com

جَآءَ اَجَلُهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِعِبَادِهٖ بَصِيْرًا ﴿٤٥﴾

اور اگر اللہ گرفت کرے ان کی کرنیوں پر تو نہ چھوڑے زمین کی پشت پر کسی چلنے والے کو لیکن وقت مؤخر کر رکھا ہے ایک معین مدت تک تو جب وقت مقررہ آئے گا تو اللہ کی نظر میں بندے ہیں۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ گرفت فرمانا چاہے تو روئے زمین پر کوئی نہ رہے مگر عذاب کا ایک وقت معہود ہے اور وقت معہود روز قیامت تک ہے۔ اور قیامت کے قیام پر ہر بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر ہوگا۔ اس دن نیک پر نیکیوں کا اجر اور بد پر برائی کا عذاب ہوگا۔ اور ہر ایک عمل خیر شر کا بدلہ دیا جائے گا۔

سورۃ یٰسٓ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۲

يٰسٓ ﴿١﴾	اے انسان کامل
وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾	حکمت والے قرآن کی قسم
اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٣﴾	بے شک آپ بھیجے گئے ہو
عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤﴾	مستقیم راہ پر
تَنْزِيْلَ الْعَزِيْزِ الرَّحِيْمِ ﴿٥﴾	اتارا ہوا عزت والے رحم فرمانے والے کا
لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿٦﴾	تا کہ تم ڈر سناؤ اس قوم کو جس کے ماں باپ نہ ڈرائے گئے تو وہ غفلت میں ہیں
لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٧﴾	بے شک ثابت ہو چکی بات ان کے اکثر پر تو وہ ایمان نہ لائیں گے
اِنَّا جَعَلْنَا فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِيَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ﴿٨﴾	ہم نے ان کی گردنوں میں طوق لعنت کر دیئے ہیں تو وہ ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ منہ اٹھائے رہ گئے
وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَيْنٰهُمْ فَهُمْ لَا يُبْصِرُوْنَ ﴿٩﴾	اور ہم نے کر دی ہے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ڈھانپ دیا ہم نے انہیں تو وہ کچھ نہیں دیکھ سکتے
وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿١٠﴾	اور یکساں ہے انہیں اگر تم انہیں ڈراؤ یا نہ ڈراؤ وہ ایمان نہ لائیں گے
اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿١١﴾	آپ تو اے محبوب! اسی کو ڈر سنائیں جو نصیحت پر چلے اور رحمان سے ڈرے، بغیر دیکھے تو اسے بشارت دیجئے

Marfat.com

بخشش اور عزت والے ثواب کی

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَ نَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَ اٰثَارَهُمۡ ؕ وَ كُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰهُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ﴿۱۲﴾

ہم زندہ کریں گے مردوں کو اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور نشانیاں جو چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۲

یٰسٓ۔اے انسان کامل	وَ۔قسم ہے	الۡقُرۡاٰنِ۔قرآن	الۡحَکِیۡمِ۔حکمت والے کی
اِنَّکَ۔بے شک آپ	لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔پیغمبروں سے ہیں		عَلٰی۔اوپر
صِرَاطٍ۔راہ	مُّسۡتَقِیۡمٍ۔سیدھی کے	تَنۡزِیۡلَ۔اتاری گئی ہے	الۡعَزِیۡزِ۔غالب
الرَّحِیۡمِ۔رحم کرنے والے کی طرف سے		لِتُنۡذِرَ۔تاکہ تو ڈرائے	قَوۡمًا۔اس قوم کو کہ
مَّاۤ۔نہیں	اُنۡذِرَ۔ڈرائے گئے	اٰبَآؤُ۔باپ دادا	هُمۡ۔ان کے
فَهُمۡ۔تو وہ	غٰفِلُوۡنَ۔بے خبر ہیں	لَقَدۡ۔بے شک	حَقَّ۔حق ہوئی
الۡقَوۡلُ۔بات	عَلٰۤی۔اوپر	اَکۡثَرِ۔اکثر	هِمۡ۔ان کے کے
فَهُمۡ۔تو وہ	لَا۔نہیں	یُؤۡمِنُوۡنَ۔ایمان لاتے	اِنَّا۔بے شک
جَعَلۡنَا۔بنائے ہم نے	فِیۡۤ۔بیچ	اَعۡنَاقِهِمۡ۔ان کی گردنوں کے	
اَغۡلٰلًا۔طوق	فَهِیَ۔تو وہ	اِلَی۔طرف	الۡاَذۡقَانِ۔ٹھوڑیوں کے ہیں
فَهُمۡ۔تو وہ	مُّقۡمَحُوۡنَ۔منہ اٹھائے ہیں	وَ۔اور	جَعَلۡنَا۔بنائی ہم نے
مِنۡۢ بَیۡنِ اَیۡدِیۡهِمۡ۔ان کے آگے		سَدًّا۔دیوار	وَّ۔اور
مِنۡ خَلۡفِهِمۡ۔ان کے پیچھے	سَدًّا۔دیوار	فَاَغۡشَیۡنٰهُمۡ۔تو ہم نے ان کو ڈھانپا	
فَهُمۡ۔تو وہ	لَا۔نہیں	یُبۡصِرُوۡنَ۔دیکھتے	وَ۔اور
سَوَآءٌ۔برابر ہے	عَلَیۡهِمۡ۔ان کے اوپر	ءَ۔کیا	اَنۡذَرۡتَهُمۡ۔ڈرائے تو ان کو
اَمۡ۔یا	لَمۡ۔نہ	تُنۡذِرۡ۔ڈرائے تو	هُمۡ۔ان کو
لَا۔نہیں	یُؤۡمِنُوۡنَ۔ایمان لائیں گے	اِنَّمَا۔تو صرف	تُنۡذِرُ۔ڈراتا ہے
مَنِ۔اس کو جو	اتَّبَعَ۔پیروی کرے	الذِّکۡرَ۔نصیحت کی	وَ۔اور
خَشِیَ۔ڈرے	الرَّحۡمٰنَ۔رحمٰن سے	بِالۡغَیۡبِ۔بغیر دیکھے	فَبَشِّرۡ۔تو خوشخبری دو
هُ۔اس کو	بِمَغۡفِرَةٍ۔بخشش کی	وَّ۔اور	اَجۡرٍ۔اجر
کَرِیۡمٍ۔اچھے کی	اِنَّا۔بے شک	نَحۡنُ۔ہم	نُحۡیِ۔زندہ کرتے ہیں
الۡمَوۡتٰی۔مردوں کو	وَ۔اور	نَکۡتُبُ۔ہم لکھتے ہیں	مَا۔جو
قَدَّمُوۡا۔آگے بھیجا انہوں نے	وَ۔اور	اٰثَارَ۔نشانات	هُمۡ۔ان کے

Marfat.com

وَ۔اور كُلَّ۔ہر شَیْءٍ۔چیز اَحْصَیْنٰهُ۔گنا ہم نے اس کو
فِیْٓ۔بیچ اِمَامٍ۔کتاب مُّبِیْنٍ۔روشن کے

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ یٰسین ۔پ ۲۲

یہ سورۃ مبارکہ مکیہ ہے اس میں پانچ رکوع، تراسی آیتیں سات سو انتیس کلمے اور تین ہزار حروف ہیں۔

مختصر فضائل سورۃ یٰسین شریف

ترمذی شریف میں ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک قلب ہوتا ہے اور قرآن کریم کا قلب یٰسین ہے جس نے سورہ یٰسین پڑھی اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس بار قرآن کریم پڑھنے کا ثواب لکھتا ہے۔ اگر چہ یہ حدیث غریب ہے اور اس کی اسناد میں ایک راوی مجہول ہے۔ لیکن فضائل میں مسلم ہے علاوہ ازیں دوسری احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔

چنانچہ ابوداؤد میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنے اموات پر یٰسین پڑھا کرو اسی بناء پر جان کندن اور سکرات موت کے وقت یٰسین پڑھی جاتی ہے۔ اس کے باقی فضائل مختصر تفسیر میں ملاحظہ کریں۔

یٰسٓ ۚ﴿۱﴾ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ﴿۳﴾

اے انسان کامل! قسم ہے حکمت والے قرآن کی بے شک آپ صراط مستقیم پر بھیجے گئے ہیں۔

انسان کامل سے مراد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور واو قسمیہ کے بعد مقسم بہ قرآن کریم لاکر ارشاد ہے کہ آپ اللہ کی طرف سے سیدھے اور سچے راستے پر مبعوث ہوئے ہیں جس کے ذریعہ مومن منزل مقصود تک پہنچے گا اور سیدھا سچا راستہ توحید کا راستہ ہے اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اسی راہ پر ہیں۔

آیت کریمہ میں کفار کے اس جملے کا بھی رد ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ لَسْتَ مُرْسَلًا۔ آپ رسول نہیں۔ اللہ تعالیٰ جواب میں فرماتا ہے: وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِیْمِ ۙ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۙ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ؕ﴿۴﴾

اس کے بعد ارشاد ہے:

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۙ﴿۵﴾ لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّاۤ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۶﴾

یہ قرآن عزت والے رحم فرمانے والے کا اتارا ہوا ہے تاکہ تم ڈرسناؤ اس قوم کو جس کے باپ دادا نہ ڈرائے گئے تو وہ غافل بے خبر ہیں۔

یعنی اس قوم کو ہدایت کرنے کے لئے یہ قرآن پاک نازل ہوا جس قوم کے آباء واجداد میں کوئی نبی تشریف نہ لایا۔ چنانچہ یہ حال قوم قریش کا تھا کہ ان میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل کوئی رسول نہیں آئے اور ان کے آباء واجداد غفلت کی ظلمت میں ہی رہے لیکن ان میں چونکہ امام الکل ہادی سبل سید الرسل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا چکے ہیں تو۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰۤى اَكْثَرِهِمْ فَهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۷﴾

اب بے شک ان میں ان کے اکثر پر بات ثابت ہو چکی ہے تو وہ ایمان نہ لائیں گے۔

Marfat.com

یعنی حکم الٰہی عزوجل اور قضاء وقدر لم یزلی ان کے کافر رہنے اور جہنمی ہونے پر جاری ہو چکی ہے جیسا کہ ارشاد ہے: لَاَمْلَـَٔنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ جو کفر پر اپنے اختیار سے مصر ہیں اور حق کے ماننے سے منکر ہیں ان سے ضرور میں جہنم بھر دوں گا جنوں سے بھی اور ایسے آدمیوں سے بھی اور وہ مشیت الٰہی عزوجل سے ایمان نہ لائیں گے اس پر ایک مثال دی گئی چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ۝

ہم نے کر دیئے ہیں ان کی گردنوں میں طوق (لعنت کے) کہ وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو یہ اوپر کو منہ اٹھائے رہ گئے

اس مثال سے یہ ظاہر فرمانا مقصود ہے کہ وہ اپنے کفر میں ایسے راسخ ہیں کہ پند ونصائح اور آیات وہدایت کسی سے منتفع نہیں ہو سکتے جیسے وہ شخص جس کی گردن میں غل کی قسم کا طوق پڑا ہو جو ٹھوڑی تک پہنچتا ہے اور اس کی وجہ سے وہ سر نہیں جھکا سکتا۔ یہی حال ان کا ہے کہ کسی طرح ان کو حق کی طرف التفات نہیں ہوتا اور اس کے حضور سر نہیں جھکاتے۔

بعض مفسرین کہتے ہیں کہ یہ ان کی حقیقت کا حال ہے جہنم میں انہیں اسی طرح کا عذاب کیا جائے گا جیسا دوسری جگہ ارشاد ہے: اِذِ الْاَغْلٰلُ فِیْۤ اَعْنَاقِهِمْ۔

آیت کریمہ کا شان نزول

ابوجہل اور اس کے دو بنی مخزوم کے دوستوں نے قسم کھائی کہ اگر وہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز میں دیکھیں تو پتھر سے سر کچل دیں گے تو جب اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا تو وہ ایک بھاری پتھر لے کر چلا تو اس کے ہاتھ گردن سے چپکے رہ گئے یہ دیکھ کر وہ اپنے دوستوں کی طرف واپس ہوا اور واقعہ بیان کیا یہ سن کر اس کے دوست ولید بن مغیرہ نے کہا:

یہ کام میں کروں گا چنانچہ وہ پتھر لے کر چلا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی نماز میں ہی تھے جب یہ قریب پہنچا اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا اور بینائی سلب کر لی یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سنتا تھا اور کچھ دیکھ نہ سکتا تھا پریشان ہو کر اپنے دوستوں کی طرف واپس آیا وہ بھی اسے نظر نہ آئے آخرش اس کے دوستوں نے اسے پکارا اور پوچھا کیا کر آیا بولا مجھے آواز آتی تھی مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر نہ آئے۔

ابوجہل کے دوسرے دوست نے ہمت کی اور کہا کہ یہ کام میں کروں گا چنانچہ وہ پورے وثوق کے ساتھ چلا اور قریب پہنچ کر الٹے پاؤں واپس ہوا اور نہایت بدحواسی میں بھاگا ہوا آکر اوندھا گرا دوستوں نے پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا ہوا۔ بولا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میرے مابین ایک بہت بڑا اژدھا دیکھا لات وعزیٰ کی قسم اگر میں ذرا بھی آگے بڑھتا تو وہ مجھے کھا جاتا (خازن۔ جمل)

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ۝

اور ہم نے کر دی ہے ان کے آگے دیوار اور ان کے پیچھے دیوار اور انہیں اوپر سے ڈھانک دیا ہے تو انہیں کچھ بھی نہیں سوجھتا۔

یہ بھی ایک تمثیل ہے کہ جیسے کسی شخص کے لئے دونوں طرف دیواریں ہوں اور ہر طرف سے راستہ بند ہو تو وہ کیسے منقصود تک

Marfat.com

پہنچ سکتا ہے ایسے ہی ان کفار کے آگے پیچھے جہالت اور تکبر کی دیواریں ہیں۔ ایمان کی راہ بند ہے جہالت کے بندقبہ میں محبوس ہیں وہ آیات الٰہی عزوجل اور پندونصائح سننے سے محروم ہیں۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے۔ جس میں ان کے کفر پر مہر لگادی گئی ہے۔

وَسَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰﴾

اور یکساں ہے ان پر کہ آپ ان کو ڈرائیں نصیحت فرمائیں یا نہ ڈرائیں وہ ایمان نہیں لائیں گے۔

یعنی جبکہ وہ ازلی کافر ہیں انہیں آپ کی نصیحت کرنا نہ کرنا یکساں ہیں اس لئے کہ

اِنَّمَا تُنْذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّكْرَ وَخَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ ۚ فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ ﴿۱۱﴾

آپ تو اسی کو ڈر سنائیں جو نصیحت پر چلے اور رحمٰن سے بغیر دیکھے غائبانہ ڈرے تو اسے بخشش اور عزت کے ثواب کی بشارت دو۔

عزت کے ثواب سے مراد جنت ہے اور یہ اسی کے لئے ہے جو غائبانہ اپنے رب سے ڈرنے والا ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ ۣ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ ﴿۱۲﴾

بے شک ہم مردوں کو زندہ کریں گے اور ہم لکھ رہے ہیں جو انہوں نے آگے بھیجا اور جو نشانیاں پیچھے چھوڑ گئے اور ہر چیز ہم نے گن رکھی ہے ایک بتانے والی کتاب میں۔

یعنی مردوں کو زندہ کرنے کے بعد ان کا محاسبہ ہوگا کہ دنیا کی زندگانی میں کتنی نیکی اور کتنی بدی کی ہے تا کہ اس کے مطابق جزاوسزا مرتب ہو۔

وَاٰثَارَهُمْ سے مراد وہ طریقے ہیں جو حیات دنیا میں انہوں نے نکالے مثلاً ناچ رنگ باجا جوئے کے نئے نئے طریقے جنہیں اصطلاح شرعیہ میں بدعت سیئہ کہتے ہیں چنانچہ ان کی نوعیت حدیث میں ہے:

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ اَجْرُهَا وَ اَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً فَلَهُ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا۔ یعنی نیک طریقہ جو صلحاء اولیاء اللہ کی اتباع میں جاری کرے اسے اس کا اجر ملے گا اور جتنے اس پر عمل کریں گے اور سب کے ثوابوں کے برابر اسے ثواب ملے گا اور برا طریقہ رائج کرنے والا خود گنہگار ہوگا اور جتنے اس کے ساتھ خراب ہوئے ان سب کا عذاب علیحدہ علیحدہ ہوگا اور اس بانی پر ان سب کے گناہوں کے برابر عذاب ہوگا۔

اس سے معلوم ہوا کہ صدہا امور خیر ایسے ہیں کہ اللہ عزوجل کے نیک بندوں نے جاری کئے انہیں ناجائز کہنا ناجائز ہے یہ امور اگر چہ بدعت ہیں لیکن بدعت حسنہ ہیں اور صدہا امور مثل سینما، ڈانس بے حیائی کی محفلوں میں ایسے ہیں کہ پہلے نہ تھے وہ بدعت سیئہ ہیں اور مذموم ہیں۔

بعض نے مسجد میں آنے کے قدم کی فضیلت بیان کی ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول

بنی سلمہ مدینہ طیبہ کے کنارے پر رہتے تھے انہوں نے چاہا کہ مسجد نبوی کے قریب آ بسیں تو انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مکان نہ بدلو وہاں سے آنے میں تمہارے قدم لکھے جائیں گے اور ثواب زیادہ ملے گا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

Marfat.com

اور اِمَامٍ مُّبِیْنٍ سے مراد لوح محفوظ ہے۔

لغات نادرہ

اس رکوع میں چند ایک لغات نادرہ ہیں پہلے ان کو سمجھ لیں:

اَعْنَاق۔ جمع ہے عنق کی عنق گردن کو کہتے ہیں۔

اَغْلَال۔ جمع ہے غل کی۔ غل کہتے ہیں طوق کو۔

اَذْقَان۔ جمع ہے ذقن کی۔ ذقن کہتے ہیں ٹھوڑی کو۔

فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ مُقْمَحْ اسے کہتے ہیں جو سر اوپر کو اٹھائے ہو جو اونٹ پانی کے لئے سر نیچا نہ کرے۔ اسے بَعِیر قَامِح بولتے ہیں۔ قَمَحَ الْبَعِیْرُ قُمُوْحًا اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ عَنِ الْحَوْضِ وَلَمْ یَشْرَبْ۔

اِمَامٍ مُّبِیْنٍ۔ امام مفرد بھی ہے اور جمع بھی۔ مفرد ہونے کی صورت میں حجاب اور کتاب کے وزن پر ہے اور جمع ہونے کی صورت میں بروزن جبال اور حبال ہے۔

امام پیشوا کو کہتے ہیں اور شارع عام کو۔

مُّبِیْنٍ۔ بمعنی مظہر ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ یٰسین۔ پ ۲۲

امام احمد ابوداؤد ونسائی، ابن ماجہ، طبرانی معقل بن یسار رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ یٰسٓ قَلْبُ الْقُرْاٰنِ وَ عَدَّ ذٰلِکَ اُحُدًا سَمَائِیًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یٰسین قرآن کریم کا دل ہے اور اس لئے اس سورۃ کا نام سورۃ یٰسین فرمایا۔

اور فرمایا: لَعَلَّ هٰذَا هُوَ السِّرُّ فِی الْاَمْرِ الْوَارِدِ فِیْ صَحِیْحِ الْاَخْبَارِ بِقِرَاءَ تِهَا عَلَى الْمَوْتٰى اَیِ الْمُحْتَضِرِیْنَ۔ اس سورۃ مبارکہ کے لئے حکم ہے کہ اسے مرنے والوں پر تلاوت کریں۔

اور ابونصر سجزی رحمہ اللہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں فرماتی ہیں: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْقُرْاٰنِ لَسُوْرَةٌ تُدْعٰى الْعَظِیْمَةُ عِنْدَ اللّٰهِ وَیُدْعٰى صَاحِبُهَا الشَّرِیْفُ عِنْدَ اللّٰهِ یَشْفَعُ صَاحِبُهَا یَوْمَ الْقِیَامَةِ فِیْ اَکْثَرِ مِنْ رَبِیْعَةَ وَ مُضَرَ وَ هِیَ سُوْرَةُ یٰسٓ۔ قرآن کریم میں ایک سورت ہے جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک عظیمہ ہے اور اس کا پڑھنے والا اللہ تعالیٰ کے حضور ایسا شرافت والا ہے کہ قیامت کے دن ربیع ومضر کے لوگوں سے زیادہ کی شفاعت کرے گا اور وہ سورۃ یٰسین ہے۔

سعید بن منصور اور بیہقی حبان بن عطیہ رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ سُوْرَةُ یٰسٓ تُدْعٰى فِی التَّوْرَاةِ الْمُعَمِّیَةَ تَعُمُّ صَاحِبَهَا بِخَیْرِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ تُکَابِدُ عِنْدَ بَلْوٰى الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَتَدْفَعُ عَنْهُ اَهَاوِیْلَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَ تُدْعٰى الْمُدَافِعَةُ الْقَاضِیَةُ تَدْفَعُ عَنْ صَاحِبِهَا کُلَّ سُوْٓءٍ وَتَقْضِیْ لَهٗ کُلَّ حَاجَةٍ۔

Marfat.com

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سورۃ یٰسین تورات میں معمیہ کہلاتی ہے اور اس کے پڑھنے والے کے لئے دنیا و آخرت کی بھلائیاں ہیں اور یہ دنیا و آخرت کی بلاؤں سے حفاظت کرتی ہے اور دنیا و آخرت کے ہول سے محفوظ رکھتی ہے۔ اور ہر قسم کی مصیبتیں جو اس کے لئے مقرر ہوں دفع کرتی ہے اور اس کی تمام حاجتیں پوری کرتی ہے۔

اور محمد بن عبد الرحمن بن ابی بکر جدعانی سلیمان بن دفاع سے بھی یہی روایت کرتے ہیں۔

اس کے مکی ہونے پر ابن الفریس اور نحاس اور ابن مردویہ اور بیہقی اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اور بعض نے اس کے مکی ہونے پر اس آیت کا استثنیٰ کیا اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ۔ ان کا دعویٰ ہے کہ یہ آیت مدینہ میں نازل ہوئی۔ اور واقعہ بطور شان نزول یہ بتاتے ہیں لَمَّا اَرَادَ بَنُوْ سَلَمَةَ النُّقْلَةَ اِلٰى قُرْبِ مَسْجِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ كَانُوْا فِيْ نَاحِيَةِ الْمَدِيْنَةِ فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنَّ اٰثَارَكُمْ تُكْتَبُ فَلَمْ يَنْتَقِلُوْا۔

قبیلہ بنی سلمہ نے جو نواحی مدینہ میں رہتے تھے جب ارادہ کیا کہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب آجائیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں جس کا تمہیں زیادہ ثواب ہے تو وہ وہاں سے منتقل نہ ہوئے اس وقت یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ۔ یہ منافقین کے لئے نازل ہوئی بناء بریں یہ آیت بھی مدنی ہے۔

بہر حال اس پر صحت کے متعلق کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ اس سورہ مبارکہ میں تراسی آیتیں ہیں۔

اور اس کے فضائل میں بہت سی احادیث ہیں علاوہ ان کے جو بیان ہو چکیں یہ بھی ہیں کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے صحیح حدیث ہے:

لَا يَقْرَأُهَا عَبْدٌ يُرِيْدُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالدَّارَ الْاٰخِرَةَ اِلَّا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ۔ اسے بندہ اللہ کے واسطے اور آخرت کی نجات کے لئے جب پڑھتا ہے تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔

اور ترمذی دارمی حدیث انس سے راوی ہیں: مَنْ قَرَاَ يٰسٓ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ بِقِرَاءَتِهَا قِرَاءَةَ الْقُرْاٰنِ عَشَرَ مَرَّاتٍ۔ جو سورۃ یٰسین پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے دس قرآنوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ وَ ذَكَرَ بَعْضُهُمْ اَنَّ مَنْ قَرَاَهَا اُعْطِيَ مِنَ الْاَجْرِ كَمَنْ قَرَاَ الْقُرْاٰنَ اثْنَتَيْنِ وَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً۔ جو سورۃ یٰسین پڑھے اسے اللہ تعالیٰ بائیس قرآن کی تلاوت کا اجر عطا فرماتا ہے۔

اور بیہقی شعب الایمان میں ابو قلابہ رحمہما اللہ سے روایت کرتے ہیں جو کبار تابعین سے ہیں: اِنَّ مَنْ قَرَاَهَا فَكَاَنَّمَا قَرَاَ الْقُرْاٰنَ اِحْدٰى عَشَرَ مَرَّةً۔ جو سورۃ یٰسین ایک بار تلاوت کرے اس نے گویا گیارہ قرآن ختم کئے۔

اور ایک حدیث مرفوع سے بھی جس کے راوی ابن عباس، معقل بن یسار، عقبہ بن عامر، ابو ہریرہ اور انس رضی اللہ عنہم ہیں دس بار قرآن پڑھنے کا اجر ثابت ہے۔

اب فاطر کے بعد سورۃ یٰسین کا اتصال کس ربط کی بنا پر ہے۔

اس کے متعلق امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سورۃ فاطر میں وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ اور وَاَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ

Marfat.com

جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ لَئِنْ جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ اور فَلَمَّا جَآءَهُمْ نَذِیْرٌ فرمایا جس سے مراد ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء ہے۔

اور مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اعراض و انکار کیا اور تکذیب کی تو اس سورۃ مبارکہ میں قسمیں یاد فرما کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحت رسالت ظاہر کر کے اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ اور لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُهُمْ فَهُمْ غٰفِلُوْنَ جو مشرکین کے گمان باطلہ عاطلہ فاسدہ کاسدہ کے رد میں بیان کیا گیا ہے۔

اور فاطر میں وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّی فرمایا تو اس سورۃ مبارکہ میں وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا اور وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ ارشاد ہوا۔

لہٰذا فاطر سے یٰسین کے مضمون کا یہ ربط ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

یٰسٓ ۝ اے سردار عالم یا اے انسان کامل:

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْكَلَامُ فِیْهِ كَالْكَلَامِ فِی الٓمّٓ وَ نَحْوِهٖ مِنَ الْحُرُوْفِ الْمُقَطَّعَةِ فِیْ اَوَائِلِ السُّوَرَةِ اِعْرَابًا۔ یٰسین پر بھی الٓمّٓ کی طرح بہت کچھ تاویلی معنی ہو سکتے ہیں اور ایسے ہی دوسرے حروف مقطعات کے جو سورۃ کے اول میں ہیں۔

چنانچہ ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ چند طرق سے سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے ناقل ہیں کہ یٰسین کے معنی یَا اِنْسَانُ ہیں۔ روح المعانی

اور ابو حیان رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ عرب میں تصغیر انسان انیسان ہے وَ هُوَ دَلِیْلٌ عَلٰی اَنَّ الْاِنْسَانَ مِنَ النِّسْیَانِ وَاَصْلُهُ النِّسْیَانُ۔ انسان کی تصغیر انیسان ہے اور یہ اس پر دلیل ہے کہ انسان نسیان سے ہے اور اس کی اصل نسیان ہے۔

وَ مَعَ ذٰلِكَ لَا یَجُوْزُ التَّصْغِیْرُ فِیْ اَسْمَاءِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ كَمَا لَا یَجُوْزُ فِیْ اَسْمَآءِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ اور یہ بھی ہے کہ تصغیر اسماء انبیاء میں ایسے ہی ناجائز ہے جیسے کہ اسماء الٰہی عزوجل کی تصغیر ممنوع ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اِنَّمَا یَمْتَنِعُ مِنَّا وَاَمَّا مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فَلَهٗ سُبْحٰنَهٗ اَنْ یُّطْلِقَ عَلٰی نَفْسِهٖ عَزَّوَجَلَّ وَ عُظَمَآءِ خَلْقِهٖ مَا اَرَادَ وَ یُحْمَلُ حِیْنَئِذٍ عَلٰی مَا یَلِیْقُ كَالتَّعْظِیْمِ وَالتَّحْبِیْبِ وَ نَحْوِهٖ مِنْ مَّعَانِ التَّصْغِیْرِ كَمَا قَالَ ابْنُ الْفَارِضِ۔

مَا قُلْتُ حُبَیْبِیَّ مِنَ التَّحْقِیْرِ　　بَلْ لِعَذْبِ اسْمِ الشَّیْءِ بِالتَّصْغِیْرِ

یہ تصغیر اگر ہماری طرف سے ہو تو ممنوع ہے لیکن اگر منجانب اللہ ہو تو وہ مختار مطلق ہے اور اپنی معظم مخلوق کو جس طرح چاہے مخاطب کرے اور یہ مخاطبہ جیسا کہ اس کی شایان شان ہے وہ مثل تعظیم ہی ہے یا بطریق تحبیب اور اس میں تصغیر بھی ہے۔

چنانچہ ایک جماعت اس طرف ہے کہ ایسان بمعنی انسان اور لفظ یٰسین پر اجماعاً کہا گیا کہ یہ ایا سین ہے۔ اس میں یا حرف اور سین انسان کے مقام کا ایک نام ہے۔

اور اس کی تائید سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما کے اس قول سے ہوتی ہے جو آپ نے حٰمٓ ۝ عٓسٓقٓ وغیرہ حروف مقطعات میں فرمایا: اِنَّهَا حُرُوْفٌ مِنْ جُمْلَةِ اَسْمَائِهٖ لَهٗ تَعَالٰی وَ هِیَ رَحِیْمٌ وَ عَلِیْمٌ وَ سَمِیْعٌ وَ قَدِیْرٌ

Marfat.com

وَ نَحوِ ذٰلِکَ۔ یہ تمام حروف اسماء الٰہی عزوجل سے ہیں رحیم، علیم، سمیع، قدیر اور مثل اس کے ہیں۔

چنانچہ بعض نے مثل ابن جبیر کے کہا کہ یٰسین اسماء سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک نام ہے جیسا کہ سید حمیری کے اس شعر سے ظاہر ہے:

یَا نَفسُ لَا تَمحَضِیُ بِالوُدِّ جَاھِدَۃً ، عَلَی المَوَدَّۃِ اِلَّا اٰلَ یَاسِینَا

اور زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلنَّصبُ عَلٰی تَقدِیرِ اُتلُ یٰسِینَ وَ ھٰذَا عَلٰی قَولِ سِیبَوَیہِ اِنَّہٗ اِسمٌ لِلسُّورَۃِ۔ یٰسین میں مقدر اتل ہے۔ یعنی حکم ہے اُتلُ یٰسِین۔ یٰسین پڑھ اور یہ بموجب قول سیبویہ ہے کہ یہ نام سورۃ کا ہے۔

وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ ۝۲ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۳۔ اور قسم قرآن حکمت والے کی بے شک آپ نبی مرسل ہیں۔

وَالْقُرْاٰنِ میں واو قسمیہ ہے ابتدا ہے اور حکیم سے مراد حکمت والا ہے یعنی اس کا ہر بیان بیان حکمت ہے۔

اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ۝۳۔ بے شک آپ ہی ہمارے نبی مرسل ہیں۔

یہ جواب قسم ہے اور اس میں رد ہے مشرکین کے انکار رسالت کا چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جَوَابٌ لِلقَسَمِ وَالجُملَۃُ لِرَدِّ اِنکَارِ الکَفَرَۃِ رِسَالَتَہٗ عَلَیہِ السَّلَامُ فَقَد قَالُوا لَستَ مُرسَلًا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے فَلَمَّا جَآءَھُمْ نَذِیْرٌ مَّا زَادَھُمْ اِلَّا نُفُوْرَا ۝۴۲ اسْتِکْبَارًا فِی الْاَرْضِ وَمَکْرَ السَّیِّئِ۔ یعنی جب ہمارا نذیر تشریف لایا تو ان میں کچھ نہ بڑھا مگر نفور و استکبار زمین میں اور برے داؤ۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں فرمایا: اے انسان کامل! یا اے سردار عالم! قرآن حکمت والے کی قسم بے شک آپ ہمارے مرسلین سے ہیں۔ اور

عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝۴۔ یہ خبر ثانی ہے کہ مرسلین سے ہیں اور سیدھے راہ پر ہیں۔

اس لئے کہ ہر شخص جانتا ہے کہ مرسلین کرام ہی جب ہوتے ہیں جب وہ صراط مستقیم پر ہوں تو یہاں اس تصریح کی ضرورت نہ تھی مگر بغرض اعلام فرمایا کہ ہمارے حبیب ان صفات سے متصف ہیں۔

تَنْزِیْلَ الْعَزِیْزِ الرَّحِیْمِ ۝۵۔ یہ قرآن نازل کیا ہوا ہے غالب رحم فرمانے والے کا۔

لِتُنْذِرَ قَوْمًا مَّآ اُنْذِرَ اٰبَآؤُھُمْ فَھُمْ غٰفِلُوْنَ ۝۶۔

تا کہ اس قوم کو آپ ڈر سنائیں جن کے آباء واجداد ڈر نہ سنائے گئے اور غافل ہیں۔

یہاں آباء سے مراد قریب کے آباء واجداد ہیں اس لئے کہ بعید آباء کو تو حضرت سیدنا اسماعیل ذبیح اللہ شریعت ابراہیم کی تبلیغ فرما چکے تھے۔ عہد عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ایک مدید زمانہ فترت گزرا جس میں تعلیم عیسیٰ علیہ السلام نسیاً منسیا کر دی گئی اور آپ کی شریعت میں سے سوا نام عیسائیت کچھ باقی نہ رہا تھا۔

تو آیہ کریمہ سے یہ ثابت ہوا کہ قریش میں نذیر تشریف نہیں لائے یعنی رسول نہیں آئے اور غیر نبی کے ذریعہ انذار و تنذیر رہی جیسے زید بن عمرو بن نفیل، قس بن ساعدہ وغیرہ اور وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ کا بھی یہ مقصد ہے۔

اسی وجہ میں فترت کے معنی ہی یہ ہیں کہ ارسال رسل نہیں ہوا نہ کہ مطلقاً انذار بھی نہ رہا تو ان کے آباء اقرب کو کسی رسول کی طرف سے انذار نہیں ہوا اور غیر نبی کے انذار و تنذیر کو انہوں نے قبول نہیں کیا اور غافل ہی رہے۔

لَقَدْ حَقَّ الْقَوْلُ عَلٰٓی اَکْثَرِھِمْ فَھُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۷۔

Marfat.com

اور بے شک ثابت ہو گیا قول الٰہی اور وہ ایمان نہ لائے۔ یعنی
حَقَّ الْقَوْلُ کے معنی لَقَدْ ثَبَتَ وَ وَجَبَ الَّذِیْ قُلْتُهٗ لِاِبْلِیْسَ یَوْمَ قَالَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ وَ هُوَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ۔ بے شک ثابت و واجب ہو گیا وہ قول جو ہم نے ابلیس کو فرمایا جبکہ اس نے کہا رَبِّ بِمَآ اَغْوَیْتَنِیْ لَاُزَیِّنَنَّ لَهُمْ فِی الْاَرْضِ وَلَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ۔ اے میرے رب! تو نے مجھے دھتکار دیا ہے تو اب میں ان بندوں کو سب کو گمراہ کروں گا اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ۔ سوا تیرے جبلی نیک بندوں کے۔
تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا کہ ضرور میں جنوں اور لوگوں سے جہنم بھروں گا اور عَلٰٓی اَكْثَرِهِمْ سے مراد وہ ہیں جو علم اللہ عزوجل میں جہنم کے لئے ہی پیدا کئے گئے چنانچہ اس کی تصریح دوسری آیت میں ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ۔ وہ جن کے لئے واجب و ثابت ہو چکا حکم تیرے رب کا وہ ایمان نہیں لا سکتے۔ ان کے لئے مثال میں واضح فرمایا۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ ⑧۔

ہم نے کر دی ہیں ان کی گردنوں میں مشکیں تو وہ ان کی ٹھوڑیوں تک ہیں تو وہ منہ اٹھائے رہ گئے ہیں۔
اس مثال میں عربی محاورہ کے ماتحت منکرین نے حیوانیت دکھائی ہے۔
اَعْنَاق عُنُق کی جمع ہے وَ هُوَ الْجِیْدُ۔ یہ ایک قسم کی پھانسی کا پھندا ہے۔
اَغْلَال۔ غُل کی جمع ہے بالضم۔ یہ اس موقعہ پر بولتے ہیں جبکہ کسی کے ہاتھ باندھ کر گردن سے باندھ دیئے جائیں اور راغب اصفہانی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهٗ مَا یُقَیَّدُ بِهٖ فَتُجْعَلُ الْاَعْضَاءُ وَسْطَهٗ۔ ایسے قید کرنے کو اغلال کہتے ہیں جبکہ اس کے اعضاء گٹھڑی کی طرح باندھ دیئے جائیں۔
فَهِیَ اِلَى الْاَذْقَانِ۔ تو وہ پھانسی یا پھندا ٹھوڑی تک ہے۔
اَذْقَانِ۔ جمع ذقن کی ہے اور ذقن ٹھوڑی کو کہتے ہیں۔
فَهُمْ مُّقْمَحُوْنَ۔ مقمح کی تعریف نہایہ میں ہے: اَلَّذِیْ یَرْفَعُ رَاْسَهٗ وَ یَغُضُّ بَصَرَهٗ۔ مقمح وہ ہے جس کا سر اٹھا ہوا اور آنکھیں بند ہوں۔
ابو عبید رحمہ اللہ کہتے ہیں: یُقَالُ قَمَحَ الْبَعِیْرُ قُمُوْحًا اِذَا رَفَعَ رَاْسَهٗ عَنِ الْحَوْضِ وَلَمْ یَشْرَبْ وَالْجَمْعُ قِمَاحٌ۔ محاورہ میں بولتے ہیں: قَمَحَ الْبَعِیْرُ اونچا منہ کر لیا اونٹ نے جبکہ وہ حوض سے منہ اونچا کر لے اور پانی نہ پیئے اس کی جمع قماح ہے۔
اور لیث کہتے ہیں: هُوَ رَفْعُ الْبَعِیْرِ رَاْسَهٗ اِذَا شَرِبَ الْمَآءَ الْكَرِیْهَ ثُمَّ یَعُوْدُهٗ۔ وہ اونٹ کا سر اونچا کرنا ہے جب وہ کریہہ پانی پیئے پھر اسی کو لوٹا دے۔
وَالْمَعْرُوْفُ فِی الْقَمَحِ الرَّفْعُ۔ اور مشہور قمح کے معنی سر اونچا کرنے کے ہیں۔
پھر دوسری مثال میں منکرین مشرکین کا حال ظاہر فرمایا۔

وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا وَّمِنْ خَلْفِهِمْ سَدًّا فَاَغْشَیْنٰهُمْ فَهُمْ لَا یُبْصِرُوْنَ ⑨۔

Marfat.com

اور کردی ہم نے ان کے آگے ایک دیوار اور ان کے پیچھے ایک دیوار اور ڈھانپ دیا ہم نے انہیں کہ کچھ نہ دیکھ سکیں۔

مِنۡۢ بَيۡنِ اَيۡدِيۡهِمۡ۔ یَعۡنِیۡ مِنۡ قُدَّامِهِمۡ ان کے آگے سَدًّا عَظِيۡمًا۔ بھاری دیوار

مِنۡ خَلۡفِهِمۡ۔ یَعۡنِیۡ مِنۡ وَّرَآئِهِمۡ ۔یعنی پیچھے اور یہ آگے پیچھے اس امر کا کنایہ ہے کہ وہ ہر پہلو سے اندھے ہیں۔

فَاَغۡشَيۡنٰهُمۡ۔ یَعۡنِیۡ فَغَطَّيۡنَا بِمَا جَعَلۡنَاهُ مِنَ السَّدِّ۔ تو ڈھانپ دیا ہم نے انہیں دیوار سے۔

فَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ۔ بِسَبَبِ ذٰلِكَ لَا يَقۡدِرُوۡنَ عَلٰى اِبۡصَارِ شَيۡءٍ مَّا اَصۡلًا۔ اس سبب سے وہ کسی شے کے دیکھنے سمجھنے پر قادر ہی نہیں۔

لفظ سَدًّا۔ بالضم اور بالفتح دونوں طرح پڑھتے ہیں۔ اس پر یہ تفریع ہے کہ مَا كَانَ مِنۡ عَمَلِ النَّاسِ فَهُوَ بِالۡفَتۡحِ۔ سدا گر لوگوں کے عمل سے ہو تو بفتح سین پڑھتے ہیں وَ مَا كَانَ مِنۡ خَلۡقِ اللّٰهِ تَعَالٰى فَهُوَ بِالضَّمِّ۔ اور اگر اللہ تعالیٰ کی تخلیق سے ہو تو بضم سین پڑھیں گے۔

فَاَغۡشَيۡنٰهُمۡ۔ کو بِالۡعَيۡنِ بھی پڑھا گیا ہے مِنَ الۡغِشَآءِ وَ هُوَ ضُعۡفُ الۡبَصَرِ فَاَعۡشَيۡنَاهُمۡ۔ عشا سے ہے جو ضعف بصر کے معنی میں آتا ہے۔

چنانچہ آیہ کریمہ کا شان نزول ابن مردویہ اور ابونعیم رحمہما اللہ دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بتاتے ہیں: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَقۡرَأُ فِي الۡمَسۡجِدِ فَيَجۡهَرُ بِالۡقِرَاءَةِ فَتَاَذّٰى مِنۡهُ نَاسٌ مِّنۡ قُرَيۡشٍ حَتّٰى قَامُوۡا لِيَاۡخُذُوۡهُ فَاِذَا اَيۡدِيۡهِمۡ مَجۡمُوۡعَةٌ اِلٰى اَعۡنَاقِهِمۡ وَ اِذَا هُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ فَجَآءُوۡا اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوۡا نُنۡشِدُكَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَالرَّحِمَ يَا مُحَمَّدُ قَالَ اَوۡ لَمۡ يَكُنۡ بَطۡنٌ مِّنۡ بُطُوۡنِ قُرَيۡشٍ اِلَّا وَ لِلنَّبِيِّ سَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ فِيۡهِمۡ قَرَابَةٌ فَدَعَا النَّبِيُّ عَلَيۡهِ السَّلَامُ حَتّٰى ذَهَبَ ذٰلِكَ عَنۡهُمۡ فَنَزَلَتۡ يٰسٓ ۚ ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ ۙ ﴿۲﴾ اِنَّكَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ۙ ﴿۳﴾ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ؕ ﴿۴﴾ تَنۡزِيۡلَ الۡعَزِيۡزِ الرَّحِيۡمِ ۙ ﴿۵﴾ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اُنۡذِرَ اٰبَآؤُهُمۡ فَهُمۡ غٰفِلُوۡنَ ﴿۶﴾ لَقَدۡ حَقَّ الۡقَوۡلُ عَلٰۤى اَكۡثَرِهِمۡ فَهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۷﴾ ...... اِلٰى وَسَوَآءٌ عَلَيۡهِمۡ ءَاَنۡذَرۡتَهُمۡ اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ – فَلَمۡ يُؤۡمِنۡ مِنۡ ذٰلِكَ النَّفَرِ اَحَدٌ۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں بالجہر قرأت فرماتے تھے تو لوگ قریش کے اسے ناگوار محسوس کرتے تھے حتیٰ کہ وہ کھڑے ہو گئے تاکہ مواخذہ کریں کہ منجانب اللہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ معجزہ ظہور پذیر ہوا کہ ان کی مشکیں بندھ گئیں اور ہاتھ گردن میں لپٹ گئے اور اندھے ہو گئے۔ مجبور ہو کر بارگاہ رسالت میں آئے اور پکارے کہ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم! آپ کو خدا کی قسم ہم پر رحم فرمائیں کیا آپ قریشی نہیں ہیں اور یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتی تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے خلاصی کی دعا فرمائی اور وہ کھل گئے۔

اس وقت يٰسٓ ۚ ﴿۱﴾ وَ الۡقُرۡاٰنِ الۡحَكِيۡمِ ۙ ﴿۲﴾ سے اَمۡ لَمۡ تُنۡذِرۡهُمۡ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ تک نازل ہوا۔

یہ غالباً پہلا حکم ہے جس میں مشرکین کے لئے ایسی دعا کی ممانعت نہیں ہوئی بلکہ صرف لَا يُؤۡمِنُوۡنَ ہی فرمایا گیا ہے۔

اس کے بعد وَلَا تُصَلِّ عَلٰۤى اَحَدٍ مِّنۡهُمۡ مَّاتَ اَبَدًا وَّ لَا تَقُمۡ عَلٰى قَبۡرِهٖ کا حکم آیا۔ چنانچہ ان نابکاروں میں سے بموجب پیشگوئی قرآن کریم ایک بھی ایمان نہ لایا۔

اور دوسری روایت شان نزول پر یہ ہے:

وَ رُوِیَ اَنَّ الْاٰیَتَیْنِ نَزَلَتَا فِی بَنِی مَخْزُوْمٍ وَ ذٰلِکَ اَنَّ اَبَاجَهْلٍ حَمَلَ حَجَرًا لِیَنَالَ بِهَا مَا یُرِیْدُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ یُصَلِّیْ فَاثْبَتَتْ یَدُهٗ اِلٰی عُنُقِهٖ حَتّٰی عَادَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ وَالْحَجَرُ قَدْ لَزِقَ بِیَدِهٖ فَمَا فَکُّوْهُ اِلَّا بِجُهْدٍ فَاَخَذَهٗ مَخْزُوْمِیٌّ اٰخَرُ فَلَمَّادَنَا مِنَ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ غَمَسَ اللّٰهُ تَعَالٰی بَصَرَهٗ فَعَادَ اِلٰی اَصْحَابِهٖ فَلَمْ یُبْصِرْهُمْ حَتّٰی نَادَوْهُ فَقَامَ ثَالِثٌ فَقَالَ لَاَشْدَخَنَّ اَنَا رَاْسَهٗ ثُمَّ اَخَذَ الْحَجَرَ وَانْطَلَقَ فَرَجَعَ الْقَهْقَرٰی یَنْکُصُ عَلٰی عَقِبَیْهِ حَتّٰی خَرَّ عَلٰی قَفَاهُ مَغْشِیًّا عَلَیْهِ فَقِیْلَ لَهٗ مَا شَانُکَ قَالَ عَظِیْمٌ رَاَیْتُ الرَّجُلَ فَلَمَّا دَنَوْتُ مِنْهُ فَاِذَا فَحْلٌ مَارَأَیْتُ فَحْلًا اَعْظَمَ مِنْهُ حَالَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَهٗ فَوَاللَّاتِ وَالْعُزّٰی لَوْدَنَوْتُ مِنْهُ لَاَکَلَنِیْ۔

اِنَّا جَعَلْنَا فِیْٓ اَعْنَاقِهِمْ اَغْلٰلًا اور وَجَعَلْنَا مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ سَدًّا یہ دونوں آیتیں قبیلہ بنی مخزوم کے حق میں نازل ہوئیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ابوجہل نے ایک پتھر اٹھایا اور لے کر چلا اس ارادے سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اسے ڈال دے۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں تھے تو ابوجہل کے ہاتھ گردن میں لپٹ گئے حتیٰ کہ وہ اپنے قبیلہ والوں میں واپس آ گیا اور پتھر اس کے ہاتھوں سے چمٹا ہوا تھا ہر چند کوشش کی گئی مگر پتھر علیحدہ نہ ہوا آخر ش بڑی کوشش کے بعد وہ علیحدہ ہوا۔

تو ایک اور مخزومی کھڑا ہوا اور اس نے پتھر اٹھایا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اسے اندھا کر دیا۔ گھبرا کر اپنے آدمیوں میں واپس آیا مگر اس کے ساتھی اسے نظر نہ آئے۔ یہاں تک کہ انہوں نے اسے پکارا۔ آخر ان میں سے تیسرا سرکش اٹھا اور دعوے کرنے لگا میں سر اقدس پر پتھر ماروں گا پھر پتھر لے کر چلا اور قریب پہنچ کر الٹے پاؤں ایڑیوں پر واپس ہوا حتیٰ کہ غش کھا کر گر گیا ساتھیوں نے اس سے پوچھا تجھے کیا ہوا بولا ایک بھاری بھرکم آدمی میں نے دیکھا جب میں قریب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہنچا تو ایک بہت بڑا سانڈ میں نے دیکھا کہ اس جیسا سانڈ کبھی نہ دیکھا تھا وہ میرے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مابین حائل تھا قسم لات وعزیٰ کی اگر میں اور قریب ہوتا تو وہ مجھے کھا جاتا۔

فَحل منجد میں ہر جانور کے نر کو بھی کہتے ہیں اَلْفَحْلُ الذَّکَرُ مِنْ کُلِّ حَیَوَانٍ۔ اس اعتبار سے اژدھا بھی ہو سکتا ہے۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَجَعْلُ الْغُلِّ یَکُوْنُ اِسْتِعَارَةً عَنْ مَنْعِ مَنْ اَرَادَ اَذَاهُ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَجَعْلُ السَّدِّ اِسْتِعَارَةٌ عَنْ سَلْبِ قُوَّةِ الْاَبْصَارِ کَمَا قِیْلَ۔

وَ قَالَ السُّدِّیُّ اَلسَّدُّ ظُلْمَةٌ حَالَتْ فَمَنَعَتِ الرُّؤْیَةَ۔ کہ غل جس کی جمع اغلال ہے یہ استعارہ ہے روکنے کا انسے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دینا چاہے۔ اور سد سے بھی استعارہ کیا گیا سلب قوت ابصار سے۔

اور سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ سد وہ ظلمت ہے جو حائل ہو جائے اور دیکھنے سے روکے۔ آگے ارشاد ہے:

وَسَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا یُؤْمِنُوْنَ ⑩

اور برابر ہے ان کے لئے آپ انہیں ڈرسنائیں یا نہ سنائیں وہ ایمان نہ لائیں گے۔

یہ وہی مضمون ہے جو سورۃ کے پہلے رکوع میں صاف آ چکا اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَیْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ

Marfat.com

تُنۡذِرۡهُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ ۞ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ وَعَلٰی سَمۡعِہِمۡ ؕ وَعَلٰۤی اَبۡصَارِہِمۡ غِشَاوَۃٌ ۫ وہ جو کفر کر رہے ہیں برابر ہے ان کے لئے کہ آپ ڈر سنائیں یا نہ سنائیں وہ ایمان نہ لائیں گے (اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے) ان کے دلوں پر مہر کر دی ہے (تا کہ نصیحت اندر نہ جائے اور کفر باہر نہ آئے) اور مہر کر دی ہے ان کے کانوں پر (تا کہ آیات سن کر قبول کرنے کے قابل بھی نہ رہیں) اور ان کی آنکھوں پر غشاء جہالت ہے (وہ اس کی دھندلاہٹ سے دیکھ بھی نہیں سکتے)۔

وَّ لَہُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ۞۔ اور ان کے لئے زبردست عذاب (مقدر ہو چکا) ہے۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّمَا تُنۡذِرُ مَنِ اتَّبَعَ الذِّکۡرَ وَخَشِیَ الرَّحۡمٰنَ بِالۡغَیۡبِ ۚ فَبَشِّرۡہُ بِمَغۡفِرَۃٍ وَّاَجۡرٍ کَرِیۡمٍ ۞۔

آپ تو اسی کو ڈرائیں جو نصیحت مانیں اور رحمٰن سے غائبانہ ڈرے تو اسے خوشخبری دیجئے بخشش کی اور عزت والے بدلہ کی۔

جس کی شان یہ ہوگی جسے قتادہ فرماتے ہیں: اَجۡرٌ کَرِیۡمٌ بِالۡجَنَّۃِ وَالۡمُرَادُ نَعِیۡمُہَا الشَّامِلُ لِمَا لَا عَیۡنٌ رَاَتۡ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ وَاَجَلُّ جَمِیۡعِ ذَالِکَ رُؤۡیَۃُ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ۔ اجر کریم سے مراد جنت ہے اور اس کی وہ نعمتیں جو اس جنت میں ہوں وہ ایسی ہوں کہ نہ کسی آنکھ نے دیکھی نہ کسی کان نے سنی اور نہ کسی دل میں خطرہ بھی آیا ہو اور سب سے بڑی نعمت رویت الٰہی عزوجل کا شرف ہے۔

اِنَّا نَحۡنُ نُحۡیِ الۡمَوۡتٰی وَنَکۡتُبُ مَا قَدَّمُوۡا وَاٰثَارَہُمۡ ؕ وَکُلَّ شَیۡءٍ اَحۡصَیۡنٰہُ فِیۡۤ اِمَامٍ مُّبِیۡنٍ ۞۔

ہم ہی ہیں جو مردہ کو زندہ کرتے اور جو کچھ وہ (دنیا کی زندگی میں عمل وصدقات سے) آگے بھیجے وہ لکھتے ہیں اور اس کے نشان (عام اس سے کہ برے اعمال کے رواج دینے سے ہو یا اس کے اچھے برے قدموں سے ہو) اور ہر شے حفاظت میں لوح محفوظ کے اندر ہے۔

یہ مشرکین و مومنین کے لئے ترہیب وترغیب ہے اور مشرکوں کے لئے وعید اور مومنوں کے لئے وعدہ ہے اور چونکہ مشرکین اس غلط فہمی میں تھے اور کہتے تھے: اِنۡ ہِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا نَحۡنُ بِمَبۡعُوۡثِیۡنَ۔ آگے کچھ نہیں صرف یہ دنیا کی زندگی ہے جس میں ہم مرتے جیتے ہیں اس کے بعد ہماری بعثت نہیں ہوگی اس کا جواب دیا گیا اور ارشاد ہوا کہ اس گمان باطل میں نہ رہنا ہم ہی ہیں جو تمہیں مرنے کے بعد زندہ کریں گے۔

اور جو کچھ حیات دنیا میں تم اچھے برے عمل کرو گے سب ہم لکھتے ہیں۔

وَاٰثَارَہُمۡ۔ اور تمہارے نشان جو تم چھوڑ کر مرو گے عام اس سے کہ وہ طریقہ نیک ہو یا بد سب ہمارے پاس لکھا ہوا ہے۔

اعمال حسن جیسے تعلیم وتعلم کا سلسلہ جاری کر کے چھوڑ گئے۔

یا دینی کتاب لکھ کر دنیا سے گئے۔

یا مدرسہ بنا کر وقف کر گئے۔

یا بناء فی سبیل اللہ عزوجل تیار کرا کر چھوڑ گئے۔

یا عید میلاد النبی ﷺ کا سلسلہ جاری کر گئے۔

یا بزرگان دین رحمہم اللہ کی فاتحہ کے لئے کچھ وقف کر گئے۔

یا مسجد تعمیر کر کے انتقال کیا۔

Marfat.com

یا برے رواج مروج کرنے کو کلب بنا گئے جہاں ڈانس کیے جائیں یا گانا بجانا ہو۔

یا شراب نوشی کی جگہ تعمیر کر گیا۔

یا ایسے قانون بنا کر مر گیا جس میں ظلم وعدوان اور شر وفساد نشو ونما پائیں۔

دونوں قسم کے اعمال خدا تعالیٰ لکھ رہا ہے۔

چنانچہ ابن ابی حاتم جریر بن عبداللہ بجلی سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا وَ مَنْ سَنَّ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَ وِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ لَا يُنْقَصُ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَيْئًا ثُمَّ تَلَا وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ۔

جو کوئی اچھا طریقہ جاری کرے اسے اس کا اجر اور جو اس پر عمل کریں اس کے بعد ان کا اجر بھی بلا نقص اجر عاملین اسے ملے گا۔ اس کو صدقہ جاریہ کہتے ہیں۔

اور جو برا طریقہ جاری کرے گا اس کا اس پر عذاب ہے اور جو اس برے طریقہ پر چلیں اس کے بعد ان کا عذاب بھی اس پر ہے بلا نقص عذاب عاملین پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ۔

انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت کریمہ میں جمعہ میں حاضر ہونے والوں کے قدموں کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے۔

اور بعض اس طرف گئے کہ اس میں مسجد کی طرف مطلقاً آنے والوں کے قدموں کی فضیلت ہے۔

اور عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ترمذی بطریق حسن رحمہم اللہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ كَانَ بَنُوْسَلَمَةَ فِيْ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَدِيْنَةِ فَاَرَادُوْا اَنْ يَّنْتَقِلُوْا اِلٰى قُرْبِ الْمَسْجِدِ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى الخ فَدَعَاهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اِنَّهٗ يُكْتَبُ اٰثَارُكُمْ ثُمَّ تَلَا عَلَيْهِمُ الْاٰيَةَ فَتَرَكُوْا۔

فرماتے ہیں قبیلہ بنو سلمہ مدینہ پاک کے ایک کنارے میں آباد تھے انہوں نے چاہا کہ وہاں سے منتقل ہو کر مسجد نبوی کے قریب آجائیں تو اللہ تعالیٰ نے اِنَّا نَحْنُ نُحْيِ الْمَوْتٰى وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوْا وَاٰثَارَهُمْ الخ آیت نازل فرمائی۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں بلا کر فرمادیا کہ تمہارا مدینہ کے کنارے سے یہاں (آباد ہونے کے لئے) آنا مفید نہیں ہے کیونکہ تمہارے قدم لکھے جاتے ہیں اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور یہ سن کر بنو سلمہ نے تبدیلی رہائش کا ارادہ ترک کر دیا۔

اور امام احمد اس واقعہ کو زہد میں اور ابن ماجہ رحمہم اللہ وغیرہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس طرح راوی ہیں کہ انصار مدینہ کے مکان مسجد نبوی سے دور تھے تو انہوں نے منتقل ہو کر قرب مسجد میں آباد ہو جانا چاہا تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ یہ سن کر انصار بولے بَلْ نَمْكُثُ مَكَانَنَا پھر ہم اپنے مکانوں میں ہی رہیں گے۔

روح المعانی میں ہے: وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْكِتَابَةِ الْكِتَابَةُ فِيْ صُحُفِ الْمَلٰئِكَةِ الْكِرَامِ الْكَاتِبِيْنَ۔

Marfat.com

لکھنے سے مراد کراماً کاتبین کا صحیفوں میں لکھنا ہے۔

وَ فَسَّرَ بَعْضُهُمُ الْكِتَابَةَ بِالْحِفْظِ اَیْ نَحْفَظُ ذٰلِکَ وَ نُثْبِتُهٗ فِی عِلْمِنَا لَا نَنْسَاهُ۔ بعض مفسرین نے اپنی تفسیر میں کتابت سے محافظت الٰہی مراد لیا یعنی اللہ تعالیٰ کے علم میں سب کے اعمال ہیں۔

وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ ﴿۱۲﴾۔

اور ہر شے لکھی ہوئی ہے بیان وحفاظت میں۔ یعنی ہمارے سامنے روشن اور واضح ہے۔

قتادہ مجاہد سے اور ابن زید رحمہم اللہ سے روایت فرماتے ہیں: اَللَّوْحُ الْمَحْفُوْظُ۔ اس سے مراد لوح محفوظ ہے وَ بَیَانُ کُلِّ شَیْءٍ فِیْهِ۔ اور ہر شے کا اس میں بیان ہے۔

یہاں شیعہ حضرات کا خیال بھی خالی از دلچسپی نہ ہوگا ملاحظہ کریں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ حُکِیَ لِیْ عَنْ بَعْضِ غُلَاةِ الشِّیْعَةِ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْاِمَامِ الْمُبِیْنِ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَجْهَهٗ وَ اِحْصَاؤُهٗ کُلَّ شَیْءٍ۔ بعض شیعہ نے مجھ سے کہا کہ امام مبین سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں اور انہوں نے ہر شے کا احصا فرمایا ہے۔ اس میں ہم کہتے ہیں:

لَیْسَ عَلَی اللّٰهِ بِمُسْتَنْکِرٍ اَنْ یَّجْمَعَ الْعَالَمَ فِیْ وَاحِدٍ

اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ سے یہ بعید نہیں کہ تمام عالم کو ایک میں جمع کردے۔

لیکن خزائن معلومات مثل لوح محفوظ کسی دل میں آجانا جب ممکن ہے تو سینۂ مولا علی میں آجانا مستبعد نہیں وَلَا یَخْفٰی مَا فِیْ ذٰلِکَ مِنْ عَظِیْمِ الْجَهْلِ بِالْکِتَابِ الْجَلِیْلِ نَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَفْوَ وَ الْعَافِیَةَ۔ لیکن یہ امر اہل علم پر مخفی نہیں کہ آیہ کریمہ کی تفسیر میں وَكُلَّ شَیْءٍ اَحْصَیْنٰهُ فِیْۤ اِمَامٍ مُّبِیْنٍ پڑھ کر ایسی جہالت کی جائے میں اللہ تعالیٰ سے عفو و عافیت طلب کرتا ہوں۔

وَ کَمَالُ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ لَایُنْکِرُهٗ اِلَّا نَاقِصُ الْعَقْلِ عَدِیْمُ الدِّیْنِ۔ اور حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ کے کمالات کا وہی منکر ہوگا جو ناقص العقل بے دین ہو۔

اس طرز تردید میں علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ ہمیں طریقہ تردید تعلیم دے گئے جو ہمارے لئے سبق آموز ہے رد کتنے مہذب اور محتاط رویہ سے فرمایا کہ حضرت شیر خدا اسد اللہ کرم اللہ وجہہ کی عظمت بھی ہاتھ سے نہ گئی اور غلو شیعہ کا رد بھی ہوگیا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع ۔ سورہ یٰسین ۔ پ ۲۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْیَةِ ۘ اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾	اور انہیں مثال دیں اس شہر والوں کی جب ان کے پاس آئے ہمارے بھیجے ہوئے
اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَیْهِمُ اثْنَیْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْۤا اِنَّآ اِلَیْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾	جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو مرسل پھر انہوں نے انہیں جھٹلایا تو ہم نے تیسرے سے زور دیا تو بولے وہ سب بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں
قَالُوْا مَاۤ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَ مَاۤ اَنْزَلَ	بولے تم تو نہیں مگر ہم جیسے بشر اور کچھ نازل نہیں کیا رحمن

الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾ — نے تم تو نرے جھوٹے ہو

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ — وہ بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۷﴾ — اور ہمارے ذمہ سوا حکم پہنچا دینے کے کچھ نہیں

قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ لَىٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾ — بولے ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تم پر پتھراؤ کریں گے اور ضرور تمہیں ہمارے ہاتھوں دکھ پہنچے گا

قَالُوْا طَآىٕرُكُمْ مَّعَكُمْ اَىٕنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ — وہ بولے تمہاری بدشگونی تمہارے ساتھ ہے کیا ہماری نصیحت سے بدکتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی قَالَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۲۰﴾ — اور آیا شہر کے کنارے سے ایک شخص دوڑتا ہوا کہنے لگا اے میری قوم پیروی کرو بھیجے ہوؤں کی

اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا یَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ — جبکہ وہ پیروی پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پر ہیں

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۲

وَ-اور	اضْرِبْ-بیان کر	لَهُمْ-ان کے لئے	مَّثَلًا-مثال
اَصْحٰبَ-رہنے والے	الْقَرْیَةِ-بستی کی	اِذْ-جب	جَآءَ-آئے
هَا-ان کے پاس	الْمُرْسَلُوْنَ-بھیجے ہوئے	اِذْ-جب	اَرْسَلْنَآ-بھیجے ہم نے
اِلَیْهِمُ-ان کی طرف	اثْنَیْنِ-دو پیغمبر	فَكَذَّبُوْ-تو جھٹلایا انہوں نے	هُمَا-ان کو
فَعَزَّزْنَا-تو ہم نے غلبہ دیا	بِثَالِثٍ-تیسرے سے	فَقَالُوْٓا-تو کہا انہوں نے	اِنَّآ-بے شک ہم
اِلَیْكُمْ-تمہاری طرف	مُّرْسَلُوْنَ-بھیجے گئے ہیں	قَالُوْا-بولے	مَآ-نہیں
اَنْتُمْ-تم	اِلَّا-مگر	بَشَرٌ-آدمی ہو	مِّثْلُنَا-ہمارے جیسے
وَ-اور	مَآ-نہیں	اَنْزَلَ-اتاری	الرَّحْمٰنُ-رحمٰن نے
مِنْ شَیْءٍ-کوئی چیز	اِنْ-نہیں	اَنْتُمْ-تم	اِلَّا-مگر
تَكْذِبُوْنَ-جھوٹ بولتے ہو	قَالُوْا-انہوں نے کہا	رَبُّنَا-ہمارا رب	یَعْلَمُ-جانتا ہے
اِنَّآ-بے شک ہم	اِلَیْكُمْ-تمہاری طرف	لَمُرْسَلُوْنَ-بھیجے گئے ہیں	وَ-اور
مَا-نہیں	عَلَیْنَآ-ہم پر	اِلَّا-مگر	الْبَلٰغُ-پہنچانا
الْمُبِیْنُ-ظاہر	قَالُوْٓا-بولے	اِنَّا-بے شک ہم نے	تَطَیَّرْنَا-بدشگونی لی
بِكُمْ-تم سے	لَىٕنْ-اگر	لَّمْ-نہ	تَنْتَهُوْا-باز آئے تم

Marfat.com

لَنَرْجُمَنَّكُمْ۔ تو ہم سنگسار کریں گے تم کو	وَ۔ اور	لَيَمَسَّنَّكُمْ۔ ضرور پہنچے گا تم کو	
مِّنَّا۔ ہم سے	عَذَابٌ۔ عذاب	اَلِيْمٌ۔ دردناک	قَالُوْا۔ انہوں نے کہا
طَآئِرُ۔ بدشگونی	كُمْ۔ تمہاری	مَّعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ ہے	اَئِنْ۔ اگر
ذُكِّرْتُمْ۔ تم نصیحت دیئے جاؤ	بَلْ۔ بلکہ	اَنْتُمْ۔ تم	قَوْمٌ۔ قوم ہو
مُّسْرِفُوْنَ۔ حد سے بڑھنے والی	وَ۔ اور	جَآءَ۔ آیا	مِنْ اَقْصَا۔ دور کنارے
الْمَدِيْنَةِ۔ شہر سے	رَجُلٌ۔ ایک آدمی	يَّسْعٰى۔ دوڑتا	قَالَ۔ اس نے کہا
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم	اتَّبِعُوا۔ پیروی کرو	الْمُرْسَلِيْنَ۔ پیغمبروں کی	اتَّبِعُوْا۔ تابعداری کرو
مَنْ۔ اس کی جو	لَّا۔ نہیں	يَسْئَلُكُمْ۔ مانگتا تم سے	اَجْرًا۔ مزدوری
وَّ۔ اور	هُمْ۔ وہ	مُّهْتَدُوْنَ۔ ہدایت پر ہیں	

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ یٰسین۔ پ ۲۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۔ اور انہیں مثال دو اس شہر والوں کی۔

یہ شہر انطاکیہ تھا۔ اس کی شان یہ تھی کہ اس میں چشمہ اور پہاڑ کافی تھے اس شہر کا دور بارہ میل میں تھا اس کی شہر پناہ سنگین تھی۔

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾ ۔ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے آئے۔

جن کے نام صادق اور صدوق تھے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے آپ نے انہیں ہدایت فرما کر انطاکیہ بھیجا تھا اس لئے کہ یہ لوگ بت پرست تھے۔ انہوں نے وہاں پہنچ کر انہیں بتایا کہ ہم دعوت حق دینے آئے ہیں۔ شہر کے کنارے انہیں ضعیف العمر بزرگ ملے جن کا نام حبیب نجار تھا بکریاں چراتے تھے۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ تم کیسے آئے ہو اور کہاں سے آئے ہو۔

انہوں نے بتایا کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فرستادہ ہیں ہماری ہدایت صرف یہ ہے کہ یہ قوم بت پرستی چھوڑ کر ایک وحدہ لاشریک کی پیروی کرے۔

حبیب نجار نے اس پر نشانی طلب کی انہوں نے کہا نشانی یہ ہے کہ ہم بیماروں کو صحت یاب کرتے ہیں نابینا کو بینا کرتے ہیں مبروص یعنی برص جسے پنجابی میں پھلبہری کہتے ہیں اسے صحت یاب کر دیتے ہیں۔

چنانچہ حبیب نجار کا ایک بیٹا دو سال سے بیمار تھا انہوں نے اسے پیش کیا فرستادوں نے اس پر ہاتھ پھیرا وہ تندرست ہو گیا حبیب یہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔

یہ خبر آبادی میں مشہور ہوگئی اور ایک کثیر جماعت نے ان کے ہاتھ سے شفا پائی حتیٰ کہ یہ خبر بادشاہ تک پہنچی اس نے انہیں طلب کر لیا اور ان سے دریافت کیا کہ ہمارے معبودوں کے سوا بھی کوئی اور معبود ہے جس کی طرف تم بلاتے ہو۔

انہوں نے بیباکانہ جواب دیا کہ ہاں وہ معبود وہ ہے جس نے تجھے اور تیرے بتوں کو پیدا کیا اس پر لوگ بگڑ گئے اور ان کے درپے ہوگئے غرض کہ انہیں مارا پیٹا اور بادشاہ نے انہیں قید کر دیا۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ قصہ سنا تو حضرت شمعون کو انطاکیہ بھیجا اور فرمایا تم اجنبی بن کر ان کی رہائی کی تدبیر کرو۔

Marfat.com

آپ بالکل اجنبیانہ انداز سے انطاکیہ پہنچے اور حکمت عملی سے مصاحبین و وزراء سے ملے اور ان میں ایسے خلط ملط ہوئے کہ دوستانہ تعلقات ہو گئے۔

شدہ شدہ اپنی رسائی بادشاہ تک پیدا کر لی بادشاہ ان سے مانوس ہو گیا۔

ایک روز باتیں کرتے ہوئے حضرت شمعون نے پوچھا کہ وہ دو آدمی جو قید کیے گئے ہیں آپ نے ان کی بات بھی سنی یا یونہی سنی سنائی پر انہیں قید کیا ہے۔

بادشاہ بولا میری ان کی گفتگو تفصیلی نہیں ہوئی جب انہوں نے نیا خدا اور نیا دین ظاہر کیا تو مجھے غصہ آ گیا اور میں نے قید کر دیا۔

حضرت شمعون نے مشورۃً فرمایا کہ بادشاہ کا خیال ہو تو انہیں بلایا جائے اور معلوم کیا جائے کہ ان کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے یا ان کے پاس کوئی برہان بھی ہے۔

مشورہ معقول سمجھ کر بادشاہ نے انہیں بلایا اور پوچھا کہ تمہیں کس نے بھیجا ہے وہ بولے اس اللہ نے جو خالق کل اور مالک کل ہے اور رزاق مطلق ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔

حضرت شمعون نے فرمایا اس کی کچھ مختصر صفت بیان کرو انہوں نے کہا وہ فعال لما یرید ہے اور احکم الحاکمین ہے جو چاہتا ہے حکم دیتا ہے۔

حضرت شمعون نے فرمایا تمہارے دعویٰ کی صداقت پر کیا نشانی ہے۔

دونوں بولے جو بادشاہ چاہے ہم وہی پیش کریں گے۔

بادشاہ نے ایک اندھا لڑکا بلایا اور کہا اس کی آنکھیں ٹھیک کرا دو انہوں نے دعا کی اور وہ انکھیارا ہو گیا۔

اس کے بعد حضرت شمعون نے بادشاہ سے فرمایا کہ اب ہمیں اس کے جواب میں اپنے بتوں سے کہنا چاہئے کہ وہ بھی ایسا ہی ایک اندھا سوانکھا کریں تاکہ تیری عزت بھی ہو اور ان کی بھی۔

بادشاہ نے حضرت شمعون سے کہا آپ سے کیا چھپاؤں اور کیوں چھپاؤں، حقیقت یہ ہے کہ ہمارے معبود تو خود آنکھ نہیں رکھتے دوسرے کو آنکھ کہاں سے دیں گے ان کی نہ زبان ہے نہ کان پھر وہ کسی کا نہ کچھ بگاڑ سکتے ہیں نہ کسی کا کچھ بنا سکتے ہیں۔

پھر بادشاہ نے ان دونوں حواریوں سے کہا اگر تمہارا خدا مردے زندہ کر دے تو ہم اس پر ایمان لے آئیں گے۔

حواری بولے مردہ زندہ کرنا ہی نہیں وہ تو ایسا قادر ہے کہ جو تو چاہے وہ کر دے گا۔

بادشاہ نے ایک زمیندار کے لڑکے کو منگوایا جسے مرے ہوئے سات دن ہو چکے تھے اس کا جسم پھول گیا تھا لاش متعفن تھی حواریوں سے کہا اسے زندہ کرا دو۔

حواریوں نے دعا کی بحکم الٰہی عزوجل وہ زندہ ہو گیا۔

اس سے بادشاہ نے پوچھا کہ مرنے کے بعد تو کہاں تھا؟

لڑکا بولا میں مشرک تھا مجھے جہنم کی سات وادیوں میں داخل کیا گیا تھا۔

میں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ جس دین پر تم لوگ ہو یہ بہت برا دین ہے۔ تم ایمان لاؤ میں بھی ایمان لاتا ہوں۔ میرے

Marfat.com

لئے ابواب سماویہ کھلے اور ایک حسین جوان مجھے نظر آیا جس نے ان تینوں آدمیوں کی اتباع کی تعلیم دی۔
اور میرا واقعہ یہ ہے کہ جو میں نے بیان کر دیا۔
بادشاہ نے پوچھا وہ تین کون ہیں۔
حضرت شمعون کی طرف اشارہ کر کے لڑکا بولا یہ
اور حواریوں کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا اور دو یہ ہیں۔
بادشاہ نے حیرت میں آکر متعجبانہ طور سے دیکھنا شروع کیا۔
حضرت شمعون سمجھ گئے کہ زندہ شدہ لڑکے کی بات بادشاہ پر اثر کر گئی ہے۔
پھر آپ نے بھی اسے نصیحت کی حتیٰ کہ وہ ایمان لے آیا اور اس کی قوم کے کچھ آدمی ایمان لے آئے اور کچھ سرکش رہے ان پر ایسا عذاب آیا کہ ہلاک ہو گئے چنانچہ اس قصہ کو اجمالاً بیان فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے:
اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا۔ جب ہم نے بھیجے ان کی طرف دو تو تکذیب کی انہوں نے ان دونوں کی یہ دو جن کا ذکر ہے بقول وہب حواری تھے ایک کا نام یوحنا تھا اور دوسرے کا نام بولس۔
اور بقول کعب ان کا نام ایک کا صادق تھا اور دوسرے کا صدوق۔ تو جب انہیں جھٹلایا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ⑭۔
تو ہم نے تیسرے سے ان پر زور دیا اور تینوں نے انطاکیہ والوں سے کہا کہ بے شک ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔
عززنا سے مراد تقویت و طاقت ہے گویا ارشاد ہے کہ ہم نے حضرت شمعون کو ان کا تیسرا ساتھی بنا کر بھیجا کہ ان دو کو تائید حاصل ہو۔ اب یہ تینوں نے فرمایا کہ ہم تمہاری ہدایت کے لئے بھیجے گئے ہیں تو قوم بولی جس کا ذکر آگے آتا ہے:
قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَيْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ⑮۔
بولے تم کیا ہو ہمارے جیسے آدمی اور رحمٰن نے کچھ نہ اتارا تم کچھ نہیں مگر نرا جھوٹ بول رہے ہو۔
جب صادق، صدوق اور شمعون نے خلاف جواب سنا تو بولے اور بلام تاکید کہنے لگے جس کا ذکر آگے آ رہا ہے:
قَالُوْا رَبُّنَا يَعْلَمُ اِنَّآ اِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ⑯۔
وہ تینوں بولے ہمارا رب جانتا ہے کہ بے شک ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔
وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ ⑰۔ اور ہمارے ذمہ صاف حکم پہنچا دینا ہے۔
یعنی دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ سے تمہیں بتا دیں کہ وہ مردوں کو جلانے والا اور اندھوں کو انکھیارا کرنے والا ہے اس پر بھی وہ راست پر نہ آئے تو امساک باراں کا عذاب ان پر آیا جس سے یہ ہوا کہ قبول ہدایت کی بجائے اور بگڑ گئے حتیٰ کہ کہنے لگے۔
قَالُوْٓا اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَلَيَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ⑱۔
بولے ہم تمہیں منحوس قدم سمجھتے ہیں اب سمجھ لو اگر تم باز نہ آئے تو ہم ضرور تمہیں پتھروں سے ماریں گے اور تمہیں بے شک ہمارے ہاتھوں دکھ پہنچے گا۔

Marfat.com

بدشگونی یا نحوست سے یہ مراد ہے کہ جب سے تم ہمارے اندر آئے ہو بارش بند ہوگئی یہ تمہاری نحوست ہے حالانکہ امساک باراں کی وجہ ان کی سرکشی تھی جب انہوں نے ہدایت قبول نہ کی تو امساک باراں کا عذاب ان پر آیا۔ چنانچہ حواریوں نے انہیں جواب دیا:

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ ۔

حواریوں نے فرمایا کہ تمہاری بدشگونی اور نحوست تمہارے بداعمال کی وجہ سے تمہارے ساتھ ہے کیا جب تمہیں نصیحت کی گئی تو اس سے بدشگونی لیتے ہو بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو۔

یعنی جب تمہیں اسلام کی دعوت دی گئی تو تم چمکتے ہوئے اس آواز سے بدک گئے اور اپنی گمراہی اور طغیان میں پڑ گئے ہو یہ تمہاری نحوست ہے۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ رَجُلٌ يَّسْعٰى ۔ اور آیا شہر انطاکیہ کے کنارے سے ایک آدمی دوڑتا ہوا۔

یعنی حبیب نجار جو شہر کے کنارے ایک پہاڑ کے غار میں رہتے تھے جب انہوں نے سنا کہ قوم کے لوگ ان بھیجے ہوئے حواریوں کی تکذیب کر رہے ہیں تو وہ غار سے نکل کر دوڑے ہوئے قوم میں تشریف لائے۔

قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۲۰﴾ لا اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۱﴾ ۔

اور کہنے لگے اے میری قوم! پیروی کرو ان کی جو بھیجے ہوئے ہیں اور ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں۔

یعنی حبیب نجار نے قوم کو ہدایت کی اور بتایا کہ یہ تم سے کچھ نہیں مانگتے بلکہ تمہاری خیر اندیشی میں تمہیں نصیحت فرماتے ہیں

اس رکوع کی خاص لغات کی تصریح ملاحظہ فرمائیں

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا ۔ قرآن کریم میں ضرب المثل کا استعمال دو معنی میں ہوا ہے ایک کسی حالت غریبہ کو ایسی حالت کے ساتھ، جو پہلی حالت کی مانند ہے، تطبیق دینے میں۔

دوسری کسی حالت غریبہ کو بے قصد تطبیق لوگوں کے لئے بیان کرنے میں پہلی کی مثال ہے: ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ وَّامْرَاَتَ لُوْطٍ ۔ اور دوسری کی وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ہے۔

فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ ۔ عَزَّزْنَا محاورہ میں قَوَّيْنَا کے معنی میں بولا جاتا ہے۔ عَزَّزَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ ۔

اِنَّا تَطَيَّرْنَا بِكُمْ ۔ طیرہ بدشگونی کے معنی میں آتا ہے جیسے حدیث میں ہے: لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ ۔

لَنَرْجُمَنَّكُمْ ۔ رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو۔

قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ۔ مسرف حد سے بڑھنے والے کو کہتے ہیں۔

اَقْصَا الْمَدِيْنَةِ ۔ اقصا کنارے کا پرلا حصہ مراد ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع ۔ سورۃ یٰسین ۔ پ ۲۲

وَاضْرِبْ لَهُمْ مَّثَلًا اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ ۔ اور مثال میں بتائیں انہیں قریہ والوں کا حال۔

Marfat.com

یعنی انہیں ڈر سنائیں اور مثال دیجئے۔ وَ ضَرْبُ الْمَثَلِ يُسْتَعْمَلُ تَارَةً فِي تَطْبِيقِ حَالَةٍ غَرِيبَةٍ بِأُخْرٰى مِثْلِهَا كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَاَتَ نُوْحٍ۔

وَاُخْرٰى فِي حَالَةٍ غَرِيبَةٍ وَ بَيَانِهَا لِلنَّاسِ مِنْ غَيْرِ قَصْدٍ اِلٰى تَطْبِيقِهَا لِيُظْهِرَهٗ لَهَا كَمَا فِي قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ۔ اس کی تصریح ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

اِذْ جَآءَهَا الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۳﴾۔ جب آئے اس قریہ میں بھیجے ہوئے۔

یہ بدل اشتمال ہے اصحاب قریہ سے یہاں اِذْ جَآءَهَا فرمایا۔ اِذْ جَآءَهُمْ نہیں فرمایا۔ اس میں اس طرف اشارہ ہے کہ وہ مرسلین اس قریہ کی قیام گاہ پر آئے۔

اور یہ بھیجے ہوئے جو آئے تھے وہ قتادہ وغیرہ اجلہ مفسرین کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بھیجے ہوئے حواری تھے بَعَثَهُمْ حِيْنَ رُفِعَ اِلَى السَّمَآءِ۔ آپ نے انہیں اس وقت بھیجا جبکہ آپ آسمان کی طرف گئے۔

وَ نِسْبَةُ اِرْسَالِهِمْ اِلَيْهِ تَعَالٰى فِي قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ۔ اور ان کے بھیجنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف آیہ کریمہ میں ہے جیسا کہ ارشاد ہے: جب ہم نے بھیجا اس قریہ والوں کی طرف ان دو کو یہ اس بناء پر ہے کہ ان کا بھیجنا بحکم الٰہی عزوجل تھا۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ هُمْ رُسُلُ اللّٰهِ تَعَالٰى یہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہی تھے۔

اور بعض اجلہ مفسرین فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں اتباع شریعت عیسیٰ علیہ السلام پر بھیجا تھا جیسے ہارون علیہ السلام کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ فرمایا چنانچہ ارشاد ہوا:

اِذْ اَرْسَلْنَآ اِلَيْهِمُ اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوْهُمَا فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ فَقَالُوْٓا اِنَّآ اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ ﴿۱۴﴾۔

جب ہم نے بھیجا ان کی طرف دو کو تو جھٹلایا انہوں نے تو ہم نے قوت دی انہیں تیسرے کے ساتھ تو وہ بولے ہم تمہاری طرف بھیجے ہوئے ہیں۔

تو چونکہ اہل قریہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بشریت منافی رسالت ہے بناء بریں وہ جھٹلانے پر آمادہ ہوئے تو انہوں نے انہیں کہا ہم اللہ تعالیٰ کی طرف سے آئے ہیں۔

وَاسْتَدَلَّ الْبَعْضُ عَلٰى ذٰلِكَ بِظُهُوْرِ الْمُعْجِزَةِ كَاِبْرَآءِ الْاَكْمَهِ وَاِحْيَآءِ الْمَيِّتِ عَلٰى اَيْدِيْهِمْ كَمَا جَآءَ فِي بَعْضِ الْاٰثَارِ وَالْمُعْجِزَةُ مُخْتَصَّةٌ بِالنَّبِيِّ عَلٰى مَا قُرِئَ فِي الْكَلَامِ۔

اسی بناء پر بعض نے ان پر استدلال کیا ظہور معجزہ کی وجہ میں نبوت کا جیسا کہ انہوں نے اندھا انکھیارا کیا اور ان کے سامنے مردہ زندہ کیا جیسا کہ بعض احادیث سے ثابت ہے۔

اور معجزہ کے متعلق ارباب کلام یہ عقیدہ بتاتے ہیں کہ وہ مختص بالنبی ہوتا ہے۔

حالانکہ معجزہ اور کرامت دونوں کا ظہور یکساں ہوتا ہے البتہ اگر نبی سے سرزد ہو تو معجزہ ہے اور اگر ولی سے صادر ہو تو اسے کرامت کہتے ہیں۔

Marfat.com

لہٰذا اگر وہ حواری مانے جائیں تو بطریق کرامت ان سے یہ خرق عادت ظاہر ہوا اور اگر انہیں رسول الٰہی مانا جائے تو مذکورہ امور معجزہ مانے جائیں گے۔

اب یہ سوال کہ وہ کون تھے ان کے نام کیا تھے؟

اس پر ایک قول تو یہ ہے کہ ایک کا نام یوحنا تھا اور دوسرے کا نام بولس تھا۔

اور مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک کا نام اومان تھا اور دوسرے کا بولس۔

اور شعیب الجبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں ایک کا نام شمعون تھا اور دوسرے کا نام یوحنا۔

اور وہب اور کعب رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں ایک کا نام صادق تھا اور دوسرے کا نام صدوق تھا۔

ایک اور قول ہے کہ ایک کا نام ناروص تھا اور دوسرے کا نام ماروص۔

اور یہ اس قریہ میں اس وقت تشریف لائے تھے جب یہ سب کے سب بت پرست تھے۔

اور فَعَزَّزْنَا پر آلوسی فرماتے ہیں: اَیْ قَوَّیْنَاهُمَا وَ شَدَّدْنَا۔ قوت دی ہم نے ان دو کو تیسرے سے اور مضبوط کیا۔

محاورہ بتاتے ہیں: یُقَالُ تَعَزَّزَ لَحمُ النَّاقَةِ اِذَا صَلُبَ۔ جب اونٹنی کا گوشت سخت ہو جائے تو کہتے ہیں: تَعَزَّزَ لَحمُ النَّاقَةِ۔

اور محاورہ ہے جب بارش سے زمین نرم ہو جائے تو بولتے ہیں: عَزَّزَ الْمَطَرُ الْاَرْضَ۔

اور سخت زمین کو ارض عزاز بولتے ہیں۔

اور یہ تیسرے بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما شمعون الصفا تھے۔

اور بعض نے کہا سمعان تھے۔

اور وہب و کعب رضی اللہ عنہما کہتے ہیں وہ تیسرے شلوم تھے۔

اور شعیب جبائی رحمہ اللہ کے نزدیک وہ بولص تھے۔

تو اہل انطاکیہ اپنے عقیدہ کے موافق ان سے بولے:

قَالُوْا مَآ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۙ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ مِنْ شَیْءٍ ۙ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ ﴿۱۵﴾

(جب ہم نے بھیجا تو) وہ کہنے لگے تم ہمارے جیسے بشر ہی تو ہو اور رحمٰن نے کچھ نازل نہیں فرمایا تم نرے جھوٹے ہو۔

یعنی تم پر کوئی وحی نہیں آئی اور تم ہماری مثل بشر ہو کر نبی و رسول کیسے ہو سکتے ہو۔ اس بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ وہ بت پرست تھے لیکن الوہیت خداوندی اور بتوں کے قائل تھے ان کا انکار اگر تھا تو رسالت اور توہب سے تھا اور بتوں سے توسل کے قائل تھے چنانچہ وہ کہتے تھے: لَا اِلٰهَ وَ رِسَالَتَهٗ۔

چنانچہ بعض احادیث سے ثابت ہے کہ وہ کہتے تھے: اَلَنَا اِلٰهٌ سِوٰی اٰلِهَتِنَا۔ کیا ہمارا کوئی اور خدا ہو سکتا ہے سوا ہمارے معبودوں کے جو بت تھے۔

اسی وجہ میں وہ کہہ بیٹھے: اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا تَكْذِبُوْنَ۔ تم کچھ نہیں مگر نرے جھوٹے ہو اور وہ وَمَآ اَنْزَلَ الرَّحْمٰنُ محض حکایۃً کہتے تھے۔

Marfat.com

اس پر ان مرسلوں نے تیسری بار لام تاکید کے ساتھ اپنا دعویٰ مؤکد کیا۔ اور فرمایا:

قَالُوْا رَبُّنَا یَعْلَمُ اِنَّاۤ اِلَیْكُمْ لَمُرْسَلُوْنَ ﴿۱۶﴾۔

فرمایا انہوں نے ہمارا رب جانتا ہے کہ ہم تمہاری طرف ضرور بھیجے ہوئے ہیں۔

یہ استشہاد بعلم اللہ عزوجل فرما کر اپنا مرسل ہونا ثابت کیا گویا فرمایا: رَبُّنَا یَعْلَمُ لَا اَنْتُمْ۔ ہمارا رب جانتا اگرچہ تم نہیں جانتے کہ ہم ضرور تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں پھر فرمایا:

وَمَا عَلَیْنَاۤ اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِیْنُ ﴿۱۷﴾۔ اور ہمارے ذمہ کچھ نہیں سوا ظاہر تبلیغ دین حق کے پہنچانا۔

یعنی اگر تم ہماری ہدایت اور نصیحت قبول کرو تو تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر قبول نہ کرو گے تو ہم اپنے عہدہ سے سبک سار ہو گئے ہم پر تمہاری گمراہی و انکار کا کچھ مواخذہ نہ ہوگا۔

اور ان کو ابراء اکمہ اور احیاء میت کا دعویٰ پیش کیا۔

یہ معجزہ اس صورت میں مانا جائے گا جبکہ انہیں رسول تسلیم کر لیا جائے۔ ورنہ عادت کے خلاف امور بطریق کرامت مانے جاسکتے ہیں۔

مختصر یہ کہ جب ان دو کو قید کر لیا تو حضرت شمعون اجنبی بن کر تشریف لائے جس کی تفصیل ہم خلاصہ تفسیر میں بیان کر چکے ہیں۔

اور شاہ انطاکیہ معہ اکثر قوم کے لوگوں کے مشرف بہ اسلام ہو گیا تو سرکش لوگ اپنی ضد پر اڑے رہے اور ان کے پاس جواب نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر امساک باراں فرمایا جیسا کہ مقاتل رحمہ اللہ کا قول ہے۔

اور بعض نے کہا: اَسْرَعَ فِیْهِمُ الْجُذَامُ عِنْدَ تَكْذِیْبِهِمُ الرُّسُلَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ ان پر جذام یعنی کوڑھ مسلط ہو گیا تکذیب رسل کرام علیہم السلام کی سزا میں تو کہنے لگے:

قَالُوْۤا اِنَّا تَطَیَّرْنَا بِكُمْ ۚ لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهُوْا لَنَرْجُمَنَّكُمْ وَ لَیَمَسَّنَّكُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِیْمٌ ﴿۱۸﴾۔

ہم تم سے بدشگونی لیتے ہیں اور تمہیں منحوس کہتے ہیں اگر تم اس تبلیغ و ہدایت سے باز نہ آئے تو تمہیں پتھر ماریں گے اور ضرور ہم تمہیں سخت عذاب اور تکلیف پہنچائیں گے۔

تطیر اصل میں نحوست اور بدشگونی کے معنی میں مستعمل ہے۔

اور رجم پتھروں سے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔

تو اس قسم کی دھمکیاں انہوں نے دیں۔

اس کے جواب میں انہوں نے بے پروا ہو کر جواب دیا:

قَالُوْا طَآىِٕرُكُمْ مَّعَكُمْ ؕ اَىِٕنْ ذُكِّرْتُمْ ؕ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ ﴿۱۹﴾۔

انہوں نے فرمایا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے (کہ کفر میں پڑے ہو یہ بدشگونی اسی وجہ میں لے رہے ہو) کہ ہم نے نصیحت کی تو تم بگڑ گئے اور ہدایت سے بدک گئے درحقیقت تم حد سے بڑھ جانے والے لوگ ہو۔

یعنی تمہاری عادت میں اسراف اور حد سے متجاوز ہونا اور اپنی معصیت شعاری میں منہمک رہنا ہے اسی وجہ میں تم بدشگونی

لیتے ہو۔

وَجَآءَ مِنْ اَقْصَا الْمَدِیْنَةِ رَجُلٌ یَّسْعٰی۔ اور آیا شہر کے بعید حصہ سے ایک شخص بھاگا ہوا۔

یہاں رَجُلٌ پر تنوین تعظیمی ہے۔

اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ تنوین تنکیر ہو کہ اس سے اس امر کا اظہار ہو کہ وہ بھیجے ہوئے انہیں نہیں پہچان سکے تھے (کہ وہ کون ہے)

ان کا نام ابن عباس اور ابی مجاز اور کعب احبار اور مجاہد اور مقاتل، حبیب نجار بتاتے ہیں۔ یہ اسرائیل کے بیٹے تھے چنانچہ روح المعانی میں ہے:

وَاِسْمُهٗ عَلٰی مَارُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَبِیْ مَجَازٍ وَ كَعْبِ الْاَحْبَارِ وَ مُجَاهِدٍ وَّ مُقَاتِلٍ حَبِیْبٌ وَ هُوَ ابْنُ اِسْرَائِیْلَ۔

اور بعض نے کہا: وہ ابن مری تھے۔

وَ كَانَ عَلَی الْمَشْهُوْرِ نَجَّارًا۔

وَ قِیْلَ كَانَ حَرَّاثًا۔

وَ قِیْلَ كَانَ قَصَّارًا۔

وَ قِیْلَ كَانَ اِسْكَافًا۔

وَ قِیْلَ نَحَّاتًا لِّلْاَصْنَامِ۔

وَ یُمْكِنُ اَنْ یَّكُوْنَ جَامِعًا لِهٰذِهِ الصِّفَاتِ۔

بعض نے کہا وہ مری کے بیٹے تھے۔

یوں مشہور تر کھان تھے۔

ایک قول ہے وہ کاشتکار تھے۔

ایک قول ہے کہ دھوبی تھے۔

بعض نے کہا کہ وہ موچی کا کام کرتے تھے۔

بعض نے کہا کہ وہ بت تراش تھے۔

اور ممکن ہے وہ ان تمام صفات کے جامع ہوں۔

ان کے حالات میں بعض نے لکھا ہے: اِنَّهٗ كَانَ فِیْ غَارٍ مُّؤْمِنًا یَعْبُدُ رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ فَلَمَّا سَمِعَ اَنَّ قَوْمَهٗ كَذَّبُوا الرُّسُلَ جَاءَ یَسْعٰی اَیْ یَعْدُوْ وَ یَسْرَعُ فِیْ مَشْیِهٖ حِرْصًا عَلٰی نُصْحِ قَوْمِهٖ۔ یہ ایک غار میں رہتے تھے مومن تھے اپنے رب کی عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ انہوں نے جب سنا کہ قوم نے ان مرسلین کو جھٹلایا تو وہ دوڑتے ہوئے دوڑتے آئے قوم کو نصیحت کرنے کی غرض سے۔

وَ قِیْلَ اِنَّهٗ سَمِعَ اَنَّ قَوْمَهٗ عَزَمُوْا عَلٰی قَتْلِ الرُّسُلِ فَقَصَدَ وَجْهَ اللّٰهِ تَعَالٰی بِالذَّبِّ عَنْهُمْ فَسَعٰی

Marfat.com

هٰهُنَا مِثْلَهَا فِیْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَسَعٰی لَهَا سَعْيَهَا۔

ایک قول ہے کہ جب حبیب نے سنا کہ ان کی قوم ان تینوں کے قتل پر آمادہ ہے تو روکنے کے لئے انہوں نے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کی کہ وہ اس ارادے سے باز آئیں اور دوڑے ہوئے قوم میں آئے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے کہ ان کے لئے وہ دوڑتا ہوا آیا۔

ابن ابی لیلیٰ رحمہ اللہ سے بحر میں مروی ہے کہ سُبَّاقُ الْاُمَمِ ثَلَاثَةٌ لَمْ يَكْفُرُوْا قَطُّ طَرْفَةَ عَيْنٍ عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ وَ صَاحِبُ يٰسٓ وَ مُؤْمِنُ اٰلِ فِرْعَوْنَ۔

پہلی امتوں میں تین ہیں کہ جنہوں نے قطعاً کفر نہ کیا۔ حضرت علی بن ابی طالب اور صدیق اکبر اور ایک آل فرعون کا مومن۔

زمخشری کہتے ہیں: اِنَّهٗ مِمَّنْ اٰمَنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَمَا اٰمَنَ تُبَّعُ الْاَكْبَرُ وَ وَرَقَةُ بْنُ نَوْفَلٍ وَغَيْرُهُمَا۔

وہ ان لوگوں میں سے ہے جو رسول ﷺ پر ایمان لائے جیسے تبع اکبر اور ورقہ بن نوفل وغیرہما۔ رضی اللہ عنہم

ایک قول ہے کہ حبیب نجار کو جذام تھا ان کی قیام گاہ شہر سے باہر تھی یہ ستر سال تک بت پوجتے رہے اور اپنے جذام یعنی کوڑھ سے نجات کی دعا کرتے رہے مگر اچھے نہ ہوئے۔

تو جب ان حواریوں نے انہیں دعوت اسلام دی تو حبیب نجار نے ان سے کہا تمہاری صداقت پر کیا دلیل ہے؟

حواریوں نے کہا کہ ہم اپنے رب قادر سے جس مریض کے لئے دعا کرتے ہیں تو وہ صحت یاب ہو جاتا ہے۔

تو حبیب نے اپنے مرض کے لئے کہا انہوں نے دعا کی وہ فوراً صحت یاب ہو گئے اور کہنے لگے:

اِنَّ هٰذَا لَعَجَبًا لِیْ سَبْعُوْنَ سَنَةً اَدْعُوْا هٰذِهِ الْاٰلِهَةَ فَلَمْ تَسْتَطِعْ تَفْرِيْجَهٗ فَكَيْفَ يُفَرِّجُهٗ رَبُّكُمْ فِيْ غَدَاةٍ وَّاحِدَةٍ۔

یہ عجیب بات ہے کہ مجھے ستر سال دعا کرتے ہو گئے ان بتوں سے تو وہ قطعاً مرض سے نجات دینے پر قادر نہ ہوئے اور تمہارا رب ایسا ہے کہ مجھے ایک صبح میں ہی اس مہلک مرض سے نجات دیتا ہے۔

حواری بولے: رَبُّنَا عَلٰى مَا يَشَآءُ قَدِيْرٌ وَّ هٰذِهٖ لَا تَنْفَعُ شَيْئًا وَّ لَا تَضُرُّ۔ ہمارا رب جو چاہے اس پر قادر ہے اور یہ بت نہ کچھ نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان۔

فَاٰمَنَ وَدَعَوْا رَبَّهُمْ سُبْحٰنَهٗ فَكَشَفَ عَزَّوَجَلَّ مَا بِهٖ كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ بِهٖ بَاْسٌ۔ تو وہ ایمان لے آئے اور حواریوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے ان کی تکلیف ایسی دفع کی کہ گویا کبھی وہ تکلیف ہی نہ تھی۔

پھر حبیب اپنی کمائی اساس البیت لے آئے اور شام تک اپنا آدھا مال صدقہ کر دیا اور آدھا اپنے لئے رکھ لیا۔

تو جب قوم ان مرسلین کے قتل پر آمادہ ہوئی تو یہ آبادی کے کنارے سے دوڑتے ہوئے پہنچے تو فرمانے لگے:

قَالَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ ﴿٢٠﴾ اتَّبِعُوْا مَنْ لَّا يَسْـَٔلُكُمْ اَجْرًا وَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿٢١﴾۔

بولے اے میری قوم! پیروی کرو ان کی جو مرسلین ہیں اور تم سے کچھ معاوضہ نہیں مانگتے اور وہ راہ پر ہیں۔

Marfat.com

یعنی انہیں کسی معاوضہ کا لالچ نہیں بلکہ صرف لوجہ اللہ عزوجل تبلیغ ہدایت کرتے ہیں لہٰذا ایسے خالص ومخلص لوگوں کا اتباع کرو جن کے ذریعہ تم بھی ہدایت پر آجاؤ۔

اس پر قوم نے حبیب نجار سے کہا تو کیا تو بھی ان کے دین پر ہے اور ان کے معبود پر ایمان لے آیا ہے؟ اس کے جواب میں حبیب نجار نے فرمایا:

بحمد اللہ وفضلہ بائیسواں پارہ تفسیر کا ختم ہوا

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی

۱۹۵۷ء

Marfat.com

پارہ نمبر ۲۳

بامحاورہ ترجمہ نصف دوسرا رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۳

وَمَا لِیَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِیْ فَطَرَنِیْ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾	اور مجھے کیا ہوا کہ نہ پوجوں اسے جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے
ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْـًٔا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾	کیا میں اختیار کروں اس کے سوا اور خدا اگر چاہے رحمٰن میرا کچھ برا تو نہ مستغنی کرے گی ان بتوں کی سفارش مجھے اور نہ وہ مجھے بچا سکیں گے
اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾	میں بے شک ایسی صورت میں کھلی گمراہی میں ہوں
اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾	میں ایمان لایا تمہارے رب پر تو سنو
قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾	اس سے فرمایا گیا جنت میں داخل ہو۔ کہا اس نے اے کاش میری قوم جانتی
بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾	جیسی بخشش کی میری میرے رب نے اور مجھے کیا عزت والوں میں
وَمَاۤ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِیْنَ ﴿۲۸﴾	اور نہیں اتارا ہم نے اس کی قوم پر اس کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہم لشکر اتارنے والے تھے
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾	وہ تو بس ایک ہی چیخ تھی تو وہ ٹھنڈے پڑ کر رہ گئے
یٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾	حسرت ان بندوں پر جب آتا ہے ان کے پاس کوئی رسول تو ماننے کی بجائے ان کا استہزاء ہی کرتے ہیں
اَلَمْ یَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَیْهِمْ لَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾	کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے کتنی ہلاک کر دیں ان سے پہلی جماعتیں کہ وہ اب ان کی طرف پلٹنے والے نہیں
وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِیْعٌ لَّدَیْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾	اور جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے پاس حاضر کئے جائیں گے

حل لغات نصف دوسرا رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۳

وَ - اور	مَا - کیا ہے	لِیَ - مجھے کہ	لَآ - نہ
اَعْبُدُ - پوجا کروں	الَّذِیْ - اس کی جس نے	فَطَرَ - پیدا کیا	نِیْ - مجھ کو
وَ - اور	اِلَیْهِ - اس کی طرف	تُرْجَعُوْنَ - تم لوٹائے جاؤ گے	ءَ - کیا

اَتَّخِذُ۔ پکڑوں میں	مِنْ دُوْنِهٖٓ۔ اس کے سوا	اٰلِهَةً۔ معبود	اِنْ۔ اگر
يُّرِدْنِ۔ چاہے میرے متعلق	الرَّحْمٰنُ۔ رحمٰن	بِضُرٍّ۔ کوئی تکلیف	لَّا۔ نہ
تُغْنِ۔ بچائے گی	عَنِّيْ۔ مجھے	شَفَاعَتُهُمْ۔ ان کی شفاعت	شَيْـًٔا۔ کچھ بھی
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	يُنْقِذُوْنِ۔ مجھے بچائیں	اِنِّيْٓ۔ بے شک میں
اِذًا۔ اس وقت	لَّفِيْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِيْنٍ۔ ظاہر میں ہوں گا
اِنِّيْٓ۔ بے شک میں	اٰمَنْتُ۔ ایمان لایا	بِرَبِّكُمْ۔ تمہارے رب پر	فَاسْمَعُوْنِ۔ تو سنو
قِيْلَ۔ کہا گیا	ادْخُلِ۔ داخل ہو جا	الْجَنَّةَ۔ جنت میں	قَالَ۔ کہنے لگا
يٰلَيْتَ۔ اے کاش	قَوْمِيْ۔ میری قوم	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتی	بِمَا۔ جو
غَفَرَ۔ بخشا	لِيْ۔ مجھ کو	رَبِّيْ۔ میرے رب نے	وَ۔ اور
جَعَلَنِيْ۔ بنایا مجھ کو	مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ۔ عزت والوں سے		وَ۔ اور
مَآ۔ نہ	اَنْزَلْنَا۔ اتارا ہم نے	عَلٰى۔ اوپر	قَوْمِهٖ۔ اس کی قوم کے
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔ اس کے بعد	مِنْ جُنْدٍ۔ کوئی لشکر	مِّنَ السَّمَاۗءِ۔ آسمان سے	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں	كُنَّا۔ تھے ہم	مُنْزِلِيْنَ۔ اتارنے والے	اِنْ۔ نہیں
كَانَتْ۔ تھی	اِلَّا۔ مگر	صَيْحَةً۔ چنگھاڑ	وَّاحِدَةً۔ ایک
فَاِذَا۔ تو ناگہاں	هُمْ۔ وہ	خٰمِدُوْنَ۔ بجھ گئے	يٰحَسْرَةً۔ اے حسرت
عَلَى۔ اوپر	الْعِبَادِ۔ بندوں کے	مَا۔ نہ	يَاْتِيْهِمْ۔ آیا ان کے پاس
مِّنْ رَّسُوْلٍ۔ کوئی رسول	اِلَّا۔ مگر	كَانُوْا۔ تھے	بِهٖ۔ اس سے
يَسْتَهْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے	اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	يَرَوْا۔ دیکھا انہوں نے
كَمْ۔ کتنے	اَهْلَكْنَا۔ ہلاک کئے ہم نے	قَبْلَهُمْ۔ ان سے پہلے	مِّنَ الْقُرُوْنِ۔ زمانے
اَنَّهُمْ۔ بے شک وہ	اِلَيْهِمْ۔ ان کی طرف	لَا۔ نہیں	يَرْجِعُوْنَ۔ لوٹتے
وَ۔ اور	اِنْ۔ بے شک	كُلٌّ۔ ہر ایک	لَّمَّا۔ اس وقت
جَمِيْعٌ۔ اکٹھے ہو کر	لَّدَيْنَا۔ ہمارے پاس	مُحْضَرُوْنَ۔ حاضر کئے جائیں	

خلاصہ تفسیر نصف دوسرا رکوع۔ سورۃ یٰسین۔ پ ۲۳

وَمَا لِيَ لَآ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾۔

(حبیب نجار نے اپنی قوم سے فرمایا) اور مجھے کیا ہوا کہ نہ پوجوں میں اسے جس نے مجھے پیدا کیا اور تمہیں سب کو اسی کی طرف واپس ہونا ہے۔

جب حبیب نجار نے قوم میں آ کر قوم کو سمجھایا اور بتایا کہ ان رسولوں کی مخالفت نہ کرو وہ ہدایت پر ہیں اور تمہیں صحیح اور سچی دعوت دے رہے ہیں تو قوم نے بگڑ کر حبیب نجار سے کہا معلوم ہوتا ہے تم بھی انہیں کے خدا پر ایمان لا چکے ہو تو حبیب نجار نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میں کیوں ایمان نہ لاتا جبکہ ان کی ہدایت سے میں سمجھ چکا کہ ان کا جو معبود ہے وہی قادر علی الاطلاق ہے اور وہ قادر علی کل شیء ہے اور ایک دن اسی کے حضور مجھے اور تمہیں سب کو حاضر ہونا ہے۔ ابتداءِ ہستی سے اس کی نعمتیں ہم پر ہیں اور انجام کار اسی کے فضل سے ہماری بخشش ہوگی ایسے مالک حقیقی قادر تحقیقی کی عبادت واطاعت نہ کرنا کیا معنی اور اس کی اطاعت سے انحراف کس عقل کے تحت ہے اس کی نسبت اعتراض کرنا کہاں کی ذہانت اور عقلمندی ہے ہر کس وناکس ادنی غور وتامل کے بعد اس کے حق نعمت اور احسان کو سمجھ سکتا ہے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً اِنْ یُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّیْ شَفَاعَتُهُمْ شَیْــٴًـا وَّ لَا یُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّیْۤ اِذًا لَّفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۴﴾۔

کیا میں پکڑوں اللہ کے سوا اور الٰہ کہ اگر رحمٰن میرے ساتھ چاہے برائی تو ان بتوں کی سفارش مجھے مستغنی نہ کر سکے اور میرے کام نہ آئے اور وہ بت مجھے عذاب سے نہ بچا سکیں میں جب تو کھلی گمراہی میں ہوں۔

اگر سمجھ بوجھ کر بھی بتوں کا پرستار بنوں۔

یہ مضمون حبیب نجار سے سن کر قوم کے لوگ یکبارگی ان پر حملہ آور ہو گئے اور ان پر سنگ باری شروع کر دی اور آپ کو گرا کر پتھروں سے شہید کر دیا آپ کی قبر مبارک آج تک انطاکیہ میں ہے۔

آپ کا یہ حال جب قوم نے شروع کیا تو آپ نے جلدی سے ہر سہ مرسلین عیسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا۔

اِنِّیْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ ۔ میں آپ کے رب پر ایمان لا چکا ہوں اچھی طرح سن لیجیے۔

یعنی آپ میرے ایمان کے شاہد رہیں اور اللہ عزوجل کے حضور میرے ایمان کی گواہی دیں۔ اس کے بعد بطریق اکرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے حبیب کو یہ بشارت ملی:

قِیْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۔ اور فرمایا گیا (حبیب) جنت میں جا۔

جب آپ داخل جنت ہو گئے اور وہاں کی نعمتیں دیکھیں تو قوم کی ضلالت پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا جس کا ذکر آگے آتا ہے:

قَالَ یٰلَیْتَ قَوْمِیْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِیْ رَبِّیْ وَ جَعَلَنِیْ مِنَ الْمُكْرَمِیْنَ ﴿۲۷﴾ ۔

حبیب نجار نے جنت میں پہنچ کر کہا کیا کسی طرح میری قوم جان سکتی ہے جو میرے رب نے میرے ساتھ کرم نوازی فرمائی اور مجھے عزت والوں میں کیا۔

یہ حضرت حبیب نجار کی تمنا بیان فرمائی گئی کہ وہ داخل ناز ونعمت الٰہی عزوجل ہو کر یہ آرزو کرتے تھے کہ کاش میری قوم میرے اس ناز ونعم کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ نے حبیب نجار پر کیا کرم فرمایا اور کیسی عزت دی تا کہ ان مرسلین کے دین کی طرف انہیں بھی رغبت ہو۔

مختصر یہ کہ جب حبیب شہید ہو چکے تو اس کی قوم کے کیفر کردار پر منجانب اللہ عزوجل تاخیر وتعویق نہ ہوئی اور عذاب کسی لشکر کی صورت میں نازل نہ ہوا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً
فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾۔

اور ہم نے نہیں نازل فرمایا اس قوم پر حبیب نجار کے بعد کوئی لشکر آسمان سے اور نہ ہمیں وہاں کوئی لشکر اتارنا تھا وہ تو بس ایک ہی چنگھاڑ تھی تو جبھی وہ ٹھنڈے ہو کر رہ گئے۔

یعنی انطاکیہ کے سرکش اور قاتلین حبیب نجار سے انتقام لینے کے لئے ہم نے نہ آسمان سے کوئی لشکر اتارا نہ ہمیں ان کے لئے کوئی لشکر اتارنا ہی تھا۔ چنانچہ اس قوم کی ہلاکت کے لئے بس ایک چنگھاڑ تھی جس کی وجہ سے وہ ایسے ٹھنڈے ہو کر رہ گئے جیسے آگ بجھ کر سرد ہو جاتی ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان پر افسوس فرمایا گیا اور ارشاد ہوا:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾۔

افسوس ہے ان بندوں پر ان پر کوئی رسول نہ آیا مگر اس کا استہزاء ہی کرتے رہے۔

جمع کے صیغہ سے یہاں اس لئے فرمایا کہ یہی فقط ایسے نہیں تھے بلکہ ان کے علاوہ اور قومیں بھی جو ہلاک ہوئیں سب کا یہی وطیرہ تھا کہ وہ رسولوں کے ساتھ استہزاء اور مذاق ہی کرتے تھے حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ ہمارے رسولوں کی تکذیب انہیں ہلاک ہی کر کے چھوڑتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اہل انطاکیہ اور ان کی مثل جو بھی رسولوں کی تکذیب کرنے والے تھے سب ہی ہلاک ہوئے لوط ہو یا ثمود، عاد ہو یا اہل مدین، فرعون ہو یا نمرود، شداد ہو یا قارون اب سوال اہل مکہ کا ہے انہیں سبق عبرت حاصل کرنا چاہئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَ اِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا
مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾۔

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قومیں ہلاک کر دی اور وہ اب ان کی طرف پلٹ کر آنے والی نہیں اور یقیناً جتنے بھی ہیں سب کے سب ہمارے سامنے حاضر لائے جائیں گے۔

یعنی اہل مکہ نے کیا نہیں دیکھا جو ہمارے حبیب سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں کہ جو اپنی عمارتوں کے کھنڈر شام و یمن اور عراق میں چھوڑ گئے ایسے ہلاک ہوئے کہ اب وہ واپس آ کر اپنا حال بیان نہیں کر سکتے ان سے سبق عبرت لینا چاہئے تھا اس کی بجائے اور سرکشی کر رہے ہیں انہیں یقین رکھنا چاہئے کہ تمام امتیں بروز حشر ہمارے حضور حساب دینے کے موقف پر حاضر کی جائیں گی۔

بعض نادر لغات کی تصریح پہلے سمجھ لینا ضروری ہے

وَمَالِيَ۔ اس کے معنی ہیں کیا ہے میرے لئے۔ یا مجھے کیا ہوا۔

فَطَرَنِيْ۔ پیدا کرنے کے معنی دیتا ہے۔

يُنْقِذُوْنِ۔ نقذ سے ہے۔ سلامتی آسائش کے معنی دیتا ہے وَّلَا يُنْقِذُوْنِ۔ انہیں نجات نہیں ہو سکتی

الْمُكْرَمِيْنَ۔ اکرام اعزاز کو کہتے ہیں۔ مکرمین عزت والوں میں۔

جُنْدٍ۔ لشکر کے معنی میں مستعمل ہے۔

Marfat.com

صَيْحَةً۔ چنگھاڑ۔ چیخ

خٰمِدُوْنَ۔ خامد۔ آگ سرد ہونے کے معنی دیتا ہے۔ خمود سے مشتق ہے آگ بجھ جانے کے معنی دیتا ہے۔

مُحْضَرُوْنَ۔ حضور سے ہے حاضر ہوں گے۔

مختصر تفسیر اردو نصف دوسرا رکوع۔ سورۃ یٰسین۔ پ ۲۳

وَ مَالِيَ لَاۤ اَعْبُدُ الَّذِيْ فَطَرَنِيْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۲﴾۔

اور مجھے کیا ہوا کہ اسے نہ پوجوں جس نے مجھے پیدا کیا اور اسی کی طرف تمہیں پلٹ کر جانا ہے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَىْ اَىُّ شَىْءٍ لِّىْ اِذَا لَمْ اَعْبُدْ خَالِقِىْ وَ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُرَدُّوْنَ عِنْدَ الْبَعْثِ فَيُجْزِيْكُمْ بِكُفْرِكُمْ۔ یعنی کیا وجہ ہے میرے لئے جبکہ وہ میرا خالق ہے اور میں اس کی عبادت نہ کروں باآنکہ مجھے اسی کی طرف پلٹنا ہے اس وقت جبکہ اس کے حضور پہنچو گے بوقت بعثت تو اپنے کفر پر سزا پاؤ گے۔

بعض نے یہ تفسیر کی: اَىْ مَالِىْ فَلَا اَعْبُدُ الَّذِىْ مَنَّ عَلَىَّ بِنِعْمَةِ الْاِيْجَادِ وَ نِعْمَةِ الْاِنْتِقَامِ مِنْكُمْ وَالتَّشَفِّىْ مِنْ غَيْظِكُمْ اِذْ تُرْجَعُوْنَ اِلَيْهِ فَيُجْزِيْكُمْ بِكُفْرِكُمْ وَ تَكْذِيْبِكُمُ الرُّسُلَ وَ عِنَادِكُمْ۔

آگے حبیب نجار کا بیان بطریق انکار اور نفی جنس الٰہ پر علی الاطلاق ہے۔

ءَاَتَّخِذُ مِنْ دُوْنِهٖۤ اٰلِهَةً۔ کیا میں بھی اللہ تعالیٰ کے سوا غیروں کو خدا مان لوں۔

اس میں بت پرستوں کی حماقت ظاہر کی گئی گویا فرمایا جیسے تم احمق ہو اور بت پرستی کرتے ہو ایسے ہی میں بھی تمہاری طرح جاہل اور احمق ہو جاؤں۔ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ

اِنْ يُّرِدْنِ الرَّحْمٰنُ بِضُرٍّ لَّا تُغْنِ عَنِّيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا وَّ لَا يُنْقِذُوْنِ ﴿۲۳﴾ اِنِّيْۤ اِذًا لَّفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۴﴾۔

اگر رحمان چاہے کوئی میری برائی تو مجھے کسی کی سفارش مستغنی نہیں کرے گی اور نہ مجھے اس عذاب سے خلاصی ملے گی میں ایسی گمراہی میں رہتا ہوا کھلی گمراہی میں ہوں گا۔

یعنی اگر میں تمہاری خاطر اللہ تعالیٰ کے سوا غیر کی پوجا کروں تو کھلی گمراہی میں ہوں گا اور شرک کا بدلہ نفع تو ہرگز نہیں لیکن دفع ضرر پر بھی یہ قادر نہیں لہٰذا اے مرسلین کرام!

اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ﴿۲۵﴾ ۔ میں تو تمہارے رب کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں سنو۔

اور میرے شاہد رہو یا یہ کہ میں بت پرستی ترک کر کے تمہارے خالق اور رب پر ایمان لایا ہوں تم سنو کہ یہ بت باطل ہیں یا یہ معنی ہیں کہ فَاسْمَعُوْا قَوْلِىْ فَاِنِّىْ لَا اُبَالِىْ بِمَا يَكُوْنُ مِنْكُمْ عَلٰى ذٰلِكَ۔ سن لو میرا بیان مجھے تم سے جو کچھ تکالیف پہنچیں گی مجھے اس کی پروا نہیں ایمان باللہ کے مقابلہ میں۔

چنانچہ جب حضرت حبیب نجار اپنا بیان قوم کو دے چکے تو ابن عباس اور کعب احبار اور وہب بن منبہ اور حاکم ابن مسعود سے راوی ہیں: لَمَّا قَالَ صَاحِبُ يٰسٓ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوا الْمُرْسَلِيْنَ خَنَقُوْهُ لِيَمُوْتَ فَالْتَفَتَ اِلَى الْاَنْبِيَآءِ فَقَالَ اِنِّيْۤ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ اَىْ فَاشْهَدُوْا فَالْخِطَابُ فِيْهَا لِلرُّسُلِ بِطَرِيْقِ التَّلْوِيْنِ۔

جب حبیب نجار نے قوم کو ہدایت کی اور کہا اے میری قوم! بھیجے ہوؤں کی پیروی کرو تو قوم نے ان کا گلا گھونٹا تا کہ وہ مر

جائیں پھر ان ہر سہ مرسلین کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ میں آپ کے رب پر ایمان لے آیا ہوں لہٰذا آپ سن لیں اور گواہ رہیں۔

وَ طَلَبُ السَّمَاعِ مِنْهُمْ لِيَشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيْمَانِ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ۔ اور فَاسْمَعُوْنِ کہہ کر ان کو سنانا اس لئے تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور گواہ رہیں جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اب ان کے شہید ہو جانے کے بعد انہیں جو بشارت ہوئی اس کا ذکر ہے:

قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۔ انہیں فرمایا گیا جنت میں داخل ہو جاؤ۔

آلوسی رحمہ اللہ اس پر فرماتے ہیں: وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْاَمْرَ اُذِنَ لَهُ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ حَقِيْقَةً۔ آیہ کریمہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حبیب نجار کو دخول جنت کا حکم ملا وَ فِيْ ذٰلِكَ اِشَارَةٌ اِلٰى اَنَّ الرَّجُلَ قَدْ فَارَقَ الدُّنْيَا اور اس میں اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے کہ حبیب نجار دنیا سے جا چکے تھے۔

فَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهُ بَعْدَ اَنْ قَالَ مَا قَالَ قَتَلُوْهُ بِوَطْئِ الْاَرْجُلِ حَتّٰى خَرَجَ قَصَبُهُ مِنْ دُبُرِهٖ وَاُلْقِيَ فِيْ بِئْرٍ۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ وہ جب اِنِّیْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فرما چکے تو انہیں شہید کرنے کے لئے پیروں سے رگڑا حتیٰ کہ ان کی ریڑھ کی ہڈی کولہوں سے باہر آ گئی۔ اور آپ کو کنویں میں ڈال دیا گیا۔

وَقَالَ السُّدِّيُّ رَمَوْهُ بِالْحِجَارَةِ وَ هُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اهْدِ قَوْمِيْ حَتّٰى مَاتَ۔ سدی کہتے ہیں کہ ان کو پتھروں سے مارنا شروع کیا اور حبیب کہتے رہے الٰہی میری قوم کو ہدایت فرما حتیٰ کہ وہ شہید ہو گئے۔

وَ قَالَ الْكَلْبِيُّ رَمَوْهُ فِيْ حُفْرَةٍ وَ رَدُّوا التُّرَابَ عَلَيْهِ فَمَاتَ۔ کلبی کہتے ہیں: حبیب نجار کو ایک گڑھے میں ڈال کر مٹی ڈالنی شروع کی کہ وہ شہید ہو گئے۔

وَ عَنِ الْحَسَنِ حَرَّقُوْهُ حَتّٰى مَاتَ وَ عَلَّقُوْهُ فِيْ بَرِّ الْمَدِيْنَةِ وَ قَبْرُهُ فِيْ اِنْطَاكِيَّةَ۔ حسن بصری فرماتے ہیں: انہیں جلا کر جان سے مار کر شہر کے میدان میں لٹکا دیا اور آپ کی قبر مبارک انطاکیہ میں ہے۔

وَ قِيْلَ نَشَرُوْهُ بِالْمِنْشَارِ حَتّٰى خَرَجَ مِنْ بَيْنِ رِجْلَيْهِ وَ دُخُوْلُهُ الْجَنَّةَ بَعْدَ الْمَوْتِ دُخُوْلُ رُوْحِهٖ وَ طَوَافُهَا فِيْهَا كَدُخُوْلِ سَائِرِ الشُّهَدَآءِ۔ ایک قول ہے کہ آپ کو آرہ رکھ کر ایسے شہید کیا کہ وہ آرہ دونوں پیروں کے بیچ سے نکلا اور دخول جنت بعد موت ہوا روحانی طور پر اور ان کا آزاد پھرنا اس جنت میں ایسا ہی ہے جیسے تمام شہداء کرام کا پھرنا ہے۔

اور قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ پر عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اُدْخُلْ کے معنی وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ کے ہیں کہ ان پر جنت واجب ہو گئی۔

اور ایک قول حضرت بصری رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے: لَمَّا اَرَادَ قَوْمُهُ قَتْلَهُ رَفَعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَى السَّمَآءِ حَيًّا كَمَا رُفِعَ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلَى السَّمَآءِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَمُوْتُ اِلَّا بِفَنَاءِ السَّمَآءِ وَ هَلَاكِ الْجَنَّةِ فَاِذَا اَعَادَ اللّٰهُ تَعَالَى الْجَنَّةَ اُعِيْدَ لَهُ دُخُوْلُ الْجَنَّةِ فَالْاَمْرُ كَمَا فِي الْاَوَّلِ وَالْجُمْهُوْرُ عَلٰى اَنَّهُ قُتِلَ۔

جب آپ کی قوم نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو آسمان پر زندہ اٹھا لیا جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا اب وہ جنت میں ہیں اور مریں گے نہیں مگر جب آسمان اور جنت فنا ہوں گے قیامت کے روز نفخہ صور کے وقت تو جب جنت اور آسمان دوبارہ بنائے جائیں گے تو یہ بھی دوبارہ جنت میں جائیں گے تو ادْخُلِ الْجَنَّةَ کا اول کے لئے ہے

Marfat.com

اور جمہور اس طرف ہیں کہ حبیب نجار شہید کیے گئے۔

اور اس پر ابن عطیہ باخبار المتواترۃ اور روایات کثیرہ سے زور دیتے ہیں۔

اور قول قتادہ اَدْخَلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ وَ هُوَ فِيْهَا حَيٌّ يُرْزَقُ لَيْسَ نَصٌّ فِيْ نَفْيِ الْقَتْلِ۔ اور حضرت قتادہ کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں جنت میں داخل فرما دیا اور اس میں زندہ رزق دیئے جاتے ہیں یہ نفی قتل پر نص نہیں۔ اور بات یہی صحیح معلوم ہوتی ہے اس لئے کہ جنت میں بعد انتقال بھی جو داخل ہوتا ہے وہ نعیم جنت سے متمتع ہوتا ہے۔

اور وَ هُوَ فِيْهَا حَيٌّ يُرْزَقُ اگر یہ قول قتادہ حبیب کے حق میں ہے تو بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ عام شہدا کے حق میں بھی موجود ہے۔ بہر حال قول قتادہ حَيٌّ بِالْجِسْمِ کی دلیل نہیں ہوا۔ آگے ارشاد ہے:

قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ﴿۲۷﴾ ۔

کہا (حبیب نجار نے) اے کاش میری قوم جان لیتی جو بخشش مجھ پر میرے رب نے فرمائی اور مجھے عزت والوں میں داخل فرمایا۔

روح المعانی میں ہے: وَاِنَّمَا تَمَنّٰى عِلْمَ قَوْمِهٖ بِحَالِهٖ لِيَحْمِلَهُمْ ذٰلِكَ عَلَى اكْتِسَابِ مِثْلِهٖ بِالتَّوْبَةِ عَنِ الْكُفْرِ وَالدُّخُوْلِ فِي الْاِيْمَانِ وَالطَّاعَةِ۔ قوم تک اپنے حال کا علم ہونے کی تمنا کرنا اس غرض سے تھا کہ وہ بھی اکتساب عمل میں مثل حبیب کے آمادہ ہو اور توبہ کر کے کفر سے مجتنب ہو جائے اور اطاعت الٰہی کرنے لگے اور مومن بن جائے۔

اب آگے اہل انطاکیہ کے کیفر کردار کا تذکرہ ہے۔

وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلٰى قَوْمِهٖ مِنْۢ بَعْدِهٖ مِنْ جُنْدٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَمَا كُنَّا مُنْزِلِيْنَ ﴿۲۸﴾ ۔

اور ہم نے حبیب کی قوم پر ان کے بعد کوئی لشکر نہیں بھیجا جو آسمان سے آ کر انہیں ہلاک کرتا اور نہ ہم آسمان سے ان کے لئے لشکر اتارنے والے ہی تھے۔

یعنی حبیب کی قوم پر ہم لشکر آسمان سے اتارنے والے نہ تھے کہ اسے ہلاک کرے۔

مِنْۢ بَعْدِهٖ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَيْ مِنْ بَعْدِ قَتْلِهٖ وَ قِيْلَ مِنْ بَعْدِ رَفْعِهٖ اِلَى السَّمَآءِ حَيًّا۔ یعنی حضرت حبیب نجار کے بعد یعنی قتل یا زندہ آسمان پر چلے جانے کے بعد۔

جُنْدٍ۔ یعنی لشکر ہم نے نازل نہ کرنا تھا۔ جند پر لغت میں ہے: وَالْجُنْدُ الْعَسْكَرُ۔ جند لشکر ہے۔

وَالظَّاهِرُ اِنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الْجُنْدِ جُنْدُ الْمَلٰئِكَةِ اَيْ مَا اَنْزَلْنَا لِاِهْلَاكِهِمْ مَلَائِكَةً۔ اور ظاہر ہے کہ اس جگہ لشکر سے مراد لشکر ملائکہ ہے یعنی ارشاد الٰہی یہ ہے کہ ہم ان کے ہلاک کرنے کو لشکر ملائکہ نازل فرمانے والے نہ تھے۔

چنانچہ حکمت الٰہی عزوجل میں جب سب کی ہلاکت منظور ہوتی ہے تو اس کے اسباب بھی مقرر ہوتے ہیں پھر اسی کے مطابق ہلاکت کا عذاب بھی مقدر ہوتا ہے جیسے سابقہ امتوں پر خسف کا عذاب آیا خسف کہتے ہیں دھنسنے یا مکان کے گرنے کو تو وہ مکانوں میں ہی رہ گئے اور زمین میں دھنسا دیئے گئے۔

بعض پر عذاب آیا محض چنگھاڑ سے ان کے کلیجے پھٹ گئے۔

اور بعض پر عذاب آیا زمین کے اندر چلے گئے جسے خسف کہتے ہیں۔

اور بعض مسخ کر دیئے گئے جیسے كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ۔
اور بعض غرق طوفان کئے گئے۔
اور بعض پر ملائکہ علیہم السلام نازل ہوئے جنہوں نے انہیں مارا جیسے بدر میں۔
کسی پر آندھی آئی ریح عاصف اور ریح صرصر۔
چنانچہ اہل انطا کیہ پر محض صیحہ آیا یعنی چنگھاڑ۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ ﴿۲۹﴾۔

وہ کچھ نہیں مگر ایک چنگھاڑ تھی کہ اچانک سب ٹھنڈے ہو گئے۔

اَیْ قَطَّعْنَا عَنْهُمُ الرِّسَالَةَ حِیْنَ فَعَلُوْا مَا فَعَلُوْا وَ لَمْ نَعْبَأْ بِهِمْ وَ اَهْلَكْنَاهُمْ۔ یعنی ہم نے ان سے رسالت منقطع کر دی جبکہ انہوں نے ہمارے رسول شہید کئے اور ہم کسی کی پروانہیں کرتے اور ان کو ہلاک کر دیتے ہیں۔

صیحہ کا واقعہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ عَلَيْهِمْ جِبْرِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى اَخَذَ بِعَضَادِ فِيْ بَابِ الْمَدِيْنَةِ فَصَاحَ بِهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَمَاتُوْا جَمِيْعًا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل انطا کیہ پر حضرت روح الامین علیہ السلام مبعوث فرمائے آپ نے دروازہ شہر کا کنارہ پکڑ کر ایک چنگھاڑ ماری جس سے سب مرے کے مرے رہ گئے جسے فَاِذَا هُمْ خٰمِدُوْنَ فرمایا

خمود کہتے ہیں آگ ٹھنڈی ہو جانے کو، تو ان کی آتش کفران کے ساتھ ہی ٹھنڈی ہو گئی۔ چنانچہ لبید شاعر کہتا ہے:

وَ مَا الْمَرْءُ اِلَّا مَا الشِّهَابُ وَ ضَوْئُهٗ ... يَحُوْرُ رَمَادًا بَعْدَ اِذَا هُوَ سَاطِعٌ

وَ فِيْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَنَّهٗ اٰمَنَ الْمَلِكُ وَ اٰمَنَ قَوْمٌ مِّنْ حَوَاشِيْهِ وَ مَنْ لَّمْ يُؤْمِنْ هَلَكَ بِالصَّيْحَةِ۔
بعض احادیث میں ہے کہ انطا کیہ کا بادشاہ اور اس کے حاشیہ نشین ایمان لے آئے اور جو ایمان نہ لائے وہ چنگھاڑ سے ہلاک ہو گئے اس پر من جانب اللہ عزوجل ان کے لئے اظہار حسرت وافسوس رہا ہے حیث قال تعالی:

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ ۚ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۰﴾۔

اے افسوس بندوں پر ان میں کوئی رسول نہ آیا مگر انہوں نے ان سے استہزاء وتمسخر ہی کیا۔
یہ قول ابن جریر وغیرہ قتادہ کے نزدیک ملائکہ کا ہے یعنی ملائکہ نے افسوس کیا اور کہا کہ کتنے بدنصیب یہ بندے نکلے کہ ان میں جو رسول بھی تشریف لایا انہوں نے ان کا استہزاء ہی کیا حتی کہ ہلاک ہی ہوئے۔

اب جناب رب العزت اپنی جباری جبروتی شان کا مظاہر فرماتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ اَنَّهُمْ اِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۳۱﴾ وَاِنْ كُلٌّ لَّمَّا جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۳۲﴾

کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ کتنی قومیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں کہ اب وہ ان کی طرف واپس آنے والی نہیں اور یقیناً سب ہمارے حضور حاضر لائے جائیں گے۔

قرون۔ قرن کی جمع ہے اور یہ قوم کے معنی میں مستعمل ہے جو ایک وقت میں جمع ہوں۔ حَيْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِيُّ وَالْقُرُوْنُ جَمْعُ قَرْنٍ وَ هُمُ الْقَوْمُ الْمُقْتَرِنُوْنَ فِيْ زَمَنٍ وَّاحِدٍ كَعَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَغَيْرِهِمْ۔ قرون جمع قرن کی

ہے اور وہ ایک وقت میں ایک زمانہ میں جمع ہونے والی قوم ہے جیسے قوم عاد وقوم ثمود وغیرہ۔ زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں کیا نہ دیکھا اکثر باران سے پہلے لوگوں کی ہلاکت کو کہ وہ اب ان کی طرف لوٹ کر آنے والے نہیں۔

مُحْضَرُوْنَ۔ کے معنی ابن سلام مُعَذَّبُوْنَ کرتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔سورۃ یٰسین۔پ ۲۳

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۚۖ اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور ان کے لئے نشانی بنجر زمین ہے جو مردہ ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور اس سے دانہ نکالا تو اس سے تم کھاتے ہو

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾

اور کیے ہم نے اس میں باغ کھجوروں اور انگوروں کے اور ہم نے اس میں جاری کیے کچھ چشمے

لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ؕ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾

تاکہ کھائیں اس کے پھلوں سے اور یہ ان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے نہیں تو کیا شکر نہیں کریں گے

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾

پاکی ہے اسے جس نے بنائے تمام جوڑے ان چیزوں سے جنہیں زمین اگاتی ہے اور ان کی جانوں سے اور ان سے جنہیں وہ نہیں جانتے

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾

اور ان کے لئے ایک نشانی رات ہے کہ ہم اس سے دن کھینچ لاتے ہیں تو وہ اندھیرے میں ہیں

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾

اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر میں یہ مقررہ کیا ہوا ہے زبردست علم والے کا

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾

اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ لوٹ آتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ڈالی

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَاۤ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾

سورج کو نہیں زیبا کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک ایک گھیرے میں تیر رہا ہے

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾

اور ان کے لئے ایک نشانی یہ ہے کہ ہم نے ان کی ذریت کی پشت کو سوار کیا بھری کشتی کے اندر

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾

اور ان کے لئے ویسی ہی کشتیاں بنا دیں جن پر سوار ہوتے ہیں

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾

اور اگر ہم چاہیں تو انہیں غرق کر دیں تو نہ کوئی ان کا فریاد رس ہو اور نہ انہیں کوئی بچانے والا

Marfat.com

إِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا إِلَىٰ حِينٍ ۝٤٤	مگر ہماری رحمت اور ایک مدت کے لئے برتنا
وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّقُوا مَا بَيْنَ أَيْدِيكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ ۝٤٥	اور جب انہیں کہا جائے ڈرو اس سے جو تمہارے آگے ہے اور جو تمہارے پیچھے ہے تاکہ تم رحم کیے جاؤ
وَمَا تَأْتِيهِم مِّنْ آيَةٍ مِّنْ آيَاتِ رَبِّهِمْ إِلَّا كَانُوا عَنْهَا مُعْرِضِينَ ۝٤٦	اور جب آتی ہے کوئی نشانی ان کے رب کی نشانیوں سے مگر اس سے اعراض کرتے ہیں
وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللَّهُ قَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنُطْعِمُ مَن لَّوْ يَشَاءُ اللَّهُ أَطْعَمَهُ إِنْ أَنتُمْ إِلَّا فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ۝٤٧	اور جب ان سے کہا جائے اللہ کے دیئے ہوئے میں کچھ خرچ کرو تو وہ کہتے ہیں جو کافر ہیں ان سے جو ایمان والے ہیں کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہتا تو کھلا دیتا تم تو نہیں مگر کھلی گمراہی میں
وَيَقُولُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ۝٤٨	اور کہتے ہیں کب آئے گا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو
مَا يَنظُرُونَ إِلَّا صَيْحَةً وَاحِدَةً تَأْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُونَ ۝٤٩	کیا منتظر ہو مگر ایک چیخ کے کہ انہیں پکڑ لے گی اور وہ دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوں گے
فَلَا يَسْتَطِيعُونَ تَوْصِيَةً وَلَا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ يَرْجِعُونَ ۝٥٠ ع	تو نہ طاقت ہوگی ان میں وصیت کی اور نہ ہی اپنے گھر پلٹ کر جائیں

حل لغات تیسرا رکوع-سورۃ یٰسین-پ ۲۳

وَ-اور	اٰيَةٌ-نشانی ہے	لَهُمُ-ان کے لئے	الْاَرْضُ-زمین
الْمَيْتَةُ-مردہ	اَحْيَيْنٰهَا-زندہ کیا ہم نے اس کو		وَ-اور
اَخْرَجْنَا-نکالے ہم نے	مِنْهَا-اس سے	حَبًّا-دانے	فَمِنْهُ-تو اس سے
يَاْكُلُوْنَ-وہ کھاتے ہیں	وَ-اور	جَعَلْنَا-بنائے ہم نے	فِيْهَا-اس میں
جَنّٰتٍ-باغ	مِنْ نَّخِيْلٍ-کھجوروں	وَّ-اور	اَعْنَابٍ-انگوروں کے
وَّ-اور	فَجَّرْنَا-پھاڑے ہم نے	فِيْهَا-اس میں	مِنَ الْعُيُوْنِ-چشمے
لِيَاْكُلُوْا-تاکہ کھائیں	مِنْ ثَمَرِهٖ-اس کا پھل	وَ-اور	مَا-نہ
عَمِلَتْهُ-بنایا اس کو	اَيْدِيْهِمْ-ان کے ہاتھوں نے	اَ-کیا	فَلَا-پھر نہیں
يَشْكُرُوْنَ-شکر کرتے	سُبْحٰنَ-پاک ہے	الَّذِيْ-وہ جس نے	خَلَقَ-پیدا کیے
الْاَزْوَاجَ-جوڑے	كُلَّهَا-ہر قسم کے	مِمَّا-اس سے جو	تُنْۢبِتُ-اگاتی ہے
الْاَرْضُ-زمین	وَ-اور	مِنْ اَنْفُسِهِمْ-ان کی جانوں سے	
وَ-اور	مِمَّا-اس سے جو	لَا-نہیں	يَعْلَمُوْنَ-جانتے
وَ-اور	اٰيَةٌ-نشانی ہے	لَهُمُ-ان کے لئے	الَّيْلُ-رات

نَسۡلَخُ۔ہم کھینچتے ہیں	مِنۡهُ۔اس سے	النَّهَارَ۔دن	فَاِذَا۔تو اچانک
هُمۡ۔وہ	مُّظۡلِمُوۡنَ۔اندھیرے میں ہیں	وَ۔اور	الشَّمۡسُ۔سورج
تَجۡرِیۡ۔چلتا ہے	لِمُسۡتَقَرٍّ۔اپنے مدار پر	لَّهَا۔جو اس کے لئے ہے	ذٰلِكَ۔یہ
تَقۡدِیۡرُ۔اندازہ ہے	الۡعَزِیۡزِ۔غالب	الۡعَلِیۡمِ۔جاننے والے کا	وَ۔اور
الۡقَمَرَ۔چاند	قَدَّرۡنٰهُ۔مقرر کیں ہم نے اس کی		مَنَازِلَ۔منزلیں
حَتّٰی۔یہاں تک کہ	عَادَ۔ہوگیا	كَالۡعُرۡجُوۡنِ۔مانند ٹہنی	الۡقَدِیۡمِ۔پرانی کے
لَا۔نہ تو	الشَّمۡسُ۔سورج کو	یَنۡۢبَغِیۡ۔لائق ہے	لَهَاۤ۔اس کو
اَنۡ۔یہ کہ	تُدۡرِكَ۔پالے	الۡقَمَرَ۔چاند کو	وَ۔اور
لَا۔نہ	الَّیۡلُ۔رات	سَابِقُ۔آگے بڑھنے والی ہے	النَّهَارِ۔دن سے
وَ۔اور	كُلٌّ۔ہر ایک	فِیۡ۔بیچ	فَلَكٍ۔آسمان کے
یَّسۡبَحُوۡنَ۔تیرتے ہیں	وَ۔اور	اٰیَةٌ۔نشانی ہے	لَّهُمۡ۔ان کے لئے
اَنَّا۔کہ ہم نے	حَمَلۡنَا۔اٹھایا	ذُرِّیَّتَهُمۡ۔ان کی اولاد کو	فِیۡ۔بیچ
الۡفُلۡكِ۔کشتی	الۡمَشۡحُوۡنِ۔بھری ہوئی کے	وَ۔اور	خَلَقۡنَا۔پیدا کئے ہم نے
لَهُمۡ۔ان کے لئے	مِّنۡ مِّثۡلِهٖ۔اسی جیسے	مَا۔کہ وہ	یَرۡكَبُوۡنَ۔سوار ہوں
وَ۔اور	اِنۡ۔اگر	نَّشَاۡ۔ہم چاہیں تو	نُغۡرِقۡهُمۡ۔انہیں غرق کریں
فَلَا۔تو نہ ہو	صَرِیۡخَ۔بچانے والا	لَهُمۡ۔ان کو	وَ۔اور
لَا۔نہ	هُمۡ۔وہ	یُنۡقَذُوۡنَ۔بچائے جائیں	اِلَّا۔مگر
رَحۡمَةً۔رحمت	مِّنَّا۔ہماری طرف سے	وَ۔اور	مَتَاعًا۔برتنا
اِلٰی۔ایک	حِیۡنٍ۔وقت تک	وَ۔اور	اِذَا۔جب
قِیۡلَ۔کہا جائے	لَهُمُ۔ان کو	اتَّقُوۡا۔ڈرو	مَا۔اس سے جو
بَیۡنَ اَیۡدِیۡكُمۡ۔تمہارے آگے ہے		وَ۔اور	مَا۔جو
خَلۡفَكُمۡ۔تمہارے پیچھے ہے	لَعَلَّكُمۡ۔تاکہ تم	تُرۡحَمُوۡنَ۔رحم کئے جاؤ	وَ۔اور
مَا۔نہیں	تَاۡتِیۡهِمۡ۔آتی ان کے پاس	مِّنۡ اٰیَةٍ۔کوئی نشانی	مِّنۡ اٰیٰتِ۔نشانیوں
رَبِّهِمۡ۔ان کے رب سے	اِلَّا۔مگر	كَانُوۡا۔تھے	عَنۡهَا۔اس سے
مُعۡرِضِیۡنَ۔منہ پھیرتے	وَ۔اور	اِذَا۔جب	قِیۡلَ۔کہا جائے
لَهُمۡ۔ان کو	اَنۡفِقُوۡا۔خرچ کرو	مِمَّا۔اس سے جو	رَزَقَكُمُ۔دیا تم کو
اللّٰهُ۔اللہ نے	قَالَ۔تو کہتے ہیں	الَّذِیۡنَ۔وہ جو	كَفَرُوۡا۔کافر ہیں
لِلَّذِیۡنَ۔ان کو جو	اٰمَنُوۡۤا۔مومن ہیں	اَ۔کیا	نُطۡعِمُ۔کھلائیں ہم

Marfat.com

مَنْ۔ اس کو کہ	لَّوْ۔ اگر	یَشَآءُ۔ چاہے	اللّٰہُ۔ اللہ
اَطْعَمَهٗٓ۔ تو کھلائے اس کو	اِنْ۔ نہیں	اَنْتُمْ۔ تم	اِلَّا۔ مگر
فِیْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی	مُّبِیْنٍ۔ ظاہر کے	وَ۔ اور
یَقُوْلُوْنَ۔ کہتے ہیں	مَتٰی۔ کب ہوگا	هٰذَا۔ یہ	الْوَعْدُ۔ وعدہ
اِنْ۔ اگر	كُنْتُمْ۔ ہو تم	صٰدِقِیْنَ۔ سچے	مَا۔ نہیں
یَنْظُرُوْنَ۔ انتظار کرتے	اِلَّا۔ مگر	صَیْحَةً۔ چنگھاڑ	وَّاحِدَةً۔ ایک کا
تَاْخُذُ۔ کہ پکڑے	هُمْ۔ ان کو	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
یَخِصِّمُوْنَ۔ جھگڑتے ہوں	فَلَا۔ تو نہیں	یَسْتَطِیْعُوْنَ۔ طاقت رکھیں گے	
تَوْصِیَةً۔ وصیت کی	وَّ۔ اور	لَآ۔ نہ	اِلٰٓی۔ طرف
اَهْلِهِمْ۔ اپنے گھر کے	یَرْجِعُوْنَ۔ لوٹیں گے		

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ یٰسٓ۔ پ ۲۳

وَاٰیَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَیْتَةُ ۚۖ اَحْیَیْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ یَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾۔

اور ایک نشانی ان کے لئے مردہ زمین ہے ہم نے اسے زندہ کیا اور نکالا اس سے دانہ تو اس میں سے کھاتے ہیں۔

جب وہ زمین جو اپنا سبزہ خشک کر کے مردہ ہو جاتی ہے اسے پھر ہم سرسبز کر کے زندہ کر دیتے ہیں یہ اس بات پر دلالت ہے کہ اللہ تعالیٰ اسی طرح مردوں کو زندہ فرمائے گا اور پانی برسا کر اس سبزہ سے دانہ یعنی جوار باجرہ گندم، چنا مکئی نکالتا ہے جسے بندے کھاتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِیْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِیْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِیْهَا مِنَ الْعُیُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِیَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾۔

اور کئے ہم نے اس میں باغ انگوروں اور کھجوروں کے اور بہائے ہم نے اس میں کچھ چشمے تاکہ کھاؤ اس کے پھلوں سے اور یہ وہ نہیں جو ان کے ہاتھ بنائیں تو کیا شکر نہیں کرتے۔

یعنی اس زمین میں جو باغ بنائے وہ کھجور، انگور، انار، کیلا، سنگترہ، مالٹا، سیب، ناکھ، ناشپاتی اور کیا کیا پھل اور یہ ظاہر ہے کہ یہ چیزیں کوئی اپنے ہاتھوں سے بنانے پر قدرت نہیں رکھتا تو ان نعمتوں کا شکر بجا نہ لائیں گے۔

سُبْحٰنَ الَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾۔

پاکی ہے اسے جس نے بنائے جوڑے ہر چیز کے جو زمین اگاتی ہے یعنی ہر درخت اور پھل پھول سب کے نر مادہ بنائے اور تمام اصناف واقسام جڑی بوٹی میں چمبیلی چمبیلا، نیم نیمڑی، املا املی وغیرہ سب نر ملادہ بنائے یہ اس کی قدرت ہے۔

وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾۔ اور ان کی جانوں سے اور ان چیزوں سے جن کی خبر نہیں۔

یعنی آدمیوں اور جانوروں میں ذکور واناث مرد وعورت، شیر شیرنی، طوطا طوطی، چڑا چڑی وغیرہ بنائے اس کے بعد پانچویں نشانی ظاہر فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿۳۷﴾ ۔

اوران کے لئے ایک نشانی رات ہے کھینچتے ہیں ہم اس سے دن کہ وہ جبھی اندھیرے میں ہوتے ہیں۔

یعنی دن میں آرام سے کام کرتے چلتے پھرتے ہوتے ہیں کہ یک لخت رات آ جاتی ہے۔ اور اندھیرا ہو جاتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آسمان وزمین کے مابین جوفضا ہے وہ تاریک ہے اور آفتاب کی روشنی اسے روشن اور منور کرتی ہے جب آفتاب غروب ہو جاتا ہے تو وہی تاریکی جو اصل میں فضاؤں کے اندر ہے ظاہر ہو جاتی ہے اور تاریکی ہی تاریکی رہ جاتی ہے۔

اس کے بعد چھٹی نشانی کا اظہار ہے:

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۭ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ ۔

اور سورج چلتا ہے اپنے مستقر پر جو اس کا ہے یہ تعین وتقرر ہے زبردست علم والے کا۔

مستقر اس حد کو کہتے ہیں جہاں تک چلنے کی حد ہو اور یہ مقداریں مقرر ہیں قیامت تک کے لئے جو عزیز وعلیم نے مقرر کی ہیں یہ بھی اس کی قدرت کاملہ کی ایک نشانی ہے۔ پھر ساتویں نشانی کا بیان ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ﴿۳۹﴾ ۔

اور چاند کی بھی ہم نے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ پلٹ آتا ہے جیسے کھجور کی پرانی ڈال۔

یہ ہر شب ایک منزل طے کرتا ہے اور اگر تیس کا مہینہ ہو تو آخری منزل میں دو شب رہ کر طلوع ہوتا ہے اگر انتیس کا ہو تو زرد رنگ کا باریک خط بن کر ظاہر ہوتا ہے جیسے کھجور کی ڈالی خشک ہو کر زرد رہ جاتی ہے۔

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۭ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ﴿۴۰﴾ ۔

سورج کو اختیار نہیں کہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت لے جائے اور ہر ایک اپنے اپنے دائرے میں تیر رہے ہیں۔

یعنی شب میں جو اس کے ظہور نور کا وقت ہے یعنی جب چاندنی چھٹک رہی ہوتی ہے تو سورج میں یہ قوت نہیں کہ اس کے ساتھ مل جائے اور چاند کے نور کو مغلوب کر سکے اور نہ چاند میں یہ قوت کہ سورج کی تابانی اس میں مل کر سرد کر سکے اس لئے کہ ہر ایک کے ظہور نور کا وقت ہے جو دن رات کے نام سے موسوم ہے اور رات کے لئے چاند اور دن کے لئے سورج ہے جو اپنے دائرہ سے اسی وقت نور پھینکے گا جو اس کا وقت ہے۔

اور یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ دن کا وقت پورا ہونے سے پہلے چاند اپنی نور بیزی کر سکے یا رات پوری ہونے سے قبل سورج اپنی نور بیزی رات میں کر دے۔

اگرچہ فلاسفہ کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ چاند کسب نور سورج سے کرتا ہے اور ہمیں اس کے رد کی حاجت نہیں اس لئے کہ جب ہر ایک اپنے اپنے دائرہ اور فلک میں ہیں۔ برج شمس کے مقابل آکر اگر مستنیر ہو جائیں تو ہمارے خلاف نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کریم کا دعویٰ بہر حال صحیح ثابت ہوتا ہے کہ چاند سورج ایسے گھیرے ہوئے ہیں کہ محور چھوڑ کر سورج چاند سے آگے نہیں آ سکتا نہ سورج سے آگے چاند آ سکتا ہے پھر آٹھویں نشانی کا بیان ہوتا ہے:

وَاٰيَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّيَّتَهُمْ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۴۱﴾ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا يَرْكَبُوْنَ ﴿۴۲﴾ ۔

Marfat.com

اور ایک نشانی ان کے لئے یہ ہے کہ انہیں سوار کیا ہم نے معہ ان کی ذریت کے بھری کشتی میں اور ان کے لئے اس کشتی کی مثل بنادی جس پر سوار ہوتے ہیں۔

اس کشتی سے مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے جو کئی منزل کی تھی جس کی تفصیل ہم سورۂ ہود میں بیان کر چکے ہیں بارہویں پارہ کے چوتھے رکوع میں دیکھیں۔ اس کشتی میں ان کے اجداد سوار کئے گئے تھے اور ان کی ذریتیں ان کی پشت میں تھیں آگے ارشاد ہے:

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْهُمْ فَلَا صَرِيْخَ لَهُمْ وَلَا هُمْ يُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَةً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰى حِيْنٍ ﴿۴۴﴾۔

اور اگر ہم چاہتے تو انہیں غرق کر دیتے تو نہ کوئی ان کی فریاد کو پہنچتا اور نہ وہ بچائے جاتے مگر ہماری رحمت سے اور ایک وقت تک انہیں متاع دنیا کا برتنا ہے۔

یعنی کشتی میں سوار ہو کر بھی ہماری رحمت سے نجات ہے ورنہ اگر ہم چاہیں تو کشتی سمیت غرق کر دیں مگر ہماری رحمت اور حیات مستعار جو مقدور و مقرر ہے اس کی وجہ سے محفوظ رہتے ہیں۔

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّقُوْا مَا بَيْنَ اَيْدِيْكُمْ وَمَا خَلْفَكُمْ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾۔

اور جب ان سے فرمایا جائے ڈرو اس سے جو تمہارے سامنے ہے اور جو تمہارے پیچھے آرہا ہے تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

سامنے سے مراد عذاب دنیا ہے اور پیچھے سے مراد عذاب آخرت ہے اس کے بعد مشرکین کفار نابکار کی عادت مستمرہ کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا تَاْتِيْهِمْ مِّنْ اٰيَةٍ مِّنْ اٰيٰتِ رَبِّهِمْ اِلَّا كَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ﴿۴۶﴾ وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗٓ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۷﴾ وَيَقُوْلُوْنَ مَتٰى هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۸﴾۔

اور جب ان کے رب کی کوئی نشانی ان کے پاس آتی ہے تو اس سے انحراف کرتے ہیں اور جب انہیں فرمایا جائے اللہ کے عطا کئے ہوئے سے کچھ اس کی راہ میں خرچ کرو تو وہ کہتے ہیں جو کافر ہیں ان سے جو مومن ہیں کہ کیا ہم اسے کھلائیں جسے اللہ چاہے تو کھلا دے تم کچھ نہیں مگر کھلی گمراہی میں ہو اور کہتے ہیں کب آئے گا تمہارا یہ وعدہ اگر تم سچے ہو۔

یعنی ان کی عادت مستمرہ تھی کہ ان کے سامنے جب کبھی کوئی آیت آتی تو صاف اعراض و انحراف اور روگردانی کرنے کی طرف جاتے۔

اور اس سے اگلی آیت کا شان نزول یہ ہے کہ

کفار قریش سے مسلمانوں نے کہا تم کم از کم وہ حصہ اپنے مالوں کا مسکینوں پر خرچ کرو جو تم نے بزعم خود اللہ عزوجل کے لئے نکالا ہے۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہم انہیں کیوں دیں جنہیں اللہ دینا چاہتا تو دے دیتا اور کھلاتا پلاتا۔

اس سے ان کا مطلب یہ تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کو ہی یہ منظور ہے کہ وہ مسکین و محتاج رہیں تو ہمارا دینا اور ان کی محتاجگی دفع کرنا مشیت الٰہی عزوجل کے خلاف ہوگا۔

لہٰذا ہم اس وجہ سے نہیں دیتے یہ جواب بمصداق ''خوئے بد را بہانہ ہا بسیار'' تھے جو بخیل و کنجوس تھے اپنے مال خرچ

Marfat.com

کرنے سے بچانے کے لئے یہ بہانہ بنالیا یا بطور تمسخر یہ بکواس کرتے تھے۔

حالانکہ یہ محض خیال باطل تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ دنیا دار الامتحان ہے۔ فقیر کی آزمائش صبر سے اور امیر کی آزمائش صرف سے ہوتی ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ مکہ مکرمہ میں ایک جماعت زندیقوں کی تھی جب ان سے کہا جاتا کہ مسکینوں کو صدقہ دو تو وہ یہ جواب دیتے کہ ہم کیسے دے سکتے ہیں جب کہ اللہ ہی کی طرف سے وہ محتاج بنائے گئے ہیں۔

ان کے حق میں یہ آیت کریمہ تعریضاً نازل ہوئی انہیں گمراہ فرمایا۔

یا مشرکین مسلمانوں کو کھلی گمراہی میں بتاتے۔

اور تیسری آیت منکرین بعث ونشر کے رد میں نازل ہوئی۔

وہ کہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور صحابہ کرام سے استہزاء کرتے تھے کہ وہ آپ کا وعدہ قیامت اور حشر ونشر کب پورا ہوگا۔ اگر تم سچے ہو تو جلدی پورا کرو۔ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَهُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّلَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿٥٠﴾۔

یہ انتظار نہیں کرتے مگر ایک چنگھاڑ کا جو انہیں اچانک پکڑ لے گی اور یہ دنیا کے جھگڑوں میں پھنسے ہوں گے تو جب ان میں اتنی بھی قوت نہ ہوگی کہ وصیت بھی کر سکیں اور نہ اپنے گھر پلٹ کر جا سکیں۔

اس کی کیفیت دوسری جگہ فرمائی ہے يَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّآ اَرْضَعَتْ وَتَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا۔ الخ اس کی تفسیر سورہ حج میں دیکھیں سترہویں پارہ میں۔ چنانچہ حدیث میں اس کی کیفیت یوں بیان فرمائی گئی کہ قیامت ایسے اچانک آئے گی کہ مشتری اور بائع کے مابین کپڑا پڑا ہوگا اور سودا ہونے سے پہلے قیام قیامت ہو جائے گی۔

اور لوگ اپنے دنیاوی کاموں میں مصروف ہوں گے کہ قیامت آجائے گی اس لئے صَيْحَةً وَّاحِدَةً فرمایا کہ حضرت اسرافیل علیہ السلام ادھر نفخہ صور فرمائیں گے تو پہلے نفخہ میں قیامت برپا ہو جائے گی اور سب جہاں کے تہاں مرے رہ جائیں تو بھاگ کر گھر پہنچنا یا کسی سے وصیت کرنا کہاں ہوگا۔

اب نادر لغات کی تصریح ملاحظہ فرمائیں۔

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۔ یہاں ارض میتۃ سے مراد بنجر زمین ہے یا خزاں رسیدہ سبزہ۔

فَجَّرْنَا۔ فجر اور تفجیر دونوں ایک معنی میں ہیں۔ یعنی بہنا یا بہالے جانا۔

مِنَ الْعُيُوْنِ۔ اصل میں تھا بعضًا مِنَ الْعُيُوْن۔ یہاں من تبعیضیہ ہے۔

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ۔ سبحان علم ہے تسبیح کا اور تسبیح کے معنی تبعید کے ہیں یہ مشتق ہے سَبَحَ فِي الْاَرْضِ وَالْمَاءِ اِذَا اَبْعَدَ فِيْهَا۔ اور اسی سے فَرَسٌ سَبُوْحٌ ہے اَیْ وَاسِعُ الْجَرْیِ - اَیْ اُسَبِّحُ سُبْحَانَهٗ۔

نَسْلَخُ۔ سلخ کہتے ہیں کھال اتارنے کو نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ۔ یعنی ضیاء نہار کا لباس اتار دیتے ہیں تو فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ۔

وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ۔ لِمُسْتَقَرٍّ کا لام بمعنی الیٰ ہے۔ مستقر ٹھکانے کو کہتے ہیں۔

Marfat.com

حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ۔ عَادَ بمعنی رَجَعَ ہے۔ عُرْجُوْنٌ پتلی ٹیڑھی ٹہنی کو کہتے ہیں۔ عرجون بروزن فعلون یہ التورج سے مشتق ہے اور التورج کسی چیز کے ٹیڑھا ہونے کو کہتے ہیں۔

يَّسْبَحُوْنَ۔ سباحۃ سے مشتق ہے اور سباحۃ کہتے ہیں آسانی وسہولت سے چلنے کو۔

فَلَا صَرِيْخَ۔ صریخ کہتے ہیں فریادرسی کو یا فریاد کے پہنچنے والے کو۔

يَخِصِّمُوْنَ۔ اصل میں يَخْتَصِمُوْنَ تھا۔ ت ساکن کر کے صاد میں ادغام کر دیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ت کو کسرہ کی حرکت دے دی۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ یٰسین۔ پ ۲۳

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الْاَرْضُ الْمَيْتَةُ ۔ اور ایک نشانی ان کیلئے مری ہوئی زمین ہے۔

اس میں لَهُمْ میں ضمیر جمع جو ہے وہ کفار اہل مکہ کی طرف ہے اور میتۃ جو فرمایا ہے وہ بایں اعتبار کہ میتۃ کا محاورہ جب زمین پر استعمال ہوتا ہے تو اس سے مراد زمین غیر مخضر ہوتی ہے یعنی زندہ زمین وہ ہے جس پر سبزہ پھول پھل وسبزہ زار ومرغزار ہو اور مردہ زمین وہ ہے جس پر خاک اڑ رہی ہو اور سبزہ کا نام نہ ہو۔ جسے اردو عرف میں بنجر یا خزاں رسیدہ کہتے ہیں۔ اور وہی میت جب انسان پر مستعمل ہو تو کسی جگہ اس سے مراد عدم تعقل اور جہالت لیتے ہیں جیسے اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى اور اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ وغیرہ میں بے عقل جہال مراد ہیں۔

اور کسی جگہ قبض روح کے موقع پر مستعمل ہے۔ یہاں ارض میتۃ کے بعد اَحْيَيْنٰهَا فرمانا یوں ضروری تھا کہ کفار مکہ منکر حشر تھے اور کہتے تھے: اِنْ هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ ہماری کمال قدرت کی ایک نشانی مری زمین ہے کہ اس پر سبزہ نہیں ہوتا پھر بغیر تخم پاشی کے ہم اسے۔

اَحْيَيْنٰهَا وَاَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَاْكُلُوْنَ ﴿۳۳﴾۔

زندہ کرتے ہیں اور اس سے دانے نکالتے ہیں گندم چاول چنا باجرہ جوار مکئی وغیرہ کہ اس سے کھاتے ہیں۔

وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ ﴿۳۴﴾ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ ۙ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ ۭ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۳۵﴾ ۔

اور کئے ہم نے اس زمین میں باغیچے کھجوروں اور انگوروں سے اور پھاڑے ہم نے اس زمین میں چشمے تا کہ تم کھاؤ اس کے پھلوں سے اور نہیں بنائے یہ پھل اور دانے ان کے ہاتھوں نے تو کیا ان نعمتوں پر شکر نہیں کرتے۔

جَنّٰتٍ۔ جنت کی جمع ہے۔ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْجَنَّةُ كُلُّ بُسْتَانٍ ذِىْ شَجَرٍ يَّسْتُرُ بِاَشْجَارِهِ الْاَرْضَ۔ جنت ہر وہ باغ ہے جس کے درخت زمین کو ڈھانپ لیں۔

اور فَجَّرْنَا فِيْهَا اَىْ شَقَقْنَا فِى الْاَرْضِ۔ فَجَّرْنَا فِيْهَا کے یہ معنی ہیں کہ ہم نے زمین میں پھاڑے مِنَ الْعُيُوْنِ چشمے اور چونکہ چشمے عام طور پر نہیں ہوتے اس لئے من تبعیضیہ لائے کہ چشمے عام نہ ہوں بلکہ بعض بعض مقامات پر مانے جائیں۔

اور ان سے جو پھل ہوں وہ کھائے جائیں۔

Marfat.com

اور وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ میں اگر ما موصولہ مانا جائے تو یہ معنی ہوں گے کہ باغوں کی سیرابی ڈول چلسی سے تمہارے ہاتھ کرتے ہیں جو کنویں تالاب نہروں سے پانی نکالتے ہیں اور باغوں میں پہنچاتے ہیں۔

اور اگر ما نافیہ لیا جائے تو ضمیر ثمر کی طرف راجع مانی جائے گی تو معنی یہ ہوں گے کہ ان پھلوں کو تمہارے ہاتھ نہیں بناتے بلکہ ہم ید قدرت سے ان میں رنگ آمیزی کرتے اور اپنی صنعت دکھاتے ہیں کہ کوئی پھل سبز کوئی زرد کوئی نارنجی کوئی سرخ اور کیا کیا شکل میں ہوتے ہیں۔

چنانچہ سعید بن منصور اور ابن منذر رحمہما اللہ سے مروی ہے: اِنَّهٗ قَالَ وَجَدُوْهُ مَعْمُوْلًا لَمْ تَعْمَلْهُ اَيْدِيْهِمْ يَعْنِي الْفُرَاتَ وَالدِّجْلَةَ وَ نَهْرَ بَلْخَ وَاَشْبَاهِهَا۔ فرماتے ہیں تم نہروں میں فرات و دجلہ اور نہر بلخ بنی بنائی پاتے ہو اس میں تمہارے ہاتھوں نے کچھ عمل نہیں کیا پھر ان تمام نعمتوں کو دیکھ بھی رہے ہو۔

اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ۔ کیا تم شکر نہیں کرتے۔

اس کے بعد استینافاً اپنی تنزیہ ظاہر فرما کر منکرین کے ترک شکر کی قباحت ظاہر فرمائی اور اپنی حقیقت اور صنعت کمال کا بیان کیا چنانچہ ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ الَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا مِمَّا تُنْۢبِتُ الْاَرْضُ وَمِنْ اَنْفُسِهِمْ وَمِمَّا لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٣٦﴾۔

پاک ہے وہ ذات اور منزہ ہے ہر قسم کی برائی اور نقص سے (يَعْنِي اُسَبِّحُ سُبْحَانَهٗ اَيْ اُنَزِّهُهٗ عَمَّا لَا يَلِيْقُ بِهٖ عَقْدًا وَّ عَمَلًا تَنْزِيْهًا خَاصًّا بِهٖ حَقِيْقًا بِشَانِهٖ عَزَّ شَانُهٗ۔ میں پاکی بیان کرتا ہوں اس ذات کی ہر اس صفت سے جو اس کی شان کے لائق نہیں۔) جس نے پیدا فرمایا جوڑا ہر اس چیز کا جسے زمین اگاتی ہے اور جانداروں سے جوڑے پیدا فرمائے مرد عورت کے اور انہیں بنایا جنہیں کوئی نہیں جانتا۔

جیسے دوسری جگہ فرمایا وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ وہ ایسی ایسی مخلوق پیدا فرماتا ہے جسے تم نہیں جانتے۔

چنانچہ اجمالاً چند مخلوق اول ظاہر فرمائیں وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً۔ گھوڑے گدھے خچر ہم نے پیدا کئے کہ تم ان پر سوار ہو اور اپنی زینت کے لئے رکھو اس کے علاوہ ایسی ایسی سواریاں ہم پیدا فرمائیں گے جنہیں تم نہیں جانتے۔ چنانچہ سائیکل، موٹر سائیکل، ریل، انجن، ایروپلین یہ علم اللہ عزوجل نے پیدا کرنی تھیں اور ہمیں ان کا علم بھی نہ تھا اور نہ معلوم ابھی کیا پیدا فرمائی جائیں۔ اس کے بعد دوسری نشانی کا بیان فرمایا جاتا ہے:

وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ فَاِذَا هُمْ مُّظْلِمُوْنَ ﴿٣٧﴾۔

اور ایک نشانی ان کے لئے رات ہے کہ اس سے کھینچ کر دن لاتے ہیں تو پھر وہ اندھیروں میں ہوتے ہیں۔

نَسْلَخُ۔ سلخ سے ہے علامہ قطب فرماتے ہیں: اِنَّ السَّلْخَ قَدْ يَكُوْنُ بِمَعْنَى النَّزْعِ نَحْوُ سَلَخْتُ الْاِهَابَ عَنِ الشَّاةِ وَ قَدْ يَكُوْنُ بِمَعْنَى الْاِخْرَاجِ نَحْوُ سَلَخْتُ الشَّاةَ مِنَ الْاِهَابِ وَالشَّاةُ مَسْلُوْخَةٌ۔ سلخ کبھی کھینچنے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے جیسے سَلَخْتُ الْاِهَابَ عَنِ الشَّاةِ بولتے ہیں کھینچی میں نے کھال بکری سے اور کبھی بمعنی اخراج استعمال کرتے ہیں جیسے سَلَخْتُ الشَّاةَ مِنَ الْاِهَابِ وَالشَّاةُ مَسْلُوْخَةٌ نکالا میں نے بکری کو کھال سے تو ایسی صورت میں بکری کھال سے نکلی ہوئی ہوگی۔

Marfat.com

توجب بمعنی اخراج بولیں تو اخراج النهار من الليل کہیں گے نکالا دن رات سے اور اگر سلخ بمعنی نزع لیں گے تو نَزْعُ ضَوْءِ الشَّمْسِ عَنِ الْهَوَآءِ۔ سورج کی روشنی ہوا سے کھینچ لی۔

اسی بناء پر رات دن کی تحقیق میں آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ الْاَصْلَ الظُّلْمَةُ وَالنُّوْرُ طَارِئٌ عَلَيْهَا يَسْتُرُهَا بِضَوْئِهٖ۔ اصل میں فضا میں ظلمت ہے اور نور شمس اس پر طاری ہو کر اپنی روشنی سے تاریکی کو مستور کر دیتا ہے۔ چنانچہ حدیث میں بھی اسی کی تائید ملتی ہے۔

امام احمد اور ترمذی عبداللہ بن عمرو بن عاص سے راوی ہیں: قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فِيْ ظُلْمَةٍ ثُمَّ اَلْقٰى عَلَيْهِمْ مِنْ نُوْرِهٖ فَمَنْ اَصَابَهٗ مِنْ نُوْرِهٖ اِهْتَدٰى وَ مَنْ اَخْطَأَضَلَّ۔ فرماتے ہیں میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اندھیرے میں پیدا فرمایا پھر ان پر اپنا نور ڈالا تو جسے اس نور سے کچھ پہنچ گیا وہ ہدایت پا گیا اور جو اس نور سے بھٹک گیا گمراہ ہو گیا۔ چنانچہ آیہ کریمہ میں بھی یہی ترتیب بیان ہے۔

وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝۳۸ وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ ۝۳۹ -

اور ایک نشان ان کے لئے یہ ہے۔ آلوسی فرماتے ہیں: عَطْفٌ عَلَى اللَّيْلِ اَیْ وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الشَّمْسُ۔ یعنی وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ کا عطف وَاٰيَةٌ لَّهُمُ الَّيْلُ ۖۚ نَسْلَخُ مِنْهُ النَّهَارَ پر ہے۔ اس اعتبار سے آیہ کریمہ کے یہ معنی ہوں گے۔ اور ایک نشانی سورج ہے کہ تیزی سے چلتا یا تیرتا ہے اپنی حد معین میں سال کے اندر یہ معین حد ہے اس غالب علم والے کی اور چاند کے لئے مقرر کیں ہم نے منزلیں یہاں تک کہ وہ واپس پلٹتا ہے مثل پرانی شاخ کے۔

تعریف مستقر

لِمُسْتَقَرٍّ لَهَا لِحَدٍّ مُعَيَّنٍ تَنْتَهِيْ اِلَيْهِ مِنْ فَلَكِهَا فِيْ اٰخِرِ السَّنَةِ شُبِّهَ بِمُسْتَقَرِّ الْمُسَافِرِ اِذَا قَطَعَ مَسِيْرَهٗ مِنْ حَيْثُ اِنَّ فِيْ كُلِّ اِنْتِهَاءٍ اِلٰى مَحَلٍّ مُعَيَّنٍ وَاِنَّ لِلْمُسَافِرِ قَرَارٌ دُوْنَهَا۔

وَرُوِيَ هٰذَا عَنِ الْكَلْبِيِّ وَاخْتَارَهٗ اِبْنُ قُتَيْبَةَ وَالْمُسْتَقَرُّ عَلَيْهِ اِسْمُ مَكَانٍ وَاللَّامُ بِمَعْنَى اِلٰى۔

وَ جُوِّزَ اَنْ تَكُوْنَ تَعْلِيْلِيَّةً اَوْ لِمُنْتَهٰى لَهَا مِنَ الْمَشَارِقِ الْيَوْمِيَّةِ وَالْمَغَارِبِ لِاَنَّهَا تَتَقَصَّاهَا مَشْرِقًا وَّ مَغْرِبًا حَتّٰى تَبْلُغَ اَقْصَاهَا ثُمَّ تَرْجِعُ وَ ذٰلِكَ حَدُّهَا وَ مُسْتَقَرُّهَا لِاَنَّهَا لَا تَعْدُوْهُ۔

مستقر حد معین ہے جہاں تک اس کی سیر منتہیٰ ہوتی ہے اپنے دائرے میں سال کے آخر تک اسے مستقر مسافر سے تشبیہ دی کہ جب وہ اپنی سیر قطع کر لیتا ہے تو جیسے ہر ایک سیاح کے لئے ایک انتہا ... ہے مقام معین تک اگرچہ مسافر اس کے علاوہ بھی ٹھہر جاتا ہے۔

اور کلبی وقتیبہ مستقر کو اسم مکان کہتے ہیں اور لمستقر کے لام کو بمعنی الی مانتے ہیں۔

بعض نے لام تعلیل کہا یا بایں معنی مانا کہ منتہیٰ لہا ہے کہ مشارق یومیہ سے مغارب تک اس کی رفتار کی حد ہے اس لئے کہ یہ سیر مشرق سے مشرق اور مغرب سے مغرب تک پوری ہوتی ہے حتیٰ کہ یہ اپنے مستقر کی انتہا کو پہنچ جاتا ہے پھر واپس آ جاتا ہے

Marfat.com

تو یہ اس کی سیر کی حد ہے اور مستقر اس لئے فرمایا کہ اس سے آگے نہیں جاتا۔

ایک قول یہ ہے: تَجْرِیْ لَیْلَتَھَا وَ ھُوَ بُرْجُ الْاَسَدِ۔ رات میں یہ برج اسد میں سیران کرتا ہے۔

اور واحدی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَ عَلٰی ھٰذَا مُسْتَقَرُّھَا اِنْتِھَاءُ سَیْرِھَا عِنْدَ اِنْقِضَاءِ الدُّنْیَا وَ ھٰذَا اِخْتِیَارُ الزُّجَاجِ۔ سورج کا مستقر یہ ہے کہ اس کی انتہاء سیر دنیا کے آخر تک ہے اور اس قول کو زجاج نے لیا۔

اور صحاح میں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث ہے جس میں وہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ عِنْدَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَقَالَ يَا اَبَاذَرٍّ اَتَدْرِیْ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قُلْتُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ تَذْهَبُ لِتَسْجُدَ فَتَسْتَاْذِنُ فَيُؤْذَنُ لَهَا وَ يُوْشِكُ اَنْ تَسْجُدَ فَلَا يُقْبَلَ مِنْهَا وَتَسْتَاْذِنَ فَلَا يُؤْذَنَ لَهَا فَيُقَالُ لَهَا ارْجِعِيْ مِنْ حَيْثُ جِئْتِ فَتَطْلُعُ مِنْ مَّغْرِبِهَا فَذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا۔

میں غروب شمس کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں مسجد کے اندر حاضر تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر! کیا تجھے معلوم ہے کہ یہ سورج کہاں جاتا ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی جانتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ جاتا ہے کہ سجدہ کرے تو وہ اجازت طلب کرتا ہے تو اسے اجازت دی جاتی ہے اور قریب ہے کہ وہ سجدہ کرے تو اس سے وہ سجدہ قبول نہ ہو اور پھر اجازت طلب کرے تو اسے اجازت نہ ملے اور کہا جائے اسے جا جیسے آیا تھا تو وہ طلوع ہوگا اپنے مغرب سے یہ ہے اللہ تعالیٰ کا فرمان وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا۔

ایک روایت میں ہے: اَتَدْرُوْنَ اَيْنَ تَذْهَبُ هٰذِهِ الشَّمْسُ قَالُوا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اِنَّ هٰذِهٖ تَجْرِیْ حَتّٰى تَنْتَهِيَ اِلٰى مُسْتَقَرِّهَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَخِرُّ سَاجِدَةً الْحَدِيْثَ۔ اور ایسی ایسی بہت سی روایتیں ہیں۔

اور احمد، بخاری، ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ابی حاتم، ابوالشیخ، ابن مردویہ اور بیہقی حضرت ذر سے روایت کرتے ہیں:

قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَالشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا۔

قَالَ مُسْتَقَرُّ هَا تَحْتَ الْعَرْشِ فَالْمُسْتَقَرُّ اِسْمُ مَكَانٍ وَّ الظَّاهِرُ اَنَّ لِلشَّمْسِ فِيْهِ قَرَارًا حَقِيْقَةً قَالَ النَّوَوِيُّ قَالَ جَمَاعَةٌ بِظَاهِرِ الْحَدِيْثِ۔

قَالَ الْوَاحِدِيُّ وَ عَلٰى هٰذَا الْقَوْلِ اِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ كُلَّ يَوْمٍ اِسْتَقَرَّتْ تَحْتَ الْعَرْشِ اِلٰى اَنْ تَطْلُعَ۔

اب خلاصہ مفہوم عبارت حدیث واقوال نووی یہ ہے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ بعد غروب سورج کہاں جاتا ہے صحابہ کرام نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ سورج چلتا چلتا اپنے مستقر تک پہنچتا ہے یعنی عرش کے نیچے اور سربسجود ہو جاتا ہے۔ اور دس محدثین حضرت ابوذر سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیت کریمہ وَ الشَّمْسُ تَجْرِيْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّهَا کے متعلق سوال کیا تو فرمایا اس کا مستقر تحت عرش ہے۔

Marfat.com

اس پر شراح فرماتے ہیں کہ مستقر اسم مکان ہے اور یہ ظاہر ہے کہ سورج کے لئے اس میں حقیقتاً قرار ہے۔
اس پر امام نووی اور واحدی اور ایک جماعت ظاہر الفاظ سے یہی معنی لے رہی ہے۔
اس پر بعض نے کہا دن بھر کے بعد جب سورج غروب ہوتا ہے تو عرش کے نیچے ٹھہرتا ہے حتیٰ کہ صبح پھر طلوع ہو جاتا ہے۔

اور اہل ہیئت کی تحقیق استقرائی علیحدہ ہے

اس کے متعلق یہاں کچھ لکھنا طوالت مضمون کے سوا اور کچھ فائدہ نہیں دے گا اس لئے اسے ہم یہاں لکھنا بیکار سمجھتے ہیں سوا اس کے کہ سورج کا غروب اور طلوع وہ ہے کہ جس پر رات کا طویل ہونا اور دن کا بڑھنا ہے۔ اور رات دن کا طول وقصر خط استواء کے نزدیک ہے۔

چنانچہ بلاد بلغاریہ میں باعتبار عرض بلد نوے درجہ تک ہے تو وہاں اس وقت تک طلوع رہتا ہے جب تک بروج شمالیہ اس کے مقابل رہیں اور ایسے ہی اس وقت تک غروب رہتا ہے جب تک بروج جنوبیہ اس کے مقابل نہ آئیں تو ایسے مقامات پر آدھا سال غروب اور آدھا سال طلوع رہتا ہے۔

اس کی تحقیق کتب ہیئت میں مفصل موجود ہے

اور اجلہ محققین کہتے ہیں: اِنَّ نُوْرَ جَمِیْعِ الْکَوَاکِبِ ثَوَابِتِهَا وَ سَیَّارَاتِهَا مُسْتَفَادٌ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ وَ هُوَ مُفَاضٌ عَلَیْهَا مِنَ الْفَیَّاضِ الْمُطْلَقِ جَلَّ جَلَالُهٗ وَ عَمَّ نَوَالُهٗ۔ تمام کواکب ثوابت وسیارہ ضوء شمس سے مستفید ہیں اور اس کا افاضہ فیض مطلق جل جلالہ سے ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ﴿۳۹﴾۔

اور چاند کے لئے منزلیں مقرر کیں حتیٰ کہ وہ طے منازل کے بعد لوٹ آتا ہے مثل پرانی ڈالی کے۔

آلوسی فرماتے ہیں: وَالْمَنَازِلُ جَمْعُ مَنْزِلٍ۔ منازل منزل کی جمع ہے اور اس سے مراد چاند کی مسافت قطع کرنا ہے جو ایک رات دن میں ہوتی ہے۔

اہل ہند کے حساب سے ستائیس منزل ہیں۔

اس لئے کہ چاند ان ستائیس برجوں کو ستائیس دن میں قطع کرتا ہے اور تین برجوں کو حذف مانتے ہیں اس لئے کہ وہ تنصیف میں ناقص ہیں اور اصطلاح اہل تنجیم میں اسے ناقص ہی کہتے ہیں۔

اور اہل عرب کے حساب سے اٹھائیس بروج ہیں اس کا دورہ مانا گیا ہے اس حساب سے انتیس والے دن میں اسے پورا کر لیتے ہیں غرضکہ اس طرح قمری حساب سے انتیس اور تیس کا مہینہ ہوتا ہے۔

اور شمسی حساب سے انتیس، تیس اور اکتیس کا مہینہ بن جاتا ہے۔ اہل نجوم میں اسے ایک شعر میں جمع کیا گیا ہے:

لا و لا لب لا و لا لا شش مہ است   لل کط و لل لا شہور کوتہ است

اور اس کا حساب شمسی انگلیوں کی اٹھان اور گھائیوں سے بھی پورا نکلتا ہے۔ مٹھی بند کر کے انگلیوں کی اٹھان اور گھائیوں پر گنا جائے تو جنوری ۳۱، گھائی میں فروری ۲۸ یا ۲۹ ہوگا، مارچ ۳۱، اپریل ۳۰، مئی ۳۱، جون ۳۰، جولائی ۳۱، اگست ۳۱، ستمبر ۳۰، اکتوبر ۳۱، نومبر ۳۰، دسمبر ۳۱۔

یہ بحث ہیئت کے فن سے متعلق ہے اس لئے ہم اسی پر اکتفاء کرتے ہیں۔

اس فن کے متعلق صاحب روضہ فرماتے ہیں:

مَنِ اعْتَقَدَ اَنَّ النَّوْءَ یُمْطِرُ حَقِیْقَةً صَارَ مُرْتَدًّا وَ اِنْ اَرَادَ بِهٖ اَنَّ النَّوْءَ سَبَبٌ یُنَزِّلُ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهِ الْمَآءَ حَسْبَمَا عَلِمَ وَ قَدَّرَ فَهُوَ لَیْسَ بِکُفْرٍ بَلْ مُبَاحٌ - لٰکِنْ قَالَ عَبْدُالْبَرِّ هُوَ وَاِنْ کَانَ مُبَاحًا کُفْرٌ بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی - وَجَهْلٌ بِلَطِیْفِ حِکْمَتِهٖ۔

جو یہ عقیدہ رکھے کہ نوء ستارے نے بارش کی حقیقۃً تو وہ مرتد ہے اور اگر یہ عقیدہ کرے کہ نوء سبب ہے اس کا کہ اللہ تعالیٰ بارش کرے جیسا اس کے علم میں ہے اور اس نے بارش مقدر فرمائی ہے تو کفر نہیں بلکہ مباح ہے۔ لیکن علامہ عبدالبر فرماتے ہیں اس عقیدہ کا رکھنا اگرچہ مباح ہے لیکن نعمت الٰہی سے کفر وانکار ضرور لازم آتا ہے۔ اور لطائف حکمت الٰہی سے جہل ہے۔

اور صحیحین میں زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَثَرُ السَّمَآءِ هَلْ تَدْرُوْنَ مَا قَالَ رَبُّکُمْ قَالُوْا اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِیْ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ رَحْمَتِهٖ فَذٰلِکَ مُؤْمِنٌ بِیْ وَ کَافِرٌ بِالْکَوْکَبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِنَوْءٍ کَذَا فَهُوَ کَافِرٌ بِیْ وَ مُؤْمِنٌ بِالْکَوْکَبِ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمانی اثر کے متعلق تمہیں معلوم ہے کہ تمہارے رب عزوجل نے کیا فرمایا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی خوب جانتا ہے۔

فرمایا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندوں سے صبح مومن ہوتے ہیں اور کافر ہوتے ہیں تو جو کہے کہ ہم پر بارش کی اللہ نے اپنے فضل سے اور رحمت سے یہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستارہ سے منکر ہے اور جو کہے ہم پر بارش ہوئی فلاں ستارے کے اثر سے تو وہ کافر ہے میرا اور مومن ہے ستارے کا۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ ظَاهِرُهٗ اَنَّ الْکُفْرَ مُقَابِلُ الْاِیْمَانِ فَیُحْمَلُ عَلٰی مَا اِذَا اَرَادَ الْقَائِلُ مَا سَمِعْتَ اَوَّلًا وَاللّٰهُ تَعَالَی الْحَافِظُ عَنْ کُلِّ سُوْءٍ لَارَبَّ غَیْرُهٗ وَلَا یُرْجٰی اِلَّا خَیْرُهٗ۔

خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں کفر مقابل ایمان بیان ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ نجومیوں پر عقیدہ رکھنا اللہ تعالیٰ سے کفر کرنا ہے۔ اللہ ہر برائی سے حفاظت کرنے والا ہے۔ ہمارا رب اس کے سوا کوئی نہیں اور اس سے ہماری امید نہیں مگر بھلائی کی۔

اور قمر کیا ہے عرف عام میں ایک ستارہ ہے چنانچہ سات سیارہ یہ ہیں:

قمر ۔ است و عطارد و زہرہ شمس مریخ و مشتری و زحل

لیکن قمر وہ سیارہ ہے جو سیارہ شمس کے ماتحت مستنیر ہوتا ہے اور اس کا نام قمر صرف تین رات سے چھبیسویں رات تک ہے اس کے علاوہ اسے ہلال کہا جاتا ہے چنانچہ وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ کے بعد ارشاد ہے:

حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ ۞ حتیٰ کہ لوٹ آتا ہے مثل پرانی ٹہنی کے۔

یعنی اواخر شہر میں اور قرب شمس میں مثل عرجون قدیم ہوتا ہے۔ عرجون اس لکڑی کو کہتے ہیں جو سوکھ کر ٹیڑھی ہو جائے۔ چنانچہ رویت ہلال کے وقت چاند ایک گول کمان کی طرح خط نظر آتا ہے اور ایسے ہی آخری تاریخوں میں ہوتا ہے

Marfat.com

آگے ارشاد ہے:

لَا الشَّمْسُ يَنْۢبَغِيْ لَهَآ اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ؕ وَكُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ -

- سورج کو یہ قدرت نہیں کہ چاند کو پکڑ لے اور رات دن سے مسابقت نہیں کر سکتی اور دونوں اپنے اپنے دائرے میں چل رہے ہیں۔

گویا ارشاد ہے کہ سورج کو یہ طاقت نہیں کہ چلتے چلتے چاند کو پا لے۔ چنانچہ بعض فضلاء نے حاشیہ بیضاوی پر ارقام فرمایا ہے۔

حَرْفُ النَّفْيِ عَلَى الشَّمْسِ لِلدَّلَالَةِ عَلٰى اَنَّهَا مُسَخَّرَةٌ لَا يَتَيَسَّرُ لَهَا اِلَّا مَا اُرِيْدَ بِهَا۔ حرف نفی یعنی ''لا''۔ سورج پر اسی لئے لایا گیا تا کہ دلیل واضح ہو کہ سورج مسخر بقدرت الٰہی ہے اسے اپنے ارادہ سے چلنا آسان نہیں۔ تو خلاصہ مفہوم کلام یہ ہوا کہ

اِنَّ الشَّمْسَ لَيْسَ لَهَا قُدْرَةٌ عَلٰى اِدْرَاكِ الْقَمَرِ وَ سُرْعَةِ الْمَسِيْرِ الَّتِیْ هِیَ ضِدٌّ لِحَرْكَتِهَا الْخَاصَّةِ بَلِ الْقُدْرَةُ عَلَيْهَا لِلّٰهِ سُبْحَانَهٗ فَهُوَ فَاعِلٌ لِحَرْكَتِهَا حَقِيْقَةً۔ سورج میں قوت وقدرت نہیں ادراک قمر پر اور اپنی رفتار میں سرعت حاصل کرنے کی بلکہ دونوں رفتار بالضد ہیں اور دونوں پر قدرت سبحانہ محرک حقیقی ہے۔

رَوَى الْعَيَّاشِيُّ فِیْ تَفْسِيْرِهٖ بِالْاِسْنَادِ عَنِ الْاَشْعَثِ بْنِ حَاتِمٍ قَالَ كُنْتُ بِخُرَاسَانَ حَيْثُ اِجْتَمَعَ الرِّضَا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَالْمَامُوْنُ وَالْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ فِی الْاَيْوَانِ بِمَرْوٍ فَوُضِعَتِ الْمَائِدَةُ۔

عیاشی اپنی تفسیر میں اشعث بن حاتم سے راوی ہیں فرماتے ہیں میں خراسان میں تھا کہ مقام مرو میں حضرت موسیٰ رضا اور مامون اور فضل بن سہل محل میں جمع ہوئے دستر خوان بچھا اور

حضرت موسیٰ رضا نے فرمایا: اِنَّ رُجُلًا مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ سَالَنِیْ بِالْمَدِيْنَةِ – فَقَالَ النَّهَارُ خُلِقَ قَبْلُ اَمِ اللَّيْلُ فَمَا عِنْدَكُمْ فَاَرَادُوا الْكَلَامَ فَلَمْ يَكُنْ عَنْهُ لَهُمْ شَیْءٌ۔ ایک آدمی نے جو بنی اسرائیل سے تھا مجھ سے پوچھا کہ رات پہلے پیدا ہوئی یا دن۔ تو سب نے جواب کی کوشش کی مگر ٹھیک جواب ان سے نہ بنا۔

فَقَالَ الْفَضْلُ لِلرِّضَا اَخْبِرْنَا بِهَا اَصْلَحَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ نَعَمْ مِنَ الْقُرْاٰنِ اَمْ مِّنَ الْحِسَابِ قَالَ لَهُ الْفَضْلُ مِنْ جِهَةِ الْحِسَابِ۔ تو فضل نے حضرت رضا سے عرض کیا آپ فرمائیں، آپ نے فرمایا ہاں میں بتاؤں گا۔ مگر یہ بتادو کہ حساب سے جواب دوں یا قرآن کریم سے۔

تو حضرت فضل نے عرض کیا حساب سے فرمائیں تو حضرت موسیٰ رضا نے فرمایا:

قَدْ عَلِمْتَ يَا فَضْلُ اَنَّ طَالِعَ الدُّنْيَا السَّرْطَانُ وَالْكَوَاكِبُ فِیْ مَوَاضِعِ شَرَفِهَا – فَزُحَلُ فِی الْمِيْزَانِ وَالْمُشْتَرِیْ فِی السَّرْطَانِ وَالْمِرِّيْخُ فِی الْجَدْیِ وَالشَّمْسُ فِی الْحَمَلِ وَالزُّهْرَةُ فِی الْحُوْتِ وَ عُطَارَدُ فِی السُّنْبُلَةِ وَالْقَمَرُ فِی الثَّوْرِ فَتَكُوْنُ الشَّمْسُ فِی الْعَاشِرِ وَسَطَ السَّمَآءِ فَالنَّهَارُ قَبْلَ اللَّيْلِ۔

اے فضل تم جانتے ہو کہ طالع دنیا سرطان ہے۔ اور تمام کواکب اپنے مواضع شرف میں ہوتے ہیں۔ تو زحل میزان میں ہوتا ہے۔ اور مشتری سرطان میں۔ اور مریخ جدی میں۔ اور شمس حمل میں۔ اور زہرہ حوت میں۔ اور عطارد سنبلہ میں، اور قمر ثور

Marfat.com

میں۔ اور شمس درجہ دہم میں وسط سما میں ہے۔ تو دن رات سے قبل ہے۔

وَمِنَ الْقُرْاٰنِ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ اَیِ اللَّیْلُ قَدْ سَبَقَتْهُ النَّهَارُ اھ۔ قرآن کریم سے بھی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ۔ یعنی رات پر نہار کی مسابقت ہے۔

وَرَاَی الْمُنَجِّمُوْنَ اَنَّ اِبْتِدَاءَ الدَّوْرَةِ دَائِرَةٌ لِنِصْفِ النَّهَارِ وَ لَهٗ مُوَافَقَةٌ لِمَا ذُكِرَ۔ اور منجموں کے نزدیک ابتداء دورہ دائرۂ نصف النہار ہے اور وہ روایت مذکورہ کے موافق ہے۔

اور وَلَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّهَارِ کا بھی یہی مفہوم ہے کہ اِنَّ اللَّیْلَ مَسْبُوْقٌ لَا سَابِقٌ۔ کہ رات مسبوق ہے نہ کہ سابق۔

وَكُلٌّ فِیْ فَلَكٍ یَّسْبَحُوْنَ ۝۴۰۔ اور دونوں اپنے دائرہ میں چل رہے ہیں۔

راغب رحمہ اللہ۔ مجری الکوکب کو فلک کہتے ہیں۔

یَسْبَحُوْنَ۔ کے معنی یَسِیْرُوْنَ فِیْهِ بِانْبِسَاطٍ ہیں۔ یعنی فراخی سے چلنے کے ہیں۔

اور سباحت پانی میں تیرنے کو بھی کہتے ہیں۔

وَاٰیَةٌ لَّهُمْ اَنَّا حَمَلْنَا ذُرِّیَّتَهُمْ فِی الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ۝۴۱ وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۝۴۲۔

اور ان کے لئے یہ بھی ایک نشانی ہے کہ ہم نے ان کی اولاد کو بھری کشتی میں سوار کیا اور پیدا کیا ہم نے ان کے لئے مثل اس کشتی کے جس پر سوار ہوتے ہیں۔

یہاں ذریت سے مراد ان کی اولادیں ہیں۔ راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلذُّرِّیَّةُ اَصْلُهَا الصِّغَارُ مِنَ الْاَوْلَادِ۔ ذریت سے اصل چھوٹی اولاد مراد ہے۔

اور اس میں تین قول ہیں: فَقِیْلَ هُوَ مِنْ ذَرَاَ اللّٰهُ الْخَلْقَ۔ ایک قول یہ ہے کہ جسے اللہ مخلوق میں پیدا فرمائے وہ ذریت ہے۔

ایک قول یہ کہ اَصْلُهٗ ذُرْوِیَّةٌ۔ اصل ذریت کی ذُرْوِیَّةٌ ہے۔

وَ قِیْلَ هُوَ فَعْلِیَّةٌ مِنَ الذَّرِّ نَحْوُ قَمْرِیَّةٍ۔ ایک قول ہے کہ ذریت بروزن فعلیۃ ہے جو ذر سے ہے جیسے قمریۃ ہے۔

اور فِی فَلَكٍ سے مراد کشتی ہے اسے کشتی بقول مجمع البیان والے اسی لئے کہتے ہیں کہ تَدُوْرُ فِی الْمَآءِ یہ پانی میں تیرتی اور دورہ کرتی ہے۔

مَشْحُوْنٍ۔ کے معنی مملو کے ہیں یعنی بھری ہوئی۔

ایک قول یہ بھی ہے جو ماوردی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرف منسوب ہے وہ یہ ہے اَلذُّرِّیَّةُ النُّطَفُ وَالْفُلْكُ الْمَشْحُوْنُ بُطُوْنُ النِّسَآءِ۔ ذریت سے مراد نطفہ ہے اور الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ سے مراد بطون نسوانی ہے جن میں حمل رہتا ہے لیکن یہ توجیہ صحیح نہیں اور اس کا انتساب حضرت شیر خدا رضی اللہ عنہ کی طرف صحیح نہیں۔

وَخَلَقْنَا لَهُمْ مِّنْ مِّثْلِهٖ مَا یَرْكَبُوْنَ ۝۴۲۔

سے مراد اونٹ ہے کہ وہ سفینہ بری ہے۔ مراد بحری و بری سفینے ہیں۔ چنانچہ یہی قول حسن اور عبداللہ بن شداد کا ہے۔

اور سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ یہاں سفینہ سے مراد کشتی نوح علیہ السلام ہے حَیْثُ قَالَ اِنَّ

اَلْمُرَادَ بِالْفُلْکِ سَفِیْنَۃُ نُوحٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ التَّعْرِیْفَ لِلْعَھْدِ فِی عِبَارَۃٍ عَمَّا سَمِعْتَ۔

وَاِنْ نَّشَاْ نُغْرِقْھُمْ فَلَا صَرِیْخَ لَھُمْ وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ ﴿۴۳﴾ اِلَّا رَحْمَۃً مِّنَّا وَمَتَاعًا اِلٰی حِیْنٍ ﴿۴۴﴾۔

اور اگر ہم چاہتے تو انہیں غرق کر دیتے تو کوئی ان کا مغیث نہیں ہوگا جو ان کی محافظت کرے اور نہ کوئی انہیں نجات دے موت سے مگر ہماری طرف سے رحمت ہے اور ایک مدت کے لئے انہیں زندگی گزارنا۔

صَرِیْخَ۔ بمعنی مغیث و محافظت ہے یعنی جب ہم غرق کریں تو ڈوبنے سے کوئی بچانے والا نہیں ہوسکتا کَمَا قَالَ الْمُجَاھِدُ وَ قَتَادَۃُ۔

اور وَلَا ھُمْ یُنْقَذُوْنَ کے معنی ہیں نہ نجات دینے والا موت سے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ لَا یَنْجُوْنَ مِنَ الْمَوْتِ بِہٖ بَعْدَ وُقُوْعِہٖ۔

اِلَّا رَحْمَۃً۔ میں استثناء مفرغ ہے۔ یَعْنِیْ لَا یُغَاثُوْنَ وَلَا یُنْقَذُوْنَ لِشَیْءٍ مِّنَ الْاَشْیَآءِ اِلَّا لِرَحْمَۃٍ عَظِیْمَۃٍ مِنْ قِبَلِنَا دَاعِیَۃٍ اِلَی الْاِغَاثَۃِ وَالْاِنْقَاذِ۔

وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوْا مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وَمَا خَلْفَکُمْ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۴۵﴾۔

اور جب کہا جائے انہیں کہ ڈرو اس عذاب سے جو تمہارے آگے اور پیچھے ہے تاکہ تم رحم کئے جاؤ۔

یہ اہل مکہ کو بطریق انذار ارشاد ہے۔

قتادہ اور مقاتل رحمہما اللہ کہتے ہیں: مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ سے مراد عَذَابُ الْاُمَمِ الَّتِیْ قَبْلَکُمْ ہے یعنی پہلی امتوں پر جو عذاب آئے وہ مراد ہیں۔

اور وَمَا خَلْفَکُمْ سے عذاب آخرت مراد ہے۔

اور مجاہد رحمہ اللہ کہتے ہیں: مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ سے مراد مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذُنُوْبِکُمْ ہے اور وَمَا خَلْفَکُمْ سے مراد مَایَاْتِیْ مِنْھَا ہے۔

اور حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا یہی قول ہے۔

اور ایک قول ہے کہ مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ سے مراد نوازل سماوی ہیں اور وَمَا خَلْفَکُمْ سے مراد نوائب ارضی ہیں۔

اور ایک قول ہے کہ مَا بَیْنَ اَیْدِیْکُمْ وہ تکالیف مراد ہیں جنہیں دیکھ کر سمجھا جاسکے اور وہم و گمان میں آئیں اور مَا خَلْفَکُمْ سے مراد وہ تکالیف ہیں جن کا گمان و حسبان بھی نہ ہو۔

تو خلاصہ مضمون یہ ہوا کہ تم ان عذابوں سے ڈرو جن کا تمہیں حسبان و گمان ہو اور ان سے بھی بچو جن کا گمان بھی تمہیں نہ ہو۔ اور لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ سے مراد نجات ان عذابوں سے ہے جو ان پر آسکتے ہیں آگے ارشاد ہے:

وَمَا تَاْتِیْھِمْ مِّنْ اٰیَۃٍ مِّنْ اٰیٰتِ رَبِّھِمْ اِلَّا کَانُوْا عَنْھَا مُعْرِضِیْنَ ﴿۴۶﴾۔

اور نہیں آتی ان کے پاس کوئی آیت آیات الٰہی سے مگر وہ اس سے اعراض و انحراف کرتے ہیں۔

گویا یہ ارشاد ہے: وَاِذَا قِیْلَ لَھُمُ اتَّقُوا الْعَذَابَ اَوِ اتَّقُوْا مَا یُوْجِبُہٗ اَعْرَضُوْا لِاَنَّھُمْ اِعْتَادُوْہُ وَ تَمَرَّنُوْا عَلَیْہِ ــ وَ مَا نَافِیَۃٌ وَ صِیْغَۃُ الْمُضَارِعِ لِلدَّلَالَۃِ عَلَی الْاِسْتِمْرَارِ۔ جب انہیں کہا جاتا ہے کہ عذاب سے ڈرو اور

Marfat.com

ایسے کاموں سے اجتناب کرو جو موجب عذاب ہیں تو اعراض وانحراف ہی کرتے ہیں اس لئے کہ انہیں تعلیم اسلام سے عناد اور ضد ہے۔ یہاں ما نافیہ ہے اور تَاْتِیْهِمْ صیغہ مضارع اس لئے لایا گیا کہ ان کے تمرد وقساوت کی ہمیشگی پر دلالت کرے۔

اور دوسری تفسیر میں اس سے زیادہ وضاحت کی چنانچہ ارشاد ہے: اَیْ مَا نَزَلَ الْوَحْیُ بِاٰیَةٍ مِنَ الْاٰیَاتِ النَّاطِقَةِ بِذٰلِکَ اِلَّا کَانُوْا عَنْهَا مُعْرِضِیْنَ عَلٰی وَجْهِ التَّکْذِیْبِ وَالْاِسْتِهْزَآءِ ۔یعنی ان کی طرف بذریعہ وحی کوئی آیت آیات ناطقہ سے نازل نہیں ہوتی مگر اس سے اعراض کرتے اور تکذیب واستہزاء ہی کرتے ہیں۔

وَ اِذَا قِیْلَ لَهُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ ۙ قَالَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اَنُطْعِمُ مَنْ لَّوْ یَشَآءُ اللّٰهُ اَطْعَمَهٗۤ ۖ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۷﴾ ۔

اور جب انہیں کہا جائے کہ خرچ کرو اس میں سے جو اللہ نے تمہیں عطا فرمایا تھا تو کافر کہتے ہیں مومنوں کو کیا ہم انہیں کھلائیں جنہیں اگر اللہ چاہتا تو کھلا دیتا تمہارا خیال نہیں مگر کھلی گمراہی ہے۔

اس کے معنی صاحب روح المعانی رحمہ اللہ اس طرح کرتے ہیں:

اِذَا قِیْلَ لَهُمْ بِطَرِیْقِ النَّصِیْحَةِ وَالْاِرْشَادِ اِلٰی مَا فِیْهِ نَفْعُهُمْ اَنْفِقُوْا بَعْضَ مَا اٰتَاکُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ عَلَی الْمُحْتَاجِیْنَ فَاِنَّ ذٰلِکَ مِمَّا یَرُدُّ الْبَلَاءَ وَ یَدْفَعُ الْمَکَارِهَ ۔یعنی جب انہیں بطور نصیحت وخیر اندیشی کہا جاتا ہے ان کے نفع کے لئے کہ کچھ اس میں سے اللہ کے لئے خرچ کرو جو تمہیں اللہ نے دیا اپنے فضل سے محتاجوں پر اس لئے کہ خیرات وصدقات بلائیں دفع کرتے ہیں اور مکروہات ومصائب کو رفع کرتے ہیں۔

تو کافر بطریق استہزاء وتمسخر کرتے ہیں (آپ لوگوں کا تو یہ اعتقاد ہے کہ جسے اللہ چاہے اسے فراخی سے رزق دیتا ہے) تو اللہ چاہتا تو جس کے لئے چاہتا رزق دیتا (ہم اسے کیوں دیں) تم اس خیال میں کھلے گمراہ ہو۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ اِنَّ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِیْ قَوْمٍ مِنَ الزَّنَادِقَةِ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالصَّانِعِ وَاَنْکَرُوْا وُجُوْدَهٗ فَقَوْلُهُمْ لَوْ یَشَآءُ اللّٰهُ مِنْ بَابِ الْاِسْتِهْزَاءِ بِالْمُسْلِمِیْنَ۔ یہ آیت قوم زنادقہ کے لئے نازل ہوئی وہ صانع مطلق پر ایمان نہیں رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے منکر ہو کر بطریق استہزاء مسلمانوں سے یہ کہتے تھے۔

اور زندیق کسے کہتے ہیں اس کی تعریف آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلزِّنْدِیْقُ مُنْکِرُ الصَّانِعِ۔ زندیق وہ ہے جو صانع مطلق کا منکر ہو۔

اور حسن اور ابو خالد رحمہما اللہ سے مروی ہے: اِنَّ الْاٰیَةَ نَزَلَتْ فِی الْیَهُوْدِ اُمِرُوْا بِالْاِنْفَاقِ عَلَی الْفُقَرَآءِ فَقَالُوْا ذٰلِکَ۔

وَ یَقُوْلُوْنَ مَتٰی هٰذَا الْوَعْدُ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۴۸﴾ ۔اور کہتے ہیں کب ہوگا یہ وعدہ پورا اگر تم سچے ہو۔

یہ مطالبہ کفار مشرکین کا اس لئے تھا کہ وہ بعث یعنی مرنے کے بعد اٹھنے اور زندہ ہونے کے منکر تھے تو یہ سوال بطریق استہزاء وانکار تھا۔

اور اس میں ان کا مخاطبہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھا اور مومنین بھی اس مخاطبہ میں شامل تھے۔ اس کا جواب منجانب اللہ عزوجل دیا گیا:

مَا يَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً تَاْخُذُهُمْ وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ ﴿۴۹﴾ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ تَوْصِيَةً وَّ لَآ اِلٰٓى اَهْلِهِمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۵۰﴾۔

یہ وعدہ پورا ہونے کا کیا انتظار کر رہے ہیں مگر ایک چنگھاڑ کا کہ وہ اچانک انہیں پکڑ لے گی ایسے حال میں کہ وہ آپس میں جھگڑ رہے ہوں گے تو وہ کسی قسم کی وصیت بھی نہ کر سکیں گے اور نہ واپس اپنے گھر جا سکیں گے۔

صیحۂ عظیم سے مراد نفخہ صور اولیٰ ہے جس سے روئے زمین کی سب مخلوق ہلاک ہو جائے گی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَهِيَ النَّفْخَةُ الْاُوْلٰى فِي الصُّوْرِ الَّتِيْ يَمُوْتُ بِهَا اَهْلُ الْاَرْضِ۔ اور یہ صیحہ لازمی طور پر ہونے والا ہے یہ اسی کے منتظر ہیں۔

تَاْخُذُهُمْ۔ انہیں یہ جب پکڑے گا تو سب کو ہلاک کر دے گا۔

وَ هُمْ يَخِصِّمُوْنَ۔ يَعْنِيْ يَتَخَاصَمُوْنَ وَ يَتَنَازَعُوْنَ فِيْ مُعَامَلَاتِهِمْ وَ مَتَاجِرِهِمْ لَا يَخْطُرُ بِبَالِهِمْ شَيْءٌ۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم ابن عمر رحمہم اللہ سے راوی ہیں: لَيُنْفَخَنَّ فِي الصُّوْرِ وَالنَّاسُ فِيْ طُرُقِهِمْ وَ اَسْوَاقِهِمْ وَ مَجَالِسِهِمْ حَتّٰى اَنَّ الثَّوْبَ لَيَكُوْنُ بَيْنَ الرَّجُلَيْنِ يَتَسَاوَمَانِ فَمَا يُرْسِلُهٗ اَحَدُهُمَا مِنْ يَدِهٖ حَتّٰى يُنْفَخَ فِيْهِ اَيْ فِي الصُّوْرِ فَيُصْعَقُ مِنْهُ۔ صور جب پھونکا جائے گا تو لوگ اس وقت بازاروں میں، راستوں میں، اپنی بیٹھکوں میں بے فکر بیٹھے ہوں گے حتیٰ کہ کپڑا پھیلائے دکھا رہے ہوں گے تو خریدار ہاتھ سے کپڑا نہ چھوڑ سکے گا کہ نفخۂ صور سے سب ہلاک ہو جائیں گے اس قسم کی اور حدیثیں ہیں جن کا یہی مضمون ہے۔

تو یہ کیفیت ایسی اچانک آئے کہ کسی کو وصیت کرنے یا اپنے اہل و عیال میں جانے کی بھی مہلت نہ ملے گی۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورہ یٰسین - پ ۲۳

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾	اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً قبروں سے اپنے رب کی طرف رینگنے لگیں گے
قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾	کہیں گے ہائے افسوس کس نے ہمیں اٹھا دیا ہماری قبروں سے یہ وہ وعدہ ہے جو رحمان نے کیا تھا اور سچ فرمایا رسولوں نے
اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾	وہ نہ ہوگی مگر ایک ہی چیخ تو فوراً وہ سب ہمارے حضور آ جائیں گے
فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾	تو آج کے دن نہیں ہوگا ظلم کسی جان پر کچھ اور تم نہ دیئے جاؤ گے بدلہ مگر اپنی کرنی کا

Marfat.com

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِىْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾	بے شک جنت والے آج کے دن اپنی عیش میں پھل کھاتے ہوں گے
هُمْ وَ اَزْوَاجُهُمْ فِىْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾	وہ اور ان کی بیویاں سائے میں تخت نشین تکیہ لگائے ہوں گے
لَهُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾	ان کیلئے اس میں پھل ہوں گے اور ان کے لئے سب کچھ ہے جو وہ مانگیں
سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾	سلام ہے ان پر رب رحیم کا کہا ہوا
وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾	اور الگ ہو جاؤ آج کے دن اے مجرمو!
اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِىْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾	تم سے کیا عہد نہ لیا تھا اے ابن آدم میں نے کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ دشمن ہے تمہارا کھلا کھلا
وَّاَنِ اعْبُدُوْنِىْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾	اور میری ہی پرستش کرنا یہ سیدھا راستہ ہے
وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِيْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾	اور بے شک گمراہ کئے تم میں سے اس نے بہت سی خلقت کو کیا تمہیں عقل نہ تھی
هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِىْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾	یہ ہے وہ جہنم جس کا تم سے وعدہ تھا
اِصْلَوْهَا الْيَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾	داخل ہو اس جہنم میں اپنے کفر کے بدلے میں
اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾	آج کے دن ہم مہر کرتے ہیں ان کے مونہوں پر اور بات کریں گے ہم سے ان کے ہاتھ اور شہادت دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کرتے تھے
وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾	اور اگر ہم چاہتے تو مٹا دیتے ان کی آنکھیں تو بعجلت جاتے راستہ کی طرف تو انہیں کیا نظر آتا
وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾	اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں مسخ کر دیتے ان کی جگہ پر تو نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے ہٹتے

حل لغات چوتھا رکوع ۔ سورۃ یٰسین ۔ پ ۲۳

وَ ۔ اور	نُفِخَ ۔ پھونکا جائے گا	فِى ۔ بیچ	الصُّوْرِ ۔ صور کے
فَاِذَا ۔ تو اچانک	هُمْ ۔ وہ	مِّنَ الْاَجْدَاثِ ۔ قبروں سے	اِلٰى ۔ طرف
رَبِّهِمْ ۔ اپنے رب کی	يَنْسِلُوْنَ ۔ رینگیں گے	قَالُوْا ۔ کہیں گے	يٰوَيْلَنَا ۔ ہائے افسوس
مَنْ ۔ کس نے	بَعَثَنَا ۔ اٹھایا ہم کو	مِنْ مَّرْقَدِنَا ۔ ہماری خوابگاہوں سے	
هٰذَا ۔ یہ	مَا ۔ وہ ہے جو	وَعَدَ ۔ وعدہ دیا	الرَّحْمٰنُ ۔ رحمٰن نے

Marfat.com

وَ۔اور	صَدَقَ۔سچ کہا	الْمُرْسَلُوْنَ۔پیغمبروں نے	اِنْ۔نہیں
کَانَتْ۔ہوگی	اِلَّا۔مگر	صَیْحَۃً۔چنگھاڑ	وَّاحِدَۃً۔ایک
فَاِذَا۔تواچانک	ھُمْ۔وہ	جَمِیْعٌ۔سب	لَّدَیْنَا۔ہمارے پاس
مُحْضَرُوْنَ۔حاضر کیے جائیں گے	فَالْیَوْمَ۔تو آج	لَا۔نہ	تُظْلَمُ۔ظلم کیا جائے گا
نَفْسٌ۔کوئی آدمی	شَیْئًا۔کچھ بھی	وَّ۔اور	لَا۔نہ
تُجْزَوْنَ۔بدلہ دیئے جاؤ گے	اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	کُنْتُمْ۔تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے	اِنَّ۔بے شک	اَصْحٰبَ الْجَنَّۃِ۔جنت والے	الْیَوْمَ۔آج
فِیْ۔بیچ	شُغُلٍ۔عیش کے	فٰکِھُوْنَ۔خوش ہوں گے	ھُمْ۔وہ
وَ۔اور	اَزْوَاجُھُمْ۔ان کی بیویاں	فِیْ۔بیچ	ظِلٰلٍ۔سایوں کے
عَلَی۔اوپر	الْاَرَآئِکِ۔تختوں کے	مُتَّکِـُٔوْنَ۔تکیہ لگائے ہوں گے	لَھُمْ۔ان کیلئے
فِیْھَا۔اس میں	فَاکِھَۃٌ۔میوے ہوں گے	وَّ۔اور	لَھُمْ۔ان کیلئے
مَّا۔وہ ہو جو	یَدَّعُوْنَ۔مانگیں گے	سَلٰمٌ۔سلام کی	قَوْلًا۔بات ہوگی
مِّنْ رَّبٍّ۔رب	رَّحِیْمٍ۔رحیم سے	وَ۔اور	امْتَازُوا۔الگ ہو جاؤ
الْیَوْمَ۔آج	اَیُّھَا۔اے	الْمُجْرِمُوْنَ۔مجرمو	اَ۔کیا
لَمْ۔نہ	اَعْھَدْ۔عہد لیا میں نے	اِلَیْکُمْ۔تم سے	یٰبَنِیْٓ۔اے اولاد
	اٰدَمَ۔آدم	اَنْ۔یہ کہ	لَّا۔نہ
تَعْبُدُوا۔عبادت کرو	الشَّیْطٰنَ۔شیطان کی	اِنَّہٗ۔بے شک وہ	لَکُمْ۔تمہارا
عَدُوٌّ۔دشمن ہے	مُّبِیْنٌ۔کھلا کھلا	وَّ۔اور	اَنِ۔یہ کہ
اعْبُدُوْ۔عبادت کرو	نِیْ۔میری	ھٰذَا۔یہ ہے	صِرَاطٌ۔راستہ
مُّسْتَقِیْمٌ۔سیدھا	وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	اَضَلَّ۔گمراہ کیا اس نے
مِنْکُمْ۔تم میں سے	جِبِلًّا۔خلقت	کَثِیْرًا۔بہت کو	اَفَلَمْ۔کیا نہیں
تَکُوْنُوْا۔تھے تم	تَعْقِلُوْنَ۔سوچتے	ھٰذِہٖ۔یہ ہے	جَھَنَّمُ۔وہ جہنم
الَّتِیْ۔کہ جس کا	کُنْتُمْ۔تھے تم	تُوْعَدُوْنَ۔وعدہ دیئے جاتے	اِصْلَوْ۔داخل ہو
ھَا۔اس میں	الْیَوْمَ۔آج	بِمَا۔بدلہ اس کا کہ	کُنْتُمْ۔تھے تم
تَکْفُرُوْنَ۔کفر کرتے	اَلْیَوْمَ۔آج	نَخْتِمُ۔ہم مہر کریں گے	عَلٰٓی۔اوپر
اَفْوَاھِھِمْ۔ان کے مونہوں کے	وَ۔اور	تُکَلِّمُنَا۔بولیں گے ہم سے	اَیْدِیْھِمْ۔ان کے ہاتھ
وَ۔اور	تَشْھَدُ۔گواہی دیں گے	اَرْجُلُھُمْ۔ان کے پاؤں	بِمَا۔بدلہ اس کا کہ
کَانُوْا۔تھے	یَکْسِبُوْنَ۔کمائی کرتے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر

Marfat.com

نَشَآءُ۔ہم چاہیں	لَطَمَسْنَا۔تو مٹادیں	عَلٰٓی۔ان کی	اَعْيُنِهِمْ۔آنکھیں
فَاسْتَبَقُوا۔تو دوڑیں	الصِّرَاطَ۔راستہ کی طرف	فَاَنّٰى۔تو کہاں	يُبْصِرُوْنَ۔دیکھیں گے
وَ۔اور	لَوْ۔اگر	نَشَآءُ۔ہم چاہیں	لَمَسَخْنٰهُمْ۔تو مسخ کردیں ان کو
عَلٰی۔اوپر	مَكَانَتِهِمْ۔ان کی جگہ کے	فَمَا۔تو نہ	اسْتَطَاعُوْا۔طاقت رکھیں
مُضِيًّا۔آگے بڑھنے کی	وَّ۔اور	لَا۔نہ	يَرْجِعُوْنَ۔پیچھے ہٹنے کی

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔سورۃ یٰسین۔پ ۲۳

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ۔

اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً وہ قبروں سے اپنے رب کی طرف گرتے پڑتے پہنچیں گے کہیں گے ہائے افسوس کس نے اٹھادیا ہمیں ہمارے مرقد سے۔

یہ نفخۂ ثانیہ کا ذکر ہے پہلا نفخہ تمام کو ہلاک کرے گا اور دوسرا نفخہ مردوں کو جلانے اور اٹھانے کے لئے ہوگا اور یہ دونوں نفخوں کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہوگا۔اس وقت کفار کہیں گے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔یعنی اے افسوس ہمیں کس نے سوتے ہوئے جگادیا اپنی خواب گاہ سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں نفخوں کے مابین یہ چالیس سالہ مدت ان کے لئے سوئے رہنے کی ہوگی اس مدت میں انہیں کوئی عذاب نہ ہوگا جب دوسرے نفخہ کے بعد جاگیں گے اور احوال قیامت دیکھیں گے تو گھبرا کر چیخیں گے اور کہیں يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔

اس وقت ان امور کا جن کا تعلق بعث ونشر سے ہے اقرار کریں گے لیکن اب یہ اقرار ان کے لئے موجب نجات نہ ہوگا چنانچہ وہ سراسیمگی اور پریشانی میں کہیں گے۔

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ﴿۵۲﴾ ۔

یہ وہ ہے جس کا رحمان نے وعدہ فرمایا اور رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

لیکن ان کا یہ کہنا اس وقت کوئی فائدہ نہ دے گا یہ کہنا ایسے ہی ہے جیسے فرعون نے غرق کے وقت اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِيْٓ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ کہا تھا یہ آواز نفخہ ثانیہ کے موقع پر ایک ہولناک ہوگی۔چنانچہ ارشاد ہے:

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ﴿۵۳﴾ ۔

نہیں ہوگی وہ آواز مگر چیخ تو فوراً سب کے سب ہمارے حضور حاضر ہوجائیں گے تاکہ ان سے ان کے اعمال کا حساب لیا جائے اور انہیں یہ بھی فرمادیا جائے۔

فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۴﴾ اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْيَوْمَ فِيْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ ۔

آج کے دن کسی جان پر ظلم نہ ہوگا مگر تمہیں اپنی کرنی کا بدلہ دیا جائے گا بے شک جنت والے آج کے دن عیش میں پھل

کھاتے ہوں گے۔

یعنی انواع واقسام کی نعمتوں کے متمتع ہوں گے اور قسم قسم کی خوشیاں انہیں ہوں گی۔ یہ شغل ان کے لئے ہوں گے۔ کہیں حسینان جنت کے طرب انگیز نغمات ہوں گے اور کہیں انعمہ واطعمہ لذیذہ ہوں گے جن کو پہلے کبھی دیکھا سنا نہ ہوگا۔ اور پھر کہیں سبزہ زار کی دلنواز فضائیں فرحت انگیز ہوائیں انہیں خوش کریں گی۔

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآىِٕكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّ لَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾۔

وہ جنتی اور ان کی بیویاں سایوں میں ہوں گے تخت پر تکیہ لگائے ان کے لئے اس میں میوے ہیں اور ان کے لئے ہے اس میں جو مانگیں گے ان پر سلام ہوگا رب تعالیٰ رحم والے کا فرمایا ہوا۔

یعنی جنت میں زریں تخت ہوں گے جن پر مسند زریں لگی ہوگی ان پر جنتی اور ان کی بیویاں ہوں گی اور اللہ عزوجل کی طرف سے ان پر سلام اور امن وامان کی بشارتیں ہوں گی یہ بواسطہ ملائکہ علیہم السلام ہوں گی یا اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے بشارتیں ہوں گی۔

وَامْتَازُوا الْیَوْمَ اَیُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾۔ اور آج کے دن جدا جدا ہو جاؤ اے مجرمو!

جس وقت مومن جنت کی طرف روانہ ہوں اس وقت یہ حکم جہنمیوں کو دیا جائے کہ وہ راہ میں نہ کھڑے رہو الگ الگ پھٹ جاؤ اور مومنین کے ساتھ نہ رہو۔

ایک قول یہ ہے کہ جہنمیوں کو حکم ہوگا کہ جہنم میں الگ الگ اپنے مقام عذاب میں چلے جاؤ۔

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾۔

کیا تم سے عہد نہ لیا تھا اے بنی آدم اس کا کہ شیطان کو نہ پوجو گے بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی بندگی کرنا یہ سیدھی راہ ہے۔

یعنی بوساطت انبیاء کرام تم سے کیا یہ عہد نہ لیا تھا کہ شیطان کی پرستاری نہ کرنا وہ تمہارا دشمن ہے اور میری عبادت میں کسی کو شریک نہ کرنا مگر تم نے عہد شکنی کی اور میرے سوا اس کی اطاعت کی۔

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾۔

اور بے شک گمراہ کر دیا تم میں سے بہت سی خلقت کو تو کیا تمہیں عقل نہ تھی۔

یعنی اس کے بہکانے گمراہ کرنے کا تمہیں شعور نہ ہوا۔ اس کے بعد جب وہ جہنم میں چلے جائیں گے تو پھر ان سے کہا جائے گا۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾۔

یہ وہ جہنم ہے جس کا تم سے وعدہ تھا آج کے دن اس میں جاؤ یہ بدلہ ہے تمہارے کفر کا۔

یعنی اب بھگتو جیسا تم نے کیا اس کی سزا اب برداشت کرو اور آج تمہیں انکار واقرار کا موقع نہیں ہے اس لئے کہ

Marfat.com

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٦٥﴾ ـ

آج مہر کردیں گے ہم ان کے مونہوں پر اور ان کے ہاتھ ہم سے بات کریں گے اور ان کے پیران کے کرتوت کی گواہی دیں گے۔

مہر تو منہ پر اسی لئے لگائی جائے گی کہ وہ بول نہ سکیں اور جھوٹا جواب نہ دے سکیں کہ ہم مشرک نہ تھے اور ہم نے رسولوں کو نہیں جھٹلایا۔ اس کی شہادت ان کے ہاتھ پیر دیں گے اور بتائیں گے کہ انہوں نے فلاں بت کو پوجا فلاں پتھر کو پوجا۔

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓى اَعْيُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰى يُبْصِرُوْنَ ﴿٦٦﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰى مَكَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِيًّا وَّلَا يَرْجِعُوْنَ ﴿٦٧﴾ ع ـ

اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے پھر عجلت سے راستہ کی طرف جاتے تو انہیں کچھ نہ سوجھتا اور اگر ہم چاہتے تو انہیں ان کی جگہ ان کی صورتیں مسخ کر دیتے تو نہ آگے بڑھ سکتے نہ پیچھے لوٹ سکتے۔

یعنی اندھا کرنا علیحدہ ہے یہاں طمس عین فرمایا کہ آنکھوں کا نشان بھی نہ رہتا لیکن ایسا نہیں کیا گیا بلکہ اپنے فضل سے نعمت بصر ان کے پاس رہی اور ان کی صورت بھی مسخ کر کے انہیں بندر اور سور نہ بنایا بلکہ انہیں مہلت دی۔

بعض لغات نادرہ کی تفصیل

اَلْاَجْدَاثِ۔ جدث کی جمع ہے قبر کو کہتے ہیں۔

يَنْسِلُوْنَ۔ نسلان سے مشتق ہے۔ تیزی سے چلنے کے معنی میں مستعمل ہے۔

مَّرْقَدِ۔ مصدر میمی ہے یا ظرف مکان۔ یہ رقاد سے مشتق ہے اور رقاد سونے کو کہتے ہیں۔

فِيْ شُغُلٍ۔ شغل اس حالت کو کہتے ہیں جو آدمی کو اور طرف متوجہ ہونے سے روک دے اس میں تین لغت ہیں: شُغُلٍ بِضَمَّتَيْنِ – شَغَلٍ بِفَتْحَتَيْنِ – شُغْلٍ بِضَمِّ شِيْنٍ وَ سُكُوْنِ غَيْنٍ۔

ظِلٰلٍ۔ جمع ظل کی ہے۔ سایہ کے معنی میں مستعمل ہے۔

وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُوْنَ۔ اصل میں يَدْتَعِوُوْنَ بروزن يَحْتَسِبُوْنَ۔ ت کو دال سے بدل کر دال میں ادغام کیا واؤ کا ضمہ ماقبل کو دے دیا اجتماع ساکنین کی وجہ سے ایک واؤ حذف ہو گیا۔

سَلٰمٌ قَوْلًا۔ بایں معنی ہیں: يُقَالُ لَهُمْ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ۔

جِبِلًّا كَثِيْرًا۔ جبل۔ ج۔ ب۔ ل مشدد سے مرکب ہے یہ ہمیشہ اجتماع کے معنی دیتا ہے مخلوق کو جبل اسی واسطے کہا گیا کہ اس میں اجسام کا اجتماع ہوتا ہے۔ چنانچہ جس بکری کے تھنوں میں دودھ جمع ہوتا ہو اسے شاۃ جبلا کہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ یٰسین۔ پ ۲۳

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَاِذَا هُمْ مِّنَ الْاَجْدَاثِ اِلٰى رَبِّهِمْ يَنْسِلُوْنَ ﴿٥١﴾ ـ

اور پھونکا جائے گا صور تو فوراً وہ سب اپنی قبروں سے نکل کر جلدی جلدی اپنے رب کی طرف چلیں گے۔

یہ نفخہ ثانیہ کا ذکر ہے اس میں اور پہلے نفخہ میں چالیس سال کی مدت کا فرق ہو گا۔

اور اجداث جدث کی جمع ہے۔ جدث قبر کو کہتے ہیں۔ اجداث سے مراد قبریں ہیں۔ جَدَثٌ بِفَتْحَتَيْنِ۔ اِلٰى

Marfat.com

رَبِّهِمْ۔ یعنی مالک امر کی طرف

يَنْسِلُوْنَ۔ يُسْرِعُوْنَ بِطَرِيْقِ الْاِجْبَارِ۔ یعنی جلدی جلدی حکم الٰہی عزوجل سے مجبور ہو کر چلیں گے۔

قَالُوْا يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا ؔ۔

بولیں گے اے افسوس کس نے اٹھادیا ہماری خوابگاہ سے۔

مَرْقَدْ مصدر میمی ہے یا ظرف مکان ہے اور یہاں مفرد کہہ کر جمع مراد ہے یعنی مرقد سے مراقد مراد ہے اور مرقد سے مراد مقام استراحت ہے۔

وَ يَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ الْمَرْقَدُ عَلٰى حَقِيْقَةٍ وَالْقَوْمُ لِاخْتِلَاطِ عُقُوْلِهِمْ ظَنُّوْا اَنَّهُمْ كَانُوْا نِيَامًا وَّ لَمْ يَكُنْ لَهُمْ اِدْرَاكٌ بِعَذَابِ الْقَبْرِ لِذٰلِكَ فَاسْتَفْهَمُوْا عَنْ مَوْقَظِهِمْ۔ یہ بھی جائز ہے کہ مرقد سے مراد حقیقی ہو اور اختلاط عقول سے وہ یہ گمان کریں کہ سو رہے ہیں اور انہیں اس مدت میں ادراک عذاب قبر ہی نہ ہو تو وہ نفحہ ثانیہ پر یہ سمجھیں کہ سوتے سے اب جاگے ہیں تو اس وقت يٰوَيْلَنَا کہیں۔

اور فریابی عبد اللہ بن حمید اور ابن جریر اور ابن منذر اور ابن حاتم رحمہم اللہ ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: يَنَامُوْنَ قَبْلَ الْبَعْثِ نَوْمَةً۔ نفحہ ثانیہ سے قبل وہ سو رہے تھے جن کی مدت پہلی روایتوں میں چالیس سال تک ہے۔

اور ابن عباس فرماتے ہیں: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يَرْفَعُ عَنْهُمُ الْعَذَابَ بَيْنَ النَّفْخَتَيْنِ فَيَرْقُدُوْنَ فَاِذَا بُعِثُوْا بِالنَّفْخَةِ الثَّانِيَةِ وَ شَاهَدُوا الْاَهْوَالَ قَالُوْا ذٰلِكَ۔ اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے مابین عذاب اٹھالے گا تو وہ سو جائیں گے تو جب وہ اٹھائے جائیں گے نفحہ ثانیہ سے اور اہوال قیامت دیکھیں گے تو یہ کہیں گے يٰوَيْلَنَا مَنْۢ بَعَثَنَا مِنْ مَّرْقَدِنَا۔ اور سب کچھ دیکھ کر تصدیقاً کہیں گے لیکن وہ تصدیق انہیں اس وقت فائدہ نہ دے گی۔

هٰذَا مَا وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَصَدَقَ الْمُرْسَلُوْنَ ۝۵۲ یہ ہے وہ جو رحمٰن نے وعدہ دیا اور اس کے رسولوں نے سچ فرمایا تھا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَىْ هٰذَا الَّذِىْ وَعَدَ الرَّحْمٰنُ وَالَّذِىْ صَدَّقَهُ الْمُرْسَلُوْنَ اَىْ فِيْهِ مِنْ قَوْلِهِمْ صَدَّقْتُ زَيْدًا۔ یعنی یہ وہ ہے جس کا وعدہ رحمٰن یعنی رب العزت جل مجدہ نے دیا اور وہ ہے جس کی مرسلین کرام نے تصدیق کی۔

اور ابن زید کہتے ہیں: هٰذَا الْجَوَابُ مِنْ قِبَلِ الْكُفَّارِ عَلٰى اَنَّهُمْ اَجَابُوْا اَنْفُسَهُمْ حَيْثُ تَذَكَّرُوْا مَا سَمِعُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ یہ کفار کی جانب سے کہا جائے گا جبکہ انہیں انبیاء کرام کی نصیحتیں یاد آئیں گی۔

اِنْ كَانَتْ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَاِذَا هُمْ جَمِيْعٌ لَّدَيْنَا مُحْضَرُوْنَ ۝۵۳ فَالْيَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْـًٔا وَّلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۝۵۴۔

یہ نفحہ نہ ہوگا مگر چنگھاڑ ایک تو فوراً سب ہمارے حضور حاضر ہوں گے تو آج کے دن کسی جان پر ظلم نہ ہوگا کچھ اور انہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اسی کا جو وہ کر گئے تھے۔

اِنْ كَانَتْ۔ کے معنی مَا كَانَتْ ہیں یہاں ان نافیہ ہے اور صیحہ وہ آواز ہے جو نفحہ اسرافیل سے پیدا ہوگی۔

اور ایک قول ہے کہ اس نفحہ میں اَيَّتُهَا الْعِظَامُ النَّخِرَةُ وَالْاَوْصَالُ الْمُنْقَطِعَةُ وَالشُّعُوْرُ الْمُتَمَزِّقَةُ اِنَّ اللّٰهَ

Marfat.com

تَعَالٰی یَاْمُرُکُنَّ اَنْ تَجْتَمِعْنَ لِفَصْلِ الْقَضَآءِ۔ آواز ہوگی: اے گلی ہوئی ہڈیو اور علیحدہ کئے ہوئے جوڑو اور خاک میں ملے ہوئے بالو! اللہ حکم فرماتا ہے کہ تم سب جمع ہو جاؤ۔

اس آواز کے بعد حساب کے لئے طرفۃ العین میں سب جمع ہو جائیں گے پھر ارشاد ہوگا:

فَالْیَوْمَ لَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَیْئًا۔ تو آج تم ذرہ بھر ظلم نہ کئے جاؤ گے۔

اور تمہارے اعمال نیک و بد کا تمہیں بدلہ ملے گا اب ظاہر ہے کہ جیسا دنیا کی زندگی میں کیا ہوگا۔ ویسا ہی بدلہ ملے گا مگر۔ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ اور یُوَفِّی الْمُؤْمِنُوْنَ اُجُوْرَهُمْ وَیَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ۔ سے معلوم ہوتا ہے کہ مومنین و صابرین کے اجر کا کوئی حساب ہی نہیں اور مومنین کے اجر پر اضعاف مضاعفہ کا وعدہ ہے تو کیا مشرکین کے بداعمال پر بھی وَیَزِیْدُهُمْ ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کریم میں نیکیوں کی جزا پر ازدیاد اجر ہے اور مشرکین کی زجر پر مثل جرم و سزا ہے یہ رحمت خاص ہے جیسا کہ ارشاد ہے: مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَلَا یُجْزٰۤی اِلَّا مِثْلَهَا۔ نیکی کا بدلہ دس گنا ہے اور برائی کا اس کی مثل۔ وہی یہاں ارشاد ہے: وَلَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کے مطابق ہی تمہیں بدلہ ملے گا۔ چنانچہ آلوسی فرماتے ہیں: اِنَّ الصَّالِحَ لَا یُنْقَصُ ثَوَابُهٗ وَالطَّالِحَ لَا یَزِیْدُ عِقَابُهٗ۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ اَصْحٰبَ الْجَنَّةِ الْیَوْمَ فِیْ شُغُلٍ فٰكِهُوْنَ ﴿۵۵﴾ هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾ لَهُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا یَدَّعُوْنَ ﴿۵۷﴾ سَلٰمٌ ۟ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ ﴿۵۸﴾۔

بے شک جنت والے اپنی عیش میں ایسے مسرور ہوں گے کہ انہیں جہنمیوں کے مصائب کی طرف التفات ہی نہ ہوگا تو اپنی مسندوں پر اپنی بیویوں کے ساتھ ٹھنڈے سایہ میں تکیہ لگا کر بیٹھے ہوں گے ان کے لئے ہر قسم کے پھل اور میوے ہوں گے اور جو وہ چاہیں گے سلام کی آوازیں ان کے رب رحیم کی طرف سے آئیں گی۔

شغل کی تعریف یہ ہے کہ وہ ایسے حال میں منہمک ہوں گے کہ اپنے عیش کے سوا سب سے بے خبر ہوں گے۔

وَالشُّغُلُ هُوَ الشَّانُ الَّذِیْ یَصُدُّ الْمَرْءَ وَیُشْغِلُهٗ عَمَّا سِوَاهُ مِنْ شُئُوْنِهٖ بِكَوْنِهٖ اَنَّهُمْ عِنْدَهٗ مِنَ الْكُلِّ اِمَّا لِاِیْجَابِهٖ كَمَالَ الْمُسِرَّةِ اَوْ كَمَالَ الْمُسَاءَةِ۔

ابن کیسان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ضِیَافَةُ اللّٰهِ وَ هِیَ یَوْمُ الْجُمُعَةِ فِی الْفِرْدَوْسِ الْاَعْلٰی عِنْدَ كَثِیْبِ الْمِسْكِ وَ هُنَاكَ یَتَجَلّٰی سُبْحَانَهٗ لَهُمْ فَیَرَوْنَهٗ جَلَّ شَانُهٗ جَمِیْعًا۔ وہ ایک دعوت منجانب اللہ جمعہ کے روز ہوا کرے گی فردوس اعلیٰ میں اور مشکی ٹیلوں پر جنتی بیٹھے ہوں گے تو اس وقت اللہ تعالیٰ اپنی تجلی سب پر فرمائے گا۔

حرمیان اور ابوعمر و رحمہما اللہ شُغُل کو بضم شین وسکون الغین پڑھتے ہیں۔

اور حجازی قرأت میں شُغُلٍ بِضَمَّتَیْنِ ہے جیسا کہ فراء کہتے ہیں۔

اور مجاہد اور ابو سمال اور ابن ہبیرہ ابن خالویہ رحمہم اللہ سے ناقل ہیں کہ وہ شَغَلٍ بِفَتْحَتَیْنِ بتاتے ہیں۔

اور ابوالفضل رازی رحمہ اللہ شَغْلٍ بِفَتْحِ شِیْنٍ وَ اِسْكَانِ الْغَیْنِ پڑھتے ہیں۔

هُمْ وَاَزْوَاجُهُمْ فِیْ ظِلٰلٍ۔ وہ اور ان کی بیویاں سایہ میں ہوں گے۔

Marfat.com

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ اَنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ الظِّلَّ بِالْمَعْنَى الَّذِیْ تُعْتَبَرُ فِیْهِ الشَّمْسُ لَا یُتَصَوَّرُ فِی الْجَنَّةِ اِذْ لَا شَمْسَ فِیْهَا۔ تو جانتا ہے کہ ظل بمعنی سایہ جو سورج سے مانا جاتا ہے وہ یہاں متصور نہیں ہے۔ اس لئے کہ جنت میں سورج نہیں ہوگا۔ سورج تو دنیا میں ہی ہے۔

چنانچہ ابن قیم رحمہ اللہ اپنی کتاب حاوی الارواح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اَنَّهٗ سُئِلَ مَا اَرْضُ الْجَنَّةِ قَالَ مَرْمَرَةٌ بَیْضَآءُ مِنْ فِضَّةٍ كَاَنَّهَا مِرْاٰةٌ قِیْلَ وَ مَا نُوْرُهَا قَالَ اَمَا رَاَیْتَ السَّاعَةَ الَّتِیْ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ فَذٰلِكَ نُوْرُهَا اِلَّا اَنَّهَا لَیْسَ فِیْهَا شَمْسٌ وَّ لَا زَمْهَرِیْرٌ۔ سوال کیا گیا جنت کی زمین کیسی ہوگی فرمایا مرمر کے رنگ پر سفید چاندی کی گویا کہ آئینہ ہے عرض کیا گیا اور اس میں نور کس چیز کا ہوگا فرمایا جیسے ساعت نہار دیکھی جاتی ہے طلوع شمس سے قبل تو ایسا ہی وہاں نور ہوگا مگر وہاں سورج بھی نہ ہوگا اور سخت سردی بھی نہ ہوگی اور ایسا ہی ابن عطیہ نے کہا۔

اور حدیث میں ہے: مَا یَدُلُّ عَلٰی اَنَّ حَوْرَاءَ مِّنْ حُوْرِ الْجَنَّةِ لَوْ ظَهَرَتْ لَاَضَآءَتْ مِنْهَا الدُّنْیَا۔ اگر حور عین جنت والی اگر اپنا حسن ظاہر کر دے تو دنیا روشن و منور ہو جائے۔

اور ابن ماجہ میں اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے ایک حدیث ہے: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَاھَلْ مُشْمِرٌ لِلْجَنَّةِ فَاِنَّ الْجَنَّةَ لَاخَطَرَ لَهَا - اَیْ لَاعَدْلَ وَلَا مَثَلَ وَ هِیَ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ نُوْرٌ یَتَلَالَأُ اَلْحَدِیْثَ۔

شیخین کی روایت میں ہے: اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ فِی الْجَنَّةِ شَجَرَةً یَّسِیْرُ الرَّاكِبُ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ لَا یَقْطَعُهَا فَاقْرَءُوْا اِنْ شِئْتُمْ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جنت میں ایک درخت ہے کہ گھوڑے سوار اس کے سایہ میں سو برس تک جائے گا اور وہ سایہ منقطع نہ ہوگا اگر چاہو تو قرآن میں پڑھ لو: وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ اس کا سایہ بڑھتا ہوا ہو۔

اور ابن ابی الدنیا رحمہ اللہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیہ کریمہ کی تفسیر میں راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ اَلظِّلُّ الْمَمْدُوْدُ شَجَرَةٌ فِی الْجَنَّةِ عَلٰی سَاقٍ قَدْرَ مَا یَسِیْرُ الرَّاكِبُ الْمُجِدُّ فِیْ ظِلِّهَا مِائَةَ عَامٍ فِیْ كُلِّ نَوَاحِیْهَا۔ وہ ظل ممدود اس جنت کے درخت کا سایہ ہوگا جس کی مقدار یہ ہوگی کہ اس کے سایہ میں سوار سو برس تک جا سکے گا۔

عَلَى الْاَرَآئِكِ مُتَّكِـُٔوْنَ ﴿۵۶﴾۔ مسندوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں۔

الْاَرَآئِكِ۔ اَرِیکہ کی جمع ہے اور یہ سریر کا دوسرا نام ہے۔

وَ قِیْلَ الْوِسَادَةُ۔ ایک قول ہے کہ وہ وسادہ ہے یعنی گاؤ تکیہ کما قال الطبرسی۔

وَقَالَ الزُّهْرِیُّ كُلُّ مَا اُتُّكِئَ عَلَیْهِ فَهُوَ اَرِیْكَةٌ۔ ہر وہ چیز جس کا تکیہ لگایا جائے وہ اریکہ ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَا تَكُوْنُ اَرِیْكَةً حَتّٰى یَكُوْنَ السَّرِیْرُ فِی الْحَجَلَةِ فَاِنْ كَانَ سَرِیْرٌ بِغَیْرِ حَجَلَةٍ لَا تَكُوْنُ اَرِیْكَةً وَاِنْ كَانَتْ حَجَلَةً بِغَیْرِ سَرِیْرٍ وَلَمْ تَكُنْ اَرِیْكَةً فَالسَّرِیْرُ فِی الْحَجَلَةِ اَرِیْكَةٌ۔ جب تک مسہری پردہ دار نہ ہو اس وقت تک اریکہ نہیں کہا جاتا اور اگر چارپائی بغیر مسہری کے ہو تو وہاں اریکہ نہیں ہوتا تو چارپائی معہ مچھر دانی کے جہاں ہو وہاں اریکہ ہوتا ہے۔

Marfat.com

اورحاوی الرواح میں ہے: لَا تَکُوْنُ اَرِیْکَۃً اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ السَّرِیْرُ فِی الْحَجْلَۃِ وَاَنْ یَکُوْنَ عَلَی السَّرِیْرِ فَرَاشٌ وَ فِی الصِّحَاحِ اَلْاَرِیْکَۃُ سَرِیْرٌ مُنَجَّدٌ مُّزَیَّنٌ فِیْ قُبَّۃٍ اَوْ بَیْتٍ۔ اریکہ نہیں ہوتا مگراس سریر پر جو مسہری کے پردوں میں ہواگر چہ سریر پر بستر ہواور صحاح میں ہے کہ اریکہ چارپائی کومزین کرنے والا ہے جو قبہ میں یا گھر میں ہو۔

وَ قَالَ الرَّاغِبُ اَلْاَرِیْکَۃُ حَجْلَۃٌ عَلَی السَّرِیْرِ وَالْجَمْعُ اَرَائِکُ۔ اریکہ مسہری ہے جو چارپائی پر ہوتے ہیں اوراس کی جمع ارائک ہے۔

وَ یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ اَھْلَ الْجَنَّۃِ تَارَۃً یَتَّکِئُوْنَ عَلَی الْاَرَائِکِ وَ اُخْرٰی یَتَّکِئُوْنَ عَلَی السَّرِیْرِ الَّتِیْ لَیْسَتْ بِاَرَائِکَ وَسَیَاْتِیْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ مَاوَرَدَ فِیْ وَصْفِ سُرَرِھِمْ رَزَقَنَا اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِیَّاکُمْ الْجُلُوْسَ عَلٰی ھَاتِیْکَ السُّرُرِ وَالْاِتِکَآءَ مَعَ الْاَزْوَاجِ عَلَی الْاَرَائِکِ۔

اور یہ جائز ہے اگر کہا جائے کہ اہل جنت کبھی ارائک پر تکیہ لگائے ہوں اور کبھی چار پایوں پر بغیر تکیہ ہوں اوراس کی مفصل بحث غالباً سورۂ دہر میں آئے گی۔ ان شاء اللہ جو کچھ اوصاف سرر ہیں اللہ عزوجل ہمیں اور تمہیں ان مسہریوں پر بیٹھنا لیٹنا نصیب کرے اپنے جوڑوں کے ساتھ۔

اور یہ ظاہر ہے کہ ازواج سے مراد وہی ازواج مومنات ہیں جو ایمان واعمال صالحات کے ساتھ دنیا میں تھیں۔

اورایک قول یہ بھی ہے کہ ازواج سے مراد وہ ازواج ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے ہمارا تزوج فرمایا اوروہ حورعین ہیں۔

اوروہ بیویاں جومومنہ تھیں اوران کے خاوند کفار تھے وہ تو ہمیشہ کے لئے جہنم میں جائیں اوروہ مومنہ بیویاں جنت میں جائیں گی جیسے فرعون کی بیوی حضرت آسیہ۔

ان کی بابت حدیث میں آیا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج میں ہوں گی چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَقَدْ جَآءَ فِی الْاَخْبَارِ اَنَّھَا تَکُوْنُ زَوْجَۃَ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيمٍ ﴿٥٨﴾

ان کے لئے اس جنت میں پھل ہوں گے اوران کے لئے ہروہ نعمت ہوگی جو وہ چاہیں گے اور سلام اللہ کے فرمان سے ان کے رب رحیم کا۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بَیَانٌ لِّمَا یَتَمَنَّوْنَ بِہٖ فِی الْجَنَّۃِ مِنَ الْمَاٰکِلِ وَالْمَشَارِبِ وَ مَا یَتَلَذَّذُوْنَ بِہٖ مِنَ الْمَلَاذِ الْجِسْمَانِیَّۃِ وَالرُّوْحَانِیَّۃِ۔ اس میں اس امر کا بیان ہے کہ جنت میں جنتی جس چیز کی تمنا اور خواہش کریں گے کھانے کی اشیاء اور پینے کی چیزوں کی اور جو چیزیں تلذذ جسمانی اور روحانی کی ہیں سب انہیں حاصل ہوں گی۔

آگے فرماتے ہیں: فَکَاَنَّہٗ قِیْلَ اِذَا کَانَ حَالُھُمْ مَّا ذُکِرَ فَکَیْفَ یَصْنَعُوْنَ فِیْ اَمْرِ مَاٰکِلِھِمْ فَاُجِیْبَ بِقَوْلِہٖ سُبْحٰنَہٗ وَ تَعَالٰی لَھُمْ فِیْھَا فَاکِھَۃٌ۔ تو گویا کہا گیا کہ جب یہ حال ان کا ہوگا جیسا کہ بیان ہو چکا تو کیسے ان کے اکل وشرب کا حال ہوگا تو آیہ کریمہ میں جواب دیا گیا:

لَهُمْ فِيهَا فَاكِهَةٌ وَّلَهُمْ مَّا يَدَّعُونَ ﴿٥٧﴾ ۔ اَیْ مَا یَدَّعُوْنَ بِہٖ لِاَنْفُسِھِمْ اَیْ لَھُمْ کُلُّ مَا یَطْلُبُہٗ اَحَدٌ لِنَفْسِہٖ۔ یعنی جو وہ چاہیں اپنے نفسوں کے لئے۔

Marfat.com

یَدَّعُوْنَ۔ اصل میں یَدْتَعِیُوْنَ بروزن یفتعلون تھا۔ یدعون۔ صیغہ جمع مذکر غائب باب افتعال سے ہے اس کی اصل یدتعیون ہے۔ دال واقع ہوئی باب افتعال کے ف کلمہ میں تاء افتعال کو دال سے بدل دیا یَدَّعِیُوْنَ ہو گیا۔ پھر ضمہ یا پر بعد کسرہ کے ثقیل تھا اسے دور کرنے کے بعد عین کلمہ کو ضمہ دے دیا پھر اجتماع ساکنین یا اور واؤ میں ہوا اس لئے یا گرا دی یدعون ہو گیا۔

اور ابوعبیدہ رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْعَرَبُ تَقُوْلُ اُدْعُ اِلَیَّ مَا شِئْتَ بِمَعْنٰی تَمَنَّ۔ عرب کہتے ہیں: اُدْعُ عَلَیَّ مَا شِئْتَ یعنی تَمَنَّ عَلَیَّ مَا شِئْتَ مانگ کیا مانگتا ہے کہتے ہیں۔

زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: ھُوَ مَاْخُوْذٌ مِّنَ الدُّعَآءِ اَیْ کُلُّ مَا یَدْعُوْہُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ یَاْتِیْھِمْ۔ مَّا یَدَّعُوْنَ دعا سے ماخوذ ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ جو کچھ وہ مانگیں گے انہیں ملے گا۔ اور قرآن کریم میں دوسری جگہ واضح طور پر ارشاد ہے وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ تمہارے لئے اس جنت میں ہے جو تمہارا دل چاہے اور جو تم چاہو وہ ملے گا۔

سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾۔ رب رحیم کا کلام سلام کے ساتھ ہو گا۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ سَلَامٌ یُقَالُ لَھُمْ قَوْلًا مِّنْ جِھَۃِ رَبٍّ رَحِیْمٍ اَیْ یُسَلِّمُ عَلَیْھِمْ مِنْ جِھَتِہٖ تَعَالٰی بِلَاوَاسِطَۃٍ تَعْظِیْمًا لَھُمْ۔ جنتیوں کو سلام کے ساتھ رب تعالیٰ شانہ کی طرف سے بلاواسطہ کلام ہو گا ان کی عزت وعظمت کے اظہار کے لئے۔

چنانچہ ابن ماجہ اور ایک جماعت محدثین کہتے ہیں: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَا اَھْلُ الْجَنَّۃِ فِیْ نَعِیْمِھِمْ اِذْ سَطَعَ لَھُمْ نُوْرٌ فَرَفَعُوْا رُءُوْسَھُمْ فَاِذَا الرَّبُّ قَدْ اَشْرَفَ عَلَیْھِمْ مِنْ فَوْقِھِمْ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَھْلَ الْجَنَّۃِ وَ ذٰلِکَ قَوْلُ اللّٰہِ تَعَالٰی سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جنتی اپنی نعمتوں میں ہوں گے کہ یک لخت ان پر ایک نور متجلی ہو گا وہ اسے دیکھنے کے لئے اپنے سر اٹھائیں گے تو دیکھیں گے کہ رب جل مجدہ ان کی طرف جلوہ ریزی فرما رہا ہے اور ان پر سلام ارشاد ہو رہا ہے کہ سلامتی ہے تم پر اے جنت والو! یہی قرآن پاک میں ارشاد ہے: سَلٰمٌ قَوْلًا مِّنْ رَّبٍّ رَّحِيْمٍ ﴿۵۸﴾۔

قَالَ فَیَنْظُرُ اِلَیْھِمْ وَ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْہِ فَلَا یَلْتَفِتُوْنَ اِلٰی شَیْءٍ مِّنَ النَّعِیْمِ مَادَامُوْا یَنْظُرُوْنَ اِلَیْہِ حَتّٰی یَحْتَجِبَ عَنْھُمْ وَ یَبْقٰی نُوْرُہٗ وَ بَرَکَتُہٗ عَلَیْھِمْ فِیْ دِیَارِھِمْ۔ فرمایا جنتیوں کی طرف نظر رحمت رحمٰن ہو اور جنتی اس ذات کی طرف ایسے دیکھنے میں محو ہوں گے کہ کسی نعمت کی طرف ان کا التفات نہ رہے گا۔ جب تک وہ جمال الٰہی دیکھ رہے ہوں گے حتیٰ کہ ان کی طرف سے حجاب جمال ہو گا اور اس کا نور اور برکت ان پر باقی رہے گی اور جنت کے در و دیوار پر وہ تجلی نور بیز رہے گی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ یہ تجلی بواسطہ ملائکہ ہو جیسا کہ ارشاد ہے: وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿۲۳﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۵۹﴾۔ اور آج کے دن تم مومنین سے علیحدہ ہو جاؤ اے مجرمو!

Marfat.com

اَیْ اِنْفَرِدُوْا عَنِ الْمُوْمِنِیْنَ اِلٰی مَصِیْرِکُمْ اِلَی النَّارِ۔ مومنین سے تم اے مشرکو! کافرو! اور جہنمیو! علیحدہ ہو جاؤ اپنے جہنم کی طرف پہنچنے کے لئے۔

عبد بن حمید قتادہ رحمہما اللہ سے راوی ہیں: اَیْ اِعْتَزِلُوْا عَنْ کُلِّ خَیْرٍ۔ ہر بھلائی سے کنارہ کش ہو جاؤ۔

ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: لِکُلِّ کَافِرٍ بَیْتٌ مِّنَ النَّارِ یَکُوْنُ فِیْهِ لَا یَرٰی وَلَا یُرٰی۔ ہر کافر کے لئے جہنم میں ایک ایسا گھر ہوگا کہ اس میں جہنمی نہ کچھ دیکھ سکے گا اور نہ اسے کوئی دیکھ سکے گا پھر ارشاد ہو:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَیْكُمْ یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّیْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّ اَنِ اعْبُدُوْنِیْ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِیْمٌ ﴿۶۱﴾۔

کیا تم سے اقرار نہ لیا تھا اے بنی آدم! یہ کہ شیطان کو نہ پوجنا بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے اور یہ کہ مجھے ہی پوجنا یہی سیدھا راستہ ہے۔

اسی قسم کے دوسری جگہ بھی قرآن پاک میں احکام ہیں: وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّیْطٰنِ ؕ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ۔ اور ارشاد ہے: یٰبَنِیْۤ اٰدَمَ لَا یَفْتِنَنَّكُمُ الشَّیْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَیْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَضَلَّ مِنْكُمْ جِبِلًّا كَثِیْرًا ؕ اَفَلَمْ تَكُوْنُوْا تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۲﴾۔

اور بے شک گمراہ کر دیئے تم میں سے اکثر گروہ تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یہ توبیخاً ارشاد ہے اور جبل کی تعریف علامہ راغب رحمہ اللہ مفردات میں اَلْجَمَاعَةُ الْعَظِیْمَةُ فرماتے ہیں۔

اور ضحاک رحمہ اللہ امت عظیمہ کرتے ہیں جس کی مقدار دس ہزار ہو۔

هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۶۳﴾ اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾۔

آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیْ هٰذِهِ الَّتِیْ تَرَوْنَهَا لَمْ تَزَالُوْا تُوْعَدُوْنَ بِدُخُوْلِهَا عَلٰی اَلْسِنَةِ الرُّسُلِ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ وَالْمُبَلِّغِیْنَ عَنْهُمْ بِمُقَابَلَةِ عِبَادَةِ الشَّیْطَانِ۔ یعنی یہ جہنم جو تم دیکھ رہے ہو وہ تمہارے لئے دوامی طور پر وعدہ دیا گیا ہے کہ اس میں جاؤ گے اور یہ خبر تمہیں انبیاء کرام اور رسل عظام اور مبلغین ذوی الاحترام کی زبانی پہنچ چکی ہے۔

اِصْلَوْهَا الْیَوْمَ۔ آج کے دن تم اس میں جاؤ۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِیْزُ الْكَرِیْمُ۔

طبرسی رحمہ اللہ اس کے معنی فرماتے ہیں: اَلْزِمُوا الْعَذَابَ بِهَا وَاَصْلُ الصَّلَا اللُّزُوْمُ وَ مِنْهُ الْمُصَلِّی الَّذِیْ یَجِیْئُ فِیْ اَثَرِ السَّابِقِ لِلُزُوْمِهٖ اَثَرَهٗ۔

بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ ﴿۶۴﴾۔ اور یہ تمہارے اس کفر کا صلہ ہے جو کرتے رہے تھے۔ یَعْنِیْ كُفْرُكُمُ الْمُسْتَمِرُّ فِی الدُّنْیَا۔ یعنی وہ تمہارا کفر جو دنیا میں تم کرتے رہے تھے۔

اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَاۤ اَیْدِیْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۶۵﴾۔

آج ہم نے مہر کر دی ان کے منہ پر اور بولیں گے ہمارے ساتھ ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کیا کرتے تھے۔

یہ کنایہ ہے منع تکلم سے، یہ ضروری نہیں ہے کہ مہر بمعنی حقیقی منہ پر لگانا محقق ہو یہ ایسے ہی ہے جیسے مہر سکوت بولتے ہیں یا

کہتے ہیں سب کے منہ پر مہر سکوت لگ گئی یہ سب عدم تکلم سے کنایہ ہے خلاصہ معنی یہ ہوئے کہ اَلْیَوْمَ نَمْنَعُ اَفْوَاهَهُمْ مِّنَ الْكَلَامِ مَنْعًا شَبِیْهًا بِالْخَتْمِ۔ آج منہ سے کلام ممنوع ہے مثل مہر کے۔

اور جو کچھ حیات دنیا میں کیا ہے وہ سب ہاتھ پیر ہی بتا دیں گے کسی نے خوب کہا ہے:

دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھدا خطا کا رکھا

الگ الگ ہو گئے سب اعضاء مصیبتوں میں پھنسا کے مجھ کو

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ بِالَّذِیْ اِسْتَمَرُّوْا عَلٰی كَسْبِهٖ فِی الدُّنْیَا۔ یعنی جن اعمال سے دنیا میں وابستہ تھے ان کا حال ہاتھ پیروں سے ظاہر ہوگا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کلام پاک میں متعدد جگہ ارشاد ہوا: یَوْمَ یَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ یَدٰهُ اور وَمَا عَمِلَتْهُ اَیْدِیْهِمْ اور بِمَا كَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ آیات مبارکہ سے واضح ہے۔

اور سر سے پیر تک جو کچھ بذریعہ اعضاء انسان سے اعمال سرزد ہوتے ہیں وہ سب ان کی طرف منسوب فرمائے گئے۔

چنانچہ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابی موسیٰ اشعری رحمہم اللہ سے راوی ہیں: یُدْعَی الْكَافِرُ وَالْمُنَافِقُ لِلْحِسَابِ فَیُعْرِضُ رَبُّهٗ عَلَیْهِ عَمَلَهٗ فَیَجْحَدُ وَیَقُوْلُ اَیْ رَبِّ وَ عِزَّتِكَ لَقَدْ كَتَبَ عَلَیَّ هٰذَا الْمَلَكُ مَا لَمْ اَعْمَلْ۔ کافر اور منافق حساب کے لئے بلایا جائے گا تو اللہ ان پر ان کے عمل پیش فرمائے گا تو وہ صاف انکار کر دے گا اور عرض کرے گا اے میرے رب! تیری عزت وجلال کی قسم یہ سب فرشتے نے لکھ دیا میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔

فَیَقُوْلُ لَهُ الْمَلَكُ اَمَا عَمِلْتَ كَذَا فِیْ یَوْمِ كَذَا فِیْ مَكَانِ كَذَا۔ تو فرشتہ کہے گا کیا تو نے فلاں دن ایسا نہیں کیا فلاں مقام پر ایسا نہیں کیا۔

فَیَقُوْلُ لَا وَعِزَّتِكَ اَیْ رَبِّ مَا عَمِلْتُهٗ۔ تو کافر اور منافق کہے گا نہیں تیری عزت وجلال کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا۔

فَاِذَا فَعَلَ ذٰلِكَ خُتِمَ عَلٰی فِیْهِ فَاِنِّیْ اَحْسَبُ اَوَّلَ مَا تَنْطِقُ مِنْهُ فَخِذُهُ الْیُمْنٰی – ثُمَّ تَلَا اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ الخ جب وہ ایسا انکار کرے گا تو اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور ارشاد ہوگا کہ میں حساب اس سے لوں گا جو اول کلام کرے اس کے جسم سے ان کی ران داہنی طرف کی پھر اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤی اَفْوَاهِهِمْ تلاوت فرمائی۔

دوسری حدیث میں مسلم اور ترمذی اور بیہقی رحمہم اللہ کی ابو سعید اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے ہے جو مرفوع طریقہ سے بیان کی اِنَّهٗ یَلْقَی الْعَبْدُ رَبَّهٗ فَیَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی لَهٗ اَلَمْ اُكْرِمْكَ۔ بندہ اللہ کے حضور حاضر ہوگا۔ تو ارشاد فرمائے گا کیا میں نے تجھے عزت نہ دی تھی؟

فَیَقُوْلُ آمَنْتُ بِكَ وَ بِكِتَابِكَ وَ بِرَسُوْلِكَ وَ صَلَّیْتُ وَ صُمْتُ وَ تَصَدَّقْتُ وَ یُثْنِیْ بِخَیْرِ مَا اسْتَطَاعَ۔ تو وہ عرض کرے گا الٰہی! میں تجھ پر ایمان لایا تیری کتاب پر ایمان لایا تیرے رسول پر ایمان لایا میں نے نماز پڑھی روزہ رکھا اور اپنی استطاعت کے مطابق صدقہ کیا اور وہ اپنی طاقت کے مطابق اچھی ثناء کرے گا۔

فَیَقُوْلُ اَلَا نَبْعَثُ شَاهِدَنَا عَلَیْكَ فَیُفَكِّرُ فِیْ نَفْسِهٖ مَنِ الَّذِیْ یَشْهَدُ عَلَیَّ فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ وَ یُقَالُ لِفَخِذِهٖ انْطِقِیْ فَتَنْطِقُ فَخِذُهٗ وَلَحْمُهٗ وَ عِظَامُهٗ بِعَمَلِهٖ۔ تو ارشاد ہوگا ہم تجھ پر اپنا گواہ نہ پیش کریں؟ تو کافر

Marfat.com

اپنے دل میں سوچے گا کہ کون مجھ پر گواہی دے گا۔ تو اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اس کی ران کو حکم ہوگا کہ بولے تو وہ کلام کرے گی اور اس کا گوشت اور ہڈیاں بولنے لگیں گی اور اس کے اعمال بیان کریں گی۔

یہ بولنا قادر مطلق کی قدرت مطلقہ سے ہوگا اور اس کی نظیر انسان کی قدرت ضعیفہ حادثہ سے بھی ملتی ہے جیسے گراموفون کے ریکارڈ اور ریڈیو کی آواز یہ جماد محض اور بے جان عنصری چیز ہے اور انسان کے ادنیٰ تصرف کے بعد بولتی اور کلام کرتی ہے۔

بعض روایات سے واضح ہوتا ہے کہ بندہ اپنے جرائم پر گواہ طلب کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے منہ پر مہر لگا کر اس کے اعضاء سے شہادت دلائے گا۔

اسی مضمون کی ایک حدیث جسے احمد اور مسلم اور ابن ابی الدنیا رحمہم اللہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اَلْیَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰٓی اَفْوَاهِهِمْ پر یہ واقعہ ہوا کہ کُنَّا عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَحِکَ حَتّٰی بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ قَالَ اَتَدْرُوْنَ مِمَّ ضَحِکْتُ قُلْنَا لَا یَارَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ہم بارگاہ رسالت میں حاضر تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ضحک فرمایا حتیٰ کہ دندان مبارک ظاہر ہوگئے فرمایا تمہیں معلوم ہے ہم کس بات پر ہنسے سب نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہمیں معلوم نہیں۔

قَالَ مِنْ مُخَاطَبَةِ الْعَبْدِ رَبَّهٗ یَقُوْلُ یَا رَبِّ اَلَمْ تُجِرْنِیْ مِنَ الْمَظَالِمِ فَیَقُوْلُ بَلٰی فَیَقُوْلُ اِنِّیْ لَا اُجِیْزُ عَلَیَّ اِلَّا شَاهِدًا مِّنِّیْ۔ فرمایا بندے کی اس بات پر ہمیں ہنسی آئی کہ وہ اپنے رب سے عرض کرے گا اے میرے رب کیا مظالم سے تو نے امن نہ دیا فرمایا جائے گا کیوں نہیں تو بندہ عرض کرے گا مجھ پر اثبات جرم میں صرف ایک فرشتہ کی گواہی گزری ہے۔ تو

فَیَقُوْلُ کَفٰی بِنَفْسِکَ عَلَیْکَ شَهِیْدًا وَ بِالْکِرَامِ الْکَاتِبِیْنَ شُهُوْدًا فَیُخْتَمُ عَلٰی فِیْهِ وَ یُقَالُ لِاَرْکَانِهٖ انْطِقِیْ فَنَطَقَ بِاَعْمَالِهِمْ ثُمَّ یُخَلّٰی بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ الْکَلَامِ۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے تیری جان تیری گواہی کے لئے کافی ہے اور ہمارے کراماً کاتبین کی شہادتیں پھر اس کے منہ پر مہر کر دی جائے گی اور اعضاء کو حکم ہوگا کہ بولو تو ہر عضو اس کے اعمال پر بولے گا پھر اس میں اور اس کے بولنے میں تخلیہ ہو جائے گا اب آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ فَاسْتَبَقُوا الصِّرَاطَ فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ ﴿۶۶﴾ وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ عَلٰی مَکَانَتِهِمْ فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا وَّلَا یَرْجِعُوْنَ ﴿۶۷﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ان کی آنکھیں مٹا دیتے تو کہاں سے وہ دیکھتے اور اگر ہم چاہتے تو ان کی صورتیں بدل دیتے ان کی جگہ پر تو طاقت نہ رکھتے پہنچنے کی اور نہ واپس آنے کی۔

عربی محاورہ میں طمس ازالۂ اثر کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد آنکھوں کی روشنی محو ہو جانا ہے کہ کچھ دیکھ نہ سکیں۔

چنانچہ ابن جریر رحمہ اللہ سے مروی ہے وَلَوْ نَشَآءُ لَطَمَسْنَا عَلٰٓی اَعْیُنِهِمْ اَعْمَیْنَاهُمْ وَاَضْلَلْنَاهُمْ عَنِ الْهُدٰی فَاَنّٰی یُبْصِرُوْنَ فَکَیْفَ یَهْتَدُوْنَ۔

اور وَلَوْ نَشَآءُ لَمَسَخْنٰهُمْ - اَیْ لَمَحَوْنَا صُوَرَهُمْ اِلٰی صُوْرَةٍ اُخْرٰی قَبِیْحَةٍ۔ اگر ہم چاہتے ان کی صورتیں بصورت قبیح مسخ فرما دیتے۔

Marfat.com

اور اَیْ لَوْنَشَآءُ لَاَهْلَكْنٰهُمْ فِیْ مَسَاكِنِهِمْ۔ یعنی اگر ہم چاہتے ان کی صورتیں مسخ کر دیتے یعنی ہم ہلاک کر دیتے ان کے مکانوں میں۔

فَمَا اسْتَطَاعُوْا مُضِیًّا۔ تو ان میں گزرنے کی بھی ہوتی نہ طاقت اَیْ ذَهَابًا اِلٰى مَقَاصِدِهِمْ وَلَا یَرْجِعُوْنَ۔ اور نہ لوٹ کر دین اسلام میں آنے کے قابل ہوں۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۳

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِی الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾	اور جسے عمر دیں بڑی اسے الٹا پھیر دیں پیدائش میں تو کیا عقل نہیں رکھتے
وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾	اور ہم نے اسے (یعنی محبوب کو) نہیں سکھایا شعر اور نہ ہی وہ ان کے شایان شان ہے وہ قرآن نہیں مگر نصیحت اور روشن پڑھنے والا
لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّیَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾	تا کہ ڈراوے اسے جو زندہ ہے اور ثابت ہو ہمارا قول کافروں پر
اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾	کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے پیدا کئے اپنے ہاتھ سے بنائے چوپائے تو وہ ان کے مالک ہیں
وَذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَمِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾	اور دست نگر کیا ہم نے انہیں ان کے لئے تو کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں
وَلَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾	اور ان کے لئے ان میں بہت سے منافع ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو شکر نہ کریں گے
وَاتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾	اور پکڑے انہوں نے اللہ کے سوا اور خدا اس امید پر کہ ان کی مدد کریں
لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾	نہیں طاقت رکھتے وہ ان کی مدد کی اور وہ ان کے لشکر گرفتار حاضر آئیں گے
فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾	تو تم کو ان کی بات غم زدہ نہ کرے ہم جانتے ہیں جو وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو ظاہرا کرتے ہیں
اَوَلَمْ یَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِیْمٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۷﴾	کیا نہ دیکھا آدمی نے کہ ہم نے پیدا کیا اسے نطفہ سے تو اب وہ کھلا جھگڑالو ہے
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِیَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَهِیَ رَمِیْمٌ ﴿۷۸﴾	اور ہمارے لئے مثال دیتا ہے اور بھول گیا اپنی پیدائش کی حقیقت۔ بولتا ہے کون زندہ کرے گا گلی ہڈیاں

Marfat.com

قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمُۨ ﴿۷۹﴾

فرمادیجئے زندہ کرے گا انہیں وہی جس نے اول بار انہیں زندہ کیا اور وہ ہر قسم کی پیدائش جانتا ہے

الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾

جس نے کیا تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ کہ تم اسے سلگاتے ہو

اَوَلَيْسَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓي اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ڲ بَلٰى ۤ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۱﴾

کیا وہ اللہ نہیں قادر جس نے آسمانوں کو بنایا اور زمین کو پیدا کیا اس پر کہ ازسرنو اس جیسا پھر بنادے بے شک وہ سب کچھ بنا سکتا ہے اور علم والا ہے

اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَـيْــــًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۸۲﴾

اس کا کام یہی ہے جب ارادہ کرے کسی چیز کا تو فرماتا ہے اسے ہو جا تو وہ فوراً ہو جاتی ہے

فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾ ع

تو پاکی ہے اسے جس کے قبضہ میں ہر چیز کی ملکیت ہے اور اسی کی طرف تمہیں واپس جانا ہے

حل لغات پانچواں رکوع۔سورۃ یٰسین۔پ ۲۳

وَ۔اور	مَنْ۔جسے	نُّعَمِّرْ۔ہم بڑی عمر دیں	هُ۔اس کو
نُنَكِّسْهُ۔الٹا پھیریں ہم اسے	فِي۔بیچ	الْخَلْقِ۔پیدائش کے	اَ۔کیا
فَلَا۔پھر نہیں	يَعْقِلُوْنَ۔عقل کرتے	وَ۔اور	مَا۔نہیں
عَلَّمْنٰهُ۔سکھایا ہم نے اس کو	الشِّعْرَ۔شعر	وَ۔اور	مَا۔نہ وہ
يَنْۢبَغِيْ۔لائق ہے	لَهٗ۔اس کے	اِنْ۔نہیں	هُوَ۔وہ
اِلَّا۔مگر	ذِكْرٌ۔نصیحت	وَّ۔اور	قُرْاٰنٌ۔قرآن
مُّبِيْنٌ۔روشن	لِّيُنْذِرَ۔تاکہ ڈرائے	مَنْ۔اس کو جو	كَانَ۔ہو
حَيًّا۔زندہ	وَّ۔اور	يَحِقَّ۔حق کرے	الْقَوْلُ۔بات
عَلَى۔اوپر	الْكٰفِرِيْنَ۔کافروں کے	اَوَ۔کیا	لَمْ۔نہ
يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے کہ	اَنَّا۔ہم نے	خَلَقْنَا۔پیدا کئے	لَهُمْ۔ان کے لئے
مِّمَّا۔اس سے	عَمِلَتْ۔جو بنائے	اَيْدِيْنَآ۔ہمارے ہاتھوں نے	اَنْعَامًا۔جانور
فَهُمْ۔تو وہ	لَهَا۔ان کے	مٰلِكُوْنَ۔مالک ہیں	وَ۔اور
ذَلَّلْنٰهَا۔تابع کیا ہم نے ان کو	لَهُمْ۔ان کا	فَمِنْهَا۔تو بعض اس سے	رَكُوْبُهُمْ۔ان کی سواریاں ہیں
وَ۔اور	مِنْهَا۔بعض سے	يَاْكُلُوْنَ۔وہ کھاتے ہیں	وَ۔اور
لَهُمْ۔ان کے لئے	فِيْهَا۔اس میں	مَنَافِعُ۔فائدے ہیں	وَ۔اور
مَشَارِبُ۔پینا	اَفَلَا۔تو کیا نہیں	يَشْكُرُوْنَ۔شکر کرتے	وَ۔اور

Marfat.com

اِتَّخَذُوْا۔ پکڑے انہوں نے	مِنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے	اٰلِهَةً۔ معبود
لَّعَلَّهُمْ۔ تاکہ وہ	يُنْصَرُوْنَ۔ مدد کئے جائیں	لَا۔ نہیں	يَسْتَطِيْعُوْنَ۔ طاقت رکھتے
نَصْرَ۔ مدد	هُمْ۔ ان کی کی	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
لَهُمْ۔ ان کا	جُنْدٌ۔ لشکر ہیں	مُّحْضَرُوْنَ۔ حاضر کئے گئے	فَلَا۔ تو نہ
يَحْزُنْكَ۔ غم میں ڈالے تجھ کو	قَوْلُهُمْ۔ ان کی بات	اِنَّا۔ ہم	نَعْلَمُ۔ جانتے ہیں
مَا۔ جو	يُسِرُّوْنَ۔ وہ چھپاتے ہیں	وَ۔ اور	مَا۔ جو
يُعْلِنُوْنَ۔ وہ ظاہر کرتے ہیں	اَوَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ	يَرَ۔ دیکھا
الْاِنْسَانُ۔ انسان نے	اَنَّا۔ کہ ہم نے	خَلَقْنٰهُ۔ پیدا کیا اس کو	مِنْ نُّطْفَةٍ۔ نطفہ سے
فَاِذَا۔ تو ناگہاں	هُوَ۔ وہ ہے	خَصِيْمٌ۔ جھگڑالو	مُّبِيْنٌ۔ کھلا
وَ۔ اور	ضَرَبَ۔ بیان کی اس نے	لَنَا۔ ہمارے لئے	مَثَلًا۔ مثال
وَّ۔ اور	نَسِيَ۔ بھول گیا	خَلْقَهٗ۔ اپنی پیدائش کو	قَالَ۔ بولا
مَنْ۔ کون	يُّحْيِ۔ زندہ کرے گا	الْعِظَامَ۔ ہڈیوں کو	وَ۔ اور
هِيَ۔ وہ ہوں	رَمِيْمٌ۔ بوسیدہ	قُلْ۔ فرمادیجئے	يُحْيِيْهَا۔ زندہ کرے گا ان کو
الَّذِيْۤ۔ وہ جس نے	اَنْشَاَ۔ پیدا کیا	هَا۔ ان کو	اَوَّلَ۔ پہلی
مَرَّةٍ۔ مرتبہ	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	بِكُلِّ۔ ہر
خَلْقٍ۔ مخلوق کو	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	الَّذِيْ۔ وہ جس نے	جَعَلَ۔ بنائی
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مِّنَ الشَّجَرِ۔ درخت	الْاَخْضَرِ۔ سبز سے	نَارًا۔ آگ
فَاِذَاۤ۔ تو اچانک	اَنْتُمْ۔ تم	مِّنْهُ۔ اس سے	تُوْقِدُوْنَ۔ جلاتے ہو
اَوَ۔ کیا	لَيْسَ۔ نہیں	الَّذِيْ۔ وہ جس نے	خَلَقَ۔ پیدا کیا
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین کو	بِقٰدِرٍ۔ قادر
عَلٰۤى۔ اوپر	اَنْ۔ اس کے کہ	يَّخْلُقَ۔ پیدا کرے	مِثْلَهُمْ۔ ان کی مثال
بَلٰى۔ کیوں نہیں	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ ہے	الْخَلّٰقُ۔ پیدا کرنے والا
الْعَلِيْمُ۔ جاننے والا	اِنَّمَاۤ۔ اس کے سوا نہیں	اَمْرُهٗۤ۔ اس کا حکم	اِذَاۤ۔ جب
اَرَادَ۔ ارادہ کرتا	شَيْـًٔا۔ کسی چیز کا	اَنْ۔ یہ کہ	يَّقُوْلَ۔ فرماتا ہے
لَهٗ۔ اس کو	كُنْ۔ ہو جا	فَيَكُوْنُ۔ تو ہو جاتا ہے	فَسُبْحٰنَ۔ تو پاک ہے
الَّذِيْ۔ وہ کہ	بِيَدِهٖ۔ اس کے ہاتھ میں ہے	مَلَكُوْتُ۔ بادشاہی	كُلِّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ چیز کی	وَّ۔ اور	اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ۔ تم لوٹائے جاؤ گے

Marfat.com

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع - سورۃ یٰسین - پ ۲۳

وَمَنۡ نُّعَمِّرۡهُ نُنَكِّسۡهُ فِى الۡخَلۡقِ‌ ؕ اَفَلَا يَعۡقِلُوۡنَ ﴿۶۸﴾۔

اور جسے ہم عمر دیں اسے اس کی تخلیق میں الٹا پھیر دیں تو کیا عقل سے کام نہیں لیتے۔

یعنی طویل العمر ہونے کے بعد ضعف وناتوانی ان پر لوٹ آتی ہے جیسے بچہ اٹھتے بیٹھتے گرتا ہے ایسا ہی طویل العمر ناتواں بڑھا بھی چلتے بیٹھتے گرنے پڑنے لگتا ہے اور حواس میں اتنا ضعف ہو جاتا ہے کہ بہکی بہکی باتیں کرنے لگ جاتا ہے تو منکروں کو عقل سے کام لینا چاہئے کہ جس قادر علی الاطلاق میں انسان کے احوال زندگی بدلنے کی اتنی طاقت ہے کہ طفولیت کے ضعف و ناتوانی کو شباب اور جوانی کی آہن شکن قوتوں کو بدل کر ویسا ہی ضعیف وناتواں بنا دیتا ہے اور جوانی کی تمام قوتیں سلب کر کے اسے ایسا حقیر و ناتواں بنا دیتا ہے کہ نشست و برخاست میں بھی بچے کی طرح سہارے کا محتاج ہو جاتا ہے اور عقل بھی کام نہیں کرتی۔ حافظہ بھی جواب دے دیتا ہے حتیٰ کہ اعزہ واقرباء کی پہچان بھی نہیں رہتی تو جو اتنا عظیم انقلاب کرنے پر قادر ہے وہ آنکھ دے کر طمس اعین پر بھی قادر ہے۔ صورت بخش کر مسخ بھی کرنے کی قدرت رکھتا ہے اور موت دے کر زندہ کرنے کی قوت بھی رکھتا ہے۔

وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ وَمَا يَنۡۢبَغِىۡ لَهٗ‌ ؕ اِنۡ هُوَ اِلَّا ذِكۡرٌ وَّقُرۡاٰنٌ مُّبِيۡنٌ ۙ‏ ﴿۶۹﴾۔

اور ہم نے انہیں شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی انہیں وہ شایان شان ہے وہ تو نہیں مگر نصیحت اور روشن قرآن ہے۔

اس کے معنی یہ ہو سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شعر گوئی کی تعلیم نہیں دی۔

یا یہ معنی ہو سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں شعر گوئی کی تعلیم نہیں بلکہ وہ نصیحت اور روشن ہدایت ہے۔

الشِّعۡرَ سے مراد باقتضاء الف لام لغو کلام اور کاذب بیان ہے خواہ وہ کلام موزوں اور مقفّی ہو یا غیر موزوں تک بندی ہو۔

جیسے شاعر اور مائز کا ایک قصہ ہے کہ کوئی شاعر باغ میں گلگشت کر رہا تھا کہ اچانک ایک تک بند آ گیا اور شاعر سے پوچھنے لگا تو کیستی؟

تو شاعر نے جواب دیا من شاعرم مگر تو کیستی؟

اس نے جواب دیا من مائزم۔

شاعر سے پوچھا آپ کون ہیں اس نے کہا میں شاعر ہوں لیکن تو بتا کہ تو کون ہے اسے نے جواب دیا کہ میں مائز ہوں۔

شاعر نے کہا مائز کیا ہوتا ہے تو اس نے کہا شاعر کیا ہوتا ہے۔

اس کے جواب میں شاعر نے کہا شاعر وہ ہے جو شعر کہے تو اس نے اس کے وزن پر جواب دے دیا کہ مائز وہ ہے جو مئر کہے۔

شاعر نے پوچھا مئر کیا ہوتا ہے اس نے کہا شعر کیا ہوتا ہے۔

شاعر نے کہا شعر یہ ہے رفتار تو شرمندہ کند کبک دری را۔

مائز نے کہا مئر ایسے ہوتا ہے مرمار تو مرمندہ کند مرم مری را

خلاصہ یہ کہ لغو شاعری شایان شان اقدس نہ تھی اسی بنا پر وَمَا عَلَّمۡنٰهُ الشِّعۡرَ فرمایا کہ لغو کلام کاذب بندشوں پر ہم نے

Marfat.com

اپنے حبیب کو نہیں سکھایا۔

اس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے علوم اولین وآخرین سے نوازا اور کشف حقائق پر قوت دی چنانچہ حضور ﷺ کی معلومات نفس الامر ہیں اور آپ کے کلام میں کذب شعری نہیں۔

اس میں وہ شعر جو کلام موزوں سے ہو اس کی نفی لازم نہیں آتی جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میدان جنگ میں یہ شعر کلام موزوں میں فرمایا:

اَنَا النَّبِیُّ لَا کَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

تعمیر مسجد نبوی کے موقعہ پر ایک پتھر سے انگشت سبابہ میں ضرب آگئی اور وہ خون دینے لگی تو آپ نے فرمایا:

وَ مَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِیْتِ وَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ مَا لَقِیْتِ

آیہ کریمہ کا شان نزول

کفار مکہ نے کہا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعر ہیں اور جس کلام کو وہ کلام الٰہی بتاتے ہیں وہ شعر ہے اس سے مراد یہ تھی کہ کلام اللہ عزوجل کو کلام کاذب قرار دیں جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ کفار نے کہا: بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ اس کا رد اس آیت کریمہ میں فرمایا کہ وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِيْ لَهٗ۔ یعنی ہم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی باطل گوئی کا ملکہ ہی نہیں دیا اور یہ کتاب حکیم اشعار واکاذیب پر مشتمل ہی نہیں ہے۔

یہ کفار زبان سے بدذوق اور نظم عروض سے ناواقف تو نہ تھے کہ نثر کو نظم کہہ دیں مگر اپنے عناد کے ماتحت جانتے بوجھتے کلام پاک کو شعر عروض بتانے کی جرأت کر بیٹھے اور کسی کلام کا محض وزن عروضی پر ہونا قابل اعتراض نہیں ہوتا۔

اس سے ثابت ہوا کہ ان بے دینوں کا کلام پاک کو شعر کہنے سے کلام کاذب بتانا مقصود تھا۔ (مدارک، جمل، روح البیان)

حضرت شیخ اکبر قدس سرہ نے اس آیت کریمہ کے معنی میں فرمایا کہ مفہوم آیت یہ ہے کہ ہم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کلام مجمل عطا نہیں فرمایا اور ہم نے ان کے ساتھ اجمالاً خطاب بھی نہیں کیا کہ اس کے معنی مخفی رہنے کا احتمال ہو بلکہ ایسا صاف اور صریح کلام فرمایا ہے کہ جس سے تمام حجاب اٹھ جائیں اور علوم روشن ہوں۔

اور چونکہ شعر میں اجمال ہوتا ہے اس لئے شعر کے علم کی نفی فرما کر اس کے معنی بیان فرما دیئے اور صاف ظاہر کر دیا کہ کلام اللہ عزوجل کیا ہے۔

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾ وہ نصیحت اور روشن کلام ہے۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾۔

تاکہ وہ کلام اسے ڈرائے جو ایمانی زندگی میں ہے اور کافروں پر بات ثابت ہو جائے۔

یعنی کہاں شعر و لغز گوئی اور کہاں صاف و صریح حق و ہدایت۔ یہ آسمانی کتاب تو تمام علوم کی جامع ہے برخلاف شعر کے کہ وہ مجموعہ اکاذیب ہے (ماخوذ از کبریت احمر)

مَنْ كَانَ حَيًّا سے مراد زندہ دل مومن ہے کہ وہ ایمان کے ساتھ زندہ ہے اور اس کے مقابل کافر مردہ ہے کہ وہ زہر کفر و شرک سے مرا ہوا ہے اس پر حکم الٰہی عزوجل قائم ہو چکا ہے آگے ارشاد ہے:

Marfat.com

أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا خَلَقْنَا لَهُم مِّمَّا عَمِلَتْ أَيْدِينَا أَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مَالِكُونَ ﴿٧١﴾۔

کیا نہ دیکھا انہوں نے کہ ہم نے اپنے ید قدرت کے بنائے ہوئے چوپائے ان کیلئے پیدا کیے تو وہ ان کے مالک ہیں۔

وَذَلَّلْنَاهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوبُهُمْ وَمِنْهَا يَأْكُلُونَ ﴿٧٢﴾۔

اور انہیں ان کا دست نگر کر دیا کہ کسی پر سوار ہوتے ہیں اور کسی کو کھاتے ہیں۔

وَلَهُمْ فِيهَا مَنَافِعُ وَمَشَارِبُ ۖ أَفَلَا يَشْكُرُونَ ﴿٧٣﴾۔

اور ان کے لئے ان چوپایوں میں کئی طرح کے منافع ہیں اور پینے کی چیزیں ہیں تو کیا شکر گزار نہ ہوں گے۔

یعنی چوپائے پیدا کر کے انہیں انسان کے لئے مسخر اور زیر حکم کیا اور ان میں ان کے لئے متعدد منافع رکھے کہ کھال سے لباس اور فرش بنائیں اون اتار کر کمبل تیار کریں اور دودھ نکال کر پئیں اسے جما کر اس سے مکھن بنائیں ہڈیوں سے کھاد کا کام لیں آنتوں سے روئی دھنکنے کے لئے تانت بنائیں اور متعدد کام میں لائیں گوشت کھائیں اور ماء اللحم تیار کریں وغیرہ وغیرہ منفعتیں حاصل کریں تو اللہ تعالیٰ کی ایسی بیش بہا نعمتوں کا معائنہ کر کے بھی شکر نہیں کرتے اور ایسے خالق و مالک ورازق کے ہوتے ہوئے بھی۔

وَاتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ آلِهَةً لَّعَلَّهُمْ يُنصَرُونَ ﴿٧٤﴾ لَا يَسْتَطِيعُونَ نَصْرَهُمْ وَهُمْ لَهُمْ جُندٌ مُّحْضَرُونَ ﴿٧٥﴾۔

اور وہ اللہ کے سوا دوسرے خدا ٹھہراتے ہیں اس امید پر کہ وہ ان کی مدد کریں گے کبھی طاقت نہیں رکھتے کہ کسی کی وہ مدد کریں بلکہ وہ ان کے لشکر گرفتار شدہ بارگاہ الٰہی میں حاضر آئیں گے۔

یعنی اللہ عزوجل کے سوا بتوں کو معبود بنانے والے ایسی امید میں ان کی پوجا کرتے ہیں کہ ان سے انہیں مدد ملے گی اور بوقت مصیبت وہ ان کی اعانت کریں گے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ان کی اعانت ممکن ہی نہیں کیونکہ وہ جماد محض اور بے جان ہیں ان میں بولنے تک کی قدرت نہیں بے شعور محض اور ذلیل پتھر ہیں بلکہ ان کافروں کی پوجا پاٹ کی وجہ سے وہ بھی جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے تاکہ ان پر واضح ہو جائے کہ ان کے فعل ذمیم کی سزا انہیں تو ملی مگر ان کے معبود بھی انہیں کے ساتھ جہنم میں ہیں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خطاب ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَا يَحْزُنكَ قَوْلُهُمْ ۘ إِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ﴿٧٦﴾۔

تو (اے محبوب) تمہیں ان کی یہ بات غم زدہ نہ کردے ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور ظاہر کرتے ہیں۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی کے طور پر ارشاد فرمایا گیا کہ کفار کی تکذیب وانکار اور ان کی ایذا دہی سے آپ غمگین نہ ہوں ہم ان کے خفیہ وعلانیہ تمام عمل جانتے ہیں اور اس کی انہیں سزا دیں گے۔

آگے ارشاد ہے جو عاص بن وائل یا ابوجہل اور بقول مشہور ابی بن خلف جمحی کو اس کے انکار بعث کے جواب میں ہے وہ کہتا ہے: إِنْ هِيَ إِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوثِينَ۔ ہم دنیا کی زندگی میں مرتے جیتے ہیں اس کے بعد مر کر اٹھنا غلط ہے چنانچہ جواب دیا گیا:

أَوَلَمْ يَرَ الْإِنسَانُ أَنَّا خَلَقْنَاهُ مِن نُّطْفَةٍ فَإِذَا هُوَ خَصِيمٌ مُّبِينٌ ﴿٧٧﴾ وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَنَسِيَ خَلْقَهُ ۖ قَالَ مَن يُحْيِي الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيمٌ ﴿٧٨﴾۔

Marfat.com

کیا آدمی نے نہ دیکھا کہ ہم نے اسے نطفہ کے ایک قطرہ سے پیدا کیا تو اب وہ کھلا جھگڑالو ہے اور ہم پر مثال دیتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول گیا کہتا ہے کون زندہ کریگا گلی ہڈیاں جو ریزہ ریزہ ہو جائیں گی۔

اس کا واقعہ یہ ہے کہ عاص بن وائل یا ابو جہل یا ابی بن خلف حجمی حضور سے بحث وتمحیص کے لئے آیا اور اپنے ہاتھ میں ایک گلی ہوئی ہڈی لایا اسے چٹکی سے توڑتا اور ہوا میں مل کر اڑاتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کرتا آپ کے خیال میں اس ہڈی کے ریزے زندہ ہوں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں یہ زندہ ہوں گے اور تجھ جیسے سرکش جھگڑالو کو زندہ کر کے اللہ تعالیٰ جہنم میں ڈالے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا:

قُلْ يُحْيِيهَا الَّذِي أَنْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ ۖ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيمٌ ﴿٧٩﴾

اے محبوب اسے فرمادیجئے کہ گلی ہڈی وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار انہیں بنایا اور اسے ہر پیدائش کا علم ہے۔

یعنی گلی ہڈی کا بکھر جانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی قدرت سے زندگی قبول کرنا اپنی نادانی سے محال جانتا ہے وہ کتنا احمق ہے کہ اپنی ابتداء کو نہیں دیکھتا کہ اسے اللہ تعالیٰ نے ہڈی سے بھی حقیر تر قطرہ سے پیدا کیا اس میں جان ڈالی اسے پروان چڑھایا حتیٰ کہ آدمی بنادیا تو آج وہ غرور ونخوت سے اس کی قدرت کا منکر ہے اور ہمارے حبیب سے جھگڑتا ہے اتنا نہیں دیکھتا کہ قطرۂ بے جان میں جان ڈالنا جس کے لئے آسان ہے ہڈی کو زندہ کر دینا اسے کیا مشکل ہے اور وہ ہر قسم کی خلق کا عالم ہے۔ حتیٰ کہ وہ گلی ہڈی ہاتھ سے مسل کر مثال دیتا ہے حالانکہ

الَّذِي جَعَلَ لَكُمْ مِنَ الشَّجَرِ الْأَخْضَرِ نَارًا فَإِذَا أَنْتُمْ مِنْهُ تُوقِدُونَ ﴿٨٠﴾ -

جس نے تمہارے لئے سرسبز درخت سے آگ پیدا کر دی جسے تم سلگاتے ہو۔

ایک تحقیق اس کی یہ ہے کہ ریل کا کوئلہ کان کی شکل میں جو نکلتا ہے وہ سرسبز درختوں کے سیلاب میں بہ جانے کے بعد حرارت ارضی سے سیاہ ہو کر نکلتا ہے تو سرسبز درخت جسے سلگایا جائے تو آگ بن جاتا ہے۔

دوسری تحقیق یہ ہے کہ عرب میں دو درخت ہوتے ہیں جو جنگلوں میں پائے جاتے ہیں ایک کا نام مرخ ہے اور دوسرے کا نام عفار ہے ان کی خاصیت یہ ہے کہ جب ان کی سبز شاخیں کاٹ کر ایک دوسرے سے رگڑیں تو ان سے آگ نکلتی ہے باآنکہ وہ اتنی تر ہوتی ہیں کہ ان سے پانی ٹپکتا ہے۔

اس میں قدرت الٰہی عزوجل کی یہ عجیب صنعت ہے کہ آگ پانی ایک جا جمع ہیں نہ پانی آگ بجھاتا ہے نہ آگ پانی خشک کرتی ہے۔

تو اس قادر مطلق کی قدرت کاملہ سے کیا بعید ہے اگر وہ ایک جسم کو موت کے بعد پھر زندہ کر دے پھر یہ شان قدرت دیکھ کر بھی اگر انکار کیا جائے تو اسے عناد اور جہل کے سوا کیا کہا جائے گا آگے ارشاد ہے:

أَوَلَيْسَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يَخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلَىٰ وَهُوَ الْخَلَّاقُ الْعَلِيمُ ﴿٨١﴾ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ﴿٨٢﴾ فَسُبْحَانَ الَّذِي بِيَدِهِ مَلَكُوتُ كُلِّ شَيْءٍ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ ﴿٨٣﴾ -

Marfat.com

کیا وہ جس نے آسمان اور زمین بنائے ان جیسے اور نہیں بنا سکتا۔ کیوں نہیں اور وہ بڑا پیدا کرنے والا سب کچھ جانتا ہے اور اس کا کام تو یہی ہے کہ جب کسی چیز کو چاہتا ہے تو اسے فرماتا ہے ہو جا وہ فوراً ہو جاتی ہے تو پاکی ہے اس کے وجہ منیر کو جس کے ید قدرت میں ہر چیز کا قبضہ ہے اور تم اسی کی طرف پھیرے جاؤ گے۔

خلاصہ یہ کہ وجود مخلوقات اس کے حکم کے تابع ہے اور آخرت میں تمہیں سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

لغات نادرہ

نُّعَمِّرْهُ۔ یہ عمر سے ماخوذ ہے اور عمر زندگی کو کہتے ہیں۔

نُنَكِّسْهُ۔ نکس سے ماخوذ ہے۔ اوندھا کرنے اور بد پرہیزی سے صحت مند کو الٹا مرض کی طرف لوٹ جانے کے معنی دیتا ہے۔

يَحِقَّ الْقَوْلُ۔ حق کے معنی ہیں ثبوت و وجوب کے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: غُسْلُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ حَقٌّ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ۔ اس کے معنی ہیں کہ غسل جمعہ ثابت و واجب ہے ہر مسلم پر۔

وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ۔ اس کے معنی ہیں: صَيَّرْنَاهَا شَقَاوَةً۔ اس لئے کہ ذلت کے معنی مغلوب و عاجز کے ہیں اور عجز اطاعت و انقیاد کو لازم ہے۔

خَصِيْمٌ۔ بروزن فعیل مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی شدید الخصومت ہیں یعنی بڑا جھگڑالو۔

رَمِيْمٌ۔ یہ بھی مبالغہ کا صیغہ ہے بہت پرانی بوسیدہ ہڈی۔ مبالغہ میں مذکر مؤنث یکساں ہیں رَمِيْمَةٌ یہاں کہنا ضروری نہیں۔

تُوْقِدُوْنَ۔ وقد سے ہے آگ کی لپٹیں مارنا اور بھڑکنا۔ بہت سخت گرمی۔ تُوْقِدُوْنَ سلگانے کے معنی میں آتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع ۔سورۃ یٰسین۔ پ ۲۳

وَمَنْ نُّعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ ؕ اَفَلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۶۸﴾ ۔

اور جس کی عمر ہم بڑھائیں اسے پہلی عمر میں پلٹ دیتے ہیں تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی عمر بڑھا کر پھر اسے ایسی حالت ضعف میں پلٹتے ہیں کہ انتہاء ضعف کی وجہ سے وہ چلنے پھرنے سے بھی معذور ہو جاتا ہے۔

چنانچہ حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ التَّنَكُّسَ فِيْ سِنِّ ثَمَانِيْنَ سَنَةً۔ طفولیت کی ناتواں عمر کی طرف پلٹنا اسی سال کی عمر میں ہوتا ہے۔

اور صحیح یہ ہے کہ زمانہ ضعف، انسان پر باختلاف امزجہ و عوارض یکساں عمر میں نہیں آتا کسی کو ساٹھ کی عمر میں کسی کو ستر کی عمر میں اور کسی کو اسی سال بلکہ نوے سال بلکہ سو سال کی عمر میں ضعف آتا ہے۔ بہر حال جوانی اور شباب کے ایام گزر جانے کے بعد ایک نہ ایک عمر میں انسان کو اسی ضعف میں پلٹنا پڑتا ہے جو ضعف ایام طفولیت میں ہوتا ہے۔

نکس کے معنی پلٹنے کے ہیں یعنی ایام طفولیت میں بچہ کی سمجھ بوجھ صحیح نہیں ہوتی پھر جوانی اور شباب میں فہم و عقل ہو جاتا ہے پھر عمر شیب میں اس کی عقل اور فہم و فراست بھی جواب دے دیتی ہے اور اعضاء بھی اتنے ضعیف ہو جاتے ہیں کہ بچوں کی

Marfat.com

طرح اٹھنے بیٹھنے میں تکلف ہوتی ہے۔ تو جب قادر مطلق میں یہ قدرت ہے وہ طمس ومسخ پر کیوں قادر نہیں۔

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْۢبَغِیْ لَهٗ ؕ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّ قُرْاٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۶۹﴾ لِّیُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَیًّا وَّ یَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِیْنَ ﴿۷۰﴾۔

اور ہم نے اپنے حبیب کو شعر نہ سکھایا اور نہ یہ ان کی شایان شان ہے یہ تو نہیں مگر نصیحت اور قرآن روشن ہے تاکہ ڈر سنائے اس قوم کو جو روح ایمان کے ساتھ زندہ ہے اور قوم کفار پر حق ثابت ہو جائے۔

آیۂ کریمہ میں اس امر کو واضح فرمایا گیا کہ یہ قرآن حکیم منفی بہ جمیع منافع دینیہ و دنیویہ ہے اس میں اور شعر میں ثریا اور ثری جیسا فرق ہے یہی وجہ ہے باعتبار الفاظ بھی اس میں نہ وزن شعری ہے نہ قافیہ بندی اور باعتبار معنی بھی شعر نہیں اس لئے کہ شعر نام ہے تخیلات منفرہ کا اور اس میں سوا استعارات کاذبہ کچھ نہیں ہوتا چنانچہ شعر یہ ہے:

تھمتا نہیں ایک دم جو لہو دیدۂ تر کا ٹانکا کوئی پھر ٹوٹ گیا زخم جگر کا

بھلا غور فرمائیں کہ دیدۂ تر کا لہو اور زخم جگر کا ٹانکا اس میں کہاں کی حقیقت ہے اور اول تو جگر اس چیز کا نام ہے جس میں ٹانکا لگنا ہی ممکن نہیں کہ وہ تو مضغہ کا ہے۔ ٹانکا ہمیشہ جلد میں لگ سکتا ہے نہ کہ مضغہ یا علقہ میں۔ اور اگر چہ یہ صحیح ہے کہ بخارات جگر سے جب اٹھتے ہیں تو آنسو آجاتے ہیں نہ کہ خون جگر کا آنکھوں سے بہنے لگے ایسے ہی فارسی کے شعراء کا حال ہے چنانچہ بڑا افاضل شاعر کہتا ہے:

خندہ بر جوہر فرد است دلیل تقسیم گر بہ بازیچہ شوم مجرم ارباب کلام

یعنی دہن معشوق جسے ہم نقطہ کے مشابہ مانتے ہیں اور نقطہ وہ ہے جس کی تجزی نہ ہو آج ہمارے فرضی معشوق کے ہنسنے سے ثابت ہو گیا کہ جزء ولایتجزیٰ بھی منقسم ہو سکتا ہے۔

ایسے ہی عربی شعراء خیالات فاسدہ کا سدہ کا مظاہرہ کر گئے ہیں چنانچہ ابونو اس کہتا ہے:

تَبَدّٰی فِی الظَّلَامِ فَقُلْتُ بَدْرًا تَجَلّٰی فِی السَّوَادِ عَلَی الْعِبَادِ

یہاں بھی اکاذیب کا طومار ہے بھلا کسی کا کسی کے سامنے آنے سے چاند کا منظر نور کے ساتھ کہاں سے آسکتا ہے اور اندھیرے میں روشنی کا تخیل ہونا کیسے ممکن ہے۔

اور یہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو عیوب سے پاک کرنا مقصود ہے چنانچہ حضرت حسان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خُلِقْتَ مُبَرَّأً مِنْ کُلِّ عَیْبٍ کَاَنَّکَ قَدْ خُلِقْتَ کَمَا تَشَاءُ

بہر حال آیۂ کریمہ میں یہ بتایا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو تعلیم دی گئی وہ قرآنی تعلیم ہے اور اس میں اس امر کا رد کیا گیا جو کفار مکہ نے کہا تھا: اِنَّ الْقُرْاٰنَ شِعْرٌ وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَاعِرٌ وَ غَرَضُهُمْ مِنْ ذٰلِکَ اَنَّ مَا جَآءَ بِهٖ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنَ الْقُرْاٰنِ افْتِرَآءٌ وَ تَخَیُّلٌ وَ حَاشَاهُ ثُمَّ حَاشَاهُ مِنْ ذٰلِکَ۔ قرآن کریم شعر ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاعر ہیں اور اس کہنے سے ان کی غرض یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کلام الٰہی عزوجل لائے اور جسے قرآن فرمایا وہ معاذ اللہ عزوجل افتراء و تخیل ہے اور یہ خیال مشرکین کا محض خیال فاسد و

Marfat.com

کاسد تھا اسی لئے ارشاد ہوا:

وَمَا يَنْبَغِىْ لَهٗ ۔ ایسے اشعار جو افتراء محض اور خیالات کا مجموعہ ہیں وہ ہمارے حبیب کو زیبا نہیں۔

صاحب مواہب لدنیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ بعض اس طرف گئے کہ جامع کمال ہونے کے اعتبار سے حضور شعر فرمانے پر اگرچہ قادر تھے لیکن آپ پر شعر گوئی حرام کر دی گئی۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں۔

اِنَّ مِنَ النَّاسِ مَنْ ذَهَبَ اِلٰى اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ لَهٗ قُدْرَةٌ عَلَى الشِّعْرِ اِلَّا اَنَّهٗ يُحَرَّمُ عَلَيْهِ اَنْ يُّشْعِرَ۔ آلوسی رحمہ اللہ اس کی تائید میں لکھتے ہیں: نَعَمْ اَلْقَوْلُ بِحُرْمَةِ اِنْشَآءِ الشِّعْرِ مَقْبُوْلٌ۔ ہاں شاعری کی حرمت والا قول مقبول ہے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مقام تمام انبیاء کے مقام سے بلند ہے اس لئے قدرت علی الشعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ماننی ضروری ہے۔ اس لئے کہ حضرت آدم صفی علیہ السلام نے اپنے بیٹے کے قتل کے وقت یہ رباعی فرمائی:

تَغَيَّرَتِ الْبِلَادُ وَ مَنْ عَلَيْهَا ۔۔۔ وَ وَجْهُ الْاَرْضِ مُغْبَرٌّ قَبِيْحٌ

تَغَيَّرَ كُلُّ ذِىْ طَعْمٍ وَّ لَوْنٍ ۔۔۔ وَ قَلَّ بَشَاشَةُ الْوَجْهِ الصَّبِيْحِ

اور ابن حاجب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شعر فرماتے تو قرآن کریم پر مشرکین کی تہمت آسکتی ہے اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شاعر نہ ہونا بھی ایک معجزہ ہے۔

اور یوم حنین میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

اَنَا النَّبِىُّ لَا كَذِبْ ۔۔۔ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ

فرمانا اس پر اعتراض کرنا تسلیم نہیں اس لئے کہ اسے شعر نہیں کہہ سکتے بلکہ کلام مقفی کہیں گے جو علی سبیل القصد زبان درفشاں پر جاری ہو گیا۔

اور ایسے کلام موزوں اکثر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائے اس لئے کہ آپ افصح العرب والعجم ہیں چنانچہ حدیث میں بھی ایسے الفاظ مقفی آتے ہیں حَيْثُ قَالَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِى الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔

وَرُوِىَ اَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَصَابَ اِصْبَعَهُ الشَّرِيْفَةَ حَجَرٌ فِىْ بَعْضِ غَزْوَاتِهٖ فَدُمِيَتْ فَتَمَثَّلَ بِقَوْلِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُغِيْرَةَ عَلٰى مَا قَالَهُ ابْنُ هِشَامٍ فِى السِّيْرَةِ وَابْنِ رَوَاحَةَ عَلٰى مَا صَحَّحَهُ ابْنُ الْجَوْزِىُّ۔

مَا اَنْتِ اِلَّا اِصْبَعٌ دُمِيْتِ ۔۔۔ وَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ مَا لَقِيْتِ

سیرت ابن ہشام میں ابن رواحہ سے مروی ہے جس کی تصحیح ابن جوزی بھی کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگشت مبارک پتھر سے کسی غزوہ میں زخمی ہو گئی اور خون دینے لگی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تو کیا ہے مگر ایک انگلی جو خون دے رہی ہے۔ حالانکہ اللہ کے راستہ میں تجھے تکلیف پہنچی جو پہنچی

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن رواحہ کا یہ شعر بھی پڑھا:

Marfat.com

يَبِيتُ يُجَافِي جَنْبُهُ عَنْ فِرَاشِهِ   إِذَا اسْتَثْقَلَتْ بِالْمُشْرِكِينَ الْمَضَاجِعُ

وَرُوِيَ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْشَدَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ شعر بھی پڑھا:

سَتُبْدِيْ لَکَ الْاَيَّامُ مَا کُنْتَ جَاهِلًا   وَ يَاْتِيْکَ مَنْ لَّمْ تُزَوِّدْ بِالْاَخْبَارِ

اس پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: لَيْسَ هٰكَذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ اے اللہ کے رسول! شعر اس طرح نہیں فَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنِّيْ وَاللّٰهِ مَا اَنَا بِشَاعِرٍ وَّ لَا يَنْبَغِيْ لِيْ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں قسم بخدا شاعر نہیں اور شاعری میری شایان شان بھی نہیں۔

بیہقی اپنی سنن میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں: قَالَتْ مَا جَمَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْتَ شِعْرٍ قَطُّ اِلَّا بَيْتًا وَّاحِدًا۔

تَفَاءَ لْ بِمَا تَهْوٰى يَكُنْ فَلَقَلَّمَا   يُقَالُ لِشَيْءٍ كَانَ اِلَّا تَحَقَّقَ

قَالَتْ عَائِشَةُ وَلَمْ يَقُلْ تَحَقَّقَا لِئَلَّا يُعْرِبَهُ فَيَصِيْرَ شِعْرًا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا حضور نے کبھی مصرعہ کا شعر نہیں فرمایا مگر ایک بیت اور مثال میں مذکورہ شعر سنا کر فرمایا کہ اس میں تحققا حضور ﷺ نے اس لئے نہیں فرمایا کہ کہیں وزن شعری میں پورا نہ ہو جائے بلکہ تحقق فرمایا۔

بہر حال خلاصہ مقصد سمجھنے کے لئے اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شعر واشعار پسند نہیں فرمائے جیسا مسند احمد بن حنبل میں ہے جسے حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: كَانَ اَبْغَضُ الْحَدِيْثِ اِلَيْهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الشِّعْرُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک باتوں میں شعر سب سے زیادہ مبغوض تھا۔

صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَاَنْ يَّمْتَلِئَ جَوْفُ اَحَدِكُمْ قَيْحًا خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَنْ يَّمْتَلِئَ شِعْرًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمہارے جوف بطن میں اگر راد پیپ بھر جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس میں شعر بھرا ہو۔

اس کے مقابلہ میں خلیل سے مروی ہے: اِنَّهٗ قَالَ كَانَ الشِّعْرُ اَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْكَلَامِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دوسرے کلام سے شعر محبوب ترین تھا۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اکثر شعراء کے کلام پسند آتے تھے۔ چنانچہ بارگاہ رسالت میں ایک غلام بارگاہ نے یہ رباعی سنائی:

لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ   فَلَا طَبِيْبَ لَهٗ وَلَا رَاقٍ

اِلَّا الْحَبِيْبُ الَّذِيْ شُغِفْتُ بِهٖ   فَعِنْدَهٗ رُقْيَتِيْ وَ تِرْيَاقُ

اس کا ترجمہ علامہ عبدالرحمٰن جامی رحمہ اللہ نے رباعی میں فرمایا:

بگزید مار عشقت جگر کباب ما را   نہ طبیب می شناسد نہ فسونگرے دوا را

مگر آں حبیب دل بر کہ ربود دل ز دستم   بفسونگری گر آید بکند علاج ما را

Marfat.com

لبید کا یہ شعر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پسند فرمایا تھا:

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰهَ بَاطِلُ وَ کُلُّ خَلْقٍ لَا مُحَالَةَ زَائِلُ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ استاذ الشعراء حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب نعت خواں تھے چنانچہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منقبت میں کہا:

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٖ

آپ فرماتے ہیں:

وَ شَقَّ لَهٗ مِنْ اِسْمِهٖ لِیُجِلَّهٗ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَ هٰذَا مُحَمَّدٗ

اور آپ کا یہ شعر ہے:

وَ ضَمَّ الْاِلٰهُ اِسْمًا بِاِسْمِ نَبِیِّهٖ اِذْ قَالَ فِی الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

حضرت مولاء کائنات شیر خدا کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

تَغَیَّرَتِ الْمَوَدَّةُ وَ الْاِخَاءُ وَ قَلَّ الصِّدْقُ وَ انْقَطَعَ الرَّجَاءُ

آپ کا ایک شعر یہ بھی ہے:

اِنِ افْتَخَرْتَ بِاٰبَآءٍ مَضَوْا سَلَفًا قُلْنَا صَدَقْتَ وَلٰکِنْ بِئْسَمَا وَلَدَ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جُدْ بِلُطْفِکَ یَا اِلٰهِیْ مَنْ لَهٗ زَادٌ قَلِیْلُ مُفْلِسٌ بِالصِّدْقِ یَاْتِیْ عِنْدَ بَابِکَ یَا جَلِیْلُ

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا شعر ہے:

اِنْ نِلْتِ یَا رِیْحَ الصَّبَا یَوْمًا اِلٰی اَرْضِ الْحَرَمْ بَلِّغْ سَلَامِیْ رَوْضَةً فِیْهَا النَّبِیُّ الْمُحْتَرَمْ

تو نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اشعار جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبغوض تھے وہ تھے جن میں بے معنی لایعنی مجموعہ اکاذیب اور تخیلات وتوہمات کا اجتماع ہو۔

اور جو اشعار ہدایت آمیز مضامین سے پر ہوں جن پر توحید ورسالت کے فضائل ہوں جو مناقب ومناعت سید الکونین کا مجموعہ ہوں وہ محمود ومستحسن ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعت میں حسان رضی اللہ عنہ جب اشعار پڑھتے ہیں تو مسجد نبوی میں آپ کے لئے منبر لگایا جاتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا دیتے اور فرماتے: اَللّٰهُمَّ اَیِّدِ الْحَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ۔ الٰہی حسان کی مدد روح قدس کے ساتھ فرما۔

اور وہ اشعار جن میں ہزلیات وفواحشات مملو ہوں ان سے بہتر ہے کہ انسان کے جوف میں راد پیپ بھرا ہوا ہو۔ چنانچہ سورۂ شعراء میں جہاں مذمت شعرا ہے وہاں تصریح موجود ہے: وَالشُّعَرَآءُ یَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِیْ کُلِّ وَادٍ یَّهِیْمُوْنَ۔ وہ شعراء جو اپنی غوایت وخواہشات کے متبع ہیں وہ وادی فحش وغوایت میں سرگرداں رہتے ہیں۔

جیسے حماسہ، متنبی، سبعہ معلقہ کا مجموعہ یا دعبل، ابو العتاہیہ، ابونواس وغیرہ کے اشعار اور فرزدق ابو الفراس کے اشعار لیکن اس کے ساتھ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَکَرُوا اللّٰهَ کَثِیْرًا وَّ انْتَصَرُوْا مِنْۢ بَعْدِ مَا ظُلِمُوْا کے ساتھ

استثناء موجود ہے۔

بعد اسلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ کے اشعار، لبید کے اشعار، امام زین العابدین اور امام شافعی اور حضرت صدیق و فاروق و مولا علی کرم اللہ وجہہ، امام محمد بوصیری، عبدالرحمٰن جامی وغیرہ وغیرہ کے اشعار کو منقبت سید دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں یہ سراسر محمود ہیں۔ اردو میں اعلیٰ حضرت بریلوی قدس سرہ کا نعتیہ کلام حسن میاں کا کلام۔ حافظ پیلی بھیتی کا کلام، کیف کا مجموعہ مناعت یہ سب پسندیدہ بارگاہ رسالت ہیں۔

تو خلاصہ کلام یہ نکلا کہ وہ شاعری جو انبیاء اولیاء کی منقبت میں ہو تاریخی مضامین کا مجموعہ ہو وہ سب مستحسن ہے اور وہ شاعری جس میں کسی خیالی فرضی معشوق کے رخساروں کو سیب، آنکھوں کو لیموں سے، بھوؤں کو شمشیر سے تشبیہ دے کر، کمر کو معدوم قرار دے کر، دہن کو نقطہ بنا کر بتایا جائے اور تضییع اوقات کے سوا اس کا کچھ حاصل نہ ہو ایسے اشعار سے بہتر ہے کہ انسان کے جوف میں راد پیپ بھر جائے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس کلام کو جو یوم حنین میں اَنَا النَّبِيُّ لَا كَذِبْ اَنَا ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبْ فرمایا تھا اسے عروض کے قاعدہ میں شعر نہیں مانا گیا بلکہ اسے کلام منثور ہی کہا۔

اس لئے کہ اس شعر میں ایک مصرعہ کی تقطیع تین بار مستفعلن کہنے سے پوری ہوتی ہے دونوں مصرعے چھ بار مستفعلن کہنے سے پورے ہوتے ہیں۔

اور یہاں مستفعلن کے بعد "لا کذب" پر پورا مستفعلن نہیں آتا۔ گویا دونوں مصرعوں میں تین مستفعلن آتے ہیں۔

وَاَصْلُهٗ مَا كَانَ عَلٰى مُسْتَفْعِلَنْ سِتَّ مَرَّاتٍ شِعْرًا وَلَا يُسَمّٰى قَائِلُهٗ رَاجِزًا وَّ لَا شَاعِرًا۔ اسی لئے اس کا قائل نہ راجز کہلائے گا نہ شاعر۔

اور اس میں دعویٰ استحالہ کذب علی النبی کی طرف اشارہ ہے۔ گویا اس فرمانے سے اس امر کا اظہار ہے اَنَا النَّبِيُّ وَالنَّبِيُّ لَا يَكْذِبُ فَلَسْتُ بِكَاذِبٍ فِيْمَا اَقُوْلُ حَتّٰى اَنْهَزِمَ وَاَنَا مُتَيَقِّنٌ اِنَّ الَّذِيْ وَعَدَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ النَّصْرِ حَقٌّ فَلَا يَجُوْزُ عَلَيَّ الْفِرَارُ۔ میں نبی ہوں اور نبی جھوٹ نہیں کہتا تو میں جھوٹا نہیں اس دعویٰ میں جو فرما چکا اور میں اس پر یقین رکھتا ہوں جو میرے رب نے مجھ سے وعدہ فرمایا ایسی صورت میں یہ ان سے انہزام جائز نہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے:

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ وَّقُرْاٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿۶۹﴾۔

یہاں ان نافیہ کے ساتھ فرمایا یہ قرآن کریم نہیں ہے مگر نصیحت اور آسمانی کتاب روشن ہے۔ یعنی یہ کلام شعر نہیں بلکہ کلام الٰہی عزوجل ہے۔

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَّيَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۰﴾۔

تاکہ یہ کلام انہیں ڈرائے جو زندہ ہیں اور عذاب واجب کرے اس پر جو کافر ہیں اور حیات ایمانی سے مردہ ہیں۔

یہاں لفظ حی فرما کر تشبیہ دی حیات ایمان سے اس لئے کہ مومنین ہی بعد موت حیات مانتے ہیں اور کفار تو اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

Marfat.com

یعنی وہ اپنے اعتقاد کے ماتحت کہتے تھے یہ زندگی دنیا کی ہی زندگی ہے اس میں جینا ہے اور اسی میں مرنا اور ہم آخرت میں عذاب نہیں پائیں گے۔ اسی عقیدہ پر وہ مصر تھے۔ اس کے بعد بطریق استفہام انکار ارشاد ہے:

اَوَلَمْ یَرَوْا اَنَّا خَلَقْنَا لَهُمْ مِّمَّا عَمِلَتْ اَیْدِیْنَاۤ اَنْعَامًا فَهُمْ لَهَا مٰلِكُوْنَ ﴿۷۱﴾ وَ ذَلَّلْنٰهَا لَهُمْ فَمِنْهَا رَكُوْبُهُمْ وَ مِنْهَا یَاْكُلُوْنَ ﴿۷۲﴾ وَ لَهُمْ فِیْهَا مَنَافِعُ وَ مَشَارِبُ ؕ اَفَلَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۷۳﴾۔

کیا نہیں دیکھتے وہ کہ ہم نے پیدا کیے ان کے لئے اپنے ید قدرت سے چار پائے اور انہیں ان کے ملک کیا اور انہیں ان کے لئے ہر طرح مسخر کر دیا تو ان میں بعض کو سواری میں لیتے اور بعض کو ذبح کر کے کھاتے ہیں اور ان کے لئے ان میں اور منافع بھی ہیں کھانے پہننے کے۔

یعنی ید قدرت سے چار پائے بنا کر ان پر انسان کو قابض کیا اور اتنا مقہور فرمایا کہ ان پر سوار ہو کر سیر کریں اور ذبح کر کے ان کا گوشت استعمال کریں۔ اون اتار کر سویٹر، جراب، ٹوپ جراب، مفلر، چادریں بنائیں اور جلد رنگ کر جوتیاں اور سوٹ کیس فرش وغیرہ تیار کریں۔ دودھ نکال کر مکھن دہی کھویا پنیر کھائیں وغیرہ وغیرہ۔

تو اس کی قدرت کاملہ کا معائنہ کرتے ہوئے بھی شکر ادا نہیں کرتے۔ باوجودیکہ یہ صنعت ایسی ہے کہ بندہ اس کا مقابلہ کرنے سے قاصر ہے پھر ارشاد ہے:

وَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اٰلِهَةً لَّعَلَّهُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۷۴﴾ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَ هُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ﴿۷۵﴾۔

اور اللہ کے سوا انہوں نے غیر خدا ٹھہرائے اس امید پر کہ ان کی مدد ہو ان میں مدد کی طاقت ہی نہیں اور وہ مشرکوں کے ساتھ جماعت کی جماعت حاضر کی جائے۔

ابن ابی حاتم اور ابن منذر حسن اور قتادہ سے راوی ہیں: اَلْمَعْنٰی اِنَّ الْمُشْرِکِیْنَ جُنْدٌ لِاٰلِهَتِهِمْ فِی الدُّنْیَا مُحْضَرُوْنَ لِلنَّارِ فِی الْاٰخِرَةِ - وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ۔ کے یہ معنی ہیں کہ مشرکین کے لشکر اپنے معبودوں کے لئے دنیا میں جیسے جمع ہوتے ہیں آخرت میں جہنم کی آگ کے لئے سب حاضر کئے جائیں گے اعانت و نصرت کہاں سے کریں گے۔

اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیۃً ارشاد ہے:

فَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّا نَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَ مَا یُعْلِنُوْنَ ﴿۷۶﴾۔

اے محبوب! آپ کو ان کے اقوال غمگین نہ کریں ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ خفیہ کرتے ہیں اور جو کچھ علانیہ کرتے ہیں۔

یعنی جب ان کا یہ حال اپنے رب عزوجل کے ساتھ ہے کہ اس کے مقابل انہوں نے غیر خدا بنا لئے تو آپ ان کے اس قول سے غمگین نہ ہوں کہ وہ آپ کی شان میں بکتے ہیں کہ ھُوَ شَاعِرٌ سَاحِرٌ مَجْنُوْنٌ۔ وہ شاعر ہیں ساحر ہیں۔ مجنون ہیں تو جب وہ اپنی سخافت عقل سے ایسا ایسا کرتے اور انواع و اقسام کی بکواس کرتے ہیں ان کا خفیہ اعلانیہ ہر فعل ہمیں معلوم ہے ہم ان کے ہر عمل کا بدلہ دیں گے اور انہیں جہنم میں ڈالیں گے۔

اور ان کا مرنے کے بعد اٹھنے کا انکار بھی ان کی بے عقلی کی صاف نشانی ہے ورنہ ہم بتاتے ہیں کہ ان کا انکار بعث اسی بنا پر ہے کہ وہ مر کر مٹی میں مل جائیں گے اور مٹی میں جان پڑنا محال ہے اسی لئے تو انہوں نے کہا: مَنْ یُّحْیِ الْعِظَامَ وَ هِیَ رَمِیْمٌ - ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۔ لیکن اس امر پر غور نہیں کرتے کہ ان کی ابتداء کس چیز سے ہوئی

Marfat.com

چنانچہ ارشاد ہے:

اَوَلَمْ يَرَ الْاِنْسَانُ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾۔

کیا نہ دیکھا انسان نے کہ ہم نے اسے پیدا کیا نطفہ سے تو وہ کھلا جھگڑالو ہے۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ انکار بعث بعد الموت جو کرتا ہے وہ اپنی ابتداء تخلیق سے بے خبر ہے اس لئے کہ اس کی ابتداء نطفہ سے ہوئی ہے اور نطفہ وہ ذلیل وقلیل قطرہ ہے جس میں جان نہیں ہے اور اتنا ناپاک ہے کہ کپڑے یا جسم پر لگ جائے تو بغیر پاک کئے نماز نہ ہو۔

خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ۔ اس آیت کریمہ میں دلیل بعث بعد الموت ہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ اَلَمْ یَتَفَکَّرِ الْاِنْسَانُ وَلَمْ یَعْلَمْ اَنَّا خَلَقْنٰهُ مِنْ نُّطْفَةٍ۔ کیا وہ انسان جو بعث بعد الموت کا منکر ہے اس نے غور نہ کیا کہ وہ پیدا ہی نطفہ سے ہوا تھا جو بے جان اور جماد محض ہے۔

تو جب قطرۂ بے جان سے اول پیدا کیا گیا تو اس کے بعد دوبارہ پیدا کرنا اس قادر قیوم پر کیوں کر مشکل سمجھا جاتا ہے۔

بلکہ اگر غور کیا جائے تو ماننا پڑتا ہے کہ ابتداء تخلیق مشکل ہے اور دوبارہ بنانا تو آسان ہے مگر

فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۷﴾۔ وہ ہے کہ بلا دلیل جھگڑتا اور انکار کرتا ہے۔

گویا آیۂ کریمہ میں یہ فرمایا گیا کہ انسان نے کیا یہ نہ دیکھا کہ ہم نے اسے اخس اشیاء سے اور قطرۂ مہین سے جب بنایا تو آج وہ ہمارے سامنے جھگڑتا ہوا آرہا ہے اور وَنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ۔ اپنی ابتداء بھول گیا اور کہتا ہے کون ہڈیاں زندہ کرے گا جب وہ بوسیدہ اور مٹی ہوں گی۔

اس کا جواب فرمایا گیا کہ اے محبوب! قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ فرمادیجئے وہی زندہ کرے گا جس نے پہلی بار اسے زندہ فرمایا۔

یہاں انسان سے مراد جنس ہے اور خصیم سے مراد وہ کافر ہے جو منکر بعث بعد الموت ہے۔

چنانچہ آیۂ کریمہ کے شان نزول میں ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جَاءَ الْعَاصُ بْنُ وَائِلٍ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِعَظْمٍ حَائِلٍ فَفَتَّہٗ بِیَدِہٖ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اَیُحْیِی اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذَا بَعْدَ مَا اَرِمَ قَالَ نَعَمْ یَبْعَثُ اللّٰہُ تَعَالٰی ھٰذَا ثُمَّ یُمِیْتُکَ ثُمَّ یُحْیِیْکَ ثُمَّ یُدْخِلُکَ نَارَ جَھَنَّمَ فَنَزَلَتِ الْاٰیَاتُ۔

عاص بن وائل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک گلی ہڈی لے کر آیا اور اسے چٹکی میں ملتا ہوا بولا حضور! کیا اللہ اسے بھی زندہ کرے گا جو گل کر مٹی ہوگئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اللہ اسے زندہ کرے گا پھر تجھے موت دے گا پھر زندہ فرمائے گا پھر تجھے جہنم میں داخل فرمائے گا تو یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے جواب میں نازل ہوئیں۔

اور ابن مردویہ رحمہ اللہ کی روایت میں ہے کہ آنے والا اور یہ سوال کرنے والا ابی بن خلف تھا یہ وہی ابی ہے جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوم احد میں قتل فرمایا۔

اور در منثور میں بھی ایسا ہی ابی مالک اور مجاہد اور قتادہ اور سدی اور عکرمہ سے منقول ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ آنے والا ابوجہل بن ہشام تھا۔

Marfat.com

ایک روایت میں ہے کہ عبداللہ بن ابی تھا۔
اور ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ امیہ بن خلف تھا۔
اور ممکن ہے کہ اختلاف روات کی وجہ یہ ہو کہ یہ تمام کافر علیحدہ علیحدہ یہ اعتراض لائے ہوں۔ اب آگے ارشاد ہے۔
وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ ؕ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ﴿۷۸﴾ قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۹﴾ ۔

اور ہمارے لئے کہاوت بناتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھولتا ہے اور کہتا ہے کون ہڈیاں زندہ کرے گا جبکہ وہ بوسیدہ ہو کر مٹی ہو چکی ہوں گی۔ اے محبوب! فرما دیجئے انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے اول اسے بنایا اور ہر قسم کی تخلیق کا عالم ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کی شیون قدرت پر انواع و اقسام کی مثال دے کر بعثِ بعد الموت پر استبعاد عقلی پیش کرتا ہے حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ معدوم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پر لانا جتنا مشکل ہے اتنا دوبارہ بنانا دشوار نہیں ہوتا۔

اور یہ باعتبار مثال یا نسبت الی المخلوق کہا جا سکتا ہے اس لئے کہ وہ خالق مطلق تو وہ ذات ہے کہ اس کے لئے سوا قبائح کے کوئی شے محال ہی نہیں۔

البتہ ممتنع بالذات جسے کہا جاتا ہے وہ کذب ہے کہ وہ صدق سے متباین ہے اور صفت صدق باری تعالیٰ ازلی ابدی سرمدی قدیم ہے ایسے ہی ذات واجب تعالیٰ شانہ احد ہے اس کا ثانی محال ہے۔ لہٰذا تخلیق ثانی بھی محال ہے وَ قِسْ عَلٰى هٰذَا۔

تو علاوہ ممتنعات کے ہر وہ شے پر قادر علی الاطلاق ہے۔

اسی لئے اپنے حبیب پاک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا اے محبوب! فرما دیجئے قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ ؕ وَهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ۔ وہ مرنے کے بعد ان سب کو زندہ فرمائے گا جنہیں اول زندہ کیا اور وہ تمام خلق کو جانتا ہے۔

یہاں یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ جب سب کچھ پیدا فرما سکتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر بھی پیدا فرما سکتا ہے حالانکہ یہ محال ہے اس لئے کہ ان کے متعلق وعدہ فرما دیا گیا کہ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ وہ ہمارے رسول اور آخری نبی ہیں۔

اور خاتم کے معنی آخر زبان مصطفیٰ ہی سے ہم نے لئے ہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا: اَنَا خَاتَمُ الْاَنْبِيَاءِ وَلَا نَبِيَّ بَعْدِيْ۔ ہم آخری نبی ہیں اب ہمارے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ قِيْلًا۔ کون ہے کلام میں اللہ سے زیادہ سچا۔ بنا بریں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر بھی ممتنع ہے اور جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد نبی مانے وہ منکر کلام الٰہی عزوجل ہے اور کلام الٰہی عزوجل کا انکار ردّہ خالص ہے۔

البتہ فلاسفہ کا ایک اشکال ضرور قابل غور ہے کہ ہڈیوں میں حیات ہے یا نہیں؟ اگر ہڈی میں حیات ہے تو اس پر موت اثر پذیر ہوگی جیسے اعضاء انسانی پر موت آتی ہے تو وہ زندہ ہو گئے اور اس کافر نے مَنْ يُّحْيِ الْعِظَامَ وَهِيَ رَمِيْمٌ کہا تھا۔

اس پر جالینوس خود اپنے کلام میں مضطرب ہے چنانچہ ابن زہر کتاب التیسیر میں لکھتا ہے:
اِضْطَرَبَ كَلَامُ جَالِيْنُوْسَ فِي الْعِظَامِ هَلْ لَّهَا اِحْسَاسٌ اَمْ لَا۔ جالینوس اس میں مضطرب ہے کہ ہڈیوں میں احساس ہے یا نہیں۔ اس پر ابن زہر لکھتا ہے:

وَالَّذِیْ ظَهَرَ لِیْ اِنَّ لَهَا حِسًّا بَطِیْئًا۔ اور جو میری تحقیق میں آیا ہے وہ یہ ہے کہ ہڈی میں حس بطی ہے۔ لیکن خود ہی آگے کہتا ہے: وَ لَیْتَ شِعْرِیْ مَا یَمْنَعُهَا مِنَ التَّعَفُّنِ۔ لیکن تعجب ہے کہ جب اس میں حس بطی ہے تو مانع تعفن کیا ہے۔

اس بنا پر فقہاء کی تحقیق میں ہے: اِنَّ الْعِظَامَ لَا حَیَاةَ فِیْهَا بَنٰی عَلَیْهَا الْحُکْمَ بِطَهَارَتِهَا مِنَ الْمَیْتَهِ اِذِ الْمَوْتُ زَوَالُ الْحَیٰوةِ فَحَیْثُ لَمْ تَحِلَّهَا الْحَیَاةُ لَمْ یَحِلَّهَا الْمَوْتُ فَلَمْ تَکُنْ نَجِسَةً۔ ہڈیاں وہ ہیں کہ ان میں حیات نہیں اسی بنا پر ان کی طہارت تسلیم کی گئی خواہ وہ زندہ کی ہوں یا میتہ کی۔ اس لئے کہ موت نام ہے زوال حیات کا تو جب حلول حیات ہڈیوں میں نہیں تو حلول موت بھی نہیں اسی وجہ میں وہ نجس بھی نہیں۔

وَهُوَ بِکُلِّ خَلْقٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۹﴾۔ اور وہ ہر خالق کا عالم ہے۔ آگے ارشاد ہے:

الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَخْضَرِ نَارًا فَاِذَآ اَنْتُمْ مِّنْهُ تُوْقِدُوْنَ ﴿۸۰﴾۔

وہ قادر وہ ہے جس نے تمہارے لئے ہرے درخت سے آگ بنائی کہ تم اسے دہکاتے ہو۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِهٰذَا الشَّجَرِ الْمَرْخُ وَالْعَفَارُ یُتَّخَذُ مِنَ الْمَرْخِ وَهُوَ ذَکَرُ الزَّنْدِ الْاَعْلٰی وَ مِنَ الْعَفَارِ بِفَتْحِ الْعَیْنِ وَ هُوَ اُنْثَی الزَّنْدِ السُّفْلٰی وَ یُسْحَقُ الْاَوَّلُ عَلَی الثَّانِیْ وَ هُمَا خَضْرَاوَانِ یَقْطُرُ مِنْهُمَا الْمَاءُ فَتَنْقَدِ النَّارُ بِاِذْنِ اللّٰهِ تَعَالٰی۔

مشہور یہ ہے کہ اس درخت سے مراد شجر مرخ اور عفار ہے۔ مرخ مذکر ہے اور عفار مؤنث جب مرخ کو عفار پر گھسائیں تو اس کے باوجود کہ دونوں سبز پانی ٹپکاتے ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ کے حکم سے ان سے آگ چمکنے لگتی ہے۔ اور علامہ زمخشری وغیرہ کہتے ہیں مرخ بمنزلہ نر ہے اور عفار بمنزلہ انثی ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اور کلبی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں کہ فِیْ کُلِّ شَجَرٍ نَارٌ اِلَّا الْعُنَابَ کہ مرخ وعفار ہی پر کیا موقوف ہے ہر درخت میں آگ ہوتی ہے سوا عناب کے۔

چنانچہ علامہ خفاجی رحمہ اللہ اپنے حسب حال فرماتے ہیں:

اَیَا شَجَرَ الْعُنَّابِ نَارُکَ اُوْقِدَتْ بِقَلْبِیْ وَ مَا لِعُنَّابِ مِنْ شَجَرِ النَّارِ

اے عناب کے درخت تیری آگ بھی بھڑک اٹھی میرے دل میں اور عناب آگ والے درخت سے نہیں ہے۔

اور مرخ وعفار کی خصوصیت سے یوں مثال دی کہ ان سے آگ کے سوا کچھ نہیں پیدا ہوتا۔

اَوَلَیْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤی اَنْ یَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ۚ بَلٰی ۚ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۱﴾ اِنَّمَآ اَمْرُهٗۤ اِذَآ اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَّقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ ﴿۸۲﴾ فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَکُوْتُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾۔

کیا نہیں ہے اس پر قادر جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا کہ مثل ان کی پیدا فرمادے۔ کیوں نہیں وہ قادر ہے اور زبردست خلاق علم والا ہے اور اس کا تو یہ کام ہے کہ جب ارادہ فرماتا ہے کسی شے کا تو حکم فرما دیتا ہے کہ ہو جا تو وہ فی الفور ہو جاتی ہے۔

اَوَلَیْسَ میں استفہام انکاری ہے جس سے منکرین پر قیام حجت مقصود ہے جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے: الَّذِیْۤ اَنْشَاَهَا

Marfat.com

اَوَّلَ مَرَّةٍ یا جیسے فرمایا اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمْ مِّنَ الشَّجَرِ الْاَ خْضَرِ نَارًا۔ اس بیان سے مقصود دفع توہم ہے اور بَلٰی فرما کر اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ بے شک وہ ذات علٰی کل شیءٍ قدیر ہے اور وہ ایجاد و قادر علی الاطلاق ہے۔

بلکہ اس کی شان قدرت تو یہ ہے کہ ایجاد میں وہ کسی مادہ کا محتاج نہیں بلکہ کن فرما کر معدوم کو کتم عدم سے منصۂ شہود پر لے آتا ہے بلکہ معظمین سلف تو کہتے ہیں کہ کن بھی فرمانا ضروری نہیں اس کی شیون قدرت تو اتنی بلند ہیں کہ افہام مخلوق کی وہاں پر رسائی نہیں ہمیں یہی مناسب ہے کہ اس کی شیون قدرت میں کلام بند کریں اور اعتراف کی گردن جھکائیں اور بارگاہ تعالیٰ شانہ میں عرض کریں:

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۳﴾۔

تنزیہ اور پاکی ہے اس ذات واجب الوجود کو جس کے ید قدرت میں ملک وملکوت ہے اور اس کی ملکیت ملکیت تام ہے ہر شے پر اور اسی کی طرف تمہیں یعنی مومنین کو لوٹ کر جانا ہے۔ اور منکرین کو بھی پہنچنا ہے۔

آیۂ کریمہ میں ملکوت فرما کر ملکیت تام پر مبالغہ فرمایا گیا۔

اور بعض نے ملکوت کی تفسیر میں یہ بھی کہا کہ عالم امر و غیب دونوں اس کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔

اور وَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ۔ میں خطاب عام ہے مومنین و مشرکین کو۔

اور بعض نے کہا کہ اس میں خطاب مشرکین سے ہی ہے اور توبیخاً انہی کو فرمایا اور آیات بینات میں مخلصاً علامت واضحہ ہے معاد جسمانی پر اور شبہہ مشرکین کا پورا دفع ہے۔

اور مسئلہ معاد مہمات مسائل دین سے تھا جسے اس سورت مبارکہ میں علی الخصوص واضح اور لائح فرمادیا گیا۔ اسی وجہ میں اس سورت مبارکہ کو اجلہ علماء نے قلب قرآن فرمایا۔

تحقیق الروح والانسان

اِعْلَمْ اَوَّلًا اَنَّ الْمُسْلِمِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْ اَنَّ الْاِنْسَانَ مَا هُوَ؟۔ پہلے اس امر کا جاننا ضروری ہے کہ مسلمانوں میں اس امر پر اختلاف ہے کہ انسان کیا ہے؟

فَقِیْلَ هُوَ هٰذَا الْهَیْكَلُ الْمَحْسُوْسُ مَعَ اَجْزَاءٍ سَارِیَةٍ فِیْهِ سِرْیَانَ مَاءِ الْوَرْدِ فِی الْوَرْدِ وَالنَّارِ فِی الْفَحْمِ وَ هُوَ جِسْمٌ لَطِیْفٌ نُوْرَانِیٌّ۔ تو بعض نے کہا وہ یہی ہیکل محسوس ہے معہ اجزاء ساریہ کے اس میں یہ سریان ایسے ہے جیسے گلاب میں گلاب کا پانی یا کوئلہ میں آگ اور روح ایک جسم لطیف ہے جو نورانی ہے۔

وَلَا نَعْلَمُ حَقِیْقَةَ هٰذَا الْجِسْمِ وَ هُوَ الرُّوْحُ۔ اور اس کے جسم میں حقیقت نہیں جانتے سوا اس کے کہ وہ روح ہے اور اللہ تعالیٰ نے قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ فرمایا ہے۔

تو عالم کون تو وہ ہے جس کی تخلیق ونشو ونما تدریجی ہے جیسے جسم انسان حیوان اور درخت پتھر وغیرہ۔

اور عالم امر وہ ہے جس کی تخلیق یک لخت ہے اور اس کی نشو ونما ایک بار ہے جیسے ملک فلک نجوم وسیارہ عرش وکرسی لوح و قلم اور روح۔

چنانچہ روح کے متعلق جب سوال کیا گیا تو جناب باری تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا: وَ

Marfat.com

يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ الرُّوْحِ ؕ قُلِ الرُّوْحُ مِنْ اَمْرِ رَبِّیْ۔ آپ سے روح کے متعلق پوچھتے ہیں کہ یہ کیا ہے فرما دیجئے امر رب سے ہے۔ اسی کو عالم امر کہتے ہیں۔ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

عِنْدَ مُعْظَمِ السَّلْفِ الصَّالِحِ بَيْنَهُ وَ بَيْنَ الْبَدَنِ عِلَاقَةٌ يُعَبَّرُ عَنْهَا بِالرُّوْحِ الْحَيْوَانِيَّةِ وَ هُوَ بُخَارٌ لَطِيْفٌ اِذَا فَسَدَ وَ خَرَجَ عَنِ الصَّلَاحِيَّةِ لِاَنْ يَكُوْنَ عِلَاقَةً تَخْرُجُ الرُّوْحُ عَنِ الْبَدَنِ خُرُوْجًا اِضْطِرَارِيًّا وَ نَزُوْلُ الْحَيَاةِ وَ مَا دَامَ بَاقِيًا عَلَى الْوَجْهِ الَّذِیْ يُصْلِحُ بِهٖ يَكُوْنَ عِلَاقَةً تَبْقَى الرُّوْحُ وَالْحَيَاةُ۔

معظمین سلف صالحین کے نزدیک روح و بدن میں جو علاقہ ہوتا ہے اسے روح حیوانیہ کہتے ہیں اور وہ ایک لطیف بخار ہے جب وہ فاسد ہو کر صلاحیت نہیں رکھتا تو روح بدن سے اضطراری حالت میں خارج ہو جاتی ہے اور حیات انسانی کا زوال ہو جاتا ہے اور جب تک وہ روح حیوانی باقی رہتی ہے بدن میں صلاحیت رہتی ہے اور روح و حیات کا علاقہ ہوتا ہے۔

علامہ امام قرطبی رحمہ اللہ اپنی مؤلف تذکرہ میں فرماتے ہیں کہ روح کے لئے اول و آخر کی نسبت نہیں بِمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَفْنٰى وَاِنْ فَارَقَ الْبَدَنَ الْمَحْسُوْسَ – وَ ذَكَرَ فِيْهَا اِنَّ مَنْ قَالَ يَفْنٰى فَهُوَ مُلْحِدٌ۔ بایں معنی کہ وہ فانی نہیں اگرچہ بدن محسوس سے وہ علیحدہ ہو جاتی ہے اور اسی تذکرہ میں فرمایا کہ جو روح کو فانی کہے وہ ملحد ہے۔

ایسے ایسے بہت سے احتمالات ہیں جو فلاسفہ نے نکالے۔ چونکہ ایسے مضامین سے مذہبی تعلق کم ہے لہٰذا ہم اسے نظر انداز کر کے کلام الٰہی عز و جل کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

جیسا حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کے واقعہ میں ہے: رَبِّ اَرِنِیْ كَيْفَ تُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ۔ اے میرے رب! مجھے دکھادے کہ کس طرح مردہ کو زندہ فرماتا ہے۔

اور ارشاد ہے: يَحْسَبُ الْاِنْسَانُ اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ؕ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰۤى اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ کیا انسان اس گمان و حسبان میں ہے کہ ہم اس کی ہڈیاں جمع نہ فرمائیں گے۔ کیوں نہیں ہم قادر ہیں اس پر کہ اس کے جوڑ بھی صحیح کر دیں۔

چنانچہ ایسا ہی یٰسین میں ارشاد ہوا:

اَوَلَيْسَ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِقٰدِرٍ عَلٰۤى اَنْ يَّخْلُقَ مِثْلَهُمْ ؔ بَلٰى ۗ وَهُوَ الْخَلّٰقُ الْعَلِيْمُ ۝۸۱ ۔

کیا وہ جس نے آسمان و زمین بنائے قادر نہیں اس پر کہ پیدا کر دے اس جیسا دوبارہ۔ بَلٰى فرما کر ارشاد ہے کیوں نہیں وہ خلاق اور علم والا ہے۔

بلکہ وہ ایسا خلاق ہے کہ اسے اتمام اجزاء کی بھی احتیاج نہیں۔ بلکہ

اِنَّمَاۤ اَمْرُهٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝۸۲ ۔

اس کی شان تخلیق یہ ہے کہ جب کسی شے کا ارادہ فرماتا ہے حکم دیتا ہے کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے اور کتم عدم سے منصۂ شہود پر آ جاتی ہے۔

اس کی تحقیق دقیق ایسی عمیق ہے کہ فلاسفہ اپنے توہمات میں ہیں اور معتزلہ اپنے خیالات میں ہیں اور اس بحث پر اقوال کثیر ہیں جن کے لکھنے سے سوائے خوف اضلال و ضلال کچھ حاصل نہیں اس لئے وہ سب مضامین ترک کر دیئے گئے۔

اور صوفیائے عظام نے یٰسین سے مراد سیادت نبی الانبیاء علیہ التحیۃ والثناء لی اور اس کے یہ معنے کئے: يَا سَيِّدَ الْخَلْقِ

Marfat.com

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہستی بمنزلہ قلب قرار دی اور عالم کو بمنزلہ ابدان بتایا۔

چنانچہ شیخ اکبر قدس سرہ نے فرمایا

اَنَا اَلْقُرْاٰنُ وَالسَّبْعُ الْمَثَانِیْ وَ رُوْحُ الرُّوْحِ لَا رُوْحُ الْاَوَانِیْ

وَ لَا اَحَدٌ اَکْمَلُ مِنَ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ - وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ھٰذَا الْاِنْعَامِ۔

سورۃ الصافات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ الصافات - پ ۲۳

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ﴿۱﴾ — قسم ہے ان غازیوں کی جو صف بستہ کھڑے ہوتے ہیں

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ﴿۲﴾ — تو اپنے گھوڑوں کو ڈانتے ہیں

فَالتّٰلِیٰتِ ذِکْرًا ﴿۳﴾ — اور تلاوت کرتے ہوئے ذکر میں مشغول ہیں

اِنَّ اِلٰـہَکُمْ لَوَاحِدٌ ﴿۴﴾ — بے شک تم سب کا معبود ایک ہے

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَہُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ﴿۵﴾ — آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے سب کا رب ہے اور سورج کے نکلنے کی جگہ کا رب ہے

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْیَا بِزِیْنَۃِ نِ الْکَوَاکِبِ ﴿۶﴾ — بے شک ہم نے آسمان دنیا کو مزین کیا ستاروں کی تزیین سے

وَحِفْظًا مِّنْ کُلِّ شَیْطٰنٍ مَّارِدٍ ﴿۷﴾ — اور محافظت کی ہر سرکش شیطان سے

لَا یَسَّمَّعُوْنَ اِلَی الْمَلَاِ الْاَعْلٰی وَیُقْذَفُوْنَ مِنْ کُلِّ جَانِبٍ ﴿۸﴾ — نہیں سن سکتے ملأ اعلیٰ کی باتیں اور مارے جاتے ہیں ہر طرف سے

دُحُوْرًا وَّلَہُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ﴿۹﴾ — اور دھتکارے جاتے ہیں اور ان کے لئے لازمی عذاب ہے

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَۃَ فَاَتْبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ ﴿۱۰﴾ — مگر شاذونادر کوئی چھپ کر سننا چاہے تو اس کے پیچھے چمکتا انگارا لگتا ہے

فَاسْتَفْتِہِمْ اَہُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰہُمْ مِّنْ طِیْنٍ لَّازِبٍ ﴿۱۱﴾ — تو اے محبوب ان سے پوچھیے کہ کیا ان کا پیدا کرنا مشکل ہے یا ان کا جو ہم نے پیدا کیں بے شک ہم نے پیدا کیا ان کو چپکنے والی مٹی سے

بَلْ عَجِبْتَ وَیَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾ — اے محبوب! آپ ان کے انکار پر تعجب کرتے ہیں اور وہ تمسخر کرتے ہیں

Marfat.com

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿١٣﴾	اور جب انہیں نصیحت کریں وہ نصیحت قبول نہیں کرتے
وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿١٤﴾	اور جب آپ کا معجزہ دیکھتے ہیں تو تمسخر کرتے ہیں
وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥﴾	اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے
ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ﴿١٦﴾	بھلا کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں تو کیا ہم زندہ ہوں گے
اَوَاٰبَآؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ﴿١٧﴾	کیا ہمارے پہلے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے
قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ﴿١٨﴾	اے محبوب! فرما دیجئے کہ ہاں اور تم اس وقت ذلیل و ناتواں ہو گے
فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿١٩﴾	وہ تو ایک جھڑکی ہو گی جس سے تم سب زندہ ہو کر دیکھتے ہو گے
وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ﴿٢٠﴾	اور قیامت کے منکر کہیں گے ہائے افسوس یہ تو وہی سزا کا دن ہے
هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٢١﴾	اللہ فرمائے گا یہ وہ دن ہے فیصلہ کا جس کی تم تکذیب کرتے تھے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ الصافات - پ ۲۳

وَ - قسم ہے	الصّٰٓفّٰتِ - صف باندھنے والے فرشتوں کی		صَفًّا - آراستہ ہو کر
فَالزّٰجِرٰتِ - پھر ڈانٹنے والوں کی		زَجْرًا - جھڑک کر	فَالتّٰلِيٰتِ - پھر پڑھنے
والوں کی	ذِكْرًا - ذکر کو	اِنَّ - بے شک	اِلٰهَكُمْ - تمہارا معبود
لَوَاحِدٌ - ایک ہے	رَبُّ - رب ہے	السَّمٰوٰتِ - آسمانوں	وَ - اور
الْاَرْضِ - زمین کا	وَ - اور	مَا - جو	بَيْنَهُمَا - ان کے درمیان ہے
وَ - اور	رَبُّ - رب ہے	الْمَشَارِقِ - مشرقوں کا	اِنَّا - بے شک ہم نے
زَيَّنَّا - زینت دی	السَّمَآءَ - آسمان	الدُّنْيَا - دنیا کو	بِزِيْنَةِ - زینت
الْكَوَاكِبِ - ستاروں کی	وَ - اور	حِفْظًا - حفاظت	مِّنْ كُلِّ - ہر ایک
شَيْطٰنٍ - شیطان	مَّارِدٍ - سرکش سے	لَا - نہیں	يَسَّمَّعُوْنَ - سن سکتے
اِلَى - طرف	الْمَلَاِ - مجلس	الْاَعْلٰى - بلندی کی	وَ - اور
يُقْذَفُوْنَ - مارے جاتے ہیں	مِنْ كُلِّ - ہر ایک	جَانِبٍ - طرف سے	دُحُوْرًا - دھتکارے ہوئے
وَ - اور	لَهُمْ - ان کے لئے	عَذَابٌ - عذاب ہے	وَّاصِبٌ - لازم ہونے والا
اِلَّا - مگر	مَنْ - جس نے	خَطِفَ - اچک لیا	الْخَطْفَةَ - کچھ اچکنا

Marfat.com

فَاَتْبَعَهٗ۔تو پیچھے لگا اس کے	شِهَابٌ۔شعلہ	ثَاقِبٌ۔چمکتا ہوا	فَاسْتَفْتِهِمْ۔تو پوچھ ان سے
اَ۔کیا	هُمْ۔وہ	اَشَدُّ۔سخت ہیں	خَلْقًا۔پیدائش میں
اَمْ۔یا	مَّنْ۔جو	خَلَقْنَا۔ہم نے پیدا کیا	اِنَّا۔بے شک ہم نے
خَلَقْنٰهُمْ۔ان کو پیدا کیا	مِّنْ طِيْنٍ۔مٹی	لَّازِبٍ۔چپکنے والی سے	بَلْ۔بلکہ
عَجِبْتَ۔تو نے تعجب کیا	وَ۔اور	يَسْخَرُوْنَ۔وہ مذاق کرتے ہیں	
وَ۔اور	اِذَا۔جب	ذُكِّرُوْا۔نصیحت کیے جائیں لَا۔نہیں	
يَذْكُرُوْنَ۔نصیحت لیتے	وَ۔اور	اِذَا۔جب	رَاَوْا۔دیکھتے ہیں
اٰيَةً۔کوئی معجزہ	يَّسْتَسْخِرُوْنَ۔تو وہ ٹھٹھا کرتے ہیں		وَ۔اور
قَالُوْٓا۔بولے	اِنْ۔نہیں	هٰذَآ۔یہ	اِلَّا۔مگر
سِحْرٌ۔جادو	مُّبِيْنٌ۔ظاہر	ءَ۔کیا	اِذَا۔جب
مِتْنَا۔ہم مرجائیں گے	وَ۔اور	كُنَّا۔ہوجائیں گے	تُرَابًا۔مٹی
وَّ۔اور	عِظَامًا۔ہڈیاں	ءَ۔کیا	اِنَّا۔ہم
لَمَبْعُوْثُوْنَ۔اٹھائیں جائیں گے		اَوَ۔کیا	اٰبَآؤُ۔باپ دادا
نَا۔ہمارے	الْاَوَّلُوْنَ۔پہلے	قُلْ۔فرمادیں	نَعَمْ۔ہاں
وَ۔اور	اَنْتُمْ۔تم	دَاخِرُوْنَ۔ذلیل ہوگے	فَاِنَّمَا۔اس کے سوا نہیں
هِيَ۔وہ	زَجْرَةٌ۔ڈانٹ ہوگی	وَّاحِدَةٌ۔ایک	فَاِذَا۔تو اچانک
هُمْ۔وہ	يَنْظُرُوْنَ۔دیکھتے ہوں گے وَ۔اور		قَالُوْا۔کہیں گے
يٰوَيْلَنَا۔ہائے افسوس	هٰذَا۔یہ ہے	يَوْمُ۔دن	الدِّيْنِ۔قیامت کا
هٰذَا۔یہ ہے	يَوْمُ۔دن	الْفَصْلِ۔فیصلے کا	الَّذِيْ۔وہ کہ
كُنْتُمْ۔تھے تم	بِهٖ۔اس کو	تُكَذِّبُوْنَ۔جھٹلاتے	

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔سورۃ الصافات۔پ ۲۳

یہ سورۃ مکیہ ہے۔اس میں پانچ رکوع ایک سو بیاسی آیتیں ہیں آٹھ سو ساٹھ کلمے تین ہزار آٹھ سو چھپن حرف ہیں۔

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ﴿۱﴾ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ﴿۲﴾۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قسم یاد فرمائی متعدد گروہوں کی چنانچہ بعض کے نزدیک اس سے مراد گروہ ملائکہ علیہم السلام ہیں جو نماز پڑھنے والوں کی طرح صف بستہ کھڑے ہو کر اس کے حکم کے منتظر رہتے ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد گروہ علماء ہے یا جماعت اولیاء جو تہجد اور تمام نمازوں میں صفیں باندھ کر مصروف عبادت ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا اس سے مراد غازیوں کے گروہ ہیں جو راہ خدا عزوجل میں کفن بردوش صف بستہ دشمنان دین سے مقابلہ و

مقاتلہ کرتے ہیں (مدارک)

فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا کے بھی متعدد مفہوم ہیں۔

پہلی تقدیر پر جھڑک کر چلانے والے وہ ملائکہ علیہم السلام ہوسکتے ہیں جو ابر وباد پر متصرف ہیں اور انہیں ہانکتے ہیں۔

دوسری تقدیر پر وہ علماء واولیاء ہیں جو وعظ وپند اور تزکیہ کے ذریعہ لوگوں کو زجر وتوبیخ کرتے اور راہ ہدایت پر چلاتے ہیں۔اور بر تقدیر ثالث وہ غازی جو میدان جنگ میں اپنی سواریاں دوڑاتے اور زجر کرتے ہوئے ان کو ہانکتے ہیں۔

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ③ ۔اور قسم ان جماعتوں کی کہ قرآن پڑھنے والیاں ہیں ہماری یاد میں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ④ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ⑤ ۔

بے شک تمہارا معبود یقیناً ایک ہے مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان میں ہے اور مالک مشرقوں کا۔

یعنی آسمان اور زمین اور ان کے اندر جتنی کائنات ہے وہ جس قدر حدود جہات ہیں سب کا وہی ایک مالک ہے تو دوسرا اس کے مقابل کس قدر اور کس طرح مستحق عبادت ہوسکتا ہے۔اور یہی وجہ ہے کہ وہ شریک سے پاک ومنزہ ہے۔

اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِۨالْكَوَاكِبِ ⑥ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ⑦ ۔

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کی زینت سے آراستہ فرمایا اور محافظت سماوی کے لئے ہر شیطان سرکش سے حفظہ مقرر کیے ہیں۔

سماء دنیا وہ ہے جسے آسمان اول کہا جائے اور وہ دیگر آسمانوں سے زمین کے قریب ہے اور سب آسمانوں میں جو کچھ ہے اس کی محافظت کو نافرمان شیاطین سے ملائکہ علیہم السلام پاسبان مقرر فرمائے چنانچہ جب شیاطین آسمان پر جانے کا ارادہ کرتے ہیں تو فرشتے ان پر شہاب مارتے ہیں۔جس سے وہ دفع ہوجاتے ہیں اور آسمان پر نہیں جاسکتے اور یہ جانا اس غرض سے ہوتا تھا کہ ملائکہ کی گفتگو سن کر کاہنوں کے ذریعے عوام میں غلط فہمیاں پیدا کریں۔چنانچہ ارشاد ہے:

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ⑧ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ⑨ اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ⑩ ۔

نہیں کان لگا سکتے ملاءاعلیٰ کی طرف اور ہر طرف سے وہ مارے جاتے ہیں اور انہیں مردود ومطرود کرنے کو مقرر ہیں اور ان کے لئے ہمیشہ کا عذاب ہے مگر جو ایک آدھ بار بھنک اچک لے چلا تو چمکتا انگارا اس کے پیچھے لگا۔

یعنی شیاطین اڑ کر آسمان تک پہنچ کر ملائکہ علیہم السلام کی گفتگو نہیں سن سکتے جب وہ وہاں کی خبریں لینے کو اڑتے ہیں تو انگاروں کے گرز ان پر گرتے ہیں اور اگر کوئی شیطان مکالمۂ ملائکہ علیہم السلام کی گفتگو سن کر لے بھاگا تو اس کے پیچھے شہابۂ سماوی چمکتا ہوا چلا تاکہ اسے جلا دے اس کی تحقیق تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مفصل بیان فرمائی ہے۔آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے:

فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ۭ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ⑪ ۔

اے محبوب! ان سے پوچھیے کیا ان کی پیدائش زیادہ مضبوط ہے یا ہماری دیگر مخلوق آسمانوں اور فرشتوں وغیرہ کی۔بے شک ہم نے انہیں چپکتی ہوئی مٹی سے بنایا ہے۔

یعنی کفار مکہ سے پوچھیے کہ جس قادر مطلق کو آسمان و زمین جیسی زبردست اور عظیم الجثہ مخلوق پیدا کرنا کچھ مشکل نہیں تو انسانوں کا پیدا کر دینا اسے کیا دشوار ہے اور ان کی ضعف اور ذلت کی یہ بڑی دلیل ہے کہ ان کی پیدائش کا اصل مادہ مٹی ہے اور وہ بھی چپکتی ہوئی ہے تو اب جسم کے گل جانے اور مٹی ہو جانے کے بعد اسی مٹی سے دوبارہ پیدا کرنا کیوں ناممکن ہے۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُونَ ﴿١٢﴾ وَإِذَا ذُكِّرُوا لَا يَذْكُرُونَ ﴿١٣﴾۔

بلکہ تم متعجب ہو اور وہ تمسخر کرتے ہیں اور سمجھائے نہیں سمجھتے۔

وَإِذَا رَأَوْا آيَةً يَسْتَسْخِرُونَ ﴿١٤﴾ وَقَالُوا إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُبِينٌ ﴿١٥﴾ أَإِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَعِظَامًا أَإِنَّا لَمَبْعُوثُونَ ﴿١٦﴾ أَوَآبَاؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿١٧﴾۔

اور جب دیکھتے ہیں کوئی نشان ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے بھلا کیا ہم مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو جائیں گے کیا ہم زندہ اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا بھی زندہ ہوں گے۔

یعنی آپ اس پر متعجب ہیں کہ ایسے واضح الدلالۃ معجزات بینات کے باوجود وہ کیسے تکذیب کی جرأت کرتے ہیں اور مرنے کے بعد اٹھنے کا مذاق اڑاتے ہیں اور آپ سے تمسخر کرتے ہیں۔ شق قمر، رجعت شمس، مری گوہ کے زندہ ہونے کلمہ شہادت پڑھنے، دعا سے عین امساک باراں میں موسلا دھار بارش ہونے وغیرہ وغیرہ معجزات کو جادو کہہ رہے ہیں۔

اور مرنے کے بعد مٹی اور ہڈی رہ جانے کے بعد دوبارہ زندہ ہونا اور ان کے باپ دادا کا جینا ان کو مستبعد نظر آتا تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا:

قُلْ نَعَمْ وَأَنْتُمْ دَاخِرُونَ ﴿١٨﴾ ۔ فرما دیجئے ہاں اور تم ذلت کے ساتھ اٹھو گے۔

یعنی تم زندہ ضرور کیے جاؤ گے لیکن انتہائی ذلت میں۔

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ يَنْظُرُونَ ﴿١٩﴾ وَقَالُوا يَا وَيْلَنَا هَٰذَا يَوْمُ الدِّينِ ﴿٢٠﴾ هَٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تُكَذِّبُونَ ﴿٢١﴾۔

وہ تو ایک جھٹکا ہی ہے کہ جبھی دیکھتے رہ جائیں گے اور کہیں گے ہائے مصیبت یہ بدلہ کا دن ہے۔ (یہ کیا ہوا انہیں جواب ملے گا) یہ ہے وہ فیصلہ کا دن جسے تم جھٹلاتے تھے۔

یعنی وہ ایک ہولناک آواز ہو گی جسے نفخہ ثانیہ کہتے ہیں اس کے بعد جب سب اٹھیں گے اور اپنے افعال کا نقشہ سامنے آئے گا تو افسوس کریں گے تو فرشتے کہیں گے کہ یہی وہ دن فیصلہ کا ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

حل لغات نادرہ

وَالصَّافَّاتِ صَفًّا ﴿١﴾ ۔ صف باندھے لشکروں کی قسم۔ اس میں واو قسمیہ ہے اور صافات اصل میں صافِفات تھا۔ پہلی ف کو ساکن کر کے دوسری ف میں ادغام کر دیا۔ صفا مفعول مطلق ہے جو اپنے عامل کی تاکید کرتا ہے۔

فَالزَّاجِرَاتِ زَجْرًا ﴿٢﴾۔ پھر گھوڑوں کو زور سے ڈانٹ کر ہانکنے والے۔ زجر عربی زبان میں جانور کے ہانکنے کو کہتے ہیں۔ اور آدمی کو کسی فعل سے باز رکھنے یا جھڑکی دینے میں استعمال کرتے ہیں۔ محاورہ ہے: زَجَرْتُ الْبَعِيرَ وَأَزْجُرُهُ زَجْرًا إِذَا احْتَثَثْتَهُ لِبَعْضٍ — وَزَجَرْتُ فُلَانًا عَنْ سُوْءٍ فَانْزَجَرَ أَيْ نَهَيْتُهُ فَانْتَهَىٰ۔ یہ بھی مفعول مطلق ہے۔

Marfat.com

فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ۝۳ ۔اور تلاوت کرنے والے از روئے ذکر۔تلاوۃ اسی سے ماخوذ ہے اور یہ بھی مفعول مطلق ہے۔

وَحِفْظًا۔اس کے معنی ہیں: حَفِظْنٰهَا حِفْظًا۔ہم نے اس کی محافظت کی حفظ تام۔

لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى۔نہیں سن سکتے ملا اعلیٰ تک۔يَسَّمَّعُوْنَ۔اصل میں یتسمعون تھا ت کو سین سے بدل کر سین کو سین میں ادغام کر دیا اس لئے کہ دونوں مخرج میں مشترک ہیں تسمّع کہتے ہیں کان لگا کر سننے کو۔ملأ اعلیٰ سے مراد فرشتے ہیں کیونکہ ان کا مقام سکونت آسمان ہے۔

دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۙ۝۹ ۔دھتکارے ہوئے ان کے لئے مسلسل عذاب ہے۔

دحور کہتے ہیں سخت ذلت کو اور بعض کے نزدیک دحور ہانکنے اور نکالنے کے معنی دیتا ہے۔محاورہ میں بولتے ہیں: دَحَرْتُهٗ حَزًا وَ دُحُوْرًا اَیْ دَفَعْتُهٗ وَ طَرَدْتُهٗ۔یہ مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا اَیْ يُدْحَرُوْنَ دُحُوْرًا۔جیسے قرآن کریم کی دوسری جگہ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔فرمایا گیا۔

وَّاصِبٌ۔کہتے ہیں دائم اور لازم کو اور اس کی مزید تحقیق سورہ نحل میں وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا سے مل جاتی ہے۔پوری آیت یہ ہے کہ رکوع ۶ وَلَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَهُ الدِّيْنُ وَاصِبًا۔اور اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔اور اسی کی فرمانبرداری لازم ہے۔

یہاں دین سے مراد طاعت ہے اور وَّاصِبٌ کے معنی دائم ولازم ہیں۔محاورہ میں بولتے ہیں: وَصَبَ الشَّیْءُ يَصِبُ وُصُوْبًا اِذَا اَدَامَ وَ لَازَمَ۔

وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ ۔بَعِيْدُ الْمَسَافَتِ۔یعنی وہ جنگل جس کی مسافت بعید ہو یا جس کی انتہا نہ ہو۔اور علیل و بیمار کو واصب اس وقت کہتے ہیں جب کہ اس کا مرض طول پکڑ جائے۔اور حمی لازمہ کو بھی حمی واصبہ کہتے ہیں۔

اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ۔خَطِفَ خَطْفَةً۔تیز چلا۔اچک لے جانا۔بجلی سے چکا چوند ہونا۔جھپٹ کرلے جانا۔

فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰ ۔پیچھے لگتا ہے چمکتا تارا۔یہ وہ شہاب یا تارہ ہے جو آسمان سے ٹوٹتا ہے۔ثاقب نہایت روشن۔یہ ثقب سے مشتق ہے۔اس کے معنی سوراخ کے ہیں چونکہ شہاب بھی اپنے نور کی تیزی سے ہوا میں سوراخ کر کے باہر نکلتا ہے۔اس وجہ سے اسے ثاقب بولتے ہیں۔یہ وہ گرنیڈ بم ہے جو ملائکہ علیہم السلام شیاطین پر مارتے ہیں۔

طِيْنٍ لَّازِبٍ۔چپکنے والی مٹی۔

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ۔وہ تو ایک جھٹکا یا جھڑکی ہے۔زجر کے معنی ہلا دینے یا جھڑکنے کے ہیں زجر۔روکنا،منع کرنا،ڈانٹنا،دفع کرنا،جھڑکنا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع-سورۃ صافات-پ ۲۳

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۙ۝۱ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۙ۝۲ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۙ۝۳ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ ۔

قسم ہے صف باندھنے والوں کی اور ڈانٹ کر ہانکنے والوں کی اور تلاوت ذکر الٰہی سے کرنے والوں کی بے شک تمہارا رب ایک ہی ہے۔

یہ قسمیں اللہ تعالیٰ نے یاد فرمائیں۔ملائکہ مقربین کی جیسا کہ ابن عباس،ابن مسعود،مسروق،مجاہد،عکرمہ،قتادہ،سدی

Marfat.com

نے فرمایا اور ابو مسلم نے بھی ایسا ہی کہا۔

بعض نے کہا یہ لفظ مشعر التانیث ہے۔ اور ملائکہ اس سے مبرا و منزہ ہے۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ اسے جمع الجمع کے معنی میں لیا جائے تو یہ بمعنی صافہ لیا جائے گا جس کے معنی طائفہ یا جماعت کے ہوں گے۔

وَ ذٰلِکَ بِاِعْتِبَارِ تَقَدُّمِ الرُّتْبَةِ وَالْقُرْبِ مِنْ حَظِیْرَةِ الْقُدُسِ۔ اور اَلصَّافَّاتُ الْقَائِمَاتُ صُفُوْفًا لِلْعِبَادَةِ۔

بعض نے کہا اس سے مراد نماز کی صف باندھنے والے ہیں۔

بعض نے کہا صافات سے مراد ہوا میں اپنے پروں سے صف باندھنے والے ملائکہ مراد ہیں جو منتظر امر الٰہی ہوتے ہیں۔

بعض نے کہا وہ پرند مراد ہیں جو صف بستہ فضاء ہوائیہ میں پرواز کرتے ہیں جیسے ارشاد الٰہی ہے: وَالطَّیْرُ صٰٓفّٰتٍ۔

اور زاجرات سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو مدبرات امور ہیں جن کا تذکرہ فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا میں ہے۔

اور زجر اصل میں بمعنی دفع مستعمل ہے اور یہ بمعنی چلانے اور کسی کام سے روکنے کے معنی بھی دیتا ہے۔

بعض نے زجر سے مراد بندوں کا معاصی سے روکنا بھی مراد لیا خواہ وہ بالہام خیر ہو اور زجر شیطان کے لئے یہ ہے کہ وہ وسوسہ اور اغواء سے رکا رہے اور استراق سمع سے باز رہے۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ زاجرات سے مراد آیات الٰہیہ ہیں جو قرآن کریم میں ہیں۔

اور تالیات سے مراد ملائکہ ہیں۔

ابو صالح فرماتے ہیں اس سے مراد وہ ملائکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ کے پاس سے احکام قرآن لوگوں کے لئے لاتے ہیں۔

اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۝۴ ۔ بے شک تمہارا معبود ایک ہے۔

یہ جواب قسم ہے جس کے یہ معنی بنتے ہیں کہ وحدۃ صانع مطلق دلیل نقلی و عقلی سے جب ثابت ہو چکی تو واضح ہو گیا کہ معبود حقیقی ایک اللہ عزوجل ہے۔

وَ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ لَهٗ اٰیَةٌ تَدُلُّ عَلٰی اَنَّهٗ وَاحِدٌ

جبکہ ہر شے میں اس کے وجود واحد کے دلائل ہیں تو ثابت ہوا کہ وہی ایک معبود حقیقی ہے۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ ۝۵ ۔

مالک ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اس میں ہے اور مالک مشارق کا ہے۔

یہاں مشارق سے مراد مشارق شمس ہیں۔ اسلئے کہ مشارق شمس سال بھر کے دنوں کے برابر ہیں۔ اس لئے کہ ہر دن طلوع شمس ایک نئے مشرق سے ہوتا ہے اور غروب بھی نئی جگہ ہوتا ہے۔

اسی بناء پر حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے نمرود پر حجت قائم کرنے کو فرمایا تھا: فَاِنَّ اللّٰهَ یَاْتِیْ بِالشَّمْسِ مِنَ الْمَشْرِقِ فَاْتِ بِهَا مِنَ الْمَغْرِبِ فَبُهِتَ الَّذِیْ كَفَرَ ؕ۔

چنانچہ ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ مَشَارِقَ الشَّمْسِ مِائَةٌ وَّ ثَمَانُوْنَ۔ مشارق شمس ایک سو اسی ہیں۔ اس لئے کہ مشارق شمس راس سرطان سے شروع ہوتا ہے۔

Marfat.com

اور یہ پہلا برج بروج صیف کا ہے اور یہ راس جدی تک جاتی ہے اور جدی اول برج بروج شتاء کی ہے۔

اور راس جدی سے راس سرطان تک متحد ہے اس اعتبار سے ایک سو اسی مشرق ہوتے ہیں اور اگر تغایر مشرق کا اعتبار کیا جائے تو تین سو ساٹھ مشرق ہوں گے۔ اس لئے کہ سن شمسی باعتبار عدد چھ دن زیادہ کا ہوتا ہے۔

اور رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ جو فرمایا وہ باعتبار مشرق صیف اور مشرق شتاء ہے ایسے ہی مغربین کا حال ہے۔ آگے ارشاد ہے:

إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِينَةِ الْكَوَاكِبِ ۝۶

ہم نے آسمان دنیا کو مزین کیا کوکب کی تزیین سے۔

اس سے مراد اقرب سما ہے جو اپنی زمین سے قریب ہے۔

اور اجل فلاسفہ کے نزدیک

قمر تنہا آسمان دنیا پر ہے۔ اور

عطارد آسمان دوم پر ہے اور

زہرہ آسمان سوم پر ہے اور

شمس آسمان چہارم پر ہے اور

مریخ آسمان پنجم پر ہے اور

مشتری آسمان ششم پر ہے اور

زحل آسمان ہفتم پر ہے اور

ثوابت اس فلک پر ہیں جو آسمان ہفتم سے اوپر ہے جسے اصطلاح شرع میں کرسی کہتے ہیں۔

یہ ساتوں سیارے ایک شعر میں منظوم ہیں:

قمر است و عطارد و زہرہ شمس، مریخ، مشتری و زحل

وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷

اور حفاظت کی ہم نے اس کی ہر سرکش شیطان سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَأَنَّهُ قِيلَ إِنَّا خَلَقْنَا الْكَوَاكِبَ زِينَةً لِّلسَّمَآءِ وَ حِفْظًا لَّهَا۔ گویا فرمایا گیا بے شک ہم نے تارے زینت سما کے لئے بنائے اور ان کے محافظ مقرر کئے تا کہ سرکش شیاطین وہاں تک نہ پہنچ سکیں۔

مَّارِدٍ۔ بھتریوں سے معریٰ کو کہتے ہیں حَيْثُ قَالَ وَالْمَارِدُ كَالْمَرِيدِ الْمُتَعَرِّي عَنِ الْخَيْرَاتِ مِنْ قَوْلِهِمْ شَجَرٌ أَمْرَدُ إِذَا تَعَرّٰى مِنَ الْوَرَقِ۔ جیسے بولتے ہیں شجر امرد جبکہ اس میں پتے نہ رہیں۔

وَ مِنْهُ قِيلَ رَمْلَةٌ مَرْدَآءُ إِذَا لَمْ تُنْبِتْ شَيْئًا۔ اسی کے ماتحت رملۃ مرداء بولتے ہیں جب کہ اس میں کچھ پیداوار نہ ہو۔

وَ مِنْهُ الْأَمْرَدُ مُتَجَرِّدَةٌ عَنِ الشَّعْرِ۔ اسی سے امرد ہے کہ اس کے چہرہ پر سبزہ نہ اگے اور بلا ریش ہی رہ جائے۔

Marfat.com

اورارباب شرائع نے مارد کی تفسیر خارج عن الطاعۃ کی ہے اس لئے کہ وہ اطاعت سے معریٰ ہوتا ہے۔
لَا يَسَّمَّعُوْنَ اِلَى الْمَلَاِ الْاَعْلٰى نہیں سن سکتے ملأ اعلیٰ کی باتیں۔
يَسَّمَّعُوْنَ يَعْنِي يَتَسَمَّعُوْنَ۔ اور یہ اصل میں یتسمعون ہی ہے ت کو سین میں ادغام کردیا پھر وہ يَسَّمَّعُوْنَ ہوگیا۔
اور ملأ اصل میں جماعت کو کہتے ہیں جیسے قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا - وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ وغیرہ
ارشاد ہے۔ اور یہاں ملأ اعلیٰ سے مراد جماعت ملائکہ علیہم السلام ہے جیسا کہ سدی نے کہا اور ملاء اعلیٰ من جہۃ العلو اعلیٰ ہے اور
من جہت السفلی ملاء اسفل ہے جس میں انس وجن رہتے ہیں تو اس کے یہ معنی ہوئے: لَا يُمْكِنُوْنَ مِنَ السَّمَاعِ۔
وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ ⑧ دُحُوْرًا وَّلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ⑨۔
اور مارے جاتے ہیں ہر سمت سے مطرود و مردود کرنے کو اور ان کے لئے دوامی عذاب ہے۔
یعنی وہ شیطان رجم کئے جاتے ہیں جوانب سما سے جبکہ وہ چڑھ کر آسمانی خبریں لینے کا ارادہ کرتے ہیں۔ دحور عربی
دفع کرنے اور دور کرنے کے معنی میں مستعمل ہے۔
اور واصب بہ معنی دائم آتا ہے۔
اِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَاَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ⑩۔
مگر ان شیاطین میں سے جو بھی آواز کی بھنک اچک کر جانا چاہے تو اس کے پیچھے شہاب ثاقب لگ جاتا ہے۔
خطف عربی میں اختلاس اور ہلکے سے کسی چیز کے اچک لینے کو کہتے ہیں یا جلدی سے لے لینے کو کہتے ہیں اور یہاں
اختلاس سے مراد کلام ملائکہ علیہم السلام کو چرا کر کاہنوں تک پہنچانا ہے تو جب شیاطین کلام ملائکہ علیہم السلام چرا کر چلتے ہیں تو ان
کے پیچھے شہاب لگتا ہے۔ شہاب اصل میں وہ شعلہ ہے جو آگ کی طرح دہکتا ہوا آسمان سے نکلتا ہے اور اسے تارا ٹوٹنا کہتے ہیں۔
اور ثاقب بمعنی روشن مستعمل ہے اور یہ نجوم سماویہ نہیں ہیں بلکہ یہ ایک شعاع ہے جو شیاطین کے جلانے کو ملائکہ پھینکتے ہیں۔
اس لئے کہ کواکب سماویہ تو ایک ایک تارا زبردست پہاڑ کے برابر ہے۔
اور فلاسفہ کی تحقیق میں ثوابت کی یہ شان ہے کہ ایک ایک تارا روئے زمین سے بڑا ہے۔ پھر ظاہر ہے کہ اگر تارا
ٹوٹتے تو آج آسمان پر تھوڑے سے ہی رہ جاتے۔
اور قرآن کریم میں یہ بھی ارشاد ہے وَلَقَدْ زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ وَجَعَلْنٰهَا رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ
کو چراغوں سے مزین فرمایا اور شیاطین کے لئے رجوم علیحدہ رکھے۔
اور اِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ ِالْكَوَاكِبِ ⑥ وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ مَّارِدٍ ⑦۔ سماء دنیا کو کواکب
مزین فرمایا اور سرکش شیاطین کے لئے علیحدہ نظام رکھا کہ استراق سمع نہ کرسکیں اور شیاطین کی راہ بند ہوجائے۔
اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے کہ ان مشرکین سے پوچھیے اس لئے کہ استفتاء بمعنی استخبار آتا
چنانچہ مشرکین مکہ سے دریافت کرنے کا حکم ہوا اور ارشاد ہوا:
فَاسْتَفْتِهِمْ اَهُمْ اَشَدُّ خَلْقًا اَمْ مَّنْ خَلَقْنَا ؕ اِنَّا خَلَقْنٰهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ ⑪۔
تو ان مشرکوں سے پوچھو کہ کیا وہ مشکل ہیں بنانے میں یا جو ہم نے بنائے ہم نے انہیں پیدا کیا چپکتی مٹی سے۔

Marfat.com

ابن منذر وغیرہ قتادہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ یَلْزِقُ بِالْیَدِ اِذَا مَسَّ بِهَا۔ لازب وہ ہے جو ہاتھ لگانے سے چپکے۔
اورطبری کہتے ہیں خُلِقَ اٰدَمُ مِنْ تُرَابٍ وَّ مَآءٍ وَّ هَوَآءٍ وَّ نَارٍ وَّ هٰذَا كُلُّهٗ اِذَا خَلَطَ صَارَ طِيْنًا لَازِبًا۔
آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی، پانی، ہوا، آگ سے ہوئی اور یہ سب جب مل گئے تو طین لازب یعنی چپکتی مٹی ہوگئی۔ اور لغت میں طین لازب کو لازم اور لاتب بھی کہتے ہیں اور ان سب کے معنی ایک ہی ہیں۔

وَ اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ مُجَاهِدٍ اَنَّهٗ قَالَ لَازِبٌ اَیْ لَازِمٌ مُنْتِنٌ وَ لَعَلَّ وَصْفَهٗ بِمُنْتِنٍ مَاخُوْذٌ مِّنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰی مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔ لازب سے مراد سڑی مٹی ہے اور غالباً اسے سڑی مٹی اس لئے کہا گیا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ۔

لٰكِنْ اَخْرَجَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ اَللَّازِبُ وَالْحَمَاُ وَالطِّيْنُ وَاحِدٌ كَانَ اَوَّلُهٗ تُرَابًا ثُمَّ صَارَ حَمَاً مَّسْنُوْنًا ثُمَّ صَارَ طِيْنًا لَازِبًا فَخَلَقَ اللّٰهُ مِنْهُ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔ لازب اور حما اور طین ایک ہی چیز ہے اول یہ تراب تھی پھر حما منتن بنی پھر طین لازب یعنی چپکتی مٹی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس سے پیدا فرمایا۔

بہرحال جو مٹی سے پیدا کیا جس میں صلابت وقوت ہی نہ تھی تو جس خالق مطلق نے طین لازب سے بنایا اور بے نظیر بنایا تو یہ منکرین کس دلیل سے منکر ہیں کہ دوبارہ ہمیں نہیں بنایا جاسکتا۔ اور کہتے ہیں: ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ۔ اس پر باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہے۔

بَلْ عَجِبْتَ وَيَسْخَرُوْنَ ﴿۱۲﴾۔ آپ تعجب کرتے ہیں کہ واضح دلیل یہ کیوں قبول نہیں کرتے اور وہ آپ کا تمسخر اڑا رہے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِّرُوْا لَا يَذْكُرُوْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِذَا رَاَوْا اٰيَةً يَّسْتَسْخِرُوْنَ ﴿۱۴﴾ وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾۔
اور جب وہ نصیحت کئے جاتے ہیں تو نصیحت قبول نہیں کرتے اور جب کوئی معجزہ دیکھتے ہیں تو اپنے تمسخر میں اور بڑھ جاتے ہیں۔

شان نزول آیت کا یہ ہے کہ

اِنَّ رُكَانَةَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ مِنْ اَهْلِ مَكَّةَ لَقِيَهُ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ جَبَلٍ خَالٍ يَرْعٰی غَنَمًا لَهٗ وَ كَانَ مِنْ اَقْوَى النَّاسِ فَقَالَ لَهٗ يَا رُكَانَةُ اَرَاَيْتَ اِنْ صَرَعْتُكَ اَتُؤْمِنُ بِیْ فَقَالَ نَعَمْ فَصَرَعَهٗ ثَلَاثًا ثُمَّ عَرَضَ لَهٗ بَعْضَ الْاٰيَاتِ دَعَا عَلَيْهِ السَّلَامُ شَجَرَةً فَاَقْبَلَتْ فَلَمْ يُؤْمِنْ وَ جَاءَ اِلٰی مَكَّةَ فَقَالَ يَا بَنِیْ هَاشِمٍ سَاحِرُوْا بِصَاحِبِكُمْ اَهْلَ الْاَرْضِ فَنَزَلَتْ فِيْهِ وَاَحْزَابِهٖ۔
وَ يَسْتَسْخِرُوْنَ قُرِئَ يَسْتَسْحِرُوْنَ بِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ اَیْ يَعُدُّوْنَهَا سِحْرًا۔
رکانہ مشرکین مکہ سے ایک شخص تھا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک پہاڑ پر ملا جہاں وہ اپنی بکریاں چراتا تھا اور یہ قوی ہیکل آدمی تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے رکانہ! اگر میں تجھے پچھاڑ دوں تو تو ایمان لے آئے گا اس نے کہا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے تین بار پچھاڑا۔ پھر چند ایک اور معجزات ظاہر فرمائے۔ ایک درخت کو بلایا تو وہ آگیا مگر وہ

ایمان نہ لایا اور مکہ میں آ کر کہنے لگا اے ابناء ہاشم تمہارے صاحب زمین والوں پر جادو کرتے ہیں اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَقَالُوْٓا اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ۝ۚ۱۵ اور بولے یہ کچھ نہیں مگر کھلا جادو ہے۔

یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آیات باہرہ دیکھیں تو بجائے ایمان لانے اور اعتراف حق کرنے کے بولا یہ تو کھلا جادو ہے اور کہنے لگا:

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ۙ۱۶ اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ ۝ۭ۱۷

جب ہم مرجائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں رہ جائیں گی تو کیا ہم پھر زندہ اٹھائے جائیں گے اور کیا ہمارے باپ دادا جو پہلے ہیں۔

یعنی اَنُبْعَثُ اِذَا مِتْنَا۔ اور اسی کے ساتھ کہنے لگے: اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ مَبْعُوْثُوْنَ اَيْضًا۔ یہاں اپنے زندہ ہونے کا محال ظاہر کرتے ہوئے بعث آباء کو زیادہ مستبعد کرنا مقصود ہے اس لئے کہ وہ ان سے پہلے مرچکے تھے تو ان سے ان کا زندہ ہونا زیادہ مستبعد تھا اس لئے اَوَاٰبَاۗؤُنَا الْاَوَّلُوْنَ کہا۔ اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک کو فرمایا:

قُلْ نَعَمْ وَاَنْتُمْ دَاخِرُوْنَ ۝ۚ۱۸۔

اے محبوب! فرمادیجئے ہاں تم اور تمہارے باپ دادا سب اٹھائے جائیں گے اور حال یہ ہے کہ تمہارا اٹھنا ایسے حال میں ہوگا کہ تم سب ذلیل اور بے بس ہو گے۔

گویا عبارت یوں بنی: قُلْ نَعَمْ اَیْ تُبْعَثُوْنَ کُلُّکُمْ وَالْحَالُ اِنَّکُمْ صَاغِرُوْنَ اَذِلَّاءُ۔ اور یہ جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابی بن خلف کو اس وقت دیا جبکہ وہ ایک بوسیدہ ہڈی لے کر اپنی چٹکی میں اس کے ذرات مل کر دکھارہا تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کررہا تھا۔

فَقَالَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَعَمْ وَیَبْعَثُکَ وَ یُدْخِلُکَ جَهَنَّمَ۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں خدا کی قسم اللہ تجھے اٹھائے گا اور جہنم میں داخل فرمائے گا۔

اس کے بعد نوعیت بعث بعد الموت کی تفصیل بیان فرمائی گئی چنانچہ ارشاد ہے:

فَاِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَّاحِدَةٌ فَاِذَا هُمْ يَنْظُرُوْنَ ۝۱۹۔

اور یہ بعث ایک چنگھاڑ سے ہوگی تو اپنے اپنے مرقدوں میں پڑے پڑے دیکھیں گے۔

محاورہ عرب میں زجرۃ صیحہ کے معنی میں مستعمل ہے اور صیحہ اس آواز کو کہتے ہیں جو چرواہے اپنے جانوروں کے ہانکنے میں لگاتے ہیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالزَّجْرَةُ الصَّیْحَةُ مِنْ زَجْرِ الرَّاعِیْ غَنَمَهٗ صَاحَ عَلَیْهَا۔ اور یہ نفخۂ ثانیہ ہوگا جب صور اسرافیل دوبارہ پھونکا جائے گا تو اس وقت سب اپنے اپنے مرقدوں میں زندہ ہو کر دیکھتے رہ جائیں گے اور یہ دیکھنا ایسا ہی ہوگا جیسے دنیا میں دیکھتے تھے اَیْ فَاِذَا هُمْ قِیَامٌ مِّنْ مَّرَاقِدِهِمْ اَحْیَاءٌ یَبْصُرُوْنَ کَمَا کَانُوْا فِی الدُّنْیَا۔ اور اس وقت دیکھیں گے۔

وَقَالُوْا يٰوَيْلَنَا هٰذَا يَوْمُ الدِّيْنِ ۝۲۰ هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ۝ۧ۲۱۔

Marfat.com

تو کہیں گے ہائے ہلاکت ہماری یہ تو وہی ... کا دن ہے۔ دین بمعنی جزا ہے جیسے كَمَا تُدِيْنُ تُدَانُ بولا جاتا ہے جس کے معنی جیسے کرنی ویسے بھرنی ہے۔ یعنی اس وقت حسرت وافسوس کے ساتھ مشرکین کہیں گے ہائے خرابی یہ تو وہی دن ہے جس دن ہمیں ہمارے اعمال کا بدلہ ملنا تھا۔

ان بدنصیبوں کو اس دن یقین آئے گا جب آنکھوں سے دیکھ لیں گے اور یہ دن وہ ہوگا کہ اب یقین آنا نہ آنا بیکار ہوگا۔

چنانچہ ملائکہ علیہم السلام فرمائیں گے:

هٰذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِيْ كُنْتُمْ بِهٖ تُكَذِّبُوْنَ ﴿۲۱﴾ ع

یہ وہ فیصلہ کا دن ہے جس کی تم تکذیب کرتے تھے۔

اب تم کتنی ہی معذرت کرو آج تمہاری شنوائی نہیں ہے بقول شخصے

آگے کے دن پاچھے گئے اور پی سے کیا نہ ہیت اب پچھتائے کیا ہوت ہے چڑیاں چگ گئی کھیت

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ الصافات - پ ۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ — حاضر کرو انہیں جو ظلم کرتے رہے اور ان کے ساتھیوں کو اور انہیں جو پوجے جاتے تھے

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾ — اللہ کے سوا پھر لے چلو انہیں جہنم کی راہ کی طرف

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ — اور کھڑا رکھو انہیں وہ پوچھے جائیں گے

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ — کہ اب تمہیں کیا ہوا کہ ایک دوسرے کی مدد نہیں کرتے ہو

بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ — بلکہ وہ اس دن نیچی گردن کئے ہوں گے

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ — اور ان کا ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہو کر پوچھے گا

قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ — تو وہ آپس میں کہیں گے تمہیں ہم پر دائیں طرف سے آ آ کر بہکاتے تھے

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾ — وہ کہیں گے بلکہ تم ہی مومن نہ تھے

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾ — اور نہیں تھا ہمارا زور تم پر بلکہ تم سرکش تھے

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ — تو پورا ہو گیا ہم پر وعدہ اس کے عذاب کا فرمان الٰہی سے اب ہمیں ذائقہ عذاب چکھنا ہے

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ — تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم سب گمراہ تھے

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ — تو وہ اس دن عذاب میں سب مشترک ہوں گے

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ — ایسا ہی ہمارا کام مجرموں کے ساتھ ہوتا ہے

Marfat.com

اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ۙ﴿۳۵﴾
یہ ایسے سرکش تھے کہ جب ان سے کہا جاتا کہ کوئی معبود نہیں مگر اللہ تو یہ تکبر کرتے تھے

وَ يَقُوْلُوْنَ اَئِنَّا لَتَارِكُوْۤا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ؕ﴿۳۶﴾
اور کہتے کیا ہم اپنے معبودوں کو چھوڑ کر ایک شاعر مجنون کے پیرو ہو جائیں

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَ صَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾
بلکہ وہ آئے دین حق کے ساتھ اور پہلے نبیوں کی تصدیق فرماتے ہیں

اِنَّكُمْ لَذَآئِقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ۚ﴿۳۸﴾
تم اس سرکشی کی وجہ میں دردناک عذاب کا مزہ چکھنے والے ہو

وَ مَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۙ﴿۳۹﴾
اور تمہیں بدلہ نہ دیا جائے گا مگر تمہاری جیسی کرنی ہوگی ویسا ہی بدلہ ہوگا

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾
مگر اللہ کے مخلصین بندے

اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ۙ﴿۴۱﴾
یہ وہ ہوں گے کہ انہیں اللہ کے کرم سے ان کی روزی مقرر ہوگی

فَوَاكِهُ ۚ وَ هُمْ مُّكْرَمُوْنَ ۙ﴿۴۲﴾
جو میووں سے ہو اور وہ عزت سے ہوں گے

فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ۙ﴿۴۳﴾
باغوں میں جہاں نعمتیں ہیں

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾
تختوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ۙ﴿۴۵﴾
ان پر دور چل رہا ہوگا صاف شراب کا

بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ۚ﴿۴۶﴾
سفید لذیذ شراب پینے والوں کے لئے

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّ لَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾
کہ نہ ہو اس میں بدحواسی اور نہ اس سے ان کی عقل مخمور ہو

وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ۙ﴿۴۸﴾
اور ان کے پاس شرمیلی نیچی نگاہ بڑی آنکھ والیاں بیویاں ہوں گی

كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾
گویا وہ بڑے چمکتے موتی ہیں

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾
تو وہ ایک دوسرے کی طرف متوجہ ہوں گے اور آپس میں پوچھ گچھ کریں گے

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّيْ كَانَ لِيْ قَرِيْنٌ ۙ﴿۵۱﴾
اور کہنے والا کہے گا ان میں سے تھا دنیا میں میرا ساتھی

يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾
اور وہ تعجب سے کہتا تھا کیا تو بھی قیامت کو ماننے والا ہے

ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا
کیا جب ہم مر کر مٹی ہو جائیں گے اور ہڈیاں کیا ہم

Marfat.com

لَمَدِيْنُوْنَ ﴿٥٣﴾
دوبارہ اٹھیں گے اور اپنی کرنی کا بدلہ دیے جائیں گے

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿٥٤﴾
کہے گا بے شک تم دیکھ سکتے ہو

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِيْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿٥٥﴾
تو وہ دیکھے گا تو دیکھے گا بیچوں بیچ جہنم کے

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿٥٦﴾
بولے گا قسم بخدا اگر تیرا مکر چل جاتا تو مجھے ہلاک ہی کر دیتا

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿٥٧﴾
اور اگر اللہ کی نعمت نہ ہوتی تو میں بھی انہی میں رہ کر عذاب پاتا

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿٥٨﴾
تو کیا ہم مرے نہیں

اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿٥٩﴾
مگر ہمارا مرنا پہلا ہو گیا اور اب ہم عذاب میں نہیں جائیں گے

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٦٠﴾
بے شک یہ بڑی کامیابی ہے

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾
(اور نیک عمل کرنے والے کامیاب ہیں) تو ہر ایک کو ایسا ہی عمل کرنا چاہیے

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾
کیا یہ نعمت بہتر ہے اور مہمانی یا تھوہر کے درخت کی تواضع

اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾
بے شک کیا ہے ہم نے اسے ظالموں کی آزمائش

اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْۤ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾
وہ درخت ہے جو نکلتا ہے جہنم کی جڑ سے

طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾
اور اس کا پھل گویا سانپ کا سر ہے

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾
تو جہنمی اسے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے

ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾
پھر ان کے لئے اس پر جہنم کا کھولتا پیپ ملا پانی ڈالا جائے گا

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾
پھر لوٹ کر اسی جہنم میں جائیں گے

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾
اے محبوب! یہ وہ ہیں کہ باپ دادا کی محبت میں گمراہ ہیں

فَهُمْ عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾
تو انہی کے قدم بقدم لپک رہے ہیں

وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾
اور بے شک ان سے پہلے بھی اکثر ایسے ہی گمراہ ہوئے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾
اور بے شک بھیجے ہم نے ان میں ڈر سنانے والے

فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾
تو دیکھیے کیا ہوا انجام ان ڈرائے ہوؤں کا

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾
مگر اللہ کے مخلص بندے

Marfat.com

حل لغات دوسرا رکوع-سورۃ الصافات-پ ۲۳

اُحْشُرُوا-اکٹھا کرو	الَّذِیْنَ-ان کو جو	ظَلَمُوْا-ظالم ہیں	وَ-اور
اَزْوَاجَهُمْ-ان کے ساتھیوں کو	وَ-اور	مَا-جن کو	کَانُوْا-تھے وہ
یَعْبُدُوْنَ-پوجتے	مِنْ دُوْنِ-سوا	اللّٰهِ-اللہ کے	فَاهْدُوْ-تو راہ دکھاؤ
هُمْ-ان کو	اِلٰى-طرف	صِرَاطِ-راہ	الْجَحِیْمِ-دوزخ کی
وَقِفُوْ-کھڑا کرو	هُمْ-ان کو	اِنَّهُمْ-بے شک وہ	مَّسْئُوْلُوْنَ-پوچھے جائیں
گے	مَا-کیا ہے	لَكُمْ-تم کو	لَا-نہیں
تَنَاصَرُوْنَ-مدد کرتے آپس میں		بَلْ-بلکہ	هُمُ-وہ
الْیَوْمَ-آج کے دن	مُسْتَسْلِمُوْنَ-فرمانبردار ہیں	وَ-اور	اَقْبَلَ-متوجہ ہوں گے
بَعْضُهُمْ-بعض ان کے	عَلٰى-اوپر	بَعْضٍ-بعض کے	یَّتَسَآءَلُوْنَ-سوال کرتے
قَالُوْٓا-کہیں گے	اِنَّكُمْ-بے شک تم	كُنْتُمْ-تھے	تَاْتُوْنَنَا-آتے ہم کو
عَنِ الْیَمِیْنِ-دائیں جانب سے		قَالُوْا-کہیں گے	بَلْ-بلکہ
لَّمْ-نہ	تَكُوْنُوْا-تھے تم	مُؤْمِنِیْنَ-مومن	وَ-اور
مَا-نہیں	كَانَ-تھا	لَنَا-ہمارا	عَلَیْكُمْ-تم پر
مِّنْ سُلْطٰنٍ-کوئی غلبہ	بَلْ-بلکہ	كُنْتُمْ-تھے تم	قَوْمًا-قوم
طٰغِیْنَ-سرکش	فَحَقَّ-تو حق ہوئی	عَلَیْنَا-ہم پر	قَوْلُ-بات
رَبِّنَآ-رب ہمارے کی	اِنَّا-بے شک ہم	لَذَآىِٕقُوْنَ-چکھنے والے ہیں	
فَاَغْوَیْنٰكُمْ-تو گمراہ کیا ہم نے تم کو		اِنَّا-بے شک	كُنَّا-ہم تھے
غٰوِیْنَ-گمراہ	فَاِنَّهُمْ-تو وہ	یَوْمَىِٕذٍ-اس دن	فِی-بیچ
الْعَذَابِ-عذاب کے	مُشْتَرِكُوْنَ-شریک ہوں گے		اِنَّا-بے شک ہم
كَذٰلِكَ-اسی طرح	نَفْعَلُ-کرتے ہیں	بِالْمُجْرِمِیْنَ-مجرموں کے ساتھ	
اِنَّهُمْ-بے شک وہ	كَانُوْٓا-تھے	اِذَا-جب	قِیْلَ-کہا جاتا
لَهُمْ-ان کو	لَآ-نہیں کوئی	اِلٰهَ-معبود	اِلَّا-مگر
اللّٰهُ-اللہ	یَسْتَكْبِرُوْنَ-تو تکبر کرتے تھے	وَ-اور	یَقُوْلُوْنَ-کہتے تھے
اَ-کیا	اِنَّا-ہم	لَتَارِكُوْٓا-چھوڑنے والے ہیں	
اٰلِهَتِنَا-اپنے معبودوں کو	لِشَاعِرٍ-شاعر	مَّجْنُوْنٍ-دیوانے کے لئے	بَلْ-بلکہ
جَآءَ-آیا	بِالْحَقِّ-حق لے کر	وَ-اور	صَدَّقَ-تصدیق کی
الْمُرْسَلِیْنَ-پیغمبروں کی	اِنَّكُمْ-بے شک تم	لَذَآىِٕقُوا-چکھنے والے ہو	الْعَذَابِ-عذاب

Marfat.com

الْاَلِيْمِ۔دردناک	وَ۔اور	مَا۔نہ	تُجْزَوْنَ۔ بدلہ دیے جاؤ
گے تم	اِلَّا۔مگر	مَا۔جو	كُنْتُمْ۔تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔کرتے	اِلَّا۔مگر	عِبَادَ۔بندے	اللّٰهِ۔اللہ کے
الْمُخْلَصِيْنَ۔خالص	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ ہیں	لَهُمْ۔ان کے لئے ہے	رِزْقٌ۔رزق
مَّعْلُوْمٌ۔مقرر	فَوَاكِهُ۔میوے ہیں	وَ۔اور	هُمْ۔وہ
مُّكْرَمُوْنَ۔عزت کیے جائیں گے	فِيْ۔بیچ	جَنّٰتِ۔باغوں	النَّعِيْمِ۔نعمت والے میں
عَلٰى۔اوپر	سُرُرٍ۔تختوں کے ہوں گے	مُّتَقٰبِلِيْنَ۔آمنے سامنے	يُطَافُ۔دور ہوگا
عَلَيْهِمْ۔ان پر	بِكَاْسٍ۔پیالے	مِّنْ مَّعِيْنٍ۔شراب	بَيْضَآءَ۔سفید کا
لَذَّةٍ۔لذیذ ہوگا	لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ پینے والوں کے لئے		لَا۔نہ ہوگی
فِيْهَا۔اس میں	غَوْلٌ۔بدحواسی	وَّ۔اور	لَا۔نہ
هُمْ۔ان کو	عَنْهَا۔اس سے	يُنْزَفُوْنَ۔سردرد ہوگا	وَ۔اور
عِنْدَ۔پاس	هُمْ۔ان کے ہوں گی	قٰصِرٰتُ۔نیچی	الطَّرْفِ۔نگاہ والی عورتیں
عِيْنٌ۔موٹی آنکھ والی	كَاَنَّهُنَّ۔گویا وہ	بَيْضٌ۔موتی ہیں	مَّكْنُوْنٌ۔چھپے ہوئے
فَاَقْبَلَ۔تو توجہ کرے گا	بَعْضُهُمْ۔بعض ان کا	عَلٰى۔اوپر	بَعْضٍ۔بعض کے
يَّتَسَآءَلُوْنَ۔سوال کرتے ہوئے	قَالَ۔کہے گا	قَآئِلٌ۔ایک کہنے والا	مِّنْهُمْ۔ان میں سے
اِنِّيْ۔بے شک	كَانَ۔تھا	لِيْ۔میرا	قَرِيْنٌ۔ایک ساتھی
يَّقُوْلُ۔کہتا تھا	اَئِنَّكَ۔کیا تو	لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ۔سچ مانتا ہے	
ءَ۔کیا	اِذَا۔جب	مِتْنَا۔ہم مرجائیں گے	وَ۔اور
كُنَّا۔ہوجائیں گے	تُرَابًا۔مٹی	وَّ۔اور	عِظَامًا۔ہڈیاں
ءَ۔کیا	اِنَّا۔ہم	لَمَدِيْنُوْنَ۔بدلہ دیے جائیں گے	
قَالَ۔کہے گا	هَلْ۔کیا	اَنْتُمْ۔تم	مُّطَّلِعُوْنَ۔جھانکنے والے ہو
فَاطَّلَعَ۔تو جھانکے گا	فَرَاٰهُ۔تو دیکھے گا اس کو	فِيْ۔بیچ	سَوَآءِ۔درمیان
الْجَحِيْمِ۔دوزخ کے	قَالَ۔کہے گا	تَاللّٰهِ۔خدا کی قسم	اِنْ۔بے شک
كِدْتَّ۔قریب تھا تو کہ	لَتُرْدِيْنِ۔ہلاک کرتا مجھ کو	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
لَا۔نہ	نِعْمَةُ۔احسان ہوتا	رَبِّيْ۔میرے رب کا	لَكُنْتُ۔تو ہوتا میں
مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ۔حاضر کیے ہوؤں سے		اَ۔کیا	فَمَا۔پھر نہیں
نَحْنُ۔ہم	بِمَيِّتِيْنَ۔مرنے والے	اِلَّا۔مگر	مَوْتَتَنَا۔موت ہماری
الْاُوْلٰى۔پہلی	وَ۔اور	مَا۔نہیں	نَحْنُ۔ہم

Marfat.com

بِمُعَذَّبِیْنَ۔سزا دیے گئے	اِنَّ۔بے شک	هٰذَا۔یہ	لَهُوَ۔وہ ہے
الْفَوْزُ۔کامیابی	الْعَظِیْمُ۔بڑی	لِمِثْلِ۔مثل	هٰذَا۔اس کی
فَلْیَعْمَلِ۔چاہئے کہ عمل کریں	الْعٰمِلُوْنَ۔عمل کرنے والے	اَ۔کیا	ذٰلِكَ۔یہ
خَیْرٌ۔بہتر ہے	نُّزُلًا۔مہمانی	اَمْ۔یا	شَجَرَةُ۔درخت
الزَّقُّوْمِ۔تھوہر کا	اِنَّا۔بے شک ہم نے	جَعَلْنٰهَا۔بنایا اس کو	فِتْنَةً۔آزمائش
لِّلظّٰلِمِیْنَ۔ظالموں کے لئے	اِنَّهَا۔بے شک وہ	شَجَرَةٌ۔درخت ہے	تَخْرُجُ۔نکلتا ہے
فِیْٓ۔بیچ	اَصْلِ۔جڑ	الْجَحِیْمِ۔دوزخ کے	طَلْعُهَا۔اس کے پھل
كَاَنَّهٗ۔گویا کہ وہ	رُءُوْسُ۔سر ہیں	الشَّیٰطِیْنِ۔شیطانوں کے	فَاِنَّهُمْ۔بے شک وہ
لَاٰكِلُوْنَ۔کھانے والے ہیں	مِنْهَا۔اس سے	فَمَالِـُٔوْنَ۔تو بھرنے والے ہیں	
مِنْهَا۔اس سے	الْبُطُوْنَ۔پیٹ	ثُمَّ۔پھر	اِنَّ۔بے شک
لَهُمْ۔ان کے لئے	عَلَیْهَا لَشَوْبًا۔اس پر ڈلی ہے	مِّنْ حَمِیْمٍ۔گرم پانی کی	ثُمَّ۔پھر
اِنَّ۔بے شک	مَرْجِعَهُمْ۔ان کا لوٹنا ہے	لَاِلَی۔طرف	الْجَحِیْمِ۔دوزخ کی
اِنَّهُمْ۔بے شک انہوں نے	اَلْفَوْا۔پایا	اٰبَآءَ۔باپوں	هُمْ۔اپنے کو
ضَآلِّیْنَ۔گمراہ	فَهُمْ۔تو وہ	عَلٰٓی۔اوپر	اٰثٰرِ۔قدموں
هِمْ۔ان کے کے	یُهْرَعُوْنَ۔دوڑتے ہیں	وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک
ضَلَّ۔گمراہ ہوئے	قَبْلَهُمْ۔ان سے پہلے	اَكْثَرُ۔اکثر	الْاَوَّلِیْنَ۔پہلے لوگ
وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	اَرْسَلْنَا۔بھیجے ہم نے	فِیْهِمْ۔ان میں
مُّنْذِرِیْنَ۔ڈرانے والے	فَانْظُرْ۔تو دیکھ	كَیْفَ۔کیسا	كَانَ۔ہوا
عَاقِبَةُ۔انجام	الْمُنْذَرِیْنَ۔ڈرائے ہوؤں کا		اِلَّا۔مگر
عِبَادَ۔بندے	اللّٰهِ۔اللہ کے	الْمُخْلَصِیْنَ۔خالص	

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع۔سورۃ الصافات۔پ ۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا وَ اَزْوَاجَهُمْ وَ مَا كَانُوْا یَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰی صِرَاطِ الْجَحِیْمِ ﴿۲۳﴾۔
جمع کرو انہیں جنہوں نے ظلم و شرک کیا اور ان کے جوڑوں کو اور جو کچھ وہ پوجتے تھے۔اللہ کے سوا ان سب کو دوزخ کی راہ کی طرف چلاؤ۔

یہ حکم منجانب اللہ عزوجل فرشتوں کو ملے گا اور جوڑوں سے مراد ظالم کافروں کے شیاطین ہیں جو دنیا میں ان کے جلیس و قرین تھے۔وہ بھی ان کے ساتھ جہنم کی راہ پر محشور ہوں اور ایک ہی زنجیر میں جکڑے جائیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اَزْوَاجَهُمْ سے مراد ہر ایک کافر اپنے ہم قسم کافر کے ساتھ محشور کیا جاوے گا۔بت پرست بت پرست کے ساتھ۔آتش پرست آتش پرست کے ساتھ۔ستارہ پرست ستارہ پرست کے ساتھ ملا

Marfat.com

کر جمع کیا جائے گا۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ بَلْ هُمُ الْيَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾۔

اور (حکم ہوگا کہ) انہیں جہنم کے راستہ پر کھڑا رکھو۔ ان سے پوچھا جائے گا کہ تمہیں کیا ہوا سب ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ آج کیوں (شرمساری سے) گردن ڈالے ہوئے ہو۔

یعنی انہیں روکو تاکہ ان سے جواب طلب ہو کہ آج ان کی مدد کیوں نہیں کرتے۔ حدیث شریف میں ہے کہ بروز قیامت بندہ اس وقت تک اپنی جگہ سے نہ ہل سکے گا جب تک کہ چار باتیں اس سے نہ پوچھ لی جائیں اور وہ یہ ہیں:

اول اس کی عمر کہ اس نے کس کام میں گزاری۔

دوسرے اس کا علم کہ اس پر کیا عمل کیا۔

تیسرے اس کا مال کہ کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔

چوتھے اس کا جسم کہ اسے کس کام میں لایا۔

اور مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ۔ خازن جہنم ان سے بطریق توبیخ کہے گا کہ دنیا میں تو تم ایک دوسرے کی مدد کے دعویدار تھے آج کیا ہے کہ عاجزی سے گردن جھکائے کھڑے ہو کوئی تم میں سے کسی کا پرسان حال نہیں ہے سب ذلیل و عاجز کھڑے ہو۔

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾۔ اور بعض ان کا بعض کی طرف منہ کر کے پوچھتا ہے۔

قَالُوْۤا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾۔

سب کہیں گے تم ہماری داہنی طرف بہکانے آتے تھے۔ بولیں گے تم خود ہی ایمان نہ رکھتے تھے۔

کفار اپنے سرداروں سے کہیں گے جو دنیا میں انہیں گمراہ کرتے تھے کہ تم خود ہی بے ایمان تھے۔

وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِيْنَ ﴿۳۰﴾۔

(سردار کہیں گے) اور ہمارا تم پر کچھ زور نہ تھا بلکہ تم خود سرکش لوگ تھے۔

یعنی ہم تمہیں اپنے زور سے گمراہ نہیں کرتے تھے بلکہ تم خود ہی مائل بہ سرکشی تھے اور اپنے اختیار سے تم گمراہ ہوئے تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾ فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾۔

تو ثابت ہوگئی ہم پر بات ہمارے رب کی بے شک ہمیں سزا کا مزہ چکھنا ہے۔ تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا اس لئے کہ ہم خود گمراہ تھے تو وہ آج کے دن عذاب میں شریک ہیں ہم ایسا ہی مجرموں کے ساتھ کرتے ہیں۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے زبان انبیاء علیہم السلام سے جو عذاب کے وعدے دیئے تھے وہ صاف طور پر ثابت ہو گئے جیسا کہ اس نے فرمایا: لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ وہ عذاب اور تمہیں اس کا مزہ لینا ہے اور اس عذاب میں گمراہ اور گمراہ کنندہ ان کے سردار سب سزا میں مساوی شریک ہیں۔ یہ قانون الٰہی عزوجل ہے کہ ضال مضل دونوں عذاب میں شریک ہوتے ہیں اور ایسی ہی سزا اللہ تعالیٰ دیتا ہے آگے ارشاد ہے:

اِنَّهُمْ كَانُوْۤا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾۔

Marfat.com

یہ وہ تھے کہ جب انہیں کہا گیا کہ کوئی معبود نہیں سوا اللہ تعالیٰ کے تو استکبار کرتے۔

اور اپنے کو اونچا دکھاتے اور شرک سے باز نہ آتے توحید قبول نہ کرتے بلکہ انحراف میں اتنے پختہ ہوتے کہ

وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوا آلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُونٍ ﴿٣٦﴾۔

کہتے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے۔

یعنی ان خبیثوں نے شاعر و مجنون کہہ کر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لئے اور کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمانے سے ہم اپنے پرانے معبودوں کو کیسے چھوڑ سکتے ہیں اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا:

بَلْ جَاءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِينَ ﴿٣٧﴾۔

بلکہ ہمارے حبیب تو حق لائے ہیں اور انہوں نے رسولوں کی تصدیق فرمائی ہے۔

یعنی ان کے دین اور توحید الٰہی کی تصدیق فرما کر شرک کی نفی کی ہے تمہارے اس شرک اور تکذیب کے بدلے میں۔

إِنَّكُمْ لَذَائِقُو الْعَذَابِ الْأَلِيمِ ﴿٣٨﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ إِلَّا مَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٣٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿٤٠﴾۔

تم بے شک ذائقہ عذاب اور دردناک تکلیف پاؤ گے اور حقیقت حال یہ ہے کہ تمہیں بدلہ نہ ملے گا مگر اپنی کرنی کا مگر جو اللہ کے چنے ہوئے بندے ہیں۔

یعنی شرک اور تکذیب انبیاء علیہم السلام کا بدلہ تمہیں آخرت میں ملے گا کہ ہمارے یہاں فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴿٧﴾ وَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ ﴿٨﴾۔ کا قانون ہے۔ البتہ جو ہمارے چنے ہوئے مخلص بندے ہیں ان کے رتبے ایسے بلند ہیں کہ

أُولَٰئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُومٌ ﴿٤١﴾ فَوَاكِهُ ۖ وَهُم مُّكْرَمُونَ ﴿٤٢﴾ فِي جَنَّاتِ النَّعِيمِ ﴿٤٣﴾ عَلَىٰ سُرُرٍ مُّتَقَابِلِينَ ﴿٤٤﴾ يُطَافُ عَلَيْهِم بِكَأْسٍ مِّن مَّعِينٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَاءَ لَذَّةٍ لِّلشَّارِبِينَ ﴿٤٦﴾ لَا فِيهَا غَوْلٌ وَلَا هُمْ عَنْهَا يُنزَفُونَ ﴿٤٧﴾ وَعِندَهُمْ قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ عِينٌ ﴿٤٨﴾ كَأَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُونٌ ﴿٤٩﴾۔

ان کے لئے روزی اور نعمت ہے جو ہمیں معلوم ہے میوے اور ان کی عزت ہوگی عیش و عشرت کے باغوں میں جو نعمتوں سے مملو ہوں گے آمنے سامنے تختوں پر ہوں گے ان پر دور چلے گا پاک شراب کے جاموں کا سفید رنگ والا شربت پینے والوں کو لذت دے گا اس میں نہ خمار اور نشہ ہوگا اور نہ اس سے ان کے سر پھریں گے نہ مدہوش ہوں گے اور ان کے پاس وہ شرمیلی حوریں ہوں گی جو اپنے شوہروں کے سوا کسی غیر کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہ دیکھیں گی بڑی آنکھ والیاں گویا کہ وہ انڈے ہیں محفوظ۔

یعنی ان مخلصین ایمان والوں کے لئے نفیس ولذیذ میوے اور نعمتیں خوش ذائقہ خوشبو اور خوش منظر ہوں گے۔ عزت کے ساتھ تخت نشین ہوں گے اور ایک دوسرے سے مانوس اور باہم مسرور و محظوظ اور ان کے سامنے ستھری نہریں جاری ہوں گی جو دودھ سے بھی زیادہ سفید ہوں گی اور ان کے گرد جام گردش کریں گے جس میں وہ شربت و شراب ہوگی جس میں نہ بدبو ہوگی اور نہ بدذائقہ نہ نشہ اور بدحواسی اور نہ اس کے پینے سے اختلال عقل ہو نہ مدہوشی برخلاف دنیا کی گندی شراب کے کہ بدبو ہونے کے علاوہ بے گنتی مضرات و فسادات پیدا کرتی ہے کہیں درد سر اور کبھی چکر، درد شکم، پیشاب میں سوزش حتیٰ کہ قے آنے لگتی ہے۔ عقل میں فتور آ جاتا ہے۔

اور بیویاں حوران جنت ایسی صاف ستھری ہوں گی کہ نہ حیض نہ نفاس نہ ان کی نظریں غیروں کی طرف اٹھیں اپنے شوہروں کے سوا کسی طرف نظر نہ ڈالیں۔ ان کی آنکھیں بڑی بڑی ایسی صاف گویا صاف ستھرا محفوظ انڈا ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ يَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾۔

تو ان میں بعض بعض کی طرف منہ کر کے آپس میں اپنی نعمتوں پر سوال کریں گے۔

یعنی اہل جنت جنتیوں سے پوچھیں گے کہ دنیا میں کیا حالات وواقعات پیش آئے۔

قَالَ قَآئِلٌ مِّنْهُمْ اِنِّىْ كَانَ لِىْ قَرِيْنٌ ﴿۵۱﴾ يَّقُوْلُ اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِيْنَ ﴿۵۲﴾

ان میں سے کہنے والا بولے گا میرا ایک ہم نشین تھا جو مجھ سے کہا کرتا تھا کیا تو اسے سچ مانتا ہے۔

ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ ﴿۵۳﴾۔

(یعنی دنیا میں ایک ایسا بھی تھا جو مرنے کے بعد اٹھنے کا منکر تھا اور وہ طنزاً مجھ سے کہا کرتا تھا کہ کیا تو مرنے کے بعد اٹھنے کو مانتا ہے) کیا ہم جب مر کر مٹی اور ہڈیاں ہو کر رہ جائیں گے تو کیا ہمیں جزا وسزا دی جائے گی۔

یہ بیان کر کے وہ جنتی اپنے جنتی دوستوں سے کہے گا:

قَالَ هَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ ۔کیا تم جھانک کر دیکھو گے۔

تا کہ معلوم کرو کہ اس ہم نشین جہنمی کا کیا حال ہے۔

فَاطَّلَعَ فَرَاٰهُ فِىْ سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۵۵﴾۔

تو اس کی طرف جنتی جب جھانکے گا تو اسے بھڑکتی آگ میں دیکھے گا۔

کہ عذاب میں گرفتار ہے تو وہ اس جہنمی سے کہے گا:

قَالَ تَاللّٰهِ اِنْ كِدْتَّ لَتُرْدِيْنِ ﴿۵۶﴾ ۔خدا کی قسم قریب تھا کہ تو مجھے ہلاک کر دیتا۔

یعنی صراط مستقیم سے ہٹا کر اور راہ راست سے بھٹکا کر اپنی طرح مجھے بھی ہلاک کر دیتا۔

وَلَوْلَا نِعْمَةُ رَبِّىْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ ﴿۵۷﴾ ۔

اور اگر میرے رب کی نعمت نہ ہوتی اور اس کا فضل شامل حال نہ ہوتا تو ضرور میں بھی پکڑا جاتا اور تیرے ساتھ ہی حاضر کیا جاتا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وکرم سے مجھے تیرے بہکانے سے محفوظ رکھا اگر ایسا نہ ہوتا اور اسلام سے منحرف ہو جاتا تو تیرے ساتھ میں بھی جہنم میں ہوتا۔

اب جبکہ موت کو موت آ گئی اور وہ ذبح کر دی گئی۔ تو آج ہم کہتے ہیں:

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾ ۔

تو کیا ہمیں اب مرنا ہے۔ نہیں سوا اس موت کے جو ہم پر آ چکی (دنیا میں اور اب ہم مطمئن ہیں کہ) ہم عذاب نہیں دیئے جائیں گے۔ یہ ہے یقیناً زبردست کامیابی۔

یہ باتیں اطمینان ملنے کے بعد اہل جنت کریں گے۔ یا ملائکہ علیہم السلام اہل جنت سے کہیں گے کہ بے شک یہ تمہاری

Marfat.com

بڑی کامیابی ہے۔

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿٦١﴾ ۔ایسے ہی کام کرنے والوں کو کرنے چاہئیں۔

یعنی نیک عملوں کے بدلے میں رحمت الٰہی عزوجل سے تلذذ اور عیش دائم حاصل ہوگا۔ اور ہر قسم کے مآکل و مشارب سے تمتع ملے گا جو موجب راحت و سرور ہوگا اس کے بعد فرمایا جائے گا اور اہل جنت سے سوال ہوگا کہ

اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿٦٢﴾ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿٦٣﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿٦٤﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿٦٥﴾ ۔

کیا یہ مہمانی بہتر ہے یا تھوہر کا درخت ہم نے اسے کیا ہے ظالموں کی جانچ کے لئے بے شک وہ ایک درخت ہے جو جہنم کی جڑ میں سے نکلتا ہے۔ اس کا شگوفہ ایسا ہے گویا شیاطین کے سر ہیں۔

یعنی یہ جنت کی نعمتیں، لذتیں اور نفیس انعمہ واطعمہ اور دوامی عیش بہتر ہیں یا وہ تھوہر کا درخت جو نہایت تلخ انتہاء درجہ کا بدبودار حد درجہ کا بدمزہ ہے۔ جس سے جہنمیوں کی میزبانی ہوگی اور انہیں اس کے کھانے پر مجبور کیا جائے گا اور انہیں بتایا جائے گا کہ تمہارا یہ گمان باطل اور لغو تھا کہ آگ درختوں کو جلا ڈالتی ہے پھر آگ میں درخت کیسے ہوگا آج دیکھ لو کہ اس کی شاخیں درکات جہنم سے نکلتی ہیں اور اس کے شگوفے کیسے بدہیئت اور قبیح المنظر ہیں اس کو بھوک سے مجبور ہو کر جہنمی کھائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے:

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿٦٦﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿٦٧﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿٦٨﴾ ۔

تو وہ ضرور اس سے کھائیں گے پھر اس سے پیٹ بھریں گے پھر ان کے لئے اس پر کھولتا پانی ہوگا پھر لازمی طور پر ان کی بازگشت بھڑکتی آگ کی طرح ہے۔

یعنی وہ بھوک سے تنگ آ کر اس تھوہر کو کھائیں گے اس کی جلن سے ان کے شکم جھلس جائیں گے اور پیاس کی شدت سے جب پانی چاہیں گے تو گرم کھولتا پانی انہیں ملے گا۔ جو شدت حرارت سے ان کے اضطرار و اضطراب کو دوبالا کر دے گا۔ اس حال میں وہ درکات جہنم میں بے چین و مضطرب الحال ہوں گے۔

حتیٰ کہ اس اضطراب ہی میں انہیں جہنم میں ڈال دیا جائے گا اور آگے اس عذاب کی وجہ بیان فرمائی جاتی ہے:

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿٦٩﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿٧٠﴾ وَلَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿٧١﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿٧٢﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿٧٣﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿٧٤﴾ ۔

بے شک وہ اپنے گمراہ باپ دادا کی محبت میں ہلاک ہوئے اور وہ انہیں کے قدم بقدم دوڑے گئے اور بے شک ان سے پہلے بھی گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈر سنانے والے بھیجے تو دیکھیے ان ڈر سنائے ہوؤں کا کیا انجام ہوا مگر وہ چنے ہوئے بندے محفوظ رہے۔

یعنی انہیں یہ عذاب ان کے گمراہ باپ داداؤں کی محبت سے ہوا کہ ان کی طرف داری میں دلائل واضحہ سے آنکھیں بند کر کے ان کے پیچھے لگ گئے اور غلط راہ پر پڑ گئے اور ہدایت سے فائدہ نہ اٹھایا۔

باآنکہ ان میں ہم نے انبیاء کرام ڈر سنانے والے بھیجے۔ انہوں نے ان کی بدعملی اور گمراہی سے متنبہ کیا۔ مگر انہوں

Marfat.com

نے ان کی ایک نہ سنی تو دیکھ لو ان کا کیا انجام ہوا کہ عذاب میں گرفتار ہوئے مگر ایماندار اور مخلص بندے نجات یافتہ نکلے۔

لغات نادرہ کا حل

وَقِفُوْهُمْ۔ قِفُوْا۔ صیغۂ امر ہے۔ وقف سے مشتق ہے یا وقوف سے اور وقف و وقوف ٹھہرنے اور رکنے کو کہتے ہیں۔ یہ لازم و متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے۔ چنانچہ وَقَفْتُ الدَّابَّةَ اَقِفُهَا وَقْفًا فَوَقَفَتْ هِیَ وُقُوْفًا۔ جس کے معنی ہوتے ہیں: اَحْبِسُوْهُمْ فِی الْمَوْقِفِ۔

مُسْتَسْلِمُوْنَ۔ اِسْتِسْلَام سے ہے۔ اس کے معنی سلامتی طلب کرنے کے ہیں ترک منازعت کے بعد اور عرف عرب میں جھکنے اور منقاد ہونے کے معنی میں مستعمل ہے جب کوئی کسی کا منقاد و مطیع ہو جاتا ہے تو اِسْتَسْلَمَ فُلَانٌ لِفُلَانٍ بولا کرتے ہیں۔

اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْيَمِيْنِ۔ لفظ یمین استعارہ ہے قوت و قہر سے اس لئے کہ دایاں بائیں کی بہ نسبت قوی ہوتا ہے اس سے قہر و بطش وقوع میں آتا ہے تو معنی یہ ہوئے: اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْقُوَّةِ وَالْقَهْرِ۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ۔ یہ مستثنیٰ منقطع ہے۔ ذائقوا کی ضمیر سے اور درمیانی جملہ معترضہ ہے۔

لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ فَوَاكِهُ۔ فاکہہ کی جمع ہے اور فاکہہ اس غذا کو کہتے ہیں جو صرف لذت حاصل کرنے کو کھاتے ہیں۔

بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾۔

کاس اس برتن کو کہتے ہیں جسے جام بھی کہتے ہیں جو شراب پینے میں استعمال ہوتا ہے۔ شعراء کا قول ہے:

وَ كَاسٍ شَرِبْتُ عَلٰى لَذَّةٍ   وَ اُخْرٰى تَدُوْبُ

مِّنْ مَّعِيْنٍ۔ ایک محذوف کے متعلق ہو کر کاس کی صفت ہے۔ عبارت یوں بنی: اَیْ كَاْسَةٌ مِّنْ شَرَابٍ مَّعِيْنٍ۔ اور معین اس چشمہ کو کہتے ہیں جو زمین پر جاری ہو۔ بیضاء اور لذت دونوں کاس کی صفتیں ہیں۔

لَا فِيْهَا غَوْلٌ۔ غول اس دردسر کو کہتے ہیں جو نشہ اترنے کے بعد ہوتا ہے۔ اس کے اصلی معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ محاورہ ہے: غَالَهٗ غَوْلًا اَیْ اَهْلَكَهٗ – وَالْغَوْلُ وَالْغَائِلُ لِلْهَلِكِ۔ اور دردسر کو غول اس لئے کہتے ہیں کہ وہ بھی موذی ہوتا ہے اور مؤدی الی الہلاک ہوتا ہے۔

وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ۔ اِنْزَاف نشہ کی وجہ سے عقل چلی جانے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے: اَنْزَفَ اَیْ اِذَا ذَهَبَ عَقْلُهٗ مِنَ السُّكْرِ۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿۴۸﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿۴۹﴾

قصر لغت میں روکنے کو کہتے ہیں: اَیْ يَحْبِسْنَ نَظْرَهُنَّ – عِيْن۔ جمع ہے عَيْنَاء کی۔ اور عَيْنَاء بڑی آنکھ والی کو کہتے ہیں۔ مَكْنُوْنٌ مستور کو کہتے ہیں۔

كَانَ لِیْ قَرِيْنٌ۔ قرین مصاحب ہم نشین کو کہتے ہیں یہ كَانَ کا اسم ہے اور لِیْ خبر ہے۔

ءَاِنَّا لَمَدِيْنُوْنَ۔ مدینون۔ دین سے لیا گیا ہے اور دین بدلے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے: كَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ – اَیْ كَمَا تُجَازِیْ تُجَازٰی بِفِعْلِكَ۔ یعنی جیسی کرنی ویسی بھرنی۔ تو مدینون کے معنی مجزون کے ہوئے۔

Marfat.com

اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ۔ زقوم ارض تہامہ میں چھوٹے چھوٹے پتوں کا ایک نہایت تلخ اور بدبودار درخت ہوتا ہے۔ بعض نے زقوم سے تھوہر مراد لیا ہے۔

اور اس کے پھلوں کو بدصورتی میں سانپ سے تشبیہ دی ہے اور ہر بری اور ڈراؤنی صورت کے سانپوں کو محاورہ میں شیاطین سے تعبیر کرتے ہیں۔

لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ۔ شوب مصدر ہے جو بمعنی مفعول ہے اور شوب کہتے ہیں گرم پانی میں ملونی کو حمیم سخت گرم خلاصہ یہ نکلا کہ جہنمی لوگوں کو گرم پانی اور زقوم ملے گا

عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ۔ اہراع کہتے ہیں تیزی سے دوڑنے کو۔ محاورہ ہے: هَرَعَ وَاَهْرَعَ اِذَا اسْتَحَثَّ۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ صافات - پ ۲۳

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَهُمْ وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾۔

جمع کرو انہیں جو مشرک ہیں اور ان کی مثل اور انہیں جو پوجتے تھے اللہ کے سوا غیر کو تو انہیں جہنم کے راستہ پر ہانکو۔

یہ حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملائکہ علیہم السلام کو ہوگا۔ یا ملائکہ ملائکہ کو کہیں گے چنانچہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں:

خِطَابٌ مِّنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَوْ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ بَعْضِهِمْ لِبَعْضٍ۔

ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: تَقُوْلُ الْمَلٰٓئِكَةُ لِلزَّبَانِيَةِ اُحْشُرُوْا ملائکہ زبانیہ جہنم یعنی ان فرشتوں کو کہیں گے جو جہنم میں جہنمیوں کو دھکیلیں گے۔ زبانیہ جمع زبنۃ کی ہے یہ زبن سے لیا گیا ہے اور زبن لغت میں دفع کو کہتے ہیں۔

اور سَنَدْعُ الزَّبَانِيَةَ جو سورۃ اقرأ میں ہے اس سے وہ فرشتے مراد ہیں جو کفار کو جہنم کی طرف دھکیلیں گے۔ اور یہ حشر ظالمین کا امر ہے جو ان کے اماکن سے موقف حساب پر کیا جائے گا یا موقف حساب سے جہنم کی طرف ہوگا۔

اور اَزْوَاجَهُمْ سے مراد امثال ہیں یعنی بیاج خوار بیاج خواروں میں۔ زانی زانیوں میں۔ اور شرابی شرابیوں میں جمع کئے جائیں گے۔

اور ابن جبیر و عکرمہ کہتے ہیں اس سے مراد مقارن یعنی بیویاں کافر اور ان کے ازواج۔

وَمَا كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۲۲﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ۔

یعنی اللہ کے سوا بتوں کے پجاریوں کو اور بتوں کو جو جماد ہیں سب کو جمع کرو۔

یہ جمع کرنا مشرکوں کی تحییر اور تخجیل کے لئے ہوگا۔ اس لئے کہ پتھر کو آگ سے کیا تکلیف ہو سکتی ہے۔ لیکن بت پرست دیکھ لیں گے کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ بھی جہنم میں ہیں اور

فَاهْدُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ ﴿۲۳﴾۔ انہیں چلاؤ جہنم کی راہ پر۔

تاکہ وہ اپنی راہ کا انجام دیکھ لیں اور جحیم سے مراد جہنم ہے اور جحیم طبقہ جہنم کا نام ہے جس میں شدت سے آگ دہکتی ہے۔ چنانچہ جحیم جحمہ سے ہے اور جحمہ شدت کی حرارت کو کہتے ہیں۔

وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْئُوْلُوْنَ ﴿۲۴﴾۔ اور انہیں روکو ان سے سوال ہونا ہے۔

Marfat.com

وَقِفُوْا کے معنی اَحْبِسُوْا ہیں یعنی روکے رہو تاکہ ان کے عقائد کی حقیقت اور اعمال کی کیفیت کے متعلق پوچھا جائے۔

کہ ان بتوں کو یہ کیا سمجھتے تھے اور ان کی پوجا پاٹ کس طرح کرتے تھے۔

حدیث میں ہے: لَا تَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ حَتّٰی یُسْئَلَ عَنْ خَمْسٍ۔ کوئی بندہ اس وقت تک نہ چھوڑا جائے گا جب تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں نہ پوچھ لیا جائے گا۔

عَنْ شَبَابِهٖ فِیْمَا اَبْلَاهُ۔ کہ جوانی کیسے گزاری۔

وَ عَنْ عُمْرِهٖ فِیْمَا اَفْنَاهُ۔ اس کی عمر جسے اس نے گزارا تو کس طرح اسے فنا کیا۔

وَ عَنْ مَالِهٖ بِمَا یَکْسِبُهٗ وَ فِیْمَا اَنْفَقَهٗ۔ اس کے مال کے متعلق سوال ہوگا کہ کیسے کمایا اور کس راہ میں خرچ کیا۔

وَ عَنْ عِلْمِهٖ مَا ذَا عَمِلَ بِهٖ۔ اور علم کے متعلق پوچھا جائے گا کہ اس پر کیسے عمل کیا۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: یُسْئَلُوْنَ عَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ۔ اس دن کلمۂ توحید لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے متعلق سوال ہوگا۔ اس کے بعد ارشاد ہوگا۔

مَا لَكُمْ لَا تَنَاصَرُوْنَ ﴿۲۵﴾ ۔ آج کیا ہوا تمہیں کہ تناصر و تعاون سب چھوڑ بیٹھے ہو۔

تناصر محاورہ عربی میں ایک دوسرے کا جب معاون ہو اور بعض بعض کی اعانت کرے تو اسے تناصر و تعاون کہتے ہیں۔

گویا یوں ارشاد ہوگا: مَا لَكُمْ لَا یَنْصُرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ آج تمہیں کیا ہوا کہ بعض تمہارا بعض کی مدد نہیں کرتا۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْخِطَابُ لَهُمْ وَلِاٰلِهَتِهِمْ اَیْ مَا لَكُمْ لَا یَنْصُرُ بَعْضُكُمْ بَعْضًا كَمَا كُنْتُمْ تَزْعُمُوْنَ فِی الدُّنْیَا۔ یہ خطاب مشرکین اور ان کے معبودوں سے ہوگا کہ تمہیں کیا ہوا کہ آج تمہارا بعض بعض کا مددگار نہیں بنتا جیسا کہ تمہیں دنیا میں زعم تھا۔

فَقَدْ رُوِیَ اَنَّ اَبَا جَهْلٍ قَالَ یَوْمَ بَدْرٍ نَحْنُ جَمِیْعٌ مُّنْتَصِرٌ۔ ایک روایت میں ہے کہ ابوجہل نے بدر والے دن کہا تھا ہم سب ایک دوسرے کے معاون ہیں۔ آج توبیخاً ارشاد ہوگا کہ یہ موقعہ ہے آپس میں مدد کا اور اب وہ مدد کام میں لاؤ۔

بَلْ هُمُ الْیَوْمَ مُسْتَسْلِمُوْنَ ﴿۲۶﴾ ۔ بلکہ آج وہ اپنے عجز سے جھکے پڑے ہیں۔

یعنی ان کے سب حیلے ان پر بند ہیں اور اپنی عاجزی اور مجبوری میں جھکے ہوئے ہیں۔ مُسْتَسْلِمُوْنَ استسلام سے ہے اور استسلام کہتے ہیں طلب سلامتی کو یعنی جب انہیں اپنی ہلاکت کا یقین ہو جائے اور ذلت سامنے آجائے تو بعض مجرم بعض سے سلامتی حاصل کریں گے۔ جیسے پوچھیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰی بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ قَالُوْٓا اِنَّكُمْ كُنْتُمْ تَاْتُوْنَنَا عَنِ الْیَمِیْنِ ﴿۲۸﴾ قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۲۹﴾ وَمَا كَانَ لَنَا عَلَیْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ ۚ بَلْ كُنْتُمْ قَوْمًا طٰغِیْنَ ﴿۳۰﴾ فَحَقَّ عَلَیْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ اِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَاَغْوَیْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِیْنَ ﴿۳۲﴾ ۔

اور رء وسا اور ان کے گمراہ پیرو آپس میں رخ کر کے پوچھیں کہ تم تو دنیا میں اپنے طریقہ کو یمن و برکت کا موجب بتا کر ہمیں یقین دلا دلا کر اپنی طرف راغب کرتے تھے حالانکہ تم ہرگز ایمان والے نہ تھے اس پر وہ سردار کہیں گے ہمارے پاس تمہارے اوپر کوئی قوت و حکومت نہ تھی کہ مجبور ہو کر ہمارے پاس آگئے بلکہ تم خود ہی کفر و عصیان اور نافرمانی میں حد سے متجاوز

Marfat.com

تھے۔اسی وجہ میں ہم پر فرمان الٰہی لازم ہو گیا اب تو ہم ضرور عذاب کا مزہ چکھیں گے۔تو ہم نے تمہیں گمراہ کیا ہم خود بھی گمراہ تھے۔

قَالُوْا بَلْ لَّمْ تَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۲۹﴾۔

یہ رؤسائے مشرکین کا جواب ہوگا گویا وہ انکار اضلال کریں گے اور کہہ دیں گے تم نے خود ہی اپنے کو گمراہ کیا اور کفر میں پڑے در حقیقت تم مومن ہی نہ تھے۔اور وَمَا كَانَ لَنَا عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ۔بھی رؤساء مشرکین کہیں گے یعنی تم پر ہمارا قہر و تسلط تو تھا ہی نہیں کہ ہم نے تمہارے اختیار سلب کر لئے تھے بلکہ تم متجاوز عن الحد تھے اور عصیان شعاری میں تم ہی مصر تھے اور تم طاغی لاغی تھے۔

فَحَقَّ عَلَيْنَا قَوْلُ رَبِّنَآ ۖ إِنَّا لَذَآئِقُوْنَ ﴿۳۱﴾۔

تو اسی وجہ میں ہم پر حکم الٰہی قائم ہوا اب ہمیں ملامت نہ کرو ہم تم سب کے سب در حقیقت مومن ہی نہ تھے اور ایمان کی استعداد ہم میں نہ تھی تو ہم پر لازم ہوا قول ربّ الارباب اور فرمان خالق عالم بس اب ہمیں کسی کو ملامت کرنا زیبا نہیں۔

فَاَغْوَيْنٰكُمْ اِنَّا كُنَّا غٰوِيْنَ ﴿۳۲﴾۔

تو ہم نے تمہیں غی و ضلالت کی طرف بلایا اور ہم خود بھی غی و ضلالت میں مبتلا تھے۔

گویا انہیں اس کا علم تھا یوم تساول و خصام ہوگا لیکن اپنی غوایت و ضلالت اور عناد و حسد سے اس کا انکار کرتے تھے چنانچہ دوسری جگہ ان کا بیان صاف طور پر ظاہر فرمایا کہ مشرکین جب جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے اور ان کے رؤسا بھی وہیں ہوں گے تو وہ عرض کریں گے۔

فَاِنَّهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾۔

تو بے شک وہ رؤسائے قوم اور ان کے متبعین آج عذاب میں مشترک ہیں۔

جیسے کہ یہ گمراہی ضلالت اور غوایت میں مشترک تھے۔اگرچہ کمی زیادتی عذاب بقدر عمل طالح ہوگی۔گمراہ کرنے والے اشد عذاب میں ہوں گے۔اس لئے کہ ان کا گناہ دوسروں سے زیادہ ہے۔تو شرکت عذاب مقتضیٔ مساوات نہیں۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَفْعَلُ بِالْمُجْرِمِيْنَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهُمْ كَانُوْٓا اِذَا قِيْلَ لَهُمْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۙ يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۳۵﴾۔

ہم مجرمین کے ساتھ ایسا ہی کرتے ہیں یہ وہ سرکش ہیں کہ جب ان سے کہا جاتا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں تو تکبر کرتے اور قبول کرنے سے منحرف ہوتے۔

یعنی مشرکین کے لئے یہی قانون حکمت ہے کہ انہیں سزا دی جائے اس لئے کہ انہیں جب کلمہ طیبہ سنایا جاتا اور اس کی طرف بلایا جاتا تو یہ بجائے قبول کرنے کے تکبر کرتے اس۔لئے کہ ان کے زعم باطل میں ایک معبود نہیں بلکہ متعدد معبود تھے۔

چنانچہ وہ کہتے تھے:

اَئِنَّا لَتَارِكُوْٓا اٰلِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَّجْنُوْنٍ ﴿۳۶﴾۔

کیا ہم اپنے معبودوں کو ایک شاعر مجنون کے لئے چھوڑ دیں۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَعْنُوْنَ بِذٰلِكَ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ

Marfat.com

جَمَعُوْا بَيْنَ اِنْكَارِ الْوَحْدَانِيَّةِ وَاِنْكَارِ الرِّسَالَةِ وَ وَصْفِهِمُ الشَّاعِرَ بِالْمَجْنُوْنِ۔ مشرکین نے کہا کہ کیا ہم اپنے معبود ایک شاعر مجنون کے لئے چھوڑ دیں۔ اس سے وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد لیتے تھے اللہ انہیں ہلاک فرمائے وہ سب باہم وحدانیت پروردگار اور رسالت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انکار پر جمع تھے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت میں وہ خبثاً حمقاً شاعر مجنون کے الفاظ استعمال کرتے تھے اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔

بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۳۷﴾۔

یہ ان کا گمان باطل ہے بلکہ وہ تو توحید لائے جو حق ہے اور پہلے رسولوں کی تصدیق فرماتے ہوئے آئے۔

اور اس کا ثبوت براہین سے قائم ہو چکا ہے اور تمام مرسلین کرام کا اس پر اجماع ہوا تو کہاں شعر و جنون اور کہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیعہ۔ لہٰذا اس گستاخانہ کلمہ اور تکذیب رسالت اور استکبار پر ارشاد فرمایا:

اِنَّكُمْ لَذَآىِٕقُوا الْعَذَابِ الْاَلِيْمِ ﴿۳۸﴾ وَمَا تُجْزَوْنَ اِلَّا مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۳۹﴾۔

بے شک تمہیں دردناک عذاب کا ذائقہ لینا ہے اور تم بدلہ نہ دیئے جاؤ گے مگر جیسا تم عمل کرو گے۔

یعنی جیسے تمہارے عمل ہیں ویسا ہی اس کا تمہیں بدلہ ملنا ہے۔ آگے مخلصین مومنین کا استثناء فرمایا گیا اور ان کا مقام و مرتبہ ظاہر کیا گیا:

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۴۰﴾ اُولٰٓىِٕكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ ﴿۴۳﴾ عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۴۴﴾ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَاْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿۴۵﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿۴۷﴾۔

مگر اللہ کے مخلص بندے یہ وہ ہیں کہ ان کے لئے رزق معلوم الخصائص ہے کہ وہ نہ مقطوع ہوگا نہ ان کے لئے ممنوع اور وہ حسن المنظر اور لذیذ الطعم طیب الرائحہ وغیرہ صفات مرغوبہ کے ساتھ متصف ہوگا۔

قتادہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ رزق معلوم سے مراد جنت کی نعمتیں ہیں آگے اس کی تصریح کی گئی۔

فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ۔ يَعْنِيْ يُرْزَقُوْنَ فِيْهَا بِغَيْرِ حِسَابٍ وَ مَا لَا يَدْخُلُ تَحْتَ الْحِسَابِ لَا يُحَدُّ وَلَا يُقَدَّرُ۔ مطلب یہ کہ انہیں عزت کے ساتھ اتنا رزق عطا ہوگا کہ اس کا حساب ہی نہیں اور وہ کسی حد کے ساتھ محدود ہی نہیں اور مُّكْرَمُوْنَ فرمانے سے یہ بھی واضح ہوگیا کہ وہ وہاں حصول رزق میں کسی تکلیف میں نہ پڑیں گے بلکہ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْيُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ۔ یہ غم دنیا کی نعمتوں میں ہے کہ ہر شے کے حصول کی مسرت کے ساتھ اس کے زوال کا خوف بھی ہوتا ہے وہاں جو عزت نعمت رحمت سے عطا ہوگی وہ دوامی ہوگی اور اس کے حصول میں تکلیف و تکلف کا واہمہ بھی نہ ہوگا۔

وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ عِنْدَ اللّٰهِ۔ اور اللہ کے یہاں عزت والے ہوں گے وَ ذٰلِكَ اَعْظَمُ الْمَثُوْبَاتِ اور یہ سب سے بڑا ثواب ہے۔ یہ گویا اس طرف اشارہ ہے کہ نعیم جسمانی اور نعیم روحانی بواسطۂ اکل و شرب عطا ہوں۔ اسی لئے فِيْ جَنّٰتِ النَّعِيْمِ فرمایا یعنی ان باغیچوں میں سو نعمتوں کے کوئی ناگوار بات ہی نہ ہوگی چنانچہ ارشاد ہے:

عَلٰى سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ۔ آمنے سامنے سب تخت نشین ہوں گے اور

يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِكَأْسٍ مِّنْ مَّعِيْنٍ ﴿٤٥﴾ بَيْضَآءَ لَذَّةٍ لِّلشّٰرِبِيْنَ ﴿٤٦﴾۔

دور ہوتا رہے گا ان پر جام کا جس میں شراب ہوگی سفید اور پینے والوں کے لئے لذت دینے والی۔

چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی یہی کہتے ہیں۔ اور ابن ابی شیبہ اور ابن جریر وغیرہ ضحاک رحمہم اللہ سے راوی ہیں کہ كُلُّ كَاسٍ ذَكَرَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي الْقُرْاٰنِ اِنَّمَا عَنٰى بِهِ الْخَمْرَ۔ ہر کاس جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہوا ہے اس سے مراد شراب ہے۔

وَاَكْثَرُ اللُّغَوِيِّيْنَ عَلٰى اَنَّ اِنَاءَ الْخَمْرِ لَا يُسَمّٰى كَاسًا حَقِيْقَةً اِلَّا وَ فِيْهِ خَمْرٌ فَاِنْ خَلَا مِنْهُ فَهُوَ قَدَحٌ۔ اور اکثر اہل لغت اس پر متفق ہیں کہ کسی برتن کو کاس حقیقۃً نہیں کہا جاتا جب تک کہ اس میں شراب نہ ہو اور اگر وہ شراب سے خالی ہو تو اسے قدح کہتے ہیں چنانچہ کاس فرما کر آگے ارشاد ہے:

لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ﴿٤٧﴾۔

وہ شراب ہوگی لیکن اس میں غول نہ ہوگا اور غول اس کیفیت کو کہتے ہیں جو دنیا کی شراب میں ہوتی ہے۔

راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْغَوْلُ اِهْلَاكُ الشَّيْءِ مِنْ حَيْثُ لَا يُحَسُّ بِهٖ۔ غول بے حسی کے عالم میں کسی شے کے ہلاک کرنے کو کہتے ہیں۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَرْبَعُ خِصَالٍ اَلسُّكْرُ وَالصُّدَاعُ وَالْقَيْءُ وَالْبَوْلُ فَنَزَّهَ اللّٰهُ تَعَالٰى خَمْرَ الْجَنَّةِ عَنْهَا لَا فِيْهَا غَوْلٌ لَا تَغُوْلُ عَقْلَهُمْ مِنَ السُّكْرِ۔ دنیا کی شراب میں چار خصلت لازمی ہوتی ہیں۔ سکر، صداع، قے اور پیشاب تو اللہ تعالیٰ نے جنت کی شراب کو ان خصائل سے منزہ فرمایا۔ چنانچہ لَا فِيْهَا غَوْلٌ فرما کر بتایا کہ وہاں شراب میں نشہ سے عقل خراب نہ ہوگی۔

وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ۔ اور نہ جنتی اس شراب سے قے کریں گے جیسے دنیا کے شرابی کرتے ہیں۔ نزف کے اصلی معنی نَزْعُ الشَّيْءِ وَاِذْهَابُهٗ بِالتَّدْرِيْجِ کے ہیں یعنی کسی شے کو نکالنا اور بتدریج اسے ضائع کر دینا۔

محاورہ میں بولتے ہیں: نَزَفْتُ الْمَآءَ مِنَ الْبِئْرِ اِذَا اَنْزَفْتَهٗ وَنَزَعْتَهٗ كُلَّهٗ۔ میں نے کنویں سے پانی نکالا جبکہ تھوڑا تھوڑا کر کے تمام پانی نکالا جائے۔

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ عِيْنٌ ﴿٤٨﴾ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ ﴿٤٩﴾۔

اور ان کے پاس نیچی نظر والیاں بڑی بڑی آنکھوں والیاں ہوں گی گویا وہ محفوظ انڈے ہیں۔

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ کی تعریف آلوسی رحمہ اللہ یہ کرتے ہیں: قَصَرْنَ اَبْصَارَهُنَّ عَلٰى اَزْوَاجِهِنَّ لَا يَمْدُدْنَ طَرْفًا اِلٰى غَيْرِهِمْ قَالَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّ مُجَاهِدٌ وَ ابْنُ زَيْدٍ۔ یعنی وہ اپنی نظریں اپنے خاوندوں تک محدود رکھنے والیاں ہوں گی غیر کی طرف ان کی نگاہ نہیں اٹھتی یہی تعریف سید المفسرین ابن عباس اور مجاہد اور ابن زید نے کی۔

گویا یہ کنایہ ہے فرط محبت سے جو حوران بہشتی اپنے خاوندوں سے کریں گی ان کا میلان غیر کی طرف قطعاً نہ ہوگا۔

عِيْنٌ۔ جمع ہے عیناء کی یہ حسن کی ایک خاص شان ہے یعنی موٹی آنکھ والیاں جیسے آہو چشم کہہ کر معشوق کی تعریف کی جاتی ہے پھر اس کی تشبیہ كَاَنَّهُنَّ بَيْضٌ مَّكْنُوْنٌ سے دی اس لئے کہ انڈا جب جوش کر لیا جائے تو اس کی زردی گول خوبصورت آنکھ

Marfat.com

کی صورت میں ہو جاتی ہے اور یہ محاورہ عرب میں حسن کی تعریف میں تشبیہاً بیان کیا جاتا ہے۔

فَاَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ یَّتَسَآءَلُوْنَ ﴿۵۰﴾ اور بعض بعض کی طرف متوجہ ہو کر سوال کرے گا۔

کہ یہ نعمتیں حسب وعدہ ہمیں مل گئی اور جو بعث کے منکر تھے انہیں آج پچھتانے کے سوا کیا ملا۔

قَالَ قَآىٕلٌ مِّنْهُمْ اِنِّیْ كَانَ لِیْ قَرِیْنٌ ﴿۵۱﴾ یَّقُوْلُ اَىٕنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ﴿۵۲﴾ ءَاِذَا مِتْنَا وَ كُنَّا تُرَابًا وَّ عِظَامًا ءَاِنَّا لَمَدِیْنُوْنَ ﴿۵۳﴾۔

تو کہے گا کہنے والا میرا بھی ایک مصاحب تھا جو مجھے کہتا تھا کہ کیا تو بھی مرنے کے بعد زندہ ہونے کی تصدیق کرتا ہے کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو کر ہڈی رہ جائیں گے کیا ہم پھر اٹھیں گے اور بدلہ پائیں گے۔

مَدِیْنُوْنَ۔ دین سے ہے اور دین بمعنی جزا ہے حضرت عطا خراسانی رحمہ اللہ آیہ کریمہ کے شان نزول کے متعلق فرماتے ہیں: كَانَ رَجُلَانِ شَرِيْكَانِ وَ كَانَ لَهُمَا ثَمَانِيَةُ الَافِ دِيْنَارٍ فَاقْتَسَمَاهَا فَعَمِلَهُ اَكْبَرُهُمَا فَاشْتَرٰى بِاَلْفِ دِيْنَارٍ اَرْضًا۔ دو آدمی مشترک الوراثت تھے اور ان کے پاس آٹھ ہزار دینار تھے انہوں نے بحصہ مساوی تقسیم کر لئے۔ تو ان کے بڑے حصہ دار نے اپنے حصہ سے ایک ہزار دینار میں زمین خرید لی۔

تو دوسرے نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں عرض کی: اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا اِشْتَرٰى بِاَلْفِ دِيْنَارٍ اَرْضًا وَاِنِّىْ اَشْتَرِىْ مِنْكَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ اَرْضًا فِى الْجَنَّةِ فَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ۔ الٰہی! فلاں شخص نے زمین ایک ہزار دینار میں خریدی اور میں تجھ سے ہزار دینار میں جنت کی زمین خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیئے۔

ثُمَّ بَنٰى صَاحِبُهٗ دَارًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا قَدْ بَنٰى دَارًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ وَاِنِّىْ اَشْتَرِىْ مِنْكَ فِى الْجَنَّةِ دَارًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ۔ پھر پہلے ساتھی نے ایک ہزار دینار لگا کر مکان بنوایا تو اس نے عرض کی الٰہی! فلاں نے ایک ہزار دینار میں دنیا کے اندر مکان بنایا میں تجھ سے جنت میں ایک ہزار دینار میں مکان خریدتا ہوں۔

فَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ۔ تو ایک ہزار دینار اس نے صدقہ کر دیئے۔

ثُمَّ تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً فَاَنْفَقَ عَلَيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا تَزَوَّجَ اِمْرَاَةً فَاَنْفَقَ عَلَيْهَا اَلْفَ دِيْنَارٍ وَاِنِّىْ اَخْطُبُ اِلَيْكَ مِنْ نِّسَاءِ الْجَنَّةِ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فَتَصَدَّقَ اَلْفَ دِيْنَارٍ۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک عورت سے نکاح کیا اس پر ہزار دینار خرچ کر ڈالے تو اس نے دعا کی کہ الٰہی! فلاں شخص نے بیوی پر ہزار دینار خرچ کئے ہیں میں تیرے حضور جنت کی بیوی کے لئے پیام دیتا ہوں اور ایک ہزار دینار صدقہ کر دیئے۔

ثُمَّ اشْتَرٰى خَدَمًا وَّ مَتَاعًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ فُلَانًا اِشْتَرٰى خَدَمًا وَّ مَتَاعًا بِاَلْفِ دِيْنَارٍ وَاِنِّىْ اَشْتَرِىْ مِنْكَ خَدَمًا وَّ مَتَاعًا فِى الْجَنَّةِ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ فَتَصَدَّقَ بِاَلْفِ دِيْنَارٍ۔ پھر اس کے ساتھی نے ایک ہزار خرچ کر کے غلام اور سامان خانگی ایک ہزار میں خریدا تو اس نے بارگاہ الٰہی میں عرض کی خداوندا! فلاں شخص نے خدم و متاع خانگی ایک ہزار دینار خرچ کر کے بنائے تو میں تجھ سے خدم و متاع جنت میں ایک ہزار دینار کے بدلے خریدتا ہوں اور ہزار دینار صدقہ کر دیئے۔

اس کے بعد سخت ضرورت پیش آئی تو اس نے خیال کیا کہ اپنے ساتھی کے پاس جاؤں چنانچہ یہ وہاں گیا اس نے دیکھ کر

کہا کہ تو وہی ہے جس سے میں نے حصہ تقسیم کیا تھا اس نے اقرار کیا اس نے پوچھا وہ چار ہزار دینار کیا کیے اس نے سب قصہ سنا دیا تو اس نے کہا کہ وہ تو میں نے بامید آخرت سب صدقہ کر دیئے۔ تو اس نے بگڑ کر کہا:

اَئِنَّكَ لَمِنَ الْمُصَدِّقِیْنَ ﴿۵۲﴾۔ کیا تو بھی بعث بعد الموت کو ماننے والا ہے۔ لہٰذا

اِذْھَبْ فَوَاللّٰہِ لَا اُعْطِیْکَ شَیْئًا فَرَدَّہٗ فَقَضٰی لَھُمَا اَنْ تُوُفِّیَا فَکَانَ مَالُ الْمُتَصَدِّقِ الْجَنَّۃَ وَ مَالُ الْاٰخَرِ النَّارَ وَ فِیْھِمَا نَزَلَتِ الْاٰیَۃُ۔ اسی وجہ میں تیرا مال ضائع ہوا تو قسم بہ خدا میں تجھے کچھ نہ دوں گا اور اسے مایوس واپس کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے حکم دیا کہ دونوں کی روح قبض کی جائے تو صدقہ کرنے والے کا انجام جنت ہوا اور دوسرے کا جہنم۔ ان دونوں کے حق میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ دونوں بھائی تھے اور ان میں آٹھ ہزار دینار نصف نصف تقسیم ہوئے ان میں سے ایک نے صدقہ کر دیئے اور دوسرے نے وہی کیا جو دنیادار کرتے ہیں یہ دونوں بھائی بنی اسرائیل سے تھے اور انہیں کو قرین کہا گیا اب جبکہ ان کا انجام واضح ہو گیا تو

قَالَ ھَلْ اَنْتُمْ مُّطَّلِعُوْنَ ﴿۵۴﴾ فَاطَّلَعَ فَرَاٰہُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ ﴿۵۵﴾۔

کہا جنتی نے اپنے قرین دنیا سے کیا تم ان جہنمیوں کو دیکھ رہے ہو کہ کس حال میں ہیں تو دیکھے گا وہ جہنمیوں کا حال کہ وسط جہنم میں ہے۔

یہ کہنے والا وہ جنتی ہو گا جس کا قرین وہ منکر بعث ونشر تھا تو جب وہ دیکھے گا تو معلوم ہو گا کہ منکر بعث ونشر وسط جہنم میں ہے۔

اس پر آلوسی فرماتے ہیں: وَلَعَلَّھُمْ اِذَا اَرَادُوْا ذٰلِکَ وُقِفُوْا عَلَی الْاَعْرَافِ فَاطَّلَعُوْا عَلٰی مَنْ اَرَادُوْا مِنْ اَھْلِ النَّارِ۔ شاید یہ یوں ہو کہ جب وہ ارادہ کریں تو اعراف پر کھڑے ہو کر دیکھیں تو اہل جہنم کا حال انہیں ظاہر ہو۔

ایک قول یہ ہے کہ اِنَّ لَھُمْ طَاقَاتٌ فِی الْجَنَّۃِ یَنْظُرُوْنَ مِنْھَا مِنْ عَلُوٍّ اِلٰی اَھْلِ النَّارِ وَ عَلِمَ الْقَائِلُ بِاَنَّ الْقَرِیْنَ مِنْ اَھْلِ النَّارِ لِعِلْمِہٖ بِاَنَّہٗ کَانَ یُنْکِرُ الْبَعْثَ وَ مُنْکِرُہٗ مِنْھُمْ قَطْعًا وَالْاَصْلُ لِقَائُہٗ عَلٰی ذٰلِکَ۔ جنت میں جھروکے ہوں گے اہل جنت بلندی سے ان جھروکوں کے ذریعہ اہل جہنم کو دیکھیں گے اور اِنِّیْ کَانَ لِیْ قَرِیْنٌ کہنے والا اپنے قرین کو جان لے گا کہ وہ جہنم میں ہے اس سبب سے کہ وہ منکر بعث تھا گویا وہ اپنے کفر پر قائم رہ کر مرا اور جہنم میں گیا۔

فَرَاٰہُ فِیْ سَوَآءِ الْجَحِیْمِ کے معنی فِیْ وَسْطِھَا ہیں یعنی وہ جہنم کے بیچ میں ہو گا۔ اس وقت جنتی کہے گا:

قَالَ تَاللّٰہِ اِنْ کِدْتَّ لَتُرْدِیْنِ ﴿۵۶﴾ وَلَوْلَا نِعْمَۃُ رَبِّیْ لَکُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِیْنَ ﴿۵۷﴾۔

کہے گا وہ جنتی اپنے قرین سے بخدا اگر میں تیرے کہنے میں آ گیا ہوتا تو لازماً تو نے مجھے ہلاک کر دیا ہوتا اور اگر اللہ کی رحمت وعصمت وتوفیق خیر مجھ پر نہ ہوتی تو میں بھی تیری طرح اس جہنم میں ہوتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور گمراہی سے بچا لیا۔

اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِیْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ ھٰذَا لَھُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ ﴿۶۰﴾ لِمِثْلِ ھٰذَا فَلْیَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾۔

تو کیا ہم نہیں مرے مگر وہی دنیا کی پہلی موت اور اب ہم معذب نہیں بے شک یہ ہماری بڑی کامیابی ہے اسی طرح

Marfat.com

چاہیے کہ عمل کرنے والے عمل کریں۔

یہاں لَكُنْتُ مِنَ الْمُحْضَرِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ اگر اللہ عزوجل کا فضل نہ ہوتا تو میں بھی عذاب کے لئے اسی طرح ہوتا جیسے تو اور تیرے ہمنوا معذب ہوئے۔

اس کے بعد اپنے اس دنیاوی قرین سے کہے گا:

اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ۔ کیا ہم نہیں مرے یعنی حیات مخلد تو ہمیں بھی نہ ملی لیکن صرف وہی پہلی دنیاوی موت آئی۔ اس سے مراد اہل سنت کے نزدیک وہ موت ہے جو قبر میں سوال کے لئے زندہ کر کے مارا جائے گویا اس کے معنی یہ ہیں: اَفَمَا نَحْنُ بِمَيِّتِيْنَ ﴿۵۸﴾ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰى۔

اس کے بعد ہمیں بشارت طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ اور اُدْخُلُوْهَا بِسَلٰمٍ اٰمِنِيْنَ کی مل گئی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّ اَهْلَ الْجَنَّةِ اَوَّلَ مَا دَخَلُوْا لَايَعْلَمُوْنَ اَنَّهُمْ لَا يَمُوْتُوْنَ فَاِذَا جِيْءَ بِالْمَوْتِ عَلٰى صُوْرَةِ كَبْشٍ اَمْلَحَ وَ ذُبِحَ فَنُوْدِيَ يَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ بِلَا مَوْتٍ وَ يَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ بِلَا مَوْتٍ فَحِيْنَئِذٍ يَعْلَمُوْنَهٗ فَيَقُوْلُوْنَ تَحَدُّثًا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔

جنتی جب جنت میں داخل ہوں گے تو انہیں اس امر کا علم نہ ہوگا کہ وہ اس کے بعد نہ مریں گے تو جب موت مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دی جائے گی اور اعلان عام ہوگا کہ وہ اس کے بعد نہ مریں گے کہ اے جنتیو! اب تمہیں بغیر موت کے خلود ہے اور اے جہنمیو تمہیں بھی ہمیشگی ہے بلا موت کے۔ اس وقت جنتی جانیں گے کہ اب ہمیں موت نہیں تو تحديثا بِنِعْمَةِ اللّٰهِ کہیں گے۔

وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۵۹﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۰﴾۔

اب ہم یقیناً عذاب نہ دیئے جائیں گے اور یہ ہماری زبردست کامیابی ہے۔

اور جہنمیوں کا یہ حال ہوگا کہ ثُمَّ لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى وہ نہ مریں گے نہ زندہ ہوں گے تو اس پر ملائکہ کہیں گے:

لِمِثْلِ هٰذَا فَلْيَعْمَلِ الْعٰمِلُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ ﴿۶۲﴾۔

اس قسم کے عمل اہل عمل کو کرنے چاہئیں کیا یہ نعمتیں بہتر ہیں یا شجرۂ زقوم۔

اور نُزُلًا کے معنی آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَصْلُ النُّزُلِ الْفَضْلُ۔ نُزُلًا کے معنی فضل الٰہی ہیں جیسے اول فرمادیا گیا تھا: اُولٰٓئِكَ لَهُمْ رِزْقٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۴۱﴾ فَوَاكِهُ ۚ وَهُمْ مُّكْرَمُوْنَ ﴿۴۲﴾۔

اور زقوم کے متعلق فرماتے ہیں: وَالزَّقُّوْمُ اِسْمُ شَجَرَةٍ صَغِيْرَةِ الْوَرَقِ مُرَّةٌ كَرِيْهَةُ الرَّائِحَةِ ذَاتُ لَبَنٍ اِذَا اَصَابَ جَسَدَ اِنْسَانٍ تَوَرَّمَ تَكُوْنُ فِي النَّارِ۔ زقوم ایک درخت کا نام ہے جس میں چھوٹے چھوٹے پتے ہوتے ہیں سخت تلخ بدبودار دودھ والا جب یہ انسان کے جسم کو پہنچتا ہے تو اسے متورم کر دیتا ہے یہ صحراء تہامہ میں ہوتا ہے۔

اور ہندوستان میں بھی پایا جاتا ہے بعض جنگلوں میں اسے اردو میں تھوہر کہتے ہیں اور اس کی مزید تعریف میں ارشاد ہے:

اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ ﴿۶۳﴾ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ ﴿۶۴﴾ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ ﴿۶۵﴾۔

ہم نے اسے آخرت میں لعنت و عذاب بنایا مشرکین کے لئے۔

Marfat.com

اور دنیا میں ان کے لئے امتحان ہے (مشرکین نے جب سنا کہ وہ) ایسا درخت ہے کہ اس کی جڑ جہنم سے ہے اس کے شگوفے ایسے ہیں گویا شیاطین کے سر ہیں۔

وَالْعَرَبُ يُشَبِّهُ الْقَبِيحَ الصُّورَةِ بِالشَّيْطَانِ۔ اہل عرب قبیح صورت والی چیز کو شیطان سے تشبیہ دیتے ہیں اسی محاورہ کے ماتحت یہاں یہ تشبیہ استعمال فرمائی ہے۔

فَاِنَّهُمْ لَاٰكِلُوْنَ مِنْهَا فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۶۶﴾ ثُمَّ اِنَّ لَهُمْ عَلَيْهَا لَشَوْبًا مِّنْ حَمِيْمٍ ﴿۶۷﴾ ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾۔

تو وہ اس تھوہر سے کھائیں گے تو بھر جائیں گے اس سے ان کے پیٹ شدت گرمائش سے پانی پئیں گے۔ شوب شراب ممزوج بالحرارت کو کہتے ہیں۔

وَ هُوَ الصَّدِيْدُ۔ وہ راد اور پیپ جہنمیوں کا ہوگا۔

اور غساق یہ ایک چشمہ ہے جہنم کا جس سے سانپ اور بچھوؤں کا زہر ابل کر نکلے گا۔

شدت تشنگی سے وہ اس سے پئیں گے جس سے ان کا جسم گل جائے مگر كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُوْدُهُمْ بَدَّلْنٰهُمْ جُلُوْدًا غَيْرَهَا۔ جب ان کی کھال گل سڑ جائے گی تو دوسری کھال پہنادی جائے گی لِيَذُوْقُوا الْعَذَابَ تا کہ عذاب برابر چکھتے رہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: لَوْ اَنَّ قَطْرَةً مِّنْ زَقُّوْمِ الْجَهَنَّمِ اُنْزِلَتْ اِلَى الْاَرْضِ لَاَفْسَدَتْ عَلَى النَّاسِ مَعَاشَهُمْ۔ اگر ایک قطرہ زقوم جہنم کا زمین پر گر جائے تو لوگوں کی زندگی ختم وخراب ہو جائے۔

ثُمَّ اِنَّ مَرْجِعَهُمْ لَاِلَى الْجَحِيْمِ ﴿۶۸﴾۔ پھر ان کا لوٹنا جہنم میں ہوگا۔

یعنی ان کا مقر اور قیام جہنم ہوگا اور فرمایا: هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۴۳﴾ يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿۴۴﴾۔ یہ وہی جہنم ہے جسے یہ مجرم جھٹلاتے تھے اس میں پھرتے رہیں گے اور گرم گرم عذاب پاتے رہیں گے آگے ارشاد ہے کہ یہ عذاب کس وجہ میں ان کے لئے مقرر ہوا چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّهُمْ اَلْفَوْا اٰبَآءَهُمْ ضَآلِّيْنَ ﴿۶۹﴾ فَهُمْ عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ يُهْرَعُوْنَ ﴿۷۰﴾۔

انہوں نے اپنے باپ دادا کو گمراہ پایا پھر بھی انہیں کے قدموں پر دوڑتے رہے۔

اِهْرَاع عرب میں اسراع شدید کو کہتے ہیں یعنی اندھا دھند کسی کے پیچھے لگ جانا۔ پھر ارشاد ہے کہ ان پر ہی کیا منحصر ہے ان سے پہلے بھی اکثر گمراہ ہوئے چنانچہ ارشاد ہے:

وَ لَقَدْ ضَلَّ قَبْلَهُمْ اَكْثَرُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۷۱﴾ وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا فِيْهِمْ مُّنْذِرِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾۔

اور بے شک ان سے پہلے اکثر گمراہ ہوئے اور بے شک ہم نے ان میں ڈرسنانے والے بھیجے تو اے محبوب! دیکھیے کیا ہوا انجام ان ڈر سننے والوں کا۔

یعنی ہدایت سن کر منکر رہنے کا برا انجام ہے۔

Marfat.com

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۷۴﴾ ع ۔ مگر اللہ کے مخلص بندے۔ اس قسم کے عذاب سے محفوظ رہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع ۔ سورۃ صافات ۔ پ ۲۳

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾	اور بے شک نوح نے پکارا ہمیں مدد کے لئے تو ہم بہتر فریاد رس ہیں
وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾	اور ہم نے نجات دی اسے اور اس کے گھر والوں کو سخت مصیبت سے
وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾	اور کیا ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے والے
وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾	اور چھوڑا ہم نے ان کا ذکر خیر آنے والی امتوں میں
سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾	نوح پر سلام ہو تمام جہانوں میں
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾	ایسے ہی ہم بدلہ دیا کرتے ہیں نیکوں کو
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾	بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں سے ہے
ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾	پھر غرق کر دیا ہم نے اوروں کو
وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ﴿۸۳﴾	اور بے شک اسی کے پیروؤں سے ابراہیم ہے
اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۴﴾	جب آیا وہ اپنے رب کی طرف صاف دلی سے
اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾	جب کہا اس نے اپنے چچا سے اور اپنی قوم سے کیا پوجتے ہو تم
اَىِٕفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ﴿۸۶﴾	کیا جھوٹے خدا بنا کر اللہ کے سوا چاہتے ہو
فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾	تو تمہارا رب حقیقی کے ساتھ کیا گمان ہے
فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾	تو اس نے ایک نگاہ ستاروں کو دیکھا
فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾	تو فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں
فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾	وہ اس پر پیٹھ دے کر پھر گئے
فَرَاغَ اِلٰۤى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾	تو چلا چل کر ان کے خداؤں کی طرف تو کہا کیا تم نہیں کھاتے
مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾	کیا ہوا کہ بولتے نہیں
فَرَاغَ عَلَیْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْیَمِیْنِ ﴿۹۳﴾	تو نظر بچا کر انہیں سیدھے ہاتھ سے مارنا شروع کیا
فَاَقْبَلُوْۤا اِلَیْهِ یَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾	تو کافر ان کی طرف جھپٹ کر آئے
قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾	بولے ابراہیم! کیا تم ہاتھ سے تراشے ہوؤں کو پوجتے ہو
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾	اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے عمل پیدا کئے

Marfat.com

قَالُوا ابْنُوا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِي الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾
کافر بولے اس کے لئے ایک عمارت بناؤ تو ڈالو اسے بھڑکتی آگ میں

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿٩٨﴾
توانہوں نے یہ مکر گانٹھا تو ہم نے انہیں کردیا ذلیل

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿٩٩﴾
اور فرمایا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں وہ مجھے راہ دے گا

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١٠٠﴾
اے میرے رب! مجھے لائق اولاد دے

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿١٠١﴾
تو ہم نے اسے بشارت دی ایک عقلمند لڑکے کی

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿١٠٢﴾
تو جب پہنچ گیا اس کے ساتھ کام کرنے کی قابلیت کو فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے خواب دیکھا کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے کہا اے میرے باپ! وہی کر جس کا آپ کو حکم ملا ہے اور آپ مجھے پائیں گے ان شاء اللہ صابر

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿١٠٣﴾ ۚ
تو جب ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن رکھی

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰاِبْرٰهِيْمُ ﴿١٠٤﴾ ۙ
تو ہم نے اسے ندا فرمائی اے ابراہیم!

قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١٠٥﴾
بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿١٠٦﴾
بے شک یہ امتحان تھا روشن

وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿١٠٧﴾
اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ اس کے فدیہ میں دیا۔ اور اسے بچالیا

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿١٠٨﴾ ۖ
اور چھوڑا ہم نے اس کو پچھلوں میں

سَلٰمٌ عَلٰٓى اِبْرٰهِيْمَ ﴿١٠٩﴾
سلام ہو ابراہیم پر

كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿١١٠﴾
ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو

اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١١﴾
بے شک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں سے ہے

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿١١٢﴾
اور بشارت دی ہم نے اسے اسحاق کی جو صالح نبی ہے

وَبٰرَكْنَا عَلَيْهِ وَعَلٰٓى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِيْنٌ ﴿١١٣﴾ ع
اور برکت دی ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور اس کی اولاد میں کوئی اچھا کرنے والا اور ظالم اپنی جان پر کھلا ہوا

حل لغات تیسرا رکوع۔ سورۃ الصافات۔ پ ۲۳

وَ۔ اور لَقَدْ۔ بے شک وَنَادٰنَا۔ پکارا ہم کو نُوْحٌ۔ نوح نے

Marfat.com

فَلَنِعْمَ۔تو اچھے ہیں ہم	الْمُجِيْبُوْنَ۔قبول کرنے والے		وَ۔اور
نَجَّيْنٰهُ۔نجات دی ہم نے اس کو		وَ۔اور	اَهْلَهٗ۔اس کے گھر والوں کو
مِنَ الْكَرْبِ۔سختی	الْعَظِيْمِ۔بڑی سے	وَ۔اور	جَعَلْنَا۔بنایا ہم نے
ذُرِّيَّتَهٗ۔اس کی اولاد کو	هُمُ۔وہی	الْبٰقِيْنَ۔باقی رہنے والے	وَ۔اور
تَرَكْنَا۔چھوڑا ہم نے	عَلَيْهِ۔اس پر	فِي۔بیچ	الْاٰخِرِيْنَ۔پچھلوں کے
سَلٰمٌ۔سلام ہو	عَلٰى۔اوپر	نُوْحٍ۔نوح کے	فِي۔بیچ
الْعٰلَمِيْنَ۔جہانوں کے	اِنَّا۔بے شک ہم	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	نَجْزِي۔بدلہ دیتے ہیں
الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کو	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ہمارے مومن بندوں سے ہے	
ثُمَّ۔پھر	اَغْرَقْنَا۔ہم نے غرق کیا	الْاٰخَرِيْنَ۔پچھلوں کو	وَ۔اور
اِنَّ۔بے شک	مِنْ شِيْعَتِهٖ۔اس کے گروہ سے		لَاِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم تھا
اِذْ۔جب	جَآءَ۔لایا	رَبَّهٗ۔اپنے رب کے پاس	بِقَلْبٍ۔دل
سَلِيْمٍ۔سلامتی والا	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا	لِاَبِيْهِ۔اپنے چچا کو
وَ۔اور	قَوْمِهٖ۔اپنی قوم کو	مَاذَا۔کیا	تَعْبُدُوْنَ۔پوجتے ہو تم
اَ۔کیا	اِفْكًا۔جھوٹے	اٰلِهَةً۔خدا	دُوْنَ۔سوا
اللّٰهِ۔اللہ کے	تُرِيْدُوْنَ۔چاہتے ہو	فَمَا۔تو کیا	ظَنُّكُمْ۔خیال ہے تمہارا
بِرَبِّ۔رب	الْعٰلَمِيْنَ۔جہانوں کے کے متعلق		فَنَظَرَ۔تو دیکھا اس نے
نَظْرَةً۔ایک بار	فِي۔بیچ	النُّجُوْمِ۔ستاروں کے	فَقَالَ۔تو کہا
اِنِّيْ۔میں	سَقِيْمٌ۔بیمار ہوں	فَتَوَلَّوْا۔تو پھر گئے	عَنْهُ۔اس سے
مُدْبِرِيْنَ۔پیٹھ دے کر	فَرَاغَ۔تو چلا	اِلٰى۔طرف	اٰلِهَتِهِمْ۔ان کے معبودوں
کے	فَقَالَ۔تو کہا	اَلَا۔کیوں نہیں	تَاْكُلُوْنَ۔تم کھاتے
مَا۔کیا ہے	لَكُمْ۔تم کو	لَا۔نہیں	تَنْطِقُوْنَ۔بولتے تم
فَرَاغَ۔تو جھکا	عَلَيْهِمْ۔ان پر	ضَرْبًا۔مارتے ہوئے	بِالْيَمِيْنِ۔دائیں ہاتھ سے
فَاَقْبَلُوْا۔تو آئے	اِلَيْهِ۔اس کی طرف	يَزِفُّوْنَ۔دوڑتے	قَالَ۔فرمایا
اَ۔کیا	تَعْبُدُوْنَ۔پوجتے ہو	مَا۔جو	تَنْحِتُوْنَ۔کریدتے ہو تم
وَ۔اور	اللّٰهُ۔اللہ نے	خَلَقَكُمْ۔پیدا کیا تم کو	وَ۔اور
مَا۔جو	تَعْمَلُوْنَ۔تم کرتے ہو	قَالُوْا۔بولے	ابْنُوْا۔بناؤ
لَهٗ۔اس کے لئے	بُنْيَانًا۔ایک عمارت	فَاَلْقُوْهُ۔تو ڈالو اس کو	فِي۔بیچ
الْجَحِيْمِ۔بھڑکتی آگ کے	فَاَرَادُوْا۔تو چاہا انہوں نے	بِهٖ۔اس کے ساتھ	كَيْدًا۔تدبیر کرنا

Marfat.com

فَجَعَلْنٰهُمُ۔ تو بنایا ہم نے ان کو   الْاَسْفَلِیْنَ۔ ذلیل   وَ۔ اور

قَالَ۔ کہا   اِنِّیْ۔ بے شک میں   ذَاهِبٌ۔ جانے والا ہوں   اِلٰی۔ طرف

رَبِّیْ۔ اپنے رب کی   سَیَهْدِیْنِ۔ وہ جلدی مجھ کو راہ دکھائے گا   رَبِّ۔ اے میرے رب!

هَبْ۔ عنایت کر   لِیْ۔ مجھ کو   مِنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ نیک لڑکا   فَبَشَّرْنٰهُ۔ تو ہم نے بشارت

دی اسے   بِغُلٰمٍ۔ لڑکے   حَلِیْمٍ۔ بردبار کی   فَلَمَّا۔ تو جب

بَلَغَ۔ پہنچا   مَعَهُ۔ اس کے ساتھ   السَّعْیَ۔ بھاگ دوڑ کو   قَالَ۔ کہا

یٰبُنَیَّ۔ اے میرے بیٹے!   اِنِّیْۤ۔ بے شک میں نے   اَرٰی۔ دیکھا ہے   فِی۔ بیچ

الْمَنَامِ۔ خواب کے   اَنِّیْۤ۔ کہ میں   اَذْبَحُكَ۔ تجھے ذبح کرتا ہوں

فَانْظُرْ۔ تو تو دیکھ   مَاذَا۔ کیا   تَرٰی۔ خیال ہے تیرا   قَالَ۔ بولا

یٰۤاَبَتِ۔ اے میرے باپ   افْعَلْ۔ کر   مَا۔ جو   تُؤْمَرُ۔ حکم دیا گیا ہے تو

سَتَجِدُنِیْۤ۔ جلدی پائے گا مجھے   اِنْ۔ اگر   شَآءَ۔ چاہے

اللّٰهُ۔ اللہ   مِنَ الصّٰبِرِیْنَ۔ نیکوں سے   فَلَمَّاۤ۔ تو جب   اَسْلَمَا۔ فرمانبردار ہو گئے

دونوں   وَ۔ اور   تَلَّهٗ۔ لٹایا اس کو   لِلْجَبِیْنِ۔ پیشانی کے بل

وَ۔ اور   نَادَیْنٰهُ۔ آواز دی ہم نے اس کو   اَنْ۔ یہ کہ

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ۔ اے ابراہیم   قَدْ۔ بے شک   صَدَّقْتَ۔ تو نے سچ کر دکھایا   الرُّءْیَا۔ خواب کو

اِنَّا۔ بے شک ہم   كَذٰلِكَ۔ اسی طرح   نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں   الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کو

اِنَّ۔ بے شک   هٰذَا۔ یہ   لَهُوَ۔ وہ ہے   الْبَلٰٓؤُا۔ امتحان

الْمُبِیْنُ۔ کھلا   وَ۔ اور   فَدَیْنٰهُ۔ فدیہ ہم نے اس کا دیا

بِذِبْحٍ۔ قربانی   عَظِیْمٍ۔ بڑی سے   وَ۔ اور   تَرَكْنَا۔ چھوڑا ہم نے

عَلَیْهِ۔ اس پر   فِی۔ بیچ   الْاٰخِرِیْنَ۔ پچھلوں کے   سَلٰمٌ۔ سلام ہو

عَلٰۤی۔ اوپر   اِبْرٰهِیْمَ۔ ابراہیم کے   كَذٰلِكَ۔ ایسا ہی   نَجْزِی۔ بدلہ دیتے ہیں ہم

الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیکوں کو   اِنَّهٗ۔ بے شک وہ   مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ۔ ہمارے مومن بندوں سے تھا

وَ۔ اور   بَشَّرْنٰهُ۔ خوشخبری دی ہم نے اس کو   بِاِسْحٰقَ۔ اسحاق کی

نَبِیًّا۔ وہ نبی تھا   مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ۔ نیک لوگوں سے   وَ۔ اور

بٰرَكْنَا۔ برکت دی ہم نے   عَلَیْهِ۔ اسے   وَ۔ اور   عَلٰۤی۔ اوپر

اِسْحٰقَ۔ اسحاق کے   وَ۔ اور   مِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا۔ ان کی اولاد سے

مُحْسِنٌ۔ کچھ نیک ہیں   وَّ۔ اور   ظَالِمٌ۔ کچھ ظالم   لِّنَفْسِهٖ۔ اپنی جان کے

مُبِیْنٌ۔ کھلے کھلے

Marfat.com

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ الصافات - پ ۲۳

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ۔
اور بے شک نوح نے ہمیں پکارا۔ اور ہم سے اپنی اس قوم پر عذاب و ہلاک کی درخواست کی جسے ساڑھے نو سو برس تبلیغ فرماتے رہے تھے۔
فَلَنِعْمَ الْمُجِیْبُوْنَ ﴿۷۵﴾ ۔تو ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔
تو ہم نے ان کی دعا قبول کی اور انہیں ان کے مقابلہ میں مدد کی اور ان سے پورا انتقام لیا حتیٰ کہ انہیں غرق طوفان کر کے ہلاک کر دیا۔

وَنَجَّیْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِیْمِ ﴿۷۶﴾ وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰی نُوْحٍ فِی الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۸۱﴾ ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۸۲﴾ ۔

اور نجات دی ہم نے اسے اور اس کی ذریت کو بڑی سخت تکلیف سے اور کیا ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے والوں سے اور چھوڑی ہم نے پچھلوں میں اس کی تعریف سلام ہو نوح پر جہاں بھر میں بے شک ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں سے ہے پھر ہم نے غرق کر دیا دوسروں کو۔

وَجَعَلْنَا ذُرِّیَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِیْنَ ﴿۷۷﴾۔
فرما کر یہ ظاہر کیا کہ اب دنیا میں جتنے بھی انسان ہیں سب حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد ہیں۔
سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت نوح کی کشتی سے اترنے کے بعد جتنے مرد و عورت تھے سبھی مر گئے سوا آپ کی اولاد اور ان کی عورتوں کے۔ انہیں سے دنیا کی رچنا رچی اور انہیں سے نسلیں چلیں عرب فارس اور روم آپ کے بیٹے سام کی اولاد ہیں۔
اور سوڈان کے لوگ آپ کے بیٹے حام کی نسل سے ہیں۔
اور ترک اور یاجوج ماجوج آپ کے تیسرے بیٹے یافث سے ہیں۔
اور وَتَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ کے یہ معنی ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا ذکر جمیل ان کی امتوں میں باقی رکھا گیا۔ اور ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِیْنَ سے یہ مراد ہے کہ آپ کی قوم کے بقیہ کافر بھی ہلاک کر دیئے گئے۔

وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ ﴿۸۳﴾ اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۴﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَىِٕفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾ ۔

اور بے شک ان کے گروہ سے ابراہیم ہیں جبکہ وہ اپنے رب کے حضور حاضر آئے قلب سلیم لے کر جب انہوں نے اپنے چچا اور قوم سے فرمایا تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان تراشی سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو تو تمہارا کیا گمان ہے رب العالمین کے ساتھ
وَاِنَّ مِنْ شِیْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِیْمَ سے مراد حضرت ابراہیم اور حضرت نوح علیہ السلام کا دین و ملت میں ایک طریق و سنت پر ہونا ہے اگرچہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیم علیہما السلام کے مابین دو ہزار چھ سو چالیس برس کا زمانہ حائل ہے اور اس مدت

Marfat.com

میں صرف دو نبی حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام مبعوث ہوئے۔

اِذْ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ ﴿۸۴﴾۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنا دل اللہ تعالیٰ کی طرف خالصاً مخلصاً متوجہ کیا اور اپنے کو ماسوی اللہ سے فارغ فرمایا حتیٰ کہ اپنے چچا کو بطریق توبیخ فرمایا اور قوم کو دعوت دی اور سوال کیا:

مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾۔ یہ کیا ہیں جنہیں تم پوجتے ہو یا اگر تم اس کے سوا کسی چیز کو پوجو گے تو اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب دیئے بغیر نہ چھوڑے گا۔ اور تم سمجھتے ہو کہ منعم حقیقی وہی ایک ہے اور وہی مستحق عبادت ہے۔

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ﴿۸۶﴾۔

کیا ان جھوٹے معبودوں کی طرف اللہ کے سوا تمہارا رجحان ہے تو

فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾۔

تمہارا رب العالمین کے ساتھ کیا گمان ہے تو قوم نے حضرت خلیل علیہ السلام سے عرض کیا کہ کل ہماری عید ہے وہاں میلہ لگے گا ہم لوگ نفیس کھانے پکا کر بتوں کے پاس جاتے ہیں اور واپسی پر بطور تبرک اس میں سے کھاتے ہیں آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور میلہ کی رونق دیکھیں اور بتوں کی آرائش اور ان کا بناؤ سنگھار آپ دیکھیں ہمیں یقین ہے کہ یہ منظر دیکھ کر آپ ہماری بت پرستی پر ہمیں ملامت نہ کریں گے۔

یہ زمانہ نجوم پرستی اور ان کے اثرات کے قائلوں کا تھا تو آپ نے بھی جیسے ستارہ شناس نجوم کے ماہر ستاروں کے مواقع اتصال وانصراف کو دیکھا کرتے تھے ویسے ہی آپ نے انہیں مطمئن کرنے کو کہا چنانچہ ارشاد ہے:

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾۔

تو ابراہیم نے ایک نگاہ ستاروں پر ڈالی اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔

تو قوم اپنے معتقدات کے ماتحت سمجھی کہ ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں سے اپنی بیماری کا حال معلوم کر لیا اب یہ معاذ اللہ کسی متعدی مرض میں مبتلا ہونے والے ہیں اور یہ متعدی امراض سے بہت ڈرتے تھے اسی بناء پر ارباب تحقیق کے نزدیک علم حق ہے اور اس پر عقیدہ کرنا ممنوع ہے۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ چھوت چھات کچھ نہیں اور کسی کا مرض کسی کو بلا مشیت الٰہی نہیں لگ سکتا۔

مادوں کے فساد اور ہوا کی سمیت سے ایک وقت ایک ہی مرض عام ہو سکتا ہے لیکن اس کا حدوث ہر ایک میں جداگانہ ہوگا

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِیْنَ ﴿۹۰﴾۔ تو وہ یہ دیکھ کر چلے گئے اور اپنے میلے میں پہنچ گئے۔

فَرَاغَ اِلٰٓی اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۹۱﴾۔

تو نظر بچا کر ان کے معبودوں کی طرف گئے اور فرمایا تم کیوں نہیں کھاتے ہو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں کے چلے جانے کے بعد پوشیدہ طور پر ان کے مندر میں تشریف لے گئے اور ان کے آگے جو کھانے رکھے ہوئے تھے دیکھ کر فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں اور فرمایا:

مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿۹۲﴾۔ تمہیں کیا ہوا کہ بولتے نہیں۔

Marfat.com

اس کا جواب بت کیا دیتے اس لئے کہ وہ بت ہی تھے اور بت کہتے ہی اسے ہیں جو بولنے کی استعداد نہ رکھتا ہو جماد محض ہو تو آپ نے انہیں توڑنے کے ارادے سے ان پر ضرب مارنی شروع کی جیسا کہ ارشاد ہے:

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾ ۔

تو آپ نے ان پر عوام کی نگاہ بچا کر سیدھے ہاتھوں مارنا شروع کیا حتیٰ کہ انہیں پارہ پارہ کر دیا جب یہ خبر مشرکین کو پہنچی تو

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾ ۔ تو کافر جھپٹ کر آئے۔

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہنے لگے کہ ہم تو ان بتوں کو پوجتے ہیں اور تم نے انہیں پارہ پارہ کر دیا آپ نے فرمایا:

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۹۶﴾ ۔

کیا اپنے ہاتھ سے گھڑے ہوؤں کو پوجتے ہو اور اللہ نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے اعمال کو۔

تو وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ یہ بت اس پر وہ حیران و ششدر ہو کر رہ گئے اور کوئی جواب نہ دے سکے سوائے اس کے کہ

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِی الْجَحِيْمِ ﴿۹۷﴾ فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ ۔

کافر بولے کہ ابراہیم کے لئے ایک مکان بناؤ پھر اسے بھڑکتی آگ میں ڈال دو تو انہوں نے ابراہیم کے ساتھ چال چلنی چاہی تو ہم نے انہیں ہی نیچا دکھایا۔

چنانچہ نمرودیوں نے پتھر کی تیس گز لمبی تیس گز چوڑی چار دیواری بنا کر اس میں لکڑیاں بھر دیں اور آگ لگا دی جب وہ بھڑک گئی تو منجنیق کے ذریعہ آپ کو اس میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ چال نہ چلنے دی اور حضرت خلیل علیہ السلام کو آگ سے محفوظ فرمایا چنانچہ آپ اس میں سے باہر تشریف لائے تو آپ نے اس دارالکفر سے ہجرت کا عزم کیا اور فرمایا:

وَقَالَ اِنِّیْ ذَاهِبٌ اِلٰی رَبِّیْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ ۔

اور کہا ابراہیم نے میں اپنے رب کی طرف جانے والا ہوں اب وہ مجھے راہ دے گا۔

چنانچہ آپ اس دارالکفر سے ہجرت فرما کر روانہ ہو گئے اور منتظر حکم الٰہی رہے کہ کہاں جاؤں کہ حکم الٰہی ملا کہ سرزمین شام میں ارض مقدسہ کے مقام پر جائیں آپ جب وہاں پہنچ گئے تو آپ نے بارگاہ واہب المراد میں دعا کی اور عرض کیا:

رَبِّ هَبْ لِیْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ ۔ الٰہی! مجھے ایک لائق صالح اولاد دے۔ دعا مستجاب ہوئی اور

فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ۔

ہم نے ابراہیم کو ایک عقل مند لڑکے کی بشارت دی۔ چنانچہ حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْیَ قَالَ يٰبُنَیَّ اِنِّیْٓ اَرٰی فِی الْمَنَامِ اَنِّیْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰی ۔

تو جب وہ اس کے ساتھ کام کے قابل ہو گیا تو آپ نے صاحبزادہ سے فرمایا اے میرے بیٹے! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کرتا ہوں اب تو دیکھ تیری کیا رائے ہے۔

یہ سن کر حضرت اسماعیل علیہ السلام بخوشی خاطر تیار ہو گئے اور بولے جس کا ذکر آتا ہے:

قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِیْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ۔

اسماعیل نے جواب دیا ابا جان! وہ کام کیجئے جس کا آپ کو حکم ہوا ہے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

Marfat.com

چونکہ انبیاء علیہم السلام کے خواب حق ہوتے ہیں اوران کے تمام افعال حکم الٰہی عزوجل سے ہوا کرتے ہیں بناء بریں صاحبزادہ ذبیح اللہ بھی تعمیل حکم کے لئے آمادہ ہوگئے اور سَتَجِدُنِیۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ اس لئے فرمایا کہ وہ اسے حکم الٰہی عزوجل سمجھتے تھے اور خلیل اللہ علیہ السلام نے فَانۡظُرۡ مَاذَا تَرٰی ؕ اس لئے کہا کہ فرزند کو ذبح سے وحشت نہ ہو اور اطاعت امر کے لئے وہ بہ رضا ورغبت تیار ہوں چنانچہ ذبیح علیہ السلام نے حکم الٰہی پر فدا ہونا کمال شوق ورغبت سے ظاہر کیا۔

یہ واقعہ منیٰ میں ہوا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرزند کے حلقوم پر چھری چلائی۔ قدرت الٰہی عزوجل نے یہ مظاہرہ کیا کہ چھری نے رواں بھی نہ کاٹا۔ چنانچہ آگے فرمایا جاتا ہے:

فَلَمَّاۤ اَسۡلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلۡجَبِیۡنِ ﴿۱۰۳﴾ۚ وَ نَادَیۡنٰهُ اَنۡ یّٰۤاِبۡرٰهِیۡمُ ﴿۱۰۴﴾ۙ قَدۡ صَدَّقۡتَ الرُّءۡیَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الۡبَلٰٓؤُا الۡمُبِیۡنُ ﴿۱۰۶﴾ وَ فَدَیۡنٰهُ بِذِبۡحٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَ تَرَكۡنَا عَلَیۡهِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۰۸﴾ۖ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِبۡرٰهِیۡمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۱۱﴾۔

تو ان دونوں نے ہمارے حکم پر گردن جھکا دی اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا (تو ہمارا دریائے رحمت جوش زن ہوا) اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم! بے شک تم نے خواب سچ کر دکھایا ہم بے شک ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ روشن امتحان تھا اور ہم نے ایک بڑا ذبیحہ فدیہ میں دیا اور اسے بچا لیا اور ہم نے اس سنت کو پچھلوں میں اس کی تعریف کے لئے باقی رکھا سلام ہو ابراہیم پر ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے کامل الایمان بندوں میں ہے۔

یعنی جب خلیل نے اپنی شان خلت دکھا دی اور رضا جوئی محبوب میں فرزند قربان کرنے کو جھک گئے اور بیٹے کو پیشانی کے بل لٹا کر چھری چلا دی تو من جانب اللہ آواز آئی کہ ابراہیم! بس اتنا ہی کافی ہے تمہارا امتثال امر کے لئے جھک جانا ثابت ہو گیا۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ فرزند حضرت اسماعیل ہیں یا حضرت اسحاق علیہما السلام لیکن دلائل کی روشنی اس پہلو کو واضح کرتی ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں۔

اور جنت سے فدیہ میں جو ذبیحہ بھیجا گیا وہ بکری تھی جسے حضرت خلیل نے ذبح فرمایا اور اسی واقعہ کے بعد ارشاد ہے کہ ہم نے نبی صالح کی بشارت دی جیسا کہ فرمایا:

وَ بَشَّرۡنٰهُ بِاِسۡحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ﴿۱۱۲﴾۔

اور ہم نے بشارت دی اسحاق کی جو غیب کی خبر بتانے والا صالح ہے۔

یہی اس امر کی واضح دلیل ہے کہ ذبیح حضرت اسماعیل علیہ السلام ہی ہیں اور ان کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام نبی صالح پیدا ہوئے اور وَ تَرَكۡنَا عَلَیۡهِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ سے یہ سنت قیامت تک جاری رہنے کی خبر ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَ بٰرَكۡنَا عَلَیۡهِ وَ عَلٰۤی اِسۡحٰقَ ؕ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحۡسِنٌ وَّ ظَالِمٌ لِّنَفۡسِهٖ مُبِیۡنٌ ﴿۱۱۳﴾ؑ۔

اور ہم نے برکت اتاری اس پر اور اسحاق پر اور ان کی اولاد میں اچھا کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر صریح ظلم کرنے والا ہے۔

یعنی ہم نے ہر طرح کی برکت دینی اور دنیوی سے متمتع کیا اور ظاہر برکت یہ فرمائی کہ حضرت خلیل علیہ السلام کی اولاد میں کثرت فرمائی اور حضرت اسحاق علیہ السلام کی نسل سے بہت سے انبیاء کرام بنائے حتیٰ کہ یعقوب علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ

علیہ السلام تک سب آپ ہی کی نسل سے ہوئے۔

اور یہ بھی واضح فرمادیا کہ آپ کی ذریت سے مُحْسِنٌ یعنی مومن اور ظَالِمٌ لِّنَفْسِہٖ یعنی کافر بھی ہوئے۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ باپ کے ذی فضائل ہونے سے اولاد کا ویسا ہی ہونا لازم نہیں یہ اللہ تعالیٰ کی شیون قدرت ہیں کسی نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا فرمادے۔

اور اولاد کے بد ہونے سے آباء واجداد پر عیب نہیں لگتا اور آباء کے بد ہونے سے اولاد پر عیب نہیں آتا۔

چونکہ حضرت نوح علیہ السلام کو اپنی قوم سے بڑی بڑی ایذائیں پہنچیں اور یہ سلسلہ ساڑھے نوسو برس تک جاری رہا آخر کار آپ نے اپنے رب عزوجل کو پکارا اللہ تعالیٰ نے طوفان کے ذریعہ آپ کی نجات مقدر کی۔

اور حضرت نوح علیہ السلام کو اس طوفان سے مطلع فرمادیا اور آپ کو کشتی تیار کرنے کا حکم دیا آپ نے بتعلیم الٰہی عزوجل کشتی بنائی اور اس میں اپنے خاندان اور ایمان والوں کو سوار کرلیا اور ہر قسم کے جانوروں کا ایک ایک جوڑا بھی رکھ لیا۔ وقت موجود پر جب طوفان آیا تو صرف کشتی والے بچ گئے باقی دنیا غرق ہوگئی انہیں ڈوبنے والوں میں آپ کا بیٹا کنعان بھی تھا اور وہ کفر کی وجہ سے خاندان سے خارج کردیا گیا تھا جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ۔

لغات نادرہ

وَاِنَّ مِنْ شِيْعَتِهٖ لَاِبْرٰهِيْمَ ﴿۸۳﴾۔

شِيْعَتِهٖ کی ضمیر نوح کی طرف راجع ہے۔ شیعہ کے معنی مشائع کے ہیں اور مشائع کہتے ہیں کسی کے پیچھے چلنے والے کو۔

اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِيْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ۭ۔

میں ہمزہ استفہامیہ ہے اور اَئِفْكًا مفعول لہ ہے تُرِيْدُوْنَ کا اور اٰلِهَةً مفعول بہ۔ گویا عبارت یہ ہوئی: تُرِيْدُوْنَ اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ

اِفْكًا جھوٹ موٹ گھڑنے کو کہتے ہیں۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ۔ روغ عربی میں چپکے سے کسی چیز کی طرف جانے کو کہتے ہیں۔ محاورہ ہے: رَاغَ اِلَيْهِ اِذَا ذَهَبَ لَيْهِ فِي السِّرِّ عَلٰى سَبِيْلِ الْخُفْيَةِ اس کے اصل معنی حیلہ کی طرف مائل ہونے کے ہیں۔

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿۹۳﴾۔ یہاں رَاغَ عَلَيْهِمْ کے معنی ہیں: مَالَ عَلَيْهِمْ مُسْتَعْلِيًا تو حاصل معنی یہ ہوئے فَضَرَبَهُمْ ضَرْبًا۔

اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿۹۴﴾۔ بمعنی يَسْرَعُوْنَ ہے زَفِيْفُ النَّعَامَةِ شترمرغ کی ابتدائی دوڑ کے معنی میں بولتے ہیں۔ بعض ہل لغت نے کہا، زفیف جانور کے بدکانے کو کہتے ہیں جیسے تَزَفْزَفَ الْاِبِلَ بولتے ہیں اونٹ کو بدکایا۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ۔ میں سعی کے معنی دوڑنے اور کوشش کرنے کے ہیں

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿۹۵﴾ نحت کے معنی فطرت، طبیعت، خالص کے معنی بھی دیتا ہے اور اچھلنا، کاٹنا، تراشنا، برائی کرنا، غیبت کرنا، زمین پر دے مارنا بھی اس کے معنی ہیں۔

فَلَمَّآ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾۔ اَسْلَمَا۔ اَسْلَمَ۔ صلح۔ جھکنا اسلام کی طرف۔ تَلَّهٗ۔ تلوی سے ہے مڑا ہوا جھکا

Marfat.com

ہوا۔ دوہرا ہونا وغیرہ۔ اور آلوسی فرماتے ہیں: وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ۔ صَرَعَهٗ عَلٰى شِقِّهٖ فَوَقَعَ جَبِيْنُهٗ عَلَى الْاَرْضِ۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع - سورۃ صافات - پ ۲۳

وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝۷۵۔

اور بے شک ہمیں نوح نے پکارا تو ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔

یہاں بعض مرسلین کا اجمالاً تذکرہ فرمایا جا رہا ہے جس سے ان کی حسن عاقبت واضح ہوتی ہے اور گمراہ مشرکین کی سوء عاقبت جیسے قوم نوح علیہ السلام اور ان قوموں کا حال واضح ہوتا ہے جنہیں عذاب سے خلاصی ملی جیسے قوم یونس علیہ السلام اور تمام قصوں پر مقدم قصہ نوح علیہ السلام کا تقدم اس بناء پر کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے آپ ہی نے ساڑھے نوسو برس کی تبلیغ کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور طلب نصرت کی اور

فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ فرما کر اپنی مخصوص مدح فرمائی کہ ہم ضرور اچھے سننے والے اور مدد فرمانے والے ہیں۔

تو آیت کریمہ کی یہ عبارت بنی: تَاللّٰهِ لَقَدْ دَعَانَا نُوْحٌ حِيْنَ اَيِسَ مِنْ اِيْمَانِ قَوْمِهٖ بَعْدَ اَنْ دَعَاهُمْ اَحْقَابًا وَ دُهُوْرًا فَلَمْ يَزِدْهُمْ دُعَاؤُهٗ اِلَّا فِرَارًا وَّ نُفُوْرًا فَاَجَبْنَاهُ اَحْسَنَ الْاِجَابَةِ فَوَاللّٰهِ لَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ نَحْنُ وَالْجَمْعُ لِلْعَظْمَةِ وَالْكِبْرِيَآءِ۔ قسم میری جلالت شان کی کہ بے شک ہمیں نوح نے اس وقت پکارا جبکہ وہ اپنی قوم کے ایمان لانے سے مایوس ہو گئے بعد اس کے کہ مدت مدیدہ اور عرصہ بعیدہ تک دعوت ایمان فرمائی تو ان میں سوائے فرار ونفور کچھ نہ بڑھا تو ہم نے اس کی پکار سنی اور یقیناً ہم بہترین پکار سننے والے ہیں۔ اور مجیبون صیغہ جمع عظمت ذات اور کبریائی کے لئے لایا گیا۔

چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلّٰى فِيْ بَيْتِيْ فَمَرَّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ قَالَ صَدَقْتَ رَبَّنَا اَنْتَ اَقْرَبُ مِنْ دَعٰى وَ اَقْرَبُ مَنْ بَغٰى فَنِعْمَ الْمَدْعُوُّ وَ نِعْمَ الْمُعْطِيْ وَ نِعْمَ الْمَسْئُوْلُ وَ نِعْمَ الْمَوْلٰى اَنْتَ رَبَّنَا وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب میرے یہاں نماز ادا فرماتے اور اس آیت سے گزرتے: وَلَقَدْ نَادٰىنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ تو فرماتے سچ فرمایا اے میرے رب! تو پکارنے والے کے قریب ہے اور بغاوت کرنے والے کو سزا دینے میں قریب ہے تو بہترین پکارا گیا ہے اور بہترین عطا فرمانے والا ہے اور بہترین سوال کیا گیا ہے اور اچھا مددگار ہے تو ہمارا رب اور اچھا مددگار ہے۔

وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ۝۷۶ وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ۝۷۷۔

اور نجات دی ہم نے اسے اور اس کے اہل کو شدید غم سے اور غرق سے اور کیا ہم نے اس کی ذریت کو باقی رہنے والوں سے۔

عربی میں کرب راغب رحمہ اللہ کے قول کے مطابق شدید غم کے معنی میں مستعمل ہے اور بموجب دعائے نوح علیہ السلام رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دَيَّارًا۔ تمام کافر سرکش ہلاک کر دیئے گئے حتیٰ کہ کنعان بھی ہلاک ہوا اور اس کے لئے فرمایا: اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ یہ تمہارے اہل ہی سے نہیں ہے۔

Marfat.com

چنانچہ مروی ہے: اِنَّهٗ مَاتَ كُلُّ مَنْ فِي السَّفِيْنَةِ وَلَمْ يَعْقِبُوْا عَقَبًا بَاقِيًا غَيْرَ اَبْنَائِهِ الثَّلَاثِ سَامٍ وَّ حَامٍ وَّ يَافِثٍ وَ اَزْوَاجِهِمْ فَاِنَّهُمْ بَقُوْا مُتَنَاسِلِيْنَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ۔ جو بھی کشتی میں تھے وہ بھی مر گئے اور تین بیٹوں کے سوا کوئی نہ بچا یعنی سام، حام، یافث اور ان کی بیویاں باقی رہیں جن سے توالد و تناسل قیامت تک رہے گا۔

ترمذی بطریق حسن اور ابن سعد اور احمد اور ابو یعلیٰ اور ابن منذر اور ابن ابی حاتم اور طبرانی اور حاکم حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سَامٌ اَبُو الْعَرَبِ وَ حَامٌ اَبُو الْحَبْشِ وَ يَافِثُ اَبُو الرُّوْمِ۔

سام سے عرب ہیں اور حام سے حبش کے لوگ ہیں اور یافث سے رومی نسل ہے۔

اور ابن ابی حاتم اور خطیب تلخیص میں راوی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَدَ نُوْحٌ ثَلَاثَةً سَامَ وَ يَافِثَ فَوَلَدَ سَامُ الْعَرَبَ وَ فَارِسَ وَالرُّوْمَ وَالْخَيْرُ فِيْهِمْ۔

وَ وَلَدَ يَافِثُ يَاجُوْجَ وَ مَاجُوْجَ وَالتُّرْكَ وَالصَّقَالِيَةَ وَلَا خَيْرَ فِيْهِمْ۔

وَوَلَدَ حَامُ الْقِبْطَ وَالسُّوْدَانَ وَلَا اَعْرِفُ حَالَ الْخَيْرِ۔

وَالْاَكْثَرُوْنَ عَلٰى اَنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ فِيْ مَشَارِقِ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبِهَا مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوْحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَلِذَا قِيْلَ لَهٗ اٰدَمُ الثَّانِيْ۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام سے تین بیٹے ہوئے سام حام یافث۔ سو سام سے عرب اور فارس اور روم پیدا ہوئے اور ان میں برکت و خیر تھی۔

اور یافث سے یاجوج و ماجوج اور ترک اور قوم صقالیہ ہوئی اس میں خیر و برکت نہ تھی۔

اور حام سے قبط اور سوڈانی قوم ہوئی ان کا حال خیر و برکت کا معلوم نہیں۔

اور اکثر محققین اس طرف ہیں کہ تمام لوگ شرقی غربی حضرت نوح علیہ السلام سے ہی ہیں اسی وجہ سے آپ کو آدم ثانی کہا جاتا ہے۔ اور اسی وجہ میں

وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهٗ هُمُ الْبٰقِيْنَ ﴿۷۷﴾۔

تو یہ ظاہر فرمایا کہ ذریت نوح علیہ السلام ہی باقی رہی نہ کہ وہ سب جو کشتی میں تھے۔

وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۷۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۹﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۸۱﴾۔

اور چھوڑا ہم نے باقیوں کو پچھلوں کے حال پر۔ آلوسی فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ اَبْقَيْنَا لَهٗ دُعَاءَ النَّاسِ وَتَسْلِيْمَهُمْ عَلَيْهِ اُمَّةً بَعْدَ اُمَّةٍ۔ اس سے یہ مراد ہے کہ ہم نے باقی رکھا لوگوں کی دعا اور سلام ہمیشہ کے لئے کہ وہ کہتے رہیں: سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ۔ ہم ایسے ہی نیکوں کو بدلہ دیتے ہیں بے شک وہ یعنی نوح ہمارے ایمان والے بندوں سے ہے۔

ثُمَّ اَغْرَقْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۸۲﴾ ۔پھر ہم نے ان کی دوسری قوم کو جو کافر تھی غرق کر دیا۔

یہاں ثُمَّ اس لئے لایا گیا تا کہ ثابت ہو جائے کہ بعد غرق کے جو باقی تھے وہ بھی بتدریج ہلاک کر دیئے گئے اس کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تذکرہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَإِنَّ مِنْ شِيعَتِهِ لَإِبْرٰهِيمَ ﴿٨٣﴾ ۔اور نوح کے پیرووں سے ابراہیم ہیں۔
یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اصول دین میں حضرت نوح علیہ السلام کے پیرو ہیں اگر چہ فروعی احکام میں آپ مختلف ہیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نوح وابراہیم علیہما السلام کی شریعت میں اتفاق مکمل تھا آگے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے بعض کتب میں دیکھا جن کا نام مجھے یاد نہیں کہ کتابیں کون سی تھیں کہ نوح علیہ السلام توحید اور اصول عقائد میں مرسل تھے اور فروع میں نہیں۔

وَ قِيلَ كَانَ بَيْنَ اِبْرَاهِيمَ وَ بَيْنَهُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ نَبِيَّانِ هُوْدٌ وَ صَالِحٌ لَا غَيْرُ۔
اور کہا گیا ہے کہ ابراہیم ونوح علیہما السلام کے درمیانی عرصہ میں صرف دو نبی حضرت ہود اور صالح ہوئے اور کوئی نہیں آیا۔
وَ هٰذَا اِبْنَاءٌ عَلٰى اَنَّ سَامًا كَانَ نَبِيًّا وَكَانَ بَيْنَهُمَا عَلٰى مَا جَآءَ فِي جَامِعِ الْاُصُوْلِ اَلْفُ سَنَةٍ وَ مِائَةٌ وَاثْنَتَانِ وَاَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ اور یہ اس بناء پر ہے کہ سام نبی تھے اور ان کے اور ابراہیم علیہ السلام کے مابین بموجب روایت مذکورہ جامع الاصول ایک ہزار ایک سو بیالیس سال کا تفاوت ہے۔
وَ قِيلَ اَلْفَانِ وَ سِتُّمِائَةٍ وَّ اَرْبَعُوْنَ سَنَةً۔ اور ایک قول ہے کہ دو ہزار چھ سو بیالیس سال ہیں۔
اور فراء رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ شِيعَتِهِ میں ضمیر ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے اور اسی کی تائید میں مجاہد و قتادہ وسدی رحمہم اللہ ہیں۔

اور قصہ ابراہیم علیہ السلام قصہ نوح علیہ السلام کے بعد اسی لئے لایا گیا کہ آپ بالنسبۃ الی الانبیاء والمرسلین آدم ثالث کے مثل ہیں اور آپ ذریت نوح علیہ السلام سے ہیں اور اس میں نوح وابراہیم علیہما السلام میں یہ نسبت بھی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ نے غرق سے نجات دی اور ابراہیم علیہ السلام کو حرق سے۔ اب آگے ارشاد ہے:
إِذْ جَآءَ رَبَّهُ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ﴿٨٤﴾ ۔جب آئے وہ اپنے رب کی طرف سلامت دل کے ساتھ۔
یعنی ایسا سلامت دل لے کر اپنے رب کے حضور آئے جو تمام آفات سے مثل فساد اعتقاد اور نیات سیئہ اور صفات قبیحہ مثل حسد اور دھوکہ وغیرہ سے سلامت تھا۔
اب سلیم القلب کی تفسیر میں پانچ قول ہیں:
اول یہ کہ عَنْ قَتَادَةَ يَخْتَصُّ السَّلَامَةُ بِالسَّلَامَةِ مِنَ الشِّرْكِ۔ سلامتی کے ساتھ قلب کی تخصیص اشراک باللہ سے محفوظ ہونے کے معنی میں ہے۔
دوسرے یہ کہ اَوْ سَالِمٌ مِّنَ الْعَلَائِقِ الدُّنْيَوِيَّةِ بِمَعْنٰى اَنَّهُ لَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ مِّنْ مَّحَبَّتِهَا وَالرُّكُوْنِ وَالْمَيْلِ اِلَيْهَا وَاِلٰى اَهْلِهَا۔ سلیم القلب سے یہ مراد ہے کہ آپ علائق دنیویہ سے سلامت تھے یعنی آپ کے دل میں دنیا کی محبت اور اس کی طرف التفات قطعاً نہ تھا حتیٰ کہ اہل وعیال سے بھی محبت نہ تھی۔ اور
تیسرا قول یہ ہے: سَلِيمٌ اَىْ حَزِيْنٌ وَ هُوَ مَجَازٌ مِّنَ السَّلِيمِ بِمَعْنَى اللَّدِيغِ مِنْ حَيَّةٍ اَوْ عَقْرَبٍ فَاِنَّ الْعَرَبَ تُسَمِّيْهِ سَلِيْمًا تَفَاؤُلًا بِسَلَامَتِهٖ وَ صَارَ حَقِيقَةً فِيْهِ۔ سلیم سے مراد مجازاً بمعنی لدیغ ہے یعنی آپ سانپ،

Marfat.com

بچھو سے محفوظ تھے۔ چنانچہ سلیم عرب اس پر بولتے ہیں جو سانپ بچھو کے ڈسنے سے محفوظ ہو۔

چوتھا قول یہ ہے کہ جَآءَ رَبَّهٗ بِقَلْبٍ سَلِیْمٍ سے مراد یہ ہے کہ آپ اپنے رب کے حضور خالص ومخلص قلب لے کر حاضر ہوئے جو رضائے حق کے لئے مختص ہے۔

پانچویں قول میں ہے: فَحَاصِلُ مَعْنَی التَّرْکِیْبِ اِذَا خَلَّصَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِلّٰهِ تَعَالٰی قَلْبَهُ السَّلِیْمَ مِنَ الْاٰفَاتِ اَوِ الْمُنْقَطِعِ عَنِ الْعَلَائِقِ۔ حاصل معنی یہ ہوئے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے قلب سلیم کو آفات دنیا سے خالص فرمایا اور علائق سے منقطع کرلیا۔

اِذْ قَالَ لِاَبِیْهِ وَ قَوْمِهٖ مَاذَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۸۵﴾ اَئِفْكًا اٰلِهَةً دُوْنَ اللّٰهِ تُرِیْدُوْنَ ﴿۸۶﴾ فَمَا ظَنُّكُمْ بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾۔

جب فرمایا ابراہیم نے اپنے چچا اور اپنی قوم سے کہ تم کیا پوجتے ہو کیا بہتان وگمان سے اللہ کے سوا اور خدا چاہتے ہو۔ تو تمہارا اللہ پر کیا گمان ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بطریق تبلیغ وتوبیخ آزر اور قوم کو مخاطب فرماتے ہوئے سمجھایا کہ فرضی معبود بنا کر حقیقی معبود کو چھوڑنے میں تمہارا کیا گمان ہے۔ کیا وہ تمہیں عذاب دیئے بغیر چھوڑ دے گا باآنکہ اس کا فرمان ہے کہ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ اور تم یقیناً جانتے ہو کہ منعم حقیقی اور رزاق تحقیقی وہی ایک ذات واجب تعالیٰ شانہ ہے اور وہی مستحق عبادت ہے تو اس پر قوم نے کہا کہ کل ہماری عید ہے جنگل میں ہم سب بتوں کے ساتھ جمع ہوں گے اور اپنے بتوں کے سامنے نفیس کھانے پکا کر بھوگ چڑھائیں گے اور تبرکا اس میں سے بچا ہوا ہم گھر لا کر کھائیں گے آپ بھی چلیں اور رونق دیکھیں ہمیں یقین ہے کہ اس کے بعد آپ ہمارے ہمنوا ہو جائیں گے اور ہمارے بتوں کو برا کہنا چھوڑ دیں گے تو آپ نے ان کے دستور کے موافق تعریضاً ایک ستارہ کی طرف نظر ڈال کر فرمایا کہ کل میں بیمار ہونے والا ہوں تمہارے ساتھ نہ چل سکوں گا۔ چنانچہ اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے:

فَنَظَرَ نَظْرَةً فِی النُّجُوْمِ ﴿۸۸﴾ فَقَالَ اِنِّیْ سَقِیْمٌ ﴿۸۹﴾۔

تو ابراہیم علیہ السلام نے ایک نظر ستاروں میں ڈالی اور فرمایا میں بیمار ہونے والا ہوں۔

یہ نظر ستاروں میں ایسے ہی ڈالی جیسے ستارہ شناس ماہرین فن نجوم ستاروں کے مواقع اتصالات والفراقات کو دیکھا کرتے تھے چونکہ قوم عام پرست پر نجوم پرست تھی انہیں مطمئن فرمانے کو آپ نے ایسا کیا اور وہ مطمئن ہوگئی اور سمجھے حضرت خلیل نے ستارہ سے اپنے بیمار ہونے کا حال معلوم فرمالیا اب یہ متعدی مرض میں معاذ اللہ مبتلا ہوں گے مثل طاعون وغیرہ کے اور ایسے امراض سے یہ لوگ مثل ڈاکٹروں کے بہت خائف ہوتے تھے اس سے چند مسائل سمجھ لینے ضروری ہیں۔

علم نجوم اگرچہ صحیح ہے لیکن اس میں مشغول ہونا اور اس پر اعتقاد کرنا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں منسوخ ہو چکا ہے۔

دوسرے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَا عَدْوٰی وَلَا طِیَرَةَ نہ مرض کسی کا کسی کو لگتا ہے نہ بدشگونی اسلام میں ہے جیسے بلی راستہ کاٹ گئی۔ الو کی آواز منحوس ہے وغیرہ وغیرہ۔

Marfat.com

امراض متعدیہ کے متعلق جیسا کہ مغربی حکمت والے ڈاکٹر یقین کرتے ہیں کہ مرض کے جراثیم مریض سے تندرست کو لگ جاتے ہیں اور وہ بعینہ وہ مرض تندرست کو لگ جاتا ہے یہ اسلام کے عقیدہ میں صحیح نہیں البتہ فساد مادہ اور ہوا کی سمّیت کے اثرات صحت مند کو مریض بنا سکتے ہیں اور ایک وقت میں بہت سے صحت مند ایک قسم کے مرض میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ لیکن حدوث مرض ہر ایک میں جداگانہ ہوگا کسی کا مرض کسی دوسرے میں حلول نہیں کر سکتا۔

فَتَوَلَّوْا عَنْهُ مُدْبِرِيْنَ ﴿٩٠﴾ ۔ تو وہ آپ سے پیٹھ پھیر کر پلٹ گئے۔

اور اپنی عید منانے میں مشغول ہو گئے اور آپ کو اپنے ساتھ لے جانے پر مصر نہ ہوئے اور آپ نے یہ کیا کہ ان کے چلے جانے کے بعد آپ بت خانہ میں تشریف لائے اس کی تفصیل آگے آتی ہے۔

فَرَاغَ اِلٰٓى اٰلِهَتِهِمْ فَقَالَ اَلَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٩١﴾ مَا لَكُمْ لَا تَنْطِقُوْنَ ﴿٩٢﴾ ۔

تو آپ خفیہ طور سے ان کے معبودوں کی طرف چلے اور فرمایا تم کیوں نہیں کھاتے تمہیں کیا ہوا کہ تم بولتے نہیں۔

بتوں کے آگے کھانے رکھا کرتے تھے جسے وہ بھوگ کہتے آپ نے وہ کھانے سامنے رکھے دیکھ کر فرمایا تم یہ کھانے کیوں نہیں کھاتے اس کا جواب بت دے بھی کیا سکتے تھے اس لئے کہ بت تو بت ہی ہوتا ہے تو آپ نے دوسرا سوال فرمایا کہ تم بولتے کیوں نہیں اس پر بھی جب جواب کچھ نہ ملا تو آپ نے وہ کچھ کیا جس کا ذکر آگے آتا ہے:

فَرَاغَ عَلَيْهِمْ ضَرْبًۢا بِالْيَمِيْنِ ﴿٩٣﴾ ۔ تو لوگوں کی نظر سے بچ کر ان بتوں کو سیدھے ہاتھوں مارنا شروع کیا۔

یعنی حضرت خلیل علیہ السلام نے مشرکین سے خفیہ بتوں کو پارہ پارہ کر دیا۔ جب کافروں کو یہ خبر پہنچی تو جلدی سے اپنے بتوں کی مدد کے لئے آئے جس کا تذکرہ آگے ہے:

فَاَقْبَلُوْٓا اِلَيْهِ يَزِفُّوْنَ ﴿٩٤﴾ ۔ تو جلدی سے مشرکین حضرت ابراہیم کی طرف لپکے۔

اور حضرت خلیل علیہ السلام سے کہنے لگے ہم تو ان کی پوجا کرتے ہیں آپ نے انہیں پارہ پارہ کر دیا تو آپ نے انہیں دلیل عقلی سے جواب دیا اور فرمایا جس کا ذکر اگلی آیت میں ہے:

قَالَ اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿٩٦﴾ ۔

فرمایا ابراہیم نے کیا انہیں پوجتے ہو جنہیں تم نے اپنے ہاتھوں سے تراشا ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں پیدا فرمایا اور تمہارے عمل پیدا کئے۔

تو جو تمہارا اور تمہارے اعمال کا خالق ہے وہی مستحق عبادت ہے نہ کہ یہ ہاتھ کے گھڑے بت تو وہ اس پر لاجواب ہو کر جھنجھلا گئے اور تجویز کیا کہ ان کے دلائل کا تو جواب دے سکتے نہیں لہٰذا ان کے ہلاک کرنے کو ایک عمارت بناؤ اور اس میں آگ دہکا کر انہیں اس میں ڈال دو چنانچہ ارشاد ہے کہ انہوں نے آپس میں کہا:

قَالُوا ابْنُوْا لَهٗ بُنْيَانًا فَاَلْقُوْهُ فِى الْجَحِيْمِ ﴿٩٧﴾ ۔

بولے ابراہیم کے لئے ایک عمارت چنو پھر اس میں بھڑکتی آگ جھکاؤ اور ابراہیم کو اس میں ڈال دو۔

چنانچہ تیس گز لمبی بیس گز چوڑی چار دیواری چن کر اس میں لکڑیاں جلائیں اور حضرت خلیل علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا۔

چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

فَاَرَادُوْا بِهٖ كَيْدًا فَجَعَلْنٰهُمُ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۹۸﴾ ۔

توانہوں نے حضرت خلیل پر داؤ چلانا چاہا تو ہم نے انہیں کو نیچا کر دکھایا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے خلیل جلیل کو اس آگ سے محفوظ و سلامت نکال لیا اور مشرکین ذلیل ہو گئے اب آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ اِنِّيْ ذَاهِبٌ اِلٰى رَبِّيْ سَيَهْدِيْنِ ﴿۹۹﴾ ۔

اور فرمایا میں جانے والا ہوں اپنے رب کی طرف وہ مجھے راہ دے گا۔

یعنی آپ نے فرمایا کہ میں اس دار الکفر سے جہاں نمرود کی خدائی ہے، ہجرت کر کے وہاں جاؤں گا جہاں میرا رب جانے کا حکم فرمائے گا۔

چنانچہ آپ بحکم الٰہی عزوجل سرزمین شام میں ارض مقدسہ پر تشریف لے آئے اور یہاں آپ نے اپنے رب سے دعا فرمائی جس کا ذکر آئندہ آیتوں میں ہے۔ حیث قال۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۰﴾ فَبَشَّرْنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ ۔

الٰہی! مجھے اولاد صالح عطا فرما تو ہم نے اسے بشارت دی ایک حلیم و عقل مند فرزند کی۔

یعنی حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام کی ولادت کا مژدہ دیا۔

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ۔

تو جب اسماعیل حضرت ابراہیم کے ساتھ کام کرنے کے قابل ہو گئے تو ابراہیم نے فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب بتا کہ تیری کیا رائے ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ حضرت خلیل اللہ عزوجل کے نبی تھے اور نبی کا خواب حق ہوتا ہے اور ان کے افعال بحکم الٰہی عزوجل ہوتے ہیں اور فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى فرمانا محض دفع وحشت کے لئے تھا تا کہ آپ حکم الٰہی عزوجل پر بہ رضا و رغبت آمادہ ہوں اور متوحش نہ ہوں۔ چنانچہ آپ نے حکم الٰہی عزوجل سنتے ہی جواب میں عرض کیا:

قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ ۔

اسماعیل نے جواب دیا کہ ابا جان! جس کا آپ کو حکم ہوا ہے وہ کیجئے خدا نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔

چنانچہ یہ واقعہ مقام منیٰ میں ہوا اور حضرت خلیل علیہ السلام نے رضائے الٰہی حاصل کرنے کے لئے اپنے فرزند ارجمند کے حلقوم پر چھری چلادی اور قدرت الٰہی نے اس چھری کو کاٹنے سے روک دیا آپ نے چھری کو حکم دیا کہ تیرا کام کاٹنے کا ہے یہاں کیوں نہیں کاٹتی۔ چھری نے زبان حال سے عرض کیا: اَلْخَلِيْلُ يَاْمُرُنِيْ بِالْقَطْعِ وَالْجَلِيْلُ يَنْهَانِيْ۔ خلیل تو کاٹنے کا حکم دے رہے ہیں اور رب جلیل منع فرما رہا ہے مختصر یہ کہ آپ بغیر ذبح صحیح و سلامت رہے جس کا اجمالاً ذکر آگے ہو رہا ہے۔

فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾ اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ ﴿۱۰۶﴾ وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۷﴾ وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۰۸﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِبْرٰهِيْمَ ﴿۱۰۹﴾ كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ ۔

تو جب دونوں جھک گئے ہمارے حکم پر اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم!

Marfat.com

بے شک تیرا خواب سچا ہو گیا ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک یہ کھلا اور روشن امتحان تھا اور ہم نے اس کے فدیہ میں ایک بڑا ذبیحہ دے کر اسے بچا لیا اور ہم نے یہ سنت پچھلوں میں باقی رکھی سلام ہے ابراہیم پر ہم ایسا ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں ہے۔

باری تعالیٰ عز اسمہ کے حکم کی تعمیل میں جب حضرت خلیل جھک گئے اور ذبح کرنے کے لئے چھری چلا دی یہ منظر خونی ایسا ہیبت ناک تھا کہ ملأ اعلیٰ میں کھلبلی تھی حوران بہشتی جنت کے جھروکوں سے کلیجہ تھامے اس واقعہ بے نیازی کا مشاہدہ کر رہی تھی کہ یک لخت ندا آئی کہ ابراہیم تم پر تعمیل کا فریضہ تھا وہ تم نے پورا کر دیا اب یہ ہماری رحمت ہے کہ چھری کی دھار رک گئی اس لئے کہ مؤثر حقیقی ہماری ذات ہے نہ کہ اشیاء ہر شے میں اثر ہم نے رکھا ہے لیکن اس اثر سے مؤثر ہونا یہ ہمارے قبضہ میں ہے ہمیں اس امتحان سے دنیا کو دکھانا تھا کہ خلیل وہی ہو سکتا ہے جو ہمارے حکم کے آگے اس طرح جھکے ہم اسے تاج خلت سے نواز کر اس طرح بچا بھی لیتے ہیں اور اس سنت کو پچھلوں میں باقی رکھنے کے لئے جنت سے بکری بھیج کر ذبح بھی کرا دیتے ہیں۔ یہی اصل ہے عید الاضحیٰ میں قربانی دینے کی۔

اس میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ حضرت اسمٰعیل ذبیح علیہ السلام کے ساتھ ہوا یا حضرت اسحاق علیہ السلام کے ساتھ۔ لیکن قوت دلائل سے یہی ثابت ہے کہ یہ واقعہ حضرت ذبیح اسمٰعیل علیہ السلام کے ساتھ ہی ہوا۔ اور اس واقعہ کے بعد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی خوشخبری ملی جیسا کہ آیت کریمہ سے بھی واضح ہو رہا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَبَشَّرْنٰهُ بِاِسْحٰقَ نَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۱۲﴾ وَبٰرَكْنَا عَلَیْهِ وَعَلٰۤى اِسْحٰقَ ؕ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِمَا مُحْسِنٌ وَّظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ مُبِیْنٌ ﴿۱۱۳﴾ ع۔

اور خوشخبری دی ہم نے اسحاق کی جو غیبی خبریں دینے والا صالحوں میں سے ہے اور برکت اتاری ہم نے اس پر اور اسحاق پر اور ان دونوں کی اولاد میں کوئی اچھا کام کرنے والا اور کوئی اپنی جان پر ظلم کرنے والا ہے۔

آیۂ کریمہ کے ابتدائی مضمون سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت اسماعیل ذبیح علیہ السلام ہی ہیں اور حضرت اسحاق علیہ السلام ان کے بعد ہیں۔

اور برکت سے مراد دینی اور دنیوی عام ہے اور ظاہر برکت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں کثرت فرمائی اور نسل اسحاق علیہ السلام سے بہت سے انبیاء کرام ہوئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک یہ نسل رہی۔ محسن سے مراد مومن ہے اور ظالم سے مراد کافر ہے۔ اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کسی باپ کے ذی فضیلت ہونے سے اس کی اولاد کا ویسا ہی ہونا ضروری نہیں۔

پسر نوح باہداں بہ نشست خاندان بنوتش گم شد

یہ شان الٰہی عز و جل ہے کہ نیک سے بد اور بد سے نیک پیدا فرماتا ہے اور کبھی بد سے بد ہی بناتا ہے اس سے آباء کے لئے عیب نہیں نہ اولاد کے نیک ہونے سے برے آباء کو کوئی فضیلت ملتی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ الصافات - پ ۲۳

وَلَقَدْ مَنَنَّا عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ج اور بے شک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ اور ہارون پر

Marfat.com

وَنَجَّيْنٰهُمَا وَقَوْمَهُمَا مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴿۱۱۵﴾	اور ان کی قوم کو ہم نے کرب عظیم سے نجات دی
وَنَصَرْنٰهُمْ فَكَانُوْا هُمُ الْغٰلِبِيْنَ ﴿۱۱۶﴾	اور ہم نے ان کی مدد کی تو وہی غالب ہوئے
وَاٰتَيْنٰهُمَا الْكِتٰبَ الْمُسْتَبِيْنَ ﴿۱۱۷﴾	اور ہم نے ان دونوں کو کتاب روشن عطا کی
وَهَدَيْنٰهُمَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۱۱۸﴾	اور انہیں ہم نے سیدھی راہ دکھائی
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِمَا فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۱۹﴾	اور باقی رکھی ان کی تعریف پچھلوں میں
سَلٰمٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ﴿۱۲۰﴾	سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۲۱﴾	بے شک ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو
اِنَّهُمَا مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۲۲﴾	بے شک وہ دونوں ہمارے بندے مومن ہیں
وَاِنَّ اِلْيَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۲۳﴾	اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہیں
اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖٓ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾	جب انہوں نے کہا اپنی قوم سے کیا تم ڈرتے نہیں
اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِيْنَ ﴿۱۲۵﴾	کیا پوجتے ہو تم بعل کو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو
اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَرَبَّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۲۶﴾	اور اللہ ہے تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادوں کا
فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾	تو انہوں نے جھٹلایا انہیں وہ ضرور پکڑے جائیں گے
اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۲۸﴾	مگر اللہ کے مخصوص بندے
وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ ﴿۱۲۹﴾	اور ہم نے چھوڑی ان کی تعریف پچھلوں میں
سَلٰمٌ عَلٰٓى اِلْ يَاسِيْنَ ﴿۱۳۰﴾	سلام ہے الیاس پر
اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۳۱﴾	ہم ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو
اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۲﴾	بے شک وہ ہمارے مومن بندوں سے ہے
وَاِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۳۳﴾	اور بے شک لوط ہمارے رسولوں سے ہے
اِذْ نَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗٓ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۳۴﴾	جب ہم نے اسے نجات دی اور اس کے گھر والوں کو سب کو
اِلَّا عَجُوْزًا فِي الْغٰبِرِيْنَ ﴿۱۳۵﴾	مگر ایک بڑھیا پیچھے رہ جانے والی
ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِيْنَ ﴿۱۳۶﴾	پھر باقیوں کو ہم نے ہلاک کر دیا
وَاِنَّكُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَيْهِمْ مُّصْبِحِيْنَ ﴿۱۳۷﴾	اور بے شک تم ان پر گزرتے ہو صبح
وَبِالَّيْلِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾	اور شام کیا تمہیں عقل نہیں

حل لغات چوتھا رکوع — سورۃ الصافات — پ ۲۳

وَ۔اور   لَقَدْ۔بے شک   مَنَنَّا۔ہم نے احسان کیا   عَلٰی۔اوپر

Marfat.com

مُوسٰی۔موسیٰ   وَ۔اور   هٰرُوْنَ۔ہارون کے   وَ۔اور
نَجَّيْنٰهُمَا۔نجات دی ہم نے ان کو   وَ۔اور   قَوْمَهُمَا۔ان کی قوم کو
مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ۔بڑی مصیبت سے   وَ۔اور   نَصَرْنٰهُمْ۔ہم نے ان کی مدد کی
فَكَانُوْا۔تو ہوئے   هُمُ۔وہی   الْغٰلِبِيْنَ۔غالب   وَ۔اور
اٰتَيْنٰهُمَا۔دی ہم نے ان کو   الْكِتٰبَ۔کتاب   الْمُسْتَبِيْنَ۔روشن   وَ۔اور
هَدَيْنٰهُمَا۔دکھائی ہم نے ان کو   الصِّرَاطَ۔راہ   الْمُسْتَقِيْمَ۔سیدھی
وَ۔اور   تَرَكْنَا۔چھوڑا ہم نے   عَلَيْهِمَا۔ان پر   فِي۔بیچ
الْاٰخِرِيْنَ۔پچھلوں کے   سَلٰمٌ۔سلام ہو   عَلٰى۔اوپر   مُوْسٰى۔موسیٰ
وَ۔اور   هٰرُوْنَ۔ہارون کے   اِنَّا۔بے شک ہم   كَذٰلِكَ۔اسی طرح
نَجْزِي۔بدلہ دیتے ہیں   الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کو   اِنَّهُمَا۔بے شک وہ دونوں   مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔
ہمارے مومن بندوں سے ہیں   وَ۔اور   اِنَّ۔بے شک   اِلْيَاسَ۔الیاس
لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔پیغمبروں سے ہیں   اِذْ۔جب   قَالَ۔کہا
لِقَوْمِهٖ۔اپنی قوم کو   اَ۔کیا   لَا۔نہیں   تَتَّقُوْنَ۔ڈرتے تم
اَ۔کیا   تَدْعُوْنَ۔پکارتے ہو   بَعْلًا۔بعل کو   وَّ۔اور
تَذَرُوْنَ۔چھوڑتے ہو   اَحْسَنَ۔بہترین   الْخَالِقِيْنَ۔پیدا کرنے والے کو
اللّٰهَ۔اللہ کو جو   رَبَّكُمْ۔رب ہے تمہارا   وَ۔اور   رَبَّ۔رب
اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ۔تمہارے پہلے باپ دادا کا   فَكَذَّبُوْهُ۔تو انہوں نے جھٹلایا اس کو   فَاِنَّهُمْ۔تو وہی ہوئے
لَمُحْضَرُوْنَ۔حاضر کیے گئے   اِلَّا۔مگر   عِبَادَ۔بندے   اللّٰهِ۔اللہ کے
الْمُخْلَصِيْنَ۔مخلص   وَ۔اور   تَرَكْنَا۔چھوڑا ہم نے   عَلَيْهِ۔اس پر
فِي۔بیچ   الْاٰخِرِيْنَ۔پچھلوں کے   سَلٰمٌ۔سلام ہو   عَلٰى۔اوپر
اِلْ يَاسِيْنَ۔الیاس کے   اِنَّا۔بے شک ہم   كَذٰلِكَ۔اسی طرح   نَجْزِي۔بدلہ دیتے ہیں
الْمُحْسِنِيْنَ۔نیکوں کو   اِنَّهٗ۔بے شک وہ   مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِيْنَ۔ہمارے مومن بندوں سے تھا
وَ۔اور   اِنَّ۔بے شک   لُوْطًا۔لوط   لَّمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔پیغمبروں
سے تھا   اِذْ۔جب   نَجَّيْنٰهُ۔نجات دی ہم نے اس کو
وَ۔اور   اَهْلَهٗ۔اس کے گھر والوں کو   اَجْمَعِيْنَ۔سب کو   اِلَّا۔مگر
عَجُوْزًا۔ایک بڑھیا   فِي۔بیچ   الْغٰبِرِيْنَ۔پچھلوں کے   ثُمَّ۔پھر
دَمَّرْنَا۔ہلاک کیا ہم نے   الْاٰخَرِيْنَ۔دوسروں کو   وَ۔اور   اِنَّكُمْ۔بے شک تم
لَتَمُرُّوْنَ۔گزرتے ہو   عَلَيْهِمْ۔ان پر   مُّصْبِحِيْنَ۔صبح   وَ۔اور

Marfat.com

بِالَّیۡلِ۔شام اَفَلَا۔کیا پھر نہیں تَعۡقِلُوۡنَ۔عقل رکھتے تم

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔سورۃ الصافات۔پ ۲۳

وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰی مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾ۚ وَ نَجَّیۡنٰهُمَا وَ قَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۱۵﴾ۚ وَ نَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِیۡنَ ﴿۱۱۶﴾ۚ وَ اٰتَیۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ الۡمُسۡتَبِیۡنَ ﴿۱۱۷﴾ۚ وَ هَدَیۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ﴿۱۱۸﴾ۚ وَ تَرَكۡنَا عَلَیۡهِمَا فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۱۹﴾ۙ سَلٰمٌ عَلٰی مُوۡسٰی وَ هٰرُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۲۲﴾۔

اور بے شک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ اور ہارون پر اور انہیں نجات دی اور ان کی قوم کو بڑے کرب سے اور ہم نے مدد کی ان کی تو وہی غالب رہے اور دی ہم نے ان دونوں کو روشن کتاب اور دکھائی ہم نے ان دونوں کو سیدھی راہ اور باقی رکھی پچھلوں میں ان کی تعریف سلام ہو موسیٰ اور ہارون پر ہم ایسا ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں ہمارے ایمان والے بندوں سے ہیں۔

احسان فرمانا یہ ہے کہ موسیٰ اور ہارون علیہما السلام کو نبوت ورسالت عنایت فرمائی اور فرعون کے مظالم سے انہیں اور بنی اسرائیل کو قبطیوں کے مظالم سے نجات دلا کر انہیں یعنی قوم سبط کو قوم قبط پر غالب فرمایا اور ان کیلئے کتاب روشن یعنی توریت عطا فرمائی جس میں بیان بلیغ کے ساتھ حدود واحکام وغیرہ موجود ہیں۔ان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام ہے اور وہ نیکوں کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے اور فرمایا کہ یہ موسیٰ اور ہارون ہمارے مومن بندوں سے ہین۔اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت بیان کی اور ارشاد ہوا:

وَ اِنَّ اِلۡیَاسَ لَمِنَ الۡمُرۡسَلِیۡنَ ﴿۱۲۳﴾ؕ اِذۡ قَالَ لِقَوۡمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوۡنَ ﴿۱۲۴﴾۔

اور بے شک الیاس پیغمبروں سے ہے جبکہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔

حضرت الیاس علیہ السلام بعلبک اور اس کے نواح کے لوگوں کی طرف مبعوث تھے اس قوم کا ایک بت تھا جس کا نام بعل تھا جو سونے کا تھا یہ بیس گز لمبا تھا اس کے چار منہ تھے ان کی نظر میں یہ بت واجب التعظیم تھا جہاں اس بت کو رکھا تھا اسے بک کہتے تھے اور اپنے بت کی نسبت سے اسے بعلبک کہنے لگے بعلبک بلاد شام میں ہے تو حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ تم بعل کو پوجتے ہوئے اس خدا سے نہیں ڈرتے جس کی صفت ہے واحد قہار الہٰ غفار۔چنانچہ آپ نے فرمایا:

اَتَدۡعُوۡنَ بَعۡلًا وَّ تَذَرُوۡنَ اَحۡسَنَ الۡخَالِقِیۡنَ ﴿۱۲۵﴾ۙ اللّٰهَ رَبَّكُمۡ وَ رَبَّ اٰبَآئِكُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ ﴿۱۲۶﴾۔

کیا تم بعل کی پوجا کرتے ہو اور سب سے اچھے خالق کو چھوڑتے ہو جو اللہ تمہارا رب اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے تو انہوں نے آپ کی نصیحت قبول نہ کی اور۔

فَكَذَّبُوۡهُ فَاِنَّهُمۡ لَمُحۡضَرُوۡنَ ﴿۱۲۷﴾ۙ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الۡمُخۡلَصِیۡنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكۡنَا عَلَیۡهِ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۱۲۹﴾ۙ سَلٰمٌ عَلٰۤی اِلۡ یَاسِیۡنَ ﴿۱۳۰﴾۔

آپ کو جھٹلایا تو وہ یقیناً پکڑے آئیں گے مگر اللہ کے مخلص بندے اور ہم نے ان کی تعریف پچھلوں میں باقی رکھی۔سلام ہے الیاس پر۔

اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِی الۡمُحۡسِنِیۡنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ﴿۱۳۲﴾۔

Marfat.com

بے شک ہم ایسے ہی بدلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندوں میں ہے۔

اس آیت کریمہ میں جہنمیوں کی مذمت اور اپنے صالح بندے حضرت الیاس علیہ السلام کی تعریف فرمائی اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر فرما کر رکوع ختم کیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِنَّ لُوۡطًا لَّمِنَ الۡمُرۡسَلِيۡنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذۡ نَجَّيۡنٰهُ وَاَهۡلَهٗۤ اَجۡمَعِيۡنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوۡزًا فِى الۡغٰبِرِيۡنَ ﴿۱۳۵﴾۔

اور بے شک لوط ہمارے پیغمبروں میں سے ہے جبکہ ہم نے اسے اور اس کے سب گھر والوں کو نجات دی مگر ایک بڑھیا کہ رہ جانے والوں میں رہی۔

جب حضرت لوط علیہ السلام اور آپ کے گھرانے والوں کو عذاب سے نجات ملی اور باقی سب ہلاک کئے گئے مگر اس بڑھیا کے سوا جو پیچھے رہ گئی تھی۔

ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِيۡنَ ﴿۱۳۶﴾ وَاِنَّكُمۡ لَتَمُرُّوۡنَ عَلَيۡهِمۡ مُّصۡبِحِيۡنَ ﴿۱۳۷﴾ وَبِالَّيۡلِ‌ ؕ اَفَلَا تَعۡقِلُوۡنَ ﴿۱۳۸﴾۔

پھر ان کے دوسروں کو ہم نے ہلاک کر دیا اور بے شک تم ان پر صبح و شام گزرتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں۔

یعنی جنہیں ہم نے ہلاک کیا انہیں تم اے مکہ والو! اپنے سفروں میں صبح و شام دیکھتے اور ان پر سے گزرتے ہو مگر تمہیں عقل نہیں کہ اس سے عبرت پکڑو۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ الصافات - پ ۲۳

وَلَقَدۡ مَنَنَّا عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۱۴﴾۔ اور بے شک ہم نے احسان فرمایا موسیٰ و ہارون علیہما السلام پر۔

اس پر علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وہ احسان یہ تھا کہ اَنۡعَمۡنَا عَلَيۡهِمَا بِالنُّبُوَّةِ وَ غَيۡرِهَا مِنَ الۡمَنَافِعِ الدِّيۡنِيَّةِ وَالدُّنۡيَوِيَّةِ۔ ہم نے ان دونوں پر انعام فرمایا نبوت وغیرہ کا منافع دینیہ اور دنیویہ کا۔ دینیہ تو یہ کہ توریت عطا کی ان کے ذریعہ فرعون پر فتح عطا کی اور دنیویہ یہ کہ ان پر من و سلویٰ اتار کر معاش کے تفکرات سے بے نیاز کیا ان کے لئے ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری کر دیئے وغیرہ وغیرہ۔

وَنَجَّيۡنٰهُمَا وَقَوۡمَهُمَا مِنَ الۡكَرۡبِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۱۱۵﴾۔ اور انہیں اور ان کی قوم کو کرب عظیم سے نجات دی۔

اور کرب عظیم سے نجات فرعون پر غلبہ دے کر قوم قبط سے عذاب اور ظلم سے نجات دینا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی قوم کا نام سبط تھا اور فرعون لعین کی قوم کا نام قبط تھا۔

وَنَصَرۡنٰهُمۡ فَكَانُوۡا هُمُ الۡغٰلِبِيۡنَ ﴿۱۱۶﴾۔ اور ہم نے ان کی مدد فرمائی تو وہ ان پر یعنی فرعونیوں پر غالب رہے۔

باآنکہ فرعون جابر و ظالم تھا اور قوم قبط اس کی وجہ سے اظلم تھی مگر نصرت حق نے انہیں مغلوب کیا اور سبط جو موسیٰ علیہ السلام کی متبع جماعت تھی وہ غالب رہی۔ اور اس کے بعد

وَاٰتَيۡنٰهُمَا الۡكِتٰبَ الۡمُسۡتَبِيۡنَ‌ ﴿۱۱۷﴾ وَهَدَيۡنٰهُمَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ‌ ﴿۱۱۸﴾ وَتَرَكۡنَا عَلَيۡهِمَا فِى الۡاٰخِرِيۡنَ ۙ﴿۱۱۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰى مُوۡسٰى وَهٰرُوۡنَ ﴿۱۲۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجۡزِى الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۲۱﴾ اِنَّهُمَا مِنۡ عِبَادِنَا الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۱۲۲﴾۔

اور انہیں عطا فرمائی وہ کتاب جو بلیغ البیان اور تفصیل میں مکمل ہے جسے توریت کہتے ہیں اور ہم نے انہیں وہ راہ دکھائی جو موصل الی الحسن والصواب ہے اور تفاصیل شرائع میں اور تفاریع احکام میں کامل ہے اور ان کا ذکر خیر پچھلوں میں ہم نے

Marfat.com

چھوڑا۔ سلام ہے موسیٰ اور ہارون علیہما السلام پر ہم بے شک ایسے ہی صلہ دیتے ہیں نیکوں کو بے شک وہ دونوں ہمارے بندوں میں مکمل ایمان والے ہیں۔

اس کے بعد حضرت الیاس علیہ السلام کی منقبت فرمائی چنانچہ ارشاد ہے:

وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۲۳﴾ ۔اور بے شک الیاس رسولوں سے ہے۔

لفظ الیاس کی تحقیق پر علامہ طبری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: هُوَ اِلْیَاسُ بْنُ یَاسِیْنَ بْنِ فَنْحَاصِ بْنِ عَیْزَارَ بْنِ هَارُوْنَ اَخِیْ مُوْسٰی عَلَیْهِمَا السَّلَامُ فَهُوَ اِسْرَائِیْلِیٌّ مِّنْ سَبْطِ هٰرُوْنَ۔ حضرت الیاس یاسین کے بیٹے تھے اور وہ فنحاص کے اور وہ عیزار کے اور وہ ہارون موسیٰ علیہ السلام کے بھائی کے تو یہ سبط ہارون علیہ السلام سے اسرائیلی تھے۔

وَ حَکَی الْقُتَیْبِیُّ اِنَّهٗ مِنْ سَبْطِ یُوْشَعَ۔ اور قتیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت الیاس سبط یوشع سے تھے۔

وَ حَکَی الطَّبْرَسِیُّ اَنَّهُ ابْنُ عَمِّ الْیَسَعِ وَاَنَّهٗ بُعِثَ بَعْدَ حِزْقِیْلَ۔ طبرسی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت الیاس حضرت الیسع کے چچا کے بیٹے تھے اور آپ کی بعثت حضرت حزقیل کے بعد ہوئی۔

اور عجائب کرمانی میں ہے: اِنَّهٗ ذُوالْکِفْلِ۔ حضرت الیاس ہی ذوالکفل ہیں۔

وَ عَنْ وَهْبٍ اَنَّهٗ عُمِّرَ کَمَا عُمِّرَ الْخَضِرُ وَیَبْقٰی اِلٰی فَنَاءِ الدُّنْیَا۔ وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام کی طرح عمر ابدی میں ہیں اور فناء دنیا تک آپ دنیا میں رہیں گے۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنِ الْحَسَنِ اَنَّهٗ مُوَکَّلٌ بِالْفَیَافِیْ وَالْخَضِرُ بِالْبِحَارِ وَالْجَزَائِرِ وَاَنَّهُمَا یَجْتَمِعَانِ بِالْمَوْسَمِ فِیْ کُلِّ عَامٍ۔ آپ فیافی پر موکل ہیں اور حضرت خضر دریا اور جزائر پر اور یہ دونوں ایک خاص موقع پر ہر سال میں جمع ہوتے ہیں۔

فیافی۔ فیف کی جمع ہے۔ افیاف اور فیوف وغیرہ بھی اس کی جمع ہے۔ منجد میں ہے: اَلْمَفَازَةُ لَا مَاءَ فِیْهَا اَلْمَکَانُ الْمُسْتَوِیْ یعنی وہ میدان جس میں پانی نہ ہو یا میدان چٹیل۔

اور ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کا اجتماع بھی ثابت ہے کہ بعض سفروں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملے اور ایک دسترخوان پر کھانا بھی تناول فرمایا جو آسمان سے نازل ہوا تھا اس میں روٹی مچھلی اور کرفس تھا اور نماز عصر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں ادا کی۔ یہ روایت حاکم انس سے نقل کرتے ہیں اور فرماتے ہیں: هٰذَا حَدِیْثٌ صَحِیْحُ الْاِسْنَادِ۔

اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن المنذر اور ابن ابی حاتم اور ابن عساکر رحمہم اللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ اِنَّ اِلْیَاسَ هُوَ اِدْرِیْسُ الیاس حضرت ادریس ہی ہیں۔

اور یہ وہی ادریس علیہ السلام ہیں جن کی شان میں وَّرَفَعْنٰهُ مَکَانًا عَلِیًّا فرمایا گیا یہ وہ ہیں جن کا شجرہ یہ ہے اخنوخ بن یزد بن مہلائیل بن انوش بن قینان بن شیث بن آدم ہے۔

اور بموجب اقوال مؤرخین نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئے ہیں اور مستدرک میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اَنَّ بَیْنَهٗ وَ بَیْنَ نُوْحٍ اَلْفُ سَنَةٍ۔ آپ میں اور حضرت نوح علیہ السلام میں ہزار سال کا فاصلہ ہے۔

Marfat.com

اور الیاس بقول مشہور یاسین ہیں جو سبط بنی اسرائیل سے ہیں انہیں حضرت یوشع علیہ السلام نے جب شام فتح کیا تو ایک بستی میں جسے آج بعلبک کہتے ہیں ٹھہرایا۔

اس بستی کا اصلی نام بکہ یا بک تھا۔ آپ نے وہاں کے لوگوں کو تبلیغ توحید فرماتے ہوئے ہدایت کی اور کہا جس کا تذکرہ اجمالاً فرمایا:

اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖۤ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّ تَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ ﴿۱۲۵﴾ اللّٰهَ رَبَّكُمْ وَ رَبَّ اٰبَآىِٕكُمُ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۲۶﴾۔

جب کہا اس نے اپنی قوم سے کیا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا بعل کو پوجتے اور احسن الخالقین اللہ کو چھوڑتے ہو جو تمہارا اور تمہارے پہلے باپ دادا کا رب ہے۔

حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ کیا تمہیں عذاب الٰہی کا خوف نہیں تم بعل کو پوجتے اور اس سے اپنی حاجتیں طلب کرتے ہو۔

بعل کی اصل حقیقت

هُوَ اِسْمُ صَنَمٍ لَّهُمْ كَمَا قَالَ الضَّحَّاكُ۔ بعل ایک بت کا نام ہے جسے یہ قوم پوجتی تھی جیسا کہ حضرت ضحاک نے کہا۔ اور حسن اور ابن زید (رحمہم اللہ) نے بھی کہا۔

وَ كَانَ مِنْ ذَهَبٍ طُوْلُهٗ عِشْرُوْنَ ذِرَاعًا وَّلَهٗ اَرْبَعَةُ اَوْجُهٍ فُتِنُوْا بِهٖ وَ عَظَّمُوْهُ حَتّٰى اَخْدَمُوْهُ اَرْبَعَمِائَةِ سَدُوْنَ وَجَعَلُوْهُمْ اَنْبِيَاءَ هٗ فَكَانَ الشَّيْطَانُ يَدْخُلُ فِيْ جَوْفِهٖ وَ يَتَكَلَّمُ بِشَرِيْعَتِهِ الضَّلَالَةِ وَالسَّدَنَةُ يَحْفَظُوْنَهَا وَ يُعَلِّمُوْنَهَا النَّاسَ۔ بعل سونے کا بت تھا جس کا قد بیس ہاتھ تھا اور اس کے چار چہرے تھے جس میں وہ مبتلا تھے وہ اس کی اس حد تک تعظیم کرتے تھے کہ اس کے چار سو خادم و محافظ تھے اور ان خادموں کو انہوں نے انبیاء کا درجہ دے رکھا تھا اور شیطان بعل کے پیٹ میں گھس کر گمراہی کی باتیں تعلیم کرتا اور وہ خادم اس کو یاد رکھتے اور لوگوں کو اس کی تعلیم دیا کرتے تھے۔

اور عکرمہ اور قتادہ کہتے ہیں: اَلْبَعْلُ الرَّبُّ بِلُغَةِ الْيَمَنِ۔ لغت یمن میں بعل رب کا ہی نام ہے۔ چنانچہ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا اَتَدْعُوْنَ رَبًّا مِّمَّنْ اَنْتَ – وَ تَذَرُوْنَ اَیْ وَ تَتْرُكُوْنَ عِبَادَتَهٗ تَعَالٰى اَوْ طَلَبَ جَمِيْعِ حَاجَاتِكُمْ مِّنْهُ عَزَّوَجَلَّ۔ یعنی آپ نے فرمایا تم بعل کو پوجتے ہو یعنی اسے رب مانتے ہو اور رب عزوجل کی عبادت اور اس سے اپنی حاجتیں مانگنا ترک کرتے ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَكَذَّبُوْهُ فَاِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۲۸﴾ وَ تَرَكْنَا عَلَیْهِ فِی الْاٰخِرِیْنَ ﴿۱۲۹﴾ سَلٰمٌ عَلٰۤى اِلْ یَاسِیْنَ ﴿۱۳۰﴾ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۱۳۱﴾ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۱۳۲﴾۔

تو انہوں نے تکذیب کی تو وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے مگر وہ بندے جو مخلص ہیں اور چھوڑا ہم نے ان کا ذکر پچھلوں میں سلام ہے الیاس پر ہم ایسے ہی نیکوں کو صلہ دیتے ہیں بے شک وہ ہمارے ایمان والے بندے ہیں۔

Marfat.com

تحقیق اِلْ یَاسِیْنَ

اِلْ یَاسِیْنَ۔ لغۃً یاس سے ہے جو عربی میں مستعمل ہے۔

اور صاحب کشاف رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ لَعَلَّ لِزِیَادَۃِ الْیَآءِ وَالنُّوْنِ بِمَعْنٰی فِیْ لُغَۃِ السُّرْیَانِیَّۃِ اس باب میں سیناء اور سنین ہے یہ تصریح ابن حاجب رحمہ اللہ نے شرح مفصل میں کی۔

اور نافع اور ابن عامر اور یعقوب اور زید بن علی نے آل یاسین بالاضافۃ پڑھا اور فرمایا: وَیُحْمَلُ الْاٰلُ عَلٰی اِلْیَاسَ وَ فِی الْکِنَایَۃِ عَنْہُ تَفْخِیْمٌ لَّہٗ کَمَا فِیْ اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ عَنْ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ۔

وَ قِیْلَ یَاسِیْنُ فِیْھَا اِسْمُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاٰلُ یَاسِیْنَ اٰلُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اس پر ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّہٗ قَالَ فِیْ سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ نَحْنُ اٰلُ مُحَمَّدٍ اٰلُ یَاسِیْنَ وَ ھُوَ ظَاھِرٌ فِیْ جَعْلِ یَاسِیْنَ اِسْمًا لَّہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

وَ قِیْلَ ھُوَ اِسْمٌ لِلسُّوْرَۃِ الْمَعْرُوْفَۃِ۔

وَ قِیْلَ اِسْمٌ لِلْقُرْاٰنِ وَ اٰلُ یٰسِیْنَ ھٰذِہِ الْاُمَّۃُ الْمُحَمَّدِیَّۃُ اَوْ خَوَاصُّھَا۔

یہ تمام اقوال بیان فرما کر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ لَا یَخْفٰی عَلَیْکَ اَنَّ السِّیَاقَ وَالسِّبَاقَ یَاْبَیَانِ اَکْثَرَ ھٰذِہِ الْاَقْوَالِ۔ اور مخفی نہ رہنا چاہئے کہ سیاق وسباق اس کا انکار کرتے ہیں اور اس کے خلاف ان اقوال سے زیادہ قول آئے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ

آل یاسین کسی نے تسلیم نہیں کیا اس لئے کہ سیاق میں وَ اِنَّ اِلْیَاسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ آچکا ہے اور لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ فرما کر ان کی رسالت کی تصدیق بھی فرما دی گئی ہے۔

اور آل یاسین اہل بیت اطہار کو نبی رسول کسی نے نہیں مانا اس لئے کہ وَلٰکِنْ رَّسُوْلَ اللّٰہِ وَخَاتَمَ النَّبِیّٖنَ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفت خاص ہے۔

اور جب نبوت ورسالت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ختم کر دی گئی تو الیاس سے آل یاسین قرار دے کر انہیں لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ کہنا خلاف جمہور اور خلاف مقتضاء نص ہوگا۔ لہٰذا

سَلٰمٌ عَلٰٓی اِلْ یَاسِیْنَ سے جو سلام ملتا ہے وہ بالخصوص حضرت الیاس علیہ السلام کے لئے ہی ہے اس کے بعد حضرت لوط علیہ السلام کا ذکر ہے:

وَ اِنَّ لُوْطًا لَّمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۳﴾ اِذْ نَجَّیْنٰہُ وَ اَھْلَہٗٓ اَجْمَعِیْنَ ﴿۱۳۴﴾ اِلَّا عَجُوْزًا فِی الْغٰبِرِیْنَ ﴿۱۳۵﴾ ثُمَّ دَمَّرْنَا الْاٰخَرِیْنَ ﴿۱۳۶﴾ وَ اِنَّکُمْ لَتَمُرُّوْنَ عَلَیْھِمْ مُّصْبِحِیْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَ بِالَّیْلِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾۔

اور بے شک لوط ہمارے رسولوں سے ہے جب ہم نے اسے اور اس کے اہل کو بچا لیا سب کو سوا ایک بڑھیا کے جو پچھلوں میں رہ گئی تھی پھر سب کو ہلاک کر دیا ہم نے اور اے اہل مکہ! تم ان پر سے صبح وشام ملک شام کا سفر کرتے ہوئے شہر سدوم سے گزرتے ہو تو کیا تمہیں شعور وعقل نہیں۔

یعنی حضرت لوط علیہ السلام کی قوم شہر سدوم میں آباد تھی یہ شہر ملک شام کا سفر کرتے وقت اہل مکہ کی راہ میں پڑتا وہ صبح و

Marfat.com

شام سفر کرتے ہوئے اس شہر کے کھنڈروں اور ان کی تباہی کو دیکھتے اور عبرت نہیں پکڑتے۔ قوم لوط کے عذاب اور تباہی کا مفصل تذکرہ سورۃ شعراء میں گزر چکا ہے مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔سورۃ الصافات۔پ ۲۳

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٩﴾ — اور بے شک یونس پیغمبروں سے ہے

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١٤٠﴾ — جب کہ وہ بھری کشتی کی طرف نکلا

فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿١٤١﴾ — تو قرعہ اندازی میں وہی دھکیلے ہوؤں میں ہوا

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿١٤٢﴾ — تو اسے نگل لیا مچھلی نے اور وہ اپنے کو ملامت کرتا تھا

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾ — تو اگر نہ ہوتا وہ تسبیح کرنے والا

لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾ — تو ضرور ٹھہرتا اس کے پیٹ میں قیامت کے دن تک

فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ ﴿١٤٥﴾ — تو ہم نے اسے ڈال دیا میدان پر اور وہ بیمار تھا

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿١٤٦﴾ — اور اگائی ہم نے اس پر کدو کی بیل

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿١٤٧﴾ — اور بھیجا ہم نے اس کو لاکھ آدمیوں کی طرف بلکہ اس سے زیادہ

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿١٤٨﴾ — تو وہ ایمان لے آئے تو ہم نے انہیں ایک مدت تک بسنے دیا

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿١٤٩﴾ — تو پوچھئے ان سے کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿١٥٠﴾ — یا بنایا ہم نے ملائکہ کو عورتوں میں اور وہ موجود تھے

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿١٥١﴾ — خبردار رہو وہ بے شک اپنے بہتان سے یہ کہہ رہے ہیں

وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿١٥٢﴾ — کہ اللہ کی اولاد ہے اور بے شک وہ جھوٹے ہیں

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿١٥٣﴾ — کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹوں پر

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿١٥٤﴾ — تمہیں کیا ہو گیا ہے کیسے ایسے حکم لگاتے ہو

اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿١٥٥﴾ — تو کیا نصیحت نہیں پکڑتے

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ﴿١٥٦﴾ — کیا تمہارے لئے کوئی روشن سند ہے

فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٥٧﴾ — تو اپنی کتاب لاؤ اگر ہو تم سچے

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۭ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿١٥٨﴾ — اور انہوں نے اس کے اور جنوں کے درمیان رشتہ ٹھہرایا اور جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٥٩﴾ — پاکی ہے اللہ کے لئے ان صفتوں سے جو وہ کرتے ہیں

Marfat.com

إِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾
مگر اللہ کے مخلص بندے

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾
تو تم اور جو کچھ تم پوجتے ہو

مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾
نہیں تم اس کے خلاف بھڑکانے والے

إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾
مگر وہی جو بھڑکتی آگ میں جانے والا ہے

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَّعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾
اور (فرشتوں نے کہا) نہیں ہم میں مگر اس کا ایک مقام معلوم ہے

وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾
اور بے شک ہم پر پھیلائے حکم کے منتظر ہیں

وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾
اور ہم بے شک اس کی تسبیح کرنے والے ہیں

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾
اور بے شک وہ کہتے ہیں

لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾
اگر ہمارے پاس نصیحت ہوتی پہلوں کی

لَكُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾
تو ضرور ہوتے ہم مخلص بندے اللہ کے

فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾
تو کفر کیا انہوں نے اس کے ساتھ تو عنقریب وہ جان لیں گے

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾
اور بے شک ہمارا فرمان سبقت کر چکا ہے ہمارے بندوں بھیجے ہوؤں کے لئے

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾
بے شک وہ مدد کئے ہوئے ہیں

وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُونَ ﴿١٧٣﴾
اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِينٍ ﴿١٧٤﴾
تو پھیر لو ان سے اپنا منہ ایک مدت کے لئے

وَأَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٥﴾
اور انہیں دیکھتے رہو تو وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے

أَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُونَ ﴿١٧٦﴾
تو کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں

فَإِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِينَ ﴿١٧٧﴾
تو جب اترے گا ان کے میدان پر تو بری ہوگی صبح ڈرائے گیوں کی

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِينٍ ﴿١٧٨﴾
اور منہ پھیر لو ایک وقت تک ان سے

وَأَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُونَ ﴿١٧٩﴾
اور انتظار کرو وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٨٠﴾
پاکی ہے تیرے رب عزت والے کو ان کی باتوں سے

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ﴿١٨١﴾
اور سلام ہے پیغمبروں پر

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٨٢﴾
اور سب تعریفیں اللہ کے لئے جو رب العالمین ہے

حل لغات پانچواں رکوع-سورۃ الصافات-پ ۲۳

وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک	یُوْنُسَ۔یونس ہیں	لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔پیغمبروں
سے	اِذْ۔جب	اَبَقَ۔گیا	اِلَی۔طرف
الْفُلْكِ۔کشتی	الْمَشْحُوْنِ۔بھری ہوئی کے	فَسَاهَمَ۔تو قرعہ ڈالا	فَكَانَ۔تو ہو گیا
مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ۔دھکیلے ہوؤں سے		فَالْتَقَمَهُ۔تو نگل گئی اسے	الْحُوْتُ۔مچھلی
وَ۔اور	هُوَ۔وہ تھا	مُلِیْمٌ۔ملامت کیا گیا	فَلَوْ۔پھر اگر
لَآ۔نہ	اَنَّهٗ۔ہوتا	كَانَ۔وہ	مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ۔تسبیح کرنے
والوں سے	لَلَبِثَ۔تو ٹھہرتا	فِیْ۔بیچ	بَطْنِهٖ۔اس کے پیٹ کے
اِلٰی۔تک	یَوْمِ۔اس دن کے کہ	یُبْعَثُوْنَ۔اٹھائے جائیں	فَنَبَذْنٰهُ۔تو ڈال دیا ہم
نے اس کو	بِالْعَرَآءِ۔میدان میں	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
سَقِیْمٌ۔بیمار تھا	وَ۔اور	اَنْۢبَتْنَا۔اگایا ہم نے	عَلَیْهِ۔اس پر
شَجَرَةً۔درخت	مِّنْ یَّقْطِیْنٍ۔کدو کا	وَ۔اور	اَرْسَلْنٰهُ۔بھیجا ہم نے اس کو
اِلٰی۔طرف	مِائَةِ اَلْفٍ۔ایک لاکھ کے	اَوْ۔یا	یَزِیْدُوْنَ۔وہ زیادہ تھے
فَاٰمَنُوْا۔تو ایمان لائے	فَمَتَّعْنٰهُمْ۔تو ہم نے ان کو فائدہ دیا		اِلٰی۔طرف
حِیْنٍ۔ایک وقت کے	فَاسْتَفْتِهِمْ۔تو پوچھ ان سے	اَ۔کیا	لِرَبِّكَ۔تیرے رب کے لئے
الْبَنَاتُ۔بیٹیاں ہیں	وَ۔اور	لَهُمُ۔ان کے لئے	الْبَنُوْنَ۔بیٹے
اَمْ۔یا	خَلَقْنَا۔پیدا کیا ہم نے	الْمَلٰٓئِكَةَ۔فرشتوں کو	اِنَاثًا۔عورتیں
وَّ۔اور	هُمْ۔وہ	شٰهِدُوْنَ۔موجود تھے	اَلَآ۔خبردار
اِنَّهُمْ۔بے شک وہ	مِّنْ اِفْكِهِمْ۔اپنے بہتان سے		لَیَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں
وَلَدَ۔اولاد جنی	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	اِنَّهُمْ۔بے شک وہ
لَكٰذِبُوْنَ۔جھوٹے ہیں	اَصْطَفَی۔کیا پسند کیا اس نے	الْبَنَاتِ۔بیٹیوں کو	عَلَی۔اوپر
الْبَنِیْنَ۔بیٹوں کے	مَا۔کیا ہے	لَكُمْ۔تم کو	كَیْفَ۔کیسے
تَحْكُمُوْنَ۔فیصلے کرتے ہو	اَفَلَا۔کیا نہیں	تَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت پکڑتے	اَمْ۔یا
لَكُمْ۔تمہارے پاس	سُلْطٰنٌ۔دلیل ہے	مُّبِیْنٌ۔روشن	فَاْتُوْا۔تو لاؤ
بِكِتٰبِكُمْ۔اپنی کتاب	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	صٰدِقِیْنَ۔سچے
وَ۔اور	جَعَلُوْا۔بنایا انہوں نے	بَیْنَهٗ۔اس کے درمیان	وَ۔اور
بَیْنَ۔درمیان	الْجِنَّةِ۔جنوں کے	نَسَبًا۔نسب	وَ۔اور
لَقَدْ۔بے شک	عَلِمَتِ۔جان لیا	الْجِنَّةُ۔جنوں نے	اِنَّهُمْ۔کہ وہ...

Marfat.com

لَمُحْضَرُوْنَ۔حاضر کئے جائیں گے سُبْحٰنَ۔پاک ہے اللّٰهِ۔اللہ

عَمَّا۔اس سے جو یَصِفُوْنَ۔وہ بیان کرتے ہیں اِلَّا۔مگر عِبَادَ۔بندے

اللّٰهِ۔اللہ کے الْمُخْلَصِیْنَ۔خالص فَاِنَّكُمْ۔توتم وَ۔اور

مَا۔جس کی تَعْبُدُوْنَ۔تم پوجا کرتے ہو مَآ۔نہیں اَنْتُمْ۔تم

عَلَیْهِ۔اس کو بِفٰتِنِیْنَ۔گمراہ کرنے والے اِلَّا۔مگر مَنْ۔اسے کہ

هُوَ۔وہ صَالِ۔داخل ہونے والا ہے الْجَحِیْمِ۔جہنم میں وَ۔اور

مَا۔نہیں مِنَّآ۔کوئی ہم سے اِلَّا۔مگر لَهٗ۔اس کے لئے

مَقَامٌ۔مقام ہے مَّعْلُوْمٌ۔مقرر وَّ۔اور اِنَّا۔بے شک

لَنَحْنُ۔ہم الصَّآفُّوْنَ۔صف باندھے ہیں وَ۔اور

اِنَّا۔بے شک لَنَحْنُ۔ہم الْمُسَبِّحُوْنَ۔تسبیح کرنے والے ہیں

وَ۔اور اِنْ۔بے شک كَانُوْا۔تھے لَیَقُوْلُوْنَ۔کہتے

لَوْ۔اگر اَنَّ۔بے شک عِنْدَنَا۔ہمارے پاس ہوتا ذِكْرًا۔ذکر

مِّنَ۔بیچ الْاَوَّلِیْنَ۔پہلوں کا لَكُنَّا۔تو ہوتے ہم عِبَادَ۔بندے

اللّٰهِ۔اللہ کے الْمُخْلَصِیْنَ۔خالص فَكَفَرُوْا۔تو کفر کیا انہوں نے بِهٖ۔اس کے ساتھ

فَسَوْفَ۔تو جلدی یَعْلَمُوْنَ۔جانیں گے وَ۔اور لَقَدْ۔بے شک

سَبَقَتْ۔گزر چکی كَلِمَتُنَا۔ہماری بات لِعِبَادِ۔واسطے بندوں نَا۔ہمارے

الْمُرْسَلِیْنَ۔پیغمبروں کے اِنَّهُمْ۔بے شک وہ لَهُمُ۔وہی ہیں الْمَنْصُوْرُوْنَ۔مدد دیئے گئے

وَ۔اور اِنَّ۔بے شک جُنْدَنَا۔ہمارا لشکر لَهُمُ۔وہی ہیں

الْغٰلِبُوْنَ۔غالب فَتَوَلَّ۔تو منہ پھیر عَنْهُمْ۔ان سے حَتّٰى۔ایک

حِیْنٍ۔وقت تک وَّ۔اور اَبْصِرْ۔دیکھ هُمْ۔ان کو

فَسَوْفَ۔تو جلدی یُبْصِرُوْنَ۔دیکھیں گے وہ اَ۔کیا فَبِعَذَابِنَا۔ہمارے، عذاب کی

یَسْتَعْجِلُوْنَ۔جلدی کرتے ہیں فَاِذَا۔تو جب نَزَلَ۔اترے گا

بِسَاحَتِهِمْ۔ان کے میدان میں فَسَآءَ۔تو بری ہوگی صَبَاحُ۔صبح

الْمُنْذَرِیْنَ۔ڈرائے ہوؤں کی وَ۔اور تَوَلَّ۔منہ پھیر

عَنْهُمْ۔ان سے حَتّٰى۔ایک حِیْنٍ۔وقت تک وَّ۔اور

اَبْصِرْ۔دیکھ فَسَوْفَ۔جلدی یُبْصِرُوْنَ۔دیکھیں گے وہ بھی

سُبْحٰنَ۔پاک ہے رَبِّكَ۔تیرا رب رَبِّ۔رب الْعِزَّةِ۔عزت کا

عَمَّا۔اس سے جو یَصِفُوْنَ۔وہ بیان کرتے ہیں وَ۔اور سَلٰمٌ۔سلام ہو

Marfat.com

عَلَیٰ۔ اوپر الْمُرْسَلِیْنَ۔ پیغمبروں کے وَ۔ اور الْحَمْدُ۔ سب تعریف
لِلّٰہِ۔ اللہ کو ہے جو رَبِّ۔ رب ہے الْعٰلَمِیْنَ۔ سب جہانوں کا

خلاصہ تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ الصافات۔ پ ۲۳

وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۳۹﴾ ۔ اور بے شک یونس ہمارے پیغمبروں میں سے ہیں۔

اس رکوع میں حضرت یونس علیہ السلام کا واقعہ مذکور ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ ۔ جبکہ وہ کشتی کی طرف نکلا جو بھری ہوئی تھی۔

اس کے متعلق سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما اور وہب فرماتے ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو ہدایت پر آتے نہ دیکھا تو انہیں عذاب کی خبر دی لیکن عذاب میں تاخیر ہوئی تو آپ قوم سے پوشیدہ طور پر نکل گئے اور دریائی سفر کا عزم کرلیا اور کشتی میں سوار ہو گئے راستہ میں کشتی درمیان دریا ٹھہر گئی اور اس کے ٹھہر جانے کا سبب معلوم نہ ہوا تو ملاح کہنے لگے کشتی بلاوجہ نہیں ٹھہری ہے ہمارے اندر کوئی ایسا غلام ہے جو اپنے مولا سے بھاگ کر سوار ہوا ہے چنانچہ فَسَاھَمَ۔ یعنی قرعہ اندازی کی گئی تو قرعہ میں آپ کا نام آیا۔

آپ نے فرمایا تمہارا سہم یعنی قرعہ صحیح ہے میں ہی وہ غلام ہوں جو اپنے مولا سے بھاگ کر آیا ہوں مختصر یہ کہ آپ پانی میں ڈال دیئے گئے کہ ملاحوں میں یہ دستور تھا کہ بھاگا ہوا غلام دریا میں جب تک نہ ڈال دیا جائے کشتی پانی میں چلتی ہی نہ تھی۔

اِذْ اَبَقَ اِلَی الْفُلْکِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاھَمَ فَکَانَ مِنَ الْمُدْحَضِیْنَ ﴿۱۴۱﴾ ۔

جب وہ چلے طرف ایک بھری ہوئی کشتی کے تو قرعہ ڈالا گیا تو وہ دھکیلے ہوئے تھے۔

یہ تذکرہ سابقہ ذکر سے ملحق ہے دحض عربی میں دھکیلنے کو کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے آپ کو کشتی سے پانی میں ڈال دینے کا آگے ارشاد ہے:

فَالْتَقَمَہُ الْحُوْتُ وَھُوَ مُلِیْمٌ ﴿۱۴۲﴾ ۔ تو اسے نگل لیا مچھلی نے اور یونس اپنے کو ملامت کر رہے تھے۔

کہ میں نے نکلنے میں کیوں جلدی کی اور قوم سے جدا ہونے میں حکم الٰہی عزوجل کا انتظار نہ کیا۔

فَلَوْلَآ اَنَّہٗ کَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِہٖٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۱۴۴﴾ ۔

تو اگر وہ تسبیح کرنے والا نہ ہوتا تو ضرور اس کے پیٹ میں رہتا اس دن تک جس دن لوگ اٹھائے جائیں گے۔

یعنی اگر حضرت یونس علیہ السلام شکم ماہی میں ذکر الٰہی عزوجل کرنے والے نہ ہوتے یعنی لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَکَ ۖ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ﴿۸۷﴾ نہ پڑھ رہے ہوتے تو قیامت تک اس مچھلی کے پیٹ میں رہتے۔

فَنَبَذْنٰہُ بِالْعَرَآءِ وَھُوَ سَقِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾ تو ہم نے اسے ڈال دیا میدان پر اور وہ بیمار تھے۔

یعنی مچھلی کے پیٹ سے نکال کر اسی روز یا تین روز یا سات روز یا چالیس روز کے بعد باختلاف رواۃ عراء یعنی میدان میں ڈال دیا آپ شکم ماہی کے اندر رہنے سے اس مدت میں نحیف وضعیف ہو چکے تھے اور آپ کی یہ کیفیت ہو گئی تھی جیسے بچہ کی ولادت کے وقت ہوتی ہے آپ کے جسم کی کھال طفل رضیع کی طرح نرم ونازک ہو گئی تھی اسی کو فرمایا: وَھُوَ سَقِیْمٌ۔

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْہِ شَجَرَۃً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ ۔ اور اگا دیا ہم نے ان پر ایک پودا کدو کا۔

Marfat.com

تاکہ آپ پر سایہ کرے اور مکھیوں سے بچائے اس لئے کہ کدو پر مکھی نہیں آتی اور اگر چہ کدو کی بیل ہوتی ہے لیکن حضرت یونس علیہ السلام کی یہ معجزانہ شان تھی کہ آپ کا یہ درخت کدو کی بیل کی بجائے شاخدار پودا بن گیا اور اس کے چوڑے پتوں کے سایہ تلے آپ تشریف فرماتھے۔

اور بحکم الٰہی عزوجل ایک بکری روزانہ آکر اپنے تھن منہ میں دے کر دودھ دے جاتی تھی حتیٰ کہ جسم مبارک کی جلد مضبوط ہوگئی اور جہاں بال اگنے کی جگہ تھی وہاں بال آگئے۔آگے ارشاد ہے:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰی مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ ﴿۱۴۸﴾۔

اور بھیجا ہم نے اسے ایک لاکھ سے زیادہ کی طرف تو وہ ایمان لائے اور ہم نے انہیں ایک مدت تک آباد کیا۔

اس قصہ کو مفصل سورۃ انبیاء میں چھٹے رکوع کے اندر بیان کیا گیا ہے۔

مختصر یہ کہ آپ سرزمین موصل میں قوم نینویٰ کے اندر مبعوث ہوئے ان کی آبادی ایک لاکھ سے زائد تھی اب بھی آپ کو وہیں بھیجا۔عذاب کا ذکر تو سورہ یونس کے دسویں رکوع میں ہو چکا اور بقیہ قصہ سورہ انبیاء میں گزر گیا۔

فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰی حِیْنٍ سے یہ مراد ہے کہ ایمان لانے کے بعد یہ قوم آخر عمر تک آسائش سے آباد رہی۔اس بیان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرماتا ہے کہ اے محبوب! ان منکروں سے اور کفار مکہ سے انکار کی وجہ معلوم فرمائیں چنانچہ ارشاد ہے:

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾ اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾ اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِیْنَ ﴿۱۵۳﴾ مَا لَكُمْ كَیْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾۔

تو اے محبوب! ان سے پوچھیے کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے یا ہم نے ملائکہ کو ان کی موجودگی میں اناث بنایا خبردار رہو بے شک وہ بہتان سے ایسا کہتے ہیں کہ اللہ کی اولاد ہے اور وہ یقیناً کذاب ہیں کیا اس نے بیٹیاں پسند کیں بیٹے چھوڑ کر تمہیں کیا ہوگیا ہے تم کیسا حکم لگاتے ہو تو کیا تم ہدایت نہیں حاصل کرتے۔

قبیلہ جہینہ اور بنی سلمیٰ کا یہ عقیدہ تھا کہ معاذ اللہ عزوجل فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔اس کے رد میں یہ مضمون ہے اور نہایت حسین طرز بیان اختیار فرمایا کہ یہ بے عقل ہمارے لئے بیٹیاں اور اپنے لئے بیٹے قرار دیتے ہیں تو جب ملائکہ پیدا کئے گئے تھے گویا یہ اس وقت موجود تھے ان کی بکواس سے ہوشیار رہو یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ پر اتہام لگارہے ہیں اور اسی اتہام تراشی میں بک رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ شانہ کی اولاد ہے۔اور حقیقت یہ ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔غضب خدا کا اپنے لئے بیٹے پسند کرتے ہیں اور اپنے گمان فاسد میں اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں پسند کرتے ہیں ان کی شعور عقل ہی زائل ہو چکی ہے اور نصیحت اور ہدایت قبول نہیں کرتے اصول بھی یہی ہے کہ ہر چہ برخود نہ پسندی بہ دیگراں مپسند۔لیکن انہیں پتھر پوجتے پوجتے ہوش ہی نہیں ہے آگے ارشاد ہے:

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِیْنٌ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ﴿۱۵۷﴾۔

کیا تمہارے لئے کوئی کھلی سند ہے تو لاؤ اپنی سند اگر تم سچے ہو۔

یعنی تمہارا دعویٰ بے دلیل ہے اور اگر کوئی دلیل تمہارے پاس ہے تو لاؤ مگر ہرگز نہیں لا سکتے مزید برآں یہ کہ مشرکین کے بعض افراد نے یہ بھی بکواس کی تھی کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اپنی شادی جنوں میں کی اس سے فرشتے پیدا ہوئے معاذ اللہ اس کے رد میں ارشاد ہے:

وَجَعَلُوا بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ۚ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ إِنَّهُمْ لَمُحْضَرُونَ ﴿١٥٨﴾ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يَصِفُونَ ﴿١٥٩﴾ إِلَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٠﴾۔

اور بنایا ان مشرکین نے اللہ اور جنوں کے مابین رشتہ اور یقیناً جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کیے جائیں گے پاک ہے اللہ تعالیٰ شانہ اس قسم کی باتوں سے مگر اللہ کے چنے ہوئے مخلص بندے۔ وہ ایسے گندے خیالات سے مبرا ہیں یہ عظیم کفر ہے جس کے وہ مرتکب ہو رہے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

فَإِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ ﴿١٦١﴾ مَا أَنْتُمْ عَلَيْهِ بِفَاتِنِينَ ﴿١٦٢﴾ إِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِيمِ ﴿١٦٣﴾۔

تو تم اے مشرکین مکہ اور وہ بت جنہیں تم پوجتے ہو تم اللہ تعالیٰ کے خلاف بہکا کر فتنے میں ڈال نہیں سکتے۔ یعنی تم اور تمہارے بت اس قابل ہی نہیں کہ مومنین میں یہ فتنہ برپا کر سکیں مگر وہی گمراہ ہوں گے جو جہنم کے کندے ہیں مومنین تو اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے اور پاکی بیان کرتے ہیں اور یہ حمد و تسبیح بیان کرنے والے آسمانوں میں بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما اتنے ہیں کہ ایک بالشت جگہ بھی خالی نہیں چنانچہ فرشتوں کا خود بیان موجود ہے جو آگے مذکور ہے:

وَمَا مِنَّا إِلَّا لَهُ مَقَامٌ مَعْلُومٌ ﴿١٦٤﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ﴿١٦٥﴾ وَإِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُونَ ﴿١٦٦﴾۔

اور فرشتوں نے کہا کہ ہم میں ہر ایک کا ایک مقرر و معلوم مقام ہے اور بے شک ہم پر پھیلائے صف بستہ بانتظار حکم کھڑے ہیں اور بے شک ہم اس کی تسبیح میں مصروف ہیں۔

اب کفار مکہ کی بہانہ سازیاں واضح فرمائی جارہی ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

وَإِنْ كَانُوا لَيَقُولُونَ ﴿١٦٧﴾ لَوْ أَنَّ عِنْدَنَا ذِكْرًا مِنَ الْأَوَّلِينَ ﴿١٦٨﴾ لَكُنَّا عِبَادَ اللَّهِ الْمُخْلَصِينَ ﴿١٦٩﴾۔

اور بے شک کفار مکہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس اگلوں کی کوئی نصیحت ہوتی تو ضرور ہم اللہ کے چنے ہوئے بندے ہوتے۔

یعنی کفار و مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری سے پہلے کہا کرتے تھے کہ اگر ہمیں ہمارے پہلوں کی کوئی ہدایت یا کتاب ملتی تو ہم ضرور اس کی پیروی کرتے لیکن نہیں ملی اور جب تمام کتابوں سے افضل و اشرف کتاب معجز نظام یعنی قرآن پاک ان میں آیا تو انہوں نے وہ کیا جس کا ذکر آگے ہے:

فَكَفَرُوا بِهِ فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿١٧٠﴾۔ تو انہوں نے اس کتاب سے کفر کیا تو عنقریب وہ جان لیں گے۔

یعنی ان کے اس کفر کا انجام ان پر واضح ہو جائے گا اور جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾۔

اور بے شک ہمارا فرمان سبقت کر چکا ہمارے بھیجے ہوئے بندوں کے لئے بے شک وہ مدد دیئے جائیں گے اور بے شک ہمارا ہی لشکر غالب رہے گا۔

Marfat.com

یعنی اہل ایمان و اسلام ہی غالب رہیں گے اس پر مشرکین و مجرمین اور منکر بطریق استہزاء و تمسخر کہنے لگے کہ وہ غلبہ اور فتوحات کہاں ہیں ابھی تو ہم ہی غالب ہیں اس کے جواب میں ارشاد ہوا:

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٤﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٥﴾ اَفَبِعَذَابِنَا يَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿١٧٦﴾

انہیں تمسخر کرنے دیجئے تھوڑی دیر ان سے منہ پھیر لو اور انہیں دیکھتے رہو اور وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے تو کیا کفار ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں۔

یعنی ان کا استہزاء و تمسخر اور ان کا عذاب آنے پر جلدی کرنا فائدہ مند نہیں بلکہ

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿١٧٧﴾۔

جب ہمارا عذاب ان کے آنگن میں اترے گا تو ان لوگوں کا انجام اور ان کی صبح بہت بری ہوگی۔

اس وقت ان کا پچھتانا بے کار ہوگا۔

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿١٧٨﴾ وَّ اَبْصِرْ فَسَوْفَ يُبْصِرُوْنَ ﴿١٧٩﴾۔

اور اے محبوب! تھوڑی مدت تک ان سے منہ پھیر لیجئے اور انتظار کیجئے وہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

کہ کس طرح ہلاک ہوتے ہیں اس کے بعد اپنی شان کی تنزیہ اور مرسلین پر سلام اور اپنے لئے حمد بیان فرما کر سورۃ ختم کی۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٨٠﴾ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٨١﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٨٢﴾۔

تمہارے رب کے لئے پاکی ہے جو عزت والا رب ہے اور ان صفتوں سے وہ منزہ ہے جو مشرکین بیان کرتے ہیں اور سلام ہے پیغمبروں پر اور تمام خوبیاں اسی کے وجہ منیر کو ہیں جو تمام جہان کا پالنے والا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع:- سورۃ الصافات - پ ۲۳

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٣٩﴾ - اور بے شک یونس ہمارے رسولوں سے ہیں۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: يُرْوٰى عَلٰى مَا فِى الْبَحْرِ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيٌّ وَ هُوَ ابْنُ ثَمَانٍ وَّ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَ حُكِيَ فِي الْبَحْرِ اَنَّهٗ كَانَ فِىْ زَمَنِ مُلُوْكِ الطَّوَائِفِ مِنَ الْغَارِ، وَ هُوَ ابْنُ مَتّٰى بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَ تَشْدِيْدِ التَّاءِ الْفَوْقِيَّةِ مَقْصُوْدٌ وَ هَلْ هٰذَا اِسْمُ اُمِّهٖ اَوْ اَبِيْهِ فِيْهِ خِلَافٌ فَقِيْلَ اِسْمُ اُمِّهٖ وَ هُوَ الْمَذْكُوْرُ فِىْ تَفْسِيْرِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ۔

وَ قِيْلَ اِسْمُ اَبِيْهِ وَ هٰذَا كَمَا قَالَ ابْنُ حَجَرٍ اَصَحُّ - وَ بَعْضُ اَهْلِ الْكِتَابِ يُسَمِّيْهِ يُوْنَانَ ابْنَ مَائِىْ وَ بَعْضُهُمْ يُسَمِّيْهِ يُوْنَهْ ابْنَ اِمْتِيَانِىْ۔

حضرت یونس علیہ السلام نبی تھے اٹھائیس برس کی عمر میں ان کو نبوت ملی۔ اور بحر میں بیان کیا گیا ہے کہ یہ ایرانیوں کی طوائف الملوک کی کے زمانہ میں ہوئے۔

آپ متی کے بیٹے ہیں۔ متی بفتح میم اور تشدید تاء سے ہے۔

اس میں اختلاف ہے کہ متی آپ کے باپ کا نام ہے یا ماں کا تفسیر عبدالرزاق نے اسے بیان کیا۔

ایک قول یہ ہے کہ متی آپ کے باپ کا نام ہے جیسا کہ علامہ ابن حجر رحمہ اللہ سے مروی ہے۔

Marfat.com

اور بعض اہل کتاب نے کہا کہ آپ کا نام یونان بن مائی تھا۔
اور بعض کہتے ہیں کہ آپ کا نام یونہ ابن امتیائی تھا۔

اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿۱۴۰﴾ فَسَاهَمَ فَكَانَ مِنَ الْمُدْحَضِيْنَ ﴿۱۴۱﴾۔

جبکہ وہ چلے بھری ہوئی کشتی کی طرف تو فَسَاهَمَ تو قرعہ ڈالا۔ ساہم کے معنی قارع ہیں یعنی اس امر کا قرعہ ڈالا کہ کشتی میں کون ہے تو قرعہ اندازی میں آپ مغلوب ہو گئے۔ مدحضین کے معنی مغلوبین ہیں۔ اور یہی وہ آیت ہے جس سے قرعہ اندازی مشروع رکھی گئی۔

اور ایک روایت یہ بھی ہے کہ آپ نے قوم سے عذاب کا وعدہ فرمایا تھا اور انہیں بتایا تھا کہ یہ عذاب تین دن میں آئے گا لیکن تین دن گزر جانے کے بعد بھی وہ عذاب نہ آیا تو حضرت یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا حکم حاصل کئے بغیر ہی وہاں سے نکل گئے۔ اس شرم سے کہ قوم مجھے جھوٹا نہ کہے۔

اور جب قوم پر آثار عذاب نمودار ہوئے تو انہوں نے آپ کو تلاش کیا مگر نہیں پایا تو کبار قوم نے سب کو جمع کیا اور فیصلہ کیا کہ اگر یونس نہیں ملے تو ان کا خدا تو ہے سب چھوٹے بڑے اپنے گھر کے جانوروں سمیت جنگل میں نکلو اور بارگاہ مستجاب الدعوات میں توبہ کرو غرضکہ وہ عذاب ٹل گیا اور قوم تائب ہو کر عذاب سے بچ گئی۔

آپ کشتی میں تشریف لے آئے اور فرمایا: لَا اَرْجِعُ اِلَيْهِمْ كَذَّابًا اَبَدًا۔ میں جھوٹا بن کر قوم میں کبھی نہ جاؤں گا حتیٰ کہ جب کشتی موجوں میں گھر گئی اور پانی میں رک گئی تو کشتی والوں نے کہا: مَا يَمْنَعُهَا اَنْ يَّسِيْرَ اِلَّا اَنَّ فِيْكُمْ رَجُلًا مَشْئُوْمًا۔ یہ کشتی یوں رکی ہے کہ ہم میں کوئی ایسا آدمی ہے جس کی وجہ کا یہ اثر ہے۔

فَاقْتَرَعُوْا لِيُلْقُوْا مَنْ وَقَعَتْ عَلَيْهِ الْقُرْعَةُ فِي الْمَآءِ فَوَقَعَتْ عَلٰى يُوْنُسَ ثُمَّ اَعَادُوْا فَوَقَعَتْ عَلَيْهِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ رَمٰى بِنَفْسِهٖ فِي الْمَآءِ۔ اس کے لئے قرعہ اندازی کی گئی فَسَاهَمَ۔ سہم سے ہے جس کے معنی قرعہ اندازی کے ہیں تو کشتی والوں نے پہلی بار قرعہ ڈالا تا کہ جس کے نام پر قرعہ نکلے اسے دریا میں پھینک دیں تو قرعہ میں آپ کا نام نکلا کشتی والے حیران ہوئے کہ ایسی بزرگ ہستی پر قرعہ صحیح نہیں پڑا پھر دوبارہ قرعہ اندازی کی اس بار بھی آپ کا ہی نام نکلا۔
جب حضرت یونس علیہ السلام نے ایسا دیکھا تو آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا آگے ارشاد ہے:

فَالْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَهُوَ مُلِيْمٌ ﴿۱۴۲﴾۔ يَعْنِيْ اِبْتَلَعَهٗ مِنَ اللُّقْمَةِ۔ مچھلی نے آپ کو غرق ہونے سے قبل لقمہ کر لیا۔

چنانچہ حدیث میں ہے: اَخْرَجَهٗ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ اَنَّهٗ اَتٰى قَوْمًا فِيْ سَفِيْنَةٍ فَحَمَلُوْهُ وَ عَرَفُوْهُ فَلَمَّا دَخَلَهَا رَكَدَتْ وَالسُّفُنُ تَسِيْرُ يَمِيْنًا وَّ شِمَالًا فَقَالَ مَا بَالُ سَفِيْنَتِكُمْ قَالُوْا مَا نَدْرِيْ قَالَ وَ لٰكِنِّيْ اَدْرِيْ اَنَّ فِيْهَا عَبْدًا اَبَقَ مِنْ رَبِّهٖ وَاِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَسِيْرُ حَتّٰى تُلْقُوْهُ قَالُوْا وَ مَا اَنْتَ وَاللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ فَلَا نُلْقِيْكَ فَقَالَ لَهُمُ اقْتَرِعُوْا فَمَنْ قُرِعَ فَلْيُلْقَ - فَاقْتَرَعُوْا ثَلَاثَ مَرَّاتٍ وَ فِيْ كُلِّ مَرَّةٍ تَقَعُ الْقُرْعَةُ عَلَيْهِ فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ فَكَانَ مَا قَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک جماعت اس کشتی میں آئی انہوں نے آپ کو پہچان لیا اور کشتی میں سوار کر لیا جب آپ کشتی میں آئے تو وہ چلنے سے رک گئی اور دائیں بائیں ہچکولے کھانے لگی تو آپ نے پوچھا تمہاری کشتی کو کیا

Marfat.com

ہوا۔ ملاحوں نے کہا ہمیں معلوم نہیں۔ آپ نے کہا البتہ میں جانتا ہوں کہ اس کشتی میں کوئی بندہ اپنے مالک سے بھاگ کر آیا ہوا ہے اور یقیناً خدا کی قسم یہ کشتی نہیں چلے گی جب تک وہ دریا میں نہ ڈالا جائے گا وہ لوگ بولے اور خدا کی قسم اے اللہ کے نبی! وہ آپ نہیں ہیں۔ پس ہم آپ کو دریا میں نہیں ڈالیں گے۔

تو آپ نے ان سے کہا قرعہ ڈالو تاکہ جس کے نام پر قرعہ آئے اسے ڈال دیا جائے چنانچہ تین بار قرعہ اندازی کی گئی مگر ہر بار قرعہ حضرت یونس علیہ السلام کے نام پر نکلا آخر حضرت یونس علیہ السلام نے خود ہی اپنے کو دریا میں ڈال دیا یہ ہے وہ جسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا۔

اور قرعہ کس طرح ڈالا اس کا حال صاحب بحر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں: اِنَّهُمْ اَخَذُوْا لِكُلِّ سَهْمًا عَلٰى اَنَّ مَنْ طَفَا سَهْمُهٗ فَهُوَ وَ مَنْ غَرِقَ سَهْمُهٗ فَلَيْسَ اِيَّاهُ فَطَفَا سَهْمُ يُوْنُسَ۔ اس ہی واقعہ کے ماتحت قرعہ اندازی کو مشروع قرار دیا اور آیت کریمہ فَسَاهَمَ سے استدلال کیا گیا۔

روایت ہے کہ جب حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے کنارے پر کھڑے ہوئے تاکہ اپنے کو دریا میں ڈالیں تو آپ نے ایک مچھلی دیکھی کہ پانی سے تین گز کی مقدار منہ نکالے ہوئے ہے اور آپ کی طرف بڑھ رہی ہے آپ نے اپنے کو دریا میں جانے کا دوسری سمت سے ارادہ فرمایا تو وہ مچھلی اس طرف آگئی غرضکہ آپ نے سمجھ لیا کہ یہ مچھلی بحکم الٰہی میرے لئے آئی ہے اور آپ نے اپنے کو دریا میں ڈال دیا مچھلی نے آپ کو پانی میں پہنچنے سے قبل ہی لقمہ کر لیا۔

اس مچھلی کا نام بروایت ابن ابی حاتم وقتادہ بخم تھا۔ (روح المعانی)

وَهُوَ مُلِيْمٌ کے معنی آلوسی رحمہ اللہ یہ کرتے ہیں: اَیْ دَاخِلٌ فِی الْمَلَامَةِ۔

ابن عباس فرماتے ہیں یہاں ملیم کے معنی یہ ہیں کہ آپ نے اپنے کو قصور وار تصور فرمایا اور اس حال میں آپ شکم ماہی میں گئے اس لئے بعض نے کہا:

قرص خورشید در سیاہی شد یونس اندر دہان ماہی شد

یہاں قرص خورشید سے مراد حضرت یونس علیہ السلام ہیں اور مصرعہ ثانی میں نام مبارک بھی صاف بتا دیا۔

اب ملیم سے مراد مسی و مذنب ہونا حضرت یونس علیہ السلام ہیں مگر یہ مسی ہونا للحرام کے نزدیک نہیں۔ بلکہ خود حضرت یونس علیہ السلام کے خیال میں ظاہر کیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ حسنات الابرار سیئات المقربین لہٰذا اسے اساءت اور خطا مقام یونس علیہ السلام کے اعتبار سے بتایا گیا کہ وہ حسنات سے بھی اعلیٰ ہے پھر ارشاد ہے:

فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ﴿١٤٣﴾ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿١٤٤﴾۔

تو اگر وہ نہ ہوتے تسبیح کرنے والوں سے تو ضرور ٹھہرتے اس کے پیٹ میں قیامت تک۔

یعنی آپ کا شکم ماہی میں سلامت رہنا تسبیح کی برکت سے تھا۔ چنانچہ ابن ابی شیبہ ضحاک بن قیس رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُذْكُرِ اللّٰهَ تَعَالٰى فِى الرَّخَاءِ يَذْكُرْكُمْ فِى الشِّدَّةِ فَاِنَّ يُوْنُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ عَبْدًا صَالِحًا ذَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى فَلَمَّا وَقَعَ فِىْ بَطْنِ الْحُوْتِ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ الخ وَاِنَّ فِرْعَوْنَ كَانَ عَبْدًا طَاغِيًا نَاسِيًا لِذِكْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى حَتّٰٓى اِذَآ اَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ

Marfat.com

اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقِیْلَ لَهٗ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے رہو فراخی میں وہ تمہیں یاد فرمائے گا تمہاری تنگی کے موقعہ پر اس لئے کہ حضرت یونس علیہ السلام اللہ عزوجل کے صالح بندے تھے اور اس کی یاد میں رہتے تھے اور جب بطن ماہی میں گئے تو بھی اس کی یاد کرتے رہے اسی بنا پر ارشاد ہے: فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ الخ اور فرعون سرکش بندہ تھا اللہ عزوجل کی یاد بھلا دینے والا تھا تو جب اسے غرق نے پکڑ لیا تو بولا میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ کوئی معبود نہیں مگر وہ جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں مسلمان ہوں۔

تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا: آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ الخ اب تجھے ایمان کی سوجھی حالانکہ اس سے قبل تو بڑا نافرمان اور فسادی تھا۔

علامہ آلوسی اس پر توضیح فرماتے ہیں: وَ الْاَوْلٰی حَمْلُ زَمَانِ کَوْنِهٖ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ عَلٰی مَا یَعُمُّ زَمَانَ الرَّخَاءِ وَ زَمَانَ کَوْنِهٖ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ فَاِنَّ لِاِتِّصَافِهٖ بِذٰلِکَ فِیْ کِلَا الزَّمَانَیْنِ مَدْخَلًا فِیْ خُرُوْجِهٖ مِنْ بَطْنِ الْحُوْتِ الْمَفْهُوْمِ مِنْ قَوْلِهٖ تعالٰی فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ ﴿۱۴۳﴾ لَلَبِثَ فِیْ بَطْنِهٖۤ اِلٰى یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ کَمَا یُشْعِرُ بِهٖ مَا فِیْ حَدِیْثٍ اَخْرَجَهٗ عَبْدُالرَّحْمٰنِ وَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ وَ ابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنْ اَنَسٍ مَّرْفُوْعًا مِنْ اَنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لَمَّا اِلْتَقَمَهُ الْحُوْتُ وَ هَوٰی بِهٖ حَتّٰی اِنْتَهٰی اِلٰی مَا انْتَهٰی مِنَ الْاَرْضِ سَمِعَ تَسْبِیْحَ الْاَرْضِ فَنَادٰى فِی الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﳓ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ فَاَقْبَلَتِ الدَّعْوَةُ نَحْوَ الْعَرْشِ فَقَالَتِ الْمَلٰٓئِکَةُ یَا رَبَّنَا اِنَّا نَسْمَعُ صَوْتًا ضَعِیْفًا مِنْ بِلَادٍ غَرْبَةٍ۔

قَالَ سُبْحٰنَهٗ وَ مَا تَدْرُوْنَ مَا ذَاکُمْ؟

قَالُوْا لَا یَارَبَّنَا – قَالَ ذَاکَ عَبْدِیْ یُوْنُسُ۔

قَالُوْا الَّذِیْ کُنَّا لَا نَزَالُ نَرْفَعُ لَهٗ عَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَ دَعْوَةً مُّسْتَجَابَةً قَالَ نَعَمْ۔

قَالُوْا یَا رَبَّنَا اَلَا تَرْحَمُ مَا کَانَ یَصْنَعُ فِی الرَّخَآءِ وَ تُنْجِیْهِ عِنْدَ الْبَلَاءِ قَالَ بَلٰی فَاَمَرَ عَزَّوَجَلَّ الْحُوْتَ فَلَفَظَهٗ۔

پہلے جو فرمایا وہ متحمل زمان مطلق ہے یعنی حضرت یونس علیہ السلام مطلقاً مسبح تھے عام اس سے کہ فراخی کے زمانہ میں تھے تو مسبح تھے اور جب شکم ماہی میں گئے تو مسبح تھے اس لئے کہ آپ کی صفت میں دونوں زمانے داخل ہیں جیسا کہ ارشاد الٰہی عزوجل ہے: فَلَوْ لَاۤ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِیْنَ۔ اور ایسا ہی اس حدیث سے واضح ہے جسے عبدالرزاق اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ حضرت یونس علیہ السلام کو جب مچھلی نے نگل لیا اور اس کے شکم کی گہرائیوں میں پہنچے تو زمین کی تسبیح آپ کو مسموع ہوئی تو آپ نے بھی ظلمات شکم میں پڑھنا شروع کیا: لَّاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ ﳓ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ تو آپ کی دعا جب عرش کی طرف گئی تو ملائکہ علیہم السلام نے عرض کیا الٰہی عزوجل! ہم ایک ضعیف ونحیف آواز ایک غریب وکئیب مقام سے سن رہے ہیں۔

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا تم جانتے ہو یہ کس کی آواز ہے؟

ملائکہ علیہم السلام نے عرض کیا الٰہی! ہم نہیں جانتے۔

ارشاد ہوا یہ میرے بندے یونس (علیہ السلام) کی آواز ہے۔

ملائکہ علیہم السلام نے عرض کی یہ وہی یونس ہیں جن کے عمل ہم لایا کرتے اور ان کی دعا مستجاب ہوتی تھی۔

ارشاد ہوا ہاں یہ وہی یونس ہیں۔

ملائکہ نے عرض کی الٰہی! کیا ان پر رحم نہ ہوگا جو فراخی میں تیری تسبیح کرتا تھا اب اسے بلا کے موقعہ پر نجات دے دے۔

ارشاد ہوا کیوں نہیں اور مچھلی کو حکم ہوا اس نے آپ کو اگل دیا۔

ابوحیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ سے یہ مراد ہے کہ آپ شکم ماہی میں قیامت تک رکھے جاتے لیکن آپ کی تسبیح کی برکت سے۔

وَ اَنْۢبَتْنَا عَلَيْهِ شَجَرَةً مِّنْ يَّقْطِيْنٍ ﴿۱۴۶﴾ تو ڈال دیا ہم نے یونس کو میدان میں اور وہ بیمار تھے۔

یعنی ایسی جگہ نبذ یونس علیہ السلام کیا گیا جو مکان خالی اور میدان تھا۔ قاموس میں نبذ کی تعریف یہ ہے: طَرْحُکَ الشَّیْءِ اِمَامًا اَوْ وَرَآءَ۔ تیرا کسی شے کا پھینکنا آگے یا پیچھے۔ نبذ دونوں کے لئے عام ہے۔

علامہ راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلنَّبْذُ اِلْقَاءُ الشَّیْءِ وَطَرْحُهٗ لِقِلَّةِ الْاِعْتِدَادِ بِهٖ وَالْمُرَادُ بِهٖ هٰهُنَا الطَّرْحُ وَالرَّمْیُ۔ نبذ کسی شے کا ڈال دینا ہے۔

بِالْعَرَآءِ۔ اَیْ بِالْمَكَانِ الْخَالِیْ عَمَّا يُغْطِيْهِ مِنْ شَجَرٍ اَوْنَبَتٍ۔ یعنی ایسا میدان جسے کسی درخت کا سایہ نہ پہنچے۔ آگے آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَيُرْوٰی اَنَّ الْحُوْتَ سَارَ مَعَ السَّفِيْنَةِ رَافِعًا رَاْسَهٗ يَتَنَفَّسُ وَيُوْنُسُ يُسَبِّحُ حَتّٰی اِنْتَهَوْا اِلَی الْبَرِّ فَلَفَظَهٗ۔ روایت ہے کہ مچھلی کشتی کے ساتھ سطح آب سے منہ نکالے سانس لیتی ہوئی چل رہی تھی اور یونس علیہ السلام تسبیح میں مشغول تھے حتیٰ کہ وہ مچھلی ایک میدان میں پہنچی تو وہاں اس نے حضرت یونس علیہ السلام کو اگل دیا۔

اور یہ سانس اس لئے مچھلی لیتی رہی کہ آپ کا دم نہ گھٹے۔

ایک روایت یہ بھی ہے کہ دریا میں مچھلی پھرتی رہی حتیٰ کہ جب دجلہ کے کنارے آئی تو نینویٰ ارض موصل کے پاس آپ کو اگل دیا۔ کما فی الکشف۔

بعض روایات سے یہ بھی ثابت ہے کہ وہ مچھلی دجلہ کی مچھلیوں میں سے تھی اور وہاں بڑی بڑی مچھلیاں دیکھی گئی ہیں۔

ایک قول ہے کہ وہ مچھلی دریائے نیل کی تھی۔

اور چونکہ روایات شبہ سے خالی نہیں ہوتیں اس لئے اس روایت کی صحت پر حضرت وہب نے ایک قصہ نقل کیا جو ابن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عَنْ وَهْبٍ اَنَّهٗ جَلَسَ هُوَ وَ طَاوُسٌ وَ نَحْوُهُمَا مِنْ اَهْلِ ذَالِکَ الزَّمَانِ فَذَكَرُوْا اَیُّ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی اَسْرَعُ۔ فَقَالَ بَعْضُهُمْ قَوْلُ اللّٰهِ تَعَالٰی كَلَمْحِ الْبَصَرِ۔

Marfat.com

وَ قَالَ بَعْضُهُمُ السَّرِيْرُ حِيْنَ اَتٰى بِهٖ سُلَيْمَانُ۔

وَ قَالَ وَهْبٌ اَسْرَعُ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى اَنَّ يُوْنُسَ عَلٰى حَافَّةِ السَّفِيْنَةِ اِذْ اَوْحَى اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ وَ تَعَالٰى اِلٰى نُوْنٍ فِيْ نِيْلِ الْمِصْرِ فَمَا خَرَّ مِنْ حَافَّتِهَا اِلَّا فِيْ جَوْفِهٖ وَلَا شُبْهَةَ فِيْ اَنَّ قُدْرَةَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اَعْظَمُ مِنْ ذٰلِكَ لٰكِنَّ الشُّبْهَةَ فِيْ صِحَّةِ الْخَبَرِ۔

وہب فرماتے ہیں کہ وہ اور طاؤس اور مثل ان کے چند اس زمانہ کے لوگوں سے بیٹھے تھے تو امر الٰہی پر بحث ہوگئی کہ اسرع امر الٰہی کون سا ہے۔

بعض نے کہا اس کا حکم لمح بصر کی طرح پورا ہوتا ہے۔

بعض نے کہا تخت بلقیس پر حکم کی سرعت واضح ہوئی۔

حضرت وہب نے فرمایا اسرع امر الٰہی یہ تھا جبکہ یونس علیہ السلام کشتی کے کنارہ پر تھے اور اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو خفیہ حکم دیا کہ مصر کے دریائے نیل سے چلے اور یونس دریا میں نہ گرنے پائیں اور اس کے شکم میں داخل ہوگئے۔

اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ قدرت الٰہی اس سے بھی بلند ہے لیکن روایت کا شبہہ ضرور باقی رہتا ہے۔ اب اس میں بھی اختلاف ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کتنی مدت شکم ماہی میں رہے۔ اس کے متعلق ہمارے سامنے سات قول ہیں:

اول عبداللہ بن احمد زوائد الزہد میں شعبی سے راوی ہیں: قَالَ اِلْتَقَمَهُ الْحُوْتُ ضُحًى وَلَفَظَهٗ عَشِيَّةً وَ كَاَنَّهٗ اَرَادَ حِيْنَ اَظْلَمَ اللَّيْلُ۔ دوپہر کو مچھلی نے لقمہ کیا شام کو اگل دیا۔

دوسرا قول عبد بن حمید وغیرہ قتادہ سے ہے: اِنَّهٗ لَبِثَ فِيْ جَوْفِهٖ ثَلَاثًا۔ آپ مچھلی کے پیٹ میں تین گھڑی رہے۔

تیسرا قول کتب اہل کتاب سے ہے: ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَ ثَلَاثَ لَيَالٍ۔ تین دن تین رات رہے۔

چوتھا قول حضرت عطاء اور ابن جبیر سے ہے: سَبْعَةَ اَيَّامٍ۔ سات دن آپ جوف ماہی میں رہے۔

پانچواں قول ضحاک سے ہے: عِشْرِيْنَ يَوْمًا۔ بیس دن رہے۔

چھٹا قول سید المفسرین ابن عباس اور ابن جریج اور ابی مالک اور سدی اور مقاتل بن سلیمان اور کلبی اور عکرمہ سے ہے: اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا۔ چالیس دن آپ شکم ماہی میں رہے۔

ساتواں قول صاحب بحر کا ہے وہ کہتے ہیں صحیح روایت مدت لبث کی ہمیں نہیں ملتی جس سے ہم یہ بتا سکیں کہ کتنی مدت آپ رہے۔

البتہ یہ قطعی یقینی ہے کہ آپ کشتی سے بطن ماہی میں تشریف لے گئے اور وَهُوَ سَقِيْمٌ جو فرمایا اس سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ بطن حوت کی حرارت کا اثر بھی آپ کے جسد اطہر پر ہوا۔

چنانچہ ابن عباس اور سدی کہتے ہیں: اِنَّهٗ عَادَ بَدْنُهٗ كَبَدْنِ الصَّبِيِّ حِيْنَ يُوْلَدُ۔ آپ کا جسم اس بچے کی مانند ہو گیا تھا جو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔

اور ابن جبیر کہتے ہیں: اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُلْقِيَ وَلَا شَعْرَ لَهٗ وَلَا جِلْدَ وَلَا ظُفُرَ۔ حضرت یونس علیہ السلام کی یہ حالت ہوگئی تھی کہ آپ کے جسم پر نہ بال تھے نہ کھال نہ ناخن چنانچہ آگے ارشاد ہے:

وَاَنْۢبَتْنَا عَلَیْهِ شَجَرَةً مِّنْ یَّقْطِیْنٍ ﴿۱۴۶﴾ ۔اور اگا دیا ہم نے اس پر ایک درخت یقطین کا۔

اور یقطین اگر قطن سے لیں تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آپ پر مثل خیمہ کوئی سایہ بنا دیا گیا۔

اور طبرسی کہتے ہیں کہ یہ سایہ عارضی کیا گیا تھا نہ کہ پختہ

اور ابن مسعود، ابو ہریرہ، عمرو بن میمون، قتادہ، عکرمہ، ابن جبیر اور مجاہد کہتے ہیں وہ درخت خرما یا تیجی یا گھیا تھا۔ وَ هُوَ الْقَرْعُ الْمَعْرُوْفُ ۔اور گھیا کا درخت مشہور وہی ہے جسے عربی میں قرع بھی کہتے ہیں۔

اور حدیث میں ہے: وَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُحِبُّهٗ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیا یعنی گھیا محبوب تھا۔

اور آلوسی فرماتے ہیں: اَنْبَتَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى مَظَلَّةً عَلَیْهِ لِاَنَّهَا تَجْتَمِعُ خِصَالًا - بَرْدُ الظِّلِّ وَالْمَلْمَسِ وَعُظْمُ الْوَرَقِ وَاِنَّ الذُّبَابَ لَا یَقَعُ عَلَیْهَا وَ كَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِرِقَّةِ جِلْدِهٖ بِمُكْثِهٖ فِیْ بَطْنِ الْحُوْتِ یُؤْذِیْهِ الذُّبَابُ وَ مَمَاسَّةُ مَا فِیْهِ خُشُوْنَةٌ وَ یُؤْلِمُهٗ حَرُّ الشَّمْسِ وَ یَسْتَطِیْبُ بَارِدَ الظِّلِّ فَلَطَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهٖ بِذٰلِكَ۔

اللہ تعالیٰ نے اس بیل کو درخت کی شکل میں پیدا فرمایا تا کہ وہ آپ پر سایہ گستر رہے اس لئے کہ اس درخت میں متعدد خصائل ہیں:

یہ کہ سایہ میں برودت ہے۔

ہاتھ لگانے میں نہایت نرم اور چکنا ہے۔

اس کے پتے بڑے بڑے اور چوڑے ہیں جو سایہ پورا کرتے ہیں۔

مکھی اس پر اور اس کے پتوں پر نہیں بیٹھتی۔

اس کے چکنے ہونے اور نرم ہونے کی وجہ سے یہی درخت حضرت یونس علیہ السلام پر سایہ کرنے کے لئے مخصوص کیا گیا اس لئے کہ آپ شکم ماہی میں رہنے سے مثل جنین مضمحل ہو گئے۔ اور ایسی حالت میں مکھی سے محفوظ رکھنا ضروری تھا اور سایہ بھی ضروری تھا کہ حرارت شمس آپ کو اذیت نہ پہنچا سکے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کا لطف و کرم تھا جو اس نے اپنے نبی پر فرمایا۔

اور ایک روایت ہے کہ گھیا کے پتے اس کے لئے انفع ترین ہیں جس کی جلد کچی ہو جائے اور یہ بیل درخت کی شکل میں قدرت الٰہی سے ہوگئی۔

ابو حیان یہ بھی کہتے ہیں کہ بیل کا درخت کی شکل میں ہو جانا خارق عادات امور سے ہے تا کہ وہ آپ پر سایہ کرتا رہے۔

اور عبید بن حمید اور ابن جریر ابن جبیر سے ناقل ہیں کہ كُلُّ شَجَرَةٍ لَّا سَاقَ لَهَا فَهُوَ مِنَ الْیَقْطِیْنِ ۔ ہر وہ درخت جس کا تنا نہ ہو اسے یقطین کہا جاتا ہے وَالَّذِیْ یَكُوْنُ عَلٰى وَجْهِ الْاَرْضِ مِنَ الْبِطِّیْخِ وَ الْقِثَّاءِ ۔ اور جو زمین پر اگتا ہے وہ تربوز یا ککڑی ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ اَنَّهٗ سُئِلَ عَنِ الْیَقْطِیْنِ اَهُوَ الْقَرْعُ قَالَ لَا وَلٰكِنَّهَا شَجَرَةٌ سَمَّاهَا اللّٰهُ الْیَقْطِیْنَ ۔ یقطین کے متعلق سوال کیا گیا کہ وہ کدو گھیا ہے فرمایا نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے سایہ کے

Marfat.com

لئے جو درخت پیدا فرمایا اس کا نام یقطین رکھا۔

اور ایک قول ہے: شَجَرَةُ الْيَقْطِيْنِ هِيَ شَجَرَةُ الْمَوْزِ تُغَطِّي بِوَرَقِهَا وَ تُظِلُّ بِاَغْصَانِهَا وَاَفْطَرَ عَلٰى ثِمَارِهَا وَ قِيْلَ شَجَرَةُ التِّيْنِ وَالْاَصَحُّ مَا تَقَدَّمَ۔ یقطین کیلے کے درخت کو کہتے ہیں اس نے اپنے پتوں سے حضرت یونس علیہ السلام پر سایہ کیا اور اس کے پھل سے آپ نے افطار فرمایا۔

ایک قول ہے وہ انجیر کا درخت تھا اور صحیح پہلی ہی روایت ہے۔

اور احمد نے زہد میں فرمایا جس کے راوی وہب ہیں کہ جب آپ دریا سے نکلے تو آپ کو نیند آ گئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ پر گھیا اگا دیا وہ دن بھر سایہ کرتا رہتا۔

ایک روایت ہے کہ گھیا کا سایہ کر دیا اور غیب سے ایک بکری صبح و شام آ کر آپ کو دودھ پلا جاتی۔

ایک روایت ہے کہ جب آپ دریا سے نکلے تو آپ کو نیند آ گئی اللہ تعالیٰ نے آپ پر گھیا کی بیل اگا دی وہ تمام دن آپ پر سایہ کرتی رہی آپ نے اس کا سبزہ اور سایہ دیکھ کر مسرت حاصل کی پھر آپ سو گئے اب جو جاگے تو دیکھا وہ خشک ہو گئی ہے تو آپ غمگین ہوئے۔

تو ارشاد ہوا یونس تم وہ ہو کہ پیدا بھی نہ ہوئے تھے اور آج اس درخت کے خشک ہو جانے پر غمگین ہوتے ہو اور ہم وہ ہیں کہ ایک لاکھ آپ کے امتی پیدا کئے بلکہ اس سے بھی زائد پھر ان پر رحم فرمایا اور وہ اہل نینوٰی ہیں جس کا ذکر آگے فرمایا:

وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ يَزِيْدُوْنَ ﴿۱۴۷﴾ ۔ اور ہم نے بھیجا اسے ایک لاکھ یا اس سے زائد کی طرف۔

فَاٰمَنُوْا فَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِيْنٍ ﴿۱۴۸﴾ ۔

تو وہ یونس پر ایمان لے آئے تو ہم نے ایک مدت تک انہیں جینے بسنے کی عمر دی۔ اس لئے کہ یہ لوگ آپ کی بعثت کے بعد ایمان نہیں لائے تھے۔

چنانچہ روایت ہے کہ جب یونس علیہ السلام ان سے علیحدہ ہو گئے تو انہوں نے عذاب دیکھا تو خوفزدہ ہو کر ایمان لے آئے۔ اسی کے متعلق ارشاد فرمایا فَاٰمَنُوْا۔ (روح)

اور حضرت یونس علیہ السلام کے قصہ کے متعلق ایک طویل حدیث ہے جس میں مفصل بیان ہے جسے احمد نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ

حضرت یونس علیہ السلام جب شکم ماہی سے میدان میں آ گئے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کدو کی بیل یا کیلہ یا انجیر پیدا کیا اور آپ کی حالت صحت یاب ہو گئی تو آپ وہاں سے نکلے تو راہ میں ایک لڑکا بکریاں چراتا ہوا ملا۔ آپ نے فرمایا اے لڑکے! تو کس قوم سے ہے؟

اس نے کہا میں حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے ہوں۔

آپ نے فرمایا جب تو اپنی قوم میں جائے تو اسے میرا سلام کہنا اور کہہ دینا میں حضرت یونس علیہ السلام سے مل کر تمہیں ان کا سلام پہنچا رہا ہوں۔

غلام نے عرض کیا اگر آپ یونس ہیں تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ میرے اس بیان کو قوم جھوٹ سمجھے گی اور جھوٹا قتل کیا جاتا ہے۔

تو اس بیان پر میرے لئے گواہ کی ضرورت ہے۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا یہ درخت تیرا گواہ ہے اور یہ مقام تیرے حق میں شہادت دے گا۔

غلام نے عرض کی حضور اسے حکم فرما دیں۔

آپ نے اس مقام اور درخت کو حکم دیا کہ جب یہ لڑکا آئے تو تم گواہی دینا۔ درخت اور بقعہ نے اقرار کیا۔

اب یہ لڑکا قوم میں آیا اور اس کے بھائی اس واقعہ کے بیان کرنے سے روکتے رہے مگر وہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور کہنے لگا میں حضرت یونس علیہ السلام سے ملا ہوں انہوں نے آپ کو سلام کہا ہے۔

بادشاہ نے یہ سن کر اسے جھوٹا قرار دیا اور قتل کا حکم دے دیا۔

لڑکے نے کہا حضور میرے پاس گواہ ہے۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کے گواہ دیکھو چنانچہ وہ آدمیوں کو اس درخت اور بقعہ پر لایا اور کہا میں تمہیں خدا کی قسم دیتا ہوں کیا میں نے حضرت یونس علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔

درخت اور بقعہ نے شہادت دی۔

چنانچہ ان آدمیوں نے آکر بادشاہ کے حضور تصدیق کی۔

بادشاہ نے کہا تیری شہادت شجرہ اور بقعہ نے دی اور لڑکے کا ہاتھ پکڑ کر اپنی مسند پر بٹھالیا اور کہا تو اس مسند کا زیادہ حقدار ہے میرے مقابلہ میں۔

چنانچہ چالیس سال تک یہ لڑکا اس ملک کا حکمران رہا۔

اس واقعہ سے یہ امر بھی واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت یونس علیہ السلام قوم میں واپس تشریف نہیں لائے جب تک کہ مچھلی کا واقعہ اور بقیہ قصہ پورا نہ ہو گیا۔

تو ارسال اول میں قوم نے انحراف کیا جس پر ارشاد ہے وَاِنَّ یُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۔

اور ارسال ثانی بعد لقمۂ حوت آپ کا تشریف لانا اہل نینویٰ کی طرف نہیں ہوا چنانچہ اسرائیلیات سے بھی یہ امر واضح ہوتا ہے اور وَاَرْسَلْنٰهُ اِلٰى مِائَةِ اَلْفٍ اَوْ یَزِیْدُوْنَ پر آلوسی روایت کرتے ہیں کہ ایک لاکھ پر بیس ہزار زائد تھے۔

اور مفصل قصہ یونس علیہ السلام یہ ہے جو کتب اہل کتاب سے روح المعانی میں نقل کیا گیا

مفصل قصہ یونس علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے اہل نینویٰ کو دعوت اسلام دینے کے لئے آپ کو بھیجا۔

آپ کے مقام سے نینویٰ کا راستہ تین روز میں قطع ہوتا تھا اور اہل نینویٰ شر و فساد میں مشہور تھے۔ آپ نے انہیں دعوت اسلام دی انہوں نے قبول کرنے سے انکار کیا آپ نے انہیں عذاب سے ڈرایا اور تین روز میں عذاب آنے کی خبر دی تیسرے دن جب عذاب نہ آیا آپ وہاں سے نکل پڑے۔ آپ مقام ترسیس میں تشریف لائے اور وہاں سے یافا آئے۔

یہاں آپ نے کشتی دیکھی جو جانے والی تھی۔ اس میں سواریاں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ نے بھی کرایہ دے کر اس میں سواری فرمائی۔

Marfat.com

اچانک چاروں طرف سے طوفانی ہوائیں اٹھیں اور موجوں کا تلاطم ہونے لگا اور کشتی چکرا کر ڈوبنے کے قریب آ گئی تو ملاح گھبرا گئے اور کشتی کا بہت سا سامان دریا میں ڈالنا شروع کیا تا کہ کشتی ہلکی ہو جائے۔

حضرت یونس علیہ السلام کشتی کے بیچ میں تشریف لا کر سو گئے حتیٰ کہ آپ کا تنفس بلند ہو گیا۔ کشتی کا مالک آپ کے پاس آیا اور بولا آپ بے فکر سو رہے ہیں اٹھیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیجئے تا کہ اللہ خلاصی عطا فرمائے اور ہمیں ہلاکت سے محفوظ فرمائے

اور کشتی والوں نے آپس میں گفتگو کرنی شروع کی کہ قرعہ اندازی کر کے یہ معلوم کرنا چاہیے کہ اس بلا کا موجب کون ہے۔

چنانچہ قرعہ اندازی میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام آیا۔

لوگوں نے آپ سے استفسار کیا کہ ہمیں بتائیے کہ آپ نے ایسا کیا کام کیا ہے جس سے یہ مصیبت ہم پر آئی اور آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جا رہے ہیں آپ کس قوم سے ہیں اور کس قبیلہ سے آپ کا نکاس ہے؟

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا میں اس اللہ کا بندہ ہوں جو زمین و آسمان کا رب ہے اور خالق بحر و بر ہے اور اپنا سب حال انہیں سنایا۔

لوگ آپ سے سخت خائف ہوئے اور کہنے لگے آپ نے ایسا کیوں کیا اور ملامت کرنے لگے۔ پھر آپ سے ہی سوال کیا کہ اب آپ ہی فرمائیں کہ ہم اب کیا کریں جس سے کشتی سکون پکڑے اور دریا طوفان سے سکون پر آئے۔

آپ نے فرمایا مجھے دریا میں ڈال دو دریا ساکن ہو جائے گا اس لئے کہ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہے۔

لوگوں نے بہت کوشش کی کہ کسی طرح آپ کو کشتی سے خشکی پر اتار دیں۔ مگر ایسا نہ کر سکے اور خشکی پر اتارنے میں کامیاب نہ ہوئے۔

آخرش مجبوراً حضرت یونس علیہ السلام کو کشتی والوں کی نجات کے لئے دریا میں ڈال دیا اور علی الفور دریا میں سکون آ گیا۔

ادھر منجانب اللہ عزوجل ایک بڑی مچھلی کو حکم ہوا کہ آپ کو نگل کر محفوظ رکھے۔ چنانچہ آپ اس کے پیٹ میں تین دن تین رات رہے اور اس کے پیٹ میں تسبیح و تہلیل فرماتے رہے اور نجات کی درخواست کی۔

تو اللہ تعالیٰ نے مچھلی کو حکم دیا کہ انہیں خشکی میں اگل دے چنانچہ فَنَبَذْنٰهُ بِالْعَرَآءِ وَهُوَ سَقِيْمٌ قرآن پاک میں بھی ارشاد ہے کہ اس مچھلی نے آپ کو میدان میں ڈال دیا اس وقت آپ سقیم و نحیف اور کمزور تھے۔

پھر جناب باری تعالیٰ عز شانہ کی طرف سے حضرت یونس علیہ السلام کو حکم ہوا قُمْ وَامْضِ اِلٰى نِيْنَوٰى کھڑے ہو اور نینویٰ پہنچو۔ وَ نَادِ فِيْ اَهْلِهَا كَمَا اَمَرْتُكَ مِنْ قَبْلُ اور وہاں کے لوگوں کو ہدایت کرو جس کا ہم نے تمہیں اس سے قبل حکم دیا تھا۔ فَمَضٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ نَادٰى تُخْسَفُ نِيْنَوٰى بَعْدَ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ۔ چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام ان میں پہنچے اور انہیں پکار کر فرمایا نینویٰ تین دن بعد دھنس جائے گا۔

فَاٰمَنَتْ رِجَالُ نِيْنَوٰى بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَ نَادَوْا بِالصِّيَامِ وَلَبِسُوا الْمُسُوْحَ جَمِيْعًا وَّ وَصَلَ الْخَبَرُ اِلَى الْمَلِكِ فَقَامَ عَنْ كُرْسِيِّهٖ وَ نَزَعَ حُلَّتَهٗ وَ لَبِسَ مُسُوْحًا وَّ جَلَسَ عَلَى الرَّمَادِ وَ نُوْدِيَ اَنْ لَّا يَذُوْقَ اَحَدٌ مِّنَ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ طَعَامًا وَّ لَا شَرَابًا وَّ جَارُوْا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَجَعُوْا عَنِ الشَّرِّ وَالظُّلْمِ فَرَحِمَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى فَلَمْ يَنْزِلْ بِهِمُ الْعَذَابُ فَحَزِنَ يُوْنُسُ وَ قَالَ اِلٰهِيْ مِنْ هٰذَا هَرَبْتُ فَاِنِّيْ عَلِمْتُ

اَنَّکَ الرَّحِیْمُ الرَّؤُفُ الصَّبُوْرُ التَّوَّابُ یَا رَبِّ خُذْ نَفْسِیْ فَالْمَوْتُ خَیْرٌ لِّی مِنَ الْحَیَاتِ۔

یہ سن کر نینویٰ والے ایمان لے آئے اور انہوں نے اعلان کر دیا کہ روزے رکھیں اور سب ٹاٹ پہنیں یہ خبر بادشاہ کو پہنچی وہ سنتے ہی اپنی کرسی سے اٹھا اور لباس شاہی اتار کر لباس ٹاٹ کا ملبس کیا اور خاک پر بیٹھ گیا اور اعلان کر دیا کہ کوئی کسی سے کچھ لے کر نہ کھائے جانوروں سے کوئی گوشت نہ لے نہ دودھ پئے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع رہے اور شرک اور جور وظلم سے رک جائے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم فرما دیا اور عذاب آتا ہوا رک گیا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے دیکھا کہ عذاب موعود نہیں آیا تو غمگین ہوئے کہ میں ان میں جھوٹا کہلاؤں گا تو آپ نے بارگاہ الٰہی عزوجل میں عرض کی خدایا میں یہاں سے جاتا ہوں۔

اس لئے کہ میں جانتا ہوں تو رحیم رؤف، صبور اور توبہ قبول کرنے والا ہے یا اللہ اب تو میری جان قبض کر لے اس لئے کہ مجھے موت اس زندگی سے بہتر ہے جس میں مجھے اپنی قوم کے آگے جھوٹا بننا پڑا تو ارشاد ہوا: یَا یُوْنُسُ حَزِنْتَ مِنْ هٰذَا جِدًّا۔ اے یونس: کیا تمہیں اس کا بہت زیادہ رنج ہے۔

عرض کی: نَعَمْ یَا رَبِّ۔ ہاں اے میرے رب! وَ خَرَجَ یُوْنُسُ وَ جَلَسَ مُقَابِلَ الْمَدِیْنَةِ وَصَنَعَ لَهٗ هُنَاکَ مَظِلَّةً وَّ جَلَسَ تَحْتَهَا اِلٰی اَنْ یَّرٰی مَا یَکُوْنُ فِی الْمَدِیْنَةِ۔ اور یونس علیہ السلام نکلے اور شہر کے سامنے ایک چھپر بنا کر اس میں بیٹھ گئے تاکہ آپ شہر والوں کے کوائف سے آگاہ ہوسکیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ کدو درخت بن کر آپ کو سایہ کرے چنانچہ اس ٹھنڈے سایہ سے آپ بہت خوش ہوئے۔

تو اللہ تعالیٰ نے کیڑے کو حکم دیا اس نے یقطین کو کھوکھلا کر دیا وہ سوکھ گیا۔

پھر باد سموم آئی اور سورج حضرت یونس علیہ السلام کی طرف چڑھا حتیٰ کہ آپ دھوپ سے گھبرا گئے اور موت پسند فرمانے لگے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا:

یَا یُوْنُسُ اَحَزِنْتَ جِدًّا عَلَی الْیَقْطِیْنِ۔ اے یونس کیا کدو کے خشک ہونے سے آپ کو بہت رنج ہوا۔ آپ نے عرض کی: بے شک اے میرے رب! مجھے بہت زیادہ رنج ہوا۔

ارشاد الٰہی عزوجل ہوا یونس تم صرف درخت کے خشک ہونے پر غمگین ہو گئے اور ہمیں نینویٰ کی بستی کی ہلاکت پر بھی رحم نہ آتا جو بارہ بستیوں میں لوگ آباد ہیں اور وہ اپنا دایاں بایاں کچھ نہیں جانتے اور ان کے جانور اور مویشی بکثرت ہیں۔

یہ قصہ اسرائیلیات سے بغرض تفکہ ناظرین لکھ دیا گیا وَکَمْ لِاَهْلِ الْکِتَابِ مِنْ بَاطِلٍ۔

اس کے بعد مشرکین مکہ کے عقائد باطلہ فاسدہ کاسدہ کی طرف رجوع فرما کر اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے:

فَاسْتَفْتِهِمْ اَلِرَبِّكَ الْبَنَاتُ وَلَهُمُ الْبَنُوْنَ ﴿۱۴۹﴾۔

تو اے محبوب! آپ ان سے پوچھیں کیا تمہارے رب کے لئے بیٹیاں ہیں اور ان کے لئے بیٹے۔

عرب میں قبیلہ جہنیہ، سلیم، خزاعہ اور بنی ملیح کا یہ عقیدہ تھا کہ ملائکہ معاذ اللہ عزوجل اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔ تَعٰلٰی عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا کَبِیْرًا۔ اسی طرح یہود کا عقیدہ تھا کہ حضرت عزیر علیہ السلام ابن اللہ ہیں اور عیسائی کہتے تھے کہ حضرت عیسیٰ

Marfat.com

علیہ السلام خدا عزوجل کے بیٹے ہیں ان سب کا رد اور بطلان فرمایا گیا اور فرمایا تم میں جو رسول آئے انہوں نے تمہیں بتایا سمجھایا مگر تم اپنے باطل اعتقاد پر اڑے ہوئے ہو۔ چنانچہ ارشاد ہے:

بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰی یَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ۔ زمین اور آسمان کا بنانے والا کائنات کا خالق اس کے لئے اولاد قرار دینا عقل کا نقصان اور سمجھ کی کوتاہی ہے۔ رب السموات والارض کے لئے اپنے جیسا کنبہ قرار دینا بے شعوری اور کفر صریح ہے۔

اسی لئے فَاسْتَفْتِهِمْ فرما کر ارشاد ہوا کہ اپنے لئے بیٹے اور اللہ تعالیٰ کے لئے جو بیٹیاں پسند کر رہے ہیں وہ کتنے بے عقل ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس سوال پر مامور فرمانا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرافت تام اور اعزاز خاص کے لئے ہے۔ پھر ارشاد ہے:

اَمْ خَلَقْنَا الْمَلٰٓئِكَةَ اِنَاثًا وَّهُمْ شٰهِدُوْنَ ﴿۱۵۰﴾۔

ان سے دریافت فرمایئے کیا ہم نے ملائکہ کو اناث بنایا تو وہ اس امر کا مشاہدہ کر رہے تھے۔

حالانکہ ملائکہ علیہم السلام تو وہ لطیف نورانی اجسام سے ہیں جنہیں سوا انبیاء کرام کوئی دیکھ بھی نہیں سکتا۔ انہیں کم از کم اتنا ہی سوچنا تھا کہ ملائکہ علیہم السلام جب ان سے اقویٰ اور اعظم تقدس ہیں جو نقائص طبعی سے بھی منزہ ہیں وہ اناث کیسے ہو سکتے ہیں اس لئے کہ انوثیت تو اخس صفات حیوانیت سے ہے اس لئے دوسری جگہ ارشاد فرمایا اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ۔ کیا وہ پیدائش ملائکہ کے وقت حاضر تھے آخر فیصلہ فرمایا:

اَلَآ اِنَّهُمْ مِّنْ اِفْكِهِمْ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۱۵۱﴾ وَلَدَ اللّٰهُ ۙ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۱۵۲﴾۔

خبردار رہو یہ سب کچھ ان کا افتراء صریح اور کذب قبیح ہے۔ اور

بعض ان کے یہ بھی کہتے ہیں یعنی عیسائی اور یہودی۔

وَلَدَ اللّٰهُ۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اولاد ہے اور حضرت عزیر اور عیسیٰ علیہما السلام کو ابن اللہ بناتے ہیں۔

اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ۔ یقیناً وہ نرے جھوٹے کذاب ہیں۔

عربی میں افک بمعنی اتہام و کذب مستعمل ہے۔

اَصْطَفَى الْبَنَاتِ عَلَى الْبَنِيْنَ ﴿۱۵۳﴾۔ کیا بیٹوں پر اس نے بیٹیاں چنیں۔

عربی میں اصطفاء کہتے ہیں: اَخْذُ صَفْوَةِ الشَّیْءِ لِنَفْسِهٖ۔ کسی شے کی صفت خاص کو اپنے لئے پسند کر لینا۔ آخر میں ارشاد ہے:

مَا لَكُمْ ٝ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۱۵۴﴾ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۱۵۵﴾۔

تمہیں کیا ہو گیا کیسے محاکمہ کرتے ہو کیا تم ہدایت نہیں لیتے۔

اَمْ لَكُمْ سُلْطٰنٌ مُّبِيْنٌ ۙ ﴿۱۵۶﴾ فَاْتُوْا بِكِتٰبِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۵۷﴾۔

کیا تمہارے پاس کوئی روشن دلیل ہے تو لاؤ اپنی دلیل اگر تم سچے ہو۔

یعنی اگر تمہارے پاس کوئی حجت واضح ہے جو آسمان سے تم پر اتری ہے کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں تو لاؤ اپنے صحت دعویٰ پر

Marfat.com

ناطق دلیل اگر تم سچے ہو۔

اس کے بعد ان مشرکین کے اوہام باطلہ کا رد ہے جو جن وشیاطین اور رب العزت جل مجدہ تبارک وتعالیٰ شانہ کے مابین رشتۂ مصاہرت قرار دیتے ہیں۔

چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ان لوگوں سے علی سبیل التکبیت سوال فرمایا: فَمَنْ اُمَّهَاتُهُمْ تو ان کی مائیں کون ہیں فَقَالُوْا بَنَاتُ سَرَوَاتِ الْجِنِّ۔ تو بولے جنوں کی بیٹیاں۔

چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سے بھی یہی روایت ہے۔

اور ایک قول یہ بھی ہے کہ زنادقہ کا یہ عقیدہ تھا کہ شیطان اور اللہ تعالیٰ معاذ اللہ بھائی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ خیر کریم ہے اور ابلیس لعین شریر لئیم۔ اس کا رد فرمایا گیا جیسا کہ ارشاد ہے:

وَجَعَلُوْا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِنَّةِ نَسَبًا ؕ وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾۔

اور ان زندیقوں نے اللہ تعالیٰ اور شیاطین میں رشتہ بنایا اور حقیقت حال یہ ہے کہ جن جانتے ہیں کہ وہ ضرور حاضر کئے جائیں گے۔ چنانچہ

طبرسی کلبی سے اور امام رازی رحمہم اللہ بھی یہی فرماتے ہیں کہ یہ مذہب مجوس کا تھا وہ کہتے تھے کہ یزدان اور اہرمن۔ ان میں سے ایک نوری ہے اور ایک ظلمت ہے لیکن اس اعتقاد کی اصل قریش اور ان کے قبائل میں نہیں ملتی۔

اور مجاہد اور عبد بن حمید عکرمہ سے راوی ہیں اور ابن ابی شیبہ ابی صالح سے کہ اِنَّ الْمُرَادَ بِالْجِنَّةِ الْمَلٰئِكَةُ۔ جنہ سے مراد ملائکہ ہی ہیں۔

اور کہتے ہیں کہ جن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ وَجْهُ التَّسْمِيَةِ بِالْجِنِّ الْاِسْتِتَارُ عَنْ عُيُوْنِنَا فَالْجِنُّ وَ الْجِنَّةُ بِمَعْنٰى مَفْعُوْلٍ مِنْ جَنَّهٗ اِذَا سَتَرَهٗ۔ جن ہماری نظروں سے مستتر ہے تو جن اور جنہ بمعنی مفعول ہے اور جنہ اس وقت بولتے ہیں جب اس میں پوشیدہ ہو جائیں۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ نَوْعًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ يُسَمَّى الْجِنُّ۔ ایک قسم ملائکہ کی وہ ہے جنہیں جن کہا جاتا ہے وَ مِنْهُمْ اِبْلِيْسُ اور انہیں سے ابلیس علیہ اللعنۃ ہے۔

لیکن قرآن کریم میں ابلیس کو كَانَ مِنَ الْجِنِّ فرمایا گیا مگر ملائکہ کو جن نہیں کہا بنابریں یہ اقوال من حیث الاقوال منقول کئے گئے حقیقت وہی ہے جو قرآن کریم سے واضح ہے۔ اور

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْجِنَّةُ اِنَّهُمْ لَمُحْضَرُوْنَ اسی لئے فرمایا کہ ان سے رشتہ ماننے والے زنادقہ خالص گمراہ ہیں اس لئے کہ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمَتِ الشَّيَاطِيْنُ اَیْ جِنُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى يُحْضِرُهُمْ وَلَا بُدَّ لَهُمُ النَّارُ وَيُعَذِّبُهُمْ بِهَا۔ اور قسم بخدا شیاطین الجن اور تمام جن جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں محشور فرمائے گا اور لازمی طور پر ان کے لئے جہنم ہے اور انہیں عذاب دے گا۔

یا اس کے یہ معنی ہیں: وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْمَلٰئِكَةُ الَّذِيْنَ جَعَلُوْا بَيْنَهٗ تَعَالٰى وَ بَيْنَهُمْ نَسَبًا وَّ قَالُوْا بَنَاتُهٗ اِنَّ الْكَفَرَةَ لَمُحْضَرُوْنَ النَّارَ مُعَذَّبُوْنَ بِهَا لِكِذْبِهِمْ وَاِفْتِرَائِهِمْ فِیْ قَوْلِهِمْ ذٰلِكَ۔

Marfat.com

قسم بہ خدا ملائکہ انہیں جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ اور اجنہ کے مابین نسب بناتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ملائکہ اس کی معاذ اللہ بیٹیاں ہیں کہ یہ تمام کفار ضرور جہنم میں ہوں گے اور عذاب دیئے جائیں گے اپنے جھوٹے خیال اور افتراء کی وجہ سے آخر میں ارشاد ہے:

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾۔ پاک ہے اللہ ان سے جو وہ صفت کرتے ہیں۔

تمام وجوہ سے وہ منزہ ہے اس کے لئے یہ لائق ہی نہیں۔

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۶۰﴾۔ مگر اللہ کے خالص بندے۔

یہ استثناء منقطع ہے الھم لمحضرون سے یعنی مخلص بندے جہنم میں نہیں جائیں گے کہ وہ نجات یافتہ ہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

فَاِنَّكُمْ وَ مَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ مَاۤ اَنْتُمْ عَلَیْهِ بِفٰتِنِیْنَ ﴿۱۶۲﴾ اِلَّا مَنْ هُوَ صَالِ الْجَحِیْمِ ﴿۱۶۳﴾۔

تو تم اور جسے تم پوجتے ہو اس پر قدرت نہیں رکھتے کہ مومنین کو فتنہ میں ڈالو مگر وہی جو تقدیر الٰہی میں جہنم سے ملنے والے ہیں۔

یعنی جب تمہیں یہ معلوم ہو گیا کہ مومنین مخلصین نجات یافتہ ہیں تو تم انہیں فتنۂ کفر میں مبتلا نہیں کر سکتے مگر وہی جن کے لئے جہنم مقدر ہو چکا ہے گویا یہ ارشاد ہے: اِنَّكُمْ وَ اٰلِهَتَكُمْ قُرَنَاءُ لَا تَبْرَحُوْنَ تَعْبُدُوْنَهَا ثُمَّ قِیْلَ مَا اَنْتُمْ عَلٰی عِبَادَةِ مَا یَعْبُدُوْنَ بِبَاعِثِیْنَ اَوْ حَامِلِیْنَ عَلٰی طَرِیْقِ الْفِتْنَةِ وَ الْاِضْلَالِ اَحَدًا اِلَّا مَنْ سَبَقَ فِیْ عِلْمِهٖ تَعَالٰی اَنَّهٗ مِنْ اَهْلِ النَّارِ۔ یعنی تم اور تمہارے ساتھی جنہیں تم پوجتے ہو اس کے ساتھ فتنہ کی راہ پر نہیں ڈال سکتے اور کسی کو گمراہ نہیں کر سکتے مگر اسی آدمی کو جو علم الٰہی میں جہنمی لکھا گیا ہے۔

قَالَ فِی الْكَشْفِ وَ مَعْنَی الْاٰیَةِ اَیْ عَلَیْهِ اِنَّكُمْ یَا كَفَرَةُ مَعَ مَعْبُوْدِیْكُمْ لَا یَتَسَهَّلُ لَكُمْ اِلَّا اَنْ تُفْتِنُوْا مَنْ هُوَ ضَالٌّ مِثْلُكُمْ۔ صاحب کشف فرماتے ہیں کہ آیت کے معنی یہ ہیں کہ اے کافرو! تم پر معہ اپنے معبودوں کے آسان نہیں مومنین کو فتنہ میں ڈالنا مگر وہی گمراہ ہو سکتے ہیں جن کے لئے علم اللہ میں جہنمی ہونا مقدر ہو چکا ہے۔

یہ اسلوب بیان ایسا ہی ہے جیسا کہ لبید بن عقبہ بن ابی معیط جَعَلَهُ اللّٰهُ بِمَا هُوَ اَهْلُهٗ نے حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ پر برانگیختہ کرنا چاہا تھا۔ مگر آپ آمادہ نہ ہوئے اور فتنہ میں پڑنے سے محفوظ رہے۔

اس کے بعد ملائکہ مقربین کا اعتراف عبودیت ظاہر فرمایا تا کہ ان کے زعم باطل کا رد ہو جائے حیث قال:

وَ مَا مِنَّاۤ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾۔

ہم میں سے کوئی فرشتہ نہیں مگر اس کا ایک مقرر مقام ہے اور ہم لازمی طور پر صف بستہ پر پھیلائے ہوئے اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

اس آیت کریمہ میں ملائکہ علیہم السلام کا اعتراف عبودیت بیان فرمایا اور جن کا زعم باطل تھا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں اس کا رد فرمایا اور بتایا کہ تمام ملائکہ علیہم السلام عبادت میں جھکے ہوئے اور امر الٰہی عزوجل کے انتظار میں صف بستہ پر پھیلائے ہوئے ہیں وہ امر الٰہی عزوجل سے ذرہ بھر متجاوز نہیں ہو سکتے اور ہر حال میں عظمت ذات کے حضور خشوع و خضوع میں خشیت الٰہی سے

Marfat.com

سر بسجود اور متواضع ہیں جلال الٰہی جل وعلا سے جیسا کہ حدیث میں ہے: فَمِنْهُمْ رَاكِعٌ لَّا يُقِيْمُ صُلْبَهٗ وَ سَاجِدٌ لَا يَرْفَعُ رَاْسَهٗ۔ ملائکہ میں سے ایک جماعت راکع ہے وہ کمر سیدھی نہیں کرتے اور ایک جماعت ساجد ہے جو سر نہیں اٹھاتی۔

اور ترمذی نے بسند حسن اور ابن ماجہ اور ابن مردویہ نے حضرت ابوذر سے روایت کیا ہے: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ اَرٰى مَا لَا تَرَوْنَ وَاَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُوْنَ اِنَّ السَّمَآءَ اَطَّتْ وَ حَقٌّ لَّهَا اَنْ تَئِطَّ مَا فِيْهَا مَوْضَعُ اَرْبَعِ اَصَابِعَ اِلَّا وَ فِيْهِ مَلَكٌ وَاضِعًا جَبْهَتَهٗ سَاجِدًا لِلّٰهِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے بے شک آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا چرچرانا صحیح ہے آسمان میں چار انگل جگہ نہیں مگر اس میں فرشتہ اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ میں پڑا ہے۔

اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ اور محمد بن نصر رحمہم اللہ مروزی کتاب الصلوٰۃ میں حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں: قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي السَّمَآءِ مَوْضَعُ قَدَمٍ اِلَّا عَلَيْهِ مَلَكٌ سَاجِدٌ اَوْ قَائِمٌ وَ ذٰلِكَ قَوْلُ الْمَلٰٓئِكَةِ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ۔ آپ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آسمان میں ایک قدم جگہ نہیں مگر اس پر ایک فرشتہ ساجد یا قائم ہے اور یہ ہے وہ بیان ملائکہ جو قرآن کریم میں ہے: وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ ﴿۱۶۴﴾ وَّ اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾۔

اور سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں اِلَّا لَهٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ سے مراد قرب و مشاہدہ ہے۔ اور

سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۱۵۹﴾۔

سے مراد تنزیہ ملائکہ ہے جو مشرکین نے کہا کہ ملائکہ بنات اللہ ہیں اور

اِلَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۱۶۰﴾۔

میں براءت مخلصین ہے کہ وہ ایسی گمراہی سے باتیں نہیں کرتے گویا آیت کریمہ میں یوں ارشاد ہے:

وَلَقَدْ عَلِمَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ اِنَّ الْمُشْرِكِيْنَ لَمُعَذَّبُوْنَ لِقَوْلِهِمْ ذٰلِكَ وَقَالُوْا سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ لٰكِنْ عِبَادَ اللّٰهِ الَّذِيْنَ نَحْنُ مِنْ جُمْلَتِهِمْ بُرَآءُ مِنْ ذٰلِكَ الْوَصْفِ۔ بے شک ملائکہ جانتے ہیں کہ مشرکین ضرور معذب ہوں گے اپنے اس قول کی وجہ میں اور ملائکہ نے کہا وہ ذات تعالیٰ شانہ پاک ہے ایسی باطل اور گمراہ باتوں سے جو مشرکین کہتے ہیں لیکن ہم اللہ کے بندے وہ ہیں کہ ان کی ان باتوں سے بری ہیں اور ایسے اوصاف بیان کرنے سے محترز ہیں۔ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ۔ جو جنوں کے پرستار ہیں وہ جہنمی ہیں اور

اِنَّا لَنَحْنُ الصَّآفُّوْنَ ﴿۱۶۵﴾۔ میں یہ بھی تصریح ہے کہ ملائکہ عبادت الٰہی عزوجل میں صف بستہ ہیں۔

اس پر متعدد قول ہیں:

قَالَ نَاصِرُ الدِّيْنِ اَيْ فِيْ اَدَآءِ الطَّاعَةِ وَ مَنَازِلِ الْخِدْمَةِ۔ ناصر الدین کہتے ہیں کہ ملائکہ اداء اطاعت اور منازل خدمت میں صف بستہ ہیں۔

وَ قِيْلَ الصَّافُّوْنَ حَوْلَ الْعَرْشِ مُنْتَظِرُوا الْاَمْرِ الْاِلٰهِيْ۔ ایک قول یہ ہے کہ ملائکہ صف بستہ منتظر حکم الٰہی کھڑے ہیں۔

وَ قِیلَ صَافُّوْنَ اَجْنِحَتَهَا فِی الْهَوَآءِ مُنْتَظِرِیْنَ مَایُوْمَرُ ۔ پھر پھیلائے ہوئے انتظار امر الٰہی کر رہے ہیں کہ کیا حکم ہوتا ہے۔

وَ اَخْرَجَ مُسْلِمٌ عَنْ حُذَیْفَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فُضِّلْنَا عَلَی النَّاسِ بِثَلَاثٍ جُعِلَتْ صُفُوْفُنَا کَصُفُوْفِ الْمَلٰئِکَةِ وَ جُعِلَتْ لَنَا الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَ جُعِلَتْ لَنَا تُرْبَتُهَا طُهُوْرًا اِذَا لَمْ نَجِدِ الْمَآءَ ۔ ہمیں آدمیوں میں تین فضیلتیں حاصل ہیں:

ہماری عبادت میں ملائکہ کی صفوں کی طرف صفیں ہیں۔

ہمارے لئے روئے زمین مسجد کی گئی۔

ہمارے لئے زمین کی مٹی پاک کی گئی جب ہم پانی نہ پاسکیں۔

وَ اِنَّا لَنَحْنُ الْمُسَبِّحُوْنَ ﴿۱۶۶﴾ ۔ اور ہم ضرور اس کی تسبیح کرتے ہیں۔

یعنی اس کو منزہ سمجھتے ہیں ان صفات سے جو اس کے لائق نہیں اور مسبحون کے اور معنی بھی ہیں۔

اَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ وَ غَیْرُهٗ عَنْ قَتَادَةَ اَنَّهٗ قَالَ الْمُسَبِّحُوْنَ اَیِ الْمُصَلُّوْنَ ۔ مسبحون سے مراد مصلون ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ کُلَّ تَسْبِیْحٍ فِی الْقُرْاٰنِ بِمَعْنَی الصَّلٰوةِ ۔ قرآن کریم میں تمام تسبیح جو مذکور ہیں وہ بمعنی نماز ہیں۔

وَ اِنْ کَانُوْا لَیَقُوْلُوْنَ ﴿۱۶۷﴾ لَوْ اَنَّ عِنْدَنَا ذِکْرًا مِّنَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۶۸﴾ لَکُنَّا عِبَادَ اللّٰهِ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۱۶۹﴾ فَکَفَرُوْا بِهٖ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۱۷۰﴾ ۔

اور بے شک یہ کفار قریش کہتے ہیں کہ حضور کی بعثت سے پہلے کہ اگر ہمارے پاس ہوتی پہلے سے کوئی کتاب تو ہم ضرور مخلص بندوں سے ہوتے تو کفر کیا انہوں نے قرآن کے ساتھ تو اس انکار کر بدلہ عنقریب جان لیں گے۔

ترجمہ سے مفہوم آیت کریمہ واضح ہے آگے ارشاد ہے:

وَ لَقَدْ سَبَقَتْ کَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۷۱﴾ اِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُوْرُوْنَ ﴿۱۷۲﴾ وَ اِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ ۔

اور یقیناً قطعاً ہمارا وعدہ ہمارے مرسلین کرام کے ساتھ اول ہی ہو چکا ہے کہ وہ منصور و مظفر ہیں اور ہمارا لشکر لازمی طور پر غالب ہے۔

ایسا ہی ارشاد دوسری جگہ بھی فرمایا گیا: لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِیْ ۔ اور جند سے مراد انبیاء کرام کے متبعین ہیں اور مومنین مشرکین پر ضرور غالب رہیں گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۱۷۴﴾ وَّ اَبْصِرْهُمْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۵﴾ ۔

ان سے ایک مدت تک اعراض فرمائیں اور صبر کیجئے عنقریب یہ اپنے کفر کی سزا دیکھ لیں گے۔

یعنی ابھی اعراض فرمائیں اور قتال کی طرف نہ جائیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مخاطبہ ہے۔

سدی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس کے معنی ہیں کہ بدر کے دن تک اعراض فرمائیں۔

بعض کہتے ہیں حدیبیہ تک صبر و اعراض کا حکم ہے۔

Marfat.com

اور ابن جریر قتادہ رحمہما اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهٗ قَالَ اِلٰی یَوْمِ مَوْتِهِمْ۔ ان کی موت تک انتظار کا حکم ہے۔ اَبْصِرْهُمْ سے مراد ان کا سوء حال اور قطع نکال ہے جو بعد چندے ان پر گزرا کہ قید بھی ہوئے قتل بھی ہوئے۔ اور مسلمانوں نے اپنی فتح و نصرت دیکھی فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ سے مراد مومنین کی فتح اور نصرت دیکھنا ہے اس کے بعد بطریق استفہام توبیخی ارشاد ہے:

اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۷﴾۔

یہ کیا ہمارے عذاب کی جلدی کرتے ہیں تو جب وہ عذاب ان پر میدان میں اترے گا تو وہ صبح کیا ہی ڈراونی بری ہوگی ڈرائے ہوؤں کی۔

آیہ کریمہ کے شان نزول سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مشرکین کا جواب ہے جو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تھا۔ جبیر ابن عباس سے راوی ہیں: قَالُوْا یَا مُحَمَّدُ اَرِنَا الْعَذَابَ الَّذِیْ تُخَوِّفُنَا بِهٖ وَ عَجِّلْنَاهُ فَنَزَلَتْ۔ مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا حضور ہمیں وہ عذاب دکھا دیجئے جس سے آپ ہمیں ڈراتے ہیں اور جلدی کیجئے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور ارشاد ہوا: اَفَبِعَذَابِنَا یَسْتَعْجِلُوْنَ الخ اور جواب دیا گیا:

فَاِذَا نَزَلَ بِسَاحَتِهِمْ فَسَآءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ ﴿۱۷۷﴾۔

تو جب عذاب موعود نازل ہو گیا بِسَاحَتِهِمْ ان کے آنگنوں اور میدانوں میں ساحۃ میدان وسیع کے معنی میں مستعمل ہے۔

تو بری صبح ہوگی ان کے لئے اور صباح عرف میں استعارتاً وقت عذاب کے معنی میں فرمایا گیا جیسے صباح الجیش بولتے ہیں جو اچانک دشمن کو غافل پا کر حملہ کیا جائے اور قتل و غارت عموماً صبح کے وقت ہی کی جاتی رہی ہے چنانچہ خیبر کے موقع پر صبح کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَللّٰهُ اَکْبَرُ خَرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَةِ قَوْمٍ فَسَاءَ صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔ اللہ اکبر! خیبر خراب ہو گا جبکہ ہم ان کے میدانوں میں نازل ہوں گے تو بری صبح ہوگی ڈرائے ہوؤں کی۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلیہ ارشاد ہے:

وَتَوَلَّ عَنْهُمْ حَتّٰی حِیْنٍ ﴿۱۷۸﴾ وَّاَبْصِرْ فَسَوْفَ یُبْصِرُوْنَ ﴿۱۷۹﴾۔

اور ایک مدت تک ان سے منہ پھیرے رہیے اور دیکھیے یہ بھی عنقریب دیکھ لیں گے۔

کہ انہیں دنیا میں کیا رسوائی اور عذاب آتا ہے اور آخرت کا عذاب کیسا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی تنزیہ کا بیان ہے جو مشرکین اس کی ذات پر کہتے تھے۔

سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۱۸۰﴾۔

پاکی ہے تمہارے رب کے لئے جو رب العزت ہے ان چیزوں سے جس کے ساتھ اس کی صفت یہ مشرک کرتے ہیں۔

یعنی اولاد بیٹے اور بیٹیوں سے منزہ ہے اس کے بعد شرافت انبیاء ظاہر فرمانے کو ارشاد ہوا:

وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۸۲﴾۔

اور اللہ کے رسولوں پر سلامتی ہے ہر طریقہ سے وہ دشمنوں میں اسی سلامتی کے ماتحت محفوظ و مصئون ہیں۔ اور تمام محامد اسی کے وجہ منیر کو ہے جو رب العالمین ہے۔

سورۃ مبارکہ کی آخری آیت کی فضیلت اور اجر پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

Marfat.com

وَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ مِنَ الْجَوَامِعِ وَالْكَوَامِلِ وَ وَقُوْعُهَا هٰذَا يُنَادِىْ بِلِسَانِ ذَلْقٍ اَنَّهٗ كَلَامُ مَنْ لَّهُ الْكِبْرِيَاءُ وَ مِنْهُ الْعِزَّةُ جَلَّ جَلَالُهٗ وَ عَمَّ نَوَالُهٗ۔ یہ آیت جامع و کامل ہے اور اس کا وقوع یہ ہے کہ عجز کے ساتھ زبان سے اس ذات کے ساتھ کلام کیا جاتا ہے جس کے لئے کبریائی زیبا ہے اور اسی کی ذات کے لئے عزت ہے جل جلالہ وعم نوالہ واعظم شانہ وتم برہانہ۔

خطیب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ يُّسَلِّمَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا سلام فرماتے تو بعد میں سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ۔ آخر تک پڑھتے۔

طبرانی حضرت زید بن ارقم سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو بعد نماز کے کہے: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ الخ تین بار تو اس نے بڑے پیمانہ میں اپنا اجر ماپ لیا۔

اور ابن ابی حاتم شعبی سے راوی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّكْتَالَ بِالْمِكْيَالِ الْاَوْفٰى مِنَ الْاَجْرِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلْيَقُلْ اٰخِرَ مَجْلِسِهٖ حِيْنَ يُرِيْدُ اَنْ يَّقُوْمَ سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ الخ جسے پسند ہو کہ اس کا اجر قیامت کے دن پورا تولا جائے اسے چاہیے کہ مجلس کے آخر میں جب اٹھنے کا ارادہ کرے تو سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ پڑھے۔

اور ابو داؤد ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند کلمے ہیں کہ اسے جو بھی بعد الفراغ نماز کھڑے ہوتے ہوئے تین بار پڑھ لے تو اس کے صغائر کے لئے کفارہ ہو جاتے ہیں وہ کلمے یہ ہیں: سُبْحٰنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝۱۸۰ وَسَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ ۝۱۸۱ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ اور اگر یہ بھی بڑھا لے تو افضل ہے: لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع۔سورۃ ص۔پ ۲۳

صٓ	اے صادق ومصدوق
وَالْقُرْاٰنِ ذِى الذِّكْرِ ۝۱	قسم ہے قرآن اللہ کی یاد دلانے والے کی
بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِىْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ۝۲	بلکہ وہ جو کافر ہیں تکبر ونفاق وشقاق میں ہیں
كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ ۝۳	کتنی بستیاں ہم نے ہلاک کر دیں ان سے پہلے تو اب وہ پکاریں اور نہیں تھا ان کے لئے چھوٹنے کا وقت
وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴	اور تعجب کیا انہوں نے اس پر کہ ان کے پاس آیا ڈر سنانے والا۔ انہی میں سے تو کافر بولے یہ جادوگر کذاب ہے
اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عُجَابٌ ۝۵	کیا کر دیا اس نے سب خداؤں کا ایک خدا بے شک یہ عجیب بات ہے

Marfat.com

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ⑥	اور چلے ان کے سرداران میں سے کہ ان کے پاس سے چل دو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو بے شک اس میں اس کا کچھ مطلب ہے
مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِي الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖۚ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۖۚ ⑦	ہم نے نہ سنا پچھلے دین نصرانیت میں بھی یہ تو نری من گھڑت بات ہے
ءَاُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَيْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِيْ ۚ بَلْ لَّمَّا يَذُوْقُوْا عَذَابِ ؕ ⑧	کیا ان پر اتارا گیا ہے قرآن ہمارے اندر بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے بلکہ ابھی نہیں چکھا انہوں نے میرے عذاب کا مزہ
اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآئِنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِيْزِ الْوَهَّابِ ۚ ⑨	کیا ان کے پاس رحمت کے خزانے ہیں تمہارے رب عزت والے کے جو بہت عطا کرنے والا ہے
اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَيْنَهُمَا ۫ فَلْيَرْتَقُوْا فِي الْاَسْبَابِ ⑩	کیا ان کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان میں ہے تو چڑھ جائیں رسیاں ڈال کر
جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ⑪	یہ ایک ایسا لشکر ہے جو اس کی طاقت نہیں رکھتا بھگا دیا گیا خدائی لشکروں سے
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ۙ ⑫	جھٹلا چکے ہیں پہلے بھی قوم نوح اور عاد اور فرعون جو میخا کرنے والا
وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ⑬	اور ثمود اور قوم لوط اور بنوں والے یہ سب گروہ تھے
اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ⑭	ان میں کوئی ایسا نہیں جس نے رسولوں کی تکذیب نہ کی ہو تو لازم ہوا میرا عذاب

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ ص - پ ۲۳

صٓ۔	وَ۔ قسم ہے	الْقُرْاٰنِ۔ قرآن	ذِی الذِّكْرِ۔ نصیحت والے۔
کی	بَلِ۔ بلکہ	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہیں
فِيْ۔ بیچ	عِزَّةٍ۔ عزت	وَّ۔ اور	شِقَاقٍ۔ بدبختی کے ہیں
كَمْ۔ کتنے	اَهْلَكْنَا۔ ہلاک کیے ہم نے	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے	مِّنْ قَرْنٍ۔ زمانے
فَنَادَوْا۔ تو انہوں نے پکارا	وَّ۔ اور	لَاتَ۔ نہ تھا	حِيْنَ۔ وقت
مَنَاصٍ۔ بچاؤ کا	وَ۔ اور	عَجِبُوْٓا۔ تعجب کیا انہوں نے	اَنْ۔ یہ کہ
جَآءَ۔ آیا	هُمْ۔ ان کے پاس	مُّنْذِرٌ۔ ڈرانے والا	مِّنْهُمْ۔ ان میں سے

فَقَالَ۔ تو کہا	الْکٰفِرُوْنَ۔ کافروں نے	هٰذَا۔ یہ ہے	سٰحِرٌ۔ جادوگر
كَذَّابٌ۔ جھوٹا	اَ۔ کیا	جَعَلَ۔ بنایا اس نے	الْاٰلِهَةَ۔ سب خداؤں کا
اِلٰهًا۔ خدا	وَّاحِدًا۔ ایک ہی	اِنَّ۔ بے شک	هٰذَا۔ یہ
لَشَیْءٌ۔ چیز ہے	عُجَابٌ۔ عجیب	وَ۔ اور	انْطَلَقَ۔ چلے
الْمَلَاُ۔ سردار	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	اَنِ۔ یہ کہ	امْشُوْا۔ چلو
وَ۔ اور	اصْبِرُوْا۔ صبر کرو	عَلٰٓی۔ اوپر	اٰلِهَتِكُمْ۔ اپنے خداؤں کے
اِنَّ۔ بے شک	هٰذَا۔ یہ	لَشَیْءٌ۔ چیز	یُّرَادُ۔ مطلب کی ہے
مَا۔ نہیں	سَمِعْنَا۔ سنا ہم نے	بِهٰذَا۔ یہ	فِی۔ بیچ
الْمِلَّةِ۔ ملت	الْاٰخِرَةِ۔ پچھلی کے	اِنْ۔ نہیں	هٰذَآ۔ یہ
اِلَّا۔ مگر	اخْتِلَاقٌ۔ من گھڑت	ءَ۔ کیا	اُنْزِلَ۔ اتارا گیا
عَلَیْهِ۔ اس پر	الذِّکْرُ۔ قرآن	مِنْۢ بَیْنِنَا۔ ہم میں سے	بَلْ۔ بلکہ
هُمْ۔ وہ	فِیْ۔ بیچ	شَكٍّ۔ شک کے ہیں	مِّنْ ذِكْرِیْ۔ میری یاد سے
بَلْ۔ بلکہ	لَّمَّا۔ نہیں	یَذُوْقُوْا۔ چکھا انہوں نے	عَذَابِ۔ میرا عذاب
اَمْ۔ کیا	عِنْدَهُمْ۔ ان کے پاس	خَزَآئِنُ۔ خزانے ہیں	رَحْمَةِ۔ رحمت
رَبِّكَ۔ تیرے رب	الْعَزِیْزِ۔ عزت والے	الْوَهَّابِ۔ عطا کرنے والے کے	
اَمْ۔ کیا	لَهُمْ۔ ان کے لئے	مُّلْكُ۔ بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کی	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَیْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	فَلْیَرْتَقُوْا۔ تو چڑھیں وہ	فِی۔ بیچ	الْاَسْبَابِ۔ رسیوں کے
جُنْدٌ۔ لشکر ہے	مَّا۔ یہ	هُنَالِكَ۔ اس جگہ	مَهْزُوْمٌ۔ شکست دیا گیا
مِّنَ الْاَحْزَابِ۔ لشکروں سے	كَذَّبَتْ۔ جھٹلایا	قَبْلَهُمْ۔ ان سے پہلے	قَوْمُ۔ قوم
نُوْحٍ۔ نوح	وَّ۔ اور	عَادٌ۔ عاد	وَّ۔ اور
فِرْعَوْنُ۔ فرعون	ذُو الْاَوْتَادِ۔ میخوں والے نے		وَ۔ اور
ثَمُوْدُ۔ ثمود	وَ۔ اور	قَوْمُ۔ قوم	لُوْطٍ۔ لوط
وَّ۔ اور	اَصْحٰبُ لْئَیْكَةِ۔ بن والے نے	اُولٰٓئِكَ۔ یہ	الْاَحْزَابُ۔ لشکر تھے
اِنْ۔ بے شک نہیں	كُلٌّ۔ ہر ایک	اِلَّا۔ مگر	كَذَّبَ۔ جھٹلایا
الرُّسُلَ۔ رسولوں کو	فَحَقَّ۔ تو حق ہوا	عِقَابِ۔ میرا عذاب	

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع۔ سورۃ ص۔ پ ۲۳

سورۃ ص اس کا نام سورۃ داؤد بھی ہے۔

Marfat.com

یہ سورۃ مکی ہے۔اس میں پانچ رکوع، اٹھاسی آیات اور سات سوبتیس کلمے اور تین ہزار سڑسٹھ حروف ہیں۔

صٓ۔ فرمانے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اگر مخاطبہ ہے تو اس کے معنی ہوں گے اے صادق ومصدوق۔

اور اگر یہ رموز میں ارشاد ہے تو بموجب اقوال مفسرین اللہ و رسولہ اعلم بمرادہ بھی کہا جاسکتا ہے کہ اس کے حقیقی معنی کو اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور بعطاء الٰہی عزوجل صاحب قرآن حبیب رحمٰن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں ہمارا صرف اتنا ایمان ہے کہ یہ قرآن کریم کی آیت ہے۔

وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ① ۔اور ذکر مکمل قرآن کریم کی قسم۔

جو شرف وعظمت میں تمام کتابوں سے افضل اور ناسخ ادیان وملل ہے جس میں معجزانہ شان یہ ہے کہ اس جیسی کوئی بھی جن وانس میں سے ایک آیت بھی نہیں لاسکتا جیسا کہ ارشاد ہے: قُلْ لَّىِٕنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَ الْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ یَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا یَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَ لَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِیْرًا۔ لیکن جنہیں ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء سے عداوت تھی اور وہ اپنے تکبر میں اندھے تھے وہ اس کے منکر ہوئے چنانچہ ارشاد ہے:

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّ لَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ② ۔

کتنی سنگتیں ہم نے ان سے پہلے ہلاک کر دیں تو اب وہ پکاریں ان کے چھوٹنے کا وقت نہ تھا۔

اس میں لَاتَ بمعنی لیس ہے یعنی لَیْسَ حِیْنَ مَنَاصٍ لَّهُمْ ہے مثلاً ابن حرمۃ الطائین النصرانی کہتا ہے:

طَلَبُوْا صُلْحَنَا وَلَاتَ اَوَان فَاَجَبْنَا اَنْ لَاتَ حِیْنَ بَقَا

گویا لَاتَ حِیْنَ کے معنی لیس حین لئے گئے یعنی نہیں وقت نجات کا۔حاصل معنی یہ ہوئے کہ اے محبوب! آپ سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دی گئیں ان کے تکبر اور انبیاء کی مخالفت کی وجہ سے تو انہوں نے وقت نزول عذاب فریاد تو بہت کی کہ خلاصی پاسکتے تو اس وقت ان کی فریاد بے کار تھی مگر کفار مکہ نے ان کے مآل سے عبرت حاصل نہ کی۔

وَ عَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ٘ وَ قَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ④ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ⑤ ۔

اور تعجب کیا انہوں نے کہ ان کے پاس ایک ڈرسنانے والا انہیں میں کا تشریف لایا اور کافر بولے یہ جادوگر بڑا جھوٹا ہے۔بھلا اس نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود بنا دیا بے شک یہ عجیب ہی بات ہے۔

یعنی جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں میں سے تشریف لائے تو کافروں نے معجزات باہرہ مثل کنکروں کا کلمہ پڑھنا وغیرہ وغیرہ دیکھ کر کہنا شروع کر دیا کہ معاذ اللہ عزوجل یہ جادوگر اور کذاب ہیں۔آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ شرف اسلام سے مشرف ہوئے تو مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور مشرکین دشمن بن گئے۔چنانچہ ولید بن مغیرہ نے عمائدین قریش سے پچیس آدمی جمع کئے اور انہیں ابو طالب کے پاس لایا۔سب نے ایک زبان ہوکر کہا آپ ہمارے سردار اور بزرگ ہیں ہم اس لئے آئے ہیں کہ آپ ہمارے اور اپنے بھتیجے کے مابین فیصلہ کر دیں۔ان کی جماعت کے وہ لوگ جو چھوٹے درجے کے آدمی ہیں اب انتہائی شورش پر اتر آئے ہیں اور انہیں آپ بھی جانتے ہیں۔

ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر عرض کیا کہ یہ آپ کی قوم کے لوگ ہیں آپ سے صلح چاہتے ہیں آپ ان

سے یک لخت اعراض وانحراف نہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ مجھ سے کیا چاہتے ہیں؟

مشرکین کے وفد نے عرض کیا ہم اتنا چاہتے ہیں کہ آپ ہمیں اور ہمارے معبودوں کا تذکرہ چھوڑ دیں۔ ہم بھی اقرار کرتے ہیں کہ آپ کا اور آپ کے معبود کا ہم بھی برا بھلا ذکر نہ کریں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم ایک کلمہ قبول کر سکتے ہو اگر ایسا کرو گے تو عرب وعجم کے مالک وفرمانروا ہو جاؤ گے۔ اس پر ابوجہل نے کہا ہم ایک نہیں دس کلمے قبول کر سکتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہو: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ یہ سنتے ہی وہ سب کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے: انہوں نے تو ہمارے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود رکھ دیا جو سمجھ میں نہیں آتا اتنی بہت سی مخلوق کے لئے ایک خدا کیسے کافی ہو سکتا ہے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۖ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝٦ۚ

اور ان کے سردار چل دیے اور بولے چلو یہاں سے اور اپنے معبودوں پر صابر رہو بے شک اس میں ان کا کوئی مطلب ہے۔

یعنی ابوطالب کی مجلس سے آپس میں یہ کہتے ہوئے چل دیے کہ اس تعلیم میں ان کا کوئی مطلب ہے۔ اس لئے کہ

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖ اِنْ هٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝٧ۚ

ہم نے یہ تعلیم تو ان سے پہلی جماعت نصرانی میں بھی نہیں سنی یہ تو نئی گھڑت ہے۔

اس لئے کہ عیسائی بھی تین خدا مانتے ہیں اور یہ تین کے خلاف ایک ہی بنا رہے ہیں جو بالکل نئی بات ہے حقیقت یہ ہے کہ اہل مکہ کو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصب نبوت پر حسد ہوا اور وہ سوچنے لگے کہ ہم میں ذی عزت اور ذی شرف آدمی تھے انہیں چھوڑ کر قرآن کریم ایک در یتیم ابوطالب پر کیوں اترا۔ چنانچہ ان کا کہنا تھا: لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ۔ یہ قرآن طائف کے سرداروں یا مکہ کے صنادید پر کیوں نہ اترا۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ نے دیا: اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ کیا وہ اپنے رب کی رحمتیں تقسیم کرتے ہیں حالانکہ ہم ان میں ان کی معاش تقسیم کرتے ہیں حیات دنیا میں اور ہم ہی ان کے بعض کو بعض پر درجے دیتے ہیں۔

وہی اعتراض مشرکین کا بیان ظاہر فرمایا کہ انہوں نے کہا:

ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ۭ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ۝٨ۭ اَمْ عِنْدَهُمْ خَزَآىِٕنُ رَحْمَةِ رَبِّكَ الْعَزِیْزِ الْوَهَّابِ ۝٩ۚ اَمْ لَهُمْ مُّلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَهُمَا ۣ فَلْیَرْتَقُوْا فِی الْاَسْبَابِ ۝١٠ جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ۝١١۔

کیا ان پر نازل کیا گیا قرآن ہم سب میں سے بلکہ وہ شک میں ہیں میری کتاب سے بلکہ ابھی میرے عذاب کی مار نہیں چکھی ہے کیا وہ تمہارے رب کی رحمت کے خزانچی ہیں وہ عزت والا بہت عطا فرمانے والا ہے کیا ان کے لئے سلطنت آسمانوں

اور زمین کی ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے تو رسیاں لگا کر چڑھ جائیں اور یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہی لشکروں میں سے جو وہیں بھگا دیا جائے گا۔

مشرکین نے بغرض تکذیب کہا کہ قرآن لانے والے یہ نہیں باوجود یکہ ہم میں بڑے بڑے صنادید ہیں۔ اس تکذیب کی وجہ سے جب ان پر عذاب آئے گا تو توبہ کریں گے مگر اس وقت کی توبہ انہیں مفید نہ ہوگی۔ پھر فرمایا کہ ان کے خیال میں ہماری رحمت کے یہی خزانچی بنے ہوئے ہیں۔ یہ سمجھتے ہیں کہ جسے یہ چاہیں دیں اور جسے نہ چاہیں نہ دیں۔ حالانکہ غالب معطی اور وہاب اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ حسب اقتضاء حکمت جسے چاہے دے جسے چاہے نہ دے۔ چنانچہ اس نے اپنے حبیب پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت عطا کی۔ اس میں کسی کو دخل دینے کا مجاز نہیں۔

اور اگر انہیں خزانہ الٰہی میں اختیار ہے تو جسے چاہے وحی کے ساتھ خاص کر لیں اور تدبیر عالم میں اپنا دخل دیں اور جب یہ نہیں تو امور ربانیہ اور حکمت الٰہیہ میں کیوں دخل دیتے ہیں انہیں اس میں دخیل ہونے کا کوئی حق نہیں۔ اس جواب کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے نبی کریم رؤف و رحیم کو تسلیہ فرمایا گیا اور نصرت و اعانت کا وعدہ دیا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

جُنْدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهْزُوْمٌ مِّنَ الْاَحْزَابِ ﴿۱۱﴾۔

یہ ایک ذلیل لشکر ہے انہیں جماعتوں میں سے جو بھگا دیا جائے گا۔

یعنی قریش کی جماعت انہی لشکروں میں سے ہے جو اے محبوب! آپ سے قبل انبیاء کے مقابل آئے اور ہلاک کر دیئے گئے اس کی مثال میں ارشاد ہوا:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾۔

جھٹلا چکی ہے ان سے پہلے نوح کی قوم اور عاد اور چومیخا کرنے والے فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور بنوں والی قوم یہ وہ گروہ ہیں جن میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جس نے رسولوں کو نہ جھٹلایا ہو تو میرا عذاب ان پر لازم ہوا۔

فرعون جب کسی پر غضب ناک ہوتا تو اسے لٹا کر اور ہاتھ پیر بندھوا کر پٹواتا تھا اسے فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ فرمایا اس کے علاوہ بھی وہ سختیاں کرتا تھا۔

ثمود اور قوم لوط اور اصحاب ایکہ یہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم سے تھے۔ یہ سب وہ ہیں جو جتھے باندھ کر مشرکین مکہ کی طرح آئے تھے انہیں اور مشرکین مکہ کو ایک قسم کا گروہ فرمایا۔ اور

فَحَقَّ عِقَابِ فرما کر ظاہر کیا کہ جیسے پہلی جماعتوں پر عذاب آیا تو ان کا کیا حال ہوگا جب ان پر عذاب آئے گا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ صٓ - پ ۲۳

سورۃ صٓ کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

مَكِّيَّةٌ كَمَا رُوِيَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ غَيْرِهٖ۔ یہ سورت بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مکیہ ہے۔

وَ هِيَ ثَمَانٌ وَّ ثَمَانُوْنَ اٰيَةً فِي الْكُوْفِيِّ وَ سِتٌّ وَّ ثَمَانُوْنَ فِي الْحِجَازِيِّ وَالْبَصْرِيِّ وَالشَّامِيِّ۔

اس سورت میں اٹھاسی آیت کوفی ہیں اور چھیاسی حجازی بصری شامی ہیں۔ كَمَا قَالَ الدَّانِيُّ۔

Marfat.com

صٓ۔ وَحْدَهَا اٰيَةٌ كَمَا قِيْلَ فِيْ غَيْرِهَا مِنَ الْحُرُوْفِ فِيْ اَوَائِلِ السُّوْرَةِ۔ یہ ایک آیت ہے جیسا کہ اور بعض سورتوں میں بھی ہے جیسے یٰسٓ – قٓ – نٓ – الر – المر – المص وغیرہ وغیرہ۔

ابن جریر حسن سے راوی ہیں اِنَّهٗ اَمْرٌ مِنْ صَادِی اَیْ عَارِضْ۔ یہ حکم ہے صادی سے جس کے معنی عارض کے ہیں۔ وَ مِنْهُ الصَّدٰی وَ هُوَ مَا يُعَارِضُ الصَّوْتَ الْاَوَّلَ۔ اور اسی سے صدی ہے اور وہ آواز ہے جو مکان خالی یا گنبد سے معارض ہوتی ہے۔

تو صٓ کے یہ معنی ہوئے: عَارِضِ الْقُرْاٰنَ بِعَمَلِكَ اَیْ اِعْمَلْ بِاَوَامِرِهٖ وَ نَوَاهِيْهِ۔ اپنے عمل قرآن کے مطابق اوامر ونواہی میں کر۔

علامہ عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ اَعْرِضْهُ عَلٰى عَمَلِكَ فَانْظُرْ اَيْنَ عَمَلُكَ مِنَ الْقُرْاٰنِ۔ اپنے عمل پر نظر رکھ اور دیکھ کون سا عمل قرآن سے ہے۔

ایک قول ہے: اِنَّ صَادَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مُّضْمَرٍ اَیْ اُذْكُرْ اَوْ اِقْرَأْ صَادَ۔ صاد سے پہلے فعل مضمر ہے تو معنی یہ ہوئے یاد کر صاد یا پڑھ صاد۔

بعض نے یہ سورت کا نام بتایا اور خبر مبتدا محذوف قرار دے کر لکھا اَیْ هٰذِهٖ صَاد۔ یعنی یہ سورت صاد ہے۔

عبد بن حمید ابی صالح رحمہما اللہ سے راوی ہیں: سُئِلَ جَابِرُ بْنُ عَبْدِاللّٰهِ وَابْنُ عَبَّاسٍ عَنْ صَاد فَقَالَا مَانَدْرِیْ مَا هُوَ۔ حضرت جابر اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ صاد کے کیا معنی ہیں فرمایا ہم نہیں جانتے۔

ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں صٓ ایک دریا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نفختین کے مابین مردے زندہ کرے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بحقیقۃ المعنی

ابن جریر ضحاک رحمہما اللہ سے راوی ہیں قَالَ صٓ صَدَقَ اللّٰهُ۔ ص سے مراد یہ ہے کہ اللہ نے سچ فرمایا۔

ابن مردویہ رحمہ اللہ کہتے ہیں صٓ بِقَوْلِ اللّٰهِ اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ الصَّادِقُ۔ صٓ کہہ کر ارشاد ہے میں اللہ صادق ہوں۔

محمد بن کعب قرظی رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ مِفْتَاحُ اَسْمَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى صَمَدٌ وَ صَانِعُ الْمَصْنُوْعَاتِ وَ صَادِقُ الْوَعْدِ۔ یہ اسماء الٰہی صمد، صانع المصنوعات اور صادق الوعد کی کنجی ہے۔

علامہ خلیل رحمہ اللہ کہتے ہیں یہ سورۃ مبارکہ کا نام ہے۔

سیبویہ وغیرہ کہتے ہیں یہ قرآن کریم کا نام ہے۔

ایک قول ہے: اِنَّ الْمَعْنٰى صَادَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلُوْبَ الْخَلْقِ وَاسْتَمَالَهَا حَتّٰى اٰمَنُوْا۔ صٓ کے معنی یہ ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت مخلوق کے دلوں نے قبول کر لی حتیٰ کہ آپ پر ایمان لے آئے۔ انتہیٰ مختصراً

وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ① ۔ اور قسم ہے قرآن نصیحت والے کی۔

قرآن کریم میں ذکر سے مراد نصیحت وہدایت ہے جیسے وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ۔

حضرت ضحاک رحمہ اللہ کہتے ہیں: ذِكْرُ مَا يَحْتَاجُ اِلَيْهِ فِیْ اَمْرِ الدِّيْنِ مِنَ الشَّرَائِعِ وَالْاَحْكَامِ وَ

غَیْرِهَا۔ ذکر اس کا ہوتا ہے جس کی احتیاج امور دین میں شرائع اور احکام سے ہو۔ وَ غَیْرِهَا مِنْ اَقَاصِیْصِ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَاَخْبَارِ الْاُمَمِ الْمَاضِیَةِ وَالْوَعْدِ وَالْوَعِیْدِ۔ اور اس کے علاوہ انبیاء کرام کے قصے اور گزشتہ امتوں کی خبریں اور وعدہ وعید۔

اور صٓ سے اسی وجہ میں یہ معنی لئے گئے: صَدَقَ اللّٰهُ تَعَالٰی اَوْ صَدَقَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ۔ اللہ نے سچ فرمایا یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سچے ہیں۔

گویا صٓ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ کے یہ معنی ہوئے: هٰذِهِ السُّوْرَةُ الَّتِیْ اَعْجَزَتِ الْعَرَبَ وَالْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ۔ یہ وہ سورت ہے جس کے مقابلہ میں عرب عاجز آ گئے اور قرآن کریم مجموعہ ہدایت ہے آگے ارشاد ہے:

بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّشِقَاقٍ ② ۔ بلکہ کافر لوگ اپنے تکبر و نفاق میں ہیں۔

اس وجہ میں وہ رسالت سید اکرم تسلیم کرنے سے منحرف ہیں اور امتثال امور مَا جَآءَ مِنَ اللّٰهِ سے منکر ہیں اور انہیں معلوم ہے کہ اس انکار و تکبر کی وجہ سے۔

كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ فَنَادَوْا وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ③ ۔

کتنے ہلاک کر دیئے ہم نے ان سے پہلے لوگوں کے جتھے تو نزول عذاب کے وقت نجات حاصل کرنے کو پکارے تو نہ ملی انہیں نجات اور نہ بھاگنے کی کوئی راہ۔

• آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَنَادَوْا عِنْدَ نُزُوْلِ بَاْسِنَا وَ حُلُوْلِ نِقْمَتِنَا اِسْتِغَاثَةً لِیَنْجُوْا مِنْ ذٰلِكَ۔ یعنی جب ان پر عذاب نازل ہوا تو وہ استغاثہ کرتے ہوئے پکارے تاکہ نجات پائیں۔

• اور حسن وقتادہ رحمہما اللہ بھی یہی فرماتے ہیں: رَفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ بِالتَّوْبَةِ حِیْنَ عَایَنُوا الْعَذَابَ لِیَنْجُوْا مِنْهُ۔ آوازیں توبہ کی بلند کرنے لگے جبکہ انہوں نے عذاب دیکھا تاکہ نجات پائیں۔

وَّلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ ③۔ لَاتَ۔ سیبویہ کے نزدیک لامشبہ بلیس ہے جو نفی کے معنی دیتا ہے یہاں لا پر ت تانیث زائد کی گئی اس لئے کہ زیادۃ بناء زیادت معنی پر دلالت کرتی ہے۔

بعض نے کہا ت مبالغہ کے لئے لاتے ہیں چنانچہ متنبی کہتا ہے:

لَقَدْ تَصَبَّرْتُ حَتّٰی لَاتَ مُصْطَبِرٌ وَالْاٰنَ اَقْحَمُ حَتّٰی لَاتَ مُقْتَحَمٍ

تو معنی یہ ہوئے لَیْسَ الْحِیْنُ حِیْنَ مَنَاصٍ۔ اب وقت بچ کر نکلنے کا نہیں۔

منذر بن حرملہ طائی نصرانی کہتا ہے:

طَلَبُوْا صُلْحَنَا وَلَاتَ اَوَانٍ فَاَجَبْنَا اَنْ لَاتَ حِیْنَ بَقَاءٍ

گویا یہ ارشاد ہوا: لَاتَ مِنْ حِیْنِ مَنَاصٍ وَّلَاتَ مِنْ اَوَانِ صُلْحٍ۔

اور بمعنی بخار اور فوت آتا ہے جیسے بولتے ہیں: نَاصَهٗ یَنُوْصُهٗ اِذَا فَاتَهٗ۔

فراء رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلنَّوْصُ التَّاَخُّرُ۔ چنانچہ خلاصہ معنی یہ ہوئے: نَادَوْا وَا سْتَغَاثُوْا طَلَبًا لِلنَّجَاةِ وَالْحَالُ اَنْ لَیْسَ الْحِیْنُ حِیْنَ فَوَاتٍ وَّ نَجَاةٍ۔ وہ پکارے اور عاجزی کرنے لگے تاکہ نجات مل جائے حالاں کہ

نجات ملنے کا وقت گزر چکا تھا۔ اسی لئے ارشاد الٰہی عزوجل ہے: وَ اِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ۔ میرا عذاب آنے کے بعد واپس نہیں ہوتا اور قوم یونس علیہ السلام پر ان کی توبہ سے عذاب آنے والا رک گیا تھا نہ کہ عذاب آ کر واپس ہوا تھا۔

اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اِنَّ نَافِعَ ابْنَ الْاَرْزَقِ قَالَ لَهُ اَخْبِرْنِيْ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ – فَقَالَ لَيْسَ الْحِيْنُ فِرَارٍ وَاَنْشَدَ لَهُ قَوْلَ الْاَعْشٰى۔

تَذَكَّرْتُ لَيْلٰى لَاتَ حِيْنَ تَذَكُّرٍ ۔۔۔ وَ قَدْ بِنْتُ عَنْهَا وَ الْمَنَاصُ بَعِيْدُ

نافع بن ارزق سے سوال کیا، وَّلَاتَ حِيْنَ مَنَاصٍ کے کیا معنی ہیں تو آپ نے فرمایا اب وقت بھاگنے کا نہیں اور اعشیٰ کا شعر سند میں سنایا۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں جب مقاتلہ کرتے کرتے اضطرار و اضطراب بڑھتا ہے تو ایک دوسرے کو کہتے ہیں: مَنَاصٌ يَعْنِيْ عَلَيْكُمْ بِالْفِرَارِ۔ مناص مناص کہتے ہیں جس کے معنی ہوتے ہیں بھاگو بھاگو۔

وَعَجِبُوْٓا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ۡ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝۴۔

اور عجب و استکبار کیا انہوں نے یا تعجب کیا اس پر کہ تشریف لائے ان میں انہیں میں سے ایک منذر یعنی ڈرانے والے تو کافر بولے یہ جھوٹے جادوگر ہیں۔

یعنی مشرکین اپنے نفاق و شقاق سے سید اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تکبر کرتے ہوئے منکر ہو گئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت قبول کرنے سے احتراز کر کے کہتے یہ جادوگر کذاب ہیں۔ معاذ اللہ عزوجل اس لئے کہ قرآن کریم کے مقابلہ سے عاجز تھے تو ان کے پاس اس جواب کے سوا اور کچھ جواب نہ تھا یا کہتے تھے:

اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝۵۔

کیا کر دیا اس نے بہت سے معبودوں کا ایک ہی معبود یہ نہایت ہی عجیب بات ہے۔

یعنی اتنے معبود ہوتے ہوئے نظام صحیح نہیں ہوتا تو ایک معبود سے نظام کیوں کر مکمل ہو گا ہم کو اس پر سخت تعجب ہے۔

اور ویسے یہ اللہ تعالیٰ کو خالق السماء والارض مانتے ہیں چنانچہ ارشاد ہے: وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ۔ ان سے اگر پوچھیں کہ زمین و آسمان پیدا کرنے والا کون اور سورج و چاند کو مسخر کرنے والا کون ہے تو ضرور کہیں گے اللہ ہے۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم اور سلمی اور عیسیٰ اور ابن مقسم نے بہ تشدید جیم عجاب پڑھا اور وہ ابلغ ہے مخفف سے۔

اور مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں لغت ازدشنوءہ میں عجاب ہے۔

اور شان نزول آیت کریمہ یہ ہے جسے احمد، ابن ابی شیبہ اور عبد بن حمید اور ترمذی بسند صحیح اور نسائی اور ابن جریر وغیرہ رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ لَمَّا مَرِضَ اَبُوْطَالِبٍ نَزَلَ عَلَيْهِ رَهْطٌ مِنْ قُرَيْشٍ فِيْهِمْ اَبُوْ جَهْلٍ فَقَالُوْا اِنَّ ابْنَ اَخِيْكَ يَشْتِمُ اٰلِهَتَنَا وَيَفْعَلُ وَ يَقُوْلُ فَلَوْ بَعَثْتَ اِلَيْهِ فَنَهَيْتَهٗ۔ جب حضرت ابو طالب بیمار ہوئے تو ان کے پاس ایک جماعت قریش آئی ان ہی میں ابوجہل بھی تھا اور کہنے لگے آپ کے بھتیجے ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہیں اور کہلواتے ہیں تو آپ ان کے پاس کسی کو بھیج کر منع کر دیں۔

Marfat.com

فَبَعَثَ اِلَيْهِ فَجَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَخَلَ الْبَيْتَ وَ بَيْنَهُمْ وَ بَيْنَ اَبِيْ طَالِبٍ قَدْرُ مَجْلِسٍ فَخَشِيَ اَبُوْجَهْلٍ اِنْ جَلَسَ اِلٰى اَبِيْ طَالِبٍ اَنْ يَّكُوْنَ اَرَقَّ عَلَيْهِ فَوَثَبَ فَجَلَسَ فِيْ ذٰلِكَ الْمَجْلِسِ فَلَمْ يَجِدْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَجْلِسًا قُرْبَ عَمِّهٖ فَجَلَسَ عِنْدَ الْبَابِ فَقَالَ لَهٗ اَبُوْطَالِبٍ اَيْ اِبْنَ اَخِيْ مَا بَالُ قَوْمِكَ يَشْكُوْنَكَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّكَ تَشْتِمُ اٰلِهَتَهُمْ وَ تَقُوْلُ وَ تَقُوْلُ قَالَ وَاَكْثَرُوْا عَلَيْهِ مِنَ الْقَوْلِ۔

ابو طالب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور گھر میں داخل ہوئے تو قریشیوں اور ابو طالب کے مابین ایک آدمی کی جگہ تھی تو ابو جہل کو ڈر اس خوف سے وہاں بیٹھ گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابو طالب کے پاس اگر بیٹھ گئے تو ان کا دل نرم ہو جائے گا۔ چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیٹھنے کی کوئی جگہ نہ پائی تو دروازے کے قریب تشریف فرما ہو گئے۔ تو ابو طالب نے کہا اے بھتیجے! ان لوگوں کو تم سے کیا شکایت ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تم ان کے معبودوں کو برا کہتے ہو اور اس پر یہ بہت کچھ مجھ سے کہہ چکے ہیں۔

فَقَالَ يَا عَمِّ اِنِّيْ اُرِيْدُهُمْ عَلٰى كَلِمَةٍ وَّاحِدَةٍ يَقُوْلُوْنَهَا يَدِيْنُ لَهُمْ بِهَا الْعَرَبُ وَ تُؤَدِّيْ اِلَيْهِمْ بِهَا الْعَجَمُ الْجِزْيَةَ فَصَرَخُوا الْكَلِمَةَ وَ لِقَوْلِهٖ ـــ فَقَالَ الْقَوْمُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چچا! میں ان سے ایک کلمہ پر صلح چاہتا ہوں اگر وہ کہہ لیں تو تمام عرب و عجم انہیں جزیہ دے اور باجگذار ہو جائے یہ سن کر سب خوش ہوئے اور قوم نے کہا:

مَا هِيَ وَاَبِيْكَ لَنُعْطِيَنَّكَهَا وَ عَشْرًا۔ وہ کیا کلمہ ہے ہم ایک نہیں دس کلموں پر صلح کر لیں گے۔ قَالَ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے۔

فَقَامُوْا فَزِعِيْنَ يَنْفُضُوْنَ ثِيَابَهُمْ وَ هُمْ يَقُوْلُوْنَ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ۔ تو وہ گھبرا کر کپڑے جھاڑتے ہوئے کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کیا بہت سے معبودوں کے مقابل یہ ایک معبود کرتے ہیں یہ بات تو بہت ہی عجیب ہے۔

وَ فِيْ رِوَايَةٍ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَلْنَا غَيْرَ هٰذَا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا اس کے علاوہ کچھ اور فرمائیں۔

فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَوْ جِئْتُمُوْنِيْ بِالشَّمْسِ حَتّٰى تَضَعُوْهَا فِيْ يَدِيْ مَا سَاَلْتُكُمْ غَيْرَهَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر تم سورج لا کر میرے ہاتھ میں رکھ دو تو بھی میں اس کے سوا تم سے اور کچھ طلب نہ کروں گا۔

فَغَضِبُوْا وَ قَامُوْا غِضَابًا وَّ قَالُوْا وَاللّٰهِ لَنَشْتِمَنَّكَ وَاِلٰهَكَ الَّذِيْ يَاْمُرُكَ بِهٰذَا۔ تو وہ غضب ناک ہو کر کھڑے ہو گئے اور بولے: قسم بخدا! ہم تمہیں اور تمہارے اس خدا کو برا کہیں گے جو تمہیں اس قسم کا حکم دیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰٓى اٰلِهَتِكُمْ ۚ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ يُّرَادُ ۝

اور چل دیئے سرداران قریش اس سے یہ کہتے ہوئے چلو اور اپنے خداؤں پر صابر رہو یہ تو بات قابل قبول ہی نہیں۔

Marfat.com

یعنی اشراف قریش مجلس ابو طالب سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقیدہ توحید میں تصلب دیکھ کر بحالت مایوسی چل دیے اور انہیں جو امید تھی کہ بواسطہ ابو طالب ہم کامیاب ہو جائیں گے وہ یاس سے بدل گئی۔ اس رہط یعنی وفد میں ابو جہل، عاص بن وائل، اسود بن مطلب بن عبد یغوث اور عقبہ بن ابی معیط تھے۔

اور ابن ابی حاتم ابی مجاز رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے یوم بدر میں کہا: مَا هُمْ اِلَّا النِّسَاءُ۔ یہ جماعت تو عورتیں ہی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بَلْ هُمُ الْمَلَاُ وَتَلَا وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ۔ عورتیں نہیں بلکہ وہ وفد تھا قریشیوں کا اور وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ تلاوت فرمائی۔

اور اَنِ امْشُوْا سے مراد اِمْشُوْا سِيْرُوْا عَلٰی طَرِيْقَتِكُمْ وَ دَاوِمُوْا عَلٰی سِيْرَتِكُمْ ہے یعنی اپنے پرانے راستے پر رہو اور اسی طریقہ پر جمے رہو۔

وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ۔ یَعْنِیْ اُثْبُتُوْا عَلٰی عِبَادَتِهَا۔ اور اپنے خداؤں پر صابر ہو۔ یعنی قائم رہو انہیں کی پوجا پاٹ پر۔

اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ۔ یَعْنِیْ اِنَّ هٰذَا الَّذِیْ یَدَّعِیْهِ مِنْ اَمْرِ التَّوْحِیْدِ اَوْ یَقْصِدُهٗ مِنَ الرِّیَاسَةِ وَالتَّرَفُّعِ عَلَی الْعَرَبِ وَالْعَجَمِ لَشَیْءٌ یَتَمَنّٰی اَوْ یُرِیْدُهٗ كُلُّ اَحَدٍ وَّلٰكِنْ لَّا یَكُوْنُ لِكُلٍّ مَا یَتَمَنَّاهُ اَوْ یُرِیْدُهٗ فَاصْبِرُوْا۔ یہ توحید کے پردے میں ریاست وحکومت اور عرب وعجم پر حکومت چاہتے ہیں اور ہمارے ہر ایک پر حکومت کا ارادہ رکھتے ہیں۔ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا تم اپنی پوجا پاٹ پر ثابت وقائم رہو۔ اور

مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۔ ہم نے تو پچھلی ملتوں میں بھی یہ بات نہ دیکھی نہ سنی۔

سید المفسرین ابن عباس اور مجاہد اور محمد بن کعب اور مقاتل رحمہم اللہ کہتے ہیں: اَرَادُوْا مِلَّةَ النَّصَارٰی وَالتَّوْصِیْفُ بِالْاٰخِرَةِ بِحَسَبِ الْاِعْتِقَادِ لِاَنَّهُمُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِنُبُوَّةِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَ مُرَادُهُمْ مِنْ قَوْلِهِمْ مَا سَمِعْنَا الخ۔ پچھلی ملت سے مراد مذہب نصاریٰ ہے کہ وہ اپنے اعتقاد میں نبوت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان نہیں لائے تھے اور تعلیم اسلام میں انہیں اختلاف تھا۔ اور پھر دوسرے اعتراض کا پہلو یہ بھی تھا کہ

ءَاُنْزِلَ عَلَیْهِ الذِّكْرُ مِنْۢ بَیْنِنَا ؕ بَلْ هُمْ فِیْ شَكٍّ مِّنْ ذِكْرِیْ ۚ بَلْ لَّمَّا یَذُوْقُوْا عَذَابِ ⑧۔

کیا اس پر نازل ہوا قرآن ہمارے ہوتے ہوئے بلکہ یہ شک میں ہیں میرے قرآن سے بلکہ جب میرا عذاب چکھیں گے تو انہیں معلوم ہوگا۔

ذکر سے مراد قرآن پاک ہے اور مِنْۢ بَیْنِنَا کہہ کر یہ ظاہر کیا کہ دریتیم ابو طالب ہی اس کے قابل سمجھے گئے کہ ان پر قرآن اترے وَ نَحْنُ رُؤُسَاءُ النَّاسِ وَاَشْرَافُهُمْ۔ حالانکہ ہم لوگوں کے سردار اور شرفاء سے تھے یہی اعتراض ان کی طرف سے پہلے بھی ہو چکا تھا جس کا ذکر دوسری جگہ ہے:

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰی رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْیَتَیْنِ عَظِیْمٍ یہ قرآن طائف کے سرداروں اور مکہ کے ہٹیلوں پر کیوں نہ اترا اس کا جواب دیا گیا تھا: اَهُمْ یَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ؕ نَحْنُ قَسَمْنَا بَیْنَهُمْ مَّعِیْشَتَهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ کیا یہ تمہارے رب کی رحمت تقسیم کرنے والے ہیں۔ ایسا نہیں بلکہ ہم تقسیم معاش پر

Marfat.com

مختار ہیں حیات دنیا میں اور ہم نے بعض کو ان کے بعض پر درجات میں فضیلت دی۔

یہی اس جگہ فرمایا اور بتایا کہ یہ سب کچھ حسد و عناد کے ماتحت ان کا کہنا ہے اور قرآن کریم کے ساتھ اظہار شک کرنا محض اپنے دل کی جلن کی وجہ سے ہے ابھی انہیں عذاب نہیں پہنچا ہے جب یہ ہمارے عذاب کی آگ میں جلیں گے تو ان کا حسد و عناد جاتا رہے گا۔ اور مضطربانہ تصدیق کریں گے اور کہیں گے: یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰہَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا۔ کاش ہم اللہ اور اس کے رسول کے مطیع ہوتے لیکن اس وقت کی حسرت فائدہ مند نہ ہوگی تو آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہوا: اَیۡ لَمۡ یَذُوۡقُوۡا عَذَابِیۡ فَاِذَا اَذَاقُوۡہُ زَالَ شَکُّھُمۡ وَاضۡطَرُّوۡا اِلَی التَّصۡدِیۡقِ بِذِکۡرِیۡ۔

اَمۡ عِنۡدَھُمۡ خَزَآىِٕنُ رَحۡمَةِ رَبِّكَ الۡعَزِیۡزِ الۡوَهَّابِ ﴿۹﴾۔

کیا ان کے پاس ہیں تمہارے رب کی رحمت کے خزانے جو عطا فرمانے والا ہے۔

یہ محل انکار میں ارشاد ہوا۔ اس کی عبارت یہ ہوئی: اَیۡ بَلۡ یَمۡلِکُوۡنَ خَزَائِنَ رَحۡمَتِہٖ تَعَالٰی وَ یَتَصَرَّفُوۡنَ فِیۡھَا حَسۡبَمَا یَشَاءُوۡنَ حَتّٰی اِنَّھُمۡ یُصِیۡبُوۡنَ بِھَا مَنۡ شَاءُوۡا وَ یَصۡرِفُوۡنَھَا عَمَّنۡ شَاءُوۡا وَ یَتَحَکَّمُوۡنَ فِیۡھَا بِمُقۡتَضٰی رَاۡیِھِمۡ فَیَتَجَرُّوۡا لِلنُّبُوَّۃِ بَعۡضَ صَنَادِیۡدِھِمۡ۔ اور یہ مخاطبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تشریف ولطف کے لئے فرمایا گیا۔

اور الۡعَزِیۡزِ الۡوَهَّابِ فرما کر یہ بھی واضح فرما دیا کہ اِنَّ النُّبُوَّۃَ ھَوۡھِبَۃٌ رَبَّانِیَّۃٌ۔ نبوت کسبی نہیں ہوتی بلکہ موہبت ربانیہ سے وہبی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام کسی استاذ کے رہین منت نہیں ہوتے بلکہ ان کا علم علم لدنی ہوتا ہے آگے ارشاد ہے:

اَمۡ لَهُمۡ مُّلۡكُ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَيۡنَهُمَا ۚ فَلۡيَرۡتَقُوۡا فِى الۡاَسۡبَابِ ﴿۱۰﴾۔

کیا ان کے لئے آسمان و زمین کی ملکیت ہے اور جو کچھ اس میں ہے اس پر تصرف ہے اگر ایسا ہے تو فَلۡیَرۡتَقُوۡا یعنی فَلۡیَصۡعَدُوۡا۔ چڑھ جائیں آسمانوں پر اپنی سیڑھیوں کے ذریعہ۔

یعنی آیت کریمہ میں ارشاد ہے: اَلَھُمۡ مُلۡکُ ھٰذِہِ الۡاَجۡرَامِ الۡعَلَوِیَّۃِ وَالۡاَجۡسَامِ السِّفۡلِیَّۃِ حَتّٰی یَتَکَلَّمُوۡا فِی الۡاُمُوۡرِ الرَّبَّانِیَّۃِ وَ یَتَحَکَّمُوۡا فِی التَّدَابِیۡرِ الۡاِلٰھِیَّۃِ الَّتِیۡ یَسۡتَاثِرُ بِھَا رَبُّ الۡعِزَّۃِ وَالۡکِبۡرِیَاءِ۔

فَلۡیَرۡتَقُوۡا فِی الۡاَسۡبَابِ – اَیۡ اِنۡ کَانَ لَھُمۡ مَّا ذُکِرَ فَلۡیَصۡعَدُوۡا فِی الۡمَعَارِجِ وَالۡمَنَاھِجِ الَّذِیۡ یُتَوَصَّلُ بِھَا اِلَی السَّمٰوٰتِ فَلۡیُدَبِّرُوۡھَا وَلۡیَتَصَرَّفُوۡا فِیۡھَا فَاِنَّھُمۡ لَاطَرِیۡقَ لَھُمۡ اِلٰی تَدۡبِیۡرِھَا وَالتَّصَرُّفِ فِیۡھَا اِلَّا ذَاکَ۔

خلاصہ مختصر یہ کہ اگر ان کا تصرف اجرام علویہ اور اجسام سفلیہ پر ہے یہاں تک کہ امور ربانیہ میں کلام کر سکتے ہیں اور تدابیر الٰہیہ عزوجل میں اتنے محاکمہ کے مجاز ہیں کہ اس سے اللہ تعالیٰ ان کی مرضی کے مطابق کرے تو انہیں چاہیے کہ اپنی سیڑھیوں کے ذریعہ چڑھیں آسمانوں پر پہنچیں اور اپنے تصرفات سے اپنی مرضی کے موافق نظام بدل دیں لیکن ان کے تصرفات و تدابیر کا وہاں تک کوئی راستہ ہی نہیں بلکہ ارشاد ہے:

جُنۡدٌ مَّا هُنَالِكَ مَهۡزُوۡمٌ مِّنَ الۡاَحۡزَابِ ﴿۱۱﴾۔

Marfat.com

وہ ایک ذلیل لشکر ہے جو اس درجہ کا اہل ہی نہیں۔ جدھر سے آئے گا بھگا دیا جائے گا پہلے لشکروں کی طرح۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے تسلیہ ہے اور بشارت ہے کہ وہ مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتا ان کے انہزام کی پیشگوئی فرمائی گئی اور ان کے خذلان وتحقیر اور اہانت کی خبر دی گئی جیسے کسی شاعر نے کہا:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ السَّیْفَ یَنْقُصُ قَدْرُہٗ اِذَا قِیْلَ اِنَّ السَّیْفَ اَمْضٰی مِنَ الْعَصَا

اور اسی آیہ کریمہ میں مکہ معظمہ کی فتح پر اخبار بالغیب ہے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَ جُعِلَ ذٰلِکَ اِخْبَارًا بِالْغَیْبِ عَنْ هَزِیْمَتِهِمْ یَوْمَ الْفَتْحِ وَ قِیْلَ یَوْمَ بَدْرٍ۔

وَرُوِیَ ذٰلِکَ عَنْ مُجَاهِدٍ وَ قَتَادَةَ۔ اس روایت کو مجاہد وقتادہ رحمہما اللہ نے بھی نقل کیا۔

ہزم کی لغوی تشریح

اَصْلُ الْهَزْمِ غَمْزُ الشَّیْءِ الْیَابِسِ حَتّٰی یَنْحَطِمَ کَهَزْمِ الشَّنِّ وَ هَزْمِ الْقِثَّاءِ وَالْبِطِّیْخِ وَ مِنْهُ الْهَزِیْمَةُ لِاَنَّهٗ کَمَا یُعَبَّرُ عَنْهُ بِالْحَطْمِ وَالْکَسْرِ۔ ہزم کے حاصل معنی ککڑی خربوزہ کی طرح پھٹ جانے کے ہیں اور اسی سے ہزیمت ہے جس کے معنی ٹوٹنے کے لئے جاتے ہیں۔

اور جند کی تفسیر میں آلوسی کہتے ہیں: اَیْ هُمْ جُنْدٌ قَلِیْلُوْنَ اَذِلَّاءُ اَوْ کَثِیْرُوْنَ عُظَمَاءُ کَائِنُوْنَ هُنَالِکَ مِنَ الْکُفَّارِ الْمُتَحَیِّرِیْنَ عَلَی الرُّسُلِ مَکْسُوْرُوْنَ عَنْ قَرِیْبٍ۔ بہرحال تحقیق حقیق یہی ہے کہ کفار ومشرکین اہل اسلام کے مقابل جم نہیں سکتے اس لئے دوسری جگہ ارشاد ہے۔ لَا یُقَاتِلُوْنَكُمْ جَمِیْعًا اِلَّا فِیْ قُرًى مُّحَصَّنَةٍ اَوْ مِنْ وَّرَآءِ جُدُرٍ الخ۔ یہ مجتمع ہو کر بھی مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن گڑھی میں چھپ کر یا دیواروں کی اوٹ میں بیٹھ کر۔ آگے ارشاد ہے:

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ عَادٌ وَّ فِرْعَوْنُ ذُو الْاَوْتَادِ ﴿۱۲﴾ وَ ثَمُوْدُ وَ قَوْمُ لُوْطٍ وَّ اَصْحٰبُ لْـَٔیْكَةِ ؕ اُولٰٓئِكَ الْاَحْزَابُ ﴿۱۳﴾ اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ فَحَقَّ عِقَابِ ﴿۱۴﴾۔

جھٹلا چکی ہیں ان سے قبل نوح کی قوم اور عاد اور میخوں والے فرعون اور ثمود اور قوم لوط اور بن والے یہ سب جماعتیں تھیں ان سب نے رسولوں کو جھٹلایا تو ہمارا عذاب ان پر لازم ہوگیا۔

یعنی عذاب ان پر قائم ہوا چنانچہ قوم نوح غرق طوفان ہوئی۔ اس نے حضرت نوح علیہ السلام کی تکذیب کی تھی۔

قوم فرعون ہلاک وغرق نیل ہوئی۔ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تکذیب کی اور آپ کے مقابلہ میں لشکر کشی کی۔

قوم ہود ریح صرصر سے تباہ کی گئی۔ ان کی طرف حضرت ہود علیہ السلام مبعوث ہوئے انہوں نے آپ کی تکذیب کی۔

قوم ثمود ایک چنگھاڑ میں ختم ہوئی ان کی طرف حضرت صالح علیہ السلام تشریف لائے۔

قوم لوط پر پتھروں اور رال کی بارش ہوئی۔ ان کی طرف حضرت لوط علیہ السلام جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے تشریف لائے۔

قوم ایکہ ان کی طرف بھی حضرت شعیب علیہ السلام مبعوث ہوئے اور یہ قوم گرم لو سے ہلاک کی گئی۔

اور ان سب کی ہلاکت کا سبب اِنْ كُلٌّ اِلَّا كَذَّبَ الرُّسُلَ تھا۔

قوم ایکہ کو اصحاب غیطہ بھی کہتے ہیں اور اصحاب ایکہ بھی۔ یہ نام ان کی بستی کے ہیں۔

Marfat.com

یعنی یہ سب وہ اقوام تھیں جنہوں نے رسل کرام کی تکذیب کی اس تکذیب کی سزا میں یہ ہلاک کی گئی فرعون کے ذُوالْاَوْتَادِ ہونے کی وجہ تسمیہ

آلوسی فرماتے ہیں: ذُوالْاَوْتَادِ سے اس کی صفت مبالغہ ہے جس کے معنی ہیں مضبوط حکومت اور محکم سلطنت والا۔

ابن مسعود اور ابن عباس علیہم رضوان فرماتے ہیں اوتاد سے مراد وہ لشکر ہے جس سے سلطنت مستحکم اور مضبوط تھی۔

اور قتادہ اور عطار حمہما اللہ کہتے ہیں: كَانَتْ لَهٗ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ اَوْتَادٌ وَّخَشَبٌ يَلْعَبُ بِهٖ اس ملعون نے میخیں اور لکڑیاں جیسے سٹک کہتے ہیں جمع کرر کھے تھے اور ان سے یہ کھیلا کرتا تھا جیسے ہاکی یا پولو کھیلا جاتا ہے۔

ایک قول ہے کہ یہ سزا دیتے وقت چار میخیں قائم کر کے اس پر ملزم کو باندھ دیتا تھا حتیٰ کہ اسی حال میں اس کی موت واقع ہو جاتی۔

اس کے علاوہ اور بھی اس کے مظالم کی کیفیتیں تھیں بہر حال ظالم بلکہ اظلم تھا اور مدعی الوہیت تھا۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ صٓ - پ ۲۳

وَمَا يَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَيْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾	اور یہ منتظر نہیں مگر چنگھاڑ کے جس کے پھیرنے کی کسی میں قوت نہیں
وَ قَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ يَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾	اور بولے اے ہمارے رب! جلدی دے ہمیں ہمارا حصہ یوم حساب سے پہلے
اِصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَيْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾	اے محبوب! آپ صبر کریں ان باتوں پر اور یاد کریں ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے
اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِشْرَاقِ ۙ﴿۱۸﴾	بے شک ہم نے مسخر کئے اس کے لئے پہاڑ کہ اس کے ساتھ تسبیح کرتے شام اور سورج چمکتے وقت
وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾	اور پرندے جمع کئے ہوئے سب اس کے پیرو تھے
وَ شَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَ اٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَ فَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾	اور ہم نے مضبوط کیا اس کی سلطنت کو اور اسے حکمت اور قول فیصل دیا
وَ هَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ۙ﴿۲۱﴾	اور کیا آئی خبر آپ کے پاس متخاصمین کی جب وہ دیوار کود کر مسجد میں آئے
اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَ لَا تُشْطِطْ وَ اهْدِنَاۤ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾	جب وہ داخل ہوئے داؤد پر تو داؤد ان سے گھبرایا تو انہوں نے عرض کی خوف نہ کیجئے ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو فیصلہ دیجئے ہم میں سچا اور حق کے خلاف نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ دکھایئے

إِنَّ هَٰذَا أَخِي لَهُ تِسْعٌ وَّتِسْعُونَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ أَكْفِلْنِيهَا وَعَزَّنِي فِي الْخِطَابِ ﴿٢٣﴾

بے شک یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے۔ تو یہ کہتا ہے مجھے وہ دنبی بھی دے دے اور اس بات میں مجھ پر زور دیتا ہے

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ إِلَىٰ نِعَاجِهِ ۖ وَإِنَّ كَثِيرًا مِّنَ الْخُلَطَاءِ لَيَبْغِي بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَقَلِيلٌ مَّا هُمْ ۗ وَظَنَّ دَاوُدُ أَنَّمَا فَتَنَّاهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهُ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّأَنَابَ ﴿٢٤﴾

داؤد نے فرمایا بے شک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ تیری دنبی اور دنبیوں میں ملانے کو مانگتا ہے اور بے شک اکثر ساجھی والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور وہ بہت کم ہیں اور داؤد نے گمان کیا کہ ہم نے اس کی جانچ کی تھی تو اس نے اپنے رب سے استغفار کی اور سجدے میں گرا اور رجوع کیا

فَغَفَرْنَا لَهُ ذَٰلِكَ ۖ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَآبٍ ﴿٢٥﴾

تو ہم نے اسے بخش دیا اور بے شک اس کے لئے ہمارے حضور ضرور قرب اور اچھا مقام ہے

يَا دَاوُدُ إِنَّا جَعَلْنَاكَ خَلِيفَةً فِي الْأَرْضِ فَاحْكُم بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوَىٰ فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَضِلُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيدٌ بِمَا نَسُوا يَوْمَ الْحِسَابِ ﴿٢٦﴾

اے داؤد! ہم نے کیا تمہیں زمین میں نائب تو حکم پہنچا لوگوں میں سچ سچ اور نہ پیچھے لگ خواہش کے کہ تجھے اللہ کی راہ سے بھٹکا دے گی بے شک وہ جو اللہ کی راہ سے بھٹکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ہیں

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ ص۔پ ۲۳

وَ۔اور	مَا۔نہیں	يَنْظُرُ۔انتظار کرتے	هٰٓؤُلَآءِ۔یہ
اِلَّا۔مگر	صَيْحَةً۔چنگھاڑ	وَّاحِدَةً۔ایک کا	مَّا۔نہیں
لَهَا۔اس کے لئے	مِنْ فَوَاقٍ۔کوئی دیر	وَ۔اور	قَالُوْا۔بولے
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب	عَجِّلْ۔جلدی کر	لَّنَا۔ہمارے لئے	قِطَّنَا۔ہمارا حصہ
قَبْلَ۔پہلے	يَوْمِ۔دن	الْحِسَابِ۔حساب سے	اِصْبِرْ۔صبر کر
عَلٰی۔اوپر	مَا۔اس کے جو	يَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	وَ۔اور
اذْكُرْ۔یاد کر	عَبْدَ۔بندے	نَا۔ہمارے	دَاوٗدَ۔داؤد کو
ذَا الْاَيْدِ۔جو طاقت والا تھا	اِنَّهٗ۔بے شک وہ تھا	اَوَّابٌ۔بہت رجوع کرنے والا	
اِنَّا۔بے شک ہم نے	سَخَّرْنَا۔تابع کئے	الْجِبَالَ۔پہاڑ	مَعَهٗ۔اس کے ساتھ
يُسَبِّحْنَ۔وہ تسبیح کرتے	بِالْعَشِيِّ۔پچھلے پہر	وَ۔اور	الْاِشْرَاقِ۔پہلے پہر

Marfat.com

وَ۔اور	الطَّيْرَ۔پرندے	مَحْشُوْرَةً۔اکٹھے کئے ہوئے	كُلٌّ۔ہرایک
لَّهٗ۔اس کے	اَوَّابٌ۔تابع تھا	وَ۔اور	شَدَدْنَا۔مضبوط کی ہم نے
مُلْكَهٗ۔اس کی سلطنت	وَ۔اور	اٰتَيْنٰهُ۔دی ہم نے اس کو	الْحِكْمَةَ۔حکمت
وَ۔اور	فَصْلَ۔فیصلہ کن	الْخِطَابِ۔بات	وَ۔اور
هَلْ۔کیا	اَتٰىكَ۔آئی تیرے پاس	نَبَؤُا۔بات	الْخَصْمِ۔جھگڑنے والوں
کی	اِذْ۔جب	تَسَوَّرُوا۔پھاند آئے	الْمِحْرَابَ۔محراب میں
اِذْ۔جب	دَخَلُوْا۔داخل ہوئے	عَلٰى۔اوپر	دَاوٗدَ۔داؤد کے
فَفَزِعَ۔تو گھبرایا	مِنْهُمْ۔ان سے	قَالُوْا۔بولے	لَا۔نہ
تَخَفْ۔ڈر	خَصْمٰنِ۔ہم دو فریق ہیں	بَغٰى۔زیادتی کی	بَعْضُنَا۔ہمارے بعض نے
عَلٰى۔اوپر	بَعْضٍ۔بعض کے	فَاحْكُمْ۔تو فیصلہ کر	بَيْنَنَا۔ہمارے درمیان
بِالْحَقِّ۔حق سے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تُشْطِطْ۔زیادتی کر
وَ۔اور	اهْدِ۔دکھا	نَا۔ہم کو	اِلٰى۔طرف
سَوَآءِ۔سیدھی	الصِّرَاطِ۔راہ کے	اِنَّ۔بے شک	هٰذَآ۔یہ
اَخِيْ۔میرا بھائی ہے	لَهٗ۔اس کی	تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ۔ننانوے	نَعْجَةً۔دنبیاں ہیں
وَّ۔اور	لِيَ۔میری ہے	نَعْجَةٌ۔دنبی	وَّاحِدَةٌ۔ایک
فَقَالَ۔تو کہا	اَكْفِلْنِيْهَا۔یہ بھی مجھے دے دے		وَ۔اور
عَزَّ۔غالب آیا	نِيْ۔مجھ پر	فِي۔بیچ	الْخِطَابِ۔بات کے
قَالَ۔فرمایا	لَقَدْ۔بے شک	ظَلَمَكَ۔ظلم کیا تجھ پر	بِسُؤَالِ۔مانگ کر
نَعْجَتِكَ۔تیری دنبی	اِلٰى۔طرف	نِعَاجِهٖ۔اپنی دنبیوں کے	وَ۔اور
اِنَّ۔بے شک	كَثِيْرًا۔بہت سے	مِّنَ الْخُلَطَآءِ۔ساجھی والے	لَيَبْغِيْ۔سرکشی کرتے ہیں
بَعْضُهُمْ۔ان کے بعض	عَلٰى۔اوپر	بَعْضٍ۔بعض کے	اِلَّا۔مگر
الَّذِيْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	وَ۔اور	قَلِيْلٌ مَّا۔تھوڑے ہیں	هُمْ۔وہ
وَ۔اور	ظَنَّ۔گمان کیا	دَاوٗدُ۔داؤد نے	اَنَّمَا۔کہ بے شک
فَتَنّٰهُ۔آزمایا ہم نے اس کو	فَاسْتَغْفَرَ۔تو بخشش مانگی اس نے	رَبَّهٗ۔اپنے رب سے	وَ۔اور
خَرَّ۔گر پڑا	رَاكِعًا۔جھکتا ہوا	وَّ۔اور	اَنَابَ۔رجوع کیا
فَغَفَرْنَا۔تو ہم نے بخش دیا	لَهٗ ذٰلِكَ۔اس کو	وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک
لَهٗ۔اس کے لئے	عِنْدَ۔پاس	نَا۔ہمارے	لَزُلْفٰى۔یقیناً قرب ہے

Marfat.com

وَ۔اور	حُسْنَ۔اچھی	مَاٰبٍ۔جگہ	یٰدَاوٗدُ۔اے داؤد
اِنَّا۔بے شک	جَعَلْنٰكَ۔بنایا ہم نے تجھ کو	خَلِیْفَةً۔خلیفہ	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	فَاحْكُمْ۔تو فیصلہ کر	بَیْنَ۔درمیان	النَّاسِ۔لوگوں کے
بِالْحَقِّ۔انصاف سے	وَ۔اور	لَا۔نہ	تَتَّبِعِ۔پیروی کر
الْهَوٰی۔خواہش کی	فَیُضِلَّكَ۔تو وہ ہٹا کردے گی تجھ کو		عَنْ سَبِیْلِ۔راہ
اللّٰهِ۔خدا سے	اِنَّ۔بے شک	الَّذِیْنَ۔وہ جو	یَضِلُّوْنَ۔گمراہ ہوتے ہیں
عَنْ سَبِیْلِ۔راہ	اللّٰهِ۔خدا سے	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے
شَدِیْدٌ۔سخت	بِمَا۔بدلہ اس کا کہ	نَسُوْا۔وہ بھولے	یَوْمَ۔دن
الْحِسَابِ۔حساب کا			

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع سورۃ۔صٓ۔پ ۲۳

وَمَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾۔

اور نہیں منتظر یہ لوگ مگر ایک چنگھاڑ کے جسے کوئی روک نہیں سکتا۔

یہ صیحہ چنگھاڑ کے معنی میں ہے جو بروز قیامت نفخہ اولیٰ میں مشرکین کے عذاب کے لئے ہوگا اور اس نفخہ کو کوئی طاقت روک نہیں سکے گی۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾۔

اور مشرک بولے الٰہی! ہمارا حصہ ہمیں یوم حساب سے قبل دے دے۔

یہ عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا بہ طریق تمسخر نضر بن حارث نے کہا تھا اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے حبیب پاک کو ارشاد ہوتا ہے کہ

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾۔

اے محبوب! آپ ان کی باتوں پر صبر فرمائیں اور ہمارے بندے داؤد نعمتوں والے کو یاد کریں بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا ہے۔

یعنی حضرت داؤد علیہ السلام جنہیں عبادت کی ہم نے بہت قوت عطا فرمائی تھی۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ ایک روز افطار اور ایک دن روزہ رکھتے۔ شب بیداری کی یہ شان تھی کہ نصف رات عبادت کرتے پھر درمیانی حصہ میں آرام فرما کر پچھلی رات مشغول عبادت رہتے اور اپنے رب کا قرب حاصل کرتے گویا ارشارہ فرمایا گیا کہ بے دینوں کی بکواس سے بے پرواہ ہو کر عبادت داؤد کی طرف متوجہ رہیں۔ اس کے بعد ان کی معجزانہ شان کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِكْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾۔

بے شک ہم نے مسخر کئے اس کے ساتھ پہاڑ کہ تسبیح کرتے شام کو اور سورج چمکتے اور پرند جمع کئے ہوئے سب اس کے

Marfat.com

مطیع تھے اور ہم نے مضبوط کیا اس کی سلطنت کو اور دی ہم نے اسے حکمت اور قول فیصل۔

یعنی پہاڑ داؤد علیہ السلام کے ساتھ تسبیح کرتے۔ اور صاحب مدارک آیۂ کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے پہاڑوں کو ایسا مسخر فرمایا تھا کہ جہاں آپ چاہتے انہیں ساتھ لے جاتے۔

اور حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب حضرت داؤد علیہ السلام تسبیح فرماتے تو پہاڑ اور پرند سب آپ کے ساتھ تسبیح کرتے۔

اور شَدَدْنَا مُلْكَهٗ کے یہ معنی ہیں کہ آپ کو حکمرانی کی قوت کے لئے فوج بھی بکثرت عطا کی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ روئے زمین کے حکمرانوں میں آپ کی سلطنت مضبوط اور قوی تھی حتیٰ کہ آپ کے محراب عبادت کے پہرے دار چھتیس ہزار مرد تھے۔

اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔

بعض نے حکمت کی تفسیر عدل سے کی ہے۔

بعض نے کتاب اللہ یعنی زبور مراد لی ہے۔

بعض نے تفقہ فی الدین بتایا۔

بعض نے سنت مراد لی اور

قول فیصل سے علم قضاء اور سیاست حکمرانی مراد لیا جو حق و باطل میں تمیز کردے۔

وَهَلْ اَتٰىكَ میں مخاطبہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔

اور نَبَؤُا الْخَصْمِ سے مراد آنے والے فرشتے تھے جو حضرت داؤد علیہ السلام کے امتحان کے لئے آئے تھے اور اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ جب وہ دیوار پھاند کر مسجد داؤد میں آئے۔ اور اچانک آپ پر ظاہر ہوئے تو لازمی طور پر اس آنے سے فزع اور گھبراہٹ ہوئی تھی چنانچہ ارشاد ہے:

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ وہ داؤد پر داخل ہوئے تو ان سے گھبرائے۔

آپ متحیر ہو کر گھبرائے کہ چھتیس ہزار پہرے والوں سے مخفی طور پر یہ کیسے آ گئے تو فرشتے عرض کرنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

فرشتوں نے عرض کی گھبرائیے نہیں ہم دو فریق ہیں کہ ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو ہم میں آپ سچا فیصلہ فرما دیجئے اور خلاف حق نہ کیجئے۔

واقعہ یہ تھا کہ

حضرت داؤد علیہ السلام کی ننانوے بیبیاں تھیں اور ایک مسلمان کے پاس ایک بیوی تھی جس کی طرف حضرت داؤد علیہ السلام کا رجحان تھا۔ آپ نے اس پر اپنی رغبت کا اظہار فرما کر اسے اس امر کی طرف آمادہ کر لیا کہ وہ طلاق دے دے تاکہ بعد عدت اسے آپ اپنے نکاح میں لیں۔

Marfat.com

ایک قول یہ ہے کہ ننانوے بیویاں آپ کے پاس تھیں اور اس پر ایک عورت کے لئے پیغام دیا یہ بیوی وہ تھی جسے ایک مسلمان پیام دے چکا تھا اور آپ کے علم میں وہ پیام دینا نہیں تھا۔ ورنہ خطبہ علے الخطبہ آپ نہ دیتے۔ لڑکی کے والدین خطبۂ داؤدی کے مقابلہ میں کسی کا خطبہ کیوں کر قبول کرتے۔ چنانچہ یہ عقد آپ سے ہو گیا۔

اس زمانہ میں ایسا رواج تھا کہ اگر کوئی کسی عورت کی طرف رغبت رکھتا ہو تو اس سے استدعا کر کے طلاق دلوا دیتا اور بعد عدت نکاح کر لیتا۔

یہ طریقہ نہ شرعاً ممنوع تھا نہ اس رسم و رواج کے خلاف۔ لیکن انبیاء کرام کی شان اس سے ارفع ہے تو مرضیٔ الٰہی عزوجل یہ ہوئی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کو اس سے آگاہ کیا جائے۔

اس تنبیہ کا ذریعہ یہ نکالا گیا کہ ملائکہ علیہم السلام مدعی و مدعیٰ علیہ کی شکل میں آپ کے حضور پیش ہوں اور مسئلہ کو ایک فرضی شکل میں پیش کرے۔ چنانچہ وہ ملائکہ علیہم السلام حاضر دربار ہوئے اور عرض کیا:

اِنَّ هٰذَاۤ اَخِیْ لَهٗ تِسْعٌ وَّ تِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّ لِیَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ فَقَالَ اَكْفِلْنِیْهَا وَ عَزَّنِیْ فِی الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾۔

یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے اب وہ کہتا ہے کہ وہ بھی میرے حوالے کر دے اور اپنے مطالبہ میں مجھ پر زور ڈالتا ہے۔

یعنی ننانوے دنبیوں والا مجھ سے ایک دنبی بھی طلب کر کے مجھ پر زور ڈالتا ہے۔ یہ فرضی شکل مسئلہ کی پیش کر کے حضرت داؤد علیہ السلام سے فرشتوں نے استفسار کیا اس کا جواب آپ نے دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِیْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَیَبْغِیْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

داؤد علیہ السلام نے فرمایا بے شک یہ تجھ پر ظلم کرتا ہے اور تیری دنبی اپنی دنبیوں میں ملاتا ہے اور بے شک اکثر ساجھی والے ایک دوسرے پر زیادتی کرتے ہیں۔

یہ جواب سن کر ملائکہ علیہم السلام نے آپس میں دیکھا اور متبسم ہو کر نظر سے غائب ہو گئے۔

اس سوال میں دنبی ایک کنایہ تھا۔ جس سے ننانوے بیویاں اور ایک بیوی مراد تھی اور متبسم ہو کر ملائکہ علیہم السلام کا نظر سے غائب ہو جانا اس امر کی طرف اشارہ تھا کہ آپ کے پاس جب ننانوے بیویاں ہیں تو دوسرے کی بیوی کی طرف خواہش کرنا آپ کی شان کے خلاف ہے چنانچہ آپ نے جواب میں فرمایا:

اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِیْلٌ مَّا هُمْ ؕ۔

مگر جو ایمان والے ہیں اور اچھے عمل کرتے ہیں وہ بہت تھوڑے ہیں۔

اس کے بعد حضرت داؤد علیہ السلام کو محسوس ہوا کہ میرے لئے یہ امتحان تھا سوال میرے ہی متعلق تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ﴿۲۴﴾۔

اور داؤد علیہ السلام سمجھے کہ یہ سوال کرنے والے من جانب اللہ عزوجل آئے تھے اور اللہ تعالیٰ نے اس میں ان کا امتحان فرمایا تھا تو اسی وقت آپ نے استغفار فرمائی اور سجدے میں گر گئے اور اللہ عزوجل کے حضور رجوع لائے۔

اس آیت کریمہ میں وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ پر سجدۂ تلاوت ہے۔

Marfat.com

یہاں یہ مسئلہ یادرکھنا چاہئے کہ دوران نماز آیت سجدہ پڑھنے والا اگر رکوع میں نیت سجدہ کر لے تو وہ رکوع سجدہ کے قائم مقام سمجھا جاتا ہے۔آگے ارشاد ہے:

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾۔

تو ہم نے اسے معاف فرمایا اور اس کے لئے ہماری بارگاہ میں قرب اور بہترین مقام ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ انبیاء کرام سے اللہ تعالیٰ لغزش بھی نہیں ہونے دیتا۔ اگر باقتضاء بشریت ان کا رجحان ان کی شان کے خلاف ہو تو بذریعہ ملائکہ علیہم السلام انہیں اس سے روک دیتا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾۔

اے داؤد (علیک السلام) ہم نے تمہیں زمین میں نائب بنایا تا کہ اللہ کے بندوں کی تدبیر امور فرمائیں اور آپ کا حکم ان میں نافذ ہو تو آپ لوگوں میں حق فیصلہ دیں اور خواہشات کے پیچھے نہ لگیں کہ وہ اللہ کی راہ سے بہکا دیں گی بے شک جو اللہ کی راہ سے بہکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے اس بناء پر کہ وہ حساب کے دن کو بھول گئے ہیں۔

ایسے لوگ گمراہ ہیں اور ایمان سے محروم لہٰذا ان کے پیچھے لگنا غلط روی ہے۔

لغات نادرہ

مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ۔ فواق اس افاقہ کو کہتے ہیں جو دودھ کے وقت ایک دھار سے دوسری دھار کے مابین ہوتا ہے اس کے اصل معنی رجوع کے ہیں۔

اَفَاقَ مِنْ مَّرَضِهٖ – اَیْ رَجَعَ اِلَی الصِّحَّةِ۔

اس میں دولغت ہیں فَواق بفتح فاء اور فُواق بضم فاء۔ یہاں فواق سے مراد توقف ہے۔

عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا۔ قط کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں یہ مشتق ہے: قَطَّهٗ اِذَا قَطَعَهٗ سے۔صحیفہ جائزہ کو قط کہتے ہیں کہ وہ بھی کاغذ کا ایک ٹکڑا ہوتا ہے۔

ذَا الْاَیْدِ۔ اید کہتے ہیں قوت کو اور اسی سے وَاَیَّدْنٰهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ہے۔ اور وَالسَّمَآءَ بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ بھی کہا ہے۔

بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ۔ اشراق وہ وقت ہے جس میں آفتاب خوب چمکنے لگے اور شروق آفتاب کے طلوع کے وقت کو کہتے ہیں شَرَقَتِ الشَّمْسُ اِذَا طَلَعَتْ وَ اَضَاءَتْ۔

وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَةً۔ پرندوں کا یکجا جمع ہونا۔

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ تَسَوَّرُوا کے معنی ہیں جب وہ دیوار کی طرف سے آئے تَسَوَّرُوا السُّوْرَ تَسَوُّرًا بولتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع – سورۃ ص – پ ۲۳

وَمَا یَنْظُرُ هٰۤؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ ﴿۱۵﴾

اور نہیں منتظر یہ کفار مگر ایک ایسی چنگھاڑ کے جس کے اندر کمی کرنے کی کسی میں قوت نہیں۔

Marfat.com

یہاں سے عذاب کفار مکہ کا بیان شروع ہے۔ یَنْظُرُ سے مراد یہاں انتظار ہے وَالْمُرَادُ بِالصَّیْحَةِ النَّفْخَةُ الثَّانِیَةُ اور صیحہ سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے گویا عبارت یوں ہے: مَا یَنْظُرُوْنَ هٰؤُلَاءِ الْكَفَرَةُ الْحَقِیْرُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ اَمْثَالُ اُولٰئِكَ الطَّوَائِفِ الْمُهْلَكُوْنَ فِی الْكُفْرِ وَالتَّكْذِیْبِ شَیْئًا اِلَّا النَّفْخَةَ الثَّانِیَةَ الَّتِیْ یَقُوْمُ بِهَا السَّاعَةُ۔ یہ ذلیل وحقیر کفار جو پہلے ہلاک کئے گئے طائفوں کی ہم مثل ہیں وہ بھی کفر وتکذیب کے اندر تھے اور یہ بھی اسی راہ پر ہیں انہیں انتظار نہیں مگر نفخۂ ثانیہ کا جس کے ساتھ قیامت قائم ہوگی۔

اور یہ نفخہ وہ ہوگا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود ہوں گے اور یہ سنت الٰہیہ عزوجل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اثر انداز نہ ہوگی اور آپ کے متبعین بھی اس سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

وَالنَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَوْجُوْدٌ خَارِجٌ عَنِ السُّنَّةِ الْاِلٰهِیَّةِ الْمَبْنِیَّةِ عَلَی الْحِكَمِ الْبَاهِرَةِ كَمَا نَطَقَ بِهٖ قَوْلُهٗ تَعَالٰی وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ اِذِ الْمُرَادُ وَاَنْتَ فِیْهِمْ وُجُوْدُهٗ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس وقت موجود ہوں گے اور نفخہ ثانیہ کے اثر سے آپ مع اپنی امت کے محفوظ ہوں گے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِیُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِیْهِمْ۔ آیت کریمہ میں اَنْتَ فِیْهِمْ سے مراد وجود باجود سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

اور مَّا لَهَا مِنْ فَوَاقٍ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: وَالْفَوَاقُ الزَّمَنُ الَّذِیْ بَیْنَ حَلْبَتَیِ الْحَالِبِ وَ رَضْعَتَیِ الرَّاضِعِ وَ یُقَالُ لِلَّبَنِ الَّذِیْ یَجْتَمِعُ فِی الضَّرْعِ بَیْنَ الْحَلْبَتَیْنِ فِیْقَةٌ وَ یُجْمَعُ عَلٰی اَفْوَاقٍ وَاَفَاوِیْقِ جَمْعُ الْجَمْعِ۔

تو خلاصہ معنی یہ ہوئے: مَا یَنْظُرُوْنَ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا مِنْ تَوَقُّفٍ مِقْدَارَ فَوَاقٍ۔

وَقِیْلَ الْمَفْتُوْحُ اِسْمُ مَصْدَرٍ مِنْ اَفَاقَ الْمَرِیْضُ اِفَاقَةً وَ فَاقَةً اِذَا رَجَعَ اِلَی الصِّحَّةِ۔

وَقَالُوْا رَبَّنَا عَجِّلْ لَّنَا قِطَّنَا قَبْلَ یَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۱۶﴾۔

اور مشرک بولے اے ہمارے رب! جلدی کر ہمارے لئے ہمارا حصہ یوم حساب سے پہلے۔

یہ بیان ہے نضر بن حارث اور ابو جہل کا جب ان نے سنا کہ عذاب آخرت مؤخر ہے اس دن تک جسے یوم حساب کہتے ہیں تو نضر بن حارث بن علقمہ بن کاوہ اور ابو جہل بن ہشام نے بطریق استہزاء کہا کہ آخرت والا عذاب ہم پر ابھی کیوں نہیں آتا۔ چنانچہ سورۂ معارج میں بھی اسکا تذکرہ ہے: سَاَلَ سَآئِلٌۢ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ ﴿۱﴾ لِّلْكٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَهٗ دَافِعٌ۔

تعریف لفظ قط

اَلْقِطُّ وَالْقِطْعَةُ مِنَ الشَّیْءِ مِنْ قَطَّهٗ اِذَا قَطَعَهٗ وَ یُقَالُ لِصَحِیْفَةِ الْجَائِزَةِ قِطٌّ لِاَنَّهَا قِطْعَةٌ مِنَ الْقِرْطَاسِ۔ چنانچہ اعشٰی بھی کہتا ہے:

وَلَا الْمَلِكُ النُّعْمَانُ یَوْمَ لَقِیْتُهٗ ۔۔۔ بِنِعْمَتِهٖ یُعْطِی الْقُطُوْطَ وَ یُطْلِقُ

خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ قِطَّنَا میں جو لفظ قط ہے وہ حصہ یا کسی شے کے ٹکڑے یا جز کے متعلق ہی مستعمل ہوتا ہے۔ اسی

Marfat.com

وجہ میں۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیْ عَجِّلْ لَنَا صَحِیْفَةَ اَعْمَالِنَا نَنْظُرْ فِیْهَا۔ ہمارا صحیفہ اعمال ہمیں جلد دے دیا جائے تاکہ اس میں اپنا عمل دیکھ لیں۔

چنانچہ حضرت ابن جبیر فرماتے ہیں: وَ ذٰلِکَ اَنَّهُمْ لَمَّا سَمِعُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَذْکُرُ وَعْدَ اللّٰهِ الْمُؤْمِنِیْنَ الْجَنَّةَ فَقَالُوْا عَلٰی سَبِیْلِ الْهَزْآءِ عَجِّلْ لَنَا نَصِیْبَنَا مِنْهَا نَنْعَمْ بِهٖ فِی الدُّنْیَا۔ جب مشرکین نے سنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مومنین سے جنت کا وعدہ فرمارہے ہیں تو مشرکین نے استہزاء کیا کہ ہمارا حصہ بھی اس میں سے ہمیں دے دیا جائے تاکہ دنیا میں ہم نعمتیں لے سکیں۔

اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ ملا کہ اے محبوب! ان کے مقالات باطلہ موذیہ پر صبر کیجئے اور انبیاء سابقہ کے حالات یاد فرمائیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِصْبِرْ عَلٰی مَا یَقُوْلُوْنَ وَاذْکُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ ذَا الْاَیْدِ ۚ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۷﴾

اے محبوب! ان کی باتوں پر صبر کیجئے اور ہمارے بندے داؤد بڑی قوتوں والے کا معاملہ یاد فرمائیں بے شک وہ بڑا رجوع کرنے والا طاعت الٰہی میں ہے۔

حضرت داؤد علیہ السلام علوشان اور منصب نبوت کے حامل تھے مگر باوجود اس کے آپ کی مخالفت ہوئی مگر انہوں نے صبر فرمایا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرج الم فرمایا اور اس غم کا انجام اچھا کیا۔

تفسیر لفظ اَوَّابٌ

ابن جریر، ابن عباس، مجاہد فرماتے ہیں: اَلْاَوَّابُ الْمُسَبِّحُ۔ اواب سے مراد تسبیح کرنے والے کے ہیں۔

عمر بن شراحیل کہتے ہیں: اِنَّهُ الْمُسَبِّحُ بِلُغَةِ الْحَبَشَةِ۔ مسبح لغت حبشہ میں اواب کو کہتے ہیں۔

دیلمی مجاہد سے راوی ہیں: قَالَ سَاَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنِ الْاَوَّابِ فَقَالَ سَاَلْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْهُ فَقَالَ هُوَ الرَّجُلُ یَذْکُرُ ذُنُوْبَهٗ فِی الْخَلَاءِ فَیَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰی۔ فرماتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے لفظ اواب کے معنی پوچھے آپ نے فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا تو آپ نے فرمایا اواب وہ آدمی ہے جو اپنے گناہ تنہائی میں یاد کرکے اپنے رب سے استغفار کرے۔

اور ذَا الْاَیْدِ قوت دینیہ رکھنے والے کو کہتے ہیں وَ هُوَ الْقُوَّةُ عَلَی الْعِبَادَةِ کَمَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَ قَتَادَةُ وَ الْحَسَنُ اور یہی قوت عبادت کی ہے۔

اسی بناء پر حضرت داؤد علیہ السلام کو قوی الجسم بھی لکھا گیا۔

اور بخاری نے اپنی تاریخ میں حضرت ابودرداء سے نقل کیا: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَکَرَ دَوٗدَ وَ حَدَّثَ عَنْهُ قَالَ کَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب حضرت داؤد کا ذکر فرماتے تو فرماتے وہ انسانوں میں سب سے زیادہ عبادت کرنے والے تھے۔

وَ رُوِیَ اَنَّهٗ کَانَ یَصُوْمُ یَوْمًا وَ یُفْطِرُ یَوْمًا وَ کَانَ یَقُوْمُ نِصْفَ اللَّیْلِ۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ ایک

دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار فرماتے اور آدھی رات قیام فرماتے۔

اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَهٗ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ ﴿۱۸﴾ وَالطَّيْرَ مَحْشُوْرَةً ؕ كُلٌّ لَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾۔

ہم نے مسخر کئے پہاڑ ان کے ساتھ غروب وطلوع کے وقت تسبیح کرتے اور پرند جمع ہوتے سب ان کے لئے مطیع تھے۔

یہاں تسخیر جبال وہ نہ تھی جو حضرت سلیمان علیہ السلام کیلئے تھی کہ ہوا بھی تابع فرمان اور پہاڑ بھی مطیع حکم تھے بلکہ یہ تسخیر بہ طریق اقتداء تھی عبادت الٰہی میں۔ اس کا ذکر سورۃ انبیاء میں ہو چکا ہے جہاں وَسَخَّرْنَا مَعَ دَاوٗدَ الْجِبَالَ آیا ہے۔

یہ تسخیر جبال تسبیح میں تھی جیسے تَسْبِيْحُ الْحَصَى الْمَسْمُوْعِ فِيْ كَفِّ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ جیسے کنکریوں کی تسبیح جو مسموع ہوئی کف اقدس سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں۔

صرف ایک قول ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہاڑ آپ کے ساتھ مسخر تھے سَيَّرْنَ مَعَهٗ عَلٰى اَنْ يُّسَبِّحْنَ مِنَ السَّبَاحَةِ۔ پہاڑ آپ کی معیت میں چلتے تا کہ تسبیح کرتے رہیں۔

عشی واشراق کی توضیح

هُوَ كَمَا قَالَ الرَّاغِبُ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلَى الصَّبَاحِ اَیْ يُسَبِّحْنَ بِهٰذَا الْوَقْتِ۔ راغب کہتے ہیں عشی واشراق زوال شمس سے صبح تک کے وقت کو کہتے ہیں یعنی پہاڑ اس وقت میں تسبیح کرتے تھے۔

اور اشراق سے مراد وقت اشراق ہے۔

ثعلب کہتے ہیں: محاورہ میں شَرَقَتِ الشَّمْسُ اِذَا طَلَعَتْ وَاَشْرَقَتْ اِذَا اَضَاءَ تْ وَ صَفَتْ فَوَقْتُ الْاِشْرَاقِ وَقْتُ ارْتِفَاعِهَا مِنَ الْاُفُقِ الشَّرْقِيِّ وَ صَفَاءِ شُعَاعِهَا وَ هُوَ الضَّحْوَةُ الصُّغْرٰى۔ جب آفتاب طلوع ہو کر روشن ہو جائے اور شعاعیں صاف ڈالنے لگے تو وہ اشراق ہے جبکہ وہ افق شرقی سے بلند ہو کر صاف شعاعیں ڈالنے لگے اور اسی کو ضحوہ صغریٰ کہتے ہیں۔

اور اسے نماز اشراق سنت داؤدی کے ماتحت کہتے ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی پڑھیں۔

صلوٰۃ الاشراق کی اصل

حضرت ام ہانی بنت ابوطالب سے مروی ہے: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى صَلٰوةَ الْفَجْرِ وَ قَالَ هٰذَا صَلٰوةُ الْاِشْرَاقِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آفتاب بلند ہوتے وقت نفل پڑھے اور فرمایا یہ نماز اشراق ہے۔

وَاَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ عَطَاءِ الْخُرَاسَانِيِّ اَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ قَالَ لَمْ يَزَلْ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صَلٰوةِ الْفَجْرِ حَتّٰى قَرَاْتُ هٰذِهِ الْاٰيَةَ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں میرے دل میں نماز اشراق کے متعلق کچھ شبہ تھا حتیٰ کہ جب آیہ کریمہ يُسَبِّحْنَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِشْرَاقِ پڑھی تو یقین ہو گیا کہ نماز اشراق کی اصل ہے اور یہ مشروع ہے۔

Marfat.com

رکعات نماز اشراق

کی بابت شیخ امام ولی الدین ابن العراقی نے متعدد احادیث نقل فرمائیں اور محمد بن جریر طبری نے فرمایا کہ اس کی روایتیں حد تواتر تک پہنچ چکی ہیں۔ البتہ صحیحین سے ثابت ہوتا ہے کہ اِنَّ تِلْکَ الصَّلٰوۃَ کَانَتْ صَلٰوۃَ شُکْرٍ لِذٰلِکَ الْفَتْحِ الْعَظِیْمِ صَادَفَتْ ذٰلِکَ الْوَقْتَ لَا اِنَّھَا عِبَادَۃٌ مَّخْصُوْصَۃٌ فِیْهِ دُوْنَ سَبَبٍ اَوَانِھَا۔ یہ نماز صلوٰۃ شکر ہے اس لئے کہ فتح عظیم بدر پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ادا فرمائی۔

اور مسلم شریف کی کتاب الطہارۃ بطریق ابی ہریرہ روایت ہے کہ ثُمَّ صَلّٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ سُبْحَةَ الضُّحٰی آٹھ رکعت ادا فرمائی۔

اور ابن عبدالبر تمہید میں بطریق عکرمہ بن خالد راوی ہیں کہ قَدِمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَکَّةَ فَصَلّٰی ثَمَانَ رَکَعَاتٍ فَقُلْتُ مَا ھٰذِهِ الصَّلٰوۃُ قَالَ ھٰذِهِ صَلٰوۃُ الضُّحٰی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو آٹھ رکعت ادا فرمائیں۔ میں نے عرض کیا یہ کون سی نماز ہے فرمایا یہ نماز اشراق ہے۔

اور ابن ماجہ میں ہے: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُصَلِّی الضُّحٰی اَرْبَعًا وَ یَزِیْدُ مَا شَاءَ اللّٰهُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اشراق کی چار رکعت بھی پڑھیں اور زیادہ بھی ادا فرمائیں۔

اور اس نماز کے متعلق حاکم حضرت ابوذر غفاری، ابوسعید، زید بن ارقم، ابوہریرہ، اسلمی، ابودرداء، عبداللہ بن ابی اوفی، عتبان بن مالک، عتبہ بن عبد اسلمی، نعیم بن ہمام غطفانی، ابوامامہ باہلی، ام ہانی اور ام سلمہ وغیرہ اسے افضل نوافل فرماتے ہیں۔

بہر حال روایت بخاری سے اس کی اقل مقدار دو رکعت ہیں اور زیادہ سے زیادہ چار رکعت ہیں اگرچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے زائد بھی پڑھیں۔

وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً ؕ کُلٌّ لَّهٗٓ اَوَّابٌ ﴿۱۹﴾۔

اور مسخر کیے پرندکہ جمع رہتے اور سب یعنی پہاڑ اور پرند تسبیح کے لئے آپ کی طرف رجوع تھے۔

یہاں اواب بمعنی مسبح ہے آگے ارشاد ہے:

وَشَدَدْنَا مُلْکَهٗ وَاٰتَیْنٰهُ الْحِکْمَةَ وَفَصْلَ الْخِطَابِ ﴿۲۰﴾۔

اور مضبوط کی ہم نے ان کی حکومت اور عطا کی ہم نے حکمت اور فیصلہ دینے کی طاقت۔

یعنی معیت ونصرت اور کثرت جنود سے آپ کی حکومت مضبوط فرمائی چنانچہ ابن جریر اور حاکم راوی ہیں: اِنَّهٗ کَانَ یَحْرِسُهٗ کُلَّ یَوْمٍ وَّ لَیْلَةٍ اَرْبَعَةُ الْاٰفٍ۔ آپ کے پہرے دار رات اور دن کے چار ہزار تھے۔

وَ حُکِیَ اَنَّهٗ کَانَ حَوْلَ مِحْرَابِهٖ اَرْبَعُوْنَ اَلْفُ مُسْتَنِمٍ یَحْرُسُوْنَهٗ۔ ایک روایت ہے کہ آپ کی عبادت گاہ کے محافظ چالیس ہزار پہریدار تھے۔

آپ کی حکومت وحکمت کی پختگی پر عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابن ابی حاتم سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے حضرت داؤد علیہ السلام کے حضور ایک آدمی پر دعویٰ کیا کہ اس کی گائے دینے سے وہ منکر ہے اس پر گواہ طلب کئے تو وہ گواہ نہ دے سکا آپ نے دونوں کو اپنے سامنے کھڑا کر لیا اور آپ پر

غنودگی طاری ہوئی اوراس میں کہا گیا کہ مدعی علیہ کوقتل کر دیا جائے۔

آپ نے خیال فرمایا کہ یہ خواب ہے اس پر میں کسی کے قتل پر عجلت نہیں کروں گا۔ دوسری رات خواب میں پھر قتل کا حکم ہوا آپ نے پھر ٹال دیا۔ پھر تیسری رات بھی قتل کا حکم ہوا اور ساتھ ہی یہ بھی کہ اگر ایسا نہ کرو گے تو عذاب الٰہی آئے گا۔

آپ نے مدعی علیہ کو بلا کر فرمایا کہ تیرے قتل کا مجھے حکم ہوا ہے۔ وہ بولا حضور! بلا ثبوت جرم مجھے قتل کیوں کیا جاتا ہے۔ آپ نے فرمایا مجھے حکم الٰہی ہے اس کے نفاذ سے میں رک نہیں سکتا۔

تو اس آدمی نے عرض کیا حضور! میں سچ سچ عرض کر دوں قسم بخدا میں اس جرم میں ماخوذ نہیں بلکہ میں نے مدعی کے والد کو قتل کیا تھا اس پر میری گرفت ہوئی ہے۔

غرضکہ آپ نے اس کو قصاص میں قتل کرا دیا۔ اس کی وجہ سے بنی اسرائیل میں آپ کی ہیبت طاری ہوگئی اور آپ کا ملک مضبوط ہو گیا۔ چنانچہ وَشَدَدْنَا مُلْكَهٗ اسی بنا پر فرمایا گیا اور

وَاٰتَيْنٰهُ الْحِكْمَةَ۔ سے مراد نبوت وکمال علم اور اتقاء فی العمل ہے۔

ایک قول ہے زبور اور علم شرائع مراد ہیں۔

ایک قول ہے کہ آپ کو ایسا جامع الکلم فرمایا کہ حکمت سے خالی کوئی کلام نہ ہوتا تھا۔ اور

فَصْلَ الْخِطَابِ۔ سے مراد حق وباطل کی تمیز ہے۔

چنانچہ آپ مقدمات، حکومت، تدبیر ملک اور مشوروں میں نہایت صاحب الرائے تھے۔

اس کے بعد ایک خاص واقعہ کا ذکر شروع ہے:

وَهَلْ اَتٰىكَ نَبَؤُا الْخَصْمِ ۘ اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ ﴿٢١﴾ ۔

اور کیا آئی تمہیں خبر جھگڑا کرنے والوں کی جبکہ وہ دیوار پھاند کر آئے۔

خصم اصل میں مصدر ہے خصم کے لئے اس کے معنی خاصمہ وغلبہ کے ہیں۔

اِذْ تَسَوَّرُوا الْمِحْرَابَ۔ یعنی جبکہ وہ چڑھے دیوار پر اور اندر اترے۔

اور سور دیوار کو کہتے ہیں جو مکان کے چاروں طرف ہوتی ہے۔ اور محراب بمعنی غرفہ ہے یعنی کھڑکی یا روشندان اور محراب مسجد بھی اس سے ماخوذ ہے۔

راغب کہتے ہیں: مِحْرَابُ الْمَسْجِدِ قِيْلَ سُمِّيَ بِذٰلِكَ لِاَنَّهٗ مَوْضَعُ مُحَارَبَةِ الشَّيْطَانِ وَالْهَوٰى۔ مسجد کے محراب کو محراب اس بناء پر کہتے ہیں کہ وہ موضع محاربہ شیطان ہے۔ یہاں شیطان سے امام کو اپنا مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

ایک قول یہ ہے کہ محراب مسجد کو محراب بہ ایں معنی کہتے ہیں کہ انسان کو اس مقام پر اشتغال دنیا ترک کر کے حرص وہوائے نفسانیہ سے مقابلہ کرنا ہوتا ہے۔

اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس مضمون میں ایک رسالہ تالیف فرمایا ہے جس میں تحقیق محراب فرماتے ہوئے لکھتے ہیں: اِنَّ الْمَحَارِيْبَ الَّتِيْ فِي الْمَسَاجِدِ بَيْنَنَا الْمَعْرُوْفَةِ الْيَوْمَ لَمْ تَكُنْ فِيْ عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ یہ محرابیں جو اب مساجد میں بنائی جاتی ہیں اس ہیئت پر عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ تھیں۔

Marfat.com

اور یہ ظاہر ہے کہ ہیئت کذائی کی محرابیں عہد شاہان مغلیہ سے بنی ہیں۔
بہر حال بناء تحاکم الخصمین کا تذکرہ منصوص ہے اور دیوار پھاند کر آنا بھی قرآن کریم میں مذکور ہے۔
چنانچہ ارشاد ہے:
اِذْ دَخَلُوْا عَلٰى دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ جبکہ وہ داخل ہوئے داؤد علیہ السلام پر اس آنے سے آپ گھبرا گئے۔
اس لئے کہ جس جگہ کی حفاظت چار ہزار سے لے کر چالیس ہزار پہرے داروں سے ہو رہی ہو۔ وہاں اچانک متخاصمین کا داخل ہو جانا باقتضاء بشریت موجب فزع اور باعث تحیر ضرور تھا اس لئے کہ فزع کی تعریف میں علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْفَزَعُ اِنْقِبَاضٌ وَ نَفَارٌ يَعْتَرِی الْاِنْسَانَ مِنَ الشَّیْءِ الْمَخِيْفِ۔ فزع انقباض ونفور کو کہتے ہیں جو انسان پر کسی شے مخیف سے طاری ہوتا ہے۔

واقعہ یہ ہے

رُوِیَ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ اِلَيْهِ مَلَكَيْنِ فِیْ صُوْرَةِ اِنْسَانَيْنِ قِيْلَ هُمَا جِبْرَائِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ فَطَلَبَا اَنْ يَّدْخُلَا عَلَيْهِ فَوَجَدَاهُ فِیْ يَوْمِ عِبَادَتِهٖ فَمَنَعَهُمَا الْحَرَسُ فَتَسَوَّرَا عَلَيْهِ الْمِحْرَابَ فَلَمْ يَشْعُرْ اِلَّا وَ هُمَا بَيْنَ يَدَيْهِ جَالِسَانِ وَ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَمَا رُوِیَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ جَزَّأَ زَمَانَهٗ اَرْبَعَةَ اَجْزَآءٍ يَوْمًا لِلْعِبَادَةِ وَ يَوْمًا لِلْقَضَآءِ وَيَوْمًا لِلْاِشْتِغَالِ بِخَاصَّةِ نَفْسِهٖ وَ يَوْمًا لِجَمِيْعِ بَنِیْ اِسْرَائِيْلَ فَيَعِظُهُمْ وَ يُبْكِيْهِمْ۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانی شبیہ میں دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں بھیجے جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ جبرائیل و میکائیل علیہما السلام تھے تو جب انہوں نے حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہا تو دیکھا کہ آپ مشغول عبادت ہیں اور پہرے داروں نے داخل ہونے سے روک دیا تو انہوں نے دیوار پھاند کر اپنے کو خدمت داؤد میں پہنچایا اور ایسے حال میں یہ پہنچے کو کوئی نہ سمجھ سکا کہ کدھر سے داخل ہوئے۔

اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ آپ نے اپنے اوقات چار طرح تقسیم فرما رکھے تھے ایک دن عبادت کے لئے، ایک دن مقدمات کے فیصلے کے لئے، ایک دن اپنے خصوصی کاموں کے لئے اور ایک دن تمام بنی اسرائیل کے لئے کہ اس میں ان کو نصیحت فرمائیں اور رلائیں۔

وَ سَبَبُ الْفَزَعِ قِيْلَ اِنَّهُمْ نَزَلُوْا مِنْ فَوْقِ الْحَائِطِ وَ فِیْ يَوْمِ الْاِحْتِجَابِ وَالْحَرَسُ حَوْلَهٗ لَا يَتْرُكُوْنَ مَنْ يُّرِيْدُ الدُّخُوْلَ عَلَيْهِ فَخَافَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يُّؤْذُوْهُ لَا سِيَّمَا عَلٰى مَا قِيْلَ اِنَّهٗ كَانَ لَيْلًا۔

اور آپ کے گھبرا جانے کا سبب یہ ہوا کہ وہ دیوار پر سے آپ پر اترے اور یہ دن خاص پردہ کے لئے رکھا گیا تھا اور پہرے دار آپ کے گرداگرد تھے جس کی وجہ سے کسی کی مجال نہ تھی کہ داخل ہوتا تو آپ خوفزدہ ہوئے کہ یہ حرکت کسی ایذا دہندہ کی ہے خصوصاً جبکہ یہ واقعہ رات کا تھا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ نے گمان فرمایا کہ مملکت کے کسی سوبہ نے نظام کی اہانت کا خیال کر کے ایسا نہ کیا ہو۔ اور بلا حصول اجازت وہ داخل ہو گیا ہو اس وجہ میں آپ خائف ہوئے۔

Marfat.com

ایک قول یہ ہے کہ آپ کے قلعہ کی دیوار اتنی بلند تھی کہ مہینوں مدد لگانے کیلئے بھی کوئی دیوار پھاند نہ سکتا تھا۔ مختصر یہ کہ آپ کو خائف دیکھ کر دونوں فرشتے بولے:

قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَيْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾

عرض کیا خوف نہ فرمائیں ہم دو متخاصم ہیں ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے تو آپ ہمارے اندر حق فیصلہ دیں اور حق سے متجاوز نہ ہوں اور ہمیں صحیح سیدھی راہ پر لے آئیں۔

گویا فرشتوں نے یہ کہہ کر خاموشی اختیار کی تو حضرت داؤد علیہ السلام نے دریافت کیا: مَا اَمْرُكُمْ۔ تمہارا کیا معاملہ ہے تو انہوں نے عرض کیا: خَصْمٰنِ یعنی ہم مدعی مدعیٰ علیہ ہیں بَغٰى بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ ایک نے دوسرے پر جور کیا ہے اس طرح انہوں نے آپ کو مطمئن کر کے عرض کیا ہمارا فیصلہ فرما دیجئے جو حق ہو اور حق سے تجاوز نہ فرمائیں۔ اور تُشْطِطْ۔ شط سے ہے جس کے معنی تبعد عن الحق کے ہیں۔ یعنی لَا تُشْطِطْ اَیْ لَا تَبْعُدْ عَنِ الْحَقِّ۔

وَاهْدِنَآ اِلٰى سَوَآءِ الصِّرَاطِ اور ہماری راہنمائی فرمائیں وسط طریق حق پر۔

پھر ایک مفروضہ وضاحت مسئلہ کے لئے پیش کیا جیسے سوال میں کیا کرتے ہیں مثلاً لکھتے ہیں الف نے باء کے ساتھ ایسا کیا تو جیم اس پر دعویٰ کرتا ہے اور حق فیصلہ چاہتا ہے حالانکہ نہ الف کوئی ہوتا ہے نہ ب اور نہ جیم اسی طرح فرشتوں نے فرضی شکل بنا کر پیش کی کما قال تعالیٰ:

اِنَّ هٰذَآ اَخِيْ ۗ لَهٗ تِسْعٌ وَّتِسْعُوْنَ نَعْجَةً وَّلِيَ نَعْجَةٌ وَّاحِدَةٌ ۗ فَقَالَ اَكْفِلْنِيْهَا وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ ﴿۲۳﴾۔

یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس ایک دنبی ہے تو اس نے کہا ہے کہ یہ دنبی بھی میرے ملک کر دے اور اس مطالبہ پر زور دیتا ہے۔

یہاں بھائی کہہ کر اخوت دینی اور اخوت شرکت مراد لی گئی ہے۔

ایک قول ہے کہ اس اخوت سے مراد اخوت نسبی تھی اور متخاصمین بنی اسرائیل سے حقیقی بھائی تھے۔

لیکن یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ آنے والے دونوں فرشتے تھے اور انہوں نے ننانوے دنبیاں کہہ کر ننانوے بیویاں مراد لی تھیں اور ایک دنبی کہہ کر ایک بیوی ظاہر کی تھی۔

اور وَعَزَّنِيْ فِي الْخِطَابِ کہہ کر اس امر کا اظہار کیا کہ میں کمزور ہوں اور یہ طاقتور ہے حضرت داؤد علیہ السلام نے ان کے بیان لے کر فیصلہ دیا جس کا ذکر آگے آتا ہے:

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ۔

فرمایا داؤد علیہ السلام نے بے شک وہ تجھ پر ظلم کرتا ہے کہ تیری دنبی مانگتا ہے اپنی دنبیوں کی طرف۔

یعنی جب حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی کا ضعف اس درجہ دیکھا کہ وہ مظلوم ہے تو صاف فیصلہ دیا اور فرمایا: لَقَدْ ظَلَمَكَ اور اس کے ساتھ ہی فرمایا:

وَاِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

اور اکثر خلطاء یعنی شریک لوگ ضرور زیادتی کرتے ہیں آپس میں۔ اور مراعات حق ملحوظ نہیں رکھتے۔

Marfat.com

إِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۔

مگر وہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور ایسے لوگ کم ہوتے ہیں۔

حضرت داؤد علیہ السلام نے گویا فرمایا: اِنَّ هٰذَا الْاَمْرَ الَّذِیْ جَرٰی بَیْنَکُمَا اَیُّهَا الْخَلِیْطَانِ کَثِیْرًا مَّا یَجْرِیْ بَیْنَ الْخُلَطَاءِ۔ یہ معاملہ جو تم دونوں کے مابین ہوا یہ اکثر شریکوں میں ہوتا رہتا ہے۔

چنانچہ حضرت داؤد علیہ السلام کے اس فیصلہ کے بعد متخاصمین نے آپس میں دیکھا اور ہنسے۔ پھر آسمان کی طرف غائب ہو گئے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ اس روایت کو نقل کرتے ہیں:

لَمَّا قَضٰی بَیْنَهُمَا نَظَرَ اَحَدُهُمَا اِلٰی صَاحِبِهٖ فَضَحِکَا ثُمَّ صَعِدَا اِلَی السَّمَاءِ حَیَالَ وَجْهِهٖ فَعَلِمَ بِذٰلِکَ اَنَّهٗ تَعَالٰی اِبْتَلَاهُ۔ اس سے حضرت داؤد علیہ السلام سمجھے کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے مجھے آزمایا ہے جیسا آگے ارشاد ہے:

وَظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ ۔ اور یقین کیا داؤد علیہ السلام نے کہ وہ آزمایا گیا ہے۔

اور ظن کے قرآنی معنی یقین و علم کے ہیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَالْمَعْنٰی وَ عَلِمَ دَاوٗدُ وَ اَیْقَنَ بِمَاجَرٰی فِیْ مَجْلِسِ الْحُکُوْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ ابْتَلَاهُ۔

اور آپ کو محسوس ہوا کہ یہ میرے مرتبہ کا گناہ ہے۔ اگرچہ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَیِّئَاتُ الْمُقَرَّبِیْنَ ارشاد فرمایا جا چکا ہے تو آپ وہیں سجدہ میں گر گئے اور استغفار کرنے لگے جیسا کہ ارشاد ہے:

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّاَنَابَ ۝۲۴ ۔

تو اپنے رب سے معافی چاہی اور سجدہ میں گر کر رجوع کیا۔ جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے:

فَخَرَّ عَلٰی وَجْهِهٖ رَاکِعًا وَ تَابَ اِلَی اللّٰهِ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ

چنانچہ آیہ کریمہ آیت سجدہ بھی ہے۔ اس کے بعد سجدۂ تلاوت کرنا چاہئے۔

چنانچہ نسائی نے ابن مردویہ رحمہما اللہ سے بسند جید ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَجَدَ فِیْ صٓ وَ قَالَ سَجَدَهَا دَاوٗدُ تَوْبَةً وَّ نَسْجُدُهَا شُکْرًا – اَیْ عَلٰی قَبُوْلِ تَوْبَةِ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ صٓ میں اس آیت پر سجدہ کیا اور کہا داؤد علیہ السلام نے توبہ کے لئے سجدہ کیا اور ہم قبولیت توبہ داؤد پر بطور شکر سجدہ کرتے ہیں۔

اور حضرت ابو حنیفہ النعمان رضی اللہ عنہ نے اس جگہ سجدہ واجب فرمایا۔

اور اَنَابَ کے معنی توبہ کے ساتھ بارگاہ حق میں رجوع کرنے کے ہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ۝۲۵ ۔

تو ہم نے انہیں معاف کیا اور بے شک ان کے لئے ہمارے پاس تقرب اور بہترین مقام ہے جنت میں۔

احمد عبد بن حمید، یونس ابن حبان رحمہما اللہ سے راوی ہیں: اِنَّ دَاوٗدَ عَلَیْهِ السَّلَامُ بَکٰی اَرْبَعِیْنَ لَیْلَةً حَتّٰی نَبَتَ الْعُشْبُ حَوْلَهٗ مِنْ دُمُوْعِهٖ ثُمَّ قَالَ یَا رَبِّ قَرِحَ الْجَبِیْنُ وَرَقَأَ الدَّمْعُ وَ خَطِیْئَتِیْ عَلَیَّ کَمَا هِیَ

Marfat.com

فَنُوْدِیَ یَا دَاوٗدُ اَجَائِعٌ فَتُطْعَمُ اَمْ ظَمْاٰنٌ فَتُسْقٰی اَمْ مَظْلُوْمٌ فَیُنْتَصَرُ لَکَ فَنَحَبَ نَحْبَةً هَاجَ مَا هُنَالِکَ مِنَ الْخُضْرَةِ فَغُفِرَ لَهٗ عِنْدَ ذٰلِکَ۔

خلاصہ یہ کہ آپ چالیس رات روتے رہے اور اس مدت میں آپ کے آنسوؤں سے گھاس اگ آیا۔

دوسری روایت ہے کہ چالیس رات کے گریہ سے مٹر اگ آیا۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے چالیس دن تک کھانا پینا ترک فرمادیا بہرحال اللہ تعالیٰ نے معافی دی۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپ روتے روتے اتنے نحیف ہوگئے کہ انتقال فرماجائیں کہ آخرکار آپ کے بیٹے نے دعا کی اور آپ کو معافی ملی۔ پھر بنی اسرائیل کے گندہ خیال افراد نے مخالفت کی اور محاربہ ہوا آپ نے انہیں ہزیمت دی۔

اس قسم کی اور بھی روایات ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کیں۔ من شاء فلینظر فی روح المعانی۔

آخرش اللہ تعالیٰ نے ان کے مراتب کی بلندی کا اعلان فرمایا اور ارشاد ہوا:

وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾۔

اور داؤد علیہ السلام کے لئے ہمارا اقرب اور بہترین مقام ہے۔ پھر ارشاد ہوا:

یہاں سیر کی روایت سے واقعہ آلوسی رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں:

اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَاٰی اِمْرَاَةَ رَجُلٍ یُقَالُ لَهٗ اُوْرِیَا مِنْ مُؤْمِنِیْ قَوْمِهٖ وَ فِیْ بَعْضِ الْاٰثَارِ اَنَّهٗ وَزِیْرُهٗ فَمَالَ قَلْبُهٗ اِلَیْهَا فَسَاَلَهٗ اَنْ یُّطَلِّقَهَا فَاسْتَحٰی اَنْ یَّرُدَّهٗ فَفَعَلَ فَتَزَوَّجَهَا وَ هِیَ اُمُّ سُلَیْمَانَ وَ کَانَ ذٰلِکَ جَائِزًا فِیْ شَرِیْعَتِهٖ مُعْتَادًا فِیْمَا بَیْنَ اُمَّتِهٖ غَیْرَ مُخِلٍّ بِالْمُرُوَّةِ حَیْثُ کَانَ یَسْاَلُ بَعْضًا اَنْ یَّنْزِلَ لَهٗ عَنْ اِمْرَاَتِهٖ فَیَتَزَوَّجُهَا اِذَا اَعْجَبَتْهُ وَقَدْ کَانَ الرَّجُلُ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ صَدْرِ الْاِسْلَامِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ اِذَا کَانَتْ لَهٗ زَوْجَتَانِ نَزَلَ عَنْ اِحْدٰهُمَا لِمَنِ اتَّخَذَهٗ اَخًا لَهٗ مِنَ الْمُهَاجِرِیْنَ لٰکِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ لِعُظْمِ مَنْزِلَتِهٖ وَ ارْتِفَاعِ مَرْتَبَتِهٖ وَ عُلُوِّ شَاْنِهٖ نُبِّهَ بِالتَّمْثِیْلِ عَلٰی اَنَّهٗ لَمْ یَکُنْ یَنْبَغِیْ لَهٗ اَنْ یَّتَعَاطٰی مَا یَتَعَاطَاهُ اٰحَادُ اُمَّتِهٖ وَ یَسْاَلُ رَجُلًا لَیْسَ لَهٗ اِلَّا اِمْرَاَةٌ وَّاحِدَةٌ اَنْ یَّنْزِلَ عَنْهَا فَیَتَزَوَّجُهَا مَعَ کَثْرَةِ نِسَائِهٖ بَلْ کَانَ یَجِبُ عَلَیْهِ اَنْ یُّغَالِبَ مَیْلَهُ الطَّبْعِیَّ وَ یَقْهَرَ نَفْسَهٗ وَ یَصْبِرَ عَلٰی مَا اُمْتُحِنَ بِهٖ۔

روایت ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی نگاہ ایک شخص کی بیوی پر پڑی جس کا نام اوریا تھا یہ شخص آپ کی قوم کے مومنین میں سے تھا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ اوریا آپ کے وزراء میں سے تھا۔

آپ کا دل اس کی طرف مائل ہوگیا آپ نے اسے طلاق کے لئے فرمایا اس نے انکار کرنے سے حیاء کی اور طلاق دے دی پھر آپ نے اس سے عقد فرمالیا۔ یہ عورت ام سلیمان تھی اور شریعت داؤد میں یہ جائز تھا اور اس زمانہ میں یہ معیوب بھی نہیں تھا کہ کسی کی عورت کے لئے طلاق کا سوال کر کے اس سے عقد کرلیا جائے جبکہ وہ اسے پسند ہو۔

اور عہد سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں انصار نے مہاجرین کے لئے بھی یہ ایثار کیا کہ جس کی دو بیویاں تھیں اس نے ایک بیوی کو طلاق دے کر اپنے بھائی مہاجر کے لئے پیش کیا۔ مگر خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی عظم منزلت اور ارتقاع مرتبت اور علوشان کے ماتحت اسے گوارا نہ فرمایا۔

Marfat.com

یہاں حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ یہ ہے کہ باوجود کثرت بیویوں کے میلان طبع کی وجہ سے اوریا کی بیوی کے لئے خطبہ دیا اور یہ معصیت ہے۔

اور دوسری روایت ہے کہ ایک عورت کو کسی نے خطبہ دے رکھا تھا اور آپ نے بھی خطبہ علی الخطبہ دے دیا۔ لیکن اس کے متعلق یہ بھی روایت ہے کہ آپ کا خطبہ لاعلمی میں دیا گیا۔ بہر حال روایت من حیث الروایت روایت ہی ہے۔

ہمارا مسلک یہ ہے کہ انبیائے کرام معصوم عن العصیان ہوتے ہیں رہا ملائکہ علیہم السلام کا حاضر ہونا اور حضرت داؤد علیہ السلام سے ایک مفروضہ پیش کر کے سوال کرنا یہ کسی حکمت کے ماتحت ہے۔ اور

وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ۔ بھی علم اللہ عزوجل میں ہے کہ اصل صورت حال کیا تھی وَ نَعْلَمُ قَطْعًا اَنَّ الْاَنْبِيَاءَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْخَطَاءِ لَا يُمْكِنُ وُقُوْعُهُمْ فِيْ شَيْءٍ مِّنْهَا ضَرُوْرَةً۔ اور اگر ہم ان روایتوں کو تسلیم کر لیں تو بَطَلَتِ الشَّرَائِعُ۔

بناء بریں ایسی روایتوں کو ہم موثق نہیں مانتے سوا اتنے واقعہ کے کہ اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کا امتحان تھا اور واقعہ جو بھی ہوا وہ علم اللہ عزوجل میں ہے۔

چنانچہ اختلاف روایت سے یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک قوم آپ کے قتل کے ارادہ سے دیوار پھاند کر آئی اور جب وہ قتل پر قادر نہ ہوئے تو یہ قصہ سوالی کی صورت میں پیش کر دیا جس کا تذکرہ قرآن کریم میں ہے تو آپ نے ان کے ایسے آنے پر انتقام لینا چاہا اس پر آپ کو محسوس ہوا کہ یہ میری آزمائش ہے تو آپ سربسجود ہو گئے۔ بہر حال

فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰی وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾۔

فرما کر حضرت داؤد علیہ السلام سے مقدمہ صاف فرما دیا گیا اب اعتراض کرنے والا اگر معترض ہوتا ہے تو وہ یا جاہل ہو گا یا اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا مخالف۔ اعاذنا اللّٰہ تعالیٰ۔ اس کے بعد ارشاد ہے جو ہماری مزید تائید کرتا ہے۔

یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً فِی الْاَرْضِ فَاحْكُمْ بَیْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَ لَا تَتَّبِعِ الْهَوٰی فَیُضِلَّكَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَضِلُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰهِ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌۢ بِمَا نَسُوْا یَوْمَ الْحِسَابِ ﴿۲۶﴾۔

(اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اے داؤد (علیک السلام) ہم نے تجھے خلیفہ بنایا زمین میں تو لوگوں میں فیصلے دے حق حق اور نہ پیروی کر خواہشات کی کہ تجھے اللہ کے راستے سے بہکا دیں گے بے شک وہ جو اللہ کے راستے سے بہکتے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے بہ سبب اس کے کہ وہ حساب کے دن کو بھلا چکے۔

آیہ کریمہ میں مخاطبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے فرمایا گیا اور اس میں حضرت داؤد علیہ السلام کو نیابت عطا کی گئی اور یہ نیابت وخلافت ملک کی حضرت داؤد علیہ السلام کو دی گئی غرضکہ حضرت داؤد علیہ السلام خلیفۃ اللہ عزوجل مقرر کئے گئے۔

ابن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ خلیفۃ اللہ سوائے رسول کے کوئی نہیں ہو سکتا مگر رسولوں کے خلیفہ ہو سکتے ہیں قیس رقیانی رحمہ اللہ کہتے ہیں۔

خَلِیْفَةُ اللّٰهِ فِیْ بَرِیَّتِهٖ　جَفَّتْ بِذٰلِكَ الْاَقْلَامُ وَ الْكُتُبُ

اللہ کا خلیفہ تمام عالم کا خلیفہ ہوتا ہے اس پر قلم قضا اور کتب الٰہیہ فیصلہ لکھ کر خشک ہو گئیں۔

وَ قَالَتِ الصَّحَابَةُ لِاَبِی بَکْرٍ خَلِیْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَ بِذٰلِکَ کَانَ یُدْعٰی اِلٰی اَنْ تُوُفِّیَ فَلَمَّا وَلِیَ عُمَرُ قَالُوْا خَلِیْفَةُ خَلِیْفَةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ فَعَدَلَ اِخْتِصَارًا اِلٰی اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اور صحابہ کرام حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ رسول کہتے تھے اور آپ بھی اسی طرح اپنے کو خلیفہ رسول فرماتے تھے حتیٰ کہ جب آپ کی وفات کے بعد عمر رضی اللہ عنہ والی ہوئے تو آپ کو خلیفہ خلیفہ رسول اللہ کہا جاتا تھا تو آپ نے اسے مختصر کر کے امیر المومنین کے الفاظ سے بدل دیا اور اسی پر عہد علی کرم اللہ وجہہ الکریم تک عمل رہا اور

شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ رسول کی طرف سے خلافت تفویض شرائع کے معنی میں ہے اور یہ اصطلاحات ہیں ولا مشاحة فی الاصطلاح۔

یہی وجہ ہے کہ من جانب اللہ عزوجل داؤد علیہ السلام کا استخلاف نصب امامت کے لئے تھا جو لطف و کرم واجب تعالیٰ شانہ سے تھا چنانچہ حکم ہوا:

فَاحْكُمْ بَيْنَ النَّاسِ بِالْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۔

تو لوگوں میں حق حق فیصلہ دو اور خواہشات کا اتباع نہ کرو کہ یہ تجھے اللہ کے راستے سے ہٹا دے گا۔ بے شک وہ لوگ جو خواہشات نفسانی کی اتباع کرنے والے ہیں ان کے لئے سخت عذاب ہے بوجہ بھول جانے یوم حساب کے۔

یعنی فیصلہ کرو اللہ کے حکم کے مطابق اور خلاف حکم فیصلہ اتباع ہوئی ہے جو معصیت ہے اور معصیت موجب گمراہی ہے اس میں مخاطبہ حضرت داؤد علیہ السلام سے ہے لیکن یہ حکم آپ کے امتیوں کے لئے ہے کہ وہ یوم حساب کو بھول سکتے ہیں نہ کہ حضرت داؤد علیہ السلام جو کہ معصوم ہیں اس قسم کے مخاطبہ اہمیت حکم کے لئے ہوتے ہیں۔

جیسے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: لَکَ الْاُوْلٰی وَ عَلَیْکَ الثَّانِیَةَ۔ اے علی! غیر عورت پر پہلی نظر جو پڑے وہ معاف ہے لیکن بالقصد دوسری نظر تمہارے اوپر ہے۔

اس سے مراد حضرت شیر خدا کی ہدایت نہیں بلکہ اہمیت حکم کی غرض سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ مخاطب فرمائے گئے اور یہ حکم عامہ مومنین کے لئے ہے کہ وہی حساب کے خوف کو فراموش کر سکتے ہیں نہ کہ انبیاء کرام علیہم السلام۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ؕ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ؕ﴿۲۷﴾

اور نہیں پیدا کئے ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے بیکار یہ ان لوگوں کا گمان ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے کافروں کی آگ سے

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾

کیا ہم کر دیں انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان جیسا جو فساد پھیلاتے ہیں زمین میں یا ہم کر دیں پرہیزگاروں کو شریر فجار جیسا

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْۤا اٰيٰتِهٖ وَ لِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾

یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے نازل فرمائی آپ کی طرف برکت والی تاکہ اس کی آیتوں کو سوچیں اور عقل والے

Marfat.com

نصیحت مانیں

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ؕ۝۳۰

اور ہم نے عطا کیا داؤد کو سلیمان بہترین بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے

اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ ۙ۝۳۱

جبکہ پیش کئے گئے اس پر تیسرے پہر کو کہ روکیں تو تین پاؤں پر کھڑے ہوں چوتھے سم کا کنارہ زمین پر لگائے ہوئے چلیں تو ہوا ہو جائیں

فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲

تو سلیمان نے کہا مجھے ان گھوڑوں کی محبت پسند آئی ہے اپنے رب کی یاد کے لئے پھر انہیں چلانے کا حکم دیا حتیٰ کہ نگاہ سے پردہ میں چھپ گئے

رُدُّوْهَا عَلَیَّ ؕ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ ۝۳۳

پھر حکم دیا انہیں میرے پاس لاؤ تو ان کی پنڈلیوں اور گردنوں پر ہاتھ پھیرنے لگا

وَ لَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَ اَلْقَیْنَا عَلٰى كُرْسِیِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ۝۳۴

اور بے شک ہم نے امتحان لیا سلیمان کا اور ڈال دیا اس کے تخت پر ایک بے جان جسم پھر رجوع لایا

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَ هَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۝۳۵

عرض کی اے اللہ مجھے بخش دے اور مجھے دے ایسی سلطنت کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو بڑی بخشش والا ہے

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ۙ۝۳۶

تو ہم نے مسخر کی ہوا کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلے جہاں وہ چاہے

وَ الشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّ غَوَّاصٍ ۙ۝۳۷

اور دیو مسخر کئے ہوئے معمار اور غوطہ زن

وَّ اٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ۝۳۸

اور دوسرے بیڑیوں میں جکڑے ہوئے

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝۳۹

یہ ہماری بخشش ہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب طلبی نہیں

وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ۝۴۰

اور بے شک اس کے لئے ہماری بارگاہ میں قرب اور اچھا ٹھکانہ ہے

حل لغات تیسرا رکوع۔ سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

وَ۔ اور	مَا۔ نہ	خَلَقْنَا۔ پیدا کیا ہم نے	السَّمَآءَ۔ آسمان
وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین کو	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَیْنَهُمَا۔ ان کے درمیان ہے	بَاطِلًا۔ بیکار	ذٰلِكَ۔ یہ	ظَنُّ۔ گمان ہے

Marfat.com

الَّذِيْنَ۔ان کا جو	كَفَرُوْا۔کافر ہیں	فَوَيْلٌ۔تو خرابی ہے	لِّلَّذِيْنَ۔ان کو جو
كَفَرُوْا۔کافر ہیں	مِنَ النَّارِ۔آگ سے	اَمْ۔کیا	نَجْعَلُ۔بنائیں گے ہم
الَّذِيْنَ۔ان کو جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	كَالْمُفْسِدِيْنَ۔فساد کرنے والوں کی طرح	فِي۔بیچ	
الْاَرْضِ۔زمین کے	اَمْ۔کیا	نَجْعَلُ۔بنائیں گے ہم	الْمُتَّقِيْنَ۔پرہیزگاروں کو
كَالْفُجَّارِ۔شریروں کی طرح	كِتٰبٌ۔یہ کتاب ہے	اَنْزَلْنٰهُ۔اتارا ہم نے اس کو	اِلَيْكَ۔تیری طرف
مُبٰرَكٌ۔برکت والی	لِّيَدَّبَّرُوْا۔تاکہ غور کریں	اٰيٰتِهٖ۔اس کی آیتوں پر	وَ۔اور
لِيَتَذَكَّرَ۔تاکہ نصیحت پکڑیں	اُولُوا الْاَلْبَابِ۔عقل والے	وَ۔اور	وَهَبْنَا۔دیا ہم نے
لِدَاوٗدَ۔داؤد کو	سُلَيْمٰنَ۔سلیمان	نِعْمَ۔اچھا	الْعَبْدُ۔بندہ تھا
اِنَّهٗٓ۔بے شک وہ تھا	اَوَّابٌ۔رجوع کرنے والا	اِذْ۔جبکہ	عُرِضَ۔پیش کئے گئے
عَلَيْهِ۔اس پر	بِالْعَشِيِّ۔پچھلے پہر	الصّٰفِنٰتُ۔تین پاؤں پر کھڑے	
الْجِيَادُ۔اچھے گھوڑے	فَقَالَ۔تو کہا	اِنِّيْٓ۔بے شک میں نے	اَحْبَبْتُ۔پسند کئے
حُبَّ۔اچھے	الْخَيْرِ۔گھوڑے	عَنْ ذِكْرِ۔یاد	رَبِّيْ۔اپنے رب کی سے
حَتّٰى۔یہاں تک کہ	تَوَارَتْ۔چھپ گئے	بِالْحِجَابِ۔پردے میں	رُدُّوْ۔واپس لاؤ
هَا۔ان کو	عَلَيَّ۔مجھ پر	فَطَفِقَ۔تو شروع ہوا	مَسْحًا۔چھونا
بِالسُّوْقِ۔پنڈلی	وَ۔اور	الْاَعْنَاقِ۔گردن کو	وَ۔اور
لَقَدْ۔بے شک	فَتَنَّا۔ہم نے آزمایا	سُلَيْمٰنَ۔سلیمان کو	وَ۔اور
اَلْقَيْنَا۔ڈال دیا	عَلٰى۔اوپر	كُرْسِيِّهٖ۔اس کی کرسی کے	جَسَدًا۔ایک جسم
ثُمَّ۔پھر	اَنَابَ۔رجوع لایا	قَالَ۔کہا	رَبِّ۔اے میرے رب
اغْفِرْ۔بخش دے	لِيْ۔مجھ کو	وَ۔اور	هَبْ۔عطا کر
لِيْ۔مجھ کو	مُلْكًا۔ایسی بادشاہی کہ	لَّا۔نہ	يَنْۢبَغِيْ۔لائق ہو
لِاَحَدٍ۔کسی کے لئے	مِّنْۢ بَعْدِيْ۔میرے بعد	اِنَّكَ۔بے شک تو	اَنْتَ۔تو ہی ہے
الْوَهَّابُ۔عطا کرنے والا	فَسَخَّرْنَا۔تو تابع کیا ہم نے	لَهُ۔اس کے	الرِّيْحَ۔ہوا کو
تَجْرِيْ۔وہ چلتی	بِاَمْرِهٖ۔اس کے حکم سے	رُخَآءً۔نرم نرم	حَيْثُ۔جہاں
اَصَابَ۔وہ چاہتا	وَ۔اور	الشَّيٰطِيْنَ۔دیو	كُلَّ۔ہر ایک
بَنَّآءٍ۔معمار	وَّ۔اور	غَوَّاصٍ۔غوطہ خور	وَّ۔اور
اٰخَرِيْنَ۔دوسرے کچھ	مُقَرَّنِيْنَ۔جکڑے ہوئے	فِي۔بیچ	الْاَصْفَادِ۔زنجیروں کے
هٰذَا۔یہ ہے	عَطَآؤُ۔عطا	نَا۔ہماری	فَامْنُنْ۔تو دے کسی کو

Marfat.com

اَوْ۔یا	اَمْسِكْ۔نہ دے	بِغَيْرِ۔بغیر	حِسَابٍ۔حساب کے
وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک	لَهٗ۔اس کے لئے ہے	عِنْدَنَا۔ہمارے پاس
لَزُلْفٰى۔قرب	وَ۔اور	حُسْنَ۔اچھا	مَاٰبٍ۔ٹھکانا

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ ص۔پ ۲۳

حل لغات نادرہ

اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ۔اِذْ منصوب ہے اذکر مقدر کی وجہ سے

عَشِيٌّ۔عصر سے شام تک۔کے وقت کو کہتے ہیں

الصّٰفِنٰتُ۔جمع ہے صافن کی۔صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تھان پر بندھا ہوا ایک پاؤں اٹھائے رکھتا ہو۔یہی وجہ ہے کہ تین پاؤں پر کھڑا رہنے والا گھوڑا خیل جیاد میں داخل ہے یعنی اچھا اور شاہی گھوڑا۔

الْجِيَادُ۔جمع ہے جواد کی اور جواد اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو تیز رفتار ہو اس لیے جواد اس آدمی کو بھی کہا جاتا ہے جو بے دریغ خرچ کرنے میں تیز ہو۔

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾ رُدُّوْهَا عَلَيَّ۔حَتّٰى متعلق ہے اَحْبَبْتُ کے۔

تَوَارَتْ۔ضمیر راجع شمس کی طرف۔اگرچہ پہلے شمس کا ذکر نہیں ہے مگر عشی جس کا تعلق شمس کے ساتھ ہے اس بناء پر ضمیر کا سورج کی طرف عود کرنا صحیح ہے۔

اور رُدُّوْهَا کی ضمیر صافنات کی طرف ہے۔

فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ۔طَفِقَ کے معنی اَخَذَ ہیں یا شَرَعَ۔

مَسْحًا۔مفعول مطلق ہے فعل محذوف کا ای مَسَحَ بِالسَّيْفِ مَسْحًا۔اور مَسَحَ بمعنی ضَرَبَ ہے۔ای ضَرَبَ عُنُقَهٗ۔

اور سُوْق۔جمع ہے ساق کی۔اور ساق پنڈلی کو کہتے ہیں۔

اَعْنَاقِ۔عُنُق کی جمع ہے اور عنق گردن کو کہتے ہیں اس کی تحقیق میں مفسرین کے مختلف بیانات ہیں جو مختصر تفسیر اردو میں آگے بیان ہوں گے۔

وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا۔کرسی بمعنی تخت ہے اور اس کی لغوی تحقیق تیسرے پارہ کے دوسرے رکوع میں ہے وہاں دیکھ لیں۔

جَسَدًا۔جسم بالروح کو کہتے ہیں یہاں اس سے مراد دھڑ ہے۔

رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ۔رخاء مشتق ہے رخاوہ سے اور رَخَاوَہ اور رِخوہ لینت ونرمی کے معنی میں آتا ہے تو فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً اور آیت کریمہ وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ عَاصِفَةً میں کوئی منافات نہیں اس لئے کہ دراصل وہ ہوا نرم اور آہستہ ہی چلتی تھی لیکن جب سلیمان علیہ السلام کو کسی جگہ جلدی پہنچنا ہوتا تو تیز ہو جاتی تھی۔

Marfat.com

حَيْثُ اَصَابَ۔ میں اَصَابَ کے معنی قَصَدَ کے ہیں۔محاورہ میں بولتے ہیں: اَصَابَ الصَّوَابَ فَاَخْطَأَ قصد کیا صحیح کا لیکن ہوگئی غلطی۔

وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ۔ الشَّيٰطِيْنَ کا عطف اَلرِّيْحَ پر ہے۔

كُلَّ بَنَّآءٍ۔ الشَّيٰطِيْنَ کا بدل ہے۔

بَنَّآءٍ اور غَوَّاصٍ۔ دونوں جمع کے صیغے ہیں۔ بَنَّآءٍ جمع ہے بانی کی اور غَوَّاصٍ جمع ہے غائص کی۔

وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ۔ اٰخَرِيْنَ کا عطف ہے كُلَّ بَنَّآءٍ پر۔ اور

مُقَرَّنِيْنَ۔ ماخوذ ہے تقرین سے اور تقرین اور قرن دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی ایک چیز کو ایک سے ملا کر باندھ دینا۔

اَصْفَادِ۔ جمع ہے صفد کی اور صفد کہتے ہیں زنجیر کو محاورہ ہے: صَفَدَ قَيْدَهٗ۔ اب ملاحظہ فرمائیں

خلاصہ تفسیر

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۭ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ۝۲۷ۭ

اور نہیں بنایا ہم نے آسمان اور زمین کو اور جو کچھ ان میں ہے بیکار یہ ان کا گمان ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے ان کی جو کافر ہیں آگ سے۔

کافر لوگ اگرچہ صراحۃً نہیں کہتے کہ آسمان وزمین اور مافیہا بے کار نہیں بنائے گئے لیکن جب وہ بعث وحشر اور جزا وسزا کے منکر ہیں اور کہتے ہیں اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ بِمَبْعُوْثِيْنَ۔ تو نتیجہ یہی نکلا کہ ان کے نزدیک ایجاد عالم عبث اور بے فائدہ ہے تو ایسے فاسد کاسد اعتقاد والوں کو جہنم کی آگ میں خرابی ہے اس لئے کہ ان کا یہ گمان خلاف حکمت ہے اس لئے کہ جو جزا وسزا کا قائل نہیں وہ اپنے گمان باطل میں مفسد ومصلح فاجر ومتقی کو مساوی سمجھنے والا ہے اور ایسا خیال جاہل ہی کر سکتا ہے۔

شان نزول

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے مسلمانوں سے کہا تھا کہ آخرت میں جو نعمتیں تم کو ملیں گی وہ ہمیں بھی ملیں گی اور ہماری تمہاری جزا برابر ہے۔ اس پر ارشاد باری ہوا کہ یہ تمہارا گمان غلط ہے۔

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۡ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ۝۲۸ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ مُبٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيٰتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ۝۲۹

کیا ہم بنا دیں انہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان جیسا جو شریر ومفسد ہیں یا ہم پرہیزگاروں کو شریر بے حکموں کے برابر ٹھہرا دیں یہ ایک کتاب ہے کہ ہم نے تمہاری طرف اتاری برکت والی تاکہ اس کی آیتوں پر غور کریں اور عقلمند نصیحت پکڑیں۔

آیہ کریمہ میں ارشاد ہے کہ نیک وبد مومن وکافر کو مساوی کر دینا حکمت کے خلاف ہے جیسا کہ کفار کا خیال باطل ہے ایسا ہماری طرف سے نہیں ہو سکتا اس لئے کہ ہم حکیم مطلق ہیں اور فِعْلُ الْحَكِيْمِ لَا يَخْلُوْا عَنِ الْحِكْمَةِ۔

اور کتاب سے مراد قرآن کریم ہے اسے غور وتدبر سے پڑھنے والے ہدایت پاتے ہیں اور اہل عقل اس سے نصیحت

حاصل کریں۔ آگے ارشاد ہے جو ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے:

وَوَهَبْنَا لِدَاوُدَ سُلَيْمٰنَ ۭ نِعْمَ الْعَبْدُ ۭ اِنَّهٗٓ اَوَّابٌ ۝۳۰ اِذْ عُرِضَ عَلَيْهِ بِالْعَشِيِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِيَادُ ۝۳۱ فَقَالَ اِنِّىْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ۝۳۲ رُدُّوْهَا عَلَيَّ ۭ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ ۝۳۳۔

اور بخشا ہم نے داؤد کو سلیمان اچھا بندہ بے شک وہ رجوع لانے والا ہے جبکہ اس پر پیش کئے گئے تیسرے پہر کو باندھے ہوئے تین پیروں پر کھڑے ہونے والے اصیل گھوڑے تو سلیمان نے فرمایا میں محبوب رکھتا ہوں ان کی کثرت کو اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) پھر انہیں دوڑایا حتیٰ کہ وہ نگاہ سے چھپ گئے (پھر حکم دیا) کہ انہیں میرے پاس لاؤ تو ان کی پنڈلی اور گردنیں ملنے لگا۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو سلیمان علیہ السلام جیسا فرزند ارجمند عطا فرمایا جو ایسے عبادت گزار تھے کہ ہر لمحہ تسبیح و ذکر میں ہی گزارتے تھے حتیٰ کہ جب ان کے حضور بعد ظہر جہاد کے گھوڑے اصیل اور خاصہ پیش ہوئے جن کی اصالت اس درجہ تھی کہ پچھلا پیر ہمیشہ ادھر رکھتے اور تین پیروں پر کھڑے ہوتے یہ اصیل گھوڑے کی خاص علامت ہے۔ یہ گھوڑے بعد ظہر آپ کے سامنے لائے گئے اور آپ انہیں ملاحظہ فرماتے رہے۔

اور اس شغل کے متعلق آپ نے فرمایا کہ انہیں اس لئے محبوب رکھتا ہوں کہ یہ جہاد کے لئے ہیں اور جہاد اعلاء کلمۃ الحق کے لئے ہوتا ہے۔

پھر انہیں دوڑا کر ملاحظہ کیا تو وہ ایسے تیز دوڑے کہ نظر سے غائب ہو گئے۔

تو آپ نے انہیں واپس لانے کا حکم دیا تو جب وہ واپس آئے تو آپ نے ان کی ییال پر ہاتھ پھیرا اور پنڈلیاں ملیں۔

چابک سوار عموماً گھوڑوں کی گردن اور پنڈلی پر ہاتھ پھیرا کرتے ہیں اور یہ ہاتھ پھیرنا خوشنودگی اور عطا شرف کی غرض سے تھا اور یہ عطا شرف اس لئے کہ وہ دشمن کے مقابلہ میں معین ہوتے ہیں امور سلطنت میں ان سے مدد ملتی ہے اور آپ چونکہ گھوڑوں کے عیب و ہنر جاننے میں خاص ماہر تھے بنابریں یہ ایک ہزار گھوڑے آپ نے جہاد کے لئے خاص فرمائے تھے۔

مفسرین نے اس جگہ مختلف تفاسیر کی ہیں۔ اور ایسی ایسی روایات لکھ دی ہیں جن کی صحت پر کوئی دلیل نہیں وہ محض حکایتیں ہیں جو مفہوم منطوق آیات کریمہ اور دلائل قویہ کے سامنے کسی طرح قابل قبول نہیں۔

اور جو تفسیر ہم نے یہاں پیش کی ہے وہ عبارت قرآن کریم کے بالکل مطابق ہے اور صاحب تفسیر کبیر رحمہ اللہ بھی اس کی صحت کے مؤید ہیں۔

ایک روایت بخاری و مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ آج میں اپنی نوے بیویوں کے پاس جاؤں گا اور جب وہ حاملہ ہوں گی تو ان سے جو اولاد پیدا ہو گی اسے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے وقف کروں گا اور ہر ایک کو جہاد کے لئے اعلیٰ سوار بناؤں گا۔

لیکن یہ فرماتے وقت کسی ایسے شغل میں آپ محو تھے کہ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فرمانا بھول گئے۔

چنانچہ اس رات کو کوئی بیوی حاملہ نہ ہوئی سوا ایک کے اور یہ بھی ناقص الخلقت ہی ہوا۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

نے فرمایا اگر سلیمان اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فرمالیتے تو تمام بیویوں سے لڑکے ہی پیدا ہوتے اور سب جہاد فی سبیل اللہ کرتے۔ بخاری شریف کتاب الانبیاء۔

چنانچہ اس واقعہ کی طرف اگلی آیت میں اشارہ ہے حیث قال:

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمٰنَ وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾۔

اور بے شک ہم نے امتحان کیا سلیمان کا اور اس کے تخت پر ایک بے جان بدن ڈال دیا پھر اس نے رجوع کیا۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام کے انشاء اللہ کہے بغیر بیویوں سے بچوں کے ہونے کا دعویٰ فرمانا اگرچہ معصیت نہ تھا مگر مرتبۂ رسالت کے خلاف اور شان مرسلین کے مغائر تھا تو ہم نے ان کا دعویٰ پورا نہ کیا اور ایک بیوی سے جو حمل وضع ہوا اسے بھی ناقص الخلقت بنا کر ان کے تخت پر ڈال دیا آپ کو علی الفور خیال آیا کہ یہ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ نہ کہنے کا بدلہ ہے آپ نے اسی وقت بارگاہ رحمت میں اس پر بھی استغفار فرمائی اور اپنے سہو کو خطا مانا اس کے بعد آپ نے معطی حقیقی کے حضور عرض کیا:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَهَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾۔

عرض کیا اے میرے رب! میرا سہو معاف فرما اور مجھے ایسی سلطنت عطا کر کہ میرے بعد کسی کو لائق نہ ہو بے شک تو بڑی بخشش والا ہے۔

دعا و استغفار کے بعد آپ نے اپنے لئے ایسا ملک طلب کیا جو معجزانہ شان رکھتا ہو چنانچہ ارشاد ہوا کہ ہم نے وہ ملک انہیں عطا فرمایا۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾ وَالشَّيٰطِيْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِيْنَ مُقَرَّنِيْنَ فِي الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾۔

تو ہم نے مسخر کر دی ہوا کہ اس کے حکم سے نرم نرم چلتی جہاں وہ چاہتے اور دیو جن بھی مسخر کیے جو ہر قسم کے معمار اور غوطہ زن تھے اور دوسرے زنجیروں میں جکڑے ہوئے۔

ہوا سے مراد ہوائی گھوڑے ہیں جیسا کہ سورۃ سبا میں مفصل فرمایا جا چکا ہے: وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّرَوَاحُهَا شَهْرٌ۔ اور یہ ایروپلین سلیمانی ہے کہ آج تک بڑے بڑے سائنسدان اس کے مقابلہ کا ایروپلین نہ بنا سکے جس کا عرض و طول اتنا تھا کہ رعایا فوج وزراء سلطنت اس میں آ جاتے۔ اور وسط میں آپ کا تخت زرنگار ہوتا۔ مستغیث و مدعی حاضر ہوتے مقدمات فیصل ہوتے جاتے راہ میں جو آبادی گزرتی اس کے ہر فرد کی آواز فرداً فرداً مسموع فرماتے حتیٰ کہ چیونٹی کی آواز بھی آپ نے سنی جیسا کہ سورۂ نمل میں ہے: قَالَتْ نَمْلَةٌ يّٰۤاَيُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْ ۚ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سُلَيْمٰنُ وَجُنُوْدُهٗ ۙ وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ۔

پھر جتنا تیز وہ چاہتے بلا پٹرول وہ چلتا اور جتنا آہستہ چاہتے چلاتے۔ سیر کی روایتوں میں ایک قصہ مذکور ہے جو یہاں حسب موقع لکھا جاتا ہے جس سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا بستیوں کے رہنے والوں کی گفتگو فرداً فرداً مسموع ہونا واضح ہوتا ہے۔

حکایت

حضرت سلیمان علیہ السلام اپنی ہوائی سواری پر گزر رہے تھے کہ ایک جنگل میں ایک لکڑ ہارا تھا جس کا نام بھی سلیمان تھا۔

Marfat.com

اس نے سلیمانی ایروپلین گزرتا دیکھ کر اپنے رب عزوجل کی بے نیازی کا بیان کرتے ہوئے کہا۔ الٰہی! تو عجیب بے نیاز ہے جسے چاہے جیسے چاہے رکھے جس قدر جتنا چاہے دے۔ ایک سلیمان (علیہ السلام) یہ ہیں کہ اس کروفر کے مالک ہیں اور ایک سلیمان میں ہوں کہ نان شبینہ کا محتاج ہوں۔

یہ آواز ہوا نے گوش سلیمانی میں پہنچائی آپ نے ہوا پر سواری روکی اور اس لشکر کو حکم دیا کہ اس وادی میں سلیمان نام کا ایک لکڑہارا ہے اسے ہمارے حضور پیش کیا جائے۔

مختصر یہ کہ غریب پیش ہو گیا لرزاں و ترساں سامنے کھڑا ہوا آپ نے فرمایا تو جنگل میں کیا کہہ رہا تھا سلیمان نے عرض کی حضور! میں جو کچھ کہہ رہا تھا اپنے رب سے کہہ رہا تھا آپ سے کچھ مخاطبہ نہ تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا وہ کیا الفاظ تھے اب ہمیں سنا۔

غریب سلیمان جھجکا ڈرا مگر کہے بغیر چارہ بھی کب تھا آخر اس نے سنا دیا کہ میں اپنے رب کی شان بے نیازی بیان کر رہا تھا کہ نسبت اسمی کی بھی پروا نہیں فرماتا ایک سلیمان یہ ہیں جن کے کروفر کا منتہیٰ ہی نہیں اور ایک سلیمان میں ہوں کہ نان جویں کو ترستا ہوں۔

حضرت سلیمان علیہ السلام کو اس پر رحم آیا اور نسبت اسمی کی غیرت نے آپ کو بخشش کی طرف مائل کیا آپ نے اسے ایک قیمتی یاقوت عطا فرمایا اور ہدایت کی کہ اب اسے فروخت کر کے عیش کی زندگی بسر کر۔

غریب سلیمان ممنون منت ہوتا اس یاقوت کو اپنی روٹیوں میں باندھ کر چل دیا۔ راستہ میں کتا ملا اور وہ روٹیاں معہ دسترخوان اور یاقوت کے لے کر چل دیا اس نے اس میں سے چھڑانے کی سعی بلیغ کی مگر وہ ہاتھ نہ آیا اور آج یہ بھوکا ہی رہا۔

دوسرے دن پھر وہی لکڑیاں کاٹنے کے کام میں مصروف ہو گیا۔ چند روز بعد آپ کی سواری ادھر سے پھر گزری دیکھا کہ وہی سلیمان لکڑیاں کاٹ رہا ہے حکم دیا کہ اسے لایا جائے وہ پیش ہوا آپ نے فرمایا تو بڑا ناشکرا انسان ہے تجھے حرص نے پھر اپنے کام میں لگا رہنے کے لئے مجبور کر دیا اور یاقوت فروخت کر کے فارغ البالی پسند نہ آئی۔

بدنصیب سلیمان نے عرض کی حضور میں ناشکرا نہیں ہوں بلکہ اس دن مجھے فاقہ بھی کرنا پڑا میں نے وہ یاقوت اپنے دسترخوان میں باندھ لیا تھا کہ راستے میں کتے نے وہ جھپٹ لیا اور مجھے اس دن فاقہ بھی کرنا پڑا تھا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے اسے تہدید فرمائی اور کہا بے وقوف دسترخوانوں میں یاقوت نہیں رکھا کرتے۔ اچھا لے یہ اور یاقوت ہم عطا فرماتے ہیں اب اسے حفاظت سے لے جا کر فارغ البالی سے بسر کر۔

غریب سلیمان نے اس یاقوت کو اپنی پگڑی میں باندھ لیا کہ راستے میں چیل نے جھپٹ مار کر معہ پگڑی کے یاقوت لے لیا۔

اب یہ غریب ننگے سر رہ گیا صبر کر کے پھر جنگل میں چوب تراشی کرنے لگے اب پھر اس طرف سے سلیمانی سواری گزری دیکھا وہی سلیمان ہے اور جنگل میں لکڑیاں کاٹ رہا ہے۔

آپ نے اسے بلوایا اور فرمایا اب کیا ہوا جو تو اسی حال میں ہے۔

سلیمان نے عرض کی حضور اس دن سے ننگے سر ہو گیا اور آپ کا عطا کردہ یاقوت پگڑی میں باندھ کر جا رہا تھا کہ چیل نے

جھپٹ لیا۔

آپ نے اسے تیسرا یاقوت عطا فرمایا اور تاکید کی کہ اسے احتیاط سے لے جا اور جا۔

یہ غریب یاقوت مٹھی میں دبائے راہ طے کر رہا تھا۔ پیاس معلوم ہوئی ایک تالاب کے کنارے آ کر پانی لینا چاہا کہ پھسل گیا اور از خود رفتگی میں وہ یاقوت حوض میں گر گیا۔ صبر وشکر کرتا ہوا آیا اور وہی اپنے پرانے کام میں مصروف ہو گیا۔ کہ سلیمانی سواری پھر ادھر سے گزری اور سلیمان کو اپنے پرانے پیشہ میں مصروف پایا آپ نے اسے بلوا کر پوچھا کہ میاں سلیمان اس دفعہ کیا ہوا۔

غریب نے سرگزشت سنا دی آپ نے فرمایا کہ سلیمان اللہ کی مرضی ہی یہ ہے کہ تو اس ہی حال میں رہے اب ہم کیا کر سکتے ہیں اچھا جاؤ اللہ تم پر رحم کرے۔

لکڑہارا سلیمان علیہ السلام کو سلام کر کے واپس آ گیا۔

اب سلیمانی سواری بعد چندے اس جنگل سے گزری تو وہ سلیمان نہ ملا۔ سواری روک کر معلوم کیا کہ وہ لکڑہارا سلیمان کہاں ہے۔

جنگل والوں نے عرض کی حضور وہ لکڑہارا جب کبھی ہوگا ہوگا اب تو وہ رئیس اعظم ہے روزانہ غرباء کو خیرات تقسیم کرتا ہے اور نہایت خوشحال ہے۔ آخرش بحکم سلیمانی وہ لایا گیا۔

سامنے آیا تو نہایت قیمتی گھوڑے پر سوار لباس فاخرہ میں حاضر آیا۔

حضرت نے فرمایا سناؤ سلیمان کیا حال ہے؟

سلیمان نے عرض کی حضور آپ کے دیئے پوری نہ پڑی لیکن معطی حقیقی نے جب دینا چاہا تو وہی یاقوت دے دیئے میں ایک درخت کاٹ رہا تھا کہ اس کی ڈالی میں چیل کا آشیانہ تھا اس میں یاقوت مل گیا اور آج میں اس حال میں ہوں جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

اس حکایت سے چند باتیں ہدایت آموز نکلتی ہیں

اول یہ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو جو بشارت تھی هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ یہ ہماری عطا کردہ نعمتیں ہیں ان میں سے جسے چاہیں آپ عطا کریں جس پر احسان فرمانا چاہیں یا روک رکھیں آپ سے اصلاً محاسبہ نہیں۔ چنانچہ آپ نے جتنا چاہا بخشا احسان فرمایا اور جب چاہا روک لیا لیکن حقیقی معطی اللہ تعالیٰ ہے اور اسی کے دیئے سے پورا پڑتا ہے۔

دوسرے یہ کہ آپ کے پاس دیو و جن ایسے تھے کہ سمندر میں غوطہ لگا کر موتی جواہرات نکال کر لاتے چنانچہ سب سے پہلے آپ ہی نے سمندر کے موتی اور جواہرات نکالے۔

تیسرے یہ کہ نبی، رسول، ولی اور مقربان الٰہی عزوجل ابنائے وطن پر احسان کر سکتے ہیں اور یہ احسان سنت انبیاء کرام ہے چنانچہ آگے کی آیتوں میں ارشاد ہے:

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿٣٩﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٤٠﴾۔

یہ ہماری عطا ہے اب جو چاہے تو احسان کر یا روک رکھ تجھ پر کچھ حساب نہیں اور بے شک اس کے لئے ہمارے حضور

قرب اوراچھا ٹھکانہ ہے۔

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ عطاء الٰہی سے بندہ جس پر چاہے جتنا چاہے احسان کرسکتا ہے اور یہ عطا الٰہی ہے۔

نہ کس نے دہاند نہ کس میدہد خدا مے دہاند خدا مے دہد

لیکن هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ کے اندر من جانب اللہ اختیار تام حضرت سلیمان علیہ السلام کو عطا ہوا ہے جس کے الفاظ بتارہے ہیں کہ یہ ہماری عطا ہے۔ تسخیر ریاح تسخیر اجنہ بناء وغواص۔ انہیں سے جو آپ چاہیں کسی پر احسان فرمائیں یا روک رکھیں۔

قصہ سلیمانی مفصل سورۃ انبیا کے رکوع ششم اور سورت سبا رکوع دوم میں ملاحظہ کریں۔

نوٹ

زنجیروں میں جکڑے ہوئے شیاطین برائے تادیب واصلاح آپ کے قبضہ میں تھے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع-سورۃ ص-پ ۲۳

وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا بَاطِلًا ۚ ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ ﴿۲۷﴾ -

اور نہیں پیدا کیے ہم نے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے عبث یہ گمان ان کا ہے جو کافر ہیں تو خرابی ہے انہیں جو کافر ہوئے آگ کی۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْبَاطِلُ مَا لَا حِكْمَةَ فِيْهِ۔ باطل وہ ہے جس کے بنانے میں کوئی حکمت نہ ہو۔

دوسرا قول ہے: وَالْبَاطِلُ اللَّعِبُ وَالْعَبَثُ۔ باطل وہ ہے جو کھیل اور لغو ہو۔

چنانچہ دوسری جگہ قرآن کریم میں ہے: وَمَا خَلَقْنَا السَّمَآءَ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ۔ گویا ارشاد ہے: مَا خَلَقْنَا هٰذَا الْعَالَمَ لِلْبَاطِلِ الَّذِیْ هُوَ مُتَابَعَةُ الْهَوٰی بَلْ لِلْحَقِّ الَّذِیْ هُوَ مُقْتَضَى الرُّسُلِ مِنَ التَّوْحِيْدِ وَالتَّدَرُّعِ بِالشَّرَائِعِ۔ نہیں بنایا ہم نے اس عالم کو باطل کے لئے کہ تبع ہوئی ہے بلکہ اس حق کے لئے بنایا جو مقتضی رسل ہے توحید او اتباع شرع میں۔

آگے ارشاد ہے: ذٰلِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ یہ گمان باطل کافروں کا ہے کہ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا۔ یہ عالم کچھ نہیں مگر دنیا کی زندگی ہے جس میں مرتے جیتے ہیں۔ اس پر ان کے لئے وعید شدید فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ تو خرابی ہے ان کے لئے جو کافر ہوئے آگ کی۔

جیسے ایک جگہ فرمایا: فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ۔ یعنی جو تخلیق عالم کے متعلق یہ گمان باطل رکھتے ہیں ان کے لئے آگ کی خرابی ہے۔ چنانچہ تخلیق عالم کی فلاسفی بیان فرمائی کہ عالم کی تخلیق کا مقصد یہ ہے کہ اچھے کام کرنے والوں کو آخرت میں اجر ملے اور برے فعل کرنے والوں پر زجر ہو، تاکہ برے اور بھلے کا امتیاز ہو جائے۔

چنانچہ ارشاد ہے:

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِيْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ -

کیا ہم کر دیں ایمان والوں کو جو نیک عمل کرتے ہیں فسادیوں کی طرح جو زمین میں فساد کرتے ہیں یا کر دیں پرہیز گاروں کو بے حکموں فاجروں کی طرح۔

یہاں اَمْ منقطعہ ہے اور ہمزہ انکار تسویہ کے لئے ہے کافر و مومن کے مابین، تو عبارت مفہوم آیت یوں ہوئی: اَنَجْعَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْمُصْلِحِیْنَ کَالْکَفَرَۃِ الْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ الَّتِیْ جُعِلَتْ لَھُمْ مَقَرًّا لَّھُمْ کَمَا یَقْتَضِیْہِ عَدَمُ الْبَعْثِ وَ مَا یَتَرَتَّبُ عَلَیْہِ مِنَ الْجَزَآءِ لِاِسْتِوَاءِ الْفَرِیْقَیْنِ فِی التَّمَتُّعِ فِی الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا بَلْ اَکْثَرُ الْکَفَرَۃِ اَوْفَرُ حَظًّا مِنْھَا اَکْثَرِ الْمُؤْمِنِیْنَ لٰکِنْ ذٰلِکَ الْجَعْلُ مُحَالٌ مُخَالِفٌ لِلْحِکْمَۃِ فَتَعَیَّنَ الْبَعْثُ وَالْجَزَآءُ حَتْمًا لِرَفْعِ الْاَوَّلِیْنَ اِلٰی اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ وَرَدِّ الْاٰخَرِیْنَ اِلٰی اَسْفَلِ السَّافِلِیْنَ۔

کیا مومنین صالحین کو مثل کفار مفسدین فی الارض کے کر دیں کہ ہم نے جن کا ٹھکانہ ان کے عقیدہ انکار بعث کی وجہ سے اسفل السافلین میں رکھا ہے باآنکہ دنیا میں وہ کافی متمتع ہو چکے ہیں بلکہ اکثر کافر مومنین سے زیادہ حصہ نعم دنیا کا لے چکے ہیں۔

لیکن یہ محال ہے کہ وہ آخرت میں بھی نعمتوں سے متمتع ہوں اور یہ خلاف حکمت ہے کہ عقیدہ فاسدہ کا بدلہ انہیں نہ ملے اس لئے حتمی طور پر بعث بعد الموت اور جزاء اعمال لازم کی گئی جس کی بنا پر مومنین اعلیٰ علیین میں ہوں گے اور کفار اسفل السافلین میں۔ اسی لئے ارشاد ہوا: اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ کَالْفُجَّارِ اب آگے ارشاد خداوندی عزوجل ہے:

كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ مُبٰرَكٌ لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۲۹﴾

یہ کتاب ہے جو ہم نے تم پر اے محبوب نازل کی برکت والی ہے تاکہ اس کی آیتوں میں غور و تدبر کریں اور تاکہ اہل عقل اس سے ہدایت حاصل کریں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے مبارک اس کی صفت ہے یعنی یہ کتاب کثیر المنافع ہے دینی اور دنیوی امور میں۔

لِّیَدَّبَّرُوْۤا اٰیٰتِهٖ متعلق ہے اَنْزَلْنٰهُ کے۔ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اس کے معنی یوں فرمائے: اَیْ اَنْزَلْنَاہُ لِیَتَفَکَّرُوْا فِیْ اٰیَاتِہِ الَّتِیْ مِنْ جُمْلَتِھَا ھٰذِہِ الْاٰیَاتُ الْمُعْرِبَۃُ عَنْ اَسْرَارِ التَّکْوِیْنِ وَالتَّشْرِیْعِ فَیَعْرِفُوْا مَا یَدَّبَّرُوْا وَ یَتَّبِعُ ظَاھِرُھَا مِنَ الْمَعَانِی الْفَائِقَۃِ وَالتَّاوِیْلِ اللَّائِقَۃِ۔

اور اِلَیْكَ سے حضور کو اور علماء امت کو خطاب ہے آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَالْخِطَابُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ عُلَمَاءُ اُمَّتِہٖ عَلَی التَّغْلِیْبِ اَیْ لِتَدَبَّرُوْا اَنْتَ وَ عُلَمَاءُ اُمَّتِکَ۔

وَ لِیَتَذَكَّرَ اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ یَعْنِیْ وَ لِیَتَّعِظَ بِہٖ ذَوُو الْعُقُوْلِ الزَّاکِیَۃِ الْخَالِصِ مِنَ الشَّوَائِبِ۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی صفت کا بیان ہے اور ایک واقعہ بھی سنایا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَ وَهَبْنَا لِدَاوٗدَ سُلَیْمٰنَ ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿ؕ۳۰﴾

اور عطا فرمایا ہم نے داؤد کو سلیمان اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع کرنے والا ہے۔

اس کے بعد واقعہ رجوع کا بیان ہے:

اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ بِالْعَشِیِّ الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ ﴿ۙ۳۱﴾ فَقَالَ اِنِّیْۤ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّیْ ۚ حَتّٰی تَوَارَتْ

Marfat.com

بِالْحِجَابِ۔ اور یاد فرمایئے اس واقعہ کو جبکہ ان پر پیش کیے گئے ظہر کے وقت صافنات الجیاد خاصہ اصیل گھوڑے تو سلیمان نے فرمایا میں محبوب رکھتا ہوں انہیں اپنے رب کے ذکر کے لئے حتیٰ کہ وہ نظروں سے غائب ہوگئے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ اِذْ مَنْصُوْبٌ بِاُذْکُرْ وَ الْمُرَادُ بِذِکْرِ الزَّمَانِ مَا وَقَعَ فِیْهِ۔ یعنی اذ منصوب ہے اُذْکُرْ کے ساتھ اور اس سے مراد وہ زمانہ ہے جس میں یہ واقعہ پیش آیا۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے: اُذْکُرْ مَا صَدَرَ مِنْهُ اِذْ عُرِضَ عَلَیْهِ۔

بِالْعَشِیِّ پر راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَلْعَشِیُّ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلَی الصَّبَاحِ۔ عشی سورج کے ڈھلنے سے صبح تک کو کہتے ہیں۔

بعض نے کہا مِنْهُ اِلٰی اٰخِرِ النَّهَارِ سورج ڈھلنے سے آخر نہار تک کو عشی کہتے ہیں۔

صَافِنَات۔ جمع ہے صَافِن کی وَالصَّافِنُ الْخَیْلُ الَّذِیْ یَرْفَعُ اِحْدٰی یَدَیْهِ اَوْ رِجْلَیْهِ وَ یَقِفُ عَلٰی مُقَدَّمِ حَافِرِهَا۔ صافن اس گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنے اگلے پیروں میں سے ایک پیر اٹھائے رکھے یا پچھلے پیروں میں سے ایک سم کا کنارہ زمین پر رکھے یہ گھوڑے کے اصیل ہونے کی صفت ہے۔

اَلْجِیَادُ۔ یہ جمع ہے جواد کی۔ مونث و مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے اچھے اور خاصہ گھوڑوں کے لئے بولتے ہیں۔ بعض نے کہا تیز رفتار گھوڑے کو جواد اور جیاد کہتے ہیں۔

کلبی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّ هٰذِهِ الْخَیْلَ کَانَتْ اَلْفُ فَرَسٍ غَزَا سُلَیْمَانُ عَلَیْهِ السَّلَامُ دِمَشْقَ وَنَصِیْبِیْنَ فَاَصَابَهَا۔ یہ ایک ہزار گھوڑے تھے جو سلیمان علیہ السلام کو غزوۂ دمشق و نصیبین سے حاصل ہوئے۔

لیکن اس روایت کے تسلیم کر لینے سے یہ اشکال واقع ہوتا ہے کہ اِنَّ الْغَنَائِمَ لَمْ تَحِلَّ لِغَیْرِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَمَا وَرَدَ فِی الْحَدِیْثِ الصَّحِیْحِ۔ غنائم سوا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو حلال نہ تھے جیسا کہ صحیح حدیث میں ہے وَاُحِلَّتْ لِیَ الْغَنَائِمُ۔ البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ یہ غنیمت سے نہ ہوں۔ بلکہ ہدیہ کے طور پر آئے ہوں۔

اور مقاتل رحمہ اللہ کہتے ہیں: اِنَّهَا اَلْفُ فَرَسٍ وَرِثَهَا مِنْ اَبِیْهِ دَاوٗدَ وَ کَانَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَدْ اَصَابَهَا مِنَ الْعَمَالِقَةِ وَ هُمْ بَنِیْ عِمْلِیْقَ بَنِیْ عَادِ بْنِ اِرَمَ۔ یہ ہزار گھوڑے ورثہ داؤد علیہ السلام سے آئے تھے اور وہ آپ کو عمالقہ سے ملے تھے اور عمالقہ عملیق بن عوص بن عاد بن ارم تھے۔

لیکن یہاں یہ اشکال پیدا ہوتا ہے کہ اِنَّ الْاَنْبِیَآءَ عَلَیْهِمُ السَّلَامُ لَا یُوْرِثُوْنَ کَمَا جَآءَ فِی الْحَدِیْثِ الَّذِیْ رَوَاهُ اَبُوْبَکْرِ الصِّدِّیْقُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ – نَحْنُ مَعَاشِرُ الْاَنْبِیَآءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُوْرِثُ مَا تَرَکْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔ انبیاء کرام ورثہ کسی کا نہ لیں نہ اپنا ورثہ کسی کو دیں جیسا کہ حدیث میں ہے جسے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فدک کے معاملہ میں حضرت سیدہ کو جواب دیا تھا۔

اس کا جواب یہ ہو سکتا ہے کہ من حیث السلطان یہ گھوڑے حضرت سلیمان علیہ السلام کے تصرف میں آئے ہوں نہ کہ ملکیت سلیمانی قرار دیئے گئے ہوں۔

اور عوف رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ مجھے ایک روایت سے معلوم ہوا ہے کہ کَانَتْ خَیْلًا ذَاتَ اَجْنِحَةٍ اُخْرِجَتْ لَهٗ

Marfat.com

مِنَ الْبَحْرِ لَمْ يَكُنْ لِاَحَدٍ قَبْلَهُ وَلَا بَعْدَهُ۔ وہ گھوڑے پردار تھے دو دریا سے آپ کے لئے نکالے گئے تھے اس کے بعد پھر نہیں نکالے گئے نہ اس سے پہلے نکالے گئے۔

ابن جریر وغیرہ ابراہیم تیمی رحمہم اللہ سے راوی ہیں: اِنَّهَا كَانَتْ عِشْرِيْنَ اَلْفَ فَرَسٍ ذَاتِ اَجْنِحَةٍ۔ یہ بیس ہزار اڑنے والے گھوڑے تھے۔

اس قسم کی اور بہت سی روایتیں ہیں جو پیشہ ور واعظوں کے لئے تفکہ طبع کی موجب ہوتی ہیں۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ کی رائے یہ ہے کہ لَيْسَ فِي هٰذَا الشَّيْءِ سِوَى الْاِسْتِبْعَادِ۔

لیکن میرا خیال ہے کہ جب حضرت سلیمان علیہ السلام کو ان کی دعا رَبِّ هَبْ لِيْ مُلْكًا لَّا يَنْۢبَغِيْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِيْ کے بعد اگر من جانب اللہ ایسی شان معجزانہ مل بھی گئی ہوں تو کیا استبعاد ہے اور یوں اگر دیکھا جائے تو معجزہ کہتے ہی اس کو ہیں جو خارق عادات امور سے ہو اسی بنا پر اسے معجزہ کہا جاتا ہے یعنی جس کے سمجھنے سے عقل عاجز ہو جیسے۔

سنگریزوں کا کلمہ پڑھنا۔ نکلی ہوئی آنکھ کا تندرست آنکھ سے زیادہ روشن ہونا۔ ٹوٹی ہوئی پنڈلی کا صحیح پنڈلی سے زیادہ طاقتور ہونا۔ ستون حنانہ کا مہاجرت میں گریہ کرنا۔ اندھے کا سوانکھا ہونا اور مردے کا زندہ ہو جانا۔ اور مری ہوئی گوہ کا زندہ ہو کر کلمہ پڑھنا۔ اونٹ کا بارگاہ رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں استغاثہ کرنا غرضکہ

كَمْ اَبْرَأَتْ وَصَبًا بِاللَّمْسِ رَاحَتُهُ وَاَطْلَقَتْ اِرْبًا مِنْ رِبْقَةِ اللَّمَمِ

تو اندریں حال سلیمانی سواریوں میں ایسے پردار گھوڑوں کا ہونا کیوں مستبعد ہو۔ اب رہا

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ۔ کا معاملہ اس کے متعلق اعلیٰ حضرت قدس سرہ کا ترجمہ اور صدر الافاضل رحمہ اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں نظر سے بعید ہونا جو ثابت ہے وہ ان کی تیز رفتاری سے بہت قریب ہے۔

اور مفسرین کے مختلف اقوال وہ بھی میرے نزدیک ممکن ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اس کے خلاف نہیں گئے بلکہ فرماتے ہیں: فَلَنَا اَنْ نَقُوْلَ هِيَ خَيْلٌ كَانَتْ لَهُ كَالْخَيْلِ الَّتِيْ تَكُوْنُ عِنْدَ الْمُلُوْكِ وَصَلَتْ اِلَيْهِ بِسَبَبٍ مِنْ اَسْبَابِ الْمُلْكِ فَاسْتَعْرَضَهَا فَلَمْ تَزَلْ تُعْرَضُ عَلَيْهِ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ۔ ہم کہتے ہیں کہ ان روایتوں پر یوں کہا جائے گا کہ وہ گھوڑے ایسے خاصہ ہوں گے جیسے بادشاہوں کے پاس ہوتے ہیں جو ان کو کسی ذریعہ سے پہنچے ہوں تو انہیں ملاحظہ فرماتے رہے یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا۔

اور طبری حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور قتادہ اور سدی بھی اسی طرح روایت کرتے ہیں اور یہ بھی توجیہ کرتے ہیں کہ فَاِنَّهُ اَوَّلُ الْوَقْتِ۔

اور بعض نے کہا اول وقت عصر فوت ہوا جسے حضرت سلیمان علیہ السلام نے اپنی شان کے خلاف اور مرتبہ کے خیال کیا۔

جبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: لَمْ يَفُتْهُ الْفَرْضُ وَاِنَّمَا فَاتَهُ نَفْلٌ كَانَ يَفْعَلُهُ اٰخِرَ النَّهَارِ۔ فرض فوت نہیں ہوا تھا بلکہ وہ نفلیں فوت ہوئی تھیں جو آپ آخر دن میں ادا فرمایا کرتے تھے۔ تو آپ نے اپنی شان کے مطابق اسے بھی پسند نہ فرمایا۔ اور کہا:

اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ﴿٣٢﴾۔

میں نے مال کی کثرت کو اپنے رب کے ذکر سے محبوب رکھا۔

یہ فرمانا اشتغال بلاحظہ خیل کے متعلق تھا جس پر اعتراف ندامت فرمایا جو آپ کے تورع اور تقویٰ اور مرتبۂ منصب نبوت کے مقابل آپ کے لئے شایان شان تھا۔ اس لئے کہ خیر کا استعمال کثرت مال پر ہوتا ہے جیسا کہ ارشاد الٰہی عزوجل ہے وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ۔ اور وَاِنَّهٗ لِحُبِّ الْخَيْرِ لَشَدِيْدٌ۔ یہاں دونوں آیتوں میں خیر سے مراد کثرت مال ہے۔

چنانچہ بعض علماء کا تو یہ قول ہے: لَايُقَالُ لِلْمَالِ خَيْرٌ حَتّٰى يَكُوْنَ كَثِيْرًا وَّ مِنْ مَّكَانٍ طَيِّبٍ۔ مال جب تک کثیر نہ ہو اسے خیر نہیں کہتے ایسے ہی مکان جب تک ستھرا نہ ہو اسے خیر نہیں کہتے۔

اور ابن جبیر، ابوحبان کہتے ہیں: يُرَادُ بِالْخَيْرِ الْخَيْلُ وَالْعَرَبُ تُسَمِّى الْخَيْلَ الْخَيْرَ۔ خیر سے مراد گھوڑے ہیں اور عرب گھوڑے کا نام ہی خیر رکھتے ہیں۔ پھر

اَحْبَبْتُ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ ۚ۔ کی تفسیر میں بعض اس طرف گئے ہیں کہ يُرَادُ بِهِ الصَّلٰوةُ کہ اس سے مراد نماز ہے۔ فَمَعْنٰى عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ عَنْ صَلٰوةِ رَبِّي الَّتِيْ شَرَعَهَا۔ تو عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ کے معنی صلوٰۃ ربی ہیں اور وہ نماز جسے آپ پر مشروع کیا گیا مراد ہے۔

اور بعض نے معنی تعلیل کئے اور آیۂ کریمہ کی تفسیر میں اسی طرف گئے کہ ربی سے مراد کتاب الٰہی عزوجل ہے اور وہ تورات ہے۔ تو معنی یہ ہوں گے کہ اَحْبَبْتُ الْخَيْلَ بِسَبَبِ كِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ هُوَ التَّوْرَاةُ فَاِنَّ فِيْهِ مَدْحُ اِرْتِبَاطِهَا۔ یعنی میں نے گھوڑوں سے محبت کی بہ سبب کتاب اللہ کے کہ وہ توریت ہے۔ اور اس میں گھوڑے باندھنے والے کی مدح اور فضیلت ہے۔ اس طرف ابو مسلم۔ جعفر۔ ابو نافع اور ابن کثیر اور ابو عمرو رحمہم اللہ گئے۔

حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ یہ متعلق ہے اَحْبَبْتُ سے بایں اعتبار کے استمرار محبت بالخیل تھی تو اس کی وجہ میں تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ ہوا تو عبارت یوں بنی: اَيْ اَنْبَتُ حُبَّ الْخَيْرِ عَنْ ذِكْرِ رَبِّيْ وَاسْتَمَرَّ ذٰلِكَ حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ شَمْسًا لِغُرُوْبِهَا فِيْ مَغْرِبِهَا۔ گھوڑوں کی محبت مجھے پیدا ہوئی ذکر الٰہی سے اور اس پر میں رہا کہ غروب شمس کی صورت مغرب میں نظر آنے لگی۔

تَوَارَتْ کے معنی پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: يَتَوَارَى الْمُخْبَاتُ بِحِجَابِهَا عَلٰى طَرِيْقِ الْاِسْتِعَارَةِ التَّعْبِيَةِ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّكُوْنَ هُنَاكَ اِسْتِعَارَةٌ مَكْنِيَّةٌ تَجْبِيْلِيَّةٌ۔ یعنی آپ کو ایسا معلوم ہوا کہ غروب شمس قریب ہے حالانکہ ایسا نہ تھا۔

اس غروب کی کیفیت پر ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابوالشیخ رحمہم اللہ ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے یہ بتاتے ہیں: قَالَ الْحِجَابُ هُوَ حِجَابٌ مِّنْ يَّاقُوْتٍ اَخْضَرَ مُحِيْطٌ بِالْخَلَائِقِ مِنْهُ اِخْضَرَّتِ السَّمَآءُ۔ حجاب وہ حجاب یاقوت اخضر کا ہے جو خلائق پر محیط ہے اور اسی کی سبزی آسمان پر ہوتی ہے۔

وَ مَا قِيْلَ اِنَّهٗ جَبَلٌ دُوْنَ قَافٍ بِسَنَةٍ تَغْرُبُ الشَّمْسُ وَرَآءَهٗ لَا يَخْفٰى حَالُهٗ۔ اور یہ بھی ایک قول ہے کہ کوہ قاف کے پیچھے وہ پہاڑ ہے جس میں سال بھر کے اندر سورج غروب ہوتا ہے۔

آگے کہتے ہیں: وَالنَّاسُ فِيْ ثُبُوْتِ جَبَلِ قَافٍ بَيْنَ مُصَدِّقٍ وَّ مُكَذِّبٍ وَالْقَرَافِيْ لَايُسَلِّمُ وُجُوْدَهٗ

Marfat.com

وَاِلَیۡہِ اَمِیۡلُ وَاِنْ قَالَ الْمُثْبِتُوْنَ مَا قَالُوْا۔ کہتے ہیں کہ کوہ قاف کے ثبوت میں معاملہ مصدق و مکذب کے اندر ہے اور تحقیقات الارض والے کہتے ہیں کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے اور میں بھی اس پر مائل ہوں اگرچہ ثابت کرنے والے اپنے دلائل پر زور دے چکے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بہر حال اگر شمس کے غروب کی طرف ہی جایا جائے تو

رُدُّوْهَا عَلَیَّ۔ کے معنی یہ بنیں گے کہ ڈوبے سورج کو مجھ پر واپس لوٹایا جائے۔

اور اگر رُدُّوْهَا کی ضمیر الصّٰفِنٰتُ الْجِیَادُ کی طرف لائی جائے تو معنی یہ ہوں گے کہ وہ خاصہ گھوڑے جو تیز رفتاری سے حد نظر سے غائب ہو چکے ہیں انہیں واپس لاؤ۔ اور جب وہ واپس آ گئے تو

فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ۔ یَعْنِیْ فَرَدُّوْهَا عَلَیْهِ فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ۔ تو وہ تیز گام گھوڑے آپ کے آگے لائے گئے تو آپ نے ان کی پنڈلیوں اور گردن پر تلوار چلادی۔

اس لئے کہ مسح شرعی معنی میں یَمْسَحُ السَّیْفَ بِسُوْقِهَا وَاَعْنَاقِهَا کے ہیں یعنی تلوار سے پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں۔ مسح کے معنی راغب رحمہ اللہ بھی یہی کرتے ہیں کہ کِنَایَةٌ عَنِ الضَّرْبِ۔

اور کشاف میں ہے: یَمْسَحُ السَّیْفَ بِسُوْقِهَا وَ اَعْنَاقِهَا یَقْطَعُهَا تَقُوْلُ مَسَحَ عَلَادَتَهٗ اِذَا ضَرَبَ عُنُقَهٗ وَ مَسَحَ الْمِشْفَرُ الْكِتَابَ اِذَا قَطَعَ اَطْرَافَهٗ بِسَیْفِهٖ۔

اور طبرانی اوسط میں اور اسماعیل اپنی معجم میں اور ابن مردویہ سید حسن سے حضرت ابی بن کعب سے ناقل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فَطَفِقَ مَسْحًۢا بِالسُّوْقِ وَ الْاَعْنَاقِ پر فرمایا: قَطَعَ سُوْقَهَا وَاَعْنَاقَهَا بِالسَّیْفِ یعنی تلوار سے پنڈلیاں اور گردنیں کاٹ دیں۔

اور ایسا حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا: لِلّٰہِ تَعَالٰی کیا یہ وہ سب گھوڑے قربانی کردیئے اللہ تعالیٰ کے لئے اور یہ ان کی شریعت میں مشروع تھا (روح المعانی)

وَ قِیْلَ اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ حَبَسَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَهٗ كَانَ ذٰلِكَ الْمَسْحُ الصَّادِرُ مِنْهُ وَسْمًا لَّهَا لِتُعْرَفَ اَنَّهَا خَیْلٌ مَّحْبُوْسَةٌ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ وَ هُوَ نَظِیْرُ مَا یُفْعَلُ الْیَوْمَ مِنَ الْوَسْمِ بِالنَّارِ وَلَا بَاْسَ فِیْ شَرْعِنَا مَا لَمْ یَكُنْ فِی الْوَجْهِ۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے وہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ عزوجل کے لئے باندھے ہوئے تھے اور یہ مسح سوق واعناق جو ہوا وہ اس نشان کی طرف اشارہ ہے جس سے دیکھنے والے سمجھ سکیں کہ گھوڑے جہاد فی سبیل اللہ کے لئے باندھے ہوئے ہیں اور وہ آج بھی نشانات آگ پر لوہا گرم کر کے لگائے جاتے ہیں اور اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے جب تک کہ چہرہ نہ داغیں۔

آگے فرماتے ہیں: وَ لَعَلَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ رَاَی الْوَسْمَ بِالسَّیْفِ اَهْوَنَ مِنَ الْوَسْمِ بِالنَّارِ فَاخْتَارَهٗ۔ اور غالباً حضرت سلیمان علیہ السلام نے تلوار سے نشان لگانا آسان تصور فرمایا آگ کے داغ کے مقابلہ میں تو اسے ہی اختیار فرمایا۔ یا اس زمانہ میں ایسا ہی رواج ہوگا۔

اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا مسخر فرمادی یہ آپ کی من جانب اللہ عزوجل عزت افزائی تھی۔

Marfat.com

غرضکہ بعض نے یہ بھی لکھا کہ آپ گھوڑوں میں اتنے مشغول ہوئے کہ نماز سے غفلت ہوگئی اس لئے آپ نے وہ تمام گھوڑے اللہ کی راہ میں قربان کر دیئے لیکن اس پر سید الصوفیہ حضرت عبدالوہاب شعرانی رحمہ اللہ اپنی کتاب الیواقیت والجواھر فی عقائد الاکابر میں تنبیہ فرماتے ہیں کہ ایسی روایات ہرگز صحیح نہیں اور ان کا تسلیم کرنا شنیع غلطی ہے۔

بعض اس طرف گئے کہ رُدُّوْهَا عَلَیَّ میں جو ضمیر ہے وہ شمس کی طرف ہے اور یہ خطاب حضرت سلیمان علیہ السلام کا ملائکہ سے تھا جو موکلین شمس تھے۔

چنانچہ جب آپ نے رجعت شمس کا مطالبہ ملائکہ سے فرمایا کہ عصر فائتہ ادا کریں تو رجعت شمس ہوئی۔ اور اس پر امام رازی نے تعجب کیا کہ جب قادر علی الاطلاق تحریک افلاک وکواکب پر صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے تو بصیغہ جمع رُدُّوْهَا کیوں فرمایا؟

پھر فرماتے ہیں کہ یہ ہوسکتا ہے کہ ضمیر جمع تعظیم کے لئے لائی جاسکتی ہے جیسے رب ارجعون میں بغرض تعظیم جمع لائی گئی۔

لیکن رجعت شمس بعد الغروب اگر ہوئی ہوگی تو دنیا نے اس کا مشاہدہ کیا ہوگا لیکن کوئی روایت اس مشاہدہ پر نہیں ملتی۔

اور اگر رد شمس ایسا ہوا ہو جیسا کہ حضرت یوشع علیہ السلام کے لئے ہوا۔

اور جیسا کہ ہمارے نبی کریم علیہ السلام پر ہوا جیسا کہ حدیث العیر اور یوم خندق پر ہوا۔ جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آرام گستری کی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عصر قربان کر چکے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے سورج واپس آ گیا۔ جس کا واقعہ یہ ہے:

فَقَدْ رُوِیَ عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَیْسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یُوْحٰی اِلَیْهِ وَرَاْسُهٗ فِیْ حَجْرِ عَلِیٍّ کَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ فَلَمْ یُصَلِّ الْعَصْرَ حَتّٰی غَرَبَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ قَالَ لَا فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّهٗ کَانَ فِیْ طَاعَتِکَ وَ طَاعَةِ رَسُوْلِکَ فَارْدُدْ عَلَیْهِ الشَّمْسَ قَالَتْ اَسْمَآءُ فَرَأَیْتُهَا غَرَبَتْ ثُمَّ رَاَیْتُهَا طَلَعَتْ بَعْدَ مَا غَرَبَتْ وَوَقَعَتْ عَلَی الْاَرْضِ وَ ذٰلِکَ بِالصَّهْبَآءِ فِیْ خَیْبَرَ۔

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی کا نزول ہوا اس حال میں کہ آپ کا سر مبارک حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی گود میں تھا کہ حضرت علی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیفیت وحی میں خلل اندازی نہ کی اور نماز عصر نہ پڑھی حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا۔ جب آثار وحی فرو ہوگئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی سے پوچھا تم نے عصر پڑھی یا نہیں۔ عرض کی نہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی: الٰہی! علی تیری اطاعت اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھے۔ لہٰذا سورج واپس فرما۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے دیکھا کہ سورج ڈوب چکا تھا۔ پھر دیکھا کہ وہ طلوع ہوا اور اس کی کرنیں زمین پر پڑنے لگیں اور یہ واقعہ منزل صہباء خیبر میں ہوا۔

اس پر علامہ آلوسی ابن جوزی رحمہما اللہ کا قول نقل کرتے ہیں: وَ هٰذَا الْخَبَرُ فِیْ صَحَّتِهٖ خِلَافٌ فَقَدْ ذَکَرَهٗ ابْنُ الْجَوْزِیْ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَ قَالَ اِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ بِلَاشَکٍّ۔

وَ فِیْ سَنَدِهٖ اَحْمَدُ بْنُ دَاوٗدَ وَ هُوَ مَتْرُوْکُ الْحَدِیْثِ کَذَّابٌ کَمَا قَالَهُ الدَّارَ قُطْنِیُّ۔

Marfat.com

وَ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ يَضَعُ الْحَدِيْثَ۔

لیکن دوسری طرف علامہ طحاوی اور قاضی عیاض اس کی تصریح فرماتے ہیں۔

اور صاحب طبرانی اپنی معجم کبیر میں بسند حسن اسے روایت فرما رہے ہیں۔

اور شیخ الاسلام ابن عراقی شرح تقریب میں حضرت اسماء سے اس کے ناقل ہیں۔

اور ابن مردویہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں۔

اور احمد بن صالح فرماتے ہیں: لَا يَنْبَغِي لِمَنْ سَبِيْلُهُ الْعِلْمُ التَّخَلُّفُ عَنْ حِفْظِ حَدِيْثِ اَسْمَاءَ لِاَنَّهُ مِنْ عَلَامَاتِ النُّبُوَّةِ وَ كَذَا اُخْتُلِفَ فِي حَدِيْثِ الرَّدِّ يَوْمَ الْخَنْدَقِ فَقِيْلَ ضَعِيْفٌ وَ قِيْلَ مَوْضُوْعٌ۔

غرضکہ طبرانی معجم کبیر میں اور طحاوی اور قاضی عیاض اس کی سند کو حسن فرما رہے ہیں اور ابن مردویہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس کے راوی ہیں اور فرماتے ہیں کہ حدیث اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے تخلف نازیبا ہے اس لئے کہ یہ علامات نبوت سے ہے۔

علاوہ ازیں علامہ ابن حجر ہیتمی اس کی صحت کے مدعی ہیں۔

علاوہ اس کے حدیث یوشع بن نون میں لَمْ تُحْبَسِ الشَّمْسُ اِلَّا لِيُوْشَعَ ابْنِ نُوْنٍ جو آیا سب نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے۔

اور علامہ ابن حجر ہیتمی تحفۃ العلام میں فرماتے ہیں: لَوْعَادَتِ الشَّمْسُ بَعْدَ الْغُرُوْبِ عَادَ الْوَقْتُ كَمَا ذَكَرَا بْنُ الْعِمَادِ۔ کہ ابن العماد کہتے ہیں اگر سورج لوٹ آیا غروب کے وقت تو وقت بھی ضرور لوٹ آیا۔

اور یہ لوٹ کر آ جانا معجزانہ شان میں سے ہے اور معجزہ نظر بندی نہیں ہوتی بلکہ حقیقتاً ظہور ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ عصر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے وقت پر ادا فرمائی۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی فرمایا:

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر جو کہ اعلیٰ خطر کی ہے
صدیق بلکہ غار میں جاں اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو حفظ فرائض غرر کی ہے
ہاں تو نے پھیر دی انہیں جاں اور انہیں نماز
پر وہ تو کر چکے تھے جو کرنی بشر کی ہے

علاوہ اسکے یہ بھی کہاں تسلیم ہے کہ عصر مشغلہ معائنہ خیل میں قضا ہوئی اس لئے کہ ایک جماعت محققین تو اس کے معنی ہی اور کرتی ہے۔ چنانچہ حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ پر آلوسی فرماتے ہیں: حَتّٰى تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ فِي الْمُسَابَقَةِ بِمَا يَحْجِبُهَا عَنِ النَّظْرِ۔ جس کے صاف معنی نکلتے ہیں کہ وہ گھوڑے ایسی تیزی سے دوڑے کہ نظر سے مخفی ہو گئے۔

اور رُدُّوْهَا عَلَيَّ ط فَطَفِقَ مَسْحًا بِالسُّوْقِ وَالْاَعْنَاقِ پر آلوسی لکھتے ہیں: عُرِضَ عَلٰى سُلَيْمَانَ الْخَيْلُ وَ هُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَاَشَارَ اِلَيْهِمْ اِنِّي فِي الصَّلٰوةِ فَاَزَالُوْهَا عَنْهُ حَتّٰى دَخَلَتْ فِي الْاِصْطَبْلَاتِ فَقَالَ لَمَّا فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ اِنِّيْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَيْرِ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام پر گھوڑے پیش کئے گئے اس وقت آپ نماز میں مشغول تھے تو ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ میں نماز میں ہوں تو وہ گھوڑے اصطبل میں داخل کر دیئے گئے جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ نے فرمایا میں گھوڑوں کی کثرت کو محبوب رکھتا ہوں۔ اور آیہ کریمہ کی تفسیر پر آلوسی فرماتے ہیں:

Marfat.com

اَیْ اَلَّذِیْ لِیْ عِنْدَ اللّٰہِ تَعَالٰی فِی الْاٰخِرَۃِ بِسَبَبِ ذِکْرِ رَبِّیْ۔ یعنی یہ گھوڑے مجھے عنداللہ آخرت کے لئے بہ سبب ذکر الٰہی محبوب ہیں۔ کَاَنَّہٗ یَقُوْلُ فَشَغَلَنِیْ ذٰلِکَ عَنْ رُؤْیَۃِ الْخَیْلِ حَتّٰی دَخَلَتْ اِصْطَبْلَاتِھَا رُدُّوْھَا عَلَیَّ فَطَفِقَ یَمْسَحُ اَعْرَافَھَا وَسُوْقَھَا بِمَحَبَّۃٍ لَّھَا وَ تَکْرِیْمًا۔ گویا آپ نے فرمایا کہ گھوڑوں کے دیکھنے میں میں مشغول ہوا حتیٰ کہ اصطبل میں وہ داخل ہوئے تو آپ نے حکم دیا کہ اب انہیں میرے پاس لاؤ جب وہ لائے گئے تو محبت سے آپ ان کی گردنیں اور پنڈلیاں ملنے لگے اور ان کا اعزاز بڑھانے کو ایسا عمل کیا۔

اور ابن عباس، زہری، ابن کیسان نے بھی یہی روایت کی اور طبری نے بھی اسی روایت کو ترجیح دی۔

اور امام رازی اس روایت کو بیان فرما کر جس میں عصر قضا ہونا بیان ہوا ہے، تردید کرتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ ایسے بیانات ایک نبی کی طرف منسوب کرنا ان کی طرف ارتکاب کبائر کا الزام دینا ہے اس کے بعد فرماتے ہیں:

وَ الصَّوَابُ اَنْ یُّقَالَ اِنَّ رِبَاطَ الْخَیْلِ کَانَ مَنْدُوْبًا اِلَیْہِ فِیْ دِیْنِھِمْ کَمَا اَنَّہٗ کَذٰلِکَ فِیْ دِیْنِ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ اور صحیح یہی ہے کہ کہا جائے کہ گھوڑا باندھنا مستحب و مشروع تھا ان کے دین میں جیسا کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین میں بھی مستحب ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں:

ثُمَّ اِنَّ سُلَیْمٰنَ اِحْتَاجَ اِلَی الْغَزْوِ فَجَلَسَ وَ اَمَرَ بِاِحْضَارِ الْخَیْلِ وَ اَمَرَ بِاِجْرَائِھَا وَ ذَکَرَ اَنِّیْ لَا اُحِبُّھَا لِاَجْلِ الدُّنْیَا وَ نَصِیْبِ النَّفْسِ اِنَّمَا اُحِبُّھَا لِاَمْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَ تَقْوِیَۃِ دِیْنِہٖ وَ ھُوَ اِکْرَامٌ مِّنْ قَوْلِہٖ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ ثُمَّ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَمَرَ بِاِعْدَائِھَا وَتَسْیِیْرِھَا حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ اَیْ غَابَتْ عَنْ بَصَرِہٖ ثُمَّ اَمَرَ الرَّائِضِیْنَ بِاَنْ یَّرُدُّوْا تِلْکَ الْخَیْلَ اِلَیْہِ فَلَمَّا عَادَتْ اِلَیْہِ طَفِقَ یَمْسَحُ سُوْقَھَا وَاَعْنَاقَھَا وَ الْغَرْضُ مِنْ ذَالِکَ الْمَسْحِ اُمُوْرٌ۔

سلیمان علیہ السلام کو غزوہ کے لئے تیاری کرنی پڑی تو آپ نے گھوڑوں کے معائنہ کا حکم دیا اور انہیں دوڑا کر دیکھنا چاہا اور فرمایا میں ان گھوڑوں کو دنیا کے لئے یا اپنے نفس کے لئے محبوب نہیں رکھتا بلکہ ان سے میری محبت اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں ہے اور تقویت دین الٰہی کے لئے اور اِنِّیْٓ اَحْبَبْتُ حُبَّ الْخَیْرِ عَنْ ذِکْرِ رَبِّیْ کا یہی مفہوم ہے۔ پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے دشمن کی طرف گھوڑے دوڑانے کا حکم دیا تو وہ گھوڑے دوڑائے اور اتنے دوڑائے کہ حَتّٰی تَوَارَتْ بِالْحِجَابِ جس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نظر سے غائب ہو گئے پھر آپ نے نیزہ بازوں کو حکم دیا کہ انہیں لوٹا لائیں تو جب وہ گھوڑے واپس لائے گئے تو آپ نے ان کی گردنیں اور پنڈلیاں ملیں اور اس مسح فرمانے سے تین مقصد تھے۔

اول یہ کہ انہیں شرف بخشا جائے اور ان کی عزت افزائی کی جائے اس لئے کہ لشکر کے بڑے معاون اور دفع عدو میں یہی ممد ہوتے ہیں۔

دوسرے یہ کہ ان سے آپ نے اس ضبط سیاست اور حفاظت ملک فرمائی تھی تو ان سے اظہار آپ نے محبت کا کیا۔

تیسرے یہ کہ آپ گھوڑوں کے معاملہ میں خاص ماہر تھے ان کے امراض و عیوب جانتے تھے تو ان کی پنڈلی اور گردن پر ہاتھ پھیر کر ان کا امتحان فرما رہے تھے۔ اس کے بعد علامہ آلوسی فرماتے ہیں:

فَھٰذَا التَّفْسِیْرُ الَّذِیْ تَنْطِقُ عَلَیْہِ لَفْظُ الْقُرْاٰنِ اِنْطِبَاقًا مُّوَافِقًا وَّ لَا یَلْزِمُنَا نِسْبَۃُ شَیْءٍ مِّنْ تِلْکَ

Marfat.com

اَلْمُنْکَرَاتِ وَالْمَحْذُوْرَاتِ اِلٰی نَبِیٍّ مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ عَلَیْہِمُ السَّلَامُ۔ یہ وہ تفسیر ہے جس پر لفظ قرآن کریم ناطق ہے اور یہی مفہوم منطبق وموافق ہے۔

اور ہم پر اس تفسیر کے بعد کسی منکر ومحذور چیز کا کسی نبی کی طرف منسوب کرنا لازم نہیں آتا۔

پھر فرماتے ہیں کہ ہمیں ان لوگوں پر انتہائی تعجب ہے کہ ایسی روایتیں کیوں قبول کر لیتے ہیں جنہیں عقل ونقل قبول کرنے سے عاری ہے۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ جب ہمارا اساسی عقیدہ عصمت انبیاء ہے تو ہمیں ان روایتوں کی طرف التفات نہ کرنا چاہیے۔ روح المعانی۔

اور مسح سوق واعناق کے معنی قطع کے جو لیتے ہیں وہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ کے کیا معنی لیں گے۔ ان کی تفسیر کے ماتحت تو یہ ماننا پڑے گا کہ وامسحوا برؤسکم میں حکم قطع سر کا ہے حالانکہ یہ نہیں ہے۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِسْتِعْمَالُ الْمَسْحِ بِمَعْنَی الضَّرْبِ الْعُنُقِ اِسْتِعَارَۃٌ۔ مسح بمعنی ضرب استعارہ ہے اور حقیقی معنی ہاتھ پھیرنے کے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَیْمٰنَ وَاَلْقَیْنَا عَلٰی کُرْسِیِّہٖ جَسَدًا ثُمَّ اَنَابَ ﴿۳۴﴾

اور بے شک امتحان کیا ہم نے سلیمان کا اور ڈالا ہم نے اس کے تخت پر ایک جسم بے جان پھر اس نے رجوع کر لیا۔

یہ اس واقعہ کا اظہار ہے جس پر حضرت سلیمان علیہ السلام کا امتحان ہوا۔

واقعہ یہ ہے کہ آپ نے جہاد فی سبیل اللہ عزوجل کے لئے فرمایا کہ میری جو ستر بیویاں ہیں ان پر میں ایک رات میں پھروں گا ان سے ایک ایک سوار پیدا ہوگا جو جہاد فی سبیل اللہ کرے گا۔ یہ فرماتے ہوئے آپ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہنا بھول گئے اور یہ بھول عوام سے اگر ہو جائے تو یقیناً معصیت نہیں ہوتی اور اس پر شرعاً گرفت بھی نہیں لیکن

جن کے رتبے ہیں سوا ان کو سوا مشکل ہے

جیسے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے: وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَایْءٍ اِنِّیْ فَاعِلٌ ذٰلِکَ غَدًا ﴿۲۳﴾ اِلَّآ اَنْ یَّشَآءَ اللّٰہُ۔ اے محبوب! آپ بغیر اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فرمائے کسی کام پر یہ نہ فرمایا کریں کہ کل میں یہ کام کروں گا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام بھی رسول الٰہی عزوجل ہیں للہذا ان کی شان رسالت کا مقتضا بھی یہی تھا کہ کوئی دعویٰ بغیر اِنْ شَآءَ اللّٰہُ کہے نہ کرتے۔ مگر سہواً آپ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ نہ فرما سکے اور ازواج میں گزر گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کوئی بیوی بھی حاملہ نہ ہوئی۔ مگر ایک بیوی کو حمل ہوا اور اس سے بھی ناقص الخلقت ایک جسم بے جان پیدا ہوا۔

اصلی عبارت منقولہ روح المعانی یہ ہے:

اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ لَاَطُوْفَنَّ اللَّیْلَۃَ عَلٰی سَبْعِیْنَ اِمْرَاَۃً تَاْتِیْ کُلُّ وَاحِدَۃٍ بِفَارِسٍ مُّجَاھِدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَلَمْ یَقُلْ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ فَطَافَ عَلَیْھِنَّ فَلَمْ تَحْمِلْ اِلَّا اِمْرَاَۃٌ وَّ جَاءَتْ بِشِقِّ رَجُلٍ۔

اس پر حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَوَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْقَالَ اِنْ شَآءَ اللّٰہُ لَجَاھَدُوْا فُرُسَانًا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قسم بخدا! اگر حضرت

سلیمان علیہ السلام اِنْ شَآءَ اللّٰهُ فرمادیتے تو ضرور مجاہد سوار پیدا ہوتے۔
اور صحیح بخاری میں جو حدیث ہے اس میں ستر کی جگہ چالیس بیویاں مذکور ہیں۔
اور ترک استثناء پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: غَايَتُهٗ تَرْكُ الْاَوْلٰى فَلَيْسَ بِذَنْبٍ وَاِنْ عَدَّهٗ هُوَ عَلَيْهِ السَّلَامُ ذَنْبًا۔ یہ ترک استثناء غایت مافی الباب ترک اولیٰ ہوسکتا ہے اگر چہ حضرت اپنی شان کے اعتبار سے اسے بھی ذنب محسوس فرماتے ہوں۔ اور اسی کی تصریح ثُمَّ اَنَابَ میں فرمائی گئی ہو۔

اور جسد سے مراد وہی ناقص الخلقت جسم ہے جو متولد ہوا اور وَاَلْقَيْنَا عَلٰى كُرْسِيِّهٖ کے معنی اِلْقَائُهٗ عَلٰى كُرْسِيِّهٖ ہے جو وَضَعَ الْقَابِلَةُ لَهٗ عَلَيْهِ لِيَرَاهُ۔ دایہ نے آپ کے ملاحظہ کے لئے تخت پر لاکر ڈالا تا کہ آپ ملاحظہ فرمالیں۔

پھر اس قسم کی روایتوں کے متعلق حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بعض ارباب تحقیق روایت کرتے ہیں کہ لَا يَشُكُّ فِيْ وَضْعِهٖ اِلَّا مَنْ يَشُكُّ فِيْ عِصْمَةِ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ ایسی روایتوں کے موضوع ہونے میں وہی شک کرے گا جو عصمت انبیاء میں شک رکھے۔ پھر آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

وَاَنَا فِيْ صِحَّةِ هٰذَا الْخَبَرِ لَسْتُ عَلٰى يَقِيْنٍ۔ اور ہم بھی اس خبر کی صحت پر یقین نہیں رکھتے۔

اور اس قسم کی روایتیں عموماً پیشہ ور واعظوں کے لئے مفید ہوتی ہیں۔ جن کے سننے سے دماغی عیاشی اور نعرے لگا کر مجلس گرم کرتے ہیں اور یہ نہیں سمجھتے کہ واعظ نے کیا کہہ دیا۔ منجملہ اس قسم کے افسانوں کے اور بہت سے واقعات ہیں۔

مثلاً خاتم سلیمانی کا ایک عجیب قصہ ہے جسے مختلف رنگ میں بیان کیا گیا۔

اول کہا گیا کہ آپ کی سلطنت خاتم سلیمانی میں تھی اور آپ جب غسل فرماتے اور حمام میں تشریف لے جاتے تو اپنی انگوٹھی بستر کے نیچے رکھ جاتے۔

ایک بار آپ حمام میں غسل کو تشریف لے گئے تو شیطان نے آکر وہ انگوٹھی نکال کر پہن لی لوگ اس کی طرف مسخر ہونے لگے جب آپ غسل خانہ سے تشریف لائے تو دیکھا لوگ ایک شیطان کی طرف مائل ہیں آپ نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اَنَا سُلَيْمَانُ نَبِيُّ اللّٰهِ فَدَفَعُوْهُ فَسَاحَ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَاَتٰى اَهْلَ سَفِيْنَةٍ فَاَعْطَوْهُ حُوْتًا فَشَقَّهَا فَاِذَا هُوَ بِالْخَاتَمِ فِيْهَا فَتَخَتَّمَ بِهٖ ثُمَّ جَآءَ فَاَخَذَ بِنَاصِيَتِهٖ۔ اے لوگو! میں سلیمان اللہ کا نبی ہوں تو لوگوں نے انکار کیا آخر آپ چالیس دن پھرتے رہے ایک روز کشتی والوں میں تشریف لائے۔ انہوں نے آپ کو ایک مچھلی پیش کی آپ نے اسے کاٹا تو اس کے شکم میں وہ انگوٹھی نکل آئی آپ نے وہ پہنی پھر آپ تشریف لائے اور اس شیطان کی چوٹی پکڑ کر قید فرمایا۔

اور نسائی، ابن جریر اور ابن ابی حاتم ناقل ہیں اور ابن حجر اور سیوطی رحمہم اللہ سند قوی سے راوی ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَرَادَ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّدْخُلَ الْخَلَآءَ فَاَعْطَى الْجَرَادَةَ خَاتَمَهٗ وَ كَانَتْ اِمْرَاَتُهٗ وَ كَانَتْ اَحَبَّ نِسَائِهٖ اِلَيْهِ فَجَاءَ الشَّيْطَانُ فِيْ صُوْرَةِ سُلَيْمَانَ فَقَالَ لَهَا هَاتِيْ خَاتَمِيْ فَاَعْطَتْهُ فَلَمَّا لَبِسَهٗ دَانَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ وَالشَّيَاطِيْنُ فَلَمَّا خَرَجَ سُلَيْمَانُ فَقَالَ لَهَا هَاتِيْ خَاتَمِيْ قَالَتْ قَدْ اَعْطَيْتُهٗ سُلَيْمَانَ قَالَ اَنَا سُلَيْمَانُ قَالَتْ كَذَبْتَ لَسْتَ سُلَيْمَانَ فَجَعَلَ لَا يَاْتِيْ اَحَدًا فَيَقُوْلُ لَهٗ اَنَا سُلَيْمَانُ اِلَّا كَذَّبَهٗ حَتّٰى جَعَلَ الصِّبْيَانُ يَرْمُوْنَهٗ بِالْحِجَارَةِ فَلَمَّا رَاٰى ذٰلِكَ عَرَفَ اَنَّهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ قَامَ الشَّيْطَانُ

Marfat.com

یَحْکُمُ بَیْنَ النَّاسِ۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت الخلاء جانے کے ارادے سے جرادہ کو اپنی انگوٹھی دی یہ آپ کی تمام بیویوں میں محبوب بیوی تھی شیطان متمثل بصورت سلیمان ہوکر آیا اور انگشتری طلب کی جرادہ نے دے دی اس نے اس انگشتری کو جیسے ہی پہنا انسان وجن اور شیاطین اس کے متبع ہو گئے۔

جب حضرت سلیمان علیہ السلام تشریف لائے بیوی سے فرمایا میری انگشتری دو جرادہ بولی میں تو وہ انگشتری سلیمان کو دے چکی ہوں۔آپ نے فرمایا میں سلیمان ہوں جرادہ کہنے لگی تم جھوٹ بولتے ہو تم سلیمان نہیں غرض کہ آپ جس کے قریب جا کر فرماتے کہ میں سلیمان ہوں سب جھٹلاتے حتیٰ کہ بچے آپ پر پتھر پھینکنے لگے۔

جب آپ نے دیکھا کہ نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے تو سمجھے کہ اللہ عزوجل کے حکم سے ہے اور شیطان جس نے انگشتری لی تھی وہ حکمرانی پر کھڑا ہوگیا۔لوگوں میں مقدمات کے فیصلے دینے لگا۔

مختصر یہ کہ پھر اس فرضی سلیمان کی طرف سے اس کی بداعمالیوں کی بناء پر تنفر پیدا ہوا اور اس نے سمجھ لیا کہ اب میری حکومت منقطع ہے غرضکہ اس نے وہ انگشتری دریا میں ڈال دی اور اسے ایک مچھلی نے نگل لیا اور حضرت سلیمان علیہ السلام ان ایام میں دریا کے کنارے مزدوری فرماتے رہے۔

ایک روز ایک شخص مچھلیاں خرید کر اجرت پر حضرت سلیمان کو ساتھ لے گیا۔جب آپ نے اس کے گھر تک وہ مچھلیاں پہنچا دیں تو اس نے ایک مچھلی آپ کو دی آپ نے جب اس کا پیٹ چاک کیا تو اس میں وہ انگشتری ملی آپ نے وہ پہن لی فی الفور آپ کی پیروی کے لئے انس وجن وشیاطین سب حاضر ہو گئے اور گئی ہوئی سلطنت لوٹ آئی۔

اور وہ شیطان جس نے وہ انگشتری لی تھی ایک جزیرہ کی طرف بھاگ گیا آپ نے اس کی گرفتاری کا حکم دیا تو اس کی گرفتاری پر کوئی جن کامیاب نہ ہو سکا حتیٰ کہ ایک روز وہ سو رہا تھا تو جنوں نے اس کے اوپر ایک مکان بنا دیا جو رصاص یعنی سکے کا تھا۔

غرض کہ ایک دن وہ مارا گیا اس کے رنج میں جرادہ جو آپ کی محبوب بیوی اور اس جن کی بیٹی تھی روتی رہی اور اس کے آنسو کسی وقت خشک نہ ہوتے تھے وغیرہ وغیرہ۔

مختصر یہ کہ اس شیطان کا نام روایت سدی سے حبقیق لکھا گیا۔

اور بعض نے اس کا ناصخر بتایا۔

بعض نے اس سے بھی زیادہ نہ معلوم کیا کیا لکھا ہے من شاء فلینظر فی تفسیر روح المعانی۔

لیکن اس قسم کی روایتوں پر آلوسی، ابن حبان وغیرہ رحمہم اللہ کی تحقیق نقل کرتے ہیں کہ اِنَّ هٰذِهِ الْمَقَالَةَ مِنْ اَوْضَاعِ الْيَهُوْدِ وَالزَّنَادِقَةِ السُّوْفَسْطَائِيَّةِ وَ لَا يَنْبَغِيْ لِعَاقِلٍ اَنْ يَّعْتَقِدَ مَا فِيْهَا الخ نَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى سَلَامَةَ دِيْنِنَا وَ عُقُوْلِنَا وَ مِنْ اَقْبَحِ مَا فِيْهَا زَعْمُ تَسَلُّطِ الشَّيْطَانِ عَلٰى نِسَآءِ نَبِيِّهٖ۔

یعنی اس قسم کی روایات اسرائیلیات اور یہودیوں کی گھڑی ہوئی ہیں اور ان کی صحت پر یقین کرنا بے عقل لوگوں کا کام ہے اس لئے کہ انبیاء کرام کی نبوت ومعجزات پر شیطانی تسلط ہرگز ممکن نہیں۔

Marfat.com

اور ثُمَّ اَنَابَ سے مراد حضرت سلیمان علیہ السلام کا ماسویٰ اللہ عزوجل سے انقطاع اور اپنے رب عزوجل کی طرف رجوع فرمانا ہے جو شایان شان انبیاء علیہم السلام ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے رب سے ملک عظیم طلب فرمایا اور عرض کی۔

رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ﴿۳۵﴾۔

اے میرے رب! مجھ کو بخش دے اور مجھے ایسا ملک عطا فرما جو میرے بعد کسی کو نہ ملے بے شک تو بڑا بخشش فرمانے والا ہے۔

لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ هُوَ اَعَمُّ مِنْ اَنْ یَّكُوْنَ الْغَیْرُ فِیْ عَصْرِهٖ۔ یہاں لَّا یَنْۢبَغِیْ عام ہے اس سے کہ آپ کے زمانہ میں غیر ایسی سلطنت والا نہ ہو۔

اور عبد بن حمید اور بخاری و مسلم اور نسائی اور حکیم ترمذی نوادر الاصول میں اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جن وانس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی تصرف تھا چنانچہ فرماتے ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عِفْرِیْتًا یَتَفَلَّتُ عَلَیَّ الْبَارِحَةَ لِیَقْطَعَ عَلَیَّ صَلٰوتِیْ وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی اَمْكَنَنِیْ مِنْهُ فَلَقَدْ هَمَمْتُ اَنْ اَرْبِطَهٗ اِلٰی سَارِیَةٍ مِّنْ سَوَارِی الْمَسْجِدِ حَتّٰی تُصْبِحُوْا فَتَنْظُرُوْا اِلَیْهِ كُلُّكُمْ فَذَكَرْتُ قَوْلَ اَخِیْ سُلَیْمَانَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ فَرَدَّهُ اللّٰهُ تَعَالٰی خَاسِئًا۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک سرکش جن نے صبح ہماری طرف التفات فرمایا تا کہ ہم پر نماز میں اختلاط کرے اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اس پر قوت عطا فرمائی ہوئی تھی تو ہم نے ارادہ کیا کہ اسے مسجد کے ستون سے باندھ دیں حتیٰ کہ جب دن نکلے تو تم لوگ سب اسے دیکھو تو ہمیں ہمارے بھائی حضرت سلیمان علیہ السلام کا قول یاد آ گیا جو انہوں نے اپنی دعا میں فرمایا تھا: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ تو ہم نے اسے قید نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اسے خائب وخاسر دفع کر دیا۔

اور لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِیْ کی تفسیر میں مفسرین کرام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ان کے زمانہ کے اہل سلطنت ہیں اور یہ معجزانہ سلطنت طلب کرنے کی وجہ بتاتے ہیں: اِنَّهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ كَانَ فِیْ زَمَنِ الْجَبَّارِیْنَ وَتَفَاخُرِهِمْ بِالْمُلْكِ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا زمانہ ظالم و جابر بادشاہوں کا تھا اور وہ اپنی مملکت پر فخر کیا کرتے تھے تو آپ نے اپنے رب سے وہ سلطنت طلب کی جس کا مقابلہ کرنے سے تمام سلاطین جبارین عاجز ہوں اور اس کی تصریح فرمائی گئی۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾۔

تو ہم نے ان کے قبضہ میں ہوا کر دی کہ وہ آپ کے حکم سے چلتی نرم نرم جیسے آپ چاہتے۔

یہاں یہ امر بھی ذہن نشین رہے کہ سلطنت سلیمانی اس لئے نہ تھی کہ آپ حکومت چاہتے تھے بلکہ جس قوم میں جو نبی مبعوث ہوا اسے وہی معجزے عطا کیے گئے جو ان کے تفاخر و تکبر کو مٹانے والے ہوں چنانچہ عہد سلیمانی جبارین متکبرین حکمرانوں کا تھا۔ آپ کو ایسی معجزانہ سلطنت دے کر مبعوث فرمایا گیا جس سے ان کا تفاخر و تکبر کٹ گیا۔ عہد موسوی میں ساحری کا زور تھا

Marfat.com

حضرت کلیم اللہ علیہ السلام کو ایک عصا ہی ایسا معجزہ نما عطا ہوا کہ جادوگروں کو سربسجود ہو کر ایمان لانا پڑا۔

عہد مسیح علیہ السلام میں فن طب زوروں پر تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ابراء اکمہ وابرص اور احیاء موتی کا معجزہ دے کر مبعوث فرمایا جس سے تمام قوم مغلوب ہوگئی۔

عہد خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم میں فصاحت و بلاغت کا اتنا زور تھا کہ میدان فصاحت میں کوس لِمَنِ الْمُلْكُ بجانے والے موجود تھے انہیں مقہور کرنے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ کلام معجز نظام عطا فرما کر بھیجا کہ اس کلام کا مقابلہ ایک سورت ایک آیت سے بھی کوئی نہ کرسکا۔

چنانچہ روح المعانی میں ہے: اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ فِيْ زَمَنِ الْجَبَّارِيْنَ وَ تَفَاخُرِهِمْ بِالْمُلْكِ وَ مُعْجِزَةُ كُلِّ نَبِيٍّ مِّنْ جِنْسِ مَا اشْتَهَرَ فِيْ عَصْرِهٖ اَلَا تَرٰى اَنَّهٗ لَمَّا اشْتَهَرَ السِّحْرُ وَ غَلَبَ فِيْ عَهْدِ الْكَلِيْمِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَهُمْ بِمَا يَتَلَقَّفُ مَا اَتَوْا بِهٖ۔

وَلَمَّا اشْتَهَرَ الطِّبُّ فِيْ عَهْدِ الْمَسِيْحِ عَلَيْهِ السَّلَامُ جَاءَهُمْ بِاِبْرَاءِ الْاَكْمَهِ وَالْاَبْرَصِ وَاِحْيَاءِ الْمَوْتٰى۔

وَلَمَّا اشْتَهَرَ فِيْ عَهْدِ خَاتَمِ الرُّسُلِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَصَاحَةُ اَتَاهُمْ بِكَلَامٍ لَّمْ يَقْدِرُوْا عَلٰى اَقْصَرِ فَصْلٍ مِّنْ فُصُوْلِهٖ۔

اس کے بعد حضرت سلیمان علیہ السلام کی مدت سلطنت چالیس سال بتائی گئی۔ اور آپ کی آزمائش بیس سال سلطنت کرنے کے بعد ہوئی حَيْثُ قَالَ الْاٰلُوْسِيُّ وَ ذَكَرَ بَعْضُ الذَّاهِبِيْنَ اِلٰى ذٰلِكَ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَقَامَ فِيْ مُلْكِهٖ قَبْلَ هٰذِهِ الْفِتْنَةِ عِشْرِيْنَ سَنَةً وَّاَقَامَ بَعْدَهَا عِشْرِيْنَ سَنَةً۔

اور اسرائیلیات کا رد جو کیا گیا وہ اس وجہ میں کیا گیا کہ آلوسی رحمہ اللہ نے معقول وجہ بیان کی وہ لکھتے ہیں: وَ الْحَقُّ اِنَّ اِسْتِخْدَامَ الْجِنِّ الثَّابِتَ لِسُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَكُنْ بِوَاسِطَةِ اَسْمَآءٍ وَّرِيَاضَاتٍ بَلْ هُوَ تَسْخِيْرٌ اِلٰهِيٌّ مِنْ غَيْرِ وَاسِطَةِ شَيْءٍ۔ صحیح یہ ہے کہ جنوں کا مطیع ہونا حضرت سلیمان علیہ السلام کے لئے ہرگز کسی اسم یا ریاضت سے ہرگز نہ تھا۔ بلکہ یہ تسخیر من جانب اللہ تھی جو بلا واسطہ کسی عمل اور انگشتری کے تھی۔ ورنہ آج بھی سب عامل ایسے ہیں جو حاضرات کر کے جنوں کے بادشاہ تک کو طلب کر لیتے ہیں اگر ایسا تسلیم کر لیا جائے تو عاملوں اور انبیاء کرام میں کیا فرق ہوگا۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ مِنَ الْاِتِّفَاقِيَّاتِ الْغَرِيْبَةِ اِنِّيْ اِجْتَمَعْتُ يَوْمَ تَفْسِيْرِيْ هٰذِهِ الْاٰيَةَ بِرَجُلٍ مُوْصِلِيٍّ يَّدَّعِيْ ذٰلِكَ وَامْتَحَنْتُهٗ بِمَا يُصَدِّقُ دَعْوَاهُ فِيْ مَحْفَلٍ عَظِيْمٍ وَّاَتٰى بِالْعَجَبِ الْعُجَابِ۔ اتفاقاً جس دن میں اس آیت کریمہ کی تفسیر میں تھا کہ ایک موصلی نے میرے سامنے دعویٰ کیا کہ یہ کام میں بھی کرسکتا ہوں میں نے اس کے دعویٰ کی تصدیق کی لئے اس کا امتحان لیا اس نے بھری محفل میں بڑے بڑے عجائبات دکھائے۔

اور اس کے اس مظاہرہ میں کسی قسم کے شعبدہ کا بھی احتمال نہیں ہوا اس لئے کہ بڑے بڑے ذی فہم وہاں موجود تھے اور اس نے کوئی اسٹیج یا پردہ نہیں رکھا تھا جیسا کہ شعبدہ دکھانے والے کرتے ہیں۔ تو

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّيْحَ تَجْرِيْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَيْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾۔

Marfat.com

میں عطاء ربانی بلا معاوضہ ہی ماننی لازم ہے یعنی یہ مرتبہ استغفار کے بدلہ میں نہیں تھا بلکہ استغفار تو انبیاء کرام کا خاصہ ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنِّیْ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ فِیْ کُلِّ یَوْمٍ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً۔

اور اگر استغفار کے بدلے میں یہ عطا مانی جائے تو آیہ کریمہ یوں ماننی پڑے گی: فَغَفَرْنَا لَهٗ وَ سَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ حالانکہ آیت یوں ہے: ثُمَّ اَنَابَ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَهَبْ لِیْ مُلْكًا لَّا یَنْۢبَغِیْ لِاَحَدٍ الخ پھر ارشاد ہے۔

فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ رُخَآءً حَیْثُ اَصَابَ ﴿۳۶﴾

یہاں ریح فرمانا اس وجہ میں ہے کہ دشمن کو زیر کرنے کے لئے یہ تسخیر ریح تھی اور اِنَّ الرِّیْحَ تُسْتَعْمَلُ فِی الشَّرِّ وَالرِّیَاحَ فِی الْخَیْرِ۔ ریح محاورہ میں شر کے موقعہ پر استعمال ہوتی ہے اور ریاح خیر کے لئے۔ تو جب ریح شر مسخر کر دی گئی تو ریاح تو بطریق اولیٰ مسخر مانی جائے گی۔ چنانچہ

تَجْرِیْ بِاَمْرِهٖ۔ سے وضاحت ہے کہ ریح جو شر کے لئے تھی وہ بھی آپ کے حکم سے چلتی تھی۔

رُخَآءً۔ اور وہ بھی نرم نرم چلتی تھی۔ رخا۔ رخاوت سے ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلِسُلَیْمٰنَ الرِّیْحَ عَاصِفَةً۔ جس کے معنی ہی ہوائے شدید کے ہیں تو خلاصہ یہ نکلا کہ بامر سلیمان علیہ السلام نرم اور سخت چلتی تھی۔

اگرچہ اصل خلقت کے اعتبار سے وہ شدید ہوتی تھی لیکن حکم سلیمانی سے وہ نرم اور ہلکی رہتی تھی اور جب آپ کی سواری جاتی تو شدید و تند ہو جاتی تھی تو یہ دونوں حال ظاہر کئے گئے کہ جب آپ چاہتے نرم ہو جاتی اور جب آپ چاہتے تو شدید ہو جاتی اس لئے کہ جب مسخر و مطیع کر دی گئی تو امر سلیمانی کے ماتحت ہی اسے چلنا تھا۔ پھر

حَیْثُ اَصَابَ فرما کر اور وضاحت فرما دی جس کے معنی ہی قَصَدَ کے ہیں یعنی جیسی آپ چاہتے چنانچہ قتادہ رحمہ اللہ بھی اَصَابَ کے معنی اَرَادَ فرماتے ہیں۔ یہ لغات ہجر یا حمیر سے ہے۔ پہلی شان تسخیر ہوا بتا کر اب دوسری شان کا بیان ہے۔

وَالشَّیٰطِیْنَ كُلَّ بَنَّآءٍ وَّغَوَّاصٍ ﴿۳۷﴾ وَّاٰخَرِیْنَ مُقَرَّنِیْنَ فِی الْاَصْفَادِ ﴿۳۸﴾۔

اور مسخر کئے ہم نے دیو تعمیر کرنے والے اور غوطہ زن اور دوسرے جو مقید ہیں زنجیروں میں۔

یہ عطف ہے فَسَخَّرْنَا لَهُ الرِّیْحَ پر۔ یعنی جو دیو قوت تعمیر رکھتے ہیں وہ اور جو دریا میں غوطہ لگا سکتے تھے وہ مسخر کئے اور ان کے علاوہ دوسرے جن جو مقید ہیں۔

اَصْفَاد۔ صَفَد کی جمع ہے اور یہ قید کے معنی دیتا ہے۔

اور یہ بھی قول ہے کہ مُقَرَّنِیْنَ فرما کر فِی الْاَصْفَادِ فرمانے کے یہ معنی ہیں: اَعْنِی الْغُلَّ الَّذِیْ یَجْمَعُ الْیَدَیْنِ اِلَی الْعُنُقِ۔ اس سے مراد وہ زنجیر ہے جس سے دونوں ہاتھ باندھ کر گردن تک قید کیا جائے اس لئے کہ صَفَدَهٗ کہہ کر قَیَّدَهٗ مراد لیتے ہیں اور اس سے وہ سرکش شیاطین مراد ہیں جو قید رکھے جاتے ہیں چنانچہ روح المعانی میں ہے: وَالْمُرَادُ بِهٰؤُلَاءِ الْمُقَرَّنِیْنَ الْمَرَدَۃُ فَتُقَیَّدَ۔ ان سے مراد وہ سرکش شیاطین ہیں جو قید ہیں تو تعمیر کرنے والوں سے محل بنوائے جاتے اور غوطہ زنوں سے دریا کے موتی اور جواہرات نکلوائے جاتے وَ هُوَ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَلٰی مَا قِیْلَ اَوَّلُ مَنِ اسْتَخْرَجَ الدُّرَّ۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ہی وہ ہیں جنہوں نے اول دریا اور سمندر سے موتی نکلوائے۔

اور شیاطین اگرچہ اجسام ناریہ لطیفہ رکھتے ہیں اور ارواح خبیثہ مجردہ ہیں ان کا مقید کرنا ممکن نہیں لیکن معجزانہ شان سے ان کا قید کرنا بھی ممکن ہے جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عفریت کو قید فرما کر مسجد کے ستون سے باندھنے کا ارادہ فرمایا اور بذریعہ عزیمت واعمال جب غیر نبی بھی اس پر قادر ہے تو نبی کی شان تو معجزانہ طور پر بعطاء الٰہی عزوجل بطریق اولیٰ قادر ہے۔

اس کے بعد ارشاد ہے:

هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۳۹﴾ وَاِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۰﴾۔

یہ ہماری عطا ہے تو احسان کرو جس پر چاہو اور روکے رکھو تم پر اس معاملہ میں کوئی محاسبہ نہیں اور سلیمان کے لئے ہمارے پاس تقرب اور بہترین ٹھکانہ ہے۔

یہ مخاطبہ حضرت سلیمان علیہ السلام سے بطور حکایت ہے جو بغرض اظہار عظمت شان بیان فرمایا یا تفویض اختیار کے لئے فرمایا کہ جو نعمتیں ہم نے آپ کو دیں آپ اس پر کلیۃً مختار ہیں جیسے چاہیں جتنا چاہیں جو چاہیں جب چاہیں عطا فرما کر کسی پر احسان کریں یا تمام قوتیں اپنی ذات تک روک رکھیں بغیر حساب۔ اس پر آپ سے محاسبہ نہیں ہوگا۔

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اِمَّا حِكَايَةٌ لِمَا خُوْطِبَ بِهٖ سُلَيْمَانُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مُبَيِّنَةٌ لِعُظْمِ شَانِ مَا اُوْتِیَ مِنَ الْمُلْكِ وَاَنَّهٗ مُفَوَّضٌ اِلَيْهِ تَفْوِيْضًا كُلِّيًّا۔ گویا یوں ارشاد فرمایا:

هٰذَا الَّذِیْ اَعْطَيْنَا لَهٗ مِنَ الْمُلْكِ الْعَظِيْمِ وَالْبَسْطَةِ وَالتَّسْلِيْطِ عَلٰى مَا لَمْ يُسَلَّطْ عَلَيْهِ غَيْرُكَ عَطَاؤُنَا الْخَاصُّ بِكَ فَاَعْطِهٖ مِنْ شِئْتَ وَامْنَعْ مَنْ شِئْتَ غَيْرَ مُحَاسَبٍ عَلٰى شَیْءٍ مِّنَ الْاَمْرَيْنِ وَ لَا مَسْئُوْلَ عَنْهُ فِی الْاٰخِرَةِ لِتَفْوِيْضِ التَّصَرُّفِ فِيْهِ اِلَيْكَ عَلَى الْاِطْلَاقِ۔ ابن مسعود کی قراءت میں تو صاف ہے۔ هٰذَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ عَطَآؤُنَا بِغَيْرِ حِسَابٍ۔

اور زُلْفٰی کا ترجمہ فرماتے ہیں: لَقُرْبَةٌ وَ كَرَامَةٌ مَعَ مَا لَهٗ مِنَ الْمُلْكِ الْعَظِيْمِ۔ یعنی سلیمان علیہ السلام کے لئے ہمارا قرب اور ہماری طرف سے عزت ہے مع مال اور ملک عظیم کے۔

اور حُسْنَ مَاٰبٍ۔ حُسْنَ مَرْجِعٍ فِی الْجَنَّةِ۔ اچھا ٹھکانہ جنت میں ہے۔

اور باوجود اس مرتبہ جلیل کے آپ کے عجز وانکساری کی یہ شان تھی کہ آپ اپنے ہاتھ سے کھیت میں پانی دیتے۔ جو کی روٹی نوش فرماتے اور بنی اسرائیل کو اچھی اچھی چیزیں کھلاتے۔ یہ روایات احمد نے زہد میں عطا سے نقل فرمائیں۔

اور ابن ابی حاتم رحمہ اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا رَفَعَ سُلَيْمَانُ طَرْفَهٗ اِلَى السَّمَآءِ تَخَشُّعًا۔

اور آپ کے زمانہ میں ملوک فارس سے کیخسرو تھا۔

چنانچہ فقیہ ابوحنیفہ احمد بن داؤد دینوری اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے حضرت داؤد علیہ السلام کی سلطنت پر زمانہ کیخسرو ابن سیاوش میں قبضہ فرما کر ملک شام کی طرف رخ فرمایا اور عراق تک فتح کیا۔

جب یہ خبر کیخسرو کو پہنچی تو وہ خراسان کی طرف بھاگ گیا اور چند دن زندہ رہ کر مر گیا۔

پھر حضرت سلیمان علیہ السلام نے مرو پر قبضہ فرما کر بلاد ترک فتح کئے پھر چین کے ملکوں سے بھی تجاوز فرما کر بلاد فارس فتح

Marfat.com

کرکے چند دن یہاں ٹھہرے پھر آپ واپس ملک شام میں تشریف لائے اور بیت المقدس کی تعمیر کا حکم دیا جب اس سے فارغ ہوئے تو تہامہ کی طرف رخ فرمایا اور یہاں سے صنعاء تک فتح فرمایا

پھر بلاد مغرب اور اندلس اور طنجہ وغیرہ پر قبضہ کیا اور ہر جگہ افواج سلیمانی کے کیمپ قائم کئے۔

(روح المعانی) فَسُبْحَانَ الْمَلِکُ الدَّائِمِ الَّذِیْ لَایَزُوْلُ مُلْکُهٗ وَلَا یَنْقَضِیْ سُلْطَانُهٗ۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ صٓ - پ ۲۳

وَ اذْكُرْ عَبْدَنَاۤ اَیُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰی رَبَّهٗۤ اَنِّیْ مَسَّنِیَ الشَّیْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّ عَذَابٍ ؕ۴۱	اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جبکہ اس نے پکارا اپنے رب کو کہ مجھے شیطان نے چھوا تکلیف وایذا کے ساتھ
اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّ شَرَابٌ ۴۲	ہم نے فرمائے مار اپنا پاؤں زمین پر یہ ہے سرد چشمہ ٹھنڈا نہانے کو اور پینے کو
وَ وَهَبْنَا لَهٗۤ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَ ذِكْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ ۴۳	اور ہم نے عطا فرمایا اسے اس کے گھر والے اور ان کی مثل اپنی رحمت سے اور نصیحت عقل مندوں کو
وَ خُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَ لَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ۴۴	اور ہم نے فرمایا اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اسے مار اور قسم نہ توڑ ہم نے اسے صابر پایا اچھا بندہ ہے بے شک وہ بہت رجوع کرنے والا ہے
وَ اذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ اُولِی الْاَیْدِیْ وَ الْاَبْصَارِ ۴۵	اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحق اور یعقوب قوت اور علم والوں کو
اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَی الدَّارِ ۚ۴۶	بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے امتیاز بخشا وہ اس گھر کی یاد ہے
وَ اِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ ؕ۴۷	اور وہ ہمارے نزدیک یقیناً چنے ہوئے اور پسندیدہ ہیں
وَ اذْكُرْ اِسْمٰعِیْلَ وَ الْیَسَعَ وَ ذَا الْكِفْلِ ؕ وَ كُلٌّ مِّنَ الْاَخْیَارِ ؕ۴۸	اور یاد کرو اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو اور یہ سب اچھے لوگ ہیں
هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَ اِنَّ لِلْمُتَّقِیْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ۙ۴۹	یہ نصیحت ہے اور یقیناً نیکوں کا ٹھکانہ اچھا ہے
جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ۚ۵۰	بسنے والے باغ کھلے ہوئے ہیں ان کے لئے دروازے
مُتَّكِـِٕیْنَ فِیْهَا یَدْعُوْنَ فِیْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِیْرَةٍ وَّ شَرَابٍ ۵۱	ان میں تکیہ لگائے ہوئے ان میں جو چاہیں کثرت سے میوے ہوں گے اور پینے کو شربت
وَ عِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ۵۲	اور ان کے پاس پاک دامن بیویاں ہوں گی ایک عمر کی
هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِیَوْمِ الْحِسَابِ ۵۳	یہ ہے وہ جس کا تم سے وعدہ حساب کے دن کا ہے
اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ۚ۵۴	بے شک یہ ہمارا روزی دیا ہوا ہے جو کبھی ختم نہ ہوگا

Marfat.com

هٰذَا ؕ وَ اِنَّ لِلطّٰغِیْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ۙ﴿۵۵﴾ — یہ ہے اور بے شک سرکشوں کا برا ٹھکانہ ہے

جَهَنَّمَ ۚ یَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ — جہنم کہ اس میں جائیں گے وہ بے شک برا بچھونا ہے

هٰذَا ۙ فَلْیَذُوْقُوْهُ حَمِیْمٌ وَّ غَسَّاقٌ ۙ﴿۵۷﴾ — یہ ہے تو اسے چکھیں گے ابلتا پانی اور پیپ

وَّ اٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ؕ﴿۵۸﴾ — اور اسی کی شکل کی اور چیزیں

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ — ان سے کہا جائے یہ ہے اور فوج تمہارے ساتھ دھنس پڑتی ہے جو تمہارے ساتھ تھی انہیں مبارک نہ ہو یہ تو جہنم میں جائیں گے

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ — بولیں گے بلکہ تمہیں مبارک نہ ہو تمہی نے آگے بھیجا ہمارے لئے تو بہت برا ٹھکانا ہے

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿۶۱﴾ — بولیں اے ہمارے رب! جو آگے لایا یہ مصیبت تو زیادہ کر انہیں دو چند عذاب جہنم میں

وَ قَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ؕ﴿۶۲﴾ — اور کہیں گے ہمیں کیا ہوا ہم ان لوگوں کو نہیں دیکھتے جنہیں برا سمجھتے تھے

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ — کیا ہم نے انہیں مسخرا بنالیا یا آنکھیں اُن کی طرف سے پھر گئیں

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ۠﴿۶۴﴾ — بے شک یہ ضرور حق ہے جہنمیوں کا باہم جھگڑا

حل لغات چوتھا رکوع۔سورۃ صٓ۔پ ۲۳

وَ۔اور	اذْکُرْ۔یاد کر	عَبْدَ۔بندے	نَا۔ہمارے
اَیُّوْبَ۔ایوب کو	اِذْ۔جبکہ	نَادٰی۔پکارا اس نے	رَبَّہٗ۔اپنے رب کو
اَنِّیْ۔بے شک	مَسَّنِیَ۔چھوا مجھے	الشَّیْطٰنُ۔شیطان نے	بِنُصْبٍ۔تکلیف
وَّ۔اور	عَذَابٍ۔ایذا سے	اُرْکُضْ۔مار زمین پر	بِرِجْلِکَ۔اپنا پاؤں
ھٰذَا۔یہ	مُغْتَسَلٌ۔چشمہ ہے نہانے کا	بَارِدٌ۔ٹھنڈا	وَّ۔اور
شَرَابٌ۔پینے کا	وَ۔اور	وَھَبْنَا۔عطا کیے ہم نے	لَہٗ۔اس کو
اَھْلَہٗ۔اس کے گھر والے	وَ۔اور	مِثْلَھُمْ۔مثل ان کی	مَّعَھُمْ۔ان کے ساتھ
رَحْمَۃً۔یہ رحمت ہے	مِّنَّا۔ہم سے	وَ۔اور	ذِکْرٰی۔نصیحت ہے
لِاُولِی الْاَلْبَابِ۔عقلمندوں کے لیے		وَ۔اور	خُذْ۔پکڑ
بِیَدِکَ۔اپنے ہاتھ میں	ضِغْثًا۔جھاڑو	فَاضْرِبْ۔تو مار	بِّہٖ۔اس کو
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَحْنَثْ۔قسم توڑ	اِنَّا۔بے شک ہم نے

Marfat.com

وَجَدْنٰهُ - پایا اس کو　صَابِرًا - صبر کرنے والا　نِعْمَ - اچھا　الْعَبْدُ - بندہ تھا

اِنَّهٗ - بے شک وہ تھا　اَوَّابٌ - بڑا رجوع کرنے والا　وَ - اور

اذْكُرْ - یاد کر　عِبٰدَنَا - ہمارے بندوں　اِبْرٰهِيْمَ - ابراہیم　وَ - اور

اِسْحٰقَ - اسحق　وَ - اور　يَعْقُوْبَ - یعقوب کو　اُولِي الْاَيْدِيْ - جو قوت

والے　وَ - اور　الْاَبْصَارِ - علم والے ہیں　اِنَّآ - بے شک

اَخْلَصْنٰهُمْ - ہم نے ان کو امتیاز بخشا　بِخَالِصَةٍ - کھری بات سے　ذِكْرَى - وہ ہے یاد

الدَّارِ - اس گھر کی　وَ - اور　اِنَّهُمْ - بے شک وہ　عِنْدَنَا - ہمارے نزدیک

لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ - برگزیدہ اور　الْاَخْيَارِ - پسندیدہ لوگوں سے ہیں

وَ - اور　اذْكُرْ - یاد کر　اِسْمٰعِيْلَ - اسمٰعیل　وَ - اور

الْيَسَعَ - الیسع　وَ - اور　ذَا الْكِفْلِ - ذوالکفل کو　وَ - اور

كُلٌّ - یہ سب　مِّنَ الْاَخْيَارِ - پسندیدہ لوگ تھے　هٰذَا - یہ

ذِكْرٌ - نصیحت ہے　وَ - اور　اِنَّ - بے شک　لِلْمُتَّقِيْنَ - پرہیز گاروں

کے لئے　لَحُسْنَ - اچھا　مَاٰبٍ - ٹھکانہ ہے　جَنّٰتِ - باغ

عَدْنٍ - ہمیشہ رہنے کے　مُّفَتَّحَةً - کھلے ہوں گے　لَّهُمُ - ان کے لئے　الْاَبْوَابُ - دروازے

مُتَّكِـِٕيْنَ - تکیہ لگائے ہوں گے　فِيْهَا - اس میں　يَدْعُوْنَ - مانگیں گے

فِيْهَا - اس میں　بِفَاكِهَةٍ - پھل　كَثِيْرَةٍ - بہت　وَّ - اور

شَرَابٍ - شربت　وَ - اور　عِنْدَ - پاس　هُمْ - ان کے ہوں گی

قٰصِرٰتُ - نیچی　الطَّرْفِ - نگاہ والی　اَتْرَابٌ - ہم عمر بیویاں　هٰذَا - یہ ہے

مَا - جو　تُوْعَدُوْنَ - وعدہ دیے جاتے تھے　لِيَوْمِ - دن

الْحِسَابِ - حساب کا　اِنَّ - بے شک　هٰذَا - یہ　لَرِزْقُنَا - ہماری روزی ہے

مَا - نہیں ہے　لَهٗ - اس کو　مِنْ نَّفَادٍ - ختم ہونا　هٰذَا - یہ ہے

وَ - اور　اِنَّ - بے شک　لِلطّٰغِيْنَ - سرکشوں کا　لَشَرَّ - برا

مَاٰبٍ - ٹھکانہ ہے　جَهَنَّمَ - جہنم　يَصْلَوْنَهَا - داخل ہوں گے اس میں

فَبِئْسَ - تو برا ہے　الْمِهَادُ - بچھونا　هٰذَا - یہ ہے　فَلْيَذُوْقُوْهُ - چکھو اس کو

حَمِيْمٌ - گرم پانی　وَّ - اور　غَسَّاقٌ - پیپ　وَّ - اور

اٰخَرُ - اور بھی　مِنْ شَكْلِهٖٓ - اس کی شکل سے　اَزْوَاجٌ - ملتی جلتی　هٰذَا - یہ

فَوْجٌ - فوج ہے　مُّقْتَحِمٌ - داخل ہونے والی　مَّعَكُمْ - تمہارے ساتھ　لَا - نہ

مَرْحَبًا - مبارک ہو　بِهِمْ - ان کو　اِنَّهُمْ - بے شک وہ　صَالُوا - ملنے والے ہیں

Marfat.com

النَّارِ۔ آگ کو	قَالُوْا۔ کہیں گے	بَلْ۔ بلکہ	اَنْتُمْ۔ تم ہی ہو کہ
لَا۔ نہ	مَرْحَبًا۔ مبارک ہو	بِكُمْ۔ تم کو	اَنْتُمْ۔ تم نے
قَدَّمْتُمُوْهُ۔ آگے بھیجا	لَنَا۔ ہمارے لئے	فَبِئْسَ۔ تو برا ہے	الْقَرَارُ۔ ٹھکانہ
قَالُوْا۔ بولے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	مَنْ۔ جس نے	قَدَّمَ۔ آگے بھیجا
لَنَا۔ ہمارے لئے	هٰذَا۔ یہ	فَزِدْهُ۔ تو زیادہ دے اس کو	عَذَابًا۔ عذاب
ضِعْفًا۔ دگنا	فِي۔ بیچ	النَّارِ۔ آگ کے	وَ۔ اور
قَالُوْا۔ بولے	مَا۔ کیا ہوا	لَنَا۔ ہمیں کہ	لَا۔ نہیں
نَرٰى۔ دیکھتے	رِجَالًا۔ ان آدمیوں کو کہ	كُنَّا۔ ہم	نَعُدُّ۔ گنتے تھے
هُمْ۔ ان کو	مِّنَ الْاَشْرَارِ۔ شریر لوگوں سے		اَتَّخَذْنٰهُمْ۔ کیا بنایا ہم نے
ان کو	سِخْرِيًّا۔ ٹھٹھا	اَمْ۔ یا	زَاغَتْ۔ پھر گئیں
عَنْهُمُ۔ ان سے	الْاَبْصَارُ۔ آنکھیں	اِنَّ۔ بے شک	ذٰلِكَ۔ یہ
لَحَقٌّ۔ حق ہے	تَخَاصُمُ۔ جھگڑنا	اَهْلِ النَّارِ۔ دوزخ والوں کا	

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ ص۔ پ ۲۳

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ۝۴۱۔

اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو جبکہ وہ پکارا مجھے چھوا شیطان نے تکلیف اور ایذا سے۔

اس کا مفصل حال سورۃ انبیاء میں گزر چکا یہاں اجمالاً مال اور جسم میں تکلیف وایذا کا ذکر فرمایا گیا سورۃ انبیاء کے چھٹے رکوع میں دیکھنا چاہیے۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ ۚ هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ ۝۴۲۔

حکم ملا اے ایوب! اپنا پاؤں زمین پر مار و یہ ہے سرد چشمہ نہانے اور پینے کو۔

چنانچہ آپ علیہ السلام نے زمین پر پیر مارا اس سے آب شیریں کا ایک چشمہ ظاہر ہوا اور آپ کو حکم ملا یہ ہے سرد چشمہ نہانے اور پینے کو چنانچہ آپ علیہ السلام نے اس سے پیا اور غسل کیا جس سے تمام جسمانی مالی تکالیف دفع ہو گئیں حتیٰ کہ آپ علیہ السلام کی جو اولاد اس ابتلاء میں مر چکی تھی اللہ تعالیٰ نے اسے بھی زندہ کیا اور اپنے فضل و رحمت سے اتنے ہی اور عطا فرمائے جیسا کہ ارشاد ہے:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اَهْلَهٗ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ۝۴۳۔

اور ہم نے اسے اس کے گھر والے اور ان کے مثل اور عطا فرما دیئے اپنی رحمت سے اور عقل مندوں کے لئے یادگار بنا دی۔

اس کے بعد اس واقعہ کا ذکر ہے جس میں آپ نے اپنی بیوی کو سو ضربیں مارنے کی قسم کھائی تھی ان کے دیر سے حاضر ہونے کی سزا میں۔ چنانچہ آپ صحت یاب ہو گئے تو خیال آیا اب میں قسم کیسے پوری کروں اس کے ایام مرض میں مجھ پر احسانات ہیں اس کا بدلہ سو ضربیں مار کر کیسے دوں۔ چنانچہ رحمت الٰہی عزوجل جوش زن ہوئی اور ارشاد ہوا:

Marfat.com

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾۔

اور پکڑ واپنے ہاتھ میں خشک وتر گھاس کا ایک مٹھا اسے ماردو اور قسم نہ توڑو بے شک ہم نے اسے صابر پایا اچھا بندہ بے شک وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

اس کے بعد چھ انبیاء کرام کا ذکر فرمایا گیا جس میں حضرت ابراہیم حضرت اسحٰق حضرت یعقوب حضرت اسماعیل حضرت یسع حضرت ذوالکفل علیہم السلام مذکور ہیں چنانچہ ارشاد ہے:

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾ اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾ وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ؕ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۸﴾۔

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب قدرت اور علم والوں کو جنہیں اللہ تعالیٰ نے حکمت علمیہ عطا فرمائی بے شک ہم نے انہیں ایک کھری بات سے ممتاز فرمایا کہ وہ اس گھرانے کی یادگار ہے اور وہ دار آخرت کی لوگوں کو یاد دلاتے ہیں اور خود اللہ کا ذکر کثرت سے کرتے ہیں ان کے دلوں میں محبت دنیا کی جگہ نہیں ہے۔

اور یاد کرو اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور ان کے صبر اور فضائل کو تاکہ ان کے خصائل معلوم کر کے نیک لوگوں کا ذوق و شوق حاصل کریں۔

نوٹ

حضرت ذوالکفل کی نبوت میں اختلاف ہے مگر ولایت یقینی ہے۔اس کے بعد ارشاد ہے:

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾۔

هٰذَا۔یہ نصیحت ہے اور بے شک پرہیزگاروں کا ٹھکانہ یقیناً اچھا ہے بسنے کے باغ ہیں جن کے دروازے ان کے لئے کھلے ہوئے ہیں ان میں تکیہ لگائے مرصع مسندوں پر بیٹھے ہوں گے۔

ان باغوں میں کثرت سے میوے اور شراب ہوگی جسے وہ چاہیں گے۔

اور ان کے پاس وہ بیویاں ہیں جو اتنی دوشیزہ عفیفہ ہیں کہ اپنے شوہر کے سوا کسی طرف آنکھ نہیں اٹھاتیں سب اَتْرَابٌ یعنی ہم عمر۔یہ ہے وہ جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا حساب کے دن کا۔

بے شک یہ ہمارا رزق ہے جو کبھی ختم نہ ہو ان کو تو یہ ہے۔

اب رہے باغی طاغی فاسق ومنافق ان کے لئے جو کچھ ہے اس کا ذکر آئندہ آیتوں میں ہے۔چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ ۚ يَصْلَوْنَهَا ۚ فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾ هٰذَا ۙ فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾ وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖۤ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۟ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾۔

Marfat.com

اور بے شک سرکشوں کا برا ٹھکانہ جہنم ہے اس میں جائیں گے تو بہت ہی برا بچھونا ہے جہاں بھڑکتی آگ ہے ان کے لئے یہی ہے تو اسے چکھیں کھولتا پانی اور پیپ جو جہنمیوں کے جسم سے نکل کر بہے گا جسے طينة الخبال کہا گیا اور اسی شکل کے بہت سے عذاب جوڑے دار۔

آگے کی آیت میں بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما جہنمیوں کے سرداروں کا ذکر ہے جبکہ وہ جہنم میں ڈالے جائیں اور ان کے پیچھے پیچھے ان کے متبعین بھی ٹھونسے جائیں گے تو خازن جہنم ان سے کہیں گے یہ تمہارے متبعین کی فوج ہے جو تمہارے ساتھ جہنم میں دھنس رہی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ الخ یہ ایک اور فوج تمہارے ساتھ دھنس رہی ہے جو تمہاری متبع تھی تو وہ ان سے کہیں گے لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ؕ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ۔ انہیں جہنم میں کھلی جگہ نہ ہو آگ میں تو انہیں جانا ہے۔

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۫ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ؕ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾۔

تو جہنمی کہیں گے بلکہ تم کھلی جگہ نہ پاؤ تم ہی یہ مصیبت ہمارے آگے لائے تو یہ کیسا برا ٹھکانہ ہے۔ تو کفار کے کہیں گے:

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِی النَّارِ ﴿۶۱﴾۔

اے ہمارے رب! جو یہ مصیبت ہمارے آگے لایا اسے آگ میں دو چند عذاب دے۔

جب جہنمی ان غریب مومنوں کو وہاں نہ دیکھیں گے جنہیں دنیا میں یہ ذلت کی نظر سے دیکھتے تھے تو بولیں گے:

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰی رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ؕ۔

اور کافر کہیں گے ہمیں کیا ہوا کہ ہم انہیں نہیں دیکھتے جن کو دنیا میں ہم ذلیل اور برا سمجھتے تھے۔

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِیًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾۔

کیا ہم نے ہنسی بنالیا ان کو اور درحقیقت وہ ایسے نہ تھے وہ تو جہنم میں نہیں آئے آج ہمیں معلوم ہوا کہ ان سے تمسخر کرنا ان کی ہمارا ہنسی اڑانا باطل تھا۔ یا ہماری آنکھیں پتھرا گئی تھیں کہ ہم نے دنیا میں ان کا مرتبہ اور مقام نہ سمجھا۔

اس کے بعد حضور سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے:

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ؑ۔

اے محبوب! بے شک یہ حق بات ہے اور دوزخیوں کا مخاصمہ قطعی ہوگا۔

اس رکوع میں بعض ادق لغات ہیں ان کی تصریح ضروری ہے۔

حل لغات

بِنُصْبٍ۔ نصب کہتے ہیں رنج ومشقت اور تکلیف والم کو۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ رکض کہتے ہیں زور سے پاؤں مارنے کو۔ محاورہ ہے: رَكَضَ الْفَرَسُ گھوڑے نے سم مارا۔

وَخُذْ بِیَدِكَ ضِغْثًا۔ ضغث کہتے ہیں سوکھی ہری گھاس کے مٹھے کو یا تنکوں کے چھوٹے مٹھے یا جھاڑو کو۔

الْمُصْطَفَیْنَ الْاَخْیَارِ۔ اخیار خیر کی جمع ہے جیسے اشرار شر کی جمع ہے۔

جَنّٰتِ عَدْنٍ۔ رہنے بسنے اور آباد رہنے والے باغ۔

Marfat.com

قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ۔اس کی تفصیل سورۃ صافات کے دوسرے رکوع میں گزر چکی۔
اَتْرَابٌ۔جمع ہے ترب کی۔ہم عمر کے معنی میں مستعمل ہے۔
مَالَهٗ مِنْ نَّفَادٍ۔نفاد کے معنی انقطاع کے ہیں۔
حَمِيْمٌ۔جوش کھا کر کھولتا پانی۔
غَسَّاقٌ۔زخم سے بہتا ہوا کچ لہو، راد پیپ۔یہ غسق سے مشتق ہے اور اس کے معنی ٹھنڈ کے بھی ہوتے ہیں جو سخت ٹھنڈا ہو جیسے وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ۔یہاں رات مراد ہے اس لئے کہ رات بہ نسبت دن کے ٹھنڈی ہوتی ہے۔
وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ۔سے مراد اجناس ہیں۔یعنی عذاب کی جنس سے اور انواع واقسام کے عذاب۔
هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ۔اقتحام سے لیا گیا ہے اور یہ قحمہ سے مشتق ہے۔اور قحمہ کہتے ہیں شدت کو ایک دوسرے پر گرتے پڑتے جب اژدحام کرے تو اسے اقتحام کہتے ہیں اور یہی معنی فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ کے ہیں۔
لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ۔یہ بددعا کے موقعہ پر نفی بلا کے ساتھ بولتے ہیں اور دعا کے موقعہ پر بغیر نفی کے۔
تو مرحبا کے معنی ہیں اَتَيْتَ رَحْبًا فِي الْبِلَادِ۔آیا تو فراخی وکشادگی سے شہروں کے اندر جب اس پر کلمہ لا لگا دیا جائے تو اس کے برعکس معنی ہوتے ہیں۔اس کی اردو کالا منہ ہے جیسے بولتے ہیں کالا منہ نیلے ہاتھ اور پاؤں۔
اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا۔تمسخر اور استہزاء کی جگہ مستعمل ہے۔
اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ۔زاغ پھرنے کو کہتے ہیں یہاں آنکھ پھرنے اور پتھرا جانے کے معنی میں مستعار ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع-سورۃ صٓ-پ ۲۳

وَاذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ ۘ۔اور یاد کرو ہمارے بندے ایوب کو۔
ابن اسحٰق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلصَّحِيْحُ اِنَّهٗ كَانَ مِنْ بَنِىْ اِسْرَائِيْلَ وَلَمْ يَصِحَّ فِىْ نَسَبِهٖ شَىْءٌ غَيْرَ اَنَّ اِسْمَ اَبِيْهِ اَمُوْصُ۔صحیح یہ ہے کہ آپ بنی اسرائیل سے تھے اور آپ کے نسب کے متعلق سوا آپ کے نام اور آپ کے والد کے نام کے اور کچھ نہیں ملتا۔ایوب بن اموص ہی معلوم ہوتا ہے۔
اور ابن جریر رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ اَيُّوْبُ بْنُ اَمُوْصِ بْنِ رُوْمِ بْنِ عِيْصِ بْنِ اِسْحٰقَ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔وہ ایوب اموص کے صاحبزادے تھے ان کے دادا روم پردادا عیص اور لکڑدادا اسحٰق علیہ السلام ہیں۔
اور ابن عساکر رحمہ اللہ سے روایت ہے: اِنَّ اُمَّهٗ بِنْتُ لُوْطٍ وَاِنَّ اَبَاهُ مِمَّنْ اٰمَنَ بِاِبْرَاهِيْمَ فَعَلٰى هٰذَا كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَبْلَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ۔آپ کی والدہ لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور والد ان میں سے تھے جو ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے اس اعتبار سے حضرت ایوب علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے ہوئے۔
اور ابن جریر رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے: كَانَ بَعْدَ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔آپ حضرت شعیب علیہ السلام کے بعد ہوئے ہیں۔
اور ابن جریر رحمہ اللہ کا ایک قول یہ ہے كَانَ بَعْدَ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَوْلُهٗ تَعَالٰى اُذْكُرْ عَطْفٌ عَلٰى اُذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ وَ عَدَمُ تَصْدِيْرِ قِصَّةِ سُلَيْمَانَ بِهٰذَا الْعُنْوَانِ لِكَمَالِ الْاِتِّصَالِ بَيْنَهٗ وَ بَيْنَ دَاوٗدَ

Marfat.com

عَلَيْهِمَا السَّلَامُ۔ حضرت ایوب علیہ السلام سلیمان علیہ السلام کے بعد ہوئے اور ارشاد الٰہی عزوجل اُذْكُرْ عَبْدَنَآ اَيُّوْبَ کا عطف اُذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوٗدَ پر ہے اور عدم صدور قصہ سلیمان علیہ السلام اس عنوان سے ہے جو کمال اتصال ان میں اور داؤد علیہ السلام میں ظاہر کرتا ہے آگے ارشاد ہے:

اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّىْ مَسَّنِىَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ ﴿۴۱﴾۔

جب وہ اپنے رب کو پکارے کہ مجھے شیطان نے مشقت و تکلیف سے چھوا ہے۔

نُصب۔ بضم نون و سکون الصاد بمعنی تعب اور تکلیف آتا ہے اور بفتحتین نَصَب بھی یہی معنی دیتا ہے اور نُصُب اور نَصْب اور نُصْب اس میں محض اختلاف قرأت ہے معنی تینوں صورتوں میں ایک ہی ہیں اور سب نے مشقت و تکلیف کے معنی میں ہی اسے لیا ہے۔

البتہ نصب اور عذاب میں یہ فرق ضرور کیا ہے کہ نُصْبُ الضُّرُّ فِي الْجَسَدِ یعنی نصب سے جسمانی تکلیف مراد ہے اور عذاب سے اہل اور مال کی تکلیف مراد ہے۔

اور مس شیطان کا واقعہ یہ بتایا جاتا ہے

اِنَّهٗ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ سَمِعَ ثَنَاءَ الْمَلٰٓئِكَةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ عَلٰى اَيُّوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْ يُّسَلِّطَهٗ عَلٰى جَسَدِهٖ وَ مَالِهٖ وَوَلَدِهٖ فَفَعَلَ عَزَّوَجَلَّ اِبْتِلَاءً لَّهٗ۔ ابلیس لعین نے ملائکہ علیہم السلام سے حضرت ایوب علیہ السلام کی تعریف سنی اس کی رگ حسد پھڑکی اور اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ مجھے جسم ایوب اور اس کے مال و اولاد پر مسلط فرمایا جائے شان بے نیازی کی طرف سے اسے تسلط دے دیا گیا تا کہ صبر ایوب کی استقامت کا امتحان دنیا پر ہو جائے۔

اور بارگاہ الٰہی میں تسلط شیطانی نے اس لئے اجازت طلب کی کہ بلا اذن الٰہی نبی پر کوئی شیطان مسلط نہیں ہو سکتا۔

ایک قول یہ ہے کہ وَسْوَسَ اِلَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ يَّسْاَلَ اللّٰهَ تَعَالٰى الْبَلَاءَ لِيَمْتَحِنَ وَ يُجَرِّبَ صَبْرَهٗ عَلٰى مَا لَقِيَهٗ۔ آپ کے دل میں یہ وسوسہ آیا کہ اللہ تعالیٰ سے بلا طلب کریں تا کہ آپ کا امتحان ہو اور بلاؤں پر صبر کا تجربہ کریں۔ جیسا کہ حضرت شریف الدین عمر بن الفارض رحمہ اللہ کا شعر ہے:

وَ بِمَا شِئْتَ فِيْ هَوَاكَ اخْتَبِرْنِيْ   فَاخْتِيَارِيْ مَا كَانَ فِيْهِ رِضَاكَ

اور جیسے تو چاہے اپنے ارادہ سے مجھے جانچ۔ میرے اختیارات وہی ہیں جس میں تیری رضا ہو۔

اور بقول شاعر ع

راضی ہیں ہم اسی میں جس میں تیری رضا ہے

اور ایک قول یہ ہے کہ اِنَّ رَجُلًا اِسْتَغَاثَهٗ عَلٰى ظَالِمٍ فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطَانُ بِتَرْكِ اِغَاثَتِهٖ فَلَمْ يُغِثْهُ فَمَسَّهُ اللّٰهُ بِسَبَبِ ذٰلِكَ بِمَا مَسَّهٗ۔ ایک شخص نے کسی ظالم پر استغاثہ کیا تو توسوس شیطانی سے آپ نے اس کی مدد نہ کی تو منجاب اللہ آپ پر وہ سب کچھ ہوا جو ہوا۔

ایک قول یہ ہے کہ آپ کو کثرت مال و اولاد پر فخر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس ابتلاء میں ڈالا۔

اس کے علاوہ اور بہت سی روایات ہیں جن پر علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

وَ كُلُّ هٰذِهِ الْاَقْوَالِ عِنْدِیْ مُتَضَمِّنَةٌ مَا لَا يَلِيْقُ بِمَنْصَبِ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔ ایسے تمام اقوال وہ ہیں جو انبیاء علیہم السلام کی شان سے بعید ہیں۔ البتہ پیشہ ور واعظوں اور خطیبوں کے لئے یہ ایک دلچسپ مصالحہ ضرور ہے۔

اور ایک روایت آخر میں ہے جو قابل تسلیم معلوم ہوتی ہے: وَذَهَبَ جَمْعٌ اِلٰى اَنَّ النُّصْبَ وَالْعَذَابَ لَيْسَامَا كَانَا لَهٗ مِنَ الْمَرَضِ وَالْاَلَمِ اَوِ الْمَرَضِ وَذَهَابِ الْاَهْلِ وَالْمَالِ بَلْ اَمْرٌ اَنْ عَرَضَالَهٗ وَ هُوَ مَرِيْضٌ فَاقِدُ الْاَهْلِ وَالْمَالِ فَقِيْلَ لَهَا مَا كَانَالَهٗ مِنْ وَسْوَسَةِ الشَّيْطَانِ اِلَيْهِ فِيْ مَرَضِهٖ مِنْ عُظْمِ الْبَلَاءِ وَالْقُنُوْطِ مِنَ الرَّحْمَةِ وَالْاِغْرَاءِ عَلَى الْجَزَعِ كَانَ الشَّيْطَانُ يُوَسْوِسُ اِلَيْهِ بِذٰلِكَ وَ هُوَ مُجَاهِدٌ فِيْ وَضْعِ ذٰلِكَ حَتّٰى تَعِبَ وَ تَاَلَّمَ عَلٰى مَا هُوَ فِيْهِ مِنَ الْبَلَاءِ فَنَادٰى رَبَّهٗ لِيَتَصَرَّفَهٗ عَنْهُ وَ يَسْتَعِيْذُ عَلَيْهِ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔

محققین کا اس پر اجماع ہے کہ نصب وعذاب جو تھا وہ مرض اور الم اور اہل و مال کے جانے کا نہ تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ سب عوارض تھے کہ آپ مریض بھی تھے اور فاقد الاہل والمال بھی تو بعض نے ان کیفیات کو وسوسہ شیطان کہہ دیا کہ آپ مریض بھی تھے اور عیال و مال بھی ضائع ہو چکے تھے بلکہ آپ اپنی طرف سے ان وساوس کا دفع فرماتے فرماتے جب تھک گئے تو اپنے رب سے عرض کی اور مدد مانگی کہ یہ بلا ٹال دے چنانچہ عرض کی: اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔

ایک قول یہ ہے کہ یہ وسوسہ غیر ایوب علیہ السلام کی طرف تھا۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ شیطان بصورت طبیب آپ کی بیوی کی طرف آیا آپ نے اس سے کہا کہ یہ بیمار ہیں کیا تم ان کا علاج کر سکتے ہو وہ بولا ہاں میں علاج کر سکتا ہوں بشرطیکہ بعد صحت ایوب کہیں کہ تو نے مجھے شفا دی۔ انہوں نے اقرار کر لیا اور حضرت ایوب علیہ السلام سے یہ قصہ عرض کر دیا تو آپ نے بھانپ لیا کہ وہ طبیب صورت شیطان تھا اور بیوی کا یہ اقرار آپ پر بہت گراں گزرا تو آپ نے اپنے رب سے عرض کی: اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ۔

اس کے علاوہ اور بھی ایسے اقوال ہیں جسے آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں نقل کیا ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایوب علیہ السلام کو بشارت ملی۔

اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ اپنا پاؤں زمین پر مار۔

گویا عبارت یہ ہوئی: اَیْ فَقُلْنَا لَهٗ اُرْكُضْ بِرِجْلِكَ۔ ہم نے ایوب کو فرمایا زمین پر پیر مار۔

اُرْكُضْ کے معنی اِضْرِبْ بِهَا کے ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

هٰذَا مُغْتَسَلٌۢ بَارِدٌ وَّشَرَابٌ۔ یہ غسل کے لئے ٹھنڈا اور پینے کا چشمہ ہے۔

گویا ارشاد ہے: فَضَرَبَهَا فَنَبَعَتْ عَيْنٌ فَقُلْنَا لَهٗ هٰذَا مُغْتَسَلٌ تَغْتَسِلُ بِهٖ وَ تَشْرَبُ مِنْهُ فَيَبْرَأُ ظَاهِرُكَ وَ بَاطِنُكَ۔ تو آپ نے پیر مارا تو چشمہ ابل پڑا تو ہم نے فرمایا یہ غسل کے لئے ہے آپ غسل کریں اور اس سے پئیں تو اندر باہر کی تکالیف سے آپ صحت یاب ہوں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام نے داہنا پائے اقدس مارا تو چشمہ ابل پڑا اس سے آپ نے غسل کیا پھر بایاں پاؤں مارا تو اس سے سرد چشمہ پھوٹ پڑا اس سے آپ نے پیا۔

Marfat.com

یہ دو پاؤں مارنے سے یہ مراد ہے کہ غسل کے لئے گرم اور پینے کے لئے سرد چشمہ پھوٹ پڑے۔
یہ واقعہ بروایت قتادہ اور حسن اور مقاتل رحمہم اللہ شام میں ارض جابیہ میں ہوا۔
اس کے بعد جبکہ تمام عوارضات جانی و مالی سے آپ صحت یاب ہو چکے تو اللہ تعالیٰ نے ہلاک شدہ اولاد اور اس کے مثل اور بھی اولاد عطا فرمادی جیسا کہ ارشاد ہے:

وَوَهَبْنَا لَهُ أَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنَّا وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ ﴿۴۳﴾۔

اور ہم نے عطا فرمائی اسے اس کی آل اور مثل اس کے اور اس کے ساتھ رحمت تھی ہماری طرف سے اور نصیحت وغیرہ عقل والوں کے لئے۔

بروایت حسن رحمہ اللہ بِاِحْيَائِهِمْ بَعْدَ هَلَاكِهِمْ۔ یعنی جو اس امتحان میں ہلاک ہو چکے تھے وہ زندہ کر دیئے اور ان کی مثل اور اولاد بھی بخشی۔

طبرسی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے جو ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَحْيٰ لَهُ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَهْلِهٖ وَ عَافَى الْمَرْضٰى وَ جَمَعَ عَلَيْهِ مَنْ تَشَتَّتَ مِنْهُمْ۔ اللہ تعالیٰ نے ایوب علیہ السلام کے لئے وہ زندہ فرما دیئے جو آپ کے اہل و عیال سے ہلاک ہو چکے تھے اور تمام مرض مٹا دیا اور سب کو جمع کر دیا جو آپ سے منتشر ہو چکے تھے۔
وَمِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ سے یہ مراد ہے کہ جتنے اہل و عیال تھے اس سے دو چند مرحمت فرما دیئے اور یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عظیمہ جلیلہ تھی۔

وَذِكْرَىٰ لِأُولِي الْأَلْبَابِ۔ اور یہ عقل والوں کو نصیحت تھی۔ کہ شدائد پر صبر کرنے والوں کو ایسے ہی نوازا جاتا ہے۔
آپ اس ابتلاء میں سات سال مسلسل رہے اور چند ماہ چنانچہ قتادہ کہتے ہیں: اِنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اُبْتُلِيَ سَبْعَ سِنِيْنَ وَاَشْهُرًا وَّ اُلْقِيَ عَلٰى كُنَاسَةِ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ تَخْتَلِفُ الدَّوَابُّ فِيْ جَسَدِهٖ فَصَبَرَ فَفَرَّجَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَاَعْظَمَ لَهُ الْاَجْرَ وَ اَحْسَنَ۔ آپ اس امتحان میں سات سال اور چند ماہ رہے آپ کو بنی اسرائیل کے کوڑے پر ڈال دیا گیا آپ کے جسد انور پر جانور پھرتے اور آپ صبر سے رہے آخر اللہ تعالیٰ نے اس مصیبت کو کھولا اور زبردست اجر دے کر بہترین مبادلہ عطا کیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ آپ کے دونوں پیروں سے لے کر سر تک زخم ہی زخم تھے۔ آپ کو ریت پر ڈال دیا تھا۔ حتیٰ کہ آپ کی پسلیاں نظر آتی تھیں۔ آپ کی بیوی جو آپ کی خدمت کرتی تھی وہ کہنے لگیں ایوب! اب تو خدا کی قسم ہم پر مصیبت کی حد ہو گئی۔ فاقہ مستی نے بھی پریشان کر دیا ہمیں ایک ٹکڑا روٹی کا نہیں ملتا کہ آپ کو کھلاؤں تو اب آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ آپ کو شفا دے آپ نے یہ سن کر فرمایا:

وَ يُحَكِ كُنَّا فِي النَّعِيْمِ سَبْعِيْنَ عَامًا فَاصْبِرِيْ حَتّٰى تَكُوْنَ فِي الضُّرِّ سَبْعِيْنَ عَامًا۔ افسوس ہے تجھ پر ہم ستر برس نعمتوں میں رہے تھے تو صبر کر اب حتیٰ کہ ستر برس اس مصیبت میں گزریں۔

تو آپ کو ابھی سات سال ہی گزرے کہ آپ نے بارگاہ مستجاب میں دعا فرمائی کہ جبریل امین حاضر خدمت ہوئے اور پائے اقدس زمین پر مارنے کو کہا اور چشمہ ابلا غسل فرمایا صحت حاصل ہوئی اور حلہ بہشتی ملبوس فرما کر آپ سر راہ تشریف فرما

ہوئے کہ آپ کی بیوی آئیں اور آپ کو نہ پہچان سکیں تو بولیں کہ اے خدا کے بندے یہاں ایک بیمار تھا وہ کہاں ہے شاید اسے جانور نہ لے گئے ہوں۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے فرمایا بے خبر وہ ایوب میں ہی ہوں اللہ تعالیٰ نے میری تمام تکالیف رفع فرما دیں اور اب مجھے میری آل و اولاد بھی واپس ملے گی اور اس کے مثل اور بھی عطا ہوگی۔

وَ اُمْطِرَ عَلَيْهِ جَرَادًا مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ يَاخُذُ الْجَرَادَ بِيَدِهٖ وَ يَجْعَلُهٗ فِيْ ثَوْبِهٖ وَ يَنْشُرُ كِسَائَهٗ فَيَجْعَلُ فِيْهِ فَاَوْحَى اللّٰهُ اِلَيْهِ يَا اَيُّوْبُ اَمَا شَبِعْتَ قَالَ يَا رَبِّ مَنِ الَّذِیْ يَشْبَعُ مِنْ فَضْلِكَ وَ رَحْمَتِكَ۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر بارش کی جس سے ٹیڑیاں سونے کی برسیں تو آپ انہیں اٹھا اٹھا کر اپنے کپڑے میں رکھتے رہے پھر آپ نے اپنی کمل پھیلا دی اور اس میں بھرتے رہے۔ تو وحی ہوئی ایوب اب تو جی بھر گیا عرض کیا الٰہی وہ کون ہے جس کا جی تیرے فضل و رحمت سے بھرے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اَيُّوْبَ بَقِیَ فِیْ مِحْنَتِهٖ ثَمَانِیَ عَشَرَ سَنَةً يَّتَسَاقَطُ لَحْمُهٗ حَتّٰى مَلَّهُ الْعَالَمُ وَ لَمْ يَصْبِرْ عَلَيْهِ اِلَّا امْرَاَتُهٗ۔ ایوب علیہ السلام اس بلا و مصیبت میں اٹھارہ سال رہے آپ کے جسم مبارک سے گوشت جھڑ گیا حتیٰ کہ اس پر زمانہ غمگین ہو گیا اور کسی کو صبر نہ تھا مگر آپ کی بیوی صابرہ کاملہ قانعہ رہیں۔

لیکن علامہ طبرسی کہتے ہیں کہ محققین اسے جائز نہیں مانتے کہ ایک نبی ایسے مرض میں ہو جس سے لوگ تنفر کریں البتہ فقر اور مرض اور ذہاب اہل یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان لے تا کہ لوگوں پر ان کی شان ظاہر ہو اور لوگ ان کا مرتبہ جانیں۔

اور ہدایۃ المرید میں علامہ زرقانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّهٗ يَجُوْزُ عَلَى الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ كُلُّ عَرَضٍ بَشَرِیٍّ لَيْسَ مُحَرَّمًا وَّ مَكْرُوْهًا وَّ لَا مُبَاحًا مَزَايَا وَلَا مُزْمِنًا وَّ لَا مِمَّا تَعَافُهُ الْاَنْفُسُ وَ لَا مِمَّا يُؤَدِّیْ اِلَى النُّفْرَةِ۔ انبیاء علیہم السلام پر عوارض بشری آنا نہ حرام ہیں نہ مکروہ اور نہیں جائز ان کے لئے ایسا مرض جس سے عقل میں فتور آئے یا بدحواسی ہو یا ایسا مرض جس سے لوگوں کو نفرت ہو۔

اس کے دو ورق بعد آگے لکھتے ہیں: وَ احْتَرَزْنَا بِقَوْلِنَا وَلَا مُزْمِنًا وَّ لَا مِمَّا تَعَافُهُ الْاَنْفُسُ عَمَّا كَانَ كَذٰلِكَ كَالْاِقْعَاءِ وَالْبَرَصِ وَالْجُذَامِ وَالْعَمٰى وَالْجُنُوْنِ۔ اور ہم مزمن وغیرہ سے محترز ہو کر مصرح کہتے ہیں کہ گنٹھیا، برص، جذام، اندھاپن، جنون ایسے امراض بھی نبی کے لئے جائز نہیں۔

لیکن دھندلا نظر آنا اس پر علامہ نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لَا شَكَّ فِیْ جَوَازِهٖ عَلَيْهِمْ لِاَنَّهٗ مَرَضٌ بِخِلَافِ الْجُنُوْنِ فَاِنَّهٗ نَقْصٌ۔ آنکھوں میں دھند ہو جانا یہ بلاشک جائز ہے اس لئے کہ یہ مرض ہے برخلاف جنون کے کہ وہ نقص ہے۔

وَ مَا ذُكِرَ عَنْ شُعَيْبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ ضَرِيْرًا لَّمْ يَثْبُتْ وَ اَمَّا يَعْقُوْبُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَحَصَلَتْ لَهٗ غِشَاوَةٌ وَّزَالَتْ۔ اور جو شعیب علیہ السلام کے متعلق ہے کہ آپ نابینا تھے یہ بروایات صحیحہ ثابت نہیں اور یعقوب علیہ السلام کے متعلق جو ہے وہ قرآن میں وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ آیا ہے اور وہ ایک قسم کی دھند تھی جو جاتی رہی۔

جیسا کہ ارشاد ہے: اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِیْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِیْ يَاْتِ بَصِيْرًا۔ تو وہ دھند قمیص یوسف علیہ السلام کی

Marfat.com

خوشبو اور مسرت سے جاتی رہی۔ یا قمیص یوسف علیہ السلام کی معجزانہ شان سے وہ غشاوہ جاتی رہی۔

وَخُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِّهٖ وَلَا تَحْنَثْ ؕ اِنَّا وَجَدْنٰهُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ ﴿۴۴﴾۔

اور اپنے ہاتھ میں ایک جھاڑو لے کر اس سے مارو اور حانث نہ ہو ہم نے اسے صابر پایا نیک بندہ اور بہت رجوع لانے والا۔

یہ عطف اُرۡكُضۡ پر ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ آپ کی بیوی حضرت رحمۃ بنت افرائیم یا میثا بن یوسف یا لیہ بنت یعقوب یا ماخیر بنت میثا بن یوسف باختلاف رواۃ آپ کسی کام کے لئے گئیں اور دیر سے واپس آئیں۔ یا شیطان نے ان کے ذریعہ کسی کلمہ محذورہ کے کہنے کا پیغام دیا تا کہ شفا پا جائیں اور ساتھ ہی کہا کہ آخر کب تک اس تکلیف میں رہیں گے جو کلمہ میں بتاؤں وہ کہہ دیں بعد صحت استغفار کر لیں۔ اللہ معاف کرنے والا ہے۔

انہوں نے آکر حضرت ایوب علیہ السلام سے وہ قصہ بیان کر دیا آپ نے خیال کیا کہ حضرت رحمہ سے یہ گناہ ہوا ہے جو حرام تھا اس لئے کہ رضا بالکفر کفر ہے۔

تو آپ نے قسم کھائی کہ جب اللہ مجھے صحت عطا فرمائے گا تو اپنی بیوی رحمہ کو سو ضرب لگاؤں گا۔ اب صحت یاب ہوئے تو خیال آیا کہ اس وفادار بیوی کو انعام کی بجائے سو ضربیں لگانی ہیں تو حکم الٰہی عزوجل ہوا کہ ایوب ایک جھاڑو تر اور خشک گھاس کی لے کر انہیں مارو تمہاری قسم پوری ہو جائے گی۔

چنانچہ آپ نے وہ جھاڑو لی جس میں سو تنکے گھاس کے تھے ایک بار حضرت رحمہ کو مار دی۔ اللہ تعالیٰ نے حنث یمین سے آپ کو بری کر دیا۔

یہ حسن خدمت رحمہ اور صبر ایوب علیہ السلام کا بدلہ تھا۔ اس پر آلوسی رحمہ اللہ متعدد حدیثیں نقل کرتے ہیں:

(۱) اَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ وَ ابْنُ جَرِيْرٍ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ بْنِ سَهْلِ بْنِ حَنِيْفٍ قَالَ حَمَلَتْ وَلِيْدَةٌ فِىْ بَنِىْ سَاعِدَةَ مِنْ زَنَا فَقِيْلَ لَهَا مِمَّنْ حَمْلُكِ قَالَتْ مِنْ فُلَانِ الْمُقْعَدِ فَسُئِلَ الْمُقْعَدُ فَقَالَ صَدَقَتْ فَرُفِعَ ذٰلِكَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ خُذُوْا عُثْكُوْلًا فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَاضْرِبُوْهُ بِهٖ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً فَفَعَلُوْا۔

ایک لڑکی قبیلہ بنی ساعدہ کی زنا سے حاملہ ہوئی اس سے پوچھا گیا تو کس سے حاملہ ہوئی وہ بولی فلاں لولے آدمی سے تو جب اس اپاہج سے پوچھا گیا تو اس نے اقرار کیا تو اسے اٹھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک عثکول یعنی کھجور کا شاخ والا گچھا لے کر اس کے مار دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور شمراخ انگور کے خوشہ کو کہتے ہیں۔ یہاں استعارۃً سو سیخ مراد لی گئی۔

(۲) اَخْرَجَ عَبْدُالرَّزَّاقِ وَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِالرَّحْمٰنِ عَنْ ثَوْبَانَ اَنَّ رَجُلًا اَصَابَ فَاحِشَةً عَلٰى عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ مَرِيْضٌ عَلٰى شَفَا مَوْتٍ فَاَخْبَرَ اَهْلُهٗ بِمَا صَنَعَ فَاَمَرَ النَّبِىُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقِنْوٍ فِيْهِ مِائَةُ شِمْرَاخٍ فَضُرِبَ بِهٖ ضَرْبَةً وَّاحِدَةً۔

حضرت ثوبان فرماتے ہیں کہ عہد رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایک شخص مرتکب زنا ہو گیا۔ اور وہ جان بلب

Marfat.com

موت کے کنارے پر تھا تو اس کے اہل نے اس کے فعل مذموم کی اطلاع دی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا کہ ایک کھجور کی شاخ لو جس میں سو شاخیں ہوں اسے مار دو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

(۳) اَخْرَجَ الطِّبْرَانِیُّ عَنْ سَھْلِ بْنِ سَعْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اُتِیَ بِشَیْخٍ قَدْ ظَھَرَتْ عُرُوْقُہٗ قَدْ زَنٰی بِامْرَاَۃٍ فَضَرَبَہٗ بِضِغْثٍ فِیْہِ مِائَۃُ شِمْرَاخٍ ضَرْبَۃً وَّاحِدَۃً۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک شیخ فانی لایا گیا جس کی رگیں جسم پر ابھری ہوئی تھیں اس نے ایک عورت سے زنا کیا تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے ایک بار جھاڑو لگوائی۔ جس میں سو سیخ تھیں۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ محاکمہ فرماتے ہیں:

وَلَا دَلَالَۃَ فِیْ ھٰذِہِ الْاَخْبَارِ عَلٰی عُمُوْمِ الْحُکْمِ مَنْ یُّطِیْقُ الْجَلْدَ الْمُتَعَارَفَ وَلٰکِنَّ الْقَائِلَ بِبَقَآءِ حُکْمِ الْاٰیَۃِ قَائِلٌ بِالْعُمُوْمِ لٰکِنْ شَرَطُوْا فِیْ ذٰلِکَ اَنْ یُّصِیْبَ الْمَضْرُوْبَ کُلُّ وَاحِدَۃٍ مِّنَ الْمِائَۃِ اِمَّا بِاَطْرَافِھَا اَوْ بِاَعْرَاضِھَا مَبْسُوْطَۃً عَلٰی ھَیْئَۃِ الضَّرْبِ۔

ان احادیث کو دلیل عموم حکم پر نہیں مانا جائے گا جس میں جلد متعارف یعنی درے کھانے کی طاقت ہے اسے درے ہی مارے جائیں گے لیکن آیت کے حکم کی بقا کو ماننے والے عموم کے بھی قائل ہیں لیکن یہ شرط پیش کرتے ہیں کہ مضروب ایسا ہو کہ حد کے وقت کھڑا رہ سکے یا پھر اپنے پہلو پر پڑا رہ کر ضربیں برداشت کر سکے۔

علامہ خفاجی رحمہ اللہ کی تحقیق یہ ہے کہ اِنَّھُمْ شَرَطُوْا فِیْہِ الْاِیْلَامَ اِمَّا مَعَ عَدَمِہٖ بِالْکُلِّیَّۃِ فَلَا فَلَوْ ضَرَبَ بِسَوْطٍ وَّاحِدٍ لَہٗ شُعْبَتَانِ خَمْسِیْنَ مَرَّۃً مَنْ حَلَفَ عَلٰی ضَرْبِہٖ مِائَۃً بَرَّ اِذَا تَاَلَّمَ فَاِنْ لَّمْ یَتَاَلَّمْ لَا یَبَرُّ وَلَوْ ضَرَبَہٗ مِائَۃً لِاَنَّ الضَّرْبَ وُضِعَ لِفِعْلٍ مُّؤْلِمٍ بِالْبَدَنِ بِاٰلَۃِ التَّادِیْبِ۔

پھر ابن عساکر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں: لَایَجُوْزُ ذٰلِکَ لِاَحَدٍ بَعْدَ اَیُّوْبَ اِلَّا الْاَنْبِیَآءُ عَلَیْھِمُ السَّلَامُ۔ حضرت ایوب علیہ السلام کی یہ سزا بالضغث یعنی جھاڑو سے پوری کر دینا یہ رعایت منجاب اللہ صرف انبیاء علیہم السلام کے لئے ہے ان کے علاوہ کسی کے لئے جائز نہیں۔

اور احکام القرآن للسیوطی میں ہے: قَالَ مُجَاھِدٌ کَانَتْ ھٰذِہٖ لِاَیُّوْبَ خَاصَّۃً۔ یہ اجازت مخصوص طور پر صرف ایوب علیہ السلام کے لئے تھی۔

اور امام مالک رحمہ اللہ اس حکم کو حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے ہی خاص فرماتے ہیں۔

بعض کا قول ہے: اِنَّ الْحُکْمَ کَانَ عَامًّا ثُمَّ نُسِخَ۔ یہ حکم اگرچہ عام تھا پھر منسوخ ہو گیا۔

علاوہ اس کے آیہ کریمہ کا مفہوم منطوق بھی حضرت ایوب علیہ السلام کے لئے اس حکم کو مخصوص ظاہر فرما رہا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّا وَجَدْنٰہُ صَابِرًا ؕ نِعْمَ الْعَبْدُ ؕ اِنَّہٗٓ اَوَّابٌ ہم نے ایوب کو صابر فرمایا اچھا بندہ ہے اور وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔

یعنی جو کچھ آپ پر اور آپ کے اہل اور مال پر گزری اسے صبر و شکیبائی سے برداشت کیا۔ روح المعانی میں ہے: وَ قَدْ کَانَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ کُلَّمَا اَصَابَتْہُ مُصِیْبَۃٌ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اَخَذْتَ وَاَنْتَ اَعْطَیْتَ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ

Marfat.com

عَزَّوَجَلَّ وَلَا یَحِلُّ بِذٰلِکَ شِکْوَاہُ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی مَسَّنِیَ الشَّیْطَانُ لِاَنَّ الصَّبْرَ عَدَمُ الْجَزْعِ وَلَا جَزَعَ فِیْ مَا ذُکِرَ کَتَمَنِّی الْعَافِیَۃِ وَ طَلَبِ الشِّفَاءِ مَعَ اَنَّہٗ قَالَ ذَالِکَ عَلٰی مَا قِیْلَ خِیْفَۃَ الْفِتْنَۃِ فِی الدِّیْنِ کَمَا سَمِعْتَ فِیْمَا تَقَدَّمَ۔

حضرت ایوب علیہ السلام کو جب یہ ابتلا ہوا تو آپ نے بارگاہ حق میں عرض کی: الٰہی! تو نے ہی لیا اور تو نے ہی دیا اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے رہے اور اس میں ان کا شکوہ اللہ تعالیٰ سے شیطان کا تھا اس لئے صبر وہی ہے جس میں جزع نہ ہو اور جزع اس کیفیت کو کہتے ہیں جس میں تمنا عافیت اور طلب شفا ہو اور آپ نے جو بھی عرض کیا وہ خوف فتنہ شیطان اور دین کے نقصان پر کیا جیسا کہ اول گزر چکا۔

ایک روایت ہے کہ آپ نے اپنی مناجات میں یہ عرض کیا: اِلٰھِیْ قَدْ عَلِمْتَ اَنَّہٗ لَمْ یُخَالِفْ لِسَانِیْ قَلْبِیْ وَلَمْ یَتَّبِعْ قَلْبِیْ بَصَرِیْ وَلَمْ یُلْھِنِیْ مَا مَلَکَتْ یَمِیْنِیْ وَلَمْ اٰکُلْ اِلَّا وَ مَعِیْ یَتِیْمٌ وَلَمْ اَبِتْ شَبْعَانَ وَلَا کَاسِیًا وَ مَعِیْ جَائِعٌ اَوْ عُرْیَانٌ فَکَشَفَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ۔

اے اللہ تو جانتا ہے کہ بے شک میری زبان نے میرے دل کی مخالفت نہ کی اور میرا دل آنکھوں کا متبع نہ ہوا اور مجھے میرے مال میں مشغول نہ کیا۔ میں نے کبھی نہ کھایا مگر میرے ساتھ یتیم نے بھی کھایا اور میں شکم سیر نہ سویا اور میں نے کبھی کپڑا نہ پہنا مگر میرے ساتھ بھوکا اور ننگا بھی کھاتا پہنتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے ابتلاء ایوب علیہ السلام کو دفع فرمایا۔

نِعْمَ الْعَبْدُ۔ یعنی ایوب اچھے بندے ہیں۔

اِنَّهٗۤ اَوَّابٌ۔ وہ بہت رجوع لانے والا ہے۔ اس کے بعد تین نبیوں علیہم السلام کے اوصاف کا بیان ہے:

وَاذْكُرْ عِبٰدَنَاۤ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ اُولِى الْاَيْدِىْ وَالْاَبْصَارِ ﴿۴۵﴾۔

اور یاد کرو ہمارے بندوں ابراہیم اور اسحٰق اور یعقوب کو جو اطاعت الٰہی میں قوت والے اور صاحب بصیرت ہیں۔

یَعْنِیْ اُولِی الْقُوَّۃِ فِی الطَّاعَۃِ وَالْبَصِیْرَۃِ فِی الدِّیْنِ عَلٰی اَنَّ الْاَیْدِیَ مَجَازٌ مُّرْسَلٌ عَنِ الْقُوَّۃِ وَالْاَبْصَارُ جَمْعُ بَصَرٍ بِمَعْنَی بَصِیْرَۃٍ وَ ھُوَ مَجَازٌ اَیْضًا لٰکِنَّہٗ مَشْھُوْرٌ فِیْہِ اَوْ اِلَی الْاَعْمَالِ الْجَلِیْلَۃِ وَالْعُلُوْمِ الشَّرِیْفَۃِ وَ قِیْلَ الْاَیْدِیْ النِّعَمُ۔

یعنی طاعت الٰہی کے لئے مستعد اور دین کے معاملات میں بصیرت رکھنے والے یہ مجاز مرسل ہے قوۃ سے اور ابصار جمع ہے بصیرۃ کی یہ بھی مجاز اُس معنی میں استعمال کیا گیا اور اس کے مشہور معنی اعمال جلیلہ اور علوم شریفہ کے مالک اور بعض نے کہا کہ ایدی سے مراد نعمتیں ہیں۔

اِنَّاۤ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ ﴿۴۶﴾ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ﴿۴۷﴾۔

ہم نے انہیں اپنے لئے خالص کیا بہ سبب خصلت خالصہ اور جلیل الشان کے اور ان کا ذکر خیر دار آخرت میں ہے اور وہ ہمارے نزدیک ضرور چنے ہوئے بہترین لوگوں سے ہیں۔

ابن منذر ضحاک رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ ذکر دار سے مراد لوگوں میں ان کا ذکر خیر دار الآخرت میں ہوگا بہ سبب اس کے کہ ان کا زہد و تقویٰ اور حظوظ نفسانیہ سے وہ خالص و مخلص تھے جو انبیاء کی شان ہے۔

Marfat.com

اور ایک قول یہ ہے کہ دار دنیا میں ان کی ثناء جمیل اور لسان صدق اس شان سے ہو کہ غیر کو ایسی شان سے نہیں فرمایا۔ اس کے بعد ان کے آباء واخوان کی تعریف فرمائی: حیث قال۔

وَاذْكُرْ اِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ ۭ وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ ۝ ۴۸ ۔

اور یاد کیجئے اسماعیل اور یسع اور ذوالکفل کو اور یہ سب بہترین لوگ ہیں۔

حضرت اسماعیل ذبیح اللہ ابراہیم خلیل اللہ کے صاحبزادے ہیں ان کے صبر کا مقابل کوئی نہیں ہوا۔

حضرت یسع علیہ السلام کے متعلق ابن جریر کہتے ہیں: هُوَ ابْنُ خُطُوْبِ بْنِ الْعَجُوْزِ۔ یہ خطوب کے بیٹے اور عجوز کے پوتے ہیں۔ آپ کو حضرت الیاس علیہ السلام نے اپنا خلیفہ مقرر کیا اور یہ بنی اسرائیل سے ہیں۔ پھر انہیں نبی کیا گیا۔

الیاس کو بعض نے عجمی کہا اسی وجہ میں اعلام عجمیہ پر الف لام لگا کر معرب کیا گیا جیسے سکندر اعظم عجمی کو اسکندر کہہ کر معرب کرلیا گیا۔

اور ایک قول اتقان میں سیوطی رحمہ اللہ نے نقل کیا: هُوَ اِسْمٌ عَرَبِيٌّ مَنْقُوْلٌ مِنْ يَسَعُ مُضَارِعُ وَسِعَ۔ یہ اسم عربی ہے یسع مضارع ہے وسع سے۔

اور قاموس میں ہے: يَسَعُ كَيَضَعُ اُدْخِلَ عَلَيْهِ اَلْ۔ یسع بروزن یضع اسم عجمی ہے اس پر ال لگایا گیا۔

اور ذوالکفل کے متعلق ہے هُوَ ابْنُ اَيُّوْبَ۔ یہ ایوب کے بیٹے ہیں۔

وَعَنْ وَهْبٍ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى بَعَثَ بَعْدَ اَيُّوْبَ سَرَفَ ابْنَ اَيُّوْبَ نَبِيًّا وَسَمَّاهُ ذَاالْكِفْلِ وَاَمَرَهُ بِالدُّعَآءِ اِلٰى تَوْحِيْدِهٖ وَ كَانَ مُقِيْماً بِالشَّامِ عُمْرَهُ حَتّٰى مَاتَ وَ عُمْرُهُ خَمْسٌ وَّ سَبْعُوْنَ سَنَةً۔ وہب راوی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعد ایوب علیہ السلام حضرت سرف بن ایوب کو مبعوث کیا اور ان کا نام ذوالکفل رکھا اور انہیں دعوت توحید دینے ملک شام بھیجا وہاں آپ نے عمر گزاری حتیٰ کہ پچھتر سال کی عمر میں آپ نے وفات پائی۔

اور عجائب للکرمانی میں ہے: قِيْلَ هُوَ الْيَاسُ۔ الیاس ہی ذوالکفل ہیں۔

وَ قِيْلَ هُوَ يُوْشَعُ بْنُ نُوْنٍ۔ ایک قول ہے کہ ذوالکفل یوشع بن نون کو کہا گیا۔

ایک قول ہے کہ وہ نبی ہیں ان کا نام ذوالکفل ہے۔

اور ایک قول ہے: كَانَ رَجُلًا صَالِحًا تُكُفِّلَ بِاُمُوْرٍ فَوَفّٰى بِهَا۔ ذوالکفل ایک صالح آدمی تھے ان کے ذمہ چند امور تھے جو انہوں نے پورے کئے۔

ایک قول ہے: هُوَ زَكَرِيَّا مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔ یعنی ذوالکفل حضرت زکریا علیہ السلام ہیں۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: وَّ كَفَّلَهَا زَكَرِيَّا۔

ابن عساکر رحمہ اللہ کہتے ہیں هُوَ نَبِيٌّ تَكَفَّلَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَهٗ فِيْ عَمَلِهٖ لِضِعْفِ عَمَلِ غَيْرِهٖ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ۔ وہ نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انہیں ان کے عمل میں دوسرے انبیاء سے دوچند عمل کرنے کا ذمہ دار بنایا۔

ایک قول یہ ہے کہ وہ نبی تو نہیں تھے لیکن حضرت یسع نے انہیں اپنا خلیفہ بنایا تو انہوں نے اپنے ذمہ کیا کہ صائم الیوم اور قائم اللیل رہیں گے۔

ایک قول میں یہ بھی آیا کہ وہ دن میں سو رکعت ادا فرماتے تھے۔

ایک قول ہے کہ ذوالکفل ایک صالح آدمی تھے ان کے زمانہ میں چار سو نبی انبیاء بنی اسرائیل سے تھے تو ایک ظالم جابر بادشاہ نے انہیں قتل کرڈالا مگر جو رہے وہ جان بچا کر ذوالکفل کے پاس آگئے تو انہوں نے اپنی پناہ میں لیا اور انہیں مخفی رکھ کر ان کی حفاظت میں لگے رہے تو اللہ تعالیٰ نے ان کا نام ذوالکفل رکھا آگے ارشاد ہے:

وَكُلٌّ مِّنَ الْاَخْيَارِ۔ یہ تمام کے تمام اخیار سے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مقبول ہیں۔

هٰذَا ذِكْرٌ ؕ وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۴۹﴾ جَنّٰتِ عَدْنٍ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ ﴿۵۰﴾ مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾ وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾ اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ؕ

یہ پہلوں کا ذکر ہے اور بے شک پرہیزگاروں کے لئے ضرور اچھا ٹھکانہ ہے باغیچے بسنے رہنے کے جن کے در کھلے ہوں گے ان کے لئے وہ مسندوں پر ان میں تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور بہ کثرت پھل اور شراب اور ان کے پاس وہ بیویاں ہوں گی جو نظر اٹھا کر کسی جانب نہ دیکھیں گی سب ہم عمر یہ وہ نعمتیں ہیں جن کا تمہیں وعدہ دیا گیا حساب والے دن کو بے شک یہ تمہارا وہ رزق ہے جسے ختم ہونا نہیں یہ ہے بدلہ۔

یہاں ذکر سے مراد تذکرہ شرافت انبیاء ممدوحین ہے اور ذکر بین الناس مراد ہے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: هٰذَا ذِكْرُ مَنْ مَضٰى مِنَ الْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ۔

اور وَاِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَحُسْنَ مَاٰبٍ۔ فرما کر بیان اجر جزیل فرمایا گیا۔ گویا یوں ارشاد ہے: هٰذَا شَرَفٌ لَّهُمْ فِى الدُّنْيَا وَاِنَّ لَهُمْ وَلِاَضْرَابِهِمْ اَوْ اِنَّ لَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ لَحُسْنَ مَاٰبٍ۔

اس کے بعد بطریق بدل اشتمال جَنّٰتِ عَدْنٍ ارشاد ہوا۔

اور جنات عدن ایسے ہی ہے مَدِيْنَةٌ طَيِّبَةٌ۔

بعض نے کہا اِنَّ عَدْنًا مَصْدَرٌ – عَدَنَ بِمَكَانٍ كَذَا اِسْتَقَرَّ – مِنْهُ الْمَعْدَنُ لِمُسْتَقَرِّ الْجَوَاهِرِ۔ عدن مصدر ہے اس مکان کا جس میں استقرار ہو۔ اس سے معدن ہے جو مستقر جواہر کو کہتے ہیں۔

تو جنات عدن سے مراد جَنَّاتُ اِسْتِقْرَارٍ وَّ ثُبَاتٍ۔ جہاں ہمیشہ قرار و ثبات رہے۔

اور ابن جریر رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ سَاَلْتُ كَعْبًا عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى جَنّٰتِ عَدْنٍ فَقَالَ جَنّٰتُ كُرُوْمٍ وَّ اَعْنَابٍ۔ حضرت کعب سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا اس سے مراد انگور و اعناب کے باغیچے ہیں یہ سریانی لغت ہے اور ابن جریر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں اسے لغت رومی کہا ہے۔

اور وہ باغیچے وہ ہوں کہ مُّفَتَّحَةً لَّهُمُ الْاَبْوَابُ۔ اس کے در پرہیزگاروں کے لئے کھلے ہوں گے۔ پھر ان کی شان رہائش ظاہر فرمائی۔

مُتَّكِئِيْنَ فِيْهَا يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِفَاكِهَةٍ كَثِيْرَةٍ وَّشَرَابٍ ﴿۵۱﴾

مسند نشینی کے ساتھ کثرت سے پھل میوے اور شراب ان کی طلب اور خواہش سے وہاں ہوں گے اور

Marfat.com

وَعِنْدَهُمْ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ اَتْرَابٌ ﴿۵۲﴾۔

ان کے پاس وہ بیویاں ہم عمر اور ہم سن عفیفہ ہوں گی کہ غیر کی طرف ان کی نظر نہ اٹھے گی۔

اَتْرَابٌ۔ سے مراد ایک سن و عمر والیاں ہیں۔

اس عم ہمری کا فائدہ یہ ہے کہ کوئی کسی کے حسن و جمال پر رشک تو کجا غبطہ بھی نہ کرے گا اور ہم عمری کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ازواج اپنے خاوندوں سے مانوس ہوں گی اور خاوند اپنی بیویوں سے۔

هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِيَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۵۳﴾۔

یہ ہے تمہارے اعمال صالحہ کا بدلہ جس کا تم وعدہ دیئے گئے ہو حساب والے دن۔

اِنَّ هٰذَا لَرِزْقُنَا مَا لَهٗ مِنْ نَّفَادٍ ﴿۵۴﴾ هٰذَا ۔

بے شک یہ ہمارا وہ عطیہ ہے جسے ختم ہونا نہیں۔ یہ ہے ہماری نعمت۔

نفاد کے معنی انقطاع کے ہیں یعنی جو انواع و اقسام نعمت میں نے بیان فرمائی وہ تمہیں عطا کیے جائیں گے اور ان نعمتوں کا انقطاع نہ ہوگا۔ یہ مومنین کے لئے وعدہ ہے۔

اب بموجب اسلوب بیان قرآن حکیم نیکوں کے ذکر کے بعد طاغی لاغی افراد کا حال بھی بیان فرمانا تھا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاِنَّ لِلطّٰغِيْنَ لَشَرَّ مَاٰبٍ ﴿۵۵﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا فَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿۵۶﴾۔

اور بے شک کافروں کے لئے بہت برا ٹھکانہ ہے جہنم کے اندر داخل ہوں گے تو وہ بہت برا بچھونا ہے۔

طاغین کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: وَالطَّاغُوْنَ هٰهُنَا الْكُفَّارُ۔ یہاں طاغین سے مراد کفار ہیں۔

اور یہی سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اَیِ الَّذِيْنَ طَغَوْا عَلَیَّ وَ كَذَّبُوْا رُسُلِیْ۔

اور جبائی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَصْحَابُ الْكَبَائِرِ كُفَّارًا كَانُوْا اَوْ لَمْ يَكُوْنُوْا۔ طاغین سے مراد اصحاب کبائر ہیں کافر ہوں یا نہ ہوں۔

اور لَشَرَّ مَاٰبٍ۔ مقابلہ میں لَحُسْنَ مَاٰبٍ کے ہیں۔

چنانچہ حماسہ میں مرزوقی رحمہ اللہ نے کہا: اِنَّ لِلْمُتَّقِيْنَ لَخَيْرَ مَاٰبٍ وَ حُسْنَ مَاٰبٍ وَاِنَّ لِلطَّاغِيْنَ لَقُبْحَ مَاٰبٍ وَشَرَّ مَاٰبٍ۔

جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا۔ اَیْ يَدْخُلُوْنَهَا۔ جہنم جس میں داخل ہوں۔

فَبِئْسَ الْمِهَادُ۔ تو برا ہے بچھونا وَالْمِهَادُ كَالْفِرَاشِ۔

هٰذَا فَلْيَذُوْقُوْهُ حَمِيْمٌ وَّغَسَّاقٌ ﴿۵۷﴾۔

یہ ہے عذاب تو چکھو کھولتا ہوا پانی اور جہنمیوں کی راد پیپ۔

حَمِيْمٌ کی تعریف ہے: اَلْحَمِيْمُ الْمَاءُ الشَّدِيْدُ الْحَرَارَةِ۔ حمیم جوش پانی ہے۔ وَالْغَسَّاقُ اِسْمٌ يَجْرِیْ مِنْ صَدِيْدِ اَهْلِ النَّارِ۔ غساق نام ہے اس کا جو جہنمیوں کا پیپ ہے۔

ابن جریر کعب سے راوی ہیں: اِنَّهٗ عَيْنٌ فِیْ جَهَنَّمَ تَسِيْلُ اِلَيْهَا حُمَةُ كُلِّ ذِیْ حُمَةٍ مِنْ حَيَّةٍ وَّ عَقْرَبٍ

وَ غَیرِھِمَا یُغمَسُ فِیھَا الکَافِرُ فَیَتَسَاقَطُ جِلدُہٗ وَ لَحمُہٗ۔ غساق جہنم میں ایک چشمہ ہے جس میں بہتی ہے راد پیپ اوراس کی کیچڑ جس میں سانپ بچھو وغیرہ ہیں اس میں کافر غوطہ کھاتا ہے جس سے اس کی جلد اور گوشت سب گر جاتا ہے۔

اور احمد و ترمذی اور ابن حبان اور حاکم حضرت ابوسعید سے ناقل ہیں: قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ دَلْوًا مِّنْ غَسَّاقٍ یُھْرَاقُ فِی الدُّنْیَا لَاَنْتَنَ اَھْلُ الدُّنْیَا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر ایک ڈول چشمہ غساق سے دنیا میں بہا دیا جائے تو دنیا والے متعفن ہو جائیں۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اَلْغَسَّاقُ عَذَابٌ لَّا یَعْلَمُہٗ اِلَّا اللّٰہُ۔ غساق ایک ایسے عذاب کا نام ہے جسے سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔

وَّاٰخَرُ مِنْ شَكْلِهٖٓ اَزْوَاجٌ ﴿۵۸﴾ ۔ اور دوسرے عذاب اس کی مثل جوڑا جوڑا ہیں۔

یعنی جہنم کے عذاب انواع واقسام کے ہیں کہ ان کی تفصیل احاطہ بیان سے باہر ہے۔

هٰذَا فَوْجٌ مُّقْتَحِمٌ مَّعَكُمْ ۚ لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ ۭ اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ ﴿۵۹﴾ ۔

یہ جماعت کثیر تمہارے ہم نواؤں کی تمہارے ساتھ دھکیلی جا رہی ہے۔

مُّقْتَحِمٌ کی تعریف رَاکِبُ الشِّدَّۃِ دَاخِلٌ فِیْھَا کی گئی ہے جس کے خلاصہ معنی ایک پر ایک گرتا پڑتا دھکیلنا ہوتا ہے لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ کے معنی نہ فراخی ہو تمہیں ہو سکتے ہیں۔

محاورہ میں بولتے ہیں: مَرْحَبًا بِکَ یَعْنِیْ رَحُبَتْ بِلَادُکَ رَحْبًا یَعْنِیْ اَتَیْتَ رَحْبًا مِنَ الْبِلَادِ لَاضِیْقًا لَا مَرْحَبًۢا بِهِمْ کے معنی ہوئے: لَا رَحُبَتْ بِھِمُ الدَّارُ مَرْحَبًا - مَرْحَبًا مِنَ الرُّحْبِ بِضَمِّ الرَّآءِ وَ ھُوَ السَّعَۃُ وَ مِنْہُ الرَّحْبَۃُ لِلْفَضَاءِ الْوَاسِعِ۔ خلاصہ مفہوم یہی نکلتا ہے کہ مرحبا، رحب سے ہے اور یہ فضا کی فراخی و وسعت کے معنی میں مستعمل ہے۔ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ کے معنی ہوئے نہ فراخی و وسعت ہو تمہیں۔

اِنَّهُمْ صَالُوا النَّارِ۔ بے شک وہ آگ میں جانے والے ہیں۔

آلوسی فرماتے ہیں: کَاَنَّہٗ قِیْلَ اِنَّھُمْ دَاخِلُوْنَ النَّارَ بِاَعْمَالِھِمْ مِثْلَنَا فَاَیُّ نَفْعٍ لَّنَا مِنْھُمْ فَلَا مَرْحَبًا بِھِمْ۔ گویا یوں کہا گیا کہ وہ جہنم میں اپنے اعمال کے بدلے ہماری طرح داخل ہوں گے تو ہمیں کیا فائدہ ان کے لئے بھی وسعت و کشادگی نہیں تو اتباع رؤسائے کفار جو فوج مقتحم ہوں گے اپنے رؤسا کو کہیں گے۔

قَالُوْا بَلْ اَنْتُمْ ۣ لَا مَرْحَبًۢا بِكُمْ ۭ اَنْتُمْ قَدَّمْتُمُوْهُ لَنَا ۚ فَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۶۰﴾ ۔

کہیں گے وہ بلکہ تم وہ ہو کہ تمہیں نہ فراخی و کشادگی ہو تم نے ہمیں عذاب میں ڈالا جو بدترین قرار کی جگہ ہے۔

یعنی تم نے ہمیں گمراہ کر کے اس عذاب میں مبتلا کیا جو بدترین جگہ ہے۔

اس کے جواب میں وہ اتباع کفار بارگاہ الٰہی عزوجل میں بتضرع عرض کریں گے:

قَالُوْا رَبَّنَا مَنْ قَدَّمَ لَنَا هٰذَا فَزِدْهُ عَذَابًا ضِعْفًا فِي النَّارِ ﴿۶۱﴾ ۔

متبعین سرداران کفار کہیں گے اے رب ہمارے! جس نے یہ عذاب ہم پر کرایا تو انہیں عذاب دو چند جہنم میں کر۔

یعنی اتباع سرداران کفار بتضرع وزاری بارگاہ الٰہی عزوجل میں عرض کریں گے کہ خدایا! جن کی وجہ سے ہم پر عذاب آیا

Marfat.com

انہیں عذاب زیادہ کر کہ وہی ہماری گمراہی کا سبب بنے۔

اور فقراء مومنین جنہیں یہ بنظر حقارت دیکھتے تھے انہیں جب وہ اپنے ساتھ نہ دیکھیں اس لئے کہ وہ بموجب وعدہ الٰہی اِنِّیْ جَزَیْتُهُمُ الْیَوْمَ بِمَا صَبَرُوْۤا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ جنات عالیہ میں ہوں تو کہیں۔

وَقَالُوْا مَا لَنَا لَا نَرٰى رِجَالًا كُنَّا نَعُدُّهُمْ مِّنَ الْاَشْرَارِ ﴿۶۲﴾ اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ ۔

اور کہیں گے جہنم والے کیا بات ہے کہ ہم نہیں دیکھتے ان لوگوں کو جنہیں ہم شریر گمان کرتے تھے ہم نے انہیں مسخرا سمجھا تھا یا ان کے مراتب سے ہماری نظریں پتھرا گئی تھیں۔

یہ ان فقراء صحابہ کی شان میں ہے جنہیں یہ مشرکین بنظر ذلت دیکھتے اور ان کا تمسخر کرتے تھے۔ صنادید قریش ابوجہل، امیہ بن خلف اور اصحاب قلیب بدر، حضرت عمار بن یاسر، صہیب رومی، حضرت سلیمان، خباب بن الارت اور بلال حبشی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ استہزاء کرتے اور انہیں اراذل میں شمار کرتے تھے۔

اَتَّخَذْنٰهُمْ سِخْرِيًّا اَمْ زَاغَتْ عَنْهُمُ الْاَبْصَارُ ﴿۶۳﴾ ۔

ہم نے تو انہیں تمسخر و استہزاء کیا تھا یا ان کے مراتب ہمیں نظر نہ آئے۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ ذٰلِكَ لَحَقٌّ تَخَاصُمُ اَهْلِ النَّارِ ﴿۶۴﴾ ۔

بے شک مخاصمہ اور گفتگو حق ہے جو جہنمی آپس میں مخاصمہ کرتے تھے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ صٓ - پ ۲۳

قُلْ اِنَّمَاۤ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾
آپ فرما دیں میں تو ڈر سنانے والا ہوں اور معبود کوئی نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾
مالک آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بڑا بخشنے والا

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾
فرما دیجئے وہ خبر عظیم ہے

اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾
جس سے تم غفلت میں ہو

مَا كَانَ لِیَ مِنْ عِلْمٍۭ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰۤى اِذْ یَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾
مجھے ملأ اعلیٰ کی خبر نہ تھی جب وہ جھگڑتے تھے

اِنْ یُّوْحٰۤى اِلَیَّ اِلَّاۤ اَنَّمَاۤ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿۷۰﴾
مجھے یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر میں روشن ڈر سنانے والا ہوں

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿۷۱﴾
جب ملائکہ سے تیرے رب نے فرمایا کہ میں بناؤں گا انسان مٹی سے

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَ نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۷۲﴾
تو جب میں اسے ٹھیک بنا لوں اور پھونک دوں اس میں اپنی طرف سے روح تو تم گر جانا اس کے لئے سجدے میں

Marfat.com

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾
توسجدہ کیا سب فرشتوں نے

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾
مگر ابلیس نے اس نے تکبر کیا اور وہ کافر ہی تھا

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾
فرمایا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا کہ تو سجدہ کرے اس کے لئے جسے میں نے اپنے ید قدرت سے بنایا کیا تجھے غرور آیا یا تو تھا ہی مغروروں میں

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾
بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾
ارشاد ہوا تو نکل جا جنت سے تو راندا گیا ہے

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْٓ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾
اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾
بولا اے میرے رب! اگر یہ بات ہے تو مہلت دے مجھے نشر والے دن تک

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾
فرمایا تو مہلت والوں میں ہے

اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾
وقت معلوم کے دن تک

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾
بولا قسم ہے تیری عزت وجلال کی میں ضرور ضرور سب کو گمراہ کروں گا

اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾
مگر تیرے بندے جو چنے ہوئے ہیں

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾
فرمایا تو سچ یہ ہے اور میں سچ ہی فرماتا ہوں

لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾
بے شک میں ضرور بھردوں گا جہنم تجھ سے اور ان سے جتنے تیری پیروی کریں گے سب سے

قُلْ مَآ اَسْـَٔـلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾
فرمادیجئے میں نہیں مانگتا اس تعلیم پر کوئی اجر اور میں تصنع کرنے والوں سے نہیں

اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾
وہ قرآن تمام عالموں کے لئے نصیحت ہے

وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾
اور ضرور تم جان لوگے اس کی خبر ایک وقت

حل لغات پانچواں رکوع۔ سورۃ صٓ۔ پ ۲۳

قُلْ۔ فرمادیں	اِنَّمَآ۔ صرف	اَنَا۔ میں	مُنْذِرٌ۔ ڈرسنانے والا ہوں
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	مِنْ اِلٰهٍ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر
اللّٰهُ۔ اللہ	الْوَاحِدُ۔ اکیلا	الْقَهَّارُ۔ زبردست	رَبُّ۔ رب
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کا	وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا	وَ۔ اور

Marfat.com

مَا۔جو	بَيْنَهُمَا۔ان کے درمیان ہے	الْعَزِيْزُ۔غالب	الْغَفَّارُ۔بخشنے والا
قُلْ۔فرمائیے	هُوَ۔وہ	نَبَؤٌا۔خبر ہے	عَظِيْمٌ۔بہت بڑی
اَنْتُمْ۔تم	عَنْهُ۔اس سے	مُعْرِضُوْنَ۔منہ پھیرتے ہو	مَا۔نہیں
كَانَ۔تھا	لِیَ۔مجھے	مِنْ عِلْمٍ۔کوئی علم	بِالْمَلَاِ۔مجلس
الْاَعْلٰی۔بلند کا	اِذْ۔جب	يَخْتَصِمُوْنَ۔جھگڑتے تھے	اِنْ۔نہیں
يُّوْحٰی۔وحی کی جاتی	اِلَیَّ۔میری طرف	اِلَّآ۔مگر	اَنَّمَآ۔یہ کہ
اَنَا۔میں	نَذِيْرٌ۔ڈرانے والا ہوں	مُّبِيْنٌ۔ظاہر	اِذْ۔جب
قَالَ۔کہا	رَبُّكَ۔تیرے رب نے	لِلْمَلٰٓئِكَةِ۔فرشتوں کو	اِنِّیْ۔بے شک میں
خَالِقٌۢ۔پیدا کرنے والا ہوں	بَشَرًا۔بشر	مِّنْ طِيْنٍ۔مٹی سے	فَاِذَا۔پھر جب
سَوَّيْتُهٗ۔میں درست کرلوں اسے		وَ۔اور	نَفَخْتُ۔پھونک دوں
فِيْهِ۔اس میں	مِنْ رُّوْحِیْ۔اپنی روح	فَقَعُوْا۔تو گر پڑو	لَهٗ۔اس کے سامنے
سٰجِدِيْنَ۔سجدہ کرتے	فَسَجَدَ۔تو سجدہ کیا	الْمَلٰٓئِكَةُ۔فرشتوں نے	كُلُّهُمْ۔سب کے
اَجْمَعُوْنَ۔سب نے	اِلَّآ۔مگر	اِبْلِيْسَ۔ابلیس نے	اِسْتَكْبَرَ۔تکبر کیا
وَ۔اور	كَانَ۔ہوا	مِنَ الْكٰفِرِيْنَ۔منکروں سے	
قَالَ۔فرمایا	يٰٓاِبْلِيْسُ۔اے ابلیس!	مَا۔کس نے	مَنَعَكَ۔روکا تجھ کو
اَنْ۔یہ کہ	تَسْجُدَ۔تو سجدہ کرے	لِمَا۔اس کو کہ	خَلَقْتُ۔پیدا کیا میں نے
بِيَدَیَّ۔اپنے ہاتھ سے	اَسْتَكْبَرْتَ۔کیا تو نے تکبر کیا		اَمْ۔یا
كُنْتَ۔ہے تو	مِنَ الْعَالِيْنَ۔سرکش لوگوں سے		قَالَ۔بولا
اَنَا۔میں	خَيْرٌ۔بہتر ہوں	مِّنْهُ۔اس سے	خَلَقْتَنِیْ۔پیدا کیا تو نے
مجھے	مِنْ نَّارٍ۔آگ سے	وَّ۔اور	خَلَقْتَهٗ۔پیدا کیا اس کو
مِنْ طِيْنٍ۔مٹی سے	قَالَ۔فرمایا	فَاخْرُجْ۔نکل جا	مِنْهَا۔اس سے
فَاِنَّكَ۔بے شک تو	رَجِيْمٌ۔مردود ہے	وَّ۔اور	اِنَّ۔بے شک
عَلَيْكَ۔تجھ پر	لَعْنَتِیْٓ۔میری لعنت ہے	اِلٰی۔طرف	يَوْمِ۔دن
الدِّيْنِ۔قیامت کے	قَالَ۔بولا	رَبِّ۔اے میرے رب!	فَاَنْظِرْ۔مہلت دے
نِیْٓ۔مجھ کو	اِلٰی۔طرف	يَوْمِ۔دن	يُبْعَثُوْنَ۔اٹھنے کے
قَالَ۔فرمایا	فَاِنَّكَ۔بے شک تو	مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ۔مہلت والوں سے ہے	
اِلٰی۔طرف	يَوْمِ۔دن	الْوَقْتِ۔وقت	الْمَعْلُوْمِ۔مقرر کے
قَالَ۔بولا	فَبِعِزَّتِكَ۔تیری عزت کی قسم	لَاُغْوِيَنَّهُمْ۔میں ضرور ان کو گمراہ کروں گا	

Marfat.com

اَجْمَعِيْنَ۔ سب کو	اِلَّا۔ مگر	عِبَادَ۔ بندے	كَ۔ تیرے
مِنْهُمُ۔ ان میں سے	الْمُخْلَصِيْنَ۔ خالص	قَالَ۔ فرمایا	فَالْحَقُّ۔ سچی بات سن
وَ۔ اور	الْحَقَّ۔ سچ ہی	اَقُوْلُ۔ میں کہتا ہوں	لَاَمْلَـَٔنَّ۔ میں ضرور بھروں گا
جَهَنَّمَ۔ جہنم کو	مِنْكَ۔ تجھ سے	وَ۔ اور	مِمَّنْ۔ ان سے جو
تَبِعَكَ۔ پیروی کریں تیری	مِنْهُمْ۔ ان میں سے	اَجْمَعِيْنَ۔ سب سے	قُلْ۔ فرمائیں
مَآ۔ نہیں	اَسْـَٔلُكُمْ۔ مانگتا میں تم سے	عَلَيْهِ۔ اس پر	مِنْ اَجْرٍ۔ کوئی اجرت
وَّ۔ اور	مَآ۔ نہیں	اَنَا۔ میں	مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ۔ تصنع
کرنے والوں سے	اِنْ۔ نہیں ہے	هُوَ۔ وہ	اِلَّا۔ مگر
ذِكْرٌ۔ نصیحت	لِّلْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کے لئے		وَ۔ اور
لَتَعْلَمُنَّ۔ ضرور جانو گے تم	نَبَاَهٗ۔ اس کی خبر	بَعْدَ۔ بعد	حِيْنٍ۔ ایک وقت کے

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔سورۃ ص۔پ ۲۳

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۔ آپ فرما دیجئے اے محبوب! کفار مکہ سے کہ میں تو ڈرسنانے والا ہی ہوں وَّمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ۔ اور کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ سب پر غالب۔

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿٦٦﴾۔

وہی ایک رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان کے مابین ہے عزت والا بڑا بخشنے والا۔

گویا اس امر کو واضح فرمایا کہ آسمانوں اور زمین کے مابین بھی نہ معلوم کیسی کیسی مخلوق ہے جسے سائنس والے اپنے فن کے ذریعہ معلوم کرلیں گے۔ اور کیا کیا معلوم کر چکے ہیں لیکن اس کے ساتھ انہیں یہ بھی معلوم کرنا ضروری ہے کہ ان سب کا مالک اور رب وہی ایک عزیز وغفار ہے آگے ارشاد ہے:

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِيْمٌ ﴿٦٧﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿٦٨﴾۔

اے محبوب! انہیں فرما دیجئے کہ وہ بڑی خبر ہے تم اس سے اعراض کر رہے ہو اور غفلت میں ہو۔

یعنی قرآن کریم یا روز قیامت یا رسول کریم کا منذر ہونا یا اللہ تعالیٰ کا وحدہ لاشریک لہ ہونا ان امور سے تم غفلت میں رہ کر اعراض کرتے اور مجھ پر ایمان نہیں لاتے ہو باآنکہ حقیقت یہ ہے کہ

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍۢ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿٦٩﴾۔

مجھے بھی عالم بالا کی کیا خبر تھی جب وہ جھگڑے تھے۔

یعنی ملائکہ مقربین حضرت آدم علیہ السلام کے باب میں جو سوال وجواب دے رہے تھے اس کا مجھے کچھ علم نہ ہوتا اگر میں نبی نہ ہوتا۔ یہ میرے نبی ہونے کی بین دلیل ہے کہ بذریعہ وحی اللہ تعالیٰ نے مجھے مطلع فرمایا چنانچہ ارشاد ہے اے محبوب! فرمادو۔

اِنْ يُّوْحٰٓى اِلَيَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿٧٠﴾۔

مجھے یہی وحی ہوتی ہے کہ میں روشن ڈرسنانے والا ہوں۔

Marfat.com

چنانچہ دارمی اور ترمذی میں حدیثیں ہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں اپنے رب عزوجل کے دیدار سے مشرف ہوا۔ حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے گمان میں یہ واقعہ خواب کا ہے۔

ایک حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے محبوب! عالم بالا کے ملائکہ کس معاملہ میں مخاصمہ کرتے ہیں؟ میں نے عرض کیا الٰہی! تو ہی دانا ہے تو پھر رب العزت جل مجدہ نے اپنا ید قدرت میرے دونوں شانوں کے مابین رکھا میں نے اس کے فیض کی برودت اپنے قلب میں پائی تو تمام آسمان وزمین کی ہر شے میرے اوپر منکشف ہوگئی۔

پھر ارشاد ہوا اے محبوب! بتاؤ عالم بالا کے ملائکہ کس امر میں مخاصمہ کرتے ہیں؟ میں نے عرض کی ہاں اے رب! وہ کفارات میں مخاصمہ کرتے ہیں۔

اور کفارات یہ ہیں:

نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا۔

اور پیادہ پا جماعت کے لئے جانا۔

اور سردی کے وقت جبکہ پانی ناگوار ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا۔

جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر اور موت بھی بہتر ہے۔

اور وہ گناہوں سے ایسا پاک ہوتا ہے جیسا پیدائش کے دن تھا۔

پھر جناب باری تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا اے محبوب! نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاکِیْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَۃً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَ حُبَّ عَمَلٍ یُقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ۔

بعض روایتوں سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے لیے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے جان لیا فَتَجَلّٰی لِیْ کُلُّ شَیْءٍ وَّ عَرَفْتُ۔

ایک حدیث میں ہے: فَعَرَفْتُ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَھَا۔ میں نے جان لیا جو کچھ زمین کے مشرق ومغرب میں ہے۔

اور علامہ خازن رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں اس حدیث پر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ انور کھول دیا اور قلب مبارک کو منور فرمادیا اور جس کا کسی کو علم نہیں اس علم کی معرفت آپ کو عطا فرمادی حتیٰ کہ آپ نے نعمت ومعرفت کی برودت اپنے قلب منور میں پائی اور قلب اقدس منور ہوگیا اور سینہ مبارک کھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلام الٰہی جان لیا آگے ارشاد ہے:

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ۝۷۱ -

جب فرمایا تیرے رب نے فرشتوں سے کہ میں مٹی سے انسان بناؤں گا۔

Marfat.com

یعنی حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کروں گا۔ یہ آدم علیہ السلام کا میلاد شریف بیان ہو رہا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُوا لَهُ سَاجِدِينَ ﴿٧٢﴾ فَسَجَدَ الْمَلَائِكَةُ كُلُّهُمْ أَجْمَعُونَ ﴿٧٣﴾ إِلَّا إِبْلِيسَ اسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكَافِرِينَ ﴿٧٤﴾۔

تو جب میں برابر بنالوں اور اس میں اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو تم اس کے لئے سجدے میں گر جانا تو سب فرشتوں نے سجدہ کیا کوئی منحرف نہ ہوا مگر ابلیس کہ اس نے تکبر کیا اور وہ کافر ہی تھا علم الٰہی میں۔

اس آیت کریمہ سے چند امور ظاہر ہوئے۔

اول یہ حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت پر ملائکہ کو بشارت دی گئی۔

دوسرے یہ کہ فقط پتلۂ خاکی پر ملائکہ کو سجدہ کا حکم نہ دیا بلکہ فرمایا جب میں اس کا مجسمہ بنا کر اس میں اپنے حکم سے جان ڈال دوں تو اس کے لئے تعظیماً سجدہ کرنا۔

معلوم ہوا کہ ولادت آدم کی خوشی میں سجدہ کا حکم منجانب اللہ ہوا اور ولادت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء کی فرحت میں فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا حکم ملا یعنی میلاد آدم پر سجدہ کا حکم ہوا اور ولادت محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اظہار فرح وسرور کا مبالغہ کرنا واجب فرمایا۔

پھر جناب باری عز اسمہ کی طرف سے ارشاد ہوا:

قَالَ يَا إِبْلِيسُ مَا مَنَعَكَ أَن تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۖ أَسْتَكْبَرْتَ أَمْ كُنتَ مِنَ الْعَالِينَ ﴿٧٥﴾۔

فرمایا اے ابلیس! تجھے کس چیز نے روکا اس کو سجدہ کرنے سے جسے میں نے اپنے ید قدرت سے بنایا کیا تجھے غرور آ گیا یا تو مغروروں میں ہی تھا۔

اور حقیقت بھی یہ ہے کہ شیطان جسے ابلیس فرمایا گیا وہ قوم جن سے تھا فرشتوں میں سے نہ تھا جیسا کہ قرآن کریم میں ہے: كَانَ مِنَ الْجِنِّ وہ جن تھا اور جن ایسی قوم ہے جس کا شیوہ ہی تکبر ہے چنانچہ اس نے جواب دیتے ہوئے بھی اپنا امتیاز تخلیقی بیان کیا جیسا کہ ارشاد ہے:

قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۖ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ﴿٧٦﴾۔

شیطان بولا میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے بنایا اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہے۔

اس جواب سے اس کی مراد یہ تھی کہ اگر آدم آگ سے پیدا ہوتے تب بھی میرے برابر ہوتے اور ایسی صورت میں بھی مجھ پر سجدہ لازم نہ تھا چہ جائیکہ وہ مٹی سے بنائے گئے تو میں اسے کیسے سجدہ کرسکتا ہوں اسی قیاس کی مذمت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ مَنْ قَاسَ الشَّيْطَانُ۔

حالانکہ اسے یہ سوچنا تھا کہ آگ یا مٹی سے مخلوق ہونے میں کوئی امتیاز نہیں من حیث المخلوق سب مخلوق ہیں پھر ان میں سے جسے جتنا اور جیسا شرف دیا جائے یہ دینے والے کا عطا کردہ ہے تو امتثال امر کرنے والے وہ معصوم تھے جو جھک گئے اور تکبر وغرور کرنے والا وہ تھا جس نے سرتابی کی اور بموجب حکم الٰہی رجیم و مردود و مقہور ہو گیا چنانچہ ارشاد ہے:

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَإِنَّكَ رَجِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِي إِلَىٰ يَوْمِ الدِّينِ ﴿٧٨﴾

Marfat.com

فرمایا اللہ تعالیٰ نے نکل جنت سے کہ تو راندا گیا اور بے شک تجھ پر قیامت تک میری لعنت ہے۔

جنت سے تو اس لئے نکال دیا گیا کہ اس نے سرکشی اور نافرمانی اور تکبر کے باعث اس کی صورت بدل دی وہ پہلے حسین تھا اب بدشکل وسیاہ کر دیا گیا اور اس کے چہرہ کی نورانیت سلب کر لی گئی۔

اور اس پر قیامت تک لعنت و پھٹکار اور انواع واقسام کے عذاب ہیں۔ اس کے بعد شیطان نے بارگاہ بے نیاز میں عرض کی:

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِیْٓ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾

بولا اے میرے رب! اگر مجھے ملعون کر دیا گیا ہے تو کم از کم اتنا تو ہو کہ مجھے مہلت دی جائے اس دن تک جبکہ لوگ قبروں سے اٹھائے جائیں گے۔

چونکہ آدم علیہ السلام اور ان کی ذریت اپنی فنا کے بعد جزائے اعمال کے لئے اٹھائے جائیں گے تو شیطان نے اس دن تک کی مہلت اس لئے طلب کی کہ وہ ابنائے آدم کو اس مہلت میں گمراہ کرے اور اس ذریعہ سے اپنا بغض خوب نکالے اور حیات دنیا میں موت سے محفوظ رہے کہ بعث ونشر کے بعد موت نہیں۔

اور ذات بے نیاز چونکہ بے نیاز ہے اسے اس کی مراد کا یقیناً علم تھا مگر پھر بھی اس کی آرزو پوری فرما دی اور ارشاد ہوا:

قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾

فرمایا تو مہلت والوں میں ہے جانے ہوئے وقت کے دن تک۔

یعنی نفخۂ اولیٰ تک جس کو خلق کی فنا کے لئے متعین فرمایا گیا ہے۔ غرضکہ جب شیطان نے یہ مہلت حاصل کر لی تو اس کے بعد عرض پیرا ہوا چنانچہ ارشاد ہے:

قَالَ فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَکَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِیْنَ ﴿۸۳﴾

بولا اب تیری عزت وجلال کی قسم میں ضرور انہیں سب کو گمراہ کروں گا مگر جو ان میں تیرے چنے ہوئے بندے ہیں۔

اس لئے کہ تیرے چنے ہوئے بندوں پر میرا داؤ چلنا ناممکن ہے ارشاد باری عزوجل ہے:

قَالَ فَالْحَقُّ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْکَ وَمِمَّنْ تَبِعَکَ مِنْهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۸۵﴾

فرمایا سچ بات یہ ہے جو سچے طریقہ پر ہم فرماتے ہیں بے شک میں ضرور جہنم بھر دوں گا تجھ سے مع تیری ذریت کے جو تیری پیروی کریں گے سب کو۔ پھر ارشاد ہوا:

قُلْ مَآ اَسْئَلُکُمْ عَلَیْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُتَکَلِّفِیْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِیْنٍ ﴿۸۸﴾

اے محبوب! فرما دیں میں اس تعلیم قرآن پر تم سے کچھ اجر نہیں مانگتا اور میں بناوٹ کرنے والوں میں سے نہیں وہ تو نہیں مگر نصیحت سارے جہان کے لئے اور ضرور ایک وقت کے بعد تم اس کی خبر جان لو گے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ موت کے بعد یا بقول ثانی قیامت کے روز سے بَعْدَ حِیْنٍ مراد ہے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع - سورۃ ص - پ ۲۳

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا مُنْذِرٌ ۖ وَّ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۶۵﴾ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ﴿۶۶﴾۔

اے محبوب! ان مشرکین مکہ سے فرما دیجئے کہ میں تو ڈرانے والا ہی ہوں تمہیں عذاب آخرت سے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ مشرکین مکہ کے اس قول کا رد ہے جو وہ کہتے تھے: هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ۔ اس لئے کہ انذار منافی سحر و کذب ہے گویا اس کے یہ معنی ہوئے: اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلٌ مُّنْذِرٌ لَا سَاحِرٌ كَذَّابٌ۔ میں تو رسول ہی ہوں نہ کہ ساحر و کذاب۔ اور یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ جو وصف رسالت و انذار سے متصف ہوگا اس کے لئے وصف سحر و کذب منافی ہے۔ نیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ کوئی معبود نہیں مگر ایک اللہ ہی ہے جو ہر شے پر غالب ہے اور یہی صفت رسالت پر مؤید ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے:

رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ۔ وہی مالک اور رب ہے آسمانوں اور زمین کا۔

یعنی موجودات کی پیدائش اسی ذات سبحانہ وتعالیٰ کے امر سے ہوئی اور وہی مدبر جمیع امور ہے اور وہی غالب ہے اس پر کوئی کسی امر میں غالب نہیں اور وہی بخشنے والا ہے جسے چاہے یہ تقریر توحید ہے۔

آیۂ کریمہ کے پہلے ختم میں قہار فرمایا اور دوسرے کے ختم پر غفار کہا۔

یہ اس لئے کہ قہار علیٰ کل شیء وہی ہو سکتا ہے جو ایک ہو اور اگر اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو پھر وہ قہار نہیں ہو سکتا اس لئے کہ اسے اللہ مطلق نہیں کہہ سکتے اس واسطے کہ دو قہار ماننے میں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کبھی جو قہار ہے وہ دوسرے قہار سے مقہور ہوگا اور صفت مقہوری منافی الوہیت ہے تَعٰلٰى عَمَّا يَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِيْرًا۔

اس لئے کہ آسمان و زمین اور جو کچھ اس کے مابین ہے ان کا قیام ناممکن ہو جاتا ہے اس لئے کہ ایک قہار زمین و آسمان بنانا چاہے گا اور دوسرا مٹانا چاہے گا تو لَفَسَدَتَا کا ہی ظہور ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ قہار ایک اور صرف ایک ہی ہو اور جہاں قہار کا ایک ہونا ضروری ہے وہاں غفار بھی ایک ہی ہونا ضروری ہے آگے ارشاد ہے:

قُلْ هُوَ نَبَؤٌا عَظِیْمٌ ﴿۶۷﴾ اَنْتُمْ عَنْهُ مُعْرِضُوْنَ ﴿۶۸﴾۔

فرما دیجئے وہ خبر عظیم ہے جس سے تم بے خبر اور معرض ہو۔ وہ نبأ عظیم تین امور پر مشتمل ہے:

اول حضور خاتم نبوت کا رسول ہونا۔

دوسرے منذر یعنی عذاب آخرت سے ڈرانے والا ہونا۔

تیسرے اللہ تبارک وتعالیٰ کا وحدہ لاشریک لہ ہونا۔

اور یہ خبر عظیم یقینی تمہارے لئے مفید ہے اور اس کے اندر کسی قسم کا ریب و شک نہیں۔ مگر تم اس سے بے خبر اور اعراض پر قائم ہو۔

اور اس مضمون سے سورۃ مبارکہ کی ابتدا کی گئی چنانچہ ارشاد ہے: صٓ وَ الْقُرْاٰنِ ذِی الذِّكْرِ ﴿۱﴾ بَلِ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا فِیْ عِزَّةٍ وَّ شِقَاقٍ۔

Marfat.com

مَا كَانَ لِيَ مِنْ عِلْمٍ بِالْمَلَاِ الْاَعْلٰٓى اِذْ يَخْتَصِمُوْنَ ﴿۶۹﴾

مجھے علم نہ تھا عالم بالا کا جبکہ ملائکہ میں مخاصمہ ہو رہا تھا۔

گویا اس امر کا اظہار فرمایا گیا کہ ملأ اعلیٰ میں جو مخاصمہ تھا اس کا علم بلا اعلام الٰہی کچھ نہ تھا اور علم قیامت بھی بغیر اعلام مجھے نہیں تھا گویا یہ بتایا کہ میرا علم تمام وکمال عطائی ہے ذاتی علم مجھے نہیں۔

چنانچہ ترمذی رحمہ اللہ سے بسند صحیح وارد ہے اور طبرانی رحمہ اللہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جو ہمارے دعویٰ کی مؤید ہے:

قَالَ اِحْتَبَسَ عَنَّا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ غَدَاةٍ مِّنْ صَلٰوةِ الصُّبْحِ حَتّٰى كِدْنَا نَتَرَاءٰى عَيْنَ الشَّمْسِ فَخَرَجَ سَرِيْعًا فَثُوِّبَ بِالصَّلٰوةِ فَصَلّٰى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا سَلَّمَ دَعَا بِصَوْتِهٖ فَقَالَ عَلٰى مَصَافِّكُمْ ثُمَّ الْتَفَتَ عَلَيْنَا ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنِّيْ اُحَدِّثُكُمْ بِمَا حَبَسَنِيْ عَنْكُمُ الْغَدَاةَ اِنِّيْ قُمْتُ اللَّيْلَةَ – فَقُمْتُ وَ صَلَّيْتُ مَا قُدِّرَ لِيْ وَ نَعَسْتُ فِيْ صَلٰوتِيْ حَتَّى اسْتَثْقَلْتُ فَاِذَا اَنَا بِرَبِّيْ تَبَارَكَ وَ تَعَالٰى فِيْ اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ رَبِّيْ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ لَا اَدْرِيْ فَوَضَعَ كَفَّيْهِ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُهٗ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ قُلْتُ لَبَّيْكَ قَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰى قُلْتُ فِي الدَّرَجَاتِ وَالْكَفَّارَاتِ فَقَالَ مَا الدَّرَجَاتُ فَقُلْتُ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَآءُ السَّلَامِ وَالصَّلٰوةُ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ قَالَ صَدَقْتَ فَمَا الْكَفَّارَاتُ قُلْتُ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَ انْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَ نَقْلُ الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ قَالَ صَدَقْتَ سَلْ يَا مُحَمَّدُ فَقُلْتُ اللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَاَنْ تَغْفِرَلِيْ وَتَرْحَمَنِيْ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ حُبَّكَ وَ حُبَّ مَنْ اَحَبَّكَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُقَرِّبُنِيْ اِلٰى حُبِّكَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوْهُنَّ وَ ادْرُسُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ حَقٌّ۔

اس طویل حدیث کا ترجمہ یہ ہے:

صبح کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز دیر سے تشریف لائے حتیٰ کہ ہم سورج کی کرنوں کے طلوع کا گمان کرنے لگے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیزی سے تشریف لائے اور نماز میں مشغول ہو گئے جب نماز سے فارغ ہوئے تو باآواز بلند ہمیں حکم دیا کہ اپنی اپنی صفوں میں ٹھہرے رہو پھر ہماری طرف التفات فرما کر ارشاد فرمایا میں تمہیں بتاتا ہوں جس وجہ سے آج صبح کی نماز میں دیر ہوگئی۔

میں شب میں اٹھا اور مشغول نوافل رہا کہ مجھ پر نیند غالب ہوگئی حتیٰ کہ اس نیند کا بوجھ مجھے محسوس ہوا کہ میں اپنے رب تعالیٰ شانہ کے پاس تھا اور میں نے اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا کہ مجھے ارشاد ہوا:

اے محمد!

میں نے عرض کیا اے میرے رب! میں حاضر ہوں۔

Marfat.com

ارشاد ہوا عالم بالا کے فرشتے کس معاملہ میں جھگڑتے ہیں؟

میں نے عرض کیا الٰہی! میں نہیں جانتا۔

تو رب جل مجدہ نے اپنا ید قدرت میرے شانوں کے مابین رکھا۔

تو میں نے اس کی رحمت کی انگلیوں کی برودت اپنے سینے میں محسوس کی۔

تو مجھ پر تمام اشیائے کائنات متجلی ہو گئیں اور میں نے سب کچھ جان لیا۔

پھر ارشاد ہوا اے محمد!

میں نے عرض کیا میں حاضر ہوں۔

فرمایا بتاؤ وہ کون سے عمل ہیں جن پر ملأ اعلیٰ والے جھگڑتے ہیں؟

میں نے عرض کیا درجات اور کفارات میں۔

ارشاد ہوا درجات کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا: کھانا کھلانا، سلام کرنا یعنی ہر ایک مسلمان کو سلام کہنا اور رات میں اس وقت نماز پڑھنا جب لوگ سو رہے ہوں۔

ارشاد ہوا تم نے سچ کہا لیکن کفارات کیا ہیں؟

میں نے عرض کیا: وضو پورا کرنا تکلیف میں اور نماز کا انتظار کرنا بعد نماز کے اور قدموں کا اٹھانا جماعت کی طرف۔

پھر ارشاد باری ہوا اے محبوب! تم نے سچ فرمایا۔

پھر ارشاد ہوا اے محمد! صلی اللہ علیک وسلم اب مانگئے جو آپ مانگنا چاہتے ہیں۔

تو میں نے عرض کیا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَ تَرْکَ الْمُنْكَرَاتِ وَ حُبَّ الْمَسَاكِيْنِ وَ اَنْ تَغْفِرَ لِیْ وَ تَرْحَمَنِیْ وَ اِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَيْکَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ۔ الٰہی میں تجھ سے اچھے کاموں کی توفیق طلب کرتا ہوں اور برے کاموں سے ترک کی ہمت اور مساکین سے محبت اور یہ کہ تو مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما اور جب تو اپنے بندوں سے امتحان کا ارادہ فرمائے تو مجھے فتنہ وامتحان سے قبل قبض فرما۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَ حُبَّ مَنْ اَحَبَّکَ وَ حُبَّ عَمَلٍ يُّقَرِّبُنِیْ اِلٰی حُبِّکَ۔ الٰہی! میں تجھ سے تیری محبت کی توفیق کا سائل ہوں اور اس کی محبت کا جو تجھ سے محبت کرے اور اس عمل کی محبت کا جو مجھے تیری محبت کے قریب کرے۔

اس کے بعد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تَعَلَّمُوْهُنَّ وَ ادْرُسُوْهُنَّ فَاِنَّهُنَّ حَقٌّ۔ اس دعا کو سیکھ لو اور لوگوں کو سکھاؤ یہ الفاظ حق ہیں۔

معنی اختصام ملائکہ

جو سوال میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد ہوا: فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاُ الْاَعْلٰی۔

Marfat.com

آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَ مَعْنٰی اِخْتِصَامِهِمْ فِیْ ذٰلِکَ عَلٰی مَا فِی الْبَحْرِ اِخْتِلَافُهُمْ فِیْ قَدْرِ ثَوَابِهٖ۔ بحر میں اختصام کے معنی یہ ہیں کہ ملأ اعلیٰ میں مقدار ثواب پر اختلاف ہوا۔ یعنی کوئی کہے اتنا ثواب ہے کوئی کہے یہ کم ہے بلکہ اس سے زیادہ ہے آگے ارشاد ہے:

اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّیْ خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ ﴿۷۱﴾

یاد فرمائیے وہ واقعہ جب فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ میں بنانے والا ہوں ایک بشر مٹی سے۔

علامہ شہاب خفاجی رحمہ اللہ اِذْ کے متعلق فرماتے ہیں: اَیْ مُطْلَقًا تَعَلُّقُ اِذْ بِاُذْکُرِ الْمُقَدَّرِ۔ اذ متعلق ہے اذکر مقدر سے چنانچہ جہاں بھی اذ کے ساتھ کلام شروع ہوگا اذکر یا محمد مقدر ماننا پڑے گا۔

تعریف لفظ بشر

وَالْبَشَرُ الْجِسْمُ الْكَثِیْفُ یُلَاقِیْ وَ یُبَاشِرُ اَوْ بَادِیُ الْبَشَرَةِ ظَاهِرُ الْجِلْدِ غَیْرُ مَسْتُوْرٍ بِشَعْرٍ اَوْ وَبَرٍ اَوْ صُوْفٍ وَالْمُرَادُ بِهٖ اٰدَمُ عَلَیْهِ السَّلَامُ۔ بشر اس جسم کثیف کو کہتے ہیں جو ہر ایک سے ملے اور مباشر ہونا یا ظاہر بشرہ رکھے جس کی جلد صاف ہو یا بالوں سے یا صوف اور ان سے چھپی نہ ہو جیسے بھیڑ بکری ریچھ وغیرہ۔

اور یہاں اس سے مراد حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں۔

اور یہ بھی سمجھ لینا ضروری ہے کہ اس جگہ اللہ تعالیٰ نے آدم صفی کی تخلیق طین سے کرنا ظاہر فرمائی۔

اور آل عمران ۵۹ میں خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ فرما کر سوکھی مٹی سے ظاہر کی۔

اور سورہ حجر ۲۶ میں صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ فرما کر بجتی مٹی سے ظاہر کیا۔

اور سورہ انبیاء ۳۷ میں خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ فرمایا جس سے گندھی ہوئی مٹی مراد ہے۔

اس میں شبہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ علیحدہ علیحدہ صورت سے تخلیق ظاہر کی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ اس سے منافات لازم نہیں آتی۔

غایت مافی الباب یہ ہے کہ کسی جگہ مادہ قریبہ سے شان تخلیق ظاہر کی ہے اور کہیں مادہ بعیدہ سے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ لَا مُنَافَاةَ غَایَتُ مَا فِی الْبَابِ اَنَّهٗ ذَکَرَ فِیْ بَعْضِ الْمَادَةَ الْقَرِیْبَةَ وَ فِیْ بَعْضِ الْمَادَةَ الْبَعِیْدَةَ۔ آگے ارشاد ہے:

فَاِذَا سَوَّیْتُهٗ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ فَقَعُوْا لَهٗ سٰجِدِیْنَ ﴿۷۲﴾

جب میں اسے صورت انسانی میں اور خلقت بشری میں برابر کر دوں اور اس میں اس حکم سے روح ڈال دوں تو تم سجدے میں اس کے لئے گرنا۔

اس پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَیْ صَوَّرْتُهٗ بِالصُّوْرَةِ الْاِنْسَانِیَّةِ وَالْخِلْقَةِ الْبَشَرِیَّةِ اَوْ سَوَّیْتُ اَجْزَاءَ بَدَنِهٖ بِتَعْدِیْلِ طَبَائِعِهٖ وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ تَمْثِیْلٌ لِاِفَاضَةِ مَا بِهِ الْحَیَاةُ بِالْفِعْلِ عَلَی الْمَادَةِ الْقَابِلَةِ لَهَا فَلَیْسَ ثَمَّتْ نَفْخٌ وَّلَا مَنْفُوْخٌ۔ یعنی جب میں اس کی صورت کو صورت انسانی اور خلقت بشری سے بنا دوں یا اس کے اجزاء بدن کو طبائع انسانی سے معتدل کر دوں اور اس میں اپنے حکم سے روح ڈال کر اسے حیات بالفعل سے مکمل کر دوں تو

Marfat.com

تم اس کے لئے سجدہ میں گر جانا اور یہاں نفخ ومنفوخ سے مراد القاء روح ہے۔

تو اس کے یہ معنی ہوئے: فَاِذَا اَكْمَلْتُ اِسْتِعْدَادَهٗ وَاَفَضْتُ عَلَيْهِ مَا يَحْيٰ بِهٖ مِنَ الرُّوْحِ الطَّاهِرَةِ الَّتِيْ هِيَ اَمْرِيْ۔ تو تم اس کے لئے سجدہ میں گر جانا۔

اور یہاں سجدہ بمعنی انحنا نہیں بلکہ قَعُوْا کے معنی اُسْقُطُوْا لَهٗ کے ہیں یعنی سجدہ میں گرنا ہی مراد ہے۔

اور سٰجِدِيْنَ سے سجدہ تحیہ وتکریم مراد ہے۔

یہاں یہ سمجھ لینا بھی ضروری ہے کہ

سجدۂ تحیہ وتکریم شریعت آدم علیہ السلام میں جائز تھا اور شریعت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء میں حرام ہے۔ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر خدا کے لئے ہر قسم کا سجدہ حرام فرمایا حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجدہ کرنے کی اجازت طلب کی گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَرَاَيْتَ لَوْمَرَرْتَ بِقَبْرِيْ اَتَسْجُدُ لَهٗ بھلا یہ تو بتا جب تو میری قبر پر گزرے گا تو کیا اسے بھی سجدہ کرے گا۔ سائل نے عرض کیا نہیں فرمایا جس کی قبر کو سجدہ نہیں اس قبر والے کو سجدہ نہیں۔

خواتین اسلام نے جب سجدہ کی اجازت طلب کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر غیر خدا کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں مگر چونکہ غیر خدا کے لئے میں اپنی شریعت میں سجدہ حرام کرتا ہوں بناء بریں عورتوں کو بھی ممانعت کرتا ہوں کہ وہ اپنے شوہروں کو بھی سجدہ نہ کریں۔

اور جو لوگ سجدۂ تعظیمی اور سجدہ عبودیت کا فرق نکالتے ہیں وہ جاہل ہیں۔

اور قرآن کریم میں جو سجدہ یوسف علیہ السلام کو ثابت ہے یا آدم علیہ السلام کو یہ سب پہلی شریعتوں کا حکم ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شریعت میں غیر اللہ کے لئے سجدہ حرام فرما دیا خواہ تعظیمی ہو یا عبودی۔ آگے ارشاد ہے:

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ﴿۷۳﴾ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾

یعنی جب آدم علیہ السلام بنا دیئے اور ان میں نفخ روح ہو گیا تو انہیں تمام ملائکہ نے سجدہ کیا کوئی سجدہ سے مقدم ومؤخر نہ رہا۔

یعنی جنس ملائکہ عزوجل امتثال امر الٰہی میں سجدہ کو گر گئے۔ آگے استثناء متصل ہے حیث قال:

اِلَّآ اِبْلِيْسَ ۭ مگر شیطان۔ یہاں استثناء متصل اس لئے ہے کہ اگرچہ وہ جنی تھا مگر زمرۂ ملائکہ میں گنا جاتا تھا اور ان کی صفات سے متصف تھا اس کا اٹھنا بیٹھنا ان کے ہی ساتھ تھا تو تغلیبا ملائکہ میں شامل تھا۔

اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾۔

اس نے تکبر کیا اور سجدہ سے انکاری ہوا اور وہ علم اللہ میں کافر ہی تھا۔

آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَيَجُوْزُ اَنْ يَكُوْنَ الْمَعْنٰى وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ فِيْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰى لِعِلْمِهٖ عَزَّوَجَلَّ سَيَعْصِيْهِ وَيَصْدُرُ عَنْهُ مَا يَصْدُرُ بِاخْتِيَارِهٖ وَ خُبْثِ طَوِيَّتِهٖ وَ اسْتِعْدَادِهٖ۔ آگے ارشاد ہے:

قَالَ يٰٓاِبْلِيْسُ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِيَدَيَّ ۭ۔

فرمایا اے ابلیس! کس چیز نے تجھے روکا اس سے کہ سجدہ کرے اسے جسے میں نے اپنے ید قدرت سے بنایا۔

Marfat.com

یعنی ان کی پیدائش بلاتوسط اب وام ہوئی اور چھوٹے سے جسم کو عالم اکبر میں منطوی کیا۔ اور بعض نے خَلَقْتُ بِيَدَیَّ کے معنی کئے قدرت کے۔

وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى فِيْ خَلْقِهٖ اَفْعَالًا مُخْتَلِفَةً مِنْ جَعْلِهٖ طِيْنًا مُخَمَّرًا ثُمَّ جِسْمًا ذَالَحْمٍ وَ عَظْمٍ ثُمَّ نَفْخِ الرُّوْحِ فِيْهِ وَاِعْطَائِهٖ قُوَّةَ الْعِلْمِ وَالْعَمَلِ وَ نَحْوِ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ دَالٌّ عَلٰى مَزِيْدِ قُدْرَةِ خَالِقِ الْقُوٰى وَالْقَدْرِ – وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

اور ابن جریر اور ابوالشیخ عظمۃ میں اور بیہقی رحمہم اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: قَالَ خَلَقَ اللّٰهُ تَعَالٰى اَرْبَعًا بِيَدِهٖ الْعَرْشَ وَجَنَّاتِ عَدْنٍ وَالْقَلَمَ وَاٰدَمَ ثُمَّ قَالَ لِكُلِّ شَيْءٍ كُنْ فَكَانَ۔

فرمایا اللہ تعالیٰ نے چار اپنے دست قدرت سے تخلیق فرمائے:

اول عرش

دوم جنات عدن

سوم قلم

چہارم آدم علیہ السلام۔

پھر ہر شے کے لئے فرمایا ہو جا تو وہ ہوگئی۔

اَسْتَكْبَرْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْعَالِيْنَ ﴿۷۵﴾ کیا تو نے تکبر کیا یا تو تھا بلندی کے گمان میں۔

اَسْتَكْبَرْتَ۔ میں ہمزہ استفہام انکاری ہے جس کے معنی ہوئے: اَتَكَبَّرْتَ مِنْ غَيْرِ اِسْتِحْقَاقٍ تو نے تکبر کیا اور بلند مخلوق یعنی ملائکہ کی برابری کا تجھے وہم ہوگیا اس لئے کہ بلند مخلوق صنف ملائکہ ہے اس لئے کہ يُقَالُ لَهُمُ الْمُهَيَّمُوْنَ مُسْتَغْرِقُوْنَ بِمُلَاحَظَةِ جَمَالِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَ جَلَالِهٖ لَا يَعْلَمُ اَحَدُهُمْ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ غَيْرَهٗ لَمْ يُؤْمَرُوْا بِالسُّجُوْدِ لِاٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَوْ هُمْ مَلَائِكَةُ السَّمَآءِ كُلُّهُمْ وَلَمْ يُؤْمَرُوْا بِالسُّجُوْدِ وَاِنَّمَا الْمَاْمُوْرُ مَلَائِكَةُ الْاَرْضِ۔ تو اس کے جواب میں ابلیس بولا:

قَالَ اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ ۭ خَلَقْتَنِيْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ ﴿۷۶﴾

ابلیس نے کہا الٰہی! میں آدم سے افضل ہوں مجھے تو نے آگ سے پیدا فرمایا اور اسے مٹی سے پیدا کیا۔

اور یہ جواب ابلیس کا احمقانہ تھا اس لئے کہ افضلیت مادہ سے کسی کو حاصل نہیں ہوتی۔ بلکہ بعطاء خالق الکل سے ہوتی ہے اسی وجہ میں اسے مطرود و مردود کردیا۔

قَالَ فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ﴿۷۷﴾ ارشاد ہوا نکل اس جنت سے کہ تو راندا ہوا ہے۔

یہاں مِنْهَا سے مراد من الجنة ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے: اِنَّهٗ كَانَ فِيْ جَنَّةِ عَدْنٍ لَا فِيْ جَنَّةِ الْخُلْدِ۔ جس سے ابلیس نکالا گیا وہ جنت عدن تھی نہ کہ جنت خلد۔

اور ایک قول یہ ہے کہ وَ قِيْلَ مِنْهَا اَیْ مِنْ زُمْرَةِ الْمَلٰٓئِكَةِ الْمُعَزَّزِيْنَ وَ هُوَ الْمُرَادُ مِنَ الْهُبُوْطِ لَا

Marfat.com

الْهُبُوطُ مِنَ السَّمَآءِ۔

اور ایک قول ہے: وَ قِيلَ اخْرُجْ مِنَ الْخِلْقَةِ الَّتِي اَنْتَ فِيهَا وَانْسَلِخْ مِنْهَا وَالْاَمْرُ لِلتَّكْوِيْنِ۔ یعنی ابلیس کو اس خلقت ملکی سے نکلنے کا حکم ہوا اور انسلاخ کیفیت ملکی کیا گیا۔

وَ كَانَ عَلَيْهِ اللَّعْنَةُ يَفْتَخِرُ بِخِلْقَتِهٖ فَغَيَّرَ اللّٰهُ تَعَالٰى خِلْقَتَهٗ فَاسْوَدَّ بَعْدَ مَا كَانَ اَبْيَضَ وَ قَبُحَ بَعْدَ مَا كَانَ حَسَنًا وَاَظْلَمَ بَعْدَ مَا كَانَ نُوْرَانِيًّا۔ ابلیس لعین اپنی خلقت پر فخر کرتا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی خلقت بدل دی چانچہ سیاہ فام کر دیا بعد اس کے کہ سرخ وسپید تھا اور قبیح المنظر کر دیا گیا بعد اس کے کہ حسین تھا اور ظلمانی کر دیا گیا بعد اس کے کہ نورانی تھا اور

فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ۔ بمعنی مطرود فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوئے کہ تو ہر قسم کی خیر و کرامت سے نکالا ہوا ہے۔ تو رجم میں کنایہ ہے طرد یعنی دھتکار سے۔

اور رجم کہتے ہیں پتھروں سے مارنے کو یا شیاطین کو شہب ثاقب سے۔ جیسے رُجُوْمًا لِّلشَّيٰطِيْنِ فرمایا گیا اور کبھی رجم بمعنی ذلیل بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ سورۂ اعراف میں فَاخْرُجْ اِنَّكَ مِنَ الصّٰغِرِيْنَ ارشاد ہے۔

وَّاِنَّ عَلَيْكَ لَعْنَتِيْۤ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۷۸﴾۔ اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔

اور لعنت کے معنی اِبْعَادٌ عَنِ الرَّحْمَةِ ہے یعنی رحمت سے دور کر دینا اور سورۂ حجر میں اِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ ارشاد ہے۔

یعنی ملائکہ اور ثقلین کی طرف سے بھی اس پر لعنت ہے۔

اور اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ فرما کر یہ بتایا کہ قیامت تک لعنت رہے گی اور قیامت یوم جزا و عقوبت ہے اس لئے کہ اس کے بعد انواع و اقسام کے عذاب ہمیشہ کے لئے ہوں گے۔ چنانچہ جب ابلیس نے یہ سنا تو عرض کی جس کا آگے تذکرہ ہے۔

قَالَ رَبِّ فَاَنْظِرْنِيْۤ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ﴿۷۹﴾

ابلیس نے عرض کی الٰہی! جب تو نے مجھے رجیم و مطرود کر دیا تو کم از کم حیات دنیا میں تو مجھے مہلت دے دے۔

یعنی دنیا میں تو مجھے زندہ چھوڑ دے اور قیامت تک موت سے مجھے محفوظ فرما۔ يَعْنِيْ يَوْمَ يُبْعَثُوْنَ اٰدَمُ وَ ذُرِّيَّتُهٗ لِلْجَزَآءِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَ هُوَ وَقْتُ النَّفْخَةِ الثَّانِيَةِ وَاَرَادَ اللَّعِيْنُ بِذٰلِكَ اَنْ يَّجِدَ فُسْحَةً مِنْ اِغْوَائِهِمْ۔ یعنی جس دن آدم اور ان کی ذریت مرنے کے بعد جزاء اعمال کے لئے اٹھائی جائے وہ نفخۂ ثانیہ کا وقت ہے اور اس سے ابلیس لعین نے یہ سوچا کہ جب میں نفخۂ ثانیہ تک موت سے بچ رہوں گا تو مجھے اغواء اولاد آدم کے لئے گنجائش مل جائے گی۔

اور رب تعالیٰ شانہ اگر چہ اس کی نیت کا عالم تھا لیکن گمراہ ہونے والوں اور راہ راست پر رہنے والوں سے باخبر تھا۔

بنابریں بے نیازانہ طور پر اسے مہلت عطا کی گئی اور ارشاد ہوا:

قَالَ فَاِنَّكَ مِنَ الْمُنْظَرِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِلٰى يَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ ﴿۸۱﴾

ہاں تجھے مہلت دی گئی وقت معلوم کے دن تک۔ یعنی وقت معلوم نفخۂ ثانیہ تک تجھے مہلت ہے اور موت سے محفوظ رہے گا۔

قَالَ فَبِعِزَّتِكَ لَاُغْوِيَنَّهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۲﴾ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۸۳﴾

Marfat.com

ابلیس بولا الٰہی اب تیری عزت وجلال کی قسم میں ضرور سب کو گمراہ کروں گا سوا ان تیرے بندوں کے جو تیری اطاعت کی وجہ سے محفوظ ہیں۔

یعنی جنہیں تو نے چن لیا ہے اور اپنی عبادت واطاعت کے لئے ان کے سوا سب کو گمراہ کروں گا۔

قَالَ فَالْحَقُّ ۡ وَالْحَقَّ اَقُوْلُ ۚ﴿۸۴﴾ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۸۵﴾

ارشاد ہوا ہم جو فرماتے ہیں وہ حق ہی فرماتے ہیں ہم ضرور جہنم بھر دیں گے تیری جنس اور تیرے تبعین سے سب سے۔

خواہ وہ اولاد آدم ہو یا تیری جنس کے شیاطین سے جو بھی تیرے اغواء سے گمراہ ہوں گے ان کے لئے جہنم ہے۔ گویا عبارت کا مفہوم یہ ہوا: لَاَمْلَئَنَّهَا مِنَ الشَّيَاطِيْنِ وَ مِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْ جَمِيْعِ النَّاسِ لَا تَفَاوُتَ فِيْ ذٰلِكَ بَيْنَ نَاسٍ وَّ نَاسٍ بَعْدَ وُجُوْدِ الْاِتِّبَاعِ مِنْهُمْ مِنْ اَوْلَادِ الْاَنْبِيَآءِ وَ غَيْرِهِمْ۔

قُلْ مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ ﴿۸۶﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ ﴿۸۸﴾ ع

اے محبوب! فرما دیجئے میں تم سے اس تبلیغ وتعلیم قرآن پر کوئی بدلہ نہیں مانگتا اور نہ ہی تصنع کرنے والوں سے ہوں یہ قرآن نہیں مگر ہدایت ہے ثقلین کے عالم والوں کے لئے اور جو کچھ اس میں خبریں ہیں تھوڑی مدت کے بعد تم جان لو گے کہ سچ اور حق ہیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما مَاۤ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ سے مراد تعلیم فرماتے ہیں۔

اور بعض نے کہا وہ تبلیغ مراد ہے جو بذریعہ وحی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی۔

اور اجر سے مراد مال دنیا ہے۔

اور مَاۤ اَنَا مِنَ الْمُتَكَلِّفِيْنَ سے مراد تصنع اور وہ دکھاوا ہے جو اصل میں نہ ہو اس کا رد ہے۔

چنانچہ ابن عدی رحمہ اللہ حضرت ابو برزہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ قُلْنَا بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ هُمُ الرُّحَمَآءُ بَيْنَهُمْ۔ حضور ﷺ نے کہا کیا میں تمہیں جنتی کی علامت بتا دوں عرض کیا ہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ رحم ومحبت والے ہیں جو آپس میں رکھیں۔

پھر فرمایا جہنمیوں کی علامت بھی بتا دوں عرض کیا کیوں نہیں ضرور فرما دیجئے فرمایا: هُمُ الْاٰيِسُوْنَ الْقَانِطُوْنَ الْكَذَّابُوْنَ الْمُتَكَلِّفُوْنَ۔ وہ مایوس اور ناامید جھوٹ بولنے تصنع کرنے والے ہیں۔

اور وَلَتَعْلَمُنَّ نَبَاَهٗ بَعْدَ حِيْنٍ سے مراد وہ وعدہ وعید ہیں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور کلام اللہ عزوجل نے بتائے۔ وہ جان لیں گے تھوڑی مدت بعد۔

اور بَعْدَ حِيْنٍ سے مراد ابن عباس اور عکرمہ اور زید فرماتے ہیں روز قیامت ہے اور قتادہ، فراء اور زجاج کہتے ہیں اس سے مراد بعد الموت ہے۔

اور بعض نے فتح بدر مراد لیا۔

واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اتم و احکم۔

Marfat.com

سورۃ الزمر

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۳

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

نازل کرنا ہے کتاب کا اللہ عزت وحکمت والے کی طرف سے

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ②

بے شک ہم نے نازل کی تمہاری طرف یہ کتاب حق کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ کی پرستش کرو اس کے خالص بندے ہوکر

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③

خبردار اللہ ہی کے لئے ہے خالص بندگی اور وہ جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا لئے کہتے ہیں ہم تو انہیں صرف اس لئے پوجتے ہیں کہ نزدیک کردیں ہمیں اللہ کی طرف بے شک اللہ ان میں فیصلہ کردے گا اس کا جس میں وہ اختلاف کررہے ہیں بے شک اللہ راہ نہیں دیتا اسے جو جھوٹا ناشکرا ہو

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④

اگر اللہ اپنے لئے بچہ بنانا چاہتا تو پکڑ لیتا بچہ اپنی مخلوق سے جسے چاہتا پاکی ہے اسے وہی ہے ایک اللہ سب پر غالب

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ⑤

بنائے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ وہی رات کو دن پر لپیٹتا ہے اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور اس نے مسخر کیا سورج اور چاند کو سب چلتے ہیں ایک مقرر میعاد سے خبردار رہو وہی صاحب عزت ہے بخشنے والا

خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ⑥

تمہیں پیدا کیا ایک جان سے پھر اسی سے اس کا جوڑا بنایا اور اتارا تمہارے لئے چوپایوں سے آٹھ جوڑے پیدا کرتا ہے تمہیں تمہاری ماؤں کے شکم سے پیدا کرنا ایک طرح کے بعد اور طرح تین اندھیریوں میں۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی ملک ہے کوئی معبود نہیں مگر وہی تو تم کہاں پھرے جاتے ہو

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۫ وَلَا يَرْضٰى

اگر تم کفر کرو تو بے شک اللہ تم سے غنی ہے اور نہیں خوش

لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَإِنْ تَشْكُرُوا يَرْضَهُ لَكُمْ ۗ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ أُخْرَىٰ ۗ ثُمَّ إِلَىٰ رَبِّكُم مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٧﴾

اپنے بندوں کے کفر سے اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے اور کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتادے گا جو تم کرتے تھے۔ بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے

وَإِذَا مَسَّ الْإِنسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهُ مُنِيبًا إِلَيْهِ ثُمَّ إِذَا خَوَّلَهُ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُو إِلَيْهِ مِن قَبْلُ وَجَعَلَ لِلَّهِ أَندَادًا لِّيُضِلَّ عَن سَبِيلِهِ ۚ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيلًا ۖ إِنَّكَ مِنْ أَصْحَابِ النَّارِ ﴿٨﴾

اور جب پہنچتی ہے آدمی کو کوئی تکلیف پکارتا ہے اپنے رب کو اس کی طرف جھکا ہوا پھر جب اسے دیتا ہے اپنی نعمت اپنی طرف سے تو بھول جاتا ہے اس پکار کو جو پہلے پکارتا تھا اور بناتا ہے اللہ کا برابر کہ تاکہ اس کی راہ سے بہکا دے فرما دیجئے کہ اے سرکش! کچھ دن اپنے کفر میں رہ لے بے شک تو جہنم والوں سے ہے

أَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ آنَاءَ اللَّيْلِ سَاجِدًا وَقَائِمًا يَحْذَرُ الْآخِرَةَ وَيَرْجُو رَحْمَةَ رَبِّهِ ۗ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٩﴾

کیا وہ جس کی فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود اور قیام میں آخرت سے ڈرتا ہے اور اپنے رب کی رحمت کا امیدوار ہے فرما دیجئے کیا وہ نافرمانوں جیسا ہو جائے گا۔ فرما دیجئے کیا برابر ہیں جاننے والے اور جاہل نصیحت تو وہی مانتے ہیں جو عقل والے ہیں

حل لغات پہلا رکوع۔ سورۃ زمر۔ پ ۲۳

تَنْزِيْلُ۔ اتارنا ہے	الْكِتٰبِ۔ کتاب کا	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ	الْعَزِيْزِ۔ غالب
الْحَكِيْمِ۔ حکمت والے کی طرف سے		اِنَّآ۔ بے شک	اَنْزَلْنَآ۔ ہم نے اتارا
اِلَيْكَ۔ تیری طرف	الْكِتٰبَ۔ کتاب کو	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	فَاعْبُدِ۔ سو عبادت کر
اللّٰهَ۔ اللہ کی	مُخْلِصًا۔ خالص کرتا ہوا	لَّهُ۔ اس کے لئے	الدِّيْنَ۔ دین
اَلَا۔ خبردار	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے ہے	الدِّيْنُ۔ دین	الْخَالِصُ۔ خالص
وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے	اتَّخَذُوْا۔ بنالئے	مِنْ دُوْنِهٖٓ۔ اس کے سوا
اَوْلِيَآءَ۔ کارساز	مَا۔ نہیں	نَعْبُدُ۔ عبادت کرتے ہم	هُمْ۔ ان کی
اِلَّا۔ مگر	لِيُقَرِّبُوْ۔ تاکہ قریب کریں	نَآ۔ ہم کو	اِلَى۔ طرف
اللّٰهِ۔ اللہ کی	زُلْفٰى۔ نزدیک	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
يَحْكُمُ۔ فیصلہ کرے گا	بَيْنَهُمْ۔ ان کے درمیان	فِيْ۔ بیچ	مَا۔ اس کے کہ
هُمْ۔ وہ	فِيْهِ۔ اس میں	يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے تھے	

Marfat.com

اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ الله	لَا۔ نہیں	یَهْدِیْ۔ ہدایت دیتا
مَنْ۔ اس آدمی کو کہ	هُوَ۔ وہ	كٰذِبٌ۔ جھوٹا	كَفَّارٌ۔ ناشکرا ہو
لَوْ۔ اگر	اَرَادَ۔ ارادہ کرے	اللّٰهُ۔ الله	اَنْ۔ یہ کہ
یَّتَّخِذَ۔ بنائے	وَلَدًا۔ اولاد	لَّاصْطَفٰى۔ تو چن لیتا	مِمَّا۔ اس سے جو
یَخْلُقُ۔ پیدا کردیا	مَا۔ جو	یَشَآءُ۔ چاہے	سُبْحٰنَهٗ۔ پاک ہے
هُوَ۔ وہ	اللّٰهُ۔ الله	الْوَاحِدُ۔ اکیلا ہے	الْقَهَّارُ۔ زبردست
خَلَقَ۔ پیدا کیا	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں	وَ۔ اور	الْاَرْضَ۔ زمین کو
بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	یُكَوِّرُ۔ لپیٹتا ہے	الَّیْلَ۔ رات کو	عَلَى۔ اوپر
النَّهَارِ۔ دن کے	وَ۔ اور	یُكَوِّرُ۔ لپیٹتا ہے	النَّهَارَ۔ دن کو
عَلَى۔ اوپر	الَّیْلِ۔ رات کے	وَ۔ اور	سَخَّرَ۔ مسخر کیا
الشَّمْسَ۔ سورج	وَ۔ اور	الْقَمَرَ۔ چاند	كُلٌّ۔ ہر ایک
یَّجْرِیْ۔ چلتا ہے	لِاَجَلٍ۔ مدت	مُّسَمًّى۔ مقرر تک	اَلَا۔ خبردار
هُوَ۔ وہ ہے	الْعَزِیْزُ۔ غالب	الْغَفَّارُ۔ بخشنے والا	خَلَقَكُمْ۔ پیدا کیا تم کو
مِّنْ نَّفْسٍ۔ جان	وَّاحِدَةٍ۔ ایک سے	ثُمَّ۔ پھر	جَعَلَ۔ بنایا
مِنْهَا۔ اس سے	زَوْجَهَا۔ اس کی بیوی کو	وَ۔ اور	اَنْزَلَ۔ اتارے
لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مِّنَ الْاَنْعَامِ۔ چارپائے	ثَمٰنِیَةَ۔ آٹھ	اَزْوَاجٍ۔ جوڑے
یَخْلُقُكُمْ۔ پیدا کرتا ہے تم کو	فِیْ۔ بیچ	بُطُوْنِ۔ پیٹوں	اُمَّهٰتِكُمْ۔ اپنی ماؤں کے
خَلْقًا۔ پیدائش	مِّنْۢ بَعْدِ۔ بعد	خَلْقٍ۔ پیدائش کے	فِیْ۔ بیچ
ظُلُمٰتٍ۔ اندھیروں	ثَلٰثٍ۔ تین کے	ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے	اللّٰهُ۔ الله
رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب	لَهُ۔ اسی کی	الْمُلْكُ۔ بادشاہی ہے	لَآ۔ نہیں
اِلٰهَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر	هُوَ۔ وہ	فَاَنّٰى۔ تو کہاں
تُصْرَفُوْنَ۔ پھیرے جاتے ہو	اِنْ۔ اگر	تَكْفُرُوْا۔ تم کفر کرو	فَاِنَّ۔ تو بے شک
اللّٰهَ۔ الله	غَنِیٌّ۔ بے نیاز ہے	عَنْكُمْ۔ تم سے	وَ۔ اور
لَا۔ نہیں	یَرْضٰى۔ پسند کرتا	لِعِبَادِهِ۔ اپنے بندوں کے لئے	
الْكُفْرَ۔ کفر کو	وَ۔ اور	اِنْ۔ اگر	تَشْكُرُوْا۔ تم شکر کرو
یَرْضَهُ۔ تو پسند کرتا ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	وَ۔ اور	لَا۔ نہیں
تَزِرُ۔ بوجھ اٹھائے گا	وَازِرَةٌ۔ کوئی بوجھ اٹھانے والا		وِّزْرَ۔ بوجھ
اُخْرٰى۔ دوسرے کا	ثُمَّ۔ پھر	اِلٰى۔ طرف	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی ہے

Marfat.com

مَّرْجِعُكُمْ۔ تمہارا لوٹنا	فَيُنَبِّئُكُمْ۔ تو بتائے گا تم کو	بِمَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔ عمل کرتے	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	عَلِيْمٌ۔ جاننے والا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے
کی باتیں	وَ۔ اور	اِذَا۔ جب	مَسَّ۔ پہنچتی ہے
الْاِنْسَانَ۔ انسان کو	ضُرٌّ۔ تکلیف تو	دَعَا۔ پکارتا ہے	رَبَّهٗ۔ اپنے رب کو
مُنِيْبًا۔ رجوع کرتا ہوا	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	ثُمَّ۔ پھر	اِذَا۔ جب
خَوَّلَهٗ۔ دیتا ہے اس کو	نِعْمَةً۔ نعمت	مِّنْهُ۔ اپنی طرف سے	نَسِيَ۔ بھول جاتا ہے
مَا۔ جو	كَانَ۔ تھا	يَدْعُوْٓا۔ پکارتا	اِلَيْهِ۔ طرف اس کی
مِنْ قَبْلُ۔ پہلے	وَ۔ اور	جَعَلَ۔ بناتا ہے	لِلّٰهِ۔ اللہ کے لئے
اَنْدَادًا۔ شریک	لِّيُضِلَّ۔ تاکہ گمراہ کرے	عَنْ سَبِيْلِهٖ۔ رستے	اللّٰهِ۔ خدا کے سے
قُلْ۔ فرمائیں	تَمَتَّعْ۔ فائدہ اٹھا	بِكُفْرِ۔ ساتھ کفر	كَ۔ اپنے کے
قَلِيْلًا۔ تھوڑا سا	اِنَّكَ۔ بے شک تو	مِنْ اَصْحٰبِ۔ آگ	النَّارِ۔ والوں سے ہے
اَمَّنْ۔ کیا جو کہ	هُوَ۔ وہ	قَانِتٌ۔ فرمانبردار ہے	اٰنَآءَ۔ گھڑیوں
الَّيْلِ۔ رات میں	سَاجِدًا۔ سجدہ کرتے	وَّ۔ اور	قَآئِمًا۔ قیام کرتے
يَّحْذَرُ۔ ڈرتا ہے	الْاٰخِرَةَ۔ آخرت سے	وَ۔ اور	يَرْجُوْا۔ امید کرتا ہے
رَحْمَةَ۔ رحمت	رَبِّهٖ۔ اپنے رب کی	قُلْ۔ فرماؤ	هَلْ۔ کیا
يَسْتَوِي۔ برابر ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے ہیں	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں کہ
يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت پکڑتے ہیں		اُولُوا الْاَلْبَابِ۔ عقل مند لوگ	

خلاصہ تفسیر پہلا رکوع ۔ سورۃ زمر ۔ پ ۲۳

اس سورۃ مبارکہ کا نام زمر ہے یہ مکیہ ہے سوا دو آیات کریمہ کے قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا اور اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ کے۔

اس سورۃ مبارکہ کے آٹھ رکوع اور پچھتر آیتیں اور ایک ہزار ایک سو بہتر کلمے اور چار ہزار نو سو آٹھ حروف ہیں۔

تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ①

کتاب اتارنا ہے اللہ عزت اور حکمت والے کی طرف سے۔

یہاں کتاب سے مراد قرآن کریم ہے کہ اسے نازل فرمایا آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ②

بے شک ہم نے آپ کی طرف اے محبوب یہ کتاب حق کے ساتھ نازل فرمائی تو اللہ کی پوجا کرو خالص و مخلص اس کے بندے ہو کر۔

Marfat.com

اس میں اِنَّآ اَنْزَلْنَآ فرما کر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ؕ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ۔

خبردار رہو اللہ کی ہی بندگی ہے اس لئے کہ اس ذات پاک کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں اور جو اس کے سوا دوسروں کو اپنا ولی بناتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ؕ۔

ہم تو انہیں نہیں پوجتے مگر صرف اتنی بات کے لئے کہ یہ ہمیں اللہ کے نزدیک کر دیں۔

یہاں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ یہ بیان صرف اور صرف بت پرستوں کے متعلق ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو اپنا والی اور معبود جانتے تھے۔ برخلاف عام مسلمانوں کے کہ وہ اولیاء کرام کو اپنا والی اور معبود سمجھتے نہیں وہ یقیناً انہیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بندہ جانتے ہیں۔

اور جو اولیاء اللہ کو اپنا والی اور معبود سمجھتے ہیں وہ یقیناً مشرک ہیں چنانچہ انہیں مشرکوں کے حق میں ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ۬ؕ۔

بے شک اللہ ان میں فیصلہ کرے گا اس بات کا جس میں وہ اختلاف کر رہے ہیں۔

یعنی ایمان والوں کو جنت میں اور غیر خدا کے پرستاروں کو دوزخ میں داخل کرے گا۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ﴿۳﴾۔

بے شک اللہ اسے راہ نہیں دیتا جو جھوٹا ناشکرا ہو۔

جھوٹا تو اس وجہ میں کہ بتوں کو اللہ تعالیٰ سے نزدیک کرنے والا بتاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ٹھہراتے ہیں اور ناشکرا بایں معنی کہ بت پرست ہیں۔

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۴﴾۔

اگر اللہ اپنے لئے بچہ بنانے کا ارادہ فرماتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا۔

یعنی اگر اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ممکن ہوتی تو وہ جسے چاہتا اولاد بناتا اس میں کفار کی تجویز پر کیوں رہتا کہ یہ بت پرست جسے خدا عزوجل کی اولاد بنا دیں وہی اولاد ہو۔ معاذ اللہ عزوجل جیسے عیسائیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا عزوجل کا بیٹا کہہ دیا۔ یہودیوں نے حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ عزوجل بنا دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ

''وہ پاک ہے اولاد سے اور بیوی سے''

یہ تو رام، لچھمن، مہادیو کے پجاریوں کے توہمات ہیں۔

''وہ ایک اللہ سب پر غالب ہے۔'' اس کے بعد اپنی شیون غفاری وقہاری کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ يُكَوِّرُ الَّيْلَ عَلَى النَّهَارِ وَيُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّيْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ﴿۵﴾ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ؕ يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ

Marfat.com

اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ۝۶

اس نے بنائے آسمان اور زمین حق بنانے کا رات کو لپیٹتا ہے دن پر اور دن کو رات پر لپیٹتا ہے اور مسخر کئے اس نے سورج اور چاند کہ سب چلتے ہیں ایک مقررہ میعاد پر خبردار رہو وہی عزت والا بخشنے والا ہے۔ تمہیں اس نے ایک جان سے بنایا پھر اس سے اس کا جوڑا پیدا فرمایا اور تمہارے لئے اس نے چوپایوں میں سے آٹھ جوڑے اتارے تمہیں پیدا کرتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک طرح کے بعد اور طرح تین اندھیروں میں۔ یہ ہے اللہ تمہارا رب اس کی ملکیت ہے سب کچھ اس کے سوا کسی کی پوجا نہیں تو تم کہاں پلٹے جاتے ہو۔

مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ سے مراد یہاں حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام ہیں کہ ان سے ہی سب پیدا ہوئے۔

اور ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا سے مراد حضرت حوا علیہا السلام ہیں کہ وہ سب کی ماں ہیں جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا:

اَلنَّاسُ مِنْ جِهَةِ التِّمْثَالِ اَكْفَاءُ اَبُوْهُمْ اٰدَمُ وَالْاُمُّ حَوَّاءُ

اور ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ سے مراد چوپایوں میں چار قسم کے جوڑے مراد ہیں: اونٹ، گائے، بکری، بھیڑ، چار یہ نر اور چار ان کی مادہ، اور ازواج سے مراد نر اور مادہ ہیں۔ پھر

يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ سے مراد وہ مختلف شان تخلیق ہے جو رحم مادر میں نطفہ سے علقہ کی صورت میں بدلتا ہے پھر خون بستہ سے مضغہ ہوتا ہے جسے گوشت پارہ کہتے ہیں جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ مِنْ مُّضْغَةٍ مُّخَلَّقَةٍ الخ

فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ سے مراد ایک پیٹ کی اندھیری دوسری رحم مادر کی تیسری بچہ دانی کی اندھیری ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہوا کہ یہ ہیں شانیں تمہارے رب کی جس کی بادشاہی اور سلطنت ہر شے پر ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔

فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ میں توبیخا ارشاد ہے کہ اسے چھوڑ کر طریق حق سے دور ہو کر اس کی عبادت سے کدھر منہ موڑ رہے ہو۔ اس کے بعد اپنی شان بے نیازی کا مظاہرہ فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۭ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ۭ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷

اگر تم ناشکری کرو تو بے شک اللہ تم سے بے نیاز ہے اور اپنے بندوں کی ناشکری سے وہ ناراض ہے اور اگر تم شکر کرو تو اسے تمہارے لئے پسند فرماتا ہے اور کوئی جان بوجھ نہیں اٹھا سکتی دوسرے کا پھر تمہیں اپنے رب کی طرف ہی پھرنا ہے تو وہ تمہیں بتا دیگا جو تم کرتے تھے بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

یعنی اگر تم کفران نعمت کرو اور طاعت و عبادت چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تمہاری طاعت و عبادت سے بے نیاز ہے۔ البتہ تم ضرور اس کے محتاج ہو اور ایمان لانا تمہارے ہی لئے مفید ہے اور کفر تمہارے اپنے ہی لئے مضر ہے۔

اور شکر گزاری سے اللہ عزوجل خوش ہے لیکن وہ بھی تمہاری ہی کامیابی کا سبب ہے اس پر منجانب اللہ تمہیں ثواب ملے گا اور جنت میں تمہیں داخل کیا جائے گا۔

Marfat.com

اور لَا تَزِرُ کا یہ مطلب ہے کہ کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہیں سوا اس کے کہ جواب طلبی ہو سکتی ہے مثلاً اولاد بیوی کے متعلق یہ جواب طلب ہو گا کہ اسے تم نے کیا تعلیم دی اس کے چال چلن کی تم نے نگرانی کیوں نہ کی تو اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ کے یہی معنی ہیں۔

اور فَیُنَبِّئُکُمْ سے مراد یہ ہے کہ دنیا میں آخرت میں تمہارے اعمال کی جزا و سزا ملے گی۔

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ

اور جب انسان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا ہے اسی کی طرف جھکا ہوا اور جب اللہ نے اسے اپنے پاس سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے اس پکار کو جو پہلے پکاری تھی اور اللہ کے شریک بناتا ہے تاکہ اس کی راہ سے گمراہ کرے۔

یہاں انسان سے مراد مطلقاً کافر یا صرف ابو جہل یا عتبہ بن ربیعہ ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ کو پکارتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب اسے دنیاوی نعمتیں مل جاتی ہیں تو وہیں تنگ دستی کے زمانہ کو بھول جاتا ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ سے فریاد کی تھی اور حاجت براری کے بعد پھر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہے:

قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝

اے محبوب! انہیں فرما دیجئے کہ کچھ دن اپنے کفر کے ساتھ بسر کر لے تو بے شک اہل نار سے ہے۔

یعنی دنیا کی زندگی پوری کر لے آخر ہر کافر کو جہنم میں جانا ہے۔

اس کے بعد جو آیت ہے اس کے شان نزول میں تین قول ہیں:

پہلا قول یہ ہے جو سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی۔

دوسرا قول حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے ہے کہ یہ آیت ذوالنورین رضی اللہ عنہ کی شان میں نازل ہوئی۔

تیسرا قول یہ ہے کہ یہ آیت حضرت ابن مسعود اور حضرت عمار بن یاسر اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

اس آیت کریمہ میں رات کے نوافل کا دن کے نوافل سے افضل ہونا ظاہر ہے اس کی حکمت یہ ہے کہ رات کا عمل خفیہ ہوتا ہے اس میں ریا کا واہمہ بھی نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ شب میں دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں اس وجہ میں قلب بہ نسبت دن کے زیادہ یکسو ہوتا ہے۔

تیسرے یہ کہ شب راحت و خواب کے لئے ہوتی ہے اس میں بیداری نفس کے لئے موجب مشقت ہوتی ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَاۗءَ الَّيْلِ سَاجِدًا وَّقَاۗىِٕمًا يَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَيَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ۭ

کیا وہ جس کی شب فرمانبرداری میں گزری سجدہ اور قیام میں آخرت کے خوف اور اپنے رب کی رحمت کی امید میں۔

اس سے ثابت ہوا کہ مومن کے لئے لازم ہے کہ وہ بین الخوف و الرجاء رہے اور اپنی تقصیر عمل پر نظر رکھ کر عذاب

سے خائف ہو اور رحمت الٰہی عزوجل کی امید میں رہے۔

خلاصہ یہ کہ دنیا میں بے خوف ہونا اور رحمت الٰہی عزوجل سے مایوس ہو جانا دونوں علامت کفر و کفار ہیں چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد ہے: فَلَا يَأْمَنُ مَكْرَ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْخٰسِرُوْنَ اور ارشاد ہے لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ إِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ؕ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُوا الْأَلْبَابِ ۝۹۔

فرمادیجئے کیا وہ جو جانتا ہے اور وہ جو نہیں جانتا برابر ہیں نصیحت تو وہی مانتا ہے جو عقل والے ہیں۔

جاہل اور عالم کا فرق ذی عقل اور ناعاقبت اندیش کا تفاوت آیہ کریمہ میں واضح فرمادیا۔

سورۃ زمر

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۳

اس سورت مبارکہ کا نام اتقان و کشاف میں الغرف بھی ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ۔

ابن ضریس اور ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں: اِنَّهَا نَزَلَتْ بِمَكَّةَ وَ لَمْ يَسْتَثْنِ۔ یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اور کسی آیت کا استثناء نہیں کیا۔

اور نحاس رحمہ اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ انہوں نے فرمایا: نَزَلَتْ سُوْرَةُ الزُّمَرِ بِمَكَّةَ سِوٰى ثَلٰثِ اٰيٰتٍ نَزَلَتْ بِالْمَدِيْنَةِ فِيْ وَحْشِيٍّ قَاتِلِ حَمْزَةَ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اِلٰى ثَلَاثِ اٰيٰتٍ وَ زَادَ بَعْضُهُمْ قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ الخ۔ سورۃ زمر مکہ میں نازل ہوئی سوا تین آیتوں کے کہ وہ مدینہ میں نازل ہوئیں حضرت وحشی کے حق میں۔

اول۔ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵۳ وَ اَنِيْبُوْٓا اِلٰى رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝۵۴ وَ اتَّبِعُوْٓا اَحْسَنَ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝۵۵۔

بعض نے قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ الخ اور زیادہ کی

علامہ سخاوی جمال القراء میں اور ابوحبان مقاتل رحمہم اللہ سے اس کی تائید میں راوی ہیں۔

اور بعض نے اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ کو اور زیادہ کیا کما حکاہ ابن الجوزی۔

اور بعض نے سات آیتیں قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا سے سات آیتوں تک مدنی بتائیں۔

اس سورۃ مبارکہ میں ۷۵ آیتیں کوفی ہیں اور تین شامی ہیں اور دو آیتیں اور اس حساب سے اسی آیتیں کل ہوتی ہیں۔

اس سورت کا سورۃ صٓ سے اتصال کیوں ہے؟

اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ آخر صٓ ہے: اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ہے اور سورۃ زمر کا شروع تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ

Marfat.com

ہے۔ مضمون کے اعتبار سے دونوں آیتیں ملی ہوئی ہیں بلکہ اگر بسم اللہ سے سورۃ شروع نہ ہو تو کلام مسلسل ہو جاتا ہے۔

پھر آخر سورۃ صٓ میں آدم علیہ السلام کی پیدائش کا ذکر ہے اور سورۃ زمر میں خلق ازواج اور خلق فی بطون امہات اور خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ وغیرہ ہے جو مناسبت سے بہت ہی قریب ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ①۔

نازل کرنا کتاب کا عزت والے اور حکمت والے اللہ کی طرف سے ہے۔

اس کی عبارت مبتدا اور خبر کے اعتبار سے یہ ہوئی: هٰذَا الْمَذْكُوْرُ تَنْزِیْلٌ مِّنَ اللّٰهِ۔ اور کتاب سے مراد تمام قرآن کریم ہے یا صرف یہ سورۃ مبارکہ

اِنَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ

ہم نے اسے اے محبوب! آپ کی طرف کتاب کی صورت میں حق کے ساتھ نازل فرمایا۔

فَاعْبُدِ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ ②۔

تو اللہ کو پوجو خالص اللہ کے لئے ہر قسم کے شوائب شرک سے اور توہمات ریا سے محترز رہتے ہوئے۔

اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ ؕ۔ خبردار رہو دین خالص اللہ کے لئے ہے۔

دین لغت میں تقریباً تیس معنی دیتا ہے۔ دین مذہب کے معنی میں مستعمل ہے اور بدلہ، اسلام، عادت، کام، عبادت، بارش، ترشح، نرم چیز، ذلت، بیماری، حساب، ضلعہ، اقتدار، عزت، برتری، بادشاہ، حکم، خصلت، تدبیر، توحید، پرہیزگاری، پاکبازی، زبردستی، حال، فیصلہ، تابعدار، قوم اس کی جمع ادیان ہے۔ تو آیہ کریمہ کی اس عبارت سے معنی مکمل ہوتے ہیں۔

اَلَا هُوَ سُبْحَانَهٗ الَّذِیْ یَجِبُ اَنْ یُّخَصَّ بِاِخْلَاصِ الدِّیْنِ لَهٗ تَعَالٰی لِاَنَّهُ الْمُتَفَرِّدُ بِصِفَاتِ الْاُلُوْهِیَّةِ الَّتِیْ هِیَ الْاِطِّلَاعُ عَلَی السَّرَائِرِ وَالضَّمَائِرِ۔ چنانچہ ایک حدیث میں آیہ کریمہ کے معنی ہماری تائید میں اس طرح منقول ہیں۔

ابن مردویہ یزید رقاشی رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ہم اپنا مال لوگوں کو دیتے ہیں تاکہ ہمارا تذکرہ ہو تو کیا ہمیں اس کا اجر ملے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں۔ پھر اس نے عرض کیا ہم اپنا مال دیتے ہیں بامید اجر اور بغرض مذاکرہ تو کیا ہمیں اس کا اجر ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَا یَقْبَلُ اِلَّا مَنْ اَخْلَصَ لَهٗ ثُمَّ تَلَا عَلَیْهِ السَّلَامَ هٰذِهِ الْاٰیَةَ اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ۔ بے شک اللہ کسی کی خیرات وعبادات قبول نہیں کرتا مگر جو خالص ومخلص اللہ تعالیٰ کے لئے ہو پھر یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی: اَلَا لِلّٰهِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ۔

آگے آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: وَ مُؤَیِّدُ هٰذَا اِنَّ الْمُرَادَ بِالدِّیْنِ فِی الْاٰیَةِ الطَّاعَةُ۔ اس امر کی مؤید یہ آیت ہے کہ دین سے یہاں مراد اطاعت خالصہ ہے۔

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِیَآءَ ۘ۔ اور وہ جنہوں نے پکڑا اللہ کے سوا اپنا والی۔

Marfat.com

اس میں توحید الٰہی عزوجل کا اثبات اور شرک کا ابطال ہے۔ تا کہ حقیقت اخلاص جان لی جائے اور مشرکین قریش وغیرہ کے عقائد باطلہ واضح ہو جائیں۔ جیسا کہ مجاہد نے کہا

اور حضرت جبیر سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ یہ آیت کریمہ عامر اور کنانہ اور بنی سلم تین قبائل کے خلاف نازل ہوئی۔ یہ بتوں کے پجاری تھے ان کا عقیدہ تھا کہ ملائکہ اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں۔

لیکن خصوصیت مورد سے حکم خاص نہیں ہوجاتا اس لئے یہ حکم عامہ مشرکین پر ہے فَيَكُوْنُ الْاَوْلِيَاءُ عِبَارَةٌ عَنْ كُلِّ مَعْبُوْدٍ۔ آیت کریمہ میں اولیاء سے مراد ہر معبود باطل ہے اور یہ ارشاد باری تعالیٰ شانہ ہے:

مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۔

سے مشرکین کا وہ بہانہ ظاہر کیا گیا جو وہ کہتے تھے کہ ہم ان بتوں کو صرف اس لئے پوجتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کریں۔

گویا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی عبادت بہ نیت خالص نہیں کرتے وہ غیر خدا کی عبادت یہ کہہ کر کرتے ہیں کہ مَا نَعْبُدُهُمْ لِشَيْءٍ مِّنَ الْاَشْيَاءِ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ۔ ہم کسی شے کو نہیں پوجتے مگر اس لئے کہ ہمیں تقرب الی اللہ حاصل ہو جائے چنانچہ اس کا جواب فرمایا گیا:

اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ؕ۔

بے شک اللہ ان میں محاکمہ فرمائے گا ان باتوں کا جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

اس کے معنی میں مختلف قول ہیں:

پہلا قول تو یہ ہے کہ اِنَّهٗ تَعَالٰى يَفْصِلُ الْخُصُوْمَةَ بَيْنَ الْمُشَارِكِيْنَ وَالْمُخْلِصِيْنَ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ التَّوْحِيْدِ وَالْاِشْرَاكِ۔ بے شک اللہ تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا مشرک و مومن کی خصوصیت کا جو توحید اور اشراک باللہ میں جھگڑتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مخلصین و موحدین کو جنت میں داخل فرما کر مشرکین کو جہنم میں داخل کرے گا۔

تیسرا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ عابدین و معبودین کا فیصلہ کرے گا اس صورت میں کہ عابدوں کو اپنے معبودوں میں امید شفاعت ہوگی اور جنہیں معبود بنایا تھا وہ تبری کریں گے اور ان پر لعنت کریں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ جن ولیوں نبیوں کی اتباع سے جو لوگ ان سے امید رکھیں گے وہ معہ اپنے متبعین کے جنت میں داخل ہوں گے اور جو نااہل بجائے اتباع ان کی عبادت اور پرستش کرتے تھے جیسے بت پرست انہیں معہ بتوں کے جہنم میں داخل فرمائے گا۔

اور وَاِدْخَالُ الْاَصْنَامِ النَّارَ لَيْسَ لِتَعْذِيْبِهَا بَلْ لِتَعْذِيْبِ عَبَدَتِهَا بِهَا۔ اور بتوں کا جہنم میں داخلہ عذاب کے لئے نہ ہوگا بلکہ پوجنے والوں کے عذاب کے لئے ہوگا تا کہ وہ سمجھ سکیں کہ جن کی ہم نے پوجا کی وہ بھی ہمارے ساتھ جہنم میں ہیں تو امید شفاعت کس سے کریں۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ③ ۔ بے شک اللہ اسے راہ نہیں دیتا جو جھوٹا اور ناشکرا ہے۔

Marfat.com

یعنی وہ جھوٹا جو اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد مانے اور ناشکرا وہ جو قدرت کاملہ الہیہ کا مشاہدہ کر کے بھی غیر خدا کا پرستار ہو کہیں ملائکہ علیہم السلام کو بنات اللہ عزوجل کہتا پھرے کہیں عیسیٰ وعزیر علیہما السلام کو ابن اللہ عزوجل بنائے اس کا جواب آگے آتا ہے:

لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّتَّخِذَ وَلَدًا لَّاصْطَفٰى مِمَّا یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ④۔

اگر اللہ اولاد بنانا چاہتا تو اپنی مخلوق میں سے جسے چاہتا چن لیتا۔ پاکی ہے اس کے لئے وہ اللہ ایک اور قہار ہے۔

اس فرمان میں تحقیق حق اور ابطال قول کفار ہے جو وہ کہتے تھے کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں اور حضرت عیسیٰ وعزیر علیہما السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ تَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا۔

اس بیان میں اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ فرما کر استحالہ اتخاذ ولد حق واجب تعالیٰ علی الاطلاق ظاہر ہو گیا۔ تو حاصل معنی یہ ہوئے: لَوْ اَرَادَ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ اِتِّخَاذَ الْوَلَدِ لَامْتَنَعَتْ تِلْکَ الْاِرَادَةُ لِتَعَلُّقِهَا بِالْمُمْتَنِعِ اَعْنِی الْاِتِّخَاذَ لٰكِنْ لَّا یَجُوْزُ لِلْبَارِیْ اِرَادَةٌ مُمْتَنِعَةٌ لِاَنَّهَا تُرَجِّحُ بَعْضَ الْمُمْكِنَاتِ عَلٰى بَعْضٍ۔ اگر اللہ تعالیٰ بیٹا بنانے کا ارادہ کرتا تو یہ ارادہ بھی ممتنع بالذات تھا اس لئے کہ اتخاذ ولد کا ارادہ بھی ذات واجب تعالیٰ شانہ کے لئے ممتنع ہے اس لئے کہ شان الوہیت کے خلاف ہے۔

علاوہ اس کے جو ذات قہار ہے اس کی قہاریت مقتضی غنی ہے اور غنی کا اقتضاء تجرد ہے اور تجرد کا مقتضی یہ ہے کہ وہ مادہ اور تولد ولد سے بھی مجرد ہو۔ اس کی تفصیل سورۃ اخلاص میں آئے گی۔

چنانچہ علامہ آلوسی بغدادی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: اِنَّ الْقَهَّارِیَّةَ تَقْتَضِیْ كَمَالَ الْغِنٰى وَ هُوَ یَقْتَضِیْ كَمَالَ التَّجَرُّدِ الَّذِیْ هُوَ مِنْ كُلِّ الْوُجُوْهِ فَلَایَكُوْنُ هُنَاکَ جِنْسٌ وَّ فَصْلٌ وَّ مَادَّةٌ وَّ صُوْرَةٌ وَّ اَعْرَاضٌ وَّ اَبْعَاضٌ اِلٰى غَیْرِ ذٰلِکَ مِمَّا یَخِلُّ بِالْبَسَاطَةِ الْكَامِلَةِ الْحَقِیْقِیَّةِ وَاِتِّخَاذِ الْوَلَدِ لِمَا فِیْهِ مِنَ الْاِنْفِصَالِ وَالْمِثْلِیَّةِ مُخِلٌّ بِتِلْکَ الْبَسَاطَةِ فَیَخِلُّ بِالْغِنٰى فَیَخِلُّ بِالْقَهَّارِیَّةِ وَ قَدْ اَشَارَ سُبْحٰنَهٗ اِلٰى اَنَّ الْغِنٰى یُنَافِیْ اَنْ یَّكُوْنَ لَهٗ سُبْحَانَهٗ وَلَدٌ لِقَوْلِهٖ تَعَالٰى قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اتخاذ ولد مقتضی انفصال شے ہے تو لازم آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی جز اس سے منفصل ہو اور جب ایسا مان لیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ وہ متاثر و مقہور ہے معاذ اللہ نہ کہ موثر و قہار۔ تَعٰلٰى عَمَّا یَقُوْلُوْنَ عُلُوًّا كَبِیْرًا۔

تو جب واجب تعالیٰ شانہ اپنی صفت ذاتی میں قہار ہے جیسا کہ اقتضاء الوہیت ہے تو استحالہ لازم ہے کہ اس ذات کے لئے اولاد ہو۔

پھر ایک قول اور بھی واضح ہے: وَهُوَ هٰذَا اِنَّ الْقَهَّارِیَّةَ مُنَافِیَةٌ لِلزَّوَالِ لِاَنَّ الْقَهَّارَ لَوْ قَبِلَهٗ كَانَ مَقْهُوْرًا اِذِ الْمُزِیْلُ قَاهِرٌ لَهٗ وَلِذَا قِیْلَ سُبْحَانَ مَنْ قَهَرَ الْعِبَادَ بِالْمَوْتِ ۔انتہیٰ مختصراً

چنانچہ اپنی شان قہاری کے لئے اظہار کیا گیا۔

خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ۚ یُكَوِّرُ الَّیْلَ عَلَى النَّهَارِ وَیُكَوِّرُ النَّهَارَ عَلَى الَّیْلِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ یَّجْرِیْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اَلَا هُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ ⑤۔

پیدا کئے اس نے آسمان اور زمین حق کے ساتھ لپیٹتا ہے رات کو دن پر اور لپیٹتا ہے دن کو رات پر اور مسخر کیا سورج اور

چاند کو سب جاری ہیں اپنے وقت مقررہ پر۔
اس لئے کہ حدیث لیل ونہار تحریک اجرام سماویہ کے ساتھ ہے تکویر اصل میں لپیٹنے کو کہتے ہیں۔
اور عمامہ سر پر لپیٹنے کو كَارَ الْعَمَامَةَ عَلٰى رَاْسِهٖ بولتے ہیں اور یہاں تکویر سے مراد بروایت قتادہ رحمہ اللہ ایک کو دوسرے سے ڈھانپنا ہے۔ چنانچہ کور ایسا لفظ ہے جو لپیٹنے کے معنی میں مستعمل ہے۔
ایسے ہی يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ہے ولوج کہتے ہیں ایک شے کو دوسری میں داخل کرنا۔
اور جَعَلَ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ خِلْفَةً لِّمَنْ اَرَادَ اَنْ يَّذَّكَّرَ۔ وہ ذات ہے وہ جس نے لیل ونہار کو ایک پر دوسرے کو خلیفہ کیا۔ اور يُغْشِي الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا۔ یہاں حثیث بروزن فعیل ایک دوسرے پر برانگیختہ وآمادہ ہونے کے معنی میں ہے تو رات دن پر آمادہ ہے اور دن رات پر آمادہ ہے۔
یہ تمام استعارات ہیں کہیں استعارہ تبعیہ کہیں استعارہ مکنیہ کہیں استعارہ تخییلیہ اور تمثیلیہ ہے۔
اور تسخیر شمس وقمر بایں معنی ہیں کہ یہ دونوں حکم کے ساتھ پابند ہیں اسی لئے فرمایا: كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى یعنی دونوں اپنے دور میں یا انقطاع حرکت میں چلتے ہیں۔
اور چونکہ ارباب ہیئت کے نزدیک شمس متحرک ہے بنابرایں یہ تقریر قرآنی سے منطبق ہے۔
اور ہیئت جدیدہ کا زعم ہے کہ شمس ساکن ہے اور وہ مرکز عالم ہے یہ خلاف آیت کریمہ ہے مگر اب بعض ارباب فرنگ شمس کے متحرک ہونے کو مانتے ہیں اس کے مرکز میں تو یہ کل فی فلک یسجون کے مطابق ہے۔
اَلَا هُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفَّارُ ۞ خبردار رہو وہ عزت والا قادر ہے۔
باطل عقائد پر اصرار کرنے والوں پر عذاب کرتا ہے اور غفار ہے ان کے لئے جو اپنے گناہوں سے تائب ہوں آگے ارشاد ہے:
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ۔ تمہیں پیدا فرمایا نفس واحد سے۔
یہ دوسری دلیل ہے وحدت وقہر قہار پر کہ نفس واحدہ حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام سے کائنات پیدا فرمائی۔ اور نفس انسان ایک قطرہ سے ہے اور خود آدم علیہ السلام ذات احدیت کی ایسی شان ہیں کہ ان کی ولادت ید قدرت سے ہے پھر عالم سفلی سے متعلق ہو کر عالم علوی سے بلند تر ہے یہی وجہ ہے کہ شیخ اکبر رحمہ اللہ نے فرمایا:

دَوَائُکَ فِيْکَ وَ لَا تَشْعُرُ ۔۔۔ وَ دَائُکَ فِيْکَ وَ لَا تُبْصِرُ
وَ تَعْلَمُ اَنَّکَ جِرْمٌ صَغِيْرٌ ۔۔۔ وَ فِيْکَ انْطَوَی الْعَالَمُ الْاَکْبَرُ

آگے ارشاد ہے:
ثُمَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا۔ پھر اسی جرم صغیر انسان سے اس کا جوڑا بنایا۔
یعنی حضرت حوا کو بائیں پسلی سے پیدا کیا اور بائیں پسلی بھی وہ جو تمام پسلیوں کے نیچے ہے۔
اس شان تخلیق میں تین باتیں خاص ہیں۔
اول آدم علیہ السلام کا بغیر ماں باپ پیدا فرمانا۔

Marfat.com

دوسرے حضرت حوا کا بائیں پسلی سے پیدا فرمانا۔
تیسرے آپ کی ذریت کا پیدا فرمانا کہ جس کی گنتی سوا اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ آگے ارشاد ہے:
وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ الْاَنْعَامِ ثَمٰنِيَةَ اَزْوَاجٍ ۔ اور نازل فرمائے تمہارے لئے آٹھ جوڑے۔
اس میں بنوع دیگر استدلال ہے عالم سفلی کا۔ اور انزال بطریق مجاز فرمایا جس سے مراد قضاء الٰہی عزوجل ہے اور قسمت غیر متناہی ہے۔
اور یہ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے اور تقسیم کرتا ہے تو اسے لوح محفوظ میں ثبت فرماتا ہے پھر ملائکہ موکلین اس کے اظہار کے لئے نازل ہوتے ہیں۔
دوسرے یہ بھی کہ نزول سے تخلیق کو موصوف کرنا بایں معنی صحیح ہے کہ انزال و قضا ظہور بعد الخفا میں متعارف وشائع ہے گویا یہاں وانزل میں استعارہ تبعی ہے۔
اور اسے مجاز مرسل بھی کہہ سکتے ہیں۔
اور انعام سے مراد اونٹ، گائے، بکری اور بھیڑ ہیں یہ چار جب جوڑا جوڑا ہوئے تو آٹھ ہو گئے۔ چار نر، چار مادہ آگے ارشاد ہے:
يَخْلُقُكُمْ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ ۔
تمہیں پیدا فرماتا ہے تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک پیدائش سے اور پیدائش پر تین اندھیریوں میں۔
آیت کریمہ میں اپنی عجائب قدرت کا بیان ہے کہ تمہاری پیدائش تمہاری ماؤں کے پیٹ میں ایک حالت پر نہیں بلکہ نطفہ سے علقہ بنایا گیا پھر علقہ سے مضغہ پھر مضغہ سے حیوان عظام پھر عظام پر گوشت غرضکہ خَلْقًا مِّنْۢ بَعْدِ خَلْقٍ پورا کر کے فِيْ ظُلُمٰتٍ ثَلٰثٍ میں اس کی پرورش کی۔ اول ظلمت بطن، دوسرے ظلمت رحم تیسرے ظلمت مشیمہ۔
بعض نے کہا ظلمت صلب، ظلمت بطن اور ظلمت رحم مراد ہے۔ اس کے بعد اپنے وجود واجب الوجود کا تعارف فرمایا جاتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ⑥
یہ ہے تمہارا اللہ جو تمہارا رب ہے اسی کی ملک ہے سب پر کوئی معبود نہیں مگر وہی تو کہاں بھٹک رہے ہو۔
یعنی یہ قوتیں سوا اللہ تعالیٰ کے کسی میں نہیں اسی کی ملکیت علی الاطلاق دنیا و آخرت میں ہے اس کا کوئی شریک نہیں وہ ایک واحد قہار ہے تو تم کہاں بھٹکے پھر رہے ہو باوجود اس کے کہ تمہیں اس کی شیون قدرت کا مشاہدہ ہو رہا ہے آگے اپنی بے نیازی کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہے:
اِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنْكُمْ ۣ وَلَا يَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ ۔
اب بھی اگر تم کفر کرو تو اللہ بے نیاز ہے تمہارے ایمان و عبادت سے اور وہ راضی نہیں اپنے بندوں کی ناشکری سے البتہ وَاِنْ تَشْكُرُوْا يَرْضَهُ لَكُمْ ۔ اور اگر شکر گزار ہو تو وہ تم سے راضی ہے۔
اور بندے کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب کہے بارگاہ رحمت میں یہ کہے: رَضِيْتُ بِاللّٰهِ بِقَضَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى

وَ رَضِيتُ بِاللهِ عَزَّوَجَلَّ رَبًّا وَّ قَاضِيًا۔

تو خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اِنَّهُ جَلَّ شَانُهُ لَا يَسْتَحْمِدُ الْكُفْرَ لِعِبَادِهِ كَمَا يَسْتَحْمِدُ الْاِسْلَامَ لَهُمْ وَ يَرْتَضِيهِ۔

وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝۷ ۔

اور نہیں اٹھاتا کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ پھر تم اپنے رب کی طرف ہی لوٹو گے تو وہ تمہیں متنبہ کردے گا جو کچھ تم نے کیا بے شک وہ تمہارے سینوں کے حالات سے واقف ہے۔

آیۂ کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ کسی کے عمل کا بوجھ دوسرے پر نہیں پھر آخر تمہیں اپنے رب کی طرف لوٹنا ہے تو وہ تمہیں تمہارے عملوں کی حالت سے مطلع فرما دے گا اور وہ یقیناً تمہارے صدری حالات سے واقف ہے آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے رب کو پکارتا اور رجوع ہوتا ہے۔

یہ عتبہ بن ربیعہ جیسے سرکش کافر کی کیفیت ظاہر فرمائی۔ اور بقول ابن حبان رحمہ اللہ یہ کیفیت جنس کافر کی فرمائی گئی۔

چنانچہ دوسری جگہ فرمایا: اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ۔ اور اس کی دوسری کیفیت کا آگے اظہار فرمایا۔

ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ ۔

پھر جب اسے دنیاوی نعمت عطا کر دی جاتی ہے تو اس پکار کو بھول جاتا ہے جو پہلے پکارا تھا اور اللہ کے لئے شریک بنالیتا ہے عبادت اور پرستش میں تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے اللہ کے راستہ سے۔

آلوسی خَوَّلَهٗ کے معنی رُجُوْعٌ اِلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى کر کے فرماتے ہیں: وَ اُطْلِقَ عَلَى الْعَطَاءِ لِمَا اِنَّ الْمُعْطِيَ الْكَرِيْمَ يَتَعَهَّدُ مَنْ هُوَ رَبِيْبُ اِحْسَانِهٖ وَ نَشْوُ اِمْتِنَانِهٖ بِتَكْرِيْرِ الْعَطَآءِ عَلَيْهِ مَرَّةً بَعْدَ اُخْرٰى۔

خلاصہ مفہوم عبارت یہ ہوا کہ بندے کو عطا پر عطا فرمائے اور وہ ایسا معطی ہے کہ بندے کو بہرصورت دیتا ہے بقول سعدی علیہ الرحمۃ:

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب گبر و ترسا وظیفہ خور داری
دوستاں را کجا کنی محروم تو کہ با دشمناں نظر داری

تو منعم حقیقی کو بھلا کر اس کی عبادت و اطاعت سے منہ موڑ کر وہی بتوں کی طرف جھکنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شریک بتوں کو بنالیتا ہے حالانکہ اس کی یہ شان ہے کہ

لَا ضِدَّ وَلَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّىْ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

اسی وجہ میں آگے تہدیداً ارشاد ہے:

قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ۖ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ۝۸ ۔

اے محبوب! فرما دیجئے اپنے کفر سے برائے چندے نفع حاصل کر لے اے عتبہ تو جہنمیوں سے ہے۔

اس کے بعد کی آیتوں میں صدیق و فاروق عثمان و علی اور دیگر صحابہ علیہم رضوان کے طریقہ عبادت میں مقام تقرب ظاہر

کیا گیا چنانچہ ارشاد ہے:

اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّ قَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ وَ یَرْجُوْا رَحْمَةَ رَبِّهٖ ؕ

کیا تو بت پرست بہتر ہے یا وہ جو راتوں میں سجدہ اور قیام کرے آخرت کے خوف اور امید رحمت رب الارباب میں۔

یہاں حرف ام متصلہ ہے گویا ارشاد ہے بطریق تہدید: ءَ اَنْتَ اَحْسَنُ حَالًا وَ مَاٰلًا اَمْ مَّنْ هُوَ قَائِمٌ بِمَوَاجِبِ الطَّاعَاتِ وَ دَائِمٌ عَلٰی وَظَائِفِ الْعِبَادَاتِ فِیْ سَاعَاتِ اللَّیْلِ الَّتِیْ فِیْهَا الْعِبَادَةُ اَقْرَبُ اِلَی الْقُبُوْلِ وَاَبْعَدُ عَنِ الرِّیَاءِ حَالَتَیِ السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ لَا عِنْدَ مَسَاسِ الضُّرِّ فَقَطْ کَدَابِکَ حَالَ کَوْنِهٖ سَاجِدًا وَّ قَائِمًا ۔

یعنی کیا تو اے عتبہ بن ربیعہ اپنی حالت شرک و بت پرستی میں اچھا ہے اور اس کا انجام جو عذاب آخرت ہے بہتر ہے یا وہ جو قائم ہے مواجبات طاعات پر اور دائم ہے وظائف عبادت پر ساعات لیل ونہار میں جو اقرب الی القبول اور ابعد من الریاء ہیں خفیہ طور پر مشغول عبادت حالانکہ انہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچتی تیری طرح نہیں کہ جب تکلیف پہنچے تو اللہ کو پکارے اور جب تکلیف رفع ہو جائے تو اللہ کو بھول جائے۔ اس کے بعد آگے ارشاد ہے:

قُلْ هَلْ یَسْتَوِی الَّذِیْنَ یَعْلَمُوْنَ وَ الَّذِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ؕ۔ فرمادیجئے کیا برابر ہے جاننے والا اور انجان۔

چنانچہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ سے یہاں تک آیت کریمہ حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ کے حق میں نازل ہوئی۔

اور ابن سعد طبقات میں اور ابن مردویہ اور ابن عساکر رحمہم اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ناقل ہیں کہ یہ آیت حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی۔

اور حضرت جویبر راوی ہیں کہ یہ آیت عمار اور ابن مسعود اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

اور حضرت عکرمہ صرف عمار بن یاسر کے لئے فرماتے ہیں۔

اور مقاتل کہتے ہیں کہ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ سے مراد صہیب رومی اور ابن مسعود اور حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور ضحاک کہتے ہیں بروایت ابن عباس کہ اس میں حضرت ابو بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کی فضیلت ہے۔

اور حضرت یحیٰی بن سلام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ اس میں کسی کی تعیین نہیں جو ان اوصاف کا حامل ہے وہی اس فضیلت میں داخل ہے اور اس میں فضیلت خوف ورجا ظاہر فرمائی گئی ہے۔ چنانچہ ترمذی شریف، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم سے ایک حدیث ہے کہ

دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی رَجُلٍ وَّ هُوَ فِی الْمَوْتِ فَقَالَ کَیْفَ تَجِدُکَ قَالَ اَرْجُوْا وَاَخَافُ فَقَالَ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا یَجْتَمِعَانِ فِیْ قَلْبِ عَبْدٍ فِیْ مِثْلِ هٰذَا الْمَوْطِنِ اِلَّا اَعْطَاهُ الَّذِیْ یَرْجُوْا وَ اٰمَنَهُ الَّذِیْ یَخَافُ۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک شخص کے پاس تشریف لائے اور وہ موت کے قریب تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو کیا محسوس کر رہا ہے اس نے عرض کی امید رحمت اور خوف بے نیازی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بندے کے دل میں یہ دونوں باتیں جمع نہیں ہوتیں مگر اللہ تعالیٰ اسے امید رحمت سے نواز دیتا ہے اور خوف بے نیازی سے امن دیتا ہے۔ آخر رکوع میں حصر کر کے ارشاد ہے:

Marfat.com

اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُوا الْاَلْبَابِ ⑨ ۔نصیحت تو وہی پاتے ہیں جوذی عقل وفہم ہیں۔

اس کی تفسیر روح المعانی میں یہ ہے اِنَّمَا يَتَّعِظُ بِهٰذِهِ الْبَيَانَاتِ الْوَاضِحَةِ اَصْحَابُ الْعُقُوْلِ الْخَالِصَةِ عَنْ شَوَائِبِ الْخَلَلِ۔ جس کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ ان واضح بیانات سے صرف وہی عقلمند نصیحت لیتے ہیں جن کی عقلیں اختلال کی ملاوٹ سے پاک ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع -سورۃ زمر-پ ۲۳

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩

آپ فرمادیں اے میرے بندو جو ایمان لائے ہو ڈرو اپنے رب سے ان کے لئے جو بھلائی کریں اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے بے شک صبر کرنے والوں کو ہی پورا ملے گا ان کا اجر بے حساب

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ⑪

فرمادیجئے مجھے حکم ہے کہ اللہ کی پوجا کروں اس کا خالص بندہ ہوکر

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ⑫

اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے اول اسکے حضور گردن جھکاؤں

قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ⑬

فرمادیجئے کہ مجھے خوف ہے اگر میں نافرمانی کروں اپنے رب کی سخت عذاب سے قیامت کے دن

قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ⑭

فرمادیجئے اللہ ہی وہ ہے جس کی میں پوجا کرتا ہوں خالص اس کا ہوکر۔

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ⑮

تو پوجو جسے چاہو اس کے سوا فرمادیجئے بے شک انہیں نقصان ہے جو اپنی جانوں کو نقصان میں ڈال چکے اور اپنے گھر کو روز قیامت خبردار رہو یہ نرا کھلا نقصان ہے

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ⑯

ان کیلئے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے پہاڑ ہیں اس سے ڈراتا ہے اللہ اپنے بندوں کو اے میرے بندو تم مجھ ہی سے ڈرو

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ⑰

اور جو بچتے ہیں بتوں کی پوجا سے کہ انہیں پوجیں اور رجوع لائیں اللہ کی طرف انہیں بشارت ہے تو خوش خبری دو میرے بندوں کو

الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا

جو سنتے ہیں بات اور اس پر اچھا اتباع کرتے ہیں یہی وہ ہیں جنہیں اللہ نے راہ دی اور یہی وہ ہیں جو عقل

الْاَلْبَابِ ﴿١٨﴾
اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ
مَنْ فِي النَّارِ ﴿١٩﴾
لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا
غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ وَعْدَ
اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿٢٠﴾
اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ
يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا
مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ
يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي
الْاَلْبَابِ ﴿٢١﴾

والے ہیں
تو کیا جس پر ثابت ہو چکا حکم عذاب کا تو تم بچا لوگے اس
کو جو آگ میں ہے
لیکن وہ جو ڈرے اپنے رب سے ان کے لئے بالا خانے
ہیں اور بالا خانوں پر بالا خانے بنے ہوئے۔ جاری ہیں
ان کے نیچے نہریں اللہ کا وعدہ ہے کہ کبھی خلاف نہیں ہوگا
کیا نہ دیکھا تم نے کہ اللہ نے نازل کیا آسمان سے پانی
پھر جاری کئے چشمے زمین میں پھر نکالی اس سے کھیتی مختلف
رنگوں کی پھر سوکھ جاتی ہے تو دیکھے تو اسے زرد رنگ کی پھر
اسے کر دیتا ہے ریزہ ریزہ بے شک اس میں ہدایت ہے
عقل والوں کے لئے

حل لغات دوسرا رکوع۔ سورۃ زمر۔ پ ۲۳

	قُلْ۔ فرمادیں	يٰعِبَادِ۔ اے میرے بندو	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
اٰمَنُوا۔ ایمان لائے ہو	اتَّقُوْا۔ ڈرو	رَبَّكُمْ۔ اپنے رب سے	لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے
جنہوں نے	اَحْسَنُوْا۔ نیکی کی	فِيْ۔ بیچ	هٰذِهِ۔ اس
الدُّنْيَا۔ دنیا کے	حَسَنَةٌ۔ نیکی ہے	وَ۔ اور	اَرْضُ۔ زمین
اللّٰهِ۔ اللہ کی	وَاسِعَةٌ۔ فراخ ہے	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	يُوَفَّى۔ پورا دیئے جائیں گے
الصّٰبِرُوْنَ۔ صابر لوگ	اَجْرَ۔ اجر	هُمْ۔ اپنا	بِغَيْرِ۔ بغیر
حِسَابٍ۔ حساب کے	قُلْ۔ فرمادیں	اِنِّيْ۔ بے شک میں	اُمِرْتُ۔ حکم دیا گیا ہوں
اَنْ۔ یہ کہ	اَعْبُدَ۔ عبادت کروں میں	اللّٰهَ۔ اللہ کی	مُخْلِصًا۔ خالص کر کے
لَهُ۔ اس کے لئے	الدِّيْنَ۔ عبادت	وَ۔ اور	اُمِرْتُ۔ میں حکم دیا گیا ہوں
لِاَنْ۔ یہ کہ	اَكُوْنَ۔ ہوں میں	اَوَّلَ۔ پہلا	الْمُسْلِمِيْنَ۔ فرمانبردار
قُلْ۔ فرمادیں	اِنِّيْ۔ بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں	اِنْ۔ اگر
عَصَيْتُ۔ نافرمانی کروں میں		رَبِّيْ۔ اپنے رب کی	عَذَابَ۔ عذاب
يَوْمٍ۔ دن	عَظِيْمٍ۔ بڑے سے	قُلِ۔ فرمادیں	اللّٰهَ۔ اللہ ہی کی
اَعْبُدُ۔ میں عبادت کرتا ہوں		مُخْلِصًا۔ خالص کر کے	لَّهٗ۔ اس کے لئے
دِيْنِيْ۔ اپنی عبادت	فَاعْبُدُوْا۔ تو عبادت کرو	مَا۔ جس کی	شِئْتُمْ۔ تم چاہو
مِّنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا	قُلْ۔ فرمادیں	اِنَّ۔ بے شک	الْخٰسِرِيْنَ۔ خسارہ والے

Marfat.com

الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں جنہوں نے	خَسِرُوْٓا۔ خسارہ دیا	اَنْفُسَھُمْ۔ اپنی جانوں کو	وَ۔ اور
اَھْلِیْھِمْ۔ اپنے گھر والوں کو	یَوْمَ۔ دن	الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے	اَلَا۔ خبردار
ذٰلِكَ۔ یہ ہے	ھُوَ۔ وہ	الْخُسْرَانُ۔ خسارہ	الْمُبِیْنُ۔ ظاہر
لَھُمْ۔ ان کے لئے	مِّنْ فَوْقِھِمْ۔ ان کے اوپر	ظُلَلٌ۔ پہاڑ ہیں	مِّنَ النَّارِ۔ آگ کے
وَ۔ اور	مِنْ تَحْتِھِمْ۔ ان کے نیچے	ظُلَلٌ۔ پہاڑ ہیں	ذٰلِكَ۔ یہ ہے جس سے
یُخَوِّفُ۔ ڈراتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ	بِهٖ۔ اس سے	عِبَادَهٗ۔ اپنے بندوں کو
یٰعِبَادِ۔ اے میرے بندو		فَاتَّقُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو	وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اجْتَنَبُوا۔ بچے	الطَّاغُوْتَ۔ بتوں سے	اَنْ۔ یہ کہ
یَّعْبُدُوْ۔ پوجیں	ھَا۔ ان کو	وَ۔ اور	اَنَابُوْٓا۔ رجوع کیا
اِلَی۔ طرف	اللّٰهِ۔ اللہ کی	لَھُمُ۔ ان کے لئے	الْبُشْرٰی۔ خوشخبری ہے
فَبَشِّرْ۔ تو خوشخبری دو	عِبَادِ۔ میرے بندوں کو	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	یَسْتَمِعُوْنَ۔ سنتے ہیں
الْقَوْلَ۔ بات	فَیَتَّبِعُوْنَ۔ تو پیروی کرتے ہیں		اَحْسَنَهٗ۔ اس کی اچھی
اُولٰٓئِكَ۔ یہی	الَّذِیْنَ۔ وہ ہیں کہ	ھَدٰی۔ ہدایت کی	ھُمُ۔ ان کو
اللّٰهُ۔ اللہ نے	وَ۔ اور	اُولٰٓئِكَ۔ یہی	ھُمْ۔ وہ ہیں
اُولُوا۔ صاحب	الْاَلْبَابِ۔ عقل	اَفَمَنْ۔ تو کیا جس پر	حَقَّ۔ حق ہوئی
عَلَیْهِ۔ اس پر	كَلِمَةُ۔ بات	الْعَذَابِ۔ عذاب کی	اَفَاَنْتَ۔ تو کیا تو
تُنْقِذُ۔ بچالے گا	مَنْ۔ اسے جو	فِی۔ بیچ	النَّارِ۔ آگ کے ہے
لٰكِنِ۔ لیکن	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	اتَّقَوْا۔ ڈرے	رَبَّھُمْ۔ اپنے رب سے
لَھُمْ۔ ان کے لئے	غُرَفٌ۔ بالا خانے ہیں	مِّنْ فَوْقِھَا۔ ان کے اوپر بھی	غُرَفٌ۔ بالا خانے
مَّبْنِیَّةٌ۔ بنے ہوئے	تَجْرِیْ۔ چلتی ہیں	مِنْ تَحْتِھَا۔ ان کے نیچے	الْاَنْھٰرُ۔ نہریں
وَعْدَ۔ وعدہ ہے	اللّٰهِ۔ اللہ کا	لَا۔ نہیں	یُخْلِفُ۔ خلاف کرتا
اللّٰهُ۔ اللہ	الْمِیْعَادَ۔ وعدے کا	اَ۔ کیا	لَمْ۔ نہ
تَرَ۔ دیکھا تو نے	اَنَّ۔ کہ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ نے	اَنْزَلَ۔ اتارا
مِنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے	مَآءً۔ پانی	فَسَلَكَهٗ۔ تو چلایا اسے	یَنَابِیْعَ۔ چشموں میں
فِی۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	ثُمَّ۔ پھر	یُخْرِجُ۔ نکالتا ہے
بِهٖ۔ اس سے	زَرْعًا۔ کھیتی	مُّخْتَلِفًا۔ مختلف ہیں	اَلْوَانُهٗ۔ اس کے رنگ
ثُمَّ۔ پھر	یَھِیْجُ۔ خشک ہوتی ہے	فَتَرٰىهُ۔ تو دیکھتا ہے تو اسے	مُصْفَرًّا۔ زرد رنگ
ثُمَّ۔ پھر	یَجْعَلُهٗ۔ کرتا ہے اسے	حُطَامًا۔ ریزہ ریزہ	اِنَّ۔ بے شک

Marfat.com

فِیْ۔ بیچ ذٰلِكَ۔ اس کے لَذِكْرٰی۔ نصیحت ہے لِاُولِی۔ واسطے صاحب
الْاَلْبَابِ۔ عقل کے

خلاصہ تفسیر دوسرا رکوع ۔سورۃ زمر۔پ ۲۳

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ؕ وَ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ﴿۱۰﴾۔

آپ فرمائیں اے میرے وہ بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے دنیا میں نیکیاں کیں ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور صابروں کے لئے ہے اس کا ثواب پورا پورا دیا جائے گا بلا حساب۔

اَحْسَنُوْا۔ سے مراد دنیا میں طاعت بجالانا ہے اور اچھے عمل کرنا اس کا بدلہ صحت وعافیت ہے۔

اور اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ میں ہجرت کی ترغیب ہے اور ارشاد ہے کہ جہاں معصیت شعاری تغافل دثاری برتی جائے اور مومن کو وہاں رہنے میں دینداری مشکل ہو تو اسے چاہئے کہ وہاں سے ہجرت کرے۔

اس کا شان نزول یہ ہے کہ مہاجرین حبشہ کو اجازت ہجرت دی گئی۔

اور دوسری روایت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی جنہوں نے مصیبتوں پر صبر کیا اور ہجرت کی اور اپنے دین پر قائم رہے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اور اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ پر حضرت علی شیر خدا اسد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہر نیکی کا وزن کیا جائے گا۔ مگر صبر ایسی نیکی ہے کہ اس کا اجر بلا وزن بے حساب ملے گا۔

اور ایک روایت یہ ہے کہ مصیبت زدہ مومنین بروز قیامت حاضر کئے جائیں گے اور ان کے صبر کا بدلہ ایسے دیا جائے گا کہ نہ ان کے لئے میزان قائم ہو نہ ان کا حساب کیا جائے ان پر رحمت رحمان کی بارش کی جائے گی اور بے حساب کی جائے حتیٰ کہ دنیا میں امن وعافیت سے بسر کرنے والے جب دیکھیں گے تو آرزو کریں گے کہ کاش ہم بھی ان مصیبت زدوں میں ہوتے اور ان کے جسم مقراض سے کاٹے جاتے تاکہ ہم بھی اجر بے حساب پاتے اس کے بعد حضور سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہے:

قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّيْنَ ﴿۱۱﴾ وَ اُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۳﴾ قُلِ اللّٰهَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّهٗ دِيْنِيْ ﴿۱۴﴾۔

اے محبوب! آپ فرمادیں مجھے حکم ہے کہ اللہ کی پرستش کروں اس کا خالص بندہ ہو کر اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن جھکانے والا ہوں اے محبوب! آپ فرمادیں کہ اگر بفرض محال مجھ سے نافرمانی ہو جائے تو میں ڈرتا ہوں اپنے رب سے بڑے دن کے عذاب سے آپ فرمادیں میں تو اللہ ہی کا پرستار ہوں خالص اس کا بندہ ہو کر۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطبہ ہے کہ آپ فرمادیں کہ میں اہل طاعت واخلاص میں مقدم وسابق ہوں۔
یہاں اللہ تعالیٰ نے پہلے اخلاص کا حکم دیا جس کا تعلق عمل قلب سے ہے اس کے بعد اطاعت کا حکم ہے جس کا تعلق عمل بالجوارح سے ہے۔

Marfat.com

اس میں یہ سمجھ لینا ضروری ہے کہ احکام شرعیہ کا نفاذ رسول کی طرف سے ہوتا ہے اور وہی اس حکم کے پہنچانے والے ہیں تو اسی اعتبار سے رسول احکام میں سب سے مقدم اور اول ہوئے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے اول اپنے رسول کو حکم دے کر عامۂ مسلمین کو تنبیہ فرمائی کہ جب ہمارا رسول ہمارے احکام میں پابند ہے تو تم پر اس کی پابندی اشد ضروری ہے۔

آیۂ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ کفار قریش نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا تھا کہ آپ اپنی قوم کے سرداروں اور اپنے رشتہ داروں کو نہیں دیکھتے کہ وہ لات اور عزیٰ کی پرستش کرتے ہیں تو ان کے رد میں یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کے بعد بطریق تہدید وتوبیخ مشرکین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اس اعلان کا حکم ہوا چنانچہ ارشاد ہے:

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ۔ تو اب تم پوجو جسے چاہو اللہ کے سوا۔

اور گمراہی میں پڑ کر ہمیشہ کے لئے جہنم کے مستحق ہو جاؤ اور جنت کی نعمتوں سے محروم کہ یہ نعمتیں ایمان لانے پر مل سکتی ہیں اس کا نقشہ آئندہ آیتوں میں بیان ہو رہا ہے:

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَ مِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ ذٰلِكَ یُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ یٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ﴿۱۶﴾۔

ان کے لئے اوپر آگ کے سائے ہیں اور ان کے نیچے آگ کے سائے اس سے اللہ تعالیٰ خوف دلاتا ہے اپنے بندوں کو اے میرے بندو! تم مجھ سے ڈرو۔

خلاصہ آیت کریمہ یہ ہے کہ بت پرستوں کو ہر طرف سے آگ گھیرے ہوگی اللہ عزوجل اس سے خوف دلا کر حکم دیتا ہے ایمان لاؤ اور ممنوعات سے بچو اور وہ کام نہ کرو جو میری ناراضگی اور غضب کا سبب ہو۔

وَ الَّذِیْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ یَّعْبُدُوْهَا وَ اَنَابُوْۤا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ۙ الَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓىِٕكَ الَّذِیْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾ ۔

اور وہ جو بتوں کی پوجا سے اجتناب کریں اور اللہ کی طرف رجوع ہوں ان کے لئے خوشخبری ہے تو اے محبوب! مژدہ دو میرے بندوں کو جو کان لگا کر بات سنیں اور اچھی طرح اتباع کریں یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی عقل والے ہیں۔

آیت کریمہ کا مفہوم لفظی ترجمہ سے واضح ہے۔ اس کا شان نزول یہ ہے جسے حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان فرمایا کہ جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ایمان لائے تو آپ کے پاس حضرات عثمان غنی، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ، زبیر، سعد بن ابی وقاص اور سعید بن زید علیہم رضوان حاضر آئے۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق دریافت کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معصومیت اور صداقت بیان کی اور اپنے ایمان لانے کی خبر دی یہ سن کر سب کے سب بیک وقت ایمان لے آئے اس پر آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور فَبَشِّرْ عِبَادِ الَّذِیْنَ سے ان کے لئے بشارت آئی اب رہے ازلی مشرک ان کے لئے آگے جو ارشاد ہے وہ ازلی جہنمی بدبخت لوگوں کے لئے فرمان ہے:

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَیْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِی النَّارِ ﴿۱۹﴾ۚ ۔

تو کیا وہ جن پر عذاب مقرر ہو چکا وہ نجات یافتہ لوگوں کے برابر ہو جائیں گے تو کیا تم اے محبوب! اس کی قسمت بدل کر

Marfat.com

ہدایت دے کر مستحق ازلی کو جہنم سے بچالو گے۔

یعنی جو علم الٰہی عزوجل میں ازلی جہنمی ہے اسے آپ اپنی ذاتی قوت وہدایت سے نہیں بچا سکتے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس سے مراد ابولہب اور اس کے لڑکے ہیں۔

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾۔

لیکن وہ جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے ان کے لئے بالاخانے ہیں اُن پر اور بالاخانے بنے ہوئے ہیں ان کے نیچے نہریں رواں ہیں اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ اپنے وعدہ کا خلاف ہرگز نہیں کرے گا۔

یعنی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی ان کے لئے جنت میں منازل رفیعہ ہیں جن کے اوپر اور بلند منزلیں ہیں اور ان کے نیچے نہریں صاف ستھری رواں۔

اس کے بعد اپنی شیون قدرت کا اظہار ہے چنانچہ ارشاد ہے:

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾۔

کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا پھر اس سے جاری کئے چشمے زمین میں پھر اس سے کھیتی نکالتا ہے مختلف رنگوں کی پھر وہ خشک ہو جاتی ہے تو تو دیکھتا ہے کہ وہ زرد پڑ گئی پھر اسے ریزہ ریزہ کر دیتا ہے بے شک اس میں تذکیر ہے عقل والوں کے لئے۔

مختلف اللون کھیتیاں کہ ظاہر ہے کہ سرسوں آنکھوں میں پھول کر کتنا خوشگوار زرد رنگ کا پھول دیتی ہے۔ آلو کا پودا کتنا خوبصورت پھول نکالتا ہے۔ غرض کہ زرد و سبز و سرخ وسفید قسم قسم کی گندم جوار، باجرہ مکئی اور انواع واقسام کے غلے پیدا فرماتا ہے۔ حالانکہ پانی ایک رنگ کا اور مٹی ظاہری شکل میں ایک قسم کی ہوتی ہے۔

اور لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ فرما کر اس امر کو ظاہر کیا کہ عقلمند ان چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت وقدرت پر دلیلیں قائم کرتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۳

قُلْ يٰعِبَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ؕ۔

اے محبوب! آپ فرمائیں اے میرے بندو! جو ایمان لائے ہو ڈرو اپنے اللہ سے جو تمہارا رب ہے۔

اس کی تفسیر صاحب روح المعانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَمَرَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يُّذَكِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ يَحْمِلُهُمْ عَلَى التَّقْوٰى وَ الطَّاعَةِ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس آیت کریمہ میں حکم ہے کہ آپ مومنین کو ہدایت فرمائیں اور انہیں تقویٰ وطاعت پر آمادہ کریں آگے فرماتے ہیں۔

وَ فِيْهِ اِيْذَانٌ بِاَنَّهُمْ هُمْ اَىْ قُلْ لَّهُمْ قَوْلِىْ هٰذَا بِعَيْنِهٖ وَ فِيْهِ تَشْرِيْفٌ لَّهُمْ بِاِضَافَتِهِمْ اِلٰى ضَمِيْرِ الْجَلَالَةِ۔ اس میں اعلان ہے کہ احکام میں وہ وہی ہیں۔ یعنی اے حبیب! آپ میرا قول بعینہٖ فرمادیں اور اس میں حضور صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم کی شرافت کو بڑھانے کے لئے فرمایا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف اضافت ضمیر جلالت کی طرف کی گئی۔

یہی مضمون مولانا جلال الدین رومی رحمہ اللہ نے بیان فرمایا۔ چنانچہ قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا کے تحت مثنوی رومی میں فرماتے ہیں:

بندۂ خود خواند احمد در رشاد — جملہ عالم را بخواں قُلْ يٰعِبَادِ

اسی کی وضاحت امام اہل سنت حضرت والد قبلہ شیخ الحدیث والفقہ قدس سرہ نے ایک شعر میں فرمائی:

بندہ بنے بن اس کے کب بندۂ خدا ہو — دیدار ہوں میں بندہ اس بندۂ خدا کا

اب سوال باقی رہ جاتا ہے کہ عبداللہ اور عبدالمصطفیٰ ایک معنی میں ہیں یا فرق ہے۔ اس کے متعلق عَبْدِیْ وَ اَمَتِیْ کا استعمال ہی معنی متعین کر دیتا ہے۔

باعتبار تلفظ ظاہر ہے کہ عَبْدِیْ کے معنی میرے غلام اور مطیع کے ہیں اور عبداللہ کے معنی خدا کا بندہ اور عابد حق کے ہیں۔ تو جب عبدیت مضاف الی الرسول ہو گی تو مطیع اور فرمانبردار کا معنی دے گی اور جب مضاف الی اللہ عزوجل ہو گی تو پرستش کرنے والے پوجنے والے کے معنی دے گی آگے ارشاد ہے:

لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ ۔

وہ لوگ جو بھلائی کریں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے۔ گویا عبارت یوں ہوئی:

اَیْ لِلْمُسْلِمِیْنَ فِی الدُّنْیَا حَسَنَةٌ وَّ فِی الْاٰخِرَةِ اَیْ حَسَنَةٌ وَالْمُرَادُ بِهَا الْجَنَّةُ۔ نیکی کرنے والوں کے لئے دنیا میں بھی بھلائی ہے اور آخرت میں بھی بھلائی اور اخروی بھلائی سے مراد جنت ہے۔ جیسا کہ رَبَّنَاۤ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ میں دنیا و آخرت کے لئے حسنہ طلب کیا گیا۔ اس سے دنیا کا حسنہ فراخی رزق وصحت اور حسن معاش ہے اور آخرت کا حسنہ جنت ہے۔ جس کی برکت سے جہنم سے خلاصی ہو گی۔

اس کے بعد بطریق جملہ معترضہ فرمایا گیا کہ وطن سے ہجرت اگر برعایت اوامر ونواہی کی جائے تو جائے خدا تنگ نیست و پائے گدا لنگ نیست۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَاَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةٌ ۗ اِنَّمَا يُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَيْرِ حِسَابٍ ⑩ ۔

اور اللہ کی زمین وسیع ہے اور صابروں کو ہے البتہ ان کا بدلہ بے حساب۔

آیہ کریمہ میں اس امر کا اظہار ہے کہ اگر حمایت مذہب وملت میں تمہیں ابنائے وطن بھی چھوڑنا پڑے تو اللہ کی زمین وسیع ہے وطن چھوڑ کر دوسری جگہ چلے جاؤ اور رضائے الٰہی میں ہجرت کر لو تمہیں دوسری جگہ بھی تمہارے وطن سے بہترین مقام ملے گا۔ بشرطیکہ ترک وطن پر اور مصائب پر صبر کرو تو بے حساب تم کو آخرت میں اجر ملے گا اور دنیا میں بھی محروم نہ رہو گے دنیا میں اجر سے مراد صحت وعافیت ہے اور آخرت میں جنت اور نعمت ہائے بے حساب ملے گا۔

چنانچہ مہاجرین مکہ کے لئے اَرْضُ اللّٰهِ سے مراد مدینہ منورہ ہے اور آخرت کی زمین کے متعلق ارشاد ہے: وَ اَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَآءُ اور ارشاد ہے: وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ۔ اور احسان کی تعریف حدیث جبریل علیہ السلام میں ہے جبکہ حضرت روح الامین علیہ السلام نے حضور علیہ السلام

Marfat.com

سے سوال کیا مَا الْاِحْسَانُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: اَنْ تَعْبُدَاللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ۔

بعض حدیثوں سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ آیت کریمہ حضرت جعفر بن ابی طالب اور آپ کے ساتھیوں علیہم رضوان کے حق میں نازل ہوئی جبکہ آپ نے مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کا عزم فرمایا اور نجاشی کے دربار میں پہنچ کر تبلیغ اسلام کی جس سے شاہ حبشہ نجاشی مشرف بہ اسلام ہو گیا۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اِنِّیْۤ اُمِرْتُ اَنْ اَعْبُدَ اللّٰہَ مُخْلِصًا لَّہُ الدِّیْنَ ﴿۱۱﴾۔

اے محبوب! آپ فرمادیں کہ مجھے حکم ہے کہ میں اللہ کی پوجا کروں خالص ومخلص طریقہ سے جس میں نہ شائبہ شرک ہو نہ واہمہ ریا۔

وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ ﴿۱۲﴾۔

اور مجھے حکم ہے کہ میں سب سے پہلے گردن جھکانے والوں میں ہوں۔ اخلاص سے گردن جھکانا اسلام میں افضل و احوط ہے۔

اور اخلاص سید الانبیاء سب سے اعلیٰ ہے اسی لئے شرف ومرتبت کے اظہار کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف گردن اخلاص جھکانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اول ظاہر کیا۔

چنانچہ قرآن میں تین طریقہ پر بیان فرمایا:

اول اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ۔

دوسری جگہ وَاُمِرْتُ لِاَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ۔

سوم وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔

تو معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام فواضل میں کائنات سے اول ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اِنِّیْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ ﴿۱۳﴾۔

اور فرمادیجئے میں ڈرتا ہوں اگر بفرض محال میں نافرمانی کروں اپنے رب کی عذاب یوم عظیم سے۔

یوم عظیم یوم قیامت ہے۔ اور آیہ کریمہ میں ذات واجب تعالیٰ شانہ کی بے نیازی اور جلالت کا اظہار فرمایا کہ تم ہی نہیں میں بھی نافرمانی سے عذاب الٰہی سے خائف ہوں باآنکہ میرا تقرب میری عظمت اتنی ہے کہ کسی کی نہیں یہ تہدیداً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے بھی خوف ہے تو تمہاری کیا حیثیت ہے۔

قُلِ اللّٰہَ اَعْبُدُ مُخْلِصًا لَّہٗ دِیْنِیْ ﴿۱۴﴾۔

فرمادیجئے میں تو اللہ تعالیٰ کو ہی پوجتا ہوں خالص ومخلص اس کا بندہ ہو کر۔

اس عبارت سے مراد خالص ومخلص طریقہ سے اللہ تعالیٰ کو ہی پوجنا ہے اور اس میں کسی شے کی طلب مقصود نہیں جیسے حضرت رابعہ بصریہ رحمۃ اللہ علیہا اپنی دعا میں کہتی تھیں: سُبْحٰنَکَ مَا عَبَدْتُکَ خَوْفًا مِّنْ عِقَابِکَ وَلَا رِجَآءَ ثَوَابِکَ۔ تیرے وجہ منیر کو پا کی ہے میں تیری عبادت خوف عقاب سے نہیں کرتی اور نہ امید ثواب پر۔

Marfat.com

اور یہ اعلان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کفار قریش کے جواب میں تھا جبکہ انہوں نے اپنے دین میں آنے کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت دی تھی اس پر تہدیداً یہ جواب دیا گیا اور اس کے ساتھ ہی فرمایا گیا:

فَاعْبُدُوْا مَا شِئْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ ؕ۔ تو تم جسے چاہو اللہ تعالیٰ کے سوا پوجو۔

اس کا نتیجہ تمہیں عذاب شدید ملے گا۔

قُلْ اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ اَلَا ذٰلِكَ هُوَ الْخُسْرَانُ الْمُبِيْنُ ۝۱۵۔

فرما دیجئے بے شک وہ جو خسران ونقصان میں ہیں وہ اضاعت واتلاف میں ہیں انہوں نے اپنی جان اور اپنے اہل کو نقصان میں ڈالا بروز قیامت اور یہ کھلا نقصان ہے۔

اور جس نقصان وخسران میں وہ پڑے اس کی تصریح اگلی آیت میں بیان فرمائی حیث قال:

لَهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ ظُلَلٌ مِّنَ النَّارِ وَمِنْ تَحْتِهِمْ ظُلَلٌ ؕ۔

ان کے اوپر آگ کے پہاڑ ہیں اور ان کے نیچے بھی آگ کے پہاڑ۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالْمُرَادُ اَنَّ النَّارَ مُحِيْطَةٌ بِهِمْ۔ گویا یہ فرمایا کہ ان پر آگ محیط ہے۔

ذٰلِكَ يُخَوِّفُ اللّٰهُ بِهٖ عِبَادَهٗ ؕ۔ اس عذاب قطیع سے اللہ اپنے بندوں کو ڈراتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے:

يٰعِبَادِ فَاتَّقُوْنِ ۝۱۶۔ اے میرے بندو ڈرو مجھ سے۔

یہ ہدایت ونصیحت ہے من جانب اللہ عز وجل اپنے غایت لطف وترحم سے۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوْتَ اَنْ يَّعْبُدُوْهَا وَاَنَابُوْٓا اِلَى اللّٰهِ لَهُمُ الْبُشْرٰى ۚ۔

اور وہ جو اجتناب کریں طاغوت سے اور قبول ورجوع کریں اپنے رب کی طرف انہیں بشارتیں ہیں۔

ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں یہ آیت تین جماعتوں کے حق میں نازل ہوئی جو زمانہ جاہلیت میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتے تھے وہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہم ہیں۔

ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں اس میں اشارہ ہے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہم کی طرف۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جب انہوں نے اسلام صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خبر سنی تو آپ کے پاس آئے اور پوچھا: ءَ اَسْلَمْتَ کیا تم اسلام لے آئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: نَعَمْ وَ ذَكَّرَهُمْ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَاٰمَنُوْا بِاَجْمَعِهِمْ فَنَزَلَتْ فِيْهِمْ۔ ہاں میں نے اسلام قبول کیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی جلالت شان بیان کی تو یہ سب بیک وقت ایمان لے آئے اور ان کی شان میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

تعریف طاغوت

طاغوت فعلوت کے وزن پر ہے یہ طغیان سے مشتق ہے۔

اس کی اصل طغیوت یا طغووت ہے یا کے ساتھ یا واو کے ساتھ چنانچہ طَغٰى يَطْغٰى و يَطْغُوْ دونوں ثابت ہیں۔

(جوہری)

Marfat.com

اس کے معنی صحاح میں شیطان اور کاہن کے ہیں اور اس کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو رأس الضلال یعنی گمراہی کا سرغنہ ہو۔

اور راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: هُوَ عِبَارَةٌ عَنْ كُلِّ مُعْتَدٍ وَ كُلِّ مَعْبُوْدٍ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَ سُمِّيَ بِالسَّاحِرِ وَالْكَاهِنِ وَالْمَارِدِ مِنَ الْجِنِّ وَالصَّارِفِ عَنِ الْخَيْرِ۔ طاغوت ہر حد سے گزرنے والا اور اللہ کے سوا ہر معبود اور ساحر و کاہن اور سرکش جن اور نیکی سے منحرف کو بھی کہا جاتا ہے اور بتوں پر اس کا اطلاق ہے۔

اور لَهُمُ الْبُشْرٰی سے وہ بشارات جنت ہیں جو زبان رسل علیہم السلام سے ملیں یا ملائکہ علیہم السلام بوقت موت دیں گے اور بروز حشر سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فرمائیں گے۔ آگے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہے:

فَبَشِّرْ عِبَادِ ﴿۱۷﴾ الَّذِيْنَ يَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ ؕ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدٰىهُمُ اللّٰهُ وَاُولٰٓئِكَ هُمْ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿۱۸﴾۔

تو بشارت دو میرے ان بندوں کو جو بات سنتے اور اس کا اچھی طرح اتباع کرتے ہیں یہی وہ ہیں کہ اللہ نے انہیں راہ دی اور یہی وہ ہیں جو عقل مند ہیں۔

آیہ کریمہ میں ان کی مدح ہے جو اتباع دین کرتے ہوئے حسن اور احسن اور فاضل اور افضل میں تمیز کرتے ہوئے واجب و مستحب اور مباح میں تمیز کرتے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اوامر الہیہ عزوجل کو سن کر اچھی طرح بطیب خاطر اتباع کرتے ہیں جیسے قصاص اور عفو و بخشش اور چشم پوشی اور اخفاء جس کی تعریف قرآن کریم میں ہے: وَاَنْ تَعْفُوْٓا اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی اور وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ۔ گویا مفہوم آیت یہ ہوا: يَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَ الْقَوْلَيْنِ وَالْوِرْدَيْنِ فِيْ مُعَيَّنٍ وَ فِي الْاَوَّلِ يَتَّبِعُوْنَ الْاَحْسَنَ مِنَ الْقَوْلَيْنِ مُطْلَقًا كَالْاِيْجَابِ بِالنِّسْبَةِ اِلَى النَّدْبِ مَثَلًا۔

اور زجاج رحمہ اللہ کہتے ہیں: يَسْتَمِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ وَ غَيْرَهٗ فَيَتَّبِعُوْنَ الْقُرْاٰنَ۔

بہر حال جن کی صفت فرمائی گئی ان کے لئے فرمایا کہ یہی وہ لوگ ہیں جو ہدایت پر ہیں اور یہی اصحاب عقول سلیمہ ہیں اس کے بعد ارشاد ہے:

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ ﴿۱۹﴾۔

کیا جس پر حکم عذاب ثابت ہو چکا ہے کیا تم اپنی قوت سے انہیں جہنم سے بچا سکتے ہو۔

یعنی وہ عبدۃ الطاغوت جو بت پرستی کرتے ہوئے جہنم میں گئے جن پر عذاب نار محقق ہو چکا ہے کیا تم اپنی قوت سے انہیں جہنم سے بچا سکتے ہو۔

یعنی وہ عبدۃ الطاغوت جو بت پرستی کرتے ہوئے جہنم میں گئے جن پر عذاب نار محقق ہو چکا ہے اور لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ اور لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنْكَ وَمِمَّنْ تَبِعَكَ مِنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ۔ فرمایا گیا ہے انہیں کوئی اپنی ذاتی قوت سے نہیں بچا سکتا۔ یہ دوسری بات ہے کہ منجانب اللہ عزوجل جسے جتنی طاقت عطا ہو وہ اس طاقت کو کام میں لا سکتا ہے۔ آیہ کریمہ ابو جہل اور اس کے اتباع کے حق میں آئی۔

Marfat.com

اور قادر و مالک علی الاطلاق تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اس کے علاوہ جسے جتنی قوت دی گئی وہ عطائی ہے اس کے بعد بطریق استدراک ارشاد ہے:

لٰكِنِ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ لَهُمْ غُرَفٌ مِّنْ فَوْقِهَا غُرَفٌ مَّبْنِيَّةٌ ۙ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۬ؕ وَعْدَ اللّٰهِ ؕ لَا يُخْلِفُ اللّٰهُ الْمِيْعَادَ ﴿۲۰﴾ ۔

لیکن جو پرہیزگار ہیں اور اپنے رب سے ڈرتے ہیں ان کے لئے بالاخانوں پر بالاخانے ہیں قائم جن کے نیچے نہریں رواں ہیں یہ اللہ کا وعدہ ہے اللہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں فرماتا۔

یہاں غرف۔غرفہ کی جمع ہے اس لئے کہ جنت میں ایک منزل یا ایک مکان نہ ہوگا۔

چنانچہ ادھکی مرض میں سلاطین مغلیہ نے بھی اپنے غرفوں میں پانی کی آبشاریں جاری کی تھیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْاَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿۲۱﴾ ۔

کیا نہ دیکھا تو نے کہ اللہ نے آسمان سے پانی نازل کیا تو جاری کئے اس سے چشمے زمین میں پھر نکالی اس سے کھیتی مختلف رنگ کی پھر وہ سوکھ جاتی ہے تو تو دیکھتا ہے اسے کہ پیلی پڑ گئی ہے پھر کرتا ہے اسے ریزہ ریزہ بے شک اس میں عقل والوں کے لئے تذکیر ہے۔

یعنی صرف پانی برسا کر زرد، سفید، سرخ، بسنتی پیلے پیلے پھول والی کھیتی اگا کر اسے خشک کر کے ریزہ ریزہ کر کے بکھیر دیتا ہے پھر اس سے پھل اور دانہ نکالنا یہ سب قدرت قادر کے لئے زبردست دلیل ہے جسے عقل والے دیکھ کر ہدایت لیتے ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔سورۃ زمر۔پ ۲۳

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾

تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے کھول دیا اسلام کے لئے تو وہ نور پر ہے اپنے رب کی طرف سے تو خرابی ہے سنگدل کے لئے جو اللہ کے ذکر سے سخت ہے یہ کھلی گمراہی میں ہیں۔دونوں برابر نہیں ہو سکتے

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

اللہ ہے جس نے نازل کیا سب سے اچھی کتاب کو جو اول سے آخر تک ایک سی ہے دوہرے بیان والی جس کی ہیبت سے روئیں کھڑے ہوتے ہیں ان کے جو ڈرتے ہیں اپنے رب سے پھر ان کی جلد اور دل نرم ہوتے ہیں اللہ کی طرف رغبت کرنے میں یہ ہدایت ہے اللہ کی راہ دکھائے اس کی جسے چاہے اور گمراہ کرے جسے اللہ تو نہیں اس کا کوئی ہادی

Marfat.com

أَفَمَنْ يَتَّقِي بِوَجْهِهِ سُوءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَقِيلَ لِلظَّالِمِينَ ذُوقُوا مَا كُنتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾

تو کیا بچا سکتا ہے وہ اپنے چہرے کو برے عذاب قیامت سے اور کہا جائے گا ظالموں کو چکھو اپنا کمایا ہوا عذاب

كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَأَتَاهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾

جھٹلایا ان سے قبل والوں نے تو آیا ان پر عذاب ایسے کہ انہیں خبر بھی نہ ہوئی۔

فَأَذَاقَهُمُ اللَّهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا ۖ وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَكْبَرُ ۚ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾

تو اللہ نے چکھائی انہیں رسوائی دنیا کی زندگی میں اور بے شک آخرت کا عذاب بڑا ہے کاش وہ جانتے

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هَٰذَا الْقُرْآنِ مِن كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾

اور بے شک ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کسی طرح ہدایت پکڑیں

قُرْآنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾

قرآن عربی زبان کا جس میں کوئی کجی نہیں تا کہ وہ ڈریں

ضَرَبَ اللَّهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ الْحَمْدُ لِلَّهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾

بیان کرتا ہے اللہ مثال ایک آدمی کی کہ اس کے چند مالک ہیں بدخو اور ایک خالص مالک ایک کا کیا ان دونوں کا حال یکساں ہے سب خوبیاں اللہ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے

إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُم مَّيِّتُونَ ﴿٣٠﴾

بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور انہیں بھی مرنا ہے

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِندَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

پھر تم بروز قیامت اپنے رب کے حضور جھگڑو گے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۳

أَ - کیا	فَمَنْ - جس کا	شَرَحَ - کھول دیا	اللّٰہُ - اللہ نے
صَدْرَ - سینہ	ہٗ - اس کا	لِلْاِسْلَامِ - اسلام کے لئے	فَھُوَ - تو وہ
عَلٰی - اوپر	نُوْرٍ - نور کے ہے	مِّنْ رَّبِّہٖ - اپنے رب سے	فَوَیْلٌ - خرابی ہے ان کے
لئے کہ	لِّلْقٰسِیَۃِ - سخت ہیں	قُلُوْبُھُمْ - ان کے دل	مِّنْ ذِکْرِ - ذکر
اللّٰہِ - الٰہی سے	اُولٰٓئِکَ - یہی ہیں	فِیْ - بیچ	ضَلٰلٍ - گمراہی
مُّبِیْنٍ - ظاہر کے	اَللّٰہُ - اللہ نے	نَزَّلَ - اتاری	اَحْسَنَ - بہترین
الْحَدِیْثِ - بات	کِتٰبًا - کتاب کی صورت میں	مُّتَشَابِھًا - ملتی جلتی	مَّثَانِیَ - دوہرے مضمون کی کہ
تَقْشَعِرُّ - رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں		مِنْہُ - اس سے	جُلُوْدُ - چمڑوں پر
الَّذِیْنَ - ان کے جو	یَخْشَوْنَ - ڈرتے ہیں	رَبَّھُمْ - اپنے رب سے	ثُمَّ - پھر
تَلِیْنُ - نرم ہوتے ہیں	جُلُوْدُ - چمڑے	ھُمْ - ان کے	وَ - اور
قُلُوْبُھُمْ - دل ان کے	اِلٰی - طرف	ذِکْرِ - ذکر	اللّٰہِ - الٰہی کے

Marfat.com

ذٰلِكَ۔یہ	هُدَى۔ہدایت ہے	اللّٰهِ۔اللہ کی	يَهْدِيْ۔ہدایت دیتا ہے
بِهٖ۔اس کی	مَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور
مَنْ۔جسے	يُّضْلِلِ۔گمراہ کرے	اللّٰهُ۔اللہ	فَمَا۔تو نہیں
لَهٗ۔اس کو	مِنْ هَادٍ۔کوئی ہدایت دینے والا	اَ۔کیا	فَمَنْ۔جو
يَّتَّقِيْ۔بچے گا	بِوَجْهِهٖ۔اپنے چہرے سے	سُوْٓءَ۔برے	الْعَذَابِ۔عذاب سے
يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے	وَ۔اور	قِيْلَ۔کہا جائے گا
لِلظّٰلِمِيْنَ۔ظالموں کو	ذُوْقُوْا۔چکھو	مَا۔جو	كُنْتُمْ۔تم تھے
تَكْسِبُوْنَ۔کماتے تھے	كَذَّبَ۔جھٹلایا	الَّذِيْنَ۔ان لوگوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ان سے پہلے تھے
فَاَتٰىهُمُ۔تو آیا ان پر	الْعَذَابُ۔عذاب	مِنْ حَيْثُ۔اس طرح کہ	لَا يَشْعُرُوْنَ۔نہیں خبر ان کو ہوئی
فَاَذَاقَهُمُ۔تو چکھائی ان کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	الْخِزْيَ۔ذلت	فِي۔بیچ
الْحَيٰوةِ۔زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا کے	وَ۔اور	لَعَذَابُ۔البتہ عذاب
الْاٰخِرَةِ۔آخرت کا	اَكْبَرُ۔بہت بڑا ہے	لَوْ۔اگر	كَانُوْا۔وہ ہوں
يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	ضَرَبْنَا۔ہم نے بیان کیں
لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے	فِيْ۔بیچ	هٰذَا۔اس	الْقُرْاٰنِ۔قرآن کے
مِنْ كُلِّ۔ہر طرح کی	مَثَلٍ۔مثالیں	لَّعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَتَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت پکڑیں
قُرْاٰنًا۔قرآن ہے	عَرَبِيًّا۔عربی	غَيْرَ۔نہیں اس میں	ذِيْ عِوَجٍ۔کوئی کجی
لَّعَلَّهُمْ۔تاکہ وہ	يَتَّقُوْنَ۔ڈریں	ضَرَبَ۔بیان کی	اللّٰهُ۔اللہ تعالیٰ نے
مَثَلًا۔مثال	رَّجُلًا۔ایک آدمی کی	فِيْهِ۔اس میں	شُرَكَآءُ۔شریک ہیں
مُتَشٰكِسُوْنَ۔بدخو	وَ۔اور	رَجُلًا۔ایک آدمی	سَلَمًا۔پورا
لِّرَجُلٍ۔ایک آدمی کا ہے	هَلْ۔کیا	يَسْتَوِيٰنِ۔دونوں برابر ہیں	مَثَلًا۔مثال میں
اَلْحَمْدُ۔سب تعریفیں	لِلّٰهِ۔اللہ کی ہیں	بَلْ۔بلکہ	اَكْثَرُ۔اکثر
هُمْ۔ان کے	لَا۔نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔جانتے	اِنَّكَ۔بے شک آپ بھی
مَيِّتٌ۔وصال والے ہیں	وَّ۔اور	اِنَّهُمْ۔بے شک وہ بھی	مَّيِّتُوْنَ۔مرنے والے ہیں
ثُمَّ۔پھر	اِنَّكُمْ۔تم	يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
عِنْدَ۔پاس	رَبِّكُمْ۔اپنے رب کے	تَخْتَصِمُوْنَ۔جھگڑو گے	

خلاصہ تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ زمر۔پ ۲۳

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ۝۲۲ ۔

Marfat.com

تو کیا وہ جس کا سینہ کھول دیا اللہ نے اسلام کیلئے تو وہ اپنے رب کی طرف سے نور پر ہے اس جیسا ہو جائے گا جو سنگ دل ہے تو خرابی ہے ان کی جن کے دل یاد خدا سے سخت ہو گئے یہ کھلی گمراہی ہے۔

یعنی جن کا شرح صدر اسلام کے لئے منجانب اللہ عزوجل کر دیا گیا وہ نور ایمان پر قائم ہو گیا اور اسے توفیق نیک عطا ہو گئی۔ حدیث میں ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی تو صحابہ نے عرض کی حضور! شرح صدر کیسے ہوتا ہے فرمایا جب نور ایمان دل میں روشن ہوتا ہے تو شرح صدر ہو جاتا ہے اور قلب مومن میں وسعت ہوتی ہے صحابہ نے سوال کیا اس کی علامت کیا ہے فرمایا وہ دار الخلود کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور دار دنیا سے اُسے نفرت ہو جاتی ہے اور موت کے آنے سے پہلے اس کے لئے آمادہ رہتا ہے۔

نفس انسان میں چار ہیں: امارہ، لوامہ، ملہمہ، مطمئنہ۔ امارہ وہ نفس خبیث ہے جسے قبول حق سے بہت دوری ہوتی ہے اور ذکر اللہ عزوجل کی سماعت سے اس میں سختی آتی اور کدورت بڑھتی ہے جیسے آفتاب کی حرارت سے موم نرم ہوتا ہے اور نمک سختی حاصل کرتا ہے۔

ایسے ہی مومن کا دل ذکر اللہ عزوجل سے نرم ہوتا ہے اور کافر کا دل سخت ہوتا ہے۔

آیۂ کریمہ سے ان لوگوں کو عبرت حاصل کرنی چاہئے جو ذکر اللہ عزوجل سے خود دور اور دوسروں کو روکنے والے ہیں۔

صوفیہ کرام کے ذکر کا استہزاء کرنے کے ساتھ اسے بدعت و ناجائز کہہ کر اس سے لوگوں کو روکتے ہیں۔

نمازوں کے بعد ذکر اور صلوٰۃ وسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔

حتیٰ کہ میت کے ایصال ثواب میں قرآن پڑھنے ذکر کلمہ شریف کو ممنوع کہتے ہیں۔

اس پر ارشاد ہے: اُولٰٓئِكَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ایسے لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِیَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ یَهْدِیْ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَمَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾

اللہ نے نازل فرمائی سب سے اچھی کتاب کہ وہ تمام کی تمام یکساں بلاغت والی ہے اور دوہرے بیان والی اس سے بدن کے روئیں لرزتے ہیں جو اللہ سے ڈریں پھر ان کے جسم کی کھالیں اور دل نرم پڑ جاتے ہیں یاد الٰہی کی رغبت کی طرف یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہے راہ دکھائے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں۔

اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ سے مراد قرآن کریم ہے اور اس کی بلاغت وفصاحت کی یہ شان ہے کہ اول سے آخر تک تمام کا تمام بلیغ وفصیح ہے۔ متشابہ اس لئے فرمایا کہ اس کی آیتوں میں سے کسی آیت کو پہلی آیت سے ادنیٰ اعلیٰ نہیں کہہ سکتے اور مثانی اس لئے فرمایا کہ نظم وشعر سے منزہ اور احکام میں واضح بار بار حکم دینا اور ہر پہلوئے حکم میں علوم وفنون کی جامعیت ہونا۔

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ۔ یہاں مُّتَشَابِهًا کتاب کی پہلی صفت ہے۔

اور مَّثَانِیَ دوسری صفت۔

اور تَقْشَعِرُّ تیسری صفت۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ صفت اولیاء کرام کی ہے کہ ذکر الٰہی سے ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو

Marfat.com

جاتے اور جسم کانپنے لگتے ہیں اور دل چین پاتے ہیں۔

گویا کتاب متشابہ اور مثانی ایسی ہے جس سے تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ بھی ہے۔ مَثَانِيَ مثنی کی جمع ہے۔

تفصیل لفظ تَقْشَعِرُّ

تَقْشَعِرُّ ماخوذ ہے اِقْشِعْرَارٌ سے اور اِقْشِعْرَارٌ کے معنی سکڑنے کے ہیں۔ محاورہ میں اِقْشَعَرَّ الْجِلْدُ اِذَا انْقَبَضَ تَقَبُّضًا شَدِيْدًا۔ اس میں قاف، شین عربی کے لئے کیا گیا۔ قشع کے معنی سوکھی کھال کے ہیں۔

پھر رباعی اور زائد معنی پر دلالت کرنے کی غرض سے راء ملائی گئی۔ اب اقشعرار کے معنی بدن کے رونگٹے کھڑے ہونے کے ہو گئے چنانچہ بولا جاتا ہے: اِقْشَعَرَّ جِلْدُهٗ اِذَا وَقَفَ شَعْرُهٗ مِنَ الْخَوْفِ وَالْفَزَعِ۔ آگے ارشاد ہے:

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾۔

تو کیا جو شخص بروز قیامت اپنے منہ کو بدترین عذاب کی سپر بناتا ہے وہ اس جیسا ہو سکتا ہے جو بہشت میں ہے اور ظالم نافرمانوں سے کہا جائے گا کہ دنیا میں جو کچھ کرتے رہے ہو اب اس کے مزے چکھو۔ ان لوگوں نے تکذیب کی پیغمبروں کی جو پہلے گزر گئے ہیں انہیں ایسے عذاب نے آلیا کہ انہیں اس کی خبر بھی نہ ہوئی تو انہیں اس دنیا کی زندگی میں اللہ نے ذلت و رسوائی کا مزہ چکھادیا اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے کاش یہ لوگ جانتے۔

اپنے چہرے کو جہنم کے عذاب میں مبتلا کرنے والا کافر ہوگا جس کے ہاتھ گردن کے ساتھ ملا کر باندھ دیئے جائیں گے اور اس کی گردن پر گندھک کا جلتا ہوا پہاڑ پڑا ہوگا جو اس کے چہرے کو جھلس ڈالے گا اس حال میں اسے اوندھا کر کے آتش جہنم میں ڈالا جائے گا اور وہ اس مومن کے برابر کیوں کر ہو سکتا ہے جو عذاب سے مامون اور بہشت میں بافرح و سرور داخل ہوگا۔ اس کافر سے تو کہا جائے گا کہ دنیا میں جو کفر و سرکشی کرتا رہا اب اس کا وبال و عذاب برداشت کر۔ اور کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں علیہم السلام کی تکذیب کی ان پر اچانک ایسا عذاب آیا کہ ان کو خبر بھی نہ ہوئی وہ بے فکر بیٹھے تھے کہ ہلاک کر دیئے گئے جیسے عاد و ثمود کہ ان میں سے کسی کو مسخ کر دیا گیا کوئی زمین میں دھنسا دیا گیا۔ اگر یہ سمجھ لیتے اور جان جاتے تو توبہ کر لیتے اور انبیاء علیہم السلام کی تکذیب نہ کرتے۔ اب دنیا کے عذاب کے علاوہ آخرت کا عذاب بھی انہیں ملے گا۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ ۚ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾۔

اور بے شک ہم نے اس قرآن میں ہر قسم کی مثالیں بیان فرمائیں کہ کسی طرح انہیں ہدایت ہو۔ عربی زبان کا قرآن جس میں قطعاً کوئی کجی نہیں تاکہ سننے والے ڈریں۔

ایسا صاف فصیح و بلیغ کلام جس نے فصحاء بلغاء خطباء کو اس کے مقابلہ سے عاجز کر دیا پھر مضمون کی یہ شان کہ وہ تناقض و اختلاف سے پاک ہے۔ یہ کلام اسی لئے نازل فرمایا کہ کفر و تکذیب سے باز آ کر موحد و مومن بن جائیں۔ آگے دوسری مثال بیان فرمائی جاتی ہے چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ؕ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۹﴾

اللہ مثال بیان فرماتا ہے ایک غلام کی کہ اس میں چند بدخو آقا شریک ہوں اور ایک غلام خالص ایک مالک کا ہو۔ کیا یہ دونوں مساوی ہیں۔ تمام خوبیاں اللہ تعالیٰ کو ہیں بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے۔

مُتَشٰكِسُوْنَ کی تشریح

یہ مُتَشَاكِسٌ کی جمع ہے اور اسم فاعل ہے۔

تشاکس کہتے ہیں باہم بدخوئی کرنے اور اختلاف کرنے کو۔

یہ باب تفاعل سے ہے اس کا مادہ شکس ہے۔

اور شَكَسَ يَشْكُسُ شَكْسًا بولتے ہیں جب تنگ ہو جائیں۔

اور رات دن پر بھی مُتَشَاكِسَان بولتے ہیں اس لئے کہ وہ باہم ایک دوسرے کی ضد ہیں۔

سَلَمًا لِّرَجُلٍ کی تفسیر

سلم مصدر ہے۔ اس کے معنی خالص کے ہیں۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا سے مراد مشرک و مومن کی مثال ہے۔

گویا ارشاد ہے کہ ایک جماعت کا غلام پریشان ہے اور پریشان ہی رہے گا اس لئے کہ ہر فرد اسے اپنی طرف کھینچے گا جیسے سات ماموؤں کا بھانجا کہ وہ ہر ماموں کے زیر حکم رہ کر ایک کے حکم کی تعمیل سے قاصر رہے گا اور سب کے حکم کی تعمیل میں پریشان ہے کہ کس کی مانوں تمام آقاؤں کے حکم کی تعمیل ایک غلام کے لئے ناقابل تعمیل ہو گی لازمی طور پر ایک آقا عدم تعمیل کی وجہ سے غلام سے ناراض ہو گا اور یہ غلام سب کو راضی رکھنے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا۔

اور یہ غلام جب اپنی کسی حاجت کے لئے کچھ کہنا چاہے تو اسے یہ مشکل ہے کہ کس آقا سے کہے تو اپنی حاجت روائی کرنا اس کے لئے مشکل ہے۔

برخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہے وہ اپنے آقا کی خدمت کر کے اسے راضی رکھ سکتا ہے اور جب اسے کوئی حاجت پیش آئے تو اس سے عرض کر سکتا ہے اسے کوئی پریشانی نہیں ہو سکتی۔

یہ حال مومن موحد کا ہے کہ وہ ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا اسی سے سب کچھ مانگتا ہے۔

خواہ کسی مقرب خاص کے توسل سے مانگے یا خود عرض کرے اور جس کا توسل کرتا ہے اسے اسی مالک کا بندہ جانتا ہے البتہ مقرب سمجھتا ہے اس سے انبیاء علیہم السلام و اولیاء کرام کا وسیلہ ممنوع نہیں اس لئے کہ مومن جن نبی ولی کا توسل کرتا ہے اسے وہ خدا نہیں جانتا اور نہ اپنے کو اس کا عبد مملوک سمجھتا ہے بلکہ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ کہتا ہے۔ مالک الملک صرف اور صرف ایک ہی ذات کو جانتا ہے۔ پھر کسی کے توسل کو آیۂ کریمہ سے ممنوع سمجھنا جہالت ہے۔

اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے اس لئے کہ وہ کئی کروڑ معبودوں کا بندہ ہے اور سب کی پوجا پاٹ کرتا ہے۔

تو دونوں قسم کے غلام یکساں نہیں ایک کامیاب عبد مملوک خدا ہے اور دوسرا ناکام متعدد خداؤں کا بندہ ہے۔ اس لئے

Marfat.com

بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ فرما کر وضاحت کر دی گئی کہ یہ فرق اکثر نہیں جانتے۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾ ۔

بے شک اے محبوب! تمہیں انتقال کرنا ہے اور ان کافروں کو بھی مرنا ہے پھر تم بروز قیامت اپنے رب کے حضور جھگڑو گے۔

آیت کریمہ میں کفار کے اعتقاد کا رد ہے جو حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے منتظر تھے کہ ان کی وفات کے دن ہم آزادی سے اپنے معتقدات پر عمل کریں گے۔

انہیں فرمایا کہ تم خود مرنے والے ہو کہ دوسرے کی موت کا انتظار کر رہے ہو یہ تمہاری حماقت ہے تم تو وہ ہو کہ زندگی دنیا میں بھی مرے ہوئے ہو اور انبیاء کرام کی موت ایک آن کی موت ہے پھر وہ حیات جاودانی پاتے ہیں۔ اس پر شرعی براہین احادیث صحیحہ سے موجود ہیں۔ اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے بھی اس پر ایک رباعی فرمائی جس میں مسئلہ حل فرما دیا ہے:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اس آن کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ
ان کا جسم پر نور بھی روحانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح
اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے

چنانچہ حدیث میں بھی یہی وارد ہے: اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَآءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں اور ظاہر ہے کہ نماز بغیر صحت اعضاء ادا نہیں ہو سکتی اسی لئے ان کے اجسام بھی زمین پر حرام ہیں وہ نہیں کھا سکتی۔ چنانچہ حدیث میں ہے: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَنْ تَاْكُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِيَآءِ۔ اللہ نے زمین پر حرام فرمایا کہ انبیاء کرام کے اجسام کھائے۔

اور بروز قیامت تَخْتَصِمُوْنَ جو فرمایا وہ یہ ہے کہ انبیاء کرام امت پر حجت قائم کریں گے کہ انہوں نے تبلیغ رسالت اور دعوت دین میں جہد بلیغ فرمائی۔ آج کافر بے فائدہ معذرتیں کر رہے ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ اختصام سے مراد خصومت عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں جھگڑیں گے اور اپنا حق ہر ایک طلب کرے گا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ زمر۔ پ ۲۳

اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ۔ کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کشادہ کیا۔

عربی میں شرح بسط وکشادگی کے معنی میں مستعمل ہے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَالشَّرْحُ فِي الْاَصْلِ

Marfat.com

اَلْبَسْطُ وَ یُکْنٰی بِهٖ عَنِ التَّوْسِیْعِ۔

اور اس سے مراد نفس ناطقہ کا مستعد ہونا قبول کی طرف۔

اور نفس ناطقہ کا محل قلب ہے۔ اس کے جوف میں بخار لطیفہ غذا کی کیفیت سے متکون ہوتے ہیں اور اس کے واسطے سے تمام بدن پر تدبیر وتصریف وابستہ ہے۔

پھر یہی نفس متصف بالاسلام والایمان ہوتا ہے۔

تو جس کے سینہ میں اللہ تعالیٰ استعداد اسلامی پیدا فرمادے وہ فطرت اصلی کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور اس کے ایمان میں تغیر نہیں آتا خواہ کتنے ہی وساوس قادحہ اس پر مستولی ہوں اس لئے کہ

فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ ؕ وہ اللہ کے نور عظیم کی روشنی میں ہوتا ہے۔

اور جس میں یہ نور نہ ہو اس کے حق میں ارشاد ہے:

فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۲﴾۔

تو خرابی ہے سنگدلوں کو جو اللہ کے ذکر سے منحرف ہیں یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

یعنی ذکر الٰہی عزوجل کا مقتضا یہ ہے کہ سننے والے کا دل نرم ہو اور بجائے نرم ہونے کے دل میں قساوت پیدا ہونا ان کے لئے ہلاکت اور خرابی کا موجب ہے اور یہ عدم قبول اس امر کی دلیل ہے کہ ان کے دل مثل صخرۂ صماء کے ہیں اسی بنا پر حدیث میں ہے اِنَّ فِیْ جَسَدِ اٰدَمَ لَمُضْغَةً اِنْ صَلُحَتْ صَلُحَتِ الْجَسَدُ کُلُّهٗ وَاِنْ فَسَدَتْ فَسَدَتِ الْجَسَدُ کُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ۔ انسان کے جسم میں ایک گوشت کا ٹکڑا ہے اگر وہ درست ہو تو تمام بدن درست ہے اور اگر وہ بگڑ جائے تو تمام جسم میں فساد آجاتا ہے اور وہ انسان کا قلب ہے تو ایسے قسی القلب لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

آیہ کریمہ حضرت شیر خدا اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے حق میں نازل ہوئی اور اس کا دوسرا حصہ ابولہب اور اس کے بیٹے کے لئے آیا۔ شیر خدا اور حمزہ رضی اللہ عنہما کے لئے اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهٗ لِلْاِسْلَامِ فَهُوَ عَلٰى نُوْرٍ مِّنْ رَّبِّهٖ نازل ہوئی اور ان کے لئے فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ ارشاد ہوا۔ آگے فرمایا جاتا ہے:

اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتٰبًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ ۖ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ ؕ۔

اللہ نے نازل فرمایا قرآن بہترین کلام کتاب میں جو اپنے معنی اور مطالب میں ایک دوسرے کے مشابہ ہے بار بار دہرایا گیا جس کے سننے سے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں پھر نرم ہو جاتی ہیں ان کی جلدیں اور ان کے دل اللہ کے ذکر کی طرف۔

اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ سے مراد قرآن کریم ہے۔ شان نزول آیہ کریمہ یہ ہے جسے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ایک جماعت صحابہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَدِّثْنَا بِاَحَادِیْثِ حِسَانٍ وَ بِاَخْبَارِ الدَّهْرِ۔ حضور ہمیں اچھی اچھی حدیثیں بتائیں اور زمانہ کی خبریں دیں تو یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اور اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ کا بدل كِتٰبًا ہے اور مُّتَشَابِهًا سے مراد مَا تَشَابَهَ مَعَانِیْهِ فِی الصِّحَّةِ وَالْاِحْكَامِ ہے

Marfat.com

یعنی معانی اور صحت احکام میں تمام مشابہت تام رکھتا ہے۔

مَّثَانِیَ میں دوسری صفت کتاب کی بیان کی گئی۔ مَّثَانِیَ جمع ہے مثنیٰ کی جس کے معنی مکرر کے ہیں یعنی احکام و مواعظ مکرر اور قصص کا بار بار ذکر۔

اور ایک قول کہ مَثْنٰی سے مراد یُثْنٰی فِی التِّلَاوَۃِ یعنی تلاوت بار بار کی جائے۔ آگے ارشاد ہے:

تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ۚ اِقْشِعْرَارٌ کے بمعنی تقبض ہے۔ محاورہ میں بولتے ہیں: اِقْشَعَرَّ الْجِلْدُ اِذَا انْقَبَضَ تَقَبُّضًا شَدِيْدًا۔ اور یہ قَشْعٌ سے مرکب ہے اور قشع سوکھی کھال کو کہتے ہیں جیسے بولتے ہیں: اِقْشَعَرَّ جِلْدُهٗ اِذَا وَقَفَ شَعْرُهٗ اِذَا عَرَضَ لَهٗ خَوْفٌ شَدِيْدٌ مِنْ اَمْرٍ هَائِلٍ وَ هَمَّهٗ بَغْتَةً۔ تو اس کے معنی یہ ہوئے:

اَنَّهُمْ اِذَا سَمِعُوا الْقُرْاٰنَ وَقَوَارِعَ اٰيَاتِ وَعِيْدِهٖ اَصَابَتْهُمْ رَهْبَةٌ وَّ خَشْيَةٌ تَقْشَعِرُّ مِنْهَا جُلُوْدُهُمْ وَ اِذَا ذُكِّرُوْا رَحْمَةَ اللّٰهِ تَعَالٰی عِنْدَ سِمَاعِ اٰيَاتِ وَعْدِهٖ تَعَالٰی وَالْطَافِهٖ تَبَدَّلَتْ خَشْيَتُهُمْ رِجَاءً وَّ رَهْبَتُهُمْ رَغْبَةً وَ ذٰلِكَ قَوْلُهٗ تَعَالٰی ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ اَیْ سَاكِنَةٌ مُّطْمَئِنَّةٌ اِلٰى ذِكْرِ رَحْمَتِهٖ تَعَالٰی۔ پھر ان کے جلد اور دل ٹھہر جاتے ہیں اور مطمئن ہو جاتے ہیں ذکر اللہ کی طرف۔

بعض اس طرف گئے کہ یہ نعت اولیاء کرام ہے اور بعض نے کہا کہ اقشعرار جلود سماعت قرآن پاک سے ہونا پھر رحمت الٰہی سے سکون پانا یہ تو صفت اولیاء کرام ہے لیکن صعق و وجد اور صفقہ جیسا کہ کلام سن کر بعض لوگ کرتے ہیں یہ نعت اولیاء کرام نہیں۔

چنانچہ ابن عساکر حضرت عبداللہ بن عروہ بن زبیر سے راوی ہیں: قُلْتُ لِجَدَّتِیْ اَسْمَآءَ كَيْفَ كَانَ يَصْنَعُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا قَرَاُوا الْقُرْاٰنَ۔ میں نے اپنی دادی حضرت اسماء سے پوچھا کہ صحابہ کرام جب قرآن پڑھتے تھے تو کیا کرتے تھے۔

قَالَتْ كَانُوْا كَمَا نَعَتَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰی تَدْمَعُ اَعْيُنُهُمْ وَ تَقْشَعِرُّ جُلُوْدُهُمْ۔ فرمایا ان کا وہی حال ہوتا تھا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی نعت میں بیان فرمایا ان کی آنکھیں آنسو بہانے لگتیں اور ان کے جسم کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے تھے۔

قُلْتُ اِنَّ نَاسًا هٰهُنَا اِذَا سَمِعُوْا ذٰلِكَ تَاْخُذُهُمْ غَشْيَةٌ۔ میں نے عرض کیا آج لوگ جب ایسا سنتے ہیں تو ان پر غش طاری ہو جاتا ہے۔

قَالَتْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ فرمایا میں اللہ کی پناہ مانگتی ہوں شیطان مردود سے۔

اور زبیر بن بکار موفقیات میں عامر اور عبداللہ بن زبیر سے راوی ہیں: قَالَ جِئْتُ اُمِّیْ فَقُلْتُ وَجَدْتُ قَوْمًا مَا رَاَيْتُ خَيْرًا مِّنْهُمْ قَطُّ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَيُرْعَدُ اَحَدُهُمْ حَتّٰی يُغْشٰى عَلَيْهِ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَقَالَتْ لَا تَقْعُدْ مَعَهُمْ۔ میں اپنی والدہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں نے ایک قوم کو پایا تو میں نے ان میں قطعاً بھلائی نہ دیکھی اللہ کا ذکر کرتے ہوئے کانپتے ہیں اچھلتے اچھلتے ہیں حتیٰ کہ ان پر خوف الٰہی سے غشی طاری ہو جاتی ہے تو فرمایا بیٹا ان کے پاس تو نہ بیٹھ۔

ثُمَّ قَالَتْ رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتْلُوا الْقُرْاٰنَ وَرَاَيْتُ اَبَابَكْرٍ وَّ عُمَرَ يَتْلُوَانِ الْقُرْاٰنَ فَلَا يُصِيْبُهُمْ هٰذَا اَفَتَرَاهُمْ اَخْشٰى مِنْ اَبِیْ بَكْرٍ وَّ عُمَرَ۔ پھر فرمایا میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

Marfat.com

دیکھا اور ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ قرآن کریم کی تلاوت فرماتے تھے تو ان پر یہ کیفیت طاری نہ ہوتی تھی تو کیا تو انہیں صدیق و فاروق سے زیادہ خوف الٰہی کرنے والا سمجھتا ہے۔

اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا جب کہ آپ نے ایک شخص کو قرآن سنتے ہوئے غشی میں گرا ہوا دیکھا تو فرمایا ہم اللہ تعالیٰ کا خوف رکھتے ہیں اور غش ہو کر نہیں گرتے یہ لوگ جن کا یہ حال ہوتا ہے ان میں شیطان گھس جاتا ہے اور کچھ نہیں۔

اور عبدالرزاق اور عبد بن حمید اور ابن المنذر حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے آیۂ کریمہ کے متعلق فرمایا: هٰذَا نَعْتُ اَوْلِيَآءِ اللّٰهِ تَعَالٰى قَالَ تَقْشَعِرُّ جُلُوْدُهُمْ وَ تَبْكِيْ اَعْيُنُهُمْ وَ تَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَلَمْ يَنْعَتْهُمُ اللّٰهُ سُبْحٰنَهٗ بِذَهَابِ عُقُوْلِهِمْ وَالْغِشْيَانِ عَلَيْهِمْ اِنَّمَا هٰذَا فِيْ اَهْلِ الْبِدَعِ وَاِنَّمَا هُوَ مِنَ الشَّيْطَانِ۔ آیۂ کریمہ میں نعت اولیاء کرام ہے کہ ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ان کی آنکھیں روتی ہیں اور ان کے دل ذکر الٰہی سے اطمینان پاتے ہیں اور ان کی نعت ہرگز نہیں فرمائی جن کی عقل زائل ہو جائے اور جو غشی سے بے ہوش ہو جائیں یہ تو اہل بدعت کی علامت ہے اور وہ اثر شیطان سے ہے۔

ابن ابی شیبہ حضرت ابن جبیر رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ اَلصَّعْقَةُ مِنَ الشَّيْطٰنِ یعنی چیخنا یہ حرکت شیطانی سے ہے۔

ابن سیرین رحمہ اللہ کی ایک روایت ہے جس سے مسئلہ واضح ہو جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: بَيْنَنَا وَ بَيْنَ هٰؤُلَآءِ الَّذِيْنَ يَصْرَعُوْنَ عِنْدَ قِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ اَنْ يُّجْعَلَ اَحَدُهُمْ عَلٰى حَائِطٍ بَاسِطًا رِجْلَيْهِ ثُمَّ يُقْرَاُ الْقُرْاٰنُ عَلَيْهِمْ كُلُّهٗ فَاِنْ رَمٰى بِنَفْسِهٖ فَهُوَ صَادِقٌ فَهٰذِهٖ اَخْبَارٌ نَاعِيَةٌ عَلٰى بَعْضِ الْمُتَصَوِّفَةِ صَعْقَهُمْ وَتَوَاجُدَهُمْ وَ ضَرْبَ رُؤُسِهِمُ الْاَرْضَ عِنْدَ سِمَاعِ الْقُرْاٰنِ۔

تلاوت قرآن پاک کے وقت ہمارے اور ان لوگوں کے درمیان یہی حالت رہی جبکہ وہ لوگ اونچی جگہ یا پاؤں پھیلائے ہوتے اور ان پر قرآن کی تلاوت ہوتی تو اگر وہ خود بخود گر پڑتے تو سچے ہوتے۔ یہ بعض صوفیہ کے خوف کی خبریں ہیں کہ وہ سماع قرآن پر چیخ مار کر تواجد میں آجاتے اور اپنے سر زمین پر مارتے تھے۔

وَ يَقُوْلُ مَشَائِخُهُمْ اِنَّ ذٰلِكَ لِضُعْفِ الْقُلُوْبِ عَنْ تَحَمُّلِ الْوَارِدِ وَ لَيْسَ فَاعِلُوْا ذٰلِكَ فِي الْكَمَالِ كَالصَّحَابَةِ اَهْلِ الصَّدْرِ الْاَوَّلِ فِيْ قُوَّةِ التَّحَمُّلِ فَمَا هُوَ اِلَّا دَلِيْلُ النَّقْصِ بِدَلِيْلِ اَنَّ السَّالِكَ اِذَا كَمُلَ رَسَخَ وَ قَوِيَ قَلْبُهٗ وَلَمْ يَصْدُرْ مِنْهُ شَيْءٌ مِنْ ذٰلِكَ وَ يَقُوْلُوْنَ لَيْسَ فِي الْاٰيَةِ اَكْثَرُ مِنْ اِثْبَاتِ الْاِقْشِعْرَارِ وَاللِّيْنِ وَلَيْسَ فِيْهَا نَفْيُ اَنْ يَّعْتَرِيَهُمْ حَالٌ اٰخَرُ فِي الْاٰيَةِ اِشْعَارٌ بِاَنَّ الْمَذْكُوْرَ حَالُ الرَّاسِخِيْنَ الْكَامِلِيْنَ حَيْثُ قَالَ سُبْحٰنَهٗ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ۔

اس پر مشائخ کرام فرماتے ہیں یہ کیفیت عدم تحمل پر ہوتی ہے اس لئے کہ جن کا دل کمزور ہوتا ہے وہ برداشت نہیں کر سکتے اور صحابہ کرام صدر اول میں وہ تھے کہ ان کے تحمل و ضبط کی قوت علیٰ وجہ الکمال تھی اور آیہ کریمہ میں اسی وجہ میں تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ آیا ہے اس لئے کہ جب سالک کامل ہو جاتا ہے اور اس کا دل قوت حاصل کر لیتا ہے تو اس سے ایسی اضطراری حالت صادر نہیں ہوتی۔ اسی وجہ میں آیہ کریمہ اس قسم کی نفی نہیں کرتی بلکہ اس کی طرف مشعر ہے کہ راسخ کامل پر یہ حالت طاری ہو کر رہ جاتی ہے اور ناقص الحال پر اس سے زیادہ تواجد وغیرہ ہو سکتا ہے تو ایسے حالات کی مذمت صحیح

Marfat.com

نہیں بلکہ کوشش کی جائے کہ وہ ناقص الحال نہ رہے بلکہ راسخ الحال بننے کی سعی کرے نَسْاَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْنَا مِمَّا يَتَفَضَّلُ بِهٖ عَلٰى اَصْحَابِ بَيْتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ۔ آگے ارشاد ہے:

ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۲۳﴾۔

یہ اللہ کی ہدایت ہے جسے چاہے ہدایت فرمائے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کے لئے کوئی ہادی نہیں۔

یعنی جسے اللہ ہدایت فرمادے اسے نیکی کی توفیق عطا فرماتا ہے اور جس میں گمراہی کا مادہ پیدا کردے وہ اعراض عن الحق ہی کرے گا اس لئے کہ اس میں استعداد ہی گمراہی کی ہے تو اس کا کوئی ہادی بھی نہیں ہوسکتا کہ اسے ورطۂ ضلالت سے نکال سکے آگے ارشاد ہے:

اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ بِوَجْهِهٖ سُوْٓءَ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ۔

کیا وہ جو اپنے چہرے کو ڈھال بنائے گا دن قیامت کے۔

آیت کریمہ میں بِوَجْهِهٖ اس لئے فرمایا کہ چہرہ اشرف اعضائے جسم ہے اور کافر بروز قیامت عذاب شدید میں اس طرح مبتلا ہوگا کہ يَكُوْنُ يَدُهُ الَّتِيْ بِهَا كَانَ يَتَّقِي الْمَكَارِهَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِهٖ کہ اس کا وہ ہاتھ جو تکالیف و مکروہات سے بچاتا ہے وہ اس کی گردن سے لپٹا ہوا ہوگا اور تمام لپٹیں اس کے چہرے پر آئیں گی تو ایسا کافر اور مومن دونوں برابر ہوسکتے ہیں؟ کبھی نہیں اس لئے کہ مومن بے فکری سے باغیچوں میں عیش کرتے ہوں گے۔ گویا آیت کریمہ کے یہ معنی ہوئے: اَفَمَنْ يَّتَّقِيْ عَذَابَ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَالْمُصِرِّ عَلٰى كُفْرِهٖ۔

اس آیت کا شان نزول ابو جہل کے حق میں ہے۔

وَقِيْلَ لِلظّٰلِمِيْنَ ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۲۴﴾۔

اور مشرکوں سے کہا جائے گا اب چکھو اپنے کئے کا بدلہ۔

یعنی جو کچھ حیات دنیا میں تم نے کیا اس کا وبال و نکال ہمیشہ کے لئے تم پر آ گیا اب اس کا مزہ چکھتے رہو۔

كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿۲۵﴾۔

جھٹلایا انہوں نے نبیوں کو جو پہلے گزرے تو ان پر ایسے عذاب آیا کہ انہیں خیال بھی نہ تھا۔

یعنی ان کے گمان و وہم میں بھی عذاب کے آنے کا خطرہ نہ تھا۔

فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾۔

تو اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں ذلت کا عذاب چکھایا اور آخرت کا عذاب بڑا ہے اگر وہ جانتے۔

یعنی اگر وہ جانتے تو عبرت پکڑتے اور مائل بہ ہدایت ہوجاتے مگر گمراہ دنیا کی عیش میں آخرت سے اندھے تھے۔

وَلَقَدْ ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۲۸﴾۔

بے شک ہم نے ہر قسم کی مثال اس قرآن کریم میں دیں کہ کہیں ہوش کریں قرآن عربی زبان میں جس کے اندر کوئی کجی نہیں تا کہ وہ ڈریں۔

Marfat.com

عوج اسے کہتے ہیں جس میں کسی طرح کا اختلال ہو اور چونکہ قرآن پاک ہر قسم کے اختلال سے پاک ہے اس لئے غَیْرَ ذِیْ عِوَجٍ فرمایا۔

بعض نے عوج کے معنی شک و تلبیس کئے تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ شک و تلبیس سے پاک کلام چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِالْعِوَاجِ الشَّکُّ وَاللَّبْسُ۔

اور مجاہد رحمہ اللہ کا ایک شعر بھی اسی معنی کا مؤید ہے؛

وَ قَدْ اَتَاکَ یَقِیْنٌ غَیْرُ ذِیْ عِوَجٍ مِّنَ الْاِلٰہِ وَقَوْلٌ غَیْرُ مَکْذُوْبٍ

اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: اَیْ غَیْرُ مُضْطَرِبٍ وَّ لَا مُتَنَاقِضٍ۔ اضطراب و تناقض سے پاک کلام غیر ذی عوج ہے۔

اور دیلمی رحمہ اللہ مسند الفردوس میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: اِنَّہٗ قَالَ غَیْرُ ذِیْ عِوَجٍ غَیْرُ مَخْلُوْقٍ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر ذی عوج کے معنی غیر مخلوق فرمائے۔

لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ۔ تاکہ تقویٰ حاصل کریں اور اللہ سے ڈریں پھر ارشاد ہے۔

ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾۔

اللہ مثال دیتا ہے ایک آدمی کی کہ اس میں مشترک معبود ہیں اور ہر معبود مختلف مزاج کا ہے اور اس آدمی کی جو موحد مخلص ہے کیا دونوں مثال میں برابر ہیں تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں بلکہ اکثر ان مشرکوں سے نہیں جانتے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس کے معنی میں فرماتے ہیں: ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِلْمُشْرِکِ حَسْبَمَا یَقُوْدُ اِلَیْہِ مَذْہَبُہٗ مِنْ اِدِّعَاءِ کُلِّ مَعْبُوْدِیْہِ عُبُوْدِیَّتَہٗ عَبْدًا یَّتَشَارَکُ فِیْہِ جَمَاعَۃٌ مُّتَشَاجِرُوْنَ لِشَکَاسَۃِ اَخْلَاقِہِمْ وَسُوْءِ طَبَائِعِہِمْ یَتَجَاذَبُوْنَہٗ وَ یَتَعَاوَدُوْنَہٗ فِیْ مُہِمَّاتِہِمُ الْمُتَبَائِنَۃِ فِیْ تَحَیُّرِہٖ وَ تَنَوُّعِ قَلْبِہٖ۔

اللہ مثال دیتا ہے مشرک کے لئے جیسا کہ وہ اپنے مذہب باطل میں چلتا ہے اپنے خیال فاسد میں بندگی کرتا ہے ہبل ولات و منات کی، نائلہ و اساف کی تو اس کے معبود ایک جماعت ہے جو باہمی جھگڑتے ہیں اپنی بداطواری کے ماتحت اور برے اخلاق سے اور گندی طبیعتوں کے ساتھ ہر ایک اپنی طرف جذب کرتا ہے جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے تو تحیر میں پڑ جاتا ہے کہ یہ مصیبت میں کس سے دفع کراؤں اور اس تحیر میں اس کا دل اپنے نظام میں پریشان ہو جاتا ہے۔ بقول

مربدہا میں دونوں گئے مایا ملی نہ رام

اور دوسری مثال مرد مومن کی ہے جو خالص و مخلص ایک ہی رب عزوجل کا بندہ ہے۔ سلم عربی میں خالص کو کہتے ہیں تو وہ اپنے رب عزوجل سے ہی سب کچھ طلب کرتا ہے اور اسے ملتا ہے وہ راحت میں ہے۔ اس کے بعد استفہام انکاری میں

هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ۔ فرمایا یعنی کیا دونوں برابر ہیں۔ یعنی ہرگز برابر نہیں ہو سکتے دونوں میں بون بعید ہے اِنَّ اَحَدَھُمَا فِیْ لُوْمٍ وَّ عَنَاءٍ وَالْاُخْرٰی فِیْ رَاحَۃِ بَالٍ وَّ رَضَاءٍ۔ اس لئے کہ ایک ملامت اور غم میں ہے اور دوسرا اپنے حال میں خوش اور راضی ہے۔

Marfat.com

اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ فرما کر نفی استواء فرمادی اور مشرکین کی جہالت ظاہر فرمانے کو بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ فرمایا۔
آگے ارشاد ہے جس میں ان لوگوں کا رد ہے جو حق بات ماننے کی بجائے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے منتظر تھے۔
اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ﴿۳۰﴾ ثُمَّ اِنَّكُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾۔
اے محبوب! تم بھی مخلل ہونے والے ہو اور یہ کافر بھی مرنے والے ہیں پھر تم قیامت کے روز اپنے رب کے حضور جھگڑو گے۔

آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ فِی الْبَحْرِ اَنَّهٗ لَمَّا لَمْ یَلْتَفِتُوْا اِلَی الْحَقِّ وَلَمْ یَنْتَفِعُوْا بِضَرْبِ الْمَثَلِ اَخْبَرَ سُبْحَانَهٗ بِاَنَّ مَصِیْرَ الْجَمِیْعِ بِالْمَوْتِ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی وَ اِنَّهُمْ یَخْتَصِمُوْنَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ بَیْنَ یَدَیْهِ وَهُوَ عَزَّوَجَلَّ الْحَکَمُ الْعَدْلُ فَیَتَمَیَّزُ هُنَاکَ الْمُحِقُّ وَالْمُبْطِلُ۔
بحر میں ہے کہ جب مشرکین حق کی طرف ملتفت نہ ہوئے اور انہوں نے مثالوں سے بھی نفع حاصل نہ کیا تو حق سبحانہ و تعالیٰ نے خبر دی کہ سب کا لوٹ کر آنا موت کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف ہے اور یہ مشرکین اس دن قیامت کو مخاصمہ کریں گے بحضور الٰہ الخلق اور وہ ذات عادل اور فیصلہ دینے والی ہے تو اس کے بعد حق پرست اور باطل نواز میں تمیز ہو جائے گی۔
اور بعض اجلہ علماء نے فرمایا کہ اول سورۃ زمر سے آخر تک براہین سے رگ مشرکین کاٹی گئی۔ لیکن مشرکین اپنے جہل میں رہ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف رجوع نہ ہوئے اور یہ قیاس کرنے لگے کہ جیسے ہمیں مرنا ہے ایسے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی وفات ہونی ہے تو اس کے جواب میں ارشاد ہوا کہ اے محبوب! آپ بھی وفات پانے والے ہیں اور یہ تو مردار ہیں ہی۔
چنانچہ ابن زبیر اور ابن ابی اسحاق اور ابن محیصن اور عیسیٰ اور یمانی اور ابن ابی غوث اور ابن ابی عبلہ رحمہم اللہ اپنی قراءت میں اِنَّکَ مَائِتٌ وَ اِنَّهُمْ مَائِتُوْنَ پڑھتے ہیں۔
وَالْفَرْقُ بَیْنَ مَیِّتٍ وَّمَائِتٍ اَنَّ الْاَوَّلَ صِفَةٌ مُّشَبَّهَةٌ وَ هِیَ تَدُلُّ عَلَی الثُّبُوْتِ فَفِیْهَا اِشْعَارٌ بِاَنَّ حَیَاتَهُمْ عَیْنُ الْمَوْتِ وَاَنَّ الْمَوْتَ طَوْقٌ فِی الْعُنُقِ لَازِمٌ اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَائِتُوْنَ۔ دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلا صفت مشبہ ہے جو دلالت کرتا ہے ثبوت پر اور اس میں اشعار ہے اس بات کا کہ مشرکین کی زندگی عین موت ہے اور وہ موت ان کی گردن میں طوق لازم ہے۔
وَالثَّانِیْ اِسْمُ فَاعِلٍ وَ هُوَ یَدُلُّ عَلَی الْحُدُوْثِ فَلَا یُفِیْدُ هُنَا مَعَ الْقَرِیْنَةِ اَکْثَرَ مِنْ اَنَّهُمْ سَیُحْدَثُ لَهُمُ الْمَوْتُ۔ اور دوسرا مَائِتٌ اسم فاعل ہے اور وہ دلالت کرتا ہے حدوث پر تو یہاں قرینہ حدوث اس سے زیادہ فائدہ نہیں دیتا کہ سمجھ لیا جائے کہ حدوث موت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر بھی ہوگا۔ جیسا کہ فاضل بریلوی فرما گئے:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

اقسام موت

قَالَ الرَّاغِبُ الْاَصْفَهَانِیُّ – اَنْوَاعُ الْمَوْتِ بِحَسْبِ اَنْوَاعِ الْحَیَاتِ۔ موت کی اقسام حسب انواع حیات ہیں یعنی جس طرح زندگی سب کی یکساں نہیں ایسے ہی موت بھی سب کی یکساں نہیں۔

Marfat.com

چنانچہ موت کا اطلاق بارہ صورتوں پر ہوتا ہے۔

پہلی قسم موت کا اطلاق ازالہ قوت نامیہ پر ہوتا ہے جیسا کہ شیخ عطار رحمہ اللہ نے فرمایا:

ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام

سبزہ کی طرح میں بارہا پیدا ہوا ہوں۔ سات سو ستر قالب دیکھ چکا ہوں۔

اس کی تشریح یہ ہے کہ انسان اول نطفہ بنتا ہے پھر علقہ پھر مضغہ پھر جنین۔ پھر مولود پھر رضیع پھر طفل پھر صبی پھر شاب پھر شیب پھر شیخ فانی پھر میت پھر مقبور پھر مقہور یا مغفور ہو کر اعلیٰ علیین یا اسفل السافلین میں پہنچتا ہے۔

اور یہ تشریح اسی پر مکتفی نہیں ہوتی۔

بلکہ عالم ہوتا ہے یا جاہل، زاہل ہوتا ہے یا حافظ، متکبر ہوتا ہے یا منکسر، غضب ناک ہوتا ہے یا بردبار، حسین ہوتا ہے یا قبیح، سیاہ فام ہوتا ہے یا صبیح، ملیح ہوتا ہے یا گورا، بیمار ہوتا ہے یا تندرست، ذہین ہوتا ہے یا غبی وغیرہ وغیرہ الی غیر النہایۃ۔

تو انواع حیات جتنی فرض کر لی جائیں انواع ممات بھی ایسی ہی ہیں۔

نبی کی موت، ولی کی موت، عالم کی موت، حاکم عادل کی موت، نامور کی موت، گمنام کی موت، بچے کی موت، جوان کی موت، پہلوان کی موت، مدقوق کی موت، ایسے ہی شہید اور مومن اور عالم باعمل کی موت، مشرک کافر گبرو ترسا کی موت، خائب و خاسر مرتد کی موت، تائب ذاکر کی موت ان جملہ اموات میں وہی فرق ہے جو زندہ افراد کی حیات میں فرق ہے۔

چنانچہ انسان میں حیوانات و نباتات میں جیسے کہ کلام پاک میں ارشاد ہوا:

وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ زمین کو اس کے مرنے کے بعد زندہ کرتا ہے۔ یہاں موت سے مراد عدم تخضر ہے جب زمین بنجر ہو جائے تو اسے مردہ زمین کہتے ہیں اور جب سرسبز و شاداب ہو جائے تو اسے زندہ بولتے ہیں۔

اَحْيَيْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ۔ ہم زندہ کرتے ہیں مردہ آبادی کو ایسے ہی قبروں سے نکالنا ہے۔ یعنی جب زمین خاک اڑا رہی ہو تو بارش سے اس پر سبزہ اگتا ہے ایسے ہی قبروں سے مردے نکلیں گے۔

دوسری قسم موت کی زوال قوت عاقلہ ہے اور وہ جہالت ہے جیسے ارشاد ہے۔

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ۔ کیا جو جہالت کفر سے مرا ہوا ہے تو اسے ہم ایمان دے کر زندہ کرتے ہیں۔ وَاِيَّاهُ قَصَدَ بِقَوْلِهٖ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ اور اسی طرف اشارہ ہے فرمان الٰہی عزوجل میں کہ آپ ان کافروں کو ہدایت نہیں پہنچا سکتے اس لئے کہ یہ مرے ہوئے ہیں اور وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ بھی اسی مقصد کے لئے فرمایا گیا۔

تیسری قسم زوال قوت حاسہ ہے۔ جیسے حضرت مریم علیہا السلام کے قول میں ہے: يٰلَيْتَنِيْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا۔ اے کاش مری قوت حاسہ جاتی رہتی اور ارشاد ہے:

ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَيًّا۔ تو کیا مجھ میں جب قوت حاسہ نہ رہے گی تو پھر میں زندہ قبر سے نکالا جاؤں گا۔

چوتھی قسم حزن مکدر حیات ہے جیسا کہ ارشاد ہے وَيَاْتِيْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ۔ اور آتی ہے اسے قدم قدم پر موت حالانکہ وہ مرا ہوا نہیں ہوتا بلکہ حزن و ملال مکدر حیات جب ہوتا ہے تو اسے بھی موت کہہ دیا جاتا ہے۔

پانچویں قسم منام قلیل ہے چنانچہ اَلنَّوْمُ مَوْتٌ خَفِيْفٌ وَالْمَوْتُ نَوْمٌ ثَقِيْلٌ۔ عرف میں کہا جاتا ہے چنانچہ قرآن

Marfat.com

پاک میں ارشاد ہے: هُوَالَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ۔ وہی ذات ہے جو تمہیں وفات دیتی ہے رات میں۔
اور ارشاد ہے: اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا۔ اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں اس کے سوتے میں۔
اور ارشاد ہے: وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ۔ اور نہ گمان کرنا جو قتل کئے گئے اللہ کے راستے میں مرا ہوا بلکہ وہ زندہ ہیں۔
قِیْلَ نَفْیُ الْمَوْتِ هُوَ عَنْ اَرْوَاحِهِمْ فَاِنَّهٗ نَبَّهَ عَلٰی نِعَمِهِمْ۔ موت کی نفی ان کی روحوں سے ہے اس لئے کہ ان کا نعمتوں میں ہونا بتایا۔
وَ قِیْلَ نَفٰی عَنْهُمُ الْحُزْنَ الْمَذْكُوْرَ فِیْ قَوْلِهٖ وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ۔ اور ایک قول ہے کہ یہاں نفی حزن ہے جیسا کہ وَیَاْتِیْهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ میں ہے۔
چھٹی قسم زوال قوت حیوانیہ اور روح کا جسم سے علیحدہ ہونا ہے جیسے: كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ میں ارشاد ہے۔
ساتویں قسم اِنَّكَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّیِّتُوْنَ ہے۔
جیسا کہ کہا گیا: وَالْمَوْتُ حَتْمٌ فِیْ رِقَابِ الْعِبَادِ۔
آٹھویں قسم موت کی یہ ہے کہ تحلل والنقص پر اس کا اطلاق ہوتا ہے فَاِنَّ الْبَشَرَ مَادَامَ فِی الدُّنْیَا یَمُوْتُ جُزْءً افَجُزْاً۔
وَ قِیْلَ اَلْمَائِتُ هُوَ الْمُتَحَلِّلُ۔ تو اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا متحلل عن البشریت ہونا ثابت ہوتا ہے۔
نویں قسم مَیِّتَه کی ہے وَ هُوَ مَازَالَ رُوْحُهٗ بِغَیْرِ تَزْكِیَةٍ۔ یعنی بغیر بسم اللہ اللہ اکبر کہے جس حیوان کی روح نکلے وہ مَیِّتَه ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہے: حُرِّمَتْ عَلَیْكُمُ الْمَیْتَةُ۔
دسویں قسم شراب کی صفت بدل جانے پر بولتے ہیں جبکہ اس کا رنگ بدل جائے۔
گیارہویں قسم جنون پر بھی موت کا اطلاق ہوتا ہے۔ وَالْمُوْتَةُ شِبْهُ الْجُنُوْنِ۔
بارہویں:- زوال عقل وعلم کے معنی میں بولتے ہیں۔
اور علامہ نسفی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں فرمایا: قَالَ الْخَلِیْلُ اَنْشَدَ اَبُوْعَمْرٍو:

وَ تَسْاَلُنِیْ تَفْسِیْرَ مَیْتٍ وَّ مَیِّتٍ ۔۔۔ فَدُوْنَكَ قَدْ فَسَّرْتُ اِنْ كُنْتَ تَعْقِلُ
فَمَنْ كَانَ ذَارُوْحٍ فَذٰلِكَ مَیِّتٌ ۔۔۔ وَ مَا الْمَیْتُ اِلَّا مَنْ اِلَی الْقَبْرِ یُحْمَلُ

اور مجھ سے پوچھتے ہیں میت اور مَیِّتَه کی تفسیر۔ تو ٹھہرو میں تفسیر کرتا ہوں اگر تو عاقل ہے۔
جو ذی روح ہے وہ میت ہے۔ اور میتہ کوئی نہیں مگر وہ جسے قبر کی طرف لے جایا جائے۔
مشرکین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے منتظر تھے تو انہیں خبر دی گئی کہ موت سب کے لئے عام ہے تو انتظار بے معنی ہے۔

Marfat.com

صاحب تفسیر نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: كَانُوْا يَتَرَبَّصُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ مَوْتَهٗ فَاَخْبَرَ اَنَّ الْمَوْتَ يَعُمُّهُمْ فَلَا مَعْنٰى لِلتَّرَبُّصِ وَ شَمَاتَةِ الْفَانِىْ بِالْفَانِىْ۔ کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کا انتظار کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب موت سب کے لئے عام ہے تو کسی کی موت کا انتظار کرنا یا اس پر خوش ہونا بے فائدہ ہے۔ آگے ارشاد ہے:

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿۳۱﴾۔

پھر تم سب قیامت کے روز اپنے رب کے حضور متخاصم ہو گے۔

نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِنَّكُمْ وَاِيَّاهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ فَتَحْتَجُّ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِاَنَّكَ بَلَّغْتَ فَكَذَّبُوْا وَ فِى الدَّعْوَةِ فَلَجُّوْا فِى الْعِنَادِ وَ يَعْتَذِرُوْنَ بِمَا لَاطَائِلَ تَحْتَهٗ تَقُوْلُ الْاَتْبَاعُ اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَ كُبَرَآءَ نَا وَ تَقُوْلُ السَّادَاتُ اَغْوَتْنَا الشَّيَاطِيْنُ وَ اٰبَاؤُنَا الْاَقْدَمُوْنَ۔ یعنی تم لوگ اور مشرکین قیامت کے روز اللہ تعالیٰ کے حضور متخاصم ہوں گے تو اے محبوب! آپ ان پر حجت لائیں گے کہ آپ نے انہیں دعوت اسلام پہنچادی۔ اور وہ تکذیب کریں گے اور کہیں گے کہ ہم نے اپنے بڑے سرداروں کا اتباع کیا تھا اور ان کے سردار کہیں گے ہمیں شیطان نے گمراہ کیا اور ہمارے پرانے باپ دادوں نے بہکایا۔

وَيَعْتَذِرُوْنَ بِمَا لَاطَائِلَ تَحْتَهٗ۔ اور عذر کریں گے جو محض لاطائل ہوں گے۔

قَالَ الصَّحَابَةُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ مَا خُصُوْمَتُنَا وَ نَحْنُ اِخْوَانٌ فَلَمَّا قُتِلَ عُثْمَانُ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالُوْا هٰذِهٖ خُصُوْمَتُنَا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے فرمایا ہم میں خصومت کیسے ہوگی حالانکہ ہم بھائی ہیں تو جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شہید کئے گئے تو وہ کہنے لگے یہ ہماری خصومت تھی۔

روح المعانی میں ہے، سعید بن منصور رحمہ اللہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ آپ نے فرمایا جب ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ نازل ہوئی تو ہم کہتے تھے: رَبُّنَا وَاحِدٌ وَّ دِيْنُنَا وَاحِدٌ فَلَمَّا كَانَ يَوْمُ صِفِّيْنَ وَشَدَّ بَعْضُنَا عَلٰى بَعْضٍ بِالسُّيُوْفِ قُلْنَا نَعَمْ هُوَ هٰذَا۔ ہمارا رب ایک اور دین ایک پھر جھگڑا کیسا۔ پھر جب یوم صفین آیا اور ہمارے بعض نے بعض پر تلواریں سونتیں تو ہم نے کہا بے شک یہ ہے ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ۔

اور اس قسم کی بہت سی روایتیں ہیں جو بخوف طوالت نقل نہیں کی گئیں مَنْ شَاءَ فَلْيَنْظُرْ فِىْ رُوْحِ الْمَعَانِىْ۔

تَمَّتْ جز ۲۳ وَيَلِيْهِ جز ۲۴ فَمَنْ اَظْلَمُ – بِعَوْنِ اللّٰهِ تَعَالٰى

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۲۳واں پارہ ختم ہوا۔ ۲۴واں شروع ہے

فقیر قادری ابوالحسنات قادری

۲۰ دسمبر ۱۹۵۷ء

Marfat.com

پارہ نمبر ۲۴

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع-سورۃ زمر-پ ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَ كَذَّبَ
بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى
لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾

تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی کو جھٹلائے جب اس کے پاس آئے کیا جہنم میں ٹھکانہ نہیں کافروں کا

وَ الَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَ صَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ
الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور وہ جو صداقت لے کر آئے اور وہ جنہوں نے تصدیق کی ان کی یہی ہیں متقی

لَهُمْ مَّا یَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا
الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۴﴾

ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہی بدلہ ہے نیکوکاروں کا

لِیُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِیْ عَمِلُوْا وَ
یَجْزِیَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِیْ كَانُوْا
یَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾

تاکہ اللہ اتار دے ان سے سخت برے عملوں کا بوجھ اور بدلہ دے انہیں اچھے عملوں کا جو انہوں نے کئے

اَلَیْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ وَ یُخَوِّفُوْنَكَ
بِالَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ وَ مَنْ یُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ
مِنْ هَادٍ ﴿۳۶﴾

کیا اللہ کافی نہیں اپنے بندۂ خاص کو اور تمہیں ڈراتے ہیں ان کے سوا سے اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کا کوئی ہادی نہیں

وَ مَنْ یَّهْدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّضِلٍّ ؕ اَلَیْسَ اللّٰهُ
بِعَزِیْزٍ ذِی انْتِقَامٍ ﴿۳۷﴾

اور جسے ہدایت دے اللہ تو اسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا نہیں اللہ عزت والا بدلہ لینے والا

وَ لَىِٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ
لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ
كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ
مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ ؕ عَلَیْهِ
یَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾

اور اگر تم ان سے پوچھو کس نے پیدا کئے آسمان اور زمین تو ضرور کہیں گے اللہ نے آپ فرمادیں بھلا بتاؤ تو وہ چیزیں جنہیں اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے تکلیف دینا چاہے کیا وہ ہٹا سکتے ہیں وہ تکلیف یا وہ مجھ پر رحمت فرمائے تو کیا وہ اس رحمت کو روک سکتے ہیں فرمادیجئے اللہ مجھے کافی ہے اسی پر بھروسہ والے بھروسہ کرتے ہیں

قُلْ یٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّیْ عَامِلٌ ۚ
فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

فرمادیجئے اے میری قوم اپنی جگہ عمل کرتے رہو اور میں اپنے عمل کرتا ہوں تو تم عنقریب جان لوگے

مَنْ یَّاْتِیْهِ عَذَابٌ یُّخْزِیْهِ وَ یَحِلُّ عَلَیْهِ عَذَابٌ
مُّقِیْمٌ ﴿۴۰﴾

کہ کس پر آتا ہے عذاب جو اسے رسوا کرے اور کس پر اترتا ہے دوامی عذاب

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ
فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ
عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾

بے شک ہم نے آپ پر نازل کی لوگوں کی ہدایت کے لئے حق احکام کی کتاب تو جو ہدایت قبول کرے تو اپنے لئے اور جو بہکا تو وہ بہکا اپنے لئے اور آپ ان کے ذمہ دار نہیں

حل لغات چوتھا رکوع ۔ سورۃ زمر ۔ پ ۲۴

فَمَنْ ۔ تو کون	اَظْلَمُ ۔ زیادہ ظالم ہے	مِمَّنْ ۔ اس سے جو	كَذَبَ ۔ جھوٹ بولے
عَلَى ۔ اوپر	اللّٰهِ ۔ اللہ کے	وَ ۔ اور	كَذَّبَ ۔ جھٹلائے
بِالصِّدْقِ ۔ سچائی کو	اِذْ ۔ جبکہ	جَآءَهٗ ۔ آئے اس کے پاس	اَلَيْسَ ۔ کیا نہیں ہے
فِيْ جَهَنَّمَ ۔ جہنم میں	مَثْوًى ۔ ٹھکانا	لِّلْكٰفِرِيْنَ ۔ کافروں کا	وَ ۔ اور
الَّذِيْ ۔ وہ جو	جَآءَ ۔ لایا	بِالصِّدْقِ ۔ سچائی	وَ ۔ اور
صَدَّقَ ۔ تصدیق کی	بِهٖ ۔ اس کی	اُولٰٓئِكَ ۔ یہ لوگ	هُمُ ۔ وہی ہیں
الْمُتَّقُوْنَ ۔ پرہیزگار	لَهُمْ ۔ ان کے لئے ہے	مَّا ۔ جو	يَشَآءُوْنَ ۔ وہ چاہیں
عِنْدَ ۔ نزدیک	رَبِّهِمْ ۔ اپنے رب کے	ذٰلِكَ ۔ یہ	جَزٰٓؤُا ۔ بدلہ ہے
الْمُحْسِنِيْنَ ۔ نیکوں کا	لِيُكَفِّرَ ۔ تاکہ دور کرے	اللّٰهُ ۔ اللہ	عَنْهُمْ ۔ ان سے
اَسْوَاَ ۔ برے	الَّذِيْ ۔ وہ جو	عَمِلُوْا ۔ کام انہوں نے کئے	وَ ۔ اور
يَجْزِيَهُمْ ۔ بدلہ دے ان کو	اَجْرَ ۔ اجر	هُمْ ۔ ان کا	بِاَحْسَنِ ۔ اچھا
الَّذِيْ ۔ اس کا جو	كَانُوْا ۔ تھے	يَعْمَلُوْنَ ۔ عمل کرتے	اَ ۔ کیا
لَيْسَ ۔ نہیں ہے	اللّٰهُ ۔ اللہ	بِكَافٍ ۔ کافی	عَبْدَهٗ ۔ اپنے بندے کو
وَ ۔ اور	يُخَوِّفُوْنَكَ ۔ ڈراتے ہیں تجھ کو		بِالَّذِيْنَ ۔ ان سے جو
مِنْ دُوْنِهٖ ۔ اس کے سوا ہیں	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جسے	يُّضْلِلِ ۔ گمراہ کرے
اللّٰهُ ۔ اللہ	فَمَا ۔ تو نہیں	لَهٗ ۔ اس کا کوئی	مِنْ هَادٍ ۔ ہدایت دینے والا
وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جسے	يَّهْدِ ۔ ہدایت دے	اللّٰهُ ۔ اللہ
فَمَا ۔ تو نہیں	لَهٗ ۔ اس کو کوئی	مِنْ مُّضِلٍّ ۔ گمراہ کرنے والا	اَ ۔ کیا
لَيْسَ ۔ نہیں	اللّٰهُ ۔ اللہ	بِعَزِيْزٍ ۔ غالب	ذِي انْتِقَامٍ ۔ انتقام لینے والا
وَ ۔ اور	لَئِنْ ۔ اگر	سَاَلْتَهُمْ ۔ تو ان سے پوچھے	مَّنْ ۔ کس نے
خَلَقَ ۔ پیدا کئے	السَّمٰوٰتِ ۔ آسمان	وَ ۔ اور	الْاَرْضَ ۔ زمین
لَيَقُوْلُنَّ ۔ تو ضرور کہیں گے	اللّٰهُ ۔ اللہ نے	قُلْ ۔ فرمادیں	اَفَرَءَيْتُمْ ۔ بھلا بتاؤ
مَّا ۔ جن کو	تَدْعُوْنَ ۔ پکارتے ہو	مِنْ دُوْنِ ۔ سوا	اللّٰهِ ۔ اللہ کے

Marfat.com

اِنْ۔اگر	اَرَادَنِیَ۔ارادہ کرے میرے لئے		اللّٰہُ۔اللہ
بِضُرٍّ۔تکلیف کا	ھَلْ۔کیا	ھُنَّ۔وہ	کٰشِفٰتُ۔دور کریں گے
ضُرِّہٖ۔اس کی تکلیف	اَوْ۔یا	اَرَادَنِیْ۔ارادہ کرے میرے لئے	
بِرَحْمَةٍ۔اپنی رحمت کا	ھَلْ۔کیا	ھُنَّ۔وہ	مُمْسِکٰتُ۔بند کریں گے
رَحْمَتِہٖ۔اس کی رحمت کو	قُلْ۔فرمایئے	حَسْبِیَ۔کافی ہے مجھ کو	اللّٰہُ۔اللہ
عَلَیْہِ۔اسی پر	یَتَوَکَّلُ۔بھروسہ کریں	الْمُتَوَکِّلُوْنَ۔بھروسہ کرنے والے	
قُلْ۔فرمادیں	یٰقَوْمِ۔اے میری قوم	اعْمَلُوْا۔عمل کرو	عَلٰی۔اوپر
مَكَانَتِكُمْ۔اپنی جگہ کے	اِنِّیْ۔بے شک میں	عَامِلٌ۔عمل کرنے والا ہوں	فَسَوْفَ۔تو جلدی
تَعْلَمُوْنَ۔جانوگے تم	مَنْ۔کہ کون ہے کہ	یَّاْتِیْہِ۔آتا ہے اس کو	عَذَابٌ۔عذاب
یُّخْزِیْہِ۔جو رسوا کرے اس کو		وَ۔اور	یَحِلُّ۔اترتا ہے
عَلَیْہِ۔اس پر	عَذَابٌ۔عذاب	مُّقِیْمٌ۔دائمی	اِنَّاۤ۔بے شک ہم نے
اَنْزَلْنَا۔اتاری	عَلَیْكَ۔تجھ پر	الْكِتٰبَ۔کتاب	لِلنَّاسِ۔لوگوں کے لئے
بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	فَمَنِ۔تو جس نے	اهْتَدٰی۔ہدایت پائی	فَلِنَفْسِہٖ۔تو اپنی جان کیلئے
وَ۔اور	مَنْ۔جو	ضَلَّ۔گمراہ ہوا	فَاِنَّمَا۔تو اس کے سوانہیں
یَضِلُّ۔گمراہ ہوگا	عَلَیْهَا۔اپنے اوپر	وَ۔اور	مَاۤ۔نہیں
اَنْتَ۔آپ	عَلَیْهِمْ۔ان کے	بِوَكِیْلٍ۔ذمہ دار	

خلاصہ تفسیر چوتھا رکوع۔سورۃ زمر۔پ ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ۔تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔

اور اس کا شریک مانے اور اس کے لئے اولاد قرار دے جیسا کہ مشرکین مکہ کا خیال تھا اور عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا کہتے تھے اور یہودی حضرت عزیر علیہ السلام کو ابن اللہ کہتے تھے۔

وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ۔اور حق کی تکذیب کرے جب اس کے پاس آئے۔

یعنی قرآن کریم کو جھٹلائے یا صدق مجسم جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی تکذیب کرے۔

اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِیْنَ ﴿۳۲﴾ وَالَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖۤ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾۔

کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا نہیں اور وہ جو تشریف لائے سچائی کے ساتھ اور وہ جنہوں نے ان کی تصدیق کی یہی تقویٰ والے ہیں۔

اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ۔میں استفہام انکاری ہے جس کے لغوی معنی یہ ہوئے کہ کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہے اور وَالَّذِیْ جَآءَ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں جو سچائی کے ساتھ قرآن اور اسلام اور توحید لائے اور وَصَدَّقَ بِهٖۤ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مردوں میں اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم لڑکوں میں ہیں۔صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سب سے

پہلے مردوں میں تصدیق اسلام کی اور لڑکوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے ان پر اللہ تعالیٰ نے تقویٰ اور خوف الٰہی عزوجل کی تصدیق کی اور بشارت کے ساتھ فرمایا:

لَهُمۡ مَّا يَشَآءُونَ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الۡمُحۡسِنِيۡنَ ۝۳۴ ـ

ان کے لئے سب نعمتیں ہیں جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہی صلہ ہے نیکوکاروں کا۔

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ اَسۡوَاَ الَّذِىۡ عَمِلُوۡا وَيَجۡزِيَهُمۡ اَجۡرَهُمۡ بِاَحۡسَنِ الَّذِىۡ كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝۳۵ ـ

تا کہ اللہ اتار دے بوجھ ان سے بدترین اعمال کا جو زمانہ جہالت میں انہوں نے کیے اور انہیں ان کے عملوں کا اجر اچھا دے جو انہوں نے اچھے عمل کئے۔

یعنی ان کے برے عملوں کو توبہ کے بعد معاف فرمادے اور نیکیوں کا بہترین بدلہ دے جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے: اِلَّا مَنۡ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمۡ حَسَنٰتٍ پھر آگے ارشاد ہے:

اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ ؕ وَيُخَوِّفُوۡنَكَ بِالَّذِيۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ۝۳۶ وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِعَزِيۡزٍ ذِى انۡتِقَامٍ ۝۳۷ ـ

کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں اور اے محبوب! تمہیں وہ ڈراتے ہیں اللہ کے سوا اوروں سے اور جسے اللہ گمراہ کرے اسے کوئی ہدایت کرنے والا نہیں اور جسے اللہ ہدایت کرے اسے کوئی بہکانے والا نہیں کیا اللہ عزت والا اور بدلہ لینے والا نہیں۔

بِكَافٍ عَبۡدَهٗ کی بجائے بکاف عبادہ بھی ایک قراءت میں آیا ہے تو عَبۡدَهٗ کی قرأت سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں یعنی اللہ عزوجل اپنے بندے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے کافی ہیں اور عَبۡدَهٗ کے ماتحت تمام انبیاء کرام آتے ہیں جن کے ساتھ ان کی قوم نے سختیاں کیں اور ایذائیں پہنچائیں اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے انہیں محفوظ رکھا تو سب کے لئے وہی کافی ہوا اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی مراد ہوں تو مشرکین مکہ کے شر سے اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محفوظ رکھا۔

اور وَيُخَوِّفُوۡنَكَ میں اس امر کو ظاہر فرمایا کہ کفار مکہ آپ کو اے محبوب! بتوں سے ڈرانا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہمارے معبودوں کی مخالفت نہ کریں ورنہ وہ آپ کو نقصان پہنچادیں گے۔ بلکہ ہلاک کردیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دے کر آخر میں فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ عزت والا اور پورا انتقام لینے والا ہے اور یہ بھی ظاہر فرمادیا کہ جسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ بنایا اسے کوئی راہ پر نہیں لاسکتا اور جسے ہدایت کے لئے پیدا کیا اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا یہ کفر و اسلام منجانب اللہ عزوجل ہے اس لئے کہ جب تک کسی شے کی ضد مقابلہ میں نہ ہو اچھے اور برے کا امتیاز نہیں ہوتا اسی بناء پر تُعۡرَفُ الۡاَشۡيَاءُ بِاَضۡدَادِهَا مقولہ فلاسفہ ہے تو اسلام کی شان پہچاننے کے لئے کفر کا ہونا ضروری ہوا تا کہ ظلمت کفر کے مقابل نور اسلام چمکے اور گمراہی سے ہدایت متمیز ہو۔ آگے ارشاد ہے کہ تخلیق سماء وارض کا خالق یہ مشرک بھی اللہ تعالیٰ کو مانتے ہیں۔

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ ـ

اور اگر آپ ان سے سوال فرمائیں کہ آسمان و زمین کس نے بنائے تو ضرور کہیں گے اللہ نے۔

گویا یہ ظاہر فرمایا کہ مشرکین بھی وجود علیم و حکیم اور خالق کائنات تسلیم کرتے ہیں اور یہ چیز تمام خلائق میں مسلم ہے اور

Marfat.com

فطرت خلائق اس کی شاہد ہے اور جو شخص بھی آسمان و زمین کے عجائبات پر نظر ڈالے اسے یقینی طور پر منکشف ہو گا کہ یہ موجودات ایک قادر مطلق حکیم علی الاطلاق کی تخلیق ہے اور اس سے کوئی بھی منکر نہیں ہو سکتا بلکہ سائنس ہمارے اس دعوئی کی مؤید ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ اے محبوب! آپ ان پر حجت عقلی قائم فرمائیں چنانچہ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ ؕ -

اے محبوب! آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو کہ وہ جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اگر اللہ مجھے کوئی تکلیف پہنچانا چاہے۔ کیا یہ بت اس کی بھیجی ہوئی تکلیف ٹال سکتے ہیں یا وہ مجھ پر رحمت فرمائے کیا یہ بت اس کی رحمت کو روک سکیں گے۔

گویا عقلی دلیل سے مشرکین پر حجت قائم فرمائی کہ رحمت و زحمت تو بڑی چیز ہے یہ بت تو ایسے جماد لایعقل ہیں کہ اپنی مکھی بھی اڑانے کی قوت نہیں رکھتے پھر یہ قحط و مرض و بلا کے دفع کرنے کی طاقت کہاں سے لا سکتے ہیں۔ یہ سوال جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین سے فرمایا تو وہ لاجواب ہو کر گونگے بن کر رہ گئے اس کے بعد ارشاد ہوا:

قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ ؕ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ﴿۳۸﴾ -

فرما دیجئے مجھے اللہ کافی ہے اسی پر ہی بھروسہ کرتے ہیں بھروسہ کرنے والے۔

یعنی مجھے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ ہے اور جس کا بھروسہ اللہ پر ہو وہ کسی سے نہیں ڈرتا تم مجھے بت جیسی جماد لایعقل شے سے ڈراتے ہو یہ تمہاری انتہا درجہ کی بے عقلی ہے اور اسی جہالت نے تمہیں ذلیل کر رکھا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ يٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ اِنِّيْ عَامِلٌ ۚ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۴۰﴾ -

انہیں فرما دیجئے کہ اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کرو اور میں اپنا کام کر رہا ہوں تو عنقریب جان لو گے کہ کس پر آتا ہے عذاب رسوا کرنے والا اور کس پر دوامی مصیبت آتی ہے۔

یعنی تم اپنے مکر و حیلے اور میرے ساتھ عداوت کرتے رہو اور میں جس کام پر مامور ہوں وہ کرتا رہوں گا یعنی دین کا قائم کرنا میرا کام ہے میں وہ کروں گا اس میں اللہ تعالیٰ میری مدد فرمائے گا اور تم عنقریب اپنی رسوائی دیکھو گے چنانچہ بدر میں رسوائی کا شکار ہوئے اور عذاب مقیم آخرت میں جہنم کا عذاب ان پر لازمی ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۴۱﴾ ع -

بے شک ہم نے تم پر کتاب نازل کی لوگوں کی ہدایت کے لئے حق کے ساتھ تو جس نے راہ پائی تو اپنی جان کے لئے اور جو گمراہ ہوا وہ اپنی برائی کے لئے گمراہ ہوا اور آپ کچھ ان کے ذمہ دار نہیں۔

کتاب سے مراد قرآن کریم ہے جس سے لوگوں کو ہدایت ہو اور جو ہدایت حاصل کرے گا وہ اپنے ہی نفع کے لئے اور جو گمراہ ہو گا وہ اپنے ہی لئے اور آپ سے اس کی گمراہی کا مواخذہ نہ ہو گا۔

Marfat.com

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللّٰهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ اِذْ جَآءَهٗ ؕ

تو کون ظالم ترین ہے اس سے جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور سچائی کو جھٹلائے جب وہ لایا۔

اظلم ترین اسے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرا کر جھوٹ باندھے یا اس کے لئے اولاد قرار دے اور سچائی کو جھٹلانے سے قرآن کریم کا جھٹلانا مراد ہے کہ اس سے زیادہ حق وصدق اور کیا ہو سکتا ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لے کر تشریف لائے تو جھوٹے بہتان لگانے والا اور اللہ عزوجل کی اولاد یا اس کا شریک ماننے والا اَظْلَمُ مِنْ كُلِّ ظَالِمٍ ہے۔

اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ - کیا جہنم میں ٹھکانہ ایسے کافروں کا نہیں۔

جو اللہ تعالیٰ پر افتراء کریں اور تکذیب حق میں پیش پیش ہوں جیسے ایک جگہ فرمایا: حَسْبُهُمْ جَهَنَّمُ ۚ يَصْلَوْنَهَا۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ﴿۳۳﴾ -

اور وہ جو حق اور صدق لائے اور وہ جنہوں نے اس کی تصدیق کی یہ سب متقی پرہیزگار ہیں۔

جَآءَ بِالصِّدْقِ سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں کہ آپ ہی قرآن کریم لائے۔

اور ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ اسماء وصفات میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صدق کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور دلالۃ سیاق کے اعتبار سے مومنین بھی اس میں داخل ہیں۔

اور باعتبار دخول تبعاً آگے ارشاد ہے: اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ۔

اور ابو العالیہ اور کلبی وغیرہ رحمہم اللہ جَآءَ بِالصِّدْقِ کے ماتحت فرماتے ہیں: هُوَ الرَّسُوْلُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اور وَصَدَّقَ بِهٖٓ پر فرماتے ہیں: هُوَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔ اس سے مراد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور یہی ابن جریر نے کہا اور علامہ ماوردی معرفۃ الصحابۃ اور ابن عساکر بطریق اسید بن صفوان جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے صحبت یافتہ ہیں سب نے فرمایا۔

اور ابو الاسود اور مجاہد ایک روایت میں اور اہل بیت کرام کی ایک جماعت کہتی ہے: صَدَّقَ بِهٖٓ سے مراد حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

اور بعض اس طرف گئے کہ اَلَّذِيْ جَآءَ بِالصِّدْقِ سے روح الامین مراد ہیں اور صَدَّقَ بِهٖٓ سے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

غرضکہ اقوال ثلاثہ میں اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما تینوں مراد لئے جائیں تو بھی صحیح ہے اس لئے کہ صلہ تو موصول کے لئے ہوتا ہے۔

اور ممکن ہے کہ حضرت صدیق اور حضرت علی رضی اللہ عنہما کا ذکر اس بنا پر ہو کہ كَوْنُهٗ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَ صَدَّقَ مِنَ الرِّجَالِ وَ فِيْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ كَوْنُهٗ اَوَّلَ مَنْ اٰمَنَ وَ صَدَّقَ مِنَ الصِّبْيَانِ۔ اول مردوں میں ایمان لاکر تصدیق کرنے والے صدیق اکبر ہیں اور بچوں میں اول ایمان لاکر تصدیق کرنے والے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔

Marfat.com

اور اگر دیکھا جائے تو جب تمام صحابہ علیہم رضوان حافظ قرآن تھے اور جو احکام نازل ہوتے ان پر عمل کرنے والے تو وَ صَدَّقَ بِہٖۤ سے تمام صحابہ علیہم رضوان ہی مراد ہیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: فَاِنَّ جُمْلَةَ الْقُرْاٰنِ حَفِظَهُ الصَّحَابَةُ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ اَدَّوْهُ كَمَا اُنْزِلَ۔ اس کے بعد سب کو بشارت ہے

لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ؕ ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۳۴﴾۔

ان کے لئے ہے جو وہ چاہیں ان کے رب کے پاس یہ ہے بدلہ نیکوں کا۔

یعنی جنہوں نے نیک عمل کئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق کی وہ جو چاہیں اللہ تعالیٰ سے بدلہ حاصل کریں گے۔ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر روح المعانی میں فرماتے ہیں: اَیْ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ مِنْ جَلْبِ الْمَنَافِعِ وَ دَفْعِ الْمَضَارِّ فِي الْاٰخِرَةِ لَا فِي الْجَنَّةِ فَقَطْ لِمَا اِنَّ بَعْضَ مَا يَشَاءُوْنَهُ مِنْ تَكْفِيْرِ السَّيِّئَاتِ وَالْاَمْنِ مِنَ الْفَزَعِ الْاَكْبَرِ وَ سَائِرِ اَهْوَالِ الْقِيَامَةِ اِنَّمَا يَقَعُ قَبْلَ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ۔ یعنی ان کے لئے ہر وہ نعمت ہوگی جو چاہیں گے جلب منافع اور دفع مضار کی آخرت میں اور یہ فقط جنت میں ہی نہیں بلکہ وہ بھی جو تکفیر سیئات وغیرہ سے ہیں جیسے فزع اکبر اور تمام اہوال قیامت سے اس لئے کہ یہ سب کچھ دخول جنت سے قبل ہوگا اور وہ اس سے بھی محفوظ رہیں گے اسی لئے فرمایا ذٰلِكَ جَزٰٓؤُا الْمُحْسِنِيْنَ يَعْنِي الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا اَعْمَالَهُمْ فِي الدُّنْيَا۔ آگے ارشاد ہے:

لِيُكَفِّرَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۳۵﴾۔

تاکہ اتار دے اللہ ان سے بوجھ کے ان برے عملوں کا اور بدلہ دے ان کے اچھے عملوں کا جو انہوں نے کئے۔

اس کی تفسیر میں آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: اَیْ وَعَدَهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعَ مَا يَشَاؤُنَهُ مِنْ زَوَالِ الْمَضَارِّ وَ حُصُوْلِ الْمَسَارِّ لِيُكَفِّرَ عَنْهُمْ بِمُوْجِبِ ذٰلِكَ الْوَعْدِ اَسْوَاَ الَّذِيْ عَمِلُوْا وَيَجْزِيَهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۔ یعنی اللہ نے ان سے وعدہ فرمایا ہر اس نعمت کا جو وہ چاہیں تکلیف کے دور ہونے اور آسانیوں کے حصول کا اور وعدہ فرمایا اس وعدہ کے سبب ان سے ان کے برے عملوں کی معافی کا اور پورا بدلہ دینے کا ان کے نیک عملوں کا جو انہوں نے کئے۔

گویا خلاصہ مفہوم یہ ہوا کہ ایام جاہلیت کے برے کاموں کا عذاب انہیں معاف ہوگا اور نیک عملوں کا پورا بدلہ ملے گا۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی کہتے ہیں وَالْمُرَادُ لِيُكَفِّرَ جَمِيْعَ مَا سَلَفَ مِنْهُمْ قَبْلَ الْاِيْمَانِ مِنَ الْمَعَاصِيْ – اَسْوَءَ۔ بوزن افعل ہے۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشرکین کے ڈرانے پر تسلی ہے۔

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ ؕ ۔ کیا اللہ اپنے بندے کے لئے کافی نہیں۔

یہ استفہام انکاری ہے جس کے معنی اثبات میں ہیں یعنی اللہ عزوجل کافی ہے اپنے بندے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد اور نصرت کے لئے۔

وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ ؕ ۔ اور مشرکین ڈراتے ہیں آپ کو اللہ کے سوا غیروں سے۔

یعنی مشرکین مکہ ان بتوں کا خوف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دلاتے تھے جنہیں وہ معبود بنائے ہوئے تھے۔ چنانچہ روایت ہے کہ قریش نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بتوں کی مخالفت پر کہا ہم خوف کرتے ہیں کہ ہمارے معبود بت کہیں آپ کے دماغ پر خراب اثر نہ ڈال دیں یعنی معاذ اللہ عزوجل اختلال دماغی نہ پیدا کر دیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

Marfat.com

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ۚ﴿۳۶﴾ وَمَنۡ يَّهۡدِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ مُّضِلٍّ ؕ اَلَيۡسَ اللّٰهُ بِعَزِيۡزٍ ذِى انۡتِقَامٍ ﴿۳۷﴾۔

اور جسے اللہ گمراہی میں چھوڑے اس کے لئے کوئی ہادی نہیں اور جسے وہ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ کرنے والا نہیں کیا اللہ تعالیٰ غالب اور انتقام لینے والا نہیں۔

جو اسلام کے دشمنوں سے انتقام لے اور ظاہر ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے جہنم کے لئے پیدا فرمایا جیسے ابوجہل، ابولہب، نضر بن حارث، امیہ بن خلف، کعب بن اشرف اور عامہ مشرکین وہ اگر ہدایت پاتے ہیں تو بتوفیق الٰہی عزوجل۔ ایسے ہی ہدایت پر جو مخلوق ہوئے انہیں کون راہ راست سے بھٹکا سکتا ہے آگے ارشاد ہے جس میں منکرین و مشرکین پر حجت قائم فرمائی گئی اور ارشاد ہوا:

وَلَئِنۡ سَاَلۡتَهُمۡ مَّنۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ لَيَقُوۡلُنَّ اللّٰهُ ؕ۔

اے محبوب! اگر ان سے پوچھیں کہ کس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا تو وہ ضرور کہیں گے اللہ نے۔

اس لئے کہ اس پر دلیل ظاہر ہے اور خالق عالم کی طرف سبیل واضح اس پر عقول عامہ قائم ہیں اور تمام ممکنات پر تصرف واجب الوجود عقلاً ثابت اس وجہ میں برہان عقلی قائم فرمائی آگے ارشاد ہے:

قُلۡ اَفَرَءَيۡتُمۡ مَّا تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اِنۡ اَرَادَنِىَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلۡ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوۡ اَرَادَنِىۡ بِرَحۡمَةٍ هَلۡ هُنَّ مُمۡسِكٰتُ رَحۡمَتِهٖ ؕ۔

ان سے فرمائیے بھلا یہ تو بتاؤ جنہیں اللہ کے سوا تم پوجتے ہو اگر اللہ میرے لئے کوئی برائی کرنا چاہے کیا وہ اس تکلیف کو کھول سکتے ہیں یا اگر اللہ میرے ساتھ رحمت کا ارادہ فرمائے کیا وہ اسے روک سکتے ہیں۔

قُلۡ حَسۡبِىَ اللّٰهُ ؕ عَلَيۡهِ يَتَوَكَّلُ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ﴿۳۸﴾۔

فرما دیجئے مجھے میرا رب کافی ہے اس پر ہی بھروسہ کرنے والے بھروسہ کرتے ہیں۔

اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ کائنات اس کے تحت قدرت ہے اور اس کے زیر ملکوت ہے آگے ارشاد ہے:

قُلۡ يٰقَوۡمِ اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ اِنِّىۡ عَامِلٌ ۚ فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ ۙ﴿۳۹﴾ مَنۡ يَّاۡتِيۡهِ عَذَابٌ يُّخۡزِيۡهِ وَيَحِلُّ عَلَيۡهِ عَذَابٌ مُّقِيۡمٌ ﴿۴۰﴾۔

فرما دیجئے اے میری قوم! تم اپنی جگہ کام کرو میں اپنی جگہ کر رہا ہوں تو عنقریب جان لو گے کہ کس پر عذاب ذلیل کرنے والا آتا ہے اور کس پر دوامی عذاب قائم ہوتا ہے۔

اور ارشاد بطور تہدید ہے۔ پھر اس میں قوم کو تو اعۡمَلُوۡا عَلٰى مَكَانَتِكُمۡ ارشاد ہوا مگر اِنِّىۡ عَامِلٌ عَلٰى مَكَانَتِىۡ نہیں فرمایا اس میں یہ لطیف پہلو ملحوظ ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یہ فرماتے کہ اِنِّىۡ عَامِلٌ عَلٰى مَكَانَتِىۡ تو یہ سمجھ لیا جاتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق بھی ایک حال پر ہے اس میں کسی قسم کا تغیر نہیں نہ بڑھ سکتا ہے نہ گھٹ سکتا ہے۔

حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تعلق ہر آن ترقی پر ہے ہر زمان بلندی پر ہے اور نصرت الٰہی عزوجل ہر آن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اس کے بعد فَسَوۡفَ تَعۡلَمُوۡنَ فرما کر یہ ظاہر کر دیا کہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب پر منصور

ہے اور دنیا اور آخرت میں منصور ہیں۔
اور وہ قوم جسے اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ فرمایا گیا اسے فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ فرما کر اول مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ سے دنیاوی ذلتیں ظاہر کر دیں جیسے بدر میں ان کے سامنے آئیں اور وَيَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ فرما کر دوامی عذاب جہنم کی خبر دے دی ہے۔

پھر ارشاد ہے:

اِنَّآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ لِلنَّاسِ بِالْحَقِّ ۚ فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝٤١

ہم نے اے محبوب! آپ کی طرف لوگوں کے لئے یہ کتاب نازل فرمائی حق کے ساتھ تو جو ہدایت پائے گا وہ اپنے لئے اور جو گمراہ ہوگا وہ گمراہی کا بارا پنے اوپر لے گا اور آپ اے محبوب! ان کی گمراہی کے ذمہ دار نہیں۔

آپ کا فرض تو حکم پہنچا دینا ہے اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ یعنی ہدایت وضلالت اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے کوئی نبی قوم کی گمراہی کا جواب دہ نہیں۔ بالذات ہادی مطلق اللہ تعالیٰ ہے۔ اور خالق ہدایت وضلالت وہی خالق علی الاطلاق ہے۔

ہادی عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ اِرَاءَةُ الطَّرِيْق ہے اور جو ہدایت پائے اسے موصل الی المطلوب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کر سکتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝٤٢

اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو جب انہیں موت ہو اور وہ جو نہ مریں اپنی نیند میں تو روک رکھتا ہے انہیں جس پر موت کا حکم فرما دیا اور چھوڑ دیتا ہے ایک مقرر میعاد تک بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں سوچنے والوں کے لئے

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ۭ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ۝٤٣

کیا انہوں نے اللہ کے سوا کچھ سفارشی بنا رکھے ہیں فرما دیجئے کیا وہ اگر چہ کسی چیز کے مالک نہ ہوں اور نہ عقل رکھیں

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ۭ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝٤٤

فرما دیجئے شفاعت تو اللہ کے ہاتھ ہے اسی کے لئے ہے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝٤٥

اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جائے تو سمٹ جاتے ہیں ان کے دل جو ایمان نہیں لاتے آخرت پر اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر ہوتا ہے تو جبھی خوشیاں مناتے ہیں

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ

آپ اللہ سے عرض کریں اے اللہ آسمان و زمین کے

الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِي مَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ ﴿٤٦﴾

پیدا کرنے والے نہاں اور عیاں کے جاننے والے! تو فیصلہ فرمائے گا اپنے بندوں میں جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے

وَلَوْ أَنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مَا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ مِنْ سُوءِ الْعَذَابِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ۚ وَبَدَا لَهُمْ مِنَ اللَّهِ مَا لَمْ يَكُونُوا يَحْتَسِبُونَ ﴿٤٧﴾

اور اگر ہوتا ظالموں کے لئے جو کچھ آسمانوں میں اور زمین میں ہے سب کچھ اور اس کے ساتھ اس جیسا تو ضرور یہ سب کچھ فدیہ کر دیتے برے عذاب کے بدلے قیامت کے دن اور ظاہر ہوئی ان کے لئے اللہ کی طرف سے وہ بات جو ان کے گمان میں نہ تھی

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَحَاقَ بِهِمْ مَا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ ﴿٤٨﴾

اور ظاہر ہوگئی ان کے لئے اپنے گناہوں کی کمائی اور آپڑا ان پر وہ جس کا یہ استہزاء کرتے تھے

فَإِذَا مَسَّ الْإِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ثُمَّ إِذَا خَوَّلْنَاهُ نِعْمَةً مِنَّا قَالَ إِنَّمَا أُوتِيتُهُ عَلَىٰ عِلْمٍ ۚ بَلْ هِيَ فِتْنَةٌ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٤٩﴾

تو جب پہنچتی ہے انسان کو کوئی تکلیف تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب اسے پہنچاتے ہیں ہم کوئی نعمت تو کہتا ہے یہ مجھے ایک علم کے ذریعہ ملی بلکہ وہ تو آزمائش ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے

قَدْ قَالَهَا الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٥٠﴾

بے شک کہہ چکے ہیں ان سے پہلے بھی تو نہیں مستغنی نہ کر سکا ان کا کمایا ہوا

فَأَصَابَهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا ۚ وَالَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ هَٰؤُلَاءِ سَيُصِيبُهُمْ سَيِّئَاتُ مَا كَسَبُوا وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِينَ ﴿٥١﴾

تو ان پر پڑ گیا ان کی کمائیوں کا عذاب اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب پہنچے گی برائی ان کے کرنے کی اور وہ قابو سے نہیں نکل سکتے

أَوَلَمْ يَعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ ﴿٥٢﴾

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ کشادہ کرتا ہے جس پر چاہے روزی اور تنگ کرتا ہے بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے

حل لغات پانچواں رکوع ۔ سورۃ زمر ۔ پ ۲۴

اَللّٰهُ ۔ اللہ	يَتَوَفَّى ۔ فوت کرتا ہے	الْأَنْفُسَ ۔ جانوں کو	حِيْنَ ۔ وقت
مَوْتِهَا ۔ ان کی موت کے	وَ ۔ اور	الَّتِي ۔ وہ جو	لَمْ ۔ نہیں
تَمُتْ ۔ مری	فِي ۔ بیچ	مَنَامِهَا ۔ اپنی نیند کے	فَيُمْسِكُ ۔ تو روکتا ہے
الَّتِي ۔ اس کو کہ	قَضٰى ۔ فیصلہ ہوگیا	عَلَيْهَا ۔ اس پر	الْمَوْتَ ۔ موت کا
وَ ۔ اور	يُرْسِلُ ۔ بھیجتا ہے	الْأُخْرٰى ۔ دوسری کو	إِلٰى ۔ طرف

Marfat.com

اَجَلٍ۔مدت	مُّسَمًّى۔مقرر کے	اِنَّ۔بے شک	فِیْ۔بیچ
ذٰلِكَ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ۔واسطے قوم	یَّتَفَكَّرُوْنَ۔سوچنے والی کے
اَمِ۔کیا	اتَّخَذُوْا۔بنائے انہوں نے	مِنْ دُوْنِ۔سوا	اللّٰهِ۔اللہ کے
شُفَعَآءَ۔سفارشی	قُلْ۔فرمائیے	اَوَ۔کیا	لَوْ۔اگرچہ
كَانُوْا۔ہوں	لَا۔نہ	یَمْلِكُوْنَ۔اختیار رکھتے	شَیْـًٔا۔کچھ
وَّ۔اور	لَا۔نہ	یَعْقِلُوْنَ۔سمجھتے	قُلْ۔فرمائیے
لِّلّٰهِ۔اللہ کے لئے ہے	الشَّفَاعَةُ۔سفارش	جَمِیْعًا۔ساری	لَهٗ۔اسی کی
مُلْكُ۔بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین کی
ثُمَّ۔پھر	اِلَیْهِ۔اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ۔تم لوٹائے جاؤ گے	وَ۔اور
اِذَا۔جب	ذُكِرَ۔ذکر کیا جاتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ	وَحْدَهٗ۔اکیلے کا
اشْمَاَزَّتْ۔تو گھٹ جاتے ہیں	قُلُوْبُ۔دل	الَّذِیْنَ۔ان کے جو	لَا۔نہیں
یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائے	بِالْاٰخِرَةِ۔قیامت پر	وَ۔اور	اِذَا۔جب
ذُكِرَ۔ذکر کیا جاتا ہے	الَّذِیْنَ۔ان کا جو	مِنْ دُوْنِهٖٓ۔سوا اس کے ہیں	اِذَا۔تو اس وقت
هُمْ۔وہ	یَسْتَبْشِرُوْنَ۔خوش ہوتے ہیں		قُلِ۔عرض کریں
اللّٰهُمَّ۔اے اللہ	فَاطِرَ۔پیدا کرنے والے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کے	عٰلِمَ۔جاننے والے	الْغَیْبِ۔غیب	وَ۔اور
الشَّهَادَةِ۔حاضر کے	اَنْتَ۔تو	تَحْكُمُ۔فیصلہ کرے گا	بَیْنَ۔درمیان
عِبَادِكَ۔اپنے بندوں کے	فِیْ۔بیچ	مَا۔اس کے جو	كَانُوْا۔تھے
فِیْهِ۔اس میں	یَخْتَلِفُوْنَ۔اختلاف کرتے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
اَنَّ۔بے شک	لِلَّذِیْنَ۔ان لوگوں کیلئے ہو	ظَلَمُوْا۔جو ظالم ہیں	مَا۔جو
فِی۔بیچ	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	جَمِیْعًا۔سب	وَّ۔اور
مِثْلَهٗ۔مثل اس کی	مَعَهٗ۔اس کے ساتھ	لَافْتَدَوْا۔تو فدیہ دیں	بِهٖ۔اس کے
مِنْ سُوْٓءِ۔برے	الْعَذَابِ۔عذاب کے بدلے	یَوْمَ۔دن	الْقِیٰمَةِ۔قیامت کے
وَ۔اور	بَدَا۔ظاہر ہوگا	لَهُمْ۔ان کیلئے	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
مَا۔جو	لَمْ۔نہ	یَكُوْنُوْا۔تھے	یَحْتَسِبُوْنَ۔خیال کرتے
وَ۔اور	بَدَا۔ظاہر ہوگی	لَهُمْ۔ان کے لئے	سَیِّاٰتُ۔برائی اس کی
مَا۔جو	كَسَبُوْا۔کمایا	وَ۔اور	حَاقَ۔گھیر لے گا
بِهِمْ۔ان کو	مَّا۔جو	كَانُوْا۔تھے	بِهٖ۔اس کو

Marfat.com

یَسْتَھْزِءُوْنَ۔ ٹھٹھا کرتے	فَاِذَا۔ پھر جب	مَسَّ۔ پہنچتی ہے	الْاِنْسَانَ۔ انسان کو
ضُرٌّ۔ تکلیف تو	دَعَا۔ پکارتا ہے	نَا۔ ہم کو	ثُمَّ۔ پھر
اِذَا۔ جب	خَوَّلْنٰهُ۔ دیتے ہیں ہم اس کو	نِعْمَةً۔ نعمت	مِّنَّا۔ اپنی طرف سے
قَالَ۔ تو کہتا ہے	اِنَّمَآ۔ سوا اس کے نہیں	اُوْتِيْتُهٗ۔ دیا گیا ہوں میں	عَلٰى۔ اوپر
عِلْمٍ۔ علم کے	بَلْ۔ بلکہ	هِيَ۔ وہ	فِتْنَةٌ۔ آزمائش ہے
وَ۔ اور	لٰكِنَّ۔ لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے
لَا۔ نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	قَدْ۔ بے شک	قَالَهَا۔ کہا تھا یہ
الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں نے جو	مِنْ قَبْلِهِمْ۔ ان سے پہلے تھے		فَمَآ۔ تو نہ
اَغْنٰى۔ کام آیا	عَنْهُمْ۔ ان کے	مَّا۔ جو	كَانُوْا۔ تھے
يَكْسِبُوْنَ۔ وہ کماتے	فَاَصَابَهُمْ۔ تو پہنچتی ان کو	سَيِّاٰتُ۔ برائی	مَا۔ اس کی جو
كَسَبُوْا۔ کمایا انہوں نے	وَ۔ اور	الَّذِيْنَ۔ وہ جنہوں نے	ظَلَمُوْا۔ ظلم کیا
مِنْ هٰٓؤُلَآءِ۔ ان میں سے	سَيُصِيْبُهُمْ۔ عنقریب انہیں پہنچے گی		سَيِّاٰتُ۔ برائی
مَا۔ اس کی جو	كَسَبُوْا۔ انہوں نے کمایا	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
هُمْ۔ وہ	بِمُعْجِزِيْنَ۔ عاجز کرنے والے		اَوَ۔ کیا
لَمْ۔ نہ	يَعْلَمُوْٓا۔ جانا انہوں نے	اَنَّ۔ کہ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
يَبْسُطُ۔ فراخ کرتا ہے	الرِّزْقَ۔ رزق	لِمَنْ۔ جس کا	يَّشَآءُ۔ چاہے
وَ۔ اور	يَقْدِرُ۔ تنگ کرتا ہے	اِنَّ۔ بے شک	فِيْ۔ بیچ
ذٰلِكَ۔ اس کے	لَاٰيٰتٍ۔ نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم	يُّؤْمِنُوْنَ۔ مومن کے

خلاصہ تفسیر پانچواں رکوع۔ سورۃ زمر۔ پ ۲۴

اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِيْنَ مَوْتِهَا وَالَّتِيْ لَمْ تَمُتْ فِيْ مَنَامِهَا ۚ فَيُمْسِكُ الَّتِيْ قَضٰى عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْاُخْرٰٓى اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ۔

اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہ مریں انہیں ان کی سوتے وقت تو اسے روک رکھتا ہے جس پر موت کا حکم فرما دیا اور چھوڑ دیتا ہے دوسری کو ایک مقرر میعاد تک۔

یعنی جسے مرنا ہے اسے اس کے جسم کی طرف واپس نہیں کرتا اور جس کی موت مقدر نہیں اسے اس کی موت کے وقت تک چھوڑ دیتا ہے۔ گویا یہ فلسفہ موت اور سونے کا فرمایا کہ اَلنَّوْمُ اُخْتُ الْمَوْتِ۔ نیند موت کی بہن ہے سویا مرا برابر ہے لیکن جس کی موت مقدر نہیں وہ نیند میں رہ کر پھر جاگ پڑتا ہے اس لئے کہ اس کی موت کا وقت نہیں آیا ہوتا اور جس کی موت مقدر ہے وہ سو کر جاگتا ہی نہیں۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾۔

بے شک اس سونے جاگنے میں نشانیاں ہیں سوچنے والوں کو۔

یعنی سوچنے سمجھنے والوں کے لئے اس میں سبق ہے کہ جو ذات اس اُمر پر قادر ہے کہ سلا کر جگا دے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ مردوں کو زندہ کر دے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اِنَّ فِی ابْنِ اٰدَمَ نَفْسًا وَّ رُوْحًا بَیْنَهُمَا مِثْلَ شُعَاعِ الشَّمْسِ فَالنَّفْسُ هِیَ الَّتِیْ بِهَا الْعَقْلُ وَالتَّمْیِیْزُ وَالرُّوْحُ هِیَ الَّتِیْ بِهَا النَّفَسُ وَالتَّحَرُّکُ فَیُتَوَفَّیَانِ عِنْدَ الْمَوْتِ وَ تُتَوَفَّی النَّفْسُ وَحْدَهَا عِنْدَ النَّوْمِ وَ هُوَ قَوْلٌ بِالْفَرْقِ بَیْنَ النَّفْسِ وَالرُّوْحِ۔

انسان میں نفس اور روح ہیں اور دونوں میں تعلق سورج کی شعاع کی مثل ہے۔ تو نفس وہ ہے جس سے عقل و تمیز قائم ہے۔ اور روح وہ ہے جس کے ساتھ نفس و تحرک ہے۔ تو نفس و تحرک سلب ہو جاتے ہیں موت کے دن۔ اور فقط نفس کو وفات ہوتی ہے سونے کے وقت، اس قول سے نفس و روح میں فرق واضح ہو جاتا ہے۔

اور بعض نے یہ تقسیم کی کہ نفس عبارت ہے نفس ناطقہ سے اور روح آمریہ عبارت ہے روح الٰہیہ سے۔

اور روح سے مراد روح حیوانیہ ہے اور ایسے ہی نفس سے مراد نفس حیوانیہ ہے۔

بناء بریں روح حیوانیہ مثل عرش کے ہے۔

اور بعض حکماء فلسفہ الٰہیات کہتے ہیں۔

کہ قلب صنوبری وہ ہے جس میں بخارات لطیف ہیں وہ روح حیوانیہ کے لئے بمنزلہ عرش ہے اور اس کی محافظ ہے۔

اور روح حیوانیہ عرش اور آئینہ ہے روح الٰہیہ کے لئے اور اس کو نفس ناطقہ کہتے ہیں۔

اور یہی واسطہ ہے روح و بدن میں اور اسی سے تدبیر بدن ہے۔

شیخین اپنی صحیحین میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِذَا اَوٰی اَحَدُکُمْ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلْیَنْفُضْهُ بِدَاخِلَةِ اِزَارِهٖ فَاِنَّهٗ لَا یَدْرِیْ مَا خَلَفَهٗ عَلَیْهِ ثُمَّ لِیَقُلِ اللّٰهُمَّ بِاسْمِکَ رَبِّیْ وَضَعْتُ جَنْبِیْ وَ بِاسْمِکَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَکْتَ نَفْسِیْ فَارْحَمْهَا وَاِنْ اَرْسَلْتَ فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ الصَّالِحِیْنَ مِنْ عِبَادِکَ۔

جب تمہارا کوئی اپنے بستر پر آئے تو اسے چاہئے کہ اپنے ازار سے بستر کو جھاڑ لے اس لئے کہ وہ نہیں جانتا کہ اس کے پیچھے کیا ہے پھر کہے الٰہی! تیرے نام کے ساتھ اے میرے رب! میں اپنا پہلو رکھتا ہوں اور تیرے نام سے اپنے پہلو کو اٹھاتا ہوں اگر تو نے میری جان روک لی تو اس پر رحم فرما اور اگر تو نے میری جان چھوڑ دی تو اسے محفوظ فرما جیسے اپنے نیک بندوں کی حفاظت کرتا ہے۔

اور احمد اور بخاری اور ابو داؤد اور نسائی اور ابن ابی شیبہ رحمہم اللہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک رات جنگل میں فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَبَضَ اَرْوَاحَکُمْ حِیْنَ شَآءَ وَرَدَّهَا عَلَیْکُمْ حِیْنَ شَآءَ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری روحیں قبض فرماتا ہے جب چاہے اور رد فرما دیتا ہے جب چاہے۔

اور ابن مردویہ رحمہ اللہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ کُنْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ

Marfat.com

وَسَلَّم فِیْ سَفَرٍ فَقَالَ مَنْ یَّکْلَؤُنَا اللَّیْلَةَ فَقُلْتُ اَنَا وَ نَامَ النَّاسُ وَ نَامَ هُوَ وَ نِمْتُ فَلَمْ اَسْتَیْقِظْ اِلَّا بِحَرِّ الشَّمْسِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ هٰذِهِ الْاَرْوَاحَ عَارِیَةٌ فِیْ اَجْسَادِ الْعِبَادِ فَیَقْبِضُهَا اللّٰهُ اِذَا شَآءَ وَیُرْسِلُ اِذَا شَآءَ۔ حضرت انس فرماتے ہیں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھا سو فرمایا تم میں سے کون رات میں ہمارا محافظ ہوگا حضرت انس نے عرض کیا حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم میں۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہوگئے اور لوگ بھی سو گئے اور میں بھی سو گیا تو ہم سب حرارت آفتاب سے اٹھے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا لوگو! یہ روحیں بندوں کے جسموں میں عاریت ہیں تو جب اللہ چاہے قبض کرتا ہے اور چھوڑ دیتا ہے جب چاہے۔

احادیث منقولہ سے بھی ثابت ہوا کہ قبض ارواح عند النوم اور عند الموت قبضہ قدرت الٰہی عزوجل میں ہے۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا یَمْلِكُوْنَ شَیْـًٔا وَّلَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾۔

کیا انہوں نے اللہ کے سوا اپنے سفارشی بنا رکھے ہیں انہیں فرما دیجئے کیا اگرچہ وہ کسی چیز پر قادر نہ ہوں اور کسی شے پر کچھ قبضہ نہ رکھیں اور نہ وہ عقل رکھتے ہوں۔

یعنی وہ بت جو جماد محض ہیں وہ بقول مشرکین اللہ عزوجل کے حضور سفارشی ہیں جنہیں نہ عقل نہ وہ کسی چیز کے مالک ہیں اس سے ثابت ہوا کہ شفیع وہی ہوسکتا ہے جو ذی فہم و عقل ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصرف و ملکیت بھی عطا کی گئی ہو جیسے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمہم اللہ نہ کہ وہ بت جو تبر کے تراشے ہوئے ہوں۔ یا وہ شیاطین جو مردود بارگاہ ہیں چنانچہ آگے ارشاد ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾۔

فرما دیجئے شفاعت تو سب اللہ کے اختیار میں ہے اسی کے لئے بادشاہی آسمانوں اور زمین کی پھر تمہیں اسی کی طرف پلٹنا ہے۔

جو ماذون بالشفاعت ہو وہی شفاعت کرسکتا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے اذن شفاعت دے نہ کہ بتوں کو جو جماد محض ہیں نہ شیاطین کو جو مردود بارگاہ ہیں اسی وجہ میں عبادت سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کی جائز نہیں اور اگر کوئی شفیع ہو بھی سکے اس کی عبادت بھی شرک ہے حتیٰ کہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی عبادت بھی شرک ہے اس کے بعد مشرکین کا طریقہ ظاہر فرمایا حیث قال:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِیْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾۔

اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو دل سمٹ جاتے ہیں ان کے جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے اور جب ان کا ذکر کیا جاتا ہے جو اللہ کے سوا ہیں تو وہ ہی خوشیاں مناتے ہیں۔

اشمئزاز اور استبشار ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ استبشار اس خوشی اور سرور کو کہتے ہیں جس سے دل اتنا بھر جائے کہ اس کا اثر چہرے پر نمایاں ہو۔ اور چہرہ چمک اٹھے اور اشمئزاز اس غیظ و غم کو کہتے ہیں جس سے روح داخل قلب میں منقبض ہو جائے

جس کا اثر چہرے پر اتنا پڑے کہ ظلمت وکدورت کے آثار نمایاں ہوں۔

چنانچہ اشْمَاَزَّتْ فرما کر مشرکین کے غلط عقیدے کا رد فرمایا اور یَسْتَبْشِرُوْنَ فرما کر بتوں کے ساتھ ان کا تعلق دکھایا کہ ان کے ذکر سے مسرور اور فرحت سے محظوظ ہوتے ہیں آگے ارشاد ہے اور اس آیت کے متعلق ابن مسیب رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جو اس آیت کو پڑھ کر دعا مانگے اللہ ضرور قبول فرماتا ہے بشرطیکہ جائز دعا ہو۔ چنانچہ اپنے حبیب ﷺ سے مخاطبہ ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾۔

تم عرض کروائے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے نہاں اور عیاں کے جاننے والے! تو اپنے بندوں میں فیصلہ فرمائے گا جس میں وہ اختلاف رکھتے تھے۔

یعنی اے محبوب! ان کے اختلافات کا فیصلہ ہم پر چھوڑ دیں اور یہ دعا کریں جو ہم نے بتائی۔

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّمِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ۚ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾۔

اور اگر ظالموں کے لئے ہوتا جو کچھ زمین میں ہے سب اور اس کے ساتھ اس جیسا تو ضرور بدل میں دیتے قیامت کے روز کے برے عذاب سے اور انہیں اللہ کی طرف سے وہ بات ظاہر ہوئی جو ان کے وہم وگمان میں نہ تھی اور ظاہر ہوئیں ان پر اپنی کی ہوئی برائیاں اور ان پر آپڑا وہ عذاب جس کا وہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

گویا ارشاد ہے کہ اگر بالفرض کافر تمام اموال وذخائر کے مالک ہوتے اور اتنا ہی اور بھی ان کے ملک میں ہوتا تو عذاب آخرت کے بدلہ سب کچھ دے ڈالتے کہ کسی طرح اس عذاب عظیم سے رہائی مل جائے لیکن اس سے نجات ملنا ناممکن ہے۔ بلکہ ایسے ایسے عذاب شدید ہوں گے جس کا انہیں سان اور گمان بھی کبھی نہ تھا۔

بعض نے آیہ کریمہ کی تفسیر میں یہ بھی کہا کہ مشرکین اپنی دانست میں یہ گمان کرتے ہوں گے کہ ان کے پاس نیکیاں ہیں اور جب ان کے اعمالنامے کھلیں گے تو سب برائیاں بداعمالیاں ظاہر ہوں گی جو انہوں نے حیات دنیا میں کی ہوں گی یعنی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور اس کے دوستوں محبوبوں کو ستانا وغیرہ وغیرہ آئندہ آیات میں مشرکین کے اعتقاد میں تلون مزاجی ظاہر فرمائی گئی۔

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ۫ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾۔

تو جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اسے اپنے پاس سے فراخی نعمت فرمائیں تو کہتا ہے یہ تو مجھے ایک علم کی بدولت ملی ہے بلکہ وہ تو آزمائش ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

اس پر کسی شاعر عربی نے خوب کہا ہے:

اِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ یُدْعٰی لَهَا وَاِذَا یُحَاسُ الْحِیْسُ یُدْعَی الْجُنْدُبُ

Marfat.com

جب مصیبت آتی ہے تو اللہ کو پکارا جاتا ہے اور جب مالیدہ بنایا جائے تو جندب کو پکارا جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب تکلیف پہنچتی ہے تو بتوں کو بھول کر ہمیں ہی پکارتے ہیں اور جب نعمتوں سے فراخی دی جائے تو اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ہم سے منحرف ہو کر اس فراخی کا سبب اپنی عقلمندی اور کوشش کو بتاتے ہیں اور کہتے ہیں یہ نعمت اور فراخی میرے اس تجربے اور علم کے ذریعے حاصل ہوئی ہے۔ جیسا قارون نے بھی کہا تھا۔

تخویل عربی میں تفضلاً اور احساناً کسی چیز کے دینے کو کہتے ہیں تو ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ کے معنی ہوئے پھر جب ہم احساناً اپنی نعمت سے اسے مالا مال کرتے ہیں تو وہ کہہ دیتا ہے: اِنَّمَآ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ یہ تو میری چالاکی اور چالبازی سے دولت ملی ہے اس پر ارشاد ہوا:

قَدْ قَالَهَا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰی عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾۔

ان سے پہلے لوگ بھی ایسے ہی کہہ چکے ہیں تو ان کا کمایا ہوا انہیں مستغنی نہ کر سکا۔

اس میں قارون کی طرف اشارہ ہے کہ اس نے بھی یہی کہا تھا کہ یہ سب کچھ دولت میرے علم و چالاکی سے مجھے ملی اور اس کی قوم بھی اس پر خاموش رہی اور ان کی خاموشی ان کے لئے وبال ہوئی چنانچہ

فَاَصَابَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰۤؤُلَآءِ سَیُصِیْبُهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَ مَا هُمْ بِمُعْجِزِیْنَ ﴿۵۱﴾۔

تو پہنچ گئی انہیں ان کی برائیوں کی سزا اور وہ جو ان میں ظالم ہیں عنقریب ان پر پڑیں گی ان کے عملوں کی برائیاں اور وہ اللہ تعالیٰ کے قبضہ سے باہر نہیں نکل سکتے۔

یعنی ان کی کرنیوں کی سزا ان کو ملے گی اور ان کے ساتھ جو ظالم تھے انہیں بھی اس کا وبال پڑے گا۔ چنانچہ یہ لوگ سات برس قحط میں مبتلا کئے گئے۔

اَوَلَمْ یَعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾۔

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ روزی کشادہ کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ کرتا ہے (جس پر چاہے) بے شک اس میں نشانیاں ہیں ایمان والوں کے لئے۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ زمر۔ پ ۲۴

اَللّٰهُ یَتَوَفَّى الْاَنْفُسَ حِیْنَ مَوْتِهَا وَ الَّتِیْ لَمْ تَمُتْ فِیْ مَنَامِهَا ۚ فَیُمْسِكُ الَّتِیْ قَضٰى عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَ یُرْسِلُ الْاُخْرٰۤى اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۴۲﴾۔

اللہ وفات دیتا ہے جانوں کو ان کے مرنے کے وقت اور وفات دیتا ہے ان جانوں کو جو نہیں مرتیں اپنے سوتے وقت تو روک لیتا ہے اسے جس پر حکم موت کا ہو اور چھوڑتا ہے دوسری کو ایک وقت مقرر تک بے شک اس میں سوچنے سمجھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

یعنی سوتے ہوئے بھی قبض روح اور مرنے کے وقت بھی قبض روح پھر ایک قبض کے بعد ارسال اور ایک کے بعد وفات یہ اس کی شیون قدرت کی زبردست نشانی ہے آگے ارشاد ہے:

Marfat.com

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ ؕ۔
کیا کفار قریش اللہ کے سوا شفاعت کرنے والوں کو رفع عذاب کا مختار جانتے ہیں۔
یہ بطور استفہام انکار ارشاد ہے۔ یعنی کفار مکہ جن بتوں کو اپنے لئے شفیع مانتے ہیں یہ ان کا خیال غلط ہے۔ امور اخرویہ اور دنیویہ میں انہیں قطعاً کوئی اختیار نہیں ہے اس لئے کہ بت جماد محض اور لا یعقل ہوتا ہے۔
چنانچہ قاضی بیضاوی رحمہ اللہ نے تو نہات واضح طور پر وضاحت کر دی چنانچہ فرماتے ہیں: وَ مَعْنٰی مَنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ دُوْنِ رَضَآءِ اللّٰهِ وَاِذْنِهٖ لِاَنَّهٗ سُبْحٰنَهٗ لَا يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهٗ مِمَّنْ اَرْضَاهُ وَمِثْلُ هٰذِهِ الْجَمَادَاتِ الْحِسِّيَّةِ لَيْسَتْ مَرْضِيَّةً وَّ لَا مَاذُوْنَةً۔
مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے معنی ہیں: مِنْ دُوْنِ رَضَاءِ اللّٰهِ اَوْ اِذْنِهٖ ہیں یعنی بلا رضاء الٰہی اور اذن کوئی شفاعت نہیں کر سکتا اس لئے کہ اس بارگاہ میں وہی سفارش کر سکتا ہے جسے اجازت مل چکی ہو (جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ماذون بالشفاعت ہیں) یا وہ جس پر رضاء الٰہی ہو اور ان جمادات کے مثل جو ذلیل ترین ہیں یہ کبھی رضاء حق کے مستحق نہیں اور نہ یہ ماذون ہو سکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:
قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّ لَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾۔
فرما دیجئے کیا یہ شفاعت کریں گے جو کسی چیز کے مالک نہیں نہ عقل رکھتے ہیں۔
آلوسی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں لکھتے ہیں: اَیْ اَيَشْفَعُوْنَ حَالَ تَقْدِيْرِ عَدَمِ مِلْكِهِمْ شَيْئًا مِّنَ الْاَشْيَآءِ وَعَدَمِ عَقْلِهِمْ اِيَّاهُ اور حاصل معنی یہ لکھتے ہیں: اَيَشْفَعُوْنَ وَ هُمْ جَمَادَاتٌ لَّا تَقْدِرُ وَلَا تَعْلَمُ۔ کیا یہ شفاعت کریں گے جو جماد محض ہیں کسی شے پر قادر نہیں اور نہ کچھ جانتے ہیں۔
اس سے یہ امر واضح ہو گیا کہ جو ماذون بالشفاعت ہیں یا بروز قیامت بہ اذن الٰہی عزوجل شفاعت کریں گے وہ بعطائے الٰہی عزوجل اشیاء پر قدرت بھی رکھتے ہیں اور انہیں علم بھی ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہوا:
قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا ؕ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾۔
اے محبوب! فرما دیجئے کہ اذن شفاعت کا مالک اللہ ہے اور تمام امور اسی کی ملک ہیں اور آسمانوں اور زمین کی ملکیت اسی کے لئے ہے پھر تم اسی کی طرف لوٹنے والے ہو۔
آیہ کریمہ میں مشرکین کے اس زعم باطل کا رد ہے جو وہ کہتے تھے کہ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ یہ بت اللہ کے یہاں ہمارے شافع ہیں كَمَا قَالَ الْاٰلُوْسِیُّ اِنَّ الشُّفَعَآءَ لَيْسَتِ الْاَصْنَامُ اَنْفُسُهَا بَلِ الْاَشْخَاصُ مُقَرَّبُوْنَ هِیَ تَمَاثِيْلُهُمْ وَالْمَعْنٰی اِنَّهٗ تَعَالٰی مَالِكُ الشَّفَاعَةِ كُلِّهَا لَا يَسْتَطِيْعُ اَحَدٌ شَفَاعَةً مَّا اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ الْمَشْفُوْعُ مُرْتَضٰی وَالشَّفِيْعُ مَاذُوْنٌ لَّهٗ۔
خلاصہ مفہوم یہ ہے کہ شفاعت کا بتوں کو حق نہیں اور مالک شفاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے کوئی قطعاً شفاعت کا مجاز نہیں مگر وہی جو مرتضیٰ ہو اور شفیع وہی ہو سکتا ہے جسے اذن شفاعت حاصل ہو۔ آگے فرماتے ہیں۔
وَ قَدْ يُسْتَدَلُّ بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ عَلٰی وُجُوْدِ الشَّفَاعَةِ فِی الْجُمْلَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔ اس آیہ کریمہ سے استدلال

Marfat.com

کیا جاتا ہے وجود شفاعت پر بروز قیامت اور جو نفی شفاعت پر استدلال کرتے ہیں وہ غایت ضعف میں ہیں آگے لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کی نفیس توجیہ فرماتے ہیں حیث قال:

اِسْتِينَافٌ تَعْلِيْلِيٌّ لِكَوْنِ الشَّفَاعَةِ جَمِيْعًا لَهٗ عَزَّوَجَلَّ كَانَّهٗ قِيْلَ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّهٗ عَزَّوَجَلَّ مَالِكُ الْمُلْكِ كُلِّهٖ فَلَا يَتَصَرَّفُ اَحَدٌ بِشَيْءٍ مِّنْهُ بِدُوْنِ اِذْنِهٖ وَ رَضَاهُ فَالسَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ كِنَايَةٌ عَنْ كُلِّ مَا سِوَاهُ سُبْحَانَهٗ۔

یہ استیناف تعلیلی ہے اسلئے کہ شفاعت کے تمام اختیارات رب تعالیٰ عزوجل کو ہیں۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ یہ سب قوۃ اللہ عزوجل کو ہے اس لئے کہ مالک الملک ہے کسی کو اس کے ملک میں بلا اذن ورضا اختیار تصرف نہیں اور لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ میں کل ماسوا کی طرف کنایہ ہے۔

ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝ ۔ پھر اسی کی طرف لوٹنا ہے۔

اس کے معنی صاف ہیں کہ اس مالک الملک کی طرف ہی تمہیں جانا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اسی کے اختیار میں سب کا فیصلہ ہے آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۔

اور جب صرف اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے تو سمٹ جاتے ہیں ان کے دل جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے۔

یعنی بے دینوں کے دلوں میں انقباض ہو جاتا ہے اور اس ذکر سے نفرت کرتے ہیں۔ جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: وَاِذَا ذَكَرْتَ رَبَّكَ فِي الْقُرْاٰنِ وَحْدَهٗ وَلَّوْا عَلٰۤى اَدْبَارِهِمْ نُفُوْرًا۔ جب آپ اپنے رب کا ذکر فرماتے ہیں تو وہ ایڑیوں کے بل نفرت سے لوٹ جاتے ہیں۔

وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ۝ ۔

اور جب ذکر اس کے سواؤں کا ہو تو مسرت سے کھل جاتے ہیں۔

استبشار کہتے ہیں خوشی سے دل کا بھر جانا حتیٰ کہ اس کی خوشی چہرہ پر ظاہر ہو جانا اور اشمئزاز یہ ہے کہ دل میں غیظ وغضب اور غم بھر جانا۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

اَلْاِسْتِبْشَارُ اَنْ يَّمْتَلِئَ الْقَلْبُ سُرُوْرًا حَتّٰى يَنْبَسِطَ لَهٗ بَشْرَةُ الْوَجْهِ وَالْاِشْمِئْزَازُ اَنْ يَّمْتَلِئَ غَيْظًا وَّ غَمًّا يَنْغَضُّ عَنْهُ اَدِيْمُ الْوَجْهِ كَمَا يُشَاهَدُ فِيْ وَجْهِ الْعَابِسِ الْمَحْزُوْنِ۔

ابن مردویہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ آیت کریمہ ابوجہل بن ہشام اور ولید بن عقبہ اور صفوان اور ابی بن خلف کے حق میں نازل ہوئی۔ بعض اس طرف گئے کہ یہ آیت مطلقاً مشرکین کے لئے نازل ہوئی ہے۔

اور الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖۤ سے مراد لات وعزیٰ ہیں جو مشرکین مکہ کے محبوب معبود تھے۔

بعض نے کہا اس آیت میں وہ واقعہ بیان کیا گیا جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورۂ والنجم کی تلاوت فرمائی تھی اور آپ کعبہ میں تھے اور مشرکین باب کعبہ پر اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ۝ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى کے ساتھ تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى کہہ دیا تھا۔ اس کا جواب اس آیت کریمہ میں دیا گیا کہ یہ باطل طریقہ سے ایسا بکتے ہیں اس کے بعد آلوسی

Marfat.com

رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

وَ قَدْ رَاَیْنَا کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَلٰی نَحْوِ هٰذِهِ الصِّفَةِ الَّتِیْ وَصَفَ اللّٰهُ تَعَالٰی بِهَا الْمُشْرِکِیْنَ یَهُشُّوْنَ لِذِکْرِ اَمْوَاتٍ یَّسْتَغِیْثُوْنَ بِهِمْ وَ یَطْلُبُوْنَ مِنْهُمْ وَ یَطْرِبُوْنَ مِنْ سِمَاعِ حِکَایَاتٍ کَاذِبَةٍ عَنْهُمْ تُوَافِقُ هَوَاهُمْ وَ اِعْتِقَادَهُمْ فِیْهِمْ وَ یُعَظِّمُوْنَ مَنْ یَّحْکِیْ لَهُمْ ذٰلِکَ وَ یَنْقَبِضُوْنَ مِنْ ذِکْرِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَحْدَهٗ وَنِسْبَةُ الْاِسْتِقْلَالِ بِالتَّصَرُّفِ اِلَیْهِ عَزَّوَجَلَّ وَ سَرَدَ مَا یَدُلُّ عَلٰی مَزِیْدِ عَظْمَتِهٖ وَ جَلَالِهٖ وَ یُنَفِّرُوْنَ مِمَّنْ یَّفْعَلُ ذٰلِکَ کُلَّ النَّفْرَةِ وَ یَنْسِبُوْنَهٗ اِلٰی مَا یُکْرَهُ۔

وَ قَدْ قُلْتُ یَوْمًا لِرَجُلٍ یَّسْتَغِیْثُ فِیْ شِدَّةٍ بِبَعْضِ الْاَمْوَاتِ وَیُنَادِیْ یَا فُلَانُ اَغِثْنِیْ فَقُلْتُ لَهٗ قُلْ یَا اَللّٰهُ فَقَدْ قَالَ سُبْحَانَهٗ وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ؕ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَغَضِبَ وَ بَلَغَنِیْ اَنَّهٗ قَالَ فُلَانٌ مُّنْکِرٌ عَلَی الْاَوْلِیَآءِ وَسَمِعْتُ عَنْ بَعْضِهِمْ اَنَّهٗ قَالَ الْوَلِیُّ اَسْرَعُ اِجَابَةً مِّنَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ وَ هٰذَا مِنَ الْکُفْرِ۔

اور ہم نے اکثر لوگ دیکھے کہ وہ اللہ کی صفتوں کے ساتھ مشرکوں کی طرح بندوں کو متصف کرتے ہیں اور مردوں کا ذکر کر کے ان سے ایسی طرح مدد مانگتے ہیں کہ وہ بندہ و خالق میں فرق نہیں کرتے اور گا بجا کر جھوٹی حکایتیں بیان کر کے اپنی خواہشات اور اعتقادات اصلیہ بیان کرتے ہیں اور جو ایسی روایتیں بیان کرے اسے بنظر عظمت دیکھتے ہیں اور جو صحیح اعتقادات باطلہ بیان کرے اور خدا تعالیٰ کا ذکر کرے اس سے وہ منقبض ہوتے ہیں اور اموات کو ایسا ہی متصرف بالاستقلال سمجھتے ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کو اور مزید عظمت و جلال اور نصرت میں انہیں اللہ تعالیٰ کے برابر جانتے ہیں اور جو اس کے خلاف کہے اس سے متنفر ہوتے ہیں اور اس کے متعلق کراہت کی باتیں کرتے ہیں۔

چنانچہ میں نے ایک شخص کو اموات سے استغاثہ کرتے دیکھا اور سنا کہ وہ پکار رہا تھا کہ اے فلاں! میری مدد کو پہنچ تو میں نے اسے کہا یا اللہ کہہ کر مدد مانگ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میرا بندہ تم سے اے محبوب میرے بارے سوال کرے تو میں اس کے قریب ہوں پکار کو پہنچتا ہوں جو مجھے پکارے تو وہ غضب ناک ہو گیا اور مجھے خبر ملی کہ وہ کہتا ہے کہ فلاں منکر اولیاء ہے۔

اور بعض سے میں نے سنا کہ (نعوذ باللہ) ولی، اللہ تعالیٰ سے بھی جلدی دعا قبول کرتے ہیں اور یہ کفر ہے۔

اَقُوْلُ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ

عبارت بالا سے بعض غبی الذہن یا مفرط فی العقائد آلوسی بغدادی رحمہ اللہ کو مائل بوہابیت کہہ دیں گے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو آلوسی نے سچ کہا ہے۔ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ میں ولی تو ولی نبی کو بھی یہ قدرت نہیں کہ بلا رضائے الٰہی کسی کی مدد کر سکیں اور جو بالاستقلال متصرف غیر خدا کو سمجھے وہ کافر ہے اور یقیناً کافر ہے البتہ بعطاء الٰہی اولیاء انبیاء کو حق تصرف ہے۔

اور آلوسی رحمہ اللہ اس سے منکر نہیں دوسرے کسی نبی ولی کو جو اسرع اجابت من اللہ عزوجل مانے یہ بھی کفر ہے بنابریں افراط عقیدہ میں غبی الذہن ہو کر کسی کی طرف سے بدظن ہونا سوء ظن ہے۔

اور عقیدہ حقہ کے ماتحت بعطاء الٰہی عزوجل متصرف ماننے سے وہ منکر نہیں۔ بلکہ اکثر مقامات پر آلوسی رحمہ اللہ نے اس کی تائید کی ہے اور بالاستقلال متصرف ماننا اور غیر خدا عزوجل کو متصرف تسلیم کرنا کسی بھی مذہب میں روا نہیں والعیاذ باللہ

Marfat.com

تعالیٰ۔ نَسْاَلُ اللّٰہَ تَعَالٰی اَنْ یَّعْصِمَنَا مِنَ الزَّیْغِ وَالطُّغْیَانِ۔ آگے ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾۔

عرض کیجئے اے میرے اللہ آسمان و زمین کے بنانے والے غیبوں کے عالم اور حاضر کے جاننے والے! تو ہی فیصلہ کرے گا اپنے بندوں میں اس سے جس میں یہ اختلاف کرتے ہیں۔

آیت کریمہ میں حکم دعا و التجا ہے اللہ تعالیٰ کے حضور اور اس حکم سے مقصود بت پرستوں کے حال کا بیان کرنا اور جو وعید ان پر ہے اس کا ظاہر کرنا اور اپنے حبیب جناب مصطفیٰ کو تسلیہ فرمانا ہے اور یہ بتانا بھی مقصود ہے کہ مومنین کی سعی اور کوشش علم الٰہی عزوجل میں ہے اور بندوں کو التجاء اور دعا کی تعلیم ہے۔

چنانچہ حضرت ربیع بن خثیم رحمہ اللہ سے جب قتل سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھا گیا تو آپ رو پڑے اور یہ آیت اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ عٰلِمَ الْغَیْبِ وَ الشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَیْنَ عِبَادِكَ فِیْ مَا كَانُوْا فِیْهِ یَخْتَلِفُوْنَ ﴿۴۶﴾ ۔تلاوت کی۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ اَنَّ لِلَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا وَّ مِثْلَهٗ مَعَهٗ لَافْتَدَوْا بِهٖ مِنْ سُوْٓءِ الْعَذَابِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ وَ بَدَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مَا لَمْ یَكُوْنُوْا یَحْتَسِبُوْنَ ﴿۴۷﴾ وَ بَدَا لَهُمْ سَیِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ یَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۴۸﴾۔

اور اگر ان کے لئے جنہوں نے ظلم کیا جو کچھ زمین میں ہے سب ہو جائے اور اس کے مثل اتنا ہی اور ہو یقیناً فدیہ اور بدلہ میں دیں برے عذاب سے بروز قیامت اور ان کے لئے ظاہر ہو وہ جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے اور ظاہر ہوا ان کے لئے ان کے برے اعمالوں کی سزا جو انہوں نے دنیا میں کئے اور گھر جائیں اس عذاب میں جس کا یہ استہزاء کیا کرتے تھے۔

یعنی یہ ظالم مشرک جب عذاب آخرت دیکھیں گے تو سمجھیں گے کہ یہ عذاب تو ایسا ہے جس کا ہمیں گمان بھی نہ تھا تو دنیا میں جو کچھ مال و ذخائر ان کے پاس ہیں وہ اور اس کے مثل اتنا ہی اور ملا کر دینا چاہیں گے تا کہ اس عذاب سے نجات پا جائیں لیکن وہ قبول نہ ہوگا اس لئے کہ عذاب آخرت ان کے لئے لازم ہے اس سے خلاصی کسی طرح نہیں ہوگی۔ یہ مفروضہ اس لئے فرمایا گیا تا کہ وعید آخرت اس پر قطعی لازم ہو اور ان کے لئے مایوسی پوری ہو۔

اور وَبَدَا لَهُمْ فرما کر یہ ظاہر کیا گیا کہ انواع عذاب ان پر ایسے ایسے ظاہر ہوں گے کہ ان کا سان گمان بھی انہیں نہ ہوگا اور جو جو اعمال طالحہ انہوں نے کئے اس کے بدلے میں انہیں عذاب گھیر لے گا اور وہ عذاب وہی ہوگا جس کا یہ استہزاء کیا کرتے تھے آگے ارشاد ہے:

فَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَانَا ؗ ثُمَّ اِذَا خَوَّلْنٰهُ نِعْمَةً مِّنَّا ۙ قَالَ اِنَّمَاۤ اُوْتِیْتُهٗ عَلٰی عِلْمٍ ؕ بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۹﴾۔

تو جب انسان کو کوئی تکلیف مس کرتی ہے تو ہمیں پکارتا ہے پھر جب اس پر ہماری عطا ہوتی ہے نعمتوں کی ہماری طرف سے کہتا ہے یہ سب میرے علم سے ملا بلکہ وہ امتحان ہوتا ہے لیکن ان کے اکثر نہیں جانتے۔

Marfat.com

خولنا کا مطلب۔ تخویل مہربانی سے کسی کو کچھ دینا، عطا کرنا ہے اور اس کا یہ کہنا کہ کمائی کے ڈھنگ مجھے معلوم تھے اس لئے یہ نعمت ملی۔ حالانکہ یہ نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آزمائش وامتحان ہے کہ بندہ اس پر شکر کرتا ہے یا ناشکری۔

جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے: وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ اور جب ہم انسان پر احسان فرماتے ہیں تو منحرف ہو کر اس کامیابی کو اپنی کوششوں کا نتیجہ قرار دے کر اسے اپنی طرف ہی منسوب کر لیتا ہے۔

یہ حذیفہ بن مغیرہ کے حق میں ارشاد ہوا بعض کے نزدیک عام کافروں کے حق میں اس کا نزول ہوا اس کا رد کیا گیا اور فرمایا گیا بَلْ هِیَ فِتْنَةٌ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ۔ یعنی یہ اس کی آزمائش ہوتی ہے۔ جو عوام کے سامنے واضح ہو کہ یہ نعمت و فراخی پر شکر کرتا ہے یا ناشکری کا ہی شکار بنا رہتا ہے اور یہ ایسی حقیقت ہے جسے اکثر نہیں جانتے۔

یہی کیفیت ذکر الٰہی عزوجل کے ساتھ ہے جیسا کہ اول ارشاد ہوا: وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ۔ جب ذکر الٰہی کیا جائے تو منکروں کے دل تنگ ہو جاتے ہیں اور جب غیر اللہ کا ذکر کیا جائے تو اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ یعنی اپنے باطل معبودوں کا ذکر سن کر ہشاش بشاش ہو جاتے ہیں۔

قَدْ قَالَهَا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۵۰﴾۔

بے شک ایسا ہی کہا ان کے پہلوں نے تو متاع دنیا انہیں مستغنی نہ کر سکی اپنی کمائی سے۔

یعنی قارون، ہامان، شداد، فرعون اور ان کی قوم کا بھی یہی حال تھا اور وہ بھی ایسا ہی کہتے تھے مگر ان کی متاع دنیا اور کسب مال انہیں مستغنی نہ کر سکا باآنکہ انہوں نے اتنے خزانہ جمع کئے کہ چالیس چالیس اونٹوں پر ان کے خزانہ کی کنجیاں لادی جاتی تھیں مگر

فَاَصَابَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ؕ وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ هٰٓؤُلَآءِ سَيُصِيْبُهُمْ سَيِّاٰتُ مَا كَسَبُوْا ۙ وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۱﴾۔

تو پہنچا انہیں بدلہ ان کی کرنی کا اور وہ جو ان میں سے ظالم ہیں عنقریب ان کی کرنی کا بدلہ ان کو پہنچے گا اور وہ اس عذاب کو دفع نہ کر سکیں گے۔

اس مضمون کو دوسری طرح یوں فرمایا: وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔ اور وَالَّذِيْنَ ظَلَمُوْا سے مراد وہ مشرک ہیں جو مصر علی الشرک ہو کر اس شرک پر قائم رہیں انہیں بھی وہی عذاب ہوگا اور دنیا میں بھی معذب ہوں گے جیسے اہل مکہ سات سال قحط میں مبتلا رہے اور بدر میں ان کے صنادید ہلاک کئے گئے۔ اور وَمَا هُمْ بِمُعْجِزِيْنَ سے یہ مراد ہے کہ اس دن انہیں اس عذاب کو دفع کر کے اللہ تعالیٰ کی قدرت کو عاجز کرنے کی ہمت نہ ہوگی۔

اَوَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۵۲﴾۔

کیا وہ نہیں جانتے کہ بے شک اللہ فراخ کرتا ہے رزق جس کے لئے چاہے اور تنگ فرماتا ہے (جس کے لئے چاہے)

بے شک اس نشان قدرت میں ایمان والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

یہ آیات ظاہر کرتی ہیں کہ حوادث تمام کے تمام اللہ تعالیٰ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں ان میں اور کسی کا دخل نہیں ہے۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾

آپ فرما دیں اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے تم اللہ کی رحمت سے نا امید نہ ہونا یقیناً اللہ سارے گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے

وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَ اَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾

اور اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے پھر تم مدد نہ کئے جاؤ

وَ اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾

اور پیروی کرو بہتر اس چیز کی جو تمہاری طرف اتاری گئی تمہارے رب کی طرف سے پہلے اس سے کہ آئے تمہارے پاس عذاب اچانک اور تم نہ سمجھتے ہو

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَ اِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ ﴿۵۶﴾

کہ یہ کہے کوئی آدمی ہائے افسوس اس پر جو میں نے کوتاہی کی اللہ کے معاملہ میں اور میں تو اس کو مذاق سمجھ رہا تھا

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِیْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِیْنَ ﴿۵۷﴾

یا کہے اگر اللہ تعالیٰ مجھے ہدایت دیتا تو میں بھی پرہیزگاروں سے ہو جاتا

اَوْ تَقُوْلَ حِیْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِیْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۵۸﴾

یا کہے جب دیکھے عذاب کاش کہ مجھے پھر ایک دفعہ دنیا میں جانا نصیب ہو تو میں بھی نیک لوگوں سے ہو جاؤں

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَ اسْتَكْبَرْتَ وَ كُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۵۹﴾

بلکہ تیرے پاس یقیناً میری آیتیں آئی تھیں تو تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں میں سے تھا

وَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ﴿۶۰﴾

اور قیامت کے دن تو ان لوگوں کو دیکھے گا جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا کہ ان کے چہرے سیاہ ہیں کیا جہنم میں متکبر لوگوں کے لئے جگہ نہیں ہے

وَ یُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَ لَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾

اور اللہ پرہیزگاروں کو نجات دے کر کامیاب کرے گا انہیں کوئی تکلیف نہ ہوگی اور نہ وہ کسی قسم کا غم کھائیں گے

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۫ وَّ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ ﴿۶۲﴾

اللہ تعالیٰ ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہ ہر شے پر مختار ہے

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع

اسی کے پاس ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں اور وہ جنہوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی ہیں خسارہ

اٹھانے والے

حل لغات چھٹا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

قُلْ۔ آپ فرمادیں   یٰعِبَادِیَ۔ اے میرے بندو   الَّذِیْنَ۔ جنہوں نے

اَسْرَفُوْا۔ ظلم کیا ہے   عَلٰٓی۔ اوپر   اَنْفُسِهِمْ۔ اپنی جانوں کے   لَا۔ نہ

تَقْنَطُوْا۔ مایوس ہو   مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ۔ اللہ کی رحمت سے   اِنَّ۔ بے شک

اللّٰهَ۔ اللہ   یَغْفِرُ۔ بخش دے گا   الذُّنُوْبَ۔ گناہ   جَمِیْعًا۔ سارے

اِنَّهٗ۔ بے شک وہ   هُوَ۔ وہی ہے   الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا   الرَّحِیْمُ۔ مہربان

وَ۔ اور   اَنِیْبُوْٓا۔ رجوع کرو   اِلٰی۔ طرف   رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی

وَ۔ اور   اَسْلِمُوْا۔ فرمانبردار ہو جاؤ   لَهٗ۔ اس کے   مِنْ قَبْلِ۔ پہلے

اَنْ۔ اس سے کہ   یَّاْتِیَكُمُ۔ آئے تم پر   الْعَذَابُ۔ عذاب   ثُمَّ۔ پھر

لَا۔ نہ   تُنْصَرُوْنَ۔ تم مدد کیے جاؤ   وَ۔ اور   اتَّبِعُوْٓا۔ پیروی کرو

اَحْسَنَ۔ بہتر   مَآ۔ اس چیز کی جو   اُنْزِلَ۔ اتاری گئی   اِلَیْكُمْ۔ تمہاری طرف

مِّنْ رَّبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی طرف سے   مِّنْ قَبْلِ۔ پہلے   اَنْ۔ اس سے کہ

یَّاْتِیَكُمُ۔ آئے تم پر   الْعَذَابُ۔ عذاب   بَغْتَةً۔ ناگہاں   وَّ۔ اور

اَنْتُمْ۔ تم   لَا۔ نہ   تَشْعُرُوْنَ۔ سمجھتے ہو   اَنْ۔ یہ کہ

تَقُوْلَ۔ کہے   نَفْسٌ۔ کوئی جان   یّٰحَسْرَتٰی۔ ہائے افسوس   عَلٰی۔ اوپر

مَا۔ اس کے جو   فَرَّطْتُّ۔ کوتاہی کی میں نے   فِیْ۔ بیچ   جَنْۢبِ۔ پہلو

اللّٰهِ۔ خدا کے   وَ۔ اور   اِنْ۔ بے شک   كُنْتُ۔ میں تو تھا

لَمِنَ السّٰخِرِیْنَ۔ مذاق سمجھنے والوں سے   اَوْ۔ یا   تَقُوْلَ۔ کہے

لَوْ۔ اگر   اَنَّ۔ بے شک   اللّٰهَ۔ اللہ   هَدٰ۔ ہدایت دیتا

نِیْ۔ مجھ کو   لَكُنْتُ۔ تو ہوتا میں   مِنَ الْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں سے

اَوْ۔ یا   تَقُوْلَ۔ کہے   حِیْنَ۔ جبکہ   تَرَى۔ دیکھے

الْعَذَابَ۔ عذاب   لَوْ۔ کاش کہ   اَنَّ۔ ہو   لِیْ۔ میرے لئے

كَرَّةً۔ دوسری مرتبہ جانا   فَاَكُوْنَ۔ تو ہو جاؤں میں   مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ۔ نیک لوگوں سے

بَلٰی۔ کیوں نہیں   قَدْ۔ بے شک   جَآءَتْكَ۔ آئیں تیرے پاس   اٰیٰتِیْ۔ میری آیتیں

فَكَذَّبْتَ۔ تو جھٹلایا تو نے   بِهَا۔ ان کو   وَ۔ اور   اسْتَكْبَرْتَ۔ تکبر کیا

وَ۔ اور   كُنْتَ۔ تھا تو   مِنَ الْكٰفِرِیْنَ۔ کافروں سے   وَ۔ اور

یَوْمَ۔ دن   الْقِیٰمَةِ۔ قیامت کے   تَرَى۔ دیکھے گا تو   الَّذِیْنَ۔ ان کو جنہوں نے

Marfat.com

كَذَبُوْا-جھوٹ بولا	عَلَى-اوپر	اللهِ-اللہ کے	وُجُوْهُهُمْ-ان کے منہ
مُّسْوَدَّةٌ-سیاہ ہوں گے	أَ-کیا	لَيْسَ-نہیں	فِيْ-بیچ
جَهَنَّمَ-جہنم کے	مَثْوًى-ٹھکانہ	لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ-مغروروں کے لئے	
وَ-اور	يُنَجِّي-نجات دے گا	اللهُ-اللہ	الَّذِيْنَ-ان کو جو
اتَّقَوْا-پرہیزگار ہیں	بِمَفَازَتِهِمْ-ان کی کامیابی سے		لَا-نہیں
يَمَسُّهُمُ-پہنچے گی ان کو	السُّوْٓءُ-کوئی تکلیف	وَ-اور	لَا-نہ
هُمْ-وہ	يَحْزَنُوْنَ-غم کھائیں گے	اَللهُ-اللہ	خَالِقُ-پیدا کرنے والا ہے
كُلِّ-ہر	شَيْءٍ-چیز کو	وَّ-اور	هُوَ-وہ
عَلٰى-اوپر	كُلِّ-ہر	شَيْءٍ-شے کے	وَّكِيْلٌ-مختار ہے
لَهٗ-اسی کے لئے ہیں	مَقَالِيْدُ-کنجیاں	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور
الْاَرْضِ-زمین کی	وَ-اور	الَّذِيْنَ-وہ جو	كَفَرُوْا-منکر ہیں
بِاٰيٰتِ-آیات	اللهِ-خداوندی سے	اُولٰٓئِكَ-یہی	هُمُ-وہ ہیں
الْخٰسِرُوْنَ-خسارہ اٹھانے والے			

خلاصہ تفسیر چھٹا رکوع-سورۃ زمر-پ ۲۴

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ۭ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ (۵۳)۔

آپ فرمائیں اے میرے وہ بندو جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ سب گناہ بخش دے گا بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

آیت کریمہ میں قُلْ بصیغہ امر لایا گیا اور اس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آقا قرار دے کر ارشاد ہو رہا ہے کہ آپ اپنے غلاموں کو خوشخبری دے دیں جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے کہ وہ رحمت باری عزوجل سے مایوس نہ ہوں کیوں کہ اس کی رحمت اس کے غضب پر سبقت لے گئی ہے اور اللہ تعالیٰ تمام گناہوں کو بخشنے والا اور مہربانی کرنے والا ہے یہ آیت رحمت الٰہی عزوجل لامتناہی کی وسعت اور بندوں پر کمال مہربانی وشفقت پر دلالت کرتی ہے۔

مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

دائما خاقان ما کرد ست طو   گوش ما را مے کشد لَا تَقْنَطُوْا

نیستم امیدوار از ہیچ سو   واں کرم میگویدم لَا تَاْيْئَسُوْا

"ہمارا رب ہمارے لئے ہمیشہ دست رحمت کئے ہوئے ہے اور ہمارے کان اس کی صدائے لَا تَقْنَطُوْا پر لگے ہوئے ہیں اور جب ہمیں کسی طرف سے بھی کوئی امید نہیں نظر آتی تو وہ ایسا مہربان ہے کہ ہمیں کہتا ہے کہ تم مایوس نہ ہو"۔

شان نزول آیت کریمہ کا یہ ہے کہ مشرکین میں سے چند آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو

Marfat.com

انہوں نے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ کا دین بے شک حق اور سچا معلوم ہوتا ہے لیکن ہم نے بڑے گناہ کئے بہت سی مصیبتوں میں مبتلا رہے ہیں تو کیا آپ کی غلامی میں آجانے کے بعد ہمارے وہ گناہ معاف ہو جائیں گے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں بتایا کہ جس نے میرے محبوب کی غلامی کرلی اس کا اسلام اس کے پچھلے گناہوں کا کفارہ ہوگا اور جس نے میرے محبوب کی غلامی میں ہوتے ہوئے اقرار توبہ کیا اس کے پچھلے گناہ معاف کردیئے جائیں گے بشرطیکہ وہ سچے دل سے تائب ہو اور رحمت باری عزوجل سے ناامیدی فی نفسہٖ گناہ ہے اور تائب کی شان میں فرمایا: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَّاذَنْبَ لَهٗ گناہ سے توبہ کرنے کے بعد تائب ایسا ہو جاتا ہے کہ گویا اس کے ذمہ کوئی بھی گناہ نہیں پھر ارشاد ہوا:

وَاَنِيْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾ -

اور رجوع لاؤ اپنے رب کی طرف اور گردن جھکاؤ اس کے حضور اس سے قبل کہ تم پر عذاب آئے پھر تمہاری مدد نہ ہو۔

یعنی توبہ کر کے اللہ عزوجل کی طرف رجوع ہو کر اس کے حضور گردن اطاعت جھکاؤ اس لئے کہ اسلام کی تعریف ہی گردن بطاعت نہادن کے ہیں تو اَسْلِمُوْا کے معنی گردن اطاعت اس کے لئے جھکانے کے ہوئے تو اخلاص سے اس کی اطاعت کرنا اسلام ہوا اور یہ اطاعت و فرمانبرداری اسی وقت تک مفید ہے جبکہ تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نافرمانی پر گرفت ہو کر عذاب نہ آئے اس لئے کہ عذاب آجانے کے بعد وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ کی وعید ہے یعنی جب عذاب آجائے تو پھر ہزار توبہ کی جائے وہ عذاب کے رد ہونے کا موجب نہیں ہو سکتی۔

اور قوم یونس علیہ السلام پر چونکہ ابھی علامات عذاب کا ہی ظہور ہوا لہٰذا اسے یہاں بطور نظیر نہیں پیش کیا جا سکتا۔ آگے ارشاد ہے:

وَاتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۵۵﴾ -

اور پیروی کرو اس کی جو بہترین تعلیم تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف اتاری گئی اس سے قبل کہ تم پر عذاب اچانک آجائے اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

وہ بہترین تعلیم قرآن پاک کی ہے اور اس سے بے خبر رہنے والوں پر عذاب اچانک آئے گا لہٰذا اس کے آنے سے قبل اتباع کلام الٰہی عزوجل کی ہدایت کی اور ظاہر ہے کہ یہ اتباع اسی صورت میں صحیح ہو سکتی ہے جبکہ اس ہستی پاک کا بھی اتباع ہو جس پر یہ کلام نازل ہوا یعنی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر ارشاد ہے کہ ہمارا یہ ارشاد اس لئے ہے کہ

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾ -

کہ کہیں کوئی جان یہ نہ کہہ دے کہ ہائے افسوس ان معصیتوں پر جو میں نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں کیں اور بے شک میں تمسخر کرنے والوں میں سے تھا۔

گویا ارشاد ہے کہ ہمارے انتباہ کا مقصد یہ ہے کہ عذاب آجانے کے بعد کوئی یہ نہ کہے کہ افسوس مجھے میرے اس تمسخر کی سزا معلوم نہ تھی جواب دیکھی گئی ورنہ میں ایسا نہ کرتا یا یہ عذر لنگ بنائے اور کہے:

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ -

یا کہے اگر مجھے ہدایت فرماتا اللہ تو میں ضرور پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور کتاب کی پیروی کرتا آگے ارشاد ہے:

أَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ أَنَّ لِيْ كَرَّةً فَأَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾۔

یا کہے اور آرزو کرے جب عذاب دیکھے کہ اگر مجھے واپسی مل جائے اور (دنیا میں بھیجا جائے) کہ میں نیکوکار ہو جاؤں۔

یعنی قیامت کے دن حیرت سے اس قسم کی باتیں کہنے کی کوئی گنجائش نہ رہے اور اس قسم کی بیکار باتیں نہ کہنے پائے لیکن عذاب کو دیکھ کر دنیا میں لوٹ جانے کی آرزو کا پورا ہونا ناممکن ہے۔

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾۔

ہاں کیوں نہیں بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کو جھٹلایا اور تکبر کیا اور تو کافروں سے ہو گیا۔

یعنی جو جبلی کافر ہو اسے ان باطل ضدوں کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہی ہو گا جیسا کہ فرمایا کہ تمہارے پاس میری آیتیں آئیں یعنی تمہارے پاس قرآن پاک پہنچا اور حق و باطل کی راہیں واضح کر دی گئیں اور تمہیں حق و ہدایت اختیار کرنے کی قدرت دے دی گئی باوجود اس کے تم نے حق کو چھوڑ دیا اور اس کو قبول کرنے سے تکبر کیا اور گمراہی اختیار کی جو حکم دیا گیا تھا اس کی ضد اور مخالفت کی تو اب تم لوگوں کا یہ کہنا غلط ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں راستہ دکھاتا تو ہم ڈر والوں میں سے ہوتے۔ کفار کے بارے میں ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَوَآءٌ عَلَيْهِمْ ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ۔ کہ اے نبی! آپ ان کو ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں۔ لہٰذا آج ان کے سب عذر جھوٹے ہیں۔

وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ تَرَى الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ۭ اَلَيْسَ فِيْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۶۰﴾۔

اور بروز قیامت آپ دیکھیں گے انہیں جنہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا (اور اللہ تعالیٰ پر وہ الزام لگایا جو اس کے شایان شان نہ تھا اس کا شریک ٹھہرایا اس کے لئے اولاد تجویز کی اس کی صفات کا انکار کیا اس کا بدلہ یہ ہے کہ) ان کے منہ کالے ہیں کیا مغرور و متکبر کا ٹھکانا جہنم میں نہیں۔

ہاں ضرور جہنم ہے اور آگے بموجب اسلوب بیان قرآن منکروں کا انجام ظاہر فرما کر اب مومنوں پرہیزگاروں کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے:

وَيُنَجِّي اللّٰهُ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۡ لَا يَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۱﴾۔

اور نجات دے گا اللہ پرہیزگاروں کو ان کی نجات کی جگہ نہ چھوئے گا انہیں عذاب اور انہیں کچھ غم نہ ہو گا۔

یعنی ان کی پرہیزگاری کا صلہ جنت ہو گی اور وہاں انہیں کچھ غم نہ ہو گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں اپنی قدرت و رحمت کا اظہار ہے۔

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۡ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ وَّكِيْلٌ ﴿۶۲﴾ لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾ ع۔

اللہ ہی ہر شے کا خالق ہے اور وہی ہر شے پر مختار ہے اسی کے لئے ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی اور جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان و خسران میں ہیں۔

یعنی خزائن رحمت و رزق اور بارش وغیرہ کی کنجیاں اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہیں وہی ان سب کا مالک ہے اس

Marfat.com

میں، بجز عطاء الٰہی عزوجل کسی بندے ولی نبی کو اختیار نہیں جسے وہ اختیار دے دے وہ بعطاء الٰہی عزوجل تصرف کرسکتا ہے اپنی قدرت وقوت سے کچھ نہیں کرسکتا یعنی خازن حقیقی صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے بندے جو کچھ بھی کرسکتے ہیں وہ بعطاء الٰہی عزوجل کرسکتے ہیں ایک روایت میں ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر اس آیت کریمہ کی تفسیر دریافت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مقالید سماوات وزمین یہ ہیں:

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ

وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ

و لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

وَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَ الظَّاهِرُ وَ الْبَاطِنُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ يُحْيِيْ وَ يُمِيْتُ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات کے لئے فرمایا کہ ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتمجید ہے یہ آسمان وزمین کی بھلائیوں کی کنجیاں ہیں جو مومن یہ پڑھے گا وہ دین ودنیا کی بھلائی حاصل کرلے گا۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵۳﴾۔

اے محبوب! آپ فرمائیں اے میرے وہ غلامو جو اپنی جانوں پر زیادتی کرچکے ہو نہ مایوس ہونا اللہ کی رحمت سے بے شک اللہ بخش دے گا تمہارے تمام گناہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: اَیْ اَفْرَطُوْا فِی الْمَعَاصِیْ جَانِیْنَ عَلَیْھَا۔ یعنی وہ لوگ جنہوں نے گناہوں کی کثرت کی اور اپنی جانوں پر زیادتی کی اور اسراف کے بارے میں فرماتے ہیں: وَاَصْلُ الْاِسْرَافِ الْاِفْرَاطُ فِیْ صَرْفِ الْمَالِ اور اسراف کی حقیقت یہ ہے کہ مال ودولت کو ناجائز خرچ کیا یعنی حرام کاموں میں لگایا۔

اور امام راغب رحمہ اللہ کہتے ہیں: ھُوَ تَجَاوُزُ الْحَدِّ فِیْ کُلِّ فِعْلٍ یَّفْعَلُهُ الْاِنْسَانُ وَاِنْ کَانَ ذٰلِکَ فِی الْاِنْفَاقِ۔ یعنی اسراف انسان کے کسی فعل میں جو کہ وہ کرتا ہے حد سے بڑھنا ہے اگرچہ وہ خرچ کرنے کے معاملہ میں ہی ہو اور یہی قول حسن ہے اور اسراف کے معانی جنایت کے بھی ہیں وَ ضَمِنَ مَعْنَی الْجَنَایَةِ اور اسراف کا معنی ظلم کی حمایت کرنا بھی ہے اور یہ لازم نہیں ہے کہ اسراف کے یہی معنی مراد لئے جائیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اسراف کے معنی ظلم، بوجھ اور کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہے۔

لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا ؕ۔

اور رحمت خطاب خاص ہے جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کے ساتھ کیونکہ قُلْ يٰعِبَادِيَ سے محبت کی جانب بھی اشارہ ہے اور رحمت الٰہی عزوجل اس وقت تک متصور نہیں جب تک مغفرت اس کے ساتھ نہ ہو۔ اسی وجہ میں مولانا

Marfat.com

روم علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

بندۂ خود خواند احمد در رشاد جملہ عالم را بخواں قُلْ یٰعِبَادِ

ہمیں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام بتایا اور فرمایا تمام عالم کو آپ یٰعِبَادِیَ اے میرے غلامو فرما کر مخاطب کیا۔ اسی بنا پر عبدالنبی عبدالرسول غلام رسول غلام نبی نام رکھنا جائز ومباح ہے یہی وجہ ہے کہ عبدالمصطفیٰ بھی نام رکھا گیا۔ حضرت امام اہل سنت والد گرامی قدس سرہ العزیز نے ایک شعر میں یہ مسئلہ واضح کیا فرماتے ہیں:

بندہ بنے بن اس کے کب بندۂ خدا ہو دیدار ہوں میں بندہ اس بندۂ خدا کا

اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۵۳﴾۔

بے شک بخش دے گا تمہارے سب گناہ بے شک وہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہاں بطریق صنعت الاحتباء کہہ کر فرمایا: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ وَ مَغْفِرَتِهٖ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَیَرْحَمُ۔ اللہ کی رحمت اور اس کی مغفرت سے مایوس نہ ہونا بے شک وہ تمہارے گناہ معاف فرما کر رحم کرے گا اور اس کی تائید اِنَّ اللّٰهَ لَا یَغْفِرُ اَنْ یُّشْرَكَ بِهٖ وَیَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ یَّشَآءُ۔ میں بھی ہے اس لئے کہ اشراک باللہ اعظم معاصی ہے جس کی بخشش نہیں اگر مرنے والا شرک کرتا ہوا مرا۔ اس کے علاوہ تمام معاصی قابل بخشش ہیں بشرطیکہ توبہ کر کے اس کی طرف رجوع لائے۔

اور یَغْفِرُ کے معنی آلوسی کرتے ہیں: اَلْمُرَادُ بِمَغْفِرَةِ الذُّنُوْبِ التَّجَافِیْ عَنْهَا وَ عَدَمُ الْمُؤَاخَذَةِ بِهَا فِی الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَ هُوَ الْمُرَادُ وَ بِسَتْرِهَا۔ مغفرت ذنوب سے مراد عدم مواخذہ اور ظاہر وباطن معاصی کا مخفی کرنا ہے۔

ایک قول ہے: اَلْمُرَادُ بِهَا مَحْوُهَا مِنَ الصَّحَائِفِ بِالْكُلِّیَّةِ۔ گناہوں کا صحائف سے کلیۃً مٹا دینا مراد ہے اور اس پر متعدد وجوہ نکلتی ہیں:

اول یہ کہ عبودیت کے ساتھ اپنے رب عزوجل کو پکارنا غایت مذلت کے ساتھ یہ عاصی کے لئے خاص طور پر انسب ہے اور اس کی ندا ترحم کے لئے ہے۔

دوسرے یہ کہ بندہ کی ندا اپنے مولا کی طرف اس غرض سے ہوتی ہے کہ شان مالک یہی ہے کہ اپنے بندے پر رحم کرے اور شفقت فرمائے۔

وَاَنِیْبُوْۤا اِلٰی رَبِّكُمْ وَاَسْلِمُوْا لَهٗ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ﴿۵۴﴾۔

اور رجوع لاؤ اپنے رب کی طرف اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آجائے پھر تم مدد نہ کئے جاؤ۔

یہ عطف ہے لَا تَقْنَطُوْا پر بالتعلیل معترض ہے گویا یوں ارشاد ہے: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی فَتَظُنُّوْا اَنَّهٗ لَا یَقْبَلُ تَوْبَتَكُمْ وَاَنِیْبُوْا اِلَیْهِ تَعَالٰی وَ اَخْلِصُوْا لَهٗ عَزَّوَجَلَّ۔

اور بعض اجلہ مدققین نے فرمایا: اِنَّ قَوْلَهٗ تَعَالٰی یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا خِطَابٌ لِلْكَافِرِیْنَ وَالْعَاصِیْنَ۔ کلام الٰہی میں یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا سے خطاب کفار اور معصیت شعار سے ہے۔

Marfat.com

شان نزول آیت کریمہ

فَقَدْ اَخْرَجَ ابْنُ جَرِیْرٍ وَابْنُ مَرْدَوَیْهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهُ قَالَ اَهْلُ مَکَّةَ قَالُوْا یَزْعَمُ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنَّ مَنْ عَبَدَ الْاَوْثَانَ وَ دَعَا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَ قَتَلَ النَّفْسَ الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ لَمْ یُغْفَرْلَهٗ فَکَیْفَ نُهَاجِرُ وَ نُسْلِمُ وَقَدْ عَبَدْنَا الْاٰلِهَةَ وَقَتَلْنَا النَّفْسَ وَ نَحْنُ اَهْلُ شِرْکٍ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا الخ۔ اہل مکہ نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ خیال کرتے ہیں کہ جو بتوں کی پوجا کرے اور اللہ کو چھوڑ کر کوئی اور معبود بنائے اور قتل ناحق کرے اس کی بخشش نہ ہوگی تو ہم کیوں ہجرت کریں اور کس لئے قبول اسلام کریں ہم نے تو بت پرستی بھی کی اور اللہ کے سوا دوسرے معبود بھی مانے اور ناحق قتل بھی کئے اور ہم اہل شرک ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

دوسری روایت میں یہ بھی ہے جو ابن جریر ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں یہ آیتیں عیاش بن ابی ربیعہ اور ولید بن ولید اور مسلمانوں کی ایک جماعت کے حق میں نازل ہوئیں جو مسلمان ہو کر فتنہ کفر میں پڑ گئے تھے ان پر آزمائش بھی آئیں اور وہ اسی طرح گمراہی کے شکار رہے تو ہم کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ ان کے صدقات وخیرات قبول نہ فرمائے گا یہ وہ ہیں کہ اسلام لاکر اپنے دین سے منحرف ہو گئے تو یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیتیں لکھ کر عیاش اور ولید کو بھیجیں جس پر وہ اسلام لائے اور مہاجر ہوئے۔

اور ابن جریر عطاء بن یسار رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ یہ تین آیتیں قُلْ یٰعِبَادِیَ سے وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ تک مدینہ منورہ میں حضرت وحشی اور ان کی جماعت کے حق میں نازل ہوئیں۔

اس آیت کی فضیلت میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنی مسند میں اور ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ شعب الایمان میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ وَ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِیَ الدُّنْیَا و مَا فِیْهَا بِهٰذِهِ الْاٰیَةِ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ اِلٰی اٰخِرِ الْاٰیَةِ۔

اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا کہ میرے لئے دنیا اور جو کچھ اس میں ہے اس آیت کریمہ سے زیادہ محبوب و پسندیدہ نہیں ہے فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ مَنْ اَشْرَکَ۔ پس ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اور جس نے شرک کیا یعنی جس آدمی نے شرک کا ارتکاب کیا کیا وہ بھی اس آیت کے زمرے میں آتا ہے اور اس کے لئے بھی مغفرت کی بشارت ہے؟ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اَلَا وَ مَنْ اَشْرَکَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ۔ پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تھوڑی دیر توقف فرمایا پھر ارشاد فرمایا۔ ہاں جان لو اگرچہ اس نے شرک کیا ہو اور ایسا تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

یہاں مشرک کے لئے مغفرت کا ذکر اس صورت میں ہے جو توبہ کر لے اور اسلام قبول کر لے یا بحالت اسلام شرک کا مرتکب ہو تو توبہ پر معافی ہے ورنہ حقیقی شرک کے لئے مغفرت نہیں ہے اور آپ کا سکوت انتظار وحی کے لئے تھا یہ آیت وسعت مغفرت پر دال ہے اور گنہگاروں کے لئے بشارت عظیم ہے اور مغفرت الٰہی عزوجل ایمان کے ساتھ مشروط ہے اور ایمان کے بغیر مغفرت نہیں ہے اور مومن عاصی جو بغیر توبہ مر گئے ان کو بھی یہ آیت شامل ہے۔

Marfat.com

چنانچہ ابن منذر اور ابن الانباری اور حاکم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے راوی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ پڑھ رہے تھے: قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِیْعًا وَّ لَا یُبَالِیْ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ یعنی وہ ایسا بے نیاز ہے کہ بخشش پر آئے تو توبہ کے ساتھ مشرک معصیت شعار سب کی بخشش فرمائے۔

چنانچہ ابن جریر ابن سیرین رحمہما اللہ سے راوی ہیں کہ حضرت مولانا علی شیر خدا اسد اللہ نے صحابہ علیہم رضوان سے فرمایا کون سی آیت وسیع تر ہے گنہگار کے حق میں تو جواب میں آیات قرآنی سنائی گئیں منجملہ اس کے وَ مَنْ یَّعْمَلْ سُوْٓءًا اَوْ یَظْلِمْ نَفْسَهٗ ثُمَّ یَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وغیرہ بھی پڑھی گئی پھر حضرت شیر خدا کرم اللہ وجہہ نے فرمایا قرآن کریم میں اس سے وسیع تر کوئی آیت نہیں قُلْ یٰعِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ ؕ الخ۔

وَالظَّاهِرُ اَنَّ مَغْفِرَةَ ذَنْبٍ لَا تُجَامِعُ الْعَذَابَ عَلَيْهِ اَصْلًا۔ اور ظاہر ہے گناہ کی بخشش اور عذاب دونوں ہرگز جمع نہیں ہو سکتے اس لئے کہ رحمت کی ضد زحمت ہے اور ضِدَّانِ لَا يَجْتَمِعَانِ مقولہ اصولیین ہے۔

اور انابت کے اصل معنی رجوع کے ہیں لہٰذا وَ اَنِیْبُوْۤا اِلٰى رَبِّكُمْ کے معنی ہوں گے: اَیْ اِرْجِعُوْا اِلَيْهِ سُبْحٰنَهٗ بِالْاِعْرَاضِ عَنْ مَعَاصِيْهِ وَالنَّدْمِ عَلَيْهَا۔

فَرْقٌ بَيْنَ الْاِنَابَةِ وَالتَّوْبَةِ

اَنَّ التَّائِبَ يَرْجِعُ مِنْ خَوْفِ الْعُقُوْبَةِ وَالْمُنِيْبُ يَرْجِعُ اِسْتِحْيَاءً لِكَرَمِهٖ تَعَالٰى۔ توبہ کرنے والا خوف عذاب سے رجوع کرتا ہے اور منیب رجوع لاتا ہے اللہ کے کرم کی امید اور حیاء معصیت سے۔

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مَنْ اَيِسَ مِنَ الْعِبَادِ مِنَ التَّوْبَةِ فَقَدْ جَحَدَ كِتَابَ اللّٰهِ تَعَالٰى لٰكِنْ لَا يَقْدِرُ الْعَبْدُ اَنْ يَّتُوْبَ حَتّٰى يَتُوْبَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ۔ جو بندوں میں سے کوئی توبہ قبول ہونے سے مایوس ہوا اس نے کتاب اللہ سے جحد وانکار کیا لیکن کوئی بندہ اس پر قادر نہیں کہ توبہ کر سکے جب تک اللہ تعالیٰ اسے توفیق توبہ نہ دے آگے ارشاد ہے:

وَ اتَّبِعُوْۤا اَحْسَنَ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۟ۙ (55)۔
اور اتباع کرو اس بہترین کتاب کا جو تم پر نازل کی گئی تمہارے رب کے پاس سے قبل اس کے کہ آئے تم پر عذاب اچانک اور تمہیں شعور بھی نہ ہو۔

بَغْتَةً۔ کے معنی فُجَاءَةً ہیں اور یہ اچانک کے معنی میں مستعمل ہے۔

یہ حکم ہر مخاطب پر ہے عام اس سے کہ وہ مومن ہوں یا کافر اور اُنْزِلَ اِلَیْكُمْ سے مراد قرآن کریم ہے جو مومن و کافر کے لئے حجت ہے اور مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ الْعَذَابُ سے مراد موت یا قیامت ہے یا عذاب ناگہانی۔

وَّ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ سے مراد یہ ہے کہ تم کو خیال بھی نہ ہو کہ یہ عذاب کہاں سے آیا اور کیسے آیا۔ موت، کل کی بات، قیامت کا علم کسی کو نہیں سوائے جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ جن کو یہ علم بعطائے الٰہی عزوجل حاصل ہے جیسا کہ حدیث جبریل میں آیا ہے کہ جبرئیل نے حضور علیہ السلام سے پوچھا: اَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَةِ مجھے قیامت کے بارے میں

Marfat.com

خبر دیجئے تو آپ نے فرمایا کہ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ جس سے پوچھا گیا ہے اس کا علم (قیامت کے بارے میں) پوچھنے والے سے زیادہ نہیں ہے یعنی امر قیامت کے بارے میں جس قدر تم کو خبر ہے اسی قدر ہم کو ہے۔

اور یہاں خطاب سے مراد یہ ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے اپنے رب عزوجل کی ہدایت کی پیروی کرلو اور اس کے مطابق عمل کرو کہیں ایسا نہ ہو کہ بے خبری میں تم پر ناگہانی آفت آجائے اور تم افسوس کرتے رہ جاؤ کیونکہ جب قیامت قائم ہو جائے گی تو کوئی عذر معذرت کام نہ دے گا۔

اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ يّٰحَسْرَتٰى عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ فِيْ جَنْۢبِ اللّٰهِ وَاِنْ كُنْتُ لَمِنَ السّٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾۔

اور کہیں کوئی یہ نہ کہے ہائے افسوس اس پر جو میں نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی اور یقیناً میں تو اسے مذاق ہی سمجھتا رہا۔

یعنی کل ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے کہ افسوس اس کوتاہی پر جو میں نے خدا کی جناب میں کی اور احکام خداوندی پر ہنستا ہی رہا۔ اَنْ تَقُوْلَ سے یعنی ایسا نہ ہو کہ کوئی کہنے لگے نَفْسٌ میں تنوین تکثیر کے لئے یا تقلیل کے لئے ہے کیونکہ قیامت کے دن ایسا کہنے والے کچھ ہی لوگ ہوں گے۔ حسرت غم میں پڑ جانے کو کہتے ہیں۔ عَلٰى مَا فَرَّطْتُّ میں ما مصدر یہ ہے یعنی تقصیر کوتاہی کرنا۔ عربی میں تفریط تقصیر کو کہتے ہیں۔

اور جَنْۢبِ اللّٰهِ میں جو جَنْۢبِ لایا گیا ہے اس کے متعلق راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں: اَصْلُ الْجَنْبِ الْجَارِحَةُ ثُمَّ يُسْتَعَارُ لِلنَّاحِيَةِ وَالْجِهَةِ الَّتِيْ تَلِيْهَا تو حاصل معنی جَنْۢبِ اللّٰهِ کے فی طاعة اللّٰه یا فی حقه تعالیٰ چنانچہ حماسہ میں ہے:

اَمَا تَتَّقِيْنَ فِيْ جَنْبِ عَاشِقٍ   لَهٗ كَبِدٌ حَرِّيٌّ عَلَيْكِ تَقَطَّعُ

حاصل معنی یہ ہوئے کہ عذاب دیکھ کر پھر معصیت شعار کہے گا ہائے خرابی میرے حد سے گزرنے پر جو اطاعت الٰہی کے خلاف میں نے کی اور تمسخر کرنے والوں میں سے تھا اس وقت سے قبل ہی انسان کو لازم ہے کہ اس کی پیروی کرے جو بہترین تعلیم یعنی قرآن کریم میں ہے اچانک عذاب آجانے سے قبل۔

اَوْ تَقُوْلَ لَوْ اَنَّ اللّٰهَ هَدٰىنِيْ لَكُنْتُ مِنَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۵۷﴾ ۔

یا کہے گا اگر اللہ مجھے راہ دیتا میں ضرور ہی پرہیزگاروں میں سے ہوتا۔

اور سرکشی اور معاصی سے پرہیز کرتا ہوا نیکی کی طرف مائل ہوتا۔ تیسرا قول اس کا یہ ہوگا جس میں اس کی تمنا رجعت الی حیات الدنیا کی ہوگی۔ حیث قال:

اَوْ تَقُوْلَ حِيْنَ تَرَى الْعَذَابَ لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً فَاَكُوْنَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۵۸﴾۔

یا کہے جب عذاب دیکھے کہ اگر مجھے پھر دنیا میں بھیجا جائے تو میں عقیدہ شرک سے مجتنب رہ کر محسنین میں ہو جاؤں۔

لَوْ اَنَّ لِيْ كَرَّةً کے معنی آلوسی رحمہ اللہ اَيْ رُجُوْعًا اِلَى الدُّنْيَا فرماتے ہیں یعنی وہ تمنا کرے گا کہ اگر مجھے دوبارہ دنیا میں بھیجا جائے تو میں نیکوکار ہو جاؤں گا حالانکہ قیام قیامت سے قبل ہی حیات دنیا میں جزا و سزا ہے اس کے بعد پھر اس کا واپس دنیا میں جانا محال ہے چنانچہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا:

بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰيٰتِيْ فَكَذَّبْتَ بِهَا وَاسْتَكْبَرْتَ وَكُنْتَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۵۹﴾۔

Marfat.com

ہاں بے شک تیرے پاس میری آیتیں آئیں تو تو نے ان کی تکذیب کی اور تکبر کیا اور تو اول میں ہی کافروں میں تھا۔

آج تیرا عذاب دیکھ کر یہ کہنا غلط ہے کہ لَوْ اَنَّ اللّٰہَ ھَدٰىنِیْ۔ یہ کہنا بعد ذوق عذاب ہوگا اور عذاب آنے کے بعد پھر تمنائے باطل باطل ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہے: اِذْ وُقِفُوْا عَلَى النَّارِ فَقَالُوْا یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُكَذِّبَ۔ حالانکہ دخول نار کے بعد عذاب سے نجات کافر کے لئے محال ہے اب جبکہ متقیوں کا مقام اور جہنم کا عذاب مشاہدہ میں آگیا اب تبدیلی اور آخرت سے دنیا میں آنا ناممکن ہے تو ایسی تمنا کرنا بھی باطل ہے۔

چنانچہ علامہ طیبی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں: اَنَّ النَّفْسَ عِنْدَ رُؤْیَتِهٖ یَتَمَنّٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ یَرَی النَّاسَ مُجْزِیِّیْنَ بِاَعْمَالِهِمْ مُتَحَسِّرٌ عَلٰی تَفْوِیْتِ الْاَعْمَالِ عَلَیْهَا ثُمَّ قَدْ یَتَعَلَّلُ بِاَنَّ التَّقْصِیْرَ لَمْ یَکُنْ حَتّٰی فَازَ النَّظَرَ وَعَلِمَ اَنَّ التَّقْصِیْرَ كَانَ مِنْهُ۔ تمنائے رجوع اور اَنَّ النَّفْسَ سے مراد شخص اور فرد انسانی فرمایا۔ یہاں معتزلہ کا یہ عقیدہ ہے کہ

اَنَّ الْعَبْدَ خَالِقٌ لِاَفْعَالِهٖ کہ بندہ خود اپنے فعل کا خالق ہے اور یہ بات اہلسنت کے نزدیک باطل ہے چنانچہ اشاعرہ اس کا جواب یوں دیتے ہیں کہ افعال کا خالق اللہ عزوجل ہے لیکن بندوں کے افعال میں قدرت خداوندی عزوجل دخیل واثر انداز ہے اور یہ آیت اہل سنت کے مسلک کی تائید کرتی ہے یعنی ہم نے تو تجھے افعال پر قدرت دی تھی اور تجھے افعال کے خیر و شر پر مطلع کر دیا تھا اور اب باعتبار قدرت تو نے جو کسب کیا اسی پر جزاوسزا ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو کسی کو یونہی عذاب نہیں دیتا اور اس آیت بَلٰى قَدْ جَآءَتْكَ اٰیٰتِیْ میں اس قول کی مزید تردید کر دی ہے کہ ہم نے تو تجھے قدرت دی تھی جس راستہ کو اختیار کرنا چاہے اختیار کرلے اسی پر عذاب وثواب کی عمارت کی بنیاد ہے ورنہ اللہ تعالیٰ تو سبھی چیزوں کا خالق ہے۔ نیک و بد، خیر وشر، ایمان وکفر سب کا وہی خالق ہے جس طرح بندوں کا خالق اسی طرح بندوں کے افعال کا بھی خالق ہے اس پر نص وارد ہے: وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ اور اللہ نے تمہیں اور جو تم کرتے ہو پیدا کیا اللہ تعالیٰ نے تخلیق خیر وشر کے ساتھ بندے کو اچھائی اور برائی کی ہدایت بھی دے دی ہے اب کوئی چاہے تو نیک کام کرے یا برا کام کرے ایسا کرنے پر آدمی کو قدرت حاصل ہے چاہے اچھا کرے یا برا کرے اور اصطلاح قرآن میں اس قدرت وفعل کو کسب کہا گیا ہے اور کسب پر ہی جزاوسزا ہے۔

وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ تَرَى الَّذِیْنَ كَذَبُوْا عَلَى اللّٰهِ وُجُوْهُهُمْ مُّسْوَدَّةٌ ؕ اَلَیْسَ فِیْ جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِیْنَ ۞۔

اور قیامت کے دن تو ان لوگوں کو دیکھے گا جنہوں نے اللہ پر جھوٹ بولا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے کیا جہنم میں متکبر لوگوں کیلئے جگہ نہیں ہے۔

یہ خطاب استفہام تقریری ہے یعنی ضرور ان کی یہ حالت نظر آئے گی یعنی مومن لوگ ایسا دیکھیں گے یا ہر اس صاحب رویت سے جسے اللہ تعالیٰ نے بصیرت کافی عطا فرمائی ہے وہ کافروں کو اس حال میں دیکھے گا۔

دیکھنے والے لوگوں سے مراد وہ منکرین نہیں جن پر آیات الٰہی آئیں اور انہوں نے اسے جھٹلایا اور قبول کی بجائے تکبر کیا۔

اس کے بعد قبول اسلام پر جھکنے والوں کا حال ہے جیسا کہ اسلوب بیان قرآن ہے کہ اگر اول جہنمیوں کا ذکر ہو جائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ہوتا ہے اور اگر اول جنتیوں کا ذکر فرما دیا جائے تو بعد میں جہنمیوں کا ذکر کیا جاتا ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَیُنَجِّی اللّٰهُ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا بِمَفَازَتِهِمْ ۫ لَا یَمَسُّهُمُ السُّوْٓءُ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ۞۔

Marfat.com

اور نجات دے گا اللہ انہیں جو پرہیز گار ہیں ان کی کامیابی سے اور فلاح عمل سے نہیں پہنچے گی انہیں برائی اور نہ ہوں گے وہ کبھی غمگین۔

بِمَفَازَتِهِمْ سے مراد نجات کی جگہ ہے یہ اسم مکان ہے یعنی پرہیز گار مقام امن میں ہوں گے اور انہیں ہر برائی اور تکلیف سے نجات ہوگی آگے ارشاد ہے:

اَللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ٘ وَّهُوَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ وَّكِیْلٌ (۶۲)۔

اللہ ہی ہر شے کا خالق و مالک ہے اور وہ ہر شے کا محافظ ہے۔

چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: اَلْمَعْنٰی اِنَّهٗ تَعَالٰی حَفِیْظٌ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ۔ جیسے دوسری جگہ ارشاد ہے وَمَآ اَنْتَ عَلَیْهِمْ بِوَكِیْلٍ۔ یہاں بھی وکیل سے مراد حفیظ ہیں۔

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ (۶۳)۔

اسی کے پاس ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی آیتوں سے کفر کیا وہ ہی نقصان وخسران والے ہیں۔

مقالید کا ترجمہ آلوسی رحمہ اللہ مفاتح کرتے ہیں کما قال ابن عباس و الحسن و قتادة وغیرهم۔ اور بتاتے ہیں کہ مقالید مقلید ومقلد کی جمع ہے یہ تقلید سے ہے اور اس سے قلادہ ہے جو گردن میں ڈالا جاتا ہے قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ آیہ کریمہ کے بیان پر فرماتے ہیں: هُوَ كِنَایَةٌ عَنْ قُدْرَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی وَ حِفْظِهٖ لَهَا وَ فِیْهِ مَزِیْدُ دَلَالَةٍ عَلَی الْاِسْتِقْلَالِ وَالْاِسْتِبْدَادِ۔

اور علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَا یُحِیْطُ بِهَا۔ اس سے مراد ہر شے کا احاطہ ہے وَجُوِّزَ اَنْ یَّكُوْنَ الْمَعْنٰی لَا یَمْلِكُ التَّصَرُّفَ فِیْ خَزَائِنِ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ۔ اس کے یہ معنی بھی ہوسکتے ہیں کہ کوئی تصرف کی طاقت بالذات نہیں رکھتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔

گویا آیت کریمہ کے یہ معنی ہیں: هُوَ تَعَالٰی یَتَوَلَّی التَّصَرُّفَ فِیْ كُلِّ شَیْءٍ لِاَنَّهٗ لَایَمْلِكُ اَمْرَهٗ سِوَاهُ عَزَّوَجَلَّ۔

اور ابویعلیٰ اور یوسف قاضی اپنی سنن اور ابوالحسن القطان مطولات میں اور ابن السنی "عمل الیوم واللیلة" میں اور ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں: قَالَ سَاَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ تَعَالٰی لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ وَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ بِیَدِهِ الْخَیْرُ یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ وَ هُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔

مراد یہ ہے کہ ان کلمات میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتمجید ہے۔ یہ آسمانوں اور زمین کی بھلائیوں کی کنجیاں ہیں اور جس مومن نے یہ کلمے پڑھے دارین کی بہتری پائے گا۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ خزائن رحمت رزق و بارش وغیرہ کی کنجیاں اس کے پاس ہیں وہی اس کا مالک ہے ان حسنات ازلیہ ابدیہ کے منکر پر ارشاد ہوتا ہے:

Marfat.com

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۶۳﴾۔
یعنی جن لوگوں نے اللہ کی آیتوں کا انکار کیا وہی نقصان میں ہیں۔
آیات اللہ سے مراد قدرت مستقلہ کے نشانات وعلامات ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع ۔ سورۃ زمر ۔ پ ۲۴

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾
ان کافروں سے فرمائیں کہ کیا تم اللہ کے سوا غیر کے پوجنے کو مجھے کہتے ہو اے جاہلو

وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۶۵﴾
اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے پہلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرے عمل اکارت ہو جائیں گے اور ضرور تو نقصان وخسران میں ہوگا

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾
بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر گزار رہو

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾
اور انہوں نے اللہ کی قدر نہ کی جیسا کہ حق ہے قدر کرنے کا اور وہ بروز قیامت سب زمین قبضہ میں لے گا اور آسمانوں کو اپنی قدرت سے لپیٹ دے گا اور اللہ بلند ہے ان کے شرک سے

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ۭ ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ﴿۶۸﴾
اور صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے پھر دوبارہ پھونکا جائے گا تو وہ جبھی دیکھتے ہوئے کھڑے رہ جائیں گے

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾
اور جگمگا اٹھے گی زمین اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کہ ان پر گواہ ہوں گے اور فیصلہ دیا جائے گا حق حق ان میں اور ان پر ظلم نہ ہوگا

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾
اور ہر جان کو اس کی کرنی کا بدلہ پورا دیا جائے گا اور اسے خوب معلوم ہے جو وہ کرتے تھے

حل لغات ساتواں رکوع ۔ سورۃ زمر ۔ پ ۲۴

قُلْ ۔ فرمادیں　　اَ ۔ کیا　　فَغَيْرَ ۔ سوائے　　اللّٰهِ ۔ اللہ کے

Marfat.com

تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ۔حکم دیتے ہو مجھے	اَعْبُدُ۔کہ میں پوجوں	اَيُّهَا۔اے	الْجٰهِلُوْنَ۔جاہلو
وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	اُوْحِيَ۔وحی کی گئی	اِلَيْكَ۔تیری طرف
وَ۔اور	اِلَى۔طرف	الَّذِيْنَ۔ان کی جو	مِنْ قَبْلِكَ۔تجھ سے پہلے
تھے	لَئِنْ۔اگر	اَشْرَكْتَ۔شرک کیا تو نے	لَيَحْبَطَنَّ۔تو برباد ہو جائیں
گے	عَمَلُكَ۔تیرے عمل	وَ۔اور	لَتَكُوْنَنَّ۔ہوگا تو
مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔نقصان والوں سے		بَلِ۔بلکہ	اللّٰهَ۔اللہ ہی کی
فَاعْبُدْ۔عبادت کر	وَ۔اور	كُنْ۔ہو جا	مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ۔ شکر
گزاروں سے	وَ۔اور	مَا۔نہ	قَدَرُوا۔قدر کی انہوں نے
اللّٰهَ۔اللہ کی	حَقَّ۔حق	قَدْرِهٖ۔اس کے قدر کا	وَ۔اور
الْاَرْضُ۔زمین	جَمِيْعًا۔ساری	قَبْضَتُهٗ۔اس کی مٹھی میں ہوگی	
يَوْمَ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے	وَ۔اور	السَّمٰوٰتُ۔آسمان
مَطْوِيّٰتٌۢ۔لپیٹے ہوں گے	بِيَمِيْنِهٖ۔اس کے دائیں ہاتھ میں		سُبْحٰنَهٗ۔پاک ہے وہ
وَ۔اور	تَعٰلٰى۔بلند ہے	عَمَّا۔اس سے جو	يُشْرِكُوْنَ۔شرک کرتے ہیں
وَ۔اور	نُفِخَ۔پھونکا جائے گا	فِي۔بیچ	الصُّوْرِ۔صور کے تو
فَصَعِقَ۔بے ہوش ہو جائے گا		مَنْ۔جو	فِي۔بیچ
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے ہے	وَ۔اور	مَنْ۔جو	فِي۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	اِلَّا۔مگر	مَنْ۔جسے	شَآءَ۔چاہے
اللّٰهُ۔اللہ	ثُمَّ۔پھر	نُفِخَ۔پھونکا جائے گا	فِيْهِ۔اس میں
اُخْرٰى۔دوسری مرتبہ	فَاِذَا۔تو اچانک	هُمْ۔وہ	قِيَامٌ۔کھڑے
يَّنْظُرُوْنَ۔دیکھتے ہوں گے	وَ۔اور	اَشْرَقَتِ۔چمک اٹھے گی	الْاَرْضُ۔زمین
بِنُوْرِ۔ساتھ نور	رَبِّهَا۔اپنے رب کے	وَ۔اور	وُضِعَ۔رکھی جائے گی
الْكِتٰبُ۔کتاب	وَ۔اور	جِايْٓءَ۔لایا جائیگا	بِالنَّبِيّٖنَ۔نبیوں کو
وَ۔اور	الشُّهَدَآءِ۔گواہوں کو	وَ۔اور	قُضِيَ۔فیصلہ کیا جائے گا
بَيْنَهُمْ۔ان میں	بِالْحَقِّ۔انصاف سے	وَ۔اور	هُمْ۔وہ
لَا۔نہ	يُظْلَمُوْنَ۔ظلم کیے جائیں گے		وَ۔اور
وُفِّيَتْ۔پورا دیا جائے گا	كُلُّ۔ہر	نَفْسٍ۔آدمی کو	مَّا۔جو
عَمِلَتْ۔عمل کیا اس نے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ	اَعْلَمُ۔خوب جانتا ہے
بِمَا۔جو	يَفْعَلُوْنَ۔وہ کرتے ہیں		

Marfat.com

خلاصہ تفسیر ساتواں رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

قُلْ اَفَغَيْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّيْٓ اَعْبُدُ اَيُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾ -

اے محبوب! تم فرماؤ تو کیا اللہ کے سوا کسی دوسرے کے پوجنے کا مجھے کہتے ہو اے جاہلو۔

یعنی اے مصطفیٰ! صلی اللہ علیک وآلک وسلم ان کفار قریش سے جو آپ کو اپنے دین یعنی بت پرستی کی طرف بلاتے ہیں ان کو فرما دو کہ تم مجھے کس طرف بلاتے ہو تو فرما دیجئے کہ کیا تم مجھ کو غیر اللہ کی عبادت کا مشورہ دیتے ہو حالانکہ اللہ کے سوا کوئی قابل عبادت نہیں اور جاہل اس واسطے فرمایا کہ انہیں اتنا بھی معلوم نہیں کہ خدا عزوجل کے سوا کوئی اور عبادت کا مستحق نہیں باوجودیکہ اس پر قطعی دلیلیں قائم ہیں۔

آگے آیت وَلَقَدْ اُوْحِيَ اِلَيْكَ الخ اور بے شک وحی کی گئی تمہاری طرف اور تم سے اگلوں کی طرف کہ اے سننے والے اگر تو نے اللہ کا شریک ٹھہرایا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو خسارے میں رہے گا۔ یہ کلام مبنی برفرض ہے اس سے مراد کافروں کو ناامید کرنا اور امت کو در پردہ تنبیہ کرنا ہے۔ اس آیت کی روشنی میں کہا گیا ہے کہ مرتد ہو جانے سے تمام گزشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط کر دیا جاتا ہے اور یہاں خطاب امت سے ہے نبی سے نہیں کیونکہ انبیاء سے شرک کا صدور محال ہے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۶۶﴾ - بلکہ اللہ ہی کی بندگی کر اور شکر والوں سے ہو جا۔

یعنی جو نعمتیں اللہ تعالیٰ نے تجھ کو عطا فرمائیں اس کی اطاعت بجا لا کر ان کی شکر گزاری کر کافروں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ دیا تھا یعنی غیر اللہ کی پوجا کریں تو یہ آیت اس کی تردید ہے۔ لفظ اللہ کو فَاعْبُدْ سے پہلے ذکر کرنا مفید حصر ہے۔ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ سے مراد شکر گزار رہنا ہے اور اطاعت بجا لانا ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۷﴾ -

اور انہوں نے نہیں قدر کی اللہ کی جیسا کہ حق تھا اور وہ قیامت کے دن سب زمینوں کو سمیٹ لے گا اور اس کی قدرت سے سب آسمان لپیٹ دیئے جائیں گے اور اللہ ان کے شرک سے پاک اور بلند و بالا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدر و منزلت نہ کرنے کی وجہ سے ہی تو یہ لوگ مبتلائے شرک ہوئے اور اگر عظمت الٰہی سے واقف ہوتے اور اس کا مرتبہ جان لیتے تو ایسا ہرگز نہ کرتے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی عظمت و جلال کا اظہار فرمایا اور کہا وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ وہ ایسا صاحب جلال ہے کہ بروز قیامت تمام زمینیں اپنی قدرت مطلقہ سے سمیٹ دے گا اور تمام آسمان اس کی قدرت مطلقہ سے سمیٹ دیئے جائیں گے اور اس کے سوا کسی میں یہ قدرت نہیں وہی سبحان ہے وہی بلند و بالا ہے مشرکوں کے شریکوں سے پھر آگے اس سے بھی بلند قدرت کا بیان ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ -

اور پھونکا جائیگا صور تو سب بے ہوش ہو جائیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں ہیں مگر جسے اللہ چاہے۔

یہ پہلے نفخہ کا بیان ہے اس نفخہ سے جو بے ہوشی طاری ہوگی اس کا یہ اثر ہوگا کہ ملائکہ علیہم السلام اور سکان زمین جو اس وقت زندہ ہوں گے اور ان پر موت نہ ہوئی ہوگی سب مر جائیں گے اور جن پر موت وارد ہو چکی تھی اور اللہ تعالیٰ نے حیات عنایت

Marfat.com

فرمائی اور وہ اپنی قبروں میں زندہ ہیں جیسا کہ ارشاد نبوی ہے: اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ۔ تمام نبی زندہ ہیں اپنی قبروں میں نماز ادا کرتے ہیں ایسے ہی شہداء کرام کہ قرآن کریم میں ہے: بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ ان پر بھی اس نفخہ سے کیفیت بے ہوشی طاری ہو گی مگر بقول اعلیٰ حضرت قدس سرہ یہ موت آنی ہو گی اس کے پھر وہ حیات جسمانی مل جائے گی۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے مگر ایسی کہ فقط آنی ہے

اور جو لوگ قبروں میں مرے پڑے ہیں انہیں اس نفخۂ اولیٰ کا شعور بھی نہ ہو گا کما فی الجمل وغیرھا۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰہُ میں استثناء کس کس کا ہے اس میں مفسرین کرام کے متعدد اقوال ہیں:

سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ نفخۂ صعق سے تمام آسمان و زمین والے مر جائیں گے مگر جبریل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام پر اس کا اثر نہ ہو گا پھر اللہ تعالیٰ نفخۂ اولیٰ و ثانیہ کے مابین چالیس سال کی جو مدت ہے اس میں انہیں بھی موت دے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ اس استثناء سے مراد شہداء کرام ہیں جن کے حق میں بَلْ اَحْیَآءٌ ارشاد ہو چکا ہے حدیث میں بھی آیا ہے کہ اس سے مراد وہ شہداء ہیں جو تلواریں لگائے گرد عرش حاضر ہوں گے۔

تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہے کہ اس استثناء میں حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام مراد ہیں جو کوہ طور پر پہلے بے ہوش ہو چکے ہیں اس وقت آپ ہوش میں رہیں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ اس استثناء میں حوران جنت اور سکان عرش و کرسی ہیں۔

پانچواں قول ضحاک رحمہ اللہ کا ہے کہ اس نفخہ کے اثر سے مستثنیٰ رضوان جنت اور حوران بہشتی اور حفظۂ جہنم یعنی وہ فرشتے جو جہنم پر مامور ہیں اس کے علاوہ جہنم کے سانپ اور بچھو۔

ثُمَّ نُفِخَ فِیْهِ اُخْرٰی۔ پھر وہ دوبارہ پھونکا جائے گا اس سے مراد نفخۂ ثانیہ ہے۔ جس کے بعد مردے زندہ کئے جائیں گے اور یہاں اس کا ہی ذکر ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

فَاِذَا ھُمْ قِیَامٌ یَّنْظُرُوْنَ۔ جبھی وہ دیکھتے ہوئے کھڑے ہو جائیں گے یعنی اپنی قبروں سے اور دیکھتے ہوئے کھڑے ہونے سے یا تو یہ مراد ہے کہ وہ حیرت میں آ کر مبہوت شخص کی طرح ہر طرف نگاہیں اٹھا اٹھا کر دیکھیں گے یا یہ مطلب ہے کہ وہ یہ دیکھتے ہوں گے کہ اب انہیں کیا معاملہ درپیش آئے اور مومنین رحمہم اللہ کی قبروں پر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے سواریاں حاضر کی جائیں گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے: یَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِیْنَ اِلَی الرَّحْمٰنِ وَفْدًا دونوں مرتبہ صور پھونکے جانے میں چالیس سال کا فصل ہو گا اور یَنْظُرُوْنَ کی کیفیت جو نفخہ ثانیہ کے بعد ہو گی اس کا ذکر سورۃ الحج میں بھی آیا ہے ارشاد ہے: یَوْمَ تَرَوْنَھَا جس دن تم اسے دیکھو گے۔ اور تَرَی النَّاسَ سُکٰرٰی اور تو اے محبوب! لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں اور مبہوت ہو کر دیکھیں گے کہ اب کیا ہو گا۔

تو جب حضور ﷺ زلزلۂ ساعت میں سب کی کیفیات ملاحظہ فرمائیں گے تو نفخۂ اولیٰ کی کیفیت بھی کیوں نہ ملاحظہ فرمائیں گے اور استثناء ان کا کیا گیا جب یہ کیفیت آنی ممکن تھی۔ اسی وجہ میں حضور ﷺ کو مختار محشر مالک کوثر مانا گیا اس لئے

کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذمہ حشر کا تمام نظام ہوگا آگے ارشاد ہے:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِایْٓءَ بِالنَّبِیّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا یُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾۔

اور زمین جگمگا اٹھے گی اپنے رب کے نور سے اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور ان کی امت اس پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں حق حق فیصلہ فرمایا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اور اشراق ارض نور رب سے جو ہوگا اسے مفسرین کرام نے بتایا کہ زمین بھی نئی ہوگی جیسا کہ یَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَیْرَ الْاَرْضِ سے ظاہر ہے تو اب یا تو یہ نور اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا جیسا کہ صاحب جمل نے لکھا یا وہی نور ہوگا جسے اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرما کر ہمیں بتایا یعنی جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء بے نقاب جلوہ افروز ہوں گے جس کی تابانی سے اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ ہوا اور بِنُوْرِ رَبِّهَا بھی صحیح ہوسکتا ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نور الٰہی ہیں۔

اور وُضِعَ الْكِتٰبُ سے مراد اعمال نامہ بھی ہوسکتے ہیں اور لوح محفوظ بھی ہوسکتی ہے اس لئے کہ اس میں تمام احوال و اعمال موجود ہیں اور ان کے موافق حق حق فیصلہ دیا جائے جس میں بے انصافی اور ظلم کا واہمہ بھی نہ ہوگا۔

وَوُفِّیَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا یَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾۔

اور پورا پورا بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اور اسے خوب علم ہے ہر فعل کا جو جس نے کیا۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے کچھ مخفی نہیں اور اسے اپنے علم کے مقابلہ میں شاہد و کاتب کی حاجت نہیں اور جو گواہ امت محمدیہ کے بلائے جائیں گے وہ اتمام حجت کے لئے ہیں۔ (جمل)

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع -- سورۃ زمر - پ ۲۴

قُلْ اَفَغَیْرَ اللّٰهِ تَاْمُرُوْٓنِّیْٓ اَعْبُدُ اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ ﴿۶۴﴾۔

فرمادیجئے کیا غیر خدا کی پرستاری کے لئے تم اے مشرک جاہلو مجھے کہتے ہو۔

مشرکین مکہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ ہمارے بعض بتوں کو پوجیے ہم آپ کے خدا کو پوج لیں گے یہ غایت جہل وغباوت سے انہوں نے کہا اس بناء پر اللہ تعالیٰ نے عنوان جلی کے ساتھ ان کی حقیقت واضح کی اور اَیُّهَا الْجٰهِلُوْنَ فرمایا یعنی اے محبوب ان سے فرمایئے کیا تم مجھ سے یہ چاہتے ہو کہ میں سوائے ذات واجب تعالیٰ کے غیر کی پوجا کروں حالانکہ یہ کام جاہلوں کا ہے اس لئے کہ

وَلَقَدْ اُوْحِیَ اِلَیْكَ وَاِلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ﴿۶۵﴾۔

اور بے شک تمہاری طرف بذریعہ رسل کرام حکم مل چکا ہے اور تم سے پہلوں کو بھی بتادیا گیا ہے کہ اگر تم شرک کروگے تو تمہارے اعمال اکارت ہوجائیں گے اور ضرور تم گھاٹے میں رہوگے۔

یہ کلام مبنی برفرض ہے اس سے مراد ہے کافروں کو ناامید کرنا اور امت کو درپردہ متنبہ کرنا اس آیت کی روشنی میں ہم کہتے ہیں کہ مرتد ہوجانے سے تمام گزشتہ نیکیوں کا ثواب ساقط ہوجاتا ہے جس طرح اسلام سابق تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے اسی طرح ارتداد ساری گزشتہ نیکیوں کو اکارت کردیتا ہے بیضاوی نے لکھا ہے کہ حبط اعمال کا حکم شاید انبیاء کے لئے مخصوص ہو کیونکہ انبیاء

کا شرک کرنا امت کے شرک کے مقابلہ میں بہت برا ہے لیکن یہ قول باطل ہے اس لئے کہ کلام محض فرض محال پر ہے اور انبیاء کا شرک کرنا امر محال ہے اور ایسا تصور بھی انتہائی مذموم ہے اور اس آیت میں امت کو تعلیم و انتباہ مقصود ہے شرک مہلک اور عظیم جرم ہے۔

بَلِ اللّٰهَ فَاعْبُدْ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿٦٦﴾۔

بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی کرو اور شکر والوں میں سے ہو جاؤ۔ گویا یوں فرمایا: گیا کہ

اِنْ كُنْتَ عَابِدًا اَوْ عَاقِلًا فَاعْبُدِ اللّٰهَ۔ اگر تو عاقل و عابد ہے تو اللہ کی عبادت کر کہ اس کے سوا کسی غیر خدا کی پوجا بے عقلی اور حماقت ہے اسی لئے کہ وہی پیدا کرنے والا اور روزی دینے والا ہے۔ چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے: فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ﴿٣﴾ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ تو پوجو تم سب اس گھر کے رب کو جو تمہیں بھوک میں کھلاتا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ رزاق مطلق وہی رب البیت ہے اگرچہ مجازی رب مخلوق ہیں لیکن حقیقی رب رزاق وہی ایک اور صرف ایک اللہ تعالیٰ ہے چنانچہ آگے ارشاد ہے جس سے قدرت مطلقہ کا اظہار ہے۔

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ ۖ وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا قَبْضَتُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِيّٰتٌۢ بِيَمِيْنِهٖ ۭ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٧﴾۔

اور نہ قدر و عظمت کی اللہ کی انہوں نے جیسا کہ حق تھا باآنکہ تمام روئے زمین اس کی مقبوضہ و محروسہ ہے اور بروز قیامت تمام آسمان اس کی قدرت سے لپیٹے ہوئے ہوں پاک اور بلند ہے وہ ان کے شرک سے۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ اس آیت کریمہ کا ترجمہ کرتے ہیں: اَیْ مَا عَظَّمُوْهُ جَلَّ جَلَالُهٗ حَقَّ عَظْمَتِهٖ اِذْ عَبَدُوْا غَيْرَهٗ تَعَالٰى وَ طَلَبُوْا مِنْ نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِبَادَةَ غَيْرِهٖ سُبْحٰنَهٗ۔ یعنی عظمت نہ کی حق تعالیٰ کی جیسا کہ عظمت کا حق تھا اس لئے کہ انہوں نے غیر اللہ کی پوجا شروع کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے غیر اللہ کی پرستش کا مطالبہ کیا۔ قَالَهُ الْحَسَنُ وَالسُّدِّیُّ۔

وَ قَالَ الْمُبَرِّدُ اَصْلُهٗ مِنْ قَوْلِهِمْ فُلَانٌ عَظِيْمُ الْقَدْرِ يُرِيْدُوْنَ بِذٰلِكَ جَلَالَتَهُمْ۔ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ میں جلالت شان اور عظمت ذات کا اظہار مقصود ہے اور قدر کی اصل پر فرماتے ہیں: وَ اَصْلُ الْقَدْرِ اِخْتِصَاصُ الشَّیْءِ بِعَظْمٍ اَوْ صِغْرٍ اَوْ مُسَاوَاةٍ۔

علامہ راغب رحمہ اللہ مفردات میں کہتے ہیں: اَیْ مَا عَرَفُوْا كُنْهَهٗ عَزَّ وَجَلَّ یعنی مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ کے یہ معنی ہیں کہ کنہ ذات اور عظمت صفات کو ان بے دینوں نے نہیں جانا۔

اور اس کو نہایت لطیف طریقہ پر آلوسی رحمہ اللہ نے واضح کر دیا چنانچہ فرمایا: اَلْعِجْزُ عَنْ دَرْكِ الْاِدْرَاكِ اِدْرَاكٌ وَالْبَحْثُ عَنْ كُنْهِ ذَاتِ اللّٰهِ اِشْرَاكٌ۔ کنہ ذات کے ادراک یعنی معرفت الٰہی کے کماحقہ ادراک کا انکار ہی درحقیقت ادراک ذات ہے اور ذات الٰہی کی عظمت سے ناواقفیت ہی تو شرک ہے۔ یعنی جس شخص کو معرفت الٰہی حاصل ہوئی تو اس نے معرفت کے باوجود یہ کہا کہ میں عظمت الٰہی سے کماحقہ بیگانہ ہوں یعنی عجز کا اظہار کیا کیونکہ کنہ ذات کا ادراک حقیقی ممکن ہی نہیں کیونکہ فانی باقی کی حقیقت کا کیونکر ادراک کر سکتا ہے اور لامتناہی متناہی کے ادراک میں کیونکر آ سکتا ہے لہٰذا

اہل معرفت کا اظہار عجز درحقیقت اپنی نفی اور معرفت الٰہی عزوجل کا اثبات ہے اور جو عظمت الٰہی عزوجل سے بیگانہ رہا تو وہ اس بے گانگی اور بے خبری کے سبب شرک میں مبتلا ہوا۔ اور اگر وہ مرتبۂ الٰہی عزوجل پہچانتے تو کبھی شرک پر مصر نہ ہوتے اور واجب تعالیٰ شانہ کی معرفت کے نور سے معمور و منور ہوتے۔ اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ سے مراد یعنی ان لوگوں نے خدا کی قدر نہ جانی مراد مشرک لوگ ہیں یا پھر وہ لوگ ہیں جنہوں نے محض روایات پڑھ کر کورانہ تقلید کی اور اپنے جہل پر مصر رہے ایسوں کو مشرک طریقت کہتے ہیں ورنہ ادراک ذات کا دعویٰ بھی عظیم خطا ہے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

سمجھ آئی سمجھ میں کچھ نہ آیا سمجھنا ہی تمہارا بس خطا ہے

اور وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ کا مفہوم واضح ہے کہ قبضہ بمعنی مقبوضہ ہے یعنی تمام روئے زمین اللہ جل وعلا شانہ کے قبضۂ اقتدار میں ہے جو چاہے اس میں تصرف فرمائے۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی اسی طرف گئے ہیں اور اس کے مفہوم پر روح المعانی میں فرمایا: قَبْضَتُهٗ لِاَنَّهٗ مَقْبُوْضَتُهٗ۔ البتہ ارض کو منفرد اور واحد ذکر کرنے پر فرماتے ہیں کہ یہ اس لئے ہے تاکہ سمجھا جائے کہ زمین کی تخلیق اول امر ہے اور یہ بتانا اس امر کو مستلزم نہیں کہ ارض سے مراد ایک ہی ارض ہے۔ بلکہ ارضین پر بھی باعتبار اول امر ارض کہا جاسکتا ہے اور ایسے ہی آسمانوں کے متعلق اسی قَبْضَتُهٗ پر عطف فرماتے ہوئے فرمایا: وَالسَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ قدرت جلیل اکبر یہ ہے کہ زمین اور آسمان اس کے داہنے ید قدرت بروز قیامت ہوں گے اس فرمانے سے صرف جلالت شان سے متنبہ کرنا مقصود ہے چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ بھی یہی فرماتے ہیں: قَالَ بَعْضُهُمْ اَلْمُرَادُ التَّنْبِیْهُ عَلٰی مَزِیْدِ جَلَالَتِهٖ عَزَّوَجَلَّ۔ جس کا مفہوم یہی نکلا کہ زمین و آسمان بتمامہ قبضۂ اقتدار میں ذات واجب تعالیٰ شانہ کے ہے اور اس کے سوا کوئی اس پر متصرف اور قابض نہیں اور یہ ملکیتیں جو کاشتکار اور زمیندار دکھاتے ہیں یہ تمام کی تمام مجازی ہیں نہ کہ حقیقۃً ان کا تصرف اس پر ہے۔

یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے لینڈ لارڈ مربعوں کے مالک اس مجازی تصرف و قبضہ کے باوجود عظمت الٰہی عزوجل کے سامنے جھکے ہوئے ہیں کہ ان کی مملوکہ محروسہ زمینوں پر ان کو حقیقی تصرف حاصل نہیں اور ہر وقت اس خطرے سے خالی نہیں ہیں کہ ان کی ملکیت ان سے چھن نہ جائے۔ دنیادار حاکم جب یہ اعلان کرتے ہیں کہ پندرہ ایکڑ سے زیادہ زمین نہیں رکھی جاسکتی تو ان کی پریشانیوں میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کو اپنا عارضی قبضہ و تصرف متزلزل نظر آتا ہے۔

قیامت کے روز اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے لے گا۔ پھر فرمائے گا کہاں ہیں جبار کہاں ہیں متکبر ملک و حکومت کے دعویدار پھر زمینوں کو لپیٹ کر اپنے دست قدرت میں لے گا اور یہی فرمائے گا کہ میں ہوں بادشاہ کہاں ہیں دنیا کے بادشاہ یعنی جو دنیا میں بڑے دعوے کرتے تھے آج ان کا قبضہ و تصرف کہاں ہے۔ بلا تصرف غیر ہم ہی زمین و آسمان پر متصرف ہیں اور بروز قیامت ارشاد ہوگا کہ لِمَنِ الْمُلْكُ الْیَوْمَ آج کون ہے جو ملک و مملکت کا مدعی ہو۔ بلکہ اَلْمُلْكُ یَوْمَئِذٍ لِّلّٰهِ۔ آج کے دن ملک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہے جو ہمیشہ سے متصرف تھا اور آج بھی ہے اور اپنی قدرت کاملہ کے اظہار میں اور بھی وضاحت کی اور فرمایا کہ یہ آسمان جس کے سایہ تلے مخلوق انسانی و حیوانی بس رہی ہے جس تک پہنچنے کے لئے سائنس والے اپنی قوت پرواز سیارات کی مدد سے دکھا رہے ہیں اور یہاں تک دعوے کر رہے ہیں کہ چاند میں ایروڈرم بھی بنا رہے ہیں اور وہاں تک پہنچنے کے لئے شعاعیں اپنے ہائیڈروجن بم میں ریزرو کر رہے ہیں۔

Marfat.com

لیکن اس افسانے کو سنتے سنتے ہمیں بھی تقریباً چالیس سال گزر گئے ہیں مگر جو ایٹم بم چلا اس میں بندر کو بٹھایا، چوہار کھا کتے کو بند کیا محض اس امر کو دیکھنے کے لئے کہ وہاں کی لطافت ہوا ان کو زندہ چھوڑتی ہے یا نہیں۔ وائرلیس کے ذریعہ ان جانے والوں کی سانس سنتے رہے یہاں تک کہ وہ سانس والے تو کہاں وہ بم ہی جل کر فضاء ہوائیہ میں فنا ہو گیا۔ اگرچہ قرآن کریم اس کو بھی بتاتا ہے کہ وہ جانے والے کیسے جائیں گے اور کس طرح دم زدن میں واپس آ کر حالات بتائیں گے جیسا کہ واقعہ معراج سے وضاحت ہوگئی ہے چنانچہ ارشاد ہے: یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾۔

جس کے معنی یہ ہیں کہ جن تو اپنی جماعتوں کے ساتھ قبل بعثت مصطفیٰ علیہ التحیہ والثناء آسمانوں پر چلے جاتے اور وہاں فرشتوں کا کلام سنتے اور خبروں کے ساتھ واپس آتے اور جن انسانوں سے زیادہ قوی ہیں تاہم قوت کے بغیر نکلنا ممکن نہیں اور اِلَّا بِسُلْطٰنٍ کے تحت قوت سے مراد روحانی قوت ہے جو فیضان الٰہی عزوجل کا نتیجہ ہے یعنی اگر یہ زمین کے کناروں سے نکلیں گے تو قوت کے ساتھ اور یہ نکلنا بھی بس آنا جانا ہی ہوگا اور وہ بھی قطعی نہیں کہ فی نفسہ پہنچے تاہم بڑے زور شور سے دعوے جاری ہیں کہ ہم آسمانوں پر پہنچیں گے۔

امریکہ اور روس آسمانوں پر پہنچنے اور چاند و مریخ کی تسخیر کے تصور کے تحت وہاں زمینیں الاٹ کرنے کا اعلان کر رہے ہیں۔ اگرچہ آج تک وہ کر نہ سکے اور نہ کر سکیں گے مگر جو پہنچے ان کے لئے اِلَّا بِسُلْطٰنٍ فرما کر استثناء کیا کہ قوت نبوت اس شان پر ہے کہ اگر خدا چاہے تو انہیں براق کی برق رفتاری نہ صرف آسمانوں پر عبور کرائے بلکہ جنت دوزخ، حور و غلمان اور تمام ملکوت السموات کی سیر کرا کر دم زدن میں بلکہ طرفۃ العین میں واپس لے آئے اور یادداشت کی یہ شان ہو کہ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَ مَا طَغٰی اور وَ هُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰی تک پہنچا کر واپس مسجد حرام میں لے آیا۔ خیر بحث طویل ہے اس کو ان شاء اللہ سورۂ نجم کی تفسیر میں تفصیلاً بیان کریں گے یہاں تو صرف یہ دکھانا مقصود ہے کہ اس قادر قیوم کی قدرت کاملہ کا ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ

وَ السَّمٰوٰتُ مَطْوِیّٰتٌۢ بِیَمِیْنِهٖ۔ آسمان اس کے ید قدرت میں لپیٹے ہوئے ہوں گے جیسا کہ دوسری جگہ فرمایا: یَوْمَ نَطْوِی السَّمَآءَ كَطَیِّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ۔ چنانچہ ارباب لغت مَطْوِیّٰتٌۢ کے ترجمہ میں فرماتے ہیں: طَیُّ السِّجِلِّ لِلْكُتُبِ بِقُدْرَتِهِ الَّتِیْ لَا یَتَعَاصَاهَا شَیْءٌ۔ یعنی اپنی قدرت کاملہ سے وہ آسمانوں کو ایسے لپیٹ دے گا جیسے کاغذ کے جز لپیٹ دیئے جاتے ہیں اور اس بیان میں یہ رمز ہے کہ سننے والا سمجھ سکے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی قدرت کاملہ وہ نہیں جسے مشرکین مثالوں میں ارضی وسماوی کہہ کر ذات واجب تعالیٰ شانہ پر بحثیں کرتے ہیں چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَ فِیْهِ رَمْزٌ اِلٰی مَا یُشْرِكُوْنَهٗ مَعَهٗ عَزَّوَجَلَّ اَرْضِیًّا كَانَ اَمْ سَمَاوِیًّا مَقْهُوْرٌ تَحْتَ سُلْطَانِهٖ جَلَّ شَانُهٗ وَ عَزَّ سُلْطَانُهٗ فَالْقَبْضَةُ مَجَازٌ عَنِ الْمُلْكِ اَوِ التَّصَرُّفِ كَمَا یُقَالُ بَلَدٌ كَذَا فِیْ قَبْضَةِ فُلَانٍ وَالْیَمِیْنُ مَجَازٌ عَنِ الْقُدْرَةِ التَّامَّةِ۔ اور اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ تو پروردگار کے ساتھ شرک کر رہے ہیں زمینیں ہوں یا آسمان پروردگار عالم کے قبضہ وتصرف میں ہیں اور قبضہ ملکیت وحکومت یا تصرف کا مجاز ہوتا ہے جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ فلاں شہر فلاں کے قبضہ میں ہے اور دائیں ہاتھ میں ہونے سے مراد مکمل قدرت وتصرف ہے۔ تاہم اللہ تعالیٰ اعضاء و جوارح سے منزہ ہے جیسے ہمارے زمانے میں حکومت ایوبی ہے اور پاکستان اس کے قبضہ وتصرف میں ہے لیکن یہ قبضہ وتصرف مجازی ہے

Marfat.com

حقیقی نہیں جبکہ خداوند عالم حقیقتاً قادر و متصرف ہے اور وہ فرماتا ہے بلا تصرف غیر ہم ہی زمین و آسمان پر متصرف ہیں۔

اور جب سے اللہ تعالیٰ نے اسرافیل کو پیدا کیا ہے ان کے منہ کے ساتھ صور ہے اور وہ منتظر ہیں کہ انہیں اشارۂ نفخ صور کا ہو اور وہ پھونکیں۔

حقیقت صور

وَالصُّوْرُ قَرْنٌ عَظِيْمٌ فِيْهِ ثَقَبٌ بِعَدَدِ كُلِّ رُوْحٍ مَّخْلُوْقَةٍ وَ نَفْسٍ مَّنْفُوْسَةٍ۔ اور صور ایک بہت لمبا چوڑا سینگ ہے جس میں تمام مخلوق کی تعداد کے مطابق سوراخ ہیں۔

اور ایک روایت میں ابوالشیخ نے وہب سے روایت کی: اِنَّهٗ مِنْ لُؤْلُؤَةٍ بَيْضَآءَ فِيْ صَفَآءِ الزُّجَاجَةِ بِهٖ ثَقَبٌ دَقِيْقَةٌ بِعَدَدِ الْاَرْوَاحِ وَ فِيْ وَسْطِهٖ كُوَّةٌ كَاسْتِدَارَةِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ نَحْنُ نُؤْمِنُ بِهٖ وَ نُفَوِّضُ كَيْفِيَّتَهٗ اِلٰى عَلَّامِ الْغُيُوْبِ جَلَّ شَانُهٗ۔ کہ وہ صور ایک شفاف موتی ہے جو مثل شیشہ کے روشن ہے اس میں بہ تعداد ارواح سوراخ ہیں اور اس کے بیچ میں ایک کھڑکی ہے کہ جس سے تمام مخلوق زمین و آسمان کی نظر آتی ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اعتقاد ہمارا اس پر ایمان ہے اور اس کی کیفیت اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے۔

اور بعض نے صور کو بفتح واؤ پڑھ کر صور مخلوق مراد لیا بہر حال قرأت قتادہ میں اگر چہ نُفِخَ فِي الصُّوَرِ آیا مگر احناف نے قراءت حفص کے مطابق صور ہی پڑھا ہے۔ لہٰذا ہم اللہ اعلم بمرادہ کہہ کر اس بحث کو ختم کرتے ہیں آگے ارشاد ہے:

فَصَعِقَ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ ؕ

صور پھونکا جائے گا تو بے ہوش ہو جائیں گے زمین و آسمان والے مگر جسے اللہ چاہے۔

اس استثناء میں مفسرین کے متعدد اقوال ہیں:

جمل اور تفسیر کبیر میں کہا کہ وہ مستثنیٰ بقول ابن عباس رضی اللہ عنہما کہ نفخہ صعق سے تمام آسمان و زمین والے مرجائیں گے سوائے جبرائیل و مکائیل و اسرافیل و ملک الموت کے پھر اللہ تعالیٰ دونوں نفخوں کے درمیان جو چالیس برس کی مدت ہے اس میں ان فرشتوں کو بھی موت دے گا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ شہداء ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں بَلْ اَحْيَآءٌ نازل ہوا ہے حدیث شریف میں بھی ہے کہ وہ شہداء جو تلواریں حمائل کئے گرد عرش حاضر ہوں گے۔

تیسرا قول حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا ہے کہ اس مستثنیٰ میں حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جو اس سے پہلے کوہ طور پر بے ہوش ہو چکے تھے اس لئے آپ اس نفخہ سے مستثنیٰ مستیقظ و ہوشیار رہیں گے۔

چوتھا قول یہ ہے کہ مستثنیٰ جنت کی حوریں اور عرش و کرسی کے رہنے والے ہیں۔

اور ضحاک رحمہ اللہ کا قول ہے کہ مستثنیٰ رضوان اور حوریں اور وہ فرشتے ہیں جو جہنم پر مامور ہیں وہ اور جہنم کے سانپ و بچھو ہیں۔ اور ایسا ہی روح المعانی میں آلوسی رحمہ اللہ نے اور درمنثور میں اور تفسیر نسفی میں بیان کیا ہے۔

لیکن میں کہتا ہوں کہ جب نفخ صور سے مستثنیٰ موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ملائکہ مقربین اور حاملان عرش حتیٰ کہ جہنم کے مالک تک مراد ہیں تو لازمی طور پر یہ ماننا پڑے گا کہ ہمارے حضور امام الانبیاء سید الاصفیاء رئیس الملائکہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بطریق

اولیٰ مستثنیٰ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفخ صور اولیٰ اور نفخۂ ثانیہ سب کی حقیقت ہی بیان نہیں فرمائی بلکہ ملائکہ علیہم السلام کے جسم وجسمانیت کا عرض وطول بھی بیان فرما کر مدت صور اولیٰ اور صور ثانیہ ظاہر کر دی اور چالیس کے عدد کی تصریح ابوداؤد کی حدیث میں ثابت کی اور فرمایا: اِنَّهَا اَرْبَعُوْنَ عَامًا کہ اس اربعون سے مراد چالیس سال ہیں پھر ارشاد ہے:

ثُمَّ نُفِخَ فِيْهِ اُخْرٰى فَاِذَا هُمْ قِيَامٌ يَّنْظُرُوْنَ ۞ -

پھر مدت معہودہ کے بعد دوسرا نفخ ہوگا تو وہ سب مخلوق قبروں سے نکل کر حیرت زدہ دیکھ رہی ہوگی۔ کہ رب کیا حکم دیتا ہے اور فکر مند ہوگی کہ ان کے ساتھ رب کیا کرتا ہے۔

بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، امام احمد وغیرہ رحمہم اللہ ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اور حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس استثناء کے زیادہ حقدار ہیں جو اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ میں ہے۔ چنانچہ آپ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّرْفَعُ رَأْسَهٗ فَاِذَا اَنَا بِمُوْسٰى اٰخِذٌ بِقَائِمَةٍ مِّنْ قَوَائِمِ الْعَرْشِ فَلَا اَدْرِيْ اَرَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ تَعَالٰى۔ پس میں سب سے اول ہوں گا جسے اٹھایا جائے گا تو میں موسیٰ علیہ السلام کو دیکھوں گا کہ وہ عرش الٰہی کے پایوں میں سے ایک پایہ کو تھامے ہوئے ہوں گے پس مجھے نہیں معلوم کہ وہ مجھ سے پہلے اٹھائے ہوئے ہوں گے یا ان میں سے ہوں گے جن کا اللہ تعالیٰ نے استثناء فرمایا۔

بخاری، مسلم، نسائی اور ترمذی وغیرہ میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک حبر آیا (جو نصاریٰ کی اصطلاح میں عالم کے معنی دیتا ہے) اور اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو قیامت کے دن ایک انگلی میں اٹھا لے گا اور زمین کو ایک انگلی پر اور تمام درختوں کو ایک انگلی پر اور پانی وفضا ایک انگلی پر اور تمام مخلوقات کو ایک انگلی پر اٹھا کر فرمائے گا کہ میں ملک مطلق ہوں۔

یہ بیان سن کر اس نصرانی عالم پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنے ہنسے کہ کیلے دانتوں کے ظاہر ہو گئے اور پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی رکوع شروع سے تلاوت فرمایا اور وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ سے سنایا حالانکہ اس کی تاویل میں متاولین نے فرمایا کہ انگلیوں پر اٹھانا یا سیدھے ہاتھ میں لینا یہ بمعنی عدم کلفت ہے نہ کہ بمعنی حقیقی۔ چنانچہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں یہی بحث اس طرح بیان فرماتے ہیں:

فَقَدْ اَخْرَجَ الْبُخَارِيُّ وَ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِيُّ وَالنَّسَائِيُّ وَغَيْرُهُمْ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ حِبْرٌ مِّنَ الْاَحْبَارِ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ اِنَّا نَجِدُ اللّٰهَ يَحْمِلُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّالْاَرَضِيْنَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالشَّجَرَ عَلٰى اِصْبَعٍ وَالْمَآءَ وَالثَّرٰى عَلٰى اِصْبَعٍ وَ سَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى اِصْبَعٍ فَيَقُوْلُ اَنَا الْمَلِكُ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ تَصْدِيْقًا لِقَوْلِ الْحِبْرِ ثُمَّ قَرَأَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ الْاٰيَةَ وَ الْمُتَاَوِّلُوْنَ يَتَاَوَّلُوْنَ الْاَصَابِعَ عَلَى الْاِقْتِدَارِ وَ عَدَمِ الْكُلْفَةِ كَمَا فِيْ قَوْلِ الْقَائِلِ اَقْتُلُ زَيْدًا بِاِصْبَعِيْ۔

اور ایک واقعہ اسی کی تائید میں اور ہے جو آیت کریمہ کا شان نزول بھی ہے جس کو امام احمد ترمذی بیہقی وغیرہ رحمہم اللہ صحیح فرماتے ہیں: حَيْثُ قَالَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَرَّ يَهُوْدِيٌّ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ هُوَ

Marfat.com

جَالِسٌ قَالَ كَيْفَ تَقُوْلُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ اِذَا وَضَعَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ عَلٰى ذِهٖ وَ اَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْاَرْضِيْنَ عَلٰى ذِهٖ وَالْجِبَالَ عَلٰى ذِهٖ وَ سَائِرَ الْخَلْقِ عَلٰى ذِهٖ كُلُّ ذٰلِكَ يُشِيْرُ بِاَصَابِعِهٖ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک یہودی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزرا اور آپ تشریف فرما تھے اس نے کہا اے ابوالقاسم آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں جبکہ اللہ آسمانوں کو ایک انگلی پر روک لے گا اور اس نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور زمینوں کو ایک انگلی پر اور پہاڑوں کو ایک انگلی پر اور ساری مخلوق کو ایک انگلی پر اس نے اسی طرح اپنی ساری انگلیوں سے اشارہ کیا اور کہا کیونکر ہوگا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ نازل کی۔

اور بعض متاولین نے فرمایا یہ سب اشارات ہیں تمثیل میں اور بعض نے کہا یہ آیت ہی اعتقاد یہود کے رد میں نازل ہوئی کہ ان کے زعم میں اللہ تعالیٰ کی انگلیاں تھیں اور ہر انگلی پر زمین و آسمان پہاڑ اور تمام مخلوق اٹھائی جائے گی اَعَاذَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى عَمَّا يَفْتَرُوْهُ اور اسی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہنستے ہوئے ان کے اعتقاد باطل کا ابطال فرمایا۔

اور علامہ امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو وَالْاَرْضُ جَمِيْعًا پر مٹھی بند فرمائی یہ محض تمثیلاً فرمایا ورنہ حقیقۃً اس کی قوت مطلقہ کا اظہار مقصود تھا اور یہ دکھانا تھا کہ اس کی شان جبروتی اس کے قبضہ اقتدار میں مقبوضہ ومملوکہ ہے چنانچہ آخر میں ارشاد ہوا: سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ پاک اور بلند ہے وہ ذات جس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَنُفِخَ فِي الصُّوْرِ۔ اور پھونکا جائے گا صور۔

نفخ صور کی حقیقت روح المعانی میں اس طرح منقول ہے کہ نفخ صور کرنے والے حضرت اسرافیل علیہ السلام ہیں اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے اس پر اجماع نقل کیا ہے۔

اور ایک حدیث جس کو ابن ماجہ، بزار اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً نقل کیا ہے اور نفخ صور کے نافخ دو ہیں اور اس کی تائید میں دوسری احادیث بھی ہیں۔ احمد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ یقیناً نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا دونوں صور پھونکنے والے دوسرے آسمان میں ہوں گے ان دونوں میں سے ایک کا سر مشرق میں اور پاؤں مغرب میں وہ منتظر ہوں گے کہ انہیں کب حکم دیا جائے کہ وہ دونوں پھونکیں صور میں پس وہ پھونکیں گے۔ اور بعض آثار میں جو اس پر دلالت کرتا ہے کہ یقیناً وہ ایک ہی ہے اور وہ صور ہے جو حضرت اسرافیل علیہ السلام کے ساتھ ہے اور جب سے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے وہ انتظار میں ہیں کہ انہیں کب حکم ملے اور وہ اس صور میں پھونکیں۔

اور جب نفخ صور ہو تو سب بے ہوش ہو جائیں اور میں اچانک دیکھوں گا کہ موسیٰ علیہ السلام عرش اعظم کا پایہ پکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ البتہ اس کے ساتھ یہ فرمایا کہ فَلَا اَدْرِيْ اَرَفَعَ رَاْسَهٗ قَبْلِيْ اَوْ كَانَ مِمَّنِ اسْتَثْنَى اللّٰهُ تَعَالٰى یعنی میں نہیں جانتا کہ موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے سر اٹھائیں گے یا وہ ہوں گے ان میں سے جنہیں اللہ نے مستثنیٰ کیا۔

اس مضمون سے واضح ہو گیا کہ استثناء میں مستثنیٰ صرف اور صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں جیسے تیسرے پارہ میں بھی فرمایا گیا ہے ان تمام مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ اور وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا لِمَنْ اَذِنَ لَهٗ

Marfat.com

ان تمام استثناء کے مستثنیٰ منہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو کوئی وجہ نہیں کہ اِلَّا مَنْ شَآءَ اللّٰهُ کے مستثنیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ہوں فَتَدَبَّرْ وَ تَاَمَّلْ۔

اور علامہ قرطبی رحمہ اللہ نے تو جملہ انبیاء ورسل علیہم السلام کے لئے صعق تسلیم نہیں کیا اور موت نہیں مانی چنانچہ حدیث میں بھی آیا ہے: كَمَا رَوَى ابْنُ مَاجَةَ اَلْاَنْبِيَاءُ اَحْيَآءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ وَ نَبِيُّ اللّٰهِ حَيٌّ يُرْزَقُ۔ چنانچہ قرطبی رحمہ اللہ کا قول ہے جسے روح المعانی سے ہم نقل کرتے ہیں:

وَرَدَّهُ الْقُرْطَبِيُّ بِاَنَّ اَخْذَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ بِقَائِمَةِ الْعَرْشِ اِنَّمَا هُوَ عِنْدَ نَفْخَةِ الْبَعْثِ وَادَّعٰى اَنَّ الصَّحِيْحَ اَنْ لَيْسَ اِلَّا نَفْخَتَانِ لَا ثَلَاثٌ وَلَا اَرْبَعٌ كَمَا قِيْلَ ثُمَّ قَالَ وَالَّذِيْ يُزِيْحُ الْاِشْكَالَ مَا قَالَ بَعْضُ مَشَائِخِنَا اِنَّ الْمَوْتَ لَيْسَ بِعَدَمٍ مَحْضٍ بِالنِّسْبَةِ لِلْاَنْبِيَآءِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ وَالشُّهَدَآءِ فَاِنَّهُمْ مَوْجُوْدُوْنَ اَحْيَآءٌ وَاِنْ لَّمْ نَرَهُمْ فَاِذَا نُفِخَتْ صَعِقَ كُلُّ مَنْ فِي السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ وَ صَعْقَةُ غَيْرِ الْاَنْبِيَآءِ مَوْتٌ وَ صَعْقَتُهُمْ غَشْيٌ فَاِذَا كَانَتْ نَفْخَةُ الْبَعْثِ عَاشَ مَنْ مَاتَ وَاَفَاقَ مَنْ غُشِيَ عَلَيْهِ وَلِذَا وَقَعَ فِي الصَّحِيْحَيْنِ فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّفِيْقُ اِنْتَهٰى۔

اور علامہ قرطبی نے رد کیا کہ موسیٰ علیہ السلام جو عرش اعظم کا پایہ پکڑے ہوں گے تو ایسا نفخۂ بعث ہی کے ساتھ مخصوص ہے نہ کہ نفخۂ اولیٰ اور ثانیہ میں اس لئے کہ انبیاء کرام اور شہداء کے لئے موت نہیں ہے وہ زندہ موجود ہیں اگرچہ ہم ان کو نہیں دیکھ سکتے اور نفخۂ اولیٰ اور ثانیہ میں سب پر موت طاری ہوگی مگر انبیاء وشہداء اس سے مستثنیٰ ہیں اور صعقہ انبیاء کے سواسب کے لئے موت ہے۔ اور انبیاء کا صعقہ بطور غشی کے ہوگا نہ کہ بصورت موت اب جب نفخۃ البعث ہوگا تو جو مر گیا ہے وہ زندہ ہو جائے گا اور جس پر غشی تھی اس کو افاقہ ہو جائے گا۔

اس لئے صحیحین میں حدیث ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: فَاَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ يَّفِيْقُ کہ سب سے پہلے میں ہوں گا کہ جس کو اس غشی سے افاقہ ہوگا۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ۔ مذکورہ بالا مضمون سے مانحن فیہ پر کافی روشنی پڑ گئی اب اس کے بعد وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا کی تفسیر ملاحظہ ہو کما قال تعالیٰ:

وَاَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا۔ اور زمین روشن ہو جائے گی اپنے رب کے نور سے۔

تفسیر جمل میں اس کی تشریح یوں ہے کہ وہ روشنی بہت تیز ہوگی یہاں تک کہ اس میں سرخی کی جھلک ہوگی اور یہ زمین جس پر رہتے بستے ہیں یہ نہیں ہوگی بلکہ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ اس دن محفل حشر سجانے کے لئے زمین بھی بدل جائے گی۔ سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ اشراق جس سے زمین روشن ہوگی اور جگمگا اٹھے گی وہ اس چاند سورج کا نور نہ ہوگا بلکہ وہ نور کوئی انوکھا ہی نور ہوگا۔

میں کہتا ہوں کہ وہ انوکھا نور وہی انوکھے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی ہو سکتا ہے جنہیں قرآن کریم نے قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ فرمایا ہے اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں اس نور کی مثل نہیں اور نہ ہی یہ نور چاند اور سورج کا نور ہوگا بلکہ یہ اور ہی نور ہوگا جس کو اللہ تعالیٰ پیدا فرمائے گا اور زمین روشن ہو جائے گی یعنی نور محمدی ﷺ جلوہ گر ہوگا جو مخلوق ہے اور اس کے انوار سے زمین جگمگا اٹھے گی جیسا کہ آپ کا ارشاد ہے کہ سب سے پہلا میں ہی ہوں گا جس کے لئے زمین شق ہوگی اور کدورت

Marfat.com

محشورہ کے بیان کے بعد کہ لوگ قبروں سے نکل کر انتظار کریں گے کہ آئندہ ہمارے متعلق کیا ہوگا فرمایا: اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا مفسرین نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد ارض محشر ہے نہ کہ ارض دنیا۔

اور علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ فِي الصَّحِيْحِ يُحْشَرُ النَّاسُ عَلٰى اَرْضٍ بَيْضَاءَ عَفْرَاءَ كَقُرْصَةِ النَّقِيِّ لَيْسَ فِيْهَا عَلَمٌ لِاَحَدٍ وَ هُوَ اَوْسَعُ بِكَثِيْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ الْمَعْرُوْفَةِ۔ صحیح روایت یہ ہے کہ لوگ محشور کئے جائیں گے سفید وستھری زمین پر جیسے صاف کی ہوئی ٹکیہ۔ اس کا علم کسی کو نہیں کہ وہ چاندی کی ہو یا کسی اور چیز کی۔ یہ واضح ہے کہ اس زمین کے علاوہ وہ زمین ہوگی۔

بعض روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ زمین چاندی کی ہوگی مگر اس روایت کی تصحیح نہیں ہوئی۔ بہر حال وہ روشن ہوگی اللہ تعالیٰ کے نور سے اور بروایت ابن عباس رضی اللہ عنہما یہ ثابت ہوتا ہے کہ نور شمس وقمر کے واسطہ کے بغیر وہ زمین جگمگائے گی اور ظاہر ہے کہ نور شمس وقمر نور مصطفیٰ سے مستنیر ہے چنانچہ کسی عاشق نے تصریح کی ہے اور کہا ہے:

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ وَ اللَّيْلُ دَجٰى مِنْ وَّفْرَتِهٖ
فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلٰى اَهْدَى السُّبُلَا بِدَلَالَتِهٖ
كَنْزُ الْكَرَمِ مَوْلَى النِّعَمِ هَادِى الْاُمَمِ لِشَرِيْعَتِهٖ
سَلَكَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ
فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَيِّدُنَا فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ

اس نعت سے بھی واضح ہوتا ہے کہ لیل ونہار کا اشراق وسواد چہرۂ زیبائے مصطفیٰ اور گیسوئے دجیٰ سے ہے اور یہی کیا وجود کائنات حتیٰ کہ انبیاء ورسل سب کا ظہور صدقۂ مصطفیٰ ﷺ میں ہے۔ تو وَ اَشْرَقَتِ الْاَرْضُ بِنُوْرِ رَبِّهَا سے مراد نور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زیادہ قریب الفہم ہے۔ اس کے علاوہ بھی روح المعانی میں زمین کے جگمگانے کو متعدد تاویلات سے واضح کیا اور اس پر مثالیں بھی دیں وہ یہاں غیر ضروری سمجھ کر نہیں لکھی گئیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَوُضِعَ الْكِتٰبُ وَجِايْٓءَ بِالنَّبِيّٖنَ وَالشُّهَدَآءِ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۶۹﴾

اور رکھی جائے گی کتاب اور لائے جائیں گے انبیاء اور یہ نبی اور اس کی امت کے لوگ ان پر گواہ ہوں گے اور لوگوں میں سچا فیصلہ فرمادیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

اور کتاب سے مراد اعمال کی کتاب ہے حساب کے لئے یا پھر اس سے مراد لوح محفوظ ہے جس میں دنیا کے تمام احوال قیامت تک مفصل موجود ہیں یا ہر شخص کا اعمال نامہ ہے جو اس کے ہاتھ میں موجود ہوگا۔

اور انبیاء علیہم السلام کے سامنے شہداء رحمہم اللہ کا لانا بایں معنی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغ انبیاء کی شہادت دیں گے اور اسی شہادت پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہوگا۔ اور یہی تشریح روح المعانی میں آلوسی رحمہ اللہ نے کی۔ اس تشریح وتفصیل سے مقام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا اعلیٰ ہونا ثابت ہوگیا۔ اور آیت کریمہ فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا سے بھی منصب مصطفیٰ ﷺ واضح ہوتا ہے اور وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ کہہ کر تصدیق شہادت سید الانبیاء فرمادی جس سے واضح ہوگیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت کبھی غلط نہیں ہوسکتی۔ آگے ارشاد ہے:

Marfat.com

وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۷۰﴾۔

اور پورا پورا دیا جائے گا ہر جان کو اس کے عمل کے مطابق اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جو جس نے عمل کیا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ پر کسی کا عمل مخفی نہیں ہے۔

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَاۗءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ۭ قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۱﴾

اور ہانکے جائیں گے وہ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہاں جائیں گے کھول دیئے جائیں گے جہنم کے دروازے اور اس کے داروغے ان سے کہیں گے کیا نہ آئے تھے تمہارے پاس رسول جو تم ہی میں سے تھے اور تم پر تمہارے رب کی آیتیں پڑھتے تھے اور ڈراتے تھے تم کو اس دن کے آنے سے وہ کہیں گے بے شک مگر عذاب مقدر ہو چکا تھا کفر کرنے والوں پر

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۲﴾

کہا جائے گا اب داخل ہو جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ ہمیش کو۔ اس میں رہو تو بہت برا ہے مقام متکبروں کا

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ﴿۷۳﴾

اور چلائے گا ان کا رب انہیں جنت کی طرف جو پرہیز گار ہیں گروہ گروہ یہاں تک کہ جب وہ آئیں گے اس جنت پر اور دروازے کھول دیئے جائیں گے اس کے اور کہیں گے داروغے جنت کے تم پر سلام ہو مبارک ہو ہمیشہ اس میں رہو

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ نَشَاۗءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ ﴿۷۴﴾

اور کہیں گے جنتی تمام حمدیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور وارث کیا ہمیں جنت کی زمین کا کہ ہم جنت میں رہیں جہاں چاہیں تو کیا ہی اچھا بدلہ ہے کام کرنے والوں کا

وَتَرَى الْمَلٰۗىِٕكَةَ حَاۗفِّيْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِيْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۷۵﴾

اور تم فرشتوں کو دیکھو گے عرش کے آس پاس حلقہ کئے اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور لوگوں میں حق کے ساتھ فیصلہ فرما دیا جائے گا اور کہا جائے گا کہ سب تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جو جہانوں کا پروردگار ہے

Marfat.com

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

وَ-اور	سِیْقَ-چلائے جائیں گے	الَّذِیْنَ-وہ جو	كَفَرُوْٓا-کافر ہیں
اِلٰی-طرف	جَهَنَّمَ-جہنم کی	زُمَرًا-گروہ گروہ	حَتّٰٓی-یہاں تک کہ
اِذَا-جب	جَآءُوْ-آئیں گے	هَا-اس کے پاس	فُتِحَتْ-کھولے جائیں گے
اَبْوَابُهَا-اس کے دروازے	وَ-اور	قَالَ-کہیں	لَهُمْ-ان کو
خَزَنَتُهَآ-اس کے داروغے	اَ-کیا	لَمْ-نہ	یَاْتِكُمْ-آئے تمہارے پاس
رُسُلٌ-رسول	مِّنْكُمْ-تم میں سے	یَتْلُوْنَ-پڑھتے تھے	عَلَیْكُمْ-تم پر
اٰیٰتِ-آیتیں	رَبِّكُمْ-تمہارے رب کی	وَ-اور	یُنْذِرُوْنَكُمْ-ڈراتے تم کو
لِقَآءَ-ملاقات	یَوْمِكُمْ-تمہارے دن	هٰذَا-اس کی سے	قَالُوْا-کہیں گے
بَلٰی-کیوں نہیں	وَ-اور	لٰكِنْ-لیکن	حَقَّتْ-حق ہوئی
كَلِمَةُ-بات	الْعَذَابِ-عذاب کی	عَلَی-اوپر	الْكٰفِرِیْنَ-کافروں کے
قِیْلَ-کہا جائے گا	ادْخُلُوْٓا-داخل ہو جاؤ	اَبْوَابَ-دروازے	جَهَنَّمَ-دوزخ میں
خٰلِدِیْنَ-ہمیشہ رہیں گے	فِیْهَا-اس میں	فَبِئْسَ-تو برا ہے	مَثْوَی-ٹھکانہ
الْمُتَكَبِّرِیْنَ-تکبر والوں کا	وَ-اور	سِیْقَ-چلائے جائیں گے	الَّذِیْنَ-وہ جو
اتَّقَوْا-ڈرتے ہیں	رَبَّهُمْ-اپنے رب سے	اِلَی-طرف	الْجَنَّةِ-جنت کی
زُمَرًا-گروہ گروہ	حَتّٰٓی-یہاں تک کہ	اِذَا-جب	جَآءُوْ-آئیں گے
هَا-اس کو	وَ-اور	فُتِحَتْ-کھولے جائیں گے	اَبْوَابُهَا-اس کے دروازے
وَ-اور	قَالَ-کہیں گے	لَهُمْ-ان کو	خَزَنَتُهَا-اس کے داروغے
سَلٰمٌ-سلام ہو	عَلَیْكُمْ-تم پر	طِبْتُمْ-مبارک ہو	فَادْخُلُوْ-داخل ہو جاؤ
هَا-اس میں	خٰلِدِیْنَ-ہمیشہ رہنے والے	وَ-اور	قَالُوْا-کہیں گے
الْحَمْدُ-سب تعریفیں	لِلّٰهِ-اللہ کو ہیں	الَّذِیْ-جس نے	صَدَقَنَا-سچ کر دیا ہم سے
وَعْدَ-وعدہ	هٗ-اپنا	وَ-اور	اَوْرَثَنَا-وارث کیا ہم کو
الْاَرْضَ-زمین کا	نَتَبَوَّاُ-ہم جگہ پکڑتے ہیں	مِنَ الْجَنَّةِ-جنت سے	حَیْثُ-جہاں
نَشَآءُ-ہم چاہیں	فَنِعْمَ-تو اچھا ہے	اَجْرُ-اجر	الْعٰمِلِیْنَ-عمل کرنے والوں کا
وَ-اور	تَرَی-دیکھے گا تو	الْمَلٰٓئِكَةَ-فرشتوں کو	حَآفِّیْنَ-گھیرے ہوئے
مِنْ حَوْلِ-گرداگرد	الْعَرْشِ-عرش کا	یُسَبِّحُوْنَ-تسبیح کرتے ہیں	بِحَمْدِ-ساتھ تعریف
رَبِّهِمْ-اپنے رب کے	وَ-اور	قُضِیَ-فیصلہ کیا جائے گا	بَیْنَهُمْ-ان میں
بِالْحَقِّ-انصاف سے	وَ-اور	قِیْلَ-کہا جائے گا	الْحَمْدُ-سب تعریفیں

Marfat.com

لِلّٰهِ۔ اللہ کی ہیں جو رَبِّ۔ رب ہے الْعٰلَمِیْنَ۔ سب جہانوں کا

حل لغات نادرہ

وَسِیْقَ بوزن قِیْلَ وَ بِیْعَ۔ مجہول کا صیغہ ہے اور سوق سے ماخوذ ہے اور سوق کہتے ہیں ہنکانے اور چلانے کو۔

زُمَرًا۔ زُمَرْ جمع ہے زمرہ کی اور زمرہ کہتے ہیں جماعت کو یہ مشتق ہے زمرے سے جس کے اصل معنی آواز کے ہیں چونکہ جماعت بھی آواز سے خالی نہیں ہوتی اس وجہ میں زمرہ کو جماعت کہتے ہیں۔

حَقَّتْ۔ یہ چار معنی میں مستعمل ہے منجملہ ان کے كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ ہے اور قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ جس کے معنی بحسب مقتضائے حکمت کسی کے لئے مقرر اور متعین ہونا ہے۔ (مفردات)

مَثْوٰى۔ ٹھکانہ کے معنی دیتا ہے۔

طِبْتُمْ۔ یہ لفظ خوشخبری اور مژدہ کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے چنانچہ طِبْتُمْ کے معنی بنتے ہیں تم بڑے مزے میں رہے۔

نَتَبَوَّاُ۔ رہنے کے معنی میں ہے۔

حَآفِّیْنَ۔ حفوف سے ماخوذ ہے اور حفوف کہتے ہیں کسی چیز کے گھیرنے اور اس کے ارد گرد پھرنے کو حَفَّ الْقَوْمُ بِسَيِّدِهِمْ يَحُفُّوْنَ حَفًّا اِذَا طَافُوْا بِهٖ۔

مختصر تفسیر اردو آٹھواں رکوع - سورۃ زمر - پ ۲۴

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اِلٰى جَهَنَّمَ زُمَرًا ؕ۔

اور چلائے جائیں گے وہ جو کافر ہوئے جہنم کی طرف گروہ گروہ۔

اس سے مراد قیدیوں کی طرح ذلت سے جہنم کی طرف لے جانا ہے۔ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

اَیْ سِیْقُوْا اِلَیْهَا بِالْعُنْفِ وَالْاِهَانَةِ اَفْوَاجًا مُتَفَرِّقَةً بَعْضَهَا فِیْ اَثْرِ بَعْضٍ مُتَرَتِّبَةً حَسَبَ تَرَتُّبِ طَبَقَاتِهِمْ فِی الضَّلَالَةِ وَالشَّرَارَةِ۔ اور جہنم کی طرف ہانکے جائیں گے سختی اور درشتی اور ذلت کے ساتھ۔ اور زمر کا ترجمہ افواج متفرقہ کیا اور بعض ان میں اپنی گمراہی کے درجات کے مطابق اور بعض اپنے برے اعمال کے مطابق جہنم میں ڈالے جائیں گے۔

حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا فُتِحَتْ اَبْوَابُهَا۔

یہاں تک کہ جب پہنچیں گے ابواب جہنم پر تو دروازہ کھول دیا جائے۔

اور انہیں اس میں داخل کر دیا جائے گا چنانچہ جہنم کے جیل خانہ کا دروازہ ہمیشہ ہی بند رہے گا۔ جہنمیوں کے آنے پر کھولا جائے گا اور پھر بند کر دیا جائے گا۔ چنانچہ اسی کی نقل دنیا کے جیل خانہ کی ہے کہ یہ بھی بند رہتے ہیں جب قیدی آئے تو کھولا جاتا ہے: حَيْثُ قَالَ الْاَلُوْسِیُ فِیْ رُوْحِ الْمَعَانِیْ لِيَدْخُلُوْهَا وَ كَانَتْ قَبْلَ مَجِيْئِهِمْ غَيْرَ مَفْتُوْحَةٍ فَهِیَ كَسَائِرِ اَبْوَابِ السُّجُوْنِ لَا تَزَالُ مُغْلَقَةً حَتّٰى يَاْتِیَ اَصْحَابُ الْجَرَائِمِ الَّذِيْنَ يُسْجَنُوْنَ فِيْهَا فَتُفْتَحُ لِيَدْخُلُوْهَا فَاِذَا دَخَلُوْهَا اُغْلِقَتْ عَلَيْهِمْ۔

وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَآ اَلَمْ يَاْتِكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَتْلُوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ رَبِّكُمْ وَيُنْذِرُوْنَكُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا ؕ۔

اور کہیں گے انہیں جہنم کے دراوغے کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے جو پڑھتے تم پر ہماری آیتیں اور ڈراتے تم کو اس دن کے آنے سے۔

قَالُوْا بَلٰى وَلٰكِنْ حَقَّتْ كَلِمَةُ الْعَذَابِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ۝۷۱ ۔

بے شک آئے ہم پر رسول اور انہوں نے اس دن سے ڈرایا لیکن عذاب کا حکم مقرر ہو چکا تھا کافروں پر۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں اس آیت سے استدل فرماتے ہیں کہ اسلام میں اکراہ اور جبر نہیں ہے بلکہ انبیاء کرام کے ذریعہ کفار کو دلائل عقلیہ سے قبح کفر واضح فرمایا جاتا ہے پھر ان پر اباء وانکار کی بناء پر عذاب مقرر ہوتا ہے یہی دوسرے مقام پر قرآن کریم میں ہے: لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ اسلام میں اکراہ واجبار نہیں بے شک ظاہر کر دیا گیا راہ رشد کو گمراہی سے اور بتا دیا گمراہی کی برائیوں اور ایمان کی خوبیوں کو فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۤ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۭ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ تو جس نے بتوں کے ساتھ کفر کیا اور اللہ پر ایمان لایا اس نے اللہ کی رسی کو پکڑ لیا جو مضبوط ہے اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔

اس سے ارباب عقائد نے کفر کی دو قسم رکھی ہیں (۱) ایک کفر ثابت (۲) دوسرا کفر زائل۔ کفر ثابت وہی ہے جو مومن کو طاغوت اور بتوں کی مخالفت میں حاصل ہوتا ہے اور یہ جتنا حیات دنیا میں ہے بعد ممات اور زیادہ مضبوط ہو جاتا ہے اور یہی نجات کا موجب ہے۔ دوسرا کفر زائل یہ کفر کفار ہے جو حق سے انکار اور بتوں کے ساتھ اقرار کرتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ اپنی رسی کو مضبوطی سے تھامنے کی توفیق عطا فرمائے اور کفر وانکار سے بچائے آمین ببرکۃ النبی الامین ۔

قِيْلَ ادْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝۷۲ ۔

فرمایا جائے گا جاؤ جہنم کے دروازوں میں اس میں ہمیشہ رہو تو کیا ہی برا ٹھکانا ہے تکبر کرنے والوں کے لئے۔ یہاں متکبروں سے مراد کافر ہی ہیں۔

اب مومنین کا حسب اسلوب بیان قرآن مذکور ہے۔ اس لئے کہ پہلے جہنمیوں کا تذکرہ فرمادیا اب جنتیوں کا تذکرہ ضروری ہے چنانچہ ارشاد ہے:

وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ ۝۷۳ ۔

اور چلائے جائیں گے پرہیز گار جنت کی طرف گروہ گروہ، یہاں تک کہ جب اس کے پاس آئیں گے تو اس کے دروازے کھلے ہوں گے اور کہیں گے حفظۂ جنت سلام ہو تم پر تم اچھے رہے فَادْخُلُوْهَا تو داخل ہو تم اس جنت میں ہمیشہ کے لئے۔

یہاں سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ نعمت دنیا اور عیش وعشرت یہ سب عارضی ہیں کوئی عیش میں نہیں رہ سکتا۔ دولت مند ہمیشہ متمول نہیں رہ سکتا۔ ارباب سلطنت ہمیشہ متمکن حکومت نہیں رہ سکتے۔ حتیٰ کہ جوان ہمیشہ جوان نہیں رہ سکتا اس کی عمر میں زوال آئے گا بخلاف جنت کے کہ وہاں کی ہر نعمت ابدی ہے ہر عیش ہمیشہ رہے گا۔ یہاں تک کہ پھل پھول اور موسم کی کیفیت بھی جنتیوں کی مرضی کے مطابق ہو گی جیسا کہ فرمایا گیا: وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ ۔ جنت میں تمہارے لئے جو تم

Marfat.com

چاہو گے وہی ہے۔ اسی لئے خٰلِدِیْنَ فرما کر زوال نعمت کا خطرہ مٹا دیا اور جنتیوں کی طرف سے ان نعمتوں کے ساتھ یہ الفاظ ادا ہوئے چنانچہ ارشاد ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾۔

اور جنتی کہیں گے تمام حمد اللہ کے لئے ہے جس نے اپنا وعدہ سچ کر دکھایا اور ہمیں وارث کیا زمین جنت کا کہ ہم رہیں اس میں جیسے چاہیں تو بہت اچھا ہے بدلہ نیک عمل والوں کا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں جنتیوں کے درجات منقول ہیں جس کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوَّلُ زُمْرَةٍ تَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ اُمَّتِیْ عَلٰی صُوْرَةِ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ ثُمَّ الَّذِيْنَ يَلُوْنَهُمْ عَلٰی اَشَدِّ نَجْمٍ فِی السَّمَآءِ اِضَاءَةً ثُمَّ هُمْ بَعْدَ ذَالِكَ مَنَازِلُ۔ جنت میں داخل ہونے والا پہلا زمرہ ایسا ہوگا کہ ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتے ہوں گے پھر دوسرا ان کے بعد والا مثل ستاروں کے چمک رہا ہوگا۔ پھر اس کے بعد اپنے اپنے منزل اور مقام کے اعتبار سے جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ قرآن کریم میں بھی ارشاد ہے:

اور ان کا جنت کی طرف جانا عزت کے ساتھ سواریوں پر اور ان کے در جنت پر استقبال اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَاخْتَارَ الزَّمَخْشَرِیُّ هُنَا بِسَوْقِهِمْ سَوْقَ مَرْكِبِهِمْ لِاَنَّهُمْ لَا يُذْهَبُ بِهِمْ اِلَّا رَاكِبِيْنَ وَ تَعَقَّبَ بِاَنَّهٗ لَا قَرِيْنَةَ عَلٰی اِرَادَةِ ذٰلِكَ وَ كَوْنُ جَمِيْعِ الْمُتَّقِيْنَ لَا يُذْهَبُ بِهِمْ اِلَّا رَاكِبِيْنَ يَحْتَاجُ اِلٰی دَلِيْلٍ وَالْاِسْتِدْلَالُ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰی (يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ اِلَى الرَّحْمٰنِ وَفْدًا) لَا يَتِمُّ اِلَّا عَلَی الْقَوْلِ بِاَنَّ الْوَفْدَ لَا يَكُوْنُوْنَ اِلَّا رُكْبَانًا وَّاِنَّ الرُّكُوْبَ يَسْتَمِرُّ لَهُمْ اِلٰی اَنْ يَّدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔

اس کی تصریح مزید یہ کی گئی کہ يَوْمَ نَحْشُرُ الْمُتَّقِيْنَ میں پرہیزگاروں کا حشر وفدوں میں ہوگا اور وفود بغیر سواری کے نہیں ہو سکتا۔ تو ثابت ہوا کہ اہل جنت اللہ کے حضور سواریوں پر محشور ہوں گے اور وہ ہمیشہ سواری پر ہی ہوں گے جب تک کہ جنت میں داخل نہ ہو جائیں۔

اور طِبْتُمْ فرما کر ہر قسم کی معاصی کی نجاستوں سے پاک کر دیا جیسا کہ روح المعانی میں ہے: طِبْتُمْ اَیْ مِنْ دَنَسِ الْمَعَاصِیْ - فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہو اسی جنت میں اس پر اہل جنت بطور تشکر کہیں گے جس کا ذکر اس آیت کے آگے ہے:

وَقَالُوا الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ صَدَقَنَا وَعْدَهٗ وَاَوْرَثَنَا الْاَرْضَ نَتَبَوَّاُ مِنَ الْجَنَّةِ حَیْثُ نَشَآءُ ۚ فَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِیْنَ ﴿۷۴﴾۔

اہل جنت کہیں گے تمام حمدیں اس کے وجہ منیر کو ہیں جس نے ہمیں زمین جنت کا مالک بنایا رہیں اس جنت میں جہاں چاہیں تو بڑا اچھا بدلہ ہے نیک عمل والوں کا۔

وَتَرَى الْمَلٰٓئِكَةَ حَآفِّیْنَ مِنْ حَوْلِ الْعَرْشِ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ ۚ وَقُضِیَ بَیْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَقِیْلَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۷۵﴾ ع ۔

Marfat.com

اور آپ ملاحظہ فرمائیں گے ملائکہ کو کہ وہ گرداگرد عرش کے پھر رہے ہوں گے یا ماحول عرش کو گھیرے ہوئے ہوں گے اور تسبیح کر رہے ہوں گے اپنے رب کی اور کہتے ہوں گے کہ تمام حمدیں رب العالمین کے وجہ منیر کو ہیں۔

یہاں تَرَی کے معنی تم دیکھو گے سے دراصل سید الخاطبین سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔ علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اِشَارَۃٌ اِلٰی اَنَّهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ۔ تری سے اشارہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے جو ایسا ملاحظہ فرمائیں گے عظیم قدرت والے بادشاہ کے حضور مجلس حق میں۔

اس لئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عرش پر جلوہ گر ہوں گے اور حفوف ملائکہ ملاحظہ کر رہے ہوں گے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حشر کا تمام نقشہ، عرش کی تمام کیفیات ملائکہ مقربین کے تمام حالات مفصل بیان فرما دیئے اور یہ ثابت کر دیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عالم متحضر ہے اور ماعبر و ماغبر زیر نظر وللہ الحمد۔

اسی بنا پر قُضِیَ بَيْنَهُمْ بِالْحَقِّ پر مفسرین نے کہا: اَیْ عَلٰی مَا قَضٰی بَيْنَنَا بِالْحَقِّ یعنی اعمال صالحہ پر ہم میں صحیح صحیح حکم نافذ فرما دیا اور جہنمیوں کے عمل طالح کا بدلہ عذاب جہنم دیا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی اَفْضَالِهٖ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَ اَصْحَابِهٖ وَ اَحْبَابِهٖ وَعِتْرَتِهٖ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا كَثِيْرًا۔

سورۃ مومن

سورۃ مکی ہے اس میں پچاسی آیتیں اور نو رکوع ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

حٰمٓ ﴿۱﴾	اے حامد و محمود
تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ﴿۲﴾	یہ کتاب اتارنا ہے اس اللہ کی طرف سے جو عزت اور حکمت والا ہے
غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِيْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿۳﴾	بخشنے والا گناہ کا اور توبہ قبول کرنے والا سخت عذاب کرنے والا بڑے انعام والا اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی اسی کی طرف لوٹنا ہے
مَا يُجَادِلُ فِیْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِی الْبِلَادِ ﴿۴﴾	اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر کافر تو اے سننے والے نہ دھوکہ دے تجھے ان کا زور و شور بیچ ملکوں کے
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوْحٍ وَّ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَعْدِهِمْ وَهَمَّتْ كُلُّ اُمَّةٍۭ بِرَسُوْلِهِمْ لِيَاْخُذُوْهُ وَ جٰدَلُوْا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوْا بِهِ الْحَقَّ فَاَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿۵﴾	جھٹلایا ان سے پہلے قوم نوح نے اور جماعتوں نے ان کے بعد اور آمادہ ہوگئی ہر قوم کہ اپنے رسول کو پکڑیں اور باطل کے ساتھ جھگڑے کہ اس سے حقانیت کو ٹال دیں تو میں نے انہیں پکڑ لیا پھر کیسا ہوا میرا عذاب
وَ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ	اور یونہی تمہارے رب کی بات کافروں پر ثابت ہو چکی

Marfat.com

كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ۝٦

ہے کہ وہ جہنمی ہیں

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَ مَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ يُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَ يَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّ عِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝٧

وہ فرشتے جو عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں تسبیح بیان کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور بخشش مانگتے ہیں ان کے لئے جو ایمان لائے اے ہمارے رب ہر شے کی سمائی ہے تیری رحمت و علم میں تو بخش ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کی اور تیرے راستہ کی پیروی کی اور بچا ان کو عذاب جہنم سے

رَبَّنَا وَ اَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَ مَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَ اَزْوَاجِهِمْ وَ ذُرِّيّٰتِهِمْ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٨

اے ہمارے رب اور داخل کر انہیں ہمیشہ کے باغوں میں جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولادوں میں بے شک تو غالب حکمت والا ہے

وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ؕ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝٩

اور بچا ان کو گناہوں سے اور جسے تو بچا لے گناہوں سے اس دن تو بے شک تو نے اس پر رحم فرمایا اور یہی زبردست کامیابی ہے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

حٰمٓ۔ اس میں حاء سے کنایہ ہے حامد کا اور میم میں محمود کا		تَنْزِيْلُ۔ اتارنا ہے	الْكِتٰبِ۔ کتاب کا
مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ	الْعَزِيْزِ۔ غالب	الْعَلِيْمِ۔ حکمت والے سے	غَافِرِ۔ بخشنے والا
الذَّنْبِ۔ گناہوں کا	وَ۔ اور	قَابِلِ۔ قبول کرنے والا	التَّوْبِ۔ توبہ کا
شَدِيْدِ۔ سخت	الْعِقَابِ۔ عذاب	ذِي الطَّوْلِ۔ بڑے انعام والا	
لَآ۔ نہیں کوئی	اِلٰهَ۔ معبود	اِلَّا۔ مگر	هُوَ۔ وہی
اِلَيْهِ۔ اسی کی طرف	الْمَصِيْرُ۔ پھرنا ہے	مَا۔ نہیں	يُجَادِلُ۔ جھگڑتے
فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ۔ اللہ کی آیتوں میں		اِلَّا۔ مگر	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَفَرُوْا۔ کافر ہیں	فَلَا۔ تو نہ	يَغْرُرْ۔ دھوکے میں ڈالے	كَ۔ تجھ کو
تَقَلُّبُهُمْ۔ ان کا پھرنا	فِي۔ بیچ	الْبِلَادِ۔ شہروں کے	كَذَّبَتْ۔ جھٹلایا
قَبْلَهُمْ۔ ان سے پہلے	قَوْمُ۔ قوم	نُوْحٍ۔ نوح نے	وَّ۔ اور
الْاَحْزَابُ۔ لشکروں نے	مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	هِمْ۔ ان کے	وَ۔ اور
هَمَّتْ۔ قصد کیا	كُلُّ۔ ہر	اُمَّةٍ۔ امت نے	بِرَسُوْلِهِمْ۔ اپنے رسولوں سے

Marfat.com

لِیَاْخُذُوْ۔ کہ پکڑیں	ہٗ۔ اس کو	وَ۔ اور	جٰدَلُوْا۔ جھگڑیں
بِالْبَاطِلِ۔ باطل سے	لِیُدْحِضُوْا۔ کہ ٹال دیں	بِهٖ۔ اس سے	الْحَقَّ۔ حق کو
فَاَخَذْتُهُمْ۔ تو میں نے ان کو پکڑا		فَكَيْفَ۔ تو کیسا	كَانَ۔ ہوا
عِقَابِ۔ میرا عذاب	وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	حَقَّتْ۔ حق ہوئی
كَلِمَتُ۔ بات	رَبِّكَ۔ تیرے رب کی	عَلَى۔ اوپر	الَّذِيْنَ۔ ان کے جو
كَفَرُوْٓا۔ کافر ہیں	اَنَّهُمْ۔ کہ وہ	اَصْحٰبُ النَّارِ۔ آگ والے ہیں	
اَلَّذِيْنَ۔ وہ جو	يَحْمِلُوْنَ۔ اٹھاتے ہیں	الْعَرْشَ۔ عرش کو	وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	حَوْلَهٗ۔ اس کے اردگرد ہیں	يُسَبِّحُوْنَ۔ تسبیح کہتے ہیں	بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد
رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کی کے	وَ۔ اور	يُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے ہیں	بِهٖ۔ اس پر
وَ۔ اور	يَسْتَغْفِرُوْنَ۔ بخشش مانگتے ہیں		لِلَّذِيْنَ۔ ان کے لئے جو
اٰمَنُوْا۔ مومن ہیں	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	وَسِعْتَ۔ سمالیا تو نے	كُلَّ۔ ہر
شَيْءٍ۔ چیز کو	رَّحْمَةً۔ رحمت	وَّ۔ اور	عِلْمًا۔ علم میں
فَاغْفِرْ۔ تو بخش	لِلَّذِيْنَ۔ ان کو جو	تَابُوْا۔ توبہ کریں	وَ۔ اور
اتَّبَعُوْا۔ پیروی کریں	سَبِيْلَكَ۔ تیری راہ کی	وَقِهِمْ۔ اور بچا ان کو	عَذَابَ۔ عذاب
الْجَحِيْمِ۔ جہنم سے	رَبَّنَا۔ اے ہمارے رب	وَ۔ اور	اَدْخِلْهُمْ۔ داخل کر ان کو
جَنّٰتِ۔ جنت	عَدْنِ۔ ہمیشہ کے میں	الَّتِيْ۔ کہ جس کا	وَعَدْتَّهُمْ۔ تو نے ان سے
وعدہ کیا	وَ۔ اور	مَنْ۔ ان کو جو	صَلَحَ۔ نیک ہیں
مِنْ اٰبَآئِهِمْ۔ ان کے باپوں سے		وَ۔ اور	اَزْوَاجِهِمْ۔ ان کی بیویوں سے
وَ۔ اور	ذُرِّيّٰتِهِمْ۔ ان کی اولاد سے	اِنَّكَ۔ بے شک	اَنْتَ۔ تو ہی ہے
الْعَزِيْزُ۔ غالب	الْحَكِيْمُ۔ حکمت والا	وَ۔ اور	قِهِمُ۔ بچا ان کو
السَّيِّاٰتِ۔ برائیوں سے	وَ۔ اور	مَنْ۔ جسے	تَقِ۔ بچایا تو نے
السَّيِّاٰتِ۔ برائیوں سے	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	فَقَدْ۔ تو بے شک	رَحِمْتَهٗ۔ تو نے رحم کیا اس پر
وَ۔ اور	ذٰلِكَ۔ یہ	هُوَ۔ وہی ہے	الْفَوْزُ۔ کامیابی
الْعَظِيْمُ۔ بڑی			

حل لغات نادرہ

ذِي الطَّوْلِ۔ اس کے معنی فضل وزیادت کے ہیں کہا جاتا ہے: لِفُلَانٍ عَلٰى فُلَانٍ طَوْلٌ اَيْ فَضْلٌ وَّ زِيَادَةٌ۔ اور اسی سے ہے تطول بمعنی تفضّل۔ طول جو قصر کی ضد ہے اسی لئے طول کہتے ہیں کہ اس میں کمال اور زیادت ہوتی ہے اور طول سے تمول اور فراخ دستی بھی مراد لی جاتی ہے۔ اسی لئے دولتمند آدمی کو وہ تفضّل وزیارت حاصل ہوتی ہے جو مفلس کو نہیں ہوتی۔

Marfat.com

فَلَا یَغۡرُرۡکَ۔ ہر وہ چیز جو انسان کو دھوکہ میں ڈالے۔ مال، جاہ، شہوت اور توسوس شیطانی سے۔

تَقَلُّبُھُمۡ۔ تقلب کہتے ہیں۔ آمد و رفت کرنے کو۔

وَھَمَّتۡ۔ آمادہ کرنے کے معنی دیتا ہے۔

لِیُدۡحِضُوۡا۔ اَصۡلُهٗ مِنۡ دَحۡضِ الرِّجۡلِ یعنی پاؤں پھلنے کے معنی دیتا ہے یہاں لِیُدۡحِضُوۡا کے معنی راہ حق سے پھسلا دینے کے ہوں گے۔

وَقِهِمۡ۔ وَ قَایَةٌ۔ بمعنی نگرانی۔ ق صیغہ امر ہے۔

جَنّٰتِ عَدۡنٍ۔ جمع جنت ہے جس کے معنی باغ کے آتے ہیں اور عدن ہمیشہ سرسبز اور شاداب رہنے والے کو بسنے والے کو کہا جاتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ مومن۔ پ ۲۴

اس سورت مبارکہ کا نام سورۃ مومن ہے اور اسے سورۃ غافر بھی کہتے ہیں۔ یہ سورت مکی ہے۔ سوائے دو آیتوں کے جو اَلَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہیں۔ اس سورت میں نو رکوع پچاسی آیتیں ایک ہزار اک سو ننانوے کلمے اور چار ہزار نو سو ساٹھ حرف ہیں۔

حٰمٓ۔ جس سے سورۃ شروع ہے یہ حروف مقطعات سے ہے مفسرین کرام نے اس کے متعلق یہی کہا ہے کہ اَللّٰهُ وَ رَسُوۡلُهٗ اَعۡلَمُ بِمُرَادِهٖ یعنی اس کے حقیقی معنی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اور کوئی نہیں جانتا لیکن مقتضائے حروف کے اعتبار سے حا اور میم دونوں میں کنایہ بن سکتے ہیں جن کو معنی تعبیری کہیں گے اور حاء سے یا حامد اور میم سے یا محمود معنی بن سکتے ہیں اس لئے کہ اس میں مخاطبہ سید المخاطبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہی ہے۔

تَنۡزِیۡلُ الۡکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۙ﴿۲﴾۔ میں اپنی ذات کا تعارف کرایا گیا اور فرمایا کہ اس کتاب کا نازل ہونا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے جو غالب اور علم والا ہے۔

پھر اپنی صفت غفرانی دکھانے کو ارشاد ہے:

غَافِرِ الذَّنۡۢبِ وَ قَابِلِ التَّوۡبِ۔ بخشنے والا گناہوں کا اور قبول فرمانے والا توبہ کا۔

اور چونکہ توبہ متعدد ہوتی ہے اس لئے جمع کے صیغہ توب کو استعمال کیا جو تَوۡبَةٌ کی جمع ہے اور اسی کے ساتھ جہاں ایمان والوں کی توبہ قبول فرمانا ظاہر کیا وہاں کافروں پر عذاب کا اظہار فرمایا۔ فرمایا:

شَدِیۡدِ الۡعِقَابِ ۙ ذِی الطَّوۡلِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ ﴿۳﴾۔

سخت عذاب فرمانے والا اور بخششوں کے اظہار میں عارفوں کیلئے ذِی الطَّوۡلِ بتا کر اپنی شان توحید دکھائی اور فرمایا:

لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ اِلَیۡهِ الۡمَصِیۡرُ کوئی معبود نہیں مگر وہی اور اسی کی طرف سب کو لوٹنا ہے بندوں کو آخرت میں آگے ارشاد ہے:

مَا یُجَادِلُ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا فَلَا یَغۡرُرۡکَ تَقَلُّبُھُمۡ فِی الۡبِلَادِ ﴿۴﴾۔

یعنی اللہ کی آیتوں میں نہیں جھگڑتے مگر وہی کافر ہیں تو اے سننے والے نہ دھوکہ میں ڈالے تجھے ان کا شہروں میں آنا جانا۔

یہاں پر فَلَا یَغۡرُرۡکَ فرما کر ہر سننے والے سے خطاب ہے اور حکم کو عام کر دیا ہے اور اس مخاطبہ میں ہر مومن کو خبردار کیا

Marfat.com

گیا ہے کہ کافروں کا شہروں میں تجارتوں کے لئے آنا جانا اور ان کے تمول و تونگری سے تمہیں دھوکہ نہ ہو کیونکہ ان کا انجام کار بالآخر عذاب اور خواری ہے۔ یہ سب عارضی و فانی ہے اور جو کچھ تمہیں ملے گا وہ ابدی اور لا فانی ہے۔

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَّالْأَحْزَابُ مِنْ بَعْدِهِمْ ۖ وَهَمَّتْ كُلُّ أُمَّةٍ بِرَسُولِهِمْ لِيَأْخُذُوهُ ۖ وَجَادَلُوا بِالْبَاطِلِ لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ فَأَخَذْتُهُمْ ۖ فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٥﴾۔

ان سے پہلے نوح کی قوم اور ان کے بعد جماعتوں نے جھٹلایا اور ہر امت آمادہ ہوگئی کہ وہ رسول کو پکڑیں اور باطل کی حمایت میں جھگڑے تاکہ ان کا قدم راہ حق سے پھسلا دیں تو میں نے انہیں پکڑا تو کیسا ہوا میرا عذاب۔

خلاصہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں جھگڑا کرنا کافر کے سوا مومن کا کام نہیں۔ ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قرآن میں جھگڑا کرنا کفر ہے اور جھگڑے اور جدال سے آیات الٰہیہ میں طعن کرنا اور تکذیب و انکار کے ساتھ پیش آنا ہے اور حل مشکلات اور کشف معضلات کے لئے علمی بحثیں جدال نہیں ہیں بلکہ اعظم طاعات میں سے ہیں کفار کا جھگڑا کرنا آیات میں یہ تھا کہ وہ کبھی قرآن پاک کو سحر کہتے اور کبھی صاحب قرآن کو سٰحِرٌ كَذَّابٌ کہتے اور کبھی قرآن پاک کی آیات کو سحر، شعر، کہانت اور اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ سے تشبیہ دیتے۔

وَكَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿٦﴾۔

اور ایسے ہی مقرر ہو چکا تمہارے رب کا حکم کافروں پر کہ وہ جہنمی ہیں۔

اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٧﴾۔

اور وہ ملائکہ جو عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے گرد ہیں اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کی حمد کرتے ہیں اور اس پر ایمان لاتے اور مسلمانوں کی مغفرت مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان لانا ان کا خاصہ ہے۔

شہر بن حوشب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ حاملین عرش آٹھ ہیں ان میں سے چار کی تسبیح یہ ہے: سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی حِلْمِکَ بَعْدَ عِلْمِکَ اور چار کی یہ سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَ بِحَمْدِکَ لَکَ الْحَمْدُ عَلٰی عَفْوِکَ بَعْدَ قُدْرَتِکَ۔ اور مومنوں کے لئے بخشش مانگتے ہیں یہ حاملین عرش اس طرح دعا کرتے ہیں: رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ۔ اے ہمارے رب تیری رحمت و علم میں ہر چیز کو سمائی ہے تو بخش دے ان کو جو توبہ کریں اور تیرے راستہ کی پیروی کریں اور انہیں بچا عذاب جہنم سے۔

اس طرز بیان سے یہ بھی مستفاد ہوا کہ بارگاہ حق عزوجل میں دعا کرنے سے پہلے ثنائے الٰہی عزوجل ضروری ہے پھر عرض مدعا اور وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ اللہ کے راستہ سے مراد یہاں اسلام ہے جیسا کہ دوسری جگہ ارشاد ہوا: اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ۔ دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿٨﴾ وَقِهِمُ السَّيِّاٰتِ ۭ وَمَنْ تَقِ السَّيِّاٰتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهٗ ۭ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٩﴾۔

Marfat.com

اے ہمارے رب انہیں رہنے بسنے والے باغوں میں داخل فرما جن کا تو نے وعدہ فرمایا اور ان کو جو نیک ہوں ان کے باپ دادا اور بیبیوں اور اولاد میں بے شک تو ہی غالب اور حکمت والا ہے اور بچا انہیں گناہوں سے اور جسے تو اس دن کی شامت اعمال سے بچا لے تو بے شک تو نے اس پر رحم کیا اور یہ زبردست کامیابی ہے۔

ایسا ہی مضمون علامہ آلوسی رحمہ اللہ نے روح المعانی میں دیا البتہ بعض جگہ کمی بیشی کی ہے۔

اَخرَجَ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ عَنِ الْخَلِیْلِ بْنِ مُرَّةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَلْحَوَامِیْمُ سَبْعٌ وَ اَبْوَابُ جَهَنَّمَ سَبْعٌ فِیْ کُلِّ حٰمٓ مِنْهَا فَتَقِفُ عَلٰی بَابٍ مِنْ هٰذِهِ الْاَبْوَابِ تَقُوْلُ اللّٰهُمَّ لَا تُدْخِلْ مِنْ هٰذَا الْبَابِ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِیْ وَ یَقْرَأُنِیْ۔ قرآن کریم میں سات حٰمٓ ہیں اور جہنم کے دروازے بھی سات ہیں ہر دروازہ پر ایک حٰمٓ قائم ہوگی اور بارگاہ الٰہی میں دعا کرتی ہوگی کہ الٰہی جو مجھ پر ایمان لایا اور جس نے میری تلاوت کی اسے اس دروازے سے داخل نہ فرما۔ اس سے معلوم ہوا کہ اعمال میں ارباب عمل جو حٰمٓ اور طواسین انگشتری وغیرہ میں کندہ کراتے ہیں یہ وسعت رزق کے لئے اور حفاظت اور صیانت ہر بلا کے لئے ضامن ہے چنانچہ دوسری حدیث

اَلْبَیْهَقِیُّ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حٰمٓ اِلٰی اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ وَاٰیَةَ الْکُرْسِیِّ حِیْنَ یُصْبِحُ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰی یُمْسِیَ وَ مَنْ قَرَأَهُمَا حِیْنَ یُمْسِیْ حُفِظَ بِهِمَا حَتّٰی یُصْبِحَ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو حٰمٓ تَنْزِیْلُ الْکِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ - اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ تک اور آیت الکرسی شام کو تلاوت کرے تو صبح تک ہر بلا سے محفوظ رہے گا اور جو صبح ایک مرتبہ پڑھ لے وہ شام تک ہر مصیبت سے مصون و محفوظ رہے گا۔

اَخرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَیْدٍ بْنِ یَزِیْدَ بْنِ الْاَصَمِّ اَنَّ رَجُلًا کَانَ ذَابَاْسٍ وَ کَانَ مِنْ اَهْلِ الشَّامِ وَاَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَقَدَهُ فَسَاَلَ عَنْهُ فَقِیْلَ لَهُ تَتَابَعَ فِی الشَّرَابِ فَدَعَا عُمَرُ کَاتِبَهُ فَقَالَ لَهُ اُکْتُبْ مِنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اِلٰی فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ فَاِنِّیْ اَحْمَدُ اِلَیْکُمُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ حٰمٓ اِلٰی قَوْلِهٖ تَعَالٰی اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ وَ خَتَمَ الْکِتَابَ وَ قَالَ لِرَسُوْلِهٖ لَا تَدْفَعْهُ اِلَیْهِ حَتّٰی تَجِدَهُ صَاحِیًا ثُمَّ اَمَرَ مَنْ عِنْدَهُ بِالدُّعَاءِ لَهُ بِالتَّوْبَةِ فَلَمَّا اَتَتْهُ الصَّحِیْفَةُ جَعَلَ یَقْرَءُ هَا وَ یَقُوْلُ قَدْ وَعَدَنِیْ رَبِّیْ اَنْ یَغْفِرَلِیْ وَحَذَّرَنِیْ عِقَابَهُ فَلَمْ یَبْرَحْ یُرَدِّدُهَا عَلٰی نَفْسِهٖ حَتّٰی بَکٰی ثُمَّ نَزَعَ فَاَحْسَنَ النُّزُوْعَ فَلَمَّا بَلَغَ عُمَرَ تَوْبَتُهُ قَالَ هٰکَذَا فَافْعَلُوْا اِذَا رَأَیْتُمْ اَخَاکُمْ قَدْ زَلَّ زَلَّةً فَسَدِّدُوْهُ وَ وَفِّقُوْهُ وَادْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی اَنْ یَتُوْبَ عَلَیْهِ وَلَا تَکُوْنُوْا اَعْوَانًا لِلشَّیَاطِیْنِ عَلَیْهِ۔

یزید بن اصم سے روایت ہے کہ ایک آدمی اہل شام سے مریض تھا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روپوش تھا آپ نے اس کا پتہ لگا کر نامہ عالی لکھا جس کا مضمون تھا: عمر بن خطاب کی جانب سے فلاں بن فلاں کو یہ نامہ عالی بھیجا جاتا ہے بعد حمد و صلوٰۃ کے تجھے تعلیم دی جاتی ہے حٰمٓ سے اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ تک کی آپ نے خط لے جانے والے کو فرمایا کہ تو یہ نامہ اس کے اس وقت حوالے کرنا جب تو اسے چیختا ہوا پائے پھر فرمایا کہ اسے یہ آیت بتا کر توبہ کی تعلیم دو۔

جس وقت نامہ بر پہنچا اور صحیفہ عمر اس نے پڑھا تو وہ کہنے لگا کہ میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ وہ مجھے بخش دے

گا اور عذاب الٰہی کا نقشہ میری آنکھوں کے سامنے ہے۔ یہاں تک کہ وہ فکر کرتا رہا اور رو پڑا اور وہ خوف اس پر کافی ہوا۔ جب یہ توبہ کا واقعہ فاروق اعظم تک پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ جب اپنے بھائی کو ایسی حالت میں دیکھو تو اسے ایسی ہی تعلیم دو تا کہ وہ ثابت ہو جائے۔

اس کے بعد جو كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ کی آیت ہے اس میں فَلَا يَغْرُرْكَ تَقَلُّبُهُمْ فِي الْبِلَادِ پر فرماتے ہیں کہ تقلب سے مراد مشرکین کا سفر کرنا ہے جو وہ گرمی میں یمن کی طرف کرتے تھے اور سردی میں ملک شام کی طرف۔

لِيُدْحِضُوا بِهِ الْحَقَّ کا ترجمہ لِيُزِيلُوا فرمایا ہے جس کا مفہوم ہم ابتداء میں لکھ چکے ہیں۔

فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ میں اشارہ ہے ان ملکوں میں دورہ کرنے سے عذاب کے نقشے نظر آتے ہیں جو ان پر آئے۔ باقی مضمون وہی ہے جو ہم پہلے لکھ چکے ہیں وَ لِلّٰهِ الْحَمْدُ۔

با محاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورہ مومن۔ پ ۲۴

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنَادَوْنَ لَمَقْتُ اللّٰهِ أَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ إِذْ تُدْعَوْنَ إِلَى الْإِيمَانِ فَتَكْفُرُونَ ﴿۱۰﴾

بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے انہیں ندا کی جائے گی کہ تم سے اللہ کی بیزاری بڑی ہے تمہاری جانوں کی بیزاری سے جب تم بلائے جاتے تھے ایمان کی طرف تو تم کفر کرتے تھے

قَالُوا رَبَّنَا أَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَأَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوبِنَا فَهَلْ إِلَى خُرُوجٍ مِّنْ سَبِيلٍ ﴿۱۱﴾

کہیں گے اے ہمارے رب تو نے ہمیں مردہ کیا دو مرتبہ اور زندہ کیا دو مرتبہ ہم نے اقرار کیا اپنے گناہوں کا تو کیا جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟

ذٰلِكُمْ بِأَنَّهُ إِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهُ كَفَرْتُمْ وَإِنْ يُشْرَكْ بِهِ تُؤْمِنُوا فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيرِ ﴿۱۲﴾

یہ تمہارے لئے جب ہوا جب تمہیں ایک اللہ کی طرف بلایا گیا تو تم نے کفر کیا اور اگر اللہ کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم اس پر ایمان لاتے تو حکم اللہ ہی کا ہے جو سب سے بلند اور بڑا ہے

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمْ آيَاتِهِ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَاءِ رِزْقًا وَمَا يَتَذَكَّرُ إِلَّا مَنْ يُّنِيبُ ﴿۱۳﴾

اور وہ وہ ذات ہے کہ اپنی نشانیاں دکھاتا ہے اور تمہارے لئے نازل فرماتا ہے رزق آسمان سے اور نصیحت نہیں مانتا مگر وہی جو رجوع لائے

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُونَ ﴿۱۴﴾

تو پکارو اللہ کو مخلصانہ طور پر کہ اسی کا دین ہے اگرچہ کافروں کو ناگوار ہو

رَفِيعُ الدَّرَجَاتِ ذُو الْعَرْشِ يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ﴿۱۵﴾

بلند درجے دینے والا عرش کا مالک جو جان ڈالتا ہے ایمان میں اپنے حکم سے جس پر چاہے اپنے بندوں سے تا کہ وہ ملنے کے دن سے ڈرائے

Marfat.com

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ؕ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ؕ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿١٦﴾

جس دن وہ ظاہر ہو جائیں گے نہیں مخفی ہوگا اللہ پر ان کے حال سے کچھ آج کے دن کس کی بادشاہی ہے ایک اللہ کے لئے جو سب پر غالب ہے

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ؕ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿١٧﴾

آج کے دن بدلہ دیا جائے گا ہر جان کو اس کی کرنی کا آج کسی پر بے انصافی نہیں بے شک اللہ جلد حساب لینے والا ہے

وَ اَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۚ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّ لَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ؕ ﴿١٨﴾

اور انہیں ڈراؤ اس نزدیک آنے والے آفت کے دن سے جب کہ دل غم سے بھرے گلوں کے پاس آجائیں گے نہیں ظالم کے لئے کوئی دوست اور نہ سفارش جس کا کہا مانا جائے

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ﴿١٩﴾
وَ اللّٰهُ يَقْضِيْ بِالْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَقْضُوْنَ بِشَيْءٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿٢٠﴾

اللہ جانتا ہے آنکھوں کی چوریوں اور جو سینوں میں مخفی ہے اور اللہ صحیح فیصلہ نافذ فرمائے گا اور جو لوگ پوجتے ہیں اللہ کے سوا وہ کچھ فیصلہ نہیں کرتے بے شک اللہ ہی سنتا دیکھتا ہے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

اِنَّ۔ بے شک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	يُنَادَوْنَ۔ پکارے جائیں گے
لَمَقْتُ۔ کہ ناراضگی	اللّٰهِ۔ اللہ کی	اَكْبَرُ۔ بہت بڑی ہے	مِنْ مَّقْتِكُمْ۔ تمہاری ناراضگی
سے	اَنْفُسَكُمْ۔ اپنی جانوں پر	اِذْ۔ جب	تُدْعَوْنَ۔ تم بلائے جاتے تھے
اِلَى۔ طرف	الْاِيْمَانِ۔ ایمان کی	فَتَكْفُرُوْنَ۔ تو تم کفر کرتے تھے	قَالُوْا۔ کہیں گے
رَبَّنَآ۔ اے ہمارے رب	اَمَتَّنَا۔ مارا تو نے ہم کو	اثْنَتَيْنِ۔ دو مرتبہ	وَ۔ اور
اَحْيَيْتَنَا۔ زندہ کیا تو نے ہم کو	اثْنَتَيْنِ۔ دو مرتبہ	فَاعْتَرَفْنَا۔ ہم نے اقرار کیا	بِذُنُوْبِنَا۔ اپنے گناہوں کا
فَهَلْ۔ تو کیا	اِلٰى۔ طرف	خُرُوْجٍ۔ نکلنے کی ہے	مِّنْ سَبِيْلٍ۔ کوئی راہ
ذٰلِكُمْ۔ یہ	بِاَنَّهٗ۔ اس لئے کہ	اِذَا۔ جب	دُعِيَ۔ پکارا جاتا
اللّٰهُ۔ اللہ	وَحْدَهٗ۔ اکیلے کو	كَفَرْتُمْ۔ تو تم کفر کرتے	وَ۔ اور
اِنْ۔ اگر	يُّشْرَكْ۔ شرک کیا جاتا	بِهٖ۔ اس کے ساتھ	تُؤْمِنُوْا۔ تم ایمان لاتے
فَالْحُكْمُ۔ تو حکم	لِلّٰهِ۔ اللہ	الْعَلِيِّ۔ بلند	الْكَبِيْرِ۔ بڑے کا ہے
هُوَ۔ وہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جو	يُرِيْكُمْ۔ دکھاتا ہے تم کو	اٰيٰتِهٖ۔ اپنی نشانیاں
وَ۔ اور	يُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے	لَكُمْ۔ تمہارے لئے	مِّنَ السَّمَآءِ۔ آسمان سے

رِزْقًا۔ رزق	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	يَتَذَكَّرُ۔ نصیحت لیتے
اِلَّا۔ مگر	مَنْ۔ جو	يُّنِيْبُ۔ رجوع کریں	فَادْعُوا۔ تو پکارو
اللّٰهَ۔ اللہ کو	مُخْلِصِيْنَ۔ خالص کر کے	لَهُ۔ اس کے لئے	الدِّيْنَ۔ دین
وَ۔ اور	لَوْ۔ اگرچہ	كَرِهَ۔ ناپسند کریں	الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر
رَفِيْعُ۔ بلند کرنے والا	الدَّرَجٰتِ۔ درجات والا کا	ذُو الْعَرْشِ۔ عرش کا مالک	يُلْقِي۔ ڈالتا ہے
الرُّوْحَ۔ روح	مِنْ اَمْرِهٖ۔ اپنے حکم سے	عَلٰى۔ اوپر	مَنْ۔ اس کے
يَّشَآءُ۔ جسے چاہے	مِنْ عِبَادِهٖ۔ اپنے بندوں میں سے		لِيُنْذِرَ۔ تاکہ ڈرائے
يَوْمَ۔ دن	التَّلَاقِ۔ ملاقات سے	يَوْمَ۔ جس دن	هُمْ۔ وہ
بٰرِزُوْنَ۔ نکلیں گے	لَا۔ نہیں	يَخْفٰى۔ چھپی ہوگی	عَلَى۔ اوپر
اللّٰهِ۔ اللہ کے	مِنْهُمْ۔ ان کی	شَيْءٌ۔ کوئی چیز	لِمَنِ۔ کس کی ہے
الْمُلْكُ۔ بادشاہی	الْيَوْمَ۔ آج کے دن	لِلّٰهِ۔ اللہ	الْوَاحِدِ۔ اکیلے
الْقَهَّارِ۔ زبردست کی	اَلْيَوْمَ۔ آج	تُجْزٰى۔ بدلہ دیا جائے گا	كُلُّ۔ ہر
نَفْسٍ۔ آدمی کو	بِمَا۔ جو	كَسَبَتْ۔ اس نے کمایا	لَا۔ نہیں ہوگا
ظُلْمَ۔ ظلم	الْيَوْمَ۔ آج کسی پر	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
سَرِيْعُ۔ جلدی	الْحِسَابِ۔ حساب لینے والا ہے		وَ۔ اور
اَنْذِرْ۔ ڈرا	هُمْ۔ ان کو	يَوْمَ۔ دن	الْاٰزِفَةِ۔ قریب سے
اِذِ۔ جب	الْقُلُوْبُ۔ دل	لَدَى۔ پاس	الْحَنَاجِرِ۔ گلے کے ہوں گے
كٰظِمِيْنَ۔ غم میں بھرے	مَا۔ نہیں	لِلظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کا	مِنْ حَمِيْمٍ۔ کوئی دوست
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	شَفِيْعٍ۔ سفارشی	يُّطَاعُ۔ جو کہا مانا جائے
يَعْلَمُ۔ جانتا ہے	خَآئِنَةَ۔ چوری	الْاَعْيُنِ۔ آنکھوں کی	وَ۔ اور
مَا۔ جو	تُخْفِي۔ چھپاتے ہیں	الصُّدُوْرُ۔ سینے	وَ۔ اور
اللّٰهُ۔ اللہ	يَقْضِيْ۔ فیصلہ کرے گا	بِالْحَقِّ۔ حق کے ساتھ	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ وہ جن کو	يَدْعُوْنَ۔ پوجتے ہیں	مِنْ دُوْنِهٖ۔ اس کے سوا	لَا۔ نہیں
يَقْضُوْنَ۔ فیصلہ کر سکتے	بِشَيْءٍ۔ کسی چیز کا	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
هُوَ۔ وہ ہے	السَّمِيْعُ۔ سننے والا	الْبَصِيْرُ۔ دیکھنے والا	

حل لغات نادرہ

مَقْتٌ۔ بیزاری۔

يُّنِيْبُ۔ یہ انابت سے ہے جس کے معنی رجوع لانے کے ہیں۔

Marfat.com

يَوْمَ التَّلَاقِ۔ ملاقات کا دن۔ اس سے مراد قیامت ہے۔

بٰرِزُوْنَ۔ یہ بروز سے ہے اور بروز کہتے ہیں ظاہر ہونے کو۔

يَوْمَ الْاٰزِفَةِ۔ آفت کا دن۔ اس سے مراد قیامت ہے۔

الْحَنَاجِرِ۔ حنجرہ کی جمع ہے جس کا معنی گلے کی گھنڈی کے ہیں۔

كٰظِمِيْنَ۔ كَظْمٌ غصہ دبانے اور مجبوری میں جب انسان کچھ نہیں کرسکتا تو غصہ پی لیتا ہے تو وہ غم سے مملو ہو جاتا ہے۔

تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ مؤمن۔ پ ۲۴

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُنَادَوْنَ۔

بے شک وہ لوگ جو کافر ہوئے انہیں ندا دی جائے گی۔

لَمَقْتُ اللّٰهِ اَكْبَرُ مِنْ مَّقْتِكُمْ اَنْفُسَكُمْ۔

یہ ندا ملائکہ علیہم السلام کی طرف سے جہنمیوں کو ہوگی۔ روز قیامت جبکہ جہنم میں داخل کئے جائیں گے اور ان کے برے اعمال ان کے سامنے ہوں گے تو وہ عذاب دیکھیں گے تو فرشتے اِن سے کہیں گے کہ اللہ جل وعلا کی بیزاری تمہاری اپنی جانوں سے بیزاری کے مقابلہ میں بہت بڑی ہے۔

اِذْ تُدْعَوْنَ اِلَى الْاِيْمَانِ فَتَكْفُرُوْنَ۔

جب تم بلائے گئے تھے ایمان کی طرف تو تم نے کفر کیا۔ یعنی جب دنیا میں مرسلین کرام نے تمہیں دعوت اسلام دی تو تم نے قبولیت سے انکار کیا اس کی وجہ سے اللہ تم سے بیزار ہے اور یہ بیزاری تمہاری جانوں کی بیزاری سے بڑی ہے جو آج تم اپنی جانوں سے اظہار بیزاری کر رہے ہو اور عذاب دیکھ کر يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا کی آواز لگا رہے ہو اس پر کافر کہیں گے:

قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَمَتَّنَا اثْنَتَيْنِ وَاَحْيَيْتَنَا اثْنَتَيْنِ فَاعْتَرَفْنَا بِذُنُوْبِنَا فَهَلْ اِلٰى خُرُوْجٍ مِّنْ سَبِيْلٍ ⑪۔

اے رب ہمارے تو نے ہمیں دو بار مردہ کیا اور دو بار زندہ کیا اب ہم اپنے گناہوں پر مقر ہوئے تو آگ سے نکلنے کی بھی کوئی راہ ہے؟

دو دفعہ زندہ کرنا پہلا بصورت نطفہ جنین ہو کر طفل صغیر بن کر عمر طبعی تک زندہ رہا۔ پھر موت آئی ایسے ہی اس موت سے پہلی زندگی اور اس موت کے بعد حشر کی زندگی دو زندگیاں ہوگئیں تو کافر ان دونوں کو بتا کر عرض کرے گا کہ ہم اپنے جرموں کا اعتراف کرتے ہیں تو کیا جہنم سے ہمارے نکلنے کی کوئی سبیل ہے؟ اس کا جواب ہوگا کہ تمہارے جہنم سے نکلنے کی کوئی سبیل نہیں ہے اور فرمایا جائے گا کہ

ذٰلِكُمْ بِاَنَّهٗۤ اِذَا دُعِيَ اللّٰهُ وَحْدَهٗ كَفَرْتُمْ ۚ وَاِنْ يُّشْرَكْ بِهٖ تُؤْمِنُوْا ۗ فَالْحُكْمُ لِلّٰهِ الْعَلِيِّ الْكَبِيْرِ ⑫۔

یہ عذاب اس بات پر ہے کہ جب ایک اللہ پکارا جاتا تو تم کفر کرتے اور اگر اس کا شریک ٹھہرایا جاتا تو تم ایمان لے آتے تو آج حکم اللہ ہی کا ہے جو بلند اور زبردست ہے۔

یعنی اس عذاب اور اس کے دوام وخلود کا سبب تمہارا یہ فعل ہے کہ جب توحید کا اعلان ہوتا اور لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا جاتا تو تم اس کا انکار کرتے اور کفر اختیار کرتے اور اس شرک کی تصدیق کرتے تو آج اللہ عزوجل کی طرف سے تمہارے لئے حکم ہے

جہنم میں رہنے کا اور یہ رہنا ہمیشہ کے لئے ہوگا اس کے بعد اپنی قدرت کاملہ کی تعریف فرمائی گئی اور ارشاد ہوا:

هُوَ الَّذِىْ يُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ وَيُنَزِّلُ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ رِزْقًا ۭ وَمَا يَتَذَكَّرُ اِلَّا مَنْ يُّنِيْبُ ⑬۔

وہ وہ ذات ہے جو اپنی نشانیاں دکھاتی ہے اور تمہارے لئے آسمان سے رزق اتارتی ہے اور نہیں نصیحت مانتا مگر جو رجوع لائے۔

نشانیاں دکھانے سے مطلب یہ ہے کہ اپنے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کراتا ہے اور مینہ برسا کر سبزہ اگا کر ہر مخلوق کے لئے رزق دیتا ہے۔ مگر ان چیزوں سے وہی ہدایت پاسکتے ہیں جو اس جل شانہ کی طرف رجوع لانے والے ہیں۔ رجوع لانے والے شرک وکفر سے تائب ہو کر اس کی طرف جھکنے والے ہیں۔

فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ⑭۔

تو پوجو اسی اللہ کو نرے اس کے بندے ہو کر اسی کا حکم ہے اور دین اگرچہ کافروں کو برا لگے۔

دُعَا، تَدْعُوْا، اُدْعُوْا، نَدْعُوْا۔ کی بحث ہم نویں اور تیرہویں پارہ میں مکمل کر چکے ہیں۔

رَفِيْعُ الدَّرَجٰتِ ذُو الْعَرْشِ ۚ يُلْقِى الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِهٖ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ

بلند درجے والا عرش کا مالک ایمان کی جان ڈالتا ہے اپنے حکم سے اپنے بندوں میں جس پر چاہے یعنی اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے منصب نبوت عطا فرماتا ہے۔ ایمان کی جان انبیاء کرام ہی کو عطا ہوتی ہے اور جس کو نبی بناتا ہے اس کا کام ہوتا ہے کہ

لِيُنْذِرَ يَوْمَ التَّلَاقِ ⑮۔ کہ وہ ملنے کے دن یعنی قیامت سے ڈرائے۔ يَوْمَ التَّلَاقِ سے مراد قیامت ہے۔

يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ ۚ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ ۭ لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۭ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ⑯۔

جس دن وہ ظاہر ہو جائیں گے یعنی ان کا کفر اور شرک اتنا واضح ہوگا کہ ان کے اعمال متمثل صورت میں ان کے سامنے ہوں گے جیسے مومنوں کے عمل متمثل ہو کر سامنے آئیں گے اور انہیں مسرور کریں گے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جب مومن قبر میں دفن کر دیا جاتا ہے تو نکیرین آکر اس سے سوال کرتے ہیں مَنْ رَبُّكَ، مَنْ نَبِيُّكَ، وَ مَا دِيْنُكَ تو وہ سراسیمہ و پریشان ادھر ادھر دیکھتا ہے کہ اچانک ایک نہایت حسین وجمیل صورت سامنے آکر نکیرین اور اس کے مابین حائل ہو جائے گی اور یہ کہے گی کہ یہ اعزہ واقرباء سے بچھڑا ہوا سراسیمہ و پریشان ہے اور تم اسے اور پریشان کر رہے ہو اس کے متعلق جو کچھ پوچھنا ہے مجھ سے پوچھو میں اس کے نیک اعمال کا مجسمہ ہوں میں اس کی نماز ہوں میں اس کا روزہ ہوں حج وزکوٰۃ ہوں خیرات وصدقات ہوں یہ سن کر فرشتے واپس ہو جائیں اور کہہ کر جائیں کہ نَمْ كَنَوْمَةِ الْعُرُوْسِ. اب تو سو جیسے دلہن سوتی ہے اب قیامت کے دن دو جہان کے دولہا سید عالم شافع محشر ساقی کوثر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تجھے جگائیں گے۔

ایسے ہی يَوْمَ هُمْ بٰرِزُوْنَ سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ کافر کتنا ہی نیک خصلت اور دان پن کرنے والا کیوں نہ ہو مگر اس کا شرک اس پر ظاہر ہو جائے گا اور اس کے عمل کا ایک ہیبت ناک مجسمہ اس کے سامنے ہوگا۔ اس سے وہ وَوُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ عَلَيْهَا غَبَرَةٌ ⑳ تَرْهَقُهَا قَتَرَةٌ ㉑ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكَفَرَةُ الْفَجَرَةُ کے مطابق اپنی کیفیت دیکھے گا اور کہے گا: يٰلَيْتَنِىْ كُنْتُ تُرٰبًا۔ اے کاش میں مٹی ہوا جاتا بقول شاعر

Marfat.com

انسان بنا کے تو نے کیوں مری مٹی خراب کی

اسی کو واضح کیا گیا کہ لَا يَخْفٰى عَلَى اللّٰهِ مِنْهُمْ شَيْءٌ اللہ تعالیٰ پر کسی کی کوئی عملی کیفیت پوشیدہ اور مخفی نہیں ہے چنانچہ اعلان فرمایا جائے گا کہ

لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ۖ کون ہے آج کے دن ملکیتوں کا مدعی! جب ہر طرف سے سکوت کا عالم ہوگا اور جواب کہیں سے نہ ملے گا تو خود ہی ارشاد ہوگا۔

لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۱۶﴾ مملکت حقیقی اور سلطنت غیر فانی اسی ایک اللہ کے لئے ہے جو قہار اور سب پر غالب ہے اس کے بعد ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ تُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَا ظُلْمَ الْيَوْمَ ۖ اِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۱۷﴾۔

آج کے دن ہر جان اپنی کرنی کا بدلہ پائے گا، آج کسی پر ظلم نہیں بے شک اللہ بہت جلدی حساب لینے والا ہے۔

مومن چونکہ دنیا میں بھی اپنے رب عزوجل کے سامنے نگونسار رہتا تھا وہاں بھی نہایت سرخروئی سے لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ کہے گا اور کافر چونکہ اللہ تعالیٰ کا ساجھی اور شریک مانتا رہا تھا۔ آج اس کے برعکس حقیقت مملکت اور شان جبروتی دیکھ کر خجل و منفعل ہوا اور وہ بھی مرے جی سے یہی اقرار کرے گا مگر یہ اقرار اس کو فائدہ مند نہ ہوگا اور فرمادیا جائے گا کہ آج کے دن نیکوں کو نیکی کا بدلہ اور بدوں کو بدی کا معاوضہ بغیر کسی زیادتی اور بغیر کسی قسم ظلم کے ملے گا اللہ سب کا حساب جلدی طے فرمائے گا اور اپنے محبوب مخبر صادق وطبیب حاذق رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم ہے۔

وَاَنْذِرْهُمْ يَوْمَ الْاٰزِفَةِ اِذِ الْقُلُوْبُ لَدَى الْحَنَاجِرِ كٰظِمِيْنَ ۬ؕ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ؕ۔

اے محبوب! ڈراؤ ان کافروں کو آفت کے دن قریب آنے والے سے جبکہ کلیجے منہ کو آجائیں گے اور سب کافر غمگین ہوں گے ہر کافر کی جان پر بن رہی ہوگی ان کے دل شدت خوف سے پنجرے میں اٹکے ہوں گے باہر آسکیں گے نہ اندر رہ سکیں گے اور وہ ایسی حالت میں ہوں گے کہ

مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴿۱۸﴾ؕ۔

ان کا نہ کوئی گرم جوش دوست ہوگا اور نہ کوئی حمایتی جس کی سفارش مانی جائے۔

یہاں ظالم کے معنی مشرک کے ہیں جیسا تفسیر القرآن بالقرآن سے واضح ہے کہ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ شرک ہی سب بڑا ظلم ہے۔ تو مشرک ہونے والا سب سے بڑا ظالم ہوا۔ آگے اپنی وسعت علم کو واضح فرمایا گیا:

يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِى الصُّدُوْرُ ﴿۱۹﴾۔

وہ ذات مقدس جل وعلاشانہ وہ ذات ہے کہ وہ ہر چور آنکھ اور ہر دل کی خفیہ بات جانتی ہے۔

اسی لئے اسے علام الغیوب کہا جاتا ہے۔ وہی فرماتا ہے: وَاللّٰهُ يَقْضِىْ بِالْحَقِّ۔ اور اللہ جل وعلاشانہ سچا فیصلہ فرماتا ہے یعنی ہر کافر و مومن، گبر، ترسا، یہودی، جودی سب کی عملی کیفیتیں اس کے سامنے مبرہن اور واضح ہوں گی اسی کے مطابق اس کا فیصلہ فرمایا جائے گا۔ جہنمی جہنم میں اور جنتی جنت میں داخل ہوں گے البتہ گنہگار سیار کار ایسے ہوں گے جو شفاعت بالوجاہت سے بخشے جائیں جس کی تصریح سورہ زمر میں فرمائی گئی اور ارشاد ہوا:

Marfat.com

قُلۡ یٰعِبَادِیَ الَّذِیۡنَ اَسۡرَفُوۡا عَلٰۤی اَنۡفُسِہِمۡ لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا ؕ

اے محبوب! فرمادیجئے کہ میرے ایسے بندو جو اپنی جانوں پر ظلم کر گزرے ہو اپنی بداعمالی پر اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو بے شک اللہ تمہارے سب گناہ معاف فرمائے گا۔

اور کس صدقہ میں فرمائے گا اس کی تصریح لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ میں موجود ہے کہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو اور رحمت کون ہے؟ قرآن کریم لبطور حصر فرماتا ہے: وَمَاۤ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ اے محبوب! ہم نے تمہیں بھیجا ہی نہیں مگر عالموں کے لئے رحمت۔ تو اس رحمت سے عدم قنوط مومن پر لازمی ہے اور اس سے یہ مستفاد ہوا کہ کافر وہی ہے جس میں ایمان نہ ہو۔ برخلاف سیہ کار گناہ گار کے کہ وہ بدعمل ضرور ہے مگر ایمان اس میں موجود ہے۔ اس ایمان کی جھلک کا ہی نتیجہ ہوگا کہ اس کی سیاہ کاریاں شفاعت بالوجاہت کے ذریعہ معاف کردی جائیں گی اور اسے جنت ملے گی اسی لئے آیت کریمہ میں ارشاد ہوا کہ

وَالَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِہٖ لَا یَقۡضُوۡنَ بِشَیۡءٍ ؕ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡبَصِیۡرُ ﴿۲۰﴾

اور وہ جو اللہ کے سوا غیر کی پوجا کرتے ہیں وہ کچھ فیصلہ نہیں کرسکتے بے شک اللہ سنتا دیکھتا ہے۔

یہاں اس امر کو واضح کردیا کہ غیر خدا کی پوجا شرک خالص ہے اور جن کی پوجا کی جاتی ہے خواہ وہ بت ہوں یا شجر وحجر یا شمس وقمر ان میں سے کسی شے میں فیصلے کی طاقت نہیں اور اللہ تعالیٰ ان کی عملی کیفیتیں اور عبادت لغیر اللہ کی صورتیں سنتا اور دیکھتا ہے۔ یہاں اس امر کا سمجھ لینا ضروری ہے کہ پوجا جسے تعبد لغیر اللہ کہا جاتا ہے اس میں اور تعظیم لغیر اللہ میں کیا فرق ہے۔

اس بحث کو ہم نے تفصیلی طور پر اس تفسیر کے تیرہویں پارہ میں بیان کردیا ہے یہاں بھی تبرکاً کچھ تفصیل عرض ہے۔ یہ ناقابل انکار حقیقت ہے کہ تعبد اور تعظیم میں بون بعید ہے۔ تعبد کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر کی پوجا کرنے کو اور تعظیم کہتے ہیں مقربان خاص کو عظمت کی نظر سے دیکھنا اور انہیں اللہ عزوجل کا بندہ اور محبوب جاننا۔ اسی طرح استعانت بغیر اللہ کے معنی ہیں۔ مستعین حقیقی کے حضور کسی مقرب خاص کا توسل پیش کرنا اور یہ استمداد کا مفہوم ہے تو مسئلہ واضح ہوگیا کہ استعانت اور امداد شرک نہیں ہے اس لئے کہ مقربان خاص کے توسل سے اللہ تعالیٰ کے حضور کچھ عرض کرنا اور ماننا یہ سنت صحابہ علیہم السلام ہے اس کو شرک کہنا خود مشرک بننا ہے۔ چنانچہ علامہ آلوسی، علامہ نسفی، علامہ خازن اور علامہ فخر الدین رازی رحمہم اللہ نے تفسیر کبیر میں یہی تصریح فرمائی ہے والله الحمد۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع — سورۃ مومن — پ ۲۴

اَوَلَمۡ یَسِیۡرُوۡا فِی الۡاَرۡضِ فَیَنۡظُرُوۡا کَیۡفَ کَانَ عَاقِبَۃُ الَّذِیۡنَ کَانُوۡا مِنۡ قَبۡلِہِمۡ ؕ کَانُوۡا ہُمۡ اَشَدَّ مِنۡہُمۡ قُوَّۃً وَّاٰثَارًا فِی الۡاَرۡضِ فَاَخَذَہُمُ اللّٰہُ بِذُنُوۡبِہِمۡ ؕ وَمَا کَانَ لَہُمۡ مِّنَ اللّٰہِ مِنۡ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾

کیا انہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے کیسا ہوا انجام ان کا جو ان سے پہلے تھے وہ ان سے قوت میں سخت تھے اور ان کی نشانیاں زمین میں تو اللہ نے ان کے گناہوں پر ان کو پکڑا اور نہیں ہے کوئی اللہ سے بچانے والا

ذٰلِکَ بِاَنَّہُمۡ کَانَتۡ تَّاۡتِیۡہِمۡ رُسُلُہُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ

یہ اس لئے کہ آئے ان کے پاس ان کے رسول روشن

Marfat.com

فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِیٌّ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾	نشانیوں کے ساتھ تو سرکشی کی انہوں نے تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا بے شک وہ بڑی قوت والا سخت عذاب دینے والا ہے
وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰیٰتِنَا وَ سُلْطٰنٍ مُّبِیْنٍ ﴿۲۳﴾	اور بے شک بھیجا ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور روشن قوت کے ساتھ
اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ قَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾	فرعون، ہامان اور قارون کی طرف تو وہ کہنے لگے یہ جادوگر جھوٹا ہے
فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْۤا اَبْنَآءَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَ اسْتَحْیُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَ مَا كَیْدُ الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾	اور جب وہ تشریف لائے حق لے کر ہماری طرف سے تو بولے کہ قتل کردو ان کے متبعین کو جو ان کے ساتھ ہیں اور زندہ رکھو ان کی لڑکیوں کو اور نہیں مکر کافروں کا مگر رائیگاں
وَ قَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْۤ اَقْتُلْ مُوْسٰى وَ لْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾	اور بولا فرعون کہ چھوڑو مجھے کہ میں موسیٰ کو قتل کروں اور وہ اپنے رب کو پکارے مجھے خطرہ ہے کہ تمہارا دین نہ بدل دے یا غالب آئے زمین میں فساد کرتا ہوا
وَ قَالَ مُوْسٰۤى اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَ رَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾	اور فرمایا موسیٰ نے میں تمہارے اور اپنے رب کی پناہ لیتا ہوں ہر متکبر سے جو ایمان نہیں لاتا حساب کے دن پر

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

اَوَ - کیا	لَمْ - نہ	یَسِیْرُوْا - سیر کی انہوں نے	فِیْ - بیچ
الْاَرْضِ - زمین کے	فَیَنْظُرُوْا - کہ دیکھتے	كَیْفَ - کیسا	كَانَ - ہوا تھا
عَاقِبَةُ - انجام	الَّذِیْنَ - ان کا جو	كَانُوْا - تھے	مِنْ قَبْلِهِمْ - ان سے پہلے
كَانُوْا - تھے	هُمْ - وہ	اَشَدَّ - سخت	مِنْهُمْ - ان سے
قُوَّةً - قوت میں	وَّ - اور	اٰثَارًا - نشانوں میں	فِیْ - بیچ
الْاَرْضِ - زمین کے	فَاَخَذَ - تو پکڑا	هُمُ - ان کو	اللّٰهُ - اللہ نے
بِذُنُوْبِهِمْ - ان کے گناہوں سے		وَ - اور	مَا - نہیں
كَانَ - تھا	لَهُمْ - ان کے لئے	مِّنَ اللّٰهِ - اللہ سے	مِنْ وَّاقٍ - کوئی بچانے والا
ذٰلِكَ - یہ	بِاَنَّهُمْ - اس لئے کہ وہ	كَانَتْ - تھے	تَّاْتِیْهِمْ - آتے ان کے پاس
رُسُلُهُمْ - ان کے رسول	بِالْبَیِّنٰتِ - دلائل لے کر	فَكَفَرُوْا - تو انکار کیا انہوں نے	
فَاَخَذَ - تو پکڑا	هُمُ - ان کو	اللّٰهُ - اللہ نے	اِنَّهٗ - بے شک وہ
قَوِیٌّ - طاقتور	شَدِیْدُ - سخت	الْعِقَابِ - عذاب والا ہے	وَ - اور

Marfat.com

لَقَدْ۔ بے شک	اَرْسَلْنَا۔ بھیجا ہم نے	مُوْسٰی۔ موسیٰ کو	بِاٰیٰتِنَا۔ اپنی نشانیوں سے
وَ۔ اور	سُلْطٰنٍ۔ غلبہ	مُّبِيْنٍ۔ ظاہر سے	اِلٰی۔ طرف
فِرْعَوْنَ۔ فرعون	وَ۔ اور	هٰمٰنَ۔ ہامان	وَ۔ اور
قَارُوْنَ۔ قارون کی	فَقَالُوْا۔ تو بولے	سٰحِرٌ۔ جادوگر ہے	كَذَّابٌ۔ جھوٹا ہے
فَلَمَّا۔ پھر جب	جَآءَ۔ لایا	هُمْ۔ ان کے پاس	بِالْحَقِّ۔ حق
مِنْ عِنْدِنَا۔ ہماری طرف سے		قَالُوا۔ تو بولے	اقْتُلُوْٓا۔ قتل کردو
اَبْنَآءَ۔ بیٹے	الَّذِيْنَ۔ ان کے	اٰمَنُوْا۔ جو ایمان لائے	مَعَهٗ۔ اس کے ساتھ
وَ۔ اور	اسْتَحْيُوْا۔ زندہ رکھو	نِسَآءَ۔ عورتیں	هُمْ۔ ان کی
وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَيْدُ۔ تدبیر	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کی
اِلَّا۔ مگر	فِيْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی کے	وَ۔ اور
قَالَ۔ بولا	فِرْعَوْنُ۔ فرعون	ذَرُوْنِيْٓ۔ مجھے چھوڑو	اَقْتُلْ۔ میں قتل کروں
مُوْسٰی۔ موسیٰ کو	وَ۔ اور	لْيَدْعُ۔ وہ بلا لائے	رَبَّهٗ۔ اپنے رب کو
اِنِّيْٓ۔ بے شک میں	اَخَافُ۔ ڈرتا ہوں	اَنْ۔ یہ کہ	يُّبَدِّلَ۔ بدل دے
دِيْنَكُمْ۔ تمہارا دین	اَوْ۔ یا	اَنْ۔ یہ کہ	يُّظْهِرَ۔ پھیلائے
فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	الْفَسَادَ۔ فساد	وَ۔ اور
قَالَ۔ فرمایا	مُوْسٰٓی۔ موسیٰ نے	اِنِّيْ۔ بے شک میں	عُذْتُ۔ پناہ لیتا ہوں
بِرَبِّيْ۔ اپنے رب	وَ۔ اور	رَبِّكُمْ۔ تمہارے رب کی	مِّنْ كُلِّ۔ ہر ایک
مُتَكَبِّرٍ۔ متکبر سے جو	لَّا۔ نہ	يُؤْمِنُ۔ ایمان رکھتا ہو	بِيَوْمِ۔ یوم
الْحِسَابِ۔ حساب پر			

تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ مومن۔ پ ۲۴

اَوَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ كَانُوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْا هُمْ اَشَدَّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ ۭ وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۲۱﴾۔

تو کیا انہوں نے زمین میں سیر نہ کی کہ وہ دیکھتے کہ کیسا ہوا انجام ان کا جو طاقت میں ان سے کہیں زیادہ تھے اور ان کے نشان زمین میں ہیں تو پکڑا اللہ نے انہیں ان کے گناہوں کے سبب اور نہ ہوا کوئی انہیں اللہ سے بچانے والا۔

قوم عاد و ثمود جو ان سے پہلے گزری ہیں یہ پہاڑوں کو کھود کر مکان بناتی تھیں اور بڑے بڑے محل اور باغ انہوں نے تعمیر کئے مگر ان کے شرک و کفر کی بنا پر ان پر عذاب آیا اور یہ ہلاک کر دیئے گئے ان کی عمارتوں کے نشانات اور کھنڈرات اب تک شام و فلسطین میں نظر آتے ہیں۔ چنانچہ یہاں فرمایا گیا کہ تم زمین کی سیر کرو اور پہلی قوموں کی قوتیں اور ان کی عمارتوں کے نشانات دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور عقل سے کام لو اور سوچو کہ جب ایسی ایسی بڑی قومیں ہم نے مٹا دیں تو تمہارا مٹا دینا ہمارے لئے کیا

Marfat.com

دشوار ہے آگے ارشاد ہے:

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانَتْ تَّاْتِيْهِمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَكَفَرُوْا فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۲﴾۔

یہ اس لئے کہ ان میں ہمارے رسول نشانیاں لے کر آئے تھے اور انہوں نے ان سے سرکشی کی تو اللہ نے انہیں پکڑ لیا سرکشی اور کفر کی بناء پر بے شک وہ بڑی قوت والا اور سخت عذاب دینے والا ہے۔

بَیِّنَات سے مراد معجزات ہیں جو انبیاء کرام دکھاتے تھے اور یہ کافر اور مشرک اس کو جادو قرار دے کر تکذیب کرتے تھے تو ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور وہ ہلاک ہوئے البتہ عہد رسالت مآب رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا میں نزول سے عذاب رک گیا اور ارشاد ہوا: مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ۔ ہماری یہ شان نہیں کہ آپ کو رحمت عالم بھی بنائیں اور جن میں آپ جلوہ افروز ہوں انہیں معذب بھی کریں آخرت میں محاسبہ کے بعد یہ عذاب دیکھیں گے ابھی ان کو امم ماضیہ کے حالات ہی سنا کر عبرت دلائی جاتی ہے پھر نظیر میں موسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ فرماتے ہوئے عبرت دلانے کو ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿۲۳﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَقَارُوْنَ فَقَالُوْا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ﴿۲۴﴾۔

بے شک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیوں کے ساتھ اور سند واضح عطا فرما کر فرعون ہامان اور قارون کی طرف بھیجا تو بولے جادوگر ہے جھوٹا ہے۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے ان سرکشوں کے آگے ید بیضا اور عصا کے ذریعہ سبھی کچھ قوتیں دکھائیں مگر ان جھوٹوں کی نظر میں سب کچھ جھوٹ ہی نظر آیا اور کہہ دیا یہ تو جادوگر اور جھوٹا ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے متبعین کی اولاد نرینہ کے قتل کی تیاریاں کیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِالْحَقِّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوا اقْتُلُوْٓا اَبْنَآءَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ وَاسْتَحْيُوْا نِسَآءَهُمْ ؕ وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۲۵﴾۔

تو جب حق آ گیا ہماری طرف سے تو (بجائے ایمان لانے کے) بولے قتل کر دو ان کی اولاد نرینہ کو جو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لائے ہیں اور زندہ رکھو ان کی لڑکیوں کو اور کافروں کا مکر نہیں مگر رائیگاں ہونے والا۔

فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی خبر منجموں کے ذریعہ سنی اور انہوں نے بتایا کہ وہ جو اس سال پیدا ہونے والا ہے وہ تیری سلطنت کو نیست و نابود کر دے گا تو اس وقت بھی اس نے یہی حربہ اختیار کیا تھا۔ چنانچہ ستر ہزار کے قریب بچے اس نے قتل کرائے ہر گھر کے اوپر پہرہ رکھا اور دائی کو حکم دے دیا کہ اگر لڑکی ہو تو زندہ رکھے اور لڑکا ہو تو فوراً اس کو مار دے چنانچہ ستر ہزار کے قریب اس طرح جب بچے مارے جا چکے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی بھی نوبت آ گئی چنانچہ قرآن کریم میں اس کا تذکرہ ہے اور ارشاد ہے: وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ اور میں نے تجھ پر اپنی طرف سے محبت ڈالی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں محبوب بنایا اور خلق کا محبوب کر دیا اور جس کو اللہ تعالیٰ اپنی محبوبیت سے نوازتا ہے تو قلوب میں اس کی محبت پیدا کر دیتا ہے جیسا کہ حدیث شریف میں بھی وارد ہوا۔

یہی حال حضرت موسیٰ علیہ السلام کا تھا جو آپ کو دیکھتا تھا اسی کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہو جاتی تھی۔ قتادہ نے کہا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں میں ایسی ملاحت تھی جسے دیکھ کر دیکھنے والے کے دل میں محبت جوش مارنے لگتی تھی۔ چنانچہ

Marfat.com

ایسی نگرانی اور حفاظت میں پرورش پائی کہ جب دایہ کی نگاہ آپ پر پڑی تو وہ فریفتہ ہوگئی اور آپ کی والدہ حضرت (یوحانذ) سے کہا کہ اس بچے کو قتل کرنے کے بجائے میں تمہارے پاس چھوڑتی ہوں اور بکری کا بچہ ذبح کر کے ہنڈیا میں ڈال کر لے جاتی ہوں۔ پہرہ والے میرا اعتبار کریں گے میں انہیں کہہ دوں گی کہ لڑکا ہوا تھا میں لے جارہی ہوں وہ یقین کرلیں گے پھر آپ ان کی پرورش بحفاظت کریں چنانچہ ایسا ہی ہوا اور آپ کی پرورش ہونے لگی تو یہ اس القاء محبت کا اثر تھا جس سے دایہ قتل نہ کرسکی اور حفاظت الٰہی عزوجل میں آپ پرورش پاتے رہے۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ آپ کی والدہ حضرت یوحانذ آپ کو گود میں لئے تنور جھونک رہی تھیں کہ آپ رونے لگے رونے کی آواز سن کر پہرے والوں نے گھر میں مداخلت کی اور کہا کہ آپ کے ہاں لڑکا ابھی رویا ہے آپ نے سوچا اگرچہ میں عمران، فرعون کے وزیر اعظم کی بیوی ہوں مگر قانون کے مقابلہ میں میرا بچنا مشکل ہے آبرو کے مقابلہ میں بچہ نہ رہے تو نہ سہی آپ کو تنور میں پھینک دیا اور سپاہیوں سے کہا آؤ دیکھ لو۔ سپاہیوں نے گھر کی تلاشی لی اور بے نیل مرام واپس ہوئے۔ جب وہ چلے گئے تو شفقت مادری نے جوش کیا۔ اور بے تابانہ آپ تنور کی طرف آئیں تو عجب کرشمۂ قدرت وَلِتُصْنَعَ عَلٰی عَیْنِیْ کا دیکھا تنور سے لپٹیں نکل رہی تھیں اور آپ آرام سے اس میں لیٹے ہوئے تھے اور انگوٹھا چوس رہے تھے۔

اس واقعہ سے آپ کی والدہ کو یہ خطرہ ہوا کہ بچہ بہر حال بچہ ہے اس کا پھر رونا اور پہرہ والوں کا آکر گرفت کر لینا بہت ممکن ہے۔ اس سے بہتر ہے کہ میں اسے صندوق میں محفوظ کر کے دریائے نیل میں بہاؤ پر چھوڑ دوں صندوق جدھر راستہ ملے بہہ جائے۔ اور جب کسی کے ہاتھ آجائے تو اس بچے کو نکال کر پرورش کرلے۔

غرضیکہ آپ نے اس منصوبہ کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسی نجار یعنی ترکھان کو بلایا۔ جو آپ کے مکان کے پاس ہی رہتا تھا اور کہا کہ ایک ایسا صندوق بناؤ جس کا طول وعرض یہ ہو۔ اور اس میں پانی سرایت نہ کرسکے جو کچھ تو چاہے گا میں وہ قیمت ادا کردوں گی۔

اس نے کہا کہ صندوق بھی بن جائے گا اور ایسا بن جائے گا کہ جس میں پانی سرایت نہیں کرسکے گا۔ مگر مجھے یہ بتلایئے کہ یہ کس مقصد کے لئے بنوایا جارہا ہے میں آپ کا رازدار رہوں گا اور کسی پر اس راز کو منکشف نہ کروں گا۔

آپ نے اصل واقعہ اسے سنایا دیا وہ سن کر صندوق بنانے کا وعدہ کر کے گھر پہنچا تو وسوسۂ شیطانی نے اس عہد سے اسے منحرف کردیا۔ اور اس نے سوچا کہ اگر ان کو صندوق بنا کردے دیا تو یہ مجھے دس بیس درہم دیں گی اور اگر بارگاہ فرعونی میں میں نے مخبری کی تو مجھے بے بہا دولت ملے گی۔ چنانچہ اس لالچ میں وہ گھر سے چلا گھر کے دروازہ پر آیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لئے اور یہ چلنے سے رہ گیا پھر توبہ کی اور ارادہ کیا کہ صندوق بنادوں تو پھر توسوسِ شیطانی غالب آیا اور خیال کیا کہ اتفاقیہ وہ پیر زمین میں دھنس گئے تھے اب مجھے پھر جانا چاہئے۔

چنانچہ چلا اور دروازہ پر آیا ہی تھا کہ کمر کمر زمین نے پکڑ لیا آخر توبۃ النصوح کی اور صندوق بنایا اور انکشاف راز سے باز رہا۔ صندوق بنا کر جب حضرت یوحانذ کی خدمت میں آیا تو آپ نے اس کی قیمت پوچھی اس نے کہا اس کی قیمت صرف یہ ہے کہ اس بچہ کی مجھے زیارت کرا دیجئے یہ زیارت کر کے آپ کا پہلا امتی بنا اور حضرت یوحانذ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس صندوق میں لٹایا اور بند کر کے دریائے نیل پر معہ اپنی صاحبزادی روانہ ہوئیں اور کلیجہ تھام کر ہمت باندھ کر اس صندوق میں

Marfat.com

ڈال دیا۔ اب ڈالنے کے بعد عجیب کرشمہ قدرت رونما ہوا۔
کہ لکڑی یا کوئی چیز بہاؤ کی طرف بہتی ہے یہ صندوق الٹا دھار پر چڑھنے لگا آپ کی بہن کنارے کنارے نیل کے چلتی گئی اور دیکھتی رہی کہ یہ صندوق کہاں جاتا ہے۔ فرعون نے نیل پر کچھ آبشاریں بنائی تھیں اور سوراخوں کے لئے وہاں بیٹھنے کی جگہ رکھی تھی۔ آپ کی بہن نے دیکھا کہ وہ صندوق اس آبشار پر گزر رہا ہے اور فرعون کی نظر پڑی فوراً حکم دیا کہ اس صندوق کو پکڑ کر لاؤ۔ بہ حکم فرعون وہ لایا گیا فرعون نے جب اسے کھولا تو ایک نہایت حسین تنومند بچہ اس میں پایا اور جونہی فرعون کی نظر آپ پر پڑی تو فرعون کے دل میں آپ کی محبت پیدا ہوگئی۔
بظاہر اعیان دولت سے کہنے لگا کہ یہ میرا اقبال شاہی ہے کہ وہ بچہ جس کی نجومیوں نے خبر دی تھی وہ میرے گھر میں آ گیا ہے۔ فرعون کی بیوی حضرت آسیہ محل کے جھروکوں سے یہ منظر دیکھ رہی تھیں کہ فرعون نے جلاد کو بلایا اور آپ کے قتل کا حکم دیا کہ حضرت آسیہ محل سے اتر آئیں اور فرعون سے ماجرا پوچھ کر فرمایا کہ اگرچہ یہ بچہ وہی کیوں نہ ہو جس کی نجومیوں نے خبر دی ہے لیکن جب تو پرورش کر رہا ہے تو تیرا ولی عہد یہی ہوگا پھر سلطنت کو کیوں غارت کرنے لگا اس کو بحفاظت پرورش کرا اور اپنا متبنٰی بنا لے۔ فرعون نے مشورہ مان لیا اور حکم دیا کہ رضاعت کے لئے انائیں بلائی جائیں چنانچہ وزراء تک کی بیویاں حاضر آئیں مگر قرآن کریم فرماتا ہے:

وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ۔ ہم نے دودھ پلانے والیوں کے دودھ موسیٰ علیہ السلام پر حرام کر دیئے۔
چنانچہ دوپہر کا کھانا فرعون نے نہیں کھایا اور کہا جب تک اس بچہ کو دودھ پلانے والی نہ ملے گی میں کھانا نہیں کھاؤں گا۔
ادھر آپ کی بہن بھی یہ سب منظر دیکھ رہی تھی تو انہوں نے فرعون سے کہا کہ:

هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰٓى اَهْلِ بَيْتٍ يَّكْفُلُوْنَهٗ لَكُمْ وَهُمْ لَهٗ نٰصِحُوْنَ۔

کیا میں تمہیں ایسے گھر والے بتلا دوں کہ وہ اس بچہ کی کفالت کریں اور اس کے لئے خیر خواہ ثابت ہوں۔
چنانچہ فرعون نے حکم دیا وہ کون ہے انہیں لاؤ۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

فَرَجَعْنٰكَ اِلٰٓى اُمِّكَ كَیْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ۔

کہ ہم تجھے تیری ماں کے پاس پھیر لائے تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور غم نہ کرے۔
چنانچہ آپ کی بہن نے حضرت یوحانذ کو خبر کی اور انہیں ساتھ لے کر آئیں آپ نے جیسے آتے ہی منہ میں چھاتی دی آپ نے پینا شروع کر دیا۔ غرضکہ اسی طرح آپ فرعون کے گھر پرورش پاتے رہے چنانچہ گیارہ بارہ سال تک آپ فرعون کے گھر پرورش پاتے رہے اور شاہی قانون یہ تھا کہ دودھ پلانے والی پھر اسی گھر میں رہتی تھی جہاں بچے کو دودھ پلاتی تھی۔ آپ وہیں رہتی تھیں اور موسیٰ علیہ السلام فرعون کے گھر سے سلطنت شاہی کو چھوڑ کر تعلیم حق کی طرف آ گئے۔ جس کا مفصل واقعہ ہم نے سولہویں اور بیسویں پارہ میں بیان کر دیا ہے۔
مختصر یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تبلیغ حق کے لئے کھڑے ہو گئے اور فرعون نے اسی پرانے حربہ کی طرف رخ کیا اور کہا ان کی عورتوں کو زندہ رکھو اور ان کے مردوں کو قتل کر دو۔ مگر یہ منصوبہ بھی فرعون کا رائیگاں گیا جیسا کہ آیہ کریمہ میں ارشاد ہو چکا:

وَمَا كَيْدُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ۔

Marfat.com

عربی زبان میں ضلال کا مادہ ضل ہے اور ضل کے معنی مفردات راغب نے عدول عن الطریق المستقیم کے بتائے ہیں۔ اور دوسرے معنی ہیں عدول عن المنہج کے خواہ وہ قصداً ہو یا سہواً تیسرے معنی اللہ اور رسول سے مخالفت کرنا۔ چوتھے معنی احکام شرعیہ سے انحراف کرنا۔ پانچویں معنی موت کے ہیں۔ چھٹے معنی گمراہ ہونے کے ہیں ساتویں معنی اپنی طاقت سے بے خبر ہونے کے ہیں آٹھویں معنی رائیگاں اور عبث کے ہیں جس کو مفصل ہم پہلے لکھ چکے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ فِرْعَوْنُ ذَرُوْنِیْٓ اَقْتُلْ مُوْسٰی وَلْیَدْعُ رَبَّهٗ ۚ اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ ﴿۲۶﴾۔

اور بولا فرعون مجھے چھوڑ دو کہ میں قتل کروں موسیٰ کو اور وہ اپنے رب کو پکارے مجھے خطرہ ہے کہ بدل دے گا تمہارا دین اور عام کرے گا زمین میں فساد۔

واقعہ یہ ہے کہ فرعون نے جب قتل موسیٰ کا ارادہ کیا تو قوم نے اسے روکا اور کہا اگر اس کو قتل کر دیا تو لوگوں کا خیال موسیٰ علیہ السلام کی صداقت کی طرف مائل ہو جائے گا اور وہ سمجھ لیں گے کہ وہ سچے نبی تھے حالانکہ فرعونیوں کی نظروں میں آپ ایک معمولی جادوگر کی حیثیت رکھتے تھے برخلاف فرعون کے کہ وہ آپ کو سچا نبی جان کر آپ کے ہلاک کرنے کی طرف مائل تھا۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے قوم سے کہا کہ مجھے چھوڑو تاکہ میں انہیں قتل کروں مجھے خطرہ ہے کہ یہ اپنی حقانیت کے چمکارے دکھا کر تمہارا دین نہ بدل دے اور زمین میں فساد عام نہ کرے۔

لیکن قوم نے اسے کہا کہ ہم اُن کے جادو کا جادوگروں کے ذریعہ مقابلہ کریں گے ہمارے ملک میں جادو کے بڑے بڑے ماہر موجود ہیں اس کے جواب میں فرعون نے یہ نہیں کہا کہ یہ تمہارا خیال غلط ہے بلکہ وہ سچے نبی ہیں اس لئے کہ اگر وہ کہہ دیتا تو قوم پلٹ پڑتی اور کہتی کہ جب یہ سچے نبی ہیں تو تیرا دعویٰ خدائی باطل ہے تو تجھے ہی ایمان لے آنا چاہئے اور اس کے بعد اس کی سلطنت درہم برہم ہو جاتی۔

غرضیکہ اس نے یوں کہا کہ موسیٰ اپنے رب کو پکارے اور میں اس کے قتل کی تیاری کرتا ہوں اور وہ اپنے رب کو پکارتا ہے جس کا وہ رسول بنا ہوا ہے۔ یہ جو کہا اِنِّیْٓ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ مجھے خوف ہے کہ تمہارا دین نہ بدل دے اس سے مراد یہ ہے کہ فرعون کی خدائی کو چھوڑ کر ایک وحدہ لاشریک لہ کے آگے سب کہیں نہ جھک جائیں اور یہ خطرہ فرعون کے دل میں موسیٰ علیہ السلام کی طرف سے تھا۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ مُوْسٰٓی اِنِّیْ عُذْتُ بِرَبِّیْ وَرَبِّكُمْ مِّنْ كُلِّ مُتَكَبِّرٍ لَّا یُؤْمِنُ بِیَوْمِ الْحِسَابِ ﴿۲۷﴾۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اپنے رب کی پناہ مانگتا ہوں وہ رب جو میرا اور تمہارا سب کا رب ہے ہر اس متکبر سے جو قیامت پر یقین نہیں رکھتا۔

فرعون کی دھمکیاں سن کر موسیٰ علیہ السلام نے کوئی تعلّی ظاہر کرنے کی بجائے یہی فرمایا کہ میں اس رب کی پناہ چاہتا ہوں جو درحقیقت میرا اور تمہارا سب کا رب ہے۔ اس میں آپ کی طرف سے یہ ہدایت بھی تھی کہ تم جس غلط راستہ پر ہو وہ غلط ہے اور درحقیقت رب حقیقی تمام کائنات کا ایک ہے۔ دوسری ہدایت یہ بھی فرمائی کہ مقربان بارگاہ فخر و مباہات کو چھوڑ کر ایک رب حقیقی کے آگے ہی جھکتے ہیں۔ تم اگر نجات چاہتے ہو تو اسی کے حضور جھک جاؤ۔ تیسری ہدایت یہ تھی کہ رب حقیقی کے ماننے

Marfat.com

والے قیامت پر ضرور ایمان رکھتے ہیں۔

فرعون کی ابتدائی حالت اور تمکن علی السلطنت

اس کا واقعہ یوں ہے کہ یہ اپنی ماں کے پیٹ میں تھا کہ اس کی ماں کو دریائی سفر لاحق ہوا اور یہ کشتی میں چلی کہ موجوں نے اپنے تھپیڑوں سے کشتی کو توڑ دیا اور اس کی ماں کو وضع حمل ہو گیا اور وہ اس کی موج کی لپیٹ میں آ کر غرق ہو گئی۔ یہ طفل رضیع تختہ پر بہتا ہوا کنارے آ لگا کسی نے اس کو لے کر پرورش کیا۔ قوی ہیکل جوان ہو گیا اور چونکہ کوئی تربیت کا نظام نہ تھا تو اس کو اپنی معاش کے لئے بھیک مانگنا ہی آسان نظر آیا اور یہ بھکاریوں میں شامل ہو کر بھیک مانگتا اور شکم پروری کرتا۔ اس زمانہ میں مصر کے اندر وبائے کالرہ پھیل گئی اور حکماء نے اس کا علاج تربوز سے بتایا۔ اس نے دو گدھے تربوز کے خرید لئے اور مصر جا کر منہ مانگی قیمت میں فروخت کیا۔ کچھ روپیہ اس کے پاس ہو گیا تو ایک قبرستان پر قابض ہو گیا۔

بادشاہ وقت نہایت آرام طلب اور رعایا سے بے خبر تھا اس نے میت دفن کرنے کے عوض میں کافی رقم وصول کی۔ پریشان حال غمزدہ لوگ مجبور ہو کر جو یہ چاہتا وہ دے دیتے۔ آخر سب نے مل کر بادشاہ کو درخواستیں دیں۔ بادشاہ کی آنکھ کھلی اس نے کہا یہ کون شخص ہے جس کے خلاف اتنی درخواستیں موصول ہوئیں اس کو پیش کیا جائے۔ چنانچہ پیش کر دیا گیا۔

بادشاہ نے وجہ ظلم دریافت کی اس نے جواب دیا کہ میں جانتا تھا کہ ظالم کے پاس بغیر ظلم کئے پہنچنا مشکل ہے اس لئے میں نے ایسا کیا ہے اور آخر میں اپنے مقصد میں کامیاب ہوا۔ بادشاہ نے کہا تو کیا چاہتا ہے اس نے کہا آپ آرام سے بیٹھیں اور زمام سلطنت اول آٹھ روز کے لئے مجھے دیں اگر اس ہفتہ میں ساری رعایا میرے حق میں ووٹ دے دے تو مجھے مستقل کر دیا جائے ورنہ جو سزا منظور ہو مجھے دے دی جائے بادشاہ نے غنیمت جانا اور اپنی آرام طلبی کے لحاظ سے اس کو اپنا وزیر اعظم بنا دیا اس نے آٹھ دن میں رات دن ایک کر کے رعایا کی آوازیں سنیں اور خاطر خواہ فیصلے دیئے حتیٰ کہ سب کے ووٹ اسی کے حق میں ہو گئے اور یہ مستقل وزیر اعظم بن گیا۔

چند روز بعد بادشاہ مر گیا اور اس کی جگہ یہی بادشاہ بن گیا۔ فرعون مصر کے تاجداروں کو عموماً کہا جاتا تھا۔ اسے بھی فراعنہ مصر سے فرعون کہا گیا۔ اس نے رعایا کو اتنا مسخر کیا کہ جو یہ چاہتا تھا سب اس کے حکم کی تعمیل کو تیار تھے۔ جب متمکن علی السلطنت ہو گیا تو اپنی اصلیت کو بھول کر رعایا میں اعلان کیا کہ تمہارا خدا میں ہوں اور سب نے مان لیا۔ اپنی تصویریں سب کو دے کر حکم دیا کہ روزانہ انہیں سجدہ کرو اور آٹھویں دن میرے دربار میں آ کر مجھے سجدہ کرو۔ تبلیغ مبلغ سے یہ تمام کے تمام محروم تھے انہوں نے اسی کو خدا مان لیا۔ آخر حمیت حق حرکت میں آئی اور موسیٰ علیہ السلام کو اعطاء نبوت کے بعد حکم ملا کہ اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى۔ اس واقعہ کو تفصیلات سولھویں پارہ میں بھی بیان کر چکے ہیں۔ غرضکہ پھر موسیٰ علیہ السلام سے مقابلہ ہوا اور یہ غرق قلزم نیل کر دیا گیا اور توحید کا ڈنکا بجا۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع۔ سورۃ مومن۔ پ ۲۴

وَ قَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ ۖ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَكْتُمُ اِيْمَانَهٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ يَّقُوْلَ رَبِّيَ اللّٰهُ وَ	اور کہا ایک ایماندار آدمی نے جو فرعوان والوں میں سے ایک مرد مسلمان تھا کہ اپنے ایمان کو چھپاتا تھا کیا قتل کرو

Marfat.com

قَدْ جَآءَكُمْ بِالْبَيِّنٰتِ مِنْ رَّبِّكُمْ ۗ وَ اِنْ يَّكُ
كَاذِبًا فَعَلَيْهِ كَذِبُهٗ ۚ وَ اِنْ يَّكُ صَادِقًا يُّصِبْكُمْ
بَعْضُ الَّذِيْ يَعِدُكُمْ ۗ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ
هُوَ مُسْرِفٌ كَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

گے اس کو جو کہتا ہو میرا رب اللہ ہے اور بے شک آیا وہ تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانیاں لے کر اگر وہ ہو جھوٹا تو اس پر اس کا وبال ہوگا اور اگر ہے وہ سچا تو تمہیں پہنچے گی ان سے مخالفت کی سزا ایسی سزا جو تم سے وعدہ کی گئی بے شک اللہ ہدایت نہیں دیتا اسے جو کہ حد سے بڑھنے والا بہت جھوٹ بولنے والا ہو۔

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي
الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ
جَآءَنَا ۗ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَ
مَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۲۹﴾

اے میری قوم تمہارے لئے آج کے دن ملک ہے اور تم غالب ہو زمین میں تو کون ہماری مدد کرے گا اللہ کے عذاب کے مقابلہ میں اگر آیا ہمارے اوپر بولا فرعون میں تمہیں وہی کہتا ہوں جو میری سمجھ آتا ہے میں تمہیں نہیں بتاتا مگر راستہ بھلائی کا۔

وَ قَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ
مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿۳۰﴾

اور کہنے لگا وہ جو ایمان لا چکا تھا اے میری قوم میں خوف کھاتا ہوں تم پر پہلے گروہوں کا سا

مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّ عَادٍ وَّ ثَمُوْدَ وَ الَّذِيْنَ مِنْۢ
بَعْدِهِمْ ۗ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿۳۱﴾

جیسا دستور گزرا نوح کی قوم عاد وثمود اور ان کے بعد اوروں کا اور اللہ ارادہ نہیں فرماتا ظلم کا بندوں کے لئے

وَيٰقَوْمِ اِنِّيْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿۳۲﴾

اور اے میری قوم میں خوف کرتا ہوں تم پر اس دن کا جس دن سب پکارتے پریشان ہوں گے

يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ
عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿۳۳﴾

جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے نہیں ہے تمہارے لئے اللہ سے کوئی بچانے والا اور جسے اللہ گمراہ کرے تو اس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں

وَلَقَدْ جَآءَكُمْ يُوْسُفُ مِنْ قَبْلُ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا
زِلْتُمْ فِيْ شَكٍّ مِّمَّا جَآءَكُمْ بِهٖ ۗ حَتّٰىٓ اِذَا هَلَكَ
قُلْتُمْ لَنْ يَّبْعَثَ اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِهٖ رَسُوْلًا ۗ
كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابُ ﴿۳۴﴾

بے شک آئے تم میں یوسف (علیہ السلام) اس سے پہلے روشن نشانیاں لے کر تو ہمیشہ رہے تم شک میں اس سے جو تمہارے پاس وہ لائے یہاں تک کہ جب وہ وفات فرما گئے تو تم نے کہا ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ کوئی رسول اس کے بعد ایسے ہی اللہ گمراہ کرتا ہے جو حد سے گزرنے والا شکی ہو

الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ
اَتٰىهُمْ ۗ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ وَ عِنْدَ الَّذِيْنَ

وہ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے کہ انہیں ملی کس قدر بیزاری کی بات ہے اللہ کے نزدیک اور

Marfat.com

اٰمَنُوْا ؕ كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ قَلْبِ مُتَكَبِّرٍ جَبَّارٍ ﴿۳۵﴾	ایمان والوں کے نزدیک ایسے ہی اللہ مہر لگا دیتا ہے ہر اس دل پر جو متکبر اور جبار ہو
وَقَالَ فِرْعَوْنُ يٰهَامٰنُ ابْنِ لِيْ صَرْحًا لَّعَلِّيْۤ اَبْلُغُ الْاَسْبَابَ ﴿۳۶﴾	اور بولا فرعون اے ہامان تعمیر کر میرے لئے ایک بلند محل شاید کہ پہنچ جاؤں راستوں تک
اَسْبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤى اِلٰهِ مُوْسٰى وَاِنِّيْ لَاَظُنُّهٗ كَاذِبًا ؕ وَكَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِيْلِ ؕ وَمَا كَيْدُ فِرْعَوْنَ اِلَّا فِيْ تَبَابٍ ﴿۳۷﴾	ایسے راستے جو آسمانوں کے ہیں تا کہ میں جھانک کر موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں میرا گمان یہ ہے کہ وہ جھوٹا ہے اور ایسے ہی پسندیدہ کر دیا ہم نے فرعون کے لئے فرعون کی نظر میں اس کا برا کام اور وہ روکا گیا راہ راست سے اور نہیں مکر فرعون کا مگر ہلاکت اور تباہی میں

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

وَ-اور	قَالَ-کہا	رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ-ایماندار آدمی نے جو	
مِّنْ اٰلِ-آل	فِرْعَوْنَ-فرعون سے تھا	يَكْتُمُ-چھپاتا تھا	اِيْمَانَهٗ-اپنا ایمان
اَ-کیا	تَقْتُلُوْنَ-قتل کرتے ہو	رَجُلًا-اس آدمی کو جو	اَنْ-یہ کہ
يَّقُوْلَ-کہتا ہے	رَبِّيَ-میرا رب	اللّٰهُ-اللہ ہے	وَ-اور
قَدْ-بے شک	جَآءَ-لایا	كُمْ-تمہارے پاس	بِالْبَيِّنٰتِ-دلیلیں
مِنْ رَّبِّكُمْ-تمہارے رب سے		وَ-اور	اِنْ-اگر
يَّكُ-ہوگا	كَاذِبًا-جھوٹا	فَعَلَيْهِ-تو اسی پر ہوگا	كَذِبُهٗ-اس کا جھوٹ
وَ-اور	اِنْ-اگر	يَّكُ-ہے وہ	صَادِقًا-سچا
يُّصِبْكُمْ-تو پہنچے گی تم کو	بَعْضُ-بعض	الَّذِيْ-وہ سزا جو	يَعِدُ-وعدہ دیتا
كُمْ-تم کو	اِنَّ-بے شک	اللّٰهَ-اللہ	لَا-نہیں
يَهْدِيْ-ہدایت دیتا	مَنْ-اس کو جو	هُوَ-ہو	مُسْرِفٌ-حد سے بڑھنے والا
كَذَّابٌ-جھوٹا	يٰقَوْمِ-اے میری قوم	لَكُمُ-تمہارے لئے	الْمُلْكُ-ملک ہے
الْيَوْمَ-آج	ظٰهِرِيْنَ-غالب ہو	فِي-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے
فَمَنْ-تو کون	يَّنْصُرُنَا-مدد کرے گا ہماری	مِنْۢ بَاْسِ-عذاب	اللّٰهِ-خدا سے
اِنْ-اگر	جَآءَ-ہمارے پاس	نَا-آئے	قَالَ-کہا
فِرْعَوْنُ-فرعون نے	مَآ-نہیں	اُرِيْكُمْ-دکھاتا میں تم کو	اِلَّا-مگر
مَآ-جو	اَرٰى-خود دیکھتا ہوں	وَ-اور	مَآ-نہیں
اَهْدِيْكُمْ-دکھاتا میں تم کو	اِلَّا-مگر	سَبِيْلَ-راہ	الرَّشَادِ-بھلائی کی

Marfat.com

وَ۔اور	قَالَ۔کہا	الَّذِیۤ۔اس نے جو	اٰمَنَ۔ایمان لایا
یٰقَوْمِ۔اے میری قوم		اِنِّیۤ۔بے شک میں	اَخَافُ۔ڈرتا ہوں
عَلَیْکُمْ۔تم پر	مِّثْلَ۔مثل	یَوْمِ۔دن	الْاَحْزَابِ۔لشکروں کے
مِثْلَ۔مثل	دَاْبِ۔عادت	قَوْمِ۔قوم	نُوْحٍ۔نوح
وَّ۔اور	عَادٍ۔عاد	وَّ۔اور	ثَمُوْدَ۔ثمود کے
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔ان کے جو	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	هِمْ۔ان کے ہوئے
وَ۔اور	مَا۔نہیں	اللّٰهُ۔اللہ	یُرِیْدُ۔چاہتا
ظُلْمًا۔ظلم	لِّلْعِبَادِ۔بندوں پر	وَ۔اور	یٰقَوْمِ۔اے میری قوم
	اِنِّیۤ۔بے شک میں	اَخَافُ۔ڈرتا ہوں	عَلَیْکُمْ۔تم پر
یَوْمَ۔دن	التَّنَادِ۔پکار سے	یَوْمَ۔جس دن	تُوَلُّوْنَ۔پھرو گے
مُدْبِرِیْنَ۔پیٹھ دیتے	مَا۔نہیں	لَکُمْ۔تمہارے لئے	مِّنَ اللّٰهِ۔اللہ سے
مِنْ عَاصِمٍ۔کوئی بچانے والا	وَ۔اور	مَنْ۔جسے	یُّضْلِلِ۔گمراہ کرے
اللّٰهُ۔اللہ	فَمَا۔تو نہیں	لَهٗ۔اس کو کوئی	مِنْ هَادٍ۔ہدایت دینے والا
وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	جَآءَ۔آئے	کُمْ۔تمہارے پاس
یُوْسُفُ۔یوسف	مِنْ قَبْلُ۔پہلے	بِالْبَیِّنٰتِ۔دلائل لے کر	فَمَا زِلْتُمْ۔تو ہمیشہ رہے تم
فِیْ۔بیچ	شَكٍّ۔شک کے	مِّمَّا۔اس سے جو	جَآءَکُمْ۔آیا تمہارے
بِهٖ۔پاس	حَتّٰۤی۔یہاں تک کہ	اِذَا۔جب	هَلَكَ۔وہ فوت ہوئے
قُلْتُمْ۔تو تم نے کہا	لَنْ۔ہرگز نہ	یَّبْعَثَ۔بھیجے گا	اللّٰهُ۔اللہ
مِنْۢ بَعْدِهٖ۔اس کے بعد	رَسُوْلًا۔کوئی رسول	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	یُضِلُّ۔گمراہ کرتا ہے
اللّٰهُ۔اللہ	مَنْ۔اس کو جو	هُوَ۔ہو	مُسْرِفٌ۔حد سے گزرنے والا
مُّرْتَابُۨ۔شک کرنے والا	الَّذِیْنَ۔وہ جو	یُجَادِلُوْنَ۔جھگڑتے ہیں	فِیْۤ۔بیچ
اٰیٰتِ۔آیات	اللّٰهِ۔الٰہی کے	بِغَیْرِ۔بغیر	سُلْطٰنٍ۔دلیل کے
اَتٰىهُمْ۔جو ان کے پاس ہو	كَبُرَ۔بہت بڑی	مَقْتًا۔ناراضگی ہے	عِنْدَ۔نزدیک
اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	عِنْدَ۔نزدیک	الَّذِیْنَ۔ان کے جو
اٰمَنُوْا۔مومن ہیں	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	یَطْبَعُ۔مہر کردے گا	اللّٰهُ۔اللہ
عَلٰی۔اوپر	كُلِّ۔ہر	قَلْبِ۔دل	مُتَكَبِّرٍ۔متکبر
جَبَّارٍ۔سخت گیر کے	وَ۔اور	قَالَ۔بولا	فِرْعَوْنُ۔فرعون
	یٰهَامٰنُ۔اے ہامان	ابْنِ۔بنا	لِیْ۔میرے لئے

صَرْحًا۔محل	لَّعَلِّیۡٓ۔تاکہ میں	اَبۡلُغُ۔پہنچوں	الۡاَسۡبَابَ۔راہوں پر
اَسۡبَابَ۔راستے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کے	فَاَطَّلِعَ۔تو میں جھانکوں	اِلٰۤی۔طرف
اِلٰهِ۔خدا	مُوۡسٰی۔موسیٰ کے	وَ۔اور	اِنِّیۡ۔بے شک میں
لَاَظُنُّهٗ۔اسے خیال کرتا ہوں	کَاذِبًا۔جھوٹا	وَ۔اور	کَذٰلِكَ۔اسی طرح
زُیِّنَ۔زینت دی گئی	لِفِرۡعَوۡنَ۔فرعون کے لئے	سُوۡٓءُ۔برے	عَمَلِهٖ۔عمل اس کے
وَ۔اور	صُدَّ۔روکا گیا	عَنِ السَّبِیۡلِ۔راہ سے	وَ۔اور
مَا۔نہیں	کَیۡدُ۔مکر	فِرۡعَوۡنَ۔فرعون کا	اِلَّا۔مگر
فِیۡ۔بیچ	تَبَابٍ۔ہلاکت کے		

حل لغات نادرہ

مُسۡرِفٌ۔حد سے بڑھنے والا۔

ظٰهِرِیۡنَ۔ غَالِبِیۡن کے معنی دیتا ہے۔

بَاۡسٍ۔تکلیف کے معنی میں ہے اور یہاں عذاب کے معنی دیتا ہے۔

دَاۡبِ۔دستور،طریقہ۔

یَوۡمَ التَّنَادِ۔نداوالا دن۔مراد قیامت کا روز ہے۔

عَاصِمٍ۔بچانے والا۔

مُّرۡتَابٌ۔ریب سے ہے جس کے معنی ہیں شک میں رہنے والا۔

صَرۡحًا۔صرح بلند محل کو کہتے ہیں۔

اَسۡبَابَ۔سبب کے معنی دیتا ہے اور یہاں راہ کے معنی سے استعارہ ہے۔

تَبَابٍ۔تب سے ہے جیسے تَبَّتۡ یَدَاۤ اَبِیۡ لَهَبٍ وَّتَبَّ ہلاکت کے معنی ہیں۔

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔سورہ مومن۔پ ۲۴

وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤۡمِنٌ ۖ مِّنۡ اٰلِ فِرۡعَوۡنَ یَکۡتُمُ اِیۡمَانَهٗۤ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا اَنۡ یَّقُوۡلَ رَبِّیَ اللّٰهُ وَقَدۡ جَآءَکُمۡ بِالۡبَیِّنٰتِ مِنۡ رَّبِّکُمۡ ؕ وَاِنۡ یَّكُ کَاذِبًا فَعَلَیۡهِ کَذِبُهٗ ۚ وَاِنۡ یَّكُ صَادِقًا یُّصِبۡکُمۡ بَعۡضُ الَّذِیۡ یَعِدُکُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یَهۡدِیۡ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ کَذَّابٌ ﴿۲۸﴾

اور کہا ایک ایمان والے آدمی نے جو فرعوان والوں سے تھا اور فرعون سے اپنا ایمان مخفی رکھتا تھا کیا اس آدمی کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے میرا رب اللہ ہے اور بے شک وہ لایا ہے نشانیاں تمہارے رب کے پاس سے تو اگر وہ ہے جھوٹا تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہے اور اگر ہے وہ سچا تو پہنچے گا تمہیں بعض وہ عذاب جس کا تم سے وعدہ ہے بے شک اللہ ہدایت نہیں فرماتا اسے جو حد سے گزر جانے والا جھوٹا ہو۔

علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں یہ رجل مومن قبطی تھا اور فرعون کا چچا زاد بھائی تھا۔اور یہ فرعون کا ولی

Marfat.com

عہد بھی ہونے والا تھا۔ اور بعض نے کہا یہ شرفاء قوم میں تھا یہ بظاہر فرعون کا ہمنوا تھا لیکن خفیہ طور پر ایمان رکھتا اور مومن تھا۔

ایک قول ہے کہ یہ اسرائیلی تھے اور ایک قول میں بتایا گیا ہے کہ فرعونی یا موسوی گروہ میں سے کسی کے ساتھ تعلق نہ تھا بلکہ وہ ایک غریب آدمی تھے۔ اور اس نے اپنا یہ خیال ظاہر کیا کہ کیا تم اسے قتل کرنا چاہتے ہو جو ایک وحدہ لاشریک کو اپنا رب کہتا ہے اور اس کی صداقت ایمان پر تم اس سے معجزات باہرہ کا مشاہدہ بھی کر چکے ہو۔ ان کا نام علامہ نسفی رحمہ اللہ سمعان لکھتے ہیں اور اختلاف رواۃ کے ساتھ حبیب، خربیل، جزئیل بھی بیان فرماتے ہیں مگر پہلے قول کی تصحیح فرماتے ہیں۔ اَتَقْتُلُوْنَ پر فرماتے ہیں کہ کیا قصد کرتے ہو تم ان کے قتل کا جو اپنا اور سارے جہان کا رب اللہ کو کہتا ہے اور اپنے دعویٰ کی صداقت پر دلائل باہرہ پیش فرماتا ہے۔ اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر ہوگا اور اگر وہ سچا ہے تو اس کی تکذیب کرنے والوں پر جو عذاب آنا ہے وہ تم پر بھی یقیناً آئے گا۔ اور ایسے حد سے بڑھنے والے جھوٹوں کی ہدایت نہیں ہوتی۔ آگے ارشاد ہے:

يٰقَوْمِ لَكُمُ الْمُلْكُ الْيَوْمَ ظٰهِرِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۫ فَمَنْ يَّنْصُرُنَا مِنْۢ بَاْسِ اللّٰهِ اِنْ جَآءَنَا ۭ قَالَ فِرْعَوْنُ مَآ اُرِيْكُمْ اِلَّا مَآ اَرٰى وَمَآ اَهْدِيْكُمْ اِلَّا سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿٢٩﴾۔

اے میری قوم آج بادشاہی تمہاری ہے اور تم اس زمین میں غلبہ رکھتے ہو تو کون بچائے گا ہمیں اللہ کے عذاب سے اگر آیا ہم پر۔ فرعون بولا جو کچھ میں دیکھتا ہوں وہی تمہارے لئے بہتر سمجھتا ہوں اور میں نہیں بتاتا تمہیں مگر بھلائی کی راہ۔

گویا فرعون کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں تھا کہ اس پر اس نے کہا کہ مجھے جو کچھ تمہارے لئے بہتر نظر آتا ہے میں تمہیں وہی بتاتا ہوں اور اسی کو بھلائی کا راستہ جانتا ہوں۔

اور رجل مومن یعنی سمعان نے فرعون کو کہا کہ تم مصر میں تو ایسا نہ کرو کہ اس پر عذاب الٰہی آتا ہے۔ اگر اللہ کا عذاب آیا تو ہمیں بچانے والا کوئی نہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ مِّثْلَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ ﴿٣٠﴾ۙ مِثْلَ دَاْبِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ وَالَّذِيْنَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ ۭ وَمَا اللّٰهُ يُرِيْدُ ظُلْمًا لِّلْعِبَادِ ﴿٣١﴾۔

اور کہا اس نے جو ایمان لایا ہوا تھا کہ اے میری قوم مجھے خوف ہے کہ تم پر عذاب آجائے گا پہلی قوموں کی طرح جیسا کہ قوم نوح اور عاد و ثمود پر اور ان پر آیا جو ان کے بعد ہوئے اور اللہ نہیں چاہتا بندوں پر ظلم کرنا۔

پہلی قوموں سے وہی اقوام مراد ہیں جنہوں نے انبیاء علیہم السلام کی تکذیب کی اور ان پر عذاب آیا۔ چنانچہ قوم نوح علیہ السلام پر پانی کا طوفان آیا۔ قوم عاد پر ایسی آندھی آئی کہ ان کی سنگین عمارتوں کو الٹ گئی۔ ثمود پر پتھر برسے یہ سارے عذاب بطور ظلم نہیں ہوئے بلکہ ان کی سرکشی اور بغاوت کی سزا عدل و انصاف سے دی گئی۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی پر بطور ظلم عذاب نہیں آیا بلکہ بہ اقتضائے قسط و عدل وہ معذب ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَيٰقَوْمِ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ يَوْمَ التَّنَادِ ﴿٣٢﴾ۙ يَوْمَ تُوَلُّوْنَ مُدْبِرِيْنَ ۚ مَا لَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ عَاصِمٍ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾۔

اور سمعان نے کہا کہ اے میری قوم میں تم پر خوف کرتا ہوں ندا والے دن کا جس دن تم پیٹھ دے کر بھاگو گے اور کوئی نہ ہوگا تمہیں اللہ کے عذاب سے بچانے والا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راہ ہدایت دینے والا نہیں ہے۔

Marfat.com

یہ قول اسی رجل مومن کا تھا کہ جس کا نام سمعان بتایا گیا اس نے بطور ہدایت قوم کو کہا کہ میں تم پر خوف کرتا ہوں یوم تناد کا۔ یوم تناد سے مراد قیامت ہے۔ یَوۡمَ التَّنَادِ پر آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

وَالتَّنَادُ مَصۡدَرٌ – تَنَادَی الۡقَوۡمُ اَیۡ نَادٰی بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا وَ یَوۡمُ التَّنَادِ یَوۡمُ الۡقِیَامَةِ سُمِّیَ بِذٰلِکَ لِاَنَّهٗ یُنَادِیۡ فِیۡهِ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا لِلۡاِسۡتِغَاثَةِ اَوۡ یَتَصَایَحُوۡنَ فِیۡهِ بِالۡوَیۡلِ وَالثُّبُوۡرِ اَوِ التَّنَادِیۡ اَهۡلِ الۡجَنَّةِ وَاَهۡلِ النَّارِ کَمَا حُکِیَ فِیۡ سُوۡرَةِ الۡاَعۡرَافِ اَوۡ لِاَنَّ الۡخَلۡقَ یُنَادُوۡنَ اِلَی الۡمَحۡشَرِ۔

تناد مصدر ہے اور اس سے مراد روز قیامت ہے جیسا کہ سورۃ اعراف میں مذکور ہے: وَنَادٰۤی اَصۡحٰبُ النَّارِ اَصۡحٰبَ الۡجَنَّةِ اور یہ پکارنا ان کا بطور استغاثہ ہوگا کہ کوئی ہمیں عذاب دوزخ سے چھڑوائے۔ چنانچہ جنتیوں کو جہنمی پکاریں گے کہ ہم پر کچھ پانی ڈال دو تو جنتی جواب دیں گے کہ اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَی الۡکٰفِرِیۡنَ۔ اللہ نے حرام فرمایا کافروں پر جنت کی نعمتوں کا حصہ۔ تو سمعان نے اسی بات کو یاد دلا کر یَوۡمَ التَّنَادِ کہا اور یَوۡمَ تُوَلُّوۡنَ مُدۡبِرِیۡنَ سراسیمگی اور پریشانی میں اس دن بھاگتے پھر رہے ہوں گے کہ کوئی انہیں بچالے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

مَا لَکُمۡ مِّنَ اللّٰهِ مِنۡ عَاصِمٍ ۚ نہیں تمہیں کوئی آج اللہ سے بچانے والا اور جو گمراہی کے لئے پیدا ہوتے ہیں ان کا کوئی ہادی نہیں ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ مِنۡ قَبۡلُ بِالۡبَیِّنٰتِ فَمَا زِلۡتُمۡ فِیۡ شَکٍّ مِّمَّا جَآءَکُمۡ بِهٖ ؕ حَتّٰۤی اِذَا هَلَکَ قُلۡتُمۡ لَنۡ یَّبۡعَثَ اللّٰهُ مِنۡۢ بَعۡدِهٖ رَسُوۡلًا ؕ کَذٰلِکَ یُضِلُّ اللّٰهُ مَنۡ هُوَ مُسۡرِفٌ مُّرۡتَابُۨ ۝۳۴ الَّذِیۡنَ یُجَادِلُوۡنَ فِیۡۤ اٰیٰتِ اللّٰهِ بِغَیۡرِ سُلۡطٰنٍ اَتٰىهُمۡ ؕ کَبُرَ مَقۡتًا عِنۡدَ اللّٰهِ وَعِنۡدَ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا ؕ کَذٰلِکَ یَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ قَلۡبِ مُتَکَبِّرٍ جَبَّارٍ ۝۳۵

اور بے شک آئے تمہارے پاس یوسف روشن نشانیوں کے ساتھ تو ہمیشہ رہے تم شک میں جو کچھ وہ لائے اس سے یہاں تک کہ جب وہ وفات پا گئے تو تم بولے کہ ہرگز نہیں بھیجے گا اللہ ان کے بعد کوئی رسول ایسے ہی اللہ گمراہ کرتا ہے اسے جو حد سے تجاوز کرنے والا شکی ہے وہ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں دی گئی ہو۔ بہت بڑی ہے بیزاری اللہ کے نزدیک اور ایمان والوں کے نزدیک ایسے ہی مہر کرتا ہے اللہ ہر اس دل پر جو متکبر اور سرکش ہے۔

وَلَقَدۡ جَآءَکُمۡ یُوۡسُفُ۔ اس سے مراد حضرت یوسف بن یعقوب علیہما السلام ہیں ان کی صداقت پر بھی یہ شک کرتے رہے اور ان کی وفات کے بعد یہ منصوبہ گھڑا کہ اب کوئی رسول نہیں آئے گا۔ تاکہ آپ کے بعد جو آئیں ان کی تکذیب پہلے ہی سے کرتے رہیں۔ چنانچہ یوسف علیہ السلام کے بعد جب موسیٰ علیہ السلام تشریف لائے تو انہوں نے بے خوف وخطر تکذیب کی اسی کو فرمایا گیا کہ حد سے بڑھنے والے سرکش ایسے ہی گمراہ ہوتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ فِرۡعَوۡنُ یٰهَامٰنُ ابۡنِ لِیۡ صَرۡحًا لَّعَلِّیۡۤ اَبۡلُغُ الۡاَسۡبَابَ ۝۳۶ اَسۡبَابَ السَّمٰوٰتِ فَاَطَّلِعَ اِلٰۤی اِلٰهِ مُوۡسٰی وَاِنِّیۡ لَاَظُنُّهٗ کَاذِبًا ؕ وَکَذٰلِکَ زُیِّنَ لِفِرۡعَوۡنَ سُوۡٓءُ عَمَلِهٖ وَصُدَّ عَنِ السَّبِیۡلِ ؕ وَمَا کَیۡدُ فِرۡعَوۡنَ اِلَّا فِیۡ تَبَابٍ ۝۳۷

اور فرعون بولا اے ہامان! میرے لئے ایسا بلند محل تعمیر کر کہ اس سے میں آسمانوں کے راستوں تک پہنچ جاؤں اور موسیٰ کے خدا کو دیکھ سکوں اور میرا گمان ہے کہ وہ جھوٹے ہیں۔ ایسے ہی پسندیدہ کر دیا ہم نے فرعون کے لئے اس کا برا کام اور وہ روکا گیا راہ ہدایت سے اور فرعون کا مکر نہیں مگر ہلاکت میں۔

Marfat.com

ہامان سلطنت فرعونی میں وزیر اعظم تھا۔ تو فرعون نے اس سے کہا کہ میرے لئے ایک بلند محل تعمیر کر۔ صرح کہتے ہیں عربی میں بلند محل کو اور چونکہ اسے یقین تھا کہ الٰہ العالمین ایک ہی ہے مگر قوم کو دھوکہ دینے کے لئے کوئی ایسا ذریعہ بناؤں جس سے میری خدائی چمکے اسی بناء پر اس نے قوم کو بے وقوف بنانے کے لئے بلند محل تعمیر کیا۔

راکٹ تو اس زمانہ میں تھے نہیں ورنہ اس کی دھوکہ بازی اس سفیہ قوم پر اچھی طرح چل جاتی۔ لیکن بلند محل کے ذریعہ اس نے قوم کو دھوکہ دیا اور کہا کہ میں موسیٰ کے خدا کو دیکھوں گا اسی بناء پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہوا۔

كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِفِرْعَوْنَ سُوْٓءُ عَمَلِهٖ الخ: کہ ایسے ہی ہم نے فرعون کی نظر میں اس کے برے عمل بچا دیئے اور راہ راست سے اسے روک دیا۔ اور فرعون کا مکر اسے ہلاکت میں لے جانے ہی کے لئے تھا چنانچہ ہلاک ہوا اور غرق قلزم نیل کر دیا گیا۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

وَ قَالَ الَّذِیْٓ اٰمَنَ یٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِیْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾	اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں
یٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِیَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾	اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو برتنا ہی ہے اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے
مَنْ عَمِلَ سَیِّئَةً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَهَا وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِكَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ یُرْزَقُوْنَ فِیْهَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾	جو برا کام کرے اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی اور جو اچھا کام کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں جائیں گے وہاں بے حساب رزق پائیں گے
وَ یٰقَوْمِ مَا لِیْٓ اَدْعُوْكُمْ اِلَی النَّجٰوةِ وَ تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَی النَّارِ ﴿۴۱﴾	اے میری قوم مجھے کیا ہوا تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف
تَدْعُوْنَنِیْ لِاَكْفُرَ بِاللّٰهِ وَ اُشْرِكَ بِهٖ مَا لَیْسَ لِیْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ اَنَا اَدْعُوْكُمْ اِلَی الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ ﴿۴۲﴾	مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں
لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْهِ لَیْسَ لَهٗ دَعْوَةٌ فِی الدُّنْیَا وَ لَا فِی الْاٰخِرَةِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَآ اِلَی اللّٰهِ وَ اَنَّ الْمُسْرِفِیْنَ هُمْ اَصْحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾	آپ ہی ثابت ہوا کہ جس کی طرف تم بلاتے ہو ایسا بلانا نہیں کام کا نہ ہی دنیا میں نہ ہی آخرت میں اور یہ کہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں
فَسَتَذْكُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴿۴۴﴾	تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں بے شک

اللہ بندوں کو دیکھتا ہے

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَیِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَ حَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ﴿۴۵﴾

تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾

آگ جس پر صبح و شام پیش کیے جاتے ہیں اور جس وقت قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو

وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾

اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹالو گے

قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِیْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَیْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾

وہ تکبر والے بولیں گے ہم سب آگ میں ہیں بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا

وَ قَالَ الَّذِیْنَ فِی النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾

اور جو لوگ آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے بولیں گے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کردے

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰی ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

وہ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے بولے کیوں نہیں بولیں گے تو تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو

حل لغات پانچواں رکوع-سورۃ مومن-پ ۲۴

وَ-اور	قَالَ-بولا	الَّذِیْٓ-وہ جو	اٰمَنَ-ایمان والا تھا
یٰقَوْمِ-اے میری قوم	اتَّبِعُوْنِ-میرے پیچھے	اَهْدِكُمْ-وہ جو ہدایت تمہیں	سَبِیْلَ-راہ
الرَّشَادِ-بھلائی کی	یٰقَوْمِ-اے میری قوم	اِنَّمَا-بے شک	هٰذِهِ-یہ
الْحَیٰوةُ-زندگی	الدُّنْیَا-دنیا کی	مَتَاعٌ-برتنا ہے	وَّ-اور
اِنَّ-بے شک	الْاٰخِرَةَ-پچھلا	هِیَ-وہ	دَارُ-گھر
الْقَرَارِ-رہنے کا ہے	مَنْ-جو	عَمِلَ-کام کرے گا	سَیِّئَةً-برا
فَلَا-تو نہیں	یُجْزٰٓی-بدلہ	اِلَّا-مگر	مِثْلَهَا-اس کی مثل
وَ-اور	مَنْ-جو	عَمِلَ-کام کرے	صَالِحًا-اچھا
مَنْ-جو	ذَكَرٍ-مرد	اَوْ-یا	اُنْثٰی-عورت
وَ-اور	هُوَ-وہ	مُؤْمِنٌ-ایمان والا ہو	فَاُولٰٓىِٕكَ-تو یہی

Marfat.com

یَدْخُلُوْنَ۔ داخل ہوں گے الْجَنَّةَ۔ جنت میں یُرْزَقُوْنَ۔ رزق پائیں گے وہ
فِيْهَا۔ اس میں بِغَيْرِ۔ بغیر حِسَابٍ۔ حساب وَ۔ اور
يٰقَوْمِ۔ اے میری قوم مَالِيْٓ۔ کیا ہوا مجھے اَدْعُوْكُمْ۔ بلاتا ہوں میں تم کو اِلَى۔ طرف
النَّجٰوةِ۔ نجات کے وَ۔ اور تَدْعُوْنَنِيْٓ۔ بلاتے ہو تم مجھے اِلَى۔ طرف
النَّارِ۔ دوزخ کے تَدْعُوْنَنِيْ۔ بلاتے ہو تم مجھے لِاَكْفُرَ۔ تاکہ انکار کروں میں بِاللّٰهِ۔ اللہ سے
وَ۔ اور اُشْرِكَ۔ شریک کروں میں بِهٖ۔ اس سے مَا۔ جس کا
لَيْسَ۔ نہیں لِيْ۔ مجھے بِهٖ۔ اس کے متعلق عِلْمٌ۔ علم
وَّ۔ اور اَنَا۔ میں اَدْعُوْكُمْ۔ بلاتا ہوں اِلَى۔ طرف
الْعَزِيْزِ۔ عزت والے الْغَفَّارِ۔ بخشنے والے کی لَا جَرَمَ۔ آپ ہی ثابت ہوا اَنَّمَا۔ یہ کہ
تَدْعُوْنَنِيْٓ۔ بلاتے ہو تم مجھے اِلَيْهِ۔ جس کی طرف لَيْسَ۔ نہیں لَهٗ۔ اسے
دَعْوَةٌ۔ بلانا فِي الدُّنْيَا۔ دنیا میں وَ۔ اور لَا۔ نہیں
فِي الْاٰخِرَةِ۔ آخرت میں وَ۔ اور اَنَّ۔ بے شک مَرَدَّنَآ۔ پھرنا ہمارا
اِلَى۔ طرف اللّٰهِ۔ اللہ کی ہے وَ۔ اور اَنَّ۔ بے شک
الْمُسْرِفِيْنَ۔ حد سے بڑھنے والے هُمْ۔ وہ اَصْحٰبُ النَّارِ۔ دوزخی ہیں
فَسَتَذْكُرُوْنَ۔ پس تم اسے یاد کرو گے مَآ۔ جو اَقُوْلُ۔ کہتا ہوں میں
لَكُمْ۔ تم سے وَ۔ اور اُفَوِّضُ۔ سپرد کرتا ہوں میں اَمْرِيْٓ۔ کام اپنے
اِلَى۔ طرف اللّٰهِ۔ اللہ کی اِنَّ۔ بے شک اللّٰهَ۔ اللہ
بَصِيْرٌۢ۔ دیکھتا ہے بِالْعِبَادِ۔ بندوں کو فَوَقٰىهُ۔ تو بچا لیا اس کو اللّٰهُ۔ اللہ نے
سَيِّاٰتِ۔ برائیوں سے مَا۔ جو مَكَرُوْا۔ مکر کیا انہوں نے وَ۔ اور
حَاقَ۔ گھیر لیا بِاٰلِ۔ اولاد فِرْعَوْنَ۔ فرعون کو سُوْٓءُ۔ برے
الْعَذَابِ۔ عذاب نے اَلنَّارُ۔ آگ يُعْرَضُوْنَ۔ پیش کیے جاتے ہیں
عَلَيْهَا۔ جس پر غُدُوًّا۔ صبح وَّ۔ اور عَشِيًّا۔ شام
وَ۔ اور يَوْمَ۔ جس دن تَقُوْمُ۔ قائم ہوگی السَّاعَةُ۔ قیامت
اَدْخِلُوْٓا۔ داخل کرو اٰلَ۔ اولاد فِرْعَوْنَ۔ فرعون کو اَشَدَّ۔ سخت تر
الْعَذَابِ۔ عذاب میں وَ۔ اور اِذْ۔ جب يَتَحَآجُّوْنَ۔ جھگڑیں گے
فِي۔ بیچ النَّارِ۔ آگ میں فَيَقُوْلُ۔ پس کہیں گے الضُّعَفٰٓؤُا۔ کمزور
لِلَّذِيْنَ۔ ان سے جو اسْتَكْبَرُوْٓا۔ بڑے بنتے تھے اِنَّا۔ ہم كُنَّا۔ تھے
لَكُمْ۔ تمہارے تَبَعًا۔ تابع فَهَلْ۔ تو کیا اَنْتُمْ۔ تم

Marfat.com

مُّغْنُوْنَ۔ گھٹالو گے	عَنَّا۔ ہم سے	نَصِيْبًا۔ حصہ	مِّنَ النَّارِ۔ آگ سے
قَالَ۔ کہیں گے	الَّذِيْنَ۔ وہ لوگ جو	اسْتَكْبَرُوْٓا۔ تکبر والے تھے	اِنَّا۔ ہم
كُلٌّ۔ سب	فِيْهَآ۔ اس میں ہیں	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ نے
قَدْ۔ ضرور	حَكَمَ۔ فیصلہ فرمادیا	بَيْنَ۔ درمیان	الْعِبَادِ۔ بندوں میں
وَ۔ اور	قَالَ۔ کہیں گے	الَّذِيْنَ۔ جو لوگ	فِي۔ بیچ
النَّارِ۔ آگ کے ہوں گے	لِخَزَنَةِ۔ داروغوں	جَهَنَّمَ۔ جہنم کے سے	ادْعُوْا۔ دعا کرو
رَبَّكُمْ۔ تم اپنے رب سے	يُخَفِّفْ۔ ہلکا کردے	عَنَّا۔ ہم سے	يَوْمًا۔ ایک دن
مِّنَ الْعَذَابِ۔ عذاب سے	قَالُوْٓا۔ وہ کہیں گے	اَوَلَمْ۔ ایسا نہ	تَكُ۔ تھے
تَاْتِيْكُمْ۔ لائے پاس تمہارے	رُسُلُكُمْ۔ تمہارے رسول	بِالْبَيِّنٰتِ۔ روشن نشانیاں	قَالُوْا۔ وہ کہیں گے
بَلٰى۔ کیوں نہیں	قَالُوْا۔ وہ کہیں گے	فَادْعُوْا۔ بس دعا کرو	وَ۔ اور
مَا۔ نہیں ہے	دُعٰٓؤُا۔ دعا	الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کی	اِلَّا۔ مگر
فِيْ۔ بیچ	ضَلٰلٍ۔ گمراہی کے		

مختصر تفسیر پانچواں رکوع۔سورۃ مومن۔پ ۲۴

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ ﴿۳۸﴾۔

اور وہ ایمان والا بولا اے میری قوم میرے پیچھے چلو میں تمہیں بھلائی کی راہ بتاتا ہوں۔

وَقَالَ الَّذِيْٓ اٰمَنَ۔ اور وہ ایمان والا بولا: هُوَ مِنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ وہ فرعون کے خاندان سے ایک مومن شخص تھا اسدی رحمہ اللہ نے کہا کہ وہ مومن قبطی تھا اور فرعون کا عم زاد تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ وہ اسرائیلی تھا اور اس کا نام جزئیل تھا۔

يٰقَوْمِ اتَّبِعُوْنِ۔ اے میری قوم میرے پیچھے چلو فِيْمَا دَلَلْتُكُمْ عَلَيْهِ اس راہ پر چلو جو میں نے تمہیں بتائی ہے۔

اَهْدِكُمْ سَبِيْلَ الرَّشَادِ۔ میں تمہیں بھلائی کی راہ دکھاتا ہوں سَبِيْلًا يَصِلُ بِهٖ سَالِكُهٗ اِلَى الْمَقْصُوْدِ یعنی وہ راستہ جس پر چلنے والا منزل مقصود کو پالیتا ہے۔ اور اس میں تعریض ہے کہ فرعون اور اس کی قوم کا راستہ گمراہی کا راستہ ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ مومن آل فرعون نے لوگوں پر واضح کیا کہ فرعون اور اس کی قوم کا راستہ گمراہی کا ہے اور تم اس راستے پر چلو جو میں نے تمہیں بتایا یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کرو اور یہی راہ ہدایت ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫ وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾۔

اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے اور بے شک وہ پچھلا ہمیشہ رہنے کا گھر ہے۔

يٰقَوْمِ اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ ۫۔ اے میری قوم یہ دنیا کا جینا تو کچھ برتنا ہی ہے۔

اَيْ تَمَتُّعٌ اَوْ مُتَمَتَّعٌ بِهٖ يَسُرُّ بِسُرْعَةِ زَوَالِهٖ۔ یعنی دنیا کی زندگی چند دنوں کا فائدہ ہے۔ اور اس سے جو آسانی سے فائدہ مل جاتا ہے وہ جلد ختم ہوجانے والا ہے۔

وَّاِنَّ الْاٰخِرَةَ هِيَ دَارُ الْقَرَارِ ﴿۳۹﴾۔ اور بلا شبہ آخرت ہی اصل رہنے کا گھر ہے۔

Marfat.com

لِخُلُوْدِھَا وَ دَوَامِ مَا فِیْھَا۔ یعنی آخرت میں ہمیشہ رہنا ہے۔ اور جو کچھ وہاں کی نعمتیں ہیں دائمی ہیں، ختم ہونے والی نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ اے لوگو! یہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ اور یہاں کا نفع و فائدہ عارضی ہے۔ وقتی ہے اور ختم ہو جانے والا ہے۔ کیونکہ یہاں کسی شے کو بھی دوام حاصل نہیں اور آخرت ہی حقیقی گھر ہے جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور وہاں کی سب نعمتیں نہ مٹنے والی اور ہمیشہ ہمیش کے لئے ہیں۔ دنیا بے حقیقت ہے اور آخرت کی زندگی ہی اصل حقیقت ہے لہٰذا آخرت پر دنیا کو ترجیح دینا ناسمجھی کی بات ہے۔

مَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً فَلَا یُجْزٰٓی اِلَّا مِثْلَھَا ۚ وَ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَ ھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾۔

جو برا کام کرے اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اتنا ہی اور جو کچھ اچھا کام کرے مرد یا عورت اور ہو مسلمان تو وہ جنت میں داخل کئے جائیں گے، وہاں بے حساب رزق پائیں گے۔

مَنْ عَمِلَ سَیِّئَۃً۔ جو برا کام کرے، یعنی دنیا کی زندگی میں برائی کرے۔

فَلَا یُجْزٰی۔ مگر اتنا ہی فِی الدُّنْیَا یعنی برائیوں کا بدلہ آخرت میں ملے گا۔ (سزا ملے گی)۔

اِلَّا مِثْلَھَا۔ مگر اتنا ہی عَدْلًا مِنَ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ اللہ عزوجل انصاف فرمائے گا۔ اور برائی کی سزا برائی کے مطابق دیگا اگر اس نے عذاب دینا چاہا۔ ورنہ اللہ عزوجل پر کچھ واجب نہیں، چاہے بخشے، چاہے عذاب کرے برائی کے حوالے سے گناہگاروں کا تذکرہ ہے، علماء نے اسی آیت کے تحت زخموں کی (جنایات) کے سلسلے میں برابر کے بدلہ پر استدلال کیا ہے۔

وَمَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَاُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ۔

اور جو اچھا عمل کرے مرد ہو یا عورت اور ہو مسلمان تو یہی

اَلَّذِیْنَ عَمِلُوْا ذٰلِکَ۔ یعنی مومن وہ لوگ جنہوں نے اچھے کام کئے نیکیاں کیں۔

یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ یُرْزَقُوْنَ فِیْھَا بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿۴۰﴾۔

جنت میں داخل ہوں گے وہاں بے حساب رزق پائیں گے۔

بِغَیْرِ تَقْدِیْرٍ وَ مُوَازَنَۃٍ بِالْعَمَلِ بَلْ اَضْعَافًا مُضَاعَفَۃً فَضْلًا مِّنْہُ تَعَالٰی وَ رَحْمَۃً۔

یعنی ثواب بندوں کے اعمال کے برابر نہیں اور نہ ہی اعمال سے عطاو بخشش کا موازنہ و مقابلہ ہوگا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دوگنا چوگنا کئی گنا عطا فرمائے گا۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ جو شخص برائی کرے گا تو اس کو برائی کے برابر سزا ہوگی۔ اور جو شخص اچھائی کرے گا خواہ وہ مرد ہو یا عورت لیکن ایماندار ہو تو اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا۔ اور وہاں بے اندازہ رزق دیئے جائیں گے، ایمان کا یہاں بطور خاص ذکر فرمانا اس لئے ہے اِنَّ الْاِیْمَانَ شَرْطٌ فِیْ اِعْتِبَارِ الْعَمَلِ کہ ایمان عمل کی قبولیت و ثواب کے لئے شرط ہے کہ ایمان کے بغیر عمل کوئی حقیقت نہیں رکھتا یہاں ایمان کا ذکر مومنین کے لئے خصوصی شرف کا حامل ہے اور جملہ عنایات مثوبات ایمان ہی کا ثمرہ ہیں، یہ ثواب و کرم اعمال کے موافق یا اس کے مقابلہ میں نہیں بلکہ کئی گنا عطا ہوگا۔ اور یہ اہل

Marfat.com

ایمان پر اللہ عزوجل کا خصوصی فضل و رحمت ہے۔ عورتوں کا یہاں ذکر کرنا اہتمام کے لئے ہے کہ ان میں کی محتمل ہے۔ لیکن ایمان کی برکت ان کی کمی کا ازالہ کر دے گی۔ جیسا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔ عورتیں دین میں ناقص ہیں یہ نقص فطری ہے اور ثواب ایمان میں کمی کو مستلزم نہیں۔

وَيٰقَوۡمِ مَا لِيۡۤ اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِؕ ۝۴۱ تَدۡعُوۡنَنِيۡ لِاَكۡفُرَ بِاللّٰهِ وَاُشۡرِكَ بِهٖ مَا لَيۡسَ لِيۡ بِهٖ عِلۡمٌ ۡ وَّاَنَا اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى الۡعَزِيۡزِ الۡغَفَّارِ ۝۴۲۔

اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے بلاتے ہو دوزخ کی طرف۔ مجھے اس طرح بلاتے ہو کہ اللہ کا انکار کروں۔ اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں۔ اور میں تمہیں اس عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

وَيٰقَوۡمِ مَا لِيۡۤ اَدۡعُوۡكُمۡ اِلَى النَّجٰوةِ وَتَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِ۔

اور اے میری قوم مجھے کیا ہوا میں تمہیں بلاتا ہوں نجات کی طرف اور تم مجھے دوزخ کی طرف بلاتے ہو۔

كَرَّرَ نِدَاهُمْ اِيْقَاظاً لَهُمْ عَنْ سِنَةٍ وَ اهْتِمَامًا بِالْمُنَادٰى لَهٗ وَ مُبَالَغَةً فِيْ تَوْبِيْخِهِمْ عَلٰى مَا يُقَابِلُوْنَ بِهٖ دَعْوَتَهٗ۔

فرعون اور اس کے ساتھیوں کو دوبارہ خطاب ہے تا کہ وہ خواب غفلت سے جاگ اٹھیں اور اس خطاب مین اس امر پر انہیں انتباہ کرتے ہوئے مبالغۃً کہا گیا ہے کہ میں نجات کی طرف تمہیں بلاتا ہوں اور تم اس کے برعکس مجھے دوزخ کی طرف دعوت دیتے ہو۔ یعنی تمہارا یہ طرز عمل اس قدر ہوش و خرد سے بعید کیوں ہے نجات کی طرف بلانے سے ارشاد توحید پر ایمان لانا اور رسول کی پیروی ہے اور دوزخ کی طرف بلانا مرد مومن کو کفر و شرک کی طرف بلانا ہے، اگلی آیت میں اس کی صراحت ہے۔

تَدۡعُوۡنَنِيۡ لِاَكۡفُرَ بِاللّٰهِ۔ مجھے اس طرف بلاتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں بَدَلٌ مِنْ تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِ یہ پچھلی آیت کے ٹکڑے تَدۡعُوۡنَنِيۡۤ اِلَى النَّارِ کا بدل ہے یا اس کی صراحت ہے۔ یعنی تم مجھے کفر کی طرف بلاتے ہو یا یہ کہ مجھ سے چاہتے ہو کہ میں اللہ کا انکار کروں۔

وَاُشۡرِكَ بِهٖ مَا لَيۡسَ لِيۡ بِهٖ عِلۡمٌ ۡ۔ اور ایسے کو اس کا شریک کروں جو میرے علم میں نہیں۔

اَیْ بِكَوْنِهٖ شَرِيْكاً لَهٗ تَعَالٰى فِي الْمَعْبُوْدِيَّةِ اَوْ بِرَبُوْبِيَّتِهٖ وَ اُلُوْهِيَّتِهٖ۔

یعنی مین کسی ایسے کو اللہ کی معبودیت یا ربوبیت اور الوہیت مین شریک ٹھہراؤں۔ (عِلْمٌ) وَ نَفْيُ الْعِلْمِ هُنَا كِنَايَةٌ عَنْ نَفْيِ الْمَعْلُوْمِ۔

جس کے رب ہونے کا مجھے علم نہیں اور یہاں علم کی نفی معلوم کی نفی سے کنایہ ہے یعنی ایسا کوئی نہیں اور نہ ایسے پر کوئی دلیل۔

ابن مسعود اور مجاہد نے تفسیر کی ہے کہ مسرفین سے مراد ناحق خون بہانے والے (قتل کرنے والے) جیسا کہ اَتَقۡتُلُوۡنَ رَجُلًا سے واضح اشارہ ہے۔ قتادہ نے کہا مسرفین سے مراد مشرکین ہیں کیونکہ شرک کرنا حد سے بڑھی ہوئی گمراہی ہے۔ عکرمہ نے کہا مسرفین سے مراد ظالم اکھڑ اور مغرور متکبر لوگ ہیں۔ اور کہا گیا کہ ہر وہ شخص جس کا شر اس کی بھلائی

پر غالب آجائے وہی مسرف ہے۔ یعنی مشرک لوگ ہی دوزخی ہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ تم مجھے (مرد مومن کو) بت پرستی کی دعوت دیتے ہو جو کوئی شے بھی نہیں ہے اور یہ امر حق اور ثابت شدہ ہے کہ یہ بت دونوں جہان میں باطل و بے اصل ہیں اور نہ کسی کام کے ہیں۔ اور نہ ہی کام آئیں گے۔ جب کہ ہم سب کو مرنے کے بعد اللہ ہی کے حضور پیش ہونا ہے۔ اور وہ لوگ جو کفر و شرک کی گمراہی میں پڑے ہوئے ہیں وہ اپنے بتوں کے ساتھ ہی جہنم واصل ہوں گے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ میرے علم میں اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ میرے پاس اس کی واحدانیت کے ٹھوس دلائل موجود ہیں اور ایمان کے لئے دلیل ضروری ہے یعنی ایسی دلیل جو ذات الٰہی اور اس کی ربوبیت کو ثابت کرے۔ جب کہ تمہارا حال یہ ہے کہ تم مجھے بغیر سوچے سمجھے کفر کی دعوت دے رہے ہو جو دلیل و عقل دونوں کے اعتبار سے باطل ہے، بے اصل ہے۔

وَّاَنَا اَدۡعُوۡکُمۡ اِلَی الۡعَزِیۡزِ الۡغَفَّارِ ﴿۴۲﴾۔ اور میں تمہیں عزت والے بہت بخشنے والے کی طرف بلاتا ہوں۔

یعنی میں تمہیں اس ذات اقدس کی طرف بلاتا ہوں جو عزت والا ہے غلبے والا ہے اور کافروں سے بدلہ لینے کی مکمل قدرت رکھتا ہے اور اس کی شان یہ ہے کہ غایت درجہ گناہوں کا معاف کرنے والا ہے۔ اور جملہ صفات الوہیت اور ربوبیت کا مالک ہے۔

لَا جَرَمَ اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ لَیۡسَ لَہٗ دَعۡوَۃٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَا فِی الۡاٰخِرَۃِ وَ اَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَی اللّٰہِ وَ اَنَّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ہُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾۔

آپ ہی ثابت ہوا کہ جس طرف تم مجھے بلاتے ہو اسے بلانا ہی نہیں کام کا نہ دنیا میں نہ ہی آخرت میں اور یہ کہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں۔

لَاجَرَمَ آپ ہی ثابت ہوا فعل ماضی ہے ان معنوں میں یہ ثابت ہوا۔ اور حق یہ ہے۔

اَنَّمَا تَدۡعُوۡنَنِیۡۤ اِلَیۡہِ۔ کہ جس کی طرف تم مجھے بلاتے ہو اَلۡکُفۡرُ بِاللّٰہِ سُبۡحَانَہٗ وَ شِرۡکُ الۡاٰلِہَۃِ الۡبَاطِلَۃِ عَزَّ وَجَلَّ بِہٖ یعنی اللہ کے انکار کی طرف اور اللہ کے ساتھ جھوٹے معبودوں کو شریک کرنے کی طرف جبکہ اللہ بزرگ و برتر پاک وحدہٗ لاشریک ہے۔

لَیۡسَ لَہٗ دَعۡوَۃٌ فِی الدُّنۡیَا وَلَا فِی الۡاٰخِرَۃِ۔ اسے بلانا نہیں کام کا نہ دنیا میں نہ ہی آخرت میں۔

یعنی تم اصنام پرستی کی طرف بلاتے ہو جن کا دنیا اور آخرت میں باطل و بے اصل ہونا امر یقینی ہے۔ کیونکہ وہ تو جماد محض بے عقل ہیں نہ ہی دنیا میں کام کے ہیں اور نہ ہی آخرت میں کسی کام آئیں گے۔ بلکہ اپنے ماننے والوں سے بیزار ہوں گے۔

وَاَنَّ مَرَدَّنَاۤ اِلَی اللّٰہِ۔ اور یہ ہمارا پھرنا اللہ کی طرف ہے۔

یعنی موت کے بعد ہمارا لوٹنا اللہ عزوجل ہی کی طرف ہے۔

وَاَنَّ الۡمُسۡرِفِیۡنَ ہُمۡ اَصۡحٰبُ النَّارِ ﴿۴۳﴾۔ اور یہ کہ حد سے گزرنے والے ہی دوزخی ہیں۔

فَسَتَذۡکُرُوۡنَ مَاۤ اَقُوۡلُ لَکُمۡ ؕ وَ اُفَوِّضُ اَمۡرِیۡۤ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیۡرٌۢ بِالۡعِبَادِ ﴿۴۴﴾

تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ جو میں تم سے کہہ رہا ہوں اسے یاد کرو گے اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں۔ بے شک اللہ

Marfat.com

بندوں کو دیکھتا ہے۔

فَسَتَذْكُرُوْنَ۔تو جلد وہ وقت آتا ہے کہ تم اسے یاد کرو گے۔

بَعْضُكُمْ بَعْضًا عِنْدَ مُعَايَنَةِ الْعَذَابِ پڑھا گیا ہے۔یعنی تم میں سے بعض لوگ بعض کے ساتھ میری کہی باتیں یاد کریں گے جب عذاب کو دیکھیں گے۔

مَآ اَقُوْلُ لَكُمْ۔جو میں تم سے کہہ رہا ہوں مِنَ النَّصَائِحِ یعنی جو کچھ میں تمہیں نصیحت کر رہا ہوں۔

وَاُفَوِّضُ اَمْرِيْٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ۔اور میں اپنے کام اللہ کو سونپتا ہوں لِيَعْصِمَنِىْ مِنْ كُلِّ سُوْءٍ یعنی اس لئے کہ وہ مجھے ہر قسم کے دکھ اور تکلیف سے بچالے۔

اِنَّ اللّٰهَ بَصِيْرٌۢ بِالْعِبَادِ ۝۴۴۔بے شک اللہ بندوں کو دیکھتا ہے یعنی بندوں کے اعمال واحوال کو جانتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرعونیوں نے مومن آل فرعون کو ڈرایا دھمکایا۔اور کہا اگر تو نے ہمارے راستہ کی مخالفت جاری رکھی تو ہم تیرے ساتھ سختی سے پیش آئیں گے۔اس پر اس مرد مومن نے کہا کہ تمہیں میری نصیحت بری معلوم ہوتی ہے حالانکہ میں حقیقت کہہ رہا ہوں۔تمہیں میری نصیحت کی یہ باتیں اس وقت یاد آئیں گی جب عذاب نازل ہو جائے گا اور تم باہم مانو گے کہ میں نے جو کچھ کہا تھا وہ صحیح تھا۔لیکن اس وقت کا اقرار یا ایمان نفع نہ دے گا اور رہا تمہارا دھمکیاں دینا تو میں تمہارے شر سے پناہ کے لئے اپنے سارے امور رب ذوالجلال وحدہٗ لاشریک کے سپرد کرتا ہوں جو بندوں کے اعمال واحوال کو بخوبی جانتا ہے۔یا مطلب یہ ہے کہ وہی میرا نگہبان ہے۔اس کے بعد وہ مومن ان لوگوں سے روپوش ہو گیا اور نماز میں مشغول ہو گیا۔فرعون نے کئی آدمی اس کی تلاش میں دوڑائے مگر اللہ عزوجل نے درندوں کو اس مومن کی حفاظت پر بھیج دیا۔جو فرعونی وہاں پہنچتا وہ اسے ہلاک کر دیتے اور جو بھاگ کر واپس لوٹتا تو فرعون مرد مومن کے گرفتار نہ کرنے کے جرم میں اسے پھانسی دے دیتا تاکہ دوسرے لوگوں پر اس کا ضعف ظاہر نہ ہو اور نہ لوگوں کو حقیقت حال کا علم ہو۔

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝۴۵ۚ۔

تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔

فَوَقٰىهُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا۔تو اللہ نے اسے بچالیا ان کے مکر کی برائیوں سے۔

ہٗ سے مراد مومن آل فرعون ہے فَوَقٰىهُ اللّٰهُ اللہ نے اسے محفوظ رکھا۔سَيِّاٰتِ مَا مَكَرُوْا اَلشَّدَائِدَ یعنی اللہ عزوجل نے اس مومن کو فرعون اور اس کے ساتھیوں کی سختی سے،تکلیفوں سے بچالیا،مومن آل فرعون نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نجات پائی۔

وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ سُوْٓءُ الْعَذَابِ ۝۴۵ۚ۔اور فرعون والوں کو برے عذاب نے آگھیرا۔

یہاں آل فرعون سے مراد وہ لوگ ہیں جو مومن آل فرعون کو پکڑنے پر مامور ہوئے اور بعض نے کہا: اَىْ لِفِرْعَوْنَ وَ قَوْمِهٖ یعنی فرعون اور اس کی قوم سُوْٓءُ الْعَذَابِ سے مراد اَلْغَرْقُ عَلَى الْاَوَّلِ وَاَكْلُ السِّبَاعِ وَالْمَوْتُ عَطْشًا وَالْقَتْلُ وَالصَّلْبُ ہے یعنی فرعون اور اس کی قوم غرق ہوئی اور مرد مومن کو پکڑنے والے لوگوں کو درندوں نے پھاڑ کھایا یا بھوک پیاس سے مر گئے یا فرعون نے قتل کروا دیئے یا پھانسی دے دیئے۔

Marfat.com

واضح مفہوم یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے مرد مومن کو فرعون والوں کے ظلم وستم سے محفوظ رکھا۔ مرد مومن حضرت موسیٰ علیہ السلام کے غلاموں میں شامل ہو گیا اور نجات پائی جب کہ اسے گرفتار کرنے والوں کو درندوں نے پھاڑ کھایا۔ اور جو درندوں سے بچ گئے وہ بھوک پیاس سے مر گئے اور جو یونہی لوٹ گئے انہیں فرعون نے نافرمانی کے جرم میں قتل کرا دیا یا پھانسی دے دی اور اگر مراد فرعون اور اس کی قوم لی جائے تو وہ دریا میں غرق کر کے ہلاک کیے گئے۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾۔

آگ جس پر صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں اور جس وقت قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا، فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اَلنَّارُ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا ۚ۔ آگ جس پر صبح وشام پیش کیے جاتے ہیں۔

اَلنَّارُ مبتدا ہے جملہ یُعْرَضُوْنَ عَلَیْهَا غُدُوًّا وَّ عَشِیًّا اس کی خبر اور یہ جملہ اللہ عزوجل کے قول وَحَاقَ بِاٰلِ فِرْعَوْنَ کی تفسیر ہے یعنی مَا سُوْءُ الْعَذَابِ فَقُلْ هُوَ النَّارُ وہ برا عذاب کیا ہے تو کہا گیا عذاب، مطلب یہ ہے کہ فرعون والے روزانہ صبح وشام دوزخ آگ پر پیش کیے جاتے ہیں۔ بخاری ومسلم میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی مر جاتا ہے تو اسے روزانہ صبح وشام اس کا ٹھکانہ دکھایا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت سے ہوتا ہے تو جنت کے ٹھکانوں سے اور اگر جہنم ہوتا ہے تو جہنم کے ٹھکانوں سے اور اسے کہا جاتا ہے کہ تیرا یہی ٹھکانہ ہے یہاں تک کہ تجھے اللہ دوبارہ اٹھائے اس آیت سے عذاب قبر کا اثبات ہوتا ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ فرعون والوں کو روزانہ آتش دوزخ پر پیش کیا جاتا ہے تاکہ انہیں اپنا ٹھکانا دیکھ کر حسرت شدید ہو۔

وَ یَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ ۫ اَدْخِلُوْۤا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ ﴿۴۶﴾۔

اور جب قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا فرعون والوں کو سخت تر عذاب میں داخل کرو۔

اور جملہ جو اس سے پہلے پر عطف ہے یعنی جب قیامت قائم ہوگی۔ فرشتوں سے فرمایا جائے گا۔ فرعون والوں کو سخت ترین عذاب یعنی جہنم کے عذاب میں داخل کرو اور بعض نے اَشَدَّ الْعَذَابِ سے مراد ھاویہ کا عذاب لیا ہے، جو جہنم کے عذابوں سے سب سے بڑھ کر ہے۔ یعنی ان کو ھاویہ میں ڈال دو اور یہ عذاب قبر و برزخ کے عذاب سے علیحدہ قسم کا ہوگا اور کہا گیا ہے کہ یہ معمول ہے یعنی قیامت تک یونہی رہے گا۔

وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ فَیَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِیْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾۔

اور جب وہ لوگ آگ میں آپس میں باہم جھگڑیں گے تو کمزور ان سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے ہم تمہارے تابع تھے تو کیا ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے۔

وَ اِذْ یَتَحَآجُّوْنَ فِی النَّارِ۔ اور جب وہ آگ میں باہم جھگڑیں گے۔

یعنی اس وقت کا ذکر کیجیے جب کافر لوگ دوزخ میں باہم جھگڑیں گے۔ یا اے نبی مکرم اپنی قوم سے کفار کا جہنم میں باہمی جھگڑنے کا بیان فرمائیں۔

Marfat.com

فَيَقُوْلُ الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا۔ تو کمزوران سے کہیں گے جو بڑے بنتے تھے۔ تَفْصِيلٌ لِلْمُحَاجَّةِ وَالتَّخَاصُمِ فِي النَّارِ اَيْ يَقُوْلُ الرُّؤُسُوْنَ لِرُءُ وْسَائِهِمْ کفار کے باہمی جھگڑے اور گفتگو کی جو وہ دوزخ میں کریں گے۔ یعنی جب بے ثروت لوگ (نادار، کمزور، غریب) اپنے سرداروں یا رئیسوں سے کہیں گے۔

اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا۔ ہم تمہارے تابع تھے فِي الدُّنْيَا تَبَاعاً یعنی ہم دنیا میں تمہاری پیروی کرتے تھے اور تمہاری بدولت ہی کفر پر ڈٹے رہے، تبعاً جمع کا صیغہ ہے۔ لیکن اس کا واحد نہیں۔ یعنی واحد و جمع بھی ہے البتہ اس کی جمع اَتْبَاعٌ ہے۔

فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا نَصِيْبًا مِّنَ النَّارِ ﴿۴۷﴾ ۔ تو کیا تم ہم سے آگ کا کوئی حصہ گھٹا لو گے۔

مُّغْنُوْنَ فائدہ کے معنی میں ہے۔ اور نَصِيْبًا کے معنی حصہ کے ہیں، آلوسی رحمہ اللہ کہتے ہیں: يَدْفَعُ بَعْضَ عَذَابِهَا اَوْ بِتَعَامُلِهِ عَنَّا هل حرف استفہام امر کے مفہوم میں ہے یا تقریری ہے، کفار میں سے کمزور لوگ اپنے سرداروں سے کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی طاقت ہے کہ ہم سے اس عذاب کے کچھ حصہ کو دور ہٹا دو۔ یا ہماری طرف سے اسے اٹھا لو، کیونکہ رؤسائے کفار دنیا میں اس قسم کے دعوے کرتے تھے۔ کہ اگر کوئی عذاب ہوا تو ہم تمہاری طرف سے اس کے ذمہ دار ہیں یا اُسے اٹھالیں گے اور جہنم میں جھگڑے کے دوران کمزور اُن بات کو یاد دلائیں گے کیونکہ دنیا میں وہ انہی سرداروں کے بہکانے پر کافر بنے رہے تھے اور قبول حق سے دور رہے تھے۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ ۔

اور کہیں گے تکبر والے ہم سب آگ میں ہیں بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا۔

قَالَ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا۔ وہ تکبر والے بولیں گے۔

یعنی بڑے بننے والے کمزور لوگوں سے کہیں گے (جہنم میں کہیں گے)۔

اِنَّا كُلٌّ فِيْهَآ ۙ۔ ہم سب آگ میں ہیں نَحْنُ وَ اَنْتُمْ فَكَيْفَ نُغْنِيْ عَنْكُمْ وَ لَوْ قَدَرْنَا لَدَفَعْنَا عَنْ اَنْفُسِنَا شَيْئًا مِنَ الْعَذَابِ ہم اور تم سبھی دوزخ میں ہیں تو ہم تمہیں کیونکر فائدہ دے سکتے ہیں یا تم سے عذاب کا کوئی حصہ گھٹا یا ہٹا سکتے ہیں۔ اور اگر ہم قدرت رکھتے تو ہم اپنے نفوس سے عذاب میں سے کچھ گھٹا لیتے یا ہٹا لیتے، یعنی ہم بے بس ہیں اور نہ اپنے لئے اور نہ ہی تمہارے لئے کچھ کر سکتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ قَدْ حَكَمَ بَيْنَ الْعِبَادِ ﴿۴۸﴾ ۔ بے شک اللہ بندوں میں فیصلہ فرما چکا۔ فَاَدْخَلَ اَهْلَ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلَ النَّارِ النَّارَ وَ قَدَّرَ لِكُلٍّ مِنَّا وَ مِنْكُمْ عَذَابًا لَا يَدْفَعُ عَنْهُ وَلَا يَتَحَمَّلُهُ عَنْهُ غَيْرُهُ۔

اللہ نے اہل جنت کو جنت میں اور جہنمیوں کو جہنم میں داخل کر دیا۔ اور ہم میں سے اور تم میں سے ہر ایک کے لئے عذاب مقرر کر دیا (عذاب کا فیصلہ فرما دیا) جسے اس کے سوا (اللہ عزوجل کے سوا) نہ کوئی ہٹا سکتا ہے نہ اٹھا سکتا ہے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوْا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾ ۔

اور جو لوگ آگ میں ہیں اس کے داروغوں سے کہیں گے اپنے رب سے دعا کرو ہم پر عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے۔

وَقَالَ الَّذِيْنَ فِي النَّارِ۔ اور جو آگ میں ہیں کہیں گے: مِنَ الضُّعَفَآءِ وَالْمُسْتَكْبِرِيْنَ جَمِيْعًا لَمَّا ضَاقَتْ بِهِمُ الْحِيَلُ وَ عَمِيَتْ بِهِمُ الْعِلَلُ یعنی کمزور اور بڑے بننے والے سبھی دوزخ میں کہیں گے۔ جب کہ ان کے سبھی حیلے

Marfat.com

بہانے ختم ہو جائیں گے۔ اور ان کی تمام امیدیں ٹوٹ جائیں گی اور اسباب منقطع ہو جائیں گے اور دوزخ سے رہائی کی کوئی صورت نظر نہ آئے گی اور ہر طرف سے مایوس ہو جائیں گے۔

لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ۔ جہنم کے داروغوں سے اَیْ لِلْقَوَامِ بِتَعْذِیْبِ اَهْلِ النَّارِ ان فرشتوں سے جو دوزخیوں کے لئے عذاب پر مقرر ہیں۔

ادْعُوْا رَبَّكُمْ یُخَفِّفْ عَنَّا یَوْمًا مِّنَ الْعَذَابِ ﴿۴۹﴾۔

اپنے رب سے دعا کرو کہ ہم پر سے عذاب کا ایک دن ہلکا کر دے۔

دوزخی کفار ملائکہ علیہم السلام سے دعا کی درخواست کریں گے۔ شاید اس وجہ سے کہ وہ خیال کریں گے کہ یہ فرشتے قرب حق میں زیادہ ہیں اور کہیں گے کہ اپنے رب سے ہمارے لئے دعا کیجئے کہ وہ ہم پر سے عذاب کا ایک دن یعنی دنیا کے دنوں میں ایک دن کی مقدار ہم سے عذاب میں کمی کرے یا ایک روز کے لئے ہم سے عذاب کو ہٹا دے۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ قَالُوْا بَلٰی ؕ قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے۔ بولے کیوں نہیں۔ بولے تو تم ہی دعا کرو اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکنے پھرنے کو۔

قَالُوْٓا اَوَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَیِّنٰتِ ؕ۔

انہوں نے کہا کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن نشانیاں نہ لائے تھے۔

اَیْ لَمْ تَنَبَّهُوْا عَلٰی هٰذَا وَلَمْ تَكُ تَاْتِیْكُمْ رُسُلُكُمْ فِی الدُّنْیَا۔ یعنی کیا تمہارے پاس دنیا میں رسول نہ آئے اور انہوں نے تمہیں اس انجام کے بارے میں انتباہ نہ فرمایا تھا۔ اور وہ واضح نشانیاں نہ لائے تھے جن سے انکار پر عاقبت کی بربادی پر دلالت ہوتی تھی۔

قَالُوْا بَلٰی ؕ۔ وہ کہیں گے کیوں نہیں اَیْ اَتَوْنَا بِهَا فَكَذَّبْنَاهُمْ كَمَا نَطَقَ بِهٖ قَوْلُهٗ تَعَالٰی : قَالُوْا بَلٰی قَدْ جَآءَنَا نَذِیْرٌ ۙ۬ فَكَذَّبْنَا وَقُلْنَا مَا نَزَّلَ اللّٰهُ مِنْ شَیْءٍ ۖۚ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ كَبِیْرٍ۔ یعنی وہ ان نشانیوں کے ساتھ ہمارے پاس آئے تو ہم نے انہیں جھٹلایا جس طرح کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ کفار کہیں گے کیوں نہیں بے شک ہمارے پاس ڈر سنانے والے تشریف لائے پھر ہم نے جھٹلایا اور کہا اللہ نے کچھ نہیں اتارا تم تو نہیں مگر بڑی گمراہی میں۔

قَالُوْا فَادْعُوْا ۚ۔ وہ کہیں گے تو تم ہی دعا کرو فَصِیْحَةٌ اَیْ اِذَا كَانَ الْاَمْرُ كَذٰلِكَ فَادْعُوْا اَنْتُمْ فَاِنَّ الدُّعَاءَ لِمَنْ یَفْعَلُ فِعْلَكُمْ ذٰلِكَ مُسْتَحِیْلٌ صُدُوْرُهٗ عَنَّا۔

رسوائی ہے یعنی جب معاملہ اس طرح ہے تو تم خود ہی درخواست کرو کیونکہ اس کے لئے دعا نہیں ہے جس طرح کہ تم نے کیا اور تم ہم سے دعا چاہتے ہو جو نا ممکن ہے یا یہ مطلب ہے کہ ہمیں تمہاری طرح کے لوگوں کے لئے دعا کی اجازت نہیں۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ موکل فرشتے علیہم السلام دعا نہ فرمائیں گے۔

وَمَا دُعٰٓؤُا الْكٰفِرِیْنَ اِلَّا فِیْ ضَلٰلٍ ﴿۵۰﴾۔

اور کافروں کی دعا نہیں مگر بھٹکتے پھرنے کو اَیْ فِیْ ضِیَاعٍ وَّ بُطْلَانٍ اَیْ لِاِیْجَابٍ یعنی کافروں کی دعائیں ضائع

Marfat.com

اور باطل ہیں یعنی قبول نہ ہوں گی یہ جملہ یا تو داروغوں کا کلام ہے کفار کے جواب میں یا یہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے اور حدیث نبوی سے اس پر استدلال کیا گیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بے شک کافر کی دعا قبول نہ ہوگی اور نہ ہی وہ نماز استقاء کے لئے حاضر ہوں۔ لیکن حق یہ ہے کہ کفار کی بعض دعاؤں کا دنیا میں قبول ہونا امر واقعی ہے۔ لیکن روز قیامت قبول نہ ہوں گی۔ اور یہاں دعا کا قبول نہ ہونا روز قیامت کے ساتھ خاص ہے۔

واضح مفہوم یہ ہے کہ کفار سے جہنم کے کارندے کہیں گے کہ کیا تمہارے پاس اللہ کے رسول واضح آیات و معجزات کے ساتھ تشریف نہ لائے اور انہوں نے تمہیں اس دن سے نہ ڈرایا تھا تو کفار اس کا اقرار کریں گے اور کہیں گے بلاشبہ وہ ہمارے پاس آئے۔ لیکن ہم نے انہیں جھٹلایا اگر ہم سنتے یا عقل سے کام لیتے تو دوزخی نہ ہوتے تو کارکنان جہنم کہیں گے تو جب صورت حال یہ ہے تو تم خود ہی دعا مانگو، فرشتے علیہم السلام کفار کے لئے دعا نہ کریں گے یا انہیں اس امر کی اجازت نہیں جب وہ خود کفر سے پاک ہیں تو کسی کافر کے لئے کیونکر دعا کریں گے۔ اس سے مسئلہ واضح ہو گیا ہے کہ کسی کافر کے لئے (مرنے کے بعد) دعا جائز نہیں کیونکہ کفر وشرک پر مرنے والے کے لئے مغفرت ہے ہی نہیں اور جس کے ایمان میں شک ہو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے اور غسل میت مسنون طریقے سے نہ دے یونہی پانی بہادے۔ موکلین فرمائیں گے کہ کفار کی دعائیں گمراہی ہیں اور وہ قبول نہ ہوں گی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جملہ حق تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس سے مراد کفار کی دعاؤں کا قبول نہ ہونا اور ضیاع و بطلان ہونا قیامت کے ساتھ خاص ہے۔ البتہ دنیا میں ان کی بعض دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع ۔ سورۃ مومن ۔ پ ۲۴

اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ يَقُوْمُ الْاَشْهَادُ ﴿٥١﴾

بے شک ہم مدد کرتے ہیں اپنے رسولوں کی اور ان کی جو ایمان لائے دنیا کی زندگی میں اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے

يَوْمَ لَا يَنْفَعُ الظّٰلِمِيْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ﴿٥٢﴾

جس دن کوئی نفع نہیں دے گا ظالموں کو عذر ان کا اور ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برا گھر ہے

وَ لَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ ﴿٥٣﴾

اور بے شک دی ہم نے موسیٰ کو ہدایت اور وارث کیا ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب کا

هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِي الْاَلْبَابِ ﴿٥٤﴾

جس میں ہدایت اور نصیحت ہے عقل والوں کے لئے

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ اسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ ﴿٥٥﴾

تو صبر فرمایئے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے اور بخشش طلب فرمایئے اپنے غلاموں کے گناہوں کے لئے اور تسبیح بیان فرمایئے اپنے رب کی حمد کے ساتھ شام کو اور صبح کو

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ

بے شک وہ لوگ جو جھگڑتے ہیں اللہ کی آیتوں میں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر وہ تکبر جس تک وہ نہیں پہنچ سکیں گے تو اللہ سے پناہ مانگئے

Marfat.com

الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾

بے شک وہ سننے والا دیکھنے والا ہے

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ لَا الْمُسِيْٓءُ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾

اور اندھا اور انکھیارا برابر نہیں ہے اور نہ وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے اور بدکار۔ بہت کم ہیں جو نصیحت حاصل کرتے ہیں

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۹﴾

بے شک یقیناً قیامت آئے گی نہیں ہے اس میں کوئی شک لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے

وَ قَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ﴿۶۰﴾

اور فرمایا تمہارے رب نے مجھ ہی کو پکارو میں تمہاری پکار کو شرف قبولیت بخشوں گا بے شک وہ لوگ جو تکبر کرتے ہیں میری پوجا سے عنقریب وہ داخل ہوں گے جہنم میں ذلیل ہو کر

حل لغات چھٹا رکوع-سورۃ مومن-پ ۲۴

اِنَّا۔ بے شک ہم	لَنَنْصُرُ۔ ضرور مدد کرتے ہیں	رُسُلَنَا۔ اپنے رسولوں کی	وَ۔ اور
الَّذِيْنَ۔ ان کی جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	فِي۔ بیچ	الْحَيٰوةِ۔ زندگی
الدُّنْيَا۔ دنیا کے	وَ۔ اور	يَوْمَ۔ جس دن	يَقُوْمُ۔ کھڑے ہوں گے
الْاَشْهَادُ۔ گواہ	يَوْمَ۔ جس دن	لَا۔ نہ	يَنْفَعُ۔ نفع دے گا
الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو	مَعْذِرَتُهُمْ۔ ان کا عذر	وَ۔ اور	لَهُمُ۔ ان کے لئے
اللَّعْنَةُ۔ لعنت ہے	وَ۔ اور	لَهُمْ۔ ان کے لئے	سُوْٓءُ۔ برا ہے
الدَّارِ۔ گھر	وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک	اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے
مُوْسَى۔ موسیٰ کو	الْهُدٰى۔ ہدایت	وَ۔ اور	اَوْرَثْنَا۔ وارث کیا ہم نے
بَنِيْٓ۔ اولاد	اِسْرَآءِيْلَ۔ یعقوب کو	الْكِتٰبَ۔ کتاب کا	هُدًى۔ جو ہدایت تھی
وَّ۔ اور	ذِكْرٰى۔ نصیحت	لِاُولِي الْاَلْبَابِ۔ عقل مندوں کے لئے	
فَاصْبِرْ۔ تو صبر کر	اِنَّ۔ بے شک	وَعْدَ۔ وعدہ	اللّٰهِ۔ اللہ کا
حَقٌّ۔ سچا ہے	وَّ۔ اور	اسْتَغْفِرْ۔ بخشش مانگ	لِذَنْۢبِكَ۔ اپنے متبعین کے
گناہوں کی	وَ۔ اور	سَبِّحْ۔ تسبیح بیان کر	بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد
رَبِّكَ۔ رب اپنے کی	بِالْعَشِيِّ۔ شام	وَ۔ اور	الْاِبْكَارِ۔ صبح کو
اِنَّ۔ بے شک	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	يُجَادِلُوْنَ۔ جھگڑتے ہیں	فِيْٓ۔ بیچ

Marfat.com

اٰیٰتِ۔آیات	اللّٰہِ۔الٰہی کے	بِغَیۡرِ۔بغیر	سُلۡطٰنٍ۔دلیل کے
اَتٰھُمۡ۔جوان کے پاس ہو	اِنۡ۔نہیں	فِیۡ۔بیچ	صُدُوۡرِ۔سینوں
ھِمۡ۔ان کے	اِلَّا۔مگر	کِبۡرٌ۔تکبر	مَّا۔نہیں
ھُمۡ۔وہ	بِبَالِغِیۡہِ۔اس کو پانے والے	فَاسۡتَعِذۡ۔تو پناہ مانگ	بِاللّٰہِ۔اللہ کی
اِنَّہٗ۔بے شک وہ	ھُوَ۔وہی ہے	السَّمِیۡعُ۔سننے والا	الۡبَصِیۡرُ۔دیکھنے والا
لَخَلۡقُ۔یقیناً پیدائش	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الۡاَرۡضِ۔زمین کی
اَکۡبَرُ۔بہت بڑی ہے	مِنۡ خَلۡقِ۔پیدائش	النَّاسِ۔آدمیوں سے	وَ۔اور
لٰکِنَّ۔لیکن	اَکۡثَرَ۔اکثر	النَّاسِ۔لوگ	لَا۔نہیں
یَعۡلَمُوۡنَ۔جانتے	وَ۔اور	مَا۔نہیں	یَسۡتَوِی۔برابر
الۡاَعۡمٰی۔اندھا	وَ۔اور	الۡبَصِیۡرُ۔دیکھنے والا	وَ۔اور
الَّذِیۡنَ۔وہ جو	اٰمَنُوۡا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	وَ۔اور	لَا۔نہ	الۡمُسِیۡٓءُ۔بدکار
قَلِیۡلًا۔تھوڑا ہے	مَّا۔جو	تَتَذَکَّرُوۡنَ۔نصیحت لیتے ہو تم	
اِنَّ۔بے شک	السَّاعَةَ۔قیامت	لَاٰتِیَةٌ۔آنے والی ہے	لَّا۔نہیں
رَیۡبَ۔شک	فِیۡھَا۔اس میں	وَ۔اور	لٰکِنَّ۔لیکن
اَکۡثَرَ۔اکثر	النَّاسِ۔لوگ	لَا۔نہیں	یُؤۡمِنُوۡنَ۔ایمان لاتے
وَ۔اور	قَالَ۔فرمایا	رَبُّکُمُ۔تمہارے رب نے	ادۡعُوۡنِیۡۤ۔مجھے پکارو
اَسۡتَجِبۡ۔میں قبول کروں گا	لَکُمۡ۔تمہاری دعا	اِنَّ۔بے شک	الَّذِیۡنَ۔وہ جو
یَسۡتَکۡبِرُوۡنَ۔تکبر کرتے ہیں	عَنۡ عِبَادَتِیۡ۔میری عبادت سے		سَیَدۡخُلُوۡنَ۔جلدی داخل ہوں گے
	جَھَنَّمَ۔جہنم میں	دٰخِرِیۡنَ۔ذلیل ہوکر	

حل لغات نادرہ

الۡمُسِیۡٓءُ۔بدکار۔

دٰخِرِیۡنَ۔ذلیل ہوکر۔

مختصر تفسیر چھٹا رکوع۔سورۃ مومن۔پ ۲۴

اِنَّا لَنَنۡصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا فِی الۡحَیٰوةِ الدُّنۡیَا وَیَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡاَشۡھَادُ ﴿۵۱﴾ یَوۡمَ لَا یَنۡفَعُ الظّٰلِمِیۡنَ مَعۡذِرَتُھُمۡ وَلَھُمُ اللَّعۡنَةُ وَلَھُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿۵۲﴾۔

بے شک ہم اپنے رسولوں کی مدد کریں گے اور ان کی جو دنیا میں ایمان لائے اور جس دن گواہ کھڑے ہوں گے اور وہ

Marfat.com

دن جس دن نہ نفع دے مشرکوں کو ان کی معذرت اور ان کے لئے رحمت سے بعد اور ان کے لئے برا گھر ہے۔

اللہ تعالیٰ جل شانہ اپنے رسولوں علیہم السلام اور ان مومنوں کے لئے وعدہ دیتا ہے اور فرماتا ہے کہ ہم اپنے رسولوں کی مدد فرمائیں گے اور ان ایمان والوں کی اعانت کریں گے جو دنیا میں مومن ہوئے اس لئے کہ حیات دنیا کے بعد حیٰوۃ اخروی میں منتقل ہو کر تو ہر مشرک اور جاحد و منکر ایمان لے آتا ہے تو اسلام میں یُؤْمِنُوْنَ بِالْغَیْبِ کے ماتحت ایمان حیات دنیا میں شرط ہے ورنہ غرق ہونے کے وقت تو فرعون نے بھی کہا تھا: اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ اٰمَنَتْ بِهٖ بَنُوْۤا اِسْرَآءِیْلَ وَ اَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اس اقرار و اعتراف کا جواب اسی آیت کریمہ کے آگے دے دیا گیا ہے اور فرمایا: آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَیْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِیْنَ کیا اب ایمان لانے کی سوجھی جبکہ حیات دنیا ختم ہوگئی اور دنیا میں تو بڑا فسادی تھا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالغیب حیات دنیا میں شرط ہے اور مرنے کے بعد عذاب کو دیکھ کر ہر کافر و مشرک و جاحد منکر عاند ایمان لے ہی آتا ہے لیکن یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَ لَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ کی ان کے لئے وعید ہے۔ یعنی دنیا سے جانے کے بعد ان کی معذرت ان کی توبہ کوئی نفع نہیں دے گی اور ان کے لئے اللہ عزوجل کی رحمت سے بعد اور تکلیفوں کا گھر ہوگا۔

اسی بناء پر ارباب عقائد نے کفر دو قسم کے رکھے (۱) کفر مقبول (۲) کفر مردود۔ کفر مقبول کفر مومن ہے۔ جس کو قرآن کریم نے فرمایا: فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَ یُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى جو کفر کرے بتوں سے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے مضبوط رسی تھامی۔ اس کو کفر ثابت کہا جاتا ہے اور کفر زائل یہ کفر کفار جو حیات دنیا ختم ہونے کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔ جیسے فرعون دنیاوی زندگی تک اپنے کو خدا کہتا رہا اور غرق ہو جانے کے بعد اٰمَنْتُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا الَّذِیْۤ الخ پکارتا رہا۔ بنابریں اِنَّا لَنَنْصُرُ رُسُلَنَا کے ساتھ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کو مطلق نہیں فرمایا جو کہ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کے ساتھ مقید کر دیا اور انہیں کے لئے وَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْاَشْهَادُ فرمایا۔

اشہاد جمع شہید ہے اور شہید گواہ کو کہتے ہیں تو ان کے لئے (یعنی ایمان والوں کے لئے) گواہ ملائکہ و انبیاء ہوں گے جو بتائیں گے کہ انہوں نے دنیا کی زندگی میں ایمان قبول کیا اور اعمال صالحہ پر رہے اور وہ جو کفر کرتے رہے وہ بھی معذرت کریں گے اور کہیں گے ہم سے غلطی ہوئی اب ہمیں معافی دی جائے۔ تو فرمایا: یَوْمَ لَا یَنْفَعُ الظّٰلِمِیْنَ مَعْذِرَتُهُمْ اس دن ظالم یعنی مشرک کی معذرت انہیں نفع نہ دے گی۔ یہاں ظالم کے معنی مشرک یوں لئے گئے کہ ظلم کہتے ہیں: وَضْعُ الشَّیْءِ عَلٰی غَیْرِ مَحَلِّهٖ تو چونکہ مشرک رب جل وعلا شانہ کی بجائے بے محل بت پرستی کرتا تھا تو اسے مشرک کہا گیا اور وَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ کے معنی رحمت الٰہی سے بعد اسی لئے کئے گئے کہ لعنت کے معنی آلوسی نے روح المعانی میں اَلْبُعْدُ مِنَ الرَّحْمَةِ فرمائے ہیں اور سُوْٓءُ الدَّارِ۔ سُوء کہتے ہیں برائی کو۔ دار کہتے ہیں گھر کو یعنی ان کے لئے برا گھر یعنی جہنم ہی ہوگا۔ اب آگے ارشاد ہے:

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسَى الْهُدٰى وَ اَوْرَثْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ ﴿۵۳﴾ هُدًى وَّ ذِكْرٰى لِاُولِی الْاَلْبَابِ ﴿۵۴﴾

اور بے شک ہم نے موسیٰ کو ہدایت دی اور بنی اسرائیل کو ہدایت کی کتاب پر وارث بنایا جس میں عقل مندوں کے لئے نصیحت اور ہدایت تھی۔

یعنی موسیٰ علیہ السلام کو توریت کے ذریعے ہدایت نامہ عطا ہوا اور بنی اسرائیل کو اس کتاب کا وارث فرمایا اس کتاب میں

Marfat.com

ہدایت تھی اور تذکیر بھی عقل والوں کے لئے تو اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی جاتی ہے اور ارشاد ہوتا ہے:

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ بِالْعَشِيِّ وَالْاِبْكَارِ ﴿۵۵﴾۔

اے محبوب! آپ صبر فرمائیں اللہ کا وعدہ سچا ہے اور اپنے غلاموں کے لئے ان کی مصیبتوں پر بخشش طلب کریں اور تسبیح بیان کریں صبح وشام اللہ کی حمد کے ساتھ۔

یہاں وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ فرمایا ہے جس کے لفظی معنی یہ ہوتے ہیں کہ معافی مانگئے اپنے گناہوں کی۔ لیکن چونکہ انبیاء علیہم السلام معصوم عن الخطا ہیں اس بناء پر اس نسبت سے اس کو سمجھا جائے گا کہ حضور کے متبعین حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام ہیں اور غلام کے ہر فعل کو آقا کی طرف منتسب (منسوب) کیا کرتے ہیں تو اس بنا پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی خطاؤں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منتسب کر کے وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ فرمایا۔

چنانچہ علامہ مدارک رحمہ اللہ نے وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ کا ترجمہ امت کی خطاؤں کی معافی طلب کرنا لکھا ہے۔ چنانچہ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں: وَّاسْتَغْفِرْ لِذَنْۢبِكَ اَیْ لِذَنْبِ اُمَّتِکَ فِیْ حَقِّکَ وَ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ۔ اور تسبیح بیان کیجئے صبح وشام۔

اس سے مراد فجر اور عصر ہے اس لئے کہ قیام مکہ میں دو ہی وقت کی نماز فرض تھی۔ چنانچہ روح المعانی میں ہے: عَنِ الْحَسَنِ اُرِیْدَ رَكْعَتَانِ بُكْرَةً وَّ رَكْعَتَانِ عَشِيًّا قِیْلَ اِنَّ الْوَاجِبَ بِمَكَّةَ كَانَ ذٰلِکَ۔ دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام کی مراد ہیں جو مکہ میں اول اول تھیں پانچ نمازیں تو بعد معراج فرض ہوئیں۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْۤ اٰيٰتِ اللّٰهِ بِغَيْرِ سُلْطٰنٍ اَتٰىهُمْ ۙ اِنْ فِيْ صُدُوْرِهِمْ اِلَّا كِبْرٌ مَّا هُمْ بِبَالِغِيْهِ ۚ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۵۶﴾۔

بے شک وہ لوگ جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں بغیر کسی دلیل کے جو انہیں ملی ہو ان کے دلوں میں نہیں مگر بڑائی کی ہوس جس تک وہ نہیں پہنچ سکتے۔ اللہ سے پناہ مانگئے بے شک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

جھگڑا کرنے والوں سے مراد کفار قریش ہیں جو اپنے عناد قلبی کے ماتحت بیجا طور پر اللہ عزوجل کی آیتوں میں جھگڑا کرتے تھے اور اس پر ان کے پاس کوئی دلیل واضح نہیں تھی۔

اور جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کی جامعیت اور خطابت سے انکار اپنی بڑائی کے لالچ میں کرتے تھے اور یہ خیال فاسد رکھتے تھے کہ اگر ان کو مان لیا تو ہم کو چھوٹا بننا پڑے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کے دلوں میں ایسی بڑائی کا وہم تھا کہ جس تک ان کا پہنچنا دشوار تھا چنانچہ ارشاد ہے:

فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ۔ اللہ کی پناہ لیجئے۔ اور ان کی پرواہ نہ کیجئے وہ سنتا دیکھتا ہے آگے ارشاد ہے:

لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۷﴾۔

بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

اور بہت لوگوں سے مراد کفار اور مشرکین ہیں کہ یہ بھی سمجھ سکتے تھے۔ حالانکہ اظہر من الشمس اور بین من الامس ہے کہ انسان کی تخلیق ایک قطرہ سے ہوتی ہے اور وہ نشوونما پاتے پاتے جوان ہو کر بڑھاپے تک جاتا ہے لیکن آسمان اور زمین یہ ایک

ایسی تخلیق ہے کہ اس کا کنارہ اور منتہیٰ طبقات الارض کی تحقیق کرنے والے بھی معلوم نہ کر سکے نہ آسمانوں کا منتہیٰ نظر آیا اور زمین کا سوائے اس کے کہ راکٹ اڑا کر اعلان کر دیتے ہیں کہ اب ہم چاند تک جا رہے ہیں۔ سورج تک پہنچ رہے ہیں۔ پھر واپس آکر کہہ دیتے ہیں کہ اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ راکٹ جل گیا یا واپس آگیا اور اسی قسم کی تعلیاں کئی لیتے لیتے ختم ہو جائیں گے اس لئے کہ قرآن کریم کا دعویٰ ہے کہ جن اور انسان اگر اقطار السماوات اور ارض میں نفوذ کرنا چاہیں تو نفوذ نہیں کر سکتے مگر ہماری قوت کے ساتھ نہ کہ سائنس کی قوت اور مادیات کی طاقت سے۔ حَيْثُ قَالَ تَعَالٰى۔

يٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ فَانْفُذُوْا ؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ۔ البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ فضائے ہوائیہ میں سے کسی عجوبہ شان کو دیکھ کر انہوں نے سورج بنا لیا ہو اور کسی کو چاند قرار دے دیا ہو اس لئے کہ فضائے ہوائیہ جہاں پر کرۂ ارضی ختم ہو جاتا ہے وہاں سے آگے نہ زمان ہے نہ مکان۔ نہ گھڑی ہے نہ گھنٹہ نہ اس کی سیر میں کسی تعین کا دخل ہے وہاں جاتے جاتے جہاں کہیں روشنی افراط سے دیکھی سمجھ لیا کہ چاند ہے یا سورج اس کے سوا ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ وہاں کی زمین کا الاٹ منٹ لندن کی عدالتوں سے کرایا جائے یا یونائیٹڈ نیشن سے اس کا فیصلہ لے کر اپنا حکم نافذ کرائیں۔

اور ان پر کرائیں جنہیں نہ قید زمانی ہے نہ مکانی جو یہاں کے حکام تو اپنے یہاں دخیل ہی نہیں سمجھتے وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔ آگے ارشاد ہے۔

وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِيْٓءُ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸۔

اندھا اور انکھیارا برابر نہیں ہے اور جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور برے کام کرنے والے برابر نہیں ہیں تو تم بہت کم غور کرتے ہو۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ اس میں اندھے سے مراد جاہل ہے اور انکھیارے سے مراد عالم ہے تو خلاصہ یہ نکلا کہ عالم و جاہل برابر نہیں ہے ایسے ہی نیک عمل کرنے والے اور برے عمل والے جس سے مراد اللہ عزوجل کے ولی اور سیاہ کار ہیں یہ بھی دونوں برابر نہیں آگے فرمایا گیا کہ تم ان باتوں پر بہت کم دھیان کرتے ہو اور اگر غور کرو تو خود بخود تم راہ راست پر آ سکتے ہو۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِيَةٌ لَّا رَيْبَ فِيْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۝۵۹۔

بے شک قیامت آنے والی ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اکثر غفلت شعار ایمان نہیں لاتے۔

یہاں اس سے مراد مواعید یوم آخرت کے بھول جانے والے کافر ہیں اور لَا يُؤْمِنُوْنَ کا مقتضا بھی یہی ہے کہ ابتلاء بے ایمان کافروں کو فرمایا گیا کہ جس قیامت پر تمہیں ایمان نہیں وہ بلاشک وشبہ آنے والی ہے آگے ارشاد ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝۶۰۔

اور فرمایا تمہارے رب نے کہ مجھ ہی کو پوجو میں تمہاری عبادت قبول کروں گا اور جو میرے سوا غیر کو پکارتے یا پوجتے ہیں وہ عنقریب جہنم میں ذلت کے ساتھ داخل ہوں گے۔

محاورات قرآنی میں اُدْعُوْ ۔ نَدْعُوْ ۔ دعویٰ ۔ دُعا کے متعدد معنی ہیں۔ منجملہ اس کے پکارنے اور پوجنے کے

Marfat.com

بھی ہیں۔ لہٰذا یہاں پوجنے اور پکارنے کے معنی صحیح ہیں۔ اور غیر خدا کا پوجنا اور غیر خدا کو معبودِ حقیقی سمجھ کر پکارنا یہ شرک اور کفر ہے۔ البتہ مظہرِ عون الٰہی جان کر اولیاء اللہ کو پکارنا مثل یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ۔ یا علی مشکل کشا۔ اس کے متعلق علامہ خیر الدین آملی رحمہ اللہ اپنے فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ قَوْلُهُمْ يَا شَيْخ عَبْدَالْقَادِرِ جِيْلَانِي نِدَاءٌ فَمَا الْحُرْمَةُ فِيْ نِدَآئِهٖ لوگوں کا یا شیخ عبد القادر جیلانی کہنا یہ محض نداء ہے اور غیر اللہ کو نداء کرنے میں کون سی حرمت ہے۔ اور یہ ظاہر ہے کہ غیر خدا کو پکارے بغیر دنیا کے کاروبار منقطع ہو جاتے ہیں۔ تو اس پکارنے کو حرام یا شرک کہنا اسی کا کام ہے جو خود مشرک بننے کا شوقین ہو۔ البتہ ایسی ندا جس میں متصرف حقیقی خدا کی طرح غیر کو سمجھے یہ حرام ہے اور ایسی ندا دینے والا بلا ریب مشرک ہے اس بحث کو ہم نے اسی تفسیر کے تیرہویں پارہ میں مفصل بیان کیا ہے۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الَّيْلَ لِتَسْكُنُوْا فِيْهِ وَ النَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۱﴾	اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ سکون حاصل کرو اس میں اور دن بنایا تمہارے جاگنے کے لئے بے شک اللہ یقیناً فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر غفلت شعار شکر گزاری نہیں کرتے
ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿۶۲﴾	یہ ہے تمہارا اللہ تمہاری پرورش کرنے والا جو ہر شے کا پیدا کرنے والا ہے کوئی معبود نہیں سوائے اس کے کہاں اوندھے جا رہے ہو
كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿۶۳﴾	ایسے اوندھے ہوتے ہیں جو اللہ کی آیتوں میں جھگڑتے ہیں
اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۴﴾	اللہ وہ ہے جس نے زمین تمہارے لئے قرار پکڑنے کو بنائی اور آسمان کو چھت اور تمہاری صورتیں بنائیں تو تمہاری صورتیں اچھی بنائیں اور تمہیں روزی دی پاک چیزوں سے یہ ہے اللہ تمہارا رب تو بڑی برکت والا ہے اللہ جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے
هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾	وہ ازلی زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو پوجو خلوص سے اس کے بندے ہو کر تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو رب ہے تمام عالموں کا
قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ؗ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾	فرما دیجئے کہ مجھے منع کیا گیا ہے اس سے کہ میں پوجوں ان کو جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ میرے پاس روشن دلیلیں آ گئیں میرے رب کی طرف سے اور مجھے حکم کیا گیا

Marfat.com

ہے کہ میں جھکوں اپنے رب کے لئے جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْٓا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَ مِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَ لِتَبْلُغُوْٓا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾

وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بطن مادر سے بچے کی شکل میں خارج کیا پھر تم کو جوانی تک پہنچایا پھر تا کہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور تم میں سے بعض وہ ہیں جو مر جاتے ہیں اس سے پہلے اور اس لئے کہ تم ایک وعدہ تک اپنی زندگی کرو اور اس لئے شائد کہ تمہیں عقل آئے

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَ يُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿۶۸﴾

وہ وہ ذات ہے جو زندہ رکھتی ہے اور مارتی ہے جب پورا ہو جاتا ہے حکم تو فرمایا جاتا ہے کہ ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے

حل لغات ساتواں رکوع۔ سورۃ مومن۔ پ ۲۴

اَللّٰهُ۔ اللہ	اَلَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے	جَعَلَ۔ بنایا	لَكُمُ۔ تمہارے لئے
الَّيْلَ۔ رات کو	لِتَسْكُنُوْا۔ تاکہ تم آرام پاؤ	فِيْهِ۔ اس میں	وَ۔ اور
النَّهَارَ۔ دن کو	مُبْصِرًا۔ جاگنے کے لئے	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰهَ۔ اللہ
لَذُوْ فَضْلٍ۔ فضل والا ہے	عَلَى۔ اوپر	النَّاسِ۔ لوگوں کے	وَ۔ اور
لٰكِنَّ۔ لیکن	اَكْثَرَ۔ اکثر	النَّاسِ۔ لوگ	لَا۔ نہیں
يَشْكُرُوْنَ۔ شکر کرتے	ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے تمہارا	اللّٰهُ۔ اللہ	رَبُّكُمْ۔ تمہارا پالنے والا
خَالِقُ۔ پیدا کرنے والا	كُلِّ۔ ہر	شَيْءٍ۔ شے کا	لَآ۔ نہیں
اِلٰهَ۔ کوئی معبود	اِلَّا۔ مگر	هُوَ۔ وہی	فَاَنّٰى۔ تو کہاں
تُؤْفَكُوْنَ۔ پھرے جاتے ہو	كَذٰلِكَ۔ ایسے	يُؤْفَكُ۔ پھرے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو
كَانُوْا۔ تھے	بِاٰيٰتِ۔ آیات	اللّٰهِ۔ الٰہی کا	يَجْحَدُوْنَ۔ انکار کرتے
اَللّٰهُ۔ اللہ	الَّذِيْ۔ وہ ہے جس نے	جَعَلَ۔ بنایا	لَكُمُ۔ تمہارے لئے
الْاَرْضَ۔ زمین کو	قَرَارًا۔ قرار کی جگہ	وَّ۔ اور	السَّمَآءَ۔ آسمان کو
بِنَآءً۔ چھت	وَّ۔ اور	صَوَّرَ۔ شکلیں بنائیں	كُمْ۔ تمہاری
فَاَحْسَنَ۔ تو اچھی بنائیں	صُوَرَ۔ شکلیں	كُمْ۔ تمہاری	وَ۔ اور
رَزَقَكُمْ۔ روزی دی تم کو	مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔ پاکیزہ چیزوں سے		ذٰلِكُمُ۔ یہ ہے تمہارا
اللّٰهُ۔ اللہ	رَبُّكُمْ۔ تمہارا رب	فَتَبٰرَكَ۔ تو برکت والا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
رَبُّ۔ رب	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہانوں کا	هُوَ۔ وہ ہی	الْحَيُّ۔ زندہ ہے۔

Marfat.com

لَآ ۔ نہیں اِلٰہَ ۔ کوئی معبود اِلَّا ۔ مگر ھُوَ ۔ وہی
فَادْعُوْہُ ۔ تو اسی کو پکارو مُخْلِصِیْنَ ۔ خالص ہو کر لَہُ ۔ اس کے لئے الدِّیْنَ ۔ دین
اَلْحَمْدُ ۔ تمام تعریفیں لِلّٰہِ ۔ اللہ کے لئے ہیں رَبِّ ۔ جو رب الْعٰلَمِیْنَ ۔ جہانوں کا ہے
قُلْ ۔ فرمائیں اِنِّیْ ۔ بے شک میں نُہِیْتُ ۔ منع کیا گیا ہوں اَنْ ۔ یہ کہ
اَعْبُدَ ۔ میں پوجوں الَّذِیْنَ ۔ ان کو جن کو تَدْعُوْنَ ۔ تم پکارتے ہو مِنْ دُوْنِ ۔ سوا
اللّٰہِ ۔ اللہ کے لَمَّا ۔ جبکہ جَآءَنِیَ ۔ آئیں میرے پاس الْبَیِّنٰتُ ۔ روشن دلیلیں
مِنْ رَّبِّیْ ۔ میرے رب سے وَ ۔ اور اُمِرْتُ ۔ میں حکم کیا گیا ہوں اَنْ ۔ یہ کہ
اُسْلِمَ ۔ جھک جاؤں لِرَبِّ ۔ واسطے رب الْعٰلَمِیْنَ ۔ جہانوں کے ھُوَ ۔ وہ
الَّذِیْ ۔ وہ ہے جس نے خَلَقَکُمْ ۔ پیدا کیا تم کو مِّنْ تُرَابٍ ۔ مٹی سے ثُمَّ ۔ پھر
مِنْ نُّطْفَۃٍ ۔ نطفہ سے ثُمَّ ۔ پھر مِنْ عَلَقَۃٍ ۔ جمے ہوئے خون سے
ثُمَّ ۔ پھر یُخْرِجُکُمْ ۔ نکالتا ہے تم کو طِفْلًا ۔ بچہ بنا کر ثُمَّ ۔ پھر
لِتَبْلُغُوْٓا ۔ تاکہ پہنچو اَشُدَّ ۔ جوانی کُمْ ۔ اپنی کو ثُمَّ ۔ پھر
لِتَکُوْنُوْا ۔ تاکہ ہو جاؤ شُیُوْخًا ۔ بوڑھے وَ ۔ اور مِنْکُمْ ۔ بعض تم میں سے
مَّنْ ۔ وہ ہیں جو یُّتَوَفّٰی ۔ فوت ہو جاتے ہیں مِنْ قَبْلُ ۔ پہلے اس سے وَ ۔ اور
لِتَبْلُغُوْٓا ۔ تاکہ پہنچو تم اَجَلًا ۔ مدت مُّسَمًّی ۔ مقرر کو وَّ ۔ اور
لَعَلَّکُمْ ۔ تاکہ تم تَعْقِلُوْنَ ۔ سوچو ھُوَ ۔ وہ الَّذِیْ ۔ وہ ہے جو
یُحْیٖ ۔ زندہ کرتا ہے وَ ۔ اور یُمِیْتُ ۔ مارتا ہے فَاِذَا ۔ تو جب
قَضٰٓی ۔ فیصلہ کرتا ہے اَمْرًا ۔ کسی کام کا فَاِنَّمَا ۔ تو اس کے سوا نہیں یَقُوْلُ ۔ فرماتا ہے
لَہُ ۔ اس کو کُنْ ۔ ہو جا فَیَکُوْنُ ۔ تو ہو جاتا ہے

حل لغات نادرہ

مُبْصِرًا ۔ آنکھیں کھولنے کے لئے یعنی جاگنے کے لئے تاکہ کاروبار کر سکیں۔

لِتَسْکُنُوْا ۔ تاکہ تم سکون پکڑو یعنی دن بھر کی محنت سے جو دماغ تھک گیا ہے اسے سکون نصیب ہو کر تازہ ہو جائے۔

تُؤْفَکُوْنَ ۔ اس کا مادہ افک ہے جس کے معنی راغب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یُصْرَفُوْنَ عَنِ الْحَقِّ فِی الْاِعْتِقَادِ اِلَی الْبَاطِلِ حق سے انحراف کرنا اور باطل کی طرف جھکنا جس کے حاصل معنی اوندھے پڑنے کے ہیں۔

تَدْعُوْنَ ۔ اَیْ تَعْبُدُوْنَ ۔ پوجتے ہو تم ۔ اس کے علاوہ حسب موقع نداء وغیرہ کے بھی معنی ہو ہیں۔

مختصر تفسیر ساتواں رکوع ۔ سورۃ مومن ۔ پ ۲۴

اَللّٰہُ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْہِ وَالنَّہَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ ﴿۶۱﴾

Marfat.com

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی تا کہ تم اس میں سکون حاصل کرو اور دن کو تمہارے کام کاج کے لئے جاگنا رکھا بے شک اللہ فضل والا ہے لوگوں پر لیکن اکثر لوگ شکر گزار نہیں ہوتے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ انسان کام کرتے ہوئے جب تھک جاتا ہے تو محتاج سکون ہوتا ہے۔ تو احتیاج سکون کو پورا کرنے کے لئے رات بنائی تا کہ دن بھر کی دماغی تکان رفع ہو اور دماغ میں سکون آئے اور صبح تازہ دم اٹھے اور دن اس کے کاروبار کے لئے بنایا کہ وہ اس میں اپنے کام انجام دے اور یہ اللہ کا بڑا فضل ہے لیکن اس فضل الٰہی کو دیکھ کر بھی انسانوں میں بہت سے ناشکرے ہیں اور یہ اَكْثَرَ النَّاسِ جنہیں لَا يَشْكُرُوْنَ کہا گیا۔ ان سے مراد کفار و مشرکین ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ﴿٦٢﴾۔

یہی اللہ ہے جو ہر شے کا پیدا فرمانے والا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو تم حق سے بھٹک کر کہاں قعر ضلالت میں پڑ رہے ہو۔

كَذٰلِكَ يُؤْفَكُ الَّذِيْنَ كَانُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ يَجْحَدُوْنَ ﴿٦٣﴾۔

ایسے ہی بھٹکنے والے اور باطل کی طرف اوندھے جانے والے اللہ کی آیتوں سے انکار کرتے ہیں۔

اور وہ حق سے انحراف کرتے ہیں باوجود اس کے کہ ان پر دلائل قائم ہو چکے ہیں۔ لیکن حق کوش ہو کر باطل کوشی کرتے ہیں۔

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ صَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ وَ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّیِّبٰتِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚۖ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿٦٤﴾۔

اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے زمین کو قرار بنایا اور آسمان کو چھت کیا اور تمہیں صورتیں دیں تو اچھی صورتوں میں تمہاری تخلیق فرمائی اور پاک چیزیں تمہارے لئے روزی فرمائیں یہ ہے اللہ جو تمہارا رب ہے تو برکت والی ہے وہ ذات جو رب ہے تمام عالموں کا۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ انسان کے ہر عضو کو موزونیت کے ساتھ بنا کر رکھا اور اس کی تصویر تمام مخلوق کی صورتوں سے افضل و بہتر بنائی چرند پرند اور جملہ دابۃ الارض اور حشرات الارض سے وہ بہتر اور افضل ہے اسی لئے اس کو بنا کر اشرف مخلوقات قرار دیا۔ عقل دی تو ایسی کہ کسی مخلوق کو وہ عقل نہ ملی۔ قوت دی تو ایسی کہ حیوانات میں سب سے خطرناک حیوان مفترس بھی اس سے خائف ہے اور وہ سب پر غالب۔ حتیٰ کہ دماغ کے ایک گوشہ میں انسان کو ایسا دفتر عطا ہوا کہ جس میں ہر چیز کا نقشہ اس کا ذہن پاتا ہے اور ہر قسم کی ایجادات میں کامیاب ہے۔

ریل گاڑی سے لے کر موٹر کار ایروپلین حتیٰ کہ راکٹ تک اسی کے اختراعات ہیں اور ایجادات میں اتنا کامیاب ہے کہ جس چیز کا تصور کر رہا ہے وہ بنی نہیں ہے کبھی سوئی میں دھاگہ پرو کر کپڑے سلتے تھے آج اسی کے دماغ کا اختراع ہے کہ جو کام دن بھر میں بہ مشکل ادا ہو سکتا تھا وہ گھنٹہ بھر میں اس ایجاد کی بدولت تیار کر لیتا ہے۔ کبھی ایک قمیص دن بھر میں سلتی تھی اب وہ ایک گھنٹہ میں تیار ہو تو دیر میں اس کی تیاری مانی جاتی ہے۔ کبھی لاہور سے کراچی پہنچنے کے لئے مہینوں پہلے اہتمام ہوتے تھے اور اعزاء و اقرباء سے وداع ہو کر ایسے جاتے تھے کہ دوبارہ ملنے کی امید کم رہتی تھی۔ اب ریل کی سواری سے جاؤ تو دوسرے دن کراچی پہنچ جاتی ہے اور اگر ایروپلین سے جاؤ تو صبح روانہ ہو کر آٹھ بجے پہنچ کر کام کر کے شام کو آٹھ بجے گھر واپس آ سکتے ہیں۔

گویا اب ہزار دو ہزار میل کا سفر جو مہینوں میں پورا ہونے والا ہوتا تھا وہ گھنٹوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ یہ سب انسان کے دماغی اختراع ہی کا نتیجہ ہے اسی کی وجہ سے اب راکٹ کے ذریعہ لاکھوں میل جانے کی تیاریاں کر رہا ہے۔ حتیٰ کہ چاند سورج کی آبادیوں میں پہنچ جانے کی سعی میں دیوانہ وار کوشاں ہے اسی لئے اجمالاً فرمایا: فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ آگے ارشاد ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ اپنے خالق ورازق ہونے کی طرف متوجہ کرتا ہے اور فرماتا ہے۔

هُوَ الْحَيُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۵﴾

وہ زندہ ہے اور قدیم ازلی ابدی، سرمدی کوئی معبود نہیں مگر وہی تو پوجو اسے خالص اس کے بندے ہو کر سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام عالموں کا۔

اس میں تعلیم توحید دی گئی اور انسان کو متوجہ کیا گیا کہ پوجا کے لئے شجر وحجر شمس وقمر کواکب وسیارہ ہر چیز کے مقابلہ میں ایک وحدہ لاشریک ہی لائق عبادت ہے اور اس کے سوا غیر کے پرستار مشرک نانجار ہیں۔ آگے اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ارشاد ہے:

قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۟ وَ اُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾۔

اے حبیب! فرمادیجئے کہ میں منع کیا گیا ہوں اس سے کہ پوجوں ان کو جنہیں تم پوجتے ہو اللہ کے سوا جبکہ آچکیں میرے پاس نشانیاں روشن میرے رب کی طرف سے اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ جھکوں اس رب کی طرف جو تمام عالموں کا پالنے والا ہے۔

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی شیون قدرت ظاہر فرمانے کے لئے اپنے حبیب جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے اعلان کرایا اور فرمایا کہ متبعین خاص وہی ہیں جو رب العالمین کے حضور جھکے رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے حقیقت انسانی واضح کی اور بتایا کہ نیست سے ہست کر دینا یہ ہمارا ہی کام ہے اور تقلیب اعیان کی قوت بلا عطائے غیر ہم میں ہے۔ چنانچہ فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ مِنْ عَلَقَةٍ ثُمَّ يُخْرِجُكُمْ طِفْلًا ثُمَّ لِتَبْلُغُوْۤا اَشُدَّكُمْ ثُمَّ لِتَكُوْنُوْا شُيُوْخًا ۚ وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّتَوَفّٰى مِنْ قَبْلُ وَلِتَبْلُغُوْۤا اَجَلًا مُّسَمًّى وَّلَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۷﴾۔

وہ وہ ذات ہے جس نے تمہیں پیدا کیا تر مٹی سے پھر نطفہ اور پھر جمے ہوئے خون سے پھر تم کو بچے کی شکل میں نکالتا ہے پھر تمہیں چھوڑتا ہے کہ پہنچو تم اپنے بلوغ کو پھر چھوڑتا ہے تا کہ ہو جاؤ تم بوڑھے اور بعض تم میں سے وہ ہیں جن کو ان سے پہلے موت آگئی اور تا کہ پہنچو تم اپنی عمر طبعی کی مدت تک اور تا کہ تم عقل حاصل کرو۔

تخلیق من التراب آدم علیہ السلام کی تھی اور باقی تمام مخلوق نطفہ یعنی قطرۂ منی سے پیدا کی گئی پھر قطرۂ منی کی کیفیت بدلی تو وہ خون منجمد ہو گیا۔ پھر مضغہ ہو کر رحم مادر میں جنین بن کر نو ماہ نشو ونما پاتا رہا پھر بطن سے باہر آکر اس کا نام طفل ہو گیا پھر ایام رضاعت میں وہ رضیع کہلایا حتیٰ کہ شاب یعنی جوان یا شیب یعنی بوڑھا ہو گیا۔ اور پھر قبر میں جا کر مغفور یا مقہور ہو گیا۔

اس کیفیت کو بیان کرنے کے لئے فرمایا کہ ہم نے تمہارے جد اعلیٰ آدم علیہ السلام کو تر مٹی سے بنایا اور ان کی ذریت کو قطرۂ منی سے تخلیق کیا اور پھر جوان یا بوڑھے کر کے قبر میں بھیجا اور قبر میں اعمال صالحہ کے بدلے مغفور ہوا اور اعمال طالح کے

بدلے مقہور ہو گیا اور انہی میں سے بعض کی عمر کوتاہ تھی وہ پیدا ہوتے ہی مر گئے یا کچھ دن دنیا کی ہوا کھا کر دنیا سے رخصت ہوئے۔ یہ سب مرنا جینا کم عمری میں یا درازعمر میں یہ عمر طبعی کے ماتحت ہوتا ہے کوئی کسی کی عمر کو گھٹا بڑھا نہیں سکتا۔ البتہ دعاؤں میں یہ اثر ضرور ہے کہ درازعمر کوتاہ ہو جائے اور کوتاہ عمر درازعمری میں نشوونما پائے۔ آگے ارشاد ہے:

هُوَ الَّذِيْ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ فَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ﴿٦٨﴾۔

وہی ذات ہے جو تمہیں زندہ رکھتی ہے اور مارتی ہے تو جب حکم پورا ہو جائے تو وہاں سے فرمایا جاتا ہے، ہو جا تو وہ ہو جاتا ہے۔

گویا تمام اختیارات قدرت قبضۂ قدرت الٰہی عزوجل میں ہیں کسی کو اس میں دم مارنے کی اجازت نہیں حتیٰ کہ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صاحبزادے ابراہیم رضی اللہ عنہ کی وفات پر یہی فرماتے رہے: اَلْعَيْنُ تَدْمَعُ وَالْقَلْبُ يَحْزَنُ وَلَا نَقُوْلُ اِلَّا بِمَا يَرْضٰى بِهٖ رَبُّنَا۔ آنکھیں آنسوؤں سے بھری ہوئی ہیں اور دل غمگین ہے لیکن ہم نہیں کہیں گے کوئی لفظ مگر وہی جس سے ہمارا رب راضی ہو۔ يَا اِبْرَاهِيْمُ اِنَّا بِفِرَاقِكَ لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ اے ابراہیم! ہم تمہاری جدائی سے بیشک غمگین ہیں۔

تو معلوم ہوا کہ جب مختار کل فی الکل اس مقام پر یہ شان دکھا رہے ہیں تو کسی اور کی کیا مجال جو دم مار سکے۔ البتہ مقربان خاص محبوبان ذی اختصاص اگر چاہیں تو

تیر جستہ باز گردانند ز راہ!

کا مظاہرہ فرما سکتے ہیں۔ مولانا معنوی اپنی مثنوی میں فرما رہے ہیں:

اولیاء را ہست قدرت از الٰہ　　تیر جستہ باز گردانند ز راہ

اور دوسری جگہ فرمایا:

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　گرچہ از حلقوم عبد اللہ بود

بامحاورہ ترجمہ آٹھواں رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ۭ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿٦٩﴾	کیا نہ دیکھا آپ نے ان لوگوں کو جو مجادلہ کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں کہاں پھرے جاتے ہیں۔
الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ړ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٧٠﴾	وہ جنہوں نے جھٹلایا اللہ کی کتاب کو اور جو کچھ ہم نے اپنے رسولوں کے ساتھ بھیجا وہ عنقریب جان لیں گے
اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ۭ يُسْحَبُوْنَ ﴿٧١﴾	جبکہ زنجیریں اور طوق ان کے گلوں میں ہوں گے گھسیٹے جائیں گے
فِي الْحَمِيْمِ ڏ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿٧٢﴾	کھولتے گرم پانی میں پھر آگ میں دہکائے جائیں گے
ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿٧٣﴾	پھر کہا جائے گا ان سے کہاں ہیں جنہیں اللہ کے سوا تم شریک بناتے ہو

Marfat.com

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ۝٧٤

جہنمی کہیں گے وہ ہم سے گم ہو گئے بلکہ ہم پہلے ہی کسی چیز کو پوجتے ہی نہ تھے ایسے اللہ گمراہ کر دیتا ہے کافروں کو

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ۚ ۝٧٥

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین میں باطل پر خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ جس پر تم اتراتے تھے

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ۝٧٦

داخل ہو جاؤ تم سب جہنم کے دروازوں میں ہمیشہ کے لئے تو بہت برا ہے ٹھکانہ تکبر والوں کا

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا يُرْجَعُوْنَ ۝٧٧

صبر فرمایئے اللہ کا وعدہ سچ ہے تو اگر ہم دکھا دیں تمہیں کچھ وہ چیز جس کا انہیں وعدہ دیا جاتا ہے یا تمہیں پہلے ہی وفات دے دیں تو ہماری ہی طرف وہ سب لوٹائے جائیں گے

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِيَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ۝٧٨

اور بے شک بھیجا ہم نے رسولوں کو آپ سے پہلے ان میں سے وہ ہیں جن کا ذکر ہم نے آپ پر فرمایا اور ان میں سے بعض کا قصہ نہیں کیا آپ پر اور کسی رسول کو نہیں پہنچتا یہ کہ نشانی لائے بغیر اذن الٰہی کے پھر جب حکم الٰہی آئے گا تو سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اس وقت نقصان میں رہیں گے باطل والے

حل لغات آٹھواں رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

اَلَمْ-کیا نہ	تَرَ-دیکھا آپ نے	اِلَى-طرف	الَّذِيْنَ-ان کی جو
يُجَادِلُوْنَ-جھگڑتے ہیں	فِيْ-بیچ	اٰيٰتِ-آیات	اللّٰهِ-الٰہی کے
اَنّٰى-کہاں	يُصْرَفُوْنَ-پھیرے جاتے ہیں		الَّذِيْنَ-وہ
كَذَّبُوْا-جنہوں نے جھٹلایا	بِالْكِتٰبِ-کتاب کو	وَ-اور	بِمَآ-اس کو جو
اَرْسَلْنَا-بھیجا ہم نے	بِهٖ-اس کے ساتھ	رُسُلَنَا-اپنے رسولوں کو	فَسَوْفَ-تو جلدی
يَعْلَمُوْنَ-جان لیں گے	اِذِ-جب	الْاَغْلٰلُ-طوق ہوں گے	فِيْٓ-بیچ
اَعْنَاقِهِمْ-ان کی گردنوں کے		وَ-اور	السَّلٰسِلُ-زنجیریں
يُسْحَبُوْنَ-گھسیٹے جائیں گے	فِي-بیچ	الْحَمِيْمِ-کھولتے گرم پانی میں	ثُمَّ-پھر
فِي-بیچ	النَّارِ-آگ کے	يُسْجَرُوْنَ-دہکائے جائیں	ثُمَّ-پھر
قِيْلَ-کہا جائے گا	لَهُمْ-ان کو	اَيْنَ-کہاں ہیں	مَا-جو

Marfat.com

كُنْتُمْ۔ تھے تم	تُشْرِكُوْنَ۔ شریک بناتے	مِنْ دُوْنِ۔ سوا	اللّٰهِ۔ اللہ کے
قَالُوْا۔ کہیں گے	ضَلُّوْا۔ بھول گئے	عَنَّا۔ ہم کو	بَلْ۔ بلکہ
لَّمْ۔ نہیں	نَكُنْ۔ تھے ہم	نَّدْعُوْا۔ پکارتے	مِنْ قَبْلُ۔ پہلے سے
شَيْئًا۔ کسی کو	كَذٰلِكَ۔ ایسے ہی	يُضِلُّ۔ گمراہ کرتا ہے	اللّٰهُ۔ اللہ
الْكٰفِرِيْنَ۔ کافروں کو	ذٰلِكُمْ۔ یہ	بِمَا۔ اس لئے کہ	كُنْتُمْ۔ تم تھے
تَفْرَحُوْنَ۔ خوش ہوتے	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	بِغَيْرِ۔ بغیر
الْحَقِّ۔ حق کے	وَ۔ اور	بِمَا۔ بدلہ اس کا کہ	كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَمْرَحُوْنَ۔ اکڑتے	اُدْخُلُوْا۔ داخل ہو جاؤ	اَبْوَابَ۔ دروازوں میں	جَهَنَّمَ۔ جہنم کے
خٰلِدِيْنَ۔ ہمیشہ رہیں گے	فِيْهَا۔ اس میں	فَبِئْسَ۔ تو برا ہے	مَثْوَى۔ ٹھکانہ
الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ تکبر والوں کا	فَاصْبِرْ۔ تو صبر کر	اِنَّ۔ بے شک	وَعْدَ۔ وعدہ
اللّٰهِ۔ اللہ کا	حَقٌّ۔ سچا ہے	فَاِمَّا۔ تو اگر	نُرِيَنَّكَ۔ دکھائیں ہم آپ کو
بَعْضَ۔ بعض حصہ	الَّذِيْ۔ اس عذاب کا	نَعِدُ۔ جو وعدہ دیتے ہیں ہم	هُمْ۔ ان کو
اَوْ۔ یا	نَتَوَفَّيَنَّكَ۔ ہم آپ کو فوت کریں		فَاِلَيْنَا۔ تو ہماری طرف
يُرْجَعُوْنَ۔ لوٹائے جائیں گے		وَ۔ اور	لَقَدْ۔ بے شک
اَرْسَلْنَا۔ ہم نے بھیجے	رُسُلًا۔ رسول	مِّنْ قَبْلِكَ۔ آپ سے پہلے	مِنْهُمْ۔ ان میں سے
مَّنْ۔ وہ بھی ہیں جو	قَصَصْنَا۔ بیان کیا ہم نے	عَلَيْكَ۔ آپ پر	وَ۔ اور
مِنْهُمْ۔ ان میں سے	مَّنْ۔ وہ بھی ہیں جن کا	لَّمْ۔ نہیں	نَقْصُصْ۔ بیان کیا ہم نے
عَلَيْكَ۔ آپ پر	وَ۔ اور	مَا۔ نہیں	كَانَ۔ ہے
لِرَسُوْلٍ۔ کسی رسول کے لئے	اَنْ۔ یہ کہ	يَّاْتِيَ۔ لائے	بِاٰيَةٍ۔ کوئی نشانی
اِلَّا۔ مگر	بِاِذْنِ۔ حکم	اللّٰهِ۔ خدا سے	فَاِذَا۔ تو جب
جَآءَ۔ آئے گا	اَمْرُ۔ حکم	اللّٰهِ۔ اللہ کا	قُضِيَ۔ تو فیصلہ ہوگا
بِالْحَقِّ۔ انصاف سے	وَ۔ اور	خَسِرَ۔ نقصان اٹھائیں گے	هُنَالِكَ۔ اس جگہ
الْمُبْطِلُوْنَ۔ باطل پرست لوگ			

حل لغات نادرہ

يُصْرَفُوْنَ۔ پھیرے جاتے ہیں۔

الْاَغْلٰلُ۔ غل کی جمع ہے۔ جس کے معنی طوق کے آتے ہیں۔

السَّلٰسِلُ۔ جمع سلسلہ بمعنی زنجیر۔

يُسْحَبُوْنَ۔ کھینچے اور گھسیٹنے کے معنی آتے ہیں۔

Marfat.com

يُسْجَرُوْنَ۔ انگیٹھی دہکانے کے معنی دیتا ہے۔

تَمْرَحُوْنَ۔ مَرَحَ سے اترانے کے معنی دیتا ہے۔

مَثْوٰی۔ ٹھکانے کے معنی دیتا ہے۔

مختصر تفسیر آٹھواں رکوع۔سورۃ مومن۔پ ۲۴

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِ اللّٰهِ ؕ اَنّٰى يُصْرَفُوْنَ ﴿۶۹﴾ اَلَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِالْكِتٰبِ وَبِمَآ اَرْسَلْنَا بِهٖ رُسُلَنَا ﵴ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۷۰﴾ اِذِ الْاَغْلٰلُ فِيْٓ اَعْنَاقِهِمْ وَالسَّلٰسِلُ ؕ يُسْحَبُوْنَ ﴿۷۱﴾ فِي الْحَمِيْمِ ۙ ثُمَّ فِي النَّارِ يُسْجَرُوْنَ ﴿۷۲﴾۔

کیا نہیں دیکھا تم نے انہیں جو جھگڑا کرتے ہیں اللہ کی آیتوں میں کہاں پلٹے جارہے ہیں وہ جو جھٹلاتے ہیں کتاب کو اور اس کو جو ہم نے رسولوں کو بھیجے وہ عنقریب جان لیں گے جبکہ طوق ان کی گردنوں میں ہوں گے اور زنجیریں گھسیٹے جائیں گے کھولتے پانی میں پھر آگ میں جھلسائے جائیں گے۔

قرآن کریم کی آیتیں جھٹلانے والے اور کتاب کی تکذیب کرنے والے اور انبیاء و رسل علیہم السلام کے منکر کے لئے وعید ہے کہ ان کے گلوں میں طوق پڑے ہوں گے اور زنجیروں سے ان کو گھسیٹا جائے گا اور کھولتے پانی میں انہیں ڈال کر پھر آگ میں انہیں جھلس دیا جائے گا۔ پھر ارشاد ہے:

ثُمَّ قِيْلَ لَهُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۳﴾ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا بَلْ لَّمْ نَكُنْ نَّدْعُوْا مِنْ قَبْلُ شَيْـًٔا ؕ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷۴﴾۔

پھر کہا جائے گا ان سے کہاں ہیں وہ لوگ جنہیں تم اللہ کا شریک ٹھہراتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم سے وہ گم ہو گئے بلکہ ہم تو پہلے ہی سے کچھ پوجتے نہ تھے اللہ تعالیٰ یونہی کافروں کو گمراہ کرتا ہے۔

بتوں کی پرستش کا انکار کرنے پر ان کے سامنے بت حاضر کئے جائیں گے اور کفار سے فرمایا جائے گا کہ تم اور تمہارے یہ معبود سب جہنم کا ایندھن ہو۔ بعض مفسرین کرام نے کہا کہ جہنمیوں کا یہ کہنا کہ ہم پہلے کچھ پوجتے ہی نہ تھے اس کے یہ معنی ہیں اب ہمیں ظاہر ہو گیا کہ جنہیں ہم پوجتے تھے وہ کچھ نہ تھے کہ کوئی نفع یا نقصان پہنچا سکتے۔ پھر آگے ارشاد ہے:

ذٰلِكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَفْرَحُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَمْرَحُوْنَ ﴿۷۵﴾۔

یہ اس کا بدلہ ہے جو تم زمین پر ناحق خوش ہوتے تھے اور اس کا بدلہ ہے جس پر کہ تم اتراتے تھے۔

یعنی بتوں کی پوجا جو خالص نامعقولیت تھی اس پر خوش تھے اور اس پرستاری پر اتراتے تھے اس کا بدلہ وہی تھا جو قرآن کریم نے فرمایا:

اُدْخُلُوْٓا اَبْوَابَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۚ فَبِئْسَ مَثْوَى الْمُتَكَبِّرِيْنَ ﴿۷۶﴾۔

یعنی جہنم میں داخل ہو جاؤ اور ہمیشہ کے لئے اسی میں رہو متکبر اور سرکشوں کا ٹھکانہ ایسا ہی برا ہے۔

کہ انہوں نے باطل کو قبول کیا اور حق کو چھوڑ کر تکبر میں رہے۔ آگے اپنے حبیب لبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی دی گئی ہے اور یقین دلایا ہے کہ سرکشوں اور مشرک متکبروں کا یقیناً برا ٹھکانہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

فَاصْبِرْ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ ۚ فَاِمَّا نُرِیَنَّكَ بَعْضَ الَّذِیْ نَعِدُهُمْ اَوْ نَتَوَفَّیَنَّكَ فَاِلَیْنَا یُرْجَعُوْنَ ﴿۷۷﴾۔

تو صبر فرمائیے بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے تو اگر دکھلا دیں ہم تمہیں ان بعض چیزوں کو جن کا ہم نے وعدہ کیا ہے یا وفات دیں ہم آپ کو تو ہماری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔

گویا فرمایا گیا ہے کہ جنگ بدر میں جو ذلتیں کفار کو ہوئیں اور بعد مرنے کے جو کچھ ان پر آئے گا ان سب کو ہماری طرف ہی آکر دیکھیں گے یعنی قیامت کے دن ان کے عذاب و نکال کا نقشہ ان کے سامنے آجائے گا۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ مِنْهُمْ مَّنْ قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ یَّاْتِیَ بِاٰیَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ قُضِیَ بِالْحَقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۷۸﴾۔

اور بے شک بھیجے ہم نے اپنے رسول آپ سے پہلے جن کا احوال آپ پر بیان کر دیے اور بعض وہ ہیں جن کے احوال ہم نے بیان نہیں فرمائے اور کوئی رسول ایسا نہیں جو کوئی آیت بغیر ہمارے حکم کے لائے تو جب آئے گا حکم اللہ کا تو سچا فیصلہ فرما دیا جائے گا اور نقصان و خسران میں باطل والے رہیں گے۔

آیہ کریمہ میں قَصَصْنَا عَلَیْكَ وَمِنْهُمْ مَّنْ لَّمْ نَقْصُصْ عَلَیْكَ جو فرمایا اس میں اجمال کی وجہ سے پڑھنے والے کو یہ شبہہ پڑتا ہے کہ بہت سے انبیاء علیہم السلام کے حالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتائے گئے اور بعض نہیں بتائے گئے جس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ حضور ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام کا علم نہیں حالانکہ یہاں قائل اس امر کی وضاحت کر رہا ہے کہ ہم نے اپنے حبیب کو ان کا علم بھی دیا جن کا حال قرآن کریم میں اجمالاً بیان ہوا اور وہ علم بھی دیا جس کا علم قرآن کریم میں بالوضاحت نہیں۔ معلوم ہوا کہ علم مصطفیٰ ﷺ کی شان وہی ہے جو علامہ بوصیری رحمہ اللہ نے اپنے قصیدہ میں بیان کی حیث قال:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَ ضَرَّتَهَا وَ مِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوان کرم سے دنیا بھی ایک حصہ ہے اور علم مصطفیٰ سے لوح و قلم بھی ایک جزو ہے۔

تو معلوم ہوا کہ علم مصطفیٰ ﷺ علیہ التحیۃ والثناء مَا كَانَ وَ مَا یَكُوْنُ پر حاوی ہے۔ دنیا کا کوئی ذرہ نہیں چمکتا اور طوبیٰ کا کوئی پتہ نہیں کھڑکتا مگر علم مصطفیٰ اس پر حاوی ہے۔ تو آیت کریمہ کا مفہوم واضح یہ نکلا کہ اے محبوب! ہم نے جتنے اپنے رسول بھیجے ان کے احوال قرآن کریم میں بیان کیے مگر بعض وہ ہیں کہ قرآن کریم میں ان کے احوال بیان نہیں فرمائے اور آپ کے بیان پر اسے موقوف کیا تاکہ آپ کی وسعت علم اہل دنیا پر دنیا میں واضح ہو اور منکرین وسعت علم مصطفیٰ کو دیکھ کر انگشت بدنداں متحیر ہو کر رہ جائیں اور سمجھ لیں کہ قرآن کریم کے علم کی وسعت و فسحت علم مصطفیٰ پر ہی روشن ہے اور علم مصطفیٰ کی وسعت اتنی ہے کہ اس کو شپرہ چشم تو کیا دیکھ سکتا ہے اہل عقل بھی اس تک پہنچنے سے قاصر ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب فرمایا:

وَ كُلُّ الْعِلْمِ فِی الْقُرْاٰنِ لٰكِنْ تَقَاصَرَ عَنْهُ اَفْهَامُ الرِّجَالِ

اس بحث کو تفصیل کے ساتھ سورۂ جن میں ہم واضح کریں گے۔ باقتضائے ضرورت حسب موقعہ کچھ اجمالات یہاں بیان کر دیے۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ نواں رکوع۔ سورۂ مومن۔ پ ۲۴

اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَ — اللہ وہ ہے جس نے تمہارے لئے چوپائے بنائے تاکہ

Marfat.com

مِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ﴿٧٩﴾
وَ لَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَ لِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ
صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿٨٠﴾

ان میں سے بعض پر سواری کرو اور بعض کا گوشت کھاؤ اور ان میں تمہارے لئے بہت سے نفعے ہیں اور تاکہ پہنچو تم ان کے اوپر سوار ہو کر اپنی ضرورتوں کو اور دلی مرادوں کو اور ان پر اور کشتیوں پر بار برداری کرو

وَيُرِيْكُمْ اٰيٰتِهٖ ۖ فَاَيَّ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُنْكِرُوْنَ ﴿٨١﴾

وہ تمہیں اپنی نشانیاں دکھاتا ہے تو کون سی نشانی سے تم انکار کرو گے

اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ
عَاقِبَةُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ۭ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْهُمْ
وَاَشَدَّ قُوَّةً وَّاٰثَارًا فِي الْاَرْضِ فَمَآ اَغْنٰى عَنْهُمْ
مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿٨٢﴾

کیا نہیں سیر کی تم نے زمین میں کیا دیکھتے ہو انجام اگلوں کا جو ان سے زیادہ تھے اور شدید ترین تھے قوت میں اور ان کی نشانیاں زمین میں ہیں تو نہیں مستغنی کر سکا انہیں وہ کام جو وہ کرتے تھے

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا
عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ
يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٨٣﴾

تو جب لائے ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں تو وہ خوش رہے اس چیز سے جو ان کے پاس علم سے تھا اور پلٹ گیا وہ چیز جس کا استہزاء کیا کرتے تھے

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَ
كَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿٨٤﴾

تو جب دیکھا انہوں نے ہمارے عذاب کو بولے ہم ایمان لائے اللہ پر جو ایک ہے اور انکار کیا ہم نے اس سے جس پر ہم شرک کرتے تھے

فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ۭ
سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ
هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿٨٥﴾

تو نہ دیا نفع ان کو ان کے ایمان نے جب دیکھ چکے وہ ہمارے عذاب کو یہ وہ ہے طریقہ اللہ کا جو پہلے سے اس کے بندوں میں رائج تھا اور نقصان وخسران میں رہے اس وقت کافر

حل لغات نواں رکوع - سورۃ مومن - پ ۲۴

اَللّٰهُ - اللہ	اَلَّذِیْ - وہ ہے جس نے	جَعَلَ - بنائے	لَكُمُ - تمہارے لئے
اَلْاَنْعَامَ - چوپائے	لِتَرْكَبُوْا - تاکہ تم سوار ہو	مِنْهَا - ان میں سے بعض پر	وَ - اور
مِنْهَا - بعض کو	تَاْكُلُوْنَ - کھاؤ	وَ - اور	لَكُمْ - تمہارے لئے
فِیْهَا - اس میں	مَنَافِعُ - نفعے ہیں	وَ - اور	لِتَبْلُغُوْا - تاکہ تم پہنچو
عَلَيْهَا - اس پر	حَاجَةً - ضرورت کو جو	فِیْ - بیچ	صُدُوْرِ - سینوں
كُمْ - تمہارے کے ہے	وَ - اور	عَلَيْهَا - اس پر	وَ - اور
عَلَى - اوپر	الْفُلْكِ - کشتی کے	تُحْمَلُوْنَ - تم اٹھائے جاتے ہو	وَ - اور

Marfat.com

يُرِيْكُمْ-وہ دکھاتا ہے تم کو	اٰيٰتِهٖ-اپنی نشانیاں	فَاَيَّ-تو کون سی	اٰيٰتِ-نشانی
اللّٰهِ-اللہ کی کا	تُنْكِرُوْنَ-تم انکار کرتے ہو	اَفَلَمْ-کیا نہیں	يَسِيْرُوْا-پھرے وہ
فِي-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے	فَيَنْظُرُوْا-کہ دیکھیں	كَيْفَ-کیسا
كَانَ-ہوا	عَاقِبَةُ-انجام	الَّذِيْنَ-ان کا جو	مِنْ قَبْلِهِمْ-ان سے پہلے
تھے	كَانُوْٓا-تھے وہ	اَكْثَرَ-زیادہ	مِنْهُمْ-ان سے
وَ-اور	اَشَدَّ-سخت	قُوَّةً-قوت میں	وَّ-اور
اٰثَارًا-نشان ہیں ان کے	فِي-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے	فَمَآ-تو نہ
اَغْنٰى-کام آیا	عَنْهُمْ-ان کے	مَّا-جو	كَانُوْا-تھے وہ
يَكْسِبُوْنَ-کرتے	فَلَمَّا-تو جب	جَآءَتْهُمْ-آئے ان کے پاس	رُسُلُهُمْ-ان کے رسول
بِالْبَيِّنٰتِ-دلائل کے ساتھ	فَرِحُوْا-خوش ہوئے	بِمَا-اس پر جو	عِنْدَ-پاس
هُمْ-ان کے تھا	مِّنَ الْعِلْمِ-علم	وَ-اور	حَاقَ-گھیر لیا
بِهِمْ-ان کو	مَّا-اس نے کہ	كَانُوْا-تھے	بِهٖ-اس کا
يَسْتَهْزِءُوْنَ-مذاق اڑاتے	فَلَمَّا-پھر جب	رَاَوْا-دیکھا انہوں نے	بَاْسَنَا-ہمارا عذاب
قَالُوْٓا-تو بولے	اٰمَنَّا-ایمان لائے ہم	بِاللّٰهِ-اللہ	وَحْدَهٗ-اکیلے پر
وَ-اور	كَفَرْنَا-انکار کیا ہم نے	بِمَا-اس کا	كُنَّا-کہ تھے ہم
بِهٖ-اس کے ساتھ	مُشْرِكِيْنَ-شریک ٹھہراتے	فَلَمْ-تو نہ	يَكُ-ہوا کہ
يَنْفَعُهُمْ-نفع دیتا ان کو	اِيْمَانُهُمْ-ان کا ایمان	لَمَّا-جب	رَاَوْا-دیکھا انہوں نے
بَاْسَنَا-ہمارا عذاب	سُنَّتَ-یہی طریقہ ہے	اللّٰهِ-اللہ کا	الَّتِيْ-جو
قَدْ-بے شک	خَلَتْ-گزر چکا	فِيْ-بیچ	عِبَادِهٖ-اس کے بندوں کے
وَ-اور	خَسِرَ-نقصان اٹھایا	هُنَالِكَ-اس جگہ	الْكٰفِرُوْنَ-کافروں نے

حل لغات نادرہ

حَاقَ-لوٹ پڑا۔

بَاْسَنَا-ہمارا عذاب۔

مختصر تفسیر نواں رکوع-سورۃ مومن-پ ۲۴

اَللّٰهُ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَنْعَامَ لِتَرْكَبُوْا مِنْهَا وَمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ وَلِتَبْلُغُوْا عَلَيْهَا حَاجَةً فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ﴿۸۰﴾

اللہ وہ ہے جس نے بنائے تمہارے لئے چوپائے تاکہ تم سواری کرو ان پر بعض سے اور کھاؤ ان سے بعض کو اور تمہارے لئے اس میں بہت سے نفع ہیں اور تاکہ تم ان کی پیٹھ پر اپنی دلی حاجتوں کو پہنچو اور ان پر اور کشتیوں پر سوار ہوتے ہو۔

Marfat.com

آیۂ کریمہ میں اللہ جل وعلا شانہ نے اپنی شیون قدرت میں سے جانوروں کی تخلیق کا مظاہرہ فرمایا اور بتایا کہ ہم نے تمہارے لئے سوار ہونے کو اور وزن لاد کر لے جانے کو گھوڑا، گدھا، اونٹ، ہاتھی پیدا فرمائے اور بعض وہ چوپائے پیدا کئے جن کا گوشت تمہارے لئے غذا ہے مثلاً بکری، دنبہ، بھیڑ، گائے، بھینس اسی وجہ میں یہاں مِنْهَا فرما کر مِنْ تبعیضیہ لائے تا کہ یہ امر واضح ہو جائے کہ ہر چوپایہ نہ حلال ہے نہ وہ سواری کے قابل ہے جیسے بھیڑ بکری یہ صرف کھانے اور دودھ پینے کے کام کی ہیں اور بھینس، گائے، بیل، اونٹ یہ بار برداری کا بھی کام دیتے ہیں اور دودھ کے ذریعے بھی ہماری نشو ونما میں معاون ہیں اور ان کا گوشت بھی ہم کھا سکتے ہیں۔ گھوڑا، گدھا، اونٹ، ہاتھی، بیل یہ ایک جگہ سے دوسری جگہ ہمیں اور ہمارے سامان کو پہنچانے میں معاون ہیں اور کاشتکاری میں زمین میں ہل بھی چلاتے ہیں، بوجھ بھی اٹھاتے ہیں اور ہم کو سواری کا کام بھی دیتے ہیں۔

غرض یہ کہ مِنْ تبعیضیہ نے یہ بھی واضح کر دیا کہ بعض چار پائے کھانے کے کام کے ہیں اور بعض بار برداری اور سواری کے کام میں آتے ہیں اور بعض وہ ہیں جن کا نجس العین اور حرام قطعی ہونا واضح ہے جیسے سور، کتا، بلی، شیر، چیتا، ریچھ وغیرہ کہ یہ حرام قطعی ہیں ان کا گوشت بھی حرام ان کا پسینہ بھی نجس مگر ہماری خدمات کیلئے انہیں بھی بنایا گیا مثلاً سور کہ نجاستوں بول و براز وغیرہ کو صاف کرتا ہے اور خود کھا جاتا ہے۔ ریچھ، شیر، چیتا، بلی، لومڑی ان میں سے بعض ہماری رکھوالی کرتے ہیں اور بعض چوہوں کو مار کر ہم کو محفوظ کرتے ہیں۔

غرض یہ کہ لَكُمْ فِيهَا مَنَافِعُ سے ہر چوپائے میں نفع اور ہمارے لئے محافظت اور دشمن کے مقابلہ میں پیش پیش آنے کے لئے درندے اور چرندے سب پیدا فرمائے اور دریاؤں میں پشت دریا کو کھود کر مشرق سے مغرب پہنچانے کے لئے کشتیاں اور آگبوٹ پیدا فرمادیئے۔ تو جنگل کی لکڑیوں اور کان سے لوہا تانبا وغیرہ نکال کر انہیں پانی پر تیرا دیا اور اس کو ہماری سواری کے لئے بنایا۔ اسی طرح فضاء ہوائیہ میں پرواز کرنے کے لئے لکڑی، تانبا، لوہا، ایلومینیم وغیرہ کے ذریعہ ہمیں قوت عطا فرمائی جسے ہم اپنی زبان میں کہیں ایروپلین کہتے ہیں کہیں ریل گاڑی کہتے ہیں ان سب کا مجموعہ شیون قدرت کے مظاہرہ کے لئے ہمارے سامنے رکھ دیا اور فرمادیا کہ یہ سب کچھ ہم نے پیدا کئے اور تمہارے لئے بنائے اور تم کو اس سے بہت سے نفعے پہنچتے ہیں۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

وَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَأَيَّ آيَاتِ اللَّهِ تُنْكِرُونَ (۸۱)۔

اللہ وہ اللہ ہے جو اپنی نشانیاں شیون قدرت کی انہیں دکھاتا ہے تو کس کس نشانی کا تم انکار کرو گے۔

کہیں فرمایا کہ ہمارے کون سے احسان کو جھٹلاؤ گے جیسا کہ سورۂ رحمان میں فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ فرمایا۔
کہیں فرمایا کون سی بات پر تم بعد میں ایمان لاؤ گے فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ۔ غرض کہ وہ رحیم وکریم حیات دنیا میں نئے نئے عنوان سے اپنے بندوں کو اپنا تعارف کرا رہا ہے۔ اور دعوت ایمان اور اسلام اپنے رسولوں علیہم السلام کے ذریعہ دے رہا ہے آگے پھر ارشاد ہے جس سے دنیا کی سیر کر کے انسان قدرت کاملہ کا معترف بنتا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

أَفَلَمْ يَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَانُوا أَكْثَرَ مِنْهُمْ وَأَشَدَّ قُوَّةً وَآثَارًا فِي الْأَرْضِ فَمَا أَغْنَىٰ عَنْهُمْ مَا كَانُوا يَكْسِبُونَ (۸۲)۔

کیا انہوں نے زمین میں سیر نہیں کی کہ وہ دیکھتے کہ کیا ہوا انجام ان سے پہلوں کا جو ان سے تعداد میں زیادہ تھے اور

Marfat.com

طاقت میں بھی سخت تھے اور ان کے نشان زمین میں موجود ہیں تو ان کے کچھ کام نہ آیا ان کا کمایا ہوا۔

مشرکین مکہ کو عبرت دلانے کے لئے قوم عاد و ثمود وغیرہ کے حالات کی طرف متوجہ کیا گیا اور بتایا کہ ان سے زیادہ طاقت اور قوت میں تم نہیں انہوں نے پہاڑوں کو کھود کر عمارتیں بنوائیں تم زمین پر پکی عمارتوں میں آباد رہ کر ہی گزارہ کر رہے ہو۔ انہوں نے جب انبیاء و رسل علیہم السلام سے مخالفت کی تو عذاب الٰہی عزوجل نے ان کو نیست و نابود کر دیا۔ ان کی عمارتوں کے نشانات اور آبادیوں کے آثار ملک شام میں اب تک موجود ہیں تو تمہارا تمرد و قساوت تمہیں کیا فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ جبکہ ان کی سرکشی اور بغاوت ان کی مدد نہ کر سکی۔ گویا یہ فرمایا گیا کہ اگر یہ لوگ زمین میں سیر کریں تو انہیں معلوم ہو کہ پہلوں کے تمرد اور سرکشی کا کیا انجام ہوا۔ وہ کس طرح ہلاک و برباد کئے گئے۔ ان کا مال ان کی کثرت تعداد اور ان کی قوت ان کے کچھ کام نہ آ سکی۔ اور عذاب الٰہی عزوجل کے آگے وہ کچھ نہ کر سکے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۸۳﴾۔

پھر جب ان کے پاس ان کے رسول روشن دلیلیں لے کر آئے تو وہ اپنی معلومات پر اتراتے رہے اور انہی پر الٹ پڑا جس کی ہنسی وہ اڑاتے تھے۔

یعنی انبیاء کرام جو چیزیں لائے اور جو نشانیاں انہوں نے حقانیت اسلام کی پیش کیں ان کی طرف التفات نہ کیا اور اپنی معلومات جو در حقیقت جہل خالص تھیں اس پر اتراتے رہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ ان پر عذاب الٰہی عزوجل آیا اور ان کے استہزاء کی سزا انہیں ملی۔ آگے ارشاد ہے:

فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْۤا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا ؕ سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ ۚ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾۔

پھر جب انہوں نے ہمارا عذاب دیکھا تو بولے ہم ایمان لائے اللہ کی وحدانیت پر اور انکار کرتے ہیں ہم اس سے جسے ہم اللہ کا شریک بناتے تھے تو نہ ہوا نفع دینے والا ان کا یہ ایمان جبکہ وہ دیکھ چکے ہمارے عذاب کو۔ یہ طریقہ ہے اللہ کا جو اس کے بندوں میں پہلے گزر چکا ہے اور نقصان و خسران میں رہے وہاں کفر کرنے والے۔

اس لئے کہ عذاب سے پہلے پہلے توبہ قبول ہو جاتی ہے اور عذاب آ جانے کے بعد تو ہر سرکش متمرد توبہ کے لئے تیار ہو جاتا ہے لیکن عذاب کے نزول کے بعد عذاب ہی ہوتا ہے اور ان کا ایمان لانا انہیں فائدہ نہیں دیتا چنانچہ ایسا ایمان تو مدعی خداوندی فرعون لعین نے بھی قبول کیا تو اس پر وہ ایمان قبول نہیں فرمایا گیا اور ارشاد ہوا آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ۔ یعنی ہمارے پیغمبر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرتا ہوا جب تو قلزم نیل میں پھنس گیا تو اس وقت تجھے توبہ کی سوجھی اور اس سے پہلے پہلے تو زمین میں پورا فسادی تھا۔ لہٰذا یہ تیری توبہ مردود ہے۔

ایسے ہی یہاں ارشاد ہوا کہ جب سرکشوں نے انبیاء و رسل علیہم السلام کی نہ مانی اور مخالفت میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تو ہماری طرف سے ان پر عذاب آیا۔ جب عذاب دیکھ لیا اور اس کے مقابلہ کی تاب نہ رہی تو کہنے لگے کہ ہم اب ایمان لاتے ہیں اور جنہیں اللہ کا شریک بنایا تھا اس سے انکار کرتے ہیں۔ مگر یہ ایمان چونکہ بعد نزول عذاب تھا اس لئے لَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ فرما کر مسترد کر دیا اور بتا دیا کہ اللہ عزوجل کا قانون یہی ہے کہ نزول عذاب سے پہلے توبہ قبول ہو جاتی ہے اور وہ

قوم عذاب سے محفوظ کر دی جاتی ہے جیسے قوم یونس علیہ السلام اور جب عذاب آ جائے تو اس کے بعد کتنی ہی توبہ کریں وہ نامقبول ہے اور اس عذاب میں ان پر نقصان وخسران اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے اور وہ ہلاک کر دیئے جاتے ہیں۔

سورۃ حٰمٓ السَّجْدَۃُ

اس میں چھ رکوع چون آیتیں ہیں اس کا نزول مکہ مکرمہ میں ہوا۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۴

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

حٰمٓ ۞ ۱ — اے حامد اور اے محمود

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۞ ۲ — یہ اتارا ہوا ہے بڑے رحم والے مہربان کا

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۞ ۳ — یہ ایک کتاب ہے جس کی آیتیں مفصل بیان فرمائی گئیں قرآن زبان عربی میں عقل والوں کو

بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ۞ ۴ — خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا ہے تو منحرف ہوئے اکثر تو وہ سنتے ہی نہیں

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْٓ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَيْهِ وَفِيْٓ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ۞ ۵ — اور بولے ہمارے دل غلاف میں ہیں اس سے جس کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو اور ہمارے کانوں میں بہرہ پن ہے اور ہم میں اور تم میں پردہ ہے تم اپنے عمل کرو ہم اپنے کام میں ہیں

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۞ ۶ — اے حبیب! فرما دو کہ میں آدمی ہونے میں تمہاری ہی مثل ہوں۔ میری طرف اللہ کی وحی آتی ہے یہ کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تو اس کے حضور سیدھے رہو اور اس سے معافی مانگو اور خرابی ہے ان مشرکوں کے لئے

الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۞ ۷ — جو زکوۃ نہیں دیتے اور وہ آخرت کے منکر ہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ ۞ ۸ — بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بے انتہا ثواب ہے

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۴

حٰمٓ۔ اے حامد اے محمود — تَنْزِيْلٌ۔ اتاری گئی ہے — مِّنَ الرَّحْمٰنِ۔ بڑے رحم والے

الرَّحِيْمِ۔ مہربان سے — كِتٰبٌ۔ یہ کتاب ہے کہ — فُصِّلَتْ۔ مفصل ہیں — اٰيٰتُهٗ۔ اس کی آیتیں

Marfat.com

قُرْاٰنًا۔ قرآن	عَرَبِيًّا۔ عربی زبان میں	لِّقَوْمٍ۔ واسطے قوم	يَّعْلَمُوْنَ۔ علم والی کے
بَشِيْرًا۔ خوشخبری دینے والا	وَّ۔ اور	نَذِيْرًا۔ ڈرانے والا	فَاَعْرَضَ۔ تو منہ پھیرا
اَكْثَرُ۔ اکثر	هُمْ۔ ان کے نے	فَهُمْ۔ تو وہ	لَا۔ نہیں
يَسْمَعُوْنَ۔ سنتے	وَ۔ اور	قَالُوْا۔ بولے	قُلُوْبُنَا۔ ہمارے دل
فِيْٓ۔ بیچ	اَكِنَّةٍ۔ پردے کے ہیں	مِّمَّا۔ اس سے جو	تَدْعُوْ۔ بلاتا ہے
نَآ۔ ہم کو	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف	وَ۔ اور	فِيْٓ۔ بیچ
اٰذَانِنَا۔ ہمارے کانوں کے	وَقْرٌ۔ بوجھ ہے	وَّ۔ اور	مِنْۢ بَيْنِنَا۔ ہمارے درمیان
وَ۔ اور	بَيْنِكَ۔ تیرے درمیان	حِجَابٌ۔ پردہ ہے	فَاعْمَلْ۔ تو عمل کر
اِنَّنَا۔ بے شک ہم	عٰمِلُوْنَ۔ عمل کرنے والے ہیں		قُلْ۔ فرمایئے
اِنَّمَآ۔ اس کے سوانہیں کہ	اَنَا۔ میں	بَشَرٌ۔ آدمی ہوں	مِّثْلُكُمْ۔ تمہارے جیسا
يُوْحٰٓى۔ وحی کی جاتی ہے	اِلَيَّ۔ میری طرف	اَنَّمَآ۔ کہ یقیناً	اِلٰهُكُمْ۔ تمہارا خدا
اِلٰهٌ۔ خدا	وَّاحِدٌ۔ ایک ہے	فَاسْتَقِيْمُوْٓا۔ تو سیدھے رہو	اِلَيْهِ۔ اس کی طرف
وَ۔ اور	اسْتَغْفِرُوْهُ۔ بخشش مانگو اس سے		وَ۔ اور
وَيْلٌ۔ خرابی ہے	لِّلْمُشْرِكِيْنَ۔ مشرکوں کیلئے	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں
يُؤْتُوْنَ۔ دیتے	الزَّكٰوةَ۔ زکوٰۃ	وَ۔ اور	هُمْ۔ وہ
بِالْاٰخِرَةِ۔ آخرت کا	هُمْ۔ وہ	كٰفِرُوْنَ۔ انکار کرتے ہیں	اِنَّ۔ بے شک
الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور	عَمِلُوا۔ عمل کئے
الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	لَهُمْ۔ ان کے لئے	اَجْرٌ۔ اجر ہے	غَيْرُ۔ نہ
مَمْنُوْنٍ۔ ختم ہونے والا			

حل لغات نادرہ

اَكِنَّةٍ۔ غلاف کے معنی میں آتا ہے اور اَكِنَّةٍ جمع کنان کی ہے اور کنان کہتے ہیں تیر رکھنے کے تھیلے کو یہاں اکنہ سے مراد (غلاف) پردے ہیں۔

وَقْرٌ۔ ثقل سماعت کو کہتے ہیں تو اس کے معنی ہوئے کہ ہمارے کانوں میں ثقل سماعت ہے۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ پ ۲۴

حٰمٓ ﴿۱﴾ تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۲﴾ قرآن کریم میں سات "حٰمٓ" اور الٓمّٓ، الٓمّٓرٰ، الٓرٰ، قٓ، الٓمّٓصٓ، نٓ، طٰسٓ، طٰسٓمّٓ۔ یہ تمام مقطعات ہیں جن میں رموز ہیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اللہ تعالیٰ کے مابین رکھی گئی ہیں۔ اسی بناء پر مفسرین کرام نے تفسیر بیان کرتے ہوئے جہاں مقطعات آئے وہاں اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ کہہ کر سکوت فرمایا

Marfat.com

تا کہ حقیقت معنی اللہ تعالیٰ کے علم میں رہے اور جو وہاں سے ملے وہ حضور ﷺ کے علم میں آئے۔ یہ اعتراض ہوسکتا ہے کہ اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ کیوں نہ فرمایا۔ یہ اہل علم پر روشن اور مبرہن ہے کہ علم الٰہی عزوجل ذاتی غیر عطائی ہے۔ اور علم مصطفیٰ ﷺ محض عطائی ہے تو واو عاطفہ سے اگر عطف کر دیا جاتا تو علم الٰہی اور علم رسالت پناہی دونوں میں تساوی کا واہمہ پیدا ہو جاتا۔

اس لئے اللہ اعلم کہہ کر علم الٰہی عزوجل کی طرف اس کے معنی حقیقی منسوب کئے۔ اور علم رسالت پناہی ﷺ چونکہ ضمناً واضح تھا اس لئے کہ نزول قرآن کا مورد خاص حضور ہی تھے اس لئے و رسولہ اعلم کہنا تحصیل حاصل تھا۔ بہر حال حقیقت معنی تو اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ہی جانتا ہے۔ رہے معنی تاویلی یہ ہم بھی کر لیتے ہیں جیسے حا میں منادیٰ حامد جناب مصطفیٰ ہیں اور میم میں منادیٰ دوسری صفت کے ساتھ محمود و محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس میں اپنے حبیب کو حامد و محمود کے خلعت سے مزین فرما کر یا حامد و محمود فرمایا اور اس کے بعد مضمون شروع کیا چنانچہ ارشاد ہوا:

تَنْزِيْلٌ مِّنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ② ۔

یہ فرمان خدائے رحمان و رحیم کے حضور سے صادر ہوتا ہے۔

جس کا فلک مصطفیٰ متحمل ہے۔

كِتٰبٌ فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ③ بَشِيْرًا وَّ نَذِيْرًا ۚ فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ④ ۔

یہ قرآن کتاب ہے جس کی باتیں زبان عربی میں تفصیل کے ساتھ سمجھ والوں کے لئے بیان کر دی گئیں۔

یہ تخصیص سمجھ والوں کی یوں کی گئی کہ عرب میں عربی زبان کے بڑے بڑے ماہر ادیب و خطیب تھے۔ مگر جنہیں فہم سلیم ملا اور عقل مستقیم نے رہنمائی کی وہی اس کی طرف جھکے باقی جن کی فصاحت و بلاغت اور درایت و ادبیت نے اس طرف رہنمائی نہیں کی وہ گمراہ کے گمراہ ہی رہے جیسے ابو جہل اور مثل اس کے اکثر جہال اور جن کو رہنمائی ہوئی وہ سیدھے اسلام کی طرف آ گئے جیسے ناقل کلام حضرت حسان رضی اللہ عنہ اور مثل ان کے بہت سے تو معلوم ہوا کہ لِّقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ فرما کر ذی فہم کی تفریق فرما دی گئی اور یہ امر واضح کر دیا کہ ایمان محض علم سے نہیں آتا اس لئے کہ فہم مستقیم اور عقل سلیم کی ضرورت ہے۔

بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا فرما کر واضح کر دیا کہ کلام الٰہی عزوجل میں بشارت و نذارت دونوں ہیں مگر ان کے لئے جو فہم سلیم اور عقل مستقیم رکھے۔ چنانچہ فرمایا کہ

فَاَعْرَضَ اَكْثَرُهُمْ فَهُمْ لَا يَسْمَعُوْنَ ④ ۔ تو منحرف ہوئے اکثر ان کے اور وہ نہیں سنتے تھے۔

یعنی یہ نہ سننا اس معنی میں تھا کہ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا۔ ان کے کان دل آنکھ وغیرہ سب تھے مگر نہ دل میں قبولیت تھی نہ کان میں سماعت نہ آنکھوں میں بصارت صُمٌّۢ بُكْمٌ عُمْيٌ کے مصداق تھے آگے ارشاد ہے:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا فِيْۤ اَكِنَّةٍ مِّمَّا تَدْعُوْنَاۤ اِلَيْهِ وَفِيْۤ اٰذَانِنَا وَقْرٌ وَّمِنْۢ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ فَاعْمَلْ اِنَّنَا عٰمِلُوْنَ ⑤ ۔

یعنی کافر بولے کہ ہمارے دل تھیلوں میں محفوظ ہیں اور ہمارے کان ثقیل السماعت ہیں اور ہمارے اور آپ کے درمیان

Marfat.com

وہ حجاب ہے جو مانع سماعت وقبول ہے تو آپ اپنے عمل کیجئے اور ہم اپنے عمل کر رہے ہیں۔

گویا وہ خود معترف ہوئے کہ ہم میں قبولیت کا مادہ نہیں حق نوشی اور حق نیوشی ہمارے اندر نہیں۔ ہم جانوروں کی طرح سنتے دیکھتے ہیں مگر قبولیت اور عمل ہم میں نہیں ہے یہی حجاب ہے جو آپ کے اور ہمارے مابین ہے لہٰذا آپ اپنی کئے جائیں ہم اپنی کر رہے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَاسْتَقِيْمُوْٓا اِلَيْهِ وَاسْتَغْفِرُوْهُ ۭ وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ لَا يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

اے محبوب! آپ فرمادیں کہ صورت مثالی میں تو میں بھی بشر تمہارے جیسا ہوں مگر میں مورد وحی ہوں اور مجھ سے احکام خداوندی تم تک آتے ہیں اور یہ وحی بھی مجھے آئی کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تو اس کی طرف جھکے رہو اور بخشش مانگو اور خرابی ہے شرک کرنے والوں کے لئے اور ان کے لئے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔

آیۂ کریمہ میں رب جل وعلا شانہ نے اپنے حبیب جناب سرور عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا: قُلْ اے محبوب! آپ تو اضعاً یہی فرمائیں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ گویا بطریق حصر انفراداً ان منکروں کو فرمایئے جو آپ کو بشر کہہ کر چاہتے ہیں کہ ہماری تبلیغ کے لئے ملک آتا (فرشتہ نازل ہوتا) حالانکہ ملک اور فرشتہ اجسام نوری ہونے کی وجہ میں ہمیں نظر بھی نہ آتا اور جب نظر ہی نہ آتا تو تبلیغ کیسے ہوتی۔ اصول تبلیغ میں مجانست صوری اور مشابہت جسمی لازم ہے۔ اگر انسان بھی انسانی جسم ایسے لے کر آتا کہ اس کا قد وقامت ہی مہیب ہوتا اور جسم وجسمانیت بھی عریض وطویل ہوتی تو اسے دیکھ کر ہمارے دماغ اس سے مانوس نہیں ہو سکتے تھے۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قامت موزون، شبیہ مقبول صورت انسانی میں عطا فرما کر بھیجا تا کہ تبلیغ میں کامیابی ہو۔ اور اسی چیز کو آیۂ کریمہ میں ظاہر کیا اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ میں تو صورت انسانی میں بشر ہی ہوں اور تمہارا مثل ہوں یعنی مماثلث صوری مجھے تمہاری حاصل ہے اگر چہ حقیقتاً میں وہ ہوں کہ جمال الٰہی کا مشاہدہ کرتا ہوں اور وہاں تک پہنچا ہوں۔ جہاں تک کسی بشر کی رسائی نہیں یعنی مقام جمع تک پہنچ کر دم زدن میں واپس آنا جسے معراج کہا جاتا ہے تو مجھے اپنے جیسا بشر ماننا تو گستاخی ہے۔

البتہ مماثلت صوری کے اعتبار سے میں خود ہی تمہیں تو اضعاً کہتا ہوں اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اور میرا تمہارا حقیقی فرق جو ہے وہ یہی کم نہیں کہ يُوْحٰٓى اِلَيَّ مجھے اللہ کی طرف سے وحی ہوتی ہے جو ہر بشر کے لئے ناممکن اور محال ہے اور اس وحی میں جو حکم آیا ہے وہ یہی ہے کہ میرا اور تمہارا خدا ایک ہے تا کہ تم افراط عقیدت میں مجھے خدا یا جز وخدا نہ کہنے لگو جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کہا۔ بناء بریں مسئلہ واضح ہے کہ ذات مصطفیٰ مماثلت صوری میں ہمارے لیے ایسا بشر ہے کہ اس کی بشریت کو اپنی بشریت کے مشابہ یا مماثل کہنا خالص گستاخی اور بے دینی ہے۔ البتہ مماثلث صوری میں وہ بشر تھے اور مماثلت حقیقی وہ نور تھے۔

اسی وجہ میں شیخ محقق علامہ مدقق مولانا محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ برزخ مصطفیٰ ایک نوعیت کا نہیں ہے بلکہ جب آپ مسند تبلیغ پر جلوہ آرا ہوتے ہیں تو ہمارے مثل جامۂ بشریت میں آتے ہیں اور تبلیغ فرماتے ہیں جب جبرئیل ومیکائیل سے ملتے ہیں تو برزخ ملکی میں جلوہ آرائی ہوتی ہے اور جب رب العزت جل مجدہ وعزاسمہ کے حضور مقام جمع

Marfat.com

پر پہنچتے ہیں تو برزخ حقی پر ہوتے ہیں کسی نے خوب کہا ہے

ادھر اللہ سے واصل ادھر مخلوق میں شامل　خواص اس برزخ کبریٰ میں ہے حرف مشدد کا

تو ہمیں یہ عقیدہ رکھنا چاہئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اکرم الخلق اور حضور سید عالم ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مساوی امتی تو کہاں نبی بھی نہیں وہ اگرچہ تمہیں صورت بشری میں نظر آتے ہیں ان کا کلام بھی ہمیں سنائی دیتا ہے مگر حقیقت محمدیہ اس سے کہیں بلند ہے۔ یہ اس لئے ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کلام ہمارے دل تک پہنچے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو ہم سنیں اور قبول کریں اور فرائض تبلیغی اس طرح ادا ہوں۔ تو وَّمِنْۢ بَیْنِنَا وَ بَیْنِكَ حِجَابٌ کہنا مشرکین کا صحیح نہیں۔ اور یہ بھی صحیح نہیں کہ مماثلت صوری میں دیکھ کر اپنے جیسا بشر ہی کہہ دیں۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرمانا محض تواضعاً تھا نہ کہ حقیقتاً اس لئے کہ بلند پایہ ہستیاں بطور تواضع جو بھی فرمائیں اسے ہر کس و ناکس اپنے اوپر قیاس کرلے تو گمراہی ہے۔ یوں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ علیہم رضوان کو اَنْتُمْ اَصْحَابِیْ وَ هُمْ اِخْوَانِیْ بھی فرمایا۔ مگر صحابہ علیہم رضوان نے اپنے کو حضور کا غلام ہی کہا اور امت مرحوم نے اپنے کو امت ہی مانا۔ نہ یہ کہ کہا ہو کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی ہیں۔ یہ جملے کہنے والے جو ہیں وہ گستاخ اور منصب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نہ سمجھنے والے ہیں ان کی یہ ادنیٰ شان ہے جو کسی شاعر نے عربی میں کی ہے حیث قال:

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِهٖ　وَ اللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَفْرَتِهٖ

فَاقَ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّ عُلَا　اَهْدَی السُّبُلَا بِدَلَالَتِهٖ

سَلَکَ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ　شَقَّ الْقَمَرُ بِاِشَارَتِهٖ

فَمُحَمَّدُنَا هُوَ سَیِّدُنَا　فَالْعِزُّ لَنَا لِاِجَابَتِهٖ

جامی علیہ الرحمہ نے بھی کہا کہ

بہ مقامے کہ رسیدی نہ رسد ہیچ نبی

غرضکہ مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنا بلند و بالا ہے کہ جبریل علیہ السلام بھی یہی کہہ کر رہ گئے

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمُلَةً لَاحْتَرَقْتُ۔ اگر یہاں سے ایک انگلی بھی آگے بڑھوں تو تجلیات جمال سے میں جل جاؤں۔ سرکار ابد قرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل تمہاری سیر کا منتہیٰ یہ ہے جہاں سے ہماری ابتداء سیر شروع ہے فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ۔ وہ ایسی برکت والی ذات ہے کہ اس نے نبیوں علیہم السلام میں صفی بھی بنائے کلیم و نجی بھی بنائے۔ مسیح بھی بنائے۔ خلیل بھی بنائے مگر جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ایسا حبیب بنایا کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر تفوق اور شرف دیا

تکیں گے انبیاء اس منہ کو صدقے آپ کے منہ کے　قیامت میں وسیلہ جان کر حاجت روائی کا

اس بحث کو تفصیلاً سولہویں پارہ میں اسی ہی آیت کریمہ کے ماتحت بیان کرچکے ہیں۔ واللہ الحمد۔ آگے ارشاد ہے:

فَاسْتَقِیْمُوْۤا اِلَیْهِ وَ اسْتَغْفِرُوْهُ ؕ وَ وَیْلٌ لِّلْمُشْرِكِیْنَ ۙ۝ الَّذِیْنَ لَا یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ۝

یعنی ہمارے حبیب کے مرتبہ کو سمجھ کر اس پر قائم رہو اور ہمارے حضور بخشش مانگو اور خرابی ہے ان مشرکوں کو جو زکوٰۃ نہیں

Marfat.com

دیتے اور آخرت کے منکر ہیں۔

آگے بموجب اسلوب بیان قرآن مومنین کا تذکرہ فرمایا۔ اس لئے کہ اصول بیان قرآن یہی ہے کہ اگر اول جہنمیوں کا ذکر آجائے تو بعد میں جنتیوں کا تذکرہ ضروری ہوتا ہے۔ اگرچہ لف ونشر غیر مرتب ہے کہ کہیں پہلے جنتیوں کا ذکر پھر جہنمیوں کا تذکرہ اور کہیں اول جہنمیوں کا ذکر پھر جنتیوں کا احوال۔ چنانچہ فرمایا گیا:

اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمۡ اَجۡرٌ غَيۡرُ مَمۡنُوۡنٍ ۝٨ ۔

بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے بے انتہا اجر ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۴

قُلۡ اَئِنَّكُمۡ لَتَكۡفُرُوۡنَ بِالَّذِىۡ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَتَجۡعَلُوۡنَ لَهٗۤ اَنۡدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝٩

اے محبوب انہیں فرماؤ کیا تم انکار کرتے ہو اس قادر مطلق سے جس نے ساری زمین دو دن میں بنا دی اور تم اس کے لئے اس کا مقابل ٹھہراتے ہو؟ یہ ہے تمام عالموں کا پالنے والا

وَجَعَلَ فِيۡهَا رَوَاسِىَ مِنۡ فَوۡقِهَا وَبٰرَكَ فِيۡهَا وَقَدَّرَ فِيۡهَاۤ اَقۡوَاتَهَا فِىۡۤ اَرۡبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيۡنَ ۝١٠

اور کئے اسی قادر مطلق نے لنگر اس زمین پر اور ان میں برکت رکھی اور اس میں اس کے بسنے والوں کی روزیاں رکھیں یہ سب ملا کر چار دن ہیں سب مانگنے والوں کے لئے برابر

ثُمَّ اسۡتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِىَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلۡاَرۡضِ ائۡتِيَا طَوۡعًا اَوۡ كَرۡهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيۡنَا طَآئِعِيۡنَ ۝١١

پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور وہ اس وقت کہر کی طرح تھا تو اس کہر کو اور زمین کو فرمایا کہ تم دونوں خوشی سے آؤ یا زبردستی اور جو حکم ہم دیتے ہیں اس پر کاربند رہو دونوں نے عرض کیا کہ ہم خوشی سے حکم بجالانے کو حاضر ہیں

فَقَضٰٮهُنَّ سَبۡعَ سَمٰوَاتٍ فِىۡ يَوۡمَيۡنِ وَاَوۡحٰى فِىۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡيَا بِمَصَابِيۡحَ ۖ وَحِفۡظًا ؕ ذٰلِكَ تَقۡدِيۡرُ الۡعَزِيۡزِ الۡعَلِيۡمِ ۝١٢

اس کے بعد دو دن میں اس کہر کے طبقات کے ساتھ آسمان بنائے اور ہر ایک آسمان میں جو انتظام خدا کو منظور تھا وہ انتظام کارکنان قضا وقدر کو بتا دیا اور آسمان دنیا کو ستاروں کی قندیلوں سے سجایا اور حفاظت کے لئے بھی۔ یہ اندازے اس خدا کے باندھے ہوئے ہیں جو زبردست اور دانا ہے

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّثَمُوۡدَ ؕ ۝١٣

اگر وہ انحراف کریں تو فرما دیجئے کہ میں ڈراتا ہوں تمہیں اس کڑک سے جیسی کڑک عاد وثمود پر آئی تھی

Marfat.com

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَیْنِ اَیْدِیْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓىِٕكَةً فَاِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾

جب آئے ان کے پاس رسول آگے اور پیچھے سے (کثرت سے) یہ کہ نہ پوجو مگر ایک اللہ کو بولے اگر چاہتا ہمارا رب تو ضرور نازل کرتا فرشتے تو ہم جس کے ساتھ تم بھیجے گئے ہو اس کے منکر ہیں

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَ لَمْ یَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰیٰتِنَا یَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾

پھر عاد نے زمین میں بغیر حق کے تکبر کیا اور بولے ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ جس اللہ نے ان کو پیدا کیا وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے اور تھے وہ ہماری نشانیوں کے منکر

فَاَرْسَلْنَا عَلَیْهِمْ رِیْحًا صَرْصَرًا فِیْۤ اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِیْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰی وَ هُمْ لَا یُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾

تو ہم نے بھی ان کے نحوست کے دنوں میں ان پر بڑے زور کی آندھی چلائی تا کہ چکھائیں ہم انہیں ذلت کا عذاب دنیوی زندگی میں اور آخرت کا عذاب بہت زیادہ رسوا کن ہے دنیا کے عذاب سے اور انہیں کسی طرف سے مدد نہیں دی جائے گی

وَ اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَیْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰی عَلَی الْهُدٰی فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾ۚ

لیکن قوم ثمود ہم نے انہیں سیدھا رستہ دکھا دیا تھا مگر انہوں نے بجائے اس کے اندھا راستہ اختیار کیا تو پکڑا ان کو ذلت کے عذاب نے ان کی بدکرداریوں کے سبب

وَ نَجَّیْنَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ كَانُوْا یَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾

اور نجات دی ہم نے ان کو جو ایمان لائے اور وہ اللہ سے ڈرتے تھے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۴

قُلْ۔ فرما دیجئے	اَئِنَّكُمْ۔ کیا تم	لَتَكْفُرُوْنَ۔ انکار کرتے ہو	بِالَّذِیْ۔ اس ذات کا
جس نے	خَلَقَ۔ پیدا کیا	الْاَرْضَ۔ زمین کو	فِیْ۔ بیچ
یَوْمَیْنِ۔ دو دن کے	وَ۔ اور	تَجْعَلُوْنَ۔ بناتے ہو تم	لَهٗۤ۔ اس کا
اَنْدَادًا۔ مقابل	ذٰلِكَ۔ یہ ہے	رَبُّ۔ پالنے والا	الْعٰلَمِیْنَ۔ جہانوں کا
وَ۔ اور	جَعَلَ۔ بنائے	فِیْهَا۔ اس میں	رَوَاسِیَ۔ پہاڑ
مِنْ فَوْقِهَا۔ اس کے اوپر سے		وَ۔ اور	بٰرَكَ۔ برکت رکھی
فِیْهَا۔ اس میں	وَ۔ اور	قَدَّرَ۔ اندازہ رکھا	فِیْهَاۤ۔ اس میں
اَقْوَاتَهَا۔ ان کی روزی کا	فِیْ۔ بیچ	اَرْبَعَةِ۔ چار	اَیَّامٍ۔ دن کے
سَوَآءً۔ برابر ہے	لِّلسَّآىِٕلِیْنَ۔ مانگنے والوں کے لئے		ثُمَّ۔ پھر

Marfat.com

اِسْتَوٰٓی۔قصد کیا	اِلَی۔طرف	السَّمَآءِ۔آسمان کی	وَ۔اور
هِیَ۔وہ	دُخَانٌ۔کہر تھا	فَقَالَ۔تو فرمایا	لَهَا۔اس کو
وَ۔اور	لِلْاَرْضِ۔زمین کو	ائْتِيَا۔دونوں آؤ	طَوْعًا۔خوشی سے
اَوْ۔یا	کَرْهًا۔مجبور ہو کر	قَالَتَآ۔بولے	اَتَيْنَا۔ہم آئے
طَآئِعِيْنَ۔خوشی سے	فَقَضٰهُنَّ۔تو بنایا ان کو	سَبْعَ۔سات	سَمٰوٰتٍ۔آسمان
فِیْ۔بیچ	يَوْمَيْنِ۔دو دن کے	وَ۔اور	اَوْحٰی۔وحی کی
فِیْ۔بیچ	كُلِّ۔ہر	سَمَآءٍ۔آسمان کے	اَمْرَ۔حکم
هَا۔اس کے کی	وَ۔اور	زَيَّنَّا۔ہم نے سجایا	السَّمَآءَ۔آسمان
الدُّنْيَا۔دنیا کو	بِمَصَابِيْحَ۔چراغوں سے	وَ۔اور	حِفْظًا۔حفاظت کے لئے
ذٰلِكَ۔یہ ہے	تَقْدِيْرُ۔اندازہ	الْعَزِيْزِ۔غالب	الْعَلِيْمِ۔جاننے والے کا
فَاِنْ۔تو اگر	اَعْرَضُوْا۔منہ پھیریں	فَقُلْ۔تو فرمادیجئے	اَنْذَرْتُكُمْ۔میں نے تم
کو ڈرایا	صٰعِقَةً۔عذاب سے	مِّثْلَ۔مثل	صٰعِقَةِ۔عذاب
عَادٍ۔عاد	وَّ۔اور	ثَمُوْدَ۔ثمود کے	اِذْ۔جب
جَآءَتْهُمُ۔آئے ان کے پاس		الرُّسُلُ۔رسول	مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ۔ان
کے آگے سے	وَ۔اور	مِنْ خَلْفِهِمْ۔ان کے پیچھے سے	
اَلَّا۔یہ کہ	اَنْ۔نہ	تَعْبُدُوْٓا۔پوجو	اِلَّا۔مگر
اللّٰهَ۔اللہ کو	قَالُوْا۔بولے	لَوْ۔اگر	شَآءَ۔چاہتا
رَبُّنَا۔ہمارا رب	لَاَنْزَلَ۔تو اتارتا	مَلٰٓئِكَةً۔فرشتے	فَاِنَّا۔تو ہم
بِمَآ۔اس چیز سے	اُرْسِلْتُمْ۔جو بھیجے گئے ہو تم	بِهٖ۔اس کے ساتھ	كٰفِرُوْنَ۔منکر ہیں
فَاَمَّا۔تو پھر	عَادٌ۔عاد نے	فَاسْتَكْبَرُوْا۔تکبر کیا	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	بِغَيْرِ۔بغیر	الْحَقِّ۔حق کے	وَ۔اور
قَالُوْا۔بولے	مَنْ۔کون	اَشَدُّ۔زیادہ ہے	مِنَّا۔ہم سے
قُوَّةً۔طاقت میں	اَوَ۔کیا	لَمْ۔نہ	يَرَوْا۔دیکھا انہوں نے
اَنَّ۔کہ بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جس نے	خَلَقَهُمْ۔پیدا کیا ان کو
هُوَ۔وہ	اَشَدُّ۔زیادہ ہے	مِنْهُمْ۔ان سے	قُوَّةً۔طاقت میں
وَ۔اور	كَانُوْا۔تھے وہ	بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں کا	يَجْحَدُوْنَ۔انکار کرتے
فَاَرْسَلْنَا۔تو بھیجی ہم نے	عَلَيْهِمْ۔ان پر	رِيْحًا۔ہوا	صَرْصَرًا۔تیز و تند
فِیْٓ۔بیچ	اَيَّامٍ۔دنوں	نَّحِسَاتٍ۔منحوس کے	لِّنُذِيْقَهُمْ۔کہ چکھائیں ہم

Marfat.com

ان کو	عَذَابَ-عذاب	الْخِزْيِ-ذلت کا	فِيْ-بیچ
الْحَيٰوةِ-حیاتی	الدُّنْيَا-دنیا کے	وَ-اور	لَعَذَابُ-یقیناً عذاب
الْاٰخِرَةِ-آخرت کا	اَخْزٰى-بہت رسوا کن ہے	وَ-اور	هُمْ-وہ
لَا-نہ	يُنْصَرُوْنَ-مدد دیئے جائیں گے		وَ-اور
اَمَّا-وہ جو	ثَمُوْدُ-ثمود تھے	فَهَدَيْنٰهُمْ-تو ہم نے راہ دکھائی ان کو	
فَاسْتَحَبُّوا-تو پسند کیا انہوں نے		الْعَمٰى-اندھا رہنے کو	عَلَى-اوپر
الْهُدٰى-ہدایت کے	فَاَخَذَتْهُمْ-تو پکڑا ان کو	صٰعِقَةُ-لپک	الْعَذَابِ-عذاب
الْهُوْنِ-ذلیل کرنے والے نے		بِمَا-بدلے اس کے جو	كَانُوْا-تھے وہ
يَكْسِبُوْنَ-کرتے	وَ-اور	نَجَّيْنَا-نجات دی ہم نے	الَّذِيْنَ-ان کو جو
اٰمَنُوْا-ایمان لائے	وَ-اور	كَانُوْا-تھے	يَتَّقُوْنَ-پرہیزگار

حل لغات نادرہ

اَنْدَادًا-ند کی جمع ہے مقابل کے معنی دیتا ہے۔

رَوَاسِيَ-لنگروں کے معنی میں مستعمل ہے۔

اَقْوَاتَهَا-جمع قوت کی ہے جس کے معنی روزی کے ہیں۔

رِيْحًا صَرْصَرًا-وہ آندھی جو کنکریاں اڑاتی ہو۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع-سورۃ حٰمٓ السجدہ-پ ۲۴

قُلْ اَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُوْنَ بِالَّذِيْ خَلَقَ الْاَرْضَ فِيْ يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(اے پیغمبر آپ ان لوگوں سے) فرمادیجئے کیا تم اس (قادر مطلق کی خدائی) سے انکار کرتے ہو جس نے دو دن میں زمین کو پیدا کیا اور تم (دوسروں کو) اس کا مقابل بناتے ہو یہی (خدا تو) سارے جہان کا پروردگار ہے۔

آیہ کریمہ میں جل وعلا شانہ نے فِيْ يَوْمَيْنِ فرمایا۔ یہ يَوْمَيْنِ اقل مدت بہ نسبت الی المخلوق ہے۔ ورنہ اس کی قدرت کاملہ وہ ہے کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمان بھی كُنْ فرما کر پیدا فرما دیتا ہے اور طرفۃ العین میں زمین وآسمان دونوں بن جاتے ہیں۔ مگر یہ يَوْمَيْنِ مخلوق کی قوت تخلیق کی نسبت سے بیان فرمائی گئی۔ ورنہ ظاہر ہے کہ یوم اور يَوْمَيْنِ اور اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ یہ سب اس کے بنائے ہوئے ہیں ان کا وجود اس کی مشیت پر ہے نہ کہ ایام کی مشیت قادر علی الاطلاق پر حاوی ہو۔ اسی لئے آگے ارشاد ہے:

وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗٓ اَنْدَادًا ۭ-اور تم اللہ کے مقابل ٹھہرا رہے ہو حالانکہ اس کی ادنیٰ شان یہ ہے کہ

لَا ضِدٌّ وَ لَا نِدٌّ وَ لَا حَدٌّ لِرَبِّيْ اَلْاٰنَ كَمَا كَانَ وَلَمْ يَلْقَ زَوَالًا

اس کی قدرت کاملہ میں نہ کوئی ضد ہے نہ کوئی مقابل نہ اس کی قدرت کاملہ کی کوئی حد آج بھی اسی شان سے ہے جس

شان سے تھا اس کی شیون قدرت میں کوئی حدوث وزوال نہیں۔

اسی لئے یہاں فرمایا: وَتَجْعَلُوْنَ لَهٗۤ اَنْدَادًا ؕ ذٰلِكَ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ اس کے لیے جو مقابل بنا رہے ہیں اس کا ضد ٹھہرا رہے ہیں یہ حمق خالص اور بے دینی ہے یہ تمام عالموں کا پرورش فرمانے والا ہے۔ چنانچہ آگے ارشاد ہے:

وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ⑩

چونکہ زمین کی تخلیق پانی پر ہے اور پانی پر کوئی شے بغیر لنگروں کے قائم نہیں رہ سکتی حتیٰ کہ کشتی سے لے کر اسٹیمر اور آگبوٹ بغیر لنگروں کے قائم نہیں رہ سکتے تو زمین کا قیام عقول عامہ کے ماتحت بغیر رواسی یعنی لنگروں کے عقلاً متعذر تھا اس لئے فرمایا: وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِيَ مِنْ فَوْقِهَا زمین بنا کر ہم نے اس پر لنگر ڈال دیئے پھر مزید قدرت کاملہ کا مظاہرہ فرمایا اور ارشاد فرمایا:

وَبٰرَكَ فِيْهَا وَقَدَّرَ فِيْهَاۤ اَقْوَاتَهَا فِيْۤ اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ ؕ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ⑩۔

اور برکت دی ہم نے اس میں اس کی پیداوار کا اندازہ بھی ٹھہرایا اور یہ سب کچھ چار دن میں سب مانگنے والوں کے لئے برابر۔

یہاں بھی اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ کی نسبت عقول عامہ اور افہام ناقصہ کی نسبت سے فرمایا گیا۔ گویا یہ بتایا کہ اقل قلیل مدت تخلیق زمین اور تعین اقوات دو دن اور چار دن جو ہیں یہ تمہاری قدرت اور قوت سے بالا ہیں مگر ہم نے سب کچھ بنا کر رکھ دیا۔ یہ اس لئے کہ ہم رب العالمین ہیں۔ اٹھارہ ہزار عالم اور فضائیں اگر ہم بنانا چاہیں تو طرفۃ العین میں ایسے ایسے اور بنا سکتے ہیں یہ ہماری شان ہے کہ ہم رب العالمین ہیں اور یہ رزقوں کا دینا اور اقوات کا تعین فرمانا یہ ہماری قدرت کاملہ میں ہر مانگنے والے کے لئے برابر ہے اور اس کے بعد آسمان کی تخلیق کی شان ظاہر فرمائی اور ارشاد ہوا کہ

ثُمَّ اسْتَوٰۤى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا ؕ قَالَتَاۤ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ⑪۔

پھر رجوع فرمایا آسمان کی طرف جبکہ وہ کہر تھا حکم ہوا: ائْتِيَا وجود میں آؤ خوشی سے یا زبردستی تو دونوں نے عرض کیا کہ ہم حکم بجالانے کو حاضر ہیں۔

فَقَضٰىهُنَّ سَبْعَ سَمٰوَاتٍ فِيْ يَوْمَيْنِ وَاَوْحٰى فِيْ كُلِّ سَمَآءٍ اَمْرَهَا ؕ وَزَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِمَصَابِيْحَ ۖ وَحِفْظًا ؕ ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ⑫۔

اور اس کے بعد دو دن میں اس کہر کے طبقات کے سات آسمان بنائے اور ہر آسمان میں جو انتظام خدا کو منظور تھا وہ انتظام کارکنان قضا وقدر کو بتادیا اور ورے آسمان کو ہم نے ستاروں کی قندیلوں سے سجایا اور سجانے کے لئے فرشتوں کو محافظت پر مقرر فرمایا یہ انداز اس زبردست اور علم والے کے باندھے ہوئے ہیں۔

آسمان اول کی طرف شیاطین چڑھتے تھے اور وہاں سے خبریں لے کر کاہنوں کو پہنچاتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد میں یہ شیاطین مسترق روک دیئے گئے اور ان کے لئے ملائکہ علیہم السلام مقرر کئے گئے جو ان کو آنے سے روکتے اور رجم شہاب سے ان کو مارتے چنانچہ اس کا تذکرہ دوسری جگہ فرمایا گیا ہے جس کی تفصیل سورۂ ملک پارہ انتیس میں عنقریب آئے گی۔ یہاں اجمالاً فقط حِفْظًا فرما کر تصریح فرمادی کہ سماء دنیا میں ثوابت کے ذریعہ آسمان کو مزین فرمایا اور اس کو مصابیح کہا۔ اور وہ جو شیاطین کے مارنے کو شہاب ثاقب ہیں وہ آگ کے شعلے ہیں۔ جن کی یہ صورت ہوتی ہے کہ جس شیطان

Marfat.com

پر وہ شعلہ لگے (جسے عام اصطلاح میں تارا ٹوٹنا کہتے ہیں) وہ اس شیطان کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے اور اگر وہ شہاب ثاقب جس کا تذکرہ دوسرے مقام پر سورۂ صافات میں فرمایا گیا:

اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَةِ ۣالۡكَوَاكِبِ ۝۶ وَ حِفۡظًا مِّنۡ كُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۝۷ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَ یُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ كُلِّ جَانِبٍ ۝۸ دُحُوۡرًا وَّ لَهُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝۹ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَةَ فَاَتۡبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ ۝۱۰

بے شک ہم نے آسمان دنیا کو تاروں کے ساتھ آراستہ کیا اور محافظت کے لئے شیطان سرکش سے (شہاب ثاقب) روشن انگارے رکھے۔ جس کی وجہ سے وہ عالم بالا کی طرف کان نہیں لگا سکتے اور ان کو ہر طرف سے مار پڑتی ہے انہیں بھگانے کیلئے ان کے واسطے ہمیشہ کا عذاب ہے۔ مگر جو ان خبروں میں سے کچھ اچک لے یعنی اڑتی خبر اسے مل جائے اور وہ دنیا میں کاہنوں تک لانا چاہے تو اس کے پیچھے لگتا ہے روشن انگارا یا قدرتی بم۔

اس سے ثابت ہوا کہ ثوابت و سیارے یہ نہیں ٹوٹتے اور نہ گرتے ہیں بلکہ وہ جسے تارا ٹوٹنا کہا جاتا ہے وہ جہنمی انگارے علیحدہ ہیں اور اس پر حدیث میں آیا کہ جب شہاب ثاقب گرتا نظر آئے تو مسلمان کے لئے **لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم** پڑھنا لازم ہے۔ اس لئے کہ جس شیطان کو وہ لگتا ہے وہ تو جل جاتا ہے اور جو اس سے بڑھ جائے اور جل نہ سکے وہ دیوانہ ہو جاتا ہے۔ اس دیوانے شیطان کو اصطلاح اردو میں چھلاوہ کہتے ہیں۔ یہ دیوانہ شیطان لوگوں کو راستہ بھلاتا ہے اور انواع و اقسام کی اذیتیں دیتا رہتا ہے۔

مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آگ کی شکل میں بھی جنگل کے اندر چلتا نظر آتا ہے اور مینڈھا بھی بن جاتا ہے اور اکادکا راہرو پر حملہ بھی کر دیتا ہے آگے ارشاد ہے:

وَ اَوۡحٰی فِیۡ كُلِّ سَمَآءٍ اَمۡرَهَا ؕ۔

اور سکان سماویہ کو علیحدہ علیحدہ احکام اوامر و مناہی کی وحی فرمائی گئی۔ اور آسمان دنیا کو چراغوں سے مزین کر کے اس کی محافظت فرمائی۔

ذٰلِكَ تَقۡدِیۡرُ الۡعَزِیۡزِ الۡعَلِیۡمِ ۝۱۲ ۔

یہ اس عزت والے علم والے کا ٹھہرایا ہوا نظام ہے۔ آگے ارشاد ہے:

فَاِنۡ اَعۡرَضُوۡا فَقُلۡ اَنۡذَرۡتُكُمۡ صٰعِقَةً مِّثۡلَ صٰعِقَةِ عَادٍ وَّ ثَمُوۡدَ ۝۱۳ ؕ۔

پھر اگر وہ انحراف کریں تو آپ فرمائیں میں تم کو اس کڑک سے ڈراتا ہوں جو عاد و ثمود پر آئی اور انہیں تباہ کر گئی۔

باوجودیکہ یہ قوت میں اتنے بڑھے ہوئے تھے کہ ان کا ایک فرد پہاڑ کی چٹان کو اکھاڑ دیتا تھا چنانچہ علامہ نسفی رحمۃ اللہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں: كَانُوْا ذَوِیْ اَجْسَامٍ طِوَالٍ وَ خَلْقٍ عَظِیْمٍ وَ بَلَغَ مِنْ قُوَّتِهِمْ اَنَّ الرَّجُلَ كَانَ یَقْتَلِعُ الصَّخْرَةَ مِنَ الْجَبَلِ بِیَدِهٖ۔ یہ بڑے جسیم الاجسام اور طویل القامت تھے اور ایک روایت میں ہے کہ ان کا ایک آدمی پہاڑ کی چٹان کو اکھاڑ دیتا تھا۔ اسی پر انہوں نے کہا تھا: مَنۡ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ ہم سے زیادہ قوت میں کون ہے؟ تو جناب باری کی طرف سے ارشاد ہوا: اَوَ لَمۡ یَرَوۡا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِیۡ خَلَقَهُمۡ هُوَ اَشَدُّ مِنۡهُمۡ قُوَّةً ؕ۔ کیا انہوں نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے انہیں پیدا کیا اور ان سے قوت میں زبردست ہے وَ كَانُوۡا بِاٰیٰتِنَا یَجۡحَدُوۡنَ۔ اور دیدہ دانستہ وہ ہماری آیتوں

Marfat.com

سے انحراف کرتے ہیں اور سخت منکر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِذْ جَآءَتْهُمُ الرُّسُلُ مِنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ قَالُوْا لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً فَاِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۴﴾۔

یعنی جب آئے ان کے پاس رسول ان کے سامنے اور ان کے بعد اور انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی پوجا نہ کرو تو ان سرکشوں نے کہا اگر ہمارا رب چاہتا تو فرشتے نازل فرمادیتا اور ہم تمہاری تبلیغ سے منکر ہیں۔

یعنی تم ہمارے ہم جنس بشر ہو اور بشر کو تبلیغ بشر کیوں کرے۔ اگر اپنی تبلیغ کرانی تھی تو فرشتے نازل کئے جاتے باآنکہ حقیقت یہ ہے کہ اصول تبلیغ میں مجانست صوری لازمی ہوتی ہے اگر فرشتے تبلیغ کو آتے تو یہ اس تبلیغ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ اس لئے کہ ملائکہ اجسام نوری کے ساتھ اگر آتے ان کی آنکھیں خیرہ ہوتیں اور ان کے حواس باختہ ہوجاتے پھر تبلیغ سے کیونکر استفادہ کرسکتے اسی بناء پر حکمت الٰہی عزوجل نے ہمارے لئے تبلیغ انبیاء علیہم السلام اس صورت میں رکھی کہ وہ ہمارے ہم شبیہ ہوں۔ ان کی آوازوں کو ہم سنیں انہیں ہم دیکھیں اور جانیں تاکہ ان کی تبلیغ سے ہمیں فائدہ پہنچے مگر عقل کے اندھے ضد کے پکے اس حکمت بالغہ کو نہ سمجھ سکے اور کہنے بیٹھ گئے: لَوْ شَآءَ رَبُّنَا لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً اگر چاہتا ہمارا رب تو ہمارے اجسام خاکی کے لئے نور والے فرشتے نازل فرمادیتا۔ لہٰذا ہم اپنے ہم جنس کی تبلیغ سے منکر ہیں اور کفر کرتے ہیں۔ اب اس کی تصریح فرمائی گئی کہ جب انہوں نے خلاف فطرت کفر کیا تو

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَ قَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۱۵﴾۔

قوم عاد نے زمین میں تکبر کیا اور ناحق اپنی بڑائی دکھائی اور بولے: مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً کون ہے ہماری قوت سے زیادہ اور یہ تھے ہماری آیتوں سے منکر پھر ارشاد ہوا کہ ہم نے اس کا جواب ہوا کے عذاب سے دیا چنانچہ ارشاد ہے:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا صَرْصَرًا فِىْٓ اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْىِ فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ؕ وَ لَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى وَ هُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿۱۶﴾۔

تو ہم نے ان پر ریح صرصر یعنی وہ ٹھنڈی ہوا بھیجی جس میں ٹھٹھر کر رہ گئے اور ذلت کے ساتھ ہلاک ہوئے۔ محاورہ عربی میں صرصر اس ہوا کو کہتے ہیں جس میں غایت برودت اور انتہائی اذیت ہو۔ چنانچہ نسفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ ہوا چہار شنبہ شوال کی آخری تاریخوں میں آئی اور کسی قوم پر عذاب نہیں آیا مگر یہ چہار شنبہ ہی کو آیا۔ اور ریح صرصر کی تعریف میں فرماتے ہیں :بَارِدَةٌ تُحَرِّقُ بِشِدَّةِ بَرْدِهَا۔ ریح صرصر وہ ٹھنڈی ہوا ہے جو اپنی برودت سے جسموں کو جلادے اسی بناء پر ریح صرصر کے ساتھ ریح عقیم بھی رکھی جو اپنی غایت حرارت سے ہلاک کردے۔

حلیہ میں ہے کہ ریاح چار ہیں۔ صبا اسے ریح قبول بھی کہتے ہیں ابن خلکان میں ہے کہ ریح صبا نے رب عزوجل تبارک وتعالیٰ عزاسمہ سے اجازت طلب کی کہ یعقوب علیہ السلام کو یوسف علیہ السلام کی خوشبو پہنچائے قبل اس کے کہ بشیر قمیص لے کر پہنچے تو اسے اجازت دے دی گئی۔ اسی بناء پر باد صبا ہر محزون وغمگین کو مسرور کرتی ہے اور بدنوں کو تروتازہ کرتی ہے۔ دوسری قسم کا نام جنوب ہے یہ ہوا ابروں کو جمع کرتی ہے اور اسی ہوا سے گھوڑے پیدا ہوتے ہیں۔

Marfat.com

حاکم رحمہ اللہ نے نیشاپوری میں ذکر کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راوی ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ارادہ خلق خیل فرمایا تو ریح جنوب کو حکم دیا کہ میں تجھ سے ایک مخلوق پیدا کروں گا لہٰذا جمع ہو تو وہ جمع ہوئی اور جبریل حاضر ہوئے اور اس سے ایک قبضہ لیا۔ پھر اللہ عزوجل نے فرمایا: هٰذِهٖ قَبْضَتِیْ ثُمَّ خَلَقَ فَرَسًا كُمَيْتًا یہ قبضہ ہے پھر اس سے کیت گھوڑے پیدا فرمائے پھر فرمایا میں نے تجھے گھوڑا بنایا اور عربی کیا اور تجھے تمام چوپاؤں پر فضیلت دی۔ اور تیسری قسم شمال ہے اور چوتھی قسم دبور ہے۔ یہ دونوں ہوائیں ایسی ہیں کہ ان سے بنیادیں اکھڑ جاتی ہیں اور درخت اڑ جاتے ہیں اسی کو ریح عقیم اور ریح صرصر اور عاصف بھی کہتے ہیں جس کا تذکرہ مذکور ہو چکا ہے۔

اور اَيَّامٍ نَّحِسَاتٍ سے مراد ان کی بداعمالی کی نحوست کے دن ہیں جس میں انہیں ذلت کا عذاب چکھایا گیا اور یہ عذاب دنیا کا تھا اسی لئے فرمایا: لِّنُذِيْقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا اور اخروی عذاب سے انہیں بری نہیں کیا چنانچہ ارشاد ہوا: وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَخْزٰى اور یقیناً آخرت کا عذاب زیادہ ذلیل کرنے والا ہے وَهُمْ لَا يُنْصَرُوْنَ اور قیامت کے دن اپنے بتوں کی پرستاری سے مدد نہیں کئے جائیں گے اور دوسری قوم ثمود کے لئے ارشاد ہوا:

وَاَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى فَاَخَذَتْهُمْ صٰعِقَةُ الْعَذَابِ الْهُوْنِ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ﴿۱۷﴾

لیکن قوم ثمود ان کی ہدایت کے لئے ہم نے حضرت صالح علیہ السلام کو بھیجا مگر قوم نے اندھے پن کو ہدایت پر ترجیح دی تو ان پر ناقۂ صالح کے عقر کے بعد ذلت کا صاعقہ آیا اور اپنی کرنی کا بدلہ پایا۔ اس واقعہ کی تصریح تیسویں پارہ کی سورہ شمس میں آئے گی یہاں اجمالاً اتنا فرمایا کہ جو حضرت صالح پر ایمان لائے ہوئے تھے ان کو ہم نے اس عذاب سے نجات دی اس لئے کہ وہ پرہیزگار تھے حیث قال:

وَنَجَّيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۱۸﴾ ۔ اور نجات دی ہم نے ایمان لانے والوں کو جو پرہیزگار تھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۴

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ﴿۱۹﴾

اور جس دن دشمنان خدا (کافر) دوزخ کی طرف ہانکے جائیں گے پھر وہ (اور دوزخیوں کے جمع ہونے کے انتظار میں) روکے جائیں گے

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۰﴾

یہاں تک کہ (جب سب) دوزخ پر آجمع ہوں گے تو شہادت دیں گے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست ان کے مقابلہ میں ان عملوں کی گواہی دیں گے

وَقَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْٓا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّهُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾

اور یہ لوگ اپنے گوشت پوست سے پوچھیں گے تم نے ہم پر گواہی کیوں دی تو وہ جواب دیں گے جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا اسی نے ہم کو بھی اپنی قدرت سے گویا کیا اور اسی نے تمہیں اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم اسی کی طرف لوٹائے جا رہے ہو

Marfat.com

وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَآ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿٢٢﴾

اور گناہ کرتے وقت تم پردہ داری بھی کرتے تھے تو اس خیال سے نہیں کہ تمہارے خلاف گواہی دیں گے تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں تمہارے گوشت پوست بلکہ تمہیں تو یہ خیال تھا تمہارے بہت سے عملوں سے تمہارا خدا بھی واقف نہیں

وَ ذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿٢٣﴾

اور یہ بدگمانی جو تم نے اپنے پروردگار کے حق میں کی اس تمہاری بدگمانی نے تو آج تم کو تباہ کیا اور تم گھاٹے میں آ گئے

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَ اِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ﴿٢٤﴾

تو اگر یہ لوگ صبر کر کے (خاموش ہو) رہیں تو بھی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر وہ معافی مانگیں تو ان کو معافی نہیں دی جائے گی

وَ قَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَ مَا خَلْفَهُمْ وَ حَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ﴿٢٥﴾

اور ہم نے ان (کفار) کے ساتھ (برے) ہم نشین تعینات کر دیئے تھے جنہوں نے اچھے کر دکھائے تھے ان کے اگلے پچھلے تمام حالات اور صحیح ہو گیا ان کے اوپر فرمان الٰہی جن اور انسانوں کی پہلی جماعتوں پر جو گزر گئیں بے شک وہ نقصان وخسران والے تھے

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ حٰمٓ السجدہ۔پ ۲۴

وَ۔اور	یَوْمَ۔جس دن	یُحْشَرُ۔اکٹھے کیے جائیں گے	
اَعْدَآءُ۔دشمن	اللّٰهِ۔اللہ تعالیٰ کے	اِلَى۔طرف	النَّارِ۔آگ کی
فَهُمْ۔تو وہ	یُوْزَعُوْنَ۔روکے جائیں گے		حَتّٰی۔یہاں تک کہ
اِذَا۔جب	مَا۔وہ	جَآءُوْ۔آئیں گے	هَا۔اس کے پاس تو
شَهِدَ۔گواہی دیں گے	عَلَیْهِمْ۔ان پر	سَمْعُهُمْ۔ان کے کان	وَ۔اور
اَبْصَارُ۔آنکھیں	هُمْ۔ان کی	وَ۔اور	جُلُوْدُ۔چمڑے
هُمْ۔ان کے	بِمَا۔جو	كَانُوْا۔تھے وہ	یَعْمَلُوْنَ۔کام کرتے
وَ۔اور	قَالُوْا۔کہیں گے	لِجُلُوْدِ۔چمڑوں	هِمْ۔اپنوں کو
لِمَ۔کیوں	شَهِدْتُّمْ۔گواہی دی تم نے	عَلَیْنَا۔ہم پر	قَالُوْٓا۔کہیں گے
اَنْطَقَنَا۔بلایا ہم کو	اللّٰهُ۔اللہ نے	الَّذِیْٓ۔جس نے	اَنْطَقَ۔بلایا
كُلَّ۔ہر	شَیْءٍ۔چیز کو	وَّ۔اور	هُوَ۔اسی نے

Marfat.com

خَلَقَکُمْ۔پیدا کیا تم کو	اَوَّلَ۔پہلی	مَرَّۃٍ۔مرتبہ	وَّ۔اور
اِلَیْہِ۔اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ۔لوٹائے جاؤ گے تم		وَ۔اور
مَا۔جو	کُنْتُمْ۔تھے تم	تَسْتَتِرُوْنَ۔پردہ کرتے	اَنْ۔یہ کہ
یَّشْھَدَ۔گواہی دیں گے	عَلَیْکُمْ۔تم پر	سَمْعُکُمْ۔تمہارے کان	وَ۔اور
لَآ۔نہ	اَبْصَارُ۔آنکھیں	کُمْ۔تمہاری	وَ۔اور
لَا۔نہ	جُلُوْدُ۔چمڑے	کُمْ۔تمہارے	وَ۔اور
لٰکِنْ۔لیکن	ظَنَنْتُمْ۔خیال کیا تم نے	اَنَّ۔کہ بے شک	اللہَ۔اللہ
لَا۔نہیں	یَعْلَمُ۔جانتا	کَثِیْرًا۔بہت سی	مِّمَّا۔وہ چیزیں جو
تَعْمَلُوْنَ۔کرتے ہو تم	وَ۔اور	ذٰلِکُمْ۔یہ	ظَنُّکُمُ۔تمہارا خیال تھا
الَّذِیْ۔جو	ظَنَنْتُمْ۔خیال کیا تم نے	بِرَبِّکُمْ۔اپنے رب کے متعلق	اَرْدٰی۔ہلاک کر دیا اس نے
کُمْ۔تم کو	فَاَصْبَحْتُمْ۔تو ہو گئے تم	مِّنَ الْخٰسِرِیْنَ۔خسارہ اٹھانے والوں سے	
فَاِنْ۔تو اگر	یَّصْبِرُوْا۔صبر کریں	فَالنَّارُ۔تو آگ	مَثْوًی۔ٹھکانہ ہے
لَّھُمْ۔ان کا	وَ۔اور	اِنْ۔اگر	یَّسْتَعْتِبُوْا۔معافی مانگیں
فَمَا۔تو نہیں	ھُمْ۔وہ	مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ۔معاف کئے جانے والوں سے	
وَ۔اور	قَیَّضْنَا۔مقرر کئے ہم نے	لَھُمْ۔ان کے لئے	قُرَنَآءَ۔ساتھی
فَزَیَّنُوْا۔تو سجائے انہوں نے	لَھُمْ۔ان کے لئے	مَّا بَیْنَ اَیْدِیْھِمْ۔جو ان کے آگے تھے	
وَ۔اور	مَا۔جو	خَلْفَھُمْ۔ان کے پیچھے تھے	وَ۔اور
حَقَّ۔حق ہوئی	عَلَیْھِمُ۔ان پر	الْقَوْلُ۔بات	فِیْٓ۔بیچ
اُمَمٍ۔امتوں کے	قَدْ۔جو	خَلَتْ۔گزر گئیں	مِنْ قَبْلِھِمْ۔ان سے پہلے
مِّنَ الْجِنِّ۔جنوں	وَ۔اور	الْاِنْسِ۔انسانوں سے	اِنَّھُمْ۔بے شک وہ
کَانُوْا۔تھے	خٰسِرِیْنَ۔خسارہ اٹھانے والے		

حل لغات نادرہ

یُوْزَعُوْنَ۔ مشتق ہے وزع سے جس کے معنی روک رکھنے کے ہیں۔

اَرْدٰی۔ بمعنی اَھْلَکَ۔

مِّنَ الْمُعْتَبِیْنَ۔ یہ عتبیٰ سے ہے اور عتبیٰ کہتے ہیں رضا جوئی کو۔ معافی طلب کرنے کو۔ یہاں معنی ہوگا کفار معافی طلب کریں گے تو معافی نہیں ملے گی۔

قَیَّضْنَا۔ بمعنی قَدَّرْنَا ہے۔

قُرَنَآءَ۔ جمع ہے قرین کی۔ یعنی ہمنشین۔

Marfat.com

حَقّ۔ صحیح ہو گیا۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ پ ۲۴

وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ ۝۱۹۔

اور جس دن اللہ کے دشمن آگ کی طرف ہانکے جائیں گے تو ان کے اگلوں کو روکا جائے گا یہاں تک کہ پچھلے آملیں۔

اَعْدَآءُ جمع ہے عدو کی اور عدو عربی میں تین معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ راغب فرماتے ہیں: اَلْعَدُوُّ التَّجَاوُزُ وَ مُنَافَاةُ الْاِلْتِئَامِ فَتَارَةً يُعْتَبَرُ بِالْقَلْبِ فَيُقَالُ لَهُ الْعَدَاوَةُ وَالْمُعَادَاةُ وَ تَارَةً بِالْمَشْيِ فَيُقَالُ لَهُ الْعَدُوُ وَ تَارَةً فِي الْاِخْلَالِ بِالْعَدَالَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ فَيُقَالُ لَهُ الْعُدْوَانُ وَالْعَدُوُ قَالَ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ وَ تَارَةً بِاَجْزَاءِ الْمَقَرِّ فَيُقَالُ لَهُ الْعَدْوَاءُ يُقَالُ لَهُ مَكَانٌ ذُوْعَدْوَاءِ اَيْ غَيْرُ مُتَلَائِمِ الْاَجْزَاءِ فَمِنَ الْمُعَادَاةِ يُقَالُ رَجُلٌ عَدُوٌّ وَقَوْمٌ عَدُوٌّ وَقَالَ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ قَدْ يُجْمَعُ عَلٰى عِدًى وَاَعْدَاءِ قَالَ وَيَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ الخ۔ اس کے حاصل معنی اقسام ثلثہ کے ماتحت تخلیقی اور جبلی نکلتے ہیں یعنی یہ معنی دیتا ہے دل سے کسی کی منافرت ہونے پر اور دل میں محبت اور منافرت پیدا کر دینا احسن الخالقین کے قبضہ اقتدار میں ہے یہی وجہ ہے کہ عالم ارواح میں جس روح سے جو روح موافق ہوتی ہے وہ عالم دنیا میں باہمی محبت و وداد سے رہتی ہے اور جو عالم ارواح میں باہمی مخالف ہے وہ دنیا میں بھی مخالف ہوتی ہے اور یہ تخلیق احسن الخالقین کا ایک کرشمہ ہے۔ چنانچہ جن کافروں کو خالق مطلق نے اسلام کی مخالفت کے لئے جبلۃً بنایا انہیں اَعْدَآءُ اللّٰهِ فرمایا اور جو ایمان و اسلام کی حمایت کے لئے بنائے گئے وہ مومن کہلائے۔

تو اب مسئلہ واضح ہو گیا کہ اَعْدَآءُ اللّٰهِ سے یہاں وہی مراد ہیں جن کی جبلت میں ایمان و اسلام کی مخالفت ڈال دی گئی اور یہ اس لئے کہ تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا اصول ہے کائنات کی تخلیق کا۔ اور اسی سے حقائق اشیاء کا امتیاز ہوتا ہے۔ چنانچہ دن پیدا فرما کر اس کی ضدرات بنا دی صحت دے کر اس کی ضد علالت و مرض رکھ دی گئی۔ حسین و جمیل پیدا فرما کر قبیح الاشکال لوگ پیدا کئے تا کہ حسن کی قدر و صحت کی حقیقت دوست کا منصب واضح ہو سکے۔

غرضکہ دنیا میں اہل دنیا کو اس طرح رکھا کہ صحت مند بھی ہوں اور بیمار بھی، حسین بھی ہوں اور قبیح بھی، گورے کالے کا امتیاز بھی اسی میں ہے۔ عالم اور جاہل کو خود ہی فرمایا: وَمَا يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۝۱۹ وَلَا الظُّلُمٰتُ وَلَا النُّوْرُ ۝۲۰ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُوْرُ ۝۲۱ وَمَا يَسْتَوِي الْاَحْيَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ۔ گویا اندھا انکھیارے کے برابر نہیں ہو سکتا۔ عالم جاہل کے برابر نہیں۔ تاریکی روشنی کے مساوی نہیں سایہ تمازت آفتاب میں آرام دہ ہوتا ہے۔ زندہ مردے سے بہتر ہے۔ اسی طرح کفر سے اسلام افضل ہے تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں اَعْدَآءُ اللّٰهِ وہی ہیں جو جبلی طور پر مخالف اسلام ہیں۔ اسی لئے اس اصطلاح کو ظاہر کرنے کے لئے اَعْدَآءُ اللّٰهِ کہا گیا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا دشمن باعتبار غلبہ نہ کوئی ہو سکتا ہے اور نہ کوئی ہے اب مفہوم آیت واضح ہو گیا کہ يَوْمَ يُحْشَرُ اَعْدَآءُ اللّٰهِ اِلَى النَّارِ سے مراد وہی جبلی مخلوق ہے جس کو اسلام کے مقابل مخالف بنایا گیا اور ان کا مآل بتایا فَهُمْ يُوْزَعُوْنَ وہ ایک جگہ روکے جائیں گے تا کہ سب کے سب بیک وقت جہنم میں جائیں اور ان کے خلاف گواہی دینے کے لئے انہی کا گوشت پوست، ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان سامنے ہوں۔ چنانچہ ارشاد ہے:

حَتّٰٓى اِذَا مَا جَآءُوْهَا شَهِدَ عَلَيْهِمْ سَمْعُهُمْ وَاَبْصَارُهُمْ وَجُلُوْدُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۲۰۔

Marfat.com

یہاں تک کہ جب سب دوزخ پر آجمع ہوں گے تو جیسے جیسے یہ لوگ عمل کرتے رہے ان کے کان اور ان کی آنکھیں اور ان کے گوشت پوست ان کے مقابلہ میں ان کے عملوں کی گواہی دیں گے۔

چونکہ کافر، انسان کے سوا اور کسی چیز کے نطق کے قائل نہیں تھے یہاں دیکھیں گے کہ انسان کی کھال اعضاء میں ہاتھ پیر سب علیحدہ علیحدہ بولیں گے جیسا کہ دوسری جگہ واضح فرمایا: اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰۤى اَفْوَاهِهِمْ وَ تُكَلِّمُنَاۤ اَيْدِيْهِمْ وَ تَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔ یعنی اس دن ہم ان کے منہ پر مہر لگا دیں گے اور ہم سے بات کریں گے ان کے ہاتھ اور گواہی دیں گے ان کے پیر جو کچھ وہ کرتے رہے تھے۔

مادیت کی دنیا میں ناطق انسان کو قرار دیا اور باقی کو جمادی مانا اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ کا مظاہرہ مادہ پرست انسان پر اس طرح کیا کہ پتھر، کنکر، لوہا، پتیل تانبا ان کو بھی بولنے کی قدرت دے دی۔ چنانچہ انہی کے ہاتھوں ریڈیو بنوا دیا۔ انہی کے ہاتھوں گراموفون ریکارڈ تیار کرا دیئے جو صرف بولنے والے کی آواز کو اس کی زندگی تک محفوظ نہیں رکھتے بلکہ بولنے والا مر جائے تو اس کے مرنے کے بعد بھی وہ آواز باقی رہتی ہے یہ اسی امر کو واضح کرنے کے لئے کرشمۂ قدرت دکھایا تاکہ منکرین سمجھ سکیں کہ بحکم الٰہی خاک، کنکر، مٹی، پتھر ہر چیز جب بولنے پر قادر ہے تو قیامت کے دن ہاتھ پیر جلود انسانی اور آنکھ، کان، ناک کیوں نہ بول سکیں گے چنانچہ منکرین جب دیکھیں گے کہ ہماری گواہی ہمارے ہی جسم کے اعضاء دے رہے ہیں تو کہیں گے:

وَ قَالُوْا لِجُلُوْدِهِمْ لِمَ شَهِدْتُّمْ عَلَيْنَا ؕ قَالُوْۤا اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۲۱﴾۔

اور یہ لوگ اپنے گوشت و پوست سے پوچھیں گے بھلا تم نے ہمارے خلاف کیوں گواہی دی؟ وہ جواب دیں گے کہ جس خدا نے ہر چیز کو گویا کیا ہے اسی نے ہمیں بھی اپنی قدرت سے گویا کیا اور اسی نے اول بار پیدا کیا تھا اور اب تم لوگ اسی کی طرف لوٹا کر لائے جا رہے ہو۔

یہاں منکرین کے استعجاب کو نہایت خوبصورت طریقہ سے اٹھایا اور واضح کیا کہ زبان نرم عضو ہو کر جب ناطق ہو سکتی ہے تو اعضاء جسمانی اس کی قدرت کاملہ سے کیوں نہ ناطق ہوں۔ چنانچہ جلود انسانی اور اعضائے جسمانی جواب دیں گے کہ اَنْطَقَنَا اللّٰهُ الَّذِيْۤ اَنْطَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَّ هُوَ خَلَقَكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۔ الخ ہمیں بولنے کی قدرت اسی اللہ نے بخشی جس کی قدرت کاملہ سے ہر شے بول رہی ہے اور اسی نے تمہیں پہلی بار پیدا فرما کر ناطق کیا۔ تو جو پہلی بار پیدا کرنے پر قادر ہے وہ دوسری تیسری بار کیوں نہیں ناطق کر سکتا اس لئے کہ اسی نے پہلے تمہیں ہمیں پیدا فرمایا اور اب بھی اس کی طرف لوٹ کر آئے ہیں۔ البتہ تمہارا یہ گمان اور خیال خام تھا کہ

وَ مَا كُنْتُمْ تَسْتَتِرُوْنَ اَنْ يَّشْهَدَ عَلَيْكُمْ سَمْعُكُمْ وَ لَاۤ اَبْصَارُكُمْ وَ لَا جُلُوْدُكُمْ وَ لٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾۔

اور گناہ کرتے وقت تم پردہ داری سے بھی کام کرتے تھے تو اس خیال سے نہیں کہ کل کو تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے گوشت پوست تمہارے خلاف گواہی دینے کھڑے ہو جائیں گے بلکہ تم کو تو یہ خیال تھا کہ تمہارے بہت سے عملوں سے خدا بھی واقف نہیں ہے۔ مگر اس علام الغیوب نے تمہارے ہر خفیہ و علانیہ اعمال تمہارے ہی اعضاء کی شہادت سے ایسے

واضح کردیئے کہ اب تمہیں انکار کی جرأت ہی نہیں ہوسکتی بقول کیف کے

دیا کسی نے نہ ساتھ میرا مجھی پہ چھدا خطا کا رکھا
الگ الگ ہو گئے سب اعضاء مصیبتوں میں پھنسا کے مجھ کو

چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝۲۳

اور یہ بدگمانی تم نے اپنے رب کے ساتھ کی تھی جس نے تمہیں تباہ کیا تو صبح کی تم نے نقصان والوں میں۔ آگے ارشاد ہے:

فَاِنْ يَّصْبِرُوْا فَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ۚ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ ۝۲۴

تو اگر یہ لوگ صبر کر کے خاموش ہو رہیں تو بھی ان کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور اگر معافی چاہیں تو ان کو معافی بھی نہیں دی جائیگی۔

حضرت سید المفسرین ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اگر وہ عذاب پر صبر کریں تو یہ صبر ان کے لئے مفید نہیں اس لئے کہ جہنم ہی ان کا ٹھکانا ہے۔ وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا اور اگر منت سماجت کر کے معافی مانگیں تو ان کی منت سماجت انہیں فائدہ نہیں پہنچائے گی۔ خلاصۂ مفہوم آیت یہ ہے کہ جہنمیوں کو جہنم میں جانے کے بعد نہ صبر فائدہ مند نہ خوشامد و منت سماجت مفید۔
چنانچہ اٹھارہویں پارہ میں ہے:

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ۝۱۰۶ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝۱۰۷

اے ہمارے رب ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم راہ سے بہک گئے الٰہی اب ہمیں اس جہنم سے نکال تو اگر پھر بھی گمراہی پر رہیں تو پھر ہم ظالم ہیں۔

اس کا جواب ملے گا: قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ اپنے نقصان میں پڑے رہو اور کوئی کلام مجھ سے نہ کرو وہی یہاں فرمایا: وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ۔ اگر وہ معافی مانگیں تو انہیں معافی نہ ملے گی۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَيَّضْنَا لَهُمْ قُرَنَآءَ فَزَيَّنُوْا لَهُمْ مَّا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَحَقَّ عَلَيْهِمُ الْقَوْلُ فِيْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ ۝۲۵

تو ہم نے ان کفار کے ساتھ برے ہم نشین تعینات کر دیئے تھے تو انہوں نے ان کے اگلے اور پچھلے تمام افعال ان کی نظر میں اچھے کر دکھائے اور ان سے پہلے جنات اور آدمیوں کی اور بہت سی نافرمان امتیں ہو گزری تھیں ان کے شمول میں عذاب کا وعدہ ان کے حق میں پورا ہو کر رہا۔ بے شک یہ لوگ شروع ہی سے اپنے نقصان کے درپے تھے۔

مفہوم آیت یہ ہے کہ جس کی جبلت میں بداعمالی اور بے دینی رکھ دی گئی ہے۔ وہ کسی ہدایت سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ ان کا انجام نقصان وخسران ہی ہے اور اسی لئے یہاں بھی اِنَّهُمْ كَانُوْا خٰسِرِيْنَ فرمایا کہ یہ تھے ہی نقصان والوں میں۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع ۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ ۔ پ ۲۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَ الْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور بولے جنہوں نے کفر کیا (ایک دوسرے سے) اس قرآن کو سنو ہی مت اس کے بیچ بیچ میں غل مچا دیا کرو شاید اس تدبیر سے بازی لے جاؤ

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّ لَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾

تو جو لوگ (دین اسلام سے) منکر ہیں ہم ان کو ضرور سخت عذاب کا مزہ چکھائیں گے اور ضرور ان کے ان بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے

ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ؕ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

یہ دوزخ ہی دشمنان خدا (یعنی کافروں) کا بدلہ ہے کہ وہ جو ہماری آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے اس کی سزا میں ان کو ہمیشہ کے لئے دوزخ میں گھر ملا

وَ قَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَاۤ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا مِنَ الْاَسْفَلِيْنَ ﴿۲۹﴾

اور جو لوگ منکر ہیں (قیامت میں) کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار ان کو ہمیں بھی دکھا جنہوں نے شیطان اور آدمیوں میں سے ہمیں تباہ کیا تاکہ ہم انہیں پاؤں تلے مسل ڈالیں تاکہ وہ بہت ہی ذلیل ہوں

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

بے شک جن لوگوں نے اقرار کیا کہ اللہ ہی ہمارا پروردگار ہے پھر وہ اس عقیدہ پر جمے رہے (مرتے وقت) ان پر فرشتے نازل ہوں گے اور ان سے کہیں گے کہ آئندہ کے لئے نہ کسی طرح کا اندیشہ کرو اور نہ گزشتہ کے لئے کسی طرح کا رنج اور بہشت جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا اب اس کی خوشیاں مناؤ

نَحْنُ اَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْۤ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ ؕ

دنیا کی زندگی میں بھی ہم بحکم خدا تمہارے حامی و مددگار تھے اور آخرت میں بھی (ہوں گے) اور جس چیز کو تمہارا جی چاہے گا تمہارے لئے بہشت میں موجود ہوگی اور جو چیز تم طلب کرو گے وہاں حاضر ہوگی

نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴿۳۲﴾

یہ بخشنے والے مہربان (یعنی خدا) کی طرف سے تمہاری ضیافت ہے

Marfat.com

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۴

وَ - اور   قَالَ - بولے   الَّذِیْنَ - وہ جو   کَفَرُوْا - کافر تھے
لَا - نہ   تَسْمَعُوْا - سنو   لِهٰذَا - اس   الْقُرْاٰنِ - قرآن کو
وَ - اور   الْغَوْا - شور کرو   فِیْهِ - اس میں   لَعَلَّكُمْ - تاکہ تم
تَغْلِبُوْنَ - غالب رہو   فَلَنُذِیْقَنَّ - تو ہم ضرور چکھائیں گے   الَّذِیْنَ - ان کو
کَفَرُوْا - جو کافر تھے   عَذَابًا - عذاب   شَدِیْدًا - سخت   وَّ - اور
لَنَجْزِیَنَّهُمْ - ضرور بدلہ دیں گے ہم ان کو   اَسْوَاَ - برا   الَّذِیْ - اس کا
کَانُوْا - جو تھے   یَعْمَلُوْنَ - وہ کام کرتے   ذٰلِكَ - یہ   جَزَآءُ - بدلہ ہے
اَعْدَآءِ - دشمنان   اللّٰهِ - خدا کا   النَّارُ - آگ   لَهُمْ - ان کے لئے
فِیْهَا - اس میں   دَارُ - گھر ہے   الْخُلْدِ - ہمیشہ کا   جَزَآءً - بدلہ ہے
بِمَا - اس کا جو   کَانُوْا - تھے   بِاٰیٰتِنَا - ہماری آیتوں کا   یَجْحَدُوْنَ - انکار کرتے
وَ - اور   قَالَ - کہیں گے   الَّذِیْنَ - وہ جو   کَفَرُوْا - کافر ہیں
رَبَّنَآ - اے ہمارے رب   اَرِنَا - دکھا ہم کو   الَّذَیْنِ - وہ دونوں فریق   اَضَلّٰنَا - جنہوں نے گمراہ
کیا ہم کو   مِنَ الْجِنِّ - جنوں   وَ - اور   الْاِنْسِ - انسانوں سے
نَجْعَلْهُمَا - کہ مسلیں ہم ان کو   تَحْتَ - نیچے   اَقْدَامِنَا - اپنے قدموں کے
لِیَکُوْنَا - تاکہ ہوں   مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ - وہ ذلیل لوگوں سے   اِنَّ - بے شک
الَّذِیْنَ - وہ جنہوں نے   قَالُوْا - کہا   رَبُّنَا - ہمارا رب   اللّٰهُ - اللہ ہے
ثُمَّ - پھر   اسْتَقَامُوْا - جمے رہے   تَتَنَزَّلُ - اترتے ہیں   عَلَیْهِمُ - ان پر
الْمَلٰٓئِكَةُ - فرشتے   اَلَّا - یہ کہ نہ   تَخَافُوْا - خوف کرو   وَ - اور
لَا - نہ   تَحْزَنُوْا - غم کھاؤ   وَ - اور   اَبْشِرُوْا - خوشخبری حاصل کرو
بِالْجَنَّةِ - جنت کی   الَّتِیْ - جو   کُنْتُمْ - تھے تم   تُوْعَدُوْنَ - وعدہ دیئے جاتے
نَحْنُ - ہم   اَوْلِیٰٓؤُ - دوست ہیں   کُمْ - تمہارے   فِی - بیچ
الْحَیٰوةِ - زندگی   الدُّنْیَا - دنیا کے   وَ - اور   فِی - بیچ
الْاٰخِرَةِ - آخرت کے   وَ - اور   لَكُمْ - تمہارے لئے ہے   فِیْهَا - اس میں
مَا - جو   تَشْتَهِیْٓ - چاہیں   اَنْفُسُكُمْ - تمہارے نفس   وَ - اور
لَكُمْ - تمہارے لئے ہے   فِیْهَا - اس میں   مَا - جو   تَدَّعُوْنَ - تم مانگو
نُزُلًا - مہمانی ہے   مِّنْ غَفُوْرٍ - بخشنے والے   رَّحِیْمٍ - مہربان سے

حل لغات نادرہ

اَلْغَوْا۔ لَغَا يَلْغُوْا سے ہے لغو کہتے ہیں بے ہودہ گوئی کو۔
اَسْوَاَ۔ سوء کا افعل التفضیل ہے جس کے معنی ہوتے ہیں بہت برے افعال۔
تَدَّعُوْنَ۔ مشتق از دَعَا يَدْعُوْ بمعنی طلب حاصل معنی تَتَمَنَّوْنَ یعنی جو تم چاہو اور آرزو کرو۔
نُزُلًا۔ نزل اس کو کہتے ہیں جو مہمان کے آگے رکھا جائے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ پ ۲۴

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ ﴿۲۶﴾۔

اور جو لوگ کافر ہیں انہوں نے ایک دوسرے سے کہا نہ سنو اس قرآن کو اور اس میں بے ہودہ شور وغل کیا کرو شاید کہ تم غالب آجاؤ۔

مشرکین مکہ کا طریقہ عمل یہ تھا کہ جب قرآن کریم کی تلاوت ہوتی تو لغو شور وغل مچاتے اور اس کے سننے سے لوگوں کو مانع ہوتے۔ چنانچہ دوسری جگہ نویں پارہ میں ان کی کیفیت اور لغویت اس طرح ظاہر فرمائی: وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً۔ ان کی نماز بیت اللہ کے قریب یہ تھی کہ تالیاں اور سیٹیاں بجاتے۔ تو اس کا بدلہ فرمایا: فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُوْنَ چکھو عذاب اس کا جس کا تم کفر کیا کرتے تھے۔ یہ قاعدہ ہے کہ منکر ضدی ہٹیلے جب حق کے مقابل آتے ہیں تو قبول کرنے کے بجائے وہ لغویت اور بیہودگی کرتے ہیں۔ کفار مکہ بھی ایسا ہی کرتے تھے اور آج بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کو واضح فرمایا گیا کہ جواب تو یہ کیا دیں گے لاجواب رہنے کی شکل میں اپنی جماعت والوں کو بھی ہدایت کرتے تھے کہ لَا تَسْمَعُوْا تلاوت کلام پاک کرتے وقت اس کو نہ سنو اور لغو شور وغل کرو شاید کہ تم اس میں کامیاب ہو جاؤ۔ اس کے بدلہ میں جناب باری عزوجل کی طرف سے ارشاد ہوا:

فَلَنُذِيْقَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا عَذَابًا شَدِيْدًا ۙ وَّلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَسْوَاَ الَّذِيْ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۷﴾ ذٰلِكَ جَزَآءُ اَعْدَآءِ اللّٰهِ النَّارُ ۚ لَهُمْ فِيْهَا دَارُ الْخُلْدِ ۭ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَجْحَدُوْنَ ﴿۲۸﴾

تو ضرور ہم کافروں کو مزہ چکھائیں گے سخت عذاب کا اور بے شک ہم ان کے بدترین اعمال کا بدلہ دیں گے یہ ہے بدلہ اللہ کے دشمنوں کا آگ میں ان کے لئے دوامی اور ہمیشہ کا گھر ہے یہ معاوضہ ہے اس عمل کا جو ہماری آیتوں کا انکار کرتے تھے۔

یعنی آیتوں کو سن کر ماننے اور تسلیم کرنے کی بجائے کج بحثی اور ڈھٹائی کرتے تھے اس نے انہیں دار خلد یعنی ہمیشگی کے لئے جہنم میں گھر دے دیا۔ آیت کریمہ سے یہ امر واضح ہو گیا کہ کافر دخول جہنم کے بعد نجات نہیں پائے گا۔ جیسے مومن جنت میں ہمیشہ رہے گا ایسے ہی کافر جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ جہنم سے نکلنے کی روایتیں وہ صرف سیاہ کاران امت کے لئے ہیں۔ وہ عذاب سے شفاعت بالوجاہت کے ذریعہ یا مقربان خاص کی سفارش سے نجات پائیں گے۔ مگر کافر مشرک یہ ہمیشہ ہمیش کے لئے جہنم میں رہیں گے اور یہ کافر مایوس ہو کر خدا عزوجل کے حضور عرض کرے گا جس کا ذکر فرمایا گیا:

وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا رَبَّنَآ اَرِنَا الَّذَيْنِ اَضَلّٰنَا مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ نَجْعَلْهُمَا تَحْتَ اَقْدَامِنَا لِيَكُوْنَا

Marfat.com

مِنَ الْاَسْفَلِیْنَ ﴿۲۹﴾

کافر کہے گا اے ہمارے رب بخشش سے تو ہم رہے ہمیں کم از کم انہیں دکھلا دے جنہوں نے جن اور انسانوں سے ہمیں گمراہ کیا تا کہ ان دونوں کو ہم اپنے پیروں تلے کھوندیں۔ اور ہم انہیں ذلیل تر دیکھیں۔

اور یہ بھی ان کی محض آرزو ہوگی جو پوری نہ ہوگی۔ اگر چہ وہ گمراہ کرنے والے ذلت ورسوائی کے شکار ہوں گے اور ان کے ساتھ جہنم میں رہیں گے۔ یہ پہلا مضمون ہے جو بموجب اسلوب بیان قرآنی جہنمیوں کے متعلق ہے اور چونکہ اسلوب بیان اس امر کا مقتضی تھا کہ جب جہنمیوں کا ذکر آ گیا تو جنتیوں کا ذکر ضرور ہو۔ لہٰذا اب دوسرا مضمون مقربان خاص اہل جنت کا شروع فرمایا گیا اور ارشاد ہوا:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم ہوئے تو ان پر ملائکہ نازل ہوتے ہیں کہ خوف مستقبل نہ کرو اور نہ دل میں گزشتہ کا ملال لاؤ اور خوشخبری لو جنت کی اور جنت بھی وہ جنت جس کا ان سے وعدہ کیا گیا۔

یہاں یہ بھی بتا دیا کہ مومنین پر جو مستقیم علی الایمان ہیں اور اللہ تعالیٰ کو اپنا حقیقی رب عزوجل مانتے ہیں ان پر بشارتیں دینے فرشتے نازل ہوتے ہیں اور کہتے ہیں کہ لَا تَخَافُوْا الخ کسی کا خوف نہ کرو جو تم پر غالب ہو سکے اور ملال نہ کرو جو چیز تم چاہتے ہو اس کے نہ ملنے کا اس لئے کہ خوف ہمیشہ اپنے سے غالب کا ہوتا ہے۔ اور ملال اس چیز کا ہوتا ہے جس کے حاصل کرنے کی سعی کرے اور کامیاب نہ ہو تو مومن کے لئے دونوں چیزوں سے اطمینان دلایا گیا کہ تمہیں نہ خوف ہے نہ ملال۔

اب رہا معاملہ اخروی زندگی کا اس لئے فرمایا کہ وہ فرشتے کہیں گے:

نَحْنُ اَوْلِیٰٓؤُكُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ ۚ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ﴿۳۱﴾ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ ﴿۳۲﴾

ہم تمہارے معاون و مددگار ہیں دونوں زندگیوں میں حیات دنیا کے بعد حیات اخروی آتی ہے اس لئے فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ فرمایا تا کہ مومن دنیا اور عقبیٰ دونوں سے مطمئن رہے اور دونوں کے لئے ضمیر واحد لگا کر فرمایا: لَكُمْ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْٓ اَنْفُسُكُمْ۔ یعنی دنیا کی زندگی اور آخرت کی زندگی دونوں میں تمہارے لئے وہ سب کچھ ہے جو تمہارے دل چاہیں اور دنیا اور آخرت کی زندگی میں تمہارے لئے لَكُمْ فِیْهَا مَا تَدَّعُوْنَ وہ بھی ہے جو تم مانگو اس لئے کہ تم آج مہمان ہو اللہ تعالیٰ کے اور اس مہمانی میں جو دستر خوان تم پر لگے وہ ایسا ہے کہ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِیْمٍ۔ مہمانی ہے بخشنے والے اور رحم فرمانے والے کی طرف سے۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہو گیا کہ مومن خواہ ولی ہو یا غوث، قطب ہو یا ابدال ان کو اللہ عزوجل کی طرف سے دنیا و آخرت کی زندگی میں ان کی خواہش کے مطابق عطائیں ہوں گی اسی بناء پر ہم اولیاء کی کرامت کو حق مانتے ہیں حتیٰ کہ غوث الثقلین غیث الملوین غیاث الدارین حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی اس کرامت کا بھی ہم انکار نہیں کر سکتے جو بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی کو نکالنے کے متعلق ہے۔ اس لئے کہ ما موصولہ عموم کا فائدہ دیتا ہے اور بلا کسی استثناء کے مستثنیٰ منہ کو علیحدہ نہیں کرتا تو جو بھی آپ

Marfat.com

کے دل کی خواہش ہوئی ہو خواہ وہ ڈوبی ہوئی کشتی ہو یا غرق شدہ افراد ان کے نکالنے میں آپ کا اشتہاء قلبی اگر اس طرف مائل ہو گیا ہو کہ یہ بڑھیا جس کے بیٹے کی برات کو ڈوبے بارہ سال ہو گئے ہیں یہ پھر باہر آئے اور دنیا کی ہوا کھائے اور اس کا بیٹا مع دلہن کے ماں کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائے تو بہ اقتضائے لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ۔ اس کا پانی سے نکل آنا اور کشتی کا تیر جانا سب کچھ ممکن ہے۔ اس لئے کہ نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ۔ یہ غفور رحیم قادر علی الاطلاق کی طرف سے ان کے لئے تواضع اور مہمانی ہے۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع ۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ ۔ پ ۲۴

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّن دَعَآ إِلَى اللَّهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿۳۳﴾

اور اس سے بہتر کس کی بات ہو سکتی ہے جو لوگوں کو خدا کی طرف بلائے اور نیکو کار بھی ہو اور لوگوں سے کہے کہ میں بھی خدا کے فرمانبردار بندوں میں ہوں

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿۳۴﴾

اور اے سننے والے نیکی اور بدی برابر نہیں ہو سکتی برائی کا دفعیہ ایسے برتاؤ سے کرو کہ وہ دیکھنے والوں کی نظروں میں بہت ہی اچھا ہو تو جب اس میں اور تم میں عداوت تھی (تم دیکھ لوگے) کہ وہ تمہارا گہرا دوست ہو گیا

وَمَا يُلَقَّاهَآ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَمَا يُلَقَّاهَآ إِلَّا ذُو حَظٍّ عَظِيمٍ ﴿۳۵﴾

اور حسن مدارات کی توفیق نہیں ملتی مگر انہیں جو صبر کرتے ہیں اور نہیں دی جاتی کسی کو یہ توفیق مگر جن کا بڑا حصہ ہو

وَإِمَّا يَنزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطَانِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللَّهِ ۖ إِنَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿۳۶﴾

اور اگر تجھے توسوس شیطانی گدگدائے تو خدا کے ساتھ پناہ مانگ لیا کرو بے شک وہ سننے اور جاننے والا ہے۔

وَمِنْ آيَاتِهِ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۚ لَا تَسْجُدُوا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوا لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَهُنَّ إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ ﴿۳۷﴾

اور اللہ کی نشانیوں میں رات دن سورج اور چاند ہیں (مگر خدا نہیں ہیں) لہٰذا نہ سجدہ کرو سورج کو اور نہ چاند کو اور سجدہ کرو اس اللہ کو جس نے یہ سب پیدا فرمائے اگر تم خدا ہی کی عبادت کرنے والے ہو

فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴿۳۸﴾

تو اگر وہ تکبر کریں تو وہ جو تیرے رب کے ہاں تسبیح کرتے ہیں رات دن اور وہ کبھی نہیں تھکتے

وَمِنْ آيَاتِهِ أَنَّكَ تَرَى الْأَرْضَ خَاشِعَةً فَإِذَآ أَنزَلْنَا عَلَيْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ۚ إِنَّ الَّذِي أَحْيَاهَا لَمُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۚ إِنَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿۳۹﴾

اس کی قدرت کی نشانیوں میں ایک یہ ہے کہ تم زمین کو دیکھتے ہو کہ سنسان بے حس و حرکت پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برسا دیتے ہیں تو سرسبز شاداب ہو کر بڑھ جاتی ہے بے شک وہ جس نے زمین کو زندہ کیا وہ ضرور مردے کو بھی زندہ فرمائے گا بے شک وہ ہر شے پر قادر ہے

Marfat.com

اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا ۭ اَفَمَنْ يُّلْقٰى فِي النَّارِ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ يَّاْتِيْٓ اٰمِنًا يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴۰﴾

بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں ٹیڑھے چلتے ہیں نہیں مخفی ہم پر ان کا حال بھلا جو شخص آخرکار دوزخ میں ڈالا جائے گا وہ بہتر ہے یا وہ شخص جو قیامت کے دن آئے اور اس کو کسی بات کا کھٹکا نہ ہو جو چاہو تم کرو جو کچھ بھی تم کررہے ہو خدا اس کو دیکھ رہا ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَاۗءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِيْزٌ ﴿۴۱﴾ۙ

بے شک وہ لوگ جن کے پاس قرآن جیسی نصیحت آئی اور انہوں نے نہ مانا اور یہ قرآن بڑی عزت والی کتاب ہے

لَّا يَاْتِيْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ۭ تَنْزِيْلٌ مِّنْ حَكِيْمٍ حَمِيْدٍ ﴿۴۲﴾

کہ جھوٹ نہ تو اس کے آگے ہی کی طرف سے اس کے پاس پھٹکنے پاتا ہے اور نہ ہی اس کے پیچھے اتاری ہوئی یہ حکمت والے تعریف کئے گئے کی

مَا يُقَالُ لَكَ اِلَّا مَا قَدْ قِيْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ لَذُوْ مَغْفِرَةٍ وَّذُوْ عِقَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۴۳﴾

اے محبوب آپ سے بھی وہی فرمایا گیا ہے جو آپ سے پہلے پیغمبروں سے فرمایا گیا بے شک تمہارا رب بخشش فرمانے والا اور سزا بھی دردناک دینے والا ہے

وَلَوْ جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا اَعْجَمِيًّا لَّقَالُوْا لَوْلَا فُصِّلَتْ اٰيٰتُهٗ ۭ ءَاَعْجَمِيٌّ وَّعَرَبِيٌّ ۭ قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَاۗءٌ ۭ وَالَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ فِيْٓ اٰذَانِهِمْ وَقْرٌ وَّهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُنَادَوْنَ مِنْ مَّكَانٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۴۴﴾

اور اگر ہم عربی کے سوا دیگر زبان میں قرآن بناتے تو یہ کفار مکہ ضرور کہتے کہ اس کی آیتیں ہماری زبان میں اچھی طرح کھول کر کیوں نہ سمجھائی گئیں کیا کتاب عجمی اور نبی عربی۔ آپ فرمایئے کہ وہ ایمان والوں کے لئے ہدایت اور شفا ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور ان پر اندھا پن چھایا ہوا ہے (قرآن پاک کی جانب سے ان کی لاپرواہی ایسی ہے) گویا وہ دور جگہ سے پکارے جاتے ہیں

حل لغات پانچواں رکوع۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ پ ۲۴

وَ۔اور	مَنْ۔کون	اَحْسَنُ۔بہتر ہے	قَوْلًا۔بات میں
مِمَّنْ۔اس سے جو	دَعَآ۔بلائے	اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی
وَ۔اور	عَمِلَ۔کام کرے	صَالِحًا۔اچھے	وَّ۔اور
قَالَ۔کہے	اِنَّنِيْ۔بے شک میں	مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ۔فرمانبرداروں سے ہوں	
وَ۔اور	لَا۔نہیں	تَسْتَوِي۔برابر	اَلْحَسَنَةُ۔نیکی
وَ۔اور	لَا۔نہ	السَّيِّئَةُ۔برائی	اِدْفَعْ۔روک

Marfat.com

بِالَّتِیۡ۔ایسی طرح سے کہ	ھِیَ۔وہ	اَحۡسَنُ۔اچھی ہو	فَاِذَا۔تو پھر
الَّذِیۡ۔وہ کہ	بَیۡنَكَ۔تیرے درمیان	وَ۔اور	بَیۡنَهٗ۔اس کے درمیان
عَدَاوَةٌ۔دشمنی ہے	كَاَنَّهٗ۔گویا کہ وہ	وَلِیٌّ۔دوست ہے	حَمِیۡمٌ۔گہرا
وَ۔اور	مَا۔نہیں	یُلَقّٰهَاۤ۔توفیق ہوتی اس کی	اِلَّا۔مگر
الَّذِیۡنَ۔ان کو جو	صَبَرُوۡا۔صابر ہیں	وَ۔اور	مَا۔نہیں
یُلَقّٰهَاۤ۔توفیق ہوتی اس کی	اِلَّا۔مگر	ذُوۡحَظٍّ۔حصے	عَظِیۡمٍ۔بڑے والے کو
وَ۔اور	اِمَّا۔اگر	یَنۡزَغَنَّكَ۔وسوسہ آئے تجھ کو	مِنَ الشَّیۡطٰنِ۔شیطان سے
نَزۡغٌ۔کوئی وسوسہ	فَاسۡتَعِذۡ۔تو پناہ مانگ	بِاللّٰهِ۔اللہ کی	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
هُوَ۔وہی ہے	السَّمِیۡعُ۔سننے والا	الۡعَلِیۡمُ۔جاننے والا	وَ۔اور
مِنۡ اٰیٰتِهِ۔اس کی نشانیوں سے	الَّیۡلُ۔رات	وَ۔اور	النَّهَارُ۔دن
وَ۔اور	الشَّمۡسُ۔سورج	وَ۔اور	الۡقَمَرُ۔چاند ہے
لَا۔نہ	تَسۡجُدُوۡا۔سجدہ کرو	لِلشَّمۡسِ۔سورج کو	وَ۔اور
لَا۔نہ	لِلۡقَمَرِ۔چاند کو	وَ۔اور	اسۡجُدُوۡا۔سجدہ کرو
لِلّٰهِ۔اللہ کو	الَّذِیۡ۔جس نے	خَلَقَهُنَّ۔پیدا کیا ان کو	اِنۡ۔اگر
كُنۡتُمۡ۔ہو تم	اِیَّاهُ۔خاص اس کی	تَعۡبُدُوۡنَ۔پوجا کرتے	فَاِنِ۔تو اگر
اسۡتَكۡبَرُوۡا۔تکبر کریں	فَالَّذِیۡنَ۔تو وہ جو	عِنۡدَ۔پاس	رَبِّكَ۔تیرے رب کے ہیں
یُسَبِّحُوۡنَ۔تسبیح کرتے ہیں	لَهٗ۔اس کی	بِالَّیۡلِ۔رات	وَ۔اور
النَّهَارِ۔دن	وَ۔اور	هُمۡ۔وہ	لَا۔نہیں
یَسۡـَٔمُوۡنَ۔تھکتے	وَ۔اور	مِنۡ اٰیٰتِهٖۤ۔اس کی نشانیوں سے ہے	
اَنَّكَ۔کہ تو	تَرَی۔دیکھتا ہے	الۡاَرۡضَ۔زمین کو	خَاشِعَةً۔دبی ہوئی
فَاِذَاۤ۔تو جب	اَنۡزَلۡنَا۔اتارتے ہیں ہم	عَلَیۡهَا۔اس پر	الۡمَآءَ۔پانی
اهۡتَزَّتۡ۔تو لہلہاتی ہے	وَ۔اور	رَبَتۡ۔پھولتی ہے	اِنَّ۔بے شک
الَّذِیۡۤ۔وہ جس نے	اَحۡیَا۔زندہ کیا	هَا۔اس کو	لَمُحۡیِ۔وہ زندہ کرنے والا ہے
الۡمَوۡتٰی۔مردوں کو	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	عَلٰی۔اوپر	كُلِّ۔ہر
شَیۡءٍ۔شے کے	قَدِیۡرٌ۔قادر ہے	اِنَّ۔بے شک	الَّذِیۡنَ۔وہ جو
یُلۡحِدُوۡنَ۔ٹیڑھے چلتے ہیں	فِیۡۤ۔بیچ	اٰیٰتِنَا۔ہماری آیتوں کے	لَا۔نہیں
یَخۡفَوۡنَ۔مخفی	عَلَیۡنَا۔ہم سے	اَفَمَنۡ۔تو کیا جو	یُّلۡقٰی۔ڈالا جائے گا
فِی۔بیچ	النَّارِ۔آگ کے	خَیۡرٌ۔بہتر ہے	اَمۡ۔یا

مَنْ۔ وہ جو	یَّاْتِیْٓ۔ آئے گا	اٰمِنًا۔ امن والا	یَّوْمَ۔ دن
الْقِیٰمَۃِ۔ قیامت کے	اِعْمَلُوْا۔ عمل کرو	مَا۔ جو	شِئْتُمْ۔ تم چاہو
اِنَّہٗ۔ بے شک وہ	بِمَا۔ اس کو	تَعْمَلُوْنَ۔ جو تم کرتے ہو	بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا ہے
اِنَّ۔ بے شک	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	کَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	بِالذِّکْرِ۔ قرآن سے
لَمَّا۔ جب	جَآءَھُمْ۔ آیا ان کے پاس	وَ۔ اور	اِنَّہٗ۔ بے شک وہ
لَکِتٰبٌ۔ کتاب ہے	عَزِیْزٌ۔ عزت والی	لَّا۔ نہیں	یَاْتِیْہِ۔ آسکتا اس کے پاس
الْبَاطِلُ۔ باطل	مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْہِ۔ اس کے آگے سے		وَ۔ اور
لَا۔ نہ	مِنْ خَلْفِہٖ۔ اس کے پیچھے سے		تَنْزِیْلٌ۔ اتارا گیا ہے
مِّنْ حَکِیْمٍ۔ حکمت والے	حَمِیْدٍ۔ تعریف کئے گئے سے		مَا۔ نہیں
یُقَالُ۔ کہا جاتا	لَکَ۔ آپ کو	اِلَّا۔ مگر	مَا۔ وہی
قَدْ۔ جو	قِیْلَ۔ کہا جاتا تھا	لِلرُّسُلِ۔ رسولوں کو	مِنْ قَبْلِکَ۔ آپ سے پہلے
اِنَّ۔ بے شک	رَبَّکَ۔ تیرا رب	لَذُوْ مَغْفِرَۃٍ۔ بخشش کرنے والا ہے	
وَّ۔ اور	ذُوْ عِقَابٍ۔ عذاب	اَلِیْمٍ۔ دردناک والا ہے	وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر	جَعَلْنَا۔ بناتے ہم	ہُ۔ اس کو	قُرْاٰنًا۔ قرآن
اَعْجَمِیًّا۔ عجمی زبان میں	لَّقَالُوْا۔ تو کہتے	لَوْلَا۔ کیوں نہیں	فُصِّلَتْ۔ کھولی گئیں
اٰیٰتُہٗ۔ اس کی آیتیں	ءَ۔ کیا	اَعْجَمِیٌّ۔ عجمی قرآن	وَّ۔ اور
عَرَبِیٌّ۔ عربی نبی	قُلْ۔ فرمایئے	ھُوَ۔ یہ	لِلَّذِیْنَ۔ ان کے لئے جو
اٰمَنُوْا۔ مومن ہیں	ھُدًی۔ ہدایت	وَّ۔ اور	شِفَآءٌ۔ شفاء ہے
وَ۔ اور	الَّذِیْنَ۔ وہ جو	لَا۔ نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ ایمان لاتے
فِیْٓ۔ بیچ	اٰذَانِھِمْ۔ ان کے کانوں کے	وَقْرٌ۔ بوجھ ہے	وَّ۔ اور
ھُوَ۔ وہ	عَلَیْھِمْ۔ ان پر	عَمًی۔ اندھا پن ہے	اُولٰٓئِکَ۔ یہ لوگ
یُنَادَوْنَ۔ پکارے جاتے ہیں	مِنْ مَّکَانٍ۔ جگہ	بَعِیْدٍ۔ دور سے	

حل لغات نادرہ

وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ گرم جوش، دلسوز دوست۔

وَمَا یُلَقّٰھَآ۔ اور نہیں ملتا اسے۔

نَزْغٌ۔ نزغ اور نسغ دونوں کے معنی کچوکا دینے کے ہیں پھر وسوسۂ شیطانی کو نزغ کہنے لگے کیونکہ کچوکا جیسے جانور کو اکساتا ہے شیطانی وسوسہ انسان کو گناہ پر ابھارتا ہے۔ نزغ ہے تو مصدر مگر یہاں اسم فاعل کے معنی میں مستعمل ہے ای ما ینزغنک نازغ۔

Marfat.com

يَسْئَمُوْنَ۔ مِن سَأْمٍ۔ ملال، تھکاوٹ، دل برداشتہ ہونا۔ وَ قَالَ تَعَالٰی لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ۔
خَاشِعَةً۔ خشوع دراصل تذلل کو کہتے ہیں یہاں زمین کا خشک ہونا خشوع سے کنایہ ہے وَالْمَعْنٰی تَرَی الْاَرْضَ مُتَطَامِنَةً۔
يُلْحِدُوْنَ۔ از الحاد۔ استقامت سے انحراف کو کہتے ہیں جب گڑھا کھودنے والا سیدھے خط سے دوسری طرف جھک جاتا ہے تو اَلْحَدَ الْحَافِرُ وَ لَحِدَ بولتے ہیں۔ ملحد منحرف کو کہتے ہیں۔ مگر عرف میں حق سے باطل کی طرف انحراف کرنے کو الحاد کہتے ہیں۔

اهْتَزَّ۔ سرسبز و شاداب ہو جانا۔

رَبَتْ۔ بڑھنا، پرورش ہونا۔ مادہ رب ہے۔

اَلذِّكْرِ۔ یہاں مراد قرآن کریم ہے۔

وَقْرٌ۔ بہرہ پن کو کہتے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ پ ۲۴

وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۳۳﴾۔

اور اس سے زیادہ کس کی بات اچھی ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور نیکی کرے اور کہے کہ میں خود بھی مسلمان ہوں۔

آیۂ کریمہ کے شان نزول میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے نزدیک یہ حکم موذنوں کے فضائل میں ہے۔ اور یہ قول بھی ہے جو کسی کو اللہ کی طرف بلائے وہ وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا میں داخل ہے۔ دعوت الی اللہ کے کئی مرتبے ہیں:

مرتبۂ اول دعوت انبیاء علیہم السلام معجزات، حجج و براہین اور سیف کے ساتھ یہ مرتبہ انبیاء ہی کے ساتھ خاص ہے۔ مرتبۂ دوم دعوت علماء فقط حجج و براہین کے ساتھ علماء کئی طرح کے ہیں:

ایک عالم باللہ دوسرے عالم بصفات اللہ تیسرے عالم باحکام اللہ۔ مرتبۂ سوم دعوت مجاہدین ہے یہ کفار کو تلوار کے ساتھ ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ دین میں داخل ہوں اور طاعت قبول کرلیں۔ مرتبۂ چہارم موذنین کی دعوت نماز کے لئے۔

عمل صالح کی دو قسمیں ہیں: ایک وہ جو قلب سے ہو وہ معرفت الٰہی ہے دوسرے وہ جو جوارح سے ہو وہ تمام طاعات ہیں وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ سے مراد یہ ہے کہ یہ کہنا دل سے ہو۔ نہ کہ محض قول اس لئے کہ اقرار باللسان وہی ہے جس میں تعمیل بالارکان و تصدیق بالجنان ہو۔ اس لئے کہ اقرار باللسان فقط کرنے والا اگرچہ مسلمان ہے مگر جب تک وَعَمِلَ صَالِحًا کے ماتحت تعمیل بالارکان نہ کرے تو اسلام مکمل نہیں اور تعمیل بالارکان محض دکھاوے کی نہ ہو بلکہ تصدیق بالجنان کے ساتھ تو مومن کا دل ہے اسی لئے فرمایا کہ معصیت شعار بداعمال اور نیکوکار دونوں برابر نہیں جیسا کہ ارشاد ہے:

وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ؕ اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ﴿۳۴﴾

کہ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں۔ برائی کرنے والے کے لئے قانون تبلیغ یہ تعلیم فرمایا کہ نیکیاں اور برائیاں برابر نہیں

Marfat.com

اور جب اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ ان برائیوں کو اچھے طریقے سے دفع کرنے کا طرز اختیار کرو۔ نہ کہ موجودہ مبلغین کی طرح نتھنے پھلا کر زبانیں گندی کر کے سب وشتم کے ساتھ دعوت ہو بلکہ فرمایا: فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَ بَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ تو جب تمہارے اور بدعمل کے مابین عداوت ہو جائے تو اس اچھے طرز تبلیغ سے اور حسن تعلیم کے ذریعہ اسے اپنی طرف بلاؤ اور اس کو ایسا بنالو كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ گویا کہ وہ تمہارا دل سوز گرم جوش دوست ہے اور یہ طریقہ تبلیغ ہر ایک کو حاصل نہیں ہوتا مگر اسی کو جسے اللہ تعالیٰ عطا فرمائے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا الَّذِیْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا یُلَقّٰىهَاۤ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِیْمٍ ﴿۳۵﴾۔

یہ مرتبہ نہیں ملتا مگر انہیں جو صابر ہیں اور یہ درجہ حاصل نہیں ہوتا مگر انہیں جو اللہ کی رحمتوں میں بڑے حصہ دار ہیں۔

شانِ نزول

آیت کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کبھی شدید العداوت اور مخالفت میں انتہائی غالی تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس نرم برتاؤ نے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی صاحبزادی اپنے عقد میں لی۔ اور ان کی تالیف قلوب مال سے بھی فرمائی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نہایت مخلصانہ طور پر محبت کرنے لگے اور ولی حمیم کہلانے کے مستحق ہوئے۔ سابقہ عداوتیں اور مخالفتیں سب نسیاً منسیاً ہو گئیں حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور جلیل القدر صحابی کہلانے لگے۔ اس پر قرآن کریم نے فرمایا کہ بدیوں کو نیکی سے بدلنے کی خصلت اسی کو ودیعت ہوتی ہے جو خزانہ رحمت سے زبردست حصہ حاصل کرلے اور مخالفت پر صبر کرتا ہوا اظہار محبت کر کے دشمن کو دوست بنائے جیسا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طرز تبلیغ تھا۔ اس کے بعد ارشاد ہے:

وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ﴿۳۶﴾۔

اور اگر تجھے وسوسِ شیطانی کسی قسم کا کچوکا دے تو اللہ سے پناہ طلب کر بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

اس میں ہر مومن کو اللہ تعالیٰ کی ذات سے استعاذہ کی تعلیم ہے تاکہ وہ وسوسِ شیطانی سے محفوظ رہے۔ آگے اپنی شیون قدرت میں سے خاص شانیں دکھائی گئیں اور ارشاد ہوا:

وَ مِنْ اٰیٰتِهِ الَّیْلُ وَ النَّهَارُ وَ الشَّمْسُ وَ الْقَمَرُ ؕ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَ لَا لِلْقَمَرِ وَ اسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِیَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۳۷﴾۔

اور اللہ کی نشانیوں سے رات اور دن ہیں اور سورج اور چاند لہٰذا ان کو نہ پوجو اور نہ انہیں سجدہ کرو بلکہ اسی کو سجدہ کرو جس نے ان سب کو پیدا فرمایا اگر تم اس کے پوجنے والے ہو۔

یعنی رات اور دن سورج اور چاند یہ اپنی ابدیت کے اعتبار سے دوامی ہیں مگر خدا نہیں نہ مسجود۔ مسجود وہی ہے جس نے رات بھی پیدا کی اور دن بھی بنایا جس نے سورج بھی پیدا فرمایا اور چاند بھی ظاہر کیا۔ تو جو موحد خالص ہے وہ کسی مخلوق کو سجدہ نہیں کرے گا اور چونکہ یہ بھی مخلوق ہیں لہٰذا انہیں سجدہ کے لئے وہ کبھی منتخب نہیں کرسکتا۔ اللہ جل وعلا شانہ کے سوا وہ کسی کی طرف سجدہ کو نہیں جھکے گا۔ آگے ارشاد ہے:

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِیْنَ عِنْدَ رَبِّكَ یُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَ هُمْ لَا یَسْئَمُوْنَ ﴿۳۸﴾۔

Marfat.com

تو اگر وہ تکبر کریں تو وہ مخلوق جو تمہارے رب کے پاس ہے وہ صبح وشام اس کی تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور وہ کبھی تھکتے نہیں ہیں۔

اس میں ملائکہ کی فضیلت اور ان کی عبودیت ظاہر فرمائی گئی۔ یعنی ان کفار ومشرکین کا تکبر ہمیں نقصان نہیں دے سکتا اس لئے کہ ایک مخلوق جنہیں ملائکہ کہا جاتا ہے ہمارے پاس ایسی ہے کہ وہ صبح وشام ہمارے حضور تسبیح وتہلیل کرتی رہتی ہے اور انسان کی طرح اس پر تکان طاری نہیں ہوتی بلکہ وہ ہر ہر لمحہ لحظہ دقیقہ پل اور آن میں ہماری ہی اطاعت اور عبادت کرتی ہے۔ یہ مرتبہ ملائکہ کو اللہ نے ودیعت فرمایا مگر باوجود اس کے انسان کی اطاعت کو زیادہ وقیع قرار دیا اسی لئے کسی شاعر نے خوب کہا ہے:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو! ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

بہر حال مشرکین کے مقابلہ میں فرمایا کہ ان کا تکبر بے معنی ہے۔ اس لئے کہ ہماری ایک مخلوق وہ بھی ہے جو ہر آن ہر لمحہ ہماری عبادت میں مشغول ہے اور تسبیح وتہلیل میں مصروف۔ ان پر تکان طاری نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان کا کھانا پینا سونا جاگنا سب عبادت میں ہی ہے۔ دوسری نشانی اپنی شیون قدرت دکھائی اور فرمایا:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنَّكَ تَرَى الْاَرْضَ خَاشِعَةً فَاِذَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَیْهَا الْمَآءَ اهْتَزَّتْ وَرَبَتْ ؕ اِنَّ الَّذِیْۤ اَحْیَاهَا لَمُحْیِ الْمَوْتٰى ؕ اِنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۳۹﴾۔

اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم نے دیکھا ہے کہ زمین بے قدر پڑی ہے تو جب ہم اس پر پانی برساتے ہیں تو وہ لہلہا اٹھتی ہے اور سرسبز وشاداب ہو جاتی ہے اور بڑھ جاتی ہے بے شک وہ ذات وہی ہے جس نے زمین مردہ کو زندہ فرمایا وہ ضرور مردوں کو زندہ فرمائے گا اور وہ ہر شے پر قادر ہے۔

یہ جواب ہے اس آیت کا جو پارہ چھبیس میں مشرکین کا قول فرمایا گیا تھا کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِیْدٌ۔ مر کر مٹی ہونے کے بعد ہمارا پھر زندہ ہونا استبعاد عقلی ہے۔ تو فرمایا ہم تو سوکھی زمین کو سرسبز وشاداب کر کے زندہ کرتے ہیں ایسے ہی تمہیں مرنے کے بعد زندہ فرمائیں گے اور ہم سب کچھ کرنے پر قادر ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یُلْحِدُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا لَا یَخْفَوْنَ عَلَیْنَا ؕ اَفَمَنْ یُّلْقٰى فِی النَّارِ خَیْرٌ اَمْ مَّنْ یَّاْتِیْۤ اٰمِنًا یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ ؕ اِعْمَلُوْا مَا شِئْتُمْ ۙ اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِیْرٌ ﴿۴۰﴾۔

بے شک وہ لوگ جو ہماری آیتوں میں کجروی کرتے ہیں وہ ہم پر مخفی نہیں کیا جو آگ میں ڈالا جائے وہ اچھا ہے یا وہ جو قیامت میں امن سے آئے کرو جو تمہارا جی چاہے تمہارے عملوں کو وہ دیکھ رہا ہے۔

یہ توبیخ ہے کفار ناہنجار کے لئے اور اس میں نیکوکار مومنین کو قیامت کے دن امن کی بشارت دی گئی۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِالذِّكْرِ لَمَّا جَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّهٗ لَكِتٰبٌ عَزِیْزٌ ﴿۴۱﴾ لَّا یَاْتِیْهِ الْبَاطِلُ مِنْۢ بَیْنِ یَدَیْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهٖ ؕ تَنْزِیْلٌ مِّنْ حَكِیْمٍ حَمِیْدٍ ﴿۴۲﴾۔

بے شک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں ذکر یعنی قرآن سے جبکہ آیا ان کے پاس حالانکہ وہ قرآن پاک ا... اعزت والا ہے کہ اس کے آگے پیچھے کوئی باطل نہیں آسکتا اتارا گیا ہے حکیم اور سراہے گئے کی طرف سے۔

آیہ کریمہ میں گویا یہ بتایا گیا کہ قرآن پاک ہی ہر قسم کی تحریف ونقص سے محفوظ ومصون ہے اور اس کے متعلق یہ عقیدہ

رکھنے والے کہ اس میں سے فلانی آیتیں نکال دی گئی ہیں یا فلاں پارہ جلا دیا گیا یہ سب ایمان کے خلاف ہے اور اس عقیدہ والے مسلمان نہیں قرآن پاک نے خود فرما دیا کہ لَّا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ ۔ اس میں جھوٹ اور باطل اس کے آگے پیچھے نہیں آسکتا۔ یہ حکیم اور حمید کی طرف سے اتارا گیا ہے آگے محبوب اکرم نبی عالم جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو مخاطب کر کے ارشاد ہوا کہ

مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِن قَبْلِكَ ۚ إِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ وَذُو عِقَابٍ أَلِيمٍ ﴿٤٣﴾ ۔

(اے محبوب!) تمہیں نہیں فرمایا گیا مگر وہی جو آپ سے پہلے نبیوں کو فرمایا گیا تھا بے شک آپ کا رب بخشش فرمانے والا اور دردناک عذاب دینے والا ہے۔

یہاں اگر ما کو نافیہ رکھا جائے تو "نہیں کہا گیا" معنی ہوں گے اور اگر ما موصولہ رکھا جائے تو "جو کچھ فرمایا گیا" آپ کو اے محبوب! معنی ہوں گے اور اس امر کی تصدیق کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم بہ حکم الٰہی عزوجل وہی ہے جو انبیاء کرام کو دی گئی اور تعلیم توحید وہی ہے جو انبیاء کرام دیتے آئے یہی وجہ ہے کہ نبیوں علیہم السلام میں کوئی نبی علیہ السلام ایسا نہ آیا جس نے ایک وحدہ لاشریک کے سوا دوسرے کو معبود و مسجود کہا ہو۔ یہی تعلیم ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دی یہی وجہ ہے کہ متبعین کے لئے مغفرت اور مخالفین کے لئے عذاب الیم فرمایا گیا۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا أَعْجَمِيًّا لَّقَالُوا لَوْلَا فُصِّلَتْ آيَاتُهُ ۖ ءَأَعْجَمِيٌّ وَعَرَبِيٌّ ۗ قُلْ هُوَ لِلَّذِينَ آمَنُوا هُدًى وَشِفَاءٌ ۖ وَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ فِي آذَانِهِمْ وَقْرٌ وَهُوَ عَلَيْهِمْ عَمًى ۚ أُولَٰئِكَ يُنَادَوْنَ مِن مَّكَانٍ بَعِيدٍ ﴿٤٤﴾ ۔

اور اگر کرتے ہم اس قرآن کو عربی کے سوا کسی اور زبان میں تو کہتے (مشرکین مکہ) کیوں نہ تفصیل سے بیان کیا گیا ان آیتوں کو کیا کتاب اللہ عجمی زبان میں اور نبی عرب (یہ بھی اصول کے خلاف تنزیل تھا) چنانچہ ارشاد ہے: اے محبوب! آپ فرما دیں کہ یہ قرآن وہ ہے جو ہدایت اور دلوں کے لئے شفاء ہے اور جو ایمان نہیں لاتے ان کے کانوں میں بہرہ پن ہے اور ان پر اندھاپن طاری ہے گویا وہ دور سے پکارے جاتے ہیں۔

آیۂ کریمہ میں کفار مشرکین کو بہرہ اندھا ظاہر کیا گیا اور یہ بہرہ اور اندھا ہونا ہی ان کی گمراہی کا موجب ہے اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ ہمارا اصول احکام نازل فرمانے میں یہی ہے کہ جس زبان کا نبی ہو اسی کی زبان میں کلام الٰہی عزوجل آتا ہے نہ اس متنبی کی طرح جو پنجاب میں پیدا ہو کر پنجابی کہلا کر بے ربط عبارتیں عربی کی پیش کرے اور انگریزی کی وحی اور پنجابی کے الہامات اندھے لوگوں کو سمجھائے۔ والعیاذ باللہ

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع ۔ سورۃ حٰم السجدہ ۔ پ ۲۴

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ فَاخْتُلِفَ فِيهِ ۗ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِن رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۚ وَإِنَّهُمْ لَفِي شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيبٍ ﴿٤٥﴾

اور بے شک ہم نے دی موسیٰ علیہ السلام کو کتاب اور اس میں اختلاف کئے گئے اور اگر فیصلہ پہلے سے نہ کر دیا گیا ہوتا تیرے رب کی جانب سے تو یقیناً جبھی ان میں فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک وہ شک میں مذبذب ہیں

مَّنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهِ ۖ وَمَنْ أَسَاءَ فَعَلَيْهَا ۗ وَ

جو اچھا عمل کرے تو اپنی جان کے لئے اور جو برا کام

Marfat.com

مَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ کرے اس کا بار اسی پر ہے اور اے محبوب! آپ کا رب ظلم نہیں کرتا اپنے بندوں پر

حل لغات چھٹا رکوع ۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ ۔ پ ۲۴

وَ ۔ اور	لَقَدْ ۔ بے شک	اٰتَيْنَا ۔ دی ہم نے	مُوْسَى ۔ موسیٰ کو
الْكِتٰبَ ۔ کتاب	فَاخْتُلِفَ ۔ تو اختلاف کیا گیا	فِيْهِ ۔ اس میں	وَ ۔ اور
لَوْلَا ۔ اگر نہ ہوتی	كَلِمَةٌ ۔ بات جو	سَبَقَتْ ۔ پہلے گزر چکی	مِنْ رَّبِّكَ ۔ تیرے رب
کی طرف سے	لَقُضِيَ ۔ تو فیصلہ ہو جاتا	بَيْنَهُمْ ۔ ان کے درمیان	وَ ۔ اور
اِنَّهُمْ ۔ بے شک وہ	لَفِيْ ۔ بیچ	شَكٍّ ۔ شک کے	مِّنْهُ ۔ اس سے
مُرِيْبٍ ۔ متردد ہیں	مَنْ ۔ جو	عَمِلَ ۔ عمل کرے	صَالِحًا ۔ نیک
فَلِنَفْسِهٖ ۔ تو اسی کے لئے ہے	وَ ۔ اور	مَنْ ۔ جو	اَسَآءَ ۔ برائی کرے
فَعَلَيْهَا ۔ تو اسی پر ہے	وَ ۔ اور	مَا ۔ نہیں	رَبُّكَ ۔ تیرا رب
بِظَلَّامٍ ۔ ظلم کرنے والا	لِّلْعَبِيْدِ ۔ بندوں پر		

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع ۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ ۔ پ ۲۴

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ ؕ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ؕ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۴۵﴾ ۔

اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو کتاب عطا فرمائی تو اس میں اختلاف کئے گئے اور اگر فیصلہ نہ ہو چکا ہوتا اس سے پہلے تو جبھی ان کا فیصلہ ہو جاتا اور بے شک وہ شک اور دھوکہ میں مضطرب ہیں۔

کتاب سے مراد یہاں توریت ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی۔ اور الواح زمردیں یا زبرجد میں آپ کو کوہ طور سے چالیس دن میں عطا کی گئی۔ جس کا مفصل تذکرہ نویں پارہ میں آچکا ہے۔ اس پر بنی اسرائیل میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک ایمان لے آیا۔ دوسرا شک و ریب میں رہا اور عذاب آخرت پر یقین نہیں رکھا۔ چنانچہ ارشاد ہے: وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ۔ اگر پہلے سے فیصلہ تمہارے رب کا عذاب آخرت کے ساتھ نہ ہوتا تو لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ تو دنیا ہی میں ان پر عذاب آجاتا اور وہ اپنے شک کے دھوکہ میں پڑے رہتے۔ آگے فرمایا جاتا ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ؕ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۴۶﴾ ۔

جو نیک عمل کرے گا اس کے لئے اسکا بدلہ ہے اور جو برے عمل کرے گا اس پر اس کا وبال ہے۔ وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ۔ اور اے محبوب! تمہارا رب بندوں کے لئے ظلم نہیں فرماتا۔

پارہ ۲۴ ختم ہوا۔ اس کے بعد پچیسواں پارہ شروع ہے۔ وَ هَا اَنَا اَشْرَعُ فِي الْمَقْصُوْدِ بِعَوْنِ الْمَعْبُوْدِ۔

Marfat.com

پارہ نمبر ۲۵

بامحاورہ ترجمہ بقیہ چھٹا رکوع - سورۃ حٰمٓ السجدہ - پ ۲۵

إِلَيْهِ يُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَمَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ أَكْمَامِهَا وَمَا تَحْمِلُ مِنْ أُنْثٰى وَلَا تَضَعُ إِلَّا بِعِلْمِهٖ ۚ وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ أَيْنَ شُرَكَآءِيْ ۙ قَالُوْٓا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِيْدٍ ﴿۴۷﴾

اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے قیامت کا علم اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ وہ جنے مگر یہ سب کچھ اس کے علم و ارادہ سے ہے اور جس دن پکارے جائیں گے وہ کہاں ہیں میرے شریک کہیں گے کہ ہم تجھ سے عرض کر چکے ہیں ہم میں سے کوئی گواہ نہیں ہے

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾

اور گم گیا ان سے جسے پہلے پوجتے تھے اور سمجھ لیا کہ انہیں نہیں کوئی بھاگنے کا راستہ

لَا يَسْـَٔمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَاِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَـُٔوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾

اور آدمی بھلائی مانگنے سے نہیں اکتاتا اور اگر اسے کوئی برائی چھولے تو دل شکستہ ناامید ہو جاتا ہے

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾

اور اگر ہم اسے اپنی رحمت کا مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچتی ہے تو کہے گا یہ تو میرے لئے ہے اور میرے گمان میں قیامت نہیں آئے گی اور اگر میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لئے اس کے پاس اچھا ہی اچھا ہے تو ضرور انہیں ہم آگاہ کر دیں گے یعنی کافروں کو جو انہوں نے کیا اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾

اور جب ہم آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور ہم سے کنارہ کش ہو جاتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾

اے محبوب! آپ فرمائیے بھلا بتاؤ اگر یہ قرآن اللہ کی طرف سے ہے پھر تم اس کے منکر ہوئے تو اس سے بڑھ کر گمراہ کون جو پرلے درجے کی مخالفت میں پڑا ہوا ہے

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۗ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ

سو عنقریب اپنی قدرت کی نشانیاں اطراف اور ان کے درمیان بھی دکھائیں گے یہاں تک کہ ظاہر ہو جائے ان

Marfat.com

عَلٰی كُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ ﴿۵۳﴾ — کے لئے کہ یہ قرآن حق ہے کیا یہ بات کافی نہیں کہ آپ کا رب ہر چیز کا شاہد حال ہے

اَلَاۤ اِنَّهُمۡ فِیۡ مِرۡیَةٍ مِّنۡ لِّقَآءِ رَبِّهِمۡ ؕ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ ﴿۵۴﴾ — سنو یہ لوگ اپنے رب کے حضور میں حاضر ہونے سے شک میں پڑے ہوئے ہیں۔ سنو وہ ذات ہر شے کو محیط ہے

حل لغات بقیہ چھٹا رکوع ۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ ۔ پ ۲۵

اِلَیۡهِ۔ اسی کی طرف	یُرَدُّ۔ لوٹایا جاتا ہے	عِلۡمُ۔ علم	السَّاعَةِ۔ قیامت کا
وَ۔ اور	مَا۔ جو	تَخۡرُجُ۔ نکلتا ہے	مِنۡ ثَمَرٰتٍ۔ پھل
مِّنۡ اَكۡمَامِهَا۔ اپنے غلافوں سے		وَ۔ اور	مَا۔ نہیں
تَحۡمِلُ۔ حاملہ ہوتی	مِنۡ اُنۡثٰی۔ کوئی مادہ	وَ۔ اور	لَا۔ نہ
تَضَعُ۔ جنتی ہے	اِلَّا۔ مگر	بِعِلۡمِهٖ۔ اس کے علم میں ہے	وَ۔ اور
یَوۡمَ۔ جس دن	یُنَادِیۡهِمۡ۔ پکارے گا ان کو	اَیۡنَ۔ کہاں ہیں	شُرَكَآءِیۡ۔ میرے شریک
قَالُوۡۤا۔ کہیں گے	اٰذَنّٰكَ۔ [illegible] چکے تجھ کو ہم		مَا۔ نہیں
مِنَّا۔ ہم میں سے	مِنۡ شَهِیۡدٍ۔ کوئی گواہ	وَ۔ اور	ضَلَّ۔ بھول جائے گا
عَنۡهُمۡ۔ ان سے	مَّا۔ جو	كَانُوۡا۔ تھے وہ	یَدۡعُوۡنَ۔ پکارتے
مِنۡ قَبۡلُ۔ پہلے	وَ۔ اور	ظَنُّوۡا۔ خیال کریں گے	مَا۔ نہیں ہے
لَهُمۡ۔ ان کے لئے	مِّنۡ مَّحِیۡصٍ۔ کوئی بھاگنے کی راہ		لَا۔ نہیں
یَسۡـَٔمُ۔ تھکتا	الۡاِنۡسَانُ۔ انسان	مِنۡ دُعَآءِ۔ دعائے	الۡخَیۡرِ۔ خیر سے
وَ۔ اور	اِنۡ۔ اگر	مَّسَّهُ۔ پہنچے اس کو	الشَّرُّ۔ برائی
فَیَـُٔوۡسٌ۔ تو ہوتا ہے ناامید	قَنُوۡطٌ۔ مایوس	وَ۔ اور	لَئِنۡ۔ اگر
اَذَقۡنٰهُ۔ چکھائیں ہم اس کو	رَحۡمَةً۔ رحمت	مِّنَّا۔ اپنی طرف سے	مِنۡ بَعۡدِ۔ بعد
ضَرَّآءَ۔ تکلیف کے	مَسَّتۡهُ۔ جو پہنچے اس کو	لَیَقُوۡلَنَّ۔ تو ضرور کہے گا	هٰذَا۔ یہ
لِیۡ۔ میرے لئے ہے	وَ۔ اور	مَآ۔ نہیں	اَظُنُّ۔ خیال کرتا میں
السَّاعَةَ۔ قیامت کو	قَآئِمَةً۔ قائم ہونے والی	وَّ۔ اور	لَئِنۡ۔ اگر
رُّجِعۡتُ۔ میں لوٹایا گیا میں	اِلٰی۔ طرف	رَبِّیۡۤ۔ اپنے رب کی	اِنَّ۔ بے شک
لِیۡ۔ میرے لئے	عِنۡدَهٗ۔ اس کے پاس	لَلۡحُسۡنٰی۔ بھلائی ہے	فَلَنُنَبِّئَنَّ۔ تو ہم ضرور خبر دیں گے
الَّذِیۡنَ۔ ان کو جو	كَفَرُوۡا۔ کافر ہوئے		بِمَا۔ جو
عَمِلُوۡا۔ انہوں نے کیا	وَ۔ اور	لَنُذِیۡقَنَّهُمۡ۔ ضرور چکھائیں گے ہم ان کو	

Marfat.com

مِّنْ عَذَابٍ۔عذاب	غَلِيظٍ۔سخت	وَ۔اور	اِذَآ۔جب
اَنْعَمْنَا۔ہم انعام کرتے ہیں	عَلَى۔اوپر	الْاِنْسَانِ۔انسان کے	اَعْرَضَ۔منہ پھیرتا ہے
وَ۔اور	نَا۔دور کرتا ہے	بِجَانِبِهٖ۔اپنی کروٹ کو	وَ۔اور
اِذَا۔جب	مَسَّهُ۔پہنچے اس کو	الشَّرُّ۔برائی	فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ۔تو
لمبی چوڑی دعائیں کرنے والا ہے	قُلْ۔فرمایئے	اَ۔کیا	رَءَيْتُمْ۔دیکھا تم نے
اِنْ۔اگر	كَانَ۔ہو	مِنْ عِنْدِ۔پاس سے	اللّٰهِ۔اللہ کے
ثُمَّ۔پھر	كَفَرْتُمْ۔تم نے کفر کیا	بِهٖ۔اس کا	مَنْ۔تو کون
اَضَلُّ۔زیادہ گمراہ ہے	مِمَّنْ۔اس سے کہ	هُوَ۔وہ	فِىْ۔بیچ
شِقَاقٍ۔بدبختی	بَعِيْدٍ۔دور کے ہے	سَنُرِيْهِمْ۔جلدی دکھائیں گے ہم ان کو	
اٰيٰتِنَا۔اپنے نشان	فِى۔بیچ	الْاٰفَاقِ۔زمانے کے	وَ۔اور
فِىْ۔بیچ	اَنْفُسِهِمْ۔ان کی جانوں کے	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	يَتَبَيَّنَ۔ظاہر ہو جائے
لَهُمْ۔ان کے لئے	اَنَّهُ۔بے شک وہ	الْحَقُّ۔حق ہے	اَوَ۔کیا
لَمْ۔نہیں	يَكْفِ۔کافی	بِرَبِّكَ۔تیرا رب	اَنَّهٗ۔بے شک وہ
عَلٰى۔اوپر	كُلِّ۔ہر	شَيْءٍ۔چیز کے	شَهِيْدٌ۔گواہ ہے
اَلَآ۔خبردار	اِنَّهُمْ۔بے شک وہ	فِىْ مِرْيَةٍ۔شک میں ہیں	مِّنْ لِّقَآءِ۔ملاقات
رَبِّهِمْ۔اپنے رب کی سے	اَلَآ۔خبردار	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	بِكُلِّ۔ہر
شَيْءٍ۔چیز کو	مُّحِيْطٌ۔گھیرنے والا ہے		

لغات نادرہ کا حل

اَكْمَامِهَا۔جمع کم بکسر کاف۔کم کہتے ہیں غلاف کو جس میں پھل رہتا ہے۔

اٰذَنّٰكَ۔اٰذَنَّا۔جمع متکلم ماضی کا صیغہ ہے باب افعال سے جس کے معنی اَسْمَعْنَا کے ہوتے ہیں۔کما قال اللہ تعالیٰ: وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ اَیْ سَمِعَتْ یا معنی ہیں اَعْلَمْنَا کے کما قال اللہ تعالیٰ: فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ الخ اَیْ فَاعْلَمُوْا۔

ضَلَّ۔کے متعدد معنی ہیں گم ہونے کے، بہک جانے کے، رائیگاں ہونے کے، بے خبر ہونے کے، خاک میں ملنے کے وغیرہ وغیرہ۔

مَّحِيْصٍ۔ظرف مکان ہے۔بھاگنے کی جگہ۔

فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ۔یہ دونوں مترادف المعنی ہیں اور تکرار مبالغے کے لئے ہے يَؤُسَ مشتق يَئُوْسَ سے ہے اور قَنُوْطٌ قَنِطَ سے یاس بمعنی ناامیدی اور اس کا تعلق دل سے ہے۔قنوط مایوس ہونا اور یہ چہرے اور احوال ظاہری سے بذریعہ آثار معلوم ہوتی ہے۔

Marfat.com

نَاٰبِجَانِبِهٖ۔ نَا معنی میں ذَهَبَ اور تَبَاعَدَ ہےاور جَانِبُ سے مرادنفس ذات کما فی قول الله تعالیٰ: فِیْ جَنْۢبِ اللّٰهِ (اللہ کی عطا کو چھوڑ کر اس کامیابی کو اپنی طرف منسوب کرنا اور کامیابی کو صرف اپنی مساعی کا نتیجہ سمجھنا۔

عَرِیْضٍ۔ لمبی چوڑی۔

مختصر تفسیر اردو بقیہ چھٹا رکوع۔ سورۃ حٰمٓ السجدہ۔ پ ۲۵

اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا وَ مَا تَحْمِلُ مِنْ اُنْثٰى وَ لَا تَضَعُ اِلَّا بِعِلْمِهٖ ؕ وَ یَوْمَ یُنَادِیْهِمْ اَیْنَ شُرَكَآءِیْ ۙ قَالُوْۤا اٰذَنّٰكَ ۙ مَا مِنَّا مِنْ شَهِیْدٍ ۚ۝۴۷۔

اسی کی طرف قیامت کے علم کا حوالہ دیا جاسکتا ہے (یعنی وہی جانتا ہے کہ قیامت کب قائم ہوگی؟) اور کوئی پھل اپنے غلاف سے نہیں نکلتا اور نہ کسی مادہ کو پیٹ رہے اور نہ جنے مگر اس کے علم سے اور جس دن انہیں ندا فرمائے گا کہ کہاں ہیں میرے شریک کہیں گے ہم عرض کر چکے ہیں کہ ہم میں کوئی گواہ نہیں۔

علم ذاتی سوا اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں اور علم عطائی انبیائے عظام اور اولیاء کرام کو حاصل ہے اور یہ حاصل ہونا اللہ تعالیٰ کے علم ذاتی کے منافی نہیں۔ اسی لئے آیت کریمہ میں اِلَیْهِ یُرَدُّ فرما کر عِلْمُ السَّاعَةِ ؕ وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا الخ فرمایا گیا تا کہ ہر ذی فہم سمجھ سکے کہ اِلَیْهِ یُرَدُّ میں عِلْمُ السَّاعَةِ ہو یا وَ مَا تَخْرُجُ مِنْ ثَمَرٰتٍ مِّنْ اَكْمَامِهَا۔ یہ سب علم ذاتی کے لئے ہے اور بعطاء الٰہی عزوجل جو کچھ جسے ملے وہ اس کے منافی نہیں۔

البتہ علم عطائی اور علم نجوم اس میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ علم عطائی تفصیلی و اجمالی ہو سکتا ہے اور جس کو جتنا ملے گا وہ قطعی یقینی اذعانی ہوگا۔ اور علم نجوم سیاروں کی رفتار اور ان کی کیفیات کے ماتحت ہوتا ہے جو محض ظنی ہے اور اس کو قطعی ماننا جہالت خالص۔ مریخ، زحل، عطارد، زہرہ و مشتری ان کے اثرات عطاء الٰہی عزوجل سے جو کچھ بھی ہیں وہ ہیں مگر جو ان کی رفتار کے زائچے بنا کر حوادث قرار دیئے جاتے ہیں وہ محض ظنی اور استقرائی ہیں ان کو قطعی و یقینی سمجھنا کسی طرح صحیح نہیں یہی وجہ ہے کہ منجموں کی خبریں زائچوں کے ذریعہ جو ہوتی ہیں وہ کبھی صحیح بھی نکل آتی ہیں اور اکثر و بیشتر بے اصل اور غلط ہوتی ہیں۔ تو یہاں یہ جو فرمایا: اِلَیْهِ یُرَدُّ عِلْمُ السَّاعَةِ اسی کے حوالہ ہے علم قیامت اور پھلوں کے پیدا ہونے کا حال ان کی کیفیت کی صورت اور حمل کی حالت۔ کالے گورے کی تشریح عمر کی تفصیل یہ صحیح اور یقینی بالذات اللہ عزوجل کے سوا کوئی نہیں جانتا اور بعطائے الٰہی جتنی خبر ہوگی جس کو ہوگی وہ جانتا ہے اور اس جاننے میں انبیاء کرام مختار ہیں اور اولیاء عظام اس میں حصہ رکھتے ہیں۔

بہر حال علم عطائی جس کو جتنا ملا وہ علم ذاتی کے منافی نہیں اور اس میں تساوی بھی لازم نہیں آتی اس لئے کہ ذاتی ذاتی ہے کہ کسی کے دینے سے ظاہر نہیں ہوتا اور عطائی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ دے اور بندے پر ظاہر ہو جیسا کہ متعدد احادیث سے ظاہر ہے۔

منجملہ اس کے حدیث جبریل اس کی مؤید ہے کہ جب روح الامین نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہو کر ایمان و اسلام و احسان کی تعریف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا جواب دیا اور جب پوچھا: فَاَخْبِرْنِیْ بِالسَّاعَةِ تو فرمایا: مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ۔ قیامت کا علم بعطاء الٰہی مجھے بھی ہے اور تمہیں بھی اور اس کے بتانے کی ممانعت ہے۔

تو عرض کیا کہ اس کی علامتیں ہی فرما دیجئے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں یہ نہیں فرمایا کہ مجھے معلوم نہیں

Marfat.com

بلکہ ارشاد ہوا: اَنْ تَلِدَ الْاَمَةُ رَبَّتَهَا وَاَنْ تَرَى الْحُفَاةَ الْعُرَاةَ يَتَطَاوَلُوْنَ فِى الْبُنْيَانِ۔ علامات قیامت میں سے یہ ہے کہ لڑکیاں اپنے سردار جنیں گی یعنی وہ ایسی سرکش ہوں گی کہ ماں کا کہنا نہ مانیں گی اور ننگے پیر ننگے بدن پھرنے والوں کو تم دیکھو گے کہ وہ اپنی عمارتیں بلند بنائیں گے اور اس کے علاوہ بہت سی علامتیں دوسری حدیثوں میں ظاہر فرمائیں۔

جیسے ارشاد ہوا کہ قرب قیامت مسلمانوں پر اغیار اتنے غالب ہوں گے کہ جیسے کھانے کی رقابی کو کھانے والے ختم کر دیتے ہیں۔ صحابہ علیہم السلام نے عرض کیا: اِذًا نَحْنُ قَلِيْلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اس وقت حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا ہم بہت کم رہ جائیں گے تو فرمایا بَلْ اَنْتُمْ كَثِيْرٌ وَ لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ اس وقت تم بہت زیادہ ہو گے لیکن پرنالے کے کوڑے کی طرح تمہاری حالت ہوگی کہ نام مسلمان کا ہوگا اور کام بے دینوں کے کرو گے۔

چنانچہ اس پیشگوئی کے مطابق ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج مسلمان نام کا مسلمان ہے اور کام کا بے ایمان ہے۔ یہ رقص و سرود کی محفلیں، قمار بازی کے جلسے، شراب نوشی کے اجتماع، سینما کی گرم بازاری، بے حیائی کی زیادتی، عورت اور مرد کی فحاشی عام ہے۔ اور آثار قیامت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ نقشہ پہلے ہی پیش فرما دیا تھا: يَتَهَارَجُوْنَ كَمَا تَهَارَجَ الْحُمُرُ۔ عورت اور مرد آپس میں ایسے بازاروں میں پھریں گے جیسے گدھا اور گدھی دولتیاں مارتے چلتے ہیں۔ وہ بھی آج ہمارے سامنے ہے۔

ایک حدیث میں اَلْكَاسِيَاتُ الْعَارِيَاتُ فرما کر بتایا کہ عورتوں کی بے حیائی اتنی بڑھ جائے گی کہ ملبوس ہوں گی اور ننگی نظر آئیں گی وہ بھی دیکھ رہے ہیں والعیاذ باللہ۔ تو یہ سب خبریں غیبی ہیں مگر عطائی اور اس کا ذاتی علم اللہ جل وعلا شانہ کے سوا کسی کو نہیں آگے ارشاد ہے:

وَيَوْمَ يُنَادِيْهِمْ۔ اور جس دن پکارے جائیں گے مشرک اور انہیں فرمایا جائے گا۔

اَيْنَ شُرَكَآءِىْ۔ وہ کہاں ہیں جن کو تم ہمارا شریک بناتے تھے۔ یعنی لات، منات، عزیٰ نائلہ، حائلہ، مہادیو، پاربتی اور تمام بت جن کو وہ پوجتے تھے ان کے لئے ارشاد ہوگا کہ کہاں ہیں وہ تو وہ عرض کریں گے کہ الٰہی! ہم نے تو عرض کر دیا کہ ہمارا ان میں کوئی گواہ نہیں۔

وَضَلَّ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَدْعُوْنَ مِنْ قَبْلُ وَظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿۴۸﴾۔

اور گم گئے وہ سب ان سے، جنہیں وہ پوجتے تھے اور انہوں نے گمان کیا کہ نہیں ہے ان کے لئے جائے فرار۔

یہاں ضَلَّ کی بحث اور يَدْعُوْ کی بحث مختصراً پھر بیان کر دی جاتی ہے تاکہ ناظرین کی تفریح خاطر میں نقص نہ رہے۔

عربی محاورہ میں ضَلَّ اَلضَّلَالُ اَلْعُدُوْلُ عَنِ الطَّرِيْقِ الْمُسْتَقِيْمِ۔ سیدھے راستہ سے ہٹنے کو ضلال کہتے ہیں۔

دوسرے معنی منہج صحیح سے عدول کرنا عمداً ہو یا سہواً تھوڑا ہو یا بہت ہو۔

تیسرے معنی معلوم نظریہ اور عملیہ سے پہلو تہی اور انحراف کرنا جیسے توحید باری تعالیٰ کا انکار یا کسی نبی کی نبوت سے انحراف یا کسی عبادت مفروضہ کا انکار۔

چوتھے معنی موت اور استحالہ بدن کے ہیں جیسے اِذَا ضَلَلْنَا فِى الْاَرْضِ یعنی مرنے کے بعد پھر زندہ ہونے سے انکار۔

پانچویں معنی غفلت کے ہیں۔ اور رائیگاں اور گم ہونے کے معنی بھی دیتا ہے جیسے اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِىْ تَضْلِيْلٍ۔

ساتویں معنی اپنی قوت سے بے خبر ہونے کے معنی میں آتا ہے: فَعَلْتُهَآ اِذًا وَّ اَنَا مِنَ الضَّآلِّيْنَ اور اسی طرح یَدْعُوْ تَدْعُوْ نَدْعُوْ ، دَعْوٰی ، دُعَاءً۔ اس کے معنی نداء اور عبادت وغیرہ کے آتے ہیں۔

وَ ظَنُّوْا مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ۔ اور وہ سمجھے کہ ان کے بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں۔ یعنی عذاب الٰہی سے کہیں بھاگ کر جانے کا راستہ نہیں اور وہ بت جن کو کہیں هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا کہتے تھے اور کہیں ان کے آگے سر جھکاتے اور انہیں پوجتے تھے۔ وہ انہیں نظر بھی نہ آئیں گے۔

آگے انسان کی حرص و آز اور ناکامیابی کی شکل میں فوراً مایوسی کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

لَا يَسْئَمُ الْاِنْسَانُ مِنْ دُعَآءِ الْخَيْرِ ۫ وَ اِنْ مَّسَّهُ الشَّرُّ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ ﴿۴۹﴾۔

انسان بھلائی مانگنے میں کبھی نہیں تھکتا اور جب اسے برائی چھوئے تو علی الفور مایوس ہو کر آس توڑ دیتا ہے۔

یہ خاصہ انسان میں ایسا عام ہے کہ جاہل تو دعائیں کرتے کرتے یہاں تک کہہ بیٹھتا ہے کہ معاذ اللہ خدا ہی نہیں ہے اور اگر کچھ سمجھدار ہے تو اتنا کہے بغیر تو نہیں رہ سکتا کہ اب تو خدا بھی نہیں سنتا اور کس سے مانگیں یہ نقشہ فَيَئُوْسٌ قَنُوْطٌ میں بتایا گیا ہے کہ وہ دنیا میں اللہ تعالیٰ سے فراخ دستی تونگری مال و دولت کا ہمیشہ طالب رہتا ہے اور جب اس پر تنگی آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور عطائے بیکراں سے مایوس ہو جاتا ہے۔

اور حقیقت یہ ہے کہ قرآن کریم میں زبان یعقوبی سے برادران یوسف علیہ السلام کو یہ ہدایت کی گئی تھی کہ وَلَا تَايْئَسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْئَسُ مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ۔ اللہ کے فضل سے مایوس نہ ہو اس لئے کہ فضل الٰہی سے مایوسی کافروں کا کام ہے آگے ارشاد ہے:

وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ رَحْمَةً مِّنَّا مِنْۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ هٰذَا لِيْ ۙ وَمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّجِعْتُ اِلٰى رَبِّيْٓ اِنَّ لِيْ عِنْدَهٗ لَلْحُسْنٰى ۚ فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِمَا عَمِلُوْا ۫ وَلَنُذِيْقَنَّهُمْ مِّنْ عَذَابٍ غَلِيْظٍ ﴿۵۰﴾ -

اگر ہم انسان کو اپنی رحمت کا کچھ مزہ دیں اس تکلیف کے بعد جو اسے پہنچی تھی تو وہ کہے گا یہ میرے ہی لئے ہے اور میرے گمان میں قیامت قائم نہ ہوگی اگر میں اپنے رب کی جانب لوٹایا بھی گیا تو ضرور میرے لئے اس کے پاس یقیناً بہتری ہے (اچھا ہی اچھا ہے) تو ضرور ہم بتا دیں گے کافروں کو جو انہوں نے کیا اور ضرور انہیں گاڑھا عذاب چکھائیں گے (غلیظ عذاب میں مبتلا کریں گے)۔

بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ اور ملحدین اسلام منکر قیامت تھے۔ انہی کا یہ دعویٰ ہوگا کہ اگر خدا کے پاس ہم گئے بھی تو وہاں ہمیں بھلائی ہی ملے گی اور ہمارا تو گمان ہی ہے کہ قیامت نہیں آئے گی اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا۔ کہ منکرین قیامت ہوں۔ یا منکرین وجود الٰہی انہیں سب کو ہم عذاب چکھائیں گے اور وہ بڑا غلیظ اور سخت ہوگا۔ اس وقت پچھتانے کے سوا اور کوئی چارہ نہ ہوگا حتیٰ کہ جہنم میں پکاریں گے: رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۰۷﴾ اے رب ہمارے! ہماری شقاوت ہم پر غالب آگئی اور ہم راہ راست سے بھٹک گئے اے رب ہمارے ہمیں جہنم سے اب نکال لے تو اگر اس کے بعد بھی ہم اس پر چلیں اور لوٹ کر وہی گمراہی کی باتیں کریں تو ہم یقیناً ظالم ہیں۔ اس کا جواب دیا جائے گا: قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ۔ اپنے نقصان و خسران میں

Marfat.com

پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو آخر ابدا الآباد کے لئے وہ جہنم میں ہی رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں احسان فراموش انسانوں کا تذکرہ آتا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا:

وَاِذَآ اَنْعَمْنَا عَلَى الْاِنْسَانِ اَعْرَضَ وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ ۚ وَاِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُوْ دُعَآءٍ عَرِيْضٍ ﴿۵۱﴾۔

اور ہم جب آدمی پر احسان کرتے ہیں تو منہ پھیر لیتا ہے اور اس کامیابی کو اپنی طرف منسوب کرتا ہے اور جب اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو لمبی چوڑی فریاد کرنے لگتا ہے۔

یہ اس احسان فراموش ناشکرے کا حال ہے جو منکر وجود باری عزوجل نہیں مگر علل واسباب کا بندہ ہے اب جیسے متمولین دنیا کا قول ہے کہ ہم نے یہ اور یوں کوشش کی تو ہمیں مال ملا خدا نے تو ہمیں آسمان سے پھینک کر نہیں دیا یہی وَنَاٰ بِجَانِبِهٖ کا مفہوم ہے مگر جب اس پر تنگی سختی آتی ہے تو مجبوراً پھر خدا عزوجل کے حضور جھک جاتا ہے اور عریض وطویل دعائیں کرنے لگتا ہے۔ اس کے بعد اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو ارشاد ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كَانَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ثُمَّ كَفَرْتُمْ بِهٖ مَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ هُوَ فِيْ شِقَاقٍۢ بَعِيْدٍ ﴿۵۲﴾۔

آپ فرمائیں بھلا بتاؤ تو اگر یہ قرآن اللہ کے پاس سے ہے پھر تم ان کے منکر ہوتے ہو تو کون زیادہ گمراہ ہے اس سے جو دور کی ضد میں ہے۔

یہ کفار مکہ کا حال تھا کہ ابوجہل جیسا بھی یہ کہتا تھا کہ اِنَّ لَهٗ لَحَلَاوَةً وَاِنَّ لَهٗ لَطَلَاوَةً اس سے زیادہ شیریں اور جامع کلام ہم نے نہیں دیکھا مگر جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابل آتا تو انحراف وانکار ہی کرتا اس پر فرمایا گیا کہ اے محبوب! انہیں فرماؤ کہ جب یہ کلام جامع اور اللہ کی طرف سے ہے جس کا تم دل میں اقرار کر رہے ہو اور زبان سے انکار تو تم سے زیادہ گمراہ اور کون ہو سکتا ہے تم ہی اپنے نفاق وشقاق میں دور پڑے ہوئے ہو۔ تو اب سن لو کہ ہم بھی اپنی نشانیاں آفاق اور نفوس میں تمہیں دکھائیں گے جیسا کہ ارشاد ہے:

سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا فِي الْاٰفَاقِ وَفِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ ۭ اَوَلَمْ يَكْفِ بِرَبِّكَ اَنَّهٗ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ﴿۵۳﴾ اَلَآ اِنَّهُمْ فِيْ مِرْيَةٍ مِّنْ لِّقَاۗءِ رَبِّهِمْ ۭ اَلَآ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطٌ ﴿۵۴﴾۔

ابھی ہم انہیں دکھائیں گے اپنی نشانیاں دنیا بھر میں اور خود ان کی جانوں میں تاکہ ان پر روشن ہو جائے کہ یہی حق ہے۔ کیا تمہارے رب کا ہر چیز پر گواہ ہونا کافی نہیں ہے خبردار رہو کہ انہیں ضرور اپنے رب کے ملنے میں شک ہے خبردار رہو وہ ذات جل وعلا ہر شے پر محیط ہے۔

سید المفسرین حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ان آیات سے مراد گزری ہوئی امتوں کی اجڑی ہوئی بستیاں ہیں جو آفاق یعنی دنیا کے کونے کونے میں نظر آتی ہے اور اجڑی قوموں کا مرثیہ پڑھتی ہیں یہ وہی بستیاں ہیں جو انبیاء کرام کی مخالف اور کلام الٰہی کی منکر تھیں۔

اور بعض مفسرین کرام اس طرف گئے کہ سَنُرِيْهِمْ اٰيٰتِنَا سے وہ شرق وغرب کے طول وعرض کی فتوحات مراد ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہوئیں۔

اور فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ سے مراد ان کی ہستیوں میں جو بے گنتی لطائف تھے اور دیکھنے میں آئے وہ مراد ہیں۔ مثلاً عہد نمرودی

Marfat.com

میں انہی کے دماغی اختراع سے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ اس کی سلطنت میں ایک بطخ کسی حکیم نے ایجاد کر کے لگائی جو رعایا کے علاوہ کسی غیر کے داخلہ پر پکارتی تھی۔ ایک نقارہ شاہی محل کے دروازہ پر ایجاد کر کے رکھا گیا جس پر چوٹ مارنے والا جواب پالیتا تھا کہ اس کا مال کس نے چرایا کہاں رکھا ہے کس کس میں تقسیم ہوا۔

عید نوروز پر ایک حوض کسی حکیم نے بنایا جس میں ہر فرد رعیت اپنا اپنا جام بھرا ہوا انڈیل دیتا تھا اور جب وہ اس بھرے ہوئے حوض میں جام لگاتا تھا تو اسی کا ڈالا ہوا اس میں آجاتا تھا۔

محل شاہی میں نمرود کی عدالت کے آگے ایک حوض ایجاد کیا گیا تھا جس میں ٹخنے ٹخنے پانی ہوتا تھا۔ مدعی اور مدعیٰ علیہ اس میں اتار دیئے جاتے تھے اور جب تک وہ سچ سچ بیان دیتے تھے وہ پانی ٹخنے تک ہی رہتا تھا اور ادنیٰ دروغ بیانی پر بیان دینے والے کے سر پر وہی پانی چڑھ جاتا تھا۔

یہ ملک کی نشانیاں قدرت کاملہ کی ان کے دماغوں سے ظاہر کی گئیں اور دکھائی گئیں۔ ایسے ہی آج تک جام جمشید، آئینہ سکندری، ایروپلین، ریڈیو، وائرلیس، ٹیلیفون، ٹیلیویژن ایجاد ہوتے رہے ہیں۔

جن کو دیکھ کر اس قادر مطلق کی نشانیوں کو انفس انسانی میں مشاہدہ کرتا ہے اور جس میں ذرہ بھر ایمان ہے وہ سَنُرِیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا فِی الۡاٰفَاقِ پر اور فِیۡۤ اَنۡفُسِهِمۡ پر ایمان لے آتا ہے۔ غرضکہ نفوس انسانی اور آفاق عالم ان تمام شیون قدرت کی آئینہ دار ہیں اور بتا رہے ہیں کہ اس قادر قیوم نے اسلام کا فروغ دکھانے کو شرق و غرب میں فتوحات دیں۔ مشرکین مکہ کو بدر میں ذلیل کیا اور نفوس انسانی سے اختراعات اور ایجادات میں مشاہدہ کرایا۔ چنانچہ ارشاد ہوا کہ اس پر بھی اگر اللہ تعالیٰ کی قدرت و حقانیت ظاہر نہ ہو تو ان سے زیادہ گمراہ اور کون ہو سکتا ہے۔ چنانچہ اپنے حبیب پاک سید لولاک زبان العرب والعجم تاجدار عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا:

اَوَلَمۡ یَکۡفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ شَهِیۡدٌ ﴿۵۳﴾

کیا یہ شیون قدرت تمہارے رب کی ان کے لئے کافی نہیں کہ وہ جان لیں کہ اشیاء عالم مَا غَبَرَ وَ مَا غَبَرَ پر گواہ ہے۔

خبردار رہو کہ یہ تو اپنے رب کے حضور میں جانے سے بھی شک میں ہیں انہیں تو اس کے ماننے میں بھی تامل ہے کہ قیام قیامت پر جمال الٰہی کا مشاہدہ کیا جائے حالانکہ اَلَاۤ اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیۡءٍ مُّحِیۡطٌ وہ ہر شے پر محیط ہے کوئی شے اس سے مخفی اور مستتر نہیں ذرات عالم اس کے آگے روشن اور ظاہر ہیں اور اس کی عطا سے اس کے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء پر بھی۔ طوبیٰ کا پتہ نہیں ہلتا مگر ظاہر ہے زمین کا ذرہ نہیں چمکتا مگر علم مصطفیٰ میں ہے۔ حتیٰ کہ حضور کے پرتو صورت غوث الثقلین غیث الکونین مغیث الملوین سید شیخ عبدالقادر جیلانی اپنی وسعت نظر اس طرح ظاہر فرماتے ہیں:۔

نَظَرۡتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰهِ جَمۡعًا   کَخَرۡدَلَةٍ عَلٰی حُکۡمِ اتِّصَالٖ

کہ کائنات عالم پر جب میں نے نظر ڈالی تو رائی کے دانہ کی طرح سب مجھ پر منکشف ہوا۔ و اللّٰہ تعالیٰ اعلم

Marfat.com

سورۃ شوریٰ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ﴿۱﴾ عٓسٓقٓ ﴿۲﴾

یہ حروف مقطعات ہیں ان کے حقیقی معنی کو اللہ اور اس کی عطا سے اُس کے حبیب جناب مصطفیٰ ہی جانتے ہیں

کَذٰلِکَ یُوۡحِیۡۤ اِلَیۡکَ وَ اِلَی الَّذِیۡنَ مِنۡ قَبۡلِکَ ۙ اللّٰہُ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۳﴾

ایسے ہی وحی فرماتا ہے آپ کی طرف اور آپ سے پہلے نبیوں کی طرف اللہ جو غالب حکمت والا ہے

لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الۡاَرۡضِ ؕ وَ ہُوَ الۡعَلِیُّ الۡعَظِیۡمُ ﴿۴﴾

اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور زمین میں اور وہی بلندی و عظمت والا ہے

تَکَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرۡنَ مِنۡ فَوۡقِہِنَّ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ یُسَبِّحُوۡنَ بِحَمۡدِ رَبِّہِمۡ وَ یَسۡتَغۡفِرُوۡنَ لِمَنۡ فِی الۡاَرۡضِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰہَ ہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ﴿۵﴾

قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں اور فرشتے تسبیح کرتے ہیں اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور بخشش مانگتے ہیں ان کے لئے جو زمین میں ہیں۔ خبردار رہو بے شک اللہ بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے

وَ الَّذِیۡنَ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہُ حَفِیۡظٌ عَلَیۡہِمۡ ۫ۖ وَ مَاۤ اَنۡتَ عَلَیۡہِمۡ بِوَکِیۡلٍ ﴿۶﴾

اور وہ لوگ جو پکڑتے ہیں اللہ کے سوا اپنا مددگار وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور آپ (اے محبوب!) ان کے ذمہ دار نہیں

وَ کَذٰلِکَ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡکَ قُرۡاٰنًا عَرَبِیًّا لِّتُنۡذِرَ اُمَّ الۡقُرٰی وَ مَنۡ حَوۡلَہَا وَ تُنۡذِرَ یَوۡمَ الۡجَمۡعِ لَا رَیۡبَ فِیۡہِ ؕ فَرِیۡقٌ فِی الۡجَنَّۃِ وَ فَرِیۡقٌ فِی السَّعِیۡرِ ﴿۷﴾

اور ایسے ہی ہم نے عربی قرآن کی وحی فرمائی آپ کی طرف تاکہ آپ ڈرائیں مکہ والوں اور جتنے اس کے گرد بس رہے ہیں ان کو تاکہ ڈرائیں اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شبہ نہیں ایک جماعت جنت میں اور ایک جہنم میں ہوگی

وَ لَوۡ شَآءَ اللّٰہُ لَجَعَلَہُمۡ اُمَّۃً وَّاحِدَۃً وَّ لٰکِنۡ یُّدۡخِلُ مَنۡ یَّشَآءُ فِیۡ رَحۡمَتِہٖ ؕ وَ الظّٰلِمُوۡنَ مَا لَہُمۡ مِّنۡ وَّلِیٍّ وَّ لَا نَصِیۡرٍ ﴿۸﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک جماعت بنا دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں جسے چاہے داخل فرماتا ہے اور مشرکوں کا کوئی دوست اور مددگار نہیں

اَمِ اتَّخَذُوۡا مِنۡ دُوۡنِہٖۤ اَوۡلِیَآءَ ۚ فَاللّٰہُ ہُوَ الۡوَلِیُّ وَ ہُوَ یُحۡیِ الۡمَوۡتٰی ۫ وَ ہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیۡءٍ قَدِیۡرٌ ﴿۹﴾

کیا وہ لوگ جنہوں نے پکڑے اللہ کے سوا اور مددگار تو بے شک اللہ ہی سب کا والی اور مددگار ہے اور وہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ ہر شے پر قادر ہے

Marfat.com

حل لغات پہلا رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

حٰمٓ۔	عٓسٓقٓ۔	کَذٰلِكَ۔ ایسے ہی	یُوْحِیْٓ۔ وحی کرتا ہے
اِلَیْكَ۔ تیری طرف	وَ۔ اور	اِلَی۔ طرف	الَّذِیْنَ۔ ان کی جو
مِنْ قَبْلِكَ۔ تجھ سے پہلے تھے		اللّٰہُ۔ اللہ	الْعَزِیْزُ۔ غالب
الْحَکِیْمُ۔ حکمت والا	لَہٗ۔ اسی کا ہے	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ
السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں کے ہے	وَ۔ اور	مَا۔ جو	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	وَ۔ اور	ھُوَ۔ وہ	الْعَلِیُّ۔ بلند ہے
الْعَظِیْمُ۔ بڑا	تَکَادُ۔ قریب ہیں	السَّمٰوٰتُ۔ آسمان کہ	یَتَفَطَّرْنَ۔ پھٹ جائیں
مِنْ فَوْقِهِنَّ۔ اپنے اوپر سے		وَ۔ اور	الْمَلٰٓئِکَةُ۔ فرشتے
یُسَبِّحُوْنَ۔ تسبیح کرتے ہیں	بِحَمْدِ۔ ساتھ حمد	رَبِّهِمْ۔ اپنے رب کے	وَ۔ اور
یَسْتَغْفِرُوْنَ۔ بخشش مانگتے ہیں		لِمَنْ۔ ان کے لئے جو	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے ہے	اَلَآ۔ خبردار	اِنَّ۔ بے شک	اللّٰہَ۔ اللہ
ھُوَ۔ وہی	الْغَفُوْرُ۔ بخشنے والا	الرَّحِیْمُ۔ مہربان ہے	وَ۔ اور
الَّذِیْنَ۔ وہ جنہوں نے	اتَّخَذُوْا۔ بنالئے	مِنْ دُوْنِهٖٓ۔ اس کے سوا	اَوْلِیَآءَ۔ کارساز
اللّٰہُ۔ اللہ	حَفِیْظٌ۔ نگہبان ہے	عَلَیْهِمْ۔ ان پر	وَ۔ اور
مَآ۔ نہیں	اَنْتَ۔ تو	عَلَیْهِمْ۔ ان کا	بِوَکِیْلٍ۔ ذمہ دار
وَ۔ اور	کَذٰلِكَ۔ ایسے ہی	اَوْحَیْنَآ۔ وحی کی ہم نے	اِلَیْكَ۔ تیری طرف
قُرْاٰنًا۔ قرآن	عَرَبِیًّا۔ عربی کی	لِّتُنْذِرَ۔ تاکہ تو ڈرائے	اُمَّ الْقُرٰی۔ مکہ والوں کو
وَ۔ اور	مَنْ۔ جو	حَوْلَهَا۔ اس کے گرد ہیں	وَ۔ اور
تُنْذِرَ۔ تو ڈرائے	یَوْمَ۔ دن	الْجَمْعِ۔ قیامت سے	لَا۔ نہیں
رَیْبَ۔ کوئی شک	فِیْهِ۔ اس میں	فَرِیْقٌ۔ ایک جماعت	فِی۔ بیچ
الْجَنَّةِ۔ جنت کے ہے	وَ۔ اور	فَرِیْقٌ۔ ایک جماعت	فِی۔ بیچ
السَّعِیْرِ۔ دوزخ کے ہے	وَ۔ اور	لَوْ۔ اگر	شَآءَ۔ چاہے
اللّٰہُ۔ اللہ	لَجَعَلَهُمْ۔ تو بنائے ان کو	اُمَّةً۔ جماعت	وَّاحِدَةً۔ ایک
وَّ۔ اور	لٰکِنْ۔ لیکن	یُّدْخِلُ۔ داخل کرتا ہے	مَنْ۔ جسے
یَّشَآءُ۔ چاہے	فِیْ۔ بیچ	رَحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت کے	وَ۔ اور
الظّٰلِمُوْنَ۔ ظالم	مَا۔ نہیں	لَهُمْ۔ ان کے لئے	مِّنْ وَّلِیٍّ۔ کوئی دوست
وَّ۔ اور	لَا۔ نہ	نَصِیْرٍ۔ مددگار	اَمِ۔ کیا

Marfat.com

اتَّخَذُوْا۔ پکڑے انہوں نے | مِنْ دُوْنِهٖٓ۔ اس کے سوا | اَوْلِيَآءَ۔ دوست
فَاللّٰهُ۔ تو اللہ | هُوَ۔ وہی | الْوَلِيُّ۔ دوست ہے | وَ۔ اور
هُوَ۔ وہی | يُحْيِ۔ زندہ کرتا ہے | الْمَوْتٰى۔ مردوں کو | وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ | عَلٰى۔ اوپر | كُلِّ۔ ہر | شَيْءٍ۔ شے کے
قَدِيْرٌ۔ قادر ہے

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع۔ سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

اس سورۂ مبارکہ میں پانچ رکوع اور ۵۳ آیتیں ہیں اور یہ مکہ میں نازل ہوئی۔

حٰمٓ ۞ عٓسٓقٓ ۞۔ حروف مقطعات کے متعلق پہلے بھی بتایا جا چکا ہے کہ اس کے حقیقی معنی کو سوائے اللہ عز و جل اور اس کے حبیب جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کوئی نہیں جانتا اس لئے کہ یہ رموز ہیں جو بقول شاعر

میان طالب و مطلوب رمزیست ۔۔۔ کراماً کاتبیں را زو خبر نیست

لیکن معنی تاویلی کے اعتبار سے یہ معنی بن سکتے ہیں کہ حاء سے حامد مراد ہے اور میم سے محمود۔ عین سے عالم علوم غیبیہ اور سین سے سید عالم اور قاف سے قاسم کونین مراد ہیں۔

تفسیر ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مطابق یہ حروف مقطعات ہیں ان کے حقیقی معنی کو تمام مفسرین نے لکھا ہے اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمُرَادِهٖ۔ حقیقت معنی کو اللہ ہی جانتا ہے یا وہ جس پر یہ قرآن کریم نازل ہوا۔ لیکن معنی تاویلی اگر ایسے کئے جائیں جو احادیث ونصوص کے خلاف نہ ہو تو جائز ہیں چنانچہ ہم تتبع میں ان حروف کے معنی بھی پیش کرتے ہیں وھو ھذا۔

حاء سے مراد حامد الٰہی جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور میم سے مراد محمود کائنات جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ عین میں جامعیت علم مصطفیٰ ظاہر کی گئی یعنی ہمارے حبیب علم لدنی کے عالم اور علوم غیبیہ کے واقف ہیں۔ سین سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیادت ہے جس سے مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات لی جا سکتی ہے ہے اور قاف سے مراد۔ قاسم کونین سید الثقلین ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ وَاِلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكَ ۙ اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞۔

ایسے ہی وحی فرماتا ہے خداوند کریم آپ کی طرف اور ان کی طرف جو پہلے انبیاء گزر چکے جو غالب اور حکمت والا ہے۔

یہ بمعنی القاء والہام خداوندی عز و جل ہے۔ مگر وہ وحی جو بذریعہ فرشتہ آتی ہے وہ صرف اور صرف انبیاء کرام پر ہی آتی ہے اور جو مدعی وحی کا ہو اور نبی نہ ہو وہ کاذب اور مفتری ہے جیسا کہ قرآن پاک میں فرمایا: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِيَ اِلَيَّ وَلَمْ يُوْحَ اِلَيْهِ شَيْءٌ۔ اسی لئے یہاں بھی فرمایا کہ كَذٰلِكَ يُوْحِيْٓ اِلَيْكَ الخ ایسے ہی وحی کی آپ اور آپ سے پہلے انبیاء کی جانب آگے ارشاد ہے:

لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۞۔

اسی کی ملک ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے اور وہ بلند مرتبہ زبردست ہے۔

اس سے یہ مستفاد ہوا کہ اس ذات ستودہ صفات کے مقابلہ میں کوئی وحی بنا کر اپنی طرف سے نہیں لا سکتا اور اگر لائے گا تو

اس کی وحی ایسی ہی بے معنی ہوگی جیسے جھوٹے پنجابی نبی کی وحیاں بے معنی ہیں۔ بہر حال وہ کلام جو وحی کے ذریعہ اللہ عزوجل کی طرف سے آتا ہے وہ اپنی بلاغت وفصاحت میں اتنا بے مثل ہوتا ہے کہ انسان اس کے مقابلہ سے عاجز رہ جاتا ہے اسی لئے فرمایا گیا: وَاِنْ كُنْتُمْ فِيْ رَيْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰى عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّنْ مِّثْلِهٖ۔ اور ارشاد ہوا: قُلْ لَّئِنِ اجْتَمَعَتِ الْاِنْسُ وَالْجِنُّ عَلٰۤى اَنْ يَّاْتُوْا بِمِثْلِ هٰذَا الْقُرْاٰنِ لَا يَاْتُوْنَ بِمِثْلِهٖ وَلَوْ كَانَ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ ظَهِيْرًا ﴿۸۸﴾۔

(پہلی آیت کا ترجمہ) فرمادیجئے اگر ہو تم شک میں اس سے جو ہم نے اپنے بندۂ خاص پر نازل فرمایا تو ایک سورت ہی اس کی مثل بنالاؤ۔

(دوسری آیت کا ترجمہ) فرمادیجئے اگر جن وانس سب اس امر پر ایکا کرلیں کہ اس قرآن کے مقابلہ میں لے آئیں تو اس کا مثل نہیں لا سکتے اگرچہ ایک دوسرے سے تعاون بھی کریں۔

اسی بنا پر فرمایا گیا: وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ کہ وہ بلندی وعظمت والا ہے آگے ارشاد ہے:

تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَاۤ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۵﴾۔

(ایسے مدعیان نبوت کو دیکھ کر) قریب ہوتا ہے کہ ہیبت وجلال الٰہی سے آسمان اپنے اوپر سے شق ہوجائیں۔ اور ملائکہ اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح بیان کرتے ہیں اور مومنین دنیا کے لئے بخشش مانگتے ہیں۔ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ میں صرف مومنین دنیا ہی مراد ہیں اور اگر کافر بھی ہوں تو اس طرح کہ ان کے لئے توفیق توبہ کی دعا کریں اور ایمان ملنے کی التجا ورنہ کافر کے لئے دعاء مغفرت جائز نہیں ہے۔

"خبردار رہو کہ بے شک اللہ وہ جو بخشش فرمانے والا رحم فرمانے والا ہے۔"

کافر وہ خواہ مشرک ہو یا ملحد اس کو دنیا میں توفیق توبہ دے کر بخشش فرماتا ہے اور گنہگار سیاہ کار بداعمال کے لئے دعاء بخشش جائز ہے آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ۡ وَمَاۤ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۶﴾۔

اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی (مالک) بنا رکھے ہیں وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں اور آپ اے محبوب! ان کے ذمہ دار نہیں۔

یہاں ولی، والی لغت کے ماتحت ترجمہ والی کا یوں کیا گیا کہ ولی کے معنی قرآن کریم میں بہت سے ہیں جس کی توضیح ہم اس سے قبل آیت اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ میں کر آئے ہیں۔ اس سے مراد اولیاء کرام سے استعانت اور امداد وتوسل کی ممانعت نہیں ہے بلکہ اس میں مشرکین کا بتوں کو اپنا والی ومختار ماننا مراد ہے اور جو فرقہ اس سے توسل اولیاء کی مذمت میں ساعی ہے وہ غلطی پر ہے اس کی تصریح ہم اپنی تفسیر میں کرچکے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَاۤ اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ﴿۷﴾۔

اور ایسے ہی وحی فرمائی ہم نے قرآن عربی کی تاکہ آپ ڈرائیں مکہ والوں اور اس کے گرد بسنے والوں کو اور آپ ڈرائیں اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ ایک جماعت جنت اور ایک جماعت دوزخ میں ہوگی۔

Marfat.com

یہاں یَوْمَ الْجَمْعِ سے مراد قیامت ہے اور قرآن کریم میں قیامت کے نام یَوْمَ الْجَمْعِ کے علاوہ اور بھی بیان فرمائے گئے۔ جو اپنے موقع پر ظاہر کئے جائیں گے ایسے ہی سعیر جہنم کا نام ہے اور جہنم کو بھی ایک نام سے ظاہر نہیں فرمایا۔ بلکہ نار، سعیر، جحیم، جہنم، حطمہ، ھاویہ وغیرہ وغیرہ نام دیئے گئے ہیں تفصیل وار اپنی جگہ بیان کئے جائیں گے آگے ارشاد ہے۔

وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۸﴾

اور اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک ہی دین پر کر دیتا لیکن جسے وہ چاہے اپنی رحمت میں داخل فرمائے اور مشرکوں کا کوئی والی و مددگار نہیں ہے۔

مشیت الٰہی عزوجل مخلوق انسانی میں اتنی اثر انداز ہے کہ جسے چاہے دین پر رکھے اور جسے چاہے گمراہ کر دے مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ جسے اللہ ہدایت دے وہ ہدایت پر ہوگا اور جسے گمراہ فرمائے وہ نقصان وخسران میں ہوگا، اس سے ثابت ہوا کہ ضلالت وہدایت قبضہ قدرت الٰہی عزوجل میں ہے وہ جسے ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور وہ جسے گمراہ بنائے اسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا۔

گویا ضلالت وہدایت منجانب اللہ عزوجل ہے اور چونکہ ہمارے علم میں نہیں کہ کون ہدایت پر پیدا ہوا اور کون گمراہی پر اس لئے تبلیغ مبلغ لازمی ہوئی اور انبیاء کرام کا تشریف لانا وہ بھی اسی غرض سے ہے کہ عامۃ الناس کے سامنے مشاہدہ ہو جائے کہ معجزات کو دیکھ کر ایمان نہ لانے والا اور دلائل باہرہ کو نہ ماننے والا کون ہے اور ایک آواز پر لبیک کہنے والا اور ایمان کی روشنی لینے والا کون؟

بہرحال ضلالت وہدایت منجانب اللہ عزوجل ہوئی اور تبلیغ مبلغین اس امر کو ظاہر کرنے کے لئے مقرر کی گئی کہ دیکھنے والے سمجھ لیں کہ کون جبلی کافر ہے اور کون مومن اسی لئے فرمادیا کہ اگر ہماری مشیت اسی طرف ہوئی کہ اضداد کے ساتھ کھوٹے کھرے کا امتیاز نہ رکھتے ہوئے سب کو دین پر پیدا فرمادیں تو اس کے قبضۂ قدرت میں تھا مگر صاف فرمادیا کہ جس کو ہم چاہیں اپنی رحمت میں لیں اور جسے چاہیں عذاب کی زحمت میں مبتلا کریں۔

اس لئے کہ اگر جنت ہی جنت ہوتی اور جہنم نہ بنایا جاتا تو قدر عافیت کا امتیاز نہ ہوتا۔ فلاسفہ کا اصول ہے کہ تُعْرَفُ الْاَشْيَاءُ بِاَضْدَادِهَا ہر شے کی قدر وقیمت ضد کے تقابل سے ہوتی ہے اسی وجہ میں صحت کی ضد مرض رکھی دن کی ضد رات بنائی۔ آرام کی ضد محنت ہوئی۔ شکم سیری کی ضد بھوک ہوئی۔ پیاس کی ضد سیرابی غرضکہ ہر چیز کے ساتھ اس کی ضد رکھی گئی تاکہ قدر نعمت ذہن نشین ہوسکے اسی لئے مخلوق کا خالق ایک ہے وہی کافر بناتا ہے وہی مومن اس بنانے میں حکمت یہی ہے کہ ضد کے مقابلہ سے مخلوق قدر وقیمت سمجھ سکے۔ بہرحال فرمادیا:

وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۸﴾۔

یعنی ہم مختار ایسے ہیں کہ جسے چاہیں اپنی رحمت میں لے کر جنت کا مستحق بنادیں اور جسے چاہیں جہنم کا کندہ کردیں۔

اور صفت صناعیت بھی اسی امر کی مقتضی ہے جیسے بلاتشبیہ ترکھان اسی لکڑی سے قیمتی صندوق اور ریل کے ڈبے اور موٹروں کی باڈیاں بناتا ہے اور اسی لکڑی سے چار چار پیسے کے کھلونے تیار کر کے بازار میں لاتا ہے لیکن کسی مصنوع کو حق اعتراض نہیں

Marfat.com

ہوتا۔ مصنوع ہمیشہ صانع کی صنعت کاری پر ظاہر ہوتا ہے۔ عام اس سے کہ وہ اعلیٰ درجہ کا بنا ہو یا ادنیٰ۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ مٹی کے کھلونے ایک ایک پیسہ کے چار چار بھی بنائے جاتے ہیں اور ایک روپیہ کا ایک بھی تیار ہوتا ہے ظاہر ہے کہ مٹی ایک ہے مگر صنعت صناع کی دستکاری اسے اس کی قدر و قیمت گھٹا بڑھا دیتا ہے ایسے ہی اس صناع مطلق نے خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ فرما کر ابو جہل بھی بنایا اور ابولہب بھی اور اسی مٹی کو نکھار کر صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پیدا کیے۔ اسی مٹی سے غوث، قطب، ابدال رحمہم اللہ پیدا فرمائے اور اسی مٹی کو اتنا منور کیا کہ انبیاء کرام حتیٰ کہ سید الانبیاء جناب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے۔ اور چشم حق بین نے ان کے متعلق فیصلہ کیا اور کہہ دیا:

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں — واللہ زجاں ہم پاک تر روحی فداک اے نازنین
پاکاں نہ دیدہ روئے تو جاں دادہ اند در کوئے تو — اینک مگر در کوئے تو صد جان پاک اے نازنیں

چنانچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ وہی مٹی ہے جو بلجیم کے شیشوں کی شکل میں نظر آتی ہے اور وہی مٹی ہے جس سے بجلی کے بلب بن کر ظلمت کو نور سے بدل دیتے ہیں اور وہی مٹی ہے جس سے مکان تعمیر ہو رہے ہیں اور وہی مٹی ہے جو لاکھوں اور کروڑوں کے پیروں تلے کھندر ہی ہے یہ سب اس صناع مطلق کی شیون قدرت ہیں جو دماغ انسانی کے اختراع سے ظاہر ہو رہی ہیں۔ پھر اس صناع مطلق کی صنعت کمال تو ایسی بے مثل ہے کہ اس کا مقابلہ مخلوق کے دماغ نہیں کر سکتے اگرچہ اس نے بھی اس کی عطا کردہ طاقت کے ساتھ اپنے دماغی اختراع سے مٹی کو ناطق بنالیا اور ریکارڈر کی شکل میں گراموفون پر بلوالیا۔ کان سے دھاتیں نکال کر جو محض جماد تھیں دوسرے کی آواز کو جذب کر کے ہمیں سنانے کے قابل بنا دیا جیسے ریڈیو، وائرلیس، ٹیلیفون وغیرہ۔

بہر حال وَلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِيْ رَحْمَتِهٖ فرما کر اپنی مشیت کاملہ کا عام اثر ظاہر فرما دیا۔ اور وَالظّٰلِمُوْنَ کہہ کر مشرکوں کو ظاہر کر دیا اس لئے کہ قرآن کریم میں شرک کے متعلق ارشاد فرمایا کہ اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ تو مشرک سے بڑھ کر ظالم اور کون ہو سکتا ہے۔ اسی لئے مشرکوں کو ظالم فرما کر اپنی حمایت و نصرت سے محروم کر دیا اور فرما دیا:

مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۸﴾ ۔ یعنی ان کا کوئی والی اور مددگار نہ ہوگا۔

اور طرز بیان میں اشارۃ النص کے ساتھ یہ بھی بتا دیا کہ میدان حشر میں والی و مددگار انہیں کا نہیں ہو سکتا جو ظالم اور مشرک ہیں باقی رہے ہم جیسے سیاہ کار بدکرداران کے لئے شفاعت مصطفیٰ اور حمایت اولیاء والی و ناصر ہے اور جو اس کا انکار کرنے والے ہیں وہ ظالم اور مشرکین کے ہمنوا ہیں آگے ارشاد ہے:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۹﴾ ۔

کیا اللہ کے سوا اور والی ٹھہرا لئے ہیں تو اللہ ہی والی ہے اور وہی مردوں کو جلائے گا اور وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔

اس میں مشرکین کا رد ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے سوا بتوں کو اپنا والی بنایا اور معبود ٹھہرایا تو اس کا جواب دے دیا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی قادر مطلق ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿۱۰﴾	اور جو اختلاف تم اس دین میں کسی قسم کا بھی کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہی اللہ میرا رب ہے میں اسی پر

Marfat.com

بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکا ہوا ہوں

فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ مِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ یَذْرَؤُكُمْ فِیْهِ ؕ لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ﴿۱۱﴾

اور وہی آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے تمہارے لئے تمہی میں سے جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے اس میں تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس کی مثل کوئی شے نہیں ہے اور وہ سنتا دیکھتا ہے

لَهٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَ یَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ﴿۱۲﴾

اسی کے لئے ہیں کنجیاں آسمانوں اور زمین کی رزق وسیع کرتا ہے جس کے لئے چاہے اور تنگ فرماتا ہے جس پر چاہے بے شک وہ ہر چیز کا جاننے والا ہے

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْۤ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِهٖۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ مُوْسٰى وَ عِیْسٰۤى اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَ لَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِیْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَیْهِ ؕ اَللّٰهُ یَجْتَبِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَهْدِیْۤ اِلَیْهِ مَنْ یُّنِیْبُ ﴿۱۳﴾

تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم نوح کو ہوا اور جو وحی فرمائی ہم نے تمہاری طرف اور جس کا حکم کیا ہم نے ابراہیم و موسیٰ و عیسیٰ کو یہ کہ دین کو ٹھیک رکھو اور تفرقہ اندازی اس میں نہ کرو بھاری ہے یہ مشرکوں پر جس کی طرف آپ انہیں بلا رہے ہیں اللہ چن لیتا ہے دین کی طرف جسے چاہے اور اسے راہ دیتا ہے جو اس کی طرف جھکے

وَ مَا تَفَرَّقُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْیًۢا بَیْنَهُمْ ؕ وَ لَوْ لَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰۤى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِیَ بَیْنَهُمْ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِیْبٍ ﴿۱۴﴾

اور نہیں اختلاف کیا مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آ چکا تھا آپس کے حسد سے اور اگر تمہارے رب کا حکم نہ ہو چکا ہوتا تو کب کا فیصلہ ہو چکا ہوتا مگر وہ لوگ جن کو وارث کیا گیا کتاب کا بعد ان کے بے شک وہ شک میں دھوکہ کھائے ہوئے ہیں

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَ اسْتَقِمْ كَمَاۤ اُمِرْتَ ۚ وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَ قُلْ اٰمَنْتُ بِمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَ اُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَ رَبُّكُمْ ؕ لَنَاۤ اَعْمَالُنَا وَ لَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ؕ لَا حُجَّةَ بَیْنَنَا وَ بَیْنَكُمْ ؕ اَللّٰهُ یَجْمَعُ بَیْنَنَا ۚ وَ اِلَیْهِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۵﴾

تو اسی لئے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا تمہیں حکم ہوا ہے اور نہ پیروی کرو ان کی خواہشات کی اور فرمایے کہ ایمان لایا میں اس پر جو اللہ نے کتاب سے نازل کیا اور میں حکم کیا گیا ہوں کہ میں عدل کروں تم میں اللہ میرا رب اور تمہارا رب ہے ہمارے لئے ہمارا عمل اور تمہارے لئے تمہارا عمل کوئی جھگڑا نہیں ہم میں اور تم میں اللہ سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف لوٹنا ہے

وَ الَّذِیْنَ یُحَآجُّوْنَ فِی اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِیْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَ

اور وہ کہ اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ قبول کر چکے اس کی دعوت کو ان کی دلیل محض بے اثر ہے

Marfat.com

عَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿١٦﴾

ان کے رب کے نزدیک اوران کے اوپر غضب الٰہی ہے اوران کے لئے سخت عذاب ہے

اَللّٰهُ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَالْمِيْزَانَ ۭ وَمَا يُدْرِيْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِيْبٌ ﴿١٧﴾

اللہ وہ ہے جس نے کتاب نازل کی اورانصاف کی ترازو اورتمہیں کیا معلوم شاید قیامت قریب ہی ہو

يَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ۭ اَلَآ اِنَّ الَّذِيْنَ يُمَارُوْنَ فِي السَّاعَةِ لَفِيْ ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ﴿١٨﴾

جلدی کرتے ہیں اس قیامت کی جوایمان نہیں لائے اس پراورجوایمان لائے وہ اس سے ڈرتے ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت حق ہے خبردار رہو وہ جو قیامت کے بارے میں شک کرتے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں

اَللّٰهُ لَطِيْفٌۢ بِعِبَادِهٖ يَرْزُقُ مَنْ يَّشَاۗءُ ۚ وَهُوَ الْقَوِيُّ الْعَزِيْزُ ﴿١٩﴾

اللہ کرم فرماتا ہے اپنے بندوں پر جسے چاہے روزی دے اوروہی قوت والا غالب ہے

حل لغات دوسرا رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

وَ-اور	مَا-جو	اخْتَلَفْتُمْ-اختلاف کروتم	فِيْهِ-اس میں
مِنْ شَيْءٍ-کچھ بھی	فَحُكْمُهٗٓ-تواس کا فیصلہ	اِلَى-طرف	اللّٰهِ-اللہ کے ہے
ذٰلِكُمُ-یہ ہے	اللّٰهُ-اللہ	رَبِّيْ-میرا رب	عَلَيْهِ-اسی پر
تَوَكَّلْتُ-میں نے بھروسہ کیا	وَ-اور	اِلَيْهِ-اسی کی طرف	اُنِيْبُ-میں رجوع کرتا ہوں
فَاطِرُ-پیدا کرنے والا	السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کا
جَعَلَ لَكُمْ-بنایا تم کو	مِّنْ اَنْفُسِكُمْ-تمہاری اپنی جانوں سے		اَزْوَاجًا-جوڑے
وَّ-اور	مِنَ الْاَنْعَامِ-چوپایوں سے		اَزْوَاجًا-جوڑے
يَذْرَؤُ-پھیلاتا ہے	كُمْ-تم کو	فِيْهِ-اس میں	لَيْسَ-نہیں ہے
كَمِثْلِهٖ-اس کی مثل	شَيْءٌ-کوئی چیز	وَ-اور	هُوَ-وہ ہے
السَّمِيْعُ-سننے والا	الْبَصِيْرُ-دیکھنے والا	لَهٗ-اسی کے پاس ہیں	مَقَالِيْدُ-کنجیاں
السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کی	يَبْسُطُ-پھیلاتا ہے
الرِّزْقَ-رزق	لِمَنْ-جس کے لئے	يَّشَآءُ-چاہے	وَ-اور
يَقْدِرُ-تنگ کرتا ہے	اِنَّهٗ-بے شک وہ	بِكُلِّ-ہر	شَيْءٍ-چیز کو
عَلِيْمٌ-جانتا ہے	شَرَعَ-مقرر کیا	لَكُمْ-تمہارے لیے	مِّنَ الدِّيْنِ-وہ دین
مَا-جو	وَصّٰى-وصیت کی تھی	بِهٖ-اس کی	نُوْحًا-نوح کو
وَّ-اور	الَّذِيْٓ-وہ جو	اَوْحَيْنَآ-وحی کی ہم نے	اِلَيْكَ-تیری طرف
وَ-اور	مَا-جو	وَصَّيْنَا-وصیت کی ہم نے	بِهٖٓ-اس کی

Marfat.com

اِبْرٰهِيْمَ۔ابراہیم	وَ۔اور	مُوْسٰى۔موسیٰ	وَ۔اور
عِيْسٰٓى۔عیسیٰ کو	اَنْ۔یہ کہ	اَقِيْمُوا۔ٹھیک رکھو	الدِّيْنَ۔دین
وَ۔اور	لَا۔نہ	تَتَفَرَّقُوْا۔فرقے بناؤ	فِيْهِ۔اس میں
كَبُرَ۔بڑی بات ہے	عَلَى۔اوپر	الْمُشْرِكِيْنَ۔مشرکوں کے	مَا۔جو
تَدْعُوْ۔بلاتے ہیں آپ	هُمْ۔ان کو	اِلَيْهِ۔طرف اس کی	اَللّٰهُ۔اللہ
يَجْتَبِيْٓ۔چن لیتا ہے	اِلَيْهِ۔اپنی طرف	مَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے
وَ۔اور	يَهْدِيْٓ۔ہدایت دیتا ہے	اِلَيْهِ۔اپنی طرف	مَنْ۔اس کو جو
يُّنِيْبُ۔رجوع کرے	وَ۔اور	مَا۔نہ	تَفَرَّقُوْٓا۔اختلاف کیا انہوں
نے	اِلَّا۔مگر	مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	مَا۔اس کے کہ
جَآءَهُمُ۔آیا ان کے پاس	الْعِلْمُ۔علم	بَغْيًا۔حسد کرتے ہوئے	بَيْنَهُمْ۔آپس میں
وَ۔اور	لَوْ۔اگر	لَا۔نہ ہوتی	كَلِمَةٌ۔بات
سَبَقَتْ۔پہلے گزری ہوئی	مِنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب سے	اِلٰٓى۔طرف	اَجَلٍ۔مدت
مُّسَمًّى۔مقرر کے	لَّقُضِيَ۔تو فیصلہ ہو جاتا	بَيْنَهُمْ۔ان میں	وَ۔اور
اِنَّ۔بے شک	الَّذِيْنَ۔وہ جو	اُوْرِثُوا۔وارث ہوئے	الْكِتٰبَ۔کتاب کے
مِنْۢ بَعْدِهِمْ۔ان کے بعد	لَفِيْ۔بیچ	شَكٍّ۔شک کے ہیں	مِّنْهُ۔اس سے
مُرِيْبٍ۔دھوکہ میں	فَلِذٰلِكَ۔تو اسی لئے	فَادْعُ۔بلاؤ	وَ۔اور
اسْتَقِمْ۔ثابت قدم رہو	كَمَآ۔جیسے	اُمِرْتَ۔آپ کو حکم ہوا	وَ۔اور
لَا۔نہ	تَتَّبِعْ۔پیروی کر	اَهْوَآءَ۔خواہشوں	هُمْ۔ان کی کی
وَ۔اور	قُلْ۔فرمایئے	اٰمَنْتُ۔میں ایمان لایا	بِمَآ۔اس پر جو
اَنْزَلَ۔اتاری	اللّٰهُ۔اللہ نے	مِنْ كِتٰبٍ۔کتاب	وَ۔اور
اُمِرْتُ۔مجھے حکم ہے کہ	لِاَعْدِلَ۔انصاف کروں	بَيْنَكُمْ۔تم میں	اَللّٰهُ۔اللہ
رَبُّنَا۔ہمارا رب ہے	وَ۔اور	رَبُّكُمْ۔تمہارا رب	لَنَآ۔ہمارے لئے
اَعْمَالُنَا۔ہمارے عمل	وَ۔اور	لَكُمْ۔تمہارے لئے	اَعْمَالُكُمْ۔تمہارے عمل
لَا۔نہیں	حُجَّةَ۔جھگڑا	بَيْنَنَا۔ہمارے	وَ۔اور
بَيْنَكُمْ۔تمہارے درمیان	اَللّٰهُ۔اللہ	يَجْمَعُ۔جمع کرے گا	بَيْنَنَا۔ہم سب کو
وَ۔اور	اِلَيْهِ۔اسی کی طرف	الْمَصِيْرُ۔پھرنا ہے	وَ۔اور
الَّذِيْنَ۔وہ جو	يُحَآجُّوْنَ۔جھگڑتے ہیں	فِي۔بیچ	اللّٰهِ۔اللہ کے
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	مَا۔اس کے کہ	اسْتُجِيْبَ۔قبول کر چکے	لَهٗ۔اس کو

حُجَّتُہُمْ۔ان کی دلیل	دَاحِضَۃٌ۔کمزور ہے	عِنْدَ۔نزدیک	رَبِّہِمْ۔ان کے رب کے
وَ۔اور	عَلَیْہِمْ۔ان پر	غَضَبٌ۔غضب ہے	وَّ۔اور
لَہُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	شَدِیْدٌ۔سخت	اَللّٰہُ۔اللہ
الَّذِیْٓ۔وہ ہے جس نے	اَنْزَلَ۔اتاری	الْکِتٰبَ۔کتاب	بِالْحَقِّ۔ساتھ حق کے
وَ۔اور	الْمِیْزَانَ۔میزان	وَ۔اور	مَا۔کیا
یُدْرِیْکَ۔معلوم تجھ کو کہ	لَعَلَّ۔شاید	السَّاعَۃَ۔قیامت	قَرِیْبٌ۔قریب ہو
یَسْتَعْجِلُ۔جلدی کرتے ہیں	بِھَا۔اس کی	الَّذِیْنَ۔وہ جو	لَا۔نہیں
یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے	بِھَا۔اس پر	وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	مُشْفِقُوْنَ۔ڈرتے ہیں	مِنْھَا۔اس سے	وَ۔اور
یَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں	اَنَّھَا۔کہ وہ	الْحَقُّ۔حق ہے	اَلَآ۔خبردار
اِنَّ۔بے شک	الَّذِیْنَ۔وہ جو	یُمَارُوْنَ۔جھگڑتے ہیں	فِی۔بیچ
السَّاعَۃِ۔قیامت کے	لَفِیْ۔بیچ	ضَلٰلٍ۔گمراہی	بَعِیْدٍ۔دور میں ہیں
اَللّٰہُ۔اللہ	لَطِیْفٌ۔مہربان ہے	بِعِبَادِہٖ۔اپنے بندوں پر	یَرْزُقُ۔رزق دیتا ہے
مَنْ۔جس کو	یَّشَآءُ۔چاہے	وَ۔اور	ھُوَ۔وہ
الْقَوِیُّ۔طاقتور ہے	الْعَزِیْزُ۔غالب		

حل لغات نادرہ

فَاطِرُ۔ پیدا کرنے والا۔

یَذْرَؤُکُمْ۔از ذَرْءٌ جس کے معنی پھیلانے کے آتے ہیں۔

مَقَالِیْدُ۔جمع ہے مِقْلَدٌ کی۔کسی شے کے باندھنے کو کہتے ہیں پھر اس کو کنجی کے معنی میں استعمال کیا گیا۔

یَجْتَبِیْٓ۔اِجْتِبَاء سے ہے چننے کے معنی دیتا ہے۔

یُنِیْبُ۔از اِنَابَۃٌ جھکنے کے معنی دیتا ہے۔

بَغْیًا۔بغاوت اور حسد کے معنی دیتا ہے۔

دَاحِضَۃٌ۔ دحض لغت میں پھسلنے کو کہتے ہیں بولا کرتے ہیں: اَلْمَطَرُ قَدْ دَحَضَتِ التَّلَاعَ اَیْ مُزْلَقَۃً۔

یُمَارُوْنَ۔مُمَارَاۃٌ کہتے ہیں مجادلہ کو۔لیا گیا ہے عرب کے قول مَرَیْتُ النَّاقَۃَ سے اور یہ اس موقعہ پر بولا جاتا ہے جب اونٹنی کو دودھ دوہنے کے بعد اس کے تھنوں کو شدت وسختی سے ملا جاتا ہے۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔سورۃ شوریٰ۔پ ۲۵

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِیْهِ مِنْ شَیْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّیْ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ ۖۗ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ ۝۱۰

Marfat.com

تم جس بات میں اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے یہ ہے اللہ میرا رب اسی پر میں بھروسہ کرتا ہوں اور اسی کی طرف جھکتا ہوں۔

اس میں مخاطبہ ہے مومنین کو کہ تمہارے اور مشرکین کے مابین جو کچھ بھی اختلاف ہے اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ ہی کے سپرد ہے اور اسی پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ کا ارشاد ہوا کہ یہ میرا رب جو اللہ ہے اسی پر میرا بھروسہ ہے اور اسی کی طرف رجوع لاتا ہوں۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ مشرکین کے اختلافات مومنین کے ساتھ جو کچھ بھی ہیں اس کا فیصلہ اللہ تعالیٰ کے حضور ہی ہے۔ رہا تبلیغ مبلغ کی سعی یا آیت سیف کے ذریعہ ان کو اکراہ کے ساتھ اسلام میں لانا ان کے ہوتے ہوئے بھی فیصلہ قطعی اللہ تعالیٰ ہی کے حضور میں ہوگا۔ اسی وجہ میں اکراہ و اجبار سے اسلام لانے والے ریب و شک میں رہ کر منافق کہلائے۔ آگے ارشاد ہے:

﴿ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ؕ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ⑪﴾۔

آسمانوں اور زمین کا بنانے والا۔ بنائے تمہارے لئے تمہیں میں سے جوڑے اور چوپایوں میں سے نر و مادہ۔ تمہاری نسل پھیلاتا ہے اس میں۔ نہیں کوئی اس کی مثل اور وہ سنتا دیکھتا ہے۔

آیت کریمہ میں اپنی قدرت کاملہ کو سب سے بڑی اہم مخلوق کے ساتھ ظاہر فرمایا جو آسمان اور زمین ہے اس کے بعد بتایا کہ تمہاری پیداوار تمہیں میں سے نر مادہ بنا کر ہم نے کی اور ایسے چوپایوں میں نر مادہ بنا کر تمہارے لئے بسنے اور بڑھنے کے ذریعے بنائے۔ اور اس کی مثل مخلوق میں کوئی نہیں، حالانکہ وہ سنتا دیکھتا ہے۔ لیکن اس کا سننا دیکھنا ہمارے سننے اور دیکھنے کے مشابہ نہیں ہے۔ ہم سمیع ہیں لیکن آلہ سماعت کے محتاج۔ بصیر ہیں مگر آلہ بصارت کے بغیر ہم اندھے ہیں۔

اسی بناء پر احیاء العلوم میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے صفات الٰہیہ عزوجل بیان کرتے ہوئے فرمایا: سَمِيْعٌ لَا بِالْاُذُنِ، بَصِيْرٌ لَا بِالْاَعْيُنِ۔ اس کی صفت سماعت اور بصارت محتاج آلہ نہیں۔ آلات اس کے پیدا کئے ہوئے ہیں۔ کان اس نے بنایا۔ صماخ اذن بنا کر مطرقۃ الاذن میں دوسرے کی آواز کو پہنچایا اور انسان کو سمیع بنایا۔ اور اس پر حدوث و تغیر کا یہ اثر رکھا کہ اگر صماخ اذن بند ہو جائے تو یہ سمیع نہیں رہتا۔ مطرقۃ الاذن میں سختی آ جائے تو بہرا ہے حتیٰ کہ کان کے کسی پرزہ میں کوئی نقص آ جائے تو یہ سمیع نہیں رہتا حالانکہ سمیع ہے مگر اس کی قوت سامعہ متغیر الکیفیت اور حادث ہے۔

اسی بنا پر عالم کے لئے مناطقہ نے حکم لگایا کہ اَلْعَالَمُ حَادِثٌ اس کی وجہ بتائی لِاَنَّهٗ مُتَغَيِّرٌ اور صفات الٰہی ازلی ابدلی سرمدی غیر متغیر اور غیر حادث ہیں اسی لئے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ۔ اس کی مثل کوئی شے نہیں پھر واؤ حالیہ سے عطف کر کے وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ فرمایا۔

یعنی صفت سماعت و بصارت میں ہم سمیع و بصیر ہیں اور تم بھی سمیع و بصیر ہو مگر ہماری صفت قدیم ازلی ہے اور تمہاری صفت حادث و متغیر۔ یہی کیفیت بصارت کی ہے اللہ جل وعلا شانہ اگرچہ بصیر ہے مگر اس کی بصارت کسی آلہ کی محتاج نہیں کسی حد کی محتاج نہیں وہ کائنات کو دیکھنے والا ہے اس کے لئے قرب و بعد کی کوئی حقیقت نہیں وہ جیسا قریب سے دیکھتا ہے اتنا ہی وہ بعید سے برخلاف ہمارے کہ ہماری بصارت ایک حد سے شروع ہے اور ایک حد تک ہے اس حد سے ورے ہم آنکھیں ہوتے

Marfat.com

ہوئے بھی ہم دیکھنے سے قاصر ہیں اور حد سے آگے باوجود صحت بصارت کے ہم دیکھنے سے عاجز ہیں۔

اسی لئے فلاسفہ نے کہا کہ انسان کی بصارت وسماعت غایت قرب میں انتہائے خفا واستتار کی مقتضی ہے اور یہی حال سماعت کا ہے کہ غایت قرب وغایت بعد میں وہ سننے سے روکتی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وجود باری تعالیٰ واجب الوجود ہوتے ہوئے اپنے غایت قرب کی وجہ میں ہماری نظروں سے خفی ہے اس لیے کہ فرمایا: نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ ⑯۔ ہم تمہاری رگ جاں سے بھی زیادہ قریب ہیں تو انسان کی جان بوجہ غایت قرب انسان سے مخفی ہے تو پھر ذات واجب الوجود تعالیٰ شانہ کا قرب درجہ اقرب میں ہے۔ پھر وہ نظر میں کیسے آئے اور اس کا ادراک نظر کیونکر کر سکے۔

بہر حال اپنی دو صفت سماعت وبصارت کو ظاہر فرما کر بتایا کہ سمیع وبصیر ہم بھی ہیں اور تم بھی ہیں مگر ہماری سماعت وبصارت لَا بِالْاُذُنِ وَلَا بِالْاَعْيُنِ ہے کسی آلہ کی محتاج نہیں۔ قرب وبعد کی پابند نہیں۔ تو لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کل موجودات پر حاوی نہ سماعت میں ہمارا مثیل نہ بصارت میں کوئی مثیل باآنکہ ہم سمیع وبصیر ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

لَهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ⑫۔

اسی کے لئے ہیں کنجیاں آسمان اور زمین کی فراخ کرتا ہے جس کے لئے چاہے رزق اور محدود فرماتا ہے (جس کے لئے چاہے) بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔

مقالید سماوات وارض اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور سکان سماوی وارضی، روزی کا فراخ اور محدود کر دینا۔ یہ سب اسی کے قبضۂ اقتدار میں ہے اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے تو اس کی حکمت بالغہ کا مقتضیٰ یہی ہے کہ اس کی مشیت سے اس کے علم کے ماتحت رزق فراخ اور تنگ ہو اس میں کسی کو دخل اندازی کا حق نہیں ہے آگے ارشاد ہے۔

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ كَبُرَ عَلَى الْمُشْرِكِيْنَ مَا تَدْعُوْهُمْ اِلَيْهِ ؕ اَللّٰهُ يَجْتَبِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيَهْدِيْٓ اِلَيْهِ مَنْ يُّنِيْبُ ⑬۔

تمہارے لئے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا اور جو ہم نے تمہاری طرف وحی کی اور جس کا حکم ہم نے ابراہیم، موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا یہ کہ قائم رہو تم دین پر اور اس میں اختلاف سے فرقے نہ بناؤ۔ بھاری ہے مشرکین پر جس کی طرف تم انہیں بلاتے ہو اللہ اپنے قرب کے لئے جسے چاہے چن لیتا ہے اور ہدایت دیتا ہے شریعت کی طرف اسے جو جھکے۔

آیت کریمہ میں اس امر کی وضاحت فرمائی گئی ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام جو سب سے پہلے نبی گزرے ہیں ان سے لے کر ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام حتیٰ کہ جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء تک احکام شریعت ایک ہی رہے اور اعمالی کیفیتوں میں تبدل وتغیر بہ مقتضائے آیت کریمہ لِكُلٍّ جَعَلْنَا مِنْكُمْ شِرْعَةً وَّمِنْهَاجًا ہر امت احکام میں ضروریات وخصوصیات سے مختلف ہے۔ چنانچہ مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جماعت رحمت وفرقت عذاب ہے۔ بناء بریں تمام جماعتیں اعتراف توحید اور رسالت میں ایک ہیں۔ اختلاف عمل سے تفرقہ نہیں پڑتا یہی وجہ ہے کہ حنفی شافعی مالکی حنبلی سب ایک ہیں باآنکہ عملی نوعیت میں اختلاف ہے اور جو ان سے علیحدہ ہو کر اختلاف عمل دکھائے وہ گمراہ ہے۔

Marfat.com

اسی بناء پر ارشاد ہوا کہ اللہ جسے چاہے دین کے اتباع میں چن کو ہدایت فرماتا ہے اور جسے چاہے گمراہی کے راستوں پر چھوڑ دیتا ہے چنانچہ جس قدر فرقہ ضالہ ہیں وہ سب اتباع ہدایت سے محروم ہیں اور انابت الی اللہ سے دور۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَا تَفَرَّقُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى لَّقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اُوْرِثُوا الْكِتٰبَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿١٤﴾۔

اور انہوں نے فرقے نہیں بنائے مگر بعد اس کے کہ انہیں علم آچکا تھا اپنے حسد و عناد کی بنا پر اور اگر تیرے رب کی بات گزر نہ چکی ہوتی تو کب کا ان میں فیصلہ کر دیا ہوتا اور بے شک جو ان کے بعد کتاب کے وارث ہوئے اس سے شک اور دھوکہ میں ہیں۔

آیۂ کریمہ میں کتابیوں کی مذمت ہے جنہیں توریت، انجیل، زبور کے ذریعہ تمام احکام پہنچ چکے تھے مگر انہوں نے حسد و عناد سے اس کی مخالفت کی اور وہ شک اور دھوکے میں پڑ گئے۔ نصاریٰ نے انجیل کو چھوڑ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا بنالیا۔ یہود نے حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا کہا۔

غرضکہ یہ آپس کی فرقہ بندیاں حسد و عناد کی وجہ سے ہوئیں اور انہیں دین سے دور کا بھی واسطہ نہ رہا شک اور دھوکہ کے شکار بن گئے اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کے لئے قیامت کا دن مقرر نہ کیا گیا ہوتا تو ان کے فیصلے کبھی کے ہو گئے ہوتے لیکن تعیین یوم قیامت ہو جانے کی بناء پر انہیں ڈھیل دی گئی قیامت تک جیسے چاہیں کریں اس دن ان کے فیصلے ہوں گے اور اس وقت وہ اپنے گزشتہ حالات پر افسوس کریں گے۔ آگے ارشاد ہے:

فَلِذٰلِكَ فَادْعُ ۚ وَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ ۚ وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَهُمْ ۚ وَقُلْ اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنْ كِتٰبٍ ۚ وَاُمِرْتُ لِاَعْدِلَ بَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ رَبُّنَا وَرَبُّكُمْ ۭ لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ۭ اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ﴿١٥﴾۔

اور اسی لئے بلاؤ اور ثابت قدم رہو جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا اور ان کی خواہشوں پر نہ چلو اور فرمائیے کہ میں ایمان لایا اس پر جو کتاب اللہ نے اتاری اور مجھے حکم ہے کہ میں تم میں انصاف کروں اللہ ہمارا اور تمہارا سب کا رب ہے ہمارے لئے ہمارے عمل اور تمہارے لئے تمہارے عمل ہمارا تمہارا کوئی جھگڑا نہیں اللہ ہم سب کو جمع کرے گا اور اسی کی طرف پھرنا ہے۔

حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا گیا کہ ان کفار کے اختلاف اور پراگندگی کی وجہ سے انہیں توحید اور ملت حنیفہ پر متفق ہونے کی دعوت دو۔ جیسا کہ آپ کو حکم کیا گیا دین اور دین کی دعوت دینے پر مضبوط رہو اور ان کی خواہشات کے پیچھے نہ جاؤ جیسا کہ مشرکین یہ چاہتے تھے کہ ہمارے بتوں کی مذمت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھوڑ دیں تو ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خدا کو برا نہیں کہیں گے تو اس کا جواب دے دیا گیا۔ یہ ان کی خواہش باطل ہے ہواء منکر ہے اس کی پروانہ کیجئے اور انہیں فرما دیجئے: اٰمَنْتُ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ میں جو کچھ اللہ کا حکم آیا اس پر ایمان لایا کتاب سے اور مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں تم میں انصاف کروں لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ ۭ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ ہم میں تم میں کوئی جھگڑا نہیں اَللّٰهُ يَجْمَعُ بَيْنَنَا ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ۔ اس پر قاضی آلوسی بغدادی رحمۃ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں:

فَيَفْصِلُ بَيْنَنَا وَ بَيْنَكُمْ وَ لَيْسَ فِي الْاٰيَةِ مَا يَدُلُّ عَلٰى مُتَارَكَةِ الْكُفَّارِ رَاْسًا حَتّٰى تَكُوْنَ مَنْسُوْخَةً

Marfat.com

بِاٰيَةِ السَّيْفِ وَادَّعٰى اَبُوْحَيَّانَ اَنَّ مَا يَظْهَرُ مِنْهَا الْمُوَادَعَةُ الْمَنْسُوْخَةُ بِتِلْكَ الْاٰيَةِ۔

اس سے کافروں کو چھوڑ دینے کا حکم نہیں بلکہ آیات سیف نے اس کو منسوخ الحکم قرار دیا۔ آیات سیف یہ ہیں: يٰاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ اور وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ - وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ، وَقَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وغیرہ وغیرہ۔

اس قسم کی آیتیں استحکام دین متین کے بعد نازل ہوئیں۔ اور اس سے پہلے ابتدائی دور میں لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ اور لَنَآ اَعْمَالُنَا وَلَكُمْ اَعْمَالُكُمْ لَا حُجَّةَ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ وغیرہ نازل ہوئی تھیں۔ اسی بنا پر علامہ ہبۃ اللہ بن ابی قاسم رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ ناسخ و منسوخ میں ایک واقعہ لکھا۔ کہ

حضرت مولائے کائنات علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جامع مسجد کوفہ میں ایک شخص کو تقریر کرتے دیکھا کہ وہ آیات منسوخہ پر احکام لگا رہا تھا۔ اور آیت سیف کا ذکر نہیں کرتا تھا۔ تو آپ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ کیا تو ناسخ اور منسوخ نہیں جانتا اس نے اپنی لاعلمی ظاہر کی آپ نے اس کو کان سے پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیا اور فرمایا: لَا تَقْصُصْ بَعْدُ فِيْ مَسَاجِدِنَا۔ جب تو ناسخ و منسوخ نہیں سمجھتا تو آج کے بعد ہماری مساجد میں کوئی قصہ کہانی نہ کہنا۔

اس سے معلوم ہوا کہ مقرر اور مبلغ کے فرائض میں یہ بھی ہے کہ جو بیان کرے وہ تحقیق کے درجہ پر بیان کرے نہ کہ موجودہ قصہ گو واعظوں کی طرح اپنا وعظ رنگین کرنے کو سیر واحادیث اور آیات قطعیہ کو مخلوط کر کے بے تحقیق قصہ بنا کر بیان کر دے اس قسم کے واعظ قصہ گو افسانے سنانے والے اسلام میں نامقبول ہیں۔

حسب موقع ناسخ و منسوخ کی حقیقت بھی واضح کر دینا ضروری معلوم ہو رہا ہے۔ تا کہ تفریح خاطر قارئین ہو سکے۔ لفظ ناسخ سے یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام اپنے ہی کلام کا ناسخ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ ناسخ و منسوخ یہ دونوں لفظ تبدیل حکم کے معنی میں ہیں یعنی علم الٰہی عزوجل میں جو حکم جب تک کے لئے ہو اس کے بعد جب علم الٰہی میں وہ حکم بدلنا منظور ہوا تو پہلے حکم کے تبدیل امر کو منسوخ کہا گیا اور جس حکم سے وہ حکم بدلا اسے ناسخ کہا گیا۔ اور یہ حاکم حقیقی کے اختیارات سے ہے کہ جس حکم کو جب تک چاہا نافذ فرمایا جب چاہا بدل کر اسے منسوخ کر دیا اور لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ اور لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ کے یہ خلاف بھی نہیں ہے اس لئے کہ مبدل کلمات الٰہی غیر خدا نہیں ہو سکتا اور خود رب جل وعلا شانہ جب چاہے جیسے چاہے اپنی مشیت کے ماتحت تبدیل احکام فرما سکتا ہے اور اسی کو ناسخ و منسوخ کہا جاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يُحَآجُّوْنَ فِي اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مَا اسْتُجِيْبَ لَهٗ حُجَّتُهُمْ دَاحِضَةٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ وَّلَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۱۶﴾۔

اور جو اللہ کے معاملہ میں جھگڑتے ہیں بعد اس کے کہ مسلمان اس کی دعوت قبول کر چکے ان کا جھگڑا محض بے ثبات ہے اللہ کے ہاں اور ان کے اوپر غضب الٰہی ہے اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔

ان جھگڑنے والوں سے مراد یہود ہیں جو قرآن کریم اور حضور رؤف ورحیم کی شان میں بکواس کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہمارا دین پرانا ہماری کتاب پرانی اور ہمارے نبی پہلے ہیں اس لئے ہم تم سے بہتر ہیں تو یہ حجتیں ان کی داحض ہیں اور داحض کہتے ہیں پھسلنے والے کو جس کا ماحصل بے ثبات اور بے اصل ہوتا ہے بناء بریں فرمایا ان پر اللہ کا غضب ہے اور ان کے لئے

Marfat.com

سخت عذاب ہے کہ وہ دین الٰہی میں بے معنی اعتراضات اور باطل حجتیں لاتے تھے۔ آگے ارشاد ہے:

اَللّٰهُ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ وَ الْمِیْزَانَ ؕ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ ﴿۱۷﴾۔

اللہ وہ ہے جس نے کتاب اور حق و باطل کی ترازو نازل فرمائی اور تم نے کیا جانا شاید کہ قیامت کا دن قریب ہی ہو۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ساتھ حق و باطل کے امتیاز کی ترازو بھی نازل فرمائی اور جب مشرکین کو قیامت کے حالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان فرمائے تو انہوں نے استہزاءً کہا کہ ایسی قیامت جس کا نقشہ آپ نے کھینچا یہ کب آئے گی چنانچہ دوسری جگہ بھی اس کا تذکرہ ہے: یَسْــٴَـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰىهَا اے محبوب! آپ سے قیامت کے متعلق پوچھتے ہیں کہ یہ کب ہوگی۔ یہاں اس کا جواب دیا: وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ۔ پوچھنے والا کیا جانے شاید کہ قیامت قریب ہی ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: اَنَا وَ السَّاعَةُ كَهَاتَیْنِ۔ میں اور قیامت اس طرح ہیں جیسے یہ دو انگلیاں یعنی قیامت تمہارے سامنے ہی ہے اس سے خائف رہو۔ چنانچہ اس کے قائم ہونے کا حال بیان فرماتے ہوئے فرمایا کہ آٹا گوندھنے والی آٹا گوندھ رہی ہوگی۔ مکان کو لیپنے پوتنے والے لیپ رہے ہوں گے کہ زلزلۂ قیامت ظہور پذیر ہو جائے گا۔ جیسا کہ ارشاد ہے:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ ۚ اِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَیْءٌ عَظِیْمٌ ﴿۱﴾ یَوْمَ تَرَوْنَهَا تَذْهَلُ كُلُّ مُرْضِعَةٍ عَمَّاۤ اَرْضَعَتْ وَ تَضَعُ كُلُّ ذَاتِ حَمْلٍ حَمْلَهَا وَ تَرَى النَّاسَ سُكٰرٰى وَ مَا هُمْ بِسُكٰرٰى وَ لٰكِنَّ عَذَابَ اللّٰهِ شَدِیْدٌ ﴿۲﴾

اے لوگو اپنے رب سے ڈرو بے شک زلزلہ قیامت بہت زبردست ہے اس دن آپ دیکھیں گے کہ دودھ پلانے والی مائیں اپنے بچوں کو بھول جائیں گی اور حاملہ عورتیں اپنے حمل گرا دیں گی اور آپ دیکھیں گے لوگوں کو نشہ میں حالانکہ وہ نشہ نہ ہوگا وہ اللہ کا عذاب شدید ہوگا۔

بہر حال قیامت کے متعلق متعدد پہلوؤں سے بیان فرمایا گیا لیکن مشرک متمرد منکر انکار ہی کرتے رہے تو اس پر فرمادیا کہ وَ مَا یُدْرِیْكَ لَعَلَّ السَّاعَةَ قَرِیْبٌ تمہیں کیا خبر شاید کہ قیامت قریب ہی ہو۔ آگے ارشاد ہے کہ یہ جو جلدی کرنے والے ہیں وہ بے ایمان ہیں حیث قال:

یَسْتَعْجِلُ بِهَا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِهَا ۚ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مُشْفِقُوْنَ مِنْهَا ۙ وَ یَعْلَمُوْنَ اَنَّهَا الْحَقُّ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الَّذِیْنَ یُمَارُوْنَ فِی السَّاعَةِ لَفِیْ ضَلٰلٍۭ بَعِیْدٍ ﴿۱۸﴾۔

جلدی کرتے ہیں وہ اس قیامت کی جو ایمان بالآخرت کے قائل ہی نہیں اور جو ایمان لاتے ہیں وہ اس سے خائف ہیں اور جانتے ہیں کہ وہ حق ہے خبردار رہو کہ قیامت کے معاملہ میں جو شک کر رہے ہیں وہ دور کی گمراہی میں ہیں۔

آیت کریمہ سے یہ امر واضح ہوا کہ قیامت کی جلدی کرنے والے مسخرے ہیں اور وہ بطور تمسخر جلدی مچاتے ہیں اور یہ ان کی گمراہی ہے برخلاف ایمان والوں کے کہ وہ اس سے خائف اور ترساں ہیں۔ یہ ان کے ایمان کا مقتضیٰ ہے تو منکرین قیامت ضلال بعید میں ہوئے اور معترفین قیامت ایمان دار۔ آگے ارشاد ہے:

اَللّٰهُ لَطِیْفٌۢ بِعِبَادِهٖ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَ هُوَ الْقَوِیُّ الْعَزِیْزُ ﴿۱۹﴾۔

اللہ لطف فرمانے والا ہے اپنے بندوں پر جسے چاہے روزی دیتا ہے اور وہ قوت والا غالب ہے۔

Marfat.com

یعنی اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بے شمار احسانات فرماتا ہے حتیٰ کہ بندے ارتکاب معصیت میں مبتلا رہتے ہیں مگر وہ ان کے رزق میں فراخی اور وسعت ہی دیتا ہے۔ اس میں مومن و کافر دونوں پر لطف عام ہے۔ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرے بعض مومن بندے ایسے ہیں کہ تونگری ان کی قوت ایمانی کا باعث ہے تو اگر میں ان کو فقیر محتاج کر دوں تو ان کے اعتقادات بدل جائیں۔ اور بعض ایسے بندے ہیں کہ تنگی و محتاجی ان کی قوت ایمانی کا موجب ہے اگر میں انہیں غنی و مالدار کر دوں تو ان کے عقیدے خراب ہو جائیں۔

یہ دونوں چیزیں ہمارے مشاہدہ میں ہیں کہ تنگ دست محتاج و فقیر اتباع احکام میں جھکے ہوئے ہیں اور بہت سے متمول سفید پوش عیش و عشرت میں رہ کر اللہ تعالیٰ کا اتباع کر رہے ہیں حتیٰ کہ جب ان پر تنگی آئی تو حرف شکایت زبان پر لے آئے اور کہہ دیا کہ ہم نے خیرات و صدقات بھی کیے اور اس کے احکام کی پیروی بھی کی لیکن پھر بھی اس نے ہماری پروانہ کی۔ لہٰذا اب ہم اتباع شریعت کو چھوڑ دوسری راہ اختیار کرتے ہیں۔ غرضکہ حدیث کے مضمون میں دونوں کی کیفیت واضح فرما دی گئی۔ اللہ عزوجل محفوظ رکھے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔ سورۃ شوریٰ ۔ پ ۲۵

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾

جو کوئی آخرت کی کھیتی کا طالب ہو ہم اس کی کھیتی میں اس کے لئے برکت دیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی کا طالب ہو ہم اسے اس میں سے دیں گے اور آخرت میں اس کے لئے کوئی حصہ نہیں ہے

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾

کیا ان کے لئے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے دین کا راستہ بنا دیا ہے جس کی خداوند کریم نے اجازت نہیں دی اور خدا کا قطعی وعدہ قیامت نہ ہوتا تو ان کے اختلافات کا ضرور فیصلہ کر دیا گیا ہوتا اور ۔ بے شک مشرکوں کے لئے دردناک عذاب ہے

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾

اے محبوب! آپ مشرکوں کو دیکھیں گے کہ اپنے کیے ہوئے اعمال پر ڈر رہے ہوں گے اور وہ لازمی طور پر ان پر پڑے گا اور وہ جو مومن نیک اعمال والے ہیں جنت کے باغیچوں میں ہوں گے وہاں ان کے لئے موجود ہوگا جو وہ چاہیں گے ان کے رب کے پاس یہی تو خداوند کریم کا بہت بڑا فضل ہے

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۭ قُلْ لَّآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا

یہ وہ بشارتیں ہیں جو اللہ اپنے ان بندوں کو دیتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے آپ فرما دیجئے میں تم سے نہیں مانگتا

اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی ؕ وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِیْهَا حُسْنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾

اس تبلیغ کا کوئی معاوضہ مگر محبت قرابت کی اور جو شخص نیکی کرے گا ہم اس کی نیکی کو اور خوبی سے زیادہ کریں گے بے شک اللہ بخشش فرمانے والا قدر کرنے والا ہے

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰهُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِكَ ؕ وَ یَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَ یُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾

کیا کہتے ہیں یہ ہمارے حبیب نے اللہ پر افتراء کیا ہے جھوٹا تو اگر اللہ چاہتا مہر کر دیتا تمہارے دل پر اور اللہ اپنے کلام سے باطل کو مٹاتا ہے اور قائم کرتا ہے حق کو بے شک وہ جاننے والا ہے دلوں کی باتوں کو

وَ هُوَ الَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَ یَعْفُوْا عَنِ السَّیِّاٰتِ وَ یَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۙ﴿۲۵﴾

اور وہ ذات ہے جو قبول کرتی ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور درگزر فرماتی ہے گناہوں سے اور وہ جانتی ہے جو کچھ تم کرتے ہو

وَ یَسْتَجِیْبُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ یَزِیْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ؕ وَ الْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِیْدٌ ﴿۲۶﴾

اور قبول فرماتا ہے ان لوگوں کی دعا جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اپنے فضل سے ان کا ثواب بڑھاتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے

وَ لَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِی الْاَرْضِ وَ لٰكِنْ یُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرٌۢ بَصِیْرٌ ﴿۲۷﴾

اور اگر اللہ وسیع فرمائے رزق کو اپنے بندوں پر تو وہ ضرور ملک میں سرکشی کرنے لگ جائیں مگر بقدر مناسب ہر ایک کی جتنی روزی چاہتا ہے اتارتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں کی ضرورتوں سے خبردار اور ان کی حالت کا نگران ہے

وَ هُوَ الَّذِیْ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا وَ یَنْشُرُ رَحْمَتَهٗ ؕ وَ هُوَ الْوَلِیُّ الْحَمِیْدُ ﴿۲۸﴾

اور وہ وہ ہے جو بارش نازل فرماتا ہے بعد مایوس ہو جانے کے اور پھیلاتا ہے اپنی رحمت اور وہی سب کا کارساز سزاوار حمد و ثناء ہے

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَ هُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ ﴿۲۹﴾

اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے آسمان و زمین کی پیدائش ہے اور جو پھیلائے ہیں آسمان و زمین میں (جاندار) اور وہ ان کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے

حل لغات تیسرا رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

مَنْ - جو	كَانَ - ہے	یُرِیْدُ - چاہتا	حَرْثَ - کھیتی
الْاٰخِرَةِ - آخرت کی	نَزِدْ - زیادہ کریں گے ہم	لَهٗ - اس کے لئے	فِیْ - بیچ

Marfat.com

حَرْثِهٖ۔اس کی کھیتی کے	وَ۔اور	مَنْ۔جو	کَانَ۔ہے
یُرِیْدُ۔چاہتا	حَرْثَ۔کھیتی	الدُّنْیَا۔دنیا کی	نُؤْتِهٖ۔ہم دیں گے اس کو
مِنْهَا۔اس سے	وَ۔اور	مَا۔نہیں	لَهٗ۔اس کے لئے 6
فِی۔بیچ	الْاٰخِرَةِ۔آخرت کے	مِنْ نَّصِیْبٍ۔کوئی حصہ	اَمْ۔کیا ہیں
لَهُمْ۔ان کے	شُرَكٰٓؤُا۔شریک	شَرَعُوْا۔کہ بنایا انہوں نے	لَهُمْ۔ان کے لئے
مِّنَ الدِّیْنِ۔دین	مَا۔جو	لَمْ۔نہیں	یَاْذَنْ۔حکم دیا
بِهٖ۔اس کا	اللّٰهُ۔اللہ نے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر
لَا۔نہ ہوتا	كَلِمَةُ۔کلمہ	الْفَصْلِ۔فیصلے کا	لَقُضِیَ۔تو فیصلہ ہو جاتا
بَیْنَهُمْ۔ان کے درمیان	وَ۔اور	اِنَّ۔بے شک	الظّٰلِمِیْنَ۔ظالم
لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	اَلِیْمٌ۔دردناک	تَرَى۔دیکھے گا تو
الظّٰلِمِیْنَ۔ظالموں کو	مُشْفِقِیْنَ۔ڈرتے ہوئے	مِمَّا۔اس سے جو	كَسَبُوْا۔کیا انہوں نے
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	وَاقِعٌۢ۔واقع ہونے والا ہے	بِهِمْ۔ان پر
وَ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو	اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور
عَمِلُوا۔عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔اچھے	فِیْ۔بیچ	رَوْضٰتِ۔باغیچوں
الْجَنّٰتِ۔جنت کے ہوں گے	لَهُمْ۔ان کے لئے ہے	مَّا۔جو	یَشَآءُوْنَ۔وہ چاہیں گے
عِنْدَ۔نزدیک	رَبِّهِمْ۔ان کے رب کے	ذٰلِكَ۔یہ	هُوَ۔وہ ہے
الْفَضْلُ۔فضل	الْكَبِیْرُ۔بڑا	ذٰلِكَ۔یہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جس کی
یُبَشِّرُ۔خوشخبری دیتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ	عِبَادَهُ۔اپنے بندوں کو	الَّذِیْنَ۔جو
اٰمَنُوْا۔ایمان لائے	وَ۔اور	عَمِلُوا۔عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔اچھے
قُلْ۔فرمایئے	لَآ۔نہیں	اَسْئَلُكُمْ۔مانگتا میں تم سے	عَلَیْهِ۔اس پر
اَجْرًا۔مزدوری	اِلَّا۔مگر	الْمَوَدَّةَ۔محبت	فِی۔بیچ
الْقُرْبٰى۔قرابت کے	وَ۔اور	مَنْ۔جو	یَّقْتَرِفْ۔کمائے
حَسَنَةً۔نیکی	نَّزِدْ۔زیادہ کریں گے ہم	لَهٗ۔اس کے لئے	فِیْهَا۔اس میں
حُسْنًا۔نیکی	اِنَّ۔بے شک	اللّٰهَ۔اللہ	غَفُوْرٌ۔بخشنے والا
شَكُوْرٌ۔قدردان ہے	اَمْ۔کیا	یَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	افْتَرٰى۔بنالیا ہے
عَلَى۔اوپر	اللّٰهِ۔اللہ کے	كَذِبًا۔جھوٹ	فَاِنْ۔تو اگر
یَّشَاِ۔چاہتا	اللّٰهُ۔اللہ تو	یَخْتِمْ۔مہر کرتا	عَلٰى۔اوپر
قَلْبِكَ۔تیرے دل کے	وَ۔اور	یَمْحُ۔مٹاتا ہے	اللّٰهُ۔اللہ

Marfat.com

الْبَاطِلَ۔ باطل کو	وَ۔ اور	یُحِقُّ۔ حق کرتا ہے	الْحَقَّ۔ حق کو
بِكَلِمٰتِهٖ۔ اپنے حکم سے	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	عَلِیْمٌۢ۔ جانتا ہے	بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ سینے
کی باتیں	وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے
یَقْبَلُ۔ جو قبول کرتا ہے	التَّوْبَةَ۔ توبہ	عَنْ عِبَادِ۔ بندوں	هٖ۔ اپنے سے
وَ۔ اور	یَعْفُوْا۔ معاف کرتا ہے	عَنِ السَّیِّاٰتِ۔ برائیاں	وَ۔ اور
یَعْلَمُ۔ جانتا ہے	مَا۔ جو	تَفْعَلُوْنَ۔ تم کرتے ہو	وَ۔ اور
یَسْتَجِیْبُ۔ قبول کرتا ہے	الَّذِیْنَ۔ ان سے جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
عَمِلُوا۔ عمل کئے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	وَ۔ اور	یَزِیْدُ۔ زیادہ دیتا ہے
هُمْ۔ ان کو	مِّنْ فَضْلِهٖ۔ اپنے فضل سے	وَ۔ اور	الْكٰفِرُوْنَ۔ کافر
لَهُمْ۔ ان کے لئے	عَذَابٌ۔ عذاب ہے	شَدِیْدٌ۔ سخت	وَ۔ اور
لَوْ۔ اگر	بَسَطَ۔ فراخ کرے	اللّٰهُ۔ اللہ	الرِّزْقَ۔ رزق
لِعِبَادِ۔ واسطے بندوں	هٖ۔ اپنے کے	لَبَغَوْا۔ تو سرکشی کرتے	فِی۔ بیچ
الْاَرْضِ۔ زمین کے	وَ۔ اور	لٰكِنْ۔ لیکن	یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے
بِقَدَرٍ۔ اندازے سے	مَّا۔ جو	یَشَآءُ۔ وہ چاہے	اِنَّهٗ۔ بے شک وہ
بِعِبَادِ۔ بندوں	هٖ۔ اپنے کو	خَبِیْرٌۢ۔ خبردار ہے	بَصِیْرٌ۔ دیکھنے والا ہے
وَ۔ اور	هُوَ۔ وہ	الَّذِیْ۔ وہ ہے جو	یُنَزِّلُ۔ اتارتا ہے
الْغَیْثَ۔ بارش	مِنْ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے جو	قَنَطُوْا۔ مایوس ہوئے
وَ۔ اور	یَنْشُرُ۔ پھیلاتا ہے	رَحْمَتَهٗ۔ اپنی رحمت	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ	الْوَلِیُّ۔ کارساز ہے	الْحَمِیْدُ۔ تعریف کیا گیا	وَ۔ اور
مِنْ اٰیٰتِهٖ۔ اس کی نشانیوں میں سے ہے		خَلْقُ۔ پیدائش	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کی	وَ۔ اور	مَا۔ جو
بَثَّ۔ پھیلائے	فِیْهِمَا۔ ان میں	مِنْ دَآبَّةٍ۔ جانور	وَ۔ اور
هُوَ۔ وہ	عَلٰی۔ اوپر	جَمْعِهِمْ۔ ان کے جمع کرنے کے	
اِذَا۔ جب	یَشَآءُ۔ چاہے	قَدِیْرٌ۔ قادر ہے	

حل لغات نادرہ

یَقْتَرِفْ۔ از اِقْتِرَافْ بمعنی اکتساب کسب کرنے کو کہتے ہیں۔

یُنَزِّلُ الْغَیْثَ۔ غیث اور غوث دونوں کے اصلی معنی فریاد کو پہنچنے کے ہیں۔ یہاں غیث سے مراد مینہ ہے کیونکہ وہ بھی قحط سے لوگوں کی فریاد رسی کرتا ہے۔

قَنَطُوْا۔ از قنوط۔ مایوسی اور ناامیدی کے معنی دیتا ہے جیسے فرمایا گیا۔

بَثَّ۔ پھیلانے کے معنی دیتا ہے۔

دَآبَّۃٍ۔ دبیب سے ہے جس کے معنی جاندار کے ہیں۔ جیسے دَبِیْبُ النَّمْلَۃِ۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الْاٰخِرَةِ نَزِدْ لَهٗ فِيْ حَرْثِهٖ ۚ وَمَنْ كَانَ يُرِيْدُ حَرْثَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ مِنْهَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ نَّصِيْبٍ ﴿۲۰﴾۔

جو آخرت کی کھیتی چاہے ہم اس کے لئے اس کی کھیتی بڑھائیں گیا اور جو دنیا کی کھیتی چاہے دیتے ہیں ہم اسے اس میں سے اور اس کے لئے آخرت میں کچھ حصہ نہیں ہے۔

حَرْثَ عربی میں کھیتی کو کہتے ہیں یہ استعارہ ہے اعمال سے اگر اس کو مضاف کیا جائے آخرت سے تو اعمال صالحہ اور اگر مضاف دنیا سے کیا جائے تو اعمال طالحہ مراد ہیں گویا طالب آخرت محمود ہے اور طالب دنیا مردود اسی بناء پر فرمایا کہ طالب دنیا کو ملتا ضرور ہے مگر آخرت سے وہ ہمیشہ محروم رہتا ہے اور طالب آخرت مقبول ہے اس کو نعمت دنیا بھی ملتی ہے اور نعمت عقبیٰ بھی چنانچہ دوسری جگہ فرمایا: وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿۲۰۱﴾ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ نَصِيْبٌ مِّمَّا كَسَبُوْا ۭ الخ۔

اور طالب دنیا کے لئے کہا: فَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهٗ فِي الْاٰخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ طالب دنیا آخرت کی نعمتوں سے محروم اور طالب عقبیٰ دنیا و آخرت دونوں سے متمتع ہوتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ ۭ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۱﴾۔

کیا ان کے لئے وہ شریک ہیں جنہوں نے ان کے لئے وہ دین نکال دیا ہے جس کی اجازت اللہ نے نہیں دی اور اگر ایک فیصلہ کا وعدہ نہ ہوتا تو یہیں ان کا فیصلہ کر دیا جاتا اور بے شک ظالموں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

ظالموں سے مراد یہاں مشرک ہیں۔ جزا کے لئے اگر روز قیامت نہ متعین فرما دیا گیا ہوتا تو دنیا ہی میں وہ گرفتار عذاب ہو جاتے۔ مگر چونکہ سب کا فیصلہ قیامت کے دن پر رکھا گیا اس لئے دنیا میں انہیں مہلت دی گئی اور اعلان فرما دیا گیا کہ مشرکوں، کافروں اور مرتدوں کے لئے قیامت کے دن دردناک عذاب ہے آگے ارشاد ہے:

تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا وَهُوَ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۭ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فِيْ رَوْضٰتِ الْجَنّٰتِ ۚ لَهُمْ مَّا يَشَاۗءُوْنَ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ ﴿۲۲﴾۔

تم مشرکوں کو دیکھو گے کہ وہ اپنی کرنیوں کی بدولت سہمے ہوئے ہوں گے اور اس کا عذاب ان پر پڑ کر رہے گا اور بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک کام کئے وہ جنت کے باغیچوں میں ہوں گے ان کے لئے ان کے رب کے ہاں جو وہ چاہیں گے وہ موجود ہوگا یہی اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔

یہاں دو جماعتوں کا تذکرہ فرمایا گیا:

Marfat.com

پہلے مشرکوں کا ذکر فرمایا اور اپنے حبیب لبیب کو ارشاد ہوا کہ ان کا انجام بھی آپ دیکھیں گے جس سے ظاہر باہر ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں اہل جنت کے مکانات ملاحظہ فرمائیں گے وہاں جہنمیوں کے حالات بھی آپ پر منکشف ہوں گے اسی وجہ میں اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مَا عَبَرَ وَ مَا غَبَرَ منکشف فرمایا دنیا میں ملک کے حالات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل کف دست ملاحظہ فرما رہے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِيَ الدُّنْيَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَيْهَا وَاِلٰى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيْهَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰى كَفِّيْ هٰذِهٖ۔ بے شک اللہ نے میرے لئے دنیا اٹھا کر رکھی تو میں دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا رہوں گا قیامت تک اسے اور جو کچھ اس میں ہوگا یا ہو رہا ہے جیسے میں دیکھتا ہوں اپنی اس ہتھیلی کو۔

اس سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ سید یوم النشور ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہ حیات جسمانی جس طرح سب کچھ ملاحظہ فرما رہے تھے بعد وفات بھی قیام قیامت تک سب ملاحظہ فرمائیں گے اور آیت کریمہ نے حشر کے نقشہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منکشف کرنے کا اس طرح بیان فرمایا کہ تَرَى الظّٰلِمِيْنَ مُشْفِقِيْنَ مِمَّا كَسَبُوْا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں گے مشرکوں کو کہ وہ اپنی کرنیوں پر خائف ہوں گے۔

اور جہاں مشرکوں کو خوفزدہ دکھایا وہاں بموجب اسلوب بیان قرآنی مومنین کا بھی تذکرہ کر دیا۔ فرمادیا: وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا الخ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہنمیوں کو جہنم میں اور مومنین کو جنت میں ملاحظہ فرمائیں گے اور ان کو بشارت دی گئی کہ جو وہ چاہیں گے ان کو ملے گا ذٰلِكَ هُوَ الْفَضْلُ الْكَبِيْرُ یہ اللہ کا بہت بڑا فضل ہے۔ آگے ارشاد ہے:

ذٰلِكَ الَّذِيْ يُبَشِّرُ اللّٰهُ عِبَادَهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۗ قُلْ لَّآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى ۗ وَمَنْ يَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ فِيْهَا حُسْنًا ۗ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ ﴿۲۳﴾۔

یہ ہے وہ جس کی خوشخبری دیتا ہے اللہ اپنے ان بندوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اس سے یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ اولیاء کرام جو اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ کے پورے مصداق ہیں ان کو یہ بشارت بھی مل گئی کہ وہ جنت کے باغیچوں میں رہ کر جو چاہیں وہ حاصل کر سکتے ہیں اس لئے کہ لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ میں ما موصولہ بلا قید مکان و زمان عموم کا فائدہ دیتا ہے اس سے یہ وہم بھی زائل ہو جاتا ہے جو جاہل بے دین کہتے ہیں کہ مرنے کے بعد کچھ نہیں کر سکتے۔ حالانکہ قرآن کریم روضات جنات میں داخل ہونے کے بعد بھی لَهُمْ مَّا يَشَآءُوْنَ فرما رہا ہے یعنی نعمت ہائے جنت اور مقاصد دنیا جو وہ چاہیں ان کیلئے ان کے رب کی طرف سے عطا ہوگا۔

آگے ارشاد ہے جس میں اپنے حبیب لبیب جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے اقرباء اور آل پاک کی فضیلت ظاہر کی گئی اور بتایا کہ ہماری خدمت دینی اور تمہارے ایمان کی ترقیوں کے ذرائع جو ہم نے دیئے اس کا معاوضہ ہم صرف مودت فی الاقرباء رکھتے ہیں۔

چنانچہ حضرت مخدوم تارک السلطنت جہانگیر اشرف سمنانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مبحث پر ایک رسالہ تالیف فرمایا جس کا نام مودۃ ذوی القربیٰ رکھا۔ اس میں بتایا کہ اہل بیت اطہار اور اقرباء سرکار کا احترام ہر مومن پر لازمی ہے اور جو آل اطہار کی عظمت نہیں رکھتا اس کا ایمان ضعیف ہے اور وہ حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر قسم کی رحمت سے محروم ہے حتیٰ کہ

Marfat.com

شفاعت سے بھی اس کو حصہ ملنا دشوار ہے اسی لئے فرمایا گیا: لَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبٰى جمل وخازن میں ہے کہ اہل قرابت سے مراد کون کون ہیں اس میں کئی قوال ہیں:

ایک قول یہ ہے کہ اہل قرابت سے حضرت علی حضرت فاطمہ وحسنین کریمین رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ آل علی وآل عقیل وآل جعفر وآل عباس رضی اللہ عنہم مراد ہیں۔

ایک قول یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ اقارب مراد ہیں جن پر صدقہ حرام ہے۔ اور وہ مخلصین بنی ہاشم و بنی مطلب ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج مطہرات اہل بیت میں داخل ہیں۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ جو سید المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ طیبہ میں رونق افروز ہوئے اور انصار نے دیکھا کہ حضور ﷺ کے ذمہ مصارف بہت ہیں اور مال کچھ بھی نہیں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق واحسانات یاد کر کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے بہت سا مال جمع کیا اور اس کو لے کر خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم آپ کی بدولت ہمیں ہدایت ہوئی۔ ہم نے گمراہی سے نجات پائی۔ ہم دیکھتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصارف بہت زیادہ ہیں اس لئے ہم یہ مال خدام آستانہ کی خدمت میں نذر کے لئے لائے ہیں قبول فرما کر ہماری عزت افزائی کی جائے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ اموال واپس فرمائے۔

اور یہ آیت کریمہ بھی نازل ہوئی کہ اے محبوب! فرمادو کہ تبلیغ دینی میں میں تم سے کوئی معاوضہ مالی نہیں مانگتا مگر تم پر قرابت کی محبت لازم ہے کیونکہ مسلمانوں کے درمیان مودت ومحبت واجب ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ اور حدیث شریف میں ہے: اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهَا بَعْضًا کہ مومن مثل ایک عمارت کے ہے جس کا ہر ایک حصہ دوسرے حصہ کو قوت اور مدد پہنچاتا ہے۔

جب مسلمانوں میں باہم ایک دوسرے کے ساتھ محبت واجب ہوئی تو سید عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کس قدر محبت فرض ہوگی؟ خلاصہ یہ نکلا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ہدایت وارشاد پر کچھ اجرت نہیں چاہتا لیکن قرابت کے حقوق تو تم پر واجب ہیں ان کا لحاظ کرو اور میرے قرابت والے تمہارے بھی قرابتی ہیں انہیں ایذا نہ دو۔

حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قرابت والوں سے مراد حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آل پاک ہے (بخاری شریف) آگے ارشاد ہے: وَمَنْ يَّقْتَرِفْ الخ اور جو نیکیاں جمع کرے ہم اس کے لئے اس میں اور خوبی بڑھائیں گے بے شک اللہ بخشنے والا قدر فرمانے والا ہے۔ یہاں نیکیوں سے مراد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آل پاک کی محبت یا تمام امور خیر ہیں۔ چنانچہ قرآن پاک میں دوسری جگہ ارشاد ہے مَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰٓى اِلَّا مِثْلَهَا جو ایک نیکی کرے تو اس کے لئے دس نیکیاں ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۚ فَاِنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يَخْتِمْ عَلٰى قَلْبِكَ ؕ وَيَمْحُ اللّٰهُ الْبَاطِلَ وَيُحِقُّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۲۴﴾۔

Marfat.com

کیا یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اللہ پر جھوٹا افتراء باندھا ہے اور اگر اللہ چاہے تو تمہارے دل پر اپنی رحمت وحفاظت کی مہر فرمادے اور مٹاتا ہے باطل کو اور حق کو ثابت فرماتا ہے اپنی باتوں سے بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے۔

قلب پاک میں احساس مخالفین کی مخالفت اور موافقین کی موافقت کا ضرور تھا تو جب مشرکین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افتراء و بہتان باندھا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کا قلق ہوا۔ تو جناب کی طرف سے ارشاد ہوا کہ محبوب! اگر ہم چاہیں تو آپ کے قلب اطہر پر ایسی رحمت کی مہر لگا دیں کہ مخالفین کی مخالفت کا احساس ہی نہ ہوگا مگر یہ ہماری حکمت ہے کہ ہم نے آپ کو قلب حساس عطا فرمایا ہے اور آپ سے باطل کو ہم نے مٹا دیا اور حق کو ہم نے ثابت وقائم کر دیا اپنی باتوں سے اور بے شک وہ دلوں کی باتوں کو جاننے والا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِيْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَعْفُوْا عَنِ السَّيِّاٰتِ وَيَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَيَسْتَجِيْبُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ لَهُمْ عَذَابٌ شَدِيْدٌ ﴿۲۶﴾۔

اور وہ ہے جو قبول فرماتا ہے توبہ کو اپنے بندوں سے اور گناہوں کو معاف فرماتا ہے اور جانتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اور دعائیں قبول فرماتا ہے ان کی جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور انہیں اپنے فضل سے اور انعام دیتا ہے اور کافروں کے لئے سخت عذاب ہے۔

آیۂ کریمہ کے مفہوم منطوق سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ توبہ ایک ایسی چیز ہے کہ اس کے بعد اس کی معصیت معصیت نہیں رہتی بشرطیکہ توبہ کا مفہوم پورا ہوا اور وہ یہ ہے کہ توبہ کرنے والا اپنے اعمال بد سے مجتنب ہو کر اللہ عزوجل کے حضور جھکے تو وہ توبہ توبہ ہے ورنہ کسی کا شعر ہے:

گناہوں سے مرے اب معصیت بھی عار کرتی ہے

مری توبہ سے، توبہ، توبہ استغفار کرتی ہے

ایسی توبہ کرنے والے استہزاء باللہ کرنے والے کہلاتے ہیں کہ ابھی توبہ کی اور ابھی اسی معصیت کے مرتکب ہوئے یہ توبہ نہیں بلکہ توبہ وہی ہے کہ اعمال سابقہ سے عہد کرے اور اللہ عزوجل کے حضور جھکے تو اس پر وَيَزِيْدُهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ تو ہم اس کو اپنے فضل سے بڑھاتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا جس سے مفہوم توبہ واضح ہوتا ہے: اِلَّا مَنْ تَابَ وَ اٰمَنَ وَ عَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ مگر جو توبہ کرے اور ایمان لا کر نیک عمل کرے تو اس کے گناہ بھی اللہ نیکیوں سے بدل دیتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَوْ بَسَطَ اللّٰهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهٖ لَبَغَوْا فِي الْاَرْضِ وَلٰكِنْ يُّنَزِّلُ بِقَدَرٍ مَّا يَشَآءُ ۭ اِنَّهٗ بِعِبَادِهٖ خَبِيْرٌۢ بَصِيْرٌ ﴿۲۷﴾

اور اگر اللہ اپنے سب بندوں کا رزق وسیع کر دیتا تو وہ یقیناً سرکشی کرتے ملک بھر میں لیکن اللہ اندازے سے رزق نازل فرماتا ہے بے شک وہ اپنے بندوں کے حالات سے خبردار اور ان کو دیکھنے والا ہے۔

مفہوم آیت سے واضح ہے کہ تمول وافر ہر کس وناکس کے لئے موجب تکبر وغرور ہوتا ہے۔ اپنی حکمت بالغہ سے جتنا جس کو چاہتا ہے دیتا ہے تاکہ وہ اعتدال میں رہیں اور وہ یقیناً سب کے حالات درونی سے خبردار اور سب کو دیکھ رہا ہے۔ آگے

Marfat.com

ارشاد ہے:

وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿۲۸﴾۔

اور وہ اللہ وہ ہے کہ نازل فرماتا ہے بارش بعد مایوسی اور ناامیدی کے اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے اور وہ کارساز اور سراہا گیا ہے۔

یعنی بندہ امساک باراں سے تنگ آ کر مایوس ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ قحط سالی آ گئی کہ یک لخت حکمت الٰہی عزوجل اس یاس وناامیدی میں بارش لاتی ہے اور سبزہ زار کر دیتی ہے اور اپنی رحمت کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اور وہ ذات کارساز اور حمد کی گئی ہے۔آگے ارشاد ہے:

وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿۲۹﴾۔

اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے آسمانوں اور زمین کی پیدائش ہے اور وہ جو پھیلائے زمین وآسمان میں پھرنے والے اور وہ ان سب کے جمع کرنے پر جب چاہے قادر ہے۔

آیہ کریمہ میں آسمانوں اور زمین کو اپنا نشان قدرت بنایا اور ظاہر ہے کہ دابہ چلنے والے کو کہا جاتا ہے عام اس سے کہ وہ حیوان ہو یا انسان تو وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ میں لطیف اشارہ یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ زمین والے فضائے ہوائیہ میں اریوپلین سے لے کر راکٹ وغیرہ کے ذریعہ جو چل رہے ہیں یہ بھی ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں کہ فضائے کثیف والے فضائے لطیف تک جارہے ہیں اور یہ امر بھی واضح کر دیا کہ جسم لطیف جسے ہم نے عطا فرمایا وہ تو آسمانوں کی فضاؤں کو عبور کر کے عرش وکرسی سے بھی عبور فرما گئے اور معراج کا مقام حاصل فرمایا جیسے ہمارے حضور سید یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور یہ بھی ہماری قدرت میں ہے کہ جب چاہیں ان سب کو ایک جگہ جمع کر دیں۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع -سورۃ شوریٰ -پ ۲۵

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴿۳۰﴾	اور جو بھی پہنچتی ہے تمہیں کوئی مصیبت مگر وہ ہاتھوں تمہارے کی کرنی کا نتیجہ ہے اور وہ بہت کچھ معاف کر دیتا ہے
وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۳۱﴾	اور تم زمین میں ہمارے قبضہ سے باہر نہیں نکل سکتے اور نہیں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی کارساز ومددگار
وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿۳۲﴾	اور اس کی قدرت کی نشانیوں سے یہ بھی ہے کہ دریا میں چلنے والیاں (کشتیاں) مانند پہاڑ کے
إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ فَيَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلَىٰ ظَهْرِهِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِكُلِّ صَبَّارٍ شَكُورٍ ﴿۳۳﴾	اگر وہ چاہے تو ہوا تھما دے تو اس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں اس میں یقیناً بہت سی نشانیاں ہیں ہر صبر کرنے والے شکر گزار کے لئے
أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا وَيَعْفُ عَنْ كَثِيرٍ ﴿۳۴﴾	یا انہیں لوگوں کے گناہوں کے سبب تباہ فرمادے اور بہت

Marfat.com

کچھ معاف فرما دیتا ہے

وَّيَعْلَمَ الَّذِيْنَ يُجَادِلُوْنَ فِيْٓ اٰيٰتِنَا ۭ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِيْصٍ ﴿٣٥﴾

اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں انہیں بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں

فَمَآ اُوْتِيْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَمَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ وَّاَبْقٰى لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰي رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ﴿٣٦﴾ۚ

اور جو کچھ تمہیں ملا ہے وہ حیات دنیا کا ساز و سامان ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ بہت بہتر اور ہمیشہ باقی رہنے والا ہے ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے اور اپنے رب پر بھروسہ کیا

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰۗىِٕرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ۚ

اور وہ لوگ جو بچتے ہیں بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے اور جب غضب ناک ہوتے ہیں کسی پر تو معاف کر دیتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ۚ

اور وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم کی اور ان کا کام ان کے آپس کے مشورہ سے ہے اور جو کچھ ہم ان کو دیتے ہیں اس سے خرچ کرتے ہیں

وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾

اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے (کسی باغی سے) تو بدلہ لیتے ہیں

وَجَزٰۗؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَي اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾

اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی ہے اور جو اس سے معاف کر دے تو اس کا ثواب اللہ کے ذمہ کرم پر ہے بے شک اللہ بے انصافی کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا

وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗىِٕكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ۭ

اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لے لیا ان پر کچھ مؤاخذہ نہیں

اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَي الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾

بے شک مؤاخذہ انہی پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے

وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾

بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا یہ ضرور اس کی بلند ہمتی ہے

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

وَ - اور	مَآ - جو	اَصَابَكُمْ - پہنچے تم کو	مِّنْ مُّصِيْبَةٍ - کوئی مصیبت
فَبِمَا - تو اس کا سبب	كَسَبَتْ - کمائی ہے	اَيْدِيْكُمْ - تمہارے ہاتھوں کی	وَ - اور

Marfat.com

يَعْفُوْا-معاف کرتا ہے	عَنْ كَثِيْرٍ-بہت کچھ	وَ-اور	مَآ-نہیں
اَنْتُمْ-تم	بِمُعْجِزِيْنَ-عاجز کرنے والے	فِي-بیچ	الْاَرْضِ-زمین کے
وَ-اور	مَا-نہیں	لَكُمْ-تمہارے لئے	مِّنْ دُوْنِ-سوا
اللّٰهِ-اللہ کے	مِنْ وَّلِيٍّ-کوئی دوست	وَّ-اور	لَا-نہ
نَصِيْرٍ-کوئی مددگار	وَ-اور	مِنْ-اس کی	اٰيٰتِهِ-نشانیوں سے ہیں
الْجَوَارِ-کشتیاں	فِي-بیچ	الْبَحْرِ-سمندر کے	كَالْاَعْلَامِ-پہاڑوں جیسی
اِنْ-اگر	يَّشَاْ-چاہے	يُسْكِنِ-ٹھہرا دے	الرِّيْحَ-ہوا کو
فَيَظْلَلْنَ-تو ہو جائیں	رَوَاكِدَ-ٹھہری ہوئی	عَلٰي-اوپر	ظَهْرِهٖ-اس کی پیٹھ کے
اِنَّ-بے شک	فِي-بیچ	ذٰلِكَ-اس کے	لَاٰيٰتٍ-نشانیاں ہیں
لِّكُلِّ-واسطے ہر ایک	صَبَّارٍ-صبر کرنے والے	شَكُوْرٍ-شکر گزار کے	اَوْ-یا
يُوْبِقْهُنَّ-ہلاک کرے ان کو		بِمَا-بدلے	كَسَبُوْا-ان کی کمائی کے
وَ-اور	يَعْفُ-معاف کرتا ہے	عَنْ كَثِيْرٍ-بہت کچھ	وَّ-اور
يَعْلَمَ-جانیں	الَّذِيْنَ-وہ جو	يُجَادِلُوْنَ-جھگڑتے ہیں	فِيْ-بیچ
اٰيٰتِنَا-ہماری آیتوں کے	مَا-نہیں	لَهُمْ-ان کے لئے	مِّنْ مَّحِيْصٍ-کوئی پناہ کی جگہ
فَمَآ-تو جو	اُوْتِيْتُمْ-دیئے گئے ہو تم	مِّنْ شَيْءٍ-کچھ بھی	فَمَتَاعُ-تو سامان ہے
الْحَيٰوةِ-زندگی	الدُّنْيَا-دنیا کا	وَ-اور	مَا-جو
عِنْدَ-پاس	اللّٰهِ-اللہ کے ہے	خَيْرٌ-بہتر ہے	وَّ-اور
اَبْقٰي-باقی رہنے والا	لِلَّذِيْنَ-ان کے لئے جو	اٰمَنُوْا-ایمان لائے	وَ-اور
عَلٰي-اوپر	رَبِّهِمْ-اپنے رب کے	يَتَوَكَّلُوْنَ-بھروسہ کرتے ہیں	وَ-اور
الَّذِيْنَ-وہ جو	يَجْتَنِبُوْنَ-بچتے ہیں	كَبٰٓئِرَ-بڑے	الْاِثْمِ-گناہوں سے
وَ-اور	الْفَوَاحِشَ-بے حیائیوں سے	وَ-اور	اِذَا-جب
مَا-بھی	غَضِبُوْا-ناراض ہوتے ہیں	هُمْ-وہ	يَغْفِرُوْنَ-معاف کرتے ہیں
وَ-اور	الَّذِيْنَ-وہ جنہوں نے	اسْتَجَابُوْا-قبول کیا	لِرَبِّهِمْ-اپنے رب کو
وَ-اور	اَقَامُوا-قائم کیا	الصَّلٰوةَ-نماز کو	وَ-اور
اَمْرُ-کام	هُمْ-ان کا	شُوْرٰي-مشورہ کرنا ہے	بَيْنَهُمْ-آپس میں
وَ-اور	مِمَّا-اس سے جو	رَزَقْنٰهُمْ-دیا ہم نے ان کو	يُنْفِقُوْنَ-خرچ کرتے ہیں
وَ-اور	الَّذِيْنَ-وہ کہ	اِذَآ-جب	اَصَابَهُمُ-پہنچے ان کو
الْبَغْيُ-بغاوت	هُمْ-وہ	يَنْتَصِرُوْنَ-بدلہ لیتے ہیں	وَ-اور

Marfat.com

جَزٰٓؤُا۔ بدلہ	سَيِّئَةٍ۔ برائی کا	سَيِّئَةٌ۔ برائی کی سزا ہے	مِّثْلُهَا۔ اس کے برابر
فَمَنْ۔ تو جو	عَفَا۔ معاف کرے	وَ۔ اور	اَصْلَحَ۔ درست کرے
فَاَجْرُ۔ تو اجر	هٗ۔ اس کا	عَلَى۔ اوپر ذمہ کرم	اللّٰهِ۔ اللہ کے ہے
اِنَّهٗ۔ بے شک وہ	لَا۔ نہیں	يُحِبُّ۔ پسند کرتا	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالموں کو
وَ۔ اور	لَمَنِ۔ جو	انْتَصَرَ۔ بدلہ لے	بَعْدَ۔ بعد
ظُلْمِهٖ۔ اپنی مظلومی کے	فَاُولٰٓئِكَ۔ تو یہ ہیں کہ	مَا۔ نہیں	عَلَيْهِمْ۔ ان پر
مِّنْ سَبِيْلٍ۔ کوئی راہ گرفت کی	اِنَّمَا۔ اس کے سوا نہیں	السَّبِيْلُ۔ کہ راہ گرفت کی	عَلَى۔ اوپر
الَّذِيْنَ۔ ان کے ہے	يَظْلِمُوْنَ۔ جو ظلم کرتے ہیں	النَّاسَ۔ لوگوں پر	وَ۔ اور
يَبْغُوْنَ۔ سرکشی کرتے ہیں	فِي۔ بیچ	الْاَرْضِ۔ زمین کے	بِغَيْرِ۔ بغیر
الْحَقِّ۔ حق کے	اُولٰٓئِكَ۔ یہی لوگ ہیں کہ	لَهُمْ۔ ان کے لئے ہے	عَذَابٌ۔ عذاب
اَلِيْمٌ۔ دردناک	وَ۔ اور	لَمَنْ۔ جو	صَبَرَ۔ صبر کرے
وَ۔ اور	غَفَرَ۔ بخش دے	اِنَّ۔ تو بے شک	ذٰلِكَ۔ یہ
لَمِنْ۔ ضرور	عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ ہمت کے کاموں سے ہے		

حل لغات نادرہ

الْجَوَارِ۔ اصل میں جواری تھا۔ یا تخفیفا حذف ہوگئی۔ الجواری صفت ہے موصوف محذوف کی اَيِ السُّفُنُ الْجَوَارِي دریا میں چلنے والی کشتیاں۔

كَالْاَعْلَامِ۔ اعلام سے مراد پہاڑ ہیں جیسے شاعر کہتا ہے۔

وَ اِنَّ صَخْرَ النَّاتِمِ الْهُدَاةِ بِهٖ كَاَنَّهٗ عَلَمٌ فِيْ رَاْسِهٖ نَارٌ

يُوْبِقْهُنَّ۔ بمعنی يُهْلِكْهُنَّ ہے مجرم اور گنہگار کو کہا کرتے ہیں اَوْبَقَتْهُ ذُنُوْبُهٗ اَيْ اَهْلَكَتْهُ۔

اَمْرُهُمْ شُوْرٰى۔ شوریٰ بروزن بشریٰ و زُلفٰی مصدر ہے اس کے معنی ہیں مشورہ کرنے کے اس کا حمل مبتدا پر بہ تقدیر مضاف ہوگا۔ اَيْ اَمْرُهُمْ شُوْرٰى

يَنْتَصِرُوْنَ۔ انتصار سے بمعنی بدلہ لینے کے۔

رَوَاكِدَ۔ جمع رَكَدَ اَيْ سَكَنَ یعنی ٹھہرنا۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ﴿۳۰﴾۔

اور تمہیں جو مصیبت پہنچی وہ اس کے سبب سے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا۔

مکلف بالاحکام مومنین اور عاقل و بالغ ہیں۔ آیہ کریمہ سے بعض گمراہ فرقے تناسخ کا استدلال کرتے ہیں وہ کہتے ہیں

کہ مَآ اَصَابَکُمْ میں بالغ نابالغ شیر خوار مومن سب داخل ہیں اس بناء پر یہ مستفاد ہوتا ہے کہ شیر خوار بچے جب کسی کرنی کے بدلے تکلیف پاتے ہیں تو ان کی زندگی اس زندگی سے پہلے ضرور ہونی چاہئے اسی کا نام جون بدلنا ہے۔ پہلی جون کے اعمال کا بدلہ دوسری جون میں دینے کے لئے بچوں کو تکلیفیں ہوتی ہیں۔

حالانکہ یہ وہم باطل ہے بلکہ اس میں مخاطب ہی عاقل و بالغ مومن ہیں اسی لئے فرمایا: وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ تمہارے عملوں کے بہت سے گناہ اللہ معاف فرما دیتا ہے نہ یہ کہ ایک لاکھ چوراسی ہزار جونوں پر اس کا اطلاق ہے یہ تو ایک ایسا واہمہ ہے کہ جس واہمہ سے دور لازم آتا ہے اور تسلسل و دور باطل ہے یہ کیسے سمجھ میں آسکتا ہے کہ وہی مرنے والا گائے بن کر آجائے بیل بن کر آجائے پھر کتا بھی بن جائے بندر اور لنگور بھی اسی کو بنایا جائے اس کو ہندوؤں کے مذہب میں آواگون کہتے ہیں۔ اسلام ایسے توہمات میں پڑنے سے منع کرتا ہے۔ آریوں کے رد میں مولانا سید قطب الدین سیسوانی مرحوم نے ایک نظم لکھی تھی جس کا مطلع ہے:

مہاشہ جی پھنسے آواگون کے خوب چکر میں ——— بنے جو بیل تیلی سے تو الو ہیں نومبر میں

تو خلاصہ یہ نکلا کہ یہ خطاب مومنین مکلفین کے لئے ہے جن سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ مراد یہ ہے کہ دنیا میں جو تکلیفیں اور مصیبتیں مومنین کو پہنچتی ہیں اکثر ان کا سبب ان کے گناہ ہوتے ہیں اور اسی سے آخرت کا عذاب ان پر نہیں ہوتا بلکہ یہاں کی تکالیف ہی اسے معاف کرا دیتی ہے۔

اکثر تکالیف مومنین کو رفع درجات کے لئے ہوتی ہیں جیسا کہ بخاری مسلم میں ہے: اَشَدُّ النَّاسِ بَلَاءً الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَالْاَمْثَلُ۔ اس پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ لِرَفْعِ دَرَجَاتِهِمْ۔ انبیاء کرام کو جو تکالیف و مصائب آتے ہیں وہ رفع درجات کے لئے آتے ہیں۔

اور حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کے متعلق علامہ آلوسی فرماتے ہیں: هِيَ كَانَتْ تُصَدَّعُ فَتَضَعُ يَدَهَا عَلٰى رَاْسِهَا وَ تَقُوْلُ بِذَنْبِيْ وَ مَا يَغْفِرُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَكْثَرُ۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے سر میں درد تھا اس تکلیف کے عالم میں سر پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ یہ میرے کسی گناہ کے سبب ہے اور اکثر گناہوں کو اس معمولی تکلیف کے بدلہ میں اللہ معاف فرما دیتا ہے۔

اور اطفال اور مجانین (دیوانوں) کے متعلق آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں حَيْثُ قَالَ فِيْ رُوْحِ الْمَعَانِيْ: وَاَمَّا الْاَطْفَالُ وَالْمَجَانِيْنُ فَقِيْلَ غَيْرُ دَاخِلِيْنَ فِي الْخِطَابِ لِاَنَّهُ لِلْمُكَلَّفِيْنَ۔ مجانین اور اطفال اس حکم میں غیر مکلف ہونے کی بناء پر داخل نہیں ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ ۚ وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴿۳۱﴾۔

اور تم زمین میں اللہ پر غالب نہیں آسکتے اور تمہارا اللہ کے سوا کوئی والی اور مددگار نہیں۔

آیہ کریمہ کا مفہوم منطوق صراحۃً واضح کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت کے مقابلہ میں انسان کچھ نہیں کر سکتا اور اللہ عزوجل ہی کی ذات وہ ذات ہے جو اپنے بندوں کا والی و مددگار ہے اور یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ جو مصائب و آلام مقدرات انسانی میں ہیں ان سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ آگے ارشاد ہے:

وَمِنْ اٰیٰتِهِ الْجَوَارِ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۳۲﴾ اِنْ یَّشَاْ یُسْكِنِ الرِّیْحَ فَیَظْلَلْنَ رَوَاكِدَ عَلٰى ظَهْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ﴿۳۳﴾ ۔

اور اس کی نشانیوں سے ہے دریا میں چلنے والیاں جیسے پہاڑیاں وہ چاہے تو ہوا تھما دے کہ اس کی پیٹھ پر ٹھہری رہ جائیں بے شک اس میں ضرور نشانیاں ہیں ہر بڑے صابر شاکر کو۔

مفہوم آیت ظاہر ہے کہ سمندر میں پہاڑوں جیسی کشتیاں، جس کو آگبوٹ اور اسٹیمر کہا جاتا ہے، چلتی ہے اور لنگر ڈال دینے پر اسی دریا میں ٹھہری رہتی ہیں تو یہ بھی قادر وقیوم کی ایک بہت بڑی نشانی ہے ورنہ ظاہر ہے کہ سمندر جیسا ذخار جو بگڑنے پر آجائے تو اپنے تلاطم سے یہ آگبوٹ جہاز ایسے اڑا دے کہ ان کے ٹکڑے بھی نہ ملیں (جیسا کہ Titonic جہاز کی مثال واضح ہے) مگر چونکہ ہر شے حکم الٰہی عزوجل کے ماتحت ہے تو اس میں سمندر کو بھی اپنے حکم سے ہمارے لئے مسخر فرمایا کہ پانی کی پشت پر جہاں چاہیں ٹھہر جائیں اور جہاں تک چاہیں ہزار دس ہزار بیس ہزار الی غیر النہایۃ میلوں کا سفر کرلیں جو اس کے نشان ہائے قدرت ہیں کہ لوہا پانی پر تیر رہا ہے ورنہ ہمیں تو یہی نظر آتا ہے کہ پانی پر لوہا کبھی نہیں تیر سکتا۔ مگر ہم دیکھ رہے ہیں کہ چھ انچ اور ایک فٹ موٹی چادر سے اسٹیمر اور آگبوٹ بنتے ہیں اور پانی کی پشت کو چیرتے ہوئے کراچی سے بحرین جدہ اور اس سے آگے ہزار ہا میل چلے جاتے ہیں اور پھر یہ ہی نہیں کہ وہی جائیں بلکہ ہزار ہا جانیں بھیڑ بکری گھوڑے ہاتھی اور انسان بھی اس میں سواری کر کے پہنچتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اَوْ یُوْبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوْا وَ یَعْفُ عَنْ كَثِیْرٍ ﴿۳۴﴾ وَّ یَعْلَمَ الَّذِیْنَ یُجَادِلُوْنَ فِیْۤ اٰیٰتِنَا ؕ مَا لَهُمْ مِّنْ مَّحِیْصٍ ﴿۳۵﴾ ۔

یا انہیں تباہ کردے لوگوں کے گناہوں کے سبب اور بہت کچھ معاف فرمادے اور جان جائیں وہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں کہ انہیں کہیں بھاگنے کی جگہ نہیں ہے۔

آیہ کریمہ میں دوسرا پہلو ظاہر فرمایا کہ یا تو ہم ان کشتیوں میں جہازوں میں سفر کرنے والوں کو منزل مقصود تک پہنچا دیتے ہیں اور جب ہم چاہیں تو ان کو تباہ اور غرق دریا کر دیتے ہیں اور یہ جو کچھ بھی ہے یہ ان کی کرنیوں کے بدلے میں بہت سوں کو معاف ہو جاتا ہے اور اکثر ماخوذ ہوتے ہیں اور اس امر کو واضح کیا کہ ہم بے خبر نہیں بلکہ جو ہماری آیتوں میں جھگڑتے ہیں اور بے جا تاویلیں کرتے ہیں ان کی گرفت ہونے کے بعد ان کو بھاگنے کا کوئی راستہ نہیں آگے ارشاد ہے:

فَمَاۤ اُوْتِیْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَمَتَاعُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ۚ وَ مَا عِنْدَ اللّٰهِ خَیْرٌ وَّ اَبْقٰى لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَلٰى رَبِّهِمْ یَتَوَكَّلُوْنَ ﴿۳۶﴾

جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے یہ حیات دنیا میں تمہارے لئے ہے اور جو اللہ کے پاس سے تمہیں ملے گا وہ بہتر اور ہمیشہ رہنے والا ہے اور ایمان والوں کے لئے اور ان کے لئے جو اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔

آیہ کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو قبائل عرب میں بہت متمول تھے۔ اسلام لانے کے بعد سب کچھ انہوں نے اللہ عزوجل کی راہ میں صدقہ کر دیا۔ تو دنیا والوں نے آپ کو ملامت کی اور کہا کہ یہ اسلام خوب ہے جس میں داخل ہونے کے بعد سے آپ فقیر و مسکین ہو گئے متاع و دولت سب کھو بیٹھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اللہ کی راہ میں ایمان لانے کے بعد جو دنیاوی مال ومتاع کو خرچ کر دیتا ہے اس کے لئے اللہ کے پاس ایسی نعمتیں ہیں کہ جنہیں فنا نہیں اور وہ اللہ پر بھروسہ رکھ کر جب خرچ کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر مال اور دولت سے متمتع ہوتے ہیں۔ چنانچہ ظاہر ہے کہ دولت

دنیا ناپائیدار ہے اس کی ہر چیز آنی جانی ہے حتیٰ کہ صحت وتندرستی بھی کافی ہے آج جو دولت کے ڈھیروں پر بیٹھتا ہے کل وہ دریوزہ گر ہے۔ آج ناز ونعم میں جو لیل ونہار گزار رہا ہے کل کربت وکلفت کا شکار ہے برخلاف نعمت اخروی کے کہ وہ ملنے کے بعد زائل نہیں ہوگی یہاں تک کہ جوانی کو بھی زوال نہیں۔ صحت بھی اسی شان سے ہوگی جیسی کہ اسے ملی۔ حسن وجمال بھی زائل نہیں ہوگا۔ دنیا میں بڑے حسین وجمیل متمول اہل ثروت جائیدادوں والے ہم نے دیکھے کہ آج ان کا ڈنکا پٹ رہا ہے اور کل انہیں کوئی پوچھتا بھی نہیں تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے:

جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے جھاڑ ان کی قبر پر ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں

تو مومن کی شان یہی ہے، کہ دوامی نعمت ازلی عشرت کے مقابلہ میں متاع دنیا کو ترجیح نہ دے اور اپنے رب عزوجل کی رضا جوئی میں لیل ونہار خواہ عشرت سے کٹیں خواہ عسرت سے شکر کرتا ہوا گزار دے آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ وَاِذَا مَا غَضِبُوْا هُمْ يَغْفِرُوْنَ ﴿٣٧﴾ وَالَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۠ وَاَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ ۠ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣٨﴾ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَهُمُ الْبَغْيُ هُمْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿٣٩﴾

اور وہ لوگ جو بڑے بڑے گناہوں اور بے حیائیوں سے بچتے ہیں اور جب غصہ آئے تو معاف کر دیتے ہیں اور وہ جنہوں نے اپنے رب کا حکم مانا اور نماز قائم رکھی اور ان کا کام آپس میں مشورہ سے ہے اور ہمارے دیے سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں اور وہ کہ جب انہیں بغاوت پہنچے بدلہ لیتے ہیں۔

آیت کریمہ میں مومن کی مقتضیات ایمانی کو پانچ صورتوں میں دکھلایا:

اول اجتناب کبائر وفواحش۔

دوسرے کسی غضب ناک بات کی معافی دے دینا۔

تیسرے اللہ عزوجل کے حکم کے آگے جھک کر نماز قائم رکھنا۔

چوتھے اپنے معاملات مشوروں سے طے کرنا۔

پانچویں اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی روزی سے خرچ کرنا۔

اور ایک درجہ یہ بھی دکھایا کہ اگر کوئی شخص اس کے ساتھ زیادتی کرے تو اتنا ہی اس سے یہ بدلہ لے لیتے ہیں۔

یہ دو درجہ کے مومن ظاہر فرمائے گئے۔ اعلیٰ درجہ وہی ہے جو اول پانچ صفات میں ظاہر فرمایا گیا اور اگر ظالم سے ظلم کا بدلہ لے لے تو یہ دوسرا درجہ ہے۔ آیت کریمہ کا شان نزول انصار کے حق میں ہے کہ انہوں نے اپنے رب عزوجل کی دعوت قبول کر کے احکام دینی کا اتباع کیا اور اپنا مال مہاجرین میں خرچ کیا اور نماز پر مداومت رکھی اور خود رائی وعجلت میں نہیں آئے بلکہ مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے مشورے کر کے کام کیے۔

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو قوم مشورہ کرتی ہے وہ صحیح راہ کو پہنچتی ہے اور جب مسلمانوں پر ظلم کیا جاتا ہے تو انصاف سے بدلہ لیتے ہیں مگر اعلیٰ قوم وہی ہے جس میں معافی ہو۔ چنانچہ ابن زید رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ آیۂ کریمہ میں دو قسم کے مومنین کا تذکرہ ہے پہلے وہ جو ظلم کو معاف فرما کر بدلہ نہیں لیتے۔ دوسرے وہ جو ظالم سے بدلہ لیتے ہیں مگر حد سے تجاوز

Marfat.com

نہیں کرتے۔ عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ وہ مومنین ہیں جنہیں کفار نے مکہ مکرمہ سے نکالا اور ان پر ظلم کیا۔ پھر اللہ نے ان مومنین کو جب سرزمین مکہ پر مسلط کیا تو انہوں نے معافی دی اور بدلہ نہ لیا۔ آگے قانون ظاہر فرمایا:

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۚ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ﴿٤٠﴾ وَلَمَنِ انْتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهٖ فَاُولٰۗئِكَ مَا عَلَيْهِمْ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤١﴾ اِنَّمَا السَّبِيْلُ عَلَى الَّذِيْنَ يَظْلِمُوْنَ النَّاسَ وَيَبْغُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۭ اُولٰۗئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٤٢﴾ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ﴿٤٣﴾۔

اور برائی کا بدلہ اسی کے برابر برائی کی سزا ہے تو جس نے معاف کیا اور کام سنوارا تو اس کا اجر اللہ کے ذمۂ کرم پر ہے بے شک وہ ظالموں کو دوست نہیں رکھتا اور بے شک جس نے اپنی مظلومی پر بدلہ لیا ان پر کوئی مواخذہ کی راہ نہیں۔ مواخذہ تو انہیں پر ہے جو لوگوں پر ظلم کرتے ہیں اور زمین میں ناحق سرکشی پھیلاتے ہیں ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۔

آیۂ کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ بدلہ قدر جنایت ہونا چاہئے اس میں زیادتی نہ ہو اور بدلے کو برائی کہنا مجاز ہے کہ صورۃً مشابہ ہونے کے سبب سے کہا جاتا ہے۔ اور جس کو وہ بدلہ دیا جائے اسے برا معلوم ہوتا ہے اور برائی کے ساتھ تعبیر کرنے میں یہ بھی اشارہ ہے کہ اگرچہ بدلہ لینا جائز ہے مگر عفو اس سے بہتر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ ظالموں سے مراد ظلم کی ابتداء کرنے والے ہیں اور جو ظلم کا بدلہ لے وہ ظالم نہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ ظلم کو معاف کر دے۔ اسی لئے فرمایا وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِكَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ۔ جو ظلم پر صبر کر کے معافی دے دے وہ یقیناً بہت بڑی ہمت کے کام ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ ظلم ظالم پر صبر کرنا اور معافی دینا یہ حسنین کریمین اور سیدنا زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ہی ہمتیں تھیں کہ یزید کو حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ اس کے ظلم کی تلافی کے لئے صلوٰۃ اوابین تعلیم فرماتے ہیں۔ اور جب وہ پڑھ نہ سکا تو آپ نے فرمایا کہ میرا کام یہی تھا جو میں نے کیا آگے جو معاملہ ہے وہ مشیت الٰہی پر موقوف ہے۔ ایسے ہی سید الشہداء شہزادۂ گلگوں قبا کا معاملہ تھا کہ اپنے اعزاء و اقرباء کے شہید ہونے کے بعد فرمایا کہ اگر اب بھی تم باز آ جاؤ تو میں تمہیں معافی دے دیتا ہوں۔ یہی عزم امور ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ وَّلِيٍّ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَتَرَى الظّٰلِمِيْنَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ يَقُوْلُوْنَ هَلْ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنْ سَبِيْلٍ ﴿٤٤﴾ۚ وَتَرٰىهُمْ يُعْرَضُوْنَ عَلَيْهَا خٰشِعِيْنَ مِنَ الذُّلِّ يَنْظُرُوْنَ مِنْ طَرْفٍ خَفِيٍّ ۭ وَقَالَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ الْخٰسِرِيْنَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ وَاَهْلِيْهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اَلَآ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ فِيْ عَذَابٍ مُّقِيْمٍ ﴿٤٥﴾

اور جس کو اللہ گمراہ کر دے اس کے بعد اس کا کوئی والی وارث نہیں اور آپ دیکھیں گے مشرکوں کو جبکہ وہ عذاب دیکھیں گے کہیں گے کیا یہاں سے لوٹنے کا کوئی رستہ ہے اور آپ دیکھیں گے انہیں کہ آگ پر پیش کئے جاتے ہیں ڈرتے ہوئے ذلت سے کنکھیوں سے دیکھ رہے ہوں گے اور کہیں گے ایمان والے بے شک نقصان میں وہ ہیں جنہوں نے اپنی جانوں اور گھر والوں کو نقصان میں ڈالا قیامت کے دن خبردار رہو بے شک ظالم ہمیشہ

عذاب میں رہیں گے

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ؕ ﴿٤٦﴾

اور نہیں ہوگا ان کا کوئی ولی جو مدد کریں ان کی اللہ کے سوا اور جسے اللہ گمراہ کرے اس کے لئے کوئی راستہ نہیں

اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿٤٧﴾

اپنے رب کے حکم کو مانو اس دن کے آنے سے پہلے جو اللہ کی طرف سے ٹلنے والا نہیں اس دن تمہارے لئے کوئی پناہ نہ ہوگی اور نہ تمہیں انکار کرتے بنے گی

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَاِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿٤٨﴾

تو اگر وہ منہ پھیریں تو ہم نے تمہیں ان کا نگران نہیں بنایا آپ پر کوئی ذمہ داری نہیں مگر پہنچا دینا احکام کا اور جب ہم آدمی کو اپنی رحمت کا مزہ چکھاتے ہیں تو خوش ہو جاتا ہے اس سے اور اگر اس کو پہنچے کوئی برائی بدلہ اس کا جو ان کے ہاتھوں نے آگے بھیجا تو بے شک انسان ناشکرا ہے

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿٤٩﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿٥٠﴾

اللہ ہی کی ملکیت ہے آسمانوں اور زمین کی پیدا کرے جو چاہے جسے چاہے بیٹیاں عطا کرے اور جسے چاہے لڑکے دے یا دونوں ملا کر دے (بیٹے بیٹیاں) اور جسے چاہے بانجھ کر دے بے شک وہ جاننے والا قدرت والا ہے

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿٥١﴾

اور نہیں کوئی بشر کہ اللہ اس سے کلام فرمائے مگر وحی کے طور پر یا یوں کہ وہ بشر پردۂ عظمت کے اندر ہو یا کوئی فرشتہ بھیجے کہ اس کے حکم سے وحی کرے جو وہ چاہے بے شک وہ بلند اور حکمت والا ہے

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٥٢﴾

اور ایسے ہی وحی فرمائی ہم نے آپ کی طرف ایک زندگی بخشنے والی اپنے حکم سے اور نہیں تھے آپ جاننے والے کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان کی تفصیل لیکن ہم نے اسے نور کیا جس سے ہم راہ دکھاتے ہیں اپنے بندوں سے جسے چاہیں اور بے شک آپ ہدایت کرتے ہیں سیدھی راہ کی

صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿٥٣﴾

اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ خبردار رہو کہ تمام معاملات اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں

Marfat.com

حل لغات پانچواں رکوع - سورۃ شوریٰ - پ ۲۵

وَ - اور	مَنْ - جسے	يُّضْلِلِ - گمراہ کرے	اللّٰهُ - الله
فَمَا - تو نہیں	لَهٗ - اس کا	مِنْ وَّلِيٍّ - کوئی دوست	مِّنْۢ بَعْدِهٖ - اس کے بعد
وَ - اور	تَرَى - دیکھے گا تو	الظّٰلِمِيْنَ - ظالموں کو	لَمَّا - جب
رَاَوُا - دیکھیں گے	الْعَذَابَ - عذاب	يَقُوْلُوْنَ - کہیں گے	هَلْ - کیا
اِلٰى - طرف	مَرَدٍّ - لوٹنے کی ہے	مِّنْ سَبِيْلٍ - کوئی راہ	وَ - اور
تَرٰى - دیکھے گا تو	هُمْ - ان کو	يُعْرَضُوْنَ - پیش کئے جائیں گے	
عَلَيْهَا - اس پر	خٰشِعِيْنَ - ڈرتے ہوں گے	مِنَ الذُّلِّ - ذلت سے	يَنْظُرُوْنَ - دیکھتے ہوں گے
مِنْ طَرْفٍ - نگاہ	خَفِيٍّ - مخفی سے	وَ - اور	قَالَ - کہیں گے
الَّذِيْنَ - وہ	اٰمَنُوْٓا - جو ایمان لائے	اِنَّ - بے شک	الْخٰسِرِيْنَ - نقصان والے
الَّذِيْنَ - وہ ہیں	خَسِرُوْٓا - کہ جنہوں نے خسارہ دیا	اَنْفُسَهُمْ - اپنی جانوں کو	وَ - اور
اَهْلِيْهِمْ - اپنے گھر والوں کو	يَوْمَ - دن	الْقِيٰمَةِ - قیامت کے	اَلَآ - خبردار
اِنَّ - بے شک	الظّٰلِمِيْنَ - ظالم ہیں	فِيْ - بیچ	عَذَابٍ - عذاب
مُّقِيْمٍ - ہمیشہ کے	وَ - اور	مَا - نہیں	كَانَ - ہے
لَهُمْ - ان کے لئے	مِّنْ اَوْلِيَآءَ - کوئی دوست	يَنْصُرُوْنَهُمْ - جو ان کی مدد کریں	مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ - الله کے سوا
وَ - اور	مَنْ - جسے	يُّضْلِلِ - گمراہ کرے	اللّٰهُ - الله
فَمَا - تو نہیں	لَهٗ - اس کے لئے	مِنْ سَبِيْلٍ - کوئی راہ	اِسْتَجِيْبُوْا - کہا مانو
لِرَبِّكُمْ - اپنے رب کا	مِّنْ قَبْلِ - پہلے	اَنْ - اس سے کہ	يَّاْتِيَ - آئے
يَوْمٌ - ایسا دن	لَّا - کہ نہ ہو	مَرَدَّ - لوٹنا	لَهٗ - اس کے لئے
مِنَ اللّٰهِ - الله کی طرف سے	مَا - نہ ہوگی	لَكُمْ - تمہارے لئے	مِّنْ مَّلْجَاٍ - کوئی پناہ کی جگہ
يَّوْمَئِذٍ - اس دن	وَّ - اور	مَا - نہ ہوگا	لَكُمْ - تمہارے لئے
مِّنْ نَّكِيْرٍ - کوئی انکار	فَاِنْ - تو اگر	اَعْرَضُوْا - منہ پھیریں	فَمَآ - تو نہیں
اَرْسَلْنٰكَ - بھیجا ہم نے آپ کو		عَلَيْهِمْ - ان پر	حَفِيْظًا - چوکیدار
اِنْ - نہیں	عَلَيْكَ - آپ پر	اِلَّا - مگر	الْبَلٰغُ - پہنچانا
وَ - اور	اِنَّا - بے شک ہم	اِذَآ - جب	اَذَقْنَا - چکھاتے ہیں
الْاِنْسَانَ - انسان کو	مِنَّا - اپنی طرف سے	رَحْمَةً - رحمت	فَرِحَ - خوش ہوتا ہے
بِهَا - اس سے	وَ - اور	اِنْ - اگر	تُصِبْهُمْ - پہنچے ان کو
سَيِّئَةٌۢ - برائی	بِمَا - بہ سبب اس کے جو	قَدَّمَتْ - آگے بھیجا	اَيْدِيْهِمْ - ان کے ہاتھوں نے

Marfat.com

فَاِنَّ۔تو بے شک	الْاِنْسَانَ۔انسان	كَفُوْرٌ۔ناشکرا ہے	لِلّٰهِ۔اللہ ہی کی
مُلْكُ۔بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین میں
يَخْلُقُ۔پیدا کرتا ہے	مَا۔جو	يَشَآءُ۔چاہے	يَهَبُ۔عطا کرتا ہے
لِمَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے	اِنَاثًا۔لڑکیاں	وَّ۔اور
يَهَبُ۔عطا کرتا ہے	لِمَنْ۔جسے	يَّشَآءُ۔چاہے	الذُّكُوْرَ۔لڑکے
اَوْ۔یا	يُزَوِّجُهُمْ۔ملادے ان کو	ذُكْرَانًا۔لڑکے	وَّ۔اور
اِنَاثًا۔لڑکیاں	وَ۔اور	يَجْعَلُ۔کردے	مَنْ۔جسے
يَّشَآءُ۔چاہے	عَقِيْمًا۔بانجھ	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	عَلِيْمٌ۔جاننے والا
قَدِيْرٌ۔قدرت والا ہے	وَ۔اور	مَا۔نہیں	كَانَ۔ہے
لِبَشَرٍ۔کسی آدمی کے لئے	اَنْ۔یہ کہ	يُّكَلِّمَهُ۔کلام کرے اس سے	اللّٰهُ۔اللہ
اِلَّا۔مگر	وَحْيًا۔وحی سے	اَوْ۔یا	مِنْ وَّرَآئِ۔پیچھے
حِجَابٍ۔پردے کے	اَوْ۔یا	يُرْسِلَ۔بھیجتا ہے	رَسُوْلًا۔فرشتہ
فَيُوْحِيَ۔تو وحی کرتا ہے	بِاِذْنِهٖ۔اس کے حکم سے	مَا۔جو	يَشَآءُ۔چاہتا ہے
اِنَّهٗ۔بے شک وہ	عَلِيٌّ۔بلند ہے	حَكِيْمٌ۔حکمت والا ہے	وَ۔اور
كَذٰلِكَ۔اسی طرح	اَوْحَيْنَآ۔وحی کی ہم نے	اِلَيْكَ۔تیری طرف	رُوْحًا۔روح
مِّنْ اَمْرِنَا۔اپنے حکم سے	مَا۔نہیں	كُنْتَ۔تھا تو	تَدْرِيْ۔جانتا
مَا۔کہ کیا ہے	الْكِتٰبُ۔کتاب	وَ۔اور	لَا۔نہ
الْاِيْمَانُ۔ایمان	وَّ۔اور	لٰكِنْ۔لیکن	جَعَلْنٰهُ۔بنایا ہم نے اس کو
نُوْرًا۔نور	نَّهْدِيْ۔ہدایت دیتے ہیں	بِهٖ۔اس کے ساتھ	مَنْ۔جس کو
نَّشَآءُ۔چاہیں	مِنْ عِبَادِنَا۔اپنے بندوں سے		وَ۔اور
اِنَّكَ۔بے شک تو	لَتَهْدِيْٓ۔راہنمائی کرتا ہے	اِلٰى۔طرف	صِرَاطٍ۔راہ
مُّسْتَقِيْمٍ۔سیدھی کی	صِرَاطِ۔رستہ	اللّٰهِ۔اللہ کا	الَّذِيْ۔وہ کہ
لَهٗ۔اس کے لئے ہے	مَا۔جو	فِي۔بیچ	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	مَا۔جو	الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	اَلَآ۔خبردار
اِلَى۔طرف	اللّٰهِ۔اللہ کی	تَصِيْرُ۔پلٹتے ہیں	الْاُمُوْرُ۔سب کام

حل لغات نادرہ

مَرَدٌّ۔لوٹنے کی جگہ کے معنی ہیں۔

طَرْفٍ خَفِيٍّ۔عرف میں طرف کے معنی بصر کے ہے اور طرف خفی کے معنی کن انکھیوں سے دیکھنے کے ہیں۔

Marfat.com

مِّنۡ مَّلۡجَاٍ۔ ظرف کا صیغہ ہے جس کے معنی ہیں پناہ کی جگہ۔

مَالَكُمۡ مِّنۡ نَّكِيۡرٍ۔ نہیں ہوگی ان کیلئے انکار کی گنجائش جیسے بلانکیر منکر فلاں بات یوں ہے کا محاورہ ہے۔ یہ بروزن فعیل۔ مفعول کے معنی میں ہے اور ہوسکتا ہے کہ مصدر یعنی انکار کے معنی میں ہو۔

كَفُوۡرٌ۔ مبالغہ کا صیغہ ہے یعنی بڑا ناشکرا۔

عَقِيۡمًا۔ عقیم وہ ہے جس کے ہاں بچہ نہ ہو بولا کرتے ہیں: رَجُلٌ عَقِيۡمٌ لَّا يَلِدُ وَ اِمۡرَاۃٌ عَقِيۡمٌ لَّا تَلِدُ۔ عقم کے اصل معنی ہیں قطع کے اسی سے ہے: مَلِکٌ عَقِيۡمٌ لِاَنَّہٗ يَقۡطَعُ الۡجَرَائِمَ بِالۡقَتۡلِ وَالۡعُقُوۡقِ اور عُقر بھی اسی معنی میں مستعمل ہے: وَّكَانَتِ امۡرَاَتِىۡ عَاقِرًا۔

تَدۡرِىۡ۔ درایت سے ماخوذ ہے اور درایت کہتے ہیں اٹکل اور قیاس سے کسی چیز کا جاننا۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ شوریٰ۔ پ ۲۵

وَمَنۡ يُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ وَّلِىٍّ مِّنۡۢ بَعۡدِهٖ ؕ وَتَرَى الظّٰلِمِيۡنَ لَمَّا رَاَوُا الۡعَذَابَ يَقُوۡلُوۡنَ هَلۡ اِلٰى مَرَدٍّ مِّنۡ سَبِيۡلٍ ۚ﴿۴۴﴾۔

اور جس کو خدا گمراہ کرے تو پھر اس کا کوئی یار و مددگار نہیں اور اے محبوب! قیامت کے دن آپ مشرکوں کو دیکھیں گے کہ جب عذاب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے تو (پھر حسرت سے) کہیں گے (بھلا دنیا میں) پھر لوٹنے کی کوئی سبیل (راہ) ہے۔

ہدایت و گمراہی دونوں قوتیں قبضۂ قدرت الٰہی میں ہیں جسے وہ گمراہ کردے اسے کوئی ہدایت نہیں کرسکتا جیسے ابوجہل ابولہب اور جس کو وہ ہدایت فرمادے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا جیسے صدیق و فاروق و عثمان غنی و علی اسد اللہ رضی اللہ عنہم۔

اب سوال باقی رہتا ہے کہ جب ہدایت و گمراہی دونوں قبضۂ قدرت مشیت میں ہیں تو تبلیغ مبلغ بیکار ہوگی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ ہمیں پردۂ تقدیر کا نقشہ معلوم نہیں کہ کسے ہدایت پر پیدا فرمایا اور کسے گمراہی پر تو مبلغ کا فرض ہے کہ وہ تبلیغ کرتا رہے اگر وہ ہدایت پر آگیا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اسے اللہ عزوجل نے ہدایت دی اور اگر وہ کج بحثی اور جحد وعناد پر جمارہا اور اسی کفر پر مرا تو سمجھ لیا جائے گا کہ اس کی قسمت میں ہی گمراہی تھی بناء بریں تبلیغ مبلغ بہرصورت لازمی ہے۔

وَتَرَى الظّٰلِمِيۡنَ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب فرما کر ارشاد ہوا اس سے مراد مشرکین ہیں اس لئے کہ قرآن کریم نے شرک کو ظلم عظیم فرمایا ہے جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّ الشِّرۡكَ لَظُلۡمٌ عَظِيۡمٌ۔ قرآن کریم میں جہاں بھی ظالمین آئے گا وہ باستثناء چند مقام کے مشرکوں کے ہی حق میں ہوگا۔ اور جیسے اِنِّىۡ كُنۡتُ مِنَ الظّٰلِمِيۡنَ۔ رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا یہ انبیاء کرام کے دعائیہ لفظ ہیں یا اعتراف انکسار ہے۔ اس لئے اس کے معنی شرک نہیں ہوں گے بلکہ اپنی جان پر زیادتی کے معنی ہوں گے۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرمایا گیا وَتَرٰٮهُمۡ یعنی آپ انہیں ملاحظہ فرمائیں گے اس سے ثابت ہوا کہ دنیا میں مَا عَبَرَ وَ مَا غَبَرَ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مستحضر ہے ایسے ہی عرصات محشر اور جنت و جہنم تمام حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے روشن ہوں گے۔

وَتَرٰٮهُمۡ يُعۡرَضُوۡنَ عَلَيۡهَا خٰشِعِيۡنَ مِنَ الذُّلِّ يَنۡظُرُوۡنَ مِنۡ طَرۡفٍ خَفِىٍّ ؕ وَقَالَ الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡۤا اِنَّ الۡخٰسِرِيۡنَ الَّذِيۡنَ خَسِرُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ وَاَهۡلِيۡهِمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ الظّٰلِمِيۡنَ فِىۡ عَذَابٍ مُّقِيۡمٍ ﴿۴۵﴾۔

اور آپ ان لوگوں کو دیکھیں گے جو دوزخ کے روبرو لائے جائیں گے ذلت سے جھکے ہوئے اور کنکھیوں سے دیکھتے جاتے ہوں گے اور اس وقت ایمان والے کہیں گے کہ حقیقت میں بڑے بدنصیب تو وہ ہیں جنہوں نے (خود گمراہ ہونے سے آج) قیامت کے دن اپنے آپ کو (بھی) تباہ کیا اور اپنا برا نمونہ دکھانے اور بہکانے سے اپنے گھر والوں کو بھی برباد کیا۔ خبردار رہو کہ شرک کرنے والے ہمیشہ عذاب میں رہیں گے۔

مفہوم آیت واضح ہے کہ شرم کی وجہ سے وہ لوگوں کی طرف نظر نہ اٹھا کر دیکھ سکیں گے اور جہنم میں جاتے وقت نیم باز نگاہیں اہل جنت پر ڈالیں گے اور اپنے نقصان وخسران پر پچھتائیں گے۔

اب رہا وَ اَهْلِيْهِمْ کا مقصد یہ بھی ظاہر ہے۔ تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر اس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اپنی جانوں کو نقصان میں ڈالا اور اپنے تبعین کو بھی تباہ کیا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ تو اہل سے مراد تبع کے ہیں۔ اہل اور آل مترادف المعنی ہیں اسی بناء پر فرمایا: وَ اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ اس میں بھی تبعین فرعون مراد ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اہل السنت والجماعت آل پاک پر درود پڑھتے ہوئے تمام تبعین پر علی حسب مراتب درود پہنچنا سمجھتے ہیں یعنی یہ ضروری نہیں جانتے کہ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ پڑھتے ہوئے ازواج واصحاب اور تمام امتیوں کا تذکرہ بھی کیا جائے بلکہ یہ کہہ دینا سب کے لیے کافی ہے اور اگر تفصیلات سے ہو تو مضائقہ نہیں اور چونکہ مشرکوں کے لئے ان کا دار الخلد جہنم ہے اسی لئے تنبیہ سے فرمایا کہ خبردار رہو کہ ظالم یعنی مشرک ہمیشہ ہمیش عذاب میں رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ ﴿۴۶﴾ اِسْتَجِيْبُوْا لِرَبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا مَرَدَّ لَهٗ مِنَ اللّٰهِ ؕ مَا لَكُمْ مِّنْ مَّلْجَاٍ يَّوْمَئِذٍ وَّمَا لَكُمْ مِّنْ نَّكِيْرٍ ﴿۴۷﴾۔

اور نہیں ہوگا اللہ کے سوا ان کا کوئی حمایتی کہ ان کی مدد کرے۔ اور جس کو خدا گمراہ کرے اس کے لئے نجات کا کوئی رستہ ہی نہیں۔ لوگو! اس دن کے آنے سے پہلے جو خدا کی طرف سے ٹلنے والا نہیں ہے اپنے پروردگار کا حکم مانو کہ اس دن نہ تو تمہیں کہیں پناہ ہوگی اور نہ ہی تمہیں گناہوں سے انکار کرتے ہی بن پڑے گی۔

آیۂ کریمہ سے واضح ہوا کہ قرآن کریم کا روئے سخن واضح کر رہا ہے کہ مشرکوں بے دینوں کے لئے اس دن کوئی مددگار اور حمایتی نہ ہوگا۔ برخلاف مومنین کے کہ ان کی حمایت کے واسطے بڑے بڑے نظام ہیں: نبی، ولی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد، نقباء، نجباء حتیٰ کہ اسقاط شدہ بچہ بھی حمایت کرے گا۔

چنانچہ حدیث میں واضح ہے کہ جب علم شفاعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھالیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ارشاد ہو گا کہ اِشْفَعْ تُشَفَّعْ تو پھر تمام نبی ولی غوث قطب عالم فاضل نیکوکار سب کو حق پہنچے گا کہ وہ اپنے اپنے متعلقین کو ساتھ لے کر شفاعت کے لئے آگے بڑھیں آخر درجہ اس اسقاط شدہ بچے کا ہوگا جسے جنت میں جانے کی اجازت ہوگی تو وہ مچل جائے اور عرض کرے کہ میں اپنے والدین کے بغیر نہیں جاؤں گا تو ارشاد ہوگا: اَيُّهَا السِّقْطُ الْمُرَاغِمُ رَبَّهٗ اے اپنے رب سے جھگڑنے والے اسقاط شدہ جا جنت میں اپنے والدین کو ساتھ لے کر۔ اسی لئے یہاں فرمایا گیا:

وَمَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ اَوْلِيَآءَ يَنْصُرُوْنَهُمْ۔ الخ یعنی مشرکوں کا کوئی حمایتی نہ ہوگا جو ان کی مدد کرے برخلاف مومنین کے

Marfat.com

کہ ان کی نصرت واعانت نیچے سے لے کر بارگاہ رسالت ﷺ تک ہوگی۔ آگے ارشاد ہے:

فَاِنْ اَعْرَضُوْا فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ؕ اِنْ عَلَيْكَ اِلَّا الْبَلٰغُ ؕ وَ اِنَّآ اِذَآ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً فَرِحَ بِهَا ۚ وَ اِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌۢ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْهِمْ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ كَفُوْرٌ ﴿۴۸﴾۔

تو اگر یہ لوگ انحراف کریں تو ہم نے اے محبوب! آپ کو ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجا آپ کے ذمہ کچھ نہیں مگر حکم پہنچا دینا اور ہم جب آدمی کو اپنی رحمت کا ذائقہ چکھاتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہو جاتا ہے اور اگر اس کو اپنی ہی کرنی کے بدلے میں کوئی مصیبت پہنچ جاتی ہے تو بے شک انسان ناشکرا ہے۔

مومن اور گمراہ کا یہی فرق ہے کہ وہ جب مصیبت آئے تو وہ بارگاہ احدیت میں سربسجود ہوتا ہے اور فراخی آئے تو اسے رحمت جان کر سجدۂ شکر ادا کرتا ہے۔ برخلاف بے دین گمراہ کے کہ اس پر فراخی آئے تو بھول جاتا ہے اور خدا کی رحمت کو بھول کر سرکشی میں آگے بڑھتا ہے اور اگر تنگی یا مصیبت آئے تو اللہ کی ناشکری اور شکایتیں کرنے لگتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ ؕ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا ۚ وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَآءُ عَقِيْمًا ؕ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾۔

آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کی ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے جس کو چاہتا ہے نری بیٹیاں عنایت کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے نرے بیٹے عنایت کرتا ہے یا بیٹے اور بیٹیاں ملا کر دونوں قسم کی اولاد دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ایسا بے نام و نشان کر دیتا ہے کہ اس کے اولاد ہوتی ہی نہیں اور وہ اولاد کی مصلحت سے واقف اور وہ سب کچھ جانتا اور اپنی حکمت کے ساتھ پیدا فرماتا ہے۔

آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ قادر مطلق ایسا قادر ہے کہ ایک گھر میں لڑکے ہی لڑکے پیدا کرے ایک گھر میں لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا کرے۔ کسی کے ہاں لڑکے اور لڑکیاں دونوں پیدا فرماوے اور کسی میاں کو بیوی ہوتے ہوئے لاولد اور گمنام کر دے۔ یہ تمام معاملات اس کی حکمت بالغہ کے ساتھ ہیں اس میں کوئی اس کا مشیر نہیں جسے چاہے جس طرح چاہے جب چاہے جیسے چاہے جو دے لڑکا دے لڑکی دے یا لڑکے لڑکیاں دونوں دے یا کچھ بھی نہ دے اس کے آگے جھکا رہنا ہی ہمارا فرض ہے حرف شکایت زبان پر لانا یہی کفران نعمت ہے۔

اب رہا یہ گنڈے تعویذ، ادویات، معجونات حبوب شافہ کا استعمال اور معاجین سے علاج وغیرہ یہ سب چیزیں اسباب دنیا سے متعلق ہیں۔ اگر قدرت کو اس بہانے میں کامیابی دینی ہو تو حکیم کا نام ہو جاتا ہے اور آپ کا کام بن جاتا ہے۔ ایسے ہی عمل فال پلیتے۔ گنڈوں کا حال ہے کہ اگر منظور الٰہی عزوجل ہو تو اس بہانے عامل کا نام اور علاج کرانے والے کا کام ہو جاتا ہے ورنہ سب بے کار اور بے سود ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا کا مقتضیٰ ہی یہی ہے کہ ہم اپنے عقیدہ میں واحد حقیقی اللہ تعالیٰ کو مانیں اور باقی اسباب و ذرائع ان کو بہانہ مانیں البتہ ناجائز طریقوں سے جو اتارے چڑھاوے کئے جائیں وہ شرعاً ممنوع ہیں ان سے اجتناب لازمی ہے آگے ارشاد ہے:

وَ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْيًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِيٌّ حَكِيْمٌ ﴿۵۱﴾۔

Marfat.com

اور کسی آدمی کو تاب نہیں کہ خدا اس سے روبرو ہو کر کلام کرے مگر وحی کے ذریعہ یا پردۂ عظمت کے پیچھے سے یا کسی فرشتے کو اس کے پاس بھیج دیتا ہے وہ خدا کے حکم سے جو اسے منظور ہوتا ہے پیغام خدا پہنچا دیتا ہے بے شک خدا عالی شان اور حکمت والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں اس امر کو ظاہر فرمایا گیا ہے کہ متحمل وحی محض بشر نہیں ہو سکتا بلکہ اس کے ساتھ جب نور نبوت عطا ہو جائے تو اس میں اس کا تحمل پیدا ہوتا ہے یعنی شان ملکی ہے کہ فرشتے کو کوئی بشر دیکھنے پر قادر نہیں۔ حتیٰ کہ صحابہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم فرشتے کو نہیں دیکھ سکتے اور اگر دیکھ بھی لو تو ان کی نورانیت تمہاری آنکھوں کی روشنی سلب کرلے گی۔ چنانچہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایسا ہوا بھی کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس روح الامین علیہ السلام کو آتے ہوئے دیکھا اور صرف ان کے قدموں پر نظر پڑی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اب تمہاری آنکھیں جاتی رہیں گی چنانچہ ان کی آنکھیں جاتی رہیں۔

تو جب رؤیت ملائکہ علیہم السلام کا تحمل چشم بشر میں نہیں تو رؤیت الٰہی دنیا میں کیونکر ممکن ہے البتہ انبیاء میں بھی صرف ایک ہی آنکھ پیدا فرمائی کہ جو بچشم سر جمال الٰہی کا مشاہدہ کر سکے۔ ورنہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کو بھی لَنْ تَرٰىنِیْ فرما دیا گیا۔

جب کہ حقیقت یہ ہے کہ مَا كَانَ لِبَشَرٍ الاٰیۃ کسی بشر میں یہ تاب نہیں کہ وہ کلام الٰہی عزوجل روبرو سنے تو پھر زید عمرو بکر کی تو مجال ہی نہیں۔ اب سوال وحی کا پیدا ہوتا ہے کہ وحی بھی بشر کو ہو سکتی ہے یا نہیں اس پر فرمادیا: وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا۔

استدراک کے لئے لٰكِنْ فرما کر بتایا کہ نور قرآن کے ذریعہ جس کو ہم چاہیں ہدایت فرمادیں اور نور نبوت کے ساتھ ہماری وحی بھی آتی ہے۔ چنانچہ وحی نام ہے اس خفیہ پیغام کا جو اللہ عزوجل کی طرف سے بذریعہ ملک یا کسی خاص آواز کے ذریعہ نبی پر نازل ہوتی ہے اور اس کا متحمل غیر نبی نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ بخاری و مسلم کی حدیثوں میں واضح طور پر اس کا بیان ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آتی تھی تو پیشانی اقدس پر تیز سردی کے موسم میں بھی پسینہ آجاتا تھا۔

صحابہ علیہم رضوان کا بیان ہے کہ ہمیں اس کا کچھ پتہ نہیں چلتا تھا کہ وحی میں کیا آیا۔ جب وہ کیفیت فرو ہو جاتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے آج یہ حکم آیا یہ وحی ہوئی۔ وحی جتنی بھی ہیں یہ بذریعہ روح الامین علیہ السلام یا القاء فی الروع یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اقدس میں القاء ہوا ہو۔ بذریعہ رؤیا کوئی حکم ملا ہو۔ یہ مختص ہے انبیاء کرام کے لئے ہی اس کے علاوہ وَاَوْحٰی رَبُّكَ اِلَی النَّحْلِ وَاَوْحَیْنَاۤ اِلٰۤی اُمِّ مُوْسٰۤی اَنْ اَرْضِعِیْهِ ۚ یہ وہ وحی نہیں جو انبیاء علیہم السلام پر ہو بلکہ یہ القاقی القلب ہے جس کو الہام بھی کہہ سکتے ہیں۔

اس کی تصریح علامہ آلوسی اور صاحب نسفی اور امام راغب رحمہم اللہ وغیرہ نے کی۔ باقی وہ وحی انبیاء پر مختص ہے جس پر وعید قرآنی ہے: وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ قَالَ اُوْحِیَ اِلَیَّ وَلَمْ یُوْحَ اِلَیْهِ شَیْءٌ یہ وحی مختص بہ انبیاء علیہم السلام ہے۔ تو لفظ وحی اشارہ سریعہ کے معنی بھی دیتا ہے اور القاء فی الروع کے معنی میں بھی آتا ہے اور رویاء انبیاء میں بھی ہوتا ہے اس میں فرق کرنا اور اس کی نوعیت کو سمجھنا نہایت ضروری ہے تو آیہ کریمہ میں جو فرمایا گیا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ

Marfat.com

تو یہ وحی سوائے انبیاء کرام کے کسی کو نہیں ہوسکتی اور اشارات سریعہ یا القاء والہام سے جو کچھ ہو وہ غیر نبی کو بھی ہوسکتی ہے مگر وہ ایسی وحی نہیں جس پر احکام قطعی نافذ ہوسکیں۔ اسی لئے انبیاء علیہم السلام کی وحی میں نور نبوت مشروط کیا اور غیر نبی کے القاء والہام میں نور قرآن لازم رکھا اس لئے کہ یہ القاء والہام تو سوس شیطانی کے بھی ہوتے ہیں جس سے انبیاء کرام محفوظ و مصئون ہیں۔ اسی لئے ارشاد ہوا کہ نبی پر جو وحی آتی ہے وہ اَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِاِذْنِهٖ مَا يَشَآءُ۔ ہم اپنی وحی کی حفاظت کے لئے اپنا فرشتہ بھیجتے ہیں کہ وہ جو ہم چاہتے ہیں وہ حکم پہنچاتا ہے اس میں کسی قسم کا واہمہ اور شائبہ غلطی کا نہیں ہوسکتا۔ اور جو قرآن کے ذریعہ امم انبیاء میں احکام پہنچتے ہیں وہ بذریعہ مرسلین کرام ہوتے ہیں اس کا اتباع امتیوں پر لازم ہے۔ اسی لئے بشر کے ساتھ نور قرآنی سے احکام قرآن کا پہنچانا مشروط کیا۔ اور انبیاء علیہم السلام کے لئے فرشتے کے ذریعہ یا القاء فی القلب کی شرط رکھی اور اس سے پہلے یہ امر بھی واضح کر دیا۔

وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ۭ مَا كُنْتَ تَدْرِيْ مَا الْكِتٰبُ وَلَا الْاِيْمَانُ وَلٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِيْ بِهٖ مَنْ نَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِنَا ۭ وَاِنَّكَ لَتَهْدِيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۲﴾ صِرَاطِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِلَى اللّٰهِ تَصِيْرُ الْاُمُوْرُ ﴿۵۳﴾ ۔

اور یونہی ہم نے وحی تمہیں بھیجی ایک زندگی بخشنے والی چیز (یعنی قرآن کریم) اپنے حکم سے اس سے پہلے نہ تو آپ کتاب جانتے تھے اور نہ احکام شرع کی تفصیل ہاں ہم نے قرآن شریف کو نور کہا جس سے ہم اپنے بندوں سے جسے چاہتے ہیں راہ دکھاتے ہیں او بے شک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔ اللہ کی راہ کہ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے خبردار رہو کہ سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹتے ہیں۔ آیت کریمہ نے اس صحیح عقیدے کی وضاحت کر دی جس سے ہم اہلسنت و جماعت وابستہ ہیں اور وہ یہ ہے کہ اظہار نبوت واحکام سے پہلے لوگوں کو کتاب، ایمان اور اس کی تفصیلات کا علم نہ تھا بظاہر خطاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے مراد لوگ ہیں اور اگر آپ کو ہی مراد لیا جائے تو نفی علم ذاتی کی ہوگی نہ کہ عطائی کی جس پر یہ آیت دلیل ہے یہ نفی آپ کی عظمت کی دلیل ہے کہ آپ نبی امی تھے اور ان علوم کا بیان ہی آپ کے نبی برحق ہونے کی دلیل ہے۔

مگر عطاء الٰہی عزوجل کے بعد مَا عَبَرَ وَ مَا غَبَرَ کے علوم سے حضور نوازے گئے اور کائنات کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے۔ اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبی امی کہا گیا یعنی رحم مادر سے پیدا ہونے کے بعد سے وفات تک کسی ایک فرد سے ایک حرف نہ سیکھا نہ کسی کے آگے زانوئے ادب تہہ کئے جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے انکشاف ہوا تو تمام کائنات کے علوم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روشن و مستظہر ہو گئے اسی بناء پر ہم اپنے عقیدۂ اہلسنت میں علوم انبیاء علیہم السلام کو عطائی کہتے ہیں۔ ذاتی علم کسی نبی کو نہیں۔

چنانچہ حدیث بھی اس پر صادق شاہد عدل ہے جس میں ذکر ہے کہ میرے رب نے مجھ سے پوچھا اور چند سوالات فرمائے تو میں نے اپنی لاعلمی ظاہر کی پھر فرماتے ہیں: فَضَرَبَ اللّٰهُ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَ اَنَامِلِهٖ بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَكَشَفَ اللّٰهُ مَا كَانَ وَ مَا يَكُوْنُ۔ یعنی اللہ جل وعلا نے میرے دونوں شانوں کے مابین ید قدرت مارا جس کی برودت میں نے اپنے سینہ میں محسوس کی اور سب کچھ اللہ نے کھول دیا جو کچھ ہو چکا اور جو کچھ ہوگا۔

دوسری حدیث میں فَتَجَلّٰى لِيْ كُلُّ شَيْءٍ وَ عَرَفْتُ فرمایا یعنی ہر شے مجھ پر روشن ہو گئی تو میں نے اسے

Marfat.com

پہچان لیا۔

تیسری حدیث میں فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْهَا وَاِلٰی مَا هُوَ کَائِنٌ فِیْهَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ هٰذِهٖ۔ اللہ نے دنیا یعنی ماسوی اللہ کو میرے آگے رکھا میں اسے دیکھ رہا ہوں اور قیامت تک دیکھتا رہوں گا جیسے اس کی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔

تو ثابت ہوا کہ عطاء معطی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم اولین و آخرین سے نوازا۔ اور اس سے قبل نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی علم کا دعویٰ فرمایا اور نہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی علم تھا۔ وللہ الحمد

سورۃ زخرف

یہ سورت مکہ میں نازل ہوئی اس کے سات رکوع اور نواسی (۸۹) آیتیں ہیں۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

حٰمٓ ۞	اے حامد و محمود
وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۞	قسم ہے روشن کتاب کی
اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۞	بے شک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا تا کہ تمہیں شعور عقل ہو
وَاِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۞	اور بے شک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس موجود ہے بہت بلند حکمت و دانائی کی کتاب ہے
اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۞	کیا ہم اس وجہ سے کہ تم ہدایت قبول کرنے سے ہٹ گئے ہو تمہیں نصیحت کرنا چھوڑ دیں گے
وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۞	اور بہت سے نبی تم سے پہلوں میں ہم نے بھیجے
وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۞	اور کوئی بھی نبی نہیں آیا مگر ان کے پاس لوگ ان کا تمسخر اڑاتے رہے
فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّ مَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۞	تو ہم نے انہیں ہلاک کیا جو ان کافروں سے قوت میں شدید ترین تھے اور دنیا میں ان اگلے لوگوں کے افسانے چل پڑے
وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ۞	اور اگر آپ ان سے پوچھیں کس نے آسمان و زمین پیدا کئے تو وہ ضرور کہیں گے ان کو زبردست دانا و بینا نے پیدا فرمایا
الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۞	جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا بنایا اور بنائے تمہارے لئے اس میں راستے تا کہ تم راہ پا سکو۔ (منزل

Marfat.com

مقصود کی طرف)

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿۱۱﴾

اور جس نے نازل کیا آسمان سے پانی اندازے کا تو ہم نے اٹھایا اس سے مردہ آبادی کو یونہی تم قبروں سے نکالے جاؤ گے

وَالَّذِيْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿۱۲﴾ۙ

اور وہ جس نے تمام جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے لئے کشتیوں اور چوپایوں سے سواریاں بنائیں

لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَيْتُمْ عَلَيْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ۙ

تاکہ تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح سے بیٹھ جاؤ پھر اپنے رب کا احسان یاد کرو جب تم ان پر اچھی طرح بیٹھ جاؤ اور تم کہو پاک ہے وہ ذات جس نے مسخر کیا ہمارے لئے اس کو اور نہیں تھے ہم اس کو قابو کر سکنے والے

وَاِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾

اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف واپس لوٹیں گے

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

اور لوگوں نے خدا کے فرشتوں کو خدا کا جزو یعنی اولاد قرار دے رکھا ہے بے شک انسان کھلا ناشکرا ہے

حل لغات پہلا رکوع ۔ سورۃ زخرف ۔ پ ۲۵

حٰمٓ ۔ اے حامد ومحمود	وَ ۔ قسم ہے	الْكِتٰبِ ۔ کتاب	الْمُبِيْنِ ۔ روشن کی
اِنَّا ۔ بے شک ہم نے	جَعَلْنَا ۔ بنایا	هُ ۔ اس کو	قُرْءٰنًا ۔ قرآن
عَرَبِيًّا ۔ عربی	لَّعَلَّكُمْ ۔ تاکہ تم	تَعْقِلُوْنَ ۔ سوچو سمجھو	وَ ۔ اور
اِنَّهٗ ۔ بے شک وہ	فِيْٓ ۔ بیچ	اُمِّ ۔ اصل	الْكِتٰبِ ۔ کتاب کے
لَدَيْنَا ۔ ہمارے پاس	لَعَلِيٌّ ۔ بلند مرتبہ ہے	حَكِيْمٌ ۔ حکمت والی	اَ ۔ کیا
فَنَضْرِبُ ۔ دور کردیں گے ہم	عَنْكُمُ ۔ تم سے	الذِّكْرَ ۔ نصیحت	صَفْحًا ۔ اعراض کرتے ہوئے
اَنْ ۔ یہ کہ	كُنْتُمْ ۔ ہو تم	قَوْمًا ۔ قوم	مُّسْرِفِيْنَ ۔ حد سے بڑھنے
والی	وَ ۔ اور	كَمْ ۔ کتنے	اَرْسَلْنَا ۔ بھیجے ہم نے
مِنْ نَّبِيٍّ ۔ نبی	فِي ۔ بیچ	الْاَوَّلِيْنَ ۔ پہلوں کے	وَ ۔ اور
مَا ۔ نہیں	يَاْتِيْهِمْ ۔ آیا ان کے پاس	مِّنْ نَّبِيٍّ ۔ کوئی نبی	اِلَّا ۔ مگر
كَانُوْا ۔ تھے	بِهٖ ۔ اس سے	يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ ٹھٹھا کرتے	فَاَهْلَكْنَآ ۔ تو ہم نے ہلاک کیا
اَشَدَّ ۔ زیادہ سخت کو	مِنْهُمْ ۔ ان سے	بَطْشًا ۔ پکڑ میں	وَّ ۔ اور
مَضٰى ۔ گزر چکی	مَثَلُ ۔ مثال	الْاَوَّلِيْنَ ۔ پہلے لوگوں کی	وَ ۔ اور
لَئِنْ ۔ اگر	سَاَلْتَهُمْ ۔ تو ان سے پوچھے	مَّنْ ۔ کس نے	خَلَقَ ۔ پیدا کئے

Marfat.com

السَّمٰوٰتِ۔آسمان	وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین	لَیَقُوْلُنَّ۔تو ضرور کہیں گے
خَلَقَهُنَّ۔پیدا کیا ان کو	الْعَزِیْزُ۔غالب	الْعَلِیْمُ۔جاننے والے نے	الَّذِیْ۔وہ جس نے
جَعَلَ۔بنایا	لَكُمُ۔تمہارے لئے	الْاَرْضَ۔زمین کو	مَهْدًا۔بچھونا
وَّ۔اور	جَعَلَ۔بنائے	لَكُمْ۔تمہارے لئے	فِیْهَا۔اس میں
سُبُلًا۔راستے	لَّعَلَّكُمْ۔تاکہ تم	تَهْتَدُوْنَ۔راہ پاؤ	وَ۔اور
الَّذِیْ۔وہ جس نے	نَزَّلَ۔اتارا	مِنَ السَّمَآءِ۔آسمان سے	مَآءًۢ۔پانی
بِقَدَرٍ۔اندازے سے	فَاَنْشَرْنَا۔تو اٹھائے ہم نے	بِهٖ۔اس کے ساتھ	بَلْدَةً۔شہر
مَّیْتًا۔مردہ	كَذٰلِكَ۔اسی طرح	تُخْرَجُوْنَ۔نکالے جاؤ گے تم	
وَ۔اور	الَّذِیْ۔وہ جس نے	خَلَقَ۔پیدا کئے	الْاَزْوَاجَ۔جوڑے
كُلَّهَا۔سارے	وَ۔اور	جَعَلَ۔بنائیں	لَكُمْ۔تمہارے لئے
مِّنَ الْفُلْكِ۔کشتیاں	وَ۔اور	الْاَنْعَامِ۔چوپائے	مَا۔جن پر
تَرْكَبُوْنَ۔تم سوار ہوتے ہو	لِتَسْتَوٗا۔تاکہ بیٹھو تم	عَلٰی۔اوپر	ظُهُوْرِهٖ۔ان کی پیٹھوں کے
ثُمَّ۔پھر	تَذْكُرُوْا۔یاد کرو	نِعْمَةَ۔نعمت	رَبِّكُمْ۔اپنے رب کی
اِذَا۔جب	اسْتَوَیْتُمْ۔تم برابر ہو جاؤ	عَلَیْهِ۔اس پر	وَ۔اور
تَقُوْلُوْا۔کہو	سُبْحٰنَ۔پاک ہے	الَّذِیْ۔وہ جس نے	سَخَّرَ۔تابع کیا
لَنَا۔ہمارے لئے	هٰذَا۔اس کو	وَ۔اور	مَا۔نہیں
كُنَّا۔تھے ہم	لَهٗ۔اس کے	مُقْرِنِیْنَ۔قریب جانے والے	
وَ۔اور	اِنَّآ۔بے شک ہم	اِلٰی۔طرف	رَبِّنَا۔اپنے رب کی
لَمُنْقَلِبُوْنَ۔لوٹنے والے ہیں		وَ۔اور	جَعَلُوْا۔بنائے انہوں نے
لَهٗ۔اس کے لئے	مِنْ عِبَادِهٖ۔اس کے بندوں سے		جُزْءًا۔جز
اِنَّ۔بے شک	الْاِنْسَانَ۔انسان	لَكَفُوْرٌ۔ناشکرا ہے	مُّبِیْنٌ۔کھلا ہوا

حل لغات نادرہ

اُمِّ الْكِتٰبِ۔اس سے مراد لوح محفوظ ہے۔

اَفَنَضْرِبُ۔محاورہ عربی میں نترک کے معنی میں آتا ہے۔

صَفْحًا۔ صفح کہتے ہیں انحراف کو یعنی تمہارے اعراض وانحراف کی وجہ سے۔

بَطْشًا۔قوت اور گرفت کے معنی میں آتا ہے۔

لِتَسْتَوٗا۔بمعنی استواء یعنی چڑھ جانا۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

حٰمٓ ۝۱ وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝۲ - اے حامد محمود قسم ہے روشن کتاب کی۔

اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ۝۳ وَ اِنَّهٗ فِيْٓ اُمِّ الْكِتٰبِ لَدَيْنَا لَعَلِيٌّ حَكِيْمٌ ۝۴ -

ہم نے اسے عربی قرآن اتارا تا کہ تم عقل پکڑو اور بے شک وہ لوح محفوظ میں ہمارے پاس بلند اور حکمت والی ہے۔

علامہ نسفی رحمہ اللہ ام الکتاب پر فرماتے ہیں: وَاَنَّ الْقُرْاٰنَ مُثْبَتٌ عِنْدَ اللّٰهِ فِي اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ کہ قرآن لوح محفوظ میں محفوظ ہے۔ آلوسی روح المعانی میں فرماتے ہیں: اَیْ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ عَلٰی مَا ذَهَبَ اِلَیْهِ جَمْعٌ فَاِنَّهٗ اُمُّ الْكُتُبِ السَّمَاوِیَّةِ اَیْ اَصْلُهَا لِاَنَّ كُلَّهَا مَنْقُوْلَةٌ مِّنْهُ اسی سے جملہ کتب منزلہ منقول ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اَفَنَضْرِبُ عَنْكُمُ الذِّكْرَ صَفْحًا اَنْ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّسْرِفِيْنَ ۝۵ -

کیا ترک کر دیں ہم تم سے نصیحت تمہارے انحراف کی وجہ سے کہ تم حد سے زیادہ بڑھ جانے والے ہو۔

نَضْرِبُ عربی میں نَتْرُكُ کے معنی بھی دیتا ہے۔ آیۂ کریمہ کے مفہوم سے یہ واضح ہوتا ہے کہ قوم مسرف ہو یا مجرم سب کو دعوت الی الحق ضرور دے دی جائے گی قبول کریں گے تو راہ پائیں گے اور انحراف کریں گے تو مستحق عذاب ہوں گے۔

اسی لئے یہاں استفہام انکاری کے لئے فرمایا اَفَنَضْرِبُ کیا چھوڑ دیں ہم یعنی نہیں چھوڑیں گے۔

صَفْحًا۔ یہ بھی عربی میں انحراف کے معنی دیتا ہے اور صفح کو صَفح اس لئے عربی میں کہتے ہیں کہ وہ ایک پہلو سے دوسرے پہلو بدلا جاتا ہے آگے ارشاد ہے:

وَكَمْ اَرْسَلْنَا مِنْ نَّبِيٍّ فِي الْاَوَّلِيْنَ ۝۶ وَمَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۷ فَاَهْلَكْنَآ اَشَدَّ مِنْهُمْ بَطْشًا وَّمَضٰى مَثَلُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸ -

اور ہم نے کتنے ہی غیب بتانے والے (نبی) اگلوں میں بھیجے اور ان کے پاس جو بھی غیب بتانے والا آیا (نبی) مگر وہ اس کا استہزاء کرتے رہے تو ہم نے ان کو ہلاک کیا جو ان سے (مکہ والوں سے) بھی زیادہ سخت تھے قوت میں اور ان کے افسانے پہلوں میں رہ گئے۔

آیۂ کریمہ میں مکہ والوں کو عبرت دلانے کے لئے فرمایا گیا کہ تم سے پہلے بھی ہم نے بہت سے نبی بھیجے۔ یہاں ترجمہ میں غیب بتانے والا جو بڑھایا گیا وہ اس لئے کہ نبی ماخوذ ہے "نبأ" سے اور نبأ کہتے ہیں خبر کو اور نبی کہتے ہیں خبر دینے والے کو اور خبر وہی دی جاتی ہے جو انسان کے علم وادراک سے بالا ہو اور اسی کو غیب کہتے ہیں بناء بریں ترجمہ میں غیبی خبر دینے والا جو کیا گیا وہ صحیح ہے۔ ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے جو نبی علیہم السلام آئے وہ غیبی خبریں دیتے آئے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام غیوب کی خبروں پر حاوی تھے اسی بناء پر ہم حضور ﷺ کے لئے غیب کلی مانتے ہیں اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کے لئے جزئی تو ارشاد ہوا جو غیبی خبر دیتا ہوا آیا رسول تو اس کا استہزاء پہلی قوموں نے بھی کیا اور یہ مکہ والے بھی کر رہے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہئے کہ ہم نے استہزاء کے بدلہ میں انہیں ہلاک کر دیا باوجودیکہ ان مکہ والوں سے وہ قوت میں بہت زیادہ تھے تو ان کا ہلاک کر دینا ہمارے لئے کیا دشوار ہے مگر چونکہ نبی آخر الزمان کو وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ کا طغرا امتیاز عطا ہوا اس بنا پر یہ ہلاکت عامہ سے محفوظ ومصئون ہیں ان کی ہلاکت ایک وقت کے اوپر موخر ہے آگے اشاد ہے:

Marfat.com

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَيَقُوْلُنَّ خَلَقَهُنَّ الْعَزِيْزُ الْعَلِيْمُ ﴿٩﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ مَهْدًا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٠﴾۔

اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو تو ضرور کہیں گے بنایا انہیں غالب اور علم والے نے وہ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا کیا اور تمہارے لیے اس میں راستے بنا ڈالے تاکہ تم (منزل مقصود کو) راہ پاسکو۔

لفظ سبل پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں فرماتے ہیں: اَیْ طُرُقًا تَسْلُكُوْنَهَا فِیْ اَسْفَارِكُمْ لِكَیْ تَهْتَدُوْا بِسُلُوْكِهَا اِلٰی مَقَاصِدِكُمْ وَ لِتَتَفَكَّرُوْا فِیْهَا اِلَی التَّوْحِیْدِ الَّذِیْ هُوَ الْمَقْصَدُ الْاَصْلِیُّ۔

ایک معنی یہ ہیں کہ سفروں میں راستے معلوم کر سکو اور مقصد اصلی اس میں تفکر و تدبر ہے ایصال الی المطلوب کے لئے کیونکہ مقصود و مطلوب وہی ہے اگر زمین فقط چٹیل میدان ہوتی اور اس میں راستے نہ ہوتے تو سفر کرنے والوں کو ایصال الی المطلوب میں دقتیں ہوتیں۔

اسی طرح شریعت مطہرہ کے راستے اور طریقے نہ ہوتے تو واصل الی اللہ ہونے میں بہک جانے کا خطرہ تھا اس لئے فرمایا وَّجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا اسی طرح اگر مسافروں کے لیے زمین میں سڑکیں اور راہیں نہ ہوتیں تو منزل پر پہنچنا انہیں بھی دشوار ہوتا اس لیے دونوں معنی کے اعتبار سے لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ فرمایا گیا جس سے واضح ہے کہ شریعت مطہرہ کی راہیں چل کر ہدایت حاصل ہوگی اور زمین کی راہیں چل کر ایک منزل سے دوسری منزل آسان ہو جائے گی اور یہ دونوں انعام الٰہی عزوجل ہیں۔ اس سے یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ فطرۃً کافر مشرک جاحد اور جاہل سب کی عقل راہنمائی کرتی ہے کہ ان کا ایک خالق ہے بتوں کو پوجتے ہوئے بھی خالق کل اور مالک کل ایک عزیز و علیم کو جانتے ہیں اسی کو ارباب عقائد ایمان عقلی کہتے ہیں جو بلا تبلیغ مبلغ ہر ایک مانتا ہے آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِيْ نَزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءًۢ بِقَدَرٍ ۚ فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ﴿١١﴾۔

اور وہ جس نے آسمان سے پانی اتارا اندازے کا تو ہم نے اس سے مردہ بستی کو زندہ فرما دیا ایسے ہی تم بھی قبروں سے نکالے جاؤ گے۔

آیہ کریمہ میں دلیل عقلی سے مردوں کو زندہ کرنا اور نشر من القبور کو ثابت کرنا ظاہر ہے کہ زمین کا سبزہ جب خشک ہو جاتا ہے تو وہ مٹی میں مل جاتا ہے پھر جب بارش ہوتی ہے اسی مٹی سے اس کی کونپلیں نکل کر زمین کو سرسبز و شاداب کر دیتی ہیں یہ اس امر کی دلیل ہے کہ خاک میں مل جانے کے بعد پھر دوبارہ قدرت الٰہیہ عزوجل اس کو اپنی اصلی صورت میں ایسے ہی لانے پر قادر ہے جیسے گھاس خشک ہو کر مٹی میں مل جائے پھر سرسبز و شاداب ہو۔ انسان کے متعلق مشرکین کو یہی اعتراض تھا کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ۔ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے پھر دوبارہ لوٹ کر کیسے زندہ ہو سکتے ہیں۔ اس میں استبعاد عقلی ہے تو اس پر مثال گھاس کے خشک ہونے اور مٹی میں مل کر بارش کی نمی سے سرسبز و شاداب ہونے کی دی۔ اور فرمایا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ۔ جیسے وہ خاک میں مل کر گھاس پھر سرسبز و شاداب ہوتی اور اپنی شاخیں نکالتی ہے ایسے ہی تم قبر میں جا کر اگرچہ مٹی ہو جاؤ گے مگر تم بھی نکالے جاؤ گے اس پر کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

یَلُوْحُ الْخَطُّ فِی الْقِرْطَاسِ دَهْرًا وَ كَاتِبُهٗ رَمِیْمٌ فِی التُّرَابِ

لکھنے والے کا قلم اپنے حروف سے ایک عرصہ تک زندہ رہتا ہے حالانکہ وہ لکھنے والا مٹی میں مل چکا ہوتا ہے آگے ارشاد ہے:

وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْفُلْكِ وَالْاَنْعَامِ مَا تَرْكَبُوْنَ ﴿١٢﴾ لِتَسْتَوٗا عَلٰى ظُهُوْرِهٖ ثُمَّ
تَذْكُرُوْا نِعْمَةَ رَبِّكُمْ اِذَا اسْتَوَیْتُمْ عَلَیْهِ وَتَقُوْلُوْا سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿١٣﴾ وَاِنَّاۤ
اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿١٤﴾ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿١٥﴾

اور وہ ذات جس نے ہر قسم کے جوڑے بنائے اور تمہارے لئے کشتیاں اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو کہ تم ان کی پیٹھ پر اچھی طرح اطمینان سے بیٹھ جاؤ پھر جب اطمینان سے ان پر بیٹھ جاؤ تو اپنے پروردگار کا احسان یاد کرو اور اس کا شکر ادا کرو کہ پاک ہے وہ ذات جس نے ان چیزوں کو ہمارے بس میں کر دیا ہے اور ہم تو ایسے طاقتور نہ تھے کہ ان کو قابو میں کر لیتے اور بے شک ہم نے اپنے پروردگار کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اور لوگوں نے خدا کے بندوں میں سے اس کا لخت جگر یعنی اولاد قرار دے رکھا ہے کچھ شک نہیں کہ انسان کھلم کھلا بڑا ہی ناشکرا ہے۔

آیت کریمہ میں اپنی ذات کے تعارف کے لئے دوسری شان قدرت دکھائی کہ ہم نے جو کچھ پیدا فرمایا سب کو جوڑے کی شکل میں بنایا یہاں تک کہ چوپائے اور انسان سے لے کر درختوں میں پتھروں میں نر مادہ پیدا کئے اور چوپایوں کا ذکر فرماتے ہوئے کشتی کا ذکر کر کے ظاہر فرمایا کہ تم زمین پر چوپایوں کے ذریعہ عام اس سے کہ وہ گدھا ہو یا گھوڑا، خچر ہو یا بیل، موٹر کار ہو یا لاری یہ سب چوپائے کے ذریعہ چلتی ہیں اور کشتی کا تذکرہ یوں فرمایا کہ انعام کے ذریعہ دریا میں عبور نہیں ہوتا اس لئے فرمایا کہ دریا کا عبور کشتی آگبوٹ جہاز کے ذریعہ ہوتا ہے اسی لئے اسے بھی ہم نے تمہارے لئے بنایا۔ تو دونوں سواریوں کا اظہار اپنی شیون قدرت کے ذریعے کیا۔ یہ سب چیزیں اگرچہ انسان ہی کے ہاتھ سے نشو و نما پاتی رہتی ہیں مگر ید قدرت اس میں ضرور کارفرما ہے انسان کے دماغ میں ایک حصہ ہے جس میں ید قدرت ہر ایجاد کا نقشہ بناتا ہے اور اسے حس مشترک میں اتار کر انسان اس سے اس چیز کی ایجاد مکمل کرتا ہے۔ مثلاً

اس نے ارادہ کیا کہ میں ہوا پر ایسی موٹر کار کو اڑاؤں تو اس کے اڑنے کے تمام ذرائع جوف دماغ میں آئے اور حس مشترک نے اس کے پرزے بنائے اس نے ان پرزوں کی نقل کی اور ایروپلین بنا لیا۔ اور زمین سے فضاء ہوائیہ میں اڑ کر یہاں سے وہاں پہنچ گیا۔

تو جب تک ید قدرت اس کے جوف دماغ میں اس کا نقشہ نہ دیتا اور وہ اس کے اجزاء کا تمام نقشہ نہ کھینچ لیتا یہ لوہا، تانبہ، پیتل، لکڑی کسی بھی کام نہیں آسکتے تھے۔ لکڑی بنائی تو ید قدرت نے، لوہا بنایا تو قدرت نے، اس کو اشکال متعددہ میں متشکل کرنے کے لئے انسان کے دماغ میں ایک حصہ رکھا۔ جس سے اس نے پرزوں کی شکلیں ڈھالیں اور ایک مشین بنا ڈالی۔

تو معلوم ہوا کہ اصل ایجاد کی ید قدرت پیش کرتا ہے اور اسے باشکال متعددہ مرتب کرنا اور جوڑنا یہ انسان کی عقلی راہنمائی پر ہے تو اصل ایجاد کی اسی کی طرف گئی جس نے فرمایا: وَالَّذِیْ خَلَقَ الْاَزْوَاجَ كُلَّهَا۔ اسی بناء پر ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر شے کا خالق اللہ تعالیٰ ہے۔

اس کی تخلیقی شانیں اس کے بندوں کے ہاتھ سے اسی کی عطا کردہ عقل کے ذریعہ انسان بناتا ہے اس کے بعد ہمیں ادب و آداب کے اصول بتائے اور فرمایا کہ کسی چیز کو تم بنا کر سدھا کر مسخر کر کے کتنے ہی اس سے کام لو مگر ہمارا شکر نعمت ضرور ادا کرو۔

Marfat.com

چنانچہ سواری پر سوار ہونے کے بعد عام اس سے کہ وہ حیوانی ہو یا جمادی یعنی ریل موٹر وغیرہ ان پر جب بھی سواری کرو۔ تو یہ کہو:

سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ﴿۱۳﴾ وَاِنَّاۤ اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۴﴾۔

پاک ہے وہ ذات جس نے اس حیوان کو یا اس جماد محض کو ہمارے لئے مسخر فرمایا ہے اور ہم اس پر قادر نہ تھے اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

تا کہ کوئی موجد اپنی ایجاد پر تکبر نہ کر سکے۔ غرور ونخوت کا شکار نہ ہو اور یہ پڑھنے والا جب یہ پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ کی حفاظت وصیانت میں رہ کر اپنی منزل حاصل کر سکے۔ چنانچہ اس آیت کریمہ کو علامہ دیربی رحمہ اللہ نے اپنے اعمال کے مجموعہ میں کہا کہ سواری پر بیٹھ کر جو اسے پڑھ لے وہ اس کے ہر خطرہ سے مامون ومصون رہے گا۔ آگے ارشاد ہے۔ کہ ہمارے بندوں میں ایسے سرکش بھی ہیں جنہوں نے ہمارے جز وفرض کئے اور ان کو ہمارا شریک بنایا چنانچہ اس کا یہ ترجمہ ہے وَجَعَلُوْا لَهٗ الخ اور کیا انہوں نے اللہ کے لئے اس کے بندوں سے جزو بے شک انسان کھلا ناشکرا ہے۔

جیسا کہ پاربتی، بھیروں اور شیاطین کے بہت سے افراد جن کو مشرکین متصرف مانتے ہیں اور قوت الٰہیہ عزوجلّ کے مقابلہ میں ان کی قوت کو بھی مستقل سمجھتے ہیں اور یہ مرض بڑھتے بڑھتے مسلمانوں میں بھی پھیل گیا ہے۔ یہ بھی ٹونا ٹوٹکہ اتارا چڑھاوا جادو موٹھ وغیرہ کے اتنے قائل ہو چکے ہیں کہ آج اللہ تعالیٰ کے تصرفات اور قدرت کاملہ کے مقابلہ میں اپنی غرض کے دیوانے کلیجی گوشت وغیرہ پر سندور وغیرہ لگا کر دوسرے کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں حالانکہ یہ سب مشرکین کے افعال اور توہمات عاطلہ باطلہ کاسدہ فاسدہ ہیں۔ جن پر عقیدہ کرنے سے ایمان میں نقصان کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے اور اس قسم کی جہالتوں سے مسلمانوں کو بچائے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع۔ سورۃ زخرف۔ پ ۲۵

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا یَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰىكُمْ بِالْبَنِیْنَ ﴿۱۶﴾	کیا خداوند کریم نے اپنی مخلوقات میں آپ تو بیٹیاں لیں اور تم لوگوں کو بیٹے دے کر نوازا
وَ اِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّ هُوَ كَظِیْمٌ ﴿۱۷﴾	جب ان لوگوں میں سے کسی کو بشارت دی جائے اس کی جو رحمٰن کے لئے مانتے ہیں تو دن بھر اس کا منہ کالا رہے اور غم کھایا کرے
اَوَ مَنْ یُّنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَةِ وَ هُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ ﴿۱۸﴾	وہ جو گہنے میں نشو ونما پائے اور جھگڑے کے وقت صاف بات نہ کر سکے
وَ جَعَلُوا الْمَلٰٓىٕكَةَ الَّذِیْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ؕ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَ یُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾	اور کیا ان فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں کیا ان کے بناتے وقت وہ موجود تھے عنقریب لکھ لی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے پوچھا جائے گا
وَ قَالُوْا لَوْ شَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ؕ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۗ اِنْ هُمْ اِلَّا یَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾	اور وہ بولے اگر رحمٰن چاہتا تو ہم انہیں نہ پوجتے انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں

Marfat.com

اَمْ اٰتَیْنٰھُمْ کِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَھُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾

کیا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے کہ یہ اس سے استدلال کرتے ہیں

بَلْ قَالُوْٓا اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِھِمْ مُّھْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾

بلکہ وہ کہیں گے کہ ہم نے پایا اپنے باپ کو ایک دین پر اور ہم ان کے قدم بقدم ہدایت پر چل رہے ہیں

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِيْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْھَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِھِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

اور ایسے ہی آپ سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا مگر وہاں کے مالداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم ان کے قدم بقدم ہدایت پر ہیں

قٰلَ اَوَلَوْ جِئْتُكُمْ بِاَھْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَيْهِ اٰبَآءَكُمْ ۭ قَالُوْٓا اِنَّا بِمَآ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾

نبی نے فرمایا کیا جب بھی لایا میں تمہارے پاس زیادہ ہدایت والی چیز اس سے جس پر کہ تم نے اپنے باپ دادا کو پایا کافر بولے جو کچھ آپ دے کر بھیجے گئے ہیں ہم اس کا انکار کرتے ہیں

فَانْتَقَمْنَا مِنْھُمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۲۵﴾

تو ہم نے ان سے بدلہ لیا تو دیکھئے کیا ہوا انجام جھٹلانے والوں کا

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ زخرف۔پ ۲۵

اَمِ۔کیا	اتَّخَذَ۔لے لیں	مِمَّا۔اس سے جو	یَخْلُقُ۔پیدا کرتا ہے
بَنٰتٍ۔بیٹیاں	وَّ۔اور	اَصْفٰکُمْ۔نوازا تم کو	بِالْبَنِیْنَ۔بیٹوں سے
وَ۔اور	اِذَا۔جب	بُشِّرَ۔خبر دیا جاتا ہے	اَحَدُھُمْ۔ایک ان کا
بِمَا۔اس کی جو	ضَرَبَ۔بیان کرتا ہے	لِلرَّحْمٰنِ۔اللہ کے لئے	مَثَلًا۔مثال
ظَلَّ۔تو ہو جاتا ہے	وَجْھُهٗ۔اس کا منہ	مُسْوَدًّا۔کالا	وَّ۔اور
ھُوَ۔وہ ہوتا ہے	کَظِیْمٌ۔غم کا بھرا ہوا	اَوَ۔کیا	مَنْ۔جو
یُنَشَّؤُا۔پرورش پائے	فِی۔بیچ	الْحِلْیَةِ۔زیور کے	وَ۔اور
ھُوَ۔وہ	فِی۔بیچ	الْخِصَامِ۔لڑائی کے	غَیْرُ۔نہیں
مُبِیْنٍ۔بات کرنے والا	وَ۔اور	جَعَلُوا۔بنایا انہوں نے	الْمَلٰٓئِکَةَ۔فرشتوں کو
الَّذِیْنَ۔جو کہ	ھُمْ۔وہ	عِبٰدُ۔بندے ہیں	الرَّحْمٰنِ۔رحمٰن کے
اِنَاثًا۔عورتیں	اَ۔کیا	شَھِدُوْا۔حاضر تھے وہ	خَلْقَھُمْ۔ان کی پیدائش پر
سَتُکْتَبُ۔جلدی لکھی جائے گی		شَھَادَتُھُمْ۔ان کی گواہی	وَ۔اور
یُسْئَلُوْنَ۔وہ پوچھے جائیں گے	وَ۔اور	قَالُوْا۔بولے	لَوْ۔اگر

Marfat.com

شَآءَ۔ چاہتا	الرَّحۡمٰنُ۔ اللہ	مَا۔ تو نہ	عَبَدۡنٰهُمۡ۔ عبادت کرتے ہم
ان کی	مَا۔ نہیں	لَهُمۡ۔ ان کو	بِذٰلِكَ۔ اس کا
مِنۡ عِلۡمٍ۔ کوئی علم	اِنۡ۔ نہیں	هُمۡ۔ وہ	اِلَّا۔ مگر
يَخۡرُصُوۡنَ۔ اٹکل کرتے ہیں	اَمۡ۔ کیا	اٰتَيۡنَا۔ دی ہم نے	هُمۡ۔ ان کو
كِتٰبًا۔ کتاب	مِّنۡ قَبۡلِهٖ۔ اس سے پہلے	فَهُمۡ۔ کہ وہ	بِهٖ۔ اس سے
مُسۡتَمۡسِكُوۡنَ۔ سند لیتے ہیں		بَلۡ۔ بلکہ	قَالُوۡۤا۔ بولے
اِنَّا۔ بے شک ہم نے	وَجَدۡنَاۤ۔ پایا	اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپ دادا کو	عَلٰٓى۔ اوپر
اُمَّةٍ۔ ایک دین کے	وَّ۔ اور	اِنَّا۔ ہم	عَلٰٓى۔ اوپر
اٰثٰرِ۔ قدموں	هِمۡ۔ ان کے کے	مُّهۡتَدُوۡنَ۔ راہ پانے والے ہیں	
وَ۔ اور	كَذٰلِكَ۔ اسی طرح	مَاۤ۔ نہیں	اَرۡسَلۡنَا۔ بھیجا ہم نے
مِنۡ قَبۡلِكَ۔ آپ سے پہلے	فِىۡ۔ بیچ	قَرۡيَةٍ۔ کسی بستی کے	مِّنۡ نَّذِيۡرٍ۔ کوئی ڈرانے والا
اِلَّا۔ مگر	قَالَ۔ کہا	مُتۡرَفُوۡهَاۤ۔ اس کے دولت مندوں نے	
اِنَّا۔ ہم نے	وَجَدۡنَاۤ۔ پایا	اٰبَآءَنَا۔ اپنے باپوں کو	عَلٰٓى۔ اوپر
اُمَّةٍ۔ ایک دین کے	وَّ۔ اور	اِنَّا۔ بے شک ہم	عَلٰٓى۔ اوپر
اٰثٰرِهِمۡ۔ ان کے قدموں کے	مُّقۡتَدُوۡنَ۔ پیروی کرنے والے ہیں		قٰلَ۔ کہا
اَوَ۔ کیا	لَوۡ۔ اگر	جِئۡتُكُمۡ۔ لاؤں میں تمہارے پاس	
بِاَهۡدٰى۔ زیادہ اچھا	مِمَّا۔ اس سے جو	وَجَدۡتُّمۡ۔ پایا تم نے	عَلَيۡهِ۔ اس پر
اٰبَآءَ۔ باپ دادا	كُمۡ۔ اپنے کو	قَالُوۡۤا۔ بولے	اِنَّا۔ بے شک ہم
بِمَاۤ۔ ساتھ اس کے جو	اُرۡسِلۡتُمۡ۔ بھیجے گئے ہو تم	بِهٖ۔ اس کے	كٰفِرُوۡنَ۔ منکر ہیں
فَانۡتَقَمۡنَا۔ تو بدلہ لیا ہم نے	مِنۡهُمۡ۔ ان سے	فَانۡظُرۡ۔ تو دیکھ	كَيۡفَ۔ کیسا ہوا
كَانَ۔ ہوا	عَاقِبَةُ۔ انجام	الۡمُكَذِّبِيۡنَ۔ جھٹلانے والوں کا	

حل لغات نادرہ

اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِى الۡحِلۡيَةِ۔ يُنَشَّؤُا يُرَبّٰى کے معنی میں ہے۔ (پرورش)

حِلۡيَةٌ۔ زینت کو کہتے ہیں وَالۡمَعۡنٰى اَوۡ جَعَلُوۡا مِنۡ شَاْنِهٖ اَنۡ يُّرَبّٰى فِى الزِّيۡنَةِ۔

فِى الۡخِصَامِ۔ خصام جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں جن سے آدمی عادۃً خالی نہیں ہوتا۔

اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ۔ خرص سے ماخوذ ہے جس کے معنی درخت کے پھلوں کے اندازہ کرنے کے ہیں یہاں مطلقاً اندازہ اور اٹکلیں دوڑانے کے معنی مراد ہیں۔

مُتۡرَفُوۡهَاۤ۔ اَىۡ مُتَنَعِّمُوۡهَا یعنی مالدار لوگ (نسفی)

Marfat.com

اُمَّةٍ۔دین وطریقہ جس کی طرف قصد کیا جائے کیونکہ اس کے اصلی معنی قصد کرنے کے ہیں۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع-سورة زخرف-پ ۲۵

اَمِ اتَّخَذَ مِمَّا يَخْلُقُ بَنٰتٍ وَّ اَصْفٰكُمْ بِالْبَنِيْنَ ﴿۱۶﴾۔

کیا لیا اللہ نے اس میں سے جسے پیدا کیا لڑکیاں اور تمہیں نوازا لڑکوں سے۔

آیت کریمہ میں مشرکین کی حماقت و جہالت ظاہر فرمائی گئی اسی لئے کہ یہ اولاد نرینہ کو افضل و بہتر مانتے تھے اور انثی کو منحوس تصور کرتے تھے حتیٰ کہ لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے کے بھی عادی تھے۔اس لئے وہ لڑکی کے ہونے پر بدشگونی لیتے تھے اور ان کو یہ عار ہوتی تھی کہ ان کا کوئی داماد ہو تو جو چیز ان کے نزدیک موجب عار تھی وہ اللہ تعالیٰ کے لئے منسوب تھی اور ملائکہ علیہم السلام کو اللہ عزوجل کی بیٹیاں قرار دیا۔حالانکہ وہ بیٹا اور بیٹی دونوں سے مبرا اور منزہ ہے۔تو اسی کو بطور استفہام انکاری فرمایا کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے لڑکیاں اپنے لئے مخصوص کیں جو تمہارے خیال و گمان میں قبیح ہیں۔

وَّ اَصْفٰكُمْ فرما کر ارشاد ہوا کہ تم اپنی صفت بلند کرنا چاہتے ہو کہ لڑکوں کے باپ بنو حالانکہ یہ تمہاری جہالت خالص ہے لڑکی ہو یا لڑکا یہ سب ہماری مخلوق ہیں اور اولاد چونکہ جزو اب ہے اور ہم کسی کے باپ نہیں ہو سکتے اس لئے کہ ہمارا جز و محال ہے۔بناء بریں ہمارے لئے لڑکی اور لڑکا دونوں نہیں مگر تم نے ہماری طرف منتسب بھی کیا تو اس مخلوق کو جسے تم اپنے وہم باطل میں قبیح سمجھتے ہو اور خوف شماتت سے اسے زندہ درگور کر دیتے ہو تو استفہام انکاری فرماتے ہوئے ارشاد ہوا کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ ہمارے متعلق تمہارا گمان ہے آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِمَا ضَرَبَ لِلرَّحْمٰنِ مَثَلًا ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ﴿۱۷﴾۔

اور جب ان میں سے کسی کو خبر دی جائے اس چیز کے لئے جس کا وہ وصف رحمن کے لئے ظاہر کر چکا ہے تو دن بھر اس کا منہ کالا ہو کر غمگین نظر آنے لگتا ہے۔

زمانہ جہالت میں مشرکین مکہ کا یہ طریقہ تھا کہ اگر ان کے ہاں لڑکی ہو جاتی تو یہ اس کا گلا گھونٹ کر یا زندہ کو ہنڈیا میں بند کر کے گاڑ آتے تھے چنانچہ ایک واقعہ بھی اس کا ہے کہ ایک شخص تجارت کے لئے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ کر جارہا تھا تو وصیت کر گیا تھا کہ میرے بعد اگر لڑکا ہو تو اسے حفاظت سے پرورش کرنا اور اگر لڑکی ہو تو میرے آنے کا انتظار کئے بغیر اس کو زمین میں دفنا دینا۔

اس کے جانے کے بعد بجائے لڑکا ہونے کے لڑکی ہوئی ماں کو اس کا مارنا گوارا نہ ہوا اس نے ہمسائے کو دے دی وہ پرورش پاتی رہی۔دو تین سال کے بعد یہ سفر سے واپس آیا معلوم کیا کہ حمل کیا ہوا؟ بتایا گیا کہ لڑکی ہوئی تھی اسے مار کر دفنا دیا گیا ہے یہ سن کر وہ خوش ہوا اتنے میں کھانے پر بیٹھا کہ وہ لڑکی کھیلتی ہوئی آ گئی۔اس نے دریافت کیا کہ یہ کس کی لڑکی ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ہمسائے کی ہے۔خون کا جوش لازمی اثر کرتا ہے اس نے اسے پیار کیا اور اپنے ساتھ کھانے پر بٹھا لیا۔چند روز وہ آتی رہی ماں کو یہ غلط فہمی ہو گئی کہ اب اسے محبت ہو چکی ہے اب واقعہ اصلی کیوں نہ ظاہر کر دوں چنانچہ ایک روز اس نے کہہ دیا کہ یہ لڑکی تمہاری ہے میں نے اسے مارنے کی بجائے ہمسایہ کو دے دی تھی۔بس یہ سنتے ہی تیور بدل گئے اور اسے کندھا پر اٹھا کر جنگل میں لے گیا گڑھا کھود کر اس میں اتارا اور اس کے اوپر اتنی مٹی ڈالی کہ اس کی آواز آنی بند ہو گئی۔پھر گھر میں آیا اور کھانا

Marfat.com

کھایا یہ واقعہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے انہوں نے بیان کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشم مبارک سے آنسو نکل پڑے۔

یہ کیفیت تھی ان کی جہالت کی اور پھر جنّ کے متعلق جن کے یہ اوہام باطلہ تھے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنا یہ ان کی جہالت تھی اس کو فرمایا گیا کہ تمہارا تو یہ حال ہے کہ اگر تمہیں اس کی خبر مل جائے کہ تمہارے لڑکی ہوئی ہے تو خوف شماتت سے تمہارا منہ کالا اور غم آلودہ ہو جائے اور اسی انتساب کو ہماری ذات کے ساتھ منتسب کرتے ہو باآنکہ ہمیں رحمٰن مانتے ہو یہ تمہاری حماقت ہے۔ پھر آگے ارشاد ہے:

اَوَمَنۡ يُّنَشَّؤُا فِى الۡحِلۡيَةِ وَهُوَ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ ﴿۱۸﴾۔

اور وہ جو گہنے میں نشوونما پائے اور جھگڑتے وقت صاف بات نہ کر سکے۔

وَجَعَلُوا الۡمَلٰٓـئِكَةَ الَّذِيۡنَ هُمۡ عِبٰدُ الرَّحۡمٰنِ اِنَاثًا ؕ اَشَهِدُوۡا خَلۡقَهُمۡ ؕ سَتُكۡتَبُ شَهَادَتُهُمۡ وَيُسۡـَٔـلُوۡنَ ﴿۱۹﴾۔

اور کیا انہوں نے ان فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں۔ کیا ان کے بناتے وقت وہ موجود تھے؟ عنقریب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے جواب طلب کیا جائے گا۔

آیہ کریمہ میں چند امور ظاہر فرمائے پہلا یہ کہ جس کی زیب و زینت کا مدار زیورات پر ہو وہ مرد کے مقابل نہیں آسکتا۔ اس لئے زیور مرد کے لئے ناروا اور عورت کے لئے موجب زینت ہے۔

دوسرے ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ عورت جب گفتگو کرنے پر آئے تو بسا اوقات اس کا طرز تکلم اس پر الزام عائد کر دیتا ہے اور وہ اپنے خلاف خود ہی بول پڑتی ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ عورت ناقص العقل ہے اور ناقص الدین۔ عقل کا نقص تو یہ ہے کہ اس کی گفتگو پر قرآن کریم فرماتا ہے کہ فِى الۡخِصَامِ غَيۡرُ مُبِيۡنٍ اپنے دعویٰ کی دلیل بالوضاحت وہ پیش نہیں کر سکتی۔

اور ناقص الدین بایں معنی کہ اس کا کوئی مہینہ عبادت الٰہی عزوجل کے لئے پورا نہیں آتا بلکہ ایام حیض و نفاس میں وہ عبادت سے محروم رہتی ہے۔ حج کے لئے بغیر محرم کے تنہا نہیں جاسکتی اپنے خاوند کی کمائی میں سے بلا اجازت شوہر کچھ نہیں دے سکتی۔ صدقہ و خیرات بھی باجازت خاوند کر سکتی ہے۔ تو خلاصہ یہ نکلا کہ کفار مکہ نے ملائکہ علیہم السلام کی طرف لڑکی ہونے کا الزام دے کر کفر پر دوسرا کفر کیا پہلے تو وہ شرک کی وجہ میں بے ایمان تھے دوسرے ملائکہ علیہم السلام کی طرف مؤنث ہونے کا الزام دے کر کافر ہوئے۔ تیسرے وہ مخلوق جو نوری اور اس قسم کی باتوں سے منزہ تھی اس کو بیٹی ہونے کا انتساب کیا۔ اور ظاہر ہے کہ ملائکہ علیہم السلام کو لڑکی یا لڑکا بیٹی یا بیٹا کہنا محض بے دلیل ہے اس پر ان کے پاس کوئی دلیل عقلی نہیں ہے اسی لئے فرمایا کہ جب تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں تو تم کم از کم ان کی پیدائش کے وقت موجود ہونے کا دعویٰ کرو اور جب یہ بھی نہیں تو تمہارے ان تینوں جرموں پر تم سے جواب طلبی کی جائے گی اور تم ماخوذ کئے جاؤ گے۔ آگے ارشاد ہے:

وَقَالُوۡا لَوۡ شَآءَ الرَّحۡمٰنُ مَا عَبَدۡنٰهُمۡ ؕ مَا لَهُمۡ بِذٰلِكَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ هُمۡ اِلَّا يَخۡرُصُوۡنَ ﴿۲۰﴾۔

اور اگر رحمٰن چاہتا تو ہم ملائکہ کو نہ چاہتے۔ انہیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں وہ تو اندازے سے اٹکل دوڑا رہے ہیں۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار سے سوال کیا تھا کہ تم ملائکہ کو اللہ کی بیٹیاں کیسے کہتے ہو؟ اس پر تمہارے پاس کیا

Marfat.com

دلیل ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو یہی کہتے سنا اور ہم انہیں سچا مانتے ہیں تو اس پر ارشاد ہوا کہ یہ جو تم کہہ رہے ہو یہ تمہارا بیان لکھ لیا جائے گا اور اس پر تم سے جواب طلبی کی جائے گی۔ تو انہوں نے کہا: لَوْشَآءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ۔ اگر رحمان چاہتا اور ملائکہ کی پرستش کو برا جانتا تو ہم پر عذاب نازل کرتا۔ جب عذاب کا نزول نہ ہوا تو ہم یہ سمجھنے پر مجبور ہیں کہ اس کی مشیت کا یہی تقاضا ہے یہ انہوں نے ایسی بیہودہ اور باطل بات کہی جس سے یہ لازم آتا ہے کہ دنیا میں ہونے والے تمام جرائم سے خداوند کریم راضی ہے اللہ تعالیٰ ان کی تکذیب فرماتا ہے کہ کفار رضاء الٰہی کے جاننے والے کب ہوئے وہ خلاف واقعہ جھوٹ بکتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ اٰتَیْنٰهُمْ كِتٰبًا مِّنْ قَبْلِهٖ فَهُمْ بِهٖ مُسْتَمْسِكُوْنَ ﴿۲۱﴾۔

یا اس سے قبل ہم نے انہیں کوئی کتاب دی ہے جس سے وہ استدلال کرتے ہوئے کاربند ہیں۔

آیت کریمہ میں واضح طور پر فرمایا گیا کہ کفار مکہ پر ہم نے کوئی ایسی کتاب نازل نہیں فرمائی جس میں غیر خدا کی پرستش کو روا رکھا گیا ہو۔ ایسا قطعاً نہیں ہے اور علاوہ ازیں بھی ان کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں جس سے وہ سہارا لیتے ہوں۔ آگے ارشاد ہے:

بَلْ قَالُوْۤا اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۲۲﴾ وَ كَذٰلِكَ مَاۤ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّذِیْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَاۤ ۙ اِنَّا وَجَدْنَاۤ اٰبَآءَنَا عَلٰۤى اُمَّةٍ وَّ اِنَّا عَلٰۤى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

بلکہ وہ بولے کہ ہم نے اپنے باپ داداؤں کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے نشانوں پر راہ پا رہے ہیں اور ایسے ہی ہم نے آپ سے پہلے جب کسی شہر میں کوئی ڈر سنانے والا بھیجا تو وہاں کے مالداروں نے یہی کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک دین پر پایا اور ہم انہی کے نشانوں کی اقتداء کر رہے ہیں۔

گویا ان کے پاس ایسی دلیل نہ تھی جسے معیار عقل پر پورا اتار سکتے بلکہ وہی پرانی بات کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایسے ہی دیکھا اور ہم انہیں کی اتباع کر رہے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ باپ دادا کی پیروی میں قدامت پسندی کا شکار ہونا یہ مشرکین کا پرانا مرض تھا۔ آگے ارشاد ہے:

قٰلَ اَوَ لَوْ جِئْتُكُمْ بِاَهْدٰى مِمَّا وَجَدْتُّمْ عَلَیْهِ اٰبَآءَكُمْ ؕ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۲۴﴾ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَانْظُرْ كَیْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِیْنَ ﴿۲۵﴾۔

نبی نے فرمایا اور کہا جب بھی میں تمہارے پاس وہ لاؤں جو سیدھی راہ ہو اس سے جس پر تمہارے باپ دادا تھے تو وہ بولے جو کچھ تم لے کر بھیجے گئے ہو ہم اسے نہیں مانتے۔ تو ہم نے بدلہ لیا تو دیکھے جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔

انبیاء کرام جب ہدایت پیش فرماتے اور دین حق ظاہر کرتے تو ان کے پاس جواب میں انکار کے سوا کچھ نہ تھا۔ اسی بنا پر باری تعالیٰ نے فرمایا کہ ہمارے نبیوں کے جھٹلانے والے ماخوذ عذاب ہوئے اور ان کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوا۔ یعنی کوئی غرق دریا ہوا اور کسی کو زلزلے نے ہلاک کیا کسی پر پتھر برسے کسی پر آندھیاں ایسی آئیں کہ ان کے گھروں تک کو الٹ گئیں۔ اور ان ہلاک شدگان کے نشانات اب تک موجود ہیں۔ اور ان کی عمارتوں کے کھنڈر ان کی مرثیہ خوانی کر رہے ہیں۔ اسی لئے فرمایا فَانْظُرْ کہ ان کا انجام دیکھ لو کہ کیا ہوا۔

Marfat.com

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰهِيۡمُ لِاَبِيۡهِ وَقَوۡمِهٖۤ اِنَّنِىۡ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعۡبُدُوۡنَ ۝۲۶
اور جب فرمایا ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم کو کہ میں بیزار ہوں اس سے جسے تم پوج رہے ہو

اِلَّا الَّذِىۡ فَطَرَنِىۡ فَاِنَّهٗ سَيَهۡدِيۡنِ ۝۲۷
مگر اس ذات کو جس نے مجھے پیدا فرمایا تو بے شک وہ ضرور بہت جلد مجھے راہ دکھائے گا

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِىۡ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ۝۲۸
اور انہوں نے اس عقیدہ توحید کو (وصیت وغیرہ سے) ایسا مستحکم کیا کہ وہ بات مدتوں ان کی نسل میں باقی چلی آئی

بَلۡ مَتَّعۡتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمۡ حَتّٰى جَآءَهُمُ الۡحَـقُّ وَرَسُوۡلٌ مُّبِيۡنٌ ۝۲۹
بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا

وَلَمَّا جَآءَهُمُ الۡحَـقُّ قَالُوۡا هٰذَا سِحۡرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوۡنَ ۝۳۰
اور جب ان کے پاس حق آیا تو وہ بولے کہ یہ جادو ہے اور ہم اس کے منکر ہیں

وَقَالُوۡا لَوۡلَا نُزِّلَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الۡقَرۡيَتَيۡنِ عَظِيۡمٍ ۝۳۱
اور بولے کیوں نہ نازل کیا گیا یہ قرآن دو شہروں (طائف ومکہ) کے کسی بڑے آدمی پر

اَهُمۡ يَقۡسِمُوۡنَ رَحۡمَتَ رَبِّكَ‌ؕ نَحۡنُ قَسَمۡنَا بَيۡنَهُمۡ مَّعِيۡشَتَهُمۡ فِى الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ وَرَفَعۡنَا بَعۡضَهُمۡ فَوۡقَ بَعۡضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَـتَّخِذَ بَعۡضُهُمۡ بَعۡضًا سُخۡرِيًّا‌ ؕ وَرَحۡمَتُ رَبِّكَ خَيۡرٌ مِّمَّا يَجۡمَعُوۡنَ ۝۳۲
کیا وہ تمہارے رب کی رحمت بانٹتے ہیں ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور ہم نے ایک دوسرے پر درجوں میں بلندی دی تاکہ ان میں ایک دوسرے کو محکوم بنائے رہے اور تمہارے رب کی رحمت ان کے جمع جتھے سے بہتر ہے

وَلَوۡلَاۤ اَنۡ يَّكُوۡنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَـعَلۡنَا لِمَنۡ يَّكۡفُرُ بِالرَّحۡمٰنِ لِبُيُوۡتِهِمۡ سُقُفًا مِّنۡ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيۡهَا يَظۡهَرُوۡنَ ۝۳۳
اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں تو ہم ضرور منکرین رحمٰن کے لئے بناتے ان کے گھروں کی چھتوں کو چاندی سے اور سیڑھیاں جس پر سے وہ چڑھتے

وَلِبُيُوۡتِهِمۡ اَبۡوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيۡهَا يَتَّكِــُٔوۡنَ ۝۳۴
اور ان کے گھروں کے لئے چاندی کے دروازے اور تخت جن پر وہ تکیہ لگا کر بیٹھتے

وَزُخۡرُفًا‌ ؕ وَاِنۡ كُلُّ ذٰ لِكَ لَمَّا مَتَاعُ الۡحَيٰوةِ الدُّنۡيَا‌ ؕ وَالۡاٰخِرَةُ عِنۡدَ رَبِّكَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۝۳۵
اور طرح طرح کی آرائش حاصل کرتے اور نہیں یہ سب کچھ مگر دنیا کی زندگی کے لئے آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیزگاروں کے لئے ہے

Marfat.com

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ زخرف۔پ ۲۵

وَ۔اور	اِذْ۔جب	قَالَ۔کہا	اِبْرٰهِيْمُ۔ابراہیم نے
لِاَبِيْهِ۔اپنے باپ (چچا) کو	وَ۔اور	قَوْمِهٖٓ۔اپنی قوم کو	اِنَّنِيْ۔بے شک میں
بَرَآءٌ۔بیزار ہوں	مِّمَّا۔اس سے	تَعْبُدُوْنَ۔کہ تم پوجتے ہو	اِلَّا۔مگر
الَّذِيْ۔وہ جس نے	فَطَرَ۔پیدا کیا	نِيْ۔مجھ کو	فَاِنَّهٗ۔تو بے شک وہی
سَيَهْدِيْنِ۔مجھے راہ دکھائے گا		وَ۔اور	جَعَلَهَا۔بنایا اس کو
كَلِمَةً۔کلمہ	بَاقِيَةً۔باقی رہنے والا	فِيْ۔بیچ	عَقِبِهٖ۔اس کی نسل کے
لَعَلَّهُمْ۔تا کہ وہ	يَرْجِعُوْنَ۔لوٹیں	بَلْ۔بلکہ	مَتَّعْتُ۔ میں نے فائدہ
دیا	هٰٓؤُلَآءِ۔ان کو	وَ۔اور	اٰبَآءَ۔باپوں
هُمْ۔ان کے کو	حَتّٰى۔یہاں تک کہ	جَآءَ۔آیا	هُمُ۔ان کے پاس
الْحَقُّ۔حق	وَ۔اور	رَسُوْلٌ۔رسول	مُّبِيْنٌ۔بیان کرنے والا
وَ۔اور	لَمَّا۔جب	جَآءَهُمُ۔آیا ان کے پاس	الْحَقُّ۔حق
قَالُوْا۔بولے	هٰذَا۔یہ	سِحْرٌ۔جادو ہے	وَّ۔اور
اِنَّا۔ہم	بِهٖ۔اس کے	كٰفِرُوْنَ۔منکر ہیں	وَ۔اور
قَالُوْا۔بولے	لَوْلَا۔کیوں نہیں	نُزِّلَ۔اتارا گیا	هٰذَا۔یہ
الْقُرْاٰنُ۔قرآن	عَلٰى۔اوپر	رَجُلٍ۔ایک آدمی	مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ۔دونوں
بستیوں سے	عَظِيْمٍ۔بڑے پر	اَ۔کیا	هُمْ۔وہ
يَقْسِمُوْنَ۔تقسیم کرتے ہیں	رَحْمَتَ۔رحمت	رَبِّكَ۔تیرے رب کی	نَحْنُ۔ہم
قَسَمْنَا۔تقسیم کرتے ہیں	بَيْنَهُمْ۔ان کے درمیان	مَّعِيْشَتَهُمْ۔ان کی معاش کے سامان	
فِيْ۔بیچ	الْحَيٰوةِ۔زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا کے	وَ۔اور
رَفَعْنَا۔بلند کیا	بَعْضَهُمْ۔ان کے بعض کو	فَوْقَ۔اوپر	بَعْضٍ۔بعض کے
دَرَجٰتٍ۔درجوں میں	لِّيَتَّخِذَ۔تا کہ بنائے	بَعْضُهُمْ۔بعض ان کا	بَعْضًا۔بعض کو
سُخْرِيًّا۔محکوم	وَ۔اور	رَحْمَتُ۔رحمت	رَبِّكَ۔تیرے رب کی
خَيْرٌ۔بہتر ہے	مِّمَّا۔اس سے جو	يَجْمَعُوْنَ۔وہ جمع کرتے ہیں	وَ۔اور
لَوْلَآ۔اگر نہ ہوتا	اَنْ۔یہ کہ	يَّكُوْنَ۔ہو جائیں	النَّاسُ۔لوگ
اُمَّةً۔جماعت	وَّاحِدَةً۔ایک	لَّجَعَلْنَا۔تو ہم بناتے	لِمَنْ۔اس کے لئے جو
يَّكْفُرُ۔کفر کرے	بِالرَّحْمٰنِ۔رحمٰن کے ساتھ	لِبُيُوْتِهِمْ۔ان کے گھروں کے	سُقُفًا۔چھت
مِّنْ فِضَّةٍ۔چاندی سے	وَّ۔اور	مَعَارِجَ۔سیڑھیاں کہ	عَلَيْهَا۔اس پر

Marfat.com

یَظْهَرُوْنَ۔ چڑھیں	وَ۔ اور	لِبُیُوْتِهِمْ۔ ان کے گھر کے	
اَبْوَابًا۔ دروازے	وَّ۔ اور	سُرُرًا۔ تخت کہ	عَلَیْهَا۔ اس پر
یَتَّکِـُٔوْنَ۔ تکیہ لگائیں	وَ۔ اور	زُخْرُفًا۔ آرائش کا سامان	وَ۔ اور
اِنْ۔ نہیں	کُلُّ۔ سب کچھ	ذٰلِكَ۔ یہ	لَمَّا۔ مگر
مَتَاعُ۔ سامان	الْحَیٰوةِ۔ زندگی	الدُّنْیَا۔ دنیا کا	وَ۔ اور
الْاٰخِرَةُ۔ آخرت ہے	عِنْدَ۔ نزدیک	رَبِّكَ۔ تیرے رب کے	لِلْمُتَّقِیْنَ۔ پرہیزگاروں کیلئے

حل لغات نادرہ

بَرَآءٌ۔ بیزار ہوں۔ یہ مصدر ہے اس کا استعمال واحد جمع مذکر مؤنث سب میں یکساں ہے۔
فَطَرَنِیْ۔ مجھے پیدا کیا۔
عَقِبِهٖ۔ عقب کے اصل معنی پیچھے کے ہیں یہاں ذریت مراد ہے۔ کیونکہ وہ بھی پیچھے ہی چھوڑی جاتی ہے۔
زُخْرُفًا۔ مراد زینت یا سونا ہے۔

مختصر تفسیر اردو تیسرا رکوع۔ سورۃ زخرف۔ پ ۲۵

وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾

اور جبکہ ابراہیم نے کہا اپنے باپ (چچا) اور اپنی قوم کو کہ میں بیزار ہوں ان سے جن کو تم پوجتے ہو۔

خطیب الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام تارخ تھا اور موحد تھا اور آزر کو تغلیباً باپ کہا گیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: وَاِذْ قَالَ اِبْرٰهِیْمُ لِاَبِیْهِ اٰزَرَ اَتَتَّخِذُ اَصْنَامًا اٰلِهَةً۔ یہ بت تراشی کے فن میں بڑا ماہر تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ یہاں اجمالاً فرمایا: لِاَبِیْهِ وَقَوْمِهٖٓ جس سے تغلیباً آزر کو بھی تخاطب ہو گیا اور عطف فرما کر قوم کو بھی شریک کیا۔ اس لئے کہ یہ دور نمرود بن کنعان کا تھا اور یہ مدعی الوہیت تھا۔ اس نے قوم کو اپنی پوجا کی طرف اتنا مائل کر لیا تھا کہ اس کی تصویر کا بت بنتا تھا اور ساری قوم پوجتی تھی۔ تو آپ کا یہ اعلان حق آپ کی ولادت کے بعد جو قوم سے ہوا وہ یہی تھا: اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ۔ اور یہ ایمان عقلی تھا جو فطرتاً ہر فرد پر لازم ہے کہ وہ اپنے خالق کو بلا تبلیغ مبلغ مانے۔ چنانچہ آپ کی ولادت کا واقعہ بھی اس امر کو واضح کر دیتا ہے کہ آپ نے باصول ایمان عقلی اِنَّنِیْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ کا اعلان فرمایا جو آپ کے واقعہ ولادت سے واضح ہوتا ہے۔

واقعہ یوں ہے کہ عہد نمرودی میں منجموں نے نمرود کو خبر دی کہ اس سال ایک ایسا بچہ پیدا ہونے والا ہے جو تیرے ان تمام دعاوی کو باطل قرار دے گا اس نے اسی دن سے حکم نافذ کر دیا کہ جو لڑکا پیدا ہو اس کو فوراً قتل کر دیا جائے چنانچہ اس طرح ستر ہزار سے زائد بچے مار ڈالے گئے اسی میں آپ کی والدہ بھی حاملہ تھیں انہوں نے سوچا کہ یہ بچہ بہر حال ہونا ہے۔ اگر لڑکا ہوا تو میری آنکھوں کے سامنے ذبح کیا جائے گا۔ آپ نے اس منظر خونی کو دیکھنے سے بچنے کے لئے یہ تجویز سوچی کہ جنگل میں جا کر وضع حمل ہو۔ وہاں اسے چھوڑ آؤں میری آنکھوں سے اوجھل جو کچھ ہو وہ ہو جائے۔

Marfat.com

چنانچہ آپ نے آثار وضع محسوس کرتے ہوئے جنگل کا رخ کیا ایک غار کے پاس وضع حمل ہوا آپ نے اسی غار میں گھاس بچھا کر آپ کو لٹا دیا اور غار کا منہ پتھروں سے تیغا کر کے آ گئیں قوم نے پوچھا کہ تمہارا حمل کیا ہوا؟ آپ نے کہا جنگل میں وضع حمل ہوا اور لڑکا تھا اس لئے اسے وہیں ڈال آئی ہوں۔ نگرانی کرنے والے یہ سوچ کر مطمئن ہو گئے کہ جنگل میں شیر خوار بچے کو کون چھوڑتا ہے؟ کوئی درندہ کھا گیا ہوگا آپ نے ایک ہفتہ بعد اپنی شفقت مادری سے مجبور ہو کر ادھر کا رخ کیا اور وہاں سے غار دیکھا تو بدستور تیغا تھا پتھر ہٹائے تو کرشمہ قدرت نظر آیا۔

آپ نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام تندرست ہیں اور اپنے ہاتھ کا انگوٹھا چوس رہے ہیں۔ علامہ اسماعیل حقی اندلسی رحمہ اللہ روح البیان میں اس واقعہ کو مفصل لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ قدرت نے آپ کے ہاتھ کی پانچوں انگلیوں میں پانچ ذائقے رکھ دیئے تھے دودھ کا، شہد کا، نمک کا، پانی کا اور پھیکا۔ اس سے آپ نشوونما پا رہے تھے۔

چندروز کے بعد ابراہیم علیہ السلام گھٹنوں چلتے ہوئے کھڑے ہو کر چلنے لگے تو آپ نے وہ تیغا کھولا رات کا وقت تھا۔ اندھیری شب تھی تاریکی میں ستاروں کے جھرمٹ نظر آئے۔ اس کی تفصیل ہم دوسری جلد ساتویں پارہ میں بیان کر چکے ہیں۔

مختصر یہ کہ آپ نے اپنی والدہ سے پوچھا کہ میرا معبود کون ہے تو انہوں نے اپنے عقیدۂ کہن کے مطابق کہا کہ میں تیرا معبود ہوں آپ نے پوچھا اور تمہارا معبود تو والدہ نے جواب دیا کہ تمہارا باپ۔ آپ نے فرمایا کہ اس کا خدا تو جواب دیا گیا نمرود۔ جب آپ نے کہا کہ نمرود کا خدا کون ہے تو والدہ ناراض ہو گئیں غرضکہ آپ غار سے باہر آ گئے اور آپ نے قوم میں آ کر اعلان فرمایا کہ يٰقَوْمِ اِنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۷۸﴾ اِنِّيْ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِيْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۷۹﴾ شدہ شدہ یہ خبر نمرود تک پہنچی اور آپ کو پیش کیا گیا۔ پھر بقیہ واقعات جو ہوئے۔ نار نمرود، آتش گلزار یہ سب اس کے بعد کے واقعات ہیں۔

مختصر یہ کہ نبی کی عصمت اتنی محفوظ ہوتی ہے کہ وہ پیدا ہونے کے بعد سے ہی شرک سے بیزار ہوتا ہے اور توحید اس کا مطمح نظر ہوتا ہے۔ چنانچہ حضرت خطیب الانبیاء ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے بھی اعلان فرمایا اور اپنے باپ وقوم کو مخاطب کیا اور فرمایا: اِنَّنِيْ بَرَآءٌ مِّمَّا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۶﴾ اِلَّا الَّذِيْ فَطَرَنِيْ فَاِنَّهٗ سَيَهْدِيْنِ اے قوم تمہاری اس پوجا پاٹ سے میں بیزار اور بت پرستی سے علیحدہ ہوں۔ میں صرف اسی کا بندہ ہوں اور اسی کو پوجتا ہوں جس نے مجھے پیدا فرمایا اور وہی مجھے عبادت کے طور طریقے کی راہنمائی فرمائے گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں حفاظت دین ابراہیم کا ذمہ لیا اور فرمایا:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۲۸﴾۔

کہ وہ اعلان ابراہیمی ان کی نسل میں باقی رہا تا کہ جن کے حصہ میں ایمان کی نعمت تھی انہیں مل جائے۔ آگے ارشاد ہے:

بَلْ مَتَّعْتُ هٰٓؤُلَآءِ وَاٰبَآءَهُمْ حَتّٰى جَآءَهُمُ الْحَقُّ وَرَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۹﴾ وَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ قَالُوْا هٰذَا سِحْرٌ وَّاِنَّا بِهٖ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۰﴾۔

بلکہ میں نے انہیں اور ان کے باپ دادا کو دنیا کے فائدے دیئے یہاں تک کہ ان کے پاس حق اور صاف بتانے والا رسول تشریف لایا اور جب ان کے پاس حق آیا تو وہ بولے یہ جادو ہے ہم اسے نہیں مانتے۔

یعنی جب یہ قوم رہتی بستی عہد رسالت مآب تک آئی اور سرکار ابد قرار جناب مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کا ظہور ہوا اور آپ کی

Marfat.com

زبان مبارک سے قرآن بلیغ اور کلام فصیح سنا اور معجزات کے چمکارے دیکھے تو آنکھیں خیرہ ہو گئیں اور اندھا دھند بلا دلیل کہنے لگے یہ جادو ہے اور جادو کہنے کی وجہ صرف یہ تھی کہ وہ اس کلام بلیغ اور معجزات مبین کے مقابلے سے عاجز تھے اس کے بعد پھر نئے نئے شاخسانے اٹھانے شروع کئے کہیں کہنے لگے کہ یہ دریتیم ابو طالب پر قرآن آیا اسے ہم کیسے مانیں اگر ایسا ہی تھا تو طائف کے سرداروں یا مکہ کے صنادید اس کے حامل ہوتے تو ہم پھر بھی مان لیتے چنانچہ اس کا تذکرہ آگے فرماتے ہوئے ارشاد ہوا:

وَقَالُوْا لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿۳۱﴾۔

اور کافر بولے یہ قرآن کیوں نہ طائف اور مکہ میں کی دو بستیوں سے کسی بڑے آدمی پر اتارا گیا۔

اس کا جواب دیا:

اَهُمْ يَقْسِمُوْنَ رَحْمَتَ رَبِّكَ ۭ نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا ۭ وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿۳۲﴾۔

کیا وہ تمہارے رب کی رحمت بانٹتے ہیں اے محبوب! ہم نے ان کی زیست کا سامان دنیا کی زندگی میں بانٹا اور ایک دوسرے کو درجات میں بلندی دی اور ایک کو دوسرے کا خادم بنایا اور تمہارے رب کی رحمت ان کے جمع جتھا سے بہتر ہے۔

اس میں کمیونزم کا بھی رد ہو گیا ان کے یہاں سب کو مساوی رکھنے کا اصول ہے۔ قرآن پاک نے فرمایا کہ سب یکساں نہیں جتنا اور جس طرح ہم چاہیں عطا فرمائیں کسی کو کم اور کسی کو زیادہ چنانچہ دوسری جگہ فرمایا: يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ اے محبوب! آپ کا رب جس پر چاہے رزق فراخ کرے اور جس پر چاہے تنگ فرمائے اور یہاں بھی فرمایا: وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ۔ نظام دنیا اسی میں ہے کہ بادشاہ، وزیر، عہدے دار، سپاہی، چپراسی، خدام ادب ایک طرف ہوں تو دوسری طرف دھوبی، نائی، درزی، باورچی وغیرہ ہوں کہ ہر کام جس کا ہو وہ انجام دے اور کسی کو دقت نہ ہو۔ اسی لئے فرمایا: لِّيَتَّخِذَ بَعْضُهُمْ بَعْضًا سُخْرِيًّا۔ تا کہ لے بعض ان کا بعض کو اپنا محکوم۔ اخیر میں فرمایا: وَرَحْمَتُ رَبِّكَ الخ اور آپ کے رب کی رحمت دنیا کے جمع جتھے سے بہتر ہے۔ پھر اس کے بعد دوسرے پہلو سے رد فرمایا اور ارشاد ہوا:

وَلَوْلَآ اَنْ يَّكُوْنَ النَّاسُ اُمَّةً وَّاحِدَةً لَّجَعَلْنَا لِمَنْ يَّكْفُرُ بِالرَّحْمٰنِ لِبُيُوْتِهِمْ سُقُفًا مِّنْ فِضَّةٍ وَّمَعَارِجَ عَلَيْهَا يَظْهَرُوْنَ ﴿۳۳﴾ وَلِبُيُوْتِهِمْ اَبْوَابًا وَّسُرُرًا عَلَيْهَا يَتَّكِـــــُٔوْنَ ﴿۳۴﴾ وَزُخْرُفًا ۭ وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَالْاٰخِرَةُ عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۵﴾۔

اور اگر یہ نہ ہوتا کہ سب لوگ ایک دین پر جمع ہو جائیں تو ہم ضرور رحمٰن کے منکروں کے لئے ان کے گھروں کی چھتیں چاندی کی بناتے اور سیڑھیاں کہ ان پر چڑھتے اور ان کے گھروں کے دروازے اور تخت کہ ان پر تکیہ لگاتے اور سونا (طرح طرح کی آرائش) اور یہ جو کچھ ہے جیتی دنیا ہی کا اسباب ہے اور آخرت تمہارے رب کے پاس پرہیز گاروں کے لئے ہے۔

دنیا میں ان کے لئے فراخی ہے جن کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ مشرک، کفر، بے دین اور فرعون، ہامان، قارون، شداد یہ چونکہ اللہ تعالیٰ کے منکر تھے تو ان کے لئے دنیا میں وہ فراخیاں ہوئیں کہ شداد کے خزانے کی کنجیاں چالیس اونٹوں پر لادی جاتی تھیں۔ فرعون کے اصطبل میں گھوڑوں کے باندھنے کے لئے سونے کی میخیں ہوتی تھیں۔ غرضکہ دنیا اہل دنیا کے لئے ہے اور اہل دنیا کے متعلق مولانا روم کا فتویٰ ہے فرماتے ہیں:

Marfat.com

اہل دنیا چہ کہین و چہ مہین لعنة اللہ علیہم اجمعین !

ساتھ دوسرے شعر میں فرماتے ہیں:

چیست دنیا از خدا غافل شدن نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے فراوانی مال اتنی ہی ہے جس سے وہ اپنے رب حقیقی سے غافل نہ ہو اور جب غفلت آئی محبت دنیا غالب آئی تو پھر ایمان ضعیف ہوتے ہوتے چلا جاتا ہے اسی لئے فرمایا کہ جو ہمارے ساتھ کفر کرنے والے ہیں ان کا حصہ آخرت میں کچھ نہیں ہے البتہ دنیا میں وہ سونے چاندی میں کھیلیں گے اور مرنے کے بعد پھر یٰلَیْتَنِیْ کُنْتُ تُرٰبًا کہتے ہوئے پچھتائیں گے۔ کمیونسٹ وہی ہیں جن پر دنیا اتنی غالب آئی کہ نظریہ قرآن کے خلاف انہوں نے سب کو مساوی رکھنا چاہا اور وجود الٰہی کے منکر ہوئے آخرت کو اور اس کے درجات کو افسانہ قرار دیا۔ دنیا کو دنیا میں اہل دنیا کے لئے مقدم سمجھا۔ یہ اسلام کی تعلیم کے خلاف ہے اس خیال کو الحاد اور ایسے خیال والوں کو ملحد کہا جاتا ہے۔ اللہ عزوجل ہر مسلمان کو محفوظ رکھے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ﴿۳۶﴾	اور جو شخص خدا کی یاد سے اغماض کیا کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایک شیطان تعینات کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی رہے
وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾	اور بے شک شیاطین ان کو راہ سے روکتے ہیں اور وہ گمان یہ کرتے ہیں کہ وہ ہدایت پر ہیں
حَتّٰۤى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾	حتیٰ کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو اپنے قرین (شیطان) سے کہے گا کہ کاش میرے تیرے مابین مشرق ومغرب کی دوری ہوتی تو کتنا برا ساتھی ہے
وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِى الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾	اور ہرگز آج کے دن تمہیں نفع نہیں پہنچے گا جبکہ تم اپنی جانوں پر بداعمالی سے ظلم کر گزرے ہو بے شک تم اور تمہارے قرین عذاب میں شریک ہیں
اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِى الْعُمْىَ وَمَنْ كَانَ فِىْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ ﴿۴۰﴾	اور اے محبوب! کیا آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور انہیں جو کھلی گمراہی میں ہیں
فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾	اگر ہم آپ کو دنیا سے اٹھا بھی لیں تو ہم نے ان کافروں سے ضرور بدلہ لینا ہے
اَوْ نُرِيَنَّكَ الَّذِىْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَيْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾	یا ہم آپ کو دکھا دیں گے جس کا ہم نے وعدہ کیا ہے تو ہم کو ہر طرح کی قدرت حاصل ہے

Marfat.com

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِيْٓ اُوْحِيَ اِلَيْكَ ۚ اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿٤٣﴾

تو مضبوطی سے تھامے رہو اسے جو آپ کی طرف وحی کی گئی ہے بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں

وَ اِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَ لِقَوْمِكَ ۚ وَ سَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿٤٤﴾

اور بے شک وہ قرآن آپ اور آپ کی قوم کے لئے نصیحت و شرف ہے اور آئندہ تم سب سے باز پرس کی جائے گی

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَآ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً يُّعْبَدُوْنَ ﴿٤٥﴾

اور اے محبوب! آپ سے پہلے جو ہم نے رسول بھیجے ان سے دریافت فرمالیجئے کیا ہم نے خدائے رحمٰن کے علاوہ کوئی معبود تجویز کئے تھے جن کی پوجا کی جائے

حل لغات چوتھا رکوع-سورۃ زخرف-پ ۲۵

وَ-اور	مَنْ-جو	يَّعْشُ-منہ پھیرے	عَنْ ذِكْرِ-ذکر
الرَّحْمٰنِ-خدا سے	نُقَيِّضْ-ہم مقرر کردیتے ہیں	لَهٗ-اس کے لئے	شَيْطٰنًا-شیطان
فَهُوَ-تو وہ	لَهٗ-اس کا	قَرِيْنٌ-ساتھی ہے	وَ-اور
اِنَّهُمْ-بے شک وہ	لَيَصُدُّوْنَهُمْ-روکتے ہیں ان کو		عَنِ السَّبِيْلِ-راہ سے
وَ-اور	يَحْسَبُوْنَ-خیال کرتے ہیں		اَنَّهُمْ-کہ وہ
مُّهْتَدُوْنَ-راہ پر ہیں	حَتّٰٓى-یہاں تک کہ	اِذَا-جب	جَآءَ-آئے گا
نَا-ہمارے پاس	قَالَ-کہے گا	يٰلَيْتَ-اے کاش	بَيْنِيْ-میرے
وَ-اور	بَيْنَكَ-تیرے درمیان	بُعْدَ-دوری ہو	الْمَشْرِقَيْنِ-مشرق مغرب کی
فَبِئْسَ-تو برا ہے	الْقَرِيْنُ-ساتھی	وَ-اور	لَنْ-ہرگز نہ
يَّنْفَعَكُمُ-نفع دے گا تم کو	الْيَوْمَ-آج	اِذْ-جبکہ	ظَّلَمْتُمْ-تم ظلم کر چکے
اَنَّكُمْ-کہ تم	فِي-بیچ	الْعَذَابِ-عذاب کے	مُشْتَرِكُوْنَ-شریک ہو
اَفَاَنْتَ-کیا تو	تُسْمِعُ-سنائے گا	الصُّمَّ-بہروں کو	اَوْ-یا
تَهْدِي-راہ دکھائے گا	الْعُمْيَ-اندھوں کو	وَ-اور	مَنْ-جو
كَانَ-ہو	فِيْ-بیچ	ضَلٰلٍ-گمراہی	مُّبِيْنٍ-کھلی کے
فَاِمَّا-تو اگر	نَذْهَبَنَّ-لے جائیں ہم	بِكَ-آپ کو	فَاِنَّا-تو ہم
مِنْهُمْ-ان سے	مُّنْتَقِمُوْنَ-بدلہ لینے والے ہیں		اَوْ-یا
نُرِيَنَّكَ-دکھائیں آپ کو	الَّذِيْ-وہ جو	وَعَدْنٰهُمْ-وعدہ دیا ہم نے ان کو	
فَاِنَّا-تو ہم	عَلَيْهِمْ-ان پر	مُّقْتَدِرُوْنَ-قدرت رکھنے والے ہیں	
	فَاسْتَمْسِكْ-تو تھام لے	بِالَّذِيْٓ-اس کو جو	اُوْحِيَ-وحی کی گئی

Marfat.com

اِلَیۡكَ۔ تیری طرف اِنَّكَ۔ بے شک تو عَلٰی۔ اوپر صِرَاطٍ۔ راہ
مُّسۡتَقِیۡمٍ۔ سیدھی کے ہے وَ۔ اور اِنَّهٗ۔ بے شک وہ لَذِكۡرٌ۔ نصیحت ہے
لَّكَ۔ تیرے لئے وَ۔ اور لِقَوۡمِكَ۔ تیری قوم کے لئے وَ۔ اور
سَوۡفَ۔ جلدی تُسۡـَٔلُوۡنَ۔ تم پوچھے جاؤ گے وَ۔ اور سۡـَٔلۡ۔ پوچھ
مَنۡ۔ ان سے جو اَرۡسَلۡنَا۔ بھیجے ہم نے مِنۡ قَبۡلِكَ۔ تجھ سے پہلے مِنۡ رُّسُلِنَاۤ۔ اپنے رسولوں
میں سے اَ۔ کیا جَعَلۡنَا۔ بنائے ہم نے مِنۡ دُوۡنِ۔ سوائے
الرَّحۡمٰنِ۔ رحمٰن کے اٰلِهَةً۔ معبود جو یُّعۡبَدُوۡنَ۔ پوجے جائیں

حل لغات نادرہ

مَنۡ یَّعۡشُ۔ عشو سے ہے بتکلف اندھا بننے کو کہتے ہیں یہاں مراد ہے منہ موڑنا۔ اعراض کرنا اور ایک ہے عَشِیَ ان دونوں میں یہ فرق ہے کہ جب آنکھ میں کوئی آفت پیدا ہو جاتی ہے تو عشی بولا جاتا ہے۔ اور بلا آفت کے عشو جیسے عَرَجَ اس شخص کو کہتے ہیں جس کا پاؤں ماؤف ہو اور عَرَجَ وہ جو بغیر آفت کے لنگڑوں کی طرح چلتا ہے۔

نُقَیِّضۡ۔ معنی ہیں نضم (ساتھ کر دیتے ہیں ہم)

قَرِیۡنٌ۔ ساتھی۔

فَاسۡتَمۡسِكۡ۔ از استمساک مضبوطی سے تھامنے کے معنی دیتا ہے۔

مُّنۡتَقِمُوۡنَ۔ از انتقام۔ بدلہ لینے کے معنی میں مستعمل ہے۔

مختصر تفسیر اردو چوتھا رکوع۔ سورۃ زخرف۔ پ ۲۵

وَمَنۡ یَّعۡشُ عَنۡ ذِكۡرِ الرَّحۡمٰنِ نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِیۡنٌ ﴿۳۶﴾

اور جو شخص رحمٰن کے ذکر سے اعراض کرتا ہے ہم اس کے ساتھ ایک شیطان متعین کر دیتے ہیں جو اس کا قرین (ہم نشین) ہوتا ہے۔

یَّعۡشُ۔ عَشۡو سے ہے اور عشو اندھا بننے کو کہتے ہیں۔

تو ذکر رحمٰن عز و جل سے اندھا وہی ہے ہو سکتا ہے جس پر دنیا غالب ہو اور نُقَیِّضۡ لَهٗ شَیۡطٰنًا جو فرمایا گیا یہ گویا ایک قسم کا عذاب ہے کہ جب بدبختی سے انسان پر دنیا غالب آ جائے تو اس کے خیال و گمان میں یہ بچ جاتا ہے کہ جو کچھ کرنا ہے وہ دنیا ہی میں کرنا ہے۔ کھانا، پینا، پہننا، رہنا سہنا، عیش و عشرت کرنا یہ سب دنیا ہی میں ہے اور جب اس پر اس خیال کا شیطان غالب آ جاتا ہے تو وہ آخرت کو نسیا منسیا کر دیتا ہے۔

اور اگر معنی حقیقی شیطان بھی لیا جائے تو یہ اس پر دنیا کا عذاب ہے جس کو وہ عذاب نہیں سمجھتا بلکہ اپنی خوش قسمتی جانتا ہے اور اس کا انجام کار آخرت میں نقصان و خسران ہوتا ہے اسی طرف آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے اور فرمایا کہ جس پر دنیا کی محبت غالب آ جائے وہ دین کو بھلا بیٹھتا ہے اور اس پر شیطان یا اس کے توسوسات کا شیطان ہم مقرر کر دیتے ہیں وہ اس کا ہم

Marfat.com

نشین ہوتا ہے اس کو غلط راہوں پر جانے کی تعلیم دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ارباب تحقیق نے نفس انسان چار قسموں پر منقسم کئے:

(۱) ملہمہ (۲) لوامہ (۳) امارہ (۴) مطمئنہ

ان چاروں کا تذکرہ قرآن پاک میں آیا چنانچہ ایک آیت میں ارشاد ہے: يَاَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ﴿۲۷﴾ ارْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ﴿۲۸﴾۔

دوسری جگہ فرمایا: اِنَّ النَّفْسَ لَاَمَّارَةٌ بِالسُّوْٓءِ۔

اور تیسری جگہ فرمایا: لَآ اُقْسِمُ بِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ ﴿۱﴾ وَلَآ اُقْسِمُ بِالنَّفْسِ اللَّوَّامَةِ ﴿۲﴾

اور چوتھی جگہ ارشاد ہے: فَاَلْهَمَهَا فُجُوْرَهَا وَتَقْوٰىهَا ﴿۸﴾۔

بہر حال یہ چاروں نفوس وہ ہیں جن میں سے دو کا تعلق رحمانیت سے ہے۔ نفس مطمئنہ اور دوسرا نفس لوامہ کہ جو برے افعال پر انسان کو ملامت کرتا ہے اور دو شیطانی ہیں پہلا ملہمہ جو فسق و فجور کی طرف انسان کو آمادہ کرتا ہے اور دوسرا امارہ کہ یہ برائی کا حکم دیتا ہے۔

بہر حال شیطان بمعنی حقیقی ہو یا نفوس انسان دونوں قرین انسان ہیں اور اسی بناء پر فرمایا کہ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ۔ اب اس کا کام بتایا

وَاِنَّهُمْ لَيَصُدُّوْنَهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ وَيَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ مُّهْتَدُوْنَ ﴿۳۷﴾ -

اور بے شک وہ شیاطین راستے سے روکتے ہیں اور گمراہ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ راہ پر ہیں۔ البتہ قیامت کے دن جب حضور الٰہی میں پیش ہوں گے تو ان کا گمان باطل جسے ہدایت سمجھتے تھے باطل ثابت ہوگا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

حَتّٰٓى اِذَا جَآءَنَا قَالَ يٰلَيْتَ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ بُعْدَ الْمَشْرِقَيْنِ فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ ﴿۳۸﴾ -

کہ جب کافر ہمارے پاس آئے گا تو کہے گا اپنے شیطان سے اے کاش میرے اور تیرے مابین مشرق و مغرب کی مسافت ہوتی۔ تو کیا ہی برا ساتھی ہے۔

یعنی دنیا کے نشہ میں تو غفلت شعار نا ہنجار بدکردار یہی گمان کرتا ہے کہ میں اچھے طریقے اور راہ پر ہوں مگر جب اسے اپنی زیاں کاری کا نتیجہ معلوم ہوگا تو وہ اپنے قرین سے نفرت کرے گا اور کہے گا کہ تیرے میرے مابین مشرق و مغرب یعنی پورب پچھم کا فرق ہوتا تو میں تیری ان فتنہ پردازیوں سے محفوظ رہتا اور آج مجھے اس کا خمیازہ نہ بھگتنا پڑتا تو اخیر فرمایا: فَبِئْسَ الْقَرِيْنُ اس کا ساتھی بہت ہی برا ہے اب اس تنافر و منافرت کا آج اسے فائدہ نہیں پہنچ سکتا اور اگر پہنچ سکتا تو اور کافروں کو بھی پہنچنا چاہئے تھا۔ اس لئے وہ بھی عذاب کی نوعیتیں دیکھ کر کہیں گے: يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا اور رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿۱۰۶﴾ مگر ان کو جواب میں یہی ارشاد ہوگا: اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿۱۰۸﴾۔ نقصان و خسران میں پڑے رہو اور ہم سے بات نہ کرو۔ بہر حال وہ قرین جو برا ہے اس کے نتائج بھی برے ہی نکلے اسی وجہ میں اسے افسوس کرنا پڑا۔ آگے ارشاد ہے کہ آج کا افسوس اسے نفع نہیں پہنچا سکے گا اور عذاب دفع نہیں کرا سکو گے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

وَلَنْ يَّنْفَعَكُمُ الْيَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ اَنَّكُمْ فِي الْعَذَابِ مُشْتَرِكُوْنَ ﴿۳۹﴾ -

اور ہرگز اس سے تمہارا بھلا نہ ہوگا کہ آج جبکہ تم نے ظلم کیا کہ تم سب مع قرین کے عذاب میں شریک ہو۔

Marfat.com

آگے ارشاد ہے:

اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ وَ مَنْ كَانَ فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ ﴿۴۰﴾ فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ فَاِنَّا مِنْهُمْ مُّنْتَقِمُوْنَ ﴿۴۱﴾ اَوْ نُرِیَنَّكَ الَّذِیْ وَعَدْنٰهُمْ فَاِنَّا عَلَیْهِمْ مُّقْتَدِرُوْنَ ﴿۴۲﴾ فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِیْۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ اِنَّكَ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ﴿۴۳﴾۔

تو کیا آپ بہروں کو سنائیں گے یا اندھوں کو راہ دکھائیں گے اور ان کو جو کھلی گمراہی میں ہیں۔ یا ہم اگر آپ کو لے جائیں تو بھی ہم ان سے بدلہ لینے والے ہیں یا آپ کو دکھادیں جس کا انہیں ہم نے وعدہ دیا ہے تو ہم ان پر بڑی قدرت والے ہیں تو مضبوطی سے تھامے رہئے اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے (قرآن) بے شک آپ سیدھی راہ پر ہیں۔

وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْـَٔلُوْنَ ﴿۴۴﴾۔

اور بے شک قرآن آپ اور آپ کی قوم کے لئے باعث شرف و نصیحت ہے اور عنقریب قیامت میں تم سب سے باز پرس کی جائے گی۔

اَصَمّ اور اَعْمٰی سے مراد یہاں حقیقی گونگے اندھے نہیں ہیں بلکہ وہ ہیں جن کی حقیقت کو دوسری جگہ فرمایا:

لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اَعْیُنٌ لَّا یُبْصِرُوْنَ بِهَا وَ لَهُمْ اٰذَانٌ لَّا یَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ۔ یعنی وہ دل رکھتے ہیں مگر اس سے سمجھ کا کام نہیں لیتے آنکھ رکھتے ہیں مگر حق کو دیکھنے کے لئے وہ اندھے ہیں، کان رکھتے ہیں مگر حق نوش اور حق نیوش نہیں ہیں یہ لوگ آدمی ہو کر جانوروں سے گئے گزرے ہیں اس لئے کہ غافل ہیں تو یہاں بھی مراد اَفَاَنْتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ اَوْ تَهْدِی الْعُمْیَ میں تغافل شعار اور غفلت دثار مراد ہیں جن کو فرمایا گیا کہ اے محبوب! کیا ان گونگے اور اندھوں کو جو آنکھ اور زبان رکھتے ہیں آپ ہدایت فرمائیں گے یعنی جب ان میں قبولیت کا مادہ ہی نہیں تو وہ کیسے ہدایت قبول کر سکتے ہیں وہ تو گمراہ ہی پیدا ہوئے۔ گمراہ ہی رہیں گے اور ایسے ہی گمراہی میں مریں گے اور عذاب آخرت ان کا حصہ ہے چنانچہ ارشاد ہے:

فَاِمَّا نَذْهَبَنَّ بِكَ۔ الخ کہ اگر آپ کو دنیا سے ہم لے جائیں تو ان سے بدلہ لینا ہمارا کام ہے یا آپ کی موجودگی میں ہم انہیں دکھادیں گے جس کا ہم نے ان کو وعدہ دے رکھا ہے ہم میں بڑی قدرت ہے کہ اس وعدہ کو پورا کر سکیں۔ چنانچہ فرمایا اس پر مضبوط رہئے جس کی آپ کو وحی کی گئی بے شک آپ سیدھے راستہ پر ہیں۔

اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صراط مستقیم اور آپ کی تعلیم پر تصدیق کی سند دی گئی تا کہ انکار منکر شبہہ میں نہ ڈالے اور اس سے آگے مزید وضاحت فرمادی کہ یہ قرآن کریم ہدایت ہے آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے اور جو منکر ہیں وہ انکار کرتے ہیں عنقریب وہ پوچھ لئے جائیں گے یعنی ان پر عذاب آئے گا اور وہ ماخوذ ہوں گے آگے ارشاد ہے:

وَسْـَٔلْ مَنْ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رُّسُلِنَاۤ اَجَعَلْنَا مِنْ دُوْنِ الرَّحْمٰنِ اٰلِهَةً یُّعْبَدُوْنَ ﴿۴۵﴾۔

اور پوچھئے ان سے جو آپ سے پہلے ہم نے بھیجے اپنے رسولوں میں سے کیا ہم نے رحمٰن کے علاوہ دوسرے معبود بھی ٹھہرائے تھے جن کی پوجا کی جائے۔

آیت کریمہ میں علاوہ اس کے کہ معبودان باطلہ کی پوجا کو باطل فرمایا ایک لطیف اشارہ حیات انبیاء علیہم السلام کے ثبوت

Marfat.com

میں بھی ہے اسی لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے انبیاء علیہم السلام جتنے بھی آئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں وہ نہ تھے اور یہاں ارشاد ہے: وَسۡئَلۡ مَنۡ اَرۡسَلۡنَا مِنۡ قَبۡلِكَ مِنۡ رُّسُلِنَاۤ تو جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے رسول آئے اگر وہ حیات نہیں ہیں تو وَسۡئَلۡ کا حکم کیا معنی رکھتا ہے۔ معلوم ہوا کہ انبیاء کرام نہ صرف روحانی زندگی کے ساتھ ہیں بلکہ جسمانی و روحانی دونوں حیات انہیں حاصل ہیں جبھی تو وَسۡئَلۡ فرمایا گیا کہ ان سے پوچھئے اسی بناء پر احادیث میں حیات انبیاء علیہم السلام پر جو ارشاد ہے وہ شاہد عدل ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اَلۡاَنۡبِيَاءُ اَحۡيَاءٌ فِىۡ قُبُوۡرِهِمۡ يُصَلُّوۡنَ۔ انبیاء کرام زندہ ہیں کہ اپنی قبروں میں وہ نماز پڑھتے ہیں۔

اور ظاہر ہے کہ نماز کے لئے جوارح لازمی ہیں اور اعضاء کا تعلق اجسام سے ہے نہ کہ ارواح سے تو معلوم ہوا کہ حیات انبیاء علیہم السلام عام مخلوق کی حیات سے علیحدہ ہے کہ وہ مع جسم کے زندہ ہیں۔ رہی روحانی زندگی یہ مومن، کافر، جاحد حتیٰ کہ ابوجہل و ابولہب ان کو بھی حاصل ہے اور اگر یہ نہ مانا جائے اور مشرکین کی طرح ءَاِذَا مِتۡنَا وَكُنَّا تُرَابًا ہی کو رکھا جائے تو اسلام کی وہ تمام احادیث اور آیات قرآنیہ سب غلط قرار پائیں گی جن میں بعد موت عذاب کی خبریں ہیں۔ نکیرین کے سوال و جواب کے حالات ہیں جو محض روحانی ہیں۔ برخلاف انبیاء علیہم السلام کے کہ ان کو مع جسم کے بعد وفات بھی حیات ہے۔

اور اس دعویٰ پر دوسری حدیث صاف واضح ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الۡاَرۡضِ اَنۡ تَاۡكُلَ اَجۡسَادَ الۡاَنۡبِيَآءِ فَنَبِىُّ اللّٰهِ حَىٌّ يُرۡزَقُ بے شک اللہ نے زمین پر حرام فرمایا کہ وہ اجساد انبیاء کو کھائے تو اللہ کے نبی زندہ ہیں اور ایسے زندہ ہیں کہ انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔

اور ظاہر ہے کہ رزق تقوم بدن اور بقائے جسم کے لئے ہوتا ہے نہ کہ روح کے لئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ارشاد ہوا کہ اے محبوب! آپ سے پہلے جو رسول ہم نے مبعوث فرمائے ان سے بھی پوچھئے کہ کیا ہم نے اللہ کے سوا کچھ اور خدا تجویز کئے تھے کہ وہ پوجے جائیں یعنی ایسا نہیں ہوا اور کسی نبی کو ایک وحدہ لاشریک کے سوا کسی معبود کے پوجنے اور ماننے کی تعلیم نہیں دی۔ اور یہ مذہب توحید آدم صفی علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک اور قیامت تک برابر وساری ہے۔ سب معلن توحید اور مقر وحدانیت الٰہی عز و جل رہے اور ہر مومن اسی تعلیم پر کاربند رہا اور قیامت تک رہے گا۔ وللہ الحمد

بامحاورہ ترجمہ پانچواں رکوع۔ سورۃ زخرف ۔پ ۲۵

وَ لَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا مُوۡسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اِلٰى فِرۡعَوۡنَ وَ مَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّىۡ رَسُوۡلُ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ﴿۴۶﴾	اور بے شک ہم نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی نشانیاں دے کر فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا تو فرمایا (موسیٰ علیہ السلام نے) کہ میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں
فَلَمَّا جَآءَهُمۡ بِاٰيٰتِنَاۤ اِذَا هُمۡ مِّنۡهَا يَضۡحَكُوۡنَ ﴿۴۷﴾	جب وہ تشریف لائے ہماری نشانیاں لے کر تو وہ ان کا مذاق اڑانے لگے
وَمَا نُرِيۡهِمۡ مِّنۡ اٰيَةٍ اِلَّا هِىَ اَكۡبَرُ مِنۡ اُخۡتِهَا ۡ وَ اَخَذۡنٰهُمۡ بِالۡعَذَابِ لَعَلَّهُمۡ يَرۡجِعُوۡنَ ﴿۴۸﴾	اور ہم انہیں جو نشانی دکھاتے وہ پہلے سے بڑی ہوتی اور پکڑا ہم نے انہیں عذاب میں تاکہ وہ باز آجائیں

Marfat.com

وَقَالُوْا يٰۤاَيُّهَ السّٰحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ ۚ اِنَّنَا لَمُهْتَدُوْنَ ﴿۴۹﴾

اور وہ بولے اے جادوگر اپنے رب سے مانگ جو تجھ سے اس نے وعدہ کر رکھا ہے (یعنی عذاب) ہم یقیناً ہدایت پر ہیں

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِذَا هُمْ يَنْكُثُوْنَ ﴿۵۰﴾

جب ہم نے ان سے عذاب ہٹایا جبھی وہ عہد شکنی کر گئے

وَنَادٰى فِرْعَوْنُ فِيْ قَوْمِهٖ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَيْسَ لِيْ مُلْكُ مِصْرَ وَهٰذِهِ الْاَنْهٰرُ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِيْ ۚ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ ﴿۵۱﴾

اور پکارا فرعون اپنی قوم میں کہا اے میری قوم کیا مصر کی سلطنت میرے لئے نہیں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں کیا تم نہیں دیکھتے

اَمْ اَنَا خَيْرٌ مِّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ مَهِيْنٌ ۙ وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ ﴿۵۲﴾

یا میں بہتر ہوں اس سے کہ وہ کمزور ہے اور زبان بھی صاف نہیں رکھتا (یعنی لکنت کی وجہ سے اچھی طرح بول نہیں سکتا)

فَلَوْلَاۤ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾

تو اس پر سونے کے کنگن کیوں نہ ڈالے گئے یا اس کے ساتھ فرشتے آتے جو اس کے قریب رہتے

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾

تو اس نے قوم کو بے وقوف بنایا اور انہوں نے اس کی پیروی کر لی بے شک وہ بے حکمے لوگ تھے

فَلَمَّاۤ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾

پھر جب انہوں نے وہ کیا جس پر ہمارا عذاب ان پر آیا تو ہم نے ان سب کو ساتھیوں سمیت غرق کر ڈالا

فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

تو ہم نے بنایا ان کو اگلی داستان اور عبرت پچھلوں کے لئے

حل لغات پانچواں رکوع-سورۃ زخرف-پ ۲۵

وَ-اور	لَقَدْ-بے شک	اَرْسَلْنَا-بھیجا ہم نے	مُوْسٰى-موسیٰ کو
بِاٰيٰتِنَاۤ-اپنی نشانیاں دے کر	اِلٰى-طرف	فِرْعَوْنَ-فرعون	وَ-اور
مَلَا۟ئِهٖ-اس کے سرداروں کی	فَقَالَ-تو فرمایا	اِنِّيْ-بے شک میں	رَسُوْلُ-رسول ہوں
رَبِّ-رب	الْعٰلَمِيْنَ-جہانوں کے کا	فَلَمَّا-پھر جب	جَآءَ-لایا
هُمْ-ان کے پاس	بِاٰيٰتِنَاۤ-ہماری نشانیاں	اِذَا-تو ناگہاں	هُمْ-وہ
مِّنْهَا-ان سے	يَضْحَكُوْنَ-ہنستے تھے	وَ-اور	مَا-نہ
نُرِيْهِمْ-دکھاتے تھے ہم انکو	مِّنْ اٰيَةٍ-کوئی نشانی	اِلَّا-مگر	هِيَ-وہ
اَكْبَرُ-بڑی ہوتی تھی	مِنْ اُخْتِهَا-پہلی سے	وَ-اور	اَخَذْنَا-پکڑا ہم
هُمْ-ان کو	بِالْعَذَابِ-عذاب میں	لَعَلَّهُمْ-تاکہ وہ	يَرْجِعُوْنَ-رجوع کریں

Marfat.com

وَ-اور	قَالُوْا-بولے	يٰاَيُّهَ-اے بڑے	
السّٰحِرُ-جادوگر	ادْعُ-دعا کر	لَنَا-ہمارے لئے	رَبَّكَ-اپنے رب سے
بِمَا-جو	عَهِدَ-وعدہ کیا	عِنْدَكَ-تجھ سے	اِنَّنَا-بے شک ہم
لَمُهْتَدُوْنَ-ہدایت پر ہیں	فَلَمَّا-تو جب	كَشَفْنَا-ہم کھولتے	عَنْهُمُ-ان سے
الْعَذَابَ-عذاب	اِذَا-تو ناگہاں	هُمْ-وہ عہد	يَنْكُثُوْنَ-توڑ دیتے
وَ-اور	نَادٰى-پکارا	فِرْعَوْنُ-فرعون	فِيْ-بیچ
قَوْمِهٖ-اپنی قوم کے	قَالَ-کہا	يٰقَوْمِ-اے میری قوم	اَ-کیا
لَيْسَ-نہیں	لِيْ-میری	مُلْكُ-حکومت	مِصْرَ-مصر میں
وَ-اور	هٰذِهِ-یہ	الْاَنْهٰرُ-نہریں	تَجْرِيْ-چلتی ہیں
مِنْ تَحْتِيْ-میرے نیچے	اَفَلَا-کیا نہیں	تُبْصِرُوْنَ-دیکھتے تم	اَمْ-یا
اَنَا-میں	خَيْرٌ-بہتر ہوں	مِّنْ هٰذَا-اس سے	الَّذِيْ-جو کہ
هُوَ-وہ	مَهِيْنٌ-ذلیل ہے	وَّ-اور	لَا-نہیں
يَكَادُ-قریب کہ	يُبِيْنُ-صاف بولے	فَلَوْلَآ-تو کیوں نہ	اُلْقِيَ-ڈالے گئے
عَلَيْهِ-اس پر	اَسْوِرَةٌ-کنگن	مِّنْ ذَهَبٍ-سونے کے	اَوْ-یا
جَآءَ-آتے	مَعَهُ-اس کے ساتھ	الْمَلٰٓئِكَةُ-فرشتے	مُقْتَرِنِيْنَ-قریب رہتے
فَاسْتَخَفَّ-تو بے وقوف بنایا اس نے		قَوْمَهٗ-اپنی قوم کو	فَاَطَاعُوْهُ-تو انہوں نے پیروی
کی اس کی	اِنَّهُمْ-بے شک وہ	كَانُوْا-تھے	قَوْمًا-قوم
فٰسِقِيْنَ-نافرمان	فَلَمَّآ-تو جب	اٰسَفُوْنَا-غصہ چڑھایا انہوں نے ہم کو	
انْتَقَمْنَا-بدلہ لیا ہم نے	مِنْهُمْ-ان سے	فَاَغْرَقْنٰهُمْ-تو غرق کردیا ہم نے ان	
اَجْمَعِيْنَ-سب کو	فَجَعَلْنٰهُمْ-تو کیا ہم نے ان کو	سَلَفًا-پچھلوں کی داستان	وَّ-اور
مَثَلًا-عبرت	لِّلْاٰخِرِيْنَ-پچھلوں کے لئے		

حل لغات نادرہ

كَشَفْنَا-ہم نے ان سے عذاب اٹھالیا۔

يَنْكُثُوْنَ-از نکث بمعنی عہد شکنی۔

مَهِيْنٌ-ماخوذ از مہانۃ بمعنی قلت یہاں مراد فقیر حقیر ضعیف الحال کمزور ہے۔

وَّلَا يَكَادُ يُبِيْنُ-اور وہ بات بھی صاف نہیں کرسکتا۔

اَسْوِرَةٌ-جمع سوار بمعنی کنگن۔

مُقْتَرِنِيْنَ-ماخوذ از قرن-ساتھ اور ملنے کے معنی دیتا ہے۔

Marfat.com

فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ۔ تو بہکا دیا اس نے اپنی قوم کو۔

اٰسَفُوْنَا۔ بمعنی اَغْضَبُوْنَا غضبناک کیا انہوں نے ہم کو۔

سَلَفًا۔ اگر مصدر تسلیم کیا جائے تو قدوہ کے معنی میں ہے یعنی آنے والی نسلوں کے مقتدا ہیں کہ وہ ان کے مسلک پر چلتے ہیں اور اگر سَلَفًا کو جمع سالف بنایا جائے تو وہ آباء و اقارب مراد ہیں جو پہلے گزر چکے سلف اس عمل صالح کو بھی کہتے ہیں جو تم آگے بھیج چکے ہو اور بیع سلم کو بھی سلف کہتے ہیں کیونکہ اس میں مبیع سے پہلے رقم حوالے کر دی جاتی ہے۔ حاصل معنی گزری ہوئی کہانی۔

مَثَلًا۔ عبرت۔

مختصر تفسیر اردو پانچواں رکوع۔ سورۃ زخرف۔ پ ۲۵

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۴۶﴾۔

اور بے شک ہم ہی نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنے معجزے (نشانیاں) دے کر فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف بھیجا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا کہ میں پروردگار عالم کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام عمران کے بیٹے تھے اور عمران فرعون کا چیف منسٹر یا وزیر اعظم تھا۔ آپ کی والدہ کا نام جو عمران کی بیوی تھی یوحایا یوحانذ تھا۔ ولادت کا واقعہ آپ کا بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کی طرح ہے اس کے زمانہ میں بھی منجموں کا زور تھا فن نجوم میں ایک سے بڑھ کر دوسرا انجومی کوس لمن الملک بجاتا تھا فالنامہ فرعون کا جو بنا اس میں انہوں نے خبر دی کہ اس سال میں ایک ایسا لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو بظاہر بے سروسامان ہوگا اور بباطن اس کی قوت ایسی ہوگی کہ تیری سلطنت کو مع تیرے نیست و نابود کر دے گا۔

بیسویں پارہ میں مفصل واقعہ تو ہم لکھ چکے ہیں۔ یہاں مختصراً اتنا بتاتے ہیں کہ جب فرعون نے نجومیوں سے خبر سنی کہ ہونے والا لڑکا میری ہلاکت کا موجب ہوگا تو اس نے ہر گھر پر پہرے لگا دیئے اور حکم دے دیا کہ لڑکا ہو تو فوراً قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھی جائے۔ اس کو ہم نے نویں پارہ کے پہلے پاؤ میں بھی بیان کیا ہے۔ غرضکہ آپ کو ولادت کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرعون کے گھر میں پرورش کرایا گویا فَلَوْلَاۤ اُلْقِیَ عَلَیْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ جو مشرکین کا اعتراض تھا اس کا جواب دے دیا کہ سونے چاندی میں رہنے والا پیغمبر بھی تم نے نہیں مانا اور موسیٰ علیہ السلام کی بھی مخالفت ہی کی جو فرعون کے گھر میں پرورش پائے اور سونے چاندی کو لات مار کر اعلاء کلمۃ الحق کے لئے اسی کے مقابل آئے اور آخر اسے غرق آب قلزم نیل کر کے چھوڑا۔

تو اسباب ظاہری کی قوتوں کے ساتھ جو نبی آیا اس کو بھی تم نے کب مانا جیسا کہ پہلے رکوع میں تذکرہ آ چکا ہے اسی کے ربط کے مطابق یہاں موسیٰ علیہ السلام کا ذکر اس آیت سے فرمایا گیا: وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰی بِاٰیٰتِنَاۤ اِلٰی فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ فَقَالَ اِنِّیْ رَسُوْلُ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ آگے ارشاد ہے:

فَلَمَّا جَآءَهُمْ بِاٰیٰتِنَاۤ اِذَا هُمْ مِّنْهَا یَضْحَكُوْنَ ﴿۴۷﴾۔

تو پھر جب ان کے پاس ہمارے معجزات (نشانیاں) لے کر تشریف لائے تو فرعونی موسیٰ علیہ السلام کا استہزاء کرنے لگ گئے۔

Marfat.com

حالانکہ آپ دنیاوی سلطنت کے بھی مالک تھے۔ حتیٰ کہ فرعون کے یہاں اس کے متبنیٰ رہے تو معلوم ہوا کہ مشرکین کے اعتراضات محض لغو اور پادر ہوا تھے۔ وہ نہ اسباب دنیا کے ماتحت جھکنے کو تیار تھے اور نہ باطنی قوتوں کے آگے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَا نُرِيهِم مِّنْ آيَةٍ إِلَّا هِيَ أَكْبَرُ مِنْ أُخْتِهَا ۖ وَأَخَذْنَاهُم بِالْعَذَابِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿٤٨﴾ ۔

اور نہیں دکھاتے تے ہم کوئی نشانی مگر پہلے سے بڑی ہوتی تھی اور ہم نے انہیں عذاب سے پکڑا شاید کہ وہ لوٹ آئیں۔

جو نشانیاں کہ آپ کو عطا کی گئیں وہ دلائل نبوت سے تھیں اور ہر نشانی پہلی نشانی سے بڑھ کر تھی اور ایسی ہی شان عذاب کی تھی کہ پہلے طوفان آیا پھر ٹڈیاں آئیں پھر جوؤں نے انہیں کھایا پھر مینڈک مسلط ہوئے پھر خون برسا۔ یہ آیات مفصلات ایسی شان کی تھیں کہ ہر عذاب پہلے عذاب سے بڑھ کر تھا مگر ان کے استکبار اور خودسری نے ان کو ہدایت پر نہ آنے دیا اس لئے کہ وہ قوم مجرم ہی تھی اور ایسے ہی مجرم تھی کہ بجائے اتباع کرنے اور جھکنے کے ایک پیغمبر جلیل القدر کے مقابلے میں بولے جیسا کہ ارشاد ہے:

وَقَالُوا يَا أَيُّهَ السَّاحِرُ ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِندَكَ إِنَّنَا لَمُهْتَدُونَ ﴿٤٩﴾ ۔

اور وہ اپنی ہٹ دھرمی میں بولے اے جادوگر مانگ ہمارے لئے اپنے رب سے جس کا تیرے پاس وعدہ ہے بے شک ہم ہدایت پر ہیں۔

یہ قوم فرعون کی جماعت قبطی کہلاتی تھی اور ان کی ضد و کد اتنی بڑھی ہوئی تھی کہ اپنی گمراہی کو ہدایت کہتی تھی اور یہ جرأت تھی کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر کہتی اور مطالبہ کرتی تھی کہ جس عذاب کا تیرے رب نے وعدہ کیا ہے وہ اپنے رب سے مانگ ہم یقیناً ہدایت یافتہ ہیں اور اس پر آیا ہوا عذاب اگر ان سے اٹھا دیا جاتا تو نقض عہد اور وعدہ خلافی پر آجاتے چنانچہ جب ان پر طوفان آیا اور اس میں غرق ہونے لگے تو موسیٰ علیہ السلام سے عرض کیا کہ اب ہم آپ کی مانیں گے یہ مصیبت ہم سے ٹلا دیجئے آپ نے دعا کی وہ طوفان فرو ہو گیا تو اس کے بعد وہی بداطواری، بداعمالی، ناہنجاری پر آ گئے۔ آخر پھر عذاب آیا غرضکہ پانچ عذاب طوفان، جراد، قمل، ضفادع اور دم کی شکل میں آئے مگر یہ کبھی بھی شرارتوں سے باز نہ آئے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿٥٠﴾ ۔

پھر جب ہم نے ان سے عذاب اٹھا لیا تو وہ عہد شکنی پر اتر آئے۔

اور جو ان کا خدا بنا ہوا تھا اس نے بھی قوم سے کہا جس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے:

وَنَادَىٰ فِرْعَوْنُ فِي قَوْمِهِ قَالَ يَا قَوْمِ أَلَيْسَ لِي مُلْكُ مِصْرَ وَهَٰذِهِ الْأَنْهَارُ تَجْرِي مِن تَحْتِي ۖ أَفَلَا تُبْصِرُونَ ﴿٥١﴾ ۔

اور فرعون نے اپنی قوم کو پکارا کہ اے میری قوم مصر کی سلطنت میرے ہاتھ میں ہے اور یہ نہریں جو میرے نیچے بہتی ہیں میرے قبضہ میں ہیں تو کیا تم نہیں دیکھتے۔

تو اس کی نظر میں ملکیت مصر اور فراوانی انہار ہی سب سے بڑی قوت تھی اس کو پیش کیا اور کہنے لگا:

أَمْ أَنَا خَيْرٌ مِّنْ هَٰذَا الَّذِي هُوَ مَهِينٌ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ ﴿٥٢﴾ ۔

بھلا بتاؤ تو میں بہتر ہوں اس سے یا یہ جو ضعیف و ذلیل ہے اور بات بھی صاف نہیں کر سکتا۔

یہ اس طرف آسان تھا کہ سلطنت فرعونی کو آپ لات مار کر اعلائے کلمۃ الحق کے لئے باہر آچکے تھے۔ اور ایک روز آپ فرعون کی گود میں تشریف فرماتھے تو یہ تعلیوں کی لینے لگا تو آپ نے اس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا جس سے اس کا منہ پھر گیا تو اس نے کہا نجومیوں نے جس لڑکے کی خبر دی تھی وہ یہی لڑکا ہے اور جلاد کو بلا کر قتل کا حکم دیا کہ حضرت آسیہ جو فرعون کی بیوی تھیں آ گئیں اور انہوں نے سب کچھ سن کر فرعون سے کہا کہ تیری جیسی سلطنت ہے ویسا ہی طاقتور ولی عہد چاہئے۔ اسے قتل نہ کر بات اس کی سمجھ میں آگئی اور ارادہ قتل ترک کر دیا۔ لیکن اس کو شبہ رہا تو اس نے ایک طشت میں یاقوت منگوائے اور ایک طشت آگ کے دہکتے انگاروں سے پر کر دیا اور کہا کہ اگر یہ بچہ ہے اور طاقتور محض ہے تو اس کی عقل اسے چمکتے ہوئے انگاروں کی طرف لے جائے گی اور اگر یہ نبی ہے تو اس کی عقل اسے ہرگز آگ کی طرف نہیں جانے دے گی۔ اس لئے کہ نبی کی عقل ایام طفولیت میں ہی مکمل ہوتی ہے۔ چنانچہ آپ کو چھوڑا گیا۔ اور منجانب اللہ عزوجل جبریل کو حکم ہوا کہ وہ آپ کے ہاتھ میں انگارہ دے دے۔

مختصر یہ کہ وہ آگ کا انگارہ جو آپ کے ہاتھ میں دے دیا گیا تھا وہ آپ نے زبان پر رکھ لیا اس سے آپ کی زبان میں لکنت پیدا ہوگئی اس کا تذکرہ وَلَا يَكَادُ يُبِينُ میں ہے۔

جو لوگ اس لکنت کو نہیں مانتے اور غلط قرار دیتے ہیں وہ یہ نہیں سمجھتے کہ نبی میں جسمانی نقص پیدائشی نہیں ہوسکتا لیکن عوارض کے ساتھ اگر نقص آجائے تو اس کے مکمل ہونے میں کوئی تعارض نہیں ہوسکتا جیسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دندان مبارک احد میں شہید ہوگئے تو اس سے ان کے کمال تخلیق میں کوئی نقصان نہیں ہے کیونکہ یہ عوارض خارجیہ میں ہے۔

ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کے کامل ہونے میں کوئی شک نہیں باقی عارضہ خارجی سے اگر آپ میں لکنت آگئی تو یہ نقص جسمانی نہیں کہلا سکتا۔ پھر فرعون نے مادہ پرستوں کو ایک چیز اور بھی سمجھائی اور کہا:

فَلَوْلَآ اُلْقِيَ عَلَيْهِ اَسْوِرَةٌ مِّنْ ذَهَبٍ اَوْ جَآءَ مَعَهُ الْمَلٰٓئِكَةُ مُقْتَرِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ فَاسْتَخَفَّ قَوْمَهٗ فَاَطَاعُوْهُ ۚ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۴﴾ فَلَمَّآ اٰسَفُوْنَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۵۵﴾ فَجَعَلْنٰهُمْ سَلَفًا وَّمَثَلًا لِّلْاٰخِرِيْنَ ﴿۵۶﴾

تو کیوں نہ ڈالے گئے ان پر کنگن سونے کے یا آتے ان کے ساتھ فرشتے جو ساتھ رہتے تو عقل کھو دی اس نے قوم کی اور پیروی کر لی فرعون کی بے شک وہ تھی قوم بے حکمی تو جب غضب ناک کیا ہمیں تو بدلہ لیا ہم نے ان سے غرق کیا انہیں سب کو۔ تو کیا ہم نے انہیں افسانہ اور بنایا ان کو عبرت پچھلوں کے لئے۔

آیت کریمہ میں فرعون کی ظاہر پرستی اور علل و اسباب کی خواہش ظاہر کی گئی اور بتایا کہ اس کی نظر میں سونے کے کنگن اور ملائکہ علیہم السلام کا علانیہ نزول دلیل صداقت نبوت ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ سونے کے کنگن متاع دنیا تھے اور نزول ملائکہ علیہم السلام یہ عام نظر میں ناممکن تھا اس لئے کہ ملائکہ علیہم السلام اجسام نوری رکھتے ہیں اور نور اس مادی نظر میں نظر آنا محال ہے تو ملائکہ علیہم السلام انہیں کیونکر نظر آسکتے ہیں مگر قوم قبط جو فرعون کی جماعت تھی وہ عقل کی اوچھی اور دماغ کی اوندھی تھی اس نے فرعون کی ان باتوں کے آگے اپنی عقل کو بالائے طاق رکھ دیا اور اتنی خفیف ہوئی کہ اس کی پیروی میں گردن جھکا دی اور جو بے قانونی اور بے حکمی ہوتے ہیں انہیں فاسق کہا جاتا ہے۔

اور فاسق اس جگہ اصطلاح قرآنی میں کافر کے معنی میں مستعمل ہے اسی لئے فرمایا کہ جب اس قوم نے خلاف عقل و خرد اس کے دلائل مانے اور ہمیں غضب ناک کیا تو ہم نے ان کے انحراف کا ایسا بدلہ لیا کہ سب کو غرق قلزم نیل کر دیا اور ان کے

Marfat.com

واقعات کہانی بنا کر پچھلوں کے لئے عبرت دلانے والے کر دیئے اور یہی طریقہ سنت الہیہ میں ہر باغی طاغی کے انجام میں جاری ہے۔

بامحاورہ ترجمہ چھٹا رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا إِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّونَ ﴿٥٧﴾

اور جب مثال بیان کی جائے ابن مریم کی تو جبھی تمہاری قوم اس سے رکتی ہے

وَقَالُوا أَآلِهَتُنَا خَيْرٌ أَمْ هُوَ ۚ مَا ضَرَبُوهُ لَكَ إِلَّا جَدَلًا ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُونَ ﴿٥٨﴾

اور بولے کیا ہمارے خدا بہتر ہیں یا وہ انہوں نے نہ کہا آپ کو مگر نرے جھگڑے کے لئے بلکہ وہ قوم جھگڑالو ہے

إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنَاهُ مَثَلًا لِبَنِي إِسْرَائِيلَ ﴿٥٩﴾

وہ تو نہیں مگر ایک بندہ جس پر ہم نے انعام فرمایا اور کیا ہم نے اسے مثال بنی اسرائیل کے لئے

وَلَوْ نَشَاءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَلَائِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُونَ ﴿٦٠﴾

اور اگر ہم چاہتے تو ضرور کر دیتے ہم تمہاری جگہ فرشتے کہ وہ زمین پر بستے

وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُونِ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦١﴾

اور بے شک عیسیٰ قیامت کے لئے خبر ہیں تو نہ شک کرو اس سے اور پیروی کرو میری یہ سیدھا راستہ ہے

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطَانُ ۖ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ ﴿٦٢﴾

اور نہ روک دے تمہیں شیطان بے شک وہ تمہارا کھلا دشمن ہے

وَلَمَّا جَاءَ عِيسَىٰ بِالْبَيِّنَاتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِأُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِي تَخْتَلِفُونَ فِيهِ ۖ فَاتَّقُوا اللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿٦٣﴾

اور جب آئے عیسیٰ علیہ السلام روشن نشانیوں کے ساتھ تو فرمایا بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت تاکہ روشن کر دوں تمہارے لئے بعض وہ باتیں جن میں تم اختلاف رکھتے ہو تو اللہ سے ڈرو اور میری پیروی کرو

إِنَّ اللَّهَ هُوَ رَبِّي وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوهُ ۚ هَٰذَا صِرَاطٌ مُسْتَقِيمٌ ﴿٦٤﴾

بے شک اللہ وہ میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی تو اسے پوجو یہ ہے مضبوط سیدھی راہ

فَاخْتَلَفَ الْأَحْزَابُ مِنْ بَيْنِهِمْ ۖ فَوَيْلٌ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿٦٥﴾

تو اختلاف کیا جماعتوں نے آپس میں تو خرابی ہے ان کی جنہوں نے ظلم کیا عذاب کے دردناک دن سے

هَلْ يَنْظُرُونَ إِلَّا السَّاعَةَ أَنْ تَأْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٦٦﴾

کیا انتظار ہے انہیں مگر قیامت کا یہ کہ آ جائے ان پر اچانک اور وہ بے خبر ہوں گے

الْأَخِلَّاءُ يَوْمَئِذٍ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ إِلَّا الْمُتَّقِينَ ﴿٦٧﴾

یہ گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیزگار

Marfat.com

حل لغات چھٹا رکوع ـ سورۃ زخرف ـ پ ۲۵

وَ۔اور	لَمَّا۔جب	ضُرِبَ۔بیان کی گئی	ابْنُ۔بیٹے
مَرْيَمَ۔مریم کی	مَثَلًا۔مثال	اِذَا۔تو ناگہاں	قَوْمُكَ۔تیری قوم
مِنْهُ۔اس سے	يَصِدُّوْنَ۔رکتی ہے	وَ۔اور	قَالُوْٓا۔بولے
ءَ۔کیا	اٰلِهَتُنَا۔ہمارے خدا	خَيْرٌ۔بہتر ہیں	اَمْ۔یا
هُوَ۔وہ	مَا۔نہیں	ضَرَبُوْهُ۔بیان کرتے اس کو	لَكَ۔تیرے لئے
اِلَّا۔مگر	جَدَلًا۔جھگڑا	بَلْ۔بلکہ	هُمْ۔وہ
قَوْمٌ۔قوم ہیں	خَصِمُوْنَ۔جھگڑالو	اِنْ۔نہیں	هُوَ۔وہ
اِلَّا۔مگر	عَبْدٌ۔ایک بندہ کہ	اَنْعَمْنَا۔انعام کیا ہم نے	عَلَيْهِ۔اس پر
وَ۔اور	جَعَلْنٰهُ۔بنایا ہم نے اس کو	مَثَلًا۔مثال	لِّبَنِيْٓ۔واسطے اولاد
اِسْرَآءِيْلَ۔اسرائیل کے	وَ۔اور	لَوْ۔اگر	نَشَآءُ۔ہم چاہیں
لَجَعَلْنَا۔تو بنائیں	مِنْكُمْ۔تم میں سے	مَّلٰٓئِكَةً۔فرشتے	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	يَخْلُفُوْنَ۔بستے	وَ۔اور	اِنَّهٗ۔بے شک وہ
لَعِلْمٌ۔نشانی ہے	لِّلسَّاعَةِ۔قیامت کی	فَلَا۔تو نہ	تَمْتَرُنَّ۔شک کر
بِهَا۔اس میں	وَ۔اور	اتَّبِعُوْنِ۔پیروی کرو میری	هٰذَا۔یہ ہے
صِرَاطٌ۔راہ	مُّسْتَقِيْمٌ۔سیدھی	وَ۔اور	لَا۔نہ
يَصُدَّنَّكُمُ۔روکے تم کو	الشَّيْطٰنُ۔شیطان	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	لَكُمْ۔تمہارا
عَدُوٌّ۔دشمن ہے	مُّبِيْنٌ۔کھلا	وَ۔اور	لَمَّا۔جب
جَآءَ۔لائے	عِيْسٰى۔عیسیٰ	بِالْبَيِّنٰتِ۔نشانیاں	قَالَ۔تو فرمایا
قَدْ۔بے شک	جِئْتُكُمْ۔لایا ہوں میں تمہارے پاس		بِالْحِكْمَةِ۔حکمت
وَ۔اور	لِاُبَيِّنَ۔تاکہ بیان کروں میں	لَكُمْ۔تمہارے لئے	بَعْضَ۔بعض
الَّذِیْ۔وہ چیزیں کہ تم	تَخْتَلِفُوْنَ۔اختلاف کرتے ہو	فِيْهِ۔اس میں	فَاتَّقُوا۔تو ڈرو
اللّٰهَ۔اللہ سے	وَ۔اور	اَطِيْعُوْنِ۔کہا مانو میرا	اِنَّ۔بے شک
اللّٰهَ۔اللہ	هُوَ۔وہی ہے	رَبِّیْ۔میرا رب	وَ۔اور
رَبُّكُمْ۔تمہارا رب	فَاعْبُدُوْ۔تو عبادت کرو	هُ۔اس کی	هٰذَا۔یہ ہے
صِرَاطٌ۔راہ	مُّسْتَقِيْمٌ۔سیدھی	فَاخْتَلَفَ۔تو اختلاف کیا	الْاَحْزَابُ۔جماعتوں نے
مِنْۢ بَيْنِهِمْ۔ان میں سے	فَوَيْلٌ۔تو خرابی ہے	لِّلَّذِيْنَ۔ان کو جو	ظَلَمُوْا۔ظالم ہیں
مِنْ عَذَابِ۔عذاب	يَوْمٍ۔دن	اَلِيْمٍ۔دردناک سے	هَلْ۔نہیں

Marfat.com

يَنظُرُونَ۔ انتظار کرتے	اِلَّا۔ مگر	اَلسَّاعَةَ۔ قیامت کا	اَنْ۔ یہ کہ		
تَأْتِيَهُم۔ آئے ان کے پاس	بَغْتَةً۔ اچانک	وَّ۔ اور	هُمْ۔ وہ		
لَا۔ نہ	يَشْعُرُونَ۔ سمجھتے ہوں	اَلْاَخِلَّآءُ۔ دوست	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن		
بَعْضُهُمْ بعض ان کے	لِبَعْضٍ۔ واسطے بعض کے	عَدُوٌّ۔ دشمن ہیں	اِلَّا۔ مگر		
الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگار لوگ					

حل لغات نادرہ

ضُرِبَ۔ ضرب سے ہے اور ضرب کہتے ہیں مارنے کو تو چونکہ مثال بھی دی جاتی ہے تو محاورہ عرب میں اس کے معنی ہوں گے وَ لَمَّا ذُكِرَ یعنی جب ذکر کیا گیا ابن مریم کا مثال میں۔

يَصِدُّوْنَ۔ پر علامہ آلوسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر فرمایا گیا تو قبول حق سے اعراض کرتے ہوئے مشرکین نے قہقہہ لگایا اور اپنے اعراض پر قائم رہتے ہوئے استہزاء اس قول پر کرنا اور ایک قول میں يَصِدُّوْنَ کے معنی يفجئون کے ہیں یعنی خوشی اور ہنسی میں مبالغہ کرتے اور اونچی آواز سے ہنستے۔

اِلَّا جَدَلًا۔ جَدَلًا۔ مفعول لہ ہے مَا ضَرَبُوْا کا گویا یہ معنی ہوئے کہ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ ذَالِكَ الْمِثَالَ اِلَّا لِاَجلِ الْجِدَالِ وَالْخِصَامِ۔

فَلَا تَمْتَرُنَّ۔ لَا تَمْتَرُنَّ۔ لیا گیا ہے یہ مریۃ سے اور مریۃ کہتے ہیں شک کو تو حاصل معنی یہ بنے کہ نہ شک کرو ان پر۔

اِنْ هُوَ۔ میں اِنْ نافیہ ہے، جس کے معنی بنیں گے ''نہیں'' تو خلاصہ یہ ہوا نہیں وہ مگر بندے۔

بَغْتَةً۔ یہ بدل ہے هَلْ يَنظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ کا بدل ہے بَغْتَةً اچانک کے معنی میں مستعمل ہے۔

اَلْاَخِلَّآءُ۔ اَلْاَخِلَّآءُ جمع ہے خلیل کی جس طرح اصحاء جمع ہے صحیح کی اور اخلاء خلیل کی خلیل کہتے ہیں دوست کو مشتق ہے خلت سے بمعنی محبت۔

مختصر تفسیر اردو چھٹا رکوع۔ سورۃ زخرف۔ پ ۲۵

وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ مَثَلًا اِذَا قَوْمُكَ مِنْهُ يَصِدُّوْنَ ﴿۵۷﴾۔

اور جب ابن مریم کو مثال میں پیش کیا جائے تو جبھی تمہاری قوم استہزاء کرنے لگتی ہے۔

عربی محاورہ میں يَصِدُّوْنَ کے معنی بدنیت، ردو استخفاف دعویٰ و استہزاء کرنے کو کہتے ہیں تو مشرکین مکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق استہزاء کرتے تھے اور قرآن کریم میں دوسری جگہ جو ارشاد ہے: اِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ پوجنے والے جو پتھر لکڑی چاند سورج ستاروں کے ہیں وہ بیجان کے پجاری ہیں اور جنہیں پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں اسی بنا پر بلاغت قرآنی اس امر کو واضح کر رہی ہے کہ وَ مَنْ تَعْبُدُوْنَ نہیں کہا بلکہ مَا تَعْبُدُوْنَ کہا۔ مَا عربی میں بے جان جماد کے لئے استعمال ہوتا ہے اور مَنْ ذی روح کے لئے مگر باوجود اس کے کہ یہ نزاکت زبان اور خوبی سے واقف تھے اپنی ہٹ دھرمی میں آکر اعتراض کر بیٹھے۔

Marfat.com

چنانچہ عبداللہ بن زبعری نے جب آیت کریمہ سنی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور! صلی اللہ علیک وآلک وسلم کیا یہ ہمارے اور ہمارے معبودوں کے ہی لئے ہے یا ہر امت اور گروہ کے لئے تو سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے اور تمہارے معبودوں کے لئے ہے اور سب امتوں کے لئے بھی۔

اس پر ابن زبعری نے کہا کہ آپ کے نزدیک عیسیٰ بن مریم نبی ہیں اور ان کی اوران کی والدہ کی تعریف کرتے ہیں اور آپ کو معلوم ہے کہ نصاریٰ ان دونوں کو پوجتے ہیں اور حضرت عزیر اور فرشتے بھی پوجے جاتے ہیں یعنی یہود وغیرہ ان کو پوجتے ہیں تو اگر یہ حضرات معاذ اللہ جہنم میں ہوں تو ہم راضی ہیں کہ ہم اور ہمارے معبود بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔

یہ سن کر کفار خوب ہنسے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: اِنَّ الَّذِيْنَ سَبَقَتْ لَهُمْ مِّنَّا الْحُسْنٰٓى ۙ اُولٰٓئِكَ عَنْهَا مُبْعَدُوْنَ۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی وَلَمَّا ضُرِبَ ابْنُ مَرْيَمَ الآیۃ جس کا مطلب یہ ہے کہ جب ابن زبعری نے اپنے معبودوں کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مثال پیش کی اور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مجادلہ کیا کہ نصاریٰ انہیں پوجتے ہیں تو قریش نے اس بات پر استہزاء کیا اور کہنے لگے جس کا تذکرہ آگے ہے:

وَقَالُوْٓا ءَاٰلِهَتُنَا خَيْرٌ اَمْ هُوَ ۭ مَا ضَرَبُوْهُ لَكَ اِلَّا جَدَلًا ۭ بَلْ هُمْ قَوْمٌ خَصِمُوْنَ ﴿۵۸﴾۔

اور کافر بولے ہمارے بت بہتر ہیں یا عیسیٰ علیہ السلام۔ نہیں کیا انہوں نے اس کو جھگڑے کے لئے بلکہ وہ قوم جھگڑالو ہی تھی یعنی جان بوجھ کر انہوں نے یہ اعتراض کیا حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وَمَا تَعْبُدُوْنَ جو آیا ہے اس میں غیر ذی روح جماد محض داخل ہیں نہ کہ عیسیٰ علیہ السلام اس لئے قرآن کریم نے جنہیں حَصَبُ جَهَنَّمَ کہا ہے وہ غیر ذی روح پتھر کے بت ہیں۔ اور اس میں ذی روح داخل نہیں مگر اپنی کج بحثی اور عناد کی بنا پر زبان کی بلاغت کو چھوڑتے ہوئے انہوں نے استہزاء حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم اور ملائکہ بھی لے لئے اور کہا کہ ہمارے بت تو پتھر کے ہیں اگر وہ جہنم میں جائیں بھی تو انہیں کیا تکلیف ہوگی برخلاف عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کے کہ انہیں آگ سے تکلیف ہوگی تو یہ بتایا کہ ہمارے معبود بہتر رہے برخلاف نصاریٰ کے معبودوں کے کہ انہیں تکلیف ہوگی۔

حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ جہنم کے ایندھن بت ہوں گے نہ کہ یہ لوگ مگر یہ بات انہوں نے محض جھگڑے کے لئے کی اور حقیقت پر پردہ ڈالا اور وہ تھے بھی جھگڑالو۔ آگے ارشاد ہے جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منصب اور مرتبہ ظاہر فرمایا حیث قال:

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ ﴿۵۹﴾ وَلَوْ نَشَاۗءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰۗىِٕكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ ﴿۶۰﴾۔

وہ تو نہیں مگر بندہ جس پر ہم نے احسان فرمایا اور کیا ہم نے اس کو عجیب وغریب مثال بنی اسرائیل کے لئے اور اگر ہم چاہتے تو کر دیتے تمہاری جگہ فرشتے زمین میں کہ وہ بستے۔

اس میں یہ فرمایا گیا جو کسی شاعر نے کہا ہے:

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

تو فرشتے بسا کر اللہ تعالیٰ اپنی عبادت کراتا مگر مقصد خلق انسانی یہی تھا کہ بندے انسانی مخلوق میں عبادت الٰہی عزوجل

کریں آگے ارشاد ہے:

وَاِنَّهٗ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦١﴾۔

اور وہ عیسیٰ علیہ السلام خبر ہیں قیامت کی تو شک نہ کرو اس پر اور پیروی کرو یہی میرا راستہ سیدھا مضبوط ہے۔

اس آیت کریمہ میں نہایت نفیس طریقہ پر نزول عیسیٰ علیہ السلام کی خبر دی اور بتایا کہ وہ زندہ آسمان پر تشریف لے جا کر قرب قیامت میں نازل ہوں گے اور وہ قیامت کی خبر ہوں گے اس میں شک کرنا مومن کا کام نہیں بلکہ حکم دیا: وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ میرے احکام کی پیروی کرو یہی میرا سیدھا مضبوط راستہ ہے۔ اور نزول عیسیٰ علیہ السلام کے بعد ہی قیامت کا آنا ہے اس پر یقین رکھو مگر بجائے یقین رکھنے کے جماعتیں شک میں پڑ گئیں۔

کسی نے کہا وہ آسمان پر گئے ہی نہیں۔

کسی نے کہا ان کا نزول ہی نہ ہوگا۔

اور کسی نے ان کی قبر بھی کشمیر کے محلہ خانیار میں بنا کر رکھ دی۔

اسی کی طرف اشارہ فرمایا جاتا ہے اور ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿٦٢﴾۔

اور اس اعتقاد سے تمہیں شیطان نہ روکے وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

یعنی اسلامی اعتقادات میں شک و شبہ پیدا کر کے توسوس شیطانی سے انسان گمراہ ہوتا ہے اور وہ حقیقتاً انسان کے لئے عدو مبین ہے چنانچہ ارشاد ہوا کہ اس توسوس شیطانی سے جماعتوں میں اختلاف پیدا ہوئے۔ حیث قال:

وَلَمَّا جَآءَ عِيْسٰى بِالْبَيِّنٰتِ قَالَ قَدْ جِئْتُكُمْ بِالْحِكْمَةِ وَلِاُبَيِّنَ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِيْ تَخْتَلِفُوْنَ فِيْهِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿٦٣﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ رَبِّيْ وَرَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿٦٤﴾۔

اور جب آئے عیسیٰ علیہ السلام روشن دلائل کے ساتھ فرمایا بے شک میں لایا ہوں تمہارے پاس حکمت اور اس لئے کہ ظاہر کر دوں میں تم پر بعض وہ امور جس میں اختلاف کرتے ہو تو ڈرو اللہ سے اور پیروی کرو میری یعنی بعد رفع عیسیٰ علیہ السلام کسی نے انہیں خدا مانا کسی نے خدا کا بیٹا اور حضرت مریم کو خدا کی بیوی ایسے ہی کسی نے ان کے رفع الی السماء کا انکار کیا۔

غرضکہ ان تمام اختلافات کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام اول ہی ظاہر فرما گئے تھے اور صراط مستقیم پر قائم رہنے اور آپ کا اتباع کرنے کی ہدایت کر گئے تھے مگر ایسا نہ ہوا بلکہ

فَاخْتَلَفَ الْاَحْزَابُ مِنْۢ بَيْنِهِمْ ۚ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْ عَذَابِ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿٦٥﴾ هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا السَّاعَةَ اَنْ تَاْتِيَهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٦٦﴾۔

پھر وہ جماعتیں آپس میں مختلف ہو گئیں تو خرابی ہے ان کو جنہوں نے ظلم کیا دردناک عذاب والے دن سے۔ کیا انتظار کر رہے ہیں مگر قیامت کا یہ کہ آ جائے ان پر اچانک اور ان کو شعور بھی نہ ہو۔

یعنی یہ اختلاف میں پڑنے والی جماعتیں آج انکار کر لیں جیسے چاہیں کھینچ تان کر عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنا دیں۔ نزول و رفع کا انکار کرتے رہیں قیامت جب آ جائے گی تو انہیں اس دردناک عذاب میں مبتلا ہونے کے وقت افسوس کرنا

پڑے گا اور اس دن گرم جوش دوست ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے اور آپس میں ملامت کریں گے۔ آگے ارشاد ہے:

اَلْاَخِلَّآءُ یَوْمَئِذٍۭ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ اِلَّا الْمُتَّقِیْنَ ﴿٦٧﴾۔

گہرے دوست اس دن ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے مگر پرہیز گار۔

اس لئے گمراہوں کی جماعتوں میں جو اتحاد ہوتا ہے وہ بر بنائے گمراہی ہوتا ہے اور اسی وجہ میں جو اس گمراہی کا نتیجہ دیکھیں گے تو آپس میں ایک دوسرے کے دشمن ہوں گے برخلاف نیکوکار، پرہیزگار، متقیوں کے کہ وہ وہاں بھی آپس میں افراط محبت سے پیش آئیں گے اور ایک دوسرے کو مبارکبادیاں پیش کریں گے۔

بامحاورہ ترجمہ ساتواں رکوع ۔ سورۃ زخرف ۔ پ ۲۵

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْكُمُ الْیَوْمَ وَ لَاۤ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿٦٨﴾ۚ

مومنین سے فرمایا جائے گا اے میرے بندو! آج کے دن تمہیں کوئی خوف نہیں اور نہ تم غمگین ہوگے

اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَ كَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿٦٩﴾ۚ

وہ لوگ جو ایمان لائے ہماری آیتوں پر اور تھے وہ مسلمان

اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿٧٠﴾

داخل ہو تم باغچوں میں اور تمہاری بیبیاں اور تم خاطریں کئے جاؤ گے

یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَكْوَابٍ ۚ وَ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَ تَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَ اَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿٧١﴾ۚ

گشت کرائے جائیں گے ان کے اوپر سونے کے پیالوں اور جام..ں سے اور اس میں ہے جو تمہارا جی چاہے اور آنکھیں لذت پکڑیں اور تم رہو گے اس میں ہمیشہ ہمیش

وَ تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِیْۤ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿٧٢﴾

اور یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث ہوئے اس کے بدلے جو تم عمل کرتے رہے

لَكُمْ فِیْهَا فَاكِهَةٌ كَثِیْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿٧٣﴾

تمہارے لئے اس جنت میں پھل ہوں گے بہت سے اور اسی سے کھاؤ گے

اِنَّ الْمُجْرِمِیْنَ فِیْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿٧٤﴾ۚۖ

بے شک مجرم کافر جہنم کے عذاب میں ہمیشہ رہیں گے

لَا یُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَ هُمْ فِیْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿٧٥﴾ۚ

وہ عذاب ان سے ہلکا نہ ہوگا اور وہ اس میں مایوس ہوں گے

وَ مَا ظَلَمْنٰهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِیْنَ ﴿٧٦﴾

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا لیکن وہ تھے اپنی جانوں پر ظلم کرتے

وَ نَادَوْا یٰمٰلِكُ لِیَقْضِ عَلَیْنَا رَبُّكَ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿٧٧﴾

اور پکاریں گے وہ اے مالک (داروغہ جہنم) اپنے رب سے عرض کر کہ ہمیں موت دے تو وہ مالک کہے گا کہ تم اس میں ہمیشہ رہنے والے ہو

لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ

بے شک لائے ہم تمہارے پاس حق لیکن اکثر تمہارے

Marfat.com

كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾	حق سے کراہت کرتے رہے
اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾	کیا انہوں نے اپنے خیال میں کوئی کام پکا کرلیا ہے تو ہم بھی اپنا کام پکا کرنے والے ہیں
اَمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَ نَجْوٰىهُمْ ؕ بَلٰى وَ رُسُلُنَا لَدَیْهِمْ یَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾	کیا وہ اس گمان میں ہیں کہ ہم نہیں سنتے ان کی خفیہ باتیں اور مشورہ کیوں نہیں حالانکہ ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس لکھتے ہیں
قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖۗ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِیْنَ ﴿۸۱﴾	اے محبوب فرمایئے اگر ہوتا (بفرض محال) اللہ کے لئے لڑکا سب سے پہلے میں پوجتا
سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا یَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾	پاک ہے وہ ذات جو رب سماء وارض ہے اور رب عرش ہے ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں
فَذَرْهُمْ یَخُوْضُوْا وَ یَلْعَبُوْا حَتّٰى یُلٰقُوْا یَوْمَهُمُ الَّذِیْ یُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾	تو چھوڑو انہیں کہ بکواس کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ ملیں اس دن کو جس کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے
وَ هُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ اِلٰهٌ وَّ فِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ ؕ وَ هُوَ الْحَكِیْمُ الْعَلِیْمُ ﴿۸۴﴾	اور وہ وہ ذات ہے جو آسمان والوں کا خدا ہے اور زمین والوں کا خدا ہے اور حکمت والا جاننے والا ہے
وَ تَبٰرَكَ الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَهُمَا ۚ وَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَ اِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾	اور برکت والا ہے وہ جس کے لئے سلطنت آسمانوں اور زمین کی ہے اور جو کچھ ان دونوں میں ہے اسی کے پاس قیامت کا علم ہے اور اسی کی طرف تم لوٹائے جاؤ گے
وَ لَا یَمْلِكُ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾	اور نہیں مالک ہیں وہ جنہیں پوجتے ہیں اس کے سوا شفاعت کے مگر جو گواہی دے حق کی اور وہ جانتے ہیں
وَ لَىٕنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى یُؤْفَكُوْنَ ۙ﴿۸۷﴾	اور اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا انہیں تو ضرور کہیں گے کہ اللہ نے تو کہاں بہک رہے ہیں
وَ قِیْلِهٖ یٰرَبِّ اِنَّ هٰۤؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾	اور ان کا فرمانا کہ اے میرے رب بے شک یہ وہ قوم ہے جو ایمان نہیں لائے گی
فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَ قُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾	تو ان سے درگزر کرو اور فرماؤ کہ بس سلام تو عنقریب جان لیں گے

حل لغات ساتواں رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

لِعِبَادِ - اے میرے بندو   لَا - نہیں   خَوْفٌ - خوف

Marfat.com

عَلَيْكُمُ۔تم پر اَلْيَوْمَ۔آج وَ۔اور لَآ۔نہ
اَنْتُمْ۔تم تَحْزَنُوْنَ۔غمگین ہوگے اَلَّذِيْنَ۔وہ جو اٰمَنُوْا۔ایمان لائے
بِاٰيٰتِنَا۔ہماری آیتوں پر وَ۔اور كَانُوْا۔تھے مُسْلِمِيْنَ۔فرمانبردار
اُدْخُلُوا۔داخل ہوجاؤ الْجَنَّةَ۔جنت میں اَنْتُمْ۔تم وَ۔اور
اَزْوَاجُكُمْ۔تمہاری بیویاں تُحْبَرُوْنَ۔خاطریں کئے جاؤ گے۔ يُطَافُ۔پھیرے جائیں گے
عَلَيْهِمْ۔ان پر بِصِحَافٍ۔آبخورے مِّنْ ذَهَبٍ۔سونے کے وَّ۔اور
اَكْوَابٍ۔جام وَ۔اور فِيْهَا۔اس میں مَا۔وہ ہے جو
تَشْتَهِيْهِ۔چاہیں گے الْاَنْفُسُ۔نفس وَ۔اور تَلَذُّ۔لذت پائیں گی
الْاَعْيُنُ۔آنکھیں وَ۔اور اَنْتُمْ۔تم فِيْهَا۔اس میں
خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ رہو گے وَ۔اور تِلْكَ۔یہ الْجَنَّةُ۔جنت ہے
الَّتِيْٓ۔جو اُوْرِثْتُمُوْ۔وارث بنائے گئے تم هَا۔اس کے
بِمَا۔بدلہ اس کا جو كُنْتُمْ۔تھے تم تَعْمَلُوْنَ۔عمل کرتے لَكُمْ۔تمہارے لئے
فِيْهَا۔اس میں فَاكِهَةٌ۔پھل ہیں كَثِيْرَةٌ۔بہت مِّنْهَا۔اس سے
تَاْكُلُوْنَ۔تم کھاؤ گے اِنَّ۔بے شک الْمُجْرِمِيْنَ۔مجرم فِيْ۔بیچ
عَذَابِ۔عذاب جَهَنَّمَ۔دوزخ کے خٰلِدُوْنَ۔ہمیشہ رہیں گے لَا۔نہ
يُفَتَّرُ۔کم کیا جائے عَنْهُمْ۔ان سے وَ۔اور هُمْ۔وہ
فِيْهِ۔اس میں مُبْلِسُوْنَ۔ناامید ہوں گے وَ۔اور مَا۔نہیں
ظَلَمْنٰهُمْ۔ظلم کیا ہم نے ان پر وَ۔اور لٰكِنْ۔لیکن
كَانُوْا۔تھے وہ هُمُ۔خود ہی الظّٰلِمِيْنَ۔ظالم وَ۔اور
نَادَوْا۔پکاریں گے يٰمٰلِكُ۔اے مالک لِيَقْضِ۔چاہئے کہ فیصلہ کردے
عَلَيْنَا۔ہم پر رَبُّكَ۔تیرا رب قَالَ۔کہے گا اِنَّكُمْ۔بے شک تم
مّٰكِثُوْنَ۔ٹھہرنے والے ہو لَقَدْ۔بے شک جِئْنٰكُمْ۔لائے ہم تمہارے پاس
بِالْحَقِّ۔حق وَ۔اور لٰكِنَّ۔لیکن اَكْثَرَ۔اکثر
كُمْ۔تم میں سے لِلْحَقِّ۔حق کو كٰرِهُوْنَ۔ناپسند کرتے ہیں اَمْ۔کیا
اَبْرَمُوْٓا۔پکا ارادہ کرچکے ہیں وہ اَمْرًا۔کسی کام کا فَاِنَّا۔تو ہم بھی
مُبْرِمُوْنَ۔ارادہ کرچکے ہیں وہ اَمْ۔کیا يَحْسَبُوْنَ۔خیال کرتے ہیں
اَنَّا۔کہ ہم لَا۔نہیں نَسْمَعُ۔سنتے سِرَّ۔پوشیدہ باتیں
هُمْ۔ان کی وَ۔اور نَجْوٰىهُمْ۔مشورے ان کے بَلٰى۔کیوں نہیں

Marfat.com

وَ۔اور	رُسُلُنَا۔ہمارے فرشتے	لَدَیْهِمْ۔ان کے پاس	یَکْتُبُوْنَ۔لکھتے ہیں
قُلْ۔فرمایے	اِنْ۔اگر	کَانَ۔ہوتا	لِلرَّحْمٰنِ۔رحمٰن کا
وَلَدٌ۔کوئی بیٹا	فَاَنَا۔تو میں	اَوَّلُ۔سب سے پہلے	الْعٰبِدِیْنَ۔عبادت کرتا
سُبْحٰنَ۔پاک ہے	رَبِّ۔رب	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کا	وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کا	رَبِّ۔رب	الْعَرْشِ۔عرش کا	عَمَّا۔اس سے جو
یَصِفُوْنَ۔بناتے ہو	فَذَرْهُمْ۔تو چھوڑ	هُمْ۔ان کو	یَخُوْضُوْا۔بحث کریں
وَ۔اور	یَلْعَبُوْا۔کھیلیں	حَتّٰی۔یہاں تک کہ	یُلٰقُوْا۔ملیں
یَوْمَهُمُ۔اپنے دن	الَّذِیْ۔اس کو جو	یُوْعَدُوْنَ۔وعدہ دیئے جاتے ہیں	
وَ۔اور	هُوَ۔وہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جو	فِی۔بیچ
السَّمَآءِ۔آسمانوں کے	اِلٰهٌ۔خدا ہے	وَّ۔اور	فِی۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے	اِلٰهٌ۔خدا ہے	وَ۔اور	هُوَ۔وہ
الْحَکِیْمُ۔حکمت والا	الْعَلِیْمُ۔جاننے والا ہے	وَ۔اور	تَبٰرَكَ۔برکت والا ہے
الَّذِیْ۔وہ	لَهٗ۔کہ اس کی	مُلْكُ۔بادشاہی ہے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	الْاَرْضِ۔زمین میں	وَ۔اور	مَا۔جو
بَیْنَهُمَا۔ان کے درمیان ہے	وَ۔اور	عِنْدَهٗ۔اسی کے پاس ہے	عِلْمُ۔علم
السَّاعَةِ۔قیامت کا	وَ۔اور	اِلَیْهِ۔اسی کی طرف	تُرْجَعُوْنَ ۔ پھیرے جاؤ
گے تم	وَ۔اور	لَا۔نہیں	یَمْلِكُ۔مالک ہیں
الَّذِیْنَ۔وہ جو	یَدْعُوْنَ۔پکارتے ہیں	مِنْ دُوْنِهِ۔اس کے سوا	الشَّفَاعَةَ۔شفاعت کے
اِلَّا۔مگر	مَنْ۔جو	شَهِدَ۔گواہی دے	بِالْحَقِّ۔حق کی
وَ۔اور	هُمْ۔وہ	یَعْلَمُوْنَ۔جانتے ہیں	وَ۔اور
لَئِنْ۔اگر	سَاَلْتَهُمْ۔تو ان سے پوچھے	مَّنْ۔کس نے	خَلَقَهُمْ۔پیدا کیا ان کو تو
لَیَقُوْلُنَّ۔ضرور کہیں گے	اللّٰهُ۔اللہ نے	فَاَنّٰی۔تو کہاں	یُؤْفَکُوْنَ۔بہک رہے ہو
وَ۔اور	قِیْلِهٖ۔اس کا کہنا	یٰرَبِّ۔اے میرے رب	اِنَّ۔بے شک
هٰٓؤُلَآءِ۔یہ	قَوْمٌ۔قوم جو	لَا۔نہیں	یُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لاتے
فَاصْفَحْ۔تو درگزر کر	عَنْهُمْ۔ان سے	وَ۔اور	قُلْ۔فرمایے
سَلٰمٌ۔سلام ہو	فَسَوْفَ۔پھر جلدی	یَعْلَمُوْنَ۔جانیں گے	

حل لغات نادرہ

تُحْبَرُوْنَ۔حِبْرَہ سے مشتق ہے حسن ہیئت اور اکرام بلیغ کو کہتے ہیں۔حاصل معنی تواضع یا احترام کیے گئے وہ

Marfat.com

صِحَاف۔ جمع صحفۃ ہے بمعنی بڑا پیالہ۔
اَکْوَاب۔ جمع کوب ہے بمعنی بے دستے کے آبخورے یعنی جام۔
لَا یُفَتَّرُ۔ ای یُخَفَّفُ یعنی نہیں ہلکا کیا جائے گا۔
مُبْلِسُوْنَ۔ ماخوذ از بلس بمعنی ناامید خاموش اور مایوس۔
لِیَقْضِ۔ اَیْ لِیُمِتْ۔
اَبْرَمُوْٓا۔ ابرام سے ماخوذ ہے جس کے معنی کسی چیز کے مضبوط اور مستحکم کرنے کو کہتے ہیں۔
یُؤْفَکُوْنَ۔ انہونی بات کے پیچھے لگنا۔ بہکنا۔
وَقِیْلِہٖ۔ قول مصدر کی طرح ہے بمعنی فرمودہ۔ ارشاد پیغمبر۔
فَاصْفَحْ۔ درگزر کرنا۔

مختصر تفسیر اردو ساتواں رکوع - سورۃ زخرف - پ ۲۵

یٰعِبَادِ لَا خَوْفٌ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ وَلَآ اَنْتُمْ تَحْزَنُوْنَ ﴿۶۸﴾ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا مُسْلِمِیْنَ ﴿۶۹﴾ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَ اَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ ﴿۷۰﴾ یُطَافُ عَلَیْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ وَّ اَکْوَابٍ ۚ وَ فِیْهَا مَا تَشْتَهِیْهِ الْاَنْفُسُ وَتَلَذُّ الْاَعْیُنُ ۚ وَاَنْتُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۷۱﴾۔

(اور ان سے کہا جائے گا) اے ہمارے بندو! آج تم کو کسی طرح کا خوف نہیں ہے اور نہ تم کسی طرح پر آزردہ خاطر غمگین ہوگے یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں ہماری آیتوں پر ایمان لائے اور ہمارے فرمانبردار رہے ہم ان سے فرمادیں گے کہ تم اور تمہاری بیویاں عزت واکرام کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ ان پر سونے کی پیالوں اور رکابیوں کا دور چلے گا اور جس چیز کو ان کا جی چاہے گا اور جو ان کی نظر میں بھلی معلوم ہوگی بہشت میں ان کے لئے موجود ہوگی (اور ان کو مژدہ سنادیا جائے گا) کہ تم ہمیشہ ہمیش یہیں رہوگے۔

شروع رکوع یٰعِبَادِ سے ہے اس پر علامہ آلوسی فرماتے ہیں: حِکَایَةٌ لِمَا یُنَادٰی بِهِ الْمُتَّقُوْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰهِ تَعَالٰی یَوْمَئِذٍ فَهُوَ بِتَقْدِیْرِ قَوْلٍ اَیْ فَیُقَالُ لَهُمْ یٰعِبَادِ الخ اَوْ فَاَقُوْلُ لَهُمْ بِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْمُنَادِیْ هُوَ اللّٰهُ تَعَالٰی تَشْرِیْفًا لَهُمْ۔ خلاصہ یہ کہ وہ بندے جو ایمان کے زیور سے آراستہ ہیں ان کو یہ ارشاد ہوگا: یٰعِبَادِ الخ اس کے یہ معنی ہیں اے میرے بندو! اس میں یُقَالُ یا اَقُوْلُ یعنی ''کہا جائے گا'' یا ''ہم کہیں گے'' مقدر ہے۔ اس کے بعد آیت کریمہ کا مفہوم واضح ہے کہ انہیں بشارت دی جائے گی کہ آج تمہیں خوف وحزن نہیں ہے تم ایماندار اور مسلمان تھے اس کے صلہ میں تم جنت میں جاؤ جہاں تمہارے اوپر سونے کے پیالوں اور جاموں کا دور ہوگا اور جو تم چاہو گے نعمتوں سے متمتع کئے جاؤ گے اور آنکھوں کو لذتیں ملیں گی یعنی حسن وجمال وحور وغلمان سے آنکھیں لذت لیں گی اور نعمتوں سے متمتع ہوگے۔

اور پھر دنیا کی طرح یہ نعمیں نہیں کہ یہاں کی ہر نعمت کو زوال ہے۔ ہر فصل کو ہمیشگی نہیں۔ ظاہر ہے کہ آم کی فصل میں آم کھا سکتے ہو مگر جب فصل چلی گئی تو آم دستیاب نہ ہوگا یہی حال دیگر میوہ جات وپھلوں کا ہے برخلاف جنت کی نعمتوں کے کہ وہ پابند فصل نہیں ہمیشہ۔ ہر وقت مَا تَشْتَهِیْ کے ماتحت بہت کچھ ملے گا حتی کہ جو پھل جنتی کھانا چاہے گا اس کو اتنی زحمت بھی

نہ ہوگی کہ وہ اٹھے اور درخت پر سے توڑے یا چھلیے اس کیفیت کو دوسری جگہ فرمایا گیا: فِيْ جَنَّةٍ عَالِيَةٍ ﴿۲۲﴾ قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ﴿۲۳﴾ بہشت بریں میں جس کے باغوں کے پھل ایسے جھکے ہوئے ہوں گے کہ چاہیں تو اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے توڑ لیں پھر جتنی نعمت اور جو نعمتیں وہاں ملیں گی ان میں زوال کا خطرہ نہ ہوگا ہر نعمت ہمیشہ رہنے والی ہوگی ہر عیش ابدی ہوگی۔ اور ان کو دوسری بشارت یہ دی گئی: اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ تُحْبَرُوْنَ تم اور تمہاری بیویاں جنت میں داخل ہو جاؤ عزت دی گئی ہے تمہیں۔

تیسری بشارت یہ ہے کہ يُطَافُ عَلَيْهِمْ بِصِحَافٍ مِّنْ ذَهَبٍ الخ سونے کے پیالے اور جام تم پر دور کریں گے جن میں نعمت ہائے گونا گوں تمہیں ملیں گی اور سب سے بڑی بشارت یہ ہے کہ اَنْتُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ اس میں داخل ہونے کے بعد نکالے نہیں جاؤ گے۔ وہاں داخل ہونے کے بعد نہ بیماری نہ کمزوری اور نہ کسی چیز کے حاصل کرنے کی فکر ہر شئے تمہارے اشتہاء نفس کے ساتھ موجود ہوگی نہ کاشت کی زحمت۔ نہ پھلوں کو کاٹنے کی کلفت جو پھل چاہو۔ جو چیز چاہو دل میں خیال آتے ہی سامنے ہوگی۔ چنانچہ آگے ارشاد خداوندی عزوجل ہے:

وَتِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِيْٓ اُوْرِثْتُمُوْهَا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۷۲﴾ لَكُمْ فِيْهَا فَاكِهَةٌ كَثِيْرَةٌ مِّنْهَا تَاْكُلُوْنَ ﴿۷۳﴾ -

یہ وہ جنت ہے جس کے تم وارث بنائے گئے نیک عملوں کے بدلے میں اور تمہارے لئے اس میں بہت میوہ جات ہیں جن کو تم کھاؤ گے۔

اب بموجب اسلوب بیان قرآن جنتیوں کے ذکر کے بعد جہنمیوں کا تذکرہ فرمایا گیا۔ چنانچہ ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ عَذَابِ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ﴿۷۴﴾ -

بے شک مجرمین مشرکین عذاب جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔

لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ﴿۷۵﴾ -

نہیں ہلکا ہوگا ان سے عذاب اور وہ اس جہنم میں مایوس پڑے ہوں گے۔

مجرمین سے مراد مشرکین ہیں اس لئے کہ خلود عذاب کا سوائے مشرک کے کسی گنہگار کے لئے نہیں اسی لئے ہم نے ترجمہ میں مجرمین مشرکین بڑھایا اور جو جہنم میں جائیں گے اور وہاں آہ و بکا کریں گے ان کی اس پکار سے اور واویلا کرنے سے عذاب میں تخفیف نہ ہوگی آخر پکار کر واویلا کر کے مایوسی کے ساتھ جہنم میں پڑے رہیں گے۔ آگے ارشاد ہے:

وَمَا ظَلَمْنٰهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْا هُمُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۷۶﴾ -

اور ہم نے ان پر ظلم نہیں فرمایا لیکن وہ خود ہی ظالم تھے۔

معنی صاف ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے از روئے ظلم یہ عذاب نہیں ہوگا بلکہ انہوں نے جو شرک کیا جیسے قرآن کریم نے اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۳﴾ فرمایا اسی ظلم کی سزا انہیں ملے گی اور تنگ آ کر مالک جہنم سے کہیں گے جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔

وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ ؕ -

اور پکاریں گے کہ اے مالک جہنم اپنے رب سے عرض کر کہ ہمیں موت دے تاکہ اس مصیبت سے نجات پائیں داروغہ

Marfat.com

جہنم انہیں جواب دیگا کہ

قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ ﴿۷۷﴾ لَقَدْ جِئْنٰكُمْ بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَكُمْ لِلْحَقِّ كٰرِهُوْنَ ﴿۷۸﴾ اَمْ اَبْرَمُوْٓا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ ﴿۷۹﴾۔

تم یہیں رہو گے بے شک لائے ہم تمہارے لئے حق لیکن اکثر تمہارے حق سے کراہت کرتے رہے کیا انہوں نے اپنے خیال میں کام پکا کرلیا ہے تو ہم نے بھی کام پکا کر رکھا ہے۔

یہ مشرکین مکہ کوارشاد ہے کہ وہ جس گھمنڈ میں ہیں کیا وہ پختہ اور پکا ہے انہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ ہمارا کام بھی پختہ اور پکا ہے یعنی ان کا عذاب کہ اسے کوئی نہیں ٹلا سکے گا۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّا لَا نَسْمَعُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ ۭ بَلٰى وَرُسُلُنَا لَدَيْهِمْ يَكْتُبُوْنَ ﴿۸۰﴾۔

کیا وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم ان کی خفیہ اور مجمع کے مشوروں کو نہیں سنتے کیوں نہیں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کے پاس سب کچھ لکھتے ہیں۔ یعنی انسان خفیہ یا اعلانیہ کوئی بات کرے یا ارادہ تو کراماً کاتبین جو اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں وہ اس کے ہر ارادہ اور مشورہ کو لکھتے رہتے ہیں اور انہی کے ساتھ ہوتے ہیں بندہ جب نیک کام کرے تو وہ لکھ لیتے ہیں اور برا کام کرے تو بھی لکھ لیتے ہیں تو مشرکین کا یہ گمان غلط ہے کہ ہماری خفیہ باتیں نہیں سنتا بلکہ وہ خفیہ علانیہ سب سنتا ہے اور دیکھتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ اِنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ وَلَدٌ ۖ فَاَنَا اَوَّلُ الْعٰبِدِيْنَ ﴿۸۱﴾۔

اے محبوب! آپ نصاریٰ کو فرما دیجئے کہ اگر رحمٰن کے بیٹا ہوتا تو میں سب سے پہلے پوجنے والا ہوتا۔

اس لئے کہ بیٹا باپ کا راز ہے اور خلیفہ۔ جب جس باپ کو پوجا جائے تو اس کے بیٹے کی پوجا لازمی ہے علاوہ اس کے بیٹا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ باپ کی شفقت اتنی بڑھ جاتی ہے کہ بہت سے معاملات میں بیٹے سے وہ مجبور ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نہ کسی سے مجبور ہے نہ اس کے معاملات میں کوئی مشیر اسی بناء پر اس کے لئے اولاد محال ہے اس کی صفت تو یہ ہے کہ

فَرْدٌ صَمَدٌ عَنْ صِفَةِ الْخَلْقِ بَرِیْءٌ   رَبٌّ اَزَلِیٌّ خَلَقَ الْخَلْقَ کَمَالَا

لَا ضِدَّ وَ لَا نِدَّ وَلَا حَدَّ لِرَبِّیْ   اَلْاٰنَ کَمَا کَانَ وَلَمْ یَلْقَ زَوَالَا

وہ ذات وہ ذات ہے کہ فرد صمد ہے صفات خلق سے منزہ و مبرا ہے اور اپنی صفت کمال کے مظاہرہ میں تمام مخلوق پیدا فرمائی اور سب کا رب ازلی ہوا بنا بریں اس کی نہ بیوی ہے نہ اولاد اس کا کوئی رشتہ دار ہے نہ مشیر تدبیر وہ فرد صمد ہے اور رب ازلی خالق مخلوق۔ اسی بناء پر فرمایا کہ اگر رحمٰن کے اولاد ہوتی تو میں اس کا پوجنے والا ہوتا۔ آگے ارشاد ہے جس میں نصاریٰ کا رد کیا گیا اور فرمایا:

سُبْحٰنَ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿۸۲﴾۔

پاک ہے وہ ذات جو آسمانوں اور زمین کی پیدا کرنے والی اور عرش کا رب ہے اور اس سے منزہ ہے جو اس کی صفت میں ایسی باتیں کرتے ہیں آگے ارشاد ہے:

فَذَرْهُمْ يَخُوْضُوْا وَيَلْعَبُوْا حَتّٰى يُلٰقُوْا يَوْمَهُمُ الَّذِيْ يُوْعَدُوْنَ ﴿۸۳﴾ وَهُوَ الَّذِيْ فِي السَّمَاۗءِ اِلٰهٌ وَّفِي الْاَرْضِ

اِلٰہٌ ؕ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْعَلِيْمُ ﴿۸۴﴾۔

تو آپ انہیں چھوڑیں کہ بے ہودہ بکواس کرتے رہیں اور کھیلتے رہیں یہاں تک کہ اس دن سے ملیں جس کا ان سے وعدہ کیا جاچکا ہے وہ وہ ذات ہے جو آسمان میں بھی خدا ہے اور زمین میں بھی خدا اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

آیت کریمہ کا شان نزول یہ ہے کہ نضر بن حارث نے کہا تھا کہ فرشتے خدا کی بیٹیاں ہیں تو اس پر پہلی آیت نازل ہوئی تو نضر کہنے لگا دیکھتے ہو قرآن میں میری تصدیق آگئی ولید نے کہا کہ تیری تصدیق نہیں آئی بلکہ فرمایا گیا کہ رحمٰن کے ولد نہیں اور میں اہل مکہ میں سے پہلا موحد ہوں اس سے ولد کی نفی کرنے والا اس کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ کی تنزیہ کا بیان ہے:

وَتَبٰرَكَ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۚ وَعِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَ لَا يَمْلِكُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهِ الشَّفَاعَةَ اِلَّا مَنْ شَهِدَ بِالْحَقِّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۶﴾۔

تو برکت والا ہے وہ کہ اسی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی اور جو کچھ ان کے درمیان ہے اور اسی کی طرف تمہیں لوٹنا ہے اور نہیں مالک ہیں وہ جنہیں یہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں شفاعت کے مگر جو گواہی دے حق کی اور وہ جانتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اول تنزیہ ذات فرما کر تو بیخاً فرمایا کہ یہ بے دین بکواس کرتے رہیں یہاں تک کہ جب ہمارے حضور آئیں گے تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ وعدہ والے دن ان کے ساتھ کیا ہوگا اور الوہیت ذات آسمان اور زمین اور جو کچھ اس میں ہے سب پر عام ہے اور وہ سب کا سننے والا اور جاننے والا ہے اور وہ بھی جانتے ہیں کہ اللہ مطلق ایک ہی ہے اگلی آیت میں فرمایا کہ جو شفاعت کے منکر ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ البتہ غیر خدا کی پوجا کرنے والے بتوں کو جو کہتے ہیں: هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ کہنے والے غلطی پر ہیں وہ شفاعت کے مالک نہیں مگر ان کو حق شفاعت حاصل ہے جنہوں نے حق کی شہادت دی اور اعتراف رسالت کیا تو جن کا یہ وہم ہے کہ خدا عزوجل کے حضور کوئی سفارش نہیں کر سکتا یہ بھی غلط اور جو بتوں کو اپنا سفارشی مانتے ہیں وہ بھی غلط معلوم ہوا کہ شاہد بالحق کو حق شفاعت حاصل ہے اور جماد محض بے شعور بتوں کو اپنا شفیع ماننا یہ جہالت خالص ہے جس کو ہر ایک سمجھ سکتا ہے اور وہ خود بھی جانتے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اللّٰهُ فَاَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۸۷﴾ وَ قِيْلِهٖ يٰرَبِّ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ لَّا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۸۸﴾ فَاصْفَحْ عَنْهُمْ وَقُلْ سَلٰمٌ ؕ فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿۸۹﴾۔

اگر آپ ان سے پوچھیں کہ کس نے پیدا کیا انہیں تو ضرور کہیں گے اللہ نے تو کہاں اوندھے جا رہے ہیں اور ہمارے حبیب کا فرمانا کہ اے میرے رب! یہ قوم ایمان نہیں لائے گی تو درگزر فرمایئے اور انہیں فرما دیجئے کہ بس سلام ہے تو عنقریب جان لیں گے۔

آیہ کریمہ کا حکم آیات قتال سے پہلے کا ہے آیات قتال کے نزول نے انہیں منسوخ الحکم قرار دے دیا اس قسم کی آیتیں اور بھی ہیں جیسے لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ وغیرہ ان کے حکم کے منسوخ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ آیت منسوخ التلاوت بھی ہے۔

Marfat.com

سورۃ دخان

اس سورۃ مبارکہ میں تین رکوع اور انسٹھ آیات ہیں یہ سورۃ مکی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع-سورۃ دخان -پ ۲۵

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

حٰمٓ ۚ (۱)
اے حامد ومحمود

وَ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۙ (۲)
روشن کتاب کی قسم

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰہُ فِیۡ لَیۡلَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ اِنَّا کُنَّا مُنۡذِرِیۡنَ (۳)
بے شک ہم نے نازل فرمایا اسے برکت والی رات میں بے شک ہم ڈر سنانے والے ہیں

فِیۡہَا یُفۡرَقُ کُلُّ اَمۡرٍ حَکِیۡمٍ ۙ (۴)
اس رات میں تقسیم کئے جاتے ہیں ہر حکمت والے کام

اَمۡرًا مِّنۡ عِنۡدِنَا ؕ اِنَّا کُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ۚ (۵)
ہمارے حکم سے بے شک ہم ہیں بھیجنے والے

رَحۡمَۃً مِّنۡ رَّبِّکَ ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیۡعُ الۡعَلِیۡمُ ۙ (۶)
رحمت تمہارے رب کی طرف سے بے شک وہ سنتا جانتا ہے

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ وَ مَا بَیۡنَہُمَا ۘ اِنۡ کُنۡتُمۡ مُّوۡقِنِیۡنَ (۷)
رب ہے آسمانوں اور زمینوں کا اور جو کچھ ان کے اندر ہے اگر ہو تم یقین کرنے والے

لَاۤ اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ یُحۡیٖ وَ یُمِیۡتُ ؕ رَبُّکُمۡ وَ رَبُّ اٰبَآئِکُمُ الۡاَوَّلِیۡنَ (۸)
کوئی معبود نہیں مگر وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ داداؤں کا بھی

بَلۡ ہُمۡ فِیۡ شَکٍّ یَّلۡعَبُوۡنَ (۹)
بلکہ وہ شک میں کھیل رہے ہیں

فَارۡتَقِبۡ یَوۡمَ تَاۡتِی السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِیۡنٍ ۙ (۱۰)
تو انتظار کر اس دن کا جب لائے گا آسمان دھواں کھلا ہوا

یَّغۡشَی النَّاسَ ؕ ہٰذَا عَذَابٌ اَلِیۡمٌ (۱۱)
ڈھانپ لے گا لوگوں کو یہ دردناک عذاب ہے

رَبَّنَا اکۡشِفۡ عَنَّا الۡعَذَابَ اِنَّا مُؤۡمِنُوۡنَ (۱۲)
اس دن کہیں گے کھول دے اے ہمارے رب ہم سے عذاب ہم بے شک ایمان لاتے ہیں

اَنّٰی لَہُمُ الذِّکۡرٰی وَ قَدۡ جَآءَہُمۡ رَسُوۡلٌ مُّبِیۡنٌ ۙ (۱۳)
کہاں سے ہو انہیں نصیحت حالانکہ ان کے پاس صاف بیان فرمانے والا رسول تشریف لاچکا

ثُمَّ تَوَلَّوۡا عَنۡہُ وَ قَالُوۡا مُعَلَّمٌ مَّجۡنُوۡنٌ ۘ (۱۴)
پھر اس سے منحرف ہوگئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے

اِنَّا کَاشِفُوا الۡعَذَابِ قَلِیۡلًا اِنَّکُمۡ عَآئِدُوۡنَ ۘ (۱۵)
ہم کچھ دنوں کو عذاب کھولے دیتے ہیں بے شک تم وہی کرو گے

Marfat.com

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرٰى ۚ اِنَّا مُنْتَقِمُوْنَ ﴿١٦﴾

جس دن ہم سب کی گرفت کریں گے بڑی گرفت بے شک ہم انتقام لینے والے ہیں

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَآءَهُمْ رَسُوْلٌ كَرِيْمٌ ﴿١٧﴾

بے شک ہم نے ان سے پہلے فرعون کی قوم کو آزمایا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لائے

اَنْ اَدُّوْٓا اِلَيَّ عِبَادَ اللّٰهِ ۖ اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٨﴾

(فرعون سے فرمایا کہ) اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کر دو بے شک میں تمہارے لئے رسول امین ہوں

وَّاَنْ لَّا تَعْلُوْا عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنِّيْٓ اٰتِيْكُمْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿١٩﴾

اور اللہ کے مقابل سرکشی نہ کرو میں تمہارے پاس ایک روشن سند لایا ہوں

وَاِنِّيْ عُذْتُ بِرَبِّيْ وَرَبِّكُمْ اَنْ تَرْجُمُوْنِ ﴿٢٠﴾

اور میں پناہ مانگتا ہوں اپنے اور تمہارے رب سے یہ کہ تم مجھ پر پتھراؤ کرو

وَاِنْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا لِيْ فَاعْتَزِلُوْنِ ﴿٢١﴾

اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو تم مجھ سے علیحدہ ہو جاؤ

فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنَّ هٰٓؤُلَآءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُوْنَ ﴿٢٢﴾

تو اس نے اپنے رب سے دعا کی کہ یہ مجرم لوگ ہیں

فَاَسْرِ بِعِبَادِيْ لَيْلًا اِنَّكُمْ مُّتَّبَعُوْنَ ﴿٢٣﴾

(تو ارشاد ہوا کہ) راتوں رات میرے بندوں کو ساتھ لے کر چلو بے شک تم پیچھا کئے جاؤ گے

وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۭ اِنَّهُمْ جُنْدٌ مُّغْرَقُوْنَ ﴿٢٤﴾

اور چھوڑ دے دریا کو اپنی جگہ ٹھہرا ہوا بے شک وہ لشکر غرق کیا جائے گا

كَمْ تَرَكُوْا مِنْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿٢٥﴾

(آخرش انجام یہ ہوا کہ فرعونی) کتنے چھوڑ گئے باغ اور چشمے

وَّزُرُوْعٍ وَّمَقَامٍ كَرِيْمٍ ﴿٢٦﴾

اور کھیت اور عمدہ مکان

وَّنَعْمَةٍ كَانُوْا فِيْهَا فٰكِهِيْنَ ﴿٢٧﴾

اور نعمتیں جن میں وہ پھل کھاتے تھے

كَذٰلِكَ ۣ وَاَوْرَثْنٰهَا قَوْمًا اٰخَرِيْنَ ﴿٢٨﴾

ایسے ہی کیا ہم نے ان کا وارث دوسری قوم کو

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿٢٩﴾

تو نہیں رویا ان پر آسمان اور زمین اور انہیں مہلت نہیں دی گئی

حل لغات پہلا رکوع۔ سورۃ دخان۔ پ ۲۵

حٰمٓ۔ اے حامد ومحمود	وَ۔ قسم ہے	الْكِتٰبِ۔ کتاب	الْمُبِيْنِ۔ روشن کی
اِنَّآ۔ بے شک ہم نے	اَنْزَلْنٰهُ۔ اتارا اس کو	فِيْ۔ بیچ	لَيْلَةٍ۔ رات
مُّبٰرَكَةٍ۔ برکت والی کے	اِنَّا۔ بے شک	كُنَّا۔ ہم ہیں	مُنْذِرِيْنَ۔ ڈرانے
فِيْهَا۔ اس میں	يُفْرَقُ۔ تقسیم ہوتا ہے	كُلُّ۔ ہر	اَمْرٍ۔ کام

Marfat.com

حَکِیْمٍ۔حکمت والا   اَمْرًا۔حکم ہے   مِّنْ عِنْدِنَا۔ہماری طرف سے
اِنَّا۔بے شک   کُنَّا۔ہم ہیں   مُرْسِلِیْنَ۔بھیجنے والے   رَحْمَةً۔رحمت ہے
مِّنْ رَّبِّكَ۔تیرے رب کی   اِنَّهٗ۔بے شک   هُوَ۔وہی ہے   السَّمِیْعُ۔سنتا
الْعَلِیْمُ۔جانتا   رَبِّ۔رب   السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کا   وَ۔اور
الْاَرْضِ۔زمین کا   وَ۔اور   مَا۔جو   بَیْنَهُمَا۔ان کے درمیان ہے
اِنْ۔اگر   كُنْتُمْ۔ہوتم   مُّوْقِنِیْنَ۔یقین کرنے والے
لَآ۔نہیں کوئی   اِلٰهَ۔معبود   اِلَّا۔مگر   هُوَ۔وہی
یُحْیٖ۔زندہ کرتا ہے   وَ۔اور   یُمِیْتُ۔مارتا ہے   رَبُّكُمْ۔رب ہے تمہارا
وَ۔اور   رَبُّ۔رب   اٰبَآئِكُمُ۔باپوں تمہارے   الْاَوَّلِیْنَ۔پہلوں کا
بَلْ۔بلکہ   هُمْ۔وہ   فِیْ۔بیچ   شَكٍّ۔شک کے
یَّلْعَبُوْنَ۔کھیلتے ہیں   فَارْتَقِبْ۔تو انتظار کر   یَوْمَ۔جس دن   تَاْتِی۔لائے گا
السَّمَآءُ۔آسمان   بِدُخَانٍ۔دھواں   مُّبِیْنٍ۔ظاہر   یَّغْشَی۔ڈھانپے گا
النَّاسَ۔لوگوں کو   هٰذَا۔یہ ہے   عَذَابٌ۔عذاب   اَلِیْمٌ۔دردناک
رَبَّنَا۔اے ہمارے رب   اكْشِفْ۔دور کردے   عَنَّا۔ہم سے   الْعَذَابَ۔عذاب
اِنَّا۔بے شک ہم   مُؤْمِنُوْنَ۔مومن ہیں   اَنّٰى۔کہاں ہے   لَهُمُ۔ان کے لئے
الذِّكْرٰى۔نصیحت   وَ۔اور   قَدْ۔بے شک   جَآءَ۔آیا
هُمْ۔ان کے پاس   رَسُوْلٌ۔رسول   مُّبِیْنٌ۔بیان کرنے والا   ثُمَّ۔پھر
تَوَلَّوْا۔پھر گئے   عَنْهُ۔اس سے   وَ۔اور   قَالُوْا۔بولے
مُعَلَّمٌ۔سکھایا ہوا   مَّجْنُوْنٌ۔دیوانہ ہے   اِنَّا۔بے شک ہم   كَاشِفُوا۔دور کرنے والے ہیں
الْعَذَابِ۔عذاب   قَلِیْلًا۔تھوڑا سا   اِنَّكُمْ۔بے شک تم   عَآئِدُوْنَ ۔ پھر کرنے
والے ہو   یَوْمَ۔جس دن   نَبْطِشُ۔پکڑیں گے ہم   الْبَطْشَةَ۔پکڑ
الْكُبْرٰى۔بڑی   اِنَّا۔بے شک ہم   مُنْتَقِمُوْنَ۔بدلہ لینے والے ہیں
وَ۔اور   لَقَدْ۔بے شک   فَتَنَّا۔آزمایا ہم نے   قَبْلَهُمْ۔ان سے پہلے
قَوْمَ۔قوم   فِرْعَوْنَ۔فرعون کو   وَ۔اور   جَآءَ۔آیا
هُمْ۔ان کے پاس   رَسُوْلٌ۔رسول   كَرِیْمٌ۔بزرگ   اَنْ۔یہ کہ
اَدُّوْٓا۔ادا کرو   اِلَیَّ۔میری طرف   عِبَادَ۔بندے   اللّٰهِ۔اللہ کے
اِنِّیْ۔بے شک میں   لَكُمْ۔تمہارے لئے   رَسُوْلٌ۔رسول ہوں   اَمِیْنٌ۔امانت دار
وَ۔اور   اَنْ۔یہ کہ   لَّا۔نہ   تَعْلُوْا۔سرکشی کرو

Marfat.com

عَلَی۔ اوپر	اللّٰهِ۔ اللہ کے	اِنِّیۡٓ۔ بے شک میں	اٰتِیۡکُمۡ۔ لایا ہوں تمہارے
پاس	بِسُلۡطٰنٍ۔ سند	مُّبِیۡنٍ۔ روشن	وَ۔ اور
اِنِّیۡ۔ بے شک میں	عُذۡتُ۔ پناہ لیتا ہوں	بِرَبِّیۡ۔ اپنے رب	وَ۔ اور
رَبِّکُمۡ۔ تمہارے رب کی	اَنۡ۔ یہ کہ	تَرۡجُمُوۡنِ۔ پتھراؤ کرو تم مجھ پر	وَ۔ اور
اِنۡ۔ اگر	لَّمۡ۔ نہ	تُؤۡمِنُوۡا۔ ایمان لاؤ	لِیۡ۔ مجھ پر
فَاعۡتَزِلُوۡنِ۔ تو چھوڑ دو مجھے	فَدَعَا۔ تو دعا کی	رَبَّهٗۤ۔ اپنے رب سے	اَنَّ۔ بے شک
هٰٓؤُلَآءِ۔ یہ	قَوۡمٌ۔ قوم ہے	مُّجۡرِمُوۡنَ۔ مجرموں کی	فَاَسۡرِ۔ تو لے چل
بِعِبَادِیۡ۔ میرے بندوں کو	لَیۡلًا۔ رات میں	اِنَّکُمۡ۔ بے شک تم	مُّتَّبَعُوۡنَ۔ پیچھا کئے جاؤ گے
وَ۔ اور	اتۡرُکِ۔ چھوڑ دے	الۡبَحۡرَ۔ دریا کو	رَهۡوًا۔ ٹھہرا ہوا
اِنَّهُمۡ۔ بے شک وہ	جُنۡدٌ۔ لشکر ہیں	مُّغۡرَقُوۡنَ۔ غرق کئے گئے	کَمۡ۔ کتنے
تَرَکُوۡا۔ چھوڑے انہوں نے	مِنۡ جَنّٰتٍ۔ باغ	وَّ۔ اور	عُیُوۡنٍ۔ چشمے
وَّ۔ اور	زُرُوۡعٍ۔ کھیتیاں	وَّ۔ اور	مَقَامٍ۔ مقام
کَرِیۡمٍ۔ اچھے	وَّ۔ اور	نَعۡمَةٍ۔ نعمتیں کہ	کَانُوۡا۔ تھے
فِیۡهَا۔ اس میں	فٰکِهِیۡنَ۔ پھل کھاتے	کَذٰلِکَ۔ اسی طرح	وَ۔ اور
اَوۡرَثۡنٰهَا۔ وارث بنایا ہم نے اس کا		قَوۡمًا۔ قوم	اٰخَرِیۡنَ۔ دوسری کو
فَمَا۔ تو نہ	بَکَتۡ۔ روئے	عَلَیۡهِمُ۔ ان پر	السَّمَآءُ۔ آسمان
وَ۔ اور	الۡاَرۡضُ۔ زمین	وَ۔ اور	مَا۔ نہ
کَانُوۡا۔ ہوئے وہ	مُنۡظَرِیۡنَ۔ مہلت دیئے گئے		

حل لغات نادرہ

یُفۡرَقُ۔ معنی میں ہے یُکۡتَبُ اور یُفۡصَلُ کے۔

فَاَسۡرِ بِعِبَادِیۡ۔ سری اور اسراء دونوں کے ایک معنی ہیں یعنی رات کو چلنا۔

فَارۡتَقِبۡ۔ اِنۡتَظِرۡ۔ انتظار کر۔

وَاتۡرُکِ الۡبَحۡرَ رَهۡوًا۔ رہو کہتے ہیں ساکن اور ٹھہرے ہوئے کو۔ بولا کرتے ہیں: عَیۡشٌ رَاهٍ اِذَا کَانَ حَافِظًا وَافۡعَلۡ ذٰلِکَ سَهۡوًا رَهۡوًا اَیۡ سَاکِنًا بِغَیۡرِ تَشَدُّدٍ۔

نَعۡمَةٍ۔ حسن اور تازگی کے معنی دیتا ہے حاصل معنی عیش وعشرت ہوئے۔

جُنۡدٌ۔ بمعنی لشکر۔

مختصر تفسیر اردو پہلا رکوع - سورۃ دخان - پ ۲۵

حٰمٓ ۝ ۔ ہم نے حامیم کا ترجمہ بمعنی تاویلی حامد ومحمود پیش کیا ہے۔ ورنہ مقطعات کے بارے میں مفسرین کرام اَللّٰہُ اَعْلَمُ بِمُرَادِہٖ کہہ کر آگے چلے جاتے ہیں اگر وہ تاویلی معنی احادیث کے مطابق ہوں تو وہ مقبول ہیں لہٰذا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حامد ومحمود ہیں اور اسمائے مصطفیٰ ﷺ میں بھی یہ آچکے ہیں لہٰذا ہم نے حاء سے حامد اور میم سے محمود لے کر معنی تاویلی پیش کیے ہیں۔ اب اس کے بعد واؤ قسمیہ ہے۔

وَالْكِتٰبِ الْمُبِيْنِ ۝ ۔ یعنی قسم ہے کتاب مبین کی۔ اور اس سے مراد قرآن کریم ہے اس کے بعد ارشاد ہوتا ہے کہ اس قرآن پاک کو ہم نے برکت والی رات میں نازل فرمایا ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةٍ مُّبٰرَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ ۝ ۔

بے شک ہم نے اسے برکت والی رات میں اتارا اور ہم ڈر سنانے والے ہیں۔

اب لیلۃ مبارکہ کی تحقیق حضور غوث پاک رضی اللہ تعالیٰ عنہ غنیۃ میں اور دیگر مفسرین کرام نے اپنی تفاسیر میں شعبان کی ۱۵ تاریخ بتائی ہے۔ حالانکہ نزول قرآن کی اطلاع وابتداء رمضان المبارک میں ہوئی اور ستائیسویں شب اس کی تصریح بھی آئی یہاں لیلہ مبارکہ سے شعبان کی ۱۵ دکھائی گئی۔ اس کی تطبیق یوں لکھی ہے کہ لوح محفوظ سے بیت النور کی طرف ۱۵ شعبان کو نزول قرآن ہوا اور بیت النور سے قلب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ستائیسویں شب رمضان کو نزول ہوا۔

یہ رات بڑی برکت والی رات ہے اس رات میں ملائکہ علیہم السلام احکام لے کر آتے ہیں اور سال بھر تک آئندہ پندرہ شعبان تک کے لئے تمام احکام مدبرین امور ملائکہ علیہم السلام میں تقسیم ہو جاتے ہیں اس رات کے فضائل بہت ہیں۔ صلوٰۃ الرغائب غنیۃ میں اس رات کے لئے بتائی گئی۔ چار رکعت ہر رکعت میں سو سو بار سورۃ اخلاص پڑھ کر موجب اجابت دعا ہے۔

۱۲ رکعت ۴، ۴ رکعتوں کی نیت سے پڑھنا اور دعا مانگنا موجب قبول ہے۔ ان رکعتوں میں بعد الحمد انا انزلنا الخ کافرون، اخلاص پڑھی جائے اور ہر چار رکعت کے بعد سجدہ میں اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ پڑھ کر دعا کرنا موجب قبول ہے۔

اس شب کی فضیلت قرآن کریم میں بھی ظاہر کر دی اور فرما دیا کہ یہ لیلۃ مبارکہ ہے اس رات ہمارے احکام تقسیم ہوتے ہیں گویا اشارۃً یہ بتا دیا کہ اس رات کو آتش بازیاں چلا کر لہو ولعب میں پڑ کر ضائع نہ کیا جائے بلکہ اس کی برکتوں سے مصلوں پر بیٹھ کر قیام وسجود کر کے برکتیں حاصل کی جائیں۔ مفصل فضائل غنیۃ الطالبین میں ملاحظہ فرمائیں یہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی معتمد اور مستند تالیف ہے اور اس میں تصریح فرمائی کہ ہمارے حکمت والے تمام احکام اسی رات تقسیم ہو جاتے ہیں اور ملائکہ علیہم السلام کو دے دیئے جاتے ہیں اور وہ ہمارے ہی احکام ہوتے ہیں۔ جو ملائکہ علیہم السلام مدبرین امور ہیں جن کے متعلق فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا فرمایا گیا۔ حیث قال:

فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ ۝ [illegible] مُرْسِلِيْنَ ۝ ۔

اس میں ہر حکمت والا کام بانٹ دیا جاتا ہے۔ ہمارے پاس کے حکم سے [illegible] سنزوالے ہیں۔

رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ [illegible]

Marfat.com

تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے بے شک وہ سنتا جانتا ہے۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا ۘ اِنْ كُنْتُمْ مُّوْقِنِيْنَ ۝۷۔

وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو ان کے درمیان ہے اگر تم یقین رکھنے والے ہو۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۭ رَبُّكُمْ وَرَبُّ اٰبَآئِكُمُ الْاَوَّلِيْنَ ۝۸۔

اس کے سوا کسی کی پرستش نہیں وہ جلاتا اور مارتا ہے اور تمہارا رب اور تمہارے اگلے باپ دادا کا رب ہے۔

یعنی کائنات میں ایک ہی رب ہے جو ہمارا اور اگلوں سب کا رب ہے اس پر ایمان لانا ضروری ہے مگر کفار مکہ اور مشرکین بجائے ایمان لانے کے شک وشبہہ پیدا کرتے تھے اور اسی میں استہزاء کر کے تکذیب کرتے تھے ان کے بارے میں فرمایا:

بَلْ هُمْ فِيْ شَكٍّ يَّلْعَبُوْنَ۔ بلکہ وہ شک میں پڑے کھیل رہے ہیں پھر توبیخا فرمایا۔

فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ ۝۱۰ يَّغْشَى النَّاسَ ۭ هٰذَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝۱۱۔

تو تم اس دن کا انتظار کرو کہ جب آسمان ایک ظاہر دھواں لائے گا جو لوگوں کو ڈھانپ لے گا۔ یہ ہے دردناک اور بہت بڑا عذاب۔

یعنی کفار کا اقرار علم ویقین سے نہیں بلکہ ان کی بات میں ہنسی اور تمسخر شامل ہے۔ اور وہ آپ کے ساتھ استہزاء کرتے ہیں تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا فرمائی کہ یا رب انہیں ہفت سالہ قحط کی مصیبت میں مبتلا کر کہ جیسے سات سالہ قحط حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ میں بھیجا تھا۔ یہ دعا مستجاب ہوئی اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا گیا کہ فَارْتَقِبْ کہ انتظار فرمائیے۔ چنانچہ قریش پر قحط سالی آئی اور يَوْمَ تَاْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِيْنٍ کا ظہور ہوا۔

اس واقعہ کو مفسرین کرام لکھتے ہیں کہ جب ان پر قحط آیا تو اس قحط میں مردار تک کھا گئے تو ضعف وناتوانی کی وجہ میں ان کی آنکھوں کے آگے آسمان میں دھواں ہی دھواں نظر آتا تھا۔

اور ایک قول یہ ہے کہ دھواں سے مراد علامات قیامت کا وہ دھواں ہے جو قریب قیامت کے ظاہر ہوگا۔ مشرق ومغرب اس سے بھر جائیں گے یہ دھواں چالیس روز وشب رہے گا اور اس کا اثر مومنین پر تو یہ ہوگا کہ انہیں زکام کی سی کیفیت ہو جائے گی اور کافر مدہوش ہوں گے اور ایسے مدہوش ہوں گے ان کے نتھنوں، کانوں اور بدن کے سوراخوں سے دھواں نکلے گا اور کفار کہیں گے یہ دردناک عذاب ہے اور دعا کریں گے۔

رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ ۝۱۲۔

اے ہمارے رب ہم سے عذاب کھول دے ہم ایمان لاتے ہیں اس کے جواب میں ارشاد ہوگا:

اَنّٰى لَهُمُ الذِّكْرٰى وَقَدْ جَآءَهُمْ رَسُوْلٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۳ ثُمَّ تَوَلَّوْا عَنْهُ وَقَالُوْا مُعَلَّمٌ مَّجْنُوْنٌ ۝۱۴۔

کہاں سے ہو انہیں نصیحت ماننے کی توفیق حالانکہ ان کے پاس صاف بیان کرنے والے رسول تشریف لائے پھر اس سے روگرداں ہو گئے اور بولے سکھایا ہوا دیوانہ ہے۔

(جس کو غشی کی حالت میں جنات کلمات کی تلقین کر جاتے ہیں) حالانکہ یہ ان کا خالص کفر تھا۔ نزول وحی کے وقت تجلیات الٰہیہ ہوتی تھیں ان سے چہرہ اقدس سرخ ہو جاتا تھا اور پیشانی انور سے پسینہ ٹپکتا تھا اور استغراقی کیفیت ہوتی تھی

Marfat.com

بے ہوشی اور بدحواسی جیسا کہ مشرکین کا وہم تھا مگر وہ تو مخالفت کے نشہ میں اتنے مدہوش تھے کہ ہر بات کو اعتراضی کیفیت میں ظاہر کرتے تھے جب وہ یہ آرزو کریں گے کہ یہ عذاب ہم سے دفع ہو جائے تب ہم ایمان لاتے ہیں تو اس کا جواب دیا جائے گا۔

إِنَّا كَاشِفُوا الْعَذَابِ قَلِيلًا إِنَّكُمْ عَائِدُونَ ﴿١٥﴾

ہم کچھ دنوں کے لئے عذاب ہٹاتے ہیں مگر تم ہٹ پھر کر اسی کفر پر جاؤ گے۔

گویا پیشین گوئی بھی فرمادی کہ تمہارے حصہ میں ایمان نہیں اور تمہاری درخواست پر ہم عذاب کو چندروز کے لئے ہٹا کر دکھا بھی دیتے ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب قحط سالی اور کھلا دھواں فرو ہو گیا تو یہ اسی کفر پر جم گئے اسی پر ارشاد ہے:

يَوْمَ نَبْطِشُ الْبَطْشَةَ الْكُبْرَىٰ ۚ إِنَّا مُنتَقِمُونَ ﴿١٦﴾

جس دن ہم سب سے بڑی پکڑ پکڑیں گے بے شک ہم بدلہ لینے والے ہیں۔

یعنی قیامت کے دن کوئی عرض معروض تمہاری مسموع نہ ہوگی اور عذاب سے کسی طرح چھٹکارا نہیں ملے گا۔ آگے ارشاد ہے جس میں امم ماضیہ کے حال کو عبرت دلانے کے بیان فرمایا اور ارشاد ہوا:

وَلَقَدْ فَتَنَّا قَبْلَهُمْ قَوْمَ فِرْعَوْنَ وَجَاءَهُمْ رَسُولٌ كَرِيمٌ ﴿١٧﴾ أَنْ أَدُّوا إِلَيَّ عِبَادَ اللَّهِ ۖ إِنِّي لَكُمْ رَسُولٌ أَمِينٌ ﴿١٨﴾ وَأَنْ لَّا تَعْلُوا عَلَى اللَّهِ ۖ إِنِّي آتِيكُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ﴿١٩﴾ وَإِنِّي عُذْتُ بِرَبِّي وَرَبِّكُمْ أَن تَرْجُمُونِ ﴿٢٠﴾ وَإِن لَّمْ تُؤْمِنُوا لِي فَاعْتَزِلُونِ ﴿٢١﴾ فَدَعَا رَبَّهُ أَنَّ هَٰؤُلَاءِ قَوْمٌ مُّجْرِمُونَ ﴿٢٢﴾ فَأَسْرِ بِعِبَادِي لَيْلًا إِنَّكُم مُّتَّبَعُونَ ﴿٢٣﴾ وَاتْرُكِ الْبَحْرَ رَهْوًا ۖ إِنَّهُمْ جُندٌ مُّغْرَقُونَ ﴿٢٤﴾

اور بے شک ہم نے فرعون کی قوم کو آزمایا اور ان کے پاس ایک معزز رسول تشریف لائے (اور فرمایا) کہ اللہ کے بندوں کو میرے سپرد کرو بے شک میں تمہارے لئے امانت والا رسول ہوں اور اللہ کے مقابل اپنی بڑائیاں نہ بگھارو میں تمہارے پاس روشن سندیں لایا ہوں اور میں پناہ لیتا ہوں اپنے اور تمہارے رب کی اس سے کہ تم پتھراؤ کرو مجھ پر اور اگر تم مجھ پر ایمان نہ لاؤ تو مجھ سے کنارے ہو جاؤ تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب کو پکارا بے شک یہ قوم مجرم ہے ہم نے حکم فرمایا کہ میرے بندوں کو راتوں رات لے کر نکل جاؤ یقیناً تمہارا تعاقب کیا جائے گا اور دریا کو اپنی جگہ ٹھہرا ہوا چھوڑ کر پار ہو جانا کہ اس میں فرعونیوں کا سارا لشکر غرق کر دیا جائے گا۔

جب موسیٰ علیہ السلام بحکم الٰہی عزوجل بارہ راستے بنا کر دریا عبور فرما گئے اس کے بعد لشکر فرعون آیا اور وہ اس میں غرق ہو گیا اور آپ صحیح سلامت محفوظ رہے اس کا تذکرہ فرمایا جاتا ہے کہ

كَمْ تَرَكُوا مِن جَنَّاتٍ وَعُيُونٍ ﴿٢٥﴾ وَزُرُوعٍ وَمَقَامٍ كَرِيمٍ ﴿٢٦﴾ وَنَعْمَةٍ كَانُوا فِيهَا فَاكِهِينَ ﴿٢٧﴾ كَذَٰلِكَ ۖ وَأَوْرَثْنَاهَا قَوْمًا آخَرِينَ ﴿٢٨﴾ فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ وَمَا كَانُوا مُنظَرِينَ ﴿٢٩﴾

کتنے باغیچے اور چشمے اور کھیتیاں اور عمدہ مکانات اور ہر قسم کی نعمتیں جن میں عیش کیا کرتے تھے۔ یونہی کیا ہم نے اور ان کا وارث دوسری قوم کو کر دیا تو ان پر آسمان اور زمین نہ روئے اور انہیں مہلت نہ دی گئی۔

وہ دوسری قوم جو ان کے ہم مذہب نہ تھی اس کو وارث کر دیا اور ان کی زمین باغ چشمے سب ان کے قبضہ میں دیدیئے گئے حتیٰ کہ وہ نیست و نابود ہو گئے اور ان کا ماتم زمین و آسمان نے نہیں کیا۔ یہ عربی کا محاورہ بھی ہے اور حدیث میں آیا ہے جیسے

Marfat.com

ترمذی نے نقل کیا ہے کہ جب مومن مرتا ہے تو چالیس دن تک زمین روتی ہے کہ اس پر رکوع وسجود کر کے اسے آباد رکھتا تھا۔ مختصر یہ کہ وہ سرکش قوم ہلاک کردی گئی اور اس کی جگہ دوسری قوم یعنی بنی اسرائیل وارث بنادی گئی۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ دخان - پ ۲۵

وَ لَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ۙ﴿۳۰﴾

اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب سے نجات بخشی

مِنْ فِرْعَوْنَ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿۳۱﴾

جو فرعون کی طرف سے تھا بے شک وہ متکبر حد سے بڑھنے والوں سے تھا

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۚ﴿۳۲﴾

اور بے شک ہم نے ان کو اپنے علم سے اس زمانے کے لوگوں پر چن لیا

وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

اور ان کو (من وسلویٰ وغیرہ کے) وہ معجزات دیئے جن میں ان کے ایمان کی صریح آزمائش تھی

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ۙ﴿۳۴﴾

اور یہ کفار مکہ تو مسلمانوں سے کہتے ہیں

اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَ مَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾

کہ یہ ہمارا پہلی ہی دفعہ کا مرنا ہے (اور بس ہمیشہ ہی کے لئے خاتمہ ہے) اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے

فَاْتُوْا بِاٰبَآئِنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۶﴾

اگر تم اپنے دعویٰ قیامت میں سچے ہو تو ہمارے باپ داداؤں کو جلا کر ہمارے سامنے لاؤ

اَهُمْ خَيْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۳۷﴾

بھلا یہ لوگ بہتر ہیں یا (شاہ یمن) قوم تبع اور وہ لوگ جو ان سے پہلے تھے (ہم نے سب کو ہلاک کرڈالا) وہ لوگ نافرمان تھے

وَ مَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَيْنَهُمَا لٰعِبِيْنَ ﴿۳۸﴾

اور ہم نے آسمانوں، زمین اور جو کچھ ان میں ہے کھیل بنانے کے لئے نہیں پیدا کیا

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾

ہم نے آسمانوں اور زمین کو ایک حکمت سے پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے

اِنَّ يَوْمَ الْفَصْلِ مِيْقَاتُهُمْ اَجْمَعِيْنَ ۙ﴿۴۰﴾

بے شک فیصلے (یعنی قیامت) کا دن ان سب کے دوبارہ زندہ ہونے کا وقت مقرر ہے

يَوْمَ لَا يُغْنِيْ مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى شَيْـًٔا وَّ لَا هُمْ يُنْصَرُوْنَ ۙ﴿۴۱﴾

اس دن نہیں مستغنی کرے گا کوئی دوست کسی دوست کو کچھ اور نہ وہ مدد کئے جائیں گے

اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۴۲﴾

مگر جس پر خدا تعالیٰ رحم فرمائے بے شک وہ غالب اور رحم

Marfat.com

فرمانے والا ہے

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ دخان۔پ ۲۵

وَ۔اور	لَقَدْ۔بے شک	نَجَّیْنَا۔نجات دی ہم نے	بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔یعقوب کی
اولاد کو	مِنَ الْعَذَابِ۔عذاب	الْمُهِیْنِ۔ذلیل کرنے والے سے	
مِنْ فِرْعَوْنَ۔فرعون سے	اِنَّهٗ۔بے شک وہ	کَانَ۔تھا	عَالِیًا۔متکبر
مِّنَ الْمُسْرِفِیْنَ۔حد سے گزرنے والا		وَ۔اور	لَقَدِ۔بے شک
اخْتَرْنٰا۔ہم نے چن لیا	هُمْ۔ان کو	عَلٰی۔اوپر	عِلْمٍ۔علم کے
عَلَی۔اوپر	الْعٰلَمِیْنَ۔جہانوں کے	وَ۔اور	اٰتَیْنٰهُمْ۔دیں ہم نے ان کو
	مِّنَ الْاٰیٰتِ۔نشانیاں	مَا۔جو	فِیْهِ۔اس میں
بَلٰٓؤُا۔آزمائش تھی	مُّبِیْنٌ۔کھلی	اِنَّ۔بے شک	هٰٓؤُلَآءِ۔یہ لوگ
لَیَقُوْلُوْنَ۔کہتے ہیں	اِنْ۔نہیں	هِیَ۔یہ	اِلَّا۔مگر
مَوْتَتُنَا۔موت ہماری	الْاُوْلٰی۔پہلی	وَ۔اور	مَا۔نہیں
نَحْنُ۔ہم	بِمُنْشَرِیْنَ۔اٹھائے جائیں گے		فَاْتُوْا۔تو لاؤ
بِاٰبَآئِنَا۔ہمارے باپ دادا کو	اِنْ۔اگر	كُنْتُمْ۔ہو تم	صٰدِقِیْنَ۔سچے
اَ۔کیا	هُمْ۔وہ	خَیْرٌ۔بہتر ہیں	اَمْ۔یا
قَوْمُ۔قوم	تُبَّعٍ۔تبع کی	وَّ۔اور	الَّذِیْنَ۔وہ جو
مِنْ قَبْلِهِمْ۔ان سے پہلے تھے		اَهْلَكْنٰهُمْ۔ہلاک کیا ہم نے ان کو	
اِنَّهُمْ۔بے شک وہ	كَانُوْا۔تھے	مُجْرِمِیْنَ۔مجرم	وَ۔اور
مَا۔نہیں	خَلَقْنَا۔پیدا کیا ہم نے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور
الْاَرْضَ۔زمین کو	وَ۔اور	مَا۔جو	بَیْنَهُمَا۔ان کے درمیان
ہے	لٰعِبِیْنَ۔کھیل تماشہ	مَا۔نہیں	خَلَقْنٰهُمَآ۔پیدا کیا ہم نے
ان کو	اِلَّا۔مگر	بِالْحَقِّ۔ساتھ حق کے	وَ۔اور
لٰكِنَّ۔لیکن	اَكْثَرَ۔اکثر	هُمْ۔ان کے	لَا۔نہیں
یَعْلَمُوْنَ۔جانتے	اِنَّ۔بے شک	یَوْمَ۔دن	الْفَصْلِ۔فیصلے کا
مِیْقَاتُهُمْ۔ان کا وعدہ ہے	اَجْمَعِیْنَ۔سب کا	لَا۔نہ	یُغْنِیْ۔کام آئے گا
مَوْلًی۔کوئی دوست	عَنْ مَّوْلًی۔کسی دوست کے	شَیْـًٔا۔کچھ بھی	وَّ۔اور
لَا۔نہ	هُمْ۔وہ	یُنْصَرُوْنَ۔مدد کئے جائیں	اِلَّا۔مگر
مَنْ۔جس پر	رَّحِمَ۔رحم کرے	اللّٰهُ۔اللہ	اِنَّهٗ۔بے شک وہ

Marfat.com

هُوَ۔ وہی ہے الْعَزِيْزُ۔ غالب الرَّحِيْمُ۔ رحم کرنے والا

حل لغات نادرہ

بِمُنْشَرِيْنَ۔ اَیْ مَبْعُوْثِيْنَ۔ یعنی قبروں سے نہیں نکالے جائیں گے۔

اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ۔ تبع یمن کے بادشاہوں کا لقب ہے۔ جس طرح ملوک فارس کا کسریٰ اور چونکہ اہل دنیا ان کا اتباع کرتے ہیں اس لئے ان کا لقب تبع ہوا۔

يَوْمَ الْفَصْلِ۔ یوم الفصل سے مراد قیامت کا دن ہے۔

مِيْقَاتُهُمْ۔ اَیْ وَقْتَ مَوْعِدِهِمْ۔

مَوْلًى۔ بمعنی قرابت۔ دوست۔

مختصر تفسیر اردو دوسرا رکوع۔ سورۃ دخان۔ پ ۲۵

وَلَقَدْ نَجَّيْنَا بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنَ الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿٣٠﴾ مِنْ فِرْعَوْنَ ۭ اِنَّهٗ كَانَ عَالِيًا مِّنَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿٣١﴾

ہم نے بنی اسرائیل کو ذلت کے عذاب یعنی فرعون کے پنجۂ غضب سے نجات دی اس میں شک نہیں کہ وہ بڑا سرکش اور حد عبودیت سے باہر ہو گیا تھا۔

آیۂ کریمہ میں اس ذلیل عذاب سے نجات کی خبر ہے۔ جو فرعون نے سبطیوں کیلئے جائز رکھا تھا۔ اس کا ظلم اتنا بڑھا ہوا تھا کہ قوم سبط جو موسیٰ علیہ السلام کی پیرو تھی انہیں شریف پیشہ تک کرنے کی اجازت نہ تھی۔ سڑکیں جھاڑنا، موریاں صاف کرنا یہ تو ان کی معاش کے ذرائع تھے۔ اور نگرانی کا یہ عالم تھا کہ ان کی جو اولادیں ہوتیں ان میں سے لڑکیوں کو زندہ چھوڑتا اور لڑکوں کو فوراً قتل کرا دیتا اور یہ کام اس نے منجموں کے بتانے پر کیا تھا کہ انہوں نے کہا تھا کہ اس سال کے اخیر تک ایسا ایک لڑکا پیدا ہو رہا ہے جو تجھے اور تیری سلطنت کو نیست و نابود کر دے گا۔ اس پر اس نے یہ اسکیم بنائی کہ لڑکے زندہ ہی نہ چھوڑے جائیں جو پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے۔

واقعہ اس کا یوں ہے کہ منجموں نے وہ شب بھی بتائی جس شب میں اس بچے کا استقرار حمل تھا۔ چنانچہ اس شب اس نے اپنے وزیر اعظم عمران کو حکم دیا کہ ایک جشن کا انتظام کرے اور تمام رعایا برایا کے مردوں کو اس میں بلائے کھانے پکائے اور جشن وطرب کا نظام ہو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔ تمام مرد رعایا کے وہاں جمع ہو گئے اور عمران جو وزیر اعظم تھا اس نے اپنا خیمہ بیچ میں نصب کر لیا۔ رات میں جشن ہوتے رہے انعمہ واطعمہ لذیذہ سب میں تقسیم ہوئے کہ

اچانک حضرت یوحانذ جو عمران کی بیوی تھی اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ وہ گھر میں بے چین ہوئیں اور عمران کے خیمے میں پہنچ گئیں اس وقت عمران محو خواب تھا۔ انہوں نے اسے جگایا اس نے کہا یہ تم نے کیا غضب کیا کہ تم یہاں آ گئیں فرعون کا سخت حکم ہے کہ کوئی عورت اس جشن میں شریک نہ ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں اپنے دل سے مجبور تھی آ گئی۔

مختصر یہ کہ استقرار حمل ہو گیا اور حضرت یوحانذ کو خفیہ طریقہ سے گھر واپس بھیج دیا گیا۔ اس کے بعد آوازیں سنیں کہ اس بچے کا استقرار ہو گیا ہے اس نے بگل کیا عمران کو بلایا اور کہا کہ جس بات کے روکنے کے

نظام کیا تھا وہ بیکار گیا اور بچے کا استقرار ہو گیا۔ عمران اگرچہ سمجھ رہا تھا کہ یہ میرا قصور ہے مگر وہ کیسے اعتراف کرتا۔ اس نے فرعون کو مطمئن کرنے کے لئے معمولی تحقیقات شروع کر دیں اخیر کہہ دیا کہ اضغاث احلام ہیں ایسا نہیں ہوا۔

غرضکہ اسی شب کی صبح سے حکم دے دیا گیا کہ ہر گھر پر پہرہ رہے اور جس کے ہاں لڑکا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور لڑکی ہو تو زندہ رکھی جائے اس طرح سے ستر پچھتر ہزار بچے مارے گئے مگر جسے خدا عزوجل رکھے اسے کون چکھے۔ موسیٰ علیہ السلام کی ولادت جب ہوئی اور دایہ نے دیکھا کہ لڑکا ہے تو مارنے کا ارادہ کیا مگر موسیٰ علیہ السلام کی ایک نظر پڑنے سے دایہ اتنی مانوس ہوئی کہ اس نے حضرت یوحانذ سے کہا کہ اگرچہ یہ لڑکا ہوا ہے مگر اسے قتل کرنا نہیں چاہتی۔ اس کو حفاظت سے پرورش کرو اور میں بکری کا بچہ مار کر سپاہیوں کو کہہ کر کہ لڑکا ہوا تھا میں دفن کر آوں گی وہ میرے اتنا کہنے پر اطمینان کر لیں گے۔

مختصر یہ کہ دایہ نے ایسا ہی کیا۔ پہرے والوں نے اعتماد کر لیا آپ پرورش پاتے رہے ایک روز آپ کی والدہ تنور جھونک رہی تھیں کہ آپ نے دودھ مانگا اور دیر ہونے پر آپ باقتضائے طفولیت رونے لگے۔ سپاہیوں کو آواز پہنچی وہ محل میں گھس آئے۔ آپ کی والدہ کو کچھ اور نہ بن پڑا یہ سوچ کر کہ یہ بچہ بہرحال مارا جائے گا اور مجھے بھی سزا ملے گی۔ آپ نے اسی دہکتے تنور میں موسیٰ علیہ السلام کو ڈال دیا اور سپاہیوں کو کہہ دیا کہ یہاں کوئی بچہ نہیں گھر کی تلاشی لے لیں وہ گھر کا کونہ کونہ دیکھ کر واپس ہو گئے اور آپ کو آئندہ کے لئے یہ فکر ہوئی کہ یہ بچہ آخر بچہ ہے اور بچہ روتا بھی ہے سوتا بھی ہے تو اس کا کوئی انتظام کیا جائے۔

چنانچہ آپ کے محل کے پاس ہی ایک ترکھان تھا اسے ایک صندوق بنانے کی فرمائش کی جو آپ کے قد و قامت کے مطابق بنوایا گیا اس قصہ کو مفصل بیسویں پارہ میں ہم لکھ چکے ہیں مَنْ شَآءَ فَلْيَنْظُرْ تحت اٰيَةٍ كَرِيمَةٍ فَأَلْقِيهِ فِي الْيَمِّ وَلَا تَخَافِي وَلَا تَحْزَنِي الخ غرضکہ وہ عذاب مہین جو قوم سبط پر فرعون کی طرف سے تھا اس سے نجات دی اور فرعون کو غرق دریا کیا جس کا مفصل واقعہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ آگے ارشاد ہے:

وَلَقَدِ اخْتَرْنٰهُمْ عَلٰى عِلْمٍ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور ہم نے انہیں چن لیا اپنے علم پر اس زمانہ کے لوگوں پر

وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ ﴿۳۳﴾

اور ہم نے انہیں وہ معجزات عطا فرمائے جس میں صریح آزمائش تھی۔

یعنی من وسلویٰ۔ ابر کا سایہ جہاں جائیں ان کے ساتھ ہو، جب دریا کو عبور کرنے لگے تو عصائے موسوی سے اس کے لئے بارہ راستے بارہ قبائل کے لئے بنے وغیرہ وغیرہ۔ یہ ان کا امتحان تھا جس پر وہ بجائے شکر گزاری کے سرکشی کرنے لگ گئے۔ عربی میں بلاء امتحان کو کہتے ہیں تو اس امتحان میں وہ پورے نہ اترے اسی وجہ میں تیہ میں سرگرداں پھرائے گئے۔ آگے ارشاد ہے جس میں ان کا عقیدہ باطلہ ظاہر کیا گیا:

اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ لَيَقُوْلُوْنَ ﴿۳۴﴾ اِنْ هِيَ اِلَّا مَوْتَتُنَا الْاُوْلٰى وَمَا نَحْنُ بِمُنْشَرِيْنَ ﴿۳۵﴾

بے شک یہ لوگ کہتے ہیں کچھ نہیں مگر پہلی دفعہ کا مرنا اور ہم دوبارہ نہیں اٹھائے جائیں گے۔

...لام کا نہیں بلکہ کافروں کا ہے۔ اسلام موت کے بعد نشر بتاتا ہے اور اس کے اوپر دلائل عقلی بھی دیتا ہے

مَنْ۔ جس ... میں فرمایا جا چکا ہے: فَاَنْشَرْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّيْتًا ۚ كَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ کہ ہم آسمان سے

پانی برساتے ہیں اور مری ہوئی بنجر زمین کو بغیر تخم پاشی کے پھر سرسبز و شاداب کرتے ہیں ایسے ہی تم قبروں سے نکالے جاؤ گے اور دوسری جگہ وَ اَحْیَیْنَا بِهٖ بَلْدَةً مَّیْتًا ؕ كَذٰلِكَ الْخُرُوْجُ سے ارشاد ہے کہ ایسے ہی تمہارا قبروں سے نکلنا ہوگا۔ اور متعدد جگہ اپنے دلائل قدرت ظاہر فرمائے لیکن یہ اپنے اعتماد میں باطل پر ہی جمے رہے آگے ارشاد ہے:

فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ ۝٣٦۔

تو اگر تم اپنے دعویٰ قیامت میں سچے ہو تو ہمارے باپ دادا کو زندہ کرلاؤ۔

یہ اپنی ہٹ دھرمی پر ایسے بضدر ہے کہ انہوں نے کہا: فَاْتُوْا بِاٰبَآىِٕنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ۔ ہمارے باپ داداؤں کو لے آؤ اگر تم سچے ہو یعنی جو مر چکے ہیں ان سے ہمیں ملا دو۔ حالانکہ یہ نشر کا مسئلہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے نہ کہ بندے کی طرف سے تو اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کر کے ملا سکتا ہے اور وہ ایسا کرے گا نہ کہ جو اس اعتقاد کو ظاہر کر رہے ہیں وہی ایسا بھی کریں اسی پر آگے بھی ارشاد ہے:

اَهُمْ خَیْرٌ اَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ ۙ وَّ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ اَهْلَكْنٰهُمْ ۫ اِنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِیْنَ ۝٣٧۔

کیا وہ بہتر ہیں یا شاہ یمن کی قوم تبع اور جو ان سے پہلے تھے جنہیں ہم نے ہلاک کر ڈالا بے شک وہ مجرم تھے۔

تبع اکبر حمیری یہ وہی ہیں جو حمیر سے دورہ کرتے ہوئے مکہ میں آئے اور یہاں کے لوگوں کو دیکھا کہ وہ اس کا رعب نہیں مانتے تو اس نے وزراء سلطنت سے پوچھا کہ یہ ہمارا رعب کیوں نہیں تسلیم کرتے تو انہوں نے کہا یہاں ایک مکان ہے جس کو بیت اللہ کہا جاتا ہے اس کی زیارت کے لئے سالانہ اجتماع اس قدر ہوتا ہے کہ یہاں کے لوگ آپ کے لشکر کے اجتماع کو خاطر میں نہیں لاتے۔ تو غضب ناک ہو کر فیصلہ کیا کہ میں دوپہر کا کھانا اس وقت تک نہ کھاؤں گا جب تک بیت اللہ کو مسمار نہ کرلوں یہ ارادہ کرنا تھا کہ عذاب الٰہی عزوجل اس پر مستولی ہوا اور ہر بن مو سے مواد بہنا شروع ہو گیا۔

اس کے ساتھ دورے میں پانچ سو عالم اور پانچ سو حکیم تھے انہیں بلایا اور کہا کہ یہ مجھے کیا مرض ہو گیا ہے انہوں نے دیکھ بھال کر بتایا کہ ہمیں مرض معلوم نہیں ہوتا۔ غرضکہ ایک وزیر جو حضرت ابوایوب انصاری کے اجداد میں سے تھے انہوں نے کہا کیا آپ نے بیت اللہ کے متعلق تو کوئی برا ارادہ نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ برا ارادہ کیا میں نے قسم کھائی ہے کہ دوپہر کا کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک میں بیت اللہ کو مسمار نہ کرلوں۔ انہوں نے فرمایا کہ بس یہ عذاب ہے آپ توبہ کریں اور منت مانیں تو یہ بلا ابھی ٹل جائے گی۔ غرضکہ انہوں نے فوراً توبہ کی اور ریشمی جوڑے اور اشرفیاں اہل مکہ کی نذر میں ماننے اور کعبۃ اللہ پر ریشمی غلاف ماننا یہ ماننا تھا کہ مرض خواب و خیال ہو گیا اور بالکل تندرست ہو گئے اس کے بعد اہل مکہ کی خدمت کر کے یہاں سے روانہ ہوئے اور اس سرزمین پر پہنچے جس کو آج مدینہ منورہ کہا جاتا ہے یہاں آ کر قیام کیا تو علماء نے وہاں کے ستاروں کو دیکھ کر علامتیں معلوم کیں اور پرانی کتابوں میں پیشین گوئی کے مطابق سمجھے کہ حضور نبی آخر الزمان کا ورود مسعود اسی زمین پر ہونا ہے۔ سب نے فیصلہ کرلیا کہ اب یہاں سے نہیں جانا۔ بادشاہ کو جب معلوم ہوا تو اس نے وجہ معلوم کی انہوں نے سب حال بتلایا تو بادشاہ نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں تاریخ بھی معلوم ہے کہ کب آویں گے؟ انہوں نے خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مضمون

کشش کہ عشق دارد نہ گزاردت بدینسا — بجنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی

کہہ دیا کہ ہماری اپنی زندگی میں اگر ان کی تشریف آوری نہ ہوگی تو ہماری خاک قبر کو وہ ضرور ٹھکرائیں

Marfat.com

نجات کا ذریعہ ہوگا۔

اس جواب کا اثر تبع اول حمیری کے دل پر پڑا اور وہ آبدیدہ ہو کر کہنے لگے کہ اگر امور سلطنت کا بار میرے اوپر نہ ہوتا تو میں بھی تمہارے ساتھ یہیں رہ جاتا۔ چنانچہ پانچ سو مکان ان پانچ سو علماء کے لئے بنوا کر ان کو یہاں چھوڑا اور ایک عریضہ لکھا جس پر ان سے وعدہ لیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں آپ لوگوں کی نسل سے جو بھی ہو وہ اس عریضہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پیش کر دے مضمون عریضہ یہ تھا:

مِنْ اَرْذَلِ الْخَلِیْقَةِ تُبَّعِ الْاَوَّلِ الْحِمْیَرِیِّ اِلٰی رَسُوْلِ الثَّقَلَیْنِ نَبِیِّ الْحَرَمَیْنِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ، یَا مُحَمَّدُ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْکَ لَا تَحْرِمْنِیْ مِنْ شَفَاعَتِکَ فِیْ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ۔

چنانچہ یہ نسلاً بعد نسل عریضہ منتقل ہوتے ہوئے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تک آیا اور جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرماتے ہوئے مدینہ تشریف لائے اور آپ کی اونٹنی حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے دروازہ پر پہنچی اور آپ سامنے آئے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ملاحظہ کرتے ہی فرمایا: هَلْ بَلَّغْتَ یَا قَاصِدَ تُبَّعِ الْاَوَّلِ الْحِمْیَرِیِّ اسی وجہ میں تبع اول یا تبع اکبر حمیری کو علامہ آلوسی رحمہ اللہ روح المعانی میں کَانَ صَادِقًا فرماتے ہیں۔ باقی ان کی قوم جرائم پیشہ تھی۔ جسے اللہ عزوجل نے ہلاک کر ڈالا آگے ارشاد ہے:

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ ﴿۳۸﴾۔

ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں میں ہے کھیل کے طور پر نہیں بنائے۔

مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۳۹﴾۔

زمین و آسمان کو نہیں پیدا فرمایا مگر حکمت سے لیکن اکثر لوگ لاعلم ہیں۔

اگر کفار کے اقوال کو کوئی درجہ دیا جائے تو اس سے متبادر یہی مفہوم ہوگا کہ قیام قیامت اور مرنے کے بعد اٹھنا عبث ہے۔ مگر باری تعالیٰ نے اس کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر مرنے کے بعد اٹھنا اور حساب و عذاب نہ ہو تو خلق کی پیدائش محض فنا کے لئے ہوگی یہ عبث ولعب ہے تو اس آیت کریمہ سے اقتضاء یہ ثابت ہوا کہ اس دنیوی زندگی کے بعد اخروی زندگی ضرور ہے جس میں حساب و جزا ہو یعنی جس میں طاعت پر ثواب اور معصیت پر عذاب کا سامنا کرنا پڑے۔

پیدا کرنے کی جو حکمت ہے تو وہ واضح ہے کہ دنیا کی زندگی کے اندر جو کچھ کیا جائے وہ اخروی زندگی میں بعد محاسبہ ان کی جزا و سزا ہو مگر اس حکمت کو اکثر جاہل نہیں جانتے۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ یَوْمَ الْفَصْلِ مِیْقَاتُهُمْ اَجْمَعِیْنَ ﴿۴۰﴾ یَوْمَ لَا یُغْنِیْ مَوْلًی عَنْ مَّوْلًی شَیْـًٔا وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ ﴿۴۱﴾ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ اللّٰهُ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۴۲﴾۔

بے شک فیصلہ کا دن ان سب کی آخری میعاد ہے جس دن کوئی دوست کسی دوست کے کچھ کام نہ آئے گا اور نہ ان کی مدد ہوگی۔ مگر جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے بے شک وہی عزت والا رحم فرمانے والا ہے۔

آیۂ کریمہ واضح فرما رہی ہے کہ قیامت کے دن جسے یوم الفصل کہا گیا کافروں کو ان کے دوست اور مددگار کوئی مدد نہ پہنچا سکیں گے اور آخری دن ان کا وہ ہوگا کہ اس میں سوائے عذاب انہیں کچھ نہ ملے گا۔ وَّلَا هُمْ یُنْصَرُوْنَ کا مقتضا یہ ہے کہ کافر

مددنہ کئے جائیں گے اور مومنین کی مدد ہو گی۔ اگر کسی کی بھی مددنہ ہو تو وَّلَا يُنْصَرُوْنَ فقط ہوتا۔ لفظ هُمْ نے تخصیص کفار کر دی کہ وہ مدد نہیں کئے جائیں گے اور پھر استثناء اِلَّا کا اس نے اور مزید وضاحت کر دی۔ کہ اللہ عزوجل کا رحم اور کرم جس پر ہوگا ان کی مدد بھی کی جائے گی اور ان کی حمایت بھی ہو گی۔ یہ يَوْمَ لَا يُغْنِي مَوْلًى عَنْ مَّوْلًى الخ جو ہے وہ صرف کفار کے لئے ہے اور مومنین کی حمایت اور مدد باذن الٰہی عزوجل انبیاء اولیاء صلحاء فضلاء فرمائیں گے اور ان کا انکار آیت کریمہ سے نہیں نکلتا اور اس غالب رحم والے کی طرف سے ایک واسطہ رحمۃ للعالمین ہی کا ہمارے لئے امتاز بردست ہے کہ ہمیں کثرت معاصی کی فکر کے مقابلہ میں امید رحمت بھی ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع - سورۃ دخان - پ ۲۵

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾	بے شک تھوہر کا درخت
طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾	کافروں کا کھانا ہوگا
كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾	جیسے پگھلا ہوا تانبا پیٹ میں ایسا کھولے گا
كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾	جیسے بھلتا ہوا پانی کھولتا ہے
خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾	(علاوہ ازیں ہم فرشتوں کو حکم دیں گے) کہ انہیں پکڑو اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچ لے جاؤ
ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۸﴾	پھر (یہ سزادو) کہ بھلتا ہوا پانی اس کے سر پر ڈالو (پھر ہم دوزخی کی مصیبت بڑھانے کو کہیں گے)
ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿۴۹﴾	کہ اس عذاب کا مزہ چکھو کیونکہ تو بڑی عزت والا اکرم والا تھا
اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿۵۰﴾	یہ ہے جس پر تم شبہ کرتے تھے
اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿۵۱﴾	بے شک پرہیز گار امن کی جگہ پر ہوں گے
فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿۵۲﴾	باغیچوں اور چشموں میں
يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿۵۳﴾	ریشم کی مہین اور دبیز پوشاکیں پہنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے
كَذٰلِكَ ۫ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿۵۴﴾	ایسا ہی ہوگا اور علاوہ ازیں بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں کے جوڑے لگا دیئے ہوں گے
يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿۵۵﴾	وہاں اطمینان سے ہر طرح کے میوے کھا رہے ہوں گے
لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿۵۶﴾	پہلی دفعہ (دنیا) کی موت کے سوا وہاں موت دوبارہ چکھنی نہ پڑے گی اور خدا انہیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھے گا
فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۚ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۵۷﴾	اے محبوب! یہ آپ کے ...

Marfat.com

	کامیابی ہے
فَاِنَّمَا یَسَّرْنٰهُ بِلِسَانِكَ لَعَلَّهُمْ یَتَذَكَّرُوْنَ ۝٥٨	اے محبوب! ہم نے اس قرآن کو آپ کی بولی میں اس لئے آسان کر دیا کہ اہل عرب اسے سمجھ کر نصیحت حاصل کر سکیں
فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ۝٥٩	مگر سردست آپ بھی نتیجہ کا انتظار فرمائیں وہ بھی انتظار کر رہے ہیں

حل لغات تیسرا رکوع ۔ سورۃ دخان ۔ پ ۲۵

اِنَّ ۔ بے شک	شَجَرَتَ ۔ درخت	الزَّقُّوْمِ ۔ تھوہر کا	طَعَامُ ۔ کھانا ہے
الْاَثِیْمِ ۔ گنہگاروں کا	كَالْمُهْلِ ۔ جیسے پگھلا ہوا تانبہ	یَغْلِیْ ۔ جوش مارے گا	فِیْ ۔ بیچ
الْبُطُوْنِ ۔ پیٹوں کے	كَغَلْیِ ۔ جیسے جوش مارتا ہے	الْحَمِیْمِ ۔ گرم پانی	خُذُوْهُ ۔ پکڑو اس کو
فَاعْتِلُوْهُ ۔ پھر گھسیٹو اس کو	اِلٰی ۔ طرف	سَوَآءِ ۔ درمیان	الْجَحِیْمِ ۔ جہنم کے
ثُمَّ ۔ پھر	صُبُّوْا ۔ گراؤ	فَوْقَ ۔ اوپر	رَاْسِهٖ ۔ سر اس کے کے
مِنْ عَذَابِ ۔ عذاب	الْحَمِیْمِ ۔ گرم پانی کا	ذُقْ ۔ چکھ	اِنَّكَ ۔ بے شک تو
اَنْتَ ۔ تو تھا	الْعَزِیْزُ ۔ غالب	الْكَرِیْمُ ۔ عزت والا	اِنَّ ۔ بے شک
هٰذَا ۔ یہ ہے	مَا ۔ جو	كُنْتُمْ ۔ تھے تم	بِهٖ ۔ اس میں
تَمْتَرُوْنَ ۔ شک کرتے	اِنَّ ۔ بے شک	الْمُتَّقِیْنَ ۔ پرہیزگار	فِیْ ۔ بیچ
مَقَامٍ ۔ مقام	اَمِیْنٍ ۔ امن والے کے ہوں گے		فِیْ ۔ بیچ
جَنّٰتٍ ۔ باغوں	وَّ ۔ اور	عُیُوْنٍ ۔ چشموں کے	یَّلْبَسُوْنَ ۔ پہنیں گے
مِنْ سُنْدُسٍ ۔ باریک	وَّ ۔ اور	اِسْتَبْرَقٍ ۔ موٹا ریشم	مُّتَقٰبِلِیْنَ ۔ آمنے سامنے
كَذٰلِكَ ۔ اسی طرح ہوگا	وَ ۔ اور	زَوَّجْنٰهُمْ ۔ نکاح کر دیں گے ہم ان کا	
بِحُوْرٍ ۔ حور	عِیْنٍ ۔ موٹی آنکھ والی سے	یَدْعُوْنَ ۔ مانگیں گے	فِیْهَا ۔ اس میں
بِكُلِّ ۔ ہر طرح کے	فَاكِهَةٍ ۔ پھل	اٰمِنِیْنَ ۔ امن والے	لَا ۔ نہ
یَذُوْقُوْنَ ۔ چکھیں گے	فِیْهَا ۔ اس میں	الْمَوْتَ ۔ موت	اِلَّا ۔ مگر
الْمَوْتَةَ ۔ موت	الْاُوْلٰی ۔ پہلی	وَ ۔ اور	وَقٰهُمْ ۔ بچائے گا ان کو
عَذَابَ ۔ عذا[illegible]	الْجَحِیْمِ ۔ دوزخ سے	فَضْلًا ۔ فضل ہے	مِّنْ رَّبِّكَ ۔ تیرے رب کا
[illegible]	[illegible] ۔ وہ ہے	الْفَوْزُ ۔ کامیابی	الْعَظِیْمُ ۔ بڑی
[illegible] سیں	[illegible] ہم نے اس کو		بِلِسَانِكَ ۔ تیری زبان سے
[illegible]	[illegible]	[illegible] ۔ تو انتظار کر	اِنَّهُمْ ۔ بے شک وہ

مُّرْتَقِبُوْنَ۔ انتظار میں ہیں

حل لغات نادرہ

شَجَرَ۔ درخت کو کہتے ہیں۔

زَقُّوْمِ۔ تھوہر کو کہتے ہیں۔

الْاَثِيْمِ۔ کافر کو کہتے ہیں۔

كَالْمُهْلِ۔ مہل پگھلا ہوا تانبہ کیونکہ وہ آگ میں اتنی دیر تک رکھا جاتا ہے کہ پگھل کر پانی ہو جائے۔

يَغْلِيْ۔ غلیان سے ہے جوش کے معنی دیتا ہے۔

الْحَمِيْمِ۔ کھولتا پانی۔

خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ۔ عتل لغت میں کہتے ہیں کسی کے مونڈھے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے کو جب کوئی شخص اونٹنی کی مہار زور سے کھینچتا ہے تو اَخَذَ فُلَانٌ بِزِمَامِ النَّاقَةِ يَعْتِلُهَا بولا کرتے ہیں۔

مِنْ سُنْدُسٍ۔ باریک ریشم۔

اِسْتَبْرَقٍ۔ دبیز ریشم کو کہتے ہیں۔

فَارْتَقِبْ۔ صیغہ امر ہے۔ رقب کہتے ہیں انتظار کو۔

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔ سورۃ دخان۔ پ ۲۵

اِنَّ شَجَرَتَ الزَّقُّوْمِ ﴿۴۳﴾ طَعَامُ الْاَثِيْمِ ﴿۴۴﴾ كَالْمُهْلِ ۚ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ ﴿۴۵﴾ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ ﴿۴۶﴾ خُذُوْهُ فَاعْتِلُوْهُ اِلٰى سَوَآءِ الْجَحِيْمِ ﴿۴۷﴾

بے شک درخت تھوہر کا کھانا ہے کافروں کے لئے مثل پگھلے ہوئے تانبہ کے جو جوش مارے گا پیٹوں میں مثل جوش کھولتے پانی کے۔ حکم ہوگا پکڑو انہیں پھر گھسیٹو جہنم میں۔ ثُمَّ صُبُّوْا پھر ڈالو فَوْقَ رَاْسِهٖ ان کے سر پر عذاب جہنم۔

دنیا کا تھوہرا اتنا خبیث درخت ہے کہ اس کا کانٹا جہاں چبھ جائے تو سارے عضو کو گلا دیتا ہے۔ پھر جہنم کا درخت جو جہنم میں ہی پیدا ہوا ہو وہ تو سخت موذی اور اخبث ہوگا۔ حدیث پاک میں ہے کہ اس درخت کے دودھ کا ایک قطرہ اگر دنیا میں ٹپکا دیا جائے تو اہل دنیا کو ہلاک کر دے اور دنیا میں اہل دنیا کے ہاتھوں ایٹم کے ذرات غالباً اسی لئے بنائے گئے تاکہ جہنم کے تھوہر کے ایک قطرہ پر تعجب نہ ہو اور سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایٹمی ذرات جو قطرہ سے کہیں کم ہوتے ہیں وہ ایک آبادی کی تباہی کا موجب ہو جاتے ہیں تو جہنم کا ایک قطرہ تو الامان والحفیظ کیا قیامت ہوگا۔ بہر حال جہنمیوں کی غذا میں سے ایک غذا تھوہر ظاہر فرمائی گئی اور اس کا اثر یہ بتایا کہ اثیم اور ذمیم بدکار کفار ابوجہل جیسے نابکار کی وہ غذا ہوگی تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ جیسے پگھلا ہوا تانبہ جب منہ میں ڈالا جائے گا تو تمام جسم کو بھلس کر رکھ دے گا ایسے ہی وہ تھوہر کا کھانا جب ان کے حلق میں پہنچے گا تو پگھلے ہوئے تانبہ کی طرح تمام جسم کو ایسے ابال دے گا جیسے کھولتا ہوا پانی یا بالفاظ دیگر انجن کا اسٹیم جسم کو بھلس دیتا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کافروں کے ملائکہ علیہم السلام کو حکم ہوگا کہ پکڑو انہیں اور گھسیٹتے ہوئے جہنم کے بیچ میں لے جاؤ پھر حکم

Marfat.com

ثُمَّ صُبُّوْا فَوْقَ رَاْسِهٖ مِنْ عَذَابِ الْحَمِيْمِ ﴿٤٨﴾۔

پھر حکم ہوگا کہ ڈالو ان کے سروں کے اوپر جہنم کے کھولتے پانی کا عذاب۔

اور چونکہ ابوجہل اور اس کے ہم نوا اپنے کو مکہ کا صندید اور معزز و شریف کہتا تھا تو توبیخاً طنزاً اسے کہا جائے گا۔

ذُقْ ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْكَرِيْمُ ﴿٤٩﴾۔

اب چکھ عذاب کہ تو عزت والا اور کرامت والا اپنے کو کہتا تھا۔

اِنَّ هٰذَا۔ اور یہ لوگ عذاب جہنم اور انعام جنت کے بھی منکر تھے تو ارشاد ہوگا۔

اِنَّ هٰذَا مَا كُنْتُمْ بِهٖ تَمْتَرُوْنَ ﴿٥٠﴾۔

بے شک یہ عذاب وہ ہے جس کی طرف سے تم شک کرتے تھے۔

یہاں تک جہنمیوں کا عذاب اور اس کے ہم نواؤں کا حال بیان فرما کر حسب دستور اب جنتیوں کا تذکرہ فرمایا گیا:

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ مَقَامٍ اَمِيْنٍ ﴿٥١﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ عُيُوْنٍ ﴿٥٢﴾ يَّلْبَسُوْنَ مِنْ سُنْدُسٍ وَّ اِسْتَبْرَقٍ مُّتَقٰبِلِيْنَ ﴿٥٣﴾ كَذٰلِكَ وَزَوَّجْنٰهُمْ بِحُوْرٍ عِيْنٍ ﴿٥٤﴾ يَدْعُوْنَ فِيْهَا بِكُلِّ فَاكِهَةٍ اٰمِنِيْنَ ﴿٥٥﴾۔

ڈرنے والے امن کی جگہ میں ہیں باغوں اور چشموں میں پہنیں گے کریب اور قناویز آمنے سامنے۔ یوں ہی ہے اور ہم نے انہیں بیاہ دیا نہایت سیاہ اور روشن بڑی آنکھوں والیوں سے اس میں ہر قسم کا میوہ مانگیں گے امن و امان سے۔

یعنی جنتیوں کے لئے نازک ریشمی لباس کریب اور قناویز کا ہوگا اور باغیچہ اور چشمہ ان کے لئے ہوں گے جس میں وہ سیر و تفریح کریں گے اور حسینہ و جمیلہ حوروں سے ان کے رشتے ہوں گے اور انواع و اقسام کے پھل ان کی طلب اور خواہش پر ملیں گے۔ اب آخری خطرہ جو تھا وہ یہ تھا کہ دنیا میں انسان خواہ کتنے ہی ناز و نعمت میں رہے آخر اسے فنا ہے اس سے بے فکر کرنے کو ارشاد ہوا:

لَا يَذُوْقُوْنَ فِيْهَا الْمَوْتَ اِلَّا الْمَوْتَةَ الْاُوْلٰى ۚ وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٥٦﴾۔

جنت میں داخل ہونے کے بعد وہاں کوئی موت کا مزہ نہ چکھیں گے سوائے پہلی موت کے جو دنیا میں آئی اور نفخہ صور پر واقع ہوئی۔

وَوَقٰهُمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ﴿٥٦﴾۔

اور جہنم کے عذاب سے محفوظ ہوں گے اس لئے کہ جنت میں داخل ہونے کے بعد جہنم حرام ہو جاتی ہے۔ اس پر ارشاد ہے کہ یہ سب انعام

فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكَ ۭ تمہارے رب کے فضل سے ان پر ہوں گے۔

ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿٥٧﴾۔

ی ہے۔ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں بتایا گیا کہ قرآن کریم عربی زبان میں کیوں لایا گیا چنانچہ

Marfat.com

ہم نے تو قرآن آپ کی زبان میں اسی لئے آسان کیا کہ تا کہ یہ لوگ نصیحت پکڑیں اور اگر اس پر بھی وہ نصیحت حاصل نہ کریں تو

فَارْتَقِبْ اِنَّهُمْ مُّرْتَقِبُوْنَ ﴿٥٩﴾۔

تو آپ بھی انتظار فرمائیں اور وہ بھی انتظار میں ہیں۔یعنی قیامت کے دن آپ کا فیصلہ حقانیت پر اور ان کا انجام باطل پرستی کا واضح ہو جائے گا۔

سورۃ الجاثیۃ

یہ سورۃ مکی ہے اور اس میں چار رکوع اور سینتیس (۳۷) آیتیں ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بامحاورہ ترجمہ پہلا رکوع -سورۃ جاثیہ -پ ۲۵

حٰمٓ ﴿١﴾	اے حامد ومحمود
تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ﴿٢﴾	یہ فرمان تحریری (قرآن کریم) پیش گاہ خداوندی سے صادر ہوتا ہے جو زبردست اور حکمت والا ہے
اِنَّ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿٣﴾	بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لئے (قدرت خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں
وَ فِيْ خَلْقِكُمْ وَ مَا يَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٤﴾	اور (لوگو) تمہارے پیدا کرنے میں اور (نیز) جانوروں میں جن کو روئے زمین پر پھیلاتا ہے (قدرت خدا کی) بہت سی نشانیاں ہیں ان کے لیے جو یقین کی صلاحیت رکھتے ہیں
وَ اخْتِلَافِ الَّيْلِ وَ النَّهَارِ وَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ اٰيٰتٌ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿٥﴾	اور رات دن کی تبدیلیوں میں (اور سرمایۂ رزق) یعنی پانی میں جس کو خدا آسمان سے اتارتا ہے پھر اس کے ذریعہ زمین کو اس کے مرے پیچھے (بنجر ہونے کے بعد) زندہ (سرسبز و شاداب) کر دیتا ہے اور ہواؤں کے ردوبدل میں (خدا کی قدرت کی) بہت سی نشانیاں ہیں مگر ان لوگوں کو جو عقل رکھتے ہیں
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۢ بَعْدَ اللّٰهِ وَ اٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ﴿٦﴾	(حقیقت میں) یہ خدا کی (ہماری ہی) آیتیں ہیں جو ہم تم کو پڑھ کر سناتے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد اور کون سی بات ہوگی جسے سن کر یہ لوگ ایمان

Marfat.com

وَيْلٌ لِّكُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ ۝٧
يَسْمَعُ آيَاتِ اللَّهِ تُتْلَىٰ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا
كَأَن لَّمْ يَسْمَعْهَا ۖ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۝٨

لائیں گے ہلاکت ہے ہر بڑے جھوٹے بدکار کے لئے جو اللہ کی (ہماری) آیتیں سنتا ہے کہ اس پر پڑھی جاتی ہیں پھر ہٹ پر جم جاتا ہے گویا کہ اس نے سنا ہی نہیں تو ایسے نالائق کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے

وَإِذَا عَلِمَ مِنْ آيَاتِنَا شَيْئًا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۚ
أُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ ۝٩

(اور کفر پر اڑنے کے علاوہ) وہ جب ہماری آیتوں کی کچھ خبر پاتا ہے تو ان کی ہنسی بناتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلت کا عذاب ہے

مِّن وَرَائِهِمْ جَهَنَّمُ ۖ وَلَا يُغْنِي عَنْهُم مَّا كَسَبُوا
شَيْئًا وَلَا مَا اتَّخَذُوا مِن دُونِ اللَّهِ أَوْلِيَاءَ ۖ وَ
لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ۝١٠

کہ آگے چل کر ان کے لئے عذاب جہنم ہے اور دنیا میں جو کچھ کام کر گئے ان کے کچھ کام نہ آئیں گے اور نہ ان کے معبود جن کو انہوں نے خدا کے سوا اپنا کارساز بنا رکھا تھا اور ان کو بڑا عذاب ہونا ہے

هَٰذَا هُدًى ۖ وَالَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ
عَذَابٌ مِّن رِّجْزٍ أَلِيمٌ ۝١١

یہ (قرآن سرتاپا) ہدایت ہے اور جو لوگ اپنے پروردگار کی آیتوں کے منکر ہیں ان کو بڑے (سخت) عذاب کی دردناک سزا ہونی ہے

حل لغات پہلا رکوع-سورۃ جاثیہ-پ ۲۵

حٰمٓ-اے حامد ومحمود	تَنْزِيْلُ-اتاری گئی ہے	الْكِتٰبِ-کتاب	مِنَ اللهِ-اللہ
الْعَزِيْزِ-غالب	الْحَكِيْمِ-حکمت والے سے	اِنَّ-بے شک	فِي-بیچ
السَّمٰوٰتِ-آسمانوں	وَ-اور	الْاَرْضِ-زمین کے	لَاٰيٰتٍ-یقیناً نشانیاں ہیں
لِّلْمُؤْمِنِيْنَ-مومنوں کے لئے		وَ-اور	فِي-بیچ
خَلْقِكُمْ-تمہاری پیدائش کے		وَ-اور	مَا-جو
يَبُثُّ-پھیلائے	مِنْ دَآبَّةٍ-جانور	اٰيٰتٌ-نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ-واسطے قوم
يُّوْقِنُوْنَ-مومن کے	وَ-اور	اخْتِلَافِ-اختلاف	الَّيْلِ-رات
وَ-اور	النَّهَارِ-دن میں	وَ-اور	مَآ-جو
اَنْزَلَ-اتارا	اللهُ-اللہ نے	مِنَ السَّمَآءِ-آسمان سے	مِنْ رِّزْقٍ-رزق
فَاَحْيَا-تو زندہ کیا	بِهِ-اس سے	الْاَرْضَ-زمین کو	بَعْدَ-بعد
مَوْتِهَا-اس کی موت کے	وَ-اور	تَصْرِيْفِ-پھرنے	الرِّيٰحِ-ہواؤں کے میں
اٰيٰتٌ-نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ-واسطے قوم	يَّعْقِلُوْنَ-عقل مند کے	تِلْكَ-یہ
اٰيٰتُ-آیتیں ہیں	اللهِ-اللہ کی	نَتْلُوْ-پڑھتے ہیں ہم	هَا-ان کو

Marfat.com

عَلَيْكَ۔اوپر تیرے	بِالْحَقِّ۔حق کے ساتھ	فَبِاَيِّ۔تو کون سی	حَدِيْثٍ۔بات پر
بَعْدَ۔بعد	اللّٰهِ۔اللہ کے	وَ۔اور	اٰيٰتِهٖ۔اس کی آیتوں کے
يُؤْمِنُوْنَ۔ایمان لائیں گے		وَيْلٌ۔ہلاکت ہے	لِّكُلِّ۔واسطے ہر ایک
اَفَّاكٍ۔جھوٹے	اَثِيْمٍ۔گنہگار کے	يَّسْمَعُ۔سنتا ہے	اٰيٰتِ۔آیتیں
اللّٰهِ۔اللہ کی	تُتْلٰى۔پڑھی جاتی ہیں	عَلَيْهِ۔اس پر	ثُمَّ۔پھر
يُصِرُّ۔جم جاتا ہے	مُسْتَكْبِرًا۔تکبر کرتا ہوا	كَاَنْ۔گویا کہ	لَّمْ۔نہیں
يَسْمَعْهَا۔سنا اس کو	فَبَشِّرْهُ۔تو خوشخبری دو اس کو	بِعَذَابٍ۔عذاب	اَلِيْمٍ۔رسوا کرنے والے کی
وَ۔اور	اِذَا۔جب	عَلِمَ۔جانتا ہے	مِنْ اٰيٰتِنَا۔ ہماری آیتوں
سے	شَيْــًٔا۔کچھ تو	اتَّخَذَ۔پکڑتا ہے	هَا۔ان کو
هُزُوًا۔ٹھٹھا	اُولٰٓئِكَ۔یہ لوگ	لَهُمْ۔ان کے لیے	عَذَابٌ۔جہنم ہے
مُّهِيْنٌ۔رسوا کرنے والا	مِنْ وَّرَآئِهِمْ۔ان کے آگے		جَهَنَّمُ۔جہنم ہے
وَ۔اور	لَا۔نہیں	يُغْنِيْ۔کام آئے گا	عَنْهُمْ۔ان کے
مَّا۔جو	كَسَبُوْا۔انہوں نے کمایا	شَيْــًٔا۔کچھ بھی	وَّ۔اور
لَا۔نہ	مَا۔جو	اتَّخَذُوْا۔بنالئے ہیں انہوں نے	
مِنْ دُوْنِ۔سوائے	اللّٰهِ۔اللہ کے	اَوْلِيَآءَ۔کارساز	وَ۔اور
لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔عذاب ہے	عَظِيْمٌ۔بڑا	هٰذَا۔یہ
هُدًى۔ہدایت ہے	وَ۔اور	الَّذِيْنَ۔وہ جو	كَفَرُوْا۔منکر ہوئے
بِاٰيٰتِ۔آیات	رَبِّهِمْ۔اپنے رب کی سے	لَهُمْ۔ان کے لئے	عَذَابٌ۔سزا ہے
مِّنْ رِّجْزٍ۔عذاب	اَلِيْمٌ۔دردناک کی		

حل لغات نادرہ

يَبُثُّ۔پھیلاتا ہے۔

اَفَّاكٍ۔کذاب۔

اَثِيْمٍ۔بہت بڑا گنہگار۔

يُصِرُّ۔از اصرار ایک بات پر جمے رہنے کو کہتے ہیں۔

مِنْ وَّرَآئِهِمْ۔وَرَآءِ اضداد میں سے ہے آگے اور پیچھے دونوں کے معنی دیتا ہے کیونکہ اصل میں وراء اس سمت کو کہتے ہیں جسے کوئی شخص آگے یا پیچھے سے چھپالے یہاں آگے کے معنی مراد ہیں۔

رِّجْزٍ۔سخت تر عذاب۔

Marfat.com

مختصر تفسیر پہلا رکوع - سورۃ جاثیہ - پ ۲۵

حٰمٓ ① تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ مِنَ اللّٰهِ الْعَزِیْزِ الْحَكِیْمِ ②۔

حٰمٓ۔ یہ حروف مقطعات سے ہے اس کے حقیقی معنی اللہ عزوجل کے سوایا اس کے حبیب ﷺ جن پر نازل ہوا کوئی نہیں جانتا ہم نے اس کے تاویلی معنی حامد محمود تجویز کیے ہیں۔ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ الخ نازل فرمانا ہے قرآن کریم کا اللہ عزت اور حکمت والے کی طرف سے۔

اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنی صفت کا تعارف کرایا ہے اور بتایا ہے کہ اس کتاب کو ہم نے ہی نازل فرمایا ہے۔ جیسا کہ مشرکین مکہ کا وہم تھا کہ یہ جن مستولی ہو کر سکھلا جاتا ہے اس کا رد بلیغ کیا گیا اور غیر مبہم الفاظ میں فرما دیا کہ اس کتاب کا نازل کرنا ہماری طرف سے ہے اور جو اسے کسی کی تلقین والقاء کہتے ہیں وہ خیال فاسد کاسد ہے۔ آگے ارشاد ہے:

اِنَّ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ ③ وَ فِیْ خَلْقِكُمْ وَ مَا یَبُثُّ مِنْ دَآبَّةٍ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یُّوْقِنُوْنَ ④ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ رِّزْقٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ تَصْرِیْفِ الرِّیٰحِ اٰیٰتٌ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ⑤۔

بے شک آسمانوں اور زمین میں ایمان والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں اور رات دن کی تبدیلیوں میں اور جو اللہ نے آسمان سے نازل فرمایا سرمایہ رزق سے تو اس سے ہم نے بنجر زمین کو سرسبز و شاداب کیا اور ہواؤں کی گردش میں عقل مندوں کے لئے بہت سی قدرت کی نشانیاں ہیں۔

آیات کریمہ میں اول اختلاف لیل ونہار میں نشانیاں بتائیں پھر گردش ریاح میں علیحدہ نشانیاں ظاہر کیں۔ تیسرے اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ میں رزق دینے کا اور بنجر زمین کو زندہ کرنے کا اظہار فرمایا۔ یہ بہت بڑی حکمت بالغہ ہے کہ اس کے ذریعے انسان بہت سے سبق لیتا ہے۔ اختلاف لیل ونہار سے بظاہر سوائے رات و دن کے آنے جانے کے کچھ نہیں ہے مگر اس کو دوسری جگہ فرمایا: هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِیَآءً وَّ الْقَمَرَ نُوْرًا وَّ قَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِیْنَ وَ الْحِسَابَ ؕ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ ۚ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ۔ وہ ذات وہ ہے جس نے دن کے لیے سورج کو روشن بنایا اور رات کے لئے چاند کو نور بنایا یہاں دو لفظ استعمال کئے ایک کے لئے ضیاء اور دوسرے کے لئے نور۔ اس میں یہ بتایا کہ رات نور سے روشن ہوتی ہے اور دن میں ضیاء شمس پھیلتی ہے۔

تو رات اور دن کے اختلاف میں اس قادر مطلق کی یہ نشانی ہے کہ اس نے چاند اور سورج کو لیل ونہار کے منور کرنے میں اپنی حکمت بالغہ کا اظہار فرمایا۔ دوسری نشانی یہ ہے کہ دن جا کر رات جب آئے تو ایک دن پورا ہوتا ہے اسی طرح ہفتہ، مہینہ اور سال کا حساب پورا ہوتا ہے جس سے کام کرنے والوں کو معاوضے، تنخواہیں دی جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ مہینوں میں علیحدہ علیحدہ امتیاز رکھے۔ جنہیں آپ اسی لیل ونہار کے اختلاف سے جان سکتے ہیں جیسا کہ فرمایا: اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِیْ كِتٰبِ اللّٰهِ یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ۔ مہینے سال کے لئے بارہ ہیں اور ان کا تعین آسمان و زمین کے بنانے کے ساتھ ہی کیا گیا۔ ان میں سے چار مہینے حرمت والے ہیں۔

ذی الحجہ جس میں حج کیا جاتا ہے اور تین ماہ رجب، ذی قعدہ اور محرم الحرام یہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب مہینوں سے محترم

Marfat.com

ہیں۔ تو اگر اختلاف لیل ونہار نہ ہو تو اہل ایمان پر یہ نشانیاں کیونکر ظاہر ہوتیں علاوہ اس کے قرض دام میں جو ادائیگی کے وعدے ہوتے ہیں وہ بھی اسی اختلاف پر موقوف ہیں شادیوں کی تاریخیں اسی اختلاف کے ماتحت متعین ہوتی ہیں اور اس کے علاوہ اگر ہم تفصیل میں لائیں تو بہت سی نشانیاں ملتی ہیں مگر ہم اختصاراً اسی پر اکتفا کرتے ہیں۔

ایسے ہی تصرف الریاح ہواؤں کی گردشیں بتا دیتی ہے سردی کب آئے گی اور گرمی کب ہوگی۔ موسم برشگال کب سے شروع ہوگا؟ یہ بھی بہت بڑی نشانیاں ہیں جس کے معلوم کرنے کو ابزرومیٹری یعنی موسمیات کا محکمہ بنایا گیا جو استقراء آلات کے ذریعے بتاتا ہے کہ آج بارش ہوگی یا نہیں۔ آج ہوا گرم یا ٹھنڈی رہے گی، موسم کا ٹمپریچر کتنا رہا وغیرہ وغیرہ۔

ایسے ہی اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ میں نشان ہائے قدرت ہیں کہ نازل تو ہوتا ہے آسمان سے (مینہ) مگر اس کے مفادیہ ہیں کہ دنیا پھل پھول اور رزق سے متمتع ہوتی ہے اس کے علاوہ اس امر کو بھی ثابت کرتا ہے (بارش) کو خاک میں ملا کر بغیر تخم پاشی چند قطروں کے زمین بنجر کو سرسبز و شاداب کر دینا جسے مردہ زمین کو زندہ کرنا فرمایا اس میں یہ بھی لطیف اشارہ ہے کہ مر کر جو خاک میں مل جائیں گے وہ ایسے ہی زندہ ہوں گے اور کفار کا یہ اعتراض غلط ہے کہ ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا ۚ ذٰلِكَ رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ وہ کہتے تھے جب ہم مر جائیں گے اور مٹی ہو جائیں گے تو لوٹ کر آنا اور زندہ ہونا یہ بعید از عقل ہے۔ تو فرمایا کہ سبز گھاس کو خاک میں ملا کر پھر سرسبز کر دینا تو تمہارے مشاہدہ میں ہے۔ پھر اسے رجع بعید کہنا بے عقلوں کا کام ہے۔

علاوہ اس کے مینڈک بھنگے اور برساتی کیڑے مکوڑے پروانے یہ خاک میں مل جاتے ہیں۔ اور جب بارش کا چھینٹا پڑتا ہے تو یہ پھر زندہ ہو جاتے ہیں تو یہاں رَجْعٌۢ بَعِيْدٌ کیوں نہیں تو معلوم ہوا کہ وہ عقل سے ہی بعید تھے ورنہ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ۔ عقل مندوں کے لئے اس میں بھی ہمارے نشان ہائے قدرت ہیں۔

ایک سوال یہاں باقی رہتا ہے کہ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ سے کیا مراد ہے۔ اس لئے کہ نزول آسمان سے ضرور ہوتا ہے۔ بارش آسمان سے ضرور ہوتی ہے مگر یہ امر تحقیق طلب ہے کہ محاورۂ عرب میں سماء کس کو کہتے ہیں؟ شرعیات میں تو سماء سے وہی سماء مراد ہے جس کے متعلق اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَالسَّمَآءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وغیرہ آیا ہے۔ لیکن لغت میں سماء محض بلندی کو کہتے ہیں۔

علاوہ بریں اگر مان لیا جائے کہ مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ سے مراد بارش کا محض بلندی سے نازل ہونا ہے جیسا کہ تحقیقات جدیدہ میں مانسون (مون سون) بتایا گیا اور مانسون وہی ہے جو حرارت شمسی نے سمندر کی سطح کو گرم کر کے بخارات اوپر چڑھاتے ہیں اور پھر برودت اور ٹھنڈی ہوا سے وہ پانی ہو کر برستا ہے تو ہم اس کے خلاف نہیں اس میں بھی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ہی ہے۔ آفتاب کی شعاعیں اگر نہ ہوں تو مانسون کیسے بنے اور آفتاب بندے کی بنائی ہوئی مشین نہیں بلکہ ید قدرت نے اس کی تخلیق فرمائی۔ بناء بریں مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ اس پر بھی صادق آتا ہے۔

اور شرعیات کی روشنی میں احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کے مابین ایک دریا ہے جس سے یہ بارش آتی ہے۔ تو اگر مانسون والی بارش کو مان لیا جائے تو مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ہوگا اور اگر اس دریا سے مانی جائے تو بھی مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ ہوگا۔ بہرحال بلندی سے جس کو سماء کہا گیا بارش ہونا تو یقینی ہے۔ اب وہ مانسون سے ہو یا اس دریا سے جو فضاء میں ہے۔ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا بہرصورت کرشمۂ قدرت ہے۔ اور یہاں اللہ جل وعلا شانہ اپنے کرشمۂ قدرت کا مظاہرہ

فرما رہا ہے اور بتا رہا ہے کہ وہ بارش جو بلندی سے ہم برساتے ہیں وہ خاک میں ملی ہوئی گھاس کو سرسبز وشاداب کر دیتی ہے اور حشرات الارض کے لاکھوں کیڑے مکوڑے بھنگے پروانے یہ بھی اس سے زندہ ہو جاتے ہیں تو تمہارا خاک میں مل جانے کے بعد پھر زندہ ہو جانا کیوں مستبعد ہو؟ آگے ارشاد ہے:

تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ ۚ فَبِاَيِّ حَدِيْثٍۭ بَعْدَ اللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ يُؤْمِنُوْنَ ۝ ۔

حقیقت میں یہ خدا کی آیتیں ہیں جنہیں پڑھ کر ہم آپ کو سناتے ہیں تو اب اللہ اور اس کی آیتوں کے بعد وہ کون سی بات ہوگی جسے یہ سن کر ایمان لائیں گے؟

تو جس کے حصہ میں ایمان ہی نہیں وہ تو ایمان نہ لائیں گے اور نہ لائے اور جو ایمان والے ہیں ان کے لئے یہ دلائل قدرت ہیں وہ اس پر ایمان لاتے ہیں تسلیم کرتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کرشمہ ہائے قدرت دنیا میں اہل دنیا پر ہزار ہا صورتوں سے ظاہر و باہر ہوں۔ آگے ارشاد ہے:

وَيْلٌ لِّكُلِّ اَفَّاكٍ اَثِيْمٍ ۝ يَّسْمَعُ اٰيٰتِ اللّٰهِ تُتْلٰى عَلَيْهِ ثُمَّ يُصِرُّ مُسْتَكْبِرًا كَاَنْ لَّمْ يَسْمَعْهَا ۚ فَبَشِّرْهُ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ۝

ہلاکت و خرابی ہے ہر اس چھوٹے بدکار پر جو اللہ کی آیتیں سنتا ہے جو اس کے سامنے پڑھی جاتی ہیں پھر اپنی ہٹ پر جما رہتا ہے گویا کہ اس نے سنی ہی نہیں تو اسے دردناک عذاب کی بشارت دے دیجئے۔

یہ منکرین کے لئے توبیخ ہے کہ وہ سن کر ایمان لانے کی بجائے منکر ہی رہتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

وَاِذَا عَلِمَ مِنْ اٰيٰتِنَا شَيْـًٔا اتَّخَذَهَا هُزُوًا ۗ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ۝ ۔

اور جب اسے ہماری آیتوں کا کچھ علم ہوتا ہے تو وہ ان سے تمسخر کرنا شروع کر دیتا ہے ایسے ہی لوگوں کے لئے ذلیل کرنے والا عذاب ہے۔

یہ دونوں آیتیں نضر بن حارث کے لئے نازل ہوئیں وہ عجمی قصے سنا سنا کر لوگوں کو قرآن سننے سے روکتا تھا اور آیات قرآنیہ کا استہزاء کرتا تھا اور حکم اس آیت کا ہر ایسے شخص کے لئے عام ہے جو ایسا کرے یعنی دین کو ضرر پہنچائے اور قرآن سننے سے روکے اور آیات قرآنیہ کے استہزاء میں پیش پیش ہو اس لئے کہ آیات کا مورد خاص ہو جاتا ہے مگر حکم اس کا ہمیشہ عام ہی رہتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

مِنْ وَّرَآئِهِمْ جَهَنَّمُ ۚ وَلَا يُغْنِيْ عَنْهُمْ مَّا كَسَبُوْا شَيْـًٔا وَّلَا مَا اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ۝ ۔

اس کے بعد ان کے لئے جہنم ہے اور نہ مستغنی کرے گا ان سے وہ جو وہ دنیا میں کر گئے کچھ بھی اور نہ ہی وہ جنہیں انہوں نے اللہ کے سوا مددگار بنا رکھا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

یہ بھی مشرکین کی بداعتقادیوں پر توبیخ ہے اور وہ بتوں کو کہا کرتے تھے: هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ اس کا رد ہے کہ تمہارے مددگار جن کو تم تصور کئے بیٹھے ہو۔ یہ نہیں ہو سکتے جو دنیا میں تم کر گئے وہ تمہیں فائدہ نہیں پہنچا سکتا۔ اس لئے کہ کافر مشرک بھی خیرات وصدقات دان پن کے نام سے کرتا ہے تو مومن کا یہ صدقات وخیرات کرنا تو اتنا مبارک ہے کہ حدیث میں

Marfat.com

آیا: اَلصَّدَقَةُ تُطْفِیْ غَضَبَ الرَّبِّ۔ صدقہ غضب الٰہی کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔ یہ مومن کے لئے ہے۔

مگر مشرک کے لئے وعید ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْ اَحَدِهِمْ مِّلْءُ الْاَرْضِ ذَهَبًا وَّلَوِ افْتَدٰى بِهٖ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ وَّمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ ۝۹۱۔ بے شک وہ جو کافر ہوئے اور کفر پر مرے ان سے ہرگز قبول نہ کیا جائے گا زمین سونے سے پر کی ہوئی اگر وہ دیں اور اس کو خیرات کر دیں یہ وہ ہیں کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے اور ان کا کوئی مددگار نہیں۔

تو معلوم ہوا کہ آخرت میں کافر کا مددگار کوئی نہ ہوگا۔ برخلاف مومن کے کہ اس کی حمایت مدد اور سفارش میں انبیاء علیہم السلام، برگزیدگان حق اور اولیاء پیش پیش ہوں گے۔ حتیٰ کہ بعض احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ حافظ قرآن اپنی سات پشتیں بخشوائے گا۔ اور عالم دین متبع شریعت چودہ پشتوں کی شفاعت کرے گا۔ حتیٰ کہ اسقاط شدہ بچہ بھی اپنے والدین کے حق میں شفیع ہوگا۔ تو جہاں جہاں قرآن کریم میں مدد کی نفی کی گئی ہے یہ صرف اور صرف مشرکین ہی کے لئے ہے جو اسے عام کرتے ہیں وہ عامی ہیں اور اپنی جہالت میں اس نعمت سے اپنے کو محروم رکھتے ہیں جو منجانب اللہ مومن کو عطا ہوئی۔ اب آگے ارشاد ہے:

هٰذَا هُدًى ۚ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ لَهُمْ عَذَابٌ مِّنْ رِّجْزٍ اَلِیْمٌ ۝۱۱۔

یہ قرآن سرتاپا ہدایت ہے اور جو لوگ اللہ کی آیتوں کے منکر ہیں ان کے لئے سخت دردناک عذاب ہے۔

آیت کریمہ میں قطعی فیصلہ فرمایا کہ ہدایت قبول کرنے والوں کے لئے یہ قرآن کریم سراپا ہدایت ہے اور منکروں کو بربنائے انکار دردناک عذاب ہے۔

بامحاورہ ترجمہ دوسرا رکوع - سورۃ جاثیہ - پ ۲۵

اَللّٰهُ الَّذِیْ سَخَّرَ لَكُمُ الْبَحْرَ لِتَجْرِیَ الْفُلْكُ فِیْهِ بِاَمْرِهٖ وَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۲

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے لئے مسخر کیا دریا کو تاکہ چلاؤ اس میں کشتی اللہ کے حکم سے تاکہ ڈھونڈ اس کے فضل سے اور شکر گزار بنو

وَ سَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مِّنْهُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۳

اور مسخر کیا تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمینوں میں ہے سب کچھ اس سے بے شک اس میں نشان ہیں اس قوم کے لئے جو غور و فکر کرے

قُلْ لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یَغْفِرُوْا لِلَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ اَیَّامَ اللّٰهِ لِیَجْزِیَ قَوْمًۢا بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ۝۱۴

اے محبوب! فرما دیجئے ان لوگوں کو جو ایمان لائیں درگزر کریں ان سے جو نہیں امید رکھتے اللہ کے دنوں سے تاکہ بدلہ دیا جائے اس قوم کو جو اس نے کمایا

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَیْهَا ۫ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ۝۱۵

جو اچھے عمل کرے گا وہ اس کے لئے ہے اور جو برا کرے وہ اس کے اوپر ہے پھر تم اپنے رب کی طرف لوٹائے جاؤ گے

وَ لَقَدْ اٰتَیْنَا بَنِیْۤ اِسْرَآءِیْلَ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ

اور بے شک دی ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب اور حکمت

النُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٦﴾

اور نبوت اور دیا ہم نے انہیں پاک چیزوں سے رزق اور ان کے زمانہ والوں پر ہم نے ان کو فضیلت دی

وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْٓا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿١٧﴾

اور ہم نے دیں انہیں روشن دلیلیں کاموں سے پس انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ آیا ان کے پاس علم آپس کے حسد کے دن اس بات میں جس میں اختلاف کررہے تھے

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿١٨﴾

پھر کیا ہم نے آپ کو ایک طریقہ پر معاملات سے تو پیروی کرو اس کی اور نہ پیچھے لگو ان کی نفسانی خواہشات کے جسے وہ نہیں جانتے

اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿١٩﴾

بے شک وہ اللہ کے مقابل تمہیں کام نہ دیں گے اور بے شک مشرک لوگ بعض ان کے بعض کے حمایتی ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا مددگار ہے

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿٢٠﴾

یہ لوگوں کی آنکھیں کھولنا ہیں اور ہدایت اور رحمت ان کے لئے جو یقین رکھتے ہیں

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿٢١﴾

کیا گمان کرتے ہیں وہ لوگ جو مرتکب معاصی ہیں یہ کہ کر دیں گے ہم انہیں ان جیسا مثل ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے برابر ہے ان کی زندگی اور موت بہت برا ہے جو حکم لگاتے ہیں

حل لغات دوسرا رکوع۔سورۃ جاثیہ۔پ ۲۵

اَللّٰهُ۔اللہ	الَّذِیْ۔وہ ہے جس نے	سَخَّرَ۔تابع کیا	لَکُمْ۔تمہارے
الْبَحْرَ۔سمندرکو	لِتَجْرِیَ۔تاکہ چلیں	الْفُلْکُ۔کشتیاں	فِیْهِ۔اس میں
بِاَمْرِهٖ۔اس کے حکم سے	وَ۔اور	لِتَبْتَغُوْا۔تاکہ تلاش کروتم	مِنْ فَضْلِهٖ۔اس کا فضل
وَ۔اور	لَعَلَّکُمْ۔تاکہ تم	تَشْکُرُوْنَ۔شکرکرو	وَ۔اور
سَخَّرَ۔تابع کیا	لَکُمْ۔تمہارے	مَا۔جو	فِیْ۔بیچ
السَّمٰوٰتِ۔آسمان کے ہے	وَ۔اور	مَا۔جو	فِیْ۔بیچ
الْاَرْضِ۔زمین کے ہے	جَمِیْعًا۔سب	مِّنْهُ۔اس سے	اِنَّ۔بے شک
فِیْ۔بیچ	ذٰلِکَ۔اس کے	لَاٰیٰتٍ۔نشانیاں ہیں	لِّقَوْمٍ۔واسطے قوم کے
یَّتَفَکَّرُوْنَ۔جوسوچیں	قُلْ۔فرمایئے	لِلَّذِیْنَ۔ان سے	اٰمَنُوْا۔جومومن ہیں

Marfat.com

يَغْفِرُوْا۔ درگزر کریں	لِلَّذِيْنَ۔ ان سے جو	لَا۔ نہیں	يَرْجُوْنَ۔ امید رکھتے
اَيَّامَ اللّٰهِ۔ اللہ کے دنوں کی	لِيَجْزِيَ۔ تا کہ بدلہ دے	قَوْمًا۔ قوم کو	بِمَا۔ جو
كَانُوْا۔ تھے وہ	يَكْسِبُوْنَ۔ کماتے	مَنْ۔ جو	عَمِلَ۔ کام کرے
صَالِحًا۔ اچھے	فَلِنَفْسِهٖ۔ تو اسی کے لئے ہے		وَ۔ اور
مَنْ۔ جو	اَسَآءَ۔ برائی کرے	فَعَلَيْهَا۔ تو اسی پر ہے	ثُمَّ۔ پھر
اِلٰى۔ طرف	رَبِّكُمْ۔ اپنے رب کی	تُرْجَعُوْنَ۔ تم پھیرے جاؤ گے	وَ۔ اور
لَقَدْ۔ بے شک	اٰتَيْنَا۔ دی ہم نے	بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل کو	
الْكِتٰبَ۔ کتاب	وَ۔ اور	الْحُكْمَ۔ حکمت	وَ۔ اور
النُّبُوَّةَ۔ نبوت	وَ۔ اور	رَزَقْنٰهُمْ۔ رزق دیا ہم نے ان کو	
مِّنَ الطَّيِّبٰتِ۔ پاک چیزوں سے		وَ۔ اور	فَضَّلْنٰهُمْ۔ بزرگی دی ہم نے
ان کو	عَلَى۔ اوپر	الْعٰلَمِيْنَ۔ جہان والوں کے	
وَ۔ اور	اٰتَيْنٰهُمْ۔ دیں ہم نے ان کو	بَيِّنٰتٍ۔ کھلی دلیلیں	مِّنَ الْاَمْرِ۔ احکام میں
فَمَا۔ تو نہ	اخْتَلَفُوْٓا۔ اختلاف کیا انہوں نے		اِلَّا۔ مگر
مِنْۢ بَعْدِ۔ بعد	مَا۔ اس کے جو	جَآءَ۔ آیا	هُمُ۔ ان کے پاس
الْعِلْمُ۔ علم	بَغْيًا۔ سرکشی کرتے ہوئے	بَيْنَهُمْ۔ آپس میں	اِنَّ۔ بے شک
رَبَّكَ۔ تیرا رب	يَقْضِيْ۔ فیصلہ کرے گا	بَيْنَهُمْ۔ ان میں	يَوْمَ۔ دن
الْقِيٰمَةِ۔ قیامت کے	فِيْمَا۔ اس میں جو	كَانُوْا۔ تھے وہ	فِيْهِ۔ اس میں
يَخْتَلِفُوْنَ۔ اختلاف کرتے	ثُمَّ۔ پھر	جَعَلْنٰكَ۔ بنایا ہم نے آپ کو	
عَلٰى۔ اوپر	شَرِيْعَةٍ۔ ایک شریعت کے	مِّنَ الْاَمْرِ۔ معاملات سے	فَاتَّبِعْهَا۔ تو پیروی کریں اس کی
وَ۔ اور	لَا۔ نہ	تَتَّبِعْ۔ پیروی کر	اَهْوَآءَ۔ خواہشات
الَّذِيْنَ۔ ان لوگوں کی	لَا۔ جو نہیں	يَعْلَمُوْنَ۔ جانتے	اِنَّهُمْ۔ بے شک وہ
لَنْ۔ ہرگز نہ	يُّغْنُوْا۔ کام آئیں گے	عَنْكَ۔ تیرے	مِنَ اللّٰهِ۔ اللہ سے
شَيْئًا۔ کچھ بھی	وَ۔ اور	اِنَّ۔ بے شک	الظّٰلِمِيْنَ۔ ظالم
بَعْضُهُمْ۔ بعض ان کے	اَوْلِيَآءُ۔ دوست ہیں	بَعْضٍ۔ بعض کے	وَاللّٰهُ۔ اور اللہ
وَلِيُّ۔ دوست ہے	الْمُتَّقِيْنَ۔ پرہیزگاروں کا	هٰذَا۔ یہ	بَصَآئِرُ۔ آنکھیں کھولنا ہے
لِلنَّاسِ۔ لوگوں کی	وَ۔ اور	هُدًى۔ ہدایت	وَّ۔ اور
رَحْمَةٌ۔ رحمت	لِّقَوْمٍ۔ واسطے اس قوم کے جو	يُّوْقِنُوْنَ۔ یقین کریں	اَمْ۔ کیا
حَسِبَ۔ خیال کرتے ہیں	الَّذِيْنَ۔ وہ جو	اجْتَرَحُوا۔ کماتے ہیں	السَّيِّاٰتِ۔ برائیاں

Marfat.com

اَنۡ۔ یہ کہ | نَّجۡعَلَهُمۡ۔ کر دیں گے ہم ان کو | كَالَّذِيۡنَ۔ ان کی طرح جو
اٰمَنُوۡا۔ ایمان لائے | وَ۔ اور | عَمِلُوا۔ عمل کئے | الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے
سَوَآءً۔ برابر ہے | مَّحۡيَا۔ زندگی | هُمۡ۔ ان کی | وَ۔ اور
مَمَاتُهُمۡ۔ موت ان کی | سَآءَ۔ برا ہے | مَا۔ جو | يَحۡكُمُوۡنَ۔ وہ فیصلہ کرتے ہیں

حل لغات نادرہ

اَلۡفُلۡكُ۔ کشتی کو کہتے ہیں۔

اجۡتَرَحُوا۔ اِجۡتَرَحَ۔ کہتے ہیں کسب کرنے کو۔

اَمۡ حَسِبَ الَّذِيۡنَ اجۡتَرَحُوا۔ اِجۡتِراح کے معنی اکتساب یعنی جو گناہ کماتے ہیں۔

مختصر تفسیر دوسرا رکوع۔ سورۃ جاثیہ۔ پ ۲۵

اَللّٰهُ الَّذِيۡ سَخَّرَ لَكُمُ الۡبَحۡرَ لِتَجۡرِيَ الۡفُلۡكُ فِيۡهِ بِاَمۡرِهٖ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ ۝۱۲۔

اللہ وہ ہے جس نے مسخر کیا تمہارے لئے سمندر کو تا کہ چلاؤ کشتی اس میں اس کے حکم سے تا کہ ڈھونڈ و اس کا فضل اور تا کہ تم شکر گزار بنو۔

آیہ کریمہ میں اللہ جل وعلا شانہ اپنے کمال قدرت کا مظاہرہ فرما کر اپنا تعارف کراتا ہے اور بتاتا ہے کہ وہ سمندر جس میں پہاڑوں کی کوئی حیثیت نہیں جو بہانے پر آئے تو بڑی سے بڑی چٹان اور پتھر کو بلبلے کی طرح بہا کر لے جائے مگر ارشاد ہوا کہ ہم نے تمہارے لئے اس سمندر کو مسخر فرمایا اور اس میں فائدہ تمہیں یہ پہنچایا کہ چھوٹی سے چھوٹی کشتی اور بڑے سے بڑا جنگی جہاز دونوں چلا رہے ہو۔ پھر فِيۡهِ بِاَمۡرِهٖ کا ایک فائدہ یہ بھی نظر آیا کہ جو کشتیاں پانی پر چلتی تھیں ان کے متعلق فرمایا کہ فِيۡهِ پانی میں چلیں گی۔ نزول قرآن کے وقت کوئی کشتی پانی میں (اندر آبدوز کی طرح) چلنے والی نہ تھی پانی پر چلتی تھیں مگر بطور پیشگوئی اس امر کو ظاہر فرمایا کہ سمندر کی تسخیر ہم نے تمہارے لئے اس قدر کی کہ اس میں غوطہ زن کشتیاں (آب دوزیں) چلاؤ گے چنانچہ آج جہاں پانی پر آگ بوٹ، اسٹیمر، جہاز بادبانی کشتیاں چل رہی ہیں وہاں پانی کے اندر تارپیڈو اور غوطہ زن کشتیاں بھی جاری ہیں۔

اور اس کے کمال قدرت کا ایک مظاہرہ یہ ہے کہ سمندر جیسے بحر عمیق میں باہر اور اندر کشتیاں چل رہی ہیں اور شہر کے شہر ایک جگہ سے ہزاروں میل دوسری جگہ پہنچ رہے ہیں اس پہنچنے کا فائدہ دکھایا کہ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جا کر اللہ کا فضل ڈھونڈو اور فضل سے مراد مال دنیا اور ترقی تجارت ہے جیسا کہ دوسری جگہ سورۃ جمعہ میں ارشاد ہے: فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانۡتَشِرُوۡا فِي الۡاَرۡضِ وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰهِ۔ جب نماز پوری ہو جائے تو پھیل جاؤ زمین میں اور ڈھونڈو اللہ کا فضل یعنی اپنے کاروبار میں مصروف ہو جاؤ اور جو کچھ معاش ملے اسے خدا کا فضل سمجھو۔

یہی صورت یہاں ہے کہ ایک ملک سے دوسرے ملک میں جانا ابتغاء فضل الٰہی عزوجل کے لئے ہے یعنی یہاں کا مال وہاں پہنچانا اور وہاں سے مال لے کر یہاں آنا اور نفع کمانا فضل الٰہی عزوجل ہے جب یہ نفع کما لو تو یہ ہرگز مت سمجھو کہ اس میں

Marfat.com

تمہاری مساعی کا نتیجہ ملا ہے بلکہ اسے محض اللہ تعالیٰ کا فضل سمجھ کر اس کا شکر ادا کرو۔ آگے ارشاد ہے:

وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مِّنْهُ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ⑬ ۔

اور مسخر کیا تمہارے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ بے شک اس میں نشان قدرت ہے اس قوم کے لئے جو غور و فکر کرے۔

اس میں مَا فِي الْاَرْضِ تو واضح ہے کہ زمین سے کان کھود کر یاقوت پکھراج، نیلم، زمرد اور دریاؤں سے موتی، سیپ، نمک، مچھلیاں اور درخت سے انواع و اقسام کے پھول اور پھل اور حیوانوں میں سے بھیڑ بکری، گائے بھینس اور درندوں میں سے ان کی کھالیں یہ سب کچھ زمین سے لی جاتی ہیں اور زمین پر ہی مل جاتی ہیں۔ مگر مَا فِي السَّمٰوٰتِ کا مسخر ہونا بایں معنی ہے کہ سورج سے پھولوں اور پھلوں کے لئے اس کی شعاعوں کا حاصل کرنا اور چاند کی روشنی سے پھلوں میں خوشبو لینا۔

علاوہ اس کے اب جدید تحقیق کے ماتحت بذریعہ ایٹم فضا میں جانا اور طبقات ہوائیہ کو عبور کر کے عجائبات قدرت کا مشاہدہ کرنا یہ مَا فِي السَّمٰوٰتِ ہے اگرچہ اب تو آسمانوں کو مسخر کر کے چاند سورج اور ستاروں تک پہنچنے کے دعوے ہو رہے ہیں۔ اگر وہاں پہنچ سکیں یا نہ پہنچ سکیں مگر فضائے ہوائیہ میں بے گنتی ایسے مقام ہیں جس کا مشاہدہ کرنے کے بعد اس دھوکہ میں پڑا جا سکتا ہے کہ ہم سورج کے گرد ہیں چاند کے قریب ہیں۔ مریخ سے پرے نکل گئے ہیں وہاں کی آبادیوں کے ہمیں اشارے مل رہے ہیں۔ یہ خواہ وہم ہو یا کچھ اور بہرحال قرآن کریم نے بشارت دی ہے وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ تمہارے لئے مسخر کر دیا ہم نے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ غور و فکر کرنے والوں کے لئے ہمارے کمال قدرت کی بہت بڑی نشانی ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلْ لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يَغْفِرُوْا لِلَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ اَيَّامَ اللّٰهِ لِيَجْزِيَ قَوْمًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ⑭ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَاۗءَ فَعَلَيْهَا ۡ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ⑮ ۔

اے محبوب! آپ فرمائیں ایمان والوں کو چشم پوشی کریں ان سے جو ایام اللہ سے امید نہیں رکھتے تاکہ اللہ جزا دے اس قوم کو جو وہ کر رہے ہیں جو اچھا عمل کرے وہ اس کی جان کیلئے ہے اور جو برا کرے وہ اس پر ہے پھر تمہارے رب کی طرف سب لوٹائے جائیں گے۔

اس آیت کے شان نزول تین ہیں: پہلا یہ کہ فنحاص بن عاذوراء یہودی نے جب مَنْ ذَا الَّذِيْ يُقْرِضُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا سنا تو یہ بکواس کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رب (معاذ اللہ) محتاج ہو گیا ہے اور اپنے بندوں سے قرض مانگتا ہے۔ اس کو سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تلوار کھینچی اور اس کے قتل کو چل نکلے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں آدمی بھیج کر واپس بلا لیا اور اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جو بعد میں آیت قتال سے منسوخ الحکم ہو گئی۔

دوسرا شان نزول یہ ہے کہ غزوۂ بنی معطلق میں مسلمان بئر مریسیع پر اترے۔ یہ ایک کنواں تھا۔ عبداللہ بن ابی نے اپنے غلام کو پانی لینے بھیجا وہ دیر سے واپس آیا تو اس سے سبب دریافت کیا تو کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کنویں کے کنارے بیٹھے تھے جب تک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ابوبکر صدیق نے اپنی اپنی مشکیں نہ بھر لیں اس وقت تک انہوں نے کسی کو مشک نہ بھرنے دی۔ اس لئے کہ یہ اصول شرعی تھا کہ الاول فالاول جو پہلے پانی پر آئے وہ پہلا حقدار ہوگا۔ مگر اس کو عناد بھی تھا اور یہ

Marfat.com

قانون سے واقف بھی نہ تھا اس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں سخت سست الفاظ کہے۔ وہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ تلوار لے کر اسے قتل کرنے چلے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں روک لیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رائے کو ترجیح دی گئی۔ اس روایت کے مطابق یہ آیت مدنی مانی جائے گی۔

تیسرا شان نزول بقول مقاتل رحمہ اللہ یہ ہے کہ قبیلۂ بنی غفار کے ایک شخص نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو گالی دی آپ نے اس کو پکڑنا چاہا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روک دیا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بہر حال اسلام میں جب تک مسلمانوں کی تعداد کم تھی اور مسلمان کفار سے کمزور تھے اس وقت تک یہ حکم جاری رہا جب مسلمانوں کی قوت بڑھ گئی اور آیات قتال وَاقْتُلُوْهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوْهُمْ - يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنٰفِقِيْنَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ - وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ نازل ہوئی تو اس کے بعد سے مشرکین کا مقابلہ اور مقاتلہ لازمی ہوگیا اور اس آیت کا حکم منسوخ قرار پایا۔ یہ نسخ جو ہے تبدیل امر کے مرادف ہے کہ ماحول کے مطابق حکمۃً نفوذ احکام ہوں۔

بہر حال آیت کریمہ میں جو ارشاد ہے کہ ان سے چشم پوشی کریں اور درگزر کریں یہ احکام اول کے ہیں ان پر آج عمل نہیں اور اگر ایسا موقع ہو کہ مسلمان کمزور ہوں اور کافر طاقتور تو وہی حکم پھر آجاتا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَسَآءَ فَعَلَيْهَا ۖ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ تُرْجَعُوْنَ ﴿۱۵﴾

جو اچھا عمل کرے وہ اس کے لئے ہے اور جو برا کام کرے اس کا وبال اس پر ہے۔ آخر تم سب اپنے رب ہی کی طرف لوٹائے جاؤ گے (جہاں تمہارا محاسبہ ہوگا اور جزاو سزا کا استحقاق قائم ہوگا)۔

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کا مختصر تذکرہ بطور عبرت فرمایا گیا حَيْثُ قَالَ:

وَلَقَدْ اٰتَيْنَا بَنِيْۤ اِسْرَآءِيْلَ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶﴾ وَاٰتَيْنٰهُمْ بَيِّنٰتٍ مِّنَ الْاَمْرِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْۤا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ۙ بَغْيًاۢ بَيْنَهُمْ ۗ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِيْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۷﴾۔

اور بے شک ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب، حکمت اور نبوت عطا فرمائی اور ہم نے انہیں ستھری روزیاں دیں اور انہیں ان کے زمانہ والوں پر فضیلت بخشی اور ہم نے انہیں اس کام میں روشن دلیلیں دیں تو انہوں نے اختلاف نہ کیا مگر بعد اس کے کہ علم ان کے پاس آچکا آپس کے حسد سے بے شک تمہارا رب قیامت کے دن اس میں فیصلہ فرمادے گا جس بات میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ذریعے توریت ملی اور فرعون کو غرق کرا کر انہیں قوت تامہ حاصل ہوئی اور بنی اسرائیل میں علاوہ موسیٰ علیہ السلام کے اور بھی نبی ہوئے قطع نظر اس کے بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھوں بہت سی فضیلتیں بھی حاصل ہوئیں۔ مثلاً ایک پتھر سے بارہ چشمے جاری ہونا اور ہر قبیلہ کا گھاٹ الگ الگ بن جانا، جنگل میں ابر کا سایہ کرنا، دریائے نیل میں خشک راستے بن جانا وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ فرمایا گیا: وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ - عَلَى الْعٰلَمِيْنَ میں الف لام عہد ذہنی کا ہے۔ چنانچہ مفسرین کرام نے بھی اَیْ عَالِمِیْ زَمَانِھَا فرمایا۔ یعنی ان کو ان کے زمانہ کے لوگوں پر فضیلت دی گئی اور آگے ان کی کیفیت بتلائی جو فَمَا اخْتَلَفُوْۤا سے شروع ہوتی ہے۔

Marfat.com

یعنی ان میں اختلافات جو کچھ بھی ہوئے تو وہ آپس کے بغض وعناد کی بنا پر ہوئے۔ باوجودیکہ انہیں علم توریت حاصل تھا۔ تو ان میں یہ عیب نہیں آنا چاہئے تھا اس حسد ورزی نے انہیں خراب کیا تو قیامت کے دن اس کے فیصلے کی وعید ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا فیصلہ فرمائے گا۔ پھر حضور اکرم نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مخاطب کر کے فرمایا گیا:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَلَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ۭ وَاِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَاللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾۔

پھر اے محبوب! ہم نے آپ کو ایک دین پر لگا دیا (اس کے احکام بتائے) بس اسی کی پیروی فرمایئے اور ان لوگوں کی خواہشوں پر نہ چلو جن کو ان باتوں کا علم نہیں اور یہ لوگ اللہ کے مقابل آپ کے کچھ کام نہ آئیں گے اور اس میں شک نہیں کہ مشرکین آپس میں ایک دوسرے کے مددگار وحمایتی ہیں اور اللہ پرہیزگاروں کا مددگار ہے یہ قرآن ایمان کی آنکھ کھولنے والا ہے اور ہدایت اور رحمت ہے ان لوگوں کے لئے جو یقین رکھتے ہیں۔

آیت کریمہ میں اس امر کو واضح فرمادیا کہ مشرکین کی دلی خواہش یہ تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے طریقے پر چلائیں اور اس میں مصالحت کی بھی بہت آسانی تھی کہ وہ بھی چاہتے تھے کہ آپ اللہ عزوجل کے احکام پہنچائیں مگر ہمارے بتوں کو برا نہ کہیں لیکن یہ دونوں باتیں ان کے ہوائے نفس کے ماتحت تھیں اس لئے فرمادیا کہ ان کی خواہشات کی آپ پیروی نہ فرمائیں اور جس شریعت پر ہم نے آپ کو بھیجا ہے اس پر لوگوں کو چلائیں۔ اسی طرح کا دوسری جگہ حکم فرمایا: فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۹۴﴾ دوٹوک فرمادیجئے جو حکم آپ کو کیا گیا اور مشرکوں سے اعراض فرمائیے۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشرکین کی خواہشات کی پروا نہ کرتے ہوئے احکام شرعیہ کو علانیہ عام فرمایا اور جہاں جہاد وقتال کی ضرورت ہوئی اس سے بھی دریغ نہ کیا۔ قرآن کریم کے متعلق هٰذَا بَصَآئِرُ فرما کر واضح فرمایا کہ ایمان کی آنکھیں کھولتا اور مجسم ہدایت ورحمت ہے۔ مگر ان کے لئے ہدایت ورحمت فرمایا جو حق بات کو سن کر معقولیت کے ساتھ یقین کرتے ہیں نہ کہ ہٹ دھرم ضدی ہٹیلوں کے لئے کہ وہ تو ہر بات کی مخالفت ہی کو اپنا مذہب سمجھتے تھے جیسے ابن ابی منافق اور ان کے ہم نوا ان کے لئے نہ یہ بصائر نہ ہدایت ورحمت تھا۔ آگے ارشاد ہے:

اَمْ حَسِبَ الَّذِيْنَ اجْتَرَحُوا السَّيِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْيَاهُمْ وَمَمَاتُهُمْ ۭ سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾۔

کیا انہوں نے خیال کر رکھا ہے کہ ہم ان کو انہی لوگوں کی طرح کر دیں گے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کئے کہ ان کو ان کی زندگی اور موت برابر ہو جائے گی بہت ہی برا ہے جو وہ حکم لگاتے ہیں۔

یعنی مشرکین کو جو خیال تھا کہ ہماری بھی بخشش ہوگی اور مومنین کے ساتھ وہ بھی جنت میں داخل ہوں گے فرمادیا یہ غلط ہے وہ ہرگز ان کے ساتھ نہیں مل سکتے۔ بلکہ ان کا مرنا جینا یکساں ہے۔ نہ زندگی میں وہ کسی اجر کے مستحق ہوئے اور نہ مرنے کے بعد ہوں گے اور یہ گمان ان کا بہت برا ہے۔

بامحاورہ ترجمہ تیسرا رکوع۔سورۃ جاثیہ ۔پ ۲۵

وَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَ لِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَ هُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾

اور پیدا فرمایا اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک اور اس کے لئے بدلہ دیا جائے ہر جان کو اس کی کرنی کا اور وہ (لوگ) ظلم نہیں کئے جائیں گے

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَ اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّ خَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَ قَلْبِهٖ وَ جَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ؕ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۳﴾

کیا دیکھا ہے آپ نے اسے جس نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے اور علم ہوتے ہوئے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور مہر کر دی اس کے کانوں اور دل پر اور اس کی آنکھوں پر پردہ کر دیا تو خدا کے بعد کون ہے جو اسے ہدایت کرے کیا تم لوگ نصیحت حاصل نہیں کرتے

وَ قَالُوْا مَا هِىَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَ نَحْيَا وَ مَا يُهْلِكُنَاۤ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ﴿۲۴﴾

اور کافر بولے نہیں یہ کچھ مگر دنیا کی زندگی (اور بس) مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور نہیں ہلاکت ہوتی ہماری مگر زمانہ کے ہیر پھیر سے اور انہیں کچھ تحقیق تو ہے نہیں وہ نہیں مگر نرے گمان میں

وَ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّاۤ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَآئِنَاۤ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۲۵﴾

اور جب ان پر ہماری آیتیں روشن پڑھی جاتی ہیں تو ان کے پاس کوئی دلیل نہیں ہوتی مگر یہ کہ وہ کہیں ہمارے باپ دادا کو لے آؤ اگر ہو تم سچے

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾

آپ فرما دیجئے کہ اللہ ہی تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مارتا ہے پھر زندہ فرمائے گا پھر جمع فرمائے گا تمہیں قیامت کے دن جس میں کچھ شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے

حل لغات تیسرا رکوع۔سورۃ جاثیہ۔پ ۲۵

وَ۔اور	خَلَقَ۔پیدا کیا	اللّٰهُ۔اللہ نے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں
وَ۔اور	الْاَرْضَ۔زمین کو	بِالْحَقِّ۔ٹھیک ٹھیک	وَ۔اور
لِتُجْزٰى۔تاکہ بدلہ دیا جائے	كُلُّ۔ہر	نَفْسٍ۔آدمی	بِمَا۔جو
كَسَبَتْ۔اس نے کمایا	وَ۔اور	هُمْ۔وہ	لَا۔نہ
يُظْلَمُوْنَ۔ظلم کئے جائیں گے		اَ۔کیا	فَرَءَيْتَ۔تو نے دیکھا
مَنِ۔اس کو	اتَّخَذَ۔جس نے بنایا	اِلٰهَهٗ۔اپنا معبود	هَوٰىهُ۔خواہش

Marfat.com

ہٗ۔اپنی کو	وَ۔اور	اَضَلَّهُ۔گمراہ کیا اسے	اللّٰهُ۔اللہ نے
عَلٰی۔اوپر	عِلْمٍ۔علم کے	وَّ۔اور	خَتَمَ۔مہر کی
عَلٰی۔اوپر	سَمْعِهٖ۔اس کے کان کے	وَ۔اور	قَلْبِهٖ۔اس کے دل کے
وَ۔اور	جَعَلَ۔بنایا	عَلٰی۔اوپر	بَصَرِهٖ۔اس کی آنکھ کے
غِشٰوَةً۔پردہ	فَمَنْ۔پھر کون	يَّهْدِيْهِ ہدایت دے گا اسے	
مِنْۢ بَعْدِ۔بعد	اللّٰهِ۔اللہ کے	اَ۔کیا	فَلَا۔پھر نہیں
تَذَكَّرُوْنَ۔نصیحت لیتے تم	وَ۔اور	قَالُوْا۔بولے	مَا۔نہیں
هِيَ۔یہ	اِلَّا۔مگر	حَيَاتُنَا۔ہماری زندگی	الدُّنْيَا۔دنیا کی
نَمُوْتُ۔ہم مرتے ہیں	وَنَحْيَا۔اور زندہ ہوتے ہیں	وَ۔اور	مَا۔نہیں
يُهْلِكُنَآ۔ہلاک کرتا ہم کو	اِلَّا۔مگر	الدَّهْرُ۔زمانہ	وَ۔اور
مَا۔نہیں	لَهُمْ۔ان کو	بِذٰلِكَ۔اس کا	مِنْ عِلْمٍ۔کچھ علم
اِنْ۔نہیں	هُمْ۔وہ	اِلَّا۔مگر	يَظُنُّوْنَ۔گمان کرتے ہیں
وَ۔اور	اِذَا۔جب	تُتْلٰى۔پڑھی جاتی ہیں	عَلَيْهِمْ۔ان پر
اٰيٰتُنَا۔ہماری آیتیں	بَيِّنٰتٍ۔روشن	مَّا۔نہیں	كَانَ۔ہوتا
حُجَّتَهُمْ۔ان کا جواب	اِلَّآ۔مگر	اَنْ۔یہ کہ	قَالُوا۔بولے
ائْتُوْا۔لاؤ	بِاٰبَآئِنَآ۔ہمارے باپ دادا کو		اِنْ۔اگر
كُنْتُمْ۔ہوتم	صٰدِقِيْنَ۔سچے	قُلِ۔فرمایئے	اللّٰهُ۔اللہ
يُحْيِيْكُمْ۔زندہ کرتا ہے تم کو	ثُمَّ۔پھر	يُمِيْتُكُمْ۔مارتا ہے تم کو	ثُمَّ۔پھر
يَجْمَعُكُمْ۔جمع کرے گا تم کو	اِلٰى۔طرف	يَوْمِ۔دن	الْقِيٰمَةِ۔قیامت کے
لَا۔نہیں	رَيْبَ۔شک	فِيْهِ۔اس میں	وَ۔اور
لٰكِنَّ۔لیکن	اَكْثَرَ۔اکثر	النَّاسِ۔لوگ	لَا۔نہیں
يَعْلَمُوْنَ۔جانتے			

مختصر تفسیر تیسرا رکوع۔سورۃ جاثیہ۔پ ۲۵

وَخَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۲۲﴾۔

اور اللہ نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک ٹھیک بنایا اور اس لئے کہ ہر جان اپنے کئے کا بدلہ پائے۔ اور ان پر ظلم نہ ہوگا۔

آسمان اور زمین کی پیدائش کا مقصد ایک نہیں ہے۔ مگر منجملہ دیگر مقاصد کے ایک یہ بھی ہے کہ دنیا کو دار العمل قرار دیا جائے اور آخرت کو دار الجزاء جیسا کہ سیاق آیت سے بھی واضح ہے کہ وَلِتُجْزٰى كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ تو دنیا میں افراد دنیا ایک لائن پر نہیں ہو سکتے۔ ان میں نیک بھی ہوں گے اور بد بھی مسلمان بھی ہوں گے اور کافر بھی مومن بھی ہوں گے اور فاسق

Marfat.com

بھی، تو ان سب کی کرنیوں کا بدلہ دنیا میں نہیں ملے گا بلکہ دارالجزاء آخرت میں دیا جائے گا اور مَا اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَ يَعْفُوْ عَنْ كَثِيْرٍ۔ جو فرمایا گیا جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اخروی سزا کے بجائے دنیا میں ہی مومن کو کچھ تکلیف پہنچ کر اخروی عذاب سے نجات مل جاتی ہے تو کافر کو آخرت میں ہی اس کی کرنیوں کا بدلہ ملے گا اور اس میں صحیح صحیح فیصلہ کیا جائے گا۔ اور ان پر ظلم نہیں کیا جائے گا یعنی بغیر کئے کسی چیز کی سزا کسی کو نہیں ملے گی۔ اس لئے کہ وہ ظلم ہے۔

اب آگے ارشاد ہے:

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ وَاَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ وَّخَتَمَ عَلٰى سَمْعِهٖ وَقَلْبِهٖ وَجَعَلَ عَلٰى بَصَرِهٖ غِشٰوَةً ۭ فَمَنْ يَّهْدِيْهِ مِنْۢ بَعْدِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۲۳

بھلا دیکھو تو جس شخص نے اپنی خواہشات کو معبود بنا رکھا ہے اور اللہ نے باوجود علم کے اسے گمراہ کیا اور اس کے کان اور دل پر مہر کردی اور آنکھوں پر پردہ ڈال دیا۔ تو اللہ کے بعد اسے کون راہ دکھائے کیا تم دھیان نہیں کرتے۔

یہ مشرکین کے لئے آیت ہے ان کا یہ رویہ تھا جس بت کو آج پوجا اگر کل اس سے اچھا نظر آ گیا تو اسے توڑ کر اسے پوجنے لگ گئے۔ سونے چاندی کے بت یہ بناتے تھے اور اگر کوئی ان میں بھی اچھا خوبصورت بن گیا تو پہلے کو توڑ دیا اور دوسرے کو خدا بنالیا۔ اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی خواہشات اور دلی پسندیدگیاں ان کی معبود ہیں۔ ان کا کوئی اصول اور معیار عبادت نہیں یہی وجہ ہے کہ راستہ میں چلتے چلتے اگر کسی پتھر سے ٹھوکر لگ جائے اور چکنا چپڑا ہو تو اٹھا کر سیندور لگا کر مندر میں لے گئے اور پاربتی یا بھیروں رام یا سیتا، مہادیو ٹنگنیش نام رکھ کر اس کے آگے ڈھوک شروع کردیں گے اور انہیں پوجیں گے یہ خواہشات کو خدا بنالینے کا نتیجہ ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے اس علم پر جس کے ذریعہ وہ جانتے ہیں یہ ٹھوکر میں آیا تھا یا اس کو فلاں زرگر نے بنایا تھا پھر بھی اسے پوجتے ہیں۔ تو یہ گواہی منجانب اللہ عزوجل ان پر مستولی ہوگئی اور جب اللہ عزوجل نے ان کو گمراہ کردیا تو ظاہر ہے پھر کون ہدایت دے سکتا ہے۔ چنانچہ آگے فرمایا: اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ تم کیوں نہیں ہدایت لیتے؟ اس کے بعد ارشاد ہے جس میں ان کے عقائد باطلہ کا اظہار ہے چنانچہ فرمایا:

وَقَالُوْا مَا هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ ۚ وَمَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۚ اِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ ۝۲۴ وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُنَا بَيِّنٰتٍ مَّا كَانَ حُجَّتَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوا ائْتُوْا بِاٰبَاۗىِٕنَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۲۵

اور وہ بولے نہیں یہ کچھ مگر دنیاوی زندگی مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں ہلاک نہیں کرتا مگر زمانہ اور انہیں اس کی کچھ تحقیق نہیں۔ نہیں وہ مگر نرے گمان باطل میں اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں روشن پڑھی جاتی ہیں تو ان کے پاس کوئی روشن دلیل نہیں مگر وہ کہتے ہیں لے آؤ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو۔

زمانہ کے نشیب و فراز سے کوئی جوان ہوتا ہے اور کوئی بوڑھا۔ کوئی تندرست ہوتا ہے کوئی بیمار کوئی تومند ہوتا ہے کوئی کمزور و نحیف و نزار ان کے اعتقاد میں یہ چیز قطعاً غلط تھی کہ ملک الموت قبض روح کرتے ہیں اور بحکم الٰہی عزوجل ان پر حوادثات آتے ہیں اس کو ظاہر کیا گیا کہ اس حقیقت کا انہیں علم ہی نہیں۔ جاہل محض ہیں اور جب ان کے آگے قرآن کریم کی آیتیں پیش کی جاتی ہیں جن میں مرنے اور مرنے کے بعد زندہ ہونے کے دلائل ہیں تو انہیں سن کر لایعنی کج بحثی شروع کر

دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمارے باپ دادا جو مر گئے ہیں انہیں زندہ کر کے ہمارے سامنے لے آؤ تو ہم مان لیں گے حالانکہ زندہ کرنا اور مارنا قبضۂ قدرت الٰہی عزوجل میں ہے مگر ایسی بحث میں اور ضد و مکر میں اپنے انکار پر اڑے رہتے ہیں جس کو قرآن کریم نے گمان باطل اور خیال عاطل قرار دیا ہے۔ آگے ارشاد ہے:

قُلِ اللّٰهُ يُحْيِيْكُمْ ثُمَّ يُمِيْتُكُمْ ثُمَّ يَجْمَعُكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۲۶﴾ -

آپ فرما دیجئے کہ اللہ تمہیں زندہ کرتا ہے پھر تمہیں مارے گا پھر تمہیں زندہ کرے گا پھر تمہیں جمع فرمائے گا قیامت کے دن جس میں کوئی شک نہیں لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔

یعنی تم ایک بار مرنے اور جینے کے دعویدار ہو لیکن اللہ تعالیٰ حیات دنیا سے تمہیں مار کر پھر زندہ فرمائے گا اور اس کے بعد بروز قیامت تمہارا حشر ہوگا جس میں تم سب جمع کئے جاؤ گے لیکن تمہارے اکثر جاہل مطلق ہیں وہ کچھ نہیں جانتے۔

بامحاورہ ترجمہ چوتھا رکوع - سورۃ جاثیہ - پ ۲۵

وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ يَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کے لئے ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن جھٹلانے والے گھاٹے میں رہیں گے

وَ تَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰۤى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾

آپ دیکھیں گے ہر گروہ کو دو زانو بیٹھا ہوا ہر جماعت اپنا نامۂ اعمال دیکھنے کے لئے بلائی جائے گی آج کے دن بدلہ دیا جائے گا تمہاری کرنیوں کا

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾

یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے مقابلہ میں حق بول رہی ہے ہم لکھواتے تھے جو کچھ تمہاری کرنیاں تھیں

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾

تو وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے تو انہیں ان کا رب اپنی رحمت میں داخل کرے گا یہ کھلی کامیابی ہے

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَ كُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾

لیکن وہ لوگ جنہوں نے کفر کیا (ہم انہیں کہیں گے) کیا نہیں تمہیں ہماری آیتیں تم پر پڑھی جاتیں تو تم نے غرور کیا اور تم ہو گئے مجرموں سے

وَ اِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّ السَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّ مَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿۳۲﴾

اور جب کہا جاتا تھا کہ اللہ کا وعدہ حق ہے اور قیامت میں کوئی شک نہیں تم بولے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے تو یوں ہی کچھ گمان سا ہوتا ہے اور ہمیں یقین نہیں

وَ بَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَ حَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۳۳﴾

اور ان پر ان کے گناہ ظاہر ہو جائیں گے اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے اس نے انہیں گھیر لیا

وَ قِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ

اور کہا جائے گا آج کے دن ہم تمہیں بھلاتے ہیں جیسا تم

Marfat.com

هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ۝٣٤

نے فراموش کر دیا تھا اس دن کے ملنے کو اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں

ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ۝٣٥

یہ اس لئے کہ تم نے بنایا اللہ کی آیتوں کو مذاق اور دنیا کی زندگی نے تمہیں دھوکہ دیا ہے تو آج کے دن وہ اس جہنم سے نہیں نکالے جائیں گے اور نہ ان کو موقع دیا جائے گا (کہ توبہ واستغفار کر کے) خدا کو منا لیں

فَلِلّٰهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝٣٦

پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو آسمانوں کا مالک اور زمین کا مالک ہے اور تمام جہانوں کا رب ہے۔

وَلَهُ الْكِبْرِيَآءُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝٣٧

اور اسی کے لئے بڑائی ہے آسمانوں اور زمین میں اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے

حل لغات چوتھا رکوع - سورۃ جاثیہ - پ ۲۵

وَ۔ اور	لِلّٰهِ۔ اللہ ہی کا ہے	مُلْكُ۔ ملک	السَّمٰوٰتِ۔ آسمانوں
وَ۔ اور	الْاَرْضِ۔ زمین کا	وَ۔ اور	يَوْمَ۔ جس دن
تَقُوْمُ۔ قائم ہوگی	السَّاعَةُ۔ قیامت	يَوْمَئِذٍ۔ اس دن	يَخْسَرُ۔ نقصان اٹھائیں گے
الْمُبْطِلُوْنَ۔ کافر	وَ۔ اور	تَرٰى۔ دیکھے گا تو	كُلَّ۔ ہر
اُمَّةٍ۔ امت کو	جَاثِيَةً۔ زانو کے بل	كُلُّ۔ ہر	اُمَّةٍ۔ امت
تُدْعٰى۔ بلائی جائے گی	اِلٰى۔ طرف	كِتٰبِهَا۔ اپنی کتاب کے	اَلْيَوْمَ۔ آج
تُجْزَوْنَ۔ تم بدلہ دیئے جاؤ گے		مَا۔ اس کا جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم
تَعْمَلُوْنَ۔ کرتے	هٰذَا۔ یہ	كِتٰبُنَا۔ ہماری کتاب ہے	يَنْطِقُ۔ بولتی ہے
عَلَيْكُمْ۔ تم پر	بِالْحَقِّ۔ ٹھیک ٹھیک	اِنَّا۔ بے شک	كُنَّا۔ ہم
نَسْتَنْسِخُ۔ لکھتے تھے	مَا۔ جو	كُنْتُمْ۔ تھے تم	تَعْمَلُوْنَ۔ کرتے
فَاَمَّا۔ تو وہ	الَّذِيْنَ۔ جو	اٰمَنُوْا۔ ایمان لائے	وَ۔ اور
عَمِلُوْا۔ کام کئے	الصّٰلِحٰتِ۔ اچھے	فَيُدْخِلُهُمْ۔ تو داخل کریگا ان کو	رَبُّهُمْ۔ ان کا رب
فِيْ۔ بیچ	رَحْمَتِهٖ۔ اپنی رحمت کے	ذٰلِكَ۔ یہ	هُوَ۔ وہ ہے
الْفَوْزُ۔ کامیابی	الْمُبِيْنُ۔ ظاہر	وَ۔ اور	اَمَّا۔ وہ
الَّذِيْنَ۔ جو	كَفَرُوْا۔ کافر ہوئے	اَفَلَمْ۔ کیا نہیں	تَكُنْ۔ تھیں
اٰيٰتِيْ۔ میری آیتیں	تُتْلٰى۔ پڑھی جاتیں	عَلَيْكُمْ۔ تم پر	فَاسْتَكْبَرْتُمْ۔ تو تکبر کیا
تم نے	وَ۔ اور	كُنْتُمْ۔ تھے تم	قَوْمًا۔ قوم

Marfat.com

مُّجۡرِمِیۡنَ۔مجرموں کی	وَ۔اور	اِذَا۔جب	قِیۡلَ۔کہا جاتا
اِنَّ۔بے شک	وَعۡدَ۔وعدہ	اللّٰہِ۔اللہ کا	حَقٌّ۔سچا ہے
وَّ۔اور	السَّاعَۃُ۔قیامت	لَا۔نہیں	رَیۡبَ۔شک
فِیۡہَا۔اس میں	قُلۡتُمۡ۔تو تم نے کہا	مَّا۔نہیں	نَدۡرِیۡ۔جانتے ہم
مَا۔کیا ہے	السَّاعَۃُ۔قیامت	اِنۡ۔نہیں	نَّظُنُّ۔خیال کرتے ہم
اِلَّا۔مگر	ظَنًّا۔ایک گمان	وَّ۔اور	مَا۔نہیں
نَحۡنُ۔ہم	بِمُسۡتَیۡقِنِیۡنَ۔یقین کرنے والے		وَ۔اور
بَدَا۔ظاہر ہو جائے گی	لَہُمۡ۔ان کے لئے	سَیِّاٰتُ۔برائی	مَا۔اس کی جو
عَمِلُوۡا۔کمایا انہوں نے	وَ۔اور	حَاقَ۔گھیر لے گا	بِہِمۡ۔ان کو
مَّا۔جو	کَانُوۡا۔تھے	بِہٖ۔اس سے	یَسۡتَہۡزِءُوۡنَ۔ٹھٹھا کرتے
وَ۔اور	قِیۡلَ۔کہا جائے گا	الۡیَوۡمَ۔آج	نَنۡسٰکُمۡ۔ہم بھول جائیں
گے تم کو	کَمَا۔جیسے	نَسِیۡتُمۡ۔تم بھول گئے	لِقَآءَ۔ملاقات
یَوۡمِکُمۡ۔دن اپنے	ہٰذَا۔اس کی	وَ۔اور	مَاۡوٰ۔ٹھکانا
کُمُ۔تمہارا	النَّارُ۔آگ ہے	وَ۔اور	مَا۔نہیں
لَکُمۡ۔تمہارا	مِّنۡ نّٰصِرِیۡنَ۔کوئی بھی مدد کرنے والا		ذٰلِکُمۡ۔یہ اس لئے کہ
بِاَنَّکُمُ۔کہ تم نے	اتَّخَذۡتُمۡ۔بنایا	اٰیٰتِ۔آیتوں	اللّٰہِ۔اللہ کی کو
ہُزُوًا۔مذاق	وَّ۔اور	غَرَّتۡکُمُ۔دھوکہ دیا تم کو	الۡحَیٰوۃُ۔زندگی
الدُّنۡیَا۔دنیا نے	فَالۡیَوۡمَ۔تو آج	لَا۔نہ	یُخۡرَجُوۡنَ۔نکالے جائیں
گے	مِنۡہَا۔اس سے	وَ۔اور	لَا۔نہ
ہُمۡ۔وہ اس کو	یُسۡتَعۡتَبُوۡنَ۔راضی کرنے کا وقت پائیں گے		فَلِلّٰہِ۔تو اللہ کی
الۡحَمۡدُ۔تعریف ہے جو	رَبِّ۔رب ہے	السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں کا	وَ۔اور
رَبِّ۔رب ہے	الۡاَرۡضِ۔زمین کا	رَبِّ۔رب ہے	الۡعٰلَمِیۡنَ۔جہانوں کا
وَ۔اور	لَہُ۔اسی کے لیے	الۡکِبۡرِیَآءُ۔بڑائی ہے	فِی۔بیچ
السَّمٰوٰتِ۔آسمانوں	وَ۔اور	الۡاَرۡضِ۔زمین میں	وَ۔اور
ہُوَ۔وہ	الۡعَزِیۡزُ۔غالب	الۡحَکِیۡمُ۔حکمت والا ہے	

لغات نادرہ کا حل

یَّخۡسَرُ۔ازخسران بمعنی گھاٹے اور نقصان میں پڑنا۔

جَاثِیَۃً۔ازجثو سے جس کے معنی دوزانو بیٹھنے کے ہیں جیسے حاکم کے سامنے بیٹھا جاتا ہے۔

جَذْوٌ۔ کے معنی بھی یہی ہیں مگر اس میں مبالغہ پایا جاتا ہے یعنی گھٹنوں کے بل پاؤں کی انگلیوں پر کھڑا ہونا۔
اُمَّةٍ۔ امت، گروہ، جماعت۔
حَاقَ بِهِمْ۔ گھیر لیا ان کو۔
كُنَّا نَسْتَنْسِخُ۔ ہم لکھواتے جاتے تھے۔
وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ۔ از استعتاب جس کے معنی رضامندی طلب کرنے کے۔
اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا۔ ہمیں بھی کچھ واہمہ (خیال) سا گزرتا ہے۔
بِمُسْتَيْقِنِيْنَ۔ یقین کرنے والے۔
غَرَّتْكُمْ۔ دھوکہ میں ڈال دیا تم کو۔
الْكِبْرِيَآءُ۔ بڑائی۔

مختصر تفسیر چوتھا رکوع۔ سورۃ جاثیہ۔ پ ۲۵

وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ يَوْمَئِذٍ يَّخْسَرُ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۲۷﴾۔

اور آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ کے لئے ہے اور جس دن قیامت برپا ہوگی اس دن قیامت کے جھٹلانے والے بڑے ہی گھاٹے میں ہوں گے۔

وَتَرٰى كُلَّ اُمَّةٍ جَاثِيَةً ۫ كُلُّ اُمَّةٍ تُدْعٰٓى اِلٰى كِتٰبِهَا ؕ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۸﴾ هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ؕ اِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۹﴾۔

آپ دیکھیں گے کہ ہر امت دوزانو بیٹھی (فیصلہ کا انتظار کرتی) ہوگی۔ ہر ایک امت اپنا نامۂ اعمال دیکھنے کے لئے بلائی جائے گی اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ دنیا میں تم جیسا عمل کرتے رہے آج تم کو ان کا عوض دیا جائے گا یہ ہماری کتاب ہے (جس میں تمہارے اعمال لکھے ہوئے ہیں) تمہارے مقابل حق حق بول رہی ہے جیسے جیسے تم عمل کرتے تھے ہم ان کو لکھواتے جاتے تھے۔

آیات کریمہ میں اول اللہ تعالیٰ نے اپنی سلطنت مطلقہ کا اظہار فرمایا اس کے بعد میدان حشر کا ایک نقشہ دکھلایا جس میں ہر دین والے اپنے فیصلہ کے لئے دوزانو بیٹھ کر انتظار کریں گے اور لرزہ براندام ہوں گے کہ ہمارے لئے کیا فیصلہ ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو کہا جائے گا کہ یہ ہمارے پاس تمہارے اعمال نامہ ہیں جو صحیح صحیح تمہارے عملوں کا نقشہ دکھلائیں گے۔ جو کراماً کاتبین ہمارے حکم سے لکھتے تھے وہ تمہاری کرنیاں اور اعمال سب قلم بند کر رہے تھے۔

یہی تمہارے سامنے ہے۔ آگے ارشاد ہے جس میں جنتیوں اور جہنمیوں کی تفریق دکھلائی گئی حیث قال:

فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُدْخِلُهُمْ رَبُّهُمْ فِيْ رَحْمَتِهٖ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿۳۰﴾ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۫ اَفَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَاسْتَكْبَرْتُمْ وَكُنْتُمْ قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۳۱﴾۔

تو وہ لوگ جو ایمان لائے اور اچھے کام کئے ان کو پروردگار اپنی رحمت میں لے لے گا یہی صریح کامیابی ہے اور جو لوگ کفر کرتے رہے (ہم ان سے کہیں گے) کیا تم کو ہماری آیتیں پڑھ پڑھ کر نہیں سنائی جاتی تھیں مگر تم نے غرور کیا اور تم تو تھے ہی

نافرمان لوگ۔

پہلی آیت میں حسب اسلوب بیان قرآنی جنتیوں کا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کو ہم اپنی رحمت میں لے لیں گے اس کے بعد کافروں کا ذکر فرمایا اور ارشاد ہوا کہ تمہارے پاس بھی ہماری آیتیں پڑھی جاتی تھیں مگر تم ماننے کے بجائے تکبر کرتے تھے۔ اس سے تم نافرمانوں، جرائم پیشہ افراد کی فہرست میں شمار کیے جانے لگے۔ اب اپنی کرنی کا بدلہ لو اور عذاب کا مزہ چکھو۔ آگے ارشاد ہے کہ ہم تو تمہیں مطلع کرتے رہے اور اپنے انبیاء کے ذریعے تمہیں بتاتے رہے مگر تم بجائے ماننے کے انکار ہی کرتے رہے آج اس کی سزا بھگتو چنانچہ فرمایا گیا:

وَاِذَا قِيْلَ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّالسَّاعَةُ لَا رَيْبَ فِيْهَا قُلْتُمْ مَّا نَدْرِيْ مَا السَّاعَةُ ۙ اِنْ نَّظُنُّ اِلَّا ظَنًّا وَّمَا نَحْنُ بِمُسْتَيْقِنِيْنَ ﴿٣٢﴾ ۔

اور جب (تم سے) کہا جاتا تھا کہ خدا کا وعدہ برحق ہے اور قیامت کے آنے میں کچھ شبہہ نہیں تو تم کہتے تھے ہم نہیں جانتے کہ قیامت کیا ہے۔ ہاں کچھ یوں ہی سا واہمہ ہمیں بھی گزرتا ہے مگر جس کو یقین کہتے ہیں وہ تو ہم کو ہے ہی نہیں۔

آیت کا مفہوم واضح ہے کہ جب مشرکین کو قیامت کا ڈر سنایا گیا تو بتایا گیا کہ یہ قطعی حتمی طور پر آنی ہے تو تم نے سرے سے ہی انکار کر دیا اور کہہ دیا کہ ہم نہیں جانتے کہ قیامت کسے کہتے ہیں بلکہ یہ ہمارا گمان کہ تم اس گمان میں ہو۔ گویا ان کے نزدیک قیامت کا وعدہ اور اس کا قطعی آنا بے معنی تھا وہی ان کو یاد دلایا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ دنیا میں تو تم کہا کرتے تھے کہ قیامت کیا چیز ہے؟ اب بتاؤ کہ تم نے مان لیا یا نہیں کہ قیامت کی حقیقت کیا ہے؟ اب بھی کہو کہ ہمیں اس کا یقین نہیں مگر اس وقت بارگاہ الٰہی عزوجل میں سب عرض پیرا ہوں گے اور کہیں گے:

رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ﴿١٠٦﴾ ۔ اے ہمارے رب! ہماری شقاوتیں ہم پر غالب آگئیں اور ہم گمراہ ہو گئے اب ہمیں معاف فرما اب ہمیں سب احکام تسلیم ہیں تو انہیں آخری جواب ملے گا: اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ﴿١٠٨﴾ اپنے نقصان وخسران میں جہنم کے اندر رہو اور ہم سے کلام نہ کرو۔ اب آگے ارشاد ہے:

وَبَدَا لَهُمْ سَيِّاٰتُ مَا عَمِلُوْا وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿٣٣﴾ وَقِيْلَ الْيَوْمَ نَنْسٰىكُمْ كَمَا نَسِيْتُمْ لِقَآءَ يَوْمِكُمْ هٰذَا وَمَاْوٰىكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ ﴿٣٤﴾ ذٰلِكُمْ بِاَنَّكُمُ اتَّخَذْتُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّغَرَّتْكُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا ۚ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُوْنَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُوْنَ ﴿٣٥﴾ ۔

اور جیسے جیسے وہ عمل کرتے تھے اب ان کی برائیاں ان پر ظاہر ہوں گی اور جس عذاب کی وہ ہنسی اڑاتے تھے وہ انہیں گھیر لے گا اور ان سے کہہ دیا جائے گا کہ جس طرح تم نے اس دن کے آنے کو بھلائے رکھا آج ہم بھی تم کو دیدہ دانستہ بھلا دیں گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے اور تمہارا کوئی مددگار نہیں یہ اس کی سزا ہے کہ تم نے خدا کی آیتوں کی ہنسی بنائی اور دنیا کی زندگی نے تم کو دھوکے میں ڈالے رکھا۔ غرض آج یہ لوگ نہ تو دوزخ سے نکالے جائیں گے اور نہ انہیں موقعہ دیا جائے گا کہ توبہ واستغفار کر کے خدا کو رضامند کر سکیں۔

یہ تینوں آیتیں بطریق توبیخ مشرکین کے لئے فرمائی گئیں۔ مفہوم آیتوں کا واضح ہے اس کے بعد اپنی ذات کی حمد فرماتے ہوئے سورۃ ختم کی جاتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

Marfat.com

فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَرَبِّ الْاَرْضِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَلَہُ الْکِبْرِیَآءُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۠ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝۔

پس اللہ ہی کی تعریف ہے جو آسمانوں کا مالک ہے اور زمین کا مالک ہے اور دنیا جہان کا مالک ہے اور آسمانوں اور زمین میں اس کی بڑائی ہے اور وہی زبردست اور حکمت والا ہے۔

ذات واجب تعالیٰ شانہ کے وجہ منیر کو حمد ہے جس کا وہ مستحق ہے اور رب سماوات وارض ہے اور تمام عالموں کا رب ہے۔ اور اسی کے لئے تمام کبریائی زیبا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

بحمد اللہ تفسیر الحسنات کی جلد ۵ ختم ہوئی

فقیر قادری ابوالحسنات سید محمد احمد قادری اشرفی

۱۹۵۰ء

طباعت بار چہارم ۱۹۹۳ء

اظہار تشکر

حضرت مولانا عبدالغنی عثمانی نے تصحیح میں بھرپور تعاون فرمایا اللہ تعالیٰ موصوف کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ ادارہ ان تمام معاونین حضرات کا بے حد ممنون ہے جنہوں نے اس تفسیر کی کتابت طباعت میں تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ان تمام حضرات کو اس تعاون کا اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

(ناظم ادارہ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ (بنی اسرائیل)

"بے شک یہ قرآن راہ دکھاتا ہے جو سب سے سیدھی ہے۔"

تفسیر مظہر القرآن

2 جلد

مترجم و محشی

شیخ الاسلام مفتی اعظم شاہ محمد مظہر اللہ دہلوی قدس سرہٗ العزیز

شاہی امام و خطیب جامع مسجد فتح پوری دہلی

چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔ آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی ○ پاکستان

Marfat.com

کتابِ رشد وہدایت کی ہمہ گیر آفاقی تعلیمات کو عام کرنے کے لئے

نور وسرور اور جذبہ حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر مبنی آیاتِ احکام کی مفصل وضاحت

اردو زبان میں پہلی مرتبہ

تفسیر احکام القرآن

مفسر قرآن، علامہ مفتی محمد جلال الدین قادری

آیات احکام کا مفصل لغوی و تفسیری حل امہات کتب تفسیر کی روشنی میں

مفسرین کی تصریحات کے مطابق پیش کیا گیا۔

اس لئے یہ کتاب طلباء، علماء، وکلاء، ججز

اورعوام وخواص کے لئے قیمتی سرمایہ

آج ہی طلب فرمائیں

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور۔ کراچی۔ پاکستان

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ

تفسیر الحسنات

پارہ

۲۱ تا ۲۵

علامہ ابوالحسنات سید محمد احمد قادری

ضیاء القرآن پبلی کیشنز
لاہور - کراچی - پاکستان